بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیمات نبویہ

ترتیب

محمد کریم سلطانی

الجزء اول

ناشر

مکتبہ صبح نور

جامعہ [illegible] فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعلیماتِ نبویہ ﷺ

الجزء الاوّل

ترتیب:

محمد کریم سلطانی

ناشر:

مکتبہ صبح نور

جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء، پیپلز کالونی فیصل آباد فون: 041-8730834 فیکس: 041-8739797

تعلیمات نبویہ

(الجزءالاول)

تالیف

محمد کریم سلطانی

ناشر

مکتبہ صبح نور

جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء فیصل آباد

فون:34-8730833-041

نام کتاب	**تعلیمات نبویہ** (الجزء الاول)
تالیف	محمد کریم سلطانی
اشاعت	اوّل ۲۰۰٦ء
کمپوزنگ	صبح نور کمپیوٹرز
ناشر	مکتبہ صبح نور
تعداد	
قیمت	

انتساب

پیکر اخلاص

زبدۃ العارفین سلطان الاولیاء عارف باللہ

حضرت خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی مجددی

-رحمۃ اللہ علیہ-

کے نام

بقول سیدی وابی زید مجدہٗ

جن کے فیضانِ نظر سے اَن پڑھ بھی اولیاء کرام کی صف میں داخل ہوگئے۔ جنکے فیض و برکت سے خدام بغیر محنت و مشقت کے سلوک مجددی کے شناور ہو گئے۔

امیدوار نظر کرم

محمد کریم سلطانی

افادات

تعلیمات نبویه علی صاحبها افضل الصلاۃ واکمل التحیه

حضور سیدی وابی فقیہ عصر حضرت

مفتی محمد امین صاحب

دامت برکاتھم العالیہ

کے

افادات کا مجموعہ ہے

اس میں جو کمال وخوبی ہے وہ آپ کی طرف سے ہے
اور اس میں جو نقص وکجی ہے وہ میری تحریر وترتیب میں ہے۔

محمد کریم سلطانی

اهداء

بحضور

مفسر قرآن ضیاء الامہ

حضرت پیر محمد کرم شاہ الازھری

رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ

جو مشائخ کی محفل میں ہوتے یا افسران بالا کے ہمراہ

اپنی خانقاہ یا دار العلوم میں ہوتے یا حکومتی ایوانوں میں

انکی فقیری میں کوئی فرق نہیں آتا تھا

بصد ادب پیش کندہ

محمد کریم سلطانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ وَقَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ الْمَبْعُوْثِ رَحْمَۃً لِلْعَالَمِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ !

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہِ !

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ !

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَحْمَۃً لِلْعَالَمِیْنَ !

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاشَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ !

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَحْبُوْبَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ !

یارسول اللہ! یا نبی اللہ! اے میرے لجپال آقا!

یہ آپکا ادنیٰ غلام آپ کی بارگاہ میں ایک سوغات لایا ہے اسے شرف قبولیت سے نوازیے۔

یارحمۃ للعالمین!

یہ عاجز وناتواں آپ کے در کا منگتا آپ ہی کے خوان کرم سے پلنے والا آج آپ ہی کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے گہر ہائے تابدار لیکر حاضر خدمت ہے انہیں قبول کیجئے۔

یاامام الاولین والآخرین!

یہ بے ہنر آپ کی نگاہ کرم کا محتاج ہے آپ کی اک نظر شفقت کا طلبگار ہے۔اے بندہ پرور آقا! آپ تو ہر ایک کو سینے سے لگاتے ہیں اس بے مایہ کو محروم نہ کیجئے۔

بس اک نظر کرم، اک نظر شفقت، اک نظر رحمت، اک نظر عنایت، بس میرے ذرہ نواز آقاﷺ، لوجہ اللہ اک نظر پیار

آپ کے در کا ادنی منگتا

بے مایہ بے ہنر

محمد کریم سلطانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُنْشِی الْخَلْقِ مِنْ عَدَم
ثُمَّ الصَّلاۃُ عَلَی الْمُخْتَارِ فِی الْقِدَم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّم دَائِماً اَبَداً
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِم

اَمَّا بَعْدُ !

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضور سیدنا محمد رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - کو مبعوث فرمایا نبوت ورسالت کی خلعت زیبا سے سرفراز فرمایا اور آپ پر وحی کو نازل فرمایا۔

حضور رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - نے وحی الٰہی، وہ وَحْیِ مَتْلُوّ - قرآن کریم ہو یا وَحْیِ غَیْر مَتْلُوّ - حدیث پاک ہو، کومن وعن اپنی امت تک پہنچادیا۔

جو خوش نصیب قرآن وسنت پر عمل کر گیا وہ راہ نجات پا گیا اور ابدی سعادتوں سے اپنا دامن معمور کر گیا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ - رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ - قَالَ :

خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ - صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ - یَوْماً خَطّاً ثُمَّ قَالَ ''ھٰذِہٖ سَبِیْلُ اللّٰہِ''

ثُمَّ خَطَّ خُطُوطاً عَنْ يَمِيْنِهٖ ، وَعَنْ شِمَالِهٖ ، ثُمَّ قَالَ : هٰذِهٖ سُبُلٌ" عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ" يَدْعُو اِلَيْهِ ثُمَّ تَلا وَ أَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْماً فَاتَّبِعُوْهُ وَ لا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ.[1]

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مسعود-رضی اللہ عنہ- نے ارشادفرمایا:

حضوررسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ایک دن خط کھینچا پھر ارشادفرمایا:

هٰذِهٖ سَبِيْلُ اللّٰهِ ! یہ اللہ کا راستہ ہے۔

پھر آپ نے اس خط کے دائیں اور بائیں کئی خطوط کھینچے پھر ارشادفرمایا:

یہ راستے ہیں ان میں سے ہر راستہ پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے۔ پھر حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

بیشک میرا یہ راستہ سیدھا راستہ ہے پس اس کی اتباع کرو اور ان دوسرے راستوں کی اتباع نہ کرو اگر تم ان راستوں پر چلے تو یہ تمہیں صراط مستقیم سے بہت دور لے جائیں گے۔

-☆-

حضوررسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کا راستہ ہی نجات کا راستہ ہے۔ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے اس راستہ کو قرآن وسنت کی نورانی قندیل سے منور فرمایا ہے اس راہِ حق کا ہر گوشہ روشن ومنور ہے اس نور بھرے راہ میں کسی قسم کی کمی وابہام نہیں۔ وہ افراد سعادتوں

---

[1] مسند الدارمی رقم الحدیث (۲۰۸) جلد۱ صفحہ۲۸۵
قال حسین سلیم اسد الدارانی: اسنادہ حسن

کے امین ٹھہرے جنہوں نے اپنی حیاتِ مستعار کے تمام لمحات اس راہِ حق میں بسر کر دیے اور کسی اور کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

آیئے آج ہم بھی اس راہِ نبی -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- پر چلیں جس پر چلنے والا کبھی گمراہ نہیں ہوا کرتا۔آیئے قرآن وسنت کی نوری قندیل سے اپنا ظاہر و باطن منور کریں اور حضور -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- کے ارشادات کو حرف آخر سمجھیں۔جس کا رشتہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- سے جتنا گہرا ہوگا اتنا ہی وہ فوز وفلاح سے لبریز ہوگا اور کامیابی اس کا مقدر ٹھہرے گی۔

امام زھری -رحمۃ اللہ علیہ- فرماتے ہیں:

كَانَ مَنْ مَضٰى مِن عُلَمَائِنَا يَقُوْلُوْنَ: اَلاِعْتِصَامُ بِالسُّنَّةِ نَجَاةٌ''۔[1]

ہمارے اسلاف،علماء ربانیین فرمایا کرتے تھے سنت مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- پر دل وجاں سے کاربند ہونے میں نجات ہے۔

جنت اور دائمی انعامات اس کیلئے ہیں جو حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- کے ارشادات پر عمل کرتا ہے اور احادیث مبارکہ کا دل وجاں سے والا وشیدا ہے۔ہاں جس نے سنت مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- کو ترک کردیا ،حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- کی احادیث مبارکہ کو نظر انداز کردیا وہ اللہ تعالیٰ کے اُخروی انعامات سے محروم رہے گا اور اسے غضب الٰہی سے کوئی بھی بچانے والا نہ ہوگا۔

---

(۱) مسند الدارمی (۹۷)۱/۲۳۰

سنیئے !

رَأَى سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ رَجُلاً يُصَلِّيْ بَعْدَ الْعَصْرِ الرَّكْعَتَيْنِ يُكَبِّرُ فَقَالَ لَهُ يَااَبَا مُحَمَّدُ ! اَيُعَذِّبُنِيَ اللّٰهُ عَلَى الصَّلَاةِ؟

قَالَ : لَا وَلٰكِنْ يُعَذِّبُكَ اللّٰهُ بِخَلَافِ السُّنَّةِ.

ترجمة الحديث:

حضرت سعید بن المسیب -رضی اللہ عنہ- نے ایک آدمی کو صلاۃ العصر کے بعد دو رکعتیں ادا کرتے ہوئے، اللہ کی کبریائی کرتے ہوئے دیکھا تو اس آدمی نے آپ سے عرض کی

یا ابا محمد! کیا اللہ تعالیٰ مجھے صلاۃ ادا کرنے پر عذاب دے گا تو آپ نے جواباً فرمایا: صلاۃ ادا کرنے پر عذاب تو نہیں دے گا لیکن اللہ تعالیٰ تجھے خلافِ سنت کام کرنے پر عذاب دے گا۔

-☆-

ہمارے اسلاف نے اس دین حق کو صحیح سمجھا اور اس کی صحیح ترجمانی کی اللہ تعالیٰ ایسے اسلاف کے مزارات پر ان گنت رحمتیں نازل فرمائے۔

یاد رہے سنت مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- وہ چراغ ہے جس سے انسان کی قبر منور ہوگی، قبر کی ظلمت نور محمد مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سے دور ہوگی۔

اللہ رب العزت ہم سب کو اپنے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی سنت مطہرہ پر چلنے کی سعادت ارزانی فرمائے۔

مسند الدارمی رقم الحدیث (۴۵۰) جلد۱ صفحہ۴۰۴
قال المحقق: اسنادہ جید

زیرنظر کتاب ''تعلیمات نبویہ'' میں حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے ارشادات فرمودات سے براہ راست راہنمائی لی گئی ہے یہ کوشش نہیں کی گئی کہ ہم احادیث سے کیا مطلب نکال سکتے ہیں بلکہ یہ کوشش کی گئی ہے اصل فرمان رسول کیا ہے اور اس پر کیسے عمل کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے صدقے ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی سعادت نصیب فرمائے اور سنت مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی نَبِیِّکَ الْمُصْطَفٰی وَرَسُوْلِکَ الْمُرْتَضٰی صَاحِبِ الْوَجْهِ الاَنْوَرِ وَالْجَبِیْنِ الاَزْهَرِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ.

محمد کریم سلطانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر کام سے پہلے

اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین دینِ اسلام ہے اور یہ ایک جامع اور مکمل دین ہے۔ اس دینِ اسلام کی تعلیمات زندگی کے ہر شعبہ پر محیط ہیں۔ اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کے مبارک نام سے شروع کرنا چاہیئے۔ جب کام کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے مبارک اسم سے ہوگی تو وہ کام بفضلہٖ تعالیٰ پایۂ تکمیل تک پہنچے گا اور وہ کام اللہ کے اسم کی برکات سے معمور ہوگا۔

قران کریم کی ابتداء بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے کی ہے تاکہ قران کریم پر ایمان رکھنے والے یقین کی اس دولت سے مالا مال رہیں کہ جتنا بھی عظیم الشان کام کیوں نہ ہو اس کی ابتداء اللہ کے نام سے ہو تو اس کی عظمت کو مزید چار چاند لگیں گے۔

غارِ حرا کی رحمت سے لبریز ساعتوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر وحیِ الٰہی کا نزول ہوا۔ اس پہلی وحی میں بھی اسی چیز کی تعلیم دی گئی۔ ملاحظہ ہو

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ. [۱]

اپنے اس رب کے نام سے پڑھیئے جس نے پیدا فرمایا ہے۔

دیگر انبیاء کرام علیھم الصلاۃ والسلام بھی اپنے امور کی ابتداء اللہ کے نام سے کیا کرتے تھے۔

---

(۱) سورۃ العلق آیت نمبر ۱

حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کا مکتوب مبارک جو ملکہ سبا کی طرف تھا اس کی ابتداء بھی اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک سے ہے۔ ملاحظہ ہو:

قَالَتْ یٰاَیُّهَا الْمَلَأُ اِنِّیْ اُلْقِیَ اِلَیَّ کِتَابٌ کَرِیْمٌ. اِنَّهُ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَ اِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ. (۱)

ملکہ سبا نے کہا:

اے سرداران قوم! میری طرف ایک عزت وکرامت والا خط پہنچایا گیا ہے۔ یہ ﴿حضرت﴾ سلیمان کی طرف سے اور وہ یہ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو سب سے بڑا مہربان اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ تم لوگ میرے مقابلہ میں غرور وتکبر نہ کرو اور میری بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ فرمانبردار بن کر۔

حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام جب کشتی پر سوار ہونے لگے تو آپ نے اھل ایمان سے فرمایا اس کشتی پر سوار ہو جاؤ۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. (۲)

اللہ کے اسم مبارک سے اسکا چلنا اور اسکا لنگر انداز ہونا ہے بیشک میرا رب بہت بخشنے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

---

(۱) سورۃ النمل

(۲) سورھود آیت ۴۱

امت کے والی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی امت کو ہر کام اللہ کے نام سے شروع کرنے کی اہمیت کس احسن طریقہ سے واضح فرمائی ہے۔

ملاحظہ ہو:

عَنْ جَابِرٍ -رضی اللّٰه عنه- عَنْ النَبِي صلى اللّٰه عليه واله وسلم قَالَ أغْلِقْ بَابَکَ وَاذْكُرِاسْمَ اللّٰهِ عَزَوَجَلَّ فَاِنّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَاباً مُغْلَقاً وَاَطْفِئْ مِصْبَاحَکَ وَاذْكُرِاسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرْ إنَاءَكَ وَلَوْبِعَوْدٍ تَعْرِضُه' عَلَيْهِ وَاذْكُرِاسْمَ اللّٰهِ وَاَوْكِ سِقَاءَكَ وَاذْكُرِاسْمَ اللّٰهِ عَزَوَجَلَّ.

مسند الامام احمد	رقم حدیث (۱۴۳۷۱)	جلد ۱۱	صفحہ ۴۴۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۷۳۱)	جلد ۲	صفحہ ۳۶۵
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۷۳۱)	جلد ۲	صفحہ ۴۳۲
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۳۹)	جلد ۱	صفحہ ۷۹
شعب الایمان للبیہقی / رقم الحدیث (۶۰۵۸)		جلد ۵	صفحہ ۱۲۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۲۷۲)	جلد ۴	صفحہ ۸۸
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرطہما		
عمل الیوم اللیلۃ (النسائی) / رقم الحدیث (۷۴۶)			صفحہ ۴۴۷
صحیح البخاری (مختصر)	رقم الحدیث (۳۳۰۴)	جلد ۲	صفحہ ۱۰۱۶
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۰۱۲)	جلد ۱۴	صفحہ ۱۵۴

ترجمة الحديث:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اپنے گھر کا دروازہ بند کرو تو عزت وجلال والے اللہ تعالیٰ کا نام لو کیونکہ شیطان اس دروازہ کو نہیں کھول سکتا۔ جسے اللہ کا نام لے کر بند کیا گیا ہو۔

اپنا چراغ بجھاؤ تو اللہ کا نام ذکر کرو۔

اپنے برتن کو ڈھانپ لو اگرچہ لکڑی ہی اس کے دہانے پر دے دو تو اللہ کا نام ذکر کرو۔

اور اپنے پانی والے مشکیزے کا منہ بند کرو تو اللہ کا نام ذکر کرو۔

-☆-

امام بخاری -رحمۃ اللہ علیہ- کی روایت کردہ حدیث پاک کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

عَنْ جَابِرٍ رضی اللّٰه عنه عَنِ النَبِيِ صلى اللّٰه عليه و اله وسلم قَالَ اِذَا اسْتَجْنَحَ اللَيلُ .اَوْ: كَانَ جَنْحُ اللَيلِ .فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَاِنَ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ" مِنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوْهُمْ وَاَغْلِقْ بَابَکَ وَاذْكُرِاسْمَ اللّٰهِ وَاَطْفِئْ مِصْبَاحَکَ وَاذْكُرِاسْمَ اللّٰهِ وَاَوْكِ سِقَائَکَ وَاذْكُرِاسْمَ اللّٰهِ وَخَمِرِ اِنَائَکَ وَاذْكُرِاسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ تعرِضُ عَلَيْهِ شَيْأً.

صحیح البخاری	رقم حدیث (۳۲۸۰)	جلد۲	صفحہ۱۰۱۰
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۰۱۲)	جلد۱۴	صفحہ۱۵۴
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۰۵۸)	جلد۱۱	صفحہ۳۹۰
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۳۰۴)	جلد۲	صفحہ۱۰۱۶

ترجمة الحديث:

جب رات آجائے تو اپنے بچوں کو باہر جانے سے روک لو کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں۔ پس جب عشاء کی بھی ایک ساعت گزر جائے تو انکی نگرانی چھوڑ دو اور انہیں سلا دو۔

اپنا دروازہ بند کرو تو اللہ کا نام لیکر۔

اپنا چراغ بجھاؤ تو اللہ تعالیٰ کا نام لیکر۔

اپنے مشکیزے کا منہ بند کرو تو اللہ تعالیٰ کا نام لیکر۔

اپنے برتن کو ڈھانپو تو اللہ تعالیٰ کا نام لیکر۔

اگر برتن کا سرپوش نہ ملے تو کوئی اور چیز اوپر رکھ کر ڈھانپ دو۔

-☆-

اسی سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مزید ارشادات گرامی ملاحظہ ہوں:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنْ نَسِىَ اَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى اَوَّلَه' فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَه' وَ آخِرَه'.

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۷۶۷)	جلد۲	صفحہ۳۷۴
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۷۶۷)	جلد۲	صفحہ۴۴۱
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۲۶۴)	جلد۴	صفحہ۹

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۶۵۹)	جلد۳	صفحہ۱۱۸
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۲۶۷)	جلد۱۱	صفحہ۴۶۳
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۴۶۰۸)	جلد۷	صفحہ۴۵۱
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۱۹۶۵)	جلد۷	صفحہ۲۴
سنن الدارمی		جلد۲	صفحہ۹۴
المستدرک للحاکم		جلد۱	صفحہ۱۰۸
قال الحاکم:	هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه۔		
التلخیص بذیل المستدرک		جلد۱	صفحہ۱۰۸
قال الذهبی:	صحیح		
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۱۵۶۶)		صفحہ۲۱۹
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۷۹۰۲)	جلد۵	صفحہ۱۷
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۱۹۸)		جلد۱	صفحہ۳۳۵
مسند ابی یعلیٰ الموصلی	رقم الحدیث (۷۱۵۳)	جلد۱۳	صفحہ۷۸
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۸۶۵)	جلد۳	صفحہ۳۳۹
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۸۵۸)	جلد۲	صفحہ۳۲۰
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۲۱۴)	جلد۱۲	صفحہ۱۳
عمل الیوم واللیلۃ (النسائی) / رقم الحدیث (۲۸۱)			صفحہ۲۶۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۷۹۸۸)	جلد۱۲	صفحہ۴۴۳
المطالب العالیہ	رقم الحدیث (۲۳۶۹)	جلد۲	صفحہ۳۲۰

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھانے لگے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ کا نام لے کر شروع کرے۔

اگر وہ کھانے کی ابتداء میں اللہ کا نام لینا بھول جائے تو اسے چاہیئے کہ ﴿جب اسے یاد آئے تو﴾ کہے بِسۡمِ اللّٰهِ اَوَّلَه وَآخِرَه'.

اللہ کا نام اس کھانے کے اول وآخر میں لیتا ہوں۔

-☆-

عَنۡ جَابِرِ رضی اللّٰه عنه قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه واله وسلم يَقُوۡلُ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيۡتَهٗ فَذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنۡدَ دُخُوۡلِهٖ وَعِنۡدَ طَعَامِهٖ قَالَ الشَّيۡطَانُ لِاَصۡحَابِهٖ : لَامَبِيۡتَ لَكُمۡ وَلَا عَشَاءَ

وَاِذَادَخَلَ، فَلَمۡ يَذۡكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنۡدَ دُخُوۡلِه قَالَ الشَّيۡطَانُ اَدۡرَكۡتُمُ الۡمَبِيۡتَ وَاِذَالَمۡ يَذۡكُرِاللّٰهَ تَعَالٰى عِنۡدَ طَعَامِهٖ قَالَ اَدۡرَكۡتُمُ الۡمَبِيۡتَ وَالۡعَشَاءَ.(۱۳)

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۰۱۸)	جلد۱۳	صفحہ۱۹۰
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۷۶۵)	جلد۲	صفحہ۳۷۴
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۷۶۵)	جلد۲	صفحہ۴۴۱
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت جابر -رضی اللہ عنہ- روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب آدمی اپنے گھر داخل ہو۔ پس داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے لے اور کھانا کھاتے وقت بھی اللہ کا نام لے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے:

اس گھر میں تمہارے لیئے رات رہنے کی کوئی جگہ نہیں اور نہ ہی اس گھر سے تمہیں کھانا ملے گا۔ اور جب آدمی گھر داخل ہو پس داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: تمہیں رات رہنے کی جگہ مل گئی۔

اور جب آدمی کھانا کھاتے وقت بھی اللہ کا نام نہ لے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: تمہیں رات رہنے کی جگہ بھی مل گئی اور کھانا کھانے کا موقع بھی مل گیا۔

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۱۶۱)	جلد۲	صفحہ۱۲۱۰
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۸۸۷)	جلد۴	صفحہ۳۴۳
قال محمود محمد محمود:	حسن صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۴۹)	جلد۳	صفحہ۲۶۹
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۷۹۷)	جلد۲	صفحہ۳۱۳
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۱۶۰۷)	جلد۷	صفحہ۴۵۱
شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۵۸۲۹)	جلد۵	صفحہ۷۳
الدر منثور		جلد۵	صفحہ۵۹
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰۹۶)		صفحہ۲۸۲

ان احادیث مبارکہ میں غور کیجئے: کام شروع کرنے سے پہلے اللہ کا نام لینا کتنا محمود ہے

۱۔ کام سراپا خیر و برکت ہوگا۔

۲۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشاد پر عمل ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشاد گرامی پر عمل کرنے سے دوہرا ثواب ملتا ہے۔

۳۔ اللہ کا نام لینے والے کے نزدیک شیطان نہیں آتا اور نہ اس کے کھانے میں شریک ہوتا ہے۔ اور یہ بدیہی بات ہے جو فرد بشر شیطان سے دور ہے وہ رحمان جل جلالہ سے نزدیک ہے۔ جس گھر میں شیطان نہ ہو اس گھر میں رحمٰن و رحیم اللہ کے سراپا برکات فرشتے ہوتے ہیں۔

اس لیئے ہمیں چاہیئے ہر کام شروع کرنے سے پہلے کہہ دیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایمان باللہ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

بَيْنَانَحْنُ جلُوس" عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ، اِذْطَلَعَ عَلَيْنَا رَجُل" شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ وشَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لاَ يُرَىٰ عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلاَ يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَد" ، حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ.قَالَ : يَامُحَمَّدُ ! اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلاَمِ.قَالَ: اَلْاِسْلاَمُ اَنْ تَشْهَدَاَنْ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمُ الصَّلاَةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُوْمُ رَمْضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ اِن اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً.قَالَ:

صَدَقْتَ .فَعَجِبْنَالَهٗ يَسْاَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ.قَالَ : فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِيْمَانِ قَالَ :اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلاَئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِوَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ.قَالَ : صَدَقْتَ قَالَ :فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ.قَالَ :اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ.قَالَ :

فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِقَالَ : مَاالْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ.قَالَ :فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَاتِهَا قَالَ:اَنْ تَلِدَالْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ

رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ. قَالَ :ثُمَّ انْطَلَقَ، فَلَبِثْتُ مَلِيّاً ثُمَّ قَالَ لِيْ : يَاعُمَرَ ! اَتَدْرِىْ مَنِ السَّائِلُ ؟قُلْتُ :اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ: فَاِنَّهُ جِبْرِيْلُ - اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۴۹۹)	جلد۴	صفحہ۱۷۹۳
	(عن ابی ھریرۃ)		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲)	جلد۱	صفحہ۹
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۸)	جلد۱	صفحہ۶۳
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۱)	جلد۱	صفحہ۱۱۲
قال المحقق:	متفق علیہ		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۶۸)	جلد۱	صفحہ۳۹۰
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۶۹۵)	جلد۲	صفحہ۶۳۵
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۶۹۵)	جلد۳	صفحہ۱۴۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۶۳)	جلد۱	صفحہ۶۰
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۶۳)	جلد۱	صفحہ۸۷
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۵۳)	جلد۱	صفحہ۳۸
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۲۵۰۴)	جلد۴	صفحہ۱۲۷ (مختصراً)

ترجمة الحديث:

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب -رضی اللہ عنہ- فرماتے ہیں ایک دن ہم حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھے۔ اچانک ایک آدمی نمودار

ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۳)	جلد ۱	صفحہ ۳۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۱۹)	جلد ۴	صفحہ ۲۷۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۱۰)	جلد ۳	صفحہ ۳۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی		جلد ۸	صفحہ ۹۸
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۰۵)	جلد ۳	صفحہ ۳۳۹
قال الالبانی:	صحیح		
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۲)	جلد ۱	صفحہ ۸
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۴)	جلد ۱	صفحہ ۲۴۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۳۶۷)	جلد ۱	صفحہ ۳۱۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۱۰۴۷۸)	جلد ۱۱	صفحہ ۴۴

ہوا۔ جس کا لباس نہایت سفید اور بال شدید سیاہ تھے اور اس پر سفر کا کوئی اثر دکھائی نہ دیتا تھا اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا۔ یہاں تک کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی خدمت اقدس میں دوزانو ہو کر یوں بیٹھ گیا کہ اس نے اپنے گھٹنے حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے گھٹنوں سے ملائے اور اپنے دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر رکھ دیئے اور عرض کی اے سراپا حمد وخوبی! مجھے بتایئے اسلام کیا ہے؟

حضور نے ارشاد فرمایا: اسلام یہ ہے کہ

۱۔ تو گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور محمد مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ اور تو نماز اپنے پورے حقوق کے ساتھ ادا کرے۔

۳۔ اور تو زکوۃ ادا کرے۔

۴۔ اور رمضان المبارک کے روزے رکھے۔

۵۔ اور بیت اللہ کا حج کرے اگر تجھے حج کی استطاعت ہو۔

اس اچانک نمودار ہونے والے آدمی نے آپ کا جواب سن کہا آپ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر -رضی اللہ عنہ- (جو یہ حدیث بیان کرنے والے ہیں) نے فرمایا ہم اس آدمی پر بڑے متعجب ہوئے کہ یہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی سوال کے جواب کی تصدیق کرتا ہے۔ پھر اس نووارد نے عرض کی: مجھے بتایئے ایمان کیا ہے؟ حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے جواباً ارشاد فرمایا: تو ایمان لائے اللہ پر، اس کے ملائکہ پر، اس کی نازل کردہ کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، یوم آخر یعنی قیامت پر اور ہر خیر وشر کی تقدیر پر (یعنی ان تمام کو

حق اور سچ جانو اور مانو) یہ جواب سن کر اس نے پھر کہا: آپ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔اس نے پھر عرض کی: مجھے بتایئے احسان کیا ہے؟ حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی ایسے حال میں عبادت کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے دیکھ نہ سکے تو کم از کم اس حال میں عبادت کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے عرض کی مجھے بتایئے قیامت کب آئے گی؟ حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: "مَسْئُول عَنْهَا" سائل سے زیادہ جاننے والا نہیں اس نے عرض کی مجھے بتایئے قیامت کی نشانیاں کون کون سی ہیں؟ حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: (ایک نشانی تو یہ ہے کہ) لونڈی، خادمہ اپنی مالکہ، آقا کو جنے گی۔ (دوسری نشانی یہ ہے کہ) تو دیکھے جن کے پاؤں میں جوتا نہیں جن کے جسموں پر کپڑا نہیں، تہی دست اور بکریوں کو چرانے والے بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں گے اور عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے سے بڑھ جائیں گے۔ راوی حدیث حضرت عمر-رضی اللہ عنہ- نے فرمایا: پھر وہ نو وارد ان سوالات کے جوابات پا کر چلا گیا اور میں اس کے بعد کچھ دیر مزید بارگاہ مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- میں حاضر رہا۔ پھر حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! تمہیں علم ہے سائل کون تھا؟ میں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔ حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: وہ جبریل امین تھے تمہارے پاس اس لئے آئے تھے کہ تمہیں تمہارا دین سکھائیں۔

-☆-

دین تکمیل کے مراحل میں ہے۔ ۱۰ھ ہجری میں حجۃ الوداع سے قبل حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- خلوت سے نکل کر جلوت میں تشریف فرما ہیں۔ اپنے دیدار

حق اور سچ جانو اور مانو) یہ جواب سن کر اس نے پھر کہا: آپ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔اس نے پھر عرض کی: مجھے بتائیے احسان کیا ہے؟ حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی ایسے حال میں عبادت کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے دیکھ نہ سکے تو کم از کم اس حال میں عبادت کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے عرض کی مجھے بتائیے قیامت کب آئے گی؟ حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: "مَسْئُول عَنْهَا" سائل سے زیادہ جاننے والا نہیں اس نے عرض کی مجھے بتائیے قیامت کی نشانیاں کون کون سی ہیں؟ حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: (ایک نشانی تو یہ ہے کہ) لونڈی، خادمہ اپنی مالکہ، آقا کو جنے گی۔ (دوسری نشانی یہ ہے کہ) تو دیکھے جن کے پاؤں میں جوتا نہیں جن کے جسموں پر کپڑا نہیں، تہی دست اور بکریوں کو چرانے والے بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں گے اور عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے سے بڑھ جائیں گے۔ راوی حدیث حضرت عمر -رضی اللہ عنہ- نے فرمایا: پھر وہ نو وارد ان سوالات کے جوابات پا کر چلا گیا اور میں اس کے بعد کچھ دیر مزید بارگاہ مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- میں حاضر رہا۔ پھر حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! تمہیں علم ہے سائل کون تھا؟ میں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔ حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: وہ جبریل امین تھے تمہارے پاس اس لئے آئے تھے کہ تمہیں تمہارا دین سکھائیں۔

-☆-

دین تکمیل کے مراحل میں ہے۔ ۱۰ھ ہجری میں حجۃ الوداع سے قبل حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- خلوت سے نکل کر جلوت میں تشریف فرما ہیں۔ اپنے دیدار

سے عالم کو سیراب فرما رہے ہیں۔

نوریوں کے سردار، سید الملائکہ حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام انسانی صورت میں بارگاہ اقدس میں حاضری دیتے ہیں۔آپکی حاضری کا منظر امیر المؤمنین حضرت عمر۔رضی اللہ عنہ۔کی زبانی سماعت فرمایئے:

اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُل"

اچانک ایک آدمی ہم پر طلوع ہوا۔

بارگاہ مصطفیٰ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ میں جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حاضری تھی۔آج نوریوں کا سردار عیاناً حاضری کیلئے آیا تھا۔اسے جو خوشی اور کیف نصیب ہوا ہوگا وہ اس کے چہرے سے ظاہر تھا ملاقات کی مسرت نے اسے چاند سے بڑھ کر حسین بنا دیا تھا۔وہ آیا بھی یوں تھا جیسے بدلی سے چاند نکلا ہو۔

شَدِیْدُ بِیَاضِ الثِّیَابِ وَشَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ

اس کے کپڑے انتہائی سفید اور اس کے بال بہت سیاہ تھے۔

حضور فداہ ابی وامی۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کو سفید لباس بہت پسند تھا آج آپ کی خوشی حاصل کرنے کیلئے وہ سفید لباس زیب تن کر کے آیا تھا۔

اس کے بالوں کی رنگت اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ وہ بڑے اہتمام سے حاضر ہوا ہے۔
واقعی کسی استاد و مرشد، رہبر و رہنما کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہو تو اپنے باطن کے ساتھ اپنے ظاہر کو بھی آراستہ کر کے حاضر ہونا چاہیئے۔جو بھی اسے دیکھتا جائے اس کی نفاست اور خوش ذوقی کو داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔

لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ

اس پر آثار سفر نظر نہ آتے تھے۔

گردو غبار اور تھکاوٹ سفر کے لوازمات سے ہے۔ سفر سے انسان کا لباس اور اسکے گیسو گرد آلود ہو جاتے ہیں اور اس کا جسم تھکاوٹ سے نڈھال ہو جاتا ہے لیکن مدینہ منورہ کے سفر میں، زیارۃ النبی -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی تڑپ سے روح انسانی اور اجلی ہو جاتی ہے۔ روح کی توانائی اور حسن قابل دید ہوا کرتا ہے۔ خاک مدینہ کو سرمہ بنانے والے کی روح انوارِ رَبَّانِیَہ سے غسل کر رہی ہوتی ہے۔ سیدالملائکہ حضور جبریل امین علیہ الصلوۃ والسلام چونکہ سراپا روح تھے اس لئے آپ مزید اجلے، نکھرے اور دلکش نظر آ رہے تھے۔

نور سے بنا ہوا وجود کبھی خاکی لباس پہن لیتا ہے پھر وہ اس مناسبت سے انہیں لوازمات کا اہتمام کرتا ہے جو ایک انسان کیلئے ضروری ہیں۔ حضرت جبریل امین علیہ الصلوۃ والسلام چونکہ انسانی صورت میں آئے تھے اس لئے انسانوں والا لباس پہن کر آئے تھے ورنہ اس نور کو اس لباس کی ضرورت نہیں۔ اگر جبریل امین انسانی صورت میں حاضری دے سکتے ہیں تو جبریل امین کا مخدوم و سردار اگر انسانیت کو شرف بخشنے کیلئے اس روپ میں تشریف لائے تو حیرانگی کی کون سی بات ہے۔ حضرت جبریل امین علیہ والصلوٰۃ والسلام حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی بارگاہ اقدس میں بیٹھ گئے۔ آپ کا بیٹھنا انتہائی ادب سے تھا۔ آپ دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے۔

فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ

واقعی سائل اور طالب کو اپنے مقتدا کی بارگاہ میں دوزانو ہو کر بیٹھنا چاہیئے۔

جبریل امین علیہ السلام نے اپنے گھٹنے نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے مبارک گھٹنوں سے ملا دیئے۔ بھری محفل میں گھٹنے سے گھٹنا مل گیا۔ اب مخدوم کے جسم سے خادم کا جسم مس کر گیا اس لمحے مخدوم نے خادم کو کیا فیض دیا ہوگا یہ مخدوم اور خادم جانے بہر حال یہ موقع بڑا نادر موقع تھا۔

ایک مرتبہ عارف باللہ حضرت خواجہ محمد سلطان عالم مجددی -رحمۃ اللہ علیہ- چچیاں شریف کی ایک مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ آپ کی بارگاہ میں اس وقت ایک مولانا صاحب تھے۔ آپ انہیں کتاب دکھا رہے تھے لیکن کتاب آپ کے اپنے ہاتھ مبارک میں تھی۔ مولانا صاحب قریب ہوتے گئے یہاں تک کہ مولانا صاحب کے جسم کا کوئی حصہ حضور خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے جسم مبارک کے کسی حصہ سے مس کر گیا غالب گمان ہے وہ مولانا صاحب کا گھٹنا ہوگا جو حضور کے گھٹنے سے مس کر گیا۔ بھری محفل نے یہ منظر دیکھا اور سنا کہ مولانا صاحب کے جسم کا وہ حصہ جو حضور کے جسم سے مس کر گیا تھا اس سے اللہ اللہ کی آواز آنا شروع ہوگئی۔

حضرت خواجہ محمد سلطان عالم مجددی -رحمۃ اللہ علیہ- کی بارگاہ میں ایک عام مولانا صاحب تھے جسم سے جسم مس ہونے سے آپ نے ان کے جسم کو ذاکر بنا دیا۔ زیر نظر حدیث پاک میں مسند پر حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- جلوہ گر ہیں اور حاضری دینے والے نوریوں کے سردار حضرت جبریل امیں ہیں اب جسم مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سے جسمِ جبریل علیہ السلام مس ہوا تو یہاں نبیوں کے سردار -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے فرشتوں کے سردار کو کیا کچھ نہ دیا ہوگا۔

پھر حضرت جبریل امیں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں بس نہ کی بلکہ ایک مرحلہ اور طے کیا

فَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ

جبریل امین نے اپنے دونوں ہاتھ حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی دونوں رانوں مبارک پر رکھ دیئے۔جیسے آج بھی کوئی سائل لینے پر آ جائے تو سخی کے گھٹنوں کو پکڑ لیتا ہے۔حضور جبریل امیں علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ معلوم تعلیم دین کے پردے میں کیا لینے آئے تھے انہیں معلوم تھا

یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے

اس حدیث مبارک میں حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سے حضرت جبریل امیں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعلیم امت کے لئے پانچ سوال کیئے اور حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ان پانچ سوالوں کے جوابات مرحمت فرمائے۔

یہ سوالات بہت ہی اہم اور بنیادی نوعیت کے ہیں اور حضور رحمۃ للعالمین-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے جوابات مبارکہ میں اتنی جامعیت اور افادیت ہے کہ حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے پورے دین کا خلاصہ اور نچوڑ ذکر فرما دیا۔

اس حدیث پاک میں ہمارے دین کا جوہر پوری آب وتاب کے ساتھ ذکر کر دیا گیا ہے اس لئے ہمارے اسلاف نے اس حدیث جبریل کو "اُمُّ السُّنَّةِ" کے نام سے موسوم فرمایا ہے۔

قرآن کریم کے تمام مضامین کا خلاصہ سورۃ فاتحہ میں ہے اس لئے سورہ فاتحہ کو اُمّ الکِتَاب کہتے ہیں بعینہ تمام مضامین احادیث کا خلاصہ اس حدیث جبریل میں ہے اس لئے اس کو "اُمُّ

السُّنَّةِ" کہنا بالکل درست اور صحیح ہے۔

یہ سوالات کرنے والے چونکہ حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے اسی مناسبت سے اس حدیث پاک کو "**حدیث جبریل**" بھی کہا جاتا ہے۔

حضور رحمۃ للعالمین۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سے پوچھے جانے والے پانچ سوالات یہ ہیں:

۱۔ اسلام کیا ہے؟

۲۔ ایمان کسے کہتے ہیں؟

۳۔ احسان کی تعریف کیا ہے؟

۴۔ قیامت کب آئے گی؟

۵۔ قیامت کی نشانیاں کون کون سی ہیں؟

قَالَ (جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ الصَّلاۃُ والسَّلامُ)

فَأَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ

قَالَ (النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ)

اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلائِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِهٖ وَشَرِّهٖ.

ترجمة الحديث:

حضرت جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے بتایئے ایمان کیا ہے؟

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: تو ایمان لائے اللہ پر، اسکے فرشتوں پر، اسکی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور یوم آخر (قیامت کے دن) پر اور تو ایمان لائے اچھی اور بری تقدیر پر۔

-☆-

اس حدیث مبارکہ میں حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے چھ چیزوں پر ایمان لانے کا ذکر فرمایا ہے۔

۱۔ اللہ پر ایمان ۲۔ فرشتوں پر ایمان

۳۔ نازل شدہ کتابوں پر ایمان ۴۔ رسولوں پر ایمان

۵۔ قیامت کے دن پر ایمان ۶۔ تقدیر پر ایمان

سورۃ البقرہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ" اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ. ۱؎

ترجمہ:

ایمان لائے رسول کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اس کتاب پر جو نازل کی گئی آپ پر آپ کے رب کی جانب سے اور مومن (بھی ایمان لائے اس کتاب پر) یہ سب ایمان لائے اللہ پر اس کے ملائکہ پر اس کی کتابوں پر اور اسکے رسولوں پر۔

یہاں اللہ رب العزت نے چار چیزوں پر ایمان کا ذکر فرمایا۔

قیامت پر ایمان، قرآن کریم میں اس کا ذکر متعدد مقامات پر ہے۔

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ" لَارَيْبَ فِيْهَا. ۲؎

ترجمہ:

بیشک قیامت آنے والی ہے اور اس کے وقوع میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔

تقدیر کا بھی قرآن کریم میں بالصراحت ذکر کر دیا گیا ہے۔

---

(۱) البقرۃ آیت-۲۸۵

(۲) الانعام آیت-۱۲۶

فَمَنْ يُرِدِاللّٰهُ اَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدْاَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقاً حَرَجاً كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُفِي السَّمَاءِ.

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

اَلْاِسْلَامُ عَلَانِيَةٌ'' وَالْاِيْمَانُ فِي الْقَلْبِ قَالَ ثُمَّ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ ثُمَّ قَالَ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا.

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک-رضی اللہ عنہ-فرماتے ہیں کہ
حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-فرمایا کرتے تھے:

اسلام علانیہ ہے یعنی ظاہری اعمال کا نام اسلام ہے اور ایمان دل میں ہے یعنی اعتقاد کا نام ایمان ہے۔ پھر آپ اپنے سینے مبارک کی طرف تین مرتبہ اشارہ فرماتے پھر فرماتے تقویٰ اس جگہ ہے۔

مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۶۰)	جلد۱	صفحہ۲۱۲
المطالب العالیہ	رقم الحدیث (۲۸۶۱)	جلد۳	صفحہ۵۵
الدر المنثور		جلد۶	صفحہ۱۰۰
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۳۲۲)	جلد۱۰	صفحہ۴۳۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
کنز العمال	رقم الحدیث (۱۹)	جلد۱	صفحہ۱۷ (مختصراً)
کنز العمال	رقم الحدیث (۴۴)	جلد۱	صفحہ۳۳

اسلام اعمال ظاہرہ کا نام ہے اور ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور تصدیق قلبی کا دوسرے احباب کو اس وقت پتہ ملے گا جب وہ زبان سے اقرار کرے گا۔ گویا ایمان اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کا نام ہے۔ اعمال صالحہ تو ان سے ایمان میں طاقت پیدا ہوتی ہے۔ یہی وہ قوت ہے جس کے باعث ایک صالح و مطیع، غیر صالح اور غیر مطیع سے ممتاز ہوتا ہے۔ کیا ایمان ان چھ تک محدود ہے یا اس کے علاوہ بھی ایسی چیزیں ہیں جن پر ایمان لانا ضروری ہے۔

عارف باللہ حضور قاضی ثناء اللہ پانی پتی -رحمۃ اللہ علیہ- لکھتے ہیں:

اَلْاِیْمَانُ فِی الشَّرْعِ اَلتَّصْدِیْقُ بِالْقَلْبِ وَاللِّسَانِ جَمِیْعاً بِمَا جَاءَ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَعُلِمَ قَطْعاً.

نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- جو کچھ لے کر تشریف لائے ان سب پر دل و زبان سے تصدیق کرنا بشرطیکہ ان چیزوں کا ثبوت نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سے قطعی و یقینی ہو ایمان شرعی کہلاتا ہے۔

الحاصل ہمارے آقا و مولیٰ حضور سید الانبیاء رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- جو کچھ لے کر تشریف لائے اسے سچا جاننا اور سچا ماننا ایمان کہلاتا ہے۔

ایمان باللہ:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ"۔ [1]

ترجمہ:

اے حبیب! فرما دیجئے وہ اللہ یکتا ہے۔ اللہ صمد ہے۔ نہ اسکی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی

(۱) سورۃ اخلاص

کا بیٹا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی شریک ہے۔

اللہ یکتا ہے:

اِلٰهُكُمْ اِلٰه' وَاحِد' لاَ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ وَاخْتِلاَفِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَاَحْيَابِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيْفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ۔[1]

ترجمہ:

اور تمہارا الہ ایک الہ ہے۔ نہیں ہے کوئی الہ سوائے اس کے۔ وہ سب سے بڑا رحم فرمانے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں رات اور دن کے اختلاف میں اور وہ بحری جہاز جو چلتے ہیں سمندر میں وہ چیزیں اٹھائے جو نفع پہنچاتی ہیں لوگوں کو اور جو نازل فرمایا اللہ نے آسمان سے پانی پھر زندہ کیا اس پانی کے ذریعے زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد اور پھیلا دیئے اس زمین میں ہر طرح کے جانور اور ہواؤں کے بدلتے رہنے میں اور آسمان و زمین کے درمیان پابند حکم بادل میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔

-☆-

(۱) سورۃ الحج ایت-۳۴

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰه'' وَاحِد'' فَلَهٗ اَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ.[1]

ترجمہ:

پس تمہار اِلٰہ ایک اِلٰہ ہے تو اسی کا حکم مانو اور (اے حبیب) بشارت دیجئے انکساری کرنے والوں کو۔

وَقُوْلُوْا اٰمَنَّابِالَّذِیْ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِد'' وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ.[2]

ترجمہ:

اور کہہ دیجئے ہم ایمان لائے ہیں اس قرآن پر جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور ان کتابوں پر بھی جو تمہاری طرف نازل کی گئی اور ہمارا الٰہ (معبود) اور تمہارا اِلٰہ (معبود) ایک ہے اور ہم اس کے ہر حکم پر سر جھکانے والے ہیں۔

وَالصّٰفّٰتِ صَفًّا فَالزّٰجِرَاتِ زَجْراً فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْراً. اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِد'' رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ اِنَّازَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ.[3]

ترجمہ:

قسم ہے بارگاہ الٰہی میں صف بستہ کھڑے ہونے والے فرشتوں کی اور قسم ہے ان باجبروت فرشتوں کی جو حکم الٰہی نافذ کرنے میں زجر سے کام لیتے ہیں اور قسم ہے ان فرشتوں کی

---

(۱) سورۃ العنکبوت آیت-۴۶

(۲) سورۃ الصٰفٰت آیت-۱ تا ۶

(۳) سورۃ صٓ آیت-۶۶

جوتلاوت قرآن کریم میں مصروف رہتے ہیں بیشک تمہارا الٰہ واحد ہے جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اسکا اور رب ہے مشارق کا بیشک ہم نے آراستہ کیا ہے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے۔

-☆-

قُلْ اِنَّمَا اَنَا مُنْذِر" وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلاَّ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ.[1]

ترجمہ:

(اے حبیب!) فرما دیجئے میں تو عذاب الٰہی سے خبردار کرنے والا ہوں کوئی الٰہ نہیں سوائے اللہ کے جو واحد اور قہار ہے رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کا (بھی) رب ہے وہ عزت والا اور بہت بڑا مغفرت فرمانے والا۔

-☆-

وَمَا اُمِرُوْا اِلاَّ لِيَعْبُدُوْا اِلٰهاً وَاحِداً لَا اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ.[2]

ترجمہ:

اور انہیں حکم نہیں دیا گیا مگر یہ کہ وہ عبادت کریں الٰہ واحد کی۔ کوئی الٰہ نہیں مگر وہی (اللہ) ہے پاک ہے وہ اس سے جسے وہ (بدبخت) اس کا شریک بناتے ہیں۔

-☆-

---

(۱) سورۃ التوبہ آیت-۳۱

(۲) سورۃ ص آیت-۶۵/۶۶

اسی اللہ وحدہٗ لاشریک نے ایک سے زائد الٰہ کی ایک اور انداز میں نفی فرمادی ملاحظہ ہو:

وَقَالَ اللّٰهُ لاَ تَتَّخِذُوا اِلٰهَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰه' وَاحِد' فَاِيَّایَ فَارْهَبُوْنَ.[۱]

ترجمہ:

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نہ بناؤ دو الٰہ وہی الٰہ واحد ہے پس مجھ ہی سے ڈرو۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلاَّ اِلٰه' وَاحِد' وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَاب' اَلِيْم'.[۲]

ترجمہ:

یقیناً کفر کے مرتکب ہوئے وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں تیسرا ہے نہیں ہے کوئی الٰہ مگر اللہ جو واحد ہے اور اگر وہ باز نہ آئے اس شرکیہ قول سے جو وہ کہہ رہے ہیں تو یقیناً پہنچے گا ان میں سے انہیں جنہوں نے کفر کیا دردناک عذاب۔

وَلاَ تَقُوْلُوْا ثَلٰثَة' اِنْتَهُوا خَيْر' لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰه' وَاحِد'.[۳]

ترجمہ:

اور نہ کہو تین الٰہ ہیں۔ ایسا کہنے سے باز آجاؤ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ یقیناً اللہ الٰہ واحد ہے۔

-☆-

---

(۱) سورۃ النحل آیت-۵۱

(۲) سورۃ المائدہ آیت-۷۳

(۳) سورۃ النساء آیت-۱۷۱

قرآن کریم میں سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کا تذکرہ ہے اس میں حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام اپنے جیل کے ساتھیوں سے فرما رہے ہیں:

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ مَاتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ. (1)

ترجمہ:

اے میرے جیل کے دونوں ساتھیو! (بتاؤ) کیا بہت سے جدا جدا رب بہتر ہیں یا اللہ جو واحد ہے اور قھار ہے۔

تم عبادت نہیں کرتے اس اللہ کے علاوہ (معبودان باطل کی) مگر انکی کوئی حقیقت نہیں وہ تو چند نام ہیں جو نام رکھے ہیں تم نے اور تمہارے اجداد نے نہیں نازل فرمایا اللہ نے اس کیلئے کسی دستاویز کو نہیں ہے حکم مگر اللہ کا اور اسی نے حکم دیا ہے کہ تم عبادت نہ کرو مگر اسی ایک اللہ کی یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔

-☆-

روز قیامت فرمان الٰہی ہوگا: لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ.

ترجمہ:

آج کس کی حکمرانی ہے؟ آج اللہ کی حکمرانی ہے جو واحد اور قھار ہے۔

(۱) سورۃ یوسف آیت-۴۰

اللہ صمد ہے:

صمد کا معنیٰ ہے اَلصَّمَدُ : اَلْمَقْصُوْدُ لِقَضَاءِ الْحَاجَاتِ.۱

صمد اس ذات کو کہتے ہیں کہ قضائے حاجات کیلئے جس کا قصد کیا جائے۔

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

اَلصَّمَدُ : هُوَالَّذِیْ یُصْمَدُ اِلَیْهِ فِی الْحَوَائِجِ وَیُقْصَدُ اِلَیْهِ فِی الرَّغَائِبِ.۲

صمد اس ذات کو کہتے ہیں کہ قضائے حاجات کیلئے جس کی بارگاہ کا قصد کیا جائے اور انعامات کے حصول کیلئے جس کی درگاہ پر حاضری دی جائے۔

علامہ سید عبدالعزیز الدرینی لکھتے ہیں:

اَلصَّمَدُ : هُوَ السَّیِّدُ الْغَنِیُّ الَّذِیْ یَقْصِدُهُ كُلُّ اَحَدٍ وَهُوَ غَیْرُ مُحْتَاجٍ اِلٰی اَحَدٍ.۳

صمد اس غنی آقا کو کہتے ہیں کہ جو ہر ایک کا مقصود ہو لیکن وہ خود کسی کا محتاج نہ ہو۔

حضرت ابوھریرہ ـ رضی اللہ عنہ ـ فرماتے ہیں:

اَلصَّمَدُ : اَلَّذِیْ یَحْتَاجُ اِلَیْهِ كُلُّ اَحَدٍ وَهُوَ مُسْتَغْنٍ عَنْ كُلِّ اَحَدٍ.۴

صمد اس ذات کو کہتے ہیں کل کائنات اس کی محتاج ہو اور وہ کسی کا محتاج نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں لیکن ساری کائنات اس کی محتاج ہے۔

---

(۱) المعجم الوسیط (جلد اول صفحہ ۵۲۳

(۲) المقصد الاسنیٰ فی شرح اسماء اللہ الحسنیٰ / مطبعۃ محمد علی صبیح مصر، صفحہ ۱۴۴

(۳) المقصد الاسنیٰ صفحہ ۱۲۶ (سید عبدالعزیز درینی)

(۴) لَوَامِعُ الْبَیِّنَات / فخر الدین محمد بن عمر الرازی، مکتبۃ الکلیات الازعیہ قاہرہ ۱۹۷۶ صفحہ ۳۱۷

عالم ملک وملکوت، دنیاوآخرت سب اللہ کے محتاج ہیں۔ تمام عالم اپنی تخلیق میں اپنی بقا میں اپنی نشوونما میں اسی وحدہٗ لاشریک کے محتاج ہیں۔

ساری کائنات کو وجود اللہ نے دیا، کائنات کی دیکھ بھال اللہ فرما رہا ہے۔ اس کا کل انتظام دست قدرت میں ہے۔ وہ جو چاہے جب چاہے جیسا چاہے کرنے پر قادر ہے۔

یَاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشاً وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقاً لَکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَاداً وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔[1]

ترجمہ:

اے لوگو! عبادت کرو اپنے اس رب کی جس نے تمہیں پیدا فرمایا اور ان لوگوں کو بھی پیدا فرمایا جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم متقی بن جاؤ۔

وہی جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو بناء اور نازل فرمایا آسمان سے پانی اور نکالا اس پانی کے ذریعے پھل جو تمہارے لئے رزق ہیں پس نہ بناؤ اللہ کیلئے شریک حالانکہ تم جانتے ہو (کہ وہ شریک بننے کے اہل نہیں)

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ ثُمَّ رَزَقَکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ هَلْ مِنْ شُرَکَائِکُمْ مَنْ یَفْعَلُ مِنْ ذَالِکُمْ مِنْ شَیْئٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔[2]

---

(۱) سورۃ البقرہ آیت-۲۱/۲۲

(۲) سورۃ الروم آیت-۴۰

ترجمہ:

اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر تمہیں رزق عطا فرمایا پھر تمہیں موت سے ہمکنار کرے گا۔ تمہیں زندہ کرے گا کیا وہ تمہارے معبودان باطل جنہیں تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو ان میں سے کوئی ہے جو ان کاموں میں سے کوئی کام کر سکتا ہو۔ پاک ہے اللہ ہر عیب سے اور بلند و بالا ہے ان سے جنہیں یہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

-☆-

مَالَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَاراً وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَاراً اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقاً وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْراً وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجاً۔[1]

ترجمہ:

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے عظمت و جلال کی پرواہ نہیں کرتے حالانکہ اس نے تمہیں کئی مرحلوں سے گزار کر پیدا فرمایا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسے پیدا فرمایا ہے سات آسمانوں کو تہ بہ تہ اور بنایا ہے چاند کو ان میں نور اور بنایا ہے ان میں سورج کو روشن چراغ۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔[2]

ترجمہ:

اس زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے ہم تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔

---

(۱) سورۃ طٰہٰ آیت-۵۵

(۲) سورۃ نوح آیت-۱۳/۱۶

اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ وَاِذَامَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ۔[1]

ترجمہ:

وہی اللہ نے جس نے مجھے پیدا فرمایا پھر وہ ہر لمحہ میرا ہادی ہے وہی جو مجھے کھانا کھلاتا ہے اور پانی پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔ وہی ہے جو مجھے موت دے گا پھر زندہ فرمائے گا۔

-☆-

لِلّٰهِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَخْلُقُ مَایَشَاءُ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَاءُ اِنَاثاً وَیَهَبُ لِمَنْ یَشَاءُ ذکوراً یُزَوِّجُهُمْ ذُکْرَاناً وَاِناثاً وَیَجْعَلُ مَنْ یَشَاءُ عَقِیْماً اِنَّهٗ عَلِیْم'' قَدِیْر''۔[2]

ترجمہ:

اللہ ہی کیلئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین نے ہے جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے یا ملا جلا کر دیتا ہے انہیں بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے بیشک وہ سب کچھ جاننے والا اور ہر چیز پر قادر ہے۔

-☆-

---

(۱) سورۃ الشعراء آیت-۷۸تا۸۱

(۲) سورۃ الشوریٰ آیت-۴۹/۵۰

اِنَّا خَلَقْنَا کُلَّ شَیْئٍ بِقَدَرٍ وَمَا اَمْرُنَا اِلاَّ وَاحِدٌ کَلَمحٍ بِالْبَصَرِ۔[1]

ترجمہ:

ہم نے ہر چیز کو ایک انداز سے پیدا فرمایا ہے اور ہمارا حکم یکبارگی ہوتا ہے آنکھ جھپکتے نافذ ہوتا ہے۔

-☆-

اللہ حَیٌّ و قَیُّوم ہے:

اَللّٰہُ لاَ اِلٰـــہَ اِلاَّ ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لاَ تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلاَ نَوْمٌ لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰاتِ وَمَافِی الْاَرْضِ مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلاَّ بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَابَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلاَ یُحِیْطُوْنَ بِشَیْئٍ مِنْ عِلْمِہٖ اِلاَّ بِمَاشَاءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ وَلاَ یَؤدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔[2]

ترجمہ:

اللہ کوئی اِلٰـہ نہیں سوائے اس کے وہ حیی ہے وہ قیوم ہے اسے نہ اُونگھ آتی ہے اور نہ نیند اسی کی ملکیت میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔کون ہے جو شفاعت کر سکے اس کے پاس بغیر اسکی اجازت کے۔جانتا ہے جو کچھ ان سے پہلے ہو چکا ہے اور جو کچھ ان کے بعد ہونے والا ہے اور وہ احاطہ نہیں کر سکتے کسی چیز کے ساتھ اسکے علم کا مگر جتنا وہ چاہے وسیع ہے اسکی کرسی آسمانوں اور زمین سے اور نہیں تھکاتی اسے زمین وآسمان کی حفاظت وہی سب سے بلند اور سب سے عظمت والا ہے۔

---

(۱) سورۃ العصر آیت-۴۹/۵۰

(۲) سورۃ البقرہ آیت ۲۵۵ آیۃ الکرسی

اللہ حی ہے۔ حی کا معنی زندہ ہے وہ ایسی ذات ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اس کے وجود کو فنا نہیں۔

اللہ قیوم ہے کل عالم کا قیام ذات باری تعالیٰ کی وجہ سے ہے۔ کل عالم اللہ کا محتاج ہے۔

اُونگھ اور نیند سے پاک ہے جسے اُونگھ آئے یا سو جائے وہ اور تو سب کچھ ہو سکتا ہے اللہ نہیں، اللہ کی ذات ایسے عوارض سے پاک اور منزہ ہے۔

الم اَللّٰهُ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ۔ (۱)

ترجمہ:

الف، لام، میم نہیں ہے کوئی الٰہ سوائے اس کے وہ زندہ ہے اور سب کو زندہ رکھنے والا ہے۔

-☆-

اَللّٰهُ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَاراً وَّالسَّمَاءَ بِنَاءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبٰتِ ذَالِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ هُوَ الْحَىُّ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (۲)

ترجمہ:

اللہ وہی ہے جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو قرار گاہ اور آسمان کو چھت اور تمہاری صورتیں بنائیں پس تمہاری صورتوں کو حسین تر بنا دیا ہے اور طیبات سے تمہیں رزق عطا فرمایا۔

سن لو! وہ اللہ تمہارا رب ہے بڑی برکت والا ہے اللہ سب جہانوں کا پالنے والا ہے وہ

---

(۱) سورۃ آل عمران آیت-۱/۲

(۲) سورۃ المؤمن آیت ۶۴/۶۵

حیی ہے (ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا) نہیں ہے کوئی اِلٰہ سوائے اس کے پس عبادت کرو اسی کی خالص کرتے ہوئے اس کے لئے دین کو تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو رب العالمین ہے۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِىْ لَايَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ۔(۱)

ترجمہ:

اور توکل کیجئے اسی حیی پر جسے موت نہیں آنی اور اس کی حمد سے اسکی تسبیح کیجئے۔

-☆-

جب کچھ بھی نہ تھا اللہ تھا اور جب زمین و آسمان فنا ہو جائیں گے پھر بھی اللہ ہوگا۔ اللہ دائمی ہے اس کی ذات کو فنا نہیں وہ باقی ہے ازل سے ہے ابد تک ہے بلکہ ازل و ابد اسکی ذات کے سامنے نقطہ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔

اللہ علیم ہے:

اللہ تعالیٰ علیم ہے اسکا علم لامتناہی ہے اللہ عالم بالا و پست کی ہر چیز کو جانتا ہے۔ کائنات کا کوئی ذرہ کوئی قطرہ ایسا نہیں جس کا علم علیم و خبیر کو نہ ہو۔

انسان کا علم ترقی کرتا جا رہا ہے۔ اس کے علم کی کمند نظام شمسی سے باہر جا رہی ہے۔ یہ اجرام فلکی تو اس کے علم کی زد میں ہیں لیکن اس کے باوجود انسان کے علم کا اللہ تعالیٰ کے علم سے موازنہ نہیں ہوسکتا۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام حضرت خضر علیہ السلام کے پاس پہنچے اور فرمایا:

---

(۱) سورۃ الفرقان آیت-۵۸

جِئۡتُ لِتُعَلِّمَنِیۡ مِمَّا عُلِّمۡتَ رُشۡداً قَالَ اَمَایَکۡفِیۡکَ اَنَّ التَّوۡرَاۃَبِیَدَیۡکَ وَاَنَّ الۡوَحۡیَ یَأۡتِیۡکَ یَامُوۡسٰی اِنَّ لِیۡ عِلۡماً لَایَنۡبَغِیۡ لَکَ اَنۡ تَعۡلَمَہٗ وَاِنَّ لَکَ عِلۡماً لَایَنۡبَغِیۡ لِیۡ اَنۡ اَعۡلَمَہٗ فَاَخَذَ طَائِر'' بِمِنۡقَارِہٖ مِنَ الۡبَحۡرِ وَقَالَ وَاللّٰہِ مَاعِلۡمِیۡ وَعِلۡمُکَ فِیۡ جَنۡبِ عِلۡمِ اللّٰہِ اِلَّا کَمَا اَخَذَ ھٰذَا الطَّائِرُ بِمِنۡقَارِہٖ مِنَ الۡبَحۡرِ.

ترجمة الحديث:

میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں جو رشد و ہدایت کا علم آپ کو مرحمت فرمایا گیا ہے اس میں سے مجھے بھی تعلیم دیجئے۔

حضرت خضر -علیہ السلام- نے فرمایا:

(اے موسیٰ) کیا آپ کیلئے کافی نہیں کہ توراۃ شریف آپ کے ہاتھوں میں ہے۔آپ کے پاس موجود ہے اور اللہ کی طرف سے وحی آپ کے پاس آتی ہے۔

اے موسیٰ! میرے پاس ایسا علم بھی ہے جو آپ کیلئے مناسب نہیں اور آپ کے پاس بھی علم ہے جو میرے لئے مناسب نہیں۔

پس اس دوران ایک پرندہ نے اپنی چونچ سے سمندر کا کچھ پانی لیا۔

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: (اے موسیٰ) میرے علم اور تمہارے علم کی اللہ کے علم سے ایسی نسبت ہے جیسے اس پرندے نے اپنی چونچ سے جو پانی لیا اس کی نسبت سمندر سے ہے۔

صحیح البخاری رقم الحدیث (۴۴۴۹) جلد۴ صفحہ۱۷۵۵
(کتاب التفسیر سورۃ الکھف) (باب: فلما بلغا مجمع بینھما نسیا حوتھما)
فتح الباری رقم الحدیث (۴۷۲۶) جلد۱۰ صفحہ۵۲۴

سبحان اللہ موسیٰ وخضر کے علم کی نسبت علم الٰہی سے کیسی ٹھہری۔ ان دونوں بزرگوں کے علم تک رسائی کسے نصیب ہے جب ان کا علم ایک سمندر معلوم ہوتا ہے۔ تو اللہ علیم وخبیر کے علم کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيْم"۔(۱)

ترجمہ:

اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

-☆-

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيْم"۔(۲)

ترجمہ:

اور اللہ سے ڈرو اور اللہ ہی تمہیں تعلیم عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

-☆-

خَلَقَ كُلَّ شَيْئٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيْم۔

ترجمہ:

اللہ نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور وہی ہر چیز کے علم والا ہے۔

-☆-

---

(۱) سورۃ البقرہ آیت-۲۳۱

(۲) سورۃ البقرۃ آیت-۲۸۲

اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَشَاءُ وَیَقْدِرُاِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْئٍ عَلِیْم''

ترجمہ:

اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو کشادہ کرتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔ بیشک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

-☆-

وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَافِی السَّمٰواتِ وَمَافِی الْاَرْضِ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْئٍ عَلِیْم''۔

ترجمہ:

اور اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

یَعْلَمُ مَایُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ اِنَّہٗ عَلِیْم'' بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔[1]

ترجمہ:

اللہ جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں بیشک وہ اللہ سینوں کے بھیدوں کا علم رکھتا ہے۔

-☆-

فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اِنَّہٗ عَلِیْم'' بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔[2]

ترجمہ:

پس اللہ تعالیٰ بیان فرمائے گا تمہیں جو کچھ تم کیا کرتے تھے بیشک وہ سینوں کے بھیدوں کا علم رکھتا ہے۔

---

(۱) سورۃ الحجرات آیت-۱۶

(۲) سورۃ ھود آیت-۵

ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيْم'' [۱]

ترجمہ:

پھر اللہ انہیں بتائے گا قیامت کے دن جو وہ دنیا میں عمل کرتے ہیں بیشک اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

اَلَمْ يَعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ. [۲]

ترجمہ:

کیا وہ جانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے باطن اور انکی سرگوشیوں کو جانتا ہے اور بیشک اللہ علام الغیوب ہے۔

-☆-

ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. [۳]

ترجمہ:

پھر تمہیں لوٹایا جائے گا عالم الغیب الشہادۃ کی طرف پس وہ تمہیں بتائے گا جو تم عمل کیا کرتے تھے۔

-☆-

---

(۱) سورۃ مزمر آیت-۷

(۲) سورۃ المجادلہ آیت-۷

(۳) سورۃ الجمعہ آیت-۸

هُوَ اللّٰـهُ الَّـذِیْ لا اِلٰــــهَ اِلَّا هُـوَ عٰـلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ.[1]

ترجمہ:

وہ اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی الہ نہیں وہ عالم الغیب والشہادۃ ہے اور وہ رحمان ورحیم ہے۔

اللہ علیم ہے اسکے علم کی وسعت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جو کچھ ہو چکا ہے اسے جانتا ہے۔ جو کچھ ہورہا ہے اسے جانتا ہے اور جو کچھ ہوگا اسے بھی وہ جانتا ہے۔

اسکا علم بالاجمال نہیں بلکہ اس کا علم بالتفصیل ہے اور کائنات کا کوئی گوشہ اس کے علم محیط سے خارج نہیں۔

اللہ ہر چیز کا رب ہے:

قرآن کریم کی ابتداء میں سورۃ فاتحہ کے آغاز میں ہی اللہ وحدہ لاشریک نے اپنی ربوبیت کا اعلان فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

ترجمہ:

تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

رب کے معنی ملاحظہ ہوں:

تَبْلِیْغُ الشَّیْئِ اِلٰی کَمَالِهٖ بِحَسْبِ اسْتِعْدَادِهِ الْاَزْلِیِّ شَیْئاً فَشَیْئاً.[2]

---

(۱) سورۃ الحشر آیت-۲۲

(۲) روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی (سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ) ادارۃ الطباعۃ المنیریہ جلد ا صفحہ ۷۳)

کسی چیز کو اس کی ازلی استعداد اور فطری صلاحیت کے مطابق آہستہ آہستہ مرتبہ کمال تک پہنچانا۔

حضرت ابراہیم -علیہ الصلاۃ والسلام- کے بارے میں قرآن کریم میں ہے: اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔(1)

ترجمہ:

جب حضرت ابراہیم سے آپ کے رب نے فرمایا گردن جھکا دو تو آپ نے عرض کی میں رب العالمین کے ہر حکم کے سامنے گردن جھکا تا ہوں۔

جب اللہ کو رب مان لیا اور یہ یقین کامل ہوا کہ وہی کل کائنات کو نوازنے والا اور اسکی تربیت فرمانے والا ہے تو پھر فوراً اسی کے حکم پر سر تسلیم خم کیا جاتا ہے۔

اللہ نے اپنے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو حکم دیا تو وہاں بھی اپنی ربوبیت کا اقرار کروایا: قُلْ اِنَّ صَلاَتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لاَشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذَالِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ.

ترجمہ:

(اے میرے حبیب!) اعلان فرما دیجئے بیشک میری نماز، میری قربانی، میری حیات و میری مَمات اللہ رب العالمین کیلئے ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی چیز کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا حکم الٰہی پر اپنا سر جھکانے والا ہوں۔

-☆-

---

(1) سورۃ البقرہ آیت-۱۳۱

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ.١

ترجمہ:

فرما دیجئے بیشک اللہ کی ہدایت ہی حقیقی ہدایت ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم رب العالمین کے ہر حکم پر اپنی گردنیں جھکا دیں۔

-☆-

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ.٢

ترجمہ:

ان سے پوچھئے کون ہے آسمان اور زمین کا رب؟ خود ہی فرما دیجئے وہ اللہ ہے۔

-☆-

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا.٣

ترجمہ:

اللہ مشرق و مغرب کا رب ہے اس کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں پس اسے ہی اپنا کارساز بنائے۔

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ فَبِاَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَان.٤

---

(١) سورۃ الانعام آیت-٧١

(٢) سورۃ الرعد آیت-١٦

(٣) سورۃ المزمل آیت-٩

سورۃ الرحمٰن آیت-١٧

ترجمہ:

اللہ دو مشرقوں اور دو مغربوں کا رب ہے۔ پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

-☆-

فَلاَ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ اِنَّا لَقَادِرُوْنَ۔[1]

ترجمہ:

پس مجھے قسم ہے مشارق ومغارب کے رب کی بیشک ہم قدرت والے ہیں۔

-☆-

قرآن کریم میں اللہ رب العالمین نے اپنے آپ کو رب المشرق والمغرب (مشرق ومغرب کا رب) رب المشرقین رب المغربین (دو مشرقوں اور دونوں مغربوں کا رب) رب المشارق والمغارب (سب مشرقوں اور مغربوں کا رب) فرمایا ہے۔

ایسے اسلوب میں یہ حکمت کارفرما ہے۔

وہ جہت جدھر سے سورج نکلتا ہے اسے مشرق اور جہاں سورج غروب ہوتا ہے اسے مغرب کہتے ہیں جب صرف ان سمتوں کا خیال رکھا گیا تو رب المشرق والمغرب فرمایا۔

موسم گرما اور موسم سرما میں سورج نکلنے اور غروب ہونے کی جگہیں مختلف ہوتی ہیں جب ان دو موسموں کا خیال رکھا گیا تو رب المشرقین ورب المغربین فرمایا گیا۔

سورج نکلنے اور سورج ڈوبنے کی جگہ روزانہ بدلتی رہتی ہے جب ہر روز کے طلوع

---

(۱) سورۃ المعارج آیت ۴۰

وغروب کو مدنظر رکھا گیا تو رب المشارق ورب المغارب (سب مشرقوں اور سب مغربوں کا رب) کہا گیا ہے۔

اللہ رب العزت نے عرش کو بھی پیدا فرمایا ہے اور وہ اس عرش کا بھی رب ہے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لاَ اِلٰـهَ اِلاّ هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔[1]

ترجمہ:

(اے حبیب!) اگر یہ لوگ منہ موڑلیں تو فرمادیجئے اللہ مجھے کافی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی الہ نہیں اسی پر میرا توکل ہے اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

-☆-

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لاَ اِلٰـهَ اِلاّ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ۔[2]

ترجمہ:

پس بلند وبرتر ہے اللہ جو حق بادشاہ ہے نہیں ہے کوئی الہ سوائے اس کے وہی عزت والے عرش کا رب ہے۔

-☆-

(۱) سورۃ التوبہ آیت-۱۲۹

(۲) سورۃ المؤمنون آیت-۱۱۶

ترجمہ:

اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

-☆-

زمین وآسمان، عرش وکرسی، لوح وقلم، جن وانس، نوری وناری سب مخلوق کا خالق اللہ ہے اور سب کا رب بھی وہی ہے۔ انہیں ازلی استعداد کے مطابق کمال سے نوازنے والا اللہ ہے۔

یہ ساری چیزیں اپنی اپنی جگہ اہم ہیں لیکن اللہ کے پیارے حبیب۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پر اللہ کی تربیت سب سے انوکھی اور جدا ہے۔ جو مرتبہ کمال آپ کو عطا کیا گیا اس کی نظیر کہیں بھی نہیں اللہ کی عطا کا نقطہ کمال دیکھنا ہو ذات محمد مصطفیٰ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کا مشاہدہ کیجئے۔

غار حرا کی خلوتوں میں پہلی وحی کے نزول کے وقت جو نوازشات برسیں جس کا اظہار بھی اسی مبارک لفظ رب سے فرمایا گیا۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ. خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ. اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ(1)

ترجمہ:

اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے پیدا فرمایا۔ پیدا فرمایا انسان کو علق سے۔ پڑھیے اور آپ کو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا سب سے بڑا کریم ہے جس نے تعلیم دی قلم کے ذریعے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

-☆-

(1) سورۃ العلق آیت ۱ تا ۵

پہلی وحی میں اللہ رب العزت نے ربک آپکا ربّ فرما کر آپکو رفعت کمال تک پہنچانے کا اعلان فرمایا۔

وَرَبُّکَ الْغَنِیُّ ذُو الرَّحْمَةِ.[1]

ترجمہ:

(اے میری حبیب!) آپ کو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا بڑا غنی رحمت والا ہے۔

-☆-

نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ اِنَّ رَبَّکَ حَکِیْم'' عَلِیْم.[2]

ترجمہ:

ہم جس کے چاہتے ہیں درجات بلند کردیتے ہیں۔ بیشک آپ کا رب حکمت والا اور علم والا ہے۔

-☆-

فَلاَ وَرَبِّکَ لاَ یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لاَ یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً.[3]

ترجمہ:

(اے میرے حبیب!) مجھے قسم ہے اس رب کی جو آپ کا رب ہے۔ یہ اس وقت تک

---

(۱) سورۃ الانعام آیت-۱۳۳

(۲) سورۃ الانعام آیت-۸۳

(۳) سورۃ النساء آیت-۶۵

مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے جھگڑوں میں آپ کو فیصل تسلیم نہ کرلیں اور آپ کے حکم کے سامنے اپنے سروں کو جھکا دیں۔

-☆-

اللہ رب العزت کل کائنات کا رب ہے۔ ہر ایک کو اسکی استعداد کے مطابق مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے لیکن یہاں قسم کا انداز نرالہ ہے۔ مجھے قسم ہے اس رب کی جو آپ کا رب ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو مرتبہ کمال تک پہنچایا۔

اللہ کی ربوبیت کا شاہکار ذات محمد مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ہے اور اللہ نے اس بھری کائنات میں سب سے بلند مرتبہ عطا فرمایا تو اپنے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو عطا فرما۔

ان کمالات کو دیکھ کر اور آپ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے موکب ہمایوں کو ہر لحہ محو پرواز دیکھ کر کوئی عارف کہہ اٹھا تو بالکل بجا کہا

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

آپ رفعتوں اور بلندیوں سے سرفراز ہوئے تو اپنے خداداد کمال کے ذریعے اور آپ نے کفر ونفاق کے پردوں کو اپنے جمال باکمال سے چاک کر دیا۔ آپ کے جملہ خصائل حسن وجمال سے آراستہ ہیں۔ اے اہل ایمان آپ پر اور آپکی آل پر درود وسلام کا نذرانہ پیش ہو۔

اللہ کا کوئی بیٹا نہیں:

بیٹا باپ کے مال میں شرکت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اللہ وحدہ لاشریک ہے اس لئے اس کا کوئی بیٹا نہیں۔ بیٹا باپ کے جسم کا ٹکڑا کہا جاتا ہے۔ اللہ جسم اور جسمانیت سے پاک ہے اسکا وجود حصوں میں تقسیم ہونے سے پاک ہے۔ اس لئے اس کا کوئی بیٹا نہیں۔

توالد و تناسل کسی کے فانی ہونے کی دلیل ہے اللہ باقی ہے حیی لایموت ہے اس لئے وہ اولاد سے پاک ہے۔ بیٹا بوقت ضعف بڑھاپے اور پیری کے زمانے میں سہارا بنتا ہے۔ اللہ کو کسی سہارے کی کوئی ضرورت نہیں اس کی ذات ضعف و عجز سے منزہ ہے اس لئے وہ اولاد سے پاک ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد'' اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُواً اَحَد''. (سورۃ الاخلاص)

ترجمہ:

اے حبیب فرما دیجئے وہ اللہ یکتا ہے وہ صمد ہے اسکی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ ہی اسکا کوئی شریک ہے۔

-☆-

اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰه'' وَاحِد'' سُبْحَانَهٗ اَنْ يَكُوْنَ لَهٗ وَلَد''. [1]

ترجمہ:

بیشک اللہ الٰہ واحد ہے پاک ہے وہ ذات کہ اس کا کوئی بیٹا ہو۔

(۱) سورۃ النساء آیت-۱۷۱

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَداً وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْراً[1]

ترجمہ:

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اپنا کوئی بیٹا نہیں بنایا اور نہ ہی اس کا کوئی شریک ہے فرمانروائی میں اور نہ ہی اس کا کوئی مددگار ہے عجز میں اور اسی اللہ کی کبریائی خوب بیان کرو۔

جن بدنصیبوں نے کسی کو اللہ کا بیٹا قرار دیا اور اللہ کے بارے میں یہ نامناسب بات کہی کہ اس کے بیٹے بھی ہیں۔

ان کے بارے میں قرآنی آیات میں جلال الٰہی ملاحظہ ہو:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَداً. لَقَدْ جِئْتُمْ شَیْئاً اِدًّا تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْہُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ ھَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَداً وَمَا یَنْبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَداً . اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْداً.

ترجمہ:

کفار کہتے ہیں بنالیا ہے رحمان اللہ نے بیٹا۔ اے کافرو! تم بہت عیب دار بات لائے ہو۔ قریب ہے آسمان پھٹ جائیں اس خرافات سے اور زمین شق ہو جائے اس (بیہودگی) سے بلند و بالا پہاڑ کانپتے ہوئے گر پڑیں کیونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ رحمان کا بیٹا ہے اور رحمان کیلئے یہ مناسب نہیں کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اللہ کی بارگاہ میں بندہ بن کر حاضر ہوگی۔

(۱) سورۃ بنی اسرائیل آیت-۱۱۱

عَنْ اَبِی ھُرِیرۃ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَال اللّٰہُ تَعَالٰی

کَذَبَنِی ابْنُ آدَمَ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ ذَالِکَ وَشَتَمَنِیْ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ ذَالِکَ وَاَمَّا تَکْذِیْبُہٗ اِیَّایَ فَقَوْلُہٗ لَنْ یُعِیْدَنِیْ کَمَا بَدَأَنِیْ وَلَیْسَ اَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَھْوَنَ عَلَیَّ مِنْ اِعَادَتِہٖ وَاَمَّا شَتْمُہٗ اِیَّایَ فَقَوْلُہٗ اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَداً وَاَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لِیْ کُفُواً اَحَد''۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۹۷۴)	جلد ۳	صفحہ ۱۶۰۳
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۹۷۵)	جلد ۳	صفحہ ۱۶۰۳
اتحاف السادۃ المتقین		جلد ۱	صفحہ ۴۴۸
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۷۳۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۷۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۷۳۵)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۰۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۶۵۲۰)	جلد ۵	صفحہ ۲۵۹
(عن عبداللہ بن عباس)			
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۸۴۸)	جلد ۳	صفحہ ۱۲۸
قال شعیب الارنووط:	حدیث صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۱۹۳)	جلد ۲	صفحہ ۹۸۶
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۰۷۴)	جلد ۴	صفحہ ۱۱۴
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۰۷۷)	جلد ۲	صفحہ ۸۱
قال الالبانی:	حسن صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۴

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فرزند آدم مجھے جھٹلاتا ہے اس کے لئے یہ بات مناسب نہیں وہ مجھے گالی دیتا ہے اسے ایسا نہ کرنا چاہیئے تھا۔

بہرحال اس کا مجھے جھٹلانا اس کا یہ کہنا ہے

اللہ مجھے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کرے گا جیسے اس نے پہلی مرتبہ مجھے پیدا فرمایا۔ (سن لیجئے) پہلی بار پیدا کرنا دوبارہ پیدا کرنے سے آسان تر نہیں ہے۔ اور اس کا مجھے گالی دینا اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ نے اپنے لئے بیٹا بنایا ہے۔

(سن لیجئے) میں یکتا ہوں ساری کائنات میری محتاج ہے میں کسی کا محتاج نہیں ہوں میں وہ ہوں میرا کوئی بیٹا نہیں اور نہ میں کسی کا بیٹا ہوں اور نہ ہی میرا کوئی شریک ومثیل ہے۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۲۰۴)	جلد ۸	صفحہ ۲۴۱
قال احمد محمد شاکر:	حدیث صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۵۹۵)	جلد ۸	صفحہ ۳۶۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۴۱)	جلد ۱	صفحہ ۸۱
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
کنز العمال	رقم الحدیث (۳۸۹۱۶)	جلد ۱۴	صفحہ ۳۵۴
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۱۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۱۹

وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِیَّایَ فَقَوْلُهٗ لِیْ وَلَد" وَسُبْحَانِیْ اَنْ اَتَّخِذَ صَاحِبَةً اَوْوَلَداً.

ترجمة الحدیث:

اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہا کی روایت میں کچھ اس طرح ہے" بہر حال اس کا مجھے گالی دینا اس کا یہ کہنا ہے کہ میرا بیٹا ہے۔ میری ذات اس بات سے پاک ہے کہ میں بیوی رکھوں یا بیٹا بناؤں۔"

اتنا کچھ ہونے کے باوجود رحیم کریم اللہ اس عالم رنگ و بو میں اپنی نوازشات اسی طرح جاری رکھے ہوئے کہ اپنے اور بیگانے سب سیراب ہو رہے ہیں۔

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۴
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۱۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۱۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۲۱۲)	جلد ۴	صفحہ ۱۶۲۹
	(کتاب التفسیر البقرہ) (باب: وقالوا اتخذاللّٰه ولہ سبحانہ)		
کنز العمال	رقم الحدیث (۳۸۹۱۳)	جلد ۱۴	صفحہ ۳۵۴

عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ الْاَشْعَرِیِّ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ مَااَحَدٌ" اَصْبَرَ عَلٰی اَذیً یَسْمَعُهٗ مِنَ اللّٰهِ یَدْعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ یُعَافِیْهِمْ وَیَرْزُقُهُمْ.

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۳)	جلد۱	صفحہ۱۴
قال الالبانی:	متفق علیہ		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۰۹۹)	جلد۴	صفحہ۱۹۲۴
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۳۷۸)	جلد۴	صفحہ۲۳۰۴
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۰۱۵)	جلد۶	صفحہ۴۲۴
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۴۲)	جلد۲	صفحہ۴۰۷
	(عن عبداللّٰه بن قیس)		
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط البخاری		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۸۰۴)	جلد۱۷	صفحہ۱۲۱
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۲۲)	جلد۱	صفحہ۱۲۰
قال المحقق:	متفق علیہ		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۹۴۷۹)	جلد۱۴	صفحہ۵۲۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۹۵۲۳)	جلد۱۴	صفحہ۵۳۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المصنف لعبدالرزاق	رقم الحدیث (۲۰۲۵۰)	جلد۱۱	صفحہ۱۷۵
فتح الباری	رقم الحدیث (۷۳۷۸)	جلد۱۶	صفحہ۴۴۶

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوموسیٰ اشعری -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے فرمایا: اذیت ناک بات کو سن کر صبر کرنے والوں میں اللہ سب سے زیادہ صبر کرنے والا ہے۔ لوگ اس کے لئے بیٹا ثابت کرتے ہیں وہ پھر بھی انہیں عنایت سے نوازتا ہے اور انہیں رزق عطا فرماتا ہے۔

اللہ فعّال" لِمَا یُرِیْد ہے:

اللہ تعالیٰ کی ایک شان یہ بھی ہے وہ جس چیز کا ارادہ فرمائے اسے کر گزرتا ہے اس کے ارادہ میں کوئی حائل ہونے والا نہیں۔ اس کا اپنا فرمان مبارک ہے:

اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ۔(1)

ترجمہ:

اسکا حکم یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے فرماتا ہے ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

-☆-

انسان کو چاہیے وہ ہمیشہ اللہ کا بندہ بن کر رہے اللہ کی نافرمانی اسے زیب نہیں دیتی وہ اللہ اتنا زبردست اور طاقت والا ہے۔ یہ انسان کیا انسان جس زمین پر چلتا ہے اور جو آسمان اسے اپنے اوپر نظر آتا ہے اگر اللہ تعالیٰ اسے تباہ و برباد کرنا چاہے تو کن فرمائے گا فوراً ہر چیز تباہ ہو جائے گی۔

---

(1) سورۃ یٰسٓ آیت-۸۲

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَا اَرَدْنَاہُ اَنْ نَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْن۔ [1]

ترجمہ:

ہمارا فرمان کسی چیز کیلئے جب ہم اس کا ارادہ کرتے ہیں اسے کہہ دیتے ہیں ''کُـــنْ'' ہو جا ''فَیَکُوْنُ'' پس وہ ہو جاتی ہے۔

-☆-

اِنَّ رَبَّکَ فَعَّال'' لِّمَایُرِیْدُ۔ [2]

ترجمہ:

بیشک آپ کا رب کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

-☆-

اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَایُرِیْدُ۔ [3]

ترجمہ:

بیشک اللہ تعالیٰ کرتا ہے جس کا ارادہ فرماتا ہے۔

-☆-

ذُوالْعَرْشِ الْمَجِیْدُ فَعَّال''لِمَا یُرِیْدُ۔ [4]

ترجمہ:

عرش کا مالک ہے بڑی شان والا ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(۱) سورۃ النحل آیت-۴۰

(۲) سورۃ ھود آیت-۱۰۷

(۳) سورۃ الحج آیت-۱۴

(۴) سورۃ البروج آیت-۱۶

انسان کو کبھی بھی اترانا نہیں چاہیئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈرتے رہنا چاہیئے یہ ارشادِ گرامی کتنا واضح ہے۔

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُکُمْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَبِکُمْ سُوْءً اَوْ اَرَادَبِکُمْ رَحْمَةً وَلاَ یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیّاً وَلاَ نَصِیْراً.[1]

ترجمہ:

اے حبیب! فرما دیجئے کون بچا سکتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ سے اگر وہ تمہیں عذاب دینے کا ارادہ کرلے یا اگر وہ تم پر رحمت فرمانا چاہے (تو کون ہے جو رحمت چھین سکے) اور نہیں پائیں گے وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر کوئی دوست اور نہ مددگار۔

-☆-

حضرت مجدد الف ثانی -رحمۃ اللہ علیہ- کا قول:

امام ربانی محبوب سبحانی منور و مجدد الف ثانی - رحمۃ اللہ علیہ - کی زبانِ قلم سے ایمانیات کے بارے میں نکلے ہوئے کلمات سماعت فرمایئے کم لفظوں میں اس سے بہتر تشریحِ ایمان آپ کو کہیں اور نہیں ملے گی۔

جان لیں کہ

اللہ تعالیٰ اپنی قدیم ذات کے ساتھ موجود ہے اور تمام اشیاء اس کی ایجاد سے موجود ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے عدم سے وجود میں آئیں پس اللہ تعالیٰ قدیم و ازلی ہے

---

(۱) سورۃ الاحزاب آیت - ۱۷

اور باقی تمام اشیاء حادث اور نئی پیدا شدہ ہیں اور جو قدیم وازلی ہے وہ باقی وابدی ہے اور جو حادث ونیا پیدا شدہ ہے وہ فانی اور ہلاک ہونے والا ہے یعنی وہ زوال کے میدان میں ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں نہ وجوب وجود میں اور نہ عبادت کے مستحق ہونے میں۔ وجوب وجود (اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لائق نہیں) اور عبادت کا استحقاق اس کے سوا کسی کیلئے درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ صفات کاملہ رکھتا ہے جن میں سے

۱۔ حیات	۲۔ علم
۳۔ قدرت	۴۔ ارادہ
۵۔ سمع	۶۔ بصر
۶۔ کلام	۷۔ تکوین

بھی ہیں یہ صفات ازلی اور قدیمی ہیں اور جل شانہ کی ذات کے ساتھ قائم ہیں۔

حوادث کے ساتھ تعلقات ہونا صفات کے قدیم ہونے میں خلل نہیں ڈالتا اور متعلق کا حدوث ان صفت کی ازلیت کے لئے مانع نہیں ہے فلاسفہ نے اپنی بیوقوفی سے اور معتزلہ نے اپنے اندھے پن سے متعلق کی حدوث کو متعلق کے حدوث سے وابستہ کر دیا ہے اور وہ صفات کاملہ کی نفی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا جاننے والا نہیں سمجھتے کہ وہ تغیر کو مستلزم ہے جو کہ حدوث کی علامت ہے ان لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ صفات ازلی ہوتی ہیں اور متعلقات حادثہ کے ساتھ صفات کا تعلق حادث ہوتا ہے۔

نقائص کی صفات اللہ تعالیٰ کی جناب سے مسلوب ہیں اور اللہ تعالیٰ جواہر واجسام واعراض کے لوازمات وصفات سے پاک ہے۔

زمان ومکان اور جہت کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی گنجائش نہیں ہے یہ سب اسکی مخلوق ہیں۔ وہ آدمی بے خبر ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو عرش کے اوپر کہتا ہے اور اس کے لئے فوق کی جہت تجویز کرتا ہے۔ عرش اور اسکے علاوہ اور بھی تمام چیزیں سب حادث ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ مخلوق اور حادث کی کیا مجال ہے کہ وہ خالق وقدیم کا مکان ٹھہرے اور اسکی قرارگاہ بنے

ہاں اتنا ضرور ہے کہ

عرش اللہ تعالیٰ کی سب سے اشرف مخلوق ہے اور اس میں نورانیت اور صفائی تمام ممکنات سے زیادہ ہے وہ لازمی طور پر آئینہ کا حکم رکھتا ہے کہ خالق جل وعلاء کی عظمت اور کبریائی کا ظہور اس جگہ ظاہر ہوتا ہے اسی ظہور کے تعلق کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ کا عرش کہتے ہیں ورنہ عرش وغیرہ سب اشیاء اس کی مخلوق ہونے میں برابر ہیں لیکن عرش میں ظہور کی قابلیت ہے اور دوسروں میں نہیں۔ آئینہ جو آدمی کی شکل دکھاتا ہے نہیں کہہ سکتے کہ وہ شخص آئینہ میں ہے بلکہ شخص کی نسبت آئینہ اور تمام اشیاء متقابلہ کے ساتھ برابر ہے تفاوت قابل کی تعریف سے ہے۔ آئینہ کسی چیز کی صورت دکھا سکتا ہے اور دوسری چیزوں میں یہ قابلیت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نہ جسم ہے اور نہ جسمانی نہ جوہر ہے اور نہ عرض محدود اور متناہی نہیں نہ طویل اور نہ عریض نہ دراز اور نہ کوتاہ نہ فراخ نہ تنگ بلکہ واسع ہے نہ اس وسعت کے ساتھ جو ہمارے فہم میں آسکے۔

وہ محیط ہے لیکن وہ احاطہ نہیں جس کا ادراک کیا جاسکے۔

وہ قریب ہے لیکن وہ قرب نہیں جو ہماری سمجھ میں آسکے۔

وہ ہمارے ساتھ ہے لیکن وہ معیت نہیں جو مشہود ومعروف ہے۔

ہم ایمان لاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ واسع، محیط اور قریب ہے ہمارے ساتھ ہے لیکن ان صفات کی کیفیت ہم نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ کسی چیز سے متحد نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی چیز اس سے متحد ہوتی ہے۔ اللہ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور نہ کوئی چیز اس میں حلول کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کیلئے اجزا اور حصص کا ہونا محال ہے

اور ترکیب وتحلیل اللہ کی بارگاہ میں ممنوع ہے۔

اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل اور کفو نہیں نہ اسکی بیوی ہے اور نہ کوئی بیٹا اللہ تعالیٰ کی ذات بے چوں بے چگوں بے شبہ اور بے نمونہ ہے اس قدر ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہے وہ اپنی صفات کاملہ سے متصف ہے جن سے اس نے اپنی تعریف کی ہے لیکن جو کچھ ہمارے فہم وادراک عقل وتصور میں آسکے اللہ تعالیٰ اس سے منزہ اور برتر ہے۔

دور بینانِ بارگاہ الست جز دریں بے نبردہ اند کہ ست

بارگاہ الست کے دوربیں بھی صرف اتنا جان سکے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ ہے۔[1]

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان کی وہ دولت نصیب فرمائے جو اس نے اپنے خاص بندوں کو عطا فرمائی اور ہمیشہ صراط مستقیم پر چلنا نصیب فرمائے۔

---

(۱) مکتوب، امام ربانی مجدد الف ثانی متوفی ۱۰۳۴ء۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی دفتر دوم مکتوب ۴۷

ذات الٰہی میں غور وخوض منع ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- عَنِ النَّبِیِّ -صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ: یَاْتِیْ الشَّیْطَانُ اَحَدَکُمْ فَیَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ کَذَا. مَنْ خَلَقَ کَذَا. حَتّٰی یَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ رَبَّکَ فَاِذَا بَلَغَ ذٰلِکَ فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْیَنْتَهِ.

ترجمة الحدیث:-

حضرت ابو ہریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ یہانتک کہ وہ کہتا ہے کہ تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا؟

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

پڑھنا چاہئے اور رک جانا چاہئے۔

-☆-

صحیح مسلم	رقم الحدیث ۳۴۶،۳۴۵	جلد۱	صفحہ۱۲۳
مشکوۃ المصابیح	رقم الحدیث ۶۱	جلد۱	صفحہ۸۵
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث ۱۱۷	جلد۱	صفحہ۲۳۴
صحیح البخاری	رقم الحدیث ۳۲۷۶	جلد۲	صفحہ۱۰۰۹
السنن الکبری للنسائی	رقم الحدیث ۱۰۴۹۹،۹۸	جلد۶	صفحہ۱۷۰

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ -رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ- عَنِ النَّبِیِّ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ- قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ اُمَّتَکَ لَا یَزَالُوْنَ یَقُوْلُوْنَ مَا کَذَا مَا کَذَا. حَتّٰی یَقُوْلُوْا ھٰذَا اللّٰہُ. خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰہُ.

ترجمۃ الحدیث:-

حضرت انس بن مالک -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وسلم- نے روایت کیا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

(اے حبیب!) آپ کی امت کے کچھ افراد مسلسل کہتے رہیں گے کہ یہ کیسے ہوا؟ یہ کیسے ہوا؟ یہاں تک کہ وہ یہ کہیں گے یہ اللہ اس نے تمام مخلوق کو پیدا فرمایا تو اللہ کو کس نے پیدا فرمایا؟

-☆-

صحیح مسلم رقم الحدیث ۳۵۱ جلد ۱ صفحہ ۱۲۴

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ–رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ–قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ–صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ–لَایَزَالُوْنَ یَسْئَلُوْنَکَ یَااَبَاهُرَیْرَةَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا هٰذَااللّٰهُ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهُ قَالَ فَبَیْنَا نَافِی الْمَسْجِدِ اِذْجَآءَ نِیْ نَاسٌ مِنَ الاَعْرَابِ فَقَالُوْا یَا اَبَاهُرَیْرَةَ هٰذَااللّٰهُ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهُ قَالَ فَاَخَذَ حَصًی بِکَفِّهٖ فَرَمَاهُمْ بِهٖ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْاقُوْمُوْا صَدَقَ خَلِیْلِیْ–صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ–

ترجمة الحديث:-

حضرت ابو ہریرہ-رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم-صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: اے ابو ہریرہ! لوگ تجھ سے مسلسل دینی مسائل پوچھتے رہیں گے یہاںتک کہ کچھ لوگ کہیں گے یہ اللہ (اس نے ساری کائنات کو بنایا) تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

حضرت ابو ہریرہ-رضی اللہ عنہ-فرماتے ہیں: میں مسجد میں تھا کہ چند اعرابی آ گئے انہوں نے پوچھا اے ابو ہریرہ! یہ اللہ ہے (ساری کائنات کا خالق) تو اللہ کو کس نے پیدا فرمایا؟ راوی کہتا ہے کہ آپ نے اپنے ہاتھ میں کنکریاں لیں اور انہیں کنکریاں ماریں پھر فرمایا اٹھ جاؤ اٹھ جاؤ- میری خلیل-صلی اللہ علیہ وسلم- نے سچ فرمایا تھا-

صحیح مسلم	رقم الحدیث ۳۴۹	جلد ۱	صفحہ ۱۲۴
مسند ابی عوانۃ	رقم الحدیث ۲۳۳	جلد ۱	صفحہ ۷۹

عَنْهُ قَالَ جَآءَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَسَأَلُوْهُ اِنَّا نَجِدُ فِيْ اَنْفُسِنَامَا يَتَعَاظَمُ اَحَدُنَا اَنْ يَّتَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ وَقَدْ وَجَدْتُمُوْهُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ذٰلِكَ صَرِيْحُ الْاِيْمَانِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ مَحْضُ الْاِيْمَانِ. (رواہ مسلم)

ترجمة الحديث:-

حضرت ابو ہریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وسلم- کے اصحاب میں سے کچھ لوگ آئے انہوں نے آپ سے عرض کی؛

ہم اپنے دل میں (ایسے خیال اور وسوسے) پاتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی اسے بیان کرے اسے یہ پہاڑ معلوم ہوتے ہیں۔

حضور -صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا، کیا تم واقعی ایسا پاتے ہو؟

انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ!

آپ نے ارشاد فرمایا:

یہ صریح ایمان ہے یہ خالص ایمان ہے۔

-☆-

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- اَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ اِنِّيْ اُحَدِّثُ نَفْسِيْ بِالشَّيْءِ لَاَنْ اَكُوْنَ حُمَمَةً اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَتَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ اَمْرَهُ اِلَى الْوَسْوَسَةِ. (رواہ ابوداؤد)

ترجمة الحديث:-

حضرت عبداللہ بن عباس -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وسلم- کے پاس ایک آدمی آیا اس نے عرض کی؛

میں اپنے دل میں ایسی باتیں ایسے خیالات پاتا ہوں کہ جل کر کوئلہ ہو جانا مجھے زیادہ پسند ہے کہ میں وہ زبان سے ادا کروں۔

حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

الحمدللہ۔ شکر ہے اللہ کا جس نے اس کے امر کو وسوسہ کی طرف پھیر دیا۔

-☆-

وبهذا الإسناد قال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ-صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- (لَايَزَالُوْنَ يَسْأَلُوْنَ حَتّٰى يُقَالَ هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَنَا فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ؟) قَالَ فَقَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ فَوَاللّٰهِ إِنِّيْ لَجَالِسٌ يَوْماً إِذْ قَالَ لِيْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ: هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَنَا فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: فَجَعَلْتُ أُصْبُعِيْ فِيْ أُذُنِيْ ثُمَّ صِحْتُ فَقُلْتُ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، اللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُواً أَحَدٌ).

ترجمة الحديث:-

حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: لوگ سوال کرتے رہیں گے حتی کہ کہا جائے گا، یہ اللہ جس نے ہمیں پیدا فرمایا تو اللہ عزوجل کو کس نے پیدا فرمایا۔

راوی حدیث کہتے ہیں: اللہ کی قسم میں بیٹھا ہوا تھا کہ اہل عراق کے ایک آدمی نے مجھ سے کہا: اللہ نے ہمیں پیدا فرمایا تو اللہ عزوجل کو کس نے پیدا فرمایا؟

حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: میں اپنی انگلی اپنے کان میں ٹھونس کر پھر میں چیخ اٹھا۔ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، اللہ واحد ہے صمد ہے اس نے کسی کو نہیں جنا اور نہ اسے کسی نے جنا اور نہ اسکا کوئی مثیل وشریک ہے۔

مسند الامام احمد رقم الحدیث ۹۰۰۵ جلد ۹ صفحہ ۸۲
قال: حدیث صحیح

ایمان بالرسل

قَالَ (جِبْرِيْلُ عليه الصلاة والسلام)فَاَخْبِرْنِىْ عَنِ الْاِيْمَان

قَالَ (اَلنَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ)

اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ.

حضرت جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے بتائے ایمان کیا ہے؟

حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے ارشادفرمایا

تو ایمان لائے اللہ پر، اس کے ملائکہ (فرشتوں) پر، اس کی کتابوں پر، اسکے رسولوں پر اور یوم آخر (قیامت کے دن) پر اور تو ایمان لائے اچھی اور بری تقدیر پر۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ" اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِنْ رُسُلِهٖ.

ایمان لائے یہ رسول کریم اس کتاب پر جو آپ کے رب کی طرف سے نازل کی گئی اور مومنین (بھی ایمان لائے)۔ یہ سب ایمان لائے اللہ پر اس کے ملائکہ پر اسکی کتابوں پر اور اسکے رسولوں پر (اور وہ کہتے ہیں) ہم رسولوں میں سے کسی ایک کا بھی انکار نہیں کرتے۔

مَاكَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآاَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَاكَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُسُلِهٖ مَنْ يَشَاءُ

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوا تَتَّقُوا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْم.

نہیں ہے اللہ کی شان کہ چھوڑے رکھے مومنوں کو اس حال پر جس پر اب تم ہو جب تک الگ الگ نہ کر دے پلید کو پاک سے اور نہیں ہے اللہ (کی شان) کہ آگاہ کرے تمہیں غیب پر لیکن اللہ غیب کے علم کے لئے چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور اگر تم ایمان لے آئے اور تقویٰ اختیار کیا تو تمہارے لئے اجر عظیم ہے۔

وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْراً رَّحِيْماً.

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ اور اسکے رسولوں پر اور ان رسولوں میں سے کسی میں فرق نہیں کیا (کسی کا انکار نہیں کیا) یہ وہ خوش قسمت افراد ہیں جنہیں اللہ ان کا اجر عطا فرمائے گا اور اللہ غفور و رحیم ہے۔

اجر و ثواب تو منجانب اللہ ہوا کرتا ہے اور جسے بھی اجر ملتا ہے اللہ وحدہٗ کی جناب سے ملا کرتا ہے لیکن یہاں صراحت سے فرمایا کہ اللہ ان کو اجر سے نوازے گا تو یہ کوئی عمومی اجر نہیں بلکہ کسی خصوصی اجر کی طرف اشارہ ہے اور یہ الفاظ مبارکہ اللہ کے راضی ہونے کا پتہ بتاتے ہیں اور یقیناً اللہ کی رضا سب سے بڑی دولت ہے۔

رسولان کرام علیہم السلام پر ایمان لانے والے صدیق وشہید ہیں

انبیاء ورسل صلوات اللہ علیہم پر ایمان لانے والے خوش نصیب افراد کو اللہ کیا کیا دیتا ہے قرآنی الفاظ سے اسکی مہک محسوس کیجئے۔

وَالَّذِیْنَ آمَنُوا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ اُولٰئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّھَدَاءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ لَھُمْ اَجْرُھُمْ وَنُوْرُھُمْ.

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ اور اسکے رسولوں پر یہ وہ خوش نصیب ہیں جو اپنے پروردگار کے ہاں صدیق اور شہید ہیں اور انہیں کے لئے انکا اجر ہے اور انہیں کے لئے انکا خصوصی نور ہے۔

صدیق اور شہید کا مرتبہ معمولی نہیں یہ وہ خوش قسمت افراد ہیں جن کا مرتبہ انبیاء کرام کے بعد ہے۔ یہ مراتب ویسے ہی نہیں مل جاتے بلکہ ساری زندگی تلوار کی دھار پر گزار کران مراتب رفیعہ کو حاصل کیا جاتا ہے لیکن وہ کریم اللہ، اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان کی بدولت ہی اہل ایمان کو صدیق وشہید کا مرتبہ عطا فرماتا ہے۔ بات یہیں ختم نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں انکا اضافی اجر عطا فرماتا ہے اور انہیں نور کی خصوصی دولت سے بھی سرفراز فرماتا ہے۔

سَابِقُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُھَا کَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ

اُعِدَّتْ لِلَّذِیْنَ آمَنُوابِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَشَاءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم۔

تیزی سے آگے بڑھو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان وزمین کی چوڑائی کی طرح ہے جو تیار کی گئی ہے ان کے لئے جو ایمان لے آئے ہیں اللہ پر اور اسکے رسولوں پر یہ اللہ کا فضل وکرم ہے عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ فضل عظیم والا ہے۔

دائمی انعامات ونوازشات کا گھر جنت ہے رضائے الٰہی کا مقام جنت ہے اسے ان لوگوں کے لئے تیار کیا گیا ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔

ٹھنڈے دل سے اس آیت کریمہ میں غور کیجئے جتنا غور ہوگا اتنا ہی عنایت ورحمت الٰہی پر ایمان قوی ہوگا۔

ہر قوم کے لئے ایک رسول

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے ہر قوم کے لئے ایک رسول مبعوث فرمایا جن قوموں نے اللہ کے رسولوں کی اطاعت کی وہ کامیاب ٹھہریں اور جن قوموں نے اللہ کے رسولوں کو جھٹلایا وہ اللہ کی گرفت وعذاب میں آ گئیں۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُوْلٌ" فَإِذَا جَاءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ.

ہر قوم کے لئے ایک رسول ہے بس جب (اللہ کے) رسول انکے پاس آئے (اور اس قوم نے انہیں جھٹلایا) تو فیصلہ کر دیا گیا انصاف کے ساتھ اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا گیا۔

جو قوم اللہ کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کرتی ہے اسکے ہر ارشاد کو دل وجان سے تسلیم کرتی ہے تو اللہ وحدہ لاشریک اس قوم کے سر پر عزت وکرامت کا تاج سجاتا ہے اور اللہ قیادت وسیادت انکا مقدر ٹھہراتا ہے لیکن وہ بدنصیب قومیں جنہوں نے اللہ کے ان مقربین کو جھٹلایا انکا مذاق اڑایا انکی تضحیک اپنا شیوا بنایا تو ایسی قوموں پر عذاب الٰہی مسلط کر دیا گیا۔ اسی عذاب نے انکی جڑ تک کاٹ کر رکھ دی۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُوْلٌ" کے الفاظ واضح اعلان فرما رہے ہیں کہ دنیا کی کوئی بستی اور کوئی علاقہ ایسا نہیں جہاں اللہ نے اپنا رسول نہ بھیجا ہو بلکہ ہر قوم وملت کی طرف ایک رسول مبعوث فرمایا۔

رسول قوم کی زبان میں

انسانیت میں تنوع ہے یہی اسکا حسن ہے۔گلدستہ اسی وقت کہلاتا ہے جب مختلف رنگ کے پھول ہوں۔اللہ نے انسان کو مختلف رنگ ونسل، زبان وبیان اور لب ولہجہ دے کر پھر ایک وحدت میں پرودیا یہی اشرف المخلوقات کا روپ ہے۔

جس رنگ ونسل اور لب ولہجہ کی قوم تھی اللہ نے جب ان میں اپنا کوئی رسول بھیجا تو اسے وہی زبان وبیان دے کر بھیجا کیونکہ ہم جنسیت سے انس ہوتا ہے انس ہو تو بات کو غور سے سنا جاتا ہے۔اللہ حکیم ہے فِعْلُ الْحَكِيمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ حکیم کا کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِىْ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.

اور ہم نے نہیں بھیجا کسی قوم کی طرف کوئی رسول مگر اس قوم کی زبان دیکر بھیجا تا کہ انکے سامنے راہ ہدایت کھول کر بیان کردے بس اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت سے سرفراز فرماتا ہے اور وہ اللہ عزت وحکمت والا ہے۔

رسول اپنی قوم کے ہر فرد کا رسول ہوا کرتا ہے اسکی رسالت کے فیوضات جزوی نہیں ہوا کرتے بلکہ وہ اپنا فیض ہر ایک پر ڈالتا ہے۔اگر رسول اس زبان میں نہ آتا بلکہ کوئی اور زبان بولتا تو پڑھے لکھے لوگ تو شاید اسکی بات کو سمجھ جاتے ان پڑھ اور دیگر مشاغل میں مصروف اس کی بات

نہ سمجھ سکتے یا لسانی تعصب اس قوم کو اس کی آواز سننے سے روک دیتا یہ سب عوارض ایک رسول کی شخصیت سے استفادہ کی راہ میں حائل ہو جاتے اور اس کے مشن کی راہ میں رکاوٹ بن جاتے۔

اس لئے علیم وحکیم اللہ نے ہر قوم کا ایک رسول علیہ الصلاۃ والسلام تو دیا لیکن انہیں کی زبان میں دیا تا کہ کل کوئی کسی قسم کی حجت پیش نہ کر سکے۔

تمام رسول مرد تھے

مرد کئی اعتبار سے عورت سے برتر و افضل ہے۔ عورت کو کئی ایسے عوارض لاحق ہوتے ہیں جن کی وجہ سے عورت امور صحیح طور پر انجام نہیں دے سکتی ہے۔ مرد ان عوارض سے پاک ہوتا ہے جس کی وجہ سے قیادت وسیادت عورت کی نسبت مرد کو سونپی گئی ہے۔

نبی پوری قوم کا قائد ہوا کرتا ہے اپنی قوم کے لئے مکمل نمونہ ٹھہرتا ہے ہر لمحہ ہر گھڑی قوم کی راہنمائی فرماتا ہے اس لئے اللہ وحدہٗ لاشریک نے انبیاء و رسل کو مردوں کے روپ میں مبعوث فرمایا۔

وَمَا اَرۡسَلۡنَاقَبۡلَکَ اِلَّا رِجَالاً نُوۡحِیۡ اِلَیۡهِمۡ فَسۡئَلُوا اَهۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لا یَعۡلَمُوۡنَ.

اور ہم نے آپ سے قبل منصب رسالت سے سرفراز نہیں فرمایا مگر مردوں کو ہم انکی طرف وحی فرماتے ہیں پوچھ لیجئے اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے۔

وَمَا اَرۡسَلۡنَاقَبۡلَکَ اِلاَّ رِجَالاً نُوۡحِیۡ اِلَیۡهِمۡ فَسۡئَلُوا اَهۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لاَ تَعۡلَمُوۡنَ بِالۡبَیِّنَاتِ وَالزُّبُرِ.

اور ہم نے آپ سے قبل منصب رسالت سے سرفراز نہیں فرمایا مگر مردوں کو روشن نشانیاں اور کتابیں دیکر ہم وحی فرماتے ہیں ان کی جانب پس پوچھ لیجئے اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے۔

بعض کو بعض پر فضیلت

اللہ رب العزت نے اپنی خصوصی نوازشات سے انبیاء ورسل کو سرفراز فرمایا اور بعض انبیاء کو بعض کمالات میں ممتاز کردیا۔ یہ سارے شرف وکمالات اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں ان میں کسب کو کوئی دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے انبیاء اکرام کو مختلف کمالات میں بلند فرمایا اور بعض انبیاء کو بلند فرمادیا۔

کسی کو صفی بنایا، مسجود ملائکہ ٹھہرایا

کسی کو خلیل جیسے وصف سے سرفراز فرمایا

کسی کو بلاواسطہ کلام سے نوازا

کسی کی زبان میں وہ کیف رکھ دیا کہ اس کی تلاوت کو سن کر پہاڑ بھی اسکے ساتھ تسبیح میں مصروف ہوجاتے۔

وَرَبُّکَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِیْ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وَّاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْراً.

اور آپ کا رب بہتر جانتا ہے جو آسمان اور زمین میں ہے اور یقیناً ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو زبور عطا فرمائی۔

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْھُمْ مَنْ کَلَّمَ اللّٰہُ وَرَفَع

بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ.

یہ وہ عظیم المرتبت رسول ہیں ہم نے فضیلت دی ان میں سے بعض کو بعض پر اوران میں سے کسی سے اللہ نے (بلاواسطہ) کلام فرمایااوران میں سے بعض کے درجات بلند کر دیئےاور ہم نے عطافرمائیں عیسٰی ابن مریم کو روشن نشانیاں اور ہم نے انکی تائید فرمائی روح القدس (جبریل امین) سے۔

تمام انبیاء پر ایمان

قُلْ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِيَ مُوْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ.

فرما دیجئے ہم ایمان لائے اللہ پر اور ہم ایمان لائے اس پر جو ہم پر نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو حضرت ابراھیم واسماعیل اسحاق ویعقوب اور انکی اولاد (میں جو بھی نبی ہیں) پر نازل کیا گیا اور ہمارا ایمان ہے اس پر جو حضرت موسیٰ وعیسیٰ اور کل انبیاء کرام کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا ہے ہم ان انبیاء میں سے کسی ایک کے درمیان تفریق نہیں کرتے یعنی کسی ایک کا بھی انکار نہیں کرتے اور ہم اسی اللہ کے مسلم بندے ہیں۔

تمام انبیاء کرام پر بالاجمال ایمان لانا ضروری ہے یعنی دل وجان سے یہ اقرار کرنا کہ اے اللہ! ہمارا ان سب انبیاء اور رسل پر ایمان ہے جن کا تو نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا اور ان پر بھی ایمان ہے جن کا بالصراحت ذکر ہمیں معلوم نہ ہوسکا ہم تیرے بندے ہیں۔ بندے کا کام فقط بندگی ہے تقاضائے بندگی ہے کہ جس جس کے سر پر تو نے نبوت کا تاج سجایا ہم سب ان کے حضور اپنے سروں کو جھکاتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلاً

.اُولٰئِکَ ھُمُ الْکَافِرُوْنَ حَقّاً وَاَعْتَدْنَا لِلْکَافِرِیْنَ عَذَاباً مُّھِیناً وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اُولٰئِکَ سَوْفَ یُؤْتِیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْراً رَّحِیْماً.

بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ فرق کردیں اللہ اور اسکے رسولوں کے درمیان اور کہتے ہیں ہم ایمان لاتے ہیں بعض رسولوں پر اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کفر وایمان کے درمیان ایک اور راہ بنالیں یہی وہ بدنصیب لوگ ہیں جو حقیقت میں کافر ہیں اور ہم نے تیار کررکھا ہے کافروں کے لئے رسوا کردینے والا عذاب اور وہ خوش قسمت لوگ جو ایمان لائے اللہ پر اور اسکے تمام رسولوں پر اور ان رسولوں میں سے کسی ایک کا بھی انکار نہیں کیا یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ انکا اجر وثواب عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا مغفرت فرمانے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

دنیا میں سب سے پہلے نبی

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انبیاء کرام کا سلسلہ حضرت سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے شروع فرمایا کیونکہ تمام مخلوقات کی ہدایت انبیاء کرام علیھم الصلاۃ والسلام کے دامن سے وابستہ ہے۔اس کے لئے اللہ رب العالمین نے حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو بڑے اہتمام سے تخلیق فرمایا۔آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے اس کا اظہار فرمایا۔قرآنی الفاظ ملاحظہ ہوں:

وَاِذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلآ ئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ" فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً

اور (اے حبیب!) یاد کیجئے جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا تھا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔

یہاں اللہ رب العزت اپنے حبیب۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔سے فرما رہا ہے ان لمحوں کو یاد کیجئے جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کَانَ.........رَمْزاً اِلٰی اَنّ الْمُقْبَلُ عَلَیْہِ بِالْخِطَابِ لَہُ الْحَظُّ الْاَعْظَمُ فَھُوَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی الْحَقِیْقَۃِ الْخَلِیْفَۃ الْاَعْظَمُ وَلَوْلَاہُ مَا خُلِقَ آدَمُ وَلَا وَلَا۔

اس بات کی طرف رمز ہے کہ جسے مخاطب کیا جا رہا ہے اس کے لئے اس خلافت میں حظ اعظم ہے۔پس حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔درحقیقت اللہ کے خلیفہ اعظم ہیں اور اگر آپ

نہ ہوتے تو حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا نہ کیا جاتا اور نہ کسی اور کو وجود بخشا جاتا۔

ملائکہ چونکہ لوح محفوظ پر نظر رکھتے ہیں انہوں نے وہاں اولاد آدم کے کارنامے ملاحظہ کئے جب کل انسانیت کو ملاحظہ کیا تو عمومی داستان فتنہ وفساد قتل وغارت سے عبارت نظر آئی فوراً بول اٹھے:

اَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ.

اے اللہ! کیا زمین میں اسے خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد پھیلائے گا اور خوں بہائے گا حالانکہ ہم تیری حمد سے تیری تسبیح بیان کرتے ہیں اور تیری ہی تقدیس کا ورد کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا: اِنِّيْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ.

جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔

فرشتوں کی نظر انسانوں پر تھی ان کے کارنامے انہیں نظر آرہے تھے دنگا وفساد جنگ وجدل، بے رحمی وناانصافی، عہد شکنی وبے وفائی، غرور وتکبر اور نام ونمود کی حرص یہ سب کچھ دیکھ کر متعجب ہوئے کہ خلافت اللہ کے تقاضے کچھ اور ہیں اور انکی عادات کچھ اور اس لئے فوراً بول اٹھے

اَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ

لیکن اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت اس وقت ان افراد کو دیکھ رہی تھی جو تھے تو انسانوں کے روپ میں لیکن فرشتوں سے افضل تھے۔ انکی صورت تو خاکی لیکن ان کی روح نورانی وہ ظاہراً تو انسان لیکن معنیً ملائکہ سے آگے بہت آگے۔ اسی لئے فرمایا: اِنِّيْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ.

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ خلیفۃ اللہ کی حقیقت تک رسائی فرشتوں کے بس کی بات نہیں بلکہ اسرار الٰہیہ ہے اور انکی حقیقت اللہ علیم وخبیر خوب جانتا ہے۔

اس خلیفہ کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلی نعمت علم عطا فرمائی۔ علم وعرفان کی دولت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کا مقدر ٹھہری اور علم وحکمت کے دریا آدم میں موجزن ہو گئے۔

وَعَلَّمَ آدمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا

اور اللہ نے حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو تمام اسماء کی تعلیم دے دی۔

خلیفۃ اللہ اپنی تعلیم میں مخلوق کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ اس کا معلم خود عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَة جل جلالہٗ ہوا کرتا ہے۔

غور فرمایئے! وہ اللہ جو کن فرما کر کائنات کو وجود بخشے جب اس نے کن فرما کر سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام میں علم وحکمت انڈیلا ہوگا تو سینۂ آدم کا عالم کیا ہوگا۔

ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰئِكَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِيْ بِاَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ.

پھر اللہ نے انہیں اسماء کو ملائکہ پر پیش کیا پھر فرمایا اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو ان اسماء کے بارے میں مجھے بتاؤ۔

ان ملائکہ میں عام ملائکہ نہیں بلکہ بڑے بڑے باعظمت ملائکہ بھی تھے۔

ان ملائکہ میں سید الملائکہ حضرت جبریل امین بھی

حضرت اسرافیل وحضرت میکائیل بھی

حاملین عرش اور مقربین بھی

دنیا کا نظام چلانے والے بادلوں اور ہواؤں کے منتظم بھی

لوح محفوظ کے کاتب احکام الٰہیہ کو دوسروں تک پہنچانے والے بھی

لیکن ان میں سے کوئی بھی جواب نہ دے سکا۔ یہ سب اس سینے کی وسعت کا اندازہ

نہیں لگا سکتے تھے جس میں علم کے موتی خود اللہ نے رکھے ہوں یہ فرشتے یہ نوری اس لباس خاکی میں ملبوس اپنے سے افضل و برتر کی عظمت و بزرگی کا کیسے اندازہ لگا سکتے تھے۔

فرشتے فوراً سمجھ گئے تائید الٰہی ان کی شامل حال ہوئی بیک زبان بولے

سُبْحَانَکَ لاعِلْمَ لَنَا اِلَّامَاعَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ.

اے ہمارے اللہ! تیری ذات ہر عیب و نقص سے پاک ہے ہمارے پاس کوئی علم نہیں صرف اتنا ہی ہے جتنا تو نے ہمیں عطا فرمایا بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔

اللہ وحدہٗ لاشریک نے اپنے خلیفہ حضرت سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا

یَا آدَمُ اَنْبِئْھُمْ بِاَسْمَائِھِمْ.

اے آدم! بتا دیجئے انہیں ان چیزوں کے نام

فرمان الٰہی جب آدم علیہ السلام کے کانوں سے ٹکرایا آپ کی زبان مبارک وا ہوئی آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی زبان مبارک کیا کھلی کہ علم و حکمت کا سمندر موجزن ہوا علوم و معارف کے وہ دریا بہے کہ فرشتے انگشت بدنداں تھے۔ ہاں ہاں

خلیفۃ اللہ، اللہ کے حکم سے جب زبان کھولتا ہے تو ان اسرار و رموز سے پردہ سرکا دیا کرتا ہے جہاں تک کسی مخلوق کی رسائی نہیں ہوتی۔

جب حکم الٰہی کی تعمیل ہو چکی سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام اسماء کی خبر دے چکے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَکُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَعْلَمُ مَاتُبْدُوْنَ وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا نہیں کہا تھا میں نے تم سے کہ میں خوب جانتا ہوں آسمان اور

زمین کے غیب کو اور میں جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

اس وقت تذکرہ خلافت آدم کا ہے اور خلیفۃ اللہ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام بحکم الٰہی اپنی خداداد عظمت کا عملاً اظہار کر چکے ہیں۔ اللہ وحدہٗ لاشریک کا جواب پُراز حکمت ہے

اِنِّیْ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.

میں آسمان اور زمین کے غیب کو جانتا ہوں۔

اس سے معلوم ہوا باقی غیب تو بعد کی بعد ہیں سب سے پہلا غیب خلافت الٰہیہ، حقیقت آدم ہے۔ حقیقت آدم وہ غیب ہے جس غیب تک رسائی ملائکہ کے بس کی بات نہیں

اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ ہم جنس ہم جنس کو جانتا ہے بلکہ اس سے انس ہوا کرتا ہے تو اگر کبھی کوئی خلیفۃ اللہ غیب سے پردہ سرکا دے تو جائے تعجب نہیں۔

امام ربانی محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی - رحمۃ اللہ علیہ - اور حجۃ الاسلام حضرت امام محمد بن محمد غزالی - رحمۃ اللہ علیہ - تحریر فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ اَنَّ جَوْهَرَ الْاِنْسَانِ فِیْ اَوَّلِ الْفِطْرَةِ خُلِقَ خالیاً ساذِجاً لَا خَبْرَ مَعَهٗ عَنْ عَوَالِمِ اللّٰهِ وَالْعَوَالِمُ كَثِیْرَةٌ" لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ كَمَا قَالَ سُبْحَانَهٗ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ اِنَّمَا خَبْرُهٗ عَنِ الْعَوَالِمِ بِوَاسِطَةِ الْاِدْرَاکِ فَکُلُّ اِدْرَاکٍ مِنَ الْاِدْرَاکَاتِ اِنَّمَا خُلِقَ لِیَطَّلِعَ الْاِنْسَانُ بِهٖ عَلٰی عَالَمٍ مِنَ الْمَوْجُوْدَاتِ وَنَعْنِیْ بِالْعَوَالِمِ اَجْنَاسَ الْمَوْجُوْدَاتِ.

فَاَوَّلُ مَایُخْلَقُ فِی الْاِنْسَانِ حَاسَّةُ اللَّمْسِ فَیُدْرِکُ بِهَا اَجْنَاساً مِنَ الْمَوْجُوْدَاتِ کَالْحَرَارَةِ وَالْبُرُوْدَةِ وَالرُّطُوْبَةِ وَالْیُبُوْسَةِ وَاللِّیْنِ وَالْخُشُوْنَةِ وَغَیْرِهَا

وَاللَّمْسُ قَاصِرٌ عَنِ الْاَلْوَانِ وَالْاَصْوَاتِ قَطْعاً بَلْ هِیَ كَالْمَعْدُوْمَةِ فِی حَقِّ اللَّمْسِ ثُمَّ تُخْلَقُ لَهُ حَاسَّةُ الْبَصَرِ فَيُدْرِكُ بِهَا الْاَلْوَانَ وَالْاَشْكَالَ وَهُوَ اَوْسَعُ عَوَالِمِ الْمَحْسُوسَاتِ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ السَّمْعُ فَيَسْمَعُ الْاَصْوَاتَ وَالنَّغَمَاتِ ثُمَّ يُخْلَقُ لَهُ الذَّوْقُ وَكَذَالِكَ اِلٰی اَنْ يُجَاوِزَ عَالَمَ الْمَحْسُوسَاتِ فَيُخْلَقُ فِيْهِ التَّمْيِيْزُ وَهُوَ قَرِيْبٌ مِنْ سَبْعِ سِنِيْنَ وَهُوَ طَوْرٌ آخَرُ مِنْ اَطْوَارِ وُجُوْدِهٖ فَيُدْرِكُ فِيْهِ اُمُوْراً زَائِدَةً عَلٰی عَالَمِ الْمَحْسُوْسَاتِ لَايُوْجَدُ مِنْهَا شَیْءٌ فِیْ عَالَمِ الْحِسِّ.

ثُمَّ يَتَرَقّٰی اِلٰی طَوْرٍ آخَرَ فَيُخْلَقُ لَهُ الْعَقْلُ فَيُدْرِكُ الْوَاجِبَاتِ وَالْجَائِزَاتِ وَالْمُسْتَحِيْلَاتِ وَاُمُوْراً لَاتُوْجَدُ فِی الْاَطْوَارِ الَّتِیْ قَبْلَهٗ.

وَوَرَاءُ الْعَقْلِ طَوْرٌ آخَرُ تَنْفَتِحُ فِيْهِ عَيْنٌ اُخْرٰی يَبْصُرُبِهَا الْغَيْبَ وَمَا سَيَكُوْنُ فِی الْمُسْتَقْبَلِ وَاُمُوراً اُخْرٰی اَلْعَقْلُ مَعْزُوْلٌ عَنْهَا كَعَزْلِ قُوَّةِ التَّمْيِيْزِ عَنِ اِدْرَاكِ الْمَعْقُوْلَاتِ وَكَعَزْلِ قُوَّةِ الْحِسِّ عَنْ مُدْرَكَاتِ التَّمْيِيْزِ وَكَمَا اَنَّ الْمُمَيِّزَ لَوْ عُرِضَ عَلَيْهِ مُدْرَكَاتُ الْعَقْلِ لَاَبَاهَا وَاسْتَبْعَدَهَا فَكَذَالِكَ بَعْضُ الْعُقَلاءِ اَبٰی مُدْرَكَاتِ النُّبُوَّةِ وَاسْتَبْعَدَهَا وَذَالِكَ عَيْنُ الْجَهْلِ اِذْ لاَ مُسْتَنَدَلَهٗ اِلاَّ اَنَّهٗ طَوْرٌ لَمْ يَبْلُغْهُ وَلَمْ يُوْلَدْ فِیْ حَقِّهٖ فَظَنَّ اَنَّهٗ لَيْسَ مَوْجُوْداً فِیْ نَفْسِهٖ............

فَكَمَا اَنَّ الْعَقْلَ طَوْرٌ مِنْ اَطْوارِ الْآدَمِیِّ تَحْصُلُ فِيْهِ عَيْنٌ يَبْصُرُبِهَا اَنْوَاعاً مِنَ الْمَعْقُوْلَاتِ وَالْحَوَاسُّ مَعْزُوْلَةٌ عَنْهَا فَكَذَالِكَ النُّبُوَّةُ عِبَارَةٌ عَنْ طَوْرٍ يُحْصَلُ فيه عَيْنٌ لَهَا نُوْرٌ يَظْهَرُ فِیْ نُوْرِهَا الْغَيْبُ وَاُمُوْرٌ لَايُدْرِكُهَا الْعَقْلُ[1]

---

(۱) اثبات النبوۃ - از حضرت مجدد الف ثانی بحوالہ - المنقذ من الضلال - از حضرت امام غزالی

تم جان لو کہ انسان کا جوہر اول فطرت میں سادہ اور خالی پیدا کیا گیا کہ اسے اللہ تعالیٰ کے عوالم کی کچھ خبر نہیں اور عوالم بہت زیادہ ہیں کہ ان کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرے پروردگار کے لشکروں کو وہی جانتا ہے اور اسکو عوالم کی خبر ادراک کے واسطے سے آتی ہے پس ادراکات میں سے ہر ادراک کی تخلیق صرف اس لئے ہوتی ہے کہ اس کے ذریعے سے انسان عالم موجودات سے مطلع ہو اور عوالم سے ہماری مراد اجناس موجودات ہیں پس انسان میں سب سے پہلے لمس کا حاسہ پیدا ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ موجودات کی اجناس پاتا ہے جیسے گرمی، سردی، تری، خشکی، نرمی، سختی وغیرہ کا ادراک کرتا ہے اور لمس کی قوت رنگوں اور آوازوں کے ادراک سے بالکل قاصر ہے بلکہ یہ لمس کے حق میں معدوم کی طرح ہے۔

پھر اسکے اندر دیکھنے کی قوت پیدا کی جاتی ہے جس کے ذریعے وہ رنگوں اور شکلوں کا ادراک کرتا ہے۔ یہ عالم محسوسات میں سب سے زیادہ وسیع ہے پھر اسکے سننے کی قوت کھول دی جاتی ہے جس سے وہ آواز اور نغمات سنتا ہے اور پھر اس کے لئے چکھنے کی قوت پیدا کی جاتی ہے اور یہاں تک کہ عالم محسوسات سے تجاوز کر جاتا ہے تو اسکے اندر تمیز پیدا کی جاتی ہے جبکہ وہ سات سال کی عمر کے قریب ہوتا ہے اور یہ اسکی وجود کے مختلف اطوار میں سے ایک طور ہے۔ جس کے ذریعے وہ ان امور کا ادراک کرتا ہے جو کہ محسوسات کے علاوہ ہیں اور عالم حس میں اس میں سے کچھ بھی نہیں پایا جاتا اور پھر ایک اور درجہ پر ترقی کرتا ہے اور اسکے لئے عقل پیدا کی جاتی ہے جو واجبات ممکنات اور مستحیلات اور ان دیگر امور کا ادراک کرتا ہے جو اسکے قبل کے درجے میں حاصل نہیں ہوتے اور عقل کے اوپر ایک اور درجہ ہے جس میں اسکی دوسری آنکھ کھل جاتی ہے اسکے ذریعے غیب کو اور مستقبل میں ہونے والے واقعات اور دیگر ایسے امور کو دیکھتا ہے جس سے عقل معزول ہے اور جس طرح کہ قوت

حس تمیز کے مُدرَکات سے معزول ہے اور جس طرح کہ تمیز کرنے والے کے سامنے مُدرَکات عقل پیش کیئے جائیں تو وہ اسکا انکار کردے اور اسے بعید جانے چنانچہ اس طرح بعض عقلا نے مدرکات نبوت کا انکار کیا اور اسکو مستبعد جانا اور یہ عین جہل ہے اس لئے کہ اس کے استناد کا سبب بجز اسکے کچھ نہیں کہ یہ ایسا درجہ ہے جہاں تک وہ پہنچا نہیں اور نہ اسکے حق میں پیدا کیا گیا ہے پس اس نے گمان کیا کہ وہ فی نفسہ موجود نہیں اور جس طرح عقل انسان کے درجات میں ایسا درجہ ہے کہ اس میں ایسی نظر حاصل ہو جاتی ہے جس کے ذریعہ سے معقولات کی مختلف قسموں کا ادراک کرتا ہے اور حواس اس سے معزول ہوتے ہیں اور اس طرح نبوت سے مراد وہ درجہ ہے جس میں ایسی نظر حاصل ہوتی ہے کہ اس کے نور میں غَیب اور وہ دیگر امور ظاہر ہوتے ہیں جن کا ادراک عقل نہیں کر سکتی۔

-☆-

اس سے معلوم ہوا جسے مغیبات پر اطلاع نہیں اور جو غیب نہیں جانتا وہ اور تو سب کچھ ہوسکتا ہے مثلاً عالم فاضل، فطین، سکالر، محقق، حکمران اور دانشور لیکن اللہ کا نبی نہیں ہوسکتا کیونکہ نبوت اور علم غیب لازم وملزوم ہیں۔

نبی کا تمام مخلوقات سے فائق وافضل ہونا مسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے علمی اعتبار سے نبی کی عظمت کا اظہار کیا اور اب عملی طور پر ہر نبی کے شرف وکمالات کا اظہار ہو رہا ہے۔ ملاحظہ ہو

وَاِذْقُلْنَا لِلْمَلٰئِکَةِ اسْجُدُوا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ.

اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا اے فرشتو! آدم کو سجدہ کرو پس سب ملائکہ نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہیں کیا اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور تکبر کی راہ اختیار کی اور

کافر ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے جیسے ہی ملائکہ کو آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو سب ملائکہ فوراً سجدہ میں گر گئے۔

فَسَجَدَ الْمَلائِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ.

پس ملائکہ نے سب کے سب نے اور یکبارگی سجدہ کیا۔

اے کائنات! تو نے بڑے بڑے منظر دیکھے لیکن یہ تو بتا

کہیں تکریم آدم جیسا منظر دیکھا

خاک کے پتلے کے سامنے نوری سر جھکائے حالت سجدہ میں ہیں۔

جبریل و میکائیل حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سربسجود ہیں

حاملین عرش اور مقربین، خلیفۃ اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں

عالم بالا کے تمام ملائکہ یہاں تک کہ جنت کے منتظم ونگراں بھی اس دنیا میں پہلے نبی کو سجدہ کر رہے ہیں۔

اے اللہ عظمت و کبرائی فقط تیرے لئے

ہاں وہ عظیم ہے جسے تو عظمت عطا کر دے

وہ بھی عزت و بزرگی والا جس کے سامنے تو کل نوری مخلوق کو سجدہ ریز کر دے۔

وَلَکَ الْحَمْدُ یَااَللّٰہُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَلَکَ الشُّکْرُ اَوَّلًا وَآخِراً وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ بَعَثْتَہُ اِلَی الْخَلْقِ بَشِیْراً وَنَذِیْراً وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ تَسْلِیْماً کَثِیْراً.

ایمان بالقدر

ایمان بالقدر

تقدیر پر ایمان

مسئلہ تقدیر یہ ہے ہمارا اس پر ایمان ہے

نُؤمِنُ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ.

ہمارا تقدیر پر ایمان ہے وہ تقدیر بندے کے حق میں خیر ہو یا شر۔

تقدیر کے معنی اندازہ کے ہیں۔

آج کوئی عمارت بنائی جاتی ہے انجینئر حضرات اندازہ لگاتے ہیں کہ اس عمارت میں اتنا سیمنٹ لگے گا اتنا سریا استعمال ہوگا اتنی لکڑی استعمال ہوگی پھر یہ عمارت اتنے آدمیوں کے لیے کافی ہوگی اور یہ عمارت پچاس سال تک رہے گی اس کے بعد یہ عمارت گر جائے گی......الخ

انسانی اندازے غلط ہو سکتے ہیں بلکہ غلط ہوتے رہتے ہیں ہوسکتا ہے ان کے اندازہ سے زائد سیمنٹ لگے ہوسکتا ہے سریا انکے اندازہ سے کم لگے ہوسکتا ہے وہ عمارت چالیس سال بعد زمین بوس ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اللہ تعالیٰ کا اندازہ ہے۔ یہ اس کے علم وقدرت سے عبارت ہے یہ آدمی اتنے سال زندہ رہے گا حادثاتی موت آئے گی یا طبعی موت مرے گا اتنا رزق حاصل کرے گا ایسے اعمال کرے گا۔ زندگی بھر برائیاں کرتا رہے گا لیکن زندگی کے آخری لمحات میں توبہ کرے گا اور سزاوار جنت ہوگا۔ انسانی اندازے تو غلط ہو جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا

اندازہ غلط نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا علم کائنات کے ہر ذرے کو محیط ہے اس کا علم کامل و مکمل ہے اور قادر مطلق ہے گویا تقدیر پر ایمان اللہ کے علم پر ایمان ہے اور اسکی قدرت پر ایمان ہے دل و جان سے اقرار کرتے ہیں کہ اے خالق و مالک ہمارا تیری تقدیر پر ایمان ہے وہ تقدیر ہمارے حق میں بری ہو یا اچھی ہمارا اس پر ایمان ہے ہاں تیری جناب میں درخواست کرتے ہیں کہ اگر ہمارے مقدر میں محروی ہے تو اپنے فضل و کرم سے محرومیاں مٹا دے اور ہمارے مقدر میں دائمی انعامات اور ابدی سعادتیں لکھ دے کیونکہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اَلدُّعَاءُ يَرُدُّ الْقَضَاءَ. دعاء تقدیر بدل دیتی ہے۔

-☆-

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاص :رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ-قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ-صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-((كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ كلها قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ بِخَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ، قَالَ: وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ)).

(مسلم:١٦/٢٦٥٣)

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص-رضی اللہ عنہ-سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم-نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تقدیریں آسمان و زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دی تھیں۔ ارشاد فرمایا اس کا عرش پانی پر تھا۔

-☆-

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ-رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ-قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ- صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ-:((احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى عِنْدَ رَبِّهِمَا، فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰى، قَالَ مُوسٰى: أَنْتَ آدَمُ الَّذِيْ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهِ، وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ، وَأَسْكَنَكَ فِيْ جَنَّتِهِ، ثُمَّ أَهْبَطْتَّ النَّاسَ بِخَطِيْئَتِكَ إِلَى الْأَرْضِ.

حضرت ابو ہریرہ-رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

حضرت آدم وموسی-علیہما السلام- نے اپنے رب کی بارگاہ میں دلائل دیئے تو آدم-علیہ السلام-حضرت موسی-علیہ السلام- پر دلائل میں غالب رہے۔حضرت موسی علیہ السلام- نے فرمایا کہ آپ وہ آدم ہیں جنہیں اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور آپ میں اپنی روح سے پھونکا۔اور سجدہ کروایا آپ کے لئے اپنے فرشتوں سے۔آپ کو جنت میں سکونت بخشی۔پھر آپ نے اپنی لغزش کی وجہ سے لوگوں کو زمین کی طرف اتارا۔

-☆-

فَقَالَ آدَمُ: أَنْتَ مُوسَى الَّذِيْ اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرَسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ، وَأَعْطَاكَ الْأَلْوَاحَ فِيْهَا تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ، وَّقَرَّبَكَ نَجِيًّا، فَبِكُمْ وَجَدْتُّ اللّٰهَ كَتَبَ التَّوْرَاةَ أَنْ أُخْلَقَ.قَالَ مُوسٰى: بِأَرْبَعِيْنَ عَامًا، قَالَ آدَمُ: فَهَلْ وَجَدْتَّ فِيْهَا﴿وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوٰى﴾؟! قَالَ: نَعَمْ قَالَ: أَفَتَلُوْمُنِيْ عَلَى أَنْ عَمِلْتُ عَمَلًا كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ أَنْ أَعْمَلَهُ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَنِيْ بِأَرْبَعِيْنَ سَنَةً؟!))قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ-صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-((فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰى-صَلَوٰاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا)). (مسلم:۲۶۵۲/۱۳)

حضرت آدم-علیہ السلام- نے فرمایا کہ آپ ہی وہ موسی ہیں جنہیں اللہ تعالی نے منتخب

فرمایا اپنی رسالت اور اپنے کلام سے۔ اور آپ کو تختیاں عطا فرمائیں جن میں ہر چیز کا کھلا بیان ہے۔ اور آپ کو ہم کلامی سے قرب بخشا، فرمایئے کہ میری پیدائش سے کتنا عرصہ پہلے آپ نے پایا کہ اللہ تعالی نے تورات کو لکھا۔ حضرت موسی علیہ السلام۔ نے فرمایا کہ چالیس سال پہلے۔ حضرت آدم نے فرمایا تو کیا توریت میں یہ بھی دیکھا کہ آدم نے اپنے رب کی فرمانبرداری سے لغزش کی تو کامیاب نہ ہوئے، فرمایا ہاں آپ نے فرمایا تو آپ اس لغزش پر ملامت کرتے ہیں۔ جس کا کر لینا میرے مقدر میں میری پیدائش سے چالیس سال پہلے لکھا جا چکا تھا۔ فرمایا نبی کریم۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے کہ آدم، موسی۔ علیہ السلام۔ پر دلائل میں غالب رہے۔

-☆-

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ((إِنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهٖ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً، ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُوْنُ مَضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ إِلَيْهِ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، فَيَكْتُبُ اللّٰهُ عَمَلَهُ، وَأَجَلَهُ، وَرِزْقَهُ، وَشَقِيٌّ أَوْسَعِيْدٌ، ثُمَّ يَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحَ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ أَهْلِ النَّارِ، حَتّٰى مَايَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيُعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، حَتّٰى مَايَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلَ النَّارَ)). (مسلم:۱/۲۶۴۳)

حضور رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے ارشاد فرمایا:

تم میں سے ہر ایک کا مادہ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفہ رہتا ہے پھر اتنی مدت منجمد خون ہوتا ہے اور پھر اتنی مدت گوشت کا ٹکڑا۔ پھر اللہ تعالی ایک فرشتہ کو چار باتیں بتا کر

بھیجتا ہے تو فرشتہ اس کے کام، اس کی موت کا اس کا رزق اور بد بخت ہے یا نیک بخت ہے سب کچھ لکھ لیتا ہے۔ پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے اور تم میں بعض دوزخیوں کے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس کا نوشتہ سامنے آتا ہے اور جنتیوں کے کام کرتا ہے پھر اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور تم میں بعض جنتیوں کے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ اچانک تقدیر کا لکھا ہوا اس کے سامنے آتا ہے اور دوزخیوں کے کام کر لیتا ہے۔ پھر وہاں ہی پہنچتا ہے۔

-☆-

قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ)). (بخاری:٦٦٠٧)

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وسلم- نے فرمایا (کبھی ایسے ہوتا ہے کہ) بندہ عمل اہلِ نار کے کرتا ہے اور وہ ہے اہلِ جنت سے، اور (کبھی) عمل اہلِ جنت کے کرتا ہے اور وہ ہے اہلِ نار سے۔ اعمال کا اعتبار صرف انجام پر ہے۔

-☆-

وَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا، أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَامُحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطَقُ، وَالنَّفْسُ تَتَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ، أَوْ يُكَذِّبُهُ)). (مسلم:٢٠/ ٢٦٥٧)

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ نے آدمی پر اس کا زنا

کا حصہ لکھا ہے۔ جسے وہ یقیناً پائے گا لہذا آنکھ کا زنا نظر ہے۔ اور زبان کا زنا گفتگو ہے نفس تمنا اور خواہش کرتا ہے۔ ستر اس خواہش کو سچا یا جھوٹا کر دیتی ہے۔

-☆-

وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ-رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ-قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ-صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ-((مَامِنْ مَوْلُوْدٍ إِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ، أَوْیُنَصِّرَانِهٖ، أَوْیُمَجِّسَانِهٖ، کَمَا تُنْتَجُ الْبَهِیْمَةُ بَهِیْمَةٌ جَمْعَآءٌ، هَلْ تُحِسُّوْنَ فِیْهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟! حَتّٰی تَکُوْنُوْا أَنْتُمْ تَجدعونها))، ثُمَّ قَالَ: ﴿فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا﴾.

(بخاری:۱۳۵۸،۱۳۵۹)

حضرت ابو ہریرہ-رضی اللہ عنہ-سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم-نے ارشاد فرمایا:

کہ ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ جیسے جانور بے عیب بچہ جنتا ہے کیا تم اس میں کوئی ناک، کان کٹا پاتے ہو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ کی فطرت ہے جس پر لوگوں کو پیدا فرمایا اللہ کی خلق میں تبدیلی نہیں۔ یہی سیدھا دین ہے۔

-☆-

عَنْ عُبَادَةَ الصَّامِتِ-رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ-قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ-صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ-((إِنَّ أَوَّلَ مَاخَلَقَ اللّٰهُ-تَعَالٰی-: الْقَلَمَ، فَقَالَ لَهٗ: اکْتُبْ، فَقَالَ: مَا أَکْتُبُ؟! قَالَ: الْقَدْرَ: مَا کَانَ، وَمَا هُوَ کَائِنٌ إِلَی الأَبَدِ)). (ترمذی:۲۱۵۵)

حضرت عبادہ ابن صامت -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔ پھر فرمایا اس کو لکھ، بولا کیا لکھوں؟ فرمایا تقدیر لکھ، تب اس نے جو کچھ ہو چکا اور جو ہمیشہ تک ہوگا لکھ دیا۔

-☆-

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاص -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا- قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلَ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَفِيْ يَدِيْهِ كِتَابَانِ، أَتَدْرُوْنَ مَاهَذَانِ الْكِتَابَانِ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِىْ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى: ((هَذَا كِتَابٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، فِيْهِ أَسْمَاءَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَسْمَاءَ أَبَائِهِمْ، وَقَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَى آخِرِهِمْ، فَلا يُزَادُ فِيْهِمْ، وَلَا يَنْقُصُ مِنْهُمْ أَبَدًا)).

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ ایک بار حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- اپنے کاشانۂ اقدس سے تشریف لائے کہ دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ فرمایا کہ کیا جانتے ہو یہ کیا کتابیں ہیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- آپ کے بتائے بغیر نہیں جانتے۔ تو داہنے ہاتھ کی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ یہ کتاب رب العالمین کے پاس سے آئی ہے۔ جس میں تمام جنتیوں کے نام اور ان کے باپ دادوں اور قبیلوں کے نام ہیں۔ پھر آخر تک کا ٹوٹل لگا دیا گیا ہے۔ لہذا ان میں کبھی بھی نہ زیادتی کی جائے گی، اور نہ کمی کی جائے گی۔

-☆-

ثُمَّ قَالَ لِلَّذِیْ فِیْ شِمَالِهِ: ((هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ، فِیْهِ اَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ، وَقَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ أُجْمِلَ عَلٰی آخِرِهِمْ، فَلَا یُزَادُ فِیْهِمْ، وَلَا یُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا)) ثُمَّ قَالَ بِیَدَیْهِ، فَنَبَذَهُمَا، ثُمَّ قَالَ: ((فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ. ﴿فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ﴾. (ترمذی:۲۱۴۱)

پھر بائیں ہاتھ والی کتاب کے متعلق فرمایا کہ یہ کتاب اللہ رب العالمین کی طرف سے آئی ہے۔ اس میں دوزخیوں اوران کے باپ دادوں اور قبیلوں کے نام ہیں اور پھر آخر تک ٹوٹل لگا دیا گیا۔ اب ان میں کبھی زیادتی، کمی نہیں ہوسکتی۔ صحابہ نے عرض کیا عمل کا ہے میں رہا یا رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر اس معاملہ سے فراغت ہو چکی۔ فرمایا سیدھے رہو قربِ الٰہی حاصل کرو۔ کیونکہ جنتی کا خاتمہ جنتیوں کے عمل پر ہوتا ہے۔ اگر چہ پہلے کوئی بھی کام کرے اور یقیناً دوزخی کا خاتمہ دوزخیوں کے کام پر ہوتا ہے اگر چہ پہلے کوئی عمل کرے۔ پھر حضور۔صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے دست مبارک سے اشارہ فرما کر انہیں چھوڑ دیا۔ پھر فرمایا کہ تمہارا رب بندوں سے فارغ ہو چکا ایک ٹولہ جنتی اور دوسرا ٹولہ دوزخی ہے۔

-☆-

عَنِ ابْنِ أَبِیْ خُزَامَةَ، عَنْ أَبِیْهِ، قَالَ: قُلْتُ: رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَیْتَ رُقًی نَسْتَرْقِیْهَا، وَدَوَآءً نَتَدَاوٰی بِهِ، وَتُقَاةً نَتَّقِیْهَا، هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ شَیْئًا؟! قَالَ: ((هِیَ أَیْضًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ)). (ترمذی:۲۰۶۵)

حضرت ابوخزامہ سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے راوی ہیں فرماتے ہیں میں نے عرض

کیا یا رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- مطلع فرمائیے جو منتر ہم کرتے ہیں۔ جو دوائیں اور پرہیز ہمارے استعمال میں آتے ہیں کیا یہ اللہ کی تقدیر پلٹ دیتے ہیں۔ فرمایا! یہ خود اللہ کی تقدیر سے ہیں۔

-☆-

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ - صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ - وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِی الْقَدْرِ، فَغَضِبَ حَتّٰی احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَقَالَ: ((أَفَبِهٰذَا أُمِرْتُمْ، أَمْ بِهٰذَا أُرْسِلْتُ عَلَیْكُمْ، إِنَّمَا هَلَکَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ: حِیْنَ تَنَازَعُوْا فِیْ هٰذَا الْأَمْرِ! عَزَمْتُ عَلَیْكُمْ أَنْ لَّا تَنَازَعُوْا فِیْهِ)). (ترمذی:۲۱۳۳)

حضرت ابو ہریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- ہمارے پاس تشریف لائے حالانکہ ہم مسئلہ تقدیر پر جھگڑ رہے تھے۔ تو آپ ناراض ہوئے حتی کہ چہرہ انور سرخ ہو گیا اور فرمایا کیا تمہیں اس چیز کا حکم دیا گیا ہے یا میں اسی کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا گیا۔ تم سے پہلے لوگوں نے جب اس مسئلہ پر جھگڑے کیے تو ہلاک ہی ہو گئے۔ میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ اس مسئلہ میں نہ جھگڑو۔

-☆-

عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ- ((إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِیْعِ الْأَرْضِ، فَجَاءَ بَنُوْ آدَمَ عَلٰی قَدْرِ الْأَرْضِ، مِنْهُمُ الْأَحْمَرُ، وَالْأَبْیَضُ، وَالْأَسْوَدُ، وَبَیْنَ ذٰلِکَ، وَالسَّهْلُ، وَالْحَزْنُ، وَالْخَبِیْثُ، وَالطَّیِّبُ)). (ابوداود:۴۶۹۳)

حضرت ابو موسیٰ -رضی اللہ عنہ- نے فرمایا کہ میں نے حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ

وسلم-کوفرماتے ہوئے سنا، کہ اللہ تعالیٰ نے آدم-علیہ السلام-کوایک مٹھی سے پیدا کیا جوتمام روئے زمین سے لی گئی۔لہذا اولادآدم زمین کے اندازے پرآئی۔ان میں سرخ،سفید،کالے اوردرمیانے۔اورنرم وسخت،پلیدوپاک ہیں۔

-☆-

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو-رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا-قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ-صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-يَقُوْلُ:((إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ خَلْقَهُ فِي ظُلْمَةٍ، فَأَلْقٰى عَلَيْهِمْ مِنْ نُوْرِهٖ، فَمَنْ أَصَابَهُ مِنْ ذٰلِكَ النُّوْرِ اهْتَدٰى، وَمَنْ أَخْطَاهُ ضَلَّ، فَلِذٰلِكَ أَقُوْلُ: جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ)). (ترمذی:۲۶۴۲)

حضرت عبداللہ بن عمر-رضی اللہ عنہ-نے فرمایا کہ میں نے حضوررسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم-کوفرماتے ہوئے سنا، کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق اندھیرے میں پیدا کی۔پھران پراپنی شعاعِ نورڈالی۔جسے اس نورسے کچھ پہنچاوہ ہدایت پا گیا۔جواس سے رہ گیاوہ گمراہ ہوگیا۔اس لئے میں کہتا ہوں کہ قلم اللہ کےعلم پرسوکھ چکا۔

-☆-

وَقَالَ أَنَسٌ-رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ-كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ-صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-يُكْثِرُ أَنْ يَقُوْلَ:((يَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ! ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ))، فَقُلْتُ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! آمَنَّا بِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهٖ، فَهَلْ تَخَافُ عَلَيْنَا؟! قَالَ: ((نَعَمْ، إِنَّ الْقُلُوْبَ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللّٰهِ، يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَآءُ)). (ترمذی:۲۱۴۰)

اورحضرت انس-رضی اللہ عنہ-نے فرمایا کہ رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم-اکثر یہ

فرماتے تھے، اے دلوں کے پھیرنے والے! میرا دل اپنے دین پر ثابت رکھ۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! ہم آپ پر اور آپ کی تمام لائی ہوئی چیزوں پر ایمان لا چکے تو کیا اب بھی آپ ہم پر خوف کھاتے ہیں۔ فرمایا ہاں لوگوں کے دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے بیچ ہیں جدھر چاہے انہیں پھیر دے۔

-☆-

عَنْ عَلِيٍّ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- ((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ، حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ، يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَإِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ، بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ، وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ، وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَيُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ)). (ابن ماجہ:۸۱)

حضرت علی -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: اس وقت تک بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک چار باتوں پر ایمان نہ لائے۔

(۱):- گواہی دے کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں۔

(۲):- میں (محمد -صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہوں، مجھے اللہ نے حق سے بھیجا۔

(۳):- مرنے اور مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان لائے۔

(۴):- تقدیر پر ایمان لائے۔

-☆-

عَنْ مَطَرِ ابْنِ عَكَامِسٍ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- ((إِذَا قَضَى اللّٰهُ لِعَبْدٍ أَنْ يَّمُوْتَ بِأَرْضٍ، جَعَلَ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةً)).

(ترمذی:۲۱۴۷)

حضرت مطر بن عکامس -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالی کسی بندے کے متعلق زمین میں مرنے کا فیصلہ فرما دیتا ہے تو اس کے لئے وہاں ضروری کام ڈال دیتا ہے۔

-☆-

عَنْ عَائِشَةَ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا- قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَرَارِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَ: ((مِنْ آبَائِهِمْ))، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بِلَا عَمَلٍ؟ قَالَ: ((اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ))، فَقُلْتُ: وَذَرَارِيُّ الْمُشْرِكِيْنَ؟! قَالَ: ((مِنْ آبَائِهِمْ))، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بَلَا عَمَلٍ؟ قَالَ: ((اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ)). (ابوداود:۴۷۱۷)

حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- مسلمانوں کے بچے۔ (کہاں جائیں گے) فرمایا وہ اپنے آباء (باپ دادا) سے ہیں۔ تو میں بولی! یارسول اللہ بغیر عمل؟ فرمایا اللہ جانتا ہے وہ کیا کرنے والے تھے۔ میں نے عرض کیا تو کفار کے بچے؟ فرمایا وہ اپنے آباء (باپ دادا) سے ہیں۔ میں بولی بغیر کچھ کئے،؟ فرمایا اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کرنے والے تھے۔

-☆-

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- ((إِنَّ اللّٰهَ -عَزَّوَجَلَّ- فَرَغَ إِلَى كُلِّ عَبْدٍ مِّنْ خَلْقِهِ مِنْ خَمْسٍ مِّنْ أَجَلِهِ وَعَمَلِهِ، وَمَضْجِعِهِ، وَأَثَرِهِ، وَرِزْقِهِ)). (احمد:۵/۱۹۷)

حضرت ابودرداء نے فرمایا کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں بندہ کے متعلق پانچ چیزوں سے فارغ ہو چکا ہے۔

اس کی موت سے۔

اس کے عمل سے

اس کے آرام کرنے کی جگہ۔

اس کے اثر (نشان قدم)۔

اور اس کے رزق سے۔

-☆-

عَنْ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ، قَالَ: أَتَيْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، فَقُلْتُ لَهُ: قَدْ وَقَعَ نَفْسِيْ شَيْءٌ مِّنَ الْقَدْرِ، فَحَدِّثْنِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُذْهِبَهُ مِنْ قَلْبِيْ؟ فَقَالَ: لَوْ أَنَّ اللّٰهَ-عَزَّوَجَلَّ-عَذَّبَ أَهْلَ سَمَاوَاتِهِ وَأَهْلَ الْأَرْضِهِ، عَذَّبَهُمْ وَهُوَغَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ، وَلَوْرَحِمَهُمْ، كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًالَهُمْ مِّنْ أَعْمَالِهِمْ، وَلَوْأَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، مَاقَبِلَهُ اللّٰهُ مِنْكَ حَتّٰى تُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ، وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِّيُخْطِئَكَ، وَأَنَّ مَاأَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ، وَلَوْ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ.

ابن دیلمی نے فرمایا کہ میں ابی ابن کعب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرے دل میں تقدیر کے متعلق شکوک پڑھ گئے مجھے کوئی حدیث سنائیے شاید اللہ میرے دل سے وہ دور فرما دے۔ فرمایا اگر اللہ تعالیٰ اپنے آسمانوں والوں اور زمین والوں کو عذاب دے تو وہ ان پر ظلم نہیں اور اگر ان پر رحم فرمادے تو اس کی رحمت ان کے اعمال سے بہتر ہے۔ اور اگر تم احد برابر

سونا اللہ کی راہ میں خیرات کرو تو اللہ قبول نہ کرے گا جب تک تم تقدیر پر ایمان نہ لاؤ۔ اور یہ نہ جان لو کہ جو تمہیں پہنچا وہ تم سے بچ سکتا نہ تھا اور جو تم سے بچ گیا وہ تمہیں پہنچ نہ سکتا تھا اور اگر تم اس کے سواء کسی اور عقیدے پر مرے تو آگ میں جاؤ گے۔

-☆-

قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

ثُمَّ أَتَيْتُ زَيْدَ بْنِ ثَابِتٍ، فَحَدَّثَنِيْ عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مِثْلَ ذٰلِكَ. (احمد: ۵/ ۳۱۷)

فرماتے ہیں پھر میں عبداللہ بن مسعود کے پاس گیا تو انہوں نے بھی یہ ہی فرمایا،

پھر میں حذیفہ ابن یمان کے پاس گیا تو انہوں نے بھی یہ ہی فرمایا،

پھر میں زید بن ثابت کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے اسی طرح نبی کریم -صلی اللہ علیہ وسلم- سے حدیث بیان کی۔

-☆-

وَعَنْ نَافِعٍ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: إِنَّ فُلَاناً يَقْرأ عَلَيْهِ السَّلَامَ، فَقَالَ: إِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ، فَإِنْ كَانَ قَدْ أَحْدَثَ، فَلَا تُقْرِئْهُ مِنِّيْ السَّلَامَ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَقُوْلُ: ((يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ -أَوْ: فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ- خَسْفٌ، أَوْ مَسْخٌ، أَوْ قَذْفٌ فِي أَهْلِ الْقَدَرِ)).

(ابوداود: ۴۶۱۳)

حضرت نافع نے فرمایا کہ ایک شخص حضرت ابن عمر کے پاس آیا بولا کہ فلاں آپ کو سلام کہتا ہے۔فرمایا میں نے سنا ہے وہ بدعتی ہوگیا۔اگر واقعی وہ بدعتی ہوگیا تو اسے میرا سلام نہ کہنا۔میں نے حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم-کو فرماتے سنا کہ میری امت میں یا اسی امت میں دھنسنا صورت بدلنا، پتھر برسنا ہوگا قدریوں میں (یعنی جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں)۔

-☆-

وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ–رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ–قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ–صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ–((لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَسَقَطَ عَنْ ظَهْرِهٖ كُلُّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ إِلَی یَوْمِ الْقِیَامَةِ، وَجَعَلَ بَیْنَ عَیْنَیْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِّنْهُمْ وَبِیْصًا مِّنْ نُّوْرٍ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلٰی آدَمَ فَقَالَ: أَیْ رَبِّ مَنْ هٰؤُلَآءِ قَالَ: ذُرِّیَّتُكَ فَرَأٰی رَجُلًا مِّنْهُمْ فَأَعْجَبَهُ وَبِیْصُ مَابَیْنَ عَیْنَیْهِ، فَقَالَ: رَبِّ مَنْ هٰذَا قَالَ: دَاوٗدُ فَقَالَ رَبِّ كَمْ جَعَلْتُ عُمُرَهُ قَالَ: سِتِّیْنَ سَنَةً قَالَ: رَبِّ زِدْهُ مِنْ عُمُرِیْ أَرْبَعِیْنَ سَنَةً.

حضرت ابوہریرہ-رضی اللہ عنہ-نے فرمایا کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم-نے ارشاد فرمایا: کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم-علیہ السلام-کو پیدا کیا تو ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تو ان کی پشت سے تا قیامت ان کی اولاد کی روحیں نکلیں جنہیں اللہ پیدا فرمانے والا ہے اور ان میں ہر انسان کی دو آنکھوں کے بیچ نور کی چمک دی پھر انہیں آدم پر پیش فرمایا۔وہ بولے اے رب یہ کون ہیں فرمایا تمہاری اولاد ان میں ایک شخص کو دیکھا تو ان کی آنکھوں کے درمیان کی چمک پسند آئی۔بولے اے رب یہ کون ہے فرمایا حضرت داود بولے اے رب ان کی عمر کتنی مقرر فرمائی ہے فرمایا ساٹھ سال۔عرض کیا مولا میری عمر میں سے چالیس سال انہیں بڑھا دے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَلَمَّا أَنْقَضَى عُمُرُ آدَمَ إِلَّا أَرْبَعِيْنَ جَاءَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ آدَمُ أَوَلَمْ يَبْقَ مِنْ عُمْرِيْ أَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ: أَوَلَمْ تُعْطِهَا ابْنَكَ دَاوُدَ فَجَحَدَ آدَمُ، فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَنَسِيَ آدَمُ فَأَكَلَ مِنَ الشَّجَرَةِ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَخَطِيءَ وَخَطِئَتْ ذُرِّيَّتُهُ)). (ترمذی:۳۰۷٦)

حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- نے فرمایا کہ جب آدم -علیہ السلام- کی عمر ماسوائے چالیس سال پوری ہوئی تو ان کی خدمت میں ملک الموت حاضر ہوا آدم بولے کیا ابھی میری عمر کے چالیس سال باقی نہیں؟ فرمایا کیا وہ تم اپنے فرزند داود کو نہ دے چکے۔ حضرت آدم انکاری ہوئے اس لئے ان کی اولاد انکار کرنے لگے۔ حضرآدم بھول کر درخت سے کھا گئے لہذا ان کی اولاد بھولنے لگی۔ حضرت آدم نے خطا کی تو ان کی اولاد خطائیں کرنے لگی۔

-☆-

وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَآءِ عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ: ((خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ حِيْنَ خَلَقَهُ فَضَرَبَ كَتِفَهُ الْيُمْنٰى فَأَخْرَجَ ذُرِّيَّةً بَيْضَآءَ كَأَنَّهُمُ الذُّرُّ وَضَرَبَ كَتِفَهُ الْيُسْرٰى، فَأَخْرَجَ ذُرِّيَّةً سَوْدَآءَ كَأَنَّهُمُ الْحُمَمُ، فَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَمِيْنِهِ: إِلَى الْجَنَّةِ وَلَا أُبَالِيْ وَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ كَتِفِهِ الْيُسْرٰى: إِلَى النَّارِ وَلَا أُبَالِيْ)).

(احمد:٦/٤٤١)

حضرت ابودرداء نے فرمایا کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

جب اللہ تعالی نے آدم کو پیدا کیا تو ان کے داہنے کندھے پر دستِ قدرت لگایا جس سے سفید رنگ کی اولاد چیونٹیوں کی طرح نکالی اور ان کے بائیں کندھے پر مارا تو کالی

اولاد کوئلے کی طرح نکالی۔ پھر داہنے والوں کے متعلق فرمایا کہ یہ جنت کی طرف ہیں۔ مجھے پرواہ نہیں، بائیں کندھے والوں کے متعلق فرمایا یہ دوزخ کی طرف ہیں مجھے پرواہ نہیں۔

-☆-

وَعَنْ أَبِي نَضْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يُقَالُ لَهُ: أَبُوعَبْدِاللّٰهِ -دَخَلَ أَصْحَابُهُ يَعُوْدُوْنَهُ وَهُوَ يَبْكِيْ، فَقَالُوْا لَهُ: مَا يُبْكِيْكَ؟ أَلَمْ يَقُلْ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- ((خُذْ مِنْ شَارِبِكَ ثُمَّ أَقِرَّهُ حَتّٰى تَلْقَانِيْ)) قَالَ بَلٰى، وَلٰكِنْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ -عَزَّوَجَلَّ- قَبَضَ بِيَمِيْنِهٖ قَبْضَةً وَأُخْرٰى بِالْيَدِ الْأُخْرٰى، وَقَالَ: هٰذِهٖ لِهٰذِهٖ، وَهٰذِهٖ لِهٰذِهٖ وَلَا أُبَالِيْ)). وَلَا أَدْرِيْ فِيْ أَيِّ الْقَبْضَتَيْنِ أَنَا.

(احمد: ۵/۶۸)

حضرت نضرہ سے روایت ہے کہ حضور -صلی اللہ علیہ وسلم- کے صحابہ میں سے ایک صاحب جنہیں عبداللہ کہا جاتا تھا ان کی بیمار پرسی کے لئے ان کے دوست گئے وہ رو رہے تھے۔ تو یہ حضرت بولے کیوں روتے ہو؟ کیا تم سے حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- نے یہ نہ فرمایا تھا کہ اپنی مونچھیں کٹواؤ پھر اس کے پابند رہو یہاں تک کہ مجھے ملو۔ وہ بولے ہاں لیکن میں نے رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- کو فرماتے سنا کہ اللہ عزوجل نے اپنے داہنے ہاتھ میں ایک مٹھی لی اور دوسرے ہاتھ میں اور فرمایا کہ یہ اس کے لئے ہے اور یہ اس کے لئے ہے اور مجھے پرواہ نہیں اور مجھے خبر نہیں کہ میں کون سی مٹھی میں تھا۔

-☆-

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ: ((أَخَذَ اللّٰهُ الْمِيثَاقَ مِنْ ظَهْرِ آدَمَ بِنَعْمَانَ يَعْنِيْ: عَرَفَةَ فَأَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهِ كُلَّ ذُرِّيَّةٍ ذَرَأَهَا فَنَثَرَهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالذَّرِّ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ قُبُلًا قَالَ: ﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا أَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ. أَوْ تَقُوْلُوْا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾. (احمد:۱/۲۷۲)

حضرت ابن عباس -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ نبی کریم -صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے پشت آدم سے نعمان یعنی عرفات میں عہد لیا اس طرح کہ ان کی پشت سے ساری اولاد نکالی۔ انہیں حضرت آدم کے سامنے چیونٹیوں کی طرح بکھیر دیا پھر آدم -علیہ السلام- کے سامنے گفتگو فرمائی۔ فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب بولے ہاں (اللہ نے فرمایا) یہ شہادت ہم نے اس لئے لی۔ کہ ہمیں قیامت کے دن یہ نہ کہہ دو کہ ہم اس سے غافل تھے یا یہ نہ کہہ دو کہ شرک تو صرف ہمارے باپ دادوں نے کیا ہم تو ان کے بعد کی پیداوار ہیں (یہ نہ کہہ دینا) کیا تو ہم کو باطل پرستوں کے جرموں سے ہلاک فرماتا ہے۔

-☆-

علم الساعۃ

علم الساعۃ

قَالَ : فَاَخۡبِرۡنِی عَنِ السَّاعَۃِقَالَ : مَاالۡمَسۡئُوۡلُ عَنۡھَا بِاَعۡلَمَ مِنَ السَّائِلِ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے قیامت کی خبر دیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مسئول عنھا سائل سے اعلم نہیں۔

-☆-

حضرت جبریل امین نے حضور سید العالمین محمد رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سے جتنے سوال کیے حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ان کے جوابات بڑے واضح ارشاد فرمائے لیکن علم الساعۃ کے بارے میں جواب کا انداز بدل گیا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اسکا جواب مرحمت فرمادیتے تو ہر ایک کو قیامت کے وقوع کا علم ہوجاتا جو منشاء قدرت کے خلاف ہے۔

ایک موقع پر ایک اعرابی نے بھی یہی سوال کیا تھا

متی الساعۃ؟ یارسول اللہ! قیامت کب ہے؟

حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے اس وقت بھی جواب مختلف انداز سے دیا اس سے سوال کردیا:

مااعددت لھا. تو نے اس قیامت کے بارے میں تیاری کیا کی ہے؟

یہاں بھی اگر حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ قیامت کی تاریخ بتا دیتے تو ہر ایک کو وقوع قیامت کا علم ہو جاتا۔ یہ قرآنی منشاء کے خلاف ہے۔

لاتاتیکم الساعة الابغتة.

قیامت تمہارے پاس اچانک آئے گی۔

بعض کا خیال ہے کہ حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کو وقوع قیامت کا علم نہیں ہے۔

یہ خیال کسی طور پر بھی درست نہیں ہے

کیونکہ

جبریل امین علیہ السلام کے جتنے سوالات ہیں سب کا حصور ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کو علم ہے اگر کسی حکمت کے تحت جواب کا انداز بدل دیا جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کو اس کا جواب بھی معلوم نہیں تھا۔

جبریل امین ۔علیہ السلام۔اس جواب کے بعد علامت قیامت بولتے ہیں ۔اگر قیامت کا علم ہی نہیں تھا تو علامات قیامت کیسے بیان کردیں۔علامات اسی کی بیان کی جاتی ہیں جسکا علم ہوتا ہے۔

حیات النبی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علٰی اشرف الانبیاء والمرسلین قائد الغر المحجلین وعلٰی آلہٖ بدور الدجی واصحابہ نجوم الھدی ومن تبعھم الی یوم الدین. امابعد!

حضور سید العالمین محمد رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- کا وجود مبارک سراپا رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین ،تمام جہانوں کیلئے رحمت بنایا ہے۔ سارے جہاں حضور کے خوانِ رحمت سے پل رہے ہیں۔ اس بھری کائنات میں جہاں بھی رحمت کا بسیرا ہے جس جگہ بھی رحمت وشفقت کی بہاریں ہیں یہ سب حضور -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- کا صدقہ ہے۔

کائنات میں چہل پہل رحمت کے طفیل ہے اگر رحمت نہ رہے تو کائنات تباہ وبرباد ہوکر پردہ عدم میں چلی جائے۔ رحمت کا مرکز ومحور وجود مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- ہے۔

تو بات بالکل واضح ہوئی کہ اگر یہ جہاں رنگ ونور میں دھلا ہوا ہے تو وجود مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ ہے اور حضور حیاۃ حقیقیۃ سے متصف ہیں۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دھر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

زندہ وجاوید نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں
آج بھی ملائکہ وفرشتے
سلام عرض کرنے والے امتیوں کا سلام پہنچاتے ہیں

عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

اِنَّ لِلّٰہِ مَلَا ئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِیَ السَّلَا مَ.

مشکوٰۃ المصابیح	رقم الحدیث (۹۲۴)	جلد ۱	صفحہ ۲۹۱
قال الالبانی:	اسنادہ صحیح		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۲۸۱۶)		صفحہ ۱۸۲۶
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۲۱۰)	جلد ۴	صفحہ ۱۷۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۵۲۱۳)	جلد ۹	صفحہ ۱۳۷
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۲۷۸)	جلد ۳	صفحہ ۴۴

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مسعود -رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ سیاح فرشتے ہیں جو میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

-☆-

صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۲۸۱)	جلدا	صفحہ۴۱۰
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۹۱۴)	جلد۳	صفحہ۱۹۵
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۲۰۴)	جلد۷	صفحہ۲۱
موارد الظمان	رقم الحدیث (۲۳۹۲)		صفحہ۵۹۴
المصنف ابن ابی شیبہ		جلد۲	صفحہ۵۱۷
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (۳۱۱۶)	جلد۳	صفحہ۲۱۵
عمل الیوم واللیلۃ للنسائی / رقم الحدیث (۶۶)			صفحہ۱۶۷
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۶۸۷)	جلد۳	صفحہ۱۹۷
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۳۶۲۹)	جلد۳	صفحہ۱۹۷
قال الحاکم:	صحیح الاسناد ولم یخرجاہ		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۰۵۲۸)	جلد۱۰	صفحہ۲۷۰

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- رفعتِ شان کیلئے کچھ فرشتوں کو سیاح بنادیا وہ روئے زمین کی سیر وسیاحت کرتے ہیں اور اس کرۂ ارضی کا چکر لگاتے ہیں جہاں بھی حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کا امتی حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی بارگاہِ اقدس میں سلام عرض کرتا ہے یہ فرشتے فوراً اس سلام کو دربار مصطفوی -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- میں پہنچادیتے ہیں۔

اے نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے پیارے امتی تیری کس درجہ نیک بختی ہے کہ تو جب بھی بارگاہِ خیر الوریٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- میں نہایت ادب واحترام سے کہتا ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ.

تو حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اس سلام کو خود سنتے ہیں اور اسی آن ملائکہ سیاحین بارگاہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں پہنچ کر عرض کردیتے ہیں کہ یارسول اللہ فلاں آدمی آپ پر سلام پیش کررہا ہے۔

جب ایک امتی کے سلام کو حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- خود بھی سنتے ہوں اور فرشتے بھی عرض کرتے ہوں تو پھر حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کس شفقت و پیار سے اس سلام کا جواب دیتے ہوں گے اور جب ایک مرتبہ ہی دربار نبوی -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سے سلام کا جواب آ گیا تو تیرے بگڑے مقدر سنور جائیں گے۔

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اج بھی اپنے روضہ اقدس کے اندر زندہ ہیں یہ وھاب ومعطی اللہ کا خصوصی عطیہ ہے اللہ کے عطیہ پر کسی کو لب کشائی کی اجازت نہیں۔

یہ سیاح فرشتے حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- پر سلام کی تلاش میں رہتے ہیں۔

زندہ وجاوید نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں آج بھی جہاں سے بھی درود شریف بھیجا جائے پہنچ جاتا ہے

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَالِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : حَيْثُمَا كُنْتُمْ فَصَلُّوا عَلَيَّ ؛ فَاِنَّ صَلاَتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ.

ترجمة الحديث:

حضرت علی المرتضیٰ -رضی اللہ عنہ- کے فرزند ارجمند حضرت امام حسن مجتبیٰ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: (اے میرے امتیو!) تم

صحیح الترغیب والترهیب/رقم الحدیث (١٦٦٥)

قال الالبانی: صحیح لغیرہ

قال المنذری: رواہ الطبرانی فی الکبیر باسناد حسن

الترغیب والترهیب رقم الحدیث (٢۴٧٥) جلد٢ صفحہ۴٩٦

قال المحقق: حسن

مجمع الزوائد رقم الحدیث (١٧٢٩٥) جلد١٠ صفحہ٢٥٢

قال الھیثمی: رجالہ رجال الصحیح

مسند الامام احمد رقم الحدیث (٨٨٠۴) جلد١۴ صفحہ۴٠٣

قال شعیب الارنووط: اسنادہ حسن

جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود شریف بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود شریف مجھ تک پہنچتا ہے۔

-☆-

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کا دربار گہر بار کس درجہ فیوض و برکات سے لبریز ہے اور حاضری دینے والے افراد پر کس درجہ لطف و کرم کی برکھا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے دربار اقدس کے انتظامات کسی بھی بادشاہ کے دربار سے کم نہیں فرمائے بلکہ یہ دربار اقدس جملہ رعنائیوں سے اور پوری آب و تاب سے اس عالم گیتی پر اپنی نوازشات فرما رہا ہے۔

آج حیرت انگیز ایجادات کا دور ہے اس دور میں ہم ایک جگہ بیٹھے بیک وقت کئی ذرائع سے رابطہ کر لیتے ہیں۔قربان جائیں اللہ کے پیارے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی عزت وعظمت کے کہ غیر سائنسی دور میں بھی اللہ ذوالجلال والاکرام نے آپ کی خاطر کیا کیا انتظام فرمائے۔ یہ انتظامات زندہ نبی کیلئے ہیں جو آج بھی اپنے روضہ اقدس میں زندہ و جاوید ہیں اور صدیوں سے آپ کی بارگاہ میں جو خوش قسمت بھی درود شریف کا نذرانہ پیش کرتا ہے وہ درود شریف بارگاہ خیرالوریٰ میں پہنچ جاتا ہے اور یہ سلسلہ تاقیامت قائم و دائم رہے گا۔

دنیا کے انتظامات میں خلل آسکتا ہے خرابی و فساد سے نظام نظام معطل ہو سکتا ہے لیکن جب انتظام فرمانے والا ساری کائنات کا خالق و مالک ہو اور ہر چیز پر قادر ہو تو وہ نظام اس قسم کے نقائص و عیوب سے منزہ ہوا کرتا ہے۔

زندہ وجاوید نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ اقدس پر آج بھی فرشتہ مقرر ہے جو درود شریف بھیجنے والوں کا نام لے کر درود شریف پہنچاتا ہے

اِنَّ لِلّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَلَکاً اَعْطَاہُ اَسْمَاءَ الْخَلاَئِقِ، فَھُوَ قَائِم'' عَلٰی قَبْرِیْ اِذَامِتُّ فَلَیْسَ اَحد'' یُصَلِّیْ عَلَیَّ صَلاۃً اِلاّ قَالَ : یَامُحَمَّدُ! صَلّٰی عَلَیْکَ فُلاَنُ بْنُ فُلاَنٍ قَالَ : فَیُصَلِّی الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلٰی ذَالِکَ الرَّجُلَ بِکُلِّ وَاحِدٍ عَشْراً.

ترجمۃ الحدیث:

بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے اور جب میرا وصال ہوگا تو وہ میرے روضہ اقدس پر قائم ہوگا۔ جب بھی کوئی مجھ پر درود شریف بھیجے گا تو وہ فرشتہ عرض کرے گا

اے سراپا حمد وخوبی! آپ پر فلاں بن فلاں نے درود شریف بھیجا ہے۔

حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ نے ارشاد فرمایا:

صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۱۶۶۷) جلد۲ صفحہ۲۹۳

رب تبارک وتعالیٰ اس درود بھیجنے والے آدمی پر ہر درود شریف کے بدلے دس مرتبہ صلوات بھیجے گا۔

-☆-

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اپنے روضہ اقدس میں زندہ ہیں اور اپنی امت کے تمام اعمال پر مطلع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو اپکی امت کے احوال سے باخبر رکھنے کیلئے جہاں خود آپ کو بے پناہ کمالات عطا فرمائے وہاں آپ کے روضہ اقدس پر ایک فرشتہ بھی مامور فرمادیا یہ دربان درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام خلائق کے اسماع (تمام مخلوق کو سننے کی طاقت) رکھتا ہے ہر چھوٹے اور بڑے کی آواز کو جانتا ہے۔ جب دربارِ درِ مصطفیٰ کا یہ عالم ہے تو حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اپنی ذات اطہر و برتر کا عالم کیا ہوگا۔ جب کبھی کوئی امتی آپ کی ذات اقدس پر درود شریف کا نذرانہ پیش کرتا ہے تو یہ فرشتہ فوراً عرض کرتا ہے یارسول اللہ! فلاں آدمی فلاں کا بیٹا آپ پر درود شریف پڑھ رہا ہے۔ یہ فرشتہ ہر فرد کے نام سے واقف ہے ہر رنگ ونسل کے نام سے واقف ہے جہاں سے بھی کوئی صلاۃ بھیجے یہ فرشتہ اس صلاۃ کو سن کر بارگاہِ مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- میں عرض کر دیتا ہے۔ یہ زندہ وجاوید نبی -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اپنے روضہ اقدس میں اپنے امتیوں کا درود شریف سن کر کتنے خوش ہوتے ہونگے۔

اسماع الخلائق:

اس موکل فرشتے کو تمام مخلوق کی باتیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے صرف طاقت ہی نہیں بلکہ وہ بالتفصیل تمام لوگوں کی باتیں سنتا ہے کیونکہ کسی وقت بھی کوئی دوران گفتگو حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی بارگاہِ اقدس میں سلام عرض کرسکتا ہے یہ فوراً اس سلام کو سن کر بارگاہ

خیر الوراٰی -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- میں پیش کر سکتا ہے۔ یہ فرشتہ کس شان والا ہے؟

غور کیجئے!

اس وقت دنیا میں کتنی زبانیں بولی جاتی ہیں اور ایک وقت میں کتنے لوگ باتیں کرتے ہیں ان میں سے جو بھی جس وقت سلام عرض کرتا ہے روضہ اقدس پر مامور فرشتہ فوراً سن لیتا ہے اور بارگاہ مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- میں عرض کرتا ہے کہ فلاں فلاں کا بیٹا آپ پر درود شریف بھیج رہا ہے۔

کبھی کبھی انسان درود شریف پڑھتے وقت اتنی مدھم آواز سے پڑھتا ہے کہ ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی کو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کیا کر رہا ہے لیکن دربار مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- کے قربان جائیں وہ اتنی مدھم آواز کو بھی سن لیتا ہے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ

بعض لوگوں کے باپ کا کسی کو علم نہیں ہوتا اور وہ غلط آدمی کو اس کا باپ تصور کر لیتے ہیں کہ دربار مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- کی برکت ملاحظہ ہو کہ وہاں مامور فرشتہ ہر آدمی کے نام سے واقف ہے نام سے ہی نہیں بلکہ باپ کے نام سے بھی واقف ہے۔

جب دربان فرشتے کے علم کا یہ عالم ہے تو خود سرور عالم -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- کی وسعت کا عالم کیا ہوگا۔ اس دربار کی معلومات تک کوئی نہیں پہنچ سکتا تو آقا و مولیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- کی معلومات تک کسی کی رسائی ہوگی۔

عن عمار بن ياسر رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم

اِنَّ اللّٰهَ وَكَّلَ بِقَبْرِیْ مَلَكاً أَعْطَاهُ اللّٰهُ اَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ، فَلَا يُصَلِّیْ عَلَیَّ اَحَدٌ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا اَبْلَغَنِیْ بِاسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِيْهِ : هٰذَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ قَدْ صَلّٰی عَلَيْكَ.

ترجمة الحديث:

حضرت عمار بن یاسر-رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے روضہ اقدس پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے الخلائق (تمام مخلوقات) کے سننے کی طاقت عنایت فرمائی ہے۔ قیامت تک مجھ پر جو فرد بھی درود شریف بھیجے گا یہ فرشتہ مجھے درود شریف پڑھنے والے کا نام اس کے باپ کا نام بتائے گا اور کہے گا: (یارسول اللہ!) یہ فلاں بن فلاں ہے جس نے آپ پر درود شریف بھیجا ہے۔

-☆-

صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۱۶۶۷) جلد۲ صفحہ۲۹۳
مجمع الزوائد رقم الحدیث (۱۷۲۹۱) جلد۱۰ صفحہ۲۵۱
قال الھیثمی وبقیۃ: رجالہ رجال الصحیح

روضہ اقدس پر متعین یہ فرشتہ کتنے نصیبوں والا ہے در مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی دربانی ہزاروں بادشاہیوں سے افضل و برتر ہے یہ دربانِ مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- در مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی برکت سے کس درجہ باکمال ہے کہ تمام مخلوق کی آوازوں کو سنتا ہے اور ہر ایک کے درود شریف کو سنتا ہے اور اسکی اطلاع حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی بارگاہِ اقدس میں پہنچاتا ہے۔

غور کیجئے!

ایک ہی وقت میں کتنے لوگ درود شریف کا نذرانہ بارگاہِ خیرالوریٰ میں پیش کرتے ہیں۔ بسا اوقات لاکھوں افراد بیک وقت درود شریف پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ یہ فرشتہ ہر ایک کی آواز کو پہنچاتا ہے اور ہر ایک کے درود شریف کی تعداد جانتا ہے اور پھر ایک ایک کا نام مع ولدیت کے پیش کر دیتا ہے۔

اگر ایک دربان کو اللہ تعالیٰ یہ کمالات عطا فرماتا ہے کہ بیک وقت لاکھوں نہیں کروڑوں کی آوازیں سنتا ہے کروڑوں نہیں اربوں کی آوازیں سنتا ہے اور ہر ایک کو مع اسکی والدیت کے جانتا ہے تو جس دربار کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اس پر کرم کیا خود اس دربار کے مکین محبوب رب العالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے کمالات کا عالم کیا ہوگا۔ یقیناً حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ہر ایک کی آواز کو سنتے ہیں اپنے امتیوں کی صداوں کو سنتے ہیں اور باذن اللہ اپنے روضہ اقدس میں جلوہ گری فرماتے ہوئے کرم بھی فرماتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ : كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِیْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَاِنِّیْ وَاضِع ثَوْبِیْ وَاَقُوْلُ: اِنَّما هُوَ زَوْجِیْ وَاَبِیْ ، فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَعَهُمْ ، فَوَاللّٰهِ! مَادَخَلْتُهُ اِلَّاوَاَنَا مَشْدُوْدَة" عَلَیَّ ثِيَابِیْ حَيَاءً مِنْ عُمَرَ.

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں میں اپنے اس گھر میں داخل ہوا کرتی جس میں حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ہیں (یعنی روضہ اقدس) اس حال میں کہ میں پردہ نہ کیا کرتی اور میں کہتی یہ میرے سرتاج حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ہیں۔

اور یہ میرے ابا حضرت ابوبکر صدیق -رضی اللہ عنہ- ہیں جب حضرت عمر-رضی اللہ عنہ-کوان کے ساتھ دفن کردیا گیا تو اللہ ذوالجلال کی قسم! میں جب بھی اس حجرے میں داخل ہوئی تو پردہ کر کے داخل ہوئی حضرت عمر سے حیا کرتے ہوئے۔

مشکوٰۃ المصابیح رقم الحدیث(۱۷۷۱) جلدا صفحہ۵۵۴

قال الالبانی: رجالہ رجال الصحیح کما قال الھیثمی

مسند الامام احمد رقم الحدیث(۲۵۵۳۶) جلد۱۸ صفحہ۲۴

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

المستدرک للحاکم رقم الحدیث(۴۴۵۸) جلد۳ صفحہ۶۰۹

قال الحاکم: حدیث صحیح

مجمع الزوائد رقم الحدیث(۱۲۷۰۴) جلد۸ صفحہ۵۷

قال الھیثمی: رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح

یہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا طرز عمل ہے آپ نے پوری امت کو راہ ہدایت بتایا کہ جو قبور میں چلے جاتے ہیں وہ عدم محض نہیں ہو جاتے بلکہ جیسے انکا رتبہ و مقام ہے ویسے ہی وہ زندہ و جاوید ہیں۔

جب تک حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے پہلو میں صرف حضرت ابوبکر-رضی اللہ عنہ- مدفون رہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بے روک ٹوک اس حجرہ مبارکہ میں داخل ہو جاتیں اور فرماتیں ایک اللہ کے پیارے حبیب-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ہیں اور دوسرے میرے ابا جان ہیں دونوں سے پردہ کیسا؟ اور جب حضرت عمر-رضی اللہ عنہ- ساتھ دفن ہو جاتے ہیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا باپردہ داخل ہوتیں حضرت عمر سے حیا کرتے ہوئے۔

اھل قبور اپنی اپنی شان کے مطابق زندہ ہیں تو جو بھی ان کو السلام علیکم کہے گا تو یہ انشاء اللہ جواب سے نوازیں گے کیونکہ سلام کہنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا ضروری ہوا کرتا ہے۔

یہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ-رضی اللہ عنہ-ا کا ایمان ہے۔ وہ حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو حیاۃ بقیہ سے متصف مانتی ہیں۔ ان کا ایمان ہے کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ان کی ہر حرکت کا مشاہدہ کرر ہے ہیں۔ ان کی آمد و رفت سے باخبر ہی نہیں بلکہ حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے صدقے آپ کے یار بھی حیاۃ سے سرفراز ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ-رضی اللہ عنہ-ا حضرت عمر-رضی اللہ عنہ- سے اسی طرح پردہ کرتی ہیں جس طرح وہ اس دنیا میں پردہ کیا کرتی تھیں۔ حضرت عمر-رضی اللہ عنہ- کے وصال فرمانے سے انکی زندگی وحیثیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔

زندہ وجاوید نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج بھی سلام عرض کرنے والے امتیوں کا سلام خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب بھی عنایت فرماتے ہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : مَامِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلاَّ رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ.

ریاض الصالحین	رقم الحدیث (۱۴۱۰)		صفحہ ۴۵۰
وقال النووی:	رواہ ابوداود باسناد صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۰۴۱)	جلد ۲	صفحہ ۱۷۵
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۰۴۱)	جلد ۱	صفحہ ۵۷۰
قال الالبانی:	حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۷۵۹)	جلد ۹	صفحہ ۵۷۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبری للبیہقی	رقم الحدیث (۱۰۲۷۰)	جلد ۵	صفحہ ۴۰۲
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۹۲۵)	جلد ۱	صفحہ ۲۹۱
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۷۲۹۶)	جلد ۱۰	صفحہ ۲۵۲
قال الھیثمی:	رجالہ ثقات		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ-رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- نے ارشاد فرمایا: جب بھی کوئی آدمی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹاتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

-☆-

وہ امتی کتنے نصیبوں والا ہے جسے بارگاہِ خیرالواریٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے سلام کا جواب آئے حضور-صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم-جس کوسلامتی کی دعا دے دیں یقیناً وہ دونوں جہاں میں سلامت رہے گا۔ دنیا کی آفات سے دنیاوی پریشانیوں سے سلامت رہے گا۔ وقت نزع تکالیف سے یوں سلامت رہے گا کہ اپنا ایمان سلامت لے جائے گا اور پھر میدان حشر میں قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ ومامون رکھے گا اور جو قیامت کی ہولناکیوں سے بچ گیا وہ نجات ابدی پا گیا۔

اے میرے مسلم بھائی! حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- کی دعائیں لینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ بڑی محبت وپیار سے اور ایمان ویقین سے اپنے دل کو حاضر کر کے اپنی زبان سے ادا کردے

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۴۷۷)	جلد۲	صفحہ۴۹۶
قال المحقق:	حسن		
المعجم الاوسط	رقم الحدیث (۳۰۹۲)	جلد۲	صفحہ۲۲۶
قال محمد حسن	اسنادہ حسن		

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ.

تو دیکھ مدینے کے تاجدار سے جواب آئے گا اور جب وہاں سے جواب آ گیا تو دونوں جہاں کے بگڑے مقدر سنور جائیں گے۔

صرف اب ہی نہیں بلکہ جب بھی حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی یاد آئے آپ کی بارگاہ میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کر دے یہ نذرانہ کل قیامت کو کام آئے گا اور تیری ابدی سعادتوں کا ضامن ہوگا۔

روح سے مراد قَالَ الْحَافِظُ

اَلثَّالِثُ : اِنَّ الْمُرَادَ بِالرُّوْحِ الْمَلَکُ الْمُوَکَّلُ بِذَالِکَ.(1)

اس حدیث پاک میں روح سے مراد وہ فرشتہ ہے جو روضہ اقدس پر متعین ہے۔

اب مفہوم یہ ہوگا: جب بھی کوئی مسلم مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ روضہ اقدس پر متعین فرشتہ کو میری بارگاہ میں حاضری کی اجازت دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس سلام عرض کرنے والے کو جواب دوں۔ یہ فرشتہ اسی ذات اقدس-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی بارگاہ میں حاضری دیتا ہے۔ جو زندہ جاوید ہے اور جو حیات حقیقہ سے متصف ہے۔ اگر نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- زندہ نہ ہوں تو فرشتہ کے حاضر ہونے کا کیا معنیٰ؟ حضور نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اس سلام کا جواب دیتے ہیں۔ حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- صرف سلام سنتے ہی نہیں بلکہ باذن اللہ سلام کا جواب بھی دیتے ہیں جو ذات سلام کو سن کر اس کا جواب عطا فرمائے وہ یقیناً حیاۃِ حقیقہ سے متصف ہے اور ان کے زندہ ہونے میں کسی اہل ایمان کو تردد وشکوہ نہیں ہے۔

---

(۱) فتح الباری ۶/ ۴۸۸

حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

ان المراد بالسلام قولهم الصلوة والسلام عليك يارسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وفيه دليل على انه صلى الله عليه وآله وسلم حي حياة مستمرة لان الكون لايخلو من مسلم يسلم عليه وى كل لحظة وقد ثبت بالاحاديث الصحيحة انه صلى الله عليه وآله وسلم وسائر الانبياء احياء حياة حقيقةً(1)

وَالَّذِىْ نَفْسُ اَبِى الْقَاسِمِ بِيَدِهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ إمَاماً مُقْسِطاً وَحَكَماً عَدْلاً فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيْبَ، وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيْرَ، وَلَيُصْلِحَنَّ ذَاتَ الْبَيْنِ وليذهبن الشحنار، وليعرضن عليه الماء فلا يقبله ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلٰى قَبْرِىْ فَقَالَ : يَامُحَمَّدُ؛ لَأَجَبْتُهٗ .

ترجمة الحديث:

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابوالقاسم (-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-) کی جان ہے ضرور نازل ہونگے عیسیٰ بن مریم امام مقسط (انصاف کرنے والے حکمران) بن کر اور عدل کرنے والے فیصل بن کر وہ ضرور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور اختلاف والوں کے درمیان صلح کروائیں گے۔

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۲۷۳۳) جلد ۶ صفحہ ۵۲۴
مسند ابی یعلی الموصلی رقم الحدیث (۶۵۸۴) جلد ۱۱ صفحہ ۴۶۲
قال حسین سلیم اسد: اسنادہ صحیح

(۱) نسیم الریاض شرح الشفا ۳/۴۹۹

زندہ وجاوید نبی صلی اللہ علیہ وسلم
بلکہ
تمام انبیاء کرام علیہم السلام
اپنے اپنے مزارات میں نمازیں ادا فرماتے ہیں

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ : اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت انس بن مالک -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

انبیاء کرام زندہ ہیں اور اپنے اپنے مزارات میں صلوات (نمازیں) ادا فرماتے ہیں۔

-☆-

سبحان اللہ! حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے بالکل واضح الفاظ میں انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے زندہ ہونے کا اعلان فرمادیا۔

الانبیاء احیاء" انبیاء کرام زندہ ہیں یہ دوٹوک اور واضح اعلان ہے کہ جن خوش نصیب افراد کے سروں پر نبوت کا تاج ہے جنہیں اللہ الکریم نے نبی بنا کر مبعوث فرمایا وہ دنیا سے جانے کے بعد ختم

مسند ابی یعلی الموصلی رقم الحدیث (۳۴۲۵) جلد ۶ صفحہ ۱۴۷
قال حسین سلیم اسد: اسنادہ صحیح

نہیں ہو گئے اس دنیا سے رخصتی سے ان کی حیات کا چراغ گل نہیں ہو گیا بلکہ وہ زندہ و پائندہ ہیں ان کو زندہ ماننا ایمان کی نشانی ہے۔

ایمان حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے ارشادات ،فرمودات ،تعلیمات کو دل وجاں سے حق اور سچ ماننا ایمان کہلاتا ہے اس صحیح وصریح حدیث پاک میں انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو زندہ کہا گیا ہے۔اب ان کو زندہ ماننا ہی ایمان ہے اور انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو زندہ نہ ماننا ایمان کے نہ ہونے کی نشانی ہے۔

اب اگر کوئی آدمی اس صریح ارشاد کی روشنی میں انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو زندہ نہ مانے یا انکی زندگی کو حقیقی زندگی نہ جانے بلکہ تاویل کر کے حقیقت کا انکار کرے تو اسے بہر حال اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیئے۔یادرہے ایمان ہی سب سے بڑی دولت ہے اگر ایمان ملے تو اللہ کے جملہ انعامات کی امید کی جاسکتی ہے اگر ایمان ہی نہیں تو پھر اسکی ابدی و سرمدی رحمتوں کو کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اس حدیث پاک کی صحت کے بارے میں اس دور کے ایک بہت بڑے نقاد کے الفاظ ملاحظہ ہوں: شارح بخاری الحافظ ابن حجر عسقلانی -رحمۃ اللہ علیہ- کی سنیئے:

ان الانبیاء افضل من الشهداء والشهداء احیاء عندربهم مکذالک الانبیاء فلا ببعد ان یصلواء یجوا، ویتقربوا الی اللّٰه بما استطاعوا مادامت الدنیا – وهی دارتکلیف – باقیه.........

وقد جمع البیهقی کتابا لطیفا فی "حیاة الانبیاء فی قبورهم" اورد فیه حدیث انس الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون...... وقال صححه البیهقی. [1]

علامہ محمد بن علی بن محمد الشوکانی السلفی المتوفی ۱۲۵۰ھ لکھتے ہیں:

انه حیّ فی قبره وورمه لاتفارقه لماصح ان الانبیاء احیاء فی قبورهم. [2]

(۱) فتح الباری ۶/ ۴۸۷

(۲) تحفۃ الذاکرین، دارالکتب العربیہ بیروت ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء

حضور نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-اپنے قبر انور میں زندہ ہیں اور آپ کی روح مبارک آپ سے جدا نہیں ہوئی کیونکہ حدیث صحیح میں ہے: انبیاء کرام اپنے اپنے مزارات میں زندہ ہیں۔

عن داور بن ابی صالح قال اقبل مروان یوماً فوجدر جلاواضعار جهه علی القبر فأخذ برقبته وقال أقدری ماتصنع ؟ قال نعم فاقبل علیه فاذاهو ابوایوب الانصاری رضی اللّٰه عنه قال جئت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و آلهٖ وسلم ولم اتِ الحجر سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه والهٖ وسلم یقول: لاتبکوا علی الذین اذاولیه اهله ولکن ابکوا علیه اذا ولیه غیره.

ترجمة الحديث:

دادو بن صالح کہتے ہیں ایک دن مروان روضہ رسول پر حاضر ہوا تو اس نے دیکھا ایک آدمی اپنا چہرہ حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-کی قبر انور پر رکھے ہوئے ہے تو مروان نے اسکی گردن سے اسے پکڑا اور کہا ''کیا تمہیں علم ہے کہ تم کیا کر رہے ہو'' اس آدمی نے کہا: ہاں مجھے علم ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں پھر جب اس آدمی نے اپنا چہرہ مروان کی طرف کیا تو وہ میزبان رسول حضرت ابوایوب انصاری -رضی اللہ عنہ- تھے تو آپ نے فرمایا میں حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا ہوں کسی بت کے پاس تو نہیں آیا۔ میں نے حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سے سنا حضور فرما رہے تھے: دین پر اس وقت نہ رونا جب اس کے والی اس کے اھل ہوں بلکہ اس وقت دین پر رونا جب اسکے والی نا اھل ہوں۔

المستدرک علی الصحیحین جلد۴ صفحہ۵۱۵

قال الحاکم: صحیح الاسناد

تلخیص المستدرک جلد۴ صفحہ۵۱۵

قال الذھبی: صحیح

علم النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَمَ عَلٰی سَید الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

امابعد! ایمانیات کے باب میں جیسے حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-کو اللہ کا نبی ماننا ضروری ہے اور حضور کو خاتم النبین یعنی سب سے آخری نبی ماننا ضروری ہے اسی طرح اس بات پر بھی ایمان لانا ضروری ہے کہ

اگر چہ نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے کسی مخلوق سے کوئی علم حاصل نہیں کیا اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کے سینہ مبارک کو علم وحکمت سے معمور فرمادیا اور اتنا وسیع علم عطا فرمایا کہ مخلوق کی کیا مجال کہ اس علم کی گہرائی تک پہنچ سکے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْماً.[1]

اور (اے حبیب!) اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی آپ پر کتاب اور حکمت اور علم عطا فرمادیا ہر اس کا جسے آپ نہ جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا یہ آپ پر بہت بڑا فضل ہے۔

---

(۱) النساء - ۱۱۳

اللہ تعالیٰ کی عطا و بخشش کا کوئی کنارہ نہیں وہ جب دینے پر آتا ہے تو بے حساب دیتا ہے۔ اللہ کی کرم نوازیوں کے سامنے انسانی عقل وخرد بے بس نظر آتی ہے۔ اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کا جوبن ملاحظہ ہو:

وَاَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلَيۡکَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ.(1)

اور (اے حبیب!) اللہ نے آپ پر کتاب وحکمت کو نازل فرمایا۔

الکتاب میں جو علوم ہیں اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ خود خالق کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

وَنَزَّلۡنَا عَلَيۡکَ الۡكِتَابَ تِبۡيَانًا لِّكُلِّ شَيۡءٍ وَّهُدًى وَّرَحۡمَةً وَّ بُشۡرٰى لِلۡمُسۡلِمِيۡنَ.(2)

اور (اے حبیب!) نازل کیا ہم نے آپ پر الکتاب کو اس میں بیان ہے ہر چیز کا اور یہ ہدایت اور رحمت (بھی) ہے اور بشارت ہے مسلمانوں کیلئے۔

ہر علمی کتاب میں کچھ نہ کچھ علم تو ہوتا ہی ہے لیکن پھر بھی افادہ اور استفادہ کیلئے معلم (پڑھانے والا) اور متعلم (پڑھنے والا) کی قابلیت کا بڑا دخل ہوتا ہے۔

سبحان اللہ! وہ کتاب جسے **تبیانا لکل شی** (ہر چیز کا بیان) اللہ قرار دے اور اس کتاب کی تعلیم دینے والا خود رب العالمین ہو اور اس علم کو اخذ کرنے والا رحمۃ العالمین۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہو تو اس علم کی وسعت اور گہرائی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے الکتاب پر ہی بس نہ کیا بلکہ الحکمۃ سے بھی نوازا اس الحکمۃ میں کیا کچھ علوم ومعارف دیئے اسے بجز اللہ اور مصطفیٰ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کے اور کون جان سکتا ہے؟

---

(۱) النساء-۴/۱۱۳

(۲) النحل - ۱۶/۸۹

اے میرے اللہ! جب تو دیتا ہے تو تیرے دینے کی وسعت کو دیکھ کر انسانی عقل درماندہ ہو جاتی ہے۔ جب تیری کرم نوازی کا بادل برستا ہے تو تیرے کرم کو دیکھ کر انسانی سوچ وخرد کے سب پیمانے ٹوٹتے نظر آتے ہیں بھلا دو تین انچ کا دماغ تیری عطا وبخشش کے جوبن کا اندازہ کیسے لگا سکتا ہے۔

اے میرے اللہ! جب تو نے اپنے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے سینہ میں علم کے دریا انڈیلے تو کتاب وحکمت پر اکتفانہ کیا بلکہ فرمایا: وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ.

اور (اے حبیب!) آپ کے رب نے جو کچھ بھی آپ نہ جانتے تھے ہر اس کا علم آپ کو عطا فرمادیا۔

وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْماً.

اور یہ اللہ کا آپ پر بہت بڑا فضل وکرم ہوا ہے۔

علامہ ابن جریر طبری اسی آیت کریمہ کی تفسیر لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

وَمِنْ فَضْلِ اللّٰہِ عَلَیْکَ یَامُحَمَّدُ مَعَ سَائِرِ مَاتفضل بِہٖ عَلَیْکَ مِنْ نِعمِہٖ اِنَّہٗ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ وَھُوَ الْقُرآنُ الَّذِیْ فِیْہِ بَیَان" لِکُلِّ شَیْیءٍ وَھُدیً وَمَوْعِظَةً" وَاَنْزَلَ عَلَیْکَ مَعَ الْکِتَابِ الْحِکْمَةَ وَھِیَ مَا کَانَ فِی الْکِتَابِ مُجملاً. ذِکْرَہٗ مِنْ حَلَالِہٖ وَحَرَامِہٖ وَاَمْرِہٖ وَنَھْیِہٖ وَاَحْکَامِہٖ وَوَعْدِہٖ وَوَعِیْدِہٖ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ مِنْ خَبَرِ الاَوَّلِیْنَ وَالاٰخِرِیْنَ وَمَاکَانَ وَمَاھُوَ کَائِن". [1]

یعنی اے مصطفیٰ (-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-)! اللہ تعالیٰ نے اپنے بے پایاں احسانات

(۱) ضیاء القرآن تفسیر ابن جریر طبری ۵/۱۷۷

سے آپ پر یہ بھی خاص احسان فرمایا کہ آپ کو قرآن جیسی کتاب سے نوازا جس میں ہر چیز کا بیان ہے نیز اس میں ہدایت کا نور بھی ہے اور پند و نصیحت بھی ایسی جامع کتاب کے ساتھ حکمت یعنی قرآن کے حلال و حرام اور اوامر و نواہی وغیرہ کے اجمال کی تفصیل بھی نازل کی نیز آپ کو ان امور کا علم عطا فرمایا جن کا پہلے آپ کو علم نہ تھا۔

یعنی گزرے ہوئے اور آنے والے لوگوں کی خبروں کا علم جو کچھ ہوا (مَـا کَـانَ) اور جو کچھ ہونے والا (وَمَاهُوَ كَائِن'') ہے اس کا علم بھی عنایت فرمایا۔

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا[1]

اے نبی کریم! بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے گواہ بنا کر، بشارتیں دینے والا، غضب الٰہی سے خبردار کرنے والا، اللہ کے اذن سے داعی الی اللہ اور ایسا آفتاب بنا کر بھیجا ہے جو دوسروں کو منور فرمانے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں لفظ ''شاہد'' پر غور کیجئے۔

علامہ راغب صاحب المفردات لکھتے ہیں:

اَلشَّهَادَةُ وَالشُّهُوْدُ: اَلْحَضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوِ الْبَصِیْرَةِ.[2]

یعنی شہادت وہ ہوتی ہے کہ انسان وہاں موجود بھی ہو اور اسے دیکھے بھی خواہ آنکھوں کی بینائی سے یا نور بصیرت سے۔

(۱) الاحزاب

(۲) المفردات

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِداً وَّمُبَشِّراً وَّنَذِیْراً لِتُؤْمِنُوْابِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلاً.۱

بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے گواہ بنا کر بشارتیں دینے والا اور عذاب الٰہی سے خبر دار کرنے والا بنا کر تا کہ (اے لوگو!) تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول (۔صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔) پر اور تم ان کی مدد کرو اور دل سے ان کی تعظیم کرو اور تسبیح بیان کرو اللہ کی صبح اور شام۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلاً شَاھِداً عَلَیْکُم کَمَا اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلاً.۲

بے شک ہم نے بھیجا ہے تمہاری طرف ایک عظیم الشان رسول تم پر گواہ بنا کر جیسے ہم نے فرعون کی طرف ایک عظمت والا رسول بھیجا تھا۔

فَکَیْفَ اِذَاجِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَھِیْداً.۳

تو کیا حال ہوگا ان کا جب ہم لے آئیں گے ہر امت سے ایک گواہ اور (اے حبیب!) ہم لے آئیں آپ کو ان سب پر گواہ۔

وَیَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ شَھِیْداً عَلَیْھِم مِّنْ اَنْفُسِھِمْ وَجِئْنَابِکَ شَھِیْداً عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَاناً لِکُلِّ شَیْئٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ.۴

---

(۱) الفتح - ۹
(۲) المزمل - ۱۵
(۳) النساء - ۴۱
(۴) النحل - ۸۹/۱۶

اور اس دن جب ہم اٹھائیں گے ہر امت سے ایک گواہ ان پر انہیں میں سے اور ہم لے آئیں گے آپ کو بطور گواہ ان سب پر اور ہم نے اتاری ہے آپ پر کتاب اس میں بیان ہے ہر چیز کا اور یہ سراپا ہدایت ورحمت ہے اور خوش خبری ہے اہل اسلام کیلئے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا(۱)

(اے اہل اسلام) اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا ہے تا کہ تم گواہ بنو لوگوں پر اور ہمارا رسول کریم تم پر گواہ ہو۔

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کو شاہد اور شہید فرمایا ہے۔

آیئے ان کے معنی پر غور کریں۔اللہ تعالیٰ ہر کلمہ گو کو حق پہچاننے کی سعادت عطا فرمائے۔

صاحب المنجد لکھتے ہیں۔

شَهِيْدًا، شُهُوْدًا الْمَجْلِسَ: حَضَرَه وَشَهِدَ الشَّيْءَ عَايَنَه' اطَّلَعَ عَلَيْهِ. (المنجد)

شھیدا، شھودا : اس کا معنی مجلس میں حاضر ہونا ہے کسی چیز کا معائنہ کرنا اور اس پر مطلع ہونا ہے۔

اَلشَّهِيْدُ: اَلَّذِیْ لَایَغِیْبُ شَیْءٌ عَنْ عِلْمِهٖ.

شھید وہ ہے جس کے علم سے کوئی چیز غائب نہ ہو۔

---

(۱) البقرہ - ۱۴۳/۲

صاحب المصباح المنیر لکھتے ہیں:

شَهِدْتُ الشَّيْءَ: اطلَعْتُ عَلَيْهِ عَايَنْتُه'

شَهِدْتُ الشَّيْءَ کا معنی ہے بس اس پر مطلع ہوا اور میں نے اس کا معائنہ کیا۔

اس کے بعد الشاهد کا معنی لکھتے ہیں۔

اَلشَّاهِدُ يَرَى مَالا يَرَى الْغَائِبُ اَیْ اَلْحَاضِرُ يَعْلَمُ مَالاَ يَعْلَمُهُ الْغَائِبُ.

شاہد اس چیز کو دیکھتا ہے جو غائب نہیں دیکھتا۔ یعنی شاہد حاضر ہے اور اسے اس چیز کا علم ہے جس کا غائب کو علم نہیں۔

الرائد میں اس کا معنی لکھا ہے:

شَهِدَ، شهُوْداً:

۱. اَلْمَجْلِسَ اَوِ الْقِتَالَ : حَضَرَه'

۲. اَلشَّيْءَ : عَايَنَه'

۳. اَلشَّيْءَ : اطلَعَ عَلَيْهِ - الرائد

۱. شَهِدَ شهُوْداً الْمُجْلِسَ اَوِالْقِتَالَ

کے معنی ہیں حاضر ہونا۔

۲. الشئَ: معائنہ کرنا

۳. الشئَ: مطلع کرنا

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

اَلشَّهَادَةُ وَالشّهُودُ : اَلْحضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمّا بالْبَصَرِ اَوِ الْبَصِيْرَةِ. (المفردات)

شہادت اور شہود کا معنی ہے مشاہدہ کے ساتھ حاضر ہونا وہ مشاہدہ نور بصر سے ہو یا نور بصیرت سے۔

درج بالا نگارشات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو مشاہدہ فرمانے والا معائنہ فرمانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

شَاهِداً قَالَ سَعِيد" عَنْ قَتَادَةَ : شَاهِداً علىٰ اُمَّتِهٖ بِالتَّبْلِيْغِ وَعَلىٰ سَائِرِ الاُمَمِ بِتَبْلِيْغِ اَنْبِيَائِهِمْ وَنَحْوِ ذَالِکَ.[۱]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں: اللہ نے آپ کو اپنی امت پر شاہد بنا کر بھیجا کہ آپ نے ان تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور باقی تمام امتوں پر بھی شاہد بنا کر بھیجا کہ انکے انبیاء نے اللہ کے پیغامات ان تک پہنچا دیئے۔

علامہ بیضاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: شَاهِداً : عَلىٰ مَنْ بُعِثْتَ اِلَيْهِمْ بِتَصْدِيْقِهِمْ وَتَكْذِيْبِهِمْ وَنَجَاتِهِمْ وَضَلَالِهِمْ.[۲]

آپ کو شاہد بنا کر بھیجا ان پر جن کی طرف آپ کو مبعوث فرمایا گیا ہے آپ شاہد ہیں انکی تصدیق وتکذیب کے اور نجات وضلال کے۔

علامہ ابوالحسن علی الماوردی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قال ابن عباس : شَاهِداً عَلىٰ اُمَّتِکَ.[۳]

(۱) القرطبی-۱۴/ ۲۰۰

(۲) البیضاوی ۲/ ۲۴۸

(۳) الماوردی - ۴/ ۴۱۰

مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس -رضی اللہ عنہ- فرماتے ہیں: ہم نے آپ کو آپ کی امت کا شاہد بنا کر بھیجا۔

محی السنۃ امام بغوی لکھتے ہیں: اَیْ شَاهِداً لِلرُّسُلِ بِالتَّبْلِیْغِ.[۱]

ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا ہے تمام رسولان کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کہ انہوں نے اپنی اپنی امت کو پیغام حق پہنچا دیا۔

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں: شَاهِداً عَلٰی اللّٰهِ بِالْوَحْدَانِیَّةِ وَاَنَّهٗ لاَ اِلٰهَ غَیْرُہٗ' وَعَلی النَّاسِ بِاَعْمَالِهِمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.[۲]

ہم نے اپ کو اللہ کی وحدانیت کا شاہد بنا کر بھیجا اور یہ کہ اس وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور آپ کو شاہد بنا کر بھیجا لوگوں کے اعمال پر تاکہ قیامت کے دن آپ ان کے اعمال کی گواہی دیں۔

احمد مصطفیٰ المراغی لکھتے ہیں: یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ اِنَّا بَعَثْنَاکَ شَاهِداً عَلٰی مَنْ بُعِثْتَ اِلَیْهِمْ تُرَاقِبُ اَحْوَالَهُمْ وَتَرَی اَعْمَالَهُمْ وَتَتَحَمَّلُ الشَّهَادَةَ بِمَا صَدَرَمِنْهُمْ مِنْ تَصْدِیْقٍ وَتَکْذِیْبٍ وَسَائِرِ مَایَفْعَلُوْنَ مِنَ الْهُدٰی وَالضَّلَالِ وَتُؤَدِّیْ ذَالِکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.[۳]

اے رسول معظم! ہم نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے شاہد بنا کر ان پر جن کی طرف آپ کو بھیجا گیا ہے آپ ان کے احوال کی نگرانی کرتے ہیں اور ان کے اعمال کو دیکھتے ہیں جو کچھ ان

---

(۱) معالم التنزیل از بغوی - ۵۳۵/۳

(۲) تفسیر ابن کثیر - ۸۹۱/۳

(۳) تفسیر المراغی - ۱۲/۲۲

سے صادر ہو رہا ہے تصدیق وتکذیب سے اور ہدایت وگمراہی میں سے جو کچھ وہ کرتے ہیں آپ سب کو بطور شہادت اٹھائے ہوئے ہیں اور اسے قیامت کے دن ادا فرمائیں گے۔

علامہ آلوسی بغدادی لکھتے ہیں: شَاهِداً عَلٰى مَنْ بُعِثْتَ اِلَيْهِمْ تُرَاقِبُ اَحْوَالَهُمْ وَتُشَاهِدُ اَعْمَالَهُمْ وَتؤَدِّيْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَقْبُوْلاً.

اے حبیب! ہم نے آپ کو ان لوگوں پر شاہد بنا کر بھیجا جن کی طرف آپ کو مبعوث فرمایا گیا آپ انکے احوال کی نگرانی فرماتے ہیں اور انکے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔

علامہ نیساپوری لکھتے ہیں: اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى جَعَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ شَاهِداً عَلٰى وُجُوْدِهٖ بَلْ عَلٰى وَحْدَانِيَّتِهٖ.[1]

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو اپنے وجود بلکہ اپنی وحدانیت کا گواہ بنا کر بھیجا۔

وَالْحَاصِلُ اَنَّهُ' شَاهِدٌ فِى الدُّنْيَا بِاَحْوَالِ الآخِرَةِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْمِيْزَانِ وَالصِّرَاطِ وَشَاهِدٌ" فِى الآخِرَةِ بِاَحْوَالِ الحاصل الدُنْيا مِنَ الطَّاعَةِ وَالمَعْصِيَةِ وَالصَّلاحِ وَالْفَسَادِ.[2]

نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- دنیا میں احوال آخرت کے یعنی جنت جہنم میزان اور پل صراط کے گواہ ہیں۔

---

(۱) تفسیر نیساپوری - ۲۲/۲۲

(۲) تفسیر نیشاپوری ۲۲/۲۲

آخرت میں احوال دنیا کے یعنی اطاعت ومعصیت اور صلاح وفساد کے (کون اطاعت کرتا رہا اور کون معصیت کرتا رہا اور کس نے صلاح کی کوشش کی اور کون فساد پھیلاتا رہا)۔

اللہ کے مقرر کیے ہوئے اس ''شاہد'' -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی شان شہادت کے بارے میں عمدۃ المحد ثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

باشد رسول شمابر شما گواہ زیرانکہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں ازترقی محجوب ماندہ است کرام است پس او می شناسد گناھاں شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمال نیک وبد شمارا واخلاص ونفاق شمارا.

ترجمہ:

تمہارے رسول تم پر گواہی دیں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں اپنی نبوت کے نور سے اپنے دین کے ہر ماننے والے کے رتبہ کو کہ میرے دین میں اس کا کیا درجہ ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور وہ کونسا پردہ ہے جس سے اس کی ترقی رکی ہوئی ہے۔ پس وہ تمہارے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں تمہارے ایمان کے درجوں کو، تمہارے نیک و بد سارے اعمال کو اور تمہارے اخلاص اور نفاق کو بھی خوب پہچانتے ہیں۔(1)

(۱) تفسیر ضیاء القرآن ۱/۱۰۱ بحوالہ تفسیر فتح العزیز

وسعتِ نگاہ نبوت

حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اپنے ہر امتی پر شاہد ہیں اس کے تمام اعمال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور گزشتہ انبیاء کرام علیھم الصلاۃ والسلام کی تمام امتوں پر بھی شاہد ہیں۔ آپ انکے تمام اعمال کا معائنہ بھی فرما رہے ہیں۔

گزشتہ امتوں کے شاہد تب ہی بن سکتے ہیں جب آپ کا وجود مسعود اس وقت بھی موجود ہو۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو۔

نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سے پوچھا جاتا ہے:

یارسول اللہ! آپ کب نبی تھے؟ تو آپ جواباً فرماتے ہیں:

کُنْتُ نَبِياً و آدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ والجَسَدِ.

صحیح الجامع الصغیر	رقم الحدیث (۴۵۸۱)	جلد۲	صفحہ۸۴۰
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۵۳۹۷)	جلد۱۱	صفحہ۴۷
جامع الاصول	رقم الحدیث (۶۳۵۰)	جلد۸	صفحہ۵۴۴
قال المحقق:	حدیث حسن صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۵۷۶)	جلد۱۳	صفحہ۹۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح رجالہ آئمۃ مشاھیر		

ترجمة الحدیث:

میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔

-☆-

سبحان اللہ! اللہ کے پیارے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی عزت وعظمت پر قربان جائیں۔

آپ چونکہ تمام امتوں کے شاہد انکے اعمال کا مشاہدہ ومعائنہ فرمانے والے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود مسعود کو حضرت آدم علیہ السلام سے بھی پہلے تخلیق فرمایا کہ آپ اپنی نگاہوں سے عالمِ بالا میں ہونے والے تغیرات کا مشاہدہ فرماسکیں۔

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اپنی امت کے اعمال کا مشاہدہ بھی فرماتے ہیں اس لئے وصال مبارک کے بعد آپ کے جسد اطہر کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۱۰۵)	جلد ۱۶	صفحہ ۵۵۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۶۰۹)	جلد ۵	صفحہ ۵۸۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۸۵۶)	جلد ۳	صفحہ ۱۸۹
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۷۵۸)	جلد ۳	صفحہ ۱۶۰۴
قال الالبانی:	حدیث صحیح		

حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ اَوْس بِنْ اُوْس قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلى اللّٰهُ عَلَيْه و آلهٖ وَسَلَّمْ إنَّ مِنْ أفْضَلِ أيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمْعَةِ فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْه الصَّعْقَةُ فأكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلاَةَ فِيْهِ فَإنَّ صَلاتَكُمْ مَعْرُوضَة'' عَلَيَّ

فَقَالَ رَجُل'':

يَارَسُوْلُ اللّٰه! كَيْفَ تُعْرَضُ صَلاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أرَمْتَ يَعْنِي بَلِيْتَ؟

فَقَالَ: إنَّ اللّٰه قَدْ حَرَّمَ عَلَى الأرْضِ أنْ تَأكُلَ أجْسَادَ الأنْبِيَاء.

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۷۳۶)	جلد۲	صفحہ۳
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۰۸۵)	جلد۲	صفحہ۱۷
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
قال بشار عواد:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۸۹۶)	جلد۱	صفحہ۳۲۱
قال الالبانی:	صحیح		
المستدرک للحاکم		جلد۱	صفحہ۲۷۸
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط البخاری		
التلخیص بزیل المستدرک		جلد۱	صفحہ۲۷۸
قال الذھبی علی شرط البخاری			
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۳۶۱)	جلد۱	صفحہ۴۲۹
السنن الکبریٰ للبیہقی / رقم الحدیث (۵۹۹۳)		جلد۳	صفحہ۳۵۳
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۱۵۷۲)	جلد۱	صفحہ۲۰۶

ترجمة الحديث:

حضرت اوس بن اوس -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: تمہارے دنوں میں سب سے فضیلت والا جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی تخلیق ہوئی اور اسی دن قیامت کیلئے پہلا صور پھونکا جائے گا۔ پس اس جمعہ کے دن مجھ پر درود پاک کی کثرت کرو تمہارے درود پاک میرے پاس پیش ہوتے ہیں۔

سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۳۷۰)	جلد۳	صفحہ۸۹
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۳۷۳)	جلد۱	صفحہ۴۴۳
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۵۳۱)	جلد۱	صفحہ۴۷۹
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۵۳۱)	جلد۱	صفحہ۴۱۹
قال الالبانی:	صحیح		
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۵۸۹)	جلد۱	صفحہ۲۱۶
مصنف ابن ابی شیبہ		جلد۲	صفحہ۵۱۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۹۱۰)	جلد۳	صفحہ۱۹۰
قال شعیب الارنوط:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۱۰۷)	جلد۱۲	صفحہ۴۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابوداؤد	رقم الحدیث (۱۰۴۷)	جلد۱	صفحہ۳۴۲
صحیح سنن ابوداؤد	رقم الحدیث (۱۰۴۷)	جلد۱	صفحہ۲۹۰
قال الالبانی:	صحیح		

ایک آدمی نے عرض کیا:

یارسول اللہ! آپ پر درود پاک کیسے پیش ہوگا حالانکہ وصال مبارک کے بعد آپ کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہوگا۔

حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے ارشاد فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام طاہرہ کو کھائے۔

-☆-

بلکہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام مبارکہ کی شان ہی نرالی ہے انکے اجسام مبارکہ حفاظت الٰہیہ میں آنے کے بعد اللہ ذوالجلال کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔

ملاحظہ ہو

اَلانْبِیَاءُ اَحْیَاء" فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ.

ترجمة الحديث:

انبیاء کرام زندہ ہیں اوراپنے اپنے مزارات مقدسہ میں نمازیں ادافرماتے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عبادت سے محبت ہے صلاۃ (نماز) سے لگاؤ ہے دنیا تو

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۶۲۱) جلد۲ صفحہ ۱۸۷

مسند ابی یعلی الموصلی رقم الحدیث (۶۷۰) جلد۶ صفحہ ۱۴۷

قال حسین سلیم اسد: اسنادہ صحیح

مجمع الزوائد رقم الحدیث (۱۳۸۱۲) جلد۸ صفحہ ۳۸۶

قال الھیثمی: رواہ ابویعلی والبزار رجال اَبی یعلی ثقات

دنیا رہی عالم برزخ میں بھی عبادات میں مگن رہتے ہیں وجہ واضح ہے صلاۃ کے ذریعے انہیں مزید قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے اور وہ نادر کیفیت طاری ہوتی ہے جو صرف حالت صلاۃ سے وابستہ ہے اس لئے تجلیات الٰہیہ کا مزہ لینے کیلئے وہ اپنے اپنے مزارات میں بھی صلاۃ (نماز) میں مشغول رہتے ہیں۔

حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔نے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلى اللّٰهُ عَلَيْهِ و آلهِ وَسَلَّمْ قَالَ: هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هٰهُنَا؟وَاللّٰه مَايَخْفٰى عَلَيَّ رَكُوْعُكُمْ وَلاَ خُشُوْعُكُمْ وَاِنِّي لأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي.

شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۳۷۱۲)	جلد۱۳	صفحہ۲۸۹
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۰۱۱)	جلد۸	صفحہ۱۲۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۳۳۷)	جلد۱۴	صفحہ۲۵۰
قال الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
دلائل النبوۃ للبیہقی		جلد۶	صفحہ۷۳
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۴۱)	جلد۱	صفحہ۲۳۰
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۸۲۱)	جلد۱۰	صفحہ۱۹۲
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۴۲۴)	جلد۱	صفحہ۴۰۴

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: کیا تم میرا چہرہ صرف ادھر قبلہ کی طرف دیکھتے ہو اللہ کی قسم مجھ پر تمہارا رکوع اور تمہارا خشوع پوشیدہ نہیں ہے اور میں تمہیں پیٹھ پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

-☆-

رکوع تو رکوع رہا نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نمازیوں کے دلوں کی کیفیت سے بھی واقف ہیں۔ حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اپنے روضہ اقدس میں بکثرت صلوات (نمازیں) ادا فرماتے ہیں کیونکہ صلاۃ (نماز) میں اس کیفیت میں مزید نکھار آجاتا ہے۔

اللہ کے پیارے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- تمام امت کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے مشاہدہ کے مطابق شہادت دیں گے اس لئے آپ نے فرمایا: عَنْ أَنَس بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ و آلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَقِيْمُوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِى وَ رُبَّمَاقَالَ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَارَكَعْتَمْ وَاِذَا سَجَدْتُمْ.

جامع الاصول	رقم الحدیث (۳۴۹۰)	جلد۴	صفحہ۵۶۵
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۶۱۴)	جلد۱	صفحہ۳۳۶
قال المحقق:	متفق علیہ		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۸۶۸)	جلد۱	صفحہ۲۷۵
قال الالبانی:	متفق علیہ		

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک -رضی اللہ عنہ- فرماتے ہیں کہ حضور کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا۔ (اے اہل ایمان!) جب تم رکوع کرو اور سجود کرو تو رکوع وسجود کو پورے حقوق کے ساتھ ادا کیا کرو۔ پس اللہ کی قسم! میں یقیناً تمہیں دیکھ رہا ہوں اپنے بعد اور بسا اوقات فرماتے ہیں تمہیں دیکھ رہا ہوں اپنے پشت پیچھے۔

-☆-

حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- شاھد بن کر اس عالم رنگ وبو میں تشریف لائے آپ اپنی قیامت تک آنے والی امت کے شاھد ہیں اس لئے آپ نے فرمایا:

فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ بَعْدِیْ.

اللہ کی قسم! میں تمہیں اپنے بعد بھی دیکھ رہا ہوں۔

اللہ وحدہ لاشریک نے جب حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو شاھد بنایا تو اس کا مکمل انتظام بھی فرمایا۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۴۲۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۰۴
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۴۲)	جلد ۱	صفحہ ۲۳۰
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۳۹)	جلد ۱	صفحہ ۲۷۸

نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کا ارشاد ملاحظہ ہو:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ رَبِّىْ عَزَّوَجَلَّ فِىْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ . قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰى قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ : فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَتِيْ فَعَلِمْتُ مَافِى السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَتَلَاوَ كَذٰلِكَ نُرِىْ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش فرماتے ہیں کہ حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے عزت وجلال والے رب کا احسن صورت میں دیدار کیا اس نے مجھ سے پوچھا ملا اعلیٰ کے فرشتے کس چیز کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔

میں نے عرض کی (اے میرے رب!) تو بہتر جانتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میرے کندھے کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی پس جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں تھا مجھے اس کا علم ہو گیا۔

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۲۳۵)	جلد ۵	صفحہ ۳۶۸
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۷۹)	جلد ۱	صفحہ ۳۳۷
مشکوٰۃ المصابیح	رقم الحدیث (۷۲۵)	جلد ۱	صفحہ ۲۲۵
قال الالبانی:	حدیث صحیح		
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۵۱۲)	جلد ۱	صفحہ ۲۹۰

(یہ بیان فرما کر) نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ.

اور ایسے ہی ہم نے مشاہدہ کروایا ابراہیم (علیہ الصلاۃ والسلام) کو ملکوت السموات والارض کا تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔

-☆-

اس حدیث پاک میں غور کیجئے جتنا غور ہوگا اتنا ہی کیف نصیب ہوگا۔ نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کیلئے یقیناً وہ لمحات بہت قیمتی ہیں جب ان کے پروردگار کا انہیں دیدار نصیب ہوا۔

وہ معبود حقیقی جس کی خاطر غار حرا کی خلوتوں میں مناجات کے کیف بکھیرے اسی جبل نور پر دعا ہائے نیم شبی کا طویل سلسلہ ہوا جس اللہ کیلئے آپ نے اپنا آرام چھوڑا نرم وگداز بستر کو خیر باد کہا گھر چھوڑ کر پہاڑ کی چوٹی میں قیام کیا۔

جس معبود حقیقی کیلئے مکہ کو خیر باد کہہ کر مدینہ طیبہ میں سکونت اختیار کی پھر مدینہ منورہ کی دس سالہ زندگی بھی آرام وسکون کی زندگی نہیں بلکہ وہ زندگی گھوڑوں کی پیٹھ پر اور تلوار کی چھاؤں میں بسر کی۔ پیٹ پر پتھر باندھ کر اور پیوند والے کپڑے پہن کر وقت گزارا، کیوں اور کس لئے فقط اس لئے کہ یہ آپ کے معبود کا حکم تھا اور اس اللہ کے فرمان کی تعمیل تھی۔

آج وہی اللہ احسن صورت میں جلوہ گر ہے اس وقت مازاغی نگاہوں کا کیا عالم ہوگا جب سامنے جلوہ الٰہی ہوگا اور پھر اللہ آج دریائے جود وسخا بہانے پر ہے اپنا قدرت کا ہاتھ اپنے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے کندھوں کے درمیان رکھا اس خزانے لٹانے والے اللہ نے

اس حالت میں اپنے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو کیا دیا ہوگا اس کی ماوشما کو کیا خبر رحمت دو عالم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے صرف اتنا فرمایا کہ مجھے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس ہوئی۔ اس ٹھنڈک پر زندگی کی ساری بہاریں قربان جائیں بلکہ عالم بالا وپست کی ہر نعمت نثار جائے تب بھی اس کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ زبان مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کھلی اور صرف اتنا بیان کیا کہ

مجھے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا علم ہو گیا۔

جب معلم خود اللہ ہو علم وحکمت سے لبریز کرنے والا خود خالق مالک ہو تو اس علم کی وسعت گہرائی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

اللہ رب العزت اپنا قدرت کا ہاتھ جس کے کندھوں میں رکھے اور اس کی ٹھنڈک سینے میں محسوس ہو۔

اور جو خود کہہ دے اللہ کی اس عطا سے مجھے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا علم ہو گیا۔ اس ذات اقدس کے علم وعرفان کا اندازہ کون لگا سکتا ہے اور اس کی شان سخاوت کا مقام کیا ہوگا۔

اسی لئے تو مفسر قرآن علامہ آلوسی بغدادی لکھتے ہیں:

یہ ہے ''کل عالم کا شاھد'' کے منصب پر فائز ہونے والے کو شاھد بنایا جارہا ہے جب اس منصب پر فائز فرمانے والا اللہ ہو اور اس کے لئے براہ راست علم وعرفان عطا فرمانے والا بھی اللہ ہو تو پھر کس چیز کی کمی رہ جائے گی۔

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے معائنہ ومشاھدہ کا اندازہ ان ارشادات گرامی سے لگائیے:

حَدَّثَنِی أَبُوْزَیْدٍ قَالَ صَلَّی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّھْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَبِمَا ھُوَ کَائِنٌ فَأَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔

ترجمة الحديث:

حضرت ابوزید بیان فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ہمیں صلاۃ الفجر پڑھائی اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے پھر آپ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ صلاۃ الظہر آ گئی پس آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور صلاۃ (نماز) پڑھائی پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے پس آپ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک صلوٰۃ العصر آ گئی پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور صلوٰۃ العصر پڑھائی پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور آپ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

پس آپ نے جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا (ما کان اور ماھو کائن) کی ہمیں خبر دی پس جو ہم میں (اس خطبہ مبارکہ کو) زیادہ یاد رکھنے والا تھا وہ ہم میں زیادہ عالم بن گیا۔

-☆-

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۶۳۸)	جلد ۱۵	صفحہ ۹
قال الارنووط:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۷۸۶)	جلد ۱۶	صفحہ ۴۵۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المستدرک الحاکم	رقم الحدیث (۸۵۵۴)	جلد ۵	صفحہ ۶۸۵
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۸۹۲)	جلد ۵	صفحہ ۴۱۱

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ

قَامَ فِينَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ و آلِهٖ وَسَلَّمَ مَقَاماً مَاتَرَكَ شَيْئاً يَكُوْنُ فِي مَقَامِهٖ ذَالِكَ إِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ قَدْ عَلِمَهٗ أَصْحَابِي هٰؤُلَاءِ وَ انَّهٗ لَيَكُوْنُ مِنْهُ الشَّيْئُ قَدْنَسِيتُهٗ فَأَرَاهُ فَأَذْكُرُهٗ كَمَايَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ إِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ إِذَا رَآهُ عَرَفَهٗ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۶۳۶)	جلد۱۵	صفحہ۵
قال الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرطھما		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۲۴۰)	جلد۲	صفحہ۴۹۵
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۲۴۰)	جلد۳	صفحہ۵
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۸۹۱)	جلد۵	صفحہ۴۱۰
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۱۶۷)	جلد۱۶	صفحہ۵۷۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۸۵۴۶)	جلد۵	صفحہ۶۸۶
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۶۰۴)	جلد۴	صفحہ۲۰۶۵ (الفاظ مختلف)
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۴۲۱۵)	جلد۱۵	صفحہ۳
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح		
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۴۳۳)		صفحہ۵۸

ترجمة الحديث:

حضرت حذیفہ۔رضی اللہ عنہ۔روایت فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ہمارے درمیان ایک جگہ کھڑے ہوئے تو حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔نے اس وقت سے لے کر قیامت کے وقوع تک ہونے والی ہر چیز کا ذکر کر دیا اور کسی کو ترک نہیں فرمایا جس نے انکو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے انکو بھلا دیا اس نے بھلا دیا۔

میرے یہ اصحاب اس واقعہ کو خوب جانتے ہیں۔

ان میں سے بعض چیزوں کو بھول گیا تھا لیکن جب میں نے انکو دیکھا تو یاد آ جاتی ہیں جس طرح کوئی شخص کسی کا چہرہ دیکھ کر بھول جاتا ہے پھر اسے دیکھے تو پہچان لیتا ہے۔

-☆-

صحیح مسلم میں مروی یہ احادیث مقدسہ بتاتی ہیں کہ

اللہ کے مقرر کیے ہوئے ''شاھد''۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کے لئے قیامت تک تمام عالم آئینہ کی طرح رکھ دیا گیا ہے اس کائنات کی کوئی چیز نبی کریم۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کی نگاہ پاک سے پوشیدہ نظر نہیں آتی۔

مزید اطمینان قلب کیلئے بخاری شریف میں مروی ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ: قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَاماً فَاَخْبَرَنَا مِنْ بَدْإِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ.

ترجمة الحديث:

طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق -رضی اللہ عنہ- بیان فرمارہے تھے:

نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ہم میں ایک جگہ کھڑے ہوئے تھے پس حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ابتداء خلق سے لے کر اہل جنت کے اپنی جنتوں میں داخل ہونے اور اہل نار کے اپنی منازل میں وارد ہونے تک ہمیں بتادیا پس جس نے اسے یاد رکھنا تھا اس نے یاد رکھا اور جس کے مقدر میں اسے بھول جانا تھا وہ اسے بھول گیا۔

سبحان اللہ! اللہ کے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی وسعت علم کو دیکھئے۔ ایک مجلس میں ابتداء خلق سے لے کر جنتیوں کے جنت جانے تک سب کچھ بیان کردیا۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۱۹۲)	جلد۲	صفحہ۹۸۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۱۴۰)	جلد۱۴	صفحہ۱۰۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۴۴۲۳)	جلد۴	صفحہ۱۷
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۶۹۹)	جلد۳	صفحہ۱۵۸۸
جامع الاصول	رقم الحدیث (۱۹۹۰)	جلد۳	صفحہ۳۰۴
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۴۷۰)	جلد۸	صفحہ۳۱

ایک ہی مجلس میں یہ سب کیسے ممکن ہوا؟

اسے ہی تو معجزہ کہتے ہیں۔ ایک نبی سے خرق عادت کا ظہور معجزہ کہلاتا ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کی ذات اقدس سراپا معجزہ ہے اگر حیران ہونا ہو تو ان خوش قسمت افراد پر حیران ہوئیے جنہوں نے اسے یاد رکھا۔ نبی کریم کی شان مبارک تو وراء ہے۔ آپ کے کتنے (اس مجلس میں شریک ہونے والے) ہی غلام ایسے ہونگے جو قیامت تو کیا قیامت کے بعد بھی جنتیوں کے جنت جانے تک ہر چیز کو جانتے ہیں۔

صاحب سر رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حذیفہ بن الیمان۔رضی اللہ عنہ۔ کی زبانی بھی سماعت فرمائیے:

قَالَ حُذَیْفَةُ بْنُ الْیَمَانِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ النَّاسِ بِکُلِّ فِتْنَةٍ هِیَ کَائِنَةٌ" فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ السَّاعَةِ وَمَابِیْ اِلاَّ اَنْ یَکُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَسَرَّ اِلَیَّ فِیْ ذَالِکَ شَیْئاً لَمْ یُحَدِّثْهُ غَیْرِی.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۸۹۱)	جلد۵	صفحہ۴۱۰
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۳۳۶۳)	جلد۳	صفحہ۴۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۱۸۴)	جلد۱۶	صفحہ۵۸۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۳۵۲)	جلد۱۶	صفحہ۶۳۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۸۵۰۲)	جلد۵	صفحہ۶۶۶
قال الحاکم:	هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین		

ترجمة الحديث:

حضرت حذیفہ بن الیمان -رضی اللہ عنہ- نے ارشاد فرمایا:

اللہ کی قسم! میں لوگوں میں سے سب سے بڑا جاننے والا ہوں ہر اس فتنے کا جو میرے اور قیامت کے درمیان ہونے والا ہے۔ اس علم کی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ حضور رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بطور راز وہ کچھ بتایا ہے جو کسی اور کو نہیں بتایا۔

-☆-

اللہ وحدہ لاشریک کے ''شاھد اعظم'' حضور سید العالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- قیامت تک ہونے والے ہر فتنہ سے باخبر ہیں اور اپنے خصوصی صحابہ کرام -رضی اللہ عنہ- کو اس کی خبر بھی دیتے ہیں۔

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو یہ مرتبہ دینے والا اللہ ہے۔ اللہ وحدہ لاشریک نے جب یہ مرتبہ اپنے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو عنایت فرمایا تو پورے طور پر عنایت فرمایا اس سلسلہ میں جو عوارض لاحق ہو سکتے تھے ان کا بھی مداوا فرما دیا۔

جو انسان مشاھدہ کر رہا ہو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ بیدار ہو اگر وہ سویا ہوا ہو تو مشاھدہ کیسا؟

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- آرام بھی فرماتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت سے اس حالت میں بھی آپ کے مشاھدہ میں انقطاع نہیں ہوا۔

ایک اور فرمان رسول ملاحظہ ہو:

عَنْ اَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : اَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا كَیْفَ كَانَتْ صَلاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِی رَمُضَانَ؟

قَالَتْ : مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وآلِهٖ وَسَلَّمَ یَزِیْدُ فِی رَمُضَانَ وَلاَ فِی غَیْرِهٖ إِحْدَی عَشَرَةَ رَكْعَةً یُصَلِّیْ اَرْبَعاً فَلاَ تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ اَرْبَعاً فَلاَ تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلاثاً

قَالَتْ عَائِشَةُ : فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوتِرَ؟

قَالَ یَاعَائِشَةُ۔ إِنَّ عَیْنِی تَنَامُ وَلاَ یَنَامُ قَلْبِی.

صحیح سنن نسائی		جلد۱	صفحہ۳۷۱
قال النسائی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث(۱۶۹۳)	جلد۳	صفحہ۲۳۳
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث(۱۶۹۶)	جلد۱	صفحہ۵۴۷
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۱۱۴۷)	جلد۱	صفحہ۳۴۲
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۲۰۱۳)	جلد۲	صفحہ۵۹۶
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۳۵۶۹)	جلد۳	صفحہ۱۱۰۳
سنن الترمذی	رقم الحدیث(۴۳۹)	جلد۲	صفحہ۳۰۲
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث(۱۳۴۱)	جلد۱	صفحہ۴۲۶
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث(۱۳۴۱)	جلد۱	صفحہ۳۶۷
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۱۷۷۱۹)	جلد۱۲	صفحہ۳۴۹

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین -رضی اللہ عنہ- سے حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی رمضان المبارک میں نماز تہجد کے بارے میں سوال کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ -رضی اللہ عنہ- نے فرمایا: حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نماز تہجد رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔

حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- پہلے چار رکعت (نماز تہجد) ادا فرماتے ان کے حسن اور طوالت کے بارے میں استفسار مت کر۔ پھر چار رکعت (صلاۃ التہجد) ادا فرماتے ان کے حسن اور طوالت کے بارے میں استفسار مت کر پھر آپ تین رکعت (نماز وتر) ادا فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ -رضی اللہ عنہ- بیان فرماتی ہیں: میں نے حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سے استفسار کیا! کیا آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں؟ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھ سو جاتی ہے اور میرا دل نہیں سوتا۔

-☆-

انسان جب سوتا ہے اسے کسی چیز کی خبر نہیں رہتی لیکن حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سوتے ضرور ہیں لیکن سونے میں بھی باخبر ہیں۔ آپ کا دل انور جاگ رہا ہوتا ہے اور جس ذات اقدس -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کا دل انور ہمیشہ جاگتا رہے ان کی شان شہادت اور ان کے علم وعرفان کا عالم کیا ہوگا۔

کُل شئ کا مشاہدہ

قَالَ(رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ):

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا حَتَّى يُفْرَجَ عَنْكُمْ

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآلہٖ وسلم:

رأَيْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُمْ لَقَدْ رَأَيْتُمُوْنِي أَرَدْتُ أَنْ آخُذَ قِطْفاً مِنَ الْجَنَّةِ حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِي جَعَلْتُ أَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضاً حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِي تَأَخَّرْتُ.

سنن النسائی	رقم الحدیث(۱۴۶۸)	جلد۳	صفحہ۱۳۰
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۱۰۴۶)	جلد۱	صفحہ۳۱۲
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۱۲۱۲)	جلد۱	صفحہ۳۶۱
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۹۰۱)	جلد۲	صفحہ۳۰۶
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۱۲۶۳)	جلد۲	صفحہ۱۱۰

قال محمود محمد محمود: الحدیث متفق علیہ

قال بشار عواد: اسنادہ صحیح

ترجمة الحديث:

حضور رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان دونوں کو گرہن نہ کسی کی موت سے لگتا ہے اور نہ کسی کی حیات سے پس جب تم اس گرہن کو دیکھو تو نماز ادا کرو یہاں تک کہ تم سے گرہن دور کر دیا جائے۔ اور حضور رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۰۵۱)	جلد۱	صفحہ۳۷۸
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۶۶۹۲)	جلد۱۲	صفحہ۱۰۲
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۳۸۰)	جلد۲	صفحہ۳۱۵
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۳۷۹)	جلد۲	صفحہ۳۱۴
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۳۸۷)	جلد۲	صفحہ۳۱۹
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۳۹۸)	جلد۲	صفحہ۳۲۸
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۸۴۲)	جلد۷	صفحہ۸۴
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۸۴۵)	جلد۷	صفحہ۸۸
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۱۴۲)	جلد۴	صفحہ۳۷۳
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
شرح السنۃ البغوی	رقم الحدیث (۱۱۴۳)	جلد۴	صفحہ۳۷۵
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		

ارشاد فرمایا: میں نے اپنے اس مقام میں ہر اس چیز کو دیکھ لیا ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے تم نے مجھے دیکھا جب میں آگے بڑھا تو میں نے ارادہ کیا کہ جنت سے ایک گچھا پکڑ لوں اور جب تم نے مجھے دیکھا کہ میں پیچھے ہٹا تو میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا بعض بعض کو کھائے جا رہا ہے۔

-☆-

اس مقام میں کیا خصوصیت تھی اسے اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ الفاظ مبارکہ

رأیتُ فِی مَقَامِی ھٰذَا کُلَّ شَیٔ وعِدْتُمْ

میں نے اپنے اس مقام میں ہر اس چیز کا مشاہدہ کر لیا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

بتاتے ہیں کہ یہ مشاہدہ کچھ خصوصیات رکھتا ہے جس ذات اقدس کی نگاہوں کے سامنے ہر چیز ہو اگر وہ کبھی ایسا فرمادے تو اس میں ضرور کوئی نہ کوئی حکمت ہے اور اللہ اور اسکے رسول۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کی حکمتوں سے ہر ایک کا واقف ہونا ضروری نہیں ہے۔

مشارق ومغارب کا مشاهده

عَنْ ثَوْبَانَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهَ صَلَّی اللّٰه عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ زَوّٰی لِیَ الأَرْضَ حَتّٰی رَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَأَعْطَانِی الْكَنْزَيْنِ الاحَمرَ وَالأَبْيَضَ.

ترجمة الحديث:

حضرت ثوبان -رضی اللہ عنہ- بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی حضرت محمد رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۸۸۹)	جلد۵	صفحہ۴۰۹
سلسلة الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۲)		جلد۱	صفحہ۷
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۲۵۲)	جلد۲	صفحہ۴۹۹
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۲۵۲)	جلد۳	صفحہ۹
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۲۹۴)	جلد۱۶	صفحہ۲۹۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۱۷۶)	جلد۴	صفحہ۴۷۲
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن صحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۸۸۷۹)	جلد۹	صفحہ۲۶۹

یہاں تک کہ میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا اور اللہ تعالیٰ نے سونا اور چاندی دونوں خزانے عطا فرمائے۔

-☆-

زمین کا خالق و مالک اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس زمین میں جیسا تصرف چاہے کردے کسی کی کیا مجال کہ لب کشائی کر سکے۔

وَالارْضَ فَرَشْنَاهَافَنِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ.

اور زمین کو ہم نے بچھایا ہے پس ہم بہت اچھے بچھانے والے ہیں۔

اس پھیلی ہوئی زمین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کیلئے جمع بھی فرما دیا ہے اور آپ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی نگاہ پاک سے اس کا کوئی بھی گوشہ پوشیدہ نہیں۔

فَرَأيْتَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا.

حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے اس کے مشرق ومغرب کا مشاہدہ بھی فرمایا یعنی کل زمین کا مشاہدہ فرمایا۔

فَرَأيْتَ مَشرِقَهَا وَمَغرِبَهَا.

میں نے اس کے مشرق ومغرب کو دیکھ لیا ہے نہیں فرمایا بلکہ فرمایا:

فَرَأيْتَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا.

میں نے اس کے تمام مشرقوں اور مغربوں کا مشاہدہ کرلیا۔ ہر دن کے سورج کے نکلنے اور غروب ہونے کی جگہ کو دیکھ لیا جو نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اس باریک بینی کا خیال رکھے اس کے مشاہدہ کا عالم کیا ہوگا۔

اس حدیث پاک میں قیامت تک آنے والے مشارق ومغارب کا مشاہدہ بھی مراد ہوسکتا ہے۔

یعنی اے میری امت! جب میں نے زمین کا مشاہدہ کیا تو فقط ایک لحہ کیلئے مشاہدہ نہیں کیا قیامت تک آنے والا ہر دن اور آنے والی ہر رات میری نگاہوں کے سامنے ہے۔ اس حدیث پاک میں الارض سے زمین ہی نہیں بلکہ زمین کے باسی بھی مراد ہو سکتے ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے لیئے زمین کو سمیٹ دیا ہے پس میں نے اس زمین میں بسنے والی ہر قوم کے مشرق، عروج اور مغرب، زوال کو دیکھ لیا ہے کسی بھی قوم کا عروج وزوال میری نگاہ سے پوشیدہ نہیں۔

موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو

قبر میں صلاۃ (نماز) پڑھتے ہوئے دیکھنا

عَنْ أنس بْنِ مَالكٍ: أنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ:
أتَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِىَ بِى عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلام عِنْدَ الكَثِيْبِ الأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِم" يُصَلِّى فِى قَبْرِهِ.

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک-رضی اللہ عنہ-بیان فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-نے ارشاد فرمایا جس رات مجھے سیر کروائی گئی (معراج کی رات) میں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے ہاں آیا کثیب احمر کے پاس وہ اپنی قبر میں کھڑے صلاۃ (نماز) ادا فرما رہے تھے۔

سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۶۲۷)	جلد ۳	صفحہ ۲۱۲
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۶۲۸)	جلد ۳	صفحہ ۲۱۲
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۳۷۵)	جلد ۴	صفحہ ۵۲۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۴۴۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۸۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۱۴۹)	جلد ۱۰	صفحہ ۳۸۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی نگاہ پاک کا کمال دیکھئے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اپنے مزار کے اندر ہیں آپ انکی جملہ کیفیات کا مشاھدہ فرمارہے ہیں۔

وہ صلاۃ (نماز) پڑھ رہے ہیں اس کا بھی مشاھدہ اور وہ حالت قیام میں ہیں اس کا بھی مشاھدہ ہے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہ الصلاۃ والسلام اپنے اپنے مزار مقدسہ میں زندہ ہیں اور جب چاہیں صلوات (نمازیں) بھی ادا فرماتے ہیں اور اسی حدیث پاک سے یہ بات بھی یہاں عیاں ہوتی ہے کہ بزرگانِ دین کے مزارات پر جانا خود نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی سنت مبارکہ ہے۔

قبر میں کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ہوتی لیکن حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشادفرمایا: موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر قبر ایک جیسی نہیں ہوتی کسی کی قبر بند پنجرہ ہوتی ہے لیکن انبیاء کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام اور انکے طفیل خصوصی اطاعت گزاران کے مزارات جنت کے باغات ہوتے ہیں اور تا حدِ نگاہ کشادہ ہوتے ہیں۔

فلاں کافر کہاں گر کر مرے گا

عَنْ اَنَسٍ قَالَ : کُنّا مَعَ عُمَرَ بَیْنَ مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ اَخَذَ یُحَدِّثُنَاعَنْ اَھْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَیُرِیْنَا مَصَارِعَھُمْ بِالأمْسِ قَالَ: ھٰذَا مَصْرَعُ فُلانٍ اِنْشَاءَ اللّٰہُ. غَداً قَالَ عُمَرُ : وَالَّذِیْ بَعَثَہٗ بِالْحَقِّ مَااَخْطَأُوْاتِکَ فَجُعِلُوا فِیْ بِرٍ فَاَتَاھُمْ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَنَادیٰ یَافُلانُ بْنُ فُلانٍ ، یَافُلاَنُ بن فلان ھَلْ وَجَدْتُمْ مَاوَعَدَرَبُّکُمْ حَقّاً فَاِنِّیْ وَجَدْتُ مَاوَعَدَنِی اللّٰہُ حَقّاً فَقَالَ عُمَرَ : تُکَلِّمُ اَجْسَادَ الاَ اَرْوَاحَ فِیْھَا فَقَالَ : مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَااَقُوْلُ مِنْھُمْ.

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک -رضی اللہ عنہ- بیان کرتے ہیں کہ ہم امیر المومنین حضرت عمر -رضی اللہ عنہ- کے ساتھ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان سفر کر رہے تھے آپ

سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۰۷۰)	جلد۴	صفحہ۱۱۲
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۰۷۳)	جلد۲	صفحہ۷۹
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۴۱۰)	جلد۸	صفحہ۱۳
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۸۷۳)	جلد۵	صفحہ۳۹۴

(حضرت عمر-رضی اللہ عنہ-) نے اہل بدر کے بارے میں باتیں بتانا شروع کردیں۔ پس آپ نے ارشاد فرمایا: حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے غزوہ بدر سے ایک دن قبل ہمیں کافروں کے گرنے کی جگہیں دکھادیں۔

آپ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-ارشاد فرماتے تھے: انشاء اللہ کل یہاں فلاں کافر گر کر مرے گا۔

حضرت عمر-رضی اللہ عنہ- نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-کوحق کے ساتھ مبعوث فرمایا! مرنے والے کافر (آپ کی نشان والی جگہ سے) ذرا بھی اِدھر اُدھر گر کر نہ مرے (بلکہ عین اسی جگہ گر کر مرتے رہے) پس ان کافروں کو ایک کنویں میں ڈال دیا گیا۔ پس نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-ان کے پاس آئے پس آپ نے ندادی:

اے فلان بن فلان! اے فلاں بن فلاں!

جوتمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے حق پایا؟ مجھ سے تو جو میرے رب نے وعدہ فرمایا تھا میں نے تو اسے حق پایا۔ حضرت عمر نے عرض کی! آپ ایسے جسموں سے گفتگو کررہے ہیں جن میں ارواح نہیں ہیں۔

حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: جو میں کہہ رہا ہوں تم اسے ان سے زیادہ نہیں سنتے۔

-☆-

صحیح مسلم کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ يَدَه' عَلَى الْاَرْضِ هٰهُنَا وَهٰهُنَا قَالَ فَمَامَاطَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ.

ترجمة الحديث:

پس حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- (میدان بدر میں) اپنا دست مبارک زمین پر یہاں اور وہاں رکھتے جاتے اور فرماتے اس جگہ فلاں کافر گر کر مرے گا۔

حضرت عمر نے فرمایا حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے نشان سے ایک کافر بھی اِدھر اُدھر نہیں ہو کر گرا (بلکہ نشان کے اوپر گرا)۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۷۷۹)	جلد۴	صفحہ۵۳
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۶۳۸)	جلد۱۱	صفحہ۲۵۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۲۲۹)	جلد۱۱	صفحہ۱۳۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۷۲۲)	جلد۱۱	صفحہ۲۴
قال الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۶۸۱)	جلد۲	صفحہ۶۴
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۶۸۱)	جلد۲	صفحہ۱۴۷
قال الالبانی:	صحیح		

کسے کیا خبر ہوتی ہے کہ کون کہاں مرے گا اور کب مرے گا لیکن حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو اللہ تعالیٰ نے ایسا شاھد بنایا کہ آپ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی نگاہ سے اتنی بات بھی پوشیدہ نہ رہی بلکہ آپ نے اپنے ہاتھ سے نشان لگا لگا کر بتایا کہ یہاں فلاں مرے گا یہاں فلاں مرے گا یہاں سب علوم کی اہمیت اپنی جگہ مگر علم نبوت کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کرسکتا۔

اس حدیث پاک سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ مردے سنتے ہیں دیکھئے مکہ کے بدترین مشرک جنہوں نے حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سے جنگ کی آپ کے خلاف تلوار اٹھائی، حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ان کو سنانے کیلئے کلام فرمایا یہ الگ بات ہے کہ وہ جواب نہیں دے سکتے تو ایک مومن وموحد کی سماعت کا عالم کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے کوئی بعید نہیں کہ مومن کامل الایمان اپنی قبر میں قبر پر آنے والوں کے کلام کو سنے بھی اور اسکا جواب بھی دے۔

اس بات کا مشاہدہ کہ
سرزمین عرب میں شرک نہ ہوگا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الشَّيْطٰنِ قَدْ أَيِسَ اَنْ يُعْبَدَ بِاَرْضِكُمْ هٰذِهٖ وَلٰكِنَّهٗ قَدْ رَضِیَ مِنْكُمْ بِمَا تَحْقَرُوْنَ.

ترجمة الحديث:

یقیناً شیطان اس بات سے مایوس ہوگیا ہے کہ تمہاری زمین (سرزمین عرب) میں شرک کیا جائے۔

-☆-

نگاہ نبوت کے سامنے قیامت تک آنے والی تمام اشیاء عیاں ہیں اس پاک نگاہ سے کوئی فتنہ وفساد بھی پوشیدہ نہیں ہے۔شیطان اوراس کے کارنامے بھی ظاہر ہیں۔

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۴۷۱)		جلد۱	صفحہ۶۳
قال الالبانی:	ھذا اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۲)	جلد۱	صفحہ۲۵۲ (مفصلاً)
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۷۹۵)	جلد۹	صفحہ۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۶۳)	جلد۱	صفحہ۹۷
حلیۃ الاولیاء		جلد۸	صفحہ۲۵۷

رسول عربی-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے کس واضح انداز سے بیان فرمادیا ہے کہ سرزمین عرب میں شرک نہیں ہوگا۔اس زمین کو اس درجہ پاک کردیا گیا ہے کہ شیطان جو اپنے کام میں اتنا ماہر ہے کبھی بھی مایوس نہ ہوتا لیکن عرب کی پاک سرزمین سے مایوس ہو چکا ہے کہ اسے پھر شرک کی جانب مائل کر سکے۔

اس حدیث پاک سے بالکل عیاں ہوا۔

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے زمانہ اقدس سے لے کر اب تک جو کچھ عرب کی پاک سرزمین میں ہوتا رہا اسے اور تو سب کچھ کہہ سکتے ہیں شرک نہیں کہہ سکتے۔محمد عربی -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے غلام کلمہ طیبہ **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کے دلدادہ کبھی بھی شرک جیسے قبیح وصف سے متصف نہیں ہوتے۔

صدیوں تک محیط ان فرزندان اسلام کا

نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے روضہ مبارکہ پر حاضری دینا

وہاں مواجہ شریف میں دست بستہ گردن جھکا کر حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی جانب رخ کر کے صلوٰۃ والسلام کا نذرانہ پیش کرنا۔

ریاض الجنۃ اور حرمین شریفین کی جانب بیٹھ کر نہایت ادب واحترام سے دلائل الخیرات شریف اور دیگر وظائف کا پڑھنا۔

ادب سے جھکتے، شوق سے بڑھتے ہوئے عالم وارفتگی میں نور بھری جالیوں کو بوسے دینا۔

شاہانِ وقت کے قالب ملبوس پاک روحوں کا روضہ مبارک پر گنبد خضراء تعمیر کروانا اور اسکے رنگ وروغن کا اہتمام کرنا۔عین اسلام ہے اور اس کا بقول رسول مقبول-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-شرک سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا
ہر امتی شرک سے پاک ہوگا

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عامِرٍ أنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه و آله وسلم خَرَجَ يَوْماً فَصَلَّى عَلَى أهْلِ أحَدٍ صَلاتَهُ عَلَى المَيّتِ ثُمَّ أنْصَرَفَ إلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ:

إنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإنِّي وَاللّٰه لأنْظُرَ إلَى حَوْضِي الآنَ إنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الأرْضِ أومَفَاتِيحَ الأرْضِ وَإنِّي وَاللّٰهِ مَاأخَافُ عَلَيْكُمْ أنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِي وَلٰكِنْ أخَافُ عَلَيْكُمْ أنْ تَنَافَسُوافِيْهَا.

صحیح البخاری	رقم الحدیث(۱۳۴۴)	جلد۱	صفحہ۳۹۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۶۵۹۰)	جلد۴	صفحہ۲۰۵۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۶۴۲۶)	جلد۴	صفحہ۲۰۱۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۴۰۸۵)	جلد۳	صفحہ۱۲۴۵
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۳۵۹۶)	جلد۳	صفحہ۱۱۱۰
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث(۶۸۰۹)	جلد۴	صفحہ۲۱
المعجم الکبیر الطبرانی	رقم الحدیث(۷۶۷)	جلد۱۷	صفحہ۲۷۸
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث(۳۸۲۳)	جلد۱۴	صفحہ۴۰
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		

ترجمة الحديث:

حضرت عقبہ بن عامر-رضی اللہ عنہ-بیان فرماتے ہیں:

ایک دن نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-اپنے کاشانہ اقدس سے نکلے (میدان احد پہنچے) اور شہداء احد کی قبروں پر صلاۃ الجنازہ (نماز جنازہ) ادا فرمائی پھر واپس تشریف لا کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے ارشاد فرمایا:

میں تمہارے لئے فرط ہوں۔(فرط اس شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں کے آگے جا کر ان کے دانہ چارہ کھانے پانی کا انتظام کرتا ہے) اور میں تم پر شہید ہوں۔

اور اللہ کی قسم! بے شک میں اب اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں۔

اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں یا زمین کی چابیاں عطا کر دی گئیں ہیں۔

اور اللہ کی قسم! مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۲۷۷)	جلد ۱۳	صفحہ ۳۴۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۴۶۶۲)	جلد ۴	صفحہ ۱۳۰
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۹۵۸)	جلد ۳	صفحہ ۱۶۷۹
قال الالبانی:	متفق علیہ		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۹۶)	جلد ۴	صفحہ ۴۷
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۱۹۸)	جلد ۷	صفحہ ۴۷۲
قال الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		

لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ تم طلب دنیا میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو گے۔

-☆-

بخاری شریف کی اس روایت میں حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے قیامت تک آنے والے اپنے تمام امتیوں کو کلمہ طیبہ **لاالہ الااللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** (-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-) کا ورد کرنے والوں کو صلاۃ وصوم (نماز، روزہ) کے پابند فرزندان اسلام کو اپنی نگاہ کرم سے دیکھ لیا ہے ان کے شرک نہ کرنے پر مہر ثبت فرمادی ہے۔اور اس بات کو اللہ کی قسم کہہ کر بیان فرمایا ہے۔

اب دنیا بھر میں بسنے والے محمد عربی-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے غلام، توحید ورسالت کا اقرار کرنے والے فرزندان اسلام مشرک نہیں ہو سکتے۔وہ اپنے اسلاف، اپنے بزرگوں کی یاد جس رنگ سے منائیں ان کا ادب واحترام جس طریقہ سے بھی کریں وہ شرک نہیں ہے۔

ورقہ بن نوفل کی

جنت کا مشاہدہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسُبُّوا وَرَقَةَ فَاِنِّیْ رَاَیْتُ لَهٗ جَنَّةً اَوْ جَنَّتَیْنِ.

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

ورقہ کو گالی نہ دو میں نے اسکی ایک جنت کا مشاہدہ کیا ہے یا میں نے اس کی دو جنتوں کو دیکھا ہے۔

-☆-

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- غار حرا کی خلوتوں میں معبود حقیقی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف تھے کہ آپ کے پاس حق آ گیا، جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام وحی الٰہی لے کر آئے۔

المستدرک للحاکم رقم الحدیث (۴۲۶۷) جلد۳ صفحہ۵۰۹
وقال صحیح علی شرط الشیخین ووافقہ الذہبی

حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-اس وحی کو لے کر گھر آئے اور فرمایا:

زَمِّلُوْنِیْ ، زَمِّلُوْنِیْ

مجھ پر چادر دے دو، مجھ پر چادر دے دو۔

افاقہ کے بعد حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-نے ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ-رضی اللہ عنہ-اسے تمام ماجرا بیان فرمایا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ-رضی اللہ عنہ-انے جواباً فرمایا:

كَلاَّ وَاللّٰهِ مَايُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَداً اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِى الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ.

اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ کو رسوا نہیں فرمائے گا۔آپ کا تو شیوہ صلہ رحمی ہے، ناداروں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں جن کے پاس کچھ نہ ہو آپ اپنے ہاتھ سے کما کر ان کی مدد کرتے ہیں۔آپ مہمانوں کی خوب مہمان نوازی کرتے ہیں اور جن پر حق کی خاطر مصائب آئیں آپ ان کی اعانت ودستگیری کرتے ہیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ-رضی اللہ عنہ-اآپ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی سیرت طیبہ کا صحیح نقشہ پیش کرنے کے بعد آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔

ورقہ موصوف حضرت خدیجہ-رضی اللہ عنہ-اکے چچازاد بھائی تھے اور زمانہ جاھلیت میں نصرانیت اختیار کر چکے تھے اس وقت یہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کی بینائی زائل ہو چکی تھی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ-رضی اللہ عنہ-انے ان سے کہا حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-

کی بات سنیئے۔ حضور رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے تمام سرگزشت بیان فرمادی اس پر انہوں نے جواب دیا:

هَـذَا النَّامُوسُ الَّذِیْ نَزَّلَ اللّٰهُ عَلٰی مُوْسٰی یَالَیْتَنِیْ فِیها جَزعاًیَالَیْتَنِیْ اَکُوْنُ حَیّاً اِذْ یُخْرِجکَ قَوْمُکَ.

یہ وہ وحی لانے والا مقدس فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل فرمایا۔اے کاش میں جوان ہوتا،اے کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکال دے گی۔

حضور نے ان سے پوچھا:

کیا وہ مجھے مکہ سے نکال دیں گے؟

اس پر انہوں نے جواب دیا:

ہاں وہ آپ کو مکہ سے نکال دیں گے۔کیونکہ جو آپ لے کر آئے ہیں ایسا جو بھی لایا ہے اس سے دشمنی روا رکھی گئی۔اگر میں وہ دن پاؤں تو آپ کی بھرپور مدد کرونگا۔

اس واقعہ کے تھوڑی دیر بعد ہی ورقہ کا انتقال ہو گیا۔

اسی ورقہ بن نوفل کے بارے میں نبی کریم۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے فرمایا:

لاتَسُبّوا وَرُقَةَ فِاِنِّي رَاَيْتُ لَه' جَنَّةً.

ورقہ کو گالی نہ دو میں نے اس کی جنت کا مشاہدہ کرلیا ہے۔

ورقہ بن نوفل نے حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کے اعلان نبوت کا زمانہ نہیں پایا بلکہ اس سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا ان کے جنتی ہونے کی بشارت دی جارہی ہے بلکہ ان کی

جنت کو دیکھا جا رہا ہے ان میں یہی خوبی تھی کہ انہوں نے نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو اچھے لفظوں سے یاد کیا اور آپ کے بارے میں بہتر گمان کیا۔

اے نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے غلام اور آپ کے امتی! تو بھی اپنے آقا ومولیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو یاد کر لے ان کی تعریف وتوصیف سے اپنی زبان معطر کر لے ان کی محبت وچاہت سے اپنا سینہ منور کر لے تو سن لے نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- تجھ پر بھی کرم کریں گے۔

اگر آپ نے ورقہ کی جنت کو دیکھا ہے تو تو بھی محروم نہیں ہوگا۔ بلکہ نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- تیری جنت کو بار بار محبت سے دیکھتے ہیں۔ تمام اہل جنت کے نام مع ان کے آباء کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام جانتے ہیں۔

اھل جنت اوراھل نار کے نام

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمْرَرَضِیَ اللّٰه عَنه قَالَ:

خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَفِیْ یَدِهٖ كِتَابَان فَقَالَ آتَدْرُوْنَ مَاهٰذا ن الْكِتَابَان؟ فَقُلْنَا لاَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلّذِیْ فِیْ یَدِهٖ الْیُمْنٰی هَذا كِتَاب'' مِنْ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ فِیْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَسْمَاءُ آبائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰی آخِرِهِمْ فَلا یُزَادُ فِیْهِمْ وَلاَ یُنْقَصُ مِنْهُم اَبَداً ثُمَّ قَالَ لِلَّذِیْ فِیْ شِمَالِهٖ هَذا كِتَاب'' مِنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ فِیْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ النَّار وَاَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰی آخِرِهُمْ فَلاَیُزَادُ فِیْهِمْ وَلاَ یُنْقَصُ مِنْهُمْ.

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۸۴۸)		جلد۲	صفحہ۵۰۳
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۵۶۳)	جلد۶	صفحہ۱۳۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
حلیۃ الاولیاء		جلد۵	صفحہ۱۶۸
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۵۷۷)	جلد۸	صفحہ۸۳
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۱۴۱)	جلد۴	صفحہ۴۴۹
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح غریب		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۸۲۵)	جلد۶	صفحہ۳۴۳

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص-رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ آپ بیان فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ مبارک میں دو کتابیں تھیں آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ دو کتابیں کیسی ہیں؟

ہم نے عرض کی نہیں یارسول اللہ! ہم نہیں جانتے مگر یہ کہ آپ ہمیں بتادیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا۔

تو آپ نے اس کتاب کے بارے میں فرمایا جو آپ کے دائیں ہاتھ میں تھی۔

یہ اللہ رب العالمین کی جانب سے کتاب ہے اس میں تمام جنتیوں کے نام ان کے آباء اور ان کے قبائل کے نام ہیں۔ پھر ان کے آخر میں ٹوٹل لگا دیا گیا ہے پس ان ناموں میں نہ زیادتی ہوگی اور نہ کبھی کمی ہوگی۔

پھر آپ نے اس کتاب کے بارے میں فرمایا جو آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی۔

یہ اللہ رب العالمین کی جانب سے کتاب ہے اس میں تمام اہل نار کے نام ان کے آباء کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں پھر ان کے آخر میں کل تعداد لکھ دی گئی ہے پس ان میں نہ زیادتی ہوگی اور نہ کمی۔

-☆-

سُنَّةُ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ

عَلَيْهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَطْيَبُهَا وَمِنَ التَّسْلِيْمَاتِ اَزْكٰهَا

نشانِ بندگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ !

اللہ رب العزت نے تمام اہل ایمان پر اپنی اور اپنے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اطاعت وفرمانبرداری ضروری قرار دی ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ (1)

ترجمہ:

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اطاعت کرو اور (اطاعتِ خدا اور رسول سے روگردانی کر کے) اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔

-☆-

نیک اور صالح عمل وہی ہے جس پر اللہ اور اسکے رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اطاعت کی چھاپ ہوگی لیکن وہ عمل جو صورۃً تو نیک محسوس ہو لیکن اس پر اطاعتِ رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی جھلک نظر نہ آئے تو وہ حقیقۃً نیک نہیں ہے۔

---

(1) سورہ محمد ۴۷/۳۳

ہر نیک وصالح عمل کرنے سے پہلے دیکھ لینا چاہیئے کہ اس عمل کو ہمارے حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سے کوئی نسبت ہے بھی یا نہیں اگر اس عمل کا تعلق حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کی تعلیمات وشریعت سے ہے تو وہ عمل یقیناً نیک ہے لیکن اگر اس کا تعلق حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کی تعلیمات سے نہیں اور نہ ہی شریعت مطہرہ کے موافق ہے تو وہ عمل کسی صورت بھی اعمال صالحہ کی فہرست میں شمار نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اللہ کی اطاعت کرو اور حضور رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کی اطاعت وفرمانبرداری کرو۔

حکم الٰہی ماننا ہی بندگی ہے آیئے اطاعت رسول۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کو اپنی حیات کا مشن بنائیں اور اطاعتِ رسول۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس عالم رنگ وبو میں وقت گزاریں تو یقیناً اس زندگی کے جملہ لمحات بندگی میں شمار ہونگے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ بنیں گے۔

ہدایت یافتہ

قُل اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْہِ مَا حُمِّلَ وَعَلَیْکُمْ مَاحُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِیْعُوا تَھْتَدُوا وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلاَغ۔(1)

ترجمہ:

(اے میرے حبیب) فرمادیجئے اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کی۔پھر اگر تم منہ پھیرلو (تو سن لو) رسول اللہ کے ذمہ وہی ہے جو ان پر لازم ہے اور تمہارے ذمہ وہ ہے جو تم پر لازم ہے تو اگر تم رسول اللہ کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے اور رسول اللہ کے ذمہ اللہ کا پیغام واضح پہنچا دینا ہے۔

-☆-

ایک مومن ومسلم روزانہ پانچ مرتبہ اللہ کی بارگاہ میں حاضری دیتا ہے اس کی بندگی کیلئے مسجد کا رخ کرتا ہے۔ صلاۃ کی ادائیگی کے دوران حالت قیام میں وہ عرض کرتا ہے اِھْدِنَاالصِّراطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ اے اللہ ہمیں صراطِ مستقیم کی ہدایت عطا فرما۔

ھدایت وہ نعمت ہے جس کیلئے روزانہ صلاۃ کی ہر رکعت میں اللہ ذوالجلال سے عرض کی جاتی ہے۔

(۱) سورہ النور ۲۴/۵۴

اس خالق و مالک کا فرمان ہے:اِنْ تُطِیْعُوا تَھْتَدُوا اگر تم اطاعت خدا اور اطاعت رسول-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اختیار کرو گے تو ھدایت پا جاؤ گے۔ گویا ھدایت اسے ہی نصیب ہے جو حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے ارشادات پر عمل کرتا ہے سنت مصطفیٰ کا گرویدہ ہے اور آپ ہی کی اتباع میں روز و شب گزارتا ہے۔

فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ[1]

ترجمہ:

(اے اہل ایمان) نماز قائم کرو۔ زکوۃ ادا کرو اور اطاعت کرو اللہ اور اسکے رسول-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کرتے رہتے ہو۔

-☆-

(۱) سورہ المجادلہ ۱۳/۵۸

کامیاب وکامران

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقِهٖ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ.۱؎

ترجمہ:

اور جس (خوش نصیب) نے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کی اور اللہ سے ڈرتا رہا اور اسی کا تقویٰ اختیار کیا بس یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔

-☆-

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيْماً.۲؎

ترجمہ:

اور جس نے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کی تو یقیناً وہ بہت بڑی کامیابی لے کر کامیاب ہوا۔

غور کیجئے! اللہ رب العزت اپنی اور اپنے رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اطاعت و فرمانبرداری کا کس احسن طریقے سے حکم دے رہا ہے۔

پھر وہ خوش بخت افراد جو اللہ اور اسکے رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اطاعت کو اپنا

---

(۱) سورہ النور ۲۴/۵۴

(۲) سورہ الاحزاب ۳۳/۷۱

شیوہ بناتے ہیں۔اللہ ان کی واضح کامیابی کا اعلان فرماتا ہے۔ایسے افراد کیلئے کامیابی تو ہے لیکن ادھوری نامکمل اور نا تمام کامیابی نہیں بلکہ عظیم کامیابی ہے جس کامیابی کو اللہ تعالیٰ عظیم فرماتا ہو اس کی عظمت اور رفعت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

انبیاء وصدیقین/ شہداء وصالحین کی معیت میں

وَمَنْ یُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیْقاً۔[1]

ترجمہ:

اور جو اللہ اور رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اطاعت کرتے ہیں تو یہ (خوش نصیب) ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

-☆-

اللہ اور اس کے رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اطاعت سے سرشار لوگ تنہا نہیں بلکہ اللہ کی جانب سے انعام یافتہ لوگوں کی معیت نصیب ہے۔

وہ آدمی جسے کسی بڑے افسر کی معیت نصیب ہو اسکی چال ڈھال سب سے جدا نظر آتی ہے تو وہ اللہ کا پیارا بندہ جسے انبیاء، شہداء، صدیقین اور صلحاء کی معیت نصیب ہو اسکی قسمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

---

(۱) سورۃ النساء۴/۶۹

اے مسلم بھائی! اس آدمی کو حقیر نہ سمجھنا جو اللہ اور اسکے رسول۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کی اطاعت وفرمانبرداری میں مگن ہے وہ کہیں تنہا بھی بیٹھا ہو تو اسے تنہا نہ سمجھنا حکم الٰہی کے مطابق اسے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی معیت نصیب ہے اس خوش نصیب کی عظمت پر قربان جائیں جو تنہا ہو کر بھی تنہا نہیں بلکہ انبیاء وصلحاء کی ارواح مقدسہ ہر وقت اسکی نگرانی کرتی ہیں۔

فَأُولٰئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ.

اللہ اور اسکے رسول۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کی اطاعت کرنے والے ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ تعالٰی نے انعام واکرام فرمایا۔

یہ معیت یہ سنگت عارضی اور ناپائیدار نہیں اور نہ ہی زمان ومکان کی حدود میں مقید ہے۔ اللہ کے وعدہ کے مطابق وہ جہاں بھی جائیں جس جہاں میں جائیں اس پاکیزہ سنگت ومعیت سے محروم نہیں ہوں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ.

جنتوں میں ابد الآباد تک قیام

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔(۱)

ترجمہ:

اور جو اللہ اور اس کے رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اطاعت کرے گا اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہوگی ان جنتوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور سن لیجئے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

-☆-

اُخروی کامیابی ہی حقیقی کامیابی ہے اللہ اور اس کے رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اطاعت وہ سرمایہ ہے جسے یہ نصیب ہو جائے اسے اُخروی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ کتنا عمدہ ہے۔

ایسی جنتیں نصیب ہوں گی جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہوں گی۔

یہ جنتیں دو چار یا دس بیس سال کی بات نہیں اطاعت الٰہی اور اطاعت مصطفوی -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سے سرشاران جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

---

(۱) سورۃ النساء ۴/۱۳

قران کریم میں جا بجا اللہ اور اس کے رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اطاعت کا حکم ہے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کی اطاعت کیا چیز ہے؟ اور کس وقت کہا جائے گا کہ یہ آدمی اللہ کا مطیع وفرمانبردار ہے؟ اس سلسلہ میں علامہ بغوی لکھتے ہیں:

مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ فِيْ اَدَاءِ الْفَرَائِضِ وَالرَّسُوْلَ فِي السُّنَنِ.[1]

جس نے اللہ کی اطاعت کی فرائض کی ادائیگی میں اور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اطاعت کی سنن کی ادائیگی میں۔

-☆-

گویا علامہ موصوف کے مطابق فرض ادا کرنا اللہ کی اطاعت اور سنتیں ادا کرنا رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اطاعت ہے۔

لیکن اگر براہ راست قرآن کریم سے راہنمائی حاصل کی جائے تو مفہوم بالکل نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادگرامی ہے: وَمَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ.[2]

اور جس نے (اللہ کے) رسول کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کرلی۔

یعنی اللہ کی اطاعت اور رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اطاعت دو الگ الگ چیزیں نہیں بلکہ جس خوش نصیب نے رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اطاعت وفرمانبرداری کی تو خود بخود اس سے اللہ کی اطاعت بھی ہوگئی۔

---

(۱) معالم التنزیل (تفسیر بغوی) جلد ۱ صفحہ ۴۵۰

(۲) سورۃ النساء ۴/۸۰

وصف ایمان سے متصف

فَلا وَرَبِّکَ لا یُؤمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَ لا یَجِدُوا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوا تَسْلِیْماً(۱)

ترجمہ:

(اے میرے حبیب!) مجھے قسم ہے آپ کے رب کی! یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپ کو حاکم نہ مان لیں ان جھگڑوں میں جو ان میں پیدا ہو جائیں پھر وہ (آپ کے فیصلہ پر) اپنے نفسوں میں تنگی نہ پائیں اور دل و جان سے آپ کے فیصلے کو قبول کر لیں۔

-☆-

اطاعت رسول کی اہمیت اجاگر کرنے کیلئے یہ کتنا بلیغ اور مؤثر انداز ہے۔اس درج بالا ارشاد گرامی کو بار بار پڑھیئے یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہوگی کہ اطاعت رسول-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-ہی سب کچھ ہے اور دل کی گہرائیوں سے آپ کے احکامات کو ماننا ہی ایمان ہے۔

اگر کوئی بدنصیب اطاعت رسول-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سے روگردانی کرتا ہے تو کان کھول کر سن لے کہ ایمان بھی اس سے رخصت ہو چکا ہے۔

---

(۱) سورۃ النساء۴/۶۵

محبوب الٰہی

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۱)

ترجمہ:

(اے حبیب!) انہیں فرما دیجئے اگر تم واقعی اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع (پیروی) کرو تب محبت فرمائے گا تم سے اللہ اور مغفرت فرمائے گا تمہارے لئے تمہارے گناہوں کی اور اللہ تعالیٰ بہت مغفرت فرمانے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

-☆-

وہ انسان بڑا خوش نصیب ہے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے لیکن اس کی خوش قسمتی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ خود محبت فرمائے یہ سعادت اسے ہی ملتی ہے جو اللہ کے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے۔

(۱) سورۃ آل عمران ۳/۳۱

ہمیشہ راہ ھدایت پر

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلم خَطَبَ النَّاسَ فِیْ حِجَّۃِ الْوِدَاعِ فَقَالَ اِنِّیْ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَداً کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ نَبِیِّہٖ.

المستدرک للحاکم (۱) جلد۱ صفحہ۹۳

قال الحاکم: قد احتج البخاری باحادیث عکرمہ واحتج مسلم بابی اویس وسائر رواتہ متفق علیہم

التلخیص بذیل المستدرک جلد۱ صفحہ۹۳

قال الذھبی: ولہ اصل فی الصحیح

المستدرک للحاکم (۲) رقم الحدیث (۳۲۳) جلد۱ صفحہ۱۸۴

السنن الکبریٰ رقم الحدیث (۲۰۳۳۶) جلد۱۰ صفحہ۱۹۴

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۶۳) جلد۱ صفحہ۹۷

قال المحقق: حسن

صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۴۰) جلد۱ صفحہ۱۲۴

قال الالبانی: صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ ارشاد فرمایا اور خطبہ کے دوران فرمایا:

بیشک میں تم میں وہ کچھ چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے:

۱۔ اللہ کی کتاب

۲۔ اس کے نبی۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کی سنت

-☆-

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه واٰله وسلم اِنِّیْ قَدتَرَكْتُ فِیْكُمْ شَیْئَیْنِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّتِیْ وَلَنْ یَتفرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ.

المستدرک (علی الصحیحین) / رقم الحدیث (۳۱۹) جلد۱ صفحہ۱۳۷
المستدرک (للحاکم) جلد۱ صفحہ۹۳
تلخیص بذیل المستدرک جلد۱ صفحہ۹۷
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۱۷۶۱) جلد۴ صفحہ۳۵۵
مسند الامام احمد (عن ابی سعید) / رقم الحدیث (۱۱۰۴۶) جلد۱۰ صفحہ۴۸
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ حسن
مسند الامام احمد (عن ابی سعید الخدری) / رقم الحدیث (۱۱۱۵۴) جلد۱۰ صفحہ۸۶
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ حسن

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ -رضی اللہ عنہ- نے فرمایا کہ حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں تم ان دونوں پر عمل کے بعد گمراہ نہیں ہو سکتے۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت (یہ دونوں لازم وملزوم ہیں) اور یہ میدان حشر میں حوض (کوثر) پر وارد ہونے تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔

-☆-

حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے کمال کرم نوازی سے ہمیں دو تحفے عطا فرمائے اور رہتی دنیا تک یہ رہیں گے:

۱۔ کتاب اللہ ۲۔ سنت رسول اللہ

کتاب اللہ، قرآن کریم کی سمجھ سنت رسول کے بغیر ناممکن ہے۔ قرآن کریم کا وہی مفہوم قابل قبول ہے جو حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے اپنے قول وفعل سے متعین فرمایا۔ قرآن تو اللہ کا کلام ہے اس کے شارح اللہ کے حبیب حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ہیں۔

مسند الامام احمد (عن ابی سعید الخدری)/رقم الحدیث (۱۱۴۹۹) جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۴

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ حسن

مجمع الزوائد (عن زید بن ثابت)/رقم الحدیث (۷۸۴) جلد ۱ صفحہ ۴۱۳

المعجم الکبیر (للطبرانی) (عن زید بن ثابت) رقم الحدیث (۴۹۲۱) جلد ۵ صفحہ ۱۵۳

المعجم الکبیر (للطبرانی) (عن زید بن ثابت) رقم الحدیث (۴۹۲۲) جلد ۵ صفحہ ۱۵۴

سنتِ رسول۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کے بغیر دین نامکمل ہے

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ مُتَّكِئاً عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَاْتِيْهِ الْاَمْرُ مِمَّا اَمَرْتُ بِهٖ اَوْنَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُوْلُ : لا اَدْرِیْ مَاوَجَدْنَا فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَا.

سنن ابن ماجہ(۱)	رقم الحدیث(۱۳)	جلد۱	صفحہ۳۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ(۲)	رقم الحدیث(۱۳)	جلد۱	صفحہ۵۰
قال الدکتور بشار عواد:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۱۳)	جلد۱	صفحہ۲۱
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث(۱۶۲)	جلد۱	صفحہ۵۷
قال الالبانی:	اسنادہ صحیح		
مصابیح السنہ	رقم الحدیث(۱۲۶)	جلد۱	صفحہ۱۵۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۲۳۷۵۱)	جلد۱۷	صفحہ۱۵۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		

ترجمة الحديث:

حضرت ابورافع -رضی اللہ عنہ- روایت فرماتے ہیں کہ حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: (اے میری امت!) میں تمہیں اس حالت میں نہ پاؤں کہ تم میں سے کوئی اپنے

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۶۰۵)	جلد۲	صفحہ۶۱۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۶۰۵)	جلد۳	صفحہ۱۱۸
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۰۱۹)	جلد۹	صفحہ۲۰۱
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۶۳)	جلد۵	صفحہ۳۷
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۶۳)	جلد۳	صفحہ۶۳
قال الالبانی:	صحیح		
دلائل النبوۃ للبیہقی		جلد۶	صفحہ۵۴۹
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۳۷۵)	جلد۱	صفحہ۳۰۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۳)	جلد۱	صفحہ۱۹۰ (الفاظ مختلف)
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۱۳۴۴۱)	جلد۷	صفحہ۱۲۰
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۱۰۱)	جلد۱	صفحہ۲۰۰
قال المحقق:	ھذا حدیث حسن		
مسند الحمیدی	رقم الحدیث (۵۵۱)	جلد۱	صفحہ۲۵۲

آراستہ تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو کہ میرا کوئی حکم پہنچے یا وہ امر پہنچے جس سے میں نے منع فرمایا ہو تو اس کے جواب میں کہے: میں نہیں مانتا۔ ہم نے یہ حکم کتاب اللہ میں نہیں پایا کہ اس کی پیروی کریں۔

-☆-

سرکار دوعالم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کا یہ کتنا فکر انگیز ارشاد مبارک ہے۔ اگر صرف کتاب اللہ سے بات بن جاتی تو نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ہرگز ایسا ارشاد نہ فرماتے۔

نیز حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی نظر نبوت اٹھنے والے فتنوں کا مشاہدہ کر رہی تھی اور اپنی امت کو دوٹوک اور واضح الفاظ میں سمجھا دیا کہ سنت رسول کے بغیر دین کی تکمیل نہیں۔

قرآن کریم سے صحیح راہنمائی وہدایت اور تلاوت قرآن پاک کا صحیح لطف اس وقت ہی نصیب ہوگا کہ جب قرآن کریم کے نور بھرے کلمات میں صاحب قرآن -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے جلوے نظر آئیں۔

حضور رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم۔ کا حرام کیا ہوا ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِ یْکَرِبَ الْکِندِیِّ –رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ– اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ و اٰلہٖ وسلم قَالَ: یُوْشِکُ الرَّجُلُ مُتَّکِئاً عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یُحَدَّثُ بِحَدِیْثٍ مِنْ حَدِیْثِیْ فَیَقُوْلُ : بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ کِتَابُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَمَاوَجَدْنَا فِیْہِ مِنْ حَلَالٍ اسْتَحْلَلْنَاہُ وَمَا وَجَدْنَا فِیْہِ مِنْ حَرَامٍ حَرَّمْنَاہُ.

اَلاوَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ– صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ و آلہٖ وسَلَّمَ– مِثْلَ مَاحَرَّمَ اللّٰہُ.

سنن ابن ماجہ(۱) رقم الحدیث(۱۲) جلدا صفحہ۳۱
قال محمود محمد محمود: الحدیث صحیح
سنن ابن ماجہ(۲) رقم الحدیث(۱۲) جلدا صفحہ۴۹
قال الدکتور بشار عواد: اسنادہ حسن
قال الحسن بن جابر مقبول: حیث یتابع وقد تولج، وباقی رجالہ ثقات
صحیح سنن ابن ماجہ رقم الحدیث(۱۲) جلدا صفحہ۲۱
قال الالبانی: صحیح

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۶۳)	جلد۱	صفحہ۵۷
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۹۴۶۸)	جلد۹	صفحہ۵۵۶
مسند الشمیین	رقم الحدیث (۱۰۶۱)	جلد۲	صفحہ۱۳۷
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۱۲۷)	جلد۱	صفحہ۱۵۸
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۶۰۴)	جلد۲	صفحہ۶۱۰ (الفاظ مختلف)
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۶۰۴)	جلد۳	صفحہ۱۱۷
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۱۰۸)	جلد۱۳	صفحہ۲۹۱
قال حمزہ احمد لزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۶۴)	جلد۵	صفحہ۳۸
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۶۴)	جلد۳	صفحہ۶۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۶۰۶)	جلد۱	صفحہ۴۷۳
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۶۴۹)	جلد۲۰	صفحہ۲۷۴
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۶۶۹)	جلد۲۰	صفحہ۲۸۳
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۶۷۰)	جلد۲۰	صفحہ۲۸۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۵۵۳)	جلد۸	صفحہ۵۰۶
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۳۷۹)	جلد۱	صفحہ۳۰۷
المسند الجامع	رقم الحدیث (۱۱۸۱۷)	جلد۱۵	صفحہ۴۵۵

ترجمة الحديث:

حضرت المِقْدَاد بن م مَعْدِ یْکَرِب کندی -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: جلد ہی ایسا وقت آنے والا ہے کہ آدمی اپنے مزین تخت پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا میری احادیث میں سے کوئی حدیث اسے سنائی جائے گی تو جواباً (میری حدیث کو غیر اہم سمجھتے ہوئے) کہے گا: ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ عزوجل کی کتاب (قرآن مجید) موجود ہے پس اس قرآن میں جو حلال امور ہم نے پائے انہیں ہم نے حلال جانا اور جو حرام امور پائے انہیں ہم نے حرام جانا۔

حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: سن لیجئے! جو رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے حرام قرار دیا ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا۔

-☆-

سبحان اللہ! کتنا واضح اور غیر مبہم ارشاد گرامی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے فرمان میں دوئی نہیں۔ جس کام کو اللہ کے رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے حلال قرار دیا وہ اللہ کے ہاں بھی حلال ہے اور جس کو رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- حرام قرار دیں تو وہ اللہ کی بارگاہ میں بھی حرام ہے۔

سنت رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی حیثیت کو غیر شرعی سمجھنے والے اور حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے احکامات وارشادات کو غیر اہم جاننے والے اس ارشاد مبارک میں ٹھنڈے دل سے غور کریں اگر حصول ہدایت کے جذبہ سے غور کریں گے تو انشاء اللہ ہدایت نصیب ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
کا مطیع جنت میں داخل ہوگا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وآله وسلم كُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْل وَمَنْ اَبٰی قَالَ! مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۲۸۰)	جلد۴	صفحہ۲۲۷۳
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۶۵۷)	جلد۷	صفحہ۳۹۴
المستدرک الحاکم	رقم الحدیث (۱۸۹)	جلد۱	صفحہ۲۲۷
قال للحاکم:	هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۷۷۰۱)	جلد۵	صفحہ۳۵۱
مشکاة المصابیح	رقم الحدیث (۱۴۳)	جلد۱	صفحہ۵۱
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۱۰۴)	جلد۱	صفحہ۱۵۱
اتحاف السادة المتقین		جلد۵	صفحہ۱۱
فتح الباری	رقم الحدیث (۷۲۸۰)	جلد۱۳	صفحہ۲۴۹

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

میرا ہر امتی جنت میں داخل ہوگا مگر وہ جس نے انکار کر دیا۔

عرض کی گئی:

یارسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ! انکار کرنے والا کون ہے؟

حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

-☆-

نجات اطاعتِ رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- پر ہے اور جنت کے دروازے اسی کے لئے کشادہ ہیں جو رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی فرمانبرداری کرتا ہے اور وہ بڑا بدنصیب ہے جو اطاعت رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سے انکاری ہے ایسا منکر کا جو انکار کے پردے میں خود رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو اہمیت نہیں دیتا ٹھکانا جہنم ہے۔

حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہی فرق ہیں لوگوں کے درمیان

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:

جَاءَتِ الْمَلائِکَۃُ اِلَی النَّبِیِّ –صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ– وَھُوَنَائِمٌ فَقَالُوْا: اِنَّ لِصَاحِبِکُمْ ھٰذَا مَثَلاً فَاضْرِبُوْالَہٗ مَثَلاً قَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّہٗ نَائِمٌ وَقَالَ وَبَعْضُھُمْ اِنَّ الْعَیْنَ نَائِمَۃٌ وَالْقَلْبَ یَقْظَانُ فَقَالُوا مَثَلُہٗ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی دَاراً وَجَعَلَ فِیْھَا مَأْدُبَۃً وَبَعَثَ دَاعِیاً فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِیَ دَخَلَ الدَّارَوَاَکَلَ مَعَہٗ مِنَ الْمَأْدُبَۃِ وَمَنْ لَمْ یُجِبِ الدَّاعِیَ لَمْ یَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ یَأْکُلْ مِنَ الْمَأْدُبَۃِ.

فَقَالُوْا : اَوِّلُوْھَالَہٗ یَفْقَھُھَا قَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّہٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّ الْعَیْنَ نَائِمَۃٌ وَالْقَلْبَ یَقْظَانُ فَقَالُوا :

اَلدَّارُ الْجَنَّۃُ وَالدَّاعِیْ مُحَمَّدٌ فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّداً فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصٰی مُحَمَّداً فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَمُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَیْنَ النَّاسِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۲۸۱)	جلد۴	صفحہ۲۲۷۳
جامع الاصول	رقم الحدیث (۶۳۴۷)	جلد۷	صفحہ۱۵۳

ترجمة الحديث:

حضرت جابر -رضی اللہ عنہ- نے ارشاد فرمایا:

چند فرشتے حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- آرام فرما تھے۔

پس وہ کہنے لگے تمہارے اس صاحب کیلئے ایک مثال ہے آپ کی بارگاہ اقدس میں اس مثال کو بیان کرو ان میں سے ایک فرشتے نے کہا حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سوئے ہوئے ہیں۔ایک اور فرشتے نے کہا آپ کی آنکھ تو سوئی ہوئی ہے لیکن دل جاگ رہا ہے (یعنی بیان کرو حضور سن بھی رہے ہیں اور سمجھ بھی رہے ہیں)۔

حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی مثال ایک آدمی کی طرح ہے جس نے گھر بنایا اور گھر میں لوگوں کی ضیافت کے لئے دستر خوان چن دیا پھر ایک آدمی کو داعی بنا کر بھیجا پس جس نے اس بلانے والے کی بات کو قبول کر لیا گھر میں داخل ہو گیا اور اس نے چنے ہوئے دستر خوان سے کھانا کھا لیا اور جس نے اس داعی کی بات کو قبول نہ کیا وہ گھر میں داخل نہ ہو سکا اور نہ اس دستر خوان سے کچھ کھا سکا۔

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۲۶۴)	جلد۲	صفحہ۱۸۳
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۱۰۵)	جلد۱	صفحہ۱۵۱
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۴۴)	جلد۱	صفحہ۵۱

فرشتوں نے (ایک دوسرے سے) کہا: اس مثال کی وضاحت کرو تا کہ حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (اللہ کے اس فرمان کو مثال کی شکل میں ہے) سمجھ جائیں۔

پھر ان فرشتوں میں سے ایک نے کہا حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔سوئے ہوئے ہیں تو ایک اور فرشتے نے کہا حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کی آنکھ مبارک تو سوئی ہوئی ہے مگر آپ کا دل انور جاگ رہا ہے۔فرشتوں نے (اس مثال کی وضاحت کرتے ہوئے) کہا گھر جنت ہے داعی بلانے والے حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ہیں۔

جس نے حضور محمد مصطفیٰ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کی اطاعت کی اس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی اور جس نے حضور محمد مصطفیٰ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کی نافرمانی کی اس نے یقیناً اللہ کی نافرمانی کی اور حضور محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کے درمیان فرق ہیں۔

-☆-

فرشتوں نے اللہ کے حکم سے کیسی عمدہ مثال کے ذریعے اطاعت رسول۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کی اہمیت کو واضح کیا۔

اللہ کی رضا اور خوشنودی کا مقام جنت، دائمی اور سرمدی نوازشات کی جگہ جنت، اس مقام نجات میں داخلہ اطاعت رسول۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔پر موقوف ہے۔جو دل و جان سے اللہ کے حبیب۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کی فرمانبرداری کرتا ہے تو وہ اللہ کی ضیافت سے سرفراز ہوگا اور جو رسول۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کی اطاعت سے روگرداں اور متنفر ہے اس کا جنت میں داخلہ ہی نہیں اور جب داخلہ ہی نہیں تو اللہ تعالیٰ کی ضیافت سے کیسے بہرہ ور ہوگا وہ بدنصیب غضب الٰہی کا شکار ہو کر جہنم کی اتھاہ گہرائیوں کا لقمہ بنے گا۔

اس مثال کے آخر میں فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی سنایا:

مُحَمَّد" فَرَق" بَيْنَ النَّاسِ.

محمد مصطفیٰ ہی لوگوں کے درمیان فرق ہیں۔

جس نے رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ کی اطاعت کی

اس نے اللہ کی اطاعت کی

جس نے حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ کی نافرمانی کی

اس نے اللہ کی نافرمانی کی

جس نے حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ کو خوش کیا

اس نے اللہ کو خوش کیا

جس نے حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ کو ناراض کیا

اس نے اللہ کو ناراض کیا

جس نے حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ سے محبت کی

اس نے اللہ سے محبت کی

جس نے حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ سے عداوت کی

اس نے اللہ سے عداوت کی

جو حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ کا ہو گیا وہ اللہ کا ہو گیا

اور جو حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ کا نہ ہو سکا وہ اللہ کا نہ ہو سکا

اور جس نے حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ کو پالیا اس نے اللہ کو پالیا

جس کی حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔تک رسائی نہ ہوسکی

وہ اللہ سے بھی دور جا گرا

مُحَمَّد'' فَرَق'' بَیۡنَ النَّاسِ.

حضور محمد رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ہی لوگوں کے درمیان فرق ہیں۔

حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اطاعت کرنے والا اللہ کے عذاب سے نجات پانے والا ہے

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ- صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ-اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْماً فَقَالَ یَاقَوْمِ ! اِنِّیْ رَأَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنِیْ وَاِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ ! فَالنَّجَاۃ النَّجَاۃ فَاَطَاعَہٗ طَائِفَۃٌ مِنْ قَوْمِہٖ فَاَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰی مَھْلِھِمْ فَنَجَوا ! وَکَذَّبَتْ طَائِفَۃٌ مِنْھُمْ فَاَصْبَحُوا امَکَانَھُمْ فَصَبَّحَھُمُ الْجَیْشُ فَاَھْلَکَھُمْ وَاجْتَاحَھُمْ فَذَالِکَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِیْ وَمَاجِئْتُ بِہٖ وَمَنْ عَصَانِیْ وَکَذَّبَ مَاجِئْتُ بِہٖ مِنَ الْحَقِّ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۲۸۳)	جلد۴	صفحہ۲۲۷
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۱۰۹)	جلد۱	صفحہ۱۵۳
قال المحقق:	متفق علیہ		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۴۸)	جلد۱	صفحہ۵۳
قال الالبانی:	متفق علیہ		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۸۳)	جلد۴	صفحہ۴۶۷

ترجمة الحديث:

حضرت ابوموسیٰ اشعری -رضی اللہ عنہ- ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

بیشک میری مثال اور اس کی مثال جسے دیکر اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا ایک آدمی کی مانند ہے جو ایک قوم کے پاس آیا اور پھر اس نے کہا:

اے میری قوم! میں نے ایک بہت بڑا لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے (جو تم پر حملہ کرنے والا ہے) اور میں کسی رکھ رکھاؤ کے بغیر عریاں خبردار کرنے والا ہوں اپنا بچاؤ کرلو، اپنا بچاؤ کرلو۔

پس اس کی قوم کے ایک گروہ نے اس کی بات مان لی اور منہ اندھیرے نکل کھڑے ہوئے پس وہ اطمینان سے (وہاں) سے روانہ ہوگئے تو وہ (اس لشکر کے حملہ سے) نجات پاگئے۔

اس آدمی کی قوم کے ایک گروہ نے اسے جھٹلایا اور اپنی اسی جگہ پر رہے تو صبح کے وقت اس لشکر نے ان پر حملہ کردیا جس نے انہیں ہلاک کردیا اور ان کی جڑیں تک کاٹ دیں۔

صحیح ابن حبان   رقم الحدیث (۳)   جلدا   صفحہ ۱۷۶
قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح علیٰ شرط الشیخین
شرح السنۃ   رقم الحدیث (۹۵)   جلدا   صفحہ ۱۹۴
قال البغوی: ھذا حدیث متفق علیٰ صحتہ
دلائل النبوۃ (للبیہقی)   جلدا   صفحہ ۳۶۹

پس یہ مثال ہے اس خوش نصیب کی جس نے میری اطاعت کی اور جو میں حق لے کر آیا اس کی اتباع کی اور یہ اس شخص کی بھی مثال ہے جس نے میری نافرمانی کی اور جو میں حق لے کر آیا اس کی اس نے تکذیب کی۔

-☆-

وہ انسان کتنا خیرخواہ اور ہمدرد ہوا کرتا ہے جو اپنی قوم کو بروقت خطرے سے آگاہ کردے اور جو بروقت خطرے سے آگاہ کردے اسے عربی زبان میں " نذیر " کہتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے ہمارے آقا مولیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو نذیر بھی بنا کر بھیجا حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے کل انسانیت کو اس خطرے سے آگاہ کیا ہے جس سے بڑھ کر کوئی خطرہ نہیں ہے آپ کے پہلو میں کتنا رحیم دل ہے جو انسانیت کی حالت دیکھ کر پسیج جاتا ہے اللہ کے غضب اور اس کے عذاب سے صرف آگاہ ہی نہیں فرمایا بلکہ اس سے بچنے کا طریقہ بھی سکھایا۔ اگر کوئی بدنصیب آپ کی بات نہ سننا چاہتا ہو، آپ کے ارشادات کی تکذیب اس کا شیوہ ہو، حق پورے جاہ وجلال سے عیاں ہو وہ اسے دیکھنا ہی نہ چاہتا ہو اور ہادی برحق رشد وہدایت کی سواری لے کر محروم انسانیت کو پکار رہے ہوں اور وہ آپ کی آواز پر کان ہی نہ دھرے تو اس میں خلعت جودوکرم سے آراستہ رسول عربی -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کا کیا قصور ہے۔

اگر اب وہ ہلاکت وعذاب میں گرفتار ہوتا ہے تو اسکا مقدر ہاں وہ سعید افراد جنہوں نے آپ کے ہر ارشاد کو دل وجان سے قبول کیا اور آپ کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کیا دنیا وآخرت کی نعمتیں ان کا مقدر بنیں اور بڑے اطمینان سے غضب الٰہی کی خاردار جھاڑیوں سے اپنا دامن بچا کر دور بہت دور اور رحمت الٰہی کی ٹھنڈی چھاؤں میں پہنچ گئے۔

ایمان واسلام
حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ والہ وسلم-
کی عطاوکرم نوازی سے ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ- مَثَلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَاراً فَلَمَّا اَضَائَتْ مَاحَوْلَهَا جَعَلَ الْفِرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُ الَّتِیْ تَقَعُ فِیْ النَّارِ یَقَعْنَ فِیْهَا وَجَعَلَ یَحْجُزُهُنَّ وَیَغْلِبْنَهٗ فَیَقْتَحِمْنَ فِیْهَا ، فَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِکُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تَقْتَحِمُوْنَ فِیْهَا.

مشکوٰۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۴۹)	جلد ۱	صفحہ ۵۳
قال الالبانی:	متفق علیہ		
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۱۱۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۵۳
قال المحقق:	متفق علیہ		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۴۸۳)	جلد ۴	صفحہ ۲۰۳۴
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۴۲۶)	جلد ۲	صفحہ ۱۰۶۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۸۴)	جلد ۴	صفحہ ۴۶۸
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۲)	جلد ۱	صفحہ ۲۷۸

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۷۰۰)	جلد۱۰	صفحہ۱۷۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۸۷۹)	جلد۱۰	صفحہ۲۰۲
قال عبدالصمد شرف الدین: حسن صحیح			
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۳۱۸)	جلد۷	صفحہ۱۴۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۸۸۳)	جلد۴	صفحہ۳۹۹
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۸۷۴)	جلد۳	صفحہ۱۴۹
قال الالبانی:	صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۹۸)	جلد۱	صفحہ۱۹۷
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علیٰ صحتہ		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۴۰۸)	جلد۱۴	صفحہ۳۱۸
قال شعیب الارنووط: اسنادہ حسن			
المعجم الاوسط	رقم الحدیث (۳۲۷۵)	جلد۲	صفحہ۲۷۶
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۳۵۰)	جلد۴	صفحہ۳۵۰
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب/ رقم الحدیث (۳۶۶۰)		جلد۳	صفحہ۴۶۸
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ -رضی اللہ عنہ- نے فرمایا کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

میری مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے آگ جلائی جب آگ نے اپنے اردگرد کو روشن کر دیا تو پروانے اور وہ جانور جو آگ میں گرا کرتے ہیں آگ میں گرنا شروع ہو گئے۔

اس (آگ روشن کرنے والے) آدمی نے انہیں روکنا اور آگ سے دفع کرنا شروع کر دیا لیکن وہ پروانے اس پر غالب آنے لگے اور آگ میں گرنے لگے۔

میں (تمہیں آگ سے بچانے کیلئے) تمہاری کمروں سے پکڑے ہوئے ہوں اور تم آگ میں گرنا چاہتے ہو۔

-☆-

اے زمین!

تو نے اپنی پشت پر بڑے بڑے رحم کرنے والے دیکھے لیکن یہ تو بتا کہ ہمارے نبی -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- جیسا کوئی رحیم وکریم دیکھا اے آسمان تو نے بڑے بڑے شفقت و پیار کرنے والے دیکھے لیکن یہ تو بتا ہمارے آقا ومولیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سے بڑھ کر کوئی شفیق دیکھا۔ اے سورج تو نے بڑے بڑے غمگسار دیکھے لیکن یہ تو بتا تو نے حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سے بڑھ کر غموں کا مداوا کرنے والا دکھی انسانیت کے دکھ مٹانے والے ہر ایک کا خیر خواہ اور ہمدرد کہیں دیکھا؟

یا رحمۃ للعالمین! یا شفیع المذنبین! آپ کی اس ادا پر قربان جائیں۔

آتش دوزخ شعلے برسا رہی ہے ہم اس میں گرنے کی کوشش میں ہیں لیکن آپ اپنا دست کرم ہماری کمر میں ڈال کر ہمیں بچا رہے ہیں۔

اے بھولے بھٹکے انسان آج بھی غفلت کی چادر اتار پھینک اس نبی عربی۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کی اطاعت وفرمانبرداری کو اپنا شیوہ بنا لے جس جیسا رحیم کریم اور غمگسار اس بھری کائنات میں کوئی نہیں۔

اَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِ کُمْ

کے پیارے الفاظ میں غور کیجئے سب لوگ آتش دوزخ کی طرف لپک رہے ہیں اور اس میں گر رہے ہیں حضور رحمۃ للعالمین۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جس کی کمر سے پکڑے ہوئے ہیں وہ آتش دوزخ سے محفوظ ہے۔

سبحان اللہ! اے مرد مومن اپنے اس رسول معظم۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پر قربان جا جس نے تجھے دوزخ کا ایندھن بننے سے بچایا ہوا ہے۔

آج اگر کسی کو کلمہ طیبہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اور

اَشْهَدُاَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

کا ورد کرنے کی توفیق ہے یا وہ پانچ وقت صلاۃ (نماز) ادا کرتا ہے رمضان المبارک کے روزے رکھتا ہے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرتا ہے صدقہ وخیرات کرتا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خوگر ہے تو سمجھ لے یہ اس کا ذاتی کمال نہیں بلکہ کمال والے نبی

-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کا کمال ہے جس نے اس کی کمر سے اسے پکڑا ہوا ہے اگر وہ آج کمر سے چھوڑ دیں (العیاذ باللہ) تو پھر ہر نیکی روٹھ جائے گی اور وہ برائی کی دلدل میں پھنستا چلا جائے گا۔

اے مردِ مومن!

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اس کرم نوازی پر قربان ہو جا اور اللہ کے پیارے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو دل وجان سے یاد کر آپ کی ذاتِ اقدس پر کثرت سے درود و سلام کا نذرانہ پیش کرن لیجئے اگر اللہ کے پیارے حبیب راضی ہیں تو کائنات کا خالق و مالک بھی راضی ہے اور دائمی نعمتوں کا گھر جنت بھی مشتاق ہے۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ كِبَرِ النَّفْسِ وَمَكْرِ الشَّيْطَانِ.

ایمان حضور رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کی نظر کرم سے

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہَ – صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ–مَثَلُ مَابَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ مِنَ الْھُدیٰ وَالْعِلْمِ کَمَثَلِ الْغَیْثِ الْکَثِیْرِ اَصَابَ اَرْضاً فَکَانَتْ مِنْھَا طَائِفَۃ'' طَیِّبَۃ'' قَبِلَتِ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْکَلَأَ وَالْعُشْبَ الْکَثِیْرَ وَکَانَتْ مِنْھَا اَجَادِبُ اَمْسَکَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰہُ بِھَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا فَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَاَصَابَ مِنْھَا طَائِفَۃً اُخْرٰی وَاِنَّمَا ھِیَ قِیْعَانُ لَا تُمْسِکُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ کَلَأً فَذَالِکَ مَثَلُ مَنْ فَقُہَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ وَنَفَعَہٗ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ یَرْفَعْ بِذَالِکَ رَاْساً وَلَمْ یَقْبَلْ ھُدَی اللّٰہِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِہٖ.

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۰)	جلد ۱	صفحہ ۵۴
قال الالبانی:	متفق علیہ		
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۱۱۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۵۳
قال المحقق:	متفق علیہ		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۹)	جلد ۱	صفحہ ۵۳
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۸۲)	جلد ۴	صفحہ ۴۶۷

ترجمة الحديث:

حضرت ابوموسیٰ -رضی اللہ عنہ- ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

اللہ نے جو ہدایت وعلم دیکر مجھے بھیجا اس کی مثال بہت زیادہ بارش کی ہے جو زمین پر نازل ہوئی۔

زمین کا ایک قطعہ طیب وطاہر تھا اس نے اس بارش کے پانی کو قبول کرلیا۔ اس زمین نے سبزہ اور تازہ گھاس اُگا دیا۔

زمین کا ایک قطعہ غیر مزروعہ (سخت وپتھریلہ) تھا اس نے (اپنے اوپر) پانی جمع کرلیا۔

پس اللہ نے لوگوں کو اس قطعہ زمین سے بھی فائدہ بخشا لوگوں نے خود پانی پیا اور

شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۱۳۵)	جلد ۱	صفحہ ۲۸۷
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
اتحاف السادۃ المتقین		جلد ۱	صفحہ ۱۱۲
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۰۴۴)	جلد ۶	صفحہ ۴۳۸
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۲۲)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۷
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۷۶)		جلد ۱	صفحہ ۱۴۱
قال الالبانی:	صحیح		

اوروں کو پلایا اور اسی پانی سے کھیتی باڑی کی۔

یہ بارش زمین کے ایسے قطعات کو بھی پہنچی جو چٹیل میدان تھے (سیم وتھور والی زمین تھی) جس نے نہ پانی جمع کیا اور نہ ہی سبزہ اگایا۔

یہ مثال ہے اس کی جس نے اللہ کے دین میں تفقہ (حقیقی سمجھ) کو حاصل کیا اور جس علم وہدایت کو دیکر اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا اس نے اس آدمی کو نفع دیا۔ پس اس نے خود علم حاصل کیا اور دوسروں کو بھی علم کے زیور سے آراستہ کیا۔

اور یہ مثال اس بدنصیب کیلئے بھی ہے جس نے اس جانب بالکل توجہ نہیں کی اور اس نے اللہ کی اس ہدایت کو قبول نہ کیا جس ہدایت کو دیکر اللہ نے مجھے اس عالم میں بھیجا۔

-☆-

سبحان اللہ! حضور رحمۃ للعالمین-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے اپنے علم وہدایت کو بارش سے تشبیہ دی ہے۔

جب بارش برستی ہے منظر قابل دید ہوا کرتا ہے۔ بارش کا کام برسنا ہے۔ وہ جب برسے تو یہ نہیں دیکھتی کہ یہ اپنے کا گھر ہے یا بیگانے کا گھر ہے وہ یہ بھی نہیں دیکھتی کہ دیہات ہے یا شہر ہے۔ محل ہے یا سادہ مکان ہے باغ ہے یا خالی زمین وہ تو بس برستی ہے لگاتار برستی ہے موسلا دھار برستی ہے۔

ہمارے آقا ومولیٰ امت کے والی حضور رحمۃ للعالمین-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے علم وہدایت کی بارش بھی برس رہی ہے لگاتار برس رہی ہے اور موسلا دھار برس رہی ہے۔

حضور رحمۃ للعالمین-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی بارش کے ہوتے ہوئے کوئی اپنا برتن

ہی الٹا کر دے تو اس میں آپ کا کیا قصور وہ رحمۃ للعالمین ہیں انکا کام تو ہر ایک پر نظر رحمت فرمانا ہے ہر ایک کا بھلا کرنا ہے اب اگر کوئی اپنا منہ ہی موڑ لے تو یہ اس کی اپنی بد نصیبی ہمارے آقا -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی عطا و بخشش میں کوئی کمی نہیں۔

حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے اس مثال میں تین طرح کی زمین کا ذکر فرمایا:

زرخیز زمین:

زرخیز زمین پر جب بارش نازل ہوتی ہے تو وہاں بہار آ جاتی ہے سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے۔

حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے علم وہدایت کی بارش جب صدیق و فاروق، عثمان وعلی، بلال وصہیب رضی اللہ عنھم جیسے زرخیز دلوں پر نازل ہوئی تو ان دلوں کی بہاریں قابل دید تھیں ان حضرات کی کشت ایمان پر وہ خوشنما پھول کھلے اور وہ وجد آفریں بہار آئی کہ آج تک ان کی مہک ایک عالم کو معطر کر رہی ہے۔

دنیا کی بارش تو چند گھڑیاں رہتی ہے پھر تھم جاتی ہے لیکن حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے علم وہدایت کی بارش زمان ومکان کی حدود وقیود سے وراء ہے وہ رحمت کی بارش اتنی عالمگیر اور ہمہ گیر ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی مخلوق کے ہاں اس کا تصور تک نہیں ہے۔

حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی اس نور بھری اور رحمتوں سے لبریز بارش نے عالم رنگ وبو میں وہ بہار دکھائی کہ عالم بالا کے مکیں بھی سبحان اللہ سبحان اللہ پکار اُٹھے۔

کہیں خلفائے راشدین رضی اللہ عنھم کا رحمت بھر دور تو کہیں ائمہ اہل بیت -رضی اللہ عنہم- کی ہدایت آفریں محفلیں کہیں ائمہ مجتہدین -رحمھم اللہ- کی علم وحکمت سے بھرپور مجلسیں تو

کہیں محدثین کرام۔رحمھم اللہ۔کی انوارسنت سے لبریز کاوشیں کہیں اصحاب طریقت۔رحمھم اللہ ۔کی ذکر وفکر کی پرکیف رونقیں تو کہیں مئے وحدت سے مخمور اصحاب باطن۔رحمھم اللہ۔ کے نعرہ ہائے ایمان افروز یہ سب کچھ حضور رحمۃ للعالمین۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کی علم وہدایت کی بارش کے حسین ثمرات ہیں۔

آج دینی درسگاہوں میں قال اللہ اور قال رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کی دلکش آوازیں طریقت کے انوار سے معمور مراکز رشد وہدایت میں طالبان ہدایت کا اژدھام ان کی زبان قلب وقالب سے ذکر الٰہی کے پھوٹتے سوتے رات کی رحمت والی گھڑیوں میں طویل سجدے اور لمبی مناجاتیں مدینہ منورہ حرم نبوی میں عشاق کے چمکتے چہرے اور ان کی مست آنکھوں کے سرخ ڈورے۔

کعبۃ اللہ میں عابدوں زاہدوں کا جم غفیر،طواف کعبہ میں مصروف فرزند اسلام،ملتزم سے چمٹے ہوئے اہل ایمان۔

دنیا بھر کی مساجد کے مناروں سے پانچوں وقت اللہ اکبر،اللہ اکبر کی شیریں اور مترنم آواز اور انہیں عبادت گاہوں سے اہل اسلام کا پانچ وقت مل کر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا یہ سب کچھ حضور رحمۃ للعالمین۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کی علم وہدایت کی بارش کا ایک سہانا اور دلکش اثر ہے۔اللہ تعالیٰ اس بارش کے نور بھرے رحمت سے لبریز قطرات سے ہمارے باطن کو معمور فرمائے اور ایمان کامل کی بے نظیر دولت سے مالا مال فرمائے۔آمین

بِجَاہِ مَنْ بَعَثْتَہٗ رَحْمَۃً لِلْعَالَمِیْنَ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم

سخت اور پتھریلی زمین:

کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے پاس علم تو ہے لیکن عمل کی دولت سے عاری ہیں۔محراب و منبر کے وارث تو کہلاتے ہیں لیکن وہ خود صاحب منبر۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سے بہت دور ہوتے ہیں۔

ایسے لوگوں سے دوسرے افراد فائدہ لے جاتے ہیں لیکن وہ خود اس فائدہ سے محروم رہتے ہیں۔

امام ربانی محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے بقول وہ پارس پتھر کی طرح ہیں جو پیتل اس سے مس ہوا وہ تو سونا بن گیا لیکن وہ خود پتھر کے پتھر رہتے ہیں۔

غیر مزروعہ زمین:

ایسے افراد بھی آپ کو بکثرت نظر آئیں گے جن کی زمین شور والی جہاں سبزہ کا تصور نہیں اور پانی بھی نہیں رکتا کہ دوسرا ہی فائدہ لے لے بلکہ اس سیم والی زمین پر اگر کوئی پانی نظر بھی آئے تو وہ کھیتی کے لئے زہر قاتل ہے ایسی زمین ابوجہل، ابولہب، یزید وشمر اور عبداللہ بن ابی وغیرہ کے دلوں کی زمین کہی جاسکتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے افراد سے محفوظ رکھے ان کی صحبت سے بھی ہر مسلم بھائی کو بچائے رکھے۔

مَثَلُ مَابَعَثَنِیَ اللّٰہُ مِنَ الْھُدیٰ وَالْعِلْمِ کَمَثَلِ الْغَیْثِ الْکَثِیْرِ

اللہ نے مجھے جو ہدایت وعلم دیکر بھیجا ہے اس کی مثال موسلا دھار بارش کی ہے۔

حضور رحمۃ للعالمین۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کی نبوت و رسالت عالمگیر اور ہمہ گیر ہے

اور ہدایت وعلم آپکی نبوت کی بہت سی شاخوں میں سے ہیں اور یہ بھی جہاں گیر اور ہمہ گیر ہیں۔ حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے علم وہدایت کی بارش ہر جگہ برس رہی ہے اور پاکیزہ زمینیں اس بارش سے سیراب ہو رہی ہیں اور اپنا مقدر سنوار رہی ہیں۔ جیسے ہدایت کی بارش کل عالم میں برس رہی ہے اسی طرح آپ کے علم وعرفان سے بھی کوئی جگہ خالی نہیں آپ کے علم وعرفان کی زد میں کائنات کا ذرہ ذرہ ہے اور اپ کا علم پاک بھی جہاں گیر اور ہمہ گیر ہے۔

اگر کسی کی زمین سیم وتھور والی ہے اس پر ہدایت وعلم کی بارش کا اثر نہیں تو اسے چاہیئے کہ وہ آپ کے علم عرفان اور رشد وہدایت کا انکار نہ کرے بلکہ اپنے دل کی زمین کا علاج کروائے ہوسکتا ہے کسی نظر والے کے کرم سے اس کی زمین طیب وطاہر ہو جائے تو پھر اسے اپنی آنکھوں سے نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے علم پاک کی جلوہ گری اور آپ کی ہدایت کی مہک نظر آئے گی۔

الإعتصام بالكتاب والسُّنَّة

وعن جابر –رضى اللّٰه عنه– عن النبيِ –صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ– قال: ((أمَّا بعد، فإنَّ خيرَ الحديث كتابُ اللّٰه، وخيرَ الهُدى هُدى محمدٍ، وشرَّ الأمورِ مُحدثاتُها، وكلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعةٌ، وكلَّ بِدعةٍ ضَلالة)). (مسلم:۴۳/ ۸۶۷)

حضرت جابر –رضی اللہ عنہ– سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم –صلی اللہ علیہ وسلم– نے ارشاد فرمایا:

حمد وصلاۃ کے بعد یقیناً بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طریقہ ہے اور بدترین چیز دین کی بدعتیں ہیں اور ہر نئی بنائی ہوئی چیز بدعت ہے ہر بدعت گمراہی ہے۔

–☆–

وعن جابر –رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ– قال: جاء تْ ملائكة إلى النبيِ – صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ –وهو نائمٌ، فقالوا: إنَّ لصاحِبِكُمْ هذا مثلاً، فاضرِبُوا له مثلاً، فقال بعضُهُم: إنَّه نائمٌ، وقال بعضُهُم: إنَّ العينَ نائمةٌ، والقلبَ يَقْظانُ، قالوا: مثلُهُ كمثلِ رجل بنى داراً، وجعلَ فيها مأدُبةً، وبعثَ داعياً، فمن أجابَ الداعىَ دخلَ الدَّارَ، وأكلَ من المأدُبة، ومَنْ لَمْ يُجبِ الداعَى لمْ يدخُلِ الدَّارَ، ولمْ يأكُلْ مِنَ المأدُبة، فقالوا: أوِّلُوها لهُ يَفْقَهُها، قال بعضُهُم: إنَّه نائمٌ، وقال

بعضُهم: إنَّ العينَ نائمةٌ، والقلبَ يقظانُ، فقالوا: فالدارُ الجنَّةُ، والدّاعي: محمدٌ، فمنْ أطاعَ محمداً، فقد أطاعَ اللّٰه، ومَنْ عصى محمداً، فقدْ عصى اللّٰه، ومحمدٌ فرْقٌ، بينَ الناس)). (بخاری:۷۲۸۱)

حضرت جابر- رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کی بارگاہ میں فرشتے حاضر ہوئے جبکہ آپ سو رہے تھے تو بولے کہ تمہارے ان صاحب کی ایک کہاوت ہے ان سے بیان کر دو۔ تو بعض بولے کہ وہ سو رہے ہیں، اور بعض نے کہا کہ ان کی آنکھیں سو رہی ہیں، اور دل شریف بیدار ہے تو بولے تمہارے ان محبوب کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص گھر بنائے وہاں دسترخوان رکھے اور بلانے والے کو بھیج دے تو جو اس بلانے والے کی بات مان لے وہ گھر میں آئے گا، دسترخوان سے کھائے گا اور جو نہ مانے وہ نہ گھر میں داخل ہو اور نہ اس دسترخوان سے کچھ کھا سکے پھر بولے کہ اس کا مطلب بھی عرض کر دو۔ تاکہ خوب سمجھ لیں، تو بعض بولے کہ وہ تو سو رہے ہیں، اور بعض نے کہا کہ ان کی آنکھیں سو رہی ہیں، اور دل جاگتا ہے تو بولے کہ گھر تو ہے جنت اور بلانے والے ہیں محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو حضور کی اطاعت کرے وہ اللہ کا مطیع ہے اور جس نے حضور کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں میں فرق ہیں۔

-☆-

وعن عائشة- رضيَ اللّٰهُ عَنهَا- عَنِ النَّبِيِّ- صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قال: ((مابالُ أقوامٍ يتنزَّهُونَ عنِ الشيءِ أصنعُهُ، فواللّٰه إنّي لاعلَمُهُم باللّٰه، وأشدُّهُم بِهِ خشيةً)). (بخاری:۶۱۰۱)

حضرت عائشہ- رضی اللہ عنہا- فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم- صلی اللہ علیہ وسلم- نے

ارشادفرمایا: (کوئی کام کیا پھراس کی اجازت ہوگئی، مگرایک گروہ نے اس سے پرہیز کیا۔ یہ خبر حضور-صلی اللہ علیہ وسلم-کو پہنچی تو آپ نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد کی اور پھر فرمایا کہ) ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ ان کی چیزوں سے بچتے ہیں جو میں کرتا ہوں اللہ کی قسم میں ان سب سے زیادہ عالم باللہ اور سب سے زیادہ اللہ سے خوف والا ہوں۔

-☆-

وعن أبي هريرة-رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ-قَالَ: قال رسول الله-صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-((إنما مَثَلي كمثَلِ رجلٍ استوقدناراً، فلمَّا أضاءتْ ماحولها، جعلَ الفراشُ وهذهِ الدوابُّ التي تقعُ في النَّارِ يقعنَ فيها، وجعلَ يحجُزُهُنَّ، ويغلِبْنَهُ، فيقتحمنَ فيها، قال: فذلكَ مَثَلي ومَثَلُكم، أناآخذُ بحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، هلمَّ عنِ النَّارِ! هلمَّ عنِ النَّارِ! فتغلِبوني، تقحَّمُون فيها)). (بخاری:۶۴۸۳)

حضرت ابو ہریرہ-رضی اللہ عنہ-سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم-نے ارشادفرمایا کہ! میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی جب آگ نے اردگرد کو روشن کردیا تو پتنگے جو آگ میں گرا کرتے ہیں اس میں گرنے لگے اور وہ آدمی انہیں روکنے لگا اور وہ جانور اس پر غالب آنے لگے، آگ میں گرنے لگے۔ میں تمہاری کمر پکڑ کر آگ سے بچاتا ہوں اور کہتا ہوں آگ سے دور ہو جاؤ، آگ سے دور ہو جاؤ، اور تم مجھ پر غالب آنا چاہتے ہو اور آگ میں گرنے لگتے ہو۔

-☆-

وقال النبيُّ-صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-((مثلُ مابعثَني اللّٰهُ بهِ منَ الهُدَى والعلمِ، كمثلِ الغيثِ الكثيرِ أصابَ أرضاً، فكانتْ منها طائفةٌ طيّبةٌ قَبِلتِ

الماءَ، فأنبتتِ الكلاء والعُشبَ الكثيرَ، وكانتْ منها أجادبُ أمسكتِ الماء، فنفعَ الله بها الناسَ، فشرِبُوا، وسَقَوْا، وزَرَعوا، وأصابَ منها طائفةً أُخرى، إنَّما هيَ قِيعان، لا تُمسكُ ماءً، ولاتُنبتُ كلاءً، فذلكَ مثلُ مَنْ فَقُهَ في دينِ اللّٰهِ، ونفعَهُ اللّٰه بما بعثني بِهِ، فعلمَ وعَلَّمَ، ومثلُ مَنْ لمْ يرفعْ بذلكَ رأساً، ولم يقبلْ هُدَى اللّٰه الذى أرسِلْتُ بِهِ)). (بخاری:۷۹)

اور حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا کہ مثال اس کی جو اللہ نے مجھے ہدایت اور علم دیکر بھیجا، اس بہت سی بارش کی طرح ہے جو کسی زمین میں پہنچی، اس کا کچھ حصہ عمدہ و پاکیزہ تھا اس نے پانی قبول کرلیا اور گھاس اور بہت چارا اگا دیا، کچھ حصہ سخت تھا، جس نے پانی جمع کرلیا جس سے اللہ نے لوگوں کو نفع دیا کہ انہوں نے خود پیا، پلایا اور کھیتی باڑی کی۔ اور ایک دوسرے حصہ میں پہنچا جو چٹیل تھا کہ نہ پانی جمع کرے اور نہ گھاس اگائے، یہ اس کی مثال ہے جس نے دین میں تفقہ حاصل کیا (فقیہ بن گیا) تو اللہ نے اسے نفع دیا اس کے ساتھ جسے دیکر مجھے بھیجا گیا اس نے خود علم حاصل کیا اور دوسروں کو علم پڑھایا، اور مثال اس کی جس نے اس کی طرف بالکل توجہ نہ دی اور اللہ تعالی کی اس ہدایت کو قبول نہ کیا جسے دیکر مجھے بھیجا گیا۔

-☆-

وقال: عبداللّٰه بن عمرو -رضِيَ اللّٰه عنهما- هجَّرْتُ إلى رسولِ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يوماً، فسمعَ صوتَ رَجلينِ اختلفا في آيةٍ، فخرجَ يُعرفُ في وجههِ الغضبُ، فقال: ((إنما هلكَ مَنْ كانَ قبلكُمْ باختلافِهِمْ في الكتابِ)). (مسلم:۲/۲۶۶۶)

حضرت عبداللہ بن عمرو -رضی اللہ عنہما- سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن میں دوپہر کے وقت حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے دو شخصوں کی آوازیں سنیں جو کسی آیت میں جھگڑ رہے تھے۔ حضور -صلی اللہ علیہ وسلم- (ان کی طرف) نکلے تو آپ کے چہرہ انور سے غضب معلوم ہو رہا تھا۔ حضور -صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے کتاب اللہ میں اختلاف کی وجہ سے۔

-☆-

وقال رسولُ اللّٰہِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- ((ذرونی ماتر کتُکُمْ، فإنّما هلکَ مَنْ کان قبلَکُمْ بکثرةِ سُؤالهمْ واختلافِهِمْ علی أنبیائهِمْ، فإذا أمرتُکُمْ بشیءٍ، فأتوا منهُ ما استطعتُمْ، وإذا نَهَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ)). (بخاری: ۷۲۸۸)

حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

جو چیز میں نے تم میں چھوڑی ہے اس سلسلہ میں مجھ سے سوال مت کرو، کیونکہ تم سے پہلے جو ہلاک ہوئے کثرتِ سوال کی وجہ سے اور اپنے انبیاء اکرام سے اختلاف کی وجہ سے ہوئے، جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دے دوں تو اسے کر گزرو جتنی تم میں طاقت ہے اور جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو رک جاؤ۔

-☆-

وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: قَالَ: ((یکون فی آخرِ الزمان دجَّالونَ کذَّابونَ، یأتُونَکُمْ مِنَ الأحادیثِ بما لَمْ تسمعُوا أنتمْ ولا آباؤُکُمْ، فإیَّاکُمْ وإیَّاهُمْ، لایُضلُّونکمْ ولا یفتِنُوْنَکُمْ)). (مسلم: ۷/۷)

حضرت ابو ہریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں جھوٹے دجال ہوں گے جو تمہارے پاس وہ احادیث لائیں گے جو تم نے نہ سنیں، نہ تمہارے آباؤاجداد نے، ان کو اپنے آپ سے دور رکھو، اپنے آپ کو ان سے دور رکھو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

-☆-

وقال: ((ما مِنْ نبيّ بعثَهُ اللّٰه في أُمَّتِهِ قبلي، إلَّا كان لهُ مِنْ أُمَّتِهِ حوارِيُّوْنَ وأصحابٌ يأخذون بسنّتِهِ، ويقتدُونَ بأمرهِ، ثمَّ إنَّها تخلُفُ مِنْ بعدِهِم خُلوفٌ يقولونَ ما لا يفعلون، ويفعلونَ مالا يُؤْمَرُوْنَ، فمنْ جاهدَهُمْ بيدِه، فهوَ مؤمنٌ، ومَنْ جاهدَهُمْ بلسانِه، فهوَ مُؤْمنٌ، ومَنْ جاهدَهُمْ بقلبهِ، فهوَمُؤمنٌ ليسَ وراءَ ذلكَ منَ الإيمان حبَّة خرْدَلٍ)). (مسلم(٢):٨٠/٥٠)

حضور -صلی اللہ علیہ وسلم- نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ سے پہلے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس کی امت میں سے کچھ لوگ ان کے خاص صاحب اسرار اور وہ صحابہ نہ ہوں جو اس کی سنت پر عمل کریں اور اسکی پیروی کریں پھر ان کے بعد ایسے ناخلف ہوتے تھے، جو کہتے وہ تھے، وہ جو کرتے نہ تھے اور کرتے وہ تھے جس کا انہیں حکم نہ دیا گیا تھا تو جو ان پر ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن اور جو زبان سے جہاد کرے وہ مومن اور جو ان پر اپنے دل سے جہاد کرے وہ مومن اور اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں۔

-☆-

وقال: ((لايزالُ من أُمتي أُمةٌ قائمةٌ بأمرِ اللّٰه، لايضرُّهم مَنْ خذلَهُمْ ولا

مَنْ خالَفَهُمْ، حتی یأتیَ أمرُاللّٰهِ وهم علی ذلک)). (مسلم:۴/۱۷/۱۰۳۷)

حضور-صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشادفرمایا:ہمیشہ میری امت میں کچھ لوگ ایسے رہیں گے جو اللہ کے حکم کے ساتھ قائم ہوں گے اور انہیں ضرر نہ دے گا جوان کو رسواء کرنا چاہے گا اور نہ وہ جوان کے حفاظت کرے گا حتی کہ آ جائے اللہ کا امر اور وہ اسی حالت پر ہوں گے۔

-☆-

وقال: لایزالُ طائفةٌ مِنْ أُمتی یُقَاتِلُوْنَ علی الحقِّ، ظاهرینَ إلی یومِ القیامةِ.

(مسلم:۳/۱۷/۱۹۲۳)

حضوررسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشادفرمایا:

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر جہاد کرتا رہے گا وہ غالب رہیں گے قیام تک۔

-☆-

وقال: ((مَنْ دعا إلی هُدیً، کان لهُ مِنَ الأجرِ مثلُ أجورِ مَنْ تَبِعَهُ، لاینقُصُ ذلکَ مِنْ أُجورِهِمْ شیئاً، ومَنْ دعا إلی ضالةٍ، کان علیهِ مِنَ الإثْمِ مثلُ آثامِ مَنْ تَبِعَهُ، لاینقصُ ذلکَ مِنْ آثامِهِمْ شیئاً)). (ترمذی:۴/۲٦۷٤)

حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا جوہدایت کی طرف بلائے اس کا اجروثواب اس کو اتنا ہوگا جتنا پیروی کرنے والوں کو ملے گا اور یہ ان کے اجروثواب میں کچھ بھی کم نہ کرے گا۔ جوضلالت (گمراہی) کی طرف بلائے اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا اس کی پیروی کرنے والوں کو ہوگا اور یہ ان کے گناہوں سے کچھ کم نہ کرے گا۔

-☆-

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ-رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ-قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ-صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-((أَلَا إِنِّيْ أُوْتِيْتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ، أَلَا يُوْشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلَى أَرِيْكَتِهِ يَقُوْلُ: عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْآنِ، فَمَا وَجَدْتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوْهُ، وَمَا وَجَدْتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ، وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ-صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ أَلَا لَا يَحِلُّ لَكُمُ الْحِمَارُ الْأَهْلِيُّ وَلَا كُلُّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ، وَلَا لُقَطَةُ مُعَاهِدٍ، إِلَّا أَنْ يَّسْتَغْنِيَ عَنْهَا صَاحِبُهَا، وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَّقْرُوْهُ فَإِنْ لَّمْ يَقْرُوْهُ، فَلَهُ أَنْ يُّعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ)). (ابن ماجہ:۱۲)

حضرت مقدام ابن معدیکرب-رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

خبردار مجھے قرآن دیا گیا اور اس کے ساتھ اس کا مثل بھی خبردار قریب ہے کہ ایک پیٹ بھرا اپنے پلنگ پر کہے کہ تم پر قرآن کی اتباع لازم ہے، اس میں جو حلال پاؤ اس کو حلال اور جو اس میں حرام پاؤ اس کو حرام سمجھو حالانکہ رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم- کا حرام فرمایا ہو ویسا ہی ہے جیسے کہ اللہ کا حرام فرمایا ہوا، دیکھو تمہارے لئے نہ تو گھریلو گدھا حلال ہے اور نہ کیلی والا درندہ جانور نہ عہد والے کافر کی گری ہوئی چیز مگر جب اس کا مالک اس سے لاپرواہ ہو جائے اور جو کسی قوم کے پاس مہمان جائے ان پر اس کی مہمانی ہے اگر مہمانداری نہ کریں تو وہ اپنی مہمانی کے مقدار ان سے وصول کر لے۔

-☆-

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَقَالَ: ((أَيَحْسَبُ أَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيْكَتِهِ، يَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا إِلَّا مَا فِيْ هٰذَا الْقُرْآنِ، أَلَا وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ أَمَرْتُ وَوَعَظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ أَشْيَآءَ إِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْآنِ أَوْ أَكْثَرُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا بِإِذْنٍ وَّلَا ضَرْبَ نِسَآئِهِمْ وَلَا أَكْلَ ثِمَارِهِمْ إِذَا أَعْطَوْكُمُ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ)).

(ابوداود: ۳۰۵۰)

حضرت عرباض ابن ساریہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- نے قیام فرما کر ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اپنے پلنگ پر تکیہ لگا کر یہ گمان کر سکتا ہے کہ اللہ نے بجز ان چیزوں کے کوئی چیز حرام نہ کی جو قرآن میں ہیں، خبر دار! اللہ کی قسم میں نے احکام دیئے، وعظ فرمائے اور بہت چیزوں سے منع کیا جو قرآن کے برابر یا اس سے بھی زیادہ ہیں یقیناً اللہ نے یہ تمہارے لئے مباح نہ کیا کہ اہل کتاب کے گھروں میں بلا اجازت گھس جاؤ اور نہ ان کی عورتوں کو مارو اور نہ ان کے پھل کھاؤ جب وہ اپنے ذمہ کے حقوق ادا کریں۔

-☆-

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً، ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ قَائِلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَأَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَأَوْصِنَا! فَقَالَ: ((أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرٰى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا

بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)).

(ترمذی:۲۶۷)

حضرت عرباض بن ساریہ-رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم- نے ہمیں بلیغ وعظ فرمایا جس سے اشک رواں ہوگئے دل ڈر گئے ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم- شاید یہ الوداعی وعظ ہے لہذا کچھ وصیت فرمادیں، حضور نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے، حاکم وقت کی سننے، فرماں برداری کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ حبشی غلام ہی ہو، کیونکہ میرے بعد تم میں سے جو جئیے گا وہ بڑا اختلاف دیکھے گا لہذا تم میری اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت مضبوط پکڑو اسے دانت سے مضبوط پکڑلو نئی باتوں سے دور رہو کہ ہر نئی چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

-☆-

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ-رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ-قَالَ خَطَّ لَنَارَسُوْلُ اللّٰهِ-صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-خَطًّا ثُمَّ قَالَ هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ سُبُلٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِّنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُوْا إِلَيْهِ وَقَرَأَ﴿وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ...﴾الآية.(۱۳۰)(ابن ماجہ:۱۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود-رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم- نے ہمارے سامنے ایک خط کھینچا پھر فرمایا کہ یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اس کے دائیں بائیں کچھ اور لکیریں کھینچیں اور فرمایا یہ مختلف راستے ہیں جن میں سے ہر راستے پر شیطان ہے جو ادھر بلا رہا ہے، اور یہ آیت تلاوت فرمائی:﴿وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْماً فَاتَّبِعُوْهُ﴾

وَقَالَ-صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ-((لَیَأْتِیَنَّ عَلَی أُمَّتِیْ کَمَا أَتَی عَلَی بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّی إِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَّنْ أَتٰی أُمَّہٗ عَلانِیَۃً، لَکَانَ فِیْ أُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ وَإِنَّ بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلَی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِیْ عَلَی ثَلاثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ إِلَّا مِلَّۃً وَاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا أَنَا عَلَیْہِ وَأَصْحَابِیْ. (ترمذی:۲۵۴۱)

حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم-نے ارشاد فرمایا: کہ میری امت پر ویسے حالات آئیں گے جیسے بنی اسرائیل پر آئے جیسے جوتے کی جوتے سے برابری حتی کہ اگر کسی نے اپنی ماں سے اعلانیہ زنا کیا تو میری امت میں بھی وہ ہوگا جو ایسا کرے گا، یقیناً بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی سب آگ میں جائیں گے سوائے ایک ملت کے، لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

-☆-

وَعَنْ أَبِیْ ذَرٍ-رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ-قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ-صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ-مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِہٖ. (ابوداود:۴۷۵۸)

اور حضرت ابو ذر-رضی اللہ عنہ-سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم-نے ارشاد فرمایا:

جو جماعت سے بالشت بھر بچھڑا اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے اتار دی۔

ختم نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیّنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

امابعد! اللہ رب العزت نے اپنے حبیب مکرم حضور سید العالمین محمد رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کو دیگر کمالات کے ساتھ خاتم النبین بھی بنا کر بھیجا۔یعنی آپ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ایسی ذات اقدس ہیں جس پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا اور حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔اس عالم آب وگل میں اللہ کے آخری نبی ہیں اور حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

مَاکَانَ مُحَمَّد'' اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْیءٍ عَلِیْماً.

(حضور) محمد (رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خَاتَمَ النَّبِیّنَ (آخری نبی) ہیں۔اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

خَاتَمَ النَّبِیّنَ

حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو اللہ تعالیٰ نے خَاتَمَ النَّبِیّنَ قرار دیا۔

خاتم النبین آخری نبی کو کہتے ہیں۔یعنی وہ ذات جس پر سلسلہ نبوت ختم ہو جائے اور انکے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو۔خَاتَمَ النَّبِیّنَ کا معنی آخری نبی ہے اور بس۔اس سلسلہ میں تاریخ اسلام کے نامور علماء کی وضاحتیں ملاحظہ ہوں۔

حضور ضیاء الامۃ رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین وکان اللہ بکل شیء علیماً۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کا اسم گرامی لے کر فرمایا ہے کہ محمد (فداہ ابی وامی) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور خاتم النبین ہیں یعنی انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔جب مولا کریم جو بکل شیء علیم ہے نے یہ فرمایا کہ محمد مصطفیٰ نبیوں کو ختم کرنے والے آخری نبی ہیں تو حضور کے بعد جس نے کسی کو نبی مانا، اس نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تکذیب کی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے کسی ارشاد کو جھٹلاتا ہے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔

خاتم النبین کا جو معنی یہاں کیا گیا ہے اہل لغت نے اس کا یہی معنی لکھا ہے۔اس وقت میرے پاس علم لغت کی دوسری کتب کے علاوہ الصحاح للجوہری اور لسان العرب لابن منظور

موجود ہیں جون کا شمار لغت عرب کی امہات الکتب میں ہوتا ہے۔ آ ؤ انکے مطاعلہ سے اس لفظ کی تحقیق کریں۔ ایک چیز پیش نظر رہے کہ صحاح کے مؤلف علامہ حماد بن اسماعیل الجوہری کا سن ولادت ۳۳۲ھ اور سال وفات ۳۹۳ھ یا ۳۹۸ھ ہے اور لسان العرب کے مؤلف علامہ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری کا سن ولادت ۶۳۰ھ اور سال وفات ۷۱۱ھ ہے۔ یہ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ فتنہ انکار ختم نبوت سے صدہا سال پہلے یہ کتابیں لکھی گئی ہیں ان کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے مذہبی تعصب یا ذاتی عقیدہ کے باعث یہ لکھا ہے تا کہ ان کا قول حجت نہ رہے بلکہ ان کی نگارشات اور ان کی تحقیقات اہل لغت کے اقوال کے عین مطابق ہیں۔ پہلے صحاح کی عبارت ملاحظہ فرمایئے:

ختم اللّٰہ له خیر بخیر

خدا اس کا خاتمہ بالخیر کرے

وختمت القرآن : بلغت آخره

یعنی میں نے قرآن آخر تک پڑھ لیا

اختتمت الشیٔ : نقیض افتتحتهٗ

افتتاح کی نقیض اختتام ہے

والخاتَم والخاتِم بکسر التاء وفتحها والخِتام والخَاتام کلهٗ بمعنی وخاتمة الشیٔ آخره.

یعنی خاتَم ،خاتِم، خِتام، خاتام سب کا ایک ہی معنی ہے اور کسی چیز کے آخر کو خاتمة الشیٔ کہتے ہیں۔

ومحمد صلی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلم خاتم الانبیاء علیهم الصلوٰۃ والسلام
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام نبیوں سے آخر میں تشریف لے آئے۔
علامہ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں:

ختام الوادی: اقصاهٗ وختام القوم وخاتِمهم وخاتَمهم آخرهم ومحمد صلی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلم خاتم الانبیاء علیہ وعلیهم الصلوٰۃ والسلام.

وادی کے آخری کونہ کو ختام الوادی کہتے ہیں۔قوم کے آخری فرد کو خِتام خاتَم اور خاتِم کہا جاتا ہے اسی مناسبت سے حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کو خاتم الانبیاء فرمایا گیا ہے۔
لساب العرب میں التہذیب کے حوالہ سے لکھا ہے:

والخاتِم والخاتَم من اسماء النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم وفی التنزیل العزیز ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبین ای آخرهم ومن اسمائہٖ العاقب ایضاً ومعناه آخر الانبیاء.

یعنی خاتِم اور خاتَم نبی کریم۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کے اسماءگرامی میں سے ہیں۔
قرآن مجید میں ہے:

ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبین.

یعنی سب نبیوں سے پیچھے آنے والا

اور حضور کے اسماء میں سے العاقب بھی ہے اس کا معنی آخرالانبیاء ہے۔

اہل لغت کی ان تصریحات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خاتم کی تاء پر زیر ہو یا زبر اس کا معنی ''آخری'' ہے۔اس معنی کی تائید کے لیے اہل لغت نے ایک دوسری آیت سے بھی

استدلال کیا ہے: وختامه مسک ای آخرہ مسک''.

یعنی اہل جنت کو جو مشروب پلایا جائے گا اس کے آخر میں انہیں کستوری کی خوشبو آئے گی۔

المعجم الوسیط میں ہے: اَلْخَاتَمُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ آخِرُهُ وَفِي التَّنْزِيلِ وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ.

ہر چیز کے آخر کو خاتم کہتے ہیں اور قرآن کریم میں ہے لیکن وہ رسول اللہ اور نبیوں میں آخری نبی ہیں۔

اس کے مادہ ''ختم'' پر بحث کرتے ہوئے لکھتے مزید ہیں:

خَتَمَ النَّحْلُ - خَتْماً وَخِتَاماً مَلأَ خُلِيَّتَهُ عَسَلاً

خَتَمَ عَلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَغَيْرِهِمَا غَطّٰى فُوْهَ وِعَائِهِ بِطِيْنٍ اَوْشَمْعٍ اَوْغَيْرِهَا حَتّٰى لاَ يَدْخُلُهُ شَيْءٌ'' وَلاَ يَخْرُجُ مِنْهُ شَيْءٌ'' فَهُوَ مَخْتُوْم'' وَفِي التَّنْزِيْلِ الْعَزِيْزِ يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيْقٍ مَخْتُوْمٍ[1]

خَتَمَ النَّحْلُ يَخْتِمُ خَتْماً وَخِتَاماً یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب شہد کی مکھی اپنے چھتے کو شہد سے بھر دے۔

خَتَمَ عَلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی اپنے برتن کے دھانے کو مٹی یا موم یا کسی اور چیز سے بند کر دے یہاں تک کہ اس میں نہ کوئی چیز داخل ہو سکے اور نہ کوئی چیز خارج ہو سکے جس چیز کو اس طرح بند کیا گیا ہو اسے مختوم کہتے ہیں اور قرآن کریم میں ہے: اور اہل جنت کو سر بند شراب پلائی جائے گی۔

---

(۱) المعجم الوسیط جلد اول صفحہ ۲۱۸

اس پر غور کرنے سے بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔

حضور سید العالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے نبوت کے اس سلسلہ کو مکمل کر دیا اور آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ انبیاء ورُسل کی تکمیل فرما دی اب ان انبیاء میں کوئی نیا نبی داخل نہیں ہوگا اور نہ ہی انبیاء کرام میں سے کوئی خارج ہوگا۔ آپ اس نبوت ورسالت کے دہانے پر موجود ہیں اور آپ کی موجودگی اس سلسلہ کے تکمیل کی واضح دلیل ہے۔

علامہ ماوردی رحمہ اللہ المتوفی ۴۵۰ھ لکھتے ہیں:

وَلَكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّنَ يَعْنِيْ آخِرَهُمْ.

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبٌ مِنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

قَالَ مُقَاتِلُ بْنُ سُلَيْمَانَ:

وَلَمْ يَجْعَلُ مُحَمَّداً اَبَا اَحَدٍ مِنَ الرِّجَالِ لِاَنَّهُ لَوْ جُعِلَ لَهُ اِبْناً لَجَعَلَهُ نَبِياً وَلَيْسَ بَعْدَهُ نَبِياً قَالَ اللّٰهُ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ۔[1]

محمد -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں اور لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں یعنی آخری نبی۔

حضرت ابوھریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تیس کے قریب دجل فریب

(۱) تفسیر الماروردی ۴/۴۰۹

کرنے والے کذاب نہ نکلیں گے ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ ان کا نبی ہے لیکن سن لیجئے میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مقاتل بن سلیمان کہتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے حضور محمد رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بنایا کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر آپ کا کوئی بیٹا ہوتا تو وہ بھی نبی ہوتا اور حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے بعد تو کوئی نبی ہے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ یعنی آپ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- آخری نبی ہیں۔ (اس لیے آپ کا کوئی بیٹا نہیں)

علامہ قرطبی المتوفی ۶۶۵ھ لکھتے ہیں:

وخَاتَمَ بفتح التاء : بِمَعْنى اَنَّهُمْ بِهٖ خُتِمُوا فَهُوَ كَالْخَاتَمِ وَالطَّابَعِ لَهُمْ وَبِكَسْرِ التَّاءِ بِمَعْنِى اَنَّهٗ خَتَمَهُمْ اَىْ جَاءَ اُخِرَهُمْ.

خاتم اگر بفتح التاء ہو تو اس کا مفہوم یہ ہوگا ''انبیاء کرام کا سلسلہ آپ کے ذریعے ختم کر دیا گیا۔ آپ ان کے لئے بطور خاتم اور طابع کے ہیں''

اور اگر خاتم بکسر التاء ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے انبیاء کرام کے سلسلہ کو ختم کر دیا۔ یعنی آپ سب کے آخر میں تشریف لائے۔

قَالَ ابْنُ عَطِيَّةَ ! هٰذِهِ الْاَلْفَاظُ عِنْدَ جَمَاعَةِ عُلَمَاءِ الْاُمَّةِ خَلَفاً وَسَلَفاً مُتَلَقَّاةٌ عَلَى الْعُمُوْمِ التَّامِّ مُقْتَضِيَةٌ نَصًّا اَنَّهٗ لاَ نَبِيَّ بَعْدَهٗ۔(۱)

---

(۱) الجامع لاحکام القرآن تفسیر القرطبی ۱۴/۱۷۳

علامہ ابن عطیہ اندلسی نے کہا:

یہ الفاظ مبارکہ جماعہ علماء امت کے ہاں خلفا اور سلفا عموم تام قبول کیئے ہوئے۔نصًا اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

علامہ بیضاوی المتوفی ۶۹۱ھ لکھتے ہیں:

وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ آخِرُهُمُ الَّذِیْ خَتَمَهُمْ اَوْ خُتِمُوْا بِهٖ وَلَوْ كَانَ لَهُ ابْنٌ'' بَالِغٌ لَاقَ بِمَنْصَبِهٖ اَنْ يَكُوْنَ نَبِيًّا[1]

خاتم النبین کا معنی انبیاء کرام میں آخری نبی ہے جس نے ان کے اس سلسلہ کو ختم کر دیا یا اس کا مفہوم یہ ہے وہ نبی جس کے ذریعے ان انبیاء کرام کے سلسلہ مبارکہ کو ختم کر دیا گیا۔اگر حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کا کوئی بالغ بیٹا ہوتا اور آپ کے منصب تک رسائی حاصل کرتا تو لازمی ہوتا کہ وہ بھی نبی ہوتا اس لئے آپ کسی بالغ کے باپ نہیں کیونکہ آپ خاتم النبین ہیں۔

محدث کبیر عبدالرزاق صاحب المصنف لکھتے ہیں:

عَنْ قَتَادَةَ فِیْ قَوْلِهٖ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ قَالَ آخِرَ النَّبِيّٖنَ.

حضرت قتادہ فرماتے ہیں:

خاتم النبین کا معنی آخر النبین ہے یعنی تمام انبیاء کرام میں آخری نبی۔

---

(۱) انوار التنزیل واسرار التاویل تفسیر بیضاوی ۲/ ۲۴۷

ابوحیان اندلسی المتوفی ۷۵۴ھ لکھتے ہیں:

خَاتِم بِکَسْرِ التَّاءِ بِمَعْنَی اَنَّهُ خَتَمَهُمْ اَیْ جَاءَ اٰخِرَهُمْ وَرُوِیَ عَنْهُ عَلَیْهِ السَّلاَم'' اَلْفَاظ'' تَقْتَضِی نَصًّا اَنَّهُ لاَ نَبِیَّ بَعْدَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ خَاتَم بِفَتْحِ التَّاءِ اَنَّهُمْ بِهٖ خُتِمُوا فَهُوَ کَالْخَاتَمِ وَالطَّابعِ لَهُمْ۔[1]

خَاتِم تاء کے کسرہ سے ہوتو اس کا معنی ہے آپ نے انبیاء کے سلسلہ کوختم کردیا یعنی آپ سب کے آخر میں تشریف لائے۔

خود نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سے ایسے الفاظ مبارکہ منقول ہیں جونصاً تقاضا کرتے ہیں کہ آپ کے بعدکوئی نبی پیدانہیں ہوگا۔

خاتَم تاء کے فتح سے ہوتواس کا معنی ہوگا آپ کے ذریعے انبیاءکرام کا سلسلہ ختم کردیا گیاتو آپ انبیاءکرام کیلئے بطور خاتم وطابع ہوئے۔اس کے بعد لکھتے ہیں:

وَمَنْ ذَهَبَ اِلٰی اَنَّ النُّبُوَّۃَ مُکْتَسِبَة'' لاَ تَنْقَطِعُ اَوْ اِلٰی اَنَّ الْوَلِیَّ اَفْضَلُ مِنَ النَّبِیِّ فَهُوَ زِنْدِیْق'' یَجِبُ قَتْلُهٗ قَدِادَّعَی النُّبُوَّۃَ نَاس'' فَقَتَلَهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی ذَالِکَ وَکَانَ فِیْ عَصْرِنَا شَخْص'' مِنَ الْفُقَرَاءِ ادَّعَی النُّبُوَّۃَ بِمَدِیْنَةِ مَالِقَه فَقَتَلَهُ السُّلْطَانُ بْنُ الْاَحْمَرِ مَلِکُ الْاُنْدُلُسِ بِغَرْنَاطَةَ وَصُلِبَ اِلٰی اَنْ تَنَاثَرَ لَحْمُهٗ۔[2]

اور جوشخص یہ دعویٰ کرے کہ نبوت کسبی چیز ہے اوراسے اب بھی حاصل کیا جاسکتا ہے یا یہ دعویٰ کرے کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے پس وہ زندیق ہے اوراسے قتل کرنا واجب ہے۔

---

(۱)(۲) تفسیر البحر المحیط ۲۳۶/۷

کئی بدنصیب لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تو مسلمانوں نے انہیں ان کے اس جرم کی پاداش میں قتل کر دیا۔ ہمارے زمانے میں بھی فقراء میں سے ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تو اندلس کے بادشاہ سلطان بن الاحمر نے اسے قتل کروادیا اور اسے سولی پر لٹکایا گیا یہاں تک کہ سولی پر ہی اس کا گوشت گل سڑ کر گر گیا۔

علامہ ابن جوزی المتوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

خَاتَمَ النَّبِيِّنَ : خَاتِم بِكَسْرِ التَّاءِ فَمَعْنَاهُ وَخَتَمَ النَّبِيِّنَ وَمِنْ فَتَحِهَا فَالْمَعْنٰى آخِرَ النَّبِيِّنَ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُرِيْدُ : لَوْ لَمْ اَخْتِمْ بِهِ النَّبِيِّنَ لَجَعَلْتُ لَهُ وَلَداً يَكُوْنُ بَعْدَهُ نَبِيّاً۔[1]

خاتم النبین: خاتم تاء کے کسرہ سے ہے تو اس کا معنی اور حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے سلسلہ انبیاء کو ختم فرمادیا ہے اور اگر خاتم تاء کے فتح کے ساتھ ہو تو معنی ہوگا آخرالنبین سب انبیاء کرام سے آخری نبی۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔

حضرت عبداللہ بن عباس۔رضی اللہ عنہ۔فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ ارادہ فرمایا:

اگر میں اپنے حبیب۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کے ذریعے سلسلہ انبیاء کو ختم نہ کرتا تو میں ان کے بیٹے کو عمر دراز عطا فرماتا تاکہ وہ آپ کے بعد منصب نبوت پر فائز ہو جاتا) چونکہ آپ ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔آخری نبی ہیں اس لیئے آپ کی اولاد نرینہ بچپن میں وصال فرما گئی۔

---

(۱) زادالمسیر ۶/۳۹۳

علامہ ابن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ لکھتے ہیں:

وَخَاتَمَ النَّبِيِّنَ الَّذِىْ خَتَمَ النُّبُوَّةَ فَطَبَعَ عَلَيْهَا فَلاَ تَفْتَحُ لاَحَدٍ بَعْدَهٗ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ.[۱]

خاتم النبین وہ ذات اقدس ہے جس نے نبوت کو اختتام تک پہنچایا پس اس پر مہر لگادی (اسے سر بند کر دیا) پس آپ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے بعد قیامت تک کسی کے لئے بھی اس نبوت کو کھولا نہیں جائے گا۔

مفسر قرآن امام بغوی المتوفی ۵۱۶ھ لکھتے ہیں:

وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّنَ : خَتَمَ اللّٰهُ بِهِ النُّبُوَّةَ خاتَم بِفَتْحِ التَّاءِ عَلٰى الاسم آخِرُهُمْ وقَرَءَ الْآخَرُوْنَ بِكَسْرِ التَّاءِ عَلٰى الْفَاعِلِ لِاَنَّهٗ خَتَمَ بِهِ النَّبِيِّنَ فَهُوَ خَتَمَهُمْ.

رُوِىَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمَّا حَكَمَ اَنْ لاَ نَبِىَّ بَعْدَهٗ لَمْ يُعْطِهِ وَلَداً ذَكَراً يَصِيْرُ رَجُلاً وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّنَ.[۲]

اور لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں یعنی وہ ذات ہیں کہ اللہ نے آپ کے ذریعے سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا۔

خاتم بفتح التاء ہو تو اس کا معنی آخری نبی ہے۔

---

(۱) جامع البیان فی تفسیر القران/تفسیر طبری ۲۲/۱۲

(۲) معالم التنزیل/تفسیر البغوی ۳/۵۳۳

اور اگر بکسر التا ہوتو اس کا معنی ہوگا۔

وہ ذات جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے سلسلہ کو ختم فرمادیا پس حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- انبیاء کے خَاتِم ہوئے۔

حضرت عبداللہ نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمادیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تو آپ کو وہ اولاد نرینہ نہ دی جو سن بلوغت سے تجاوز کرے۔

ختم نبوت پر
انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے عہد و میثاق

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیِّیْنَ لَمَا اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ.

اور یاد کیجئے جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے وعدہ لیا تھا کہ میں تمہیں کتاب وحکمت عطا فرماؤں گا پھر تم تمام کے بعد میرا شان والا رسول تمہارے پاس تشریف لائے گا وہ تصدیق فرمانے والا ہوگا جو کچھ تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے اور اسکی مدد کرو گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے انبیاء) کیا تم نے اس بات کا اقرار کرلیا اور تم نے اس پر میری بھاری ذمہ داری کو قبول کرلیا۔ تمام انبیاء کرام بولے (اے اللہ!) ہم نے اقرار کرلیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس تم گواہ ہو جاؤ اور میں تم تمام کے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

اس آیت کریمہ میں ثم کا لفظ قابل غور ہے۔

ثم ترتیب مع التراخی کے لئے آتا ہے۔ یعنی تمام انبیاء کرام پہلے تشریف لائیں گے اور ان کے بعد حضور سید العالمین محمد رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تشریف لائیں گے اور انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور آپ کی بعثت میں فاصلہ بھی ہوگا۔ آپ سب انبیاء کرام کے

آخر میں وقفہ سے تشریف لائیں گے۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

اَلرَّسُوْلُ هُنَا مُحَمَّد" صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰـهُ عَنْهُمْ فَاَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ اَجْمَعِيْنَ اَنْ يُؤْمِنُوا بِمُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيَنْصُرُوْهُ اِنْ اَدْرَكُوْهُ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَاْخُذُوا بِذَالِكَ الْمِيْثَاقَ عَلٰى اُمَمِهِمْ۔(۱)

رسول سے مراد اس جگہ حضرت محمد مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- میں جیسے حضرت علی المرتضیٰ اور مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھم بیان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام سے عہد و میثاق لیا تھا کہ وہ اس کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- پر ایمان لائیں اگر وہ انہیں پائیں تو ان کی مدد بھی کریں اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم بھی دیا کہ اپنی اپنی امتوں سے اس بات کا عہد میں (کہ وہ محمد مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- پر جو ان تمام کے بعد آئیں گے ایمان لائیں اور مدد کریں۔

کسی بھی کام کے لئے دفاتر میں ایک فائل تیار ہوتی ہے اور فائل حاکم اعلیٰ تک جاتی ہے اگر اس فائل پر حاکم اعلیٰ اپنے دستخط ثبت کر دے تو فائل میں جو کچھ ہوگا اس کی تصدیق ہوگی اور اگر حاکم اعلیٰ دستخط نہ کرے تو فائل کی کوئی قیمت نہ ہوگی۔

جملہ انبیاء کرام کو جو کچھ اللہ کی جانب سے عطا کیا گیا یعنی کتاب وحکمت، معجزات مبارکہ، فضائل وکمالات ان سب کی تصدیق آخر میں انبیاء کرام کے مقتدا حضرت محمد مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے ہاتھ سے ہوئی۔ آپ کے تصدیق فرمانے سے ان کے جملہ

---

(۱) الجامع لاحکام القران/تفسیر قرطبی ۴/ ۱۲۵

کمالات کو سند مل گئی۔

انبیاء کرام سے ایمان لانے کا عہد تو اللہ وحدہٗ نے لے لیا اور پھر خود ہی اسباب مہیا فرما دیے۔ معراج النبی -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی رات جملہ انبیاء ورسل کو مسجد اقصیٰ میں پہنچایا گیا وہاں سب نے رخ مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی زیارت کی اور ان کے لئے وعدہ لتؤمنن بہ کا عملی اظہار کیا اور اور آپ کے پیچھے نماز ادا کر کے آپ کی سیادت وشرافت کا اقرار کیا۔

علامہ آلوسی بغدادی لکھتے ہیں:

وَمِنْ هُنَا ذَهَبَ الْعَارِفُوْنَ اِلٰی اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ هُوَ النَّبِیُّ الْمُطْلَقُ وَالرَّسُوْلُ الْحَقِيْقِیُّ وَالْمُشَرِّعُ الْاِسْتِقْلَالِیُّ وَاَنَّ مَنْ سِوَاهُ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِیْ حُكْمِ التَّبْعِيَّهِ لَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔(1)

عرفاء امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی مطلق، رسول حقیقی اور مشرع استقلالی صرف حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی ذات ہے اور آپ کے علاوہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اپ کی تبعیت کے حکم میں ہیں۔ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-

(1) روح المعانی ۳/۱۸۵

قصر نبوت کی آخری اینٹ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتاً فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ مِنْ زَاوِیَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَیَتَعَجَّبُوْنَ لَهٗ وَیَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ.

قَالَ: فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۳۴۲)	جلد۳	صفحہ۱۳۰۰
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۲۱۲)	جلد۴	صفحہ۱۶۲۹
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۸۶)	جلد۴	صفحہ۴۶۹
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۲	صفحہ۲۰۲
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۴۰۵)	جلد۱۴	صفحہ۳۱۵
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط مسلم		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۸۴۸)	جلد۳	صفحہ۱۲۸
قال شعیب الارنووط:	حدیث صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۰۴۷)	جلد۷	صفحہ۲۸۶

ترجمة الحدیث:

حضرت ابوھریرہ -رضی اللہ عنہ- نے فرمایا کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشادفرمایا بیشک میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کی مثال ایسے ہے جیسے کہ آدمی نے گھر بنایا پس اسے بڑا حسین وجمیل بنایا مگر کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی پس لوگ آتے اس گھر کا چکر لگاتے اور اسکے حسن سے متاثر ہوتے اور یہ کہتے یہاں کونے میں یہ اینٹ کی جگہ کیوں نہیں رکھی گئی۔

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبین (آخری نبی) ہوں۔

-☆-

قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۸۲۰۴) جلد ۸ صفحہ ۲۴۱

قال احمد محمد شاکر: حدیث صحیح

دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۱ صفحہ ۳۶۶

قال للبیہقی: رواہ البخاری ومسلم فی الصحیح

شرح السنۃ للبغوی رقم الحدیث (۳۶۲۱) جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۱

قال للبیہقی: ھذا حدیث متفق علی صحتہ

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ:
مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَاراً فَاَتَمَّهَا وَاَكْمَلَهَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ مِنْهَا وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ.

صحیح البخاری (مختصراً)	رقم الحدیث (۳۳۴۱)	جلد ۳	صفحہ ۱۳۰۰
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۸۲۸۷)	جلد ۴	صفحہ ۴۷۰
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۴۸۲۴)	جلد ۱۲	صفحہ ۱۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۲۶۰)	جلد ۲	صفحہ ۱۸۲
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۸۷۱)	جلد ۴	صفحہ ۳۹۳
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۸۶۲)	جلد ۳	صفحہ ۱۴۳
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے ایک گھر بنایا پس اس گھر کو مکمل کیا اور اسے ہر قسم کے حسن سے پورا کیا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ پس لوگ اس گھر میں داخل ہوتے تھے اور یہ بھی کہتے تھے کہ اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی گئی ہے۔

پس حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

وہ اینٹ کی جگہ میں ہوں میں آ گیا ہوں اور انبیاء کرام علیھم السلام کے سلسلہ مبارکہ کو ختم کر دیا ہے۔

-☆-

کتنی واضح اور عمدہ مثال ہے۔ ختم نبوت کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔ نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سے قبل صرف ایک اینٹ کی گنجائش باقی تھی۔ آپ کی تشریف آوری سے وہ جگہ پر ہوگئی۔ آپ خاتم النبین ہیں۔ آپ کے بعد کسی نبی کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

اَلْعَاقِبُ

(صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَیْرِبْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم : لِیْ خَمْسَۃُ اَسْمَاءٍ اَنَا مُحَمَّد" وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۵۳۲)	جلد۳	صفحہ۱۰۹۷
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۳۵۴)	جلد۴	صفحہ۵۰۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۳۱۳)	جلد۱۴	صفحہ۲۱۹
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
المصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۱۹۶۵۷)	جلد۱۰	صفحہ۴۴۶
المصنف ابن ابی شیبۃ	رقم الحدیث (۱۱۷۳۷)	جلد۱۱	صفحہ۴۵۷
المسند الحمیدی	رقم الحدیث (۵۵۵)	جلد۱	صفحہ۲۵۳
الطبقات الکبریٰ لا بن سعد		جلد۱	صفحہ۱۰۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۶۸۰)	جلد۱۳	صفحہ۱۳۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۸۴۹)	جلد۴	صفحہ۳۸۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		

ترجمة الحديث:

حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

میرے پانچ نام ہیں:

۱۔ میں محمد ہوں۔

۲۔ میں احمد ہوں۔

۳۔ میں الماحی ہوں میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے۔

۴۔ میں الحاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کی بروز قیامت اکٹھا کیا جائے گا۔

۵۔ میں العاقب ہوں۔

-☆-

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۸۴۰)	جلد ۳	صفحہ ۱۳۳
قال الالبانی:	صحیح		
شرح السنة للبغوی	رقم الحدیث (۳۶۲۹)	جلد ۱۳	صفحہ ۲۱۱
قال للبغوی:	هذا حدیث متفق علی صحته		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۵۲۱)	جلد ۲	صفحہ ۱۲۰
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۲۷۷۵)	جلد ۲	صفحہ ۴۰۹
دلائل النبوۃ للبیہقی		جلد ۱	صفحہ ۱۵۲

العاقب کا معانی ملاحظہ ہو۔

اَلْعَاقِبُ : آخِرُ كُلِّ شَيْءٍ اَوْ خَاتِمُهُ .[1]

ہر چیز کے آخر یا اسکے خاتم کو عاقب کہتے ہیں۔

عاقب کے معنی سے واضح ہوا کہ آپ وہ نبی ہیں جن پر سلسلہ نبوت اختتام پذیر ہوا۔

علامہ ابن الاثیر لکھتے ہیں:

وَفِيْ اَسْمَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْعَاقِبُ هُوَ آخِرُ الْاَنْبِيَاءِ.[2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سے ایک العاقب ہے۔ العاقب اسے کہتے ہیں جو انبیاء کرام میں آخری نبی ہو۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(۱) المعجم الوسیط ۲/۶۱۳

(۲) النھایۃ ۳/۲۶۸

صحیح مسلم میں الفاظ اس طرح ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ:

اَنَـامُـحَمَّد'' وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِیُ الَّذِیْ یُمْحٰی بِیَ الْکُفْرُ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی عَقِبِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ''.

ترجمة الحديث:

نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں الماحی ہوں: میرے ذریعے کفر کو مٹایا جاتا ہے اور میں الحاشر ہوں: میرے بعد لوگوں کو ان کی قبروں سے اٹھا کر میدان حشر میں اکٹھا کیا جائے گا (سب سے پہلے میں اپنے روضہ اطہر سے باہر آؤں گا)۔ اور میں العاقب ہوں۔ اور العاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

-☆-

امام زھری بھی اس اسم مبارک العاقب کے معنی آخری نبی کرتے ہیں۔

قُلْتُ لِلزُّھْرِیْ وَمَا الْعَاقِبُ ؟ قَالَ اَلَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہ نَبِیٌّ''۔[1]

راوی کہتے ہیں میں نے امام زھری سے سوال کیا

اَلْعَاقِبُ کے کیا معنی ہیں؟ تو آپ نے جواباً فرمایا

صحیح مسلم رقم الحدیث (۲۳۵۴) جلد ۱۵ صفحہ ۸۵
مع شرح النووی

(۱) صحیح مسلم مع شرح النووی ۱۵/۸۶

وہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

امام نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اَمَّاالْعَاقِبُ فَفَسَّرَهُ فِی الْحَدِیْثِ بِاَنَّهُ لَیْسَ نَبِیّ" اَیْ جَاءَ عَقِبَهُمْ.[1]

العاقب حدیث پاک میں اس کی تفسیر یہ کی گئی کہ جس کے بعد نبی نہ ہو۔

یعنی وہ نبی جو سب انبیاء کے بعد تشریف لائے۔

(۱) صحیح مسلم مع شرح النووی ۱۵/۸۶

اَلْمُقَفّٰی

(صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ : کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ یُسَمِّیْ لَنَا نَفْسَہٗ اَسْمَاءً'' فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَحْمَدُ وَالْمُقَفِّیْ وَالْحَاشِرُ وَنَبِیُّ التَّوْبَۃِ وَنَبِیُّ الرَّحْمَۃِ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوموسیٰ اشعری -رضی اللہ عنہ- کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ہمیں اپنے چند نام بیان فرمائے تو حضور نے فرمایا میں محمد ہوں، احمد ہوں، المُقَفّی ہوں، نبی التوبۃ ہوں اور نبی الرحمۃ ہوں۔

مواردالظمان	رقم الحدیث (۲۰۹۵)		صفحہ ۵۱۴
اتحاف السادۃ المتقین		جلد ۷	صفحہ ۱۶۳
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۶۹۳)	جلد ۱۳	صفحہ ۱۴۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۳۵۵)	جلد ۴	صفحہ ۵۰۷

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ كَانَتْ تَسُوْسُهُمْ اَنْبِیَائُهُمْ كُلَّمَا ذَهَبَ نَبِیّ" خَلَفَهُ نَبِیّ". وَاِنَّهُ لَیْسَ كَائِنٌ" نَبِیّ" فِیْكُمْ قَالُوْا.

فَمَایَكُوْنُ ؟ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : تَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَیَكْثُرُوْا.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۸۷۱)	جلد۳	صفحہ۴۰۰
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۳۳۸)	جلد۲	صفحہ۳۱۳
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۲۴۷۳)	جلد۸	صفحہ۱۲۷
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۴۵۵)	جلد۲	صفحہ۱۰۷۴
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۸۴۲)	جلد۴	صفحہ۱۱۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۹۴۷)	جلد۸	صفحہ۸۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۴۱۷)	جلد۱۰	صفحہ۸۷

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ-رضی اللہ عنہ-بیان کرتے ہیں کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-نے ارشاد فرمایا:

بے شک بنی اسرائیل کا نظام حکومت انبیاء کرام علیھم الصلاۃ والسلام چلاتے تھے۔ جب بھی کسی نبی کا وصال ہو جاتا تو ان کے بعد ایک نبی جانشین ہوتا جو ان کو امور کو سرانجام دیتا اور میرے بعد تو کوئی نبی ہونے والا نہیں ہے۔

صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ پھر امور مملکت کیسے چلیں گے۔

آپ نے ارشاد فرمایا میرے بعد خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہونگے۔

-☆-

حضور نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-کے بعد اگر کسی نئے نبی کی پیدائش متوقع ہوتی تو آپ ایسا ہرگز ارشاد نہ فرماتے۔آپ کا واضح الفاظ سے فرمانا:

وَاَنَّهُ لَيْسَ كَائِنٌ بَعْدِیْ نَبِیٌّ فِيْكُمْ.

میرے بعد تم میں کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں۔

اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ خاتم النبین ہیں اور آپ کی تشریف آوری پر سلسلہ نبوت ختم ہو گیا۔

حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-اور قیامت کے درمیان کوئی نیا نبی نہیں ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اِحْمَرَّتْ عجيْنَاهُ وَعَلاَ صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ كَاَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُوْلُ : صَبَّحَكُمْ مَسَّاكُمْ وَيَقُوْلُ : بُعِثْتُ اَنَاوَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيقْرِنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَابَةَ وَالْوُسْطٰى ثُمَّ يَقُوْلُ : اَمَّابَعْدُ : فَاِنَّ خَيْرَ الْاُمُوْرِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرُ الْهَدْىِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُها وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَ لَةٌ" وَكَانَ يَقُوْلُ :

مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِاَهْلِهٖ وَمَنْ تَرَكَ دَيْناً اَوْضِيَاعاً فَعَلَيَّ اَوْاِلَيَّ.

سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۴۵) جلد ۱ صفحہ ۴۹
قال محمود محمد محمود: الحدیث صحیح
صحیح سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۴۳) جلد ۱ صفحہ ۳۴
قال الالبانی: صحیح
الارواء الغلیل رقم الحدیث (۶۰۸) جلد ۳ صفحہ ۷۳
قال الالبانی: صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت جابر بن عبداللہ-رضی اللہ عنہ-فرماتے ہیں

حضور رسول اللہ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی چشمان مبارک سرخ ہو جاتی تھیں، آپ کی آواز مبارک میں علو آ جاتا اور آپ کا غضب مبارک شدید ہو جاتا گویا کہ حضور

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۸۶۷)	جلد۲	صفحہ۲۶۹
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۵۷۴)	جلد۳	صفحہ۱۸۵
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۵۷۷)	جلد۱	صفحہ۵۱۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۹۵۴)	جلد۳	صفحہ۲۴۲
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۹۵۴)	جلد۲	صفحہ۲۳۴
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۵۷۵۳)	جلد۳	صفحہ۲۸۲
قال البیہقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۷۸۵)	جلد۳	صفحہ۱۴۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۵۹۹)	جلد۲	صفحہ۲۷۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۷۷۶)	جلد۹	صفحہ۳۱۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۳۹۷۴)	جلد۵	صفحہ۶۷۹
مسند ابی عوانہ	رقم الحدیث (۵۶۲۸)	جلد۳	صفحہ۴۴۴

-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کسی اچانک حملہ کرنے والے لشکر سے خبردار کررہے ہوں کہ وہ صبح تم پر حملہ کیا چاہتا ہے وہ شام تم پر حملہ کیا چاہتا ہے۔

اور آپ فرماتے مجھے اور قیامت کو ان دو کی طرح مبعوث کیا گیا ہے اور اپنی دونوں انگلی مبارک، انگلی شہادت اور درمیان والی انگلی کو ملالیا کرتے تھے پھر فرماتے

امابعد! خیر الامور کتاب اللہ (قرآن کریم) ہے۔

خیر الھدیٰ محمد (مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-) کی ہدایت ہے شر الامور مُحدَثَات (دین میں نئی نئی باتیں) ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اور آپ نے فرمایا کرتے تھے جو شخص مال و دولت چھوڑ کر دنیا سے جائے وہ مال و دولت اس کے اہل و عیال کا ہے۔

جو شخص قرض چھوڑ کر یا تنگدست (بے سرمایہ) عیال چھوڑ کر دنیا سے جائے تو وہ قرض میرے ذمہ ہے یا وہ عیال میرے پاس آجائیں (میں ان کا انتظام کرادوں گا)۔

-☆-

اس حدیث پاک پر غور فرمایئے: اگر کسی اور نبی کی گنجائش ہوتی تو نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کبھی اپنی دو انگلیوں کو نہ ملاتے کیونکہ نبی کی نبوت پر ایمان لانا جہاں عام آدمی کے لئے ضروری ہوتا ہے وہاں خود نبی پر بھی لازم ہوتا ہے۔

اس فرمان مبارک میں "کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَة" کا لفظ ہے۔ ہر بدعت ضلالت ہے۔ یعنی ہر وہ چیز جو رافع سنت ہے وہ گمراہی ہے اور گمراہی کا ٹھکانا جہنم ہے۔ تو جو نبی بن کر خود حضور کی حیثیت کو ختم کرنے والا ہو وہ ضلالت میں کیوں نہیں اور اس کا ٹھکانہ جہنم کیوں نہیں۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ :

اِنَّ اللّٰهَ زَوَّى لِيَ الْاَرْضَ اَوْقَالَ اِنَّ رَبِّيْ زَوَّى لِيَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا.

وَاِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلاَثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ" وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لاَ نَبِيَّ بَعْدِيْ.

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۲۵۲)	جلد۴	صفحہ۷۶
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۲۵۲)	جلد۳	صفحہ۹
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۸۸۹)	جلد۵	صفحہ۴۰۹
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۵۲)	جلد۴	صفحہ۳۶۸
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۲۰۷)	جلد۳	صفحہ۲۹۲
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ		جلد۴	صفحہ۲۵۲
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۱۸۳)	جلد۴	صفحہ۷۳
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ثوبان راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ میرے لئے زمین کو سکیڑ دیا ہے اور میں نے اس زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا ہے اور بے شک میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ میں نبی ہوں (سن لیجئے) میں خاتم النبین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

-☆-

سبحان اللہ نگاہ نبوت پر قربان جایئے۔ مستقبل میں جمیع حالات کا مشاہدہ کر رہی ہے اور آنے والے فتنوں کو بھی دیکھ رہی ہے اور یہی نگاہ اپنی امت کو ان فتنوں سے آگاہ بھی کر رہی ہے۔

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۱۷۶)	جلد ۲	صفحہ ۴۶۳
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۱۰۰)	جلد ۲	صفحہ ۱۳۵
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۷۲۳۸)	جلد ۱۶	صفحہ ۲۲۰
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط مسلم		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۴۰۱۵)	جلد ۱۴	صفحہ ۲۱۵
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۲۹۴)	جلد ۱۶	صفحہ ۲۹۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۸۸۷۹)	جلد ۱۱	صفحہ ۳۱۶

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَظَرَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَی الْمُشْرِکِیْنَ وَهُمْ اَلْف" وَاَصْحَابُهٗ ثَلاَثُمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلاً فَاسْتَقْبَلَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ مَدَّیَدَیْهِ وَجَعَلَ یَهْتِفُ بِرَبِّهٖ

اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْلِیْ مَاوَعَدْتَنِیْ اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ اِنْ تُهْلِکْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لاَ تُعْبَدُفِی الْاَرْضِ

فَمَازَالَ یَهْتِفُ بِرَبِّهٖ مَادّاً یَدَیْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ حَتّٰی سَقَطَ رِدَاؤُهٗ عَنْ مَنْکِبَیْهِ فَاَتَاهُ اَبُوْبَکْرٍ فَاَخَذَ رِدَائَهٗ فَاَلْقَاهُ عَلٰی مَنْکِبَیْهِ ثُمَّ الْتَزَمَهٗ مِنْ وَرَائِهٖ وَقَالَ:

یَانَبِیَّ اللّٰهِ کَفَاکَ مُنَاشَدَتُکَ رَبُّکَ فَاِنَّهٗ سَیُنْجِزُ لَکَ مَاوَعَدَکَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِذْتَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِنَ الْمَلاَئِکَةِ مُرْدِفِیْنَ فَاَمَدَّهُمُ اللّٰهِ بِالْمَلاَئِکَةِ.

سنن الترمذی — رقم الحدیث (۳۰۹۲) — جلد ۵ — صفحہ ۵۵

قال الترمذی: هذا حدیث حسن صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما نے فرمایا مجھے حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب -رضی اللہ عنہ- نے بیان فرمایا:

غزوہ بدر کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مشرکین کی طرف دیکھا ان کی تعداد ایک ہزار تھی اور آپ کے صحابہ تین سو تیرہ تھے تو نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- قبلہ رخ ہو گئے اور اپنے ہاتھوں کو اپنے اللہ کی بارگاہ میں پھیلا دیا اور اپنے رب کو پکارنا شروع کر دیا۔

اے اللہ! جو تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے وہ پورا کر دے۔ اے اللہ اگر تو نے اہل اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو زمین میں تیری عبادت موقوف ہو جائیگی (یعنی زمین میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا)۔

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۰۸۱)	جلد۳	صفحہ۲۴۰
قال الالبانی:	حسن		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۷۶۳)	جلد۴	صفحہ۳۳
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۷۹۳)	جلد۱۱	صفحہ۱۱۴
المسند البزار	رقم الحدیث (۱۹۶)	جلد۱	صفحہ۳۰۶
دلائل النبوۃ للبیہقی		جلد۳	صفحہ۵۱
المصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۹۶۳۲)	جلد۱۰	صفحہ۳۵۰
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۰۸)	جلد۱	صفحہ۲۵۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- مسلسل بلند آواز سے اپنے رب سے دعائیں مانگتے رہے قبلہ رخ اپنے ہاتھوں کو پھیلاتے ہوئے یہاں تک کہ آپ کی چادر مبارک جو آپ کے کندھوں پر تھی نیچے آ رہی۔

پس حضرت ابو بکر صدیق -رضی اللہ عنہ- حاضر خدمت ہوئے آپ نے حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی چادر دوبارہ کندھوں پر ڈال دی پھر بے قابو ہو کر آپ کے پیچھے سے آپ سے چمٹ گئے اور عرض کی

یا نبی اللہ آپ کی اپنے رب سے دل وجان سے مناجات کافی ہو چکی مجھے یقین کامل ہے کہ اللہ آپ سے کئے گئے وعدہ کو آپ کی خاطر ضرور پورا کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرما دیں۔

اور یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول کرتے ہوئے فرمایا: میں تمہاری ایک ہزار فرشتہ سے مدد فرمانے والا ہوں جو لگاتار آنے والے ہیں۔ پس اللہ نے فرشتوں کے ذریعے مدد فرمائی۔

-☆-

اس حدیث پاک میں غور فرمایئے اگر حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے بعد کسی اور نبی نے پیدا ہونا ہوتا تو آپ کبھی بھی

اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِکْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدُ فِي الْاَرْضِ.

اے اللہ! اگر تو نے اہل اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو زمین میں تیری عبادت نہ ہوگی۔

نہ فرماتے۔ آپ کا یہ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کے آخری نبی ہیں۔

اخلاص وللّٰہیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ سیدنا محمد و آلہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے حبیب حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ اب ہم پر فرض ہے کہ ہم دل و جان سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات پر عمل پیرا ہوں ہم جو بھی کام کریں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کے لئے کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص وللّٰہیت عطا فرمائے اور ہمیں خلوص کی وہ مٹھاس عطا فرمائے جو وہ اپنے مقربین کو عطا فرماتا ہے۔

اس سلسلہ میں اولین بات یہ ہے کہ

ہم جو بھی نیک عمل کریں اس کے لئے سب سے پہلے اپنی نیت درست کریں۔ کیونکہ نیک اعمال کی روح حسن نیت ہے اور اگر عمل صالح کی نیت اچھی نہ ہو تو وہ عمل عمل صالح کی فہرست سے خارج ہو جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں اللہ کے پیارے حبیب اور ہم کے آقا و مولیٰ کے ارشادات گرامی سنئے!

اعمال صالحہ نیت صالحہ
پر موقوف ہیں

عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَبِیْ حَفْصٍ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:
اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ، وَاِنَّمَا لِاِمْرِءٍ مَانَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ لِدُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوْاِمْرَاۃٍ یَنْکِحُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَاھَاجَرَ اِلَیْہِ.

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۳۴۴)	جلد۲	صفحہ۱۲۸
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۲۲)	جلد۱	صفحہ۵۹
قال الالبانی:	صحیح ۔ مشہور		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱)	جلد۱	صفحہ۲۱
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۶۸۹)	جلد۴	صفحہ۲۰۸۸
مسند ابی عوانہ	رقم الحدیث (۷۴۳۸)	جلد۴	صفحہ۴۸۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۹۰۷)	جلد۴	صفحہ۱۶۴
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۲۲۷)	جلد۴	صفحہ۵۲۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۳۰۲)	جلد۳	صفحہ۳۷۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۲۰۱)	جلد۲	صفحہ۲۳۵
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۲۰۱)	جلد۲	صفحہ۱۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۶۵۳)	جلد۳	صفحہ۲۴۳
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۷۱۴)	جلد۲	صفحہ۱۲۸
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبری للبیھقی	رقم الحدیث (۸۱۰۸)	جلد۴	صفحہ۳۹۶
السنن الکبری للبیھقی	رقم الحدیث (۷۳۷۰)	جلد۴	صفحہ۱۸۸
السنن الکبری للبیھقی	رقم الحدیث (۸۹۹۲)	جلد۵	صفحہ۶۰
السنن الکبری للبیھقی	رقم الحدیث (۱۲۹۰۷)	جلد۶	صفحہ۵۳۸
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۸۸)	جلد۲	صفحہ۱۱۳
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
الموطا الامام مالک بروایۃ الامام محمد/رقم الحدیث (۹۸۱)			صفحہ۴۰۳
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۸)	جلد۱	صفحہ۲۳۶
معرفۃ السنن والآثار	رقم الحدیث (۵۸۵)	جلد۱	صفحہ۲۶۰
معرفۃ السنن والآثار	رقم الحدیث (۵۸۷)	جلد۱	صفحہ۲۶۱
معرفۃ السنن والآثار	رقم الحدیث (۵۸۸)	جلد۱	صفحہ۲۶۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۶۱۲)	جلد۸	صفحہ۹۱

ترجمۃ الحدیث:

امیر المومنین ابو حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو یہ فرماتے ہوئے سنا بیشک اعمال (صالحہ) کا انحصار نیتوں پر ہے اور یقیناً ہر آدمی کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔

پس جس نے ہجرت کی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہی ہے۔ پس جس نے دنیا کے لئے ہجرت کی تاکہ اسے پالے، یا کسی عورت کے لئے ہجرت کی تاکہ اس سے نکاح کرے تو (سن لیجئے) ایسے آدمی کی ہجرت ادھر ہی ہوگی جدھر اس نے ہجرت کی۔

-☆-

اللہ کے پیارے حبیب اور ہم سب کے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درج بالا ارشاد مبارک کتنا فکر انگیز ہے بندہ مسلم اس میں جتنا گہرا غور کرتا جائے اسی فرمان مبارک کی برکت سے اتنا ہی خلوص نصیب ہوگا۔

شرح مشکل الآثار	رقم الحدیث (۵۱۰۷)	جلد ۱۳	صفحہ ۱۰۶
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط الشیخین		
مسند ابی داود الطیالسی	رقم الحدیث (۳۷)		صفحہ ۹
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۴۲)	جلد ۱	صفحہ ۷۳
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۴۳)	جلد ۱	صفحہ ۷۴
سنن الدارقطنی	رقم الحدیث (۱۲۸)	جلد ۱	صفحہ ۴۶

ذرا توجہ فرمائیے!

دو آدمی مکہ مکرمہ سے ہجرت کرتے ہیں اور دونوں مدینہ منورہ کی پاکیزہ سرزمین میں پہنچتے ہیں۔ دونوں کی نیتیں مختلف ہیں ایک اللہ کے حبیب اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کے لئے گھر سے نکلتا ہے اور اسی کا دوسرا ساتھی بھی اپنا گھر، اپنا وطن چھوڑتا ہے لیکن اس کی نیت کسی عورت سے شادی کرنا ہے۔

صرف نیت کی وجہ سے

پہلے کی ہجرت، ہجرت اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ہوگی اس کا ہر قدم نیکی اس کا ہر سانس سعادت سے لبریز اور اس کا یہ سفر ایسا رحمتوں سے لبریز کہ رشک قدسیاں ٹھہرا۔

اسی کا دوسرا ساتھی وہی سفر کر رہا ہے لیکن اس کا سانس اس کا قدم اس کی مشقت اور اس کی روز و شب کی طویل مسافت سب اللہ کے ہاں بیکار ہے جس میں نیکی نام کی کوئی چیز نہیں۔

سبحان اللہ! حسن نیت واقعی بندہ مسلم کے نیک اعمال کو رضائے الٰہی کا زینہ بنا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمیں ہر نیک کام میں نیت درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، خلوص و للٰہیت کی سعادت سے بہرہ ور فرمائے۔

فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ:

اس حدیث پاک میں ایک اور بات بھی واضح نظر آتی ہے جس کو سن کر ایک مسلم بھائی کی کشت ایمان تر و تازہ ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضری سے ہر نعمت مل جاتی ہے بلکہ نعمتیں پیدا فرمانے والا ''اللہ'' بھی مل جاتا ہے۔ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کے

الفاظ اسی حقیقت کو اجاگر کرتے ہیں۔ بندہ مسلم ہجرت تو مدینہ منورہ کی طرف کرتا ہے جہاں اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہیں لیکن حدیث پاک کے الفاظ مبارکہ کہتے ہیں کہ وہ بندہ مسلم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جارہا ہے تو بات بالکل واضح ہوگئی کہ مدینہ منورہ وہ پاک زمین ہے جہاں جلوہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے اور اسی پرنور ذات کے صدقے سے تجلی الٰہی بھی ہے۔

فَلَکَ الْحَمْدُ یَااَللّٰہُ مِلْ ءَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

حسن نیت ہی اعمال صالحہ کی روح ہے اگر یہ روح نہ ہوتو اعمال صالحہ بے جان جسم کی طرح ہونگے۔

نشان بندگی

وَمَا اُمِرُوا اِلاّ لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلاۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکَاۃَ وَذَالِکَ دِیْنُ الْقَیِّمۃ۔(۱)

انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اللہ ہی کی عبادت کریں اسی کیلئے دین کے مخلص بنتے ہوئے باطل سے منہ موڑ کر حق کی طرف مائل ہوتے ہوئے اور وہ قائم کریں صلاۃ کو اور ادا کریں زکاۃ اور یہی ملت قیمہ کا دین ہے۔

وَاَقِیْمُوا وُجُوْھَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ۔(۲)

اور ہر صلاۃ ادا کرتے وقت اپنے چہروں کا رخ قبلہ کی طرف کر لیا کرو اور اسے ہی پکارو اس کے دین کے مخلص بنتے ہوئے۔

عبادت و بندگی صرف اور صرف اللہ وحدہٗ لاشریک ہی کیلئے ہے۔ انسان کا سر بندگی صرف اللہ کی بارگاہ میں جھکتا ہے وہ کسی اور کو معبود تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں۔

اھل ایمان اخلاص وللّٰہیت سے اس کے دین پر کاربند رہا کرتے ہیں۔ اھل ایمان کا اوڑھنا بچھونا اللہ کی رضا ہوا کرتا ہے وہ اس دین کے جملہ امور رضائے الٰہی کے لیے کرتے ہیں۔

ایک مسلم کا سب کچھ اس کا دین ہی ہے اسکی عبادت اسکا کاروبار اس کے جملہ معاملات

---

(۱) البینہ

(۲) الاعراف ۷/۲۹

سب کے سب دین کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں وہ سر کے بالوں سے لے کر پاؤوں کے ناخنوں تک دین میں ڈوبا ہوا ہے۔ اسکی دنیا دنیا نہیں بلکہ یہ بھی اس کا دین ہے کیونکہ اس کا ہر کام اللہ کی رضا کیلئے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق ہے۔ وہ کسی بھی لمحہ دائیں بائیں نہیں دیکھتا بلکہ اس کی نظر اٹھتی ہے تو تعلیمات نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام پر اور وہ اخلاص کا پیکر بن کر تمام کام کیا کرتا ہے وہ ایسا کیوں کرتا ہے کہ یہ اس کے خالق و مالک اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور حکم الٰہی کی اتباع ہی مومن کا طرۂ امتیاز ہے۔

حُنفاءَ :

حنفاء: یہ حنیف کی جمع ہے۔

الدکتور خلیل الجُرّ لکھتے ہیں

الحنیف : الذی یمیل الی الحق فی الدین [1]

جو دین میں حق کی طرف مائل ہو اسے حنیف کہتے ہیں۔

اھل ایمان کے دل کا میلان دین کی طرف ہوا کرتا ہے وہ اخلاص کے پیکر ہر وقت دین کی طرف جھکتے ہیں اور انہیں دینی تعلیمات و ہدایات پر عمل کر کے ہی چین و سکون ملا کرتا ہے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قال ابو عبداللہ الحارث بن اسید المحاسبی

مَنْ صَحَّحَ بَاطِنَهُ بِالْمُرَاقَبَهِ وَالْإِخْلَاصِ زَيَّنَ اللّٰهُ تَعَالٰى ظَاهِرَهُ بِالْمُجَاهَدَةِ وَاتِّبَاعِ السُّنَّةِ. [2]

(۱) لاروس صفحہ ۴۶۸

(۲) الطبقات الکبریٰ للشعرانی ۱/۷۵

حضرت ابوعبداللہ حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جس نے اپنے باطن کو مراقبہ اور اخلاص سے صحیح کرلیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو مجاہدہ اور اتباع سنت سے آراستہ کردیتا ہے۔

یہ سعید روحیں اخلاص کی اسی لیے دلدادہ ہیں کہ اس کے ثمرہ کے طور پر اللہ تعالیٰ مجاہدہ کی توفیق دیتا ہے اور سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چلنے کی سعادت ارزانی فرماتا ہے۔

قبولیتِ عمل کیلئے اخلاص شرط ہے

وَعَنْ اَبِی اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ جَاءَ رَجُل'' إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ : اَرَاَیْتَ رَجُلاً غَزَا یَلْتَمِسُ الْاَجْرَ وَالذِّکْرَ، مَالَہٗ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم لاَ شَیْءَ لَہٗ. ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لاَ یَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا کَانَ لَہٗ خَالِصاً وَابْتُغِیَ بِہٖ وَجْھُہٗ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک آدمی حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور! آپ کا جہاد میں شریک اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے جو اجر و ثواب کا بھی خواستگار ہے اور ناموری کا بھی خواہش مند ہے۔

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۹)	جلد۱	صفحہ۶۱
قال المحقق:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۱۱۷)	جلد۶	صفحہ۲۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۱۴۰)	جلد۲	صفحہ۳۸۳
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۴۸۸۱)	جلد۴	صفحہ۱۶۸
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۵۲)		جلد۱	صفحہ۸۱
جامع الاصول	رقم الحدیث (۱۰۶۶)	جلد۲	صفحہ۳۵۰

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کیلئے اللہ کی بارگاہ میں کوئی اجر وثواب نہیں

پھر ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کسی بھی عمل کو قبول نہیں کرتا تاوقتیکہ وہ عمل صرف اسی کیلئے ہو اور اس کے ذریعے اس وحدہٗ لاشریک کی رضا کا طالب ہو۔

-☆-

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض صحبت سے معمور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کس درجہ دانا و بینا تھے نیک اعمال کرتے ہوئے جو عوارض لاحق ہو سکتے ان سب کے بارے حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفسار کر لیا کرتے تھے تاکہ دین اپنی پوری رعنائی اور آب و تاب سے تا قیامت ضیا بار رہے اور اسکی تعلیمات میں کسی قسم کا ابہام باقی نہ رہے۔

اس حدیث پاک میں عرض کی جاتی ہے

یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ایک آدمی جہاد کر رہا ہے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کیلئے بے تاب ہے بلکہ جذبہ جہاد سے یوں لبریز ہے کہ دشمن کے تیر و تفنگ سے لڑ پڑا ہے اس عمل سے اسکی نیت ہے کہ اس کا خالق و مالک اجر وثواب عطا فرمائے اور ساتھ ہی اس کی یہ نیت بھی ہے کہ لوگ اسے بہادر کہیں شجاعت و بہادری میں اس کا نام نمایاں ہو۔

ظاہری طور پر یہ جذبہ کس قدر اچھا معلوم ہوتا ہے کہ تلواروں سے ٹکرانے اور نیزوں سے بھڑ جانے میں نیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر وثواب کا حصول ہے لیکن ساتھ یہ بھی جذبہ ہے کہ لوگ اسکی تعریف و توصیف کریں۔

اس معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نیت میں جو فساد چھپا تھا اس پر کاری

ضرب لگائی اور اھل ایمان کو بتایا ایسا آدمی اللہ کے ہاں کسی قسم کے اجر وثواب کا مستحق نہیں۔

کیوں؟ اس لیئے کہ

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَایَقْبَلُ مِنَ العَمَلِ الاّ مَاکَانَ لَهُ خَالِصاً وَابْتُغِیَ بِهِ وَجْهُهُ.

بے شک اللہ تعالیٰ کسی کے عمل کو قبول نہیں کرتا جب تک کہ وہ عمل خالصۃً اسی کیلئے ہو اور اس کے ذریعے اس وحدہٗ لاشریک کی رضا مطلوب ہو۔

اللہ وحدہٗ لاشریک ہے وہ اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے اس کا کوئی مثیل وشریک نہیں اس لیئے وہ عمل بھی وہی قبول کرتا ہے جس کے کرنے والے کی نیت صرف اسی وحدہٗ لاشریک کی رضا وخوشنودی ہو جس عمل کی نیت میں ذرہ سی بھی ملاوٹ آجائے اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول نہیں کرتا۔

صرف نیت کی سمت درست کرنے نیت وارادہ کا قبلہ صحیح کرنے سے انسان کا عمل قبول ہو جاتا ہے۔ آج ہمیں چاہیئے کہ جو بھی نیک کام کرنے لگیں اس کے کرتے وقت نیت کریں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی وخوشنودی حاصل ہو پھر دنیا والوں کی تعریف وتوصیف سے بے نیاز ہو کر نیک کام کیا جائے یوں کہ اس عمل صالح کرتے وقت مخلوق کا خیال تک نہ آئے۔

جہاد جیسا عمل کتنی فضیلت رکھتا ہے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر دشمن کی توپوں سے لڑا جاتا ہے۔ اس کی گولیوں کا سامنا کیا جاتا ہے اس عالم میں بھی اولیت نیت کو ہے اگر نیت درست ہے تو یہ سب کچھ قبول ہے اور اگر نیت درست نہیں یہ سب کچھ بے کار ہے۔

فلاح پانے والا

وَرُوِیَ عَنْ اَبِی ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ : قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَخْلَصَ قَلْبَہُ لِلْاِیْمَانِ وَجَعَلَ قَلْبَہُ سَلِیْماً وَلِسَانَہُ صَادِقاً وَنَفْسَہُ مُطْمَئِنَّۃً وَخَلِیْقَتَہُ مُسْتَقِیْمَۃً وَجَعَلَ اُذُنَہُ مُسْتَمِعَۃً وَعَیْنَہُ نَاظِرَۃً فَاَمَّا الاُذُنُ فَقَمِعٌ" وَالعَیْنُ مُقِرَّۃٌ" بِمَا یُوعِیَ القَلْبُ وَقَدْ اَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَہُ وَاعِیاً۔

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۲۱۲۰۷) جلد۱۵ صفحہ۴۸۶
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح
شعیب الایمان للبیھقی (۱)/رقم الحدیث (۱۰۸) جلد۱ صفحہ۱۳۲
الجامع لشعیب الایمان للبیھقی (۲)/رقم الحدیث (۱۰۷) جلد۱ صفحہ۳۴۹
قال عبدالعلی عبدالحمید قال الھیثمی: اسنادہ حسن
مشکاۃ المصابیح رقم الحدیث (۵۲۰۰) جلد۳ صفحہ۱۴۳۵
کنز العمال رقم الحدیث (۲۵۵) جلد۱ صفحہ۶۸
الدر المنثور جلد۲ صفحہ۲۳۷
الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۱۴) جلد۱ صفحہ۶۳
قال الھیثمی رواہ احمد والبیھقی وفی اسناد احمد احتمال التحسین
وقال المحقق: حسن
الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۳۹۱۱) جلد۳ صفحہ۳۸۸
الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۴۲۶۴) جلد۳ صفحہ۵۳۰
مجمع الزوائد رقم الحدیث (۱۷۷۲۱) جلد۱۰ صفحہ۴۰۱

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

فلاح پا گیا وہ آدمی جس نے اپنے دل کو ایمان کیلئے اخلاص کی دولت سے مالا مال کر دیا اور اپنے دل کو (دلی بیماریوں سے) سالم اور اپنی زبان کو سچ اور اپنے نفس کو مطمئن اور اپنے اخلاق و عادات کو شریعت کے مطابق درست کر دیا گیا اور اس نے اپنے کانوں کو حق سننے والا اور آنکھوں کو حق دیکھنے والا بنا دیا۔

بہر حال کان دل تک پہنچانے کا آلہ ہے اور آنکھیں ان چیزوں کو ثابت کرتی ہیں جن کو دل یاد رکھتا ہے اور یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے اپنے دل کو (حق بات) یاد رکھنے والا بنا دیا۔

-☆-

عربی زبان میں کامیابی کا معنی دینے کیلئے کئی لفظ ہیں ان میں ایک لفظ ''فلاح'' بھی ہے یہ لفظ کسی ادھوری اور نامکمل کامیابی کے لیے نہیں بولا جاتا بلکہ اس کامیابی کیلئے استعمال ہوتا ہے جو ہمہ جہت اور مکمل ہو بلکہ پورے کلام عرب میں کامیابی کیلئے کوئی لفظ ''فلاح'' سے بڑھ کر نہیں ہے۔

اس حدیث پاک میں حضور سید العالمین معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سعید لوگوں کا ذکر کیا ہے جنکے مقدر میں کامیابی ہے یہ کامیابی ناتمام نہیں بلکہ کامل و مکمل ہے آیئے ان سعید لوگوں کی خوبیوں پر نظر ڈالیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض گزار ہوں کہ اے خالق و مالک ہمیں بھی ان خوش نصیب لوگوں میں کر دے۔

مَنْ اَخْلَصَ قَلْبَهٗ لِلْاِیْمَانِ:

جس آدمی نے اپنے قلب کو ایمان کیلئے ہر قسم کی آمیزش سے پاک کر دیا۔

خالص اس چیز کو کہتے ہیں جس میں کسی قسم کی ملاوٹ اور کھوٹ نہ ہو بالکل صاف اور نتھری ہوئی ہو۔ دل کو ایمان کیلئے خالص کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ دل صرف اور صرف ایمان کیلئے ہو اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کو بلا چوں و چرا تسلیم کرنے والا ہو۔ یہ دل نفاق کے داغوں سے معرا ہو شک وشبہ کے اثرات سے محفوظ و مامون ہو۔

دل ان چیزوں سے بھی پاک ہو جن سے اسے بیماری لاحق ہوتی ہے۔ کذب (جھوٹ) سے دل داغدار ہوتا ہے گناہ سے اس میں سیاہی آتی ہے گناہانِ صغیرہ وکبیرہ سے پاک ہو۔

جَعَلَ قَلْبَهٗ سَلِیْماً:

اللہ تعالیٰ جس پر مہربانی فرماتا ہے اس کے قلب کو درست کر دیتا ہے۔ جس کا قلب درست ہے اس کے تمام اعضاء درست ہیں۔ اگر نیت اچھی ہے اگر نیت رضائے الٰہی ہے تو تمام اعضاء وہی کریں گے جس سے خالق و مالک راضی ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَةً اِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ اَلاوَهِیَ الْقَلْبُ.

ترجمة الحديث:

جسم میں ایک گوشت کا ٹکرا ہے اگر وہ درست ہے تو تمام جسم درست ہے اگر اس میں فساد ہے تو تمام جسم فساد میں مبتلا ہے سن لیجئے وہ دل ہے۔

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۷)	جلد ا	صفحہ ۵۳۲
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط الشیخین		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۲۸۸)	جلد ۱۴	صفحہ ۱۵۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۵۹۹)	جلد ۳	صفحہ ۴۰۸
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۲)	جلد ا	صفحہ ۲۸
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۵۸۵)	جلد ۲	صفحہ ۵۴۲
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۱۷۳۱)		جلد ۲	صفحہ ۳۲۱
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۸۴)	جلد ۴	صفحہ ۳۸۸
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۲۳۴)	جلد ۳	صفحہ ۳۰۵
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۶۲۴)	جلد ۹	صفحہ ۲۱

اگر دل اچھا ہے تو تمام اعضاء اچھے ہیں یعنی اگر نیت خالص ہے اس میں کسی قسم کا فتور نہیں تو جسم کے تمام اعمال بھی انشاء اللہ درست ہوں گے رضائے الٰہی کے جذبے سے سرشار مردِ مومن کی زبان سچ کی دلدادہ ہوا کرتی ہے زبان کسی کے خلاف طعن وتشنیع نہیں کرتی زبان گالی گلوچ غیبت اور چغلی سے مامون ومحفوظ ہوا کرتی ہے۔

اسی طرح کان آنکھیں بھی شرعی دائرے کے اندر رہا کرتے ہیں۔ کان کسی کے خلاف باتیں نہیں سنتے دینِ حق کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے والے کی باتیں سننے سے کان بہرے ہو جاتے ہیں وہ ہمیشہ حق وسچ سنا کرتے ہیں کلماتِ خیر کانوں سے ٹکراتے ہیں آنکھیں اس طرف نہیں اٹھتی جہاں انہیں اٹھانے سے شریعت نے منع کر دیا ہے یہ آنکھیں اٹھتی ہیں قرآن کریم کے نور بھرے اوراق پر اٹھتی ہیں احادیث مقدسہ کی کتب کا کیف لیتی ہیں اسلاف کے کارناموں سے بھری کتاب سے شادکام ہوتی ہیں والدین کی زیارت کرتی ہیں علماء وصلحاء کے جمال سے بہرہ ور ہوتی ہیں۔

اسی طرح جس کا قلب درست ہے نیت صالح ہے اس کے ہاتھ پاؤں راہِ حق میں اٹھتے ہیں نیکی کی طرف چلتے ہیں اور ہر اس جگہ جانے سے اور تصرف کرنے سے رک جاتے ہیں جہاں جانے سے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرما دیا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ جس کے قلب کو سلیم بنا دے وہ کامیاب وکامران ہے

لسانہ صادقاً:

سچائی مومن کا زیور ہے سچائی سے ہی مومن کے حسن میں تابانی ہے اسے جھوٹ سے نفرت ہے وہ جھوٹ سے یوں نفرت کرتا ہے جیسے انسان کریہہ المنظر بیماری سے نفرت کرتا ہے۔ سچائی مومن کی پہچان اور اسکے جنتی ہونے کی سند ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَيْكُم بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِىْ إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِىْ إِلَى الْجَنَّةِ وَمَايَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقاً وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِىْ إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبُ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّاباً.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدق کو لازم پکڑو! کیونکہ صدق ''البر'' کی طرف لے جاتا ہے اور

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۳۱۹)	جلد۳	صفحہ۵۵۸
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۲۹۳۲)		جلد۳	صفحہ۱۲۴
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۰۷)	جلد۵	صفحہ۱۷۵
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۷۴۳)	جلد۵	صفحہ۲۲۶۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۳۶۳۸)	جلد۳	صفحہ۵۲۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۰۸۱۷)	جلد۱۰	صفحہ۳۳۰
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۵۷۴)	جلد۱۳	صفحہ۱۵۲
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		

''البر'' جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ بندہ مومن سچ بولتا رہتا ہے اور سچ کی تلاش جاری رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے۔

اے اھل ایمان! جھوٹ سے بچو! کیونکہ جھوٹ ''الفجور'' کی طرف لے جاتا ہے اور'' الفجور'' نار (آگ) کی طرف لے جاتا ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کی تلاش میں ہی رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔

-☆-

سچ کتنی بڑی دولت ہے جو سچ کا دلدادہ ہے وہ جنت کا سزاوار ہے۔ یقیناً وہ آدمی فلاح پا گیا جس نے اپنی زبان کو سچا کر دیا۔

نفسہ مطمئنہ:

نفس کی تین قسمیں ذکر کی جاتی ہیں:

۱۔ نفسِ امارۃ:

یہ نفس برائی کا دلدادہ ہے بدی اس کی سرشت میں ہے۔ یہ ہروقت انسان کو گناہوں کی جانب راغب ہی نہیں کرتا بلکہ گناہوں کی دلدل میں پھنسا دیتا ہے۔ یہ نیکی نہیں کرتا بلکہ برائی کا حکم دیتا رہتا ہے جب یہ بدی کر نہ لے اسے سکون نہیں ملتا۔ العیاذ باللہ من ذالک

۲۔ نفسِ لوّامۃ:

یہ نفس برائی کرنے کے بعد ملامت کرتا ہے گناہ کرنے کے بعد انسان کو شرم دلاتا ہے یہ نفس غنیمت ہے کہ انسان سے اگر کوئی جرم وخطا سرزد ہو جائے تو یہ بعد میں اسے احساس دلاتا ہے کہ تو نے نافرمانی کی ہے اب اللہ الکریم کی بارگاہ میں رجوع کر لے۔

۳۔ نفسِ مطمئنہ:

یہ نفس سکون واطمینان کی دولت سے لبریز نفس ہے یہ ہمیشہ نیکی کرتا ہے نیکی سے محبت اس درجہ رکھتا ہے کہ اسے سکون ہی نیکی وبرّ میں ہے یہ اوامر الٰہی کو بطریق احسن بجالاتا ہے نواھی سے اجتناب کرتا ہے بلکہ نواھی کے نزدیک بھی نہیں جاتا یہ نفس ایمان کی حقیقی بہاروں سے سرفراز ہے۔

جو اھل ایمان اپنے نفس کو مطمئنہ کرلے اس جیسا سعید کون ہوسکتا ہے اور حقیقی فلاح وکامیابی اسے ہی ہے جس کا نفس مطمئنہ ہے۔ ایسے نفس مطمئنہ والے مرد سعید کو وقت نزع پکارا جاتا ہے:

یَاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِی اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَرْضِیَّةً فَادْخُلِی فِی عِبَادِی وَادْخُلِی جَنَّتِی.

اے نفس مطمئنہ لوٹ جا اپنے رب کی طرف تو رب سے راضی تیرا رب تجھ سے راضی (اللہ تعالیٰ حکم ارشاد فرماتا ہے) میرے بندوں میں داخل ہوجا اور میری جنت میں داخل ہوجا۔

خَلِیْقَتَهُ مُسْتَقِیْمَةً :

اللہ تعالیٰ جس کے اخلاق واطوار عادات وشمائل شریعت غرّا کے مطابق کردے وہ بڑا سعید ہے۔ اصل کام شریعت مطہرہ پر کاربند رہنا ہے جس کے اعمال شریعت مطہرہ کے بنائے ہوئے نشانات سے سرموانحراف نہ کریں وہ دونوں جہاں میں کامیاب وکامران ہے۔

جَعَلَ اُذُنَهُ مُسْتَمِعَةً وَعَیْنَهُ نَاظِرَةً :

اللہ تعالیٰ کا جس پر کرم ہوتا ہے اس کے کان سننے والے اور اسکی آنکھیں دیکھنے والی

بنا دیتا ہے بعض ایسے بدنصیب بھی ہوتے ہیں جو کانوں کے صحیح ہونے کے باوجود نہیں سنتے آنکھیں درست ہونے کے باوجود نہیں دیکھتی یہ لوگ جہنم کا ایندھن ٹھہرتے ہیں کیونکہ نہ یہ حق بات سنتے ہیں اور نہ کسی کو دیکھ کر نصیحت پکڑتے ہیں۔

ارشاد ربانی ملاحظہ ہو:

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْراً مِنَ الْجِنِّ وَالاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْب" لاَ يَفقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُن" لاَ يُبْصِرُوْنَ بِهَاوَلَهُمْ اٰذَان" لاَيَسْمَعُوْنَ بِهَا. اُولٰئِكَ كَالاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ. اُولٰئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْن.(۱)

اور ہم نے جہنم کیلئے بہت سے جن وانس پیدا کیے ہیں ان کے دل تو ہیں لیکن وہ ان کے ذریعے سمجھتے نہیں انکی آنکھیں تو ہیں لیکن وہ ان کے ذریعے دیکھتے نہیں انکے کان تو ہیں لیکن وہ ان کے ذریعے سنتے نہیں یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں اور یہی لوگ غافل ہیں۔

جن کے دل حق بات نہ سمجھیں جن کی آنکھیں حق بات نہ دیکھیں جن کے کان حق بات نہ سنیں وہ جہنم کے سزاوار اور غضب الٰہی میں گرفتار ہیں تو جن کے دل حق بات سمجھتے ہوں اور حق پر یقین کامل رکھتے ہوں جن کی آنکھیں حق بات دیکھتی ہوں اور اس پر ایمان کامل ہو اور جن کے کان حق سنتے ہوں اور یقین کی دولت سے لبریز ہوں تو ایسے سعید لوگوں کیلئے جنت ہے اللہ کی رضا کا مقام ہے اسکے دائمی انعامات ہیں۔

اے اللہ! اھل ایمان کے کان کھول دے جس سے ہر حق بات سنتے رہیں اور اپنے

---

(۱) الاعراف/۱۷۹

ایمان کو جلا بخشتے رہیں اور انکی آنکھیں وا کردے جس سے ہر حق کو دیکھتے رہیں اور ایمان وایقان کی مزید دولت سمیٹتے رہیں۔

اَمَّا الاُذُنُ فَقَمُع'' :

جبران مسعود لکھتے ہیں:

القَمْعُ : الَةٌ'' مَخْرُوطِيَّةُ الشَّكْلِ تُوْضَعُ عَلٰى فَمِ الْاِنَاءِ فَتُصَبُّ فِيْهِ السَّوَائِلُ[1]

قَمع :مخروطی شکل کے اس الہ کو کہتے ہیں جسے برتن کے منہ پر رکھا جاتا ہے تا کہ اس میں سائل چیزیں ڈالی جاسکیں۔

کان دل کیلئے ایسا آلہ ہے کہ بیرونی آوازیں اس کے ذریعے دل تک پہنچتی ہیں۔ یہ آوازیں صحیح بھی ہوتی ہیں اور غیر صحیح بھی۔ سیرت انسانی کیلئے مفید بھی ہوتی ہیں اور مضر بھی۔ تعلیمات اسلامیہ کے موافق بھی ہوتی ہیں اور مخالف بھی۔کان صرف ایک واسطہ اور ذریعہ ہے اس سے ہر قسم کا مواد دل تک اتر جاتا ہے۔

بس جو مرد مومن اپنے کان کی حفاظت کرتا ہے ایسی کوئی چیز اندر داخل نہیں ہونے دیتا جو اس کے دین وایمان کو نقصان پہنچا سکے اسکے ذکر وفکر اور ذوقِ عبادت میں خلل ڈال سکے وہ یقیناً اپنے ایمان وایقان کو بچالیتا ہے اور اس کے ذکر وفکر اور ذوق عبادت میں فتور نہیں آتا۔

یہ دور خیر القرون نہیں ہے۔زمانہ نبویہ علیٰ صاحبھا الصلاۃ والسلام سے بعد نے شیطان کی دخل اندازی کو مزید سھل بنادیا ہے۔جو اس گئے گزرے وقت میں ذرا سی بے احتیاطی برتے

---

(۱) الرائد صفحہ ۱۲۰۴

گا اسے کافی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ اب تو جگہ جگہ ایسی آوازیں کانوں میں پڑتی ہیں جو نعمت ایمان کو ضائع کرسکتی ہیں اس لیے ہمیں چاہیئے کہ اپنی سماعت کی حفاظت کریں ہر ایک کی بات سننے سے احتراز کریں صرف اسی آدمی کی باتیں سنیں جس کے دین وایمان کی دل گواہی دے رہا ہو۔

اے اللہ! اپنے فضل وکرم سے ہم سب کے ایمان ویقین کی حفاظت فرما۔ آمین

ببرکۃ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم.

حلاوۃ الایمان

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا. وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءُ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ، وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۱۹۴۱)	جلد ۱۰	صفحہ ۳۲۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۷۱۹)	جلد ۱۱	صفحہ ۵
قال حمزہ احمد الزین:	الحدیث صحیح من طریقیہ		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۳۴۰)	جلد ۱۱	صفحہ ۱۷۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۲۴)	جلد ۵	صفحہ ۱۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۹۹۷)		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۲۸)	جلد ۱	صفحہ ۲۴۵
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۰۳۳)	جلد ۴	صفحہ ۴۱۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۲۱)	جلد ۱	صفحہ ۴۸
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تین چیزیں جس میں ہونگی اس نے ایمان کی حلاوت وچاشنی کو پالیا

۱۔ اللہ اور اسکا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں

۲۔ جس بھی آدمی سے محبت کرے تو اللہ کی رضا کی خاطر محبت کرے۔

۳۔ کفر میں واپس لوٹ جانا یوں ناپسند ہے جیسے آگ میں پھینکا جانا ناپسند ہے۔

-☆-

جب ایمان کی حلاوت نصیب ہوتی ہے عبادت الٰہی کا کیف نصیب ہوتا ہے سر بندگی جھکا کر سبحان ربی اللہ علیٰ کہنے کا لطف آتا ہے۔ حلاوتِ ایمان کے سبب زندگی کی جملہ ساعتیں ذکر الٰہی میں بسر ہوتی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنا طبیعت کا لازمہ بن جاتا ہے۔ حلاوتِ ایمان مقدر میں ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مطہرہ پر کاربند رہنا زندگی کا حاصل ٹھہرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص وللّٰہیت کی سعادت ارزانی فرمائے اور اپنا عبد خاص بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایمان کامل

عَنْ اَبِی فِرَاسٍ – رَجُل'' مِنْ اَسْلَمَ – قَالَ
نَادٰی رَجُل'' فَقَالَ : یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَا الْاِیْمَانُ ؟ قَالَ :
''اَلْاِخْلَاصُ''

ترجمة الحدیث:

حضرت ابوفراس اسلمی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے
ایک آدمی نے ندادی تو عرض کی یارسول اللہ! ایمان کیا ہے؟
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:
''اخلاص''

-☆-

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۳)
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۳) جلدا صفحہ۱۰۴
قال الالبانی: صحیح

(عَنْ اَبِی فِرَاسٍ) قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ:
"سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ"
فَنَادٰی رَجُل" یَارَسُوْلَ اللّٰہِ!
مَاالْاِسْلَامُ ؟ قَالَ إِقَامُ الصَّلَاۃِ وَاِیْتَاءُ الزَّکَاۃِ
قَالَ : فَمَاالْاِیْمَانُ ؟ قَالَ اَلْاِخْلَاصُ
قَالَ: فَمَاالْیَقِیْنُ ؟ قَالَ اَلتَّصْدِیْقُ بالقیامۃ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوفراس اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جوتمہارا جی چاہتا ہے مجھ سے پوچھو

ایک آدمی نے ندادی یارسول اللہ! اسلام کیا ہے؟

شعب الایمان رقم الحدیث (۶۸۵۸) جلد ۵ صفحہ ۳۴۲
الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۳)
صحیح الترغیب والترھیب/ رقم الحدیث (۳) جلد ۱ صفحہ ۱۰۴
قال الالبانی: فالحدیث متصل ورجالہ کلھم ثقات فالاسناد صحیح

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صلاۃ (نماز) قائم کرنا اور زکاۃ ادا کرنا۔

اس نے پھر عرض کیا ایمان کیا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اخلاص''

اس نے پھر عرض کی یقین کیا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کی تصدیق کرنا۔

-☆-

اس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بار بار پڑھیئے بلکہ لوحِ دل پر لکھیئے ایمان اخلاص ہے اس سے بڑھ کر اخلاص کی اور کیا اہمیت ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے ایمان قرار دے رہے ہیں تو گویا جس خوش نصیب کے پاس اخلاص وللّٰہیت ہے وہ ایمان کے وصف سے متصف ہے۔ اسے ایمان کے وصف سے متصف کرنے والے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اب غور کیجئے اس آدمی پر اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم کا کیا عالم ہوگا اس دنیا میں بھی عالم برزخ میں بھی اور عالم آخرت میں بھی، یہ مومن یہ صادق الایمان دونوں جہاں میں سرخرو ہے۔

حسن نیت کے سبب
قیام اللیل کا اجر وثواب

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَبْلُغُ بِهٖ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَتٰی فِرَاشَهُ وَهُوَ یَنْوِیْ اَنْ یَقُوْمَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ فَغَلَبَتْهُ عَیْنَاهُ حَتّٰی اَصْبَحَ کُتِبَ لَهٗ مَانَوٰی وَکَانَ نَوْمُهٗ صَدَقَةً عَلَیْهِ مِنْ رَبِّهٖ.

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۵)	جلد۱	صفحہ۶۹
قال المحقق:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۷۸۳)	جلد۳	صفحہ۲۵۸
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۳۴۴)	جلد۲	صفحہ۱۴۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۱۱۳)	جلد۱	صفحہ۴۰۰
قال الالبانی:	صحیح		
المستدرک الحاکم		جلد۱	صفحہ۳۱۱
قال للحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین		
تلخیص بذیل المستدرک		جلد۱	صفحہ۳۱۱
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۷۸۶)	جلد۱	صفحہ۵۶۷
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی سونے کیلئے اپنے بستر پر دراز ہوا اس کی نیت ہے کہ وہ رات کو اٹھے گا اور صلاۃ التہجد ادا کرے گا تو اس پر نیند کا غلبہ ایسا ہوا کہ سوئے ہوئے صبح ہوگئی تو اس کے اعمال نامہ میں جو اس نے (صلاۃ التہجد) کی نیت کی تھی اسے لکھ دیا جائے گا اور اس کا سو جانا اس کے رب کی طرف سے اس پر صدقہ ہوگا۔ -☆-

جس طرح جاگنے جاگنے میں فرق ہے اسی طرح سونے سونے میں بھی فرق ہے۔ ایک آدمی کا بیدار ہونا سراپا رحمت ہوا کرتا ہے وہ بیداری میں ذکر الٰہی کرتا ہے صلاۃ ادا کرتا ہے تلاوت قرآن کریم سے شادکام ہوتا ہے بلکہ اس کے سانسوں کا اتار چڑھاؤ یاد الٰہی سے معمور ہوتا ہے تو دوسرا آدمی بیدار ہوکر فسق وفجور میں مبتلا ہو جاتا ہے اللہ اکبر کی نافرمانیاں کرتا ہے

صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۱۷۲)	جلد۲	صفحہ۱۹۵
المستدرک	رقم الحدیث (۱۲۱۱)	جلد۱	صفحہ۶۱۷
قال الحاکم:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۴۵۴)	جلد۲	صفحہ۲۰۴
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۴۷۲۴)	جلد۳	صفحہ۲۲
جامع الاصول	رقم الحدیث (۴۱۸۶)	جلد۵	صفحہ۲۴۸
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۵	صفحہ۱۵۸
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۱۰	صفحہ۳۶

اسکے احکامات کا استہزا کرتا ہے برائی سے صرف رغبت ہی نہیں کرتا بلکہ بدمستوں کی طرح برائیوں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے تو یقیناً ان دونوں آدمیوں کی بیداری، بیداری میں فرق ہے ایک کا جاگنا رضائے الٰہی کیلئے ہے تو دوسرے کا جاگنا غضب الٰہی کو دعوت دیتا ہے۔

اسی طرح سونے سونے میں فرق ہے ایک سوتا ہے تو ذکر الٰہی کرتے کرتے سوتا ہے اسکی پلکیں جب پیوست ہوتی ہیں تو اس وقت بھی اسکے دل کے تاروں سے اللہ اللہ کا نغمہ بلند ہو رہا ہوتا ہے رات جب بھی وہ کروٹ بدلتا ہے زبان قلب کے ساتھ زبان قالب بھی اللہ اللہ کرتی ہے پھر وہ رات کے آخری حصہ میں بستر سے اٹھ کر مصلی پر جلوہ افروز ہوتا ہے کبھی حالت قیام میں تو کبھی حالت سجود میں کبھی دست بدعا ہو کر تو کبھی آنکھوں سے موتی گرا کر پروردگار کو یاد کرتا ہے۔

تو دوسرا آدمی حیوانوں کی طرح سوتا ہے ان دونوں کے سونے سونے میں فرق ہے۔

اگر کبھی ایسا ہو جائے کہ رات کو اٹھ اٹھ کر عبادت کرنے والا تہجد ادا کرنے والا اور سحری کی نور بھری گھڑیوں میں استغفار کرنے والا جب سونے لگے تو حسب سابق اسکی یہ نیت کہ میں رات کے آخری حصہ میں اٹھ کر مناجات کا کیف لوں گا وقت تہجد طویل قیام وسجود سے لطف اندوز ہونگا اور دست بدعا ہو کر اللہ کا قرب حاصل کروں گا لیکن اتفاق سے وہ وقت سحر اٹھ نہ سکا تو اس کی یہ نیت بیکار نہ جائے گی۔ اخلاص وللّٰہیت سے بھرپور یہ شخص اگر سحری کو بیدار نہ ہو سکا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اسے یوں اپنی آغوش میں لیتی ہے کہ اسے صلاۃ التہجد کا پورا ثواب ملتا ہے استغفار وقیام کا پورا اجر ملتا ہے اور یہ نیند بیکار نہیں گئی بلکہ یہ نیند بھی اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ ہے۔

اخلاص کے سبب ایک نیکی کا اجر وثواب سات سو نیکی تک

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْمَا یَرْوِیْ عَنْ رَبِّهٖ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰهَ کَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّیِّئَاتِ ثُمَّ بَیَّنَ ذٰلِکَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا کَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهٗ حَسَنَةً کَامِلَةً وَاِنْ هَمّ بِهَا فَعَمِلَهَا کَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهٗ عَشَرَ حَسَنَاتٍ اِلٰی سَبْعِمِائَةِ اِلٰی اَضْعَافٍ کَثِیْرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَیِّئَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا کَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهٗ حَسَنَةً کَامِلَةً.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (٦٤٩١)	جلد۴	صفحہ۲۰۳۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (١٣١)	جلد١	صفحہ١٦٢
الترغیب والترهیب	رقم الحدیث (٢١)	جلد١	صفحہ٦٧
قال المحقق:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (٢٨٠٨)	جلد٣	صفحہ٢٥٥
قال احمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (٣٤٠٢)	جلد٣	صفحہ٤٣٣
قال احمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (٢٣٧٤)	جلد٢	صفحہ٧٣٣

ترجمة الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث قدسی میں بیان فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے حسنات (نیکیاں) اور سیئات (برائیاں) لکھی ہیں پھر انہیں واضح بیان فرمادیا۔

جس نے کسی حسنہ (نیکی) کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے ہاں پوری نیکی لکھ لیتا ہے۔ اگر کس نے حسنہ (نیکی) کا ارادہ کیا اس پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے ہاں دس سے سات سو گنا تک بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ لکھ لیتا ہے اور جس نے کسی سیئہ (برائی) کا ارادہ کیا پھر اس پر عمل نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اسے بھی اپنے ہاں کامل نیکی لکھ لیتا ہے۔

-☆-

حسنات سے مراد وہ اعمال ہیں جن کے کرنے سے اجر و ثواب ملتا ہے اور سیئات سے مراد وہ اعمال ہیں جن کے کرنے سے انسان سزا و عذاب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

جو مرد مومن نیکی کی نیت کرتا ہے لیکن کسی وجہ سے وہ نیکی نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ اس کی اس

اتحاف السادۃ المتقین		جلد ۷	صفحہ ۲۹۳
اتحاف السادۃ المتقین		جلد ۹	صفحہ ۱۷۹
فتح الباری	رقم الحدیث (۶۴۹۱)	جلد ۱۱	صفحہ ۳۲۳

نیت کو ضائع نہیں کرتا بلکہ صرف نیکی کے ارادہ سے اسے کامل نیکی کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اھل ایمان کیلئے اصل حسن نیت ہے اگر وہ نیت کی دولت سے لبریز ہے اخلاص سے کوئی کام کرنا چاہتا ہے اگر کسی عارضہ کی وجہ سے وہ کام نہ کر سکا تو اسے زیادہ رنجیدہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ رحیم وکریم اللہ اسے اس کی اس نیت پر اسے کامل نیکی عطا فرماتا ہے۔

اگر نیت وارادہ کے بعد توفیق الٰہی یاوری کرے اور وہ نیکی کر بھی لے تو اب اللہ الکریم کے کرم پر موقوف ہے اسے چاہے تو ایک کے بدلے دس نیکیاں عطا فرمائے اور اگر چاہے تو اسے سات سو نیکیاں عطا فرمائے اور اگر وہ چاہے تو لاتعداد نیکیاں مرحمت فرمادے۔ ایک مرد مومن میں جس قدر اخلاص ہوگا جس مقدار میں للّٰہیت ہوگی اتنا ہی اجر وثواب بڑھتا چلا جائے گا۔ کوئی سات سو نیکی کر کے بھی وہ اجر نہیں پا سکتا جو ایک مقرب بارگاہِ الٰہی اخلاص وللّٰہیت کا پیکر ایک نیکی کر کے پالیا کرتا ہے۔ اسی حکمت کے پیش نظر علماء ربانیین فرماتے ہیں:

امت محمدیہ کے سالار اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی دیگر احباب کی ساری زندگی کی نیکیوں سے افضل وبرتر ہے۔

یہ اللہ کا فضل وکرم ہے اللہ کے فضل وکرم پر کوئی قدغن نہیں اور کرم الٰہی کو ماپنے کیلئے کوئی پیمانہ نہیں۔

اخلاص وللّٰہیت سے کیا گیا ایک عمل بسا اوقات نیکیوں کے انبار لگا دیتا ہے۔ وہ اجر سات سو گنا تک نہیں بلکہ اضعاف کثیرۃ تک پہنچتا ہے۔ اضعاف کثیرہ کو ایک انسان کیسے شمار کرسکتا ہے۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک بھی ملاحظہ ہو:

مَنْ فَتَحَ عَلٰی نَفْسِہٖ بَابَ نِیَّۃٍ حَسَنَۃٍ فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ سَبْعِیْنَ بَاباً مِنَ التَّوْفِیْقِ وَمَنْ فَتَحَ عَلٰی نَفْسِہٖ بَابَ نِیَّۃٍ سَیِّئَۃٍ فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ سَبْعِیْنَ بَاباً مِنَ الْخذْ لاَنِ مِنْ حَیْثُ لاَ یَشْعُرُ (۱)

جو اھل ایمان اپنی ذات پر نیت حسنہ کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر توفیق کے ستر دروازے کھول دیتا ہے اور جو اپنی ذات پر نیت سیہ کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر ذلت ورسوائی کے ستر دروازے کھول دیتا ہے وہاں سے جہاں اس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔

اخلاص وللّٰہیت سے نیکی کرنے والا، عمل صالح کو نیت حسنہ سے کرنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو یوں پاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر توفیق کے ستر دروازے کھول دیتا ہے۔

یعنی ایک نیک صالح عمل حسن نیت سے سرانجام دیا ہوا اللہ کے ہاں یوں قبول ومنظور ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے صالح اعمال کرنے کے لیے ستر دروازے کھول دیتا ہے۔ پھر اسکی زندگی کے روز وشب اعمال صالح کے کرتے ہوئے گزرتے ہیں اور ہر عمل حسن نیت سے سرانجام پاتا ہے تو یہ سلسلہ دراز در دراز ہوتا چلا جاتا ہے بات پھر اس کی ظاہری زندگی تک محدود نہیں رہتی بلکہ اس کے دنیا سے پردہ کر جانے کے بعد اسکی اولاد اور اسکے احباب کے ہاتھوں نیک اعمال کا صدور جاری رہتا ہے اور ان سب کا اجر وثواب نیت حسنہ رکھنے والے مرد حق آگاہ کو ملتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس لطف وکرم کا عمل مشاہدہ کرنا ہو تو آج بھی وادی کشمیر کی خوبصورت مساجد انکے مناروں سے پانچوں وقت اللہ اکبر اللہ اکبر کی دلکش صدائیں صلاۃ ادا کرنے والے

(۱) الطبقات الکبریٰ للشعرانی جلد اصفحہ ۸۶

مسلمین کا اژدھام قرآن پاک کی تعلیمات حاصل کرنے والے جوانوں کی کثیر تعداد ہزاروں سعید افراد کے سینوں میں محفوظ قرآن کریم یہ سب کچھ عارف باللہ حضرت خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی مجددی چچوی رحمۃ اللہ علیہ کی نیت حسنہ کا خوبصورت پھل ہے یاد رہے یہ سب کچھ عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

واللّٰہ یرزق من یشاء بغیر حساب.

حسن نیت سے
سخیوں کا مرتبہ پانے والا

عَنْ اَبِیْ کَبْشَۃَ الْاَنْمَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ: مَثَلُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ کَمَثَلِ اَرْبَعَۃِ نَفَرٍ

رَجُل" آتَاہُ اللّٰہُ مَالاً وَعِلْماً فَھُوَ یَعْمَلُ بِعِلْمِہٖ فِیْ مَالِہٖ یُنْفِقُہٗ فِیْ حَقِّہٖ وَرَجُل" آتَاہُ اللّٰہُ عِلْماً وَلَمْ یُؤْتِہٖ مَالاً فَھُوَ یَقُوْلُ: لَوْ کَانَ لِیْ مِثْلُ ھٰذَا عَمِلْتُ فِیْہِ مِثْلَ الَّذِیْ یَعْمَلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم فَھُمَا فِی الْاَجْرِ سَوَاءٌ":

وَرَجُل" آتَاہُ اللّٰہُ مَالاً وَلَمْ یُؤْتِہٖ عِلْماً فَھُوَ یَخْبِطُ فِیْ مَالِہٖ یُنْفِقُہٗ فِیْ غَیْرِ حَقِّہٖ وَرُجُل" لَمْ یُؤْتِہِ اللّٰہُ عِلْماً وَلاَ مَالاً فَھُوَ یَقُوْلُ: لَوْکَانَ لِیْ مِثْلُ ھٰذَا عَمِلْتُ فِیْہِ مِثْلَ الَّذِیْ یَعْمَلُ۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ:

فَھُمَا فِی الْوِزْرِ سَوَاءٌ"

الترغیب والترہیب جلد ۱ صفحہ ۲۶

قال المحقق: صحیح

مسند الامام احمد جلد ۴ صفحہ ۲۳۱

ترجمة الحديث:

حضرت ابو کبشہ الانماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس امت کی مثال چار آدمیوں کی مثال ہے۔

ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال وعلم عطا فرمایا وہ اپنے علم کے مطابق مال میں تصرف کرتا ہے اور مال کو اس کی حق جگہ خرچ کرتا ہے دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے علم تو عطا فرمایا لیکن اسے مال عطا نہیں فرمایا تو وہ کہتا ہے اگر میرے پاس اس آدمی جیسا مال ہوتا تو میں بھی اسے وہیں خرچ کرتا جہاں یہ خرچ کرر ہا ہے۔

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۲۵)	جلد ۴	صفحہ ۵۶۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۲۲۸)	جلد ۴	صفحہ ۵۲۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۴۲۵)	جلد ۳	صفحہ ۳۷۶
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۹۵۴)	جلد ۱۴	صفحہ ۴۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۷۸۲۸)	جلد ۴	صفحہ ۳۶۷
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۱۴۶)		صفحہ ۲۷۴
البدایۃ والنھایۃ		جلد ۵	صفحہ ۳۲۴
اتحاف السادۃ المتقین		جلد ۸	صفحہ ۶۱

یہ دونوں آدمی اجر وثواب میں برابر ہیں۔

ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا لیکن علم عطا نہیں فرمایا وہ اپنے مال میں بے راہ چلتا ہے اور اسے ناحق خرچ کرتا ہے۔

دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے نہ علم دیا اور نہ مال وہ کہتا ہے اگر میرے پاس اس (بے راہ مال خرچ کرنے والے) کی مانند مال ہوتا تو میں بھی اس مال کو وہیں خرچ کرتا جہاں یہ خرچ کر رہا ہے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں۔

-☆-

ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ نے علم و مال دیا ہو وہ اپنے مال کو علم کے مطابق خرچ کرتا ہو اللہ کی رضا کے کاموں میں بھی خرچ کرتا ہے اشاعت اسلام کیلئے اپنی دولت صرف کرتا ہے دین حق کی سربلندی کیلئے بے دریغ مال خرچ کرتا ہے اس کے رگ وریشہ میں اسلام کی سچی تڑپ ہے وہ دین کا درد رکھتا ہے اور ہر اس جگہ مال صرف کرتا ہے جہاں دین اسلام کو شوکت ملے دین حق کو تقویت ملے۔

دوسرے آدمی کو اللہ تعالیٰ نے علم تو دیا وہ دین کا مزاج شناس بھی ہے اور اسے معلوم ہے کہ کہاں کہاں مال خرچ کرنے سے اللہ الکریم راضی ہوتا ہے وہ اپنے اس مالدار بھائی کو دیکھتا ہے تو وہ بھی تمنا کرتا ہے کہ کاش اس کے پاس بھی مال ہو اگر اللہ تعالیٰ اسے مال دے تو وہ بھی وہیں خرچ کرے گا جہاں یہ دوسرا بھائی خرچ کر رہا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ دونوں اجر وثواب میں برابر ہیں۔

پہلے کو اجر اس کے عمل کی وجہ سے ملا لیکن دوسرے کو اجر اس کے حسن نیت سے ملا۔ جو آدمی اخلاص وللّٰہیت سے لبریز ہے اس کا دل اللہ کی رضا کے حصول کیلئے تڑپتا ہے بلکہ اس کی رگوں کا خون طلب رضائے الٰہی کیلئے گردش کرتا ہے تو وہ آدمی مال دولت کے نہ ہوتے ہوئے بھی کسی مالدار سے کم نہیں اس کے صرف اخلاص وحسن نیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے سخیوں کا مرتبہ عطا فرماتا ہے اور یہ بات ذھن نشین رہے

اَلسَّخِیُّ حَبِیْبُ اللّٰہِ - سخی اللہ کا پیارا ہوا کرتا ہے۔

یہ بھی کریم اللہ کی کرم نوازی ہے کہ ایک مال ودولت صرف کر کے راہ حق میں ثروت خرچ کر کے سخی کا درجہ پاتا ہے تو اس کا دوسرا مسلم بھائی صرف اخلاص وحسن نیت سے سخیوں کا درجہ ومرتبہ پالیتا ہے۔

ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء و اللّٰہ ذو الفضل العظیم.

اس حدیث پاک میں اس کے بالکل برعکس ایک چیز اور بھی نظر آتی ہے۔

ایک آدمی کے پاس علم نہیں صرف مال ہے وہ مال کو ناحق خرچ کرتا ہے باطل کی ترویج واشاعت میں لٹاتا ہے۔ ان امور میں ثروت خرچ کرتا ہے جن کے ارتکاب سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور وہ امور گناہوں کے زمرے میں آتے ہیں تو یقیناً ایسا آدمی عذاب وسزا کا سزاوار ہے۔

لیکن اسی کا ایک اور ساتھی اس کے پاس علم بھی نہیں اور مال بھی نہیں وہ اپنے بھائی کو روزانہ باطل میں مال خرچ کرتے دیکھتا گناہوں کے ارتکاب میں مگن دیکھتا ہے اس کی تمنا اور

آرزو ہے کہ اگر اسے بھی مال مل جائے تو وہ بھی وہی کام کرے گا جو اس کا یہ ساتھی کر رہا ہے تو

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

گناہوں میں یہ دونوں شریک ہیں۔

ایک تو گناہ کر کے غضب الٰہی کا سزاوار ہوا دوسرا گناہ کی آرزو کر کے غضب الٰہی میں گرفتار ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے غضب سے محفوظ فرمائے اور ہماری نیتوں کو درست فرمائے ،اخلاص وللّٰہیت کی لازوال نعمت نصیب فرمائے آمین۔

ببركة سيدالانبياء المرسلين صلى الله عليه و آلهٖ وسلم.

اس حدیث پاک میں غور کرنے سے ایک اور بات عیاں ہوتی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک میں علم وہی ہے جو راہِ حق بتائے جو انسان کو صراطِ مستقیم پر چلائے دین اسلام کی بہاروں سے آشنا کرے اور تعلیمات نبویہ علیٰ صاحبھا الصلاۃ والسلام سے آگاہی بخشے۔

لیکن جو علم راہ باطل پر چلائے بے راہ روی کی ترغیب دے اور راہِ حق سے دور لے جائے وہ علم نہیں سراپا جہالت ہے۔ بیسیوں ڈگریاں حاصل کرنے کے باوجود ایسا علم ،علم نہیں سرتاپا جہالت ہے۔

کشتِ ایمان کو تازہ کرنے کیلئے اپنے اسلاف کا ایک تذکرہ ملاحظہ کیجئے: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اکبر آباد میں مرزا محمد زاہد کے درس سے واپسی کے دوران راستہ میں ایک کوچے سے

میرا گزر ہوا۔ اس وقت میں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار پڑھ رہا تھا اور خوب ذوق وشوق حاصل تھا:

جز یاد دوست هر چه کنی عمر ضائع است
جز سرِ عشق هر چه بخوانی بطالت است
سعدی بشوتو لوح دل از نقشِ غیرِ حق
علمے که راهِ حق ننماید جهالت است

چوتھا مصرع میرے ذہن سے نکل گیا۔ اس سبب سے میرے دل میں بے چینی اور اضطراب پیدا ہو گیا۔

اچانک ایک فقیر منش، دراز زلف، ملیح چہرہ، پیر مرد ظاہر ہوا اور کہا

علمے که راه حق ننماید جهالت است

(وہ علم جو راہ حق نہ بتائے جہالت ہے)

میں نے کہا جزاک اللہ خیر الجزاء آپ نے میرے دل سے بہت بڑی بے چینی اور اضطراب دور فرما دیا۔ پھر میں نے ان کی خدمت میں پان پیش کیا۔ مسکرائے اور فرمایا: کیا یہ یاد دلانے کی اجرت ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں بلکہ یہ شکرانہ ہے فرمایا میں نہیں کھاتا۔ پھر فرمایا مجھے جلدی جانا چاہیئے میں نے کہا میں بھی چلوں گا فرمایا میں بہت جلد جانا چاہتا ہوں قدم اٹھا کر کوچہ کے آخر میں رکھا۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ روح مجسم ہے میں پکار اٹھا مجھے اپنے نام سے تو آگاہ کیجئے تا کہ فاتحہ پڑھ سکوں۔ فرمایا: سعدی یہی فقیر ہے۔ [1]

(۱) انفاس العارفین صفحہ ۷۸

اخلاص کا فیض عام

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُل" لاَ تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ یَدِسَارِقٍ فَاَصْبَحُوا یَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّیْلَةَ عَلٰی سَارِقٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی سَارِقٍ، لاَ تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ یَدِزَانِیَةٍ فَاَصْبَحُوا یَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّیْلَةَ عَلٰی زَانِیَةٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی زَانِیَةٍ لاَ تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ یَدِغَنِیّ فَاَصْبَحُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰی غَنِیٍّ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی سَارِقٍ وَزَانِیَةٍ وَغَنِیٍّ فَاُتِیَ فَقِیْلَ لَهٗ اَمَّا صَدَقَتُکَ عَلٰی سَارِقٍ فَلَعَلَّهٗ اَنْ یَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهٖ وَاَمَّا الزَّانِیَةُ فَلَعَلَّهَااَنْ تَسْتَعِفّ عَنْ زِنَاهَا وَاَمَّا الْغَنِیُّ فَلَعَلَّهٗ اَنْ یَعْتَبِرَ فَیُنْفِقَ مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی .

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۲۴)	جلد۱	صفحہ۶۹
قال المحقق:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۱۴۲۱)	جلد۱	صفحہ۴۲۳
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۱۰۲۲)	جلد۲	صفحہ۴۰۴
سنن النسائی	رقم الحدیث(۲۵۱۹)	جلد۵	صفحہ۵۷

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پہلی امتوں میں ایک آدمی نے کہا:

میں اللہ کی راہ میں مال صدقہ کرونگا وہ اپنے صدقے کا مال لیکر نکلا اور اس نے ایک چور کے ہاتھ پر صدقہ کا مال رکھ دیا صبح لوگ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ آج رات چور پر صدقہ کیا گیا۔ اس صدقہ کرنے والے نے کہا: اے اللہ! تمام خوبیاں تجھے ہی زیبا ہیں! میں نے چور پر صدقہ کر دیا؟ میں پھر صدقہ کرونگا۔ وہ اپنے صدقہ کا مال لیکر نکلا اور ایک زانیہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ صبح لوگ باتیں کرنے لگے آج رات زانیہ پر صدقہ کیا گیا تو اس صدقہ کرنے والے نے کہا: اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں میں نے زانیہ پر صدقہ کر دیا؟ میں پھر صدقہ کرونگا۔ وہ صدقہ لے کر نکلا اور ایک غنی (مالدار) کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ صبح لوگ باتیں کرنے لگے آج رات غنی پر صدقہ کیا گیا۔ اس صدقہ کرنے والے نے کہا اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیئے ہیں

صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۵۲۲)	جلد۲	صفحہ۲۰۱
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۷۳۵)	جلد۱۰	صفحہ۱۷۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۲۶۵)	جلد۸	صفحہ۲۶۴
الجامع الاحکام القرآن		جلد۸	صفحہ۱۷۶
جامع الاصول	رقم الحدیث (۴۶۶۴)	جلد۵	صفحہ۵۷۷

کیا میں نے چور، زانیہ اور غنی پر صدقہ کر دیا؟ تو اس کے پاس ایک آنے والا آیا اور کہا: تیرا صدقہ قبول ہو گیا ہے تو نے جو چور پر صدقہ کیا شاید وہ چوری سے رک جائے تو نے جو زانیہ پر صدقہ کیا ہو سکتا ہے وہ زنا سے باز آ جائے اور تو نے جو غنی کو صدقہ کیا ہے ہو سکتا ہے وہ تیرے اس عمل سے عبرت پکڑے اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو مال دیا ہے اس سے صدقہ کرنے لگے۔

-☆-

اخلاص وللّٰہیت سے کیا جانے والا کوئی بھی عمل بے کار نہیں جاتا۔ زیر نظر حدیث پاک میں غور کیجئے۔ سابقہ امتوں میں ایک آدمی اخلاص سے لبریز ہو کر صدقہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے صدقے کو قبول ومنظور فرما لیتا ہے تو اس خیر الامم کا کوئی فرد اگر صدقہ کرے گا تو یقیناً اس کا صدقہ قبول منظور ہو گا۔ وہ عمل جس میں نام ونمود نہ ہو وہ اللہ ذوالجلال والاکرام کو بڑا محبوب ہوا کرتا ہے عمل بے ریا ہی آخرت کیلئے ذخیرہ ہوا کرتا ہے اور یہی عمل رفع درجات کا ذریعہ بنتا ہے۔

اخلاص وللّٰہیت کا فیضان ملاحظہ ہو غلطی سے چور پر صدقہ کر دیا گیا، زانیہ کو صدقہ دے دیا گیا اور مالدار کے ہاتھ میں صدقہ تھما دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پیکر اخلاص کا یہ صدقہ اس طرح قبول فرمایا کہ ایک ہستی کو اس صدقہ کرنے والے کے پاس بھیجا

یہ کون ہو سکتا ہے؟ ہو سکتا ہے کہ کوئی فرشتہ ہو یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جس نبی کی امت ہو اس نبی علیہ السلام پر وحی آئی ہو اور اللہ کے نبی نے کسی کو حکم الٰہی دے کر اس کے پاس بھیجا ہو۔

یہ آنے والا آیا اور اسے صدقہ کی قبولیت کی بشارت دے گیا۔

صحیح مسلم میں صراحت یہ الفاظ مذکور ہیں

اَمَّا صَدَقَتُکَ فَقَدْ قُبِلَت.

تیرا صدقہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہو گیا ہے۔

وہ صدقہ دینے والا دل برداشتہ ہو رہا تھا اس کا صدقہ کبھی چور کے ہاتھ، کبھی بدکار عورت کے ہاتھ اور کبھی مالدار کے ہاتھ میں لیکن پھر بھی وہ ہمت نہیں ہارتا بلکہ ہر مرتبہ حمد و ثنا اللہ تعالیٰ کی کرتا ہے اپنے صدقہ کو اچھے لفظوں سے یاد نہیں کرتا کیونکہ اس کا یہ عمل ریا کاری کے داغوں سے مُعرّا تھا اور اس کا اجر و ثواب صرف اللہ وحدہٗ لاشریک سے لینا چاہتا تھا۔

اخلاص سے لبریز اس صدقہ کی قبولیت اس طرح ہوئی کہ جس چور کو صدقہ ملا اللہ تعالیٰ نے اسے مزید چوری کے جرائم سے روک دیا توفیق الٰہی سے وہ اس جرم سے باز آ گیا بدکارہ کو اللہ تعالیٰ نے بدکاری سے روک لیا اور جس غنی کے ہاتھ میں صدقہ کا مال گیا اللہ تعالیٰ نے اس غنی پر اپنی توفیق کے دروازے کھول دیے اور اس نے اپنے مال سے راہ حق میں صدقہ خیرات کرنا شروع کر دیا۔

یہ سابقہ امتوں سے ایک امتی کے اخلاص کا ثمر ہے تو اس امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام کے اخلاص وللّٰہیت سے لبریز افراد کی برکات کا عالم کیا ہو گا۔

اولیاء کرام کے دربار کا لنگر ہر ایک کے لیے کھلا ہوتا ہے اور وہ اتنا خیرات و برکات سے معمور ہوتا ہے کہ اگر کوئی جرائم پیشہ گنہگار ان کے خوان سے چند لقمے کھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس صاحبِ آستانہ، پیکر اخلاص و وفا کی برکت سے اس مجرم کو توبہ کی سچی توفیق دے دیتا ہے جس سے اس کی بقیہ زندگی ذوق عبادت میں گزرتی ہے اور ذکر الٰہی کی مے سے مست ہو کر گزرتی ہے۔

حسد و بغض سے پاک

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ فِیْ حِجَّةِ الْوَدَاعِ : نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءاً سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَوَعَاهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَیْسَ بِفَقِیْهٍ ثَلاَثٌ" لاَ یَغُلُّ عَلَیْهِنَّ قَلْبُ امْرِئٍ مُؤْمِنٍ: إِخْلاَصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالْمُنَاصَحَةُ لِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِهِمْ فَاِنَّ دُعَاءَ هُمْ یُحِیْطُ مِنْ وَرَائِهِمْ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی کو سرسبز و شاداب رکھے جس نے میرے مقالہ کو سنا بس اسے یاد رکھا کتنے ہی علم دین کے حامل ہوتے ہیں لیکن وہ خود فقیہ نہیں ہوتے تین باتیں ہیں جن پر مومن کا دل خیانت نہیں کرتا (یعنی ان باتوں کو مومن ضرور اختیار کر کے اپنا دل

الترغیب والترهیب جلد۱ صفحہ۵۹
قال المحقق: صحیح
مجمع الزوائد جلد۱ صفحہ۱۳۷
جامع بیان العلم وفضلہ جلد۱ صفحہ۳۸، ۴۲
صحیح ابن حبان (مطولا)/رقم الحدیث (۶۸۰) جلد۲ صفحہ۴۵۴
قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح

پاک وصاف کرتا ہے)عمل خالصۃً اللہ کیلئے کرنا،مسلمین کے آئمہ(حاکمان وقت) کی خیرخواہی، مسلمین کی بڑی جماعت کولازم پکڑنا کیونکہ انکی دعا سب طرف سے انہیں گھیر لیتی ہے۔

-☆-

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءً اً سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَوَعَاهَا:

اللہ اس آدمی کو سرسبز و شاداب رکھے جس نے میری حدیث پاک کو سنا تو اسے یاد رکھا۔

درخت ھرا بھرا ہوتو درخت کہلاتا ہے وہ خوشنما بھی ہوتا ہے سایہ بھی دیتا ہے پھول نکالتا ہے اور پھل بھی دیتا ہے لیکن اگر درخت سوکھ جائے اس میں ہریالی نام کی کوئی چیز نہ رہے تو عرف میں اسے درخت نہیں کہتے بلکہ لکڑی کہا جاتا ہے جسے چیر کر کسی کام میں لایا جاتا ہے یا اسے بطور ایندھن استعمال کیا جاتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آدمی کو سرسبز و شاداب ہونے کی دعا دی ہے جو علم حدیث سے شغف رکھتا ہے احادیث مبارکہ کو سن کر انہیں محفوظ رکھتا ہے گویا حدیث پاک سے محبت رکھنے والا اور اس کی ترویج واشاعت میں حصہ لینے والا وہ ہرا بھرا مومن ہے جس کا دامن روح کی نعمت سے مالا مال ہے وہ مخلوق خدا کو فائدہ بھی دیتا ہے وہ ایسا شاداب و آباد ہے کہ جو بھی اس کے پاس بیٹھتا ہے وہ اس کے دامن کو بھی احادیث مبارکہ کے موتیوں سے لبریز کر دیتا ہے اور احادیث مبارکہ کی محبت سے یوں معمور ہوتا ہے کہ پھر احادیث مبارکہ پر عمل اس کا زندگی کا مقصد ٹھہرتا ہے۔

اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ:

اھل ایمان جو بھی عمل کرتے ہیں ان کا مطمع نظر اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہوتا ہے

انکا عمل چھوٹا ہو یا بڑا اس عمل کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ خالق و مالک راضی ہو جائے۔ اہل ایمان اپنے عمل سے اللہ کی رضا چاہتے ہیں اس لیے ان کے عمل میں ریا کاری و دکھلاوا نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی وہ جھوٹی نام و نمود سے کوسوں دور بھاگتے ہیں ان کے کردار و گفتار میں انکے سیرت و عمل میں اخلاص کی عطر بیز مہک آیا کرتی ہے۔ وہ اخلاص کی دولت سے خود ہی معمور نہیں ہوتے بلکہ جو مسلم محبت و عقیدت سے چند گھڑیاں ان کے پاس بیٹھ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بھی اخلاص وللٰہیت کی دولت عطا فرما دیتا ہے پھر وہ بھی پیکر اخلاص کے روپ میں اللہ کی بندگی کے مزے لیتا ہے۔

اَلْمُنَاصَحَةُ لِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ :

جو باہمت آدمی مسلمین کے امور کا والی بنتا ہے زمام اقتدار اس کے پاس آتی ہے تو اہل ایمان اس کے خیر خواہ ہوا کرتے ہیں اور ہر وقت اس کی بھلائی چاہتے ہیں کیونکہ اس کی بھلائی میں وطن کی بھلائی ہے اور اس کے صحیح ہونے میں وطن کو استحکام ہے۔

اہل ایمان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

عام آدمی جو صبح سے لیکر شام تک اپنی روزی کی تلاش میں نکلتا ہے اسے بچوں کی فکر لاحق رہتی ہے وہ مزدوری یا کاروبار کر کے جسم و جاں کا رشتہ برقرار رکھتا ہے۔

با اثر آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کی فراوانی عطا فرمائی ہے علم و دانش سے معمور ہے اور صائب الرائے ہے صاحب اقتدار اس کی آواز کو اہمیت دیتے ہیں کسی بھی محفل یا میٹنگ میں اس کی باتیں بڑے غور سے سنی جاتی ہیں۔

عام آدمی کی حاکمان وقت سے خیر خواہی تو یہ ہے کہ وہ اللہ ذوالجلال والاکرام سے ملک وملت کی بہتری کی دعائیں مانگیں اپنا کاروبار دیانت داری سے کریں اور کسی ایسی مہم میں شریک

نہ ہوں جو فتنہ وفساد کا موجب بنے۔

باثر آدمی کی حاکمان وقت سے خیر خواہی یہ ہے کہ وہ اپنے صائب مشوروں سے انہیں نوازے اگر وہ کسی وقت پٹری سے اترتے نظر آئیں تو انہیں بروقت تنبیہ کر دی جائے اور اگر کسی وقت کلمہ حق کہنے کا موقع آ جائے تو وہ بھی کہنے سے دریغ نہ کیا جائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائرٍ.

اس سلسلہ میں محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار وعمل بہترین اسوہ ہے کہ آپ نے ظالم وجابر حکمرانوں سے ٹکر لی بھرے دربار میں کلمہ حق کہا قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں لیکن خود اقتدار کی کشمکش سے دور رہے اور اقتدار کی لالچ وخواہش سے اپنے دامن کو محفوظ ومعمون رکھا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کردار وعمل اوراقِ تاریخ میں سنہری حروف سے جگمگا رہا ہے اور اس بے لوث کردار سے برسوں اس خطہ زمین پر اللہ اور اسکے رسول کے احکامات نافذ رہے اور آج بھی ہزاروں نہیں لاکھوں دل فیضانِ مجدد الف ثانی سے روشن وتاباں ہیں۔

لُزُوْمُ جَمَاعَتِهِم :

اھل ایمان مسلمانوں کی اجتماعیت کو پارہ پارہ نہیں کرتے بلکہ یہ فکر وسوچ بھی ان کے ہاں گوارا نہیں وہ ہمیشہ مسلمانوں کا اجتماعی درد رکھتے ہیں اور اھل اسلام کو قوت وشوکت کے خواہاں ہوا کرتے ہیں۔

شیطان تنہا آدمی کو دبوچ لیتا ہے جیسے ریوڑ سے الگ بکری بھیریے کے لیۓ ترنوالہ ہوا

کرتی ہے اسی طرح مسلمین کی جماعت سے الگ تھلگ اپنا وجود رکھنے والا شیطان کا تر نوالہ بن جاتا ہے شیطان اسے یوں اپنے قابو میں کرتا ہے کہ وہ پھر شیطنت کا ہی ایک پرزہ بن جاتا ہے۔

غور کیجئے مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہونے والے فرقے کس طرح شیطان کے شکنجے میں پھنسے ہوئے ہیں اور کس طریقہ سے شیطنت کے فروغ میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

جماعت میں برکت ہوا کرتی ہے۔ مسلمین کی جماعت اس درجہ مضبوط ہے کہ اس کے چاروں طرف ان کی دعائیں گھیرے ہوئے ہوتی ہیں یہ دعائیں حصار کا کام دیتی ہیں اور مسلم ایک مضبوط قلعے میں ہوتے ہیں اس اجتماع میں رہتے ہوئے اگر کوئی مسلمان برائی میں کتنا بھی دور چلا جائے پھر بھی اس کی نعمت ایمان محفوظ رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسلمانوں کی جماعت سے وابستہ رکھے آمین یارب العالمین۔

ببرکة سیدالمرسلین صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم.

مستجاب الدعوات

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ"

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ أخَذَهُمُ الْمَطَرُ. فَمَالُوْا اِلٰى غَارٍ فِىْ الْجَبَلِ، فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ" مِنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوا أعْمَالاً عَمِلْتُمُوهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَالَعَلَّهٗ يُفْرِجُهَا

فَقَالَ اَحَدُهُمُ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ لِىْ وَالِدَنِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِىْ صِبْيَةٌ" صِغَارٌ" كُنْتُ اَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَاِذَارُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَاْتُ بِوَالِدَىَّ اَسْقِيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِىْ وَاِنَّهٗ نَاٰى بِىَ الشَّجَرُ فَمَا اَتَيْتُ حَتّٰى أمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْنَامَافَجِئْتُ كَمَا كُنْتُ اَحْلَبُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُؤُوسِهِمَا اَكْرَهُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا وَاَكْرَهَ اَنْ اَبْدَأ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمِىْ فَلَمْ يَزَلْ ذَالِكَ دَاْبِى وَدَاْبُهُمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّىْ فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ لَهُمْ فُرْجَةً حَتّٰى يَرَوْنَ مِنهَا السَّمَاءَ

وَقَالَ الثَّانِیُ اَللّٰھُمّ اِنَّہ' کَانَتْ لِیُ اِبْنَۃُ عَمّ اُحِبُّھَا کَاشَدِّ مَایُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ مِنھَا نَفْسَھَا فَأبَتْ حَتّٰی اٰتِیُھَا بِمِائَۃِ دِیْنَارٍ فَسَعَیْتُ حَتّٰی جَمَعْتُ مِائَۃَ دِیْنَارٍ فَلَقِیْتُھَا بِھَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَیْنَ رِجْلَیْھَا قَالَتْ یَاعَبْدَاللّٰہِ اتَّقِ اللّٰہَ وَلاَ تَفْتَح الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّہٖ فَقُمْتُ عَنْھَا اَللّٰھُمّ فَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّی قَدْ فَعَلتُ ذَالِکَ ابْتِغَاءَ وَجْھِکَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْھَا فَفَرَجَ لَھُمْ فُرْجَۃً

وَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰھُمّ اِنِّی کُنْتُ اسْتَأجَرْتُ اَجِیْراً بِفَرَقِ اَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰی عَمَلَہ' قَالَ اَعْطِنِیْ حَقِّیْ فَعَرَضْتُ عَلَیْہِ حَقَّہ' وَرَغِبَ عَنْہُ فَلَمْ اَزَلْ اَزْرَعُہ' حَتّٰی جَمَعْتُ مِنْہُ بَقَراً وَرَاعِیْھَا فَجَاءَ نِی فَقَالَ! اِتَّقِ اللّٰہَ وَلاَ تَظْلِمْنِیْ وَاَعْطِنِیْ حَقِّیْ فَقُلْتُ اذْھَبْ اِلٰی تِلْکَ الْبَقَرِوَرَاعِیْھَا فَقَالَ اتَّقِ اللّٰہَ وَلاَ تَھْزَأ بِیْ فَقُلْتُ اِنِّیْ لاَاَھْزأ بِکَ فَخُذْ تِلْکَ الْبَقَرَ وَرَاعِیْھَا فَأخَذَھَا فَانْطَلَقَ فَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذَالِکَ ابْتِغَاءَ وَجْھِکَ فَافْرُجْ مَابَقِیَ فَفَرَجَ اللّٰہُ عَنْھُمْ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۷۴)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۹۲
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۹۷۳)	جلد ۵	صفحہ ۳۱۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۹۷۴)	جلد ۵	صفحہ ۳۲۱
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۷۴۳)	جلد ۸	صفحہ ۲۳۶
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۶۷۷۹)	جلد ۵	صفحہ ۳۶۰
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۱۱۶۴۰)	جلد ۶	صفحہ ۱۹۴
قال المحقق:	رواہ مسلم فی الصحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

تین آدمی دوران سفر چل رہے تھے کہ انہیں بارش نے آلیا تو وہ پہاڑ کی غار میں چلے گئے۔ پہاڑ سے ایک چٹان گرکر پہاڑ کے منہ (دہانے) پر آ گئی تو وہ چٹان غار کے دہانے پر پیوست ہوگئی اور انکے نکلنے راہ مسدود ہوگئی۔

توانہوں نے ایک دوسرے سے کہا

اپنے اپنے اعمال کا جائزہ لو جو عمل تم نے صرف لِوَجۡہِ اللہ کیا ہو اس کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا مانگو تا کہ وہ تمہیں اس قید سے رہائی عطا فرمائے۔

تو ان میں سے ایک نے کہا

اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے عمر رسیدہ تھے اور میرے چھوٹے بچے بھی تھے میں دن بھر بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب میں ان کے پاس آتا تو بکریوں کا دودھ دوھتا تو اپنے ماں باپ کو اپنے بچوں سے پہلے پلاتا تو ایک مرتبہ سبز درختوں کی طلب مجھے دور لے گئی تو میں اس وقت واپس گھر آیا جب رات چھا چکی تھی تو میں نے اپنے ماں باپ کو پایا کہ وہ دونوں سو چکے تھے۔

تو میں نے ایسے ہی دودھ دوہا جیسے میں پہلے دودھ دوہتا تھا تو میں دوھا ہوا دودھ لے کر آیا اور اپنے ماں باپ کے سرہانے کھڑا ہوگیا اور یہ بات مجھے ناپسند تھی کہ میں ان دونوں کو بے آرام کروں اور مجھے یہ بات بھی ناپسند تھی کہ اپنے ماں باپ سے پہلے بچوں کو دودھ پلاؤں اور

میرے بچے میرے قدموں کے پاس فریاد و واویلا کر رہے تھے میری اور انکی یہی حالت و کیفیت رہی یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی۔

اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا کیلئے کیا تھا تو ہمیں اتنی کشادگی عطا کردے کہ ہم اس میں سے آسمان کو دیکھ سکیں تو اللہ تعالیٰ نے (چٹان کو ذرا سرکا کر) اتنی کشادگی کردی کہ جس سے وہ آسمان کو دیکھ سکیں۔

دوسرے نے (دعا شروع کی اور) کہا

اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی تو میں اس سے محبت کرتا تھا جتنے آدمی عورتوں سے محبت کرتے ہیں اس سے بھی شدید تر تو میں نے اس سے اسکا وجود حوالے کردینے کا کہا تو اس نے انکار کردیا یہاں تک کہ میں ایک سو دینار اسے پیش کروں۔

میں نے تگ و دو شروع کردی یہاں تک کہ ایک سو دینار جمع کر لیئے۔ میں یہ سو دینار لے کر اس سے ملا۔ تو جب میں اسکے قریب بیٹھ گیا تو اس نے کہا

اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈرو اور مہر کو اس کے حق کے بغیر نہ توڑو۔ تو میں اس سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اے اللہ تو جانتا ہے کہ اگر میں نے اس کے پاس سے اٹھ آنا تیری رضا کیلئے کیا ہے تو ھم کو اس قید سے نکال لے تو اللہ نے اس چٹان کو کچھ سرکا کر کچھ اور کشادگی کردی۔

تیسرے نے (دعا شروع کی اور) کہا

اے اللہ! میں نے ایک مزدور تین صاع چاول پر لیا جب اس نے اپنا کام ختم کرلیا تو کہا مجھے میرا حق دے دے۔

میں نے اس پر اسکا حق پیش کیا تو اس نے اس سے منہ پھیرا اور اسے چھوڑ کر چل دیا میں ان چاولوں کو کاشت کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کی رقم سے کئی گائیں اور انکا چرواہا خریدلیا۔

تو وہ ایک دن آیا اور کہا اللہ سے ڈرو اور مجھ پر ظلم نہ کرو اور مجھے میرا حق دے دو۔ تو میں نے کہا ان گائیوں اور ان کے چرواہے کو لے جاؤ۔ ان نے کہا اللہ سے ڈرو اور مجھ سے مذاق نہ کرو۔ تو میں نے کہا میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا۔ ان گائیوں اور ان کے چرواہے کو لے جاؤ یہ تیرا حق ہے تو اس نے وہ سارا مال لیا اور چلا گیا۔

اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اگر میں تیری رضا کیلئے ایسا کیا ہے تو تو ہمیں اس قید سے رہائی عطا فرما تو اللہ تعالیٰ نے اس چٹان کو سر کا کر ان کو رہائی عطا فرما دی۔

-☆-

اھل ایمان جو کام بھی کریں اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی دولت ہے۔

زیرنظر حدیث پاک میں جن تین افراد کا ذکر ہے اور انہوں نے جن اعمال کا وسیلہ دیکر اللہ سے دعا مانگی ان کے وہ تینوں کام اخلاص وللہیت پر مبنی ہیں۔ انکے خلوص وجذبہ پر اللہ کی نظر رحمت ہوئی تو ہر ایک کی دعا سے اتنی بڑی چٹان تھوڑی تھوڑی سرکنا شروع ہوئی اور وہ تینوں صحیح وسلامت غار سے باہر آ گئے۔

اس حدیث پاک سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ دعا میں بڑی قوت وطاقت ہے۔ اخلاص وللّٰہیت سے مانگی گئی دعا ایک چٹان کو اپنی جگہ سے سرکا دیتی ہے جو کام بیسیوں آدمی نہ

کرسکیں وہ ایک دعا کر جاتی ہے۔

یہ تذکرہ یہ واقعہ اس امت کا واقعہ نہیں بلکہ یہ پہلی امتوں میں سے کسی امت کا واقعہ ہے اب یہ امت محمدیہ علی صاحبھا الف الصلاۃ والتحیہ جو خیر الامم کہلاتی ہے اس کے کسی صالح و پارسا آدمی کے اخلاص وللہیت کا عالم کیا ہوگا۔ پھر اس کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات کتنی حیرت انگیز طاقت کے مالک ہونگے۔

اگر اللہ تعالیٰ اخلاص پر مبنی پہلی امتوں کے کسی فرد کی دعاء رد نہیں کرتا تو اس خیر الامم کے کسی نیک وصالح آدمی کی دعا ضرور قبول فرمائے گا۔

یہ امت صدیوں سے اپنی مشکلات کے حل کیلئے اور اپنے مصائب سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے اس امت کے صلحا افراد کی بارگاہ میں حاضری دیتے آئے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اگر اس نیک وصالح آدمی نے خلوص سے ان کے حق میں دعا کردی تو اللہ تعالیٰ فوراً انکی دعا کو قبول کرے گا اور انکی مشکل حل ہوجائے گی اور ان سے مصائب و آلام کے بادل چھٹ جائیں گے۔

والدین کا خدمت گزار:

اللہ کی رضا کیلئے والدین سے حسن سلوک کرنے والا اخلاص سے بھرپور ماں باپ کے خدمتگار کی دعا میں کس درجہ اثر ہے غور کیجئے صرف ایک اسی نیکی کے سبب دعا سے اتنی بری چٹان سرک جاتی ہے۔ چٹان سرکانا انسانوں کے بس کی بات نہیں ہوا کرتی تو گویا جو کام انسانوں کے بس میں نہ ہو وہ ماں باپ کے خدمت گذار کی دعا سے ہوجاتے ہیں۔

خدمت والدین کے سلسلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی پیش نظر رہنا چاہیئے:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ يُبَايِعُهٗ عَلَى الْهِجْرَةِ وَتَرَكَ اَبَوَيْهِ يَبْكِيَانِ
فَقَالَ اِرْجِعْ اِلَيْهِمَا وَاَضْحِكْهُمَا كَمَا اَبْكَيْتَهُمَا.

صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۳)	جلد۳	صفحہ۳۶
قال الالبانی:	صحیح		
شرح مشکل الآثار	رقم الحدیث (۲۱۲۲)	جلد۵	صفحہ۳۶۶
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ حسن		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۱۶۹)	جلد۷	صفحہ۱۵۱
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۵۲۸)	جلد۲	صفحہ۲۱
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۵۲۸)	جلد۲	صفحہ۱۰۴
قال الالبانی:	صحیح		
مصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۹۲۸۵)	جلد۵	صفحہ۱۷۵
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۱۹)	جلد۲	صفحہ۱۶۳
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۷۸۳۰)	جلد۹	صفحہ۴۵
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۲۶۳۹)	جلد۱۰	صفحہ۳۷۸
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۶۴۰)	جلد۶	صفحہ۲۹۸
المسند الجامع	رقم الحدیث (۸۵۹۱)	جلد۱۱	صفحہ۲۰۰
المستدرک	رقم الحدیث (۷۳۳۲)	جلد۵	صفحہ۲۱۰
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۴۹۰)	جلد۶	صفحہ۴۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور وہ ہجرت پر بیعت کرنا چاہتا تھا اور وہ اپنے ماں باپ کو روتا چھوڑ کر آیا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے ماں باپ کے پاس واپس لوٹ جاؤ جیسے انہیں روتا چھوڑ کر آئے ہو ایسے ہی انہیں ہنساؤ۔

-☆-

ہجرت ایک عظیم نیکی ہے اللہ کی رضا کی خاطر اپنے گھر کو اپنے وطن کو اور اپنے اہل قبیلہ کو خیر باد کہہ کر دارِ اسلام میں آ جانا معمولی نیکی نہیں اس نیکی کے حصول کیلئے ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کر رہا ہے اس کے ماں باپ زندہ ہیں اور انہیں روتا ہوا چھوڑ کر آیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ہجرت کی اجازت نہیں دی بلکہ اسے گھر واپس جانے کا حکم ارشاد فرمایا اور فرمایا

جیسے ماں باپ کو روتا چھوڑ کر آئے ہو اسی طرح واپس جا کر انہیں ہنساؤ۔

پہلے وہ اس کے آنے سے رنجیدہ ہوئے اب جب وہ واپس جائے گا تو اس کے جانے سے ماں باپ کو خوشی و مسرت ہوگی اور ان کے لبوں پر مسکراہٹ ہوگی۔ اولاد کی طرف سے ایسا عمل جس سے ماں باپ کے لبوں پر مسکراہٹ آ جائے اولاد کیلئے باعث سعادت و نیک بختی ہے۔

ہمارے اسلاف ماں باپ کی خوشی کو کیا اہمیت دیتے تھے۔ عارف باللہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنیئے

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ ابو اسماعیل دباس کہتے ہیں کہ میں حج کی نیت سے گھر سے نکلا اور شیراز پہنچ گیا وہاں ایک مسجد میں گیا جہاں میں نے شیخ مومن کو دیکھا کہ کچھ سی رہے ہیں میں سلام کر کے بیٹھ گیا جب میری طرف متوجہ ہوئے تو مجھ سے دریافت کیا کہ کس نیت سے گھر سے نکلے ہو؟ کیا حج کا ارادہ ہی؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا

لوٹ جاؤ اور ماں کی خدمت کرو مجھے ان کی یہ بات ناگوار محسوس ہوئی تو فرمانے لگے دل میں کیا پیچ وتاب کھا رہے ہو میں نے پچاس (۵۰) حج کیئے ہیں میں ان تمام حجوں کا ثواب تم کو دیتا ہوں اس کے عوض تم اپنی والدہ کی وہ خوشی مجھے دے دو جو تمہاری خدمت سے ان کو ہو گی۔[1]

گناہوں سے بچنے والا:

جو آدمی اللہ کی رضا کیلئے گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے خوف خدا اس کے دل میں یوں گھر کر جاتا ہے کہ گناہ کے مواقع ہوتے ہوئے بھی وہ گناہ کی غلاظت میں گرنے سے بچ جاتا ہے اس آدمی کی دعا بھی پہاڑوں کو سرکا دیا کرتی ہے۔ گناہوں سے بچنے والا ورع کی دولت سے معمور ضعیف وناتواں نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرتیں اس کے ہاتھوں سے عیاں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر اھل ایمان کو گناہوں سے محفوظ فرمائے۔

عارف باللہ حضرت داتا گنج بخش گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ایک آدمی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جسے گناہ کا موقع ملنے کے باوجود اللہ یاد آ گیا اور اللہ کی رضا کیلئے اور اسکے خوف

(۱) نفحات الانس صفحہ ۵۵۸

سے وہ گناہ کرنے سے محفوظ رہا۔

بصرہ کا ایک رئیس اپنے باغ میں ٹہل رہا تھا اچانک اس کی نظر اپنے باغبان کی بیوی پر پڑ گئی۔اس کے حسن و جمال نے اسے فتنہ میں مبتلا کر دیا۔اس نے اپنے باغبان کو کسی کام کی غرض سے شہر سے باہر بھیج دیا اور اس باغبان کی بیوی کے پاس آیا اور برے ارادے کا اظہار کیا اور ساتھ ہی کہا اس مکان کے سب دروازے بند کر دو۔

وہ عورت واپس آ کر کہنے لگی: میں نے اس مکان کے سب دروازے بند کر دیے ہیں سوائے ایک دروازے کے وہ مجھ سے بند نہیں ہوتا۔

اس رئیس نے اٹھتے ہوئے پوچھا؟ وہ کونسا دروازہ ہے جو تجھ سے بند نہیں ہوتا؟ میں خود جا کر بند کرتا ہوں۔اس عورت نے جواب دیا: وہ دروازہ جو ہمارے اور اللہ کے درمیان ہے وہ مجھ سے بند نہیں ہوتا: اتنا سننے کی دیر تھی کہ رئیس کو خدا یاد آ گیا اور شرمساری سے اپنے سر کو جھکا لیا اس وقت خدا یاد آنے پر اس قادر و قیوم نے اسے سچی توبہ کی توفیق عطا فرما دی۔[1]

حقدار کو حق پہنچانے والا:

اکثر ایسے ہوتا ہے کہ حقدار کو اس کا حق نہیں پہنچایا جاتا کہ بہت بڑی غلطی اور جرم ہے۔
حقوق العباد کی اس وقت تک معافی نہ ہوگی جب تک جس کا حق غصب کیا گیا ہو وہ معاف نہ

(۱) کشف المحجوب للعارف الہجویری صفحہ ۰ ۷

کر دے۔جو مومن اللہ کی رضا کیلئے حقدار کو اس کا حق لوٹاتا ہو اس کی دعا بڑی با اثر ہوا کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین حنیف کی جملہ تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

غنا کی دولت سے لبریز

عَنْ عُمَرَبْنِ سُلَیْمَانَ، قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ أَبان یُحدِّثُ عَنْ ابیْهِ قَالَ: خَرَجَ زَیْدُ بْنَ ثَابِتٍ مِنْ عِنْدِ مَرْوَانَ نِصْفَ النَّهَارِ قَالَ : قُلْتُ:مابَعَثَ إِلَیْهِ هٰذِهِ السَّاعَةَ إِلاَّ لِشَیْءٍ سَأَلَهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: سَأَلَنَا عَنْ أَشْیَاءَ سَمِعْنَا هَامِنْ رسولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ و آلِهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلَ نَضَّرَ اللّٰهُ امْرءَاً سَمِعَ مِنَّا حَدِیْثاً فَبَلَّغَهُ غَیْرَهُ فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلٰی مَنْ هُوَأَفْقَهُ مِنْهُ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَیْسَ بِفَقِیْهٍ ثَلاثٌ" لایَغُلُّ عَلَیْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِم إِخْلاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَمُنَا صَحَةُ وُلاةِ الامْرِ وَلُزُوْمُ الْجَمَاعَةِ فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِیْطُ مِنْ وَرَائِهِمْ وَمَنْ کَانَتِ الدُّنْیَا نِیَّتَهُ فَرَّقَ اللّٰهُ عَلَیْهِ أَمْرَهَ وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَیْنَ عَیْنَیْهِ وَلَمْ یَأْتِهِ مِنَ الدُّنْیَا إِلاَّ مَاکُتِبَ لَهُ وَمَنْ کَانَتِ الآخِرَةُ نیَّتَهُ جَمَعَ اللّٰهُ لَهُ أَمْرَهُ وَجَعَلَ غِنَاهُ فِی قَلْبِهِ وَاَتَتْهُ الدُّنْیَا وَهِیَ رَاغِمَةٌ".

جامع بیان العلم وفضلہ رقم الحدیث (۱۸۴) جلدا صفحہ۱۷۵
قال ابن عبدالبر: اسنادہ صحیح (عن زید بن ثابت)
جامع بیان العلم وفضلہ رقم الحدیث (۱۹۱) جلدا صفحہ۱۸۱
قال ابن عبدالبر: اسنادہ حسن (عن عبداللہ بن مسعود)

ترجمة الحديث:

جناب ابان فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مروان کے ہاں سے

المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۴۸۹۰)	جلد ۱۶	صفحہ ۳۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۴۰۴)		جلد ۱	صفحہ ۶۸۹
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۷)	جلد ۱	صفحہ ۲۷۰
المستدرک للحاکم		جلد ۱	صفحہ ۸۶،۸۷
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین		
التلخیص بذیل المستدرک		جلد ۱	صفحہ ۸۶،۸۷
قال الذھبی:	علی شرطھما		
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۴۹۲۵)	جلد ۵	صفحہ ۱۵۴
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۲۳۰)	جلد ۱	صفحہ ۸۷
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۲۲۷)	جلد ۱	صفحہ ۸۶
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۲۲۸)	جلد ۱	صفحہ ۸۶
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۲۲۹)	جلد ۱	صفحہ ۸۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۲۸۳)	جلد ۱۱	صفحہ ۱۵۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۶۸۳)	جلد ۱۳	صفحہ ۱۳۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۴۸۲)	جلد ۱۶	صفحہ ۳۲
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح			

نصف النھار کو نکلے میں نے کہا ضرور مروان نے آپ کو اس وقت کسی مسئلہ کیلئے بلا بھیجا ہے۔ میں نے حضرت زید سے عرض کر دی تو آپ نے فرمایا اس مروان نے ہم سے چند چیزوں کے بارے میں دریافت کیا ہے جنہیں ہم نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔

میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا حضور ارشاد فرما رہے تھے

اللہ اس آدمی کو سرسبز و شاداب رکھے جس نے ہم سے حدیث پاک کو سنا پھر اسے کسی اور تک پہنچا دیا۔ کتنے ہی فقہ کی بات لے جاتے ہیں اس آدمی تک جو اس سے زیادہ فقیہ ہوتا ہے کتنے فقہ کا علم رکھنے والے ہیں کہ خود فقیہ نہیں ہیں۔

تین چیزیں ایسی ہیں جن پر مومن کا دل خیانت نہیں کرتا

۱۔ اللہ کیلئے عمل کو خالص کرنا۔

۲۔ ولاۃ الامر سے خیر خواہی کرنا۔

۳۔ جماعت کو لازم پکڑنا کیونکہ مسلمانوں کی دعا ان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہوتی ہے۔

کوئی عمل صالح کرتے ہوئے جس کے پیش نظر دنیا ہو اللہ تعالیٰ اس سے امور کو منتشر کر دیتا ہے اور اس کے فقر کو اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور اسے دنیا اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کیلئے لکھ دی جاتی ہے۔

اور وہ خوش نصیب جو عمل صالح کرتے ہوئے آخرت کی نیت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام امور کو ایک جگہ جمع کر دیتا ہے اور اس کے غنا کو اس کے دل میں رکھ دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل و رسوا ہو کر آتی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ:
مَنْ کَانَتْ نِیَّتُہٗ طَلَبَ الْاٰخِرَۃِ جَعَلَ اللّٰہُ غِنَاہُ فِیْ قَلْبِہٖ وَجَمَعَ لَہٗ شَمْلَہٗ وَاَتَتْہُ الدُّنْیَا وَھِیَ رَاغِمَۃٌ" وَمَنْ کَانَتْ نِیَّتُہٗ طَلَبَ الدُّنْیَا جَعَلَ اللّٰہُ الْفَقْرَ بَیْنَ عَیْنَیْہِ وَشَتَّتَ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَلَا یَاْتِیْہِ مِنْہَا اِلَّا مَا کُتِبَ لَہٗ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کی نیت طلب آخرت ہو اللہ تعالیٰ اپنے غنا کی دولت اس کے دل میں انڈیل

مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۴۱۰۳)	جلد۳	صفحہ۴۴۹
مشکوٰۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۳۲۰)	جلد۳	صفحہ۱۴۶۳
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۰۵)	جلد۲	صفحہ۳۰۰
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۷۳)	جلد۴	صفحہ۲۱۱
الجامع الصحیح	رقم الحدیث (۲۴۶۵)	جلد۴	صفحہ۶۴۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن		
کنز العمال	رقم الحدیث (۶۱۸۷)	جلد۳	صفحہ۲۰۶
حلیۃ الاولیاء		جلد۶	صفحہ۳۰۷
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۴۱۰۳)	جلد۳	صفحہ۴۴۹
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۳۲۰)	جلد۳	صفحہ۱۴۶۳
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۰۵)	جلد۲	صفحہ۳۰۰
قال الالبانی:	صحیح		

دیتا ہے اور اسکے تمام امور وحاجات کوایک جگہ جمع فرمادیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل وخوار ہوکرآتی ہے۔

اور جس کی نیت (تمام اعمال میں) طلب دنیا ہوتو اللہ تعالیٰ محتاجی کواس کی آنکھوں کے درمیان رکھ دیتا ہے اوراس کے تمام اموراور حاجتیں بکھر جاتی ہیں اور اسے اس دنیا سے اتنا ہی حصہ ملتا ہے جو(بدنصیبی میں لپیٹ کر)اس کے لئے لکھ دیا گیا ہے۔

-☆-

کتنا بڑا فرق ہے اس خوش نصیب میں جو فکرآخرت کی دولت سے لبریز ہے اور اس بدنصیب میں جس کے دل ودماغ میں دنیا کا حصول سرایت کیا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کتنا کریم ہے اس مسلم بھائی پر جو ہر عمل صالح میں آخرت پر نظر رکھتا ہے۔اس کی نیت،سوچ اور ارادہ میں دنیا کی ناپیدار چیزیں نہیں بلکہ اللہ الباقی کی باقی رہنے والی نعمتیں ہیں اس کی نیت میں صرف باقی رہنے والی نعمتیں ہی نہیں بلکہ انکی روح اور جوہر رضائے الٰہی ہے۔

کریم اللہ اپنے لطف وکرم سے اسے اس دنیا میں بھی محروم نہیں رکھتا بلکہ

۱. جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِیْ قَلْبِهٖ:

اللہ تعالیٰ اپنے غنا کی دولت اس دل میں انڈیل دیتا ہے۔

جسے اللہ کی جانب سے غنا کی دولت ملے اسے کسی کی کیا پراوہ اس چشم فلک نے یہ نظارہ کئی مرتبہ دیکھا غنا کی دولت دل سے سمیٹنے والا فقیر،بادشاہ وقت بھی اس کے در پرآجائے تو اس نے کبھی آنکھ اٹھا کر بھی اس کی طرف نہ دیکھا جسے بے پروائی کی الٰہی دولت نصیب ہوا سے غیر کی کیا پرواہ۔

۲۔ جَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ:

جس کے ہر عمل صالح میں نیت اللہ کی رضا اور طلب آخرت ہو اللہ اس کی تمام حاجات کو اور اس کے جملہ امور کو ایک جگہ جمع فرما دیتا ہے۔ وہ جہاں بھی بیٹھ جائے اسکی تمام حاجات وہیں بیٹھے بیٹھے پوری ہوتی ہیں اس کے تمام کام خود بخود سر انجام پا جاتے ہیں۔

وجہ واضح ہے قاضی الحاجات اس کی حاجتیں خود پوری فرماتا ہے۔ بلکہ لوگوں کی حاجتیں بھی اس کے در سے پوری ہوتی ہیں۔ اس لئے حسن نیت کی دولت رکھنے والے مرد حق آگاہ کے در پر ہر وقت بھیڑ لگی رہتی ہے کیونکہ اللہ اس کے در کو دکھی انسانیت کے لئے وجہ سکون اور پریشان حال افراد کے لئے باعث اطمینان بنا دیتا ہے۔

۳۔ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ":

دنیا اس کے پاس ذلیل و رسوا ہو کر آتی ہے۔

دنیا اپنے چاہنے والوں کو خوار کرتی ہے۔ دنیا بڑی خود غرض اور بے وفا ہے یہ اپنے چاہنے والوں کی قبائے عزت کو تار تار کرنے سے باز نہیں آتی۔

لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ غلام جس کی نظر آخرت پر ہے اور جمال الٰہی کا شوق اس کی نیت کو اور اجلا اور مصفی کرتا ہے وہ اس دنیا میں اس شان و وقار سے رہتا ہے کہ خود غرض اور متکبر دنیا اس کے پاس ایک ذلیل و رسوا کی طرح سر جھکائے کھڑی ہوتی ہے بڑے بڑے شاہ اپنی تجوریاں لیکر اس کے پاس آتے ہیں تو وہ پائے حقارت سے انہیں ٹھکرا دیتا ہے۔

حاجت مندوں کا اژدھام مفلوک الحال افراد کی کثرت پھر اس پر لطف یہ کہ ہر ایک گوہر مراد لے کر واپس پلٹتا ہے۔ یہ سب کچھ ان کے ہاں دنیا کی حقارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اور دوسری طرف وہ آدمی جو خالق کو بھول گیا اور دنیا کی دلدل میں یوں پھنسا کہ اس کے قلب ونظر پر دنیا ہی چھا گئی اور اس کے ارادے ونیت پر دنیا نے اپنے بے رحم پنجے گاڑ دیئے۔ پھر اللہ کی ناراضگی کا اس پر یوں اظہار ہوا

۴۔ جَعَلَ اللّٰهُ الْفَقْرَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ:

اللہ محتاجی کو اس کے سامنے کر دیتا ہے۔

جس کی نظر دنیا پر ہو اللہ اسے محتاج بنا دیتا ہے۔ ظاہری طور پر چاہے اس کے ہاں دنیا کی ریل پیل ہو متاع دنیا کی فروانی ہو اس کے باوجود وہ محتاج رہتا ہے دنیا کی حرص اسے رات کو سونے نہیں دیتی اور دنیاوی زندگی کے چند روز حرص کا بندہ بن کر گزارتا ہے

۵۔ وَشَتَّتَ عَلَيْهِ اَمْرُهٗ:

اس کے اموراور اسکی حاجتیں اللہ اس پر منتشر کر دیتا ہے۔

اسے ایک جگہ قرار نہیں ملتا اسے ایک حالت میں چین نصیب نہیں ہوتا۔ اللہ سے روگردانی کرنے والے کا یہ حشر کہ کبھی کسی چیز کی فکر کبھی کسی چیز کی احتیاجی۔ غم واندوہ اور فکر انتشار اسے یوں گھیرتے ہیں کہ پل بھر چین نہیں ملتا۔

۶۔ وَلَا يَاْتِيْهِ مِنْهَا اِلَّا مَا كُتِبَ لَهٗ:

یہ دنیا اسے اتنی ہی ملے گی جتنی اس کے لئے لکھ دی گئی ہے۔

اللہ کو بھول جانے والا دنیا کے پیچھے پیچھے پھرتا ہے یہ دنیا ہاتھ نہیں آتی بجز اتنی مقدار کے جو اللہ نے اس کے لئے لکھ دی ہے۔

اللہ کی ناراضگی کا یہ کیسا انداز ہے اس چیز کے پیچھے وہ عمر بھر دیوانوں کی طرح پھرتا ہے

جو اسے ملنے والی نہیں۔ ایسا غافل مال کی کثرت تو لے لیتا ہے لیکن مال کی برکت سے یکسر محروم رہتا ہے۔

اللہ سب مسلم بھائیوں کو اپنے غضب و ناراضگی سے محفوظ فرمائے۔

اس جملہ پر ایک اور رنگ سے غور کیجئے۔

جس کی نظر دنیا پر ہے اسے اتنی ہی دنیا ملے گی جو اس کے لئے لکھ دی گئی ہے تو بات واضح ہوئی جس کی نظر دنیا کے خالق پر ہو اور جس کی نگاہ آخرت پر ہو اسے صرف وہی انعامات نہیں ملیں گے جو اس کے لئے لکھ دیئے گئے ہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی ملیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور رحمت سے لکھتا رہے گا اور اس کے مقدر کو مزید سنوارتا رہے گا۔

يَمْحُو اللّٰهُ مَايَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَابِ:

اللہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے لکھتا ہے لوح محفوظ اسی کے پاس ہے۔

ہر عملِ صالح کا اجر پانے والا

وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :

رَجَعْنَامِنْ غَزْوَةِ تَبُوْکَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ : إِنَّ أَقْوَاماً خَلْفَنَا بِالْمَدِیْنَةِ مَا سَلَکْنَا شِعْباً وَلَاوَادِیاً إِلَّا وَھُم مَعَنَا، حَسَبَھُمُ الْعُذْرُ.

-☆-

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَد تَرَکْتُمْ بِالْمَدِیْنَةِ أَقْوَاماً مَا سِرْتُمْ مَسِیْراً وَلَا أَنْفَقْتُمْ مِن نَفَقَةٍ وَلَا قَطَعْتُمْ مِن وَادٍ إِلَّا وَھُمْ مَعَکُمْ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہ! وَکَیْفَ یَکُوْنُوْنَ مَعَنَا وَھُمْ بِالْمَدِیْنَةِ ؟ قَالَ حَبَسَھُمُ الْمَرَضُ.

الترغیب والترھیب		جلد۱	صفحہ۶۵
قال المحقق:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۲۸۳۹)	جلد۲	صفحہ۸۷۸۰
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۲۷۶۴)	جلد۳	صفحہ۳۴۷
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۲۲۵۰)	جلد۲	صفحہ۳۸۳
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۱۹۱۱)	جلد۴	صفحہ۱۶۶

ترجمة الحدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ارشادگرامی ہے

ہم حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں غزوۂ تبوک سے واپس آ رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک کچھ لوگ ہمارے پیچھے مدینہ منورہ میں ہیں ہم جس بھی گھاٹی میں یا وادی میں چلے وہ ہمارے ساتھ ہی تھے انہیں معذوری نے روک رکھا ہے۔

-☆-

سنن ابوداود	رقم الحدیث (۲۵۰۸)	جلد۲	صفحہ۱۵
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۵۰۸)	جلد۲	صفحہ۹۸
قال الالبانی:	صحیح		
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۷۵۸)	جلد۱	صفحہ۲۰۵
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۷۳۱)	جلد۱۱	صفحہ۳۳
قال شعیب الارنوؤط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۱۹۴۸)	جلد۱۰	صفحہ۳۳۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۴۲۳)	جلد۳	صفحہ۱۳۳۷
الدر المنثور		جلد۳	صفحہ۲۶۷
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۷۸۲۰)	جلد۹	صفحہ۴۲
جامع احکام القرآن للقرطبی		جلد۸	صفحہ۲۹۲

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یقیناً تم مدینہ میں ایسی اقوام کو چھوڑ کر آئے ہو تم جو بھی سفر طے کرتے ہو تم اللہ کی راہ میں کوئی چیز خرچ کرتے ہو یا تم کوئی وادی عبور کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کی یارسول اللہ!

وہ مدینہ منورہ میں ہوتے ہوئے ہمارے ساتھ کیسے ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً فرمایا:

انہیں عذر روکے ہوئے ہے۔

-☆-

غزوہ تبوک کو جیش العسرہ بھی کہتے ہیں اس جہاد میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود شریک ہوئے یہ مدینہ منورہ سے کافی مسافت پر تھا اور موسم بھی انتہائی گرم تھا۔ شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو راستہ میں کافی تکالیف اٹھانی پڑیں۔

اس غزوہ سے فراغت کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب واپس آرہے تھے تو راستہ میں ارشاد فرمایا:

کچھ لوگ ہمارے پیچھے مدینہ منورہ میں رہ گئے ہیں ہم جس بھی گھاٹی کو عبور کرتے ہیں یا جس بھی وادی میں جاتے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہیں وہ کسی عذر کی بنا پر شریک نہ ہو سکے۔

غور فرمایئے!

کچھ لوگوں کی دلی تمنا تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں جہاد میں شریک

ہوں اللہ کی رضا کیلئے دشمن اسلام سے لڑ جائیں لیکن کسی بیماری یا کسی اور معقول وجہ سے وہ اس جہاد میں شریک نہ ہو سکے تو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں محروم نہیں رکھا بلکہ اپنے شریک صحابہ سے فرمایا وہ ہمارے ساتھ ہیں وجہ واضح ہے کہ ان کے آنے کی نیت تھی وہ سراپا اخلاص بن کر شرکت چاہتے تھے لیکن کسی معذوری کی بنا پر شریک نہ ہو سکے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اعلان فرما کر صحابہ کرام پر واضح کر دیا کہ اصل چیز اخلاص وللّٰہیت ہے جو اخلاص سے کسی کام کا ارادہ کرتا ہے نیت کرتا ہے اگر چہ وہ کام نہ کر سکے پھر بھی وحدہٗ لاشریک اسے اس کام کا اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔

اسلام کتنا سچا اور سادہ دین ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کتنی عمدہ اور پیاری ہیں ان تعلیمات پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔ اگر ایک آدمی کے پاس وسائل نہیں ہیں لیکن وہ جذبہ صادقہ رکھتا ہے اس کی نیت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے یہ وسائل عطا فرما دے تو میں ہر نیک کام کروں گا ایسا آدمی بلاشبہ بڑا سعید ہے اسے اگر چہ اسباب نہ بھی ملیں پھر بھی وہ رحمت الٰہیہ سے محروم نہیں ہے بلکہ اسکے اخلاص وللّٰہیت کی بنا پر اسے اجر وثواب ملے گا۔

آج کے اس پرفتن دور میں بھی دین اسلام کا درد رکھنے والے کتنے ہی افراد ہیں جو صبح وشام دین حق کی ترویج میں مگن ہیں ان کے پاس اسباب نہیں انکے پاس وسائل کی کمی ہے اگر انہیں اسباب مہیا کر دیے جائیں تو وہ اپنے اپنے علاقہ میں دین اسلام کی تعلیمات کو خوب اجاگر کریں جس سے سارا علاقہ عظمت رفتہ کی یاد تازہ کر دے اور اسلام کی مہک سے معطر ہو جائے۔

ایسا ہو رہا ہے کہ اسلام دشمن قوتیں خطہ پاک میں جگہ جگہ مشنری سکول کھول رہی ہیں دردِ اسلام رکھنے والا اس صورت حال سے تڑپتا ہے کہ کاش اس کے پاس وسائل ہوں تو وہ بھی اسلام

کی سر بلندی کیلئے جگہ جگہ دینی درسگاہیں تعمیر کردے جہاں بچے قرآن وسنت کے انوار سینوں میں لیکر اپنے گھروں کو پلٹیں۔

غیر مسلم قومیں غرباء ومساکین کی مالی امداد کر کے انہیں اسلام سے برگشتہ کرنے کی سعی کرتی ہیں۔ایک مومن ومسلم کی تمنا ہے کہ اگر اس کے پاس دولت کی فراوانی ہوتو وہ اپنے دینی بھائیوں کی مدد وعانت کرے جس سے وہ غیر مسلموں کے جال میں پھنسنے سے بچ جائیں الغرض سینکڑوں ایسے کام ہیں جن کی تمنا وآرزو ایمان والے کرتے ہیں لیکن حالات سے مجبور وہ کچھ کر نہیں سکتے تو اللہ الکریم کا وعدہ ہے کہ جو ایسی تمنا کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اس کا پورا اجر وثواب عطا فرمائے گا۔کائنات میں کیا ہوتا ہے اور کیا نہیں ہوتا یہ اس کے تکوینی امور ہیں بندے کا کام فقط بندگی سے ہے وہ اپنی ہمت وحیثیت کے مطابق کام کرتا جائے اس پر ثمرات عطا کرنا خالق ومالک کا کام ہے وہ اگر اس دنیا میں نہ عطا کرے تو رنجیدہ نہیں ہونا کیونکہ اس کا وعدہ سچا ہے وہ آخرت میں یقیناً سرفراز فرمائے گا۔

امتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد واعانت

وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ ظَنَّ اَنَّ لَهُ فَضْلاً عَلٰى مَنْ دُوْنَهُ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا يَنْصُرُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ بِضَعِيْفِهَا بَدَعْوَتِهِمْ وَصَلاَتِهِمْ وَاِخْلاَصِهِمْ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۸۹۶)	جلد۲	صفحہ۸۹۳
سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۱۷۵)	جلد۶	صفحہ۴۶
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۲۹۰۴)	جلد۶	صفحہ۵۳۸
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۱۷۸)	جلد۲	صفحہ۳۹۹
قال الالبانی:	صحیح		
حلیۃ الاولیاء		جلد۵	صفحہ۲۶
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۷۷۹)		جلد۲	صفحہ۴۲۲
الدّر المنثور		جلد۲	صفحہ۲۳۷
المستدرک	رقم الحدیث (۲۵۵۵)	جلد۲	صفحہ۴۳۵
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح		
السنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۷۰۲)	جلد۴	صفحہ۲۰۶
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

انہیں (حضرت سعد کو) یہ گمان ہوا کہ انہیں غریب صحابہ پر شرف وفضل ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

بیشک اللہ تعالیٰ اس امت پر مدد ونصرت فرماتا ہے ان کے ضعفاء کی وجہ سے انکی دعاء انکی صلاۃ اور انکے اخلاص کی وجہ سے۔

-☆-

اس امت کا ضعیف جو دنیاوی کروفر سے بے نیاز ہو چکا ہے عبادت الٰہی اس کے رگ وریشہ میں یوں سمائی ہے کہ اسے غیر کا خیال تک نہیں رہتا وہ دنیا داروں سے راہ ورسم نہیں رکھتا اس لیئے وہ دنیاوی قوت سے تہی دامن ضعیف ہوتا ہے لیکن وہ عنداللہ ضعیف نہیں وجیہہ ہے اس کی دعا میں بڑا اثر ہے اس کی دعا تقدیر بدل دیتی ہے اس کی دل سے مانگی ہوئی دعا کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ اسکی صلاۃ اسکی بندگی اپنی الگ شان رکھتی ہے وہ بندگی کے کیف میں یوں مست ہوتا ہے کہ دنیا کی ہر لذت اس کے سامنے بے کیف ہوتی ہے اور اس عارضی جہاں کے پردے

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۵۹۴)	جلد۲	صفحہ۳۸
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۵۹۴)	جلد۲	صفحہ۱۲۱
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۷۶۷)	جلد۱۱	صفحہ۸۵

کو چیر کر اللہ ذوالجلال واکرام کی بارگاہ میں حاضری دیتا ہے وہ سب سے کٹ کر اس کا ہو جاتا ہے اور جو اللہ کا ہو جائے اللہ تعالیٰ پھر اس کا ہو جاتا ہے۔

ایسے ضعیف کے پاس دنیا کی قوت نہیں لیکن اخلاص کی قوت ہے جس کے سامنے عارضی قوتیں ہیچ ہیں وہ پیکر اخلاص جس طرف بھی توجہ کرتا ہے اللہ کی رحمتیں اس طرف متوجہ ہو جاتی ہیں۔ ایسے ضعیف کا وجود ایک کمزور وجود نہیں بلکہ یہ برکات سے لبریز ہے۔ اتنا برکات سے لبریز ہے کہ پوری امت محمدیہ علیٰ صاحبھا افضل الصلوات واکمل التحیات فیض یاب ہوتی ہے۔ اگر امت پر کوئی مشکل وقت آ جائے تو اسی ضعیف سے مدد لی جاتی ہے۔ امت پر ابتلاء کے وقت اھل اسلام انہیں اھل اللہ کے آستانوں پر حاضری دیا کرتے ہیں کیونکہ ان کے آستانے اللہ کی مدد ورحمت سے لبریز ہوا کرتے ہیں اور یہ وہ مراکز ہیں جہاں مخلوق خدا کو خیرات ملا کرتی ہے۔

عارف باللہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سرزمین خرقان میں عرفان خداوندی کی دولت تقسیم کر رہے تھے آپ کے آستانہ پر مخلوق خدا حاضر ہوتی تھی اور وعدہ الٰہی بزبان خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِنَّمَا یَنْصُرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ بِضَعِیْفِھَا۔

بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کے ضعیف کی وجہ سے اس امت کی مدد فرماتا ہے۔

پورا ہو رہا تھا کہ بادشاہِ وقت سلطان محمود غزنوی حاضر خدمت ہوا اس نے ملاقات کے اختتام پر کہا

حضور! مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔

تو حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چار چیزیں اختیار کرو۔

۱۔ پرہیزگاری ۲۔ باجماعت نماز

۳۔ سخاوت ۴۔ خلق خدا پر شفقت

حضرت خواجہ کی یہ نصیحت آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

پھر سلطان محمود نے عرض کی حضور! مجھے کوئی یادگار عطا کیجئے تو حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا پیرہن عطا فرمایا۔ جب سلطان محمود واپس ہوا تو شیخ اس کی تعظیم کو اٹھے۔ سلطان نے کہا جس وقت میں آیا تو آپ نے کچھ التفات نہ فرمایا اور اب آپ کھڑے ہو گئے ہیں۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

تو بادشاہی کی رعونت اور امتحان کی نخوت میں آیا تھا اور اب انکساری و درویشی میں جاتا ہے اس لیئے پہلے تیری بادشاہی کیلئے نہ اٹھا اب تیری درویشی کیلئے کھڑا ہوا ہوں۔ غرض سلطان وہاں سے چلا گیا۔

جب سومنات پر چڑھائی کی اور شکست کھانے لگا تو اضطراب کی حالت میں ایک گوشہ میں اترا اور حضرت خواجہ ابوالحسن کے پیرہن مبارک کو ہاتھ میں لیکر اپنی پیشانی زمین پر رکھ دی اور اللہ کی بارگاہ میں دعا کی

الٰہی بآبروئے ایں خرقہ مرا بریں کفار ظفر دہ کہ ہر چہ ازینجا غنیمت بگیرم بدرویشان بدہم۔

اے اللہ! اس خرقہ مبارکہ کی آبرو کے صدقے مجھے ان کافروں پر فتح عطا فرما میں یہاں سے جو غنیمت لوں گا درویشوں میں تقسیم کردوں گا۔

جب سلطان نے خواجہ کے پیرہن کا واسطہ دیکر آپ کے خرقہ کے وسیلہ سے دعا کی تو فوراً وعدہ الٰہی بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

''اِنَّمَا يَنْصُرُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ بِضَعِيْفِهَا بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلاتِهِمْ وَاِخْلاصِهِمْ ''

''بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کی اس کے ضعفا کے وسیلہ سے مدد ونصرت فرماتا ہے انکی دعا انکی صلاۃ انکے اخلاص کی وجہ سے''

کا عملی اظہار ہوا۔ ناگاہ کفار کی طرف سے رعد وظلمت ایسی نمودار ہوئی کہ انہوں نے ایک دوسرے کو تہ تیغ کیا اور بہت سے پراگندہ ہو گئے۔ اس طرح لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔

اسی رات سلطان محمود نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں:

اے محمود! تو نے ہمارے خرقہ کی آبرو ضائع کر دی اگر تو اس وقت خدا تعالیٰ سے دعا کرتا کہ یہ تمام کفار مسلمان ہو جائیں تو یہ سب مسلمان ہو جاتے اور انکی زبان سے فوراً کلمہ طیبہ

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کا ورد کر دیتی۔[1]

(۱) تذکرہ مشائخ نقشبندیہ صفحہ ۶۱/۶۲

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِبْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَائِکُمْ فَاِنَّمَاتُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِکُمْ.

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۷۰۸)	جلد۳	صفحہ۲۶۸
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۳۹۲)	جلد۲	صفحہ۱۴۰
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۲۶۰)	جلد۲	صفحہ۴۹۲
قال المحقق:	صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۵۹۴)	جلد۲	صفحہ۳۸
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۵۹۴)	جلد۲	صفحہ۱۲۰
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ / رقم الحدیث (۷۷۹)		جلد۲	صفحہ۴۰۸
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۹۲۳)	جلد۸	صفحہ۳۱۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۶۲۸)	جلد۱۶	صفحہ۷۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
کہ میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے
مجھے اپنے ضعفاء میں تلاش کرو کیونکہ تمہارے ضعفاء کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جاتا ہے
اور تمہاری مدد کی جاتی ہے

-☆-

السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۶۳۸۸)	جلد ۳	صفحہ ۴۸۰
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۳۹۳۵)	جلد ۳	صفحہ ۳۱۸
المستدرک للحاکم		جلد ۲	صفحہ ۱۰۶
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسناد		
التلخیص بذیل المستدرک		جلد ۲	صفحہ ۱۰۶
قال الذھبی:	صحیح		
المستدرک للحاکم		جلد ۲	صفحہ ۱۴۵
قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الاسناد			
سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۱۷۶)	جلد ۶	صفحہ ۴۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۷۶۷)	جلد ۱۱	صفحہ ۸۵

قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح، رجالہ ثقات رجال الصحیح

اِبۡغُوۡنِیۡ فِیۡ ضُعَفَائِکُمۡ :

اے اھل ایمان تم مجھے اپنے ضعفاء میں تلاش کرو۔

ہر مومن کی خواہش وتمنا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پالے اسے حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت نصیب ہو یہ وہ سرمایہ ہے جس کے مقابل تمام دولتیں ہیچ ہیں جسے اس جہاں میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مل جائیں وہ بڑے نصیبوں والا ہے۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے تلاش کرنے کا حکم دیا ہے وہ ایمان والا سعادتوں سے لبریز ہے جو جستجوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لگا رہتا ہے جوئندہ یا بندہ تلاش کرنے والا آخر کبھی نہ کبھی پالیا کرتا ہے۔

ضعیف وہ لوگ ہیں جو اس دنیا میں رہتے ہوئے متاع دنیا سے کنارہ کش عالم رنگ وبو میں ہوتے ہوئے اس کی رنگینیوں سے اعراض برتتے ہیں حاکمان وقت کی قوت سے دور بہت دور اپنے ہی جہاں میں شاداں وفرحاں ہیں انہوں نے نفس کی قوت کو زائل کر دیا وہ لوگوں کی نظروں میں دنیا داروں کے خیال میں ضعیف وناتواں ہیں لیکن وہ عنداللہ وجیہہ ہیں یہ ضعفاء اخلاص کی دولت سے لبریز ہیں ان کا مطمع نظر اللہ الکریم کی رضا وخوشنودی ہے یہ پیکر صدق وصفا دنیاوی قوتوں اور طاقتوں سے تہی دامن ہوتے ہیں لیکن ان کے پاس ربانی قوت ہوا کرتی ہے۔ ان کے پاس دنیا داروں کا جھمگھٹا نہیں ہوتا نہ احباب ثروت کی آمد ورفت ہوتی ہے بلکہ ان کے پاس اگر کوئی ہے تو وہ ساری کائنات کے ہادی ورہبر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار ہیں یہ اگر کسی بند کمرے میں بیٹھے ہیں تو انہیں تنہا نہ سمجھا جائے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی نظر کرم ان پر ہے۔

پوچھیے حضرت امام غزالی سے کہ ان پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کرم کس درجہ ہے اور اگر کوئی تلاش کرنے والا غزالی جیسے ضعیف آدمی کے پاس پہنچ جائے تو یقیناً اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری نصیب ہوگی۔

حضرت امام غزالی حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنی شہرۂ آفاق کتاب "**احیاء العلوم الدین**" تحریر فرمائی تو حاسدین نے ایک طوفان کھڑا کر دیا اور غزالی کے بے دین ہونے کا فتویٰ صادر کر دیا اور فتویٰ دیا کہ غزالی کی احیاء العلوم چوراہے میں رکھ کر نذر آتش کر دی جائے۔

غزالی جس کا ہر قدم رضائے الٰہی کے لیے تھا جس کی احیاء العلوم کی ہر سطر خالق و مالک کی رضا کی خاطر لکھی گئی تھی اس پر یہ فتویٰ غزالی علیہ الرحمۃ کا دل دُکھا دل ٹوٹا رات سوئے تو وہ ہستی تشریف لائی جس نے فرمایا ہے

اِبْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَائِکُمْ

مجھے اپنے ضعفاء میں تلاش کرو۔

آج ایک ضعیف لیکن عنداللہ وجیہہ کی دلجوئی کر رہے ہیں۔

غزالی روتے ہوئے عرض کر رہے ہیں یارسول اللہ! میں نے اللہ کی رضا کیلئے اور دین حق کی سربلندی کیلئے شریعت مطہرہ پر چلتے ہوئے کتاب لکھی لیکن فتویٰ لگا کہ اسے نذر آتش کر دیا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جلال میں فرمایا کس نے فتویٰ لگایا

عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! فلاں نے فتویٰ لگایا

اسے بارگاہ خیرالوریٰ میں حاضر کیا گیا اور پھر حضرت عمر سے فرمایا:

اسے سزا دو! حضور عمر نے اسے لٹا کر دڑے لگائے۔

امام غزالی کی آنکھ کھلی تو دل مطمئن تھا کہ جس ہستی کو راضی کرنے کیلئے کتاب لکھی ہے وہ راضی ہے مجھے کسی اور کی کیا پرواہ ادھر جس نے فتویٰ لگایا اس نے صبح توبہ کی اعلان کر دیا اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دل احیاء العلوم کی طرف مائل کر دیے۔

اس فتویٰ لگانے والے کا دس سال بعد جب انتقال ہوا غسل دینے کیلئے جب اسکی قمیص اتاری گئی تو اس کے جسم پر اس وقت بھی دڑوں کے نشانات موجود تھے۔

غزالی کو ضعیف و کمتر سمجھنے والا غزالی کے صحیح مرتبہ کا ادراک نہ کر سکا کہ یہ وہ ضعیف ہے جسے بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری نصیب ہے۔ اِبۡغُوۡنِیۡ فِیۡ ضُعَفَائِکُمۡ

دور کیا جانا ہے پاکستان کے شہر قصور چلیے شہر قصور سے باہر قبرستان میں ایک بڑا گنبد نظر آتا ہے یہ مردِ حق آگاہ عارف باللہ حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پرانوار ہے۔

اِبۡغُوۡنِیۡ فِیۡ ضُعَفَائِکُمۡ کی تفسیر یوں ہوئی کہ

حضرت خواجہ ایک دن عشق نبوی میں بے تاب ہو گئے اور گھر کے ایک کمرے میں رو رو کر اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کر رہے ہیں اور کرم کی درخواست کر رہے ہیں کہ اچانک انہیں یوں محسوس ہوا کہ ان کے مکان کی دیوار ختم ہو گئی ہے آہستہ آہستہ تمام دوریاں مٹ رہی ہیں بڑے بڑے شہر دریا و صحرا جنگلات و پہاڑوں کا سلسلہ سب ختم ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ قصور اپنے گھر بیٹھے انہیں گنبد خضرا نظر آ جاتا ہے پھر سنہری جالیوں سے نور نکلتا

نظر آیا وہ نور آسمان پر پھیلتا چلا گیا یہ قافلہ نور انکی طرف بڑھا رہا ہے وہ حیرت ومسرت کے ملے جلے جذبات سے یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں انہیں خبر اس وقت ہوئی جب انکے گھر کی ہر اینٹ کہتی تھی

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمال شفقت سے فرمایا:

اے غلام محی الدین کیوں روتے ہو؟ عرض کی یارسول اللہ روتا ہوں تو آپ کے فراق میں روتا ہوں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا:

اے غلام محی الدین! آج کے بعد جب تیرا جی چاہے کہ تو میرا دیدار کرے تو اس کمرے میں آجایا کرنا تجھے میرا دیدار ہوجایا کرے گا۔

تاریخ گواہ ہے اس دن کے بعد حضرت خواجہ کو دن میں ایک مرتبہ دیدار کی تمنا ہوتی یا دس مرتبہ جب بھی وہ اس کمرے میں داخل ہوتے تو سامنے جلوہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آتا۔

اس سعادت عظمیٰ کی بنا پر آپ کو خواجہ غلام محی الدین دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

اِبْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَائِکُمْ مجھے اپنے ضعفا میں تلاش کرو۔

جسے بھی تڑپ ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پالے تو اسے چاہئے کہ وہ کسی خواجہ غلام محی الدین دائم الحضوری کی بارگاہ میں حاضر ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کرم سے سرفراز فرمائے۔

اِنَّمَاتُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِکُمْ :

رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے وہ جسے چاہے رزق عطا فرماتا ہے دشمن کے مقابل فتح

ونصرت بھی اللہ عطا کرتا ہے وہ جسے چاہے نصرت سے سرفراز فرماتا ہے یہ رزق یہ فتح نصرت دینے والا اللہ ہے لیکن بے وسیلہ عطا نہیں فرماتا بلکہ یہ ضعفاء کے وسیلہ سے عطا فرماتا ہے۔ یہ وہی سعید لوگ ہیں کہ دنیا کے بوجھ سے ہلکے اور دنیاوی طاقتوں سے دامن چھڑائے فقط ربانی اعانت وطاقت پر بھروسہ کیے ہوئے ہیں۔ ان کی اخلاص انکی للّٰہیت انکی صلوات انکی تسبیحات انکی مناجاتیں اور انکی دعائیں اھل ایمان کی مدد ومعاون ہیں اور انکی دستگیری کرتی ہیں۔ جہاں کہیں رزق کے دروازے بند ہوجاتے ہیں ان اھل اللہ میں سے کوئی بارگاہ ذوالجلال میں عرض کردیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی شانِ بے نیازی کے باوجود انکی التجا رد نہیں کرتا بلکہ رزق کے دروازے کھول دیتا ہے اور مخلوق خدا راحت وآرام پاتی ہے۔

رزق کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ حسی رزق

۲۔ معنوی رزق

حسی رزق یہ کھانے پینے اور پہننے کی چیزیں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کافر ومسلم سب کو دیتا ہے اس میں اپنے اور بیگانے میں کوئی تخصیص نہیں یہ اس کا فضل ہے جس سے بلا استثناء سب سیراب ہورہے ہیں لیکن

معنوی رزق علم وحکمت ،زھد وورع ،اخلاص وللّٰہیت ،صلاۃ وصوم کی پابندی ،غرباء ومساکین کی لوجہ اللہ دلجوئی یہ سب کچھ صرف اور صرف اھل ایمان کیلئے ہے۔ تقویٰ وطھارت کی دولت صرف مومن ومسلم کیلئے ہے یہ معنوی رزق اللہ تعالیٰ ان ضعفاء کے وسیلہ سے عطا فرماتا ہے۔ ان اھل اللہ کے توسل سے کرم ہوتا ہے۔

اگر کسی کو صلاۃ وصوم کی توفیق ملی ہے زھد وورع سے آراستہ ہے ذکر الٰہی اس کی غذا ہے تو یہ مت سمجھے کہ اس کا ذاتی کمال ہے اور کسی کے وسیلہ کے بغیر ہو گیا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ سارا کرم ان گدڑی پوشوں کی وجہ سے ہے جن کا وجود اہل ایمان کیلئے نعمت عظمیٰ ہے اور جنکی صحبت کبریت احمر ہے کہ جو کھوٹا بھی ان سے مس ہوا چند دن انکی صحبت میں رہا اس کا باطن بھی اجلا و مصفٰی ہو گیا۔

اِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِکُمْ.

تمہاری مدد واعانت کی جاتی ہے اور تم پر رزق کے دروازے کشادہ کیے جاتے ہیں تو ان ضعفاء کی وجہ سے یہی وہ پیکر اخلاص اھل اللہ ہیں جن کا وجود فتح ونصرت کا بھی ضامن ہے۔

ظاہری دشمن کے مقابل فتح اور چیز ہے اور حقیقی دشمن کے مقابل فتح اور چیز ہے ۔کامیاب وکامران وہی ہے جو اس رزم گاہ حیات میں شیطان کے داؤ پیچ سے محفوظ رہا اس کا شیطان سے بچ جانا یہ اس کا کمال نہیں بلکہ یہ کسی اللہ والے کی نظر کرم کا کمال ہے۔ اس ضعیف کا کمال ہے جو عند اللہ وجیہہ ہے اسکی ایک نظر شیطانی قلعوں کو مسمار کر دیتی ہے اور رحمانی انوار سے باطن کو منور ومعطر کر دیتی ہے۔

رحمتِ الٰہی سے لبریز

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِی اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ، مَلْعُوْنٌ مَافِیْھَا اِلاَّ مَاابْتُغِیَ بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اس عمل کے جس کے کرنے میں مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی اخلاص وللّٰہیت کی اہمیت کو واضح کرتا ہے لیکن یہ جلال بھرے الفاظ ہم سب کو جھنجھوڑنے کیلئے کافی ہیں۔ جس دنیا سے ہم محبت کررہے ہیں اور جس کے حصول میں حلال وحرام کی تمیز ختم ہوگئی ہے جس کی طلب میں اوامر الٰہیہ کو فراموش کردیا گیا ہے اور نواھی کو کوئی اہمیت نہیں دی جارہی وہ دنیا ملعون ہے۔

صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۹) جلد ۱ صفحہ ۱۰۷

قال المنذری: رواہ الطبرانی باسناد لاباس بہ

کیا اس لفظ ملعون سے بڑھ کر کوئی ایسا لفظ ہے جو اس کی قباحت کو ظاہر کرے۔

اللہ کے پیارے حبیب امت کے والی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں اگر اس دنیا اور متاع دنیا کا ایمان والوں کیلئے کوئی فائدہ ہوتا تو آپ ہرگز یہ لفظ استعمال نہ فرماتے اس لفظ کا استعمال بتاتا ہے کہ دنیا اس قابل نہیں کہ اھل ایمان اسے منہ لگائیں اھل ایمان تو ذات الٰہی کے طلب گار ہوا کرتے ہیں۔ خالق و مالک کی رضا کو چاہنے والے اور اس کی مرضی پر قربان ہونے والے ہیں انہیں محبت ہے تو ہر اس چیز سے جس سے ان کا خالق و مالک راضی ہو جائے اور اس کا پیارا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوید رضا عطا کردے۔

ہاں اللہ ذوالجلال والاکرام کو وہی کام پسند ہے جو اس کیلئے ہو بندہ مومن کو اپنے تمام احوال اپنے افعال و کردار کو درست کرنا چاہیئے۔ اسکے معاملات اس کا کاروبار اسکی عادات اسکا برتاؤ اسکی محبتیں اسکی چاھتیں اس کی نفرتیں اسکی ناپسندیدگیاں یہ سب کچھ اللہ الواحد کیلئے ہونا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ کی نظر کرم میں

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لاَ یَنْظُرُ إِلَی أَجْسَامِكُمْ وَلا إِلی صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ یَنْظُرُ إِلی قُلُوْبِكُمْ.

الترغیب والترہیب		جلد۱	صفحہ۶۵
قال المحقق:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۶۴)	جلد۵	صفحہ۱۴۷
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۴۰۹۷)	جلد۳	صفحہ۴۴۷
جامع الاصول مفصلاً	رقم الحدیث (۴۷۳۱)	جلد۵	صفحہ۶۲۷
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۷۷۱۷)	جلد۱۰	صفحہ۴۰۰
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۸۱۴)	جلد۷	صفحہ۴۹۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۹۰۲)	جلد۹	صفحہ۶۱۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۱۴۳)	جلد۴	صفحہ۴۸۵
قال المحقق:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۳۵۹)	جلد۳	صفحہ۳۵۶
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ (صرف) تمہارے جسموں اور تمہاری صورتوں کونہیں دیکھتا لیکن وہ تمہارے قلوب کودیکھتا ہے۔

☆-

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں کسی کے برگزیدہ ہونے کا معیاراس کی جسمانی ساخت نہیں کہ جس کا جسم عمدہ ہے جوخوش شکل ہے یا جس کی رنگت چمکدار ہے یا جس کے اعضا مناسب ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا پیارا ہےنہیں ہرگزنہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرب ومحبوب وہ ہے جس کا دل اچھا ہے جونیت صالح رکھتا ہے اس کا اٹھنا اسکا بیٹھنا اس کا چلنا پھرنا اس کی عبادات اسکے معاملات اس کالین دین سب اخلاص پرمبنی ہے۔

دنیا میں بڑے بڑے حسین ہوئے ہیں اورکوئی زمانہ حسینوں سے خالی نہیں بڑے بڑے زورآوراورطاقت والے ہوئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف اسی بناپران کی کوئی حیثیت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی محبوب ہے جواچھے دل والا ہے جوحسن نیت کی سعادت سے لبریز ہے۔

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۲۶۵۶)		جلد۶	صفحہ۳۲۸
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۹۴۱)	جلد۱۰	صفحہ۴۵۶
فتح الباری		جلد۱۰	صفحہ۴۸۳
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۸	صفحہ۴۴۹

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی أَجْسَامِکُمْ وَلَا اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ.

اللہ نہ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے لیکن وہ تمہارے قلوب اور تمہاری نیات کو دیکھتا ہے۔

کسی کے ظاہری اعمال چاہے جتنے بھی اچھے ہوں جب تک اخلاص نہ ہوگا ان ظاہری اعمال کی کوئی حیثیت نہیں۔روح کے بغیر جسم مردہ ہوا کرتا ہے لوگ اس جسم کو قبرستان چھوڑ آتے ہیں اور جس عمل میں حسنِ نیت نہ ہو وہ عمل بے جان ہے اس کا ٹھکانا کچھ اور ہوگا اللہ کی رضا کی جگہ جنت اسکا ٹھکانہ نہیں۔

اے اھل ایمان! آیئے اپنے اعمال کے ساتھ اپنی نیت بھی درست کریں ظاہر کے ساتھ باطن کو اجلا بنالیں کیونکہ ہمارا خالق و مالک ہمارے باطن کو دیکھتا ہے۔

آج ظاہر بیماری کا شکار ہو جائے جسم کو کوئی مرض لگ جائے ہم فوراً ڈاکٹر یا طبیب سے رجوع کرتے ہیں جو ہمارا علاج کرتا ہے دوائی تجویز کرتا ہے پرہیز بتاتا ہے ہم اس کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں کہ ہمیں شفا مل جائے اور اسکی ہدایات کو نظر انداز نہیں کرتے کہ کہیں مرض طویل نہ ہو جائے اور وبال جان نہ بن جائے۔

اسی طرح ہماری روح ہمارا قلب بھی بیماری کا شکار ہوتا ہے لیکن صد افسوس کہ ہمیں اسکی بیماری کا احساس تک نہیں ہوتا اور نہ اسکے علاج و معالجہ کی فکر ہوتی ہے ہاں جیسے جسم کے علاج کیلئے طبیب موجود ہیں اسی طرح قلب و روح کے علاج کیلئے بھی اطباء موجود ہیں ہمیں ان کی طرف رجوع کرنا چاہیئے انکی ہدایات پر عمل کرنا چاہیئے جو نسخہ بتائیں اس پر عمل کرنا چاہیئے اور جس

چیز سے پرہیز بتائیں اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ غفلت کی بنا پر بیماری طویل ہو جائے اور خطرناک صورت اختیار کر جائے اور دیکھتے ہی دیکھتے روح کی موت واقع ہو جائے اور بدنصیبی کی اتاہ گہرائیوں میں چلے جائیں۔ آیئے اس خطرناک صورت سے پہلے سنبھل جائیں اور قلب و روح کو درست کرنے کی فکر کریں کیونکہ ہمارا خالق و مالک ظاہر کو نہیں قلب کو دیکھتا ہے اس کے ہاں وہی اچھا ہے جس قلب و روح اچھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا محبوب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ:

اِنَّ رَجُلاً زَارَ اَخاً لَهٗ فِیْ قَرْیَةٍ اُخْرٰی فَاَرْصَدَ اللّٰهُ لَهٗ عَلٰی مَدْرَجَتِهٖ مَلَکاً. فَلَمَّا اَتٰی عَلَیْهِ قَالَ اَیْنَ تُرِیْدُ قَالَ اُرِیْدُ اَخاً لِیْ فِیْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ قَالَ هَلْ لَکَ عَلَیْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ لَا غَیْرَ اِنِّیْ اَحْبَبْتُهٗ فِی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّکَ کَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِیْهِ.

صحیح مسلم		جلد۲	صفحہ۳۱۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۶۰۸)	جلد۲	صفحہ۱۵۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۶۷)	جلد۵	صفحہ۱۴۹
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۰۰۶)	جلد۳	صفحہ۱۳۹۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۲۶۲)	جلد۹	صفحہ۱۶۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
تاریخ بغداد	رقم الحدیث (۱۵۲۷)	جلد۳	صفحہ۴۰۰
تاریخ بغداد		جلد۱۱	صفحہ۷۶
تاریخ بغداد	رقم الحدیث (۶۸۲۷)	جلد۱۲	صفحہ۳۷۶
تاریخ بغداد	رقم الحدیث (۷۳۷۲)	جلد۱۴	صفحہ۳۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۲۵۳)	جلد۱۰	صفحہ۳۸۷

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: ایک آدمی اپنے ایک بھائی سے ملنے کے لئے دوسری بستی گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی گزرگاہ میں ایک فرشتہ اس کے انتظار میں مقرر فرمادیا۔ جب اس آدمی کا اس فرشتہ کے قریب سے گزر ہوا تو فرشتے نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟

تو اس نے جواباً کہا: اس بستی میں میرا ایک بھائی ہے اس سے ملنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

فرشتے نے پھر پوچھا؟ کیا تیرا اس پر کوئی احسان ہے جسے تو مکمل کرنا چاہتا ہے؟

اس نے کہا: ایسی کوئی وجہ نہیں۔ میرے اس سے ملنے کا سبب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں اس سے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہوں۔

تب اس فرشتہ نے کہا: میں آپ کی طرف اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اور یہ پیغام ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے محبت کرتا ہے جیسے آپ اپنے بھائی سے اللہ کی رضا کے لئے محبت کرتے ہیں۔

-☆-

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے بے شمار لیکن اس آدمی کی قسمت پر قربان جائیں جس سے خود اللہ محبت کرتا ہے۔

اللہ اس سے محبت کرتا ہے جس کی ہر نیک کام میں نیت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے بلکہ اگر وہ کسی سے ملنے کے لئے بھی جاتا ہے تو اس ملاقات میں اس کی نیت اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہر مسلم بھائی کو یہی سوچ عطا فرمائے اور اس کی نیتوں کا قبلہ اللہ تعالیٰ اپنی رضا بنائے۔

حشر ونشر نیتوں پر

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّمَا یُبْعَثُ النَّاسُ عَلٰی نِیَّاتِھِمْ.

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۴۰۷)	جلد۲	صفحہ۴۱۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۲۲۹)	جلد۴	صفحہ۵۲۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۴۲۶)	جلد۳	صفحہ۳۷۷
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۵۳۳)	جلد۱۰	صفحہ۱۲۳
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۰۶۶)	جلد۹	صفحہ۱۰۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۱۱۸)	جلد۲	صفحہ۶۳۰
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۸۸۴)	جلد۵	صفحہ۴۰۴
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۷)	جلد۱	صفحہ۶۵
قال المحقق:	صحیح		
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۷	صفحہ۲۹۶

ترجمة الحديث:

بیشک قیامت کے دن لوگوں کو انکی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔

-☆-

اتحاف السادة المتقین		جلد۹	صفحہ۵۸۳
اتحاف السادة المتقین		جلد۱۰	صفحہ۹
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۴۲۳۰)	جلد۴	صفحہ۵۲۵
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۳۴۲۷)	جلد۳	صفحہ۳۷۷
قال الالبانی:	صحیح		
تحفة الاشراف	رقم الحدیث(۲۳۰۶)	جلد۲	صفحہ۱۹۶
جامع الاصول	رقم الحدیث(۷۹۵۷)	جلد۸	صفحہ۳۴۵

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ.

ترجمة الحديث:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۴۰۸)	جلد۲	صفحہ۴۱۴
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۲۳۰)	جلد۴	صفحہ۵۲۵
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۴۲۷)	جلد۳	صفحہ۳۷۷
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۳۰۶)	جلد۲	صفحہ۱۹۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۰۶۶)	جلد۹	صفحہ۱۰۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۱۱۸)	جلد۲	صفحہ۶۳۰
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۱	صفحہ۳۰۹
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۵	صفحہ۱۶۳،۲۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۸۸۴)	جلد۵	صفحہ۴۰۴
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۲۸۹)	جلد۲	صفحہ۵۱۰
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۲۸۹)	جلد۳	صفحہ۲۱
قال الالبانی:	صحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۹۵۷)	جلد۸	صفحہ۳۴۵

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن لوگوں کو انکی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔

-☆-

اے مسلم بھائی!

کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ اپنے حُسنِ نیت کے سبب قیامت کے دن ظِلّ الٰہی کے سایہ کے مزے لے رہے ہوں اور ہم نیت نیک نہ ہونے کی وجہ سے اللہ کی گرفت میں ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا بِجَاهِ مَنْ بَعَثْتَهٗ رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ.

ہر کام میں نیت خالص کرنے والے اور اللہ کی رضا تلاش کرنے والے کتنے فیروز بخت ہیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَغْزُوْ جَيْشٌ" الْكَعْبَةَ فَاِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَفِيْهِمْ اَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ قَالَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۱۱۸)	جلد ۲	صفحہ ۶۳۰
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۸۸۴)	جلد ۵	صفحہ ۴۰۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۴۶۱۹)	جلد ۱۷	صفحہ ۴۱۶

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

ترجمة الحديث:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک لشکر کعبۃ پر چڑھائی کرنے کیلئے نکلے گا جب وہ بیداء (چٹیل میدان) میں پہنچے گا تو اس کے اول و آخر (تمام شرکاء) کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۰۶۳)	جلد۴	صفحہ۴۳۴
قال المحقق:	صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۳۰۰)	جلد۳	صفحہ۳۳۰
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ / رقم الحدیث (۲۴۳۲)		جلد۵	صفحہ۵۵۸
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۶)	جلد۱	صفحہ۶۴
قال المحقق:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۵۷۹۹)	جلد۱۱	صفحہ۲۸۱
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۸۷۴)	جلد۵	صفحہ۲۱۳
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۷۲۰)	جلد۲	صفحہ۸۳۱
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۸۸۰)	جلد۲	صفحہ۳۰۷
قال الالبانی:	صحیح		
حلیۃ الاولیاء		جلد۵	صفحہ۱۱
جامع الاصول	رقم الحدیث (۶۸۸۸)	جلد۷	صفحہ۴۶۰
جامع الاصول	رقم الحدیث (۶۸۸۹)	جلد۷	صفحہ۴۶۱
فتح الباری	رقم الحدیث (۲۱۱۸)	جلد۴	صفحہ۳۳۸

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عرض کی

یارسول اللہ! اس لشکر کے اول و آخر (سب کو) کیسے زمین میں دھنسایا جائے گا حالانکہ ان میں وہ لوگ بھی ہوں گے جنہیں جبراً لایا جائے گا۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان کے اول و آخر (سب کو) زمین میں دھنسا دیا جائے گا لیکن قیامت کے دن انہیں انکی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔

-☆-

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ نبوت قیامت تک آنے والے تمام واقعات کا مشاھدہ کر رہی ہے۔ انہیں مشاھدات میں سے ایک وقوعہ کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ سے کر دیا۔

ایک لشکر کعبہ مکرمہ پر حملہ کی خاطر نکلے گا۔ یہ برے ارادہ سے نکلنے والا لشکر جب ایک چٹیل میدان میں پہنچے گا تو لشکر کے تمام شرکاء کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سوچا یہ بری نیت سے نکلنے والا لشکر جس کے اول و آخر سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا پورے کا پورا لشکر اتنا بدنصیب نہیں ہوسکتا کہ کعبہ مکرمہ کو منہدم کرنے نکل کھڑا ہو۔ یقیناً اس لشکر میں ایسے لوگ بھی ہونگے جنہیں ان کی مرضی کے خلاف شامل کیا جائے گا وہ جبر کے ہاتھوں مجبور ہو کر نکلے ہوں گے ان کا جرم اتنا بڑا نہیں جتنا اس لشکر کو ترتیب دینے والوں کا ہے اس پر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر دی یارسول اللہ! سب کو کیونکر زمین میں دھنسایا جائے گا جبکہ ان کا جرم ایک جیسا نہیں؟ اس پر حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمین میں دھنسایا تو سارے لشکر کو جائے گا لیکن قیامت کے دن ان کو انکی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔

ایک آدمی کو کسی غلط کام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے اس کی نیت وہ کام کرنے کی نہیں بلکہ وہ دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے ڈر بھی رہا ہے تو یاد رکھیئے یہ نیت اس کی رائیگاں نہیں جائے گی بلکہ اس کا کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور ہوگا۔

کعبہ مشرفہ کو منہدم کرنے کیلئے نکلنا بہت بڑا گناہ ہے اور ایسا کوئی کافر ہی کرسکتا ہے بلکہ وہ بدنصیب کرسکتا ہے جو کفر میں بھی حدود کو پھلانگ گیا ہو۔ایسی صورت میں وہ اپنے ساتھ جبراً کسی مسلم کو لے جاتا ہے اس صحبت کا اثر اسی مسلم پر تو ہوا کہ ظاہراً جو سزا کافر کو ملی وہی ایک مسلم کو بھی ملی ۔ زمین میں اگر کافر دھنسائے گئے تو ان کے ساتھ صحبت بد کی وجہ سے مسلم بھی دھنسادیئے گئے لیکن ایک مسلم کی نیت اسے دائمی وابدی عذاب سے بچالے گی ۔ یہ دائمی عذاب سے بچنا نیت کی وجہ سے ہے۔جنکی نیتیں صحیح ہیں اگر چہ بظاہران سے کوئی غلط کام سرزد ہو جائے تو اس کام کی سزا کے بعد آخر نیت کی وجہ سے چھٹکارا ہو جائے گا۔اللہ تعالیٰ ہر اھل ایمان کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

ظلِّ الٰہی میں

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ : اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ يَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا میرے جلال وعظمت کی وجہ سے ایک

صحیح مسلم		جلد۲	صفحہ۳۱۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۲۳۰)	جلد۷	صفحہ۷۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۸۵۲)	جلد۹	صفحہ۶۰۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۱۰۶۷)	جلد۱۰	صفحہ۳۹۳
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۶	صفحہ۱۷۵
کنز العمال	رقم الحدیث (۲۴۶۵۵)	جلد۹	صفحہ۶
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۶۶)	جلد۵	صفحہ۱۴۸
الموطا امام مالک		جلد۲	صفحہ۷۲۵

دوسرے سے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ میں انہیں اپنے سایہ میں بٹھاؤں گا آج میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہے۔

-☆-

آج ہر آدمی کسی نہ کسی سے محبت کرتا ہے۔ ہر سینہ میں کسی نہ کسی کی چاہت کا چراغ فروزاں ہے۔

کاش!

مسلم بھائی محبت کرنے سے پہلے نیت کو صحیح کرلے اگر نیت صرف اللہ کی رضا ہو تو وہ مسلم بھائی چلتا پھرتا جنتی ہے اور قیامت کے دن اس کی عزت قابل دید ہوگی۔

نفسی نفسی کا عالم، رشتہ داریاں اور تعلقات منقطع ہونے کا وقت، شدت تپش اور غضب الٰہی الامان الحفیظ، ان ہولناک گھڑیوں میں اللہ کا ایک محبت بھرا ارشاد اہل محشر کے کانوں سے ٹکرائے گا۔

اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ

میری رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ اس ارشاد گرامی میں کتنی مٹھاس ہوگی، کتنا کیف وسرور ہوگا، کتنی چاشنی اور کتنا مزہ ہوگا ان لوگوں کے لئے جو کسی سے محبت کرنے سے پہلے اپنی نیت درست کرلیتے ہیں۔

اے اللہ!

ہمیں بھی ان خوش نصیب افراد میں کردے جو کوئی بھی نیک عمل کریں حتی کہ کسی سے محبت بھی کریں تو ان کی نیت تیری رضا اور خوشنودی ہو۔

عذاب الٰہی سے محفوظ

ابدی انعامات سے سرور

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيناً وَيَتِيماً وَاَسِيراً - اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لاَ نُرِيدُ مِنكُمْ جَزاءً وَلاَ شُكُوراً - اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْماً عَبُوساً قَمْطَرِيراً فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذَالِكَ الْيَومِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَسُرُوراً۔(۱)

اور وہ خوش نصیب جو کھانا کھلاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسکین ویتیم اور اسیر کو اور وہ کہتے ہیں ہم تمہیں اللہ کی رضا کیلئے کھانا کھلاتے ہیں ہم تم سے نہ کوئی اجر چاہتے ہیں اور نہ چاہتے ہیں کہ تم ہمارا شکریہ ادا کرو۔ ہم اپنے رب سے ڈرتے ہیں اس دن کیلئے جو بڑا ترش اور سخت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ بچالے گا انہیں اس دن کے شر سے اور انہیں چہروں کی تازگی اور دلوں کا سرور عطا فرمائے گا۔

اس رنگ برنگی دنیا میں کچھ ایسے افراد بھی ہیں جو دنیا کی رنگینیوں سے منہ موڑ چکے ہیں انکی زندگی کا نصب العین اللہ تعالیٰ کی رضا ہے وہ رضاءِ الٰہی کے حصول میں سردھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں یہ دنیا اس کا مال ومتاع ان کے ہاں کچھ حیثیت نہیں رکھتا وہ خالق و مالک کو پانے کیلئے ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار ہوتے ہیں ان کی رگوں میں جذبہ ایثار پوری توانائی سے موجزن

(۱) الدھر ۷۶/ ۸ تا ۱۱

ہوتا ہے انکی فکر وسوچ کا محور ذات باری تعالیٰ ہوا کرتی ہے۔

جن افراد کا اللہ تعالیٰ تذکرہ فرما رہا ہے وہ وہی ہیں جن کے اندر مادہ اخلاص موجود ہے اللہ کے دیے ہوئے رزق سے اگر کسی کو دیتے ہیں تو ظاہری نام ونمود سے کوسوں دور ہوتے ہیں یہ دنیاوی شہرت ان کیلئے وجہ سکون نہیں ہوتی بلکہ انہیں سکون واطمینان خالق و مالک کی خوشنودی میں ملتا ہے۔ یہ سعید لوگ اگر کسی مسکین ویتیم یا کسی قیدی کو کھانے کی کوئی چیز دیتے ہیں تو یہاں بھی ان کا مطمع نظر اللہ کی رضا ہوتا ہے پھر اگر کوئی ان سے پوچھ لے کہ تم اتنا مال ودولت کیوں خرچ کرر ہے ہو تو وہ جواب دیتے ہیں

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ

ہم اللہ کی رضا کیلئے تمہیں کھانا کھلا رہے ہیں۔ اس اطعام طعام میں ہماری کوئی ذاتی غرض نہیں ہم کسی لالچ میں آ کر تمہیں کھانا نہیں دے رہے ہم یہ نہیں چاہتے کہ تم اس کا کوئی معاوضہ دو ہم یہ کام بلا معاوضہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کرر ہے ہیں اور نہ ہی ہماری یہ تمنا ہے کہ تم ہمارا شکر یہ ادا کرو نہیں ہرگز نہیں ہم اپنے اس کام کو تمہارے ان دولفظوں کے عوض برباد نہیں کرنا چاہتے ہمارے جملہ امور کو نیلی چھت والا دیکھ رہا ہے وہ ہمارے دلوں کی دھڑکنوں سے واقف ہے ہم جو کچھ بھی کرر ہے ہیں صرف اس امید پر کہ ہمارا اللہ ہمیں اتنا فرمادے:

اے میرے بندو! میں تم سے راضی ہوں۔

ہم قیامت کی ہولنا کیوں سے ترساں ہیں اس دن کی ھیبت سے ہمارے رونگٹے کھڑے ہور ہے ہیں اس دن کے غضب کا سن کر پتہ پانی ہور ہا ہے۔

ان جذبات واحساسات والے پیکرانِ اخلاص کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نوید ہو

فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذَالِکَ الْیَوم.

اللہ تعالیٰ انہیں اِس دن یوم القیامۃ کے شر سے محفوظ فرمائے گا اس کی گرفت اس دن کی رسوائی اس دن کے عذاب سے انہیں بچالیا جائے گا۔

اے وہ روح ارجمند جو چشمہ اخلاص سے دھلی ہوئی ہے! تیرے لیے تیرے رب کا وعدہ ہے کہ قیامت کے دن اسکی ہولنا کیوں سے تجھ بچالیا جائے گا اور جو قیامت کی ہولنا کیوں سے محفوظ ہوگا وہ حقیقی سعادت سے لبریز ہوگا۔

وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَسُرُوْراً.

اللہ تعالیٰ ایسے خوش بخت افراد کو چہروں کی تروتازگی اور دل کا سرور وسکون عطا فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ ان پاک باز مخلصین کو قیامت کے دن حسن ظاہر اور حسن باطن سے نوازے گا ۔حسن ظاہر تو یہ کہ ان کے چہرے تروتازہ ہونگے اور شادابی عیاں ہوگی شادمانی کا نور ہالہ کیے ہوئے ہوگا اور باطنی حسن یہ کہ ان کا دل اطمینان وسکون کی دولت سے لبریز ہوگا۔ان کے قلب سے طمانینت کے سوتے پھوٹ رہے ہونگے اور رضائے الٰہی کا پروانہ ہاتھوں میں تھامے جنت کے مزے لے رہے ہونگے۔

یہی لوگ جب جنت جائیں گے جنت کے انعامات کو دیکھ کر ان کے چہروں کی شادابی دوبالا ہوجائے گی ان کے حسن سے حسن کو خیرات مل رہی ہوگی اور ان کا باطن انوار سے لبریز مہکتا وشگفتہ ہوگا۔

اخلاص وللہیت کے بارے میں یہ چند کلمات پیش خدمت ہیں اللہ ذوالجلال والاکرام ہم سب بھائیوں کو اخلاص کی توفیق عطا فرمائے اور جو بھی کام کریں اللہ تعالیٰ وہ کام ہمیں اپنی رضا کی خاطر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اے اللہ! ہم سب کو نفس وشیطان کے شر سے محفوظ فرما۔ ہمارے سیرت وکردار کو ریا کاری اور بناوٹ کے زخموں سے محفوظ فرما اور زندگی کے روز وشب شریعت مطہرہ کے مطابق بسر کرنے کی سعادت عطا فرما۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحاً تَرْضَاهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیِّ فِی الدُّنْیا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِماً وَاَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ.

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ مَاضٍ فِیَّ حُکْمُکَ عَدْلٌ'' فِیَّ قَضَائُکَ اَسْاَلُکَ بِکُلِّ اسْمٍ هُوَ لَکَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَداً مِنْ خَلْقِکَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِیْعَ قَلْبِی وَنُوْرَ صَدْرِی وَجِلاءَ حُزْنِیْ وَذِهَابَ هَمِّیْ

اَللّٰهُمَّ شَرِّفْنِیْ بِاتِّبَاعِ نَبِیِّکَ الْمُصطَفٰی وَرَسُوْلِکَ الْمُرْتَضٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ.

اَللّٰھُمَّ کُنْ لِیْ وَلِیًّا مُرْشِداً فِیْ جَمِیْعِ اَحْوَالِیْ وَاجْعَلْ سِرِّیْ اَحْسَنَ وَاَزْکٰی وَطَہِّرْ قَلْبِیْ مِنَ الْحِقْدِ وَالْحَسَدِ وَعَمَلِیْ مِنَ الرِّیَاءِ وَالنِّفَاقِ وَلِسَانِیْ مِنَ الْکَذِبِ وَعَیْنِیْ مِنْ الْخِیَانَۃِ اِنَّکَ تَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ۔

اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ صَدْرِیْ بِالْعُلُوْمِ اللَّدُنِّیَۃِ وَامْلَأْ قَلْبِیْ بِالْمَعَارِفِ الرَّبَّانِیَّۃِ وَاَسْعِدْنِیْ بِخِدْمَۃِ دِیْنِکَ الْحَنِیْفِ

آمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ بِبَرْکَۃِ اَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی وَبِبَرْکَۃِ نَبِیِّکَ الْمُرْتَضٰی

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْجَمِیْلِ وَالطَّرْفِ الْکَحِیْلِ وَالْخَدِّ الْاَسِیْلِ وَعَلٰی آلِہٖ بُدُوْرِالدُّجٰی وَاَصْحَابِہٖ نُجُوْمِ الْھُدٰی وَمَنْ تَبِعَھُمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ۔

محمد کریم سلطانی

23.2.2001

اسلام

جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پہلا سوال ہے

اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ

مجھے بتایئے اسلام کیا ہے؟

اس کے جواب میں حضور رحمۃ للعالمین۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے ارکان اسلام کا ذکر فرمایا۔الفاظ مبارکہ یہ ہیں:

اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَاَنْ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُوْمُ رَمْضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً.

اسلام یہ ہے کہ

۱۔ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور حضور محمد (مصطفیٰ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔) اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ تو نماز کو ظاہری و باطنی حقوق سے ادا کرے۔

۳۔ تو زکوٰۃ ادا کرے۔

۴۔ تو رمضان المبارک کے روزے رکھے۔

۵۔ تو حج بیت اللہ کرے اگر تجھ میں حج کی استطاعت ہے۔

انہیں پانچ چیزوں کو ارکان اسلام کہتے ہیں۔اسلام کی دیدہ زیب عمارت انہیں ارکان

پر قائم ہے اگر کوئی بدنصیب ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کر دے تو اس کا اسلام قائم نہیں رہے گا۔

بناءِ اسلام:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلَاةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۵۸)	جلد۱	صفحہ۳۷۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط الشیخین		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۸)	جلد۱	صفحہ۲۸
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۱۸)	جلد۴	صفحہ۲۷۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۰۹)	جلد۳	صفحہ۳۷
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۷۸۱)	جلد۳	صفحہ۲۴۸
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۶)	جلد۱	صفحہ۳۷
سنن النسائی		جلد۸	صفحہ۱۰۸
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۱۶)	جلد۳	صفحہ۳۴۴
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۶۷۵)	جلد۱	صفحہ۵۲۶

شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۷
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح متفق علی صحتہ		
مسند الحمیدی	رقم الحدیث (۷۰۳)	جلد ۲	صفحہ ۳۰۸
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۳۲۰۳)	جلد ۱۲	صفحہ ۲۳۸
شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۲۰)	جلد ۱	صفحہ ۵۴
شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۳۵۶۷)	جلد ۳	صفحہ ۲۸۸
شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۳۹۷۲)	جلد ۳	صفحہ ۴۲۸
حلیۃ الاولیاء		جلد ۳	صفحہ ۶۲
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۶۶۸۲)	جلد ۵	صفحہ ۳۳۰
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۷۰۴۷)	جلد ۵	صفحہ ۴۲۰
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۷۴۲۹)	جلد ۶	صفحہ ۴۱
الکامل (لابن عدی)		جلد ۳	صفحہ ۱۷
الکامل (لابن عدی)		جلد ۵	صفحہ ۱۵۹
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۳۰۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۵۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۷۹۸)	جلد ۴	صفحہ ۴۰۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ منقطع		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۰۱۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۴۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۳۰۱)	جلد ۱	صفحہ ۴۹۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا

اسلام کی عمارت پانچ ستونوں پر بنائی گئی ہے۔

۱۔ اس حقیقت کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں
حضور محمد -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اللہ کے عبد اور اسکے رسول ہیں۔

۲۔ نماز کو حقوق سے ادا کرنا۔

۳۔ زکاۃ ادا کرنا۔

۴۔ حج کرنا۔

۵۔ رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

عمارت جن ستونوں پر قائم ہو، جن بنیادوں پر استوار ہو وہ ستوں، وہ بنیادیں اس عمارت کیلئے بہت اہم ہیں۔ اگر وہ ستوں، وہ بنیادیں نہ رہیں تو عمارت کا وجود باقی نہیں رہ سکتا۔

حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- معلم انسانیت بن کر آئے اور آپ نے انہیں بالکل صحیح و سیدھا راستہ بتایا اور جس خوش نصیب نے آپکی غلامی اختیار کی اسے راہ جنت پر رواں کر دیا اور مسلسل اس کی نگرانی فرمائی اور ان چیزوں سے بھی اسے آگاہ کیا جو اسے صراط مستقیم سے منحرف کر سکتی ہیں۔

درج بالا پانچ چیزوں کو ارکان اسلام قرار دے کر حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے اپنی امت پر یہ بات عیاں کر دی کہ ان پانچوں ارکان کی حفاظت کرنا اور کسی رکن کے

بارے میں غفلت اختیار نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ غفلت کے سب کسی بنیاد میں کمزوری صرف بنیاد کے نقصان تک ہی محدود نہ ہوگی بلکہ اس کا نقصان پوری عمارت کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ یاد رکھیئے کسی ستون کے گرنے کے سبب پوری عمارت ہی زمیں بوس ہوسکتی ہے۔

یَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی طَاعَتِکَ

اے دلوں کو پھیرنے والے اللہ! میرے دل کو اپنی اطاعت وفرمانبرداری میں ثابت رکھنا۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ –رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا– قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ –صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ– يَقُوْلُ :

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ! شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۸)	جلد ا	صفحہ ۲۸
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۵۸)	جلد ا	صفحہ ۳۷۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۶)	جلد ا	صفحہ ۲۷
السنن الکبریٰ	رقم الحدیث (۱۶۷۵)	جلد ا	صفحہ ۵۲۶
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۶)	جلد ا	صفحہ ۱۷
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح متفق علی صحتہ		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۷۸۱)	جلد ۳	صفحہ ۲۴۸
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۳۰۹)	جلد ا	صفحہ ۱۵۹
المسند الحمیدی	رقم الحدیث (۷۰۳)	جلد ۲	صفحہ ۳۰۸
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۱۸)	جلد ۴	صفحہ ۲۷۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے:

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۰۹)	جلد ۳	صفحہ ۳۷
قال المحقق:	صحیح		
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۱۳۲۰۳)	جلد ۱۲	صفحہ ۳۰۹
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۱۳۵۱۸)	جلد ۱۲	صفحہ ۴۱۲
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۲)	جلد ۱	صفحہ ۱۱۳
قال المحقق:	متفق علیہ		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴)	جلد ۱	صفحہ ۱۰
قال الالبانی:	متفق علیہ		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۱۱)	جلد ۸	صفحہ ۱۱۱
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۱۲)	جلد ۱	صفحہ ۳۰۶
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۳۵۰)		جلد ۱	صفحہ ۲۶۲
قال الالبانی:	صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۰۹۲)	جلد ۱	صفحہ ۵۷۹
قال المحققون الثلاثۃ:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۷۳۷)		جلد ۱	صفحہ ۴۵۶
قال الالبانی:	صحیح		
حلیۃ الاولیاء		جلد ۳	صفحہ ۶۲

۱۔ گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور
حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ صلاۃ قائم کرنا۔ ۳۔ زکاۃ ادا کرنا۔

۴۔ حج کرنا۔ ۵۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

-☆-

اِقْرَارُ الشَّهَادَتَيْن:

کسی کے مسلم ہونے کیلئے بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ اللہ کی وحدانیت کی گواہی دے اور حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت کی بھی گواہی دے۔

زبان سے اقرار کرے کہ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

یہ اقرار اسلام کا بنیادی رکن ہے جس نے اقرار کرلیا وہ مسلم کہلائے گا اور جو اقرار نہ کرے اسے ہرگز مسلم نہیں کہیں گے۔

امام مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں

اِنَّ رَجُلاً قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: اَلاتَغْزُوْ؟ فَقَالَ إِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ الْاِسْلَامَ بُنِيَ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِقَامِ الصَّلَاةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَصِيَامِ رَمْضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ.

صحیح مسلم رقم الحدیث (۱۶) جلد ۱ صفحہ ۳۷
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۶۳۰۱) جلد ۵ صفحہ ۴۹۷
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

ترجمة الحديث:

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا آپ جہاد نہیں کرتے تو آپ نے فرمایا میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا آپ فرما رہے تھے: بیشک اسلام کی بناء پانچ چیزوں پر ہے گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں صلاۃ قائم کرنا زکاۃ ادا کرنا رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔

-☆-

اس روایت میں صرف اللہ کی الوہیت کی گواہی دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی الوہیت کی گواہی کے ضمن میں حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی بھی آ جاتی ہے کیونکہ اللہ الواحد کی الوہیت کا کس ذات نے درس دیا؟ اور کس ذات نے انسان کو شرک کی دلدل سے نکالا؟ وہ حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی اللہ کی الوہیت کی گواہی میں ہی آ جاتی ہے۔

یہ الفاظ بھی مروی ہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ اَنْ يُوَحَّدَ اللّٰهُ ، وَاِقَامِ الصَّلَاةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَالْحَجِّ هٰكَذَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۶)	جلد ۱	صفحہ ۲۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۷۹۸)	جلد ۴	صفحہ ۴۰۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اللہ کو وحدہٗ لاشریک ماننا، صلاۃ قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسے ہی میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔

-☆-

توحید و رسالت کا اقرار یہی وہ بنیاد ہے جس کی بنا پر کسی کے مسلم ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے اور جو شہادتین کا اقرار کرتا ہے وہ بلا شبہ مسلم ہے تاوقتیکہ وہ ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کردے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَمَعَاذٌ رَدِيْفُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَامَعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَامَعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَامَعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلَاثاً قَالَ قَالَ : مَامِنْ اَحَدٍ يَشْهَدُاَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقاً مِنْ قَلْبِهٖ اِلَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَفَلَا اُخْبِرُبِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذاً يَتَّكِلُوْا فَأَخْبَرَبِهَا مَعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّماً.

مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث (۲۵) جلد ۱ صفحہ ۱۵
قال الخطیب التبریزی: متفق علیہ
صحیح البخاری رقم الحدیث (۱۲۸) جلد ۱ صفحہ ۶۷

ترجمۃ الحدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کجاوے پر تھے کہ حضرت معاذ آپ کے ردیف تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے معاذ تو انہوں نے عرض کی

لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ

(یارسول اللہ! میں حاضر ہوں یارسول اللہ میں حاضر ہوں)

حضور نے فرمایا: یا معاذ! انہوں نے عرض کی

لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ

(یارسول اللہ! میں حاضر ہوں یارسول اللہ میں حاضر ہوں)

فتح الباری	رقم الحدیث (۱۲۸)	جلد ۱	صفحہ ۲۲۶
شرح السنہ البغوی	رقم الحدیث (۴۹)	جلد ۱	صفحہ ۹۴
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۳۲)	جلد ۱	صفحہ ۹۰
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۲۵۲)	جلد ۲	صفحہ ۳۹۰
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۱۵۲۲)		جلد ۱	صفحہ ۲۱۸
قال الالبانی:	صحیح		

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا معاذ! انہوں نے عرض کی
لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ (ایسا تین مرتبہ ہوا)
(یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں یا رسول اللہ میں حاضر ہوں)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بھی صدق دل سے گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور بیشک محمد مصطفیٰ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے نار (آگ) پر حرام کردے گا۔

حضرت معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ دوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رہنے دو کیونکہ لوگ پھر اس پر بھروسہ کریں گے۔

حضرت معاذ نے وقت وفات یہ حدیث پاک بیان کی گنہگار ہونے سے ڈرتے انہیں معلوم تھا کہ علم چھپانا بھی گناہ ہے۔

وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ :

صلاۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ یہ ان ارکان میں سے ہے جن پر اسلام کی عظیم الشان عمارت قائم ہے۔

عمارت چاہے جس شان وشوکت کی ہو اس کا انحصار اسکی بنیاد پر ہے اگر بنیاد کمزور ہو جائے تو عمارت کا قائم ودائم رہنا مشکل ہوتا ہے۔ اسلام کا قصرِ رفیع جن ستونوں پر ایستادہ ہے ان میں سے ایک صلاۃ ہے تو جس نے صلاۃ کو ضائع کر دیا تو گویا اس نے اپنے اسلام کو ضائع کر دیا اور جس نے اس صلاۃ کو قائم رکھا اس نے اپنے دین وایمان کو قائم رکھا۔

قرآن پاک اور احادیثِ مقدسہ میں صلاۃ کے ساتھ اقامۃ کا لفظ آیا ہے تو آیئے اس

لفظ پر غور کریں۔

علامہ سمین حلبی لکھتے ہیں:

یُقِیمونَ الصَّلاۃَ ای یُـدَاوِمُونَ علٰی فِعلِهَا وَیُحَافِظُونَ عَلَیهَا وَقِیلَ مَعنَاہُ یُـؤَدُّونَهَا مُقَوَّمَةَ الْاَرْکَانِ وَالسُّنَنِ غَیرَ مُخلِّینَ بِشَیءٍ مِّنهَا مِن اَقَامَ الاَمْرَ اِذَا اَتَی بِهِ عَلٰی اَکْمَلِ هَیْئَاتِهِ۔(۱)

یُقِیمُوْنَ الصَّلاۃَ کا معنی ہے وہ صلاۃ کی ادائیگی پر مداومت اور اس پر محافظت کرتے ہیں۔

یُقِیمُوْنَ الصَّلاۃَ کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے صلاۃ کے ارکان اور اسکی سنتوں میں کسی قسم کی کوتاہی کیے بغیر انتہائی درست طریقے سے ادا کرتے ہیں اور یہ ''اَقَـامَ الاَمرَ'' سے ماخوذ ہے یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی کام مکمل ہیئت سے کرے۔

صلاۃ (نماز) دین کا ستون ہے اور جو بدنصیب صلاۃ کی فرضیت کا منکر ہو کر اسے ترک کرتا ہے وہ اپنے اسلام کی عمارت کو منہدم کرتا ہے اور بلاشبہ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

(۱) عمدۃ الحفاظ ۳/۳۱۳ عالم الکتب، بیروت ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳ء

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ : بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۸۲)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۳
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۷۹۵)	جلد ۱	صفحہ ۴۳۲
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب/ رقم الحدیث (۵۶۳)		جلد ۱	صفحہ ۳۶۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۱۰۷۸)	جلد ۲	صفحہ ۱۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۱۰۷۸)	جلد ۲	صفحہ ۲۸۴
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۰۸۷)	جلد ۱	صفحہ ۳۱۹
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۶۷۸)	جلد ۲	صفحہ ۶۳۱
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۶۷۸)	جلد ۳	صفحہ ۱۴۰
شرح سنۃ (للبغوی)	رقم الحدیث (۳۴۷)	جلد ۲	صفحہ ۱۷۹
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۴۹۱۹)	جلد۱۲	صفحہ۴۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۵۱۲۱)	جلد۱۲	صفحہ۹۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الدرامی	رقم الحدیث (۱۲۶۹)	جلد۲	صفحہ۷۸۵
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
مصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۳۴۴۳۰)	جلد۱۱	صفحہ۳۳
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۶۴۹۷)	جلد۳	صفحہ۵۱۱
قال البیھقی:	رواہ المسلم فی الصحیح		
مسند ابی یعلیٰ الموصلی	رقم الحدیث (۱۷۸۳)	جلد۳	صفحہ۳۱۸
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۲۷)	جلد۴	صفحہ۲۸۱
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۱۸)	جلد۳	صفحہ۴۳
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۲۹)	جلد۴	صفحہ۲۸۱
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۲۰)	جلد۳	صفحہ۴۴
قال الالبانی:	صحیح بما قبلہ		
مسند ابی عوانہ	رقم الحدیث (۱۷۳)	جلد۱	صفحہ۶۳
مسند ابی یعلیٰ الموصلی	رقم الحدیث (۱۹۵۳)	جلد۳	صفحہ۴۵۶
قال المحقق:	رجالہ رجال الصحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: آدمی اور شرک وکفر کے درمیان ترک صلاۃ ہی ہے۔

جس نے جان بوجھ کر صلاۃ کی فرضیت کا انکار کر کے صلاۃ کو ترک کردیا وہ مسلمانوں کی فہرست سے خارج ہے اور کافرین ومشرکین کی زمرہ میں شامل ہے۔

إِيتَاءِ الزَّكَاةِ :

زکاۃ اسلام کے بنیادی پانچ ارکان میں سے ایک ہے اور جو مرد مومن زکاۃ ادا کرتا ہے اسکا بقیہ مال طیب وطاہر ہو جاتا ہے۔

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۷۴۶)	جلد۲	صفحہ۳۰۳
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۴۵۳)	جلد۴	صفحہ۳۰۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
سنن الدارقطنی	رقم الحدیث (۱۷۳۵)	جلد۲	صفحہ۴۱
قال المحقق:	اسنادہ حسن		
سنن الدارقطنی	رقم الحدیث (۱۷۳۶)	جلد۲	صفحہ۴۱
قال المحقق:	اسنادہ حسن		
المسند الجامع (؟)	رقم الحدیث (۲۱۹۸)	جلد۳	صفحہ۴۲۹

عَنْ جَابِرٍ –رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ– قَالَ: قَالَ رَجُل" یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اَرَأَیْتَ إِنْ اَدّٰی الرَّجُلُ زَکَاۃَ مَالِہٖ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ –صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ– مَنْ اَدّٰی زَکَاۃَ مَالِہٖ. فَقَدْ ذَھَبَ عَنْہُ شَرُّہٗ.

ترجمة الحدیث:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک آدمی نے (بارگاہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۱۰۱)	جلد ۱	صفحہ ۵۸۲
قال المحقق:	حسن		
صحیح الترغیب والترھیب/ رقم الحدیث (۷۴۳)		جلد ۱	صفحہ ۴۵۷
قال الالبانی:	حسن لغیرہ		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۱۴۳۹)	جلد ۲	صفحہ ۵۵۴
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجہ		
وقال الذھبی:	علی شرط مسلم		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۴۳۳۴)	جلد ۳	صفحہ ۲۰۰
قال الھیثمی:	رواہ الطبرانی فی الاوسط وإسنادہ حسن		
المعجم الاوسط	رقم الحدیث (۱۵۷۹)	جلد ۱	صفحہ ۴۳۱

میں) عرض کی یارسول اللہ! جو آدمی اپنے مال کی زکاۃ ادا کرتا ہے آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے مال کی زکاۃ ادا کردی تو اس سے اس کے مال کا شر چلا گیا۔

-☆-

جس آدمی کے پاس ایسا مال ہے جو شر میں لپٹا ہے تو بھلا ایسے مال سے خیر کی توقع کہاں؟ یہ مال اس کے لیئے وبال جان بن جائے گا۔ شر سے شر پھوٹتا ہے ایسا مال یقیناً انسان کو بے راہ رو کردے گا اس سے اسکی عبادت و بندگی کا کیف چھین لے گا اس کے عجز کا مادہ ختم کردے گا۔ اگر اسی مال سے شر کو ختم کردیا جائے تو وہی مال سراپا خیر و برکت ہوگا اس مال کی برکت سے مال والے پر اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہوگا اور اسے بندگی کا کیف ملے گا۔ مال سے شر کس وقت ختم ہوتا ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح ارشاد فرمادیا جس نے زکاۃ ادا کردی تو اس کے مال کا شر چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہر اھل ایمان کو خوش دلی سے زکاۃ ادا کرنے کی سعادت بخشے بلکہ جملہ ارکانِ اسلام کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔

حَجّ البَیتِ:

حج ارکانِ اسلام میں سے ہے یہ اجتماعی عبادت ہے۔ دنیا بھر کے مسلمین ایک جگہ جمع ہوکر اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اظہار کرتے ہیں۔ جہاں یہ اللہ عزوجل کی عظمت و بزرگی کا اظہار ہے اسکی تقدیس و تمجید کا اقرار ہے وہاں یہ مسلمین کی اجتماعیت کا بھی عملی مظاہرہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ–رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ–اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ –صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ–قَالَ:اَلْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ کَفَّارَةٌ لِمَا بَیْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ.

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۱۶۴۱)	جلد۲	صفحہ۱۰۷
قال المحقق:	حسن		
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث(۱۰۹۶)		جلد۲	صفحہ۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ(۱)	رقم الحدیث(۲۸۸۸)	جلد۳	صفحہ۴۰۹
قال المحقق:	متفق علیہ		
سنن ابن ماجہ(۲)	رقم الحدیث(۲۸۸۸)	جلد۴	صفحہ۳۹۶
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۲۹۴۱)	جلد۳	صفحہ۶
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۳۶۹۵)	جلد۹	صفحہ۸
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۳۶۹۶)	جلد۹	صفحہ۹
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۱۷۷۳)	جلد۱	صفحہ۵۲۳
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۱۳۴۹)	جلد۳	صفحہ۱۵۶
سنن النسائی		جلد۵	صفحہ۱۱۲
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث(۲۶۲۱)	جلد۲	صفحہ۲۳۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی		جلد۵	صفحہ۱۱۳
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث(۲۶۲۲)	جلد۲	صفحہ۲۳۸
قال الالبانی:	صحیح		
ابوداود الطیالسی	رقم الحدیث(۲۴۲۳)		صفحہ۳۱۸
المسند الحمیدی	رقم الحدیث(۱۰۰۲)	جلد۲	صفحہ۴۳۹
مسند الدارمی	رقم الحدیث(۱۸۳۶)	جلد۲	صفحہ۱۱۲۹
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث(۱۸۴۲)	جلد۷	صفحہ۶
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی الصحۃ		
الموطا لامام مالک	رقم الحدیث(۶۵)		صفحہ۲۸۱
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث(۱۰۳۸۲)	جلد۵	صفحہ۴۲۸
قال البیھقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
المصنف لعبدالرزاق	رقم الحدیث(۸۷۵۸)	جلد۵	صفحہ۳

ترجمة الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور اسکی جزا جنت ہے۔

-☆-

جسے نجات ابدی مل جائے جو جنت کا سزاوار ٹھہرے اور اللہ کریم اس سے راضی ہو جائے اسے اور کیا چاہیئے ۔ یہ سب کچھ حج کرنے سے نصیب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کے مقدر میں حج بیت اللہ کرے۔

ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (٦٦٥٧)	جلد ١٢	صفحہ ١١
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (٦٦٦٠)	جلد ١٢	صفحہ ١٤
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (١٢٥٤٣)	جلد ٩	صفحہ ٣٩٠
المسند الجامع	رقم الحدیث (١٣٣٦٨)	جلد ١٧	صفحہ ١٠٧
سنن الترمذی	رقم الحدیث (٩٣٤)	جلد ٢	صفحہ ٢٧٤
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (٩٣٣)	جلد ١	صفحہ ٤٧٨
قال الالبانی:	صحیح		

صَوْمِ رَمَضَانَ

اَنَّ النَّبِیَّ-صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ-قَالَ:مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَاناً وَاحْتِسَاباً، غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَاناً وَاحْتِسَاباً،غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ.

صحیح ابن حبان (مختصرا)/رقم الحدیث (۳۴۳۲) جلد۸ صفحہ۲۱۸
قال المحقق: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۰۴۸۵) جلد۹ صفحہ۴۹۸
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۰۰۷۳) جلد۹ صفحہ۳۹۶
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۹۲۵۹) جلد۹ صفحہ۱۶۳
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

مسند الدارمی رقم الحدیث (۱۸۱۷) جلد۲ صفحہ۱۱۴
قال المحقق: اسنادہ صحیح

السنن الکبریٰ للبیہقی (مختصرا)/رقم الحدیث (۸۵۰۶) جلد۴ صفحہ۵۰۱
قال البیہقی: رواہ البخاری فی الصحیح

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۱۴۵۱) جلد۲ صفحہ۱۸
قال المحقق: صحیح

صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث(۹۹۲)	جلد۱	صفحہ۵۸۲
قال الالبانی: صحیح		
سنن النسائی	جلد۴	صفحہ۱۵۶
صحیح سنن النسائی رقم الحدیث(۲۲۰۱)	جلد۲	صفحہ۱۱۸
قال الالبانی: صحیح		
سنن النسائی	جلد۴	صفحہ۱۵۷
صحیح سنن النسائی رقم الحدیث(۲۲۰۲)	جلد۲	صفحہ۱۱۸
قال الالبانی: صحیح		
سنن ابی داود رقم الحدیث(۱۳۷۲)	جلد۱	صفحہ۴۳۶
صحیح سنن ابی داود رقم الحدیث(۱۳۷۲)	جلد۱	صفحہ۳۷۸
قال الالبانی: صحیح		
صحیح البخاری رقم الحدیث(۱۹۰۱)	جلد۲	صفحہ۵۶۶
صحیح مسلم رقم الحدیث(۷۶۰)	جلد۲	صفحہ۱۹۱
سنن الترمذی رقم الحدیث(۶۸۳)	جلد۲	صفحہ۱۵۵
قال الترمذی: ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی رقم الحدیث(۶۸۳)	جلد۱	صفحہ۳۶۹
قال الالبانی: صحیح		
سنن ابن ماجہ(۱)(مختصرا)/رقم الحدیث(۱۶۴۱)	جلد۲	صفحہ۳۰۷
قال المحقق: الحدیث صحیح		

ترجمة الحديث:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ایمان کی حالت میں اور حصول ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے تو اسکے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور جس نے لیلۃ القدر میں قیام کیا ایمان کی حالت میں اور حصول ثواب کیلئے تو اسکے گزشتہ سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

رمضان المبارک میں روزے رکھنا ارکانِ اسلام سے ہے اور جو خوش نصیب حالت ایمان میں اور اجر و ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتا ہے تو اس کی زندگی کی پچھلی ساری تقصیریں معاف کر دی جاتی ہے۔ زندگی کے تمام گناہ ملیامیٹ کر دیے جاتے ہیں اور ایسے خوش نصیب کو گناہوں سے پاک وصاف کر دیا جاتا ہے۔

سنن ابن ماجہ (۲) رقم الحدیث (۱۶۴۱) جلد۳ صفحہ۱۴۶
قال المحقق: اسنادہ صحیح
صحیح سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۱۶۶۴) جلد۲ صفحہ۵۸
قال الالبانی: صحیح
ارواء الغلیل (مختصرا) رقم الحدیث (۹۰۶) جلد۴ صفحہ۱۴
قال الالبانی: صحیح

عَنْ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ -رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ- قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ -وَھُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ- اِنَّ اَحَدَکُمْ یُجْمَعُ خَلْقُہٗ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْماً نُطْفَۃً ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَۃً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَۃً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یُرْسَلُ اِلَیْہِ الْمَلَکُ فَیَنْفُخُ فِیْہِ الرُّوْحَ فَیُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ یَکْتُبُ رِزْقَہٗ وَاَجَلَہٗ وَعَمَلَہٗ وَشَقِیٌّ اَمْ سَعِیْدٌ'' فَوَاللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ ! اِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی مَایَکُوْنُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھَا اِلَّا ذِرَاعٌ'' فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ فَیَدْخُلُھَا.وَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ حَتّٰی مَایَکُوْنُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھَا اِلَّا ذِرَاعٌ'' فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَیَدْخُلُھَا.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۰۳۶)	جلد۳	صفحہ۱۱۷۴
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۴۳)	جلد۵	صفحہ۲۰۱
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۵۴۲۱)	جلد۷	صفحہ۶۹۱
قال المحقق:	رواہ مسلم فی الصحیح		
شُعَبُ الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۱۸۷)	جلد۱	صفحہ۲۰۶
قال المحقق:	رواہ مسلم فی الصحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے یہ حدیث بیان فرمائی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلنے والا ہر کلمہ حق اور سچ ہے۔ آپ کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصدیق شدہ ہیں۔

بیشک تم میں سے ہر ایک کا مادہ ترکیب دیا جاتا ہے اس کی ماں کے رحم میں چالیس دن نطفہ کی صورت میں پھر اسی طرح (چالیس روز) عَلَقہ کی صورت میں ہوتا ہے پھر اسی طرح (چالیس روز) مُضغَہ کی صورت میں ہوتا ہے پھر اس کی طرف فرشتہ بھیجا جاتا ہے وہ اس میں روح پھونکتا ہے۔

پس اس فرشتہ کو چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے۔ وہ فرشتہ لکھتا ہے اس کا رزق، اس کی موت، اسکا عمل اور اسکا نیک بخت اور بد بخت ہونا۔

قسم ہے اس اللہ کی جس کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں یقیناً تم میں سے کوئی اھل جنت کے عمل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ تو فرشتے کا لکھا ہوا اس پر غالب آجاتا ہے۔

تو وہ اھل نار جیسے عمل کرتا ہے تو وہ آگ میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور یقیناً تم میں سے کوئی اھلِ نار کے عمل جیسے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور آگ کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر وہ اھل جنت کے عمل جیسے عمل کرتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث پاک میں رحم مادر میں تخلیق انسان کے مختلف ادوار کی نشان دہی فرمائی ہے۔

قرآن کریم میں اس طرح مذکور ہے:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَانَشَآءُ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى(1)

اے لوگو! اگر تمہیں حیاۃ بعد الموت (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے) میں شک ہے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا ہے پھر نطفہ سے پھر علقہ سے پھر گوشت کے ٹکڑے سے جو شکل والی بھی ہوتی اور بے شکل بھی (یہ اس لیئے بتایا کہ) کہ ہم تمہارے سامنے حقائق واضح کردیں اور ہم جس نطفے کو چاہتے ہیں ایک مقررہ مدت تک رحم مادر میں ٹھہرائے رکھتے ہیں۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ(2)

اور یقیناً ہم نے انسان کو سُلٰلَةٍ مِنْ طِيْنٍ سے پیدا فرمایا پھر ہم نے اسے نطفہ بنایا قرار مکین میں پھر ہم نے نطفہ کو علقہ بنایا پھر علقہ کو گوشت کی بوٹی بنایا پھر ہم نے گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں بنایا پھر ہم نے ہڈیوں کو گوشت پہنادیا پھر اسے ایک دوسری مخلوق بنادیا پس بڑا ہی برکت والا ہے اللہ جو احسن الخالقین ہے۔

---

(۱) الحج - ۵

(۲) المومنین ۱۲ تا ۱۴

دین حق دین اسلام نے تخلیق انسانی کے مختلف مراحل کا ذکر کیا ہے ان مراحل میں ایک مرحلہ ایسا آتا ہے جہاں فرشتہ اللہ کے حکم سے چند چیزیں لکھتا ہے:

رزق - موت

عمل - شقی یا سعید ہونا

انسان کے مقدر میں جتنا رزق ہے وہ لکھ دیا جاتا ہے اور وہ رزق انسان کو ملنے والا ہے۔ جب ہمارا رزق اللہ تعالیٰ نے ہماری پیدائش سے پہلے لکھ دیا ہے تو اس کے حصول میں اتنی زیادہ تگ ودو کہ انسان ہر چیز کو فراموش کر دے حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال تک نہ رکھے کہاں کی دانشمندی ہے۔

موت کا ایک وقت ہے وہ بھی لکھ دیا جاتا ہے اس میں تقدیم وتاخیر نہیں۔ موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے مفر نہیں اس لیئے اس وقت کے آنے سے پہلے دار آخرت سے متعلق تیاری کرنی چاہیئے ہر وہ کام کرنا چاہیئے جو آخرت میں فائدہ دے قیامت کی ہولنا کیوں سے بچائے اور ان امور سے مجتنب رہنا چاہیئے جو عذاب الٰہی میں گرفتار کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہمیں خواب غفلت سے بیدار کرنے کیلئے کافی ہے۔

اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ.

عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد شروع ہونے والی زندگی کیلئے عمل کرے۔

انسان کے عمل اور اسکا سعید یا شقی ہونا لکھ دیا جاتا ہے بلکہ یہاں تک ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی اھل جنت کے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ذراع کا

فاصلہ رہ جاتا ہے تو فرشتے کا لکھا ہوا اس پر غالب آ جاتا ہے تو وہ اھل نار کا عمل کر کے آگ میں چلا جاتا ہے اور اسی طرح کوئی اھل نار کا عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور آگ کے درمیان ایک ذراع (ہاتھ) کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو فرشتہ کا لکھا ہوا غالب آ جاتا ہے تو وہ اھل جنت کا عمل کر کے جنت میں چلا جاتا ہے۔

ارکانِ اسلام بجالانے والے کا مال وجان محفوظ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ– رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ– قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ –صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ– اُمِرْتُ اَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ وَیُقِیْمُوا الصَّلَاةَ وَیُؤْتُوا الزَّکَاةَ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذَالِکَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَ هُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۷۵)	جلد ۱	صفحہ ۴۰۱
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۱۹)	جلد ۱	صفحہ ۴۵۳
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۲
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲)	جلد ۱	صفحہ ۸۱
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۶۵۰۱)	جلد ۳	صفحہ ۵۱۲
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۳)	جلد ۱	صفحہ ۶۷
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۶۷۳۳)	جلد ۸	صفحہ ۳۰۷
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۶۶۶)	جلد ۸	صفحہ ۱۲۲
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۲)	جلد ۱	صفحہ ۱۱

مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۱۰)	جلد۱	صفحہ۱۱۵
قال المحققون:	متفق علیہ		
حلیۃ الاولیاء		جلد۲	صفحہ۱۵۹
المستدرک للحاکم		جلد۱	صفحہ۳۸۷
التلخیص بذیل المستدرک		جلد۱	صفحہ۳۸۷
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۱۵)	جلد۲۰	صفحہ۶۳
مصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۱۰۰۲۲)	جلد۶	صفحہ۶۷
کنز العمال	رقم الحدیث (۳۷۱)	جلد۱	صفحہ۸۸
کنز العمال	رقم الحدیث (۳۷۲)	جلد۱	صفحہ۸۸
کنز العمال	رقم الحدیث ۳۷۳)	جلد۱	صفحہ۸۸
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۲۷)	جلد۴	صفحہ۳۵۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۸۶)	جلد۳	صفحہ۲۸۵
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد (اباھریرہ)/رقم الحدیث (۸۵۲۵)		جلد۸	صفحہ۳۴۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۹۹۰)	جلد۱۱	صفحہ۷۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۲۸۱)	جلد۱۱	صفحہ۱۵۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۴۰۸)		جلد۱	صفحہ۶۹۴
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۶۴۰)	جلد۲	صفحہ۵۰

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر-رضی اللہ عنہ-بیان فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور حضور محمد-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اللہ کے رسول ہیں اور وہ نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں پس جب وہ ایسا کریں گے تو وہ بچالیں گے مجھ سے اپنی جانیں مگر بحق الاسلام اوران کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

-☆-

یہاں پر بھی اسی حکمت کے پیش نظر صرف نماز اور زکاۃ کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔ باقی ارکان کا ذکر نماز اور زکاۃ کے ذکر میں خود بخود آ گیا اور کسی چیز کا ذکر نہ کرنا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں ہوا کرتا۔

ان گزشتہ احادیث مقدسہ سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے اسلام کے ظاہری ارکان کو اسلام قرار دیا ہے۔ اسلام جہاں باطن کے سنوارنے کا حکم دیتا ہے

صحیح سنن ابن داؤد	رقم الحدیث (۲۶۴۰)	جلد۲	صفحہ۱۳۳
قال الالبانی:	صحیح متواتر		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۳۵۲)	جلد۵	صفحہ۲۲۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۳۴۱)	جلد۳	صفحہ۳۷۰
قال الالبانی:	صحیح متواتر		

وہاں وہ ظاہر کو نظر انداز نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَافَّة.

اے ایمان والو! اسلام میں پورے طریقے سے داخل ہو جاؤ۔

اللہ وحدہٗ لاشریک اپنے حبیب کریم -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- کے طفیل ہمیں اسلام کی مکمل تابعداری کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظاً وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ.

نارِ جہنم سے دور بہت دور

عَنْ مَعَاذٍ -رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ -قَالَ : قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ:اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّۃَ وَیُبَاعِدُنِیْ عَنِ النَّارِ.قَالَ : لَقَدْ سَاَلْتَنِیْ عَنْ اَمْرٍ عَظِیْمٍ وَاِنَّہٗ لَیَسِیْرٌ" عَلٰی مَنْ یَسَّرَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ :تَعْبُدُ اللّٰہَ وَلاَ تُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلاۃَ وَتُؤَدِّی الزَّکَاۃَ وَتَصُوْمُ رَمْضَانَ وَتَحُجُّ الْبَیْتَ.ثُمَّ قَالَ : اَلاَ اَدُلُّکَ عَلٰی اَبْوَابِ الْخَیْرِ، اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ" وَالصَّدَقَۃُ تُطْفِئُ الْخَطِیْئَۃَ کَمَا یُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلاۃُ الرَّجُلِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ ثُمَّ تَلاَ "تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ "حَتّٰی بَلَغَ "جَزَاءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ" ثُمَّ قَالَ : اَلاَ اُخْبِرُکَ بِرَأْسِ الْاُمُوْرِ وَعَمُوْدِہٖ وَزِرْوَۃِ سَنَامِہٖ.قُلْتُ بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ رَأْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلاَمُ وَعَمُوْدُہٗ الصَّلاۃُ وَزِرْوَۃُ سَنَامِہِ الْجِھَادُ.ثُمَّ قَالَ : اَلاَ اُخْبِرُکَ بِمَلاکِ ذَالِکَ کُلِّہٖ !قُلْتُ بَلٰی ! یَانَبِیَّ اللّٰہِ !فَاَخَذَ بِلِسَانِہٖ فَقَالَ کُفَّ عَلَیْکَ ھٰذَا.فَقُلْتُ یَانَبِیَّ اللّٰہِ! وَاِنَّالَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَکَلَّمُ بِہٖ ؟قَالَ ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ یَامَعَاذُ ! وَھَلْ یُکِبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ اَوْ عَلٰی مَنَاخِرِھِمْ، اِلاَّ حَصَائِدُ اَلْسِنَتِھِمْ؟

شعب الایمان للبیہقی رقم الحدیث(۳۳۴۹) جلد۳ صفحہ۲۱۳

ترجمة الحديث:

حضرت معاذ بن جبل-رضی اللہ عنہ- کا بیان ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے اور آگ سے دور کردے۔

حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: یقیناً تو نے ایک بہت بڑی بات کے بارے میں سوال کیا (سن لے) یہ (عظیم بات) آسان بھی ہے اس آدمی کیلئے جس پر اللہ تعالیٰ آسان فرمادے۔

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۹)	جلد ۱	صفحہ ۱۶
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۲۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۲
مسند الجامع	رقم الحدیث (۱۱۴۸۷)	جلد ۱۵	صفحہ ۲۰۲
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۲۵)	جلد ۴	صفحہ ۲۸۰
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۱۶)	جلد ۳	صفحہ ۴۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۷۳)	جلد ۴	صفحہ ۳۸۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۲۲۴)	جلد ۳	صفحہ ۳۰۱
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۳۱۱)	جلد ۸	صفحہ ۳۹۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۹۱۵)	جلد ۱۶	صفحہ ۱۶۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

نماز اپنے حقوق کے ساتھ ادا کرو، زکوٰۃ ادا کرو۔

رمضان المبارک کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔

پھر حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے فرمایا: کیا میں تمہیں خیر کے دروازے نہ بتادوں روزہ ڈھال ہے۔

صدقہ گناہوں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

آدمی کا نماز (تہجد) ادا کرنا آدھی رات گزر جانے کے بعد پھر حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے قرآن کریم کی تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ سے لے کر جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ.

(دور رہتے ہیں ان کے پہلو (اپنے) بستروں سے۔ پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے اور ان نعمتوں سے جو ہم نے ان کو دی ہیں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ پس نہیں جانتا کوئی شخص جو نعمتیں چھپا کر رکھی گئی ہیں ان کے لئے جن سے آنکھیں ٹھنڈی ہونگی۔ یہ صلہ ہے ان اعمال حسنہ کا جو وہ کیا کرتے تھے)۔

کیا تمہیں نہ بتادو کہ رَاْسُ الْاَمْرِ کیا ہے؟

اسکا عمود (ستون) کیا ہے؟

اور اسکی ذِروۃُ سنام (کہاں کی بلندی) کیا ہے؟

میں نے عرض کی: یارسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-ضرور بتایئے۔

حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

رَأسُ الْاَ مْرِ اسلام ہے۔

اور اس کا عمود نماز ہے۔

اور اسکی ذِرْوَۃُ سَنَام جہاد ہے۔

حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے ارشاد فرمایا:

کیا میں ایسی چیز نہ بتادوں کہ تمام امور کا مدار اس پر ہے؟

میں نے عرض کی یا نبی اللہ!۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ضرور بتایئے

پس حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے زبان مبارک پکڑی اور فرمایا: اس کو اپنے آپ پر بند رکھو۔

میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! (۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔) کیا ہمارا مواخذہ ہوگا اس کلام کی وجہ سے جو ہم بولتے ہیں۔حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے ارشاد فرمایا:

ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ یَامَعَاذُ!

لوگوں کو آگ میں انکے چہروں کے بل یا مناخر کے بل انکی زبانوں کے کارنامے ہی گرائیں گے۔

یہ حدیث پاک ان احادیث مقدسہ میں سے ہے جن پر مدار اسلام ہے۔حضور جوامع الکلم۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے مختصر جملوں میں بڑی بڑی حقیقتیں بیان فرمائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہم قرآن وحدیث کی دولت نصیب فرمائے۔

حضرت معاذ بن جبل۔رضی اللہ عنہ۔کا سوال یہ ہے کہ

اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّۃَ وَیُبَاعِدُنِیْ عَنِ النَّارِ

یارسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے اور آگ سے دور کردے۔

جنت میں داخلہ اعمال کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر موقوف ہے۔تواس سوال سے یہ مدعا یہ ہے کہ

یارسول اللہ!-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ایسا عمل بتایئے جو رضائے الٰہی کا ذریعہ بنے اور جب اللہ تعالیٰ راضی ہوگیا تو اس کا فضل وکرم اپنی معیت میں جنت لے جائے گا۔

آگ سے بچنا بھی فضل الٰہی پر موقوف ہے۔جہنم کا ایندھن بننے سے وہی محفوظ رہے گا جس پر اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت ہوگی۔یہاں بھی عرض کا مدعا وہی ہے کہ ایسا عمل بتایئے جو رضائے الٰہی کے لئے زینہ کا کام دے اور جب اللہ کی رضا نصیب ہوگی تو اسکا کرم آگ سے محفوظ فرمائے گا۔

اس آگ سے مراد جہنم کی آگ ہے جو اس سے بچ گیا وہ نجات ابدی پا گیا۔

اس سے مراد وہ معنوی آگ بھی ہوسکتی ہے جو انسانی سینے میں جلتی ہے جسے حسد کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔یہ وہ واحد آگ ہے جسے انسان خود جلاتا ہے اور اس میں خود ہی جلتا ہے۔اس حسد کی آگ سے بچ جانا بھی اللہ کا بہت بڑا انعام ہے۔

اس مناسبت سے بھی یہی عرض ہوگی یارسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ایسا عمل بتایئے جس سے میرا خالق میرا مالک راضی ہوجائے اور وہ راضی ہوگیا تو میرے سینے کو ہر قسم کی کدورتوں سے پاک کردے گا۔حسد کی آگ سے بھی سینہ محفوظ رہے گا اور جس کا سینہ دنیا میں حسد کی آگ سے محفوظ رہے گا اللہ اس کے پورے جسم کو قیامت کے دن جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔

حضور رسول عربی۔صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔نے ارشاد فرمایا

اے معاذ! تم نے بہت عظیم بات کے بارے میں سوال کیا

واقعی انسان کا اس عالم رنگ و بو میں جہاں نفس اور شیطان انسان کے دشمن ہیں وہ اس کی قبائے ایمان کو تار تار کرنا چاہتے ہیں اور کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ایسی کیفیت میں اپنے ایمان کو بچا کر، کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے اس فانی جہاں سے باقی جہاں کی طرف نکل جانا بہت بڑی بات ہے۔

جہاں قدم قدم پر ایمان کے ڈاکو موجود ہوں جہاں دشمن دوستی کا لباس پہن کر آئیں بیگانے یگانگت کا روپ دھار کر آئیں جہاں شکر میں زہر ملا کر پیش کیا جائے وہاں بچ نکلنا ناممکن ہے۔

ہاں جس کا اللہ محافظ ہو اسے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔جس سے اس کا رؤف و رحیم رب راضی ہو اسے کون مار سکتا ہے۔اسی لئے حضور رحمۃ للعالمین۔صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔نے ارشاد فرمایا: جس کے لئے اللہ آسان فرمادے اس کے لئے یہ عظیم بات بھی آسان ہے۔

حضور فداہ ابی وامی۔صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔نے نجات کے لئے پانچ چیزوں کا ذکر فرمایا: تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا

اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ

شرک:

کسی کو واجب الوجود، مستقل بالذات اور غیر محتاج جان کر اسکی تعظیم کرنا یا اس کا حکم بجا لانا عبادت کہلاتا ہے اور اللہ کے علاوہ کسی اور کو واجب الوجود، مستقل بالذات یا غیر محتاج جان

کراس کی تعظیم یا اس کا حکم ماننا شرک کہلاتا ہے۔

اللہ رب العزت نے جسے نعمت ایمان عطا فرمائی ہے وہ تو علی الاعلان کہتا ہے کہ اللہ واجب الوجود ہے اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ سب کا سب ممکن ہے۔ اللہ نے اسے وجود بخشا تو وجود میں آیا اور اگر اللہ وجود عطا نہ کرتا تو کبھی بھی پردہ عدم سے باہر نہ نکلتا۔

اللہ مستقل بالذات ہے اس کے علاوہ تمام مخلوق چاہے جس بھی مرتبہ کی ہو مستقل بالذات نہیں بلکہ اس کی ذات اللہ کی ذات کی محتاج ہے۔

ایمان والا اپنے ماں باپ کی تعظیم کرتا ہے یا ان کا حکم مانتا ہے تو انہیں ماں باپ سمجھ کر

اپنے استاد اور معلم کا احترام کرتا ہے تو صرف معلم جان کر

اپنے مقتداء ورہنما کی تعظیم کرتا ہے تو صرف مقتداء رہنما مان کر

بزرگان دین اولیاء کرام کی تعظیم کرتا ہے، ان کے احکامات بجالاتا ہے تو انہیں اللہ کا دوست سمجھ کر حضور رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کی تعظیم واحترام کرتا ہے آپکے ارشادات پر عمل پیرا ہے بلکہ آپ کے اشارہ ابرو پر جان نچھاور کرنے کے لئے بے تاب ہے تو اللہ کا رسول، اللہ کا حبیب، امت کا والی، رسولوں کا سرتاج، حامل لواء الحمد جان کر کرتا ہے۔ اہل ایمان ہر لمحہ ایسا ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں کو جو کچھ ملا وہ اللہ کی عطا ہے۔ ان کا وجود، انکی عطا، انکا کرم، انکی شفقت، انکے بھرے خزانے، انکے کھلے ہاتھ یہ سب کچھ انکا اپنا نہیں بلکہ اللہ کی عطا اور اس کا فضل ہے۔

ذَالِکَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡم.

اپنے دلوں کو ہمیشہ کے لئے تردد سے نجات کے لئے یہ حدیث پاک ملاحظہ فرمایئے۔

امتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرک سے بری

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ –رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ– اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى اَهْلِ اُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: اِنِّيْ فَرَطٌ لَكُمْ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِيَ الْاٰنَ وَاِنِّيْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۳۴۴)	جلد۱	صفحہ۳۹۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۵۹۰)	جلد۴	صفحہ۲۰۵۹
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۱۹۸)	جلد۷	صفحہ۴۷۲
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط مسلم		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۹۶)	جلد۴	صفحہ۴۷۴
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۵۹۶)	جلد۳	صفحہ۱۱۱۱
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۰۸۵)	جلد۳	صفحہ۱۲۴۵
فتح الباری		جلد۷	صفحہ۳۷۷
فتح الباری		جلد۱۱	صفحہ۴۶۵
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۶۸۰۹)	جلد۴	صفحہ۲۱
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۷۶۷)	جلد۱۷	صفحہ۲۷۸

ترجمة الحديث:

حضرت عقبہ بن عامر -رضی اللہ عنہ- بیان فرماتے ہیں ایک دن نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اپنے کاشانہ اقدس سے نکلے (میدان احد پہنچے) اور شہدا احد کی قبروں پر نماز جنازہ ادا فرمائی پھر واپس تشریف لا کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے ارشاد فرمایا: میں تمہارے لئے "فَرَط" ہوں (فرط اس شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں کے آگے جا کر ان کے دانہ چارہ، کھانے، پانی کا انتظام کرتا ہے) اور میں تم پر شہید ہوں (شہید اس ذات کو کہتے ہیں جس کے علم سے کوئی چیز غائب نہیں ہو)

شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۳۸۲۳)	جلد۱۴	صفحہ۴۱
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۲۲۳)	جلد۳	صفحہ۱۶۷ (مختصراً)
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۹۵۰)	جلد۴	صفحہ۶۳
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۹۵۳)	جلد۲	صفحہ۴۴
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۲۷۷)	جلد۱۳	صفحہ۳۴۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۳۳۳)	جلد۱۳	صفحہ۳۶۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۳۰۱)	جلد۱۳	صفحہ۳۵۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

اور بے شک، اللہ کی قسم! میں اب اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں یا زمین کی چابیاں عطا کر دی گئیں۔

اور اللہ کی قسم! مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ تم طلب دنیا میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو گے۔

-☆-

بخاری شریف کی اس حدیث پاک میں اللہ کے پیارے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے دوٹوک الفاظ میں اللہ کی قسم کھا کر یہ بات کہی کہ اب میری امت شرک نہیں کرے گی۔

اس صراحت کے باوجود اللہ کے کسی بندے کی تعظیم واحترام کرنے والے کو شرک جیسے قبیح وصف سے متصف کرنا خود رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے ارشادات مبارکہ کا انکار کرنا ہے۔ اس لئے کسی کلمہ گو کے بارے میں ایسا تصور بھی نہیں کرنا چاہیئے۔

بندہ مومن ہمیشہ اللہ کی بندگی کرتا ہے اس کی پیشانی پر اللہ کی عبادت کے انوار چمکتے ہیں اور اسی کے احکامات پر سر تسلیم خم کرتا ہے۔

حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے حضرت معاذ بن جبل -رضی اللہ عنہ- کو دوسرا حکم نماز قائم کرنے کا دیا ہے۔

قائم کرنے کا معنی حقوق کے ساتھ ادا کرنا ہے۔

اِقَامَةُ الشَّيْئِ تَوْفِيَةُ حَقِّهِ............ (المفردات للاصفهانی)

اس لئے نماز کو تمام ظاہری اور باطنی حقوق کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے اس کے بعد زکوۃ ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا: زکوۃ ادا کرنے سے مال طیب وطاہر ہو جاتا ہے وہ انسان بڑا ہی مقدر والا

ہے جسے طیب وطاہر رزق نصیب ہو۔

پھر رمضان المبارک کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے

اور بیت اللہ کے حج کا حکم بھی ارشاد فرمایا:

ان پانچ ارکان اسلام کے علاوہ حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے چند اور چیزوں کے بارے میں بھی ارشاد فرمایا:

اَلاَ اَدُلُّکَ عَلٰی اَبْوَابِ الْخَیْرِ

نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے خیر کو گھر سے تشبیہ دی ہے۔ انسان کو حقیقی سکون اپنے گھر میں ملتا ہے کام کاج سے تھک کر حصول راحت کے لئے گھر ہی کی راہ لی جاتی ہے۔ گھر میں وہ چیزیں ہوتی ہیں جو مقصود ہوا کرتی ہیں باہر انسان جتنا عمل کرتا ہے وہ اس مقصود کے لئے ہی ہے۔

بندہ مومن کا گھر خیر ہے اسے راحت وسکون خیر میں ملتا ہے۔

شر سے اسے نفرت ہوتی ہے اور شر ہی اسکے سکون واطمینان کو غارت کر دیتا ہے۔ نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے اس گھر کے دروازوں کا ذکر کیا۔ گھر بڑا عمدہ ہو لیکن اس میں داخل ہونے کا راستہ ہی نہ ہو تو اس گھر کا کیا فائدہ۔

زیر نظر حدیث پاک میں تین دروازوں کا ذکر ہوا:

۱۔ روزہ ۲۔ صدقہ ۳۔ نماز تہجد

اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ"

روزہ ڈھال ہے۔

دوران جہاد ڈھال انسان کو دشمن کے وار سے محفوظ رکھتی ہے۔اس رزمگاہ حیات میں بندہ مومن کی ساری زندگی جہاد سے عبارت ہے۔شیطان اس کا ازلی وابدی دشمن ہروقت اس سے نعمت ایمان چھین لینے کے لئے تیار ہے۔بندہ مومن کے پاس ڈھال ہوگی تو شیطان کا ہروار خطا جائے گا۔جب شیطان کا اس پرزور نہ چلے گا تو اس کی قیمتی متاع ،ایمان محفوظ رہے گی۔

جوانسان سیر شکم ہو شیطان اس سے بغلگیر ہوتا ہے اور جو بھوکا ہو شیطان اس سے بھاگتا ہے۔روزہ رکھنے سے انسانی قلب وقالب میں شیطان کا عمل دخل ختم ہوجاتا ہے اور یہ روزہ ایسی مضبوط ڈھال ہے اس کے ہوتے ہوئے شیطان نزدیک نہیں آ سکتا۔روزہ دار جب قیامت کو اُٹھے گا تو یہی روزہ اس کے لئے آتش جہنم سے ڈھال بن جائے گا اور روز قیامت آتش دوزخ سے بچ جانے والا نجات پا جائے گا۔

اَلصَّدَقَةُ تُطفِئُ الخَطِيئَةَ كَمَا يُطفِئُ المَاءُ النَّارَ:

عصیاں اور نافرمانی کے سبب انسان کے لئے جو آگ جلائی جاتی ہے صدقہ اس آگ کو بجھا دیتا ہے۔جیسے آگ کے الاو پر پانی ڈال دیا جائے تو وہ پانی اس آگ کو بجھا دیتا ہے۔

آگ بجھانے کے لئے پانی آگ کی مقدار سے زیادہ چاہیئے اسی طرح صدقہ بھی اتنی مقدار کا چاہیئے جس سے اس کے گناہوں کی آگ ختم ہوجائے۔انسان انسان کے لئے جہاں خیر ہے وہاں کبھی وہ اس کے لئے منبع شر بھی بن جاتا ہے۔جہاں شر ہو وہاں عداوت کی آگ بھڑکتی ہے۔صدقہ دینے سے اللہ انسانوں کے سینوں میں عداوت کی بھڑکتی ہوئی آگ کو سرد کردیتا ہے۔

جب عداوت کی آگ ختم ہوجاتی ہے تو اسی صدقے کے سبب لوگوں کے دلوں میں اس

کے لئے محبت کے جذبات موجزن ہوتے ہیں اور زبان و دل سے اس کے لئے دعائیں نکلتی ہیں، صدقہ و خیرات کرنے والا اللہ اور اسکی مخلوق کا محبوب ٹھہرتا ہے۔

صَلَاةُ الرَّجُلِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ

آدھی رات گزر جانے کے بعد صلاۃ التھجد

نماز تہجد اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہے اسکی توفیق ہر ایک کو نہیں ملا کرتی بلکہ یہ سعادت اسے ہی ملتی ہے جس سے اللہ اور اس کا رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- راضی ہوں۔

صلاۃ التھجد کا ذکر کرتے ہوئے حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے قرآن کریم کے ایک حصہ کی تلاوت فرمائی:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفاً وَطَمَعاً وَمِمَّارَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ'' مَاأُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ.

دور رہتے ہیں ان کے پہلو اپنے بستروں سے، پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے اور ان نعمتوں میں سے جو ہم نے ان کو دی ہیں خرچ کرتے ہیں پس نہیں جانتا کوئی شخص جو (نعمتیں) چھپا کر رکھی گئی ہیں ان کے لئے جن سے آنکھیں ٹھنڈی ہونگی یہ صلہ ہے ان (اعمال حسنہ) کا جو وہ کیا کرتے تھے۔

اہل ایمان کی ایک صفت یہ بھی ہے جب دوسرے لوگ اپنے نرم و گداز بستروں پر محو استراحت ہوتے ہیں، گہری اور میٹھی نیند کے مزے لوٹتے ہیں تو یہ درد محبت کے مارے اپنے پہلوؤں کو اپنے بستروں سے دور رکھتے ہیں۔ اپنے رب کے حضور دست بستہ کھڑے ہو کر کبھی اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں، کبھی اس کی بارگاہ اقدس میں جبین نیاز جھکاتے ہیں کبھی دعا کیلئے دامن

پھیلاتے ہیں اور اپنے کریم ورحیم پروردگار سے اس کے فضل وکرم کی بھیک مانگتے ہیں۔ان کے دعا کرنے اور مانگنے کا انداز بھی نرالا ہے۔ساری رات اس کے ذکر میں گزر گئی لیکن پھر بھی اپنی کوتاہیوں کا احساس بے چین کرر ہا ہے اور اسکی بے نیازی کا تصور کر کے دل کانپ رہا ہے۔

لیکن اس کی بے نیازی اور اپنی کوتاہیوں کے شدید احساس کے باوجود مایوس نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے فضل وکرم پر تکیہ کئے ہوئے دامن پھیلا رہے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان کا رب بڑا رحیم وکریم ہے جو شخص اس کے حضور دست سوال پھیلاتا ہے اس کی شان کریمی اسے خالی نہیں کرتی بیم ورجا کی اس کشمکش میں وہ اپنے شب وروز گزارتے ہیں۔

جس خوش نصیب کو صلاۃ التھجد کی توفیق ،صدقہ وخیرات اور روزہ کی سعادت مل جائے اسے خیر کے تینوں دروازے مل گئے وہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

اس کے بعد حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے تین اور چیزوں کا ذکر فرمایا:

رَأسُ الْاَمْرِ

راس الامر. اسلام کو قرار دیا۔

سر سلامت ہے تو جسم بھی سلامت ہے۔اگر سر ہی سلامت نہیں تو جسم مردہ ہے۔ یہ ساری بہاریں اسلام کے دم قدم سے ہیں اسلام ہے تو باقی اشیاء کا وجود بھی ہے اسلام نہیں تو کسی چیز کی کوئی حقیقت نہیں۔

عمود

عمود ستون کو کہتے ہیں اور نماز کو دین کا ستون قرار دیا گیا۔

اگر نماز نہیں تو اسلام کی عمارت کا ستون نہیں اور جس عمارت کا ستون نہ ہو اس کا کیا حشر ہوتا ہے سب اسے بہتر جانتے ہیں۔

ذِرْوَۃُ سَنَام

کوہان کی بلندی جہاد کو قرار دیا ہے۔

پھر حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے حضرت معاذ سے فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دوں کہ ان سب کا مدار اس پر ہے۔ حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے زبان مبارک پکڑ کر فرمایا اس کو اپنے آپ پر بند کر لے کیونکہ لوگوں کو انکے چہرے کے بل آگ میں انکی زبانوں کے کارنامے گرائیں گے۔

جو اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے سلامت رہتا ہے اور جس کی زبان ہر وقت چلتی رہے اس سے کچھ بعید نہیں کہ وہ ناحق باتیں کرنے لگے چغلی اور غیبت اسکا شیوہ بن جائے اور یہ چیزیں انسان کی نیکیوں کو برباد کردیتی ہیں بلکہ زبان کا بے جا استعمال انسان کو نیک اور صالح لوگوں کی فہرست سے خارج کردیتا ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لِمَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حِیْنَ بَعَثَهُ اِلَی الْیَمَنِ اِنَّکَ سَتَأْتِیْ قَوْماً مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ فَاِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ اِلٰی اَنْ یَشْهَدُوا اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لَکَ بِذَالِکَ فَاَخْبِرْ هُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْکُمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْالَکَ بِذَالِکَ فَأَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْکُمْ صَدَقَةً تُؤخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْالَکَ بِذَالِکَ فَاِیَّاکَ وَکَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهُ لَیْسَ بَیْنَهُ وَبَیْنَ اللّٰهِ حِجَاب“.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۳۴۷)	جلد۳	صفحہ۱۳۱۲
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۴۹۶)	جلد۱	صفحہ۴۴۷
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۵۸۴)	جلد۱	صفحہ۴۹۸
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۵۸۴)	جلد۱	صفحہ۴۴۰
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۱۷۸۳)	جلد۲	صفحہ۳۷۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		

سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۱۷۸۳)	جلد۳	صفحہ۲۵۱
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۴۵۴)	جلد۲	صفحہ۹۵
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۷۸۲)	جلد۳	صفحہ۲۵۱
قال الالبانی:	متفق علیہ		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۰۸۱)	جلد۱۱	صفحہ۴۷۵
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط الشیخین		
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۱۵۵۷)	جلد۵	صفحہ۴۷۳
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علیٰ صحتہ		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۹)	جلد۱	صفحہ۷۸
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۷۲۷۶)	جلد۴	صفحہ۱۶۱
سنن النسائی		جلد۵	صفحہ۲
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۴۳۴)	جلد۲	صفحہ۱۷۳
قال الالبانی:	صحیح		
مصنف ابن ابی شیبہ		جلد۳	صفحہ۱۱۴
مسند الدارمی	رقم الحدیث (۱۶۵۵)	جلد۲	صفحہ۱۰۰۵
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح والحدیث متفق علیہ		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۶۲۵)	جلد۱	صفحہ۴۵۵
قال الترمذی:	حدیث حسن صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما نے فرمایا کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے حضرت معاذ بن جبل-رضی اللہ عنہ-کو جب یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو فرمایا

بیشک سرزمین یمن میں تمہاری ملاقات اہل کتاب کی ایک قوم سے ہوگی۔ جب تم ان کے پاس پہنچو تو انہیں دعوت دو کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور (حضور) محمد (مصطفیٰ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-) اللہ کے رسول ہیں اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں یہ گواہی دے دیں تو انہیں بتاؤ

اللہ نے تم پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں اور نماز پڑھنا شروع کر دیں تو انہیں بتاؤ اللہ نے تم پر زکوۃ فرض کی ہے جو تمہارے اصحاب

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۶۲۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۴۴
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن خزیمة	رقم الحدیث (۲۲۷۵)	جلد ۴	صفحہ ۲۳
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۶۵۱۱)	جلد ۵	صفحہ ۲۵۵
مسند الجامع	رقم الحدیث (۵۹۱۱)	جلد ۸	صفحہ ۳۵۴
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۲۲۰۷)	جلد ۱۱	صفحہ ۴۲۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۰۷۱)	جلد ۲	صفحہ ۵۱۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ثروت سے لی جائے گی اور تمہارے ہی فقراء میں تقسیم کردی جائے گی۔ اگر وہ تیسری یہ بات بھی مان لیں اور زکوٰۃ دینے پر تیار ہوجائیں تو یاد رکھنا (زکاۃ لیتے وقت چھانٹ چھانٹ کر) انکے نفیس اور عمدہ اموال نہ لینا اور مظلوم کی دعائے قہر سے بچتے رہنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔

-☆-

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ۹ ھجری یا ۱۰ ھجری کو حضرت معاذ بن جبل -رضی اللہ عنہ- کو گورنر بنا کر سرزمین یمن بھیجا اس وقت تقریباً دین مکمل ہو چکا تھا۔ ارکان اسلام کی فرضیت کا حکم نازل ہو چکا تھا۔

لیکن یہاں حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے حضرت معاذ بن جبل -رضی اللہ عنہ- کو شھادتین کے بعد صرف نماز اور زکوٰۃ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ روزہ اور حج بیت اللہ کا ذکر نہیں فرمایا۔

اس وقت حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- حضرت معاذ بن جبل کو ارکان اسلام کی تعلیم نہیں دے رہے تھے۔ یہ تعلیم تو حضرت معاذ بن جبل -رضی اللہ عنہ- تو بہت پہلے حاصل کر چکے تھے یہاں صرف انداز تبلیغ سکھایا جا رہا تھا اور دین اسلام کی ترویج کی تعلیم دی جا رہی تھی۔

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ.

اپنے رب کے راستہ کی طرف دعوت دیجئے حکمت اور مواعظِ حسنہ سے۔

مسند ارشاد پر بیٹھنے والے کو چاہیئے کہ اسلام اس طرح پیش کرے کہ لوگ گرویدہ ہوجائیں یوں نہ پیش کرے کہ لوگ اس دین حنیف سے متنفر ہوجائیں سچی بات یہ ہے کہ حضور

نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کا انداز تبلیغ اتنا سھل اور دلکش تھا جو بھی سلیم الطبع آتا گرویدہ ہو جاتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ نماز اور زکاۃ کے اندر اتنی دلکشی اور چاشنی ہے، جو خوش نصیب ان دوارکان کو خوش دلی سے ادا کرتا ہے تو بقیہ ارکان کی طرف خود بخود دل مائل ہو جاتا ہے اس کے لئے کسی ترغیب وترھیب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے والے فرزندان اسلام پورا سال ماہ رمضان کا انتظار کرتے ہیں اور رمضان المبارک کی آمد پر انہیں عید سے کم خوشی نہیں ہوتی بلکہ انتہائی ذوق وشوق سے سحری وافطاری کا انتظام انکی اندرونی خوشی کا اظہار کرتا ہے۔

اور یہی لوگ حج بیت اللہ کے لئے یوں بے تاب ہوتے ہیں کہ ساری عمر تھوڑی تھوڑی رقم جمع کرتے رہتے ہیں جب اتنی رقم جمع ہو جائے جس سے حج ادا کیا جاسکے تو بڑی خوشی ومسرت سے اس فریضہ سے سبکدوش ہونے کے لئے روانہ ہوتے ہیں۔ روانگی کے وقت انکی آنکھوں کی چمک دیدنی ہوا کرتی ہے۔اور اگر کسی وجہ سے ان کی درخواست منظور نہ ہوتو وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپتے ہیں اور پورا سال روتے روتے گزرتا ہے اور اس نامنظوری کو اپنے کسی جرم کی سزا قرار دیکر راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ سے معافیاں مانگتے ہیں اور جب تک اس نور بھرے سفر پر روانہ نہ ہو جائیں انہیں کسی کروٹ چین نصیب نہیں ہوتا۔

تو گویا حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے یہاں صرف نماز اور زکوٰۃ کا ذکر فرما کر پورے ارکان اسلام کا ذکر فرما دیا۔

قران کریم میں بھی اسی چیز کو مدنظر رکھ کر فرمایا گیا:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ.

اور انہیں حکم نہیں دیا گیا مگر یہ کہ وہ عبادت کریں اللہ کی خالص کرتے ہوئے اس کے لئے دین کو باطل سے کٹ کر اور حق کی طرف مائل ہو کر اور وہ قائم کریں نماز اور ادا کریں زکاۃ اور یہی دین ہے جس میں کوئی کجی نہیں۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ.

پس اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کو پورے حقوق سے ادا کریں اور زکاۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔

ان دونوں آیات کریمہ میں بھی صرف نماز اور زکاۃ کا حکم ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ باقی روزہ اور حج ارکان ہی نہیں بلکہ ان دو کو ان کی اہمیت کے پیش نظر ذکر کیا گیا اور جو ان دو کا گرویدہ ہو گیا تو تمام ارکان اسلام کا پابند ہو جائے گا۔

دخول جنت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ –رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ– قَالَ :

اَتٰی اَعْرَابِیٌّ'' النَّبِیَّ– صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ– فَقَالَ: دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةُ. قَالَ: تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِکُ بِهٖ شَیْئاً وَتُقِیْمُ الصَّلَاةَ الْمَکْتُوْبَةَ وَتُوَدِّی الزَّکَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمْضَانَ.

قَالَ الْاَعْرَابِیّ'': وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ عَنْهُ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۳۹۷)	جلدا	صفحہ۴۱۶
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۴)	جلدا	صفحہا۷
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۱۰۹)	جلدا	صفحہ۵۸۵
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب الترھیب/رقم الحدیث (۷۴۸)		جلدا	صفحہ۴۵۹
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۴)	جلدا	صفحہ۱۱
قال محمد بن عبداللہ:	متفق علیہ		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ نے فرمایا: ایک اعرابی حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے درخواست کی (یارسول اللہ) مجھے ایسا عمل بتایئے کہ میں اس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: اللہ کی عبادت کیجئے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایئے، صلاۃ مکتوبہ (فرض نماز) قائم کیجئے، زکوۃ ادا کیجئے اور رمضان المبارک کے روزے رکھیئے اس اعرابی نے (اس فرمان مبارک کو سن کر) کہا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نہ ان چیزوں میں اضافہ کروں گا اور نہ کمی کروں گا۔

جب وہ اس مجلس سے واپس چلا گیا تو حضور نبی اکرم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: جو کسی جنتی آدمی کو دیکھ کر مسرور ہونا چاہے اسے چاہیئے کہ اس آدمی کو دیکھ لے۔

مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۱۲)	جلد۱	صفحہ۱۱۶
قال المحقق:	متفق علیہ		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۷۲۳۷)	جلد۴	صفحہ۱۴۱
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۱	صفحہ۱۳۸
حلیۃ الاولیاء		جلد۴	صفحہ۳۷۴
قال ابی نعیم:	صحیح متفق علیہ		
مسند ابی عوانۃ	رقم الحدیث (۴)	جلد۱	صفحہ۱۷
دلائل النبوۃ		جلد۳	صفحہ۲۶۶

سبحان اللہ! وہ کتنا حسین دور تھا جب حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- بنفس نفیس تشریف فرما ہوتے اور اپنے رخ انور کی تابانیوں سے اہل ایمان کے ایمانوں کی آبیاری فرماتے۔

لوگ بھی بڑے خوش نصیب تھے خالی جھولیاں لے کر آتے اور بھری جھولیاں لیکر واپس پلٹتے۔ روز وشب اور شام وسحر یہی سلسلہ ہوتا نہ سوالیوں کی قطاریں تھمتیں اور نہ قاسم انعامات الٰہیہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے خزانوں میں کمی آتی۔

زیرِ نظر حدیث پاک میں حاضری دینے والا دیہاتی کتنے اعلیٰ ذوق کا مالک تھا اسے فکر تھی تو فکر آخرت، اسے آرزو تھی تو آرزوئے جنت، نہ دنیا، نہ دنیا کے ساز وسامان کی طلب ہے اس مقام کی جو مقام اللہ اور اس کے رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی رضا کا مقام ہے جہاں اہل ایمان کو جلوہ مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نصیب ہوگا اور اسی جلوہ کے طفیل دیدار الٰہی بھی نصیب ہوگا۔ اس اعرابی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارکان اسلام کی پابندی کا حکم دیا۔ اس وقت تک حج فرض نہ ہوا تھا۔ اس لئے آپ نے حج کا ذکر نہ فرمایا۔

کتنا سچا جذبہ ہے ایسے جذبے پر فدا ہونے کو جی چاہتا ہے۔ سب سے مشکل کام کسی کی بات کو ماننا ہوا کرتا ہے۔

اس دیہاتی صحابی -رضی اللہ عنہ- نے اس مشکل کام کو بھی حضور فِدَاهُ اَبِیْ وَاُمِّیْ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ- کی نظر عنایت سے بالکل آسان بنا دیا اس حسین اور پاکیزہ جذبہ کی جو قدر خود حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے کی وہ آپ کے مبارک کلمات

سے عیاں ہے۔

مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذا.

جو کسی جنتی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہے اسے چاہیئے کہ وہ اس چلتے پھرتے جنتی کو دیکھ لے۔

سبحان اللہ! حضور رحمۃ للعالمین۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کی نگاہ رحمت کس درجہ وسیع ہے کہ اپنے متبعین کو جنت کی بہاروں میں دیکھ رہے ہیں اور جنتی ہونے کا اعلان بھی فرمار ہے ہیں۔

-☆-

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ :جَاءَ رَجُل" مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّأْسِ، نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَايَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا، فَاِذَاهُوَ يَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ- خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ واللَّيْلَةِ فَقَالَ :هَلْ عَلَيَّ غَيْرُ هُنَّ ؟فَقَالَ :لَاء، اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ :وَصِيَامُ شَهْرِ رَمْضَانَ قَالَ :هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهٗ قَالَ :لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ :وَذَكَرَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَفَقَالَ:هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَافَقَالَ:لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ :فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ:اَفْلَحَ الرَّجُلُ اِنْ صَدَقَ.

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (١٦)	جلد١	صفحہ١٢
قال محمد بن عبداللہ:	متفق علیہ		
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (١٤)	جلد١	صفحہ١١٦
قال المحققون:	متفق علیہ		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (١١)	جلد١	صفحہ٦٨
سنن ابی داود	رقم الحدیث (٣٩١)	جلد١	صفحہ١٦٠

ترجمة الحديث:

حضرت طلحہ بن عبیداللہ-رضی اللہ عنہ- نے فرمایا: اہل نجد کا ایک آدمی حضور رسول اللہ

صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۳۹۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۱۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی		جلد ۱	صفحہ ۲۲۷
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۵۷)	جلد ۱	صفحہ ۱۵۳
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۶۹۱)	جلد ۱	صفحہ ۵۳۱
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۴۴۴۸)	جلد ۲	صفحہ ۶۵۶
الدر المنثور		جلد ۱	صفحہ ۲۹۳
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۲۹۶)	جلد ۲	صفحہ ۳
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۶)	جلد ۱	صفحہ ۳۹
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۷۲۴)	جلد ۵	صفحہ ۱۲
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرطھما		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۲۶۲)	جلد ۸	صفحہ ۵۳
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرطھما		
الموطا لامام مالک		جلد ۱	صفحہ ۱۵۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۹۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۷۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ سن رہے تھے اور جو کچھ وہ کہہ رہا تھا ہم اسے سمجھ نہیں رہے تھے یہاں تک کہ وہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے قریب ہوا۔ تب پتہ چلا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔

پس حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

دن اور رات میں پانچ نمازیں

اس نے عرض کی کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی نماز لازم ہے؟

اس پر حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا

نہیں مگر یہ کہ تو خوش دلی سے (جتنے چاہے) نفل ادا کرے۔

حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا

رمضان المبارک کے روزے (بھی فرض ہیں)

اس نے عرض کی کیا ان روزوں کے علاوہ کوئی اور روزہ بھی مجھ پر فرض ہے؟ اس پر حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

نہیں مگر یہ کہ تو خوش دلی سے (جتنے چاہے) نفلی روزے رکھ لے

پھر حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے زکوٰۃ کے (فرض ہونے) کا ذکر فرمایا۔ اس نے عرض کی کیا زکوۃ کے علاوہ مجھ پر کوئی اور مال دینا فرض ہے

حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے فرمایا نہیں۔ مگر یہ کہ تو خوش دلی سے (جتنا مال چاہے) اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرتا رہے۔

اس حدیث کے راوی حضرت طلحہ بن عبید اللہ کہتے ہیں وہ آدمی پیٹھ پھیر کر چلا گیا اور کہتا جا رہا تھا اللہ کی قسم! میں ان چیزوں میں نہ اضافہ کروں گا اور نہ کمی پس حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے اس پر ارشاد فرمایا: اگر یہ آدمی اپنے قول میں سچا ہے تو فلاح پا جائے گا۔

-☆-

اس حدیث کا اور سابقہ حدیث پاک کا تقریباً ایک ہی مضمون ہے لیکن حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے جوابات مختلف ہیں۔

پہلی حدیث پاک میں اس سوال کرنے والے کو صریح جنتی فرمایا اور اس حدیث پاک میں اس علاقہ نجد سے آنے والے کے بارے میں فرمایا: اگر یہ اپنے قول میں سچا ہے تو فلاح پائے گا۔

حقیقی بات تو یہ ہے کہ حضور رحمۃ للعالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی نگاہ نبوت دلوں کے بھیدوں اور مخفی اسرار کو بہتر جانتی ہے اور یقیناً آپ نے دلی کیفیات کا مشاہدہ فرما کر الگ الگ جواب مرحمت فرمایا۔

ایمان اور اسلام

سے متعلق

چند احادیثِ مبارکہ

عَنْ اَبِی مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاص رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لاَ یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبِعاً لِمَا جِئْتُ بِهٖ ۔حَدِیْث" صَحِیح" رَوَیْنَاهُ فِی کِتَابِ الْحُجَّةِ بِاِسْنَادٍ صَحِیْح.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابومحمد عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا

تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشات تابع نہ ہوجائیں ان احکامات کے جو میں لے کر آیا ہوں۔

حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ فرمان ذیشان نہایت اہم ہے اگر اسے کلّ الاسلام کہہ دیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱٦۷)	جلد۱	صفحہ۱٦۹
قال الالبانی:	اسنادہ حسن وصححہ الحاکم		
فتح الباری		جلد۱۳	صفحہ۲۸۹
تاریخ البغداد		جلد۴	صفحہ۳٦۹

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی

''تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات تابع نہ ہو جائیں اس شریعت کے جو میں لے کر آیا ہوں۔''

یہ ارشاد گرامی کتنا فکر انگیز ہے ایمان اسی کا ہے جو اپنی خواہشات حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشادات کے تابع کرلیا کرتا ہے اور کامل الایمان وہی ہے جو اپنی مرضی ختم کر کے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے طریقے اور سنت پر چلے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

فَلا وَرَبِّکَ لا یُؤمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِھِمْ حَرَجاً مِّمَّاقَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً۔

(اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم!) آپ کے رب کی قسم! یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپ کو حاکم نہ تسلیم کریں ان جھگڑوں میں جو ان کے درمیان پھوٹ پڑیں ۔پھر جو آپ فیصلہ فرما دیں اس سے اپنے نفسوں میں تنگی نہ پائیں اور تسلیم کریں (آپ کا فیصلہ) دل و جان سے۔

اس آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کونہایت موثر اور موکد طریقے سے بیان کیا گیا ہے اور جو لوگ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فیصلہ کو دل و جاں سے تسلیم نہ کریں ان کے ایمان کی نفی کی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ کے کلام میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہوتی اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اس فرمان کو قسم سے ذکر فرماتا ہے۔فلا وربک کے الفاظ قسم کے ساتھ جلالت شان کو واضح کر رہے ہیں۔

اے میرے حبیب! آپکے رب کی قسم! یہ مومن ہو ہی نہیں سکتے۔

اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نظر انداز کرنے والا اطاعتِ رسول کو غیر اہم سمجھنے والا ایمان سے محروم ہے اسے کسی بھی کام سے پہلے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیئے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا انکاری ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔محروم ایمان دار آخرت میں جنت میں ہرگز نہ جاسکے گا بلکہ غضب والی جگہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيْدًا (1)

نہ کسی مومن مرد کو اور نہ کسی مومن عورت کو یہ حق ہے کہ جب فیصلہ فرمائے اللہ اور اسکا رسول کسی امر کا تو پھر انہیں کوئی اختیار ہو اپنے اس امر میں اور جو نافرمانی کرتا ہے اللہ اور اسکے رسول کی تو وہ بہت واضح گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔

اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس معاملہ میں فیصلہ صادر فرمادیں تو کسی مومن کیلیئے اس فیصلہ کو کالعدم قرار دینے کا کوئی اختیار نہیں اور اسی طرح ایسی کسی تاویل کی گنجائش بھی نہیں جو فیصلہ کی روح کو ختم کر دے۔مومن صادق الایمان اللہ اور اسکے رسول کے فیصلوں کو کمی وبیشی کے بغیر تسلیم کیا کرتا ہے۔اپنی خواہشات، اپنی ترغیبات وترجیحات اپنے ذاتی اور خاندانی فوائد کو قربان کر دیا کرتا ہے۔یاد رہے کہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

(1) الاحزاب ۳۳/۳۶

فیصلوں پر اپنی خواہشات قربان کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا کرتا اسے خزانہ غیب سے وہ کچھ ملتا ہے جس کا دوسرا آدمی تصور بھی نہیں کرسکتا۔

انسان کی کتنی بدنصیبی ہوگی کہ وہ اپنے مفادات کی خاطر اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واضح فرامین کو پس پشت ڈال دے۔ دین حق دین اسلام کامل و مکمل دین ہے اب کسی ادارہ کو، کسی منصب افتاء یا منصب قضا پر بیٹھنے والے کو یہ اختیار ہرگز نہیں کہ وہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات وارشادات کو نظر انداز کرتا پھرے اور وقتی مصلحت وعارضی منفعت کی خاطر اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کو درخود اعتناء نہ سمجھتا پھرے۔

اس فرمان الٰہی کے فوراً بعد وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاً بَعِيْداً. کے لفظ برائے قابل غور ہیں۔ یعنی جس معاملہ میں جس امر میں اللہ اور اسکا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیصل فرما دیں اس فیصلہ کے بعد پھر کوئی انکے اس فیصلہ کو تسلیم کرنے سے انکاری ہو تو وہ ضَلّ (گمراہ ہوا) وہ شریعت کا راستہ ہی گم کر بیٹھا جبکہ ضَلٰلاً بَعِيْداً. ایسا گم کردہ راہ ہوا کہ اس گمراہی میں دور بہت دور نکل گیا جو دور بہت دور نکل جائے اس کا واپس پلٹنا مشکل ہوا کرتا ہے۔ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلوں کو چھوڑنے والا اور انکے خلاف اپنی خواہشات پر عمل کرنے والا رب کی ہدایت سے اتنا دور ہے کہ اس کی واپسی بظاہر مشکل نظر آرہی ہے اور راہِ حق، راہ نجات سے اتنا دور جا چکا ہے کہ اس کا واپس آنا بڑا دشوار ہے۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ مَكْرِ الشَّيْطَانِ وَكَيْدِهٖ بِمَنِّكَ وَكَرَمِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس درجہ حکم ہے کہ اگر کوئی آدمی صلاۃ (نماز) ادا

کررہا ہو اور اس کی صلاۃ کے دوران حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلائیں تو اس پر واجب ہے کہ صلاۃ کو وہیں چھوڑ کر بارگاہِ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو جائے اور آپ کے حکم کی تعمیل کرے۔ ملاحظہ ہو

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدبْنِ الْمُعَلّٰی–رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ–قَالَ: کُنْتُ اُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ فَدَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ–صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ–فَلَمْ اُجِبْهُ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ کُنْتُ اُصَلِّیْ فَقَالَ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰهُ،اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ قَالَ لِیْ : لَاُعَلِّمَنَّکَ سُوْرَةً هِیَ اَعْظَمُ السُّوَرِفِی الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ. ثُمَّ اَخَذَبِیَدِیْ فَلَمَّا اَرَادَاَنْ یَخْرُجَ قُلْتُ لَهٗ : اَلَمْ تَقُلْ لَاُعَلِّمَنَّکَ سُوْرَةً هِیَ اَعْظَمُ سُوْرَةٍ فِی الْقُرْاٰنِ؟ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ : هِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُهٗ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۴۷۴)	جلد۳	صفحہ۱۳۴۹
فتح الباری	رقم الحدیث (۴۴۷۴)	جلد۱۰	صفحہ۱۹۸
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۶۴۷)	جلد۳	صفحہ۱۴۲۲
فتح الباری	رقم الحدیث (۴۶۴۷)	جلد۱۰	صفحہ۳۹۲
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۷۰۳)	جلد۳	صفحہ۱۴۵۳
فتح الباری	رقم الحدیث (۴۷۰۳)	جلد۱۰	صفحہ۴۸۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۷۷۷)	جلد۲	صفحہ۵۶

قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح علی شرط البخاری

سنن ابن ماجہ (ا) مختصراً / رقم الحدیث (۳۷۸۵) جلد۴ صفحہ۲۷۶

قال محمود محمد محمود: الحدیث صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت ابوسعید بن المُعلّٰی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں

میں مسجد میں صلاۃ (نماز) ادا کر رہا تھا مجھے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا میں فوراً حاضر نہ ہوا (بلکہ صلاۃ مکمل کرنے کے بعد حاضر ہوا) میں نے عرض کی یارسول اللہ! میں صلاۃ ادا کر رہا تھا (اس لئے جلدی حاضر نہ ہو سکا) تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے ارشاد نہیں فرمایا:

سنن ابن ماجہ (۲) رقم الحدیث (۳۷۸۵) جلد۵ صفحہ۳۲۷
قال بشار عواد معروف: اسنادہ صحیح

صحیح سنن ابن ماجہ (مختصراً)/رقم الحدیث (۳۰۶۷) جلد۳ صفحہ۲۴۰
قال الالبانی: صحیح

مسند ابی یعلیٰ الموصلی رقم الحدیث (۶۸۳۷) جلد۱۲ صفحہ۲۲۵
قال حسین سلیم اسد: اسنادہ صحیح

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۵۶۷۰) جلد۱۲ صفحہ۲۳۸
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۷۷۷۷) جلد۱۰ صفحہ۵۲۶
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

السنن الکبریٰ (للبیہقی)/رقم الحدیث (۱۳۳۹۷) جلد۷ صفحہ۱۰۲
قال البیہقی: اخرجہ البخاری فی الصحیح

اِستَجِیْبُوا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ.

اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مانو جب بھی وہ تمہیں بلائے کیونکہ وہ تمہیں زندگی عطا فرماتا ہے..........الخ

غور کیجئے! اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت کو کس درجہ اجاگر کیا گیا ہے بندہ صلاۃ ادا کرتا ہے اللہ ذوالجلال کی بندگی کے مزے لے رہا ہے اس دوران حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے بلائیں اسے آواز دیں اس کی طرف پیغام بھیج دیں تو اس صلاۃ ادا کرنے والے پر لازم ہے کہ صلاۃ کو وہیں چھوڑ دیں اور بارگاہ سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچ جائے۔ وجہ واضح ہے کہ یہ سارا دین یہ اسلام اسکی برکات وخیرات ہمیں کس ذات اقدس واطہر کے صدقے ملیں ہیں وہ ذات ذات خیرالوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ان کے قدوم میمنت لزوم سے یہ قطعہ ارض پاک وطاہر ہوگیا ان کی ذات کی برکت سے کفروشرک کے اندھیرے چھٹ گئے، غرضیکہ کعبۃ اللہ جو بت کدہ بنا تھا پاک وصاف ہوکر نغمہ توحید سے گونج اٹھا اب وہی ذات اگر بلائے تو ان کی بات پر لبیک کہنا ہر فرض پر مقدم ہے۔

یہ مسئلہ بھی ذہن نشین رہے کہ جو آدمی صلاۃ ادا کر رہا ہوا سے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلائیں وہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جائے آپ اسے کسی کام کے کرنے کا امر فرمائیں وہ یہ کام سرانجام بھی دے لے، چاہے اس عمل پر اس کا کتنا وقت صرف ہو اس کی وہ نماز باطل نہ ہوگی بلکہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے سے جہاں وہ صلاۃ چھوڑ کر آیا تھا اس سے آگے سے شروع کرے مکمل کرے۔ ملاحظہ ہو

اِخْتِصَامُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بِاَنَّ الْمُصَلِّیَ یُخَاطِبُہٗ بِقَوْلِہٖ : اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ وَلَا یُخَاطِبُ سَائِرَ النَّاسِ وَیَجِبُ عَلَیْہِ اِجَابَتُہٗ اِذَا دَعَاہُ وَلَا تَبْطُلُ صَلَاتُہٗ.(۱)

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اختصاص ہے کہ صلاۃ ادا کرنے والا حالت تشہد میں آپ کو ان کلمات سے خطاب کرے گا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا لنَّبِیُّ (یا نبی سلام علیک) اور باقی لوگوں کو ہرگز خطاب نہیں کرے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صلاۃ ادا کرنے والے کو بلائیں اس پر بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فوراً حاضری واجب ہے اور اس عمل سے اس کی صلاۃ باطل نہ ہوگی۔

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ جذبہ اسے ہی نصیب ہے جو سر تا بقدم محبت والفت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں غرق ہے اور جس نے محبت کا جام ہی نہیں پیا اسے کیا خبر کہ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہوتی ہے اور حلاوت ایمان کیا ہے؟

---

(۱) جواہر البحار ۱/ ۴۸۹

عَنْ اَنَسٍ-رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ-عَنِ النَّبِیِّ-صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ-قَالَ: لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث(۱۵)	جلد۱	صفحہ۳۰
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۱۷۹)	جلد۱	صفحہ۴۰۵
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرطہما		
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۴۴)	جلد۱	صفحہ۹۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۱۲۷۵۰)	جلد۱۱	صفحہ۱۴
سنن ابن ماجہ(۱)	رقم الحدیث(۶۷)	جلد۱	صفحہ۶۳
قال محمود محمد محمود:	متفق علیہ		
سنن ابن ماجہ(۲)	رقم الحدیث(۶۷)	جلد۱	صفحہ۹۱
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۵۶)	جلد۱	صفحہ۴۰
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۱۳۸۷)	جلد۱۱	صفحہ۳۰۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے ہاں اس کے والد اس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر چیز سے محبوب ہو جاتے ہیں مال و جان سے اولاد و اطفال سے ماں باپ سے تو پھر عبادت و بندگی کا کیف نرالا ہوا کرتا ہے۔ پھر سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کاربند رہنے کا مزہ کچھ اور ہوا کرتا ہے۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۸۹۴)	جلد ۱۱	صفحہ ۳۱۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۲۸)	جلد ۳	صفحہ ۳۴۸
قال الالبانی:	صحیح		
فتح الباری	رقم الحدیث (۱۵)	جلد ۲	صفحہ ۸۰
المسند الجامع	رقم الحدیث (۲۰۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۸۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۴۹)	جلد ۱	صفحہ ۳۲۵
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۲۲)	جلد ۱	صفحہ ۵۰
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ واخرجہ مسلم		
مسند ابی عوانہ	رقم الحدیث (۹۰)	جلد ۱	صفحہ ۴۱

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی بھی ملاحظہ ہو

قُلْ اِنْ كَانَ آبَاءُ كُمْ وَاَبْنَاءُ كُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ن اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۔(1)

(اے میرے حبیب!) فرما دیجئے اگر تمہارے آباء واجداد، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے کنبے اور مال جنہیں تم نے کمایا اور تجارت جس کے خسارے کا تمہیں ڈر لگا رہتا ہے، رہائش گاہیں جنہیں تم پسند کرتے ہو (اگر یہ سب کچھ) تمہیں زیادہ محبوب ہے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور جہاد فی سبیلہ سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے اللہ تعالیٰ اپنا امر اور اللہ ہدایت نہیں دیتا قوم فاسقین کو۔

جو آدمی ماں باپ کو اولاد کو اپنی ازواج وتجارت ومساکن کو اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبوب رکھتا ہے وہ خسارہ کا سودا کر رہا ہے۔ اس کے ہاں اطاعت خدا اور رسول ثانوی حیثیت کی حامل ہیں لیکن وہ مرد مومن وہ خوش نصیب جو سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخنوں تک محبت وچاہت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوبا ہوا ہے اس کے ہاں اولیت اپنی خواہشات وترغیبات اپنی ترجیحات ومفادات کو نہیں بلکہ اس کے ہاں اولیت ہے تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ذیشان کو وہ محبوب رب العالمین کی سُنَن پر دل وجاں سے قربان ہوتا ہے اور آپ کی ایک سنت مطہرہ کے احیاء میں اپنی زندگی کی قیمتی ساعتیں بلکہ جملہ توانائیاں صرف کرنی پڑیں تو بے دریغ صرف کرتا ہے اور اس کو سامان نجات تصور کرتا ہے۔

---

(1) التوبۃ ۱۰/۲۴

عَنِ النَّبِيِّ –صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ– قَالَ :

ثَلاثٌ'' مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلاوَةَ الايْمَانِ : اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۱)	جلد ۱	صفحہ ۳۱
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۹۴۱)	جلد ۴	صفحہ ۲۱۷۰
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۳۷)	جلد ۱	صفحہ ۴۷۳
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۴۳)	جلد ۱	صفحہ ۹۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۵۲۶)	جلد ۱۱	صفحہ ۲۲۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۳۴۰)	جلد ۱۱	صفحہ ۱۷۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۷۱۹)	جلد ۱۱	صفحہ ۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۷۰۱)	جلد ۱۰	صفحہ ۵۵۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۱۹۴۱)	جلد ۱۰	صفحہ ۳۲۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۴۰۳۳)	جلد ۴	صفحہ ۴۱۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۴۰۳۳)	جلد ۵	صفحہ ۴۹۹
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۲۴)	جلد ۳	صفحہ ۴۴۶
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۲۴)	جلد ۳	صفحہ ۴۵
قال الالبانی:	صحیح		
مسند ابی یعلیٰ الموصلی	رقم الحدیث (۲۸۱۳)	جلد ۵	صفحہ ۱۹۴
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۲۱)	جلد ۱	صفحہ ۴۹
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علیٰ صحتہ واخرجہ مسلم		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۷۲۴)	جلد ۱	صفحہ ۲۵۱
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۷۵)	جلد ۱	صفحہ ۲۱۶
قال الہیثمی:	رواہ الطبرانی فی الکبیر		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۵۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۲۷
المسند الجامع	رقم الحدیث (۲۱۲)	جلد ۱	صفحہ ۱۷۴

ترجمة الحديث:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تین چیزیں جس میں پائی گئیں اس نے حلاوت ایمان کو پالیا۔

اللہ اور اسکا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے ماسواھما سے زیادہ محبوب ہو۔

کسی انسان سے محبت کرے تو اللہ کیلئے محبت کرے۔

جس کفر سے اللہ نے اسے بچایا اس میں جانا اسے یوں ناپسند ہو جیسے وہ ناپسند کرتا ہے کہ اسے آگ میں پھینک دیا جائے۔

-☆-

ایمان کی حلاوت وچاشنی اسے ہی نصیب ہے تو ساری کائنات سے زیادہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے اس محبت نے اس کے دل میں یوں بسیرا کیا ہے کہ اسے کسی اور چیز کی طرف رغبت وخواہش ہی نہیں وہ سراپا صدق اور اخلاص ہر اس چیز سے محبت کرتا ہے جس سے اللہ اور اسکے رسول محبت کرتے ہیں۔ اس محبت کے نتیجہ میں وہ اپنی ترغیبات وخواہشات کے گلے پر چھری چلا دیتا ہے۔ اب اس کی کوئی خواہش کوئی تمنا باقی نہیں رہی بلکہ اس کی خواہشات وترغیبات کا مرکز ومحور ذات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا کرتی ہے اور اس ذات اقدس واطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یوں فانی ہو جاتا ہے کہ سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل اس کی حیاۃ بن جاتا ہے اس کی زندگی اتباع سنت ٹھہرتی ہے پھر وہ اس عالم گیتی میں چلتا پھرتا خاکی نہیں ہوتا بلکہ رشک قدسیاں بن جاتا ہے اور اتباع سنت مصطفیٰ میں لبریز یہ وجود انوار ربانیہ میں گھرا رہتا ہے اور فرشتے سلامی کیلئے ترستے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ نَجِیْحٍ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ السلمی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَوْعِظَةً وَجِلَتْ مِنْھَا الْقُلُوْبُ وَذَرَفَتْ مِنْھَا الْعُیُوْنُ قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَاَنَّھَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا قَالَ اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ تَاَمَّرَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ'' وَاِنَّہٗ مَنْ یَعِشْ مِنْکُمْ فَسَیَرَی اِخْتِلَافاً کَثِیْراً فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ عَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِدِ وَاِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ'' رَوَاہ اَبُوْدَاؤد وَترمذِیُّ وَقَالَ حَدِیْث'' حَسَن''.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵)	جلد۱	صفحہ۱۷۸
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۸۵)	جلد۴	صفحہ۳۰۸
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۷۶)	جلد۲	صفحہ۶۹
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۲)	جلد۱	صفحہ۴۷
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابونجیح عرباض سارہ سُلَمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں وعظ فرمایا کہ اس سے دل دہل گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ہم نے عرض کی یارسول اللہ! (ہمیں یوں محسوس ہو رہا ہے کہ) گویا یہ (دنیا کو) الوداع کہنے والے کا وعظ ہے۔ ہمیں کچھ نصیحت فرمایئے۔

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۰)	جلد۱	صفحہ۳۱
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۶۵)	جلد۱	صفحہ۵۸
قال الالبانی:	سندہٗ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۸۹۱)	جلد۷	صفحہ۲۸۹
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۰۲)	جلد۱	صفحہ۲۰۵
قال البغوی:	ھذا حدیث حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۰۷۹)	جلد۱۳	صفحہ۲۷۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۸)	جلد۱	صفحہ۹۴
قال المحقق:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۶۰۷)	جلد۴	صفحہ۲۰۵
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۶۰۷)	جلد۳	صفحہ۱۱۸
قال الالبانی:	صحیح		

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور (امیر کا حکم) سنو اور اطاعت کرو اگرچہ کوئی غلام تم پر امیر مقرر کر دیا جائے بے شک تم میں سے جو آدمی میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا تو (اس وقت) تم پر لازم ہے کہ میری سنت اور میرے خلفائے راشدین مھدیین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تم بچو (خلاف شرع) نئی باتوں سے یقیناً ہر بدعت گمراہی ہے۔

-☆-

تقوی اللہ:

تقوی کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَایَرَاکَ حَیْثُ نَهَاکَ وَلَا یَفْقِدُکَ حَیْثُ اَمَرَکَ۔[۱]

اللہ تعالیٰ تجھے وہاں نہ دیکھے جہاں جانے سے اس نے منع فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ تجھے وہاں غیر حاضر نہ پائے جہاں جانے کا اس نے حکم دیا ہے۔

یہ تقوی کی تعریف ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اوامر کو بجالانا اور اس کے نواہی سے اجتناب کرنا حقیقی تقویٰ ہے۔ صلاۃ وصیام کا حکم دیا، زکوۃ وحج کو فرض قرار دیا، صدقہ وخیرات سخاوت ودریادلی شجاعت وبہادری، عفت وعصمت، نرمی وخندہ پیشانی وغیرہ یہ سب کچھ بجالانا تقویٰ ہے۔ چوری وبدکاری، قتل وجادو، طعنہ زنی وعیب جوئی، چغلی وغیبت، جھوٹ اور اتہام بازی وغیرہ ان سب سے بچ جانا تقویٰ ہے تو گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی جملہ ارشاد فرما کر بہت کچھ ارشاد فرما دیا۔

(۱) ضیاء القرآن جلد اول

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ متقی کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں:

اَلْمُتَّقِی : مَنْ سَلَکَ سَبِیْلَ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ وَنَبَذَ الدُّنْیَاوَرَاءَ الْقَفَاوَ کَلَّفَ النَّفْسَ الْاِخْلَاصَ وَالْوَفَا وَاجْتَنَبَ الْحَرَامَ وَالْجَفَا.[۱]

متقی وہ ہے جو حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ مرضیہ پر چلے دنیا کو پس پشت پھینکے اور نفس کو اخلاص و وفا کا خوگر بنائے اور حرام و جفا سے اجتناب کرے۔

وَاِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ".

اور بچو تم (خلاف شرع) باتوں سے یقیناً ہر بدعت گمراہی ہے۔

بدعت: ہر اس نئی بات کو کہیں گے جو رافع سنت ہو۔ یعنی جس کے کرنے سے سنت اٹھ جائے وہ بدعت ہے ایسی بدعت گمراہی ہے اور جو عمل سنت کو ختم کرنے والا ہو اس کی گمراہی میں کسی کو شک وشبہ نہیں۔

علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اَلْمُرَادُ بِالْبِدْعَۃِ : مَاحَدَثَ مِمَّالا اَصْلَ لَہٗ فِی الشَّرِیْعَۃِ یَدُلُّ عَلَیْہِ فَاَمَّا مَاکَانَ لَہٗ اَصْلٌ" مِنَ الشَّرْعِ یَدُلُّ عَلَیْہِ فَلَیْسَ بِبِدْعَۃٍ شَرْعاً.[۲]

بدعت سے مراد وہ کام ہے جو نیا پیدا شدہ ہو جس کی شریعت مطہرہ میں کوئی اصل نہ ہو جو اس پر دال ہو۔ بہر حال وہ امر جس کی شریعت میں اصل ہو تو اس نئے کام کو شرعاً بدعت ہرگز نہ کہیں گے۔

---

(۱) تفسیر کبیر للرازی

(۲) جامع العلوم والحکم ۲/ ۱۲۷

فَكُلُّ مَنْ اَحْدَثَ شَيْئاً وَنَسَبَهُ اِلَى الدِّيْنَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ اَصْل" مِنَ الدِّيْنَ يَرْجِعُ اِلَيْهِ فَهُوَ ضَلالَة" وَالدِّيْنُ بَرِى" مِنْهُ.[1]

پس جس نے بھی کوئی ایسی نئی بات نکالی اور اسکی نسبت دین کی طرف کردی حالانکہ اس کی دین سے کوئی اصل نہ ہو جس کی طرح اس کا رجوع کیا جا سکے تو وہ نئی بات گمراہی اور دین اس سے بری ہے۔

حرملة بن یحیی قال سمعت الشافعی رحمۃ اللہ علیہ یقول:

اَلْبِدْعَةُ بِدْعَتَانِ بِدْعَة" مَحْمُوْدَة" وَبِدْعَة" مَزْمُوْمَة" فَمَا وَافَقَ السُّنَّةَ فَهُوَ مَحْمُوْد" وَمَا خَالَفَ السُّنَّةَ فَهُوَ مَذْمُوْم".[2]

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: بدعت کی دو قسمیں ہیں بدعۃ محمودہ بدعۃ مذمومہ پس جو نیا کام سنت کے موافق ہو وہ محمود ہے اور جو سنت کے مخالف ہو وہ مذموم ہے۔

---

(۱) جامع العلوم والحکم ۲/ ۱۲۸

(۲) جامع العلوم والحکم ۲/ ۱۳۱- قال الارنووط: وھو صحیح عن الامام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ عَبْدِ اللّٰهِ عَائِشَةَ- رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا- قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ:- صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ- مَنْ اَحْدَثَ فِىْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ". وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ".

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۵۵۰)	جلد۲	صفحہ۹۵۹
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۷۱۸)	جلد۳	صفحہ۵۵۴
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۶)	جلد۱	صفحہ۲۰۷
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۷)	جلد۱	صفحہ۲۰۹
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۵۹۱۱)	جلد۱۸	صفحہ۱۱۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۰۳)	جلد۱	صفحہ۲۱۱
قال المحقق:	هذا حدیث متفق علی صحتہ أخرجاہ		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۶۰۶)	جلد۴	صفحہ۲۰۵
سنن ابن ماجہ		جلد۱	صفحہ۳۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		

ترجمة الحديث:

اُمُّ المؤمنین اُمُّ عبداللہ حضرت عائشہ صدیقہ -رضی اللہ عنہا- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ والہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: جس نے اس امر یعنی دین میں نئی بات نکالی جو اس دین سے نہ ہو تو وہ ردّ ہے۔

امام مسلم کی روایت ہے کہ جس نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا امر نہیں تو وہ ردّ ہے۔

دین اسلام میں ایسی نئی بات نکالنا جس کی اصل قران وسنت سے نہ ہو وہ کسی طور پر بھی مستحسن نہیں ہے۔ ہمارے دین کا اصل سرچشمہ وحی الٰہی ہے وہ وحی مَتلُوّ (قرآن کریم ہو یا وحی غیر مَتلُوّ (حدیث پاک) ہو جو امور قرآن وسنت سے موافقت رکھتے ہوں وہ نور علی نور ہیں لیکن

صحیح سنن ابن ماجہ		جلد۱	صفحہ۲۲
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۸۸)	جلد۱	صفحہ۱۲۸
قال الالبانی:	صحیح		
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۱۴۲۲)		صفحہ۲۰۲
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۷۴۵۵)	جلد۱۲	صفحہ۲۵۸
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۵)	جلد۱	صفحہ۲۸۹
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۰۵۳۶)	جلد۱۰	صفحہ۲۵۲
قال المحقق:	ارواہ مسلم فی الصحیح		

وہ امور جنکا قرآن وسنت سے تصادم ہو اور جن کے سرانجام دینے سے سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرف آتا ہو وہ امور کسی طور پر بھی مستحسن نہیں بلکہ قرآن وسنت سے متصادم ہر امر مردود ہے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی اس حقیقت کو کتنا واضح کرتا ہے:

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يُنْقَصُ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَلَهُ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يُنْقَصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا.

ترجمة الحديث:

جس (خوش نصیب) نے اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کیا اس کیلئے اس کا اجر وثواب ہے اور ان کا اجر وثواب بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہ کی جائے گی اور جس (بدنصیب) نے اسلام میں برا طریقہ ایجاد کیا تو اس کا وزر وگناہ اس پر ہوگا اور ان لوگوں کا وزر وگناہ بھی اس پر ہوگا جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے اپنے وزر وگناہ میں کچھ کمی نہ کی جائے گی۔

المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۳۹۰۶)	جلد۴	صفحہ۱۴۶۲
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ		
قال الذھبی:	صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۹۷)	جلد۱	صفحہ۱۱۴
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۶۲)		جلد۱	صفحہ۱۱۳
قال الالبانی:	صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۸۳۵)	جلد۲	صفحہ۲۰۱

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ –رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا– قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ –صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ– یَقُوْلُ اِنَّ الْحَلالَ بَیِّنٌ وَاِنَّ الْحَرَامَ بَیِّنٌ وَبَیْنَھُمَا اُمُوْرٌ مُشْتَبِھَاتٌ لا یَعْلَمُھُنَّ کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَی الشُّبُھَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِیْنِہٖ وَعِرْضِہٖ وَمَنْ وَقَعَ فِی الشُّبُھَاتِ وَقَعَ فِی الْحَرَامِ کَالرَّاعِی یَرْعَی حَوْلَ الْحِمَی یُوْشِکُ اَنْ یَرْتَعَ فِیْہِ اَلا وَاِنَّ لِکُلِّ مَلِکٍ حِمًی اَلا وَاِنَّ حِمَی اللّٰہِ مَحَارِمُہٗ اَلا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلا وَھِیَ الْقَلْبُ.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۲۸۴)	جلد ۱۴	صفحہ ۱۵۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۲۸۸)	جلد ۱۴	صفحہ ۱۵۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۵۸۵)	جلد ۲	صفحہ ۵۴۲
قال المحقق:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۲)	جلد ۱	صفحہ ۲۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۵۹۹)	جلد ۳	صفحہ ۴۰۸

ترجمة الحديث:

حضرت ابوعبداللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۲۰۹)	جلد ۳	صفحہ ۳
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی:	هذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۲۰۵)	جلد ۲	صفحہ ۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۸۴)	جلد ۴	صفحہ ۳۸۸
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۲۳۴)	جلد ۳	صفحہ ۳۰۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۳۲۹)	جلد ۳	صفحہ ۲۰۶
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۳۲۹)	جلد ۲	صفحہ ۳۳۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۴۶۰)	جلد ۷	صفحہ ۲۵۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۴۶۵)	جلد ۳	صفحہ ۲۰۰
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۲۵۳۱)	جلد ۲	صفحہ ۳۱۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۶۲۴)	جلد ۹	صفحہ ۲۱

بے شک حلال واضح ہے اور یقیناً حرام (بھی) واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے جس نے اپنے دامن کو مشتبہ امور سے بچالیا تو اس نے اپنے دین وعزت کو سلامت رکھا اور جو شبہات میں پڑ گیا (گویا) وہ حرام میں پڑ گیا (اس کی مثال) اس چرواہے کی طرح ہے جو (اپنے ریوڑ کو) چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے قریب ہے کہ وہ (ریوڑ) اس چراگاہ میں چرنے لگے۔

سن لیجئے! ہر بادشاہ نے (اپنے قانون بنا کر) باڑ لگا دی ہے (اور اپنی رعایا کیلئے حد بندی کر دی ہے) اور یقیناً اللہ تعالیٰ کی حد بندی وہ چیزیں ہیں جو اس نے حرام قرار دی ہیں۔

سن لیجئے! جسم انسانی میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ سن لیجئے! وہ دل ہے۔

-☆-

شریعت اسلامیہ میں حلال محض بالکل واضح ہیں اور اسی طرح حرامِ محض بھی بالکل واضح ہیں ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کا حلال یا حرام ہونا عوام الناس کے سامنے عیاں نہیں اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ علما راسخین پر بھی وہ چیزیں مشتبہ ہیں بلکہ ان پر تمام امور بالکل واضح وظاہر ہیں جو چیزیں عوام الناس کے درمیان مشتبہ ہیں علماء راسخین کے ہاں ایسی چیزوں میں کوئی اشتباہ نہیں بلکہ وہ واضح اور غیر مبھم ہیں ان کا حلال وحرام ہونا علماء راسخین کے سامنے بالکل عیاں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تِبْيَاناً لِكُلِّ شَيْئٍ.

اور ہم نے نازل کیا آپ پر قرآن کریم جس میں ہر چیز کا بیان ہے

یعنی اوامر ونواھی کا بیان ہے، حلال وحرام کا بیان ہے بلکہ تمام امور تکوینہ وشریعہ کا بیان ہے۔ اگر کسی پر تمام امور کا بیان واضح نہ ہوتو یہ اسکے اپنے فہم وادراک کی کمی ہے علوم قرانیہ میں کسی قسم کی کمی نہیں ہے۔

صلاح قلب:

اگر قلب امراض سے سلامت ہے تو یقیناً اس میں اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت جاگزیں ہوگی اس قلب میں خوف وخشیت الٰہی ہوگا جس دل میں اللہ اور رسول اللہ کی محبت ہواور اس دل میں تقویٰ کا بسیرا ہوتو یقیناً ایسے آدمی کے اعضاء گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ رہیں گے محرمات کے نزدیک نہ جائیں گے قلب سلیم والا اللہ کی رحمتوں میں ہوا کرتا ہے اسے عبادت سے ذوق وشوق ہوتا ہے جب تک وہ اپنی پیشانی علیم وخبیر اللہ کی بارگاہ میں جھکا نہیں لیتا اس وقت تک اسے چین نہیں آتا وہ ہر وقت یادالٰہی کے مزے لیتا ہے اس کی زبان ذکر الٰہی سے تروتازہ رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

یَوْمَ لَایَنْفَعُ مَال" وَلَابَنُوْنَ اِلَّا اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ.

قیامت کے دن نہ مال ودولت فائدہ دیں گے اور نہ اولاد مگر وہ جو اللہ کی بارگاہ میں قلب سلیم لیکر آیا حسد، کینہ، بغض، تکبر اور ریا کاری یہ قلب کی بیماریاں ہیں اور جس کا قلب ان بیماریوں سے محفوظ ہے یقیناً وہ تندرست ہے ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کے تقاضے میں محبت الٰہی اور محبت مصطفیٰ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کا اس کے دل میں بسیرا ہے اب ایسے شخص کے اعضاء بھی سلامت رہیں گے جب حسد وکینہ اور بغض وغیرہ امراض قبیحہ سے محفوظ و مامون

ہوگا تو اسکے اعضاء ایسی کوئی حرکت نہیں کریں گے جس سے انسانیت کے حسن کو گہنا جا سکے بلکہ اسکی جملہ حرکات وسکنات عزت وقار کا سرچشمہ ہونگی اور اسکی ہر ادا دلربا اور ایمان کی مہک سے معطر ہوگی۔

قلب سلیم والے کا ہر کام اللہ کی رضا وخوشنودی کیلئے ہوگا اور ایسا ہونا اس کے کامل الایمان ہونے کی نشانی ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ- قَالَ: مَنْ اَعْطٰى لِلّٰهِ ، وَمَنَعَ لِلّٰهِ وَاَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ فَقَدِاسْتَكْمَلَ الْاِيْمَان.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۵۵۵۴)	جلد ۱۲	صفحہ ۲۵۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۵۵۷۵)	جلد ۱۲	صفحہ ۲۵۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵۲۹)	جلد ۴	صفحہ ۲۳۳
قال الترمذی:	ھذا حدیث (فکر'') حسن		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵۲۱)	جلد ۲	صفحہ ۶۱۱
قال الالبانی:	حسن		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۴۵۳)	جلد ۳	صفحہ ۶۱۲
قال المحقق:	حسن		
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۳۰۲۸)		جلد ۳	صفحہ ۱۶۵
قال الالبانی:	حسن		
شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۱۵)	جلد ۱	صفحہ ۴۷

ترجمۃ الحدیث:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جس نے اللہ کیلئے دیا اور اللہ کیلئے منع کیا اور اللہ کیلئے محبت کی اور اللہ کیلئے بغض کیا تو یقیناً ایسے آدمی کا ایمان مکمل ہے۔

-☆-

اللہ تعالیٰ کیلئے ہر کام کرنا بڑا محمود ہے یہ آدمی کے سعید ہونے کی نشانی ہے اور خالق ومالک ایسے آدمی سے راضی ہوتا ہے یہ سعادت اسے ہی ملتی ہے جس کا دل صحیح ہوا کرتا ہے ہاں جس کا دل صحیح ہے اس کے اعضاء کی حرکات بھی صحیح سمت میں حرکت کرتے ہیں۔

المستدرک للحاکم رقم الحدیث (۲۶۹۴) جلد۳ صفحہ۱۰۱۴
قال الحاکم: علی شرط البخاری ومسلم
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۳۸۰) جلد۱ صفحہ۶۵۸
قال الالبانی: وھذا اسناد حسن
مسند ابی یعلیٰ الموصلی رقم الحدیث (۱۴۸۵) جلد۲ صفحہ۶۰
قال المحقق: اسنادہ حسن
تحفۃ الاشراف رقم الحدیث (۱۱۳۰۱) جلد۸ صفحہ۳۹۴

عَـنْ مُـعَـاذِ بْـنِ جَبَـلٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِىْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِى الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِىْ عَنِ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ عَظِيْمٍ وَاِنَّهُ لَيَسِيْرٌ" عَلٰى مَنْ سَهَّـلَ الـلّٰـهُ تَـعَـالٰى عَلَيْهِ تَعْبُدُاللّٰهَ لاَتُشْرِكُ بِهٖ شَيْئاً وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِى الزَّكٰوةَ وَتَـصُـوْمُ رَمَـضَـانَ وَتَـحُـجُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ لَهُ اَلاَ اَدُلُّكَ عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ الصَّوْمُ جُـنَّةٌ" وَالـصَّـدَقَةُ تُـطْـفِىءُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِىءُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ فِىْ جَـوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ تَلاَ تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتّٰى بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَلاَ اُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْاَمْرِ وَعَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَـنَـامِهٖ قُلْتُ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَأْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَـنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ اَلاَ اُخْبِرُكَ بِمَلاَكِ ذَالِكَ كُـلِّـهٖ قُلْتُ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ ثُمَّ قَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا قُـلْـتُ يَانَبِىَّ اللّٰهِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ وَهَلْ يَكُبُّ الـنَّـاسَ فِى النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَوْ قَالَ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ حَسَنٌ" صَحِيْحٌ".

الترغیب والترھیب رقم الحدیث(۱۰۹۲) جلدا صفحہ۵۸۰
قال المحقق: صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے اور مجھے آگ سے دور کردے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو نے بہت بڑے عمل کے بارے میں سوال کیا ہے اور یقیناً وہ (عمل) آسان ہے اس آدمی پر جس پر اللہ تعالیٰ آسان کردے۔

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۲۵)	جلد۴	صفحہ۲۸۰
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۱۶)	جلد۳	صفحہ۴۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۷۳)	جلد۴	صفحہ۳۸۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۲۲۴)	جلد۳	صفحہ۳۰۱
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۴۱۳)	جلد۲	صفحہ۱۳۸
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۳۱۱)	جلد۸	صفحہ۳۹۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۹۱۵)	جلد۱۶	صفحہ۱۶۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے

اور تو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے

اور رمضان کے روزے رکھے

اور بیت اللہ کا حج کرے۔

پھر آپ نے ان (حضرت معاذ بن جبل) سے فرمایا:

کیا میں تمہیں بھلائی کے دروازوں کی طرف راہنمائی نہ کروں؟

روزہ (گناہوں سے) ڈھال ہے۔

اور صدقہ گناہ (کی آگ) کو اس طرح بُجھاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بُجھاتا ہے۔

اور آدمی کا نماز پڑھنا رات کے وسط میں (یعنی نماز تہجد ادا کرنا)

پھر آپ نے قرآن کی تلاوت

تَتَجَافٰی جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ سے شروع کی اور یَعْلَمُوْنَ تک پہنچے پھر ارشاد فرمایا

کیا میں تمہیں رأس الامر اور اس (دین) کے ستون اور اسکی کہان کی چوٹی کی خبر نہ دوں؟

میں نے عرض کی کیوں نہیں یارسول اللہ! (ضرور خبر دیجئے)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رأس الامر اسلام ہے

اور اس کا ستون نماز ہے

اور اسکے کہان کی چوٹی جہاد ہے

پھر ارشاد فرمایا

کیا میں تمہیں اس سب کے مجموعے کی خبر نہ دوں؟

میں نے عرض کی کیوں نہیں یارسول اللہ! (ضرور خبر دیجئے)

پس آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑی پھر فرمایا اس کو اپنے تک روکے رکھو۔

میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی! کیا ہم پکڑے جائیں گے ان باتوں سے جو ہم بولتے ہیں؟

تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا

تیری ماں تجھے کھوئے

لوگوں کو (قیامت کے دن) آگ میں ان کے چہروں کے بل یا نتھنوں کے بل نہیں گرائے گی مگر ان کی زبانوں کی کاشت

-☆-

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بارگاہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری دیتے ہیں اور اپنا مدعا عرض کرتے ہیں یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور آگ سے دور کر دے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام جنت نصیب ہو پروردگار عالم جل جلالہٗ اپنی رضا وخوشنودی کی سند عطا فرما دے اور جو مقام غضب الٰہی ہے جہنم سے چھٹکارا مل جائے اللہ تعالیٰ کی غضب وناراضگی سے نجات مل جائے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے معاذ تم نے ایک بہت بڑی بات کے بارے میں استفسار کیا ہے واقعی بات بہت بڑی ہے جس عمل سے نجات ابدی مل جائے عذاب الٰہی سے چھٹکارا مل جائے اللہ کی خوشنودی نصیب ہو اور پروردگار کی ناراضگی سے

بچ جائے یقیناً وہ عمل بہت اہم ہے لیکن جس خوش نصیب کیلئے اللہ الکریم یہ آسان کردے اس کیلئے واقعی یہ آسان ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق یاوری کرے تو کوئی کام صعب ومشکل نہیں ۔پروردگار عالم جل جالہٗ کی رحمت شامل حال ہوتو بڑی سے بڑی مشکلیں آسان ہوجاتی ہیں۔ انہونے کام ہوجاتے ہیں بظاہر جس کے وقوع سے ناامیدی ہووہ بھی ہوجایا کرتا ہے۔

حضوررحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چندامور کاذکرکیاان میں سے کچھ فرائض ہیں کچھ نوافل اوران کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اَنْ تَعْبُدُاللّٰهَ وَلا تُشْرِکْ بِهٖ شَيْئاً :

عبادت:

عبادت کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کوعبادت کیلئے پیدافرمایااور بنی نوع انسان کواپنی عبادت کاحکم دیا۔اب سوال یہ ہے کہ عبادت کسے کہتے ہیں۔

علامہ محمدطاہرالپٹنی عبادت کامعنی لکھتے ہیں

العبادة : الطاعة او المعرفة۔[1]

عبادت اطاعت یامعرفت کوکہتے ہیں۔

کیاہراطاعت یامعرفت کوعبادت کہیں گے؟

ہمیں امیر کی اطاعت کاحکم ہے۔

---

(۱) مجمع بحارالانوار۳/۵۱۲

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کا حکم ہے۔

اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ.

اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو۔

بدیہی بات ہے کہ اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عبادت نہیں کہہ سکتے۔

ابو اسحاق الزجاج لکھتے ہیں

مَعْنَی الْعِبَادَةِ فِی اللُّغَةِ الطَّاعَةِ مَعَ الْخُضُوْعِ.[1]

لغت میں عبادت کا معنی ایسی اطاعت ہے جس میں عاجزی ہو۔

علامہ بیضاوی اور علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں

اَلْعِبَادَةُ : اَقْصٰی غَایَةِ الْخُضُوْعِ وَالتَّذَلُّلُ.[2]

عبادت انتہا درجہ کی عجز وانکساری کو کہتے ہیں۔

انتہا درجہ کی عجز وانکساری کیا ہے؟

فرمانبردار بیٹا اپنے باپ سے انکساری سے پیش آتا ہے۔ ایک لائق شاگرد اپنے استاد کے سامنے عاجزی سے بیٹھتا ہے۔ تو کیا اسے عبادت کہیں گے؟ ہرگز نہیں۔

ایک مخلوق دوسری مخلوق سے انکساری تو کرسکتی ہے لیکن حد درجہ کی انکساری نہیں ہوسکتی کیونکہ شعور میں یہ بات موجود ہے کہ یہ بھی تو مخلوق ہی ہے۔ اسکا وجود بھی کسی ذات کا محتاج ہے۔

---

(۱) معانی القران واعرابہ ۱/۴۸ دار الحدیث القاہرہ ۱۹۹۴ء

(۲) تفسیر البیضاوی ۱/۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۸ء

تفسیر المظہری ۱/۹ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ پاکستان

ہاں وہ ذات جو غیر محتاج ہو واجب الوجود ہو اسکی بارگاہ میں انکساری عبادت کہلائے گی بلکہ اسکی اطاعت، اسکی تعظیم اور اسکی حمد بھی عبادت کہلاتی ہے۔ وہ بد بخت آدمی جو کسی محتاج کو غیر محتاج سمجھ لے اور کسی ممکن الوجود کو واجب الوجود جانے تو اس بد بخت کا اس نظریہ سے انکساری کرنا یا اطاعت کرنا عبادت کہلائے گا۔ مفسر قران علامہ ابن جریر طبری اسی مفہوم کو واضح کرنے کیلئے لکھتے ہیں:

وَتَاوِيلُ قَوْلِهِ إِيَاکَ نَعْبُدُ : لَکَ اَللّٰهُمَ نَخْشَعُ وَنَذِلُّ وَنَسْتَكِنُ إِقْرَاراً لَکَ يَارَبَّنَا بِالرَّبُوُبِيَةِ لاَ لِغَيْرِکَ۔(۱)

إيّاکَ نعبد کا معنی ہے: اے اللہ! آپ کیلئے ہم عجز کا اظہار کرتے ہیں اور آپ کیلئے ہی فروتنی اور انکساری کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب! یہ سب کچھ آپ کیلئے ربوبیت کا اقرار کرتے ہوئے کرتے ہیں آپ کے غیر کیلئے نہیں۔

ان ساری باتوں کا ماحاصل یہ ہے کہ

کسی ذات کو واجب الوجود، مستقل بالذات اور غیر محتاج مان کا اسکی اطاعت کرنا یا اسکی تعریف و تعظیم کرنا عبادت کہلاتا ہے۔

نعمتِ ایمان سے معمور شخص جب بھی اللہ کا حکم مانتا ہے تو اسے واجب الوجود جان کر مانتا ہے۔ جب بھی اسکی حمد بیان کرتا ہے تو مستقل بالذات مان کر اور جب بھی اسکی تعظیم کرتا ہے تو غیر محتاج یقین رکھ کر۔ اس مرد مومن کا یہ سب کچھ کرنا عبادت کہلاتا ہے۔

---

(۱) جامع البیان ۱/۱۰۳ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء

شرک:

اللہ وحدہٗ لاشریک کے علاوہ کسی کوواجب الوجود، مستقل بالذات، غیرمحتاج جان کر اسکی تعظیم کرنا اسکا حکم ماننا شرک کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مشرک کی مغفرت نہیں فرمائے گا۔

اِنَّ اللّٰہَ لا یَغْفِرُ اَنْ یُشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَشَاءُ.

بیشک اللہ تعالیٰ مغفرت نہیں فرمائے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے علاوہ جسکی چاہے مغفرت فرمادے۔

اس جگہ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ وَلاتُشْرِکَ بِہٖ شَیئاً سے مراد اقرا الشہادتین ہے یعنی زبان قلب وقالب کہے

اَشْھَدُاَنْ لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

کلمہ طیبہ جب تک زبان سے ادانہ کیا جائے کسی کو مسلم نہیں کہہ سکتے کسی کے مسلم ومومن ہونے کیلئے شرط ہے کہ وہ دل سے اللہ کی واحدنیت کا قائل ہو حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان ہواور زبان سے بھی اس کا اقرار کرے۔

ایک مرتبہ تو اس کلمہ طیبہ پڑھنا فرض ہے بلکہ ایمان کی شرط ہے پھر اس کے بعد زندگی بھر اس کا تکرار ہوتا رہے تا کہ تجدید ایمان ہوتی رہے اور اس کلمہ طیبہ کے ثمرات سے بہرہ ور ہوتے رہیں۔

تُقِيمُ الصَّلاةَ:

صلاۃ (نماز) مومن کی پہچان ہے۔ صلاۃ کے بغیر مومن کو سکون وقرار نہیں جب تک یہ بارگاہ ذوالجلال میں سجدہ ریز نہ ہو جائے اس وقت تک اسکی روح کو سکون نہیں ملتا۔ پس صلاۃ قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

عَن جَابِرِ بنِ عَبدِ اللّٰهِ انَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا كَعبَ بنَ عُجرَةَ أُعِيذُكَ بِاللّٰهِ مِنْ إِمَارَةِ السُّفَهَاءِ اِنَّهَا سَتَكُونُ أُمَرَاءَ مَن دَخَلَ عَلَيهِم فَاَعَانَهُم عَلٰى ظُلُمِهِم وَصَدَّقَهُم بِكَذِبِهِم فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَنْ يَرِدَ عَلَيَّ الحَوضَ وَمَنْ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِم وَلَم يُعِنْهُم عَلٰى ظُلُمِهِم وَ لَم يُصَدِّقْهُم بِكَذِبِهِم فَهُوَ مِنِّي وَاَنَامِنْهُ وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الحَوضَ.

يَا كَعبَ بنَ عُجرَةَ الصَّلاَةُ قُربَان" وَالصَّومُ جُنَّة" وَالصَّدَقَةُ تُطفِئُ الخَطِيئَةَ كَمَا يُطفِئُ الماءُ النَّارَ وَالنَّاسُ غَادِيَانِ فَمُبتَاع" نَفسَهُ فَمُعتِق" رَقَبَتَهُ وَمُوبِقُهَا.

يَاكَعبَ بنَ عُجرَةَ اِنَّهُ لايَدخُلُ الجَنَّةَ لَحم" نَبَتَ مِن سُحتٍ.

صحیح ابن حبان — رقم الحدیث (۱۷۲۳) — جلد۵ — صفحہ۹

قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم

المصنف لعبد الرزاق — رقم الحدیث (۲۰۸۱۹) — جلد۱۱ — صفحہ۳۴۵

المستدرک — رقم الحدیث (۶۰۸۴) — جلد۴ — صفحہ۶۰۶

ترجمة الحديث:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے کعب بن عجرۃ!

میں تجھے سفہاء کی حکومت کے شر سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ ہاں عنقریب سفیہ حکمران ہوں گے جس شخص نے ان سے راہ ورسم رکھا ان کے ظلم وعدوان پر ان کی اعانت کی اور

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۴۳۷۸)	جلد ۱۱	صفحہ ۴۴۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۵۲۲۱)	جلد ۱۲	صفحہ ۱۱۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۹۲۶۳)	جلد ۵	صفحہ ۴۴۵
قال المحقق:	رواہما رجال الصحیح		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۱۹۹۹)	جلد ۳	صفحہ ۴۷۶
قال المحقق:	اسنادہ قوی		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۲۶۸)	جلد ۱	صفحہ ۶۶۲
قال المنذری:	رواہ ابو یعلی باسنادہ صحیح		
وقال المحقق:	صحیح		
شرح مشکل الآثار	رقم الحدیث (۱۳۴۵)	جلد ۳	صفحہ ۳۷۵
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		

ان کے جھوٹ کو سچ کہا تو وہ مجھ سے نہیں اور نہ میرا اس سے کوئی تعلق ہے اور وہ قیامت کے دن حوض کوثر پر میری بارگاہ میں حاضر نہیں ہو سکے گا اور جس شخص نے نہ ان ظالم وسفیہ حکمرانوں سے راہ ورسم رکھا اور نہ ان کے ظلم پر ان کی مدد واعانت اور نہ ان کے جھوٹ کو سچ کہا وہ خوش قسمت مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور حوض کوثر پر میری خدمت میں حاضر ہوگا۔

اے کعب بن عُجرہ! صلاۃ قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو یوں مٹاتا ہے جیسے پانی آگ بجھا دیتا ہے۔ دو طرح کے لوگ صبح اپنے نفسوں کا سودا کرتے ہیں۔ ایک اطاعت الٰہی کر کے اپنے آپ کو جہنم سے آزاد کرا لیتا ہے دوسرا اللہ کی نافرمانی کر کے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

اے کعب بن عُجرہ! جو گوشت حرام سے پرورش شدہ ہے وہ جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔

-☆-

اس حدیث پاک میں صلاۃ کو قرب الٰہی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ اس فرزند آدم کے بخت قابل رشک ہیں جو ہر روز قرب الٰہی کی منزلیں طے کرتا جاتا ہے۔ ادھر وہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں اللہ اکبر کہتا ہے اور ادھر اللہ کی شان رحیمی اسے قرب کی مزید منزلوں سے سرفراز کرتی جاتی ہے اور جو صلاۃ کی لذت سے مالا مال ہے وہ یقیناً قرب الٰہی کی چاشنی سے بہرہ ور ہے۔

تُؤتِي الزَّكَاةَ:

زکاۃ بنائے اسلام ہے۔ اسلام کی حسین جمیل عمارت جن ستونوں پر استادہ ہے ان میں ایک زکاۃ ہے زکاۃ ادا کرنے والا اپنے دین وایمان کا محافظ ہوا کرتا ہے اور زکاۃ کا انکار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : بُنِیَ الاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسَةٍ عَلٰی اَنْ یُوَحَّدَ اللّٰهُ وَاِقَامِ الصَّلَاةِ وَاِیْتَاءِ الزَّکَاةِ وَصِیَامِ رَمَضَانَ وَالْحَجِّ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۸)	جلد ۱	صفحہ ۲۸
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۵۸)	جلد ۱	صفحہ ۳۷۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۱۸)	جلد ۴	صفحہ ۲۷۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۰۹)	جلد ۳	صفحہ ۳۷
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۷۸۱)	جلد ۳	صفحہ ۲۴۸
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۶)	جلد ۱	صفحہ ۴۳
سنن النسائی		جلد ۸	صفحہ ۱۰۸
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۱۶)	جلد ۳	صفحہ ۳۴۴
قال الالبانی:	صحیح		

السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۶۷۵)	جلد۱	صفحہ۵۲۶
شرح سنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۶)	جلد۱	صفحہ۱۷
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح متفق علیٰ صحتہ		
مسند الحمیدی	رقم الحدیث (۷۰۳)	جلد۲	صفحہ۳۰۸
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۳۲۰۳)	جلد۱۲	صفحہ۲۳۸
شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۲۰)	جلد۱	صفحہ۵۴
شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۳۵۶۷)	جلد۳	صفحہ۲۸۸
شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۳۹۷۲)	جلد۳	صفحہ۴۲۸
حلیۃ الاولیاء		جلد۳	صفحہ۶۲
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۶۶۸۲)	جلد۵	صفحہ۳۳۰
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۷۰۴۷)	جلد۵	صفحہ۴۲۰
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۷۴۲۹)	جلد۶	صفحہ۴۱
الکامل (لابن عدی)		جلد۳	صفحہ۱۷
الکامل (لابن عدی)		جلد۵	صفحہ۱۵۹
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۳۰۸)	جلد۱	صفحہ۱۵۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۷۹۸)	جلد۴	صفحہ۴۰۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ منقطع		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۰۱۵)	جلد۱	صفحہ۳۴۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۳۰۱)	جلد۱	صفحہ۴۹۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر
اللہ کی واحدنیت، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا، صلاۃ قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا ہے۔
زکاۃ کی اہمیت کو واضح کرنے کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی قابل غور ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَدَّیْتَ زَکَاۃَ مَالِکَ فَقَدْ قَضَیْتَ مَا عَلَیْکَ.

السنن الکبریٰ للبیہقی رقم الحدیث (۷۲۴۰) جلد۴ صفحہ۱۴۱
المستدرک للحاکم رقم الحدیث (۱۴۴۰) جلد۲ صفحہ۵۵۴
وقال الذھبی: صحیح
الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۲۵۷۳) جلد۲ صفحہ۵۳۷
قال المحقق: حسن
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۱۷۱۹) جلد۲ صفحہ۳۱۸
قال الالبانی: حسن
التمہید جلد۲ صفحہ۲۱۲
اتحاف السادۃ المتقین جلد۴ صفحہ۱۰۵

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تو اپنے مال کی زکاۃ ادا کردے تو تو نے جو تجھ پر لازم تھا اس کو پورا کردیا۔

زکاۃ اپنے مال سے سال کے بعد ۴۰واں حصہ نکالنا ہے سال کے بعد یہ معمولی چیز ہے لیکن اس کیلئے جس کیلئے اللہ تعالیٰ آسان کردے اللہ تعالیٰ کی توفیق واعانت کے بغیر زکاۃ بھی مشکل نکلتی ہے ہاں جو مرد مومن خوشدلی سے زکاۃ ادا کرتا ہے گویا اس پر جو حقوق مالیہ تھے وہ ان کی ادائیگی سے فارغ ہو چکا ہے۔ اللہ رب العزت ہر مسلم کو دین حق کی تفہیم کی توفیق عطا فرمائے۔

وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ:

اھل ایمان بڑی خوشدلی سے رمضان المبارک کے روزے رکھتے ہیں وہ پورا سال اس سعادتوں سے لبریز ماہ کا انتظار کرتے ہیں اھل ایمان کی سحری وافطاری کا اہتمام ان کی اندورنی خوشی وجذبہ ایمانی کو اجاگر کرتا ہے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی روزہ کی اہمیت کو کیسے بیان کرتا ہے ملاحظہ ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ -صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ- قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فَرَضَ صِیَامَ رَمْضَانَ عَلَیْکُمْ وَسَنَنْتُ لَکُمْ قِیَامَهٗ فَمَنْ صَامَهٗ وَقَامَهٗ اِحْتِسَاباً خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض ہے اور میں نے تم پر اس کی راتوں کا قیام سنت قرار دیا پس جس نے رمضان المبارک میں دن کو روزہ رکھا اور رات کو قیام کیا حصول ثواب کیلئے تو وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک وصاف ہوگا جس دن وہ اپنی ماں سے پیٹ سے باہر آیا تھا۔

-☆-

سبحان اللہ! حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس امت پر کس درجہ مہربانی ہے یہ آپ ہی کی نظر کرم کا فیض ہے کہ بندہ رمضان کے روزے رکھے اور اسکی راتوں کو قیام کرے تو وہ گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ انسان خود سوچے وہ روزانہ کتنے گناہ کرتا ہے

المسند الامام احمد　رقم الحدیث (۱۶۶۰)　جلد۲　صفحہ۳۰۶
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح
سنن النسائی　رقم الحدیث (۲۶۰۶)　جلد۴　صفحہ۱۶۲

اس سے کس قدر معصیتیں سرزد ہوتی ہیں اور وہ نافرمانیوں پر نافرمانیاں کیے جاتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اس درجہ شفقت فرمائی کہ اگر وہ رمضان کے روزے رکھ لے اور حصول ثواب کیلئے اس کی راتوں کو صلاۃ التراویح ادا کرے تو وہ گناہوں سے اپنی پیدائش کے دن کی طرح پاک وصاف ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّی اللّٰه عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ- قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهٗ اِلا الصِّيَامَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ وَالصِّيَامُ جُنَّة" وَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلا يَرْفَثْ وَلا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَد" اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّی اِمْرُء" وصَائِم" وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَان يَفْرَحُهُمَا اِذَاافْطَر فَرِحَ بِفِطْرِهٖ وَاِذَالَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۹۰۴)	جلد۲	صفحہ۵۶۶
السنن الکبری (للبیہقی)	رقم الحدیث (۸۳۱۰)	جلد۴	صفحہ۴۴۸
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۱۳۴)	جلد۷	صفحہ۶۰۱
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۳۸۲۳)	جلد۴	صفحہ۲۹۶
قال محمود محمد محمود:	متفق علیہ		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۳۸۲۳)	جلد۵	صفحہ۳۵۰
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۰۹۶)	جلد۳	صفحہ۲۵۰
قال الالبانی:	صحیح		

سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۱۰۳۸)	جلد۲	صفحہ۳۰۵
قال محمود محمد محمود:	متفق علیہ		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۱۶۳۶)	جلد۳	صفحہ۱۴۳
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
المسند الجامع	رقم الحدیث (۱۴۴۰۲)	جلد۱۷	صفحہ۱۲۹
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۵۹۶)	جلد۷	صفحہ۳۵۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۶۷۹)	جلد۷	صفحہ۴۱۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۸۹۶)	جلد۳	صفحہ۱۹۶
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۸۹۷)	جلد۳	صفحہ۱۹۷
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبریٰ (للبیہقی) / رقم الحدیث (۸۵۰۷)		جلد۴	صفحہ۵۰۱
قال البیہقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۴۲۴)	جلد۸	صفحہ۲۱۱
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علی شرطھما		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۱۵۱)	جلد۲	صفحہ۵۰۷
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۲۱۲)	جلد۴	صفحہ۱۶۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۲۱۲)	جلد۲	صفحہ۱۲۰
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۲۱۵)	جلد۴	صفحہ۱۶۸
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۲۱۵)	جلد۲	صفحہ۱۲۰
قال الالبانی:	صحیح الاسناد		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

فرزند آدم کا ہر عمل اس کیلئے ہے سوائے روزے کے یہ روزہ میرے لیے ہے اور اسکی جزاء میں دونگا۔ روزہ ڈھال ہے جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہوتو وہ بے ہودہ بات نہ کرے اور نہ کسی کو درشت طریقے سے پیش آئے اگر اسے کوئی گالی دے یا اس سے لڑنا چاہے تو اسے چاہے کہ وہ کہہ دے میں روزہ دار ہوں۔

قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ روزاہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے ایک جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو روزہ کی افطاری سے خوش ہوتا ہے اور دوسرا جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزہ کی وجہ سے اس ملاقات سے خوش ہوگا۔

سبحان اللہ! ایک روزہ دار کیلئے کتنی بڑی بڑی نویدیں ہیں اللہ الکریم اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اس امت کو جس انداز سے نوازتا ہے اگر یہ امت ساری زندگی اس کے شکرانے میں سربسجود ہوکر گزادے تو حق شکر ادا نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا روزہ میرے لیئے ہے اور اسکی جزا میں دوں گا کتنا پرکیف ارشاد ہے جو روزہ رکھتا ہے اس ارشاد کو سن کر اس کی اندرونی کیفیت کا عالم کیا ہوگا جس سے اس کا خالق و مالک راضی ہوجائے اور پھر یوں راضی ہو کہ فرمائے اس کے اس عمل کی جزاء میں دونگا اب اس

روزہ دار کو کس چیز کی ضرورت رہ جاتی ہے۔ ویسے ہر عمل کی جزا اللہ ہی عطا فرماتا ہے لیکن روزہ کے بارے میں یہ فرمانا کہ اس کی جزا میں دونگا بہت بڑی نوید ہے یعنی روزہ دار پر جب روزہ کی وجہ سے کرم ہوگا تو درمیان میں کوئی فرشتہ واسطہ نہیں ہوگا دینے والا اللہ ہوگا اور اپنے دست کرم سے دیگا۔

روزہ ڈھال ہے۔ ڈھال سے انسان دشمن کے وار سے بچ جاتا ہے جنگ کے دوران ڈھال انسان کو بچاتی ہے تو اللہ الواحد روزہ کو اھل ایمان کی ڈھال قرار دیا کہ تمہارے دشمن بے شمار ہیں دیکھے بھی اور ان دیکھے بھی ان سب سے بچاؤ کیلئے ان کے حملوں اور ان کے مکروفریب سے بچنے کیلئے روزہ ڈھال ہے روزہ کی موجودگی میں ان کا کوئی وار کارگر ثابت نہ ہوگا بلکہ یہ اپنا سامنہ لیکر ناکام ونامراد واپس پلٹیں گے۔

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے یہ اھل ایمان پر روزانہ مختلف انوع حملے کیا کرتا ہے اس کے حملے بڑے اچانک اور اتنے گہرے ہوا کرتے ہیں کہ اگر اسکا حملہ ہو جائے تو بندہ کیلئے سنبھلنا مشکل ہوتا ہے لیکن اللہ الکریم نے روزہ دار پر کرم کیا کہ روزہ کو اس کی ڈھال بنادیا جس کے ہوتے ہوئے اس ازلی دشمن کے حملے ناکام جاتے ہیں وہ پورا زور لگا کر بھی آئے لیکن اخلاص وللٰہیت سے روزہ رکھنے والے پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ یہ دنیا کی ڈھال یہ انسان کی بنائی ہوئی ڈھال یہ بندے کا بنا ہوا مدافعتی نظام خراب ہوسکتا ہے ناکارہ ہوسکتا ہے لیکن اللہ القادر کا دفاعی نظام اس کی عطا کردہ ڈھال کو کوئی نہیں توڑ سکتا روزہ کو پروردگار عالم جل جلالہٗ نے ڈھال بنایا ہے آیئے روزے رکھ کر اپنے آپ کو حفاظتی قلعہ میں لے آئیں اور جو اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے پھر وہ محفوظ ہی رہا کرتا ہے۔

قیامت کے دن جب پل صراط سے گزر ہوگا آتش جہنم خوب جوش میں ہوگی اس وقت اللہ الکریم کا کرم ہی بچائے تو بچا جا سکتا ہے ورنہ اس جہنم سے کون بچنے والا ہے۔ روزہ دار کو یہ نوید ہے کہ تیرے پاس ڈھال ہے اور جب تو پل صراط سے گزرے گا جہنم ہزار جوش میں آئے تیرے پاس اللہ کا حفاظتی نظام ہے تجھے جہنم کچھ نہیں کہہ سکتی بلکہ تو جہنم سے خیر و عافیت سے گزر جائے گا۔

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قول اور آپ کا ہر فرمان سچا ہے بلکہ صداقت در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیرات لیتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں سادا انداز میں روزہ دار کے شرف کو ذکر نہیں کیا بلکہ قسم سے ذکر کیا ہے پھر قسم کا انداز بھی جداگانہ ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میں محمد کی جان ہے اس سے بڑھ کر اس کی اور کیا اہمیت ہو سکتی ہے اس قسم کے بعد جو بات بیان کی اس پر فدا ہونے کو جی چاہتا ہے بلکہ اگر زمین و آسمان اس پر قربان کر دیے جائیں تو حق ادا نہیں ہوتا۔

لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ.

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

بو سے انسان کو نفرت ہے کسی کے منہ سے بو نکلے اور دوسرا اس کو محسوس کرے تو اسے ناگواری ہوتی ہے لیکن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی پر اللہ الکریم کا کتنا کرم ہے اور اللہ کو اس سے کتنا پیار ہے کہ اس کے منہ سے روزہ کی حالت میں نکلنے والی بو اللہ الطیب کو کستوری کی خوشبو سے زیادہ محبوب ہے۔

لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ:

روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں۔ایک خوشی روزہ افطار کرتے وقت۔اہل ایمان جانتے ہیں کہ روزہ دار پورا دن افطاری کے وقت کا انتظار کرتا ہے وہ لحہ لحہ گنا کرتا ہے تلخ دنوں میں تو افطاری کا انتظار بڑی شدت سے ہوتا ہے پھر افطاری کے وقت حسب استطاعت اہتمام اہل ایمان کی اندرونی خوشی کا اظہار کرتا ہے یہ خوشی یہ مسرت ایمان کی نشانی ہے اس خوشی سے ہر اہل ایمان واقف ہے۔

دوسری خوشی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت۔جب تک بندہ مومن اس دنیا میں ہے اللہ تعالیٰ سے ملاقات نہیں ہے جب وہ اس دنیا سے کوچ کر جائے گا پھر اس کی ملاقات وحدہٗ لاشریک سے ہوگی جیسے روزہ دار افطاری کا انتظار کرتا ہے اسی طرح وہ دنیا سے رخصتی کے دن کا بھی انتظار کرتا ہے اسے اس دن جو مسرت وشادمانی نصیب ہوگی اس کو اس ناپائیدار دنیا کے ناپائیدار الفاظ میں کیسے بیان کیا جاسکتا ہے۔حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهٗ.

جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے۔یہ محبت طرفین سے ہے اے روزہ رکھنے والے سعید وفیروز بخت! اپنے مقدر پر ناز کر کہ اگر تجھے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی چاہت ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ سے بھی ملاقات کا مشتاق ہے۔اس ملاقات پر جو خوشی ہوگی اسکا اندازہ وہی کر سکتے ہیں جو ملاقات سے بہرور ہو چکے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ شَرِّفْنَا بِهٰذِهِ السَّعَادَةِ الْعُظْمٰى اللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا لِقَائَكَ وارحمنا وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ.

تَحُجَّ الْبَیْتَ:

بیت اللہ کا حج کرنا اسلام کا پانچواں رکن ہے یہ جامع عبادت ہے اللہ تعالیٰ ہر اھل ایمان کو حج بیت اللہ نصیب فرمائے۔حج بیت اللہ کی فضیلت وشرف کو سمجھنے کیلئے درج ذیل فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش نظر رہے۔

عَنْ مَاعِزِ التَّمِیْمِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ سُئِلَ اَیُّ الاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: اِیْمَانٌ" بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ ثُمَّ حَجَّۃٌ" مَبْرُوْرَۃٌ" تَفْضُلُ سَائِرَ الاَعْمَالِ کَمَا بَیْنَ مَطْلَعِ الشَّمْسِ اِلٰی مَغْرِبِھَا۔(۱)

حضرت ماعز تمیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کونسا عمل افضل ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لانا پھر مقبول حج یہ حج باقی اعمال پر اتنی فضیلت رکھتا ہے جتنی مطلع الشّمس (مشرق) کو اس کے مغرب پر ہے۔

حج بیت اللہ میں جو کہ تمام اعمال کا جامع ہے اس میں مال خرچ کرنا ہے حالت سفر ہے پھر ان سلے کپڑے (مردوں کا لباس) پہن کر زبان حال سے عرض کی جاتی ہے جیسے مردہ کی کوئی خواہش نہیں ایسے ہی میری بھی کوئی خواہش نہیں اے اللہ! آج کے بعد اپنی رضا پر چلنے کی سعادت بخش دے مجھ سے اپنے نفس کی اتباع کرنے کی قوت چھین لے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نصیحتیں فرمائیں ان میں یہ پانچ فرائض تھے ان کے بعد مزید ارشاد فرمایا:

(۱) مسند الامام احمد ۴/۳۴۲۔المتجر الرابح صفحہ ۱۲۱۸ اسنادہ جید

اَلا اَدُلُّکَ عَلٰی اَبْوَابِ الْخَیْرِ:

کیا میں تمہیں خیر کے دروازوں کی خبر نہ دوں؟ دروازے چیزوں کو داخل و خارج کیا جاتا ہے جس کے پاس دروزاہ آ جائے وہ سہولت اندر جا سکتا ہے اور اندر کے انعامات سے شادکام ہو سکتا ہے۔ جس خوش نصیب کو خیر و بھلائی کے دروزوں کی خبر ہو جائے وہ جب چاہے خیر و برکت سے اپنا دامن بھر سکتا ہے۔

اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ":

روزہ ڈھال ہے۔ یہ وہ مضبوط ڈھال ہے جسے شیطان قو تیں توڑ نہیں سکتیں جس کے پاس روزہ کی ڈھال ہے یعنی جو روزے رکھنے کا عادی ہے اس پر اللہ کا لطف و کرم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر رحمت ہے جس کے سبب وہ روزے رکھتا ہے ایسا خوش نصیب اس رزم گاہ حیاۃ میں اپنی نعمت ایمان سلامت لے جاتا ہے اور شیطان کے دست برد کے محفوظ رہ کر تیاری آخرت میں وقت گزارتا ہے۔

اَلصَّدَقَةُ تُطْفِیءُ الْخَطِیئَةَ:

صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ گناہ کرنے سے اللہ الواحد ناراض ہوتا ہے جس سے اس گناہ کرنے والے کے حصہ کی آگ بھڑکائی جاتی ہے گناہ جیسے جیسے بڑھتے جائیں گے اس کے حصہ کی آگ میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ صدقہ کرنے سے اللہ الکریم راضی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا غضب کو ٹھنڈا کرتی ہے اللہ کی خوشنودی نار جہنم کو بجھا دیتی ہے جیسے آگ کے الاؤ پر پانی ڈال دیا جائے تو آگ بجھ جاتی ہے بشرطیکہ پانی آگ سے زائد مقدار میں ہو اسی طرح صدقہ

گناہ سے زائد مقدار میں ہوتو وہ آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اخلاص وللّٰہیت سے کیا گیا کوئی بھی عمل رائگاں نہیں جاتا اس عمل کی بدولت اللہ الکریم اس کے حصہ کی آگ کو سرد کر دیتا ہے۔ جب آگ بالکل سرد ہو جائے تو پھر اس کے لیے تعمیر جنت شروع ہو جاتی ہے جیسے جیسے نیکیاں کرتا جائے گا جنت کی تعمیر بڑھتی جائے گی۔

صَلٰوۃُ الرَّجُلِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ :

نرم وگرم بستر چھوڑ کر اللہ القدیر کی بارگاہ میں صلاۃ التہجد کیلئے اٹھنا بہت بڑی سعادت ہے یہ سعادت توفیق الٰہی کے بغیر ناممکن ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم ہوتا ہے وہ رات کو اٹھ اٹھ کر اس کی بارگاہ میں سجدے کیا کرتا ہے اسے کبھی قیام میں لطف آتا ہے تو کبھی رکوع میں کبھی سجدہ سے پر بہار ہوتا ہے تو کبھی استغفار سے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّداً وَقِیَاماً.

وہ بڑے خوش نصیب ہیں جو رات اپنے رب کی بارگاہ میں سجدے کرتے اور قیام کرتے گزارتے ہیں انہیں رات کی گھڑیوں میں سجدوں کا یوں کیف آتا ہے کہ دنیا کی ساری نعمتیں اس کیف کے سامنے ہیچ ہوتی ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ -صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ- قَالَ:

یَنْزِلُ رَبُّنَا کُلَّ لَیْلَةٍ اِلٰی سَمَاءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الآخِرِ فَیَقُوْلُ : مَنْ یَدْعُوْنِیْ فَأَسْتَجِیْبَ لَهُ؟ وَمَنْ یَسْأَلُنِیْ فَاُعْطِیَهُ وَمَنْ یَسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَلَهُ.

سنن الترمذی	رقم الحدیث(۳۵۰۹)	جلد۵	صفحہ۲۹۹
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث(۴۶۵۲)	جلد۳	صفحہ۳
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۱۳۶۶)	جلد۲	صفحہ۱۶۱
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
سنن الدارمی	رقم الحدیث(۱۴۷۸)	جلد۱	صفحہ۴۱۲
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۹۲۰)	جلد۳	صفحہ۱۹۹
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط الشیخین		
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث(۹۰)	جلد۱۰	صفحہ۱۶۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۷۰۴۱)	جلد۲۵	صفحہ۱۸۸(کتاب التوحید)
جامع الاصول	رقم الحدیث(۲۰۹۷)	جلد۵	صفحہ۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۱۵۱۲۹)	جلد۱۱	صفحہ۲۳

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرۃ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ والہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: ہمارا رب تعالیٰ ہر رات جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہتا ہے آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے یعنی اس کی رحمت خاصہ نزول فرماتی ہے تو ارشاد فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے میں اس کی دعا کو قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اسے عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت کا سوالی ہو میں اس کی مغفرت فرمادوں؟

-☆-

اس حدیث پاک میں رات کے آخری تیسرے حصہ کا ذکر ہے۔ رات کا نصف برکات الٰہیہ سے معمور ہے لیکن رات کے آخری تیسرے حصہ میں اللہ کی عنایات کا جوبن نرالا ہوا کرتا ہے اور اس گھڑی بارگاہ ذوالجلال میں دست سوال دراز کرنے والا محروم نہیں رہا کرتا۔

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۴۶۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۹۸
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۳۱۵)	جلد ۱	صفحہ ۴۲۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۳۱۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۶۰
قال الالبانی:	صحیح		
الموطا لامام مالک		جلد ۱	صفحہ ۱۸۷
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۱۳۲)	جلد ۱	صفحہ ۴۰۷
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۷۵۸)	جلد ۲	صفحہ ۱۸۸

یہ وہ مبارک لمحات ہیں جن میں اللہ والے سر بندگی جھکا کر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کا کیف لیا کرتے ہیں۔ استغفار سے اپنی زبانیں معطر کیا کرتے ہیں، دستِ سوال دراز کر کے اپنی ارواح کو مزید قرب الٰہی کی دولت سے سرفراز کرتے ہیں۔ باری تعالیٰ کی بارگاہ میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کر کے اس کی رضا حاصل کرتے ہیں۔ یہ وہ مبارک لمحات ہیں جو خالق و مالک کو بڑے پیارے ہیں ان لمحات کی قدر کرنے والا اللہ کی عنایات سے محروم نہیں رہا کرتا۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی -رضی اللہ عنہ- کے وصال کے بعد کسی سے ملے تو اس نے سوال کیا حضور! قبر کے احوال سنائیے اور سنائیے کیسی بیتی؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہم جو دنیا میں بڑے بڑے القابات سے مشہور تھے ان القابات نے کوئی فائدہ نہ دیا ہاں سحری کے وقت جو چند رکعات پڑھتا تھا ان کے ذریعے سرمدی انعامات سے نوازا گیا۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ بیان فرمایا تو قرآن کریم یہ آیت تلاوت فرمائی۔ تَتَجَافٰی جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفاً وَّطَمَعاً وَّمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْس" مَاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَاۤءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔[1]

ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں وہ اپنے رب کو (اسکے عذاب کے) خوف سے اور (اسکے انعامات کی) امید سے پکارتے رہتے ہیں اور ہم نے جو کچھ انہیں دیا ہے اس سے وہ اس کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ جو نعمتیں ان کیلئے چھپا کر رکھی گئی ہیں جس سے آنکھیں ٹھنڈی ہونگی یہ جزا وصلہ ہے ان اعمال کا جو وہ کیا کرتے تھے۔

---

(۱) السجدہ ۳۲/۱۶-۱۷

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعلیمات نبویہ

ترتیب:

محمد کریم سلطانی

الجزء الثانی

ناشر:

مکتبہ صبحِ نور

جامعہ ریاض العلوم مسجد خضریٰ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیماتِ نبویہ ﷺ

الجزء الثانی

ترتیب

محمد کریم سلطانی

ناشر

مکتبہ صبح نور

جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء، پیپلز کالونی فیصل آباد فون: 041-8730834
فیکس: 041-8739797

تعلیمات نبویہ

(الجزء الثانی)

تالیف

محمد کریم سلطانی

ناشر

مکتبہ صبح نور

جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء فیصل آباد

فون:041-8730833-34

نام کتاب	تعلیمات نبویہ (الجزء الثانی)
تالیف	محمد کریم سلطانی
اشاعت	اوّل ۲۰۰۶ء
کمپوزنگ	صبح نور کمپیوٹرز
ناشر	مکتبہ صبح نور
تعداد	
قیمت	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وضو کا سنت طریقہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ.

صلاۃ (نماز) وہ اہم عبادت ہے جسے دین کا ستون قرار دیا گیا ہے۔ صلاۃ پر محافظت ایمان کی نشانی ہے۔ مومن کو صلاۃ کے بغیر چین نہیں آتا۔

اس صلاۃ کے لئے وضو کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ صلاۃ ادا کرنے کے لئے مومن کا باوضو ہونا ضروری ہے۔

وضو کی اہمیت کے پیش نظر وضو کے بارے میں چند چیزیں پیش کی جاتی ہیں تاکہ اہل اسلام ان پر عمل کریں۔ کیونکہ صلاۃ کا انحصار ہی وضو پر ہے۔ یاد رہے اس سلسلہ میں ذکر کردہ تمام احادیث مقدسہ صحیح وحسن ہیں اور کسی سنداً ضعیف حدیث کو بھی اس کتاب میں درج نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے ہمیں صراط مستقیم پر چلنا نصیب فرمائے، احادیث مقدسہ پر عمل کی سعادت عطا فرمائے اور ایمان کی چاشنی سے بہرہ ور فرمائے۔

مفتاح صلاۃ

وضو مفتاح صلاۃ ہے یعنی نماز کی چابی جیسے کوئی بھی تالا بغیر چابی کے نہیں کھلتا اسی طرح صلاۃ بھی بغیر وضو کے ادا نہیں کی جا سکتی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک ملاحظہ ہو۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ عَلَيهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُوْرُ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۴۵۹۷)	جلد ۱۱	صفحہ ۵۰۸
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ حسن			
الترغیب والترہیب مختصرا / رقم الحدیث (۵۳۸)		جلد ۱	صفحہ ۳۱۹
شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۲۷۱۱)	جلد ۳	صفحہ ۴
فیض القدیر	رقم الحدیث (۸۱۹۲)	جلد ۵	صفحہ ۵۲۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۴)	جلد ۱	صفحہ ۸۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۵۷۶)	جلد ۲	صفحہ ۲۶۴

نے ارشاد فرمایا: جنت کی چابی صلاۃ (نماز) ہے اور صلاۃ کی چابی وضو ہے۔

-☆-

باب مدینۃ العلم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت شدہ حدیث پاک ملاحظہ ہو۔

عَنْ مُحَمَّدِبْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ اَبِيْهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنهما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الصَّلاةِ الطَّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحلِيلُهَا التَّسْلِيمُ.

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۲۶۵)	جلد ۷	صفحہ ۴۴۲
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۳۳۷۳)	جلد ۲	صفحہ ۳۶۰
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۳۹۷۰)	جلد ۲	صفحہ ۵۳۰
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۷۶، ۲۷۵)	جلد ۱	صفحہ ۱۶۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۲۵، ۲۲۴)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۵
قال الالبانی:	حسن صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۳۱۲)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۲
قال الالبانی:	ھذا الحدیث صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۳۰۱)	جلد ۲	صفحہ ۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۶۱)	جلد ۱	صفحہ ۳۷
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۶۱)	جلد ۱	صفحہ ۲۷
قال الالبانی:	حسن صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت امام محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا صلاۃ کی چابی وضو ہے اس کی تحریم اللہ اکبر کہنا ہے اور اس کی تحلیل السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا ہے۔

-☆-

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳)	جلد ا	صفحہ ۸۵
قال الترمذی:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳)	جلد ا	صفحہ ۲۰
قال الالبانی:	حسن صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۰۶)	جلد ۲	صفحہ ۳۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۷۲)	جلد ۲	صفحہ ۶۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
حلیۃ الاولیاء		جلد ۸	صفحہ ۳۷۲

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلی اللہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلاۃِ الوَضُوْءُ وَتَحْرِیْمُھَا التَّکْبِیْرُوَ تَحْلِیْلُھَا التَّسْلِیْمُ.

ترجمۃ الحدیث:

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صلاۃ کی چابی وضو ہے اور اسکی تحریم اللہ اکبر کہنا ہے اور اسکی تحلیل السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا ہے۔

-☆-

المستدرک رقم الحدیث (۴۶۹) جلد ۱ صفحہ ۳۴۲

قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الاسناد علیٰ شرط مسلم

مسند الامام شافعی صفحہ ۳۴

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلی اللّٰه عَلَيهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ :مِفْتَاحُ الصَّلاَةِ الوُضُوْءُ.

ترجمة الحديث:

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صلاۃ کی چابی وضو ہے۔

جنت اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے۔

جنت ابدی وسرمدی انعامات کا مقام ہے۔

اس جنت میں داخلہ کی چابی صلاۃ ہے۔اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میں صلاۃ پڑھے بغیر جنت جاؤں گا تو یہ اسکا فریب نفس ہے۔حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب جنت کی مفتاح صلاۃ کو قرار دیا ہے تو اہل ایمان کو صلاۃ سے اس درجہ محبت ہونی چاہیے کہ جب تک وہ اسے ادا نہ کرلیں انہیں چین نہ آئے۔

صلاۃ (نماز) کی چابی وضو کو کہا گیا ہے۔

صحیح سنن الترمذی　رقم الحدیث (۴)　جلد ا　صفحہ ۴

قال الالبانی:　صحیح بما قبلہ

بندہ مومن سوچے کہ اس نے کس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونا ہے۔اس عَلَّامُ الغُیُوب جَلَّ جَلالُہٗ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔اس شان والے اللہ کی بارگاہ میں پاک وصاف ہو کر حاضر ہونا چاہیے اس لئے صلاۃ کے لئے وضو کو شرط قرار دیا گیا ہے۔

تَحْرِیْمُهَا التَّكْبِيْر

حرمت صلاۃ میں داخل کرنے والی چیز تکبیر اللہ اکبر کہنا ہے۔

تحریم مصدر بمعنی اسم فاعل ہے یعنی مُحَرِّم -حرام کرنے والی،تکبیر کہنے سے بہت سی چیزیں جو پہلے حلال تھیں حرام ہو جاتی ہیں مثلاً بولنا، کھانا، پینا وغیرہ۔اسی لئے ابتدا صلاۃ میں اللہ اکبر کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔

تَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ

صلاۃ سے نکالنے والی چیز السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا ہے۔تحلیل سے مراد خُرُوْج مِنَ الصَّلاۃ ہے صلاۃ سے نکلنا۔

تحلیل مصدر بمعنی اسم فاعل ہے یعنی مُحَلِّل -حلال کرنے والی۔تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنے سے جو مباح اشیاء حرام ہوگئی تھیں وہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے سے پھر حلال ہوگئی ہیں۔

عَبۡدُاللّٰہِ بۡنُ عُمَرَرَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُما: قَالَ اِنِّیۡ سَمِعۡتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ لاَ تُقۡبَلُ صَلاَۃَ'' بِغَیۡرِ طُھُوۡرٍ وَلاَ صَدۡقَۃَ'' مِنۡ غُلُوۡلٍ.

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱)	جلد۱	صفحہ۸۳
قال الترمذی:	ھذا الحدیث اصح شیء فی ھذا الباب واحسن		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱)	جلد۱	صفحہ۱۹
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۷۱)	جلد۱	صفحہ۱۶۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۲۰)	جلد۱	صفحہ۱۰۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۹)	جلد۱	صفحہ۳۶
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۹)	جلد۱	صفحہ۲۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۳۹)	جلد۱	صفحہ۱۱۰
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۵۲۰)	جلد۵	صفحہ۸۵

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود سنا آپ فرما رہے تھے:

کوئی صلاۃ (نماز) طہارت و وضو کے بغیر قبول نہیں ہوتی اور حرام مال سے دیا گیا کوئی صدقہ بھی قبول نہیں ہوتا۔

-☆-

صلاۃ ادا کرنے کیلئے جسم کا پاک ہونا ضروری ہے حَدَثِ اصغر کی صورت میں وضو کرنے

صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۳۹)	جلد ۱	صفحہ ۵۳
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۵۲۳)	جلد ۲	صفحہ ۲۰۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۶۸۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۸۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۲۰۵)	جلد ۴	صفحہ ۵۴۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۱۲۳)	جلد ۴	صفحہ ۵۱۸
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۲)	جلد ۱	صفحہ ۶۴

سے جسم پاک ہو جاتا ہے۔

جب وضو کر لیا تو یہ جسم پاک و صاف ہو گیا اب اس پاک جسم سے صلاۃ ادا کی جائے۔

وَلاَ صَدَقَةٌ مِنْ غُلُوْلٍ

حرام مال سے دیا گیا صدقہ قبول نہیں۔ ایک آدمی چوری وڈکیتی سے رقم حاصل کرتا ہے پھر اس رقم سے صدقہ دینا چاہے تو یہ اس کا فعل ہرگز قبول نہیں کیونکہ حرام مال اس کیلئے کیسے حلال ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شریعتِ بَیْضَاء پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ – رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ – قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ – صَلى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ – لاَ تُقْبَلُ صَلاةُ اَحَدِكُمْ اِذَا اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۳۵)	جلد ۱	صفحہ ۶۳
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۵)	جلد ۱	صفحہ ۲۶۱
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۵۶۹)	جلد ۱	صفحہ ۱۸۸
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۵۶)	جلد ۱	صفحہ ۳۲۸
قال المحقق:	ھذا الحدیث متفق علیٰ صحتہ		
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۱)	جلد ۱	صفحہ ۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۶۴)	جلد ۸	صفحہ ۱۵۸
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جب کوئی بے وضو ہو جائے اسکی صلاۃ (نماز) قبول نہ ہوگی جب تک کہ وہ وضو نہ کر لے۔

-☆-

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ: اَنَّه' سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلى اللّٰه عَلَيهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ لاَ تُقْبَلُ صَلاةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ہمام بن منبہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کا وضو نہ رہے اس کی صلاۃ اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک وہ وضو نہ کرے۔

-☆-

صلاۃ کی ادائیگی کیلئے وضو شرط ہے۔ جب تک صلاۃ ادا کرنے والا باوضو نہ ہو اس کو صلاۃ ادا کرنے کی اجازت نہیں۔ بے وضو صلاۃ ادا کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی اور اسکے حکم کا استہزاء ہے نیز بے وضو صلاۃ ادا کرنا صلاۃ کو خفیف سمجھنا ہے بے وضو صلاۃ ادا کرنے والے بدنصیب کا ایمان رخصت ہوتے دیر نہیں لگتی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَا نَعُوْذُبِکَ مِنْ مَكْرِ الشَّيْطَانِ وَ كَيْدِهٖ.

صحیح البخاری　　رقم الحدیث (۱۳۵)　　جلدا　　صفحہ ۱۷

وضو ایمان کا حصّہ ہے

عَنْ اَبِیْ مَالِکٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِلْءُ الْمِیْزَانِ وَالتَّسْبِیْحُ وَالتَّکْبِیْرُ مِلْءُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلَاۃُ نُوْرٌ" وَالزَّکَاۃُ بُرْھَانٌ" وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ" وَالْقُرْاٰنُ حُجَّۃٌ" لَکَ اَوْ عَلَیْکَ کُلُّ النَّاسِ یَغْدُو فَبَائِعٌ" نَفْسَہٗ فَمُعْتِقُھَا اَوْمُوْبِقُھَا.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۸۰)	جلد۱	صفحہ۱۶۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۲۹)	جلد۱	صفحہ۱۰۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۴۳۳)	جلد۶	صفحہ۵
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۴۳۶)	جلد۲	صفحہ۱۷۴
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۸۴۴)	جلد۳	صفحہ۱۲۳
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وضو کا خوش دلی سے مکمل کرنا نصف ایمان ہے۔

الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے۔

سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنا آسمانوں اور زمین کو بھر دیتا ہے۔

صلاۃ (نماز) نور ہے۔

زکوٰۃ برھان ہے۔

صبر (قبر وحشر میں) روشنی ہے۔

قرآن تیرے لئے حجت ہے (اگر تو اس پر عمل کرے) یا تیرے خلاف حجت ہے (اگر تو اس پر عمل نہ کرے)

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۳)	جلد ۱	صفحہ ۲۵۹
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۱۸)	جلد ۵	صفحہ ۳۰۷
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۱۷)	جلد ۳	صفحہ ۴۴۶
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۱۶۳)	جلد ۹	صفحہ ۲۸۲

ہر آدمی صبح کے وقت اپنے نفس کا سودا کرتا ہے بس ان میں سے کچھ اپنے نفس کو عذاب سے بچا لیتے ہیں اور باقی لوگ اپنے نفسوں کو نافرمانی کے باعث ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔

-☆-

اِسْبَاغُ الوُضُوْءِ شَطْرُ الاِیْمَان

علامہ زمخشری شطر کا معنی نصف کرتے ہیں۔

ملاحظہ ہو ان کی تالیف الفائق فی غریب الحدیث:

اَلشَّطْرُ : اَلنِّصْفُ[1]

علامہ ابن الاثیر نے بھی یہی لکھا ہے:

اَلشَّطْرُ : اَلنِّصْفُ[2]

المحیط فی اللغة میں بھی اسکا معنی نصف ہی لکھا ہے:

شَطْرُ کُلِّ شَیْءٍ نِصْفُہ،[3]

لیکن المعجم الوسیط میں مرقوم ہے:

الشَّطْرُ : نِصْفُ الشَّیْءِ وَیُسْتَعْمَلُ فِی الْجُزْءِ مِنْہُ ۔[4]

---

(۱) الفائق فی غریب الحدیث ۲/۲۰۱

(۲) النھایہ لابن الاثیر ۲/۴۷۳

(۳) المحیط فی اللغۃ ۷/۲۹۰

(۴) المعجم الوسیط ۱/۴۸۲

شطر کسی چیز کے نصف کو کہتے ہیں اور شطر کی چیز کے جز کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔
"اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَان" میں اگر شطر کا معنی جزو کریں تو مفہوم بالکل واضح ہے کہ وضو ایمان کا جزء ہے لیکن اگر اسکا معنی نصف کریں تو پھر سوال یہ ہے کہ وضو کو نصف ایمان کس وجہ سے کہا گیا؟

ا۔ ایمان کا انحصار صلاۃ پر ہے۔

"اَلصَّلاۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ"

صلاۃ دین کا ستون ہے۔ اس پر واضح دلالت کرتا ہے۔

اب دو چیزیں نظر آتی ہیں:

ا۔ صلاۃ - اصل مقصد

ب۔ وضو - اسکے بغیر صلاۃ نہیں

اس وجہ سے وضو کو شطر ایمان نصف ایمان کہا گیا ہے۔

۲۔ ایمان کامل اس شخص کا ایمان ہے جو ہر قسم کی معصیت و نافرمانی سے محفوظ ہو۔

ا۔ معصیت صغیرہ

ب۔ معصیت کبیرہ

وضو کرنے سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس لئے وضو کو نصف ایمان قرار دیا گیا۔

۳۔ کامل الایمان وہ ہے جو گناہوں سے پاک ہو اور وہ نیکیوں سے آراستہ ہو وضو گناہوں سے پاک کرتا ہے اور صلاۃ نیکیوں سے آراستہ کرتی ہے اس لئے وضو کو شطر الایمان (نصف

ایمان) کہا گیا ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ جب اجروثواب سے نوازتا ہے تو اس کی عطا کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ عطاءعام

ب۔ عطاءخاص

اللہ کی وہ عطا جو ہر ایک کو بلا تخصیص ملے اسے عطاءعام کہتے ہیں۔لیکن اللہ کا وہ کرم جو خاص بندوں کو ان کے اخلاص وللّٰہیت کی بنا پر دیتا ہے اسے عطاءخاص کہتے ہیں۔

اللہ ہر وضو کرنے والے کو بھی اجر دیتا ہے۔ یہ اس کا کرم بلا تخصیص ہے لیکن کچھ ایسے افراد بھی ہیں جو اس خلوص وللّٰہیت سے وضو کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا اجروثواب اس درجہ بڑھا دیتا ہے کہ اس اجروثواب کو دیکھ کر بجا طور پر عام آدمی کا نصف ایمان کہا جا سکتا ہے۔ یہ اللہ کا کرم ہے اور اس کے کرم کو کوئی روک نہیں سکتا جیسے اللہ تعالیٰ

کسی کو ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں اور

کسی کو ایک کے بدلے ستر اور

کسی کو ایک کے بدلے سات سو دیتا ہے اور اپنے خاص بندوں کے بارے میں فرمایا:

واللّٰہ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَشَاءُ

اللہ جس کے لئے چاہتا ہے اجروثواب سات سو گنا سے بڑھا دیتا ہے اور اسکی کوئی حد مقرر نہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مِلْءُ الْمِیْزَان

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا ایک مومن کا امتیاز ہے اس کا شکر کرنا ایمان کی حلاوت ہے تو یہ

الحمدللہ بظاہر تو ایک مختصر جملہ ہے لیکن کریم اللہ جب اس پر اجر وثواب عطا فرماتا ہے تو اس سے اعمال تولنے والا میزان بھر جاتا ہے جس کا اعمال نامہ نیکیوں سے بھرپور ہو وہ بڑا سعید ہے اس لیئے اھل ایمان کی زبانیں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں مگن رہتی ہیں اور جب تک وہ اس خالق و مالک کی تعریف وتوصیف نہ کرلیں انہیں چین نصیب نہیں ہوتا وجہ واضح ہے کہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْءُ الْمِیْزَان .

اَلتَّسْبِیْحُ وَالتَّكْبِیْرُ مِلْءُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنا آسمانوں اور زمین کو بھر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات وحدہ لاشریک ہر کجی سے منزہ ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں جب ایک مومن سبحان اللہ کہتا ہے تو دل وجان سے خدائے بزرگ وبرتر کو ہر قسم کے عیوب ونقائص سے مبرا سمجھتا ہے یہ سمجھنا ہی انسان کو شرک جیسے قبیح وصف سے بچائے رکھتا ہے اور

اللہ اکبر، اللہ کی عظمت وکبریائی کا اظہار ہے دنیا میں بڑے بڑے صاحبان اقتدار ہوئے اور بڑے بڑے صاحبان علم وعقل ہوئے لیکن وہ سب اللہ کی عطا وکرم سے ہوئے۔ اللہ سب سے بڑا ہے اس کی عظمت وکبریائی کے سامنے کل جہاں سرنگوں ہیں بندۂ مومن جب اللہ تعالیٰ کو اکبر تسلیم کرتا ہے اور اس کا برملا اظہار کرتا ہے تو اس کی اپنی ذات ریاکاری ودکھلاوے کے عیوب سے پاک ہوجاتی ہے اس لیئے یہ دو کلمات اتنے خیرات وبرکات سے معمور ہیں کہ ان کے ادا کرنے والے کیلئے اتنا اجر وثواب ہوتا ہے جس سے آسمان وزمین بھر جاتے ہیں۔

نشان مومن

عَنْ ثَوْبَانَ –رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : اِسْتَقِيمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ خَيْرَ اَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ"۔

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۷۷)	جلدا	صفحہ ۱۶۵
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۲۶)	جلدا	صفحہ ۱۰۵
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۹۲)	جلدا	صفحہ ۹۶
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۴۱۲)	جلد۲	صفحہ ۱۳۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۶۵۵)	جلدا	صفحہ ۱۷۴
الموطا امام مالک	رقم الحدیث (۳۶)	جلدا	صفحہ ۵۸
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۰۴۹)	جلد۹	صفحہ ۳۹۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۳۳۵)	جلد۱۶	صفحہ ۳۰۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دین پر استقامت اختیار کرو اور تم اس کا حق ادا نہیں کر سکو گے اور اس بات کو جان لو کہ تمہارے اعمال میں سب سے بہتر صلاۃ ہے اور مومن کے علاوہ کوئی بھی ہمیشہ باوضو نہیں رہتا۔

-☆-

السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۳۸۴)	جلد ا	صفحہ ۱۳۲
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۱۵۰)	جلد ا	صفحہ ۶۷۰
المعجم الاوسط	رقم الحدیث (۷۰۱۹)	جلد ۵	صفحہ ۱۸۹
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۴۴۴)	جلد ۲	صفحہ ۱۰۱
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۵۵)	جلد ا	صفحہ ۳۲۷

یہی فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ سے مروی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو -رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُما- قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: اِسْتَقِيْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَعْمَالِكُمْ الصَّلاةَ وَلاَ يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِن''.

ترجمة الحديث:

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دین پر استقامت اختیار کرو اور مجھے معلوم ہے کہ تم اس کا حق نہیں ادا کر سکو گے لیکن سن لو! تمہارے اعمال میں سب سے افضل صلاۃ ہے اور وضو پر سوائے مومن کے کوئی محافظت و ہیشگی نہیں کرتا۔

-☆-

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۷۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۶۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۲۷)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۶
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۴۱۲)	جلد ۲	صفحہ ۱۳۷
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۹۲۳)	جلد ۶	صفحہ ۳۷۸

صحیح ابن حبان میں یہ روایت ان الفاظ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ خَيْرَ اَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ".

ترجمة الحديث:

میانہ روی اختیار کرو اور اللہ کا قرب چاہو یا میانہ روی اختیار کرو اگر مکمل طور پر نہ کر سکو تو میانہ روی کے قریب قریب رہو اور جان لو!

تمہارے اعمال میں سب سے بہتر صلاۃ ہے اور وضو پر سوائے مومن کے کوئی بھی محافظت وہمیشگی نہیں کرتا۔

-☆-

وضو پر محافظت کے دو مفہوم بیان کئے گئے ہیں:

ا۔ وضو کو پورے حقوق سے ادا کرنا یعنی وضو کرتے وقت فرائض کا خاص خیال رکھنا۔ وضو کی سنتوں کو بھی نظر انداز نہ کرنا اور اس کے آداب پر بھی نگاہ رکھنا۔ گویا جو آدمی سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبہ سے سرشار ہو کر وضو ادا کرتا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے مومن ہے۔ جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان والا کہہ دیں اسے اور کیا چاہیئے۔

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۱۰۳۷) جلد۳ صفحہ۳۱۱
قال المحقق: حدیث صحیح، اسناد حسن رجالہ رجال البخاری عدا ابن ثوبان وھو حسن الحدیث
سنن الدارمی رقم الحدیث (۶۵۶) جلد۱ صفحہ۱۷۵

۲۔ وضو پر محافظت کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ

ہمیشہ باوضو رہا جائے۔ انسان جب بھی بے وضو ہو فوراً تازہ وضو کر لے کوشش کرے کہ کوئی بھی لمحہ بے وضو نہ گزرے۔ جو بندۂ مومن ہمیشہ باوضو رہتا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں گھرا ہوا ہے اور جس کے چاروں طرف اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں وہ بڑے مقدر والا ہے۔

گناہوں سے پاکیزگی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلَیهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلا اُخْبِرُكُمْ بِمَا یَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَایَا وَیَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ اِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَی الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَی الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلاَةِ بَعْدَ الصَّلاَةِ، فَذَالِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذَالِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذَالِكُمُ الرِّبَاط.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۳۸)	جلد۳	صفحہ۳۱۳
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
الموطا امام مالک	رقم الحدیث (۵۵)	جلد۱	صفحہ۱۴۹
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۱)	جلد۱	صفحہ۲۸۷
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۵)	جلد۱	صفحہ۶
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۹)	جلد۱	صفحہ۳۲۰
قال المحقق:	ھذا الحدیث صحیح اخرجہ مسلم		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۳)	جلد۱	صفحہ۱۱۲
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۳)	جلد۱	صفحہ۵۴
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اسی کے ذریعے درجات کو بلند فرماتا ہے؟

وہ ہے- جو لمحات نفس پر شاق گزریں ان میں

مکمل اور خوشدلی سے وضو کرنا

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۵۲،۵۱)	جلد۱	صفحہ۱۱۸
قال الترمذی:	حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۵۱)	جلد۱	صفحہ۵۱
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۰۰۸)	جلد۸	صفحہ۱۲۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۲۸)	جلد۱	صفحہ۲۳۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۴۷)	جلد۱	صفحہ۱۴۳
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۳۸۶)	جلد۱	صفحہ۱۳۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۰۸۷)	جلد۱۱	صفحہ۲۲۷

مساجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا

صلاۃ کے بعد دوسری صلاۃ کا انتظار کرنا

سن لیجیئے ! یہی رباط ہے، یہی رباط ہے، یہی رباط ہے۔

-☆-

اِسۡبَاغُ الۡوُضُوءِ عَلَی الۡمَکَارِہِ

نفس انسانی آرام طلب ہے۔کوئی بھی نیک کام کیا جائے تو نفس اس کے لئے آسانی سے مائل نہیں ہوتا۔لیکن بعض امور ایسے بھی ہیں جن کا کرنا اس پر بہت شاق گزرتا ہے۔

۱۔ موسم سرما میں گرم بستر چھوڑ کر عبادت الٰہی کے لئے اٹھنا نفس کے لئے بہت تکلیف دہ ہے۔اگر ان اوقات میں انسان بستر سے اٹھے ٹھنڈے پانی سے وضو کرے تو یقیناً یہ پانی جہنم کے شعلوں کو سرد کر دے گا اور یہی وضو جنت میں بلند درجات کا زینہ بنے گا۔

۲۔ کسی بندہ مومن کو جسمانی تکلیف ہے اور یہ تکلیف اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وضو نہ کیا جائے لیکن مومن کے ایمان کی حلاوت اسے مجبور کرتی ہے کہ وضو کیا جائے اور اللہ کے حضور سر بندگی جھکایا جائے۔

۳۔ بندۂ مومن کسی کاروباری مصروفیات میں ہے یا کہیں معاملات سلجھا رہا ہے یا تکرار علم کی بنا پر فرصت نہیں، نفس کو ان لمحات میں بڑا گراں گزرتا ہے کہ وضو کیا جائے اور صلاۃ ادا کی جائے بلکہ اس کی خواہش ہوتی ہے کہ ایسے امور میں وقت صرف کر کے اپنا نقصان نہ کیا جائے لیکن جذبہ ایمانی ان سب چیزوں کو نظر انداز کرتا ہے جس اللہ نے لاکھوں انعامات واکرامات سے نوازا اس کی بارگاہ میں باوضو ہو کر سجدہ ریز نہ ہونا انتہائی ناشکری ہے۔یہی جذبہ ان مصروفیات

کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اللہ کی رضا کی طلب میں وضو کرنے پر مجبور کر کے علیم وخبیر جل جلالہ کی بارگاہ اقدس میں کھڑا کر دیتا ہے۔

اگر

ایسے افراد کے گناہ اللہ تعالیٰ مٹا دے اور ان کے درجات کو بلند سے بلند تر کر دے تو اس میں حیرانگی کی کونسی بات ہے۔

اس حدیث پاک کے آخر میں

فَذَالِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذَالِكُمُ الرِّبَاطُ ،فَذَالِكُمُ الرِّبَاط.

آیا ہے اس کے دو مفہوم ذکر کئے گئے ہیں۔

۱۔ رباط جہاد کے لئے مستعد رہنے اور اسی غرض سے گھوڑے باندھنے کو کہتے ہیں۔ ان امور کو رباط قرار دے کر گویا یہ فرمایا گیا کہ ان امور کو سر انجام دینا جہاد کا ثواب پانا ہے۔

۲۔ رباط اس کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کو باندھا جائے۔

ان معنی کو مدنظر رکھیں تو مفہوم ہوگا

یہی امور ہیں جو انسان کو باندھے رکھتے ہیں تا کہ وہ گناہوں کی طرف نہ جائے اور اللہ کی نافرمانی سے باز رہے۔

جو بندۂ مومن ان احکامات الہیہ پر عمل پیرا ہو تو کوئی بعید نہیں کہ رحیم و کریم اللہ انہیں جہاد کا ثواب بھی عطا فرمائے اور انہیں گناہوں سے بھی محفوظ رکھے۔

عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِی طَالِبٍ –كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ الْكَرِيْمَ– اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ:اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِی الْمَكَارِهِ وَاِعْمَالُ الاَقْدَامِ اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلاَةِ بَعْدَ الصَّلاَةِ يَغْسِلُ الْخَطَايَا غَسْلاً.

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۰۳)	جلد۱	صفحہ۲۱۸
قال المحقق:	صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۶۹)	جلد۱	صفحہ۲۸۹
قال المحقق:	صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۶۳۲)	جلد۱	صفحہ۳۵۹
قال المحقق:	صحیح		
مسند ابی یعلیٰ	رقم الحدیث (۴۸۸)	جلد۱	صفحہ۳۷۹
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ حسن		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۲۱۲۲)	جلد۲	صفحہ۱۵۸
قال الھیثمی:	رواہ ابویعلیٰ والبزار ورجالہ رجال صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۴۶۸)	جلد۱	صفحہ۳۴۲
قال للحاکم:	ھذا الحدیث صحیح شرط مسلم ولم یخرجاہ		
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۷۷)	جلد۱	صفحہ۹۰

ترجمة الحديث:

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نفس پر شاق گزرنے والے لمحات میں وضو مکمل کرنا، مسجدوں کی طرف پیدل چل کر جانا اور صلاۃ کے بعد دوسری صلاۃ کا انتظار یہ امور گناہوں کو بالکل دھو دیتے ہیں۔

-☆-

يَغْسِلُ الْخَطَايَا غَسْلاً

انسانی دل پر گناہوں کی سیاہی اور ظلمت اپنا اثر دکھاتی ہے۔ گناہ ایمان والے کے دل سے ایمان کے نور کو آہستہ آہستہ کم کر دیتے ہیں۔ لیکن وہ لمحات جو نفس پر گراں گزریں ان میں خوشدلی سے وضو کرنا گناہوں کی سیاہی اور ظلمت کو دھو دیتا ہے۔ پھر ایسا وقت بھی آتا ہے کہ انسان کا دل نور ایمانی سے مثل آفتاب جگمگاتا ہے اور منبع انوار بن جاتا ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَتَمَّ الْوُضُوءَ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ فَالصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۵۹)	جلد ا	صفحہ ۲۵۱
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۷۷)	جلد ا	صفحہ ۱۵۱
قال الالبانی:	صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۵۴)	جلد ا	صفحہ ۳۲۶
قال المحقق:	ھذا الحدیث صحیح اخرجہ مسلم		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۳۱)	جلد ا	صفحہ ۲۶۵
سنن نسائی	رقم الحدیث (۱۴۵)	جلد ا	صفحہ ۱۱۳
صحیح سنن نسائی	رقم الحدیث (۱۴۵)	جلد ا	صفحہ ۵۵
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۴۳)	جلد ۳	صفحہ ۳۱۸
قال الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرطھما		
مسند ابی داود الطیالسی	رقم الحدیث (۷۵)		صفحہ ۱۳

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ اَتَمَّ الْوُضُوءَ کَمَا اَمَرَہُ اللّٰہُ فَالصَّلَوَاتُ الْمَکْتُوبَاتُ کَفَّارَاتٌ' لِمَا بَیْنَہُنَّ.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۵۹)	جلد ۱	صفحہ ۲۵۱
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۷۷)	جلد ۱	صفحہ ۱۵۱
قال الالبانی:	صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۵۴)	جلد ۱	صفحہ ۳۲۶
قال المحقق:	ھذا الحدیث صحیح اخرجہ مسلم		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۳۱)	جلد ۱	صفحہ ۲۶۵
سنن نسائی	رقم الحدیث (۱۴۵)	جلد ۱	صفحہ ۱۱۳
صحیح سنن نسائی	رقم الحدیث (۱۴۵)	جلد ۱	صفحہ ۵۵
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۴۳)	جلد ۳	صفحہ ۳۱۸
قال الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرطھما		
مسند ابی داود الطیالسی	رقم الحدیث (۷۵)		صفحہ ۱۳

ترجمة الحديث:

حضرت عثمان بن عفان - رضی اللہ عنہ - نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے وضو کو مکمل کیا جیسے اللہ نے اسے حکم دیا تھا تو فرض نمازیں کفارہ ہیں ان گناہوں کا جو ان کے درمیان ہوں۔

-☆-

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۰۶)	جلد ۱	صفحہ ۳۳۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۰۳)	جلد ۱	صفحہ ۳۷۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۷۸۹)	جلد ۷	صفحہ ۲۴۸

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَوَضَّأَفَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ لَايَنْهَزُهُ' اِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَادَرَجَتَه' وَحَطَّ بِهَا خَطِيْئَتَه' حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اچھے طریقے سے وضو کرے پھر وہ مسجد کی

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۸۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۶۷
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۳۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۷
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۵۵۲)	جلد ۹	صفحہ ۳۸۴
فتح الباری	رقم الحدیث (۴۷۷)	جلد ۱	صفحہ ۵۶۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۴۲۴)	جلد ۷	صفحہ ۲۳۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

طرف آئے اسے گھر سے صرف صلاۃ ہی اٹھائے (یعنی مسجد آنے کی غرض صرف صلاۃ ہو) تو وہ جتنے قدم چلے گا اللہ عزوجل ہر قدم کے بدلے اس کا درجہ بلند فرمائے گا۔ اور ہر قدم کے بدلے اس کا گناہ مٹا دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جائے۔

-☆-

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس امت پر کتنی رحمت ہے۔ عبادت اللہ کی ہے، ہم اس کے عبد ہیں، عبد کا کام عبدیت سے ہے اگر اس کی عبادت نہ کریں تو عابدوں کی فہرست سے نام خارج ہوتا ہے۔ یہ عبادت ہم پر فرض ہے اس کے بغیر چارہ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہونے کے ناطے ہم پر کتنا کرم فرماتا ہے ہر قدم گناہ مٹا دے ہر قدم درجہ بلند کردے اس سے بڑھ کر اس خالق و مالک کی اور کیا کرم نوازی ہو۔

بندہ جب خلوصِ دل سے سوچے تو اللہ کے صرف اسی ایک احسان کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہے۔ کہاں وہ الصمد ذات اور کہاں ہم نالائق و ناکارہ بندے یہ محض اس کا لطف و کرم اور بندہ پروری ہے۔

عَنْ عَمْرِوبْنِ عَبْسَةَ قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ خَرَّتْ خَطَايَاهُ مِنْ يَدَيْهِ فَاِذَاغَسَلَ وَجْهَه' خَرَّتْ خَطَايَاهُ مِنْ وَجْهِهٖ فَاِذَاغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهِ خَرَّتْ خَطَايَاهُ مِنْ ذِرَاعَيْهِ وَرَأْسِهٖ فَاِذَاغَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَّتْ خَطَايَاهُ مِنْ رِجْلَيْهِ.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۸۳)	جلد۱	صفحہ۱۶۸
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۳۲)	جلد۱	صفحہ۱۰۸
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۷۶۳)	جلد۸	صفحہ۱۶۲
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۹۶۳)	جلد۱	صفحہ۲۴۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
مصنف ابن ابی شیبہ		جلد۱	صفحہ۶

ترجمة الحديث:

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ جب وضو کرتا ہے پس جب اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے اس کے گناہ نیچے گر جاتے ہیں۔

جب وہ چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے اس کے گناہ گر جاتے ہیں۔

جب وہ اپنے دونوں بازو دھوتا ہے اور اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے دونوں بازوں اور اس کے سر سے اس کے گناہ گر جاتے ہیں۔

جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں سے اس کے گناہ گر جاتے ہیں۔

-☆-

اللہ تعالیٰ کی کریمی پر قربان جائیں!

بندہ عبادت کی نیت سے وضو کرتا ہے۔

بندہ ہاتھوں کے ظاہر کو صاف کرتا ہے اللہ اس کے ہاتھوں کو گناہوں سے بھی پاک کر دیتا ہے۔ بندہ اپنے چہرے کو دھوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو گناہوں کے داغوں سے بھی پاک کر دیتا ہے۔ بندہ اپنے بازو دھوتا ہے اپنے سر کا مسح کرتا ہے کریم اللہ اس کے بازوؤں سے اور اس کے سر سے گناہوں کا بوجھ گرا دیتا ہے۔ بندہ عبادت کی نیت سے اپنے پاوؤں دھو کر اللہ کی رحمت کو اپنی طرف یوں متوجہ کرتا ہے کہ اللہ کی رحمت اس کے پاوؤں سے گناہوں کی بیڑیاں اٹھا لیتی ہے۔

غور کیجئے!

اللہ تعالیٰ نے صرف ایک وضو کرنے سے اپنے بندے کو گناہوں کے بوجھ سے بری کر دیا ہے اگر اب بھی بندہ اس کا شکر ادا نہ کرے اور اس کے حضور سجدہ ریز ہو کر اس کی یاد کے مزے نہ لے تو اس کی حرماں نصیبی ہے اللہ کے کرم میں تو کوئی کمی نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ملاحظہ ہو:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ :إِذَاتَوَضَّأَالْعَبْدُالْمُسْلِمُ—اَوِالْمُؤْمِنُ— فَغَسلَ وَجْهَه' خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهٖ كُلُّ خَطِیْئَتِهٖ نَظَرَاِلَیْهَا بِعَیْنَیْهِ مَعَ الْمَاءِ اَوْمَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ او نَحْوَهٰذافَاِذَاغَسَلَ یَدَیْهِ خَرَجَتْ مِنْ یَدَیْهِ كُلُّ خَطِیْئَتِهٖ بَطَشَتْهَا یَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ—اَوْمَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ— فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَیْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِیْئَتِهٖ مَشَّتْهَارِجْلاَهُ مَعَ الْمَاءِ—اَوْمَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ—حَتّٰی یَخْرُجَ نَقِیّاًمِنَ الذُّنُوبِ.

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲)	جلد ا	صفحہ ۸۴
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲)	جلد ا	صفحہ ۱۹
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۴۴)	جلد ا	صفحہ ۲۷۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۹۶۹)	جلد ۱۴	صفحہ ۳۷۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۴)	جلد ا	صفحہ ۵

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جب بندہ مسلم یا بندہ مومن وضو کرتا ہے پس جب وہ اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے کا ہروہ گناہ جو اسکی دونوں آنکھوں نے کیا تھا وہ پانی کے ساتھ نکل جاتا ہے یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ وہ گناہ نکل جاتا ہے یا اس جیسا کوئی لفظ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کا ہروہ گناہ جو اس کے ہاتھوں نے کیا تھا پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے۔

جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اس کے وہ گناہ جو اس کے پاؤں نے کیے تھے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔
یہاں تک کہ وہ وضو کرنے سے گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

سنن الدارمی	رقم الحدیث (۷۱۸)	جلد۱	صفحہ۱۹۷
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۴۴)	جلد۱	صفحہ۲۷۴
الموطا لامام مالک		جلد۱	صفحہ۵۶
السنۃ الکبری للبیہقی	رقم الحدیث (۳۸۱)	جلد۱	صفحہ۱۳۰
قال المحقق:	رواہ مسلم فی الصحیحہ		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۷۴۲)	جلد۹	صفحہ۴۱۷
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۰۱۸)	جلد۹	صفحہ۳۷۴
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۹۱)	جلد۱	صفحہ۲۱۰
قال المحقق:	صحیح		

اے غافل انسان!

سوچ اللہ تعالیٰ کی تجھ پر کتنی عنایات ہیں، اب بھی سنبھل جا، باز آ جا، گناہ و نافرمانیاں چھوڑ دے اس کی رحمت کی طرف دیکھ وہ تجھے پکار رہی ہے۔ تو اس کا بن کر تو دیکھ صرف ایک مرتبہ عبادت و بندگی کے لئے اپنے ہی اعضا کو دھولے تو اللہ تعالیٰ تیرے سارے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔

عَنْ اَبِیْ أُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : اِذَا تَوَضَّأَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ خَرَجَتْ ذُنُوْبُهٗ مِنْ سَمْعِهٖ وَبَصَرِهٖ وَيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَاِنْ قَعَدَقَعَدَ مَغْفُوْراً لَهٗ.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۰۷۱)	جلد ۱۶	صفحہ ۲۲۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۱۰۷)	جلد ۱۶	صفحہ ۲۳۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۷۵۶۰)	جلد ۸	صفحہ ۱۴۴
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۱۲۸)	جلد ۱	صفحہ ۵۱۸
قال الھیثمی:	رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر ..... اسنادہ حسن		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۹۹۱۳)	جلد ۱	صفحہ ۲۱۵
قال المحقق:	اسنادہ ھذا حسن		

ترجمة الحديث:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ مسلم وضو کرتا ہے تو گناہ اس کے کانوں، آنکھوں، اس کے ہاتھوں اور پاؤں سے نکل جاتے ہیں۔

پس اگر وہ بندگی کے لئے بارگاہِ الٰہی میں بیٹھے گا تو اس حالت میں بیٹھے گا کہ اس کے جملہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔

-☆-

بادشاہ رعایا کے کسی فرد کو ایک محل دے دے اور اسے کہے کہ یہ محل تیرا ہے اس میں بلاخوف وخطر قیام کرو، ہاں اس محل کا فلاں کمرہ میرے لیے مخصوص کرلو۔ جب کبھی میرا گزر ہو اس کمرہ میں قیام کروں گا۔

اگر وہ آدمی اس پورے محل کو اپنے تصرف میں لے لے اور بادشاہ کے مخصوص کمرے کا خیال نہ کرے بلکہ بصیرت سے اتنا بے بہرہ ہو جائے کہ گھر کی صفائی کے بعد اس کا کوڑہ کرکٹ بادشاہ کے مخصوص کمرے میں پھینک دے تو جب کبھی بادشاہ اس محل میں آئے گا تو اس آدمی سے خوش نہیں ہوگا بلکہ ناراض ہوگا اور شاید اس کی اس حماقت اور ناقدری کے پیش نظر اسے سخت سزا دے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پورا جسم دے دیا لیکن دل اس نے اپنے لئے رکھ لیا اب اگر ناقدر انسان دل ہی کو خراب کر دے بلکہ جسم کی جملہ غلاظت اس میں پھینک دے تو ایسا آدمی اللہ کی ناراضگی کا سزاوار ہے اللہ کی ناراضگی سب سے بڑا عذاب ہے۔

ہاں عقلمند آدمی بادشاہ کے دیے ہوئے محل میں اس کے مخصوص کمرے کی سب سے زیادہ دیکھ بھال کرے گا۔اس کی کھڑکیوں کا خصوصی خیال رکھے گا کہ ان سے باہر کی گرد اندر داخل نہ ہو۔موسم کی خرابی پر فوراً کھڑکیاں بند کرے گا اور ہمہ وقت اس کمرے کی نگرانی کرے گا۔

انسانی اعضاء دل کے لئے بطور کھڑکیاں ہیں آنکھ،کان،زبان،ہاتھ اور پاؤں دل کی کھڑکیاں ہیں۔عقلمند اور صاحب بصیرت ان کا خصوصی خیال رکھے گا کہ ان کے ذریعے کوئی گرد دل میں داخل نہ ہو وہ کبھی بھی غفلت کا شکار نہ ہوگا اسے ہر وقت ڈر رہے گا کہ کہیں بیرونی غلاظت ان کھڑکیوں کے ذریعے اندر داخل نہ ہو جائے۔اگر کسی موقع پر کہیں سے کوئی گرد اندر آ گئی تو فوراً اسے صاف کر دے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دل کی جانب کھلنے والی ان کھڑکیوں یعنی اعضاء کے پاک وصاف رکھنے کا ایک آسان اور سادہ نسخہ عطا فرمایا ہے وہ ہے وضو کرنا جو بھی مسلمان عبادت کی نیت سے وضو کرتا ہے،گناہ اس کے کانوں،آنکھوں،ہاتھ اور پاؤں سے نکل جاتے ہیں اور وہ گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

گویا وضو کرنے سے انسان کا دل طیب وطاہر ہو جاتا ہے اور جس کا دل پاک وصاف ہو اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی سب سے بڑی دولت و سعادت ہے۔

اس بات کومزید واضح کرنے کے لئے یہ حدیث پاک بھی ملاحظہ ہو:

عَنْ اَبِیْ اَمَامَةَ–رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اَيُّمَا رَجُلٍ قَامَ وُضُوْئَه' يُرِيْدُ الصَّلاۃَ ثُمَّ غَسَلَ كَفَّيْهِ نَزَلَتْ خَطِيْئَتُه' مِنْ كَفَّيْهِ مَعَ اَوَّلِ قَطْرَةٍ فَاِذَا مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ نَزَلَتْ خَطِيْئَتُه' مِنْ لِسَانِهٖ وَشَفَتَيْهِ مَعَ اَوَّلِ قَطْرَةٍ فَاِذَا غَسَلَ وَجْهَه' نَزَلَتْ خَطِيْئَتُه' مِنْ سَمْعِهٖ وَبَصَرِهٖ مَعَ اَوَّلِ قَطْرَةٍ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَرِجْلَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ سَلِمَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ هُوَلَه' وَمِنْ كُلِّ خَطِيْئَتِهٖ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّه' قَالَ فَاِذَا قَامَ اِلَى الصَّلاةِ رَفَعَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَتَه' وَاِنْ قَعَدَ قَعَدَ سَالِماً.

مسند الامام احمد — رقم الحدیث (۲۲۱۶۸) — جلد ۱۶ — صفحہ ۲۵۳

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ حسن

مجمع الزوائد — رقم الحدیث (۱۱۲۴) — جلد ۱ — صفحہ ۵۱۶

راوہ احمد والطبرانی الکبیر و الاوسط وفی اسنادہ احمد عندالحمیدبن بھرام عن شھرواختلف فی الاتجاج بھما والصحیح انھما ثقتان ولایقدح الکلام منھما.

الترغیب والترھیب — رقم الحدیث (۲۹۹) — جلد ۱ — صفحہ ۲۱۴

قال المحقق: صحیح

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۱۷۵۶) — جلد ۴ — صفحہ ۳۴۹

قال الالبانی: وھواسنادہ حسن فی المتابعات لاباس بہ

ترجمة الحديث:

حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

جوبھی مردمومن صلاۃ اداکرنے کےارادہ سےوضوکرنے لگے

جب وہ ہاتھ دھوئے گا تو پانی کے پہلے قطرے کے ساتھ ہاتھ سے تمام گناہ اتر جائیں گے۔

جب وہ کلی کرے گا اور ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کرے گا تو پانی کے پہلے قطرے کےساتھ اس کی زبان اوراس کے ہونٹوں سے تمام گناہ اتر جائیں گے۔

جب وہ چہرہ دھوئے گا تو پانی کے پہلے قطرے کے ساتھ اس کی سمع و بصر سے تمام گناہ اتر جائیں گے۔

جب وہ اپنے بازو کہنیوں سمیت دھوئے گا اور اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے گا تو وہ اپنے تمام گناہوں اور ہر غلطی سے نجات پاکر جس دن وہ پیدا ہوا تھا اس دن کی طرح سلامتی سے سرفراز ہوگا۔

جب وہ صلاۃ اداکرنے کے لئے کھڑا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کا درجہ بلند فرمائے گا اور اگر وہ بیٹھا تو گناہوں سے محفوظ بیٹھے گا۔

عَن حُمرَانَ اَنَّہ' قَالَ: فَلَمَّا تَوَضَّاعُثمَانُ -رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ- قَالَ: لَاُ حَدِّثَنَّکُم حَدِیثاً لَولَا آیَة'' فِی کِتَابِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مَا حَدَّثتُکُمُوہُ اِنِّی سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُولُ لَایَتَوَضَّأُ رَجُل'' فَیُحسِنُ وُضُوءَہ' ثُمَّ یُصَلِّیُ الصَّلَاةَ اِلاَّ غُفِرَلَہ' مَابَینَہ' وَبَینَ الصَّلَاةِ الَّتِی تَلِیُھَاقَالَ عُروَةُ اَلایَةَ اِنَّ الَّذِینَ یَکتُمُونَ مَااَنزَلنَامِنَ البَیِّنٰتِ وَالھُدٰی - اِلیٰ قَولِہٖ - الّٰا عِنُونَ.

ترجمة الحديث:

جنابِ حُمران نے بیان فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کرنے کے بعد فرمایا: اللہ کی قسم! اگر اللہ عزوجل کی کتاب قرآن کریم میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی حدیث پاک تمہیں بیان نہ کرتا۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۵۸)	جلد ۱	صفحہ ۷۱
صحیح المسلم	رقم الحدیث (۲۲۷)	جلد ۱	صفحہ ۲۶۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۷۹۳)	جلد ۷	صفحہ ۲۵۰
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۲۷)	جلد ۱	صفحہ ۳۱۳
قال المحقق:	صحیح		

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص بھی اچھی طرح وضو کرے پھر اس کے بعد صلاۃ ادا کرے تو اللہ اس کے وہ تمام گناہ معاف فرما دے گا جو اس نے اس صلاۃ سے پیوستہ دوسری صلاۃ کے درمیان کئے تھے۔

حضرت عروہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جس آیت کی وجہ سے حدیث پاک بیان کی وہ آیت یہ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآاَنْزَلْنَامِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَابَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ.۔البقرۃ:۱۵۹۔

بے شک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں ان آیات کو جو ہم نے نازل فرمائی ہیں روشن دلیلوں اور ہدایت کے ساتھ اس کے بعد کہ ہم نے خوب وضاحت سے بیان کر دیا ہے انہیں لوگوں کے لئے اپنی کتاب میں یہی وہ بدنصیب لوگ ہیں کہ لعنت بھیجتا ہے ان پر اللہ اور لعنت کرتے ہیں ان پر لعنت کرنے والے۔

صحیح ابن حبان میں یہ حدیث پاک یوں مروی ہے:

عَنْ حُمْرَانَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضی اللّٰه عنه جَلَسَ عَلَى الْمَقَاعِدِ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ فَآذَنَه‘ بِصَلاةِ الْعَصْرِ ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ:

لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثاً لَوْلاَ آيَةٌ" فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ لَمَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ ثُمّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

مَامِنْ امْرِئٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يُصَلِّيْ الصَّلاَةَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَه‘ مَابَيْنَه‘ وَبَيْنَ الصَّلاةِ الْأُخْرٰى حَتّٰى يُصَلِّيَهَا

قَالَ مَالِک :اُرَاهُ يُرِيْدُ هٰذِهِ الآيَةَ

اَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلفاً مِنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَالِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْن.

ترجمة الحديث:

جناب حمران بیان کرتے ہیں:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مقاعد پر تشریف فرما ہوئے مؤذن آیا اور آپ کو صلاۃ عصر کی اطلاع دی پس آپ نے پانی منگوایا اور وضو فرمایا پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

میں تمہیں ایک حدیث پاک بیان کرتا ہوں۔ اگر قرآن کریم کی ایک آیت نہ ہوتی تو میں تمہیں ہرگز یہ حدیث بیان نہ کرتا پھر آپ نے حدیث پاک بیان فرمائی:

الموطا للامام مالک	رقم الحدیث (۲۹)	جلد ا	صفحہ ۵۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۷)	جلد ا	صفحہ ۲۶۳
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۵۸)	جلد ا	صفحہ ۷۱
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۴۱)	جلد ۳	صفحہ ۳۱۶
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۵۳)	جلد ا	صفحہ ۳۲۵
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح		
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۲)	جلد ا	صفحہ ۴
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۶)	جلد ا	صفحہ ۱۱۴
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۶)	جلد ا	صفحہ ۵۵
قال الالبانی:	صحیحہ		

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

جو آدمی وضو کرنے لگے پس اچھے طریقے سے وضو کرے پھر صلاۃ ادا کرے تو اللہ اس کے اور اس کی صلاۃ کے درمیان جب تک وہ اسے ادا نہ کرے جتنے گناہ ہوں گے ان کو معاف فرمادے گا۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میری رائے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مراد لی:

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفاً مِنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ ذَالِکَ ذِکْرٰی لِلذَّاکِرِیْنَ۔[1]

صلاۃ قائم کیجئے دن کے دونوں اطراف میں اور رات کے کچھ حصوں میں بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹادیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے۔

-☆-

ان دونوں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جس آیت کریمہ کے پیش نظر حدیث پاک بیان کی آپ نے اس آیت کریمہ کی نشان دہی نہیں فرمائی۔

حضرت عروہ جو اس حدیث کے قریبی راوی ہیں ان کے ذہن میں وہ آیت آئی جس میں علم چھپانے کے بارے میں وعید ہے اور وہ افراد جو علم کو چھپاتے ہیں وہ رحمتِ الٰہی سے کوسوں دور ہیں۔

---

(۱) سورۃ ھود: ۱۱۴

حضرت عروہ کی رائے میں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چونکہ ہر وقت اللہ کی رحمتوں کے حصول میں مگن رہتے تھے اور کسی لمحہ بھی اس کریم اللہ کی رحمت سے دور نہ ہونا چاہتے تھے اس لئے آپ نے حدیث پاک بیان کردی تاکہ آپ وعید الٰہی کے زمرہ میں نہ آ جائیں۔

حافظ الحدیث ابن حجر شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

مُرَادُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ هٰذِهِ الآيَةَ تُحَرِّضُ عَلَى التَّبْلِيْغِ وَهِيَ وَاِنْ نَزَلَتْ فِيْ اَهْلِ الْكِتَابِ لٰكِنَّ الْعِبْرَةَ بِعُمُوْمِ اللَّفْظِ۔(۱)

یہ آیت کریمہ تبلیغ واشاعت دین پر برانگیختہ کرتی ہیں۔ یہ آیت کریمہ اگرچہ اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اعتبار عموم لفظ کا کیا جائے گا۔

لیکن امام دَارُ الْهِجْرَه حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ خود امت محمدیہ علی صاحبھا الف الف صلاۃ وسلام کا درد رکھتے ہیں اور آپ کا رحمت سے لبریز دل ہر وقت اس امت کی بھلائی میں دھڑکتا ہے تو آپ کے نزدیک حضرت امیر المؤمنین خلیفہ راشد عثمان غنی رضی اللہ عنہ سراپا شفقت ورحمت ہیں اور آپ کی نرم مزاجی امت کے لئے بھلائی وخیر خواہی اور ہر ایک کے لئے پیار ومحبت سے لبریز جذبہ اس بات کی طرف لے جاتا ہے کہ آپ کی نظر وعید سے زیادہ وعدہ کی جانب گئی ہوگی۔

اور آپ کی نگاہِ کرم میں سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ غَضَبِيْ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ گئی ہے۔ کے نور بھرے الفاظ جگمگاتے ہوں گے۔ اس لئے یقیناً آپ کے خیال مبارک میں یہ آیت آئی ہوگی:

---

(۱) فتح الباری ۱/۲۶۱

اِنَّ الْحَسَنَاتَ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ

بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں مٹا دیتی ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ وضو فرما چکے ہیں صلاۃ کی تیاری ہے بلکہ صلاۃ ادا کرنے والے آپ کے انتظار میں ہیں اس قلیل وقت میں بھی آپ کا رحمت سے لبریز دل امت کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رحمتوں بھرا پیغام پہنچانے کے لئے بے تاب نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کے ایسے سدا جگمگاتے ستاروں کے جنت میں مزید درجات بلند فرمائے۔ آمین

بِجَاهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ اَطْيَبُ التَّحِيَّةِ وَالتَّسْلِيْمِ.

عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا اُمِرَ وَصَلّٰى كَمَا اُمِرَ ، غُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ عَمَلٍ.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۴۸۶)	جلد ۱۷	صفحہ ۴۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۳۹۶)	جلد ۲	صفحہ ۱۷۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن		
سنن نسائی	رقم الحدیث (۱۴۴)	جلد ۱	صفحہ ۱۱۳
صحیح سنن نسائی	رقم الحدیث (۱۴۴)	جلد ۱	صفحہ ۵۴
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۳۴۶۲)	جلد ۳	صفحہ ۹۰

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے وضو کیا جیسے اس کا حکم دیا گیا اور صلاۃ ادا کی جیسے اس کا حکم دیا گیا تو اس کے گزشتہ تمام اعمال کی مغفرت کر دی جائے گی۔

-☆-

ازلی سعادت جب کروٹ لیتی ہے انسان اپنے گزشتہ گناہوں اور نافرمانیوں کے بارے میں سوچتا ہے اور وہ ایسے ذرائع تلاش کرتا ہے جن سے اس کے گناہ مٹ جائیں نافرمانیوں کے سیاہ دفتر خاکستر ہو جائیں اور اسے نیک و صالح اعمال کی توفیق مل جائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنا آسان اور سہل نسخہ ارشاد فرمایا ہے اللہ کے حکم کے مطابق وضو کرو اور اسی خالق کے حکم کے مطابق صلاۃ ادا کرو گزشتہ جتنے بھی اعمال بد ہوں گے ان پر قلم عفو پھر جائے گا اور بدیوں کے سیاہ دفتر کو دھو دیا جائے گا۔

المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۳۹۹۴)	جلد۴	صفحہ۱۵۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۴۲)	جلد۳	صفحہ۳۱۷
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۵۸)	جلد۳	صفحہ۳۴۰
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۰۴۷)	جلد۹	صفحہ۳۹۴

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ يَقُوْلُ: لاَ اَقُوْلُ الْيَوْم عَلىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَالَمْ يَقُلْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنْ جَهَنَّمَ.

وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

رَجُلٌ مِنْ اُمَّتِيْ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ يُعَالِجُ نَفْسَهٗ اِلَى الطُّهُوْرِ وَعَلَيْكُم عُقَدٌ. فَاِذَا وَضَّأَ يَدَيْهِ انحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِذَا وَضَّأَ وَجْهَهٗ اِنْحَلَتْ عُقْدَةٌ وَاِذَامَسَحَ رَأْسَهٗ اِنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ وَاِذَاوَضَّارِجلَيْهِ اِنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ.

فَيَقُوْلُ اللّٰهُ جَلَّ وَعَلاَ لِلَّذِي وَرَاءَ الْحِجَابِ

اُنْظُرُوْا اِلىٰ عَبْدِيْ هٰذَا يُعَالِجُ نَفْسَهٗ يَسْاَلُنِي، مَاسَاَلَنِيْ عَبْدِيْ هٰذَا فَهُوَلَهٗ مَاسَاَلَنِيْ عَبْدِيْ هٰذَا فَهُوَلَهٗ.

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۱۰۵۲) جلد۳ صفحہ۳۲۹

قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح

مجمع الزوائد رقم الحدیث (۶۲۸) جلد۱ صفحہ۳۶۷

ترجمة الحديث:

حضرت عقبہ بن عامر -رضی اللہ عنہ- نے فرمایا: میں اپنی زندگی کی شام تک رسول اللہ- صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے بارے میں وہ بات نہیں کہہ سکتا جو آپ نے ارشاد نہ فرمائی ہو۔ کیونکہ میں نے خود حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔

جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنا لے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے: میری امت کا کوئی بھی مرد رات اٹھ کر اپنے نفس کو وضو کی طرف لے جاتا ہے اسے وضو کی عادت ڈالتا ہے۔

تم پر گرہیں ہوتی ہیں:

جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے ایک گرہ کھل جاتی ہے۔

جب وہ اپنا چہرہ دھوتا ہے ایک گرہ کھل جاتی ہے۔

جب وہ سر کا مسح کرتا ہے ایک گرہ کھل جاتی ہے۔

اور جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے ایک گرہ کھل جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ وراء الحجاب میں فرشتوں سے فرماتا ہے:

میرے اس بندے کو دیکھو اپنے نفس کو مجھ سے مانگنے کی عادت ڈال رہا ہے۔

میرے بندے نے جو کچھ مانگا وہ اس کا ہے

میرے بندے نے جو کچھ مانگا وہ اس کا ہے

-☆-

سبحان اللہ!

وضو کرنے کے کتنے فائدے ہیں۔ ایک ایک عضو دھونے سے نحوست کی گرہیں کھلتی جاتی ہیں اور جب وضو مکمل ہوتا ہے تو وہ ان گرہوں سے مکمل آزاد ہو کر اللہ کی رحمت و کرم نوازی کے دریاؤں میں غوطہ زن ہو جاتا ہے۔ شیطان کے اثرات بد سے بچنے کیلئے کتنا عمدہ نسخہ ہے۔

ہمارے بزرگ ہمیشہ باوضو رہتے تھے اور رہتے ہیں جو ہمیشہ باوضو رہے وہ ہمیشہ اللہ کی رحمتوں کی پھوار میں ہوتا ہے۔ شیطان اور شیطانی وساوس کا ایسے عظیم المرتبت بزرگوں کے ہاں کیا کام بلکہ وہ وضو کی وجہ سے ہمیشہ فرشتوں کے جھرمٹ میں رہتے ہیں۔

اَلْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ

عَنْ نُعَیمِ بْنِ الْمُجمِرِ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ: رَقِیْتُ مَعَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَلٰی ظَهْرِ الْمَسْجِدِ فَتَوَضَّأَ فَقَالَ:

اِنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰه عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِنَّ اُمَّتِی یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَلْغُرَّ الْمُحَجَّلِیْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَن یُطِیْلَ غُرَّتَه‘ فَلْیَفْعَلْ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۳۶)	جلد ۱	صفحہ ۶۳
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۴۶)	جلد ۱	صفحہ ۲۷۵
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۹۰)	جلد ۱	صفحہ ۹۶
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۸۶)	جلد ۱	صفحہ ۲۰۷
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۲۱۸)	جلد ۱	صفحہ ۴۲۵
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علیٰ صحتہ		
اتحاف السادۃ المتقین		جلد ۲	صفحہ ۳۶۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۶۴۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۳۸۳
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۹۸)	جلد ۷	صفحہ ۱۸۷

ترجمۃ الحدیث:

نُعَیمِ بُن مُجْمِر کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی چھت پر چڑھ گیا پس آپ نے وضو فرمایا پھر ارشاد فرمایا: میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک میری امت قیامت کے دن اعضاء وضو کی چمک کے باعث ''اَلْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ'' کہہ کر پکاری جائے گی۔

پس جو تم میں اپنی چمک بڑھانا چاہے وہ بڑھا لے۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی کے پیش نظر قیامت کے دن آپ کی امت کا ایک امتیازی نشان ہوگا وہ نشان اتنا نمایاں ہوگا کہ اس امت کو اس نشان سے پکارا جائے گا اور وہ ہے:

اَلْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ.

اس بارے میں علماء لغت لکھتے ہیں:

غُرّ''–غُرَّۃُ الْوَجْہِ صَارَ ذَا حُسْنٍ وَغُرَّۃٍ.

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۱۰۴۹) جلد ۳ صفحہ ۳۲۵
قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح علیٰ شرط مسلم
السنن الکبریٰ للبیہقی رقم الحدیث (۲۵۹) جلد ۱ صفحہ ۹۴
قال المحقق: اکرجہ البخاری فی الصحیح

غرالوجہ اس وقت بولا جاتا ہے جب چہرہ حسین اور چمک والا ہو جائے۔

اَلْاَغَرُّ اَلْغُرُّ – اَلْحَسَنُ

–اَلابَیَضُ مِنْ کُلِ شَیءٍ

مِنَ الْخَیْلِ – مَاکَانَ بِجَبْهَتِهٖ غُرَّۃ"۔[1]

اغر- اس کا معنی ہے

۱۔ حسن و جمال والا

۲۔ ہر چیز میں سفید

اگر یہ گھوڑے کے لئے استعمال ہو تو وہ گھوڑا جس کی پیشانی سفید ہو۔

حَجَلَ وَتَحَجَّلَ الْفَرَسُ- کَانَ فِی قَوَائِمِهٖ تَحْجِیْل" اَیْ بِیَاض"

جس گھوڑے کے پاؤں سفید ہوں اس کے لئے

حَجَلَ الْفَرَسُ یا تَحَجَّلَ الْفَرَسُ بولا جاتا ہے۔

اَلْمُحَجَّلُ مِنَ الْخَیْلِ مَاکَانَ فِی قَوَائِمِهٖ بِیَاض"۔[2]

گھوڑوں میں محجل اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کی ٹانگیں سفید ہوں۔

مفہوم واضح ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اعضاء وضو سفید اور چمکدار ہوں گے ان کے چہرے ان کے بازو اور ان کے پاؤں وضو کی وجہ سے جگمگا رہے ہوں گے۔

---

(۱)(۲) المنجد المطبعۃ الکاثولیکیۃ بیروت ۱۹۵٦

کتنا حسین منظر ہوگا اولین وآخرین سب اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی شان ہی نرالی ہوگی صرف اس امت کے وضو کے اعضاء پوری آب وتاب سے چمک رہے ہوں گے۔ اب جس کا جی چاہے اس چمک دمک میں مزید نکھار پیدا کرے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی جس خلوص ومحبت سے وضو کرے گا رضائے الٰہی کا جتنا جذبہ سینہ میں موجزن ہوگا قیامت میں اعضاء وضو میں اتنی ہی چمک دمک ہوگی۔ یہ کتنا بڑا اعزاز ہوگا۔ قیامت کے بھرے مجمع میں اوّلین وآخرین کے سامنے پکارا جائے گا:

چمکتے چہرے والو! چمکتے ہاتھ پاؤں والو!
تمہیں تمہارا خالق و مالک بلا رہا ہے
چمکتے چہرے والو! چمکتے اعضاء والو!
آؤ حوض کوثر کے جام تمہارے انتظار میں ہیں
چمکتے چہرے والو! چمکتے اعضاء والو!
آؤ در جنت تمہارے لیے کشادہ کر دیا گیا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

قَالَ مُحِي الدِّيْنِ مَسْتُوْ وصَاحِبَاهُ

اَلْغُرَّةُ: بَيَاض" فِي الْوَجْهِ وَالْمُرَادُبِهٖ هُنا النُّوْرُ الَّذِىْ يَشِعُّ مِنْ جِبَاهِهِمْ فَيُعْرَفُوْنَ بِهٖ.

مُحَجَّلِيْنَ: وَالْمُرَادُبِهٖ فِى الْحَدِيْثِ

نُوْر" يَشِعُّ فِى اَمَاكِنِ الْوُضُوْءِ مِنْ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلِهِمْ۔[1]

---

(۱) تعلیق الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۲۸۶) جلد اصفحہ ۲۰۷

ترجمة الحديث:

غُرَّۃ'': چہرے کی سفیدی کو کہتے ہیں۔

اس جگہ اس سے مراد وہ نور ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے چہروں سے چھن چھن کر باہر آ رہا ہوگا۔

محجلین: حدیث پاک میں اس سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا وہ نور ہے جو ان کے ہاتھوں اور بازوؤں سے نکل رہا ہوگا۔

-☆-

یہ سب برکت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہونے کی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپا نور ہیں اس نور والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امت پر اس درجہ کرم فرمایا کہ آپکا جو امتی وضو کرے گا اس کے اعضاء وضو نور سے بھر جائیں گے۔ بلکہ اتنا نور ملے گا کہ جیسے آفتاب و ماہتاب سے شعاعیں نکلتی ہیں اس طرح ان کے اعضاء وضو سے نور کی شعاعیں نکلیں گی۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کا تذکرہ ان الفاظ مبارکہ میں فرمایا:

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا ذَالِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ.

روز قیامت آپ دیکھیں گے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو کہ انکا نور ضوفشانی کر رہا ہوگا ان کے آگے بھی اور انکے دائیں ہاتھ بھی۔

اے اہل ایمان! آج تمہارے لیئے خوشخبری ہے ایسی جنتوں کی جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہونگی ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

-☆-

اس نور کی وضاحت کیلئے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک ملاحظہ ہو۔

عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: اَنَا اَوَّلُ مَنْ يُؤْذَنُ لَه' بِالسُّجُوْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَرْفَعُ رَاْسَه' فَانْظُرُ بَيْنَ يَدَیَّ فَاَعْرِفُ اُمَّتِیْ مِنْ بَيْنَ الاُمَمِ وَمِنْ خَلْفِیْ مِثْلَ ذَالِکَ وَعَنْ يَمِيْنِی مِثْلَ ذَالِکَ وَعَنْ شِمَالِیْ مِثْلَ ذَالِکَ فَقَالَ رَجُل" كَيْفَ تَعْرِفُ اُمَّتَکَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ بَيْنَ الاُمَمِ فِيْمَا بَيْنَ نُوْحٍ اِلیٰ اُمَّتِکَ؟

قَالَ: هُمْ غُرّ" مُحَجَّلُوْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ لَيْسَ لِاَحَدٍ كَذَالِکَ غَيْرُهُمْ وَاَعْرِفُهُمْ اَنَّهُمْ يُؤْتَوْنَ كُتُبَهُمْ بِاَيْمَانِهِمْ وَاَعْرِفُهُمْ تَسْعٰی بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ ذُرِيَّتُهُمْ.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۶۳۴)	جلد۱۴	صفحہ۷۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۹۰)	جلد۱	صفحہ۲۰۹
قال المحقق:	وھو حدیث حسن		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۹۹)	جلد۱	صفحہ۹۸
قال الالبانی:	رواہ احمد واسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کی اجازت دی جائے گی اور میں ہی سب سے پہلے اپنے سر کو اٹھاؤں گا۔ میں اپنے سامنے دیکھوں گا میں دوسری امتوں میں اپنی امت کو پہچان لوں گا اور اپنے پیچھے بھی ایسے ہی دیکھ کر پہچان لوں گا اور اپنے دائیں بائیں ایسے ہی دیکھ کر پہچان لوں گا۔

ایک آدمی نے عرض کی

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آپ تک بے شمار امتیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے اپنی امت کو کیسے پہچان لیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان کے چہرے اور ان کے ہاتھ پاؤں وضو کے اثر سے چمک رہے ہوں گے اور میری امت کے علاوہ ایسا کسی اور کے لئے نہیں ہوگا اور میں انہیں پہچان لوں گا کہ ان کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھوں میں دیے جارہے ہونگے۔ اور میں اس بات کو دیکھ کر پہچانوں گا کہ ان کی اولادان کے آگے آگے (جنت کی طرف) تیزی سے جارہی ہوگی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث پاک میں اپنی امت کی تین نشانیاں ذکر فرمائی ہیں ان نشانیوں میں غور کر کے اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔

۱۔ امتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کے اعضاء میدان حشر میں جگمگا رہے ہوں گے۔

۲۔ اس امت کو ان کے اعمال نامے دائیں ہاتھ دیے جا رہے ہوں گے۔

۳۔ اس امت کی ایک نشانی اور ہو گی کہ ان کی اولاد ان کے آگے آگے تیزی سے جانبِ جنت جا رہی ہو گی۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ– صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ– اَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَقَوْمٍ مُؤمِنِيْنَ اِنَّااِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَدِدْتُ اِنَّاقَدْ رَأَيْنَا اَخْوَانَنَا.

قَالُوْا: اَوَلَسْنَااَخْوَانَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

قَالَ: اَنْتُمْ اَصْحَابِى وَاَخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَاتُوْابَعْدُ.

قَالُوا: كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَاتِ بَعْدُ مِنْ اُمَّتِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

قَالَ: اَرَاَيْتَ لَوْاَنَّ رَجُلاً لَهُ خَيْلٌ "غُرٌّ" مُحَجَّلَةٌ" بَيْنَ ظَهْرَىْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ اَلاَ يَعْرِفُ خَيْلَهُ.

قَالُوا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ!

قَالَ: فَاِنَّهُمْ يَاتُوْنَ غُرّاً مُحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ.

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۲۸۸) جلد۱ صفحہ۲۰۸

قال المنذری: رواہ مسلم وغیرہ وقال صحیح

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۱۰۴۶) جلد۳ صفحہ۳۲۱

قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح علیٰ شرط مسلم

ترجمة الحدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۴۹)	جلد ۱	صفحہ ۲۷۸
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۶)	جلد ۱	صفحہ ۷
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۵۱)		صفحہ ۳۲۲
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۵۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۱۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۵۰)	جلد ۱	صفحہ ۵۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۳۲۳۷)	جلد ۳	صفحہ ۱۷۲
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۳۲۳۷)	جلد ۲	صفحہ ۳۰۸
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۳۸۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۳۳
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۹۸۰)	جلد ۸	صفحہ ۱۱۱
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۳۰۶)	جلد ۴	صفحہ ۵۶۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۴۹۴)	جلد ۱	صفحہ ۴۰۰
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۰۳۴)	جلد ۱۰	صفحہ ۲۳۰

قبرستان تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلسَلامُ عَلَیْکُمْ دَارَقَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ اِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لاحِقُوْنَ.

اے جماعت مومنین! السلام علیکم ہم بھی انشاءاللہ تم سے ملنے والے ہیں۔

میری یہ خواہش ہے کہ ہم اپنے دینی بھائیوں کو دیکھیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم تو میرے صحابہ ہو اور ہمارے دینی بھائی وہ ہیں جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے آپ انہیں قیامت کو کیسے پہچانیں گے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تمہارا کیا خیال ہے سیاہ گھوڑوں کے درمیان ایک آدمی کے ایسے گھوڑے ہوں جن کے چہرے اور چاروں ٹانگیں سفید ہوں کیا وہ اپنے گھوڑے پہچان نہیں لے گا۔

عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیوں نہیں (وہ ضرور پہچان لے گا)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت قیامت کو آئے گی کہ وضو کی وجہ سے ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں چمک رہے ہوں گے۔

اور میں حوض کوثر پر ان کا فَرَط (انتظار کرنے والا اور ان کے لئے پانی وغیرہ کا انتظام کرنے والا) ہوں۔

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ حَوْضِیْ اَبْعَدُ مِنْ اَیْلَۃَ مِنْ عَدْنَ لَھُوَ اَشَدُّ بَیَاضاً مِنَ الثَّلْجِ اَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ وَلَآنِیَتُہُ اَکْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُوْمِ وَاِنِّی لَاَصُدُّ النَّاسَ عَنْہُ کَمَا یَصُدُّ الرَّجُلُ اِبِلَ النَّاسِ مِنْ حَوْضِہٖ

قَالُوا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَتَعْرِفُنَا یَوْمَئِذٍ؟

قَالَ: نَعَمْ لَکُمْ سِیْمَا لَیْسَتْ لِاَحَدٍ مِنَ الْاُمَمِ، تَرِدُوْنَ عَلَیَّ غُرّاً مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ.

مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۷۸۸۹)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۵۷
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۶۵۳)	جلد ۴	صفحہ ۳۵
قال المحقق:	حسن		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۴۴۳)	جلد ۲	صفحہ ۱۰۰
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۴۳۷)	جلد ۲	صفحہ ۹۹
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۷۲۴۱)	جلد ۱۶	صفحہ ۲۲۵
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۹۹۸)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۶۹

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میرا حوض ایلہ شہر سے لے کر عدن شہر تک کے فاصلے سے زیادہ بڑا ہے وہ برف سے زیادہ سفید اور شہد ملے دودھ سے زیادہ میٹھا ہے اس کے پینے کے برتن تاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں۔ میں (اللہ کے حکم سے) کچھ لوگوں کو اس حوض سے پانی پینے سے روک دوں گا جیسے آدمی اپنے حوض سے لوگوں کے اونٹوں کو پانی پینے سے روکتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ ہمیں اس دن پہچان لیں گے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ہاں میں تمہیں پہچان لوں گا۔

تمہاری ایک نشانی ہوگی وہ تمہارے علاوہ کسی اور امت کی نشانی نہ ہوگی۔

تم میری بارگاہ میں حاضر ہو گے کہ وضو کے اثر سے تمہارے چہرے اور تمہارے ہاتھ پاؤں چمک رہے ہوں گے۔

-☆-

جامع الاصول	رقم الحدیث (۸۰۰۴)	جلد ۱۰	صفحہ ۳۷۴
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۴۸)	جلد ۱	صفحہ ۲۷۷
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۳۹۹)	جلد ۱۰	صفحہ ۸۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عمل

عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ: کُنْتُ خَلْفَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ –رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ– وَهُوَیَتَوَضَّأُ لِلصَّلاَةِ فَکَانَ یَمُدُّیَدَهٗ حَتّٰی تَبْلُغَ اِبِطَهٗ فَقُلْتُ لَهٗ

یَااَبَاهُرَیْرَه! مَاهٰذَا الْوُضُوْءُ؟

فَقَالَ: یَابَنِیْ فَرُّوْخ! اَنْتُمْ هٰهُنَا؟ لَوْعَلِمْتُ اَنَّکُمْ هٰهُنَا مَاتَوَضَّأْتُ هٰذَالْوَضُوءَ.

سَمِعْتُ خَلِیْلِیْ صَلَّی اللّٰه عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ
تَبْلُغُ الْحِلْیَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ یَبْلُغُ الْوُضُوْءُ.

مشکاة المصابیح	رقم الحدیث (۲۹۱) (مختصراً)	جلد۱	صفحہ۹۶
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۰)	جلد۱	صفحہ۲۷۸
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۴۵)	جلد۳	صفحہ۳۲۰

قال شعیب الارنووط: حدیث صحیح

بالفاظہ: تبلغ حلیة اهل الجنة مبلغ الوضوء/صحیح ابن حبان

جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۹۸)	جلد۷	صفحہ۱۸۷
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۹)	جلد۱	صفحہ۱۱۶

ترجمۃ الحدیث:

جناب ابو حازم بیان فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وضو فرما رہے تھے اور میں ان کے پیچھے تھا پس آپ بازوؤں کو دھوتے ہوئے بغل تک لے گئے میں نے عرض کی یا ابو ہریرہ! یہ کیسا وضو ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اے بنی فَرُّوخ! تم یہاں ہو؟ اگر مجھے علم ہوتا کہ تم یہاں ہو تو میں ایسا وضو نہ کرتا۔ (یعنی بازوؤں کو بغل تک نہ دھوتا)

میں نے اپنے خلیل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے قیامت کے دن مومن کے زیورات وہاں تک پہنچیں گے جہاں تک اس کے وضو کا پانی پہنچتا ہے۔

صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۹)	جلد۱	صفحہ۵۶
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۸۲۶)	جلد۹	صفحہ۱۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبریٰ	رقم الحدیث (۲۵۷)	جلد۱	صفحہ۹۳
قال المحقق:	رواہ مسلم بن الحجاج فی الصحیح عن قتیبۃ		
مصنف ابن ابی شیبہ		جلد۱	صفحہ۵۵
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۲۱۹)	جلد۱	صفحہ۴۲۶
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۴۵۸)	جلد۱۰	صفحہ۹۷

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وضو میں بازو کندھوں تک اور پاؤں پنڈلی کے بالائی حصہ تک تنہائی میں دھوتے تھے لیکن ابوحازم نے انہیں دیکھ لیا ان کا دیکھ لینا وجہ شہرت بن گیا۔

غالباً اس واقعہ کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے علی الاعلان ایسا کرنا شروع کر دیا تا کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اس کرم نوازی کا بھی علم ہو جائے۔

-☆-

عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّه' رَاٰى اَبَاهُرَيْرَةَ يَتَوَضَّاُ فَغَسَلَ وَجْهَه' وَيَدَيْهِ حَتّٰى كَادَ يَبْلُغُ الْمَنْكِبَيْنِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتّٰى رَفَعَ اِلَى السَّاقَيْنِ.

ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِنَّ اُمَّتِيْ يَاْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُطِيْلَ غُرَّتَه' فَلْيَفْعَلْ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۳۵)	جلد۱	صفحہ۲۷۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۷۲۴)	جلد۹	صفحہ۵۶۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۴۹)	جلد۳	صفحہ۳۲۴
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۵۹)	جلد۱	صفحہ۹۴
قال المحقق:	اخرجہ البخاری فی الصحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۲۱۸)	جلد۱	صفحہ۴۲۵
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علیٰ صحتہ		

ترجمة الحديث:

جناب نعیم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ کو وضو فرماتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے اپنے چہرے کو دھویا اور دونوں بازوؤں کو اتنا دھویا کہ قریب تھا کہ کندھوں سمیت دھو ڈالتے پھر آپ نے اپنے پاؤں پنڈلیوں کے بالائی حصہ تک دھو ڈالے۔

پھر ارشاد فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے: میری امت قیامت کے دن اس حالت میں آئے گی کہ وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں چمک رہے ہوں گے۔

پس تم میں سے جو اپنے اعضاء وضو کی چمک کو لمبا کرنا چاہے وہ کر سکتا ہے۔

-☆-

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۳۶)	جلد۱	صفحہ۶۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۶۴۳)	جلد۱۰	صفحہ۳۸۳
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۸۶)	جلد۱	صفحہ۲۰۷
قال المحقق:	صحیح		

فرائضِ وضو

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ۔(1)

ترجمہ:

اے ایمان والو! جب تم صلاۃ ادا کرنے کیلئے اٹھو تو دھویا کرو اپنے چہروں کو اور دھویا کرو اپنے بازو کہنیوں سمیت اور اپنے سروں کا مسح کیا کرو اور دھویا کرو اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت۔

-☆-

اس حکم الٰہی میں وضو کا حکم دیا گیا ہے اور چار اعضاء کا ذکر کیا گیا ہے۔ تین اعضاء کے دھونے کا اور ایک عضو کے مسح کرنے کا۔

۱۔ چہروں کا دھونا۔

۲۔ بازوؤں کا کہنیوں سمیت دھونا۔

۳۔ سروں کا مسح کرنا۔

۴۔ پاؤں کا ٹخنوں سمیت دھونا۔

یہی چار چیزیں وضو کے فرائض ہیں۔

---

(۱) المائدہ آیت:۶

وضو ایک نظر میں

حَدَّثَنَا عَبْدُ خَیر، قَالَ:

دَخَلَ عَلِیّ" – رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِ – الرَحَبَة بَعْدَ مَاصَلّٰی الْفَجْرَ فَجَلَسَ فِی الْرَحَبَةِ ثُمَ قَالَ لِلْغُلَامِ:

إِئْتِنِیُ بِطُھُوْرٍ ،فَأَتَاہ' الْغُلَامُ بِاِنَاءٍ فِیْہِ مَاء" وَطَسْتٍ قَالَ:

عَبْدُ خَیْروَنَحْنُ جُلُوْس" نَنْظُرُاِلَیْہِ. قَالَ:

فَاَخَذَہ'بِیَدِہٖ الْیُمْنٰی الإِنَاءَ، فَأَفْرَغَ عَلیٰ یَدِہٖ الْیُسْرٰی.ثُم غَسَلَ کَفَّیْہِ. ثُمَّ اَخَذَ بِیَدِہٖ الْیُمْنٰی الاِنَاءَ. فَأَفْرَغَ عَلیٰ یَدِہٖ الْیُسْرٰی. کُلُّ ذَالِکَ لایُدْخِلُ یَدَہ' فِی الاِنَآءِ حَتٰی غَسَلَھُمَا ثَلاَثَ مَرَّاتٍ.

ثُمَّ أَدْخَلَ یَدَہ' الْیُمْنٰی، قَالَ:

فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَنَثَرَبِیَدِہٖ الْیُسْرٰی. فَعَلَ ھٰذَا ثَلاَثَ مَرَّاتٍ.

ثُم غَسَلَ وَجْھَہ' ثَلاَثَ مَرَّاتٍ

ثُمَ غَسَلَ یَدَہ' الْیُمْنٰی ثَلاَثَ مَرَّاتٍ اِلَی الْمِرْفَقِ

ثُمَ غَسَلَ یَدَہ'الْیُسْرٰی اِلیٰ الْمِرْفَقِ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ

ثُم أَدْخَل يَدَه' الْيُمْنٰى فِي الإِنَاءِ حَتّٰى غَمَرَهَا ثُم رَفَعَهَا بِمَا حَمَلَتْ مِنْ مَاءٍ ثُم مَسَحَهَا بِيَدِهِ الْيُسْرٰى. ثُم مَسَحَ رَأسَه' بِيَدَيْه كِلْتَيْهِمَا مَرَّةً وَاحِدَةً.

ثُم صَبَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى ثَلاَثَ مَرَّاتٍ عَلٰى قَدَمِهِ الْيُمْنٰى ثُم غَسَلَهَا بِيَدِهِ الْيُسْرٰى. ثُمَّ صَبَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى ثَلاَثَ مَرَّاتٍ على قَدَمِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ غَسَلَهَا بِيَدِهِ الْيُسْرٰى.

ثُم اَدْخَلَ يَدَه' فِي الإِنَاءِ. فَغَرَفَ بِكَفِّهِ فَشَرِبَ مِنْهُ

ثُم قَالَ:

هٰذَا طُهُوْرُ نَبِيّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَحَبَّ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى طُهُورِ نَبِي اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَهٰذَا طُهُوْرُهُ.

صحیح ابن حبان (۱)	رقم الحدیث (۱۰۷۹)	جلد ۳	صفحہ ۳۶۰
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان (۲)	رقم الحدیث (۱۰۵۶)	جلد ۳	صفحہ ۳۳۷
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۱۲)	جلد ۱	صفحہ ۷۶
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۱۲)	جلد ۱	صفحہ ۴۰
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ (للبیہقی) / رقم الحدیث (۲۱۳)		جلد ۱	صفحہ ۷۸
السنن الکبریٰ (للبیہقی) / رقم الحدیث (۲۲۱)		جلد ۱	صفحہ ۸۰
السنن الکبریٰ (للبیہقی) / رقم الحدیث (۲۶۴)		جلد ۱	صفحہ ۹۵
سنن النسائی		جلد ۱	صفحہ ۶۷

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبد خیر بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ مقام رحبہ میں صلاۃِ فجر ادا کرنے کے بعد داخل ہوئے اور رحبہ میں رونق افروز ہوئے پھر غلام سے فرمایا: وضو کا پانی لاؤ۔ تو غلام پانی کا ایک برتن لایا جس میں پانی تھا اور طشت بھی لایا۔

عبد خیر فرماتے ہیں ہم بیٹھے ہوئے اس سارے منظر کو دیکھ رہے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دائیں ہاتھ سے برتن کو اٹھایا تو اپنے بائیں ہاتھ پر پانی انڈیلا اور اس سے دونوں ہاتھ دھوئے۔

پھر آپ نے اپنے دائیں ہاتھ سے برتن اٹھایا اور اپنے بائیں ہاتھ پر پانی انڈیلا۔

صحیح سنن النسائی (مختصر)/رقم الحدیث (۹۱)	جلد ۱	صفحہ ۳۸
قال الالبانی: صحیح الاسناد		
شرح السنۃ (للبغوی) رقم الحدیث (۲۲۲)	جلد ۱	صفحہ ۴۳۲
قال البغوی: ھذا حدیث حسن		
تحفۃ الاشراف رقم الحدیث (۱۰۲۰۳)	جلد ۷	صفحہ ۴۱۷
مسند الامام احمد (مختصر)/رقم الحدیث (۱۰۲۷)	جلد ۲	صفحہ ۴۵
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۱۳۳)	جلد ۲	صفحہ ۷۹
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح		
ابن ابی شیبہ	جلد ۱	صفحہ ۳۸

آپ نے ہر مرتبہ ایسا کرتے ہوئے اپنا ہاتھ پانی میں نہیں ڈالا یہانتک کہ دونوں ہاتھوں کو تین تین بار دھویا۔

پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ پانی میں داخل کر دیا، کلی کی، ناک میں پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کیا اور یہ عمل آپ نے تین مرتبہ فرمایا:

پھر آپ نے اپنا چہرہ تین مرتبہ دھویا

پھر آپ نے اپنا دایاں بازو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا

پھر آپ نے اپنا بایاں بازو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا

پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کر دیا یہانتک کہ اسے پانی میں ڈبو دیا پھر جتنا پانی ہاتھ میں لا سکتے تھے اسے لیکر ہاتھ برتن سے باہر نکالا پھر اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ سے ملایا پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا۔ سر کا مسح صرف ایک مرتبہ کیا

پھر اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے دائیں پاؤں پر تین مرتبہ پانی ڈالا پھر بائیں ہاتھ سے دھویا۔

پھر اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں پاؤں پر تین مرتبہ پانی ڈالا پھر بائیں ہاتھ سے اسے دھو دیا۔

پھر اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں ڈالا اور اپنی ہتھیلی میں پانی اٹھایا اور اس کو پی لیا۔

پھر فرمایا: یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو مبارک تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو مبارک کو دیکھنا چاہتا ہو وہ سن لے یہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو مبارک ہے۔

وضو سے قبل مسواک

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ لاَيَرْقُدُمِنْ لَيْلٍ وَلاَ نَهَارٍ فَيَسْتَيْقِظُ اِلَّا تَسَوَّكَ قَبْلَ اَنْ يَتَوَضَّأَ.

صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۷)	جلد ۱	صفحہ ۲۶
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۶۷)	جلد ۱	صفحہ ۶۴
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۲۰۲)	جلد ۱	صفحہ ۳۹۶
قال البغوی:	حدیث حسن		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۳۸۳)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۲
قال الالبانی:	حدیث حسن		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۷۸۱۹)	جلد ۱۲	صفحہ ۳۸۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۵۱۴۹)	جلد ۱۷	صفحہ ۵۵۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		

ترجمۃ الحدیث:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی رات یا دن کو نیند سے بیدار ہوتے تو وضو فرمانے سے پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔

-☆-

حضور سید العالمین محمد رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-کو مسواک سے کس درجہ محبت تھی۔ یہ زندگی بھر کا معمول رہا۔ جب بھی سو کر اُٹھتے تو پہلے مسواک کرتے کیونکہ حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-کو علم تھا کہ ان کا یہ عمل ان کے خالق و مالک کو بڑا محبوب ہے اور جو عمل محبوب کو محبوب ہو محبّ اس کو کبھی بھی ترک نہیں کرتا۔

مسواک کرنا
اپنے منہ کو پاک کرنا اور
اپنے رب کو راضی کرنا ہے

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِی عَتِیْقٍ،سَمِعْتُ اَبِیْ، سَمِعْتُ عَائِشَه تُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰه عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ:

اَلسِّوَاکُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰٦۷)	جلد۳	صفحہ۳۴۸
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ جید		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷)	جلد۱	صفحہ۱۶۹
قال احمد محمد شاکر:	ھذا الاسناد منقطع		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (٦۲)	جلد۱	صفحہ۱۹۱
قال احمد محمد شاکر:	ھذا الاسناد منقطع		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۴۰۸۵)	جلد۱۷	صفحہ۲۵۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (٦۸۴)	جلد۱	صفحہ۱۸۴
صحیح البخاری (کتاب الصوم باب)/ رقم الحدیث (۲۷)		جلد۲	صفحہ٦۸۲

سنن النسائی	رقم الحدیث (۵)	جلد ۱	صفحہ ۲۸
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵)	جلد ۱	صفحہ ۱۴
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۳۸۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۲
قال الالبانی:	اسنادہ صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۶۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۵
قال الالبانی:	صحیح		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۰۱۱۳)	جلد ۱	صفحہ ۵۱۳
قال الھیثمی:	رواہ احمد ابو یعلی ورجالہ ثقات		
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۳۵)	جلد ۱	صفحہ ۷۰
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۱۹۹)	جلد ۱	صفحہ ۳۹۴
امسند الحمیدی	رقم الحدیث (۱۶۲)	جلد ۱	صفحہ ۸۷
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۲۳)	جلد ۱	صفحہ ۲۲۷
قال المحقق:	صحیح		
فتح الباری		جلد ۴	صفحہ ۱۵۸
حلیۃ الاولیاء		جلد ۷	صفحہ ۹۴-۱۵۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۶۲۷۱)	جلد ۱۱	صفحہ ۴۶۵
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۷۶)	جلد ۷	صفحہ ۱۷۷
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور رب تعالیٰ کو خوش کرنے والی ہے۔

-☆-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ملاحظہ ہو:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ –رَضِیَ اللّٰه عَنْهُ –قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ –صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ – عَلَیْکُمْ بِالسِّوَاکِ، فَإِنَّهٗ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ عَزَّوَجَلَّ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسواک کو لازم پکڑو۔ بیشک یہ مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور رب کو راضی کرنے والی ہے۔

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (١٠٧٠) جلد٣ صفحہ٣٥٢
قال شعیب الارنووط: رجالہ ثقات رجال الصحیح
الترغیب والترھیب رقم الحدیث (٣٢٦) جلد١ صفحہ٢٢٨
قال المحقق: حسن
مسند الامام احمد رقم الحدیث (٥٨٦٥) جلد٥ صفحہ٢٧٢
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

اہل ایمان کی عظیم دعاء ہے

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں عطا فرما دنیا میں حَسَنہ اور آخرت میں بھی حَسَنہ اور ہمیں بچا آگ کے عذاب سے۔

حَسَنَة'' کہتے ہیں ذَاتَ حُسْنٍ۔حسن وخوبی والی۔

یعنی اے ہمارے اللہ! ہمیں اس دنیا میں بھی جو نعمت عطا فرما وہ حسن وخوبی والی ہو اور آخرت میں بھی سراپا کمال اکرامات سے نواز۔

کسی چیز کو دنیا میں حَسَنَة'' اس وقت کہیں گے جب اس میں دنیاوی زندگی کے لحاظ سے نفع ہو اور عام انسان بھی اسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں اور

آخرت کی حَسَنہ وہ چیز ہوگی جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو، اسکی رضا کا ذریعہ ہو اور اجر وثواب کا باعث ہو۔

مسواک میں یہ دونوں خوبیاں ہیں۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی کو دوبارہ پڑھیئے

اَلسِّوَاکُ مَطْهَرَةٌ'' لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ'' لِلرَّبِّ.

مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور رب تعالیٰ کو راضی وخوش کرنے والی ہے۔

دنیاوی فائدہ یہ کہ منہ کی بدبو ختم ہو جاتی۔غیر صالح مادہ خارج ہو جاتا ہے۔جس انسان کا منہ بدبو سے پاک ہو تو اس کا ہمنشین وجلیس اس سے گفتگو کرتے ہوئے کسی قسم کی کراہت محسوس نہیں کرتا۔

اُخروی فائدہ یہ ہے کہ کائنات کا خالق و مالک مسواک کرنے والے سے راضی وخوش ہوجاتا ہے۔

وَرِضْوَان'' مِنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ

اللہ کی رضا سب سے بڑی دولت ہے۔

مَطْهَرَة'' وَمَرْضَاة''

قَالَ النَّوَوِيُّ فِيْ ''شَرْحِ الْمُهَذَّبِ'' ''مَطْهَرَة'' بِفَتْحِ الْمِيْمِ وَ كَسْرِهَا لُغَتَان وَالْكَسْرُ اَشْهَرُ وَهُوَ كُلُّ اٰلَةٍ يُتَطَهَّرُ بِهَا، شَبَّهَ السِّوَاكَ بِهَا لِاَ نَّه' يُنَظِّفُ الْفَمَ.

حضرت امام نووی رحمہ اللہ نے المجموع شرح المھذب میں فرمایا:

مطهرة -میم کے فتح (مَطْهَرَة'') اور

میم کے کسرۃ (مِطْهَرَة'') دونوں طرح آیا ہے اور

کسرہ کے ساتھ (مِطْهَرَة'') زیادہ مشہور ہے۔

اور وہ ہر اس آلہ کیلئے بولا جاتا ہے جس سے پاکیزگی وطھارت حاصل کی جائے۔ مسواک کو اس سے تشبیہ دی اس لیئے کہ یہ منہ کو پاک وصاف کرتی ہے۔

وَقَالَ زَيْنُ الْعَرَبِ فِي شَرْحِ الْمَصَابِيْح: مَطْهَرَة'' وَ مَرْضَاة'' بِالْفَتْحِ، كُلّ'' مِنْهُمَا مَصْدَر'' بِمَعْنَى الطَّهَارَةِ وَالْمَصْدَرُ يَجِيئُ بِمَعْنَى الْفَاعِلِ، اَيْ: مُطْهِر'' لِلْفَمِ وَمُرْضٍ لِلرَّبِّ، اَوْهُمَا بَاقِيَانِ عَلىٰ مَصْدَرِيَّتِهِمَا اَيْ سَبَب'' لِلطَّهَارَةِ وَالرِضَا[1]

(۱) تعلیق صحیح ابن حبان ۳/۳۴۹

اورزین العرب نے شرح المصابیح میں لکھا ہے

مَطَھرۃ ومَرضاۃ'' فتحِ میم کے ساتھ۔

یہ دونوں مصدر ہیں بمعنی طھارت اور بمعنی رضااور مصدر اسم فاعل کے معنی میں آتا ہے یعنی منہ کو پاک کرنے والی اور رب کو راضی کرنے والی۔ یا یہ دونوں مصدریت پر قائم ہیں اس وقت معنی ہوگا طھارت اور رضا کا سبب ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلَیهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ:
لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاکِ مَعَ کُلِّ وُضُوْءٍ.

صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۴۰)	جلد۱	صفحہ۷۳
قال الاعظمی:	سندہ صحیح		
المستدرک	رقم الحدیث (۵۳۱)	جلد۱	صفحہ۳۶۴
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۱۱۷)	جلد۱	صفحہ۵۱۴
قال الھیثمی:	اسنادہ حسن		
المعجم الاوسط	رقم الحدیث (۱۲۳۸)	جلد۱	صفحہ۳۴۱
قال المحقق:	اسنادہ حسن		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۳۰۸)	جلد۱۰	صفحہ۳۰۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۹۸۲)	جلد۹	صفحہ۴۷۶
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۷۲)	جلد۷	صفحہ۱۷۴
الموطا امام مالک	رقم الحدیث (۱۱۵)	جلد۱	صفحہ۸۰

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دونگا تو میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

-☆-

مسند امام احمد بن حنبل کی روایت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلَیهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ:

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی أُمَّتِی لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاکِ مَعَ الْوُضُوءِ وَلَاَخَّرْتُ الْعِشَاءَ اِلَی ثُلُثِ اللَّیْلِ اَوْشَطْرِ اللَّیْلِ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ میں اپنی امت پر بوجھ ڈال دوں گا تو میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا اور صلاۃِ عشاء رات کے تہائی حصہ یا آدھی رات تک مؤخر کر دیتا۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۴۰۶)	جلد ۷	صفحہ ۲۱۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
المستدرک	رقم الحدیث (۵۳۱)	جلد ۱	صفحہ ۳۶۴
جامع الاصول	رقم الحدیث (۳۳۲۴)	جلد ۵	صفحہ ۲۵۱

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِی اللّٰه عنه: أَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْلَا اَنْ أَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِی لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاکِ مَعَ کُلِّ صَلاةٍ.

جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۷۲)	جلد ۷	صفحہ ۱۷۴
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۷۳)	جلد ۷	صفحہ ۱۷۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۲)	جلد ۱	صفحہ ۲۷۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۸۴۷)	جلد ۱	صفحہ ۳۰۳
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۷)	جلد ۱	صفحہ ۳۲
صحیح ابی داود	رقم الحدیث (۴۷)	جلد ۱	صفحہ ۲۳
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۲)	جلد ۱	صفحہ ۹۹
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۲)	جلد ۱	صفحہ ۳۲
قال الالبانی:	صحیح		
المعجم الاوسط	رقم الحدیث (۴۳۸۷)	جلد ۳	صفحہ ۲۱۹
المعجم الاوسط	رقم الحدیث (۷۴۲۴)	جلد ۵	صفحہ ۳۰۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۹۸۵)	جلد ۱۳	صفحہ ۲۴۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میں اپنی امت پر بوجھ بنادوں گا تو میں انہیں ہر صلاۃ (نماز) کے وقت مسواک کرنے کا واجب التعمیل حکم دیتا۔

-☆-

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۳۶)	جلد ا	صفحہ ۱۱۰
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۸۷)	جلد ا	صفحہ ۱۷۰
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۷۰)	جلد ا	صفحہ ۱۰۸
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۸۴۷)	جلد ا	صفحہ ۳۰۳

عَنْ زَیْدِبْنِ خَالِد الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ : لَوْلاَ اَنْ اَشُقَّ عَلیٰ أُمَّتِیْ لَأَخَّرْتُ العِشَاءَ اِلیٰ ثُلُثِ اللَّیْلِ وَ لاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلاَۃٍ.

شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۹۸)	جلد ۱	صفحہ ۳۹۳
قال للبغوی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۰
قال الترمذی:	ھذا الحدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳)	جلد ۱	صفحہ ۳۳
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۷)	جلد ۱	صفحہ ۳۲
صحیح سنن ابن داود	رقم الحدیث (۴۷)	جلد ۱	صفحہ ۲۳
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۹۶۹)	جلد ۱۳	صفحہ ۲۴۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۳۳۸)	جلد ۷	صفحہ ۱۵۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۷۳)	جلد ۷	صفحہ ۱۷۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۳۷۶۶)	جلد ۳	صفحہ ۲۴۳

ترجمة الحديث:

حضرت زید بن خالد الجُہَنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں صلاۃِ عشاء رات کے تہائی حصہ تک موخر کر دیتا اور ہر صلاۃ کے وقت انہیں مسواک کا حکم دیتا۔

-☆-

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَه' يَبْدَأُ بِالسِّوَاكِ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۷۴)	جلد۳	صفحہ۳۵۶
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۳)	جلد۱	صفحہ۲۷۹
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۳۴)	جلد۱	صفحہ۷۰
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۵۴۳۰)	جلد۱۷	صفحہ۶۲۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۲۰۱)	جلد۱	صفحہ۳۹۵
قال للبغوی:	ھذا الحدیث صحیح اخرجہ مسلم		
صحیح ابی دود	رقم الحدیث (۵۱)	جلد۱	صفحہ۲۴
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۴۱)	جلد۱	صفحہ۵۶
قال المحقق:	اخرجہ مسلم فی صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے مسواک فرماتے۔

-☆-

ایک مسلم جب گھر میں داخل ہوتو اسے نظافت وطھارت کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اس کے جسم اور کپڑوں سے نفاست ظاہر ہونی چاہیئے۔ خصوصی طور پر اپنے منہ کو پاک وصاف رکھنا چاہیئے۔ اس لیے بہتر ہے کہ گھر میں داخل ہوتے وقت وہ اندازہ لگالے گھر میں داخل ہوتے وقت اس کے منہ سے اچھی مہک آنی چاہیئے بصورت دیگر اسے فوراً اپنے منہ کے صاف کرنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۹۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۷۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۳۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۱۰
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۶۱۴۴)	جلد ۱۱	صفحہ ۴۲۱
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۷۲)	جلد ۱	صفحہ ۱۱۲
قال الالبانی:	صحیح		

اگرایک مسلم ایسا کرے گا تو اسے دوہرا فائدہ ہوگا۔
گھر کے افراد کے ہاں اس کی عزت و وقار میں اضافہ ہوگا۔
سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثواب ملے گا۔

-☆-

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، سَأَلْتُ عَائِشَةَ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا- قُلْتُ: بِأَيِّ شَيْءٍ يَبْدَأُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اِذَادَخَل بَيْتَه' قَالَتْ بِالسِّوَاكِ.

ترجمة الحديث:

حضرت شُرَیح نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلے کیا کیا کرتے تھے؟
تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:
حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم گھر میں داخل ہوکر سب سے پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔

-☆-

صحیح مسلم رقم الحدیث (۲۵۳) جلد۱ صفحہ۲۷۹

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَاقَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ' بِالسِّوَاكِ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۷۲)	جلد۳	صفحہ۳۵۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرطھما		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۸۶)	جلد۱	صفحہ۱۷۰
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۳۵)	جلد۱	صفحہ۱۰۹
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۷۱)	جلد۱	صفحہ۱۱۱
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۸۴۹)	جلد۱	صفحہ۳۰۳
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۵)	جلد۱	صفحہ۲۸۰
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲)	جلد۱	صفحہ۲۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲)	جلد۱	صفحہ۱۳
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۳۳۳۶)	جلد۳	صفحہ۳۶

ترجمۃ الحدیث:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کو صلاۃِ تہجد کیلئے اٹھتے تو اپنے منہ مبارک کو مسواک سے خوب صاف کرتے۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائل مبارکہ کتنے حمیدہ ہیں، ہر ادا و عادت مبارکہ پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔

وہ سراپا نور اور طیب و طاہر ذات جن کے وجود اقدس سے ہر وقت خوشبو نکلتی تھی انہیں مسواک کیلئے اس اہتمام کی کیا ضرورت لیکن ان کا تعلق باللہ ساری مخلوقات سے گہرا ہے۔ اللہ کی بارگاہِ اقدس میں کھڑا ہونا ہے اس لیے اگرچہ منہ سے ہر وقت خوشبو ہی خوشبو نکلتی ہے۔ پھر بھی نشانِ بندگی کے طور پر مسواک فرماتے تھے۔ اور خوب فرماتے تھے۔

مسند الامام احمد — رقم الحدیث (۲۳۳۰۸) — جلد ۱۶ — صفحہ ۶۱۹

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

سنن الکبریٰ للبیہقی — رقم الحدیث (۱۶۳) — جلد ۱ — صفحہ ۶۳

قال المحقق: رواہ البخاری فی الصحیح

صحیح ابن خزیمہ — رقم الحدیث (۱۳۶) — جلد ۱ — صفحہ ۷۰

عَنْ اَبِیْ أُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ: مَاجَاءَ نِی جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلاَمُ قَطُّ اِلاَّ اَمَرَنِیْ بِالسِّوَاکِ لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ أُحْفِیَ مَقْدَمَ فِیَّ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بھی جبریل امین علیہ السلام میرے پاس آئے تو انہوں نے مسواک کے بارے میں اللہ کا حکم پہنچایا۔

مجھے یہ ڈر ہوا کہ حکم الٰہی کی تعمیل میں کہیں میں اپنے منہ کے اگلے حصے کو گھسا نہ دوں۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۱۷۰)	جلد ۱۶	صفحہ ۲۵۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
المعجم الکبیر الطبرانی	رقم الحدیث (۷۸۴۷)	جلد ۸	صفحہ ۲۴۹
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۳۸۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۳
قال الالبانی:	اسنادہ صحیح		

ایک اور روایت ملاحظہ ہو۔

عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : مَازَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِي بِالسِّوَاكِ حَتّٰى خِفْتُ عَلٰى اَضْرَاسِيْ.

ترجمة الحديث:

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام مجھے مسواک کے متعلق مسلسل کہتے رہے یہاں تک کہ میں اپنے دانتوں کے بارے میں ڈر گیا۔

-☆-

المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث (۵۱۰) جلد ۲۳ صفحہ ۲۵۱
قال حمدی عبدالمجید ورواہ للبیہقی (۷/۴۹) من غیر ھذا الطریق
ونقل عن البخاری انہ قال حدیث حسن
الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۳۴۳) جلد ۱ صفحہ ۲۳۰
قال المحقق: حدیث حسن
سنن الکبریٰ للبیہقی رقم الحدیث (۱۳۴۲۸) جلد ۱ صفحہ ۷۹
قال المحقق: ھذا الحدیث حسن
مجمع الزوائد رقم الحدیث (۲۵۶۳) جلد ۲ صفحہ ۲۶۵

عَنْ عَلِیِ بْنِ اَبِی طَالِبٍ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ: اِنَ اَفْوَاھَکُمْ طُرُق" لِلْقُرْآن. فَطَیِّبُوْھَا بِالسِّوَاکِ.

ترجمة الحديث:

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا:
تمہارے منہ قرآن کے راستے ہیں پس انہیں مسواک کرکے پاک وصاف رکھو۔

-☆-

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے۔اہل ایمان قرآن کریم کا بے حد احترام کرتے ہیں۔اسے صاف ستھری اور بلند جگہ پر رکھتے ہیں۔اسی طرح جس راستہ سے قرآن کریم کا گزر ہو اس راستہ کا

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۹۱)	جلد۱	صفحہ۱۷۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۳۹)	جلد۱	صفحہ۱۱۰
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۱۰۶)	جلد۷	صفحہ۳۷۷
حلیۃ الاولیاء	رقم الحدیث (۲)	جلد۴	صفحہ۲۹۶

طیب وطاہر ہونا بھی ضروری ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت منہ سے کی جاتی ہے۔ یہ قرآن کی گزرگاہ ہے اس لیے اس کا صاف رکھنا ایمان کی علامت ہے۔

انسان جب مسواک کرنے لگے تو نیت ہو کہ

مسواک کرنا سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

مسواک کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی پر عمل کرنا ہے۔

مسواک سے قران کریم کی گزرگاہ طیب وطاہر ہو گی۔

تو صرف ایک مسواک کرنے سے کئی گنا اجر وثواب ملے گا۔

مسواک سے ادا کی گئی صلاۃ (نماز) ستر گنا فضیلت رکھتی ہے

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَضْلُ الصَّلَاةِ بِالسِّوَاكِ عَلَى الصَّلَاةِ بِغَيْرِ سِوَاكٍ سَبْعِيْنَ ضِعْفاً.

ترجمة الحديث:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسواک کے ساتھ صلاۃ کی فضیلت اس صلاۃ پر جو بغیر مسواک کے پڑھی گئی ہو ستر گنا ہے۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۶۲۱۸)	جلد ۱۸	صفحہ ۱۹۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۵۳۰)	جلد ۱	صفحہ ۳۶۳
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط مسلم ولم یخرجاہ		
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۳۷)	جلد ۱	صفحہ ۷۱
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۲۵۵۴)	جلد ۲	صفحہ ۲۶۳

عَـنْ عَـائِشَةَ رَضِـيِ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ :فَضْلُ الصَّلاةِ الَّتِيْ يُسْتَاکُ لَهَا عَلیٰ الصَّلاَةِالَّتِيْ لاَ يُسْتَاکُ لَهَا سَبْعِيْنَ ضِعْفاً.

مسندالامام احمد	رقم الحدیث(۲۶۲۱۸)	جلد۱۸	صفحہ۱۹۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث(۵۳۰)	جلد۱	صفحہ۳۶۳
قال الحاکم:	هذا حدیث صحیح علیٰ شرط مسلم ولم یخرجاه		
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث(۱۳۷)	جلد۱	صفحہ۷۱
مجمع الزوائد	رقم الحدیث(۲۵۵۴)	جلد۲	صفحہ۲۶۳

عَنِ ابْنِ عَبَاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: لَأَنْ أُصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ بِسِوَاکٍ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ أُصَلِّیَ سَبْعِیْنَ رَکْعَةً بِغَیْرِ سِوَاکٍ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عباس -رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: مسواک کر کے دو رکعت صلاۃ (نماز) ادا کرنا مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں ستر رکعت صلاۃ بغیر مسواک کے ادا کروں

-☆-

اللہ کے پیارے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- مسواک کو کس درجہ اہمیت دیتے ہیں اور اللہ کی رضا کے زینہ مسواک کا کس درجہ اہتمام فرماتے ہیں مسواک کر کے دو رکعت صلاۃ ادا کرنے کو بغیر مسواک کے ستر رکعت پر فضیلت دیتے ہیں۔ وجہ واضح ہے منہ طیب وطاہر ہوگا تو طہارت کو محبوب رکھنے والا اللہ راضی ہوگا اللہ کی رضا وخوشنودی کا اجر وثواب گنتی وحساب میں نہیں آیا کرتا۔

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۳۳۷) جلد۱ صفحہ۲۳۱

نوری فرشتے کا لبوں سے لب لگانا

عَنْ عَلِيّ رضی الله عنه،أَنّه' اُمِرَ بِالسَواکِ،وَقَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّٰی اللّٰه عَلَيهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ : اِنَ الْعَبْدَاِذَا تَسَوَّکَ،ثُمَ قَامَ يُصَلِىّ قَامَ الْمَلَکُ خَلْفَه' فَيَسْتَمِعُ لِقِراءَ تِهٖ فَيَدْ نُومنه'. اَوْ كَلِمَةً نَحُوْهَا. حَتّٰى يَضَعَ فَاه'عَلٰى فِيْهِ مَا يَخْرُجُ مِنْ فِيْهِ شَيْء'' مِنَ الْقُرْآنِ اِلاّصَارَفِى جَوْفِ الْمَلَکِ ،فَطَهِّرُوْاافْوَاهَكُمْ لِلْقُرآنِ.

ترجمة الحديث:

حضرت علی المرتضی امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو مسواک کرنے کا حکم دیا گیا اور آپ نے ارشادفرمایا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا: بندہ جب مسواک کرلے پھر ادائیگی صلاۃ کیلئے کھڑا ہو جائے تو فرشتہ اس کے پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے اور اسکی قرأت کوسنتا جاتا ہے پھر اس کے قریب ہوتا جاتا ہے یہاںتک کہ وہ اپنا منہ اس صلاۃ ادا کرنے والے کے منہ پر رکھ دیتا ہے تو صلاۃ ادا کرنے والے کے منہ سے جتنی قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے وہ

الترغیب والترھیب رقم الحدیث(۳۳۵) جلد۱ صفحہ۲۳۰
قال المحقق: حسن
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث(۱۲۱۳) جلد۳ صفحہ۲۱۴
قال الالبانی: اسنادہ جید رجالہ رجال البخاری

مَلَک، فرشتہ کے منہ میں چلی جاتی ہے۔

پس (اے میری امت)

تلاوت قرآن کیلئے اپنے منہ طیّب وطاہر رکھو۔

سبحان اللہ!

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کیلئے یہ کتنا بڑا اعزاز ہے۔

اب بھی اگر کوئی کلمہ گو اپنی محرومی کا ذکر کرے تو اس پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے ورنہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو نوازنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔

انسان کبھی غور تو کرے۔

شاید اسکا بیٹا یا بھائی اس کے قریب بیٹھنا پسند نہ کرے لیکن قربان جائیں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ جن کی نگاہِ کرم نے اس درجہ نواز دیا کہ

با مسواک وضو کر کے انسان صلاۃ کیلئے کھڑا ہو اور تلاوت قرآن کریم شروع کرے تو اللہ کی نوری مخلوق اس کی تلاوت قران پر گرویدہ ہو جاتی ہے جیسے ہی وہ قرآن کریم کے چند کلمات ادا کرتا ہے فرشتہ اس کے منہ پر منہ رکھ دیتا ہے۔ اب قرآن کریم کی جو تلاوت بھی ہے اس کے منہ سے نکل کر پاک مخلوق کے منہ کے ذریعے اس کے پیٹ میں چلی جاتی ہے۔ گویا اس امت کی تلاوتِ قرآن نوری مخلوق کی غذا بنتی ہے۔

اگر آج اللہ کے فرشتے منہ پر منہ رکھ کر پیار و محبت سے تلاوتِ قرآن کی سماعت کے مزے لیتے ہیں تو کل قیامت کو انشاء اللہ یہی فرشتے اس محبت کی لاج رکھیں گے اور درِ جنت تک اس کے ممد و معاون ہونگے۔

مسواک کا تاکیدی حکم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ السِّوَاكَ حَتّٰى رَأَيْنَا – اَوْ خَشِيْنَا – أَنَّهٗ سَيُنْزَلُ عَلَيْهِ.

ترجمة الحديث:

مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کثرت سے مسواک فرمایا کرتے تھے، ہمیں ڈر ہوا کہ کہیں اس سلسلہ میں اپ پر وحی الٰہی نازل نہ ہو جائے۔

-☆-

مسند ابی یعلی الموصلی رقم الحدیث (۲۷۰۲) جلد ۵ صفحہ ۹۴

قال حسین سلیم اسد: اسنادہ حسن

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۲۵۷۳) جلد ۳ صفحہ ۱۶۴

قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

عَنِ ابْنِ عَبَاسٍ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَقَد اُمِرْتُ بِالسِّوَاکِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ سَیُنْزَلُ بِہٖ عَلَیَّ الْقُرْآنُ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا: مجھے مسواک کا اس درجہ حکم دیا گیا کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ اس مسواک کے بارے میں مجھ پر قرآن کریم نازل ہوا کہ نازل ہوا۔

-☆-

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۳۱۲۲)	جلد۳	صفحہ۳۵۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۲۵)	جلد۲	صفحہ۵۳۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۲۵۵۶)	جلد۲	صفحہ۲۶۳
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۳۱)	جلد۱	صفحہ۲۲۹
قال المحقق:	حسن		

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ: قَدْ اَکْثَرْتُ عَلَیْکُمْ فِی السِّوَاکِ.

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے مسواک کے بارے میں تمہیں بہت زیادہ ترغیب دی ہے۔

-☆-

ہمیں اس عمل کا خاص خیال رکھنا چاہیے کیونکہ زیادہ ترغیب بلاوجہ نہیں۔

اے اللہ!

ہمیں اس سنت مطہرہ پر عمل کی توفیق عطا فرما۔ آمین

بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

سنن النسائی	رقم الحدیث (۶)	جلد ۱	صفحہ ۲۹
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۴
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۱۴)	جلد ۱	صفحہ ۲۴۰
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۸۴۸)	جلد ۱	صفحہ ۳۰۳
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۵۳۲)	جلد ۱۱	صفحہ ۲۲۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

نیت وضو

وضو کرنے سے پہلے وضو کی نیت کر لینا بہتر ہے۔ اگر نیت نہ کی تو اعضا کو دھلا ہوا تو کہہ دیں گے لیکن عبادت کا ثواب نہیں ملے گا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: إِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ،وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِءٍ مَانَوٰی،فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہ' اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہُ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہُ اِلیٰ دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوْاِلیٰ اِمْرَاۃٍیَنْکِحُھَا فَھِجْرَتُہ' اِلیٰ مَاھَاجَرَ اِلَیْہِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث(۱)	جلد۱	صفحہ۳
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۵۴)	جلد۱	صفحہ۳۰
صحیح المسلم	رقم الحدیث(۱۹۰۷)	جلد۴	صفحہ۱۶۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۳۰۰)	جلد۱	صفحہ۲۹۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۱۰۶۱۲)	جلد۸	صفحہ۹۱
جامع الاصول	رقم الحدیث(۹۱۶۳)	جلد۱۱	صفحہ۵۵۵

ترجمة الحديث:

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا حضور فرما رہے تھے اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے اور بس ہر آدمی کیلئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی پس جس نے ھجرت کی اللہ اور اسکے رسول کی طرف تو اس کی ھجرت اللہ اور اسکے رسول کی طرف ہے۔ پس جس نے ہجرت کی دنیا کیلئے کہ اسے پائے یا کسی عورت کیلئے کہ اس سے شادی کرے تو سن لیجئے جس چیز کی نیت سے اس نے ہجرت کی اس کی ہجرت اسی کیلئے شمار ہوگی۔

-☆-

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وضو سے پہلے

عَنْ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِی سُفْیَانَ بْنِ حُوَیْطَبِ، عَنْ جَدَّتِهٖ، عَنْ أَبِیْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: لَاوُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهِ.

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵)	جلد ا	صفحہ ۱۰۱
قال الترمذی/ قال احمد بن حنبل: لا اعلم فی ھذا الباب حدیثاله اسناد جید			
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵)	جلد ا	صفحہ ۳۴
قال الالبانی:	حسن		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۷)	جلد ا	صفحہ ۲۲۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۲۳)	جلد ا	صفحہ ۱۳۸
قال الالبانی:	حسن		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۰۴)	جلد ا	صفحہ ۱۲۷
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۸۱)	جلد ا	صفحہ ۱۲۲
قال الالبانی:	حسن		

ترجمۃ الحدیث:

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جس نے وضو کرتے وقت اللہ کا نام نہ لیا اس کا وضو ہی نہیں۔

-☆-

وضو جو مفتاح الصلاۃ ہے اسے عبادت سمجھ کر کرنا چاہیئے اور جو آدمی نہایت غفلت اور بے توجہی سے کرے کہ اللہ کا نام تک نہ لے تو وہ وضو بے نور اور بے قیمت ہے۔ اگرچہ اس کے وضو کے اعضا دھل جاتے ہیں لیکن اللہ کے نام کی برکات سے خالی ہے اور جو اللہ کے نام کی برکات سے خالی ہو وہ اس قابل نہیں کہ اسے وضو ہی کہا جائے۔

سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۰۲)	جلد ۱	صفحہ ۵۲
صحیح سنن ابن داود	رقم الحدیث (۱۰۲)	جلد ۱	صفحہ ۳۷
قال الالبانی:	صحیح مقطوع		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۴۱۲۸)	جلد ۳	صفحہ ۳۸۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۱۳۱۰-۱۱۳۰۹)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۳۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		

عَنْ اَنَسٍ رضی عنه اللّٰه قَالَ: طَلَبَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ، وَضُوْءً ا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : هَلْ مَعَ اَحَدٍ مِنْكُمْ مَاءً.

فَوَضَعَ يَدَهٗ فِي الْمَاءِ، وَيَقُوْلُ: تَوَضَّؤُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ

فَرَأَيْتُ الْمَآءَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ، حَتّٰى تَوَضَّؤُوْا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ.

قَالَ أَبُوْعَبْدُالرَّحْمٰنِ : قَالَ ثَابِت'': قُلْتُ لِاَنَسٍ: كَمْ تَرَاهُمْ قَالَ: نَحواً مِنْ سَبْعِيْنَ.

سنن النسائی	رقم الحدیث (۷۶)	جلد۱	صفحہ۸۰
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۷۶)	جلد۱	صفحہ۳۳
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۴۰۱)	جلد۱	صفحہ۸۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۷۹)	جلد۴	صفحہ۲۶۲

ترجمة الحديث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی صحابی کو وضو کیلئے پانی کی طلب ہوئی (اس نے اس خواہش کا اظہار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کردیا) تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟

(جس کے پاس پانی تھا اس نے برتن سمیت حاضر کردیا) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک پانی میں رکھ دیا اور یوں ارشاد فرمانے لگے: اللہ کے نام سے وضو کرو۔

حضرت انس فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے پانی نکل رہا تھا یہانتک کہ اس قافلہ کے آخری آدمی نے بھی وضو کرلیا۔

حضرت ثابت کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کے خیال میں وضو کرنے والے کتنے آدمی تھے تو آپ نے فرمایا ستر (70) سے قریب۔

-☆-

اس حدیث پاک سے بھی یہ بات عیاں ہوئی کہ وضو سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لینا چاہیئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے صحابہ کو ایسا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : یَااَبَاهُرَیْرَةَ اِذَاتَوَضَّأْتَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاِنَّ حَفَظَتَکَ لا تَسْتَرِیْحُ تَکْتُبُ لَکَ الْحَسَنَاتِ حَتّٰی تُحْدِثَ مِنْ ذَالِکَ الْوُضُوْءِ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابو ہریرہ! جب تم وضو کرو تو بسم اللہ اور الحمدللہ پڑھا کرو کیونکہ ایسا کرنے سے تمہارے محافظ فرشتے تمہارے لیئے نیکیاں لکھتے رہیں گے جب تک تمہارا یہ وضو باقی رہے گا۔

-☆-

المعجم الصغیر للطبرانی رقم الحدیث (۱۹۶) جلد ا صفحہ ۱۳۲
قال محمد شکور محمود: محمود الاسناد
قال الھیثمی: اسنادہ حسن
مجمع الزوائد رقم الحدیث (۱۱۱۲) جلد ا صفحہ ۵۱۳
قال الھیثمی: رواہ الطبرانی فی الصغیر واسنادہ حسن

وضو سے قبل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لینا حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-کو بڑا محبوب ہے اور پھر وہ وضو جس کے شروع میں بسم اللہ اور الحمد للہ پڑھا جائے بڑا اجر وثواب والا ہے کہ نیکیاں لکھنے والے فرشتے اعمال نامہ میں نیکیاں لکھتے رہتے ہیں یہ نیکیاں لکھنے کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک وضو برقرار رہتا ہے اس لئے بزرگانِ دین ہمیشہ باوضو رہتے ہیں کہ ان کے نیکیاں لکھنے والے فرشے ہمہ وقت نیکیاں لکھتے رہیں۔

وَلَکَ الْحَمْدُ یَااللّٰہُ وَلَکَ الشُّکْرُ یَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

سب سے پہلے ہاتھ دھونا

عَنْ اَبِیْ مَرْیَمِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَاهُرَیْرَةَ رضی اللّٰه عنه یَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰه عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِذَااسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ نَوْمِهٖ، فَلاَ یُدْخِلُ یَدَه' فِی الاِنَاءِ حَتّٰی یَغْسِلَهَا ثَلاَثَ مَرَّاتٍ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ لایَدْرِیْ اَیْنَ کَانَتْ تَطُوْفُ یَدُه'.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۶۱)	جلد ۳	صفحہ ۳۴۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ جید		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۰۵)	جلد ۱	صفحہ ۵۲
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۰۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الدارمی قطنی	رقم الحدیث (۱۲۷)	جلد ۱	صفحہ ۴۶
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۰۱)	جلد ۱	صفحہ ۴۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۲۸۰)	جلد ۷	صفحہ ۱۱۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۵۹۰)	جلد ۷	صفحہ ۳۵۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا حضور ارشاد فرما رہے تھے:

جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو اپنا ہاتھ فوراً پانی کے برتن میں داخل نہ کر دے جب تک کہ اسے تین مرتبہ دھو نہ لے کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ دورانِ نیند اسکا ہاتھ کہاں کہاں پھرتا رہا ہے۔

-☆-

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۸۰۲)	جلد ۷	صفحہ ۴۹۱
قال احمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۰۴۷)	جلد ۹	صفحہ ۳۹۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۴۴۵)	جلد ۹	صفحہ ۴۸۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۵۳۷)	جلد ۹	صفحہ ۵۱۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۸۲)	جلد ۷	صفحہ ۱۸۰
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۵۱۶)	جلد ۹	صفحہ ۳۷۹

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِ صَلَّی اللّٰه عَلَیهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُم مِنْ مَنَامِهٖ، فَلا یَغْمِسَنَّ یَدَه' فِی إنَائِهٖ حَتّٰی یَغْسِلَهَا ثَلاثاً فَاِنَّه' لایَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُه'.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۶۲)	جلد۳	صفحہ۳۴۵
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرطهما		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۷۸)	جلد۱	صفحہ۲۹۴
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱)	جلد۱	صفحہ۲۳
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱)	جلد۱	صفحہ۱۳
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۱۶۴)	جلد۱	صفحہ۱۷۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۳)	جلد۱	صفحہ۲۲۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۲۱)	جلد۱	صفحہ۱۳۷
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۶۰)	جلد۱	صفحہ۷۲

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو اپنا ہاتھ پانی والے برتن میں داخل نہ کرے جبتک کہ اس ہاتھ کو تین مرتبہ دھو نہ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ رات کہاں رہا ہے۔

-☆-

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴)	جلدا	صفحہ۱۰۰
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴)	جلدا	صفحہ۳۴
قال الالبانی:	صحیح		

وضو دائیں طرف سے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ: اِذَا لَبِسْتُمْ وَاِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَاُوْا بِأَیَامِنِکُمْ وَقَالَ اَحْمَدُ بِمَیَامِنِکُمْ.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۶۳۷)	جلد ۸	صفحہ ۳۷۸
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۰۲)	جلد ۱	صفحہ ۲۲۸
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۲۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۳۹
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۰۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۷
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۳۸۰)	جلد ۹	صفحہ ۳۵۳
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۱۴۱)	جلد ۴	صفحہ ۴۰
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۱۴۱)	جلد ۲	صفحہ ۵۲۹
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۳۸۰)	جلد ۹	صفحہ ۳۵۳

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم کوئی لباس پہنو اور جب تم وضو کرو تو اپنے دائیں طرف سے شروع کرو۔

-☆-

عَنْ عَائِشَةَ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْها- قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُه' التَيَمُّنُ فِي تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُوْرِهِ وَفِي شَأْنِهِ كلِّهِ.

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہر کام دائیں طرف سے شروع کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند تھا۔

پہلے دایاں جوتا پہننا، دائیں طرف سے کنگھا کرنا، وضو کرتے وقت پہلے دایاں عضو دھونا اور (الغرض) اپنے تمام کام دائیں طرف سے شروع کرنا۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۶۶)	جلد ۱	صفحہ ۷۴
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۱۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۶۵
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۰۶۵)	جلد ۵	صفحہ ۲۰۵۷
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۵۱۶)	جلد ۵	صفحہ ۲۲۰۰
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۵۸۲)	جلد ۵	صفحہ ۲۲۱۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۸)	جلد ۱	صفحہ ۲۸۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۵۰۲۴)	جلد ۱۷	صفحہ ۵۲۵

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

عَنْ عَائِشَةَ-رَضِیَ اللّٰهُ عَنْها-قَالَتْ:اِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَيُحِبُّ التَيَمُّنَ فِي طُهُوْرِہٖ اِذَاتَطَهَّرَ وَفِی تَرَجُّلِہٖ اِذَا تَرَجَّلَ وَفِی اِنْتَعَالِہٖ اِذَا انْتَعَلَ۔

ترجمة الحديث:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جب وضو فرماتے تو دائیں اعضا کو پہلے دھونا پسند فرماتے
جب بالوں میں کنگھی کرتے تو پہلے دائیں طرف سے کنگھا کرنا پسند فرماتے اور جب جوتا پہنتے تو دایاں جوتا پہلے پہننا پسند فرماتے۔

-☆-

عَنْ عَائِشَةَ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنها- ذَكَرَتْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ، كَانَ يُحِبُّ التَيَامُنَ مَااسْتَطَاعَ فِي طُهُوْرِهِ وَنَعْلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَفِي لَفْظٍ: يُحِبُ الْتَيَامُنَ، فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ.

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنھا نے ذکر فرمایا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جہاں تک ممکن ہوتا ہر کام دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔ وضو کرتے وقت پہلے دائیں اعضاء کو دھونا، جوتا پہنتے پہلے دایاں جوتا پہننا اور کنگھا کرتے وقت

سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۱۲)	جلد ۱	صفحہ ۹۹
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۱۲)	جلد ۱	صفحہ ۴۵
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث ۱۷۶۵۷	جلد ۱۲	صفحہ ۳۲۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۴۸۷۱)	جلد ۱۷	صفحہ ۴۸۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۴۸۰۵)	جلد ۱۷	صفحہ ۳۸۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

پہلے دائیں طرف سے کنگھا کرنا۔

اور ایک روایت میں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے تمام امور میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔

-☆-

ہر عضو کو ایک ایک بار دھونا

عَنِ ابْنِ عَبَاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ:
تَوَضَّأَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَرَّۃً مَرَّۃً.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۵۶)	جلد ۱	صفحہ ۷۰
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۴۸)	جلد ۷	صفحہ ۱۶۲
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۵۹۷۶)	جلد ۵	صفحہ ۱۰۳
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۸۰)	جلد ۱	صفحہ ۳۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۸۰)	جلد ۱	صفحہ ۸۲
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۴۲)	جلد ۱	صفحہ ۱۱۲
قال الترمذی:	وحدیث ابن عباس احسن شیء فی ھذا الباب واصح۔		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۴۲)	جلد ۱	صفحہ ۴۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۳۷۷)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۹
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۷۱)	جلد ۱	صفحہ ۸۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۳۰۷۳)	جلد ۳	صفحہ ۳۳۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضوفرمایا تو اعضائے وضوکو ایک ایک مرتبہ دھویا۔

-☆-

ہر عضو کو دو، دو بار دھونا

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا تو اعضاء وضو کو دو، دو مرتبہ دھویا۔

-☆-

ان احادیث میں اعضائے وضو کو ایک مرتبہ اور دو مرتبہ دھونا بھی مذکور ہے۔ یہ بیان جواز کیلئے یعنی اگر پانی بہت کم ہو کہ اگر اعضاءِ وضو کو تین تین مرتبہ دھویا تو مکمل وضو نہ ہو سکے گا۔ تو ایسی صورت میں اعضاء وضو کو ایک ایک مرتبہ یا دو دو مرتبہ دھولیا جائے تا کہ وضو مکمل ہو سکے۔ ورنہ سنتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعضائے وضو کو تین تین مرتبہ دھونا ہی ہے۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۵۷)	جلد۱	صفحہ۷۰
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۵۳۰۴)	جلد۴	صفحہ۳۴۰

اعضا کا تین تین مرتبہ دھونا

عَنْ اَبِی اَنَسٍ،أنَ عُثْمَانَ -رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ- تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ.فَقَالَ اَلااُرِیْکُم وُضُوءَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ :ثُم تَوَضَّأ ثَلاثاً ثَلاثاً.
وَزَادَقُتَیْبَۃُ فِی رَوَایَتِہٖ:قَالَ سُفْیَانَ:قَالَ اَبُوالنَّضرعَنْ اَبِی اَنَسٍ قَالَ:
وَعِنْدَہ‘رِجَال‘‘ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ .

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوانس سے روایت ہے کہ
امیرالمومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مقاعد پر وضو کرنے کا ارادہ فرمایا، پھر آپ نے ارشادفرمایا: کیا میں تمہیں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وضو نہ دکھاؤں؟
پھرآپ نے وضوفرمایااور ہرعضوکوتین تین مرتبہ دھویا۔
حضرت ابوانس راوی حدیث فرماتے ہیں کہ
اس وقت حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چند صحابہ بھی وہاں موجود تھے۔

-☆-

صحیح مسلم　　رقم الحدیث (۲۳۰)　　جلد ۱　　صفحہ ۲۶۴

عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ،أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ،تَوَضَّأَ ثَلاثاً ثَلاثاً،يُسْنِدُذَالِکَ اِلیٰ النَبِیِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ .

ترجمة الحديث:

جناب مطلب بن عبداللہ بن حطب فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وضوفرمایاتو ہرعضوکوتین تین باردھویا۔

آپ نے اس عمل کا اسناد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف فرمایا۔

-☆-

سنن النسائی	رقم الحدیث(۸۱)	جلد۱	صفحہ۸۲
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث(۸۱)	جلد۱	صفحہ۳۵
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۴۱۴)	جلد۱	صفحہ۲۴۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۳۳۹)	جلد۱	صفحہ۱۴۱
قال الالبانی:	صحیح بماقبلہ		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۷۴۵۸)	جلد۶	صفحہ۵۰
جامع الاصول	رقم الحدیث(۵۱۶۸)	جلد۷	صفحہ۱۷۴
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۱۰۹۲)	جلد۳	صفحہ۳۷۲
قال الھیثمی:	رجالہ ثقات		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۳۵۲۶)	جلد۳	صفحہ۴۷۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: دَعَانِيْ اَبِيْ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِوَضُوْءٍ، فَقَرَّبْتُه لَه، فَبَدَأَ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ اَنْ يُدْخِلَهُمَا فِي وُضُوْئِهِ، ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلاثًا، وَاسْتَنْثَرَ ثَلاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَه ثَلاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْمَرْفِقِ ثَلاثًا، ثُمَّ الْيُسْرٰى كَذَالِكَ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَسْحَةً وَاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَه الْيُمْنٰى اِلَى الْكَعْبِ ثَلاثًا، ثُمَّ الْيُسْرٰى كَذَالِكَ. ثُمَّ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ: نَاوِلْنِي، فَنَاوَلْتُه الْاِنَاءَ الَّذِيْ فِيْهِ فَضْلُ وَضُوْئِهِ، فَشَرِبَ مِنْ فَضْلِ وَضُوْئِهِ قَائِمًا. فَعَجِبْتُ. فَلَمَّا رَآنِي قَالَ: لَا تَعْجَبْ! فَاِنِّي رَأَيْتُ اَبَاكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ مِثْلَ مَا رَأَيْتَنِيْ صَنَعْتُ، يَقُوْلُ لِوَضُوْئِهِ هٰذَا، وَشَرِبَ فَضْلَ وَضُوْئِهِ قَائِمًا.

ترجمة الحديث:

حضرت سیدنا امام حسین بن سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میرے والد گرامی قدر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھے وضو کا پانی لانے کا حکم ارشاد فرمایا تو میں نے وضو کا پانی آپ کے قریب کر دیا۔ پس آپ نے وضو شروع فرما دیا۔

آپ نے اپنے دونوں ہاتھ وضو کے برتن میں داخل کرنے سے پہلے تین مرتبہ

دھوئے۔

پھر آپ نے تین مرتبہ کلی فرمائی

پھر آپ نے تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف فرمایا

پھر آپ نے اپنا چہرہ انور تین مرتبہ دھویا

پھر آپ نے اپنا دایاں بازو کہنیوں سمیت دھویا

پھر آپ نے اپنا بایاں بازو بھی اسی طرح دھویا

پھر آپ نے اپنے سر کا ایک مرتبہ مسح فرمایا

پھر آپ نے اپنا دایاں پاؤں دھویا

پھر آپ نے بایاں پاؤں اسی طرح دھویا

وضو مکمل کرنے کے بعد آپ سیدھے کھڑے ہو گئے اور آپ نے فرمایا مجھے پکڑاؤ پس میں نے وہ برتن آپ کو پکڑا دیا جس میں آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی تھا۔ آپ نے کھڑے کھڑے اپنے وضو کا بچا ہوا پانی پی لیا۔

میں آپ کے اس عمل سے حیران ہوا۔

جب آپ نے میرے اس تعجب کو دیکھا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

(اے حسین!) تعجب نہ کیجئے، میں نے آپ کے نانا جان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے کرتے دیکھا ہے جیسے تم نے مجھے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وضو کے ساتھ ایسے کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا۔

اس حدیث پاک کے آخر میں يَقُوْلُ لِوُضُوْئِهِ هٰذَا کے الفاظ آتے ہیں اس جگہ یقول یعنی یفعل ہے يَقُوْلُ هُنَا يَعْنِى يَفْعَلُ وهٰذَا يَسِيْرُ فِى كَلَامِ الْعَرَبِ۔تعلیق النسائی۔

-☆-

عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلْمَة قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ وَعَلِياً -رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُما- يَتَوَضَّآن ثَلاثًا ثَلاثًا وَيَقُوْلَانِ هٰكَذَا كَانَ وُضُوْءُ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ.

ترجمة الحديث:

شقیق بن سلمہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہما کو دوران وضو اپنے اپنے اعضاء کو تین تین مرتبہ دھوتے دیکھا۔

یہ دونوں حضرات ارشاد فرماتے تھے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو مبارک ایسے ہی تھا۔

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۱۳)	جلد ۱	صفحہ ۲۳۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۳۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۴۱
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۸۱۱)	جلد ۷	صفحہ ۲۵۶
الارواء الغلیل	رقم الحدیث (۸۹)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۸
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی (مفصلاً)/رقم الحدیث (۲۱۷)		جلد ۱	صفحہ ۷۹

عَنْ عَائِشَه وَاَبِی هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلاثًا ثَلاثًا.

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو میں دھوئے جانے والے ہر عضو کو تین تین بار دھو کر وضو فرمایا۔

-☆-

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۱۵)	جلد ۱	صفحہ ۲۳۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۴۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۴۲
قال الالبانی:	صحیح بما قبلہ		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۴۴)	جلد ۱	صفحہ ۱۱۴
قال الترمذی:	حدیث علی احسن شئی فی ھذا الباب واصح لانہ قد روی من غیر وجہ عن علی رضوان اللہ علیہ		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۴۴)	جلد ۱	صفحہ ۴۵
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۶۳۲)	جلد ۱۰	صفحہ ۳۷۹

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ أَبِی اَوْفٰی قَالَ: رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلاثاً ثَلاثاً وَمَسَحَ رَأْسَہٗ مَرَّۃً.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے وضو میں دھوئے جانے والے اعضاء کو تین تین مرتبہ دھویا اور سر کا ایک مرتبہ مسح فرمایا۔

-☆-

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۱۶)	جلد ۱	صفحہ ۲۳۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۴۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۴۲
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۵۱۷۹)	جلد ۴	صفحہ ۲۸۸

عَنْ اَبِیْ مَالِکَ الاشعَرِی:قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّأُ ثَلاثاً ثَلاثاً.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرتے ہوئے وضو میں دھوئے جانے والے اعضاء کو تین تین مرتبہ دھوتے تھے۔

-☆-

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۱۷)	جلد۱	صفحہ۲۳۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۴۲)	جلد۱	صفحہ۱۴۲
قال الالبانی:	صحیح بما قبلہ		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۱۵۹)	جلد۹	صفحہ۲۸۱

عَنْ الرُّبَيِّع بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْراءَ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ تَوَضَّأ ثَلاثاً ثَلاثاً.

ترجمة الحديث:

حضرت ربیّع بنت معوذ بن عفراء فرماتی ہیں

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا، وضو میں دھوئے جانے والے اعضاء کو تین تین مرتبہ دھویا۔

-☆-

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۱۸)	جلد ا	صفحہ ۲۳۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۴۳)	جلد ا	صفحہ ۱۴۲
قال الالبانی:	حسن صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۵۸۴۵)	جلد ۱۱	صفحہ ۳۰۵

تین بار سے زائد اعضاء نہ دھوئے جائیں

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: جَآءَ اَعْرَابِيٌّ'' اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَسْأَلُه' عَنِ الْوُضُوْءِ فَاَرَاه' الْوُضُوْءَ ثَلاثًا ثَلاثًا. ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلٰى هٰذَا فَقَدْ أَسَاءَ وَتَعَدّٰى وَظَلَمَ.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۲۲)	جلد ۱	صفحہ ۲۳۷
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۴۴)	جلد ۱	صفحہ ۱۴۲
قال الالبانی:	حسن صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۱۷)	جلد ۱	صفحہ ۱۳۱
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۳۵)	جلد ۱	صفحہ ۶۱
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۳۵)	جلد ۱	صفحہ ۴۵
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۱۰
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۰)	جلد ۱	صفحہ ۵۴
قال الالبانی:	حسن صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۸۰۹)	جلد ۶	صفحہ ۳۳۸

ترجمة الحديث:

ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا وہ حضور سے وضو کے بارے میں پوچھ رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعضاء وضو کو تین تین بار دھونے کا ارشاد فرمایا

پھر فرمایا:

وضو اسی طرح ہے پس جس نے اس پر اضافہ کیا (یعنی تین تین بار سے زیادہ دھونے کو سنت سمجھا) تو اس نے برا کیا اور ظلم وتعدی کی۔

-☆-

السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۳۷۳)	جلد۱	صفحہ۱۲۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۶۸۴)	جلد۶	صفحہ۲۳۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۴۷)	جلد۷	صفحہ۱۶۱
قال المحقق:	اسنادہ حسن		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۱۷۶)	جلد۱	صفحہ۵۳۲
قال الهیثمی:	رواہ الطبرانی فی الکبیر ولہ فی الصحیح حدیث غیر ھذا۔		

کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈال کر صاف کرنا

عَنْ عَلِيّ: أَنَّهُ دَعَا بِوُضُوْءٍ، فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَنَثَرَبِيَدِهِ الْيُسْرىٰ، فَفَعَلَ هٰذَا ثَلاثاً،ثُم قَالَ: هٰذَا طُهُوْرُ نَبِيِّ اللّٰه صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ .

ترجمة الحديث:

حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم نے وضو کا پانی منگوایا پھر آپ نے کلی فرمائی اور ناک میں پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے اسے صاف کیا، آپ نے ایسا تین مرتبہ کیا پھر فرمایا: یہ حضور نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو مبارک ہے۔

سنن النسائی	رقم الحدیث (۹۱)	جلد۱	صفحہ۸۸
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۹۱)	جلد۱	صفحہ۳۸
قال الالبانی:	صحیح الاسناد		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۲۰۳)	جلد۷	صفحہ۴۱۷
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۳۵۱)	جلد۱	صفحہ۱۲۱
صحیح ابن حبان (مفصلاً) / رقم الحدیث (۱۰۷۹)		جلد۳	صفحہ۳۶۰
قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح			
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۴۷)	جلد۱	صفحہ۷۶
قال محمد مصطفیٰ الاعظمی: اسنادہ صحیح			

عَنْ عَمَّارِبْنِ يَاسِرٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إنَ مِنَ الْفِطرَةِ المَضْمَضَةَ وَالاِسْتِنْشَاق.

صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۴)	جلد ۱	صفحہ ۲۵
قال الالبانی:	حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۲۴۳)	جلد ۱۴	صفحہ ۱۳۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۱)	جلد ۱	صفحہ ۲۸۳
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۷۶۶)	جلد ۴	صفحہ ۳۴۷
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۷۵۷)	جلد ۳	صفحہ ۱۰۱
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۵۰)	جلد ۸	صفحہ ۱۳۱
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۵۵)	جلد ۳	صفحہ ۳۵۷
قال الالبانی:	حسن		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۹۳)	جلد ۱	صفحہ ۱۷۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		

ترجمة الحديث:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کرنا فطرتِ اسلام سے ہے۔

-☆-

صحیح سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۲۴۱) جلد ۱ صفحہ ۱۱۱

قال الالبانی: حسن

تحفۃ الاشراف رقم الحدیث (۱۶۱۸۸) جلد ۱۱ صفحہ ۴۳۶

استنشاق

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا تَوَضَّأَ اَحَدُکُم فَلْیَجْعَلْ فِی اَنْفِهٖ مَاءً ثُمَّ لِیَنْثُرْ.

صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۴۰)	جلد ۱	صفحہ ۴۷
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۲۳)	جلد ۱	صفحہ ۸۱
قال المحقق:	رواہ البخاری فی الصحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۳۷)	جلد ۱	صفحہ ۲۶۹
سنن النسائی	رقم الحدیث (۸۶)	جلد ۱	صفحہ ۸۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۸۶)	جلد ۱	صفحہ ۳۷
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۶۰)	جلد ۱	صفحہ ۷۲
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۶۸۹)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۶۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۸۲۰)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۹۲
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۲۱۰)	جلد ۱	صفحہ ۴۱۲
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی وضو کرنے لگے تو وہ اپنے ناک میں پانی ڈالے پھر اسے صاف کرے۔

-☆-

الموطا امام مالک	رقم الحدیث (۲)	جلد ۱	صفحہ ۴۷
فتح الباری		جلد ۱	صفحہ ۲۶۳
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۲۹۸)	جلد ۷	صفحہ ۱۲۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۷۳۲)	جلد ۷	صفحہ ۳۵۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۴۳۹)	جلد ۴	صفحہ ۲۸۷
قال شعیب الارنوو:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
مسند الحمیدی	رقم الحدیث (۹۵۷)	جلد ۲	صفحہ ۴۲۵
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۸۲)	جلد ۷	صفحہ ۱۸۰

عَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبْرَةَ –رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ– قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، أخْبِرْنِيْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ: أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ، وَبَالِغْ فِي الاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَائِماً.

سنن النسائی	رقم الحدیث (۸۷)	جلد ۱	صفحہ ۸۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۸۷)	جلد ۱	صفحہ ۳۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۰۷)	جلد ۱	صفحہ ۲۳۱
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۳۳)	جلد ۱	صفحہ ۱۴۰
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۰۵)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۸
قال الالبانی:	حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۴۲)	جلد ۱	صفحہ ۴۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۷۸۸)	جلد ۲	صفحہ ۲۰۶
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت لَقِیط بن صَبْرَہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی یارسول اللہ! وضو کے بارے میں ارشاد فرمایئے: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وضو مکمل کرو اور ناک صاف کرنے میں مبالغہ کرو بشرطیکہ تم روزہ دار نہ ہو۔

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۷۸۸)	جلد۱	صفحہ۴۱۴
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۱۷۲)	جلد۸	صفحہ۳۳۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۷۷۲)	جلد۱۳	صفحہ۵۲۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۴۸۳)	جلد۱۹	صفحہ۲۱۶
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۴۷۷۱)	جلد۷	صفحہ۴۹۵
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۵۳۷)	جلد۱	صفحہ۳۶۶
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح		
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۶۸)	جلد۱	صفحہ۸۷
قال محمد مصطفیٰ الاعظمی:	اسنادہ صحیح		
المصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۷۹)	جلد۱	صفحہ۲۶
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۶۶)		صفحہ۶۹
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۲۱۳)	جلد۱	صفحہ۴۱۵
قال المحقق:	ھذا حدیث حسن صحیح		

استنشاق میں مبالغہ کی حکمت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰه عَلَیهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ مَنَامِهٖ فَتَوَضَّأَ، فَلْیَسْتَنْثِرْ ثَلاثَ مَرَّاتٍ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَبِیْتُ عَلیٰ خَیْشُوْمِهٖ.

ترجمة الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہوتو وضو کرتے ہوئے اپنے ناک میں تین بار پانی ڈال کر اسے صاف کرے کیونکہ شیطان رات بھر اس کے خیشوم میں رہتا ہے۔

سنن النسائی	رقم الحدیث (۹۰)	جلد ۱	صفحہ ۸۷
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۹۰)	جلد ۱	صفحہ ۳۸
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۳۸)	جلد ۱	صفحہ ۲۷۰
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۲۸۴)	جلد ۱۰	صفحہ ۲۹۴
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۸۴)	جلد ۷	صفحہ ۱۸۲
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۲۶)	جلد ۱	صفحہ ۸۲
قال المحقق:	رواہ البخاری فی الصحیح		

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- أَنَّ النَّبِيّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُم مِنْ مَنَامِهٖ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلاثَ مَرّاتٍ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عَلٰی خَيَاشِيْمِهٖ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے ناک میں تین مرتبہ پانی ڈال کر اسے صاف کرے۔ کیونکہ شیطان اس کے نتھنوں میں رات قیام کرتا ہے۔

-☆-

صحیح البخاری رقم الحدیث (۳۱۲۱) جلد ۳ صفحہ ۱۱۹۹

قَالَ الْقَاضِی عَیَّاض رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی: یَحْتَمِلُ اَنْ یَکُوْنَ قَوْلُه‘ صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَبِیْتُ عَلٰی خَیَاشِیْمِهٖ عَلٰی حَقِیْقَتِهٖ فَاِنَّ الْاَنْفَ اَحَدُ مَنَافِذِ الْجِسْمِ الَّتِی یُتَوَصَّلُ اِلَی الْقَلْبِ مِنْهَا لَا سِیَّمَا وَلَیْسَ مِنْ مَنَافِذِ الْجِسْمِ مَالَیْسَ عَلَیْهِ غَلَقٌ'' سِوَاه‘ وَسِوَی الْاُذُنَیْنِ وَفِی الْحَدِیْثِ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَفْتَحُ غَلْقًا وَجَاءَ فِی التَّثَاؤُبِ الْاَمْرُ بِکَظْمِهٖ مِنْ اَجْلِ دُخُوْلِ الشَّیْطَانِ حِیْنَئِذٍ فِی الْفَمِ۔(۱)

ترجمہ:

حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: احتمال ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ شیطان سونے والے کے نتھنوں میں رات گزارتا ہے، حقیقت پر مبنی ہے۔ کیونکہ خصوصی طور پر ناک جسم انسانی کے ان سوراخوں میں ہے جو دل تک جاتے ہیں۔ جسم کے سوراخوں میں سے سوائے ناک اور کان کے اور کوئی سوراخ نہیں جو پردہ کے بغیر ہو۔ اور حدیث پاک میں ہے شیطان بند پردہ نہیں کھولتا۔ جماہی کے وقت منہ پر ہاتھ رکھنے کا حکم اسی لیئے ہے کہ شیطان اس دوران منہ میں داخل نہ ہو جائے۔

---

(۱) شرح صحیح مسلم از نووی جلد ۱ صفحہ ۱۲۴

چہرے کا دھونا

عَنْ أَبِی اُمَامَة قَالَ: تَوَضَّأَ اَلنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَغَسَلَ وَجْهَه' ثَلاثًا وَیَدَیْهِ ثَلاثًا وَمَسَحَ بِرَأسِهٖ وَقَالَ: اَلاُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ.

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۷)	جلدا	صفحہ۱۰۹
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۷)	جلدا	صفحہ۴۱
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۴۴)	جلدا	صفحہ۲۴۵
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۶۳)	جلدا	صفحہ۱۴۷
قال الالبانی:	حسن		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۱۶)	جلدا	صفحہ۱۳۰
قال الالبانی:	حدیث صحیح		
مصنف ابن ابی شیبہ		جلدا	صفحہ۱۷
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۴۸۸۷)	جلد۴	صفحہ۱۷۱
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۵۳)	جلد۷	صفحہ۱۶۶

ترجمة الحديث:

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: حضور نبی کریم۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے وضو فرمایا۔ پس حضور نے اپنے چہرہ انور کو تین بار دھویا اور اپنے بازوؤں کو تین بار دھویا اور اپنے سر کا مسح فرمایا اور فرمایا: اَلاُذُنَان مِنَ الرأسِ.

-☆-

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی،قَالَ: رَأَیْتُ عَلِیّاً رَضِی اللّٰهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَه' ثَلاثاً وَغَسَلَ ذِرَاعَیْهِ ثَلاثاً وَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَاحِدَةً.
ثُمَّ قَالَ: هٰکَذَا تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ .

ترجمة الحديث:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی یعلیٰ نے بیان فرمایا: میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو وضو کرتے ہوئے آپ نے چہرہ کو تین مرتبہ دھویا اور اپنے دونوں بازوؤں کو تین مرتبہ دھویا اور اپنے سر کا ایک مرتبہ مسح کیا۔

پھر ارشاد فرمایا: ایسے ہی حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا تھا۔

-☆-

صحیح سنن ابی داود رقم الحدیث (۱۱۵) جلد۱ صفحہ۴۱
قال الالبانی: صحیح

داڑھی کا خلال

عَنْ حَسَّانَ بْنِ بِلاَلٍ قَالَ: رَأَیتُ عَمَّارَبْنَ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- یَاسِرٍ تَوَضَّأَ فَخَلَّلَ لِحْیَتَه، فَقِیلَ لَه -أَوْقَالَ: فَقُلْتُ لَه- اَتَخَلَّلُ لِحْیَتَکَ؟

قَالَ: مَایَمْنَعُنِیْ؟ وَلَقَدْ رَأَیتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ- صَلَّی اللّٰه عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ- یُخَلِّلُ لِحْیَتَه.

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۹)	جلد۱	صفحہ۱۰۴
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۹)	جلد۱	صفحہ۳۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۲۹)	جلد۱	صفحہ۲۴۰
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۴۹)	جلد۱	صفحہ۱۴۴
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۳۴۶)	جلد۷	صفحہ۳۷۳
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۹۰)	جلد۷	صفحہ۱۸۴
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۵۴۳)	جلد۱	صفحہ۳۶۹
مسند ابی داود الطیالسی	رقم الحدیث (۲۴۵)		صفحہ۸۹

ترجمة الحديث:

جناب حسان بن بلال کہتے ہیں میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے اپنی داڑھی کا خلال کیا۔

میں نے ان سے عرض کی، کیا آپ داڑھی کا خلال بھی کرتے ہیں؟

اس پر آپ نے جواباً فرمایا: مجھے کونسی چیز ایسا کرنے سے روک سکتی ہے۔ میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی داڑھی مبارک کا خلال کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

-☆-

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَه'.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۳۰)	جلد ۱	صفحہ ۲۴۰
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۵۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۴۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۵
قال الترمذی:	ھذا الحدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۱)	جلد ۱	صفحہ ۳۸
قال الالبانی:	صحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۹۱)	جلد ۷	صفحہ ۱۸۵

ترجمة الحديث:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کے دوران اپنی داڑھی مبارک کا خلال کیا کرتے تھے۔

-☆-

عَنْ اَنَسٍ –يَعْنِي ابْنَ مَالِكٍ– أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَاتَوَضَّأَ اَخَذَ كَفاً مِنْ مَاءٍ فَاَدْخَلَه‘ تَحْتَ حَنَكِهٖ فَخَلَّلَ بِهٖ لِحْيَتَه‘ وَقَالَ: هٰكَذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَوَجَلَّ.

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضو فرماتے تو ہتھیلی مبارک میں پانی لیتے پھر اسے ٹھوڑی کے نیچے داخل فرماتے اور اپنی داڑھی مبارک کا خلال کرتے اور فرماتے: عزت وجلال والے رب نے مجھے ایسے ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔

-☆-

سنن ابن داود	رقم الحدیث (۱۴۵)	جلد ۱	صفحہ ۶۵
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۴۵)	جلد ۱	صفحہ ۴۸
قال الالبانی:	صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۵۴۴،۵۴۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۶۹
الارواء الغلیل	رقم الحدیث (۹۲)	جلد ۱	صفحہ ۱۳۰
قال الالبانی:	صحیحہ		
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۴۷)	جلد ۱	صفحہ ۹۰

عَنْ اَبِی أَیُوْبِ الاَنْصَارِیِ: قَالَ رَأیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَخَلَّلَ لِحْیَتَہٗ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو فرماتے ہوئے اپنے داڑھی مبارک کا خلال کرتے ہوئے دیکھا۔

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۳۳)	جلد ۱	صفحہ ۲۴۱
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۵۲)	جلد ۱	صفحہ ۱۴۴
قال الالبانی:	صحیح بما قبلہ		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۵
قال الترمذی	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۰)	جلد ۱	صفحہ ۳۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۷۰۴)	جلد ۱	صفحہ ۱۹۱

بازوؤں کا کہنیوں سمیت اور
پاؤں کا ٹخنوں سمیت دھونا

عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْمُجْمَرِ قَالَ: رَأَيْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَه، فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ غَسَلَ يَدَه، الْيُمْنٰى حَتّٰى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ يَدَه، الْيُسْرٰى حَتّٰى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَه، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَه، الْيُمْنٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَه، الْيُسْرٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ قَالَ:

هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ وَقَالَ،

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ:

اَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ اِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ. فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَه، وَ تَحْجِيْلَه،.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۴۶)	جلد ا	صفحہ ۲۷۵
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۳۶۳)	جلد ا	صفحہ ۱۲۵
قال المحقق:	رواہ مسلم فی صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۳۶)	جلد ا	صفحہ ۶۳
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۳۶۲)	جلد ا	صفحہ ۱۲۴
فتح الباری		جلد ا	صفحہ ۲۳۵

ترجمة الحديث:

جناب نعیم بن عبداللہ المُجمر بیان کرتے ہیں
میں نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا
آپ نے اپنے چہرہ کو دھویا تو خوب دھویا۔
پھر آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کو دھویا یہاں تک کہ (کہنی کے پار) بازو تک پہنچ گئے۔
پھر آپ نے اپنے بائیں ہاتھ کو دھویا یہاں تک کہ (کہنی کے پار) بازو تک پہنچ گئے۔
پھر آپ نے اپنے سر کا مسح کیا
پھر آپ نے اپنے دائیں پاؤں کو دھویا یہاں تک کہ (ٹخنے کے پار) پنڈلی تک پہنچ گئے۔
پھر آپ نے اپنے بائیں پاؤں کو دھویا یہاں تک کہ (ٹخنے کے پار) پنڈلی تک پہنچ گئے۔
پھر ارشاد فرمایا: میں نے ایسے ہی حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو فرماتے ہوئے دیکھا اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم قیامت کے دن وضو مکمل کرنے کے سبب ''غُرّ مُحَجَّلُوْن'' ہو یعنی تمہارے چہرے اور تمہارے ہاتھ پاؤں چمک رہے ہونگے۔
پس تم میں سے جو بھی اپنے چہرے اور ہاتھ، پاؤں کی چمک کو لمبا کرنا چاہے کر سکتا ہے۔

مجمع الزوائد رقم الحدیث (۱۸۳۶۴) جلد ۱۰ صفحہ ۶۲۳
قال الھیثمی: رواہ أبو یعلی ورجالہ رجال الصحیح
مسند ابی یعلی رقم الحدیث (۳۹۸) جلد ۴ صفحہ ۱۱۸
قال حسین سلیم اسد: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم

سر کا مسح

پورے سر کا مسح کرنا مسنون ہے اور سر کے چوتھائی حصہ کا مسح فرض ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ سر کے مسح کے ساتھ کانوں کا مسح کرنا بھی سنت ہے۔

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ الْكِنْدِي قَالَ: أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلاثًا، ثُمَ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلاثًا ثُمَ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلاثًا ثَلاثًا ثُمَ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرِ هِمَاوَبَاطِنِهِمَا.

صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۲۱)	جلد ۱	صفحہ ۴۳
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۵۷۲)	جلد ۸	صفحہ ۵۱۱
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۴۲)	جلد ۱	صفحہ ۲۴۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۶۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۴۷
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت مقدام بن معدیکرب الکندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں وضو کیلئے پانی پیش کیا گیا تو
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے وضو فرمایا:
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو تین بار دھویا
پھر آپ نے کلی فرمائی اور ناک میں تین مرتبہ پانی ڈالا
پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا
پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین تین بار اپنے بازو دھوئے
پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر مبارک کا مسح فرمایا اور دونوں کانوں کے ظاہر و باطن کا بھی مسح فرمایا۔

-☆-

سر کے مسح کا طریقہ

عَنُ الُمِقُدَامِ بنِ مَعُدِیُکَرِبِ، قَالَ: رَأیتُ رَسُوُلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ تَوَضَّأ فَلَمَا بَلَغَ مَسُحَ رَاسِہٖ وَضَعَ کَفَّیُہِ عَلیٰ مَقُدَمِ رَأسِہٖ فَأمَرَّھُمَا حَتّٰی بَلَغَ الُقَفا، ثُمَ رَدَّھُمَا اِلیٰ الُمَکَانِ الَّذِیُ بَدَأَمِنُہ'.

ترجمة الحديث:

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا۔ جب حضور سر کے مسح تک پہنچے تو آپ نے اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے سر کے اگلے حصہ پر رکھیں پھر آپ ان ہتھیلیوں کو گردن کی گدی تک لے گئے پھر آپ نے انہیں واپس اسی جگہ (سر کے اگلے حصہ تک) لے آئے جہاں سے آپ نے مسح شروع فرمایا تھا۔

صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۲۲)	جلد ۱	صفحہ ۴۳
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۴۵)	جلد ۷	صفحہ ۱۵۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۵۷۲)	جلد ۸	صفحہ ۵۱۱

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عَمْرٍو : أَنَ رَجُلاً اَتٰى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ الطُّهُوْرُ؟

فَدَعَا بِمَاءٍ فِى إنَاءٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلاثاً، ثُمَ غَسَلَ وَجْهَه' ثَلاثاً ثُم غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلاثاً، ثُمَ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ فَأَدْخَلَ اِصْبَعَيْهِ السَبَّاحَتَيْنِ فِى اُذُنَيْهِ وَمَسَحَ بَاِبْهَامَيْهِ عَلٰى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ وَبِالْسَبَّاحَتَيْنِ بَاطِنَ اُذُنَيْهِ ثُم غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلاثاً ثَلاثاً ثُمَ قَالَ: هٰكَذا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلَى هٰذَا اَوْ نَقَصَ فَقَدْ أَسَاءَ وَظَلَمَ اَوْ ظَلَمَ وَاَسَاءَ.

سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۳۵)	جلد ا	صفحہ ۶۱
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۳۵)	جلد ا	صفحہ ۴۵
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۰)	جلد ا	صفحہ ۱۱۰
صحیح سنن انسائی	رقم الحدیث (۱۴۰)	جلد ا	صفحہ ۵۳
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۲۲)	جلد ا	صفحہ ۲۳۷
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ وضو کا طریقہ کیا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی کا برتن منگوایا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے

پھر اپنے چہرہ انور کو تین مرتبہ دھویا

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۴۴)	جلد۱	صفحہ۱۴۲
قال الالبانی:	حسن صحیح		
شرح السنۃ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۲۹)	جلد۱	صفحہ۴۴۴
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۱۷)	جلد۱	صفحہ۱۳۱
قال الالبانی:	اسنادہ عندھم جمیعا حسن		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۳۷۴)	جلد۱	صفحہ۱۲۸
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۸۰۹)	جلد۶	صفحہ۳۳۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۶۸۴)	جلد۶	صفحہ۲۳۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۱۷۶)	جلد۱	صفحہ۲۳۹
قال الھیثمی:	رواہ الطبرانی فی الکبیر ولہ فی الصحیح حدیث غیر ھذا		

پھر اپنے دونوں بازو تین تین مرتبہ دھوئے
پھر اپنے سر مبارک کا مسح فرمایا
تو آپ نے اپنی دونوں شہادت کی انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں داخل کر دیں اور اپنے دونوں انگوٹھوں سے اپنے کانوں کے ظاہر کا مسح فرمایا اور شہادت کی انگلیوں سے کانوں کے باطن کا مسح فرمایا۔

پھر اپنے دونوں بازو تین تین مرتبہ دھوئے پھر ارشاد فرمایا
وضو ایسے ہوتا ہے جس نے اس پر زیادتی کی یا کمی کی (یعنی زیادتی یا کمی کو سنت سمجھا) اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔

-☆-

عَنِ ابْنِ عَبَاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا
أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ أُذُنَيهِ وَاَدْخَلَهُمَا بِالسَبَاحَتَيْنِ وَخَالَفَ اِبْهَامَيهِ اِلیٰ ظَاهِرِ أُذُنَيهِ فَمَسَحَ ظَاهِرِ هِمَاوَبَاطِنَهِمَا۔

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۳۹)	جلد ۱	صفحہ ۳۴۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۵۷)	جلد ۱	صفحہ ۱۴۶
قال الالبانی:	حسن صحیح		
الارواء الغلیل	رقم الحدیث (۹۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۹
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۳۱۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۱۱

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں کانوں کے داخل کا اپنی شہادت کی انگلیوں سے مسح فرمایا اور آپ نے اپنے دونوں کانوں کے ظاہر کا اپنے انگوٹھوں سے مسح فرمایا پس آپ نے اپنے کانوں کے ظاہر اور باطن کا مسح فرمایا۔

-☆-

جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۵۴)	جلد ا	صفحہ ۱۶۷
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۶)	جلد ا	صفحہ ۱۰۹
قال الترمذی:	حدیث ابن عباس حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۶)	جلد ا	صفحہ ۴۱
قال الالبانی:	حسن صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۸۶)	جلد ۳	صفحہ ۳۶۷
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ حسن		
المصنف لابن ابی شیبہ		جلد ا	صفحہ ۹
المصنف لابن ابی شیبہ		جلد ا	صفحہ ۱۸

عَنْ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ قَالَ: وَمَسَحَ بِأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا، زَادَهِشَام": وَاَدْخَلَ اَصَابِعَهُ فِي صِمَاخِ أُذُنَيْهِ.

ترجمة الحديث:

حضرت مقدام بن معدیکرب فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں کانوں کے ظاہر و باطن کا مسح فرمایا اور آپ نے اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں میں انگلیاں بھی داخل فرمائیں۔

-☆-

صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۲۳)	جلد ۱	صفحہ ۴۳
قال الالبانی:	صحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۴۵)	جلد ۷	صفحہ ۱۵۹
قال المحقق:	وھو حدیث حسن شواھدہ		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۵۷۲)	جلد ۸	صفحہ ۵۱۱
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۴۲)	جلد ۱	صفحہ ۲۴۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۶۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۴۷
قال الالبانی:	صحیح		

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدِبْنِ عَاصِمِ الْمَازِنِی، يَذْكُرُ أَنَّه‘ رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ ، فَذَكَرَ وُضُوْئَه‘ وَقَالَ :وَمَسَحَ رَأْسَه‘ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتّٰى اَنْقَاهُمَا .

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو مبارک کا ذکر کیا اور فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر کا مسح کیا (نئے پانی سے کیا) ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی سے نہیں کیا اور اپنے دونوں بازو دھوئے یہاں تک کہ انہیں صاف کر دیا۔

-☆-

صحیح سنن ابی داود رقم الحدیث (۱۲۰) جلد ۱ صفحہ ۴۳

قال الالبانی: صحیح

ناصیہ پر مسح

پورے سر کا مسح کرنا سنت ہے ہاں اگر سر کے اگلے حصے کا مسح کرلیں گے تو اس سے فرض ادا ہوجائے گا۔

عَنْ ابْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ أَبِيْهِ-رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ-أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَمُقَدَّمِ رَأْسِهِ وَعَلٰى عَمَامَتِهِ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۷۴)	جلد ۱	صفحہ ۲۹۲
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۲۶۹)	جلد ۷	صفحہ ۲۲۸
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۶۸)	جلد ۱	صفحہ ۹۷
قال المحقق:	رواہ مسلم فی الصحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۰۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۵۶
قال الترمذی:	حدیث المغیرہ بن شعبۃ حدیث حسن صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۵۱۴)	جلد ۸	صفحہ ۴۸۳
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۶۲۳)	جلد ۱	صفحہ ۴۰۰
قال الحاکم:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۰۰)	جلد ۱	صفحہ ۴۷
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خفین پر مسح فرمایا اور اپنے سر کے اگلے حصہ پر اور اپنی دستار مبارک پر مسح فرمایا۔

-☆-

یعنی حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب وضو فرمانے لگے تو آپ نے دستار مبارک زیب تن فرمائی تھی تو جب سر کا مسح کرنے کا وقت آیا تو آپ نے دستار اتاری نہیں بلکہ دستار تھوڑی سی پیچھے کر دی جس سے سر کا اگلا حصہ ننگا ہو گیا پھر آپ نے مسح فرمایا تو سر کے اگلے حصہ کا مسح فرمایا اور آپ نے اپنا ہاتھ مبارک دستار کے اوپر بھی پھیر دیا۔

عَنِ ابْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْه–رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ–

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ. فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلٰى عَمَامَتِهٖ وَعَلٰى الْخُفَّيْنِ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۷۴)	جلد ۱	صفحہ ۲۹۳
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۲۶۹)	جلد ۷	صفحہ ۲۲۸
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۰۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۵۶
قال الترمذی	حدیث المغیرۃ بن شعبۃ حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۰۰)	جلد ۱	صفحہ ۴۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۵۰)	جلد ۱	صفحہ ۶۷

ترجمة الحديث:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضوفرمایا: آپ نے ناصیہ (سر کے اگلے حصہ) پرمسح فرمایا عمامہ پرمسح فرمایا اور خُفَّین پر مسح فرمایا۔

-☆-

صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۵۰)	جلد ۱	صفحہ ۵۰
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۰۷)	جلد ۱	صفحہ ۹۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۰۷)	جلد ۱	صفحہ ۴۴
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۴۹۴)	جلد ۸	صفحہ ۴۷۳
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۶۹)	جلد ۱	صفحہ ۹۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۱۵۱)	جلد ۱۴	صفحہ ۱۱۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

سنن النسائی کی روایت ملاحظہ ہو:

عَنِ الْمُغِيْرَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ نَاصِيَتَهٗ وَعَمَامَتَهٗ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ.

ترجمة الحديث:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر کے اگلے حصہ پر مسح فرمایا، عمامہ پر مسح فرمایا اور خفین پر مسح فرمایا۔

-☆-

سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۰۷)	جلدا	صفحہ۹۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۰۷)	جلدا	صفحہ۴۴
قال الالبانی:	صحیح		

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّه' كَانَ اِذَا مَسَحَ رَأْسَه' رَفَعَ الْقَلَنْسُوَةَ وَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ.

ترجمة الحديث:

جناب نافع فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب سر کا مسح فرماتے تو سر سے ٹوپی اتار دیتے اور سر کے اگلے حصہ کا مسح فرماتے۔

-☆-

نَاصِیہ کا معنی:

ناصیہ کا عموماً معنی پیشانی کیا جاتا ہے حالانکہ پیشانی چہرے کا حصہ ہے سر کا حصہ نہیں۔ اسلیئے ناصیہ کا صحیح معنی سر کا اگلا حصہ ہے۔ ملاحظہ ہو

عمدۃ الحفاظ میں ناصیۃ کا معنی لکھتے ہیں

اَلنَّاصِيَةُ : مُقَدَّمُ الرَّأْسِ، وَهِيَ قُصَاصُ الشَّعْرِ.[1]

سنن الدارقطنی رقم الحديث (۳۷۱) جلدا صفحہ۱۱۲

قال مجدی بن منصور: اسنادہ حسن

سنن الکبری للبیہقی رقم الحديث (۲۸۵) جلدا صفحہ۱۰۱

(۱) عمدۃ الحفاظ: ۴/ ۲۱۴

ناصیہ: سر کے اگلے حصہ کو کہتے ہیں اور بال اگنے کی منتہا ہے۔

مجمع بحارالانوار میں ہے

(النَّاصِيَةُ)هِيَ الشَعْرُ الْمُسْتَرسِلُ فِي مُقَدَّمِ الرَّأْسِ.[1]

ناصیہ سر کے اگلے حصے کے لٹکتے بالوں کو کہتے ہیں۔

المعجم الوسیط میں ہے

اَلنَّاصِيَةُ : مُقَدَّمُ الرَّأْسِ

: شَعْرُ مُقَدَّمِ الرَّأْسِ اِذَاطَالَ.[2]

ناصیہ کے دو معنی ہیں

۱۔ سر کا اگلا حصہ

۲۔ سر کے اگلے حصہ کے بال جب لمبے ہو جائیں۔

امام النُحاۃ خلیل لکھتے ہیں

اَلنَّاصِيَةُ : قُصَاص'' مِنَ الْشَّعْرِفِي مُقَدَّمِ الرَّأْسِ.[3]

سر کے اگلے حصہ میں بالوں کے اگنے کی جگہ کو ناصیہ کہتے ہیں۔

---

(۱) مجمع بحارالانوار: ۴/ ۷۳۸

(۲) المعجم الوسیط: ۲/ ۹۲۸

(۳) کتاب العین: ۷/ ۱۵۹

پاؤں دھونا

وضو میں پاؤں دھونا بھی فرض ہے۔

گزشتہ صفحات میں وضو کے بیان میں پاؤں دھونے کے متعلق متعدد احادیث مقدسہ گزر چکی ہیں۔انہیں وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔

اس سلسلہ میں ایک دو چیزیں خصوصیت کے ساتھ ذکر کی جاتی ہیں انہیں پیشِ نظر رہنا چاہیئے۔

انگلیوں کا خلال

عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَيَدْلُکُ اَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهٖ.

سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۴۸)	جلد۱	صفحہ۶۶
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۴۸)	جلد۱	صفحہ۴۹
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۴۰)	جلد۱	صفحہ۱۱۱
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		

ترجمۃ الحدیث:

مستورد بن شداد بیان فرماتے ہیں

میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپ وضو فرماتے تو اپنے پاؤں کی انگلیوں کو اپنی خِنصَر (ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی) سے ملتے تھے۔

-☆-

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۴۰)	جلد ۱	صفحہ ۴۳
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۴۶)	جلد ۱	صفحہ ۲۴۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۶۵)	جلد ۱	صفحہ ۱۴۸
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۰۷)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۹۳۳)	جلد ۱۴	صفحہ ۳۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۲۵۶)	جلد ۸	صفحہ ۳۷۶

عَنْ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ:
اِذَا تَوَضَّأتَ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الاَصَابِعَ.

سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۱۴)	جلد ا	صفحہ ۱۰۰
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۱۴)	جلد ا	صفحہ ۴۶
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۱۷۲)	جلد ۸	صفحہ ۳۳۱
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۸)	جلد ا	صفحہ ۱۱۰
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۸)	جلد ا	صفحہ ۴۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۴۸)	جلد ا	صفحہ ۲۴۷
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۶۷)	جلد ا	صفحہ ۱۴۷
قال الالبانی:	صحیح		
المستدرک	رقم الحدیث (۶۷۲)	جلد ا	صفحہ ۴۱۸

ترجمة الحديث:

حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم وضو کرو تو وضو کو عمدہ طریقہ سے مکمل کرو اور اپنی انگلیوں میں خلال کرو۔

وضو میں صرف پاؤں کی انگلیوں کا خلال ہی نہیں بلکہ ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال بھی ہے۔

-☆-

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۵۴)	جلد۳	صفحہ۳۳۳
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ جید وھو حدیث صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۲۱۳)	جلد۱	صفحہ۴۱۵
المصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۸۰)	جلد۱	صفحہ۲۶
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۴۷۹)	جلد۱۹	صفحہ۲۱۵
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۶۸)	جلد۱	صفحہ۸۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۳۳۴)	جلد۱۲	صفحہ۵۴۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المصنف ابن ابی شیبہ		جلد۱	صفحہ۱۱
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۷۰۵)	جلد۱	صفحہ۱۹۱
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۹۵)	جلد۷	صفحہ۱۸۵

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَاتَوَضَّأتَ فَخَلِّلْ بَيْنَ اَصَابِعِ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ.

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۹)	جلد ۱	صفحہ ۱۱۱
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۹)	جلد ۱	صفحہ ۴۲
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۴۷)	جلد ۱	صفحہ ۲۴۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۶۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۴۸
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۱۳۰۶)		جلد ۳	صفحہ ۲۹۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۶۰۴)	جلد ۳	صفحہ ۱۷۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۰۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۸
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۶۷۳)	جلد ۱	صفحہ ۴۱۸
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۵۶۸۵)	جلد ۴	صفحہ ۴۷۲
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۹۳)	جلد ۷	صفحہ ۱۸۵

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم وضو کرو تو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرو۔

ایڑیاں دھونا:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ – وَكَانَ يَمُرُّبِنَا وَالنَّاسُ يَتَوَضَّؤُونَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ – قَالَ: اَسْبِغُوا الْوُضُوءَ فَإِنَّ اَبَاالْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَيْل" لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۴۲)	جلد۱	صفحہ۲۷۳
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۶۳)	جلد۱	صفحہ۷۳۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۲۸۷)	جلد۹	صفحہ۳۱۴
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۵۳)	جلد۱	صفحہ۲۴۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۷۱)	جلد۱	صفحہ۱۴۹
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۴۱)	جلد۱	صفحہ۱۱۱
قال الترمذی:	حدیث ابی ہریرہ حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۴۱)	جلد۱	صفحہ۴۳
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

محمد بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا۔ آپ ہمارے قریب سے گزر رہے تھے اور لوگ مِطہرہ سے وضو کر رہے تھے آپ نے ارشاد فرمایا: وضو مکمل کرو۔

حضور ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وضو میں خشک رہ جانے والی ایڑیوں کیلئے آگ کا عذاب ہے۔

اَلمِطْهَرَةُ : بِكَسْرِ الْمِيمِ وَفَتْحِهَا، كُلُّ اِنَاءٍ يُتَطَهَّرُ بِمَائِهِ.[1]

مِطہرہ میم کے کسرہ سے اور مَطہرہ میم کے فتح سے۔ ہر اس برتن کو کہا جاتا ہے جس کے پانی سے وضو کیا جائے۔

سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۱۰)	جلد۱	صفحہ۹۸
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۱۰)	جلد۱	صفحہ۴۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۷۰۷)	جلد۱	صفحہ۱۹۲
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۱۲۲)	جلد۶	صفحہ۵۲۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

(۱) تعلیق صحیح مسلم از الدکتور موسیٰ شاھین لاشین وصاحبہ: ۱/۲۷۳

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو : قَالَ رَجَعْنَامَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِمَآءٍ بِالطَّرِيْقِ. تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَالْعَصْرِ ،فَتَوَضَّؤُوْاوَهُمْ عِجَالٌ فَانْتَهَيْنَا اِلَيْهِمْ وَاَعْقَابُهُمْ تَلُوْحُ لَمْ يَمَسَّهَا الْمَاءُ.

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

وَيْلٌ لِلاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، اَسْبِغُوْا الْوُضُوْءَ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث(۲۴۱)	جلد۱	صفحہ۲۷۲
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۶۰)	جلد۱	صفحہ۳۳
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۹۶)	جلد۱	صفحہ۴۸
سنن النسائی	رقم الحدیث(۱۱۱)	جلد۱	صفحہ۹۸
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث(۱۱۱)	جلد۱	صفحہ۴۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۴۵۰)	جلد۱	صفحہ۲۴۸
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۳۶۸)	جلد۱	صفحہ۱۴۸
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۸۹۳۶)	جلد۶	صفحہ۳۸۴

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

ہم حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آرہے تھے۔راستہ میں ہم پانی کے قریب پہنچے۔ہم میں سے کچھ افراد نے صلاۃ عصر کیلئے جلدی کی پس انہوں نے وضو کیا اور وہ بڑی جلدی میں تھے پھر ہم بھی ان تک پہنچ گئے تو دیکھا ان کی ایڑیاں خشک تھیں۔انہیں پانی نے مس تک نہ کیا تھا۔حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وضو میں خشک رہ جانے والی ایڑیوں کیلئے آگ کا عذاب ہے۔

اپنا وضو مکمل کرو۔

-☆-

صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۹۷)	جلد۱	صفحہ۳۶
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۱۰۳)	جلد۶	صفحہ۵۰۱
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۷۰۶)	جلد۱	صفحہ۱۹۲

امام ترمذی رحمہ اللہ کی ایک روایت ملاحظہ ہو

قَالَ اَبُوْ عِیسیٰ : وَقَدْرُوِیَ عَنِ النَبِی صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ أَنَّہ‘ قَالَ: وَیْل‘‘ لِلاَعْقَابِ وَبَطُوْنِ الاَقْدَامِ مِنَ النَّارِ.

ترجمۃ الحدیث:

امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا

وضو کرتے ہوئے خشک رہ جانے والی ایڑیوں اور خشک رہ جانے والے پاؤں کے تلووں کیلئے آگ کا عذاب ہے۔

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۴۱)	جلد۱	صفحہ۱۱۲
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۴۱)	جلد۱	صفحہ۴۳
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۵۹۷)	جلد۱	صفحہ۳۸۹
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح		
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۶۳)	جلد۱	صفحہ۸۴
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۳۲۶)	جلد۱	صفحہ۱۱۴
السنن الدارقطنی	رقم الحدیث (۳۱۲)	جلد۱	صفحہ۹۹
قال مجدی بن منصور:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۱۷۶۳۷)	جلد۱۳	صفحہ۴۶۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۲۳۶)	جلد۱	صفحہ۵۴۸
قال الھیثمی:	ورجال احمد والطبرانی ثقات		

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
اَنَّ رَجُلاً تَوَضَّأَ فَتَرَکَ مَوْضِعَ ظُفُرٍ عَلٰی قَدَمِهٖ فَاَبْصَرَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰه
عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوْءَکَ فَرَجَعَ ثُمَّ صَلّٰی.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۴۳)	جلد ۱	صفحہ ۲۷۳
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۴)	جلد ۱	صفحہ ۲۲۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۵۳)	جلد ۱	صفحہ ۲۳۱
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۴۲۱)	جلد ۸	صفحہ ۱۶
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۶۶)	جلد ۱	صفحہ ۳۶۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۵۴۶)	جلد ۱	صفحہ ۲۰۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۷۳)	جلد ۱	صفحہ ۷۶
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۷۳)	جلد ۱	صفحہ ۵۶
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۳۹۴)	جلد ۱	صفحہ ۱۳۵

ترجمة الحديث:

حضرت جابر بیان فرماتے ہیں کہ مجھے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ

ایک آدمی نے وضو کیا تو اس نے پاؤں دھوتے ہوئے اپنے پاؤں پر ایک ناخن کی مقدار جگہ کو چھوڑ دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھ لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لوٹ جاو، اپنا وضو مکمل کرو

وہ آدمی لوٹ گیا (وضو مکمل کر کے آیا) پھر اس نے صلاۃ ادا کی۔

-☆-

امام مسلم نے اس حدیث پاک کو "بَاب" وَجوبُ اِسْتِيعَابِ جَمِيعِ اَجْزَاءِ مَحَلِّ الطَّهَارةِ" باب "محل طھارت کے تمام اجزاء کو وضو کرتے وقت گھیرنے کا وجوب" میں ذکر کیا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث پاک کے ضمن میں لکھتے ہیں

فِي هٰذَاالْحَدِيْثِ اَنَّ مَنْ تَرَكَ جُزْءً يَسِيراً مِمَّايَجِبُ تَطْهِيُرُه' لاَ تَصِحُّ طَهَارَتُه' وَهٰذَا مُتفَق "عَلَيْهِ.

اس حدیث پاک سے یہ بات بالکل عیاں ہوئی کہ جن اعضاء کو وضو میں دھونا واجب ہے اگر ان میں سے معمولی حصہ بھی چھوڑ دیا تو اس کا وضو نہیں ہوگا۔ اس بات پر ائمہ کا اتفاق ہے۔

عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَأى رَجُلاً يُصَلِّي وَفِي ظَهْرِ قَدَمِهِ لَمْعَةٌ" قَدْرَ الدِّرْهَمِ لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ.

ترجمة الحديث:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض صحابہ نے بیان فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو صلاۃ (نماز) پڑھتے دیکھا تو اس کے ظہر قدم میں درھم کے مطابق چمک تھی جسے وضو کرتے وقت پانی نہیں پہنچا تھا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وضو اور صلاۃ (نماز) کا اعادہ کرے۔

سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۷۵)	جلد ۱	صفحہ ۷۷
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۷۵)	جلد ۱	صفحہ ۵۶
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۵۴۳۴)	جلد ۱۲	صفحہ ۲۰۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۵۵۵۹)	جلد ۱۱	صفحہ ۱۴۳
جامع الاصول	رقم الحدیث (۵۱۵۷)	جلد ۷	صفحہ ۱۶۸
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۳۹۲)	جلد ۱	صفحہ ۱۳۵

وضو کا بچا ہوا پانی پینا

عَنْ اَبِیْ حَیَّةَ قَالَ: رَأَیْتُ عَلِیاً -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- تَوَضَّأَ فَغَسَلَ کَفَّیْهِ حَتّٰی اَنْقَاهُمَا، ثُمَ مَضْمَضَ ثَلاثاً وَاسْتَنْشَقَ ثَلاثاً وَغَسَلَ وَجْهَه' ثَلاثاً وَذِرَاعَیْهِ ثَلاثاً وَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ مَرَّةً: ثُمَ غَسَلَ قَدَمَیْهِ اِلَی الْکَعْبَیْنِ، ثُمَ قَامَ فَأَخَذَ فَضْلَ طُهُوْرِهٖ فَشَرِبَه' وَهُوَ قَائِم''. ثُمَ قَالَ: اَحْبَبْتُ اَنْ اُرِیَکُمْ کَیْفَ کَانَ طُهُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ .

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۴۷)	جلد ۱	صفحہ ۱۱۶
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۴۸)	جلد ۱	صفحہ ۴۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۹۶)	جلد ۱	صفحہ ۹۱
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۹۶)	جلد ۱	صفحہ ۴۰
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۳۲۱)	جلد ۷	صفحہ ۴۶۱
صحیح ابی داود	رقم الحدیث (۱۱۶)	جلد ۱	صفحہ ۴۱
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

ابن حیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا ہے۔

آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے یہاںتک کہ انہیں بالکل صاف کردیا

پھر تین مرتبہ کلی فرمائی اور

تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کراسے صاف کردیااور

اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا

اپنے دونوں بازو تین مرتبہ دھوئے

اپنے سر کا ایک مرتبہ مسح فرمایا

پھر اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھویا۔

پھر آپ کھڑے ہوگئے اور کھڑے کھڑے آپ نے اپنے وضو کا بچا ہوا پانی نوش فرمایا۔

پھر ارشاد فرمایا: میں نے ایسا اس لیئے کیا ہے کہ میری خواہش تھی کہ تمہیں دکھاؤں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کیسے کیا کرتے تھے۔

السنن الکبریٰ للبیہقی رقم الحدیث (۳۵۳) جلد۱ صفحہ۱۲۱

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۰۴۶) جلد۲ صفحہ۵۱

قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھنا

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خُدَّامَ اَنْفُسِنَا فَنَتَنَاوَبُ الرِعْيَةَ – رِعْيَةَ اِبِلِنَا – فَكُنْتُ عَلىٰ رِعْيَةِ الاِبِلِ، فَرُحْتُهَا بِعَشِيّ فَاَدْرَكْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَاسَ فَسَمِعْتُه، يَقُوْلُ:

مَامِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يُقْبِلُ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ فَقَدْ اَوْجَبَ

قَالَ: فَقُلْتُ: مَااَجْوَدَ هٰذَا!

فَقَالَ رَجُلٌ: اَلَّذِیْ قَبْلَهَا اَجْوَدَ

فَنَظَرْتُ فَاِذَاهُوَعُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ قُلْتُ: مَاهُوَ يَااَبَاحَفْصٍ !

قَالَ اِنَّه، قَالَ اٰنِفاً، قَبْلَ اَنْ تَجِیْئَ

مَامِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ حِيْنَ يَفْرُغُ مِنْ وُضُوْئِهٖ.

اَشْهَدُاَنْ لا اِلٰـهَ اِلا اللّٰـهُ وَحْدَه، لاشَرِيْكَ لَـه، وَأَنَّ مُحمداً عَبْدُه، وَرَسُوْلُه،.

اَلا فُتِحَتْ لَه' اَبْوَابُ الْجَنَةِ الثَمَانِيَةُ لَه' يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ.

ترجمة الحديث:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
ہم حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے ہم خود ہی فرائض خدمت

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۵۰)	جلد۳	صفحہ۳۲۵
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ قوی رجالہ رجال مسلم		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۶۹)	جلد۱	صفحہ۴۷
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۶۹)	جلد۱	صفحہ۵۵
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۳۴)	جلد۱	صفحہ۲۶۷
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۵۱)	جلد۱	صفحہ۱۱۸
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۵۱)	جلد۱	صفحہ۵۸
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۲۴۷)	جلد۱۳	صفحہ۳۳۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبری للبیہقی	رقم الحدیث (۳۶۸)	جلد۱	صفحہ۱۲۶
قال المحقق:	لفظ حدیث ابن مھدی رواہ مسلم فی الصحیح		
المصنف ابن ابی شیبہ		جلد۱	صفحہ۳
المصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۱۴۲)	جلد۱	صفحہ۴۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۹۱۴)	جلد۷	صفحہ۳۰۴
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۰۱۷)	جلد۹	صفحہ۳۷۲

سرانجام دیتے تھے، ہم باری باری اونٹ چراتے تھے۔

ایک مرتبہ میں اونٹ چرا رہا تھا

میں شام کو اونٹ چرا کر واپس آیا، میں جس وقت پہنچا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

میں نے سنا آپ ارشاد فرما رہے تھے۔

تم میں سے جس نے نہایت احسن طریقے سے وضو کیا پھر اس نے دو رکعت نفل ادا کیئے اور وہ دو رکعت قلب وقالب سے اللہ کی جانب متوجہ ہو کر ادا کیں تو اس نے اپنے لیئے جنت کو واجب کر لیا۔

میں نے کہا: کیا عمدہ بات ہے!

ایک آدمی نے کہا: جو بات اس سے پہلے تھی وہ اس سے بھی افضل وبرتر تھی۔

میں نے دیکھا وہ حضرت عمر بن خطاب تھے۔

میں نے عرض کی: یا ابا حفص! وہ کیا بات تھی؟

انہوں نے فرمایا: ابھی ابھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے آنے سے پہلے بیان فرمائی ہے

تم میں سے جو بھی احسن طریقے سے وضو کرے پھر جب وہ وضو مکمل کر چکے تو کہے

اَشْهَدُاَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

تو اس کیلیئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ :مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ:

.اَشْهَدُاَنْ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَشْهَدُأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فُتِحَتْ لَهٗ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ.

سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۱۵
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۸)	جلد ۱	صفحہ ۵۶
قال الالبانی:	صحیح		
الارواء الغلیل	رقم الحدیث (۹۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۳۴
قال الالبانی:	صحیح		
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۸۵)	جلد ۱	صفحہ ۱۵۳
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۶۰۹)	جلد ۸	صفحہ ۸۹
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۷۰)	جلد ۱	صفحہ ۷۵
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۷۱۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۹۶
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۰۱۷)	جلد ۹	صفحہ ۳۷۲

ترجمة الحديث:

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے احسن طریقے سے وضو کیا، وضو مکمل کرنے کے بعد کہا

اَشْهَدُاَنْ لا اِلٰهَ اِلااللّٰهُ، وَاَشْهَدُأَنَّ مُحَمَداً عَبْدُه‘ وَرَسُوْلُه‘

(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے عبد اور اسکے رسول ہیں)

تو ایسے خوش نصیب کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

-☆-

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۵۵)	جلدا	صفحہ۱۲۱
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۵۵)	جلدا	صفحہ۴۸
قال الالبانی:	صحیح		

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَابَ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ : من تَوَضَّأ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَ قَالَ:

اَشْھَدُاَنْ لا اِلٰہَ اِلا اللّٰہُ وَحْدَہ لاَ شَرِیْکَ لہ، وَاَشْھَدُأنَّ مُحَمَداً عَبْدُہ، وَرَسُوْلُہ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِی مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ.

فُتِحَتُ لَہ، ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابِ الْجَنَۃِ، یَدْخُلُ مِنْ اَیِّھَاشَاء.

سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۸)	جلد۱	صفحہ۱۱۵
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۸)	جلد۱	صفحہ۵۶
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۹۶)	جلد۱	صفحہ۱۳۴
قال الالبانی:	صحیح		
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۸۵)	جلد۱	صفحہ۱۵۳
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۶۰۹)	جلد۸	صفحہ۸۹
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۷۰)	جلد۱	صفحہ۷۵
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۷۱۶)	جلد۱	صفحہ۱۹۶

ترجمة الحديث:

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جس آدمی نے وضو کیا پس احسن طریقے سے وضو کیا پھر درج ذیل کلمات کہے تو اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے ان دروازوں میں سے جس سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

اَشْهَدُاَنْ لا اِلٰهَ اِلا اللّٰهُ وَحْده لاشَرِيْكَ لَه'، وَاَشْهَدُأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُه' وَرَسُوْلُه'. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِى مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِى مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے عبد اور اسکے رسول ہیں۔

اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والے افراد سے کر دے اور مجھے طیب وطاہر رہنے والے افراد میں سے کر دے۔

-☆-

جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۰۱۷)	جلد۹	صفحہ۳۷۲
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۵۵)	جلد۱	صفحہ۱۲۱
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۵۵)	جلد۱	صفحہ۴۸
قال الالبانی:	صحیح		

تَحِيَّةُ الْوُضُوْءِ

عَنْ حُمْرَانَ، أَنَّه‘ رَأَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْ إِنَائِهٖ، فَغَسَلَهَاثَلاَثَ مَرَّاتٍ، ثُمَ اَدْخَلَ يَمِيْنَه‘ فِي الْوَضُوْءِ فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَ غَسَلَ وَجْهَه‘ ثَلاثاً، وَيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ ثُمَ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ، ثُمَ غَسَلَ كُلَّ رِجْلٍ مِنْ رِجْلَيْهِ ثَلاَثَ مَرَّأتٍ ثُمَ قَالَ: رَأَيتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وُضُوْئِي هٰذَا ثُمَ قَالَ:

مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِي هٰذَا، ثُمَ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، لاَيُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَه‘بِشَيْيءٍ، غَفَرَاللّٰه‘ لَه‘ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

سنن النسائی	رقم الحدیث (۸۵)	جلدا	صفحہ۸۵
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۸۵)	جلدا	صفحہ۳۶
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۰۶۹)	جلد۵	صفحہ۲۳۶۳
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۶)	جلدا	صفحہ۲۶۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۱۸)	جلدا	صفحہ۳۴۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت حُمران بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کا پانی منگوایا تو اس پانی کے برتن سے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی انڈیلا۔

دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا

پھر اپنا دایاں ہاتھ پانی والے برتن میں داخل کر دیا

پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کیا

پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا

پھر اپنے دونوں بازوؤں کو کہنیوں سمیت تین مرتبہ دھویا

پھر اپنے سر کا مسح فرمایا

پھر اپنے بازوؤں میں سے ہر پاؤں کو تین تین مرتبہ دھویا

پھر فرمایا: میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے وضو کرتے دیکھا ہے۔

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۶۰)	جلد ۱	صفحہ ۳۴۴
قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح			
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۲۰)	جلد ۱	صفحہ ۸۰
قال المحقق:	رواہ البخاری فی الصحیح عن ابی الیمان		
السنن الدارقطنی	رقم الحدیث (۲۶۷)	جلد ۱	صفحہ ۸۵
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۳)	جلد ۱	صفحہ ۴

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے اس وضو کر طرح وضو کیا پھر کھڑے ہوکر دو رکعتیں ادا کیں اور ان رکعتوں میں اپنے نفس سے کوئی بات نہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گزشتہ گناہوں کو معاف فرمادے گا۔

-☆-

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِي، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ :مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، يُقْبِلُ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ، وَوَجْهِهٖ. وَجَبَتْ لَهٗ الْجَنَّةُ.

سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۵۱)	جلدا	صفحہ۱۱۸
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۵۱)	جلدا	صفحہ۵۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۹۰۶)	جلدا	صفحہ۳۴۳
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۹۰۶)	جلدا	صفحہ۲۴۵
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۳۴)	جلدا	صفحہ۲۶۷
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۹۱۴)	جلد۷	صفحہ۳۰۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۹۹۱)	جلد۱۳	صفحہ۲۵۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۴۶۵)	جلدا	صفحہ۳۴۰

ترجمة الحديث:

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: جس نے وضو کیا اور احسن طریقے سے وضو کیا پھر دو رکعتیں ادا کیں اور ان دو رکعتوں میں اپنے ظاہر و باطن سے متوجہ ہوا تو اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔

وضو کا پانی بطور تبرک

حَدَّثَنَا الْحَكَمُ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَاجُحَيْفَةَ-رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- يَقُوْلُ: خَرَجَ عَلَيْنَارَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ، فَاُتِيَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُوْنَ مِنْ فَضْلِ وَضُوْئِهٖ، فَيَتَمَسَّحُوْنَ بِهٖ. فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ''.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۸۵)	جلد ۱	صفحہ ۸۰
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۵۰۳)	جلد ۱	صفحہ ۴۵۲
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۶۵۰)	جلد ۱۴	صفحہ ۲۵۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۶۸۸)	جلد ۱	صفحہ ۲۶۴
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۶۸۸)	جلد ۱	صفحہ ۲۰۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۶۶)	جلد ۱	صفحہ ۲۶۷
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۶۹)	جلد ۱	صفحہ ۱۵۸
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۷۹۹)	جلد ۹	صفحہ ۹۷
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۱۱۷)	جلد ۱	صفحہ ۳۵۹

ترجمۃ الحدیث:

حکم بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جُحَیفہ -رضی اللہ عنہ- کو سنا

آپ فرمارہے تھے

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوپہر کو ہمارے ہاں تشریف لائے، پس لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو مبارک کا بچا ہوا پانی لیتے جاتے تھے اور اپنے اپنے چہروں پر ہاتھ پھیرتے جاتے تھے۔

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلاۃ ظہر کی دو رکعتیں اور صلاۃِ عصر کی دو رکعتیں ادا فرمائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے زمین میں نیزا گڑا ہوا تھا۔

-☆-

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِی مُحَمَّدُبْنُ الرَّبِیْعِ قَالَ:

وَهُوَالَّذِیْ مَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِی وَجْهِهٖ وَهُوَغُلَامٌ" مِنْ بِئْرِهِمْ وَقَالَ عُروَةُ، عَنِ الْمِسْوَرِ وَغَیْرِه' یُصَدِّقُ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَه':اِذَا تَوَضَّأَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰه عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کَادُوْا یَقْتَتِلُونَ عَلیٰ وَضُوْئِهٖ.

ترجمۃ الحدیث:

ابن شہاب فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت محمد بن الربیع نے بیان فرمایا:

صحیح البخاری رقم الحدیث (۱۸۶) جلدا صفحہ ۸۱

یہ وہی محمد ہیں جب یہ چھوٹے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کنویں کے پانی میں کلی فرمائی اور کلی کا پانی ان کے چہرے پر پھینک دیا۔

اور عروہ نے اس حدیث کو مسور وغیرہ سے روایت کیا ہے۔اس حدیث کے دونوں راوی ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضو فرماتے تھے (تو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم حضور کے اعضاء سے گرنے والے پانی کو بطور تبرک حاصل کرتے تھے اور اس پر اس درجہ حریص تھے کہ) قریب تھا کہ اس متبرک پانی کے حصول میں آپس میں لڑ پڑتے۔

-☆-

وضو کا متبرک پانی مریض پر ڈالنا

عَنْ مُحَمَّدِبْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِراً يَقُوْلُ:

جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِي، وَاَنَامَرِيْضٌ " لا اَعْقِلُ - فَتَوَضَّأَ وَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوْئِهٖ، فَعَقَلْتُ، فَقُلْتُ

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَنِ الْمِيْرَاثُ؟ اِنَّمَا يَرِثُنِي كَلَالَةٌ"، فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ.

ترجمة الحديث:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کیلئے تشریف لائے اور میں بیمار تھا (بیماری اتنی شدید تھی کہ) میری عقل جاتی رہی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا اور اپنے وضو کا بچا ہوا پانی مجھ پر چھڑک دیا تو مجھے ہوش آ گیا۔

تو میں نے عرض کی یارسول اللہ! (اگر میرا انتقال ہو جائے تو) میری میراث کس کو ملے گی اِنَّمَا يَرِثُنِي كَلَالَةٌ" تو اس پر آیت میراث نازل ہوئی۔

-☆-

صحیح البخاری رقم الحدیث (۱۹۱) جلد ۱ صفحہ ۸۲

عَنِ الْجَعْدِ قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ-رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ-يَقُوْلُ: ذَهَبَتْ بِي خَالَتِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰـهِ! اِنَّ ابْنَ اُخْتِي وَجِعٌ"، فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ، فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهٖ

ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ، فَنَظَرْتُ اِلىٰ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، مِثْلَ زِرِّ الحَجْلَةِ.

ترجمة الحديث:

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

میری خالہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدمت اقدس میں لے گئی اور عرض کی: یارسول اللہ! میرا یہ بھانجا بیمار ہے۔تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر اپنا دستِ شفقت رکھا اور میرے لیئے برکت کی دعا فرمائی پھر آپ نے وضو فرمایا تو میں نے آپ کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو پی لیا۔

پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو میں نے آپ کی مہر نبوت کی زیارت کی جو مسہری کے بٹن کی طرح چمک رہی تھی۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۸۷)	جلد۱	صفحہ۸۱
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۳۴۵)	جلد۴	صفحہ۵۰۲

مساجد کی آبادکاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

اَمَّابَعْدُ :—

مساجد، بیوت اللہ ہیں۔ دین اسلام کا شعار ہیں۔ اھل اسلام کی اجتماعی عبادت کا مقام ہے۔ اللہ ذوالجلال کے حضور سر بندگی جھکا کر سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کر اپنے ایمان کو قوت وجلا بخشنے کی جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے گھر میں ذکر وفکر کا اپنا مقام ہے۔ اھل ایمان شروع دن سے مساجد سے الفت و پیار کرتے ہیں۔ اللہ کے گھر کو اپنے گھروں پر فوقیت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مساجد سے دلی لگاؤ کی توفیق مرحمت فرمائے، اپنے ارشادات پر عمل کی سعادت عطا فرمائے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنن مبارکہ پر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ بِبَرْکَۃِ مَنِ اتَّخَذْتَہٗ حَبِیْباً فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَجَعَلْتَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مبارک

حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعمیر مساجد کا حکم دیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ماننا اللہ کا حکم ماننا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ کی اطاعت کرو۔

وَمَنْ یُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ.

اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کر لی۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ : مَاامَرْتُکُمْ بِہٖ فَخُذُوْہُ وَمَانَھَیْتُکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا.

سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۱) جلد ۱ صفحہ ۲۵
قال محمود محمد محمود: الحدیث صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس چیز کا میں تمہیں حکم دوں اسے کر گزرو اور جس چیز سے میں تمہیں منع کروں اس سے رک جاؤ۔

-☆-

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱)	جلد۱	صفحہ۱۷
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۱۵۵)	جلد۱	صفحہ۱۸۳
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۸۵۰)		جلد۲	صفحہ۵۳۰
قال الالبانی:	حدیث حسن صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۳۹۲)	جلد۹	صفحہ۳۵۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۲۰۴)	جلد۹	صفحہ۴۲۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۰۲۹)	جلد۱	صفحہ۳۲۹
قال البیہقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (۲۰۳۷۲)	جلد۱۱	صفحہ۲۲۰
مسند الحمیدی	رقم الحدیث (۱۱۲۵)	جلد۲	صفحہ۴۷۷

مساجد کی تعمیر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مبارک ہے اور اس حکم پر عمل کرنا عین سعادت اور ذریعہ نجات ہے۔ جب مسجد کی تعمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے تو یقیناً یہ اللہ کا حکم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات پر عمل کرنے والا خائب وخاسر نہیں ہوا کرتا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ وَاَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ.

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۵۵)	جلد۱	صفحہ۱۷۸
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۵۵)	جلد۱	صفحہ۱۳۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۵۹۴)	جلد۲	صفحہ۱۰۴
قال الترمذی:	وھذا اصح من الحدیث الاول		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۵۹۴)	جلد۱	صفحہ۳۲۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۵۹)	جلد۱	صفحہ۴۱۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۲۱)	جلد۱	صفحہ۲۳۴
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۶۸۹۱)	جلد۱۲	صفحہ۱۴۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۰۰۶۰)	جلد۱۵	صفحہ۱۴۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الکبری للبیہقی	رقم الحدیث (۴۳۰۸)	جلد۲	صفحہ۶۱۷

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ گھروں میں مساجد تعمیر کی جائیں اور انہیں پاک وصاف رکھا جائے۔

-☆-

جہاں بھی چند گھر ہوں وہاں مسجد تعمیر کرنا ضروری ہے تا کہ ان گھروں کے باسی اجتماعی طور پر عبادت الٰہیہ کا لطف لے سکیں اور پانچوں وقت مسجد سے اللہ اکبر اللہ اکبر کی دلنواز صدائیں بلند ہوتی رہیں۔ یہ آذان کی آواز جہاں جہاں بھی جاتی ہے باعثِ برکت ورحمت ہوا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کریمی سے ہر اہل ایمان کے گھر کو مصدرِ خیرات وبرکات بنائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعمیر مسجد میں خود حصہ لینا

عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ فَنَزَلَ اَعْلَی الْمَدِیْنَةِ فِیْ حَیٍّ یُقَالُ لَهُمْ بَنُوعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَاَقَامَ النَّبِیُّ فِیْهِمْ اَرْبَعَ عَشْرَةَ لَیْلَةً ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰی بَنِی النَّجَّارِ فَجَاءُ وا مُتَقَلِّدِی السُّیُوْفِ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ وَاَبُوْبَکْرٍ رِدْفُهٗ وَمَلاَءُ بَنِی النَّجَّارِ حَوْلَهٗ حَتّٰی اَلْقٰی بِفِنَاءِ اَبِیْ اَیُّوْبَ وَکَانَ یُحِبُّ ان یُصَلِّیَ حَیْثُ اَدْرَکَتْهُ الصَّلاَةُ وَیُصَلِّیْ فِیْ مَرَابِضِ الغَنَمِ وَاَنَّهٗ اَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَاَرْسَلَ اِلٰی مَلاَءٍ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ فَقَال

یَابَنِی النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِیْ بِحَائِطِکُمْ

قَالُوا! لاَوَللّٰهِ لاَنَطْلُبُ ثَمَنَهٗ اِلاَّ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

فَقَالَ اَنَس" وَکَانَ فِیْهِ مَااَقُوْلُ لَکُمْ قُبُوْرُالْمُشْرِکِیْنَ وَفِیْهِ خَرِب" وفِیْهِ نَخل" فَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِکِیْنَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخَرِبِ فَسُوِّیَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ وَجَعَلُوْا عِضَادَتَیْهِ الْحِجَارَةَ وَجَعَلُوْایَنْقُلُوْنَ الصَّخْرَ وَهُمْ یَرْتَجِزُوْنَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ وَهُوَ یَقُوْلُ

اَللّٰهُمَّ لاخَيْرَ اِلّاخَيْرُ الآخِرَة
فَاغْفِرِالْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَة

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۱۸)	جلد۱	صفحہ۱۶۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۵۲۴)	جلد۲	صفحہ۱۰
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۱۴۱)	جلد۱۱	صفحہ۱۱۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۷۸۸۹)	جلد۹	صفحہ۶۷
قال البیہقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		
فتح الباری		جلد۱	صفحہ۵۲۴
اتحاف السادہ المتقین		جلد۶	صفحہ۴۸۰
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۳۲۸)	جلد۶	صفحہ۹۷
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۴۲)	جلد۱	صفحہ۴۰۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث الصحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۱۱)	جلد۱	صفحہ۲۳۰
قال الالبانی:	صحیح		
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۳۷۶۵)	جلد۱۳	صفحہ۳۶۶
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۵۳)	جلد۱	صفحہ۱۸۵
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۵۳)	جلد۱	صفحہ۱۳۴
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۶۹۱)	جلد۱	صفحہ۴۳۵

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مدینہ منورہ نزول اجلال فرمایا تو پہلے عوالی مدینہ میں بنوعمرو بن عوف قبیلہ میں تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں چودہ (۱۴) دن قیام فرمایا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنونجار کو پیغام بھجوایا تو وہ اپنی تلواریں حمائل کیے ہوئے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری پر جلوہ افروز ہیں اور حضور کے پیچھے حضرت ابوبکر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بنونجار کے خوش قسمت صحابہ نے حضور کو اپنے جھرمٹ میں لیا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سامان مبارک حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے صحن میں رکھوا دیا۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (پہلے) جہاں صلاۃ کا وقت ہوتا وہیں صلاۃ ادا فرمالیتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکریوں کے باڑوں میں بھی صلاۃ ادا فرمالیا کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد شریف بنانے کا حکم صادر فرمایا تو (مسجد کی جگہ کے حصول کیلئے) بنونجار کو بلا بھیجا اور فرمایا

اے بنونجار! اپنے اس قطعہ زمین کی مجھ سے قیمت لے لو

انہوں نے عرض کی

اللہ کی قسم! ہم اسکی قیمت اللہ تعالیٰ سے لیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اس قطعہ زمین میں وہ تھا جو میں تمہیں کہتا ہوں اس میں مشرکین کی کچھ قبریں تھیں اور اس میں خرب تھے اور اس میں کھجور کے درخت تھے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا

مشرکین کی قبروں کے بارے میں تو انہیں اکھیڑ دیا گیا۔

خرب کے بارے میں حکم دیا تو انہیں برابر کر دیا گیا۔

کھجور کے درختوں کے بارے میں تو انہیں کاٹ دیا گیا پھر کھجور کے کٹے ہوئے درختوں کو مسجد کے قبلہ کی جانب لائن میں رکھ دیا گیا۔

اور اس کے دونوں بازوؤں پر (جہاں چوکھٹ کی لکڑیاں رھتی ہیں) پتھر رکھ دیے گئے۔ صحابہ کرام پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے اور رجز پڑھتے جاتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ فرماتے جاتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ لاخَیْرَ اِلّاخَیْرُ الآخِرَۃ

فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ

اے اللہ! حقیقی بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے۔

اے اللہ! انصار اور مھاجرین کی مغفرت فرما۔

-☆-

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ

کَانَ مَوْضِعُ مَسْجِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ لِبَنِی النَّجَّارِ وَ کَانَ فِیْهِ نَخْلٌ وَمَقَابِرُ لِلْمُشْرِکِیْنَ ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ : ثَامِنُوْنِیْ بِهٖ قَالُوْا: لَانَأْخُذُلَهٗ ثَمَناً اَبَداً قَالَ : فَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ یَبْنِیْهِ وَهُمْ یُنَاوِلُوْنَهٗ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ

اَلَا اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْآخِرَة

فَاغْفِرِالْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَه

قَالَ وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ قَبْلَ اَنْ یُبْنَی الْمَسْجِدُ حَیْثُ اَدْرَکَتْهُ الصَّلَاةُ.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۴۲)	جلدا	صفحہ۴۰۲
قال المحقق:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۱۱)	جلدا	صفحہ۲۳۰
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۶۹۱)	جلدا	صفحہ۴۳۵

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد (مسجد نبوی) کی جگہ بنونجار کی ملکیت تھی جس میں کچھ کھجور کے درخت اور مشرکین کی چند قبریں تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنونجار سے فرمایا

اس خطہ زمین کو میرے ہاتھ بیچ دو

انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ہم یہ قطعہ زمین آپ کو دیتے ہیں لیکن) اس کی قیمت کبھی بھی نہیں لیں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اس جگہ) مسجد بنا رہے تھے اور صحابہ کرام حضور کو اینٹیں وغیرہ پکڑا رہے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے۔

اَلاَ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَة

فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَه

سن لیجئے! حقیقی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے

اے اللہ! انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

اس مسجد (مسجد نبوی) کی تعمیر سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں صلاۃ کا وقت ہوتا وہیں صلاۃ (نماز) ادا فرما لیتے تھے۔

جنت میں گھر

قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِداً بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ.

ترجمة الحديث:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے جس نے اللہ کیلئے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں گھر بنائے گا۔

السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۱۹۳۲)	جلد ۶	صفحہ ۲۷۶
قال البیہقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		
مجمع البحرین	رقم الحدیث (۵۸۲)	جلد ۱	صفحہ ۲۴۷ عن اسماء بن یزید
قال محمد حسن محمد:	حسن		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۴۶۸)	جلد ۲۴	صفحہ ۱۸۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۴۷۸۴)	جلد ۱۸	صفحہ ۶۰۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المعجم الاوسط	رقم الحدیث (۸۴۵۴)	جلد ۹	صفحہ ۲۰۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۰۶)	جلد ۱	صفحہ ۳۸۰
قال محمد احمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

مسجدیں اسلام کی عظمت کا نشان ہیں اور سلطنت اسلامیہ کی پہچان ہیں۔ اسلام کے اہم رکن صلاۃ کی ادائیگی کی جگہ ہیں اس لیئے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعمیر کی ترغیب دی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر جس شان سے بھی کیا جائے جس اہتمام سے کیا جائے اللہ وحدہٗ لاشریک اس سے بہتر شان سے اس ذکر کرنے والے کا ذکر کرتا ہے۔ ذکر الٰہی کی متعدد صورتیں ہیں اس کی ہر صورت اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے پر اپنی رحمتیں فرماتا ہے۔

مساجد کی تعمیر بھی اللہ کی یاد کا ایک طریقہ ہے۔ یہ اللہ کا گھر تعمیر ہوا اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اس سے بہتر اس مسجد بنانے والے کا ذکر کرتا ہے اس بندہ نے تو اس عالم ناپائیدار میں اس عارضی جہاں میں اللہ کا گھر (مسجد) کو بنایا تو جواباً اللہ تعالیٰ باقی اور دائمی جہاں میں اس کیلئے گھر بناتا ہے۔

مسجد بنانے کی غرض وغایت ذکر الٰہی ہوتی ہے کہ ایک بندہ مومن ایک پاک وصاف جگہ میں دل جمعی کے ساتھ اللہ کو یاد کر سکے صلاۃ باجماعت ادا کر سکے اور زندگی کی چند سانسیں علیم وخبیر کے گھر میں گزار سکے۔

ایک اور حدیث پاک کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ بَنٰى مَسْجِداً يُذْكَرُ فِيْهِ اسْمُ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ.

ترجمة الحديث:

حضرت عمر بن الخطاب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے: جس نے مسجد بنائی کہ اس میں اللہ کا ذکر کیا جائے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں گھر بنائے گا۔

-☆-

تعمیر مسجد کا مدعا ہی یہ ہے کہ اس میں ذکر الٰہی ہو۔ خالق و مالک کو یاد کیا جا سکے۔ تعمیر مسجد میں اسی چیز کا خیال رکھنا چاہیئے۔ ہاں جس مسجد کی تعمیر کی غرض ذکر الٰہی نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے اس میں روک دیا جائے ہو تو ایسی جگہ صورۃً تو مسجد ہی ہے لیکن حقیقۃً مسجد کی برکات سے خالی ہے۔

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۳۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۹۹
قال المحقق:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۰۷)	جلد ۱	صفحہ ۲۲۹
قال المحقق:	صحیح		
موارد الظمآن	رقم الحدیث (۳۰۰)		صفحہ ۹۷
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۸۵۷)	جلد ۹	صفحہ ۲۹۰
المصنف لابن ابی شیبہ		جلد ۱	صفحہ ۳۱۰
سنن النسائی (عن عمرو بن عبسۃ) / رقم الحدیث (۶۸۴)		جلد ۲	صفحہ ۳۴

اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد کو جو مساجد میں ذکر الٰہی سے منع کرتے ہیں اور اللہ کی عبادت میں رکاوٹ بنتے ہیں انہیں ظالم ترین کہا ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا.

اور اس آدمی سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا کہ جو اللہ کی مساجد میں ذکر الٰہی سے منع کرتا ہے اور ان مساجد کو بے آباد کرنے کی سعی میں مصروف ہو۔

یقیناً وہ آدمی بڑا بدنصیب ہے جو مساجد میں ذکر الٰہی کرنے سے روکتا ہے اور مساجد کی آبادکاری میں رکاوٹ بنتا ہے اور یقیناً وہ آدمی بڑا خوش نصیب ہے جو مساجد کو آباد کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے اور مساجد آباد کرنے کی مقدور بھر سعی کرتا ہے۔ اگر رکاوٹ ڈالنے والا ظالم ترین آدمی ہے تو لامحالہ اس کو آباد کرنے والا اس کی رونقیں دوبالا کرنے والا یقیناً خوش قسمت ترین شخص ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِداً قَدْرَ مَفْحَصِ قَطَاةٍ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ.

السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۴۲۹۱)	جلد۲	صفحہ۶۱۳
المصنف لابن ابی شیبہ		جلد۱	صفحہ۳۱۰
مجمع الزوائد		جلد۲	صفحہ۱۰
قال:	رواہ البزار والطبرانی فی الصغیر ورجالہ ثقات		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۶۱۰)	جلد۴	صفحہ۴۹۰
قال الارنووط:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۶۱۱)	جلد۴	صفحہ۴۹۱
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
جس شخص نے اللہ کی رضا کیلئے مسجد بنائی اگر چہ قطا کے گھونسلہ کے برابر ہو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں گھر بنائے گا۔

-☆-

اللہ تعالیٰ کسی کام میں قلت و کثرت نہیں دیکھتا بلکہ اس کی نظر میں اخلاص وللّٰہیت ہوتا ہے ایک آدمی خلوص دل سے اللہ کا گھر بناتا ہے مسجد تعمیر کرتا ہے اگر چہ وہ مسجد حجم کے اعتبار سے کتنی ہی مختصر کیوں نہ ہو کریم و رحیم اللہ اسے ضرور اپنی کرم نوازیوں سے سرفراز کرتا ہے اور اسے اپنی رحمتوں سے مالا مال کرتا ہے۔

اس حدیث پاک میں پرندہ کے گھونسلہ کے برابر مسجد بنانے کا ذکر ہے تو شارحینِ حدیث پاک نے اس کی دو توجیہیں کی ہیں:

۱۔ اس سے مقصود مبالغہ ہے کیونکہ گھونسلہ کے برابر مسجد ہوتی ہی نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندے اگر چہ تو مختصر ترین مسجد بنائے اس بات کا غم نہ کھا کہ تو محروم رکھا جائے گا بلکہ یقین رکھ کہ تیرے لیئے بھی جنت میں گھر تعمیر کر دیا جائے گا۔ اگر وسیع و عریض مسجد بنانے والے کیلئے جنت میں محل تیار ہے تو مختصر اور چھوٹے رقبے پر تعمیر کرنے والے کیلئے بھی محل تیار ہے۔

۲۔ گھونسلہ کے برابر کہہ کر ان افراد کو بھی جنت میں گھر کی نوید سنائی گئی ہے جو پوری مسجد تعمیر نہیں کر سکتے بلکہ چند افراد مل کر ایک مسجد تعمیر کرتے ہیں اگر کوئی خلوص سے ایک اینٹ بھی تعمیر مسجد میں صرف کرے گا وہ بھی اللہ کی جناب سے امیدوار رہے کہ اسے بھی جنت میں گھر ملے گا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وسَلَّمَ قَالَ: مَنْ بَنٰى مَسْجِداً لِلّٰهِ كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ اَوْ اَصْغَرَ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ.

ترجمة الحديث:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: جس شخص نے اللہ کیلئے قطا پرندے کے گھونسلے کے برابر یا اس سے بھی چھوٹی مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں گھر بنائے گا۔

السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۴۲۹۳)	جلد۲	صفحہ۶۱۴
المعجم الاوسط للطبرانی	رقم الحدیث (۱۸۷۸)	جلد۲	صفحہ۵۱۱
المعجم الاوسط للطبرانی	رقم الحدیث (۲۲۳۶)	جلد۳	صفحہ۱۱۵
المطالب العالیۃ ابن حجر عسقلانی / رقم الحدیث (۳۵۲)		جلد۱	صفحہ۹۹
موارد الظمآن	رقم الحدیث (۳۰۱)		صفحہ۹۷
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۳۸)	جلد۱	صفحہ۴۰۰
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۰۵)	جلد۱	صفحہ۲۲۹
قال الالبانی:	صحیح		

اس حدیث پاک میں ہے جو گھونسلہ یا اس سے بھی چھوٹی مسجد بناتا ہے اس کیلئے جنت میں گھر بنائے گا۔

اس سے بھی یہی مقصود ہے کہ جو بندہ پوری مسجد تعمیر نہیں کر سکتا بلکہ اس کے پاس اتنے وسائل ہی نہیں کہ وہ مسجد تعمیر کر سکے لیکن اس کے دل میں تڑپ اور امنگ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے توفیق دے اس کیلئے خزانوں کے منہ کھول دے تو وہ ضرور اس کا گھر تعمیر کرے گا لیکن فی الوقت اسے کھانے کیلئے روٹی بھی میسر نہیں اپنی اولاد کیلئے چند نوالوں کا رزق تلاش کرنا اس کیلئے ایک مسئلہ ہے تو ایسا شخص اگر کسی جگہ تعمیر ہونے والی مسجد میں بالکل معمولی رقم دیتا ہے تو وہ بھی یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کیلئے بھی جنت میں گھر بنائے گا۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی اس حدیث پاک کے الفاظ مبارکہ کچھ اس اضافہ کے ساتھ بھی ہیں۔ ملاحظہ ہو:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ حَفَرَ بِئْرَمَاءٍ لَمْ يَشْرَبْ مِنْهُ كَبِدُ حَرِيٍّ مِنْ جِنٍّ وَلاَ اِنْسٍ وَلاَ طَائِرٍ اِلاَّ جَازَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ بَنٰى مَسْجِداً كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ اَوْ اَصْغَرَ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۳۸)	جلد ۱	صفحہ ۴۰۰
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۰۹)	جلد ۱	صفحہ ۲۲۹
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۲۹۲)	جلد ۲	صفحہ ۲۶۹
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے پانی کا کنواں کھدوایا تو اس سے جن وانس اور پرندہ کے کسی گرم جگر نے پانی پیا (پیاسے نے پیاس بجھائی) تو اللہ اسے قیامت کے دن اجر عطا فرمائے گا۔

جس نے مسجد بنائی قطاہ کے گھونسلے جتنی یا اس سے بھی چھوٹی اللہ اس کیلئے جنت میں گھر بنائے گا۔

-☆-

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيْهِ حِيْنَ بَنٰى مَسْجِدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ اَكْثَرْتُمْ وَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ بَنٰى مَسْجِداً يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ.

السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۴۲۸۹)	جلد۲	صفحہ۶۱۳
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۱۹۳۱)	جلد۶	صفحہ۲۷۵
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۵۰)	جلد۱	صفحہ۱۵۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۵۳۳)	جلد۲	صفحہ۱۶
سنن الترمذی مختصراً	رقم الحدیث (۳۱۸)	جلد۲	صفحہ۱۳۴
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۳۶)	جلد۱	صفحہ۳۹۹

قال محمود محمد محمود: الحدیث متفق علیہ

ترجمة الحديث:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

آپ نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد مبارک کو وسعت دیکر از سر نو تعمیر کیا تو جب لوگوں نے طرح طرح کی باتیں کیں تو آپ نے فرمایا: تم نے کچھ زیادہ ہی باتیں کر لی ہیں میں نے سنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے: جس نے کوئی مسجد بنائی اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہوتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں گھر بنائے گا۔

-☆-

ان احادیث مبارکہ میں تعمیر مسجد میں اجر و ثواب کے ذکر کے ساتھ "للہ" کا لفظ آیا ہے اور بعض جگہ " يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ " کے الفاظ مبارکہ آئے ہیں تو اس کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ تعمیر و بنائے مسجد میں غرض و غایت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہو ظاہری نام و نمود اور ریا کاری کا دخل نہ ہو۔

ہاں وہی کام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوا کرتا ہے جس کے کرنے والے کی نیت خالص ہو اور جو نیک کام کیا جائے اور اس کے کرنے والا حسن نیت کی دولت سے مالا مال ہو تو وہ

صحیح سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۶۰۸) جلد ۱ صفحہ ۲۲۹
قال الالبانی: صحیح
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۴۳۴) جلد ۱ صفحہ ۳۵۰
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

کام یقیناً آخرت میں ثمر آور ہوا کرتا ہے اور اسکے کرنے کے خالق و مالک راضی ہوتا ہے۔

خلوص وللّٰہیت سے کیے گئے کام میں برکت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے اخلاص کو ضائع نہیں کرتا۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی سنیئے

مَنْ فَتَحَ عَلٰی نَفْسِہٖ بَابَ نِیَّۃٍ حَسَنَۃٍ فَتَحَ اللّٰہ عَلَیْہِ سَبْعِیْنَ بَاباً مِنَ التَّوْفِیْقِ وَمَنْ فَتَحَ عَلٰی نَفْسِہٖ بَابَ نِیَّۃٍ سَیِّئَۃٍ فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ سَبْعِیْنَ بَاباً مِنَ الْخِذْلَانِ مِنْ حَیْثُ لَایَشْعُرُ[1]

جس خوش نصیب نے اپنی ذات پر نیت حسنہ کا دروازہ کھول دیا تو اللہ تعالیٰ اس پر توفیق کے ستر دروازے کھول دے گا اور جس نے اپنی ذات پر نیتِ سیئہ کا دروازہ کھول دیا تو اللہ تعالیٰ اس پر ذلت ورسوائی کے ستر دروازے وہاں سے کھولے گا جہاں اس کو شعور تک نہ ہوگا۔

سلطان الاولیاء الکاملین عارف باللہ حضرت خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے کس خلوص وللّٰہیت سے مساجد سے محبت کی اور انکی تعمیر و بناء میں دلچسپی لی کہ اج انکی اولاد امجاد کثرھم اللہ پر اللہ تعالیٰ نے توفیق کے یوں دروازے کھول دیے کہ آزاد کشمیر کا علاقہ خوبصورت اور آباد مساجد سے جگمگا اٹھا۔

بات کشمیر تک نہ رہی بلکہ توفیق الٰہی سے پاکستان کے کئی شہروں میں مساجد تعمیر ہوئیں بلکہ دیار غیر میں اللہ کے گھروں کی تعمیر و بناء جاری وساری ہے۔

فَلَکَ الْحَمْدُ یَااللّٰہُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَکَ الشُّکْرُ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

---

(۱) الطبقات الکبریٰ للشعرانی: ۱/۸۶

صدقہ جاریہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمؤمِنَ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْماً عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ اَوْوَلَداً صَالِحاً تَرَکَهٗ اَوْ مُصْحَفاً وَرِثَهٗ اَوْمَسْجِداً بَنَاهُ اَوْ بَیْتاً لِاِبْنِ السَّبِیْلِ بَنَاهُ اَوْنَهْراً اَجْرَاهُ اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهٖ فِیْ صِحَتِهٖ وَحَیَاتِهٖ تَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ.

ترجمة الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جن اعمال اور جن حسنات (نیکیوں) کا ثواب مومن کو اس کے مرنے کے بعد پہنچتا ہے ان میں سے

سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۲۴۲) جلد۱ صفحہ۱۴۶
قال محمود محمد محمود: حسن
صحیح سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۲۰۰) جلد۱ صفحہ۹۷
قال الالبانی: حسن
صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث (۲۴۹۰) جلد۴ صفحہ۱۲۱
قال المحقق: اسنادہ حسن

۱۔ علم جس کی اس نے کسی اور کو تعلیم دی اور اسے پھیلایا۔

۲۔ نیک اولاد کو چھوڑا۔

۳۔ قرآن کریم جس کا اس نے کسی کو وارث بنایا۔

۴۔ مسجد جو اس نے تعمیر کی۔

۵۔ مسافروں کیلئے کوئی رہائش گاہ تعمیر کی۔

۶۔ نہر جاری کی یا

۷۔ صدقہ جسے اس نے اپنی زندگی میں زمانہ صحت میں اپنے مال سے نکال دیا۔

ان تمام اعمال کا ثواب اسے مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہے گا۔

-☆-

مومن کچھ نیک کام اس لیئے سرانجام دیتا ہے کہ انکا اجر وثواب مومن کے مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔اس حدیث پاک میں چند کا ذکر کیا گیا ہے۔

عِلْماً عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ:

علم انسانیت کی بزرگی اور شرف ہے یہ علم ہی مومن کی متاع عزیز ہے۔اسی علم کی بدولت انسان کو برتری نصیب ہوئی ہے۔علم سے آراستہ افراد کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ وہ علماء جن کا علم صرف انکی ذات تک ہے اس سے وہ خود آراستہ ہوئے اور تہذیب واخلاق کی دولت نصیب ہوئی لیکن اپنے کچھ مشاغل کے باعث وہ علم دوسروں تک منتقل نہ کر سکے۔

۲۔ وہ علماء جو علم سے آراستہ ہونے کے ساتھ اس علم کی دولت کو بانٹتے بھی ہیں۔صبح وشام

قال اللہ اور قال الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درس دیتے ہیں طلباء ان سے اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں ایسے خوش نصیب افراد جب دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو فیض یافتگان کی ایک کثیر تعداد چھوڑ جاتے ہیں۔ ان علماء کے مرنے کے بعد اگر ان کے شاگردوں میں سے کوئی اس علم پر عمل کرتا ہے یا اس کو مزید آگے بانٹتا ہے تو اس کا فائدہ اور اجر اس عالم کو اس کی قبر میں بھی پہنچتا ہے۔ ان کا دیا ہوا علم جیسے جیسے پھیلتا ہے اللہ تعالیٰ قبر میں ان کے ویسے درجات بلند کرتا جاتا ہے۔

کچھ علماء تصنیف و تالیف کی طرف مائل ہوتے ہیں اور مرنے کے بعد اپنی ایک کتاب یا چند کتابیں بطور یادگار چھوڑ جاتے ہیں۔ یہ ملت اسلامیہ جیسے جیسے ان کی تصانیف سے ان تالیفات سے مستفیض ہوتی جاتی ہے اللہ تعالیٰ ویسے ہی ان کے قبر میں درجات بلند کرتا جاتا ہے۔

وَلَداً صَالِحاً تَرَکَہُ:

نیک اولاد اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا عطیہ ہے یہ وہ انعام ہے کہ جسے یہ نصیب ہوا گروہ اس کا شکر ادا کرنا چاہے تو شاید نہ کر سکے۔ مومن کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد اس کی نیک اولاد اس کے بڑے کام آتی ہے۔ اولاد جو بھی نیکی کرتی جائے گی باپ کو قبر میں اس کا فائدہ پہنچتا جائے گا۔

اولاد اللہ کی بارگاہ میں سربسجود ہو تو ماں باپ کی قبر منور ہو جاتی ہے۔ اولاد علم کی خیرات بانٹے یا صدقہ و خیرات کرے کسی راہ چلتے کو راہ بتائے یا کسی سے خندہ پیشانی سے پیش آئے غرباء و مساکین کی خدمت کرے یا مہمان نوازی اور سخاوت کو اپنا شعار بنائے ان تمام صورتوں میں نیک اولاد کا اجر اس کے ماں باپ کو قبر میں ملتا ہے اور ان کے درجات بلند ہوتے جاتے ہیں۔

مُصْحَفاً وَرَّثَهُ:

اولاد کو وراثۃً قرآن مل گیا اب اولاد اس قرآن کریم کی تلاوت کرتی ہے اپنے باطن کو اس سے منور کرتی ہے تو اس کا اجر وثواب اس کے وارث بنانے والے کو اس کی قبر میں ملتا رہتا ہے۔

مَسْجِداً بَنَاهُ:

ایک مسلم نے مسجد بنائی اور وہ اس دنیا سے رخصت ہو گیا اب اس مسجد کی وجہ سے اسے مسلسل ثواب پہنچتا رہے گا۔

مسجد کے میناروں سے پانچ وقت اذان کی آواز سے اس کی قبر پر رحمتوں کا نزول ہوگا کیونکہ اذان کی آواز سے شیطان بھاگتا ہے اور نیک روحیں مسجد کی طرف متوجہ ہوتی ہیں تو اس کا اجر اس صورت میں بھی ہوسکتا ہے کہ اس کی قبر سے عذاب دور کر دیا جائے اور جنت کے منتظم فرشتے مقرر کر دیئے جائیں۔

مسجد میں باجماعت صلاۃ ادا کی جاتی ہے اس کا ثواب اس بنانے والے کو بھی مسلسل ملتا رہے گا پھر جماعت جتنی بڑی ہوگی اجر وثواب بھی اتنا زیادہ ہوگا۔ مسجد میں قرآن کریم کی تعلیم دی جاتی ہے بچے اپنے سینے قرآن کریم سے معطر کرتے ہیں تو یقیناً اس بنانے والے کو بھی اللہ تعالیٰ معطر کرے گا اور قرآن کریم کی برکات سے اسے معمور کرے گا۔

مسجد میں وعظ ونصیحت کی جاتی ہے دین کا درس دیا جاتا ہے نامعلوم کتنے لوگ اس وعظ ونصیحت سے متاثر ہوتے ہیں تو ان سب کا اجر وثواب اس مسجد بنانے والے کو بھی ملتا رہے گا۔

بعض مساجد میں صلاۃ الجمعۃ ادا کی جاتی ہے صلاۃ الجمعۃ میں اھل ایمان کی کثیر تعداد

شرکت کرتی ہے اور سب ایک امام کے پیچھے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں تو اس کا اجر وثواب بھی اس بنانے والے کو ملتا رہے گا۔

مسجد میں یہ نیکیاں دن دو دن کی بات نہیں بلکہ جب تک مسجد ہے اور اس میں اللہ کی بندگی کرنے والے آتے رہتے ہیں اس وقت تک اس بنانے والے کے درجات بلند و برتر ہوتے رہیں گے۔

بَیْتاً لِابْنِ السَّبِیْلِ بَنَاہُ:

مسافروں کیلئے ایک گھر بنایا کہ جس میں سفر سے تھکے ماندے مسافر چند گھڑیاں آرام کرلیں۔ اس کا اجر وثواب بھی اس بنانے والے کو ملتا رہے گا۔ یہ مسافر خانہ جب تک رہے گا اور مسافر اس میں آرام کرتے رہیں گے اس بنانے والے کی قبر کو راحت و آرام سے بھر دیا جائیگا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بنانے والے نے اسے بنایا اور اس سے مسافروں سے سفر کی کلفت میں کمی آئی ان کی تھکاوٹ دور اور ان کی پریشانی کا ازالہ ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے عالم برزخ کے سفر کو آسان کر دے اس کی پریشانیاں ختم کر دے اور اس کی قبر کو جنت کا باغ بنا کر اسے راحت و آرام سے ہمکنار کر دے۔

نَھْراً اَجْرَاہُ:

کوئی نہر کھدوا کر جاری کر دی۔ نہر جاری ہو تو اس کا پانی جہاں جہاں جائے گا وہاں زندگی کے آثار ہونگے۔ سبزہ ہوگا۔ چرند و پرند اس سے مستفیض ہونگے انسان خود پیاس بجھائے گا اپنے کھیتوں کو سیراب کرے گا اور اپنے جانوروں کو پلائے گا۔

الغرض اس نہر سے جوبھی فائدہ حاصل کرے چاہے وہ جانور ہی کیوں نہ ہو اس کا اجروثواب اس نہر جاری کرنے والے کو ہوگا اور اگر وہ اس دنیا سے چلا جائے تو جیسے جیسے اللہ کی مخلوق اس نہر سے فائدہ حاصل کرتی رہے گی ویسے ہی اس کے قبر میں درجات بلند ہوتے رہیں گے۔

صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهٖ فِیْ صِحَّتِهٖ وَحَیَاتِهٖ:

زندگی میں اور حالت صحت میں نکالے جانے والے صدقے کا اجروثواب بھی مومن کو اس کی قبر میں پہنچتا رہتا ہے۔صحت اور حیات کی شرط اس لیئے لگائی گئی کہ اگر کوئی زندگی کے آخری سانسوں میں بیماری کی حالت میں یعنی مرض الموت میں کہے کہ میرا یہ مال صدقہ ہے یہ مال صدقہ ہے تو اس کی بات نہ مانی جائے گی کیونکہ اب یہ مال اس کا نہیں رہا بلکہ اسکے ورثاء کا ہوگیا ہے۔

تعمیر مسجد کے وقت کسی بزرگ سے سنگِ بنیاد رکھوانا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلاً مِنَ الْاَنْصَارِ اَرْسَلَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ اَنْ تَعَالَ فَخُطَّ لِیْ مَسْجِداً فِیْ دَارِیْ اُصَلِّی فِیْہِ وَ ذٰلِکَ بَعْدَمَا عَمِیَ فَجَاءَ فَفَعَلَ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ جب انکی بینائی بالکل ختم ہوگئی اور وہ نابینا ہو گئے تو انہوں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ایک آدمی کے ذریعے عرض پیش کی

حضور! تشریف لائیے میرے گھر میں مسجد کی جگہ کی نشان دہی فرما دیجئے کہ میں اس میں صلاۃ ادا کیا کروں۔

صحیح سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۶۱۸) جلد۱ صفحہ۲۳۳
قال الالبانی: صحیح
سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۷۵۵) جلد۱ صفحہ۴۱۱
قال محمود محمد محمود: الحدیث صحیح

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے گھر تشریف لے گئے تو حضور نے ان کی خواہش کے مطابق جگہ کی نشان دہی فرمادی۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنھم کس درجہ فیروز بخت تھے کہ وہ اپنی ہر خواہش حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دیا کرتے تھے اور کریم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام ہی کرم فرمانا ہے اس لیئے وہ ان کی خواہشات کا خیال فرماتے اور انکی دلجوئی کیا کرتے تھے۔

ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نابینا ہوجاتے ہیں اب وہ مسجد آ جا نہیں سکتے۔ وہ اپنے گھر میں صلاۃ ادا کرنا چاہتے ہیں اور گھر میں ایک جگہ کو مسجد قرار دینا چاہتے ہیں اس کیلئے بھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتجی ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یا نبی اللہ! گھر قدم رنجہ فرمایئے اور خود نشان دہی فرمادیجئے کہ صلاۃ کہاں ادا کروں۔ حضور رحمۃ للعالمین کمال کرم نوازی سے انکے گھر تشریف لے جاتے ہیں اور ایک جگہ نشان لگا دیتے ہیں۔ یہ جگہ اس صحابی کیلئے مسجد بن جاتی ہے۔

سبحان اللہ! وہ جگہ کس درجہ خیرات و برکات کا منبع ہوگی جس کی نشان دہی اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہوگی اور اس مسجد کے انوار کا کیا عالم ہوگا جس کی حدود حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعین فرمائی ہونگی۔

اس حدیث پاک سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ جب بھی مسجد بنانے کا ارادہ ہو تعمیر مسجد کا خیال ہو کسی صاحب نسبت بزرگ سے اسکی نشان دہی کروانی چاہیئے کیونکہ فیضانِ نبوت

کے امین یہ بزرگ جہاں جائیں گے وہ جگہ خیرات و برکات کا مصدر بن جائے گی نیز اللہ کی رحمتوں سے اس جگہ مسجد بھی جلد پایۂ تکمیل تک پہنچے گی اور وہاں صلاۃ ادا کرنے کا کیف بھی دوچند ہوگا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَنَعَ بَعْضُ عُمُوْمَتِیْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَقَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ تَاْکُلَ فِیْ بَیْتِیْ وَتُصَلِّیَ فِیْہِ قَالَ : فَاَتَاہُ وَفِی الْبَیْتِ فَحْلٌ مِنْ ھٰذِہِ الْفُحُوْلِ فَاَمَرَ بِنَاحِیَۃٍ مِنْہُ فَکُنِسَ وَرُشَّ فَصَلّٰی وَصَلَّیْنَا مَعَہٗ:

قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰہِ ابْنُ مَاجَہ: اَلْفَحْلُ ھُوَ الْحَصِیْرُ الَّذِیْ قَدِاسْوَدَّ.

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری ایک پھوپھی صاحبہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے کھانا تیار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی: میری یہ خواہش ہے کہ حضور میرے گھر کھانا تناول فرمائیں اور میرے گھر

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۱۹)	جلد۱	صفحہ۲۳۳
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۵۶)	جلد۱	صفحہ۴۱۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۲۴۳)	جلد۱۰	صفحہ۴۱۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۸۰)	جلد۱	صفحہ۲۶۵

میں صلاۃ ادا کردیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے۔ گھر میں چٹائیوں میں سے ایک چٹائی تھی۔ گھر کے ایک کونہ میں حکم دیا تو وہاں جھاڑو دیا گیا اور اس پر پانی چھڑکاو کر دیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلاۃ ادا کی اور ہم نے آپ کے ساتھ صلاۃ ادا کی۔

امام ابوعبداللہ ابن ماجہ نے فرمایا:

اَلْفَحْلُ: اس چٹائی کو کہتے ہیں جو سیاہ ہو چکی ہو۔

-☆-

عَنْ مَحْمُوْدِبْنِ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيِّ —وَكَانَ قَدْ عَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ دَلْوٍ فِيْ بِئْرٍلَهُمْ—عَنْ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ السَّالِمِيِّ —وَكَانَ اِمَامَ قَوْمِهٖ بَنِيْ سَالِمٍ وَكَانَ شَهِدَ بَدْراً مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ —قَالَ:

جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ قَدْ اَنْكَرْتُ مِنْ بَصَرِيْ وَاِنَّ السَّيْلَ يَأْتِيْ فَيَحُوْلُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِيْ وَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهٗ فَاِنْ رَأَيْتَ اَنْ تَأْتِيَنِيْ فَتُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِيْ مَكَاناً اَتَّخِذُهٗ مُصَلًّى فَافْعَلْ قَالَ اَفْعَلُ فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ بَعْدَ مَااشْتَدَّ النَّهَارُ وَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنْتُ لَهٗ وَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى قَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ لَكَ مِنْ بَيْتِكَ؟ فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ اُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ فِيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ فَصَلّٰى بِنَارَكْعَتَيْنِ ثُمَّ احْتَبَسْتُهٗ عَلٰى خَزِيْرَةٍ تُصْنَعُ لَهُمْ.

ترجمة الحديث:

حضرت محمود بن الربیع الانصاری رضی اللہ عنہ (یہ اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاهرہ میں عمر میں چھوٹے تھے لیکن) انہیں یاد رہا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈول میں جو انکے کنویں میں تھا کلی فرمائی تھی یہ روایت فرماتے ہیں حضرت عتبان بن مالک السالمی رضی اللہ عنہ سے جو اپنی قوم بنی سالم کے امام تھے اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر میں (بھی) شریک ہوئے تھے نے فرمایا:

میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو عرض کی:

سنن ابن ماجه	رقم الحديث (٧٥٤)	جلد١	صفحه٤١٠
قال محمود محمد محمود:	الحديث صحيح		
صحيح سنن ابن ماجه	رقم الحديث (٦١٧)	جلد١	صفحه٢٣٢
قال الالبانی:	صحيح		
صحيح البخاری	رقم الحديث (٤٢٥)	جلد١	صفحه١٥١
سنن النسائی	رقم الحديث (٧٨٤)	جلد١	صفحه٨٧
سنن النسائی	رقم الحديث (٨٤٠)	جلد١	صفحه١١٤
السنن الكبرىٰ للبيهقی	رقم الحديث (٢٠٣٩٢)	جلد١٠	صفحه٢١١
صحيح ابن خزيمه	رقم الحديث (١٦٥٣)	جلد٣	صفحه٧٧
صحيح ابن خزيمه	رقم الحديث (١٦٧٣)	جلد٣	صفحه٨٧
مسند ابی عوانه		جلد١	صفحه١١

یارسول اللہ! میری بینائی بہت کمزور ہو چکی ہے سیلاب کا ریلا آتا ہے جو میرے اور میری قوم کی مسجد کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور اسکا عبور کرنا مجھ پر دشوار ہوتا ہے۔ اگر آپ کرم نوازی فرمائیں میرے ہاں تشریف لائیں میرے گھر میں ایک جگہ صلاۃ ادا فرمادیں تو میں اسے جائے نماز (مسجد) بناؤں گا۔ (یارسول اللہ!) یہ کرم نوازی فرمادیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - میں ایسا کروں گا۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خوب دن چڑھ جانے کے بعد تشریف لائے اور آپ نے اندر آنے کی اجازت چاہی میں نے اندر تشریف لانے کا عرض کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے لیکن بیٹھے نہیں بلکہ فرمایا: تم کہاں پسند کرتے ہو کہ میں تمہارے لیئے تمہارے گھر میں صلاۃ ادا کروں تو میں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں میں چاہتا تھا کہ صلاۃ ادا کیا کروں۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم نے اپ کی پیچھے صف بنائی تو حضور نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں پھر میں نے آپ سے کچھ وقت ٹھہرنے کی درخواست کی کھانا تناول کرنے کیلئے جوان کیلئے تیار کیا گیا تھا۔

-☆-

حضرت عتبان بن مالک سالمی رضی اللہ عنہ ان خوش بخت صحابہ میں سے ہیں جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔ غزوۂ بدر میں شرکت ایسا اعزاز ہے جو صحابہ کرام میں بھی اعلیٰ مقام دلا گیا ہے۔

حضرت عتبان رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے امام ہیں۔ مسجد جا کر مصلی امامت پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور امامت کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

وقت گزرتے گزرتے ان کی بینائی چلی گئی انکے گھر اور انکی قوم کی مسجد کے درمیان وادی حائل ہے جب بارشیں ہوتیں تو وہ وادی پانی سے بھر جاتی اور انکے لئے گزرنا مشکل ہو جاتا۔اب وہ مسجد جانہیں سکتے اور اپنے گھر صلاۃ ادا کرنا چاہتے ہیں۔

فَتُصَلِّیَ فِیْ بَیْتِیْ مَکَاناً اَتَّخِذُہٗ مُصَلًّی:

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حضرت عتبان رضی اللہ عنہ حاضر ہوتے ہیں اور ساری عرضداشت عرض کرنے کے بعد یوں التجا کرتے ہیں

یارسول اللہ! میرے گھر تشریف لائے کسی جگہ صلاۃ ادا کر دیجئے وہ جگہ میری عبادت گاہ (مسجد) بن جائے گی۔

ہاں ہاں جہاں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم لگا کرتے ہیں جہاں حبیب رب العالمین سجدہ کیا کرتے ہیں وہ جگہ عشاقِ جمالِ نبوی کیلئے مسجد بن جاتی ہے۔وہاں وہ سجدے کر کے عجب کیف لیا کرتے ہیں وہاں پروردگار کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر ازلی سعادتوں کو سمیٹا کرتے ہیں۔

یہ ایک بدری صحابی رضی اللہ عنہ کی التجا ہے اور صحابہ کرام کی التجائیں انکے اعمال خصوصاً غزوۂ بدر میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے اعمال اس امت کیلئے باعثِ حجت ہیں اور ان جیسی تمنا کرنا سعید و نیک بخت ہونے کی علامت ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لجپال نبی ہیں وہ نسبتوں کا بڑا خیال رکھتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بدری صحابی رضی اللہ عنہ کی دلجوئی کیلئے اور اپنی امت کیلئے ایک اسوۂ قائم کرنے کیلئے ان کے گھر تشریف لے جاتے ہیں تنہا نہیں جاتے بلکہ اپنے ساتھ سید

العشاق رازدان کاشانۂ نبوت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لے جاتے ہیں۔

ایک جگہ پر صلاۃ باجماعت ادا فرماتے ہیں اور وہ جگہ اس صحابی رضی اللہ عنھم کیلئے مسجد بن جاتی ہے۔

اللہ رب العزت نے اس عالم آب وگل میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ورسل مبعوث فرمائے لیکن حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سب کا مقتدا و پیشوا بنایا۔ تاج سیادت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر انور پر سجایا یوں ہی ان انبیاء ورسل کے امتیوں کو سرفراز فرمایا اور انبیاء ورسل کے امتیوں کو بہت بلند درجات سے نوازا لیکن اس خیر الامم کے جانثار اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مقام ومرتبہ ہر نبی کے ہر امتی سے افضل و برتر عطا فرمایا۔

تو اب غور کیجئے جس جگہ صلاۃ کی امامت کرنے والے رسولوں کے امام ہوں اس اس صلاۃ میں مقتدیوں کی صف میں خیر الامم کی سب سے افضل و برتر ہستی موجود ہو تو وہ صلاۃ کس درجہ بلند مرتبہ عظیم الشان ہوگی۔

اس سے یہ درست عیاں ہوتا ہے کہ جب بھی مسجد کی تعمیر یا افتتاح ہو تو ان لوگوں سے اس کا افتتاح کروانا چاہیئے جو تقویٰ وورع میں اور اخلاص وللّٰہیت میں فائق و برتر ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

مساجد کی تعمیر میں حسن و نفاست

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

اَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ وَالْجَرِيْدِ وَعُمُدُهُ مِنْ خَشَبِ النَّخْلِ فَلَمْ يَزِدْفِيْهِ اَبُوْبَكْرٍ شَيْئًا وَزَادَ فِيْهِ عُمَرُ وَبَنَاهُ عَلٰى بِنَائِهٖ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالْجَرِيْدِ وَاَعَادَ عُمُدَهُ وَفِيْ لَفْظٍ عُمُدَهُ خَشَبًا وَغَيَّرَهُ عُثْمَانُ فَزَادَفِيْهِ زِيَادَةً كَثِيْرَةً وَبَنٰى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوْشَةِ وَالْقَصَّةِ وَجَعَلَ عُمُدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوْشَةٍ وَسَقْفَهُ بِالسَّاجِ وَفِيْ لَفْظٍ وَسَقْفُهُ السَّاجُ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں مسجد کچی اینٹوں اور لکڑی کی

سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۵۱)	جلدا	صفحہ۱۳۳
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۵۱)	جلدا	صفحہ۱۳۳
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۳۵)	جلدا	صفحہ۱۷۱

بنی ہوئی تھی اور اسکے ستون کھجور کی لکڑی کے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس مسجد میں کچھ بھی اضافہ نہ فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں اضافہ فرمایا۔ اسے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک کی بنیادوں پر کچی اینٹوں اور لکڑی سے تعمیر کروایا اور اس کے ستون دوبارہ بنائے۔

ایک روایت میں اس مسجد کے ستون دوبارہ لکڑی کے بنائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں تبدیلی کی اور اس میں بہت زیادہ اضافہ فرمایا اور اس کی دیواریں منقوش پتھروں اور چونے کی بنائیں اور اسکے ستون منقوش پتھروں کے بنائے اور اسکی چھت ساگوان کی لکڑی کی بنائی۔

اور ایک روایت میں ساگوان کو اس کی چھت بنایا۔

امام ابوداود فرماتے ہیں: اَلْقَصَّةُ کا معنی چونا ہے۔

-☆-

اللہ والے ہر دور میں تعمیر مسجد میں خصوصی دلچسپی لیتے رہے ہیں اور اسکے حسن ونفاست کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد شریف تعمیر فرمائی وہ مسجد سادگی کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ کچی اینٹیں اور لکڑی استعمال کی گئی اور اسکے ستون بھی کھجور کی لکڑی کے تھے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری دور مبارک سے بالکل متصل اور بڑا اہم تھا جس میں ملت اسلامیہ کی ہچکولے

کھاتی ہوئی ناؤ کو سنبھالنا تھا۔ جانشینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی اولوالعزمی اور پامردی کے ساتھ امت کی کشتی کو سنبھالا۔ اندرونی اور بیرونی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ایک ایک فتنہ کو ابدی نیند سلا دیا یہ دور مبارک بڑا پُر بہار، اہم ہونے کے ساتھ مختصر تھا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے سوا دو سال بعد اس دنیا کو خیر باد کہہ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں آرام فرما ہوئے۔ اس مختصر اور مبارک دور میں مسجد نبوی میں کسی قسم کی تبدیلی عمل میں نہ آئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں اس مسجد کی طرف بھی توجہ دی گئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنیادوں پر ہی اس کی دوبارہ تعمیر کی گئی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عہد ہمایوں خیرات و برکات سے لبریز تھا۔ حضرت فاروق اعظم کے دور فتوحات کا ثمر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنھم کے عہد مبارک میں بطریق احسن ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اس دور کو خوشحالی کا دور بنا دیا جہاں ظاھری طور پر بھی مسلمانوں کے پاس مال و متاع آ گیا۔ اس دور مبارک میں، دورِ امن و سکون میں مسجد بنوی کی طرف خصوصی توجہ دی گئی۔ جگہ کی قلت کے پیش نظر اس میں وسعت کر دی گئی اور اسکی تعمیر میں، مسجد کی دیواروں میں پتھر استعمال کیا گیا وہ پتھر عام پتھر نہ تھا بلکہ نقش و نگار والا پتھر تھا اور چونا بھی استعمال کیا گیا۔ لکڑی کے ستونوں کی جگہ منقوش پتھروں کے ستون بنائے گئے اور چھت پر کھجور کی شاخوں کی بجائے ساگوان کی لکڑی استعمال کی گئی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے عمل سے ملت اسلامیہ کو ایک سبق دیا کہ اپنے دور کے مطابق مساجد میں نقش و نگار والے پتھر استعمال کرو اور اعلیٰ سے اعلیٰ لکڑی استعمال کرو۔

یہ خلیفہ راشد رضی اللہ عنھم کا عمل مبارک ہے اور خلیفہ راشد کا عمل اس امت کے لئے حجت ہے اور اس پر عمل باعث اجر و ثواب ہے۔

حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عُضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.

تم پر میری اور میرے خلفاءِ راشدین مھدیین کی سنت لازم ہے اسے مضبوطی سے تھامے رکھو۔

عارف باللہ حضرت خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنھم کی تعلیمات پر زندگی بھر عمل کیا اور انکے غلاموں کو بایں الفاظ تلقین فرمائی:

مسجدیں اللہ کا گھر ہیں اور اللہ کے گھر اپنے گھروں سے اچھے ہونے چاہییں۔

سبحان اللہ!

یہ کتنی جامع تعلیم ہے۔ قیامت تک آنے والے، درد دل رکھنے والے اور مساجد سے پیار کرنے والے کیلئے ایک روشنی کا مینار ہے۔ اپنا گھر جیسا بناؤ جس طرح چاہو مضبوط اور خوبصورت بناؤ۔ لیکن جب مسجد بنانے لگو تو دیکھ لو مسجد اپنے گھر سے مضبوط ہونی چاہیئے۔ مسجد اپنے گھر سے خوبصورت ہونی چاہیئے۔ مسجد میں وضو و طہارت کی سہولت اپنے گھر سے زیادہ ہونی چاہیئے۔ اپنے گھروں میں اگر اچھی لکڑی استعمال ہوئی ہے تو مساجد میں اس سے بہتر لکڑی استعمال ہونی چاہیئے۔ اپنے گھروں میں پتھر استعمال کیا ہے تو مساجد میں اس سے بہتر پتھر استعمال ہونا چاہیئے۔

مساجد طیب وطاہر

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ أنْ تُتَّخَذَ الْمَسَاجِدُ فِي الدُّوْرِ، وَأَنْ تُطَهَّرَ وَتُطَيَّبَ.

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا
گھروں میں (قبائل میں) مساجد بنائی جائیں اور انہیں طیب وطاہر رکھا جائے۔

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۵۹)	جلد ۱	صفحہ ۴۱۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۲۱)	جلد ۱	صفحہ ۲۳۴
قال الالبانی:	صحیح		
الترمذی	رقم الحدیث (۵۹۴)	جلد ۲	صفحہ ۴۸۹
الترمذی	رقم الحدیث (۵۹۶)	جلد ۲	صفحہ ۴۹۰
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۰۰۶۰)	جلد ۱۵	صفحہ ۱۴۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
البیہقی	رقم الحدیث (۴۳۰۸)	جلد ۲	صفحہ ۶۱۷

''الدور'' سے مراد ''قبائل'' ہیں۔

ملاحظہ ہوں سنن الترمذی کے الفاظ

قَالَ سُفْيَانُ بِنَاءُ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ يَعنِي الْقَبَائِلَ.[1]

حضرت سفیان فرماتے ہیں

اس حدیث پاک میں ''الدور'' میں مساجد بنانے کا حکم ہے تو یہاں ''الدور'' سے مراد القبائل ہیں۔

ہر قبیلہ میں مسجد ہونی چاہیئے جہاں لوگ آسانی سے صلاۃ ادا کرسکیں اور اللہ کے ذکر سے اپنے قلوب واذھان کو معطر کرسکیں۔ اس دور میں کالونیاں اور محلے بن رہے ہیں آبادی بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے نئے نئے گاؤں وجود میں آرہے ہیں نئے نئے شہر بن رہے ہیں تو جہاں بھی آبادی ہو چند گھر ہوں وہاں مسجد تعمیر ہونی چاہیئے۔

سنن ابی داؤد کے الفاظ ملاحظہ ہوں

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ وَاَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ.

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۵۵)	جلد۱	صفحہ۱۷۸
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۵۵)	جلد۱	صفحہ۱۳۵
قال الالبانی:	صحیح		

(۱) الترمذی (۵۹۶) ۲/۴۹۰

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ گھروں میں مساجد تعمیر کی جائیں اور انہیں پاک وصاف رکھا جائے۔

-☆-

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۵۸)	جلد ۱	صفحہ ۴۱۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۲۰)	جلد ۱	صفحہ ۲۳۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۵۹۴)	جلد ۲	صفحہ ۱۰۴
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۵۹۴)	جلد ۱	صفحہ ۳۲۷
قال الالبانی:	صحیح		

اس روایت کے الفاظ اس طرح بھی ہیں

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِالْمَسَاجِدِ اَنْ تُبْنٰى فِي الدُّوْرِ وَاَنْ تُطَهَّرَ وَتُطَيَّبَ.

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ اپنے اپنے قبائل میں مساجد تعمیر کی جائیں اور انہیں طیب وطاہر رکھا جائے۔

-☆-

اسلام طہارت ونظافت کا درس دیتا ہے اسکی تعلیمات میں نظافت وطہارت کو بڑی اہمیت ہے یہ طیب وطاہر اور نظیف لوگوں کا دین ہے اور طہارت ونظافت اس دین کا طرہ امتیاز ہے۔

مشکوٰۃ المصابیح	رقم الحدیث (۷۱۷)	جلد ا	صفحہ ۲۲۳
قال الالبانی:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط الشیخین		
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۵۰۵)	جلد ا	صفحہ ۲۸۷
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۵۸)	جلد ا	صفحہ ۴۱۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۲۰)	جلد ا	صفحہ ۲۳۴
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۲۹۴)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۰
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
موارد الظمان	رقم الحدیث (۳۰۶)		صفحہ ۹۸

جہاں اللہ کی بندگی ہو اللہ وحدہٗ لاشریک کے حضور سر جھکا کر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کا سعادت سے لبریز کلمہ ادا کرنا ہو اور جہاں بیٹھ کر زبان قلب وقالب سے اس کا ذکر کرنا ہو اس جگہ کا پاک وصاف ہونا اشد ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کا دین اس کو پاک رکھنے کا حکم بھی دیتا ہے۔

جگہ پاک وصاف ہو تو انسانی طبعیت خود بخود اس کی جانب مائل ہوتی ہے نظافت نکھار اور دلکشی کا سبب بنتی ہے تو جب اللہ تعالیٰ کا گھر مسجد پاک وصاف ہوگی تو بندہ مومن کا دل خود بخود مسجد کی طرف کھنچا چلا جائے گا اور جب دل مسجد کی طرف مائل ہوگا تو یقیناً زیادہ دیر مسجد میں بیٹھنے کو جی چاہے گا اور جو بندہ مومن جتنی دیر مسجد میں بیٹھے گا اتنا ہی اللہ کی رحمتوں سے لبریز ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ کوئی بعید نہیں جو خوش قسمت خلوصِ دل سے محبت اور چاہت سے اللہ کے گھر کو پاک وصاف رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو بھی پاک وصاف کر دے۔ یقیناً پاک وصاف دل والا عام انسانوں میں رہتا ہوا عام انسان نہیں ہوتا۔

عَنْ سَمُرَةَ اَنَّهُ كَتَبَ اِلَى ابْنِهِ : اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُنَا بِالْمَسَاجِدِ اَنْ نَصْنَعَهَا فِيْ دِيَارِنَا وَنُصْلِحَ صَنْعَتَهَا وَنُطَهِّرَهَا.

سنن ابی داؤد — رقم الحدیث (۴۵۶) — جلد۱ — صفحہ۱۷۸
صحیح سنن ابی داؤد — رقم الحدیث (۴۵۶) — جلد۱ — صفحہ۱۳۵
قال الالبانی: صحیح
مجمع الزوائد — جلد۲ — صفحہ۱۴
قال الھیثمی: رواہ احمد واسنادہ صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کولکھ کر بھیجا۔

اما بعد!

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اپنی اپنی آبادیوں میں مسجدیں تعمیر کریں اور ان تعمیر شدہ مساجد کی اصلاح کرتے رہیں اور انہیں پاک وصاف رکھیں۔

-☆-

مساجد تعمیر کر کے انہیں چھوڑ نہیں دیا جاتا بلکہ مسلسل انکی دیکھ بھال کی جاتی۔مسجد کی صفائی کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے جہاں سر بندگی جھکانا ہو جہاں اللہ سے قرب کی سعادت سے لبریز ہونا ہو اس جگہ کا نظیف ہونا اشد ضروری ہے۔

مساجد کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ یہ اسلامی شعار ہے اور اسلامی شعار کی تعظیم وتکریم تقویٰ کی اعلیٰ قسم ہے۔

مساجد کی اصلاح سے مراد مساجد کے ظاہری حسن ودلکشی کو برقرار رکھا جائے۔وقت کے ساتھ ساتھ وقت کے تقاضوں کے مطابق اس پر توجہ دی جائے۔جب بھی کوئی نمازی نماز ادا کرنے کیلئے اللہ کے گھر میں آئے تو اس کے دل کے ساتھ اس کی نظر کو بھی سکون ملے وہاں پر اس چیز کا اہتمام ہو جس کے سبب اس کی عبادت و بندگی میں دلجمعی پیدا ہو اور اس کا اللہ کے گھر بیٹھے رہنے کو جی چاہے۔

مسجد میں داخل ہوتے اور
مسجد سے نکلتے وقت دعاء

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ أَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیُسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِیَقُلِ اللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۶۵)	جلد۱	صفحہ۱۸۰
صحیح ابی داود	رقم الحدیث (۴۶۵)	جلد۱	صفحہ۱۳۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۷۲)	جلد۱	صفحہ۴۲۰
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۳۳)	جلد۱	صفحہ۲۳۷
قال الالبانی:	صحیح		

جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہوتو (پہلے) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجے پھر (اس کے بعد) کہے

اللّٰھُمّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ .

اے اللہ! میرے لیئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے

اور جب مسجد سے نکلے تو کہے

اللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ.

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل وکرم کا سوالی ہوں۔

-☆-

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

إِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَااَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً.

بے شک اللہ اور اسکے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کرو تو خوب سلام عرض کرو۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کا حکم دیا

۱۔ درود شریف ۲۔ سلام مبارک

اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجنے کے حکم کو مفعول مطلق، تسلیماً ذکر کر کے مؤکد کر دیا یہ تاکید اس لیئے کہ ہم اہل ایمان درود شریف تو بہت پڑھتے ہیں سلام کو اکثر نظر انداز کر جاتے ہیں۔

اس حدیث پاک میں مسجد داخل ہوتے سلام کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ ایک مسلم روزانہ کئی مرتبہ مسجد جاتا ہے تو کم از کم ہر مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر سلام بھیج کر اس حکم خداوندی پر عمل کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو درود شریف کے ساتھ کثرت سے سلام بھیجنے کی سعادت بھی ارزانی فرمائے۔

یاد رہے درود شریف کے متعدد صیغے ہیں جس صیغے سے بھی درود شریف بھیجا جائے بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقبول ومنظور ہے۔ ہاں سلام میں اصل صیغہ خطاب ہے ۔ آج بھی ہم جب ایک دوسرے کو سلام کہتے ہیں تو صیغہ خطاب ''اسلام علیکم'' استعمال کیا جاتا ہے۔ اب بارگاہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جب بھی مسجد میں داخل ہوتے سلام عرض کیا جائے تو صیغہ خطاب استعمال کیا جائے اور بایں الفاظ نہایت ادب سے سلام کیا جائے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ!

اس رمز کو بے جان درخت اور پتھر ہم سے زیادہ سمجھتے تھے۔

حدیث پاک ملاحظہ ہو

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بِمَکَّۃَ فَخَرَجْنَا مَعَہٗ فِیْ بَعْضِ نَوَاحِیْھَا فَمَرَرْنَا بَیْنَ الْجِبَالِ وَالشَّجَرِ فَلَمْ نَمُرَّ بِشَجَرٍ وَلَا جَبَلٍ اِلَّا قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ.

سنن الدارمی — رقم الحدیث (۲۲) — جلد۱ — صفحہ ۲۸۷
قال ابو عاصم نبیل العمری: صحیح بالشواھد
دلائل النبوۃ للبیہقی — جلد۲ — صفحہ ۱۵۳

ترجمة الحديث:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہم مکہ مکرمہ کے بعض نواحی میں گئے ہم پہاڑوں اور درختوں کے درمیان سے گزرے ہم جس بھی درخت اور پہاڑ سے گزرتے وہ کہتا

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰه!

آج ہمیں بھی چاہیئے کہ جب مسجد میں داخل ہوں تو سب سے پہلے

"اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰه!

کہیں اور پھر درج بالا دعا مانگیں۔

شریعت اسلامیہ میں سلام کہنا سنت ہے لیکن سلام کا جواب دینا واجب ہے۔اب کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر سلام عرض کریں اور وہ جواب نہ دیں۔

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاڈلے امتی! مسجد داخل ہوتے ہوئے نہایت ادب سے اور محبت و پیار سے سلام عرض کر لے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام کا جواب دیں تو ہوسکتا ہے کہ وہ جواب تو اپنے کانوں سے سن لے اور جس دن یہ کرم ہو گیا تیرے مقدر کا ستارہ اوج ثریا سے بلند ہوگا۔

سنیے! سنیے! عارف باللہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک دن میں نے پکارا یارسول اللہ!

آواز آئی لبیک (اے میرے غلام میں موجود ہوں)[1]

---

(۱) تذکرہ مشائخ نقشبندیہ از نور بخش توکلی صفحہ (۳۲۷)

اے ایمان والے! ان بزرگوں کی نسبت سے اپنا سینہ معمور کرلے پھر تو بھی کسی مسجد میں داخل ہوتے ہوئے السلام علیک یارسول اللہ! کہے گا رتو اپنے کانوں سے حضور نبی کریم فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب سن لے گا۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ:

اے اللہ! میرے لیئے اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے۔

رحمۃ کا لفظ جامع ہے۔ یہ دنیاوآخرت کی تمام نعمتوں اور دین وایمان کی تمام بہاروں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے لیکن قرآن کریم میں اکثر جگہ رحمۃ سے اُخروی انعامات اور دین کی ترقی مراد ہے۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت اس کا یہ معنی زیادہ مناسب ہے کہ مسجد میں دنیاوی تعلقات سے کٹ کر حاضری دی جاتی ہے اپنی آخرت سنوارنے کیلئے اور اپنے دین وایمان کو تقویت دینے کیلئے حاضر ہوا جاتا ہے۔

بندے کو یہ تلقین کی جارہی ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے پہلے تو نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر سلام کا نذرانہ پیش کردیا ہے جس سے وہ رحمتوں والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود کرم سمیت متوجہ ہو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم بھی تیری طرف مائل ہے۔ اب اللہ سے عرض کردے اے اللہ اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے۔

اللہ کی رحمت کا تو ایک دروازہ کھل جانا ہی کافی ہوا کرتا ہے لیکن جب دینے والا کریم اللہ ہے اور اسکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر سلام عرض کردیا گیا ہے تو پھر ایک دروازہ کی کشادگی نہ مانگ بلکہ تمام دروازوں کی کشادگی مانگو۔

تقویٰ وطہارت ،خوفِ الٰہی ،عفت وعصمت، سجدہ بندگی، زھد وورع ،علم وعرفان
.....الخ یہ سب کچھ اللہ کی رحمتیں ہیں تو مسجد داخل ہوتے صرف ایک رحمت پر اکتفا کیوں کیا جائے اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتوں سے اپنے دامن کو معمور کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہم سب کو اپنے در سے مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ:

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوالی ہوں۔

اکثر جگہ فضل سے مراد دنیاوی انعامات ہیں تو جب ایک مسلم مسجد سے رخصت ہورہا ہے تو اللہ ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کرے

اے اللہ! جیسے تو نے مجھے اپنی رحمتوں سے لبریز کیا ہے اب دنیا کے انعامات سے بھی محروم نہ رکھنا میری روزی میں میرے رزق میں برکت عطا کرنا اور مجھے اپنی رحمتوں کے طفیل کسی کا محتاج نہ کرنا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.

سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۷۷۳) جلد۱ صفحہ۴۲۱
قال محمود محمد محمود: الحدیث صحیح
صحیح سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۶۳۴) جلد۱ صفحہ۲۳۸
قال الالبانی: صحیح
المستدرک للحاکم جلد۱ صفحہ۲۰۷
قال الحاکم: صحیح علیٰ شرط الشیخین
التلخیص بذیل المستدرک جلد۱ صفحہ۲۰۷
قال الذھبی: علیٰ شرطھما
المصنف لابن ابی شیبہ جلد۱ صفحہ۳۳۹

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جب تم میں کوئی مسجد میں داخل ہو تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجے اور کہے

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ ۔

اے اللہ! میرے لیئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور جب مسجد سے نکلے تو (پھر)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجے اور کہے

اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ ۔

اے اللہ! مجھے شیطان سے محفوظ فرما۔

-☆-

اس حدیث پاک میں مسجد سے نکلتے وقت بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر سلام عرض کرنے کا کہا گیا ہے کیونکہ مسجد سے نکلتے وقت اب دنیاوی مشاغل میں انسان مشغول ہوگا ہوسکتا ہے کہ وہ دنیا میں اتنا منہمک ہو جائے کہ اسے دنیا کے علاوہ کچھ اور یاد نہ رہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ!

تو لازمی بات ہے کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام کا جواب دیں

گے اور جب اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادت کر کے مسجد سے نکلنے والے امتی کو اپنے سلام سے نوازیں گے تو یقیناً وہ امتی دنیاوی کاروبار میں مگن رہنے کے باوجود اپنی آخرت کو فراموش نہیں کرے گا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام اس کے دین وایمان کی نگرانی کرے گا۔

اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ:

اے اللہ! مجھے شیطان سے محفوظ رکھنا۔

شیطان انسان کا دشمن ہے اور ازلی دشمن ہے یہ کبھی بھی خیر خواہ نہیں ہوسکتا اس کا شر شرِعظیم ہوا کرتا ہے۔ یہ انسان کی نعمت ایمان کو ضائع کرنے میں اپنی جملہ توانائیاں صرف کر دیتا ہے اس کیلئے اللہ ذوالجلال والاکرام سے عرض کی جارہی ہے

اے اللہ! میں نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کا تحفہ بھیجا ہے اس سلام کے صدقے مجھے شیطان کے شر سے محفوظ رکھنا۔

جس خوش نصیب کا حامی وناصر اللہ تعالیٰ ہو وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہا کرتا ہے۔ اللہ ہم سب کو شیطان کے شر سے محفوظ و مامون فرمائے۔

آمین ببرکتہ سید الانبیاء المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

-☆-

عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ لَقِيْتُ عُقْبَةَ بْنَ مُسْلِمٍ فَقُلْتُ لَهُ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ حَدَّثْتَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ اِذَادَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.

قَالَ اَقَطُّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاِذَا قَالَ ذَالِكَ قَالَ الشَّيْطَانُ حُفِظَ مِنِّيْ سَائِرَ الْيَوْمِ.

ترجمة الحديث:

حضرت حیوہ بن شُرَیح نے بیان فرمایا

میں حضرت عقبہ بن مسلم سے ملاتو ان سے عرض کی

مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنھما کی وہ حدیث پاک بیان کرتے ہیں جو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان فرمائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو کہتے:

سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۶۶)	جلد ا	صفحہ ۱۸۰
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۶۶)	جلد ا	صفحہ ۱۳۶
قال الالبانی:	صحیح		

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْهِهِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔

میں اللہ العظیم کی حفاظت و پناہ میں آتا ہوں اور اس کے وجہِ کریم اور سلطانِ قدیم کی پناہ وحفاظت میں آتا ہوں شیطان مردود کے شر سے بچتے ہوئے۔

تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما نے فرمایا بس یہی پوچھنا تھا۔

میں نے عرض کی ہاں! تو آپ نے فرمایا (جو مسجد داخل ہوتے ان الفاظ سے دعا مانگتا ہے تو) شیطان کہتا ہے یہ پورے دن کیلئے مجھ سے محفوظ ہو گیا۔

-☆-

مسجد داخل ہوتے وقت یہ دعا کتنی پیاری دعا ہے۔ اس دعا کو مانگنے والا اللہ العظیم کی رحمتوں سے یوں مالا مال ہوتا ہے کہ انسان کا ازلی دشمن شیطان بھی پکار اٹھتا ہے کہ یہ پورے دن کیلئے مجھ سے محفوظ ہو گیا۔ شیطان ہی انسان کو وسوسہ اندازی کر کے اور ورغلا کر اللہ کی نافرمانی کی طرف لے جاتا ہے اور انسان کو معصیتوں کی دلدل میں پھنسا دیتا ہے پھنسے ہوئے انسان پر پھر شیطان اپنا کاری وار استعمال کرتا ہے جس سے رفتہ رفتہ اس کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے پھر وہ شیطان کیلئے تر نوالہ بن جاتا ہے تو جو بندہ مومن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مطہرہ پر عمل کرتے ہوئے یہ دعا مسجد جاتے وقت پڑھ لے تو وہ 24 گھنٹے کیلئے شیطان کے شر و فساد سے محفوظ ہو گیا اور جو بندہ مومن اس کو معمول بنا لے ہر صلاۃ ادا کرتے وقت مسجد جاتے ہوئے یہ دعا مانگ لے تو وہ ہمیشہ کیلئے شیطان کے شر سے محفوظ ہو گیا اور جو شیطان کے شر سے محفوظ ہو گیا وہ یقیناً اپنا ایمان بچا گیا اور پھر ایمان کے ساتھ کثیر تعداد میں نیکیاں بھی لے گیا جو بندہ مومن اس عالم میں دنیا سے رخصت ہوتا ہے کہ ایمان بھی سلامت اور عمل صالح کی بھی کافی

مقدار ہوتو یقیناً وہ نجات پانے والا اور اللہ کی رحمتوں وکرم نوازیوں سے شادکام ہونے والا ہے
اوراسکی قبرواسکا حشر قابل رشک ہے۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت
پہلے دایاں پاؤں

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَااسْتَطَاعَ فِيْ شَأْنِهِ كُلِّهِ فِيْ طُهُوْرِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں تک ہوسکتا اپنے تمام امور کو دائیں طرف سے شروع کرتے۔ اپنے وضو کو، اپنی کنگھی کرنے کو اور اپنا جوتا پہننے کو۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جملہ امور کو سرانجام دیتے تو انکی ابتداء دائیں طرف سے کرتے مثلاً اگر وضو کرتے تو اعضاء وضو میں پہلے دایاں عضو دھوتے یعنی پہلے دایاں ہاتھ دھوتے پھر بایاں اسی طرح پہلے دایاں پاؤں دھوتے پھر بایاں اسی طرح جب آپ کنگھی کرتے تو پہلے دائیں طرف سے کرتے یعنی اگر سرانور میں کنگھا استعمال کرتے تو پہلے سر کی

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۱۶)	جلد۱	صفحہ ۱۶۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۸)	جلد۱	صفحہ ۲۸۶

دائیں جانب استعمال کرتے پھر سر کی بائیں جانب اسی طرح جب جوتا پہنتے تو پہلے دایاں پاؤں پہنتے پھر بایاں پاؤں پہنتے۔

درج بالا حدیث پاک میں مسجد میں داخل ہونے کا صراحتاً ذکر نہیں ہے لیکن حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پاک کو باب التیمن فی دخول المسجد وغیرہ میں ذکر کر کے یہ بات واضح کی ہے کہ اگر چہ صراحۃ مسجد میں داخل ہونے کا ذکر نہیں بلکہ اس حدیث پاک میں

يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَااسْتَطَاعَ فِيْ شَأْنِهٖ كُلِّهٖ

تو اس میں مسجد میں داخلہ بطریق اولیٰ آ گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل مبارک اس پر روشن دلیل ہے کیونکہ یہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقتداءِ آثار النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک خصوصی شان رکھتے ہیں:

كَانَ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَبْدَأُبِرِجْلِهِ الْيُمْنٰى، فَإِذَا خَرَجَ بَدَأَبِرِجْلِهِ الْيُسْرٰى.[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب مسجد میں داخل ہوتے تو پہلے دایاں پاؤں داخل کرتے اور جب مسجد سے باہر نکلتے تو پہلے بایاں پاؤں نکالتے۔

-☆-

(۱) صحیح البخاری، باب التیمن فی دخول المسجد ۱/۱۶۴

تحیۃ المسجد

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ:
اِذَاجَاءَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیُصَلِّ سَجْدَتَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَجْلِسَ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوقتادۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل (تحیۃ المسجد) ادا کرے۔

-☆-

سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۶۷)	جلد ۱	صفحہ ۱۸۰
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۶۷)	جلد ۱	صفحہ ۱۳۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۱۶)	جلد ۲	صفحہ ۱۲۹
قال الترمذی:	حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۱۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۸۸ (فلیصل: فلیر)
قال الالبانی:	صحیح		

مسجد اللہ کا گھر ہے اور بیت اللہ میں جو داخل ہوا سے گھر کے مالک کے قریب ہونا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا اس کی رحمتوں اور کرم نوازیوں سے مالا مال ہوتا ہے اس کا دامن اس کی عنایات سے خالی نہیں ہوتا۔

قرب الٰہی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ اس کے حضور سر بندگی جھکانا ہے اور جو مومن مسجد میں داخل ہوتے ہی تحیۃ المسجد ادا کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی دولت سے سرفراز کیا جاتا ہے۔

احب البلاد

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا.

ترجمة الحديث:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترجگہ مساجد ہیں اور مبغوض ترجگہ اسواق ہیں۔

-☆-

صحیح مسلم رقم الحدیث (۶۷۱)
المستدرک للحاکم جلد۲ صفحہ۱۱۸
تلخیص المستدرک للذھبی جلد۲ صفحہ۸
جلد۲ صفحہ۸

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ الْبُلْدَان اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ وَاَىُّ الْبُلْدَان اَبْغَضُ اِلَى اللّٰهِ؟

قَالَ: لاَ اَدْرِیْ حَتّٰى اَسْاَلَ جِبْرِيْلَ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ

فَاَخْبَرَهٗ اَنَّ اَحْسَنَ الْبِقَاعِ اِلَى اللّٰهِ الْمَسَاجِدُ وَاَبْغَضَ الْبِقَاعِ اِلَى اللّٰهِ الْاَسْوَاقُ.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۶۸۹)	جلد۱۳	صفحہ۱۴۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
المستدرک		جلدا	صفحہ۹۰
المستدرک		جلد۲	صفحہ۷
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح		
المستدرک		جلد۲	صفحہ۸
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۴۹۸۴)	جلد۳	صفحہ۹۲
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۳۳۳۲)	جلد۷	صفحہ۸۱
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۶۷۱)	جلد۲	صفحہ۱۱۸
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۲۹۳)	جلد۲	صفحہ۲۶۹
قال الھیثمی مجمع الزوائد		جلد۴	صفحہ۷۹

ترجمۃ الحدیث:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
ایک آدمی نے عرض کی
یارسول اللہ! اللہ کے ہاں کونسی جگہ سب سے محبوب ہے اور اللہ کے ہاں کونسی جگہ سب سے مبغوض ہے؟
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
جبریل امین حاضر خدمت ہوئے اور انہیں اللہ کا ارشاد پہنچایا
اللہ کے ہاں سب سے حسین جگہ مسجدیں ہیں اور اللہ کے ہاں سب سے ناپسندیدہ جگہ بازار ہیں۔

-☆-

روئے زمین کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے، اللہ تعالیٰ نے ہی بلا شرکت غیرے اس زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے مخلوق ہونے میں تو سب زمین برابر ہے لیکن ان میں سے وہ حصہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے جس حصہ میں اسکی بندگی کی جائے اس کی اطاعت و فرمانبرداری ہو۔

اَحَبُّ الْبِلَادِ:

مساجد اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں بلکہ احب البلاد ہیں کیونکہ ان مساجد سے پانچوں وقت اس کی عظمت و کبریائی کا اعلان ہوتا ہے اس خالق و مالک کے حضور سر بندگی جھکانے کا اہتمام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے اجتماعی طور پر اس کے حضور سجدہ ریز ہوکر سبحان ربی اللہ الاعلیٰ کا ورد کرتے ہیں۔

مساجد وہ پاکیزہ جگہیں ہیں جہاں ذکر الٰہی کی محافل برپا کی جاتی ہیں۔ مے توحید سے سرشار جام معرفت پینے والوں کو یہیں سکون واطمینان ملتا ہے۔ ملائکہ (فرشتے) مساجد میں باقاعدہ حاضری دیتے ہیں۔ مساجد کے گوشوں میں ہی تلاوت قران کریم کی جاتی ہے۔ درس قران وحدیث مساجد میں دیے جاتے ہیں ان ہی وجوہات کی بنا پر مساجد کو احب البلاد الی اللہ کہا گیا ہے۔

اَبغَضُ البِلادِ:

جو جگہ ذکر الٰہی سے خالی ہو بلکہ اس جگہ علانیہ اللہ الواحد کی نافرمانی کی جائے احکام الٰہیہ کو نظرانداز کیا جائے وہ جگہ یقیناً مبغوض ہے۔

بازار اور منڈی میں کاروبار ہوتا ہے مال تجارت بیچا اور خریدا جاتا ہے۔ عموماً مال کی خرید وفروخت میں بے احتیاطی برتی جاتی ہے سچی بات بتانے سے گریز کیا جاتا ہے بات بات پر جھوٹی قسمیں کھائی جاتی ہیں گویا انسان آخرت کو بھول چکا ہے اور ذکر الٰہی کو فراموش کر چکا ہے تو ایسی جگہ شیطان کی رزم گاہ ہوا کرتی ہے اور جس جگہ شیطان کی دلچسپی ہو اور اسے خوش کرنے کے حربے استعمال ہوتے ہوں تو وہ جگہ اللہ تعالیٰ کو کیسے پسند ہوگی بلکہ اس جگہ کو ابغض البلاد الی اللہ قرار دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی نظر رحمت سے بعض احباب اس درجہ پاک باطن ہوا کرتے ہیں کہ بازار کی ظلمت بھی ان کے باطن کو مکدر نہیں کر سکتی بلکہ بازار ومنڈی میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں یہ ہنگامہ دنیا ایک لمحہ کیلئے بھی ان سے اللہ کی یاد کو محو نہیں کر سکتا۔ جو بازار میں بھی اللہ کو یاد رکھے غفلت کی جگہ میں اپنے پروردگار

کا ذکر کرے یقیناً اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرماتا ہے اور اس کے اجر وثواب میں بہت زیادہ اضافہ فرماتا ہے۔

ایسا خوش نصیب آدمی جب مسجد میں آتا ہوگا جو جگہ سراپا خیر و برکت ہے تو اس وقت اس کے ذکر کا عالم کیا ہوگا۔ ہاں مسجد میں اس کا دخول پھر اللہ کے گھر میں اس کی سجدہ ریزیاں اس کی تلاوت قرآن کا کیف اور ذکر الٰہی کا جوبن نرالا ہوا کرتا ہے۔

اے اہل ایمان! مسجد کو احب البلاد قرار دیکر کتنی بڑی نوید سنائی گئی ہے۔ محبوب سے محبت کرنے والا بھی محبوب ہوا کرتا ہے۔ آیئے اللہ کے گھر مساجد سے محبت کریں یقیناً اللہ تعالیٰ بھی محبت فرمائے گا۔ مساجد سے محبت و پیار کرنے والا اللہ تعالیٰ کی محبت سے محروم نہیں ہوا کرتا بلکہ اس کے انگ انگ میں محبت الٰہی یوں موجزن ہوجاتی ہے کہ پھر جب تک وہ سر بندگی جھکا نہ لے علیم وخبیر اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو نہ جائے اسے سکون وقرار نہیں ملتا۔ اس کا سکون اسکا قرار اور چین اللہ تعالیٰ کی بندگی وعبادت میں ہے۔

مساجد کی آباد کاری

سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَلْقَى اللّٰهَ غَداً مُسْلِماً فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلاَءِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَاِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدٰى وَلَعُمْرِىْ لَوْ اَنَّ كُلَّكُمْ صَلّٰى فِىْ بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلاَّ مُنَافِقٌ" مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ رَاَيْتُ الرَّجُلَ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يَدْخُلَ فِى الصَّفِّ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ فَيَعْمِدُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَيُصَلِّىْ فِيْهِ فَمَا يَخْطُوْ خُطْوَةً اِلاَّ رَفَعَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا دَرَجَةً وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً".

صحیح ابی داود	رقم الحدیث (۵۵۹)		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۷۷)	جلد ۱	صفحہ ۴۲۴
قال المحقق:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۳۸)	جلد ۱	صفحہ ۲۳۹
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جس آدمی کی یہ دلی آرزو ہو کہ وہ کل قیامت کو اللہ تعالیٰ سے ایک مسلم کی حیثیت سے ملے تو اسے چاہیئے کہ جہاں بھی ان صلوات خمس (پانچ نمازوں) کیلئے اذان دی جائے تو وہ صلاۃ میں شریک ہو کر ان کی محافظت کرے کیونکہ یہ سنن ھدی سے ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے سنن ھدی مشروع فرمائی ہیں۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! اگر تم یہ صلوات اپنے گھروں میں ادا کرو گے تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے تارک ہو گے اگر تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ترک کر دو گے تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ میں نے اپنے احباب کو دیکھا لیکن صلوات باجماعت سے پیچھے وہی رہتا تھا جس کا نفاق معلوم ہوتا تھا۔ میں نے ایسے (خوش نصیب) آدمی کو بھی دیکھا کہ جسے دو آدمیوں کے سہارے گھسیٹ کر لایا جاتا یہاں تک کہ وہ صف میں شامل ہو جاتا۔

جو بھی آدمی وضو کرے، اچھی طرح وضو کرے پھر وہ مسجد کی طرف قصد کرے تا کہ صلاۃ باجماعت ادا کر سکے تو جو قدم بھی وہ اٹھائے گا اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک درجہ بلند کرے گا اور ایک گناہ مٹائے گا۔

-☆-

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں۔

ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

اِقْتَدُوْا بِاللَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ اَصْحَابِیْ؛ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَاھْتَدُوْا بِھَدْیِ عَمَّارٍ وَتَمَسَّکُوْا بِعَھْدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے بعد میرے اصحاب ابوبکر وعمر کی اقتداء کرنا اور عمار کی ھدایت سے ہدایت یافتہ رہنا اور عبداللہ بن مسعود کے عہد کو مظبوطی سے پکڑے رکھنا۔

سنن الترمذی رقم الحدیث (۴۰۷۵)

صحیح سنن الترمذی رقم الحدیث (۳۸۰۵) جلد۳ صفحہ۵۵۰

قال الالبانی: صحیح

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ حُذَيْفَةَ! كُنَّا جُلُوساً عِنْدَالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّىْ لاَ اَدْرِىْ مَاقَدْرُ بَقَائِىْ فِيْكُم فَاقْتَدُوا بِاللَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِىْ وَاَشَارَ اِلَى اَبِىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَاهْتَدُوْا بِهَدْىِ عَمَّارٍ وَمَاحَدثَّكُم ابْنُ مَسْعُودٍ فَصَدِّقُوْهُ.

ترجمة الحديث:

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا

ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے تو حضور نے ارشاد فرمایا: نہ معلوم میں تمہارے درمیان کتنا عرصہ ہوں تو میرے بعد ان کی اقتداء کرنا اور حضرت ابوبکر وعمر کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور عمار کی ھدایت سے ہدایت یافتہ رہنا اور عبداللہ بن مسعود جو بھی تم سے حدیث بیان کریں اسکی تصدیق کرنا۔

-☆-

سنن الترمذی رقم الحدیث (۳۸۲۵) جلد ۵ صفحہ ۴۳۹

صحیح سنن الترمذی رقم الحدیث (۳۷۹۹) جلد ۳ صفحہ ۵۴۸

قال الالبانی: صحیح

اَلصَّحَابَۃُ کُلُّھُمْ عُدُوْل'': تمام صحابہ عادل ہیں یہ ہمارا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں تاکیداً فرمانا

تَمَسَّکُوْا بِعَھْدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ -ابن مسعود کے عہد کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور یہ بھی ارشاد گرامی کہ

وَمَا حَدَّثَکُمْ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْہُ -ابن مسعود جو بھی حدیث بیان کریں اسکی تصدیق کرنا چہ معنی دارد؟

بات واضح ہے کہ نگاہ نبوت دیکھ رہی تھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قیامت تک آنے والے مسلمانوں پر چھاپ بڑی گہری ہوگی اور مسلمانوں کی اکثریت ان کے استدلال کی گرویدہ ہوگی تو کچھ لوگوں کو یہ بات گراں گزرے گی اور ان کی ذات گرامی پر بات کرنا چاہیں گے تو میرے امتیوں کیلئے یہ واضح اور روشن ارشاد موجود ہو کہ عبداللہ بن مسعود جو کہ دیں حق و سچ وہی ہے۔

مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَلْقَی اللّٰہَ غَداً مُسْلِماً:

کس کی یہ دلی تمنا اور خوشی نہیں کہ کل قیامت کو اس کی ملاقات اللہ تعالیٰ سے ہو اور پھر وہ ملاقات اس عالم میں ہو کہ یہ بندہ سراپا تسلیم و رضا ہو اسکے انگ انگ سے فرمانبرداری کے سوتے پھوٹ رہے ہوں۔

اس تمنا کے پورا ہونے کیلئے شرط یہ ہے کہ

صلوات خمس (پانچ نمازوں) پر محافظت و مداومت ہو۔ جہاں بھی اذان کی آواز آئے

مسجد شریف کا رخ کر کے اللہ ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ میں اجتماعی طور پر سربسجود ہوا جائے اور دل کی گہرائیوں سے سبحان ربی اللہ الاعلیٰ کا ورد کیا جائے۔ یہ سنن ھدی ہے یہی ہدایت کے طریقے ہیں اور یہی راہِ جنت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی زندگی کی قسم کھاتے ہیں۔ کون عبداللہ؟ جنکی زندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اتباع میں گزری جنکی حیات مکہ مکرمہ میں ہو یا مدینہ منورہ جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نظارے کرتے اور آپکی اقتداء واتباع کرتے گزری اور جنکے سانسوں کا اتار چڑھاؤ وصال مصطفیٰ کے بعد بھی رشد وارشاد میں مخلوق خدا کو راہِ حق بتانے میں اور احیاء سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گذرا۔ ایسے نصیبوں والے کی زندگی اس قابل ہے کہ اسکی قسم کھائی جائے۔

لَوتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ:

صلاۃ باجماعت ادا کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتِ مبارکہ ہے اور اس سنتِ مطہرہ کی پیروی ہر ایک مسلم پر لازم ہے اگر اس سنت کو چھوڑ کر گھر میں صلاۃ ادا کی جائے تو تارکین سنت کے مکروہ گروہ میں نام آتا ہے اور سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترک کرنا گمراہی وضلالت ہے۔ تارک سنت ایسا گروہ ہے کہ اس کا نام صرف گمراہوں میں ہی نہیں بلکہ علانیہ منافقین کے زمرہ میں آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو منافقت جیسی کریہہ بیماری سے نجات عطا فرمائے اور اسلام اور سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا والا وشیدا بنائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو صلاۃ الجماعت سے کس

درجہ محبت تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سنت مبارکہ کو کس درجہ اہمیت دیتے تھے کہ اگر ان میں سے کسی کو بیماری لاحق ہوتی، عمر بھی جوانی کی حدود پھلانگ گئی، بڑھاپے نے قویٰ مضمحل کر دیئے اب چلنے پھرنے سے بھی معذوری نظر آتی ہے لیکن جیسے ہی مؤذن کی آواز کانوں سے ٹکراتی ہے دو آدمیوں کا سہارا لے کر گھسیٹتے قدموں سے مسجد کا رخ کرتے ہیں اور سر بندگی جھکا کر ہی دل کو سکون واطمینان بخشتے ہیں۔

مَامِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيَعْمِدُ اِلَى الْمَسْجِدِ:

جو آدمی وضو کرتا ہے اور خوش دلی سے وضو کرتا ہے اور کامل ومکمل وضو کرتا ہے پھر وہ اللہ کے گھر، مسجد کا رخ کرتا ہے تا کہ وہاں صلاۃ الجماعت میں شریک ہو سکے اپنے مسلم بھائیوں کے ہمراہ اللہ کی عبادت کا لطف لے سکے اور بندگی کے شرف سے مشرف ہو سکے تو یہ مت سمجھیئے کہ وہ خالی جارہا ہے نہیں نہیں بلکہ وہ رحمت الٰہیہ کی معیت میں جارہا ہے اللہ کی کرم نوازیوں سے مالا مال ہو کر جارہا ہے۔

بظاہر تو اس کے قدم عام انسانوں کی طرح اٹھ رہے ہیں لیکن حقیقت میں اس کا ہر قدم اس کا درجہ بلند کر رہا ہے اور اسکے گناہ کو مٹا رہا ہے۔

دو آدمی گھر سے نکلتے ہیں اور مسجد کے دروازے تک آتے ہیں۔ ایک دروازے سے داخل ہو کر مسجد میں چلا جاتا ہے اور اللہ کی بندگی کرتا ہے دوسرا دروازے سے مڑ کر کسی اور جانب رخ کرتا ہے۔ ایسے دونوں افراد کے بظاہر قدم ایک جیسے اٹھے اور ایک جیسا فاصلہ طے کیا لیکن حقیقت میں صلاۃ کی غرض سے مسجد میں داخل ہونے والا جنت کے بہت سے درجات طے کر گیا اور اپنے اعمال نامہ سے بہت سے گناہوں کو مٹا گیا ہے۔

وصف ایمان سے متصف

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا رَأَیْتُمُ الرَّجُلَ یَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْھَدُوا لَہٗ بِالْاِیْمَان قَالَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ : اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ ۔[1]

المستدرک		جلدا	صفحہ۲۱۲
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث(۱۵۰۲)	جلد۲	صفحہ۳۷۹
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۱۵۹۳)	جلد۱۰	صفحہ۲۱۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
المستدرک	رقم الحدیث(۸۰۱)	جلدا	صفحہ۳۶۷
قال المحقق:	اَن ابن معین کان یصحح روایتہ ھذہ۔		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۴۸۷)	جلدا	صفحہ۲۹۵
قال المحقق:	حسن		

(۱)التوبۃ/۱۸

ترجمة الحديث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جب تم دیکھو کسی آدمی کو کہ وہ مسجدوں میں آنے جانے کا عادی ہے تو اس کے ایمان کی گواہی دے دو۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے

مسجدوں کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں۔

-☆-

انسان کچھ کام اپنی طبیعت پر جبر کر کے کیا کرتا ہے ایسے کام کرنے کو طبیعت مائل نہیں ہوتی لیکن کچھ کام انسان خوش دلی سے کیا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کی طبیعت کا جزو بن جاتے ہیں جب کوئی کام طبیعت کا جزو بن جائے تو اسے کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی بلکہ ایسے کام خود بخود سرانجام پا جاتے ہیں۔ انسان نہ بھی چاہے پھر بھی ہو جایا کرتے ہیں۔

وہ آدمی بڑا خوش قسمت ہے کہ مساجد میں آنا جانا جس کی طبیعت کا لازمہ بن جائے وہ خوش دلی سے صلاۃ کی ادائیگی کیلئے مساجد کا چکر لگائے اگر مسجدوں کی طرف نہ بھی آنا چاہے تو اپنی طبیعت کے ہاتھوں مجبور ہو کر آ جائے اور صلاۃ کی ادائیگی سے لطف اندوز ہو۔

ایسے سعادت مند کیلئے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيْمَان

اس کے ایمان کی گواہی دے دو۔

جس کے ایمان وایقان کی ایک آدمی ہی گواہی دے دے وہ بھی محروم نہیں رہتا تو جس کے ایمان کی گواہی دینے کیلئے اھل ایمان کا جم غفیر ہو اس کے ایمان کی بہاروں کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

بڑے ہی سعادت مند ہیں وہ جو مساجد سے دلی لگاؤ رکھتے ہیں۔

بڑے ہی خوش بخت ہیں وہ جو روزانہ مساجد کا چکر لگاتے رہتے ہیں۔

بڑی سعید روحیں ہیں وہ جن کا مساجد آنا جانا طبیعت کا جزو بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہر اھل ایمان کو مساجد سے قلبی لگاؤ عطا فرمائے اور انہیں توفیق دے کہ ان کے قدم بے ساختہ مساجد کی طرف اٹھتے رہیں۔

حالت صلاۃ میں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ اَحَدُكُمْ فِیْ صَلَاةٍ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ لَا یَمْنَعُهُ اَنْ یَنْقَلِبَ اِلٰی اَهْلِهٖ اِلَّا الصَّلَاةُ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جس کسی کو صلاۃ کی ادائیگی مسجد میں روکے رکھے وہ اللہ کے ہاں حالت صلاۃ میں ہی ہے۔ اسے صلاۃ کی ادائیگی ہی اپنے اھل خانہ کی طرف لوٹنے سے روک رہی ہے۔

بندہ جب صلاۃ ادا کرتا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں غوطہ زن ہے اور اللہ تعالیٰ کے انوار سے منور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں صلاۃ ادا کرتے وقت ہوتی ہیں اور بندہ قرب الٰہی کی منزلیں طے کرتا چلا جاتا ہے۔

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۷۰)	جلد۱	صفحہ۱۸۱
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۷۰)	جلد۱	صفحہ۱۳۸
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۶۴۹)	جلد۲	صفحہ۱۱۳

ایک صلاۃ ادا کرنے کے بعد دوسری صلاۃ کے انتظار میں جو آدمی مسجد میں بیٹھا ہے اسے بیکار مت سمجھیئے اور کبھی یہ خیال نہ کیجئے کہ یہ اپنا وقت ضائع کر رہا ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درج بالا ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صلاۃ کا انتظار کرتے ہوئے صلاۃ میں ہی ہے جو انوار صلاۃ ادا کرنے والے کو ملتے ہیں وہی انوار اسے بھی ملتے ہیں جو صلاۃ کے انتظار میں بیٹھا ہے ایک صلاۃ ادا کرنے کے بعد وہ گھر نہیں گیا بلکہ دوسری صلاۃ کے انتظار میں ہے تو اسے جو قرب الٰہی صلاۃ ادا کرتے نصیب ہو رہا تھا وہ منقطع نہیں ہوا بلکہ وہ جب تک مسجد میں بیٹھا ہے مسلسل قرب الٰہی کی منزلیں طے کر رہا ہے۔

صلاۃ میں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ : اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُکُمْ فِیْ بَیْتِهٖ ثُمَّ اَتَی الْمَسْجِدَ کَانَ فِیْ صَلَاةٍ حَتّٰی یَرْجِعَ فَلَا یَقُلْ هٰکَذَا وَشَبَّکَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے گھر وضو کرے پھر مسجد آئے تو وہ گھر سے مسجد کی طرف نکلنے سے لیکر واپس گھر پلٹنے تک صلاۃ میں ہے اور وہ (اس سارے عرصہ میں) ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل نہ کرے۔

صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۴۴۶)	جلد ۱	صفحہ ۲۲۹
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۴۴۷)	جلد ۱	صفحہ ۲۲۹
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
المستدرک للحاکم		جلد ۱	صفحہ ۲۰۶
قال الحاکم:	صحیح علی شرط الشیخین		
التلخیص بذیل المستدرک		جلد ۱	صفحہ ۲۰۶
قال الذھبی:	علی شرطھما		

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اللہ تعالیٰ اس امت پر کس درجہ مہربان ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی بھی امتی جب گھر سے وضو کر کے مسجد جاتا ہے تو جب وہ گھر سے چلتا ہے تو وہ گویا صلاۃ میں ہے۔اللہ تعالیٰ اس کے آنے جانے کا اجر وثواب صلاۃ کا اجر وثواب لکھتا ہے۔

جب انسان صلاۃ ادا کر رہا ہوتا ہے تو اس کے کچھ آداب ہیں جن کی پاسداری ایمان کی نشانی ہے۔تو جب گھر سے وہ مسجد کی طرف چلا تو وہ صلاۃ میں ہے تو راستہ کے دوران ایسی چیزوں سے بچے جو صلاۃ کے منافی ہیں۔

یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنے سے منع فرمایا۔صرف یہی چیز ممنوع نہیں بلکہ ہر وہ کام جو انسانی عزت ووقار کے منافی ہو ادائیگی صلاۃ کے تقاضوں کو پورا نہ کرتا ہو ممنوع ہے۔

عزت ووقار سے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ:
اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَمْشُوْنَ وَعَلَیْکُمُ السَّکِیْنَةَ فَمَا اَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَافَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (٦٣٦)	جلد١	صفحہ٢٠٤
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (٧٧٥)	جلد١	صفحہ٤٢٢
قال المحقق:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (٦٣٦)	جلد١	صفحہ٢٣٨
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (٥٧٢)	جلد١	صفحہ٢١٢
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (٥٧٢)	جلد١	صفحہ١٧١
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (٣٢٧)	جلد٢	صفحہ١٤٨
صحیح مسلم	رقم الحدیث (٦٠٢)	جلد٢	صفحہ٦٧
سنن الدارمی	رقم الحدیث (١٢٨٢)	جلد١	صفحہ٣٣١
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (٧٢٢٩)	جلد٧	صفحہ٧٠
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب صلاۃ باجماعت ادا کی جارہی ہوتو تم اس میں شامل ہونے کیلئے دوڑ کر نہ آؤ بلکہ چل کر آؤ تم عزت ووقار کو لازم رکھو۔ صلاۃ کا جو حصہ تم امام کے ساتھ پالو اسے ادا کرو اور جو صلاۃ کا حصہ تم سے رہ جائے اسے بعد میں مکمل کرو۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت کا کس درجہ خیال ہے امتی نبی کی اولاد ہوتی ہے اور ایک باپ اپنی اولاد کے بارے میں کتنا فکرمند ہوتا ہے اور انہیں زندگی کی تمام منازل میں سرخرو دیکھنا چاہتا ہے۔

مسند الامام احمد　رقم الحدیث (۷۲۴۹)　جلد ۷　صفحہ ۸۷
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح
مسند الامام احمد　رقم الحدیث (۷۲۵۱)　جلد ۷　صفحہ ۸۸
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح
مسند الامام احمد　رقم الحدیث (۸۹۴۳)　جلد ۹　صفحہ ۶۰
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح
مسند الامام احمد　رقم الحدیث (۱۰۷۹۱)　جلد ۹　صفحہ ۵۸۴
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو ہر مقام پر باعزت و باوقار دیکھنا چاہتے ہیں اور حضور کی تعلیمات ہمہ گیر ہیں۔اس حدیث پاک میں کتنی عمدہ تعلیم دی ہے اور اپنے امتیوں کا کس درجہ خیال رکھا ہے کہ مسجد عبادت کیلئے آو، صلاۃ ادا کرنے کی غرض سے آو تو پھر بھی وقار وسکینت کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔اللہ کی بندگی کیلئے آنے والا جب عزت وقار سے آتا ہے تو اللہ کی رحمتیں اس کی طرف لپک لپک کر آتی ہیں اور اپنے حصار میں لے لیتی ہیں۔

مسجد میں صلاۃ با جماعت ادا ہو رہی ہو تو جب بھی کوئی مسلم بھائی صلاۃ میں شامل ہونے کیلئے آئے تو ہرگز دوڑ کر شامل نہ ہو اور نہ ایسی تیزی دکھائے جو وقار کے منافی ہو۔

آرام وسکون سے آئے جتنے حصے میں شامل ہو جائے وہ تو امام کے ساتھ ادا کرے اور جو حصہ رہ گیا ہو اسے بعد میں مکمل کرے۔

گناہوں کی مغفرت

عَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰه عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : مَنْ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ مَشٰى اِلٰى صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ فَصَلَّاهَا مَعَ الْاِمَامِ غُفِرَلَهٗ ذَنْبُهٗ.

صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۴۸۹)	جلد۲	صفحہ۳۷۳
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۸۵۲)	جلد۲	صفحہ۱۲۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۵۹)	جلد۱	صفحہ۳۶۱
قال احمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۸۳)	جلد۱	صفحہ۳۷۲
قال احمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۱۶)	جلد۱	صفحہ۳۸۵
قال احمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۳۲)	جلد۱	صفحہ۲۶۵

ترجمة الحديث:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا حضور ارشاد فرما رہے تھے: جس نے وضو کیا تو اس وضو کو مکمل کیا پھر وہ صلاۃ مکتوبہ (فرض نماز) کی ادائیگی کیلئے (مسجد کی جانب) چل دیا اور امام کے ساتھ صلاۃ ادا کر لی تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

-☆-

انسان جب اپنے گھر کی دہلیز سے باہر قدم رکھتا ہے اور کسی لمبے سفر پر روانہ ہوتا ہے تو سفر کے لوازمات سے اسے پالا پڑتا ہے گرد و غبار سے اس کے کپڑے متاثر ہوتے ہیں اور اسکے بال پراگندہ ہو جاتے ہیں چلتے چلتے ہو سکتا ہے کسی کانٹے سے پاؤں الجھ جائے کہیں پھسلن پر پاؤں پھسل جائے اور کسی نوک دار پتھر سے پاؤں زخمی ہو جائے۔

اسی طرح اس رزم گاہ حیات میں جگہ جگہ ایسی چیزیں موجود ہیں جن سے متاثر ہوئے بغیر انسان رہ نہیں سکتا۔ دنیا اپنی پوری رنگینی کے ساتھ اسکے سامنے ہے اب اس کا دامن بچا کر نکل جانا بہت مشکل ہے ہاں کچھ خوش قسمت افراد ایسے بھی ہوئے ہیں کہ وہ اس زندگی میں اپنی متاع ایمان کو صحیح سلامت لے کر نکل جاتے ہیں اور اعمال حسنہ کی عطر بیز خوشبو سے ان کی کشتِ ایمان مہک رہی ہوتی ہے لیکن اکثریت اس کو داغ دار ہونے سے محفوظ نہیں رکھ سکتی لامحالہ گناہوں کی تاریکی اس کے دل میں گھر کر جاتی ہے۔

اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گناہوں کی ظلمت سے نکل جانے کا ایک نسخہ تجویز فرمایا: انسان وضو کرے اور مسجد کا رخ کرے اور امام کے ساتھ صلاۃ ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اس کی لغزشوں کوتاہیوں اور نافرمانیوں پر قلم عفو پھیر دیتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

قَالَ: اَلاَ اَدُلُّكُمْ عَلٰی مَایَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَایَا وَیَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟

قَالُوا: بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ

قَالَ: اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَااِلَی الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلاَةِ بَعْدَ الصَّلاَةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذَالِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ جس کے ذریعے خطاؤں کو مٹاتا

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۵۱)	جلدا	صفحہ۷۲
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۵۱)	جلدا	صفحہ۴۸
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۱)	جلدا	صفحہ۲۷۸
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۳)	جلدا	صفحہ۱۱۲
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۳)	جلدا	صفحہ۵۴
قال الالبانی:	صحیح		

ہےاور درجات کو بلند فرماتا ہے؟

صحابہ کرام نے عرض کی ہاں یارسول اللہ! ضرور خبر دیجئے۔

فرمایا: نفس پر شاق گزرنے والے لمحات میں خوش دلی سے مکمل وضو کرنا، مساجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا اور صلاۃ کے بعد دوسری صلاۃ کا انتظار کرنا۔ یادر کھیے یہی رباط ہے یہی رباط ہے یہی رباط ہے۔

-☆-

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے شمار شانیں اور کمالات عطا فرمائے ہیں ان میں ایک آپکا مبشر ہونا ہے۔

يَاأَيُّهَاالنَّبِيُّ إِنَّاأَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيْراً.

اے نبی کریم ہم نے آپ کو شاھد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا۔

مبشر اس ذات کو کہتے ہیں جو خوشخبریاں سنائے یعنی ایسی خبریں سنائے جن کو سن کر ایمان والے کا دل خوش ہو جائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ کیجئے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ کا یہ وصف مبارک اور آپ کی یہ شان عجیب نمایاں تھی موقع بموقع اپنی امت کو بشارتیں دیا کرتے تھے۔ اس حدیث پاک میں بھی بشارت دے رہیں ہیں۔

يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا:

ایسے اعمال جن کی بدولت اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کس درجہ کریم ورحیم ہے کہ انسان گناہ کرتا ہے جرم کرتا ہے معصیتیں کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ بعض اعمال کی

بدولت اسکے گناہ مٹا دیتا ہے اسکے جرموں پر قلم عفو پھیر دیتا ہے اور اسکی معصیتوں کے داغ ختم کر دیتا ہے۔

اے بندہ مومن! اللہ کی اس کرم نوازی پر غور کر کہ وہ تجھے کس طرح اپنی آغوش رحمت میں لیتا ہے اگر تو اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرے اسکے احکامات پر عمل کرے اسکے ارشادات کو حرز جاں بنائے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرے انکی سنتوں سے اپنے من کو آراستہ کرے تو وہ کریم اللہ کس درجہ خوش ہوگا پھر وہ خوش ہو کر وہ کچھ عطا کرے گا کہ اس کا حصر وشمار ناممکن ہے۔

يَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ:

نیک اعمال کی بدولت اللہ تعالیٰ درجات بلند کرتا ہے جنت میں انگنت درجات ہین جن پر اللہ الکریم اہل ایمان کو فائز فرمائے گا جیسے اعمال اچھے ہونگے ویسے ہی درجات کی بلندی ہوگی۔ یہ درجات کی بلندی خواب غفلت کے مزے لینے والے کیلئے نہیں بلکہ اس کیلئے ہے جو رضائے الٰہی کا طالب ہے اور اس کی رضا میں زندگی گزارنا اسکا شعار ہے۔

ایک درجہ کتنا بڑا ہوگا اور کس قدر اونچا ہوگا اس کی کسے کیا خبر؟ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور اسکی عطا انسانی عقل وخرد سے وراء ہے۔ جنت کی حقیقت کوئی نہیں جانتا۔

عَـنْ اَبِـىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ:

اَعْدَدْتُ لِعِبَادِىَ الصَّالِحِيْنَ مَالاَ عَيْن'' رَأَتْ وَلاَ اُذُن'' سَمِعَتْ وَلاَ خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ وَاقْرَؤُوْا اِنْ شِئْتُمْ: فَلاَ تَعْلَمُ نَفْس'' مَااُخْفِىَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: میں نے اپنے نیک وصالح بندوں کیلئے وہ کچھ تیار کیا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل پر گزرا ہوا۔

اگر تم چاہو تو قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت کرو:

فَلاَ تَعْلَمُ نَفْس'' مَااُخْفِىَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ.

-☆-

صحیح البخاری رقم الحدیث (۳۲۴۴)

صحیح مسلم رقم الحدیث (۲۸۲۴)

یہ درجات انکی بلندی، یہ انعامات، انکی حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے آج جو تصور جو خیال آئے اللہ تعالیٰ کے انعامات اس سے وراء ہیں۔

اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِی الْمَکَارِہِ:

نفس انسانی آرام طلب ہے نیک وصالح کاموں کی طرف یہ جلد مائل نہیں ہوتا لیکن بعض امور ایسے بھی ہیں جن کا کرنا اس کیلئے بڑا گراں گزرتا ہے۔ ان امور میں سے مکارہ میں مکمل وضو کرنا ہے۔

موسم سرما میں جب سردی جوبن پر ہو ہوا میں حد درجہ ٹھنڈک ہو اس وقت نرم وگرم بستر چھوڑ کر وضو کرنا نفس کیلئے بڑا دشوار ہے۔

ایک ایمان والا کسی جسمانی تکلیف میں مبتلا ہے اس تکلیف کا تقاضا ہے کہ وضو نہ کیا جائے لیکن اس کا جذبہ ایمانی اسے وضو کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

ایک ایمان والا کسی کاروبار میں مصروف ہے سامان خریدنے والوں کا ایک اژدھام ہے ادھر موذن کی آواز کانوں سے ٹکراتی ہے تو وہ سب کچھ چھوڑ کر وضو شروع کرتا ہے تو یقیناً یہ لمحات نفس انسانی کیلئے بہت گراں ہیں۔

ان لمحات میں ان اوقات میں خوش دلی سے وضو کرنا گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجات کو بلند سے بلند تر کرتا ہے۔

کَثْرَۃُ الْخُطَا اِلَی الْمَسَاجِدِ:

مساجد کی طرف زیادہ چل کر جانا۔

گھر سے مسجد سے دور ہے۔ صلاۃ کا جب وقت آتا ہے بندہ مومن کا اشتیاق عبادت قابل دید ہوا کرتا ہے وہ کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا گھر میں اولاد واطفال ہیں اھلیہ ہے ان سب کو خیر باد کہتا ہے مسجد کا رخ کرتا ہے یہ بندہ مومن مسجد میں جا کر سکون لیتا ہے اس کا چین صلاۃ ادا کرنے میں ہے اس کا اطمینان اللہ ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے میں ہے۔ دنیا کی کوئی بھی نعمت دی جائے اسے اس قدر سکون نہیں ملتا جتنا اسے اللہ کی بندگی میں ملتا ہے ۔یقیناً ایسے آدمی کا گھر چھوڑ کر مسجد آنا گناہوں کو مٹاتا ہے معصیتوں کے داغ دھوتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے۔

اِنتِظَارُ الصَّلاۃِ بَعْدَ الصَّلاۃِ:

انسانی روح جب عشق الٰہی کی لذت سے لبریز ہوتی ہے تو پھر اس کی سوچ کا محور بدل جاتا ہے وہ دنیا، فانی دنیا کے فوائد نہیں سوچتا وہ سوچتا ہے تو اخروی فوائد سوچتا ہے۔ وہ دنیا کا طلبگار نہیں ہوتا بلکہ آخرت کا طلبگار رہتا ہے وہ فانی لذتوں کا دلدادہ نہیں ہوتا بلکہ باقی انعامات کا شیدا ہوا کرتا ہے وہ صلاۃ (نماز) بددلی سے ادا نہیں کرتا اور نہ ہی صلاۃ ادا کرنے کے فوراً بعد گھر کا رخ کرتا ہے بلکہ وہ صلاۃ ادا کرنے کے بعد دوسری صلاۃ کے انتظار میں بیٹھ جاتا ہے اس کا صرف صلاۃ کے انتظار میں بیٹھنا اللہ تبارک وتعالیٰ کو اتنا پسند ہے کہ صرف بیٹھنے کے سبب اسکے گناہ مٹائے جاتے ہیں اور اسکے درجات بلند کردیئے جاتے ہیں جس کے درجات بلند کرنے والا اللہ تعالیٰ ہو اس کے درجات کی بلندی کا عالم کیا ہوگا۔

فَذَالِکُمُ الرِّبَاطُ فَذَالِکُمُ الرِّبَاطُ فَذَالِکُمُ الرِّبَاطُ:

فَذَالِکُمُ الرِّبَاطُ یہ جملہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا آیئے اس جملہ پر غور کریں

۱۔ رباط اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کسی دوسری چیز کو باندھا جائے

۲۔ رباط جہاد کے لئے مستعد رہنے اور اس غرض سے گھوڑے باندھنے کو کہتے ہیں۔

مندرجہ بالا امور وہ امور ہیں جو نفس انسانی کو باندھ رکھتے ہیں جب نفس انسانی بندھا ہوا ہوگا تو گناہوں کی طرف نہیں جا سکے گا۔ جب گناہوں کی طرف نہ جائے گا تو انسان ہر قسم کی نافرمانیوں معصیتوں اور جرموں سے محفوظ رہے گا۔

جہاد فی سبیل اللہ کا اجر وثواب بہت زیادہ اس کیلئے تیار و مستعد رہنا گھوڑے باندھ کر رکھنا معمولی نیکی نہیں اللہ تعالیٰ کے کرم سے بعید نہیں کہ مندرجہ بالا امور سرانجام دینے والے کو اللہ تعالیٰ مجاھد فی سبیل اللہ کا اجر وثواب عطا فرمائے۔

جہاد دشمن کے خلاف ہوا کرتا ہے۔ انسان کا سب سے بڑا دشمن نفس اور شیطان ہیں۔ ان امور کو رضائے الٰہی سے ادا کرنے والا نفس وشیطان کے خلاف مستعد ہے اور ان کے نبرد آزما ہونے کے لیئے تیار کھڑا ہے۔ جب بندہ مومن تائید الٰہی کی معیت میں مجاھد کے روپ میں ہو تو پھر شیطان کے جملہ فریبوں سے محفوظ ہوا کرتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ كُلُّ سُلَامٰی مِنَ النَّاسِ عَلَیْهِ صَدَقَةٌ" كُلَّ یَوْمٍ تَطْلُعُ فِیْهِ الشَّمْسُ یَقُوْلُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ صَدَقَةٌ" وَیُعِیْنُ الرَّجُلُ فِی

دَابَّتِہٖ فَیَحْمِلُہٗ عَلَیْهَا، اَوْ یَرْفَعُ عَلَیْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَة" وَالْكَلِمَةُ الطَّیِّبَةُ صَدَقَة"
وَبِكُلِّ خُطْوَةٍ یَمْشِیْهَا اِلَی الصَّلاةِ صَدَقَة" وَیُمِیْطُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ صَدَقَة"

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ہر روز جس میں سورج طلوع ہوتا ہے انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہے۔

دو روٹھے ہویوں کے درمیان بات کرانا صدقہ ہے۔

کسی کو اس کی سواری پر بٹھانے میں اس کی مدد کرنا یا سوار کو اس کا سامان اٹھا کر دینا صدقہ ہے۔

اچھی بات صدقہ ہے۔

ہر قدم جو وہ صلاۃ کی ادائیگی کیلئے چلتا ہے صدقہ ہے۔

راستہ سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا صدقہ ہے۔

-☆-

صحیح البخاری رقم الحدیث (۲۹۸۹) جلد ۲ صفحہ ۹۱۹
صحیح مسلم رقم الحدیث (۱۰۰۹) جلد ۲ صفحہ ۳۹۴

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : مَنْ رَاحَ اِلَى مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ فَخُطْوَةٌ" تَمْحُوْسَيِّئَةً وَخُطْوَةٌ" تَكْتُبُ لَهُ حَسَنَةً ذَاهِباً وَرَاجِعاً.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
جو آدمی اس مسجد کی طرف چلا جہاں صلاۃ باجماعت ہوتی ہو تو اس کا قدم گناہ مٹاتا ہے اور اس کا قدم اسکے لیئے نیکی لکھتا ہے یہ سعادت جاتے اور آتے دونوں مرتبہ ملتی ہے۔

صحیح ابن حبان　رقم الحدیث (۲۰۳۹)　جلد ۵　صفحہ ۳۸۷
قال الارنورط: اسنادہ حسن
مجمع الزوائد　جلد ۲　صفحہ ۳۲
قال الھیثمی: رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر رجال الطبرانی رجال الصحیح
مسند الامام احمد　رقم الحدیث (۶۵۹۹)　جلد ۶　صفحہ ۱۷۲
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

عَـنْ اَبِـىْ هُـرَيْـرَـةَ قَـالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : اِذَا تَـوَضَّـأَ اَحَدُكُمْ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ لَايَنْهَزُهٗ اِلَّا الصَّلَاةُ لَا يُرِيْدُ اِلاَّ الصَّلَاةَ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلاَّ رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِيْ صَلَاةٍ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهٗ.

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۵۹)	جلد ۱	صفحہ ۲۰۸
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۵۹)	جلد ۱	صفحہ ۱۶۷
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۷۷)	جلد ۱	صفحہ ۱۶۵
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۶۰۳)	جلد ۲	صفحہ ۴۹۹
مسند ابی عوانۃ		جلد ۱	صفحہ ۳۸۸
ابوداود الطیالسی	رقم الحدیث (۲۴۱۴)		صفحہ ۳۱۷
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۴۹۰)	جلد ۲	صفحہ ۳۷۳
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۸۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۶۷
قال المحقق:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۸۲)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۷
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جب تم میں سے کوئی (صلاۃ کی ادائیگی کیلئے) وضو کرے اور احسن طریقہ سے وضو کرے پھر مسجد کو آئے اسکے مسجد آنے کا قصد صرف صلاۃ کی ادائیگی ہو تو مسجد میں داخل ہونے تک وہ جتنے قدم اٹھائے گا اللہ ہر قدم کے بدلے اس کا درجہ بلند فرمائے گا اور ہر قدم کے بدلے اس کا گناہ مٹا دے گا۔ پس جب وہ مسجد میں داخل ہوگا تو وہ صلاۃ میں ہے جب تک صلاۃ کی ادائیگی اسے مسجد میں روکے رکھے۔

-☆-

السنن الکبری للبیہقی رقم الحدیث (۴۹۶۶) جلد ۳ صفحہ ۸۷

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۷۴۲۴) جلد ۷ صفحہ ۲۳۴

قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْظَمَ النَّاسِ اَجْراً فِی الصَّلاۃِ اَبْعَدُھُمْ اِلَیْھَا مَمْشیً فَاَبْعَدُھُمْ وَالَّذِیْ یَنْتَظِرُ الصَّلاۃَ حَتّٰی یُصَلِّیَھَا مَعَ الْاِمَامِ ، اَعْظَمُ اَجْراً مِنَ الَّذِیْ یُصَلِّیْھَا ثُمَّ یَنَامُ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صلاۃ کی ادائیگی میں لوگوں میں زیادہ اجر والا وہ ہے جو ان میں سے زیادہ دور سے چل کر آتا ہے اور اس سے زیادہ اجر والا وہ ہے جو اس سے زیادہ دور سے چل کر آتا ہے اور وہ شخص جو صلاۃ کا انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے امام کے ساتھ ادا کرے وہ اس آدمی سے اجر میں زیادہ ہے جو صلاۃ ادا کرنے کے بعد سو جاتا ہے۔

-☆-

صحیح البخاری	رقم الحدیث (٦٥١)	جلد١	صفحہ٢٠٧
السنن الکبری للبیہقی	رقم الحدیث (٤٩٧٨)	جلد٣	صفحہ٩٠
صحیح مسلم	رقم الحدیث (٦٦٢)	جلد٢	صفحہ١١٤

گناہوں کا دھل جانا

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اِسْبَاغُ الْوَضُوْءِ فِی الْمَكَارِهِ وَاِعْمَالُ الْاَقْدَامِ اِلَی الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ يَغْسِلُ الْخَطَايَا غَسْلًا.

ترجمة الحديث:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جن اوقات میں طبیعت پر بوجھ بنے ان اوقات میں وضو کرنا، صلاۃ کی ادائیگی کیلئے مساجد کی طرف چل کر آنا، صلاۃ ادا کرنے کے بعد دوسری صلاۃ کا انتظار کرنا، یہ چیزیں گناہوں کو بالکل دھو دیتی ہیں۔

-☆-

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۱)	جلد ۱	صفحہ ۲۷۸
المستدرک		جلد ۱	صفحہ ۱۳۲
قال الحاکم:	صحیح علیٰ شرط مسلم		
تلخیص المستدرک		جلد ۱	صفحہ ۱۳۲
قال الذھبی:	علیٰ شرط مسلم		

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث پاک میں تین چیزوں کا ذکر فرمایا جو گناہوں کو بالکل دھو دیتی ہیں۔ جب لوحِ دل کو گناہوں کی آلودگی سے پاک کر دیا جائے اور گناہوں کی ظلمات کو دھو دیا جائے تو وہ دل یقیناً رشک قدسیاں ہے۔

اِسْبَاغُ الْوَضُوْءِ فِیْ الْمَکَارِهِ :

موسم سرما میں جب سردی اپنے جوبن پر ہو وضو کرنے کو کس کا جی چاہتا ہے۔ نفس تو ایسے وقت میں گرمی وراحت کا طلبگار ہوتا ہے لیکن وہ آدمی جو اللہ کی رضا کیلئے خواہشاتِ نفس کو پسِ پشت ڈال دے بلکہ نفس کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائے تو اللہ کی رحمت سے کوئی بعید نہیں کہ اس کے گناہ دھو دیے جائیں بلکہ اھل ایمان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان مبارک پر یقین رکھنا چاہیئے کہ مکارہ میں وضو کرنے سے گناہ دھو دیے گئے ہیں۔

اِعْمَالُ الْاَقْدَامِ اِلَی الْمَسَاجِدِ:

مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں خیر بقاع الارض ہیں۔ مساجد پر ہر وقت عنایات الٰہیہ کی بارش ہوتی ہے یہ وہ مبارک جگہیں ہیں جہاں سر بندگی جھکایا جاتا ہے۔ اہل ایمان پانچوں وقت مل کر اللہ کے حضور عبادت کرتے ہیں۔ ان پاک جگہوں کی طرف آنا معمولی نیکی نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی کے مطابق مساجد کی طرف آنا گناہوں کو دھو دیتا ہے۔

کس مومن کی یہ خواہش نہیں کہ اس کے گناہ دھو دیے جائیں یا اسکی خطائیں مٹا دی جائیں؟! اسکے جرموں پر قلم عفو پھیر دیا جائے؟ تو آیئے اللہ کی رضا اور خوشنودی کیلئے مساجد کا رخ کریں مساجد کی طرف چل کر جانا گناہوں کو مٹاتا ہے۔ انسان کے نامہ اعمال سے معصیتوں کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اکبر ہے اسکی کبریائی اور عظمت کائنات کی ہر چیز سے عیاں ہے۔

اہل ایمان جب اسکی کبریائی کے عملی اظہار کیلئے اسکی بارگاہ میں قدموں کی جگہ سر رکھ کر سجدے کرنے کیلئے دیوانہ وار مساجد کا رخ کرتے ہیں تو اسکی رحمت کو جوش آتا ہے۔ ایمان والے کا جیسے جیسے قدم مساجد کی طرف بڑھتا جاتا ہے اللہ ذوالجلال والاکرام کی رحمت اس کے دفتر سے گناہوں کو مٹاتی جاتی ہے اور معصیتوں کی سیاہی دھودی جاتی ہے۔

وَانْتِظَارُ الصَّلاةِ بَعْدَ الصَّلاةِ :

صلاۃ ادا کرنے کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کا رخ کرتے ہیں جہاں ان کے اہل وعیال ان کے انتظار میں ہیں۔ بعض لوگ صلاۃ ادا کرنے کے بعد اپنی اپنی دکانوں کا رخ کرتے ہیں اپنے دفاتر کی طرف جاتے ہیں لیکن کچھ افراد ایسے بھی ہیں جو ایک صلاۃ ادا کرنے کے بعد دوسری صلاۃ کے انتظار میں مسجد میں بیٹھے رہتے ہیں۔ ایسے افراد کسی اور کو اچھے لگیں نہ لگیں کوئی ان کی اس ادا کو پسند کرے یا نہ کرے لیکن جس خالق و مالک نے عبادت کا حکم دیا انسان کو اپنی طرف پلٹ آنے کا حکم دیا وہ یقیناً راضی وخوشی ہوتا ہے۔ اسکی خوشی کی پہلی برکت یہ ہوتی ہے کہ انتظار صلاۃ میں بیٹھنے والے کے گناہ دھودیے جاتے ہیں اس کے دل کی تختی کو گناہوں کی سیاہی سے پاک کردیا جاتا ہے۔

کسی کو اپنے گھر سے محبت ہے یقیناً گھر والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں کسی کو اپنے کاروبار سے محبت ہے یقیناً اہل تجارت اس سے چاہت کرتے ہیں کسی کو اپنے کام سے غرض ہے اپنی فیکٹری سے انس ہے تو فیکٹری کے مالک یقیناً اس سے بھی انس کرتے ہیں۔ تو کیا جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اللہ تعالیٰ کے گھر سے، مسجد سے پیار ہے اس کی عبادت سے لگاؤ ہے اور اس درجہ لگاؤ ہے کہ ایک صلاۃ ادا کرنے کے بعد دوسری صلاۃ کیلئے اس کے گھر بیٹھا ہوا ہے تو کیا

ایسے آدمی سے اللہ ذوالجلال والاکرام محبت نہیں کرتا؟ اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرتا ہے اسے گناہوں سے بچاتا ہے۔ گناہوں کے داغ اس سے مٹاتا ہے گناہوں کی ظلمت اس کے دل سے ختم کرتا ہے۔ اسے نیکی سے رغبت دیتا ہے۔ عبادت کا ذوق وشوق عطا کرتا ہے اور اسکے دل کو بقعہ انوار بناتا ہے اسکے قلب کو یوں چمکاتا ہے کہ قلب والے اس سے راحت وسکون پاتے ہیں۔

يَغْسِلُ الْخَطَايَا غَسْلاً:

کسی چیز کو دھونے کیلئے غسل کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے پھر دھونے دھونے میں فرق ہوا کرتا ہے کپڑے دھوتے وقت ہر ایک کی دھلائی ایک جیسی نہیں ہوتی بلکہ بعض دھوتے ہیں تو اس کپڑے میں کچھ میل رہ جاتی ہے بعض دھوتے ہیں تو برائے نام دھوتے ہیں لیکن جب غسل کے بعد غسلاً بطور مفعول مطلق ذکر کیا جائے تو اس سے مراد خوب دھونا ہے یعنی جو دھو کر میل کا نام ونشان مٹا دے اس کیلئے غسل غسلاً بولا جاتا ہے تو یہاں بھی یہی مفعول مطلق استعمال ہوا ہے تو مطلب بالکل واضح ہے کہ یہ اعمال گناہ دھوتے ہی نہیں بلکہ گناہ دھو کر گناہ کا نام ونشان مٹا دیتے ہیں اور دل اور نامہ اعمال میں گناہ کا کوئی معمولی سے بھی معمولی اثر نہیں چھوڑتے۔

سُبْحَانَ مَنْ يُعْطِيْ وَيُكْرِمُ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

اَلاَ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَايُكَفِّرُ اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَزِيْدُ بِهٖ فِی الْحَسَنَاتِ؟ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عِنْدَ الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطٰى اِلٰى

الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سنا

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرما رہے تھے

کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹادے اور

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۷۶)	جلد ا	صفحہ ۴۲۳
قال المحقق:	الحدیث حسن صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۳۷)	جلد ا	صفحہ ۲۳۹
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۶۹۸)	جلد ا	صفحہ ۱۸۹
المستدرک		جلد ا	صفحہ ۱۹۱
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط الشیخین ولم یخرجاہ		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۳۹)	جلد ۳	صفحہ ۳۱۴
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۵۱)	جلد ا	صفحہ ۷۲
قال ابوعیسیٰ	ھذا حدیث حسن صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۷۱۵)	جلد ۷	صفحہ ۴۴۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
وسلم فی الصحیح	رقم الحدیث (۲۵۱)	جلد ا	صفحہ ۲۷۸
موارد الظمآن	رقم الحدیث (۱۶۱)		صفحہ ۶۸

جس کے ذریعے نیکیوں میں اضافہ فرمادے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کی

ہاں یارسول اللہ! ضرور بتایئے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا

جن اوقات وحالات میں طبیعت پر وضو کرنا گراں گزرے ان اوقات میں مکمل وخوش دلی سے وضو کرنا، مساجد کی طرف زیادہ چل کر جانا، صلاۃ ادا کرنے کے بعد دوسری صلاۃ کا انتظار کرنا۔

-☆-

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ:اَتَانِي اللَّيْلَةَ رَبِّيْ – تَبَارَكَ وَتَعَالٰى – فِي اَحْسَنِ صُوْرَةٍ – قال: أَحْسَبُهُ قَالَ: فِي الْمَنَامِ – فَقَالَ : يَامُحَمَّدُ! هَلْ تَدْرِيْ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ : فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ، حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَهَابَيْنَ ثَدْيَيَّ –اَوْقَالَ : فِيْ نَحْرِيْ – فَعَلِمْتُ مَافِي السَّمٰوَاتِ وَمَافِي الاَرْضِ، قَالَ: يَامُحَمَّدُ! هَلْ تَدْرِيْ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قُلْتُ: نَعَمْ ، قَالَ، فِي الْكَفَّارَاتِ، وَالْكَفَّارَاتُ: اَلْمَكْثُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ وَالْمَشْيُ عَلَى الاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَاِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَكَارِهِ وَمَنْ فَعَلَ ذَالِكَ: عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ وَقَالَ يَامُحَمَّدُ! اِذَاصَلَّيْتَ فَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ

وَاِذَا اَرَدْتَ بِعِبَادِکَ فِتْنَةً ؛ فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنَ قَالَ: وَالدَّرَجَاتُ: اِفْشَاءُ السَّلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلَاةُ بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ''.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آج رات قیام میں میرے پاس میرا رب تبارک وتعالیٰ احسن صورت میں تشریف لایا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا یا محمد! کیا تم جانتے ہو ملا اعلیٰ کس چیز کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اسکی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی یا میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے گلے میں پائی۔ تو جو کچھ آسمانوں وزمین میں ہے اسکا مجھے علم ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اے سراپا حمد وخوبی! کیا تم جانتے ہو کہ مَلا اعلیٰ کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں؟

تو میں نے عرض کی

ہاں کفارات میں جھگڑ رہے ہیں۔

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۲۳۳)	جلد ۵	صفحہ ۳۶۶
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۲۳۳)	جلد ۳	صفحہ ۳۱۶
قال الالبانی:	صحیح		

کفارات صلوات (نمازوں) کے بعد مساجد میں ٹھہرنا اور چل کر باجماعت صلوات (نمازوں) میں شریک ہونا اور جن اوقات میں طبیعت پر گراں گزرے خوش دلی سے وضو مکمل کرنا ہے اور جس نے ایسا کیا وہ خیر سے زندہ رہے گا اور خیر سے دنیا سے رخصت ہوگا اور گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہوگا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے سراپا حمد وخوبی! جب تم صلاۃ (نماز) ادا کرو تو میری بارگاہ میں یہ دعا مانگا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنَ وَاِذَا اَرَدْتَ بِعِبَادِکَ فِتْنَۃً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنَ.

اور فرمایا

اور درجات: السلام علیکم کی اشاعت کرنا۔ کھانا کھلانا اور رات کو صلاۃ (نماز) ادا کرنا جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

-☆-

اہل ایمان کیلئے یہ حدیث پاک ایمان کی جان ہے۔ محبت وعظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز دل اس حدیث پاک سے عجب چاشنی پاتے ہیں اور ارباب ذوق ووجدان کیلئے یہ ذوق وسکون کا سامان ہے۔

اَتَانِیْ رَبِّیْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ:

ہر انسان کا کسی نہ کسی سے رابطہ ہوتا ہے اس تعلق کی بنا پر ایک دوسرے کے پاس جایا جاتا ہے کسی کے ہاں اس کے عزیز واقارب آتے ہیں تو کسی کے ہاں اس کے دوست احباب کی

محفل ہوا کرتی ہے۔قربان جائیں اللہ کے پیارے حبیب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جن کے ہاں تشریف لاتا ہے تو خود رب تعالیٰ تشریف لاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وہ لمحات کس درجہ راحت بخش اور سکون آور ہونگے جب انکا خالق و مالک ان کے پاس تشریف لایا ہوگا۔ان مازاغی نگاہوں کا عالم کیا ہوگا جو اپنے محبوب حقیقی اور معبود برحق کو اپنے قریب دیکھ رہی ہیں جس رب تعالیٰ کے دیدار اور رضا کیلئے غارِ حراء کے خلوت خانہ کو عبادات کے انوار سے مرکز تجلیات بنادیا بیت اللہ العتیق کو اپنی جبین سے سرفراز فرمایا ملتزم سے چمٹ کر مناجات کا کیف لیا۔آج وہی رب تعالیٰ جلوہ افروز ہے وہ حسن لم یزل اپنی تابانیاں کو بکھیرے تو اس کیفیات کا عالم کیا ہوگا یہ دیدار کرانے والا جانے یا دیدار کرنے والا۔یہ زیارت کرانے والا جانے یا زیارت کرنے والا۔بہرحال زبانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اتنا بتایا ''فِیْ اَحْسَنِ صورۃٍ'' سب سے حسین صورت میں۔

فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ:

اللہ رب العزت نے اپنا دستِ مبارک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔کبھی نگاہوں سے فیض دیا جاتا ہے تو کبھی دست مبارک رکھ کر فیضان کے دریا انڈیل دیے جاتے ہیں۔جب دینے والا اللہ تعالیٰ ہو اور لینے والا اس کا پیارا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو تو اس وقت فیضان کے جوبن نرالا ہوگا۔اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کا دریا کس قدر جوش میں ہوگا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کے کرم سے مکرم سینہ اقدس پر تجلیات کا عالم کیا ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس کھلی تو اتنا فرمایا:

فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ:

میں نے اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی اس ٹھنڈک پر کائنات ارضی وسمائی قربان کردی جائے عابدین کی سجدہ ریزیاں اور مقربین کی مناجاتیں محبت الٰہی سے مخمور نگاہوں کی مستی اور واصلین الی اللہ کے جامہائے وصل سب فدا کردیے جائیں تو حق ادانہیں ہوتا۔

فَعَلِمْتُ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ:

پس جوکچھ آسمانوں اورزمین میں ہے مجھےاسکاعلم ہوگیا۔

آسمانوں اورزمین میں کیا کچھ ہے؟ اسکی تفصیل کون جانتا ہے؟ آج علم ترقی کی بہت سی منازل طے کرچکا ہے لیکن آج تک یہ دعویٰ کسی نے نہیں کیا کہ جوکچھ آسمانوں اورزمین میں ہے ہمیں اسکاعلم ہوگیا۔

یہ شان اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوعطا فرمائی۔ جب اللہ تعالیٰ دینے پر آجائے تو اسے کون روک سکتا ہے وہ جواد ومنعم ہے اسکے جودوسخا وانعام واکرام عدد وحصر سے وراء ہیں۔

قادر وقیوم اللہ کے قدرتوں والے ہاتھ نے اپنے محبوب کے سینہ اقدس کو یوں کشادہ کیا آسمانوں اورزمین کی ہر چیز کاعلم ہوگیا۔

فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ فَعَرَفْتُ:

میرے لئے ہر چیز منکشف ہوگئی تو میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

تَجَلّٰی - تَجَلِّیاً الشیء : ظهر و تکَشَّف

تجلّی - کا معنی چیز کا ظاہر ہونا اور منکشف ہونا ہے۔

اب غور کیجئے!

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میرے لیے ہر چیز ظاہر و منکشف ہوگئی۔ یعنی ہر چیز کا مجھے علم تو ہو ہی گیا بس علم تک بات نہ رہی بلکہ ہر چیز نے اپنا آپ ظاہر کر دیا۔ اب فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق کائنات ارضی و سمائی کی کوئی چیز ایسی نہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے منکشف و ظاہر نہ ہوئی ہے کوئی پردہ ایسا نہیں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سرک نہ گیا ہو۔ بلکہ ہر چیز نے آپ کیلئے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا کہ اس میں کوئی خفا نہیں رہا اور ہر چیز منکشف ہوگئی کہ اس میں کوئی پوشیدگی نہ رہی۔

اس حدیث پاک میں لفظ ''لِیْ'' قابل غور ہے۔ یعنی ہر چیز کا منکشف اور ظاہر ہونا صرف آپ کے لیے ہے۔ یہ سعادت کسی اور کے مقدر میں نہیں ہاں اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کے سینے میں علم و حکمت انڈیل دیں اور اسے محرم راز بنا دیں یہ الگ بات ہے۔

اَلْکَفَّارَاتُ:

اَلْکَفَّارَةُ : هِیَ عِبَارَة" عَنِ الفَعْلَةِ وَالْخَصْلَةِ الَّتِیْ مِنْ شَأْنِهَا اَنْ تُکَفِّرَ الْخَطِیْئَة اَیْ تَسْتُرَهَا وَتَمْحُوهَا۔(۱)

کفارہ اس فعل یا خصلت کو کہتے ہیں جس کی شان یہ ہے کہ وہ گناہ کو چھپا لیتی ہے اور اسے بالکل مٹا دیتی ہے۔

(۱) النهایة ۴/۱۸۹

اس حدیث پاک میں تین کفارات کا ذکر ہے یعنی تین ایسے امور اور خصلتیں ہیں جو ان کو بجالاتا ہے تو اس کے گناہ اور معصیتیں چھپادی جاتی ہیں اور مٹادی جاتی ہیں۔

اَلْمَکْثُ فِی الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلٰوَاتِ:

صلوات (نمازیں) ادا کرنے کے بعد مسجد میں ٹھہرے رہنا۔

یہ وہ عمل ہے جو گناہوں کو چھپا دیتا ہے اور انہیں محو کر دیتا ہے۔

اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے

اِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلاۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ

جب تم صلاۃ ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

صلاۃ ادا کرنے کے بعد مسجد میں بیٹھ کر ذکر کرنا انسان کے پچھلے گناہ مٹا دیتا ہے۔ اس کی معصیتوں کے داغ ختم کر دیے جاتے ہیں اور نافرمانیوں کی سیاہی دھودی جاتی ہے وہ اللہ کی طرف سے چنے ہوئے افراد ہیں جو صلاۃ ادا کرنے کے بعد مساجد میں بیٹھے رہتے ہیں اور متوجہ الی اللہ ہو کر اس کی یاد کے مزے لیتے ہیں۔ صلاۃ ادا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے اور اسکی توفیق اسے ہی ملتی ہے جس سے اس کا خالق و مالک راضی ہوا کرتا ہے۔

اَلْمَشْیُ عَلَی الْاَقْدَامِ اِلَی الْجَمَاعَاتِ:

مسجد میں صلاۃ باجماعت میں شرکت کیلئے پیدل چل کر آنا یہ عمل بھی گناہوں کا کفارہ ہے۔ جتنے قدم زیادہ مسجد کی طرف اٹھیں گے اتنے ہی گناہ معاف ہونگے۔ یہ عمل اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بہت محبوب ہے۔ محبّ محبوب کی پسندیدہ چیز سے محبت کیا کرتا ہے

اگر ہمیں اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے تو اس محبت سے سرشار ہو کر ہمیں صلاۃ باجماعت کی ادائیگی کیلئے مساجد کی طرف چل کر آنا چاہیئے ۔اللہ تعالیٰ ہر اھل ایمان کو اس عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِی الْمَکَارِہِ:

وہ اوقات جو نفس پر شاق گزریں ان میں خوش دلی سے وضو کرنا یہ عمل بھی گناہوں کا کفارہ ہے اور اس سے انسان کے گناہ مٹ جاتے ہیں اور لوحِ دل معصیتوں کی ظلمتوں سے پاک ہو جاتی ہے۔

عَاشَ بِخَیْرٍ وَمَاتَ بِخَیْرٍ:

جس نے ان درج بالا امور کو سرانجام دیا اس کی زندگی خیر سے گزرے گی۔ خیر ایک جامع لفظ ہے جو ہر نیکی اور بھلائی کو شامل ہے۔ گویا یہ اسے ایک نوید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اس کی بندگی کے جذبہ سے سرشار ہو کر یہ کام سرانجام دینے والے ہو سکتا ہے کہ تیرے اعزہ اقارب تیرے جاننے والے اسے پسند نہ کریں لیکن یہ یاد رکھنا جس خالق و مالک نے پیدا فرمایا ہے اور جس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا ہار زیب گلو ہے وہ ضرور پسند فرماتے ہیں اور اس کا اجر یہ ہے کہ تیری زندگی خیر سے لبریز رہے گی نیکیاں تیرا مقدر ٹھہریں گی اور سعادتیں تیرے حصہ میں آئیں گی۔ بات صرف یہاں تک نہیں بلکہ یہ بشارت بھی ہے کہ ''مَاتَ بِخَیْرٍ'' ان امور کو سرانجام دینے والا خیر سے وفات پائے گا۔ یہ وعدہ الٰہی ہے اور وعدہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعدہ خلافی نہیں کیا کرتے۔ خیر سے

وفات پانے والا وہی ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا جو دنیا سے باایمان رخصت ہوگا۔جس کی باایمان موت کا وعدہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کریں اس سے بڑھ کر اور کون سعید ہوگا یاد رہے اگر دنیا سے جاتے ہوئے ایمان سلامت چلا گیا تو سب خیریت ہے اور سب سعادتیں دامن میں ہیں۔

پھر یہ بھی نہیں کہ وہ دنیا سے ایمان تو لے جائے گا لیکن ساتھ گناہوں کے انبار بھی لے جائے گا ہرگز نہیں بلکہ

كَانَ مِنْ خَطِيْئَتِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّه:

وہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک وصاف ہوگا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو گناہوں سے پاک وصاف پیدا ہوتا ہے۔اس وقت اس پر کسی معصیت کا داغ نہیں ہوتا اور نہ وہ گناہوں کی آلودگی سے ملوث ہوتا ہے بلکہ قطرۂ شبنم کی طرح پاک وصاف ہوتا ہے۔

تو مساجد میں صلاۃ ادا کرنے کے بعد ذکر الٰہی کے مزے لینے والا

مساجد کی طرف چل کر آنے والا اور

مکارہ میں خوش دلی سے وضو کرنے والا

کس درجہ سعید ہے اس کے بختوں پر ایک جہاں نثار ہو تو بھی حق ادا نہیں ہوتا۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِيْنَ الَّذِيْنَ يَقْتَلُوْنَ بِآثَارِ نَبِيِّکَ الْکَرِيْمِ وَيَتَحَلَّوْنَ بِسُنَنِ رَسُوْلِکَ الْعَظِيْمِ آمِيْنَ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ بِبَرَکَةِ سَيِّدِ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ اَفْضَلُ التَّحِيَّاتِ وَاَكْمَلُ التَّسْلِيْمَاتِ.

حسنات کی کثرت

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَاَرَادَ بَنُوْسَلِمَۃَ اَنْ یَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَھُمْ إِنَّہٗ بَلَغَنِیْ اَنَّکُمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟ قَالُوْا نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ اَرَدْنَا ذٰلِکَ فَقَالَ یَابَنِیْ سَلِمَۃَ دِیَارَکُمْ تُکْتَبْ اٰثَارُکُمْ دِیَارَکُمْ تُکْتَبْ اٰثَارُکُمْ۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (٦٦٥)	جلد٢	صفحہ١١٦
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (٢٠٤٢)	جلد٥	صفحہ٣٩٠
قال الارنووط:	اسنادہ صحیح رجالہ ثقات		
مسند ابی عوانہ	رقم الحدیث (١١٤٨)	جلد١	صفحہ٣٨٨
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (١٤٥٠١)	جلد١١	صفحہ٤٨٥
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (٤٩٨١)	جلد٣	صفحہ٩١
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (١٥١٢٣)	جلد١٢	صفحہ٩٥
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (١٩٨٢)	جلد١	صفحہ٥١٧
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (١٤٩٣٢)	جلد١٢	صفحہ٤٠٦
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت جابر بن عبداللہ نے ارشاد فرمایا:

مسجد نبوی کے نزدیک کچھ جگہ خالی ہوگئی تو قبیلہ بنوسلمہ نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ان کے اس ارادہ کی خبر پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے خبر ملی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو۔ انہوں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ! ہم نے ایسا ارادہ کرلیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اے بنوسلمہ اپنے گھروں کو لازم پکڑو (جب تم صلاۃ ادا کرنے کیلئے مسجد میں آتے ہوتو) تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔ اپنے انہیں گھروں میں رہو تمہارے قدموں کے نشانات لکھتے جاتے ہیں۔

-☆-

مسجد کے قرب کا ایک اپنا شرف ہے لیکن جو مسجد سے بعید ہیں جنکے گھر مسجد سے فاصلے پر ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی کرم نوازیوں اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمتوں سے محروم نہیں۔

ایک بندہ مومن جب اطاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شعار بناتا ہے سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوگر ہوتا ہے تو پھر انسان ہوتے ہوئے بھی انسانوں سے وراء ہوا کرتا ہے۔ غور کیجئے فرشتے نوری مخلوق ہیں اور اللہ کے ہاں عزت وکرامت والے ہیں لیکن جب ایک مسلمان وضو کرکے گھر سے مسجد کی طرف رخ کرتا ہے سجدے کی بے تابی اسے مسجد کھینچ لاتی ہے تو یہی نوری مخلوق اسکے نشاناتِ قدم کو گنتی ہے۔ جتنے زیادہ نشانات ہونگے اتنا ہی زیادہ

اجر وثواب ملتا ہے۔

جن افراد کے گھر مساجد سے دور ہوں وہ غمگین نہ ہوں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کسی بھی امتی کو محروم نہیں رکھا ہے۔ اگر مسجد کے قرب والے اللہ تعالیٰ کی عنایات سے مالا مال ہیں تو مسجد سے دور رہنے والے بھی اس کے لطف وکرم سے خالی نہیں وہ جب بھی صلاۃ ادا کرنے کیلئے باوضو ہوکر مسجد کا رخ کرتے ہیں تو ان پر بھی رحمتوں کی بارش ہوتی ہے۔ انکا رکھنے والا ہر قدم انکی نیکیوں میں اضافہ کرتا جاتا ہے اور انہیں رحمت الٰہی سے معمور کرتا جاتا ہے۔

بنوسلمہ مسجد نبوی کے قریب منتقل ہونا چاہتے تھے تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں منع فرمادیا کیونکہ وہ جتنے قدم چل کر مسجد میں آئیں گے وہ نشانات قدم لکھ لئے جائیں گے جس کے آج قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں کل قیامت کو اس کی عزت وشرف کا عالم کیا ہوگا۔

-☆-

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الخُدرِیِّ قَالَ: کَانَتْ بَنُو سَلِمَةَ فِیْ نَاحِیَةِ الْمَدِیْنَةِ فَاَرَادُوْا النَّقْلَةَ اِلٰی قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآیَةُ (اِنَّا نَحْنُ نُحیِ الْمَوْتٰی وَنَکْتُبُ مَاقَدَّمُوْا وَآثَارَهُمْ) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ آثَارَکُمْ تُکْتَبُ فَلَمْ یَنْتَقِلُوْا.

سنن الترمذی رقم الحدیث (۳۲۲۶) جلد۵ صفحہ۳۶۳
قال الترمذی: ھذا حدیث حسن غریب
صحیح سنن الترمذی رقم الحدیث (۳۲۲۶) جلد۳ صفحہ۳۱۵
قال الالبانی: صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ارشادفرمایا

بنوسلمہ مدینہ منورہ کے ایک ناحیہ میں آباد تھے تو انہوں نے مسجد نبوی کے قریب منتقل ہونے کاارادہ کیاتو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَاقَدَّمُوْا وَآثَارَهُم

بے شک ہم زندہ کرتے ہیں مردوں کواور لکھتے ہیں جوانہوں نے آگے بھیجااور لکھتے ہیں ان کےقدموں کےنشان (جب وہ مسجد کی طرف صلاۃ ادا کرنے کیلئے چل کرآتے ہیں)

توحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: صلاۃ کی ادائیگی کیلئے تمہارے مسجد آتے وقت قدموں کےنشانات لکھے جاتے ہیں۔ (یہ ارشاد گرامی سن کر بنوسلمہ) مسجد کے قریب منتقل نہ ہوئے۔

-☆-

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۸۵)	جلد۱	صفحہ۴۲۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۴۴)	جلد۱	صفحہ۲۴۱
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۶۱۲۷)	جلد۵	صفحہ۱۴۳

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَرَادَتْ بَنُو سَلِمَةَ اَنْ يَتَحَوَّلُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ اِلٰى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ يُعْرُوا الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ يَابَنِيْ سَلِمَةَ! اَلَا تَحْتَسِبُوْنَ آثَارَكُمْ؟ فَاَقَامُوْا.

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

صحیح ابی داود	رقم الحدیث (۵۶۲)		
قال المحقق:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۵۶)	جلد ۱	صفحہ ۲۰۸
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۸۴)	جلد ۱	صفحہ ۴۲۸
قال المحقق:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۹۱)	جلد ۱	صفحہ ۲۴۱
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۴۹۸۰)	جلد ۳	صفحہ ۹۱
قال المحقق:	اخرجہ البخاری فی الصحیح		
المصنف لابن ابی شیبہ		جلد ۱	صفحہ ۲۰۷

بنوسلمہ نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے اپنے گھر مسجد نبوی کے قریب منتقل کرلیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ بنوسلمہ مدینہ طیبہ کے اطراف کو خالی چھوڑ دیں۔تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے بنوسلمہ!

کیا تم صلاۃ کی ادائیگی کیلئے آتے، جاتے اپنے اپنے قدموں کے نشانات کا ثواب نہیں لینا چاہتے؟

اس ارشاد کو سن کر انہوں نے اپنے اپنے گھروں میں قیام رکھا۔

-☆-

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتِ الْاَنْصَارُ بَعِيْدَةً مَنَازِلُهُمْ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاَرَادُوْا اَنْ يَقْتَرِبُوا فَنَزَلَتْ وَنَكْتُبُ مَاقَدَّمُوْا وَ آثَارَهُمْ قَالَ فَثَبَتُوا.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

انصار کے گھر مسجد نبوی سے دور تھے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ مسجد نبوی کے قرب میں

صحیح البخاری	رقم الحدیث (٦٥٥)	جلد١	صفحہ٢٠٨
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (٧٨٥)	جلد١	صفحہ٤٢٩
قال المحقق:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (٧٩٢)	جلد١	صفحہ٢٤١
قال الالبانی:	صحیح		
المصنف لابن ابی شیبۃ		جلد١	صفحہ٢٠٧

سکونت اختیار کرلیں تو قرآن کریم کی آیت نازل ہوئی

وَنَكْتُبُ مَاقَدَّمُوْا وَ آثَارَهُمْ.

اور ہم لکھتے ہیں ان اعمال کو جو وہ آگے بھیج رہے ہیں اور ان کے مساجد کی طرف چلتے وقت نشانِ قدم بھی لکھ رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے

اس فرمان کے نازل ہونے کے بعد وہ اپنے سابقہ مکانات میں ہی قیام پذیر رہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ

اَلْاَ بْعَدُ وَالْاَ بْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ اَعْظَمُ اَجْراً.

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (٦٤١)	جلد١	صفحہ٢٤٠
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (٧٨٢)	جلد١	صفحہ٤٢٧
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (٥٥٦)	جلد١	صفحہ٢٠٧
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (٥٥٦)	جلد١	صفحہ١٦٥
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (٨٦٠٣)	جلد٨	صفحہ٣٦٦
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
الموطا للامام مالک		جلد١	صفحہ٥٧
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (٤٩٨٢)	جلد٣	صفحہ٩١

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا گھر مسجد سے دور ہے جس کا گھر مسجد سے دور ہے اس کا (صلاۃ کی ادائیگی کیلئے مسجد کی طرف آتے اور جاتے) بہت بڑا اجر وثواب ہے۔

-☆-

ایک مسلم مسجد سے جتنا زیادہ دور ہوگا جب وہ صلاۃ کی ادائیگی کیلئے مسجد کا رخ کرے گا تو اسے اتنا ہی زیادہ اجر وثواب ملے گا۔ وجہ بالکل واضح ہے کہ دور سے مسجد آنا قوی ایمان کی نشانی ہے اور دور سے آنے والا زیادہ قدم چل کر آئے گا تو جتنے زیادہ قدم مسجد کی طرف اٹھیں گے اتنا ہی اجر وثواب زیادہ ملے گا اور اتنے ہی زیادہ اسکے گناہ مٹیں گے اور اتنے ہی زیادہ اس کے درجات بلند ہونگے۔

ہر قدم پر دس نیکیاں

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ : اِذَاتَطَهَّرَ الرَّجُلُ ثم أَتَى الْمَسْجِدَ يَرْعَى الصَّلَاةَ كَتَبَ لَهٗ كَاتِبَاهُ اَوْ كَاتِبُهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا اِلَى الْمَسْجِدِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَالْقَاعِدُ يَرْعَى الصَّلَاةَ كَالْقَانِتِ وَيُكْتَبُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ مِنْ حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْهِ.

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۷۳۷۱) جلد ۱۳ صفحہ ۳۷۳
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ حسن
المستدرک للحاکم جلد ۱ صفحہ ۲۱۱
قال الحاکم: صحیح علیٰ شرط مسلم
تلخیص المستدرک بذیل المستدرک جلد ۱ صفحہ ۲۱۱
قال الذھبی: صحیح علیٰ شرط مسلم
صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث (۱۴۹۲) جلد ۲ صفحہ ۳۷۴
قال المحقق: اسنادہ صحیح
مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۳۲
قال الھیثمی: رواہ احمد، ابویعلیٰ والطبرانی بعض الطرق صحیح وصححہ الحاکم
صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۲۰۴۵) جلد ۵ صفحہ ۳۹۳ مختصراً
قال المحقق: اسنادہ صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آدمی وضو کرے پھر مسجد کی طرف آئے صلاۃ کی ادائیگی کیلئے تو اس کے دونوں لکھنے والے فرشتے یا ایک لکھنے والا فرشتہ ہر قدم کے بدلے جو وہ مسجد کی طرف چل کر آیا ہے دس نیکیاں لکھتا ہے صلاۃ کے انتظار میں بیٹھنے والا ایسے ہے جیسے عبادت کرنے والا ہے۔ گھر سے نکلنے کے وقت سے لے کر گھر لوٹ جانے تک وہ صلاۃ ادا کرنے والوں (نمازیوں) میں لکھا جاتا ہے۔

-☆-

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اس امت پر کس درجہ کرم فرمایا ہے صلاۃ بندے پر فرض ہے اور یہ اس پر بندہ ہونے کے ناطے لازم ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس پر کوئی بھی اجر نہ دے تب بھی یہ بندوں پر فرض ہے اس کی ادائیگی کے بغیر مفر نہیں لیکن اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہونے کے ناطے ہم پر کریم اللہ کس درجہ کرم کرتا ہے۔

كَتَبَ لَهُ كَاتِبَاهُ اَوْ كَاتِبُهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا اِلَى الْمَسْجِدِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ :

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک امتی اپنے گھر سے وضو کر کے صلاۃ کی ادائیگی کیلئے مسجد کا رخ کرتا ہے تو نیکیاں لکھنے والا فرشتہ اس کے ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھتا ہے۔

آیئے عبادت الٰہی کو لازم پکڑیں۔ پانچوں وقت مسجد جا کر با جماعت صلاۃ ادا کریں۔ مسجد سے گھر کی دوری کا عذر نہ کریں۔ اللہ کے گھر کی طرف چلتے ہوئے جتنے قدم اٹھیں گے نیکیاں لکھنے والا فرشتہ ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا۔ جب بندگی کیلئے جاتے ہوئے

جب مسجد کی طرف رخ کرتے ہوئے ہر قدم پر دس نیکیاں ملیں تو اس مسجد میں داخل ہو کر کتنا اجروثواب ملے گا وہاں صلاۃ ادا کرنے پر کس درجہ کرم ہوگا اور وہاں عبادت کی نیت کے ٹھہرنے سے کس قدر درجات بلند ہونگے۔

اَلْقَاعِدُ يَرْعَى الصَّلَاةَ كَالْقَانِتِ:

اللہ کے گھر مسجد میں صلاۃ کے انتظار میں بیٹھنے والا ایسے ہیں جیسے عبادت گزار ہوا کرتا ہے۔اس امت پر کتنا کرم ہے ابھی عبادت کرنی ہے ابھی صلاۃ ادا کرنی ہے لیکن اس کے انتظار میں بیٹھنے والا عبادت گزار متصور ہوگا۔اس کا ہر لحہ عبادت لکھا جائے گا۔یہ اس کے گھر مسجد میں آنے کا اجر ہے مسجد میں بیٹھ کر صلاۃ کے انتظار کا اجر ہے۔مسجد میں جس صلاۃ کے انتظار پر اتنا اجر ہے کہ وہ قانتین میں شمار ہوتا ہے تو خود صلاۃ ادا کرنے کا کتنا اجروثواب ہوگا۔

يُكْتَبُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ:

گھر سے نکل کر مسجد کا رخ کرنے والا جب تک واپس گھر نہیں آجاتا اس وقت تک وہ مصلین سے ہے۔اس کا نام مصلین کی فہرست میں لکھا جاتا ہے۔ایک آدمی گھر سے صلاۃ کی ادائیگی کیلئے مسجد نکلا پھر مسجد میں اس نے قیام کیا صلاۃ ادا کی پھر صلاۃ سے فارغ ہونے کے بعد دوبارہ وہ گھر پہنچا۔اگر اس طرح اس کے دو یا تین گھنٹے بھی صرف ہو چکے ہوں تو یہ مت سمجھے یہ وقت اس کا بے کار گیا ہے۔العیاذ باللہ! بلکہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبتِ غلامی پر فخر کرنا چاہیئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ یہ سارے لمحات اس کی عبادت میں گزرے ہیں اور کریم اللہ نے اس کا نام مصلین (نمازیوں) میں لکھ دیا ہے۔

حج اور عمرہ جتنا اجر وثواب

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ مُتَطَھِّراً اِلٰی صَلاۃٍ مَکْتُوْبَۃٍ فَاَجْرُہٗ کَاَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ وَمَنْ خَرَجَ اِلٰی تَسْبِیْحِ الضُّحٰی لَا یَنْصِبُہٗ الا اِیَّاہُ فَاَجْرُہٗ کَاَجْرِ الْمُعْتَمِرِ وَصَلاۃٌ" عَلٰی اَثَرِ صَلاۃٍ لَا لَغْوَ بَیْنَھُمَا کِتَاب" فِیْ عِلِّیِّیْنَ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: جو اپنے گھر سے وضو کر کے فرض صلاۃ ادا کرنے کیلئے نکلا تو اسے اتنا اجر ملتا ہے جتنا احرام باندھے ہوئے حاجی کو ملتا ہے۔

جو اپنے گھر سے ضُحٰی (چاشت) کے نوافل ادا کرنے کیلئے نکلا اس کے مسجد جانے کی غرض صرف یہی ہو تو اسے اتنا اجر ملتا ہے جتنا عمرہ ادا کرنے والے کو ملتا ہے۔

ایک صلاۃ (نماز) کے بعد دوسری صلاۃ اس طرح ادا کرنا کہ ان دونوں کے درمیان کوئی لغو بات نہ ہو علیّین میں نام لکھوانا ہے۔

سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۵۸)	جلد ۱	صفحہ ۲۰۸
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۵۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۶۶
قال الالبانی:	حسن		

اَجْرُ الْحَاجّ الْمُحْرِمِ:

گھر سے وضو کر کے پاک وصاف ہو کر مسجد کی جانب رخ کرنا سعید ہونے کی نشانی ہے اور جو خوش بخت ایسا کرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے بشارت دے رہے ہیں کہ ایسے احرام باندھے ہوئے حاجی کا ثواب ملتا ہے۔

حج کا کتنا ثواب ہے ملاحظہ ہو

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوبِهٖ كَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ.

صحیح ابن خزیمة	رقم الحدیث (۲۵۱۴)	جلد ۴	صفحہ ۱۳۱
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۱۸۳۷)	جلد ۲	صفحہ ۱۱۳۰
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۶۱۹۸)	جلد ۱۱	صفحہ ۶۱
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۲۸۲)	جلد ۹	صفحہ ۱۷۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۲۸۴)	جلد ۹	صفحہ ۱۷۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۳۵۰)	جلد ۳	صفحہ ۱۵۷
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۴۴۹)	جلد ۲	صفحہ ۵۵۳
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۶۹۴)	جلد ۹	صفحہ ۷
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے:

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۸۸۹)	جلد۳	صفحہ۴۰۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۳۵۴)	جلد۳	صفحہ۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۸۱۱)	جلد۲	صفحہ۲۱۹
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۸۱۱)	جلد۱	صفحہ۴۲۶
قال الالبانی:	صحیح		
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۲۵۱۹)		صفحہ۳۲۹
مسند الحمیدی	رقم الحدیث (۱۰۰۴)	جلد۲	صفحہ۴۴۰
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۸۴۱)	جلد۷	صفحہ۴
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علیہ صحتہ		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۶۲۳)	جلد۵	صفحہ۱۱۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۶۲۶)	جلد۲	صفحہ۲۳۹
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الکبری للبیھقی	رقم الحدیث (۱۰۳۸۵)	جلد۵	صفحہ۴۲۹
قال البیھقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		

جس نے حج کیا کہ نہ دوران حج کوئی بیہودہ بات کی اور نہ فسق کا مرتکب ہوا تو وہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہوگا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

-☆-

گھر سے وضو کر کے مسجد کی طرف صلاۃ مکتوبہ (فرض نماز) کی نیت سے جانے والا حج کا ثواب لے رہا ہے۔ حج گناہوں سے پاک کرتا ہے تو یہ عمل بھی گناہوں سے پاک کرتا ہے۔

کبھی کبھی انسان سوچتا ہے کہ صلاۃ ادا کرنے کی نیت سے باوضو ہو کر گھر سے مسجد جانا معمولی عمل ہے اس سے حج کا ثواب کیسے ملتا ہے؟

اے بندہ مومن! یہ شیطانی وسوسہ ہے ثواب نہ تو نے دینا ہے نہ میں نے یہ ثواب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے دینا ہے وہ علیٰ کل شئ قدیر ہے جو چاہے کرے وہ رحیم و کریم اللہ ہے اس کے کرم کا کوئی کنارہ نہیں۔

دوسری بات: سورج مشرق کی بجائے مغرب سے نکل سکتا ہے لیکن اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ ہمارا کام ایمان لانا ہے اور نعمت ایمان سے معمور خوش بخت ان چیزوں کو فوراً مان جایا کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے کرم کو اپنے ذھن کے پیمانے پر نہیں تولا کرتا۔

اَجْرُ الْمُعْتَمِرِ:

صلاۃ الضحیٰ ادا کرنے والے کو عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ:

"اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ" لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ" اِلَّا الْجَنَّةُ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۶۹۶)	جلد۹	صفحہ۹
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۳۴۹)	جلد۳	صفحہ۱۵۶
صحیح بخاری	رقم الحدیث (۱۶۸۳)	جلد۲	صفحہ۶۲۷
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۶۲۵)	جلد۵	صفحہ۱۱۷
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۶۲۸)	جلد۲	صفحہ۲۴۰
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۵۷۳)	جلد۹	صفحہ۳۹۰
الموطا امام مالک	رقم الحدیث (۶۵)	جلد۱	صفحہ۲۸۱
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۸۸۸)	جلد۳	صفحہ۴۰۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۳۵۳)	جلد۳	صفحہ۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۹۳۳)	جلد۳	صفحہ۲۷۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۹۳۳)	جلد۱	صفحہ۴۷۸
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۵۶۴۱)	جلد۱۲	صفحہ۲۷۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۲۵۱۳)	جلد۴	صفحہ۱۳۱

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزاء جنت ہی ہے۔

-☆-

ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک گناہوں کا کفارہ ہے تو مفہوم واضح ہوا ایک صلاۃ الضحٰی دوسری صلاۃ الضحٰی تک گناہوں کا کفارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کے گناہوں کو معاف فرمائے اور اپنی رضا کی خاطر سانس لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۸۴۲)	جلد ۷	صفحہ ۶
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علیٰ صحتہ		
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۰۳۸۲)	جلد ۵	صفحہ ۴۲۸
قال البیہقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (۸۷۹۹)	جلد ۵	صفحہ ۴
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۶۴۱)	جلد ۲	صفحہ ۱۰۷
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب /	رقم الحدیث (۱۰۹۶)	جلد ۲	صفحہ ۴
قال الالبانی:	صحیح		

کِتَاب" فِیْ عِلِّیّینَ:

علیین میں جنتی افراد کا نام لکھا جاتا ہے۔ اسکے جنتی ہونے میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا۔ ایک صلاۃ (نماز) کے ادا کرنے کے بعد دوسری صلاۃ (نماز) کا انتظام کرنا اس طرح کہ اس وقت میں کسی قسم کی کوئی لغوبات نہ ہو انسان کو جنتی بنادیتا ہے۔

اے ایمان والے! دیکھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اللہ تعالیٰ کس درجہ مہربان ہے اس کا دریائے جود وعطا کس درجہ موجزن ہے آجا اسکی رحمتوں سے لبریز ہوجا اسکی رضا کی خاطر مسجد میں بیٹھ کر ایک صلاۃ کے بعد دوسری صلاۃ کا انتظار کر لے اس طرح کہ زبانِ قلب وقالب ذکر الٰہی کے مزے لے رہی ہو اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق تیرا نام علیین میں مرقوم فرمائے گا اور عالم بالا میں تیرے جنتی ہونے کی منادی ہوجائے گی۔

اللہ کی کفالت

عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ :اَلْمَسْجِدُ بَیْتُ کُلِّ تَقِیٍّ وَتَکَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ کَانَ الْمَسْجِدُ بَیْتَهٗ بِالرَّوْحِ وَالرَّحْمَةِ وَالْجَوَازِ عَلَی الصِّرَاطِ اِلٰی رِضْوَانِ اللّٰهِ اِلَی الْجَنَّةِ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے مسجد ہر متقی کا گھر ہے۔ مسجد جس کا گھر ہو جائے اللہ تعالیٰ اس آدمی کو راحت، رحمت اور پل صراط سے گزار کر اللہ کی رضا جنت تک لے جانے کا کفیل ہے۔

-☆-

مسجد ہر متقی و پرہیزگار کا گھر ہے۔ گھر سے محبت ایک فطرتی چیز ہے گھر کی ہر چیز اور ہر کونے سے الفت ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح متقی مسجد سے محبت کرتا ہے ہر وقت اس کی الفت سے سرشار رہتا ہے وہ جہاں بھی چلا جائے مسجد کی محبت و چاہت اس کے دل سے نہیں نکلتی۔ مسجد سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت کی دلیل ہے۔

مجمع الزوائد رقم الحدیث (۲۰۲۶) جلد ۲ صفحہ ۱۳۴

قال الهیثمی: رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط والبزار

وقال: اسنادہ حسن قلت ورجال البزار کلھم رجال الصحیح

اَلتَّقِیُّ:

تقوی کی دولت سے آراستہ متقی و پرہیزگار

فخر العلماء امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ متقی کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں۔

اَلْمُتَّقِیُ: مَنْ سَلَکَ سَبِیْلَ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَنَبَذَ الدُّنْیَا وَرَاءَ الْقَفَا وَکَلَّفَ نَفْسَہُ الْاِخْلَاصَ وَالْوَفَا وَاجْتَنَبَ الْحَرَامَ وَالْجَفَا۔(1)

متقی وہ ہے جو حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ مبارکہ پر چلے دنیا کو پسِ پشت پھینکے اور اپنے نفس کو اخلاص ووفا کا پیکر بنائے اور حرام و جفا سے اجتناب کرے۔

جو آدمی مسجد کو گھر بنایا ہے وہ متقی ہے۔ جب وہ تقوی کی سعادت سے سعادت مند ہو گیا تو یقیناً وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ مبارکہ پر کاربند ہے دنیا اور متاعِ دنیا سے اسے کوئی رغبت نہیں بلکہ وہ آخرت کا طلبگار ہے اپنے نفس کو اخلاص ووفا کا پیکر بنا چکا ہے اور حرام و بے وفائی سے اجتناب کر چکا ہے۔

مسجد کو گھر بنانے والے کو اتنی سعادتیں اللہ اکبر!

اے ارحم الرحمین! ان سعید لوگوں کے صدقے جو مساجد کو اپنا گھر بناتے ہیں ہمیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ مبارکہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما، ہمارے ظاہر کو سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار سے آراستہ فرما اور ہمارے باطن کو اپنے ذکر کے انوار سے فروزاں فرما۔ دنیا اور متاعِ دنیا سے بے رغبتی عطا فرما۔ دنیا میں اتنا منہمک نہ کرنا کہ آخرت کو بھول جائیں بلکہ ہر لمحہ ہماری نگاہوں کے سامنے قبر و آخرت رکھنا، اخلاص وللّٰہیت کی دولت

---

(1) تفسیر الکبیر للرازی

ارزانی فرما اور وفا کی پاکیزہ خوشبو سے معطر فرما اور ہمیں ہمیشہ حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرما بلکہ جو امور مکروھات کے زمرے میں آتے ہیں ان سے بھی محفوظ و مامون فرما اور ہمیں اپنی رحمت خاصہ کا صدقہ بے وفائی کے داغوں سے معرا فرما۔

تَكَفَّلَ اللّٰهُ بِالرَّوْحِ وَالرَّحْمَةِ:

جو آدمی مسجد کو گھر بناتا ہے اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اسے راحت وچین سے نوازے اور اس کیلئے اپنی رحمتوں کے در کھول دے۔

اللہ تعالیٰ جس کو راحت پہنچانے کا ذمہ لے لے، اسے رحمتوں سے نوازنے کا وعدہ فرما لے اس آدمی کے راحت و آرام اور رحمتوں سے لبریز ہونے پر کون ہمسری کر سکتا ہے؟

مساجد کو گھر بنانے والے کو راحت وچین نصیب ہے وہ راحت اھل ثروت کو کہاں؟ بڑے بڑے سرمایہ دار کاروبار کی وسعتیں رکھنے والے اقتدار کی مسند پر بیٹھنے والے بلکہ وہ باجبروت حکمران جو لوگوں کی تقدیروں سے کھیلتے ہیں انہیں وہ چین وہ سکون کہاں نصیب ہے جو ایک مسجد میں بیٹھنے والے اسے اپنا وطن اور گھر بنانے والے تقویٰ کی دولت سے آراستہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی کو حاصل ہے۔ اس کے ایک ایک لمحہ پر دنیاوی راحتیں قرباں اس کی ایک ایک ساعت پر عارضی و ناپائیدار بادشاہیں نثار!

وَالْجَوَازِ عَلَى الصِّرَاطِ اِلٰى رِضْوَانِ اللّٰهِ اِلَى الْجَنَّةِ:

جو سعید روح مسجد کو اپنا گھر بنا لے اللہ ذوالجلال والاکرام اپنے ذمہ کرم پر لیتا ہے کہ اسے پل صراط سے امن و عافیت سے گزار دے گا اور اسے اللہ کی رضا جنت تک لے جائے گا۔

جہنم سے ہر ایک نے گزرنا ہے اِنْ مِنْكُمْ اِلاَّ وَارِدُهَا وَكَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْماً مَقْضِيّاً. بدنصیب جہنم میں رہ جائیں گے اور خوش نصیب گزر کر جنت چلے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی ابدی وسرمدی رضا کی دولت سے سرفراز ہونگے۔

مسجد کو گھر بنانے والا کتنا سعید ہے کہ اللہ تعالیٰ آج دنیا میں اس سے وعدہ فرما رہا ہے کہ میں تجھے پل صراط سے گزار دوں گا، تجھے اپنی رضا کی سعادت سے لبریز کروں گا اور تجھے جنت میں داخل کر دوں گا۔

اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کیا کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لاَ يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ.

ضمانت الٰہیہ میں

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ سِتَّۃُ مَجَالِسَ، اَلْمُؤْمِنُ ضَامِنٌ" عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مَاکَانَ فِیْہِ شَیءٌ" مِنْھَا : فِیْ مَسْجِدِ جَمَاعَۃٍ اَوْ عِنْدَ مَرِیْضٍ اَوْفِیْ جَنَازَۃٍ اَوْفِیْ بَیْتِہٖ اَوْ عِنْدَ اِمَامٍ مُقْسِطٍ یُعَزِّرُہٗ وَیُوَقِّرُہٗ اَوْفِیْ مَشْھَدِ جِھَادٍ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چھ (6) مجلسیں ہیں ان میں اللہ تعالیٰ مومن کا ضامن ہے۔ان مجالس میں اس کا جتنا بھی حصہ ہو، مسجد جماعت میں، مریض کے پاس، جنازہ میں، اپنے گھر میں، عادل حکمران کے پاس جو اس کی تعظیم وتوقیر کرے، مشھد جہاد میں۔

مجمع الزوائد — رقم الحدیث (۲۰۳۴) — جلد۲ — صفحہ۱۳۶
قال الھیثمی: رواہ الطبرانی فی الکبیر والبزار بنحوہ ورجالہ موثقون
الترغیب والترھیب — رقم الحدیث (۴۸۹) — جلد۱ — صفحہ۲۹۶
قال المحقق: حسن
صحیح الترغیب الترھیب/رقم الحدیث (۳۲۸) — جلد۱ — صفحہ۲۵۲
قال الالبانی: حسن لغیرہ

حدیث پاک کے ایہ الفاظ مبارکہ بھی ملاحظہ ہوں:

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ :مَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ مَرِيْضاً كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ دَخَلَ عَلٰى اِمَامٍ يُعَزِّرُه كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ جَلَسَ فِيْ بَيْتِهٖ لَمْ يَغْتَبْ اِنسَاناً كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ.

ترجمة الحديث:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے فی سبیل اللہ جہاد کیا اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے۔ جس نے کسی مریض کی عیادت کی اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے۔ جو صبح یا شام مسجد گیا اللہ تعالیٰ اس کا ضامن

الترغیب والترھیب
قال المحقق: صحیح
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۱۳۱۶) جلد ۲ صفحہ ۱۰۸
قال الالبانی: صحیح
المستدرک للحاکم رقم الحدیث (۲۴۹۵) جلد ۲ صفحہ ۴۱۲
قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ
صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۳۷۲) جلد ۲ صفحہ ۹۴
قال شعیب الارنووط: اسنادہ حسن
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۲۱۹۹۲) جلد ۱۶ صفحہ ۱۹۵
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ حسن

ہے جو امامِ وقت کے ہاں گیا اس کی عزت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے اور جو اپنے گھر میں بیٹھا کسی انسان کی غیبت نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے۔

-☆-

ضامن تمام امور اپنے ذمہ لے لیا کرتا ہے۔ انسان اپنے ذمہ جو چیز لے ہو سکتا ہے وہ اپنی ذمہ داری پوری نہ کر سکے انسان کی کمزوری اور اسکی بے بضاعتی اسے تمام امور کی نگرانی نہ کرنے دے لیکن جس خوش نصیب کا ضامن اللہ تعالیٰ ہو اس کے بختوں کا کیا کہنا۔ اللہ تعالیٰ کی ضمانت ہر قسم کے نقص اور کجی سے معرا ہے جس کی ضمانت نقص کے داغ سے داغدار ہو وہ الٰہ نہیں ہو سکتا۔

مَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ:

جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اس کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے۔ فی سبیل اللہ کے الفاظ قابل غور ہیں دشمن سے نبرد آزما ہونا آسان کام نہیں دین کے دشمن سے بھڑ جانا مردانگی ہے لیکن پھر بھی دیکھا جائے گا کہ اس نے یہ جہاد کس غرض سے کیا ہے اگر اپنی نام ونمود کیلئے کیا یا اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھانے کیلئے کیا یا اپنے قبیلہ وقوم کی دھاک بٹھانے کیلئے کیا تو یہ جہاد بارگاہِ ذوالجلال میں قبول نہیں وہاں وہی جہاد قبول ہے جو فی سبیل اللہ اس اللہ کی راہ میں ہو اس کے دین کی سربلندی کیلئے اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر ہو۔ فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے مجاھد کا ضامن اللہ تعالیٰ ہوا کرتا ہے۔

مَنْ عَادَ مَرِيْضاً:

جو کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہے اسکی مزاج پرسی کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے

محروم نہیں ہے۔ مریض مرض میں مبتلا ہے شفا تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے لیکن اس کا دوست اس کا بھائی اسکی دلجوئی تو کر سکتا ہے اس کے پاس جا کر اسکو حوصلہ تو دے سکتا ہے ایسا مومن جو اپنے بھائی کی تیمارداری وعیادت کرتا ہے اس کا ضامن بھی اللہ تعالیٰ ہے۔

مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ:

جو صبح یا شام مسجد کا رخ کرے وہاں جا کر صلاۃ ادا کرے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی سے اپنے قلب وقالب کو منور کرے یہ اس کا جانا صبح ہو یا شام دن کو ہو یا رات کو سخت دھوپ میں ہو یا تاریک رات میں اس کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے۔ اسکے تمام امور اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لیئے ہیں۔

مسجد جا کر صلاۃ ادا کرنے والا اپنے گھر کے بارے میں زیادہ فکر مند نہ ہو کیونکہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کی غرض سے مسجد آتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے اسکے گھر عافیت کا بسیرا رہے گا جب اللہ تعالیٰ ضامن ہے تو آفات وبلیات سے محفوظ رہے گا۔

بسا اوقات انسان سوچتا ہے کہ اس کی صحت اس قابل نہیں کہ مسجد کا رخ کیا جائے اسے اللہ تعالیٰ کی اس ضمانت پر یقین رکھنا چاہیئے جب اللہ تعالیٰ ضامن ہے تو اس کی ضمانت پر بھروسہ رکھ کر مسجد کا رخ کرنا چاہیئے یقیناً اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں سے لبریز کرے گا ہو سکتا ہے اس کے اخلاص کی بدولت اور اس فرمان ذیشان پر یقین کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے نجات عطا کر دے۔

وَمَاذَالِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ.

کبھی انسان کاروبار میں مگن ہے اس کی دوکان پر گاہک کثیر تعداد میں ہیں ادھر مسجد کے منارہ سے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدائے دلنواز بلند ہوگئی ہے اس کا نفس کہتا ہے اگر تو صلاۃ کی

ادائیگی کیلئے مسجد جائے گا تو یہ موقع کھودے گا گاہک اور خریدار چلے جائیں گے تجھے کافی نقصان ہوگا۔

اے مردِ مومن یہ نفس کا دھوکہ ہے۔ جب اللہ اکبر کی صدا آئے فوراً مسجد کا رخ کر یقین وایمان کی دولت کو سمیٹتے ہوئے اللہ کے گھر جا کر سجدہ کا لطف ولذت لے اللہ تعالیٰ تیرا ضامن ہے وہ تیرا نقصان نہیں ہونے دے گا یہ گاہک چلے گئے تو کوئی بات نہیں رحیم کریم اللہ اپنا وعدہ یوں بھی پورا فرما سکتا ہے کہ تجھے وہاں سے رزق عطا کردے جہاں تیرا وہم وگمان بھی نہ ہو۔ یہ علامت تقویٰ ہے اور تقویٰ سے آراستہ انسان کو کریم اللہ بہت کچھ دیتا ہے۔

مَنْ یَقِّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَہٗ مَخْرَجاً وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ.

جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ اس کیلئے نکلنے کی راہ بناتا ہے اور اسے وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اس کا وھم وگمان نہیں ہوتا۔

مَنْ دَخَلَ عَلٰی اِمَامٍ یُعَزِّرُہٗ:

جو حاکم وقت کے ہاں گیا حاکم ہونے کے ناطے اس کی تعظیم وتوقیر کرتا ہے اسے یہ یقین رکھنا چاہیئے کہ اللہ ذوالجلال والاکرام اس کا ضامن ہے۔

مَنْ جَلَسَ فِیْ بَیْتِہٖ لَمْ یَغْتَبْ اِنْسَاناً:

گھر میں عموماً انسان جب اپنے اہل خانہ کے پاس بیٹھتا ہے اپنے اعزہ واقارب کے پاس بیٹھتا ہے مختلف انواع لوگوں پر تبصرے شروع ہوجاتے ہیں دوسرے لوگوں کی اچھائیوں کے ساتھ ان کی برائیوں کا ذکر بھی چھڑ جاتا ہے پھر انسان ان کی خامیوں کا برملا اظہار کرتا

ہے۔غیبت کر کے اپنی نیکیاں ضائع کر دیتا ہے۔ چند منٹ میں اپنی نیکیاں ضائع کر دینا کون سی دانشمندی ہے۔ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے امتیوں کو غیبت جیسی قبیح مرض سے بچانے کیلئے کئی ارشادات فرمائے ان میں سے ایک یہ بھی کہ اپنے گھر بیٹھ کر کسی کی غیبت نہ کرنے والے کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے۔ جس کا ضامن اللہ تعالیٰ ہو اور اللہ تعالیٰ اس کے امور اپنے ذمہ کرم پر لے لے تو یقیناً وہ بڑا سعید ہے۔

-☆-

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاهِلِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلاَ ثَۃٌ کُلُّھُمْ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ اِنْ عَاشَ رُزِقَ وَ کُفِیَ اِنْ مَاتَ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ مَنْ دَخَلَ بَیْتَہٗ فَسَلَّمَ فَھُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ خَرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ فَھُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ.

سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۴۹۴)	جلد۲	صفحہ۱۰
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۴۹۴)	جلد۲	صفحہ۹۴
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۹۹)	جلد۲	صفحہ۲۵۲
قال المحقق:	صحیح		
المستدرک		جلد۲	صفحہ۷۳
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۸۵۳۸)	جلد۹	صفحہ۲۸۰

ترجمة الحديث:

حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
تین ایسے خوش نصیب ہیں کہ ان تینوں کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے
ایک وہ آدمی جو فی سبیل اللہ جھاد کیلئے نکلا اس کا ضامن اللہ ہے یہاں تک کہ اسے وفات دے دے تو اسے جنت میں داخل فرمائے یا اسے اجروثواب اور مال غنیمت دیکر گھر لوٹائے۔

ایک وہ آدمی جو (صلاۃ ادا کرنے کیلئے) مسجد کی طرف چلا تو اس کا ضامن اللہ ہے یہاں تک کہ اسے وفات دے تو اسے جنت میں داخل فرمائے ورنہ اسے اجر وغنیمت دیکر واپس لوٹائے۔
ایک وہ آدمی جو گھر میں ''السلام علیکم'' کہہ کر داخل ہو تو اس کا ضامن (بھی) اللہ ہے۔

اللہ تعالیٰ بطور مباہات فرشتوں سے ذکر کرتا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمْرٍو قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ فَرَجَعَ مَنْ رَجَعَ وَعَقَّبَ مَنْ عَقَّبَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مُسْرِعاً قَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ وَقَدْ حَسَرَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ اَبْشِرُوْا هٰذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَاباً مِنْ اَبْوَابِ السَّمَاءِ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ يَقُوْلُ اُنْظُرُوْا اِلٰى عِبَادِيْ قَدْ قَضَوْا فَرِيْضَةً وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَ اُخْرٰى.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا

ہم نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صلاۃ المغرب ادا کی (صلاۃ کے

سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۸۰۱) جلد ۱ صفحہ ۳۳۶

قال المحقق: الحدیث صحیح

صحیح سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۶۶۰) جلد ۱ صفحہ ۳۳۶

قال الالبانی: صحیح

سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ رقم الحدیث (۶۶۱) جلد ۲ صفحہ ۲۸۹

بعد) جس نے اپنے گھر جانا تھا وہ چلا گیا اور جس کی قسمت میں مسجد میں رہ جانا تھا وہ رہ گیا۔ تو اچانک حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جلدی جلدی تشریف لائے کہ آپ تیز سانس لے رہے تھے اور اپنا تہبند اٹھایا ہوا تھا اور (ہم جو مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ان سے) فرمایا:

تمہیں مبارک ہو! یہ تمہارا رب ہے اس نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا ہے تمہارے سبب فرشتوں سے فخر فرما رہا ہے۔ اللہ فرما رہا ہے:

(اے فرشتو) دیکھو میرے بندوں کو دیکھو انہوں نے ایک فریضہ (صلاۃ المغرب) ادا کر لی ہے اور دوسرے فریضہ (صلاۃ العشاء) کا انتظار کر رہے ہیں۔

-☆-

دنیا قعر مذلت میں گری ہوئی تھی لات ومنات کی پوجا عام تھی اللہ وحدہٗ لاشریک کے پرستاروں تقریباً دنیا سے ناپید تھے اچانک رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم رحمۃ للعالمین کا تاج مرصع سجائے ہوئے اس عالم رنگ وبو میں تشریف لائے کہ دنیا توحید کے انوار سے چمک اٹھی اللہ اکبر کی کبریائی اور عظمت کے ڈنکے بجنے لگے لوگ بتوں سے منہ موڑ کر اللہ الکریم کی عبادت کرنے لگے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے اھل ایمان میں اللہ کی عبادت کا ذوق وشوق یوں بڑھا کہ وہ ایک صلاۃ ادا کر کے دوسری صلاۃ کے انتظار میں بیٹھ جاتے اور جب تک وہ جبین بندگی وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ میں نہ جھکا لیتے انہیں چین نہ آتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنھما کے بیان کے مطابق ایک دن صلاۃ المغرب ادا کر کے ہم مسجد میں صلاۃ العشاء کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ اچانک حضور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسجد میں تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تشریف لانے کی کیفیت واضح کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کوئی بہت بڑی خوشی ہوئی ہے اور وہ خوشخبری اھل ایمان کو سنانا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آسمان کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اللہ رب العزت فرشتوں سے ان سب بیٹھنے والوں کا ذکر بطور فخر فرماتا ہے کہ دیکھو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ایک فرض صلاۃ ادا کر کے دوسری فرض صلاۃ کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔

یہی وہ فرشتے ہیں جنہوں نے تخلیق آدم کے وقت اللہ تعالیٰ سے کہا تھا:

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَاءَ

اے اللہ! کیا تو ایسی مخلوق کو اپنا خلیفہ بنانے والا ہے جو زمین میں فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا۔ جواباً وحدہٗ لاشریک نے فرمایا تھا:

اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ.

میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

فرشتوں کی نظر کسی فسادی اور خونخوار پر تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی نظر کرم اپنے خاص بندوں پر تھی جو مے توحید سے سرشار اس کی بندگی کے مزے لے رہے ہونگے انہیں عبادت کا یوں ذوق وشوق ہوگا کہ دنیا کی ساری نعمتیں اور دنیا کا سارا سامان اس کے مقابلہ میں ان کی نظر میں ہیچ ہوگا وہ ایک صلاۃ ادا کرنے کے بعد دوسری صلاۃ کے انتظار میں اس کے گھر، مسجد میں بیٹھے رہیں گے۔

خوشا وہ پاک باطن اور پاکباز جو مساجد سے محبت کرتے ہیں ایک صلاۃ کی ادائیگی کے بعد دوسری صلاۃ کے انتظار میں مسجد میں بیٹھے رہتے ہیں۔

آج بھی جو انسان کلمہ گو ایک صلاۃ ادا کرنے کے بعد دوسری صلاۃ کے انتظار میں مسجد

میں بیٹھا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ذکر بھی بطور مباہات فرشتوں سے فرماتا ہے اور جس کا آج ذکر بطور فخر ہو رہا ہے کل قیامت کو اس پر عنایات کا عالم کیا ہوگا۔

اے اللہ! ہمیں بھی مساجد سے محبت عطا فرما اور ہمیں بھی ایک صلاۃ کے بعد دوسری صلاۃ کے انتظار کی سعادت ارزانی فرما۔ آمین

بِبَرُکَةِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ صَلّٰی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ.

حقیقی عزت والا

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ فِيْ بَيْتِهِ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَهُوَ زَائِرُ اللّٰهِ وَحَق" عَلَى الْمَزُوْرِ أَنْ يُكْرِمَ الزَّائِرَ.

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۸۰)	جلدا	صفحہ۲۹۲
قال المحقق:	حسن		
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۳۲۲)		جلدا	صفحہ۲۴۸
قال الالبانی:	حسن		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۲۰۸۷)	جلد۲	صفحہ۱۴۹
قال الھیثمی:	رواہ الطبرانی فی الکبیر واحد اسنادیہ رجالہ رجال الصحیح		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۶۱۳۹)	جلدا	صفحہ۲۵۳
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ/رقم الحدیث (۱۱۶۹)		جلد۳	صفحہ۱۵۷
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۶۵)	جلد۲	صفحہ۸۶
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۳۷)	جلد۵	صفحہ۱۹۳
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۲۴۳۶)		صفحہ۳۱۹
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (۱۹۶۷۳)	جلد۱۰	صفحہ۴۵۰

ترجمة الحديث:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے گھر میں وضو کیا اور احسن طریقے سے وضو کیا پھر وہ مسجد میں آیا تو وہ اللہ کی زیارت کرنے والا ہے تو جس کی زیارت کیلئے آیا جائے اس پر حق بنتا ہے کہ زیارت کرنے والے کی عزت کرے۔

-☆-

حقیقی عزت اسی کی ہے جسے اللہ تعالیٰ عزت عطا فرمائے۔ خالق و مالک جل جلالہ جس کے سر پر عزت و کرامت کا تاج سجادے اس کی ہمسری کون کرسکتا ہے۔ دنیا کی یہ ظاہری عزتیں سب عارضی عزتیں ہیں بلکہ یہ عزت کے پردے میں رسوائیاں ہیں ہاں جسے اللہ تعالیٰ عزت سے نوازے پروردگار جسے مکرم بنادے وہ ایسی عزت سے سرفراز ہے جہاں ذلت و رسوائی کا شائبہ نہیں۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۵۰۰)	جلد ۱۴	صفحہ ۱۹۶
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۱۶۱)	جلد ۵	صفحہ ۳۱۷
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۱۶۱)	جلد ۳	صفحہ ۲۸۱
قال الالبانی:	صحیح		

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادٰی جِبْرِیْلَ! اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبِبْهُ فَیُحِبُّهُ جِبْرِیْلُ فَیُنَادِیْ جِبْرِیْلُ فِی اَهْلِ السَّمَاءِ : اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقُبُوْلُ فِی الْاَرْضِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث(۳۰۳۷)	جلد۳	صفحہ۱۱۷۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۲۶۳۷)	جلد۵	صفحہ۱۹۳
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۱۰۶۲۲)	جلد۹	صفحہ۵۴۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۳۶۵)	جلد۲	صفحہ۸۶
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
سنن الترمذی	رقم الحدیث(۳۱۷۲)	جلد۵	صفحہ۱۰۹
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث(۳۱۶۱)	جلد۳	صفحہ۲۸۱
قال الالبانی:	صحیح		
حلیۃ الاولیاء		جلد۳	صفحہ۲۵۸
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث(۲۴۳۶)		صفحہ۳۱۹
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث(۱۹۶۷۳)	جلد۱۰	صفحہ۴۵۰

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جب بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل امین کو ندا دیتا ہے

بیشک اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی محبت کرو تو جبریل امیں اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر جبریل امین علیہ السلام آسمان والوں کو ندا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو پس اھل السماء (آسمان والے) اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کیلئے مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرتا ہے اس کو کتنی ارفع و اعلیٰ عزت عطا فرماتا ہے اھل السماء اس سے محبت کرتے ہیں خود جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ اھل الارض میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ زمین والوں کے دل اس کی جانب کھنچے چلے جاتے ہیں دلوں میں اس کی محبت موجزن ہو جاتی ہے۔ جو مسجد کا رخ کرے اللہ کے گھر میں آئے تو اللہ تعالیٰ کا مہمان ٹھہرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے مہمان کو عزت و سرفرازی عطا فرماتا ہے اس کی رحمت سے کچھ بعید نہیں کہ مسجد سے محبت کرنے والا اس میں صلاۃ ادا کرنے والا اللہ کا محبوب بن جائے اور جب وہ محبوب بنا تو پھر آسمان کی مخلوقات اس سے محبت کرنے لگے گی اور آسمان کی مخلوق میں جان نکالنے والا فرشتہ بھی ہے جب وہ محبت کرے گا تو یقیناً اسکا خاتمہ بالخیر ہوگا اور جس کا خاتمہ بالخیر ہوگا وہی حقیقی عزت والا اور وہی کامیاب و کامران ہے۔ اھل زمین جب محبت کرتے ہیں تو اور کچھ نہ کرسکیں تو اسے دعاؤں سے نوازتے ہیں اور جس کے لیے دعا کرنے والے اللہ تعالیٰ کے نیک و صالح بندے ہوں تو اس کے بختوں پر قربان ہونا چاہیئے۔

اللہ کی خوشنودی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ:
مَاتَوَطَّنَ رَجُلٌ'' الْمَسَاجِدَ لِلصَّلاةِ وَالذِّکْرِ اِلاَّ تَبَشْبَشَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَیْهِ
کَمَا یَتَبَشْبَشُ اَهْلُ الْغَائِبِ بِغَائِبِهِمْ اِذَا قَدِمَ عَلَیْهِمْ

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۸۰۰)	جلد ۱	صفحہ ۴۳۵
المستدرک		جلد ۱	صفحہ ۲۱۳
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۶۰۷)	جلد ۴	صفحہ ۴۸۴
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۵۰۳)	جلد ۲	صفحہ ۳۷۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۰۵۱)	جلد ۸	صفحہ ۱۴۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۳۳۲)	جلد ۸	صفحہ ۲۸۶
قال احمد محمد شاکر:	....		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۴۶۸)	جلد ۸	صفحہ ۳۲۸
مسند ابی دواد الطیالسی	رقم الحدیث (۲۳۳۴)		صفحہ ۳۰۷

ارشاد فرمایا: جو خوش قسمت آدمی مساجد کو صلاۃ اور ذکر کیلئے اپنا وطن بنالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے یوں خوش ہوتا ہے جیسے کافی عرصہ سے غائب شدہ کے آنے والے سے اس کے گھر والے خوش ہوتے ہیں۔

-☆-

کس آدمی کو وطن سے محبت نہیں ہے؟ ہر آدمی اپنے وطن کی محبت سے سرشار ہے وطن پر آنچ آنے لگے تو اہل عزم و ہمت اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا سعادت سمجھتے ہیں۔

اس روح ارجمند کے بختوں پر قربان جائیں جو مسجد کو اپنا وطن بنالیتا ہے اور مسجد سے محبت اسے ہر محبت سے بے نیاز بنالیتی ہے اگر کسی لمحے وہ مسجد سے باہر چلا جائے تو اس کی روح کا قرار چھن جاتا ہے مسجد سے دوری اس کی روح کیلئے ناقابل برداشت ہوتی ہے اور ماہی بے آب کی طرح تڑپاتی ہے۔ اسے مسجد میں پہنچ کر ایسے سکون و قرار ملتا ہے جیسے مچھلی کو پانی میں اطمینان و سکون ملا کرتا ہے۔ ایسے نیک بخت سے اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوتا ہے اس کی اس ادا پر اللہ تعالیٰ اسے اپنی رضا کا پروانہ عنایت فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشی کو کس انداز سے بیان فرمایا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ مبارکہ سے ملاحظہ ہو:

تَبَشْبَشَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَیْهِ کَمَا یَتَبَشْبَشُ اَهْلُ الْغَائِبِ بِغَائِبِهِمْ اِذَا قَدِمَ عَلَیْهِمْ:

اللہ تعالیٰ اس سے ایسے خوش ہوتا ہے جیسے کسی غائب شدہ کے آنے سے اس کے گھر والوں کو خوشی ہوتی ہے۔

یہ خونی رشتے کس درجہ گہرے ہوتے ہیں اور ان کے اثرات کہاں تک پہنچتے ہیں کہ ایک عزیز کہیں چلا جائے تو باقی گھر والوں کا قرار و سکون چھن جاتا ہے ان کی زندگی پھیکی ہو جاتی ہے

جب وہ واپس آئے تو تمام اھل خانہ کے چہرے خوشی سے دمک اٹھتے ہیں اوران کے چہروں کی شادابی ان کی دلی کیفیت کا اظہار کر رہی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے وہ ان تمام لوازمات سے پاک ہے لیکن اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس امتی سے کتنا پیار فرماتا ہے کس درجہ محبت فرماتا ہے جیسے وہ مسجد کو اپنا گھر اپنا وطن بنالے اللہ تعالیٰ کو بھی خوشی ہوتی ہے جیسے غائب کے آنے سے گھر والوں کو ہوا کرتی ہے۔

مسجد اللہ کا گھر ہے اوراہل ایمان جب بیت اللہ کو اپنا وطن بنالیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اس عمل کی قدر کرتا ہے اور خوشی کا اظہار فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی تمام نعمتوں سے افضل واعلیٰ ہے اور اللہ کی رضا سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں۔

ہمارے بعض اسلاف نے مساجد کو اپنا وطن بنایا پھر ساری زندگی مساجد میں گزاردی۔ ان میں سے عارف باللہ حضرت خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرام نمایاں ہے کہ آپ نے ساری زندگی مساجد کو اپنا وطن بنایا مساجد سے یوں محبت کی جیسے انسان اپنے وطن سے محبت کرتا ہے۔

تَبَشْبَشَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَیْهِ کا انوکھے رنگ سے ظہور ہوا کہ آپ کی قدسی صفات اولاد امجاد نے بھی مساجد کو ہی وطن بنالیا۔ اللہ تعالیٰ خوش ہوا اور یوں خوش ہوا کہ وادی کشمیر جنت نظیر خوبصورت مساجد سے جگمگا اٹھی جہاں پانچوں وقت اللہ اکبر اللہ اکبر کی دلنواز صدائیں بلند ہوتی ہیں اوراہل ایمان کی جبینیں اسکی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوکر سکون وقرار پاتی ہیں۔

اے اللہ! جب تو کسی سے خوش ہوتا ہے تو اتنا کچھ عطا کرتا ہے کہ وہ حصر وشمار میں نہیں آتا جب تو نے خوش ہوکر حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو دیا تو کتنا دیا اسکی کسی کو کیا خبر ہاں آپ کے

غلاموں کے نسبت شریفہ سے جگمگاتے بُشرے آج بھی بتاتے ہیں کہ تو نے خوش ہو کر دیا ہے تو بہت کچھ دیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ حَمْداً کَثِیراً وَلَکَ الشُّکر یَااَللّٰہُ نَحْمَدُکَ وَنَشْکُرُکَ یَارَحِیْمُ یَاکَرِیْمُ اَللّٰھُمَّ لَاتَحْرِمْنَا مِنْ فَضْلِ جُوْدِکَ وَارْزُقْنَا مِنْ لَّدُنْکَ کَمَا رَزَقْتَ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ آمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ بِجَاہِ مَنْ بَعَثْتَہٗ رَحْمَۃً لِلْعٰلَمِیْنَ عَلَیْہِ مَنَ الصَّلَوَاتِ اَطْیَبُھَا وَمِنَ التَّسْلِیْمَاتِ اَزْکٰھا۔

-☆-

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَتَوَضَّأُ اَحَدُکُمْ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَہٗ وَیُسْبِغُہٗ ثُمَّ یَاْتِی الْمَسْجِدَ لَا یُرِیْدُ اِلَّا الصَّلَاۃَ فِیْہِ اِلَّا تَبَشْبَشَ اللّٰہُ اِلَیْہِ کَمَا یَتَبَشْبَشُ اَھْلُ الْغَائِبِ بِطَلْعَتِہٖ۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۰۵۱)	جلد ۸	صفحہ ۱۴۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۴۹۱)	جلد ۲	صفحہ ۳۷۴
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۳۵۰)	جلد ۱۴	صفحہ ۹۲
قال المحقق:	رجالہ ثقات ورجال الشیخین		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۸۰۰)	جلد ۱	صفحہ ۴۳۵
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۵۹)	جلد ۱	صفحہ ۲۴۶
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

تم میں سے جب کوئی وضو کرے تو احسن طریقے سے وضو کرے اور اسے مکمل کرے پھر مسجد آئے تو صرف صلاۃ ادا کرنے کے ارادہ سے آئے تو

ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ ایسے خوش ہوتا ہے جیسے گھر کے لوگ کسی اپنے دور گئے ہوئے عزیز کی واپسی پر خوش ہوتے ہیں۔

-☆-

مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۲۳۳۴)		صفحہ ۳۰۷
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۶۰۷)	جلد ۴	صفحہ ۴۸۴
قال المحقق:	إسنادہ صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۸۰۲)	جلد ۱	صفحہ ۴۶۸
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط الشیخین ولم یخرجاہ		

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی نظر شفقت میں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً اَسْوَدَ اَوْ اِمْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَ یَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ فَسَالَ النَّبِیُّ عَنْهُ فَقَالُوْا مَاتَ. فَقَالَ اَفَلاَ كُنْتُمْ آذَنْتُمُوْنِیْ بِهٖ دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِهٖ اَوْقَالَ عَلٰی قَبْرِهَا فَأَتٰی قَبْرَهَا فَصَلّٰی عَلَیْهَا.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک سیاہ رنگ والی عورت مسجد سے (روزانہ) تنکے چنا کرتی تھی، جھاڑو دیا کرتی

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۵۸) واللفظ لہ	جلد۱	صفحہ۱۶۰
ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۵۲۷)	جلد۲	صفحہ۲۴۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن داود	رقم الحدیث (۳۲۰۳)	جلد۲	صفحہ۲۳۰
صحیح سنن ابن داود	رقم الحدیث (۳۲۰۳)	جلد۲	صفحہ۳۰۰
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۶۵۰)	جلد۱۰	صفحہ۳۸۶
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۹۵۶)	جلد۲	صفحہ۳۵۱

تھی۔وہ مرگئی۔حضور نے اس عورت کے بارے میں پوچھا تو صحابہ کرام نے عرض کی:

یارسول اللہ! اس کا انتقال ہو گیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نے مجھے کیوں نہ بتایا؟

مجھے بتاؤ اس کی قبر کہاں ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی قبر پر تشریف لائے اور اس کی صلاۃ الجنازہ ادا کی۔

-☆-

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ : أَنَّ امْرَأَةً سَوْداءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ (اَوْشَابًّا) فَفَقَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَنْهَا (اَوْعَنْهُ) فَقَالُوْا: مَاتَ، قَالَ "اَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُوْنِی" قَالَ : فَكَأَنَّهُمْ صَغَّرُوْا اَمْرَهَا (اَوْ اَمْرَهٗ) فَقَالَ: "دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِهٖ" فَدَلُّوْهُ. فَصَلّٰی عَلَیْهَا ثُمَّ قَالَ

اِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَ ةٌ" ظُلْمَةً عَلٰی اَهْلِهَا. وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِیْ عَلَیْهِمْ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۹۵۶)	جلد ۲	صفحہ ۳۵۱
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۷۰۱۴)	جلد ۴	صفحہ ۷۸
قال شعیب:	اسنادہ صحیح		
مسند ابی داود الطیالسی	رقم الحدیث (۲۴۴۶)		صفحہ ۳۲۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۶۳۴)	جلد ۱۴	صفحہ ۲۸۱
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۳۲۰۳)	جلد ۳	صفحہ ۱۶۱

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک سیاہ رنگ کی عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ ایک دن حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے مفقود پایا تو اس کے بارے میں حاضرین سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا اس کا انتقال ہو گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے مجھے کیوں نہ خبر دی؟

راوی حدیث بیان کرتے ہیں گویا انہوں نے اس کے معاملہ کو بالکل معمولی سمجھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے بتاؤ اس کی قبر کہاں ہے؟

صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۳۲۰۳)	جلد۲	صفحہ۳۰۰
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۲۹۹)	جلد۲	صفحہ۲۷۲
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۱۴۹۹)	جلد۵	صفحہ۳۶۳
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۵۲۷)	جلد۲	صفحہ۲۴۴
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۲۴۷)	جلد۲	صفحہ۲۵
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۲۷۲)	جلد۱	صفحہ۴۴۸

انہوں نے اس کی قبر کی نشان دہی کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی قبر پر (ہی) صلاۃ الجنازہ ادا فرمائی پھر ارشاد فرمایا: بیشک یہ قبور اہل قبور سمیت ظلمتوں سے بھری ہوئی تھیں۔ان پر میرے صلاۃ ادا کرنے کی وجہ سے اللہ عزوجل نے ان قبور کو ان کیلئے منور فرما دیا ہے۔

-☆-

اللہ کے پیارے حبیب حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ للعالمینی کی خلعتِ زیبا زیب تن فرما کر اس عالم آب وگل میں تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپا شفقت و پیار ہیں۔آپ اپنی امت کے ہر فرد کے خیر خواہ ہیں ان میں سے جو بھی کوئی نیک کام کرتا آپ اس سے خوش ہوتے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا اور خوشی ہر اہل ایمان کیلئے سعادتوں کی سعادت ہے۔

درج بالا حدیث پاک میں ملاحظہ کیجئے

ایک سیاہ رنگ کی عورت مسجد شریف میں آتی جھاڑو دیکر چلی جاتی۔مسجد شریف میں کوئی تنکہ دیکھتی اسے اٹھا کر باہر پھینک دیتی ہے بظاہر یہ ایک معمولی عمل ہے لیکن جو لجپال ہو اس کا کام لجپالی ہی ہوا کرتا ہے اس عمل کو دیکھنے والے افراد تو معمولی سمجھیں لیکن امت کے والی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے معمولی نہیں سمجھ رہے آپ کی نگاہِ پاک میں اس کی بڑی قدر و منزلت ہے آپ کے معبود حقیقی اللہ جل جلالہٗ کے گھر کوئی صاف کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر توجہ نہ فرمائیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

بہر حال ایک رات اس عورت کا انتقال ہو گیا وہ اس دار فانی کو خیر باد کہہ گئی۔لوگوں نے اس کی ظاہری صورت کی بنا پر اور معمولی خاندان سے ہونے کی بنا پر اسے کوئی اہمیت نہ دی اور

رات کی تاریکی میں ہی اسے سپرد خاک کر دیا۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے جمیع افراد کے حالات سے باخبر ہیں اس عورت کی حالت بھی آپ سے مخفی نہ تھی لیکن اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کیلئے اور اپنی امت کو درس دینے کیلئے آپ نے فرمایا:

اَفَلاَ کُنْتُمْ آذَنْتُمُوْنِیْ؟ تم نے مجھے کیوں نہ بتایا؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی قبر پر تشریف لے گئے۔

یہ عورت کس درجہ خوش بخت تھی کہ اس کی قبر پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے۔ جس کی قبر پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جائیں وہ قبر یقیناً رشک ارم ہے اور قبور میں اس کا ایک مقام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی قبر پر جا کر صلاۃ الجنازہ ادا فرمائی:

یہ عورت مسجد سے محبت کرتی تھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنی محبت سے محروم نہیں رکھا۔

یہ عورت مسجد کی صفائی کرتی تھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کے باطن کو اجلا و مصفا بنا دیا تھا۔

یہ عورت مسجد کی طرف آتی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے مرنے کے بعد اسکی قبر پر جلوہ گری فرمائی۔

اہل ایمان آیئے! ہم بھی مساجد سے محبت کریں اسکی صفائی وطہارت کا اہتمام کریں۔ یقین رکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض مبارک صرف اس دور تک نہ تھا بلکہ یہ فیضان

قیامت تک جاری وساری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف اس عورت کے نبی نہ تھے بلکہ ہر کلمہ گو کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں اور کچھ بعید نہیں کہ آج جو لوجہ اللہ مسجد کی صفائی کرتا ہے کل جب اس کی موت کا وقت آئے گا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی قبر کو بھی کرم نوازیوں سے سرفراز فرمائیں گے۔

صحیح مسلم کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

اِنَّ ھٰذِہِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَ ۃ" ظُلْمَۃً عَلٰی اَھْلِھَا وَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُنَوِّرُھَا لَھُمْ بِصَلَاتِیْ عَلَیْھِمْ:

بیشک یہ قبریں اھل قبور سمیت ظلمتوں سے بھری ہوئی ہیں۔ میرے ان پر صلاۃ ادا کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان قبور کو ان کیلئے منور فرماتا ہے۔

قبور تاریک جگہیں ہیں یہاں روشنی ونور نام کی کوئی چیز نہیں جو قبر میں چلا گیا وہ تاریکی وظلمت میں ڈوب گیا ہاں جس خوش قسمت کی قبر پر اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلاۃ ادا کریں اس کیلئے استغفار فرمائیں اس کو اپنی دعاؤں سے نواز دیں اسکی قبر نور سے بھر جاتی ہے اور اس کی قبر نور کا مرکز قرار پاتی ہے۔

آج جنکی بھی قبریں اندر سے منور ہیں وجہ یہ ہے کہ ان پر نور الانوار سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کرم ہے نور والی سرکار نے اپنی دعا سے انکی قبر کو منور فرمادیا ہے۔

اے ایمان والے! ایسا کوئی عمل کرلے جس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہوجائیں پھر جب اللہ کے پیارے حبیب راضی ہونگے تو یقین رکھنا کہ وہ تیری قبر پر بھی کرم فرمائیں گے اور اسے انوار وتجلیات سے بھر دیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کرنے والے اعمال میں سے ایک عمل مساجد کی صفائی ونظافت ہے۔ آج مساجد سے محبت کریجئے اسکی صفائی کا اہتمام کیجئے جوابا اللہ کے محبوب اپنے جمال جہاں آرا سے تمہاری قبر کو قابل رشک بنائیں گے اور وہ جنت کا حصہ قرار پائے گی۔

ملائکہ مشغول دعاء

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِیْ صَلَاةٍ مَاكَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهٗ وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَادَامَ فِیْ مَجْلِسِهِ الَّذِیْ صَلّٰى فِيْهِ يَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَالَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ مَالَمْ يُؤْذِفِيْهِ.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۹۹)	جلد۱	صفحہ۴۳۵
قال المحقق:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۵۸)	جلد۱	صفحہ۲۴۵
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۴۵)	جلد۱	صفحہ۱۵۷
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۶۹)	جلد۱	صفحہ۱۸۱
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۶۹)	جلد۱	صفحہ۱۳۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۳۰)	جلد۲	صفحہ۱۵۰
قال ابوعیسیٰ:	حدیث حسن صحیح		
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۴۷۱)	جلد۲	صفحہ۳۵۷
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحۃ		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جب تم میں سے کوئی بھی صلاۃ ادا کرنے کیلئے مسجد میں داخل ہوتو صلاۃ کی ادائیگی جب تک اسے مسجد میں روکے رکھے وہ صلاۃ میں ہی ہے۔

تم میں سے جس نے جہاں صلاۃ ادا کی اور وہ وہاں بیٹھا رہا تو جب تک وہ وہاں بیٹھا رہے ملائکہ (فرشتے) اس کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں

اے اللہ! اس کی مغفرت فرما

اے اللہ! اس پر رحم وکرم فرما

اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما

یہ دعائیں جاری رہتی ہیں جب تک کہ وہ صلاۃ ادا کرنے والا بے وضو نہ ہو جائے یا جب تک کسی کو اذیت نہ دے۔

-☆-

المصنف لعبد الرزاق:	رقم الحدیث (۲۲۱۰)	جلد ۱	صفحہ ۵۸۰
المصنف لابن ابی شیبہ		جلد ۱	صفحہ ۴۰۳
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۱۰۶)	جلد ۸	صفحہ ۱۹۶
قال احمد محمد شاکر:	حدیث صحیح		

مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں جب بھی اہل ایمان مساجد میں داخل ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔ اسکی عنایات کریمانہ کی پھوار شروع ہو جاتی ہے پھر جب تک مساجد میں مشغول عبادت رہیں اللہ کے ذکر کی لذت سے سرشار رہیں یہ رحمتیں اور برکتیں برستی رہتی ہیں۔

كَانَ فِيْ صَلاةٍ مَا كَانَتِ الصَّلاةُ تَحْبِسُهُ:

جب تک اھل ایمان صلاۃ ادا نہیں کر لیتے وہ صلاۃ میں ہیں۔

یعنی صلاۃ الجماعۃ (باجماعت نماز) ادا کرنے میں ابھی نصف گھنٹہ باقی ہے ایک مرد مومن صلاۃ ادا کرنے کی غرض سے مسجد میں آ گیا اور اسکے انتظار میں بیٹھ گیا صلاۃ تو آدھ گھنٹہ بعد ادا کی جائے گی لیکن اللہ الکریم کی کرم نوازی ملاحظہ ہو کہ اس کا یہ آدھ گھنٹہ جو انتظار صلاۃ میں بسر ہو رہا ہے وہ بھی صلاۃ میں شمار ہوگا۔ اسے اس آدھ گھنٹہ میں قیام رکوع وسجود کا ثواب مسلسل ملتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے گھر، مسجد سے کس درجہ پیار ہے اور جو آدمی اسکے گھر کا رخ کرتا ہے اس پر بھی وہ کتنا شفیق ہو جاتا ہے مسجد داخل ہوتے ہی اسے عبادت کا ثواب دینا شروع کر دیتا ہے۔ فرشتے اس کے اعمال نامہ میں صلاۃ کا ثواب لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ جب تک وہ صلاۃ ادا نہ کرے اس کا ثواب مسلسل لکھا جاتا ہے۔

اَلْمَلائِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَادَامَ فِيْ مَجْلِسِهٖ:

ملائکہ اللہ کی رحمتیں بھیجتے رہتے ہیں جب تک تم میں سے کوئی اپنی اس جگہ میں بیٹھا رہے جس جگہ اس نے صلاۃ ادا کی تھی۔

اللہ تعالیٰ کی عنایات وکرم نوازیوں کا سلسلہ صرف صلاۃ ادا کرنے تک نہیں بلکہ یہ سلسلہ صلاۃ ادا کرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے جب تک صلاۃ ادا کرنے والا اپنی جگہ بیٹھا رہے کرم کی پھوار مسلسل برستی رہتی ہے بلکہ صلاۃ ادا کرنے کے بعد اللہ کی رحمتوں کا جوبن نرالا ہو جاتا ہے اسکے ملائکہ، اسکے نوری فرشتے، معصوم مخلوق دست بدعا ہو جاتی ہے اور عرض کرتی ہے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ

اللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیْہِ

اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، اے اللہ! اس پر رحمتیں نازل فرما،
اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما۔

یہ خاک کا پتلا کس درجہ فیروز بخت ہے جب عبادت کر کے صلاۃ ادا کر کے اللہ کے گھر میں بیٹھا ہے تو نوری مخلوق اس کیلئے دعائیں شروع کر دیتی ہے اس کی مغفرت اسکے لئے رحمت اور اسکی قبولیت توبہ کی دعائیں کی جاتیں ہیں۔ اولاد آدم کی کتنی خوش بختی ہے کہ نوری مخلوق اس کیلئے دعائیں کرتی ہے اور جس کے لئے دعائیں فرشتے کریں اس کے مقدروں کی رفعت کا عالم کیا ہوگا۔ یہ فرشتے اللہ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کرتے تو انکا دعا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ امتی کس درجہ فائق ہے کہ جس کیلئے اللہ فرشتوں کو حکم دے کہ اس کیلئے دعائیں کرو۔ تو یقین جانیئے ایسا آدمی اللہ کی مغفرت اسکی رحمت اور اسکی جانب سے قبولیت توبہ کی سعادت لے کر اٹھتا ہے۔

-☆-

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ:
لَایَزَالُ الْعَبْدُ فِیْ صَلَاةٍ مَاکَانَ فِیْ مُصَلَّاهُ یَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ تَقُوْلُ الْمَلَائِکَةُ
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ حَتّٰی یَنْصَرِفَ اَوْیُحْدِثَ
فَقِیْلَ مَایُحْدِثُ! قَالَ یَفْسُوْاَوْیَضْرُطْ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
بندہ جب تک اپنے مصلّٰی میں بیٹھا صلاۃ کا انتظار کرتا ہے تو وہ صلاۃ میں ہی ہے۔

سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۷۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۸۱
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۷۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۳۸
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۶۴۹)	جلد ۲	صفحہ ۱۱۳
مسند ابوعوانہ	رقم الحدیث (۱۳۲۰)	جلد ۱	صفحہ ۳۶۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۳۴۴)	جلد ۹	صفحہ ۱۹۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ملائکہ (فرشتے) عرض کرتے ہیں

اے اللہ! اس کے گناہ معاف کردے

اے اللہ! اس پر رحمتیں نازل فرما

فرشتوں کی ان دعاؤں کا سلسلہ جاری رہتا ہے جب تک کہ صلاۃ ادا کرنے والا واپس نہ پلٹ جائے یا بے وضو نہ ہو جائے۔

-☆-

گناہوں کی معافی کا آسان طریقہ:

قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ : مَنْ كَانَ كَثِيْرَ الذُّنُوْبِ وَاَرَادَ اَنْ يَحُطَّهَا عَنْهُ بِغَيْرِ تَعَبٍ فَلْيَغْتَنِمْ مُلَازَمَةَ مَكَانِ مُصَلَّاهُ بَعْدَ الصَّلَاةِ يَسْتَكْثِرُ مِنْ دُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ وَاسْتِغْفَارِهِمْ لَهُ فَهُوَ مَرْجُوٌّ اِجَابَتُهُ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى "وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى"۔[1]

ابن بطال کہتے ہیں: جو آدمی کثیر الذنوب ہو اور یہ چاہے کہ اس کے گناہ بغیر مشقت کے مٹا دیئے جائیں تو اسے چاہیئے کہ مسجد میں جس جگہ اس نے صلاۃ (نماز) ادا کی ہے صلاۃ ادا کرنے کے بعد وہیں بیٹھا رہے تا کہ وہ اپنے حق میں فرشتوں کی دعائیں کثیر تعداد میں حاصل کرسکے اور اپنے حق میں انکا استغفار بھی لے سکے۔ اسے امید رکھنی چاہیئے کہ اس کے حق میں فرشتوں کی دعا قبول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى۔[2]

---

(۱) اعلام الساجد صفحہ ۲۱۴

(۲) سورۃ الانبیاء ۲۱/ ۲۸

وہ فرشتے سفارش نہیں کرتے مگر اس کی جسے وہ پسند فرمائے۔

شارح بخاری حضرت ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ نے کتنا سہل اور مفید نسخہ ارشاد فرمایا ہے۔

جس کی زندگی گناہوں اور معصیتوں میں گزر گئی اب اسے آخرت یاد آئی علیم وخبیر اللہ کی بارگاہ میں حاضری یاد آئی اب اسکی تمنا ہے کہ اسکے گناہ مٹا دیئے جائیں اسکے جرموں پر قلم عفو پھیر دیا جائے اسکے لئے آسان اور سہل طریقہ یہ ہے کہ

وہ مسجد میں صلاۃ ادا کرنے کے بعد اسی جگہ بیٹھا رہے۔ زبان قلب وقالب سے ذکر کرتا رہے جب تک وہ بیٹھا ہے فرشتے اللہ سے عرض کرتے ہیں: **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ.**

اے اللہ اس کے گناہ معاف کردے اے اللہ اس پر رحم فرمادے۔

جب تک یہ بیٹھا رہے گا فرشتوں کی پاک زبان سے اس کیلئے یہ کلمات جاری رہیں گے۔ فرشتوں کی یہ دعائیں انشاء اللہ رنگ لائیں گی اور اسے گناہوں کے بوجھ سے ہلکا کر دیا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی

فرشتے اسی کیلئے دعائیں اور التجائیں کرتے ہیں جو اللہ کو پسند آتا ہے۔ مسجد میں صلاۃ ادا کرنے والا اپنی جگہ بیٹھا ہے وعدہ الٰہی کے مطابق فرشتے اسکے لئے دعاء واستغفار کرتے ہیں فرشتوں کی دعاء واستغفار سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کرتا جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے ابتداء میں اسکے چند گناہ معاف کیے جائیں لیکن جب وہ مسلسل بیٹھا ہی رہے گا اور ہر صلاۃ کے بعد بیٹھے گا تو

یقیناً ایک وقت وہ آئے گا کہ اسکے جملہ گناہ معاف کردیے جائیں گے اور اسکی لوحِ دل کو گناہوں کی ظلمات سے پاک وصاف کردیا جائے گا۔

ہاں وہ بندہ مومن جو پہلے ہی نیک ہے وہ مسجد میں باجماعت صلاۃ ادا کرنے کے بعد وہیں بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اسکے لئے بھی دعائیں کرتے ہیں یہ دعائیں اس کے درجات کی بلندی کی باعث ہیں اور اسے قرب الٰہی کی دولت سے سرفراز کرنے کا ذریعہ ہیں۔

اوتادالمساجد

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ لِلْمَسَاجِدِ اَوْتَاداً، اَلْمَلاَئِکَةُ جُلَسَاؤُهُمْ اِنْ غَابُوْا یَفْتَقِدُوْهُمْ وَاِنْ مَرِضُوا عَادُوْهُمْ وَاِنْ کَانُوا فِیْ حَاجَةٍ اَعَانُوْهُمْ ثُمَّ قَالَ جَلِیْسُ الْمَسْجِدِ عَلٰی ثَلاَثِ خِصَالٍ اَخٌ" مُسْتَفَادٌ" اَوْ کَلِمَةٌ" مُحْکَمَةٌ" اَوْرَحْمَةٌ" مُنْتَظَرَةٌ".

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: بیشک کچھ لوگ اوتادالمساجد ہیں۔ ملائکہ (فرشتے) ان کے ہمنشین ہوتے ہیں۔ اگر وہ کہیں چلے جائیں تو فرشتے انہیں تلاش کرتے ہیں۔ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو فرشتے ان کی

المستدرک		جلد۲	صفحہ۲۹۸
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین		
تلخیص المستدرک		جلد۲	صفحہ۳۹۸
قال الذھبی:	صحیح علی شرط البخاری ومسلم		
مسندالامام احمد	رقم الحدیث (۹۶۸۸)	جلد۹	صفحہ۲۰۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
المصنف لعبدالرزاق	رقم الحدیث (۲۰۵۸۵)	جلد۱۱	صفحہ۲۹۷

عیادت، تیمارداری کرتے ہیں، اگر وہ کسی حاجت میں ہوں تو فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا:

جلیس المسجد (مسجد میں بیٹھنے والا) تین خصال پر ہے:

۱۔ اخ مستفاد (ایسا بھائی جس سے استفادہ کیا جاتا ہے)

۲۔ کلمہ محکمہ

۳۔ رحمۃ منتظرۃ

اوتاد المساجد:

بعض چیزوں کے بنانے میں میخ (کیل) استعمال ہوتے ہیں مثلاً میز کرسی وغیرہ کے پائے میخ کی وجہ سے پیوست ہوتے ہیں اس میز کے جوڑوں میں کیل استعمال ہوتے ہیں اس میز کا قیام ان میخوں کی وجہ سے ہے اگر یہ نہ ہوں تو میز میز نہ رہے بلکہ منتشر ہو جائے۔ میخ ہی ایسی چیز ہے جس نے ایک میز و کرسی کو قائم رکھا ہوا ہے۔ ان کے اعضا آپس میں ملے ہیں تو میخ کی وجہ سے ان میں اتصال ہے تو میخ کی وجہ سے اور وہ پوری چیز حسن سے آراستہ ہے تو بھی اس میں میخ کا بنیادی کردار ہے۔

مساجد اللہ کے گھر ہیں اور بیت اللہ کی ایک ظاہری تعمیر ہے اور ایک اس کی باطنی اور روحانی تعمیر ہے۔ ظاہری تعمیر میں دیواریں چھت اور دروازے ہیں ان کو آپس میں پیوست رکھنے کیلئے مختلف قسم کے مصالحہ جات استعمال ہوتے ہیں۔ اس ساز و سامان کی وجہ سے دیواریں ایک دوسرے سے پیوست ہیں اور چھت ان پر قائم ہے۔ اگر یہ سامان کمزور ہو یا یہ اپنی طاقت ختم کر دے تو مسجد کی دیواریں قائم نہ رہ سکیں اور مسجد چھت سمیت گر جائے گی۔

اسی طرح مسجد کی باطنی اور روحانی تعمیر ہے اور اس میں بنیادی کردار اللہ کے مخصوص بندوں کا ہے جنہیں اوتاد المساجد کہا جاتا ہے مسجد کی رونق مسجد کی آبادکاری ان کے دم قدم سے ہے اگر یہ موجود ہیں تو مسجد آباد ہے وہاں ذکر الٰہی کی کثرت کرنے والے ہیں صلاۃ ادا کرنے والوں کا ایک جم غفیر ہے اگر یہ نہ ہوں تو مسجد کی رونق ماند پڑ جاتی ہے وہاں صلاۃ ادا کرنے والوں کی قلت ہوتی ہے اگر کوئی آ بھی جائے تو بددلی سے صلاۃ ادا کرتا ہے۔ایسے خوش قسمت افراد جن سے مسجد کی آبادکاری وابستہ ہے یہ مسجد کی باطنی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں ان کا وجود مسعود سراپا رحمت ہوتا ہے ان کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہتا ان کے ساتھ صلاۃ ادا کرنے والا سعادت مند ہوا کرتا ہے یہ اخلاق کے پیکر جن کے انگ انگ میں ذکر الٰہی کے سوتے پھوٹتے ہیں اگر ظاہری طور پر کسی ویران و بے آباد جگہ میں فروکش ہو جائیں اور وہاں ظاہری مسجد کا ڈھانچہ تک نہ ہو تو پھر بھی دیکھتے دیکھتے وہ ویران جگہ آباد ہو جاتی ہے اور ان کے دم قدم سے جنگل میں منگل کا سماں ہوتا ہے اور جہاں وہ بیٹھتے ہیں وہ جگہ مسجد کا روپ دھار لیتی ہے اور پھر وہاں صلاۃ ادا کرنے والوں اور سر بندگی جھکانے والوں کی کثرت ہوا کرتی ہے وہ بھی وہاں جام توحید لبوں سے لگاتے ہیں اور مے توحید سے شادکام ہوا کرتے ہیں۔ایسے سعید افراد شریعت اسلامیہ کی اصطلاح میں ''اوتاد المساجد'' کہلاتے ہیں۔

اَلْمَلَائِکَۃُ جُلَسَاءُ هُمْ:

اوتاد المساجد جن سے مساجد کی آبادی وابستہ ہے اتنے خوش نصیب ہوتے ہیں کہ ملائکہ (فرشتے) ان کے ہمنشین وجلیس ہوا کرتے ہیں۔انسان کے سیرت و کردار کی شناخت اس کے ہمنشین وجلیس سے ہوا کرتی ہے تو جن کے ہم نشیں وجلیس اللہ کی نوری مخلوق فرشتے ہوں

توان کی عزت وعظمت کا عالم کیا ہوگا۔

ہر مخلوق اپنی ہم جنس سے محبت کرتی ہے اس کا راہ ورسم اور میل جول اپنی ہی جنس سے ہوا کرتا ہے۔ مثلاً انسان انسان کا ہم نشیں ہے تو گھوڑے اور خچر کو گھوڑے اور خچر سے انس ویگانگت ہے۔ یہ فرشتے نوری مخلوق ہیں اور لطیف ہیں انسان خاکی مخلوق کثیف ہے تو فرشتے لطیف ہوکر کثیف کے ہمنشیں کیسے ہوگئے تو اس کا جواب بالکل واضح ہے اوتادالمساجد ذکر الٰہی کی مے سے ہر وقت سرشار رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی یاد ان سے کثافت کو آہستہ آہستہ دور کرتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ وقت آتا ہے جب ذکر الٰہی سے کثیف انسان لطیف بن جاتا ہے خاکی نوری کا روپ دھار لیتا ہے فرشی ہوکر عرش کی جانب محو پرواز ہوتا ہے اب جب ایسے افراد کا وجود لطیف ہوگیا تو لطیف مخلوق ان کی ہمنشیں ہوئی۔ ان کا وجود خاکی عارضہ سے نکل کر نوری ہوگیا تو نوری مخلوق فرشتے ان کے جلیس ہوئے۔

عارف باللہ حضرت مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ مسجد شریف میں تشریف فرما ہوتے اور آنے والوں کے دلوں کو مے توحید سے سرشار کررہے ہوتے کہ اچانک فرماتے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی آرہے ہیں ان کیلئے جگہ کشادہ کردو تھوڑی دیر کے بعد مفسر قرآن حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آتے۔

ایک دن کسی نے عرض کی حضور! قاضی صاحب ابھی تشریف نہیں لاتے بلکہ وہ مسجد سے باہر ہوتے ہیں آپ کو کیسے پتہ چل جاتا ہے کہ قاضی صاحب آرہے ہیں؟ تو آپ نے جواباً فرمایا جب میں فرشتوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ کھڑے ہوگئے ہیں تو مجھے علم ہو جاتا ہے کہ قاضی صاحب آرہے ہیں۔

عارف باللہ حضرت مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کا وجود مسعود لطیف ونوری ہو چکا تھا اس لیئے آپ کی نگاہ پاک نوری مخلوق کو دیکھ لیا کرتی تھی۔

اِنْ غَابُوْا یَفْتَقِدُوْھُمْ:

اوتاد المساجد اگر غائب ہو جائیں تو فرشتے انہیں تلاش کرتے ہیں۔ جب کسی کو کسی سے محبت وانس ہو جاتا ہے تو وہ اس کی جدائی برداشت نہیں کرتا روزانہ اس کی صحبت میں بیٹھنے والا اگر کسی دن اسے نہ پائے تو اس کی کمی محسوس کرتا ہے اور اسکی تلاش وجستجو کرتا ہے۔ مسجد میں اپنا وقت گزارنے والے اور مسجد سے محبت کرنے والے کتنے بخت آور ہیں کہ فرشتے ان کے جلیس ہوا کرتے ہیں اگر وہ کہیں چلے جائیں تو فرشتے انکی کمی محسوس کرتے ہیں کیونکہ اللہ والا جہاں بیٹھ کر ذکر الٰہی کرتا ہے اس جگہ اس کے انوار سرایت کر جاتے ہیں وہ جگہ باقی جگہوں سے ممتاز ہو جاتی ہیں نوری مخلوق جب اللہ والے کے ذکر وفکر کو دیکھتی ہے اسکی تسبیح ومناجات سے شادکام ہوتی ہے تو انہیں اس جگہ اس اللہ والے کے انوار بھی نظر آتے ہیں اگر کسی دن وہ کہیں چلا جائے تو فرشتے اس کے انوار والی جگہ میں اسے نہ پا کر اسکی تلاش وجستجو کرتے ہیں اور یہ بات واضح ہے کہ فرشتے جس کی تلاش وجستجو کریں وہ بڑا سعادت مند ہے۔

وَاِنْ مَرِضُوْا عَادُوْھُمْ:

انسان کو بیماری کا عارضہ لاحق ہوتا رہتا ہے اور بیمار کی تیمارداری کیلیئے لوگ آتے رہتے ہیں لیکن بیمار بیمار میں فرق ہوا کرتا ہے اگر بیمار اپنی قوم کا سردار ہے تو پوری قوم تیمارداری کیلیئے آتی ہے اگر سرمایہ دار ہے تو سرمایہ والے اس کی تیمارداری کرتے ہیں اگر وہ غرباء ومساکین کا خیرخواہ

اور ہمدرد ہے تو غرباء و مساکین اسکی تیمارداری کرتے ہیں اور اس کیلئے دست بدعا رہتے ہیں۔

لیکن اوتادالمساجد کی شان نرالی ہے اگر یہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت و بیمار پرسی کیلئے کوئی آئے نہ آئے اللہ کے فرشتے ضرور ان کی تیمارداری کرتے ہیں اس آدمی کے دار آخرت میں رتبہ و مقام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جس کی بیمار پرسی کیلئے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو بھیج دے۔ رحمت والے فرشتوں کا وجود سراپا رحمت ہے یہ جہاں بھی جائیں وہاں رحمت ہی رحمت ہوا کرتی ہے تو جو فرشتے تیمارداری کیلئے آئے اگر مریض کی حیاۃ باقی ہے ابھی اس کی زندگی کی سانسیں پوری نہیں ہوئیں تو فرشتوں کی تیمارداری سے مرض سے نجات مل جائے گی اگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ابھی مرض سے شفا کا نہیں تو پھر اسکے درجات کی بلندی یقینی ہے اور اگر اس کی زندگی پوری ہو چکی ہے اور اسکے اس جہاں فانی سے جانے کا وقت آچکا ہے تو فرشتوں کی تیمارداری کا واضح مطلب ہے کہ وہ اس جہاں سے اپنی نعمتِ ایمان سلامت لیئے جا رہا ہے اور اس جہاں سے ایمان سلامت لے جانا سب سے اہم بات ہے۔

ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَاابْنَ آدَمَ! مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ قَالَ یَارَبِّ! کَیْفَ اَعُوْدُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ؟ قَالَ اَمَاعَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ اَمَاعَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْعُدْتَهٗ لَوَجَدْتَنِیْ عِنْدَهٗ یَاابْنَ آدَمَ ! اِسْتَطْعَمْتُکَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ قَالَ یَارَبِّ! کَیْفَ اُطْعِمُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ ؟ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهٗ اسْتَطْعَمَکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ" فَلَمْ تُطْعِمْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْاَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَ

ذَالِکَ عِنْدِیْ. یَاابْنَ آدَمَ! اِسْتَسْقَیْتُکَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ قَالَ یَارَبِّ! کَیْفَ اَسْقِیْکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ اسْتَسْقَاکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ" فَلَمْ تَسْقِہٖ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ سَقَیْتَہٗ وَجَدْتَ ذَالِکَ عِنْدِیْ؟

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا

اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تھا تو نے میری عیادت کیوں نہیں کی؟

وہ عرض کرے گا اے میرے رب! تو تو رب العالمین ہے میں تیری کیسے عیادت کرتا؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تو نے اس کی عیادت نہیں کی کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے بھی وہیں پاتا۔

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۲۸)	جلد۱	صفحہ۴۸۴
قال راوہ مسلم			
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۶۹)	جلد۵	صفحہ۱۵۰
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۳۹۳)	جلد۱	صفحہ۷۱۷
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۹۵۲)		جلد۱	صفحہ۵۶۳
قال الالبانی:	صحیح		

اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے مجھے کھانا کیوں نہیں کھلایا تو وہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں آپ کو کیسے کھانا کھلاتا آپ تو رب العالمین ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اسے میرے ہاں پاتا۔

اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا تو وہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں آپ کو کیسے پانی پلاتا آپ تو رب العالمین ہیں تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا میرے فلاں بندے نے پانی طلب کیا تھا تو نے اسے پانی نہیں پلایا تجھے علم نہیں کہ اگر تو اسے پانی پلا دیتا تو اسے میرے ہاں پاتا۔

-☆-

اللہ تعالیٰ الصمد ہے ساری کائنات اس کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں اور لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْئٌ'' اس کی شان ہے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ایسے افراد بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی بیماری کو اپنی بیماری قرار دے رہا ہے۔ تو جو فرزند آدم اپنی خواہشات کو قربان کر دے اور اللہ تعالیٰ کی رضا میں اپنی رضا گم کر دے اور اس کے گھر سے محبت کرے اور اس درجہ محبت کرے کہ جب تک ایک دن میں پانچ وقت اس کے گھر حاضری نہ دے لے اسے چین وسکون نصیب نہیں ہوتا۔

اگر کوئی فرزند آدم ان کی تیمارداری نہیں کرتا تو کوئی بات نہیں کیونکہ ان کی تیمارداری کیلئے نوری مخلوق موجود ہے۔ بلکہ اس حدیث پاک کی روشنی میں یہ الفاظ قابل غور ہیں

اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ عُدْتَهٗ لَوَجَدْتَنِیْ عِنْدَهٗ۔

کیا تجھے علم نہیں کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے بھی اس کے ہاں پاتا۔

سبحان اللہ! قادر وقیوم اور بے نیاز اللہ کو اپنے بندے سے کس درجہ پیار ہے کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہاں ہوتا ہے اور جس کے پاس اللہ تعالیٰ ہو اس کی عظمت وعزت کا کیا کہنا۔

اِنْ کَانُوْا فِیْ حَاجَةٍ اَعَانُوْهُمْ:

اوتاد المساجد کو اگر کسی چیز کی ضرورت پیش آجائے اگر کوئی انسان انکی مدد واعانت کیلئے تیار نہیں تو کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ کے فرشتے انکی مدد کرنے کیلئے تیار ہیں اور فرشتوں کی یہ شان ہے

لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ.

اللہ تعالیٰ جو انہیں حکم دیتا ہے اسکی نافرمانی نہیں کر سکتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

فرشتے اوتاد المساجد کی مدد واعانت اس لیئے کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس آدمی کے قرب الٰہی کا کیا کہنا جس کی مدد واعانت کیلئے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مقرر فرماتا ہے۔

اَخ" مُسْتَفَاد":

مسجد میں بیٹھنے والا مسجد کو اپنا وطن بنانے والا اللہ کی رحمتوں سے یوں لبریز ہوتا ہے کہ اس کا وجود سراپا خیر و برکت بن جاتا ہے اور لوگ خود بخود اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی زبان میں وہ برکت رکھ دیتا ہے کہ قریب بیٹھنے والا بھی اس کی برکات سے محروم نہیں رہتا۔

کَلِمَۃ" مُحکَمَۃ":

اوتادالمساجد چونکہ دنیاوی محبتوں سے نکل چکے ہوتے ہیں انکا مطمع نظر اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتا ہےاس لیئے وہ فانی دنیا کی باتیں نہیں کرتے بلکہ باقی جہاں کی باتیں کرتے ہیں اور سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا بلکہ ان کی زبان مبارک سے نکلنے والے الفاظ سننے والے کی تقدیر بدل دیتے ہیں پھر وہ پندونصائح اس کے قلب میں یوں پیوست ہوتے ہیں کہ اس کا دل بھی فانی لذتوں سے برائت کا اظہار کردیتا ہےاور پھر وہ بھی باقی جہاں کی لذتوں سے شادکام ہوتے ہیں۔

اوتادالمساجد مسجد میں بیٹھ کر قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ہیں حدیثِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے سیرت وکردار کو آراستہ کرتے ہیں یا اپنے اسلاف کے اقوال مبارکہ سے دل کی کھیتی کو سیراب کرتے ہیں یہ سب باتیں بڑی محکم ہیں۔قرآن وحدیث اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام ہے یہ دونوں دلوں کو جلا بخشنے کیلئے کافی ہیں اور وہ نفوس قدسیہ جنکے سینے مشکوٰۃ نبوت کے انوار سے منور وفروزاں ہیں انکی باتیں بھی ریا کے داغوں سے پاک ہوتی ہیں اس لیئے ان کے اقوال تاثیر سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

رَحْمَۃ" مُنْتَظِرَۃ":

اوتادالمساجد چونکہ دنیا کی رنگینوں سے منہ موڑ کر اللہ کے گھر بیٹھے رہتے ہیں اسی کے ذکر میں مست رہتے ہیں تو یقیناً ان پر رحمتوں کی برسات ہوتی ہے وہ جب بھی بیت اللہ میں بیٹھتے ہیں رحمت الٰہیہ کے انتظار میں بیٹھتے ہیں رحمت کے انتظار میں بیٹھنا رحمت میں ہی بیٹھنا ہے۔

آگ سے آزادی

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً لا تَفُوْتُهُ الرَّكْعَةُ الْاُوْلٰى مِنْ صَلاةِ الْعِشَاءِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا عِتْقاً مِنَ النَّارِ.

ترجمة الحديث:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۴۵)	جلد ا	
قال المحقق:	حسن		
الصحیحہ	رقم الحدیث (۲۶۵۲)		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۹۸)	جلد ا	صفحہ ۴۳۴
قال محمود محمد محمود:	اسنادہ حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۵۷)	جلد ا	صفحہ ۲۴۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۱)	جلد ا	صفحہ ۲۷۴
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۱)	جلد ا	صفحہ ۱۴۸
قال الالبانی:	صحیح		

ارشاد فرمایا کرتے تھے:

جس نے چالیس راتیں مسجد میں باجماعت صلاۃ ادا کی (اس اہتمام کے ساتھ) کہ اس کی صلاۃ العشاء کی پہلی رکعت بھی فوت نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے لکھ دیتا ہے کہ یہ آگ سے آزاد ہے۔

-☆-

کسی جرم کی پاداش میں انسان کو جیل جانا پڑ جائے تو وہاں سے آزادی کیلئے ہزاروں جتن کرتا ہے جیل سے باہر آنے کیلئے اپنے تمام ذرائع استعمال کرتا ہے۔ اس کے عزیز و اقارب بھی چین سے نہیں بیٹھتے اس کو چھڑانے کیلئے ان کو بڑی سے بڑی قربانی دینی پڑے تو بھی دریغ نہیں کرتے۔

قیامت کا عذاب سخت ترین عذاب ہے قہر خداوندی سے انسان کے پسینے چھوٹ رہے ہونگے جب اسے جرموں کی پاداش میں آگ میں داخل کیا جائے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ اللہ ذوالجلال والاکرام کی نافرمانی کتنی مہنگی ہے۔ اس عذاب سے چھٹکارے کیلئے اس وقت اس سے تمام ذرائع مفقود ہونگے وہ بے بس ہو کر نہایت حسرت سے داخل جہنم ہوگا۔

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عذابِ نار سے رہائی کیلئے ایک سھل اور آسان نسخہ ارشاد فرمایا ہے۔

چالیس دن مسجد جا کر صلاۃ باجماعت یوں ادا کی جائے کہ پہلی رکعت تک فوت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے آگ سے آزادی لکھ دیتا ہے۔

سبحان اللہ! ایک بندہ مومن کیلئے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتنی رحمتیں

ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل اللہ تعالٰی کس درجہ رحیم وکریم ہے کہ چالیس دن صلاۃ باجماعت سے آگ سے رہائی مل جاتی ہے۔

اللہ رحیم وکریم سے یہ امید رکھنی چاہیئے کہ

جو شخص یہ عہد پیمان کرلے کہ وہ چالیس دن صلاۃ باجماعت ادا کرے گا اور اس کی پہلی رکعت بھی صلاۃ الجماعت کے بغیر نہیں گزرے گی اگر اللہ تعالٰی کی توفیق واعانت شامل حال رہی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر شفقت اس کی دستگیری کرتی رہی تو اسے اس نیک عمل کے طفیل ہمیشہ مسجد جا کر صلاۃ الجماعت کی سعادت مل جائے گی اور کریم اللہ کی کرم نوازیاں اسے گناہوں کی آلودگیوں سے بھی محفوظ رکھیں گی۔ پھر وہ ایک مرد مومن کے روپ میں اپنی حیاۃ مستعار کے دن گزارے گا کہ وہ جہاں سے بھی گزر جائے گا اھل ایمان اس کے وجود سے راحت وآرام پائیں گے اور قدسی بھی سلامی کیلئے تیار ہونگے۔

قیامت کو نورتام

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ : بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: خوش خبری سنادیجئے!

ان افراد کیلئے جورات کے اندھیروں میں (صلاۃ کی ادائیگی کیلئے) کثرت سے مساجد کی طرف چل کرآتے ہیں کہ ان کیلئے قیامت کے دن مکمل نور ہے۔

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۸۱)	جلد۱	صفحہ۴۲۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۴۰)	جلد۱	صفحہ۲۴۰
قال المحقق:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۲۳)	جلد۱	صفحہ۴۳۵
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۶۱)	جلد۱	صفحہ۲۰۹
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۶۱)	جلد۱	صفحہ۱۶۷
قال الالبانی:	صحیح		

دن اور رات کا نظام سورج کے طلوع وغروب کے ساتھ وابستہ ہے سورج طلوع ہوتے ہی ہر طرف اجالا ہو جاتا ہے۔ روشنی سے ہر چیز نہا جاتی ہے لیکن سورج کے غروب ہوتے ہی تاریکی کا بسیرا ہو جاتا ہے دیکھتے ہی دیکھتے ہر چیز تاریکی میں ڈوب جاتی ہے ہر طرف ظلمت ہی ظلمت اور اندھیرا ہی اندھیرا ہو جاتا ہے۔

انسانی زندگی خطرات سے عبارت ہے خطرات ہر وقت انسان کے درپئے آزار ہیں لیکن دن کی نسبت رات کو اور روشنی کی نسبت تاریکی میں زیادہ خطرات ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے کچھ دیوانے ایسے بھی ہیں جنہیں کسی کی کوئی پرواہ نہیں دن ہو یا رات ان کے سروں سے سودائے عشق الٰہی نہیں نکلتا ان کا کیف انہیں ہر حال میں خراماں خراماں مساجد کی طرف لے جاتا ہے۔

جو اللہ تعالیٰ کا بندہ عشق الٰہی کی مے سے مست ہو کر تاریکیوں میں بھی مساجد کا رخ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا کرم اسے محروم نہیں رکھتا بلکہ اتنا کرم فرماتا ہے کہ انسان کو انسان ہوتے ہوئے اپنی تنگ دامانی کا احساس ہوتا ہے۔ ایسے خوش بخت آدمی کیلئے جو تاریکیوں میں اندھیروں میں مساجد کا رخ کرتا ہے اسکی جبین اللہ ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ میں سجدے کرنے کیلئے بے تاب ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن خوب نوازے گا۔ اسے نور کی نعمت عطا فرمائیگا۔

قیامت کے دن نور کا ہونا ایمان کی نشانی ہے نور اھل ایمان کو نصیب ہوگا۔ اس حدیث پاک سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اندھیری راتوں میں مساجد کی طرف چل کر جانے والے کے ایمان کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے گا۔ کیا صلاۃ ادا کرنے والے کیلئے یہی ایک انعام کافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کی حفاظت فرمائے گا اور وہ دنیا سے باایمان رخصت ہوگا۔

قیامت کے دن جس کے پاس نور کا ایک ذرہ ہوگا وہ بھی رحمتِ الٰہی سے معمور ہوگا تو

اندازہ لگائیے جس کے پاس نور تام ہوگا اس پر رحمات الٰہیہ کا جوبن کیسا ہوگا۔ مسجد سے محبت کرنے والا اور اسکی طرف تاریک راتوں میں چل کر آنے والا اللہ تعالیٰ کی عنایات کریمانہ سے مالا مال ہوگا اس کے پاس مکمل نور ہوگا وہ نور نہیں جو ہماری نظر میں تام ہے بلکہ وہ نور جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر پاک میں تام ہے۔

مفہوم واضح ہوا مساجد کی طرف چل کر آنے والا نور تام والا ہے اور نور تام والا میدان حشر کے ھول سے محفوظ ہوگا۔ سورج کی تپش اور گرمی سے مامون ہوگا۔ ظل الٰہی میں بڑے آرام وسکون سے جلوہ گر ہوگا۔ حوض کوثر کے جام لبوں سے لگا رہا ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے سرفراز ہوگا۔ اسے نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ میدان حشر میں اس کا سر نوری تاج سے جگمگا جائے گا۔ اسے بڑے امن وعافیت سے پلصراط سے گزار کر داخل جنت کر دیا جائے گا۔

یہ سب برکات نور تام کی ہیں اگر نور تام ہے تو یہ تمام اشیاء بلکہ اس سے بھی مزید اس کے مقدر میں ہونگی۔

اے مساجد سے محبت کرنے والے خوش بخت! دیکھ تیرے پروردگار نے تیرے لئے کتنا کچھ تیار کیا ہے اس محبت میں اضافہ کرتے جانا کہ زندگی کے آخری سانس تک محبت مساجد کے دیپ جلاتے جانا۔

اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو اور مساجد سے رغبت کی توفیق عطا فرمائے۔

-☆-

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک بھی ملاحظہ ہو:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : لِيَبْشَرِ الْمَشَّاؤُوْنَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِنُوْرٍ تَامٍّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمة الحديث:

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۸۰)	جلد۱	صفحہ۴۲۶
قال محمود محمد محمود:	صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۳۹)	جلد۱	صفحہ۲۴۰
قال الالبانی:	صحیح		
المستدرک للحاکم		جلد۱	صفحہ۲۱۲
قال الحاکم:	صحیح علیٰ شرط الشیخین		
تلخیص المستدرک		جلد۱	صفحہ۲۱۲
قال الذھبی:	علیٰ شرطھما		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۵۸۰۰)	جلد۶	صفحہ۱۴۷
قال المحقق:	حدیث صحیح		
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۴۹۸)	جلد۲	صفحہ۳۷۷
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۴۹۹)	جلد۲	صفحہ۳۷۷
قال المحقق:	صحیح		

رات کے اندھیروں میں (صلاۃ کی ادائیگی کیلئے) کثرت سے مسجدوں کی طرف آنے والے خوش ہو جائیں کہ ان کیلئے قیامت کے دن مکمل نور ہے۔

-☆-

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور حدیث پاک ملاحظہ فرما کر اپنی کشت ایمان کو تر و تازہ کیجئے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ لَیُضِیْءُ لِلَّذِیْنَ یَتَخَلَّلُوْنَ اِلَی الْمَسَاجِدِ فِی الظُّلَمِ بِنُوْرٍ سَاطِعٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جو افراد رات کی تاریکی میں کثرت سے مساجد میں آتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لیئے قیامت کے دن چمکتے نور سے روشنی فرمائے گا۔

-☆-

مجمع الزوائد رقم الحدیث (۲۰۸۰) جلد۲ صفحہ۱۴۸
قال الھیثمی: اسنادہ حسن
الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۴۷۳) جلد۱ صفحہ۲۹۰
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۳۱۷) جلد۱ صفحہ۲۴۶
قال الالبانی: اسنادہ حسن

تاریک راتوں میں مساجد کی طرف چل کر آنے والے خوش بخت افراد کو کامل و مکمل نور تو ملے گا ہی جس سے ان کے چہرے چاند کو شرما رہے ہونگے ان کے اعضاء نور میں دھلے ہونگے لیکن اللہ تعالیٰ ان پر مزید کرم یوں فرمائے گا کہ

ان کیلئے چمکتے نور سے روشنی فرمائے گا۔

آج اس عالم دنیا میں جب کسی کی بارات گزرتی ہے، دولھا کا چہرہ اندرونی خوشی کے سبب دمک رہا ہوتا ہے لیکن باراتیوں کو اور اھل محبت کو پھر بھی چین نہیں آتا انکا جی نہیں بھرتا۔ پھول کی پتیاں نچھاور کی جاتی ہیں، قمقمے روشن کیے جاتے ہیں اس گزرگاہ کو سجایا جاتا ہے چمکایا جاتا ہے جہاں سے دولھا نے گزرنا ہوتا ہے۔ یہ احباب کی محبت کی نشانی ہوا کرتی ہے اور یہ انکی طرف سے واضح اعلان ہوتا ہے ہماری دعا ہے اللہ یہ خوشیاں دائمی عطا فرمائے۔

بلاتشبیہ و تمثیل - اللہ کے گھروں کو آباد کرنے والا مساجد سے محبت کرنے والا تاریک راتوں میں مساجد میں آکر سر بندگی جھکانے والا قیامت کو خود سراپا نور ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت کا جی نہیں بھرے گا بلکہ اس کا استقبال بھی نور سے ہوگا وہ جہاں سے گزرے گا اس جگہ کو نور کی پتیوں سے مزین کیا جائے گا اور اسکی گزرگاہ کو کرم والے نور سے منور کردیا جائے گا۔

نُوْر "سَاطِع":

سَطَعَ - سَطْعاً وَسُطُوْعاً النُّوْرُ : اِرْتَفَعَ وَانْتَشَرَ۔[1]

سَطَعَ - النُّور کا معنی ہے نور کا بلند ہونا اور پھیل جانا۔

قیامت کے دن مساجد سے محبت کرنے والے اور انکو آباد کرنے والے افراد کیلئے بلند

(۱) المنجد ۳۳۳

ہوکر پھیل جانے والے نور سے اللہ تعالیٰ روشنی فرمائے گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جس نور کو بلند ہونے والا اور پھیل جانے والا فرمائیں اس کی بلندی اور اسکے پھیلاؤ کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔یعنی وہ جہاں سے جہاں گزرے گا یہ بلند ہونے والا اور پھیل جانے والا نور اس کا استقبال کرے گا۔

دار آخرت کی نعمتوں کو فنا نہیں وہ اللہ الباقی کی کرم نوازی سے باقی اور ابدی ہیں۔ یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ صلاۃ ادا کرنے والا تاریکیوں میں مساجد کا رخ کرنے والے کا جس نور سے استقبال کیا جائے گا وہ نور فانی نور نہیں بلکہ باقی نور ہے تو یہ مساجد کو آباد کرنے والا جہاں جہاں سے گزرے گا وہاں بلند ہوکر پھیل جانے والا نور بھی ہمیشہ رہے گا تا کہ ابدالاباد تک جو بھی اسے دیکھے سبحان اللہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ مساجد اللہ کے گھروں کو آباد کرنے والا یہاں سے گزر گیا ہے۔

وَمَاذَالِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ.

ظلِّ الٰہی میں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

سَبْعَة" یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابّ" نَشَأَفِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُل" قَلْبُهٗ مُعَلَّق" بِالْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّافِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلٰی ذٰلِکَ وَ تَفَرَّقَا عَلَیْهِ وَرَجُل" دَعَتْهُ اِمْرَاة" ذَاتَ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُل" تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمُ شِمَالُهٗ مَاتُنْفِقُ یَمِیْنُهٗ وَرَجُل" ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیاً فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (٦٦٠)	جلد١	صفحہ٢٠٩
صحیح مسلم	رقم الحدیث (١٠٣١)	جلد٢	صفحہ٤١٠
سنن الترمذی	رقم الحدیث (٢٣٩١)	جلد٤	صفحہ٥٩٨
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
شرح السنۃ	رقم الحدیث (٤٧٠)	جلد٢	صفحہ٣٥٤
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علیٰ صحتہ		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا
میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوسنا حضور ارشاد فرمارہے تھے
سات خوش نصیب ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دیگا جس دن اس کے ظلّ کے علاوہ کوئی ظِلّ نہ ہوگا۔

۱۔ عدل وانصاف کرنے والا حکمران۔
۲۔ جوان جس کی نشوونما عبادت الٰہی میں ہوئی۔
۳۔ وہ مرد جس کا دل مساجد سے معلق ہے۔
۴۔ وہ دوآدمی جنہوں نے اللہ کیلئے ایک دوسرے سے محبت کی اس پر انکا اجتماع ہوا اور اسی پر وہ جدا ہوئے۔

صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۳۵۸)	جلد۱	صفحہ۱۸۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۶۲۸)	جلد۹	صفحہ۲۷۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۴۸۹)	جلد۱	صفحہ۲۸۲
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۷۰۱)	جلد۱	صفحہ۲۲۰
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۴۲۳)	جلد۱	صفحہ۴۲۴
التمھید ابن عبدالبر		جلد۲	صفحہ۲۸۰
تاریخ بغداد	رقم الحدیث (۶۶۸۷)	جلد۱۲	صفحہ۲۳۹

۵۔ وہ آدمی جسے منصب و جمال والی عورت نے اپنی طرف بلایا تو اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

۶۔ وہ آدمی جس نے (اللہ کی راہ میں) صدقہ یوں چھپا کر دیا کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جان سکا کہ اسکے دائیں ہاتھ نے راہِ الٰہی میں کیا دیا ہے۔

۷۔ وہ آدمی جس نے خلوت میں اللہ کا ذکر کیا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔

-☆-

ظل الٰہی:

قیامت کے دن سورج آگ برسا رہا ہوگا گرمی اور تپش انتہا پر ہوگی پسینے بہہ رہے ہونگے لیکن کچھ خوش قسمت ایسے بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا۔ یہ ٹھنڈا سایہ راحت و آرام سے لبریز ہوگا جو اس سایہ میں آجائے گا سب غم بھول جائے گا میدان حشر میں لوگ مارے مارے پھر رہے ہونگے لیکن ظل الٰہی میں بیٹھنے والے شاداں و فرحاں ہونگے۔

ظل الٰہی سے مراد کیا ہے؟

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ عرش الٰہی کا سایہ ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس سایہ کی نسبت اپنی طرف کردی ہے اس ٹھنڈے سایہ کو ظل الٰہی کہا گیا ہے۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کو ایک سایہ پیدا فرمائے گا اور اسے شرف

وکرامت بخشنے کیلئے اس کی نسبت اپنی طرف فرما دی ہے۔

کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ اس کی مراد کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں ویسے بھی اُس جہاں میں وہ وہ انعامات ہیں جو آج انسانی عقل وخرد میں نہیں آ سکتے۔ حدیث پاک کے یہ الفاظ شاھد ہیں:

مَالاَ عَینٌ رَأَتْ وَلاَ اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلاَ خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَر.

جنت میں وہ انعامات ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے نہ کسی کان نے سنے اور نہ کسی بشر کے دل میں ان کا گزر ہوا۔

جب جنتی انعامات بشر کی فہم وسوچ سے وراء ہیں تو جسے اللہ تعالیٰ نے ظل اللہ کہا ہے وہ کیسے ذھن میں آ سکتا ہے۔ اس لئے یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں

ظِلُّ اللّٰهِ حَقٌّ وَكَيْفِيَّتُهُ مَجْهُوْلَة وَالسَّوَالُ عَنْها بِدْعَة

ظل اللہ حق ہے اس کی کیفیت مجہول ہے اس کی حقیقت کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔

یہی وہ سایہ ہے جس میں بیٹھ کر درج ذیل اہل ایمان مزے لوٹ رہے ہونگے:

اَلاِمَامُ الْعَادِلُ:

عدل وانصاف کرنے والا حکمران

مسند حکومت پھولوں کی سیج نہیں بلکہ کانٹوں کا بچھونا ہے۔ جہاں ہر قسم کے لوگوں کے مطالبات اور انکی توقعات ہیں ان توقعات کو پورا کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں پھر حکومت کا نشہ عجب نشہ ہے یہاں آ کر اکثر اللہ کو بھول جاتے ہیں انہیں اپنی موت بھول جاتی ہے وہ ظلم وعدوان پر اتر آتے ہیں اور ظلم کی چکی یوں پستی ہے کہ الامان الحفیظ۔ طاقت کا نشہ انسان کو

فرعون بنا دیتا ہے۔اس کا نفس امارہ سرکشی کی حدود کو پھلانگ جاتا ہے جب وہ زیادتی پر آتا ہے تو کسی کو بھی معاف نہیں کرتا۔

نفس امارہ کم تر از فرعون نیست

ہاں وہ خوش قسمت اہل ایمان جو اقتدار کی کرسی پر بیٹھ کر آپے سے باہر نہیں ہوتے بلکہ اقتدار کو ایک امانت تصور کرتے ہوئے مخلوقِ خدا کی خدمت کرتے ہیں عدل وانصاف کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیتے مخلوق سکھ کا سانس لیتی ہے ہر طرف اطمینان وسکون کی بہاریں ہوتی ہیں ایسے عادل حکمران اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہیں جب تک تمام رعایا کھانا نہ کھالے وہ اپنے حلق سے نوالہ نہیں اتارتے جب تک مظلوم کو انصاف نہ مل جائے انہیں چین نہیں آتا۔رعایا تو رات آرام سے سوتی ہے لیکن عدل وانصاف کرنے والا حکمران ساری رات رعایا کے غم میں بےقرار رہتا ہے۔اگر اس کا کوئی قریبی رشتہ دار جرم کرے تو اسے بھی سزا دینے سے نہیں ہچکچاتا بلکہ اگر اس کا اپنا بیٹا اس کا جگر پارہ بھی جرم کر لیتا ہے تو اسے بھی سرعام کوڑوں کی سزا دیتا ہے ایسے خوش قسمت افراد کیلئے قیامت کے دن ظل الٰہی انتظار کر رہا ہوگا۔جیسے ہی لوگ اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے انہیں ظل الٰہی میں جگہ دے دی جائے گی۔

شَابٌ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ:

وہ جوان کتنا سعادت والا ہے جس کی جوانی عبادت الٰہی میں بسر ہو رہی ہے اس کا دامن معصیتوں کے داغوں سے پاک ہے اس کے چہرے پر اطاعت الٰہی کا نور ہے وہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل میں لگا رہتا ہے اس کا ہر سانس خالق ومالک کے ذکر سے لبریز ہے وہ دنیا کی رنگینوں سے منہ موڑ چکا ہے اسے دنیا اور متاعِ دنیا سے کوئی سروکار نہیں وہ اللہ الباقی

کی یاد میں مگن ہے۔

اس جوان کے بختوں پر نثار جائیں جس کی جوانی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی میں گزر رہی ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کا فدائی ہے وہ سر سے لے کر پاؤں تک سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے اس کی آنکھیں خشیت الٰہی سے جھکی ہوئی ہیں اس اسکی زبان ذکر الٰہی کے مے سے تروتازہ ہے نفس اور خواہشات نفس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا نفس پوری قوت صرف کرتا ہے کہ اسے مغلوب کر دیا جائے لیکن وہ تائید الٰہی سے اس درجہ طاقت ور ہے کہ شیطانی ونفسانی قوتیں اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتیں۔

یہ وہ جوان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حقیقی جمال وکمال سے نوازا ہے اس کی آنکھوں کا خمار بتاتا ہے کہ اس کی راتیں جلوہ الٰہی میں بسر ہوتی ہیں یہ ذکر الٰہی میں اس درجہ مستغرق ہو چکا ہے کہ اس پر دیوانگی کا گمان ہوتا ہے لیکن سن لیجئے ایسے دیوانے کی ایک دیوانگی پر ہزاروں فرزانے قربان کیے جا سکتے ہیں۔ یہ قرآن کریم سے حد درجہ محبت کرتا ہے قرانی انوار اس کے رگ وریشہ میں سرایت کر جاتے ہیں۔ پھر یہ بولتا ہے تو قرآن کریم کی تائید واعانت سے بولتا ہے اور چلتا ہے تو انورا قرآن کی معیت میں چلتا ہے۔ ایسے ہی خوش قسمت جوان کیلئے قیامت کے دن ظل الٰہی میں جگہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی دولت سے مالا مال ہوگا۔

رَجُل " قَلْبُهُ مُعَلَّق " بِالْمَسَاجِد:

عمارات کو رنگ وروغن کیا جاتا ہے انہیں آراستہ کیا جاتا ہے انکی سجاوٹ کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے ان میں قندیلیں لٹکائی جاتی ہیں غالیچے بچھائے جاتے ہیں لیکن جس عمارت میں مکین نہ ہو اسکی یہ سجاوٹ چہ معنی دارد جس عمارت کو کوئی آباد ہی نہ کرے تو یہ اہتمام کس کام کا۔

عمارت کا اصلی حسن اس کے مکیں سے ہوتا ہے۔

بیت اللہ - مسجد کی تعمیر کی جاتی ہیں اسے بڑے اہتمام سے بنایا جاتا ہے اس میں قندیلیں تک لٹکائی جاتی ہیں لیکن مسجد کا اصل حسن اس کے آباد کرنے والوں کی وجہ سے ہے مسجد اگر چہ ظاہر طور پر اتنی دل کش نہ ہو لیکن اس کے مکین وہاں صلاۃ ادا کرنے والے تقویٰ وطہارت کی دولت سے آراستہ ہوں ذکر الٰہی سے شاد کام ہوں وہ مسجد حقیقی طور پر آباد ہے اس مسجد کا حسن ہی حقیقت میں دوبالا ہے۔

وہ آدمی جس کا دل مساجد میں معلق ہے ہر وقت اسے مسجد کا خیال رہتا ہے اگر چہ وہ مسجد سے باہر ہی کیوں نہ ہو لیکن اس کا دل مسجد میں رہتا ہے اسے سکون ملتا ہے تو مسجد میں اسے آرام ملتا ہے تو مسجد میں وہ مسجد سے دور یوں ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی سے دور ہوتی ہے ایسے آدمی کو رجل ''معلق بالمساجد کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔

مسجد میں قندیل سے مسجد منور ہوتی ہے اس میں اجالا ہوتا ہے لیکن مسجد کی حقیقی قندیل اس آدمی کا دل قرار پاتا ہے مسجد کے روحانی ماحول کو اس کا دل یوں منور کرتا ہے جیسے ظاہری ماحول کو قندیل منور کرتی ہے۔ مساجد میں حقیقی اجالا ایسے ہی افراد کی وجہ سے ہے یہ جیسے ہی مسجد میں داخل ہوتے ہیں مسجد میں ایک عجب کیف چھا جاتا ہے دلوں کے پیمانے چھلک اٹھتے ہیں انکی آمد سے ماحول جگمگ جگمگ کر اٹھتا ہے دلوں کی زبانیں فوراً سبحان اللہ سبحان اللہ کا ورد کرتی ہیں۔

قیامت کے دن ایسے افراد کو بھی ظل الٰہی میں جگہ دی جائے گی۔

رَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ:

اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ایک دوسرے سے محبت بہت بڑی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے

ایک کلمہ گو کی اپنے دوسرے کلمہ گو بھائی سے محبت اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ ہے۔ وہ محبت جو حرص ولالچ کے بغیر ہو اور اس محبت میں ذاتی مفاد نہ ہو تو یہ محبت اللہ تعالیٰ کو بڑی محبوب ہے اور ایسے آدمی کو اللہ تعالیٰ اپنی کرم نوازیوں سے سرفراز فرماتا ہے۔

ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ رَجُلاً زَارَ اَخاً لَهُ فِیْ قَرْیَةٍ فَاَرْصَدَاللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مَدْرَجَتِهٖ مَلَکاً فَلَمَّا اَتٰی عَلَیْهِ قَالَ اَیْنَ تُرِیْدُ ؟ قَالَ اُرِیْدُ اَخاً لِیْ فِیْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ قَالَ هَلْ لَکَ عَلَیْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ لاَ غَیْرَاِنِّیْ اَحْبَبْتُهٗ فِی اللّٰهِ قَالَ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْاَحَبَّکَ کَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِیْهِ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۵۷۲)	جلد ۲	صفحہ ۳۳۱
قال شعیب الارونو:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۶۷)	جلد ۵	صفحہ ۱۴۹
الادب المفرد	رقم الحدیث (۳۵۰)		صفحہ ۱۲۸
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۴۶۵)	جلد ۱۳	صفحہ ۵۱
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح اخرجہ مسلم		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۲۶۲)	جلد ۹	صفحہ ۱۶۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۶۵۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۳۸۷
تھذیب الترغیب والترھیب			صفحہ ۴۳۷

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: ایک آدمی نے اپنے ایک بھائی کی دوسرے گاؤں میں زیارت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی گزرگاہ میں ایک فرشتے کو مقرر فرمادیا۔ جب وہ زیارت کرنے والا اس فرشتے کے قریب آیا تو اس فرشتے نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ تو اس نے کہا میرا ایک بھائی اس گاؤں میں ہے اس سے ملنے کا ارادہ ہے۔ فرشتے نے کہا کیا تجھ پر اس کا کوئی احسان ہے کہ جس کا تو بدلہ چکانا چاہتا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں سوائے اس کے کہ میں اللہ کی رضا کیلئے اس سے محبت کرتا ہوں۔

فرشتے نے کہا میں تیری طرف اللہ کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں سن لے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے ایسے محبت کرتا ہے جیسے تو اپنے اس بھائی سے محبت کرتا ہے۔

-☆-

غور کیجئے! حدیث پاک میں مذکور آدمی صرف اللہ کی رضا کیلئے اپنے ایک دینی بھائی سے ملنے کیلئے نکلتا ہے تو اسکی راہ میں فرشتہ کھڑا اس کا انتظار کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اے رضا الٰہی کیلئے اپنے بھائی سے محبت کرنے والے سن لے اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے ایسی ہی محبت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا لوجہ اللہ اپنے بھائی سے محبت کرنے والے سے محبت کرنا قیامت کو ظل الٰہی میں جگہ دے دے گا جسے عرصہ محشر میں ظل الٰہی نصیب ہو وہ بڑا سعید ہے اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کا مستحق ہے۔

رَجُل " دَعَتْهُ اِمْرَأَة " ذَاتَ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ:

عورت کا فتنہ اعظم فتنہ ہے۔ اس فتنہ سے بچ نکلنے والا کامل الایمان ہوا کرتا ہے۔ عورت

کے مکروفریب سے محفوظ رہنا اللہ تعالیٰ کی توفیق واعانت کے بغیر ناممکن ہے۔

منصب وجمال والی عورت خود دعوت دے ایسی صورت میں ظاہری طور پر کسی قسم کا خطرہ محسوس نہیں ہوتا۔ انسان نفس کے ہاتھوں مجبور ہوکر اپنا دین وایمان ضائع کر جاتا ہے۔ایسے نازک لمحات میں جو اپنے نفس پر قابو پالے اور کہہ دے

اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ میں اللہ سے ڈرتا ہوں

تو یقیناً وہ آدمی تائید ایزدی سے مالا مال ہے اور اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم کے حصار میں ہے۔

رَجُل" تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا:

آدمی اللہ کی راہ میں مال صدقہ کرے لیکن چھپا کر کرے کسی کو خبر نہ ہوا یسا آدمی یقیناً ریا کاری جیسی قبیح بیماری سے پاک ہے اس کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل ایمان ہے وہ کسی سے داد کا طلبگار نہیں اور نہ دنیا میں سخی کے لقب سے مشہور ہونا چاہتا ہے۔اس کا مطمع نظر صرف اور صرف اللہ ذوالجلال والاکرام کی رضا ہے۔ایسا آدمی جب صدقہ کرتا ہے اور اتنا چھپا کر کرتا ہے کہ اس کے ایک ہاتھ کو خبر تک نہیں ہوتی کہ کیا صدقہ کیا ہے یہ سعید روح قیامت کے دن ظل الٰہی کے مزے لے رہی ہوگی۔

اتنا چھپا کر کرنا کہ بائیں ہاتھ کو علم ہی نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا صدقہ کیا ہے؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

اس کی ایک صورت بہت واضح ہے کہ انسان اپنی رقم سے کچھ رقم نکالتا ہے اور اسے دیکھے اور گنے بغیر صدقہ کر دیتا ہے تو اس نے کتنے پیسے صدقہ کیے اسکی اسے بھی خبر نہیں جب اسے خود خبر نہیں تو پھر اس کے بائیں ہاتھ کو کیسے خبر ہوگی۔ایسا کرنے والا یقیناً پروردگار عالم کے

خصوصی انعامات کا مستحق ہوگا۔

رَجُل'' ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیاً فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ:

خلوت میں بیٹھ کر یوں ذکر الٰہی کیا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

جلوت کی بجائے خلوت میں ذکر کئی فوائد کا حامل ہے۔ یہ ریا کاری کے عیب سے مُعرّا ہوتا ہے۔ دلجمعی نصیب ہوتی ہے یکسوئی وہ نعمت ہے جو کسی کسی کو ملا کرتی ہے۔ عالم تنہائی میں بیٹھ کر ذکر الٰہی کرنا اور پھر اللہ کی محبت یوں غالب آئے کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں بہت بڑی سعادت ہے۔ ایسے سعید آدمی کیلئے بھی ظل الٰہی ہوگا۔

ضیافت الٰہیہ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ فِی الْجَنَّةِ نُزُلاً كُلَّمَا غَدَا اَوْرَاحَ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو صبح یا شام (صلاۃ کی ادائیگی کیلئے) مسجد گیا تو اللہ تعالیٰ جتنی مرتبہ وہ صبح یا شام مسجد کی طرف گیا، کے بدلے اس کی جنت میں مہمانی فرمائے گا۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۶۲)	جلد۱	صفحہ۲۰۹
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۶۶۹)	جلد۲	صفحہ۱۱۷
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۰۳۷)	جلد۵	صفحہ۳۸۵
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۴۶۷)	جلد۲	صفحہ۳۵۲
قال البغوی:	حدیث متفق علیٰ صحتہ		
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۴۹۶)	جلد۲	صفحہ۳۷۶
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۴۹۷۰)	جلد۳	صفحہ۸۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۵۵۷)	جلد۹	صفحہ۵۱۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

جنت میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارشیں ہونگی۔انسانی تصورات سے بڑھ کر وہاں نعمتیں ہونگی۔ جنت جنت ہے اس کی ہر نعمت حقیقی نعمت ہے اور اس کا ہر کمال حقیقی کمال ہے۔

ان ساری نعمتوں سے اس نعمت کا درجہ بہت بلند ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ اپنی طرف فرمادے ساری نعمتیں جملہ اکرامات اللہ تعالیٰ کے ہیں لیکن ان میں سے جس نعمت وکرم کو وہ اپنا کہہ دے یقیناً وہ نعمت وکرم باقی انعامات سے فائق وبرتر ہے۔

جنت میں اس خوش بخت کے بختوں تک کسی کی رسائی ہے جس کے بارے میں خالق ومالک فرمائے۔

میں اس کی ضیافت ومہمانی کروں گا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت اس کیلئے ہے جو وہ صبح وشام اللہ کے گھر، مسجد کی طرف کشاں کشاں جاتا ہے اس دنیا میں جتنی مرتبہ وہ اللہ کے گھر جائے گا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اتنی ہی مرتبہ اس کی ضیافت ومہمانی کا اہتمام فرمائے گا۔

کھانے کی لذت اپنی جگہ لیکن کھلانے والے ہاتھ کی لذت وکیف کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ جنت کی نعمتیں اپنی جگہ لیکن اللہ تعالیٰ کی ضیافت ومہمانی کے کیف وسعادت کا بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔

اے بندۂ مومن! آج اللہ کے گھر سے رشتہ استوار کیجئے۔ مسجد سے محبت کیجئے صبح وشام قصداً بیت اللہ کی زیارت کیجئے اس میں صلاۃ ادا کیجئے۔ اس پاک وطیب جگہ سے تعلق ورشتہ ختم نہ کیجئے تو یقین رکھیے اللہ قادر وقیوم قیامت کے دن رشتہ وتعلق ختم نہیں فرمائے گا کیونکہ یہ بات اس کے کرم سے بعید ہے کہ کوئی اسے اس جہاں فانی میں یاد کرے تو وہ غیر فانی جہاں میں اسے یاد نہ کرے۔

اللہ سے ملاقات نور کی معیت میں

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ مَشٰی فِیْ ظُلْمَۃِ اللَّیْلِ اِلَی الْمَسْجِدِ لَقِیَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ بِنُوْرٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو رات کی تاریکی میں چل کر (صلاۃ کی ادائیگی کیلئے) مسجد آیا تو وہ قیامت کے دن نور کی معیت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۰۴۶)	جلد۵	صفحہ۳۹۳
قال الارنووط:	صحیح بشواھدہ		
مجمع الزوائد		جلد۲	صفحہ۳۳
قال الھیثمی:	رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۶۱)	جلد۱	صفحہ۲۲۲
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۶۱)	جلد۱	صفحہ۱۶۷
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۲۳)	جلد۱	صفحہ۱۳۸
قال الالبانی:	صحیح		

سبحان اللہ!

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات بہت بڑی سعادت ہے کہ اس سے بڑھ کر سعادت اور کون سی ہوگی اور یہ وہ بڑا انعام ہے کہ اس کے سامنے جملہ انعامات ہیچ نظر آتے ہیں۔ خاک کے پتلے کیلئے اللہ عزوجل کا یہ لطف وکرم، فرزند آدم پر اللہ تعالیٰ یہ عنایات، اس لطف وکرم اور عنایات پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔

اللہ رب العزۃ سے ملاقات؟ اللہ اکبر

آج کسی دنیاوی حکمران سے ملاقات کا وقت طے ہو تو انسان کو رات کو نیند نہیں آتی ساری رات اس ملاقات کے تصور میں گم رہتا ہے اور یہ تصور ملاقات اسکی پلکوں سے نیند چھین لیتا ہے۔

احکم الحاکمین رب العالمین سے ملاقات یوم قیامت کو یہ تصور بھی اھل ایمان کی پلکوں سے نینداڑا دیتا ہے۔ رات بھر کروٹیں بدلتے ہیں تو اللہ وحدہٗ لاشریک کا ذکر کرتے ہیں ٹھنڈی راتوں کو اٹھ کر وضو کر کے مصلی پر کھڑے ہوجاتے ہیں احکم الحاکمین سے مناجات کا لطف ولذت لیتی ہیں۔

اس رب العالمین اور خالق ارض وسما کا وعدہ ہے جسے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں بیان فرمایا: مَنْ مَشٰی فِیْ ظُلْمَۃِ اللَّیْلِ اِلَی الْمَسْجِدِ لَقِیَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ بِنُوْرٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃ.

جو رات کی ظلمت وتاریکی میں عازم مسجد ہوا تو وہ قیامت کے دن عزت وجلال والے اللہ سے نور کی معیت میں ملاقات کرے گا۔

تاریک رات میں اللہ کے گھر، مسجد میں جبین بندگی جھکانے کیلئے آنے والا یہ مت سمجھے کہ اس کا یہ عمل ہر کسی سے مخفی ہے ہوسکتا ہے اعزہ واقارب سے یہ عمل پوشیدہ رہ جائے لیکن جس خالق ومالک کے گھر جاکر سجدہ ریزیاں کرتا ہے اس خالق ومالک سے یہ عمل پوشیدہ نہیں بلکہ اس کا یہ عمل اللہ رب العزت کی خصوصی رحمتوں سے لبریز ہوکر لکھا جارہا ہے۔

یہ جہان جہان فانی ہے ناپائیدار اور ختم ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ابدی وسرمدی ہے غیر فانی ہے اس جہان فانی میں تاریک رات میں مسجد جاکر سر بندگی جھکانے والے کو اللہ الباقی باقی جہاں میں ملاقات کا شرف بخشے گا۔ جب کسی بڑے سے ملاقات ہوتی ہے تو انسان کے چہرے کی رونق قابل دید ہوا کرتی ہے خوشی ومسرت کے سوتے اس کے بشرے سے پھوٹ رہے ہوتے ہیں۔ اللہ الباقی سے ملاقات کے وقت اس مومن کی ملاقات یوں ہوگی کہ اس کے اطراف میں نور ہی نور ہوگا نور کی معیت میں شرف ملاقات بخشا جائے گا۔ گویا وحدہٗ لاشریک سے ملاقات کے وقت اس عبادت گزار کے چہرے سے نور چھن چھن کر باہر آرہا ہوگا بلکہ جملہ اعضاء نور کی پھوار سے لبریز ہونگے۔

ایک عظیم بشارت:

اس حدیث پاک میں غور کیا جائے تو رات کی تاریکی میں مسجد جانے والے کیلئے ایک بہت بڑی نوید ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ کیونکہ قیامت کو نور اسے ہی ملے گا جو دنیا سے باایمان جائے گا۔ اب رات کو اٹھ کر مسجد جاکر صلاۃ ادا کرنے والا وہ خوش نصیب ہے کہ وعدہ الٰہی ہے کہ اس کا ایمان سلامت رہے گا اور اسکی دنیا سے رخصتی ایمان سے ہوگی۔

فَلَکَ الْحَمْدُ یَااللّٰہُ یَارَبَّ الْعَالَمِیْن.

مسجد حرام میں ایک صلاۃ ایک لاکھ صلاۃ سے افضل

عَنْ جَابِرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلاَۃٌ فِیْ مَسْجِدِی، اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلاَۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ ؛ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَصَلاَۃٌ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، اَفْضَلُ مِنْ مِئَۃِ اَلْفٍ فِیْمَا سِوَاہُ.

صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۱۱۷۳)		جلد۲	صفحہ۱۱
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۷۶۹)	جلد۲	صفحہ۱۷۲
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۴۰۶)	جلد۲	صفحہ۱۸۰۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۱۶۳)	جلد۱	صفحہ۴۲۱
قال الالبانی:	صحیح		
الارواء الغلیل	رقم الحدیث (۱۱۲۹)	جلد۴	صفحہ۳۴۱
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۴۳۲)	جلد۲	صفحہ۲۲۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۴۶۲۹)	جلد۱۱	صفحہ۵۱۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری مسجد میں ایک صلاۃ (نماز) دیگر مساجد میں ایک ہزار صلاۃ سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے اور

مسجد حرام میں ایک صلاۃ دیگر مساجد میں ایک لاکھ صلاۃ ادا کرنے سے بہتر ہے۔

-☆-

مسجد حرام مکہ مکرمہ کی وہ مبارک مسجد ہے جس میں کعبہ مشرفہ ہے۔ اہل ایمان اس کعبہ کی جانب رخ کر کے صلاۃ ادا کرتے ہیں۔ یہ اہل ایمان کا قبلہ ہے۔ اسی مسجد مبارک میں مقام ابراھیم بھی ہے جس کے بارے میں اللہ ذوالجلال والاکرام کا ارشاد گرامی ہے:

فَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرٰهِيمَ مُصَلًّى

مقام ابراھیم کو جائے صلاۃ بناؤ۔

یہ مسجد مبارک پہلے ہمارا قبلہ نہ تھی بلکہ پہلے ہمارا قبلہ بیت المقدس تھا اسی کی جانب رخ کر کے صلوات ادا کی جاتی تھیں۔ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات پسند لگی کہ اہل ایمان کا قبلہ مسجد حرام ہو جائے اور آپ نے اپنا چہرہ بار بار آسمان کی طرف بلند کیا۔ فوراً جبریل امین وحی الٰہی لے کر آ گئے

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ.

ہم آپ کے چہرے کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں تو ہم آپ کا قبلہ وہ مقرر کرتے ہیں جو آپ کو پسند ہے (چونکہ آپ کو مسجد حرام کا بطور قبلہ ہونا پسند ہے) اس لیئے اپنے چہرے مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے۔

اے مسجد حرام! تیری جلالت شان پر قربان جائیں تو ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر انتخاب میں آ گئی ہے۔ ہمارا قبلہ تو بیت المقدس تھا لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو پسند آ گئی اس لیئے اللہ تعالیٰ نے تجھے اھل ایمان کا قبلہ مقرر کر دیا۔ تجھے جو شرف و بزرگی ملی یہ سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر پاک کا فیضان ہے۔ نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیری ایک صلاۃ کو ایک لاکھ صلاۃ سے افضل و برتر کر دیا۔

مسجد اقصیٰ میں ایک صلاۃ ایک ہزار صلاۃ کے برابر

عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَفْتِنَافِىْ بَيْتِ الْمَقْدَسِ قَالَ: هُوَ اَرْضُ الْمَحْشَرِوَاَرْضُ الْمَنْشَرِ ،اِيْتُوهُ فَصَلُّوْا فِيْهِ فَاِنَّ صَلاةً فِيْهِ كَاَلْفِ صَلاةٍ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ اَن يَتَحَمَّلَ اِلَيْهِ؟

قَالَ: مَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَأْتِيَهُ فَلْيُهْدِ اِلَيْهِ زَيْتاً يُسْرَجُ فِيْهِ فَاِنَّ مَنْ اَهْدٰى اِلَيْهِ زَيْتاً كَانَ كَمَنْ قَدْ اَتَاهُ.

مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۷۰۸۸)	جلد ۱۲	صفحہ ۵۲۳
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۵۷)	جلد ۱	صفحہ ۱۸۶
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۵۸۷۲)	جلد ۳	صفحہ ۶۷۵
قال الهیثمی:	ورواہ ابویعلی بتمامہ من حدیث میمونہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلم ورجالہ ثقات		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۷۴۹۸)	جلد ۱۸	صفحہ ۶۰۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۴۳۱۶)	جلد ۲	صفحہ ۶۱۹
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۵۵)	جلد ۲۵	صفحہ ۳۲
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۸۰۸۷)	جلد ۱۲	صفحہ ۴۹۹

ترجمة الحديث:

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ! ہمیں بیت المقدس کے بارے میں فتویٰ دیجئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ ارض المحشر اور ارض المنشر ہے وہاں جاؤ اور صلاۃ ادا کرو کیونکہ بیت المقدس میں ایک صلاۃ ایک ہزار صلاۃ کی طرح ہے۔

ہم نے عرض کی یارسول اللہ! جو وہاں جانے کی طاقت نہ رکھتا ہو؟ تو آپ نے فرمایا جو وہاں (بیت المقدس) جانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہاں وہ تیل بطور ہدیہ بھیج دے تا کہ اس سے چراغ فروزاں ہوں کیونکہ جس نے وہاں ھدیۃً تیل بھیجا وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے وہاں حاضری دی۔

-☆-

فَاِنَّ صَلاةً فِيهِ كَاَلْفِ صَلاةٍ:

بیت المقدس مسجد اقصیٰ میں ایک صلاۃ ہزار صلاۃ کی طرح ہے۔ مسجد اقصیٰ اھل ایمان کا قبلہ اول ہے وہاں ایک صلاۃ ادا کرنا دیگر مساجد میں ایک ہزار صلاۃ ادا کرنے کی طرح ہے۔ یہی وہ مبارک مسجد ہے کہ معراج کی رات حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مسجد میں تشریف لے گئے اور انبیاء کرام علیھم الصلاۃ والسلام کی امامت فرمائی۔ یہی وہ عظیم المرتبت مسجد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے بارے میں فرمایا:

الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ

مسجد اقصیٰ وہ مسجد ہے جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔

یہ سراپا خیر و برکت مسجد مسلمانوں کا قبلہ اول اس میں ایک صلاۃ ادا کرنا ایک ہزار صلاۃ ادا کرنے کے مترادف ہے۔ یعنی اگر کسی آدمی نے مسجد اقصیٰ جا کر ایک صلاۃ الفجر ادا کی تو اللہ تعالیٰ اسے ایک ہزار صلاۃ الفجر کا اجر و ثواب عطا فرمائے گا اور جس نے ایک پورے دن کی صلوات (پانچ نمازیں) ادا کیں تو اللہ تعالیٰ نے اسے ایک ہزار دن کی صلوات (پانچ ہزار نمازوں) کا ثواب عطا فرمائے گا۔

مسجد نبوی میں ایک صلاۃ دس لاکھ صلاۃ سے بہتر

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمانَ ابْنِ الْاَرْقَمِ عَنْ جَدِّهِ الْاَرْقَمِ أَنَّهُ قَالَ: جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِیْ، أَيْنَ تُرِيْدُ، فَقُلْتُ: اِلٰی بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ اِلٰی تِجَارَةٍ؟ فَقُلْتُ لاَ وَلٰكِنْ اَرَدْتُ اَنْ اُصَلِّيَ فِيْهِ فَقَالَ،

صَلاَةٌ" هٰهُنَا – يُرِيْدُ الْمَدِيْنَةَ – خَيْرٌ" مِنْ اَلْفِ صَلاَةٍ هٰهُنَا – يُرِيْدُ اِيْلِيَا.

ترجمة الحديث:

حضرت الارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں

میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو حضور نے

سلسلہ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۲۹۰۲)	جلد۶	صفحہ۹۴۶
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۶۱۸۶)	جلد۴	صفحہ۶۴۱
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ		
تلخیص المستدرک		جلد۳	صفحہ۵۰۴
قال الذھبی:	صحیح		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۹۰۷)	جلد۱	صفحہ۳۰۶
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۵۸۶۳)	جلد۳	صفحہ۶۷۲
قال الھیثمی:	ورجال الطبرانی ثقات		

مجھ سے فرمایا کہاں کا ارادہ ہے؟

میں نے عرض کی "بیت المقدس جانے کا ارادہ ہے"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تجارت کی غرض سے جانا ہے؟ میں نے عرض کی نہیں! لیکن میرا ارادہ ہے کہ میں وہاں صلاۃ ادا کروں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہاں مسجد نبوی میں ایک صلاۃ وہاں بیت المقدس میں ایک ہزار صلاۃ سے افضل ہے۔

-☆-

ابھی پچھلی حدیث پاک میں ملاحظہ کر چکے ہیں کہ بیت المقدس میں ایک صلاۃ ادا کرنا ایک ہزار صلاۃ کے برابر ہے۔ اس حدیث پاک میں ہے کہ مسجد نبوی میں ایک صلاۃ ادا کرنا بیت المقدس میں ایک ہزار صلاۃ سے افضل ہے۔

تو مفہوم بالکل واضح ہوا کہ (ہزار کو ہزار سے ضرب دیجئے) مسجد نبوی میں ایک صلاۃ دس لاکھ صلاۃ ادا کرنے سے افضل و برتر ہے۔ اس بات کو تھوڑا اور عام فہم لیجئے

حدیث پاک میں مسجد اقصیٰ میں ایک صلاۃ ایک ہزار صلاۃ کی طرح ہے تو

مسجد اقصیٰ میں	دو صلاۃ	دو ہزار صلاۃ کی طرح ہے
مسجد اقصیٰ میں	دس صلاۃ	دس ہزار صلاۃ کی طرح ہے
مسجد اقصیٰ میں	پچاس صلاۃ	پچاس ہزار صلاۃ کی طرح ہے
مسجد اقصیٰ میں	سو صلاۃ	ایک لاکھ صلاۃ کی طرح ہے
مسجد اقصیٰ میں	پانچ سو صلاۃ	پانچ لاکھ صلاۃ کی طرح ہے
مسجد اقصیٰ میں	ایک ہزار صلاۃ	دس لاکھ صلاۃ کی طرح ہے

اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی دوبارہ پڑھیے

صَلاَۃٌ ھٰھُنَا - یُرِیْدُ الْمَدِیْنَۃَ - خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلاَۃٍ ھٰھُنَا - یُرِیْدُ اِیْلِیَا.

میری مسجد نبوی میں ایک صلاۃ مسجد اقصیٰ میں ہزار صلاۃ سے بہتر ہے۔ مسجد اقصیٰ میں ہزار صلاۃ کا اجر دس لاکھ صلاۃ کی طرح ہے تو مسجد نبوی میں ایک صلاۃ (جو مسجد اقصیٰ کی ہزار صلاۃ کے برابر ہے) کا اجر وثواب دس لاکھ صلوات (نمازوں) سے افضل واعلیٰ ہے۔

مسجد حرام میں ایک صلاۃ ادا کرنا ایک لاکھ صلاۃ ادا کرنے سے افضل و برتر ہے وجہ واضح ہے کہ مسجد حرام ہمارے آقا ومولیٰ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند آ گئی جو مسجد اللہ کے محبوب کو پسند آئے وہاں ایک صلاۃ ادا کرنا ایک لاکھ صلاۃ ادا کرنے سے افضل واعلیٰ ہے۔ مسجد حرام ہمارا قبلہ نہ تھا بلکہ ہمارا قبلہ بیت المقدس تھا۔ اس مسجد حرام سے اللہ کے محبوب کو پیار ہو گیا تو رب تعالیٰ نے اسے قبلہ قرار دیا۔

فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَۃً تَرْضَاھَا فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ.

ہم آپ کا قبلہ وہ مقرر کرتے ہیں جو آپ کو پسند ہے (چونکہ آپ کو مسجد حرام پسند ہے) اس لیئے آپ اپنا چہرہ بوقت صلاۃ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے۔

اے اھل ایمان! اپنے ایمان سے پوچھیئے جو مسجد اللہ کے محبوب کو پسند ہو وہاں تو ایک لاکھ صلاۃ کا اجر وثواب ہے اور جس جگہ وہ خود رہتے ہوں اور جہان آپ نے قیامت تک آرام کرنا ہو وہاں ثواب کم ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تو اس صحیح حدیث پاک نے بات بالکل واضح کر دی کہ مسجد نبوی کی ایک صلاۃ بقیہ مساجد کی دس لاکھ صلوات سے افضل واعلیٰ اور شان والی ہے۔

یاد رہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب نبیوں اور رسولوں سے افضل و برتر

ہیں۔اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت باقی تمام امتوں سے افضل واعلیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم تمام انبیاء کرام علیھم الصلاۃ والسلام کے صحابہ سے افضل واعلیٰ اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد، مسجد نبوی تمام انبیاء کرام علیھم الصلاۃ والسلام کی مسجدوں سے افضل واعلیٰ شان والی ہے۔

مرتب احقر العباد محمد کریم سلطانی کہتا ہے

چند سال قبل مدینہ منورہ حاضری کا اتفاق ہوا۔رات عشاء کی صلاۃ کے بعد جب حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بند کر دیا جاتا ہے مسجد شریف سے فارغ ہو کر بازار کتابوں کی دوکان پر چلا گیا۔وہاں سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ جلد ششم نظر آئی اور اسے خرید کر اپنے ہوٹل کے کمرے میں آ گیا۔

رات گئے تک اس کتاب کو پڑھتا رہا تو جب اس حدیث

صَلاَۃٌ ھٰھُنَا - یُرِیْدُ الْمَدِیْنَۃَ - خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلاۃٍ ھٰھُنَا - یُرِیْدُ اِیْلِیَا.

تک پہنچا تو یہاں رک گیا اسے دوبارہ بلکہ سہ بارہ پڑھا اور ہوٹل کے کمرے میں دو رکعت نفل شکرانہ ادا کیئے۔

اتفاق سے حضور سیدی وابی زید مجدہ مدینہ منورہ حاضر تھے۔صبح صلاۃ الفجر کے بعد کتاب لے کر ان کے کمرے میں چلا گیا اور کتاب حضور کے سامنے رکھ دی۔

آپ نے دیکھ کر میرے سر کو دونوں ہاتھوں میں پکڑا اور میرا ماتھا چوم لیا اور فرمایا:

بیٹا! کل تم نے روزہ رکھنا ہے؟ میں نے عرض کی کل نہ پیر ہے نہ جمعرات کل بدھ ہے کل کے روزہ میں کیا حکمت ہے؟

آپ نے فرمایا:

بیٹا! ہم نے ابھی چند دن یہاں رہنا ہے ہم جمعرات کو روزہ رکھ لیں گے اور تمہاری پرسوں بروز جمعرات واپسی ہے اس لیئے تم کل روزہ رکھ لو اور فرمایا:

اس حدیث پاک کی روشنی میں اللہ کے کرم سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت وشفقت سے امید رکھنا

مدینہ منورہ کا ایک روزہ دس لاکھ روزہ سے افضل واعلیٰ ہے۔

اللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْد حمداً کَثِیْراً والصَّلاۃ والسلام یَا سَیِّدالمَرْسَلِیْن صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم.

تین مبارک مساجد کی طرف سفر

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ
لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ : مَسْجِدِی هٰذَا وَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ
وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰی.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۳۹۷)	جلد۳	صفحہ۱۸۳
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۱۳۹)	جلد۱	صفحہ۴۰۰
مسند الدارمی	رقم الحدیث (۱۶۱۹)	جلد۲	صفحہ۸۹۱
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۶۱۹)	جلد۴	صفحہ۴۹۸
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۵۸۸۰)	جلد۱۰	صفحہ۲۸۳
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ اسناد سابقہ		
مسند الحمیدی	رقم الحدیث (۹۴۳)	جلد۲	صفحہ۴۲۱
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۰۲۶۳)	جلد۵	صفحہ۴۰۱
قال البیہقی:	اخرجہ البخاری ومسلم فی الصحیح		
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (۹۱۵۹)	جلد۵	صفحہ۱۳۲
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۲۵)	جلد۱	صفحہ۳۴۹
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سفر نہ کیا جائے مگر تین مساجد کی طرف- میری مسجد- مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تین مساجد کی جلالت شان کی وجہ سے ایسا انداز اختیار فرمایا۔ واقعی یہ مساجد افضل المساجد ہیں۔ دنیا کی کوئی بھی مسجد ان مساجد کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ ایک مسجد میں ہزار صلاۃ کا اجروثواب تو ایک مسجد میں لاکھ صلاۃ سے زائد اجروثواب تو ایک مسجد میں دس لاکھ صلاۃ سے بہتر اجروثواب۔

لیکن اس حدیث پاک کا یہ مفہوم لینا کہ کوئی اور سفر جائز نہیں اس نظریہ کا اسلامی تعلیمات سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اگر یہی مفہوم ہے کہ صرف ان تین جگہ سفر جائز ہے تو اسلام ایک متحرک دین نہیں رہے گا پھر یہ دین راھبوں کے دین سے مشابہ ہو جائے گا۔ یہ دین ایک متحرک دین ہے اور اس دین نے فلاح وخیر سے بھرپور کئی سفر کیے جاتے ہیں۔

طلبِ علم کیلئے سفر:

مَنْ سَلَکَ طَرِیْقاً یَطْلُبُ بِهٖ عِلْماً سَهَّلَ اللّٰہُ لَهٗ طَرِیْقاً اِلَی الْجَنَّةِ.

مسند الامام احمد   رقم الحدیث (۲۱٦۱۲)   جلد ١٦   صفحہ ١٧

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ حسن

ترجمة الحديث:

جو کسی راستہ میں چلا کہ اس سے علم حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا جنت جانے کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۸۴)	جلد۱	صفحہ۲۸۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرطھما		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۲۹)	جلد۱	صفحہ۲۷۵
قال المحقق:	حدیث حسن		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۶۴۳)	جلد۳	صفحہ۳۱۴
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۶۴۴)	جلد۲	صفحہ۴۰۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۵۵)	جلد۴	صفحہ۲۹۴
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۴۶)	جلد۳	صفحہ۵۷
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۹۹)	جلد۵	صفحہ۲۴۶
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۲۵)	جلد۱	صفحہ۱۳۷
قال محمود محمد محمود:	الحدیث اصحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۸۵)	جلد۱	صفحہ۹۲
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۵۱۰)	جلد۹	صفحہ۳۷۸

علم کیلئے سفر کرنا محمود و مستحسن ہے۔ایسے مسافر کا اللہ جنت جانے کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی سنیئے آپ فرماتے ہیں: رَحَلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ مَسِیْرَۃَ شَھْرٍ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اُنَیْسٍ فِیْ حَدِیْثٍ وَاحِدٍ. [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے صرف ایک حدیث پاک کی خاطر حضرت عبداللہ بن انیس تک ایک ماہ کا سفر کیا۔

-☆-

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ تھے۔دین متین سے انہیں کس درجہ الفت و پیار تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے کس درجہ محبت و چاہت تھی کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حدیث پاک ہے وہ اس جگہ رہتے ہیں جہاں جانے کیلئے ایک ماہ کا سفر درکار ہے تو یہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشق حدیثِ نبوی میں سرشار ہوکر اور طلبِ علم کے جذبہ سے لبریز ہوکر ایک ماہ کا سفر کر کے حضرت عبداللہ بن اُنیس کے پاس پہنچتے ہیں اور ایک حدیث پاک کا علم حاصل کر کے واپس آتے ہیں۔

یہ صحابہ کرام رضیَ اللہ عنہ ہم سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو سمجھتے تھے اور یہ زیادہ فیضان نبوت سے لبریز تھے۔ان کا ہر قدم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق اور آپ کے ارشادات کے موافق ہوا کرتا تھا۔

---

(۱) صحیح البخاری باب الخروج فی طلب العلم ۱/۴۱

سفرِ ہجرت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِراً اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْوَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْراً رَحِيْماً۔(۱)

اور جو اپنے گھر سے نکلے ہجرت کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھر اسے (راہ میں) موت آ جائے تو اس کا اجر اللہ (کے ذمہ کرم) پر ہے اور اللہ غفور ورحیم ہے۔

-☆-

مسلمین حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کی نیت کر کے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ جاتے تھے اور یہ سفر سفر ہجرت بڑا مبارک اور خیرات سے لبریز سفر ہے۔ دورانِ سفر اگر کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ کرم پر لیتا ہے۔ جس کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ لے لے اسکی رفعت شان کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

عَنْ عُمَرَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَانَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا. اَوِامْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَاهَاجَرَ اِلَيْهِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۴)	جلد ۱	صفحہ ۳۰
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۹۰۷)	جلد ۴	صفحہ ۱۶۴

(۱) سورۃ النساء ۴/۱۰۰

ترجمة الحديث:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر آدمی کیلئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی تو جس

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۲۲۷)	جلد۴	صفحہ۵۲۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۴۲۴)	جلد۳	صفحہ۳۷۶
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۶۱۲)	جلد۸	صفحہ۹۱
المعجم الاوسط	رقم الحدیث (۷۰۵۰)	جلد۵	صفحہ۱۹۶
الارواء الغلیل	رقم الحدیث (۲۲)	جلد۱	صفحہ۵۹
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۴۳۴)	جلد۶	صفحہ۱۵۹
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۴۳۷)	جلد۲	صفحہ۴۸۰
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۸)	جلد۱	صفحہ۲۳۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۵)	جلد۱	صفحہ۶۳
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۱۰)		جلد۱	صفحہ۱۰۷
قال الالبانی:	صحیح		
مسند ابی عوانہ	رقم الحدیث (۷۴۳۹)	جلد۴	صفحہ۴۸۸

نے ھجرت کی اللہ اور اسکے رسول کی طرف تو اس کی ھجرت اللہ اور اسکے رسول کی طرف ہے اور جس نے ھجرت دنیا کیلئے کی تا کہ اسے پائے یا کسی عورت کیلئے تا کہ اس سے شادی کرے تو سن لیجئے اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ھجرت کی ہے۔

-☆-

مھاجر صحابہ کرام کا کتنا اجر ہے اگر تین مساجد کے علاوہ دیگر سفر ممنوع ہوتے تو مھاجر کو اتنا بڑا اجر ہرگز نہ ملتا۔

سفر جہاد:

......سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ :
اِنْتَدَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِهٖ لَايُخْرِجُهٗ اِلاَّ اِيْمَان" بِيْ وَتَصْدِيْق" بِرُسُلِيْ ، اَنْ اَرْجِعَهٗ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ اَوْاُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَلَوْلاَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ مَاقَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ وَلَوَدِدْتُ اَنِّيْ اُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيَاثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَاثُمَّ اُقْتَلُ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۶)	جلد۱	صفحہ۲۲
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۸۷۶)	جلد۴	صفحہ۱۴۳
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۱۵۷)	جلد۷	صفحہ۱۱
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۲۱۱)	جلد۱۰	صفحہ۲۷۰
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۸۴۸۴)	جلد۹	صفحہ۲۶۴
قال البیہقی:	حدیث الکلم رواہ البخاری الصحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: اللہ عزوجل اس آدمی کا ضامن وکفیل ہے جواس کی راہ میں گھر سے نکلتا ہے اور اسے مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق ہی جہاد کیلئے نکالتی ہے۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کہ میں اسے گھر لوٹاؤں اجر وغنیمت کے ساتھ یا اسے جنت میں داخل کردوں۔

(حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) اور اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں کسی بھی لشکر جہاد سے پیچھے نہ رہتا اور یقیناً میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں شہید کردیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں۔

جوجہاد کیلئے سفر اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ضامن وکفیل بن جاتا ہے۔ اگر اس جہاں میں رہنا باقی ہے تو اسے اجر وثواب کے ساتھ مال غنیمت بھی دے گا اگر اگلے جہاں جانے کا فیصلہ ہے تو اسے جنت میں داخل فرمادے گا۔

اگر ان تین مساجد کے علاوہ سفر ممنوع وحرام ہوتا تو ملت اسلامیہ جہاد نہ کرتی اور اللہ تعالیٰ جہاد کرنے والے کا کبھی بھی کفیل وضامن نہ ہوتا اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی لشکر جہاد میں روانہ ہوتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے خیبر جاکر جہاد کیا۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے تبوک جاکر جہاد کیا۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے سب سے

پہلے، غزوۂ بدر میں شرکت کی

کیا کوئی اھل ایمان سوچ سکتا ہے کہ یہ سفر ممنوع وحرام ہیں۔ العیاذ باللہ من ذالک۔

مقصد صرف ان تین مساجد کی شان وعظمت بیان کرنا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مخصوص انداز میں ان کی جلالت شان بیان کی لیکن کم فہمی نے ان مساجد کے علاوہ ہر سفر کو ممنوع قرار دے دیا۔

قبور کی زیارت کیلئے سفر:

كُنتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ الا فَزُوْرُوْهَا (1)

میں نے تمہیں قبور کی زیارت سے روکا تھا اب قبور کی زیارت کیا کرو۔

بعض امور ابتداء اسلام میں اور حکم رکھتے تھے بعد میں اس سابقہ حکم کو منسوخ کر کے نیا حکم فرمادیا گیا۔ انہیں امور میں زیارۃ قبور بھی ہے۔ ابتداء اسلام میں اس سے منع کیا گیا لیکن بعد میں اس کی اجازت مرحمت فرمادی گئی۔

اب دنیائے اسلام کے مسلمین قبور کی زیارت کیلئے جاتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی پر عمل کا اجر وثواب پاتے ہیں۔

اب ایک مسلم کا گھر قبور سے فاصلہ پر ہے اور اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی پر عمل کرنا ہے تو اسے بلا روک ٹوک اجازت ہے۔ اسی طرح ایک مسلم کفار کے اس علاقہ میں رہتا ہے جہاں مردوں کو جلا دیتے ہیں اور اس کے دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی پر عمل کی تڑپ ہے تو وہ اس ارشاد گرامی پر عمل کرنے کیلئے اگر

---

(1) صحیح البخاری

کسی دوسرے شہر بھی جاتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

ان قبور کی اپنی اپنی حیثیت ہے لیکن سید العالمین فخر آدم و بنی آدم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کی شان سب سے نرالی اور جداگانہ ہے۔ اب اگر کوئی مسلم اس پاک جگہ کی زیارت کی نیت سے گھر سے چلتا ہے اگرچہ اسے کئی شہر عبور کرنا پڑیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ایسا کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی پر عمل کرنا ہے اور عامل بالسنۃ کا اجر وثواب سب سے زیادہ ہوا کرتا ہے۔

آیئے ایک اور حدیث پاک ملاحظ کریں اور اس سے اپنی کشتِ ایمان کو تر و تازہ کریں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَلَّمَ اَخَاهُ الْقُرْاٰنَ حَجَّتِ الْمَلَائِكَةُ اِلٰی قَبْرِهٖ كَمَا یَحُجُّ النَّاسُ اِلٰی بَیْتِ اللّٰهِ الْحَرَامِ۔[1]

الحديث صحيح: قال الالباني، رجاله كلهم ثقات غير ابن شبيب قال في طبقات الأصبهانيين(۲۴۳):محمد بن عبدالرحيم بن شبيب ابوبكر،توفي سنة ست وتسعين ومائتين، كان من ائمة القراء، حدث عن عثمان بن ابي شيبة وابن ماسر جس، واسحاق بن اسرائيل ومشكدانه وَمما لَمْ نكتب الاعنه۔[2]

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱) لمحات الانوار للغافقی المتوفی (۶۱۹ھ) رقم الحدیث (۱۰۵) جلد ا صفحہ ۹۱

(۲)تعليق لمحات الانوار الدكتور رفعت فوزی عبدالمطلب جامعه ام القریٰ–مكة المكرمة

نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنی بھائی کو قرآن سکھایا ملائکۃ اس کی قبر کی زیارت کرتے ہیں جیسے لوگ بیت اللہ الحرام کی زیارت کرتے ہیں۔

سبحان اللہ! لوگوں کو قرآن کریم کی تعلیم دینے والا کتنا خوش نصیب ہے کہ ملائکہ (فرشتے) اس کی قبر کی زیارت کرتے ہیں۔ وہ معلم قرآن جس کی قبر کی زیارت فرشتے کریں جو ہر کام اللہ کے حکم سے کرتے ہیں تو ایک مسلم بھائی اس کی قبر کی زیارت کیلئے کیوں نہ جائے جبکہ قبور کی مطلقاً زیارت کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مبارک ہے۔ جس نے ایک بھائی کو قرآن کی تعلیم دی اس کی قبر کا یہ عالم ہے کہ وہ زیارت گاہِ قدسیاں ہے تو جس ذات اقدس واطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ انور میں قرآن اترا اور انہوں نے ایک کو قرآن نہیں سکھایا بلکہ سب مسلمین کو قران کی تعلیم دی تو ان کے روضہ اقدس پر قدسیوں کے ہجوم کا عالم کیا ہوگا۔ اب اگر کوئی کلمہ گو حضور فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس واطہر کی زیارت کیلئے جاتا ہے تو اس پر اللہ ذوالجلال والاکرام کی رضا کے انوار کا عالم کیا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات پر دل وجان سے عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنی زندگیاں آپ کے ارشادات پر قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تبلیغ دین کیلئے سفر:

اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهٖ رَجُلاً وَاَمَرَهٗ اَنْ يَدْفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ، فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ اِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَأَهٗ مَزَّقَهٗ

فَحَسِبْتُ اَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ : فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا خط مبارک دیکر ایک آدمی کو بھیجا اور اسے حکم دیا یہ خط بحرین کے گورنر کو دیا جائے تو بحرین کے گورنر نے اسے کسریٰ تک پہنچایا۔ جب کسریٰ نے اسے پڑھا تو اس نے اسے چاک کر دیا۔ راوی کا گمان ہے کہ حضرت ابن مسیّب نے یہ کہا، خط مبارک چاک کرنے کی خبر پہنچنے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کیلئے دعائے قہر فرمائی کہ انہیں ریزہ ریزہ کر دیا جائے۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحرین اپنے ایک صحابی کو بھیجتے ہیں تا کہ آپ کا مکتوب مبارک گورنر بحرین تک پہنچا دے۔ تو کیا سینکڑوں میل کا سفر جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی کے مطابق ہو بے کار جائے گا اور اس سفر کو بھی ممنوع اور حرام قرار دیا جائے گا۔ العیاذ باللہ من ذالک۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (٦٤)	جلد١	صفحہ٣٦
جامع الاصول	رقم الحدیث (٩٤٦٩)	جلد١١	صفحہ٧٦٨
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (٥٨٤٥)	جلد٥	صفحہ٦٦

اس صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک سفر مبارک ہمارے ہزاروں سفروں سے بہتر ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہر اھل ایمان کو دین کی تفہیم کی توفیق عطا فرمائے۔

یاد رہے ایک مومن و مسلم کا ہر سفر خیرات و برکات سے لبریز ہوتا ہے اور اس کا کوئی بھی سفر ثواب و اجر کی نیت کے بغیر نہیں ہوتا اسے علم ہے کہ

اگر میں علم کے حصول کیلئے سفر کروں گا تو فرشتے اپنے پروں سے سائیاں تان دیں گے اور اللہ تعالیٰ میرے لئے جنت کی راہ آسان کردے گا۔

اگر ہجرت کرنی ہے تو اسے مھاجر الی اللہ ورسولہ کا اجر و ثواب ملے گا۔

اگر سفر جہاد کیلئے نکلتا ہے تو شھادت کا سودا سر میں لیکر نکلتا ہے پھر اللہ الکریم کی مرضی جو چاہے عطا فرمادے۔

اگر تبلیغ دین کیلئے نکلتا ہے تو تبلیغ کا اجر و ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ اپنی خصوصی رحمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔

ایک اور مفہوم:

حدیثِ شدِّ رحال کا ایک اور مفہوم ذکر کیا جاتا ہے کہ

ان مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف حصول ثواب کیلئے سفر ممنوع ہے۔یہ مفہوم بھی شریعت اسلامیہ میں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات میں قابل قبول نہیں ہے۔

مسجد قباء میں صلاۃ ادا کرنے کا اجر:

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ تَطَهَّرَ فِيْ بَيْتِهٖ ، ثُمَّ اَتٰى مَسْجِدَ قُبَاءَ ، فَصَلّٰى فِيْهِ صَلاَةً ، كَانَ لَهٗ كَاَجْرِ عُمْرَةٍ.

ترجمة الحديث:

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر مسجد قباء آیا وہاں اس نے صلاۃ ادا کی تو اسے عمرہ جتنا اجر ملے گا۔

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۷۸۳)	جلد۲	صفحہ۱۷۸
قال المحقق:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۴۱۲)	جلد۲	صفحہ۱۸۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث الصحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۱۶۸)	جلد۱	صفحہ۴۲۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۶۹۵)	جلد۲	صفحہ۴۰
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۶۹۸)	جلد۱	صفحہ۲۳۱
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۴۶۵۷)	جلد۴	صفحہ۹۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۵۹۲۳)	جلد۱۲	صفحہ۴۰۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

عَنْ اُسَیْدِ بْنِ ظُهَیْرٍ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ - یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ؛ اَنَّهٗ قَالَ: صَلَاةٌ فِیْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ۔

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۷۸۲)	جلد۲	صفحہ۱۷۷
قال المحقق:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۲۴)	جلد۱	صفحہ۳۴۸
قال الترمذی:	حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۲۴)	جلد۱	صفحہ۱۹۳
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۴۱۱)	جلد۲	صفحہ۱۸۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۱۶۷)	جلد۱	صفحہ۴۲۲
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۵۵)	جلد۱	صفحہ۴۷
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۰۲۹۵)	جلد۵	صفحہ۴۰۸

ترجمة الحديث:

حضرت اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ جو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں نے بیان فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مسجد قباء میں ایک صلاۃ (نماز) عمرہ کی طرح ہے۔

یعنی مسجد قباء میں ایک صلاۃ ادا کرنے سے عمرہ کا اجر وثواب مل جاتا ہے۔

اب اگر کوئی مومن عمرہ کا ثواب لینے کیلئے مسجد قباء کی طرف سفر کرتا ہے تو کیا یہ اس کا سفر ممنوع قرار پائے گا۔ ہرگز نہیں بلکہ اسے اس کا اجر وثواب ملے گا اور اسے عمرہ کا اجر وثواب عطا کیا جائے گا۔ ایک آدمی علاقہ بدر میں رہتا ہے اور وہ گھر سے مسجد قباء کی نیت کر کے اپنی سواری، کار پر (جہاں جنگ بدر ہوئی) آتا ہے اور صلاۃ ادا کرتا ہے تو اس آدمی کی صلاۃ کو کوئی بھی مسلمان ناقص یا ممنوع نہیں قرار دے سکتا کیونکہ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی پر عمل کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات اور آپ کی سنتوں پر عمل کرنے والا اللہ تعالیٰ کو بڑا محبوب ہوا کرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل مبارک:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيْ قُبَا كُلَّ سَبْتٍ رَاكِباً وَمَاشِياً وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَفْعَلُهُ.

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۱۷۸۵) جلد۲ صفحہ۱۷۹
قال المحقق: صحیح
صحیح مسلم رقم الحدیث (۱۳۹۹) جلد۳ صفحہ۱۸۴

ترجمة الحديث:

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہفتہ کے روز مسجد قباء آتے کبھی سوار ہو کر اور کبھی پیدل اور حضرت عبداللہ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس مسجد کی طرف ہر ہفتہ کے دن آئیں کبھی پیدل اور کبھی سوار ہو کر تو اس مسجد کی طرف سفر کر کے صلاۃ ادا کرنا بہت بڑا اجر وثواب ہو عمرہ کا ثواب تو ہے ہی سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اجر وثواب بھی مل جاتا ہے۔

عامل بالسنۃ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں اس عمل کو۔مسجد قباء میں حاضری کو جاری وساری رکھا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین متین کی صحیح سمجھ کی سعادت عطا فرمائے۔

ہمارے ایک محبت والے برطانیہ میں رہتے ہیں وہ چند سال پہلے ملنے کیلئے آئے میں نے ان سے احوال پوچھے تو دوران گفتگو انہوں نے بتایا مسجد میری رہائش سے 60یا 80 کلومیٹر دور ہے۔ مجھے جب کبھی شوق آتا ہے تو میں اپنی گاڑی پر بیٹھ کر 60یا80 کلومیٹر کا سفر طے کر کے مسجد جا کر صلاۃ ادا کرتا ہوں۔

اب غور کیجئے! ایسے جذبہ والا مسلم اگر صلاۃ الجماعۃ کی سعادت کیلئے مسجد جاتا ہے اور وہاں جانے کیلئے اسے 60یا80 کلومیٹر کا سفر طے کرنا پڑتا ہے یہ نہیں کہ اس کا یہ سفر بے کار گیا

مسند الامام احمد　　رقم الحدیث (۴۸۴۶)　　جلد۴　　صفحہ۴۲۰
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

اور یہ سفر سفرِ معصیت ہوگا بلکہ ہمیں یقین ہے کہ اللہ رب العزۃ اس کے اس جذبہ پر اسے بہت زیادہ اجر وثواب عطا فرمائے گا۔ وہاں اخلاص دیکھا جاتا ہے۔ اخلاص وللٰہیت سے لبریز جب بندہ مومن مسجد کا رخ کرتا ہے تو رحمت الٰہیہ کا نزول جوبن پر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے مساجد سے محبت عطا فرمائے اور انکی طرف جانے کا جذبہ صادقہ عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

ان تصریحات کی موجودگی میں اب حدیث شدّ رحال کا یہ مفہوم لینا کہ ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور طرف سفر کرنا حرام وممنوع ہے اور وہ سفر سفرِ معصیت ہے اس مفہوم کا مزاج شریعت اور تعلیمات نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

مسئلہ کی وضاحت کیلئے ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا اِعْتِكَافَ اِلَّا فِي الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۲۷۸۶)		جلد ۶	صفحہ ۶۶۷
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۸۵۷۴)	جلد ۴	صفحہ ۵۱۹
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۹۵۱۱)	جلد ۹	صفحہ ۳۵۰
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (۸۰۱۶)	جلد ۴	صفحہ ۳۴۸
المصنف ابن ابی شیبہ		جلد ۳	صفحہ ۹۱

ترجمة الحديث:

اعتکاف نہیں مگر تین مساجد میں۔

یہاں بھی ان تین مساجد میں اعتکاف بیٹھنے کی فضیلت کا اظہار مقصود ہے اور بس۔تو کیا دنیا کی باقی مساجد میں اعتکاف ممنوع وحرام ہے اور باقی مساجد میں اعتکاف بیٹھنے والے گناہ کا ارتکاب کرر ہے ہیں۔

جب دیگر مساجد میں اعتکاف حرام وممنوع نہیں تو کسی اور طرف سفر بھی حرام وممنوع نہیں ہاں جیسے ان مساجد میں اعتکاف بیٹھنا دیگر مساجد کے اعتکاف سے افضل و برتر ہے اسی طرح ان تین مساجد کی طرف سفر کرنا بھی افضل و برتر ہے۔

-☆-

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے فرمان ذیشان سے کسی حدیث کی خود تشریح فرمادیں تو پھر کسی کو رائے زنی کا اختیار نہیں وہ امت کے والی اور ہم سب کے خیر خواہ ہیں نبوت ورسالت کے تاج مرصع سے مزین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وضاحت ملاحظہ ہو:

عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ خَيْرَ مَارَكِبَتْ اِلَيْهِ الرَّوَاحِلُ مَسْجِدِىْ هٰذَا وَالْبَيْتُ الْعَتِيْقُ.

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۱۶۱۶) جلد۴ صفحہ۴۹۵
باب ذکر المساجد المستحب للمرء الرحلة الیھا۔
قال الارنووط: اسنادہ صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جن جگہوں کی طرف قافلے چلتے ہیں (سفر کیا جاتا ہے) ان میں سے بہتر میری یہ مسجد اور بیت عتیق (مسجد حرام) ہے۔

-☆-

سبحان اللہ! بات بے غبار ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث پاک میں دیگر جگہوں کی طرف سفر کو ممنوع اور حرام نہیں کیا بلکہ اجازت دی ہے اور ان مساجد کی طرف سفر کو باقی سفروں سے بہتر وافضل قرار دیا ہے۔

فَلَکَ الْحَمْدُ یَااَللّٰهُ مِلْءَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ وَلَکَ الشُّکْرُ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ بِبَرْکَةِ مَنِ اتَّخَذْتَهٗ حَبِیْباً فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَطْیَبُهَا وَمِنَ التَّسْلِیْمَاتِ اَزْکٰهَا.

مسند الامام احمد — رقم الحدیث (۱۴۷۱۸) — جلد ۱۱ — صفحہ ۵۳۹

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

مجمع الزوائد — جلد ۴ — صفحہ ۶ بالفاظ مختلفہ

وقال الھیثمی: رواہ احمد والطبرانی فی الاوسط واسنادہ حسن

باجماعت صلاۃ الفجر اور
صلاۃ العصر کی اہمیت

عَنْ عَمَّارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا يَلِجُ النَّارَ اَحَدٌ" صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ.

ترجمة الحديث:

حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے: آگ میں داخل نہ ہوگا جو (بقیہ صلوات پر مداومت کے ساتھ خصوصی اہتمام سے) طلوع شمس سے پہلے صلاۃ (الفجر) اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے صلاۃ (العصر) ادا کرتا ہے۔

-☆-

صحیح سنن النسائی رقم الحدیث (۴۷۳) جلد ۱ صفحہ ۱۰۶
قال الالبانی صحیح
صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۱۷۳۸) جلد ۵ صفحہ ۳۰
قال المحقق: اسنادہ صحیح

طلوع شمس سے پہلے اور غروب شمس سے پہلے یہ دو وقت ایسے ہیں کہ ان میں صلاۃ ادا کرنا نفس پر بہت شاق گزرتا ہے۔ طلوع شمس سے پہلے نیند زوروں پر ہوتی ہے بستر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ اس وقت بندہ مومن اٹھتا ہے اسے نیند سے زیادہ اللہ الواحد کی رضا محبوب ہے محبت الٰہی کے نشہ سے سرشار ہو کر وضو کرتا ہے پھر مسجد کا رخ کرتا ہے بقیہ اھل اسلام کے ساتھ صلاۃ الفجر ادا کرتا ہے، یہ مومن اس قابل ہے کہ اسے انعامات سے نوازا جائے۔

غروب شمس سے پہلے عموماً کاروبار زوروں پر ہوتا ہے رات آنے سے پہلے کام سمیٹنا ہوتا ہے اس وقت صلاۃ العصر کے لئے وقت نکالنا شیوۂ ایمانی ہے۔ اللہ رب العزۃ کا ارشاد گرامی ہے: حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى

صلوات (نمازوں) پر مداومت اختیار کرو خصوصاً صلاۃِ وسطی (نماز عصر) پر۔ جو مرد مومن اس صلاۃ کو بڑے اہتمام سے ادا کرتا ہے وہ بھی اس قابل ہے کہ اسے بھی انعامات سے نوازا جائے۔

درج بالا حدیث پاک میں ایسے اھل ایمان کیلئے نوید ہے کہ وہ آگ سے محفوظ رہیں گے اور عذابِ آگ سے کوسوں دور ہوگا۔

-☆-

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلاَئِکَةٌ بِاللَّیْلِ وَمَلاَئِکَةٌ بِالنَّهَارِ وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلاَةِ الْفَجْرِ وَصَلاَةِ الْعَصْرِ ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِیْنَ بَاتُوْا فِیْکُمْ فَیَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ تَرَکْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ وَاَتَیْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ.

ترجمة الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: باری باری آتے ہیں تم میں رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے اور وہ صلاۃ الفجر اور صلاۃ العصر میں اکٹھے ہوتے ہیں پھر تم میں رات گزارنے والے فرشتے عروج کرتے ہیں تو ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے بہتر جانتا ہے تم میرے بندوں کو کس حال میں

صحیح سنن النسائی رقم الحدیث (۴۷۱) جلد ۱ صفحہ ۱۰۵
قال الالبانی: صحیح
صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۱۷۳۶) جلد ۵ صفحہ ۲۹
قال المحقق: اسنادہ صحیح
صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۱۷۳۷) جلد ۵ صفحہ ۲۹
قال المحقق: اسنادہ صحیح

چھوڑ کر آئے ہو؟ تو وہ جواباً عرض کرتے ہیں: ہم انہیں اس حال میں چھوڑ کر آئے ہیں کہ وہ صلاۃ ادا کر رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے تو اس وقت بھی وہ صلاۃ ادا کر رہے تھے۔

باجماعت صلاۃ الفجر اور
صلاۃ العشاء کی اہمیت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ:
لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَافِيْ صَلاَةِ الْعِشَاءِ وَصَلاَةِ الْفَجْرِ لاَ تَوْهُمَا وَلَوْحَبْواً.

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ صلاۃ العشاء اور صلاۃ الفجر میں شرکت کا کس درجہ اجر ہے تو وہ ضرور ان میں شریک ہوں اگرچہ انہیں گھٹنوں کے بل رینگ کر آنا پڑے۔

-☆-

صحیح سنن ابن ماجہ — رقم الحدیث (۶۴۴) — جلد ۱
قال المحقق: صحیح — التعلیق علی ابن ماجہ
سنن ابن ماجہ — رقم الحدیث (۷۹۶) — جلد ۱ — صفحہ ۴۳۳
قال المحقق: صحیح
صحیح سنن ابن ماجہ — رقم الحدیث (۸۰۳) — جلد ۱ — صفحہ ۲۴۴
قال الالبانی: صحیح

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : اِنَّ اَثْقَلَ الصَّلَاةِ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ صَلَاةُ الْعِشَاءِ وَصَلَاةُ الْفَجْرِ، وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَافِیْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْواً.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک منافقین پر بوجھل ترین صلاۃ ،صلاۃ العشاء اور صلاۃ الفجر ہے اگر انہیں علم ہو جائے کہ ان میں شرکت کا کتنا اجر وثواب ہے تو وہ ان میں ضرور شریک ہوں اگر چہ گھٹنوں کے بل چل کر نہ آنا پڑے۔

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۴۵)	جلد ۱	
قال المحقق:	صحیح		
الارواء	رقم الحدیث (۴۸۶)		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۷۹۶)	جلد ۱	صفحہ ۴۳۴
قال محمود محمد محمود:	متفق علیہ		
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۸۰۴)	جلد ۱	صفحہ ۲۴۵
قال الالبانی:	صحیح		

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَوْماً الصُّبْحَ فَقَالَ:شَاھَدَ فُلاَن"؟ قَالُوْا: لاَ ، قَالَ شَاھَدَ فُلاَن"؟ قَالُوْا: لاَ، قَالَ اِنَّ ھَاتَیْنِ الصَّلاَتَیْنِ اَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَافِیْھِمَا لَاَتَیْتُمُوْھَا وَلَوْ حَبْواً عَلَی الرُّکَبِ وَاِنَّ الصَّفَّ الْاَوَّلَ عَلٰی مِثْلِ صَفِّ الْمَلاَئِکَۃِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِیْلَتُہٗ لاَ بْتَدَرْتُمُوْہُ وَاِنَّ صَلاۃَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ اَزْکٰی مِنْ صَلاَتِہٖ وَحْدَہٗ وَصَلاَتُہٗ مَعَ الرَّجُلَیْنِ اَزْکٰی مِنْ صَلاَتِہٖ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا کَثِیْر" فَھُوَاَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دن حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صلاۃ الفجر پڑھائی پھر حضور نے فرمایا کیا فلاں آدمی صلاۃ میں شریک ہوا؟ صحابہ نے عرض کی نہیں! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (پھر) فرمایا: کیا فلاں آدمی صلاۃ میں شریک

صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۵۴)	جلد ۱	صفحہ ۱۶۵
قال الالبانی:	حسن		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۵۴)	جلد ۱	صفحہ ۲۰۷

ہوا؟ صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تمہیں علم ہو کہ ان دو صلوات میں کس درجہ اجر و ثواب ہے تو تم ضرور شریک ہوا گرچہ تمہیں گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔ بیشک صفِ اول صفِ ملائکہ کی طرح ہے۔ اگر تمہیں علم ہو کہ پہلی صف میں شرکت کا کیا درجہ ہے تو تم جلدی جلدی اس صف میں شرکت کرو۔ بیشک ایک آدمی کی دوسرے کے ساتھ صلاۃ اسکے تنہا صلاۃ ادا کرنے سے پاک ہے اور آدمی کی دو آدمیوں کے ساتھ صلاۃ ادا کرنا ایک آدمی کے ساتھ صلاۃ ادا کرنے سے زیادہ پاک ہے۔ صلاۃ میں جتنی تعداد زیادہ ہوگی اتنی ہی اللہ کو محبوب ہوگی۔

-☆-

مسجد میں
عشاء کی صلاۃ با جماعت ادا کرنے سے
نصف رات عبادت کا ثواب اور
فجر کی صلاۃ با جماعت ادا کرنے سے
پوری رات عبادت کا ثواب ملتا ہے

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ نِصْفِ لَيْلَةٍ وَمَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ.

ترجمة الحديث:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۵۵)	جلدا	صفحہ ۱۶۵
قال الالبانی:	حسن		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۵۵)	جلدا	صفحہ ۲۰۷

جس نے صلاۃ العشاء باجماعت ادا کی گویا اس نے نصف رات قیام (عبادت) کا ثواب پایا اور جس نے عشاء اور فجر باجماعت ادا کی گویا اس نے پوری رات قیام (عبادت) کا اجر وثواب پایا۔

-☆-

اے ایمان والے! اپنی قسمت پر ناز کر کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بن مانگے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بنا دیا ہے۔ یہ سب شرف اور سب عزتیں حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہونے کے ناطے ہیں۔ پہلی امتیں رات رات بھر عبادت کرتیں تو انہیں اس کا اجر وثواب ملتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس خیر الامم پر یہ لطف وکرم فرمایا کہ جو بھی مسلمان رات عشاء کی صلاۃ مسجد جا کر باجماعت ادا کرتا ہے اور اللہ رب العزۃ اسے آدھی رات کی عبادت کا اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔ اور جو آدمی عشاء کی صلاۃ کے ساتھ فجر کی صلاۃ مسجد میں جا کر باجماعت ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پوری رات عبادت کا اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔

ان احادیث مبارکہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم آخرت میں جنت اور جنت کی بہاریں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کیلئے بنایا ہے۔ ایک ایک عمل پر اتنا اجر وثواب اللہ اکبر!

یہ اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمی ہے اے اھل ایمان! آیئے اللہ ذوالجلال والاکرام سے عہد کریں اے خالق و مالک پہلی کوتاہیاں اور لغزشیں اور معصیتیں معاف فرما۔ آئیندہ سے ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ عشاء اور فجر کی صلاۃ باجماعت قضا نہیں ہوگی زندگی کے جتنے سانس باقی ہیں تیری توفیق وامانت سے صلاۃ الجماعت ادا کرتے ہیں گے۔

اے ارحم الراحمین! ہمیں اپنی رحمتوں سے مالا مال فرما۔

اے ارحم الراحمین! ہمیں اپنی بندگی کی توفیق وسعادت عطا فرما۔

ای ارحم الراحمین! ہمیں اپنی یاد کا کیف اور سجدوں کا لطف عطا فرما

یہ تو سعادت صرف اس کیلئے ہے جو عشاء اور فجر کی صلاۃ مسجد جا کر باجماعت ادا کرتا ہے تو اس آدمی کی سعادتوں کا اندازہ لگایئے جو فجر وعشاء باجماعت ادا کرنے کے ساتھ ساری رات بندگی کے مزے لوٹتا ہے۔ رات بھر اس کے دل کی تار اللہ کے نغمے چھیڑتی ہے وہ صلاۃ التہجد کو بھی پابندی سے ادا کرتا ہے۔ سحری کے استغفار کو بھی جانے نہیں دیتا اور رات کی طویل گھڑیوں میں اللہ کے حضور دست بدعا بھی رہتا ہے۔

مسجد میں ایک باجماعت صلاۃ
تنہا پچیس صلوات (نمازیں)
ادا کرنے سے بہتر ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : صَلاَةُ الرَّجُلِ فِیْ جَمَاعَةٍ تَزِیْدُ عَلٰی صَلاَتِهٖ فِیْ بَیْتِهٖ وَ صَلاَتِهٖ فِیْ سُوْقِهٖ بِضْعاً وَعِشْرِیْنَ دَرَجَةً.

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۴۲)		جلدا
قال المحقق:	صحیح		
صحیح ابی داود	رقم الحدیث (۵۶۸)		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۸۶)	جلدا	صفحہ ۴۲۹
قال المحقق:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۹۳)	جلدا	صفحہ ۲۴۲
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۴۷)	جلدا	صفحہ ۲۰۷
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۱۲۷۶)	جلدا	صفحہ ۳۲۹
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۶۴۹)	جلد۲	صفحہ ۱۰۱

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کا صلاۃ باجماعت ادا کرنا اس کے گھر میں تنہا اور بازار میں صلاۃ ادا کرنے سے ۲۰ سے کچھ اوپر درجے ہے۔

-☆-

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۱۶)	جلد ۱	صفحہ ۴۲۱
قال ابوعیسیٰ:	ھذا حدیث حسن صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۱۰۹)	جلد ۹	صفحہ ۴۰۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۴۵۲)	جلد ۹	صفحہ ۴۹۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۶۹۰)	جلد ۹	صفحہ ۵۵۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۷۴۴)	جلد ۹	صفحہ ۵۷۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۵۹)	جلد ۱	صفحہ ۲۰۸
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۵۹)	جلد ۱	صفحہ ۱۶۶
قال الالبانی:	صحیح		

اسلام ایک اجتماعی دین ہے یہ دین پوری انسانیت کے بھلے کیلئے آیا ہے اور جو خوش قسمت افراد اس نور بھرے دین کی سنہری لڑی میں پروے جاتے ہیں اسلام ان پر خصوصی توجہ اور شفقت فرماتا ہے۔

اگر تنہا صلاۃ کا حکم ہوتا تو اکثر حضرات اس کی ادائیگی سے غافل ہو جاتے اور یہ غفلت انکی اُخروی محرومی کا ذریعہ بن جاتی اس نقصان سے بچاؤ کیلئے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلاۃ باجماعت کا حکم دیا ہے کہ کمزور ارادے والے بھی اس کی ادائیگی کے خوگر ہو جائیں۔

نورانی ماحول میں اذان کی پیاری آواز کانوں کے ذریعے دل میں اتری جارہی ہو اور نبی کریم وحبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی جوق در جوق مسجد کا رخ کر رہے ہوں تو اگر کوئی آدمی سستی کے مرض میں مبتلا ہو تو وہ بھی اس ماحول سے متاثر ہو کر مسجد کا رخ کرے گا اور ہوسکتا ہے اسے صلاۃ باجماعت میں سجدہ کا وہ کیف نصیب ہو جائے کہ پھر عمر بھر اللہ کی بارگاہ میں جھکنا اس کی طبیعت ثانیہ بن جائے۔

انسان تنہا ۲۰ سے زائد صلوات ادا کرے لیکن باجماعت ایک صلاۃ ان انفرادی ۲۰ سے زائد صلوات سے بہتر ہے۔

ذَالِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَشَاءُ.

-☆-

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: صَلَاةُ الرَّجُلِ فِيْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلَاتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَ صَلَاتِهٖ فِيْ سُوْقِهٖ خَمْساً وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً وَذَالِكَ اَنَّ اَحَدَهُمْ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ لَايُرِيْدُ اِلَّا الصَّلَاةَ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رَفَعَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِيْ صَلَاةٍ مَاكَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۰۴۳)	جلد۵	صفحہ۳۹۱
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۵۹)	جلد۱	صفحہ۲۰۸
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۵۹)	جلد۱	صفحہ۱۶۶
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۶۴۹)	جلد۲	صفحہ۱۱۲
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۴۲۳)	جلد۷	صفحہ۲۳۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۷۷)	جلد۱	صفحہ۱۶۵
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۴۹۰)	جلد۲	صفحہ۲۷۳

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضور رسول اللہ وحبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آدمی کا باجماعت صلاۃ ادا کرنا اسکے گھر میں یا بازار میں تنہا ادا کرنے سے پچیس گنا زیادہ درجہ ہے۔

یہ اس وجہ سے کہ

صلاۃ ادا کرنے والوں میں سے کوئی جب وضو کرے اور احسن طریقے سے وضو کرے پھر مسجد کی طرف آئے مسجد آنے کا ارادہ صرف صلاۃ ادا کرنے کیلئے ہو تو اس کے مسجد داخل ہونے تک وہ جو بھی قدم اٹھائے گا اللہ اس کے ذریعے اس کا درجہ بلند کرے گا اور اس کے ذریعے اس کا گناہ معاف فرمائے گا۔

اور جب وہ مسجد میں داخل ہوگا تو جب تک صلاۃ کی ادائیگی اسے مسجد میں روکے رکھے گی اس وقت تک وہ مسلسل صلاۃ میں ہی ہے۔

-☆-

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : صَلاةُ الرَّجُلِ فِی الْجَمَاعَةِ تَضْعَفُ عَلٰى صَلاَتِهٖ فِیْ بَيْتِهٖ وَفِیْ سُوْقِهٖ خَمْساً وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً وَذٰلِکَ اَنَّهُ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلاةِ لاَ يُخْرِجُهُ اِلَّا الصَّلاةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلاَّ رُفِعَتْ لَهُ بِهَادَرَجَةٌ" وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ" فَاِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلاَئِكَةُ تُصَلِّیْ عَلَيْهِ مَادَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلاَ يَزَالُ فِیْ صَلاةٍ مَاانْتَظَرَ الصَّلاةَ .

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۴۷)	جلد۱	صفحہ۲۰۷
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۵۹)	جلد۱	صفحہ۲۰۸
صحیح ابی داود	رقم الحدیث (۵۵۹)	جلد۱	صفحہ۱۶۶
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۶۴۹)	جلد۲	صفحہ۱۰۱
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۶۰۳)	جلد۲	صفحہ۴۹۹ مختصراً
قال الترمذی:	هذا حديث حسن صحيح		
الموطا لامام مالک			صفحہ۵۷
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۹۹)	جلد۱	صفحہ۴۳۵

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضور رسول اللہ وحبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

گھر میں صلاۃ ادا کرنے اور بازار میں صلاۃ ادا کرنے سے اس آدمی کی صلاۃ پچیس درجے زیادہ اجر رکھتی ہے جو مسجد میں باجماعت صلاۃ ادا کرتا ہے۔

یہ ایسے کہ

جب وہ وضو کرے تو احسن طریقے سے وضو کرے تو پھر صلاۃ کی ادائیگی کیلئے (مسجد کی طرف) نکلے اس کے نکلنے کا قصد صرف صلاۃ کی ادائیگی ہو تو جو بھی وہ قدم اٹھائے گا تو اس کے ہر قدم کے بدلے اس کا درجہ بلند ہوگا اور اس کا گناہ معاف کردیا جائے گا۔ جب وہ صلاۃ ادا کرے گا تو ملائکہ (فرشتے) اس کیلئے صلوات بھیجتے رہیں گے جب تک کہ وہ اپنی صلاۃ کی جگہ میں رہے گا۔

اے اللہ! اس پر صلوات نازل فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما

جب تک وہ صلاۃ کا انتظار کرے گا صلاۃ میں رہے گا۔

-☆-

قال محمود محمد محمود: الحدیث متفق علیہ

المصنف لعبد الرزاق رقم الحدیث (۲۲۱۰) جلد ۱ صفحہ ۵۸۰

المصنف لابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۴۰۲

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ: صَلاَۃُ الرَّجُلِ فِیْ جَمَاعَۃٍ تَزِیْدُ عَلٰی صَلاَتِہٖ فِیْ بَیْتِہٖ خَمْسًا وَعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کی باجماعت صلاۃ (نماز) اس کی گھر میں تنہا صلاۃ سے پچیس درجے زائد ہے۔

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۴۲)	جلد۱	
قال المحقق:	صحیح		
التعلیق الرغیب		جلد۱	صفحہ۱۵۲
صحیح ابی داود	رقم الحدیث (۵۶۹)		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۴۷)	جلد۱	صفحہ۲۴۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۸۸)	جلد۱	صفحہ۴۳۰
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ:
فَضْلُ الْجَمَاعَةِ عَلٰی صَلاةِ اَحَدِكُمْ وَحْدَهٗ خَمْسٌ" وَعِشْرُوْنَ جُزْأً.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سے کسی کی باجماعت صلاۃ اسکے تنہا صلاۃ ادا کرنے سے پچیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔

-☆-

صحیح سنن ابی داود رقم الحدیث (۲۴۲) جلد۱
قال المحقق: صحیح الروض أیضاً
صحیح سنن النسائی رقم الحدیث (۴۷۲) جلد۱ صفحہ۱۰۵ مطولاً
ولفظ النسائی

عن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال تفضل صلاة الجمع علی صلاة احدکم وحده بخمسة وعشرین جزأ ویجتمع ملائکة اللیل والنهار فی صلاة الفجر واقراوا ان شئتم وقران الفجر ان قران الفجر کان مشهودا.

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: اَلصَّلاۃُ فِیْ جَمَاعَةٍ تَعْدِلُ خَمْساً وَعِشْرِیْنَ صَلاۃً فَاِذَا صَلاَّهَا فِیْ فَلاۃٍ فَأَتَمَّ رُکُوْعَهَا وَسُجُوْدَهَا بَلَغَتْ خَمْسِیْنَ صَلاۃً.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: باجماعت صلاۃ ادا کرنا تنہا پچیس صلوات (نمازیں) ادا کرنے کے برابر ہے پس جب اس نے کی جنگل میں صلاۃ ادا کی تو اس کے رکوع وسجود کو مکمل کر کے ادا کی تو اس صلاۃ کی فضیلت پچاس صلوات (نمازوں) تک پہنچ جاتی ہے۔

-☆-

صحیح سنن ابی داود　رقم الحدیث (۵۶۰)　جلد۱　صفحہ ۱۶۷
قال المحقق: صحیح

مساجد میں
خرید وفروخت کی ممانعت

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ
نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ الْبَيْعِ وَالاِبْتِيَاعِ وَعَنْ تَنَاشُدِ الْأَشْعَارِ فِي الْمَسَاجِدِ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مساجد میں خرید وفروخت اور (بیہودہ) شعر گوئی سے منع فرمادیا۔

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۴۹)	جلد ۱	صفحہ ۴۰۷
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۱۴)	جلد ۱	صفحہ ۲۳۱
قال الالبانی:	حسن		
ارواء الغلیل مختصراً		جلد ۷	صفحہ ۳۶۳
قال الالبانی، قال الترمذی/حدیث حسن			
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۴۳۴۷)	جلد ۲	صفحہ ۶۲۷
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۴۳۴۸)	جلد ۲	صفحہ ۶۲۷

خرید وفروخت کے وقت انسان بالکل دنیادار نظر آتا ہے۔ اپنا مال بیچنے کیلئے عموماً جھوٹی قسمیں کھائی جاتی ہیں۔ جھوٹ بول کر گاہک کو مال کا قائل کیا جاتا ہے۔ مال کی وہ خوبیاں بھی بیان کر دی جاتی ہیں جو اس میں نہیں ہوتیں۔ مال کا عیب چھپایا جاتا ہے جس سے خریدنے والا ظاہر کو دیکھ کر دھوکہ کھا جاتا ہے انہیں وجوہات کی بنا پر بازار کو ابغض البلاد کہا جاتا ہے۔

لیکن مساجد میں انسان دنیا سے کٹ کر آتا ہے اپنے کئے پر نادم ہونے کیلئے آتا ہے۔ اپنے تعلق باللہ کو مستحکم کرنے کیلئے آتا ہے جھوٹ فریب اور دھوکہ دہی سے سچی توبہ کیلئے آتا ہے اپنی آخرت سنوارنے اور اپنے اللہ کو راضی کرنے کیلئے آتا ہے اور طویل سجدے کر کے اپنے خالق ومالک کا قرب پاتا ہے۔ انہیں وجوہات کی بنا پر مسجد کو احب البلاد کہا جاتا ہے۔ اب اگر مسجد میں خرید وفروخت کی اجازت دے دی جائے تو خرید وفروخت کے تمام لوازمات بھی مسجد میں آجائیں گے اور پھر مسجد جو احب البلاد ہے کی بجائے استغفر اللہ کچھ اور بن جائے گی اس لئے مساجد میں خرید وفروخت کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

مساجد میں بیہودہ شعر گوئی کو بھی ممنوع قرار دیا گیا۔ ایسے اشعار سے انسان میں نفسانی خواہشات ابھرتی ہیں اور گناہ کی طرف مائل ہوتا ہے۔ مساجد میں آمد نفسائی خواہشات کو مٹانے اور روح کو تقویت دینے کیلئے ہے گناہوں سے لوح دل پاک کرنے اور نیکیوں سے آراستہ ہونے کیلئے ہے اگر مساجد میں بیہودہ اشعار پڑھنے کی اجازت مل جائے تو مساجد کا مقصد فوت ہو جاتا ہے پھر یہ مسجد کی بجائے کسی اور چیز کا روپ دھار لیں گی۔ العیاذ باللہ! اسی لیئے بیہودہ اشعار سے مساجد کو پاک رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ اِنْشَادِ الضَّالَّۃِ فِی الْمَسْجِدِ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں گمشدہ چیز کے اعلان سے منع فرمایا۔

-☆-

صحیح سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۶۳۵) جلد۱
قال الالبانی: حسن
التعلیق علی ابن خزیمۃ رقم الحدیث (۱۳۰۴، ۱۳۰۶)
قال المحقق: حسن
سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۷۶۶) جلد۱ صفحہ ۴۱۷

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سَمِعَ رَجُلاً یَنْشُدُ ضَالَّةً فِی الْمَسْجِدِ فَلْیَقُلْ لاَ رَدَّ اللّٰهُ عَلَیْکَ فَاِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۶۷)	جلد ۱	صفحہ ۴۱۷
قال محمود محمد محمود:	صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۲۸)	جلد	صفحہ ۲۳۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۷۳)	جلد ۱	صفحہ ۱۸۲
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۷۳)	جلد ۱	صفحہ ۱۳۸
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۵۶۸)	جلد ۲	صفحہ ۳۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۵۷۲)	جلد ۸	صفحہ ۳۵۸
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۴۳۴۳)	جلد ۲	صفحہ ۶۲۶
قال المحقق:	رواہ مسلم فی صحیح عن ابی الطاہر		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمار ہے تھے

جو آدمی سنے کہ کوئی آدمی مسجد میں اپنی گمشدہ چیز کا اعلان کر رہا ہے تو سننے والے کو چاہیے کہ وہ کہے اللہ تیری گم شدہ چیز تجھے نہ لوٹائے۔ مساجد گم شدہ چیزوں کے اعلان کیلئے نہیں بنائی گئیں۔

-☆-

مساجد میں غلاظت پھینکنا منع ہے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلتَّـفْـلُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِیْئَۃٌ" وَ کَفَّارَتُہٗ اَنْ تَوَارِیَہٗ.

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ تو اسے صاف کر دے۔

-☆-

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۷۴)	جلد۱	صفحہ۱۸۲
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۷۴)	جلد۱	صفحہ۱۳۹
قال الالبانی:	صحیح		

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ یَوْماً اِذْرَأیٰ نُخَامَةً فِی قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَتَغَیَّظَ عَلَی النَّاسِ ثُمَّ حَکَّھَا قَالَ وَاَحْسِبُہٗ قَالَ فَدَعَا بِزَعْفَرَانَ فَلَطَخَہٗ بِہٖ وَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ قِبَلَ وَجْہِ اَحَدِکُمْ اِذَا صَلّٰی فَلاَ یَبْصُقْ بَیْنَ یَدَیْہِ.

ترجمة الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

ایک روز حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضور نے مسجد کے قبلہ میں نخامہ دیکھا تو حضور حالت غیض میں لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے کرید کر صاف کرنے کا حکم دیا ارشاد فرمایا۔

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۷۹)	جلد ۱	صفحہ ۱۸۳
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۷۹)	جلد ۱	صفحہ ۱۴۰
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۰۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۴۷
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۵۴۷)	جلد ۲	صفحہ ۲۸

راوی کہتا ہے کہ میرا گمان ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما نے یہ بھی فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زعفران منگوائی اور اس جگہ زعفران کو ملوایا اور ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی صلاۃ ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کے سامنے ہوتا ہے تو صلاۃ ادا کرنے والے کو چاہیئے کہ وہ سامنے نہ تھوکے۔

-☆-

مساجد کو پاک وصاف رکھنا چاہیئے اسکی نظافت کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ مساجد صاف کرنے والے کا اللہ تعالیٰ دل پاک وصاف کر دیتا ہے۔ اگر کہیں غلاظت نظر آ جائے تو مسجد کی اس جگہ کو اچھی طرح صاف کرنا چاہیئے اگر ہو سکے تو صاف کر کے وہاں خوشبو لگا دی جائے یہ بھی سنتِ مصطفیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتِ مطہرہ پر عمل کا بے حساب اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔

بد بودار چیز کھا کر مساجد آنا منع ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ اَکَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الثُّوْمِ فَلَا یُؤْذِیْنَا بِهَا فِیْ مَسْجِدِنَا هٰذَا.

ترجمة الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اس درخت سے کھایا یعنی کچا لہسن کھایا تو وہ ہماری اس مسجد میں اس کی بو سے ہمیں اذیت نہ دے۔

-☆-

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۵۶۳)	جلد۲	صفحہ۳۶
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۰۱۵)	جلد۱	صفحہ۵۴۴
قال المحقق:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۸۳۷)	جلد۱	صفحہ۳۰۱
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۶۶۲)	جلد۳	صفحہ۸۲

عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَنَّہٗ غَدَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ خَیْبَرَ فَوَجَدَ فِیْ بُسْتَانِھَا بَصَلاً وَثُوْماً فَاَکَلُوْا مِنْہُ وَھُمْ جِیَاعٌ فَلَمَّا رَاحَ النَّاسُ اِلَی الْمَسْجِدِ اِذاً رِیْحُ الْمَسْجِدِ بَصَلٌ وَثُوْمٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ اَکَلَ مِنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ الْخَبِیْثَۃِ فَلاَ یَقْرُبْنَا۔

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

انہوں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں غزوہ خیبر میں شرکت کی وہاں کے باغات میں پیاز اور لہسن پایا تو لوگوں نے حالت بھوک میں پیاز اور لہسن کھایا جب لوگ مسجد میں (صلاۃ کی ادائیگی کیلئے) آئے تو مسجد کی ساری فضا پیاز اور لہسن کی بو والی ہوگئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اس خبیث درخت سے کھایا ہے (جب تک اس کی بو زائل نہ ہو) وہ ہمارے قریب نہ آئے۔

صحیح مسلم رقم الحدیث (۵۶۵)

مجمع الزوائد جلد۲ صفحہ۳۷

قال الھیثمی: جلد۲ صفحہ۲۱

رواہ الطبرانی فی الکبیر واسنادہ حسن

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ:
مَنْ اَكَلَ ثَوْماً اَوْ بَصَلاً فَلْيَعْتَزِلْنَا اَوْ فَلْيَعْتَزِلْ مَسَاجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِیْ بَيْتِهٖ.

ترجمة الحديث:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے لہسن کھایا (ان کے کھانے کی وجہ سے منہ سے بو آتی ہے اس لیئے) وہ ہم سے دور رہے اور ہماری مسجدوں سے بھی دور رہے اسے چاہیئے کہ اپنے گھر میں ہی بیٹھا رہے۔

-☆-

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۸۵۴)	جلدا	صفحہ۲۵۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۵۶۴)	جلد۲	صفحہ۳۶
سنن النسائی	رقم الحدیث (۷۰۳)	جلد۲	صفحہ۴۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۸۰۶)	جلد۴	صفحہ۲۶۱
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۸۲۲)	جلد۲	صفحہ۳۸۸
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۳۸۲۲)	جلد۲	صفحہ۴۵۱
قال الالبانی:	صحیح		
مجمع الزوائد:		جلد۲	صفحہ۲۰
قال الھیثمی:	صحیح		

یہ کتنی بڑی وعید ہے اس آدمی کیلئے جس کے منہ سے بو آ رہی ہو۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی لیئے مسواک کا حکم دیا ہے۔ جس سے منہ کا کریہہ مادہ خارج ہو جاتا ہے اور منہ سے بو ختم ہو جاتی ہے۔ مساجد میں اللہ کی عبادت کی جاتی ہے تو وہاں بھی پاک وصاف منہ لیکر جانا چاہیئے ایسی کوئی چیز کھا کر نہ جانا چاہیئے جس سے منہ بدبودار ہو جائے۔ یہ بدبو اھل ایمان کو تکلیف دیتی ہے اور مساجد میں موجود فرشتوں کو بھی تکلیف دیتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ کتنے پر جلال کلمات ہیں

فَلْيَعْتَزِلْ مَسَاجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهٖ.

جس کے منہ سے بو آتی ہے وہ ہماری مساجد سے دور رہے اور وہ اپنے گھر بیٹھا رہے۔

پیاز وغیرہ کھا کر مساجد نہیں آنا چاہیئے تاوقتیکہ اس کی بو ماردی جائے یا اس سے بو ختم ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پاک دین کی پاک تعلیمات پر اور معطر دین کی عطر بیز تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بِبَرْكَةِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ.

مساجد میں الحاد- گناہ کبیرہ

عَنْ طَيْسَلَةَ بْنِ مَيَّاسٍ قَالَ

كُنْتُ مَعَ النَّجَدَاتِ فَأَصَبْتُ ذُنُوباً لاَ اَرَاهَا اِلاَّمِنَ الْكَبَائِرِ. فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَاهِيَ؟ قُلْتُ كَذَاوَكَذَا قَالَ لَيْسَتْ هٰذِهٖ مِنَ الْكَبَائِرِ هُنَّ تِسْعٌ": اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ نَسْمَةٍ، وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ وَاَكْلُ الرِّبَا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَاِلْحَادٌ" فِي الْمَسْجِدِ وَالَّذِىْ يَسْتَسْخِرُ وَبُكَاءُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْعُقُوْقِ قَالَ لِيَ ابْنُ عُمَرَ اَتَفْرَقُ مِنَ النَّارِ وَتُحِبُّ اَنْ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ؟ قُلْتُ اَىْ وَاللّٰهِ! قَالَ: اَحَيٌّ" وَالِدَاكَ قُلْتُ عِنْدِىْ اُمِّىْ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَوْأَلَنْتَ لَهَا الْكَلاَمَ اَطْعَمْتَهَا الطَّعَامَ لَتَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مَا اجْتَنَبْتَ الْكَبَائِرَ.

ترجمة الحديث:

طیلسۃ بن مَیّاس فرماتے ہیں

میں نجدات کے ساتھ میں چند گناہوں میں مبتلا ہوا جن کے بارے میں میری رائے یہ تھی کہ یہ کبائر میں سے ہیں۔تو میں نے اسکا ذکر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے کر دیا تو

صحیح الادب المفرد رقم الحدیث (۸) جلد صفحہ ۳۵
قال الالبانی: صحیح

آپ نے فرمایا وہ کون سے گناہ ہیں میں نے عرض وہ ایسے ایسے گناہ ہیں آپ نے فرمایا یہ گناہ کبائر سے نہیں ہیں۔

کبائر نو ہیں

۱۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا

۲۔ جان کا قتل کرنا

۳۔ جہاد سے بھاگ جانا

۴۔ پاک دامن عورت پر تہمت لگانا

۵۔ ربا (سود) کھانا

۶۔ یتیم کا مال کھانا

۷۔ مسجد میں بے دینی کرنا

۸۔ جو کسی کا تمسخر اڑاتا ہے

۹۔ نافرمانی کے سبب والدین کو رلانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم آگ کے عذاب سے ڈرتے ہو اور چاہتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے عرض کی ہاں اللہ کی قسم! تو آپ نے فرمایا کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں تو میں نے کہا میرے پاس میری ماں ہے تو آپ نے فرمایا اگر تو اپنی ماں سے نرمی سے بات کرے اور اسے کھانا کھلائے تو ضرور جنت میں داخل ہوگا تاوقتیکہ تو کبائر سے اجتناب کرتا رہے۔

-☆-

اِلْحَاد" فِی الْمَسْجِد:

مساجد کو بیوت اللہ، اللہ کے گھر کہا جاتا ہے۔ ان کو پاک وصاف رکھنا اھل ایمان پر فرض ہے۔ یہ مسجد یں اس لیے ہیں کہ ان میں صلاۃ با جماعت ادا کیجائے۔ ذکر کی مجلسیں منعقد کی جائیں قرآن کریم کے درس وتدریس کا انتظام کیا جائے تلاوت قرآن کریم سے اسکی رونق کو دوبالا کیا جائے اس کی آباد کاری ایمان کی نشانی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ

بیشک مساجد کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخر (قیامت) پر ایمان لاتے ہیں۔ مسجد یں اس لیے ہیں کہ انسان جب بازار کی رونقوں میں کھو کر اپنے اللہ کو بھول جاتا ہے تو وہ مسجد کا رخ کرے تا کہ اس کا اللہ سے ٹوٹا ہوا رشتہ دوبارہ بحال ہو جائے۔ مسجد سے باہر کی دنیا میں انسان فسق وفجور میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کا باطن ظلمات میں گھر جاتا ہے وہ دوبارہ مسجد کا رخ کرے تا کہ اس کے باطن سے فسق وفجور کی تاریکیاں چھٹ جائیں اور نہاں خانۂ دل عبادت کے انوار سے چمک اٹھے۔

جو آدمی مسجد کی آباد کاری کے خلاف اس کی بے آبادی کی تگ ودو کرے اور اس میں بے دینی کو فروغ دینے کی کوشش کرے وہ یقیناً کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے ایسے آدمی کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیئے ابھی درتوبہ کھلا ہے فوراً اللہ ذوالجلال کی بارگاہ میں رجوع کرنا چاہیئے اپنے کیے پر ندامت کرنی چاہیئے تا کہ اس کی رحمتیں واپس آ کر اسے اپنی آغوش میں لے لیں اگر وہ توبہ نہ کرے بلکہ اپنے عمل پر اترانا شروع کرے تو اسکے ایمان کے رخصت ہونے میں کوئی رکاوٹ

باقی نہیں رہتی۔

یَامُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلٰی طَاعَتِکَ.

اِلْحَاد کامعنی ملاحظہ ہو

اَلْحَدَ فُلاَنٌ'' : عَدَلَ عَنِ الْحَقِّ وَاَدْخَلَ فِیْهِ مَالَیْسَ مِنْه

أَلْحَدَ - اِلْحاداً کا معنی ہے حق سے پھر جانا اور اس میں وہ چیز داخل کرنا جو اس سے نہیں ہے۔

اَلْحَدَ فی الحرام : اِسْتَحَلَّ حُرْمَتَهٗ وَانْتَهَکَهَا

اَلْحَدَ فی الحرام : حرم کی حرمت ختم کرنا اور اسے پامال کرنا

أَلْحَدَ فی الدین : طَعَنَ

اَلْحَدَ فی الدین : دین میں طعنہ زنی کرنا۔(1)

اب تینوں معانی پر غور کیجئے۔

أَلْحَدَ : عَدَلَ عَنِ الْحَقِّ وَاَدْخَلَ فِیْهِ مَالَیْسَ مِنْهُ

مساجد اس لیئے ہیں کہ ان میں حق کا بول بالا ہو، احکامات الٰہیہ اور سنتِ مصطفویہ علیٰ صاحبھا الصلاۃ والتسلیم کی اشاعت وترویج ہو۔ وہ آدمی کتنا بدنصیب ہے جو مساجد میں حق سے عدول وانحراف کرے اور حق میں باطل کی آمیزش کرے ایسا کرنا یقیناً گناہِ کبیرہ ہے۔ وہ خطباء جو جوش خطابت میں حق سے عدول کرتے ہیں منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیٹھ کر حق اور باطل کی آمیزش کرتے ہیں صرف اپنی واہ واہ کروانے کیلئے بے سروپا باتیں کر کے حق کے حسن کو

---

(1) المعجم الوسیط ۲/ ۸۱۷

داغدار کرتے ہیں انہیں یہ فرمان ذیشان اپنی نگاہوں کے سامنے رکھنا چاہیئے۔ یہ ارتکاب کبیرہ ہے اور کبیرہ پر اصرار انسان کو کفر تک لے جاتا ہے۔

أَلْحَدَ فِي الْحَرم : اِسْتَحَلَّ حُرْمَتَهٗ وَانْتَهَكَهَا.

اللہ کے گھر کی حرمت کو پامال کرنا اس کے تقدس کو نظر انداز کرنا یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔ مسجد، اللہ کا گھر ہے اس کی عزت وحرمت ہر مسلم پر فرض ہے اور اسکے ایمان کا تقاضا ہے اس کی بے حرمتی اور اس کے تقدس کی پامالی کا مومن سوچ بھی نہیں سکتا۔ ہاں جو ایسا کرتا ہے وہ ظالم ترین ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا.

اس بدنصیب سے بڑھ کر اور کون ظالم ہے جو مساجد میں اللہ کے ذکر سے منع کرتا ہے اور اسے بے آباد و خراب کرنے کی سعی کرتا ہے۔

اَلْحَدَ فی الدین : طعن

دین میں طعنہ زنی کرنا ایمان کے نہ ہونے کی نشانی ہے اور پھر دین میں طعنہ زنی کیلئے مساجد کا انتخاب پرلے درجے کی حماقت اور بدنصیبی ہے۔ دینِ اسلام نے ہمیں عزتیں عطا فرمائیں اس دین کے صدقے ہم پر اللہ ذوالجلال لطف وکرم فرماتا ہے تو جو بدبخت ان میں طعن وتشنیع کرے اسے اپنا انجام نہیں بھولنا چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَ مِنْ بَلَاءِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ وَاجْعَلْنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ الْقَانِتِيْ الْعَابِدِيْنَ آمِيْنَ بِبَرْكَةِ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ.

بے ادب کسی مسجد میں امامت کے لائق نہیں

عَنْ اَبِیْ سَهْلَةَ السَّائِبِ بْنِ خَلاّدٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلاً اَمَّ قَوْماً فَبَصَقَ فِی الْقِبْلَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَنْظُرُ فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ حِیْنَ فَرَغَ لَایُصَلِّیْ لَکُمْ فَاَرَادَ بَعْدَ ذٰلِکَ اَنْ یُصَلِّیَ لَهُمْ فَمَنَعُوْهُ وَاَخْبَرُوْهُ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ وَحَسِبْتُ اَنَّهُ قَالَ اِنَّکَ آذَیْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ.

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۸۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۸۳
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۸۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۴۱
قال الالبانی:	حسن		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۶۳۶)	جلد ۴	صفحہ ۵۱۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۵۱۴)	جلد ۱۳	صفحہ ۶۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوسھل السائب بن خلاد جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں سے روایت ہے کہ

ایک آدمی اھل اسلام کی ایک جماعت کی امامت کیا کرتا تھا تو اس نے (ایک دن) قبلہ کی جانب تھوک دیا۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی اس حرکت کو دیکھ رہے تھے۔

جب وہ فارغ ہوا تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ اب تمہیں صلاۃ کی امامت نہ کرائے۔

اس نے اس کے بعد انہیں صلاۃ پڑھانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے اسے روک دیا اور اسے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم سنا دیا۔

اس آدمی نے اس بات کا ذکر حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو حضور نے فرمایا:

ہاں میں نے ہی تمہیں امامت کرانے سے منع کیا ہے۔

راوی حدیث بیان کرتے ہیں

میرا یہ گمان ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

بے شک تو نے اللہ اور اسکے رسول کو اذیت دی ہے۔

-☆-

ایک آدمی خیر القرون میں اھل اسلام کو صلوات کی امامت کرواتا ہے وہ ایک دن قبلہ

کی جانب تھوک دیتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے منصب امامت سے برطرف کر دیتے ہیں حالانکہ اس نے قبلہ کی طرف تھوکا تھا اور کعبہ مشرفہ ساڑھے چار سو کلومیٹر دور ہے۔ اس کی یہ غلاظت کعبہ پر جا کر نہیں پڑی اس کے باوجود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے امامت سے ہٹا دیا وجہ واضح ہے کہ اگرچہ کعبہ مشرفہ دور ہے لیکن اس نے اس سمت کا ادب نہیں کیا جدھر کعبہ ہے۔ غور فرمایئے جو سمتِ کعبہ کا ادب نہ کرے وہ امامت کے لائق نہیں تو جو کعبہ کے کعبہ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب واحترام نہ کرے وہ امامت کے کیسے لائق ہو سکتا ہے۔ جو حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے بارے میں نامناسب بات کہے اور آپ کی شانِ رفیع کا خیال نہ رکھے تو اسے کیسے امامت کے لائق سمجھا جا سکتا ہے۔

اِنَّکَ قَدْ آذَیْتَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

بیشک تو نے اللہ اور اسکے رسول کو اذیت دی۔

کے الفاظ یاد رکھنے چاہیں۔ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان رفیع کا خیال نہ رکھے اور آپ کی شانِ اقدس میں عام الفاظ استعمال کرے تو یقیناً اس نے بھی اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دی ہے اور فرمان الٰہی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالآخِرَۃ.

جو لوگ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے۔

اھل ایمان کو چاہیئے کہ جب بھی صلاۃ ادا کرنے لگیں تو دیکھ لیں مصلی امامت پر کون ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی بے ادب کے پیچھے سجدہ کر کے اپنی زندگی بھر کی کمائی ضائع کر دیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سچا نیاز مند رہنے کی توفیق عطا فرمائے، بے ادبی اور بے ادبوں سے محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین

ببركة سيد الانبياء والمرسلين صلى الله عليه وآلهٖ وسلم .

روئے زمین مسجد وطہور

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ: جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ طُھُوْرًا وَمَسْجِدًا.

سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۸۹)	جلد ا	صفحہ ۱۸۶
صحیح ابی داود	رقم الحدیث (۴۸۹)	جلد ا	صفحہ ۱۴۳
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۲۶۵)	جلد ۶	صفحہ ۹۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۱۷)	جلد ۲	صفحہ ۱۳۱
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۱۳۸۹)	جلد ا	صفحہ ۳۷۴
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۳۵)	جلد ا	صفحہ ۱۲۵
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۵۵۳)	جلد ۴	صفحہ ۱۲۳
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۵۲۱)	جلد ۲	صفحہ ۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۵۲۲)	جلد ۲	صفحہ ۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۵۲۳)	جلد ۲	صفحہ ۹

ترجمة الحديث:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے لئے ساری زمین کو پاک اور مسجد بنادیا گیا ہے۔

-☆-

پہلی امتوں کو صلاۃ کی ادائیگی کیلئے عبادت خانہ جانا پڑتا تھا وہ عام جگہ پر صلاۃ ادا نہیں کر سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے تمام روئے زمین کو اس قابل بنادیا کہ اس میں بلا جھجک صلاۃ ادا کی جاسکتی ہے۔

اس خیر الامم پر کتنا بڑا کرم ہے کہ جہاں کہیں محو سفر ہو اور دوران سفر صلاۃ کا وقت آجائے اور قریب کوئی مسجد نہ ہو تو وہیں صلاۃ ادا کرلی جائے یہ تمام زمیں اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے مسجد قرار دے دی ہے۔

اس حدیث پاک میں

جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ طُهُوْراً وَمَسْجِداً میں "لی" (میرے لئے) قابل غور ہے۔

اللہ کے حبیب حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے کتنا بڑا اعزاز ہے کہ اللہ جس کی شان الصمد ہے اس کو کسی کی پرواہ نہیں اور نہ وہ کسی کا محتاج ہے لیکن حضور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس درجہ محبت ہے کہ آپکی خاطر آپ کو خوش کرنے کیلئے تمام روئے زمین کو پاک اور مسجد قرار دے دیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر زمین کو صرف مسجد ہی قرار نہیں دیا بلکہ اسے طہور بھی قرار دیا ہے یعنی اتنا پاک وصاف کردیا ہے کہ اس امت کا کوئی بھی فرد کہیں بھی

ہواور اسے صلاۃ کے وقت وضو کرنے کیلئے پانی میسر نہ ہو تو اسی طیب و طاہر زمین سے تیمّم کر لے اور تیمّم کے بعد بلا جھجک صلاۃ ادا کر لے۔

ہر دین و مذہب اپنی عبادت گاہ کا بڑا خیال رکھتا ہے عبادت گاہ کے تقدس کو پامال کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی بلکہ اگر کوئی غیر کسی کی عبادت گاہ پر قبضہ کرنا چاہے تو اس دین و مذہب کے پیروکار عبادت گاہ کے تحفظ کیلئے اپنا سر تک کٹوا دیتے ہیں۔ اپنے بیوی بچے قربان کر دیتے ہیں لیکن کسی غیر کا تسلط برداشت نہیں کرتے۔

ایک مسلم کی غیرت سب سے بڑھ کر ہوتی ہے اس کا جذبہ بے نظیر و بے مثال ہوا کرتا ہے یہ اپنے دین و ایمان کی خاطر سب کچھ برداشت کرنے کیلئے تیار رہتا ہے سر فروشی اور جانثاری اس کے خمیر میں ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے امتی کے ضمیر کو بیدار کیا ہے اور اس کے جذبہ کو سرد نہ ہونے دیا ہے یہ اعلان کر کے کہ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ طُهُوْراً وَمَسْجِداً۔
تمام روئے زمین میرے لئے پاک اور مسجد بنادی گئی ہے۔ ایک مسلم کو یہ باور کرایا ہے کہ ساری زمین تیری عبادت گاہ ہے اٹھ اور اس عبادت گاہ سے غیر کا عمل دخل ختم کر دے اور اللہ کی وحدانیت اور حضور کی رسالت کا پرچم ہر جگہ بلند کر دے۔
لیکن

الاماں اے گردش نہ آسماں
مسجدِ مومن بدستِ دیگراں

مَبارِکِ الْاِبِلِ اورمَرَابِضِ الْغَنَمِ میں صلاۃ ادا کرنا

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلاَةِ فِیْ مَبَارِكِ الْاِبِلِ فَقَالَ

لاَ تُصَلُّوْا فِیْ مَبَارِكِ الْاِبِلِ فَاِنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِيْنَ

وَسُئِلَ عَنِ الصَّلاَةِ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ؟

فَقَالَ صَلُّوا فِيْهَا فَاِنَّهَا بَرَكَةٌ".

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۸)	جلد۲	صفحہ۱۸۰
قال الترمذی:	حدیث حسن صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۹)	جلد۲	صفحہ۱۸۱
قال الترمذی:	حسن صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۶۸)	جلد۱	صفحہ۴۱۸
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۷۵)	جلد۱	صفحہ۲۳۶
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حضور سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اونٹوں کے باڑے میں صلاۃ ادا کرنے کے بارے میں پوچھا گیا
تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۷۰۰)	جلد۴	صفحہ۵۹۹
قال الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرطھما		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۳۸۴)	جلد۴	صفحہ۲۲۴
قال الارنووط:	اسنادہ صحیح		
المصنف لا بن ابن شیبہ		جلد۱	صفحہ۳۸۴
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۷۹۵)	جلد۲	صفحہ۸
مسند ابن عوانہ		جلد۱	صفحہ۴۰۲
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۵۰۲)	جلد۲	صفحہ۴۰۳
قال البغوی:	ھذا حدیث حسن		
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۵۰۳)	جلد۲	صفحہ۴۰۳
قال البغوی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۵۰۴)	جلد۲	صفحہ۴۰۴
مجمع البحرین	رقم الحدیث (۶۰۱)	جلد۱	صفحہ۲۵۳
قال محمد حسن محمد:	حسن		

اونٹوں کے باڑے میں صلاۃ ادا نہ کرو کیونکہ یہ شیاطین کی آماجگاہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بکریوں کے باڑے میں صلاۃ ادا کرنے کے بارے میں استفسار کیا گیا

تو حضور نے ارشاد فرمایا

بکریوں کے باڑے میں صلاۃ ادا کرلیا کرو کیونکہ یہ برکت سے لبریز ہے۔

-☆-

اونٹ بڑے ہوتے ہیں اور انکی ٹانگیں بھی بڑی ہوتی ہیں اور جب وہ مست ہو جائے تو انسان کو کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے۔ اس لیئے مبارک الابل میں صلاۃ ادا کرنے سے منع فرمایا کہیں ایسا نہ ہو کہ بندہ مومن صلاۃ میں مشغول ہو اور اونٹ بپھر جائے اور اسے زخمی کر دے۔

اگر صلاۃ کا وقت آ جائے کوئی اور جگہ نہ ہو اور اونٹ بندھے ہوئے ہوں اور انسان ان سے کچھ فاصلے پر جس سے کسی قسم کے نقصان و تکلیف کا اندیشہ نہ ہو وہاں صلاۃ ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

ملاحظہ ہو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل مبارک۔

عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَلِّيْ اِلٰى بَعِيْرِهٖ وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ.

صحیح البخاری — رقم الحدیث (۴۳۰) — جلد ۱ — صفحہ ۱۵۳

شرح السنۃ للبغوی — جلد ۲ — صفحہ ۴۰۵

ترجمة الحديث:

حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا وہ اپنے اونٹ کی طرف صلاۃ ادا کر رہے تھے (ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو) انہوں نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے صلاۃ ادا کرتے دیکھا ہے۔

-☆-

فضائل الصلاۃ

رکن اسلام

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ط

صلی اللّٰہ علٰی حبیبہٖ سیدنا محمد و آلہٖ وسلم.

عَنِ ابنِ عُمررَضِیَ اللّٰہ عَنھُماقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ: بُنِیَ الاِسْلاَمُ عَلٰی خَمسٍ: شَھَادَۃِ اَن لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلاَۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکَاۃِ وَالْحَجِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۸)	جلد ۱	صفحہ ۲۸
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۵۸)	جلد ۱	صفحہ ۳۷۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علٰی شرط الشیخین۔		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۶)	جلد ۱	صفحہ ۴۷
السنن الکبرٰی	رقم الحدیث (۱۶۷۵)	جلد ۱	صفحہ ۵۲۶
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۷
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح متفق علٰی صحتہ		
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۳۰۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۵۹
المسند الحمیدی	رقم الحدیث (۷۰۳)	جلد ۲	صفحہ ۳۰۸
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۰۹)	جلد ۵	صفحہ ۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے:

۱۔ گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ صلاۃ قائم کرنا۔

المعجم الكبير	رقم الحديث (۱۳۲۰۳)	جلد۱۲	صفحہ۳۰۹
المعجم الكبير	رقم الحديث (۱۳۵۱۸)	جلد۱۲	صفحہ۴۱۲
مصابيح السنة	رقم الحديث (۲)	جلد۱	صفحہ۱۱۳
قال المحقق:	متفق عليه		
مشكاة المصابيح	رقم الحديث (۴)	جلد۱	صفحہ۱۰
قال الالبانی:	متفق عليه		
المسند للامام احمد	رقم الحديث (۶۳۰۱)	جلد۵	صفحہ۴۹۷
قال احمد محمد شاكر:	اسناده صحيح		
سنن النسائی	رقم الحديث (۵۰۱۱)	جلد۸	صفحہ۱۱۱
تحفة الاشراف	رقم الحديث (۷۳۴۴)	جلد۶	صفحہ۱۴
الترغيب والترهيب	رقم الحديث (۱۵۲)	جلد۱	صفحہ۳۰۶
الترغيب والترهيب	رقم الحديث (۱۰۹۲)	جلد۱	صفحہ۵۷۹
قال المحقق:	صحيح		

۳۔ زکاۃ ادا کرنا۔

۴۔ حج کرنا۔

۵۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

صلاۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ یہ ان ارکان میں سے ہے جن پر اسلام کی عظیم الشان عمارت قائم ہے۔

عمارت چاہے جس شان وشوکت کی ہو اس کا انحصار اسکی بنیاد پر ہے اگر بنیاد کمزور ہوجائے تو عمارت کا قائم ودائم رہنا مشکل ہوتا ہے۔ اسلام کا قصرِ رفیع جن ستونوں پر ایستادہ ہے ان میں سے ایک صلاۃ ہے تو جس نے صلاۃ کو ضائع کردیا تو گویا اس نے اپنے اسلام کو ضائع کردیا اور جس نے اس صلاۃ کو قائم رکھا اس نے اپنے دین وایمان کو قائم رکھا۔

قرآن پاک اور احادیثِ مقدسہ میں صلاۃ کے ساتھ اقامۃ کا لفظ آیا ہے تو آیئے اس لفظ پر غور کریں۔

علامہ سمین حلبی لکھتے ہیں: **یُقِیمونَ الصَّلاۃَ اَی یُدَاوِمُونَ علٰی فِعلِهَا وَیُحَافِظُونَ عَلَیهَا وَقِیلَ مَعنَاہُ یُؤَدُّونَهَا مُقَوَّمَةَ الارکَان وَالسُّنَنِ غیرَ مُخلِّینَ بِشَیءٍ مِّنهَا مِن اَقَامَ الاَمرَ اِذَا اَتَی بِهِ عَلٰی اکمَلِ هَیئَاتِهِ**[1]

یقیمون الصلاۃ کا معنی ہے وہ صلاۃ کی ادائیگی پر مداومت اور اس پر محافظت کرتے ہیں۔

یقیمون الصلاۃ کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے صلاۃ کے ارکان اور اسکی سنتوں میں کسی قسم کی کوتاہی کیے بغیر انتہائی درست طریقے سے ادا کرتے ہیں اور یہ "**اَقَامَ الامرَ**" سے ماخوذ ہے یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی کام مکمل ہیئت سے کرے۔

(۱) عمدۃ الحفاظ ۳/۴۱۳ عالم الکتب، بیروت ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳ء

گناہوں سے پاکیزگی کا ذریعہ

عَن اَبِی هُرَیرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ :
أنّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:
أَرَأَیتُم لَواَنَّ نَهراً بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیهِ کُلَّ یَومٍ خَمساً مَاتَقُولُ:
ذَالِکَ یُبْقِیْ مِن درنِهِ قَالُوا : لا یُبْقِیْ مِن درنِهِ شَیئاً قَالَ:
فَذَالِکَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الخَمسِ یَمحُو اللّٰهُ بِهِ الخَطَایَا.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۲۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۷۹
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۳۹۳)	جلد ۱	صفحہ ۲۵۰
قال المحقق:	متفق علیہ		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۶۵)	جلد ۱	صفحہ ۱۷۹
قال الالبانی:	متفق علیہ		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۶۶۷)	جلد ۲	صفحہ ۱۱۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۷۲۶)	جلد ۵	صفحہ ۱۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرطھما		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۸۶۸)	جلد ۵	صفحہ ۱۵۱
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۳۴۲)	جلد ۲	صفحہ ۱۷۵
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا حضور ارشاد فرما رہے تھے: تمہارا کیا خیال ہے؟ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر ایک نہر جاری ہو اور وہ اس نہر میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کا اس طرح غسل کرنا اس کے بدن پر میل باقی رہنے دے گا؟

صحابہ کرام نے عرض کی روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرنا اس کے بدن پر ذرا سی میل بھی نہیں رہنے دے گا۔

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۱۴)	جلد ۱	صفحہ ۳۰۷
قال المحقق:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۵۹)	جلد ۱	صفحہ ۲۶۲
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۹۹۸)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۷
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۱۱۸۳)	جلد ۱	صفحہ ۲۸۳
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۳۹۷)	جلد ۲	صفحہ ۱۸۰
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۱۵۴)	جلد ۱	صفحہ ۴۱۷
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۱۵)	جلد ۱	صفحہ ۴۷
قال الالبانی:	صحیح		

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بس یہ صلوات خمس (پانچ نمازوں) کی مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے خطاؤں کو محو فرما دیتا ہے۔

-☆-

صلاۃ ادا کرنے والا اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں غوطہ لگاتا ہے۔ رحمت الٰہی کا پانی اس خوش نصیب کے قلب سے تمام کدورتیں دھو دیتا ہے۔ جب صلاۃ ادا کرنے والا روزانہ پانچ مرتبہ اس رحیم وکریم اللہ کی بارگاہ میں جھکتا ہے تو وہ پانچ مرتبہ اللہ کی عنایات کریمانہ کے دریا میں غسل کرتا ہے۔ رحمت الٰہی اس کے دل سے تمام ظلمتیں ختم کر دیتی ہے اور تمام گناہوں کے داغ دھو دیتی ہے۔

اب غور فرمایئے! اس آدمی کا دل کتنا مُجلّٰی و مصفّٰی ہوگا جو ہمہ وقت اللہ کی بندگی میں مشغول رہتا ہے اس کی پیشانی ہر لحہ اس کی ذات کے آگے جھکنے کیلئے بیقرار رہتی ہے۔

یہی فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان الفاظ سے بھی مروی ہے:

عَن جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم :

مَثَلُ الصَّلَوَاتِ المَکتُوبَاتِ کَمَثَلِ نهرٍ جَارٍ عَلٰی بَابِ اَحَدِکُم یَغتَسِلُ مِنهُ کُلَّ یَومٍ خَمسَ مَرَّاتٍ.

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۱۷۲۵) جلد ۵ صفحہ ۱۳

قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح

ترجمۃ الحدیث:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صلواتِ مکتوبات (فرض نمازوں) کی مثال ایسے ہے جیسے تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ اس نہر سے روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے۔

-☆-

عَن اَبِی ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ النَّبِیَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَأَخَذَ بِغُصْنَينِ مِن شَجَرَةٍ قَالَ : فَجَعَلَ ذَالِکَ الوَرَقُ يَتَهَافَتُ قَالَ فَقَالَ:

يَا اَبَاذَرٍّ قُلتُ لَبَّيکَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ العَبدَ المُسلِمَ لَيُصَلِّیَ الصَّلَاةَ يُرِيدُبِهَا وَجهَ اللّٰهِ فَتَهَافَتُ عَنهُ ذُنُوبُهُ كَمَا يَتَهَافَتُ هَذَالوَرَقُ عَن هٰذِهِ الشَّجَرَةِ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موسم سرما میں اس وقت باہر نکلے جب درختوں کے پتے گر تے تھے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو ٹہنیوں کو پکڑا تو ان ٹہنیوں کے پتے گرنے شروع ہو گئے۔

مسند الامام احمد　رقم الحدیث (۲۱۴۴۸)　جلد ۱۶　صفحہ ۲۱

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ حسن

مشکاۃ المصابیح　رقم الحدیث (۵۷۶)　جلد ۱　صفحہ ۱۸۲

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ابوذر!

میں نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ!

تو آپ نے ارشاد فرمایا:

بندۂ مسلم جب اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے صلاۃ ادا کرتا ہے تو اس کے گناہ یوں گرتے ہیں جیسے اس درخت سے پتے گرتے ہیں۔

-☆-

وہ درخت جس کے پتے خشک ہو چکے ہوں اگر ذرا ہوا چلے یا کوئی پکڑ کر اس درخت کو جھنجھوڑے تو اس درخت کے تمام خشک پتے نیچے گر جاتے ہیں۔

یہ مثال ایک مومن وموحد کے صلاۃ ادا کرتے ہوئے گناہوں کے گرنے کی ہے۔ جب کوئی مومن صلاۃ ادا کرنے کیلئے اللہ اکبر کہتا ہے تو گویا رحمتِ الٰہی کی ہوا چلنا شروع ہوگئی ہے جس سے اس کے گناہ گرنا شروع ہو گئے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے وجود کو جھنجھوڑ رہی ہے جس سے اس کے گناہ گر رہے ہیں اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے گناہوں کے بوجھ سے ہلکا ہوتا جا رہا ہے۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اس امت پر کس درجہ شفیق ورحیم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی بھی امتی جب صلاۃ ادا کرنے کیلئے اللہ ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کے گناہ گرنے لگتے ہیں پھر جیسے جیسے اس کی صلاۃ مکمل ہوتی جاتی ہے وہ بھی اسی طرح گناہوں کی ظلمت اور انکی سیاہی سے پاک وصاف ہوتا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلم بھائی کو صلاۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جب تک وہ اس وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہو جائے اس وقت تک اسے چین وقرار نصیب نہ ہو۔

حَدَّثَنِی وَاثِلَةُ بنُ الأَسْقَع قَالَ جَاءَ رَجُل" اِلَی رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ! اِنِّی اَصَبتُ حَدّاً فَأَقِمْهُ عَلَیَّ قَالَ فَاَعْرَضَ عَنهُ ثُمَّ قَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ! اِنِّی اَصَبتُ حَدّاً فَاَقِمْهُ عَلَیَّ فَاَعرَضَ عَنهُ ثُمَّ اُقِيمَتِ الصَّلاۃُ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ! اِنِّی اَصبَتُ حَدّاً فَأَقِمْهُ عَلَیَّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ هَل تَوَضَّأْتَ حِينَ اَقْبَلتَ؟ قَالَ نَعَم قَالَ وَصَلَّيتَ مَعَنَا؟ قَالَ نَعَم قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَلَکَ۔

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۷۲۷)	جلد۵	صفحہ۱۵
قال شعیب الارنووط:	رجالہ رجال الصحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۷۴۲)	جلد۹	صفحہ۷۷
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۱۹۱)	جلد۲۲	صفحہ۷۷
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۱۶۲)	جلد۲۲	صفحہ۶۷
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۷۶۵)	جلد۵	صفحہ۲۹۷
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۳۸۱)	جلد۲	صفحہ۵۳۹
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۳۸۱)	جلد۳	صفحہ۵۰
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۳۱۱)	جلد۱	صفحہ۱۶۰
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۷۶۲۳)	جلد۸	صفحہ۱۶۳
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۰۶۳)	جلد۱۶	صفحہ۲۲۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی:

یارسول اللہ! مجھ سے ایک جرم سرزد ہو چکا ہے جو حد کے نفاذ کا تقاضا کرتا ہے اس لیئے مجھ پر حد قائم کیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے اعراض فرمالیا۔ پھر اس نے عرض کی یارسول اللہ! مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا مجھ پر حد قائم کیجئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے رخ انور پھیر لیا۔

اس کے بعد صلاۃ ادا کی گئی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرمایا (یعنی صلاۃ مکمل ہوگئی) تو اس آدمی نے پھر عرض کی:

یارسول اللہ! مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا مجھ پر حد قائم کی جائے تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تو آیا اس وقت تو نے وضو کیا اس نے عرض کی ہاں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب ہم نے صلاۃ ادا کی تو تو نے ہمارے ساتھ صلاۃ ادا کی، اس نے کہا ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جاؤ چلے جاؤ اللہ نے تیرے گناہ کو معاف کر دیا ہے۔

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۲۲۱۶۷) جلد ۱۶ صفحہ ۲۵۲

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضری دینے والے کتنے پاک دل ہوا کرتے ہیں۔ جرم سرزد ہوگیا تو فوراً بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوگئے تاکہ پاک صاف ہوجائیں۔ان کا ضمیر انہیں جھنجھوڑ کر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں لے آتا ہے تاکہ جو گردوغبار ان پر پڑا ہے وہ اتر جائے اوران کی روح پہلے کی طرح طیب وطاہر ہوجائے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں صلاۃ ادا کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ان لوگوں کی قسمت پر سارا جہاں قربان کردیا جائے تو حق ادا نہ ہوگا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے صلاۃ ادا کرتے رہے۔

حالت صلاۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تجلیات کا ورود عجب جوبن پر ہوتا تھا اور اس سے وہ غلام بھی محروم نہ رہتے تھے جو آپ کی اقتداء میں صلاۃ ادا کرتے تھے اور آپ کے پیچھے صلاۃ ادا کرنا گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

زیرِنظر حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ امتی کس درجہ سعادت مند تھا جسے حضور کے پیچھے صلاۃ ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اوراس سعادت نے اس کے باطن کو پاک وصاف کردیا گناہ کی آلودگیوں اور ظلمات کو حرف غلط کی طرح مٹادیا گیا۔

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمتیں فقط اس وقت تک محدود نہ تھیں جب آپ ظاہری حیات میں مصلیٰ امامت پر جلوہ افروز ہوتے تھے بلکہ اب حضور کے صدقے آپ کا جو بھی امتی مصلیٰ پر کھڑے ہوکر صلاۃ کی امامت کراتا ہے اس کے پیچھے صلاۃ ادا کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمتوں کے طفیل گناہوں سے پاک وصاف ہوجاتے ہیں۔

فلک الحمد یا اللہ ملأ السموات والارض

عَن اَبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ أنَّ النَّبِیَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَ آلِهٖ وسَلَّمَ قَالَ: اَلصَّلَوَاتُ الخَمسُ وَالجُمُعَةُ اِلَی الجُمُعَةِ ، کَفَّارَاتٌ لِّمَا بَینَهُنَّ مَالَم یُغشَ الکَبَائِرُ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۷۳۳)	جلد۵	صفحہ۲۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۳۳)	جلد۱	صفحہ۲۶۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۱۴)	جلد۱	صفحہ۴۱۸
قال الترمذی:	حدیث حسن صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۴۴۴۹)	جلد۲	صفحہ۶۵۶
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۰۷۵۹)	جلد۱۰	صفحہ۳۱۵
صحیح ابن خزیمة	رقم الحدیث (۳۱۴)	جلد۱	صفحہ۱۶۲
صحیح ابن خزیمة	رقم الحدیث (۱۸۱۴)	جلد۳	صفحہ۱۵۸
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۳۴۵)	جلد۲	صفحہ۱۷۷
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح		
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۲۴۷۰)		صفحہ۳۲۴
سنن ابن ماجه	رقم الحدیث (۱۰۸۶)	جلد۲	صفحہ۱۸
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صلواتِ خمس (پانچ نمازیں) اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک ان کے درمیان گناہوں کا کفارہ ہیں جب تک وہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے۔

-☆-

صلوٰۃ اس درجہ نور و برکت والی ہے کہ کبائر کے علاوہ جتنے گناہ سرزد ہوں اس صلاۃ کی ادائیگی سے وہ معاف ہو جاتے ہیں۔

نیکی اور بدی کی جنگ جاری ہے اور انسان ان کے اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ شیطان اپنا پورا زور صرف کرتا ہے کہ انسان بدی کی دلدل میں پھنستا چلا جائے لیکن رحمان کی رحمت کا تقاضا ہے کہ انسان نیکی کی خوشبو سے ہمیشہ معطر رہے۔ بندہ جب بھی صلاۃ ادا کرتا ہے رب تعالیٰ کی بارگاہِ کریمانہ میں سجدہ ریز ہو جاتا ہے تو رحمان کی رحمت اسے فوراً شیطانی دلدل سے نکال کر پاک وصاف کر دیتی ہے اور جو فرزند آدم عبادت کا خوگر ہو اسے یہ یقین رکھنا چاہیے

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۸۹۷)	جلد ۱	صفحہ ۳۲۲
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۰۳۸)	جلد ۱۰	صفحہ ۲۳۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۲۳۴)	جلد ۹	صفحہ ۴۳۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

کہ رحمان کی رحمت اسے اپنے حصار میں لیئے ہوئے ہے اور یہی رحمتیں قبر کی دیواروں تک اس کے ایمان کی نگران ہونگی۔

عَن جُبَیرِ بنِ نُفَیرٍ اَنَّ عَبدَاللّٰهِ بن عُمَر رَضِیَ اللّٰهُ عَنهما رَأی فَتیً وَهُوَ یُصَلِّی قَد اَطَالَ صَلاتَهُ وَاَطنَبَ فِیهَا فَقَالَ مَن یَعرِفُ هٰذَا؟ فَقَالَ رَجُل'' : اَنَا فَقَالَ عَبدُاللّٰهِ : لَو کُنتُ اَعرِفُهُ لَاَمَرتُهُ اَنْ یُطِیلَ الرّکُوعَ وَالسُّجُودَ فَاِنّی سَمِعتُ النَّبِیَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم یَقُولُ :اِنَّ العَبدَ اِذَاقَامَ یُصَلِّی اُتِیَ بِذُنُوبِهٖ فَوُضِعَت عَلٰی رَأسِهٖ اَو عَاتِقِهٖ فَکُلَّمَارَکَعَ اَوسَجَدَ تَسَاقَطَت عَنهُ.

ترجمة الحديث:

حضرت جبیر بن نفیر سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک جوان کو دیکھا جس نے طویل قیام سے صلاۃ ادا کی اور اسے زیادہ طوالت دے دی تو آپ نے ارشاد فرمایا: اسے کون پہچانتا ہے تو ایک آدمی نے عرض کی میں اسے جانتا ہوں تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر میں اسے جانتا ہوتا تو اسے حکم دیتا کہ (قیام کے ساتھ) رکوع اور سجدہ بھی لمبا کرو کیونکہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ ارشاد فرمارہے تھے:

بندہ جب صلاۃ ادا کرتا ہے تو اس کے گناہ اس کے سر یا اسکے کندھوں پر رکھ دیے جاتے ہیں جب بھی وہ رکوع یا سجدہ کرتا ہے تو گناہ نیچے گر جاتے ہیں۔

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۱۷۳۴) جلد۵ صفحہ۲۶

وقال شعیب الارنووط: حدیث صحیح رجالہ ثقات إلا أن العلاء بن حارث قد اختلط لکنہ متابع

السنن الکبریٰ رقم الحدیث (۴۶۹۷) جلد۳ صفحہ۱۶

حلیۃ الاولیاء جلد۶ صفحہ۹۹

اللہ تعالیٰ کی معافی کے کیا سہانے رنگ ہیں۔ بندہ، بندہ ہے اس کا کام ہی بندگی کرنا ہے جب بھی سر بندگی جھکانے کیلئے اس کی بارگاہ میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ جنہوں نے اس کے دل میں ڈیرے جمائے ہوئے تھے انہیں دل سے نکال کر اس کے سر یا کندھوں پر رکھ دیتا ہے اور یہ بات تو یقینی ہے جب کوئی چیز سر یا کندھوں پر ہو انسان جب ذرا سا جھکتا ہے وہ گر جاتی ہے۔ اسی طرح بندہ جب رکوع وسجدہ کرتا ہے تو گناہ اس کے سر اور کندھوں سے نیچے گر جاتے ہیں اور اسے گناہوں سے بری قرار دے دیا جاتا ہے۔

یہ کتنی بڑی نوید ہے کہ بندہ جب اسکی عبادت کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو فقط تکبیر تحریمہ کہنے سے اسکے گناہ اس کے باطن سے نکال دیئے جاتے ہیں اور اسکے کندھوں پر رکھ دیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کتنا محبوب ہے کہ جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو گناہ سر اور کندھوں سے گر جاتے ہیں اور بندہ طیب وطاہر ہو جاتا ہے۔

ملائکہ کی گواہی

عَن اَبِی هُرَيرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُم مَلَائِكَةُ الَّيلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فَيَجتَمِعُونَ فِی صَلَاةِ الفَجرِ وَصَلَاةِ العَصرِ ثُمَّ يَعرُجُ اِلَيهِ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُم فَيَسأَلُهُم رَبُّهُم وَهُوَ اَعلَمُ بِهِم : كَيفَ تَرَكتُم عِبَادِی ؟ قَالُوا تَرَكنَاهُم وَهُم يُصَلُّونَ اَتَينَاهُم وَهُم يُصَلُّونَ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۷۳۶)	جلد۵	صفحہ۲۸
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۶۳۲)	جلد۲	صفحہ۸۹
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۳۸۰)	جلد۲	صفحہ۲۲۶
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۵۵)	جلد۱	صفحہ۱۸۴
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۴۸۶)	جلد۴	صفحہ۲۳۳۶
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۴۳۳)	جلد۱	صفحہ۲۶۴
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۶۲۶)	جلد۱	صفحہ۱۹۷
قال الالبانی:	متفق علیہ		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۳۱)	جلد۱	صفحہ۳۱۵
قال المحقق:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تمہارے پاس رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے باری باری آتے ہیں اور وہ دونوں گروہ صلاۃِ فجر اور صلاۃِ عصر میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ پھر صلاۃ کے بعد جو فرشتے تمہارے درمیان رہ چکے ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف پرواز کرتے ہیں پس ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خود ان سے زیادہ جانتا ہے۔

میرے بندوں کو تم کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو تو وہ فرشتے جواب دیتے ہیں جب ہم ان سے رخصت ہوئے تو وہ صلاۃ میں مشغول تھے اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تو اس وقت بھی وہ صلاۃ میں مشغول تھے۔

-☆-

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (٦٤٩)	جلد١	صفحہ٣٦٦
سنن النسائی	رقم الحدیث (٤٨١)	جلد١	صفحہ٢٧٣
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (١٣٨٠٩)	جلد١٠	صفحہ١٩٠
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (٢١٥٨٧)	جلد١٦	صفحہ٦٣

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

ملائکہ - فرشتے اللہ تعالیٰ کی معزز مخلوق ہے جسے خالق و مالک نے نور سے پیدا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے کائنات کا انتظام اسی مخلوق کے سپرد کیا ہے جن کی شان یہ ہے

لَایَعْصُوْنَ اللّٰہ مااَمَرَھم وَیَفْعَلُوْنَ مایُؤمَرُوْنَ.

اللہ تعالیٰ جو انہیں حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کر سکتے اور وہی کرتے ہیں جسکا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

کچھ فرشتوں کی ڈیوٹی صبح کی اور کچھ کی رات کی اور یہ دونوں گروہ صلاۃ الفجر اور صلاۃ العصر میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے کے باوجود ان سے پوچھتا ہے میرے بندے کو کس حالت میں چھوڑ کر آئے ہو تو وہ جواب دیتے ہیں اے اللہ! ہم جب گئے تھے تو وہ صلاۃ ادا کر رہے تھے اور جب واپس آئے تو پھر بھی وہ صلاۃ ادا کر رہے تھے۔

صلاۃ ادا کرنے والے مومن کیلئے کتنی بڑی خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے احوال اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ احوال انہیں کے پوچھے جاتے ہیں جن سے محبت ہوا کرتی ہے تو صلاۃ ادا کرنے والا اللہ تعالیٰ کی محبت کو جیت لیا کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ انہیں عبادی میرے بندے کہہ کر ذکر کرتا ہے۔ کیا یہی ایک اعزاز کافی نہیں کہ تمام انسان اللہ کی مخلوق ہیں لیکن جو صلاۃ ادا کرتا ہے اسے اللہ عبادی کہہ کر ذکر فرماتا ہے۔ فرشتے صلاۃ کے پابند افراد کی گواہی دیتے ہیں تو جو فرشتے آج اللہ کی بارگاہ میں صلاۃ ادا کرنے کی گواہی دیتے ہیں وہ انشاء اللہ کل قیامت کے دن بھرے مجمع میں بھی گواہی دیں گے۔

عَن زَیدِ بنِ خَالِدِ الجُھنِی قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ : مَن صَلَّی سَجدتَینِ لاَیَسھُو فِیھِمَا غفَرَ اللّٰہُ مَاتَقَدَّمَ مِن ذَنبِہٖ.

ترجمة الحديث:

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دو رکعت صلاۃ (نماز) ادا کی اور ان دو رکعتوں میں اسے سہو کا عارضہ لاحق نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ معاف فرما دے گا۔

-☆-

اللہ تعالیٰ کا دریائے جود و کرم جب جوش میں آتا ہے تو اس کی لہریں تا حد نگاہ پھیل جاتی ہیں۔ اس وقت جو بھی ان لہروں سے اپنی پیاس بجھانا چاہے یہ اس کیلئے سنہری موقع ہوا کرتا ہے۔

انسان جب اللہ کی بارگاہِ ذوالجلال میں سجدہ ریز ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا سحاب رحمت کھل کر برستا ہے تو اس کے حیات بخش قطرے انسان کی جملہ کوتاہیوں کو دھو ڈالتے ہیں اور اسکی لوحِ دل سے گناہوں کی سیاہی مٹا دیتے ہیں بلکہ کراماً کاتبین کے دفتر سے ظلمات کے داغ ختم کر دیے جاتے ہیں۔

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۲۱۵۸۷) جلد ۱۶ صفحہ ۶۳

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

اے انسان! تو کتنا خوش نصیب ہے کہ صرف دو رکعت ادا کرنے سے مغفرت و بخشش کا پروانہ حاصل کر لیتا ہے۔

عَن ابنِ مَسعُودٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ اَنَّ رَجُلاً أتی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ انَّہُ اَصَابَ مِنْ اِمرَأَۃٍ قُبلَۃً کَأنَّہُ یَسئَلُ عَن کَفَّارَتِھَا فَانزَلَ اللّٰہُ جَلَّ وَعَلاَ : اَقِمِ الصَّلاَۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفاً مِنَ اللَّیلِ اِنَّ الحَسَنَاتِ یُذْھِبنَ السَّیِّئاتِ ذَالِکَ ذِکرَی لِلذَّاکِرِینَ (ھود ۱۱۴) قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ أَلِیَ ھَذِہٖ ؟ قَالَ ھِیَ لِمَن عَمِلَ بِھَامِن أمَّتِی.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی کہ اس سے ایک گناہ سرزد ہو گیا ہے گویا وہ یہ عرض کر کے گناہ کے کفارہ کے بارے میں استفسار کر رہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۷۲۹)	جلد ۵	صفحہ ۱۹
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۷۶۳)	جلد ۵	صفحہ ۲۹۵
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۲۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۷۸
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۲۵۴)	جلد ۴	صفحہ ۵۳۷
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۴۵۰)	جلد ۳	صفحہ ۳۸۳
قال الالبانی:	صحیح		

فرمان نازل فرمایا:

اَقِمِ الصَّلاۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفاً مِنَ اللَّیْلِ اِنَّ الحَسَنَاتِ یُذْھِبنَ السَّیِّئاتِ ذَالِکَ ذِکرَیٰ لِلذَّاکِرِینَ.

دن کے دونوں اطراف میں صلاۃ پورے حقوق سے ادا کرو اور رات کے حصوں میں بھی بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کیلئے نصیحت ہے۔

اس آدمی نے عرض کی

کیا یہ نوید صرف میرے لیئے ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا:

بلکہ یہ میرے ہر اس امتی کیلئے ہے جو اس پر عمل کرتا ہے۔

-☆-

گناہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں۔

آج ہم گناہ صغیرہ کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے بلکہ بے دریغ کیے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ جانتے بھی ہیں لاَصَغِیْرَۃَ مَعَ الاِصرَارِ. جو گناہ بار بار کیا جائے وہ چاہے نفس الامر میں صغیرہ ہی کیوں نہ ہو بار بار کرنے سے صغیرہ نہیں رہتا بلکہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔

اللہ ہم سب کو گناہوں کی ظلمت سے محفوظ رکھے۔

لاَ تَنْظُرُوا اِلَی صِغَرِ الذُنُوبِ وَحَقَارَتِھَا وَلٰکِنِ انْظُرُوا اِلَی مَنِ اِجْتَرَأتُم.

گناہ کے چھوٹے اور حقیر ہونے کی طرف نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو تم کس کی نافرمانی کی

جرأت کر رہے ہو۔

گناہ گناہ ہے چاہے جیسا بھی ہو یہ اللہ اکبر کی نافرمانی ہے۔ اکبر کی نافرمانی چھوٹی نہیں ہوا کرتی وہ کسی بھی نافرمانی سے ناراض ہو سکتا ہے۔ اگر وہ ناراض ہو گیا تو اے انسان بتا تیرا کہاں ٹھکانا ہو گا۔

خیر القرون میں بسنے والے لوگ کس درجہ پاک باطن تھے اگر شیطان کی وسوسہ اندازی کے سبب کوئی حرکت ہو بھی گئی تو فوراً بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری دیتے اور برملا اپنی کوتاہی کا اظہار کر دیتے۔ انہیں معلوم تھا کہ ایک ہی بارگاہ ہے جہاں حاضری دینا ہے اگر درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوٹ گیا تو پھر کچھ بھی پاس نہیں رہے گا۔ اس لیئے ہر حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر اپنا سب کچھ عرض کر دیا کرتے تھے اور اسی میں عافیت سمجھتے تھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ کریم کے کریم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ان کا جود و کرم بھی کسی کو محروم نہیں رکھتا تھا۔ جو بھی آتا عنایات کریمانہ سے مالا مال ہو جایا کرتا تھا۔ یہاں بھی حاضری دینے والے کو اپنے پیچھے کھڑا کر کے ہر قسم کی میل دھو کر اسے نوید و بشارت سے سرفراز فرما دیا ہے۔

عَنْ اَبِی سَعِیدِ الخُدرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُولُ اَلصَّلَوَاتُ الخَمسُ کَفَّارَةٌ لِمَا بَینَهُمَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ:

اَرَأَیْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلاً کَانَ یَعْتَمِلُ وَکَانَ بَیْنَ مَنزِلِهٖ وَبَیْنَ مُعتَمَلِهٖ خَمسَةُ اَنهَارٍ. فَاِذَا اَتٰی مُعتَمَلَهٗ عَمِلَ فِیهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ فَاَصَابَهُ الوَسخُ اَوِ العَرقُ فَکُلَّمَا

مَرَّ بِنَهرٍ اِغتَسَلَ مَا كَانَ ذَالِكَ يَبقى مِنْ دَرَنِهِ ؟ فَكَذَالِكَ الصَّلاةُ كُلَّمَا عَمِلَ خَطِيئَةً فَدَعَا وَاستَغفَر غُفِرَلَهُ مَا كَان قَبلَهَا.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے: صلوٰات خمس (پانچ نمازیں) کفارہ ہیں ان گناہوں کا جو سرزد ہو جاتے ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر ایک آدمی کام کرتا ہو اور اس کے گھر اور اس کے کارخانہ کے درمیان پانچ نہریں ہیں جب وہ اپنے کارخانہ میں آتا ہے وہاں جتنا اللہ کو منظور ہو کام کرتا ہے دورانِ کام اس کے جسم پر میل کچیل آجاتی ہے اور پسینہ بھی آتا ہے جب بھی وہ نہر سے گزرے اس نہر سے نہالے تو کیا ایسا بار بار نہانا اس کے جسم پر ذرہ سی میل چھوڑے گا؟ ایسے ہی صلاۃ کا معاملہ ہے جب بھی اس سے کوئی خطا سرزد ہوئی تو اس نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی اور استغفار کیا تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۳۵۲)		جلد ۱	صفحہ ۱۴۱
قال الالبانی:	حسن		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۵۴۴۴)	جلد ۶	صفحہ ۳۷
مسند البزار	رقم الحدیث (۳۵۶)	جلد ۲	صفحہ ۱۸
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۶۵۵)	جلد ۲	صفحہ ۳۲
قال المحقق:	رجالہ رجال الصحیح		

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عنه قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُولُ مَامِنْ اِمْرِیءٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلاَةٌ مَکْتُوبَةٌ فَیُحْسِنُ وضُوئَهَا وَ خُشُوعَهَا وَ رَکُوعَهَا اِلاَّ کَانَت کَفَّارَةً لِمَا قَبلَهَا مِنَ الذُنُوبِ مَالَم تُؤتَ کَبِیرَةٌ وَذَالِکَ الدَّهرَ کُلَّهُ.

ترجمة الحدیث:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا حضور ارشاد فرما رہے تھے

ریاض الصالحین	رقم الحدیث (۱۰۴۶)		صفحہ ۴۳۴
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۸)	جلد ۱	صفحہ ۲۶۳
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۴۴)	جلد ۳	صفحہ ۳۱۹
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۲۷)	جلد ۱	صفحہ ۳۱۴
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۸۳۳)	جلد ۷	صفحہ ۲۶۵
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۳۵۸۲)	جلد ۲	صفحہ ۴۱۲
قال المحقق:	رواہ مسلم فی الصحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۸۶)	جلد ۱	صفحہ ۹۴

مردِ مسلم پر صلاۃ مکتوبہ (فرض نماز) کا وقت آ جائے پس وہ بطریق احسن وضو کرے اور صلاۃ کے خشوع ورکوع کو بھی بطریقِ احسن ادا کرے تو یہ صلاۃ اس کے گزشتہ صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہوگی اور رحمتِ الٰہی کا یہ معاملہ ہر وقت رہتا ہے۔

وہ صلاۃ جسے ظاہری و باطنی حقوق کے ساتھ ادا کیا جائے وہ صلاۃ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ اس حدیث پاک میں خشوع اور رکوع کے احسن طریقہ سے ادا کرنے کا ذکر ہے گویا رکوع ذکر کر کے حقوق ظاہریہ کی طرف اشارہ کر دیا گیا اور خشوع ذکر کر کے حقوق باطنیہ کی طرف راہنمائی کی گئی۔

ہاں واقعی وہ بندہ مومن جو صلاۃ ادا کرے تو اس شان سے کہ اس کا باطن اجلا اور مصفی ہو اور محبت الٰہیہ کے فیضان سے معمور ہو اور ظاہر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت مطہرہ کے انوار سے آراستہ ہو ایسے مردِ مومن کا گناہوں سے پاک وصاف ہو جانا ایک بدیہی امر ہے۔

احبّ الاعمال

اَبُـو عـمْـرو الشيبـانـى يَـقُـولُ : حَدَّثَنَا صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ – وَأشَارَ اِلَى دَارِ عَبـدِ اللّٰهِ – قَالَ : سَألتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : أىُّ العَمَلِ اَحَبُّ اِلَـى الـلّٰـهِ قَـالَ : الصَّلاةُ عَلٰى وَقتِهَا قَالَ : ثُمَّ اَىّ" قَالَ : ثُمَّ بِرُّ الوَالِدينِ قَالَ : ثُمَّ أىّ" قَالَ : اَلجِهَادُ فِى سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ : حَدَّثَنِى بِهِنَّ وَلَوِ استَزدَتُّهُ لَزَادَنِى.

ترجمۃ الحدیث:

ابوعمرو شیبانی بیان کرتے ہیں ہمیں اس گھر کے مالک نے حدیث پاک بیان کی اور

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۲۷)	جلد۱	صفحہ۱۷۹
مصابیح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۳۹۶)	جلد۱	صفحہ۲۵۱
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۶۸)	جلد۱	صفحہ۱۸۰
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۸۵)	جلد۱	صفحہ۱۲۵
شرح السنہ	رقم الحدیث (۳۴۴)	جلد۲	صفحہ۱۷۶
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۳۹۷۳)	جلد۴	صفحہ۱۰۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ من طریق ابی الاحوص صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۸۳۴۱)	جلد۱۳	صفحہ۹۵

انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا۔

میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی

اللہ کے ہاں کون سا عمل سب سے محبوب ہے؟

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اپنے وقت پر صلاۃ ادا کرنا۔

عرض کی پھر اس کے بعد کون سا عمل ہے؟

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پھر اس کے بعد والدین سے نیک برتاؤ کرنا۔

عرض کی پھر اس کے بعد کونسا عمل ہے؟

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جہاد فی سبیل اللہ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ ارشاد فرمایا اگر میں مزید سوالات کرتا تو حضور اور زیادہ بتادیتے۔

-☆-

وہ انسان بڑے بختوں والا ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت جیت لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے اس کا کرم اس کے غضب سے زیادہ ہے۔ بندہ جب بھی اس کی طرف مائل ہوتا ہے اللہ کا لطف وکرم فوراً اسے اپنی آغوش میں لے لیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی

اللہ عنہم اس رمز سے آشنا تھے ان کی ہمیشہ یہی خواہش ہوتی تھی کہ ان سے ان کا کریم خالق و مالک راضی رہے تو اسی جذبہ کے پیش نظر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ! اللہ کو کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے تو ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے وقت پر صلاۃ ادا کرنا۔ اگر بندہ واقعی اپنے اس قول میں سچا ہے کہ اللہ کی رضا حاصل کرنی چاہیئے تو اس پر لازم ہے کہ صلاۃ کو اپنے وقت پر ادا کرے جیسے ہی صلاۃ کا وقت ہو وہ فوراً مسجد کا رخ کرے اور اُسے اس وقت تک چین نہ آئے جب تک وہ اپنے کریم اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہو جائے۔

عَن عَبدِ اللّٰهِ بنِ عَمرو رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا أنَّ رَجُلاً جَاءَ اِلَی رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ و آلِهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَن أفضَلِ الاعمَالِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلَیهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ اَلصَّلاۃُ قَالَ ثُمَّ "مَه" ؟ قَالَ ثُمَّ الصَّلاۃُ قَالَ ثُمَّ مَه ؟ قَالَ ثُمَّ الصَّلاۃُ ثَلاثَ مَرَّاتٍ. قَالَ ثُمَّ مَه قَالَ ثُمَّ الجِهَادُ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّ لِی وَالِدَینِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ امرُکَ بِوَالِدَیکَ خَیراً فَقَالَ وَالَّذِی بَعَثَکَ نَبِیّاً لَاُجَاهِدَنَّ وَلَاترُکَنَّهُمَا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ فَانتَ اَعلَمُ.

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۱۷۲۲) جلد۵ صفحہ۸
قال شعیب الارنووط: اسنادہ حسن
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۶۶۰۲) جلد۶ صفحہ۱۷۴
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل الاعمال، سب عملوں سے افضل عمل کے بارے میں پوچھا؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صلاۃ (نماز)

اس نے پھر عرض کی اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر صلاۃ (نماز)

اس نے عرض کی اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا صلاۃ (نماز)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ یہی جواب ارشاد فرمایا۔

اس نے عرض کی پھر اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جہاد فی سبیل اللہ - اللہ کی رضا کیلئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

اس نے عرض کی یارسول اللہ! میرے ماں باپ زندہ ہیں۔

مجمع الزوائد رقم الحدیث (۱۶۷۴) جلد۲ صفحہ۳۸

قال المحقق: رجالہ رجال الصحیح

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں تجھے والدین سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہوں۔

اس نے عرض کی

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو خلعتِ نبوت سے سرفراز فرما کر بھیجا میں اللہ کی رضا کیلئے اللہ کی راہ میں ضرور جہاد کروں گا اگرچہ مجھے ان دونوں کو ترک کرنا پڑے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم اپنے حالات کو بہتر جانتے ہو۔

-☆-

اس حدیث پاک میں غور وفکر کرنے سے صلاۃ کی اہمیت اظہر من الشمّس ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان مبارک اسے افضل الاعمال قرار دیتی ہے۔ بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضری دینے والا بار بار یہ پوچھتا ہے اس کے بعد کونسا عمل افضل و برتر ہے اس کے بعد کونسا عمل افضل واعلیٰ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تین مرتبہ صلاۃ کا ہی ذکر فرمایا اور چوتھی مرتبہ جہاد کا ذکر فرمایا۔

جہاد اسلامی شعار ہے۔ مسلمان جہاد سے کبھی دست کش نہیں ہوتا اس کی یہ تڑپ اور تمنا رہتی ہے کہ اپنی جان کا نذرانہ بارگاہِ الٰہی میں پیش کر دے اور اپنا خون بہا کر اپنے اللہ کو راضی کر لے۔ فی سبیل اللہ جہاد کی فضیلت معمولی نہیں لیکن نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم وتربیت پر قربان جائیں صلاۃ (نماز) کو جہاد سے بھی افضل قرار دیا بلکہ درج بالا حدیث پاک میں جہاد سے صلاۃ کو تین درجہ افضل واعلیٰ قرار دیا۔ یعنی جو خوش قسمت صلاۃ سے محبت رکھتا ہے

اس کی ادائیگی کے بغیر اسے چین نہیں آتا اور ہمہ وقت خالق و مالک کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے کیلئے بے قرار رہتا ہے ایسے شخص کے مرتبہ کو مجاہد فی سبیل اللہ بھی نہیں پہنچ سکتا۔

دیگر احادیث مقدسہ میں ماں باپ کی خدمت کو جہاد فی سبیل اللہ سے افضل قرار دیا گیا ہے بلکہ جس کے ماں باپ زندہ ہوں اسے جہاد کی بجائے ماں باپ کی خدمت کا حکم دیا گیا بلکہ یہاں تک فرمایا گیا:

فَفِیْهِمَا فَجَاهِد ماں باپ کی خدمت کر تجھے جہاد فی سبیل اللہ کا اجر مل جائے گا۔لیکن اس حدیث پاک میں معاملہ کچھ اور نظر آرہا ہے۔اس حدیث پاک میں اور دیگر احادیث میں ہم آہنگی دکھائی نہیں دیتی۔

اس سلسلہ میں اتنا عرض ہے کہ اس حدیث پاک کے الفاظ مبارکہ پر غور کریں تو عقدہ خود بخود کھل جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اسے ارشاد فرماتے ہیں

اٰمُرُکَ بِوَالِدَیْکَ خَیراً

میں تجھے والدین سے حسنِ سلوک کا حکم دیتا ہوں۔

ان الفاظ سے بھی علم ہوتا ہے کہ خدمت والدین مقدم ہے اور خدمت والدین کا تقدم ہر حالت میں برقرار رہے گا۔

شارح البخاری حافظ الحدیث علامہ ابن حجر رضی اللہ عنہ ان الفاظ سے وضاحت فرماتے ہیں:

وَهُوَ مَحمُول" عَلٰی جِهَادِ فَرضِ العَینِ تَوفِیقاً بَینَ الحَدِیثَین۔[1]

---

(۱) تعلیق ابن حبان ۹/۵

یہاں اس جہاد کی بات ہو رہی ہے جو جہاد فرض عین ہو اور دیگر احادیث میں جس جہاد کی بات ہے وہ جہاد فرض کفایہ ہے۔

اہل اسلام کے کسی شہر پر دشمن حملہ کر دے وہ دشمن افرادی قوت اور اسلحہ میں بھی زیادہ ہو تو اس وقت اہل اسلام کے تمام افراد پر جو اس شہر میں موجود ہوں جہاد فرض عین ہو جاتا ہے بلکہ عورتوں اور قریب البلوغ بچوں پر بھی جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں جہاد ہی کرنا پڑے گا کیونکہ اگر شہر ہی سلامت نہ رہا اور اس میں دشمن نے خون کی ندیاں بہادیں تو ماں باپ کیسے سلامت رہیں گے اگر شہر سلامت رہے اور ماں باپ سلامت رہے تو خدمت کیلئے باقی ساری عمر پڑی ہے۔

اس حدیث پاک میں غور کرنے سے ایک اور صورت بھی سمجھ آتی ہے۔

ہوسکتا ہے اس صحابی کے ماں باپ ضعیف نہ ہوں بلکہ جسمانی اور مالی اعتبار سے کئی درجے فائق ہوں اس صحابی رضی اللہ عنہ کے دیگر بھائی ہر وقت ماں باپ کی خدمت کیلئے مستعد ہوں۔ ماں باپ کو اس کے جہاد پر جانے سے کسی قسم کی کمی کا احساس تک نہ ہو اور وہ بخوشی بلکہ باصرار اسے جہاد کی ترغیب دیتے ہوں تو ایسی نادر صورت میں جہاد کرنا یقیناً افضل و اعلیٰ ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

درجات کی بلندی

حَدَثَنِی مَعدَان بنُ اَبِی طَلحَۃَ الیَعمَرِی قَالَ :

لَقِیتُ ثَوبَانَ مَولَی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَقُلتُ لَہُ حَدِّثنِی بِحَدِیثٍ عَسَی اللّٰہُ اَن یَنفَعَنِی بِہٖ فَقَالَ عَلَیکَ بِالسُّجُودِ فَاِنِّی سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُولُ :

مَامِن عَبدٍ یَسجُدُ لِلّٰہِ سَجدَۃً اِلَّا رَفَعَ اللّٰہُ لَہُ بِھَادَرَجَۃً وَحَطَّ عَنہُ بِھَا خَطِیئَۃً

قَالَ مَعدَان : ثُمَّ لَقِیتُ اَبَاالدَّردَاء فَسَأَلتُہُ فَقَالَ لِی مِثلَ ذَالِکَ.

صحیح ابن حبان — رقم الحدیث (۱۷۳۵) — جلد۵ — صفحہ۲۸
قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح رجالہ ثقات رجال الصحیح
سنن ابن ماجہ — رقم الحدیث (۱۴۲۳) — جلد۲ — صفحہ۱۹۵
قال محمود محمد محمود: الحدیث صحیح
صحیح سنن ابن ماجہ — رقم الحدیث (۱۱۷۸) — جلد۱ — صفحہ۴۲۷
قال الالبانی: صحیح
ارواء الغلیل — رقم الحدیث (۴۵۷) — جلد۲ — صفحہ۲۰۷
قال الالبانی: صحیح

ترجمة الحديث:

معدان بن ابی طلحہ یعمری بیان کرتے ہیں
میں حضرت ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا، میں نے ان سے عرض کی مجھے ایک حدیث سنا دیجئے ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مجھے نفع عطا فرمادے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

سجدہ (نماز) کو لازم پکڑو کیونکہ میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سنا آپ فرمارہے تھے:

جب اللہ کا کوئی بندہ اللہ کیلئے سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سجدہ کے وسیلہ سے اس کا درجہ بلند فرماتا ہے اور اس سے اس کی خطاء معاف فرمادیتا ہے۔

راوی حدیث حضرت معدان کہتے ہیں میں اس کے بعد حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ملا اور آپ سے میں نے سوال کیا تو آپ نے اسی کی مثل جواب ارشاد فرمایا۔

-☆-

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۸۸)	جلد۲	صفحہ۲۳۰
قال الترمذی:	حدیث حسن صحیح		
السنن الکبری	رقم الحدیث (۴۵۶۷)	جلد۲	صفحہ۶۸۳
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۴۸۸)	جلد۱	صفحہ۳۴۴
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۱۱۲)	جلد۲	صفحہ۱۴۰
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۹۶۵)	جلد۸	صفحہ۲۳۵

ہر اہل ایمان کی یہی خواہش ہے کہ اس کی زندگی کی کوتاہیوں پر قلم عفو پھیر دیا جائے اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمی نے کتنا کرم فرمایا ہے کہ جب بندہ اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو معصیتوں کو اور اسکی خطاؤں کو معاف فرما دیتا ہے بلکہ اس کا کرم درکرم یہ ہوتا ہے کہ اس کے درجات بلند فرما دیتا ہے۔ جس کے درجات کو بلندی ورفعت سے نوازنے والا اللہ ہو اس کی قسمت کا کیا کہنا۔

عَن سَعدِ بنِ اَبِی وَقَاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہَ قَالَ:

کَانَ رَجُلاَنِ اَخوَانِ، فَهَلَکَ اَحَدُهُمَا قَبلَ صَاحِبِهِ بِاَربَعِینَ لَیلَةً فَذُکِرَت فَضِیلَةُ الاَوَّلِ مِنهُمَا عِندَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَلَم یَکُنِ الآخِرُ مُسلِماً ؟ قَالُوا بَلٰی وَکَانَ لاَبَأسَ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ.

مَایُدرِیکُم مَابَلَغَت بِهِ صَلاَتُهٗ" ؟ إِنَّمَا مَثَلُ الصَّلاَةِ کَمَثَلِ نَهرٍ عَذبٍ غَمرٍ بِبَابِ اَحَدِکُم یَقتَحِمُ فِیهِ کُلَّ یَومٍ خَمسَ مَرَّاتٍ، فَمَاتَرَونَ فِی ذَالِکَ یُبقِی مِن دَرَنِهِ ؟ فَاِنَّکُم لاَ تَدرُونَ مَابَلَغَت بِهِ صَلاَتُهُ.

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۵۳۵) جلد۱ صفحہ ۳۱۷
قال المحقق: صحیح
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۵۳۴) جلد۲ صفحہ ۲۴۸
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں دو بھائی تھے۔ ایک بھائی اپنے دوسرے بھائی سے چالیس دن پہلے فوت ہو گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ذکر ہوا کہ پہلے فوت ہونے والا بھائی دوسرے سے افضل و اعلیٰ ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا دوسرا بھائی مسلم نہ تھا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں کیا معلوم اس دوسرے کی چالیس دن کی زائد صلاۃ (نماز) نے اسے کہاں تک پہنچا دیا۔ بیشک صلاۃ کی مثال تو ایک میٹھی اور ٹھنڈی نہر کی مثال ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے پر ہو وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے ایسے پانچ مرتبہ غسل کرنا اس کے جسم پر کوئی میل چھوڑے گا۔

بیشک تم نہیں جانتے اس دوسرے بھائی کی چالیس دن کی صلاۃ (نمازوں) نے اسے کہاں تک پہنچا دیا۔

صحیح ابن خزیمۃ رقم الحدیث (۳۱۰) جلد ۱ صفحہ ۱۶۰

قال الدکتور محمد مصطفیٰ الاعظمی: اسنادہ صحیح

المستدرک للحاکم رقم الحدیث (۷۴۵) جلد ۱ صفحہ ۴۴۷

قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح

طُوْبیٰ لِمَنْ طَالَ عُمْرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ

وہ آدمی بڑا خوش قسمت ہے جسے اللہ تعالیٰ لمبی عمر عطا فرمائے اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ مومن کا ایک ایک سانس بڑا قیمتی ہے مومن کا ہر سانس ذکر الٰہی میں بسر ہوتا ہے اور اس کا ہر سانس اس کے درجات کی بلندی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

صلاۃ (نماز) تو صلاۃ ہے اس کے علو المرتبت ہونے کا کون انکاری ہے۔ صلاۃ ادا کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کا کرم بالائے کرم ہوا کرتا ہے تو جس کے صحیفہ میں صلاۃ کی کثرت ہوگی جس کے نامہ اعمال میں سجدوں کی کثرت ہوگی اس کے درجات تک کس کی رسائی ہے۔

انسان کا نیکی اور پارسائی کا معیار اور ہے اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں معیار اور ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں وہی پارسا ہے جس کی صلوات (نمازیں) مکمل ہیں جس کے سجدوں کی تعداد زیادہ ہے اور جس کے ماتھے پر نشان بندگی نمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کثرت سے صلوات ادا کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔

عَن اَبی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ :

کَانَ رَجُلاَنِ مِن بَلِیٍّ مِن قُضَاعَةَ أسلَمَامَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَاستُشهِدَ اَحَدُهُمَا وَاُخِّرَ الآخَرُ سَنَةً فَقَالَ طَلحَةُ بنُ عُبَدِاللّٰهِ فَرَأیتُ المُؤَخَّرَ مِنهُمَا اُدخِلَ الجَنَّةَ قَبلَ الشَّهِیدِ فَتَعَجَّبْتُ لِذَالِکَ فَأصبَحتُ فَذَکَرتُ ذَالِکَ لِلنَّبِی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَوذُکِرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ألَیسَ قَدصَامَ بَعدَهُ رَمَضَانَ، وَصَلَّی سِتَةَ آلافِ رَکعَةٍ وَکَذَاوَکَذَارَکعَة صَلاۃِ سَنَةٍ.

الترغیب والترهیب رقم الحدیث (۵۳۶) جلد۱ صفحہ۳۱۸
قال المحقق: حسن
سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۳۹۲۵) جلد۴ صفحہ۳۵۲
(عن طلحہ بن عبید اللہ)
قال محمود محمد محمود: الحدیث صحیح
صحیح سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۳۱۸۵) جلد۳ صفحہ۲۸۴
قال الالبانی: صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے

قضاعہ کی بلیٍّ شاخ کے دو آدمی حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر اسلام کی دولت سے مشرف ہوئے ان میں سے ایک راہِ حق میں شہید ہو گیا اور دوسرا اس سے ایک سال بعد دنیا سے رخصت ہوا۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

میں نے دیکھا کہ بعد میں انتقال کرنے والا شہید سے پہلے جنت جا رہا ہے۔ میں اس رویت سے متعجب ہوا میں نے صبح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کر دیا تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا اس دوسرے نے شہید کے بعد رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھے کیا اس دوسرے نے چھ ہزار رکعتیں اور اتنی اتنی رکعتیں ایک سال کی صلاۃ کی ادا نہیں کیں۔

-☆-

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۵۰۱۷)	جلد ۴	صفحہ ۲۲۱
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۶۵۳۰)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۰
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۳۸۰)	جلد ۸	صفحہ ۳۰۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۷۵۵۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۳۳۹

اس حدیث پاک میں غور کیجئے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم ایک سال پہلے شہید ہونے والے کو سال بعد شہید ہونے والے سے اچھا سمجھتے تھے لیکن اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح فرمادیا بلند درجات اسے نصیب ہیں جس کے اعمال نامہ میں نیکیوں کی کثرت ہے صلوات (نمازیں) اور روزے کثیر تعداد میں ہیں اور جنت میں بھی وہی پہلے جائے گا جس کی صلوات دوسرے سے زیادہ ہیں جس کے روزے دوسرے سے زیادہ ہیں۔

اس حدیث پاک میں جتنا گہرائی میں جائیں گے اتنا ہی کیف نصیب ہوگا۔ ایک مومن کو چاہیئے کہ سب سے پہلے اپنے فرائض کا خیال رکھے اس کے بعد نوافل کی جانب مشغول ہو۔ اگر فرائض میں کوتاہی ہے تو نوافل کا کیا اعتبار رہا جس نے فرائض پابندی سے ادا کیئے پھر اللہ کی توفیق واعانت سے نوافل کی جانب مشغول ہوا اس طرح کہ یہ نوافل اس کی روح کی غذا بن گئے جب تک وہ ان کو ادا نہ کرے اسے چین نصیب نہیں ہوتا اور ان کے بغیر وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپتا ہے۔

ایک مومن کی جتنی لمبی عمر ہوگی فرائض کی حفاظت اور نوافل پر مداومت اسے اتنا ہی بلند درجات تک پہنچائیں گے اور وہ ان صلوات و نمازوں کے سبب درجات میں دور بہت دور نکل جاتا ہے۔

آسمان کے دروازے کھلنا

عَن سَهلِ بنِ سَعدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ سَاعَتَانِ تُفتَحُ فِیهِمَا اَبوَابُ السَّمَاءِ : عِندَ حُضُورِ الصَّلاَةِ وَعِندَ الصَّفِّ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ.

ترجمة الحديث:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو ساعتیں ایسی ہیں جن میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں:

۱۔ صلاۃ (نماز) کے قیام کے وقت

۲۔ جہاد فی سبیل اللہ میں صف بناتے وقت

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۷۲۰)	جلد ۵	صفحہ ۵
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح لکن اختلف فی رفعہ ووقفہ		
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۲۶۱)		صفحہ ۲۴۶
قال الالبانی:	صحیح		
المعجم الکبیر الطبرانی	رقم الحدیث (۵۷۷۴)	جلد ۶	صفحہ ۱۴۰
المصنف لابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۹۲۹۱)	جلد ۱۰	صفحہ ۲۲۴

آسمان کے دروازے کھلے ہوں تو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔آسمان کے دروازوں کا کھلنا اس بات کا واضح اعلان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے راضی ہے۔

صلاۃ کتنی اعلیٰ وارفع چیز ہے اس کی ادائیگی کیلئے ہاتھ اٹھتے ہیں تو رحمت الٰہی کو فوراً جوش آتا ہے اور آسمان کے بند دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔جب دروازہ کھلا ہو تو جیسے رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے اسی طرح بندے کی التجائیں اس کی مناجاتیں اور اسکی دعائیں انہیں دروازوں سے گزر کر اللہ تعالیٰ کے حریم تک رسائی حاصل کر لیتی ہیں اور اس دعا کا اس کی ذات تک پہنچنا دعا کی قبولیت کی نشانی ہے۔

زمرہ صدیقین میں

عَن عَمرِو بنِ مُرَّةَ الجُهنِی رَضِی اللّٰهُ عَنهُ قَالَ :
جَـاءَ رَجُـل" اِلٰـی الـنَّـبِـیّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُولَ اللّٰهِ ! أرَأیـتَ اِن شَـهِـدتُ اَن لاَ اِلٰـهَ اِلاَّ الـلّٰـهُ وَأنَّـکَ رَسُـولُ الـلّٰهِ وَصَلَیتُ الصَلَوَاتِ الـخَـمسَ وَاَدَّیتُ الزَکَاةَ وَصُـمتُ رَمَضَانَ وَقُمتُهُ فَمِمَّن اَنَا ؟ قَالَ مِنَ الصِّدِّیقِینَ وَالشُّهَدَاءِ.

ترجمة الحديث:

حضرت عمرو بن مرہ الجہنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا عرض کی

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۵۲۲) جلد۱ صفحہ۳۱۱
قال المحقق: صحیح
مجمع الزوائد جلد۱ صفحہ۵۱
قال الھیثمی: رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح
خلاشیخی البزار وأرجو إسناده أنه إسناد حسن أو صحيح
صحیح ابن خزیمۃ رقم الحدیث (۲۲۱۲) جلد۳ صفحہ۳۴۰
قال الدکتور محمد مصطفٰی الاعظمی/ اسنادہ صحیح

یارسول اللہ!

اگر میں گواہی دوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں صلوات خمس (پانچ نمازیں) ادا کروں، رمضان کے روزے رکھوں اور رمضان المبارک کی راتوں کو قیام کروں

تو یارسول اللہ! آپ کے خیال میں میں کن لوگوں میں ہوں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صدیقین اور شہداء میں سے۔

-☆-

مقام صدیقیت ایک بلند و برتر مقام ہے اور یہ مقام فیضان نبوت سے لبریز ہے اس مقام پر ازلی سعادت مند ہی فائز ہوا کرتے ہیں۔ اس مقام سے انہیں افراد کو حصہ ملا کرتا ہے جو شریعت مطہرہ پر دل و جان سے کاربند ہوا کرتے ہیں بلکہ اوامر شریعت پر عمل ان کی طبیعت ثانیہ بن جایا کرتی ہے۔ عام آدمی کی زندگی سانس کے بغیر نہیں سانس رک گیا تو وہ موت کی وادی میں چلا جاتا ہے تو گویا حیات سانس کے آنے جانے کا نام ہے لیکن صدیقین کیلئے شریعت مطہر کی پابندی صلاۃ وصوم کی پاسداری بمنزلہ سانس بن جاتی ہے وہ ہر حالت میں عبادت الٰہی کو مقدم سمجھتے ہیں اور انہیں ظاہری سانس کے بند ہونے کا فکر نہیں ہوتا بلکہ انہیں فکر ہے تو فکر بندگی ہے وہ ہمہ وقت عبادت الٰہی کے نشہ میں مخمور رہتے ہیں اور کسی لمحہ بھی عابد و معبود کے رشتہ کو ٹوٹنے نہیں دیتے۔

وہ مرد حق آگاہ جو صوم وصلاۃ کی پابندی کرے اور ہر وقت اس کا دھیان خالق و مالک

کی طرف ہواور صلاۃ کے کیف سے یوں مست ہو کہ جیسے ہی اذان کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائے دنیا کی ہر چیز سے بے خبر ہو جائے اور اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے کیلئے بے تاب ہو جائے تو ایسے خوش بخت افراد کو اگر اللہ تعالیٰ مراتب رفیعہ پر فائز فرمادے تو یہ اس خالق و مالک کا کرم وعطا ہے۔

درِ جنت کھلنا

عَنْ اَبِی هُرَيرَةَ وَاَبِی سَعِيدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَوماً فَقَالَ :

وَالَّذِی نَفسِی بِيَدِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَكَبَّ فَأَكَبَّ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا يَبكِی لَا نَدرِی عَلٰى مَاذَا حَلَفَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأسَهُ فِی وَجهِهِ البُشرٰى وَكَانَت اَحَبَّ اِلَينَا مِن حُمرِ النَّعَمِ قَالَ

مَامِن عَبدٍ يُصَلِّی الصَّلَوَاتِ الخَمسَ وَيَصُومُ رَمَضَانَ وَيُخرِجُ الزَّكَاةَ وَيَجتَنِبُ الكَبَائِرَ السَّبعَ اِلَّا فُتِحَت لَهُ اَبوَابُ الجَنَّةِ وَقِيلَ لَهُ اُدخُل بِسَلَامٍ.

الترغیب والترهیب	رقم الحدیث (۵۲۶)	جلد۱	صفحہ۳۱۲
قال المحقق:	حسن		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۴۳۴)	جلد۵	صفحہ۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۴۰۷۹)	جلد۳	صفحہ۳۶۶
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۵۰۹)	جلد۱۰	صفحہ۱۱۶
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۲۹۹۷)	جلد۲	صفحہ۲۱۸
قال الحاکم:	هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۷۴۸)	جلد۵	صفحہ۴۳
السنن الکبری للبیهقی	رقم الحدیث (۲۰۷۶۰)	جلد۱۰	صفحہ۳۱۵

ترجمة الحديث:

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے؛ ایسا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ پھر حضور نے رخ انور نیچے کرلیا پس ہم میں سے ہر ایک نے اپنا چہرہ نیچے کیا اور رونا شروع کر دیا۔ ہمیں کچھ علم نہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ قسم کیوں فرمائی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھایا، آپ کے چہرہ انور پر خوشی کے انوار تھے اور یہ کیفیت ہمیں سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کوئی بھی بندہ جب صلواتِ خمس (پانچ نمازیں) ادا کرتا ہے، رمضان المبارک کے روزے رکھتا ہے، زکاۃ ادا کرتا ہے، ساتوں کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا ہے تو اس کیلئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اسے کہا جاتا ہے سلامتی سے داخل ہو جاؤ۔

-☆-

جنت میں داخلہ قیامت کے بعد ہوگا اور یہ داخلہ کئی مراحل سے گزر کر ہوگا۔ اللہ کی بارگاہ میں پیشی ہوگی۔ میزان پر اعمال تولے جائیں گے۔ جہنم سے گزرنا ہوگا پھر اگر قسمت نے یاوری کی تو جنت میں داخلہ ہوگا۔

لیکن کریم اللہ کی کرم نوازی ملاحظہ ہو جو صلاۃ ادا کرتا ہے اور اسکے ساتھ دیگر فرائض بھی بجالاتا ہے اس کیلئے ابھی جنت کا دروازہ کھل جاتا ہے اور نور بھری صدا آتی ہے سلامتی کے ساتھ

داخل ہو جاؤ۔

صلاۃ سے محبت کرنے والے کی روح لطیف سے لطیف تر ہو جاتی ہے محبت الٰہی سے سرشار یہ روح ارجمند اسی کے دیدار کی تمنا میں محو پرواز ہوتی ہے جونہی یہ پر کشا ہوتی ہے اس کیلئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور ندا آتی ہے اس جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جا۔

جسم تو وعدہ الٰہی کے مطابق قیامت کے بعد جنت میں داخل ہو گا لیکن روح اسی کی کرم نوازیوں سے اس عالم رنگ و بو میں ہوتے ہوئے اس جہاں سے نکل کر جنت میں داخل ہو جاتی ہے اور جلوہ الٰہی سے شاد کام ہوتی ہے ایسے خوش قسمت افراد کی آنکھیں جلوہ الٰہی کے خمار سے مست ہوتی ہے اور زبان حال سے کسی اور جہاں کی بات کر رہی ہوتی ہے۔

قربِ الٰہی

عَـن جَـابِـرِ بِـنِ عَبـدِ الـلّٰـهِ انَّ الـنَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَال يَـا كَـعـبَ بنَ عُجرَةَ أُعِيذُکَ بِاللّٰهِ مِنْ إِمَارَةِ السُّفَهَاءِ اِنَّهَا سَتَكُونُ أمَرَاءَ مَن دَخَلَ عَلَيهِم فَاَعَانَهُم عَلٰى ظُلْمِهِم وَصَدَّقَهُم بِكَذِبِهِم فَلَيْسَ مِنِّى وَلَسْتُ مِنهُ وَلَـنْ يَـرِدَ عَـلَـیَّ الـحَـوْضَ وَمَنْ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِم وَلَم يُعِنْهُم عَلٰى ظُلْمِهِم وَ لَم يُصَدِّقْهُم بِكَذِبِهِم فَهُوَ مِنِّى وَاَنَا مِنهُ وَسَيَرِدُ عَلَیَّ الحَوضَ.

يَـا كَـعـبَ بـنَ عُـجْـرَةَ الصَّلاَةُ قُربَان" وَالصَّومُ جُنَّة" وَالصَّدَقَةُ تُطفِئُ الـخَـطِيـئَةَ كَـمَـا يُـطفِئُ الماءُ النَّارَ وَالنَّاسُ غَادِيَان فَمُبتَاع" نَفسَهُ فَمُعتِق" رَقَبَتَهُ وَمُوبِقُهَا.

يَاكَعبَ بنَ عُجرَةَ اِنَّهُ لايَدخُلُ الجَنَّةَ لَحم" نَبَتَ مِن سُحتٍ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۷۲۳)	جلد ۵	صفحہ ۹
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
المصنف لعبدالرزاق	رقم الحدیث (۲۰۸۱۹)	جلد ۱۱	صفحہ ۳۴۵
المستدرک	رقم الحدیث (۶۰۸۴)	جلد ۴	صفحہ ۶۰۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۴۳۷۸)	جلد ۱۱	صفحہ ۴۴۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے کعب بن عجرۃ!

میں تجھے سفہاء کی حکومت کے شر سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ ہاں عنقریب سفیہ حکمران ہوں گے جس شخص نے ان سے راہ ورسم رکھا ان کے ظلم وعدوان پر ان کی اعانت کی اور ان کے جھوٹ کو سچ کہا تو وہ مجھ سے نہیں اور نہ میرا اس سے کوئی تعلق ہے اور وہ قیامت کے دن

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۵۲۲۱)	جلد ۱۲	صفحہ ۱۱۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۹۲۶۳)	جلد ۵	صفحہ ۴۴۵
قال المحقق:	رواہما رجال الصحیح		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۱۹۹۹)	جلد ۳	صفحہ ۴۷۶
قال المحقق:	اسنادہ قوی		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۲۶۸)	جلد ۱	صفحہ ۶۶۲
قال المنذری:	رواہ ابو یعلیٰ باسنادہ صحیح		
وقال المحقق:	صحیح		
شرح مشکل الآثار	رقم الحدیث (۱۳۴۵)	جلد ۳	صفحہ ۳۷۵
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط مسلم		

حوض کوثر پر میری بارگاہ میں حاضر نہیں ہو سکے گا اور جس شخص نے نہ ان ظالم وسفیہ حکمرانوں سے راہ ورسم رکھا اور نہ ان کے ظلم پر ان کی مدد واعانت اور نہ ان کے جھوٹ کو سچ کہا وہ خوش قسمت مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور حوض کوثر پر میری خدمت میں حاضر ہوگا۔

اے کعب بن عُجرہ! صلاۃ قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو یوں مٹاتا ہے جیسے پانی آگ بجھا دیتا ہے۔ دو طرح کے لوگ صبح اپنے نفسوں کا سودا کرتے ہیں۔ ایک اطاعت الٰہی کر کے اپنے آپ کو جہنم سے آزاد کرا لیتا ہے دوسرا اللہ کی نافرمانی کر کے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

اے کعب بن عُجرہ! جو گوشت حرام سے پرورش شدہ ہے وہ جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔

-☆-

اس حدیث پاک میں صلاۃ کو قرب الٰہی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ اس فرزند آدم کے بخت قابل رشک ہیں جو ہر روز قرب الٰہی کی منزلیں طے کرتا جاتا ہے۔ ادھر وہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں اللہ اکبر کہتا ہے اور ادھر اللہ کی شان رحیمی اسے قرب کی مزید منزلوں سے سرفراز کرتی جاتی ہے اور جو صلاۃ کی لذت سے مالا مال ہے وہ یقیناً قرب الٰہی کی چاشنی سے بہرور ہے۔

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَايَزَالُ العَبدُ يَتقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَوَافِلِ حَتّٰى اَحبَبتُهُ فَاِذا اَحبَبتُهُ كُنتُ سَمعَهُ الَّذِى يَسمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذى يَبصُرُبِهِ وَيَدَهُ الَّتى يَبطِش بِهَاوَرِجلَهُ الَّتِى يَمشِى بِهَا وَلِاَن سَأَلنِى لَاُعطِيَنَّهُ وَلَئِن استَعَاذَنِى لَاُعِيذَنَّهُ.

بندہ نوافل ادا کرتے کرتے میرا قرب حاصل کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے

محبت کرتا ہوں۔ بس جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ پس اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ میں آئے تو میں ضرور اسے اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔

-☆-

اس حدیث پاک میں غور کیجئے نفل ادا کرتے اللہ کا قرب ملتا ہے اللہ کی محبت ملتی ہے اللہ کی بے پناہ عنایات ملتی ہیں۔ نفل تو پھر نفل ہے جو خلوصِ دل سے فرائض ادا کرتا ہو اور ان کی حلاوت میں یوں مکیف ہو جائے کہ دنیا کے کیف اس کے سامنے بے معنی ہو جائیں ایسے خوش نصیب کے قربِ الٰہی کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

ہمارے اسلاف میں کتنے ایسے ہیں کہ زندگی بھر صلاۃ قضاء نہ ہوئی اور ہمیشہ تکبیر اولیٰ کے ساتھ صلاۃ ادا کرتے رہے اگر ایسے نور بھرے افراد کو قرب الٰہی کی دولت مل جائے تو جائے تعجب نہیں۔

عارف باللہ حضرت خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سلک اولیاء کی ایک سنہری کڑی سے ہیں جنہوں نے سفر و حضر میں باجماعت صلاۃ کا اہتمام فرمایا اور زندگی بھر اللہ کی بارگاہ میں حاضری دی۔ صلاۃ ادا کی تو باجماعت ادا کی اگر ایسے افراد قرب الٰہی کی دولت سے مالا مال ہوں اور ان کی نگاہوں میں جمال الٰہی کا خمار ہو اور جلوہ الٰہی سے مخمور نگاہوں سے دلوں کی زندگی بخشتے جائیں تو اس کریم اللہ کی کرم نوازی ہی ہے اور اسکی کرم نوازی پر کوئی قدغن نہیں لگا سکتا۔

نور

عَن اَبی مَالِکِ الاَشعَرِیّ رَضِیَ اللّٰه عَنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیه وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ

اَلطَّهُورُ شَطرُ الاِیمَانِ وَالحَمدُ لِلّٰهِ تَملاُ المِیزَانَ وَسُبحَانَ اللّٰهِ وَالحَمدُ لِلّٰهِ تَملاَنِ(اَو تَملاُ) مَابَینَ السَّمَاءِ وَالاَرضِ وَالصَّلاۃُ نُور" وَالصَّدَقَۃُ بُرهَان" وَالصَّبرُ ضِیَاء" وَالقُرآنُ حُجَّۃ" لَکَ اَو عَلَیکَ.

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۰۱)	جلد۱	صفحہ۲۱۷
قال المحقق:	صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۴۷)	جلد۱	صفحہ۳۲۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۱۶۷)	جلد۹	صفحہ۲۸۴
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۳۰۰)	جلد۲	صفحہ۴۱۱
قال المحقق:	صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۹۷۱)	جلد۳	صفحہ۱۶۹
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۳)	جلد۱	صفحہ۲۵۹
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۳۰۴)	جلد۷	صفحہ۶۹۱
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۴۳۳)	جلد۵	صفحہ۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۴۳۶)	جلد۲	صفحہ۱۷۴

ترجمة الحديث:

حضور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وضو ایمان کا حصہ ہے، الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے، سبحان اللہ اور الحمد للہ یہ دونوں زمین وآسمان کے مابین کو بھر دیتے ہیں۔ صلاۃ (نماز) نور ہے، صدقہ برھان ہے، صبر روشنی ہے، قرآن کریم (اگر تو اس پر عمل کرتو) تیرے حق میں حجت ہے یا (اگر تو اس کی مخالفت کرے تو) تیرے خلاف حجت ہے۔

-☆-

صلاۃ نور ہے جو فرزند آدم صلاۃ سے محبت رکھتا ہے اس پر محافظت کرتا ہے اس کے

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۸۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۶۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۲۹)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۱۷)	جلد ۵	صفحہ ۵۳۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۷۹۱)	جلد ۳	صفحہ ۱۷۰
قال الالبانی:	صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۸)	جلد ۱	صفحہ ۳۱۹
قال البغوی:	الحدیث صحیح		

ظاہری اور باطنی حقوق کا خیال رکھتا ہے تو یہ نور اس کی روح میں سرایت کر جاتا ہے پھر اس کے قلب سے انوار کے سوتے پھوٹتے ہیں۔

نور خود روشن ہوتا ہے اور جس پر پڑے اسے بھی روشن کر دیتا ہے۔ صلاۃ کا نور بڑا بابرکت نور ہے۔ جسے یہ نصیب ہو جائے یہ جہاں تو یہ جہاں رہا اس کی قبر بھی منور ہو جاتی ہے۔ قبر تو قبر رہی یہ نور میدانِ حشر میں بھی اس کے کام آ رہا ہوگا۔

روح کے زخموں کی مرہم

عَن طَارِقِ بنِ شَهَابٍ :

انَّـهُ بَـاتَ عِـنـدَ سَلمَانِ الفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ لِيَنظُرَ مَااجتِهَادهُ ؟ قَالَ : فَـقَـامَ يُـصَـلِّـي مِـن آخِـرِ الَّيلِ فَكَانَّهُ لَم يَرَالَّذِي كَانَ يَظُنُّ فَذَكَرَ ذَالِكَ لَهُ فَقَالَ سَلمَان : حَـافِـظُـوا عَـلٰـى هَذِهِ الصَّلَوَاتِ الخَمسِ فَانَّهُنَّ كَفَّارَات'' لِهَذِهِ الجِرَاحَاتِ مَالَم تُصِبِ المَقتَلَةُ.

ترجمة الحديث:

جناب طارق بن شہاب فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سیدنا سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ کے ہاں رات قیام کیا تا کہ اپنی آنکھوں سے انکی رات بھر کی عبادت وریاضت کا مشاہدہ کرسکیں۔

طارق بن شہاب کا جیسے گمان تھا انہیں ایسا تو دکھائی نہ دیاہاں اتنا نظر آیا کہ رات کے

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۵۲۱) جلد۱ صفحہ۳۱۰
قال المحقق: حسن
الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۹۲۹) جلد۱ صفحہ۴۹۱
تحفۃ الاشراف رقم الحدیث (۱۱۰۴۲) جلد۸ صفحہ۲۶۳

آخری تہائی حصہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اٹھے اور صلاۃ اللیل (نماز تہجد) ادا فرمائی۔

اس بات کا ذکر جناب طارق نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کر دیا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

ان صلواتِ پنجگانہ پر پابندی کرو یہ کبیرہ گناہوں کو چھوڑ کر باقی گناہ جو روح کو زخمی کرنے والے ہیں کا کفارہ ہیں۔

-☆-

نیکی اور بدی اپنا اثر رکھتی ہیں نیکی کا اثر روح پر اچھا پڑتا ہے اور بدی کے اثراتِ بد سے بھی روح محفوظ نہیں رہتی۔ بسا اوقات یہ گناہ یہ نافرمانیاں یہ معصیتیں روح انسانی کو زخمی کر دیتی ہیں۔ اگر ان کا بروقت تدارک نہ کیا جائے تو یہی روح کے زخم ناسوروں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور فاسد و کریہہ مادہ ہر وقت روح سے رستا رہتا ہے۔ صاحبِ نظر افراد اس منظر کو دیکھ کر کبیدہ خاطر ہو جاتے ہیں۔ ان زخموں کا مرہم اور ان ناسوروں کا علاج صلاۃ ادا کرنے میں ہے جو انسان حقوق ظاہری اور باطنی سے صلاۃ ادا کرتا ہے اس کے زخم آہستہ آہستہ مندمل ہو جاتے ہیں پھر اس کی روح اسی پرانی کیفیت پر آ جاتی ہے کہ اس کی سطح پر کسی قسم کا کوئی داغ اور دھبہ نہیں ہوتا۔ پھر اگر توفیق الٰہی یاوری کرے اور اللہ کی بندگی میں مزہ آتا جائے اور علیم و خبیر اللہ کی بارگاہ سے سر اٹھانے کو جی ہی نہ چاہے تو یہی روح بقعہ انوار بن جاتی ہے اور اس سے انوار و برکات کے سوتے پھوٹتے ہیں اور اہل نظر حضرات متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

حضرت شاہ ابوالخیر مجددی فاروقی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ محمد

سالم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے عرض کی حضور آپ لوگوں سے زیادہ ملتے کیوں نہیں تو آپ نے جواباً فرمایا:

گناہوں اور معصیتوں کے سبب اکثر افراد کی شکلیں بدل چکی ہوتی ہیں اس لیئے میں کیسے ملوں۔

اللہ اکبر! یہ خانوادۂ اولیاء کی نگاہ کی پاکیزگی ہے کہ ان کی نگاہ ظاہر کے پردے کو چیر کر باطن تک چلی جاتی ہے اور باطن ان کے سامنے بالکل آشکارا اور عیاں ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کا باطن روشن و منور فرمائے۔

شعلے بجھانے والی

عَن اَنسِ بنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہِ وَسَلَّمَ : اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکاً یُنَادِی عِندَ کُلِّ صَلاۃٍ یَابَنِی آدَم! قُومُوا اِلَی نِیرَانِکُم الَّتِی اَوقَدتُمُوھَا فَأطفِئُوھَا.

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جو ہر صلاۃ کے وقت ندا دیتا ہے! اے اولاد آدم! اٹھو گناہوں کے سبب اپنے لیئے جو تم نے نارِ جہنم بھڑکائی ہے اسے صلاۃ ادا کر کے بجھا دو۔

-☆-

انسان جتنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کیلئے جہنم میں اتنی ہی آگ بھڑکا دی جاتی ہے۔ معصیت میں جیسے جیسے شدت آتی جاتی ہے نارِ جہنم کے شعلے ایسے ہی بھڑکتے چلے

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۵۱۹) جلد ۱ صفحہ ۳۰۹
قال المحقق: حسن
مجمع الزوائد رقم الحدیث (۱۶۵۹) جلد ۲ صفحہ ۳۳

جاتے ہیں۔ ہاں جیسے ہی وہ صلاۃ کی ادائیگی کے لئے کھڑا ہوتا ہے اس بھڑکتی ہوئی آگ کو سرد کر دیا جاتا ہے۔ جب انسان خلوص وللّٰہیت سے صلاۃ ادا کرے خشوع وخضوع سے سرِ بندگی علیم وخبیر اللہ کی بارگاہ میں جھکا دے تو اس کے حصے کے شعلے بجھا دیئے جاتے ہیں۔ گویا اس کا نام جہنمیوں کی فہرست سے خارج کر دیا جاتا ہے تاوقتیکہ وہ دوبارہ معصیت ونافرمانی کی طرف راغب نہ ہو جائے۔

رُوِیَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بنِ مَسعُودٍ رَضِیَ اللّٰه عَنهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیه وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ :

یُبعَثُ مُنَادٍ عِندَ حَضرَةِ کُلِّ صَلاةٍ فَیَقُول یَابَنِی آدَم قُومُوا فَأطفِئُوا عَنکُم مَااَوقَدتُم عَلَی انفُسِکُم فَیَقُومُونَ فَتَسقُطُ خَطَایَاهُم مِن اَعیُنِهِم وَیُصَلُّونَ فَیُغفَرُلَهُم مَابَینَهُمَا ثُمَّ تُوقَدُونَ فِیمَا بَینَ ذَالِکَ فَإذَا کَانَ عِندَ الصَّلاَةِ الاُولَی نَادَی :

یَابَنِی آدَم! قُومُوا فَأطفِئُوا مَا اَوقَدتُم عَلَی اَنفُسِکُم فَیَقُومُونَ فَیَتَطَهَّرُونَ وَیُصَلُّونَ الظُهَر فَیُغفَرُلَهُم مَابَینَهُمَا فَإذَا حَضرَتِ العَصرُ فَمِثلُ ذَالِکَ فَإذَا حَضَرتِ المَغرِبُ فَمِثلُ ذَالِکَ. فَإذَا حَضرَتِ العَتمَةُ فَمِثلُ ذَالِکَ فَینَامُونَ وَقَدغُفِرَلَهُم فَمُدلِج" فِی خَیرٍ وَمُدلِج" فِی شَرٍّ.

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۲۰)	جلد۱	صفحہ۳۱۰
قال المحقق:	حسن		
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۱۰۲۵۲)	جلد۱۰	صفحہ۱۷۴
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۶۶۰)	جلد۲	صفحہ۳۳
حلیۃ الاولیاء		جلد۴	صفحہ۱۸۹

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر صلاۃ کے وقت اللہ کی جانب سے ایک ندا دینے والے کو بھیجا جاتا ہے جو یہ صدا لگاتا ہے

اے اولادِ آدم! اٹھو اور اپنی اس آگ کو بجھا دو جو تم نے خود اپنے لیئے جلائی ہے۔ پس توفیق الٰہی سے لبریز افراد صلاۃ ادا کرتے ہیں تو ان کے گناہ ان کی آنکھوں سے نیچے گر جاتے ہیں اور وہ صلاۃ ادا کرتے ہیں تو دونوں صلاتوں کے درمیانی گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں پھر (اے اولاد آدم) تم گناہ کر کے اپنے لیئے آگ جلا لیتے ہو۔

پس جب صلاۃ فجر کا وقت ہوتا ہے تو ندا دینے والا ندا دیتا ہے:

اے بنی آدم! اٹھو اور اس آگ کو سرد کرو جو تم نے اپنی جانوں کے خلاف خود جلائی ہے۔ پس خوش قسمت افراد اٹھتے ہیں صلاۃ ادا کرتے ہیں اور پاک وصاف ہو جاتے ہیں اور وہ صلاۃ ظہر ادا کرتے ہیں تو فجر اور ظہر کے درمیانی گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

پس جب صلاۃ عصر کا وقت آتا ہے تو ایسے ہی ہوتا ہے۔ پس جب صلاۃ مغرب کا وقت آتا ہے تو ایسے ہی ہوتا ہے اور جب صلاۃ عشاء کا وقت آتا ہے تو ایسے ہی ہوتا ہے پھر اس کے بعد جب وہ سوتے ہیں تو ان کے سارے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

پس صلاۃ ادا کرنے والے خیر کے انوار میں داخل ہونے والے ہیں۔

اور صلاۃ کو ادا نہ کرنے والے شر کے شعلوں میں داخل ہونے والے ہیں۔

-☆-

اللہ تعالیٰ کتنا کریم ہے اس کی کرم نوازی پر قربان جائیں ہم غافل، عصیاں کی دلدل میں پھنسنا ہمارا شعار، پے درپے نافرمانیاں کرنا ہمارا مشغلہ لیکن کریم پھر بھی کرم کیے جاتا ہے۔ ہر صلاۃ کے وقت اعلان کرواتا ہے اپنے ہی جلائے ہوئے شعلوں کو سرد کرلو۔ اپنے آپ کو ہلاکت کی آگ میں جلا کر خاکستر نہ کرو اور بندگی کی طرف آؤ عبادت کے جذبہ سے لبریز ہوکر سر جھکا دو۔ جلی ہوئی آگ بجھ جائے گی۔ تمہاری بختوں کو خاکستر کرنے والی آگ خود ختم ہو جائے گی۔

اب بھی اگر انسان اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہو اور اسکی عبادت سے لطف اندوز نہ ہو تو یہ اس کی بدنصیبی ہے مولا کریم کی عطاوکرم میں تو کوئی کمی نہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ مَسعُودٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَحتَرِقُونَ تَحتَرِقُونَ فَإذَا صَلَّيتُمُ الصُّبحَ غَسَلَتهَا ، ثُمَّ تَحتَرِقُونَ تَحتَرِقُونَ فَإذَا صَلَّيتُمُ الظُّهرَ غَسَلَتهَا، ثُمَّ تَحتَرِقُونَ تَحتَرِقُونَ فَإذَا صَلَّيتُم العَصرَ غَسَلَتهَا ، ثُمَّ تَحتَرِقُونَ تَحتَرِقُونَ فَإذَا صَلَّيتُم المَغرِبَ غَسَلَتهَا، ثُمَّ تَحتَرِقُونَ تَحتَرِقُونَ فَإذَا صَلَّيتُم العِشَاءَ غَسَلَتهَا، ثُمَّ تَنَامُونَ فَلَا يُكتَبُ عَلَيكُم حَتَّى تَستَيقِظُوا.

الترغیب والترھیب — رقم الحدیث (۵۱۸) — جلد۱ — صفحہ۳۰۹
قال المنذری: رواہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط واسنادہ حسن
وقال المحقق: حسن
مجمع الزوائد — رقم الحدیث (۱۶۵۸) — جلد۲ — صفحہ۳۲
قال الھیثمی: الحدیث حسن

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم آگ میں جلتے ہو تم آگ میں جلتے ہو۔ پس جب تم صبح کی صلاۃ ادا کرتے ہو تو یہ صلاۃ صبح اس آگ پر پانی پھیر کر اسے بجھا دیتی ہے۔ تم معصیت کر کے پھر جلتے ہو تم آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آتے ہو پس جب تم صلاۃ ظہر ادا کرتے ہو تو یہ صلاۃ آگ کو بجھا دیتی ہے۔ پھر معصیتوں سے جلنے والی آگ میں جلتے ہو، پس جب صلاۃ عصر ادا کرتے ہو تو یہ صلاۃ آگ کے شعلوں کو رحمت کے پانی سے بجھا دیتی ہے۔ پھر تم جلتے ہو جلتے ہو پس جب تم صلاۃ مغرب ادا کرتے ہو تو یہ صلاۃ گناہوں کی آگ کو دھو دیتی ہے۔

پھر تم معصیت کر کے غضبِ الٰہی کی آگ میں جلتے ہو جلتے ہو پس جب تم صلاۃ عشاء ادا کرتے ہو تو یہ صلاۃ رحمتِ الٰہی کے پانی سے غضب کی آگ کو دھو دیتی ہے۔ پھر جب تم سوتے ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا۔

صبح بیدار ہونے تک۔

-☆-

انسان کبھی کبھی ایسے نقصان میں مبتلا ہو جاتا ہے جس کا اسے بروقت علم نہیں ہوتا اسے اس وقت علم ہوتا ہے جب وہ پوری طرح مصیبت کے شکنجے میں پھنس چکا ہوتا ہے۔

ایسے ہی گناہ اور نافرمانی سے وہ نقصان ہوتا ہے کہ عام آدمی کو اس کا شعور تک نہیں ہوتا۔ گناہ کرنے سے اس کے حصہ کی جہنم کی آگ بھڑکتی ہے اور مسلسل نافرمانیوں سے اس میں

اضافہ ہوتا جاتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ کی نافرمانی کرنے سے اس کا ایمان جلتا ہو لیکن نافرمانی کرنے والے کو اس کا شعور نہ ہو۔ اگر وہ نیکی کرے تو اس نیکی کی مقدار اس کی آگ سرد ہو جاتی ہے ورنہ مسلسل نافرمانیوں سے ایمان پوری طرح شعلوں کی لپیٹ میں آ جاتا ہے۔ جس کا ایمان شعلوں کی لپیٹ میں ہو اس کیلئے خسارہ ہی خسارہ ہے۔ ہر صلاۃ کے وقت ندا دینے والا ندا دیتا ہے

اے اولاد آدم! صلاۃ ادا کر کے اپنی جلائی ہوئی آگ کو سرد کرلو۔ جو خوش قسمت اس نور بھری آواز کو سن کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاتے ہیں ان کی آگ بجھ جاتی ہے اور انکا ایمان سکون کا سانس لیتا ہے اور اسے اپنی سلامتی کا یقین ہو جاتا ہے۔

ہاں سن لیجئے! اصل دولت ایمان ہے جو اس دنیا سے جاتے ہوئے اپنا ایمان سلامت لے گیا وہ اپنا سب کچھ سلامت لے گیا۔

اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر امتی کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور اسے صلاۃ کی لذت و چاشنی نصیب فرمائے۔

قبر میں کرم بالائے کرم

عَن جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ :

اِذَا دَخَلَ الـمَیِّتُ القَبرَ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ عِندَ غُرُوبِهَا، فَیَجلِسُ یَمسَحُ عَیْنَیْهِ وَیَقُولَ : دَعُونِی اُصَلِّیَ.

ترجمة الحديث:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میت قبر میں داخل ہوتی ہے اسے سورج غروب ہونے کے قریب دکھایا جاتا ہے۔پس وہ بیٹھتا ہےاور آنکھیں ملتا ہےاور حساب لینے والے فرشتوں سے کہتا ہے:

مجھے چھوڑ دو مجھے صلاۃ ادا کرنی ہے۔

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۲۷۲)	جلد۴	صفحہ۵۴۷
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۴۲۲)	جلد۳	صفحہ۳۹۰
قال الالبانی:	حسن		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۳۴۴)	جلد۲	صفحہ۲۰۱
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۱۱۶)	جلد۷	صفحہ۳۸۵

قال شعیب الارنووط: اسنادہ حسن

ذخیرہ احادیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سعادت ہر ایک کے نصیب میں نہیں بلکہ یہ سعادت و فیروز بختی صرف ان احباب کیلئے ہے جو صلاۃ کی ادائیگی میں دل و جان سے کمر بستہ رہتے ہیں اور صلاۃ ان کیلئے بمنزلہ روح ٹھہرتی ہے۔ مچھلی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی یہ احباب بھی صلاۃ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے بلکہ صلاۃ کے وقت ان کی ادائیگی فرض میں کوئی رکاوٹ بننا چاہے تو یہ مرغ بسمل کی طرح تڑپتے ہیں اور جب تک علیم و خبیر جل جلالہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہو جائیں انہیں چین نہیں آتا۔

کتنا سہانا منظر ہوتا ہے قبر میں سوال کرنے والے فرشتے جن کے تصور سے آج رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور جن کے نام میں اتنی ہیبت ہے کہ آج بھی ان کا نام سن کر بڑوں بڑوں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے یہ ہیبت سے لبریز مخلوق اس عالم تنہائی میں سوال کرتی ہے

مَنْ رَبُّکَ؟ تیرا رب کون ہے؟

ادھر اس میت پر عجیب کیفیت طاری ہے اور انہیں فوراً کہہ دیتا ہے مجھے صلاۃ عصر ادا کرنے دو میری صلاۃ کا وقت جا رہا ہے۔

فرشتے اس وقت کہتے ہوں گے اس سے سوال کرنے کا کیا فائدہ جو قبر میں آ کر بھی صلاۃ کو نہیں بھولتا اس کے تعلق باللہ کا عالم کیا ہوگا۔

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کس شان سے اپنے اپنے مزارات میں جلوہ افروز ہیں کہ وہ اپنے اپنے مزارات میں صلاۃ (نماز) کی ادائیگی میں مصروف رہتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث مبارک ہے:

اَلانبیاءُ اَحیاء'' فِی قُبُورِھِمْ یُصَلُّونَ.

ترجمة الحديث:

انبیاء کرام زندہ ہیں اور اپنے اپنے مزارات میں صلاۃ (نماز) ادا کرتے ہیں۔

اس حدیث پاک کی صحت کے بارے میں محمد ناصر الدین البانی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

وَقَدْ کُنْتُ بُرْھَةً مِنَ الدَّھْرِ أَرىٰ أَنَّ ھَذَا الْحَدِیْثَ ضَعِیْف'' لِظَنِّیْ أَنَّهُ مِمَّا تَفَرَّدَبِهِ ابْنُ قُتَیْبَةَ – کَمَا قَالَ الْبَیْھَقِیُّ – وَلَمْ اَکُنْ قَدْوَقَفْتُ عَلَیْهِ فِی (مُسْنَدِ اَبِیْ یَعْلیٰ وَأَخْبَارِ أصبھَان) فَلَمَّا وَقَفْتُ عَلیٰ إِسْنَادِهٖ فِیْھِمَا تَبَیَّنَ لِیْ أَنَّهُ إِسْنَاد'' قَوِیّ'' وَأَنَّ التَّفَرُّدَ الْمَذْکُوْرَ غَیْرُ صَحِیْح وَلِذَالِکَ بَادَرْتُ إِلیٰ إِخْرَاجِهٖ فِیْ ھَذَا الْکِتَابِ تَبْرِئَةً لِلذِّمَّةِ وَأَدَاءً لِلأَمَانَةِ الْعِلْمِیَّةِ ، وَلَوْأَنَّ ذَالِکَ قَدْ یَفْتَحُ الطَّرِیْقَ لِجَاھِلٍ أَوْحَاقِدٍ إِلَی الطَّعْنِ وَالْغَمْزِ وَاللَّمْزِ فَلَسْتُ أُبَالِیْ بِذَالِکَ مَادُمْتُ أَنِّیْ أَقُوْمُ بِوَاجِبِ دِیْنِی أَرْجُوْثَوَابَهُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالیٰ وَحْدَهُ – فَإِذَارَأَیْتَ أَیُّھَاالْقَارِئُ الْکَرِیْمُ فِیْ شَیْئٍ مِنَ

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۶۲۱) جلد۲ صفحہ۱۸۷

مسند ابی یعلیٰ الموصلی رقم الحدیث (۶۷۰) جلد۶ صفحہ۱۴۷

قال حسین سلیم اسد: اسنادہ صحیح

مجمع الزوائد رقم الحدیث (۱۳۸۱۲) جلد۸ صفحہ۳۸۶

قال الھیثمی: رواہ ابویعلیٰ والبزار رجال ابی یعلیٰ ثقات

تَـالِيفِى خِلَافَ هٰذَا التَّحقِيقَ فَاضرِبْ عَلَيهِ وَاعتَمِدْ هٰذَا وَعُضَّ عَلَيهِ بِالنَّوَاجِذِ ـ فَإِنِّى لَا أَظُنُّ أَنَّهُ يَتَيَسَّرُ لَكَ الْوُقُوفُ عَلٰى مِثْلِهِ وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوفِيقِ۔(1)

عرصہ دراز تک میں اس حدیث کو ضعیف کہتا رہا کیونکہ میرا گمان تھا کہ اس حدیث کی روایت میں ابن قتیبہ متفرد ہے۔ جیسے امام بیھقی نے فرمایا ہے میں مسند ابی یعلیٰ موصلی اوراخبار اصفہاں میں روایت شدہ اس حدیث پاک سے مطلع نہ تھا۔ جب میں نے ان دونوں کتابوں میں اس کی سند کو ملاحظہ کیا تو یہ بات بالکل عیاں ہوگئی کہ اس کی سند قوی ہے۔ صرف ابن قتیبہ کا تفرد درست نہیں اس لیئے میں نے اس کتاب سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ میں اس کی بسرعت تخریج کردی ہے تاکہ اپنی ذمہ داری سے براءت حاصل کروں اور علمی امانت کو ادا کروں اگرچہ یہ بات جاہل اور کینہ پرور شخص کو طعن وتشنیع اور اتہام کا موقع فراہم کرے گی لیکن مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں جب تک میں اپنے دینی فرائض سرانجام دیتا رہوں گا اللہ وحدہ لاشریک سے اجروثواب کا امیدوار رہوں گا۔

محترم قارئین کرام!

اگر آپ میری تالیفات میں اس تحقیق کے خلاف کوئی بات دیکھیں تو اسے پرے پھینک دیجئے اوراس پر اعتماد کیجئے اوراس تحقیق کو مضبوطی سے تھام لیجئے۔ میرے گمان میں ایسی تحقیق آپ کو کہیں اورنہیں ملے گی۔

واللہ ولی التوفیق.

-☆-

(۱)سلسلۃ الاحدیث الصحیحہ ازالبانی ۲/۱۹۰

قبر میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صلاۃ ادا کرنے کا تذکرہ بایں الفاظ آج بھی کتب صحاح کی زینت ہے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ'' يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ.

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس رات مجھے سیر کروائی گئی (معراج کی رات) تو میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے کثیب احمر کے نزدیک سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے صلاۃ (نماز) ادا کر رہے تھے۔

-☆-

صحیح مسلم رقم الحدیث (۲۳۷۵) جلد۴ صفحہ ۵۲۴

مصابیح السنہ رقم الحدیث (۴۴۴۱) جلد۴ صفحہ ۲۴

قیامت کو پہلا سوال

عَن عَبدِ اللّٰہِ بنِ قُرط رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

اَوَّلُ مَایُحَاسَبُ بِہِ العَبدُ یَومَ القِیَامَۃِ اَلصَّلاَۃُ فَاِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ سَائِرُ عَمَلِہٖ وَاِن فَسَدَت فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِہٖ.

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۳۹)	جلد ۱	صفحہ ۳۱۹
قال المحقق:	حسن		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۴۰)	جلد ۱	صفحہ ۳۲۰
قال المحقق:	حسن		
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۴۰۰۲)	جلد ۲	صفحہ ۵۴۰
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۱۰۰۴)	جلد ۱	صفحہ ۵۴۵
قال الحاکم:	حدیث صحیح		
قال الذھبی:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط مسلم		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۱۰۰۵)	جلد ۱	صفحہ ۵۴۵
قال الذھبی:	حدیث حسن صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۴۱۳)	جلد ۲	صفحہ ۲۶۹
قال الترمذی:	حدیث ابی ھریرہ حدیث حسن غریب من ھذا الوجہ		

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۰۵۷۰)	جلد ۱۵	صفحہ ۲۹۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۸۸۶)	جلد ۱۳	صفحہ ۲۰۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۵۶۷)	جلد ۱۳	صفحہ ۹۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۸۹۱)	جلد ۱۳	صفحہ ۲۱۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۴۲۶)	جلد ۲	صفحہ ۱۹۷
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۱۸۱)	جلد ۱	صفحہ ۴۲۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۴۲۵)	جلد ۱	صفحہ ۴۲۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۸۶۴)	جلد ۱	صفحہ ۲۹۱
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۸۶۴)	جلد ۱	صفحہ ۲۴۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۱۳۵۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۶۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۰۵۴)	جلد ۲	صفحہ ۱۱۷
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۲۰۰)	جلد ۹	صفحہ ۲۹۸
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۱۲۵۵)	جلد ۲	صفحہ ۵۱

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے بندہ سے اس کی صلاۃ (نمازوں) کا حساب لیا جائے گا۔ اگر صلاۃ کا معاملہ درست ہوا تو بقیہ تمام سوال درست قرار پائیں گے اور یہ صلاۃ کا معاملہ فاسد ہو گیا تو بقیہ تمام اعمال فساد کے وصف سے داغدار ہونگے۔

-☆-

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے ہاں صلاۃ (نماز) کا درجہ ایک نمونہ اور معیار کا درجہ ہے دوسرے اعمال کا انحصار صلاۃ پر ہے اگر صلاۃ اچھی ہے تو اس کی بقیہ نیکیاں بھی اچھی ہیں اور اگر صلاۃ میں فساد ہے تو بقیہ اعمال میں بھی فساد ہے۔ گویا صلاۃ باقی اعمال صالحہ کی بنیاد قرار پاتی ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ اگر بنیاد واساس درست ہے تو ساری عمارت درست ہو سکتی ہے اور اگر بنیاد ہی ٹیڑھی ہے تو باقی عمارت کو کیسے درست کیا جا سکتا ہے۔

المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۱۲۵۶)	جلد۲	صفحہ۵۱
شرح مشکل الآثار	رقم الحدیث (۲۵۵۲)	جلد۶	صفحہ۳۸۵
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
المصنف لابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۱۷۸۵۷)	جلد۱۴	صفحہ۱۳۳
المصنف لابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۱۷۷۵۳)	جلد۱۴	صفحہ۱۰۸
المصنف لابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۱۰۴۷۱)	جلد۱۱	صفحہ۴۱

اگر صلاۃ درست ہے اس میں اخلاص وللّٰہیت ہے تو بقیہ عبادات میں اخلاص پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر صلاۃ میں مداومت ہے تو بقیہ ارکان اسلام میں مداومت ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر صلاۃ میں ہی اخلاص نہ ہو بلکہ بددلی سے رسم ادا کی جائے تو بقیہ عبادات میں کسی صورت میں اخلاص پیدا نہیں ہو سکتا۔ باقی عبادات کا حسن صلاۃ کے حسن پر موقوف ہے اور بقیہ نیکیوں کا جمال صلاۃ کے جمال کا پرتو ہے۔ قیامت کے دن سب اعمال سے پہلے صلاۃ کا سوال اسی حکمت کے پیش نظر ہے۔ اگر صلاۃ درست ہے تو لامحالہ دیگر عبادات بھی درست ہونگی اور اگر صلاۃ ہی درست نہیں باقی اعمال کا کیا اعتبار۔

عَن اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ:

اَوَّلُ مَایُحَاسَب بِہِ العَبدُ یَومَ القِیَامَۃِ الصَّلَاۃُ فَنُظِرَ فِی صَلاَتِہِ فَاِن صَلَحَت فَقَد اَفلَحَ وَاِن فَسَدَت خَابَ وَخَسِرَ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن بندہ سے سب سے پہلے صلاۃ (نماز) کا حساب لیا جائے گا۔ اس کی صلاۃ (نمازوں) کی جانچ پڑتال کی جائے گی۔ پس اگر صلاۃ کا معاملہ درست ہوا تو وہ کامیاب وکامران قرار دیا جائے گا اور اگر صلاۃ کے معاملہ میں گڑبڑ ہوئی تو اسے نامراد اور خسارے والا قرار دیا جائے گا۔

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۵۴۰) جلد ۱ صفحہ ۳۴۰

قال المحقق: حسن

مجمع الزوائد رقم الحدیث (۱۶۰۹) جلد ۲ صفحہ ۲۰

جنت میں داخلہ

اَبُو اُمَامَۃَ یَقُولُ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ:
أَعْبُدُوا رَبَّکُم وَصَلُّوا خَمْسَکُم وَصُومُوا شَهرَکُم وَاَدُّوا زَکَاۃَ أموَالِکُم
وَاَطِیعُوا اِذَا اَمَرَکُم تَدخُلُوا جَنَّۃَ رَبِّکُم.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا آپ نے ارشاد فرمایا:

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۰۶۱)	جلد ۱۶	صفحہ ۲۲۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المعجم الکبیر الطبرانی	رقم الحدیث (۷۶۶۴)	جلد ۸	صفحہ ۱۸۱
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۱۴۷۶)	جلد ۲	صفحہ ۷
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ویخرجاہ		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۶۱۶)	جلد ۲	صفحہ ۵۱۶
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۵۶۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۲۶
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ قوی علی شرط مسلم		

اپنے رب کی عبادت کرو۔ پانچ وقت کی صلاۃ جو تم پر فرض ہے ادا کرو، اپنے ماہ (رمضان) کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکاۃ ادا کرو اور جب وہ تمہیں حکم دے اس کی اطاعت کرو تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

-☆-

جنت اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے دائمی انعامات کی جگہ ہے۔ یہ وہ عزت والا مقام ہے جہاں تمام روئے زمین کے اولین و آخرین نیک لوگ جمع ہونگے اور ابدالاباد تک وہیں قیام کریں گے۔

اس ارفع و اعلیٰ مقام کو اللہ کے احکامات پر عمل کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے تو جن اعمال سے اللہ تعالیٰ راضی ہو کر یہ نور بھری سعادت عطا کرتا ہے ان اعمال میں سرفہرست صلاۃ (نماز) ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو صلاۃ کی بروقت ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین! بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اطیعوا اذاامرکم کی جگہ بعض کتب میں اطیعو اذا امرکم کے لفظ ہیں تو اس وقت مفہوم ہوگا اپنے حکمران کے اس حکم کی اطاعت کرو جو قرآن سنت کے مطابق ہو۔

قَـالَ عُبَادَةُ بنُ الصَّامِت أشهَدُ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُولُ

خَـمــسُ صَـلَـوَاتٍ اِفْتَـرَضهُـنَّ الـلّٰـهُ عَلٰى عِبَادِهٖ ، مَن أحسَنَ وُضُوئَهُنَّ وَصَلاَّهُنَّ لِوَقتِهِنَّ فَأتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَسُجُودَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ كَانَ لَهُ عِندَ اللّٰهِ عَهد" اَنَّ يَّغفِرَلَهُ وَمَن لَم يَفعَل فَلَيسَ لَهُ عِندَ اللّٰهِ عَهد" اِن شَاءَ غَفَرَلَهُ وَاِن شَاءَ عَذَّبَه.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۶۰۳)	جلد ۱۶	صفحہ ۳۹۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۵۹۲)	جلد ۱۶	صفحہ ۳۹۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابی داوٗد	رقم الحدیث (۴۲۵)	جلد ۱	صفحہ ۱۶۹
صحیح سنن ابی داوٗد	رقم الحدیث (۴۲۵)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۴۰۱)	جلد ۲	صفحہ ۱۸۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۱۵۸)	جلد ۱	صفحہ ۴۱۸
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا حضور نے ارشاد فرمایا:

خمس صلوات (پانچ نمازیں) اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے بندوں پر فرض کر دیا ہے جس نے ان کے وضو کو احسن طریقے سے کیا اور انہیں وقت پر ادا کر دیا ان کے رکوع وسجود اور انکے خشوع کو مکمل کیا تو اللہ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اس کی مغفرت کر دے۔

اور جو ایسا نہ کرے تو اللہ کے ہاں اس کا کوئی ذمہ نہیں اگر اللہ چاہے تو اس کی مغفرت کر دے اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے دے۔

-☆-

جو آدمی صلاۃ (نماز) کا دل وجان سے گرویدہ ہے اس کے تمام حقوق وآداب کا خیال رکھتا ہے تو اس کیلئے مغفرت کا وعدہ ہے۔ صلاۃ پابندی سے ادا کرنے والے کے جملہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۷۰)	جلد۱	صفحہ۱۸۰
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۳۹۸)	جلد۱	صفحہ۲۵۲
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۱۵۷۷)	جلد۱	صفحہ۴۴۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۷۳۲)	جلد۵	صفحہ۲۳
السنن الکبریٰ	رقم الحدیث (۲۲۲۶)	جلد۲	صفحہ۱۳

غور فرمایئے!

جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جاتی ہے اس کی عبادت میں کتنا کیف پاتا ہے جب وضو کرنے لگے گا تو بڑے احسن طریقے سے وضو کرے گا۔ اپنے ہر عضو کو دھوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال کو مدنظر رکھے گا۔ اپنے اعضاء پر پانی بہاتے ہوئے وہ تصورات کی ان دیکھی دنیا میں پہنچ جاتا ہے جہاں حقیقت اپنے رخ زیبا سے نقاب سرکا دیتی ہے جلوہ الٰہی دل کی آنکھوں کو اس درجہ مخمور کر دیتا ہے کہ سوائے اس وحدہ لاشریک کے جمال کے کچھ اور نظر ہی نہیں آتا۔

یہی کیف سے لبریز جب اسکی بارگاہ میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کا قیام اس کا رکوع اس کا سجود قابل دید ہوا کرتا ہے اگر دل کی آنکھیں سلامت ہوں تو اس کے جملہ اعضاء سے نور کی کرنیں پھوٹتی نظر آتی ہیں اس کمال کے باوجود اس کا خشوع فرشتوں کیلئے قابل رشک ہوا کرتا ہے۔

ان سعادتوں سے بہرہ ور کیلئے اگر نوید مغفرت ہو تو حیرانگی کی کون سی بات ہے۔

عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ.........قال سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُولُ: خَمسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ تبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَى العِبَادِ مَن اَتَى بِهِنَّ لَم يُضَيِّعُ مِنهُنَّ شَيئاً اِستِخفَافاً بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهُ عِندَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَهد" اَن يَدخُلَهُ الجَنَّةَ وَمَن لَم يَاتِ بِهِنَّ فَلَيسَ لَهُ عِندَ اللّٰهِ عَهد" اِن شَاءَ عَذَّبَهُ وَاِن شَاءَ غَفَرَلَهُ.

مسند الامام احمد　　رقم الحدیث (۲۲۵۹۲)　　جلد ۱۲　　صفحہ ۳۹۲

صحیح ابن حبان　　جلد ۵　　صفحہ ۲۱

قال الارنووط:　　حدیث صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا حضور ارشاد فرما رہے تھے:

صلوات خمس (پانچ نمازیں) اللہ تعالیٰ نے انہیں بندوں پر فرض قرار دیا ہے۔ پس جس خوش نصیب نے انہیں صحیح طریقے سے ادا کیا اور ان میں سے کسی کے حق کو استخفاف کی بنا پر ضائع نہ کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اس کیلئے عہد ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور جس بدنصیب نے ان صلوات کو ادا نہ کیا اللہ کے ہاں اس کیلئے کوئی عہد و پیمان نہیں۔ اگر اللہ چاہے تو انہیں عذاب دے اور اگر چاہے تو انہیں معاف فرمادے۔

-☆-

صلاة الجماعة

(باجماعت نماز)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین

امابعد!

صلاۃ الجماعۃ کے وجوب پر یہ مختصر سی کاوش ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اسے شرف قبولیت عطا فرمائے اور میرے لیئے باعث نجات بنائے۔

کوشش کی گئی ہے کہ اس مضمون میں جتنی احادیث درج ہوں وہ سنداً بھی صحیح ہوں اور جن کتابوں میں نظر سے وہ احادیث مبارکہ گزریں ہیں انہیں بھی درج کر دیا جائے۔

تخریج احادیث کے سلسلہ میں نو وارد ہوں۔ اللہ تعالیٰ غلطیاں اور خطائیں معاف فرمائے اور علی اکرام درگزر فرماتے ہوئے اطلاع دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلم بھائیوں کو صلاۃ باجماعت کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی یاد کی لذت سے سرفراز فرمائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللّٰہ علیہ وسلم.

حکم الٰہی

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ.(۱)

ترجمہ:

اور صلاۃ کو صحیح حقوق کے ساتھ ادا کرو اور زکاۃ ادا کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

یہاں رکوع ذکر کر کے پوری صلاۃ مراد ہے بطریق مجازِ مرسل کلام عرب میں جز ذکر کر کے کل مراد لینا شائع و معروف ہے۔ آیت کریمہ کے اس حصہ میں صلاۃ با جماعت کی تلقین کی گئی ہے۔

فِیْہِ اِرْشَاد" اِلٰی شُھُوْدِ الجَمَاعَۃِ وَالخُرُوْجِ اِلٰی الْمَسَاجِدِ وَقَدْ وَرَدَ فِیْ ذَالِکَ مِنَ الاَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَۃِ الثَّابِتَۃِ وَغَیْرِھِمَا مَاھُوَ مَعْرُوْف" وَقَدْ اَوْجَبَ حُضُوْرَ الْجَمَاعَۃِ بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ.(۲)

اس میں صلاۃ جماعۃ (باجماعت نماز) میں حاضر ہونے کی طرف اور مساجد کی طرف صلاۃ کی ادائیگی کیلئے جانے کے بارے میں حکم ہے اور اس سلسلہ میں کئی احادیث صحیحہ ثابتہ بخاری و مسلم اور ان کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں وارد ہیں اور مشہور و معروف ہیں اور بعض اہل علم نے صلاۃ الجماعۃ میں حاضر ہونے کو واجب قرار دیا ہے۔

(۱) سورۃ البقرۃ ۲/۴۳

(۲) فتح القدیر للشوکانی ۱/۷۹

حالت خوف میں صلاۃ الجماعۃ کا حکم

وَاِذَا کُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوۃَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَکَ وَلْیَأخُذُوا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْیَکُوْنُوا مِنْ وَرَائِکُمْ وَلْتَأتِ طَائِفَةٌ اُخْرٰی لَمْ یُصَلُّوا فَلْیُصَلُّوا مَعَکَ وَلْیَاْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ وَدَّالَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْتَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِهِمْ وَاَمْتِعَتِهِمْ فَیَمِیْلُوْن عَلَیْکُمْ مَیْلَةً وَاحِدَةً وَلَاجُنَاحَ عَلَیْکُم اِنْ کَانَ بِکُمْ اَذیً مِنْ مَطَرٍ اَوْکُنْتُمْ مَرْضٰی اَن تَضَعُوا اَسْلِحَتَکُمْ وَخُذُوا حِذْرَکُمْ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْکَافِرِیْنَ عَذَاباً مُهِیْناً[1]

ترجمہ:

اے حبیب! جب آپ ان کے درمیان موجود ہوں تو آپ ان کیلئے اقامت صلاۃ کا اہتمام فرمائیں اس طرح کہ ان میں ایک جماعت آپ کے ساتھ (صلاۃ کی ادائیگی کیلئے) کھڑی ہو اور وہ اپنے ساتھ اپنا اسلحہ بھی رکھیں پس جب وہ سجدہ کر چکیں تو وہ آپ کے پیچھے (سے ہٹ کر دشمن کے بالمقابل) ہو جائیں اور اور آ جائیں دوسری جماعت والے جنہوں نے ابھی تک صلاۃ ادا نہیں کی تو وہ صلاۃ ادا کریں آپ کے ساتھ اور وہ اپنے ساتھ رکھیں اپنا دفاعی سامان اور اپنا اسلحہ۔

---

(۱) سورۃ النساء ۴/۱۰۲

کافر چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے اسلحہ اور اپنے سامانِ (دفاع) سے غافل ہو جاؤ تو تم پر یکبارگی حملہ کر دیں اور کوئی حرج نہیں اگر تمہیں تکلیف ہو بارش کی وجہ سے یا تم بیمار ہو تو اتار کر رکھ لو اپنا اسلحہ اور (اس حالت میں بھی) اپنی احتیاطی تدابیر کو نظر انداز نہ کرو بے شک اللہ نے کافروں کیلئے رسوا کن عذاب تیار کیا ہے۔

-☆-

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے حضرت صدر الافاضل رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

نماز خوف کا مختصر طریقہ یہ ہے کہ پہلی جماعت امام کے ساتھ ایک رکعت پوری کر کے دشمن کے مقابل جائے اور دوسری جماعت جو دشمن کے مقابل کھڑی تھی وہ آکر امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھے پھر فقط امام سلام پھیرے اور پہلی جماعت آکر دوسری رکعت بغیر قرأت کے پڑھے اور سلام پھیر دے اور دشمن کے مقابل چلی جائے پھر دوسری جماعت اپنی جگہ آکر ایک رکعت جو باقی رہی تھی اس کو قرأت کے ساتھ پورا کر کے سلام پھیرے کیونکہ یہ لوگ مسبوق ہیں اور پہلی لاحق۔ حضرت ابن مسعود سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح نمازِ خوف ادا فرمانا مروی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی صحابہ نمازِ خوف پڑھتے رہے ہیں۔ حالت خوف میں دشمن کے مقابل اس اہتمام سے نماز ادا کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کس قدر ضروری ہے۔(1)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ صلاۃ الجماعۃ کتنی اہمیت ہے۔

اھل اسلام دشمنانِ اسلام کے سامنے سینہ سپر کھڑے ہیں دشمن انکی حرکات کا بغور جائزہ بھی لے رہا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام لحظہ بھر کیلئے غافل

---

(1) تفسیر ضیاء القرآن ۱/۳۸۳ بحوالہ تفسیر خزائن العرفان

ہو جائیں تو حملہ کر کے انہیں نیست و نابود کر دیا جائے ان کڑے اور سخت حالات میں بھی با جماعت صلاۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اگر ایسی صورت میں بھی صلاۃ الجماعۃ کو ترک نہیں کیا جاتا تو حالتِ امن میں اپنے وطن میں مسجد میں جا کر کس دلیل اور کس زعم میں صلاۃ الجماعۃ کو ترک کیا جاتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اجتماعی ہیں اس میں تمام معاشرہ کا بھلا ہے اور تمام افراد کو گھیرے ہوئے ہیں اس لیے

صلاۃ الجماعۃ کا خصوصی حکم دیا گیا ہے۔

اگر صلاۃ الجماعۃ کی کوئی اہمیت نہ ہوتی

تو حالتِ خوف میں کبھی با جماعت صلاۃ ادا کرنے کا حکم نہ دیا جاتا۔ یہ حکم یہ ارشاد گرامی اس بات کا واضح اعلان کرتا ہے کہ

اھل ایمان پر صلاۃ الجماعۃ واجب ہے اور اسے بلا عذر ترک کرنے کی بالکل اجازت نہیں ہے۔

صلاۃ الجماعۃ کا حکم

عَنْ مَالِکِ ابْنِ الْحُوَیْرِثِ:

أَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَفَرٍ مِنْ قَوْمِیْ، فَأَقَمْنَا عِنْدَہُ عِشْرِیْنَ لَیْلَۃً، وَکَانَ رَحِیْماً رَفِیْقاً، فَلَمَّا رَأیٰ شَوْقَنَا إِلَی أَھَالِیْنَا، قَالَ :ارْجِعُوْا فَکُوْنُوا فِیْھِمْ، وَعَلِّمُوْھُمْ،وَصَلُّوا،فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلاۃُ فَلْیُؤَذِّنْ لَکُمْ أَحَدُکُمْ،وَلْیَؤُمَّکُمْ أَکْبَرُکُمْ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ حاضر ہوا۔ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بیس راتیں قیام کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم حددرجہ رحم فرمانے والے اور شفقت فرمانے والے تھے۔ جب حضور نے ہمارا اپنے گھر والوں کی طرف شوق دیکھا تو فرمایا: اپنے اھل خانہ میں لوٹ جاؤ اور ان میں رہو اور انہیں اسلام کے سنہری اصولوں کی تعلیم دو اور صلاۃ ادا کرو پس جب صلاۃ کا وقت آ جائے تو تم میں سے ایک تمہیں صلاۃ کی طرف بلانے کیلئے اذان دے اور جو تم میں بڑی عمر والا ہو وہ امامت کرایا کرے۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (٦٢٨)	جلد١	صفحہ٢٠٢
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (١١١٨٢)	جلد٨	صفحہ٣٣٦

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ بیس دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں رہے جب آپ کو جانے کا اذن ملا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا:

اِرْجِعُوا اَفْکُونُوْا فِیْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ

اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ اور اپنے اھل خانہ اور اپنے قبیلہ میں رہو اور وہ علم جو تم نے یہاں سے حاصل کیا ہے اسے ان افراد تک پہنچاؤ انکے سینوں کو بھی علوم نبوت سے مالا مال کر دو۔

وَصَلُّوْا

اور صلاۃ ادا کرو۔ صلاۃ اھل ایمان کا شعار ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہر امتی کو اس کی تلقین فرمائی ہے کیونکہ کفر و اسلام میں وجہ امتیاز صلاۃ (نماز) بھی ہے۔

اِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةَ فَلْیُؤَذِّنْ لَکُمْ اَحَدُکُمْ

جب صلاۃ کا وقت آ جائے تو تم سے ایک تمہیں صلاۃ کی یاد دلانے کیلئے اور تمہیں مسجد میں بلانے کیلئے اذان دے دے۔ اذان جہاں بھی ہوتی ہے وہ جگہ برکات سے معمور ہوتی ہے شیاطین وہاں سے بھاگتے ہیں تو جس جگہ برکات و خیرات کا نزول ہو اور اشرار وہاں سے بھاگنے میں عافیت سمجھیں یقیناً وہ جگہ مرکز رحمت و منبع نور بن جاتی ہے۔

وَلْیَؤُمَّکُمْ اَکْبَرُکُمْ

جو تم میں بڑا ہو وہ صلاۃ کی ادائیگی میں تمہارا امام بن جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑوں کا کس درجہ خیال رکھا ہے عمومی طور پر عمر رسیدہ کو ناکارہ خیال کیا جاتا ہے لیکن قربان جائیں اس ذات اقدس واطہر پر جن کے سر انور پر رحمۃ للعالمینی کا تاج پوری آب و تاب سے ضوافشاں ہے ان عمر رسیدہ بزرگوں کو کتنا مرتبہ و مقام دیا انہیں اللہ کی بارگاہ میں حاضری کے

وقت امام ومقتداء بنادیا۔

اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشادگرامی کو صیغہ امر سے ذکر کیا اور امر وجوب کیلئے ہوتا ہے۔رحمتوں والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی بارگاہ میں اجتماعی حاضری باجماعت صلاۃ کوواجب ولازم قرار دیا ہے۔

صلاۃ الجماعۃ کا حکم

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بن سَعِيْدٍ: حَدَّثَنا أَبُوْعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الخُدرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَحَدُهُم، وَأَحَقُّهُم بِالإِمَامَةِ أَقْرَؤُهُم.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی مقام پر بھی جب اھل ایمان کی تعداد تین ہو جائے تو ان میں ایک صلاۃ کی ادائیگی کے وقت ان کا امام بن جائے اور ان تینوں میں سے امامت کا حقدار وہ ہے جو ان میں قرآن کریم کا زیادہ قاری ہے۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی وضاحت سے بیان فرمادیا کہ جہاں تین اھل ایمان بھی ہوں جب صلاۃ کا وقت آجائے تو وہ تنہا تنہا صلاۃ ادا نہ کریں بلکہ ان میں سے ایک امام بن جائے اور باقی مقتدی بن کر اللہ ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضری دیں۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۶۷۲)	جلد۲	صفحہ۱۱۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۴۳۳۴)	جلد۳	صفحہ۴۶۰
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۴۳۷۲)	جلد۳	صفحہ۴۶۹

صلاۃ الجماعۃ کی کتنی اہمیت وشان ہے! اگر یہ امر عظیم المرتبت نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز ایسا حکم ارشاد نہ فرماتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس درجہ اہتمام سے اسے ذکر کرنا واضح کرتا ہے کہ صلاۃ مُتھم بالشان امر ہے اور اسے جس اہتمام سے ادا کیا جائے گا اسی مناسبت سے اللہ تعالیٰ اپنی کرم نوازیوں سے نوازے گا۔

عرفان الٰہی کی مے سے سرشار عارف باللہ حضرت خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک نمایاں نظر آتا ہے کہ آپ نے زندگی بھر صلاۃ الجماعۃ کا اہتمام فرمایا بلکہ اس عمل کو حالت سفر میں بھی ترک نہ فرمایا یہاں تک کہ دورانِ سفر کسی نہ کسی کو محض اس غرض سے ساتھ رکھتے تھے کہ جہاں کہیں بھی صلاۃ کا وقت آ جائے تو صلاۃ باجماعت ادا کی جائے آپ کے اسی پرخلوص عمل کا نتیجہ ہے کہ آپ کے ارادت مند آج بھی دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں لیکن انہیں بھی صلاۃ باجماعت کے بغیر چین نہیں آتا بلکہ بعض خوش بخت تو ایسے بھی ہیں کہ زندگی کا اتار چڑھاؤ ماہ وسال کا قصہ ماضی بنتے جانا بھی ان سے صلاۃ باجماعت کی سعادت کو ایک وقت کیلئے بھی نہ چھین سکا۔

وَاَحَقُّهُمْ بِالْاِمَامَةِ اَقْرَؤُهُمْ

انکی امامت کا حقدار وہ ہے جو قرآن کا زیادہ قاری ہے۔

بڑا ہونا کبھی عمر کے اعتبار سے ہوتا ہے اور کبھی تجربہ کی بناء پر اور کبھی علم کی بنا پر اور کبھی عمل کی بنا پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی عمر والے کو آگے کر دیا تو کبھی علم والے کے سر پر عزت کا تاج سجا دیا۔

اذان کے بعد مسجد سے بلا عذر نکلنے کی ممانعت

حَدَّثَنَاهَاشِم'' ثَنَاشَرِیْکْ'' عَنِ الْمَسْعُوْدِیّ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَاکُنْتُمْ فِیْ الْمَسْجِدِ فَنُوْدِیَ بِالصَّلَاۃِ فَلاَیَخْرُجْ أَحَدُکُمْ حَتّٰی یُصَلِّیَ.

ترجمة الحديث:

ہمیں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا

جب تم مسجد میں ہو اور صلاۃ کیلئے اذان دی جائے تو تم میں سے کوئی صلاۃ ادا کرنے سے پہلے مسجد سے نہ نکلے۔

-☆-

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۸۷۶)	جلد۹	صفحہ۶۰۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۶۵۵)	جلد۲	صفحہ۱۰۵
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۹۲۲)	جلد۲	صفحہ۱۰۶
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۰۱)	جلد۱	صفحہ۲۶۰
قال المحقق:	الحدیث صحیح		

کوئی مسلم مسجد میں بیٹھا ہوا سی دوران صلاۃ کا وقت ہوجائے اور مؤذن اذان دے دے تو اب اسے بلا عذر مسجد سے صلاۃ با جماعت ادا کیے بغیر نکلنے کی اجازت نہیں۔

اگر صلاۃ الجماعۃ واجب نہ ہوتی تو ایسا حکم نہ دیا جاتا۔ یہ حکم واضح اعلان کرتا ہے کہ اھل اسلام پر صلاۃ الجماعۃ واجب ولازم ہے۔

جو مسلم خوش دلی سے اللہ کے اوامر اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی شان کریمی سے اس پر عنایات کے دروازے کھول دیتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی نظر شفقت سے اسے نواز دیتے ہیں۔

اس عالم رنگ وبو میں جس سے اسکا اللہ اور اس کا رسول راضی ہوجائے اسے اور کیا چاہیئے۔

حَدَّثَنَا هَاشِم" ثنا الْمَسْعُودِيُّ وَشَرِيک" عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجَ رَجُل" مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ أَمَا هٰذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَفِي حَدِيثِ شَرِيکٍ ثُمَّ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ فَلَا يَخْرُجْ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُصَلِّيَ.

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۰۸۷۵) جلد ۹ صفحہ ۶۰۸
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۰۵۲۰) جلد ۹ صفحہ ۵۰۷
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۹۲۸۶) جلد ۹ صفحہ ۱۷۲
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

ترجمة الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

مؤذن کے اذان دینے کے بعد ایک آدمی مسجد سے نکل گیا تو آپ نے فرمایا:

اس آدمی نے حضور ابوالقاسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔

پھر حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہمیں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۴)	جلد۱	صفحہ۳۹۷
قال الترمذی:	حدیث حسن صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۳۶)	جلد۱	صفحہ۲۰۳
صحیح سنن ابی داؤد حدیث ۵۳۶ جلد ۱ صفحہ ۱۶۰			
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۶۵۵)	جلد۲	صفحہ۱۰۵
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۳۳)	جلد۱	صفحہ۳۹۸
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۳۳)	جلد۲	صفحہ۵۵
قال بشار عواد معروف: اسنادہ حسن			
المسند الجامع		جلد۱۶	صفحہ۶۰۳
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۰۵)	جلد۱	صفحہ۲۲۷
قال الالبانی:	حسن صحیح		

جب تم مسجد میں ہو اور صلاۃ کی ادائیگی کیلئے اذان دی جائے تو تم میں سے کوئی بھی مسجد سے نہ نکلے یہاں تک کہ وہ صلاۃ (نماز) ادا کرے۔

-☆-

ایک آدمی مسجد میں ہو اسی دوران صلاۃ الجماعۃ کی ادائیگی کیلئے اذان دے دی جائے اب ایسے آدمی کو بلا عذر مسجد سے نکل کر جانے کی اجازت نہیں تاوقتیکہ وہ جماعت کے ساتھ صلاۃ ادا کر لے۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی دونوں جہاں میں وبال جان ہے۔ العیاذ باللہ

دوسرے لفظوں میں جو آدمی مسجد میں ہو اور اذان ہو جائے تو وہ وہیں بیٹھا رہے اور جماعت کے ساتھ صلاۃ ادا کر کے پھر مسجد سے نکلے تو ایسا آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار ہوگا۔ اگر صلاۃ باجماعت ادا کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی سند مل جائے تو زہے نصیب!

نابینا کیلئے عدم رخصت

عَنِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ قَالَ: قُلْتَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّى رَجُل" كَبِيْر"، ضَرِيْر"، شَاسِعُ الدَّارِ، وَلَيْسَ لِىْ قَائِد" يُلاوِمُنِىْ، فَهَلْ تَجِدُلِىْ مِنْ رُخْصَةٍ؟ قَالَ: هَلْ تَسْمَعُ النِّداءَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: مَاأَجِدُلَكَ رُخْصَةً.

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۴۳)	جلد ۱	
قال المحقق:	صحیح		
صحیح ابی داؤد			صفحہ ۵۶۱-۵۶۲
الإرواء		جلد ۲	صفحہ ۲۴۷
الروض			صفحہ ۷۵۵
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۵۲)	جلد ۱	صفحہ ۲۰۷
صحیح سنن ابی داود			صفحہ ۵۵۲
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۹۲)	جلد ۱	صفحہ ۴۳۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۵۱)	جلد ۱	صفحہ ۲۴۳
قال الالبانی:	صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۹۳۸)	جلد ۱	صفحہ ۵۲۱

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ نے فرمایا

میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی

میں ایک عمر رسیدہ، نابینا ہوں اور میرا گھر مسجد سے دور ہے اور میرا کوئی وسیل وراہنما بھی نہیں جو مجھے اُپنے ساتھ لے چلے۔

حضور! آپ کے خیال میں ایسی صورت میں میرے لیے رخصت ہے کہ میں صلاۃ گھر پرادا کرلیا کروں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کیاتم اذان کی آواز سنتے ہو؟

تلخیص المستدرک	رقم الحدیث (۱)		صفحہ ۲۴۷
سنن انسائی (بالفاظ مختلفہ)		جلد ۲	صفحہ ۱۱۰
المصنف لعبدالرزاق	رقم الحدیث (۱۹۱۳)	جلد ۱	صفحہ ۴۹۷
المصنف لابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۱)		صفحہ ۳۴۶
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۴۹۴۸)	جلد ۳	صفحہ ۸۲
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۴۷۸)	جلد ۲	صفحہ ۳۶۷
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۵۴۲۹)	جلد ۱۲	صفحہ ۲۰۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

میں نے عرض کی

ہاں یارسول اللہ!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا

میرے نزدیک تیرے لیے کوئی رخصت نہیں (بلکہ تجھ پر لازم ہے کہ تو صلاۃ مسجد میں آ کر باجماعت ادا کرے)۔

-☆-

جس کی بینائی نہیں اس کیلئے یہ روشن جہاں بھی تاریک ہے وہ انسان ہوتے ہوئے بھی دوسرے انسان کا محتاج رہتا ہے۔ ایسا آدمی یقیناً معذور سمجھا جاتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت صلاۃ کی اہمیت کے پیش نظر ایسے نابینا کو بھی معذور شمار نہیں کیا بلکہ اسے پابند بنایا ہے کہ وہ صلاۃ الجماعۃ میں شریک ہو اور اجتماعی برکات سے مستفید ہو۔

حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور نابینا ہیں ان کا گھر مسجد نبوی سے فاصلہ پر ہے اور ان کے پاس کوئی دلیل وراہنما بھی نہیں جو ان کو مسجد نبوی تک بوقت صلاۃ لا سکے انہوں نے اپنا یہ مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا اور اپنی اس مجبوری کا ذکر کیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام باتوں کو سن کر صرف یہ پوچھا

کیا تمہیں اذان کی آواز آتی ہے؟

انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے لیئے کوئی رخصت نہیں یعنی ہر حال صلاۃ الجماعۃ میں حاضر ہونا پڑے گا۔

عَنِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَثِيْرَةُ الْهَوَامِّ وَالسِّبَاعِ فَقَالَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَسْمَعُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ؟ فَحَيَّ هَلًا.

ترجمة الحديث:

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے عرض کی

یارسول اللہ! مدینہ منورہ میں شیر اور درندے کثرت سے ہیں (کیا میرے لیے رخصت ہے کہ میں صلاۃ گھر پر ادا کرلیا کروں)؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کیا تم حی علی الصلاۃ / آ ؤصلاۃ کی طرف

اور

حی علی الفلاح / آ ؤفلاح کی طرف

کو سنتے ہو

تو صلاۃ کی ادائیگی کیلئے جلدی کرو۔

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۵۳)	جلد۱	صفحہ ۲۰۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۵۳)	جلد۱	صفحہ ۱۶۴
قال الألبانی:	صحیح		

اس حدیث پاک میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ یہ عرض کرتے ہیں یارسول اللہ! گھر کی دوری کے ساتھ مدینہ منورہ میں شیر اور درندے بھی بکثرت ہیں شیر اور درندوں کی موجودگی میں مسجد آنا جانا تو بینا آدمی کیلئے بھی خطرے سے خالی نہیں چہ جائیکہ نابینا آدمی ہو۔ اس صورت کا ذکر کر کے انہیں شاید یقین ہوگا کہ اب مجھے گھر میں صلاۃ ادا کرنے کی اجازت مل جائے گی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کیا تم حی علی الصلاۃ آؤ صلاۃ کی طرف اور

حی علی الفلاح آؤ فلاح و کامیابی کی طرف

کی آواز سنتا ہے حضرت عبداللہ نے عرض کی ہاں یارسول اللہ

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا

پھر جلدی جلدی صلاۃ کی ادائیگی کیلئے مسجد آ جایا کرو۔

مسجد میں صلاۃ کی ادائیگی کیلئے جو جتنی جلدی آئے گا اتنا ہی اسے اجر و ثواب زیادہ ملے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس اجر و ثواب میں ایک نابینا کو پیچھے نہیں دیکھنا چاہتے اسے بھی اپنے دوسرے امتیوں کے ہمراہ جنت کے اعلیٰ مدارج میں پہنچانا چاہتے ہیں اس لئے فرمادیا جلدی پہنچا کرو جلدی پہنچا کرو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ:

أَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ أَعْمَى. فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُ لَیْسَ لِی قَائِدٌ یَقُودُنِی إِلَى الْمَسْجِدِ فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله علیه وسلم أن یُرَخِّصَ لَهُ فَیُصَلِّی فِی بَیْتِهِ. فَرَخَّصَ لَهُ فَلَمَّاوَلَّى دَعَاهُ فَقَالَ: هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَجِبْ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

ایک نابینا آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اس نے عرض کی

یارسول اللہ! میرے پاس کوئی قائد نہیں جو مجھے مسجد تک لے کر آئے۔ تو اس نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اسے رخص دے دی جائے کہ وہ اپنے گھر میں صلاۃ ادا کرلیا کرے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رخصت دے دی۔

صحیح مسلم　　رقم الحدیث (۶۵۳)　　جلد۲　　صفحہ۱۰۶

جب وہ نابینا آدمی چل دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا تو فرمایا
کیا تم صلاۃ کی ادائیگی کیلئے دی گئی اذان کو سنتے ہو تو اس نے کہا ہاں یارسول اللہ!
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
تم مسجد میں حاضر ہو کر صلاۃ باجماعت ادا کیا کرو۔

-☆-

حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اس حدیث پاک میں بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ میرے پاس کوئی ایسا آدمی نہیں جو مجھے پکڑ کر مسجد تک پہنچا آیا کرے۔ میں نابینا اور تنہا ہوں مجھے گھر صلاۃ پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر بھی انہیں گھر صلاۃ ادا کرنے کی اجازت نہیں دی بلکہ مسجد میں باجماعت صلاۃ ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

عَنِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُومٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَى الْمَسْجِدَ فَرَأىٰ فِي الْقَوْمِ رِقَّةً فَقَالَ: إِنِّي لَاَهُمُّ اَنْ اَجْعَلَ لِلنَّاسِ إِمَاماً ثُمَّ اَخْرُجُ فَلاَ اَقْدِرُ عَلٰى إِنْسَانٍ يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلَاةِ فِي بَيْتِهٖ إِلَّا اُحَرِّقُهٗ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُومٍ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَ الْمَسْجِدِ نَخْلاً وَشَجَراً وَلاَ اَقْدِرُ عَلٰى قَائِدٍ كُلَّ سَاعَةٍ اَيَسَعُنِي اَنْ اُصَلِّيَ فِي بَيْتِي قَالَ اَتَسْمَعُ الْإِقَامَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ فَأْتِهَا.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو لوگوں کی تعداد پہلے سے کم دیکھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

میں یہ ارادہ کر رہا ہوں کہ لوگوں کیلئے ایک امام مقرر کر دوں (جو صلاۃ کی امامت کرے) پھر میں مدینہ کے گلی کوچوں میں نکل جاؤں تو میں جس بھی آدمی کو دیکھوں کہ وہ صلاۃ باجماعت کی ادائیگی سے رہ گیا ہے تو میں اس کے گھر کو اس سمیت ہی آگ لگا دوں۔

مسند الامام احمد　　رقم الحدیث (۱۵۴۳۰)　　جلد ۱۲　　صفحہ ۲۰۳

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا

یارسول اللہ! میرے اور مسجد کے درمیان کھجور کے درخت اور کچھ دوسرے درخت ہیں اور میں ہر وقت کوئی قائد بھی نہیں رکھ سکتا کیا میرے لیے یہ گنجائش ہے کہ میں اپنے گھر میں صلاۃ ادا کرلیا کروں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کیا تم صلاۃ کی ادائیگی کیلئے اذان سنتے ہو؟

عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اگر اذان کی آواز سنتے ہو تو تجھ پر مسجد میں حاضر ہونا لازمی ہے۔

-☆-

حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر میں صلاۃ ادا کرنے کی رخصت طلب کررہے ہیں اور عرض کرتے ہیں میرے اور مسجد نبوی کے درمیان درخت ہیں کچھ کھجور کے درخت ہیں اور کچھ دوسری لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت نہیں عطا فرمائی۔

غور کیجئے انسان نابینا بھی ہو راستہ بھی واضح نہ ہو کوئی دلیل و راہنما بھی نہ ہو پھر طرفہ یہ کہ راستہ میں درخت بھی ہوں جو ٹھوکر لگنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں نابینا آدمی کسی درخت سے الجھ کر اپنے آپ کو چوٹ بھی لگا سکتا ہے لیکن ان ساری مجبوریوں کے باوجود جماعت کے ترک کرنے کی اجازت نہیں۔

عَن أَبی أُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: اَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ، وَهُوَ أعْمَى وَهُوَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ: (عَبَسَ وَتَوَلّٰی أنْ جَاءَهُ الأَعْمَى)[عبس: ۱ – ۲]وَكَانَ رَجُلاً مِنْ قُرَیْشٍ إلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِی وَاُمِّی أَنْتَ كَمَا تَرَانِی قَدْدَبَرَتْ سِنِّی، وَرَقَّ عَظْمِی، وَذَهَبَ بَصَرِی، وَلِی قَائِدٌ لاَیُلاَ یُمُنِی قِیَادُهُ إیَّایَ، فَهَلْ تَجِدُ لِی رُخْصَةً اُصَلِّی الصَّلَوَاتِ فِیْ بَیْتِیْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ تَسْمَعُ الْمُؤَذِّنُ فی الْبَیْتِ الَّذِی اَنْتَ فِیهِ؟ قَالَ نَعَمْ یَارَسُوْلُ اللّٰه. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَمَ: مَاأَجِدُلَكَ رُخْصَةً وَلَوْیَعْلَمُ هَذا الْمُتَخَلِّفُ عَنِ الصَّلاةِ فی الجماعَةِ مَالِهذا الْمَاشِی إلَیْهَا لأَتَاهَا وَلَو حَبْواً عَلٰی یَدیهِ وَرِجْلَیْهِ.

مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۲۱۶۷)	جلد۲	صفحہ۱۶۹
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۷۸۸۶)	جلد۸	صفحہ۲۶۶
الترغیب الترھیب	رقم الحدیث (۶۱۲)	جلد۱	صفحہ۳۵۳
صحیح الترغیب الترھیب	رقم الحدیث (۴۳۰)		صفحہ۱۷۵

قال الألبانی: حسن

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن ام مکتوم نابینا صحابی ہیں اور وہ ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی عَبَسَ وَتَوَلّٰی أنْ جَاءَ هُ الأعْمٰی ۔اور یہ قریش کے ایک آدمی ہیں ۔یہی (عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں آئے تو عرض کی

یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کو معلوم ہی ہے کہ میں عمر رسیدہ ہو چکا ہوں میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور میری بصارت ختم ہو چکی ہے اور جو مجھے لیکر بوقت صلاۃ مسجد آئے اس کا لانا مجھے پسند نہیں۔

کیا حضور میرے لیے رخصت تجویز فرماتی ہیں کہ میں صلوات گھر پر ادا کرلیا کروں۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کیا تو اپنے گھر میں مؤذن کی آواز سنتا ہے

انہوں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ!

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میرے ہاں تیرے لیے کوئی رخصت نہیں۔

اگر صلاۃ الجماعة سے پیچھے رہ جانے والے کو علم ہوتا کہ اس صلاۃ (نماز) کی طرف چل کر آنے والے کو کتنا اجر و ثواب ملتا ہے تو وہ اپنے ہاتھوں اور بازوں کے بل چل کر آتا۔

-☆-

اس حدیث پاک میں انہیں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے دو عذر نظر آتے ہیں وہ فرماتے ہیں

میں عمر رسیدہ ہو چکا ہوں اور

میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں

انسان جب عمر رسیدہ ہو جائے اور اس کے قوی مضمحل ہو جائیں تو اس کیلئے زندگی میں قدم قدم پر مشکلات پیش آتی ہیں اس کیلئے چلنا بھی دشوار ہو جاتا ہے ان باتوں کے باوجود صلاۃ باجماعت کو چھوڑ کر تنہا صلاۃ ادا کرنے کی اجازت نہیں۔

ان تمام روایات پر نظر ڈالیں تو حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے درج ذیل عذر نظر آتے ہیں:

۱۔ نابینا ہیں

۲۔ گھر مسجد سے دور ہے

۳۔ کوئی قائد بھی نہیں جس کی انگلی پکڑ کر مسجد میں آسکیں

۴۔ راستہ میں شیر اور درندے ہیں

۵۔ راستہ میں جگہ جگہ مختلف نوع کے درخت ہیں

۶۔ عمر رسیدہ ہیں

۷۔ ہڈیاں اور اعضاء کمزور ہیں

ان عذروں کے باوجود بے جماعت صلاۃ ادا کرنے کی اجازت نہیں تنہا صلاۃ ادا کرنے کی رخصت نہیں۔ اب غور کیجئے

ایک آدمی نابینا بھی نہ ہو بلکہ بینا ہو اس کی آنکھیں صحیح وسلامت ہوں

اس کا گھر مسجد سے دور بھی نہ ہو بلکہ مسجد کے قرب وجوار میں رہتا ہو

اسے کسی دلیل وراہنما کی ضرورت بھی نہیں

اسے راستہ میں مسجد تک پہنچنے میں کوئی خطرہ نہیں اس کا راستہ محفوظ ہے وہاں کوئی درندہ اور شیر منہ کھولے کھڑا نہیں بلکہ بڑا پرامن راستہ ہے

راستہ میں کوئی درخت وغیرہ بھی نہیں جو رکاوٹ بن سکے اور نہ کوئی ایسی چیز ہے جس سے اس کی ٹکر ہو جانے کا اندیشہ ہو

عمر رسیدہ بھی نہ ہو

اس کے قویٰ مضمحل نہ ہوں بلکہ بڑا چست اور چاق وچوبند ہو

اب اگر ایسا کلمہ گو مسجد کا رخ نہ کرے بلکہ **صلاۃ الجماعۃ** کو ترک کردے تو بھلا وہ کس زعم میں ایسا کر رہا ہے کیا اس نے علیم وخبیر اللہ کی بارگاہ میں حاضر نہیں ہونا ہے کیا اسے اس بات کا خوف نہیں کہ روزِ محشر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں نیاز حاصل کرنا ہے۔

اللہ ہم سب کو غفلت ختم کرنے اور نہایت مستعدی اور اخلاص سے صلاۃ باجماعت کی توفیق عطا فرمائے۔

بلاعذر تارک جماعت کی صلاۃ نقص کے داغ سے داغدار

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ فَلاَ صَلاَةَ لَهُ إِلاَّ مِنْ عُذْرٍ.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۹۳)	جلد ۱	صفحہ ۴۳۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۵۲)	جلد ۱	صفحہ ۲۴۴
قال الالبانی:	صحیح		
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۱۲۲۶۵)	جلد ۱۱	صفحہ ۴۴۶
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۱۲۲۶۶)	جلد ۱۱	صفحہ ۴۴۶
سنن الدارقطنی	رقم الحدیث (۱۵۴۰)	جلد ۱	صفحہ ۳۹۹
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبریٰ	رقم الحدیث (۴۹۴۰)	جلد ۳	صفحہ ۸۰
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۵۱)	جلد ۱	صفحہ ۲۰۶
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۵۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۶۴
قال الالبانی:	صحیح		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۱۸۰۳)	جلد ۳	صفحہ ۳۳۷
المستدرک للحاکم		جلد ۱	صفحہ ۲۴۶
التلخیص بذیل المستدرک		جلد ۱	صفحہ ۲۴۶

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
جو اذان سن کر بلا عذر مسجد میں صلاۃ کی ادائیگی کیلئے نہ آیا (اور گھر میں صلاۃ (نماز) ادا کی تو سن لو) اس کی صلاۃ نہیں ہوئی۔

-☆-

کوئی آدمی اذان کے کلمات اپنے کانوں سے سنے پھر صلاۃ کی ادائیگی کیلئے مسجد کا رخ نہ کرے تو اسے کیا کہا جائے۔ اذان کے دلکش کلمات اس کے کانوں سے ٹکرائیں اور وہ انکی طرف متوجہ ہی نہ ہو تو اس کا کیا کیا جائے۔

اللہ اکبر اللہ سب سے بڑا ہے۔
اس کی عظمت و کبریائی کے اقرار کیلئے مسجد کا رخ نہ کرے۔

اشھدان لاالہ الا اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں
اسکی ربوبیت کی گواہی کے لئے اس کے گھر آنے کیلئے بے قرار نہ ہو۔

اشھدان محمد رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کا اعلان ہو رہا ہو اور وہ اس کی عملی گواہی دینے

پر کمربستہ نہ ہو۔

حَیَّ علی الصلاۃ　　　آ ؤ صلاۃ کی طرف

وہ صلاۃ باجماعت کی طرف آمادہ ہی نہ ہو۔

حَیَّ علی الفلاح　　　آ ؤ کامیابی کی طرف

وہ فلاح وکامیابی کی اس صدا دلنواز پر کان ہی نہ دھرے۔

اللّٰه اکبر　　　اللہ سب سے بڑا ہے

اللہ کی عظمت وکبریائی کا اعلان بار بار ہو رہا ہو اور سب اھل اسلام سے مل کر اس کے حضور سر بندگی جھکانا نہ چاہتا ہو۔

لاالہ الااللّٰہ　　　اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں

اللہ کی الوہیت کا واضح اور اٹل فرمان مبارک اس کے کان کے پردے سے آگے دل میں اترے ہی نہ

ایسا آدمی اگر گھر میں سجدہ کرنا چاہتا ہے تو اگر اس کی اس بندگی کو اس کے منہ پر مارا جائے

یا

اسکی اس عبادت وبندگی کو نقص کے داغ سے داغدار قرار دیا جائے تو جائے تعجب نہیں۔

ترکِ جماعت: منافقین کی علامت ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ :قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :

لَیْسَ صَلاَةٌ" أثْقَلَ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالعِشَاءِ وَلَوْیَعْلَمُوْنَ مَافِیْهِمَا لاَتَوْهُمَاحَبْواً،لَقَدْ هَمَمْتُ أنْ اٰمُرَ الْمُؤذِنَ فَیُقِیْمَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً یَوَّمُّ اَلْنَاسَ،ثُمَّ اٰخُذُ شُعَلاً مِنَ نَارِ، فَأحَرِّقَ عَلَی مَنْ لاَیَخْرُجُ إلی اَلصَّلاَةِ بَعْدُ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۲۰۹۸)	جلد۵	صفحہ۴۵۴
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۹۴۵۴)	جلد۹	صفحہ۲۲۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مصنف لابن ابی شیبہ		جلد۱	صفحہ۳۳۲
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۶۵۱)	جلد۲	صفحہ۱۰۲
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث(۴۹۳۱)	جلد۳	صفحہ۷۸
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۷۹۷)	جلد۱	صفحہ۴۳۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۶۵۶)	جلد۱	صفحہ۲۴۵
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۶۵۷)	جلد۱	صفحہ۲۰۸

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

منافقین پر صلاۃ الفجر اور صلاۃ العشاء سے بڑھ کر کوئی صلاۃ (نماز) بھاری نہیں اگر انہیں معلوم ہوتا کہ ان دونوں (صلاۃ الفجر اور صلاۃ العشاء) میں کتنا اجر وثواب ہے تو سرین کے بل یا ہاتھ اور پاؤں کے بل چل کر آتے۔

میں نے ارادہ کیا کہ مؤذن کو حکم دوں کہ وہ اذان کہے پھر میں ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو صلاۃ کی امامت کرائے پھر میں آگ کا شعلہ لے لوں پھر میں آگ جلاؤں اس پر جو ابھی تک صلاۃ میں شریک نہ ہوا ہو۔

-☆-

منافق جو بھی کام کرتا ہے بددلی سے کیا کرتا ہے اسے دینِ حق کی حقانیت کا شعور تک نہیں ہے وہ محض اپنے مفادات کے تحفظ کیلئے اھل اسلام کے اجتماعی کاموں میں شریک ہوا کرتا ہے۔

مسند ابی عوانۃ	رقم الحدیث (۱۲۵۶)	جلد۱	صفحہ۳۵۱
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۱۲۷۳)	جلد۱	صفحہ۳۲۶
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۵۲۱)	جلد۹	صفحہ۳۸۰
فتح الباری	رقم الحدیث (۶۵۷)	جلد۲	صفحہ۱۴۱

تمام صلوات (نمازیں) وہ بددلی سے عدم توجہی سے ادا کرتا ہے یہ ساری صلوات (نمازیں) اس کیلئے ایک بوجھ ہوتی ہیں لیکن صلوۃ الفجر اور صلوۃ العشاء اس کیلئے زیادہ ہی بھاری ہوتی ہیں۔

صبح اہل اسلام اپنے اپنے بستروں سے اٹھ کر بندگی کا کیف لینے کیلئے مسجد کا رُخ کریں لیکن منافق بادل ناخواستہ اٹھتا ہے اس کے مفادات جو اھل اسلام سے وابستہ ہیں وہ صرف انہیں تحفظ فراہم کرنے کی غرض سے اپنے بستر سے نکلتا ہے لیکن اس کا دل شاید اھل اسلام کو مختلف النوع گالیوں سے نواز رہا ہو۔

کم وبیش یہی صورت منافق کو صلاۃ العشاء کو بھی پیش آتی ہے وہ دل میں کوستا ہے یہ مسلم کیسے ہیں نہ انہیں آرام کرنے کا خیال ہے اور نہ یہ دنیا کی رنگینیوں میں مست ہوتے ہیں۔ جب بھی اذان ہوئی مسجد کی جانب خراماں خراماں چل دیتے ہیں۔

یہ دو صلوات (نمازیں) منافقین پر یقیناً بھاری ہوتی ہیں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

لَوْاَنَّ رَجُلاً دَعَا النَّاسَ اِلٰی عَرْقٍ اَوْ مِرْمَاتَيْنِ لَاَجَابُوْهُ وَهُمْ يُدْعَوْنَ اِلٰی هٰذِهِ الصَّلَاةِ فِیْ جَمَاعَةٍ فَلَا يَاْتُوْنَهَا. لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلاً اَنْ يُصَلِّیَ بِالنَّاسِ فِیْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ اَنْصَرِفُ اِلٰی قَوْمٍ سَمِعُوا النِّدَاءَ فَلَمْ يُجِيْبُوا فَأُضْرِمُهَا عَلَيْهِمْ نَاراً، اِنَّهُ لَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ''

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد رقم الحدیث (۲۱۷۰) جلد۲ صفحہ۱۷۱

(کتاب الصلاۃ الباب ۸۷ الاحادیث) رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ موثقون

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اگر کوئی آدمی لوگوں کو گوشت والی ہدی یا دو کھر کھانے کی دعوت دے تو وہ اس کی دعوت کو قبول کرلیں گے لیکن انہیں اس صلاۃ باجماعت کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ اس عبادت میں شریک نہیں ہوتے۔

میں نے ارادہ کیا کہ ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو صلاۃ باجماعت پڑھائے پھر اس قوم کے پاس جاؤں جس نے اذان کو سن کر مسجد کا رخ نہیں کیا تو میں ان کو آگ میں جلانے کا حکم دے دوں۔

(سن لیجئے) اس صلاة الجماعة سے منافق ہی پیچھے رہتا ہے۔

-☆-

منافق کا مطمع نظر حصولِ دولت ہوتا ہے اسکی زندگی کی تگ و دو دولت اکٹھی کرنے کے سلسلہ میں ہے اسے اللہ کی بندگی سے کوئی سروکار نہیں وہ جو مسجد میں جاتا ہے اس کا یہ جانا محض رسماً ہے وہ صرف اھل اسلام کو اپنا ظاہری روپ دکھاتا ہے۔ یہ نام کا مسلم مساجد کی طرف راغب ہی نہیں اگر کہیں اعلان ہوجائے کہ آنے والے کو گوشت والی ہدی پیش کی جائے گی تو منافقین وہاں شاید سب سے پہلے ہونگے لیکن مساجد کے مناروں سے اذان کی آواز میں انکے لیے کوئی کشش اور دلکشی نہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اِنّ لِلْمُنَافِقِیْنَ عَلامَاتٍ یَعْرَفُوْنَ بِهَا: تَحِیَّتُهُمْ لَعْنَة"، وَطَعَامُهُمْ نُهْبَة"، وَغَنِیْمَتُهُمْ غُلُوْل"، وَلایَقْرَبُوْنَ الْمَسَاجِدَ إلاّهُجْراً، وَلایَأتُوْنَ الصَّلاةَ إلاّ دَبْراً، مُسْتَكْبِرِیْنَ، لایَألَفُوْنَ وَلایُؤْلَفُوْنَ خُشُب" بِاللَّیْلِ، صُخُب" بِالنَّهَارِ. وَقَالَ یَزِیْدُ مرةً: صُخُب" بِالنَّهَارِ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوهریره رضی الله عنہ سے روایت ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

منافقین کی کچھ نشانیاں ہیں جن کی بنا پر ان کی پہچان ہوتی ہے

ان کا تحیہ (سلام کرنا) لعنت ہے

ان کا طعام لوٹ کا مال ہوتا ہے

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۷۹۱۳) جلد ۸ صفحہ ۳۶

قال احمد محمد شاکر: اسنادہ حسن

مجمع الزوائد رقم الحدیث (۴۱۱) جلد ۱ صفحہ ۱۰۷

ان کی غنیمت خیانت کا مال ہے

وہ مساجد کے قریب نہیں آتے مگر بد دلی سے

وہ صلاۃ ادا نہیں کرتے مگر وقت گزر جانے پر

غرور و تکبر سے رہتے ہیں

وہ الفت و محبت سے دور رہتے ہیں اور نہ ان سے الفت کی جاتی ہے۔

رات بے جان لکڑی کی طرح گزارتے ہیں (اللہ سے غافل ہو کر سوتے ہیں) اور دن کو (جانوروں کی طرح) چیختے چلاتے پھرتے ہیں۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث پاک میں منافقین کی چند علامات ذکر کی ہیں۔

آیئے انہیں غور سے پڑھیئے اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں ہم بھی گروہ منافقین میں شمار ہوں۔

العیاذ باللہ من ذالک

تَحِیَّتُھُم لَعْنَۃ":

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دین کی تبلیغ فرمائی وہ سراپا رحمت دین ہے اس میں ایک دوسرے کو ملتے وقت دعائیہ کلمات کا تبادلہ ہوتا ہے یہ دعائیہ کلمات ایمان والے کی اندرونی پاکیزگی کا اظہار کرتے ہیں۔

السلام علیکم   تم پر سلامتی ہو

وعلیکم السلام اور تم پر بھی سلامتی ہو

لیکن منافقت ان پیاری تعلیمات کونظر انداز کر دیتی ہے اور ایک منافق جب ملتا ہے تو ایسے کلمات ادا کرتا ہے جس سے دوسرے کی دل آزاری ہوتی ہے دوسروں کی دل آزاری فعلِ رحمت نہیں بلکہ فعل قابل لعنت ہے۔

یا منافق ملتے ہی گالیاں بکنا شروع کر دیتا ہے اور لعنت کے الفاظ منہ سے نکالتے ہیں یہ انکے باطن کی ناپاکی کوظاہر کرتے ہیں۔

طَعَامُهُمْ نُهْبَة:

اہل ایمان رزق حلال کھاتے ہیں بلکہ رزق حلال کی تلاش کوعبادت کا درجہ دیتے ہیں جس مومن کے پیٹ میں حلال لقمہ جاتا ہے وہ لقمہ اس کے باطن کے نور کواور اُجلا بنادیتا ہے اور اس کی چمک میں اضافہ کا باعث بنتا ہے لیکن منافق حلال روزی کی بجائے حرام کمائی کی طرف توجہ دیتا ہے بلکہ اس کا باطن اس درجہ گر چکا ہوتا ہے کہ اسے حرام لقمہ میں لذت آتی ہے وہ لوٹ مار کا مال کھاتا ہے دوسروں کے مال کو ناحق چھین کر خود اور اپنی اولاد کو کھلاتا ہے یہ طعام باطن میں تکدر پیدا کرتا ہے بلکہ اس سے دل سیاہ ہو جاتا ہے بلکہ ایسا آدمی عبادت کی طرف مائل ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے آپ کو مسجد میں ایک قیدی کی صورت میں دیکھتا ہے۔

غَنِیمَتُهُم غَلُوْل'':

امانت میں خیانت انکا شیوہ ہے۔ امانت کا تقدس پامال کر کے وہ خوشی محسوس کرتے ہیں۔ خیانت کے مال کو مال غنیمت کا درجہ دیتے ہیں خائن اور تو سب کچھ ہوسکتا ہے مومن نہیں ہوسکتا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ واٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ"، اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۳)	جلد ۱	صفحہ ۳۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۹۱)	جلد ۱۰	صفحہ ۲۳۷
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۳۴۱)	جلد ۱۰	صفحہ ۳۱۴
مسند ابی عوانۃ	رقم الحدیث (۴۲)	جلد ۱	صفحہ ۳۰
مسند ابی عوانۃ	رقم الحدیث (۴۳)	جلد ۱	صفحہ ۳۰
مسند ابی عوانۃ	رقم الحدیث (۴۴)	جلد ۱	صفحہ ۳۰
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۳۱)	جلد ۵	صفحہ ۱۹
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن غریب		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۳۱)	جلد ۸	صفحہ ۱۲۱
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۳۶)	جلد ۳	صفحہ ۳۵۰
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۳)	جلد ۱	صفحہ ۳۵
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۶۸۲)	جلد ۲	صفحہ ۸۱۴
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۷۴۹)	جلد ۲	صفحہ ۸۴۵

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

منافق کی تین نشانیاں ہیں

١۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے

٢۔ جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے

صحیح البخاری	رقم الحدیث(٦٠٩٥)	جلد٤	صفحہ١٩٢٣
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث(١٢٦٨٧)	جلد٦	صفحہ٤٧٠
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث(١٢٦٨٩)	جلد٦	صفحہ٤٧٠
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(٩١٣١)	جلد٩	صفحہ١٢٢
قال حمزہ احمد لزین:	اسنادہ صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث(٣٦)	جلد١	صفحہ٧٣
قال بغوی:	ھذا حدیث صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث(٣٥)	جلد١	صفحہ٧٢
قال بغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث(٢٠١٩١)	جلد١١	صفحہ١٥٦
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(١٠٨٦٧)	جلد٩	صفحہ٢٠٦
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث(١٠٦)	جلد١	صفحہ١٤١

۳۔ جب اسے امانت دی جائے تو وہ خیانت کرے

ایک اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ ہو

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو: اَنَّ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقاً خَالِصاً وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۴)	جلد۱	صفحہ۳۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۹۳۱)	جلد۶	صفحہ۳۸۱
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۴۵۹)	جلد۲	صفحہ۳۷۷
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۵۴)	جلد۱	صفحہ۴۷۷
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۵۸)	جلد۱	صفحہ۱۱۱
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۶۸۸)	جلد۲	صفحہ۶۳۳
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۶۸۸)	جلد۳	صفحہ۱۴۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۳۲)	جلد۵	صفحہ۱۹
قال ترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۸۸۴۵)	جلد۹	صفحہ۳۸۵
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۰۰۸۷)	جلد۱۰	صفحہ۱۲۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۷۶۸)	جلد۶	صفحہ۳۰۱

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

چار خصلتیں جس میں ہونگی وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان خصلتوں میں سے ایک خصلت ہوگی اس میں نفاق کی بھی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔

۱۔ جب اسے امانت دار بنایا جائے وہ خیانت کرے۔

۲۔ جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے۔

۳۔ جب عہد و پیمان باندھے تو اس کی خلاف ورزی کرے۔

۴۔ جب کسی سے لڑے تو گالیاں دے۔

قال حمزہ احمد لزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۸۶۴) -	جلد ۶	صفحہ ۳۴۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند ابی عوانۃ	رقم الحدیث (۴۰)	جلد ۱	صفحہ ۳۰
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۷)	جلد ۱	صفحہ ۷۳
قال بغوی:	ھذا حدیث متفق علیہ صحتہ		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۳۰)	جلد ۸	صفحہ ۱۲۱
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۳۵)	جلد ۳	صفحہ ۳۵۰
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۱۷۸)	جلد ۲	صفحہ ۹۸۱

صحیح البخاری کی ان احادیث سے بھی علم ہوتا ہے کہ خیانت منافقت کی اہم علامت ہے۔ یہی علامت ایک انسان کو منافقین کے زمرہ میں داخل کر دیتی ہے۔

لَایَقْرَبُوْنَ الْمَسَاجِدَ اِلاَّھُجْراً وَلاَیَاْتُوْنَ الصَّلاۃَ اِلا دُبُراً۔

جس چیز سے محبت ہو انسان اس کے قرب میں راحت پاتا ہے مساجد سے اہل اسلام کو محبت ہے انہیں مساجد کے قرب سے دلی سکون کی دولت ملتی ہے لیکن گروہ منافقین مساجد کی محبت سے خالی ہے انہیں اللہ کے گھر سے کوئی انس و یگانگت نہیں اگر بامر مجبوری انہیں مساجد آنا پڑے تو بڑی بددلی سے آتے ہیں جسمانی طور پر تو وہ مسجد کے قریب ہوتے ہیں لیکن دلی طور پر وہ مسجد سے دور بہت دور ہوتے ہیں۔

صلاۃ مومنین کی معراج ہے اس کا کیف اھل ایمان کو نصیب ہوتا ہے صلاۃ سے محبت کرنے والے ایک صلاۃ سے فارغ ہوتے ہیں تو دوسری صلاۃ کا انتظار کرنا شروع کر دیتے ہیں انکی روح کی غذا ان کے دل کا قرار اللہ کی بندگی ہے جیسے ہی اذان کی آواز کانوں سے ٹکراتی ہے سجدہ بندگی کی لذت لینے کیلئے فوراً مسجد کا رخ کرتے ہیں لیکنمنافق کیلئے سجدہ بہت گراں ہے اس کا سجدہ کرنا بہت مشکل مرحلہ ہے اگر اسے کرنا ہی پڑے تو وقت گزار کر آتا ہے بے وقت سجدہ کرتا ہے یہ اسکی اندرونی کیفیت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس نے مے توحید پی ہی نہیں اس نے عشق رسالت کا جام لبوں سے لگایا ہی نہیں اسے کیا علم کہ اللہ اکبر کہنے میں کس درجہ کیف ہے اسے کیا علم کہ

السلام علیک ایھا النبی

کہنے میں کس درجہ لذت و سرور ہے وہ تو شیطانی جال میں پھنسا ہے صلاۃ کو ضائع کرنا اس کا شیوہ ہے۔

مُستَکبِرِیْنَ:

تکبر انسان کو تباہ کر دیتا ہے انسان کا حسن عاجزی میں ہے تکبر تو شیطان کی قبیح عادت ہے ابلیس اسی تکبر کی وجہ سے راندۂ درگاہ ہوا۔ اولاد آدم کو عاجزی زیبا ہے اور اسی میں اس کی عافیت وسلامتی ہے۔

نہد شاخ پر میوہ سر برز میں
پھلوں سے لدی ٹہنی زمین کی طرف جھکتی ہے

جس کے اندر نعمت ایمان ہوگی اس میں عاجزی ہوگی تکبر اور ایمان دو متضاد چیزیں ہیں۔ منافق تکبر کرتا ہے اس کی سرشت میں اترانا ہے۔

لایَألَفُوْنَ وَلاَ یُؤْلَفُوْنَ:

منافقین کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ کسی سے الفت نہیں کرتے پھر جواباً وہ بھی الفت سے محروم کر دیے جاتے ہیں۔ ان کے دل سچی محبت سے خالی ہوتے ہیں بلکہ ان کے اندر نفرت کا لاوا ابل رہا ہوتا ہے اگر وہ ظاہری طور پر ہنس کر بات کریں یا رسماً الفت کا اظہار کریں تو یہ ایسے ہی ہے جیسے شکر کی پڑیا میں زہر بھر دیا گیا ہو۔

منافق اللہ کی محبت سے خالی ہے جب وہ اللہ کی محبت سے خالی ہے تو اللہ کی مخلوق کی محبت والفت سے بھی خالی ہے اللہ تعالیٰ جن افراد سے محبت کرتا ہے ان کا باطن ان کی چاہت سے بھی خالی ہوتا ہے۔

منافق اللہ کے ذکر سے بھاگیں گے کیونکہ ذکر الٰہی محبت الٰہی کی نشانی ہے اگر کہیں انہیں ذکر کرنا پڑے تو وہ ذکر منافقت کے داغ سے داغدار ہوتا ہے۔

اللہ فرماتا ہے: **لایذکرون اللہ الا قلیلاً**

وہ اللہ کا بہت کم ذکر کرتے ہیں ان کی زبان اگر کسی وقت حرکت زیادہ بھی کرے تو وہ ذکر کثیر نہیں بلکہ منافقانہ ذکر ہے اور وہ قلت کے عیب سے معیوب ہے۔

اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی منافق پر بڑا بھاری ہوتا ہے۔

وہ ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرنا تو درکنار ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سننا بھی گوارا نہیں کرتا۔ مختلف حیلوں بہانوں سے وہ ذکر کی نفی کرتا ہے بلکہ کسی سعادت مند کو بھی ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرنے سے روکتا ہے وجہ واضح ہے کہ اس کا دل الفت سے خالی ہے پھر وہ بھی الفت کا سزاوار نہیں۔ اگر دل میں الفت ہوتی تو ذکر الٰہی اور ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزے لیتا اور اگر خالق و مالک اس سے الفت فرماتا تو اس کی زبان خود بخود ذکر الٰہی اور ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لذت سے سرشار رہتی۔

خَشَب'' بِاللَّيْلِ:

رات کو بے جان لکڑی کی طرح غافل سوتے رہتے ہیں

منافق رات کی کیف آور گھڑیوں سے غافل ہے اسے علم ہی نہیں کہ رات کو خالق و مالک کو یاد کرنا کس درجہ بلند اقبالی کا ضامن ہے اسے تو کھانے پینے سے فرصت نہیں اور رات بھر غافل رہ کر جو وہ اپنا نقصان کر رہا اور اپنی آخرت برباد کر رہا ہے اسے اپنے اس نقصان و بربادی کا شعور ہی نہیں۔ پوچھئے ان بندگانِ الٰہی سے جنہیں عشق سرمدی کے جام نصیب ہوئے انکی راتیں کیسے گزرتی ہیں۔

صَخَب" بِالنَّھارِ:

دن کو چیخنا چلانا منافق کا شیوہ ہے وہ اپنوں میں ہو یا بیگانوں میں اسکی زبان ہر وقت آری کی طرح چلتی ہے کبھی کسی کی عزت پر تبصرہ کرتی ہے تو کبھی کسی کو گالی دیتی ہے لڑائی جھگڑا منافق کی سرشت میں ہوتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَامِنْ عَلاَمَاتِ النِّفَاقِ وَمَکْرِہٖ وَارْزُقْنَا حَلاَوَۃَ الْاِیْمَانِ وَلَذَّتِہٖ.

تارک نماز غافلین سے

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ أَنَّهُمَا سَمِعَا النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلٰى اعواده لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَام'' عَنْ وَدْعِهِمُ الْجَمَاعَاتِ، اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ، ثُمَّ لَيَكُوْنَنَّ مِنَ الغَافِلِين.

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۴۴)	جلد۱	
قال المحقق: صحیح: الصحیحہ	رقم الحدیث (۲۹۶۷)		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۹۴)	جلد۱	صفحہ۴۳۳
قال المحقق:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۵۳)	جلد۱	صفحہ۲۴۴
قال الألبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۲۹۶۷)		جلد۶	صفحہ۱۱۳۶
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۵۵۷۱)	جلد۳	صفحہ۲۴۴
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۸۵۵)	جلد۳	صفحہ۱۷۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۹۰)	جلد۳	صفحہ۵۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۳۰۹۹)	جلد۳	صفحہ۳۴۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان دونوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا حضور ارشاد فرما رہے تھے

جماعت کے بغیر تنہا صلاۃ ادا کرنے والی اقوام اپنے اس عمل سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر ان کا شمار غافلین سے ہوگا۔

مسند لامام احمد رقم الحدیث (۲۱۳۲) جلد۲ صفحہ۵۳۶

قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

تارکِ جماعت شیطان کے تسلط میں

عَنْ مَعْدَان بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ،قَالَ:سَأَلِنِی اَبُوالدَّرْدَاءِ اَیْنَ مکَانُکَ؟ قُلْتُ: فِیْ قَرْیَۃٍ دُوْنَ حِمْصٍ،قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَا مِنْ ثَلاثَۃٍ فِیْ قَرْیَۃٍ وَلا بَدْوٍ، لاتُقَامُ فِیْھِمِ الصَّلاۃُ اِلَّا اسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطَانُ، فَعَلَیْکَ بِالْجَمَاعَۃِ فَإِنَّمَا یَاْکُلُ الذِئْبُ الْقَاصِیَۃَ، قَالَ السَّائِبُ: إِنَّمَا یَعْنِی بِالْجَمَاعَۃِ: جَمَاعَۃَ الصَّلاۃِ

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۱۰۱)	جلد۵	صفحہ۴۵۷
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ حسن		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۴۷)	جلد۱	صفحہ۲۰۵
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۴۷)	جلد۱	صفحہ۱۶۲
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۷۹۳)	جلد۳	صفحہ۳۴۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المستدرک للحاکم		جلد۱	صفحہ۲۱۱
قال حاکم:	ھذا حدیث صدوق رواتہ		
التلخیص بذیل المستدرک		جلد۱	صفحہ۲۱۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۷۳۸۷)	جلد۱۸	صفحہ۴۵۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت معدان بن ابی طلحہ نے فرمایا

مجھ سے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا

تمہارا مسکن کہاں ہے؟

میں نے عرض کی

حمص کے قریب ایک گاؤں میں

انہوں نے فرمایا: میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا حضور فرما رہے تھے

تین آدمی کسی بستی میں رہتے ہوں یا جنگل میں اور اس جنگل یا بستی میں صلاۃ با جماعت قائم نہ کی جائے تو شیطان انہیں گھیر لیتا ہے ان پر غالب آ جاتا ہے۔ تم پر صلاۃ با جماعت لازم ہے کیونکہ بھیڑیا ریوڑ سے دور بکری کو کھا جاتا ہے۔

صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۴۸۶)	جلد ۲	صفحہ ۳۷۱
سنن النسائی	رقم الحدیث (۸۴۳)	جلد ۱	صفحہ ۱۱۵
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۸۴۶)	جلد ۱	صفحہ ۲۸۱
قال الالبانی:	حسن		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۰۶۷)	جلد ۱	صفحہ ۳۳۵
قال الالبانی:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۹۶۷)	جلد ۸	صفحہ ۲۳۵

سائب فرماتے ہیں اس حدیث پاک میں الجماعۃ سے مراد جماعۃ الصلاۃ ہے یعنی صلاۃ (نماز) کی جماعت۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی نے صلاۃ الجماعۃ کی اہمیت کو کس قدر اجاگر کردیا ہے کہ اگر کسی بستی میں یا جنگل میں تین آدمی بھی ہوں تو وہ صلاۃ تنہا تنہا ادا نہ کریں بلکہ سب مل کر صلاۃ ادا کریں ان میں سے ایک مُصلّی ءِامامت پر آجائے باقی دو اس کی اقتداء میں اللہ کی بزرگی کا مزہ لیں۔

یقیناً جسے اللہ تعالیٰ کی بندگی و عبادت کا کیف مل جائے وہ بڑے نصیبوں والا ہے۔

صلاۃ الجماعۃ اہل اسلام کی شوکت وقوت کا اظہار کرتی ہے۔ یہ ایمانی وروحانی قوت ہے شیطان اہل ایمان کی اسی قوت سے ہر وقت خائف رہتا ہے اور باجماعت صلاۃ ادا کرنے والا شیطان کی گرفت سے آزاد ہوتا ہے ہاں جو آدمی تنہا صلاۃ ادا کرے اور اکیلئے صلاۃ ادا کرنے کو اپنی عادت بنالے تو شیطان اس پر مسلط ہوجاتا ہے اور وہ آدمی شیطان کیلئے ترنوالہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ جو بکری ریوڑ سے الگ تھلگ ہو اسے بھیڑیا فوراً دبوچ لیتا ہے۔ بھیڑیا ایک خونخوار درندہ ہے اور اسکا کام ہی چیرنا پھاڑنا ہے۔ شیطان کو اس درندے سے تشبیہ دے کر یہ عیاں کیا گیا کہ اے اھل ایمان شیطان کو کبھی بھی اپنا ہمدرد اور خیر خواہ نہ سمجھنا اس کی سرشت میں چیر پھاڑ ہے اسے جب بھی موقع ملا یہ تمہارے ایمان کو ضائع کردے گا اس لیئے ہمیشہ صلاۃ الجماعۃ میں شرکت کیا کرو کیونکہ باجماعت صلاۃ ادا کرنے والے سے شیطان بھاگتا ہے۔

غضبِ الٰہی میں گرفتار

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ أَنَّهُمَا سَمِعَ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى اَعْوَادِهِ لَيَنْتَهِيَنَّ اقوام'' عَن وَدْعِهِمُ الجَمَاعَاتِ أو لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِم ثمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الغَافِلِيْنَ.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۹۴)	جلد ۱	صفحہ ۴۳۳
قال محمود حسن:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۵۳)	جلد ۱	صفحہ ۲۴۴
قال الألبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۸۶۵)	جلد ۲	صفحہ ۲۶۸
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۳۶۶)	جلد ۳	صفحہ ۸۷
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۷۸۵)	جلد ۷	صفحہ ۲۵
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۰۵۴)	جلد ۴	صفحہ ۲۱۴
قال للبغوی:	ھذا حدیث صحیح		
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۸۵۵)	جلد ۳	صفحہ ۱۷۵
مسند احمد	رقم الحدیث (۲۱۳۲)	جلد ۲	صفحہ ۵۳۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مُسند احمد	رقم الحدیث (۳۰۹۹)	جلد ۳	صفحہ ۳۴۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مُسند احمد	رقم الحدیث (۲۲۹۰)	جلد ۳	صفحہ ۵۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھم نے سنا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منبر پر جلوہ افروز فرما رہے تھے:

صلاة الجماعة کوترک کرنے والی قومیں جماعت ترک کرنے کا وطیرہ چھوڑ دیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگادے گا پھر انکا شمار غافلین سے ہوگا۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کتنا جلال بھرا ہے۔اس سے ترکِ جماعت پر کتنا نقصان ہوتا ہے کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ وہ آدمی جس پر اس کا خالق و مالک راضی ہو اور اس کا رسول و نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں وہ بڑی سعادت سے بہرہ ور ہے لیکن جس سے اس کا خالق و مالک ناراض ہو جائے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو جائیں اس کا دونوں جہاں میں کوئی ٹھکانہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی جب ناراضگی بڑھ جاتی ہے تو اللہ ایسے آدمی کے دل پر مہر لگا دیتا ہے جس کے دل پر مہر لگادی جائے پھر اسے ہزار نصیحت کیجئے اس پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اپنے غضب و ناراضگی سے محفوظ فرمائے۔

تارک جماعت
آگ کے سپرد کیے جانے کے لائق

عَنْ اَبِی هُرَیرةَ: أنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ ،لَقَدهَمَمْتُ أنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَیُحْطَبَ،ثُمَّ آمُرُ بالصَّلاة فیُؤذَّنَ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً فَیَؤُمَّ النَّاسَ،ثُمَّ أخَالِفُ إلٰی رِجَالٍ فَأحَرِّقَ عَلَیُهم بُیُوتَهُم،وَالَّذِی نَفْسِی بِیَده،لَویَعلَمُ أحَدُهُم: أنَّهُ یَجِدُ عَرقاً سَمِیْناً،أومِرمَاتَیْنِ حَسَنَتَینِ،لَشَهِدَ العِشَاءَ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۴۴)	جلد۱	صفحہ۲۰۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۰۹۶)	جلد۵	صفحہ۴۵۱
شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۲۲۴)	جلد۴	صفحہ۲۲۵۸
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۷۹۱)	جلد۳	صفحہ۳۴۴
قال بغوی:	ھذا حدیث متفق علیٰ صحتہ		
الموطاللامام مالک	رقم الحدیث (۳)	جلد۱	صفحہ۱۲۵
سنن النسائی	رقم الحدیث (۸۴۴)	جلد۲	صفحہ۱۱۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۸۴۷)	جلد۱	صفحہ۲۸۱
قال الالبانی:	صحیح		

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۸۳۲)	جلد۱۰	صفحہ۱۹۴
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۷۹۱)	جلد۱	صفحہ۴۳۱
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
قال بشار عوار معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۵۰)	جلد۱	صفحہ۲۴۳
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۴۹)	جلد۱	صفحہ۲۰۵
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۴۹)	جلد۱	صفحہ۱۶۳
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۶۵۱)	جلد۲	صفحہ۱۰۲
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۱۷)	جلد۱	صفحہ۴۲۲
قال ترمذی:	حدیث حسن صحیح		
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (۱۹۸۴)	جلد۱	صفحہ۵۱۷
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (۱۹۸۵)	جلد۱	صفحہ۵۱۸
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (۱۹۸۶)	جلد۱	صفحہ۵۱۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۹۰۳)	جلد۸	صفحہ۳۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۱۳۴)	جلد۸	صفحہ۲۰۹
قال احمد شاکر:	وھو صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۲۳۹)	جلد۸	صفحہ۲۵۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۳۲۴)	جلد ۷	صفحہ ۱۴۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۰۵۷)	جلد ۹	صفحہ ۳۹۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۹۰۴)	جلد ۹	صفحہ ۶۱۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۸۷۶)	جلد ۹	صفحہ ۳۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
المسند للحمیدی	رقم الحدیث (۹۵۶)	جلد ۲	صفحہ ۴۲۵
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۴۹۳۴)	جلد ۳	صفحہ ۸۹
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۷۹۱)	جلد ۳	صفحہ ۳۴۴
قال بغوی ھذا:	حدیث متفق علیٰ صحتہ		
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۴۸۴)	جلد ۲	صفحہ ۳۷۰
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۸۵۳)	جلد ۳	صفحہ ۱۷۴
قال محقق:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۸۵۴)	جلد ۳	صفحہ ۱۷۵
مسند ابی عوانۃ	رقم الحدیث (۱۲۵۹)	جلد ۱	صفحہ ۳۵۲
مسند ابی عوانۃ	رقم الحدیث (۱۲۶۰)	جلد ۱	صفحہ ۳۵۲

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں نے ارادہ کرلیا کہ لکڑیوں کے بارے میں حکم دوں کہ انہیں جلایا جائے پھر صلاۃ کا حکم دوں تو اس کیلئے اذان دے دی جائے پھر ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی صلاۃ کی امامت کرائے پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو صلاۃ میں شریک نہیں ہوتے تو میں ان کو ان گھروں سمیت جلا ڈالوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر ان میں سے کسی کو علم ہو کہ (صلاۃ کے ساتھ) ایک پر گوشت ہڈی ملے گی یا دو اچھے گھر ملیں گیں تو (یہ تارک جماعت) عشاء کی صلاۃ میں ضرور شریک ہونگے۔

یہ حدیث پاک کتنی پر جلال ہے جو صلاۃ الجماعۃ میں شریک نہ ہوتا ہو وہ اس قابل ہے کہ اسے آگ میں جلا دیا جائے۔ اس کا وبال اس درجہ ہے کہ صرف اسے ہی نہیں بلکہ اس کے گھر سمیت اسے جلا دیا جائے یعنی وہ منافق ہے جس کا نفاق بالکل واضح ہے۔

اے اللہ! اے ارحم الرحمین!

ہم سب کو صلاۃ الجماعۃ میں شرکت کی توفیق ارزانی فرما اور ہمیں اپنے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے مامون ومحفوظ فرما۔

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيَنْتَهِيَنَّ رِجَالٌ'' عَنْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ اَوْلَاُ حَرِّقَنَّ بُيُوْتَهُمْ.

سنن ابن ماجہ — رقم الحدیث (۷۹۵) — جلد ۱ — صفحہ ۴۴۳

قال محمود محمد محمود: — الحدیث صحیح

صحیح سنن ابن ماجہ — رقم الحدیث (۶۵۴) — جلد ۱ — صفحہ ۲۴۴

قال الألبانی: — صحیح

ترجمہ:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جو لوگ باجماعت صلاۃ ادا نہیں کرتے وہ صلاۃ باجماعت ترک کرنے سے باز آجائیں ورنہ میں انکے گھروں کو جلانے کا حکم دے دوں گا۔

-☆-

سوءِ خاتمہ

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ (1)

ترجمہ:

جس دن پردہ اٹھادیا جائے گا ایک ساق سے تو ان (نابکاروں) کو سجدہ کی دعوت دی جائے گی تو اس وقت وہ سجدہ نہ کرسکیں گے ان کی آنکھیں ندامت سے جھکی ہونگی ان پر ذلت ورسوائی چھارہی ہوگی حالانکہ انہیں (دنیا میں) سجدہ کی طرف بلایا جاتا تھا جبکہ وہ صحیح سلامت تھے (اور وہ سجدہ نہ کرتے تھے)

-☆-

حضور ضیاء الامۃ رحمہ اللہ لکھتے ہیں

جب کوئی سخت تکلیف دہ اور مصیبت کا وقت آجاتا ہے تو اہل عرب یہ محاورہ استعمال کرتے ہیں۔ جب گھمسان کی لڑائی شروع ہوجاتی ہے تو کہتے ہیں

شَمَّرَتِ الْحَرْبُ عَنْ سَاقِهَا.

جنگ نے اپنی پنڈلی سے تہہ بند اوپر اٹھالیا۔

---

(۱) سورۃ القلم/الآیتان ۴۲-۴۳

راجز کہتا ہے

قَدْ کَشَفَتْ عَنْ سَاقِھَا فَشُدُّوا
وَجَدَّتِ الْحَرْبُ بِکُمْ فَجُدُّوا

اے بہادرو! لڑائی نے اپنی پنڈلی ننگی کردی ہے تو سب زور سے حملہ کرو جنگ زوروں پر ہے اب تم بھی سنجیدگی سے دادِ شجاعت دو۔

جس سال قحط انتہا کو پہنچ جائے اس کا ذکر یوں کرتے ہیں

فِی سَنَۃٍ قَدْ کَشَفَتْ عَنْ سَاقِھَا

یہ اس سال کی بات ہے جس نے اپنی پنڈلی ننگی کردی۔

اس محاورہ کے مطابق آیت کا معنی ہوگا روز قیامت جب حالات بڑے تکلیف دہ اور ہولناک ہوجائیں گے اور ہر شخص جلال خداوندی سے لرزہ براندام ہوگا۔ چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی ہونگی دل خوف سے دھڑک رہے ہونگے اس وقت لوگوں کے ایمان یا کفر خلوص یا نفاق آشکارا کرنے کیلئے انہیں حکم دیا جائے گا اور سب اپنے رب کو سجدہ کرو۔

جن کے دلوں میں ایمان اور خلوص ہوگا فوراً سربسجود ہوجائیں گے لیکن کافر اور منافق بہت زور لگائیں گے کہ سجدہ کریں اور خون لگا کر شہیدوں میں شامل ہوجائیں لیکن ان کی کمر اکڑ جائے گی بڑی کوشش کے باوجود سجدہ نہ کرسکیں گے اس رسوائی پر آنکھیں جھک جائیں گی سب کے سامنے ان کے کفرونفاق کو ظاہر کردیا گیا۔

آج وہ سجدہ سے کیوں محروم ہیں اس کی وجہ بتادی کہ جب دنیا میں صحیح وسالم تھے انہیں کہا گیا کہ سجدہ کرو لیکن سجدہ کی توفیق نہ ہوئی اس حکم عدولی کی پاداش میں آج ان سے سجدہ

کرنے کی قوت سلب کر لی گئی ہے۔[1]

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكَانُوا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ، يَعْنِيْ حِيْنَ كَانُوا يُدْعَوْنَ اِلَى الصَّلَوَاتِ بِالْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ وَكَانُوا سَالِمِيْنَ قَادِرِيْنَ عَلَى الصَّلَاةِ وَفِيْ هٰذَا وَعِيْدٌ لِمَنْ قَعَدَ عَنِ الْجَمَاعَةِ وَلَمْ يُجِبِ الْمُؤَذِّنَ اِلٰى اِقَامَةِ الصَّلَاةِ فِي الْجَمَاعَةِ.[2]

وَكَانُوا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ

کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں آج ان سے سجدہ کی قوت اس لیے سلب ہے کہ جب انہیں بلایا جاتا تھا (دنیا میں) صلوات کی طرف اذان واقامت کے ذریعے اس حال میں کہ وہ سالم بھی تھے اور صلاۃ پر قادر بھی تھے (تو صلاۃ کی طرف نہ آتے تھے)

اس میں وعید ہے اس آدمی کیلئے جو صلاۃ الجماعۃ ادا کرنے کی بجائے بیٹھا رہا اس نے مؤذن کی صدا کا کوئی جواب نہ دیا کہ وہ صلاۃ فی الجماعۃ میں شریک ہو۔

آج جو افراد صلاۃ الجماعۃ سے غفلت کرتے ہیں انہیں اپنے رویے پر نظر ثانی کرنی چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ غفلت ہی غفلت میں خاتمہ بالخیر کی نعمت سے محروم ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیشہ صلاۃ باجماعت کی توفیق عطا فرمائے۔

---

(۱) تفسیر ضیاء القرآن

(۲) التفسیر الکبیر للرازی ۳۰/۹۶

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعلیماتِ نبویہ

ترتیب:

محمد کریم سلطانی

الجزء الثالث

ناشر:

مکتبۂ صبحِ نور

جامعہ رحیمیۃ العلوم مسجد خضرا فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیمات نبویہ

الجزء الثالث

ترتیب
محمد کریم سلطانی

ناشر
مکتبہ صبح نور
جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء، پیپلز کالونی فیصل آباد فون: 041-8730834 فیکس: 041-8739797

تعلیمات نبویہ

(الجزء الثالث)

تالیف

محمد کریم سلطانی

ناشر

مکتبہ صبح نور

جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء فیصل آباد

فون:041-8730833-34

نام کتاب	**تعلیمات نبویہ** (الجزء الثالث)
تالیف	محمد کریم سلطانی
اشاعت	اوّل ۲۰۰۶ء
کمپوزنگ	صبح نور کمپیوٹرز
ناشر	مکتبہ صبح نور
تعداد	
قیمت	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آداب الدعاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ ، نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَھْدِہِ اللّٰہُ فَلا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْ فَلا ھَادِیَ لَہٗ وَأَشْھَدُاَنْ لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

یَااَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ.

یَااَیُّھَاالنَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَۃٍ وَخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھَا رِجَالاً کَثِیْراً وَنِسَاءً وَاتَّقُوااللّٰہَ الَّذِیْ تَسَاءَ لُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَام اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْباً.

یَااَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْداً. یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِیْماً.

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ الْاَجْمَلِ وَنَبِیِّکَ الْاَکْرَمِ الْمَبْعُوْثِ رَحْمَۃً لِلْعَالَمِیْنَ وَحَامِلِ لِوَاءِ الْحَمْدِ وَصَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ سَیِّدِنَا وَمَوْلانَا مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ بُدُوْرِ الدُّجٰی وَاَصْحَابِہٖ نُجُوْمِ الْھُدٰی وَمَنْ تَبِعَھُمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

اللہ وحدہ لاشریک انسان کا رب ہے، خالق و مالک ہے اور معطی و وھاب بھی ہے۔ اسی کے دستِ قدرت میں سب کچھ ہے، انسان اس کی مخلوق ہے۔ اس کا مملوک ہے اللہ دینے والا ہے فرزند آدم لینے والا ہے۔ اللہ عطا فرمانے والا ہے اور انسان حاصل کرنے والا ہے، اللہ کی شان بندہ نوازی اور بندہ پروری ہے اور انسان کی حیثیت اس وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں ایک سائل اور منگتے کی ہے۔ اولادِ آدم کو جس چیز کی ضرورت ہو اُسے لینے کیلئے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں التجاء والتماس کرنا ''دعا'' ہے۔

مرتضی زبیدی لکھتے ہیں:

اَلدُّعاءُ : اِستِدعَاءُ الْعَبْدِ رَبَّهُ الْعِنَايَةَ وَاسْتِمْدَادُهُ اِيَّاهُ الْمَعُوْنَةَ۔[1]

بندے کا اپنے رب سے فضل وعنایت کی استدعا کرنا اور اسی سے مدد واعانت طلب کرنا دعا کہلاتا ہے۔

اللہ کے حضور جھکنا اسی سے التماس والتجا کرنا اور اسی کی بارگاہ میں اپنے آپ کو حاجت مند اور فقیر ظاہر کرنا عبدیت کہلاتا ہے۔ عبد اپنے معبود کا در نہیں چھوڑتا اور غلام اپنے آقا و مالک کا ہی بن کر رہتا ہے۔

مالک حقیقی جل جلالہ نے اسی بات کو یوں ارشاد فرمایا ہے:

وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ.

اور میں نے جن وانس کو اپنی عبادت کیلئے ہی پیدا فرمایا ہے۔

دعا عبد اور معبود کے رشتہ کو استوار کرتی ہے بندہ اور مالک کے تعلق میں نکھار پیدا کرتی ہے۔

---

(۱) اتحاف السادۃ المتقین جلد ۵ صفحہ ۲۷

دعا ہی کی ترغیب وتحریص اور اس کی عظمت وشان کے سلسلہ میں چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

اللہ جل جلالہ ہم سب کو رسول عربی -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- کے طریقے اور سنت پر چلنے کی سعادت عطا فرمائے اور آپ ہی کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

نشانِ بندگی

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ۔[1]

ترجمہ:

اور تمہارے رب نے ارشاد فرمایا:

مجھ سے دعائیں مانگو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔ بیشک جو لوگ میری عبادت کرنے سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلیل وخوار ہو کر داخل ہونگے۔

-☆-

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ :

بندے کا کام بندگی ہے قادر و قیوم اللہ کے احکامات ماننا ہی انسان کیلئے وجہ افتخار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے بڑے سعید ہوا کرتے ہیں یہاں بھی اللہ تعالیٰ اھل ایمان کو دعا مانگنے کا حکم دے رہا ہے جو اھل ایمان اس حکم پر عمل کرتے ہیں سعادت ونجابت ان کا مقدر ٹھہرتی ہے اور اللہ کی کرم نوازیوں سے خوب سیراب ہوتے ہیں۔

جو اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے اس کے حضور دست دعا دراز نہ کرے وہ اللہ کی حکم عدولی کر رہا

(1) المؤمن ٤٠/٦٠

ہے اور اللہ کے فرمان کو نہ ماننا خطرے سے خالی نہیں۔ انسان سوچے تو سہی کہ مانگنا کس سے ہے کس کی بارگاہ میں دعاء کیلئے ہاتھ اٹھانے ہیں اور کس کے در پر التجائیں کرنی ہیں۔ اللہ ذوالجلال کی ہی بارگاہ ہے جہاں سے مانگا جاتا ہے، زندگی اس کا عطیہ ہے، صحت سے اس نے نوازا ہے، اس عالم رنگ وبو میں اس نے سانس لینے کی توفیق دی ہے، پھر وہ رحیم ہے، کریم ہے، ستار ہے، غفار ہے تو انسان جب بھی اس کے دربار میں سوال کرے گا وہ ضرور کرم فرمائے گا اور اس کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازے گا۔

وصف عاجزی:

دعا سے انسان کے اندر وصف عاجزی جنم لیتا ہے جو انسان اللہ کی بارگاہ میں دعا کرنے کا عادی ہوا کرتا ہے وہ پیکر عجز وانکسار بھی ہوا کرتا ہے یہ دعا مانگنا انسان کے اندر سے تکبر وغرور کا مادہ نکال دیتا ہے۔ متکبر شیطان کا ہم پیالہ اور ہم نوالہ ہوا کرتا ہے اور شیطان کے دام میں یوں پھنستا ہے کہ بالآخر اپنی نعمت ایمان کو ضائع کر دیتا ہے۔ (العیاذ باللہ) لیکن عاجزی کرنے والا، فروتنی کرنے والا اللہ کا محبوب ہوا کرتا ہے دعا سے وصف عاجزی جنم لیتا ہے اور عجز وانکسار کے پیکر پر اللہ تعالیٰ کے کرم کی چادر ہوا کرتی ہے جس کو دیکھ کر شیطان کوسوں دور رہتا ہے اور اس کا ایمان وعمل شیطان کے دست برد سے محفوظ رہتا ہے۔

دعاءعین عبادت

عَنِ النُّعْمَان بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ- اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُوْنِیْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ.

سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۴۷۹)	جلد ۱	صفحہ ۵۴۹
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۴۷۹)	جلد ۱	صفحہ ۴۰۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۳۸۲۸)	جلد ۴	صفحہ ۲۹۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۳۸۲۸)	جلد ۵	صفحہ ۳۵۳
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۰۱)	جلد ۳	صفحہ ۲۵۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۳۸۳)	جلد ۵	صفحہ ۲۴۴
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۳۷۲)	جلد ۳	صفحہ ۳۸۳
قال الالبانی	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت نعمان بن بشیر۔ رضی اللہ عنہ۔ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے ارشاد فرمایا: دعا عین عبادت ہے۔

تحفة الاشراف	رقم الحديث (۱۱۶۴۳)	جلد۹	صفحہ۳۰
المصنف لابن ابی شیبہ	رقم الحديث (۹۲۱۶)	جلد۱۰	صفحہ۲۰۰
المستدرک للحاکم	رقم الحديث (۱۸۴۵)	جلد۲	صفحہ۱۵۹
قال الحاکم:	هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه		
الترغيب والترهيب	رقم الحديث (۲۴۲۱)	جلد۲	صفحہ۴۷۳
قال المحققون الثلاثة:	حسن		
صحيح الترغيب والترهيب/رقم الحديث (۱۶۲۷)		جلد۲	صفحہ۲۷۵
قال الالبانی:	صحيح		
صحيح ابن حبان	رقم الحديث (۸۹۰)	جلد۳	صفحہ۱۷۲
قال شعيب الارنووط:	اسناده صحيح		
شرح السنة للبغوی	رقم الحديث (۱۳۸۴)	جلد۵	صفحہ۱۸۴
قال المحقق:	اسناده صحيح		
مسند ابی داود الطيالسی	رقم الحديث (۸۰۱)		صفحہ۱۰۸
الادب المفرد للبخاری	رقم الحديث (۷۱۴)		صفحہ۲۴۹
حلية الاولياء		جلد۸	صفحہ۱۲۰
مسند الامام احمد	رقم الحديث (۱۸۲۶۸)	جلد۱۴	صفحہ۱۴۷
قال حمزه احمد الزين:	اسناده صحيح		
جامع الاصول	رقم الحديث (۴۸۸)	جلد۲	صفحہ۲۴

اس کے بعد آپ -صلی اللہ علیہ وسلم- نے قرآن کی آیت تلاوت فرمائی: اور تمہارے پروردگار نے فرمایا مجھ سے دعائیں مانگو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔ یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت و بندگی سے ازراہِ تکبر اعراض کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلیل ورسوا ہو کر داخل ہوں گے۔

-☆-

عبادت کرنا بندے پر فرض ولازم ہے۔ جو عبادت و بندگی نہیں کرتا اسے نافرمان بندہ کہا جائے گا۔ فرمانبردار اور اطاعت شعار بندہ عبادت میں ہی لطف پاتا ہے اور اس کے بغیر اسے چین وقرار نہیں آتا۔

بسا اوقات انسان دعائیں مانگتا ہے لیکن ظاہراً اسے قبولیت کے آثار نظر نہیں آتے اس سے وہ مایوس ہوتا ہے **اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ** فرما کر مایوسی کو ختم کیا گیا ہے۔

اے اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہے، وہ دے یا نہ دے اس کی مرضی لیکن تو تو اس کا عبد ہے، تجھ پر لازم ہے کہ اسی سے ہی مانگتا جا اس دعا کو معمولی نہ سمجھنا یہ عین عبادت ہے، اس دعا کے ذریعے تیرا اللہ سے رشتہ محکم ہوتا جارہا ہے اس میں جتنا استحکام پیدا ہوگا اتنا ہی تیرے لئے بہتر ہوگا۔

کیا در در مانگنا بہتر ہے جہاں مانگنے سے عزت نفس مجروح ہوتی ہے، رسوائی بھی ہے اور بے چینی بھی یا اس احکم الحاکمین سے مانگنا بہتر ہے جہاں مانگنے سے نفس کو عزت وتوقیر ملتی ہے، روح کو اطمینان وسکون ملتا ہے بلکہ اس سے مانگنا فرضِ بندگی ادا کرنا ہے۔

اللہ سے دعائیں مانگنے والا دونوں جہاں میں معزز ہے، اسے احترام وتوقیر سے دیکھا

جاتا ہے، وہ جہاں سے گزرے دیدہ ودل فرش راہ ہوتے ہیں۔

عبادتیں بے شمار ہیں ان عبادات کی روح دعا ہے۔ جس چیز میں روح نہ ہو وہ کارآمد نہیں اس لئے عبادات کے ساتھ دعا کو لازمی قرار دیا گیا تا کہ کوئی بھی عبادت روح و جوہر سے خالی نہ ہو۔

ہاں یہ بات بھی واضح ہے کہ روح کے لئے جسم بھی چاہیئے روح بمنزلہ مکیں کے ہیں اور جسم بمنزلہ مکان کے، بات تب ہی درست ہوگی جب مکین و مکان دونوں کو وجود ہو، ایسا نہ ہو کہ صرف دعا ہی کے لئے متمنی ہوں اور باقی عبادات کو نظر انداز کردیں باقی جملہ عبادات ہوں گی تب ہی دعا کارآمد ہوگی اس لئے پہلے فرائض وواجبات کی پابندی ہوگی، سنن سید المرسلین۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کو حرز جاں بنانا ہوگا اور مستحبات سے بھی روگردانی نہ کرنی ہوگی اس کے بعد دعا مانگی جائے گی ایسی دعا، دعا ہوگی اسی دعا کو جوہر عبادت اور روح عبادت قرار دیں گے اگر عبادت ہی نہ ہو تو اس کا جوہر اور روح چہ معنی دارد؟

اکرم الاشیاء

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ -لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۷۳۳)	جلد ۸	صفحہ ۴۰۷
قال احمد محمد شاکر:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۹۳۸)	جلد ۹	صفحہ ۴۲۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۳۸۱)	جلد ۵	صفحہ ۲۴۳
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۳۸۰)	جلد ۳	صفحہ ۳۸۳
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۸۲۹)	جلد ۴	صفحہ ۳۰۰
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۰۲)	جلد ۳	صفحہ ۲۵۲
قال الالبانی:	حسن		
المستدرک	رقم الحدیث (۱۸۰۱)	جلد ۲	صفحہ ۶۸۸
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح		
قال الذہبی	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ -رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نزدیک کوئی عمل دعا سے زیادہ مکرم نہیں۔

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے عظیم الشان خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا: کسی عربی کو عجمی پر کسی عجمی کو عربی پر اور کسی گورے کو سیاہ رنگ والے پر فضیلت نہیں تم تمام حضرت آدم -علیہ الصلاۃ والسلام- کی اولاد ہو اور حضرت آدم -علیہ الصلاۃ والسلام- کو اللہ جلا جلالہٗ نے مٹی سے پیدا فرمایا ہے۔

الادب المفرد	رقم الحدیث (۷۱۲)		صفحہ ۲۴۹
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۸۷۰)	جلد ۳	صفحہ ۱۵۱
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ حسن		
مسند ابی داود الطیالسی	رقم الحدیث (۲۵۸۵)		صفحہ ۳۳۷
موارد الظمان	رقم الحدیث (۲۳۹۷)		صفحہ ۵۹۵
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۲۳۲)	جلد ۲	صفحہ ۶۹۳
اتحاف السادۃ المتقین		جلد ۵	صفحہ ۲۹
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۴۲۳)	جلد ۲	صفحہ ۴۷۳
قال المحقق:	حسن		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۱۶۲۹)		جلد ۲	صفحہ ۲۷۶
قال الالبانی:	حسن		
کنز العمال	رقم الحدیث (۳۱۴۳)	جلد ۲	صفحہ ۶۶

ہاں سن لو

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ

اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے معزز و مکرم وہ ہے جو تقویٰ سے آراستہ ہے۔

زیرِ نظر حدیث پاک سے عیاں ہوا کہ کوئی عمل دعا سے بڑھ کر معزز و مکرم نہیں اور اس خطبہ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ متقی اللہ کے ہاں سب سے معزز و مکرم ہیں تو بات واضح ہوئی کہ تقویٰ اور دعا لازم و ملزوم ہیں۔ متقی ہی اللہ سے دعا مانگتے ہیں اور اللہ کے حضور دستِ سوال دراز کرنے والا ہی تقویٰ سے مزین ہے۔

دعا بھی اللہ کی عنایت و توفیق کے بغیر نہیں مانگی جا سکتی۔ جب توفیق الٰہی شامل حال ہو اس وقت دعا کا کیف نرالا ہوتا ہے۔ دل کیف و مستی میں ڈوبا ہوتا ہے اور آنکھیں ساون برسا رہی ہوتی اور بندہ، عاجز بندہ یوں سمجھتا ہے کہ میں بارگاہِ خداوندی میں بیٹھا ہوں وہ میری التجائیں بڑی محبت سے سن رہا ہے اور اب مجھ پر نظر کرم فرمایا ہی چاہتا ہے۔

کسی بھی نیک اور صالح کام بشمول دعا کے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اللہ کی اعانت و توفیق کے بغیر ہو رہا ہے۔ اگر دل میں ایسی بات ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ عمل نہ نیک ہے اور نہ صالح اور وہ دعا بھی دعا نہیں بلکہ نفس و شیطان کا فریب ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ مَکَائِدِ النَّفْسِ وَوَسَاوِسِ الشَّیْطَانِ.

تمام دینی معاملات اور دنیوی کاروبار میں سلامتی عافیت کہلاتی ہے اللہ جل جلالہ سے عافیت مانگنا گویا سب دین و دنیا خیرات و برکات مانگنا ہے اس لئے اس پروردگار عالم جل جلالہ کو یہ بات بڑی پسند ہے کہ اس کا بندہ اس سے دنیا و آخرت، دین و ایمان کی ہر بھلائی کا سوال

کرے جب انسان یہ سمجھتے ہوئے کہ اللہ کو عافیت کا سوال کرنا بڑا محبوب ہے اور پھر وہ خلوصِ دل سے عافیت مانگے تو یقیناً وہ احکم الحاکمین دنیا وآخرت، دین وایمان کی ہر نعمت، ہر خیر اور ہر بھلائی عطا فرمائے گا۔

انفع الاشیاء

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ- اِنَّ الدُّعَاءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّالَمْ یَنْزِلُ فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ ! بِالدُّعَاءِ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر -رضی اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: دعا نفع دینے والی ہے ان حوادث میں جو نازل ہو چکے ہیں اور فائدہ مند

اتحاف السادۃ المتقین		جلد۵	صفحہ۳۰
کشف الخفاء	رقم الحدیث (۱۲۹۷)	جلد۱	صفحہ۴۰۳
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۴۸)	جلد۴	صفحہ۳۹۱
قال ابو عیسیٰ:	ھذا حدیث غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۴۸)	جلد۳	صفحہ۴۵۹
قال الالبانی:	حسن		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۲۳۴)	جلد۲	صفحہ۶
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۱۶۳۴)		جلد۲	صفحہ۲۷۸
قال الالبانی	حسن لغیرہ		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۵۰۴)	جلد۱	صفحہ۲۴۱
کنز العمال	رقم الحدیث (۳۱۵۲)	جلد۲	صفحہ۱۷

ہے ان حوادث میں بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئے۔

اے اللہ کے بندو! دعاء کا لازمی اہتمام کرو۔

-☆-

انسان ڈرتا بھی رہتا ہے اور گھبرایا بھی رہتا ہے ان مصائب و آلام سے وہ ڈر رہا ہوتا ہے جو اس پر نازل ہو چکے ہوتے ہیں اور اس بات پہ بھی کہ وہ گھبراہٹ کا شکار رہتا ہے کہ کہیں اس پر مزید حودثات و تکالیف نازل نہ ہو جائیں۔

ان دونوں قسموں کے ڈر سے بچنے کیلئے حضور رسول عربی -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ہمیں دعا کی تعلیم دی جو موجود مصائب و بلیات کو ختم کر دیتی ہے اور نازل ہونے والے رنج والم کا مداوا بھی بن جاتی ہے۔

اسی نبی عربی -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے آخر میں بڑے محبت بھرے انداز سے اپنی امت کو فرمایا: فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ ! بِالدُّعَاءِ.

اے اللہ کے بندو! دعا کو لازم پکڑے رکھو۔

"عِبَادَ اللّٰهِ" کے الفاظ میں جو لطف ہے وہ اہل نسبت زیادہ جانتے ہیں۔

گویا یہ واضح اعلان ہے کہ بندگی کا دعویٰ کرنے والو، بندگی کا قلادہ بھی گلے میں ڈالو، بندگی کا قلادہ ہی تمہاری پہچان ہوگی اور وہ "دعاء" ہے۔

احسان الٰہی کو
متوجہ کرنے کا ذریعہ

عَنْ سَلْمَانَ –رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ– قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ : اِنَّ رَبَّکُمْ حَیِیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِیْ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَارَفَعَ یَدَیْہِ اَنْ یَرُدَّھُمَا صِفْراً.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۸۶۵)	جلد۴	صفحہ۳۲۲
قال محمود محمد محمود:	صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۳۱)	جلد۳	صفحہ۲۶۳
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۴۴۹۴)	جلد۴	صفحہ۲۹
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۲۴۴)	جلد۲	صفحہ۶۹۴
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۴۸۸)	جلد۱	صفحہ۵۵۲
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۴۸۸)	جلد۱	صفحہ۴۰۹
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۶۷)	جلد۵	صفحہ۳۲۶
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۵۶)	جلد۳	صفحہ۴۱۳
قال الالبانی	ھذا حدیث حسن غریب		

ترجمة الحديث:

حضرت سلمان فارسی-رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ حیا اور کرم والا ہے جب اس کا بندہ اس کے آگے مانگنے کیلئے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کو حیا آتی ہے کہ کچھ عطا کئے بغیر ان کو خالی لوٹا دے۔

-☆-

اللہ جل جلالہ صمد ہے، بے نیاز ہے تمام مخلوق اس کی محتاج ہے لیکن اسے کسی کی احتیاج نہیں وہ جو چاہے کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں لَایُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ اس

مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۱۶۰۹)	جلد۲	صفحہ۱۴۲
المسند الجامع	رقم الحدیث (۴۸۶۰)	جلد۷	صفحہ۶۷
المعجم الکبیر (للطبرانی)	رقم الحدیث (۶۱۴۸)	جلد۶	صفحہ۲۵۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۸۷۶)	جلد۳	صفحہ۱۶۰
قال شعیب الارنووط:	حدیث قوی		
شرح السنۃ (للبغوی)	رقم الحدیث (۱۳۸۵)	جلد۵	صفحہ۱۸۵
قال البغوی:	ھذا حدیث حسن غریب		
المستدرک (للحاکم)		جلد۱	صفحہ۴۹۷
التلخیص بذیل المستدرک		جلد۱	صفحہ۴۹۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۶۰۴)	جلد۱۷	صفحہ۸۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ساری شانِ صمدیت کے باوجود جب بندہ، عاجز و ناچار بندہ، بے کس و بے نوا بندہ اس کے حضور ہاتھوں کو پھیلاتا ہے تو اسے شرم آتی ہے کہ اسے خالی لوٹا دے۔

اے بندہ مومن! غفلت کی چادر پھینک دے اور اللہ کے حضور دل و جاں سے حاضر ہو جا اس کا در کرم کھلا ہے اور وہ اپنی رحمتیں لٹا رہا ہے دیکھ وہ فرماتا ہے مجھ سے مانگنے والے کو اگر کچھ نہ دوں تو مجھے شرم آتی ہے۔

اے فرزند آدم! اب صد حیف ہے تجھ پر اگر تو اس کی کرم نوازیوں سے کچھ حاصل نہ کر سکے اس کا بحرِ کرم تو موجیں مار رہا ہے تو ہی اپنا رخ بدل لے تو تیرا قصور ہے اس کا سحابِ لطف وعنایت موسلا دھار برس رہا ہے اور اگر تو ہی اپنا برتن الٹا کر دے تو اس میں تیری ہی حرماں نصیبی ہے اس کے عطا و بخشش میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں۔

اللہ کی رحمتیں تو متوجہ ہونے کے لئے تیار ہیں وہ ہمیں دعا کی قبولیت کی نوید بھی سنانے والی ہیں لیکن ہم اس سے کچھ مانگتے ہی نہیں۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا اَنْ نَطْلُبَ رِضَاكَ دائِماً.

بلاء اور تقدیر کی دافع دعاء ہے

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ : لا يَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلا يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ اِلَّاالْبِرُّ.

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۴۵۰۲)	جلد ۴	صفحہ ۳۲
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۱۳۹)	جلد ۴	صفحہ ۴۴۸
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۱۳۹)	جلد ۲	صفحہ ۴۴۳
قال الالبانی:	حسن		
شرح مشکل آثار	رقم الحدیث (۳۰۶۸)	جلد ۸	صفحہ ۷۸
قال شعیب الارنوؤط: حدیث حسن لغیرہ			
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۱۵۴)		جلد ۱	صفحہ ۲۳۶
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۲۳۹)	جلد ۹	صفحہ ۵۱۲
قال المحقق:	ھذا حدیث حسن غریب		
کتاب الدعاء للطبرانی / رقم الحدیث (۳۱)		جلد ۲	صفحہ ۷۹۹
قال الدکتور محمد سعید البخاری: رجال اسنادہ ثقات			
المستدرک للحاکم		جلد ۱	صفحہ ۴۹۳
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسناد		

ترجمة الحديث:

حضرت سلمان فارسی -رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے اور نیکی عمر میں اضافہ کر دیتی ہے۔

-☆-

التلخیص بذیل المستدرک صفحہ ۴۹۳
قال الذہبی صحیح
المصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث (۲۹۹۱۲) جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۲

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ : لَا يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ وَلَا يَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۹۰)	جلد۱	صفحہ۳۵
قال محمد فواد عبد الباقی: حسن			
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۰۲۲)	جلد۲	صفحہ۱۳۳۴
قال فواد عبد الباقی: اسنادہ حسن			
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۰۹۳)	جلد۲	صفحہ۱۳۳
شعب الایمان	رقم الحدیث (۱۰۲۳۳)	جلد۷	صفحہ۲۵۸
شرح مشکل الآثار	رقم الحدیث (۳۰۶۹)	جلد۸	صفحہ۷۹
قال شعیب الارنووط: اسنادہ حسن فی الشواھد			
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۴۴۲)	جلد۲	صفحہ۱۰۰
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۴۱۸)	جلد۱۳	صفحہ۶
قال المحقق: حدیث حسن دون قولہ وان الرجل لیحرم الرزق بالذنب یصیبہ			
مسند الشھاب للقضاعی	رقم الحدیث (۸۳۱)	جلد۲	صفحہ۳۵
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۱۵۴)		جلد۱	صفحہ۲۳۶
قال الالبانی: فالخلاصۃ ان الحدیث حسن			

ترجمة الحديث:

حضرت ثوبان -رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشادفرمایا: نیکی عمر میں اضافہ کر دیتی ہے، دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے۔

-☆-

لاَ یَرُدُّ الْقَدَرَ اِلاَّ الدُّعَاءُ:

دعاء وہ قوت ہے جس سے تقدیر میں لکھی ہوئی محرومیاں مٹ جاتی ہیں انسانی دل سے نکلی ہوئی دعاوہ تاثیر رکھتی ہے کہ وہ آسمانوں کی وسعتوں کو چیر کر لوح محفوظ تک پہنچ جاتی ہے اور وہاں لکھی تقدیر کو بدل دیتی ہے۔

آج ہم تقدیر کا رونا روتے ہیں مصائب وآلام کے وقت جزع وفزع کا بھرپور اظہار کرتے ہیں خوامخواہ ایک دوسرے کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں تقدیریں بدلنے کا نسخہ تو محسنِ انسانیت

موارد الظمآن	رقم الحدیث (۱۰۹۰)		صفحہ ۲۶۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۲۸۶)	جلد ۱۶	صفحہ ۲۹۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۳۳۷)	جلد ۱۶	صفحہ ۳۰۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۳۱۲)	جلد ۱۶	صفحہ ۲۹۹
قال حمزہ احمد الزین	اسنادہ صحیح		

۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے ہمیں بتادیا۔ اگر اس نسخہ پر ہم عمل نہ کریں اس میں ہمارا قصور ہے اللہ کے فضل وکرم اور اس کے احسانات کا قصور نہیں ہے۔

عبث ہے شکوہِ تقدیر یزداں
تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں ہے (کلیات اقبال)

دعاء اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

اے ہمارے پروردگار! ہم سب کو اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز ہونے کی سعادت عطا فرما۔

لاَ یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلاّ الْبِرُّ :

نیکی سے انسانی عمر میں زیادتی ہوتی ہے۔ رضائے الٰہی کی خاطر کوئی بھی عمل صالح کیا جائے اس سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے لیکن موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ اجل کا لمحہ مُعَیَّن ہے۔ اس میں زیادتی و کمی نہیں پھر عمر کے اضافہ کا کیا مفہوم ہے؟

یہ دنیا دارالعمل ہے عالم برزخ یعنی قبر کا جہاں دارالعمل نہیں لیکن جب ایک مومن ومسلم نیک عمل کرتا ہے ایک موحد وکلمہ گو عمل صالح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بعض ایسے امور سرانجام دلواتا ہے جو قبر میں اس کے رفع درجات کا سبب بنتے ہیں اور عالم برزخ میں اس کا اجروثواب ملتا جاتا ہے۔ نیکی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اولاد صالح کی نعمت سے سرفراز فرمائے جس سے اس کے قبر میں پہنچ کر بھی درجات بلند ہوتے رہیں گے اولاد اپنے والدین کیلئے استغفار کرتی ہے تو مولیٰ تعالیٰ اس کے والدین کے قبر میں درجات بلند کرتا جاتا ہے یا اس نیک کام کرنے والے کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ اس دنیا میں کوئی کام کرواجاتا ہے جو صدقہ جاریہ کا روپ دھار لیتا ہے کہ جب تک وہ چیز رہے گی اس کا اجروثواب مسلسل اسے ملتا رہے گا۔

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی معیت میں

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ.[1]

ترجمہ:

جو اپنے رب سے صبح وشام دعائیں مانگتے ہیں انہیں اپنے قرب سے دور نہ کیجئے وہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں۔

-☆-

اپنے رب تعالیٰ سے صبح وشام دعائیں مانگنے والا کس درجہ فیروز بخت ہے ایسے خوش بخت کو حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ والہ وسلم- کی معیت نصیب ہوتی ہے جسے حضور فداہ ابی وامی -صلی اللہ علیہ والہ وسلم- کی معیت نصیب ہو اس کی ہمسری کون کرسکتا ہے۔

اے مرد مومن! اے اللہ کے پیارے حبیب -صلی اللہ علیہ والہ وسلم- کے پیارے امتی! صبح وشام اللہ کے حضور دعاؤں کا تسلسل جاری رکھنا اس میں انقطاع نہ ہونے دینا مسلسل مانگے ہی جانا یہ قیاس نہ کرنا کہ اتنا عرصہ ہو گیا مانگتے مانگتے ابھی تک کچھ نہیں ملا کیونکہ اس اللہ کی بارگاہ میں دعا کیلئے ہاتھ پھیلانا ہی اس کا بہت بڑا عطیہ ہے اس کی بارگاہ میں سوالی ہونا ہی اس کے عطاوکرم سے ہے۔

---

(۱) الانعام ۶/ ۵۲

صبح وشام دعائیں مانگنے والے کیلئے یہ نعمت کیا کم ہے کہ اسے حضور۔صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔کی بارگاہ اقدس میں حضوری نصیب ہوتی ہے اور جو آج نبی کریم ۔صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ کے ساتھ ہے وہ انشاءاللہ کل قیامت کے دن بھی آپ کے ساتھ ہوگا۔

وَلاتَطْرُدْ:

دور نہ کیجئے : دور اسے ہی کیا جاتا ہے جو نزدیک ہو تو دعائیں مانگنے والا اللہ کے پیارے حبیب۔صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔کے نزدیک ہے۔

اللہ کی رضا چاہنے والے یہ ضعفاء ومساکین اللہ کے ہاں کس درجہ وجیہ ہیں روساء قریش آتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ جب ہم آئیں آپ ان غرباء کو اپنے سے دور کردیا کریں تو فوراً جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام حاضر خدمت ہوکر اللہ کا یہ فرمان ذیشان پیش کردیتے ہیں:

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَهٗ.

اے حبیب! یہ مساکین جو صبح وشام اپنے رب سے رب کی رضا کے طالب بن کر دعائیں مانگتے ہیں انہیں اپنے آپ سے دور نہ کیجئے۔

ان ضعفاء ومساکین کو جو معیتِ مصطفیٰ ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔نصیب تھی ظاہری کروفر والے اس نسبت میں انقطاع چاہتے تھے اللہ الرحمٰن کی رحمت نے گوارا نہ کیا کہ جو اس کی رضا کا طالب بن کر دعائیں مانگے وہ دامنِ مصطفیٰ سے دور ہو جائے۔

اے اللہ کے حبیب۔صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔کے لاڈلے امتی!

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم- کی شفقتیں اور محبتیں صرف اس خیر القرون تک نہ تھیں بلکہ آپ کا فیضان عظیم قیامت تک جاری وساری ہے۔

اللہ کی رضا کی خاطر اس سے صبح وشام دعائیں مانگنے والے ضعفاء آج بھی دامنِ مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم- میں امان لیئے ہوئے ہیں۔ اگر اللہ نے دل کی نگاہ دی ہے تو دربار مصطفیٰ میں دیکھ لیجئے کہ کرم کا جوبن کیسا ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدَاوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ[1]

ترجمہ:

(اے میرے حبیب!) آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ ہی رکھیئے جو صبح وشام اپنے رب سے دعائیں کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں اسی (اللہ) کی رضا اور آپ کی نگاہیں ان سے نہ ہٹیں۔

-☆-

(۱) الکہف ۲۸/۱۸

اعجز الناس

اَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ الدُّعَاءِ وَاَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ.

ترجمۃ الحدیث:

لوگوں میں عاجز وہ ہے جو دعا کرنے سے عاجز ہے اور لوگوں میں بخیل وہ ہے جو السلام علیکم کہنے میں بخل کرتا ہے۔

کنزالعمال رقم الحدیث (۳۱۳۳) جلد۲ صفحہ۶۴

الصحیحہ رقم الحدیث (۶۰۱) جلد۲ صفحہ۱۵۰

المعجم الاوسط رقم الحدیث (۵۵۹۱) جلد۴ صفحہ۱۶۶

قال محمد حسین محمد حسن اسماعیل: اسنادہ حسن

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۴۰۰۰) جلد۳ صفحہ۴۲۰

قال المحققون الثلاثہ: حسن

صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۲۷۱۴) جلد۳ صفحہ۳۰

قال الالبانی: حسن صحیح

مجمع الزوائد رقم الحدیث (۱۲۷۳۹) جلد۸ صفحہ۶۷

قال الھیثمی: ورجالہ رجال الصحیح

مواردالظمان رقم الحدیث (۱۹۳۹) صفحہ۴۷۷

کنزالعمال رقم الحدیث (۳۱۷۴) جلد۲ صفحہ۷۱

اَعجَزُ النَّاسِ :

عَجَزَ - ضَعُفَ وَلَمْ یَقْدِرَ عَلَیْہِ

عجز کا معنی کمزور ہونا ہے اور قادر نہ ہونا۔

آج کمزور اسے کہتے ہیں جس کے بازوؤں میں قوت نہ ہو جس کے قُوٰی مضمحل ہوں جو مال ومنال پر قادر نہ ہو جس کے اعوان وانصار نہ ہوں اور اس کا دل صدمہ کو برداشت کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔

لیکن محسن انسانیت سید الخلق -صلی اللہ علیہ والہ وسلم- نے سوچ کے دھارے بدلتے ہوئے فرمایا میری امت میں عاجز وہ ہے جو دعا کرنے سے عاجز ہے۔ مومن کا سب سے بڑا اسلحہ دعا ہے۔ وہ اللہ پر توکل کیا کرتا ہے اس کا بھروسہ ذاتِ وحدہٗ لاشریک پر ہوا کرتا ہے اور جو انسان دعا نہ کرے بارگاہ خداوندی میں حاضری نہ لگوائے، رحمت الٰہیہ کے دروازے پر دستک نہ دے وہ عاجز وکمزور ہے۔ جس سے دعا ومناجات کی توفیق چھین لی جائے وہ ظاہری طور پر چاہے جتنا کرّ وفر والا ہو اسے اس بات کا احساس کرنا چاہیئے کہ مخبر صادق -صلی اللہ علیہ والہ وسلم- نے اسے عاجز وکمزور قرار دیا ہے اور جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول -صلی اللہ علیہ والہ وسلم- کی نگاہ میں کمزور ہے وہ کبھی بھی طاقت ور نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا نہ مانگنے والا شیاطین اور باطل قوتوں کیلئے تر نوالہ ہوا کرتا ہے وہ جس وقت چاہیں اسے قابو کر سکتے ہیں وجہ واضح ہے وہ قوت وطاقت سے محروم ہے، وہ کمزور اور بہت کمزور ہے آیئے دعا کرنا اپنی عادت بنالیں یہ صرف عادت ہی نہیں بندگی بھی ہے۔ دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہوا کرتا ہے، دعا مانگنے والا عابد کہلاتا ہے یہ قوت وطاقت سے لبریز

ہوتا ہے یہ دنیاوی قوت نہیں بلکہ ربانی قوت ہے اور جو مرد مومن ربّانی قوت سے آراستہ ہوا سے ابلیس اور اسکی تمام ذرّیّت شکست نہیں دے سکتی وہ اس کارگاہِ حیات میں قوی ہوتا ہے عالم برزخ میں خداداد قوت کا مالک ہوتا ہے اور عالم آخرت میں اللہ کی عطا کردہ طاقت سے بھرپور ہوتا ہے۔

اَبۡخَلُ النَّاسِ :

بخیل اسے کہتے ہیں جو اپنے مال پر سانپ بن کر بیٹھ جاتا ہے۔ضروری کاموں میں بھی مال خرچ نہیں کرتا۔اسکی اپنی صحت بگڑنے لگے علاج کیلئے رقم خرچ کرتے ہوئے غشی کا دورہ پڑتا ہے۔اسکے بچے تعلیم کے حصول کیلئے رقم چاہتے ہیں وہ مسلسل بہانے بناتا ہے یہ مبغوض آدمی ہے جو کسی کام میں بھی رقم خرچ نہیں کرتا یہ اپنی اولاد کو نظرانداز کر جاتا ہے۔دین کے کاموں میں کیسے رقم خرچ کرے گا ایسا آدمی یقیناً اللہ کی بارگاہ میں اور اسکے فرشتوں کی نگاہ میں مبغوض ہے۔

لیکن حضور رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔نے اپنی امت کے سوچ کے دھارے بدلتے ہوئے ارشاد فرمایا اس امت میں سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو السلام علیکم کہنے میں بخل کرتا ہے۔اپنے کسی بھائی کو ملتے وقت اس کی زبان سوکھ جاتی ہے اسکی گردن تن جاتی ہے وہ زبان سے السلام علیکم کا لفظ تک ادا نہیں کرتا۔یہ الفاظ ادا کرنے میں نہ رقم خرچ ہوتی ہے نہ قوت صرف ہوتی ہے پھر بھی جو السلام علیکم نہ کہے وہ پرلے درجے کا بخیل ہے اور اس سے بھی بڑا بخیل وہ ہے جو حضور سید العالمین۔صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔کی بارگاہ اقدس میں سلام نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے

یَاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡماً۔

ہوتا ہے یہ دنیاوی قوت نہیں بلکہ ربانی قوت ہے اور جو مرد مومن رَبَّانی قوت سے آراستہ ہوا سے ابلیس اور اسکی تمام ذُرِّیَّت شکست نہیں دے سکتی وہ اس کارگاہِ حیات میں قوی ہوتا ہے عالم برزخ میں خداداد قوت کا مالک ہوتا ہے اور عالم آخرت میں اللہ کی عطا کردہ طاقت سے بھرپور ہوتا ہے۔

اَبْخَلُ النَّاسِ :

بخیل اسے کہتے ہیں جو اپنے مال پر سانپ بن کر بیٹھ جاتا ہے۔ضروری کاموں میں بھی مال خرچ نہیں کرتا۔اسکی اپنی صحت بگڑنے لگے علاج کیلئے رقم خرچ کرتے ہوئے غشی کا دورہ پڑتا ہے۔اسکے بچے تعلیم کے حصول کیلئے رقم چاہتے ہیں وہ مسلسل بہانے بناتا ہے یہ مبغوض آدمی ہے جو کسی کام میں بھی رقم خرچ نہیں کرتا یہ اپنی اولاد کو نظرانداز کرجاتا ہے۔دین کے کاموں میں کیسے رقم خرچ کرے گا ایسا آدمی یقیناً اللہ کی بارگاہ میں اور اسکے فرشتوں کی نگاہ میں مبغوض ہے۔

لیکن حضور رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔نے اپنی امت کے سوچ کے دھارے بدلتے ہوئے ارشاد فرمایا اس امت میں سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو السلام علیکم کہنے میں بخل کرتا ہے۔اپنے کسی بھائی کو ملتے وقت اس کی زبان سوکھ جاتی ہے اسکی گردن تن جاتی ہے وہ زبان سے السلام علیکم کا لفظ تک ادا نہیں کرتا۔یہ الفاظ ادا کرنے میں نہ رقم خرچ ہوتی ہے نہ قوت صرف ہوتی ہے پھر بھی جو السلام علیکم نہ کہے وہ پرلے درجے کا بخیل ہے اور اس سے بھی بڑا بخیل وہ ہے جو حضور سید العالمین۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کی بارگاہ اقدس میں سلام نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے

یَاۤاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً.

اے ایمان والو! حضور نبی کریم ۔صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔

سلام کو مؤکّد ذکر فرمایا، یہ حکم تاکیداً ہے وجہ واضح ہے کہ اس حکم کو نظر انداز کرنے والے کثیر تعداد میں ہونگے اور جو آدمی اللہ کے موکد حکم کو نظر انداز کرے وہ سعید لوگوں کی فہرست سے دور ہوتا چلا جاتا ہے تو وہ آدمی یقیناً بہت بڑا بخیل ہے جو دن کے کسی لمحہ میں بھی بارگاہ خیر الوریٰ ۔صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ میں

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ کا نذرانہ نہ پیش کر سکے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرانی تعلیمات اور نبوی ھدایات علی صاحبھا افضل التحیات واکمل التسلیمات پر عمل کی سچی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم سے لبریز

اِنَّ اللّٰـهَ رَحِيمٌ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهٖ اَنْ يَرْفَعَ اِلَيْهِ يَدَيْهِ ثُمَّ لا يَضَعُ فِيهِمَا خَيْراً.

ترجمة الحديث:

بیشک اللہ تعالیٰ رحم فرمانے والا، حیاوالا اور کرم فرمانے والا ہے اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے سے حیا آتی ہے کہ وہ اس کی بارگاہ میں اپنے ہاتھوں کو بلند کرے پھر وہ ان ہاتھوں میں خیر و بھلائی نہ رکھے۔

اللہ تعالیٰ رحم فرمانے والا ہے اس کی رحمت کا کوئی کنارہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمانے والا ہے اس کا کرم بے حد و بے حساب ہے۔ اللہ کا بندہ جب اس کی بارگاہ میں دعا کیلئے ہاتھ بلند کرتا ہے تو اس رحیم و کریم کے دریائے رحمت میں جوش آتا ہے اسکا سحاب کرم کھل کر برسنے لگتا ہے پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس دعا مانگنے والے، اس سوالی کا دامن گوہر مراد سے بھر دیا جاتا ہے۔ خیر و برکت اس کے مقدر میں لکھ دی جاتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی عنایاتِ کریمانہ سے مالا مال ہو جاتا ہے۔

المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۱۸۷۵)	جلد۲	صفحہ۱۷۰
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۳۸۶)	جلد۵	صفحہ۱۸۶
کنز العمال	رقم الحدیث (۳۱۲۴)	جلد۲	صفحہ۶۳

صحیح الترغیب والترھیب/ رقم الحدیث (۱۶۳۶)

قال الالبانی: حسن لغیرہ

اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پاک میں اپنے لطف وکرم کو جس انداز میں بیان فرمایا ہے اس سے اس کے دینے کے لیئے اس کی رحمت کی بے تابی کو دیکھا جا سکتا ہے۔

يَسْتَحْيِ مِنْ عَبْدِهِ اَنْ يَرْفَعَ اِلَيْهِ يَدَيْهِ ثُمَّ لَا يَضَعُ فِيهِمَا خَيْراً. (الحدیث)

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے سے حیا آتی ہے کہ وہ اس کی بارگاہ میں دعا کیلیئے ہاتھ بلند کرے اور وہ اللہ ان ہاتھوں میں خیر نہ رکھے۔

اے اللہ! اپنی رحمتوں سے ہم سب کو سرفراز فرما جب تیرا سحاب کرم کھل کر برس رہا ہو ہمیں بھی اپنے اپنے دامن بھرنے کی سعادت عطا فرما۔ جب تیری عنایات کے دریا کی موجیں ابھر رہی ہوں ہمیں بھی اپنے اپنے کشکول بھرنے کی توفیق عطا فرما۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ وَلِیُّ التَّوْفِيق.

رضائے الٰہی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ یَسْأَلِ اللّٰهَ یَغْضَبْ عَلَیْهِ.

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۲۳۸)	جلد ۲	صفحہ ۶۹۴
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۳۸۳)	جلد ۵	صفحہ ۲۴۴
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۳۷۳)	جلد ۳	صفحہ ۳۸۴
قال الالبانی:	حسن		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۸۲۷)	جلد ۴	صفحہ ۲۹۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۰۰)	جلد ۳	صفحہ ۲۵۲
قال الالبانی:	حسن		
المصنف لابن ابی شیبۃ	رقم الحدیث (۹۲۱۸)	جلد ۱۰	صفحہ ۲۰۰
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۶۸۰)	جلد ۹	صفحہ ۲۹۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
فتح الباری		جلد ۱۱	صفحہ ۹۵
اتحاف السادۃ المتقین		جلد ۵	صفحہ ۳۰
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۵۴۴۱)	جلد ۱۱	صفحہ ۸۴

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرۃ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ سے سوال نہ کرے، اس سے دعائیں نہ مانگے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔

-☆-

دنیا میں بڑے بڑے سخی ہیں ایک سے ایک بڑھ کر ہے، استاد شاگرد کے لئے، ماں باپ اولاد کے لئے، بھائی بھائی کے لئے، دوست دوست کے لئے سخی ہیں لیکن دنیا میں ایسا کوئی سخی نہیں کہ اگر اس سے سوال نہ کیا جائے تو وہ ناراض ہو جائے۔ ہاں بار بار سوال کرنے سے بڑے سے بڑا سخی اکتا جاتا ہے لیکن اللہ وحدہ لاشریک کی شان سب سے جدا ہے اس سے جو نہ مانگے، سوال نہ کرے اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔

اللہ جل جلالہ کے اسماء حسنیٰ میں ایک رحمٰن ہے اور دوسرا رحیم ان کے متعدد معانی ہیں ان ہی سے ایک یہ ہے:

مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۱۶۰۳)	جلد۲	صفحہ۱۴۰
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۶۶۲)	جلد۹	صفحہ۲۸۷

قال حمزہ احمد الزین اسنادہ صحیح

اَلرَّحمٰنُ اِذَا سُئِلَ أَعْطٰی وَالرَّحِیْمُ اِذَا لَمْ یُسْئَلُ غَضِبَ.

رحمٰن وہ ہے جب اس سے مانگا جائے وہ عطا فرماتا ہے اور رحیم وہ ہے اگر اس سے نہ مانگا جائے ناراض ہوتا ہے۔

اس حدیث پاک اور درج بالا رحیم کے معنی سے یہ بات واضح ہوئی کہ اگر اس سے نہ مانگا جائے تو وہ ناراض ہوتا ہے اس سے یہ نتیجہ بھی نکلا کہ اگر اس سے مانگا جائے تو وہ راضی ہوتا ہے۔

ہم کیسے بندے ہیں کہ اپنے اللہ سے مانگتے ہی نہیں ہم کیسی مخلوق ہیں کہ اپنے خالق کے حضور دستِ سوال دراز ہی نہیں کرتے ہم کیسے مومن ہیں کہ جس ذاتِ اقدس پر ہمارا ایمان ہے کہ وہی ہمارا خالق و معبود ہے ہم اسے راضی کرنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ اس کی رضا کے حصول کے لئے لمبے چوڑے جتن نہیں بلکہ اس کے احکامات پر عمل پیرا ہونے کے بعد اس کے حضور دعائیں مانگنا ہے اور مسلسل مانگنا ہے اس کا یہ ارشاد ہماری آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے: جو مجھ سے نہ مانگے میں اس سے ناراض ہوتا ہوں۔

جنت کے لازوال انعامات

تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفاً وَّطَمَعاً وَّمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ. فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔[1]

ترجمہ:

ان (خوش نصیب) افراد کے پہلوان کے بستروں سے دور رہتے ہیں وہ اپنے رب سے دعائیں کرتے ہیں (غضب الٰہی سے) ڈرتے ہوئے اور اسکی (دائمی انعامات کی) امید رکھتے ہوئے کوئی نفس نہیں جانتا جو انعامات ان کیلئے چھپا کر رکھے گئے ہیں جن سے انکی آنکھیں ٹھنڈی ہونگی یہ صلہ و جزا ہے ان اعمال کا جو وہ کیا کرتے تھے۔

-☆-

---

(۱) أ جلد ۳۲،۱۶/۱۰ے

اجابت دعا کی صورتیں

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : مَامِنْ مُسْلِمٍ یَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ لَیْسَ فِیْهَا اِثْمٌ" اَوْ قَطِیْعَةُ رِحْمٍ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا اِحْدَی ثَلَاثٍ اِمَّا اَنْ یُعَجِّلَ لَهٗ دَعْوَتَهٗ وَاِمَّا اَنْ یَدَّخِرَهَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ وَاِمَّا اَنْ یُصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا قَالُوْا اِذاً نُکْثِرُ قَالَ اللّٰهُ اَکْثَرُ.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۱۰۷۵)	جلد ۱۰	صفحہ ۵۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۷۲۱۰)	جلد ۱۰	صفحہ ۲۲۴
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۴۲۷)	جلد ۲	صفحہ ۴۷۵
قال المحقق:	حسن		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۱۶۳۳)		جلد ۲	صفحہ ۲۷۸
قال الالبانی:	حسن صحیح		
المستدرک	رقم الحدیث (۱۸۱۶)	جلد ۱	صفحہ ۶۷۰
المستدرک	رقم الحدیث (۱۸۶۹)	جلد ۲	صفحہ ۱۶۳
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح الاسناد		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۱۰۱۹)	جلد ۲	صفحہ ۲۹۶
کنز العمال	رقم الحدیث (۳۱۷۱)	جلد ۲	صفحہ ۸۰

Marfat.com

ترجمة الحديث:

حضرت ابوسعید خدری -رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

جب کوئی دعا کرتا ہے جس میں گناہ یا قطع رحمی کی بات نہ ہوتو اللہ تعالیٰ اسے تین میں سے ایک ضرور عطا فرماتا ہے:

۱۔ اس دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہے۔

۲۔ اس دعا مانگنے والے کی دعا کو آخرت کیلئے ذخیرہ کر لیتا ہے۔

۳۔ اس دعا مانگنے والے کی دعا کے برابر کوئی مصیبت اس سے دور کر دیتا ہے۔

حضرات صحابہ کرام -رضی اللہ عنہم- نے عرض کی:

(یارسول اللہ) تب تو ہم کثرت سے دعائیں مانگیں گے

حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عطا و بخشش تمہارے دعائیں مانگنے سے بہت زیادہ ہے۔

آج دعائیں مانگی جاتی ہیں پھر ان کی قبولیت کا انتظار کیا جاتا ہے۔ اگر حسب خواہش اثرات نظر نہ آئیں تو کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول نہیں کرتا۔

سنن الترمذی رقم الحدیث (۳۵۸۴) جلد ۵ صفحہ ۳۳۴

قال الترمذی هذا حدیث حسن غریب

درج بالا فرمانِ رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو ذھن میں محفوظ رکھتے ہوئے اب ایسا تصور دل سے نکال دینا چاہیئے۔

وہ قادر و قیوم اللہ تعالیٰ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر اس کی شان ہے ساری کائنات اس کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں اگر وہ دعا نہ بھی قبول فرمائے تو پھر بھی ہمارا شکوہ بنتا نہیں شکوہ تو اس سے ہو جس پر کوئی احسان کیا ہو ہم خاک کے پتلے خود اللہ تعالیٰ کے احسانات میں ڈوبے ہوئے ہیں اس کریم اللہ نے ہم پر وہ احسانات کیے ہیں جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

لیکن وہ ''الصمد'' پھر بھی ہماری دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا ہے اس کے قبول کرنے کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ جو دعا مانگی جائے وہی بعینہٖ عطا فرمادے۔

۲۔ جو دعا مانگی جائے اس کو یوم آخرت کیلئے ذخیرہ کرے اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے وہ ہم پر کس درجہ مہربان ہے ہم صرف زبان کو حرکت دیتے ہیں اور اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہیں وہ اسے بھی رد نہیں کرتا بلکہ وہ اکثر ہماری اس خواہش کو وہ قیامت کے دن کیلئے ذخیرہ فرمالیتا ہے اس دنیا کی اشیاء فانی و حادث ہیں لیکن اللہ الکریم کی رحمت جب کرم کرتی ہے تو اس چیز کو ذخیرہ کرکے عالم الآخرہ پہنچا دیتی ہے جہاں ہر ناپائیدار چیز جاکر پائیدار بن جاتی ہے۔ فانی بھی لافانی ہو جاتی ہے اور ابدالاباد تک رہتی ہے۔

۳۔ جو دعا مانگی اتنی مقدار مصیبت دور کردی گئی۔

یہ بھی کریم اللہ کی کرم نوازی ہے۔ مصیبت نازل ہو رہی ہے دعا مانگنے والے نے دعا مانگی اسے اس مصیبت کا شعور تک نہیں اگر یہ مصیبت آجاتی تو شاید اس کی ساری زندگی پھیکی

ہو جاتی اور اس کے ایام حیات درد و کرب میں گزرتے لیکن دعا مانگنے والے نے کوئی دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے وہ چیز دینے کی بجائے اتنی مقدار مصیبت کو دفع کر دیا تو یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہے اور اس کے لطف و کرم کا کوئی کنارہ نہیں۔

اس حدیث پاک سے عیاں ہوا کہ دعا مانگنے والے کو بے صبرا نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اسے صبر واستقامت کا مظاہرہ کرنا چاہیئے اگر جو نعمت وہ مانگ رہا تھا نہیں ملی تو پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں کریم اللہ نے اتنی مقدار میں کوئی مصیبت دور کر دی ہے یا اسے آخرت کیلئے ذخیرہ فرما لیا ہے۔

بندے کی خواہش ہی ہوتی ہے کہ میں جو مانگ رہا ہوں یہی مجھے عطا ہو لیکن بندہ مستقبل کو نہیں جانتا ممکن ہے کہ وہ مانگی ہوئی چیز نقصان دہ ہو۔

عَسٰی اَنْ تُحِبُّوا شَیْئاً وَهُوَ شَرٌّ لَهُمْ.

دعا قبول کرنے والا ''اللہ'' قریب ہے

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ[1]

ترجمہ:

(اے میرے حبیب!) جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں (کہ میں کہاں ہوں؟ تو آپ انہیں فرما دیجئے) بیشک میں ان کے قریب ہوں۔ جب بھی کوئی دعا مانگنے والا دعا مانگے تو میں اسکی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ رشد و ہدایت پا جائیں۔

-☆-

حضور ضیاء الامۃ - رحمۃ اللہ علیہ - اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

کتنی پیاری آیت ہے ہجوم بلا میں، طوفانِ مصائب میں، گرداب ہلاکت میں گھرے ہوئے شکستہ دل اور پریشان انسان کے لیے ان چند لفظوں میں اطمینان وسکون کا کیا روح پرور پیغام ہے۔

---

(۱) البقرۃ ۲/۱۸۶

آپ غور فرمائیے! اِنِّی قَرِیۡب''

کے دولفظوں میں راحت واطمینان کی ایک دنیا سمیٹ کر رکھ دی گئی ہے۔ کسی فصلِ بہار کی نسیمِ سحر میں، کسی ابرِ نیساں کے حیات بخش قطروں میں وہ اثر کہاں جو اثر ان دولفظوں میں ہے! دکھ ودرد کا مارا جب یہ سنتا ہے کہ میرا مالک، میرا خالق مجھ سے الگ تھلگ کہیں دور نہیں کہ اسے میرے حال کا علم نہ ہو، رنج والم کی خبر نہ ہو بلکہ وہ قریب ہے، بالکل قریب، نزدیک ہے، رگِ جاں سے بھی زیادہ نزدیک تو اسے کتنا قرار آ جاتا ہے۔ تمہاری زبان پر آئی ہوئی بات تو کیا تمہارے دل میں منہ چھپائے ہوئے اسرار جو قوتِ گویائی کو اپنا چہرہ دکھانے سے شرماتے ہیں، افکار اور اندیشوں کے وہ نازک ولطیف آبگینے جو ہوائی صوتی لہروں کو بھی برداشت نہیں کرسکتے ان سب کو وہ جانتا ہے۔ وہ قادر بھی ہے رحمٰن ورحیم بھی تم دستِ دعا دراز تو کرو، تم دامنِ طلب پھیلا کر تو دیکھو تم دل کے ہاتھوں سے اس کے درِ رحمت پر دستک تو دو، وہ سنے گا تمہاری فریاد، وہ قبول کرے گا تمہاری دعا، وہ بدل دے گا تمہاری بگڑی ہوئی قسمت لیکن جب وہ کرم فرمائے تو سرکش نہ بن جانا۔ اسی طرح سرِ نیاز اس کے درِ اقدس پر جھکائے رکھنا۔ اسلام قبول کرنے پر جو ذمہ داریاں تم نے قبول کی تھیں جو عہد تم نے باندھا تھا ان کو نباہتے رہنا۔ رُشد وہدایت پا جاؤ گے کامیاب وکامران ہو جاؤ گے۔[1]

---

(۱) ضیاء القرآن جلد اوّل

دعا مانگنے کا طریقہ

ہر در سے مانگنے اور سوال کرنے کا طریقہ ہوتا ہے ہم تو احکم الحاکمین کے بندے اور اس کی عاجز مخلوق ہیں ہم تو اسی وحدہ لاشریک سے التجائیں کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اس رب العالمین کے دربار سے دعائیں کرنے کے بھی کچھ طریقے اور سلیقے ہیں۔ یوں تو اس ذات رحمٰن ورحیم سے جیسے بھی مانگیں وہ دیتا ہے لیکن اگر کچھ چیزوں کا خیال رکھ کر عرض کریں گے تو اس کے دینے کا انداز بھی نرالا ہوگا۔

پاک جسم:

جس زبان سے الفاظ نکلتے ہیں اس زبان کا پاک ہونا ضروری ہے۔ جھوٹ، غیبت، چغلی اور گالی گلوچ سے یہ زبان آلودہ ہو جاتی ہے اس لئے ان عادات قبیحہ سے بچنا نہایت اہم ہے۔

دعاء صرف زبان سے کافی نہیں ہوتی بلکہ دل کا ہمنوا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے اس دل کا پاک ہونا بھی نہایت اہم ہے، حسد کینہ بغض حرام خوارک دل کا روگ ہیں ان چیزوں سے دل کو صاف کر کے اللہ کے حضور التجائیں کرنی چاہیں۔

یہ زبان اور دل جس جسم میں ہیں اس سارے جسم کا ظاہری اور باطنی نجاستوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔ یہ پلیدیاں یہ نجاستیں ہماری دعاؤں سے قوتِ پرواز چھین لیتی ہیں ان نجاستوں کے ہوتے ہوئے دعا محض الفاظ کا بے جان مجموعہ ہوتی ہے جس کی اللہ کے ہاں کوئی قدرو منزلت نہیں۔

اس ضمن میں رسول عربی-صلی اللہ علیہ وسلم-کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ یَااَیُّهَاالنَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّباً وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا أَمَرَبِهِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ : یَااَیُّهَاالرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحاً اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْم. وَقَالَ یَااَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَارَزَقْنَاکُمْ ثُمَّ ذَکَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ أَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْهِ اِلَی السَّمَاءِ یَارَبِّ یَارَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَأَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذَالِکَ.

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۰۰۰)	جلد۴	صفحہ۲۶۴
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۹۸۹)	جلد۳	صفحہ۲۰۰
قال الالبانی:	حسن		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۱۵)	جلد۲	صفحہ۳۹۸
فتح الباری		جلد۹	صفحہ۵۱۸
مسند الدارمی	رقم الحدیث (۲۷۵۹)	جلد۳	صفحہ۱۷۸۶
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۳۳۰)	جلد۸	صفحہ۲۸۵
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۶۳۹۴)	جلد۳	صفحہ۴۸۲
قال للبیہقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		
شرح السنۃ (للبغوی)	رقم الحدیث (۲۰۲۸)	جلد۸	صفحہ۷
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
کنز العمال	رقم الحدیث (۳۲۳۶)	جلد۲	صفحہ۸۱

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- نے ارشاد فرمایا: اے اولادِ آدم! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ صرف پاک ہی کو قبول کرتا ہے۔ اس نے ایمان والوں کو وہی حکم دیا ہے جو اس نے اپنے رسولوں کو دیا ہے۔ رسولوں سے اس نے فرمایا: اے گروہِ مرسلین! تم کھاؤ طیب وطاہر رزق اور عمل صالح کرو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم (پاکیزہ) عمل کرتے ہو۔

اور اس نے ایمان والوں سے فرمایا:

اے ایمان والو! وہ طیب وطاہر رزق کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا فرمایا:

اس کے بعد حضور -صلی اللہ علیہ وسلم- نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا جو طویل سفر طے کر کے کہیں پہنچتا ہے اس کی حالت یہ ہے کہ اس کے بال پراگندہ، اس کے کپڑے غبار آلود ہیں وہ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے دعا مانگتا ہے اور عرض کرتا ہے اے میرے رب! اے میرے رب! (میری فریاد سن) حالانکہ اس کی حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام کمائی کا، پینا حرام کمائی کا، لباس حرام کمائی کا (الغرض) اس کی غذا بھی حرام کمائی کی (تو سنو) ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہو۔

-☆-

قبولیتِ دعا کے لئے زبان ودل، جسم وجاں اور لباس کا ظاہری ومعنوی نجاستوں سے پاک وصاف ہونا ضروری ہے۔

حضور ضیاء الاسلام والمسلمین -رحمۃ اللہ علیہ- درج بالا حدیث کی تشریح کے ضمن میں

فرماتے ہیں: اگر ہماری دعائیں قبول نہ ہوں تو جائے تعجب نہیں بلکہ تعجب وحیرت تو اس کی رحمتِ بے پایاں پر ہے کہ پھر بھی وہ فریاد سن لیتا ہے۔[1]

پاک جگہ:

جس جگہ دعاء مانگی جائے اس کا اپنا اثر ہے جس جگہ ذکر وفکر کی محفلیں منعقد ہوں، کلام الٰہی کی تلاوت ہو، سر بندگی جھکائے جاتے ہوں اس کا بہت بہتر اثر ہے۔

اس کے برعکس وہ جگہ جو ظاہری وحکمی نجاستوں سے آلودہ ہو، برائی اور بدی کا مرکز ہو وہاں دعا کا اثر اللہ ہی بہتر جانے کیسا ہو۔

اس ضمن میں یہ بات مدنظر رہے

حضور رسول عربی۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کے دنیا میں تشریف لانے سے صدیاں پہلے ایک بستی پر بوجہ ان کی نافرمانیوں کے عذاب الٰہی نازل ہوا وہ بستی تباہ و برباد ہوگئی۔رسول اللہ ۔صلی اللہ علیہ وسلم۔کا ایک مرتبہ اس تباہ شدہ بستی سے گزر ہوا تو حضور۔صلی اللہ علیہ وسلم۔نے حکم فرمایا جلدی جلدی اس علاقہ سے گزر جاؤ۔

جہاں ایک مرتبہ اللہ کا عذاب نازل ہوا ہو اس کا اثر اس علاقہ اور بستی پر صدیوں تک رہتا ہے تو جہاں اللہ کی رحمتیں نازل ہوں وہاں ان رحمتوں کا اثر بھی صدیوں پر محیط ہوتا ہے۔

اس لئے اللہ کے حضور دستِ سوال دراز کرنے کے لئے اس جگہ کو منتخب کرنا چاہیئے جہاں اس کی رحمتیں نازل ہوئی ہوں۔

قرآن کریم میں حضرت زکریا۔علیہ الصلوٰۃ والسلام۔اور حضرت مریم۔رضی اللہ عنہا۔

(۱) ضیاء القرآن جلد اوّل

کا تذکرہ ملتا ہے حضرت مریم حضرت زکریا کی کفالت میں تھیں حضرت زکریا -علیہ السلام- نے ان کے لئے ایک عبادت گاہ بنادی تھی وہ عبادت گاہ باہر سے مقفل ہوتی اور حضرت مریم اس میں اپنے پروردگار کی بندگی میں مگن رہتیں۔اب قرآنی الفاظ سنیئے:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقاً قَالَ يٰمَرْيَمُ أَنّٰى لَكِ هٰذَا، قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ.

جب بھی حضرت زکریا -علیہ الصلاۃ والسلام- حضرت مریم -رضی اللہ عنہا- کی عبادت گاہ میں داخل ہوتے تو حضرت مریم کے پاس کھانے کی چیزیں (پھل وغیرہ) پاتے آپ نے حضرت مریم سے فرمایا یہ رزق تمہارے لئے کہاں سے آتا ہے؟ آپ نے عرض کی یہ اللہ کے پاس سے آتا ہے۔ بے شک اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

حضرت زکریا -علیہ الصلوٰۃ والسلام- نے اللہ کی مقبول بندی، حضرت مریم -رضی اللہ عنہا- پر اللہ کی عنایاتِ خسروانہ کو دیکھا تو آپ نے اس موقع ومحل کو غنیمت جانا اور اسی محراب -عبادت کی جگہ- میں آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے کیونکہ اس جگہ کی نسبت مقبول بارگاہِ الٰہی، حضرت مریم -رضی اللہ عنہا- سے ہو چکی تھی۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ.

وہیں حضرت زکریا -علیہ الصلاۃ والسلام- نے اپنے پروردگار سے دعا کی انہوں نے عرض کی اے میرے پروردگار مجھے اپنی جنابِ خاص سے پاکیزہ اولاد عطا فرما یقیناً تو ہی دعا سننے والا ہے۔

پاکیزہ جگہ محرابِ مریم میں حضرت زکریا۔علیہ الصلاۃ والسلام۔ بارگاہ لم یزل میں دست بدعا ہوئے تو اللہ جل جلالہ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور جو کچھ انہوں نے مانگا تھا وہ انہیں عطا فرما دیا گیا۔

قرآن کریم اس قبولیتِ دعا کو یوں بیان فرماتا ہے:

فَنَادَتْهُ الْمَلٰئِكَةُ وَهُوَ قَائِم'' يُصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقاً بِكَلِمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَسَيِّداً وَحَصُوْراً وَنَبِيّاً مِنَ الصَّالِحِيْنَ.

فرشتوں نے آپ کو ندا دی اس حالت میں کہ آپ محراب میں مصروف عبادت تھے یقیناً اللہ خوشخبری دیتا ہے آپ کو (ایک فرزند) یحییٰ کی جو تصدیق کرنے والا ہوگا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمان کی، سردار ہوگا اور ہمیشہ عورتوں سے دور رہنے والا ہوگا اور نبی ہوگا صالحین سے۔

دیکھیے! حضرت زکریا۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ پاکیزہ اور طیب جگہ دعا مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ فوراً ان کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت مطہرہ پر عمل کرتے ہوئے دعا مانگنے کیلئے کسی پاکیزہ جگہ کا انتخاب کریں۔

بزرگانِ دین کے مزارات پرانوار کے پاس دعا مانگنے میں یہی حکمت کارفرما ہے کہ ان کے وجود مسعود کی برکت سے اللہ تعالیٰ دعا کو قبول فرماتا ہے۔

جہاں حضرت مریم ۔رضی اللہ عنہا۔ چند دن قیام کریں وہاں ایک اللہ کا نبی اپنے ہاتھ بلند کر کے دعا مانگتا ہے تو جہاں کوئی مقبول بارگاہِ الٰہی لیٹا ہوا ہو۔اس کا مزار پرانوار ہو۔تو وہاں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے اگر ہاتھوں کو بلند کر کے اپنے پروردگار سے دعائیں کریں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

اے اللہ! اے قادر و قیوم اللہ! ہمیں قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما۔

اے خالق و مالک! اے پاک پروردگار! ہمیں انبیاء کرام علیھم الصلاۃ والسلام کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت عطا فرما۔

اے ارحم الراحمین! اے رب العالمین! جہاں تیرے کسی مقبول بندے کے قدم لگے ہوں، چند دن اس نے تیری بندگی کا کیف لیا ہو یا جہاں تیرا کوئی مقبول بندہ ابدی نیند سویا ہوا ہو اس کا مزار پرانوار ہو اس مبارک جگہ ہمیں اپنی بارگاہ سے مانگنے التجائیں کرنے اور دعائیں مانگنے کی توفیق ارزانی فرما۔

آمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ بِبَرْکَۃِ اَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی وَبِبَرْکَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ.

بہتر وقت:

سب وقت اللہ کے ہیں اور جس وقت بھی دعا مانگی جائے اللہ تعالیٰ سنتا ہے لیکن کچھ وقت ایسے بھی ہیں جن کی بزرگی اور شرف مُسلَّم ہے ایسے اوقات شریفہ کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے جیسے

۱۔ ماہِ رمضان

۲۔ جمعۃ المبارک

۳۔ رات کا درمیانی اور آخری حصہ

رمضان المبارک خیرات و برکات سے بھرپور مہینہ ہے اس کی ہر ساعت قابل قدر ہے ایسے عظیم مہینہ میں کسی وقت بھی دعا مانگنا فائدہ سے خالی نہیں اس ماہِ مبارک میں شیطان مقید ہوتا ہے جہنم کے دروازے بند ہوتے ہیں اور جنت کے دروازے کھلے ہوتے ہیں رحمتِ الٰہی جوبن

پر ہوتی ہے اور اللہ کی بارگاہ کا کوئی بھی سوالی محروم نہیں رہتا۔

جمعۃ المبارک یومِ مشہود ہے اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس دن بکثرت نازل ہوتے ہیں اور انسانی اعمال بارگاہِ خداوندی میں خصوصیت سے پیش کئے جاتے ہیں ایسے مبارک دن میں اگر بندہ اپنے اللہ سے دست بدعاء ہو تو فرشتے اس کی دعا پر آمین، آمین کہتے رہتے ہیں اور پھر بارگاہِ خداوندی میں اس کے سوالی ہونے کی گواہی بھی دیتے ہیں اور اس کی سفارش بھی کرتے ہیں۔

اور جمعۃ المبارک میں ایک گھڑی ایسی بھی ہے جس میں جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔اے بندۂ مومن! اس دن اہتمام سے اپنے پروردگار سے دعا مانگ ہوسکتا ہے جس گھڑی تو دعا مانگ رہا ہو وہ مقبولیت کی گھڑی ہو۔

دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں رات کا آخری تیسرا حصہ سب سے بہتر وقت ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : یَنْزِلُ رَبُّنَا کُلَّ لَیْلَةٍ اِلٰی سَمَاءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الآخِرِ فَیَقُوْلُ مَنْ یَدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَهٗ مَنْ یَسْأَلُنِیْ فَأُعْطِیَهٖ مَنْ یَسْتَغْفِرُلِیْ فَأَغْفِرَ لَهٗ.

السنن الکبریٰ للبیہقی رقم الحدیث (۴۶۵۲) جلد ۳ صفحہ ۳
قال البیہقی: رواہ البخاری فی الصحیح
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۹۳۹۹) جلد ۹ صفحہ ۲۰۷
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح
صحیح مسلم رقم الحدیث (۷۵۸) جلد ۲ صفحہ ۱۸۸
سنن الترمذی رقم الحدیث (۴۴۶) جلد ۲ صفحہ ۴۴۴
قال الترمذی: حدیث ابی ھریرہ حدیث حسن صحیح

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۴۴۶)	جلد۱	صفحہ۲۵۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۱۳۶۶)	جلد۲	صفحہ۱۶۱
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۱۳۶۶)	جلد۲	صفحہ۴۹۱
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۱۳۲)	جلد۱	صفحہ۴۰۷
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۴۵۰)	جلد۲	صفحہ۱۹۵
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۰۹۴)	جلد۱	صفحہ۳۸۴
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۷۳۳)	جلد۴	صفحہ۲۴۶
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۷۳۳)	جلد۳	صفحہ۱۵۸
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الدارمی	رقم الحدیث (۱۵۱۹)	جلد۲	صفحہ۹۲۷
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ حسن		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۱۱۸۰)	جلد۲	صفحہ۴۰۰
قال حسین سلیم اسد:	رجالہ ثقات		
الموطا للامام مالک	رقم الحدیث (۳۰)	جلد۱	صفحہ۱۸۷
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۴۶۳)	جلد۱۰	صفحہ۹۸

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا پر جب رات کا آخری تیسرا حصہ باقی ہو نزول اجلال فرماتا ہے پھر فرماتا ہے: ہے کوئی مجھ سے دعا مانگنے والا میں اس کی دعا قبول کروں۔ ہے کوئی مجھ سے سوال کرنے والا میں اسے عنایت فرماؤں۔ ہے کوئی مجھ سے گناہوں کی معافی مانگنے والا میں اس کے گناہ معاف کردوں۔

-☆-

غور فرمایئے پروردگار عالم جل جلالہ خود فرمارہا ہو مجھ سے مانگو، مجھ سے سوال کرو، مجھ سے مغفرت کی بھیک مانگو اگران گھڑیوں کو خواب غفلت کی نذر کردیا جائے تو یہ حرماں نصیبی نہیں تو اور کیا ہے۔ ازلی سعادتوں کا امین ہے وہ شخص جو ان رحمت بھری گھڑیوں میں اپنے اللہ سے دست بدعا رہتا ہے۔

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۴۵۳)	جلد۲	صفحہ۴۸۲
قال المحقق:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۹۲۰)	جلد۳	صفحہ۱۹۹
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۲۲۳۲)		صفحہ۲۹۷
المسند الجامع	رقم الحدیث (۱۴۳۷۴)	جلد۱۷	صفحہ۲۳۷
المسند الجامع	رقم الحدیث (۱۴۳۷۳)	جلد۱۷	صفحہ۲۱۷

اللہ تعالیٰ کا یہ کتنا لطف و کرم ہے کہ اس نے ہم جیسے گناہگاروں اور غافلوں کے لئے وقفہ وقفہ سے ایسے لمحات عطا فرما دیئے جن میں تھوڑا سا بھی مانگنے سے اللہ بہت زیادہ عطا فرماتا ہے۔

آیئے ان لمحات کی قدر کریں۔علیم وخبیر اللہ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں اللہ تعالیٰ ہر مسلم کو اپنے در سے مانگنے کی سعادت عطا فرمائے۔جن گھڑیوں میں دعا قبول ہوتی ہے ان میں سے چند کا ذکر آخری صفحات میں ہوگا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے در سے لو لگانے کی سعادت عطا فرمائے۔

نیت صالحہ:

عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَبِیْ حَفْصٍ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

اِنَّـمَـا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَاِنَّمَا لِاِمْرِءٍ مَانَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِامْرَاةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ اِلٰى مَاهَاجَرَ اِلَيْهِ.

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۳۴۴)	جلد۲	صفحہ۱۲۸
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۲۲)	جلد۱	صفحہ۵۹
قال الالبانی:	صحیح۔مشہور		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱)	جلد۱	صفحہ۲۱
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۶۸۹)	جلد۴	صفحہ۲۰۸۸
مسند ابی عوانہ	رقم الحدیث (۷۴۳۸)	جلد۴	صفحہ۴۸۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۹۰۷)	جلد۴	صفحہ۱۶۴
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۴۲۲۷)	جلد۴	صفحہ۵۲۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		

سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۴۲۲۷)	جلد ۵	صفحہ ۶۲۵
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۳۰۲)	جلد ۳	صفحہ ۳۷۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۲۰۱)	جلد ۲	صفحہ ۲۳۵
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۲۰۱)	جلد ۲	صفحہ ۱۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۶۵۳)	جلد ۳	صفحہ ۲۴۳
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۷۱۴)	جلد ۲	صفحہ ۱۲۸
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبری للبیھقی	رقم الحدیث (۸۱۰۸)	جلد ۴	صفحہ ۳۹۶
السنن الکبری للبیھقی	رقم الحدیث (۷۳۷۰)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۸
السنن الکبری للبیھقی	رقم الحدیث (۸۹۹۲)	جلد ۵	صفحہ ۶۰
السنن الکبری للبیھقی	رقم الحدیث (۱۲۹۰۷)	جلد ۶	صفحہ ۵۳۸
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۸۸)	جلد ۲	صفحہ ۱۱۳
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
الموطا امام مالک بروایۃ الامام محمد/رقم الحدیث (۹۸۱)			صفحہ ۳۰۳
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۸)	جلد ۱	صفحہ ۲۳۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۳۰۰)	جلد ۱	صفحہ ۲۹۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
معرفۃ السنن والآثار	رقم الحدیث (۵۸۵)	جلد ۱	صفحہ ۲۶۰
معرفۃ السنن والآثار	رقم الحدیث (۵۸۷)	جلد ۱	صفحہ ۲۶۱
معرفۃ السنن والآثار	رقم الحدیث (۵۸۸)	جلد ۱	صفحہ ۲۶۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۶۱۲)	جلد ۸	صفحہ ۹۱
شرح مشکل الآثار	رقم الحدیث (۵۱۰۷)	جلد ۱۳	صفحہ ۱۰۶
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط الشیخین		
مسند ابی داود الطیالسی	رقم الحدیث (۳۷)		صفحہ ۹
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۴۲)	جلد ۱	صفحہ ۷۳
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۴۳)	جلد ۱	صفحہ ۷۴
سنن الدارقطنی	رقم الحدیث (۱۲۸)	جلد ۱	صفحہ ۴۶
تاریخ بغداد	رقم الحدیث (۴۸۹۷)	جلد ۹	صفحہ ۳۴۵
سنن النسائی		جلد ۱	صفحہ ۵۸
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۷۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۳
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی		جلد ۶	صفحہ ۱۵۸
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۴۳۷)	جلد ۲	صفحہ ۴۷۹
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی		جلد ۷	صفحہ ۱۳
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۸۰۳)	جلد ۳	صفحہ ۱۴
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

امیر المومنین ابوحفص عمر بن الخطاب -رضی اللہ عنہ- نے فرمایا:

میں نے حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو یہ فرماتے ہوئے سنا بیشک اعمال (صالحہ) کا انحصار نیتوں پر ہے اور یقیناً ہر آدمی کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔

پس جس نے ہجرت کی اللہ اور اس کے رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی طرف تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی طرف ہی ہے۔

پس جس نے دنیا کے لئے ہجرت کی تا کہ اسے پالے، یا کسی عورت کے لئے ہجرت کی تا کہ اس سے نکاح کرے تو (سن لیجئے) ایسے آدمی کی ہجرت ادھر ہی ہوگی جدھر اس نے ہجرت کی۔

اللہ کے پیارے حبیب اور ہم سب کے آقا -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کا درج بالا ارشاد مبارک کتنا فکر انگیز ہے بندہ مسلم اس میں جتنا گہرا غور کرتا جائے اسی فرمان مبارک کی برکت سے اتنا ہی خلوص نصیب ہوگا۔

ذرا توجہ فرمائیے!

دو آدمی مکہ مکرمہ سے ہجرت کرتے ہیں اور دونوں مدینہ منورہ کی پاکیزہ سرزمین میں پہنچتے ہیں۔ دونوں کی نیتیں مختلف ہیں ایک اللہ کے حبیب اور ہمارے آقا -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- سے ملنے کے لئے گھر سے نکلتا ہے اور اسی کا دوسرا ساتھی بھی اپنا گھر، اپنا وطن چھوڑتا ہے لیکن اس کی نیت کسی عورت سے شادی کرنا ہے۔

صرف نیت کی وجہ سے

پہلے کی ہجرت، ہجرت اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ہوگی اس کا ہر قدم نیکی، اس کا ہر سانس سعادت سے لبریز اور اس کا یہ سفر ایسا رحمتوں سے لبریز کہ رشک قدسیاں ٹھہرا۔

اسی کا دوسرا ساتھی وہی سفر کر رہا ہے لیکن اس کا سانس اس کا قدم اس کی مشقت اور اس کی روز وشب کی طویل مسافت سب اللہ کے ہاں بیکار ہے جس میں نیکی نام کی کوئی چیز نہیں۔

سبحان اللہ! حسن نیت واقعی بندہ مسلم کے نیک اعمال کو رضائے الٰہی کا زینہ بنا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے طفیل ہمیں ہر نیک کام میں نیت درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، خلوص وللٰہیت کی سعادت سے بہرہ ور فرمائے۔

فَهِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ :

اس حدیث پاک میں ایک اور بات بھی واضح نظر آتی ہے جس کو سن کر ایک مسلم بھائی کی کشت ایمان تروتازہ ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضری سے ہر نعمت مل جاتی ہے بلکہ نعمتیں پیدا فرمانے والا ''اللہ'' بھی مل جاتا ہے۔ فَهِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کے الفاظ اسی حقیقت کو اجاگر کرتے ہیں۔ بندہ مسلم ہجرت تو مدینہ منورہ کی طرف کرتا ہے جہاں اللہ کے پیارے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- جلوہ افروز ہیں لیکن حدیث پاک کے الفاظ مبارکہ کہتے ہیں کہ وہ بندہ مسلم اللہ اور اس کے رسول -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی طرف جا رہا ہے تو بات بالکل واضح ہوگئی کہ مدینہ منورہ وہ پاک زمین ہے جہاں جلوہ مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- بھی ہے اور اسی پرنور ذات کے صدقے سے تجلی الٰہی بھی ہے۔

فَلَکَ الْحَمْدُ یَااَللّٰهُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

حسن نیت ہی اعمال صالحہ کی روح ہے اگر یہ روح نہ ہوتو اعمال صالحہ بے جان جسم کی طرح ہونگے۔

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وسلم- کا یہ ارشاد گرامی ہم سب کو اپنی نیتیں درست کرنے کا حکم دے رہا ہے۔اعمال صالحہ میں جب تک اخلاص وللٰہیت پیدا نہ ہواس وقت تک ان کی بارگاہِ الٰہی میں کوئی حیثیت نہیں۔ دعاء اعمال صالحہ کی جان ہے، دعاء عبادت ہے اور جب تک اس دعا مانگنے والے میں اخلاص پیدا نہ ہوگا یہ دعا دعا نہ ہوگی ہوسکتا ہے یہ اس کیلئے وبال جان بن جائے۔

مثلاً ایک آدمی دعاء مانگ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ہر قسم کی نعمتیں مانگ رہا ہے اس سے عافیت کا سوال کررہا ہے جنت کی درخواست کر رہا ہے لیکن اس کا دل یہ کہہ رہا ہے کہ لوگ مجھے کہیں یہ بہت نیک اوراچھا آدمی ہے اور دعائیں مانگتا رہتا ہے اس آدمی کا صرف یہی خیال اس دعاء کے حسن کو ختم کردے گا۔ جب تک دعاء مانگنے والے میں اخلاص وللٰہیت پیدا نہ ہوگا دعاء بارگاہِ ذوالجلال میں قبول نہ ہوگی۔

قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اِنَّ اللّٰهَ لا يَقْبَلُ مِنْ مُسَمِّعٍ وَلا مُرَاءٍ وَلا لاعِبٍ وَلادَاعٍ اِلَّا دَاعِياً دُعَاءً ثَبْتاً مِنْ قَلْبِهٖ.

الادب المفرد رقم الحدیث (۶۰۶)

صحیح الادب المفرد رقم الحدیث (۶۰۶) صفحہ ۲۲۶

قال الالبانی: صحیح الاسناد

کتاب الزھد لوکیع بن الجراح /رقم الحدیث (۳۰۵) جلد ۲ صفحہ ۵۷۹

قال المحقق: ھذا اسند صحیح

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود - رضی اللہ عنہ - نے ارشاد فرمایا:

بیشک اللہ تعالیٰ کسی ریاء وسُمعہ والے کا عمل قبول نہیں کرتا اور نہ کسی کھیلنے والے کا اور نہ دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہے مگر یہ کہ دعاء مانگنے والا ایسی دعا مانگے جو اس کے دل میں پیوست ہو۔

-☆-

علامہ قرطبی مفسر قرآن رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَمِنْ شَرْطِ الدَّاعِیْ اَنْ یَکُوْنَ عَالِماً بِاَنْ لا قَادِرَ عَلٰی حَاجَتِہٖ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ الْوَسَائِطَ فِیْ قَبْضَتِہٖ وَمُسَخَّرَۃٌ بِتَسْخِیْرِہٖ وَاَنْ یَدْعُوَ بِنِیَّۃٍ صَادِقَۃٍ وَحُضُوْرِ قَلْبٍ(۱)

اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگنے والے کیلئے شرط یہ ہے کہ

وہ اس بات کو جانتا ہو کہ اس کی اس حاجت برآری پر سوائے اللہ کے کوئی قادر نہیں ہے اور تمام وسائل اللہ کے قبضہ قدرت میں ہیں اور اسی کی تسخیر سے مسخر ہیں اور وہ نیت صادقہ اور حضور قلب سے دعا مانگے۔

(۱) الجامع لاحکام القرآن ۲/۳۱۱

قبلہ رُخ:

عَنْ عُـمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ بَدْرٍ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِلَی الْمُشْرِکِیْنَ وَھُمْ اَلْف'' وَاَصْحَابُہٗ ثَلاثُ مِائَةٍ وَتِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلاً فَاسْتَقْبَلَ نَبِیُّ اللّٰہِ الْقِبْلَةَ ثُمَّ مَدَّیَدَیْہِ فَجَعَلَ یَھْتِفُ بِرَبِّہٖ۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۷۶۳)	جلد۱۲	صفحہ۷۲
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۴۹۶)	جلد۸	صفحہ۴۳
مسند ابی عوانۃ	رقم الحدیث (۶۶۹۲)	جلد۴	صفحہ۲۵۴
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۶۹۰)	جلد۲	صفحہ۶۸
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۶۹۰)	جلد۲	صفحہ۱۵۰
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۰۹۲)	جلد۵	صفحہ۵۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۰۸۱)	جلد۳	صفحہ۲۴۰
قال الالبانی:	حسن		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۷۹۳)	جلد۱۱	صفحہ۱۱۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
السنن الکبریٰ (للبیہقی)	رقم الحدیث (۱۲۸۴۳)	جلد۶	صفحہ۵۲۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۰۸)	جلد۱	صفحہ۲۵۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
المصنف (ابن ابی شیبہ)	رقم الحدیث (۱۸۵۳۱)	جلد۱۴	صفحہ۳۶۵
دلائل النبوۃ		جلد۳	صفحہ۲۱-۵۲
جامع البیان (للطبری)	رقم الحدیث (۱۵۷۳۴)	جلد۸	صفحہ۲۹۱

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عمر بن الخطاب -رضی اللہ عنہ- کا بیان ہے

جب یوم بدر کو (میدان بدر میں) حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے مشرکین کی طرف دیکھا اور انکی تعداد ایک ہزار تھی اور حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے صحابہ تین سو انیس تھے تو حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے قبلہ کی طرف رُخ انور فرمالیا پھر اپنے ہاتھوں کو دراز کر دیا تو اپنے رب کو بلند آواز سے پکارنا شروع کر دیا۔

-☆-

اس حدیث پاک سے عیاں ہوا کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے غزوۂ بدر کے موقع پر دعا مانگنے کیلئے اپنا رخ انور قبلہ کی طرف کرلیا۔ صلاۃ کی ادائیگی کیلئے بھی قبلہ کی طرف رخ کیا جاتا ہے۔ دعا چونکہ عبادت ہے اس لیئے دعا میں بھی عموماً قبلہ کی طرف رخ کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زید -رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک جو صلاۃ استسقا میں ہے یہ الفاظ بھی ہیں:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَی الْمُصَلّٰی يُصَلِّیْ وَاِنَّهٗ لَمَّا دَعَا اَوْ اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَهٗ.

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- صلاۃ استسقاء کی ادائیگی کیلئے مصلّی کی طرف نکلے جب آپ نے دعا مانگی یا جب آپ دعا مانگنے لگے تو قبلہ کی طرف رخ انور کرلیا اور اپنی چادر کو پھیر دیا۔

دعا کے وقت قبلہ شریف کی طرف رخ کرنا مستحسن تو ہے لازمی نہیں۔ دعا کرتے وقت

قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کسی بھی وقت اور کسی بھی حالت میں مانگا جاسکتا ہے وہ ہر حالت میں سنتا ہے ہاں جب بھی دعا مانگی جائے روح دعا انکساری و عاجزی چاہیئے۔ جب خشوع و خضوع سے نہایت انکساری سے دعا مانگی جائے گی تو اللہ تعالیٰ ضرور اپنے لطف و کرم سے اس دعا کو قبول فرمائے گا۔

امام بخاری -رضی اللہ عنہ- صحیح البخاری میں باب باندھتے ہیں:

بَابُ : الدُّعَاءُ غَيْرَ مُسْتَقبِلِ الْقِبْلَةِ

باب: قبلہ شریف کی طرف رُخ کیے بغیر دعا

اس کے تحت ایک حدیث پاک نقل فرماتے ہیں ملاحظہ ہو

عَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

بَيْنَا النَّبِيُّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ- يَخْطِبُ يَوْمَ الْجُمْعَةِ فَقَامَ رَجُل" فَقَالَ :

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَسْقِيَنَا فَتَغَيَّمَتِ السَّمَاءُ وَمُطِرْنَا حَتّٰى مَاكَادَ الرُّجُلُ يَصِلُ اِلٰى مَنْزِلِهٖ ، فَلَمْ يَزَلْ تُمْطِرُ اِلَى الْجُمْعَةِ الْمُقْبِلَةِ ، فَقَامَ ذَالِكَ الرَّجُلُ اَوْغَيْرُهُ فَقَالَ : اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَصْرِفَهُ عَنَّا فَقَدْ غَرِقْنَا فَقَالَ "اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَقَطَّعُ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ وَلَايُمْطِرُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ.

صحیح البخاری رقم الحدیث (۶۳۴۲) جلد۴ صفحہ۱۹۹۵

مشکاۃ المصابیح رقم الحدیث (۵۹۰۲) جلد۳ صفحہ۱۶۵۶

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۱۹۵۸) جلد۱۰ صفحہ۳۳۳

قال حمزہ احمد الزین اسنادہ صحیح

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۸۸۴)	جلد۱۱	صفحہ۴۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۹۵۰)	جلد۱۱	صفحہ۶۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۴۶۱۷)	جلد۴	صفحہ۱۰۳
قال المحقق:	متفق علیہ		
کنز العمال	رقم الحدیث (۲۳۵۴۸)	جلد۸	صفحہ۴۳۷
شرح السنہ	رقم الحدیث (۱۱۶۸)	جلد۴	صفحہ۴۱۵
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علیٰ صحتہ		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۸۹۷)	جلد۶	صفحہ۱۷۰
السنن الکبریٰ	رقم الحدیث (۶۴۳۲)	جلد۳	صفحہ۴۹۳
السنن الکبریٰ	رقم الحدیث (۶۴۳۶)	جلد۳	صفحہ۴۹۴
السنن الکبریٰ	رقم الحدیث (۶۴۴۴)	جلد۳	صفحہ۴۹۷
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۵۲۳)	جلد۳	صفحہ۱۶۳
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۵۲۶)	جلد۱	صفحہ۴۹۳
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۵۹۶)	جلد۱	صفحہ۱۷۸
مجمع الزوائد (عبداللہ بن عباس) / رقم الحدیث (۳۲۸۵)		جلد۲	صفحہ۴۵۴
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۹۳۳)	جلد۱	صفحہ۲۷۷
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۰۳۳)	جلد۱	صفحہ۳۰۹
الاذکار	رقم الحدیث (۴۶۸)		صفحہ۲۱۵

ترجمة الحديث:

حضرت انس-رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ اس دوران کہ حضور نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- یوم الجمعہ کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے ایک آدمی کھڑا ہوا عرض کی یارسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ہم پر بارش نازل فرمائے (حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے دعا فرمائی) آسمان پر بادل چھا گئے ہم پر بارش نازل کردی گئی یہاں تک کہ آدمی کا اپنے گھر پہنچنا مشکل ہو گیا تھا۔ آئندہ جمعہ تک بارش کا نزول ہوتا رہا۔

(آئندہ جمعہ دوران خطبہ) وہی آدمی کھڑا ہوا یا کوئی اور عرض کی (یارسول اللہ!) اللہ سے دعا مانگیے کہ وہ ہم سے اس بارش کو پھیر دے ہم غرق ہوا چاہتے ہیں۔

تو حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے دعا مانگی

اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا.

اے اللہ! ہمارے اطراف میں بارش ہو اور ہم پر بارش نہ ہو۔

صحیح الاذکار	رقم الحدیث (۲۱۴)		صفحہ ۲۳۴
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۵۲۴)	جلد ۳	صفحہ ۱۶۴
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۵۲۷)	جلد ۱	صفحہ ۴۹۳
قال الالبانی:	صحیح		
اتحاف السادۃ المتقین		جلد ۷	صفحہ ۱۹۵
فتح الباری	رقم الحدیث (۳۵۸۲)	جلد ۸	صفحہ ۷۲۹

اتنی دعا مانگنے کی دیر تھی کہ بادل مدینہ منورہ کے گرد چھٹنا شروع ہو گئے اور اہل مدینہ پر بارش کا نزول موقوف ہو گیا۔

-☆-

ان دونوں مواقع پر حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے بارش کی دعا مانگی تو حضور منبر پر ہی جلوہ افروز رہے۔

اور یہ تو بدیہی بات ہے کہ منبر پر بیٹھے ہوئے قبلہ رخ نہیں ہوا جاتا بلکہ عوام کی طرف رخ ہوا کرتا ہے۔

یہ بات واضح ہوئی کہ دعا کیلئے قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں۔

ابوعبدالرحمٰن جیلانی العروسی لکھتے ہیں:

وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ اَنَّ الْخَطِيْبَ يَكُوْنُ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ فِیْ حَالِ خُطْبَتِهٖ وَذَالِكَ لِلْاِشَارَةِ اِلٰى اَنَّ الْاِسْتِقْبَالَ لَيْسَ بِلَازِمٍ[1]

یہ بات ہر ایک کو معلوم ہے کہ خطیب خطبہ کی حالت میں قبلہ کی طرف پشت کیے ہوئے ہوتا ہے (اس کا چہرہ قبلہ کی طرف نہیں ہوتا) اور یہ بھی اشارہ ہے کہ دعا میں استقبال القبلہ لازم نہیں ہے۔

جب دعا کیلئے قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں نیز امام بخاری نے باب اَلدُّعَاءُ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ ذکر کر کے اس بات کو بالکل واضح کر دیا ہے قبلہ کی طرف منہ کیئے بغیر دعا کرنا بھی سنت مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ہے اب دعا کیلئے قبلہ رخ کو ضروری قرار دینا مداخلت

---

(۱) الدعا ومنزلته من العقيدة جلد اول صفحہ ۲۰۷

فی الدین ہے اور خود شارع بنتا ہے حالانکہ اہل ایمان کے نزدیک غیر مشروط اطاعت واتباع صرف حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کی ہے۔

اب ان افراد کو ہزار بار سوچنا چاہیئے جو روضۂ رسول۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔پر حاضری دینے والے مسلمین پر جب وہ روضۂ اقدس کی طرف رخ کر کے دعا مانگتے ہیں تو زبردستی انکا رخ پھیر دیتے ہیں اور مختلف قسم کے القابات سے نوازتے ہیں۔ یاد رکھیئے روضۂ اقدس پر حاضری دینے والوں کے رخ روضہ اقدس سے پھیر دینا مداخلت فی الدین ہے اور حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔کے ارشادات سے انحراف ہے۔

خشوع وخضوع سے:

وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ. إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ [1]

ترجمہ:

اور یاد کیجئے حضرت زکریا کو جب انہوں نے اپنے رب کو ندادی (عرض کی) اے میرے رب! مجھے تنہا نہ چھوڑنا اور تو ہی بہتر وارث ہے تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا اور ہم نے انہیں یحیٰ (علیہ السلام) بیٹا عطا فرمایا اور ہم نے ان کی خاطر ان کی اہلیہ کو تندرست کر دیا۔ بیشک وہ نیکیاں کرنے میں بہت تیز رفتار تھے اور وہ ہم سے دعائیں مانگا کرتے تھے امید وخوف سے اور وہ ہماری خاطر عجز و نیاز کیا کرتے تھے۔

---

(۱) الانبیاء ۲۱/۹۰

حضرت زکریا -علیہ الصلاۃ والسلام- کے پاس اولاد نہ تھی آپ کا سینہ مبارک فیضان نبوت سے لبریز تھا انہیں تنہائی کا احساس ہوا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوئے اور عرض کی:

رَبِّ لَاتَذَرْنِیْ فَرْداً.

اے میرے رب! مجھے تنہا نہ چھوڑنا۔

مجھے ایک فرزند عطا فرما جو فیضان نبوت کا امین ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور انہیں حضرت یحییٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی صورت میں ایک بیٹا عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ الانبیاء میں ان کی اس دعا اور اجابت دعا کے بعد ان الفاظ میں ان کا ذکر کرتا ہے: اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِی الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَباً وَّرَهَباً وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِيْنَ.

یہ نبوت کا گھرانہ نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتا تھا امید وخوف کے ملے جلے جذبات میں وہ دعائیں مانگا کرتا تھا اور وہ ہماری خاطر خشوع وخضوع کا پیکر تھا۔

حضرت زکریا -علیہ الصلاۃ والسلام- کی دعائیں قبول ہوتی ہیں ان کا یہ وصف ہے کہ وہ خشوع وخضوع سے لبریز تھے۔ آج ہمیں بھی چاہیئے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں خشوع وخضوع سے دعا مانگیں عاجزی کے وصف سے متصف ہو کر مانگیں جب ہم اس کی بارگاہ میں قلب وقالب سے جھک جائیں گے تو وہ یقیناً دعا قبول فرمائے گا۔

عزم ویقین کے ساتھ:

بندہ جب بھی اللہ سے دعاء مانگے تذبذب کی کیفیت سے باہر نکل کر مانگے اور جب

بھی مانگے پورے یقین اوراعتماد سے مانگے۔ یہ احکم الحاکمین جل جلالہ کا در ہے اس در پر دست سوال اس یقین محکم کے ساتھ پھیلانا چاہیئے کہ یہ ضرور ہماری دعائیں قبول فرمائے گا اور ہماری التجاؤں پر خصوصی توجہ فرمائے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ -قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ-اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ لَایَسْتَجِیْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ.

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۵۳۱)	جلد ۱۰	صفحہ ۳۵۲
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۹۰)	جلد ۵	صفحہ ۲۹۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۷۹)	جلد ۳	صفحہ ۴۳۴
قال الالبانی:	حسن		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۱۸۶۰)	جلد ۲	صفحہ ۱۶۴
قال الحاکم:	حدیث مستقیم الاسناد		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۵۹۴)		جلد ۲	صفحہ ۱۴۳
قال الالبانی:	حدیث مستقیم الاسناد		
المعجم الاوسط	رقم الحدیث (۵۱۰۹)	جلد ۴	صفحہ ۳۲
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۲۴۱)	جلد ۲	صفحہ ۷
اتحاف السادۃ		جلد ۵	صفحہ ۳۹
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۱۶۰۶)	جلد ۲	صفحہ ۱۴۱

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - نے ارشاد فرمایا:

جب بھی اللہ سے دعا کرو تو اس یقین سے مانگو کہ وہ تمہاری دعاء ضرور قبول فرمائے گا اور سن لو! اللہ تعالیٰ ایسی دعا کو قبول نہیں کرتا جو غافل اور بے پرواہ دل سے نکل رہی ہو۔

-☆-

دعاء اس تذبذب سے بھی نہ مانگی جائے کہ اسے مانگنا ہی نہ کہا جائے جیسے کوئی یہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو مجھے معاف کر دے، اگر تو چاہتا ہے تو مجھے روزی عطا کر دے۔

یہ مقام بندگی نہیں بلکہ بندہ اپنے مالک کے دامن سے چمٹ کر سوالی ہوتا ہے اور اپنی بے بسی اور بے مائیگی ظاہر کر کے اس کے کرم کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔

رسول عربی - صلی اللہ علیہ وسلم - کا اس سلسلہ میں ارشاد گرامی بھی واضح ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ –رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ– قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ –صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ– اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلَا یَقُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ اُرْزُقْنِیْ اِنْ شِئْتَ وَلْیَعْزِمْ مَسْئَلَتَهٗ اِنَّهٗ یَفْعَلُ مَایَشَاءُ وَلَا مُکْرِهَ لَهٗ.

تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۰۰۵)	جلد ۱۰	صفحہ ۲۲۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۷۹)	جلد ۱۷	صفحہ ۷
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۲۲۵)	جلد ۲	صفحہ ۶۹۱
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۴۷۷)	جلد ۲	صفحہ ۲۳۳۴
اتحاف السادة		جلد ۵	صفحہ ۱۸۸

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابو ہریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اللہ سے دعاء کرے تو اس طرح نہ کہے:

اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے اگر تو چاہتا ہے تو مجھ پر رحم فرما اور اگر تو چاہتا ہے تو مجھے رزق عطا فرما بلکہ اپنی طرف عزم و اعتماد کے ساتھ اللہ سے مانگے بے شک وہ کرے گا وہی جو وہ چاہے گا اور کوئی ایسا نہیں جو اس ذات کو مجبور کر سکے۔

-☆-

بھری کائنات میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اس قادر مطلق کو مجبور کر سکے عزم و پختگی سے صرف اس لئے دعا مانگی جاتی ہے کہ اس کی رحمت کاملہ کسی صاحبِ یقین کو محروم نہیں کرتی بلکہ جتنا یقین زیادہ ہوگا اتنا ہی وہ زیادہ عطا فرماتا ہے۔

عَنْ سَلْمَانَ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ- اِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ اَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۸۷۶)	جلد۳	صفحہ۱۶۰
قال شعیب الارنوؤط:	حدیث قوی		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۷۳۴۰)	جلد۱۰	صفحہ۲۶۵
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۴۸۸)	جلد۱	صفحہ۴۶۸
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۴۸۸)	جلد۱	صفحہ۴۰۹
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت سلمان فارسی -رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: یقیناً تمہارا پروردگار حیاء والا اور کریم ہے جب بندہ سوالی بن کر اس کی جناب میں ہاتھ پھیلاتا ہے تو اسے شرم آتی ہے کہ ان کو اسی طرح خالی لوٹا دے۔

-☆-

المعجم الكبير	رقم الحديث (۱۳۵۵۷)	جلد۱۲	صفحہ۴۲۳
شرح السنة للبغوی	رقم الحديث (۱۳۸۵)	جلد۵	صفحہ۱۸۵
سنن الترمذی	رقم الحديث (۳۵۶۷)	جلد۵	صفحہ۳۲۶
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن غريب		
صحيح سنن الترمذی	رقم الحديث (۳۵۵۶)	جلد۳	صفحہ۴۶۳
قال الالبانی:	صحيح		
تحفة الاشراف	رقم الحديث (۴۴۹۴)	جلد۴	صفحہ۲۹
سنن ابن ماجه	رقم الحديث (۳۸۶۵)	جلد۴	صفحہ۳۲۲
قال محمود محمد محمود:	الحديث صحيح		
صحيح سنن ابن ماجه	رقم الحديث (۳۱۳۱)	جلد۳	صفحہ۲۶۳
قال الالبانی:	صحيح		
مشكاة المصابيح	رقم الحديث (۲۲۴۴)	جلد۲	صفحہ۶۹۴
مصابيح السنة	رقم الحديث (۱۶۰۹)	جلد۲	صفحہ۱۴۲
المستدرک (للحاکم)		جلد۱	صفحہ۴۹۷
تلخيص بذيل المستدرک		جلد۱	صفحہ۴۹۷

وہ کریم مولا جو ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹاتا بلکہ کشکول بھر دیتا ہے دامن گوہر مراد سے لبریز کر دیتا ہے ہم اس کی بارگاہ سے عزم و یقین کے ساتھ کیوں نہ مانگیں اور تذبذب کا شکار ہو کر اپنا نقصان کیوں کریں۔

اے اللہ! ہمیں ایمان و ایقان کے ساتھ مانگنے کی توفیق عطا فرما اور اپنی کرم نوازیوں سے سرفراز فرما۔

اللہ کے حضور دعاء مانگنے والے کے لئے یہ بھی مناسب ہے کہ وہ
ہاتھوں کو پھیلا کر
خشوع و خضوع اور خوفِ خدا سے لبریز ہو کر
آہ وزاری کے ساتھ
بار بار دعاء مانگے

اور اس کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ گذشتہ گناہوں سے توبہ کرے اور دعاء مانگتے وقت یہ عزم کرے کہ آئندہ گناہ کا ارتکاب نہیں کروں گا۔

اے اللہ! ہمیں ظاہری اور باطنی آداب کی رعایت رکھ کر اپنی بارگاہ میں دستِ سوال پھیلانے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں اپنے در اقدس کے سوالی ہونے کی سعادت سے محروم نہ فرما۔ آمین

بِجَاہِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَقَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ مِنَ الصَّلٰوَاتِ اَطْیَبُھَا وَمِنَ التَّسْلِیْمَاتِ اَزْکٰھَا.

گناہوں کا اعتراف:

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

اِنَّ اللّٰهَ لَیُعْجِبُ مِنَ الْعَبْدِ اِذَا قَالَ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ قَالَ : عَبْدِیْ عَرَفَ اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَغْفِرُ وَیُعَاقِبُ.

المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۲۵۲۷)	جلد۲	صفحہ۴۲۴
قال الحاکم:	هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۵۷)	جلد۵	صفحہ۲۷۸
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۴۶)	جلد۳	صفحہ۴۲۰
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۶۰۲)	جلد۲	صفحہ۴۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۶۰۲)	جلد۲	صفحہ۱۲۳
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۶۹۸)	جلد۶	صفحہ۳۱۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۳۰)	جلد۲	صفحہ۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۵۳)	جدل۱	صفحہ۴۹۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت علی بن ابی طالب۔رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔نے ارشاد فرمایا:

یہ بات اللہ تعالیٰ کو بہت اچھی لگتی ہے کہ بندہ کہے

لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اَنْتَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّهٗ لاَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلاَّ اَنْتَ.

اے اللہ! تیرے علاوہ کوئی الہ نہیں میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا میرے گناہوں کی مغفرت فرمادے کیونکہ اے اللہ! تیرے سوا کوئی نہیں جو معاف کر سکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

میرے بندے کو عرفان ہے کہ اس کا رب ہے جو معاف بھی کرتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے۔

-☆-

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۰۵۶) جلد۲ صفحہ۵۵
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح
مسند ابی داؤد الطیالسی رقم الحدیث (۱۳۲) صفحہ۲۰

تائب کی دعا مقبول

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی -رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ- عَنِ النَّبِیِّ- صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ -قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَبْسُطُ یَدَہٗ بِاللَّیْلِ لِیَتُوْبَ مُسِیْئُ النَّھَارِ وَیَبْسُطُ یَدَہٗ بِالنَّھَارِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءَ اللَّیْلِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِھَا.

جامع الاصول	رقم الحدیث (۹۸۶)	جلد۲	صفحہ۲۸۱
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۷۵۹)	جلد۱۷	صفحہ۶۴
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۵۸۷)	جلد۴	صفحہ۵
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۳۱۳۵)		جلد۳	صفحہ۲۱۵
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ (للنسائی)/رقم الحدیث (۱۱۱۸۰)		جلد۶	صفحہ۳۴۴
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۳۲۹)	جلد۲	صفحہ۲۱۷
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۱۶۶۸)	جلد۲	صفحہ۱۶۶
السنن الکبری (للبیہقی)/رقم الحدیث (۶۵۰۴)		جلد۸	صفحہ۲۳۵
السنن الکبری (للبیہقی)/رقم الحدیث (۲۰۷۶۶)		جلد۱۰	صفحہ۳۱۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۹۴۲۱)	جلد۱۴	صفحہ۵۰۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
الدر المنثور		جلد۳	صفحہ۶۲

ترجمة الحدیث:

حضرت ابوموسیٰ اشعری -رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

بیشک اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ رات کو پھیلاتا ہے کہ دن کو گناہ کرنے والے کی توبہ قبول فرمائے اور دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کے مجرم کی توبہ قبول فرمائے یہ قبولیت توبہ کا سلسلہ جاری رہے گا یہاں تک کہ (قیامت کے قریب) سورج مغرب سے طلوع ہو۔

-☆-

قیامت کے قائم ہونے سے پہلے پہلے اللہ رب العزت نے در توبہ کشادہ کیا ہوا ہے اور اس وقت تک جو بھی توبہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا قیامت سے پہلے پہلے اللہ کے حضور دعائیں مانگنے والا محروم نہیں رہے گا اس کی جملہ دعائیں بارگاہ ذوالجلال میں قبول ہونگی۔

اس حدیث پاک میں ہے کہ

اللہ تعالیٰ اپنا دست کرم رات کو پھیلا دیتا ہے کہ دن کا مجرم توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کرلی جائے اور اسی طرح وہ اپنا دست کرم دن کو پھیلاتا ہے تاکہ رات کا مجرم اگر توبہ کرے تو اللہ کریم اس کی توبہ کو شرفِ قبولیت بخشے۔

اللہ کا دستِ کرم ہر وقت کشادہ ہے وہ اپنے خزانے ہر لحہ بانٹتا ہے اس کی عطاو بخشش میں انقطاع نہیں وہ مسلسل کرم نوازی فرماتا جاتا ہے یہ سلسلہ کرم ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری و ساری رہے گا۔

یہود کا یہ غلط نظریہ تھا:

قَالَتِ الْیَهُوْدُ یَدُاللّٰهِ مَغْلُوْلَة" غُلَّتْ اَیْدِیْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَاقَالُوْا بَلْ یَدَاهُ مَبْسُوْطَتَان یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَاءُ.

یہود بولے اللہ کا ہاتھ جکڑا ہوا ہے۔ان (یہودیوں) کے ہاتھ جکڑے جائیں اور لعنت ہو ان پر بوجہ اس قول کے جو انہوں نے کہا بلکہ اللہ الکریم کے دونوں دست کرم کشادہ ہیں وہ جیسے چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جواد و منعم ہے وہ وھاب و معطی ہے اس کی عطا و عنایات کی ہر وقت برکھا رہتی ہے جب بھی کوئی مجرم ندامت لیئے اس کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے اس کے آنسو گرنے سے پہلے ہی وہ کرم کر دیا کرتا ہے۔وہ دست کرم دن کو بھی پھیلاتا ہے اور رات کو بھی پھیلاتا ہے رات کے مجرم دن کو بخش دیئے جاتے ہیں اور دن کے مجرم رات کو بخش دیے جاتے ہیں۔

یہ تو مجرم و گنہگار پر نظر کرم ہے تو جو دولتِ اطاعت سے مالا مال ہے اتباع و فرمانبرداری اس کے خمیر میں ہو اس کی زبان ہر لمحہ ذکر الٰہی سے تروتازہ ہو اسکے قلب سے یادِ الٰہی سے سوتے پھوٹتے رہتے ہوں تو ایسا آدمی جب دستِ سوال دراز کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا دست کرم اسے کیا کچھ عنایت فرماتا ہوگا اس کی عنایات کی وسعت و گہرائی کو دار فانی کے فانی بندے کیسے جان سکتے ہیں۔

انبیاء کرام کی تعلیمات:

قرآن کریم کی تلاوت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات انبیاء کرام۔علیہم الصلاۃ والسلام۔اپنی اپنی امتوں کو رحمت الٰہی کے حصول کیلئے پہلے توبہ واستغفار کا حکم دیتے تھے کیونکہ توبہ کرنے سے بندے کا رب سے ٹوٹا ہوا رشتہ بحال ہو جاتا ہے پھر وہ رحیم و کریم اللہ کی بارگاہ

میں التجا کرتا ہے تو اس کی التجا فوراً سن لی جاتی ہے۔

بارانِ رحمت کیلئے بھی انبیاء کرام۔ علیھم الصلاۃ والسلام۔ اپنی اپنی امتوں کو دعا سے پہلے استغفار کا حکم ارشاد فرماتے تھے۔

حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کا تذکرہ ان کلمات مبارکہ میں ہے

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ اِنَّهُ كَانَ غَفَّاراً يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَاراً وَيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ اَنْهَاراً (1)

ترجمہ:

(حضرت نوح۔ علیہ الصلاۃ والسلام۔ نے فرمایا) میں نے ان سے کہا اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لو بیشک وہ بہت بخشنے والا ہے وہ آسمان سے تم پر موسلا دھار بارش برسائے گا اور تمہیں مال واولاد دیکر تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے لیئے باغات پیدا فرمائے گا اور تمہارے لئے نہریں بنائے گا۔

-☆-

حضرت نوح۔ علیہ الصلاۃ والسلام۔ نے اپنی قوم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے در کھلنے کو توبہ استغفار سے مشروط کر دیا اگر توبہ کرو گے، اپنے گناہوں پر نادم ہو کر ان کی معافی مانگو گے، اللہ ذوالجلال والاکرام کی طرف رجوع کرو گے تو وہ تمہیں بارشوں سے نوازے گا تمہیں مال ودولت عطا فرمائے گا، اولاد کی نعمت ارزانی فرمائے گا، باغات اور نہریں تمہارے مقدر میں فرمائے گا۔

---

(۱) نوح ۷۱/۱۰تا۱۲

تو اب بھی اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر کرم کرے، اس کیلئے در رحمت کھول دے، اسکی دعائیں قبول ہوں اور اس کی تمنائیں پوری ہوں تو وہ پہلے اپنے گناہوں پر نادم ہو، گناہوں کی معافی مانگے جب توبہ استغفار کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی دعائیں قبول فرمائے گا اور اس کی جھولی کو ہر مراد سے بھر دے گا۔

حضرت هود-علیہ الصلاۃ والسلام-بھی یہی تعلیم دیتے ہیں:

وَيَاقَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَاراً وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ.(۱)

ترجمہ:

اے میری قوم! اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو پھر اس کی بارگاہ میں توبہ کرو تو وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش برسائے گا اور تمہاری پہلے سے موجود قوت میں مزید قوت کا اضافہ فرمائے گا۔

-☆-

حضرت هود- علیہ الصلاۃ والسلام- کی تعلیمات سے بھی یہ عیاں ہوتا ہے کہ دعا کی قبولیت میں توبہ واستغفار ایک بنیادی عنصر ہے جو قوم توبہ کرتی ہے اپنے گناہوں کی معافی مانگتی ہے پھر وہ جو دعا مانگے گی اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرمائیگا۔ اس پر بارانِ رحمت نازل کرے گا اور ان کے پاس موجود پہلی قوت وطاقت میں مزید اضافہ فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ اس امت محمدیہ علی صاحبھا افضل الصلوٰت واکمل التحیات کو اس چیز کی تعلیم

---

(۱) هود ۱۱/۵۲

فرماتا ہے انہیں بھی توبہ واستغفار کا حکم دیتا ہے تاکہ یہ امت توبہ کے بعد جو دعا مانگے اسکی دعا قبول ومنظور ہو۔

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعاً حَسَناً (1)

ترجمہ:

اور یہ کہ استغفار کرو اپنے رب سے اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو وہ تمہیں تمہاری زندگی کی راحتوں سے لطف اندوز کرے گا۔

انسانی زندگی بے کیف ہو جاتی ہے جب دکھ وتکلیف اسے گھیر لیتے ہیں اگر وہ توبہ واستغفار کرتا ہے، اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی بے کیف زندگی میں کیف عطا فرماتا ہے، اس کے دکھ وتکلیف سے اسے نجات دلا کر راحت وسکون سے نوازتا ہے تو اس امت کیلئے بھی یہی پیغام ہے کہ جب بھی دعا مانگنے لگو پہلے اپنے گناہوں کی معافی مانگو استغفار کرو پھر اللہ تعالیٰ تمہاری دعا کو سن لے گا اور تمہاری دل سے نکلی ہوئی التجا شرف قبولیت سے ہمکنار ہوگی۔

---

(1) ھود ۱۱/۳

اسم اعظم سے دعا

عَنْ بُرَيْدَةَ- رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ -صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ -سَمِعَ رَجُلاً يَقُوْلُ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّکَ اَنْتَ اللّٰهُ لا اِلٰهَ اِلا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُواً اَحَد" فَقَالَ دَعَااللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَاسُئِلَ بِهٖ اَعْطٰی وَاِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ.

المستدرک للحاکم	رقم الحدیث(۱۹۰۱)	جلد۲	صفحہ۱۸۱
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط الشیخین		
سنن ابی داوٗد	رقم الحدیث(۱۴۹۳)	جلد۱	صفحہ۴۶۹
صحیح سنن ابی داوٗد	رقم الحدیث(۱۴۹۳)	جلد۱	صفحہ۴۰۹
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۸۹۱)	جلد۳	صفحہ۱۷۳
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۲۲۸۶۱)	جلد۱۶	صفحہ۴۸۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۲۲۸۴۸)	جلد۱۶	صفحہ۴۷۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت بریدہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے سنا ایک آدمی اللہ کی بارگاہ میں یوں دعا مانگ رہا تھا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُوًا اَحَدٌ"

اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں اس لیئے سوالی ہوں کہ تو ہی اللہ ہے تیرے علاوہ کوئی الٰہ نہیں تو یکتا ہے کل جہاں تیرے محتاج ہیں تو کسی کا محتاج نہیں تو ہی ہے جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور نہ اس کا کوئی مثیل ہے۔

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۸۵۷)	جلد۴	صفحہ۳۱۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۲۵)	جلد۳	صفحہ۲۶۰
قال الالبانی:	صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۲۵۹)	جلد۵	صفحہ۳۷
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۲۶۰)	جلد۵	صفحہ۳۸
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۸۶)	جلد۵	صفحہ۴۹۰
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۷۵)	جلد۳	صفحہ۴۳۲
قال الالبانی:	صحیح		
مصنف (ابن ابی شیبہ)	رقم الحدیث (۹۴۰۹)	جلد۱۰	صفحہ۲۷۱

حضور–صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم– نے ارشاد فرمایا:

اس آدمی نے اللہ سے اس اسم اعظم سے دعا مانگی ہے کہ جس اسم اعظم سے جب سوال کیا جائے عطا کیا جاتا ہے اور جب دعا مانگی جائے دعا قبول کی جاتی ہے۔

-☆-

عَنْ اَنَسٍ– رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ –قَالَ كُنْتُ جَالِساً مَعَ النَّبِیِّ –صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ –فِی الْمَسْجِدِ وَرَجُلٌ" يُصَلِّیْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدَ لا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ يَاذَاالْجَلالِ وَالْاِكْرَامِ يَاحَیُّ يَاقَيُّوْمُ اَسْئَلُکَ. فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ وَاِذَاسُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى.

سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۳۸۵۸)	جلد۴	صفحہ۳۱۷
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۳۸۵۸)	جلد۵	صفحہ۳۷۳
قال المحقق:	اسنادہ حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۲۶)	جلد۳	صفحہ۲۶۱
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۴۹۵)	جلد۱	صفحہ۴۷۰
صحیح سنن ابن داؤد	رقم الحدیث (۱۴۹۵)	جلد۱	صفحہ۴۱۰
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۳۸)	جلد۱	صفحہ۹۷
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۱۲۵۸)	جلد۵	صفحہ۳۶

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک-رضی اللہ عنہ-کا فرمان ہے کہ میں حضور نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی صلاۃ (نماز) ادا کر رہا تھا تو اس نے یوں

المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۱۸۹۹)	جلد۲	صفحہ۱۸۰
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۷۰۵)		صفحہ۲۴۶
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۷۰۵)		صفحہ۲۶۲
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۵۴۸)	جلد۱۰	صفحہ۵۱۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۸۹۳)	جلد۳	صفحہ۱۷۵
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ قوی		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۲۹۶)	جلد۳	صفحہ۵۲
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۲۳۳)	جلد۱	صفحہ۲۷۹
قال الالبانی:	صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۲۵۸)	جلد۵	صفحہ۳۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۵۵)	جلد۵	صفحہ۳۲۰
قال الترمذی:	ھذا حدیث غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۴۴)	جلد۳	صفحہ۴۵۶
قال الالبانی:	صحیح		

دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدَ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَاذَاالْجَلاَلِ وَالْاِکْرَامِ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ اَسْئَلُکَ.

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس وسیلہ سے کہ تمام تعریفیں تیرے لیئے ہیں تیرے علاوہ کوئی الہ نہیں تو حنان ومنان ہے سماوات وارض کا موجد ہے اے جلال واکرام والے! اے حیَّ! اے قیوم! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: اس آدمی نے اللہ تعالیٰ کے اس اسم اعظم سے دعا مانگی ہے کہ جس کے ذریعے جب بھی دعا مانگی جائے اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول فرماتا ہے اور جس کے ذریعے جب بھی سوال کیا جائے وہ کریم اللہ ضرور عطا فرماتا ہے۔

-☆-

عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ :مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ لا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لا شَرِیْکَ لَہٗ ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر '' وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلااِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ ثُمَّ قَالَ رَبِّ أغْفِرْلِیْ اَوْقَالَ ثُمَّ دَعَا اَسْتُجِیْبَ لَہٗ فَاِنْ تَوَضَّأَ وَصَلّٰی قُبِلَتْ صَلاَتُہٗ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۱۵۴)	جلد ۱	صفحہ ۳۴۴
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۵۹۶)	جلد ۶	صفحہ ۳۳۰
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۲۵)	جلد ۵	صفحہ ۲۶۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح غریب		

ترجمة الحديث:

حضرت عبادہ بن الصامت -رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: جو آدمی رات کو بیدار ہو تو یہ کلمات زبان سے ادا کرے

لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيْکَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۱۴)	جلد۳	صفحہ۴۰۲
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۵۷۲)	جلد۱۶	صفحہ۳۸۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۴۶۶۷)	جلد۳	صفحہ۸
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۸۷۸)	جلد۴	صفحہ۳۲۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۴۲)	جلد۳	صفحہ۲۶۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۶۰)	جلد۲	صفحہ۳۴۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۶۰)	جلد۳	صفحہ۲۴۴
قال الالبانی:	صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۸۹۰)		صفحہ۴۷۴
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۶۱۲)		جلد۱	صفحہ۳۹۴
قال الالبانی:	صحیح		

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر" وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الہٰ نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے اسی کیلئے کل حکومت ہے اور تمام تعریفیں اسی کیلئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر نقص وعیب سے پاک ہے تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اللہ اکبر ہے برائی سے پھرنا نہیں اور نیکی کی طاقت نہیں مگر اسی کی توفیق واعانت سے۔

ان کلمات کے ادا کرنے کے بعد عرض کرے" رَبِّ اغْفِرْلِیْ " اے میرے رب میری مغفرت فرما۔

یا حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا ان کلمات کے بعد جو دعا مانگے اس کی دعا قبول کی جائے گی اگر وضو کر کے صلاۃ (نماز) ادا کرے تو اس کی یہ صلاۃ قبول کی جائے گی۔

-☆-

عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ:
دَعْوَةُ ذِي النُّوْنِ اِذَا دَعَا رَبَّهٗ وَهُوَ فِيْ بَطْنِ حُوْتٍ:
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ
فَاِنَّهٗ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُل" مُسْلِم" فِيْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ.

مسند الامام احمد — رقم الحدیث (۱۴۶۲) — جلد ۲ — صفحہ ۲۱۷
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح
سنن الترمذی — رقم الحدیث (۳۵۱۶) — جلد ۵ — صفحہ ۳۰۲

ترجمة الحديث:

حضرت سعد-رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

حضرت یونس علیہ الصلاۃ والسلام کی دعا جب انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں مانگی تھی:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ .

اے اللہ! تیرے علاوہ کوئی الہ نہیں تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے میں ظالمین میں سے ہوں۔

ان کلمات سے جو بھی مرد مسلم دعا مانگے گا کسی بھی معاملہ میں تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرمائے گا۔

-☆-

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۰۵)	جلد۳	صفحہ۴۴۳
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۲۹۲)	جلد۲	صفحہ۲۲
المستدرک	رقم الحدیث (۱۹۰۵)	جلد۲	صفحہ۱۸۲
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسناد		
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۱۶۳۸)	جلد۲	صفحہ۱۵۵
شعب الایمان (للبیہقی) / رقم الحدیث (۶۲۰)		جلد۲	صفحہ۴۳۲
عمل الیوم واللیلۃ	رقم الحدیث (۶۵۶)		صفحہ۴۱۶

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: اِسْمُ اللّٰهِ الأَعْظَمُ فِى هَاتَيْنِ الآيَتَيْنِ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰه'' وَاحِد'' لااِلٰهَ اِلَّا هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وَفَاتِحَةُ سُوْرَةِ آلِ عِمْرَانَ.

ترجمة الحديث:

حضرت اسماء بنت یزید-رضی اللہ عنہا- سے مروی ہے کہ حضور رسول-اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۸۵۵)	جلد۴	صفحہ۳۱۵
قال محمود محمد محمود:	حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۲۳)	جلد۳	صفحہ۲۶۰
قال الالبانی:	حسن		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۴۹۶)	جلد۱	صفحہ۵۵۴
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۴۹۶)	جلد۱	صفحہ۴۱۰
قال الالبانی:	حسن		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۵۷۶۷)	جلد۱۱	صفحہ۲۶۴
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۸۹)	جلد۵	صفحہ۲۹۱
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۷۸)	جلد۳	صفحہ۴۳۳
قال الالبانی:	حسن		
شرح سنۃ (للبغوی)	رقم الحدیث (۱۲۶۱)	جلد۵	صفحہ۳۸
قال البغوی:	ھذا حدیث غریب		
مصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۹۴۰۹)	جلد۱۰	صفحہ۲۷۱

اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے:

۱۔ اِلٰهُكُمْ اِلٰه'' وَاحِد'' لَااِلٰهَ اِلَّا هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ

۲۔ سورۃ آل عمران کی ابتدائی آیت۔

-☆-

اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ
سے دعا مانگنا

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى۔(1)

ترجمہ:

(اے میرے حبیب) آپ فرما دیجئے تم یا اللہ کہہ کر دعا مانگو یا یا رحمٰن کہہ کر دعا مانگو اسکی بارگاہ میں جس بھی نام سے دعا مانگو تو (سن لیجئے) اسماء حسنیٰ اس کے ہیں۔

-☆-

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جب بھی دعا کیلئے ہاتھ اٹھیں اور اسے پکارا جائے تو اچھے اچھے اسماء سے پکارا جائے۔ اللہ کے نام برکت سے لبریز ہیں کوئی بھی نام زبان پر آئے وہ فائدہ سے خالی نہیں پھر بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ دعا مانگتے ہوئے اس کے اسماء حسنیٰ بے ساختہ زبان پر آ جائیں کیونکہ دوہرا فائدہ ہوگا ایک دعا کرنے کا ثواب ملے گا دوسرا ذکر الٰہی کرنے کا اجر ملے گا۔

فَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔

اسماء حسنیٰ اللہ ہی کیلئے ہیں تو ان اسماء مبارکہ سے اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگا کرو۔

اللہ تعالیٰ کا ہر اسم پاک اپنی الگ شان اور الگ خصوصیت رکھتا ہے تو جس اسم پاک کو

(1) بنی اسرائیل ۱۷/۱۱۰

زبان پر لائیں گے اس اسم پاک کے انوار و برکات اس دعا کرنے والے کی طرف متوجہ ہونگے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء کی توجہ ہی ایک انسان کیلئے وافی و کافی ہے۔

غور کیجئے!

ایک آدمی تنگدست ہے۔ بے روزگاری کے ہاتھوں مجبور ہے۔ جسم و جاں کا رشتہ قائم رکھنا اس کیلئے دشوار ہے اگر وہ دعا مانگے یا وھاب، یا معطی، یا منعم یا اس جیسے دیگر اسماء کو زبان پر لائے گا تو ان اسماء کی برکت سے ہی اس پر رزق کے دروازے کھل جائیں گے۔

اگر وہ گناہ کی دلدل مین پھنسا ہوا ہے معصیتوں میں یوں گھرا ہے کہ اسے خلاصی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو اسے چاہیئے کہ دعا مانگتے ہوئے یا غفور، یا غفار وغیرہ اسماءِ حُسنٰی کا ورد کرے۔

اگر وہ کمزور ہے لوگ اس کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں اور وہ ان کے مقابلہ کی ہمت و طاقت بھی نہیں رکھتا تو ایسا آدمی جب دعا مانگے تو یا قوی، یا عزیز وغیرہ اسماءِ حُسنٰی کا ورد کرے۔ اللہ الکریم کے کرم سے اس کے مشکل دن اچھے دنوں میں بدل جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے در سے مانگنے والا خائب و خاسر نہیں ہوا کرتا۔ ویسے بھی کسی بڑے آدمی کو مخاطب کریں تو اس کے القابات سے اسے یاد کرتے ہیں اچھے اچھے لفظ استعمال کرتے ہیں تو یہ تو خالق و مالک ہے رازق و معطی ہے منعم و جواد ہے جل جلالہٗ جب اس کے حضور کچھ عرض کریں گے تو اس کیلئے بھی اسماء حسنٰی کا استعمال کریں گے۔ اسماءِ حُسنٰی کا استعمال کرنے والا اللہ کی رحمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا کرتا ہے۔

فللّٰہ الاسماءُ الحُسنٰی فادعُوہُ بھا وَذَرُوا الَّذِینَ یُلحِدُونَ فی اسمائہ

سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ[1]

ترجمہ:

اور اللہ ہی کے اسماء حسنیٰ ہیں تو انہیں اسماء سے اس سے دعائیں مانگو اور چھوڑ دو ان لوگوں کو جو کجروی کرتے ہیں اسکے اسماء میں انہیں سزا دی جائے گی اس کی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

-☆-

(۱) الاعراف ۷/۱۸۰

توسل بالاعمال الصالحہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ

بَیْنَمَا ثَلاَثَۃُ نَفَرٍ یَتَمَاشُوْنَ أَخَذَھُمُ الْمَطَرُ. فَمَالُوْا اِلٰی غَارٍ فِیْ الْجَبَلِ، فَانْحَطَّتْ عَلٰی فَمِ غَارِھِمْ صَخْرَۃٌ مِنَ الْجَبَلِ فَأَطْبَقَتْ عَلَیْھِمْ، فَقَالَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوا أَعْمَالاً عَمِلْتُمُوھَا لِلّٰہِ صَالِحَۃً فَادْعُوا اللّٰہَ بِھَا لَعَلَّہٗ یُفَرِّجُھَا فَقَالَ اَحَدُھُمْ : اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ کَانَ لِیْ وَالِدَانِ شَیْخَانِ کَبِیْرَانِ وَلِیَ صِبْیَۃٌ صِغَارٌ کُنْتُ اَرْعٰی عَلَیْھِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَیْھِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَیَّ اَسْقِیْھِمَا قَبْلَ وَلَدِیْ وَاِنَّہٗ نَأٰی بِیَ الشَّجَرُ فَمَا اَتَیْتُ حَتّٰی أَمْسَیْتُ فَوَجَدْتُھُمَا قَدْنَامَافَجِئْتُ کَمَا کُنْتُ اَحْلَبُ بِالْحِلاَبِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُؤُوْسِھِمَا اَکْرَہُ اَنْ اُوْقِظَھُمَا مِنْ نَوْمِھِمَا وَاَکْرَہُ اَنْ اَبْدَأَ بِالصِّبْیَۃِ قَبْلَھُمَا وَالصِّبْیَۃُ یَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمِیْ فَلَمْ یَزَلْ ذَالِکَ دَأْبِیْ وَدَأْبُھُمْ حَتّٰی طَلَعَ الْفَجْرُفَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذَالِکَ ابْتِغَاءَ وَجْھِکَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَۃً نَرٰی مِنْھَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللّٰہُ لَھُمْ فُرْجَۃً حَتّٰی یَرَوْنَ مِنھا السَّمَاءَ .

وقَالَ الثَّانِیْ :

اَللّٰهُمَّ اِنَّه، كَانَتْ لِیْ اِبْنَةُ عَمٍّ اُحِبُّهَا كَاَشَدِّ مَایُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ مِنْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتّٰی اٰتِیَهَا بِمِائَةِ دِیْنَارٍ فَسَعَیْتُ حَتّٰی جَمَعْتُ مِائَةَ دِیْنَارٍ فَلَقِیْتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَیْنَ رِجْلَیْهَا قَالَتْ یَاعَبْدَاللّٰهِ ! اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهٖ فَقُمْتُ عَنْهَا اَللّٰهُمَّ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّی قَدْ فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً

وَقَالَ الْاٰخَرُ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ اَجِیْراً بِفَرَقِ اَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰی عَمَلَه، قَالَ اَعْطِنِیْ حَقِّیْ فَعَرَضْتُ عَلَیْهِ حَقَّه، وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ اَزَلْ اَزْرَعُه، حَتّٰی جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَراً وَرَاعِیْهَا فَجَاءَ نِی فَقَالَ! اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِیْ وَاَعْطِنِیْ حَقِّیْ فَقُلْتُ اذْهَبْ اِلٰی تِلْكَ الْبَقَرِوَرَاعِیْهَا فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزَأْ بِیْ فَقُلْتُ اِنِّیْ لَا اَهْزَأُ بِكَ فَخُذْ تِلْكَ الْبَقَرَ وَرَاعِیَهَا فَأَخَذَهَا فَانْطَلَقَ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَابَقِیَ فَفَرَجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث(۵۹۷۴)	جلد۴	صفحہ۱۸۹۲
مسندالامام احمد	رقم الحدیث(۵۹۷۳)	جلد۵	صفحہ۳۱۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسندالامام احمد	رقم الحدیث(۵۷۴)	جلد۵	صفحہ۳۲۱
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۲۷۴۳)	جلد۸	صفحہ۲۳۶
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۶۷۷۹)	جلد۵	صفحہ۳۶۰

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر -رضی اللہ عنہ- روایت کرتے ہیں کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

تین آدمی دوران سفر چل رہے تھے کہ انہیں بارش نے آلیا تو وہ پہاڑ کی غار میں چلے گئے۔ پہاڑ سے ایک چٹان گر کر پہاڑ کے منہ (دہانے) پر آ گئی تو وہ چٹان غار کے دہانے پر پیوست ہوگئی اور انکے نکلنے راہ مسدود ہوگئی۔

تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا

اپنے اپنے اعمال کا جائزہ لو جو عمل تم نے صرف لِوَجہِ اللہ کیا ہو اس کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا مانگو تا کہ وہ تمہیں اس قید سے رہائی عطا فرمائے۔

تو ان میں سے ایک نے کہا

سنن الکبریٰ للبیھقی رقم الحدیث (۱۱۶۴۰) جلد ۶ صفحہ ۱۹۴
قال المحقق: رواہ مسلم فی الصحیح

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۱) جلد ۱ صفحہ ۵۵
قال المحقق: صحیح

صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۱) جلد ۱ صفحہ ۱۰۱
قال الالبانی: صحیح

موارد الظمآن رقم الحدیث (۲۰۲۷) صفحہ ۴۹۷ (مختصرا)

اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے عمر رسیدہ تھے اور میرے چھوٹے بچے بھی تھے میں دن بھر بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب میں ان کے پاس آتا تو بکریوں کا دودھ دوھتا تو اپنے ماں باپ کو اپنے بچوں سے پہلے پلاتا تو ایک مرتبہ سبز درختوں کی طلب مجھے دور لے گئی تو میں اس وقت واپس گھر آیا جب رات چھا چکی تھی تو میں نے اپنے ماں باپ کو پایا کہ وہ دونوں سو چکے تھے۔ تو میں نے ایسے ہی دودھ دوہا جیسے میں پہلے دودھ دوہتا تھا تو میں دوھا ہوا دودھ لے کر آیا اور اپنے ماں باپ کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور یہ بات مجھے ناپسند تھی کہ میں ان دونوں کو بے آرام کروں اور مجھے یہ بات بھی ناپسند تھی کہ اپنے ماں باپ سے پہلے بچوں کو دودھ پلاؤں اور میرے بچے میرے قدموں کے پاس فریاد وواویلا کر رہے تھے میری اور انکی یہی حالت وکیفیت رہی یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی۔

اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا کیلئے کیا تھا تو ہمیں اتنی کشادگی عطا کردے کہ ہم اس میں سے آسمان کو دیکھ سکیں تو اللہ تعالیٰ نے (چٹان کو ذرا سرکا کر) اتنی کشادگی کردی کہ جس سے وہ آسمان کو دیکھ سکیں۔

دوسرے نے (دعا شروع کی اور) کہا

اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی تو میں اس سے اتنی محبت کرتا تھا جتنی آدمی عورتوں سے محبت کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی شدید تر تو میں نے اس سے اسکا وجود حوالے کردینے کا کہا تو اس نے انکار کردیا یہاں تک کہ میں ایک سو دینار اسے پیش کروں۔

میں نے تگ ودو شروع کردی یہاں تک کہ ایک سو دینار جمع کر لیئے۔ میں یہ سو دینار لے کر اس سے ملا۔ تو جب میں اسکے قریب بیٹھ گیا تو اس نے کہا

اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈرو اور مہر کو اس کے حق کے بغیر نہ توڑو۔ تو میں اس سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اے اللہ تو جانتا ہے کہ اگر میرا اس کے پاس سے اٹھ آنا تیری رضا کیلئے کیا تھا تو ہم کو اس قید سے نکال لے تو اللہ نے اس چٹان کو کچھ سرکا کر کچھ اور کشادگی کر دی۔

تیسرے نے (دعا شروع کی اور) کہا

اے اللہ! میں نے ایک مزدور تین صاع چاول پر لیا جب اس نے اپنا کام ختم کر لیا تو کہا مجھے میرا حق دے دے۔

میں نے اس پر اسکا حق پیش کیا تو اس نے اس سے منہ پھیرا اور اسے چھوڑ کر چل دیا میں ان چاولوں کو کاشت کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کی رقم سے کئی گائیں اور انکا چرواہا خرید لیا۔

تو وہ ایک دن آیا اور کہا اللہ سے ڈرو اور مجھ پر ظلم نہ کرو اور مجھے میرا حق دے دو۔ تو میں نے کہا ان گائیوں اور ان کے چرواھے کو لے جاؤ۔ ان نے کہا اللہ سے ڈرو اور مجھ سے مذاق نہ کرو۔ تو میں نے کہا میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا۔ ان گائیوں اور ان کے چرواھے کو لے جاؤ یہ تیرا حق ہے تو اس نے وہ سارا مال لیا اور چلا گیا۔

اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اگر میں تیری رضا کیلئے ایسا کیا ہے تو تو ہمیں اس قید سے رہائی عطا فرما تو اللہ تعالیٰ نے اس چٹان کو سرکا کر ان کو رہائی عطا فرما دی۔

-☆-

اھل ایمان جو کام بھی کریں اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا سب

سے بڑی دولت ہے۔

زیرنظر حدیث پاک میں جن تین افراد کا ذکر ہے اور انہوں نے جن اعمال کا وسیلہ دیکر اللہ سے دعا مانگی ان کے وہ تینوں کام اخلاص وللٰہیت پر مبنی ہیں۔ انکے خلوص وجذبہ پر اللہ کی نظر رحمت ہوئی تو ہر ایک کی دعا سے اتنی بڑی چٹان تھوڑی تھوڑی سرکنا شروع ہوئی اور وہ تینوں صحیح وسلامت غار سے باہر آ گئے۔

اس حدیث پاک سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ دعا میں بڑی قوت وطاقت ہے ۔اخلاص وللّٰہیت سے مانگی گئی دعا ایک چٹان کو اپنی جگہ سے سرکا دیتی ہے جو کام بیسیوں آدمی نہ کرسکیں وہ ایک دعا کر جاتی ہے۔

یہ تذکرہ یہ واقعہ اس امت کا واقعہ نہیں بلکہ یہ پہلی امتوں میں سے کسی امت کا واقعہ ہے اب یہ امت محمدیہ علی صاحبھا الف الصلاۃ والتحیہ جو خیر الامم کہلاتی ہے اس کے کسی صالح وپارسا آدمی کے اخلاص وللّٰہیت کا عالم کیا ہوگا۔ پھر اس کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات کتنی حیرت انگیز طاقت کے مالک ہونگے۔

اگر اللہ تعالیٰ اخلاص پر مبنی پہلی امتوں کے کسی فرد کی دعاء رد نہیں کرتا تو اس خیر الامم کے نیک وصالح آدمیوں کی دعا بھی ضرور قبول فرمایا ہے۔

افراد امت صدیوں سے اپنی مشکلات کے حل کیلئے اور اپنے مصائب سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے اس امت کے صلحا افراد کی بارگاہ میں حاضری دیتے آئے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اگر اس نیک وصالح آدمی نے خلوص سے ان کے حق میں دعا کردی تو اللہ تعالیٰ فوراً انکی دعا کو قبول کرے گا اور انکی مشکل حل ہو جائے گی اور ان سے مصائب وآلام کے بادل چھٹ جائیں گے۔

توسل بالصالحین

جب اعمال صالحہ کے توسل سے مانگی گئی دعاء قبول ہوتی ہے تو ان نفوس قدسیہ کے توسل سے دعا بطریق اولیٰ قبول ہوگی جن سے اعمال صالحہ کا صدور بکثرت ہوتا رہا۔

ویسے انسان کا اپنے بارے میں یہ دعویٰ کرنا بڑا مشکل ہے کہ اس کے اعمال کی بنیاد خلوص وللٰہیت پر ہے اور وہ ریاء وسمعہ کی آمیزش سے پاک ہیں۔ ایسے اعمال کا دعویٰ کرنا بڑے دل گردے کا کام ہے اس لئے مناسب ہے کہ دعاء میں ان مقربین بارگاہِ الٰہی کا واسطہ دیا جائے جن کی ساری زندگی حصولِ رضائے الٰہی کے لئے بسر ہوئی ہو اور ان کا ہر عمل ہر فعل بلکہ ہر قول وحرکت ان کے اخلاص وللٰہیت کی گواہی دیتا ہو۔

خصوصاً اس ذاتِ اقدس واعلیٰ کا واسطہ دیا جائے جن کے صدقے اللہ تعالیٰ نے صلحا کو نوازا ہے اور جن کے ابرو کے اشارہ سے متقین ومقربین کو ترقی کی منازل طے کروائی جاتی ہیں اور جن کے سرِ اقدس پر رحمۃ للعالمینی کا تاج پوری آب وتاب سے چمک رہا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ - رضی اللّٰہ عنہ كَانَ اِذَا قُحِطُوا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ - رضی اللّٰہ عنہ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا

نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ- فَتَسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَیُسْقَوْنَ.

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک -رضی اللہ عنہ- روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب -رضی اللہ عنہ- کے زمانہ میں جب قحط پڑتا تو حضرت عباس بن مطلب -رضی اللہ عنہ- کے واسطہ سے بارش کی دعا مانگتے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے:

اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی -صلی اللہ علیہ والہ وسلم- کے وسیلہ سے التجا کیا کرتے تھے تو تو ہم پر باران رحمت نازل فرماتا تھا۔ اور آج ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی -صلی اللہ علیہ والہ وسلم- کے چچا کے وسیلہ سے التجا کرتے ہیں تو ہم پر بارش نازل فرما۔ راوی حدیث بیان فرماتے ہیں اس دعا کے بعد ان پر بارش نازل ہو جاتی تھی۔

-☆-

حضرت عمر -رضی اللہ عنہ کا عمل مبارک کتنا عمدہ اور مزاج اسلام کے مطابق ہے۔ وہ حصول بارش کیلئے حضرت عباس -رضی اللہ عنہ کا سہارا لیتے تھی اور یہ سہارا و وسیلہ ان کے کام بھی آتا تھا۔

حدیث پاک کے یہ الفاظ کَانَ اِذَا قُحِطُوْا قابل توجہ ہیں۔ یعنی جب بھی خشک سالی ہوتی ایک آدھ مرتبہ کی بات نہیں بلکہ بارہا ایسے ہوا بارش بند ہوگئی فصلیں تباہ ہونے لگیں مویشی پیاسے مرنے لگے تو عمر فاروق حضرت عباس -رضی اللہ عنہ- کا نام لیکر اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے اور یہ بات یقینی ہے کہ حضرت عمر -رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام جو اس وقت موجود تھے

صحیح البخاری رقم الحدیث (۱۰۱۰) جلد۱ صفحہ ۳۰۲

وہ ہم سے زیادہ اسلام کو سمجھتے جانتے اور عمل کرتے تھے۔اور فرمان رسول ۔صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ کے مطابق ان کا عمل ہمارے لیئے حجت بنا دیا گیا ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رُجُلاً ضَرِيْراً أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يُعَافِيَنِيْ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ اَخَّرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ" وَاِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ قَالَ فَادْعُهُ قَالَ فَاَمَرَهُ اَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوْئَهُ وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَيَدْعُوَ بِهٰذَا الدُّعَاءِ فَيَقُوْلُ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَامُحَمَّدُ اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ فَتُقْضٰى لِيْ. اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ وَ شَفِّعْنِيْ فِيْهِ.

المستدرک للحاکم — جلد۱ — صفحہ۳۱۳

قال الحاکم: حدیث صحیح علی شرط الشیخین

التلخیص بذیل المستدرک — جلد۱ — صفحہ۳۱۳

قال الذھبی: علی شرطھما

مسند الامام احمد — رقم الحدیث (۱۷۱۷۴) — جلد۱۳ — صفحہ۳۱۴

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

سنن ابن ماجہ — رقم الحدیث (۱۳۸۵) — جلد۲ — صفحہ۱۷۲

قال محمود محمد محمود: الحدیث صحیح

صحیح سنن ابن ماجہ — رقم الحدیث (۱۱۴۵) — جلد۱ — صفحہ۴۱۲

قال الالبانی: صحیح

تحفۃ الاشراف — رقم الحدیث (۹۷۶۰) — جلد۷ — صفحہ۲۳۶

ترجمة الحديث:

حضرت عثمان بن حنیف -رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ ایک ضریر البصر آدمی حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وسلم- کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا عرض کی (یا رسول اللہ!) میرے لیئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت عطا فرمائے۔

حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا اگر تم چاہو تو تمہارے لئے مؤخر کردوں وہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم چاہو تو تمہارے لئے دعا کروں۔ اس آدمی نے عرض کی میرے لئے دعا کر دیجئے۔ حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے اسے حکم دیا کہ وہ اچھے طریقے سے وضو کرے اور دو رکعت صلاۃ ادا کرے اور ان کلمات سے دعا مانگے:

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۸۹)	جلد ۵	صفحہ ۳۳۶
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۷۸)	جلد ۳	صفحہ ۴۶۹
قال الالبانی:	صحیح		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۳۶۶۸)	جلد ۲	صفحہ ۵۶۵
قال الھیثمی:	حدیث صحیح		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۸۳۱۱)	جلد ۹	صفحہ ۳۰
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۴۹۵)	جلد ۲	صفحہ ۷۶۸
قال الالبانی:	اسنادہ صحیح		

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَامُحَمَّدُ اِنِّی تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ فَتُقْضٰی لِیْ. اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ وَ شَفِّعْنِی فِیْہِ.

اے اللہ! میں تیری جناب میں سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی، نبیِ رحمت حضرت محمد مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے وسیلہ سے یا محمد! (اے سراپا حمد وخوبی!) میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی بارگاہ میں متوجہ ہوا ہوں اپنی اس حاجت میں کہ اسے میرے لئے پورا کر دیا جائے۔

اے اللہ! حضور -صلی اللہ علیہ والہ وسلم- کی سفارش میرے حق میں قبول فرما۔

سبحان اللہ! حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی کتنی عمدہ تعلیم ہے آنے والا تو آیا اور آپ سے دعا کی درخواست کر رہا ہے لیکن حضور سید العالمین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے اسے ایک دعا کی تعلیم دی جس دعا کے مانگنے سے اس کی تکلیف رفع ہوگئی اور اس کا نابینا پن جاتا رہا اور اس دعا کی برکت سے وہ دوبارہ بینا ہوگیا۔

الفاظِ دعا ملاحظہ ہوں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ

اے اللہ! میں تیری جناب میں سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی، نبیِ رحمت حضرت محمد مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے وسیلہ سے۔

یہاں حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- خود وسیلہ کی تعلیم دے رہے ہیں اور اس تعلیم کے پردے میں اپنی امت پر واضح فرما رہے ہیں کہ

جیسے میری ذات کے بغیر تمہارا ایمان نہیں اسی طرح میرا وسیلہ بارگاہ خداوندی میں پیش کر دو تا کہ تم پر کرم در کرم ہو جائے۔

یاد رہے حضور سید العالمین محمد رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کا دین ابدی و سرمدی ہے۔حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات رہتی دنیا تک کیلئے ہیں۔ یہ دین دینِ حق ہمہ گیر اور عالم گیر ہے اس کی تعلیمات کو صرف اپنے خود ساختہ نظریات کیلئے محدود و مقید کر دینا کسی طور پر روا نہیں اور کسی بڑے سے بڑے عالم کو بھی اس بات کی اجازت نہیں کہ نبوی تعلیمات کو خیر القرون تک محدود کر سکے۔

اھل اسلام خیر القرون سے لیکر اب تک دعا میں بارگاہ خداوندی میں حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کی ذاتِ اقدس کا وسیلہ دیتے رہے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک دیتے رہیں گے بلکہ قیامت کے میدان میں وسیلہ مصطفیٰ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کام آئے گا۔

آیئے حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کی تعلیم کے مطابق اپنی اپنی دعاؤں میں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیۡکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحۡمَۃِ .

اے اللہ! میں تیری جناب میں سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی، نبیِ رحمت حضرت محمد مصطفیٰ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کے وسیلہ سے۔

اضافہ کیجئے انشاء اللہ جیسے اس نابینا پر کرم ہوا تھا آپ پر بھی کرم ہو گا۔

وماذالک علی اللہ بعزیز.

دعائیہ کلمات کا تکرار

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِی اللّٰہ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ :

مَنْ سَئَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ثَلاثَ مَرَّاتٍ قَالَتْ الْجَنَّةُ اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْهُ وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلاثَ مَرَّاتِ قَالَتِ النَّارُ اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّارِ .

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۴۷۸)	جلد۲	صفحہ۶۵
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۴۳۴۰)	جلد۴	صفحہ۵۸۵
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۴۳۴۰)	جلد۵	صفحہ۷۰۱
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۵۱۸)	جلد۳	صفحہ۴۱۱
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵۸۱)	جلد۴	صفحہ۲۵۷
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵۷۲)	جلد۳	صفحہ۲۳
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۴۳)	جلد۱	صفحہ۹۹
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۳۴۴)	جلد۴	صفحہ۳۴۸
قال المحقق:	حسن		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت انس بن مالک -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث(۳۶۵۴)	جلد۳	صفحہ۴۶۵
قال الالبانی: لغیرۃ		
صحیح ابن حبان رقم الحدیث(۱۰۳۴)	جلد۳	صفحہ۳۰۸
قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد رقم الحدیث(۱۲۱۰۹)	جلد۱۰	صفحہ۳۷۷
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ حسن		
سنن النسائی رقم الحدیث(۵۵۳۱)	جلد۸	صفحہ۲۹۲
صحیح سنن النسائی رقم الحدیث(۵۵۳۶)	جلد۳	صفحہ۴۸۰
قال الالبانی: صحیح		
المستدرک (للحاکم)	جلد۱	صفحہ۵۳۵
قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ		
التلخیص بذیل المستدرک	جلد۱	صفحہ۵۳۴
قال الذھبی: صحیح		
مشکاۃ المصابیح رقم الحدیث(۲۴۷۸)	جلد۲	صفحہ۷۶۳
مصابیح السنۃ رقم الحدیث(۱۷۸۷)	جلد۲	صفحہ۲۱۶
مسند ابی یعلی (الموصلی)/رقم الحدیث(۳۶۸۲)	جلد۶	صفحہ۳۵۶
قال حسین سلیم اسد: اسنادہ صحیح		

جو آدمی اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت مانگے تو جنت کہتی ہے اے اللہ اسے جنت میں داخل کردے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ آگ سے بچنے کی دعا مانگے تو آگ کہتی ہے یا اللہ! اسے آگ سے بچالے۔

-☆-

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے اس ارشاد گرامی سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ جو دعا تکرار سے مانگی جائے اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول کرتا ہے۔ جنت کا سوال ہوا اور اس سوال کو تین مرتبہ دھرایا گیا ہو تو قبولیت دعا کا انداز ملاحظہ ہو کہ خود جنت پکار اٹھتی ہے اے خالق و مالک اس دعا مانگنے والے کو جنت میں داخل کردے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ :

يُعْجِبُهُ اَنْ يَدْعُوَ ثَلاَ ثاً وَاَنْ يَسْتَغْفِرَ ثَلاَ ثاً.

موارد الظمآن	رقم الحدیث (۲۴۱۰)		صفحہ ۵۹۸
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۹۲۳)	جلد ۹	صفحہ ۲۰۳
قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین			
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۵۲۷۷)	جلد ۹	صفحہ ۱۸۴
قال حسین سلیم اسد: اسنادہ صحیح			
عمل یوم واللیلۃ (للنسائی) / رقم الحدیث (۴۵۷)			صفحہ ۳۳۱
المعجم الکبیر (للطبرانی)	رقم الحدیث (۱۰۳۱۷)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۵۹
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۳۲۷)		صفحہ ۴۳

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مسعود-رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ

حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-کو یہ بات بڑی اچھی لگتی تھی کہ دعا تین مرتبہ مانگی جائے استغفار تین مرتبہ کیا جائے۔

-☆-

حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-بھی اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ

دعائیہ کلمات کا تین مرتبہ تکرار کیا جائے ان کلمات کو تین مرتبہ دہرایا جائے۔ جو مرد مومن دعائیہ کلمات کو تین مرتبہ دہراتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اس کی جانب لپک لپک کر آتی ہیں اور اسے اپنی آغوش میں لے لیتی ہیں۔ تین مرتبہ دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم سے محروم نہیں رہتا۔

مسند الامام احمد　رقم الحدیث (۳۷۴۴)　جلد ۴　صفحہ ۱۵

قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

مسند الامام احمد　رقم الحدیث (۳۷۷۰)　جلد ۴　صفحہ ۲۵

قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

تکرار میں یہ ضروری نہیں کہ وہی الفاظ دھرائے جائیں بلکہ الفاظ بدل کر بھی دعا مانگی جاسکتی ہے جیسے

صحیح مسلم میں حضرت علی-رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل روایت میں یہ الفاظ مبارک ہیں

عَنْ عَلِيّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ :

ثُمَّ يَكُوْنُ مِنْ آخِرِ مَايَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِوَالتَّسْلِيْمِ

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَااَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَااِلٰهَ اِلاَّ اَنْتَ.

صحیح مسلم رقم الحدیث (۷۷۱) جلد۲ صفحہ۵۱

السنن الکبری (للبیہقی)/رقم الحدیث (۲۳۴۳) جلد۲ صفحہ۴۸

السنن الکبری (للبیہقی)/رقم الحدیث (۳۰۱۸) جلد۲ صفحہ۲۶۴

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۷۲۹) جلد۱ صفحہ۴۸۴

قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۸۰۳) جلد۱ صفحہ۵۱۶

قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

مسند الامام احمد (عن ابی ھریرہ)/رقم الحدیث (۷۹۰۰) جلد۸ صفحہ۲۹

قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

مسند الامام احمد (عن ابی ھریرہ)/رقم الحدیث (۱۰۶۱۶) جلد۹ صفحہ۵۳۲

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

اگر اس دعا میں صرف اِغْفِرْلِیْ مَاصَنَعْتُ یا اس جیسا کوئی لفظ ہوتا پھر بھی مفہوم واضح تھا بلکہ تکرار جو دعا کی قبولیت کیلئے اہم چیز ہے اسے بھی نہ چھوڑا اور الفاظ بھی بدل بدل کر استعمال کئے تا کہ امت کو یہ بات واضح ہو جائے کہ تکرار میں وہی الفاظ ضروری نہیں بلکہ الفاظ بدل بدل کر دعا مانگی جائے وہ بھی تکرار والی دعا کہلائے گی۔

-☆-

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۷۶۰)	جلد۱	صفحہ۲۶۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۷۶۰)	جلد۱	صفحہ۲۱۷
قال الالبانی:	صحیح		
شرح السنۃ (للبغوی)	رقم الحدیث (۵۷۲)	جلد۳	صفحہ۳۴
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۳	صفحہ۸۱
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۵	صفحہ۷۷
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۵	صفحہ۱۶۵

دعا میں ہاتھ اٹھانا

قَالَ اَبُوْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

دَعَاالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْهِ وَرَأَیْتُ بِیَاضَ اِبِطَیْهِ.

ترجمة الحدیث:

حضرت ابوموسیٰ اشعری-رضی اللہ عنہ-کا بیان ہے

حضور نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-نے دعا فرمائی تو اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے کہ میں نے حضور کی بغل کی سفیدی دیکھ لی۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۳۸۳)	جلد۴	صفحہ۲۰۰۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۴۹۸)	جلد۱۶	صفحہ۵۰ (مفصلاً)
السنن الکبریٰ (عن انس)/رقم الحدیث (۶۴۴۵)		جلد۳	صفحہ۴۹۷
السنن الکبریٰ (عن انس)/رقم الحدیث (۶۴۴۶)		جلد۳	صفحہ۴۹۷
السنن الکبریٰ (عن انس)/رقم الحدیث (۶۴۴۷)		جلد۳	صفحہ۴۹۸
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۳۹۸)	جلد۵	صفحہ۲۰۱ (مفصلاً)
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
دلائل النبوۃ للبیہقی		جلد۵	صفحہ۱۵۳
البدایۃ والنھایۃ (لابن کثیر)		جلد۴	صفحہ۳۳۹

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے جیسے بھی مانگا جائے وہ قبول فرماتا ہے جس رنگ میں بھی دعا کی جائے وہ اسے شرف قبولیت سے نوازتا ہے لیکن بعض مواقع پر ہاتھوں کو اٹھایا جاتا ہے۔ ہاتھوں کو اٹھا کر دعا مانگنا تضرع وزاری کو ظاہر کرتا ہے اور بات واضح ہے کہ تضرع سے مانگی گئی دعا قبول ہوتی ہے۔ ہاتھوں کو بلند کر کے اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگنا یہ بندے کے وصفِ بندگی کو مزید اجاگر کرتا ہے۔ جب ہاتھوں کو اٹھایا جاتا ہے تو اس کا مفہوم واضح ہے کہ اے خالق و مالک دیکھ صرف میری زبان ہی نہیں تیری بارگاہ میں سوال کر رہی بلکہ پورا جسم تیری بارگاہ میں ملتجی ہے یہ گرویانہ انداز اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو مزید متوجہ کر دیتا ہے اور بندے کی التجا کو شرف قبولیت سے نوازا جاتا ہے۔

ہاتھ اٹھا کر اختتام پر چہرے پر پھیرنا

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ.

ترجمة الحديث:

حضرت عمر-رضی اللہ عنہ-کا ارشاد گرامی ہے
حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- جب دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے تو چہرے پر پھیرے بغیر نیچے نہ کرتے۔

-☆-

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۳۹۷)	جلد ۵	صفحہ ۲۵۰
قال الترمذی:	ھذا حدیث (صحیح) غریب		
شرح السنۃ (للبغوی)	رقم الحدیث (۱۴۰۰)	جلد ۵	صفحہ ۲۰۴
الاذکار	رقم الحدیث (۱۰۳۸)		صفحہ ۶۱۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۵۳۱)	جلد ۸	صفحہ ۵۸

انسان جب ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے تو اختتامِ دعا پر وہ ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے گویا یہ اظہار ہے کہ اے خالق و مالک تو نے میرے ہاتھوں سے بنے اس کشکول کو اپنی رحمت سے بھر دیا ہے اب میں اسے اپنے چہرے پر پھیر کر یہ اظہار کر رہا ہوں کہ کریم اللہ کے در سے مانگنے کے سبب میری عزت وتوقیر میں مزید اضافہ ہوا ہے حالانکہ کسی سے مانگنے سے انسان کی توقیر میں کمی آتی ہے لیکن اللہ الکریم کے در سے مانگنے سے عزت میں اضافہ ہوتا ہے چہرہ پر وقار ہوتا ہے اور بندگی میں مزید نکھار آتا ہے۔

معمولی چیز بھی اللہ سے مانگنی ہے

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: لِيَسْأَلْ اَحَدُكُمْ رَبَّهٗ حَاجَتَهٗ كُلَّهَا حَتّٰى يَسْأَلَهٗ شِسْعَ نَعْلِهٖ اِذَا انْقَطَعَ.

اتحاف السادۃ المتقین		جلد۵	صفحہ۴۴
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۷۲۲۱)	جلد۱۰	صفحہ۲۲۸
قال الھیثمی :	رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۸۶۶)	جلد۳	صفحہ۱۴۸
قال المحقق :	حسنہ الحافظ فی زوائد البزار		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۸۹۵)	جلد۳	صفحہ۱۷۷
کنز العمال	رقم الحدیث (۳۱۳۹)	جلد۲	صفحہ۶۵
کنز العمال	رقم الحدیث (۳۱۴۰)	جلد۲	صفحہ۶۵
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۲۵۱)	جلد۲	صفحہ۶۹۶
فتح الباری		جلد۳	صفحہ۳۸۲
تحت شرح الحدیث	رقم الحدیث (۸۱۷)	جلد۳	صفحہ ۳۸۲
کتاب الدعاء	رقم الحدیث (۲۵)	جلد۲	صفحہ۷۹۷
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۱۳۵)	جلد۳	صفحہ۴۲۵
قال المحقق :	وحسنہ الترمذی وھو کما قال		

ترجمة الحديث:

حضرت انس-رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

تم میں سے ہر ایک کو اپنی حاجات کا سوال اللہ سے کرنا چاہیئے یہاں تک کہ جب اس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اسی سے مانگنا چاہیئے۔

-☆-

ایک مومن و کافر کی سوچ میں نمایاں فرق ہوا کرتا ہے مومن ہر چیز کے پردے میں جلوہ الٰہی کا مشاھدہ کرتا ہے اور ہر چیز کو اللہ کے حکم ومشیت سے دیکھتا ہے۔مومن کے نزدیک کوئی بھی کام اللہ کے حکم کے بغیر نہیں ہوتا اس لیئے وہ ہر چیز کی طلب میں وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ میں دست سوال دراز کرتا ہے۔

لیکن کافر-اللہ کا منکر-اس رمز سے آشنا نہیں وہ ہر چیز کو اپنی کوشش کا ثمر قرار دیتا ہے اس لیئے بارگاہِ ذوالجلال سے وہ مانگتا نہیں۔لیکن ایمان کی لذت سے آشنا نعمت ایمان وایقان سے مالا مال ایک موحد ومسلم ہر چیز میں حکم الٰہی دیکھتا ہے اس لیئے وہ جب بھی کسی چیز کی خواہش کرتا ہے تو اللہ ذوالجلال سے دست بدعا ہو جاتا ہے اسے معلوم ہے تمام امور اللہ کے ہاتھوں

موارد الظمآن رقم الحدیث (۲۴۰۲) صفحہ ۵۹۶

فتاوٰی ابن تیمیہ رقم الحدیث (۴۸۶) جلد ۲ صفحہ ۲۲۴

میں ہیں اور ہر کام اس کی مشیت وارادہ پر موقوف ہیں اگر اللہ کی بارگاہ سے حکم ہو گیا تو یہ کام ہو جائے گا اگر ادھر سے حکم نہ ہوا تو یہ کام ہرگز نہ ہوگا۔ اس لیئے ایک مومن ومسلم اپنی تمام حاجات کا اللہ سے سوال کرتا ہے اور اپنی ضروریات کیلیئے وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ میں دست بدعا رہتا ہے۔

درج بالا حدیث پاک میں تمام امور اللہ سے طلب کرنے کا حکم ہے یہاں تک کہ اگر جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے۔ اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ اگر کوئی ضرورت پیش آجائے اگر کوئی حاجت ہو تو صرف اللہ سے دعا کردی اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے۔

اس نظریے کا اسلام اور نبوی تعلیمات عَلٰی صَاحِبِهَا اَكْمَلُ الصَّلٰوَاتِ وَاَفْضَلُ التَّسْلِيْمَاتِ سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ اگر تسمہ ٹوٹ گیا تو کسی جوتے مرمت کرنے والے کے پاس نہیں جانا بلکہ صرف دعا کردینی ہے اور دعا سے تسمہ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر بھوک لگی ہو بچے بھوکے ہوں تو صرف دعا کرنی ہے اور بس رزق کی تلاش میں نہیں نکلنا۔ اگر کپڑے کی ضرورت ہے تو صرف دعا کرنی ہے اور بازار سے کپڑا نہیں خریدنا اگر بیمار ہے تو صرف دعا کرنی ہے معالج کے پاس نہیں جانا اور نہ دوائی کھانی ہے۔ اگر مکان کی ضرورت ہے تو صرف اللہ سے عرض کردینی ہے اور مکان نہ خریدنا ہے اور نہ بنانا ہے۔ الغرض اس نظریہ کا اسلام اور اسلامی تعلیمات سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

بلکہ اہل ایمان کو اس حدیث پاک سے سمجھایا جارہا ہے کہ اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو تگ ودو کرنے سے پہلے اللہ سے دعا کرو اللہ تعالیٰ اسباب مہیا کرے گا تمہارا کام بن جائے

گا۔اسباب سے قطع تعلق نہیں بلکہ اسباب کے پردے میں مسبب الاسباب پر نظر رکھنی ہے۔
اگر رزق کی ضرورت ہے تو کاروبار کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو دوکان کھولنے سے پہلے اللہ کی بارگاہ میں التجا کرو اگر کپڑا خریدنا ہے تو بازار جانے سے پہلے اللہ سے دعا کر کے جاؤ۔ بلکہ اے اہل ایمان اس رمزِ توحید سے اس درجہ آشنا ہو جاؤ کہ اگر تمہارے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تمہاری جیب میں پیسے بھی ہوں اور سامنے جوتے ٹھیک کرنے والا بھی ہو تو جوتے کو درست کرانے سے پہلے اللہ ذوالجلال والاکرام سے دعا کرو کبھی بھی اپنی دولت پر ناز نہ کرنا اور نہ کسی پر مکمل بھروسہ کرنا اھل ایمان کا بھروسہ صرف اور صرف ذاتِ وحدہ لاشریک پر ہوتا ہے اور ان کا توکل علی اللہ ان کے ہر جگہ کام آتا ہے۔

آخر میں آمین

عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ:

دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِیْهِ بِظَهْرِ الْغَیْبِ مُسْتَجَابَةٌ" عِنْدَ رَأْسِهٖ مَلَکٌ" مُوَکَّلٌ" کُلَّمَا دَعَا لِاَخِیْهِ بِخَیْرٍ قَالَ الْمَلَکُ الْمُوَکَّلُ بِهٖ اٰمِیْن وَلَکَ بِمِثْلٍ۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۷۳۳)	جلد ۱۷	صفحہ ۴۱
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۲۲۸)	جلد ۲	صفحہ ۴
الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۱۳۳۹)	جلد ۳	صفحہ ۳۲۷
سنن ابی داؤد (الفاظ مختلفہ) / رقم الحدیث (۱۵۳۴)		جلد ۱	صفحہ ۴۸۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۵۳۴)	جلد ۱	صفحہ ۴۲۰
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۲۸۹۵)	جلد ۳	صفحہ ۴۱۲
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۲۸۹۵)	جلد ۴	صفحہ ۴۰۰
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۳۵۸)	جلد ۳	صفحہ ۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۷۴۳۰)	جلد ۱۸	صفحہ ۵۸۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوالدرداء-رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

بندہ مسلم کی دعا اپنے بھائی کیلئے اس کی غیر موجودگی میں مقبول ومنظور ہے۔ دعا مانگنے والے کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہے جب بھی وہ اپنے غیر موجود بھائی کیلئے دعا مانگتا ہے تو مقرر شدہ فرشتہ کہتا ہے آمین (اے اللہ اس کی دعا کو قبول فرما) اور دعا مانگنے والے سے کہتا ہے وَلَکَ بِمِثْلٍ جتنا تو نے اپنے بھائی کیلئے مانگا ہے اتنا تجھے بھی ملے۔

مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۱۵۹۳)	جلد۲	صفحہ۱۳۷
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۹۳۹)	جلد۸	صفحہ۲۲۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۶۰۴)	جلد۱۶	صفحہ۶۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۶۲۵)		صفحہ۲۱۹
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۶۲۵)		صفحہ۲۳۵

اوّل وآخر درود پاک

دعاء کی ابتداء میں اور اس کے اختتام پر رسول عربی -صلی اللہ علیہ وسلم- کی ذاتِ اقدس پر درود شریف پڑھنا چاہیئے۔

اس سلسلہ میں علامہ ابن قیم تحریر کرتے ہیں کہ ابوسلیمان الدارانی کہتے ہیں:

مَنْ اَرَادَاَنْ یَسْاَلَ اللّٰہَ حَاجَتَہٗ فَلْیَبْدَأْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَیَسْأَلُ حَاجَتَہٗ وَیَخْتِمُ بِالصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَاِنَّ الصَّلٰوۃ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَقْبُوْلَۃ" وَاللّٰہُ اَکْرَمُ اَنْ یَرُدَّ مَا بَیْنَھُمَا[1]

جو آدمی اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگنا چاہے اسے چاہیئے کہ وہ نبی کریم -صلی اللہ علیہ وسلم- پر درود پاک سے ابتداء کرے اور پھر اپنی حاجت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرے اور وہ اختتام بھی درود پاک سے کرے کیونکہ نبی کریم -صلی اللہ علیہ وسلم- پر درود پاک ہر حالت میں مقبول ہے تو اللہ کی شان سے یہ بعید ہے کہ درود پاک تو قبول کرے اور اس کے درمیان دعاء کو رد کردے۔

---

(۱) جلاء الافہام صفحہ ۲۱۷

گویا دعاء آسمانوں اور زمین کے درمیان موقوف رہتی ہے۔دعاء کا کوئی حصہ بھی آسمانوں کی طرف بلند نہیں ہوتا تاوقتیکہ ہم اپنے نبی -صلی اللہ علیہ وسلم- کی خدمت میں درود پاک کا نذرانہ پیش نہ کریں۔

درود پاک کے بغیر دعا سے قوت پرواز چھن جاتی ہے اسے حریم قدس میں بازیابی کی اجازت نہیں ملتی۔اگر ہم اپنی دعائیں اپنی التجائیں اللہ کی بارگاہ میں پہنچانا چاہتے ہیں اور یہ تمنا رکھتے ہیں کہ یہ درخواستیں قبول ہوں تو ہمیں چاہیئے کہ انہیں درود پاک کے لفافہ میں بند کر کے اللہ کی بارگاہ میں پیش کریں جو دعاء درود پاک کے غلاف میں لپٹی ہو اللہ اس درود پاک کے صدقے اس دعاء کو رد نہیں فرماتا۔

ایک فرمان رسول-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ملاحظہ ہو

فُضَالَةُ ابْنُ عُبَيْدٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ:

اِذَا صَلَّى اَحَدُكُمْ، فَلْيَبْدَأْ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ، ثُمَّ لْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ- ثم لْيَدْعُ بِمَاشَاءَ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۹۶۰)	جلد۵	صفحہ۲۹۰
قال الارنووط:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۸۸)	جلد۵	صفحہ۲۹۱
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۷۷)	جلد۳	صفحہ۴۳۳
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

جب تم میں سے کوئی صلاۃ ادا کرے تو دعا مانگتے وقت اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی ثنا سے ابتداء کرے پھر حضور نبی کریم۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔پر درود شریف بھیجے پھر اس کے بعد جو

سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۴۸۱)	جلد ۱	صفحہ ۴۶۷
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۴۸۱)	جلد ۱	صفحہ ۴۰۷
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۸۲۱)	جلد ۱۷	صفحہ ۱۷۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبری (للبیہقی)	رقم الحدیث (۲۸۵۴)	جلد ۲	صفحہ ۲۱۱
المعجم الکبیر (للطبرانی)	رقم الحدیث (۷۹۱)	جلد ۱۸	صفحہ ۳۰۷
المعجم الکبیر (للطبرانی)	رقم الحدیث (۷۹۳)	جلد ۱۸	صفحہ ۳۰۸
المستدرک (للحاکم)		جلد ۱	صفحہ ۲۳۰
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط مسلم ولم یخرجاہ		
التلخیص بذیل المستدرک		جلد ۱	صفحہ ۲۳۰
قال الذھبی:	علیٰ شرط مسلم		
المستدرک (للحاکم)		جلد ۱	صفحہ ۲۶۸
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط الشیخین ولا تصرف لہ علۃ ولم یخرجاہ		
التلخیص بذیل المستدرک		جلد ۱	صفحہ ۲۶۸
قال الذھبی:	علیٰ شرطھما		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۲۰۹)	جلد ۷	صفحہ ۲۴

چاہے دعا مانگے۔

اس حدیث پاک میں حمد الٰہی اور درود شریف کے بغیر دعا سے منع کیا گیا ہے بلکہ دعا مانگتے وقت اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔پر درود شریف پڑھ لیا تو پھر جو بھی دعا مانگی جائے وہ قبول ومنظور ہوگی۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ وَالنَّبِیُّ۔صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ۔وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرَ مَعَہُ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَی اللّٰہِ، ثُمَّ بِالصَّلاۃِ عَلَی النَّبِیِّ۔صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ۔ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ۔صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ۔ سَلْ تُعْطَہ سَلْ تُعْطَہ

جلاء الافہام	رقم الحدیث (۲۵۲)		صفحہ ۲۱۶
قال المحقق:	حسن صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۵۹۳)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۴
قال الترمذی:	حدیث عبداللہ حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۵۹۳)	جلد ۱	صفحہ ۳۲۶
قال الالبانی:	حسن صحیح		
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۱۴۰۱)	جلد ۵	صفحہ ۲۰۴
قال المحقق:	سندہ حسن		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۹۳۱)	جلد ۱	صفحہ ۲۹۳
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۶۶۳)	جلد ۱	صفحہ ۳۵۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۲۵۵)	جلد ۴	صفحہ ۱۹۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن مسعود-رضی اللہ عنہ-فرماتے ہیں

میں صلاۃ ادا کررہا تھا حضور نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر-رضی اللہ عنہما-بھی تھے جب میں صلاۃ ادا کرکے دعا مانگنے کیلئے بیٹھا تو میں نے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر حضور نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-پر درود شریف پڑھا پھر اپنے لئے دعا مانگی تو حضور نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-نے ارشاد فرمایا: مانگو جو مانگو گے عطا کیا جائے گا، مانگو جو مانگو گے عطا کیا جائے گا۔

مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۵۵۵۱)	جلد ۹	صفحہ ۴۶۹
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۵۵۵۴)	جلد ۹	صفحہ ۴۶۹
قال الھیثمی:	رواہ البزار واسنادہ حسن		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۱۹۴)	جلد ۱	صفحہ ۱۷۲
المعجم الکبیر (للطبرانی)	رقم الحدیث (۸۴۲۲)	جلد ۹	صفحہ ۷۰
السنن الکبری (للبیہقی)	/رقم الحدیث (۲۱۲۹)	جلد ۱	صفحہ ۶۶۴
حلیۃ الاولیاء		جلد ۱	صفحہ ۱۲۴
المعجم الکبیر (للطبرانی)	/رقم الحدیث (۷۹۲)	جلد ۱۸	صفحہ ۳۰۷
المعجم الکبیر (للطبرانی)	/رقم الحدیث (۷۹۴)	جلد ۱۸	صفحہ ۳۰۸
سنن النسائی		جلد ۳	صفحہ ۴۴
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۲۸۳)	جلد ۱	صفحہ ۴۱۰
قال الالبانی:	صحیح		

خوشحالی میں دعا کی کثرت

عَنِ ابْنِ عَبّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ رَدِیْفَ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَاغُلامُ! اَوْیَاغُلَیّمُ اَلاَ اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُکَ اللّٰہُ بِھِنَّ ؟

فَقُلْتُ : بَلٰی

فَقَالَ : اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْکَ ، اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ أَمَامَکَ ، تَعَرَّفْ اِلَیْہِ فِی الرَّخَاءِ یَعْرِفُکَ فِی الشِّدَّۃِ وَاِذَا سَأَلْتَ ، فَاسْئَلِ اللّٰہَ ، وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ قَدْ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا ھُوَ کَائِنٌ".

فَلَوْاَنَّ الْخَلْقَ کُلَّھُمْ جَمِیْعاً اَرَادُوْا اَنْ یَنْفَعُوْکَ بِشَیْیءٍ لَمْ یَکْتُبُہُ اللّٰہُ عَلَیْکَ لَمْ یَقْدِرُوْا عَلَیْہِ وَاِنْ اَرَادُوْا اَنْ یَضُرُّوْکَ بِشَیْیءٍ لَمْ یَکْتُبُہُ اللّٰہُ عَلَیْکَ، لَمْ یَقْدِرُوْا عَلَیْہِ ، وَاعْلَمْ اَنَّ فِی الصَّبْرِ عَلٰی مَاتَکْرَہُ خَیْراً کَثِیْراً وَاَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ وَاَنَّ الفَرَجَ مَعَ الکَرْبِ وَاَنَّ مَعَ العُسْرِ یُسْراً.

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۵۴۱۵)	جلد۴	صفحہ۳۸۲
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵۲۴)	جلد۴	صفحہ۲۳۱
قال الترمذی:	حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵۱۶)	جلد۲	صفحہ۶۱۰
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عباس-رضی اللہ عنہ-کا بیان ہے

میں حضور نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-کے پیچھے سوری پر بیٹھا ہوا تھا تو حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-نے ارشاد فرمایا اے بچے! یا اے پیارے بچے! کیا میں تمہیں چند کلمات کی تعلیم نہ دوں کہ جن سے اللہ تعالیٰ تجھے نفع عطا فرمائے گا۔ میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ! ضرور تعلیم دیجئے۔ حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-نے فرمایا تم اللہ کی حفاظت کرو اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے گا۔ تم اللہ تعالیٰ کی حفاظت کرو تو اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔ تم خوشحالی میں اللہ کی معرفت رکھو، اللہ تعالیٰ شدت وسختی میں تمہاری معرفت رکھے گا۔ جب تم کسی چیز کا سوال کرو تو اللہ

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۳۰۲)	جلد۳	صفحہ۱۴۵۹
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۴۰۹۵)	جلد۳	صفحہ۴۴۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۶۶۹)	جلد۳	صفحہ۱۹۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
المستدرک للحاکم		جلد۳	صفحہ۵۴۱
التلخیص بذیل المستدرک		جلد۳	صفحہ۵۴۱
حلیۃ الاولیاء		جلد۱	صفحہ۳۱۴
تفسیر القرطبی		جلد۶	صفحہ۳۹۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۸۰۴)	جلد۳	صفحہ۲۴۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

تعالیٰ سے سوال کرو اور جب تم مدد مانگو تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو جو کچھ ہونا ہے اس کو لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے۔

اگر تمام مخلوق یہ ارادہ کرے کہ تجھے اس چیز سے نفع دیں گے وہ چیز اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیئے نہیں لکھی تو تمام مخلوق وہ ایک چیز تجھے دینے پر قادر نہیں ہوگی۔ اگر وہ کسی ایسی چیز سے تجھے ضرر پہنچانا چاہے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیئے نہیں لکھی تو وہ ضرر پہنچانے پر قادر نہیں ہونگے۔

جان لو غیر پسندیدہ چیزوں پر صبر میں بہت زیادہ بھلائی ہے۔ بیشک مدد و نصرت صبر کے ساتھ ہے اور گرفت سے آزادی کرب کے ساتھ ہے اور تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے دین کے اہم امور کی وضاحت فرمائی اس لیئے اھل اسلام کو خصوصاً اس حدیث پاک کو قلوب پر نقش کرنا چاہیئے۔

اِحُفَظِ اللّٰهَ يَحُفَظُكَ.

اِحُفَظِ اللّٰهَ - اللہ کی حفاظت کرو یعنی اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کرو اس کے اوامر پر کاربند رہو اسکی نواھی سے اجتناب برتو اور اس کے دین و شریعت کی حفاظت کرو۔

يَحُفَظُكَ - اللہ تمہاری حفاظت فرمائے گا یعنی لوجہ اللہ جب تم اس کے اوامر بجالاؤ گے وہ اسکا اجر و ثواب تمہیں عطا فرمائے گا جب اس کے نواھی سے مجتنب رہو گے تو تمہارے لیئے اپنے غضب کے دروازے بند کردے گا اور اپنی رضا و خوشی کا پروانہ عطا فرمائے گا۔ جب تم صلاۃ پر محافظت کرو گے تو وہ جنت کو تمہارے مقدر میں کردے گا۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

مَنْ حَافَظَ عَلَیْھَا کَانَ لَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ عَھْدٌ اَنْ یُدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ.

ترجمة الحديث:

حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

جو ان صلوات (نمازوں) پر محافظت کرے گا تو اس کیلئے اللہ کے ہاں عہد ہے وہ اسے جنت داخل کرے گا۔

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۹۳۰)	جلد ۸	صفحہ ۲۲۱
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۲۹)	جلد ۱	صفحہ ۱۷۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۲۹)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۶
قال الالبانی:	حسن		
حلیۃ الاولیاء		جلد ۲	صفحہ ۲۳۴
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۳۹)	جلد ۱	صفحہ ۲۰۵
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۳۳)	جلد ۱	صفحہ ۳۱۶
قال المحقق:	حسن		
صحیح الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۶۹)	جلد ۱	صفحہ ۲۷۱
قال الالبانی:	حسن		

اِحْفَظِ اللّٰہ -اللہ کی حفاظت کرو۔یعنی جس خوش نصیب کواللہ تعالیٰ نے تقویٰ وطہارت کی دولت عطا فرمائی ہے وہ اس کی حفاظت کرے کہیں ایسا نہ ہوکہ نفس کے بہکاوے میں آ کراس نعمت کوزائل کردے۔اللہ تعالیٰ جسے اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی ہے کہ اس کے قلب وقالب سے ذکرالٰہی کے سوتے پھوٹتے ہیں اسے چاہیئے کہ وہ اس نعمت کی حفاظت کرے کہیں ایسا نہ ہوکہ ازلی دشمن شیطان اپنے شکنجے میں لیکراسے اس نعمت عظمٰی سے محروم کردے۔جس سعید روح کواللہ تعالیٰ نے قرب ووصال کی نعمت سے مالا مال کیا ہے اس کی آنکھیں جلوہ الٰہی کے خمار سے مست ہیں اسے چاہیئے کہ اس انعام کی حفاظت کرے کہیں ایسا نہ ہوکہ کسی کے دام میں پھنس کرغرورو تکبر میں مبتلا ہوکراس سعادت کوضائع کردے۔

یَحْفَظْکَ -یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جوآدمی صرف اورصرف اس کی رضا کی خاطر کوئی نیک کام کرتا ہےاوراپنے اس کام میں نفس وشیطان کودخل اندازی کی اجازت نہیں دیتا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پرلیا ہے کہ وہ ایسے آدمی کواجروثواب کی وہ بہاریں عطا فرمائے گا کہ اس فانی دنیا میں اس کا تصور بھی ناممکن ہے۔

اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ اَمَامَکَ.

اللہ کی حفاظت کرواس کے اوامر پر کاربند رہواوراس کے نواھی کے نزدیک تک نہ جاؤ پانچوں وقت اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوجاؤاس کے ذکروفکر سے اپنے باطن کواجلاومصفٰی کرلوتو تم اس ذات وحدہٗ لاشریک کواپنے سامنے پاؤگے۔

اس کا ایک مفہوم تو واضح ہے کہ تم جہاں بھی جاؤگے اللہ ذوالجلال ولاکرام اس اطاعت وفرمانبرداری کے طفیل تمہیں دل کی آنکھ عطا فرمائے گا پھر جدھر بھی نگاہ اٹھاؤگے جلوہ الٰہی سے

شادکام ہو گے۔

دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ جب تم احکامات الٰہیہ پر عمل پیرا ہو گے پھر اس دوران اگر شیطان وسوسہ اندازی کرنے لگے یا کسی دشمن کی طرف سے کوئی خطرہ محسوس ہو تو پریشان نہیں ہونا تَجِدہُ تُجَاهَکَ سامنے اللہ ذوالجلال کا جلوہ پاؤ گے تو جس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی تجلیات ہوں وہ دونوں جہاں میں سرفراز ہوا کرتا ہے۔

ایک مومن کامل کسی بھی حالت میں اللہ کی حفاظت سے غافل نہیں ہو سکتا وہ ہر حال میں اللہ کی حفاظت کا متمنی اور سوالی رہتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ : لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَدَعُ هٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ حِيْنَ يُمْسِيْ وَحِيْنَ يُصْبِحُ . اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَأَهْلِيْ وَمَالِيْ - اَللّٰهُمَّ اسْتُرْعَوْرَتِيْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِيْ وَاحْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَاَعُوْذُبِعَظَمَتِكَ اَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۷۵۴)	جلد ۴	صفحہ ۳۹۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
عمل الیوم واللیلۃ	رقم الحدیث (۵۶۶)		صفحہ ۳۷۹
موارد الظمآن	رقم الحدیث (۲۳۵۶)		صفحہ ۵۸۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۶۶۷۳)	جلد ۵	صفحہ ۳۲۷

المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۱۹۴۵)	جلد۲	صفحہ۲۰۰
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسناد		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۹۶۱)		صفحہ۲۴۱
قال شعیب الانووط:	اسنادہ حسن		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۷۴)	جلد۲	صفحہ۷۳۹
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۷۴)	جلد۳	صفحہ۲۴۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۳۸۷۱)	جلد۴	صفحہ۳۲۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۳۸۷۱)	جلد۵	صفحہ۳۸۵
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۳۵)	جلد۳	صفحہ۲۶۴
قال الالبانی:	صحیح		
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۱۳۲۹۶)	جلد۱۲	صفحہ۳۴۳
مصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۹۳۲۷)	جلد۱۰	صفحہ۲۳۹
الادب المفرد	رقم الحدیث (۲۹۸)		صفحہ۲۴۳
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۲۰۰)		صفحہ۴۱۱
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۲۰۰)		صفحہ۴۶۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی		جلد۸	صفحہ۲۸۲
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۵۴۵)	جلد۳	صفحہ۴۸۲
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر -رضی اللہ عنہما- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- صبح وشام ان کلمات سے دعا مانگنا ترک نہ کیا کرتے تھے:

اے اللہ میں تجھ سے عافیت کا سوالی ہوں دنیا وآخرت میں۔ اے اللہ میں تجھے سے سوال کرتا ہوں عفو کا، عافیت کا اپنے دین اپنی دنیا اپنے اھل خانہ اور اپنے مال میں اے اللہ! میری ستر پوشی فرما اور میرے خوف کو امن میں تبدیل کردے اور میری حفاظت فرما میرے سامنے سے میرے پیچھے سے، میرے دائیں سے، میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے اور میں تیری عظمت کی پناہ وحفاظت میں آتا ہوں کہ مجھے میرے نیچے سے ھلاک کردیا جائے۔

-☆-

علامہ ابن رجب حنبلی لکھتے ہیں:

مَنْ حَفِظَ اللّٰهَ فِي حَبَاهُ وَقُوَّتِهِ، حَفِظَهُ اللّٰهُ فِيْ حَالِ كِبرِهٖ وَضُعْفِ قُوَّتِهٖ وَمَتَّعَهُ بِسَمْعِهٖ وَبَصَرِهٖ وَحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ وَعَقْلِهٖ.(1)

جو خوش نصیب اپنے بچپن میں اور اپنی قوت کے دور میں احکام الٰہیہ کی حفاظت کرتا ہے اس کی حدود کی نگہداشت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے میں اور اس کی قوت کے ضعف کے وقت اس کی حفاظت کرتا ہے اور اسے اس کی سمع وبصر، برائی سے پھرنے کی قوت اور نیکی کرنے کی طاقت اور اسکی عقل سے اسے لطف اندوز ہونے کی سعادت بخشتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جس کے بچپن کو اپنی عنایات کریمانہ سے شیطان کے اثرات سے محفوظ رکھے

(1) جامع العلوم والحکم ۴۴۸

اوراس کی قوت وطاقت کے زمانہ، زمانہ جوانی کونفس وشیطان کی فریب کاریوں سے مامون ومحفوظ فرمائے تو اسے اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی پر یقین رکھنا چاہیئے کہ رب تعالیٰ ارحم الراحمین اسکے بڑھاپے کوبھی شیطان کے اثرات بد سے محفوظ فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفاظت و پناہ میں لے گا کہ شیطان اس کے نزدیک نہیں جاسکے گا۔تو جس فرزند آدم کا بچپن اور اسکی جوانی شیطان کی فریب کاریوں سے محفوظ رہے اور اللہ تعالیٰ کی عنایات کریمانہ سے اس کا بڑھاپا بھی محفوظ رہے تو وہ یقیناً اپنے ایمان وایقان کو بچانے میں کامیاب ہوگیا اور حقیقی کامیاب وہی ہے جو اس رزم گاہ حیات میں اپنے ایمان کی حفاظت کر جاتا ہے اور قبر میں اپنا ایمان بخیر وعافیت لے جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کی سمع وبصر کی حفاظت فرماتا ہے اس کے سننے کی قوت اور اسکے دیکھنے کی قوت سلامت رہتی ہے یعنی اسکی کان اور اسکی آنکھیں صحیح وسلامت رہتی ہیں اسکی برائی سے بچنے کی قوت اور نیکی کرنے کی طاقت سلامت رہتی ہے اور اسکی عقل میں کسی قسم کا نقص نہیں آتا۔

فَلَکَ الْحَمْدُ یَااللّٰہُ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ فَلَکَ الشُّکْرُ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

تَعَرَّفْ اِلَی اللّٰہِ فِی الرَّخَاءِ یَعْرِفْکَ فِی الشِّدَّۃِ.

خوشحالی میں اللہ کی معرفت سے لبریز ہوجاؤ تو اللہ تعالیٰ تنگدستی میں اپنی معرفت خاصہ کا جام پلائے گا۔

معرفِ عبد کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ معرفتِ عامہ ۲۔ معرفت خاصہ

معرفتِ عامہ:

یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و ربوبیت کا اقرار کرنا ہے، رسولان کرام علیہم الصلاۃ والسلام نے جو ذاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں فرمایا اور وہ ہم تک تواتر سے پہنچا اس کی تصدیق کرنا ہے اور یہ معرفت جو ایمان سے عبارت ہے عامۃ المسلمین کو حاصل ہے۔

معرفت خاصہ:

یہ دل کا بالکلیہ اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہونا ہے اور غیر حق سے کٹ کر اس کا ہو جانا ہے۔ اس ذات وحدہٗ لاشریک سے یوں انس و محبت ہونا کہ اس کے ذکر سے اطمینان نصیب ہو اس سے حیاء یوں غالب کہ گناہ کا تصور تک نہ رہے اور اس کا خوف یوں غالب ہو کہ اس کی بارگاہ میں حاضری کے خیال سے ہی رونگھٹے کھڑے ہو جائیں۔

اللہ کی معرفت، اس کی بھی دو قسمیں ہیں

ا۔ معرفت عامہ ۲۔ معرفت خاصہ

معرفت عامہ:

اللہ تعالیٰ کے علم سے عبارت ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ ہر ادنیٰ و اعلیٰ کو جانتا ہے ہر ایک کے ظاہر و باطن سے باخبر ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ.

اور یقیناً ہم نے انسان کو پیدا فرمایا اور ہم اس کے نفس کے وساوس کو بھی جانتے ہیں۔

هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ.

وہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہیں جب اس نے تمہیں زمین سے پیدا فرمایا اور اس وقت بھی جب تم اپنی ماؤں کے رحموں میں حالت جنین میں تھے۔

معرفت خاصہ:

یہ عبارت ہے اللہ تعالیٰ کا بندے سے محبت کرنا اسے اپنے قرب کی دولت سے سرفراز کرنا اور اسکی دعا کو قبول کرنا اسی معرفت خاصہ کی طرف اشارہ ہے۔

لَايَزَالُ عَبْدِىْ يَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ : كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِىْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِىْ يَبْصُرُبِهٖ وَيَدَهُ الَّتِىْ يَبْطِشُ بِهَاوَرِجْلَهُ الَّتِىْ يَمْشِىْ بِهَا فَلَئِنْ سَأَلَنِىْ لَاُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِىْ لَاُعِيْذَنَّهٗ.

ترجمة الحديث:

میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی سمع ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اسکی بصر ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے دعا کرے تو میں اس کو ضرور جواب دیتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ میں آنا چاہے تو میں اس کو ضرور اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔

-☆-

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۵۰۲)	جلد۴	صفحہ۲۰۳۹
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۴۷)	جلد۲	صفحہ۵۸
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۲۲۲)	جلد۱۰	صفحہ۲۷۴

یہ معرفت خاصہ ہے۔

بندہ نوافل کے ذریعے قرب حاصل کرتا جاتا ہے صحت وتندرستی کے دور میں بندگی کا کیف لیتا ہے خوشحالی وفارغ البالی میں دعا ومناجات سے بہرہ ور ہوتا ہے جب اس کی صحت نہ رہے اور خوشحالی کی بجائے تنگ دستی آ جائے جوانی کی بجائے بڑھاپا آ جائے تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق اس کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا ہے جب بھی وہ دست بدعا ہوتا ہے کریم اللہ اس کی دعا کو قبول کر لیتا ہے جب بھی وہ اس کی پناہ میں آنا چاہتا ہے رحیم اللہ ضرور اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہے۔

ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- عَنِ النَّبِیِّ -صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ- قَالَ :

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ اللّٰهُ لَهٗ فِی الشَّدَائِدِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِی الرَّخَاءِ.

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۵۹۳)	جلد۲	صفحہ۱۴۱
المستدرک للحاکم	جلد۱	صفحہ۵۴۴
قال الحاکم: حدیث صحیح		
التلخیص بذیل المستدرک	جلد۱	صفحہ۵۴۴
قال الذهبی: صحیح		
سنن الترمذی رقم الحدیث (۳۳۹۳)	جلد۵	صفحہ۴۴۸
قال الترمذی: هذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی رقم الحدیث (۳۳۸۲)	جلد۳	صفحہ۳۸۸
قال الالبانی: حسن		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ- رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشادفرمایا: جسے یہ بات خوش کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ شدائد ومصائب میں اس کی دعائیں قبول کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ خوشحالی میں کثرت سے دعائیں مانگے۔

خوشحالی وفارغ البالی میں جسے دعا کرنے کی عادت ہو، حالت تونگری میں دعا کرنے کو ترک نہ کرے، جب ظاہراً کسی چیز کی ضرورت نہ ہو ہر چیز کی فراوانی ہو وہ اس وقت اللہ الکریم کی بارگاہ میں دست بدعا رہے تو ایسے آدمی پر جب مشکل وقت آتا ہے، جب تنگدستی اپنے ڈیرے جمانے لگتی ہے، جب مصائب وآلام کی تند ہوائیں چلنا شروع ہوتی ہیں تو اس وقت وہ جب بارگاہ ذوالجلال میں دعا کے لیئے ہاتھ بلند کرتا ہے تو کریم اللہ اس کی دعا کو قبول کرتا ہے اور اس سے مصائب وآلام کے بادل چھٹ جاتے ہیں اور تنگدستی کی جگہ پھر تونگری لے لیا کرتی ہے۔

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۲۴۲۲) جلد۲ صفحہ۴۷۳
قال المحقق: حسن
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۱۶۲۸) جلد۲ صفحہ۲۷۶
قال الالبانی: لغیرۃ
تحفۃ الاشراف رقم الحدیث (۱۳۴۹۷) جلد۱۰ صفحہ۱۱۳

دعاء میں وسعت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ -فِیْ صَلاةٍ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ وَهُوَ فِی الصَّلاةِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ وَمُحَمَّداً وَلا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَداً فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِیُّ -صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ -قَالَ لِلْاَعْرَابِیِّ لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعاً یُرِیْدُ رَحْمَةَ اللّٰهِ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-

صحیح البخاری	رقم الحدیث (٦٠١٠)	جلد۴	صفحہ۱۹۰۱
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۸۸۲)	جلد۱	صفحہ۳۳۶
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۸۸۲)	جلد۱	صفحہ۲۵۰
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۲۱۲)	جلد۳	صفحہ۱۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۵۲٦۷)	جلد۱۱	صفحہ۴۷
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۴۷)	جلد۱	صفحہ۱۹۸
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۴۷)	جلد۱	صفحہ۱۰۲
قال الالبانی:	صحیح		

صلاۃ کی ادائیگی کیلئے قیام فرمایا تو ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے تو ایک اعرابی نے یوں دعا کی: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ وَمُحَمَّداً وَلا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَداً .

اے اللہ مجھ پر رحم فرما اور حضرت محمد مصطفیٰ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ فرما۔

حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے اعرابی سے فرمایا: تو نے اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کو محدود کر دیا ہے۔

-☆-

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بے پایاں اور بے حساب ہیں آج تک کوئی ایسا پیمانہ ایجاد نہیں ہوا جو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو ناپ سکے۔ اس رحیم اللہ کی رحمتیں انگنت اور لامتناہی ہیں اسی طرح وہ ذات اقدس جن کے سرانور پر اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمینی کا تاج سجایا آپ کا دل انور بھی اپنے ہر امتی کیلئے عنایات کریمانہ سے لبریز ہے اور حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ہر لمحہ اور ہر گھڑی اپنی امت کیلئے خیر خواہ ہیں۔

حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے سامنے کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو محدود کرنا چاہے اس حی وقیوم اللہ کی عنایات کی حد بندی کرنا چاہے تو یہ آپ کو کیسے گوارا ہو سکتا ہے وہ ذات اقدس واطہر -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- جو اپنے ہر امتی کیلئے رؤوف ورحیم ہے اگر کوئی آپ ہی کی امت کو اللہ کی رحمتوں سے دور کرنا چاہے تو یہ آپ کو کیسے برداشت ہو سکتا ہے۔

درج بالا حدیث پاک میں بھی ایسے ہی ایک آدمی نے اللہ تعالیٰ کی بے پناہ رحمتوں کو محدود کرنا چاہا اور اللہ کی کرم نوازیوں سے حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے امتیوں کو محروم کرنا

چاہا تو حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-نے اسے اس پر واضح فرمادیا کہ اے دعا مانگنے والے تو نے اللہ کی رحمتوں کو محدود کرنا چاہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو کوئی محدود نہیں کر سکتا۔

آج ہمیں بھی چاہیئے کہ جب ہم دعا مانگیں تو اپنی دعاؤں میں تمام اھل اسلام کو شامل کریں۔حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-کی تمام امت کی بھلائی اور خیر کی دعائیں مانگیں۔اس کا دوہرا فائدہ ہوگا ایک اللہ الکریم راضی ہوگا اور دوسرا حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-کا دل انور خوش ہوگا تو جس سعید کیلئے حضور رحمۃ للعالمین-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-خوش ہو جائیں اور اللہ الکریم راضی ہو جائے اسے اور کیا چاہیئے بلکہ اسے اپنے بخت پر ناز کرنا چاہیئے۔

اے اللہ! اپنے حبیب-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-کی تمام امت پر رحم وکرم فرما۔

اے رب العالمین! تمام اھل اسلام کو مشکلات سے نجات عطا فرما اور انکی جھولیاں اپنے خزانوں سے بھرپور فرما اور انہیں وہ کچھ عطا فرما جو تیری شان کریمی ورحیمی کے لائق ہے۔

اے ارحم الراحمین! اپنا سحاب رحمت حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-کی امت پر یوں برسا کہ اس امت کا کوئی بھی فرد محروم نہ رہے بلکہ ہر ایک کو رحمتوں اور سعادتوں سے لبریز فرما اور انہیں دین ودنیا کے انعامات سے سرفراز فرما اس عالم ناپائیدار میں ایمان ووقار سے زندگی کی ساعتیں گزارنے کی توفیق عطا فرما اور عالم آخرت میں، باقی رہنے والے جہاں میں جنت الفردوس سے ہمکنار فرما اور اپنے دیدار کی لذت سے شادکام فرما کر اپنی رضا کا پروانہ عطا فرما۔آمین

یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ بِبَرَکَةِ مَنِ اتَّخَذْتَهُ حَبِیْباً فِی الدُّنْیا وَالآخِرَةِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.

جمعۃ المبارک کے دن

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ –رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ –اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ –صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ –ذَكَرَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِیْهِ سَاعَةٌ" لَا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ" مُسْلِمٌ" وَهُوَ قَائِمٌ" یُصَلِّیْ یَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰی شَیْئاً اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ وَاَشَارَ بِیَدِهٖ یُقَلِّلُهَا.

صحیح البخاری	رقم الحدیث(۹۳۵)	جلد۱	صفحہ۲۷۸
کتاب الدعاء	رقم الحدیث(۱۷۱)	جلد۲	صفحہ۸۵۶
قال المحقق:	اسنادہ حسن		
السنن الکبریٰ	رقم الحدیث(۵۹۹۸)	جلد۳	صفحہ۳۵۴
حلیۃ الاولیاء		جلد۴	صفحہ۲۶۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۱۰۴۱۳)	جلد۹	صفحہ۴۸۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۱۴۴۴۱)	جلد۱۰	صفحہ۳۳۷
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۱۳۷۸۳)	جلد۱۰	صفحہ۱۸۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۱۴۴۶۷)	جلد۱۰	صفحہ۳۴۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۱۳۰۹۳)	جلد۱۰	صفحہ۴
شرح صحیح مسلم (للقاضی عیاض)/رقم الحدیث(۸۵۲)		جلد۳	صفحہ۲۴۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۱۰۱۸۵)	جلد۹	صفحہ۴۲۳

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۱۵۱)	جلد ۷	صفحہ ۸
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
الموطا الامام مالک		جلد ۱	صفحہ ۱۰۹
الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۱۰۳۶)	جلد ۱	صفحہ ۵۵۲
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترہیب/رقم الحدیث (۷۰۰)		جلد ۱	صفحہ ۴۳۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۱۱۳۷)	جلد ۲	صفحہ ۴۳
قال المحقق:	متفق علیہ		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۱۱۳۷)	جلد ۲	صفحہ ۳۲۷
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۱۴۷)	جلد ۱	صفحہ ۳۲۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی		جلد ۱	صفحہ ۱۱۵
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۳۰)	جلد ۱	صفحہ ۴۶۱
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی		جلد ۱	صفحہ ۱۱۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۳۱)	جلد ۱	صفحہ ۴۶۱
قال الالبانی:	صحیح		
المسند الحمیدی	رقم الحدیث (۹۳۶)	جلد ۲	صفحہ ۴۳۴

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ -رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ

حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے جمعۃ المبارک کے دن کا ذکر فرمایا اور فرمایا:

اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ کوئی بھی عبدِ مسلم اسے پالے اس حال میں کہ وہ کھڑے صلاۃ ادا کررہا ہوتو اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے گا اللہ تعالیٰ اسے عطافرمادے گا اور ہاتھ کے اشارہ سے واضح فرمایا کہ وہ گھڑی مختصر ہے۔

-☆-

جمعۃ المبارک سیدالایام ہے۔ یہ دن سراپا خیرو برکت ہے اسکی ہر ساعت برکات الٰہیہ سے معمور ہے۔ اسکا کوئی لمحہ عنایات ربانیہ سے خالی نہیں اس کے باوجود اس میں کچھ لمحات ایسے ہیں جن میں برکات الٰہیہ کا نزول جوبن پر ہوتا ہے۔ اللہ الکریم کے لطف وکرم کی برسات ہوتی ہے سحاب جودخوب برستا ہے۔

لیلة الجمعہ - جمعۃ المبارک کی رات میں ایک ایسی ساعت ہے جس میں جو دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔ لیلۃ الجمعہ کی اس مبارک ساعت کا تعین نہیں ہے۔

اس میں بھی یہ حکمت ہوسکتی ہے کہ اللہ الکریم کا عبد کسی بھی لمحہ غافل نہ ہو بلکہ رات کے ہر لمحہ کو ذکر وفکر تسبیح وتقدیس اور مناجات ودعا میں بسر کرے۔ اھل ایمان پر لازم ہے کہ ہر رات صلاۃ العشاء باجماعت ادا کریں اور صلاۃ الفجر بھی باجماعت ادا کریں لیکن جمعۃ المبارک کی رات خصوصی خیال رکھیں تا کہ اس مبارک رات کی عشاء کی صلاۃ اور فجر کی صلاۃ ادا کرنے والے

کو اللہ ذو الجلال والاکرام ساری رات عبادت کا ثواب عطا فرمائے گا تو اس رات میں وہ قبولیت دعا کی گھڑی بھی آ جائے گی جب قبولیت دعا کی گھڑی عبادت میں شمار ہوگی تو اللہ الکریم اس کی دعا کو ضرور شرف قبولیت بخشے گا۔

یوم الجمعۃ: جمعۃ المبارک کے دن ایک ساعت ایسی ہے جس میں جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ علماء اسلام کے اس ساعت کے بارے میں (۴۷) اقوال ملتے ہیں اکثریت نے یہ ساعت صلاۃ العصر کے بعد بیان کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

علماء کرام کے یہ متعدد اقوال اس بات کی طرف لے جاتے ہیں کہ اھل ایمان کو جمعۃ المبارک کی کوئی بھی ساعت ضائع نہیں کرنی چاہیئے بلکہ تمام دن یاد خدا میں گزارنا چاہیئے اور زبان وقلب سے پورا دن اپنے ایمان کی سلامتی کی دعا مانگنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہر اھل ایمان پر لطف وکرم فرمائے اور ساعتِ جمعۃ المبارک نصیب فرمائے۔

نصف رات کو

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ –رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ –عَنِ النَّبِيِّ –صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ –قَالَ :

تُفْتَحُ اَبْوَابُ السَّمَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ فَيُنَادِیْ مُنَادٍ هَلْ مِنْ دَاعٍ فَيُسْتَجَابُ لَهٗ ،هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَيُعْطٰی. هَلْ مِنْ مَكْرُوْبٍ فَيُفَرَّجُ عَنْهُ فَلَا يَبْقٰی مُسْلِمٌ" يَدْعُوْبِهٖ بِدَعْوَةٍ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ اِلَّا زَانِيَةً تَسْعٰی بِفَرْجِهَا اَوْ عَشَّاراً.

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۱۰۷۳)		جلد۳	صفحہ۶۲
المعجم الاوسط	رقم الحدیث (۲۷۶۹)	جلد۲	صفحہ۱۳۳
قال محمد حسین محمد حسن اسماعیل: اسنادہ صحیح			
مجمع الزوائد فبع الفوائد	رقم الحدیث (۴۴۷۲)	جلد۳	صفحہ۲۴۳
کنز العمال	رقم الحدیث (۳۳۵۷)	جلد۲	صفحہ۱۰۵
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۵۲۳)	جلد۳	صفحہ۲۳۰
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۱۶۳)	جلد۱	صفحہ۶۱۷
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۲۳۹۱)		جلد۲	صفحہ۶۱۰
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفی -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: نصف رات کو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں ایک ندا دینے والا ندا دیتا ہے

ہے کوئی سوال کرنے والا کہ اسے عطا کر دیا جائے؟

ہے کوئی دکھ و کرب میں مبتلا کہ اس کے دکھوں کا مداوا کر دیا جائے؟

تو اس گھڑی ہر مسلم جو بھی دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول و منظور فرماتا ہے سوائے زانیہ کے اور خلاف شرع مسلمان تاجروں سے ان کے مال کا دسواں حصہ لینے والا۔

-☆-

تُفْتَحُ اَبْوَابُ السَّمَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ.

دن بھر کے تھکے ماندے لوگ رات کو سو جاتے ہیں۔ جیسے جیسے تاریکی گہری ہوتی جاتی ہے سکون چھاتا جاتا ہے۔ فسق و فجور میں مبتلا لوگ بھی تقریباً آدھی رات تک خواب کی دنیا میں چلے جاتے ہیں لوگ غفلت کی چادر تانے بے سدھ سو رہے ہوتے ہیں ادھر اللہ کی کرم نوازی کروٹ لیتی ہے اور نصف رات کو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ دروازہ کھل جائے تو آمد و رفت میں آسانی ہوتی ہے۔ سہولت سے دروازے کے راستہ آیا جایا جا سکتا ہے۔ آسمان کے دروازے کھلتے ہیں تو نیچے کی چیزیں اوپر جاتی ہیں اور اوپر کی چیزیں نیچے آتی ہیں یعنی مناجاتیں کلمات طیبات اعمال صالحہ سب ان دروازوں سے گزر کر حریم ذات تک پہنچتے ہیں۔

اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ.

اسی ذات تک کلمات طیبات چڑھتے ہیں اور اعمال صالحہ بھی اس تک پہنچتے ہیں۔

ادھر اوپر سے اللہ کی رحمات، اسکی کرم نوازیاں، اسکی عنایات اس کی بے پایاں شفقتیں سب نیچے آتی ہیں اس دروان جو بھی دعا مانگی جاتی ہے وہ شرف قبولیت سے مشرف ہوتی ہے۔

یُنَادِیْ مُنَادٍ:

ایک ندا دینے والا ندا دیتا ہے۔اس ندا میں کتنا کیف ہے اس ندا پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔ بندہ گناہ کی دلدل میں پھنسا اللہ کی نافرمانیوں میں مگن ہے اپنی آخرت تباہ و برباد کرنے پر تلا ہوا ہے لیکن کریم اللہ کی کرم نوازیاں پھر بھی اسے اپنی آغوش میں لینا چاہتی ہیں اور اسکی کرم نوازی ندا کا روپ دھار لیتی ہے اور جو بھی اس ندا پر لبیک کہتا ہے کامیابی و کامرانی اسکا مقدر ٹھہرتی ہے۔

هَلْ مِنْ دَاعٍ فَیُسْتَجَابُ لَهٗ هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَیُعْطٰی:

آدھی رات کو شروع ہونے والی ندا بڑی پر کیف اور راحت بخش ہے۔کیا کوئی دعا مانگنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کر لی جائے۔کیا کوئی سوالی ہے کہ اس کی جھولی بھر دی جائے۔

کاش مصائب میں گھرے اور پریشان حال مسلمین اس ندا پر توجہ دیں اور ان نوری لمحات میں بستر سے اٹھ کر خالق و مالک سے لو لگائیں اس کی بارگاہ میں اپنی پریشانیوں اور مصیبتوں کا رونا روئیں وہ کریم اللہ ضرور کرم فرمائے گا اور اپنے وعدہ کے مطابق ان کی دعائیں قبول فرمائے گا۔

گناہ ومعصیت کی دلدل میں پھنسا انسان ان لمحات کی قدر کرے اس وقت اٹھ کر اپنے عصیاں کی معافی مانگے اور پشیماں ہو کر اس کریم اللہ کی بارگاہ میں ملتجی ہو تو وہ اللہ ضرور کرم فرمائے گا اس کی لوحِ دل کو معصیتوں کے داغوں سے پاک کر دے گا۔ خلوصِ دل سے مانگی گئی دعا ان لمحات میں رد نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی کرم نوازیوں کے طفیل ہم سب کو ان نور بھرے لمحات کی قدر کی توفیق عطا فرمائے۔

هَلْ مِنْ مَكْرُوْبٍ فَيُفَرَّجُ عَنْهُ:

کیا کوئی کرب میں مبتلا ہے کہ اس کے کرب کو ختم کر دیا جائے۔ کرب انسان کو چین سے سونے نہیں دیتا یہ کرب انسان کے دل کو ٹھیس پہنچاتا رہتا ہے اس کا اطمینان، اس کا سکون غارت جاتا ہے۔ کبھی یہ کرب اپنی ذات کے حوالہ سے ہوتا ہے، کبھی کاروبار کے حوالہ سے اور کبھی دوست احباب کے رویے سے، کبھی بہن بھائیوں سے عدم تعاون سے اور کبھی اولاد کی بے راہ روی سے تو جو مسلم بھائی رات کی تاریکی میں آدھی رات کے بعد اللہ کی بارگاہ میں اپنی اس دلی تکلیف کے ازالہ کے لیئے عرض کرتا ہے تو وہ رحیم وکریم اللہ جس کے دستِ قدرت میں کل عالم ہے ضرور اسے اس کے کرب ورنج سے نجات دے گا اس کی اس وقت مانگی گئی دعا رائیگاں نہیں جائے گی۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ ؟ قَالَ : جَوْفُ اللَّیْلِ الآخِرِ وَدُبُرَ الصَّلٰوتِ الْمَکْتُوْبَاتِ.

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۱۰)	جلد۵	صفحہ۳۰۰
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۹۹)	جلد۳	صفحہ۴۴۱
قال الالبانی:	حسن		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۴۸۹۲)	جلد۴	صفحہ۱۷۳
عمل یوم اللیلۃ (للنسائی)/رقم الحدیث (۱۰۸)			صفحہ۱۸۶
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۲۷۷)	جلد۱	صفحہ۴۰۹
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۲۷۷)	جلد۱	صفحہ۳۵۰
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبری (للبیہقی)/رقم الحدیث (۴۳۸۶)		جلد۲	صفحہ۶۳۸
السنن الکبری (للبیہقی)/رقم الحدیث (۴۶۶۱)		جلد۳	صفحہ۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۹۵۵)	جلد۱۳	صفحہ۲۳۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوامامۃ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی بارگاہِ اقدس میں عرض کی گئی کہ کونسی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ آپ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد مانگی جانے والی دعاء۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ –صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ– قَالَ:

یَنْزِلُ رَبُّنَا کُلَّ لَیْلَةٍ اِلٰی سَمَاءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الآخِرِ فَیَقُوْلُ : مَنْ یَدْعُوْنِیْ فَأَسْتَجِیْبَ لَهٗ؟ وَمَنْ یَسْأَلُنِیْ فَاُعْطِیَهٗ وَمَنْ یَسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَلَهٗ.

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۰۹)	جلد۵	صفحہ۲۹۹
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
السنن الکبری للبیہقی	رقم الحدیث (۴۶۵۲)	جلد۳	صفحہ۳
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۳۶۶)	جلد۲	صفحہ۱۶۱
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۱۴۷۸)	جلد۱	صفحہ۴۱۲
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۹۲۰)	جلد۳	صفحہ۱۹۹
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۹۰)	جلد۱۰	صفحہ۱۶۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۰۴۱)	جلد۲۵	صفحہ۱۸۸ (کتاب التوحید)
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۰۹۷)	جلد۵	صفحہ۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۵۱۲۹)	جلد۱۱	صفحہ۲۳

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرۃ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: ہمارا رب تعالیٰ ہر رات جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہتا ہے آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے یعنی اس کی رحمت خاصہ نزول فرماتی ہے تو ارشاد فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے میں اس کی دعا کو قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اسے عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت کا سوالی ہو میں اس کی مغفرت فرمادوں؟

-☆-

اس حدیث پاک میں رات کے آخری تیسرے حصہ کا ذکر ہے۔ رات کا نصف برکات الٰہیہ سے معمور ہے لیکن رات کے آخری تیسرے حصہ میں اللہ کی عنایات کا جوبن نرالا ہوا کرتا ہے اور اس گھڑی بارگاہ ذوالجلال میں دست سوال دراز کرنے والا محروم نہیں رہا کرتا۔

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۴۶۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۹۸
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۳۱۵)	جلد ۱	صفحہ ۴۲۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۳۱۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۶۰
قال الالبانی:	صحیح		
الموطا لامام مالک		جلد ۱	صفحہ ۱۸۷
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۱۳۲)	جلد ۱	صفحہ ۴۰۷
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۷۵۸)	جلد ۲	صفحہ ۱۸۸

یہ وہ مبارک لمحات ہیں جن میں اللہ والے سر بندگی جھکا کر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کا کیف لیا کرتے ہیں۔ استغفار سے اپنی زبانیں معطر کیا کرتے ہیں، دستِ سوال دراز کر کے اپنی ارواح کو مزید قرب الٰہی کی دولت سے سرفراز کرتے ہیں۔ باری تعالیٰ کی بارگاہ میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کر کے اس کی رضا حاصل کرتے ہیں۔ یہ وہ مبارک لمحات ہیں جو خالق و مالک کو بڑے پیارے ہیں ان لمحات کی قدر کرنے والا اللہ کی عنایات سے محروم نہیں رہا کرتا۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی -رضی اللہ عنہ- کے وصال کے بعد کسی سے ملے تو اس نے سوال کیا حضور! قبر کے احوال سنایئے اور سنایئے کیسی بیتی؟

آپ نے ارشاد فرمایا ہم جو دنیا میں بڑے بڑے القابات سے مشہور تھے ان القابات نے کوئی فائدہ نہ دیا ہاں سحری کے وقت جو چند رکعات پڑھتا تھا ان کے ذریعے سرمدی انعامات سے نوازا گیا۔

صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں رات کے ثلث اول کا تذکرہ ہے ملاحظہ ہو:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُمْھِلُ حَتّٰی اِذَا ذَھَبَ ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاَوَّلُ نَزَلَ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ : ھَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ؟ ھَلْ مِنْ تَائِبٍ ھَلْ مِنْ دَاعٍ حَتّٰی یَنْفَجِرَ الْفَجْرُ.

ترجمہ:

اللہ عزوجل امہال فرماتا ہے یہاں تک کہ جب رات کا ثلث اول چلا جاتا ہے تو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے تو ارشاد فرماتا ہے ہے کوئی استغفار کرنے والا؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا؟ ہے کوئی دعا مانگنے والا یہ سلسلہ طلوع فجر تک جاری رہتا ہے۔

ان تینوں احادیث مبارکہ میں تطبیق یوں دی جاسکتی ہے کہ

اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم کا سلسلہ رات کے ثلث اول (پہلے تہائی حصہ) کے گزرنے کے ساتھ شروع ہوجاتا ہے۔ جب رات کا نصف ہوتا ہے تو اس کے لطف وکرم کی بارش میں تیزی آجاتی ہے عنایات الٰہیہ کا جوبن نرالا ہوجاتا ہے لیکن جب رات کا آخری تیسرا حصہ ہوتا ہے تو کرم الٰہی کی بارش میں مزید تیزی آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایات کا نزول پوری آب وتاب سے ہوتا ہے۔ رحمان ورحیم اللہ کا لطف وکرم انسانی عقل وفکر سے زیادہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔

اے ہمارے رحیم وکریم پروردگار! رات کے ان لمحات میں ہمیں اپنی عبادت کا ذوق وشوق عطافرما۔

اے عزت وجلال والے اللہ! رات کی ان مبارک گھڑیوں میں ہمیں مناجات کا کیف عطافرما۔

اے ارحم الراحمین! سحری کے استغفار کی، مناجات کی سب کو سعادت نصیب فرما۔ یہ سب کچھ تیرے ہی لطف وکرم سے ہے اور تیری عنایات کریمانہ کے بغیر کچھ بھی نہیں۔

حالتِ سجدہ میں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : اَقْرَبُ مَایَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِد" فَأَكْثِرُوْا الدُّعَاءَ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ -رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: سجدہ کی حالت میں بندہ اپنے رب کے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے لہٰذا

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۸۳)	جلد ۱	صفحہ ۳۱۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۵۶۵)	جلد ۹	صفحہ ۳۸۷
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۸۷۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۸۲
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۸۷۵)	جلد ۱	صفحہ ۲۴۸
قال الالبانی:	صحیح		
إرواء الغلیل	رقم الحدیث (۴۵۶)	جلد ۲	صفحہ ۲۰۷
قال المحقق:	صحیح		
السنن الکبری (للبیہقی) / رقم الحدیث (۲۶۸۶)		جلد ۲	صفحہ ۱۵۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۴۱۵)	جلد ۹	صفحہ ۲۱۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن النسائی		جلد ۲	صفحہ ۲۲۶

سجدہ میں کثرت سے دعا کیا کرو۔

-☆-

اھل ایمان اللہ کی بارگاہ میں ہر حالت میں دعائیں مانگتے ہیں وہ جیسے بھی دعا مانگیں رحیم وکریم اللہ ان کی دعائیں قبول فرماتا ہے لیکن بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں بعض حالات ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں دعائیں مانگنے والا اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ ان میں ایک حالت سجدہ ہے۔

سجدہ کی حالت میں انسان اللہ تعالیٰ کے قریب ہوا کرتا ہے۔ پاؤں رکھنے کی جگہ پر جب سر رکھا جاتا ہے تو بندہ میں وصف عاجزی نمایاں ہوا کرتا ہے اور یہی وصف عاجزی انسانیت کی معراج ہے اور بندگی کا شرف ہے عاجزی وفروتنی کرنے والا اللہ تعالیٰ کے قریب ہوا کرتا ہے تو جو بندہ مومن سر سجدہ میں رکھ دے وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی دولت سے سرفراز ہوتا ہے۔ اب اھل ایمان کو چاہیئے کہ وہ جب دعائیں مانگیں تو کبھی سجدہ کی حالت میں بھی دعا مانگ لیا کریں کیونکہ حالت سجدہ میں جو مانگا جاتا ہے کریم اللہ اسے اس سے ضرور نوازتا ہے۔

یاد رہے! ہمارا ازلی دشمن شیطان جو بارگاہ خداوندی سے دھتکارا گیا وجہ واضح ہے کہ اس نے سجدہ سے انکار کر دیا تھا اور فرشتے مقرب بارگاہ ٹھہرے وجہ واضح ہے کہ انہوں نے سر جھکا کر سجدہ کر کے اپنے خالق مالک کو راضی کر لیا اور جو اللہ کو راضی کر لیا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر کرم ہی کرم فرماتا ہے۔

ابلیس کو جتنا دکھ اھل ایمان کے سجدوں سے ہوتا ہے اتنا کسی اور چیز اور کسی اور عمل سے نہیں ہوتا وجہ یہ ہے کہ ابلیس کو علم ہے کہ میں ایک سجدہ نہ کرنے سے مستحق لعنت ہوا یہ آدم کا بیٹا

سجدہ پر سجدہ کر کے رحمت کا سزاوار ٹھہرتا ہے میں تو انکار سجدہ سے جہنم کا ایندھن بنا یہ آدم کا بیٹا سجدہ پر سجدہ کر کے جنت کی دائمی و سرمدی نعمتوں کا مستحق ٹھہرا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک۔ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ کے صدقے ہم سب کو سر بندگی جھکانے کی سعادت ارزانی فرمائے اور سر سجدہ میں رکھ کر بارگاہِ خالق و مالک سے مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اذان کے وقت

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ثِنْتَانِ مَاتُرَدَّانِ اَلدُّعَاءُ عِنْدَ النِّداءِ وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِیْنَ یَلْحِمُ بَعْضُ" بَعْضاً.

السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۴۵۹)	جلد۳	صفحہ۵۰۲
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۴۷۶۹)	جلد۴	صفحہ۱۲۴
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۵۴۰)	جلد۳	صفحہ۳۴
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۵۴۰)	جلد۲	صفحہ۱۰۸
قال الالبانی:	صحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۰۹۹)	جلد۳	صفحہ۴۰۵
المستدرک علی الصحیحین		جلد۱	صفحہ۱۹۸
التلخیص بذیل المستدرک		جلد۱	صفحہ۱۹۸
قال الالبانی:	وھو حدیث صحیح باستثناء درواية وتحت المطر فانها ضعیفه		
صحیح الترغیب والترهیب/رقم الحدیث (۱۳۲۷)		جلد۲	صفحہ۱۱۳
قال الالبان:	صحیح		
الاذکار للنووی	رقم الحدیث (۱۵)		صفحہ۶۹
قال المحقق:	قال الحافظ حدیث حسن صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت سھل بن سعد-رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

دو دعائیں رد نہیں کی جاتیں اذان کے وقت دعا اور جہاد کے وقت جب بعض بعض کو تہہ تیغ کر رہے ہوتے ہیں۔

-☆-

اذان کا وقت اور جہاد کا وقت دونوں ہی باعثِ برکت ہیں سجدہ و بندگی کیلئے جب بلایا جا رہا ہو اللہ اکبر اللہ اکبر کی مسحور کن آواز آ رہی ہو اس کی کبریائی و عظمت کے عملی اظہار کی طرف

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۴۰۶) جلد ۱ صفحہ ۲۶۱
قال المحقق: صحیح
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۲۶۶) جلد ۱ صفحہ ۲۲۵
قال الالبانی: لغیرہ
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۱۳۲۷) جلد ۲ صفحہ ۱۱۳
قال الالبانی: حسن
صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۱۷۲۰) جلد ۵ صفحہ ۵
قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح
المعجم الکبیر (للطبرانی)/رقم الحدیث (۵۷۵۶) جلد ۶ صفحہ ۱۳۵
مصنف (ابن ابی شیبہ)/رقم الحدیث (۹۲۹۱) جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۴

بلایا جارہا ہو اللہ الواحد کی الوہیت کی گواہی دی جارہی ہو حضور سید العالمین محمد رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کی رسالت کی برملا گواہی دی جارہی ہو صلاۃ وفلاح کی طرف بلایا جارہا ہو۔ اس پرودگار عالم کی کبرائی کے ڈنکے بج رہے ہوں اور اس کی الوہیت کا سرعام اقرار کیا جارہا ہو ان نور بھرے اور رحمتوں سے لبریز وقت میں جو بھی مرد مومن اللہ ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ میں دست بدعا ہوگا کریم اللہ اس کے ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹاتا بلکہ اپنی رحمتوں سے مالامال کردیا کرتا ہے دعا مانگنے والا اس برکت والے لمحات میں جو کچھ بھی مانگے سخیوں کا سخی اور داتاؤں کا داتا جلا جلالہٗ وہ کچھ عنایت فرمادیتا ہے۔

اذان کی آواز پر شیطان کی حالت دگرگوں ہوتی ہے اس کے حواس اس کے قابو میں نہیں رہتے اور وہ دم دبا کر بھاگ جاتا ہے جہاں تک اذان کی آواز آتی ہے شیطان ان حدود سے باہر نکل جاتا ہے۔اب غور فرمایئے شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اور ہر وقت انسان کو راہِ حق سے پھسلانا چاہتا ہے اور اپنے دام تزویر میں اولاد آدم کو گرفتار کرنا چاہتا ہے۔اذان کے لمحات وہ لمحات ہیں جب ازلی دشمن بری حالت میں بھاگ جاتا ہے اس وقت دعا کیلئے اٹھا ہوا ہاتھ بلا روک ٹوک عنایات ربانیہ کو متوجہ کرلیتا ہے اور دعا مانگنے والے کے کاسۂ گدائی کو بھر دیا جاتا ہے۔

زمین پیاسی ہوتی ہے خزاں کا موسم اپنے گہرے پنجے گاڑے ہریالی کو ختم کرچکا ہوتا ہے انسان تو انسان چرند پرند پانی کو ترستے ہیں اللہ الکریم کا کرم جوش میں آتا ہے اور بارانِ رحمت کا نزول شروع ہوتا ہے جہاں پژمردہ کلیوں میں حیات نو آجاتی ہے اداس چہرے کھل اٹھتے ہیں پیاسی مخلوق کو سکون ملتا ہے اس رحمتوں وکرم نوازیوں سے بھرپور لمحات میں جو مرد مومن

اللہ الوھاب کی بارگاہ میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتا ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول کرتا ہے اور اٹھے ہوئے ہاتھوں کو گوہر مراد سے بھر دیتا ہے۔ رب تعالیٰ مخلوق پر کرم کر رہا ہو اس کا جود وسخا جوبن پر ہو اور مخلوق کے چہرے رحمات الٰہیہ سے شاداب ہوں ان لمحات میں مانگنا یقیناً فیروز بختی ہے اور مانگنے والا محروم نہیں رہا کرتا۔

ظاھری بارش سے خشک سالی ختم ہو جاتی ہے قحط کا دورانیہ سمٹ جاتا ہے اسی طرح دعا سے کرم کی بارش شروع ہو جاتی ہے جس سے انسانیت کے بختِ خفتہ کو بیداری ملتی ہے اجڑے نصیب آباد ہوتے ہیں دل کی مردہ زمین زندگی کی بہاروں سے آشنا ہوتی ہے۔

اے خالق و مالک! ہمیں رحمتوں والے لمحات کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے رحیم و کریم اللہ! ہمیں اپنے در سے مانگنے کی سعادت عطا فرما۔

اے ارحم الراحمین! ہمیں وہ فکر وسوچ عطا فرما جو تیری رحمتوں کے لمحات میں تجھے یاد کرنے کا کیف لے اور تیری بارگاہ بے کس پناہ میں آ کر سکوں و اطمیناں سے لبریز ہو۔

اذان سننے کے بعد

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ –رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ –قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ –صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ –مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ الْاَذَانَ

"اَشْھَدُاَنْ لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ - رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبّاً وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً وَبِالْاِسْلَامِ دِیْناً"

غُفِرَلَہٗ ذَنْبُہٗ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث(۳۸۶)	جلد۴	صفحہ۴۷
سنن الترمذی	رقم الحدیث(۲۱۰)	جلد۱	صفحہ۲۵۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث(۲۱۰)	جلد۱	صفحہ۱۳۲
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۱۵۶۵)	جلد۲	صفحہ۲۶۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مصنف(ابن ابی شیبہ)/رقم الحدیث(۹۲۹۸)		جلد۱۰	صفحہ۲۲۶
مسند ابی یعلیٰ(الموصلی)/رقم الحدیث(۷۲۲)		جلد۲	صفحہ۷۶
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۱۶۹۳)	جلد۴	صفحہ۵۹۱
قال شعیب الارنوؤط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط مسلم		

سنن ابن ماجہ(۱)	رقم الحدیث(۷۲۱)	جلد۱	صفحہ۳۹۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ(۲)	رقم الحدیث(۷۲۱)	جلد۱	صفحہ۴۸
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۵۹۵)	جلد۱	صفحہ۲۲۴
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۳۸۷۷)	جلد۳	صفحہ۲۹۲
سنن النسائی	رقم الحدیث(۶۷۵)	جلد۲	صفحہ۲۸
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث(۶۷۸)	جلد۱	صفحہ۲۲۳
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث(۵۲۵)	جلد۱	صفحہ۱۵۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث(۵۲۵)	جلد۱	صفحہ۱۵۷
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث(۴۲۱)		صفحہ۲۲۰
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث(۷۵۶)	جلد۱	صفحہ۴۵۱
قال الحاکم:	صحیح		
الترغیب والترہیب	رقم الحدیث(۳۸۸)	جلد۱	صفحہ۲۵۴
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترہیب/رقم الحدیث(۲۵۴)		جلد۱	صفحہ۲۲۱
قال الالبانی:	صحیح		
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث(۴۵۸)	جلد۱	صفحہ۲۷۳
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث(۶۶۱)	جلد۱	صفحہ۲۰۹

ترجمة الحديث:

حضرت سعد بن ابی وقاص -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ والہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: مؤذن کی اذان سن کر جو یہ دعا مانگے اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

"اَشْهَدُ اَنْ لا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ - رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبّاً وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً وَبِالْاِسْلامِ دِيْناً"

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور حضرت محمد -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اللہ کے عبد اور اسکے رسول ہیں۔ میں اللہ کو رب مان کر حضرت محمد -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کو رسول مان کر اور اسلام کو دین مان کر راضی ہوا۔

اذان اور اقامت کے درمیان

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ :

اَلدُّعَاءُ بَيْنَ الاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ لاَ يُرَدُّ فَادْعُوْا.

صحیح ابن حبان — رقم الحدیث (۱۶۹۶) — جلد۴ — صفحہ۵۹۳
قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح (بالفاظ مختلفۃ)
صحیح ابن خزیمہ — رقم الحدیث (۴۲۵) — جلد۱ — صفحہ۲۲۲
قال المحقق: اسنادہ صحیح
مسند الامام احمد — رقم الحدیث (۱۲۱۳۹) — جلد۱۰ — صفحہ۳۸۵
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ حسن (بالفاظ مختلفۃ)
الترغیب والترھیب — رقم الحدیث (۴۰۵) — جلد۱ — صفحہ۲۶۱
قال المحقق: صحیح
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۲۶۵) — جلد۱ — صفحہ۲۲۵
قال الالبانی: صحیح لغیرہ
المصنف لعبد الرزاق — رقم الحدیث (۱۹۰۹) — جلد۱ — صفحہ۴۹۵
عمل الیوم واللیلۃ (للنسائی)/رقم الحدیث (۶۷) — صفحہ۱۶۷
عمل الیوم واللیلۃ (للنسائی)/رقم الحدیث (۶۸) — صفحہ۱۶۸

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک -رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: اذان واقامت کے درمیان مانگی گئی دعا رد نہیں کی جاتی اس وقت دعا مانگا کرو۔

اذان اور اقامت کے دوران بڑا برکت والا وقت ہے اذان سے لوگوں کو بندگی کیلئے بلایا گیا ہے اور اقامت صلاۃ کا قیام ہو رہا ہے۔ اس دوران بندگانِ خدا اللہ ذوالجلال والاکرام کے حضور حاضر ہو رہے ہوتے ہیں اس وقت جو بھی دعا مانگی جائے گی شرف قبولیت سے سرفراز ہو گی۔

عمل الیوم واللیلۃ (للنسائی)/رقم الحدیث (۶۹)			صفحہ ۱۶۸
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۲۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۹۹
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۲۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۵۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۱۲)	جلد ۱	صفحہ ۲۵۴
قال الترمذی:	حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۱۲)	جلد ۱	صفحہ ۱۳۳
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۶۷۱)	جلد ۱	صفحہ ۲۱۲
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۹۳۷)	جلد ۱	صفحہ ۶۰۴
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۴۶۸)	جلد ۱	صفحہ ۲۷۶
مصنف (ابن ابی شیبہ)/رقم الحدیث (۹۲۹۳)		جلد ۱۰	صفحہ ۲۲۵
مصنف (ابن ابی شیبہ)/رقم الحدیث (۹۲۹۶)		جلد ۱۰	صفحہ ۲۲۶

ماءِ زمزم پیتے ہوئے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا يُشْرَبُ لَهٗ.

ترجمة الحديث:

حضرت جابر بن عبداللہ -رضی اللہ عنہ- فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ارشاد فرمار ہے تھے:

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۰۶۲)	جلد۳	صفحہ۴۹۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۵۰۶)	جلد۳	صفحہ۵۹
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۴۷۸۵)		صفحہ۵۵۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۹۹۸۷)	جلد۵	صفحہ۳۳۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۷۸۴)	جلد۲	صفحہ۳۰۹
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۱۱۲۳)	جلد۴	صفحہ۳۲۰
قال الالبانی:	صحیح		

زمزم کا پانی پیتے جو دعا مانگی جائے وہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔

-☆-

حضرت ابراھیم۔ علیہ الصلاۃ والسلام۔ اپنی اھلیہ اور اپنے دودھ پیتے بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بے آب وگیاہ وادی میں بحکم الٰہی چھوڑ گئے تو جاتی مرتبہ عرض کر کے

رَبِّ اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ.

اے میرے رب میں نے اپنی ذریت کو تیرے حکم سے وادی غیر ذی زرع میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس ٹھہرا دیا ہے۔

اس وادی مبارک میں پانی کا نام ونشان تک نہ تھا حضرت ابراھیم علیہ السلام کی اھلیہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا اضطراب اور انکی دل کی گہرائی سے نکلی ہوئی دعائیں رنگ لائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس وادی میں پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔ اس چشمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اسے ایک اللہ تعالیٰ کی مقبول بندی سے نسبت ہے۔

اللہ کی مقبول بندی سے نسبت والے پانی کو پیتے ہوئے جو بھی دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کو ان نسبتوں کا بڑا پاس ہے یہ پانی فقط ایک مقبول بارگاہ الٰہی سے منسوب ہے اس پانی میں شفا رکھ دی گئی جو نیت اور مقصد رکھ کر پانی پیا جائے اللہ اس نیت ومقصد کو پورا فرماتا ہے۔

یہ تو ایک عورت سے منسوب پانی ہے تو جس جگہ تمام انسانیت کے سردار کل بنی آدم کے پیشوا انبیاء ورسل کے امام حضور۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جلوہ افروز ہوں وہ پاکیزہ وطاہر شہر جس

کے نام کی مٹھاس آج بھی کشت ایمان کو تازہ کرتی ہے جس کی ہوائیں جس کی فضائیں اھل ایمان کے ایمان کی غذا اور روح ہیں اس شھر مبارک کے پانی کا عالم کیا ہوگا۔

اگر کوئی مرد مومن نیت صالح سے اس شھر مبارک کا پانی نوش کرے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اسے اپنی کرم نوازیوں سے مالا مال کرے گا۔

اے مدینہ! تیری بہاروں کو سلام

اے شھر نبی! تیری عظمتوں پر قربان

تیرے پانی میں کس درجہ مٹھاس ہے تیرا پانی کس درجہ خیرات و برکات سے لبریز ہے باایمان اس مبارک پانی کو پیتے ہوئے جو بھی دعا مانگی جائے گی اللہ الکریم کے کرم سے امید ہے وہ دعا شرف قبولیت کو پہنچے گی

بلکہ اس دعا کے طفیل باقی دعائیں بھی قبولیت کی خلعت زیبا سے آراستہ ہونگی۔

حضور ضیاء الامہ -رحمۃ اللہ علیہ- مدینہ منورہ حاضر ہیں کسی ارادت مند نے ایک متبرک پانی پیش کر دیا تو آپ کی آنکھیں بھیگ گئیں اور فرمایا:

مجھے شھر مدینہ میں کوئی اور پانی پلاؤ گے؟

میں تو شھر نبی -صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم- کا پانی پینے کیلئے آیا ہوں۔

ليلة النصف من شعبان

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : اِنَّ اللّٰهَ لَیَطَّلِعُ فِیْ لَیْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِهٖ اِلَّا لِمُشْرِکٍ اَوْ مُشَاحِنٍ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوموسیٰ اشعری-رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۱۳۹۰)	جلد۲	صفحہ۱۷۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۱۴۰۹)	جلد	صفحہ۴۱۴
قال الالبانی:	حسن		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۹۰۰۶)	جلد۶	صفحہ۴۲۰
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث(۱۳۰۶)	جلد۱	صفحہ۴۰۹
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث(۱۵۶۳)		جلد۴	صفحہ۸۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۶۶۴۲)	جلد۶	صفحہ۱۹۸
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
حلیۃ الاولیاء		جلد۵	صفحہ۱۹۱

اللہ تعالیٰ نصف شعبان (پندرہ شعبان) کی رات کو مطلع ہوتا ہے تو تمام مخلوق کی مغفرت فرما دیتا ہے سوائے مشرک اور مشاحن کے۔

-☆-

اللہ تعالیٰ نے اس امت محمدیہ عَلٰی صَاحِبِهَا اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَكْمَلُ التَّحِيَّةِ کیلئے بعض بڑی ہی بابرکت راتیں پیدا فرمائی ہیں۔ان خیرات و برکات سے لبریز ایک رات نصف شعبان کی رات ہے جسے ہمارے ہاں شب برات کہتے ہیں۔اس مقدس رات میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو نظر کرم سے دیکھتا ہے۔جب اللہ تعالیٰ مغفرت و بخشش کیلئے اپنی مخلوق کو دیکھ رہا ہو تو اھل ایمان کو چاہیئے کہ وہ ان لمحات کو غفلت کی نذر نہ کریں بلکہ وہ ہمہ تن متوجہ ہو کر خالق و مالک کی بندگی کا کیف لیں اس کے حضور طویل سجدے کریں کہ یہ سجدے اللہ تعالیٰ کو بڑے محبوب ہیں اور سجدہ کرتے وقت مسلم اللہ تعالیٰ کے مزید قریب ہو جاتا ہے۔

اس مبارک رات کو اللہ کے حضور دستِ سوال دراز کرنا چاہیئے ۔ جب رحیم و کریم نظر رحمت سے دیکھ رہا ہو اور اس کی طرف سے عام مغفرت کی نوید مل رہی ہو تو ان لمحات میں اس سے مانگنا ازلی سعید ہونے کی نشانی ہے جو اس کے در سے نہ مانگے وہ اس سے ناراض ہوتا ہے تو ایسی مبارک راتوں کو رحیم و کریم کو ناراض نہیں کرنا چاہیئے ۔

اس مبارک رات کو اھل اسلام اجتماعی طور پر بارگاہ ذوالجلال میں سجدہ ریز ہوتے ہیں اور اجتماعی طور پر اس سے دعائیں مانگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مجھے مجمع میں یاد کرو تو میں اس سے بہتر مجمع میں تمہیں یاد کروں گا۔

جب اھل اسلام ایک مجمع میں سر سجدہ میں رکھ کر اسے یاد کریں گے تو وہ اپنے وعدہ کے مطابق ان

اھل اسلام کواس سے بہتر مجمع میں یاد فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کا اپنے کسی بندے کو بہتر مجمع میں یاد کر لینا اس کے سعید و نیک بخت ہونے کی علامت ہے اور وہ یقیناً ازلی وابدی انعامات کا مستحق ہے اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ در جنت کشادہ کر دیتا ہے۔

لیلۃ القدر میں

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرَاکَ مَالَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْر'' مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلَائِکَةُ الرُّوحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ سَلَام'' هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ.

ترجمہ:

بے شک ہم نے اس قرآن کریم کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا اور آپ کیا جانیں کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ لیلۃ القدر ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ اس رات نازل ہوتے ہیں فرشتے اور روح الامین اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لیکر سراپا سلامتی ہے اور یہ رات طلوع فجر تک ہے۔

-☆-

یہ خیر و برکت سے لبریز رات لیلۃ القدر ایک ہزار ماہ سے بہتر و افضل ہے یعنی ایک مومن اگر ایک ہزار ماہ عبادت و بندگی کرتا رہے اور دوسرا مومن اس ایک رات کو عبادت کرے تو اس رات عبادت کرنے والے کی عبادت اس سے بہتر و افضل ہوگی۔

یہ عظیم الشان رات خواب غفلت کے مزے لیکر نہیں گزارنی چاہیئے بلکہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اس رات کی صلاۃ العشاء اور صلاۃ الفجر باجماعت ادا کی جائے پھر اس کے بعد ساری رات عبادت و بندگی میں گزارنی چاہیئے نوافل ادا کرتے ہوئے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے

درود شریف پڑھتے ہوئے اللہ کی تسبیح وتقدیس کرتے ہوئے اور بارگاہ ذوالجلال والاکرام میں دعائیں مانگتے ہوئے یاد رہے اس رات مانگی گئی دعائیں تقدیر بدلنے کیلئے کافی ہیں۔

جو آدمی رات بھر دعا مانگتا رہا گویا وہ ہزار ماہ دعا مانگتا رہا تو اللہ الکریم اس رات دعا مانگنے والے کو محروم نہیں رکھتا بلکہ اپنی عنایات بے پایاں سے سرفراز فرماتا ہے اور اس کے دامن کو اپنی رحمات سے بھر دیتا ہے۔

اس رات اپنے لیئے اپنے اھل خانہ کیلئے اپنے دوست احباب کیلئے دعائیں مانگنی چاہئیں۔ اس رات اپنے وطن عزیز کی سلامتی کیلئے دین حق کے غلبہ کیلئے اور اسلام کے عروج کیلئے دعائیں مانگنی چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ ایسی دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے اور دعا مانگنے والے کو اپنے در سے محروم نہیں رکھتا۔

وہ زبان رحیم وکریم کو بڑی پسند ہے جو اس کی جناب میں التجائیں کرتی ہے اور اپنی تمام مرادات کیلئے اس حی وقیوم کے در پر لو لگائے رکھتا ہے۔

افطاری کے وقت

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهٖ لَدَعْوَةً مَاتُرَدُّ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص -رضی اللہ عنہما- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

روزہ دار افطاری کے وقت دعا مانگتا ہے ایسی دعا ہے جسے رد نہیں کیا جاتا۔

سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۱۷۵۳)	جلد۳	صفحہ۲۲۸
قال المحقق:	اسنادہ حسن		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۱۷۵۳)	جلد۳	صفحہ۲۲۸
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ حسن		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۱۵۷۵)	جلد۲	صفحہ۵۲
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۸۴۲)	جلد۶	صفحہ۳۴۸
الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۱۴۴۹)	جلد۲	صفحہ۱۶
المسند الجامع	رقم الحدیث (۸۴۳۷)	جلد۱۱	صفحہ۹۷
إرواء الغليل	رقم الحدیث (۹۲۱)	جلد۴	صفحہ۴۱

اللہ الکریم اھل ایمان کی ہر دعا کو سنتا ہے۔اھل ایمان کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے اس کی بارگاہ میں کوئی دستِ دعا دراز کرے وہ کریم اس کی دعا کو قبول نہ کرے یہ کیسے ہوسکتا ہے لیکن کچھ ایسے مواقع بھی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ خود وعدہ فرماتا ہے کہ یہ دعا رد نہیں کی جاتی۔

روزہ دار اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوا کرتا ہے۔اس نے کھانا پینا صرف اور صرف رضائے الٰہی کیلئے ترک کیا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ذیشان ہے:

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ.

روزہ میرے لیئے ہے اور اسکی جزاء میں دونگا۔

یہ اعزازات، یہ انعامات قیامت کے دن ملیں گے سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے روزہ دار کی افطاری کی گھڑی کو بڑا باعث برکت قرار دیا اس وقت جو بھی دعا مانگی جائے گی اس کا وعدہ ہے کہ وہ دعا رد نہیں کی جاتی بلکہ اس دعا کو شرف قبولیت سے نوازا جاتا ہے۔

اے اھل ایمان! آپ جب بھی روزہ رکھیں یہ روزہ فرض روزہ ہو یا نفلی روزہ اس کی افطاری کی سعادتوں سے لبریز گھڑیوں کو نہ بھولیے گا۔ان پر بہار لمحات میں اللہ کے حضور دست دعا بلند کر دیجئے۔انشاء اللہ العزیز مولیٰ تعالیٰ تمہاری ہر دعا کو اپنے وعدہ کے مطابق قبول فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہوا کرتے ہیں۔

میدان جہاد میں

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ اَوْ قَلَّ مَا تُرَدَّانِ اَلدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِيْنَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضاً.

السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۹۳۸)	جلد ا	صفحہ ۶۰۴
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۴۷۶۹)	جلد ۴	صفحہ ۱۲۴
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۵۴۰)	جلد ۳	صفحہ ۳۴
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۵۴۰)	جلد ۲	صفحہ ۱۰۸
قال الالبانی:	صحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۰۹۹)	جلد ۳	صفحہ ۴۰۵
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۰۶)	جلد ا	صفحہ ۲۶۲
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۲۶۶)		جلد ا	صفحہ ۲۲۵
قال الالبانی:	صحیح لغیرہ		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۱۳۲۷)		جلد ۲	صفحہ ۱۱۳
قال الالبانی:	حسن		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۲۵۸۰)		صفحہ ۴۴۵
قال الحاکم:	حدیث صحیح الاسناد		

ترجمة الحدیث:

حضرت سھل بن سعد -رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

دو وقت مانگی گئی دعا رد نہیں کی جاتی یا بہت کم رد کی جاتی ہے

اذان کے وقت دعاء اور جہاد کے وقت دعا جب بعض بعض کو قطع کر رہے ہوں۔

-☆-

بعض اوقات میں کچھ خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ استجابت دعا کے وقت ہوتے ہیں۔ اذان کے وقت اللہ کی رحمتوں اور اسکی بندگی کی طرف بلایا جا رہا ہوتا ہے اگر کوئی اس وقت اپنے ہاتھ اٹھا کر اللہ ذوالجلال سے دعا مانگے تو رب العالمین اس کے ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹاتا بلکہ اس کی دعا قبول کر لی جاتی ہے۔

جب اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر جنگ جاری ہو اھل اسلام اپنی جانوں کے نذرانے بارگاہ الٰہی میں بصد محبت وعقیدت پیش کر رہے ہوں اس وقت مانگی گئی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

جہاد کے وقت جسے اللہ تعالٰی یاد رہے اس کا واضح مفہوم ہے کہ وہ ظاہری نام ونمود کیلئے یا اپنے خاندان یا قبیلہ کی برتری کیلئے نہیں لڑ رہا بلکہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھے دشمن سے ٹکرا رہا ہے۔ ایسا شخص یقیناً اللہ کی رحمتوں کا سزاوار ہے اور اسکے خصوصی انعامات کا مستحق ہے۔

جہاد کے وقت اکثر باقی دعائیں بھولی ہوتی ہیں اس وقت اسلام کے غلبہ ودین حق کی برتری کی دعا یاد رہتی ہے اور میدانِ جنگ میں کامیابی وکامرانی کی دعا مانگی جاتی ہے تو مفہوم

بالکل واضح ہوا۔

اے اھل ایمان یہ تمہارا قتال کرنا صرف ایک بہانہ ہے تمہیں عزت وسرفرازی سے نوازنے کا ذریعہ ہے جنگ میں کامیابی وکامرانی کثرتِ تعداد یا اسلحہ کی فراوانی پرنہیں یہ محض اللہ تعالیٰ کے امر سے اور اُسی کا حکم ہے میدان جہاد میں دعا مانگو قبول ہوگی یعنی ادھر تم دشمن سے لڑ رہے ہو لیکن تمہارا دل اللہ کی جانب متوجہ ہیں اور اسی سے عرض کریں وہ یقیناً فتح ونصرت سے ہمکنار کرے گا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر''

یوم عرفہ

عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ:

خَیْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ یَوْمِ عَرَفَةَ وَخَیْرُ مَاقُلْتُ اَنَا وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ قَبْلِیْ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْیءٍ قَدِیْرٌ''۔

سنن الترمذی	رقم الحدیث(۳۵۹۶)	جلد۵	صفحہ۳۳۹
قال الترمذی:	حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث(۳۵۸۷)		
قال الالبانی:	حسن		
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۴	صفحہ۳۷۴
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث(۲۵۹۸)	جلد۲	صفحہ۹۲
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۸۶۹۸)	جلد۶	صفحہ۳۱۲
صحیح الترغیب والترهیب/رقم الحدیث(۱۵۳۶)		جلد۲	صفحہ۲۲۶
قال الالبانی:	حسن لغیرہ		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ/رقم الحدیث(۱۵۰۳)		جلد۴	صفحہ۶
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث(۱۸۷۶)	جلد۲	صفحہ۲۵۳

ترجمة الحديث:

جناب عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ عمرو کے دادا -رضی اللہ عنہ- سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

بہتر دعاء یوم عرفہ کی دعا ہے اور بہتر دعا وہ ہے جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ السلام نے مانگی:

لا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْر".

اے اللہ! تیرے علاوہ کوئی الہ نہیں (ہمارا الہ) وحدہٗ لاشریک ہے کل بادشاہی اسی کی ہے اور تمام تعریفیں اسی کیلئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

-☆-

امام مسجد دعا مانگتے ہوئے اجتماعی دعا مانگے

عَنْ ثُوْبَانَ -رَضِی اللّٰهُ عَنْهُ- عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ -صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ- قَالَ: لا يَحِلُّ لِامْرِئٍ اَنْ يَنْظُرَ فِيْ جَوْفِ بَيْتِ امْرِئٍ حَتّٰى يَسْتَأْذِنَ فَاِذَا نَظَرَ فَقَدْ دَخَلَ وَلا يَؤُمَّ قَوْماً فَيَخُصَّ نَفْسَهٗ بِدَعْوَةٍ دُوْنَهُمْ فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلا يَقُوْمُ اِلَى الصَّلاةِ وَهُوَ حَاقِنٌ".

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۳۱۴)	جلد ۱۶	صفحہ ۳۰۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۷)	جلد ۱	صفحہ ۳۷۳
قال الترمذی:	حدیث ثوبان حدیث حسن		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۷)	جلد ۱	صفحہ ۲۰۸
قال الالبانی:	ضعیف: الا جملة (ولا يقوم إلى الصلاة وهو حقن)؛فصحيحة		
صحیح الادب المفرد للبخاری/ رقم الحدیث (۱۰۹۳)			صفحہ ۴۲۱
قال الالبانی:	صحیح دون جملة الامامة		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۰۷۰) (نحوہٗ)	جلد ۱	صفحہ ۳۱۴
مصابیح السنة	رقم الحدیث (۷۷۲)	جلد ۱	صفحہ ۳۹۶
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۹۰)	جلد ۱	صفحہ ۷۰

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ثوبان -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ والہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

کسی آدمی کیلیئے حلال نہیں کہ وہ کسی کے گھر میں بغیر اجازت دیکھے جب اس نے گھر مین دیکھ لیا تو وہ گھر میں داخل ہوگیا اور وہ آدمی قوم کی امامت نہ کروائے جو دعا مانگتے ہوئے اس قوم کو چھوڑ کر صرف اپنے لیئے دعا مانگے اور کوئی آدمی صلاۃ کی ادائیگی کیلیئے کھڑا نہ ہو اس حال میں کہ وہ حاقن ہو۔

-☆-

یہ دین حق دین اسلام چادر اور چار دیواری کے تقدس کا بڑا خیال رکھتا ہے۔ اس دین اسلام کے والی حضور سید العالمین -صلی اللہ علیہ والہ وسلم- نے اپنے ماننے والوں کو بغیر اجازت کسی کے گھر جھانکنے سے منع فرمایا ہے۔ اگر کسی نے جھانک لیا تو اس نے صرف جھانکا نہیں بلکہ وہ گھر میں داخل بھی ہوگیا ہے اور کسی کے گھر بے اجازت داخل ہونا محمود و مستحسن نہیں۔ بلا اجازت داخل ہونے سے کئی قسم کی قباحتیں جنم لیتی ہیں اور آپ کی محبت میں گرہ پڑ جاتی ہے بالآخر یہ محبت نفرت میں بدل جاتی ہے بسا اوقات بلا اجازت کسی گھر میں داخل ہونا کسی جان کے ضیاع کا سبب بھی بنتا ہے۔ ان خدشات کے پیش نظر محمد عربی -صلی اللہ علیہ والہ وسلم- کے غلاموں کو کسی کے گھر بلا اجازت داخلہ سے روک دیا گیا ہے۔

جو آدمی قوم کی امامت کرواتا ہو صلوات میں مصلی امامت پر جلوہ گر ہوتا ہو لوگ اس کی اقتداء میں عبادت و بندگی کا کیف لیتے ہوں تو ایسے آدمی کو دعا مانگتے وقت ان سب نمازیوں کا

خیال رکھنا چاہیئے وہ اپنی دعاؤں میں ان سب کو شریک کرے یعنی جب وہ دعا مانگنے لگے تو ایسے صیغوں سے دعا مانگے جو اجتماعیت پر دلالت کرتے ہوں اور جس میں تمام مسلم بھائی شریک ہو جاتے ہوں اور ایسے صیغوں کے استعمال سے احتراز کرنا چاہیئے جو صرف اس کی ذات تک محدود ہونے پر دال ہوں۔

اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صلوات کے بعد اجتماعی دعا خیر القرون میں شائع ورائج تھی جو صحابہ کرام امامت کرواتے وہ دعا مانگتے تھے اور سب کیلئے دعا مانگتے شاید کسی امام نے نماز کے بعد صرف اپنے لیئے دعا مانگی ہو تو مخبر صادق۔صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ نے ایسا کرنے سے منع فرمادیا اور آئمہ مساجد کو حکم دیا کہ وہ جب دعا مانگنے لگیں تو سب کے لیئے دعا مانگیں۔

جس آدمی کو پیشاب و پاخانہ کا زور ہو اسے چاہیئے کہ وہ پہلے مرحاض جا کر فارغ ہولے پھر صلاۃ ادا کرے ایسی صورت میں صلاۃ ادا کرنا خشوع وخضوع کے منافی ہے جو صلاۃ کی روح ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صلوات پر محافظت کی سعادت عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین ببرکۃ سید الانبیاء والمرسلین۔صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

صبح وشام
کی
مسنون دعائیں

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيٰى۔

ترجمہ

اے میرے اللہ! تیرے ہی نام پر مجھے مرنا ہے اور تیرے ہی نام پر مجھے جینا ہے۔

وہ انسان بڑے بختوں والا ہے جس کی موت کی ابتداء اللہ کے نام سے ہو اور اس کی زندگی بھی پروردگار کے نام سے شروع ہو۔

جس کی زندگی کا آخری سانس لا الہ الا اللہ پر ختم ہو رہا ہو وہ یقیناً جنتی ہے اور جس نے اپنی قبر میں منکر نکیر کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے پہلا جملہ یہ ادا کیا ربیّ اللہ میرا رب اللہ ہے وہ بھی یقیناً نجات یافتہ ہے اور وہ شخص جو قیامت کے روز اُٹھا اور اس کی زبان پر ذکر الٰہی

صحیح اذکار			صفحہ ۱۱۸
شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۴۷۰۸)	جلد ۴	صفحہ ۱۷۴
امتاع الاسماع		جلد ۸	صفحہ ۸۳
فتح الباری	رقم الحدیث (۷۳۹۴)	جلد ۱۶	صفحہ ۴۶۸
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۳۹۴)	جلد ۴	صفحہ ۲۳۰۸

تھا وہ بھی اللہ کی رحمتوں کا مستحق ہے۔

سوتے وقت یہ کلمات اس لئے کہے گئے کہ نیند کو موت کی بہن کہتے ہیں گویا عرض کی جا رہی ہے اے پروردگار! میں اپنی نیند کی ابتداء تیرے نام سے کر رہا ہوں اور توفیق دے کہ اگر بیدار ہوں تو بیداری کی ابتداء بھی تیرے ہی ذکر سے کروں۔

یہ دعا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیں پہلو لیٹ کر اور اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَمْسَیْنَا وَ بِکَ اَصْبَحْنَا وَ بِکَ نَحْیَا وَ بِکَ نَمُوْتُ وَ اِلَیْکَ النُّشُوْرُ ۔

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۶۸)	جلد۴	صفحہ۳۵۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۶۸)	جلد۳	صفحہ۲۴۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۰۲)	جلد۵	صفحہ۲۵۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۳۹۱)	جلد۳	صفحہ۳۹۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۸۶۸)	جلد۴	صفحہ۳۲۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۳۳)	جلد۳	صفحہ۲۶۳
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۶۹۵)	جلد۹	صفحہ۴۰۹
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۲۶۳)	جلد۱	صفحہ۴۶۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۷۱۰)	جلد۹	صفحہ۵۵۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمہ:

اے ہمارے اللہ! تیرے ہی حکم سے ہماری شام ہوتی ہے اور تیرے ہی حکم سے ہماری صبح ہوتی ہے۔ تیرے ہی حکم سے ہم زندہ ہیں اور تیرے ہی حکم سے ہم پر موت آئے گی اور تیری ہی طرف پھر اُٹھ کر حاضر ہونا ہے۔

زمین کو جب تاریکی اپنی لپیٹ میں لیتی ہے تو جرائم پیشہ افراد مختلف النوع جرائم کے لئے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ وہ اس لئے کہ تاریکی میں اکثر لوگ آرام کر جاتے ہیں اور کوئی دیکھنے والا بھی ان کے علم میں نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ اس تاریکی میں دلیر بن کر بدیوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ انسانی نفس انسان کو برائی کی تلقین کرتا ہے اگر اللہ کی تائید ونصرت شاملِ حال نہ ہوتو انسان گناہوں کے گرداب میں پھنس کر غرق ہو جائے۔

درج بالا دعاء میں اپنے عجز کا اعتراف کیا گیا ہے اور اللہ وحدہ لاشریک سے درخواست کی گئی ہے کہ ہمیں اپنی آغوش رحمت میں رکھنا اور اپنی اطاعت وفرمانبرداری کی مے سے شادکام رکھنا۔

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۹۶۵)	جلد ۳	صفحہ ۲۴۵
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۳۲۵)	جلد ۵	صفحہ ۱۱۲
قال البغوی:	ھذا حدیث حسن		
عمل الیوم واللیلۃ للنسائی	رقم الحدیث (۵۶۴)		صفحہ ۳۷۸
المصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۹۳۴۰)	جلد ۱۰	صفحہ ۲۴۴

أَمْسَیْنَا وَأَمْسَی الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہُ لاَ شَرِیْکَ لَہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیئٍ قَدِیْر ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ وَخَیْرِ مَا فِیْھَا وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھا وَشَرِّمَا فِیْھَا ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَالْھَرَمِ وَسُوْءِ الْکِبَرِ وَفِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ ۔

صحیح الاذکار			صفحہ ۱۱۳
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۹۶۳)	جلد ۳	صفحہ ۲۴۳
قال شعیب الارنوؤط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۶۹۹۶)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۵۳
قال الھیثمی:	رجالہ رجال الصحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۷۲۳)	جلد ۵	صفحہ ۲۶۰
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۰۱)	جلد ۵	صفحہ ۲۵۱
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۳۹۰)	جلد ۳	صفحہ ۳۹۱
قال الالبانی:	صحیح		
عمل الیوم اللیلۃ للنسائی	رقم الحدیث (۲۳)		صفحہ ۱۴۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۱۹۲)	جلد ۴	صفحہ ۱۷۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمہ:

شام اس حالت میں ہوئی کہ ہم اور ساری کائنات اللہ کے قبضہ واختیار میں ہے۔تمام خوبیاں اور کمالات بھی اللہ کیلئے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الہ نہیں وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ تمام حکمرانی اسی کے لئے ہے اور تمام حمد وثناء کا سزاوار بھی وہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اے اللہ! مجھے اس رات کی خیر وبرکت بھی عطا فرمادے جسے رات اپنے پردے میں لے لے اور اے میرے اللہ! میں اس رات کے شر سے تیری پناہ کا طلبگار ہوں اور ہر اس چیز کے شر سے بھی پناہ کا طلبگار ہوں جو رات کی تاریکی میں روپوش ہوگئی ہے۔

اے میرے اللہ! مجھے اپنی پناہ اور حفاظت میں لے لے سستی وکاہلی سے جو تیری اطاعت وبندگی سے محروم کردے جو تیری بندگی کا اہل نہ رہنے دے۔بڑھاپے سے اور کبرسنی کے برے اثرات سے۔دنیا کے فتنہ وفساد سے اور قبر کے عذاب سے۔

المصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۹۳۲۵)	جلد ۱۰	صفحہ ۲۳۸
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۱۷۰)	جلد ۲	صفحہ ۲۴
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۷۱)	جلد ۴	صفحہ ۳۵۱
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۷۱)	جلد ۳	صفحہ ۲۴۷
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۳۸۶)	جلد ۷	صفحہ ۸۴
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۲۲۲)	جلد ۴	صفحہ ۲۴۱

اَللّٰھُمَّ مَااَصْبَحَ بِی مِنْ نِّعْمَۃٍ اَوْبِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لاَ شَرِیْکَ لَکَ . لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ .

ترجمہ:

اے اللہ! جو بھی نعمت مجھے ملی یا تیری مخلوق میں سے کسی کو بھی کوئی انعام ملا وہ صرف تیری ذات وحدہ لاشریک کی طرف سے ہے۔اے اللہ! ساری حمد وثناء تیرے لئے ہےاور شکر و سپاس بھی تیرے لئے ہے۔

رسول عربی سیّدنا محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

جس آدمی نے بوقت صبح ان کلمات سے اپنی زبان کو معطر کیا اس نے دن کا شکر ادا کرلیا

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۷۳)	جلد۴	صفحہ۳۵۲
عمل الیوم واللیلۃ	رقم الحدیث (۳)		صفحہ۱۳۴
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۹۷۶)	جلد۶	صفحہ۴۰۳
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۲۲۸)	جلد۴	صفحہ۲۴۵
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۸۶۱)	جلد۳	صفحہ۱۴۲
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۳۲۸)	جلد۵	صفحہ۱۱۵

اور جس نے شام کے وقت یہ کلمات کہے اس نے رات کا شکر ادا کیا۔

الٰہی ہم تیرا شکر نہ ادا کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں۔ الٰہی ابدالآباد تک درودوں کی بارش ہو تیرے پیارے حبیب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جس نے ہمیں تیرے شکر کا طریقہ بتا دیا۔

اَلـلّٰهُـمَّ اِنِّى أَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِى الدُّنْيَا وَالاٰخِرة . اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ أَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالعَافِيَةَ فِي دِيْنِى وَدُنْيَاىَ وَاَهْلِىْ وَمَالِىْ . اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِىْ وَاٰمِنْ رَدْعَاتِىْ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِىْ مِنْ بَيْنِ يَدَىَّ وَ مِنْ خَلْفِىْ وَعَنْ يَمِيْنِىْ وَعَنْ شِمَالِى وَ مِنْ فَوْقِىْ وَأعَوْذُ بِعَظْمَتِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِىْ۔

صحیح الاذکار			صفحہ ۱۱۷
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۷۴)	جلد ۴	صفحہ ۳۵۲
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۷۴)	جلد ۳	صفحہ ۲۴۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۸۷۱)	جلد ۴	صفحہ ۳۲۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۳۵)	جلد ۳	صفحہ ۲۶۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۵۳۹)	جلد ۸	صفحہ ۲۹۴
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۵۴۴)	جلد ۳	صفحہ ۴۸۲
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمہ:

اے میرے اللہ! میں تجھ سے دنیاوآخرت میں معافی اور عافیت کا سوالی ہوں۔

اے میرے اللہ! میں اپنے دین ودنیااوراپنے اہل ومال میں تیری ذات سے معافی اور عافیت کا سائل ہوں۔اے میرے اللہ! وہ امور جو میرے لئے باعث شرمندگی ہوں انہیں تو اپنی رحمت کی چادر میں چھپالےاور میرے دل کی گھبراہٹ اور تشویشات کو امن نصیب فرما۔

اے میرے اللہ! میرے سامنے سے میرے پیچھے سے میرے دائیں بائیں سے اور میرے اوپر سے میری حفاظت فرما۔اے میرے اللہ! میں تیری عظمت ورفعت کی پناہ میں آنا چاہتا ہوں اس بات سے کہ کوئی میرے نیچے سے حملہ کر کے مجھے ختم کر دے۔

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۶۶۷۳)	جلد۵	صفحہ۳۲۷
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۹۶۱)	جلد۳	صفحہ۲۴۱
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۷۸۵)	جلد۴	صفحہ۳۹۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
المصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۹۳۲۷)	جلد۱۰	صفحہ۲۳۹
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۲۰۰)		صفحہ۴۱۱
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۱۹۴۵)	جلد۲	صفحہ۲۰۰
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ		
عمل الیوم واللیلۃ	رقم الحدیث (۵۶۶)		صفحہ۳۷۹
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۳۲۹۶)	جلد۱۲	صفحہ۳۴۳

اللہ وحدہ لاشریک نے انسان کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا۔ خلافت و نیابت کا تاج مرصع اس کے سر کی زینت بنایا۔ اب اس خلیفۃ اللہ پر لازم ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک سے اپنا رشتہ و تعلق برقرار رکھے۔ یہ دعائیں اس تعلق کو برقرار رکھنے کے لئے ممد و معاون ہیں۔ درج بالا دعاء کتنی ہمہ گیر ہے وہ انسان جسے دین و دنیا میں اہل و مال میں عفو عامہ نصیب ہو جائے اسے اور کیا چاہیے۔

اَلْعَافِيَةُ دِفَاعُ اللّٰهِ عَنِ الْعَبْدِ وَ عَافَاهُ عَنِ الْمَكْرُوْهِ.

اللہ تعالیٰ کا بندے سے ہلاک کرنے والی چیزوں کا دور کرنا اور اسے مکروہات سے بچانا عافیت کہلاتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْعَافِيَةُ، دَفْعُ جَمِيْعِ الْمَكْرُوْهَاتِ فِي الْبَدْنِ وَالْبَاطِنِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

انسان کے ظاہر و باطن سے، دنیا و آخرت میں تمام مکروہات کا دور کرنا عافیت کہلاتا ہے۔

اس بات پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے کہ اس نے اٹھتے ہی اپنی یاد کی توفیق عطاء فرمائی۔

لا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ حدَہ' لا شَرِیْکَ لَہ'،لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر . وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلا اِلَہَ اِلااللّٰہُ و اللّٰہُ اکْبَرُ وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ.

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے تمام فرمانروائی اور تمام بادشاہت اسی کے لئے ہے اور تمام تعریفیں اسی ذات حق کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے اور تمام خوبیاں بھی اسی کیلئے ہیں اس کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور برائی سے روگردانی اور نیکی کی ہمت اسی اللہ تعالیٰ کی توفیق پر موقوف ہے۔

یہ کتنی خیرات و برکات سے بھرپور کلمات ہیں۔

لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ: وہ مبارک کلمہ ہے کہ اگر سو سالہ مشرک ایک مرتبہ اسے پڑھے تو اللہ جل جلالہ سو سالہ شرک کے گناہوں اور غلاظتوں سے پاک کر دیتا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ: ان دو کلمات کا اجر و ثواب اتنا ہے کہ اس سے قیامت میں اعمال تولنے والا میزان بھر جائے گا۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ: مسلمان کا شعار ہے جس کے ذریعے وہ روزانہ سینکڑوں مرتبہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت کا اعلان کرتا ہے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ: کو حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرش کا خزانہ فرمایا ہے۔

سو کر اٹھتے وقت ان کلمات کا ورد یقیناً اسے اس طرح پاک کر دے گا جس طرح وہ پیدا ہونے والے دن پاک تھا۔ اسی لئے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کلمات کے بعد مغفرت و بخشش کی دعا مانگی جائے یا کوئی بھی دعا مانگی جائے قبول ہوگی اور اس کے بعد وضو کر کے نماز ادا کی جائے تو وہ نماز بھی یقیناً قبول ہوگی۔

صحیح البخاری کے راوی امام عبداللہ فربری فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ رات کو میری آنکھ کھلی تو میں نے فوراً اللہ تعالیٰ کے اذن سے ان کلمات طیبات کو زبان سے ادا کر دیا پھر آنکھ لگ گئی تو دیکھا کہ کوئی خواب میں آ کر میرے پاس اس آیت کی تلاوت کر رہا ہے:

وَهُدُوْا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوْا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ.

انہیں طیب و طاہر قول کی ہدایت نصیب کر دی گئی اور انہیں اللہ تعالیٰ کے صراطِ مستقیم کی بھی رہنمائی فرما دی گئی۔

شیطان انسان کا دشمن ہے اور اس کی ہر گھڑی یہ خواہش بلکہ کوشش ہوتی ہے کہ اولادِ آدم کو صراطِ مستقیم سے پھسلا دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والا راستہ اس کیلئے بند کر دیا جائے۔ رسول عربی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ازلی دشمن کے طریقہ واردات کو ان الفاظ میں

بیان فرمایا:

یَعْقِدُ الشَّیْطَانُ عَلٰی قَافِیَةِ رَأْسِ اَحَدِکُمْ اِذَا ھُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ یَضْرِبُ عَلٰی کُلِّ عُقْدَةٍ مَکَانَھَا: عَلَیْکَ لَیْلٌ" طَوِیْلٌ" فَارْقُدْ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۲۶۹)	جلد ۲	صفحہ ۱۰۰۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۷۷۶)	جلد ۲	صفحہ ۲۰۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۳۰۶)	جلد ۷	صفحہ ۱۳۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۳۰۶)	جلد ۱	صفحہ ۴۸۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۳۰۶)	جلد ۱	صفحہ ۳۵۷
قال الالبانی:	صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۸۹۳)	جلد ۱	صفحہ ۴۷۵
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۶۱۳)	جلد ۱	صفحہ ۳۹۵
قال الالبانی:	صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۹۴۴)	جلد ۱	صفحہ ۴۹۹
صحیح الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۶۴۷)	جلد ۱	صفحہ ۴۰۹
قال الالبانی:	صحیح		
اتحاف السادة المتقین		جلد ۵	صفحہ ۱۸۳
مشکاة المصابیح	رقم الحدیث (۱۲۱۹)	جلد ۱	صفحہ ۳۸۵
قال الالبانی:	متفق علیہ		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۴۱۸۱)	جلد ۶	صفحہ ۶۹
صحیح الاذکار			صفحہ ۱۲۵

ترجمہ:

تم میں سے جب بھی کوئی سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی، گردن کی پشت پر تین

مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۸۶۹)	جلدا	صفحہ۴۳۰
قال الالبانی:	المحقق متفق علیہ		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۱۳۲۹)	جلد۲	صفحہ۱۴۲
قال المحقق:	الحدیث متفق علیہ		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۱۳۲۹)	جلد۲	صفحہ۴۶۵
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۳۴۶)	جلدا	صفحہ۳۹۶
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۵۵۳)	جلد۶	صفحہ۲۹۳
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۶۲۷۸)	جلد۱۱	صفحہ۱۶۶
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
شرح مشکل الآثار		جلدا	صفحہ۱۴۵
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۴۶۴۳)	جلد۲	صفحہ۷۰۵
قال البیھقی:	رواۃ البخاری فی الصحیح		
مسند حمیدی	رقم الحدیث (۹۶۰)	جلد۲	صفحہ۴۲۶
سنن النسائی		جلد۳	صفحہ۲۰۳
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۶۰۶)	جلدا	صفحہ۵۲۳
قال الالبانی:	صحیح		

گانٹھیں مضبوطی سے لگا دیتا ہے اور ہر گانٹھ کی جگہ پر تھپکیاں دیتا ہے اور کہتا ہے رات لمبی ہے سو یارہ۔

آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی امت کو ایسے کلمات کی تعلیم ارشاد فرمائی جن کے پڑھ لینے سے وہ رات بھر شیطان کے اثرات سے محفوظ رہتا ہے بلکہ وہ کلمات طیبات اس کیلئے ایک مضبوط قلعہ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں جس قلعہ کو عبور کرنا شیطان کے بس میں نہیں۔

ان کلمات طیبات میں درج بالا دعاء کا پہلا حصہ (وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر'') تک ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو آدمی صبح ان کلمات طیبات کو زبان سے ادا کرے وہ شام تک، جو شام کو ادا کرے وہ صبح تک شیطان کے اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔

بعض خوش نصیب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکامات کی پیروی میں اس درجہ کمر بستہ ہوتے ہیں کہ شیطان کا ان تک گزر مشکل ہو جاتا ہے بلکہ وہ جس جگہ موجود ہوں وہ ساری جگہ شیطان کے اثرات بد سے محفوظ رہتی ہے۔

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول عربی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَاسَلَكْتَ فَجًّا اِلَّا سَلَكَ الشَّيْطَانُ فَجًّا غَيْرَكَ.

اے عمر! تو جس راستہ سے گزرتا ہے شیطان وہ راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ سے گزر جاتا ہے۔

ایک صاحب بصیرت نے دیکھا دو شیطان مسجد کے دروازے پر کھڑے ہیں ایک

دوسرے سے کہہ رہا ہیں مسجد کے اندر داخل ہو جاؤ اور نمازی کے دل میں وسوسہ ڈال کر اسے نماز سے برگشتہ کردو۔ اس نے جواباً کہا:

نمازی کے قریب جو سویا ہوا آدمی ہے مجھے اس سے ڈر لگ رہا ہے کیونکہ اس کے جسم سے نکلنے والا سانس مجھے جلا کر ختم کر دے گا۔ وہ صاحبِ بصیرت مسجد کے اندر داخل ہوا تو دیکھا حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ لیٹے ہوئے ہیں۔ ہاں ہاں جو فرد بشر احکام خداوندی پر عمل پیرا ہو اور اس کی ہر سانس سے اللہ تعالیٰ کی صدا بلند ہوتی ہو تو شیطان اس کے نزدیک نہیں جا سکتا۔

شیطان ہر سونے والے پر گرہیں نہیں لگا سکتا بلکہ اسے ہی اپنی گرفت میں کرتا ہے جو یادِ خدا سے غافل ہو اور انسان ہوتے ہوئے بھی انسانیت سے فروتر ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ارشاد گرامی ہے:

فَاِنِ اسْتَيْقَظَ وَذَكَرَ اللّٰهَ تعَالٰى انْحَلَّتْ عُقْدَة" فَاِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَة" فَاِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقْدَة كُلُّهَا.

پھر اگر سونے والا بیدار ہوا اور اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا تو ایک گرہ کھل جائے گی اور اگر اس نے وضو کیا تو دوسری گرہ بھی کھل جائے گی اور اگر اس نے نماز ادا کی تو اس کی سب کی سب گرہیں کھل جائیں گی۔ جو آدمی اٹھ کر ان امور کو سر انجام نہ دے اسے خبیث النفس اور کسلان کہا گیا ہے۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دعا مانگا کرتے تھے:

يَا مُقَلِّبَ الْقَلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِىْ عَلٰى دِيْنِكَ لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْهَدَيْتَنَا

وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۔

ترجمہ:

اے دلوں کو پھیرنے والے اللہ! میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ۔ اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں کو ہدایت دینے کے بعد حق سے نہ پھیر اور ہمیں اپنے جنابِ خاص سے رحمت عطا فرما یقیناً تو ہی عطا فرمانے والا ہے۔

ترمذی میں اتنا اضافہ ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ اکثر یہی دعاء مانگتے ہیں اس پر آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا اُمَّ سَلَمَةَ اِنَّهٗ لَيْسَ آدَمِىٌّ اِلَّا وَقَلْبُهٗ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعَ اللّٰهِ فَمَنْ شَاءَ اَقَامَ وَمَنْ شَاءَ اَذَاغَ ۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۶۴۵۵)	جلد ۱۸	صفحہ ۲۶۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۶۳۹۹)	جلد ۱۸	صفحہ ۲۴۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
مجمع الزوئد	رقم الحدیث (۱۰۸۸۸)	جلد ۷	صفحہ ۴۵
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۴۳)	جلد ۵	صفحہ ۳۰۹
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۲۲)	جلد ۳	صفحہ ۴۴۷
قال الالبانی:	صحیح		

اے ام سلمہ! ہر آدمی کا دل اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ وہ جس کا چاہتا ہے دل سیدھا رکھتا ہے اور جس کا چاہتا ہے دین سے پھیر دیتا ہے۔

اس دعاء کے آخر میں اللہ کے اسماء میں سے اسم ''الوھاب'' ذکر ہے۔

وھاب کی تشریح کرتے ہوئے محمد بن علان لکھتے ہیں:

اَلْوَهَّابُ صِيْغَةُ مُبَالَغَة'' اِذْهُوَ الْوَاهِبُ لِجَلا ئِلِ النِّعَمِ وَدَقَائِقِهَا فَمَا فِي الْكَوْن شَيْئ'' جَلَّ اَوْقَلَّ اِلَّا وَهُوَ مِنْ فَضْلِهِ وَنِعْمَتِهِ۔

وہاب مبالغہ کا صیغہ ہے وہ اللہ بڑی نعمتیں عطا فرمانے والا ہے اور چھوٹی بھی کائنات میں کوئی چیز بڑی ہو یا چھوٹی سب اللہ تعالیٰ کے فضل وانعام سے ہے۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - يَقُوْلُ:

مَامِنْ عَبْدٍ يَقُوْلُ حِيْنَ يُمْسِيْ وَحِيْنَ يُصْبِحُ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبّاً وَبِالْاِسْلَامِ دِيْناً وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيّاً الا كَانَ حَقّاً عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُرْضِيَهُ يَوْمَ الْقِيَا مَةِ .

ترجمہ:

میں نے اللہ تعالیٰ کو رب مانا اور میں اس پر دل وجاں سے راضی ہوں اور میں نے

المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (۱۰۱۶۴)	جلد۶	صفحہ۱۱۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۳۲۶۸)	جلد۳	صفحہ۴۳۵
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۵	صفحہ۱۹
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۱۹۰۵)	جلد۲	صفحہ۷۲۶
قال الحاکم:	حدیث صحیح الاسناد		
قال الذھبی:	صحیح		

اسلام کو اپنا دین منتخب کیا اور میں اس پر بھی راضی ہوں اور میں حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نبی ہونے پر ایمان لایا اور میں اس پر دل وجاں سے راضی ہوں۔

یہ کتنی مختصر اور پیاری دعاء ہے۔

اللہ ہمارا ربّ ہے اس کی ربوبیت دائی، ہمہ گیر اور عالمگیر ہے۔ ہم اسی کے سامنے تسلیم ورضا سے سر جھکاتے ہیں اس کی قدرت میں اس کی تخلیق میں اور اس کی ربوبیت میں کوئی نقص نہیں وہ ہر عیب سے منزہ ہے۔

اسلام ہمارا دین ہے یہ دین بھی زمان ومکان کی حدود پر حاوی ہے ہر رنگ ونسل، خطہ وملک پر محیط ہے۔ اس کے نظام عبادات میں، اس کے نظام معاشیات میں، اس کے نظام سیاسیات اور نظام اخلاق میں کوئی کجی نہیں اس کا ہر نظام افراط وتفریط سے پاک ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے نبی ہیں آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کائناتی اور آفاقی ہے۔ فیضانِ نبوت سے ہر خاص وعام، اپنے بیگانے، جن وبشر، ملائکہ ومقربین سب مستفیض ہیں۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت میں، رسالت میں زہد وتقویٰ میں خلوص وللّٰہیت میں، سیرت وکردار میں، حسن وجمال میں کوئی نقص نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس ذاتِ حق کو نظیف لطیف اور طیب وطاہر پیدا فرمایا۔ ہمارا ان ساری باتوں پر ایمان ہے یہ ایمان جبری نہیں بلکہ رضا وخوشی سے ہے اور ہزار سعادت وبرکات کے ساتھ ہے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو آدمی صبح وشام تین تین مرتبہ اس کلمہ کو زبان سے ادا کرے تو اللہ تعالیٰ نے یہ بات اپنے ذمہ لے لی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بندے کو راضی اور خوش کر دے گا۔

یہ کتنی عظیم بشارت ہے کہ فقط ان کلمات سے اللہ تعالیٰ بندے کو راضی کرے گا اگر اب بھی ہم یہ نعمت حاصل نہ کرسکیں تو یہ ہماری حرماں نصیبی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَنَّه‘ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحَ اَللّٰهُمَّ بِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیَا وَبِکَ نَمُوْتُ وَإِلَیْکَ النُّشُوْرَ. وَاِذَا أَمْسٰی قَالَ:

اَللّٰهُمَّ بِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیَا وَبِکَ نَمُوْتُ وَإِلَیْکَ النُّشُوْرَ.

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۶۸)	جلد۴	صفحہ۳۵۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۶۸)	جلد۳	صفحہ۲۴۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۰۲)	جلد۵	صفحہ۲۵۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۳۹۱)	جلد۳	صفحہ۳۹۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۳۸۶۸)	جلد۴	صفحہ۳۲۳
قال محمود محمد محمود	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۳۸۶۸)	جلد۵	صفحہ۳۸۲
قال المحقق:	اسنادہ حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۳۳)	جلد۳	صفحہ۲۲۳
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۶۹۵)	جلد۹	صفحہ۴۰۹
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۲۶۳)	جلد۹	صفحہ۵۵۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمہ:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صبح ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض کیا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیَا وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ النُّشُوْرَ.

اے ہمارے اللہ! تیرے ہی حکم سے ہماری شام ہوتی ہے اور تیرے حکم سے ہماری صبح ہوتی ہے تیرے ہی حکم سے ہم زندہ ہیں اور تیرے ہی حکم سے ہم پر موت آئے گی اور تیری ہی طرف موت کے بعد پھر اٹھ کر حاضر ہونا ہے اور جب شام ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض کیا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیَاوَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ النُّشُوْرَ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۹۶۵)	جلد۳	صفحہ۲۴۵
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط مسلم		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۳۲۵)	جلد۵	صفحہ۱۱۲
قال البغوی:	ھذا حدیث حسن		
عمل الیوم واللیلۃ للنسائی	رقم الحدیث (۵۶۴)		صفحہ۳۷۸
المصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۹۳۴۰)	جلد۱۰	صفحہ۲۴۴
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۱۹۹)		صفحہ۳۰۹
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۱۹۹)		صفحہ۴۶۵
قال الالبانی:	صحیح		
عمل الیوم واللیلۃ (ابن سنی)	رقم الحدیث (۳۵)		صفحہ۲۰

اے اللہ! تیری ہی توفیق و اعانت سے ہم شام کرتے ہیں اور تیرے ہی کرم سے ہم زندہ ہیں اور تیرے ہی حکم سے موت سے ہمکنار ہوں گے اور موت کے بعد قیامت کو تیری ہی بارگاہ میں پھر اٹھ کر حاضر ہوں گے۔

بِکَ اَصْبَحْنَا

سورج جب مشرق سے طلوع کرتا ہے تو ہر طرف اجالا ہو جاتا ہے لوگ اپنی اپنی خواب گاہوں سے نکل کر کاروبار زندگی میں مگن ہو جاتے ہیں ایک بندہ مومن جب اپنے بستر سے اٹھتا ہے تو اس کی زبان، قلب و قالب اللہ وحدہ لاشریک کا شکر ادا کرتی ہے اور وہ اعتراف کرتا ہے کہ اے خالق و مالک میرا اس بستر سے اٹھنا تیری توفیق و اعانت سے ہے تیری کرم نوازی سے میں اس دن کے اجالے سے لطف اندوز ہو رہا ہوں۔ دن میں کاروبار کے معاملات میں اکثر اللہ تعالیٰ کے احکامات کو فراموش کر دیا جاتا ہے تو ایک مسلم عرض کرتا ہے (بِکَ اَصْبَحْنَا) اے اللہ تیری توفیق و مدد سے ہم صبح کر رہے ہیں اور یہ نعمت توفیق ہم سے چھین نہ لینا تیری اسی مدد سے ہم تیرے اطاعت گزار گی۔

اے رحیم و کریم اللہ (بِکَ اَصْبَحْنَا) ہماری صبحیں تیرے کرم سے ہیں ہمیں عبادت و بندگی کی سعادت سے بہرور فرمائے رکھنا اور اپنے حضور سر بندگی جھکانے کی نعمت سے محروم نہ کرنا۔ اے اللہ! سب کچھ تیرے قبضہ و اختیار میں ہے۔ ہم تیرے بندے ہیں ہمیں بندگی میں ہی دن گزارنے کی سعادت بخشنا۔

بِکَ اَمْسَیْنَا

زمین کو جب تاریکی اپنی لپیٹ میں لیتی ہے تو جرائم پیشہ افراد مختلف النواع جرائم کیلئے

کمربستہ ہو جاتے ہیں وہ اس لئے کہ تاریکی میں اکثر لوگ آرام کر جاتے ہیں اور کوئی دیکھنے والا بھی ان کے علم میں نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ اس تاریکی میں دلیر بن کر بدیوں کا ارتکاب کرتے ہیں انسانی نفس انسان کو برائی کی تلقین کرتا ہے اگر اللہ کی تائید ونصرت شامل حال نہ ہو تو انسان گناہوں کے گرداب میں پھنس کر غرق ہو جائے۔

درج بالا دعاء میں اپنے عجز کا اعتراف کیا گیا ہے اور اللہ وحدہ لاشریک سے درخواست کی گئی ہے کہ ہمیں اپنی آغوش رحمت میں رکھنا اور اپنی اطاعت وفرمانبرداری کی مے سے شادکام رکھنا۔

بِکَ نَحْیَا

اے اللہ! اے خالق ومالک ہماری زندگی وحیات تیرے قبضہ میں ہے ہمارے سانس تیرے حکم سے چل رہے ہیں اور ہماری رگوں میں حرکت تیرے اذن سے ہے ہم سراپا انکسار بن کر تیری جناب میں تیری حاکمیت کاملہ کا اقرار کرتے ہیں اور اپنی بندگی وعبدیت کا برملا اعلان کرتے ہیں۔

اے خالق ومالک! اب تیری بارگاہ میں التجا ہے کہ یہ زندگی یہ تیرا عطیہ ہم سب کو اپنی اطاعت وفرمانبرداری میں بسر کرنے کی سعادت بخش دے جتنے سانس ہمارے مقدر میں ہیں اپنی یاد کی سعادتِ ارزانی فرمادے اس عالم آب وگل میں ہمیں ایمان کی بہاروں سے مزّین فرمائے رکھنا اور زندگی کے آخری سانس تک اپنی کبریائی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینے والوں میں رکھنا اور جب اس دنیا سے رخصت ہوں تو ہماری زبانوں اور ہمارے دلوں کی دھڑکنوں میں تیرا نام ہو اور ایمان وایقان کی نعمت عظمٰی کے ساتھ (اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ) جاری ہو۔

بِکَ نَمُوْتُ

اے اللہ! اے ہمارے خالق و مالک ہم اعتراف کرتے ہیں کہ زندگی و موت تیرے ہاتھوں میں ہے۔ ہر ذی نفس کو ایک دن موت کی وادی میں جانا ہے تو یہ موت عدم محض نہیں بلکہ ایک دوسرے جہاں منتقل ہونا ہے تو اے ہمارے رب! جب تو ہمیں اس جہاں سے عالم برزخ لے جائے تو ایمان کی دولت سمیت لے جانا، ہماری قبروں کو جنت کے باغات بنا دینا اور اپنی رضا کا پروانہ نصیب کر دینا۔

اِلَیْکَ النُّشُوْرَ

اے ہمارے رب! ہمارا ایمان ہے کہ ایک دن ہم سب اپنی اپنی قبروں سے نکل کر تیری بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ یہ فانی جہاں فنا ہو جائے گا ہم سب باقی جہاں میں پہنچ جائیں گے اس یوم قیامت پر ہم ایمان کامل رکھتے ہیں۔

اب ہماری درخواست ہے، ہماری التجا ہے اور ہم عاجزوں کی تیری جناب میں دعا ہے کہ اس عالم فانی میں ہمارے ایمان کی حفاظت فرمانا اور ہمیں اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمانا، صلوات مکتوبات (فرض نمازوں) کی پابندی کی سعادت بخشنا اور نوافل کی بھی توفیق دے دینا، دن و رات چوبیس گھنٹوں میں کسی بھی لمحہ غافل نہ کرنا سب کچھ تیرے اختیار میں ہے ہمیں اپنا بندہ بنائے رکھنا اور کسی بھی لمحہ نفس و شیطان کے حوالے نہ کرنا۔

اے کریم اللہ! ہم پورے ایمان سے کہتے (اِلَیْکَ النُّشُوْرَ) ہمیں عالم آخرت کے انعامات سے سرفراز فرما دینا۔

عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ ،قَالَ : سَمِعْتُ عُثْمَانَ - يَعْنِى: ابْنَ عَفَّانَ - رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ- يَقُوْلُ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰه - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ -يَقُوْلُ : مَنْ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لاَ يَضُرُّمَعَ اسْمِهٖ شَيْئٌ" فِى الاَرْضِ وَلاَ فِى السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم . ثَلاثَ مَرَّاتٍ - لَمْ تُصِبْهُ فَجْأَةُ بلاءٍ حَتّٰى يُصْبِحَ ، وَمَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُصْبِحُ - ثَلاثَ مَرَّاتٍ- لَمْ تُصِبْهُ فَجْأَةُ بَلاءٍ حَتّٰى يُمْسِى .

صحیح الاذکار			صفحہ۱۶۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث(۳۳۹۹)	جلد۵	صفحہ۲۵۰
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث(۳۳۸۸)	جلد۳	صفحہ۳۹۰
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث(۵۰۸۸)	جلد۴	صفحہ۳۵۷
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث(۵۰۸۸)	جلد۳	صفحہ۲۵۰
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۳۸۶۹)	جلد۴	صفحہ۳۲۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		

ترجمہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں میں نے سنا حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمار ہے تھے جس نے شام کے وقت تین مرتبہ پڑھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّمَعَ اسمِهٖ شَیْئی" فِی الاَرْضِ وَلَافِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم۔

(اس اللہ کے نام سے جس نام کی معیت ہوتو ارض وسماء کی کوئی چیز ضرر نہیں دے سکتی اور وہ اللہ سمیع وبصیر ہے)

اسے صبح تک اچانک آنے والی مصیبت نہیں آئے گی اور جس نے ان کلمات کو صبح کے وقت تین مرتبہ ادا کیا تو اسے شام تک اچانک آنے والی مصیبت نہیں پہنچے گی۔

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۳۴)	جلد۳	صفحہ۲۶۴
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۷۷۸)	جلد۷	صفحہ۲۴۴
عمل الیوم واللیلۃ للنسائی	رقم الحدیث (۱۵)		صفحہ۱۴۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۷۴)	جلد۱	صفحہ۳۶۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ اَللّٰھُمَّ مَااَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِّعْمَۃٍ اَوْبِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ .

فَقَدْ اَدّٰی شُکْرَ ذَالِکَ الْیَوْمِ .

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۰۷۳)	جلد۴	صفحہ۳۵۲
عمل الیوم واللیلۃ	رقم الحدیث (۳)		صفحہ۱۳۴
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۹۷۶)	جلد۶	صفحہ۴۰۳
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۲۲۸)	جلد۴	صفحہ۲۴۵
صحیح ابن حبان (واللفظ لہ)	رقم الحدیث (۸۶۱)	جلد۳	صفحہ۱۴۲
قال شعیب الارنووط:	قال الحافظ: حدیث حسن		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۳۲۸)	جلد۵	صفحہ۱۱۵

جس نے صبح کے وقت یہ کلمات

اَللّٰھُمَّ مَااَصْبَحَ بِی مِنْ نِّعْمَۃٍ اَوْبِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ.

اے اللہ ! جو بھی نعمت مجھے ملی یا تیری مخلوق میں سے کسی کو بھی کوئی انعام ملا وہ صرف تیری ذات وحدہ لاشریک کی طرف سے ہے۔اے اللہ ! ساری حمد وثناء تیرے لئے ہے اور شکر وسپاس بھی تیرے لئے ہے۔

تو اس آدمی نے اس دن کا شکر ادا کرلیا۔

رسول عربی سیّدنا محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

جس آدمی نے بوقت صبح ان کلمات سے اپنی زبان کو معطر کیا اس نے دن کا شکرادا کرلیا اور جس نے شام کے وقت یہ کلمات کہے اس نے رات کا شکرادا کیا۔

الٰہی ہم تیرا شکر نہ ادا کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں ۔الٰہی ابدالآباد تک درودوں کی بارش ہو تیرے پیارے حبیب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جس نے ہمیں تیرے شکر کا طریقہ بتادیا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ - رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ -قَالَ :کَانَ نَبِیُّ اللّٰہِ - صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ- اِذَا اَمْسٰی قَالَ :

أَمْسَیْنَا وَأَمْسَی الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیئٍ قَدِیْر . اَللّٰھُمَّ اِنِّی أَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذِہٖ اللَّیْلَۃِ وَخَیْرِ مَافِیْھَا وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ ھا وَ شَرِّ مَا فِیْھَا . اَللّٰھُمَّ اِنِّی أَعُوْذُ

بِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَالْھَرَمِ وَسُوْءِ الْکِبَرِ وَفِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ.
وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ ذَالِکَ اَیْضاً اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰہِ.

صحیح الاذکار			صفحہ۱۱۳
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۹۶۳)	جلد۳	صفحہ۲۴۳
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۶۹۹۶)	جلد۱۰	صفحہ۱۵۳
قال الھیثمی:	رجالہ رجال الصحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۷۲۳)	جلد۵	صفحہ۲۶۰
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۰۱)	جلد۵	صفحہ۲۵۱
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۳۹۰)	جلد۳	صفحہ۳۹۱
قال الالبانی:	صحیح		
عمل الیوم للیلۃ للنسائی	رقم الحدیث (۲۳)		صفحہ۱۴۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۱۹۲)	جلد۴	صفحہ۱۷۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
المصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۹۳۲۵)	جلد۱۰	صفحہ۲۳۸
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۱۷۰)	جلد۲	صفحہ۲۴
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۰۷۱)	جلد۴	صفحہ۳۵۱
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۰۷۱)	جلد۳	صفحہ۲۴۷
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۳۸۶)	جلد۷	صفحہ۸۴
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۲۲۲)	جلد۴	صفحہ۲۴۱

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: حضور نبی اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب شام ہوتی یہ دعا مانگا کرتے تھے:

أَمْسَيْنَا وَأَمسىَ الْمُلْکَ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَشَرِيْکَ لَهُ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْر . اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ أَسْئَلُکَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الَّيْلَةِ وَخَيْرِ مَافِيْهَا وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ ها وَ شَرِّ مَا فِيْهَا . اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ وَفِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

اور جب صبح ہوتی تو یوں دعا مانگتے:

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰهِ وَلاَاِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُلاَشَرِيْکَ لَهُ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْر . اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ أَسْئَلُکَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الَّيْلَةِ وَخَيْرِ مَافِيْهَا وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ ها وَ شَرِّ مَا فِيْهَا. اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ وَفِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

شام اس حالت میں ہوئی کہ ہم اور ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے قبضہ واختیار میں ہے۔ تمام خوبیاں اور کمالات بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الہ نہیں وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ تمام حکمرانی اسی کے لئے ہے اور تمام حمد وثناء کا سزاوار بھی وہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! مجھے اس رات کی خیر وبرکت بھی عطا فرمادے جسے رات اپنے پردے میں لے لے اور اے میرے اللہ! میں اس رات کے شر سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں اور ہر اس چیز کے شر سے بھی پناہ کا طلب گار ہوں جو رات کی تاریکی میں روپوش ہوگئی ہے۔ اے میرے اللہ!

مجھے اپنی پناہ اور حفاظت میں لے لے سستی و کاہلی سے جو تیری اطاعت و بندگی سے محروم کر دے جو تیری بندگی کا اہل نہ رہنے دے۔ بڑھاپے سے اور کبرسنی کے برے اثرات سے، دنیا کے فتنہ و فساد سے اور قبر کے عذاب سے۔

-۞-

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا- لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ- يَدَعُ هٰذِهِ الدَّعَواتِ حِيْنَ يُمْسِيْ وَحِيْنَ يُصْبِحُ اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالاٰخِرَةِ . اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِيْنِي وَدُنْيَايَ وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ . اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَاٰمِنْ رَدْعَاتِيْ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ م بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَأَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ.

صحیح الاذکار			صفحہ ۱۱۷
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۰۷۴)	جلد ۴	صفحہ ۳۵۲
صحیح سنن ابی داوٗد	رقم الحدیث (۵۰۷۴)	جلد ۳	صفحہ ۲۴۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۸۷۱)	جلد ۴	صفحہ ۳۲۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۳۵)	جلد ۳	صفحہ ۲۶۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۵۳۹)	جلد ۸	صفحہ ۲۹۴

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صبح وشام ان کلمات سے دعا مانگنا ترک نہ کیا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی أَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالاٰخِرَة . اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی دِيْنِی وَدُنْيَایَ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ .

صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۵۴۴)	جلد۳	صفحہ۴۸۲
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۶۶۷۳)	جلد۵	صفحہ۳۲۷
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۹۶۱)	جلد۳	صفحہ۲۴۱
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۷۸۵)	جلد۴	صفحہ۳۹۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
المصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۹۳۲۷)	جلد۱۰	صفحہ۲۳۹
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۲۰۰)		صفحہ۴۱۱
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۱۹۴۵)	جلد۲	صفحہ۲۰۰
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ		
عمل الیوم واللیلۃ	رقم الحدیث (۵۶۶)		صفحہ۳۷۹
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۳۲۹۶)	جلد۱۲	صفحہ۳۴۳

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِيْ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ م بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَأَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ.

اے میرے اللہ! میں تجھ سے دنیا وآخرت میں معافی اور عافیت کا سوالی ہوں۔

اے میرے اللہ! میں اپنے دین و دنیا اور اپنے اہل و مال میں تیری ذات سے معافی اور عافیت کا سائل ہوں۔

اے میرے اللہ! وہ امور جو میرے لئے باعث شرمندگی ہوں انہیں تو اپنی رحمت کی چادر میں چھپا لے اور میرے دل کی گھبراہٹ اور تشویشات کو امن نصیب فرما۔

اے میرے اللہ! میرے سامنے سے میرے پیچھے سے میرے دائیں بائیں سے اور میرے اوپر سے میری حفاظت فرما۔

اے میرے اللہ! میں تیری عظمت و رفعت کی پناہ میں آنا چاہتا ہوں اس بات سے کہ کوئی میرے نیچے سے حملہ کر کے مجھے ختم کر دے۔

اللہ وحدہ لاشریک نے انسان کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا۔ خلافت و نیابت کا تاج مرصع اس کے سر کی زینت بنایا۔ اب اس خلیفۃ اللہ پر لازم ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک سے اپنا رشتہ و تعلق برقرار رکھے۔ یہ دعائیں اس تعلق کو برقرار رکھنے کے لئے ممد و معاون ہیں۔ درج بالا دعاء کتنی ہمہ گیر ہے وہ انسان جسے دین و دنیا میں اہل و مال میں عفو عامہ نصیب ہو جائے اسے اور کیا چاہیے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ــ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ــ أَنَّهُ اَمَرَ رَجُلاً ، اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهُ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَ نَفْسِیْ وَاَنْتَ تَوَفّٰهَا ـ لَکَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا : إن أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا ، وَاِنْ اَمَتَّهَا فَاغْفِرْلَهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُکَ الْعَافِيَةَ .

فَقَالَ رَجُلٌ" : اَسَمِعْتَ هٰذا مِنْ عُمَرَ ؟ قَالَ : مِنْ خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ ، مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ـ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ـ .

ترجمہ :

اے اللہ! تو نے ہی میرے نفس وروح کو پیدا فرمایا اور تو ہی میری روح قبض فرمائے گا۔ میری جان کا مرنا اور جینا تیرے قبضہ واختیار میں ہے اگر تو نے میری جان کو زندہ رکھنے کا

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۷۱۲)	جلد ۵	صفحہ ۲۵۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۵۰۲)	جلد ۵	صفحہ ۸۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۵۴۱)	جلد ۱۲	صفحہ ۳۵۱
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
عمل الیوم واللیلة	رقم الحدیث (۷۹۷)		صفحہ ۳۶۶

فیصلہ فرمایا ہے تو میرے روح و جسم کو گناہوں نافرمانیوں سے محفوظ فرما اگر تو نے موت دینے کا فیصلہ کرلیا ہے تو میری جان کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے عام معافی عطا فرما اور دنیا و آخرت میں عافیت نصیب فرما۔

نیند کو موت کی بہن کہا جاتا ہے۔ وہ نیند جس میں قیامت سے قبل بیداری نہ ہو اسے موت کہتے ہیں۔ اس دعا میں اللہ جل جلالہ کی تین شانوں کا ذکر کیا گیا ہے:

۱۔ پیدا فرمانے والا

۲۔ زندگی دینے والا

۳۔ موت سے ہمکنار کرنے والا

سوتے وقت ان تین شانوں کا اپنی زبان سے اظہار اپنی بے بسی اور عجز کا اعتراف ہے۔ بحرِ عجز و نیاز میں ڈوب کر عرض کی جاتی ہے کہ اے اللہ! اگر میری زندگی کے کچھ لمحات باقی ہیں تو مجھے ہر برائی، نافرمانی اور شر سے محفوظ فرما اور اگر وقت پورا ہو چکا ہے تو میرے سابقہ گناہوں کو معاف فرما اور دونوں جہانوں میں مجھے عافیت اور اطمینان و سکون نصیب فرما۔

عَنْ جَابِرٍ - رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ - عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ - صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ - قَالَ :

اِذَا رَأٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یَکْرَھُھَا فَلْیَبْصُقْ عَنْ یَسَارِہٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَیَسْتَعِیْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ ثَلَاثًا .

وَلْیَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِہِ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْہِ .

صحیح الاذکار			صفحہ ۱۲۸
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۲۲)	جلد ۴	صفحہ ۳۳۵
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۲۲)	جلد ۳	صفحہ ۲۳۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۰۹)	جلد ۴	صفحہ ۳۴۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۷۱)	جلد ۳	صفحہ ۲۷۷
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۴۲۴)	جلد ۱۶	صفحہ ۳۴۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۶۰۳)	جلد ۶	صفحہ ۲۵۷۱

ترجمہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب تم میں سے کوئی ایسی خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو خواب دیکھنے والے کو چاہیے کہ اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دے اور تین مرتبہ پڑھے:

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

میں اللہ کی پناہ وحفاظت میں آتا ہوں مردود شیطان کے شر سے اور جس پہلو پر لیٹا ہو وہ پہلو بدل لے۔

-۞-

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۲۸۴)	جلد۴	صفحہ۱۲۳
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۲۷۷)	جلد۲	صفحہ۵۱۲
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۱۳۵)	جلد۹	صفحہ۲۶۹
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۲۷۷)	جلد۱۲	صفحہ۲۰۷
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۶۱۳)	جلد۲	صفحہ۱۲۹۸

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- أنَّ اَبَابَكْرٍ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! عَلِّمْنِیْ شَيْئاً اَقُوْلُهُ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَيْتُ قَالَ : قُلْ اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَيْتَ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰاتِ وَالاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْئٍ وَمَلِيْكَهُ أشهَدُ اَن لا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ.

قُلْ ذَالِکَ اِذَا اَصْبَحْتَ ،وَاِذَا اَمْسَيْتَ، وَاِذَا أَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِکَ.

صحیح الاذکار			صفحہ ۱۱۵
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۰۶۷)	جلد ۴	صفحہ ۳۵۰
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۰۶۷)	جلد ۳	صفحہ ۲۴۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۰۳)	جلد ۵	صفحہ ۲۵۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۳۹۲)	جلد ۳	صفحہ ۳۹۲
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۲۷۵۳) جلد ۲-۶		صفحہ ۵۸۰
قال الالبانی:	حدیث صحیح		

ترجمہ:

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے ایسی دعا کی تعلیم دیجئے کہ جب میں صبح کروں یا شام کروں تو وہ دعا مانگا کروں۔

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم صبح کرو یا شام کرو تو اللہ کی بارگاہ میں یہ عرض کیا کرو: اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْئٍ وَمَلِيْكَهُ أَشْهَدُ اَنْ لا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ.

اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے پیدا فرمانے والے! اے غیب وشہادت کے جاننے والے! اے ہر چیز کے رب اور اس کے مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی الہ (معبود) نہیں میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کی شرک کی ترغیب سے۔

مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۷۰۳۹)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۶۸
قال الھیثمی:	رواہ احمد واسنادہ حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۸۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
الترغیب فی الدعاء	رقم الحدیث (۸۸)		صفحہ ۱۵۲

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم صبح کرو یا شام کرو یا جب تم اپنے بستر پر دراز ہو تو یہ (درج بالا) دعا مانگا کرو۔

بوقت صبح جب ہر سو اُجالا ہو رہا ہو سورج تاریکی کی موٹی چادر کو تار تار کر رہا ہو اور شام کے وقت جب سورج ڈوب رہا ہو تاریکی کرہ ارض پر بسنے والوں کو اپنی مضبوط گرفت میں لے رہی ہو اس وقت ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی تعلیم دی گئی ہے۔

جس اللہ جل جلالہ نے اتنا بڑا انظام چلایا ہے کبھی رات ہے، کبھی دن، کبھی سردی ہے، کبھی گرمی، کبھی بارش ہے اور کبھی خشکی وہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی بڑے نظام چلانے پر قادر ہے۔

وہ اللہ تعالیٰ جو انسان کو نیند سے ہمکنار کرتا ہے اور اسے جب نیند کی وادی میں دھکیلتا ہے تو اسے گردو پیش کی خبر نہیں رہتی وہ پھر اچانک اسے بیداری عطا کرتا ہے۔

روزانہ نیند و بیداری کا چکر اسی وحدہ لاشریک کی طرف سے فرزند آدم کو اس بات کی دعوت ہے کہ سوچ جو اللہ تعالیٰ روزانہ موت و حیات سے گزارتا ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ جملہ کائنات کو یکبارگی موت سے ہم آغوش کر دے اور پھر سب کو زندہ کر کے اپنی بارگاہ میں کھڑا کر دے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک دن بارگاہِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی:

یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلم مجھے چند کلمات تعلیم فرمادیجئے جنہیں میں صبح وشام پڑھا کروں۔

رسول عربی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درج بالا دعا کی تعلیم دی اور فرمایا:

قُلْهَا إذا اصبَحْتَ وَإذَا أمسيت و إذا اخذت مضجعک.

صبح وشام اور جب سونے لگو ان کلمات سے دعا مانگا کرو۔

ان کلماتِ طیبات میں اللہ وحدہ لاشریک کو آسمانوں اور زمین کا خالق، غیب وشہادت کا عالم ہر چیز کا ربّ اور مالک کہہ کر پکارا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا بہترین انداز ہی یہ ہے کہ اس کی تعریف وتوصیف کی جائے۔ اس کی حمد وثناء کرنا اس کی رحمتوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہے اور جب اس کے ساتھ اس کے معبود حقیقی ہونے کی گواہی بھی دی گئی تو یہ بات نور درنور ہو گئی۔

بعدہ اس کی پناہ مانگی گئی۔ ہاں جو بھی اس کی محفوظ پناہ اور مضبوط حفاظت میں آنا چاہے وہ اپنی شانِ بندہ پروری سے ضرور اپنی پناہ وحفاظت میں لیتی ہے۔

اے اللہ! ہم سب کو اپنی پناہ میں پناہ لینے کی سعادت عطا فرما۔ جو تیری پناہ میں آ گیا وہ شیاطین جن وانس کی شر انگیزیوں اور نفس کی وسوسہ اندوزیوں اور اس کی باطل ترغیبات کے اثر سے محفوظ ومامون ہو گیا۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الاَرَضِیْنَ وَمَا أقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنَ وَمَا اَضَلَّتْ ۔ کُنْ لِیْ جَاراً مِنْ شَرِّ خَلْقِکَ کُلِّھِمْ جَمِیْعًا اَنْ یَّفْرُطَ عَلیَّ اَحَد" اَوْ اَنْ یَبْغٰی عَلیَّ عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلاَ اِلٰہَ غَیْرُکَ وَلاَ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ۔

ترجمہ:

اے اللہ! اے ساتوں آسمانوں کے پروردگار اور ہر اس چیز کے پروردگار جس پر آسمان سایہ فگن ہیں۔ اے زمینوں کے رب اور ہر اس چیز کے رب جسے زمین اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے۔

اے شیاطین اور ان کے گمراہ کنندگان کے مالک مجھے اپنی پناہ اور حفاظت میں لینے والا ہو جا اپنی تمام مخلوقات کے شر سے، کوئی مجھ پر زیادتی نہ کرے اور نہ مجھ پر ظلم ڈھائے۔ عزت والا اور ہر شر سے محفوظ ہے وہ آدمی جسے تو اپنی پناہ میں لے لے۔ تیری حمد و ثنا کا مقام بہت بلند ہے۔ تیرا غیر اِلٰہ اور معبود نہیں ہو سکتا کیونکہ تیرے علاوہ کوئی لائق عبادت اور مستحق الوہیت نہیں ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بے خوابی کی شکایت تھی انہوں نے اپنی اس تکلیف کا اظہار رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر دیا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سوتے

وقت اس دعا کے پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

انسان کتنا ناقص اور بے بس ہے۔ اگر اسے نیند نہ آئے تو اس کے تمام امور میں خلل واقع ہو جاتا ہے اور اس کا تمام نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ انسان کو نیند جیسی نعمت کے لئے بھی اللہ کی پناہ گاہ درکار ہے۔ اس دعا میں اللہ کی عظمت و رفعت کا اظہار بھی ہے اور اپنے بےبسی اور بے چارگی کا اعلان بھی ہے۔ ان چیزوں کے بیان کے بعد اللہ سے اس کی پناہ طلب کی جا رہی ہے۔

واقعی اس انسان کو کوئی مخلوق تکلیف نہیں پہنچا سکتی جو اللہ کی پناہ گاہ میں پناہ لے لے۔
اور یقیناً وہ آدمی آفات و بلیات سے مامون محفوظ ہے جسے اللہ اپنی حفاظت دامن کے حصار میں لے لیتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – قَالَ : جَاءَ رَجُل" اِلَی النَّبِیِّ – صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ – فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَا لَقِیْتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِیْ الْبَارِحَةَ ؟ قَالَ:

أَمَا لَوْ قُلْتَ حِیْنَ اَمْسَیْتَ . اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ لتَّامَّاتِ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ لَمْ تَضُرُّکَ۔

صحیح اذکار			صفحہ۱۱۶
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۲۷۰۹)	جلد۵	صفحہ۲۵۴
سنن ابن ماجہ(۱)	رقم الحدیث(۳۵۱۸)	جلد۴	صفحہ۱۳۸
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ(۲)	رقم الحدیث()	جلد	صفحہ
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۲۸۵۲)	جلد۳	صفحہ۱۷۸
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۷۸۹۸)	جلد۱۳	صفحہ۲۷۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط مسلم		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث(۳۸۹۸)	جلد۳	صفحہ۳۹۶

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ

ایک آدمی حضور نبی کریم -صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ! رات مجھے ایک بچھو نے کاٹ لیا:

تو حضور -صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

اگر تم شام کو یہ کلمات کہہ دیتے تو تم کو بچھو ضرر نہ پہنچاتا۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ لِتَامَّاتِ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ لَمْ تَضُرُّكَ

میں ہر مخلوق کے شر سے اللہ تعالیٰ کے کلمات تامات کی پناہ وحفاظت میں آتا ہوں۔

اس دنیا میں مخلوق ایک دوسرے کو ضرر پہنچاتے ہیں بعض موذی جانور ہیں جو انسان کو تکلیف میں مبتلا کر دیتے ہیں بعض موذی صفت انسان ہیں جو کسی دوسرے کو اچھا کھاتے اچھا

صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۸۹۸)	جلد۲	صفحہ۴۷۱
قال الالبانی:	صحیح		
عمل الیوم واللیلۃ للنسائی	رقم الحدیث (۵۸۸)		صفحہ۳۸۹
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۲۰)	جلد۳	صفحہ۲۹۷
قال شعیب الارنؤط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط مسلم		
حلیۃ الاولیاء		جلد۷	صفحہ۱۴۳

پیتے نہیں دیکھ سکتے۔ وہ اس آدمی کے درپئے آزار ہوتے ہیں اور اس کو تکلیف پہنچا کر دم لیتے ہیں۔ ایسے موذی جانوروں اور موذی انسانوں سے بچنے کا نسخہ حضور نبی کریم۔صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے درج بالا دعا کی صورت میں عطا فرما دیا ہے۔ جو مسلم پورے ایمان وایقان سے اس دعا کو پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہر موذی کی اذیت سے محفوظ رکھتا ہے۔

اذیت وتکلیف آنے کے بعد واویلا کیا جاتا ہے اس کی تدارک کی کوشش کی جاتی ہے تو کیا یہ دانائی نہیں کہ اذیت سے بچاؤ کا پہلے ہی سدِ باب کرلیا جائے۔ کلمات الٰہیہ کی پناہ وحفاظت میں آیا جائے اور یادرہے کہ اللہ عزوجل کی پناہ وحفاظت میں آنے والا کبھی خائب وخاسر نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ کامیاب وکامران ہوا کرتا ہے۔

اے رحیم وکریم اللہ! ہم سب مسلمین کو آفات وبلیات سے محفوظ فرما اور ہمیں حیات مستعار کے بقیہ ایام اپنی رضا کی خاطر بسر کرنے کی سعادت عطا فرما آمین یا رب العالمین ببرکۃ سید المرسلین – صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم

لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ، اَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ وَأَسْأَلُکَ رَحْمَتَکَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلماً وَلاَ تَزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْهَدَیْتَنِیْ وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔

ترجمہ:

اے اللہ! تیرے علاوہ کوئی الہ نہیں۔

اے اللہ! تو ہر عیب سے پاک ہے اور میں تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح بیان کرتا ہوں۔

میں اپنے گناہوں کی تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تجھ سے تیری رحمت کا سوالی ہوں۔

اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما اور مجھے ہدایت سے نوازنے کے بعد میرے دل کو

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۵۳۱)	جلد ۱۲	صفحہ ۳۴۱
عمل الیوم واللیلۃ	رقم الحدیث (۸۶۵)		صفحہ ۴۹۵
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۶۱)	جلد ۴	صفحہ ۳۴۷
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۶۱۱۸)	جلد ۱۱	صفحہ ۴۱۱
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۲۰۲۵)	جلد ۲	صفحہ ۲۳۳
قال الحاکم:	ھذا احدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ		

راہِ ہدایت سے نہ پھیر اور مجھے اپنی جناب خاص سے رحمت عطا فرما۔ یقیناً تو ہی سب سے زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔

ابد الاباد تک اللہ درود سلام بھیجے اس نبی عربی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس نے اپنے امتیوں کو سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے درِ خدا کھادیا کتنی پیاری تعلیم ہے۔ سونے لگو اللہ کو یاد کرو۔ استغفار کرو۔ رو بہ کرو اور جن آنکھ کھلے اُسی اللہ کو یاد کرو اس کی حمد وثناء کرو۔ حصولِ رحمت کے لئے اس کی جناب میں جھولی پھیلا دو۔ دن میں بے شمار مشغولیتیں ہیں۔ ہزاروں کام ہیں۔ علم و معرفت اللہ کا نور ہے یہ وہ خزانہ ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ آنکھ کھلتے ہی اس بارگاہ صمدیت میں دعاء ہے کہ اے اللہ جب سورج اپنی آنکھ کھولے مجھے آج پھر علم ومعرفت کے چند موتی عطا فرمانا اور اپنی رحمتوں سے میری جھولی بھر دینا۔ اے اللہ! کوئی الہٰ نہیں مگر تو ہی ہے۔ تو ہر عیب نقص سے پاک ہے۔ اے اللہ! میں اپنے گناہوں کے لئے تیری جناب سے مغفرت کا طالب ہوں اور تجھ سے تیری رحمت کا سوالی ہوں۔ اے اللہ! میرے لئے علم ومغرفت میں اضافہ فرما اور مجھے ہدایت دینے کے بعد میرے دل کو ہدایت سے نہ پھیر اور مجھے اپنی جنابِ خاص سے رحمت عطا فرما یقیناً تو ہی سب سے بڑا عطا فرمانے والا ہے۔

لاَ اِلَٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ، اَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ وَأَسْأَلُکَ رَحْمَتَکَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِی عِلماً وَلاَ تَزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْهَدَیْتَنِیْ وَهَبْ لِیْ مِن لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۔

نیند سے بیدار ہوتے ہی اللہ کا ذکر اس کی الوہیت کے اقرار کے ساتھ کتنا عمدہ فعل ہے اور پھر یہ کہنا اے اللہ! تو معبود حقیقی ہے تو ہر نقص سے پاک ہے۔ تیری ذات میں تیری صفات میں تیرے اسماء میں کوئی نقص نہیں۔اسی کے بندہ ہونے کا اقرار ہے۔

بندہ یہ بھی تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے لیکن میں گناہوں کی آلودگیوں سے لتھڑا ہوا ہوں۔ میرا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا اور سونا جاگنا سب کا سب خطاؤں سے خالی نہیں اس لئے وہ کہے اے میرے خالق و مالک! میں اپنے گناہوں کی معافی تجھ سے مانگتا ہوں تو میرے گناہوں پر قلم عفو پھیر دے اور میرے باطن کو پاک وصاف کر دے۔

اے اللہ! تیرا در رحمت بڑا وسیع ہے تو نے اپنے لطف وکرم سے میرے گناہوں کو معاف کر دیا ہے اب اپنی رحمتوں میں سے مجھے بھی حصہ عطا فرما اور میری خالی جھولی کو پانی خصوصی رحمتوں سے بھر پور فرما۔

اے اللہ! میرے علم ومعرفت میں اضافہ فرما۔ میری نظر می دنیا کی کوئی قدر ومنزلت نہ رہے کہ میں اس فانی لذتوں سے کنارہ کش ہو جاؤں اور مجھے وہ دل بینا عطا فرما جس سے میری نظر میں صرف تو ہی تو رہ جائے۔

علم وہی ہے جس سے قربِ الٰہی نصیب ہو اور جو علم اللہ تعالیٰ سے دور کر دے وہ علم نہیں سب سے بڑی جہالت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مرفوعا روایت کرتی ہیں:

کُلَّ یَوْمٍ لَا اَزْدَادُ فِیْهِ عِلْماً یُقَرِّبُنِیْ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی فَلَا بُوْرِکَ لِیْ شَمْسِ ذَالِکَ الْیَوْمِ ۔

ہر وہ دن جس میں مجھے ایسا علم نہ ملے جو مجھے اللہ تعالیٰ کے اور قریب کر دے تو اس دن کے سورج میں میرے لئے کوئی برکت نہ ہو۔

حضور سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم میں ہر دن بلکہ ہر آن اضافہ ہوتا ہے اور آپ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے اور قریب ہوتے ہیں وہ اللہ کے محبوب جن کی علم کا کنارہ ہمیں نظر نہیں آتا وہ ہر روز اپنے اللہ سے مزید علم کی دعا مانگتے تھے تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی روزانہ اپنے اللہ سے جہاں اور بہت کچھ مانگتے ہیں وہاں علم و معرفت میں اضافہ کا بھی سوال کریں۔

قلب کو قلب اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں تغیر و تبدل میں دیر نہیں لگتی وہ انسا بڑا خوش نصیب ہے جس کا دل ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رہے۔

عَنْ حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمان – رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ – وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ – رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ – قَالا : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ – صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ – اِذَا أَوٰیٰ اِلٰی فِرَاشِہٖ قَالَ : بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ أَحْیَا وَاَمُوْتُ وِاِذَا اسْتَیْقَظَ قَالَ : اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَا تَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۵۱۰)	جلد ۱۴	صفحہ ۲۲۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۷۱۱)	جلد ۵	صفحہ ۶۵۲
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۶۵۵)	جلد ۵	صفحہ ۲۳۲۷
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۳۸۲)	جلد ۲	صفحہ ۴۳۶
فتح الباری	رقم الحدیث (۶۳۱۴)	جلد ۱۱	صفحہ ۱۱۵
اتحاف السادۃ المتقین		جلد ۵	صفحہ ۱۱۰
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۳۱۱)	جلد ۵	صفحہ ۹۸
قال للبغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۲۷۲۸)	جلد ۳	صفحہ ۱۷۵۸
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح علی شرط البخاری		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۲۰۵)		صفحہ ۳۱۴

صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۲۰۵)		صفحہ ۴۶۷
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۵۳۲)	جلد ۱۲	صفحہ ۳۴۲
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط البخاری		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۳۸۸۰)	جلد ۴	صفحہ ۳۳۰
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۳۸۸۰)	جلد ۵	صفحہ ۳۹۱
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۴۴)	جلد ۳	صفحہ ۲۶۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۲۸)	جلد ۵	صفحہ ۲۶۳
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۱۷)	جلد ۳	صفحہ ۴۰۳
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۴۹)	جلد ۴	صفحہ ۳۴۴
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۴۹)	جلد ۳	صفحہ ۲۴۱
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۳۳۰۸)	جلد ۳	صفحہ ۳۳
المصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۹۳۴۷)	جلد ۱۰	صفحہ ۲۴۷
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۱۷۰۶)	جلد ۲	صفحہ ۱۸۱
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۲۶۲)	جلد ۱۶	صفحہ ۶۰۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمہ:

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے میرے اللہ! تیرے ہی نام سے مجھے بیدار ہونا ہے اور تیرے ہی نام سے مجھے سونا ہے۔

حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب استراحت فرمانے کے لئے بستر پر تشریف لے جاتے تو اللہ کی بارگاہ میں عرض کرتے:

بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ أَحْیَا وَاَمُوْتُ۔

اور جب بیدار ہوتے تو فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَا تَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں نیند کے بعد دوبارہ بیدا فرمادیا۔

-۞-

المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۱۶۴)	جلد ۱۶	صفحہ ۵۷۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۲۶۳)	جلد ۱۵	صفحہ ۵۰۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۲۸۴)	جلد ۱۶	صفحہ ۶۱۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المسند جامع	رقم الحدیث (۳۳۳۱)	جلد ۵	صفحہ ۱۲۲

وہ انسان بڑے بختوں والا ہے جس کی موت کی ابتداء اللہ کے نام سے ہو اور اس کی زندگی بھی پروردگار کے نام سے شروع ہو۔

جس کی زندگی کا آخری سانس لا الہ الا اللّٰہ پر ختم ہو رہا ہو وہ یقیناً جنتی ہے اور جس نے اپنی قبر میں منکر نکیر کے سوالوں کا صحیح صحیح جواب دے دیا وہ بھی یقیناً نجات یافتہ ہے اور وہ شخص جو قیامت کے روز اٹھے اور اس کی زبان پر ذکر الٰہی ہو وہ بھی اللہ کی رحمتوں کا مستحق ہے۔

سوتے وقت یہ کلمات اس لئے کہے گئے ہیں کہ نیند کو موت کی بہن کہتے ہیں گویا عرض کی جا رہی ہے اے پروردگار! میں اپنی نیند کی ابتداء تیرے نام سے کر رہا ہوں اور توفیق دے کہ اگر بیداری کی ابتداء بھی تیرے ہی ذکر سے کروں۔ یہ دعا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیں پہلو لیٹ کر اور اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر مانگا کرتے تھے۔

اٹھتے وقت اللہ کی حمد و ثناء اس بات کا اظہار ہے کہ الٰہی! میں نے تیری توفیق سے بیداری کی ابتداء تیرے نام سے کی ہے اور اپنی نعمت توفیق شامل حال رکھنا تاکہ پورا دن بھی تیرے ذکر و فکر اور بندگی میں گزاروں۔

جس طرح تو نے نیند کے بعد بیداری دی اسی طرح تو قادر ہے اور میرا اس پر ایمان ہے کہ تو موت کے بعد دوبارہ زندگی دے گا اور اپنے دربار میں طلب کرے گا۔ اس نیند کے بعد تو نے مجھے اپنی حمد و ثناء کی توفیق نصیب فرمائی ہے اس طرح محض اپنے فضل و کرم سے موت کے بعد حشر میں بھی اپنی حمد و ثناء کی توفیق عطا فرمانا۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَۃَ - رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ - عَنِ النَّبِیَّ - صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ - أَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَرَبَّ کُلِّ شَیئٍ خَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی ، مُنْزِلَ التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْآن ، اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ دَابَّۃٍ أَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیئٌ وَاَنْتَ الْآخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیئٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ۔

ترجمہ:

اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! اے عرش عظیم کے پیدا فرمانے والے! اے ہمارے پروردگار! اے ہر چیز کے پیدا فرمانے والے! اے دانے اور گٹھلی کو چیر کر اس سے پودے نکالنے والے! اے تورات، انجیل اور قرآن کو نازل فرمانے والے! اے اللہ میں تیری جناب میں پناہ کا طالب ہوں ہر جانور کے شر سے جو مکمل تیرے قبضہ میں ہیں۔ مجھ سے میرا دین و دنیا کا ہر قرض دور کر دے اور مجھ سے دنیا و آخرت کی تنگ دستی دور کر کے خوشحالی نصیب فرمادے۔

قربان جائیں اس رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس نے ایسی عمدہ دعاؤں کی

تعلیم دے کرامت کی جلوتوں کے ساتھ اس کی خلوتوں کو بھی پاکیزہ کر دیا۔اس دعاء کا ہر ہر لفظ روح کی گہرائیوں میں اتر جانے والا ہےاور انسان کی عظمت کو اجاگر کرنے والا ہے۔اے فرزند آدم تیری عظمت اسی میں ہے کہ تو اپنے پروردگار کی جناب میں جھک جااور تیری رفعت اس میں ہے کہ تو سوتے وقت اس ذاتِ حق سے ہمکلام ہو جا۔

اس دعا کے روای حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ:

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی سونے لگے تو دائیں کروٹ سویا کرے پھراس کے بعد مذکورہ دعا پڑھے۔

اس حدیث میں بھی دائیں کروٹ لیٹنے کا حکم ہےاور یہی ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعَذَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيطَانِ وَاَنْ يَحضُرُوْنَ۔

ترجمہ:

میں اللہ کے کلمات تامات کی پناہ کا طلب گار ہوں اللہ کی غضب اور عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطان کی وسوسہ اندازیوں سے اور اس بات سے بھی کہ وہ میرے پاس آئیں۔

نیند میں ڈر جانے کے مختلف اسباب ہیں:

۱۔ اللہ کی ناراضگی ہو اس ناراضگی کو انسان نیند میں ملاحظہ کرتا ہے۔

۲۔ خبیث فطرت لوگ جادو منتر سے ڈراتے ہیں

۳۔ شیطانِ رجیم کی وسوسہ اندازی نیند میں خوفناک صورت اختیار کرتی ہے اور انسان ڈر جاتا ہے۔

۴۔ شیاطین خود انسان کے پاس آ کر اسے ڈراتے ہیں۔

صحیح الاذکار صفحہ ۱۲۹

اللہ کے کلمات طیبات وہ حفاظتی قلعے ہیں کہ یہاں تک کسی کی رسائی نہیں جو مرد مسلمان ان حفاظتی قلعوں میں پناہ لے لیتا ہے پھر اسے کسی دشمن سے ایذا کا خوف نہیں رہتا۔ اس دعا میں اللہ کے کلمات کی پناہ طلب کرنے میں یہی حکمت کارفرما ہے۔

اس دعا کے مؤثر ہونے پر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کتنا اعتقاد تھا اس کا اندازہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے عمل سے لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا یہ طریقہ تھا کہ آپ کا جو بیٹا بالغ ہو جاتا اسے اس دعا کی تلقین کرتے کہ وہ اسے اپنا معمول بنا لے اور جو بیٹا چھوٹا ہوتا یہی دعا کسی کاغذ پر لکھ کر بطور تعویذ اس کے گلے میں لٹکا دیتے۔

حصول خیر و برکت کے لئے اللہ کا نام یا کوئی دعا لکھ کر گلے میں بطور تعویذ لٹکانا صحابہ کرام کی سنت مبارکہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَافَکُمْ مَنْ لَا کَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ لَهٗ۔

ترجمہ:

حمد وثناء کا مستحق ہے وہ اللہ جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور وہ ہمارے لئے کافی ہوا (کہ اس نے تمام ضرورتیں پوری فرمادیں) اور آرام کے لئے ٹھکانا دینے والا ہے۔

انسان کے روز و شب اللہ کے انعامات اور احسانات سے گزر رہے ہیں۔ نیند کے لئے آرام دہ جگہ کا مل جانا بھی احسان ہے۔

مقام بندگی یہ ہے کہ انسان جملہ احسانات کو یاد رکھنے اور ان احسانات کے حوالہ سے

صحیح الاذکار صفحہ ۱۲۲

اس ذاتِ حق کی حمد وثناء کرے۔

مذکورہ دعا میں سونے سے قبل پورے دن کے احسانات الٰہی کو یاد کر کے تعریف و توصیف کی تعلیم دی گئی ہے۔کھلانے اور پلانے کے احسان کو ''**اطعمنا و سقانا**'' میں ذکر کیا اور بقیہ تمام انعامات کو ''کَفَانَا'' میں ذکر کر دیا گیا۔

ہزاروں درود ہوں اس نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس نے ہمیں اتنی حسین دعاؤں کی تعلیم دی۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ۔ قَالَ :

اِذَا أَوٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی فِرَاشِہٖ ، فَلْیَاْ خُذْ دَاخِلَۃَ إِزَارِہٖ ، فَلْیَنْفُضْ بِھَا فِرَاشَہٗ وَلْیُسَمِّ اللّٰہَ ، فَاِنَّہٗ لَا یَعْلَمُ مَا خَلَفَہٗ بَعْدَہٗ عَلٰی فِرَاشِہٖ ۔ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَضْطَجِعَ عَلٰی شِقِّہٖ الْاَیْمَنِ وَلْیَقُلْ : سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ ! رَبِّیْ بِکَ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِکَ اَرْفَعُہٗ اِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلَھَا وَاِنْ اَرْسَلْتَھَا فَاحْفَظْھَا بِمَا تَحْفَظُ بِہٖ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ .

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۷۱۴)	جلد۵	صفحہ۲۵۸
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۳۲۰)	جلد۴	صفحہ۱۹۸۹
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۵۰)	جلد۲	صفحہ۷۳۲
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۰۵۰)	جلد۳	صفحہ۲۴۱
قال الالبانی:	صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۳۱۳)	جلد۵	صفحہ۹۹
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحۃ		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۳۸۴)	جلد۲	صفحہ۷۳۶

ترجمہ:

اے میرے پروردگار! تیرے نام کی برکت سے میں لیٹ رہا ہوں اور تیری ہی مدد سے اٹھوں گا۔ اگر تو نے میری جان کو روک لیا مجھے موت دے دی تو اس پر رحم فرمانا اور اگر تو نے میری جان کو چھوڑ دیا مجھے زندہ رہنے دیا تو اس کی حفاظت فرمانا ان عنایات کے ساتھ جن سے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔

اسلامی تعلیم ہی یہ ہے کہ ہر کام اللہ کے نام سے شروع کیا جائے جو کام اسمِ الٰہی کے بغیر ہو اس سے برکت اُٹھ جاتی ہے۔ نیند بھی اللہ کی نعمت ہے۔ ہمارا دین ہمیں درس دیتا ہے کہ سونے کے عمل کو نام خدا سے مربوط کر و ہوسکتا ہے یہ زندگی کی آخری نیند ہو۔

اسی اللہ وحدہ لاشریک سے عرض ہے اگر تیری تقدیر میں میری موت ہے تو میرے گناہوں سے چشم پوشی کرنا ان پر قلم عفو پھیرنا اور مجھے اپنے عذاب سے بچا کر اپنی رحمت و جنت میں جگہ عنایت فرمانا۔

اور اے اللہ! اگر تیرا فیصلہ یہ ہے کہ میں چند گھڑیاں اور دنیا میں رہوں تو میری دستگیری

مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۱۷۰۷)	جلد۲	صفحہ۱۸۲
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۹۲۵)	جلد۸	صفحہ۶۱
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۷۹۸)	جلد۷	صفحہ۴۹۰
قال احمد محمد شاکر	اسنادہ صحیح		

ترجمہ:

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے رات کو سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں تلاوت کیں تو یہ دو آیتیں کافی ہوں گی۔

انفَاق فِی سَبِیلِ اللّٰہ

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

نشانِ بندگی

قُلْ لِعِبَادِیَ الَّذِیْنَ آمَنُوا یُقِیْمُوا الصَّلوٰةَ وَیُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَ عَلَانِیَةً مِنْ قَبْلِ اَنْ یَاتِیَ یَوْمٌ" لَابَیْعٌ" فِیْهِ وَلَا خِلَالٌ۔(1)

ترجمہ:

(اے میرے حبیب!) میرے ان بندوں سے فرما دیجئے جو ایمان لے آئے ہیں کہ وہ صلاۃ کو پورے حقوق سے ادا کریں اور ہم نے جو انہیں رزق دیا ہے اس سے خرچ کریں سِرًّا بھی اور عَلَانِیَةً بھی اس سے پہلے کہ آئے وہ دن جس دن نہ کوئی خرید و فروخت ہوگی اور نہ باطل دوستی ہوگی۔

-۞-

اس آیت کریمہ میں اللہ ذوالجلال والاکرام اھل ایمان کو صلاۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ کرنے کا ارشاد فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا ہر بندے پر لازم ہے۔ بندہ حقیقی بندہ اس وقت کہلاتا ہے جب وہ اپنے مالک کے احکامات کو دل و جان سے تسلیم کیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا خالق و مالک ہے وہ رازق

(1) ابراھیم ۳۱

ہے وہ معطی ومنعم ہے اس کے ہاتھ ہر قسم کی بھلائی ہے اس کا حکم ماننا ہر آدمی پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اھل ایمان کیلئے حکم ہے کہ وہ اس کی راہ میں اس کے رزق سے خرچ کریں۔ اب جو اس کی راہ میں خرچ کرتا جائے گا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے درجات بلند ہوتے جائیں گے اور وہ فرمانبردار بندوں کی فہرست میں آجائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ اس کا عبدِ مطیع دونوں جہانوں میں سرخرو ہوا کرتا ہے وہ جہاں سے بھی گزرتا ہے رحمات الٰہیہ کی معیت میں گزرتا ہے اور ازلی دشمن شیطان اس کی طرف میلی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا کیونکہ اسے علم ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ ہے اور عبد مطیع کا اپنے مالک سے رشتہ گہرا ہو کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مزید مضبوط کرنے والا شیطان اور اس کے حیلوں سے محفوظ رہا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقے ہم سب کو احکامات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اس کے دیے ہوئے رزق میں سے اس کی راہ میں خرچ کرنے کی سعادت ارزانی فرمائے۔

اللہ تعالیٰ جانتا ہے
جو اس کی راہ میں مال خرچ کرتا ہے

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ اَوْنَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ - اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ - لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَشَاءُ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ!

ترجمہ:

اور جو تم راہ حق میں خرچ کرتے ہو اور یا تم کوئی نذر مانتے ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں۔ اگر تم اپنے صدقات کو علانیہ دو تو یہ تمہارے لیئے بہتر ہے اور اگر تم ان صدقات کو لوگوں سے چھپا کر دو اور فقراء کو دو تو یہ تمہارے لیئے بہت بہتر ہے اور اللہ دور کردے گا تم سے تمہاری برائیاں اور اللہ جو تم کرتے ہو اس سے خوب باخبر ہے۔

انہیں ہدایت دینا آپ کے ذمہ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ھدایت عطا فرماتا ہے اور جو تم مال خیر کی راھوں میں خرچ کرتے ہو وہ تمہاری اپنی بہتری کیلیئے ہے (اے میرے حبیب کے غلامو!) تم خرچ نہیں کرتے مگر اللہ تعالیٰ کی رضا کیلیئے اور جو تم مال خرچ کرو گے اس کا

پورا معاوضہ تمہیں دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

فَاِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُہٗ:

انسان جب مال خرچ کرتا ہے تو یا وہ فی سبیل اللہ خرچ کرتا ہے یا فی سبیل الطاغوت خرچ کرتا ہے یہ اسکے اندر کی کیفیت ہے جسے اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے۔ فَاِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُہٗ. کے الفاظ ہمیں جھنجھوڑنے کیلئے کافی ہیں کبھی کبھی انسان ظاہری طور پر خیر میں مال خرچ کرتا ہے لیکن اس کے اندر کا چور کچھ اور ارادہ رکھتا ہے۔ یہ ارادہ عام آدمی سے تو چھپ سکتا ہے یہ نیت اپنے کسی دوست یا عزیز و اقارب سے تو چھپ سکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے یہ ارادہ یہ نیتیں نہیں چھپ سکتیں۔ اسی لیے انسان کو مال خرچ کرنے سے پہلے اپنی نیت و ارادہ درست کرنا چاہیئے تاکہ علیم وخبیر اللہ اس کا بہتر اجر عطا فرمائے۔

وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ:

جو لوگ آج راہ باطل میں خرچ کرتے ہیں یا ظاہری طور پر تو امور خیر میں خرچ کرتے نظر آتے ہیں لیکن ان کی نیتوں میں فتور ہے وہ بہ نیۂ غیرحق میں خرچ کرتے ہیں تو ایسے بدنصیب لوگ اپنی جانوں پر ظلم و زیادتی کرنے والے ہیں۔ جب قیامت کے دن ایسے افراد کو سزا دی جائے گی جب روز محشر باطل کو ترویج دینے والوں کو نار جہنم میں ڈالا جائے گا تو اس وقت ان پرستانِ باطل کا کوئی مدد و معاون نہ ہوگا کوئی حمایتی اور دستگیر نہ ہوگا۔

اعمال میں اظہار و اخفاء

فرائض علانیہ ادا کرنے چاہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور یہ ہر آدمی کو محیط ہے اس کیلئے

فرض صلاۃ مسجد جا کرادا کرنا بہتر وافضل ہے،فرض صدقہ یعنی زکاۃ دینے میں اس کا اظہار بھی بہتر ہے لیکن

عبادات نافلہ میں اخفا بہتر ہے لوگوں کی نظروں سے بچ کر نفل عبادت کرنا مستحسن ہے۔فرض صلوات کے بعد نوافل یا فرض زکاۃ کے بعد دیگر صدقات وخیرات چھپ کرادا کرنے چاہیں تا کہ انسان شیطانی فریب میں نہ آجائے۔شیطان ریاکاری جیسی بیماری میں مبتلا کرنے میں بڑا ماہر ہے وہ وسوسہ اندازی سے ایمان والے سے حلاوت ایمان چھین لیتا ہے۔

وَمَا تُنفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ:

ہر دور میں لوگ اپنا اپنا مال خرچ کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی خرچ کرتے رہیں گے وہ کس لیئے خرچ کرتے ہیں اور کس غرض سے خرچ کریں گے ہم اسے اللہ علیم وخبیر جل جلالہ کے سپرد کرتے ہیں وہی دلوں کے بھیدوں سے واقف ہے اور اسکی نگاہ سے کائنات کا کوئی ذرہ بھی پوشیدہ نہیں۔

لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کس درجہ پاک باطن تھے کہ ان کے اخلاص وللّٰہیت کی گواہی خود رب العالمین دے رہا ہے۔وہ جو بھی مال خرچ کرتے اس میں نام ونمود کا شائبہ تک نہ ہوتا،یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ وَيُزَكِّيهِمْ کے وصف سے متصف رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے قلوب کو،ان کے صدور کو یوں پاک وصاف کر دیا کہ رشک قدسیاں ٹھہرے۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی کیا یہی ایک عظمت کافی نہیں کہ ان کا خالق ومالک ان کے اخلاص کا گواہ ہے صرف گواہ ہی نہیں بلکہ ان کے لوجہ اللہ خرچ

کرنے کوقرآن کریم میں محفوظ کررہا ہے تاکہ قیامت تک آنے والے افراد، محشر تک اس زمین پر پیدا ہونے والے احباب جب بھی قرآن کریم کھولیں انہیں محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے غلاموں کے خلوص، ان کے باطن کی کیفیات اوران کے تعلق باللہ کا علم ہوجائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے توسل سے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اوران کے پاک وطاہر سینوں کے صدقے ہمیں اخلاص جیسی لازوال نعمت عطا فرمائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا اسوۂ مبارکہ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :
مَاسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شَیْئاً قَطُّ
فَقَالَ : لا

المعجم الاوسط	رقم الحدیث(۱۳۳۹)	جلد۱	صفحہ۳۶۷
قال محمد حسین			
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۶۳۷۶)	جلد۱۴	صفحہ۲۹۰
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۲۳۱۱)	جلد۱۵	صفحہ۵۸
صحیح بخاری	رقم الحدیث(۶۰۳۴)	جلد۴	صفحہ۱۹۰۷
شرح السنۃ	رقم الحدیث(۳۶۸۵)	جلد۷	صفحہ۴۴۵
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث(۱۷۲۰)		صفحہ۲۳۸
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث(۲۷۹)		صفحہ۱۲۰
الادب المفرد	رقم الحدیث(۲۷۹)		صفحہ۱۰۶

ترجمة الحديث:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کبھی ایسا نہ ہوا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے جواب میں ''نہیں'' فرمایا ہو۔

-۞-

اس حدیث پاک میں صحابی رسول، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کتنے مختصر الفاظ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اخلاق کریمانہ اور جود وسخا کا نقشہ کھینچتے ہیں۔ اس دنیا میں بڑے بڑے سخی ہوئے، ایک سے ایک بڑھ کر راہ خدا میں خرچ کرنے والے ہوئے لیکن پھر بھی وہ کسی نہ کسی موقع پر اکتا جاتے ہیں، ایک آدمی کو بار بار آتے دیکھ کر ان کی طبیعت میں غصہ آ جاتا ہے وہ ایک حد تک تو دیتے جاتے ہیں اس کے بعد وہ بھی دینے سے انکاری ہو جاتے ہیں لیکن قربان جائیں اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جن کے جود وسخا کا کوئی کنارہ نہیں، جو دیتے ہیں تو خداداد عطیات سے دیتے چلے جاتے ہیں- مانگنے والے کا دامن تنگ ہو جائے الگ بات ہے، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عطا میں کوئی کمی نہیں آتی۔

دیکھئے! ساری زندگی دریائے جود وسخا لہریں مارتا ہے، سخاوت وعنایات کے سمندر کی موجیں ابھرتی رہیں اور ہر ایک کے دامن کو گوہر مراد سے بھرتی رہیں اس طویل عرصہ میں ایک بھی ایسا شخص نہیں کہ اس نے آپ سے کوئی چیز مانگی تو آپ نے اسے ''نہ'' کر دی ہو۔ یہ ''لا'' کا لفظ آپ کی زبان پر آیا ہی نہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ.

اے میرے حبیب! آپ خلق عظیم پر ہیں۔

حضرت ملا جیون صاحب نورالانوار خلق عظیم کی تشریح کے ضمن میں لکھتے ہیں:

هُوَ الْجُوْدُ بِالْكَوْنَيْنِ وَالتَّوَجُّهُ اِلٰى خَالِقِهِمَا. (نورالانوار صفحہ ۶)

خلق عظیم: دونوں جہاں سخاوت میں دے دینا ہے۔ ان جہانوں کے خالق کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اتنے سخی تھے کہ بسا اوقات لوگ فانی چیزیں لینے کیلئے آتے آپ انہیں باقی جہاں کی باقی نعمتیں عطا فرما دیتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان سخاوت

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَسْماً فَقُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! لَغَيْرُ هٰؤُلَاءِ كَانُوا اَحَقَّ بِهٖ مِنْهُمْ قَالَ : اِنَّهُمْ خَيَّرُوْنِيْ اَنْ يَسْأَلُوْنِيْ بِالْفُحْشِ، اَوْ يُبَخِّلُوْنِيْ ، وَلَسْتُ بِبَاخِلٍ.

ترجمة الحديث:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں میں کچھ مال تقسیم فرمایا تو میں نے عرض کی:

یارسول اللہ! میرے نزدیک جن کو آپ نے مال عطا فرمایا ان سے دوسرے لوگ زیادہ حقدار تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انہوں نے میرے بارے میں دو باتوں میں سے ایک نہ ایک اختیار کر کے مجھے مجبور

صحیح مسلم — رقم الحدیث (۱۰۵۶) — جلد ۷ — صفحہ ۱۳۰

تحفۃ الاشراف — رقم الحدیث (۱۰۴۵۷) — جلد ۸ — صفحہ ۲۷

کر دیا یا تو یہ مجھ سے سختی سے سوال کرتے پس مجھے ان کو دینا پڑتا یا یہ مجھے بخیل قرار دیتے حالانکہ میں بخل کرنے والا نہیں ہوں۔

-۞-

عہد رسالت میں جب لوگ اسلام میں داخل ہوتے تو ان میں سے بعض ایسے احباب بھی ہوتے جنکی پہلی ساری زندگی تہذیب وتمدن سے دور گزری ہوتی تو وہ جب اسلام میں داخل ہوتے تو بسا اوقات ان سے ایسی حرکات کا ظہور ہوتا جن کو ایک سلیم الفطرت انسان عجب محسوس کرتا۔ اس حدیث پاک میں ایسے کچھ لوگوں کا تذکرہ ہے جو دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہی کچھ ایسے مطالبات کر بیٹھے جن کی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں نوازا اور ان کی دلجوئی اور تالیفِ قلب کا خیال رکھا جس کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی بھی نہ رہ سکے اور اس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کر دیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اخلاق کریمانہ اور شفیق برتاؤ اس بات کا تقاضا کرتا تھا کہ ان نومسلمین کو پہلے نوازا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان احباب کو پہلے نوازا جس کا اثر یہ ہوا کہ اسلام ان کے قلوب میں رچ بس گیا پھر وہ وقت آیا کہ یہی بدویانہ زندگی گزارنے والے مہذب دنیا کے امام ومقتداء بن گئے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا جب ان کی تربیت کرنے والے اور ان کے باطن کو اجلا ومصفیٰ کرنے والے سید الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہوں۔ ہاں جو بھی فیضان نبوت سے بہرہ ور ہوا وہ باقی ساری دنیا کا امام وپیشوا بن گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وسعتِ سخاوت

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : مَاسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلَی الْاِسْلَامِ شَیْئاً اِلاَّ اَعْطَاہُ ، وَلَقَدْ جَاءَ ہٗ رَجُلٌ فَأَعْطَاہُ غَنماً بَیْنَ جَبَلَیْنِ ، فَرَجَعَ اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ : یَاقَوْمِ ! اَسْلِمُوْا ، فَاِنَّ مُحَمّداً یُعْطِیْ عَطَاءَ مَنْ لاَ یَخْشَی الْفَقْرَ وَاِنْ کَانَ الرَّجُلُ لَیُسْلِمُ مَایُرِیْدُ اِلاَّ الدُّنْیَا ، فَمَا یَلْبَثُ اِلاَّ یَسِیْراً حَتّٰی یَکُوْنَ الْاِسْلَامُ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْھَا.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اسلام کے نام پر جس چیز کا سوال کیا گیا تو آپ نے وہ چیز ضرور عطا فرمائی۔ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا تو حضور نے اسے دو پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں تھیں اسے عطا فرما دیں وہ (یہ بکریاں لے کر) اپنی قوم کے پاس واپس گیا اور کہا: اے میری قوم! اسلام قبول کرلو کیونکہ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس شخص کی طرح خرچ کرتے ہیں جسے فقر کا اندیشہ نہ ہو۔ بیشک (کبھی کوئی) آدمی صرف دنیا حاصل کرنے کیلئے اسلام قبول کرتا مگر تھوڑی ہی دیر بعد اسے دین اسلام دنیا اور دنیا میں موجود ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو جاتا۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۳۱۲)	جلد ۱۵	صفحہ ۸۵
ریاض الصالحین	رقم الحدیث (۵۵۳)	جلد ۱	صفحہ ۴۸۴

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اس روایت کردہ حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفتِ سخا کا انداز ملاحظہ ہو۔ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سحاب جودوکرم جب برسنے پرآتا ہے تو یوں برستا ہے کہ اس سے فیض یاب ہونے والے اپنی تنگ دامانی کا احساس کرنے لگتے۔ حضور نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بحرِ عطاء وبخشش میں جب لہریں اٹھتیں اور فیض بار ہوتی تو پیاسی زمینوں کو اتنا نوازا جاتا کہ وہ ساتھ والوں کو فیض یاب ہونے کی دعوت دیتی۔ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایات کریمانہ کا سورج جب چمکتا تو تاریک دل اس درجہ منور وروشن ہوجاتے کہ اوروں کو دعوت دیکر، بیگانوں کو بلا کر انہیں بھی اپنے من کو اجلا کرنے اور قلب وروح کو منور کرنے کا کہتے۔

یہاں تالیف قلب کیلئے ایک آدمی کو اتنے جانور عطا فرمائے کہ وہ حیرت میں ڈوب گیا کہ کیا کوئی سخی اس درجہ بھی سخاوت کیا کرتا ہے؟ پھر وہ علی الاعلان کہتا ہے:

يَاقَوْمِ! أَسْلِمُوا ، فَإِنَّ مُحَمّداً يُعْطِيْ عَطَاءَ مَنْ لاَ يَخْشَى الْفَقْرَ.

اے میری قوم! اسلام قبول کرلو! محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبتِ غلامی استوار کرلو! یقیناً محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آدمی کی طرح سخاوت کرتے ہیں جسے فقر کا اندیشہ نہیں۔

جس ذاتِ اقدس کے اشارہ سے چاند شق ہوجائے، جس ذات کے ہاتھ اٹھانے سے اللہ القادر ڈوبا سورج واپس کردے، جس ذات کے بلانے سے درخت چل کرآجائیں، جس ذات کی خواہش پر پہاڑ سونا اگلنے کیلئے بے تاب ہوں تو اس ذاتِ اقدس واطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فقر کا کیسا ڈر؟

وہ جب دیتے ہیں جھولیاں بھر کر دیتے ہیں۔ جب کرم کرتے ہیں تو سائل کے تمام ظروف بھر دیا کرتے ہیں۔ جب عطا پر آتے ہیں تو لینے والے کی سوچ وفکر کے پیمانے توڑ دیتے ہیں۔

اے اللہ! ان کے لطف وکرم سے ہمیں بھی سرفراز فرما۔

اے خالق ومالک! ان کی عطاء وبخشش سے ہمیں بھی فیض یاب فرما

اے فاطر السموات والارض! ان کے آفتاب ھدایت سے ہمیں بھی رخ باطن روشن ومنور کرنے کی توفیق ارزانی فرما۔

عَنْ جُبَیْرِبْنِ مُطْعِمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ: بَیْنَمَا ھُوَ یَسِیْرُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَقْفَلَہٗ مِنْ حُنَیْنٍ فَلَعِقَہُ الْاَعْرَابُ یَسْأَلُوْنَہٗ حَتّٰی اضْطَرُّوْا اِلٰی سَمُرَۃٍ فَخَطَفَتْ رِدَاءَ ہٗ فَوَقَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اَعْطُوْنِیْ رِدَائِیْ فَلَوْ کَانَ لِیْ عَدَدُ ھٰذِہِ الْعِضَاۃِ نَعَماً، لَقَسَمْتُہٗ بَیْنَکُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِیْ بَخِیْلاً وَلَا کَذَّاباً وَلَا جُبَاناً.

تحفۃ الاشراف — رقم الحدیث (۳۱۹۵) — جلد۲ — صفحہ۴۱۴

صحیح البخاری — رقم الحدیث (۲۸۲۱) — جلد۲ — صفحہ۸۷۳

صحیح ابن حبان — رقم الحدیث (۵۷۷۲) — جلد۱۳ — صفحہ۸۵

قال شعیب الارنوؤط: اسنادہ صحیح علیٰ شرط الصحیح

صحیح ابن حبان — رقم الحدیث (۴۸۲۰) — جلد۱۱ — صفحہ۱۴۹

قال شعیب الارنوؤط: اسنادہ صحیح علیٰ شرط البخاری

المصنف لعبدالرزاق — رقم الحدیث (۹۴۹۷) — جلد۵ — صفحہ۲۴۳

شرح السنۃ للبغوی — رقم الحدیث (۳۶۸۹) — جلد۷ — صفحہ۴۴۷

قال البغوی: ھذا حدیث صحیح

مسند الامام احمد — رقم الحدیث (۱۶۷۰۱) — جلد۱۳ — صفحہ۱۴۵

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

اخلاق النبی وآدابہ لابی الشیخ / رقم الحدیث (۱۰۰) — جلد۱ — صفحہ۳۰۶

قال صالح بن الونیان: اسنادہ صحیح والحدیث صحیح

ترجمۃ الحدیث:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ساتھ چل رہے تھے۔ غزوۂ حنین سے واپسی پر تو کچھ اعرابی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے چمٹ کر مانگنے لگے یہاں تک کہ حضور کو مجبوراً ایک کیکر کے درخت کے پاس لے گئے۔ اور انہوں نے آپ کی چادر اچک لی تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ٹھہر گئے۔ ارشاد فرمایا: میری چادر تو مجھے واپس کر دو اگر میرے پاس ان خاردار درختوں کے برابر بھی چوپائے ہوتے تو میں انہیں ضرور تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا تو پھر تم مجھے نہ بخیل پاتے نہ جھوٹا اور نہ بزدل۔

اس حدیث پاک میں جتنا غور کیجئے اتنا ہی کیف نصیب ہوگا۔ سب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حلم و بردباری کا اندازہ ہوتا ہے وہ سراپا حلم ذاتِ اقدس کہ کسی بھی موقع پر آپے سے باہر نہیں ہوتے۔ لوگوں کے عجب برتاؤ کی وجہ سے ان سے سختی اور درشتی سے پیش نہ آتے۔ یہ آپ کے اردگرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجتماع بھی آپ کے اخلاق کریمانہ، آپ کے حلم و بردباری اور آپ کے عفوودرگزر کی وجہ سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ۔(1)

اگر آپ ترش رو، سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے گرد (فدا ہونے والے) دور چلے جاتے۔

---

(۱) آل عمران ۳/۱۵۹

غور کیجئے!

یہ اعرابی لوگ آپ سے بصد اصرار تقاضا کرتے ہیں پھر مزید سخت رویہ اختیار کرتے ہیں اور آپ کو مجبور کرتے ہیں کہ آپ پیچھے ہٹتے چلے جائیں یہاں تک کہ آپ بیری کے درخت سے جا لگتے ہیں انہوں نے اس پر بس نہ کی بلکہ آپ کی چادر مبارک بھی چھین لی اس عالم میں بھی ناراض ہونے کی بجائے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہ لازوال ارشاد فرماتے ہیں جس سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے باطن میں امت کے لیے شفقت کے جذبات نمایاں ہو جاتے ہیں۔

لَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاةِ نَعَماً لَقَسَمْتَهُ بَيْنَكُمْ.

اگر میرے پاس ان خاردار درختوں کے برابر بھی جانور ہوتے تو میں تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا۔

پھر آپ نے اپنی شان پاک ظاہر کرنے کیلئے اپنی چند صفات کا ذکر کیا۔ ایسا ذکر کرنا فخر ومباہات کے ضمن میں نہیں آتا بلکہ یہ ناداں لوگوں کی غلط فہمی دور کرنے کے زمرے میں آتا ہے جو محمود ومستحسن ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد گرامی ہے:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ.

اور بہر حال اپنے رب کے انعامات جو آپ پر ہیں ان کا خوب ذکر کرو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس موقع پر اپنے آپ کو تین عادات سے بری قرار دیا۔ بخیل، جھوٹا اور بزدل۔ یہ صفات مقام نبوت کے منافی ہیں ایک نبی ان مذموم صفات سے متصف نہیں ہو سکتا ہاں جس میں یہ عادات ہوں وہ اللہ کا نبی ہرگز نہیں ہو سکتا اسی طرح وہ

نفوس قدسیہ جو ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں فانی ہوتے ہیں اپنی تمام خواہشات اور ترغیبات کو اتباع سنت نبوی میں قربان کر دیتے ہیں ایسے عظیم المرتبت سلیم الصدر افراد بھی ان قبیح عادات سے پاک ومنزہ ہوا کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے
ایک ہی مجلس میں ستر ہزار درھم تقسیم فرما دیے

عَنْ هَارُوْنَ بنِ رِيَابٍ قَالَ : قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَبْعُوْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ وَهُوَ اَكْثَرُ مَالٍ اُتِيَ بِهٖ قَطُّ، فَوَضَعَ عَلٰى حَصِيْرٍ ثُمَّ قَامَ اِلَيْهَا يَقْسِمُهَا فَمَا رَدَّ سَائِلاً حَتّٰى فَرَغَ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ.

ترجمة الحديث:

حضرت ھارون بن ریاب فرماتے ہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی بارگاہ میں ستر ہزار درھم پیش کیے گئے یہ آپ کی بارگاہ میں پیش کیے جانے والے مال میں سب سے زیادہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اس سارے مال کو چٹائی پر رکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے بنفس نفیس اسے تقسیم کرنا شروع فرمادیا تو آپ نے کسی بھی سائل کو خالی نہیں لوٹایا یہاں تک کہ سارا مال تقسیم فرما کر فارغ ہو گئے۔

اخلاق النبی وآدابہ رقم الحدیث (۹۵) جلد ا صفحہ ۲۹۷
قال المحقق: اسنادہ صحیح

یہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سخاوت کی ایک جھلک ہے۔ستر ہزار درھم آپ کی بارگاہ میں پیش کر دیے گئے یہ آج کے دور کے ستر ہزار نہیں بلکہ ۱۴ صدیاں پہلے کے ستر ہزار ہیں جب کہ دنیا میں مال بہت کم تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سارا مال چٹائی پر پھیلا دیا ہر سائل کی جھولی بھر دی کسی کو بھی محروم نہیں فرمایا۔

یہ در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے جس کے دونوں کواڑ ہر وقت کھلے ہیں۔آج بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان سخاوت اپنے عروج پر ہے جو بھی بارگاہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں آتا ہے محروم نہیں جاتا آپ اسے جھولیاں بھر بھر کر عطا فرماتے ہیں اسے اپنی تنگ دامانی کا احساس ہو جائے الگ بات ہے سخاوت سید الرسل صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں کسی قسم کی کمی نہیں۔

قابل رشک

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ:

لَاحَسَدَ اِلَّا فِیْ اِثْنَیْنِ : رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالاً فَسَلَّطَہٗ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ ، وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ حِکْمَتَہٗ فَھُمْ یَقْضِیْ بِھَاوَیُعَلِّمُھَا .

ترجمة الحدیث:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۳)	جلد ۱	صفحہ ۵۱
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۴۰۹)	جلد ۱	صفحہ ۴۱۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۱۴۱)	جلد ۳	صفحہ ۲۲۳۲
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۳۱۶)	جلد ۴	صفحہ ۲۲۸۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۸۱۶)	جلد ۶	صفحہ ۸۵
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۷۵)		جلد ۱	صفحہ ۱۴۱
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۹۲۴)		جلد ۱	صفحہ ۵۵۰
قال الالبانی:	صحیح		

صرف دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے ایک وہ آدمی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مال عطا فرمایا پھر راہِ حق میں خرچ کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی اور دوسرا وہ آدمی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے علم وحکمت سے نوازا پس وہ اس خداداد حکمت سے فیصلہ کرتا ہے اور دوسروں کو اس حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

حسد ایک نہایت قبیح خصلت ہے جو حسد میں مبتلا ہے اس کے اندر قباحت بدرجہ اتم موجود ہے یہ وہ قلبی بیماری ہے جس سے ایک مسلم کو محفوظ رہنا چاہیئے۔ حسد کا مفہوم یہ ہے کہ کسی پر اللہ تعالیٰ کے انعامات دیکھ کر کُڑھنا اور اندر سے جلنا اور اس سے چھن جانے کی آرزو کرنا یہ نہایت قبیح سوچ ہے جو انسان کو انسانیت کے مرتبہ سے گرا دیتی ہے۔ حسد وہ آگ ہے جو انسان اپنے سینے میں خود جلاتا ہے اور خود ہی جلتا ہے اس سے نیکیاں جل کر خاکستر ہو جاتی ہیں ایسی تمنا وآرزو شریعت اسلامیہ میں حرام وممنوع ہے۔

اس کے مقابل ایک اور چیز ہے جسے ''غبطہ'' کہا جاتا ہے جسے ہم اپنی زبان میں رشک کہتے ہیں۔ اس رشک کا مفہوم یہ ہے کہ کسی پر اللہ تعالیٰ کا انعام دیکھ کر خوش ہونا اور یہ آرزو وتمنا کرنا کہ اللہ تعالیٰ یہ انعام واکرام اس سے چھینے بغیر مجھے بھی عطا کر دے۔ یہ خیال یہ سوچ وتمنا شریعت اسلامیہ میں محمود ومستحسن ہے بلکہ یہ تمنا وآرزو انسان کو مفت میں نیکیوں سے لبریز کر دیتی ہے۔

زیرِ نظر حدیث پاک میں حس، غبط کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی ان دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے۔ جو آدمی راہ حق میں مال ودولت خرچ کرتا ہے اس کے دروازے پر سائلوں

کا اژدھام رہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ دولت سے لوجہ اللہ خرچ کرتا ہے، فی سبیل اللہ بے دریغ مال لٹاتا ہے۔ اس کا دوسرا بھائی یہ سب کچھ دیکھ کر خوش ہوتا ہے اس کی زبانِ قلب وقالب سے اس کیلئے دعائیں نکلتی ہیں لیکن ساتھ یہ بھی عرض کرتا ہے اے خالق و مالک! جیسا تو نے میرے اس بھائی کو نوازا ہے اور یہ تیری رضا کی خاطر اپنا مال خرچ کرتا ہے ایسے مجھے بھی توفیق عطا فرما۔ مجھے بھی اپنے خزانہ غیب سے وہ رزق عطا فرما کہ میں بھی تیری رضا وخوشنودی کی خاطر تیری ہی راہ میں مال خرچ کروں تجھے راضی کر کے ازلی سعید روحوں میں اپنا نام بھی نمایاں کرسکوں۔

دوسرا وہ آدمی جس کا سینہ علم وحکمت سے لبریز ہے۔ اللہ رب العزۃ نے اس کے سینہ کو بے کینہ بنا دیا اور اسے قرآن وحدیث کے انوار سے منور کر دیا۔ اپنی پاک و بے عیب کتاب اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے طیب وطاہر فرمودات کے اسرار سے اس کا سینہ گنجینہ بنا دیا وہ صبح وشام اللہ کے قرآن کی خدمت کرتا ہے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی احادیث مبارکہ کا درس دیتا ہے وہ ان دونوں انوار سے اپنے باطن کو منور وفروزاں کرتا ہے۔

اسے دیکھ کر اس کا مسلم بھائی اسے دعائیں دیتا ہے رات کی تاریکی میں اٹھ کر صلاۃ التہجد ادا کر کے سر بسجود ہو کر بھی اسے نہیں بھولتا۔ پھر وہ بارگاہ ذوالجلال والاکرام میں عرض کرتا ہے اے خالق و مالک مجھے بھی علم کی دولت عطا فرما تاکہ میں بھی تیرے قرآن کی خدمت کروں اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی اشاعت کروں۔

یہ دونوں آدمی اللہ کی بارگاہ میں سرخرو ہونگے اور ان کا یہ عمل قبولیت کی سند لے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بہترین اسلام والا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ : أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ''؟ قَالَ : تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۸)	جلد۱	صفحہ۳۴
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۳۹)	جلد۲	صفحہ۹
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۰۵)	جلد۲	صفحہ۲۵۸
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰۱۳)		صفحہ۳۵۰
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰۱۳)		صفحہ۳۸۸
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۳۳۰۲)	جلد۱۲	صفحہ۲۶۰
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۳۳۰۱)	جلد۷	صفحہ۱۸۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۵۸۱)	جلد۶	صفحہ۱۵۳
قال احمد محمد شاکر وحمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۱۰)	جلد۸	صفحہ۱۱۱
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۶۲۷)	جلد۳	صفحہ۱۰۲۹

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا:

یارسول اللہ! کونسا اسلام بہتر ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم کھانا کھلاؤ اور ملاقات کرتے وقت السلام علیکم کہو اسے جسے تم پہچانتے ہو اور اسے بھی جسے تم نہیں پہچانتے۔

تُطْعِمُ الطَّعَامَ:

سخاوت و دریا دلی مومن کا طرۂ امتیاز ہے وہ جب دینے پر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے بہت کچھ دے دیتا ہے۔ اس کے پاس ضرورت مندوں کا اژدھام ہوا کرتا ہے اس کے ہاں مہمانوں کی کثرت ہوا کرتی ہے۔ ضرورت مندوں کی ضرورتیں اس کے ہاں پوری ہوتی ہیں۔

کھانا کھلانا ایک بہت ہی اعلیٰ وصف ہے مہمانوں کو کھانا کھلانے والے مہمان نوازی کا اجر و ثواب لے لیتا ہے۔ غرباء و مساکین کو کھانا کھلانے والا صدقہ و خیرات کا اجر لے لیتا ہے۔

سنن ابن ماجہ　رقم الحدیث (۳۲۵۳)　جلد۴　صفحہ۴

قال محمود محمد محمود:　اسنادہ صحیح

صحیح سنن ابی داؤد　رقم الحدیث (۴۳۲۶)　جلد۳　صفحہ ۹۷۶

قال الالبانی:　صحیح

ایسا وصف حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان مبارک میں بہترین اسلام ہے۔

سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

تصوف خدمتِ خلق کا نام ہے۔

آج بھی اللہ والوں کے آستانوں میں بلا امتیاز کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کھانے کی برکات سے کھانے والے بھی معمور ہو جایا کرتے ہیں۔ ایک مومن کو خوش کرنا ہی بہت بڑی نیکی ہے تو جہاں کوئی مرد حق آ گاہ ہوا کرتا ہے وہاں اھل اسلام کی کثیر تعداد روزانہ حاضری دیتی ہے اور ان کے لنگر سے کھانا کھا کر خوش و مسرت سے معمور ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ تعلیمات نبویہ عَلٰی صَاحِبِهَا اَلْفُ الصَّلاَةِ وَالتَّحِیَّةِ کے مطابق ہے یہی اللہ اور اسکے رسول کا حکم ہے۔ اَنْ تُطْعِمَ الطَّعَامَ کہ کھانا کھلاؤ یہی بہتر اسلام ہے۔

تَقْرَأُ السَّلَامَ:

السلام علیکم کہ اشاعت کرنا نبوی تعلیم ہے۔ جو آدمی ہر ملنے والے کو السلام علیکم کہتا ہے یہ اس کے عاجز ہونے کی نشانی ہے یہی وصفِ تواضع انسان کو انسان بنا دیتا ہے۔ جس سے جان پہچان ہے اور جس سے جان پہچان نہیں ہر ایک کو السلام علیکم کہنا انسان کے اندر سے مادہ کِبْرُ (تکبر کا مادہ) ختم کر دیتا ہے تو جس کلمہ گو کے اندر تکبر نہ ہو اس کے انجام کے بارے میں پرامید رہنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو السلام علیکم کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے اجر میں وصف تواضع وانکساری نصیب فرمائے اور باطن کو غرور و تکبر جیسی کریہہ بیماری سے نجات عطا فرمائے۔

حفاظت الٰہیہ میں

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُنْفِقِ ، كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ مِنْ ثُدِيِّهِمَا اِلٰى تَرَاقِيْهِمَا فَأَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ اِلَّا سَبَغَتْ اَوْ وَفَرَتْ عَلٰى جِلْدِهٖ حَتّٰى تَخْفٰى بَنَانَهٗ وَتَعْفُو اَثَرُهٗ وَاَمَّا الْبَخِيْلُ فَلَا يُرِيْدُ اَنْ يُنْفِقَ شَيْئًا اِلَّا لَزِقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا فَهُوَ يُوْسِعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۴۷۷)	جلد ۷	صفحہ ۲۸۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۷۵۱)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۷۹
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۲۷۳)	جلد ۱	صفحہ ۶۶۵
قال المحقق:	صحیح		
سنن النسائی:	رقم الحدیث (۲۵۴۳)	جلد ۵	صفحہ ۷۲
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۵۴۷)	جلد ۲	صفحہ ۲۱۱
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۷۹۷)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۵۱
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۲۱)	جلد ۷	صفحہ ۹۵

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ارشاد فرما رہے تھے

بخیل اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کی مثال ایسے ہے جیسے دو آدمی ہوں ان کے بدن پر سینے سے ہنسلی تک لوہے کی زرہیں ہیں۔ بس جب خرچ کرنے والا راہ حق میں خرچ کرتا ہے تو یہ زرہ اس کے جسم پر فٹ بیٹھ جاتی ہے یا یہ زِرہ اس کے جسم پر پوری آ جاتی ہے یہاں تک کہ اس کے پاؤں کی انگلیوں کے پوروں کو چھپا لیتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے نشان کو ظاہر نہیں ہونے دیتی۔

بہر حال چونکہ بخیل کچھ خرچ نہیں کرنا چاہتا اس لیئے زرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ چمٹ جاتا ہے پس وہ بخیل اسے کشادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ زرہ کشادہ نہیں ہوتی (بلکہ جسم میں پھنس جاتی ہے)۔

زرہ انسان کی حفاظت کا سامان ہے اگر زرہ جسم پر ہو تو دشمن کے وار خطاء جاتے ہیں وہ تلوار و نیزہ سے حملہ کرے یا تیر برسائے زرہ ان سب حملوں کو ناکام بنا دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو شیطانی حملوں سے بچاؤ کیلئے ایک زرہ عطا فرمائی ہے سخاوت و دریا دلی سے وہ زرہ جسم انسان پر پھیلتی چلی جاتی ہے اور وہ پورے جسم کو ڈھانپ لیتی ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ سے زرہ یوں بڑھتی چلی جاتی ہے کہ انسان کے سر کو اپنی حفاظت میں لے لیتی ہے بلکہ سر سے لیکر پاؤں کے ناخن تک ہر عضو کو ڈھانپ لیتی ہے تو اس کا واضح مطلب

یہ ہوا کہ

انفاق فی سبیل اللہ کے وصف سے متصف مرد مومن سخاوت کی پرنور عادت سے مزین، اللہ کا بندہ خداداد زرہ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ شیطان ہزار بار حملہ کرنا چاہے اسے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔ وہ **اللہ الکافی** کی حفاظت میں رہتا ہے اور وہ اس عالم میں اپنی نعمت ایمان کو سلامت رکھنے میں کامیاب رہتا ہے۔

بخیل چونکہ مال خرچ نہیں کرتا اسے انفاق فی سبیل اللہ کے لفظ ہی پسند نہیں اس لئے وہ زرہ اس کے جسم پر سکڑتی جاتی ہے اس کے دو نقصان ہیں۔

زرہ کے سکڑنے سے جسم کو تکلیف ہوتی ہے کسی کروٹ چین نہیں آتا درد سے برا حال ہوتا ہے اور دوسرا نقصان یہ کہ دشمن آسانی سے دبوچ لیتا ہے اور اس کا کام تمام کر دیتا ہے۔

بخیل کی روح ہر وقت اضطراب میں رہتی ہے اسے سکون نام کی کوئی چیز نہیں ملتی اس پر طرفہ یہ کہ وہ، بخیل شیطان کے لئے تر نوالہ ہوتا ہے شیطان ایک ہی وار میں اس کے ایمان کا کام تمام کر دیتا ہے پھر وہ مسلمانوں میں چلتا پھرتا بھی مسلمانوں سے نہیں ہوتا بلکہ وہ شیطان کا آلہ کار بن چکا ہوتا ہے جو ملت اسلامیہ کیلئے دردسر بنتا ہے اور کسی وقت بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنَ الشَّیْطَانِ وَمَکْرِہٖ بِبَرَکَۃِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالرُّسُلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ.

دینے والا ہاتھ بہتر ہے

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ صُدَیّ بْنِ عَجْلانَ – رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ– قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ –صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ :یَاابْنَ آدَمَ إِنَّکَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضلَ خَیْر''لَکَ، وَاَنْ تُمْسِکَہُ شَرّ'' لَکَ وَلَا تُلَامُ عَلٰی کَفَافٍ ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ ، وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْر'' مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوامامۃ صُدَیّ بن عجلان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ابن آدم! تیرا ضرورت سے زائد مال خرچ کرنا تیرے لیئے بہتر ہے اور ضرورت سے زائد مال کو روکے رکھنا تیرے لیئے بدتر ہے۔

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۳۴۳)	جلد۱	صفحہ۶۹۵
السنن اکبری للبیہقی	رقم الحدیث (۷۷۸۱)	جلد۴	صفحہ۳۰۵
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۵۰)	جلد۴	صفحہ۱۵۳
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۴۳)	جلد۲	صفحہ۵۴۱
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۳۶)	جلد۷	صفحہ۱۱۳

اور تجھے کفاف روزی پر ملامت نہ کیا جائے گا اور (مال خرچ کرتے ہوئے) ابتداء اپنے اھل وعیال سے کر اور (سن لیجئے!) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَیْرٌ" لَکَ :

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا انداز تعلیم کتنا حکیمانہ ہے کس تدبر وفراست سے امت کو راہ حق بتاتے ہیں۔ایک مال کی ضرورت نہیں وہ زائد از ضرورت مال اگر کسی بہتر مصرف میں آ جائے اور اس سے نفع ہو تو یہیں سے ایک انسان کی دانائی عیاں ہوا کرتی ہے۔ضرورت سے زائد مال کو کسی نفع بخش کاروبار میں لگایا جاتا ہے تا کہ اس کا صحیح فائدہ حاصل کیا جائے۔

اب غور کیجئے!

مال کسی انسان کو دینا کہ وہ اسے استعمال کر کے نفع دے یہ بہتر ہے یا یہ مال خالق و مالک کی بارگاہ میں پیش کر دینا اور ذوالجلال والاکرام کی راہ میں خرچ کر دینا بہتر ہے۔

کسی دوسرے انسان کو دیے ہوئے مال میں ہزار خدشات ہیں نفع کی بجائے نقصان بھی ہوسکتا ہے وہ رقم ڈوب جانے کا بھی اندیشہ ہوا کرتا ہے لیکن خالق و مالک کو دیا ہوا مال کبھی برباد نہیں ہوتا بلکہ مال بڑھتا چلا جاتا ہے اور یہ مال فنا کی دنیا سے نکل بقا کے جہاں میں چلا جاتا ہے اور اس کا نفع ابدالآباد تک رہتا ہے۔

اگر یہی مال روکے رکھا اور اسے راہ حق میں خرچ نہ کیا تو یہ کسی طور پر بھی محمود نہیں ہے ایسا کرنے والا خسارہ میں ہے اس مال کا حساب اللہ کی بارگاہ میں دینا پڑے گا۔جس کے مال کا حساب اللہ لینے پر آ جائے اس آدمی کی خلاصی مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے غضب اور ناراضگی سے محفوظ فرمائے اور اپنے کرم کی دولت سے سرفراز فرمائے اور اپنی رضا کی خاطر حیات مستعار کے لمحات گزارنے کی سعادت ارزانی فرمائے۔

وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ:

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کیلئے پہلے اپنے اعزہ واقارب کا انتخاب کرنا چاہیئے۔ اس کا دوہرا فائدہ ہوگا ایک انفاق فی سبیل اللہ کا اجر وثواب ملے گا دوسرا صلہ رحمی کا ثواب ملے گا۔ ویسے بھی یہ کوئی عقل مندی نہیں کہ انسان کے قریبی رشتہ دار بلکتے رہیں اور حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے رہیں اور وہ صدقہ وخیرات کسی اور کو دیتا رہے۔ انسانیت اور مروت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ پہلے اپنے بہن بھائیوں کو مدنظر رکھا جائے اور انکی ضروریات کو پورا کیا جائے۔

اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی:

انسان دو طرح کے ہوتے ہیں:

۱۔ دینے والا، سخاوت کرنے والا، مال راہ حق میں بانٹنے والا۔

۲۔ لینے والا، مانگنے والا۔

جب کوئی سخی کسی کو کچھ دیتا ہے، راہ حق میں خرچ کرنے والا جب کسی مفلوک الحال کی خدمت کرتا ہے، فی سبیل اللہ مال بانٹنے والا جب عطا کرتا ہے تو اس کا ہاتھ دیتے وقت اوپر ہوا کرتا ہے اور لینے والے کا مانگنے والے کا ہاتھ نیچے ہوا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو اوپر والا ہاتھ پسند ہے اور اس ہاتھ کو خیر کے وصف سے متصف کیا ہے یہاں

یہ بات یقینی ہے کہ جو ہاتھ راہ حق میں خرچ کیا کرتا ہے اس ہاتھ میں برکت بہت ہوا کرتی ہے۔ سخی ہر حالت میں سخی ہوا کرتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس کا خالق و مالک اس سے راضی ہوا کرتا ہے۔

ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ :
إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ
وَهُوَ عَلَی الْمِنبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ
اَلْيَدُ الْعُلْيَاءُ خَيْرٌ" مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰی وَالْيَدُ الْعُلْيَاءُ اَلْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰی اَلسَّائِلَةُ.

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۶۴۸)	جلد۱	صفحہ۵۱۸
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۶۴۸)	جلد۱	صفحہ۴۵۸
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۸۴۳)	جلد۱	صفحہ۵۱۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۴۷۴)	جلد۴	صفحہ۲۷۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۷۲۸)	جلد۵	صفحہ۲۱۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۴۰۲)	جلد۵	صفحہ۵۵۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیحان		
الموطا الامام مالک		جلد۲	صفحہ۹۹۸

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور حضور منبر پر جلوہ افروز تھے اور آپ صدقہ اور سوال نہ کرنے کا ذکر فرمارہے تھے

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔اوپر والا ہاتھ راہ حق میں خرچ کرنے والا اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے۔

صحیح البخاری رقم الحدیث (۱۴۲۹) جلد ا صفحہ ۴۲۶
صحیح مسلم رقم الحدیث (۱۰۳۳) جلد ۷ صفحہ ۱۱۱

اللہ کے خصوصی خزانوں سے
لبریز سخی افضل و برتر

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً عَبْداً مَمْلُوْکاً لاَ یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ وَمَنْ رَزَقْنٰہُ مِنَّا رِزْقاً حَسَناً فَھُوَ یُنْفِقُ مِنْہُ سِرّاً وَجَھْراً. ھَلْ یَسْتَوٗنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لاَ یَعْلَمُوْنَ.(1)

ترجمہ:

اللہ تعالیٰ نے مثال بیان فرمائی اس عبد مملوک کی جو کسی چیز پر قادر نہیں اور وہ جسے ہم نے اپنی جنابِ خاص سے رزق حسن عطا فرمایا تو وہ اس رزق کو سراً وجھراً خرچ کرتا ہے کیا یہ برابر ہیں؟ (نہیں ہرگز نہیں) تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں بلکہ اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔

-۞-

اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے وہ قرآن کریم میں کبھی بڑی بڑی حقیقتیں مثالوں سے سمجھاتا ہے تا کہ عام آدمی بھی اس بات کو بخوبی ذھن نشین کر لے۔ یہاں ایک مثال کے ذریعے انفاق فی سبیل اللہ کی نعمت سے سرفراز آدمی کا مقام ومرتبہ بیان فرمایا ہے تا کہ لوگ اس مثال کے ذریعے راہ ہدایت پائیں اور فلاح و کامرانی حاصل کریں۔

---

(۱) النحل=۷۵

ایک آدمی آزاد نہیں بلکہ عبد ہے پھر عبد مملوک ہے جو کسی چیز کا مالک نہیں بلکہ خود مملوک ہے اس کے پاس کچھ بھی نہیں بلکہ اسکا اپنا وجود بھی کسی دوسرے کی ملکیت ہے اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے بھرے خزانے عطا فرمائے، عطیات الٰہیہ سے لبریز یہ کریم، اللہ تعالیٰ کی کرم نوازیوں سے مالا مال ہے اور اسے جو رزق دیا گیا ہے وہ رزق بھی حسن وخوبی کا مرقع ہے اور اس پر مزید لطف وکرم یہ کہ وہ آدمی بخیل نہیں بخل جیسے وصف سے کوسوں دور ہے بلکہ سخی ہے تو دل دریا سخی ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں سخی افضل وبرتر ہے، اللہ کا محبوب ہے جس کی گرد تک عبد مملوک نہیں پہنچ سکتا۔ اس سخی کے پاس اللہ تعالیٰ کے عطیات دو طرح کے ہیں۔

۱۔ سراً

ایسے عطیات اور ایسا رزق جسے صرف دل کی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔

۲۔ وجھراً

اور ایسا رزق بھی جسکا ظاہری آنکھوں سے مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

وہ رزق جسے صرف دل کی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے اس کی تفصیل کوئی صاحب دل ہی بتا سکتا ہے بس اتنا معلوم ہے کہ ایسا ساقی عرفان خداوندی کی دولت بے دریغ لٹاتا ہے جو بھی اس کی بارگاہ میں آجائے بلکہ اس کی نگاہ کرم میں آجائے اس کے خفتہ بخت بیدار ہو جاتے ہیں اور اس کی قسمت پر ملکوتی جہاں رشک کرتا ہے یہ اس سخی کے فیض سے فیض یاب ہوا ہے جس کے پاس خدائی خزانے ہیں جو اس تسلسل سے اسے نصیب ہیں کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتے۔

محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت ودریا دلی کے متعلق حصرت خواجہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

آپ نے ہزار ہا بندگانِ خدا کو خوابِ غفلت سے بیدار کیا ہزاروں مردہ دلوں میں نئی جان ڈال کر محبوب حقیقی تک پہنچایا اس دنیا میں جس طرح خالی ہاتھ لے کر آئے تھے اسی طرح خالی ہاتھ لے کر سرائے باقی کا سفر کیا حتی کہ استعمال کے کپڑے بھی برادرانِ طریقت کو دے دیے۔ رحلت سے کچھ دن پہلے خوب خیرات کی۔ بعض افراد کو خیال ہوا شاید یہ خیرات دفع بلیہ کے لیے ہے۔ جب آپ کو اس بات کی خبر ہوئی فرمایا یہ سب نعمتِ وصال کا شکرانہ ہے اور فرطِ مسرت سے آبدیدہ ہو کر آپ نے یہ مصرع پڑھا

آج ملاوا کنتھ سوں سکھی سب جگ دینوں وار

آج اپنے محبوب سے ملنے کا دن ہے اسی خوشی میں تمام دولت لٹا رہا ہوں۔[1]

(۱) مقامات خیر صفحہ ۵۸-۵۹

اجروثواب اللہ کے ہاں

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ.[1]

ترجمہ:

وہ لوگ جوراہ حق میں اپنے اموال دن اور رات کو سِرًّا وَعَلَانِیَةً خرچ کرتے ہیں ان کا اجروثواب ان کے رب تعالیٰ کے ہاں ہے اوران پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

-۞-

ہرنیکی کا اجروثواب عطا فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ رب العزۃ جسے چاہتا ہے اجروثواب عطافرماتا ہےلیکن اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے والے وہ سعید لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ خودفرماتا ہے کہ انکا اجروثواب اللہ کے ہاں ہے۔اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد مبارک بالکل واضح ہے کہ ان کو جو اجروثواب ملے گا وہ خصوصی شان رکھتا ہے اور اس اجروثواب کو عام اجروثواب پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ وہ رب العالمین ہے،وہ ارحم الراحمین ہے جو جسے چاہے نواز دے اور جسے چاہے اپنی عنایات کریمانہ سے سرفراز فرمائے اس پر ہر ایک کوسرتسلیم خم کرنا ہےاوراللہ تعالیٰ کے فیصلوں پرلب کشائی کی اجازت نہیں۔

---

(۱) البقرہ ۲/۲۷۴

اللہ نگران ومحافظ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – عَنِ النَّبِیِّ – صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ – قَالَ :

بَيْنَمَا رَجُل" يَمْشِیْ بِفَلَاةٍ مِنَ الْاَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتاً فِیْ سَحَابَةٍ : اِسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ فَتَنَحّٰی ذَالِکَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهٗ فِیْ حَرَّةٍ فَاِذَا شَرْجَة" مِنْ تِلْکَ الشِّرَاجِ قَدِاسْتَوْعَبَتْ ذَالِکَ الْمَاءَ كُلَّهٗ فَتَبِعَ الْمَاءَ فَاِذَا رَجُل" قَائِم" فِیْ حَدِيْقَتِهٖ يَحُوْلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهٖ فَقَالَ لَهٗ : يَاعَبْدَ اللّٰهِ ! مَا اسْمُکَ ؟ قَالَ : فُلَان" لِلاسْمِ الَّذِیْ سَمِعَ فِی السَّحَابَةِ فَقَالَ لَهٗ : يَاعَبْدَ اللّٰهِ ! لِمَ تَسْأَلُنِیْ عَنِ اسْمِیْ ؟ فَقَالَ : اِنِّیْ سَمِعْتُ صَوْتاً فِی السَّحَابِ الَّذِیْ هٰذَا مَاؤُهٗ يَقُوْلُ : اِسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ لِاِسْمِکَ فَمَا تَصْنَعُ فِيْهَا؟ فَقَالَ أَمَااِذَا قُلْتَ هٰذَا فَاِنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مَايَخْرُجُ مِنْهَا فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ وَاٰكُلُ اَنَاوَعِيَالِیْ ثُلُثاً وَاَرُدُّ فِيْهَا ثُلُثَهٗ.

رياض الصالحين — رقم الحديث (۵۶۲) — جلد ا — صفحہ ۴۹۰
مختصر صحيح مسلم للمنذری (تحقيق الالبانی) — رقم الحديث (۵۳۴) — صفحہ ۱۴۶
صحيح مسلم — رقم الحديث (۲۹۸۴) — جلد ۱۸ — صفحہ ۸۹

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک دفعہ ایک آدمی صحرا میں چلا جارہا تھا تو اس نے بادل سے ایک آواز سنی فلاں کے باغ کو سیراب کرو۔ پس بادل کا یہ ٹکڑا الگ ہوا اور اس نے اپنا پانی ایک سیاہ سنگلاخ زمین پر برسا دیا تو ان نالوں میں سے ایک نالے نے اپنے اندر سارا پانی جمع کر لیا۔ تو یہ آدمی اس پانی کے پیچھے چلنے لگا تو دیکھا ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا اپنی گینتی سے اپنے باغ کو پانی لگا رہا ہے تو اس آدمی نے اس باغ والے آدمی سے کہا یا عبداللہ! (اے اللہ کے بندے) تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا فلاں وہی نام جو اس نے بادل سے سنا تھا۔ تو اب اس باغ والے آدمی نے کہا یا عبداللہ! (اے اللہ کے بندے) تم میرا نام کیوں پوچھتے ہو تو اس نے کہا میں نے سنا اس بادل سے جس کا یہ پانی ہے آواز دینے والا کہتا تھا فلاں کے باغ کو سیراب کرو۔ یہ وہی نام ہے جو تم

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۱۲۶۳) جلد ۱ صفحہ ۶۶۰
قال المحقق: صحیح
صحیح الترغیب والترھیب/ رقم الحدیث (۸۶۲) جلد ۱ صفحہ ۵۱۷
قال الالبانی: صحیح
تحفة الاشراف رقم الحدیث (۱۴۱۳۱) جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۷
السنن الکبری للبیھقی رقم الحدیث (۷۵۱۲) جلد ۴ صفحہ ۲۲۴

نے اپنا نام بتلایا ہے۔(اب بتاؤ) تم اس باغ میں کونسا عمل کرتے ہو۔اس نے کہا جب تم یہ سب کچھ بتا رہے ہو تو میں بتاتا ہوں میں اس باغ کی پیداوار کا حساب لگاتا ہوں میں اسکا ثلث (تیسرا حصہ) اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتا ہوں اور اس کا دوسرا ثلث (تیسرا حصہ) میں اور میرے اھل وعیال کھاتے ہیں اور اس کا تیسرا ثلث (تیسرا حصہ) اس باغ میں دوبارہ لگا دیتا ہوں۔

اس حدیث پاک میں انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی ہے اور پہلی امتوں میں سے کسی مرد صالح کا ذکر کیا گیا ہے جو اپنے مال میں سے ثلث اللہ کی راہ میں خرچ کرتا تھا اس کا اجر یہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بادل کو بھیجتا ہے جو اس کے کھیت کو سیراب کرتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اللہ سب سے بڑا کرم فرمانے والا ہے۔

یہ پہلی امتوں کے ایک صالح آدمی پر اللہ کے کرم کی ایک جھلک ہے تو اس خیر الامم کے نیک وصالح افراد پر اللہ تعالیٰ کا کس درجہ کرم ہوتا ہوگا یہ کرم کرنے والا ہی بہتر جانتا ہے۔آج اگر کسی کی کھیتی پر بارش ہو جائے اور وہ خصوصی طور پر سرفراز ہو جائے تو حیرانگی کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ دینے والا اللہ ہے اور وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت پر نہایت درجہ مہربان ہے۔

کرامت کا صدور:

فرشتے کی آواز سننا خرق عادت ہے اس اللہ کے بندے نے فرشتے کی آواز کو سنا یہ اسکی کرامت ہے جب پہلی امتوں کی افراد سے کرامات کا صدور ہوتا رہا ہے تو یہ امت بانجھ نہیں ہے اس امت کے صلحاء سے بھی کرامات کا صدور ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔

صدقہ کی قبولیت
اور اس کی تربیت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

مَنْ تَصَدَّقَ بِعِدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّىْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۴۱۰)	جلد ۱	صفحہ ۴۲۰
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۳۶۳)	جلد ۸	صفحہ ۲۸۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۷۸۳۸)	جلد ۴	صفحہ ۳۲۰
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۷۷۴۶)	جلد ۴	صفحہ ۲۹۵
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۸۸۶)	جلد ۳	صفحہ ۳۹۳
قال الالبانی:	متفق علیہ		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۸۴۲)	جلد ۲	صفحہ ۴۱۱
قال محمود محمد محمود:	متفق علیہ		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۵۰۴)	جلد۲	صفحہ۱۱۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (٦٦١)	جلد۲	صفحہ۱۴۴
قال الترمذی:	حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (٦٦١)	جلد۱	صفحہ۳۵۸
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الدارمی	رقم الحدیث (۱۷۱۷)	جلد۲	صفحہ۱۰۴۲
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۳۱۹)	جلد۸	صفحہ۱۱۳
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ حسن		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۳۷۹)	جلد۱۰	صفحہ۷۵
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۵۲۱)	جلد۵	صفحہ۵۹
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۵۲۴)	جلد۲	صفحہ۲۰۲
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۱۴)	جلد۷	صفحہ۸۶
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۲۵۳)	جلد۱	صفحہ٦۵٦
قال المحقق:	صحیح		

جو آدمی حلال وطیب کمائی میں سے کھجور کے برابر صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ طیب وحلال کمائی ہی کا صدقہ قبول فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس صدقہ کو اپنے دائیں ہاتھ میں لیتا ہے پھر اس کیلئے جس نے صدقہ کیا ہے اس صدقہ کو پالتا ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنے بچھڑے کو پالتا ہے اور اللہ اس صدقہ کو بڑھاتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔

لَایَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّیِّبَ :

اللہ تعالیٰ طیب وطاہر مال کو قبول کرتا ہے۔ یعنی راہ حق میں جو مال دیا جائے اس کا حلال ہونا ضروری ہے ہاں اگر کسی نے حرام مال سے راہ حق میں صدقہ کیا تو یہ صدقہ اس کا رد کر دیا جائے گا اس حرام مال کی بارگاہ الٰہی میں کوئی حیثیت نہیں۔

اگر کوئی انسان چوری کرتا ہے پھر اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو یہ اس کا مال قبول نہیں بلکہ یہ اس کیلئے دوہرا وبال ہے کہ وہ احکام الٰہیہ کے استہزاء کا بھی مجرم ہے اور اللہ کے احکامات کا مذاق اڑانے والا اس کی رحمتوں سے دور بہت دور ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ : مَنْ جَمَعَ مَالاً حَرَاماً ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهٖ ؛ لَمْ یَكُنْ لَهٗ فِیْهِ اَجر" وَكَانَ اِصْرُهٗ عَلَیْهِ.

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۱۲۸۴) جلد ۱ صفحہ ۶۷۴

صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۸۸۰) جلد ۱ صفحہ ۵۲۷

قال الالبانی: حسن

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے حرام مال جمع کیا تم اسے صدقہ کردیا تو ایسے آدمی کیلئے اس میں کوئی اجروثواب نہیں بلکہ اس کا گناہ اس پر ہے۔

-۞-

انسان کو اپنی ملک میں اختیار دیا گیا کسی اور کے مال میں تصرف کی اجازت نہیں۔ جو مال اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے حلال نہیں کیا اس کیلئے اس میں سے صدقہ کرنا کسی طور پر درست نہیں۔

حلال مال سے صدقہ دینے سے بقیہ مال پاکیزہ تر ہوجاتا ہے تو جو مال سارے کا سارا حرام ہے وہ کسی طور پر بھی پاک نہیں ہوگا اور اس مال کو صدقہ کرنے کی اجازت نہیں۔

يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّي اَحَدُكُمْ فُلُوَّهُ :

حلال وطیب کمائی کو راہ خدا میں خرچ کیا جائے تو اللہ الکریم اسے قبول کرتا ہے جس مال کو اللہ تعالیٰ قبول کرے وہ مال بقیہ مال سے منفرد ہو جاتا ہے اس مال کی شان باقی مال سے ممتاز

السنن الکبریٰ رقم الحدیث (۷۲۴۰) جلد۴ صفحہ۱۴۱

اتحاف سادۃ المتقین جلد۶ صفحہ۱۰

کنز العمال رقم الحدیث (۹۲۶۹) جلد۴ صفحہ۱۵

ہوتی ہے۔

آج ہم اپنے جانوروں کے بچے پالتے ہیں گھوڑے کے بچے کو پالا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ چھوٹا سا بچہ پورا گھوڑا بن جاتا ہے۔

اللہ ذوالجلال والاکرام بھی اھل ایمان کے صدقہ وخیرات کو اپنے دست قدرت میں لیکر پالتا ہے پھر وہ چند پیسے نہیں رہتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ پہاڑ جتنا بن جاتا ہے تو اھل ایمان کا اللہ کی راہ میں دیا ہوا ایک روپیہ بھی قیامت کے دن پہاڑ جتنا ہوگا یہ اللہ کا فضل ہے اللہ کے فضل وکرم کو کوئی بھی اپنے پیمانے پر تول نہیں سکتا۔

انفاق فی سبیل اللہ

کا

سات سو گنا تک اجر و ثواب

عَنْ خریمِ بْنِ فَاتِکٍ -رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ- أَنَّہٗ قَالَ :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ - صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ -: مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَۃً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کُتِبَتْ لَہٗ بِسَبْعِمِائَۃِ ضَعْفٍ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۶۴۷)	جلد ۱۰	صفحہ ۵۰۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۴۱۵۵)	جلد ۴	صفحہ ۲۰۷
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۶۳۱)	جلد ۳	صفحہ ۲۳۳
قال الترمذی:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۶۲۵)	جلد ۲	صفحہ ۲۲۴
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۳۸۲۶)	جلد ۲	صفحہ ۳۶۵
سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۱۸۳)	جلد ۶	صفحہ ۴۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۳۵۲۶)	جلد ۳	صفحہ ۱۲۲
المستدرک للحاکم		جلد ۲	صفحہ ۸۷

ترجمۃ الحدیث:

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے فی سبیل اللہ کوئی چیز خرچ کی تو اس کیلئے سات سو گنا تک اجر لکھا جاتا ہے۔

-۞-

اللہ تعالیٰ نے انفاق فی سبیل اللہ پر سات سو گنا اجر مرتب ہونے کو اس انداز میں بھی ذکر فرمایا ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ(١)

ترجمہ:

ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال کو فی سبیل اللہ خرچ کرتے ہیں دانہ کی مثال ہے جو سات بالیں اگاتا ہے جس کے ہر بال میں سو (100) دانہ ہے اور اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے دُگنا کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ وسیع فضل والا اور دائمی علم والا ہے۔

-۞-

انسان کھیتی میں ایک دانہ پھینکے اس سے سات بالیں اُگ آئیں اور ہر بالیں میں سو (100) دانہ ہو تو ہر سلیم الفطرت یہ کہے گا کہ ایک دانہ کے عوض سات سو دانہ ملے ہیں یہ تو اس دنیا کے دانہ کا مشاھدہ ہے تو جس صدقہ و خیرات کو کریم اللہ اپنے کرم والے ہاتھوں میں لیکر بڑھائے

---

(١) البقرہ ۲/۲۶۱

اوراگراس کااجروثواب سات سوگنا کردے تو یہ جائے تعجب نہیں کیونکہ وہ سخی ہے تو سب سے بڑا سخی اس کے جودوکرم کوکوئی بھی اپنے پیمانے پرتول نہیں سکتا۔

وہی اللہ اپنے لطف وکرم کو یوں بھی بیان کرتا ہے:

وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ

اوراللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے اس مقدار کودگنا کردیتا ہے وہ قادروقیوم ہے وہ علیٰ کل شيءِ قدیر ہے۔اگروہ کسی صدقہ وخیرات کرنے والے کو،اس آدمی کو جولوجہ اللہ مال خرچ کرتا ہے سات سوگنا سے بھی ڈبل کردے تو کسی کو کیا اعتراض وہ مالک ہے اور مالک الملک ہے یہ مالک جو چاہے کرے جس کو چاہے دے یہ اس کا اختیار کامل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کواپنی رضا کی خاطر کام کرنے کی سعادت عطافرمائے۔

فی سبیل اللہ بے حساب دو
خالق و مالک بھی
بے حساب دے گا

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا- قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ-:

لاَ تُوْكِىْ فَيُوْكٰى عَلَيْكِ

اَنْفِقِىْ اَوِ انْفِحِىْ اَوْ اَنْضِحِىْ وَلاَ تُحْصِىْ ، فَيُحْصِى اللّٰهُ عَلَيْكِ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۲۹)	جلد ۷	صفحہ ۱۰۴
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۴۳۳)	جلد ۱	صفحہ ۴۲۷
ریاض الصالحین	رقم الحدیث (۵۵۹)	جلد ۱	صفحہ ۴۸۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۶۷۹۱) (مختصراً)	جلد ۱۸	صفحہ ۳۶۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۶۸۰۱)	جلد ۱۸	صفحہ ۳۶۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۳۵۱)	جلد ۱	صفحہ ۶۹۹

ترجمة الحديث:

حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ کا بیان ہے کہ مجھے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بندھن باندھ کر نہ رکھو (بلکہ خرچ کرتی رہو) ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم پر بندھن باندھے گا۔

خرچ کرو اور گن گن کر نہ رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی گن گن کر دے گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث پاک میں بخل جیسی قبیح عادت پر ضرب کاری لگائی ہے اور واضح کیا ہے کہ اگر تم دینا بند کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی بند کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ کی عطیات دو طرح کی ہیں:

۱۔ وہ عطیات جو کافر و مسلم میں مشترک ہیں، جو اپنوں اور بیگانوں کو ملتے ہیں یہ دنیاوی مال ہے جو بلا تفریق ہر ایک کو ملتا ہے اس میں کسی کے نیک یا بد ہونے کا دخل نہیں۔

۲۔ وہ عطیات جو صرف وہ اپنوں کو عطا فرماتا ہے اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے تو یہ

صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۹۲۳) جلد ۱ صفحہ ۵۴۹

قال الالبانی: صحیح

سنن ابی داؤد رقم الحدیث (۱۶۹۹) جلد ۱ صفحہ ۵۳۱

صحیح سنن ابی داؤد رقم الحدیث (۱۶۹۹) جلد ۱ صفحہ ۴۷۱

قال الالبانی: صحیح

عطیات دینے بند کر دیتا ہے مثلاً یہ تقویٰ وطہارت جاتا رہے عبادت کا ذوق وشوق ختم ہو جائے۔ عفت وعصمت رخصت ہوں اور زھد وورع جیسی بیمثال دولت ہاتھ سے نکل جائے۔

جب اللہ الکریم کی بارگاہ میں گن گن کر خرچ کرو گے تو وہ بھی جب دے گا تو گن گن کر دے گا یعنی تمہارے طرف سے جب سخاوت محدود ہوگی تو اس کا عطیہ بھی محدود ہوگا یعنی چند دن عبادت کا ذوق وشوق رہے گا کچھ عرصہ تقویٰ نصیب ہوگا پھر وہی پرانی ڈگر ہوگی اس لیئے گن گن کر راہ خدا میں نہیں دیتے بلکہ

اللہ کی راہ میں بے حساب دیتے ہیں اور دیتے وقت اپنے نفس کو خوش رکھتے ہیں اس کی عادت یہ بناتے رہیں کہ اللہ کی بارگاہ میں مال ودولت دیتے وقت اسے کسی قسم کی گھٹن نہ ہو جب یہ کیفیت پیدا ہوگی تو پھر

اللہ کی طرف سے بھی عنایات کریمانہ کی بارش ہوگی تقویٰ کی وہ دولت ملے گی کہ بڑے بڑے متقی دیکھتے رہ جائیں گے زھد وورع کی وہ سعادت ملے گی کہ خود زھد وورع ناز کریں گے عفت وعصمت کی وہ بہاریں نصیب ہونگی کہ فرشتے بھی سلامی کیلئے حاضری دیں گے۔

بیماریوں کا علاج

عَنِ الحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ : دَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ.

ترجمة الحديث:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اپنے مریضوں کا صدقہ سے علاج کرو۔

جس بیماری کا علاج کیا جائے اور وہ علاج کسی ماہر حکیم وطبیب سے ہو رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس بیماری سے نجات عطا فرما دیتا ہے۔ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو ساری کائنات سے افضل و برتر حکیم ہیں بیماریوں کا علاج صدقہ سے بتایا ہے تو بات بالکل واضح ہوئی کہ جو احباب صدقہ وخیرات کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے بیماری دور کر دیتا ہے بیماری اگر زوروں پر

الترغیب والترھیب

صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۷۴۴) جلد ۱ صفحہ ۴۵۸

قال الالبانی: حسن لغیرہ

ہواور اطباء اسے لاعلاج قرار دیں لیکن وہ بیمار یا اس کے اعزوا قارب اللہ کی راہ میں صدقہ دینا شروع کر دیں، فی سبیل اللہ مال خرچ کریں تو انشاء اللہ وہ بیماری قابو میں آ جائے گی پھر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ایک دن وہ بھی آئے گا جب بیماری کا نام ونشان تک نہ ہوگا۔

بیماری کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ جسمانی بیماری

۲۔ روحانی بیماری

صدقہ وخیرات سے جہاں جسمانی بیماریوں سے نجات ملتی ہے انسان شفایاب ہوتا ہے وہاں اس صدقہ سے روحانی بیماریوں سے بھی نجات مل سکتی ہے۔

ایک انسان حسد وکینہ کی بیماری میں مبتلا ہے یا تکبر جیسی کریہہ بیماری اسے لاحق ہے اگر وہ لوجہ اللہ مال خرچ کرتا رہے دین حق کی اشاعت وسربلندی کیلئے اپنی دولت صرف کرتا رہے تو اس کے بارے میں امید رکھی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ان بیماریوں سے شفاء عطا فرمائے گا پھر جب یہ سخی یہ دین کا درد رکھنے والا اس جہاں سے رخصت ہوگا تو ان بیماریوں سے پاک وصاف اور مبرا ومنزہ ہو کر رخصت ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے ہم سب کو ہر قسم کی بیماریوں سے محفوظ و مامون فرمائے۔

انفاق فی سبیل اللہ
کی
برکات

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ" لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ یَدِسَارِقٍ فَاَصْبَحُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّیْلَةَ عَلٰی سَارِقٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی سَارِقٍ، لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ یَدِزَانِیَةٍ فَاَصْبَحُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّیْلَةَ عَلٰی زَانِیَةٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی زَانِیَةٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ یَدِغَنِیٍّ فَاَصْبَحُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰی غَنِیٍّ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی سَارِقٍ وَزَانِیَةٍ وَغَنِیٍّ فَاُتِیَ فَقِیْلَ لَهٗ اَمَّا صَدَقَتُکَ عَلٰی سَارِقٍ فَلَعَلَّهٗ اَنْ یَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهٖ وَاَمَّا الزَّانِیَةُ فَلَعَلَّهَااَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا وَاَمَّا الْغَنِیُّ فَلَعَلَّهٗ اَنْ یَعْتَبِرَ فَیُنْفِقَ مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی .

الترغیب والترھیب رقم الحدیث(۲۴) جلدا صفحہ۶۹
قال المحقق: صحیح

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پہلی امتوں میں ایک آدمی نے کہا:

میں اللہ کی راہ میں مال صدقہ کرونگا وہ اپنے صدقے کا مال لیکر نکلا اور اس نے ایک چور کے ہاتھ پر صدقہ کا مال رکھ دیا صبح لوگ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ آج رات چور پر صدقہ کیا گیا۔ اس صدقہ کرنے والے نے کہا: اے اللہ! تمام خوبیاں تجھے ہی زیبا ہیں! میں نے چور پر صدقہ کر دیا؟ میں پھر صدقہ کرونگا۔ وہ اپنے صدقہ کا مال لیکر نکلا اور ایک زانیہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ صبح لوگ باتیں کرنے لگے آج رات زانیہ پر صدقہ کیا گیا تو اس صدقہ کرنے والے نے

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۴۲۱)	جلد۱	صفحہ۴۲۳
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۲۲)	جلد۲	صفحہ۴۰۴
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۵۱۹)	جلد۵	صفحہ۵۷
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۵۲۲)	جلد۲	صفحہ۲۰۱
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۷۳۵)	جلد۱۰	صفحہ۱۷۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۲۶۵)	جلد۸	صفحہ۲۶۴
الجامع الاحکام القرآن		جلد۸	صفحہ۱۷۶
جامع الاصول	رقم الحدیث (۴۶۶۴)	جلد۵	صفحہ۵۷۷

کہا: اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں میں نے زانیہ پر صدقہ کر دیا؟ میں پھر صدقہ کرونگا۔ وہ صدقہ لے کر نکلا اور ایک غنی (مالدار) کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ صبح لوگ باتیں کرنے لگے آج رات غنی پر صدقہ کیا گیا۔ اس صدقہ کرنے والے نے کہا اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیئے ہیں کیا میں نے چور، زانیہ اور غنی پر صدقہ کر دیا؟ تو اس کے پاس ایک آنے والا آیا اور کہا: تیرا صدقہ قبول ہو گیا ہے تو نے جو چور پر صدقہ کیا شاید وہ چوری سے رک جائے تو نے جو زانیہ پر صدقہ کیا ہو سکتا ہے وہ زنا سے باز آجائے اور تو نے جو غنی کو صدقہ کیا ہے ہو سکتا ہے وہ تیرے اس عمل سے عبرت پکڑے اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو مال دیا ہے اس سے صدقہ کرنے لگے۔

اخلاص وللّٰہیت سے کیا جانے والا کوئی بھی عمل بے کار نہیں جاتا۔ زیر نظر حدیث پاک میں غور کیجئے۔ سابقہ امتوں میں ایک آدمی اخلاص سے لبریز ہو کر صدقہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے صدقے کو قبول ومنظور فرمالیتا ہے تو اس خیر الامم کا کوئی فرد اگر صدقہ کرے گا تو یقیناً اس کا صدقہ قبول منظور ہوگا۔ وہ عمل جس میں نام ونمود نہ ہو وہ اللہ ذوالجلال والاکرام کو بڑا محبوب ہوا کرتا ہے عمل بے ریا ہی آخرت کیلئے ذخیرہ ہوا کرتا ہے اور یہی عمل رفع درجات کا ذریعہ بنتا ہے۔

اخلاص وللّٰہیت کا فیضان ملاحظہ ہو غلطی سے چور پر صدقہ کر دیا گیا، زانیہ کو صدقہ دے دیا گیا اور مالدار کے ہاتھ میں صدقہ تھما دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پیکر اخلاص کا یہ صدقہ اس طرح قبول فرمایا کہ ایک ہستی کو اس صدقہ کرنے والے کے پاس بھیجا

یہ کون ہو سکتا ہے؟ ہو سکتا ہے کہ کوئی فرشتہ ہو یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جس نبی کی امت ہو اس نبی علیہ السلام پر وحی آئی ہو اور اللہ کے نبی نے کسی کو حکم الٰہی دے کر اس کے پاس بھیجا ہوا۔

یہ آنے والا آیا اور اسے صدقہ کی قبولیت کی بشارت دے گیا۔

صحیح مسلم میں صراحت یہ الفاظ مذکور ہیں

اَمَّا صَدَقَتُکَ فَقَدْ قُبِلَت.

تیرا صدقہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہو گیا ہے۔

وہ صدقہ دینے والا دل برداشتہ ہو رہا تھا اس کا صدقہ کبھی چور کے ہاتھ، کبھی بدکار عورت کے ہاتھ اور کبھی مالدار کے ہاتھ میں لیکن پھر بھی وہ ہمت نہیں ہارتا بلکہ ہر مرتبہ حمد وثنا اللہ تعالیٰ کی کرتا ہے اپنے صدقہ کو اچھے لفظوں سے یاد نہیں کرتا کیونکہ اس کا یہ عمل ریاکاری کے داغوں سے مُعَرّا تھا اور اس کا اجر و ثواب صرف اللہ وحدہٗ لاشریک سے لینا چاہتا تھا۔

اخلاص سے لبریز اس صدقہ کی قبولیت اس طرح ہوئی کہ جس چور کو صدقہ ملا اللہ تعالیٰ نے اسے مزید چوری کے جرائم سے روک دیا توفیق الٰہی سے وہ اس جرم سے باز آ گیا بدکارہ کو اللہ تعالیٰ نے بدکاری سے روک لیا اور جس غنی کے ہاتھ میں صدقہ کا مال گیا اللہ تعالیٰ نے اس غنی پر اپنی توفیق کے دروازے کھول دیے اور اس نے اپنے مال سے راہ حق میں صدقہ خیرات کرنا شروع کر دیا۔

یہ سابقہ امتوں سے ایک امتی کے اخلاص کا ثمر ہے تو اس امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلاۃ والسلام کے اخلاص وللّٰہیت سے لبریز افراد کی برکات کا عالم کیا ہو گا۔

اولیاء کرام کے دربار کا لنگر ہر ایک کے لیے کھلا ہوتا ہے اور وہ اتنا خیرات و برکات سے معمور ہوتا ہے کہ اگر کوئی جرائم پیشہ گنہگاران کے خوان سے چند لقمے کھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس صاحب آستانہ، پیکر اخلاص و وفا کی برکت سے اس مجرم کو توبہ کی سچی توفیق دے دیتا ہے جس سے اس کی بقیہ زندگی ذوق عبادت میں گزرتی ہے اور ذکر الٰہی کی مے سے مست ہو کر گزرتی ہے۔

اَلْبِرّ کا حصول

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّاتُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْیءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْم.[1]

ترجمہ:

تم ہرگز "**البِر**" کونہیں پاسکتے جب تک تم اللہ کی راہ میں وہ مال خرچ نہ کرو جسے تم پسند کرتے ہو اور جو کچھ بھی تم فی سبیل اللہ خرچ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے خوب جاننے والا ہے۔

سید قطب لکھتے ہیں

اَلْبِرُّ – وَهُوَ جِمَاعُ الْخَیْرِ [2]

البر ہر قسم کی خیر و بھلائی کو کہتے ہیں۔

اس خیر و بھلائی میں اطاعت و فرمانبرداری، تقویٰ و طہارت، خوف و خشیت الٰہی، رحمت ورأفت، جنت اور دائمی انعامات سب کچھ آ جاتا ہے۔

اب مفہوم واضح ہوا کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کا اطاعت گزار بندہ بننا چاہتا ہے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فرمانبرداری کی دولت لینا چاہتا ہے دل کو تقویٰ کی دولت سے لبریز

(۱) آل عمران ۹۲/۳۔

(۲) فی ظلال القران ۴۲۴/۱

کرنا چاہتا ہے اپنے من کو طیب و طاہر کرنا چاہتا ہے خشیت الٰہی کے انوار سے اپنی روح کو منور کرنا چاہتا ہے اور بالآخر دائمی و سرمدی انعامات کی جگہ جنت جانا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے جس چیز سے محبت کرتا ہو اسے فی سبیل اللہ خرچ کرے۔

فی سبیل اللہ کی کئی شاخیں اور شاخیں ہیں ان میں سب سے افضل ایسے کام میں معاونت ہے جس سے دین کو تقویت ملے اس دور میں دینی مدارس کے قیام اسلامی درسگاہوں کے انتظام و انصرام میں اپنی قیمتی اور محبوب متاع خرچ کرنا چاہیئے یاد رہے دینی درسگاہوں کی آبادکاری میں خرچ کیا ہوا ایک روپیہ دیگر جگہ خرچ کیئے ہوئے سو روپیہ سے بہتر و افضل ہے کیونکہ اس عمل سے دین حق کو تقویت ملتی ہے تو جس خوش نصیب کا مال و دولت اللہ تعالیٰ دین کی اشاعت و ترویج میں لگالے اسے اپنے مقدر پر ناز کرنا چاہیئے یاد رہے انبیاء کرام علیھم الصلاۃ والسلام کا وسیع سلسلہ جو حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر حضور سید العالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تک ان گنت صدیوں پر محیط ہے یہ دین حق، دین اسلام کی اشاعت و ترویج کیلئے ہی ہے تو جس کی محبوب کمائی سے دین کو تقویت ملے وہ یقیناً انبیاء کرام علیھم الصلاۃ والسلام کے فیوض و برکات سے مالا مال ہے اور فیضان نبوت سے لبریز سینہ عالم آخرت میں سرخرو ہوگا اور کامیابیاں اس کا مقدر ٹھہریں گی۔

فی سبیل اللہ خرچ کیا ہوا مال
اپنا مال ہے اور
بچا کر رکھا گیا مال ورثا کا مال ہے

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَیُّکُمْ مَالُ وَارِثِہٖ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ مَالِہٖ ؟ قَالُوْا : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! مَامِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُہٗ اَحَبُّ اِلَیْہِ قَالَ فَاِنَّ مَالَہٗ مَاقَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِہٖ مَااَخَّرَ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۴۴۲)	جلد۴	صفحہ۲۰۲۳
سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۶۱۱)	جلد۶	صفحہ۲۴۹
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۳۷۷)	جلد۲	صفحہ۷۶۸
قال الالبانی:	صحیح		
الصحیحہ	رقم الحدیث (۱۴۸۶)	جلد۳	صفحہ۴۷۴
قال الالبانی:	صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۲۶۲)	جلد۱	صفحہ۶۶۰
قال المحققون:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۹۲۰)		جلد۱	صفحہ۵۴۸
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم میں سے کون ہے کہ جسے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کی یارسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو اپنا مال وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا پس ایک مومن کا مال تو وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا اور اسکے وارث کا مال وہ ہے جو اس نے اپنے پیچھے چھوڑا۔

-۞-

حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بڑھ کر اس بھری کائنات میں کوئی دانا و بینا نہیں ہے بلکہ عقل و خرد کی جسے بھی خیرات ملتی ہے وہ بارگاہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ملتی ہے۔اس حدیث پاک میں انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت کو کس حکیمانہ انداز سے واضح کیا گیا ہے۔انسان کو اس مال سے ہی زیادہ محبت وچاہت ہونی چاہیئے جو مال اسکا ہے اور جس مال نے اس کے پاس رہنا ہے۔ جو مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا گیا وہی مال اس کا ہے اور جو خرچ کرنے سے رہ گیا وہ اسکا نہیں بلکہ اسکے ورثا کا ہے۔

فی سبیل اللہ خرچ کیا ہوا مال فانی مال نہیں رہتا بلکہ وہ اللہ الباقی کے کرم سے باقی بن جاتا ہے یہ جہاں ناپائیدار،اس کی اشیاء حادث،اس کا مال و متاع فانی لیکن جو اللہ کی رضا کیلئے اس کے بتائے ہوئے راہ میں خرچ کر دیا جائے وہ ناپائیدار سے پائیدار ہو جاتا ہے فانی کی صفت اس سے فنا سے ہو جاتی ہے اور وہ ابدی بن جاتا ہے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے والا وہ

خوش نصیب ہے جس کے مقدر میں باقی جہاں کی باقی نعمتیں ہیں اور ابدالآباد تک ان انعامات سے لطف اندوز ہوتا رہے گا۔

صدقہ دینے سے
مال کم نہیں ہوتا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ :

مَا نَقَصَتْ صَدَقَۃٌ مِنْ مَالٍ وَمَازَادَ اللّٰہُ عَبْداً بِعَفْوٍ اِلاَّ عِزّاً وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰہِ اِلاَّ رَفَعَہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ.

شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۶۳۳)	جلد ۶	صفحہ ۱۳۳
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۸۸)	جلد ۱۶	صفحہ ۱۱۶
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۰۰۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۲۲۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۰۰۷۲)	جلد ۱۰	صفحہ ۲۳۴
جامع الاصول	رقم الحدیث (۴۶۶۰)	جلد ۵	صفحہ ۵۷۵
الموطا لامام مالک	رقم الحدیث (۱۲)	جلد ۲	صفحہ ۱۰۰۰
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۳۶)	جلد ۳	صفحہ ۴۱۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۲۹)	جلد ۲	صفحہ ۳۹۰
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا:
صدقہ نے کبھی مال کم نہیں کیا اور معاف کردینے سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت بڑھادیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کیلئے تواضع وانکساری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے رفعت وبلندی سے نوازتا ہے۔

السنن الکبریٰ للبیهقی	رقم الحدیث (۷۸۱۷)	جلد۴	صفحہ۳۱۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۲۰۵)	جلد۷	صفحہ۵۲ (الفاظ مختلف)
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیحان		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۲۲۰۰)	جلد۷	صفحہ۲۵۹
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۲۳۲۸)		جلد۵	صفحہ۴۳۲ (مختصر)
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۲۴۸)	جلد۸	صفحہ۴۰
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۲۵۷)	جلد۱	صفحہ۲۵۸
قال المحقق:	صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۶۲۳)	جلد۳	صفحہ۲۷۲
قال المحقق:	صحیح		

مَانَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ:

صدقہ مال کو کم نہیں کرتا بلکہ صدقہ سے مال میں ایسی برکت آتی ہے جس سے تمام اہل خانہ مستفید ہوتے ہیں۔ یہ کتنی بڑی حقیقت بیان ہوئی ہے آج جب صدقہ کیا جاتا ہے تو سوچ آتی ہے کہ اس سے مال میں کمی واقع ہوگی لیکن اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح فرمادیا صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا۔

ہمارے اسلاف میں کتنے ایسے افراد ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں بے دریغ مال خرچ کیا لیکن زندگی بھر انکا مال کم نہیں ہوا بلکہ ان کے مال میں اضافہ ہی ہوتا گیا یہ انکے ایمان کی مضبوطی کی وجہ سے ہے انکا اس ارشاد گرامی پر یقین کامل ہے اور یقین کامل والا کبھی محروم نہیں رہا کرتا۔

صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پور فرمایا کرتا ہے کمی نہ ہونے کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں:

۱۔ مال میں برکت ہوجائے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ اس مال کا معاوضہ عطا فرمادے یعنی کہیں سے اسے مال مل جائے جہاں سے ملنے کی توقع نہ ہو يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ کا عملی ظہور ہو۔

یہ معاوضہ کبھی صالح اولاد کی صورت میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مال خرچ کرنے سے نیک وصالح اولاد عطا فرماتا ہے اولاد اس ظاہری سرمایہ سے بڑا سرمایہ ہے۔ اولاد صالحہ اس جہاں میں اللہ ذوالجلال کا خصوصی عطیہ ہے۔ وہ اولاد نیکی کرے گی فعلِ خیرات کی دلدادہ ہوگی اس سے اس کا یہ جہاں تو یہ جہاں رہا عالم آخرت بھی سنور جائے گا۔

۳۔ مال کا اجر وثواب ملے گا۔

یہ اجر وثواب قیامت کو ملے گا۔ اللہ تعالیٰ اس صدقہ کے عوض اسے جنت عطا فرمائے گا جہاں ابدی نعمتیں اس کا انتظار کر رہی ہونگی اور اللہ ذوالجلال کا جمال بھی اسے نصیب ہوگا پھر اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی دولت اسے ملے گی۔

وَرِضْوَانٌ مِنَ اللّٰهِ اَكْبَر

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ نَتَصَدَّقَ، وَوَافَقَ ذَالِکَ عِنْدِیْ مَالاً فَقُلْتُ : اَلْيَوْمَ اَسْبِقُ اَبَابَكْرٍ اِنْ سَبَقْتُهُ يَوْماً. قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِيْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ : مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِکَ؟ قُلْتُ: مِثْلَهٗ وَاَتٰى اَبُوْبَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهٗ . فَقَالَ: يَااَبَابَكْرٍ! مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِکَ ؟ فَقَالَ اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ. قُلْتُ : لاَ اَسْبِقُهٗ اِلٰى شَيْءٍ اَبَداً.

ترجمة الحديث:

حضرت عمر بن الخطاب امیر المومنین - رضی اللہ عنہ - نے ارشاد فرمایا

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا تو اس وقت میرے پاس کافی مال تھا۔ تو میں نے (اپنے آپ سے) کہا اگر میں کسی دن ابوبکر سے سبقت لیجانے کا جذبہ رکھتا ہوں تو آج میں ابوبکر سے سبقت لے جا سکتا ہوں۔

مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث (۶۰۳۰) جلد۳ صفحہ ۶۰۲۵
قال الالبانی: قلت: اسنادہ حسن''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنا آدھا مال لیکر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا اپنے اھل خانہ کیلئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ میں نے عرض کیا جتنا مال لایا ہوں اتنا گھر والوں کیلئے چھوڑ آیا ہوں۔ اسی دوران ابوبکر۔ رضی اللہ عنہ۔ اپنا سارا مال لے ائے تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر اپنے گھر والوں کیلئے کیا چھوڑ کر آئے ہو تو انہوں نے عرض کی: میں اپنے گھر والوں کیلئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں۔

حضرت عمر فرماتے ہیں: میں نے (اپنے دل میں کہا) میں کسی معاملہ میں بھی ابوبکر سے بڑھ نہیں سکتا۔

-۞-

یہ ہیں ہمارے اسلاف جن پر ملت اسلامیہ کو ناز ہے۔ یہ ہیں حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ الہ وسلم کے صحابہ کرام۔ رضی اللہ عنھم۔ جن سے آج بھی اس عالم رنگ و بو میں بہار ہے۔ یہ وہ خوش نصیب افراد ہیں جنہیں محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی درسگاہ کے طالب علم ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہ مکتب خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فیض یاب ہونے والی وہ سعید ارواح ہیں جن کے تقدس وطہارت کو قدسی بھی سلامی کرتے ہیں۔

معلم کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اللہ کی راہ میں مال صدقہ کرو۔ یہ ہدایت کے تارے، یہ صحابہ کرام۔ رضی اللہ عنھم۔ اپنے اپنے گھروں کو جاتے ہیں جتنی انہیں توفیق ملتی ہے اتنا مال بارگاہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں پیش کردیتے ہیں۔

مراد رسول حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ بھی اپنے گھر کا رخ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد

گرامی بار باران کے دل پر دستک دیتا ہے: فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ -اے اہل ایمان خیر وفلاح کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جاؤ۔ آپ دل میں ہی دل میں کہتے ہیں آج حسن اتفاق سے میرے پاس مال ودولت کافی ہے آج موقع بھی ہے اس لیئے بارگاہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں اتنا مال پیش کردوں کہ سب سے بڑھ جاؤں یہانتک کہ حضرت ابوبکر صدیق - رضی اللہ عنہ - سے بھی بڑھ جاؤں۔ گھر پہنچ کر کل مال کے دو حصے کر دیے اور ایک حصہ گھر والوں کیلئے چھوڑ کر دوسرا حصہ بارگاہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں پیش کر دیا۔

ادھر پیکر اخلاص ووفا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی سن کر اپنے گھر روانہ ہوتے ہیں۔ یہ مرکز صدق وصفا گھر کی ہر چیز اٹھالاتا ہے گھر میں جو کچھ بھی نظر آیا اسے اپنے سر پر رکھا اور بارگاہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حاضر ہو گئے۔

زبانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ الفاظ مبارکہ نکلے:

يَا بَابَكْرٍ! مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ ؟

اپنے اہل خانہ بیوی بچوں کیلئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ سید الرسل صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں جو جواب عرض کیا وہ آج بھی تاریخ اسلام میں سنہری حروف سے جگمگا رہا ہے اور صدیق کے رتبہ ایمان کا اظہار کر رہا ہے۔ عرض کی: اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

میں اہل خانہ کیلئے اللہ اور اسکا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم چھوڑ کر آیا ہوں۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو سامنے موجود ہیں اور صدیق اکبر کا جواب ہے کہ میں گھر میں اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ تو بات بالکل واضح ہے کہ اگر صدیق اکبر کے ایمان ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سامنے بھی ہوتے ہیں اور گھر میں بھی ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جلووں سے اھل ایمان کی کوئی بھی جگہ خالی نہیں۔

اب غور فرمایئے! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال صدقہ کر دیا کچھ بھی باقی نہ رکھا کیا اس کے باوجود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کنگال ہوئے نہیں ہرگز نہیں وجہ واضح ہے کہ فرمانِ رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے: مَانَقَصَتْ صَدُقَة'' مِنْ مَالٍ: صدقہ مال کم نہیں کرتا۔

مَازادَ اللّٰہُ عَبْداً بِعَفْوٍ اِلاّ عِزّاً:

کسی کو معاف کر دینا بہت بڑی نیکی ہے معاف کرنے والے کو جو ایمانی مسرت ہوتی ہے اس کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس نے کبھی کسی کو اللہ کی خاطر معاف کیا ہو۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے معاف کرنے والے کو اللہ تعالیٰ عزت سے سرفراز فرماتا ہے۔ جسے عزت دینے والا اللہ ہو جسے سرفرازی عطا کرنے والا وحدہٗ لاشریک ہو اس کی عزت وکرامت کا عالم کیا ہوگا۔

وَمَاتَوَاضَعَ اَحَد'' لِلّٰہِ اِلاَّ رَفَعَهُ اللّٰہُ:

اللہ کی خاطر تواضع اختیار کرنے والے کو اللہ تعالیٰ رفعتیں عطا فرماتا ہے اسے وہ بلندیاں نصیب ہوتی ہیں جنکا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔

فی سبیل اللہ مال خرچ کرنے سے وہ مال باقی ہو جاتا ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْها اَنَّهُمْ ذَبَحُوا شَاةً فَقَالَ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ: مَابَقِيَ مِنْهَا؟ قَالَتْ مَابَقِيَ مِنْهَا اِلاّ كَتِفُهَا قَالَ بَقِي كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِها.

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے ایک

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۷۸)	جلد۴	صفحہ۲۱۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۷۰)	جلد۲	صفحہ۵۹۵
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۲۵۴۴)		جلد۶	صفحہ۹۷ (حصہ اول مختصر)
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۴۱۲۲)	جلد۱۷	صفحہ۲۶۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۷۴۱۹)	جلد۱۲	صفحہ۲۴۸
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۲۶۰)	جلد۱	صفحہ۶۵۹
قال المحقق:	صحیح		

بھیڑ ذبح کی (اور اس کا گوشت صدقہ کرنا شروع کر دیا) تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس گوشت سے کیا بچا ہے؟

تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ایک بازو باقی بچا ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس بازو کے علاوہ باقی سب بچ گیا ہے۔

اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس حدیث پاک میں ایک بہت بڑی حقیقت سمجھائی ہے جو مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے وہ فانی نہیں ہوتا بلکہ وہ باقی بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا اجر وثواب قیامت کو عنایت فرمائے گا۔ قیامت کے دن ملنے والا اجر فانی نہ ہوگا بلکہ وہ ابدالآباد تک رہے گا۔ لیکن ہم جو چیز اپنے لیئے رکھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ باقی ہے اور جو اللہ کی راہ میں دے دی وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ چلی گئی ہے۔

آج صدقہ وخیرات کرتے وقت بہت کچھ سوچا جاتا ہے کاش ہم اپنی فکر کے پیمانے توڑ دیں اور اپنی تمام تر سوچوں کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق ڈھال لیں جو خوش نصیب تعلیمات نبویہ کے مطابق زندگی گزارتا ہے اس کا مال ودولت سے فانی کی صفت فنا ہو جاتی ہے وہ مال اللہ الباقی کے کرم سے باقی ہو جاتا ہے بلکہ سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر چلنے والا خوش نصیب اپنے سانسوں کو بھی باقی بنالیا کرتا ہے جبکہ اس کا ہر سانس رضائے الٰہی کیلئے ہوگا تو اللہ کی رضا پر ملنے والا اجر وثواب بھی لافانی ہوگا۔

امت کے والی حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے راہ حق میں مال

خرچ کرنے والے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کتنا اعزاز بخشا اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَاءَ عُثْمَانُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ : بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فِيْ كُمِّهٖ حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ وَ فَنَثَرَهَافِيْ حِجْرِهٖ وَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا فِيْ حِجْرِهٖ وَيَقُوْلُ مَاضَرَّ عُثْمَانَ مَاعَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب جیش العسرۃ غزوۂ تبوک تیار کیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی آستین میں ایک ہزار دینار ڈال کر لائے اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جھولی میں پھیلا دیا۔

مشکوٰۃ المصابیح	رقم الحدیث(۶۰۷۳)	جلد۳	صفحہ۱۷۱۳
قال الالبانی:	اسنادہ حسن		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث(۶۰۷۳)	جلد۳	صفحہ۱۷۱۳
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث(۴۶۰۹)	جلد۴	صفحہ۶۳
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۲۰۵۰۸)	جلد۱۵	صفحہ۲۶۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث(۳۷۰۱)	جلد۳	صفحہ۵۱۵
قال الالبانی:	ھذا حدیث حسن		
سنن الترمذی	رقم الحدیث(۳۷۲۱)	جلد۵	صفحہ۳۹۲
قال ابوعیسٰی:	ھذا حدیث حسن غریب من ھذا الوجہ		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۹۶۹۹)	جلد۷	صفحہ۲۰۰

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کو اپنی جھولی میں حرکت دیتے تھے اور فرماتے تھے

ماضَرَّ عُثْمَانَ مَاعَمِلَ بَعْدَ الْیَوْم

آج کے بعد عثمان جو عمل بھی کرے اسے کوئی ضرر نہیں۔

یہ جملہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دین حق کی اشاعت وترویج میں بار بار مال خرچ کیا کہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم راضی ہو گئے پھر یہ خرچ کیا ہوا مال باقی کیا ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بقیہ تمام زندگی کے اعمال کو حسن ورضا کی مہر سے مزین کر گئے اور آپ کی حیات مبارکہ کے ہر عمل کی خیر سے لبریز ہونے پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مہر ثبت فرمادی۔

اللہ کا لطف وکرم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : اَنْفِقْ یَاابْنَ اٰدَمَ یُنْفَقْ عَلَیْکَ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۹۶ ۷)	جلد ۴	صفحہ ۲۳۴۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۹۹۳)	جلد ۷	صفحہ ۶۹
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۳۴۲)	جلد ۱	صفحہ ۶۹۵
قال المحققون:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۹۱۵)		جلد ۱	صفحہ ۵۴۵
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۲۹۶)	جلد ۷	صفحہ ۱۲۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۱۳۸)	جلد ۸	صفحہ ۲۱۱
قال احمد محمد شاکر:	ھو صحیح		

اے آدم کے بیٹے! اللہ کی راہ میں خرچ کر تجھ پر خرچ کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ان دولفظوں میں انسان سے کتنا بڑا وعدہ فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَاد.

اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا۔

اس احکم الحاکمین اس رب العالمین کا ارشاد گرامی ہے اَنْفِقْ يَاابْنَ آدَمَ. اے آدم کے بیٹے راہِ خدا میں مال خرچ کر يُنْفَقْ عَلَيْكَ تجھ پر خرچ کیا جائے گا۔

ایک مسلم کی عادت ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں بے دریغ مال خرچ کرتا ہے۔غرباء ومساکین کا خیال رکھتا ہے یتامیٰ کے سروں پر دست شفقت رکھتا ہے۔ بیواؤوں کی خبر گیری کرتا ہے راہ چلتے مسافروں کو بھی عطیات دیتا ہے اگر کوئی مفلوک الحال آ جائے اسے بھی دامن بھر کر دیتا ہے اگر کوئی سوالی اس کے پاس آ جائے تو اسے بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اے انسان تو خرچ کر تجھ پر خرچ کیا جائے گا۔

اگر ایک مومن آج فی سبیل اللہ مال خرچ کرتا ہے تو انشاء اللہ کل اس پر بھی خرچ کیا جائے گا اس ناپائیدار دنیا میں اپنی ثروت راہِ حق میں لٹانے والا مایوس نہ ہو کل قیامت کے دن اس پر کرم کرنے والے بھی ہونگے۔آج پیاسوں کو پانی پلانے والا کل حوض کوثر کے جام لبوں سے لگائے ہوئے ہوگا آج غرباء ومساکین کو کھانا کھلانے والا کل جنت میں اللہ تعالیٰ کی مہمانی کے مزے لوٹ رہا ہوگا۔

آج مال خرچ کر کے کسی کو مصیبت و پریشانی سے چھٹکارہ دلانے والا یاد رکھے کہ کل

جب اس پر نزع کا عالم ہو گا، اس پر پریشانی کا بسیرا ہو گا تو اللہ کے وعدہ کے مطابق کوئی تو آئے گا اور اسے وہ کچھ دے گا جس سے اس کی پریشانی ختم ہو جائے۔ آج اس دنیا میں کسی بے سہارا کے کام آنے والا امید رکھے کہ اگر کہیں کل اس کی عدم موجودگی میں اس کی اولاد پر کوئی آفت آئے گی تو اللہ الکریم کسی کو ان پر مامور فرمائے گا جو ان کے جملہ کام سرانجام دے گا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ کرم صرف اس جہاں میں ہی نہیں بلکہ عالم برزخ اور عالم آخرت میں بھی ہو گا۔

فرشتوں کی دعائیں لینے والا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ –رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ– قَالَ :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ– صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ–:

مَامِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا : اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقاً خَلَفاً وَيَقُوْلُ الآخِرُ : اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكاً تَلَفاً.

ترجمة الحديث:

حضرت ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہردن جس میں اللہ کے بندے صبح کرتے ہیں دوفرشتے اترتے ہیں ان میں ایک کہتا ہے:

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۴۴۲)	جلد۱	صفحہ۴۲۹
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۱۰)	جلد۷	صفحہ۸۳
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۹۳۰)	جلد۲	صفحہ۶۹۰
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۳۴۱)	جلد۱	صفحہ۶۹۴
قال المحققون:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۹۱۴)		جلد۱	صفحہ۵۴۵
قال الالبانی:	صحیح		

اے اللہ! جو تیری راہ میں خرچ کرنے والا ہے اس اس کا بدل عطا فرما اور دوسرا فرشتہ کہتا ہے:

اے اللہ! جو تیری راہ میں مال کو خرچ کرنے سے روکنے والا ہے اسکا مال تلف فرما۔

ملائکہ کی دعائیں:

جس بندہ مومن کیلئے کوئی دعاء خیر مانگنے والا ہے اسے انشاء اللہ ہر قدم پر کامیابی ملے گی۔ دعا تقدیر بدل دیتی ہے۔ پھر طیب وطاہر زبان سے نکلنے والے کلمات یقیناً دونوں جہانوں میں سرخرو کر دیتے ہیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں یہ ملائکہ معصوم عن الخطاء ہیں ان کے دامن پر گناہ کا کوئی داغ نہیں یہ پاک دل و پاک زبان جب کسی کیلئے دعا کرتے ہیں تو اس کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔ یہ فرشتے یہ ملائکہ خود بخود کچھ نہیں کرتے بلکہ یہ وہی کرتے ہیں جو انکا خالق و مالک انکا پروردگار انہیں حکم دیتا ہے۔ تو اب غور کیجئے

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا کس قدر خوش نصیب ہے کہ اس کیلئے فرشتے دعائیں مانگتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو اس کیلئے دعائیں مانگنے کا حکم صادر فرماتا ہے۔

جس آدمی کیلئے خود خالق و مالک فرشتوں کو دعائیں مانگنے کا حکم دے اس کے مقدر تک کسی کی رسائی ہو سکتی ہے بلکہ اسکے بختوں کے سامنے اوج ثریا بھی پست بہت پست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنفِقاً خَلَفاً:

اے اللہ! تیری راہ میں خرچ کرنے والے کو اسکا بدل عطا فرما۔

ایک چیز کے بعد جو دوسری چیز آئے اسے خلف کہتے ہیں پھر اگر وہ بعد میں آنے والی

چیز خیر و برکت سے خالی ہے تو اس کیلئے خَلْف" لام کے سکون کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اور اگر بعد میں آنے والی خیرات و برکات سے لبریز ہے اور سعادت وعنایات اپنے دامن میں لیئے ہوئے ہے تو اس کیلئے خَلَف لام کے فتح کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

اس فرشتوں کی دعائیں خَلَف لام کے فتح کے ساتھ آیا ہے تو مفہوم بالکل واضح ہوا کہ اسے اللہ فی سبیل اللہ خرچ کرنے والے کو ایسا بدلہ عطا فرماتا ہے جو خیرات برکات سے معمور ہو اور سعادات وعنایات اپنے اندر سموئے ہوئے ہو۔

اب اگر اسے اس انفاق فی سبیل اللہ کے صلہ میں مزید مال و دولت ملے یا علم و ہنر ملے یا عزت و وقار کی دولت نصیب ہو تو یقین رکھیئے یہ سب کچھ مصدر خیرات و برکات ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی عنایات سے مکمل طور پر لبریز ہوگا۔

خَلَف کا تعلق جیسے مال کے ساتھ ہے ایسے ہی اس منفق فی سبیل اللہ کی ذات کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی فرشتے یہ دعا مانگتے ہیں اے اللہ اس مال خرچ کرنے والے کو خلف عطا فرما۔ یعنی اولاد کی وہ نعمت عطا فرما جو نیکی و پارسائی سے مزین ہو وہ جب تک زندہ رہے اس کے سانسوں کا، اسکے ذکر و فکر کا اور اسکے صدقہ و خیرات کا ثواب اس خرچ کرنے والے کو ملتا رہے۔

اگر اولاد مقدر میں نہیں تو کوئی ایسی چیز اس کا خلف بنا دے کہ اسکا اجر و ثواب اسے اس کی قبر میں بھی ملتا رہے اور اسکی قبر میں اس کے درجات کو رفعت و بلندی ملتی رہے۔

اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُمْسِکاً تَلَفاً:

اے اللہ! جو تیری راہ میں مال خرچ نہیں کرتا اسے تلف عطا فرما۔

یعنی اس کا یہ مال و دولت اس سے چھین لے۔ اسے مخلوق کا محتاج کر دے اس کی ثروت

کوتلف کر دے۔

اس دعا کے الفاظ سے کتنا غضب عیاں ہے۔

جس آدمی کا مال تلف ہو جائے وہ محتاج ہو جاتا ہے، اس کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ مال کے تلف سے مراد یا تو مال کا ختم ہو جانا ہے یا مال سے برکت کا محو ہو جانا ہے۔ ہاں جس کے مال سے برکت محو ہو جائے اس جیسا بدنصیب کون ہوگا۔ پیسے تو ہیں لیکن ان سے خیر حاصل نہیں کی جاسکتی ان بے برکت پیسوں سے صرف اور صرف شر ہی مقدر میں ٹھہرتی ہے۔ جس کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، کھانا پینا اور پہننا سب شر میں لپٹا ہوا ہو اس جیسا بد بخت کون ہوگا۔

تلف سے مراد اس کی جان کا تلف ہونا بھی ہے۔ ایک تو اس کا مفہوم واضح ہے کہ اس پر موت واقع ہوگئی اور وہ مر گیا دوسرا اسکا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس سے ہر خصلت خیر چھین لی جائے وہ زندہ ہوتے ہوئے بھی مرا ہوا ہے۔ اس کی اولاد بگڑ جائے (العیاذ باللہ!) اسکی اہلیہ کا اس سے سلوک بگڑ جائے تو وہ بیچارہ سانس آنے کے باوجود مردہ ہے یہ اس کو اپنے کیے کی سزا ہے بخل وکنجوسی کی وجہ سے یہ وبال ہے اور اللہ کی ناراضگی کا واضح اعلان ہے۔

عذاب قبر سے نجات

عَنْ مُرْثَدِبْنِ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ الْیَزَنِیِّ –رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ –قَالَ:
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ –صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ –:
اِنَّ الصَّدَقَۃَ لَتُطْفِیءُ عَنْ اَھْلِھَا حَرَّ الْقُبُوْرِ ، وَاِنَّما یَسْتَظِلُّ الْمُوْمِنُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِی ظِلِّ صَدَقَتِہٖ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت مُرثد بن ابی عبداللہ الیزانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک صدقہ، صدقہ دینے والوں سے قبر کی تپش مٹا دیتا ہے اور مومن قیامت کے دن اپنے صدقہ کی چھاؤں میں ہوگا۔

یہ جہاں جہاں رنگ و بو ناپید ار جہاں ہے یہ جہاں قیام گاہ نہیں بلکہ گزرگاہ ہے اس جہاں میں بڑے بڑے زور آور اور اقتدار کے نشہ سے مست آئے اور اپنے پاؤں جمانے کی کوشش کرتے رہے لیکن تاریخ شاھد ہے کہ آج تک اس جہاں میں کسی کے پاؤں نہ جم سکے

صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۸۷۳) جلد ا صفحہ ۵۲۴
قال الالبانی: حسن

بلکہ وقت مقررہ پر ہر ایک کو اس جہاں سے رخت سفر باندھنا پڑا۔

اس جہاں سے جانے کے بعد عالم برزخ میں جانا پڑتا ہے اور عموماً انسان قبر میں اتار دیا جاتا ہے اس قبر میں اھل ایمان جو اعمال صالحہ کی دولت سے لبریز ہیں آرام سے رہتے ہیں اور انکی قبر جنت کا باغ بن جاتی ہے لیکن کافر و منافق کیلئے یہ قبر جہنم کا گڑھا بن جاتی ہے۔

وہ آدمی جو مومن تو ہے لیکن اس کے اعمال اچھے نہیں اس کیلئے اس قبر میں عذاب ہوسکتا ہے تو جو خوش نصیب فی سبیل اللہ خرچ کرتا ہے نام و نمود سے کوسوں دور صرف اور صرف اللہ کی رضا کیلئے مال خرچ کرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان کے مطابق یہ صدقہ اس کی قبر کے عذاب کو مٹا دیتا ہے اس کی تپش و حرارت کو ختم کر دیتا ہے تو سادہ لفظوں میں مفہوم واضح ہوا کہ فی سبیل اللہ سخاوت کرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور قبر اس کیلئے جنت کا باغ قرار پائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قبور کو اپنے اسماء حسنٰی کا صدقہ باغات جنت بنائے۔ آمین یارب العالمین

بِبَرْكَةِ مَنِ اتَّخَذْتَهُ حَبِيباً فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَطْيَبُهَا وَمِنَ التَّسْلِيمَاتِ اَزْكٰهَا.

آگ سے بچنے والا

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ -رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ- أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ- صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ -قَالَ : اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۴۱۷)	جلد۱	صفحہ۴۲۲
صحیح البخاری (مطولاً)	رقم الحدیث (۶۰۲۳)	جلد۴	صفحہ۱۹۰۴
صحیح البخاری (مطولاً)	رقم الحدیث (۶۵۴۰)	جلد۴	صفحہ۲۰۴۸
صحیح البخاری (مطولاً)	رقم الحدیث (۶۵۶۳)	جلد۴	صفحہ۲۰۴۸
صحیح البخاری (مطولاً)	رقم الحدیث (۳۵۹۵)	جلد۳	صفحہ۱۱۱۰
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۱۶)	جلد۷	صفحہ۹۰
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۱۸۷)	جلد۱۴	صفحہ۱۲۲
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ حسن			
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۱۸۸)	جلد۱۴	صفحہ۱۹۲
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح			
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۱۹۰)	جلد۱۴	صفحہ۱۲۳
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح			
التاریخ الکبیر للبخاری	رقم الحدیث (۹۴)	جلد۱	صفحہ۲۹۸
تخریج الاحادیث فی التاریخ الکبیر/رقم الحدیث (۱۲۵)		جلد۱	صفحہ۳۹۴
قال دکتور محمد بن عبدالکریم: اسنادہ صحیح			

ترجمة الحديث:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: (اے میرے امتیو!) تم آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہے۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۱۶۹)	جلد۱۴	صفحہ۱۱۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۹۲۷۲)	جلد۱۴	صفحہ۴۵۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۹۲۸۲)	جلد۱۴	صفحہ۴۶۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۱۷۰)	جلد۱۴	صفحہ۱۱۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۴۹۳۸)	جلد۱۷	صفحہ۴۹۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۷۳)	جلد۲	صفحہ۲۲۰
قال الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۶۶)	جلد۲	صفحہ۴۴۰
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۸۰۴)	جلد۷	صفحہ۴۳
قال الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۷۳۶۵)	جلد۱۶	صفحہ۳۶۶
قال شعیب الارنؤوط:	حدیث صحیح		

جہنم اللہ کے غضب و ناراضگی کی جگہ ہے اس کی آگ اور اس کے شعلوں سے نجات پا جانے والا حقیقی کامیاب ہوا کرتا ہے۔ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمیں نیکی کی اہمیت سے آگاہ فرماتے ہیں اور ساتھ ہی آگ سے بچاؤ کیلئے فکر و تدبیر اختیار کرنے کا حکم صادر فرماتے ہیں۔

غضب کی آگ کو رضا و خوشنودی کے پانی سے ٹھنڈا کیا جا سکتا ہے جس سے اللہ راضی ہو جائے وہ آتش جہنم سے بچ جائے گا تو اس حدیث پاک میں شِقّ تمر کھجور کے ٹکڑے کے ذریعے آگ سے بچنے کا کہا گیا ہے تو بات واضح ہوئی کہ اگر اخلاص سے فی سبیل اللہ کھجور کا ٹکڑا خرچ کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس صدقہ کی کثرت کو نہیں دیکھتا بلکہ صدقہ دینے والے کے دل کو دیکھتا ہے اس کی نیت کو دیکھتا ہے تو جس مسلم کا دل اخلاص کی دولت سے لبریز کھجور کا ایک ٹکڑا ہی راہ حق میں خرچ کر دے خداوند دو عالم اس سے راضی ہو گا اور اس کا اجر یہ دے گا کہ اسے آتش دوزخ سے نجات عطا فرمائے گا۔

ہر انسان کے پاس دولت کی فراوانی نہیں ہوتی۔ ہر مسلم ثروت کے وسیع ذخائر نہیں رکھتا بلکہ بعض ایسے کلمہ گو بھی ہوتے ہیں جن کے پاس نان جویں بھی نہیں ہوتی ایسے افراد کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے کہ دولت و ثروت والا سخاوت کر کے آتش دوزخ سے بچ گیا تو اس کیلئے اس حدیث پاک میں نوید ہے کہ اگر تمہارے پاس پوری کھجور نہ سہی کھجور کا ایک ٹکڑا ہی سہی وہی اللہ کی راہ میں خرچ کر دو۔ اللہ تعالیٰ اس خرچ کرنے کے عوض اپنے کرم سے تمہیں آتشِ جہنم سے بچا لے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَؤُوْفٌ رَحِيْمٌ.

ظلِّ الٰہی میں

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

سَبْعَةٌ" يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ" نَشَأَفِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ" قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ" بِالْمَسَاجِدِ وَرَجُلَان تَحَابَّافِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلٰی ذٰلِکَ وَ تَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ" دَعَتْهُ اِمْرَاةٌ" ذَاتَ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ" تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمُ شِمَالُهٗ مَاتُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ وَرَجُلٌ" ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِياً فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (٦٦٠)	جلد ١	صفحہ ٢٠٩
صحیح مسلم	رقم الحدیث (١٠٣١)	جلد ٢	صفحہ ٤١٠
سنن الترمذی	رقم الحدیث (٢٣٩١)	جلد ٤	صفحہ ٥٩٨
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
شرح السنۃ	رقم الحدیث (٤٧٠)	جلد ٢	صفحہ ٣٥٤
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علیٰ صحتہ		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا
میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا حضور ارشاد فرما رہے تھے
سات خوش نصیب ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دیگا جس دن اس کے ظلّ کے علاوہ کوئی ظلّ نہ ہوگا۔

۱۔ عدل وانصاف کرنے والا حکمران۔
۲۔ جوان جس کی نشوونما عبادت الٰہی میں ہوئی۔
۳۔ وہ مرد جس کا دل مساجد سے معلق ہے۔
۴۔ وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ کیلئے ایک دوسرے سے محبت کی اس پر انکا اجتماع ہوا اور اسی پر وہ جدا ہوئے۔

صحیح ابن خزیمة	رقم الحدیث (۳۵۸)	جلد۱	صفحہ۱۸۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۶۲۸)	جلد۹	صفحہ۲۷۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۴۸۹)	جلد۱	صفحہ۲۸۲
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۷۰۱)	جلد۱	صفحہ۲۲۰
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۴۲۳)	جلد۱	صفحہ۴۲۴
التمهید لابن عبدالبر		جلد۲	صفحہ۲۸۰
تاریخ بغداد	رقم الحدیث (۶۶۸۷)	جلد۱۲	صفحہ۲۳۹

۵۔ وہ آدمی جسے منصب و جمال والی عورت نے اپنی طرف بلایا تو اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

۶۔ وہ آدمی جس نے (اللہ کی راہ میں) صدقہ یوں چھپا کر دیا کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جان سکا کہ اسکے دائیں ہاتھ نے راہِ الٰہی میں کیا دیا ہے۔

۷۔ وہ آدمی جس نے خلوت میں اللہ کا ذکر کیا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

ظلِ الٰہی:

قیامت کے دن سورج آگ برسا رہا ہوگا گرمی اور تپش انتہا پر ہوگی پسینے بہہ رہے ہونگے لیکن کچھ خوش قسمت ایسے بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا۔ یہ ٹھنڈا سایہ راحت و آرام سے لبریز ہوگا جو اس سایہ میں آجائے گا سب غم بھول جائے گا میدان حشر میں لوگ مارے مارے پھر رہے ہونگے لیکن ظل الٰہی میں بیٹھنے والے شاداں و فرحاں ہونگے۔

ظل الٰہی سے مراد کیا ہے؟

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ عرش الٰہی کا سایہ ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس سایہ کی نسبت اپنی طرف کردی ہے اس ٹھنڈے سایہ کو ظل الٰہی کہا گیا ہے۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کو ایک سایہ پیدا فرمائے گا اور اسے شرف

وکرامت بخشنے کیلئے اس کی نسبت اپنی طرف فرمادی ہے۔

کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ اس کی مراد کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیں ویسے بھی اُس جہاں میں وہ وہ انعامات ہیں جو آج انسانی عقل وخرد میں نہیں آسکتے۔ حدیث پاک کے یہ الفاظ شاھد ہیں:

مَالاَ عَيۡنٌ" رَأَتۡ وَلاَ اُذُنٌ" سَمِعَتۡ وَلاَ خَطَرَ عَلٰى قَلۡبِ بَشَرٍ.

جنت میں وہ انعامات ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے نہ کسی کان نے سنے اور نہ کسی بشر کے دل میں ان کا گزر ہوا۔

جب جنتی انعامات بشر کی فہم وسوچ سے وراء ہیں تو جسے اللہ تعالیٰ نے ظل اللہ کہا ہے وہ کیسے ذھن میں آسکتا ہے۔ اس لئے یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں

ظِلُّ اللّٰهِ حَقٌّ" وَكَيۡفِيَّتُهٗ مَجۡهُوۡلَةٌ" وَالسَّوَالُ عَنۡها بِدۡعَةٌ"

ظل اللہ حق ہے اس کی کیفیت مجہول ہے اس کی حقیقت کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔

یہی وہ سایہ ہے جس میں بیٹھ کر درج ذیل اہل ایمان مزے لوٹ رہے ہونگے۔

رَجُلٌ" تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخۡفَاهَا:

آدمی اللہ کی راہ میں مال صدقہ کرے لیکن چھپا کر کرے کسی کو خبر نہ ہوا ایسا آدمی یقیناً ریا کاری جیسی قبیح بیماری سے پاک ہے اس کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل ایمان ہے وہ کسی سے داد کا طلبگار نہیں اور نہ دنیا میں سخی کے لقب سے مشہور ہونا چاہتا ہے۔ اس کا مطمع نظر صرف اور صرف اللہ ذوالجلال والاکرام کی رضا ہے۔ ایسا آدمی جب صدقہ کرتا ہے اور اتنا چھپا کر کرتا ہے کہ اس کے ایک ہاتھ کو خبر تک نہیں ہوتی کہ کیا صدقہ کیا ہے یہ سعید روح قیامت کے دن ظل الٰہی کے

مزے لے رہی ہوگی۔

اتنا چھپا کر کرنا کہ بائیں ہاتھ کو علم ہی نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا صدقہ کیا ہے؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

اس کی ایک صورت بہت واضح ہے کہ انسان اپنی رقم سے کچھ رقم نکالتا ہے اور اسے دیکھے اور گنے بغیر صدقہ کر دیتا ہے تو اس نے کتنے پیسے صدقہ کیے اسکی اسے بھی خبر نہیں جب اسے خود خبر نہیں تو پھر اس کے بائیں ہاتھ کو کیسے خبر ہوگی۔ ایسا کرنے والا یقیناً پروردگار عالم کے خصوصی انعامات کا مستحق ہوگا۔

جنت میں داخلہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهما قَالَ :
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَرْبَعُوْنَ خَصلَةً اَعْلاَهَا مَنِیْحَةُ الْعَنْزِ مَامِنْ عَامِلٍ یَعْمَلُ بِخَصلَةٍ مِنْهَا رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِیْقَ مَوْعُوْدِهَا اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهَا الْجَنَّةَ.

سنن ابن داود	رقم الحدیث (۱۶۸۳)	جلد ۱	صفحہ ۵۲۷
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۶۳۱)	جلد ۲	صفحہ ۹۲۷
الترغیب الترھیب	رقم الحدیث (۳۹۹۹)	جلد ۳	صفحہ ۴۱۹
قال المحققون الثلاثۃ:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۲۷۱۳)		جلد ۳	صفحہ ۲۹
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۷۳۱)	جلد ۶	صفحہ ۳۲۷
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۴۸۸)	جلد ۶	صفحہ ۴۳
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

چالیس (خیر کی) خصلتیں ہیں ان میں سب سے اعلیٰ دودھ کیلئے بکری کا عطیہ دینا ہے۔ جو آدمی بھی ان خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت پر ثواب کی امید سے اور اس پر کئے گئے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس خصلت کی وجہ سے اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے کرم کی برسات ہر وقت رہتی ہے رحمت الٰہی کا ایک چھینٹا بھی جسے نصیب ہو جائے وہ دونوں جہانوں میں سرخرو ہوا کرتا ہے۔ اس کے کرم اور اسکی عطا کے ہزار رنگ ہیں وہ جسے چاہے جس رنگ میں چاہے نواز دیتا ہے۔

اللہ کی رحمت انسان پر بہت مہربان ہے وہ بہانے تلاش کرتی ہے تا کہ اسے غضب الٰہی سے نجات مل جائے اور دائمی انعامات کا سزاوار ٹھہرے۔ اس حدیث پاک میں غور کیجئے کریم اللہ کی کرم نوازی کا جوبن نرالا ہے۔ چالیس خصال خیر میں سے جسے بھی کوئی خصلت نصیب ہو اس کے لئے در جنت کشادہ ہے ابدی و سرمدی انعامات اس کا استقبال کرنے کیلئے بے تاب ہیں۔

کسی کو بکری اس لیئے دینا کہ وہ اس کا دودھ استعمال کرے ان خصال میں اعلیٰ خصلت ہے اب باقی خصال کا اندازہ خود لگا لیجئے۔

کسی غریب و مسکین کو دودھ کی اشد ضرورت ہو اس کے چھوٹے بچے دودھ کے حصول کیلئے بے تاب ہیں اب اگر کوئی مرد مومن انہیں ایک بکری دیتا ہے کہ اس کا دودھ استعمال کرلو جب وہ بچے اس کا دودھ استعمال کرتے ہونگے تو ان کی زبان سے کس درجہ دعائیں نکلتی ہوں گی یہی دعائیں تقدیر بدلنے کیلئے کافی ہوا کرتی ہیں۔

بظاہر یہ معمولی نیکی نظر آتی ہے لیکن لوجہ اللہ جو بھی نیکی کی جائے وہ معمولی نہیں ہوتی ۔رضائے الٰہی کے جذبہ سے جو بھی اچھا کام کیا جائے اس کا اجر وثواب انسانی فہم وسوچ سے وراء ہوا کرتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ : قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ :

مَامِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ یُنْفِقُ مِنْ کُلِّ مَالٍ لَہٗ زَوْجَیْنِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا اسْتَقْبَلَتْہُ حَجَبَۃُ الْجَنَّۃِ کُلُّھُمْ یَدْعُوْہُ اِلٰی مَاعِنْدَہٗ قُلْتُ : وَکَیْفَ ذَالِکَ ؟ قَالَ : اِنْ کَانَتْ جَمَلاً فَبَعِیْرَیْنِ ، وَاِنْ کَانَتْ بَقَراً فَبَقَرَیْنِ.

المستدرک للحاکم — رقم الحدیث (۲۴۸۵) — جلد ۲ — صفحہ ۴۰۷
قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح
صحیح ابن حبان — رقم الحدیث (۴۶۴۳) — جلد ۱۰ — صفحہ ۵۰۱
قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح
السنن الکبریٰ للبیہقی — رقم الحدیث (۱۸۵۶۴) — جلد ۹ — صفحہ ۲۸۸
مسند الامام احمد — رقم الحدیث (۲۱۲۳۸) — جلد ۱۵ — صفحہ ۴۹۷
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کوئی بھی عبدِ مسلم اپنے ہر مال سے دو چیزیں فی سبیل اللہ خرچ کرے تو جنت کے منتظم فرشتوں میں سے ہر ایک اسے ان انعامات کی طرف بلائے گا جو اس کے پاس ہیں۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ دو چیزیں کیسے خرچ ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر اس کے پاس اونٹ ہیں تو راہ حق میں دو اونٹ خرچ کرے اور اگر اس کے پاس گائیں ہیں تو فی سبیل اللہ دو گائیں دے۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۳۰۷)	جلد ۱۵	صفحہ ۵۱۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۳۴۵)	جلد ۱۵	صفحہ ۵۳۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۲۴۳۹)	جلد ۳	صفحہ ۹۵
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح اسناد		

وسیع و عریض جنت

وَسَارِعُوْا اِلَی مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ. اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ.[1]

ترجمہ:

اور تیزی سے چلو اپنے رب کی طرف سے مغفرت اور جنت کی طرف جس جنت کی چوڑائی سماوات وارض جتنی ہے اسے متقین کیلئے بنایا گیا ہے جو خوشحالی اور تنگدستی میں بھی (فی سبیل اللہ) مال خرچ کرتے ہیں اور وہ غصہ کو پی جانے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

وَسَارِعُوْا اِلَی مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ :

سَارَعَ - جلدی کرنا (المنجد)

اللہ تعالیٰ کس محبت بھرے انداز سے اھل ایمان سے مخاطب ہے اور انہیں فرماتا ہے سارعوا جلدی کرو اللہ تعالیٰ کا در مغفرت کشادہ ہے اسکی وسیع و عریض جنت اھل ایمان کیلئے بے تاب ہے۔ اے اھل ایمان اس کے حصول کیلئے جلدی کرو سستی اختیار نہ کرو یہ عظیم الشان

---

(۱) آل عمران ۳/۱۳۳،۱۳۴

دولت ہے اس کے حصول میں کاہلی اور بددلی نہیں چاہیئے بلکہ پوری توجہ دلجمعی اور سرعتِ رفتار سے کوشش کرو۔

مَنْ جَدَّ وَجَدَ

جو کوشش کیا کرتا ہے وہ پالیا کرتا ہے۔

اس کے حصول کیلئے نرم وگداز بستر کو خیر باد کہنا پڑتا ہے۔ دعاہائے سحری سے اپنے من کو منور کرنا پڑتا ہے اللہ کے دین کا درد سینے میں سمیٹنا پڑتا ہے۔ یہ دین، دین حق صدائیں لگا رہا ہے اور ہم غفلت کی چادر تانے سو رہے ہیں اٹھیئے کمر ہمت باندھیے اور خدمتِ دین کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیجئے یہ احکم الاحاکمین اور رب العالمین کا دین ہے اس دین کیلئے اپنی ذات کو وقف کرنے والا دائمی وابدی انعامات کا سزاوار ٹھہرتا ہے اور یہ دین حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ہاتھوں پروان چڑھا ہے اس کی آبیاری محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اپنے خون جگر سے کی ہے اس دین کی خدمت کیلئے اپنے آپ کو وقف کرنے والا یقین رکھے کہ وہ فیضان گنبد خضراء سے مالا مال ہوگا۔ حضور نبی رحمت اس پر رحمت بھری نظر فرمائیں تو اس کے جملہ امور سرانجام پا جائیں گے۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ :

یہ نوید مغفرت ان احباب کیلئے جو خوشحالی میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور اگر تنگدستی آجائے تو اس حالت میں خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرتے اور یہ جنت ان افراد کے لیئے بنائی گئی ہے جو ہر حالت میں فی سبیل اللہ اپنی دولت صرف کرتے ہیں۔

انسان دولت صرف روپیہ پیسہ کو سمجھتا ہے۔ دولت وثروت صرف سونا وچاندی نہیں بلکہ

اللہ تعالیٰ کے جمیع عطیات بھی ثروت میں شمار ہوتے ہیں بلکہ ایک مومن وموحد کا ہر ہر لمحہ قیمتی ہے۔ اس کا ہر آنے والا سانس اور جانے والا سانس بڑی قیمتی دولت ہے۔ مومن اپنا ظاہری مال ودولت کے ساتھ اپنی جملہ توانائیاں دین حق کی خاطر صرف کرتا ہے اس کے روز وشب اسکی زندگی کی صبحیں اور اسکی زندگی کی راتیں اسکی جوانی اسکا بڑھاپا سب کچھ للہ وقف ہے وہ ہر لمحہ پروردگار عالم کے دین کیلئے کوشاں رہتا ہے۔

حجۃ اللہ علی الارض محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی دین حق کیلئے وقف تھی جب آپ کا دور خوشحالی تھا جب آپ اپنی خانقاہ میں تھے اس وقت بھی وہ اللہ کی عطا کی ہوئی عرفان کی دولت تقسیم کررہے تھے جو بھی آتا محروم نہ جاتا پھر جب آپ پر ابتلاء کا دور شروع ہوا اور آپ کو گوالیار کے قلعہ میں قید کردیا گیا تو وہاں بھی اس مرد حق آگاہ کی سخاوت کا دور ماند نہیں پڑا بلکہ ''فی الضراء'' میں عرفان کی دولت یوں لٹائی کہ اس جیل خانہ میں جتنے ہندو سکھ مقید تھے سب ایمان کی دولت سے لبریز ہوگئے انہوں نے شرک وکفر کو خیر باد کہا اور آپ کی نگاہ کیا اثر سے اسلام کے گرویدہ ہوگئے اور زبان قلب وقالب سے کہتے تھے۔

لاالہ الااللّٰہ محمد رسول اللّٰہ .(صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم)

جس ذات اقدس کے نگاہِ پاک کے فیضان سے کافر اسلام قبول کرلیں اگر اس ذات کیلئے جنت اور انعاماتِ جنت مشتاق ہوں تو یہ عین وعدہ الٰہی کی تکمیل ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہوا کرتے ہیں۔

تواضع وانکساری

حکم الٰہی-تواضع اختیار کرو

عَن عِیاضِ بنِ حِمارٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ اَوحیٰ إِلَيَّ اَن تَواضَعُوا حَتّٰی لایَفخَرَاَحَد'' عَلٰی اَحَدٍ وَلایَبغِی اَحَد'' عَلٰی اَحَدٍ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۸۶۵)	جلد۵	صفحہ۳۹۰
سنن ابوداؤد	رقم الحدیث (۴۸۹۵)	جلد۲	صفحہ۶۹۰
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۲۱۴)	جلد۴	صفحہ۵۱۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
الترغیب والترهیب	رقم الحدیث (۴۲۶۵)	جلد۳	صفحہ۳۷۳
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۸۹۵)	جلد۳	صفحہ۲۰۰
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۴۱۵)	جلد۳	صفحہ۳۷۳
قال الالبانی:	صحیح		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۰۰۰)	جلد۱۷	صفحہ۳۶۴
تاریخ بغداد		جلد۴	صفحہ۱۶۸
حلیۃ الاولیاء لابی نعیم	رقم الحدیث (۱۰۹)	جلد۱	صفحہ۲۲۳
السنن الکبریٰ للبیهقی		جلد۱۰	صفحہ۲۳۴

ترجمة الحديث:

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی
یہ کہ (اے اہل ایمان) تم ایک دوسرے سے انکساری سے پیش آو یہاں تک کہ کوئی کسی دوسرے پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی دوسرے پر تجاوز کرے۔

-☆-

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ عاجزی اختیار کی جائے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کے عیب سے پاک کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم مبارک کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِنَّ اللّٰہَ اَوحٰی اِلَیَّ (اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی نازل فرمائی) کے الفاظ سے بیان فرما کر اس کی اہمیت کو مزید اجاگر کر دیا تا کہ اللہ کا بندہ ہمیشہ عاجزی کو اپنائے رکھے اور تکبر جیسے قبیح وصف سے مامون ومحفوظ رہے۔

مشکاۃ المصابیح	جلد۳	صفحہ۱۳۷۳
قال الالبانی: صحیح		
فتح الباری	جلد۱۱	صفحہ۳۴۷
فتح الباری	جلد۱۰	صفحہ۴۹۱

اَلتَّوَاضُعُ : عَدَمُ الْاِسْتِكْبَارِ وَالْخُضُوْعُ لِلْحَقِّ وَتَرْكُ الْاِعْتِرَاضِ عَلَى الْحُكْمِ.

تکبر نہ کرنا، حق کی خاطر انکساری کرنا اور حکم پر اعتراض نہ کرنا تواضع کہلاتا ہے۔

ایک مرد مومن کو یہی زیب دیتا ہے کہ وہ اپنے دامن کو تکبر کی الائشوں سے بچائے، حق کی خاطر عجز وانکساری کرے اور اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم ارشاد فرمائیں اس پر اعتراض نہ کرتے ہوئے بلا چوں وچرا تسلیم کرے اور اس پر عمل کرے۔

اَلْخُضُوْعُ لِلْحَقِّ - عاجزی حق کی خاطر ہوتی ہے یہی عاجزی محمود و مستحسن ہے۔

اَلْفَخْرُ : اَلتَّبَاهِيْ وَالتَّعَاظُمُ بِالْمَكَارِمِ وَالْمَنَاقِبِ مِنْ حَسَبٍ وَنَسَبٍ.

مباہات کرنا اور اپنے نفس کو عظیم جاننا اپنے مکارم ومناقب کے ساتھ وہ مناقب حسب کے ہوں یا نسب کے فخر کہلاتا ہے۔

بندہ مومن کردار کی اس بلندی پر ہوتا ہے کہ خود نمائی کے داغ اس کی قبائے عزت وکرامت کو داغدار نہیں کر سکتے وہ اپنے حسب ونسب پر اتراتا نہیں بلکہ ہمیشہ فروتنی کو شیوہ بناتا ہے۔اسے معلوم ہے انسان خاک سے پیدا کیا گیا ہے اور خاک کیا خاک فخر کرے گی ہاں عزت وکرامت اسی کو ہے جس کا دل خشیت الٰہی سے ہر وقت کانپتا ہے اور تقویٰ جیسی حسین صفت اس کے دامن کو اُجلا کیے ہوئے ہے۔

اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے عاجزی یہ علماء امت کیلئے بزرگانِ دین کیلئے اور عام مسلمانوں کیلئے جن کا دل نور ایمان سے منور ہو عزت ہے۔لیکن اہل ظلم وعدوان سے عاجزی یہ ایسی ذلت ہے جس میں عزت نام کی کوئی چیز نہیں۔

تواضع سے رفعت وبلندی

وَعَن اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ أنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلیهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَانَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مالٍ، وَمازادَ اللّٰهُ عَبداً بِعَفْوٍ إلَّا عِزاً، وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ إلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ.

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۲۶۶)	جلد۳	صفحہ۵۳۱
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۸۸)	جلد۵	صفحہ۱۶۲
السنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۲۹)	جلد۴	صفحہ۳۷۶
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۲۹)	جلد۲	صفحہ۳۹۰
قال الالبانی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۲۳۲۸)		جلد۵	صفحہ۴۳۲
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۲۲۰۰)	جلد۷	صفحہ۲۵۹
قال الالبانی:	الحدیث صحیح		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۱۶۷۶)	جلد۱	صفحہ۴۸۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۲۰۵)	جلد۷	صفحہ۵۱
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
مال اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔ معاف کرنے کے سبب اللہ تعالیٰ بندے کو اور عزت عطا فرماتا ہے۔
جو اللہ کیلئے تواضع کرے اللہ تعالیٰ اسے رفعت و بلندی عطا فرماتا ہے۔

-☆-

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۹۸۶)	جلد ۹	صفحہ ۷۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
سنن الکبریٰ للبیھقی		جلد ۴	صفحہ ۱۸۶
سنن الکبریٰ للبیھقی		جلد ۱۰	صفحہ ۲۳۵
فتح السنان (المسند الجامع) / رقم الحدیث (۱۷۹۹)		جلد ۷	صفحہ ۲۳۰
شرح السنۃ البغوی	رقم الحدیث (۱۶۳۳)	جلد ۶	صفحہ ۱۳۲
قال المحقق:	ھذا الحدیث صحیح		
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۲۴۳۸)	جلد ۴	صفحہ ۹۷
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۲۴۸)	جلد ۸	صفحہ ۴۰
قال شعیب الارنورط:	اسنادہ صحیح		

مَانَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ.

صدقہ مال کو کم نہیں کرتا بلکہ صدقہ سے مال میں ایسی برکت آتی ہے جس سے تمام اہل خانہ مستفید ہوتے ہیں۔ یہ کتنی بڑی حقیقت بیان ہوئی ہے آج جب صدقہ کیا جاتا ہے تو سوچ آتی ہے کہ اس سے مال میں کمی واقع ہو گی لیکن اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح فرما دیا صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا۔

ہمارے اسلاف میں کتنے ایسے افراد ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں بے دریغ مال خرچ کیا لیکن زندگی بھر انکا مال کم نہیں ہوا بلکہ ان کے مال میں اضافہ ہی ہوتا گیا یہ انکے ایمان کی مضبوطی کی وجہ سے ہے انکا اس ارشاد گرامی پر یقین کامل ہے اور یقین کامل والا کبھی محروم نہیں رہا کرتا۔

مَازَادَ اللّٰهُ عَبْداً بِعَفْوٍ اِلاَّ عِزاً.

کسی کو معاف کر دینا بہت بڑی نیکی ہے معاف کرنے والے کو جو ایمانی مسرت ہوتی ہے اس کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس نے کبھی کسی کو اللہ کی خاطر معاف کیا ہو۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے معاف کرنے والے کو اللہ تعالیٰ عزت سے سرفراز فرماتا ہے۔ جسے عزت دینے والا اللہ ہو جسے سرفرازی عطا کرنے والا وحدہٗ لاشریک ہو اس کی عزت وکرامت کا عالم کیا ہو گا۔

وَمَاتَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلاَّ رَفَعَهُ اللّٰهُ.

اللہ کی خاطر تواضع اختیار کرنے والے کو اللہ تعالیٰ رفعتیں عطا فرماتا ہے اسے وہ بلندیاں نصیب ہوتی ہیں جنکا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔

ہمارے اسلاف تواضع کے وصف سے متصف تھے انکا دامن تکبر کے داغوں سے معرا تھا۔

سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن بارگاہِ الٰہی میں عرض کی:

یااللہ! میں تیرے وصال کا طلبگار ہوں مجھے ایسا راستہ بتا دے جو سہل بھی ہو اور مختصر بھی:

ارشاد ہوا اے بایزید: دَعْ نفسک وَتَعَالَ

اپنے نفس کو چھوڑ دے اور آجا۔

گویا عجز وانکساری کرنے والا اگر اپنے بزرگوں کے بتائے ہوئے اسباق پابندی سے ادا کرتا رہے تو وہ جلد ہی اللہ تعالیٰ کے قرب کی لذتوں سے مالا مال ہو جاتا ہے اور جب تک تکبر جیسی بیماری موجود ہے اسے وصال وقرب کا انعام نہیں مل سکتا۔

تواضع - امتِ محمدیہ کا شعار

وَعَن طارِقٍ قَالَ: خَرَجَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہ عَنهُ إِلَی الشَّامِ وَمَعَنَا اَبُو عُبَیدَۃَ فَأتَوا عَلَی مَخاضَۃٍ وَعُمَرُ عَلَی نَاقَۃٍ لَهُ فَنَزَلَ وَخَلَعَ خُفَّیهِ فَوَضَعَهُما عَلَی عاتِقِهِ وَأَخَذَ بِزِمَامِ نَاقَتِهِ فَخاضَ فَقَالَ أبُوعُبَیدَۃَ: یاأَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ أنتَ تَفعَلُ هذا! مایَسُرُّنِی أنَّ أهلَ البَلَدِ استَشرَفُوکَ: فَقَالَ: أوَّہ! لَوْیَقُلْ ذاغَیرُکَ. اَباعُبَیدَۃَ -جَعَلتُهُ نَکالاً لأُمَّۃِ مُحَمَّدٍ. إنَّا کُنَّا أذَلَّ قَوْمٍ فَأعَزَّنا اللّٰهُ بِالإسْلامِ. فَمَهْمَا نَطلُبُ العِزَّ بِغَیرِ ما أعَزَّنا اللّٰهُ بِهِ أذَلَّنا اللّٰهُ.

ترجمۃ الحدیث:

جناب طارق نے بیان کیا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے اور ہمارے ساتھ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۴۲۶۹) جلد ۳ صفحہ ۵۳۲

قال المحقق: حسن موقوف

المستدرک للحاکم رقم الحدیث (۲۱۴) جلد ۱ صفحہ ۲۳۶

قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین

التلخیص بذیل المستدرک جلد ۱ صفحہ ۶۱

قال الذھبی: علی شرطھما

عنہ بھی تھے تو وہ پانی پر آئے حضرت عمر اپنی اونٹنی پر تھے۔

حضرت عمر اونٹنی سے نیچے اترے اور آپ نے اپنے دونوں موزے اتار لیئے ان دونوں موزوں کو اپنے کندھے پر رکھ لیا اور اپنی اونٹنی کی لگام کو تھاما اور پانی میں اتر گئے۔

حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا: اے امیر المؤمنین! آپ ایسا کرتے ہیں مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ اہل بلد آپ کو اس حالت میں دیکھیں۔

حضرت عمر نے فرمایا: اے ابوعبیدہ! اگر یہ بات آپ کے علاوہ کوئی اور کہتا تو میں اسے امت محمدیہ کیلئے عبرت بنا دیتا۔

ہم ایک ذلیل قوم تھے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کے ذریعے عزت دی تو جہاں ہم اسلام کے علاوہ کسی اور چیز میں عزت ڈھونڈیں گے اللہ ہمیں ذلیل کر دے گا۔

-☆-

امیر المؤمنین خلفیۃ المسلمین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کس درجہ منکسر المزاج تھے حالانکہ ان کے نام میں اتنی ھیبت ہے کہ شاہانِ وقت صرف نام سن کر کانپ جایا کرتے تھے لیکن یہاں آپ کی عجز وانکساری ملاحظہ ہو اونٹنی سے نیچے اتر کر اپنے موزے اتار کر اپنے کندھے پر لٹکا لیتے ہیں اسی حالت میں اپنی اونٹنی کی لگام تھام کر پانی میں گھس جاتے ہیں اللہ! اللہ! یہ فروتنی ایسی فروتنی پر دنیا بھر کی بادشاہت قربان ہو تو پھر بھی حق ادا نہیں ہوتا۔

آپ کے دوست آپ کے محبّ اَحَدُ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ بِالْجَنَّةِ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بھی اس منظر کی تاب نہ لا سکے فوراً عرض کی اے امیر المؤمنین آپ ایسا کر رہے ہیں؟ اگر اہل بلد نے ایسا دیکھ لیا تو اپنے ہی ایک محبّ کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات سن کر اس پیکر

عجز وانکسار نے وہ جملہ ارشاد فرمایا جو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے اور قیامت تک آنے والے حکمرانوں، قائدین اور ملتِ اسلامیہ کے زعما کیلئے قابل تقلید ہے:

اِنا کُنّا اَذَلَّ قَوْمٍ فَأَعَزَّنَا اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ فَمَهْمَا نَطْلُبُ الْعِزَّ بِغَيْرِ مَا اَعَزَّنَا اللّٰهُ بِهٖ اَذَلَّنَا اللّٰهُ.

ہم ایک حقیر وذلیل قوم تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہمیں اسلام دیکر عزت وتکریم عطا فرمائی تو جس چیز سے اللہ نے ہمیں عزت وسرفرازی بخشی اگر ہم اسے چھوڑ کر کسی اور چیز میں عزت تلاش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل ورسوا کر دے گا۔

اہل اسلام کی عزت اسلام میں ہے انکی بزرگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں ہے انکی سرفرازی شعائر اسلام کی تعظیم وتکریم میں ہے۔ اگر اسلام کے علاوہ کہیں اور عزت تلاش کریں گے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کو چھوڑ کر کسی اور کی نقل کرنے میں عزت چاہیں گے یا شعائر اللہ کی تکریم کو خیر باد کہہ کر کسی اور نشان کی تعظیم میں اپنی عزت وسرفرازی تلاش کریں گے تو سن لیجئے یہ سامانِ عزت نہیں بلکہ یہ سامان ذلت ہے دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر کہیں اور عزت تلاش کرنے ولا ہمیشہ ذلیل ورسوا ہوا کرتا ہے اور ذلت اس کا مقدر ٹھہرتی ہے۔

متواضع - رفیع المرتبت

وَعَن عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ لاأَعْلَمُهُ إِلَّا رَفَعَهُ قَالَ :
یَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی : مَن تَوَاضَعَ لِی هٰکَذَا وَجَعَلَ یَزِیدُ بَاطِنَ کَفِّهِ
إِلَی السَّمَاءِ وَرَفَعَ نَحوَ السَّمَاءِ.

ترجمة الحديث:

حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے

مسند الامام احمد		جلد۱	صفحہ۴۴
الترغیب الترھیب	رقم الحدیث (۴۲۷۱)	جلد۳	صفحہ۵۳۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۳۰۹)	جلد۱	صفحہ۲۹۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد		جلد۸	صفحہ۸۵
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۳۰۶۷)	جلد۸	صفحہ۱۵۶
مسند ابی یعلیٰ الموصلی	رقم الحدیث (۴۸)	جلد۱	صفحہ۱۶۷
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		

جس نے میرے لیئے تواضع کی تو ایسے (بلند ہوگا) راوی حدیث نے ہتھیلی کا باطن آسمان کی طرف کیا اور اسے آسمان کی طرف بلند کر دیا۔

-☆-

اللہ کی خاطر تواضع کرنا رفع درجات کا سبب ہے۔ ایک مومن جب تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بلند کرتا ہے۔

راوی حدیث نے اپنے ہاتھ کو آسمان کی طرف بلند کر کے یہ بات واضح کر دی کہ فروتنی کرنے والے کے درجات اتنے بلند ہوتے ہیں کہ گویا آسمان کو چھو رہے ہوں۔ آسمان انسان کی دسترس سے باہر ہے اسی طرح عاجزی کرنے والے کا مقام بھی عام آدمی کی پہنچ سے بلند ہے۔

خلیفہ راشد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین ہیں ان کے پاس کس چیز کی کمی ہے لیکن ان کی عاجزی کا عالم یہ ہے جب وہ خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو جو قمیص زیب تن ہوتی اس پر کئی مقامات پر پیوند لگے ہوتے تھے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کیلئے تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں جو مقام عطا فرمایا رہتی دنیا تک اس کا نام گونجتا رہے گا۔ اپنے تو اپنے رہے بیگانے بھی خراج تحسین پیش کیئے بغیر نہ رہ سکے۔ آج دنیا میں جہاں بھی عادل حکمرانوں کا تذکرہ ہوتا ہے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام پاک سب سے نمایاں ہوتا ہے۔

اس اللہ کے بندے نے اپنی ظاہری زندگی میں اللہ کی خاطر اتنی انکساری کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے صلہ میں اس کا نام بلند کر دیا بلکہ انکی عظمت کے سامنے آسمان کی عظمتیں بھی ہیچ کر دیں بلکہ ایسی عظمت دی کہ ابلیس لعین بھی اس راستہ اور گلی کو چھوڑ جاتا یہاں عمر گزر جاتے

آج بھی جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام مبارک لیا جائے یا آپ کی تعلیمات پر عمل ہو تو وہاں ابلیس کا کیا کام وہاں اللہ کی رحمتیں برکتیں اور عنایتیں لگاتار برستی ہیں اور وہ جگہ باعث سکینت واطمینان ہوا کرتی ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُما عَن رَسُولِ اللّٰهِ صَلَى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ :

مامِنْ آدَمِيَّ إلَّا فِي رَأْسِهِ حَكَمَة'' بِيَدِ مَلَكٍ فَإذا تَواضَعَ قِيلَ لِلْمَلَكِ : اِرْفَعْ حَكَمَتَهُ وَإذا تَكَبَّرَ قِيلَ لِلْمَلَكِ : ضَعْ حَكَمَتَهُ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۲۷۲)	جلد۳	صفحہ۵۳۳
مجمع الزوائد		جلد۸	صفحہ۸۵
قال الھیثمی:	رواہ الطبرانی اسنادہ حسن		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۳۰۶۹)	جلد۸	صفحہ۱۵۷
قال المحقق:	رواہ الطبرانی واسنادہ حسن		
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۱۲۹۳۹)	جلد۱۲	صفحہ۲۱۸
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۵۳۸)		جلد۲	صفحہ۶۴
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۸	صفحہ۳۵۱
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۸	صفحہ۳۵۴

ہر آدمی کے سر میں ایک حکمہ ہے جو فرشتے کے ہاتھ میں تھما دیا گیا ہے جب آدمی تواضع وانکساری کرتا ہے تو فرشتے سے کہا جاتا ہے

اس کی لگام کو اونچا کر دو

جب آدمی تکبر کرتا ہے تو فرشتے سے کہا جاتا ہے اس کی لگام کو نیچے کر دو۔

-☆-

حکمہ لگام کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو گھوڑے کے منہ میں ہوتا ہے۔تو گویا ہر انسان کے سر میں ایک غیر مرئی لگام ہے جو اللہ کے فرشتے کے ہاتھ میں ہے اگر فرشتہ اس لگام کو اونچا کر دے تو انسان کو عزت وشرافت ملتی ہے اور لوگ اسے تکریم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اگر فرشتہ اس لگام کو نیچا کر دے تو اس کے مقدر میں عزت کی بجائے ذلت ہوگی وہ اپنے زعم میں ہزار معزز بنتا رہے لیکن لوگ اس کی تکریم نہیں کریں گے وہ اپنے زور سے کسی کے سر کو تو جھکا سکتا ہے لیکن اس کیلئے دل کبھی نہیں جھکا کرتے۔

فرشتہ یہ لگام کب اونچی کرتا ہے اور کب پست کرتا ہے تو اس سلسلہ میں یہ حدیث پاک مکمل راہنمائی کرتی ہے جو تواضع وانکساری کرتا ہے فرشتہ اس کی لگام کو اونچا کرتا ہے اور جو تکبر کرتا ہے فرشتہ اس کی لگام کو پست کر دیتا ہے۔

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاڈلے امتی! عجز وانکساری کو شیوہ بنا لے اللہ تعالیٰ کو تیرا عاجزی کرنا پسند ہے اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی تیری فروتنی پیاری لگتی ہے جو چیز اللہ اور اسکے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیاری لگے اسے اپنانا شیوہ ایمانی ہے۔
یہ اترانا یہ تکبر کرنا غرور سے پیش آنا نہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور نہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو پسند ہے اور جو چیز اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند نہ ہو ایک مومن کو کیسے پسند ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالی ہم سب کو اپنے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

متواضع - جنت کا سزاوار

وعَن ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنهُ قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ : مَن ماتَ وَھُوَ بَرِيء'' مِنَ الْکِبرِ وَالْغُلُولِ وَالدَّیْنِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ.

الترغیب الترھیب	رقم الحدیث (۴۲۶۸)	جلد۳	صفحہ۵۳۱
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۹۸)	جلد۱	صفحہ۴۲۷
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۵۷۲)	جلد۴	صفحہ۱۳۸
المستدرک للحاکم		جلد۲	صفحہ۲۶
التلخیص للذھبی		جلد۲	صفحہ۲۶
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۱۱۴)	جلد۲	صفحہ۱۴۰
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۴۱۲)	جلد۳	صفحہ۱۵۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۹۷۱)	جلد۲	صفحہ۲۷۹
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۲۵۹۲)	جلد۲	صفحہ۳۴۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۲۶۹)	جلد۱۶	صفحہ۲۸۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس بندۂ مومن کو موت آئی اس حال میں کہ وہ غرور تکبر، خیانت اور قرض سے بری ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

-☆-

مومن جب چند صفات حمیدہ سے متصف ہو تو جب اس کی موت کا وقت آئے تو انہیں صفات کے ہوتے ہوئے موت سے ہمکنار ہو تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے جنتی ہے۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۲۹۰)	جلد ۱۶	صفحہ ۲۹۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۳۲۶)	جلد ۱۶	صفحہ ۳۰۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۳۲۷)	جلد ۱۶	صفحہ ۳۰۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
فتح المنان (المسند الجامع) / رقم الحدیث (۲۷۵۵)		جلد ۹	صفحہ ۳۳۵
السنن الکبریٰ للنسائی	رقم الحدیث (۸۷۶۴)	جلد ۵	صفحہ ۲۳۲
السنن الکبریٰ للبیهقی	رقم الحدیث (۱۰۹۶۴)	جلد ۵	صفحہ ۵۸۱
السنن الکبریٰ للبیهقی	رقم الحدیث (۱۸۲۰۸)	جلد ۹	صفحہ ۱۷۳
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۲۲۶۴)	جلد ۲	صفحہ ۳۲۴

۱۔ کبر سے خالی ہو۔

غرور وتکبر انسان کو فرعون بنا دیتا ہے لیکن جب اس میں غرور نہ ہوگا تو وہ سراپا عجز وانکسار ہوگا وہ کسی مخلوق کو حقیر نہ سمجھے گا تو خالق کا نافرمان کیسے ہوگا۔

متواضع آدمی خیر کے کاموں میں دلچسپی لے گا

غریبوں کی مدد واعانت کرے گا

بیواؤوں کی خبر گیری کرے گا

یتیموں کے سروں پر دست شفقت رکھے گا

ماں باپ کا خدمت گذار ہوگا

اہل علم وفضل کا احترام کرے گا

غرضیکہ ایک تواضع اختیار کرنے سے وہ بے شمار خوبیوں کا مالک ہوگا اور ایسی عادات سے آراستہ ہوگا جو عادات اللہ اور اس کے رسول کو پیاری ہیں۔

۲۔ خیانت سے دور ہو۔

جو خائن نہیں وہ امین ہے اور امانت مومن کا وصفِ جمیل ہے وہ اپنی زندگی کو ایک امانت سمجھتا ہے اس کو بے فائدہ کاموں میں ضائع کر کے خیانت کا مرتکب نہیں ہوتا وہ اولاد کو امانت تصور کرتا ہے انکی دیکھ بھال اور انکی تربیت کر کے اپنا فرض ادا کرتا ہے بلکہ وہ اپنے ہر سانس کو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہوئی ہر نعمت کو ایک امانت خیال کرتا ہے پھر انہیں ضائع نہیں کرتا کیونکہ مومن کبھی خائن نہیں ہوا کرتا۔

۳۔ قرض سے خالی ہو۔

مومن کی کوشش ہوتی ہے کہ اس کے ذمہ جو قرض ہے وہ جلد از جلد ادا کر دیا جائے اور وہ اپنی موت سے پہلے اس قرض سے بھی بری ہوا کرتا ہے یہ دنیا کا قرض ہی نہیں بلکہ وہ اللہ کے ہر حکم کو پوری دلجمعی سے بجالاتا اس پر کوئی صلاۃ قرض نہیں ہوا کرتی کوئی روزہ قرض نہیں ہوا کرتا بلکہ وہ جملہ عبادات پورے اہتمام سے ادا کرتا ہے ادا کرنے کے بعد اپنے عجز کا اعتراف کرتا ہے یہی اعترافِ عجز مومن کے ایمان کا سرمایہ ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک رات کعبۃ اللہ میں بسر کرتے ہیں اس شان سے کہ ایک رکعت میں پورا قرآن کریم ختم کر لیتے ہیں پھر رو رو کر عرض کرتے ہیں:

مَاعَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ وَمَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ.

اے ہمارے اللہ! ہم تیری عبادت نہ کر سکے جیسے تیری عبادت کا حق ہے اور ہم نے تیرا عرفان حاصل نہ کیا جیسے تیرے عرفان کا حق ہے۔

اگر ایسے سعید لوگوں کو وقت وصال جنت کی بشارت مل جائے تو جائے تعجب نہیں۔

بچوں کو سلام کرنا - تواضع کی عمدہ مثال

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ اَنَّہُ مَرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ وَسَلَّم عَلَیْھِمْ وَقَالَ : کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ یَفْعَلُہٗ

ترجمۃ الحدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ چند بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے ''السلام علیکم'' کہا اور ارشاد فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمانہ پر قربان جائیں حضور کس درجہ شفیق ورحیم ہیں کہ اپنی شفقتوں سے بچوں کو بھی محروم نہیں رکھتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس درجہ متواضع ہیں کہ بچوں کو السلام علیکم کہتے ہیں۔

ریاض الصالحین	رقم الحدیث (۸٦۷)	جلد	صفحہ ۳۲۸
قال النووی:	متفق علیہ		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۸۹۳)	جلد ۵	صفحہ ۲۳۰٦
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۱٦۸)	جلد ۴	صفحہ ۴۷۰۴

آج ہمیں بھی چاہیے کہ اگر بچوں سے گزر ہو تو انہیں اسلام علیکم کہیں کیونکہ اس کا دوہرا فائدہ ہوگا ایک تو بچوں کو السلام علیکم کہنے سے نفس سے کبر کا مادہ ختم ہوگا اور دوسرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مطہرہ پر عمل کا ثواب بھی مل جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اسی جذبہ صادقہ سے بچوں کو السلام علیکم کہا کرتے تھے یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصوصی تربیت یافتہ تھے انہیں زندگی کا سکون ہی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ملا کرتا تھا۔

اس حدیث پاک سے یہ بھی عیاں ہوا کہ انسان جب گھر جائے تو اسے داخل ہوتے ہی اپنے بچوں کو اهلیہ کو، بہن بھائیوں کو السلام علیکم کہنا چاہیئے۔

اور ان لوگوں کیلئے بھی درس ہے جو اپنے ماتحتوں اور ملازموں سے درشت رویہ سے پیش آتے ہیں۔ ہمارا دین دینِ رحمت ہے یہ دین شفقت ومحبت کا درس دیتا ہے اس لیئے چاہیئے کہ اپنے ملازمین اور نوکروں اور ماتحتوں کو السلام علیکم کہا جائے اس سے انکی دلجوئی ہوگی انہیں اپنا پن کا احساس ہوگا اور کہنے والے کو اللہ تعالیٰ تکبر جیسی قبیح عادت سے محفوظ فرمائے گا۔

گھر کا کام کرنا - متواضع ہونے کی دلیل ہے

عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَئَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: مَاكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِيْ بَيْتِهٖ؟ قَالَتْ : كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ يَعْنِي : خِدْمَةَ اَهْلِهٖ – فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلَاةِ.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۵۵۸۶)	جلد ۱۸	صفحہ ۳۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۴۸۲۹)	جلد ۱۷	صفحہ ۴۷۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۴۱۰۸)	جلد ۱۷	صفحہ ۲۶۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۸۹)	جلد ۴	صفحہ ۲۲۰
قال الترمذی:	هذا الحدیث صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۸۹)	جلد ۲	صفحہ ۶۰۱
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت اسود بن یزید سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر میں کیا کام کیا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اھل خانہ کی خدمت میں لگے رہتے تھے جب صلاۃ (نماز) کا وقت ہو جاتا تو صلاۃ کی ادائیگی کیلئے مسجد تشریف لے جاتے تھے۔

السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۳۱۷۰)	جلد۲	صفحہ۳۰۵
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۸۱۶)	جلد۳	صفحہ۱۶۱۸
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۴۴۰)	جلد۱۴	صفحہ۳۵۱
المصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۲۰۴۹۲)	جلد۱۱	صفحہ۲۶۰
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۶۷۵)	جلد۱۳	صفحہ۲۴۲
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۷	صفحہ۹۸
فتح الباری		جلد۲	صفحہ۱۶۲
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۴۴)	جلد۱	صفحہ۲۳۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۶۹۲)	جلد۵	صفحہ۲۲۴۵
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۰۴۸)	جلد۵	صفحہ۲۰۵۲
فتح الباری		جلد۹	صفحہ۵۰۷
دلائل النبوۃ		جلد۱	صفحہ۳۲۷

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ساری کائنات کے ہادی اور مرشد ہیں ان کا اسوۂ مبارکہ کتنا عالی ہے گھر تشریف لے جاتے تو گھر کے کاموں میں اپنے اہل خانہ کا ہاتھ بٹاتے۔ آج مرد جب گھر پہنچتا ہے تو گھر کا کام کاج اسے اپنی توہین محسوس ہوتا ہے اور اپنے لئے عار سمجھتا ہے۔ یہ طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مطہرہ کے خلاف ہے گھر میں اپنی اھلیہ کے کام کاج میں شریک ہو جانا اسوۂ نبوی ہے اس طریقہ مبارکہ پر عمل کا فائدہ یہ ہوگا کہ انسان متواضع اور منکسر المزاج بن جائے گا تکبر وغرور جیسی بیماری سے اللہ تعالیٰ چھٹکارا عطا فرمائے گا۔

وہ ایسا عمدہ انسان بن جائے گا کہ تمام اھل خانہ اسی کے قرب میں راحت محسوس کریں گے اور اولاد کی تربیت میں عمدہ نمونہ ہوگا۔ اولاد اپنے والد کو گھر کے کام کاج میں مصروف دیکھے گی تو یہ باتیں ان کے لوح دل پر نقش ہو جائیں گی پھر وہ بڑے ہو کر گھر کا کام کرنے میں عار محسوس نہیں کریں گے باپ کو اگر بڑھاپے میں بیماری نے آلیا تو اس کی اولاد اس کی خدمت میں خوشی محسوس کرے گی اور اپنے باپ کی کسی بھی قسم کی خدمت میں سبکی محسوس نہیں کرے گی۔

اس حدیثِ پاک میں صلاۃ (نماز) کی اہمیت کو پھر اجاگر کر دیا گیا۔ یہ گھر کے کام کاج کا معاملہ اس وقت تک ہے جب تک کہ صلاۃ کا وقت نہیں ہو جاتا جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکی بندگی کیلئے بلاوا آجائے تو پھر اولیت اللہ تعالیٰ کے فرائض کو ہے اللہ کی بندگی سب سے افضل ہے اور اللہ کی عبادت کا حق گھریلو خدمات سے کئی درجے فائق ہے۔

تواضع کا ایک انداز -
مسافروں کی دلجوئی

عَنْ اَبِیْ رِفَاعَةَ تَمِیْمِ بْنِ اُسَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

اِنْتَهَیْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَخْطِبُ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رَجُل "غَرِیْب" جَاءَ یَسْأَلُ عَنْ دِیْنِهٖ لَایَدْرِیْ مَادِیْنُهُ؟ فَأَقْبَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَتَرَکَ خُطْبَةً حَتّٰی انْتَهٰی اِلَیَّ فَأُتِیَ بِکُرْسِیٍّ فَقَعَدَ عَلَیْهِ وَجَعَلَ یُعَلِّمُنِیْ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ أَتٰی خُطْبَتَهُ فَأَتَمَّ آخِرَهَا.

ترجمة الحديث:

حضرت ابورفاعہ تمیم بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے بیان فرمایا میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے پس میں نے عرض کی

یارسول اللہ! میں ایک مسافر آدمی ہوں اپنے دین کے بارے میں پوچھنے آیا ہوں۔ یہ مسافر نہیں جانتا کہ اس کا دین کیا ہے؟ (حضرت ابورفاعہ فرماتے ہیں کہ میرا اتنا عرض کرنا تھا

صحیح مسلم رقم الحدیث (۸۷۶) جلد۲ صفحہ ۲۷۵

کہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے خطبہ ارشاد فرمانا ترک کردیا یہاں تک کہ میرے پاس تشریف لے آئے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ایک کرسی منگوائی گئی تو آپ اس پر جلوہ افروز ہوئے جواللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم دی تھی اس میں سے مجھے بھی تعلیم دی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خطبہ کی طرف آئے اور اسے آخری حصہ تک مکمل فرمایا۔

-☆-

حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر پر تاج نبوت سجائے ہوئے کس درجہ متواضع اور منکسر مزاج تھے آپ کی طبیعت مبارکہ میں درشتی اور سختی نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ آپ ہر چھوٹے بڑے کی بات بڑے غور سے سنتے تھے۔ غرباء ومساکین کا بڑا خیال رکھتے مسافروں کی دلجوئی آپ کے اخلاق کریمانہ کی شان تھی۔ اس حدیث پاک میں ایک مسافر دوران خطبہ آجاتا ہے وہ خطبہ کے آداب سے ناواقف ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی بات کا ذرا ملال نہیں کرتے بلکہ اپنا مبارک خطبہ چھوڑ کر اس کی بات سنتے ہیں اس کی تشفی فرماتے ہیں اور اس کو دین کی تعلیم سے روشناس کرتے ہیں لوگ اس سارے منظر کو دیکھ رہے ہیں بلکہ عالم بالا کے مکین عجب رنگ سے دیکھ رہے ہونگے اور اس دل انور کے کیف کا اندازہ لگا رہے ہونگے جو اس درجہ شفیق ورحیم ہے کہ اس سے بڑھ کر شفقت ورحمت کا تصور نہیں۔

اس نووارد مسافر کی دلجوئی کے بعد آپ دوبارہ منبر پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور اپنا خطبہ مکمل کرتے ہیں۔

اے آسمان پر چمکنے والے سورج! تو نے بڑے بڑے مبلغ دیکھے ہونگے لیکن یہ تو بتا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر بھی کوئی مبلغ دیکھا

تو نے بڑے بڑے دلجوئی کرنے والے شفقت و پیار کرنے والے دیکھے ہونگے لیکن یہ تو بتا آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر بھی کوئی شفیق و رحیم دیکھا

تو نے بڑے بڑے متواضع دیکھے ہونگے عجز وانکساری کرنے والے دیکھے ہونگے لیکن یہ تو بتا سرانور پر نبوت کا تاج سجائے رسالت کی خلعت زیبا زیب تن کیے ہوئے محبت الٰہی کے حلہ میں ملبوس ختم نبوت کا دوشالہ لیئے ہوئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کسی تواضع وعاجزی کرنے والے کو دیکھا

ہزاروں رحمتیں اور برکتین ہوں اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن کی کرم نوازیوں کے سبب ہم نعمت ایمان سے مالا مال ہیں

لاکھوں درود وسلام ہوں شاہسوار یکراں بُراق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن کی رحمتوں کے تصدق ہم اس عالم رنگ وبو میں سانس لے رہے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مَنْ بَعَثْتَهُ اِلَى الْخَلْقِ بَشِيْراً وَنَذِيْراً وَجَعَلْتَهُ سِرَاجاً مُنِيْراً.

معمولی ہدیہ قبول کرنا - علامت انکساری

عنہ (ای عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ)عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ:

لَوۡدُعِیۡتُ اِلٰی کُرَاعٍ اَوۡذِرَاعٍ لَاَجَبۡتُ وَلَوۡ اُھۡدِیَ اِلَیَّ ذِرَاعٌ" اَوۡکُرَاعٌ" لَقَبِلۡتُ

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۴۲۹)	جلد۲	صفحہ۹۰۸
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۸۸۳)	جلد۵	صفحہ۱۹۸۵
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۱۲۳۶)	جلد۱۱	صفحہ۱۲۰
فتح الباری	رقم الحدیث (۲۵۶۸)	جلد۵	صفحہ۱۹۹
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۶۷۱۵)	جلد۴	صفحہ۲۶۰
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۶۱۶۳)	جلد۴	صفحہ۸۲
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۱۶۴)	جلد۹	صفحہ۴۱۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۴۰۵)	جلد۱۰	صفحہ۸۳

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر مجھے بکری کے پائے یا بازو کھانے کی دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کرلوں گا اور اگر مجھے بکری کے بازو یا پائے ہدیے کے طور پر دیے جائیں تو میں ضرور قبول کروں گا۔

-☆-

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس درجہ سادہ اور متواضع تھے۔ معمولی دعوت کو قبول کرنا اور معمولی ھدیہ کو قبول کرنا تواضع کی واضح دلیل ہے۔

آجکل بڑی بڑی دعوتوں کو قبول کیا جاتا ہے امراء اور سرمایہ داروں کی دعوتوں پر بخوشی جایا جاتا ہے لیکن اگر کوئی غریب دعوت دے دے تو اسے قبول کرنے سے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اسی طرح اگر کوئی قیمتی تحفہ دیا جائے تو اسے فوراً قبول کیا جاتا ہے اور اگر معمولی نوعیت کی کوئی چیز ہدیہ دی جائے تو اسے واپس کردیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا طریقہ مبارکہ یہ ہے کہ معمولی دعوت کو قبول کیا جائے اور معمولی تحفہ بھی قبول کیا جائے اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ قبول کرنے والا تکبر سے دور رہے گا اس کی طبیعت میں انکساری آئے گی اور متواضع المزاج ہوگا اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ دینے والے کی دلجوئی ہوگی اور کسی غریب ومسکین کی دلجوئی بہت بڑی نیکی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہم سب کی نیکیوں میں اضافہ فرمائے اور ہمارے اعمال نامہ کو گناہوں کی سیاہی سے محفوظ فرمائے۔

ہاں وہ آدمی بڑا خوش قسمت ہے جو اللہ کو راضی کیا کرتا ہے کسی اللہ والے سے کسی نے

پوچھا اللہ کو راضی کرنا مشکل ہے یہ آسان اس نے فوراً جواب دیا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا بڑا آسان اور سہل ہے۔

وہ کیسے؟

اللہ تعالیٰ کے کسی بندے کو راضی کردو اللہ تعالیٰ خود بخود راضی ہو جائے گا اور جو مسلم بھائی معمولی تحفہ لے کر آیا ہے نہ معلوم وہ کس خلوص سے لیکر آیا ہے اگر اسے قبول نہ کیا تو اس کا دل ٹوٹ جائے گا اور اگر قبول کر لیا تو ہو سکتا ہے وہ اس درجہ خوش ہو کہ اس کے خوش ہونے سے مالک و خالق جل جلالہٗ راضی اور خوش ہو جائے۔

علامتِ تواضع ۔

گراہوالقمہ اٹھا کرصاف کر کے کھاجانا

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَكَلَ طَعَاماً لَعِقَ اَصَابِعَهُ الثَّلاَثَ قَالَ : وَقَالَ:

اِذَاسَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْاَذٰی وَلْيَاْكُلْهَا وَلاَ يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ وَأَمَرَنَااَنْ نَسْلُتَ الْقَصْعَةَ قَالَ فَاِنَّكُمْ لاَ تَدْرُوْنَ فِیْ أَیِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۰۳۳)	جلد۴	صفحہ۲۶۶
سنن ابی داوَد	رقم الحدیث (۳۸۴۵)	جلد۳	صفحہ۳۷۹
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۸۱۰)	جلد۳	صفحہ۳۱۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۸۰۳)	جلد۲	صفحہ۳۰۱
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح سنن ابی داوَد	رقم الحدیث (۳۸۴۵)	جلد۲	صفحہ۴۵۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۲۰۲۸)	جلد۲	صفحہ۱۳۲

ترجمۃ الحدیث:

خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا تناول فرماتے تو اپنی تین انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی ایک کا لقمہ نیچے گر جائے تو اسے صاف کر کے کھالے اور اسے شیطان کیلئے نہ چھوڑ دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی حکم دیا کہ ہم کھانے کا برتن اچھی طرح صاف کریں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نہیں جانتے کہ کس کھانے میں برکت ہے۔

-☆-

سبحان اللہ! یہ عاجزی کا اعلیٰ نمونہ ہے جو آدمی اپنے گرے ہوئے لقمے کو اٹھا کر اسے صاف کر کے کھا جائے تو وہ یقیناً تواضع کی دولت سے مالا مال ہے کیونکہ متکبر ایسا نہیں کرتا بلکہ

فتح المنان (المسند الجامع) / رقم الحدیث (۲۱۵۹) جلد ۸ صفحہ ۱۴۴
السنن الکبریٰ للبیہقی رقم الحدیث (۱۴۶۱۷) جلد ۷ صفحہ ۴۵۴
حلیۃ الاولیاء جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۶
تاریخ بغداد رقم الحدیث (۱۹۹) جلد ۱ صفحہ ۳۱۵
ارواء الغلیل رقم الحدیث (۱۹۷۰) جلد ۷ صفحہ ۳۱
قال الالبانی: ھذا اسنادہ صحیح
مسند امام احمد رقم الحدیث (۱۱۹۰۳) جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۶
قال حمزہ احمد الزین اسنادہ صحیح

اس طرح لقمہ اٹھانے کو وہ اپنی اہانت سمجھتا ہے لیکن اسے یہ علم نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس دین کو لے کر آئے اس دین میں نعمت کی کتنی قدر کا حکم ہے۔ نعمتوں کے ناقدرے کو نعمتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

آج کھانا کھاتے اکثر مشاہدہ میں آتا ہے کہ پیالے کے آخر میں کچھ سالن چھوڑ دیا جاتا ہے اسے وہ مہذب ہونے کی علامت تصور کرتے ہیں ایک مسلمان کو ایسی تہذیب سے کیا سروکار جو تکبر کا درس دے وہ تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہے اس کی سوچ اور فکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ مبارک کے اردگرد گھومتی ہے وہ محمدی تہذیب کا دلدادہ ہے جس میں صفائی ونظافت کا خاص خیال رکھا گیا ہے اور برکت کے حصول کی ترغیب دی گئی ہے اور یہ وہ مبارک تہذیب ہے جو ہر قدم پر تکبر پر ضربِ کاری لگاتی ہے غرور سے اسے نفرت ہے یہ تو عجز وانکساری کا درس دیتی ہے اور نفس کے منہ زور گھوڑے پر اطاعتِ خداوندی کی لگامیں ڈالتی ہے۔

آیئے اس سنت پر یوں عمل کریں بلکہ اس کی اپنے احباب کو یوں ترغیب دیں کہ ایک مسلمان اس پر عمل کرتے ہوئے روحانی خوش محسوس کرے زمانہ فتنہ فساد میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شریعت کا دامن تھامنا معمولی نیکی نہیں۔

مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِئَةِ شَهِيْدٍ.

جس نے فساد امت کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا اس کیلئے ایک سو شہید کا اجر وثواب ہے۔

اس حدیث پاک سے ایک سبق یہ بھی ملتا ہے کہ کھانا ضائع نہیں کرنا چاہیئے اگرچہ وہ مقدار میں کتنا ہی کم کیوں نہ ہو۔ آجکل شادی بیاہ کی تقریبات میں جس بے دردی سے کھانا

ضائع کیا جاتا ہے اسے دیکھ کر ڈر لگتا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی گرفت میں نہ آ جائیں۔ جو مرد مومن ایک ایک لقمہ کی قدر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی خصوصی رحمتوں سے نوازتا ہے اور اس پر رزق کا دروازہ بند نہیں کرتا۔

اس دنیا میں ایسے بے شمار لوگ دیکھے جا سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے رزق دیا اور وافر مقدار میں دیا لیکن انہوں نے اس کی قدر نہ کی بلکہ اللہ کا دیا ہوا مال بے دریغ لٹایا اسے جھوٹی نام ونمود میں خرچ کیا یوں اسراف سے خرچ کیا کہ شاید اسراف بھی انگشت بدنداں ہو ذرا سی سر درد ہوئی دیارِ غیر میں علاج کرایا جا رہا ہے ذرہ سی تکلیف پہنچی تسکین کیلئے کئی ملکوں کا سفر کیا جا رہا ہے اور اللہ کی امانت کو بے دریغ ضائع کیا جا رہا ہے پھر دنیا نے دیکھا کہ وہ پائی پائی کے محتاج ہو گئے۔

اَللّٰھُمَّ نَعُوْذُبِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَبَطْشِکَ اَللّٰھُمَّ لَاتَکِلْنَا اِلٰی اَنْفُسِنَا طُرْفَةَ عَیْنٍ بِمَنِّکَ وَکَرَمِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

تکبر کیا ہے؟

وَعَن عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ
عَنِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ :
لایَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَن کَانَ فِی قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ کِبْرٍ
فَقَالَ رَجُلٌ" : إِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ أَنْ یَکُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَناً وَنَعْلُهٗ حَسَنةً إِنَّ اللّٰهَ جَمِیْلٌ" یُحِبُّ الْجَمالَ الْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِ وَغَمْطُ النَّاسِ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث(۹۱)		
الترمذی	رقم الحدیث(۲۰۰۶)	جلد۳	صفحہ۳۰۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث صحیح		
الحاکم		جلد۱	صفحہ۲۶
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۴۲۹۵)	جلد۳	صفحہ۵۴۱
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۲۲۴)	جلد۱	صفحہ۴۶۰
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث(۱۰۵۳۳)	جلد۱۰	صفحہ۲۷۳
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث(۱۹۹۹)	جلد۲	صفحہ۳۷۷
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ /رقم الحدیث(۱۶۲۶)		جلد۴	صفحہ۱۶۵
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جس آدمی کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔
ایک آدمی نے عرض کی
آدمی یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کا جوتا بھی اچھا ہو۔

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۰۹۱)	جلد۴	صفحہ۲۶
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۰۹۱)	جلد۲	صفحہ۵۱۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۱۷۳)	جلد۴	صفحہ۴۹۸
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۳۸۲)	جلد۳	صفحہ۳۶۴
قال الالبانی:	صحیح		
فتح الباری		جلد۱۰	صفحہ۲۵۹
شرح مشکل الآثار	رقم الحدیث (۵۵۵۷،۵۵۵۸)	جلد۱۴	صفحہ۱۸۵،۱۸۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۵۲۸۹)	جلد۹	صفحہ۱۹۲
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۳۱۰)	جلد۴	صفحہ۲۱۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۵۸۷)	جلد۱۳	صفحہ۱۶۵
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح اخرجہ مسلم		

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا)

بیشک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند فرماتا ہے۔

تکبر - حق بات کو ہٹ دھرمی سے نہ ماننا اور لوگوں کو (اپنے سے) حقیر سمجھنا ہے۔

-☆-

ذرّہ چھوٹی چونٹی کو کہتے ہیں۔یعنی جس شخص کے اندر چھوٹی چونٹی کے مقدار تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا اور ذرّہ سے مراد وہ مادہ بھی ہے جو سورج کی شعاؤں میں روزن دیوار سے چمکتا اور اڑتا ہوا نظر آتا ہے۔یعنی جس میں معمولی سے معمولی بھی کبر ہوگا وہ جنت نہیں جائے گا۔

قربان جائیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم پر کہ جنہوں نے استفسار کر کے ہمارے لئے نجات کا سامان مہیا کر دیا۔عرض کی جاتی ہے یارسول اللہ! انسان یہ چاہتا ہے کہ اسکے کپڑے اچھے ہوں اسکا جوتا اچھا ہوتو کیا یہ بھی کبر میں شامل ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔یعنی یہ چیزیں انسان کی نفاست طبع پر دلالت کرتی ہیں اور اسلام نظافت وطہارت کا حکم دیتا ہے یہ چیزیں ہرگز تکبر کے زمرے میں نہیں آتیں بلکہ جمیل اللہ ان چیزوں کو پسند فرماتا ہے۔

تکبر تو حق بات کو نہ ماننا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔

حق حق ہے اسے ماننا ہر ایک پر فرض ولازم ہے یہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اسکی شریعت ہے مخلوق خالق کے حکم سے سرتابی کیوں کرے؟ مخلوق مخلوق ہے اس پر لازم ہے حق کو قبول کرے اس کا انکار نہ کرے۔حق کا انکار اپنے آپ کو بڑا جاننا ہے نہ ماننے والے میں کبر کا مادہ موجود ہے

جس کے باعث وہ حق کو قبول نہیں کر رہا اگر وہ عاجزی کے وصف سے متصف ہوتا انکساری کو اپنائے ہوئے ہوتا تو فوراً حق قبول کر لیتا۔

انسانوں کو حقیر جاننا بھی تکبر ہے۔ سب انسان اللہ کے پیدا کیے ہوئے ہیں ان سب کا خالق و مالک اللہ ہے اب انہیں حقیر جاننا اپنے آپ سے کم تر جاننا قدرت خداوندی کا انکار ہے اور یہی تکبر ہے۔ بلکہ ایک مومن کا وصف جمیل یہ ہوتا ہے کہ وہ انسانیت کا احترام کرتا ہے کسی کو حقیر نہیں جانتا ہے بلکہ ہر ایک کو اپنے آپ سے بہتر جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈرتا رہتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنے آپ کو بہتر جاننے سے اور مخلوق کو حقیر سمجھنے سے خالق و مالک ناراض ہو جائے اور سب سے حقیر وہ ہے جس سے اس کا خالق و مالک ناراض ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ وَبِاسْمِکَ الْکَرِیْمِ مِنْ غَضَبِکَ وَبَطْشِکَ وَعَذَابِکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ.

وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُما

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ :

إِیَّاکُمْ وَالْکِبْرَ فَإِنَّ الْکِبْرَ یَکُوْنُ فِی الرَّجُلِ وَإِنَّ عَلَیْہِ الْعَبَاءَ ۃَ.

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۲۷۵)	جلد ۳	صفحہ ۵۳۴
مجمع الزوائد		جلد ۱۰	صفحہ ۲۲۹
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۷۶۸۴)	جلد ۱۰	صفحہ ۳۸۸
فتح الباری		جلد ۱۰	صفحہ ۴۹۱

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
تم تکبر سے بچو! متکبر آدمی ہوتا ہے اس حال میں کہ اس پر عباءہ ہو۔

-☆-

اچھا اور نفیس لباس پہننا شریعت اسلامیہ میں ممنوع نہیں ہے بلکہ اگر اللہ کے انعامات کے شکریہ کے طور پر پہنا جائے تو محمود و مستحسن ہے لیکن یہی لباس اگر نیت صالح نہ ہو تو انسان سے آہستہ آہستہ عاجزی کا وصف چھین لیتا ہے اور اسے متکبرین کی فہرست میں داخل کر دیتا ہے۔

اپنے اوپر قیمتی وعمدہ لباس کو دیکھ کر نفس خوش ہوتا ہے اور یہ خوشی اس کے اندر کبر کا مادہ پیدا کر دیتی ہے اگر کوئی ایسا شخص نظر آ گیا کہ اس پر عمدہ لباس نہیں تو انسان اسے حقارت سے دیکھتا ہے یہی حقارت سے دیکھنا علامت تکبر ہے لیکن اگر مومن ایمان کی حلاوت رکھتا ہو تو یہ چیز اس میں تکبر کا باعث نہیں بنتی کیونکہ وہ ہر حال میں اللہ جلا جلالہٗ کا شکر ادا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والا متکبر نہیں ہوا کرتا بلکہ اگر کوئی ایسا نظر آ جائے کہ اس پر عمدہ لباس نہ ہو تو مومن اللہ تعالی کی بے نیازی سے ڈرتا ہے اور اس کے دل سے دعا نکلتی ہے کہ اے خالق و مالک اس آدمی کو بھی اپنے انعامات سے سرفراز فرما اور جو شخص اپنے مسلمان بھائیوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا رہتا ہے اللہ اسے تکبر و غرور سے محفوظ رکھتا اور اسے تواضع وانکساری کی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے۔

شر العباد

وَعَن حُذَیفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ :
كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِی جَنازَةٍ قَالَ:
أَلاأُخبِرُکُم بِشَرِّعِبادِاللّٰهِ ؟ اَلفَظُّ المُستَکبِرُ أَلا أُخبِرُکُم بِخَیرِ عِبادِاللّٰهِ؟
الضَّعِیفُ المُستَضعَفُ ذُوالطِّمرَینِ لایُؤبَهُ لَهُ لَو أَقسَمَ عَلَی اللّٰهِ لأبَرَّهُ.

ترجمة الحديث:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا
ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں ایک جنازہ میں شریک تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اللہ کے بندوں میں سب سے شریر کون ہیں؟

مسند الامام احمد		جلد۵	صفحہ۴۰۷
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۲۸۴)	جلد۳	صفحہ۵۳۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۳۴۹)	جلد۱۶	صفحہ۶۳۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۷۹۱۶)	جلد۱۰	صفحہ۴۶۵

سخت مزاج متکبر

کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اللہ کے بندوں میں سب سے بہتر کون ہیں؟

وہ ضعیف جسے لوگ ذلیل اور کمزور جانیں دو بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے جس کو کوئی اہمیت نہ دی جائے (لیکن اس کی شان یہ ہے کہ) اگر وہ اللہ کی قسم کھا کر کوئی بات کہہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا کرتا ہے۔

-☆-

ازل سے خیر وشر کی جنگ جاری ہے خیر کے اپنے اثرات ہیں اور شر اثراتِ بد رکھتی ہے وہ انسان کتنا شر میں لپٹا ہوا ہے جسے حضور عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شر العباد کہہ دیں وہ سخت مزاج متکبر ہے۔

جب انسان تند مزاج اور متکبر ہو جائے تو وہ مجسم شر بن جاتا ہے پھر اس سے ہر خوبی رخصت ہو جاتی ہے نیکی نام کی کوئی چیز اس کے ہاں نہیں رہتی بلکہ وہ شر کے پنجرے میں یوں مقید ہو جاتا ہے کہ پھر وہ اس سے باہر نکل ہی نہیں سکتا۔

مجسم شر معصیتوں میں بہت دور نکل جاتا ہے جھوٹ اور غلط بیانی چغلی وغیبت، اتہام بازی، طعنہ زنی یہ سب کچھ اس کی فطرت ثانیہ بن جاتے ہیں پھر اس کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا سب کا سب شر میں لپٹا ہوتا ہے آخر وہ غضبِ الٰہی میں گرفتار ہو کر جہنم کا کوئلہ بن جاتا ہے۔

خیر خیر سے رغبت رکھتی ہے خیر کا کام خیر کو اپنی طرف کھینچنا ہے حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسے خیر العباد کہا اس کے سراپا خیر ہونے میں کسے کلام ہے۔

ہر وہ ضعیف جسے لوگ بھی ضعیف سمجھتے ہوں دو بوسیدہ چادروں میں ملبوس ہو اور اس کی

کوئی پرواہ کرنے والا نہ ہو اگر وہ اللہ کی قسم کھا کر کوئی بات کہہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو ضرور پورا کرتا ہے۔

یہ مجسم خیر ہے اور خیر کا دلدادہ ہے اس کے چاروں طرف خیر ہی خیر ہے صدقِ مقال اور رزق حلال اس کا مقدر ہے لوگوں کی دلجوئی کرنا اس کا شیوہ ہے اگر دنیا دار اس کی پرواہ نہیں کرتے تو کوئی بات نہیں دنیا و آخرت کا خالق تو اس کا خیال رکھتا ہے اس کی زبان سے نکلی ہوئی بات کو ضرور پورا کر دیا کرتا ہے۔

صلاۃ خیر ہے صوم خیر ہے یہ صوم وصلاۃ کا پابند ہوتا ہے ذکر الٰہی سے شاد کام رہتا ہے اس کا سینہ انوار کا گنجینہ ہوا کرتا ہے یہ عجز وانکساری کا پیکر ہر ایک کو دل سے دعائیں دیتا ہے مخلوق کو راحت میں دیکھ کر اسے راحت ملتی ہے اور انہیں پریشان دیکھ کر اسکا دل بھی پسیج جاتا ہے۔ ایسے خیر العباد کا وجود اس دنیا کیلئے رحمت الٰہی ہوا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر کلمہ گو کو خیر کے اوصاف حمیدہ سے متصف فرمائے۔

مبغوضِ الٰہی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ :

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ :

اَرْبَعَةٌ" یُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ اَلْبَیَّاعُ الْحَلَّافُ وَالفَقِیْرُ الْمُختَالُ وَالشَّیْخُ الزَّانِی وَالْاِمَامُ الْجَائِرُ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۲۸۷)	جلد۳	صفحہ۵۳۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۷)	جلد۱	صفحہ۱۰۲ (بالفاظ مختلف)
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۵۷۲)	جلد۵	صفحہ۸۸
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۵۵۸)	جلد۱۲	صفحہ۳۶۸
تاریخ بغداد	رقم الحدیث (۴۹۲۴)	جلد۹	صفحہ۳۵۸
مسند الشھاب	رقم الحدیث (۳۲۳)	جلد۱	صفحہ۲۱۳
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۷	صفحہ۵۱۳
جامع الاصول	رقم الحدیث (۹۳۶۱)	جلد۱۱	صفحہ۷۰۶
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۹۹۲)	جلد۹	صفحہ۴۸۰

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

چار ایسے اشخاص ہیں جن پر اللہ غضب نازل فرماتا ہے

۱۔ قسمیں اٹھا اٹھا کر مال بیچنے والا

۲۔ متکبر فقیر

۳۔ عمر رسیدہ بدکار

۴۔ ظالم حکمران

-☆-

گناہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے لیکن کبھی کبھی رحمت الٰہی دستگیری کرتی ہے کہ معصیت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ توبہ وانابت کی توفیق عطا فرماتا ہے پھر وہ گریہ وزاری سے اپنے معبودِ حقیقی کو راضی کرنے کی سعی کرتا ہے سجدوں میں آنسو بہا کر اپنے خالق و مالک کو خوشنودی کا طلبگار رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندے سے راضی ہو جاتا ہے پھر اس کے باطن سے گناہ کی سیاہی دور کر دیتا ہے اور اسے اپنا بنا کر اپنی عبادت کا ذوق وکیف عطا فرماتا ہے۔

زیر نظر حدیث پاک میں چار ایسے اشخاص ہیں جن کے کرتوتوں کے سبب ان پر غضب الٰہی نازل رہتا ہے۔ یہ غضب الٰہی توبہ کی توفیق چھین لیتا ہے پھر اس کے مقدر میں سوائے حرماں نصیبی کے اور کچھ نہیں ہوا کرتا۔

۱۔ اَلبَیَّاعُ الحَلاَّفُ :

قسمیں اٹھا اٹھا کر مال بیچنے والا رزق اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے وہ جس کیلئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے جس پر کرم کرتا ہے رزق کے دروازے اس کیلئے کھول دیتا ہے

اس اللہ نے تجارت وکاروبار کا حکم دیا ہے تو اس کے کچھ ضابطے بھی مقرر فرمائے ہیں لیکن جوان ضابطوں کو پس پشت ڈال دے اور اللہ کے مقرر کیے ہوئے طریقے چھوڑ دے تو پھر غضب الٰہی کا سزاوار ہوگا۔

قسمیں اٹھا اٹھا کر وہ مال کیوں بیچتا ہے شاید اس لیئے کہ ایسا کرنے سے اسے زیادہ رزق ملے گا یاد رہے رزق تو اتنا ہی ملے گا جتنا اس کے مقدر میں ہے لیکن اس طرح قسمیں اٹھانے سے ایک قباحت یہ ہے کہ اس کے رزق سے برکت کو محو کر دیا جاتا ہے پھر چاہے جتنے پیسے بھی اس کے پاس ہوں وہ بے برکت ہونگے۔ جب برکت ہی نہ رہی تو اس سرمایہ کا کیا فائدہ۔

دوسری قباحت یہ ہے کہ ایک سادہ لوح انسان اس کی چرب زبانی سے متاثر ہو کر اس کی زبان سے اللہ کا نام سن کر دھوکہ کھا جاتا ہے اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو دھوکہ دینے کیلیۓ اللہ تعالیٰ کا پاک نام استعمال کرتا ہے۔

۲۔ اَلْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ :

فقیر جس کے پاس کوئی مال ودولت نہیں وہ سرمایہ سے خالی ہے آخر وہ تکبر کیوں کرتا ہے؟ اسباب تکبر سے تہی دامن ہو کر تکبر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے دل سے خوف خدا بالکل معدوم ہو چکا ہے اور اللہ کی بارگاہ میں جواب دہی کو شاید تسلیم ہی نہیں کر رہا ہے ایسے شخص پر غضب الٰہی نازل ہوتا ہے اور اسے اللہ الکریم کی رحمتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

۳۔ اَلشَّيْخُ الزَّانِيْ :

بدکاری فعل قبیح ہے یہ کبیرہ گناہوں میں سے بلکہ یہاں تک وعید ہے کہ فرمایا: لَا یَزْنِی

الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ"۔

بدکار بدکاری کرتے وقت ایمان سے محروم ہوتا ہے۔

لیکن یہی فعل ایک بوڑھے سے بدتر ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ کی حرمات کا بالکل پاس کرنے والا نہیں بلکہ عملاً اس کے احکامات کا استہزا کرنے والا ہے اس کا باطن اس درجہ خراب ہو چکا ہے کہ خوف وخشیت الٰہی نام کی کوئی چیز اس کے اندر نہیں رہی۔

۴۔ اَلاِمَامُ الْجَائِرُ :

اللہ جسے تخت پر بٹھاتا ہے وہ اس لیئے کہ اس کی مخلوق پر رحم کرے ظلم وعدوان کو ختم کرے جو ظالم ظلم کی طرف آمادہ ہو حاکم کا آہنی ہاتھ اسے ظلم سے روک دے تو اگر یہی حکمران عدل وانصاف کا خون کرنے لگے ظلم وعدوان کا بازار گرم کرنے لگے تو رعایا کس کے پاس جاکر فریادی ہو گویا ایسا حکمران اللہ سے بالکل نہیں ڈر رہا اگر ذرہ بھر خوف الٰہی ہوتا تو مخلوق پر کبھی بھی ظلم نہ کرتا اس کے ظلم نے غضب الٰہی کو دعوت دی اور غضب الٰہی ظالم حکمران کا مقدر ٹھہرا۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُما قَالَ :

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ :مَنْ تَعَظَّمَ فِی نَفْسِہٖ أَوِاخْتَالَ فِی مِشْیَتِہٖ لَقِیَ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَھُوَ عَلَیْہِ غَضْبَانٌ.

المستدرک للحاکم　رقم الحدیث (۲۰۸)　جلد ۱　صفحہ ۲۳۴

قال الحاکم:　ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین

التلخیص بذیل المستدرک　جلد ۱　صفحہ ۶۰

قال الذھبی:　علی شرط مسلم

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا حضور فرما رہے تھے:

جس نے اپنے آپ کو بڑا جانا یا اترا کر چلا تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر ناراض ہوگا۔

-☆-

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جس سے راضی ہوگا اسے ابدی وسرمدی انعامات سے نوازا جائے گا یہ ہر ایمان والے کی خواہش ہے کہ اس کا اللہ اس سے راضی ہو لیکن وہ آدمی جو زمین پر اترا کر چلتا ہے غرور وتکبر کا پیکر بن کر رہتا ہے اور اللہ کی مخلوق کو حقیر جان کر اپنے آپ کو بڑا

مجمع الزوائد رقم الحدیث (۳۵۶) جلدا صفحہ ۲۸۳

قال الھیثمی: رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۵۹۹۵) جلد۵ صفحہ ۳۳۵

قال المحقق: اسنادہ صحیح

الادب المفرد رقم الحدیث (۵۴۹) صفحہ ۱۹۳

الجامع الصغیر للسیوطی رقم الحدیث (۸۵۹۸) جلد۴ صفحہ ۱۷۲۱

قال المحقق: صحیح

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۵۴۳) جلد۲ صفحہ ۸۱

قال الالبانی: صحیح علی شرط الشیخین

جانتا ہے تو سن لیجئے وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔

اللہ کا غضب نعمت ایمان سے محروم کر دیتا ہے (العیاذ باللہ من ذالک) اللہ تعالیٰ ہر کلمہ گو کے ایمان کو محفوظ فرمائے اور جب وہ اس دنیا سے رخصت ہو تو ایمان کی دولت سمیت رخصت ہو۔

جس سے اللہ ناراض ہوا اور اس پر اس کا غضب نازل ہو تو اس کیلئے قبر میں بھی عذاب ہے اور میدان حشر میں بھی اس کا برا حال ہے بالآخر اسے جہنم کا ایندھن بنا دیا جائے گا۔

ایک متکبر کی عبرتناک سزا

وَعَن جابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ

أَحسِبُهُ رَفعَهُ أَنَّ رَجُلاً كانَ فی حُلَّةٍ حَمراءَ فَتَبَختَرَ واختالَ فِیها فَخَسَفَ اللّٰہُ بِهِ الأَرضَ فَهُوَ یَتَجَلجَلُ فِیها إِلَی یَومِ القِیامَةِ.

ترجمة الحدیث:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی بیان کیا

ایک آدمی سرخ جوڑا پہنے اترا رہا تھا اور وہ جوڑا پہنے ہوئے تکبر سے چلا تو اللہ نے اسے زمین میں دھنسا دیا تو وہ قیامت کے دن تک زمین میں دھنستا جائے گا۔

-☆-

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۴۲۹۸) جلد ۳ صفحہ ۵۴۲

مجمع الزوائد رقم الحدیث (۸۵۳۷) جلد ۵ صفحہ ۲۲۰

قال الھیثمی: رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح

مجمع الزوائد رقم الحدیث (۸۵۳۷) جلد ۵ صفحہ ۲۲۰

وَعَن أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیه وَسَلَّمَ قَالَ :

بَیْنَمارَجُل" یَمشِی فی حُلَّةٍ یُعْجِبُه نَفْسُهُ مُرَجِّل" رَأْسُهُ یَختَالُ فی مِشْیَتِهِ إذخَسَفَ اللّٰهُ بِهِ فَهُوَ یَتَجَلْجَلُ فی الأَرْضِ إِلَی یَوْمِ الْقِیامَةِ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: پہلی امتوں میں ایک آدمی حُلّہ پہنے ہوئے سر کا کنگھا کیے ہوئے اپنے آپ کو بڑا جانتے ہوئے چل رہا تھا وہ اپنی چال میں اترا رہا تھا۔

اچانک اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا تو وہ اب قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۷۸۹)	جلد۴	صفحہ۱۸۴۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۰۸۸)	جلد۴	صفحہ۳۱۱۶
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۲۹۹)	جلد۳	صفحہ۵۴۲
جامع الاصول	رقم الحدیث (۸۲۲۰)	جلد۱۰	صفحہ۶۲۰
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۳۷۸)	جلد۱۰	صفحہ۳۲۳

وَعَن اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا

أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ :بَیْنَما رَجُل" مَّنْ کَانَ قَبْلَکُمْ یَجُرُّ إِزارَہُ مِنُ الخُیَلاء خُسِفَ بِہِ فَھُوَ یَتَجَلْجَلُ فی الأَرْضِ إِلَی یَوْمِ الْقِیامَۃِ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

تم میں سے پہلی امتوں میں ایک آدمی اپنی ازار کو تکبر سے گھسیٹ رہا تھا تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا تو وہ زمین میں قیامت تک دھنستا جا تا رہے گا۔

-☆-

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۴۸۵)	جلد۲	صفحہ۱۰۸۳
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۲۹۶)	جلد۳	صفحہ۵۴۲
سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۳۳۶)	جلد۸	صفحہ۲۱۷
صحیح سنن نسائی	رقم الحدیث (۵۳۴۱)	جلد۳	صفحہ۴۱۶
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۶۸۵۸)	جلد۵	صفحہ۳۷۷

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی امتوں میں سے ایک متکبر کا تذکرہ کیا کہ اس کے تکبر کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے اسے کیا سزا دی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِی

. کبریاء میری چادر ہے اور جو کبریاء کے سلسلہ میں مجھ سے الجھنا چاہے میں اسے عذاب میں مبتلا کروں گا۔

یہ آدمی عمدہ لباس پہن کر تکبر میں آ جاتا ہے اور اتراتا ہوا چلتا ہے

اپنی چادر کو از راہ تکبر زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے ایسا کر کے اس نے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور زمین میں دھنسانے کا عذاب اسے قیامت تک ہوتا رہے گا۔

خوش پوشاکی، عمدہ لباس اللہ تعالیٰ کو پسند ہے یہ اس صورت میں کہ جب ایک انسان اسے پہن کر اللہ کا شکر ادا کرے اسکی زبان قال وحال اللہ کی تعریف میں مگن رہے اور وہ عاجزی وانکساری کا پیکر بن جائے بصورت دیگر یہی چیز اس کیلئے وبال جاں بن جاتی ہے۔غرور تکبر میں مبتلا انسان اپنے غرور وتکبر میں اندھا ہو جاتا ہے جس سے بسا اوقات وہ اپنی نعمت ایمان ضائع کر دیتا ہے (العیاذ باللہ من ذالک) اللہ تعالیٰ اپنے کرم کے طفیل ہر اہل ایمان کو غرور وتکبر سے محفوظ و مامون فرمائے۔

یہ حدیث پاک ان الفاظ سے بھی مروی ہے:

وَعَنْ أَبِی سَعِيدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیه وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ:

بَیْنارَجُل'' مِمَّن کَانَ قَبْلَکُمْ خَرَجَ فی بُرْدَیْنِ أَخْضَرَیْنِ یَخْتالُ فِیهِما أَمَرَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ الأَرْضَ فَأَخَذَتْہُ فَھُوَ یَتَجَلْجَلُ فِیھا إِلَی یَوْمِ الْقِیامَةِ.

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۴۲۹۷)	جلد۳	صفحہ۵۴۲
مجمع الزوائد		جلد۵	صفحہ۱۲۹
قال الھیثمی:	رواہ احمد والبز اربأسانید واحمد اسانید البز ار رجالہ رجال الصحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۱۱۲۹۵)	جلد۱۰	صفحہ۱۲۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث(۸۵۳۵)	جلد۵	صفحہ۲۲۰
مجمع الزوائد	رقم الحدیث(۸۵۳۶)	جلد۵	صفحہ۲۲۰
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث(۱۵۴۷)	جلد۷	صفحہ۲۷۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۵۷۹۰)	جلد۴	صفحہ۱۸۴۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۲۰۸۸)	جلد۴	صفحہ۳۱۷
حلیۃ الاولیاء		جلد۸	صفحہ۳۸۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۷۶۱۸)	جلد۷	صفحہ۳۶۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۹۰۴۲)	جلد۹	صفحہ۹۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۹۳۱۷)	جلد۹	صفحہ۱۸۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۹۸۴۸)	جلد۹	صفحہ۳۴۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۸۱۶۲)	جلد۸	صفحہ۲۲۲
قال احمد محمد شاکر:	وھذا ایضاً صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں سے ایک آدمی دو سبز چادریں پہنے (گھر سے) نکلا اور ان دو چادروں میں اترا رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا تو زمین نے اسے پکڑ لیا تو اب قیامت کے دن تک زمیں میں دھنستا چلا جائے گا۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی امتوں میں سے ایک متکبر کا تذکرہ اس لئے کیا کہ آپ کی امت اس کو پڑھ کر، سن کر عبرت حاصل کرے اور کبھی بھی تکبر کرنے کا نہ سوچے بلکہ ہمیشہ تواضع وانکساری کو اپنا شیوہ بنائے۔

تواضع اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اور یاد رہے محبوب کو جو چیز پسندیدہ ہو، محبّ کو بھی وہی چیز پسند ہوا کرتی ہے۔ تکبر وغرور اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں تو ہمیں بھی غرور وتکبر پسند نہیں۔

مسند الامام احمد رقم الحدیث (١٠٣٣٢) جلد ٩ صفحہ ٣٦١

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

مسند الامام احمد رقم الحدیث (١٠٤٠٣) جلد ٩ صفحہ ٣٧٩

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ حسن

مسند الامام احمد رقم الحدیث (١٠٨١٣) جلد ٩ صفحہ ٥٨٨

قال حمزہ احمد الزین اسنادہ صحیح

اللہ سے کلام کرنے سے محروم

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ :ثَلاثَة" لايُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلايُزَكِّيهِمْ وَلا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَاب" أَلِيم" شَيْخ" زانٍ وَمَلِك" كَذَّاب" وَعائِل" مُسْتَكْبِر".

صحیح البخاری	رقم الحدیث(۲۶۷۲)	جلد۲	صفحہ۸۱۱
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۱۰۸)	جلد۱	صفحہ۱۴۳
سنن النسائی		جلد۷	صفحہ۲۴۷
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۲۲۰۷)	جلد۳	صفحہ۴۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
سنن ابوداؤد	رقم الحدیث(۳۴۷۴)	جلد۲	صفحہ۲۹۹
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۱۰۷)	جلد۱	صفحہ۱۴۲
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۴۲۸۶)	جلد۳	صفحہ۵۳۸
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۱۸۰۶)	جلد۲	صفحہ۲۲۴
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۲۳۵۸)	جلد۲	صفحہ۷۰۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۱۲۵۲۲)	جلد۹	صفحہ۳۸۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث(۳۴۷۴)	جلد۲	صفحہ۳۶۷
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

تین ایسے بدنصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے کلام تک نہ فرمائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے:

۱۔ بوڑھا بدکار

۲۔ جھوٹا بادشاہ

۳۔ محتاج متکبر

-☆-

کلام کا ایک اپنا کیف اور مزہ ہوتا ہے کسی بڑے افسر سے انسان ہمکلام ہو وہ اپنے اندر ایک عجب طرح کا احساس پاتا ہے اگر اپنے محبوب سے ہم کلام ہو تو اس کا کیف اور ہوا کرتا ہے۔قیامت کا دن وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ جو احکم الحاکمین ہے اور وہی ہمارا معبود حقیقی اور محبوب حقیقی ہے ہم اہل ایمان سے کلام فرمائے گا اس کا کیف ایسا ہوگا کہ اس کے سامنے جنت کی جملہ نعمتیں ہیچ نظر آئیں گی۔ یہ سعادت ہر ایک کے مقدر میں نہ ہوگی بلکہ یہ عزت اسے نصیب ہوگی جو اس دنیا میں اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت مطہرہ پر کاربند رہا اور آپ کی سنتوں کا گرویدہ رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرتا رہا۔

لیکن کچھ بدنصیب ایسے بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی ان سے ہم کلام نہ ہونے کا اعلان فرما دیا ہے۔

۱. شَیخٌ" زَانٍ :

بدکاری کسی صورت میں بھی جائز نہیں یہ فعل حرام ہے اور اس کا مرتکب گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے چاہے وہ جوان ہو یا بوڑھا لیکن یہی فعل قبیح اگر بوڑھے سے سرزد ہو تو یہ اور برا ہے کیونکہ بڑھاپے میں اس جرم کے سرزد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے آدمی کا مزاج بہت بگڑا ہوا ہے اور اس کا دل اللہ کے خوف سے خالی ہے اسے اپنی قبر بھولی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو فراموش کر چکا ہے۔

۲. مَلِکٌ" کَذّاب":

جھوٹ جھوٹ ہے اس کے قبیح ہونے میں کسے کلام ہے اس میں امیر وغریب بادشاہ ورعایا کی کوئی تخصیص نہیں جو بھی جھوٹ بولے گا وہ اللہ کے ہاں کذاب لکھا جائے گا لیکن یہی جھوٹ ایک بادشاہ سے بہت برا ہے کیونکہ بادشاہ ہر قسم کے اختیارات اور وسائل سے بہرور ہے اسے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت اگر پھر وہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کا مفہوم واضح ہے کہ اس کا مزاج بھی بہت بگڑا ہوا ہے اور اس کا دل بھی خوف وخشیت الٰہی سے خالی ہے۔

۳. عَائِلٌ" مُتَکَبِّر":

متکبر مبغوض الٰہی ہے اللہ تعالیٰ سے جدال کرنے والا ہے اس میں بھی کوئی تخصیص نہیں جو بھی تکبر کا مرتکب ہوگا وہ جہنم کا ایندھن بنے گا لیکن ایک فقیر محتاج اگر تکبر کرتا ہے تو اس کا واضح مطلب ہے کہ وہ گناہان کبیرہ کے ارتکاب میں اس درجہ آگے جا چکا ہے کہ اس کا دل بھی خوف الٰہی سے خالی ہے اس کے پاس تکبر کرنے کے اسباب کے فقدان کے باوجود تکبر کو اپنانا اس کے ایمان باللہ کے کمزور ہونے کی علامت ہے اور قیامت کی ہولناکیوں کو بالکل بھول چکا ہے۔

قیامت کے دن نظر الٰہی سے محروم

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُما
أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ :
مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُیَلاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیامَةِ .
فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ : یارَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ إِزارِی یَسْتَرخِی إِلَّا أَنْ أَتعاهَدَهُ ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ:
إِنَّکَ لَسْتَ مِمَّنْ یَفْعَلُهُ خُیَلاءَ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۷۸۴)	جلد۴	صفحہ۱۸۴۷
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۰۸۵)	جلد۴	صفحہ۳۱۴
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۰۸۵)	جلد۲	صفحہ۴۵۴
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۰۸۵)	جلد۲	صفحہ۵۱۶
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۷۰۲۶)	جلد۵	صفحہ۴۱۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۷۸۱۶)	جلد۶	صفحہ۱۲۴
سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۳۴۵)	جلد۸	صفحہ۲۲۰
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۶۶۵)	جلد۳	صفحہ۱۱۲۷
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۰۶۲)	جلد۴	صفحہ۱۹۱۴

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جس نے ازراہِ تکبر اپنے تہہ بند کو زمین پر کھینچا اللہ اس کی طرف قیامت کے دن نہیں دیکھے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میرا تہہ بند لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کی مسلسل نگرانی کروں۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اے ابوبکر! تم ان میں سے نہیں ہو جو تکبر کی بنا پر ایسا کرتے ہیں۔

-☆-

ہر آدمی کی دلی تمنا ہے کہ قیامت کے دن اسے عزت و کرامت نصیب ہو۔ جب اولین وآخرین دوبارہ زندہ ہو کر ایک جگہ اکٹھے ہونگے اسے رفعت و سرفرازی سے نوازا جائے۔

اس روز عزت اسے نصیب ہوگی جس سے اس کا خالق و مالک راضی ہوگا۔ جب وہ کریم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو اللہ رب العزت اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا اور اسے ابدی وسرمدی انعامات سے نوازے گا۔ جنت کے دروازے اس کیلئے کھول دے گا اسے باغات والی جنت عطا فرمائے گا جہاں نہریں رواں دواں ہونگی اور خدمت کیلئے افراد مامور ہونگے۔

لیکن متکبر ایسا بدنصیب ہے، اللہ کی مخلوق کو نظر حقارت سے دیکھنے والا ایسا بدبخت ہے

کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے کلام تک نہیں فرمائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی بین دلیل ہے۔

جس آدمی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا اسے عرش کا سایہ کہاں بلکہ اس کیلئے میدان حشر میں سورج کی انتہائی تپش میں جھلسنا ہے اور اپنے ہی پسینے میں غوطے لگانا ہے حوض کوثر کا پانی اس کے مقدر میں کہاں؟ غضب الٰہی کے سبب اس کی زبان منہ سے باہر نکلی ہوگی ابدی و سرمدی نعمتیں کہاں! بلکہ اس کیلئے جہنم کے شعلے دھکائے جائیں گے اور جہنم چنگھاڑتا ہوا اس کی طرف لپکے گا جہاں آگ کے صندوق میں اسے قید کر دیا جائے گا اور جہنمیوں کا عصارہ اسے پینے کیلئے دیا جائے گا۔ الامان الحفیظ۔

اے خاک کے پتلے! آج تکبر سے باز آجا اپنے آپ کو بڑا مت جان سب بڑائیاں وحدہ لاشریک کو سزاوار ہیں۔ ھٹ دھرمی کے سبب حق کا انکار نہ کر یہ انکار تیرے لیے بڑا مہنگا ثابت ہوگا۔ اللہ کی مخلوق کو حقیر نہ جان مخلوق خدا کو حقیر جاننے والا خود ذلیل و حقیر ہوا کرتا ہے۔

اے قادر و قیوم اللہ! ہمارے باطن سے کبر کا مادہ نکال دے ہمیں ان لوگوں میں سے نہ کرنا ہو تکبر جیسی مہلک بیماری میں مبتلا ہیں بلکہ ہمیں عاجزی و انکساری کا وصف عطا کرنا کیونکہ عاجزی تجھے بڑی محمود ہے۔

عارف باللہ حضرت سلطان العارفین سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اللہ سے عرض کرتے ہیں اے اللہ! اپنی ذات تک وصول کا اقرب طریقہ عطا فرما۔

ارشاد ہوا اے بسطامی: دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَالَ

اپنے نفس کو چھوڑ دے اور آجا۔

عجز وانکساری اختیار کرلے نفس کی انانیت کو زائل کر دیہ راستہ دوقدم ہے۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ مَكْرِ النَّفس وَكَيْدِهٖ بِبَرْكَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ.

وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

قَالَ رَسُولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ :

لَايَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهٖ حَتّٰى يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِيْنَ فَيُصِيْبَهُ مَاأَصَابَهُمْ.

ترجمة الحديث:

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

آدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا جاتا ہے یہاں تک کہ جبارین کی فہرست میں اس کا نام لکھا جاتا ہے پھر اسے وہی عذاب پہنچے گا جو جبارین کو پہنچتا ہے۔

-☆-

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بڑے کمالات سے سرفراز فرمایا ہے۔ اسے حسن کی دولت عطا

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۰۰)	جلد۴	صفحہ۳۶۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۴۵۲۸)	جلد۴	صفحہ۴۱
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۳۰۶)	جلد۳	صفحہ۵۴۵
قال المحقق:	حسن		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۸۲۱۳)	جلد۱۰	صفحہ۶۱۶

فرمائی، عقل وخرد سے نوازا، معاملہ فہمی کا شعور عطا کیا۔ یہی انسان جب تک ان اشیاء کو اللہ تعالیٰ کا عطیہ سمجھتا رہتا ہے اللہ کی رحمتوں کے حصار میں رہتا ہے لیکن جیسے ہی اس کا رشتہ خالق و مالک سے کمزور ہوتا جاتا ہے اس کی سوچ میں فتور آتا جاتا ہے پھر ان چیزوں کو وہ اپنا ذاتی کمال خیال کرتا ہے۔ جیسے ہی یہ چیز ذہن میں اترتی ہے وہ پٹڑی سے اترتا جاتا ہے پھر ایک وقت وہ آتا ہے کہ اس کے ذہن سے یہ بالکل محو ہو جاتا ہے کہ جملہ کمالات اللہ کی عطا ہیں۔ اس وقت وہ شیطان کے شکنجے میں پھنس جاتا ہے اس کی سوچ اسکے خیالات اسکے تفکرات پر شیطانی تسلط ہوتا ہے وہ اس درجہ بہک جاتا ہے متکبرین کی صف میں کھڑا دکھائی دیتا ہے پھر جب وہ متکبر بن جاتا ہے تو وہ اسی عذاب کا سزاوار ٹھہرتا ہے جو عذاب متکبرین کے لئے ہے۔

متکبر - عذاب میں

وَعَن أَبِی سَعِیدٍ الْخُدرِی وَأَبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُما قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ علیهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : الْعِزُّ إِزارُهُ وَالْكِبرِیاءُ رِداؤُهُ فَمَن یُنازِعُنِی عَذَّبتُهُ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے

عزت میری ازار ہے اور کبریاء میری رداء ہے کون ہے جو اس عزت وکبریاء میں میرا شریک ہوسکتا ہے۔ جو ایسا کرے گا میں اسے عذاب دونگا۔

-☆-

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۲۰)	جلد ۵	صفحہ ۱۸۵
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۲۷۷)	جلد ۳	صفحہ ۵۳۵
اتحاف السادۃ المتقین		جلد ۸	صفحہ ۳۳۸
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۵۴۱)		جلد ۲	صفحہ ۷۹
الادب المفرد	رقم الحدیث (۵۵۲)		صفحہ ۱۹۴

اس خاک کے پتلے کو عاجزی ہی زیبا ہے اور اسے انکساری ہی اچھی لگتی ہے جو تکبر کرتا ہے اپنے آپ کو بڑا جانتا ہے اور مخلوق کو حقیر جانتا ہے وہ اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوگا اور جسے اللہ تعالیٰ عذاب دے اسے کون چھڑا سکتا ہے۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْد" - آپکے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

جو رب تعالیٰ کی پکڑ میں آ گیا اس کا پرسان حال کون ہوگا۔ اللہ کریم ہے اللہ ہی رحیم ہے اس کی رحمت کا سحاب ہر وقت برستا ہے اور خوب برستا ہے اسی کے در اقدس سے لو لگائے بیٹھے ہیں اسی کے کرم کے سہارے جی رہے ہیں اگر وہی عذاب دینے پر آ جائے تو پھر انسان کی اس سے بڑھ کر اور بدبختی کونسی ہوگی اگر وہی سزا دینے لگے تو اسے بچانے والا کون ہوگا۔

انسان کو اس رزم گاہِ حیات میں سنبھل سنبھل کر چلنا چاہیے منہ سے ایسی کوئی بات نہ نکالے جس کے سبب وہ اللہ کی گرفت میں آ جائے ایسا کوئی کلمہ نہ نکالے جو اللہ کی ناراضگی کا ذریعہ بنے ایسی چال اختیار نہ کرے جس کے سبب وہ عذاب الٰہی میں مبتلا ہو جائے۔

متکبر اور اترانے والا اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔

اے رحیم و کریم اللہ! ہمیں تکبر جیسی قبیح عادت سے محفوظ فرما۔ ہمیں عجز و انکساری کی توفیق عطا فرما اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی اتباع کی سعادت ارزانی فرما۔

شیطان ہمارا ازلی دشمن ہے یہ طرح طرح کے وار کر کے ہم سے ہماری نعمت ایمان چھیننا چاہتا ہے اور ہمارے نفس کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنانا چاھتا ہے شیطان اور نفس امارہ مل کر ابدی سعادتیں چھیننا چاہتے ہیں۔

اے کریم اللہ! اپنی کرم نوازیوں کا واسطہ اپنی عنایات کریمانہ کا واسطہ ہمیں اپنے در سے

دور نہ کرنا ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم تیرے عاجز وناتواں بندے ہیں اور اسی عجز وانکساری میں رہنا چاہتے ہیں۔

اے کریم! جب تک ہمارا سانس آتا جاتا ہے ہمیں متواضعین میں رکھنا اور جب ہماری زندگی کی تار ٹوٹ رہی ہو تو اپنے لطف وکرم سے ہمارا ایمان بچانا اور روز محشر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن کرم میں جگہ عطا فرمانا۔

متکبر - آگ میں

عَن أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ و آلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَبارَکَ وَتَعالٰی : الْکِبْرِیاءُ رِدائِی وَالْعَظَمَةُ إِزارِی فَمَنْ نازَعَنِی واحِداً مِنهُما قَذَفْتُهُ فِی النَّارِ.

سنن ابوداؤد	رقم الحدیث (۴۰۹۰)	جلد۲	صفحہ۴۵۶
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۱۷۴)	جلد۴	صفحہ۴۹۹
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۲۷۸)	جلد۳	صفحہ۵۳۵
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۰۹۰)	جلد۲	صفحہ۵۱۷
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۱۹۲)	جلد۹	صفحہ۲۹۷ (مختصراً)
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۳۳۰)	جلد۹	صفحہ۱۸۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۲۰)	جلد۵	صفحہ۱۸۵
المسند الحمیدی	رقم الحدیث (۱۱۴۹)	جلد۲	صفحہ۴۸۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۲۸)	جلد۲	صفحہ۳۵
قال شعیب الارنووط:	حدیث صحیح اسنادہ قوی		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۶۷۲،۵۶۷۱)	جلد۱۲	صفحہ۴۸۶
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ قوی		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاہے
کبریاء میری چادر ہے اور عظمۃ میری ازار ہے۔ پس جس نے ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مجھ سے الجھنا چاہا تو میں اسے آگ میں پھینکوں گا۔

-☆-

بڑائی اور عظمت اللہ کی شانیں ہیں اہل ایمان روزانہ پانچ مرتبہ اقرار کرتے ہیں اللہ اکبراللہ اکبراللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اقرار رکوع وسجود میں کرتے ہیں رکوع کی حالت میں کہتے ہیں سبحان ربی العظیم - میرا عظمت والا رب عیب ونقص سے پاک ہے اور سجدہ میں جا کر کہتے ہیں سبحان ربی الاعلیٰ - میرا رب سب سے بڑا ہر نقص وکجی سے پاک ہے۔

انسان کی کیا حیثیت ہے؟ یہ ماءِ مھین سے پیدا شدہ ہے کس بات پر اتراتا ہے اس کے

مسند ابی داؤد الطیالسی رقم الحدیث (۲۳۸۷) صفحہ ۳۱۴
شرح السنۃ للبغوی رقم الحدیث (۳۵۹۲) جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۹
قال المحقق: ھذا حدیث صحیح اخرجہ مسلم

پاس جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا فرمودہ ہے اور اللہ کے عطیہ پر اسی کے خلاف کھڑے ہو جانا اسے کیسے زیب دیتا ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے کہ کبرائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے اسبات کا واضح اعلان ہے کہ جو بھی تکبر کرے گا یا اپنے آپ کو بڑا کہے گا اس کی اللہ تعالیٰ سے لڑائی ہے اور اللہ تعالیٰ سے لڑنے والا جہنم کا ایندھن بنے گا اور اسے سخت ترین عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

اہل النار

وَعَن سُراقَةَ بْنِ مالِكِ بْنِ جُعْشَمٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنهُ
أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ :
يَاسُراقَةُ أَلا أُخبِرُكَ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِ النَّارِ ؟
قُلْتُ : بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ
قَالَ : أَمَّا أَهلُ النَّارِ فَكُلُّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ وَأَمَّا أَهلُ الْجَنَّةِ فَالضُّعَفَاءُ الْمَغْلُوْبُوْنَ.

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۲۸۳)	جلد۳	صفحہ۵۳۷
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۷۹۲۳)	جلد۱۰	صفحہ۴۶۷
قال الھیثمی:	رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط واسنادہ حسن		
الحاکم المستدرک	رقم الحدیث (۲۶۵۶)	جلد۴	صفحہ۸۱۴
قال الحاکم:	اسنادہ حسن		
التلخیص بذیل المستدرک		جلد۳	صفحہ۶۱۹
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۷۹۲۳)	جلد۱۰	صفحہ۴۶۷
قال المحقق:	اسنادہ حسن		
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۶۵۸۹)	جلد۷	صفحہ۱۲۹

ترجمة الحديث:

حضرت سراقہ بن مالک بن جُعشم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اے سراقہ! میں تمہیں اہل جنت اور اہل نار کی خبر نہ دوں؟
میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ضرور خبر دیجئے
سن لو! اہل نار ہر اکڑ کر چلنے والا، مغرور اور متکبر ہے
لیکن اہل جنت مغلوب ضعفاء ہیں۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں تین ایسے بدنصیبوں کی خبر دی ہے جو اھل نار ہیں ان کی مقدر میں آتشِ دوزخ میں جلنا ہے۔

۱۔ اَلجَعظَرِیُّ:

اَلجَعظَرِیُّ : اَلفَظُّ الغَلِیظُ المُتَکَبِّرُ

جعظری بدخلق، درشت مزاج اور متکبر کو کہتے ہیں

سلسلۃ الاحادیث صحیحہ رقم الحدیث (۱۷۴۱) جلد ۴ صفحہ ۳۲۱
مجمع الزوائد رقم الحدیث (۱۸۶۱۹) جلد ۱۰ صفحہ ۴۲۱
قال الہیثمی: رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح الا ان فیہ راو لم یسم
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۷۵۱۵) جلد ۱۳ صفحہ ۴۲۴

اخلاق کریمانہ کے جمال سے محروم درشت مزاج جہنم کا سزاوار ہے جو بات بات پر تلخی پر اتر آئے گالی گلوچ اس کا شیوہ ہو بدمزاجی اور بدخلقی اسکا عادت ہو ایسا آدمی ہوتے ہوئے بھی آدمی نہیں وہ تو حیوانات سے بدتر ہے اور ایسا شخص اس قابل ہے کہ اسے جہنم کا ایندھن بنایا جائے۔

۲۔ اَلْجَوَّاظُ :

اَلْجَوَّاظُ : اَلْجَمُوْعُ الْمَنُوْعُ

جواظ مال جمع کرنے والے اور دوسرے کو نہ دینے والے کو کہتے ہیں یعنی ایسا شخص جو بخل جیسے قبیح وصف سے متصف ہو جس کا کام صبح وشام دولت اکٹھا کرنا ہو پھر اسے سنبھال سنبھال کر رکھنا ہو اسے اس کے حقداروں تک نہ پہنچانا بلکہ محروم رکھنا ہو اس کے ماں باپ اس کے جگر پارے اس کے عزیز واقارب اس کے سامنے عسرت کی زندگی گزارتے ہیں لیکن اس کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی ایسا شخص بھی اس قابل ہے کہ اسے قیامت کو نذر آتش کیا جائے۔

۳۔ اَلْمُتَكَبِّرُ :

اپنے آپ کو بڑا سمجھنے والا

اگر اس کے پاس مال و دولت ہے تو اس بنا پر وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے

اگر اس کے پاس علم ہے تو وہ باقی لوگوں کو حقیر جانتا ہے اور علم کی بنا پر اپنے آپ کو ان سے فائق و برتر سمجھتا ہے

اگر اس کی شکل وصورت اچھی ہے تو اسے اپنا ذاتی کمال سمجھتا ہے اور دوسرے لوگوں کو

حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے

اگر اس کا نسب عالی ہے تو اس نسب کی بنا پر اتراتا ہے اور جو افراد اس کی قوم یا قبیلہ کے نہیں انکے برابر بیٹھنا توہین سمجھتا ہے

حالانکہ اسے چاہیئے تھا کہ اگر اس کے پاس مال و دولت ہے تو اس کے شکرانے میں غرباء و مساکین کی مدد کرتا اور ان کو اپنے مال میں شریک کرتا ان کی بھوک مٹانے کی کوشش کرتا ان کی تنگدستی کے دنوں میں ان کی مدد کرتا تاکہ اللہ تعالیٰ اس پر کرم پر کرم فرمائے اور اس کے مال میں برکت رکھ دے جس سے اس کی کئی نسلیں مستفیض ہوں۔

اسے چاہیئے تھا کہ اگر اس کے پاس علم ہے تو علم کے موتی عام کرتا ان کی چمک سے ان لوگوں کے قلوب بھی منور کرتا جو اس نعمت سے خالی ہیں بلکہ ان کو ترغیب دیتا تاکہ وہ بھی اپنا دامن اس نعمت سے مالا مال کر لیتے۔

اگر اس کی صورت اچھی ہے تو اسے سراپا انکساری بن جانا چاہیئے تھا کیونکہ صورتیں بنانے والا اللہ ہے جو اللہ تعالیٰ جمال دیتا ہے وہ لے بھی سکتا ہے اگر کریم اللہ کا شکر کیا جائے عاجزی اختیار کی جائے وہ وحدہ لاشریک کرم در کرم فرماتا ہے اور مزید انعامات سے سرفراز فرماتا ہے۔

اگر اس کا نسب عالی ہے تو اسے تواضع اختیار کرنا چاہیئے کیونکہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قدر و منزلت نہیں رکھتی بلکہ اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ.

اللہ کے ہاں تم میں سب سے معزز وہ ہے جو تقویٰ کی دولت سے آراستہ ہے۔

وَعَن حارِثَةَ بنِ وَهبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ:

سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

أَلا أُخبِرُكُم بِأَهلِ النَّارِ ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُستَكبِرٍ.

ترجمة الحديث:

حضرت حارثہ بن وھب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا

میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمار ہے تھے

کیا میں تمہیں اہل نار کے بارے میں نہ بتاؤں؟

ہر بد خُلق، اکڑ کر چلنے والا اور متکبر

-☆-

بدخلق کسی بھی ملت میں قابل عزت نہیں۔ بدخلقی انسان کو انسانیت کے مرتبہ سے گرادیتی ہے انسانیت کا زیور حسن خلق ہے یہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصفِ جمیل ہے اور آپ کے پیروکاروں، اطاعت شعاروں کا شعار ہے۔ اخلاق کریمانہ سے ہی لوگوں کو قائل کیا جاسکتا ہے اسی وصفِ محمود کی بدولت مقتدا بنا جاسکتا ہے اور جو بدخلق ہے اس کے اندر تمام عیوب ہیں کیونکہ بدخلقی انسان کو شیطان کا جلیس بنادیتی ہے اور شیطان ہر فعل بد کی ترغیب

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۹۱۸)	جلد ۳	صفحہ ۱۵۷
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۸۵۳)	جلد ۵	صفحہ ۳۸۲
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۲۸۱)	جلد ۳	صفحہ ۵۳۶

دیتا ہے بدخلق میں اسکی بدخلقی کے سبب کوئی بھی عادتِ محمود نہیں رہتی پھر وہ مجسم شر بن کر جہنم کا ایندھن بنتا ہے۔

اکڑ کر چلنے کی عادت اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اکڑ کر چلنے والا اللہ کی عنایات کریمانہ سے محروم رہتا ہے۔

وَلاَ تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحاً اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلاً.

زمین میں اتراتے ہوئے نہ چلو کیونکہ ایسا کرنے سے نہ تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ ہی بلندی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتے ہو۔

کیا اکڑ کر چلنے والا زمین پھاڑ سکتا ہے اور کیا وہ بلندی میں پہاڑوں تک پہنچ سکتا ہے یہ کمزور انسان اس میں اتنی قوت وتوانائی کہاں؟ جب یہ ایسی قوت وطاقت سے تہی دامن ہے تو پھر اسے اکڑ کر چلنا زیبا نہیں اگر اکڑ کر چلنے سے باز نہ آیا تو جہنم اسے نگلنے کیلئے اپنا منہ کھولے ہوئے ہے۔

تکبر کرنے والا اپنے آپ کو بڑا سمجھنے والا آگ میں جلائے جانے کے قابل ہے اگر وہ بڑا ہے تو اپنے آپ کو بچالے، عذاب کو اپنے سے دور کردے لیکن اس میں اتنی ہمت کہاں بلکہ قیامت کے دن اس میں تاب گویائی نہ ہوگی جس آدمی کی اتنی حیثیت ہو اسے اپنی اوقات نہیں بھولنی چاہیئے اور تکبر کی عادت ترک کرنی چاہیئے اگر پھر بھی وہ تکبر کرتا ہے تو جہنم کے شعلے اس کا انتظار کررہے ہیں۔

آگ کا ایندھن

وَعَن أَبِی سَعِیدٍ الْخُدرِیَّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ
عَنِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
اِحْتَبَّتِ الْجَنَّةُ والنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ : فِیَّ الْجَبَّارُونَ وَالْمُتَكَبِّرُونَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ فِیَّ ضُعَفَاءُ الْمُسْلِمِینَ وَمَساكِینُهُمْ فَقَضى اللّٰهُ بَیْنَهُما : إِنَّکِ الْجَنَّةُ رَحْمَتِی أَرْحَمُ بِکِ مَنْ أشاءُ وَإِنَّکِ النَّارُ عَذابِی أُعَذِّبُ بِکِ مَن أَشَاءُ وَلِكِلَیْكُما عَلَیَّ مِلْؤُها.

ترجمة الحدیث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۸۴۷)	جلد۵	صفحہ۳۷۹ (مختصراً)
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۲۸۵)	جلد۳	صفحہ۵۳۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۱۶۹۳)	جلد۱۰	صفحہ۲۴۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۴۵۳)	جلد۱۰	صفحہ۳۳۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۵۰۶۳)	جلد۱۱	صفحہ۱۳
جامع الاصول	رقم الحدیث (۸۱۱۰)	جلد۱۰	صفحہ۵۴۶

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جنت اور آگ میں بحث ہوئی، آگ نے کہا میرے اندر جابر اور متکبر لوگ ہونگے۔

جنت نے کہا

میرے اندر ضعیف اہل اسلام اور انکے مساکین ہونگے۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرمادیا

اے جنت! تو میری رحمت ہے تیرے ذریعے میں جسے چاہوں رحم فرمادوں۔

اے آگ! تو میرا عذاب ہے تیرے ذریعے میں جسے چاہوں عذاب دوں۔

میں نے تم دونوں کو بھرنا ہے۔

-☆-

جنت اور جہنم کے اس بحث ومجادلہ میں یہ بات نکھر کر سامنے آ گئی کہ اھل جنت کون ہیں اور اھل جہنم کون ہیں کون وہ خوش قسمت ہیں جن کے مقدر میں ابدی وسرمدی راحتیں ہیں انعامات واکرامات کا لامتناہی سلسلہ ہے اور کون وہ بدنصیب ہیں جن کے مقدر میں عذاب اور رسوائی ہے۔

متکبر وجابر لوگ آگ کا ایندھن بنیں گے دنیا میں اللہ کی بڑائی کو چھوڑ کر اپنی بڑائی کا اعلان کرنے والا مخلوقِ خدا کو نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھنے والا قیامت کو آگ کی لپیٹ میں ہوگا۔ یہ آگ اس کے سارے ارمان پورے کردے گی اور انہیں بتادے گی کہ غرور وتکبر کس درجہ مہنگا ہے اور مخلوق کو اپنے سے کمتر جاننا کس درجہ عذاب کی گرفت میں آنا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر اھل ایمان کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور تمام مومنین کو غرور وتکبر سے

بری فرمائے۔

ضعیف ومساکین جنت میں اللہ کے انعامات سے شادکام ہو رہے ہونگے وہ اھل ایمان جسے دنیا حقیر جانے اسے کمزور تصور کرے اسے اس بات پر ذرہ برابر ملال نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ کسی کے حقیر جاننے سے ایمان والا حقیر نہیں ہوتا بلکہ اس کے خالق و مالک کی رحمت کو جوش آتا ہے تو اس کا نام ازلی سعید روحوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ قیامت کو جنت ان کا ٹھکانا ہوگی ابلتے چشمے بل کھاتی نہریں خدمت پر کمر بستہ خدام اس کے اشارہ ابرو کے منتظر غلمان یہ سب کچھ کریم اللہ کی کرم نوازی ہے لوگوں کے طعنوں کا بہتر اجر وثواب ہے۔

اس بحث میں اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماتا ہے

اے جنت تو میری رحمت ہے میں نے تجھے بھرنا ہے اور اے جہنم تو میرا عذاب ہے میں نے تجھے بھی بھرنا ہے۔

اے اللہ! اپنی رحمتوں اور شفقتوں کا صدقہ اپنی کرم نوازیوں کا واسطہ ہمیں ان لوگوں میں سے کردے جن پر تیری دائمی رحمت اور ابدی کرم ہوگا۔

چہرے کے بل جہنم میں

وَعَن أَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ :

اِلْتَقَی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍ وبْنِ الْعاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَلَی الْمَرْوَةِ فَتَحَدَّثا ثُمَ مَضَی عَبدُ اللّٰهِ بنُ عَمْرٍو وَبَقِیَ عَبدُ اللّٰهِ بنُ عُمَرَ یَبْکِی فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ : مایُبْکِیْکَ یا أَباعَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ قَال: هذا یَعْنِی عَبدَ اللّٰهِ بْنِ عَمرٍو -زَعَمَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیه و آلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُولُ :

مَن کانَ فِی قَلْبِهٖ مِثْقالُ حَبَّةٍ مِن خَرْدَلٍ مِنْ کِبْرٍ کَبَّهُ اللّٰهُ تعالَی لِوَجْهِهٖ فی النَّارِ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا

مسند الامام احمد		جلد۲	صفحہ۲۱۵
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۴۲۹۱)	جلد۳	صفحہ۵۴۰
مجمع الزوائد		جلد۱	صفحہ۱۰۳
قال الہیثمی:	رجالہ رجال الصحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۷۰۱۵)	جلد۶	صفحہ۴۴۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنھم جبلِ مَر وہ پر ایک دوسرے سے ملے تو ان دونوں نے آپس میں باتیں کیں۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما چلے گئے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما وہیں رہے اور رونا شروع کر دیا۔

ایک آدمی نے اس سے کہا

اے ابوعبدالرحمٰن! آپ کیوں رو رہے ہیں؟

انہوں نے کہا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) انہوں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سنا حضور فرما رہے تھے: جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوا تو اللہ اسے اس کے چہرے کے بل آگ میں پھینکے گا۔

-☆-

جہنم اللہ تعالیٰ کے غضب اور اسکی ناراضگی کا مقام ہے اس قعر مذلت میں مغضوب علیھم کو پھینکا جائے گا۔ متکبر حق کو ہٹ دھرمی کی بنا پر نہ ماننے والا اور مخلوق خدا کو حقیر جاننے والا اس جہنم میں چہرے کے بل پھینکا جائے گا۔ اس طرح پھینکا جانا اللہ تعالیٰ کے شدید ناراض ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام کس درجہ پاک باطن تھے انکا دل ہر وقت اللہ کے خوف سے کانپتا رہتا تھا۔ جب بھی کوئی ایسا تذکرہ سن لیتے تو فوراً ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہو جاتیں۔ یہ پاک باطن اصحاب کسی بھی لمحہ بے فکر نہ ہوتے تھے بلکہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے اور اخلاق حسنہ سے متصف رہتے قبیح عادات سے ہمیشہ متنفر رہتے اور تکبر جیسی عادات کے تو بالکل قریب نہ جاتے۔ انکا چلنا پھرنا ان کا اٹھنا بیٹھنا

اس بات کا واضح اعلان تھا کہ یہ اصحاب سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے تلووں تک ڈوبے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان پاک باطن اصحاب رضی اللہ عنھم کے طفیل ہمارے باطن کو اجلا اور مصفیٰ فرمائے اور اپنے عرفان کی دولت سے سرفراز فرمائے اور لذت گریہ نیم شبی کی دولت مرحمت فرمائے۔

قیامت کے دن متکبر کی
عبرتناک صورت

عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ :

يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّفِيْ صُوَرِ الرِّجالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكان يُساقَونَ إِلَى سِجْنٍ فِي جَهَنَّمَ يُقَالُ لَهُ : بُولَس تَعْلُوهُمْ نارُ الْأَنْيارِ يُسْقَونَ مِن عُصارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِينَةِ الْخَبالِ.

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۹۴)	جلد ۴	صفحہ ۶۵۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۲۹۴)	جلد ۳	صفحہ ۵۴۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۸۰۰)	جلد ۶	صفحہ ۳۳۷
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵۰۰)	جلد ۴	صفحہ ۲۲۱
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۹۲)	جلد ۲	صفحہ ۶۰۲
قال الالبانی:	حسن		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۱۱۲)	جلد ۳	صفحہ ۱۴۱۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۶۷۷)	جلد ۶	صفحہ ۲۳۱

قال احمد محمد شاکر/حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

ترجمة الحديث:

متکبرین کو قیامت کے دن چیونٹیوں جتنا کر کے آدمیوں کی صورت میں اٹھایا جائے گا۔ ہرطرف سے انہیں ذلت ورسوائی نے گھیرا ہوگا۔ انہیں جہنم کے ایک قید خانہ میں ہانک کر لے جایا جائے گا جسے ''بُولس'' کہا جاتا ہے۔ ان کے اوپر آگوں کی آگ چڑھے گی انہیں طینۃ الخبال یعنی اہل نار کا لہو اور پیپ پلائی جائے گی۔

-☆-

انسان کو اللہ تعالیٰ نے حسین صورت عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کے حسن صورت کا تذکرہ بایں الفاظ کیا ہے:

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِىْ اَحْسَنِ تَقْوِيْم.

قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی، قسم ہے طور سینا کی اور قسم ہے اس امن والے شہر کی یقیناً ہم نے انسان کو حسین تر صورت میں تخلیق فرمایا۔

قیامت کے دن اہل ایمان کے سروں پر عزت و کرامت کے تاج سجائے جائیں گے اور انکے چہروں کی رونق قابل دید ہوگی لیکن متکبرین کو سزا یہ ملے گی اللہ انہیں چونٹیوں جتنا

المسند الحمیدی	رقم الحدیث (۵۵۸)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۲
جامع الاصول	رقم الحدیث (۸۲۱۲)	جلد ۱۰	صفحہ ۶۱۶
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۸۰۰)	جلد ۶	صفحہ ۳۳۷

کر دے گا اس سے بڑھ کر ذلت ورسوائی اور کیا ہوگی کہ انسان کو چونٹی جتنا کر دیا جائے۔ پھر اسے جہنم کے ایک قید خانہ میں مقید کر دیا جائے گا۔ چاروں طرف آگ ہوگی اور آگ کی جیل میں انہیں بند کر دیا جائے گا۔

اہل جنت تو انعامات الٰہیہ سے شاد کام ہو رہے ہونگے لیکن جہنم کے باسی متکبرین کو پینے کیلئے جہنمیوں کا لہو اور پیپ پیش کی جائے گی۔

العیاذ باللّٰہ من ذالک

اللھم احفظنا من بلاء الدنیا وعذاب الآخرۃ

یا اللہ! یا ارحم الراحمین! ہم نفسانی بندے ہیں نفس اور شیطان کے شکنجے میں کسے ہوئے ہیں اپنے ہی عزت وجلال کا واسطہ ہمارے ایمان کی حفاظت فرما اور ایک لمحہ کیلئے بھی ہمیں ہمارے نفس کے حوالہ نہ کرنا۔

اے کریم اللہ! اپنے نام کریم کا واسطہ اور اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ ہمیں تکبر جیسی قبیح عادت سے محفوظ فرما ہمیں سراپا عجز وانکساری بنا اور تواضع اپنانے کی توفیق ارزانی فرما۔

اے ارحم الراحمین! قیامت کی ہولناکیوں سے خوف آتا ہے تیرے عذاب سے ڈر لگتا ہے تجھے اپنی رحمت کاملہ کا واسطہ ہمیں قیامت کے دن اپنے غضب سے مامون ومحفوظ فرما اپنی رحمتوں اور اپنی نوازشات سے مالا مال فرما ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما کر اپنی کرم نوازیوں سے سرفراز فرما۔

جہنم کا کوئلہ

وَعَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ :
لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَام'' يَفْتَخِرُونَ بِآبَائِهِمُ الَّذِيْنَ مَاتُوا إِنَّماهُم فَحْمُ جَهَنَّمَ أَوْلَيَكُونُنَّ اَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الْجُعْلِ الَّذی يُدَهْدِهُ الْخُرْءَ بِأَنْفِهِ إِنَ اللّٰهَ أَذهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَها بِالآباء إِنَّما هُوَ مُؤْمِن'' تَقِیّ'' وَفاجِر'' شَقِیّ'' النَّاسُ بَنُو آدَمَ وَآدَمَ خُلِقَ مِنْ تُراب.

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۹۵۵)	جلد۵	صفحہ۷۳۴
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن غریب		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۱۶)	جلد۲	صفحہ۷۲۵
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۱۶)	جلد۳	صفحہ۲۵۸
قال الالبانی:	حسن		
الترغیب والترهیب	رقم الحدیث (۴۳۰۸)	جلد۳	صفحہ۵۴۶
قال المحقق:	حسن		
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۰۷۴)	جلد۹	صفحہ۵۰۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۷۲۱)	جلد۸	صفحہ۴۰۳
قال احمد شاکر	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

قومیں اپنے فوت شدہ آباء واجداد پر فخر کرنے سے باز رہیں بیشک وہ (فوت شدہ مشرک) جہنم کے کوئلے ہیں ورنہ وہ اللہ کے ہاں غلاظت کے اس کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہونگے جو اپنی ناک سے غلاظت لڑھکاتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے جاھلیت کا گھمنڈ اور اپنے آباء پر فخر تم سے دور کردیا ہے۔

بیشک اس سے بچ جانے والا متقی مومن ہے

اور

اس میں ملوث ہونے والا بدبخت فاجر ہے۔

تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔

-☆-

مشرک آباء واجداد کی وجہ سے فخر ومباھات کرنا اسلام میں کسی طور پر درست نہیں وہ

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۹۵۵)	جلد ۳	صفحہ ۵۹۸
قال الالبانی:	حسن		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۸۲۱۵)	جلد ۱۰	صفحہ ۶۱۷

اللہ کے منکر اللہ کے مقابل کسی کو کھڑا کرنے والے شرک جیسے قبیح وصف سے داغدار مر کر جہنم کا کوئلہ بن چکے ان کی خوبیاں بیان کرنا ان کے کارنامے ذکر کر کے خود کو فاضل وفائق سمجھنا کیسے روا ہوسکتا ہے۔

ایک کلمہ گو ایک مسلم کسی مشرک کی وجہ سے فخر نہیں کیا کرتا اسے شرک سے حد درجہ نفرت ہوتی ہے مسلم تو عجز وانکساری کا پیکر پانچوں وقت پاؤں رکھنے کی جگہ سر رکھ کر یعنی سجدہ کی حالت میں سبحان ربی الاعلیٰ کا ورد کیا کرتا ہے ایسا موحد کیسے غرور وتکبر میں مبتلا ہوسکتا ہے۔

جُعل - غلاظت کے سیاہ کیڑے کو کہتے ہیں جو غلاظت میں پیدا ہوتا ہے غلاظت ہی اسکی غذا ہے جو آدمی اپنے مشرک آباء واجداد کی بنا پر فخر کرتا ہے وہ اللہ کے ہاں جُعل سے بھی زیادہ حقیر ہے۔

یدھدہ الخرء بأنفه - یہ غلاظت والا کیڑا اپنی غلاظت کو ناک کے ذریعے لڑھکاتا رہتا ہے۔

متکبر آدمی غرور کا پیکر اس غلاظت میں پرورش شدہ کیڑے سے زیادہ برا ہے۔ گویا متکبر بھی ہمہ وقت غلاظت میں رہتا ہے اس کا اوڑھنا بچھونا ہی غلاظت ہے لیکن غرور کرتے وقت اس کا شعور ختم ہو چکا ہوتا ہے۔

جنت میں داخلہ ممنوع

وَعَن سَلْمانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ :

قَالَ رَسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ :

ثَلاثَۃ" لایَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ -الشَّیْخُ الزَّانِی وَالإِمَامُ الکَذَّابُ وَالعائِلُ المَزْھُوُّ.

ترجمة الحديث:

حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تین آدمی جنت میں داخل نہ ہونگے:

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۴۲۸۹) جلد ۳ صفحہ ۵۳۹

قال المحقق: حسن

مجمع الزوائد رقم الحدیث (۳۵۳) جلد ۶ صفحہ ۲۸۲

قال الھیثمی: رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح

مجمع الزوائد رقم الحدیث (۱۰۵۳۶) جلد ۶ صفحہ ۳۸۸

قال الھیثمی: رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر ورجالہ رجال الصحیح

۱۔ عمر رسیدہ زانی

۲۔ جھوٹا امام

۳۔ تنگ دست متکبر

-☆-

گناہ کا ارتکاب دل پر اپنے اثرات چھوڑتا ہے۔ گناہ سے دل میں ظلمت کا بسیرا ہوتا ہے اگر صغیرہ گناہ بار بار کیا جائے تو وہ بھی صغیرہ نہیں رہتا بلکہ کبیرہ بن جاتا ہے تو اگر کبیرہ بار بار کیا جائے تو کبیرہ کا مسلسل ارتکاب نعمتِ ایمان سے محروم کر دیتا ہے۔ جس کے پاس ایمان نہیں وہ کبھی بھی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔

حدیث پاک میں مذکور تینوں اشخاص گناہ کی دلدل میں اس درجہ نیچے جا چکے ہیں کہ اب انکی واپسی مشکل نظر آتی ہے تو ان تینوں اشخاص میں جو ارتکاب گناہ میں اس درجہ منہمک ہو گیا کہ اس سے ایمان ہی رخصت ہو گیا تو ایسا شخص جنت کیسے جا سکتا ہے اس کیلئے جنت میں داخلہ ممنوع ہے۔

اے ارحم الراحمین! ہمیں ایک لحہ کیلئے بھی ہمارے نفس کے حوالے نہ کرنا۔

اے کریم اللہ! ہم سب کو شیطان کے تسلط سے نجات عطا فرما کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بد نصیبی کے پنجے ہمارے دلوں میں گاڑ کر ہمیں تیری بارگاہ سے بہت دور لے جائے۔

اے رحیم و کریم اللہ! اپنے عزت و جلال کا واسطہ ہمیں اپنے غضب سے محفوظ فرما اور اپنی شفقتوں اور رحمتوں سے سدا مالا مال فرما۔

اے رحمان و رحیم اللہ! ہمیں اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کا اس

درجہ گرویدہ بنا کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے علاوہ کچھ نظر ہی نہ آئے بلکہ آپ کے انوار میں اس درجہ مستغرق کردے کہ ہمارے بدن، ہمارے گھر، ہماری قبریں اور ہمارا حشر سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار سے جگمگا اٹھے۔

وَمَاذَالِکَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ.

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّهُ مَرَّفِی السُّوقِ وَعَلَیهِ حُزْمَة'' مِنْ حَطَبٍ فَقِیْلَ لَهُ : مَایَحْمِلُکَ عَلَى هذا وَقَد أَغْنَاکَ اللّٰهُ عَن هذا ؟ قَالَ : أَرَدْتُ أَنْ أَدْفَعَ الْکِبْرَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُولُ : لایَدخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ فی قَلبِهِ خَرْدَلَة'' مِنْ کِبْرٍ.

ترجمة الحدیث:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بازار سے گزرے اس حال میں کہ آپ پر لکڑیوں کا ایک گٹھا تھا۔ تو آپ سے عرض کی گئی

آپ لکڑیوں کا گٹھا کیوں اٹھاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا کرنے سے غنی کر دیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۲۹۳)	جلد۳	صفحہ۵۴۰
مجمع الزوائد		جلد۱	صفحہ۱۰۴
قال الھیثمی:	رواہ الطبرانی فی الکبیر واسنادہ حسن		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۳۵۴)	جلد۱	صفحہ۲۸۳
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۳۶۱)	جلد۱	صفحہ۲۸۴
قال الھیثمی:	رواہ الطبرانی فی الکبیر واسنادہ حسن		

میرا ارادہ ہے کہ میں تکبر کو اپنے آپ سے حسبِ سابق دفع رکھوں میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمار ہے تھے

جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

-☆-

تکبر کتنی قبیح چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کو ایک انسان کا تکبر کرنا کس درجہ ناپسند ہے کہ جس کے اندر تکبر کا ذرہ بھی ہوا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل نہ ہونے دے گا۔ تکبر کا انجام بہت خوفناک ہے یہ اللہ تعالیٰ سے ٹکر لینا ہے اور جو خالق سے لڑائی لیتا ہے خالق اس کی قیمتی متاع ایمان چھین لیتا ہے جس میں ایمان نہ رہا وہ جنت کا حقدار کیسے ہوگا۔

اللہ ہر اھل ایمان کو تکبر سے بچائے کیونکہ تکبر کا ذرہ بھی نعمت ایمان سے محروم کرنے کیلئے کافی ہے۔

حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کرم نے اپنے صحابہ کے باطن کو کس درجہ پاک کر دیا کہ ان کے دلوں میں تکبر نام کی کوئی چیز نہ رہی بلکہ ان کی زندگی ایسے اعمال سے لبریز نظر آتی ہے جن کے سبب غرور و تکبر کا قلع قمع ہوا اور وہ تواضع و فروتنی کی عمدہ مثال بنے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں ان کے جنتی ہونے کی گواہی خود حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ان کا من کس درجہ اجلا ہے وہ جنگل میں لکڑیاں سر پر اٹھا کر لانے میں عار محسوس نہیں کرتے بلکہ نفس سرکشی توڑنے کا علاج کرتے ہیں نفس کی انانیت کو بالکل زائل کرتے ہیں اور عملی طور پر اھل

اسلام پر واضح کرتے ہیں کہ تواضع وانکساری کو شیوہ بناؤ اور غرور وتکبر سے اپنے آپ کو بچاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ غرور کے سبب غضب الٰہی میں گرفتار ہو کر نعمت ایمان سے محروم ہو جاؤ اور پھر تمہارا داخلہ جنت میں بند کر دیا جائے۔

العیاذ باللّٰہ من ذالک.

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا احْفِظْنَا مِنَ الْاَخْلاقِ الرَّذِيْلَةِ وَجَنِّبْنَا مِنَ الْكِبْرِ وَالرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ وَزَيِّنْ قُلُوْبَنَا بِالتَّوَاضُعِ وَالْاِخْلاصِ بِمَنِّكَ وَبِمَنِّ نَبِيِّكَ الْكَرِيْمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ.

السلام علیکم

(فضائل و مسائل)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الۡاَنۡبِيَاءِ وَالۡمُرۡسَلِيۡنَ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَمَنۡ تَبِعَهُمۡ اِلٰی يَوۡمِ الدِّيۡنِ۔

ہر قوم اور ہر ملت میں ملتے وقت کسی نہ کسی لفظ کا تبادلہ کیا جاتا ہے اس سے اس قوم وملت کے مزاج سے آگاہی ہوتی ہے اور یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اس قوم وملت کے افراد کس رشتہ سے منسلک ہیں۔

اسلام دین رحمت ہے اس کی تعلیمات یک جہتی نہیں بلکہ ہمہ جہتی ہیں یہ دین تمام افراد انسانیت کیلئے سراپا شفقت ہے یہ دین اپنے ماننے والوں کو درس محبت دیتا ہے اس دین نے بوقت ملاقات جن الفاظ کا انتخاب کیا ہے وہ اس کے اسی مزاج کے آئینہ دار ہیں ان الفاظ میں جو جامعیت وکمال ہے وہ کہیں اور نظر نہیں آتا۔

السلام علیکم - تم پر سلامتی ہو۔

جب ایک مسلم بھائی اس جملہ کو زبان سے ادا کرتا ہے تو اس میں کتنی مٹھاس اور چاشنی ہے۔ یہ ایک بھائی کا اپنے دوسرے بھائی کیلئے بوقت ملاقات کتنا عمدہ تحفہ ہے۔

السلام علیکم - اللہ تمہیں سلامتی سے سرفراز فرمائے۔

یہ اپنے بھائی سے اندرونی محبت وچاہت کا اظہار ہے۔

ملاقات کے وقت ایک بھائی کو ''السلام علیکم'' اور دوسرے بھائی کو اس کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا چاہیئے۔

السّلام علیکم کی اشاعت کرو

عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ أَفْشُوا السَّلاَمَ کَیْ تَعْلُوا.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: السلام علیکم کی اشاعت کروتا کہ تمہیں رفعتوں سے سرفراز کیا جائے۔

کتنی عمدہ تعلیم ہے السلام علیکم کی اشاعت کرو یعنی جب بھی کسی سے ملاقات ہوتو سب سے پہلے تمہاری زبان پر ''السلام علیکم'' ہونا چاہیئے تا کہ اس ملاقاتی کو ہر قسم کا تحفظ مل جائے اور وہ اپنے آپ کو امن وسلامتی کے گہوارے میں محسوس کرے۔

کَیْ تَعْلُوْا : تا کہ تمہیں علو نصیب ہو۔

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۳۹۸۷) جلد ۳ صفحہ ۴۱۵
قال المنذری: رواہ الطبرانی باسناد جید۔
وقال المحقق: حسن
مجمع الزوائد رقم الحدیث (۱۲۷۳۳) جلد ۸ صفحہ ۶۵
قال الھیثمی: رواہ الطبرانی واسنادہ جید

ہر انسان رفعت و بلندی کا خواہش مند ہے اور اسکی دلی تمنا ہوتی ہے کہ اللہ اسے پستیوں سے نکال کر رفعتوں میں جگہ دے ذلت سے اٹھا کر عزت کے مقام پر فائز کرے۔ اس چیز کے حصول کیلئے کتنا سہل نسخہ ہے اس پر عمل کیجئے رفعت و بلندی خود بخود آپکے نصیب میں ہوگی۔

اس عَلُوّ کا مفہوم ان الفاظ سے بھی ادا کیا گیا ہے

تَسْمُوْ وَتَرْقَی اَخلاَقُکُمْ وَتَزْدَادُ الْمَوَدَّۃُ وَالْاُلْفَۃُ۔(۱)

تمہارے اخلاق کو بلندی و برتری نصیب ہوگی اور مودت و الفت میں اضافہ ہوگا۔

-☆-

عَنْ الْبَرَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ أَفْشُوا السَّلاَمَ تَسْلَمُوا۔

الادب المفرد البخاری	رقم الحدیث (۹۷۹)		
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۷۵۰)		صفحہ ۳۷۶
قال الالبانی:	صحیح		
الارواء	رقم الحدیث (۷۷۷)		
الصحیحہ	رقم الحدیث (۱۴۹۳)		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۹۱)	جلد ۲	صفحہ ۲۴۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۴۳۹)	جلد ۱۴	صفحہ ۲۰۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۱۶۸۷)	جلد ۳	صفحہ ۲۴۷
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ حسن		

(۱) تعلیق الترغیب والترھیب از مصطفیٰ محمد عمارہ/ جلد ۴: صفحہ ۲۰۵

ترجمة الحديث:

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: السلام علیکم کی خوب اشاعت کرو تمہیں سلامتی نصیب ہوگی۔

السلام علیکم کہنا وہ سنت ہے جسے آہستہ آہستہ ترک کیا جا رہا ہے اور اس جانب بہت کم توجہ دی جا رہی ہے حالانکہ یہ شعائر اسلام سے ہے اور اس کا احیاء بہت ضروری ہے۔ السلام علیکم کہنے سے باہمی محبت ومودت میں اضافہ ہوتا ہے اور آپس میں چاہت و پیار کو جلا ملتی ہے۔

''السلام'' اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے بھی ہے جب بار بار یہ اسم مبارک زبان پر آئے گا تو اس اسم مبارک کے انوار سے روح جگمگا اٹھے گی اور اس سے انسانی باطن طیب وطاہر ہو جائیگا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درج بالا ارشاد میں ایک نوید سنائی ہے کہ السلام علیکم کا تبادلہ کرو تمہیں سلامتی نصیب ہوگی۔ اب ٹھنڈے دل سے غور کیجئے کسے سلامتی نہیں چاہیئے اگر انسان خلوصِ دل سے اور احیاء سنت کے جذبہ سے اس ''السلام علیکم'' کی اشاعت کرے گا تو اسے جملہ امراض باطنی وقلبی سے نجات ملے گی اور وہ حقیقی سلامتی سے ہمکنار ہوگا۔ کیونکہ اگر انسان کا باطن اور دل سلامت ہے تو اس کے جملہ اعضاء بھی سلامت ہیں اگر دل سلامتی کی نعمت سے مالا مال ہے تو بقیہ اعضاء سے ایسی کوئی حرکت سرزد نہیں ہوگی جو انسانیت کے چہرے پر بدنما داغ بنے۔

السلام علیکم کی اشاعت
نشانِ بندگی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ
اُعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ ، وَاَفْشُوا السَّلَامَ.

سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۳۶۹۴)	جلد۴	صفحہ۲۳۱
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۹۹۴)	جلد۳	صفحہ۲۲۰
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۳۶۹۴)	جلد۵	صفحہ۲۷۲
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۹۸۱)		صفحہ۳۴۰
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۹۸۱)		صفحہ۳۷۷
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل		جلد۳	صفحہ۲۳۹
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۸۵۵)	جلد۴	صفحہ۲۸۷
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۸۹)	جلد۲	صفحہ۲۴۲
قال شعیب الارنووط:	حدیث صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عبادت کرو رحمان کی اور السلام علیکم کی خوب اشاعت کرو۔

-☆-

السلام علیکم کا عبادت الٰہی کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے کیونکہ عبادت کرنے سے اللہ وحدہٗ لاشریک کا قرب نصیب ہوتا ہے انسان اسی وحدہٗ لاشریک کے وصال کی لذت سے ہمکنار ہوتا ہے تو السلام علیکم کہنے سے مخلوق کا قرب نصیب ہوتا ہے مخلوق کے دل میں محبت موجزن ہوتی ہے اور یہی اللہ کی مخلوق ایسے آدمی کو اچھے لفظوں سے یاد کرتی ہے تو جو انسان مخلوق سے پیار کرے اور

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۰۷)	جلد ۲	صفحہ ۲۶۰
قال شعیب الارنووط: حدیث صحیح			
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۸۶۴۱)	جلد ۶	صفحہ ۲۹۸
المسند الجامع	رقم الحدیث (۸۶۱۶)	جلد ۱۱	صفحہ ۲۱۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۸۴۸)	جلد ۲	صفحہ ۳۳۴
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح			
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۵۸۷)	جلد ۲	صفحہ ۱۶۱
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح			
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۲۰۸۱)	جلد ۲	صفحہ ۱۴۸

مخلوق اس سے محبت کرے ایسا شخص اللہ کی محبت سے خالی نہیں رہتا بلکہ وہ وقت بھی آتا ہے کہ خالق و مالک اس آدمی سے محبت فرماتا ہے اور جس سے اس کا خالق و مالک اسکا رازق محبت کرے یقیناً وہ آدمی دونوں جہاں میں سرخرو ہے اور تاجِ کرامت اس کے سر کی زینت ہے۔

السلام علیکم کی ابتداء

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ وَطُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعاً وَلَمَّا خَلَقَهٗ قَالَ :

فَسَلِّمْ عَلٰى اُولٰئِكَ ، نَفَرٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوس" فَاسْتَمِعْ مَايُجِيْبُوْنَكَ فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَزَادُوْهُ : وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ آدَمَ فَلَمْ يَزَلْ يَنْقُصُ الْخَلْقُ حَتَّى الآنَ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۲۲۷)	جلد۴	صفحہ۱۹۵۹
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۰۰۵)	جلد۳	صفحہ۳۱۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۸۴۱)	جلد۵	صفحہ۳۷۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۱۵۶)	جلد۸	صفحہ۲۱۹
قال احمد محمد شاکر:	هذا صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۷۰۲)	جلد۱۰	صفحہ۳۹۹
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۳۵۷۸)	جلد۳	صفحہ۲۶۶
قال المحقق:	متفق علیہ		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۶۲۸)	جلد۳	صفحہ۱۳۱۵
قال الالبانی	متفق علیہ		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور انکی قد ساٹھ ذراع تھا۔ پس جب انہیں پیدا فرمایا تو ارشاد فرمایا جاؤ اور ان فرشتوں کی جماعت کو جو بیٹھی ہے سلام کرو جو وہ جواب دیں گے اسے غور سے سننا کیونکہ یہ تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہوگا۔

پس حضرت آدم علیہ السلام نے ان فرشتوں سے کہا السلام علیکم

تو انہوں نے جواباً کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ

ان فرشتوں نے رحمۃ اللہ کا اضافہ کیا

جو بھی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا یعنی اس کا قد ساٹھ ہاتھ ہوگا پس تخلیق آدم سے انسان کا قد کم ہونا شروع ہوا اور اب یہاں تک پہنچا ہے۔

-☆-

السلام علیکم سے دس نیکیاں
السلام علیکم ورحمۃ اللہ سے بیس نیکیاں
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ سے تیس نیکیاں

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : جَاءَ رَجُل" اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ عَشَر" ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ. فَقَالَ عِشْرُوْنَ. ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ : ثَلَاثُوْنَ.

ریاض الصالحین	رقم الحدیث (۸۵۵)		صفحہ ۳۲۵
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۹۸)	جلد ۴	صفحہ ۳۱۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۸۹)	جلد ۳	صفحہ ۳۷
قال الالبانی:	صحیح		
عمل الیوم واللیلۃ للنسائی / رقم الحدیث (۳۳۷)			صفحہ ۲۸۷
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۱۹۵)	جلد ۴	صفحہ ۳۸۹

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنھما نے فرمایا:

ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس نے کہا السلام علیکم ۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب مرحمت فرمایا پھر وہ بیٹھ گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا دس نیکیاں۔ پھر ایک اور آدمی آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا وہ (بھی) بیٹھ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیس نیکیاں۔ پھر ایک اور آیا تو اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب عنایت فرمایا تو وہ (بھی) بیٹھ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تیس نیکیاں۔

-☆-

صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (5195)	جلد۳	صفحہ۲۷۵
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۸۷۴)	جلد۸	صفحہ۱۹۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۹۸۳۳)	جلد۱۵	صفحہ۸۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۲۶۸۲)	جلد۳	صفحہ۱۷۲۶
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۲۸۰)	جلد۱۸	صفحہ۱۳۴
موارد الظمآن	رقم الحدیث (۱۹۳۱)		صفحہ۴۷۶

سلام کے کلمات کتنے مبارک ہیں۔ جتنے زیادہ زبان پر آئیں گے اتنا ہی زیادہ اجروثواب ملے گا اور انسان کے نامۂ اعمال میں اتنی ہی زیادہ نیکیاں ہونگی۔

غور فرمائیے!

ایک آدمی کسی سے ملتے وقت السلام علیکم کہتا ہے تو اللہ ذوالجلال والاکرام اسے دس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ زبان سے صرف پاک کلمہ ادا ہوا جس سے اھل ایمان سے محبت کی مہک آتی ہے تو رحمٰن ورحیم اللہ اسے نیکیوں سے نواز رہا ہے پھر اگر آنے والا السلام علیکم کے ساتھ ورحمۃ اللہ کا اضافہ کردیتا ہے تو اسے کریم اللہ کی جناب سے دس کی بجائے بیس نیکیاں ملتی ہیں کیونکہ آنے والے نے اپنے بھائیوں کو سلامتی کی دعا دی ہے اور اسکے کے ساتھ اللہ کی رحمتوں سے لبریز ہونے کی بھی دعا دی ہے جو اھل ایمان کیلئے دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر خصوصی لطف وکرم فرماتا ہے۔

اگر کوئی آنے والا کسی مجلس میں آئے اور آتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کے الفاظ ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے تیس نیکیوں سے سرفراز فرماتا ہے۔ اس نے اپنے دینی بھائیوں کو سلامتی کی دعا دی امن وسلامتی کی دعا دی ہے تو اس سے اس کا اپنا سینہ اھل ایمان کی محبت سے لبریز ہوتا معلوم ہوتا ہے۔ اس نے سلامتی کی دعا کے ساتھ رحمۃ کی دعا دی گویا وہ اھل ایمان کی سلامتی کے ساتھ انہیں اللہ کی رحمتوں سے لبریز دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ بھی اس کے باطن کے پاک ہونے کی دلیل ہے اور جب وہ برکاتہٗ کے الفاظ کا اضافہ کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے اس کا سینہ اھل اسلام کے متعلق ہر قسم کی کدورتوں سے پاک ہے۔ یہ حسد وکینہ وغیرہ امراض سے بری ہے یہ امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلاۃ والسلام کا حقیقی خیر خواہ ہے اور جو اس امت کی بھلائی سوچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمتوں کی بارش فرماتا ہے۔

سلام کا جواب دینا واجب ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ
خَمْسٌ" تَجِبُ لِلْمُسْلِمِ عَلٰى أَخِیْهِ : رَدُّ السَّلَامِ وَتَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ
وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَعِیَادَةُ الْمَرِیْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ .

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۱۶۲)	جلد۴	صفحہ۳۷۰
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۲۴۰)	جلد۱	صفحہ۳۷۲
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۱۰۸۴)	جلد۱	صفحہ۵۱۳
قال المحقق:	متفق علیہ		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۲۴)	جلد۱	صفحہ۴۸۳
قال الالبانی:	متفق علیہ		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۴۱)	جلد۱	صفحہ۴۷۶
قال الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط البخاری		
السنن الکبریٰ للبیهقی	رقم الحدیث (۶۶۱۶)	جلد۳	صفحہ۵۴۲
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۲۲۹۹)		صفحہ۳۰۳
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (۱۹۶۷۹)	جلد۱۰	صفحہ۴۵۲
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۰۴)	جلد۵	صفحہ۲۰۹
قال المحقق:	هذا حدیث متفق علی صحتہ		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۹۰۸)	جلد۹	صفحہ۶۱۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مسلم کیلئے اس کے بھائی پر پانچ چیزیں واجب ہیں

۱۔ السلام علیکم کا جواب وعلیکم السلام دینا

۲۔ چھینک مارنے والا جب الحمدللہ کہے
تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا

۳۔ دعوت قبول کرنا

۴۔ مریض کی عیادت کرنا

۵۔ جنازوں میں شریک ہونا۔

أَخْبَرَنِى سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ : أَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ'' : رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۲۴۰)	جلدا	صفحہ ۳۷۲
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۱۰۸۴)	جلدا	صفحہ ۵۱۳
قال المحقق:	متفق علیہ		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۲۴)	جلدا	صفحہ ۴۸۳
قال الالبانی:	متفق علیہ		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سنا حضور ارشاد فرما رہے تھے

مسلم بھائی کے مسلم بھائی پر پانچ حق ہیں۔

السلام علیکم کا جواب دینا ۔ مریض کی تیمارداری کرنا ۔ جنازوں میں شریک ہونا ۔ دعوت کو قبول کرنا ۔ چھینک مارنے والا جب الحمد للہ کہے تو اس کا جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہنا۔

-☆-

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۱۶۲)	جلد۴	صفحہ۱۷۰۴
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۴۱)	جلد۱	صفحہ۴۷۶
قال الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط البخاری		
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۶۶۱۶)	جلد۳	صفحہ۵۴۲
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۲۲۹۹)		صفحہ۳۰۲
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (۱۹۶۷۹)	جلد۱۰	صفحہ۴۵۲
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۰۴)	جلد۵	صفحہ۲۰۹
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علیٰ صحتہ		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۹۰۸)	جلد۹	صفحہ۶۱۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		

اسلام جامع اور کامل دین ہے اسکی تعلیمات زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہیں یہ دین حق بڑے بڑے مسائل حل کرتا ہے اور ساتھ ہی ان معاملات پر بھی روشنی ڈالتا ہے جن کے بارے میں عام نکتہ نظر یہ ہوتا ہے کہ یہ معمولی بات ہے آیئے اس حدیث پاک میں بھی غور کریں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلم بھائیوں کے آپس کے تعلقات کو کس قدر اہمیت دی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ چیزیں ذکر فرمائیں اور انہیں مسلم کا ایسا حق قرار دیا جس کا ادا کرنا اس پر لازم ہے۔

رَدُّ السَّلَامِ :

سلام کا جواب دینا یعنی اگر کوئی مسلم بھائی السلام علیکم کہتا ہے تو اس کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا واجب ہے اور اس بھائی پر ایسا حق ہے جو اسے بہر حال ادا کرنا ہے حالانکہ السلام علیکم کہنا سنت ہے۔

السلام علیکم کے جواب کو واجب کیوں قرار دیا؟ اس کا سادہ جواب یہ ہے کہ ایک مسلم بھائی آپ کے پاس آئے اور بڑی محبت و چاہت سے آپ کو السلام علیکم کہے آپ اس کا جواب تک نہ دیں تو اس کے دل میں کیسی کیسی بدگمانیاں پیدا ہونگی۔

اس کے دل میں خیال آئے گا یہ شخص بڑا متکبر ہے کہ جواب دینا اہانت سمجھتا ہے اس کے دل میں میرے لئے محبت کے جذبات نہیں یہ مجھ سے شاید نفرت کرتا ہے اس لیئے جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔

اس کے علاوہ بھی کئی قسم کی بدگمانیاں اس کے دل میں گھر کر سکتی ہیں اس لیئے جواب دینا واجب قرار دیا تا کہ محبت پروان چڑھے اور نفرت کے بیج دل میں پیوست ہی نہ ہو سکیں۔

عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ :

عموماً دوستی اور تعلق اس وقت تک ہوتی ہے جب تک انسان کے پاس روپیہ پیسہ رہے اور صحت وعافیت سے ہو جیسے ہی دولت ختم ہوتی ہے دوستی بھی ختم ہوتی دکھائی دیتی ہے۔

یہی حال صحت وعافیت کا ہے۔ صحت مند انسان کے دوست ہوتے ہیں لیکن جب وہ بیمار ہو جائے اور بیماری طول پکڑ جائے تو دوستی اور تعلق مانند پڑ جاتے ہیں۔ پہلے وہی دوست ہر وقت اس کے ساتھ رہتے اس کا ہر طرح سے خیال رکھتے لیکن اب یہی دوست حال تک پوچھنے نہیں آتے گویا ان کا اور مریض کا تعلق تھا ہی نہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس دین رحمت کو لے کر آئے اس میں ایسی بے وفائیوں کی اجازت نہیں بلکہ عیادۃ مریض ایک مسلم پر لازم قرار دیا تاکہ ان تکلیف کے اوقات میں اسے احساس ہو کہ میری دوستی اور میرا تعلق کسی بھی مطلب وغرض سے پاک ہے اور یہ تعلق محبت وقت گزرنے کے ساتھ مزید گہرا ہوتا جارہا ہے۔

عیادت مریض کی اہمیت کو سمجھنے کیلئے ایک ارشاد گرامی ملاحظہ ہو

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عُوْدُوا الْمَرْضٰی ، وَاتَّبِعُوا الْجَنَائِزَ تُذَکِّرُکُمُ الآخِرَۃَ.

تھذیب الترغیب والترھیب/ رقم الحدیث (۱۱۸۴) صفحہ ۵۷۲

السنن الکبریٰ للبیہقی رقم الحدیث (۶۵۷۸) جلد ۳ صفحہ ۵۳۲

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۲۹۵۵) جلد ۷ صفحہ ۲۲۱

قال شعیب الارنؤوط: اسنادہ قوی رجال ثقات

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مریضوں کی عیادت کرو اور جنازوں میں شرکت کرو ایسا کرنا تمہیں آخرت یاد دلائے گا۔

جسے ایک تیمارداری کرنے سے آخرت یاد آ جائے اور اسے یہ بھی احساس ہو کہ ایک دن وہ بھی مبتلائے مرض ہو سکتا ہے اور اسکے کوچ کا دن بھی آ سکتا ہے تو یہ بات اس کیلئے باعثِ سعادت

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۱۲۰۹)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۰۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۱۱۲۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۷۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۱۳۸۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۵۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند ابو یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۱۱۱۹)	جلد ۲	صفحہ ۳۶۳
قال المحقق:	اسنادہ حسن		
مسند ابو یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۱۲۲۲)	جلد ۲	صفحہ ۴۲۴
قال المحقق:	اسنادہ حسن		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۵۰۳)	جلد ۵	صفحہ ۳۷۸
الموطا امام مالک	رقم الحدیث (۱۱۸۴)	جلد ۲	صفحہ ۵۷۲
المصنف ابن ابی شیبہ		جلد ۳	صفحہ ۲۳۵
الادب المفرد	رقم الحدیث (۵۱۸)		صفحہ ۱۸۳

ہے۔ہوسکتا ہے ایسی سوچ اس کو بقیہ زندگی میں گناہوں سے چھٹکارا دلا دے اور نیکیوں کی جانب مزید راغب کر دے۔

اِتّبَاعُ الْجَنَائِزِ:

جنازوں میں شرکت مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔جس کے ساتھ ساری زندگی تعلق رہا ہو اٹھنا بیٹھنا اس کے ساتھ ہو کئی طرح سے تعلق ہو جب اس پر موت آ جائے تو اس کے جنازے میں شرکت ضروری ہے۔انسانیت کا تقاضہ ہے بھلا اسے بھی انسانوں کی فہرست میں شمار کیا جاسکتا ہے کہ جس کا قریبی دوست و تعلق والا دنیا سے چلا جائے اور وہ بلا عذر اس کے جنازے میں شرکت نہ کرے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک ملاحظہ ہو

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ:

مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْهَا فَلَهٗ قِیْرَاط" وَمَنْ شَهِدَهَا حَتّٰی تُدْفَنَ فَلَهٗ قِیْرَاطَانِ قِیْلَ : وَمَاالْقِیْرَاطَانِ؟ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَیْنِ الْعَظِیْمَیْنِ.

تھذیب الترغیب والترھیب/رقم الحدیث(۱۱۹۶) صفحہ۵۷۹

صحیح البخاری	رقم الحدیث(۱۲۶۱)	جلد۱	صفحہ۴۴۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۹۴۵)	جلد۲	صفحہ۳۴۳
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث(۳۱۶۸)	جلد۳	صفحہ۱۴۸

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: جو جنازہ میں شریک ہوا یہاں تک کہ صلاۃ الجنازہ ادا کردی گئی تو اس کیلئے ایک قیراط اجروثواب ہے اور جس نے جنازہ میں شرکت کی وہ وہیں رہا یہاں تک کہ اسے دفن کردیا گیا تو اس کے اجروثواب دو قیراط ہیں۔

عرض کی گئی دو قیراط کتنے بڑے ہیں؟

صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۳۱۶۸)	جلد۲	صفحہ۲۹۰
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۰۴۲)	جلد۲	صفحہ۳۲۳
قال الترمذی:	حدیث ابی ھریرہ حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۰۴۰)	جلد۱	صفحہ۵۳۰
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۵۳۹)	جلد۲	صفحہ۲۴۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۲۵۹)	جلد۲	صفحہ۲۸
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۴۵۳ مفصلاً)	جلد۴	صفحہ۲۶۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۲۶۶)	جلد۱۰	صفحہ۴۸

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دو عظیم پہاڑوں کی مثل۔

-☆-

سبحان اللہ! مسلم بھائی کے جنازہ میں شرکت کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس شرکت کرنے والے کیلئے اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے اور اسے ایک پہاڑ جتنا اجر وثواب ملتا ہے اور جو دفن تک شریک رہے اسے دو پہاڑوں جتنا اجر وثواب ملتا ہے۔ گویا جنازہ میں شریک ہونے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس قدر مالا مال ہوتا ہے کہ دنیاوی پیمانوں میں اسکی رحمت کو جو بطور اجر وثواب ہے تولا نہیں جا سکتا۔ جو اللہ تعالیٰ ایک جنازہ میں شرکت پر اتنا ثواب عطا فرماتا ہے۔ جب وہ دینے پر آ جائے تو پھر اس کے اجر وثواب کے اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ :

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو رشتہ محبت واخوت میں پرو دیا ہے۔ آپکی جملہ تعلیمات محبت وخیر خواہی کے گرد گھومتی ہیں۔ آپ کی ہر بات اور آپ کی تعلیمات میں سے ہر سبق درس محبت ہے۔

کسی مسلم بھائی کی دعوت کو قبول کرنا اسے نیکی قرار دیا گیا بلکہ اھل ایمان پر اس کا قبول کرنا اخلاقی فرض قرار دیا کیونکہ امراء اور احباب ثروت کی دعوت تو بخوشی قبول کی جاتی ہے لیکن غرباء کی دعوت کی طرف توجہ نہیں دی جاتی غرباء کی دعوت اخلاص ومروت پر مبنی ہوتی ہے اور اسکا قبول کرنا بندے کے من کے پاک ہونے کی دلیل ہے اور یہ وصف وصفِ عاجزی بھی ہے۔ غرباء کی دعوت قبول کرنے والا تکبر جیسی قبیح اور مہلک مرض سے محفوظ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم

سب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلمات پرعمل کی توفیق عطا فرمائے۔

تَشْمِيتُ الْعَاطِسِ:

چھینک آنا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اس سے کئی بند مسام کھل جاتے ہیں جن کا کھلنا انسان کی صحت کیلئے بہت ضروری ہے۔ اسی مناسبت سے حکم ہے کہ جب چھینک آئے تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" کہو اور جو مسلم بھائی اس وقت پاس موجود ہو اس پر لازم ہے کہ اسکے جواب میں "يَرْحَمُكَ اللّٰه" اللہ آپ پر رحمت کرے، کہے۔ یہ بھی اس کی گہری محبت و یگانگت کی دلیل ہے۔

عَنِ الْبَرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ : بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَنَصْرِ الضَّعِيْفِ وَعَوْنِ الْمَظْلُوْمِ وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۲۳۵)	جلد۴	صفحہ۱۹۶۲
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۱۰۸۶)	جلد۱	صفحہ۵۱۴
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۲۶)	جلد۱	صفحہ۴۸۳
قال الالبانی:	متفق علیہ		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۰۶۶)	جلد۴	صفحہ۲۹۸
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۰۴۰)	جلد۷	صفحہ۳۱۲
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۹۲۴)		صفحہ۳۱۸
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۹۲۴)		صفحہ۳۴۳
قال الالبانی:	صحیح		

مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۷۴۶)		صفحہ ۱۰۱
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۸۰۹)	جلد ۵	صفحہ ۱۱۷
قال الترمذی	ھذا حدیث حسن صحیح		
السنن الکبری للبیھقی	رقم الحدیث (۱۱۵۰۸)	جلد ۶	صفحہ ۱۵۶
سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۷۸۳)	جلد ۷	صفحہ ۱۰
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۹۳۵)	جلد ۴	صفحہ ۵۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۹۳۸)	جلد ۲	صفحہ ۴۰
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۲۳۹)	جلد ۱	صفحہ ۳۷۲
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۴۴۵)	جلد ۲	صفحہ ۷۳۳
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۱۷۵)	جلد ۳	صفحہ ۱۶۶۵
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۶۳۵)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۰۴
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۶۵۰)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۰۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۸۶۳)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۶۷
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۲۳۵)	جلد ۴	صفحہ ۱۹۶۲
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۲۲۲)	جلد ۴	صفحہ ۱۹۵۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۴۱۵)	جلد ۱۴	صفحہ ۱۹۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۵۵۱)	جلد ۱۴	صفحہ ۲۴۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا:

۱۔ مریض کی عیادت کرنا۔

۲۔ جنازوں میں شریک ہونا۔

۳۔ چھینک مارنے والا جب الحمدللہ کہے تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا۔

۴۔ کمزور کی دستگیری کرنا۔

۵۔ مظلوم کی مدد کرنا۔

۶۔ السلام علیکم کی خوب اشاعت کرنا۔

۷۔ قسم پوری کرنا۔

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

كُنْتُ رَدِيْفَ اَبِيْ بَكْرٍ، فَيَمُرَّ عَلَى الْقَوْمِ فَيَقُوْلُ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، فَيَقُوْلُوْنَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَيَقُوْلُ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ، فَيَقُوْلُوْنَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ : فَضَّلَنَا النَّاسُ الْيَوْمَ بِزِيَادَةٍ كَثِيْرَةٍ.

الادب المفرد رقم الحدیث (۹۸۷) صفحہ ۳۴۲

صحیح الادب المفرد صفحہ ۳۷۹

قال الالبانی: صحیح الاسناد

ترجمة الحديث:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک ہی سواری پر بیٹھا تھا پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جس قوم کے پاس سے گزرتے اگر السلام علیکم کہتے تو وہ جواباً السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے تو وہ جواباً السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: آج لوگ ہم سے بہت زیادہ فضل وشرف لے گئے۔

سلام کا جواب سلام سے احسن ہونا چاہیئے
یا سلام کی مثل

اِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْرُدُّوْهَا.(۱)

جب تمہیں سلام دیا جائے کسی دعائیہ کلمہ کے ساتھ تو تم سلام کا جواب دو اس سے بہتر جملہ کے ساتھ یا اسی دعائیہ کلمہ سے سلام کا جواب دو۔

-☆-

اس آیت کریمہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اگر کوئی السلام علیکم کہے تو اس کا جواب دینا ضروری ہے اور یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا ہر مسلم پر لازم ہے۔

یہاں اھل ایمان کو ان کا محبت و اخوت کی لڑی میں پرویا جانا یاد دلایا جا رہا ہے۔ یہی وہ انعام ہے جس سے اھل ایمان کو مشرف کیا گیا ہے۔ اگر کوئی آنے والا تمہارا کلمہ گو بھائی تمہیں دعائیہ کلمہ سے سلام کہتا ہے تو تم پر لازم ہے کہ اس سے بہتر دعائیہ کلمہ سے اس کا جواب دو اگر اس سے بہتر جواب نہیں دے سکتے تو کم از کم وہی دعائیہ کلمہ دہرا دو تا کہ اھل ایمان کے دلوں میں جو محبت و پیار کے بیج ہیں وہ پروان چڑھ سکیں اور وہ جہاں سے بھی گذریں محبت کی مہکت ہر ایک کو معطر کرتی چلی جائے۔

---

(۱) سورۃ النساء ۴/۸۶

غور فرمایئے!

ایک مسلم بھائی کسی مجلس میں آیا یا کسی بھائی سے ملا تو اس نے آتے ہی کہا السلام علیکم (اللہ تعالیٰ تمہیں سلامتی سے نوازے) یہ اس کے دل کی آواز ہے جو اس کی زبان پر آئی ہے۔اس کے بھائی پر لازم ہے کہ اس سے بہتر جملہ سے اسے دعا دے اگر وہ اس سے بہتر جملہ سے دعا نہیں دیتا تو کم از کم وہی جملہ دہرا دے وہ جواباً کہے وعلیکم السلام حالانکہ بہتر یہ ہے کہ جواب دینے والا کہے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ رَدِيْفَ اَبِيْ بَكْرٍ ، فَيَمُرُّ عَلَى الْقَوْمِ فَيَقُوْلُ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، فَيَقُوْلُوْنَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَيَقُوْلُ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ، فَيَقُوْلُوْنَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ : فَضَلَنَا النَّاسُ الْيَوْمَ بِزِيَادَةٍ كَثِيْرَةٍ.

ترجمة الحديث:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک ہی سواری پر بیٹھا تھا پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جس قوم کے پاس سے گزرتے اگر السلام علیکم کہتے تو وہ جواباً السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے تو وہ جواباً السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: آج لوگ ہم سے بہت زیادہ فضل وشرف لے گئے۔

الادب المفرد رقم الحدیث (۹۸۷) صفحہ ۳۴۲

صحیح الادب المفرد صفحہ ۳۷۹

قال الالبانی: صحیح الاسناد

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک میں بیٹھنے والے کس درجہ ہدایت یافتہ تھے اور کس درجہ رمز آشنائے اسلام تھے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گزرتے ہیں انہیں سلام فرماتے ہیں لیکن وہ سلام کا جواب بہتر دیتے ہیں۔

اگر وہ السلام علیکم فرماتے تو جواباً اھل اسلام السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے۔

اگر وہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرماتے تو جواباً اھل اسلام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہتے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے ہی دینی بھائیوں سے یہ کلمات سن کر کس درجہ خوش ہوئے ہونگے اور ان کی مسرت کا عالم کیا ہوگا جب وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے اور اپنے کانوں سے سن رہے ہونگے کہ اھل ایمان نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سبق مبارک کو کیا خوب یاد کیا ہے اور آپ کی سنت مبارکہ پر کس درجہ عمل کیا ہے۔

آخر میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمادیا

فَضَّلَنَا النَّاسُ الْيَوْمَ بِزِيَادَةٍ كَثِيرَةٍ.

آج یہ لوگ بہت زیادہ شرف وفضل لے گئے۔

ہاں واقعی وہ بڑے شرف والا ہوا کرتا ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات پر دل وجاں سے عمل کرتا ہے اور سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایہ مبارکہ میں وقت گزارتا ہے اور وہ اپنا ہر عمل اور ہر کام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ مبارکہ کے مطابق کرتا ہے اور وہ آدمی یقیناً بڑے شرف وکمال والا ہے جس کے اعمال نامہ میں نیکیوں کی کثرت ہوگی اور اسکی نیکیوں کے انوار سے اس کا نامہ اعمال جگمگا رہا ہوگا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عمل مبارک

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰه عَنْها قَالَتْ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ قَالَتْ قُلْتُ : وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ.

ریاض الصالحین	رقم الحدیث(۸۵۶)		صفحہ۳۲۵
قال النووی:	متفق علیہ		
المعجم الاوسط	رقم الحدیث(۷۸۲)	جلد۱	صفحہ۲۲۹
قال محمد حسن:	اسنادہ صحیح		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث(۱۲۷۵۰)	جلد۸	صفحہ۷۰
قال الھیثمی:	ھوفی الصحیح باختصار(رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ رجال الصحیح)		
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۳۰۴۵)	جلد۳	صفحہ۱۱۷۷
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۲۴۴۷)	جلد۵	صفحہ۴۸
سنن النسائی	رقم الحدیث(۳۹۶۰)	جلد۷	صفحہ۷۲
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث(۳۹۶۳)	جلد۳	صفحہ۶۱
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۱۷۷۶۶)	جلد۱۲	صفحہ۳۶۴
عمل الیوم واللیلۃ	رقم الحدیث(۳۷۵)		صفحہ۳۰۱
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۲	صفحہ۲۱۷

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا
(اے عائشہ!) یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہہ رہے ہیں۔
حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے جواباً کہا
وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ.

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اھل بیت کس درجہ پاک دل و پاک باطن ہیں اور انکا تعلق باللہ کس درجہ مستحکم ہے کہ نوریوں کے سردار حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام انہیں سلام فرماتے ہیں۔

یہ نوری فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے
لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ.
یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

اس حدیث پاک سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مرتبہ ومقام کو سمجھنا چاہیئے کہ اس طیبہ وطاھرہ کا خالقِ ارض وسما کے ہاں کیا مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ وحی لانے والے فرشتے جبریل امین کو حکم دیتا ہے کہ جاؤ اور عائشہ صدیقہ کو سلام کہو اور جسے اللہ تعالیٰ کا مقرب فرشتہ جبریل امین السلام علیکم (تم سلامت رہو) کہے پھر اس کی سلامتی کا عالم کیا ہوگا تو گویا ان کی کتاب زندگی کا ہر ہر ورق ہر قسم کے داغ سے سلامت

ہے ایسا کیوں نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کا یہی منظور تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد مخلوقِ خدا کو ہدایت دیتی رہیں اور ایک عالم ان کی تعلیمات وارشادات سے راہِ حق پاتا رہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب جبریل امین کے سلام کا جواب دیتی ہیں تو صرف وعلیہ السلام نہیں کہتیں بلکہ وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہتی ہیں اور اپنے عمل سے ثابت کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشادات پر سب سے پہلے آپ کا گھرانہ عمل کرتا ہے۔

کیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ سے زیادہ الفاظ استعمال کرنے کی اجازت نہیں؟

اَنَّ رَجُلاً سَلَّمَ عَلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، ثُمَّ زَادَ شَیْئاً عَلٰی ذَالِکَ اَیْضاً ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : اِنَّ السَّلَامَ انْتَھٰی اِلَی الْبَرَکَۃِ.

ترجمة الحديث:

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سلام کیا تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کے بعد کچھ اور بھی کہہ دیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا سلام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔

ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مطہرہ پر عمل کرنا چاہیئے اور خلاف سنت امور کو چھوڑ دینا چاہیئے دونوں جہاں کی سلامتی اسی میں ہے۔ یاد رہے سنت مطہرہ کے ساتھ خلاف سنت امور کی پیوندکاری اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں محبوب ہے اور نہ ہی ہماری اسلاف کے ہاں لیکن ذخیرہ احادیث میں غور کیا جائے تو ہمیں ایک اور حدیث پاک ملتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ سے زیادہ دعائیہ الفاظ استعمال کرنے کی گنجائش ہے گنجائش ہی نہیں بلکہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنتِ مبارکہ ہے۔

تعلیق زاد المعاد (از الارنووط) جلد۲ صفحہ۳۸۱

الموطا امام مالک رقم الحدیث (۲) جلد۲ صفحہ۳۱ے

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ
كُنَّا اِذَا سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا قُلْنَا:
وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ.

ترجمة الحديث:

حضرت زید بن ارقم کا ارشاد گرامی ہے
جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں سلام فرماتے تو ہم جواباً عرض کرتے
وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ.

-☆-

اس حدیث پاک میں برکاتۂ کے بعد ومغفرتۂ کا اضافہ ہے اور یہ اضافہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا معمول مبارک تھا اور یہ معمول حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان الفاظ کو سن کر سکوت اختیار کرنا اس کے جواز پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔

الصحیحۃ رقم الحدیث (۱۴۴۹) جلد ۳ صفحہ ۴۴۳
قال الالبانی: ھذا اسناد جید رجالہ ثقات کلھم من رجال ''التھذیب''

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ کے صدقے ہم سب کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر دل وجان سے عمل کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے صحابہ جو ہدایت کے تارے ہیں انہوں نے جو آپ سے فیضان لیا ہے اس سے اپنے دامن کو معمور اور اپنے سینوں کو منور کرنے کی سعادت ارزانی فرمائے۔

آمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ بِبَرْکَةِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَطْیَبُهَا وَمِنَ التَّسْلِیْمَاتِ اَزْکٰهَا.

السلام علیکم میں پہل کرنے والا بہتر ہے

عَنْ اَبِی اَیُّوْبِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ : لاَ یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ أَخَاہُ فَوْقَ ثَلاَثٍ ، یَلْتَقِیَانِ : فَیَصُدُّ ھٰذَا وَیَصُدُّ ھٰذَا وَخَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلاَمِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۲۳۷)	جلد۴	صفحہ۱۹۶۳
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۶۶۹)	جلد۱۲	صفحہ۴۸۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط الشیخین		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۰۷۷)	جلد۴	صفحہ۱۹۱۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۶۰)	جلد۵	صفحہ۱۴۴
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۹۱۱)	جلد۲	صفحہ۶۶۹
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۹۱۱)	جلد۳	صفحہ۲۰۴
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۲۰۲۹)	جلد۷	صفحہ۹۲ (مختصراً)
قال الالبانی:	صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۵۲۱)	جلد۱۳	صفحہ۱۰۰
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کسی مسلم کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلم بھائی کو ناراضگی کے بنا پر تین دن سے زائد چھوڑ دے کہ وہ ملیں تو ایک نے ادھر چہرہ پھیر لیا ہو تو دوسرے نے ادھر پھیر لیا ہو۔
ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو السلام علیکم کہنے میں پہل کرتا ہے۔

-☆-

المعجم الکبیر الطبرانی	رقم الحدیث (۳۹۵۰)	جلد۴	صفحہ۱۴۴
مسند ابی داود الطیالسی	رقم الحدیث (۵۹۲)		صفحہ۸۱
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۳۲)	جلد۴	صفحہ۳۲۷
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۲۰۰۲۷)	جلد۱۰	صفحہ۱۰۸
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۴۲۰)	جلد۱۷	صفحہ۲۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۴۷۵)	جلد۱۷	صفحہ۴۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۴۶۶)	جلد۱۷	صفحہ۳۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ للعالمینی کا تاج سرانور پر سجائے اس عالم رنگ وبو میں تشریف لائے آپ نے اپنی امت کو وہ شفقت و پیار دیا کہ یہ امت خود رحمت ومودت کا پیکر بن گئی۔اس امت کا سب سے بڑا رشتہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رشتہ ہے درگزر کرنا اس امت کا شیوہ ہے اور معاف کر دینا اس کا نشان ہے۔

شیطان شیطان ہے وہ ہمارا ازلی دشمن ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ کتنا واضح ہے۔

اِنَّ الشَّیطَانَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوّاً.

شیطان تمہارا دشمن ہے اور اسے دشمن جانو۔

شیطان کا کام دشمنی ہے یہ کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔اس کی خواہش بلکہ کوشش ہے کہ یہ امت آپس میں پیار ومحبت کو خیر باد کہہ دے۔وہ ہمیشہ نفرت وحقارت کے بیج بونے کی سعی میں لگا رہتا ہے۔اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ کبھی کبھی کوئی دو مسلم بھائی آپس میں الجھ جاتے ہیں نوبت قطع تعلقی تک پہنچ جاتی ہے۔حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے امت کی آپس میں قطع تعلقی انتہائی ناپسند کیا ہے اور تین دن سے زائد قطع تعلقی کی اجازت نہیں دی۔

انسان غیظ وغضب میں ہو تو اسے کوئی ہوش نہیں رہتا وہ مدہوش ہو کر کوئی غلط فیصلہ کر لیتا ہے جس کے نتیجے میں اسے ندامت اٹھانا پڑتی ہے۔انسان ذھن کے راہ راست پر آنے کیلئے تین دن کی مہلت بہت مہلت ہے۔اس مدت میں انسانی سوچ کا دھارا صحیح سمت میں بہنے لگتا ہے۔اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دن سے زائد آپس میں ناراضگی کی اجازت

نہیں دی۔اب ہر مسلم بھائی کو چاہیئے کہ اگر کہیں اس کی ناراضگی ہوگئی ہے تو اسے تین دن کے اندر اندر ختم کر دے۔اس کے دو فائدے ہوں گے۔

ایک فائدہ یہ کہ ناراضگی دشمنی کا روپ نہیں دھارے گی جو مسلم کے رشتہ اسلام کیلئے زہر قاتل ہے۔

دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد پر عمل کا اجر وثواب ملے گا۔

یاد رہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع واطاعت سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور بڑی عمدہ بات ارشاد فرمائی کہ ان دو ناراض بھائیوں میں بہتر وہ ہے جو السلام علیکم کہنے میں پہل کرتا ہے۔یہ بات بالکل واضح ہے کہ السلام علیکم کہنے میں پہل کرنے والا عاجزی کے وصف سے متصف ہے اس کے دل میں مخلوق خدا کیلئے خصوصاً اپنے مسلمان بھائیوں کیلئے کسی قسم کے نفرت کے جذبات نہیں ہیں۔اس کا سینہ حقارت ونفرت کے جراثیم سے پاک ہے اور جس کا سینہ پاک وصاف ہے وہ یقیناً افضل و برتر ہے۔

السلام علیکم میں پہل کرنے والے کو اجر و ثواب زیادہ ملتا ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا

أَنَّ الْاَغَرَّ (وَهُوَ رَجُل" مِنْ مُزَيْنَةَ فَكَانَتْ لَهُ صُحْبَة" مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) كَانَتْ لَهُ اَوْسَقُ مِنْ تَمَرٍ عَلٰى رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ اِخْتَلَفَ اِلَيْهِ مِرَاراً. قَالَ فَجِئْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ مَعِيَ اَبَابَكْرِ الصِّدِّيْقَ قَالَ فَكُلُّ مَنْ لَقِيْنَا اَسْلَمُوْا عَلَيْنَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ

اَلَا تَرَى النَّاسَ يَبْدَأُوْنَكَ بِالسَّلَامِ فَيَكُوْنُ لَهُمُ الْاَجْرُ؟

اِبْدَأْهُمْ بِالسَّلَامِ يَكُنْ لَكَ اَجْر"

يُحَدِّثُ هٰذَا ابْنُ عُمَرَ عَنْ نَفْسِهٖ.

الادب المفرد رقم الحدیث (۹۸۴) صفحہ ۳۴۱

صحیح الادب المفرد رقم الحدیث (۹۸۴) صفحہ ۳۷۸

قال الالبانی: حسن

التعلیق الرغیب جلد ۳ صفحہ ۲۶۷

قال الالبانی: حسن

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ

قبیلہ مزینہ کے ایک آدمی جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا کی چند وسق کھجوریں بنی عمرو بن عوف کے ایک آدمی کے پاس تھیں وہ کئی مرتبہ اس کے پاس گئے (تاکہ اپنا مال حاصل کرسکیں لیکن کامیابی نہ ہوئی)

وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ راستہ میں ہمیں جو بھی احباب ملتے وہ ہمیں السلام علیکم کہہ دیتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کیا تم دیکھتے نہیں کہ لوگ السلام علیکم کہنے میں تم سے پہل کر جاتے ہیں اور زیادہ اجر بھی وہی لے جاتے ہیں۔ اب جو بھی تم سے ملے تم السلام علیکم کہنے میں پہل کرو تاکہ تمہیں اجر زیادہ ملے۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کتنے ہدایت یافتہ تھے اور جذبہ اخوت ومحبت سے کس درجہ لبریز تھے۔ جو بھی ملتا اسے فوراً السلام علیکم کہہ دیتے انہیں معلوم تھا السلام علیکم کہنے سے

۱۔ اجر وثواب ملتا ہے

۲۔ محبت واخوت میں اضافہ ہوتا ہے

۳۔ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر عمل ہوتا ہے اور یقیناً اللہ اور اسکے

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنے والا کامیاب وکامران ہوا ہی کرتا ہے۔

آج ہمیں بھی ان نورانی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیئے۔ جو بھی ملے اسے السلام علیکم کہدیں تاکہ نیکیوں میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔آج تو ان نیکیوں کی قدر ومنزلت معلوم نہیں کل جب میدان حشر میں علیم وخبیر اللہ کی بارگاہ میں حاضری ہوگی تب معلوم ہوگا کہ ایک ایک نیکی کی کیا قیمت ہے۔

بہترین اسلام
جس سے شناسائی ہے اسے بھی
جس سے شناسائی نہیں اسے بھی
السلام علیکم کہنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا
أَنَّ رَجُلاً قَالَ : یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَیُّ الْإِسْلَامِ خَیْرٌ'' قَالَ
تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتُقْرِئُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ

الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰۱۳)		
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۳۸۸)		
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۲۳۶)	جلد۴	صفحہ۱۹۶۲
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۳۵۷۹)	جلد۳	صفحہ۲۶۶
قال المحقق:	متفق علیہ		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۶۲۹)	جلد۳	صفحہ۱۳۱۵
قال الالبانی:	متفق علیہ		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۳۹)	جلد ۱	صفحہ ۹۵
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۰۵)	جلد ۲	صفحہ ۲۵۸
قال الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰۱۳)		صفحہ ۳۵۰
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰۱۳)		صفحہ ۳۸۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۹۵)	جلد ۲	صفحہ ۷۷۱
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۹۴)	جلد ۳	صفحہ ۲۷۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۳۲۵۳)	جلد ۴	صفحہ ۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۳۲۵۳)	جلد ۵	صفحہ ۶
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۳۳۰۲)	جلد ۱۲	صفحہ ۲۶۰
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۹۲۷)	جلد ۶	صفحہ ۳۷۹
المسند الجامع	رقم الحدیث (۸۳۱۴)	جلد ۱۱	صفحہ ۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۵۸۱)	جلد ۶	صفحہ ۱۵۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ایک شخص نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی

یارسول اللہ! کونسا اسلام بہتر ہے (یعنی اسلامی اعمال سے کونسا عمل بہتر ہے) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱۔ تم اللہ کے بندوں کو کھانا کھلاؤ

۲۔ جس سے جان پہچان ہو اس کو بھی اور جس سے جان پہچان نہ ہو اس کو بوقتِ ملاقات السلام علیکم کہو۔

-☆-

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درج بالا ارشاد مبارک میں دو چیزوں کو خیر الاعمال قرار دیا:

۱۔ کھانا کھلانا

کھانا کھلانے والے میں وصف سخاوت ہوتا ہے اور سخی اللہ کا محبوب ہوا کرتا ہے۔

۲۔ السلام علیکم کہنا

جس آدمی سے شناسائی ہو اس کو ملاقات کے وقت السلام علیکم کہنا ہر عقیل وفہیم کی عادت ہوا کرتی ہے لیکن جس سے شناسائی نہ ہو کسی قسم کی جان پہنچان نہ ہو اس کو السلام علیکم کہنا صرف اسی آدمی کا خاصہ ہوسکتا ہے جس کے دل کو اللہ تعالیٰ تکبر جیسی قبیح بیماری سے محفوظ رکھا ہو۔

گھر داخل ہوتے وقت
اہل خانہ کو السلام علیکم کہنا

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتاً فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّةً مِنْ عِنْدِاللّٰهِ مُبٰرَکَةً طَیِّبَةً کَذَالِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیَاتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ (1)

ترجمہ:

پس جب تم گھروں میں داخل ہو تو السلام علیکم کہا کرو اپنوں کو یہ دعاء ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے جو بڑی با برکت، پاکیزہ ہے۔ ایسے ہی کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے احکامات کو تاکہ تم (ان احکامات کو) سمجھ سکو۔

-☆-

انسان گھر میں داخل ہوتا ہے تو وہاں اپنوں سے ملاقات ہوتی ہے۔ ماں باپ بہن بھائی اہلیہ اور بیٹے بیٹیاں وغیرہ دکھائی دیتی ہیں دین فطرت اسلام کہتا ہے جب تم داخل ہو تو تمہارے داخلے سے انہیں سکون واطمینان ملنا چاہیئے تمہیں دیکھ کر انہیں یک گونہ فرحت نصیب ہونی چاہیئے۔

جب داخل ہوتے ہی تم کہو گے ''السلام علیکم'' تم پر سلامتی ہو تو موجود افراد کو کتنا قرار

(۱) سورۃ النور ۲۴/۶۱

آئے گا۔ لمبے سفر سے واپسی کئی قسم کے خدشات ساتھ لاتی ہے جن سے اہل خانہ اندرونی طور پر ترساں رہتے ہیں واپسی پر جب فوراً ہی سلامتی کی دعا دے دی تو تمام خدشات فوراً کافور ہو گئے۔

گھر کی دہلیز سے باہر قدم رکھتے ہی کوئی مکروہ چیز لاحق ہو سکتی ہے جس سے انسان کی حالت و کیفیت میں تبدیلی آ سکتی ہے لیکن اگر گھر داخل ہوتے ہی ''السلام علیکم'' تم پر سلامتی ہو کی اطمینان بخش آواز اہل خانہ کو آئے تو یقیناً وہ اہل خانہ کو سکون و شادمانی سے لبریز کر دیتی ہے۔

اس سلام کو جو اھل خانہ کو کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً کہا ہے یعنی یہ بڑا باعثِ برکت اور طیب وطاہر ہے۔

ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَابُنَيَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُنْ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ.

ریاض الصالحین	رقم الحدیث (۸٦٦)		صفحہ۳۲۳
وقال النووی:	رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۷۰۷)	جلد۴	صفحہ۳۲۰
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح غریب		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴٦۵۲)	جلد۳	صفحہ۱۳۱۹
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۳۹۵)	جلد۲	صفحہ۴۵۹
قال المحقق:	حسن		
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۱٦۰۸)		جلد۲	صفحہ۲٦٦
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! جب تم اھل خانہ کے ہاں جاؤ تو السلام علیکم کہو یہ سلام برکت ہوگا تجھ پر اور تیرے اھل بیت پر۔

-☆-

ایک مرد مومن جب گھر میں داخل ہوتا ہے اپنے اھل بیت پر السلام علیکم کہے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ یہ سلام اس پر اور اسکے اھل بیت پر برکت ہوگا۔

مال کی کثرت برکت کے بغیر نعمت نہیں بلکہ اصل نعمت برکت ہے اگرچہ مال قلیل ہی کیوں نہ ہو۔

کیونکہ جس مال میں برکت ہوتی ہے اگرچہ وہ تعداد میں قلیل ہی کیوں نہ ہو اسی میں انسان کیلئے راحت وسکون ہے وہ تھوڑا مال جو تمام اھل بیت کو کفایت کر جائے اس کثیر مال سے بہتر ہے جو اھل بیت کیلئے کافی نہ ہو۔ وہ تعداد میں تھوڑے جانور جو تمام اھل خانہ کیلئے کافی ہوں ان جانوروں سے ہزار درجہ بہتر ہیں جو اگرچہ تعداد میں کثیر ہوں لیکن گھر والوں کو کفایت نہ کریں۔

برکت نام ہی اس کا ہے کہ تھوڑی چیز زیادہ افراد کو کافی ہو جاتی ہے وہ برکت سے لبریز تھوڑا کھانا جو تمام اھل خانہ کو کفایت کر جائے اس زیادہ اور بے برکت کھانے سے کئی درجہ اچھا ہے جو گھر والوں کی ضرورت پوری نہ کر سکے۔

اب قرآن کریم کے ارشاد گرامی کو اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان مبارک کو دوبارہ پڑھیئے:

گھر میں داخل ہوکر اپنے گھر والوں کو السلام علیکم کہنے والا خود بھی برکت سے لبریز ہوتا ہے اور اسکے اھل خانہ بھی مبارک ٹھہرتے ہیں۔ گویا صرف گھر داخل ہوکر سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبہ سے لبریز ہوکر السلام علیکم کہنے والا اپنے گھر والوں سمیت برکت کے انوار سے لبریز ہوجاتا ہے پھر اسے کسی قسم کی کمی محسوس نہیں ہوتی۔ گھر کے تمام امور بخیر وعافیت چلتے رہتے ہیں اور گھر کا سارا نظام طعام وسکون سمیت گھر کے ہر فرد کے مقدر میں ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنتِ مطہرہ کے احیاء کے جذبہ سے معمور جب ایک بندہ مومن گھر والوں کو السلام علیکم کہتا ہے تو ان کے اعمال میں برکت ہوجاتی ہے پھر وہ گھر میں نوافل ادا کریں۔ قران کریم کی تلاوت کریں ذکر وفکر سے اپنے باطن کو مزید اجاگر کریں تھلیل وتسبیح سے اپنی زبان مبارک کو معطر کریں ان کا ہر عمل بابرکت ہوگا اور یہ اعمال بارگاہ ذوالجلال والاکرام میں مقبول ومنظور ہونگے اور بارگاہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں محبوب ومستحسن ہونگے۔

کسی اور کے گھر داخل ہونے سے پہلے
السلام علیکم کہنا

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ لاَ تَدْخُلُوْا بُیُوْتاً غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْذِنُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰی اَهْلِهَا ذَالِکَ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ.[1]

ترجمہ:

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک تم اجازت نہ لے لو اور السلام علیکم نہ کہہ لو ان گھر والوں پر یہ تمہارے لیئے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

-☆-

کسی کے گھر میں بے اجازت داخل ہونا نامناسب ہے اور کوئی بھی سلیم الطبع اسے پسند نہیں کرتا۔

اسلام اخوت ومودت کا دین ہے اور یہ دین اپنے ماننے والوں کو ایسی تعلیمات دیتا ہے جس کے سبب اخوت میں اضافہ ہوتا ہے محبت پروان چڑھتی ہے۔ یہ نفرت کو مکروہ جانتا ہے اور اسے جڑ سے اکھیڑنا چاہتا ہے اور ہر اس کام سے منع کرتا ہے جو نفرت کا سبب بنے اسلام فساد کو ہی

---

(۱) سورۃ النور۲۴/ ۲۷

ختم نہیں کرتا بلکہ ان ذرائع کو مٹاتا ہے جو فساد و بگاڑ پیدا کرتے ہیں۔

انسان بیرونی مشاغل سے فراغت کے بعد جب گھر آتا ہے اور راحت و آرام کا متمنی ہوتا ہے بیرونی تکلفات کو باہر ہی چھوڑ دیتا ہے اور گھر کی چار دیواری میں بے تکلف وقت گزارتا ہے تاکہ جسم کو سکون مل سکے۔ اگر گھر میں بھی لوگوں کی بے روک ٹوک آمد رہے تو وہ بے تکلف نہیں رہ سکتا۔ جب بے تکلف نہ ہوگا تو اس کا ذہن و جسم سکون نہ پا سکے گا اور بے سکونی کی کیفیت انسان کو بیمار ہی نہیں بلکہ ذہنی مریض بھی بنا دیتی ہے۔ یہ دینِ حق کتنا دین فطرت ہے اس کی تعلیمات کتنی اجلی اور شفاف ہیں اس کی کوئی بھی پابندی ناروا نہیں بلکہ وہ حکمتوں سے لبریز ہے اور ان میں وہ حسن و دلکشی ہے جس نے انسانیت کے حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔

اسلام عفت و عصمت کا دین ہے یہ دین گھر کی چار دیواری کے تقدس کا بڑا خیال رکھتا ہے اور یہ بہو بیٹیوں کی عزت و حرمت کا پاسبان ہے۔ اگر گھر میں بے روک ٹوک ہر ایک کو آنے کی اجازت ہو تو معاشرہ کن کن برائیوں کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ ہر گھر کی عزت و حرمت پامال ہوگی۔ بنتِ حوا کی عزت دینِ حق کی جان ہے یہ دین کسی کو اپنی جان سے کھیلنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

انسان دنیا میں گپیں لگانے اور وقت ضائع کرنے کے لیئے نہیں آیا بلکہ عروس گیتی کو سنوارنے کیلئے آیا ہے پھر سمیع و بصیر اور علیم و قدیر اللہ نے ہر انسان میں مختلف صلاحیتں رکھی ہیں ان کے ذوق ان کی جستجو میں تنوع ہے یہی انسانیت کا حسن بھی ہے

بعض افراد

گھر کی چار دیواری میں کتاب حکمت قرآن کریم کو کھولے اس سے ہمکلام ہو رہے

ہوتے ہیں اور قرآن اپنے حسن و جمال کا ایک ایک پردہ ان کیلئے سرکا رہا ہوتا ہے اور ان کے دل میں نزول کتاب کی سی کیفیت ہوتی ہے یہ لمحات ان کیلئے حاصل زندگی ہوا کرتے ہیں اگر کوئی بے دھڑک ان کے پاس آجائے اور ان کے اس رشتہ کو توڑ دے تو بتایئے ان کے دل پر کیا گزرے گی۔

مطالعہ روم میں تحقیق و جستجو سے لبریز انسان مشاغل دنیا سے بے خبر بے تعلق کسی نتیجہ پر پہنچ رہا ہوتا ہے اور اس کی یہ تحقیق ملک و ملت کیلئے قیمتی سرمایہ ہے اچانک کوئی اس کے اس کام میں دخل دے دے اس کے عرصہ کی محنت جب اسکی نگاہوں کے سامنے ضائع ہو رہی ہو تو اس کے اندرونی جذبات کیا ہوں گے۔ قوم کا اجتماعی درد رکھنے والے افراد اس صورت حال کو برداشت نہیں کر سکتے۔

الغرض بیسیوں کام ہیں جو گھر کی چار دیواری میں کیے جاتے ہیں اور ان کیلئے تنہائی یکسوئی ضروری ہے اس دین رحمت نے ان تمام چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بے اجازت کسی کے گھر داخل ہونے سے منع فرما دیا ہے۔

بے اجازت داخلہ تو بڑی بات ہے بے اجازت کسی کے گھر جھانکنا بھی ممنوع ہے۔

اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ اُمَيَّةَ بَعَثَهُ بِلَبَنٍ وَلَبَأٍ وَجِدَايَةٍ وَضَغَابِيْسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِاَعْلَى الْوَادِىْ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ اُسَلِّمْ وَلَمْ اَسْتَأْذِنْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : اِرْجِعْ فَقُلْ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَأَدْخُلُ؟ قَالَ : هٰذَا حَدِيْثٌ " حَسَنٌ " غَرِيْبٌ ".

زادالمعاد		جلد۲	صفحہ۳۷۹
رواہ الترمذی	رقم الحدیث (۲۷۱۰)	جلد۵	صفحہ۶۴
مسند الامام احمد		جلد۳	صفحہ۴۱۴
قال احمد محمد شاکر	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۵۳۶۳)	جلد۱۲	صفحہ۱۷۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۷۶)	جلد۲	صفحہ۷۶۶
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۷۶)	جلد۳	صفحہ۲۶۹
قال الالبانی:	صحیح		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰۸۴)		صفحہ۳۷۲ (مفصلاً)
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰۸۴)		صفحہ۴۱۸
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ / رقم الحدیث (۸۱۹)		جلد۲	صفحہ۴۸۱

ترجمة الحديث:

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عام دودھ، ولادت کے فوراً بعد کا دودھ ہرن کا بچہ اور ککڑیاں ھدیۃً بھیجیں۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلی الوادی میں تھے

یہ سامان لے جانے والا بیان کرتا ہے کہ

میں جس مکان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے میں وہاں داخل ہو گیا نہ میں نے السلام علیکم کہا اور نہ اجازت لی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

واپس مکان سے باہر جاؤ اور کہو

السلام علیکم! کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟

-☆-

مجلس میں آتے وقت السلام علیکم
اور مجلس سے جاتے وقت السلام علیکم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

أَنَّ رَجُلاً مَرَّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِیْ مَجْلِسٍ فَقَالَ : اَلسَّلاَمُ عَلَیْكُمْ فَقَالَ "عَشْرُ حَسَنَاتٍ"

فَمَرَّ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ : اَلسَّلاَمُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَقَالَ "عِشْرُوْنَ حَسَنَةً" وَمَرَّ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ اَلسَّلاَمُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ فَقَالَ "ثَلاَثُوْنَ حَسَنَةً"

فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمَجْلِسِ وَلَمْ یُسَلِّمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَا اَوْشَكَ مَانَسِیَ صَاحِبُكُمْ! اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمُ الْمَجْلِسَ فَلْیُسَلِّمْ فَاِنْ بَدَالَهٗ اَنْ یَجْلِسَ فَلْیَجْلِسْ وَاِذَا قَامَ فَلْیُسَلِّمْ مَاالْاُوْلٰی بِاَحَقَّ مِنَ الآخِرَةِ.

الادب المفرد	رقم الحدیث (۹۸۶)	صفحہ ۳۴۲
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۹۸۶)	صفحہ ۳۷۸
قال الالبانی:	صحیح	
الصحیحۃ	رقم الحدیث (۱۸۳)	
قال الالبانی	صحیح	

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک آدمی حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا اس نے ''السلام علیکم'' کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس شخص نے دس نیکیاں حاصل کر لیں۔

پھر ایک آدمی گزرا اس نے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اس آدمی نے بیس نیکیاں حاصل کر لیں۔

پھر ایک آدمی گزرا اس نے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس آدمی نے تیس نیکیاں حاصل کر لیں۔

ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس سے اٹھا اس نے اٹھتے وقت ''السلام علیکم'' نہ کہا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سنن الترمذی　رقم الحدیث (۲۷۰۶)　جلد ۵　صفحہ ۶۲

قال الترمذی:　ھذا حدیث حسن

صحیح ابن حبان　رقم الحدیث (۴۹۳)　جلد ۲　صفحہ ۲۴۶

قال شعیب الارنووط:　اسنادہ صحیح

تمہارا یہ ساتھی ''السلام علیکم'' کہنا بھول گیا ہے جب تم میں سے کوئی مجلس میں آئے تو ''السلام علیکم'' کہے اور جب تم میں سے کوئی جانے لگے تو پھر بھی ''السلام علیکم'' کہے۔ مجلس میں آتی مرتبہ ''السلام علیکم'' کہنا مجلس سے جاتی مرتبہ ''السلام علیکم'' کہنے سے زیادہ حقدار نہیں۔

-☆-

ایک مسلم جب اپنے ہی بھائیوں کے کسی اجتماع میں شریک ہو تو اسے چاہیئے کہ جب وہ اس جگہ پہنچے تو پہلے السلام علیکم کہے انہیں سلامتی کی دعا دیکر یہ احساس دلائے کہ میرا آنا تمہارے لیئے باعثِ خیر ہے اور میں دل کی گہرائیوں سے تمہاری سلامتی اور خیر کا متمنی ہوں۔

نو وارد یا تو خیر لاتا ہے یا شر۔ اس کا آنا اہل مجلس کیلئے باعث اطمینان ہوتا ہے یا باعث کراہت و پریشانی اس لیئے ایک مسلم کو یہ ہدایت دی گئی کہ جب بھی کسی محفل میں آئے تو السلام علیکم کہے تاکہ تمام اہل مجلس کو علم ہو جائے کہ آنے والا سراپا خیر آیا ہے اس کے آنے سے ہمیں مزید اطمینان ہوا ہے اور اس کی آمد سے پریشانی کی کوئی بات نہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات میں یہ بھی ہے کہ جب مجلس سے جانے لگے تو پھر السلام علیکم کہہ کر جائے کیونکہ اس کا جانا بھی اہل محفل کیلئے باعث سکون ہے۔ گویا وہ جب السلام علیکم کہہ کر مجلس سے جا رہا تھا تو اہل مجلس تو اطمینان دلا رہا ہے کہ میری موجودگی میں جو گفتگو ہوئی ہے میں اس کا امین ہوں اور اسے ان لوگوں تک نشر نہیں کروں گا جن تک بات کا پہنچنا باعث فتنہ وفساد ہو۔

اور جاتی مرتبہ السلام علیکم کہہ کر گویا یہ بھی اعلان کرتا جا رہا ہے کہ میرے دل میں آپ سب کیلئے جذبات خیر و بھلائی ہیں اور میں آپ کی کسی بات کو غلط رنگ نہیں پہناؤں گا۔

جب بھی ملاقات کرو
السلام علیکم کہو

اِذَا لَقِیَ اَحَدُکُمْ صَاحِبَهٗ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْهِ فَاِنْ حَالَ بَیْنَهُمَا شَجَرَةٌ اَوْ جِدَارٌ ثُمَّ لَقِیَهٗ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْهِ اَیْضاً.

زادالمعاد		جلد۲	صفحہ۳۷۷

قال شعیب الارنووط: رواہ ابوداود باسنادین احدھما موقوع وسندہ صحیح

سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۲۰۰)	جلد۲	صفحہ۲۷۷
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۲۰۰)	جلد۳	صفحہ۲۷۶
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۱۸۶)		جلد۱	صفحہ۳۱۲
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰۱۰)		صفحہ۳۴۹
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰۱۰)		صفحہ۳۸۷
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۶۵۰)	جلد۳	صفحہ۱۳۱۹
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۳۵۹۹)	جلد۳	صفحہ۲۷۳

ترجمة الحديث:

جب تم میں سے کوئی اپنے ساتھی سے ملے تو اسے چاہیئے کہ السلام علیکم کہے اور اگر چلتے چلتے درمیان میں درخت یا دیوار آ گئی پھر وہ آپس میں ملے تو پھر بھی چاہیئے کہ السلام علیکم کہے۔

-☆-

السلام علیکم کی اشاعت کے بارے میں یہ کتنا واضح اور بلیغ ارشاد مبارک ہے دو دوست اکٹھے جا رہے ہیں چلتے چلتے راستہ میں کوئی درخت وغیرہ آ گیا جس سے وہ لمحہ بھر کیلئے جدا ہوئے ایک درخت کی دائیں جانب سے گزرا تو دوسرا درخت کی بائیں جانب سے گزرا معاً پھر وہ اکٹھے ہو گئے۔ ارشاد گرامی ہے اب جب تم دوبارہ اکٹھے ہوئے ہو تو پھر ایک دوسرے کو سلام کہو۔

سبحان اللہ! اس سلام میں نہ معلوم کتنی برکات ہیں کہ اسے بار بار زبان سے ادا کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ بار بار سلام کرنے سے اندرونی محبت والفت کا اظہار ہوتا ہے۔ کسی مسلم بھائی سے محبت کرنا معمولی نیکی نہیں اور یہ محبت صرف دین حق کے رشتہ کی وجہ سے ہے۔ یہ پیار فقط اس لیئے کہ ہم ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں ہماری زبان قلب وقالب کلمہ طیبہ کے ورد میں مگن ہے اور ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور غلامی کے اسیر ہیں۔ اللہ کی رضا کیلئے یہ رشتہ معمولی نہیں۔ انشاء اللہ قیامت کے دن اسی نسبت اور تعلق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا پروانہ ملے گا اور جسے روز حشر اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی مل جائے وہ بہت بڑا سعید و نیک بخت ہے اور اس کیلیئے اللہ تعالیٰ کے دائمی انعامات کی جگہ جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے۔

جب بھی ملاقات ہو اس وقت سلام کہنے کا طریقہ شاید متروک ہو چکا ہے اور جب اس ارشاد گرامی پر عمل کریں گے تو دوہرا اجر وثواب ملے گا۔ ایک تو حضور سید العالمین محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتِ مطہرہ پر عمل کا ثواب ملے گا دوسرا احیاء سنت کا بھی اجر وثواب ملے گا۔ اگر بار بار السلام علیکم کہنے سے اپنے احباب واعزہ میں اس متروک سنت کا احیاء ہو جائے تو یہ بہت بڑی نیکی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال نامہ کو نیکیوں وخیرات سے بھر پور فرمائے۔

وَقَالَ اَنَس'': كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَتَمَاشَوْنَ، فَاِذَا اسْتَقْبَلَهُمْ شَجَرَة'' اَوْاَكَمَة''، تَفَرَّقُوْا يَمِيْناً وَشِمَالاً، وَاِذَا الْتَقَوْا مِنْ وَرَائِهَا سَلَّمَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ.

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام جب کسی مہم پر روانہ ہوتے اگر چلتے چلتے راستہ میں درخت حائل ہو گیا یا کوئی ٹیلہ آ گیا تو وہ کچھ دائیں اور کچھ بائیں چلتے اور جب وہ

زاد المعاد		جلد۲	صفحہ۳۷۷
قال المحقق:	أخرجه ابن السنی (۲۴۵) من حدیث انس وسنده صحیح		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰۱۱)		صفحہ۳۴۹
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰۱۱)		صفحہ۳۸۷
قال الالبانی:	صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۰۰۷)	جلد۳	صفحہ۴۲۳
قال المحقق:	حسن (بالفاظ مختلفۃ)		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۲۷۶۵)	جلد۸	صفحہ۷۵

اس درخت یا ٹیلہ کو پیچھے چھوڑ کر پھر ملتے تو بعض بعض کو السلام علیکم کہتے۔

-☆-

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس دین کو لے کر آئے وہ امن و سلامتی کا دین ہے۔ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو سدا سلامت دیکھنا چاہتے ہیں اور اپنی امت کو ایسی تعلیمات سے سرفراز فرماتے ہیں جس میں سلامتی ہی سلامتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سلامتی سے اس درجہ محبت ہے کہ اپنی امت کی زبان سے بکثرت سلامتی کا لفظ نکلتا دیکھنا چاہتے ہیں۔

درج بالا حدیث پاک میں غور کیجئے چند مسلمان اکھٹے سفر کر رہے ہیں راستہ میں درخت حائل ہو جاتا ہے دیوار آ جاتی ہے اسے عبور کر کے جب پھر ملتے ہیں تو السلام علیکم کا تبادلہ کرتے ہیں۔ یہی وہ نور بھری تعلیمات ہیں جن کی بناء پر بھی اسلام کو باقی تمام ادیان پر فوقیت و برتری حاصل ہے۔

سلام ہو اس نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو ہر لمحہ سلامتی کا درس دیتے رہے۔
سلام ہو اس معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس نے خون کے پیاسوں کو سلامتی کا پیامبر بنا دیا۔

سلام ہو اللہ کے اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن کی نگاہ کرم نے بیگانوں کو اس درجہ طیب وطاہر کر دیا کہ ان کی ہر ادا سے یگانگت کی مہک آتی ہے۔

حق الطریق۔ ہر السلام علیکم کہنے والے کو جواب دینا

عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیّ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنہ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ:

اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! مَالَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌ" فَنُحَدِّثُ فِیْهَا فَقَالَ فَاِذَا اَبَیْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِیْقَ حَقَّهُ. قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِیْقِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ؟ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ، وَکَفُّ الْاَذٰی وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۲۲۹)	جلد۴	صفحہ۱۹۶۰
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۹۵)	جلد۲	صفحہ۳۵۶
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط الشیخین		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۴۶۵)	جلد۲	صفحہ۷۳۹
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۳۳۳۸)	جلد۱۲	صفحہ۳۰۴
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علیٰ صحتہ		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۰۲۰۵)	جلد۱۰	صفحہ۱۶۱
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۱۲۱)	جلد۴	صفحہ۳۴۰
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۱۵۰)		صفحہ۳۹۳

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۱۵۰)		صفحہ۴۴۳
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۳۵۱۳)	جلد۷	صفحہ۱۴۴
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۸۱۵)	جلد۲	صفحہ۶۷۱
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۸۱۵)	جلد۳	صفحہ۱۸۳
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۱۲۴۸)	جلد۱۰	صفحہ۱۱۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۵۰۹)	جلد۳	صفحہ۶۳۴
قال المحقق:	صحیح		
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۳۵۹۰)	جلد۳	صفحہ۲۷۰
قال المحقق:	متفق علیہ		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۶۴۰)	جلد۳	صفحہ۱۳۱۷
قال الالبانی:	متفق علیہ		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۶۷۳)	جلد۸	صفحہ۱۲۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۹۷۵)	جلد۹	صفحہ۴۷۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۴۱۶۴)	جلد۳	صفحہ۴۰۶
جامع الاصول	رقم الحدیث (۴۳۹۸)	جلد۵	صفحہ۶۳۵

راستوں میں بیٹھنے سے بچو

انہوں نے عرض کی

یارسول اللہ! وہاں بیٹھے بغیر ہمارا گزارہ نہیں ہم آپس میں باتیں کرتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جب تمہیں راستہ میں بیٹھنا ہی پڑے تو راستہ کا حق ادا کیا کرو

عرض کی

یارسول اللہ! راستہ کا حق کیا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

آنکھیں پست کرنا

تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹانا

السلام علیکم کا جواب وعلیکم السلام کی صورت میں دینا

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

-☆-

اس حدیث پاک سے علم ہوتا ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راستوں میں بیٹھنے کو پسند نہیں فرمایا۔ اگر راستہ میں بیٹھے بغیر گزارہ نہ ہو تو راستہ کا حق ادا کرنا چاہیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فرمان مبارک میں حق الطریق درج ذیل چیزوں کو قرار دیا ہے۔

غَضُّ الْبَصَرِ:

راستہ میں ہر قسم کے لوگ گزرتے ہیں مرد اور عورتیں بھی گزرتی ہیں۔ اھل اسلام

کو چاہیئے کہ جب خواتین کا گزر ہو اپنی نگاہوں کو پست کریں کیونکہ جس کی نگاہ پست ہوگی کسی ممنوع جگہ اٹھے گی نہیں تو یقیناً اس کا دل بھی پاک وصاف ہوگا دل کا پاک ہونا سعید ہونے کی علامت ہے۔

عفت مآب خواتین کو غلط نگاہوں سے دیکھنا شریعتِ اسلامیہ میں محمود نہیں۔ یہ دین دین رحمت ہے اس دین میں خواتین کی عزت وناموس کا بڑا خیال رکھا گیا ہے۔ یہ دین صرف برائی کو ختم نہیں کرتا بلکہ ان راستوں کو بھی ختم کر دیتا ہے جہاں سے برائی آیا کرتی ہے تو جب ایک مسلم کو نیچی نگاہ رکھنے کا حکم ہے اور اسے کسی غیر عورت کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے سے منع کر دیا گیا ہے تو یقیناً وہ مسلم قبیح برائیوں سے محفوظ و مامون رہے گا جب برائیوں اور گناہوں کے داغوں سے دامن معرا ہوگا تو اللہ کی رحمت بے پایاں کا سزاوار ہوگا۔

وَكَفُّ الْاَذٰى :

تکلیف دہ چیز کو راستہ سے دور کر دینا یہ بھی حق الطریق ہے۔ جو مسلم راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دیتا ہے اور یہ کام اللہ تعالی کی رضا کیلئے کرتا ہے تو اسے یقین رکھنا چاہیئے کہ اس کے راہِ جنت میں جو جو رکاوٹیں حائل ہیں اللہ تعالیٰ اپنی شانِ کریمی سے انہیں دور کرتا جائے گا اور اس مومن ومسلم کو جنت کا حقدار قرار دیا جائے گا۔

رَدُّالسَّلَامِ :

اگر کوئی راہ چلتا مسافر قریب سے گزرا اور اس نے السلام علیکم کہہ دیا تو راستہ میں بیٹھے ہوؤں پر لازم ہے کہ اس کا جواب وعلیکم السلام سے دیں۔ السلام علیکم کا جواب نہ دینا انتہائی بے

مروتی ہے جس مومن کو سلام کا جواب نہ ملے گا اس کے دل میں طرح طرح کے خدشات جنم لیں گے اور وہ مختلف وساوس میں گرفتار ہوگا کبھی اسے خیال آئے گا کہ یہ آدمی تکبر سے بھرا ہوا ہے جس نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا یا یہ خیال آئے گا کہ یہ آدمی مجھے حقیر سمجھتا ہے مجھ سے نفرت کرتا ہے اس وجہ سے سلام کا جواب نہیں دیا تو ان پیش آنے والی تمام صورتوں کے تدارک کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی حکم دے دیا کہ جو راستہ میں بیٹھا ہے اسے السلام علیکم کہنے والے کو وعلیکم السلام سے جواب دینا لازمی وضروری ہے۔

اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ:

حق الطریق یہ بھی ہے کہ نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے۔ جب ایک مسلم کے سامنے کوئی غلط کام ہونے لگے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق اسے روکے اگر ہاتھ سے روک سکتا ہے تو فبھا ورنہ زبان سے تو روک دے اگر زبان سے روکنا بھی مشکل نظر آتا ہو تو دل تو اس کے قابو میں ہے دل ہی کو استعمال کرے بہر حال راستہ میں بیٹھنے والے پر لازم ہے کہ وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب بھائیوں کو نیکی سے رغبت ومحبت عطا فرمائے اور برائیوں سے نفرت وکراہت دے تاکہ ہمارا دین ایمان قبر کی دہلیز تک سلامت رہے۔

عَنِ الْبَرَّاءِ قَالَ : مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِقَوْمٍ جُلُوْسٍ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ:

اِنْ كُنْتُمْ لَابُدَّ فَاعِلِيْنَ فَاهْدُوا السَّبِيْلَ وَرُدُّوا السَّلَامَ وَاَعِيْنُوا الْمَظْلُوْمَ.

مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۱۷۱۷)	جلد ۳	صفحہ ۲۶۴
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۳۹۵)	جلد ۱۴	صفحہ ۱۸۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۷۳۵)	جلد ۴	صفحہ ۳۳۳
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۷۲۶)	جلد ۳	صفحہ ۹۰
قال الالبانی:	صحیح		
مسند ابی داود الطیالسی	رقم الحدیث (۷۱۱)		صفحہ ۹۷
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۲۶۹۷)	جلد ۳	صفحہ ۱۷۳۷
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ منقطع ولکن الحدیث صحیح		
شرح مشکل الآثار	رقم الحدیث (۱۷۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۵۶
قال شعیب الارنووط:	رجالہ ثقات		

ترجمة الحديث:

حضرت البرّاء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راستہ میں بیٹھی ہوئی ایک قوم کے پاس سے گزرے تو ارشاد فرمایا

اگر تم نے راستہ میں ضروری بیٹھنا ہے تو

گم کردہ راہ کو راہ بتاؤ

جو تمہیں السلام علیکم کہے اسے وعلیکم السلام کہہ کر جواب دو

اور مظلوم کی مدد واعانت کرو۔

-☆-

راستہ اور گزرگاہ میں بیٹھنا کوئی عمدہ کام نہیں لیکن اگر بامر مجبوری بیٹھنا پڑ جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق تین کام کرنے ضروری ہیں

اِهْدُوا السَّبِيْلَ :

کوئی مسافر اپنی منزل کھو چکا ہے اور وہ پریشان ہو کر آتا ہے تو اسے اس کی منزل کی نشان دہی کر دو۔ بھولے ہوئے کو راہ بتانا شیوۂ مسلمانی ہے۔ اھل اسلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے گم کردہ راہ مسافروں کو راستہ بتایا کرتے ہیں اور انہیں صحیح منزل کی نشان دہی کرتے ہیں۔

یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم تھے جن سے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔

یہ ہدایت کے روشن ستارے صرف ظاہری راستہ ہی نہ بتاتے تھے بلکہ اگر کوئی بھولا ہوا

آجائے تو اسے راہِ جنت بھی بتاتے تھے ان کے فیضِ صحبت سے فیض یاب ہونے والا حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہوا کرتا ہے اور ابدی سعادتوں کو اپنے دامن میں سمیٹتا ہے۔

رُدُّوا السَّلامَ :

راستہ میں بیٹھے ہوئے افراد کو اگر کوئی گزرنے والا السلام علیکم کہہ دے تو ان پر لازم ہے کہ اسے وعلیکم السلام کہہ کر جواب دیں۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ راستہ سے ہر کوئی گزرتا ہے۔ گزرگاہ سے گزرنے والے امیر بھی ہوتے ہیں اور غریب بھی، شناسا بھی ہوتے ہیں اور ناآشنا بھی تو ان میں سے جو بھی السلام علیکم کہے اسکا جواب وعلیکم السلام سے دینا ضروری ہے جب بلاتفریق ہر مسلم کے سلام کا جواب دیا جائے گا تو اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ انسان کے اندر کبر کا مادہ ختم ہوتا جائے گا۔ وصفِ عاجزی نمایاں ہونا شروع ہوگا پھر اللہ کے کرم سے وہ ایک مومن متواضع ہوگا وہ مومن جو پیکر تواضع ہو وہ اللہ الکریم کی رحمت جیت لیا کرتا ہے۔

اَعِینُوا الْمَظْلُومَ:

راستہ میں بیٹھے ہوئے احباب کے سامنے اگر کسی پر ظلم ہو جائے اور وہ لاپرواہ ہوکر بیٹھے رہیں تو ہوسکتا ہے جب مظلوم کی آہ اثر کرے تو اس کی لپیٹ میں وہ بھی آجائیں۔ اس لیئے راستہ میں بیٹھے ہوئے احباب پر لازم ہے کہ اپنے سامنے ظلم نہ ہونے دیں اگر کوئی مظلوم آجائے تو اس کی اعانت ودستگیری کریں۔ مظلوم کی مدد کرنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے لبریز ہوا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کرم نوازیاں اس کے شامل حال ہوا کرتی ہیں۔

سوار پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو پہلے السلام علیکم کہے

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْمَاشِيَانِ اَيُّهُمَا يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ فَهُوَ اَفْضَلُ.

الادب المفرد	رقم الحدیث (۹۸۳)		صفحہ ۳۷۷
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۹۸۳)		صفحہ ۳۷۸
قال الالبانی:	صحیح الاسناد موقوفا وصح مرفوعا		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۱۱۴۶)		جلد ۳	صفحہ ۱۳۹
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۲۷۶۱)	جلد ۸	صفحہ ۴۷
قال الھیثمی:	رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۹۸)	جلد ۲	صفحہ ۲۵۱
قال شعیب الارنووط:	رجالہ ثقات رجال مسلم		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۲۲۶)	جلد ۹	صفحہ ۳۰۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۲۵۱)	جلد ۹	صفحہ ۳۱۸

ترجمة الحديث:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے
سوار پیدل چلنے والے کو السلام علیکم کہے پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے تو السلام علیکم کہے اور دو پیدل چلنے والوں میں جو السلام علیکم کہنے میں پہل کرے گا وہ افضل و برتر ہوگا۔

-☆-

سوار کے دل میں برتری کا خیال آ جاتا ہے اور پیدل چلنے والے افراد سے اپنے اپ کو برتر سمجھتا ہے حالانکہ اس میں برتری کی کوئی وجہ نہیں یہ دولت کی تقسیم الٰہی تقسیم ہے اللہ جسے چاہتا ہے اسے مال و دولت سے نوازتا ہے یہ تقسیم بلا امتیار ہے وہ دنیوی مال اپنوں کو بھی دیتا ہے اور بیگانوں کو بھی دیتا ہے نیک کو بھی دیتا ہے اور بد کو بھی دے دیتا ہے فقط مال کی بنا پر اترانا یا برتری کا یک گونہ خیال اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے اسلام تو بانگ دھل اعلان کرتا ہے:

لَا فَضْلَ لِعَرَبِيّ عَلٰى عَجَمِيّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ كُلُّكُمْ مِنْ آدَمَ وَآدَمَ مِنْ تُرَابٍ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقَاكُمْ.

ترجمہ:

کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں کسی سرخ رنگ والے کو کسی سیاہ رنگ والے پر کوئی برتری نہیں تم تمام آدم کی اولاد ہو اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق خاک سے ہوئی ہاں تم میں سے اللہ کے ہاں معزز و محترم وہ ہے جو تم میں زیادہ تقویٰ سے آراستہ ہے۔

-☆-

اسلام کی طرف سے بانی اسلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ایک سوار کو یہ

ہدایات کہ وہ پیدل چلنے والے کو السلام علیکم کہنے میں پہل کرے اس لئے کہ اس کے اندر تکبر کا مادہ تک پیدا نہ ہو اور وہ سراپا عجز بن کر اخوت کی لڑی میں پیوستہ ہو کر تقویٰ کی دولت سے آراستہ رہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صغیر (چھوٹا) کبیر (بڑے) کو سلام کرے، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے افراد زیادہ افراد کو سلام کریں۔

-☆-

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۲۳۱)	جلد۴	صفحہ۱۹۶۱
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۳۵۸۳)	جلد۳	صفحہ۲۶۸
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۶۳۳)	جلد۳	صفحہ۱۳۱۶
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۷۹۴)	جلد۱۰	صفحہ۴۱۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۲۲۵)	جلد۱۰	صفحہ۲۷۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۶۷۹)	جلد۱۰	صفحہ۳۹۴

قال عبدالصمد شرف الدین: صحیح

اَبُوهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۲۳۲)	جلد۴	صفحہ۱۹۶۱
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۹۹)	جلد۴	صفحہ۳۹۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۹۹)	جلد۳	صفحہ۲۷۶
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۱۶۰)	جلد۴	صفحہ۳۶۹
سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ / رقم الحدیث (۱۱۴۵)		جلد۳	صفحہ۱۳۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۲۲۶)	جلد۹	صفحہ۳۰۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۵۷۲)	جلد۹	صفحہ۵۲۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۷۰۳)	جلد۳	صفحہ۸۱
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۸۷۲۰)	جلد۹	صفحہ۳۴۱
قال البیہقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے۔
پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور
تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔

-☆-

سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بچوں کو سلام کہنا

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ.

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے انہیں السلام علیکم کہا اور ارشاد فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے کیا کرتے تھے۔

بچوں کو السلام علیکم کہنا تواضع وانکساری کی اعلیٰ مثال ہے جس دین کے لانے والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس درجہ شفیق ورحیم ہوں کہ بچوں کو بھی اپنی عنایات سے محروم نہ رکھیں تو ایسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ہر ادا پر فدا ہونے کو جی چاہتا ہے بلکہ اگر بس میں ہو تو ان کی ایک ایک خو مبارک پر کائنات قربان کردی جائے۔

ریاض الصالحین	رقم الحدیث (۶۰۴)		
وقال النووی:	متفق علیہ		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۲۴۷)	جلد ۴	صفحہ ۱۹۶۶
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۱۶۸)	جلد ۴	صفحہ ۳۷۴

ان بچوں کے نصیبوں کو بھی سلام کرنے کو جی چاہتا ہے جنہیں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم السلام علیکم کا رحمت بھرا جملہ ارشاد فرماتے ہونگے ہمارا ایمان اور وجدان کہتا ہے کہ جن جن بچوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے السلام علیکم فرمایا وہ زندگی کی ہر منزل سے با امن وسلامتی گزرے ہونگے بلکہ عالم آخرت کی تمام منزلیں سلامتی سے آراستہ ان کی منتظر ہیں۔

آج ہمیں بھی چاہیئے کہ بچوں کو السلام علیکم کہیں۔ ملازمین کو السلام علیکم کہنے میں پہل کریں اور وہ افراد جنہیں دنیا حقارت سے دیکھتی ہے انہیں السلام علیکم کہیں اس سے تواضع وانکساری جیسا وصفِ جمیل پیدا ہوگا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مطہرہ کا اجر وثواب بھی ملے گا۔

السلام علیکم کی اشاعت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا طرز عمل

عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ كَانَ يَأْتِيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَيَغْدُو مَعَهُ اِلَى السُّوْقِ قَالَ : فَاِذَا غَدَوْنَا اِلَى السُّوْقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ عَلٰى سَقَّاطٍ وَلاَ صَاحِبِ بَيْعَةٍ وَلاَ مِسْكِيْنٍ وَلاَ اَحَدٍ اِلاّ سَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ الطُّفَيْلُ فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْماً فَاسْتَتْبَعَنِيْ اِلَى السُّوْقِ فَقُلْتُ لَهُ مَاتَصْنَعُ بِالسُّوْقِ؟ وَاَنْتَ لاَ تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ وَلاَ تَسْأَلُ عَنِ السِّلَعِ وَلاَ تَسُوْمُ بِهَا وَلاَ تَجْلِسُ فِيْ مَجَالِسِ السُّوْقِ وَاَقُوْلُ اجْلِسْ بِنَا نَتَحَدَّثُ فَقَالَ يَااَبَابَطْنٍ ! وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَابَطْنٍ اِنَّمَا نَغْدُو مِنْ اَجْلِ السَّلاَمِ فَنُسَلِّمُ عَلٰى مَنْ لَقِيْنَا.

ترجمة الحديث:

حضرت طفیل بن ابی بن کعب کا بیان ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا کرتے تھے بس ان کے ہمراہ بازار جایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

ریاض الصالحین للنووی/ رقم الحدیث (۸۵۰)

قال النووی: رواہ مالک فی الموطا باسناد صحیح

الموطا امام مالک رقم الحدیث (۶) جلد ۲ صفحہ ۷۳۳

کا گزر کسی کباڑیے کے پاس ہوتا کسی تاجر کسی مسکین کے پاس سے ہوتا یا کسی کے پاس سے بھی ہوتا تو وہ سب کو السلام علیکم کہتے تھے۔ حضرت طفیل کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے اپنے ہمراہ بازار جانے کو کہا تو میں نے عرض کی آپ کے بازار جانے کا کیا فائدہ ہے؟ آپ کسی تاجر کے پاس نہیں ٹھہرتے نہ کسی سامان کے متعلق دریافت کرتے ہیں اور نہ اس کا بھاؤ کرتے ہیں اور نہ بازار کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں اس لیئے میں تو یہی کہتا ہوں یہاں ہی تشریف رکھیں ہم آپس میں باتیں کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر نے جواباً (خوش طبعی کرتے ہوئے) فرمایا

اے پیٹ والے! (حضرت طفیل کا پیٹ بڑا تھا) ہم تو صرف السلام علیکم کی اشاعت کیلئے بازار جاتے ہیں سو اس لیئے ہمیں جو بھی ملتا ہے ہم اسے السلام علیکم کہتے ہیں۔

-☆-

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جلیل القدر صحابی ہیں اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مبارکہ سے اور آپ کی خصوصی نظر کرم سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا باطن کس درجہ پاک اور محبت سے لبریز ہو چکا تھا۔ وہ منڈی اور بازار کا رخ کرتے ہیں کس لیئے؟ سودا سلف خریدنے کیلئے کوئی چیز فروخت کرنے کیلئے نہیں کسی چیز کا بھاؤ معلوم کرنے کیلئے نہیں بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ارشاد مبارک پر عمل کرنے کیلئے کہ اَفْشُوا السَّلَامَ

اے میرے امتیو! اسلام علیکم کی خوب اشاعت کرو۔

یہی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما اسی ارشاد گرامی پر عمل کرتے ہیں تو حق ادا کرنے کی

کوشش کرتے ہیں۔ بازار جہاں اکثر انسان اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں، دنیا ومتاع دنیا میں غرق ہو جاتے ہیں یہ جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ وہاں جا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی کی اشاعت کرتے ہیں اور دنیا میں مگن لوگوں کو ان کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی یاد کرواتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس امت کے کس درجہ خیر خواہ ہیں وہ ہر آدمی کو سلامتی کی دعائیں دیتے ہیں۔ اس میں تفریق نہیں کہ یہ امیر ہے یا غریب بڑا تاجر ہے یا چھابڑی فروش وہ بلا تفریق ہر ایک کو سلامتی کی دعا دیتے ہیں۔ جس کا مطلب واضح ہے کہ تم سلامت رہو اور حقیقی سلامتی اسے ہی نصیب ہے جس کا ایمان سلامت ہے اور جس کی نسبت غلامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلامت ہے۔

یہ کتنے منکسر المزاج اور متواضع بھی ہیں کہ مساکین وغربا کو سلام کرتے ہیں ان غرباء کو سلام کرنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ انسان کے اندر تکبر کا مادہ پیدا نہیں ہوتا بلکہ انکساری اور تواضع کی دولت سے مالا مال رہتا ہے اور جو خوش نصیب تکبر سے کوسوں دور اور تواضع وانکساری کا دلدادہ ہے اسے یقین رکھنا چاہیئے کہ اس کا خالق ومالک اس سے راضی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر کلمہ گو کو اپنی رضا کی سعادت سے لبریز فرمائے۔

السلام علیکم کہنا
محبت بڑھانے کا ذریعہ ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰی تَحَابُّوا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ "اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَكُمْ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۹۳)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۶
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۱۹۳)	جلد ۲	صفحہ ۷۷۱
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابی داود	رقم الحدیث (۵۱۹۳)	جلد ۳	صفحہ ۲۷۴
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۶۸)	جلد ۱	صفحہ ۲۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۶۸)	جلد ۱	صفحہ ۹۱
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۵۷)	جلد ۱	صفحہ ۴۰
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم ایمان نہ لے آ ؤ اور اس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہیں جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ

ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۷۷۷)	جلد۳	صفحہ۲۳۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمزی	رقم الحدیث (۲۶۸۸)	جلد۵	صفحہ۵۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۳۶)	جلد۱	صفحہ۴۷۱
قال الارنووط:	اسنادہ قوی		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۳۰۰)	جلد۱۲	صفحہ۲۵۸
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۴۶۹)	جلد۹	صفحہ۳۶۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۵۱۳)	جلد۹	صفحہ۳۷۸
المسند الجامع	رقم الحدیث (۱۴۲۸۵)	جلد۱۷	صفحہ۶۵۷
الادب المفرد	رقم الحدیث (۹۸۰)		صفحہ۳۴۰
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۹۸۰)		صفحہ۳۷۷
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۰۶۱)	جلد۹	صفحہ۹۹
قال حمزہ احمد الزین	اسنادہ صحیح		

بتادوں کہ جب تم اسے کرو تو تم میں باہمی محبت پروان چڑھے؟

آپس میں السلام علیکم کی خوب اشاعت کرو۔

-☆-

سنن ابن ماجہ میں یہی حدیث پاک قسم سے شروع ہوئی ہے۔

الفاظ مبارکہ ملاحظہ ہوں:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ ! لاَ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوا وَلا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوا اَوَلَادُلُّکُمْ عَلٰی شَیْیءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ "اَفْشُوْا السَّلاَمَ بَیْنَکُمْ".

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قسم ہے اس ذات یکتا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم ایمان نہ لاؤ اور اس وقت تک تم کامل الایمان نہیں ہو سکتے جب تک تم آپس میں محبت نہ کرو۔

کیا میں تمہیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟

آپس میں السلام علیکم کا خوب تبادلہ کرو۔

-☆-

بسا اوقات معمولی سی چیز کا نتیجہ بہت بڑا نکلتا ہے زبان سے نکلا ہوا کوئی کلمہ ظاہراً معمولی ہوتا ہے لیکن اپنے اثرات کے اعتبار سے بہت دور تک چلا جاتا ہے اسی طرح السلام علیکم کے بارے میں غور کیجئے اس کے اثرات وثمرات کہاں تک جاتے ہیں۔

السلام علیکم کہنے سے باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے ایک دوسرے سے محبت کا ایسا بیج

دل میں پیوست ہو جاتا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ تناور درخت کا روپ دھار لیتا ہے اور یہی محبت کمال ایمان کی نشانی ہے۔ اہل اسلام سے جس قدر انس ہوگا اس قدر ایمان میں قوت و توانائی ہوگی اور یہی ایمان دخول جنت کا ذریعہ ہے اور جنت اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت درحقیقت اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اللہ کی مخلوق سے محبت کرنے والا کبھی خائب و خاسر نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ کامیابی و کامرانی سے ہمکنار رہتا ہے۔ یہی وہ اسلام کی روح ہے جس سے اکثر احباب غافل ہیں۔

السلام علیکم کہنے سے گناہوں کی مغفرت

قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّۃَ قَالَ اِنَّ مِنْ مُوجِبَاتِ الْمَغْفِرَۃِ : بَذْلَ السَّلامِ وَحُسْنَ الْکَلامِ.

ترجمة الحديث:

صحابی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک مغفرت کو واجب کرنے والے اعمال میں سے السلام علیکم کہنا اور اچھا کلام کرنا ہے۔

-☆-

قیامت کی ہولناکیوں کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ قیامت کے خیال سے ہی بڑے بڑوں کا پتہ پانی ہوجاتا ہے۔ اس دن کامیاب وہ ہوگا جسے جنت نصیب ہوگی۔

لترغیب والترھیب

قال المنذری روایۃ جیدہ للطبرانی

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۵۰۴) جلد۲ صفحہ۲۵۸

قال الارنووط: اسنادہ جید

یہی وہ جگہ ہے جسکے حصول کیلئے بڑی بڑی قربانی بھی دی جاتی ہے۔ تلواروں کے چھاؤں میں اور مصلیٰ پر طویل ساعتیں گزاردی جاتی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس واطہر پر قربان جائیں کہ جن کی شفقتوں اور محبتوں نے اس منزل کو بھی آسان بنادیا۔

اس حدیث پاک میں دو ایسے عمل ارشاد فرمائے جنکے کرنے سے انسان پر اللہ تعالیٰ مغفرت کو واجب کردیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کیلئے مغفرت کو واجب کرے وہ بلا شک وشبہ جنتی ہے۔

بَذْلَ السَّلَامِ :

ہر مسلم بھائی کو السلام علیکم کہنا۔ ہر کلمہ گو بھائی کو سلام کہنا، سلام کہنے والے کے باطن کے پاک ہونے کی نشانی ہے وہ اپنے دل میں کسی کے خلاف نفرت کے جذبات نہیں رکھتا بلکہ اس کا دل اھل ایمان کی محبت سے لبریز ہوتا ہے وہ کہیں بھی بیٹھا ہو یا کسی سے بھی ہم کلام ہو محبت و پیار کے سوتے اس کی زبان سے پھوٹتے ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ اھل ایمان سے محبت رکھنے والا جنت کا سزاوار ہے اور درِ جنت اسی کیلئے کشادہ ہے۔

حُسْنَ الْكَلَامِ:

اچھی بات کہنا ایک مسلم کا شیوہ ہے۔ اس کی زبانِ قلب وقالب سے ہمیشہ اچھی باتیں نکلتی ہیں وہ کسی کی دل آزاری نہیں کرتا اتہام بازی سے ہمیشہ بری رہتا ہے۔ غیبت وچغلی اسے کسی طور پر پسند نہیں بلکہ اس کی زبان اس درجہ پاک ہے کہ اس سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے کلمات نکلتے ہیں اور حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف کی کثرت کرتا ہے۔

اور جو خوش قسمت ہر لحہ اور ہر گھڑی اللہ تعالیٰ او، اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کرتا رہے اسکے جنتی ہونے میں کیسے شک ہوسکتا ہے۔

السلام علیکم کی اشاعت
دخول جنت کا ذریعہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

اُعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ وَأَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ تَدْخُلُوا الْجِنَانَ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رحمان کی عبادت کرو

صحیح ابن حبان — رقم الحدیث (۴۸۹) — جلد۲ — صفحہ۲۴۲

قال شعیب الارنووط: حدیث صحیح رجالہ ثقات، الا أن عطاء بن السائب اختلط بآخرۃ۔ الخ

الادب المفرد — رقم الحدیث (۹۸۱) — صفحہ۳۴۰

صحیح الادب المفرد — رقم الحدیث (۹۸۱) — صفحہ۳۷۷

قال الالبانی: صحیح

سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ / رقم الحدیث (۵۷۱) — جلد۲ — صفحہ۱۱۵

قال الالبانی: صحیح

ارواء الغلیل — رقم الحدیث (۷۷۷) — جلد۳ — صفحہ۲۳۹

السلام علیکم کی خوب اشاعت کرو

اور کھانا کھلاؤ

جنتوں میں داخل ہو جاؤ گے۔

-☆-

اس حدیث پاک میں تین چیزوں کا ذکر ہے اور یہ تینوں اہم ہیں

اُعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ:

عبادت الٰہی سے کسی کو مفر نہیں۔ عبادت الٰہی ہی انسانیت کا زیور ہے جو فرزند آدم اخلاص وللّٰہیت سے اللہ کی عبادت میں مگن رہتا ہے اس کا چہرہ قابل دید ہوا کرتا ہے۔ اللہ کی رضا کے انوار اس کے بُشرے سے ظاہر ہوتے ہیں۔

اَفْشُوا السَّلَامَ:

السلام علیکم کی اشاعت کرنے والا پاک دل ہوا کرتا ہے اس کے باطن میں کسی کے خلاف نفرت کے جذبات نہیں ہوتے وہ حسد وکینہ جیسی بیماریوں سے پاک ہوتا ہے اور تکبر سے کوسوں دور رہتا ہے اور اگر السلام علیکم کی اشاعت سے انسان میں عاجزی کا وصف آ جائے تو یہ بہت بڑی دولت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو عجز وانکساری کی نعمت عطا فرمائے۔

اَطْعِمُوا الطَّعَامَ:

کھانا کھلانے والا اللہ تعالیٰ کی کرم نوازیوں سے معمور رہتا ہے۔ اس کے دروازے پر بھیڑ رہتی ہے مساکین اپنا پیٹ بھر کر اسے دعائیں دیتے ہیں مہمان اس سے خوش وخرم واپس

پلٹتے ہیں غرباء ومساکین، اعزہ واقرباء کی دعائیں سریع الاجابۃ ہوتی ہیں اوراس انسان کومزید برکتوں سے معمور کردیتی ہیں۔

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ :اَفْشُوا السَّلاَمَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَكُوْنُوا اِخْوَاناً كَمَا اَمَرَكُمُ اللّٰهُ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
السلام علیکم کی خوب اشاعت کرو
کھانا کھلاؤ
تم بھائی بھائی بن جاؤ جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

-☆-

الفتح الربانی بترتیب مسند الامام احمد جلد ۱۷ صفحہ ۳۳۰
قال الساعاتی تخریجہ (م د مذ جہ)
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۶۴۵۰) جلد ۶ صفحہ ۱۶
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ!

أَخْبِرْنِیْ بِشَیْئٍ اِذَا عَمِلْتُهُ - اَوْعَمِلْتُ بِهٖ - دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ أَفْشِ السَّلاَ

مَ وَاَطْعِمِ الطَّعَامَ وَصِلِ الاَرْحَامَ وَقُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَام" تَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِسَلاَمٍ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے عرض کی

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۰۸)		
تعلیق صحیح ابن حبان		جلد۲	صفحہ۲۶۱
قال المحقق:	اسنادہ صحیح رجالہ رجال الشیخین غیر ابی میمونہ وھو ثقہ		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۹۱۹)	جلد۸	صفحہ۵۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۲۷۸)	جلد۸	صفحہ۲۶۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
المستدرک الحاکم	رقم الحدیث (۷۲۵۶)	جلد۵	صفحہ۱۷۹
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجا		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۷۸۶۵)	جلد۵	صفحہ۷
قال الھیثمی:	رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح		

یارسول اللہ! مجھے ایسی چیز کی خبر دیجئے کہ جب میں اس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: السلام علیکم کی خوب اشاعت کرو۔ اللہ کے بندوں کو کھانا کھلاؤ صلہ رحمی کرو رات کو قیام کرو یعنی صلاۃ تہجد ادا کرو اس حال میں کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

-☆-

عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: یَااَیُّھَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَام" تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِسَلَامٍ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابو یوسف عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا حضور ارشاد فرمار ہے تھے

اے لوگو! السلام علیکم کی خوب اشاعت کرو۔ اللہ کے بندوں کو کھانا کھلاؤ رات کو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو صلاۃ التہجد ادا کرو، تو اللہ کی جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔

سنن الترمذی رقم الحدیث (۲۴۸۵)

قال الترمذی: صحیح

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۳۹۸۷)

قال المنذری رواہ الترمذی وقال حدیث

تعلیق الترغیب والترھیب جلد۳ صفحہ۴۱۳

قال المحقق حسن

السلام علیکم کی اشاعت سے
جنت میں داخلہ سلامتی کے ساتھ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ اِنْجَفَلَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَكُنْتُ فِيْمَنِ انْجَفَلَ ، فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ وَجْهَهٗ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ فَكَانَ اَوَّلُ شَيْئٍ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِيَامٌ'' تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ.

جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۹۵ے)	جلدے	صفحہ۶۸۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۸۵)	جلد۴	صفحہ۶۵۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۱۳۳۴)	جلد۲	صفحہ۱۴۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۱۳۳۴)	جلد۲	صفحہ۴۶۸
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۱۰۵)	جلد۱	صفحہ۳۹۷
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۷۷۶)	جلد۳	صفحہ۲۳۹
قال الالبانی:	حدیث حسن صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ جلدی سے حضور کی طرف بھاگے ان بھاگ کر جانے والوں میں میں بھی تھا۔

جب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخ انور کے سامنے ظاہر ہوا تو میں نے جانا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور کسی کذاب کا چہرہ نہیں۔

سب سے پہلا ارشاد مبارک میں نے سنا حضور ارشاد فرمار ہے تھے

السلام علیکم کی خوب اشاعت کرو

سلسلة الاحاديث الصحيحه / رقم الحديث (۵٦۹)		جلد۲	صفحہ۱۰۹
شرح السنہ للبغوی	رقم الحديث (۹۲٦)	جلد۴	صفحہ۴۰
تحفة الاشراف	رقم الحديث (۵۳۳۱)	جلد۴	صفحہ۳۵۴
المسند الجامع	رقم الحديث (۵۸۹۱)	جلد۸	صفحہ۳۳۳
مسند الامام احمد	رقم الحديث (۲۳٦۷۴)	جلد۱۷	صفحہ۱۲۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الدارمی	رقم الحديث (۱۴٦۰)	جلد۱	صفحہ۴۰۵
المستدرک الحاکم	رقم الحديث (۷۲۵٦)	جلد۵	صفحہ۱۷۹
قال الحاکم:	هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه		
صحیح ابن حبان	رقم الحديث (۵۰۸)	جلد۲	صفحہ۲٦۱
قال الارنؤوط:	اسنادہ صحیح		

کھانا کھلاؤ

صلہ رحمی کرو

اس وقت بھی صلاۃ ادا کیا کرو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

تو جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔

-☆-

السلام علیکم کی اشاعت سے
جنت کے بلّوریں محلات

اِنَّ فِی الْجَنَّةِ غُرَفاً یُرٰی ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِمَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ وَأَفْشَى السَّلاَمَ وَصَلّٰى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَام''.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۰۹)	جلد۲	صفحہ۲۶۲
قال المحقق:	اسنادہ قوی وابن معانق - واسمہ عبداللہ - ذکرہ المولف فی الثقات ۵/ ۳۶		
تعلیق ابن حبان		جلد۲	صفحہ۲۶۲
	ووثقہ العجلی صفحہ ۲۸۰ وروی عنہ غیر واحد باقی رجالہ ثقات		
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (۲۰۸۸۳)	جلد۱۱	صفحہ۴۱۸
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۳۴۶۶)	جلد۳	صفحہ۳۰۱
السنن الکبری للبیہقی	رقم الحدیث (۸۴۷۹)	جلد۴	صفحہ۴۹۵
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۹۲۷)	جلد۴	صفحہ۴۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۶۱۵)	جلد۶	صفحہ۱۸۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۳۵۳۳)	جلد۲	صفحہ۵۲۵
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۲۷۸)	جلد۱	صفحہ۲۶۳
قال الحاکم	ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین		

ترجمة الحديث:

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں کچھ بالا خانے ایسے بھی ہیں کہ ان کا ظاہر اس کے باطن سے دیکھا جا سکتا ہے اور ان کا باطن ان کے ظاہر سے دیکھا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں تیار کیا ہے ان خوش نصیب افراد کیلئے جو اس کے بندوں کو کھانا کھلائیں السلام علیکم کی خوب اشاعت کریں اور رات کو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو صلاۃ تہجد ادا کریں۔

-☆-

جنت کتنی حسین ہے اسکے محلات اس کے باغات، باغات کے نیچے جاری شیریں نہریں کتنے عمدہ ہیں لیکن ان میں سے کچھ ایسی اشیاء بھی ہونگی جن کا حسن و جمال اس رنگ و نور میں ڈھلی ہوئی جنت میں بھی نمایاں ہوگا۔ ایسے محلات جو شفاف موتی سے بنے ہونگے اندر بیٹھ کر باہر کا نظارہ ہوگا اور اندر کا حسن، باطن کی دلفریبی چھن چھن کر باہر آ رہی ہوگی۔ یہ بلوریں محل ان افراد کیلئے ہوگا جو اللہ کی مخلوق کو کھانا کھلاتے ہیں۔ السلام علیکم کی خوب اشاعت کرتے ہیں اور تہجد کے عادی ہیں۔

عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّہٗ قَالَ : قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! أَخْبِرْنِیْ بِشَیْئٍ یُوْجِبُ لِیَ الْجَنَّۃَ ؟

قَالَ طِیْبُ الْکَلَامِ وَبَذْلُ السَّلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوشریح نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے ایسی چیز کی خبر دیجئے جو میرے لیئے جنت کوواجب کردے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

عمدہ کلام کرنا، السلام علیکم کہنا اور کھانا کھلانا۔

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۳۹۸۵)

وقال المنذری رواہ الطبرانی وابن حبان فی صحیحہ والحاکم وصححہ ۳/۴۱۴

تعلیق الترغیب والترھیب جلد۳ صفحہ۴۱۴

قال المحقق: حسن

الترغیب والترھیب

قال المنذری روایۃ جیدہ للطبرانی

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۵۰۴) جلد۲ صفحہ۲۵۸

قال الارنووط اسنادہ جید

اھل قبور کو السلام علیکم کہنا

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُھُمْ اِذَا خَرَجُوا اِلَی الْمَقَابِرِ : اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ.

مشکوٰۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۷۶۴)	جلد ۱	صفحہ ۵۵۲
وقال الخطیب التبریزی/ رواہ مسلم			
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۸۸۱)	جلد ۱۶	صفحہ ۴۸۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۹۷۵)	جلد ۲	صفحہ ۳۶۵
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۵۴۷)	جلد ۲	صفحہ ۲۵۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۲۶۷)	جلد ۲	صفحہ ۳۰
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل		جلد ۳	صفحہ ۲۳۵
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۷۲۱۲)	جلد ۴	صفحہ ۱۳۲
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۹۳۰)	جلد ۲	صفحہ ۷۱
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۰۳۶)	جلد ۴	صفحہ ۹۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۰۳۹)	جلد ۲	صفحہ ۷۰
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں تعلیم دیا کرتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو کہا کریں

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُوْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِن شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.

السلام علیکم اے مومن و مسلم اھل الدیار! انشاء اللہ ہم آپ سے ملنے والے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیئے اور تمہارے لیئے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

-☆-

جو اھل اسلام اس دنیا کو چھوڑ کر چلے گئے اور منوں مٹی کے نیچے دفن ہو گئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بے یارومددگار نہیں چھوڑا بلکہ زندہ رہنے والے اھل اسلام کو قبرستان جانے کا حکم ارشاد فرمایا۔ قبرستان جانے کا یہ حکم سرسری نہ تھا بلکہ تاکیدی حکم تھا۔

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ اَلاَ فَزُوْرُوْهَا.

میں نے تمہیں زیارۃ قبور سے روکا تھا (سابقہ حکم منسوخ ہو گیا ہے) خبردار! اب قبور کی زیارۃ کیا کرو۔

قبرستان ویسے ہی نہیں جانا بلکہ قبور پر جا کر ''السلام علیکم'' کہنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبور پر جا کر السلام علیکم کہنے کا حکم دیا ان الفاظ سے زیادہ جس سے اسکی اہمیت اجاگر ہو جاتی ہے وہ حضرت بریدہ کے الفاظ ہیں:

كَانَ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوا اِلَى الْمَقَابِرِ : اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِن

الْمُؤمِنِینَ وَالْمُسْلِمِینَ وَاِنَّا اِن شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَلاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَةَ.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم دیا کرتے تھے کہ جب قبور کی طرف جاؤ تو السلام علیکم کہا کرو۔ کان کے بعد فعلِ مضارع استمرار پر دلالت کرتا ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر یہ تعلیم دیا کرتے تھے۔

دوسری اہم بات

السلام علیکم اسے کہا جاتا ہے جو جواب دے سکے اور جو جواب نہ دے سکے اسے السلام علیکم کہنے کا کیا فائدہ تو اس حدیث پاک سے یہ بات بھی عیاں ہوئی کہ جب اہل ایمان قبور پر جا کر السلام علیکم کہتے ہیں تو اہل قبور باذن اللہ وبتوفیقہ اس سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔ اگر کوئی صاحبِ دل ہو تو وہ السلام علیکم کے جواب کو سن بھی لیا کرتا ہے۔

سنیئے!

اَلشَّیخُ الْجَلِیلُ اَبُوالْحَسَنِ التَّمَّارُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ کَانَ یَأْتِیْ اِلٰی هٰذَا الْمَکَان (اَلْمَشْهَد الْحُسَنِیّ) لِلزِّیَارَةِ، ثُمَّ اِذَا دَخَلَ اِلَی الضَّرِیحِ یَقُولُ: اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ، فَیَسْمَعُ الْجَوَابَ: وَعَلَیْکَ السَّلامُ یَا اَبَاالْحَسَنِ فَجَاءَ یَوْماً مِنَ الْاَیَّامِ، فَسَلَّمَ فَلَمْ یَسْمَعِ الْجَوَابَ بِرَدِّ السَّلامِ، فَزَارَ، وَرَجَعَ ثُمَّ جَاءَ مَرَّةً اُخْریٰ وَسَلَّمَ، فَسَمِعَ الْجَوَابَ بِرَدِّ السَّلامِ، فَقَالَ: یَاسَیِّدِیْ جِئْتُ بِالاَمْسِ وَسَلَّمْتُ فَمَاسَمِعْتُ جَوَاباً فَقَالَ: یَااَبَاالْحَسَنِ لَکَ الْمَعْذِرَةُ، کُنْتُ اَتَحَدَّثُ مَعَ جَدِّیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ، فَلَمْ اَسْمَعْ سَلامَکَ۔(1)

(1) نور الابصار-/۲۰۵

شیخ جلیل ابوالحسن التمار رضی اللہ عنہ مشہد حسینی میں زیارت کیلئے حاضری دیا کرتے تھے

جب آپ تربت مبارکہ پر جاتے تو کہتے

السلام علیکم

وہ مزارِ پرانوار سے جواب سنتے

وعلیک السلام یا اباالحسن!

ایک دن وہ حاضری کیلئے آئے انہوں نے السلام علیکم کہا

تو سلام کا جواب نہ سنا۔ زیارت کی اور واپس چلے گئے۔ پھر دوسرے دن آئے اور السلام علیکم کہا تو اندر سے سلام کا جواب سن لیا۔ انہوں نے عرض کی:

یا سیدی! کل میں حاضر ہوا تھا السلام علیکم کہا تھا اس کا جواب نہیں سنا

تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مزار پرانوار سے جواب دیا

اے ابوالحسن! معذرت! کل میں اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کر رہا تھا میں نے تیرا سلام سنا ہی نہیں۔

یہ وہ جلیل القدر ہستیاں ہیں جو اپنے اپنے مزارات میں زندہ وجاوید ہیں وہ سلام کا جواب دیتے ہیں اور اھل ایمان ان کے جواب کو کانوں سے سنا کرتے ہیں۔ پھر ان ہستیوں کی بارگاہِ خیرالورای صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری ہوا کرتی ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کا کیف لیا کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ اقدس کے فیضان سے اپنے اپنے مزارات کو مزید پرانوار بناتے ہیں۔

آیئے مسئلہ کی مزید وضاحت کیلئے ایک اور حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ : كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِیْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَاِنِّیْ وَاضِع ثَوْبِیْ وَاَقُوْلُ: اِنَّما هُوَ زَوْجِیْ وَاَبِیْ ، فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَعَهُمْ ، فَوَاللّٰهِ! مَادَخَلْتُهُ اِلَّاوَاَنَا مَشْدُوْدَة" عَلَیَّ ثِيَابِیْ حَيَاءً مِنْ عُمَرَ.

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

میں اپنے اس گھر میں داخل ہوا کرتی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں (یعنی روضہ اقدس) اس حال میں کہ میں پردہ نہ کیا کرتی اور میں کہتی یہ میرے سرتاج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور یہ میرے ابا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا تو اللہ ذوالجلال کی قسم! میں جب بھی اس حجرے میں داخل ہوئی تو پردہ کر کے داخل ہوئی حضرت عمر سے حیا کرتے ہوئے۔

مشکوٰۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۷۷۱)	جلد ۱	صفحہ ۵۵۴
قال الالبانی:	رجالہ رجال الصحیح کما قال الھیثمی		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۵۵۳۶)	جلد ۱۸	صفحہ ۲۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۴۴۵۸)	جلد ۳	صفحہ ۲۰۹
قال الحاکم:	حدیث صحیح		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۲۷۰۴)	جلد ۸	صفحہ ۵۷
قال الھیثمی:	رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح		

یہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا طرز عمل ہے آپ نے پوری امت کو راہ ہدایت بتایا کہ جو قبور میں چلے جاتے ہیں وہ عدم محض نہیں ہو جاتے بلکہ جیسے ان کا رتبہ ومقام ہے ویسے ہی وہ زندہ وجاوید ہیں۔

جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مدفون رہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بے روک ٹوک اس حجرہ مبارکہ میں داخل ہو جاتیں اور فرماتیں ایک اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور دوسرے میرے ابا جان ہیں دونوں سے پردہ کیسا؟ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ساتھ دفن ہو جاتے ہیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا باپردہ داخل ہوتیں حضرت عمر سے حیا کرتے ہوئے۔

اھل قبور اپنی اپنی شان کے مطابق زندہ ہیں تو جو بھی ان کو السلام علیکم کہے گا تو یہ انشاء اللہ جواب سے نوازیں گے کیونکہ سلام کہنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا ضروری ہوا کرتا ہے۔

اس مسئلہ کی مزید وضاحت کیلئے ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

اِذا قُبِضَتْ نَفْسُ الْعَبْدِ تَلَقَّاهُ اَهْلُ الرَّحْمَةِ مِنْ عِبادِ اللّٰهِ كَما يَتَلَقَّوْنَ الْبَشِيْرَ فِى الدُّنْيا فَيُقْبِلُوْنَ عَلَيْهِ يَسْأَلُوْنَهُ ، فَيَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اُنْظِرُوا أَخاكُمْ حَتّٰى يَسْتَرِيْحَ ؛ فَاِنَّهُ كَانَ فِىْ كَرْبٍ ، فَيُقْبِلُوْنَ عَلَيْهِ ؛ فَيَسْأَلُوْنَهُ : مَافَعَلَ فُلانَ''؟ مَافَعَلَتْ فُلانَة''؟ هَلْ تَزَوَّجَتْ؟ فَاِذَا سَأَلُوْا عَنِ الرَّجُلِ قَدْمَاتَ قَبْلَهُ قَالَ لَهُمْ : اِنَّهُ قَدْ هَلَكَ فيقُوْلُوْنَ : اِنّا لِلّٰه وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ، ذُهِبَ بِهِ اِلٰى اُمِّهِ الْهَاوِيَةِ فَبِئْسَت الْاُمُّ وَبِئْسَتِ الْمُرَبِّيَةُ. قَالَ : فَيُعْرَضُ عَلَيْهِمْ اَعْمالُهُمْ فَاِذَا رَاَوْا حسناً فَرِحُوا

وَاسْتَبْشَرُوا وَقَالُوا: هٰذَا نِعْمَتُکَ عَلٰی عَبْدِکَ فَأَتِمَّهَا ، فَإِنْ رَأَوْا سُوْءً قَالُوا: اَللّٰهُمَّ رَاجِعْ بِعَبْدِکَ.

ترجمة الحديث:

جب بندے کی روح قبض کی جاتی ہے تو عباداللہ میں سے اھل رحمت اس کا استقبال کرتے ہیں جیسے دنیا میں خوشخبری لانے والے کا استقبال کیا جاتا ہے۔ تو وہ عباداللہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ اس سے پوچھیں تو ان میں سے بعض بعض سے کہتے ہیں اپنے بھائی کو کچھ مہلت دے دو یہاں تک کہ استراحت کرے کیونکہ یہ (دنیا میں) کرب میں تھا۔

پھر وہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس سے سوالات کرتے ہیں

فلاں مرد کا کیا حال ہے؟ فلاں عورت کا کیا حال ہے؟ کیا اس نے شادی کر لی؟

جب وہ اس آدمی کے بارے میں اس سے پوچھتے ہیں جو اس سے پہلے مر چکا ہو تو وہ ان کو کہتا ہے اس کا انتقال ہو چکا ہے تو وہ کہتے ہیں

انا للہ وانا الیہ راجعون! اسے اس کی اصل الھادیہ (جہنم) لے جایا گیا ہے۔ جہنم کتنی بری اُمّ ہے اور کتنی بری مربیہ ہے۔

فرمایا: ان (اھل قبور) پر ان (دنیا والوں) کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں جب وہ کسی کے اچھے اعمال دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور (اس کے قریبی رشتہ دار کو) مبارک دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۲۷۵۸) جلد ۶ صفحہ ۶۰۴

اتحاف السادۃ جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۴

اے اللہ! یہ اعمال صالحہ تیری نعمت ہیں تیرے بندے پر اس پر اپنی نعمت کو مکمل کر دے۔

اور جب برے اعمال دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں

اے اللہ! اپنے بندے کو توبہ کی توفیق دے کر اس کی توبہ قبول فرما۔

-☆-

اس حدیث پاک میں غور کیجئے کہ اہل قبور پر زندہ لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اگر عمل اچھے ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور مبارکیں دیتے ہیں تو اب بتائے اہل قبور کو السلام علیکم کہنا عمل صالح ہے یا نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی پر عمل کرنا اس سے بڑھ کر عمل صالح اور کیا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مبارک ہے کہ اہل قبور کو السلام علیکم کہو اور جب انہیں السلام علیکم کیا جاتا ہوگا تو وہ ضرور سنتے ہونگے۔ سنتے ہی نہیں بلکہ خوش ہوتے ہونگے اور ایک دوسرے کو مبارکیں دیتے ہونگے اور پھر اس بندہ مومن کو سلام کا جواب بھی دیتے ہونگے کیونکہ یہاں سلام کا جواب دینے میں کوئی چیز مانع نہیں۔

علامہ البانی اس حدیث پاک کی وضاحت کے ضمن میں ایک اور حدیث پاک بطور شاہد ذکر کرتے ہیں اسے بھی ملاحظہ کیجئے

اِنَّ اَعۡمَالَکُمۡ تُعۡرَضُ عَلٰی مَوۡتَاکُمۡ فَیَسۡرُّوۡنَ وَیُسَاؤُوۡنَ.

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ جلد ۶ صفحہ ۶۰۷

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۲۶۱۹) جلد ۱۰ صفحہ ۵۳۲

قال حمزہ احمد الزین: الحدیث صحیح

مسند ابی داؤد الطیالسی رقم الحدیث (۱۷۹۴) صفحہ ۲۴۸

ترجمۃ الحدیث:

تمہارے اعمال تمہارے اموات پر پیش کیے جاتے ہیں اگر وہ اعمال اچھے ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر اعمال اچھے نہ ہوں تو وہ رنجیدہ ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے دین متین کی صحیح تفہیم کی توفیق عطا فرمائے اور اھل قبور کی زیارت کر کے انہیں السلام علیکم کہنے کی سعادت عطا فرمائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں سلام عرض کرنا

إِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَاأَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً۔

بے شک اللہ اور اسکے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم (بھی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کرو تو خوب سلام عرض کرو۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کا حکم دیا

۱۔ درود شریف ۲۔ سلام مبارک

اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجنے کے حکم کو مفعول مطلق، تسلیماً ذکر کر کے مؤکد کر دیا یہ تاکید اس لیئے کہ ہم اہل ایمان درود شریف تو بہت پڑھتے ہیں سلام کو اکثر نظر انداز کر جاتے ہیں۔

یاد رہے درود شریف کے متعدد صیغے ہیں جس صیغے سے بھی درود شریف بھیجا جائے بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقبول و منظور ہے۔ ہاں سلام میں اصل صیغہ خطاب ہے ۔آج بھی ہم جب ایک دوسرے کو سلام کہتے ہیں تو صیغہ خطاب ''السلام علیکم'' استعمال کیا جاتا ہے۔ اب بارگاہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جب بھی سلام عرض کیا جائے تو صیغہ خطاب استعمال کیا جائے اور بایں الفاظ نہایت ادب سے سلام کہا جائے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ!

اس رمز کو بے جان درخت اور پتھر ہم سے زیادہ سمجھتے تھے۔

حدیث پاک ملاحظہ ہو

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:

کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بِمَکَّۃَ فَخَرَجْنَا مَعَہٗ فِیْ بَعْضِ نَوَاحِیْہَا فَمَرَرْنَا بَیْنَ الْجِبَالِ وَالشَّجَرِ فَلَمْ نَمُرَّ بِشَجَرٍ وَلَاجَبَلٍ اِلَّا قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ.

ترجمة الحديث:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہم مکہ مکرمہ کے بعض نواحی میں گئے ہم پہاڑوں اور درختوں کے درمیان سے گزرے ہم جس بھی درخت اور پہاڑ سے گزرتے وہ کہتا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ!

آج ہمیں بھی چاہیئے کہ نہایت محبت وعقیدت سے بارگاہِ حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کریں:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ!

سنن الدارمی رقم الحدیث (۲۲) جلدا صفحہ ۲۸۷

قال ابوعاصم نبیل العمری: صحیح بالشواھد

دلائل النبوۃ للبیہقی جلد۲ صفحہ ۱۵۳

شریعت اسلامیہ میں سلام کہنا سنت ہے لیکن سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ اب کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر سلام عرض کریں اور وہ جواب نہ دیں۔

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاڈلے امتی! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں نہایت ادب سے اور محبت و پیار سے سلام عرض کرلے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام کا جواب دیں تو ہوسکتا ہے کہ وہ جواب تو اپنے کانوں سے سن لے اور جس دن یہ کرم ہوگیا تیرے مقدر کا ستارہ اوج ثریا سے بلند ہوگا۔

سنیے! سنیے! عارف باللہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک دن میں نے پکارا

یارسول اللہ!

آواز آئی لبیک (اے میرے غلام میں موجود ہوں)![1]

اے ایمان والے! ان بزرگوں کی نسبت سے اپنا سینہ معمور کرلے پھر نہایت محبت وعقیدت سے عرض کردے السلام علیک یارسول اللہ! تو تو اپنے کانوں سے حضور نبی کریم فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب سن لے گا۔

(۱) تذکرہ مشائخ نقشبندیہ از نور بخش توکلی صفحہ (۳۲۷)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام کا جواب خود دیتے ہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : مَامِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلاَّ رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّعَلَيْهِ السَّلاَمَ.

ریاض الصالحین	رقم الحدیث(۱۴۱۰)		صفحہ۴۵۰
وقال النووی:	رواہ ابوداود باسناد صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث(۲۰۴۱)	جلد۲	صفحہ۱۷۵
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث(۲۰۴۱)	جلد۱	صفحہ۵۷۰
قال الالبانی:	حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۱۰۷۵۹)	جلد۹	صفحہ۵۷۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث(۱۰۲۷۰)	جلد۵	صفحہ۴۰۲
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث(۹۲۵)	جلد۱	صفحہ۲۹۱
مجمع الزوائد	رقم الحدیث(۱۷۲۹۶)	جلد۱۰	صفحہ۲۵۲
قال الھیثمی:	رجالہ ثقات		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۲۴۷۷)	جلد۲	صفحہ۴۹۶
قال المحقق:	حسن		
المعجم الاوسط	رقم الحدیث(۳۰۹۲)	جلد۲	صفحہ۲۲۶
قال محمد حسن	اسنادہ حسن		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بھی کوئی آدمی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹاتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

-☆-

وہ امتی کتنے نصیبوں والا ہے جسے بارگاہِ خیرالورایٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سلام کا جواب آئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کو سلامتی کی دعا دے دیں یقیناً وہ دونوں جہاں میں سلامت رہے گا۔ دنیا کی آفات سے دنیاوی پریشانیوں سے سلامت رہے گا۔ وقت نزع تکالیف سے یوں سلامت رہے گا کہ اپنا ایمان سلامت لے جائے گا اور پھر میدان حشر میں قیامت کی ہولنا کیوں سے محفوظ و مامون رکھے گا اور جو قیامت کی ہولنا کیوں سے بچ گیا وہ نجات ابدی پا گیا۔

اے میرے مسلم بھائی! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں لینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ بڑی محبت و پیار سے اور ایمان ویقین سے اپنے دل کو حاضر کر کے اپنی زبان سے ادا کردے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ.

تو دیکھ مدینے کے تاجدار سے جواب آئے گا اور جب وہاں سے جواب آ گیا تو دونوں جہاں کے بگڑے مقدر سنور جائیں گے۔

صرف اب ہی نہیں بلکہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد آئے آپ کی بارگاہ میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کردے یہ نذرانہ کل قیامت کو کام آئے گا اور تیری ابدی سعادتوں کا ضامن ہوگا۔

ملائکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آپکے امتیوں کا سلام پہنچاتے ہیں

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحِیْنَ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِیَ السَّلَامَ.

مشکوٰۃ المصابیح	رقم الحدیث (۹۲۴)	جلد ۱	صفحہ ۲۹۱
قال الالبانی:	اسنادہ صحیح		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۲۸۱۶)		صفحہ ۱۸۲۶
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۲۱۰)	جلد ۴	صفحہ ۱۷۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۵۲۱۳)	جلد ۹	صفحہ ۱۳۷
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۲۷۸)	جلد ۳	صفحہ ۴۴
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۲۸۱)	جلد ۱	صفحہ ۴۱۰
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۹۱۴)	جلد ۳	صفحہ ۱۹۵
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ سیاح فرشتے ہیں جو میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

-☆-

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفعتِ شان کیلئے کچھ فرشتوں کو سیاح بنادیا وہ روئے زمین کی سیر وسیاحت کرتے ہیں اور اس کرۂ ارضی کا چکر لگاتے ہیں جہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں سلام عرض کرتا ہے یہ فرشتے فوراً اس سلام کو دربار مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچادیتے ہیں۔

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے امتی تیری کس درجہ نیک بختی ہے کہ تو

تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۹۲۰۴)	جلد ۷	صفحہ ۲۱
موارد الظمآن	رقم الحدیث (۲۳۹۲)		صفحہ ۵۹۴
المصنف ابن ابی شیبہ		جلد ۲	صفحہ ۵۱۷
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (۳۱۱۶)	جلد ۳	صفحہ ۲۱۵
عمل الیوم والیلة للنسائی / رقم الحدیث (۶۶)			صفحہ ۱۶۷
شرح السنة للبغوی	رقم الحدیث (۶۸۷)	جلد ۳	صفحہ ۱۹۷
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۳۶۲۹)	جلد ۳	صفحہ ۱۹۷
قال الحاکم:	صحیح الاسناد ولم یخرجاہ		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۰۵۲۸)	جلد ۱۰	صفحہ ۲۷۰

جب بھی بارگاہِ خیرالوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہایت ادب واحترام سے کہتا ہے

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ.

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سلام کو خود سنتے ہیں اور اسی آن ملائکہ سیاحین بارگاہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں پہنچ کر عرض کر دیتے ہیں کہ یارسول اللہ فلاں آدمی آپ پر سلام پیش کر رہا ہے۔

جب ایک امتی کے سلام کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی سنتے ہوں اور فرشتے بھی عرض کرتے ہوں تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس شفقت و پیار سے اس سلام کا جواب دیتے ہوں گے اور جب ایک مرتبہ ہی دربار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سلام کا جواب آ گیا تو تیرے بگڑے مقدر سنور جائیں گے۔

صلاۃ (نماز) میں
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجنا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس واطہر وہ ذات ہے جسے اللہ کے حبیب ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر مقام پر یاد رکھا بلکہ اھل ایمان کیلئے لازم قرار دیا کہ جب وہ اللہ کی بندگی کررہے ہوں صلاۃ (نماز) ادا کررہے ہوں تو وہاں بھی اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یاد رکھیں اور انکی باگاہ میں سلام عرض کریں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں سلام کیلئے صلاۃ میں حالت تشہد کا انتخاب کیا گیا جہاں انسان بیٹھتا ہے تو حالتِ ادب میں بیٹھتا ہے نظریں جھکائے اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے پھر کہتا ہے

اَلسَّلا مُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَ کَاتُہٗ.

یا نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکات ہوں۔

صاحب الاحیاء حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَأحْضِرْ فِیْ قَلْبِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَشَخْصَہُ الْکَرِیْمَ وَقُلْ اَلسَّلا مُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَ کَاتُہٗ.(1)

(1) احیاء العلوم ۱/ ۱۶۹

قعدہ صلاۃ میں التحیات للہ والصلوات والطیبات پڑھ لینے کے بعد اپنے دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کریم ذات کو موجود پا اور کہہ دے

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ اَیُّهَاالنَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ.

یا نبی! آپ پر سلام ہو، اللہ کی رحمت ہو اور اسکی برکات ہوں۔

ایک صلاۃ ادا کرنے والا جب اس اہتمام اور محبت وعقیدت سے حالتِ قعدہ میں باادب ہوکر سلام عرض کرے گا تو یقیناً مدینہ کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرم ہوگا اور جب اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے کرم ہوگا تو پھر ہر قسم کی سعادتیں دامن میں آجائیں گی۔

صاحبِ فتح الباری حافظ الحدیث علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی سنیئے آپ فرماتے ہیں: یَحْتَمِلُ اَنْ یُقَالَ عَلٰی طَرِیْقِ اَهْلِ الْعِرْفَان:

اِنَّ الْمُصَلِّیْنَ لَمَّا اسْتَفْتَحُوا بَابَ الْمَلَکُوْتِ بِالتَّحِیَّاتِ اُذِنَ لَهُمْ بِالدُّخُوْلِ فِیْ حَرِیْمِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ فَقَرَّتْ اَعْیُنُهُمْ بِالْمُنَاجَاةِ فَنُبِّهُوا عَلٰی اَنَّ ذٰلِکَ بِوَاسِطَةِ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ وَبَرَکَةِ مُتَابَعَتِهٖ فَالْتَفَتُوْا فَاِذَا الْحَبِیْبُ فِیْ حَرَمِ الْحَبِیْبِ حَاضِر'' فَاَقْبَلُوْا عَلَیْهِ قَائِلِیْنَ

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ اَیُّهَاالنَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ.[1]

اھل عرفان کے طریق پر یوں بھی کہا جاسکتا ہے

بیشک صلاۃ ادا کرنے والوں نے جب التحیات للہ والصلوات والطیبات کہہ کر ملکوت

(۱) فتح الباری جلد۲ صفحہ۳۱۴

کا دروازہ کھلوانے کی درخواست کی تو انہیں حیّ و قیوم اللہ کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت مل گئی تو اللہ سے مناجات کر کے ان کی انکھیں ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں اس حقیقت سے آگاہ کیا گیا تم پر یہ سارا کرم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ اور آپکی اتباع کی برکت سے ہوا ہے جب صلاۃ ادا کرنے والے متوجہ ہوئے تو دیکھا

اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ الحبیب کے حرم مقدس میں حاضر ہیں تو صلاۃ ادا کرنے والے یہ کہتے ہوئے بارگاہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں متوجہ ہوئے

اَلسَّلا مُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ.

یا نبی آپ پر سلام ہو اللہ کی رحمت اور اسکی برکات ہوں۔

-☆-

درج بالا بات اگر کوئی اور کہتا تو شاید نظر انداز کر دی جاتی لیکن اس بات کو نہایت اہتمام سے حافظ الحدیث حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف فتح الباری میں ذکر کرتے ہیں۔ یہ وہ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے بارے ناصر الدین الالبانی کا قول ہے:

لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ مِثْلَہٗ بَعْدَہٗ.

حافظ الحدیث ابن حجر جیسا ان کے بعد ماؤں نے جنا ہی نہیں۔

یہی علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ درس دے رہیں ہیں کہ صلاۃ غافلوں کی طرح نہیں ادا کرتے بلکہ اس اہتمام سے ادا کرتے ہیں کہ جب قعدہ میں باادب بیٹھے ہوں تو یوں سمجھیں کہ بارگاہ خداوندی میں پہنچ گئے ہیں وہاں اللہ کی بارگاہ میں اللہ کے حبیب حاضر ہے پھر ان کی طرف توجہ کر کے کہتے ہیں

اَلسَّلا مُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ.

یادرہے جب صلاۃ میں اس انداز سے بارگاہ خیرالوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سلام عرض کیا جاتا ہے تو پھر یہ صلاۃ معراج المومنین بنتی ہے۔

ہاں یہ مسئلہ تو تمام اھل اسلام کے قلوب پر نقش ہے کہ عام حالت میں سلام کہنا تو سنت ہے لیکن سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

تو جب ذات اقدس واطہر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حالتِ صلاۃ میں سلام عرض کیا گیا تو ان کے جواب عنایت فرمانے کا عالم کیا ہوگا۔

اب صحیح البخاری کی ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو:

قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ!

کُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قُلْنَا، اَلسَّلَامُ عَلٰی جِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ، اَلسَّلَامُ عَلٰی فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَالْتَفَتَ اِلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّلَامُ فَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلْ

"اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ، اَلسَّلا مُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ"

فَاِنَّکُمْ اِذَا قُلْتُمُوْھَا، اَصَابَتْ کُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَشْھَدُاَنْ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

صحیح البخاری — رقم الحدیث (۷۹۷) — جلد۱ — صفحہ۲۸۶

صحیح مسلم — رقم الحدیث (۴۰۲) — جلد۱ — صفحہ۳۸۲

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے صلاۃ ادا کیا کرتے تھے تو ہم کہا کرتے تھے السلام علیٰ جبریل ومیکائیل السلام علیٰ فلانٍ وفلانٍ۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے تو ارشاد فرمایا:

بیشک اللہ السلام ہے۔ جب تم میں سے کوئی صلاۃ ادا کرے تو کہے

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ

تمام تحیات، صلوات اور طیبات اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ.

سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۲۷۵)	جلد۳	صفحہ۴۲
قال الالبانی:	صحیح		
الارواء الغلیل	رقم الحدیث (۳۳۶)	جلد۲	صفحہ۴۳
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۱۶۰)	جلد۴	صفحہ۱۶۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند ابی داود الطیالسی	رقم الحدیث (۳۰۴)		صفحہ۳۹
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۸۵۵)	جلد۲	صفحہ۲۱۱
فتح الباری		جلد۲	صفحہ۳۱۱

یا نبی! آپ پر سلام ہو، اللہ کی رحمت اور اسکی برکات ہوں ہم پر سلام ہو اور اللہ کے صالح بندوں پر سلام ہو۔

کیونکہ جب تم اس طریقے سے سلام کہو گے تو تمہارے یہ سلام زمین و آسمان میں ہر عبد صالح تک پہنچے گے۔

-☆-

اب توجہ کیجئے زمین و آسمان کے تمام صالحین تک سلام پہنچتے ہیں زمین میں سب سے افضل صالحین حضرات انبیاء کرام علیھم الصلوۃ والسلام ہیں حضرات انبیاء اکرام کے بعد حضرات صحابہ کرام و اھل بیت اطہار ہیں رضی اللہ عنھم پھر تمام بزرگان دین ہیں اور آسمان کے صالحین میں تمام نوری فرشتے ملائکہ کرام آتے ہیں۔ تو حالت صلاۃ میں قعدہ میں باادب سر جھکا کر جب بارگاہِ ختمی مرتب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں سلام عرض کیا جاتا ہے تو انکے طفیل تمام صالحین کو عرض کیا جاتا ہے تو یہ سلام زمین و آسمان کے تمام صالحین تک پہنچتا ہے اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمی سے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔ تو جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے تمام انبیاء کرام صلوات اللہ علیھم اجمعین تمام صحابہ کرام و اھل بیت رضی اللہ عنھم تمام بزرگان دین رحمۃ اللہ علیھم اور تمام ملائکہ مقربین کی طرف سے سلام کا جواب آتا ہو اس کی عزت و عظمت کا عالم کیا ہوگا۔

اے میرے مسلم بھائی! آج صلاۃ سے محبت کر لے اور صلاۃ میں قعدہ میں نہایت ادب واحترام سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں سلام عرض کر لے آپ کے صدقے جملہ انبیاء و مرسلین و صدیقین و شھداء ملائکہ کرام کی طرف سے سلامتی کی دعائیں آئیں گی۔

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیمات نبویہ

ترتیب

محمد کریم سلطانی

الجزء الرابع

ناشر

مکتبہ صبح نور

جامعہ سلطانیہ اعظم مسجد [illegible] فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیماتِ نبویہ ﷺ

الجزء الرابع

ترتیب:

محمد کریم سلطانی

ناشر

مکتبہ صبح نور

جامعہ ریاض العلوم مسجد خضرا، پیپلز کالونی فیصل آباد فون: 041-8730834 فیکس: 041-8739797

تعلیمات نبویہ

(الجزء الرابع)

تالیف

محمد کریم سلطانی

ناشر
مکتبہ صبح نور
جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء فیصل آباد
فون:041-8730833-34

نام کتاب	تعلیمات نبویہ (الجزء الرابع)
تالیف	محمد کریم سلطانی
اشاعت	اوّل ۲۰۰۶ء
کمپوزنگ	صبح نور کمپیوٹرز
ناشر	مکتبہ صبح نور
تعداد	
قیمت	

بسم الله الرحمن الرحيم

برّالوالدین

والدین سے حسن سلوک

والدین سے حسن سلوک حکم الٰہی ہے

وَوَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡهِ اِحۡسَانًا حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ كُرۡهًا وَّوَضَعَتۡهُ كُرۡهًا وَحَمۡلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوۡنَ شَهۡرًا حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرۡبَعِیۡنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡكُرَ نِعۡمَتَكَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰهُ وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡكَ وَاِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ. اُولٰٓئِكَ الَّذِیۡنَ نَتَقَبَّلُ عَنۡهُمۡ اَحۡسَنَ مَا عَمِلُوۡا وَنَتَجَاوَزُ عَنۡ سَیِّاٰتِهِمۡ فِیۡۤ اَصۡحٰبِ الۡجَنَّةِ وَعۡدَ الصِّدۡقِ الَّذِیۡ كَانُوۡا یُوۡعَدُوۡنَ.[1]

اور ہم نے حکم دیا ہے انسان کو کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اس کی ماں نے اسے اپنے پیٹ میں بڑی تکلیفوں سے اٹھائے رکھا اور اسے بڑی تکلیفوں سے جنا اسکے حمل اور اسکے دودھ چھڑانے تک تیس ماہ لگ گئے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختہ عمر کو پہنچا اور چالیس برس کا ہو گیا تو اس نے عرض کی اے میرے رب! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں شکر ادا کرتا رہوں تیری اس نعمت کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائی ہے اور میں ایسے عمل صالح کروں جس سے تو راضی ہو جائے اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح ورشد راسخ کر دے

(۱) الاحقاف ۱۵-۱۶

بیشک میں توبہ کرتا ہوں تیری طرف اور میں تیرے حکم کے سامنے سر جھکانے والوں میں سے ہوں یہی وہ خوش قسمت لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے ان کے اچھے اعمال کو اور ہم درگزر کرتے ہیں ان کی سیئات سے یہ اصحاب جنت سے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے جو اھل ایمان سے کیا جاتا ہے۔

حضور ضیاء الامہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

عام طور پر قرآن کریم میں توحید، دلائل توحید اور فرائض بندگی کے ذکر کے بعد حقوق والدین کی طرف زوردار الفاظ میں توجہ دلائی جاتی ہے۔ یہاں بھی مشرکین کی غلط فہمیوں کے ازالہ کے بعد اور اہل استقامت کی کامرانیوں کے بیان کے بعد قارئین کی توجہ والدین کی خدمت اور دلجوئی کی طرف مبذول کرائی جارہی ہے۔

علامہ ابن منظور لکھتے ہیں کہ وصیّت کا فاعل جب اللہ تعالیٰ ہو تو اس کا معنی فرض کرنا ہوتا ہے:

لِاَنَّ الْوَصِيَّةَ مِنَ اللّٰهِ اِنَّمَا هِيَ فَرْض". (لسان العرب)

اگرچہ ماں باپ دونوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمت اور دلجوئی کا حکم بار بار دیا گیا ہے بایں ہمہ اس آیت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا حق باپ سے کئی گنا زیادہ ہے۔ یہاں ان تکالیف اور مشقتوں کا مفصل تذکر ہے جو بچے کے سلسلہ میں صرف ماں برداشت کرتی ہے جس روز رحم مادر میں حمل پڑتا ہے اس وقت سے ماں کی ساری جسمانی قوتیں جنین کی پرورش اور نگہداشت میں صرف ہونے لگتی ہیں۔ اس کی اپنی صحت کا نظام بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ نیند بھوک وغیرہ معمولات میں نمایاں فرق رونما ہو جاتا ہے۔ طبیعت گراں اور افسردہ رہتی ہے اور آئے دن ان مشقتوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ پیدائش کے لمحے تو ماں کو

جاں کنی کی کیفیت سے دوچار کرتے ہیں۔ان جان لیوا مرحلوں سے گزرنے کے بعد پھر ایک طویل ریاضت کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔دودھ پلانا صبح شام اس کی نگہداشت کرتے رہنا بیماری کی صورت میں رات رات بھر اُس کو گود میں اٹھائے رکھنا اس کے آرام کی خاطر اپنا آرام بڑی خوشی اور محبت سے قربان کرنا صرف ماں کا حصہ ہے ان تمام مشقتوں کا ذکر کر کے بتا دیا کہ ماں کی خدمت کا حق باپ سے کئی گنا زیادہ ہے۔[1]

حضور ضیاء الامہ رحمۃ اللہ علیہ مزید تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

بندۂ مومن کے عقائد ونظریات اس کے افکار اور سوچ کا انداز اس کی آرزوؤں اور امنگوں اور اس کی منزل مراد کا عکس جمیل اس آیت کے آئینے میں دیکھا جا سکتا ہے۔

سب سے پہلے وہ ان انعامات اور احسانات کا اعتراف کرتا ہے جو اس پر کئے گئے ہیں جن سے نہ صرف اس کو بلکہ اس کے والدین کو بھی نوازا گیا ہے۔اعتراف نعمت پر بس نہیں کرتا بلکہ ان کا کما حقہ' شکر ادا کرنے کی توفیق مانگ رہا ہے اور یہ توفیق وَفِّقْنِیْ کے لفظ سے نہیں بلکہ اَوْزِعْنِیْ کے کلمہ سے طلب کی جارہی ہے۔کیونکہ اس لفظ سے طلب توفیق کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کی توفیق مانگی جارہی ہے اس کے دل میں اس کی شدید لگن اور حد درجہ شیفتگی بھی پائی جاتی ہے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ: رَغِّبْنِیْ وَوَفِّقْنِیْ مِنْ اَوْزَعْتَه' بِکَذااَیْ جَعَلْتَه' مُوْلِعاً بِهٖ رَاغِباً فِیْ تَحْصِیْلِهٖ.[2]

---

(۱) ضیاء القرآن ۴/۴۸۴

(۲) روح المعانی

علامہ ابن منظور فرماتے ہیں: اس آیت میں اَوْزِعْنِیْ کا معنی یہ ہے کہ میرے دل میں شکر کا جذبہ القاء کر اور مجھے اس کا شوق دے۔

وَمَعْنَی اَوْزِعْنِیْ: اَلْهِمْنِیْ وَاَوْلِعْنِیْ۔(۱)

اس لفظ نے اس دعا کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا۔

اس کے بعد عمل صالح کے لئے التجا کی جا رہی ہے لیکن وہ عمل صالح نہیں جس کو لوگ تو صالح کہیں لوگ تو تحسین و آفرین کے پھول برسائیں لیکن ریا۔ یا کسی دوسری خرابی کے باعث بارگاہ الٰہی میں اسے مسترد کر دیا جائے۔ اس لئے عرض کی کہ ایسے نیک اعمال کی توفیق مرحمت فرما جو تجھے بھی پسند ہوں پھر عرض کرتا ہے کہ الٰہی ایسا نہ ہو کہ جب تک میری شمع حیات روشن ہے نیکی اور خلوص کا اُجالا پھیلتا رہے ادھر یہ شمع گُل ہو اور ادھر غفلت کا اندھیرا اچھل جائے میرے اللہ جو اولاد تو نے اپنے اس بندے کو عطا فرمائی ہے میرے سفید بالوں کی لاج رکھنا ان کو شیطان کے نرغے میں پھنسنے سے بچانا ان کی جبینیں تیرے حضور میں جھکتی رہیں ان کے دلوں پر تیرے انوار کی رحمت کی برکھا ہوتی رہے ان کے سینوں کو اپنے محبوب کریم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی غلامی اور زندہ عشق کی دولت سے مالا مال فرمانا۔

جب تک زندہ رہیں تیرے بندے بن کر تیرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام بن کر اور تیرے دین حنیف کے سچے مخلص اور بلند اقبال خادم بن کر زندہ رہیں۔

وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ میں ''لِیْ'' اور ''فِیْ'' کے الفاظ بڑے معنی خیز ہیں دعا کے آخری جملے کیا ہیں اظہار بندگی کی انتہا، تسلیم و رضا کا مظہر اتم بندہ عرض کرتا ہے میرے رب سب سے منہ

---

(۱) لسان العرب

موڑ کر میں تیری طرف، صرف تیری طرف رجوع کرتا ہوں میں ان لوگوں میں سے ایک ہوں جنہوں نے حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے قولاً، عملاً، حالاً اِنِّی اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کا نعرۂ مستانہ لگایا اور اپنی گردنیں جھکا دیں۔ مومن کو چاہیئے کہ اس دعا کو یاد کرے اور در رحمت پر ہر وقت ان پاکیزہ کلمات سے صدا دیتا رہے۔

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسَاناً حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْناً عَلٰی وَهْنٍ حَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنْ اشْكُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْكَ وَاِلَیَّ الْمَصِیْرُ. وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰی اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَالَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ" فَلاَ تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفاً وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ.(۱)

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوا اِلَّا اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَاناً اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا اُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلاً كَرِیْماً وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْراً. رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِكُمْ اَنْ تَكُوْنُوا صَالِحِیْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْراً.

آپ کے رب نے حکم دیا ہے کہ تم اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو اور اور والدین سے اچھا سلوک کرو۔ اگر تمہاری زندگی میں وہ بڑھاپے کو پہنچ جائیں ان میں سے ایک یا دونوں تو تم ان کو اف تک نہ کہو اور جب ان سے بات کرو تو بڑے احترام سے بات کرو اور ان کیلئے تواضع وانکسار کے پر جھکا دو رحمت ومحبت سے اور (اللہ کی بارگاہ میں) عرض کرو اے میرے رب! ان دونوں پر یوں رحم فرما جیسے انہوں نے مجھے بچپن میں محبت و پیار سے پالا تھا۔

---

(۱) لقمان ۱۴-۱۵

تمہارا رب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم صالح ہو تو اللہ تعالیٰ بکثرت توبہ کرنے والوں کی مغفرت فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں دو حکم دیے ہیں:

۱۔ اللہ کی عبادت کرو

۲۔ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

والدین کی اطاعت وفرمانبرداری

عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءِ رَضِی اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ
اَوْصَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِتِسْعٍ:
لاَ تُشْرِکْ بِاللّٰهِ شَیْئاً وَاِنْ قُطِّعْتَ اَوْ حُرِّقْتَ وَلاَتَتْرُکَنَّ الصَّلاَةَ الْمَکْتُوْبَةَ وَمَنْ تَرَکَهَامُتَعَمِّداً بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلاَ تَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ وَاِنَّهَا مِفْتَاحُ کُلِّ شَرٍّ وَاَطِعْ وَالِدَیْکَ وَاِنْ اَمَرَاکَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ دُنْیَاکَ فَاخْرُجْ لَهُمَا وَلاَ تُنَازِعَنَّ وُلاَةَ الْاَمْرِ وَاِنْ رَاَیْتَ اِنَّکَ اَنْتَ وَلاَ تَفِرَّ مِنَ الزَّحْفِ وَاِنْ هَلَکْتَ وَفَرَّ اَصْحَابُکَ وَاَنْفِقْ مِنْ طَوْلِکَ عَلٰی اَهْلِکَ وَلاَ تَرْفَعْ عَصَاکَ عَنْ اَهْلِکَ وَاَخِفْهُمْ فِی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.

الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۸)		صفحہ ۲۰
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۸)		صفحہ ۳۸
قال الالبانی:	حسن		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۲۰۲۶)	جلد ۷	صفحہ ۸۹
قال الالبانی:	ان الحدیث بھذہ الطرق والشواھد صحیح بلا ریب		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۹۷۴)	جلد ۱۶	صفحہ ۱۸۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو امور کی وصیت فرمائی۔

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تیرے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا تجھے اگ میں جلا دیا جائے۔

صلاۃ مکتوبہ (فرض نماز) کو ترک نہ کرنا جس نے اسے جان بوجھ کر ترک کر دیا تو اللہ کا

مجمع الزوائد — رقم الحدیث (۷۱۱۵) — جلد ۴ — صفحہ ۳۹۲

قال الھیثمی: رواہ الطبرانی وفیہ شہر بن حوشب وحدیثہ حسن وبقیہ رجالہ ثقات

مجمع الزوائد — رقم الحدیث (۷۱۱۰) — جلد ۴ — صفحہ ۳۹۱

وقال الھیثمی: رجال احمد ثقات الا ان عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر لم یسمع من المعاذ

وقال حمزہ احمد الزین: ومعنى ذالك ان نسخته مثل طبعة الحلبي فقد سقط عندهم عن أبيه وهو عند البيهقي انظر تعليق المسند

جلد ۱۶ — صفحہ ۱۸۸

سنن ابن ماجہ — رقم الحدیث (۴۰۳۴) — جلد ۴ — صفحہ ۴۱۷

قال محمود محمد محمود: الحدیث حسن

المصنف لعبدالرزاق — رقم الحدیث (۲۰۱۲۲) — جلد ۱۱ — صفحہ ۱۳۲

التمھید لابن عبدالبر — جلد ۴ — صفحہ ۲۲۸

الترغیب والترھیب — رقم الحدیث (۸۰۷) — جلد ۱ — صفحہ ۴۳۵

قال المحقق: حسن

تحفۃ الاشراف — رقم الحدیث (۱۰۹۸۶) — جلد ۸ — صفحہ ۲۴۲

ذمہ کرم اس سے بری ہوگا۔

شراب نہ پینا کیونکہ تمام برائیوں کی چابی ہے۔

اپنے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا اگر تجھے حکم دیں کہ اپنی دنیا سے نکالو تو ان کے لئے نکال لینا۔

حاکمانِ وقت سے تنازعہ نہ کرنا اگر چہ تیری رائے میں تو ہی اس کا حقدار ہو۔

میدان جنگ سے نہ بھاگنا اگر چہ تو ہلاک (شہید) ہو جائے اور تیرے ساتھی بھاگ جائیں۔

اپنی حیثیت کے مطابق اہل خانہ پر خرچ کرنا۔

اپنے اہل خانہ سے عصا نہ اٹھا لینا اور انہیں اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں خوف میں مبتلا رکھنا۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو درج ذیل نو چیزوں کی وصیت فرمائی:

۱۔ **لَا تُشْرِکْ بِاللّٰهِ.**

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ شرک جیسی قبیح بیماری میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ شریک کو بہت بڑا ظلم قرار دیا گیا۔

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْم'' عَظِیْم''.

اللہ تعالیٰ ہر مومن کو آزمائش سے محفوظ فرمائے اگر کبھی آزمائش کا موقع آ جائے اور

مومن کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں یا اس کے جسم کو آگ لگا دی جائے پھر بھی وہ شرک کا ارتکاب نہیں کرتا۔

مومن شرک کا ارتکاب کیسے کرسکتا ہے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا استغفر اللہ۔ مومن کسی کو کبھی بھی اللہ کا شریک نہیں ٹھہراتا وہ اللہ کو واجب الوجود، مستقل بالذات اور غیر محتاج مانتا ہے۔ اور اللہ کے علاوہ ہر ایک کو اللہ کی مخلوق جانتا ہے جسے اللہ نے پیدا فرمایا جس کی ذات اللہ کے وجود بخشنے سے ہے اور جو ہر گھڑی اللہ کا محتاج ہے ایک مومن اسے کس طرح اللہ تصور کرسکتا ہے مومن تو بانگ دھل اعلان کرتا ہے اور قرآنی کلمات مبارکہ سے اعلان کرتا ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد'' اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَه' كُفُوًا اَحَد''.

اے حبیب! فرما دیجئے اللہ احد ہے اللہ الصمد ہے (ساری کائنات اسکی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں) اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ ہی وہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ اس کا کوئی شریک ہے۔

۲۔ لَا تَتْرُكَنَّ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ.

صلاۃ مکتوبہ (فرض نماز) کو ہرگز ترک نہ کرنا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کی گئی ہے۔

اِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَوْقُوْتًا.

بے شک صلاۃ مومنین پر موقت فرض ہے۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ.

تمام صلوات (نمازوں) کی پابندی کرو خصوصاً صلاۃ العصر کی اور اللہ کی بارگاہ میں

عاجزی سے قیام کیا کرو۔

وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ.

اور صلاۃ کو ادا کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ.

صلاۃ کو حقوق سے ادا کرو اور زکاۃ دو اور رکوع کو ادا کرو کرنے والوں کے ساتھ۔

وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَمَا تُقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِکُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ تَجِدُوۡہُ عِنۡدَ اللّٰہِ.

اور صلاۃ کو ادا کرو اور زکاۃ ادا کرو اور جو نیکی تم آگے بھیجو گے تو اسے اللہ کے ہاں پاؤ گے۔

اہل ایمان صلاۃ کو کبھی ترک نہیں کرتے کیونکہ انہیں علم ہے کہ اسلام جن بنیادوں پر قائم ہے ان میں سے ایک صلوۃ بھی ہے۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ بُنِیَ الۡاِسۡلَامُ عَلٰی خَمۡسٍ شَہَادَۃِ اَنۡ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلَاۃِ وَاِیۡتَاءِ الزَّکَاۃِ وَصَوۡمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الۡبَیۡتِ.

تھذیب الترغیب	رقم الحدیث (۱۱۲)		صفحہ ۸۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۸)	جلد ۱	صفحہ ۴۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۶)	جلد ۱	صفحہ ۴۳

ترجمة الحديث:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے! گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور صلاۃ ادا کرنا زکاۃ دینا رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔

-☆-

ہاں ہاں جو آدمی صلاۃ کو قائم رکھتا ہے وہ اپنے دین وایمان کو بھی قائم رکھ سکتا ہے اور جس نے صلاۃ کو ضائع کر دیا اس کی اہمیت کو نظر انداز کیا اور اللہ الواحد کی بارگاہ میں پانچوں وقت

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۵۸)	جلد ۱	صفحہ ۳۷۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۰۹)	جلد ۵	صفحہ ۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۳۰۱)	جلد ۵	صفحہ ۴۹۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۱۶۷۵)	جلد ۱	صفحہ ۵۲۶
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۲)	جلد ۱	صفحہ ۱۷
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح متفق علی صحتہ		
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۳۰۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۵۹
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۱۳۲۰۳)	جلد ۱۲	صفحہ ۳۰۹
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۱۳۵۱۸)	جلد ۱۲	صفحہ ۴۱۲

سجدہ ریز نہ ہوا تو کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے دین و ایمان کو سلامت رکھ سکے گا۔

ولا تَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ

اور خمر (شراب) کو ہرگز استعمال نہ کرنا

مومن شراب کے نزدیک نہیں جاتا اسے ام الخبائث قرار دیتا ہے جو اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ناپسندیدہ ہے اور اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا ذریعہ ہے۔ اسے لبوں سے کیسے لگا سکتا ہے انسان اس لئے انسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عقل و شعور کی دولت سے نوازا ہے شراب ایسی خبیث چیز ہے جو انسان کی عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے اس کا انسانیت والا وصف یعنی عقل و شعور زائل ہو جاتا ہے اور جو چیز اس قیمتی متاع کو زائل کر دے مومن اسے کیسے پی سکتا ہے بلکہ وہ اس درجہ اس سے نفرت کرتا ہے کہ جب بھی اسکا نام آتا ہے اسکی طبیعت میں تکدر آ جاتا ہے۔ اور یہ وہ ناپاک چیز ہے جس سے ایمان کو خطرہ لاحق رہتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَایَزْنِی الزَّانِی حین یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِن" وَلاَ یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِن" وَلاَ یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِن"۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۴۷۵)	جلد۲	صفحہ۷۴۳
تھذیب الترغیب الترھیب/ رقم الحدیث (۷۹۹)			صفحہ۴۰۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۵۷)	جلد۱	صفحہ۱۰۸
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۶۸۹)	جلد۲	صفحہ۶۴۳
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۶۸۹)	جلد۳	صفحہ۱۴۳
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا بدکاری کرنے والا جب بدکاری کرتا ہے تو مومن نہیں رہتا۔ چوری کرنے والا جب چوری کرتا ہے وہ مومن نہیں رہتا اور شراب پینے والا جب شراب پیتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا۔

-☆-

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۲۵)	جلد۵	صفحہ۱۵
قال الترمذی:	حدیث حسن صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۸۸۰)	جلد۸	صفحہ۶۶
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۸۷۱)	جلد۹	صفحہ۴۴۴
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۳۶)	جلد۴	صفحہ۳۶۰
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۹۴)	جلد۳	صفحہ۲۸۹
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ / رقم الحدیث (۳۰۰۰)		جلد۶	صفحہ۱۲۶۹

شراب کے بارے میں یہ فرمان رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی سنیئے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ:

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ تُقْبَلْ لَہٗ صَلاۃٌ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحاً، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاِنْ عَادَ لَمْ تُقْبَلْ لَہٗ صَلاۃٌ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحاً فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فَاِنْ عَادَ لَمْ تُقْبَلْ لَہٗ صَلاۃٌ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحاً فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فَاِنْ عَادَ فِی الرَّابِعَۃِ لَمْ تُقْبَلْ لَہٗ صَلاۃٌ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحاً فَاِنْ تَابَ لَمْ یَتُبِ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَقَاہُ مِنْ نَھْرِ الْخَبَالِ - قِیْلَ یَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَمَا نَھْرُ الْخَبَالِ قَالَ نَھْرٌ یَجْرِیْ مِنْ صَدِیْدِ اَھْلِ النَّارِ.

تھذیب الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۸۰۷)		صفحہ ۴۱۰
سنن الترمذی رقم الحدیث (۱۸۶۲)	جلد ۴	صفحہ ۲۹۰
قال الترمذی: ھذا حدیث حسن		
سنن النسائی (مختصراً) رقم الحدیث (۵۶۷۵)	جلد ۸	صفحہ ۳۳۰
سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۳۳۷۷)	جلد ۵	صفحہ ۸۰
قال الدکتور بشار عواد: اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۲۷۳۸)	جلد ۳	صفحہ ۱۴۳
قال الالبانی: صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ/رقم الحدیث (۷۰۹)	جلد ۲	صفحہ ۳۴۴
صحیح ابن خزیمۃ رقم الحدیث (۹۳۹)	جلد ۲	صفحہ ۶۸
قال الدکتور محمد مصطفی الاعظمی: اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے شراب پی اس کی چالیس دن تک صلاۃ (نماز) قبول نہ کی جائے گی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمائے گا۔ اگر وہ پھر اس شراب (خمر) کی طرف لوٹا تو اس کی چالیس دن تک صلاۃ قبول نہ کی جائے گی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا۔ اگر پھر اس نے شراب نوشی کی تو اس کی چالیس دن تک صلاۃ قبول نہ کی جائے گی اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرے گا۔

اگر وہ چوتھی مرتبہ پھر شراب نوشی کی طرف لوٹا تو اس کی چالیس دن تک صلاۃ قبول نہ کی جائے گی اگر اس نے توبہ کی تو اب اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا اور اللہ اس پر غضب فرمائے گا اور اسے نھر الخبال سے پلائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے عرض کی گئی

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۸۴۳)	جلد۶	صفحہ۳۴۹
المسند الجامع	رقم الحدیث (۸۵۳۸)	جلد۱۱	صفحہ۱۶۶
المسند الجامع	رقم الحدیث (۸۵۴۰)	جلد۱۱	صفحہ۱۶۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۶۴۴)	جلد۶	صفحہ۱۹۸

قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

یا ابا عبدالرحمٰن نھر الخبال کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا نھر الخبال وہ نھر ہے جو اھل نار جہنمیوں کی پیپ سے جاری ہوگی۔

اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ

اے اللہ! اے ارحم الراحمین! ہر اھل ایمان کو اپنے غضب سے محفوظ فرما اور اسے ان گناہانِ کبیرہ سے بچنے کی توفیق مرحمت فرما۔

اَطِعْ وَالِدَیْکَ:

اپنے ماں باپ کی اطاعت وفرمانبرداری کرو ماں باپ کا فرمانبردار اس رزم گاہ حیات میں شکست نہیں کھاتا کیونکہ ماں باپ کی دعائیں اس کے گرد حصار بن کر اس کی حفاظت کرتی ہیں۔ حصار جتنا مضبوط ہوگا اتنا ہی دشمن کا حملہ ناکام ہوگا۔ اگر حصار ناقابل تسخیر ہو تو دشمن اپنا پورا زور صرف کر کے بھی اسے نہیں توڑ سکتا۔

اسی طرح شیطان انسان کو راہ حق سے پھسلاتا ہے تو جس کے گرد ایک قوی حصار ہو شیطان کا وہاں کیا اثر ہوگا۔ ماں باپ کے خدمت گزار کے گرد حصار کو شیطان کیا شیطان کی تمام ذریت بھی نہیں توڑ سکتی لیکن یہ حصار فقط حصار ہی نہیں ایک ناقابل تسخیر قلعہ ہوا کرتا ہے اور شیطانی قوتیں سر جوڑ کر آتی ہیں اور ہمیشہ اپنے سر پھوڑ کر واپس نامراد جاتی ہیں۔

ماں باپ اگر کسی دنیاوی چیز کا مطالبہ کریں تو نیک اولاد فوراً وہ چیزیں حاضر کر دیتی ہے۔ صالح اولاد کے ہاں دنیا اور متاعِ دنیا کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی انہیں تو اپنے ماں باپ کی رضا مقدم ہوتی ہے اور انکی خوشنودی کے حصول کیلئے اگر اپنا سب کچھ قربان کرنا پڑے تو وہ دریغ نہیں کرتے کیونکہ مال دنیا تو پھر مل جائے گا لیکن ماں باپ کی ناراضگی ہوگئی تو اس کا وبال جان

ہوا ہی نہیں بلکہ ایمان ہوا بھی ہوا کرتا ہے۔

وَلاَ تُنَازِعَنَّ وُلاَةَ الْاَمْرِ.

حاکمان وقت سے تنازعہ نہ کرنا۔

مسند حکومت پھولوں کی سیج نہیں کانٹوں کا بچھونا ہے پوری سلطنت کا خیال رکھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں جو مسند اقتدار پر بیٹھتا ہے اسے مشکلات کا زیادہ احساس ہے تو عدل وانصاف کرنے والی اور اسلامی نظریات کا دفاع کرنے والی حکومت سے خوامخواہ الجھنا قرین دانشمندی نہیں اسکی ہر اچھائی کو برائی کے روپ میں اجاگر کرنا اس کی تعمیری کاموں کو تخریب کا نام دینا یہ آ بیل مجھے مار کے مصداق ہے کوئی بھی سلیم الطبع انسان عدل وانصاف پر قائم حکومت کی مخالفت نہیں کرتا۔

ہاں یہ الگ بات ہے کہ کوئی حکومت اسلامی شعار کا مذاق اڑائے، اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دے اور اس کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال قرار دے، عوام کے روپے پیسے کو شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر جائے اور اسکے خون پسینے کی کمائی کو اپنی ذاتی عیاشیوں پر صرف کر دے تو ایسی حکومت کے خلاف علم جہاد بلند کرنا حسینی سنت ادا کرنا ہے۔ آج حسینی سنت کی بنا پر ہی ملت اسلامیہ کا سر فخر سے بلند ہے۔

حکومت سے ٹکر لینے کی ہر آدمی کو اجازت نہیں کیونکہ بسا اوقات ایسا خودکشی کے مترادف ہے۔ ہاں ایسی ظالمانہ اور غیر عادلانہ حکومت کے خلاف علم جہاد بلند کرنا صرف اسے ہی زیبا ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں اٹھوں گا تو پانسہ پلٹ دوں گا اور ایک انقلاب برپا کر دوں گا تو کڑے وقت میں ایسے جانباز مجاہد کا میدان عمل میں نکلنا بڑا مستحسن ہوا کرتا ہے اور اسے قدر کی

نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

وَلَا تَفِرَّ مِنَ الزَّحْفِ.

مومن جب جہاد کیلئے نکلتا ہے تو اس کے پیشِ نظر نہ اپنی بہادری کے جوہر دکھانا ہوتا ہے اور نہ لوگوں سے دادِ تحسین وصول کرنا ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے پیشِ نظر مالی منفعت ہوتی اور نہ اپنی خاندانی برتری کیلئے کوشاں ہوتا ہے بلکہ اس کا مطمعِ نظر دینِ حق دین اسلام کی سر بلندی ہوا کرتی ہے۔

لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا.

جنگ کے دوران کسی بھی طرح کے حالات پیش آ سکتے ہیں اور کبھی کبھی کسی ایک کی بزدلی دکھانے سے پوری فوج شکست سے دوچار ہو جاتی ہے اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی کے بہادری دکھانے سے اور اسکی جوانمردی اور بے جگری سے جنگ کا نقشہ بدل جاتا ہے شکست خوردہ فوج بھی اس کو دیکھ کر حوصلہ میں آ جاتی ہے پھر ایسا زوردار حملہ کرتی ہے کہ دشمن کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں اور وہ میدان جنگ سے بھاگ جاتے میں عافیت سمجھتے ہیں اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وَآلِہٖ وسلم نے میدان جنگ سے بھاگ جانے کی اجازت نہیں دی ہے اور اسے کبائر میں شمار کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ:
اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاهُنَّ؟ قَالَ:
اَلشِّرْکُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلاَّ بِالْحَقِّ وَاَکْلُ الرِّبَاوَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلاَتِ الْمُوْمِنَاتِ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تھذیب الترغیب	رقم الحدیث (۳۳۴)		صفحہ ۲۳۸
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۷۶۶)	جلد ۲	صفحہ ۸۵۳
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۸۹)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۸
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۸۷۴)	جلد ۲	صفحہ ۱۲۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۸۷۴)	جلد ۲	صفحہ ۲۰۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۶۷۰)	جلد ۶	صفحہ ۲۶۰
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۹۱۵)	جلد ۹	صفحہ ۴۵۸

نے فرمایا:

سبع موبقات (سات ہلاک کرنے والی چیزیں) سے بچو۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ وہ کون کون سی چیزیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وَآلِہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا

۲۔ جادو

۳۔ اس نفس کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

۴۔ ربا (سود) کھانا

۵۔ یتیم کا ناحق مال کھانا

۶۔ جنگ کے دن میدان جنگ سے بھاگ جانا

۷۔ پاکدامن غافل مومن عورتوں پر تہمت لگانا

-☆-

میدان جنگ میں ثابت قدم رہنے کا اس درجہ تاکیدی حکم ہے کہ فرمایا اگر تجھے اپنی جان بھی دینی پڑے بھاگنا نہیں اور اگرچہ تیرے ساتھی بھاگ بھی رہے ہوں تجھے بھاگ جانے کی اجازت نہیں۔

وَاَنْفِقْ عَلٰی اَھْلِکَ

اھل خانہ پر اپنا مال خرچ کرو اپنی اہلیہ اپنے بچوں پر یہ مال جائز طریقے سے اور ان کی بھلائی و بہتری کیلئے خرچ کرو۔

بعض لوگوں کی طبیعت اس درجہ حریص ہوا کرتی ہے کہ ان کے بیوی بچے بھوک سے

نڈھال ہوتے ہیں پھر بھی وہ مال ہوتے ہوئے ان پر خرچ نہیں کرتے۔

کاروبار بھی وسیع ہوتا ہے آمدن بھی معقول ہوتی ہے اس کے باوجود اپنی اولاد اور اپنی اہلیہ کو کچھ دینا ان کے دل پر گراں گزرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وَآلِہٖ وسلم نے ایسے لوگوں کو تنبیہ کیا اور اپنے اھل واعیال پر مال خرچ کرنے کی ترغیب دی یاد رہے اب اس حدیث پاک کو دیکھ کر جو اپنے اھل وعیال پر خرچ کرے گا اسے دوہرا اجر ملے گا ایک اھل وعیال پر خرچ کرنے کا دوسرا حضور صلی اللہ علیہ وَآلِہٖ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے کا ثواب ملے گا۔

اپنے اھل وعیال کی تربیت بھی لازم ہے اگر اولاد کی بروقت تربیت نہ کی جائے تو اولاد بگڑ جاتی ہے پھر وہ اولاد اپنے ماں باپ کیلئے پریشانی کا باعث بنتی ہے ماں باپ ہی نہیں اپنے اعزہ واقارب کی رسوائی کا سبب بنتی ہے۔

اس تربیت کے سلسلہ میں ان پر کچھ سختی بھی کرنی چاہیئے تا کہ ان کے دلوں پر کچھ نہ کچھ ہیبت تو ضرور رہے اور اگر وہ کوئی غلطی کرنے لگیں تو ان کے شعور میں یہ بات ہو کہ اگر ابا کو علم ہو گیا تو گوش مالی ہوگی۔اس ہیبت کی وجہ سے کئی قسم کی غلطیوں کے ارتکاب سے محفوظ رہیں گے۔

باپ کی فطرت میں ہے کہ وہ اپنی اولاد پر انتہائی درجہ مشفق ہو محبت و پیار کا درس عملی طور پر دے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اولاد بے فکر اور بے خوف ہو کر حقوق اللہ بھی پامال کرتی رہے بلکہ گھر کے سربراہ پر لازم ہے کہ انہیں پنج وقتہ صلاۃ کیلئے مسجد جانے کی ترغیب دے اگر کوئی بچہ سستی کرے تو اس کی سرزنش بھی کرے تاوقتیکہ یہ صلاۃ ادا کرنا اس کی طبیعت بن جائے اور جب تک وہ علیم خبیر کی بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہو جائے اسے چین وسکون نہ ملے۔

والدین سے حسن سلوک کے سب سے زیادہ حقدار

حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ، حَدَّثَنَا جَرِیْر "عَنْ عَمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شِبْرَمَةَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُل" اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ ؟قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُم مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْکَ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۷۱)	جلد۴	صفحہ۱۸۹۱
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۶۷۰)	جلد۳	صفحہ۲۹۱
قال المحقق:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۴۸)	جلد۵	صفحہ۱۳۳
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۰۴)	جلد۳	صفحہ۳۵۸
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن"		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۵۴۶)	جلد۲	صفحہ۱۷۵
قال الالبانی:	حسن		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ایک آدمی حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وَآلِہٖ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میرے حسن صحبت کا لوگوں میں سب سے حقدار کون ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۹۲۹)	جلد ۳	صفحہ ۱۳۷۹
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۳۹)	جلد ۲	صفحہ ۷۵۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۳۹)	جلد ۳	صفحہ ۲۶۲
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۷۰۶)	جلد ۴	صفحہ ۲۷۲
قال المحقق:	اسنادہ حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۲۰۴)	جلد ۲	صفحہ ۳۶۴
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۳۳)	جلد ۲	صفحہ ۱۷۵
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
مصنف ابن ابی شیبہ			
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۴۱۶)	جلد ۱۳	صفحہ ۳
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۳۲۶)	جلد ۸	صفحہ ۲۸۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۹۹۳۱)	جلد ۱۵	صفحہ ۱۱۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

نے فرمایا تیری والدہ۔اس نے عرض کی پھر کون؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری ماں۔اس نے عرض کی پھر کون تو حضور نے فرمایا تیری والدہ۔تو اس نے (چوتھی مرتبہ) پوچھا پھر کون؟ تو حضور نے فرمایا پھر تیرا باپ۔

-☆-

دین اسلام اپنے ماننے والوں کو اصلاح کا درس دیتا ہے اس دینِ حق کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ یہ اصلاح کا داعی ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑے مصلح بن کر تشریف لائے۔

اب سوال یہ ہے کہ اصلاح کسے کہتے ہیں

کیا کسی غریب و کنگال کو غربت و مفلسی سے نکالنا اصلاح ہے؟

کیا کسی جاھل کو علم کی دولت سے آراستہ کر دینا اصلاح ہے؟

کیا کسی مریض و بیمار کو تندرستی دینا اصلاح کہلاتا ہے؟

کیا کسی کمزور وضعیف کو قوت وطاقت دینا اصلاح کے زمرے میں آتا ہے؟

ہوسکتا ہے آدمی غریب و کنگال ہو تو پیار و محبت کا پیکر ہو اخلاق کریمانہ سے متصف ہو لیکن جب اسے دولت مل جائے وہ سرمایہ داروں کی فہرست میں شامل ہو جائے تو مجسمہ نفرت وحقارت بن جائے اخلاق جمیلہ کو خیر باد کہہ کر بد خلقی کا پیکر بن جائے۔

ہوسکتا ہے جب آدمی جاھل ہو اس وقت وہ بڑے چھوٹے کا خیال رکھنے والا ہو ہر بڑے سے عزت وتکریم سے پیش آتا ہو اور ہر چھوٹے پر شفقت کرتا ہو بزرگوں کے ادب واحترام کا گرویدہ ہو اور بچوں سے پیار و محبت سے پیش آتا ہو لیکن جیسے ہی وہ علم حاصل کرے

غرور وتکبر کو شیوہ بنالے نہ بڑوں کی عزت کا پاس ہو اور نہ چھوٹوں پر شفقت کرنی جانتا ہو۔ بلکہ ہر ایک کو اپنے سے کمتر سمجھنا شروع کردے۔

ہوسکتا ہے جب آدمی مریض و بیمار ہو اسے ہر وقت اللہ یاد آتا ہو موت کو اپنے سامنے دیکھ کر فکر آخرت میں مگن ہو مگر جیسے ہی وہ صحت یاب ہو اس کے ذہن میں فرعونیت سما جائے وہ اللہ کو بھول کر اس کے احکامات کا مذاق اڑانا شروع کردے موت کو فراموش کر کے فسق و فجور کا بازار گرم کردے۔

ہوسکتا ہے کہ جب آدمی ضعیف و کمزور ہو وہ کسی کی دل آزاری نہ کرتا ہو کسی پر الزام تراشی نہ کرتا ہو ہر ایک کی خوبیاں اور اچھائیاں اس کی نظروں کے سامنے ہوں اور جس کا بھی ذکر کرے خیر و بھلائی سے ذکر کرے لیکن جیسے ہی اسے قوت و طاقت میسر آجائے وہ بالکل بدل جائے اور ہر ملنے والے کی دل آزاری کرنا شروع کرے طعن و تشنیع سے دلوں کو زخمی کرنا عادت بنالے اور ہر ایک کی برائیاں سر عام بیان کرنا شروع کردے۔

تو اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ ساری چیزیں اصلاح نہیں اور یقیناً نہیں ہیں تو پھر اصلاح کس چیز کا نام ہے۔

اصلاح دل کے درست ہونے کا نام ہے خیالات و احساسات کے پاک ہونے کا نام اور من کے اجلا اور صاف ہونے کا نام ہے۔

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَةً اِنْ صَلحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّه' وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّه اَلاَ وَهِيَ الْقَلْبُ.

ترجمة الحديث:

جسم انسانی میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہے تو تمام جسم درست ہے اور اگر اس میں فساد ہے تو تمام جسم فساد میں مبتلا ہے۔ سن لیجئے وہ دل ہے۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۹۹۱۱)	جلد ۱۵	صفحہ ۱۰۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۷۳۲۴)	جلد ۵	صفحہ ۲۰۷
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۳)		صفحہ ۱۵
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۳)		صفحہ ۳۴
قال الالبانی:	حسن		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۵۷۵۵)	جلد ۸	صفحہ ۳
قال المحقق:	صحیح		
تاریخ بغداد	رقم الحدیث (۵۵۴۱)	جلد ۱۰	صفحہ ۳۷۵
تاریخ بغداد	رقم الحدیث (۱۳۵۸)	جلد ۳	صفحہ ۲۶۵
اتحاف السادة المتقین		جلد ۶	صفحہ ۳۱۵
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۹۵۸)	جلد ۱۹	صفحہ ۴۰۵
شرح مشکل الآثار	رقم الحدیث (۱۲۶۶-۱۲۶۷)	جلد ۴	صفحہ ۳۶۶
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		

دین اسلام اور خود بانی اسلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دلوں کی اصلاح کیلئے تشریف لائے ہیں اگر دل درست ہے تو ہر چیز درست ہے اگر خیالات واحساسات پاک ہیں تو پھر جہاں بھی چلا جائے اس کی قبائے عزت کو کوئی داغدار نہیں کرسکتا۔

اگر قلب درست ہے تو اس کے خیالات کو پاکیزگی ملے گی پھر وہ ہر ایسی حرکت کرے گا جو اسکے باطن کے اجلا ہونے کا پتہ بتائے اور ہر وہ عمل کرے گا جس سے اس کے من کا تقدس عیاں ہو۔

اسی نعمت کے حصول کیلئے اور اسکے حصول کے بعد اس کے دوام کیلئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض ومعروض کیا کرتے تھے جس سے مدعا باطن کی مزید پاکیزگی تھا اور قلب کو مزید منور کرنا تھا تاکہ جہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ جائیں اس جگہ کو بلکہ وہاں کے مکینوں کو بقعہ انوار بنادیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن صحبت سے سوال پر جواب دیتے ہوئے فرمایا اپنی والدہ سے حسن صحبت سے پیش آو۔ اگر تمہیں مال ودولت مل گیا ہے تو اترانا نہیں بلکہ ماں کی پہلے سے زیادہ خدمت کرنی ہے اگر جہالت کے اندھیرے چھٹ چکے ہیں اور نورِ علم سے آراستہ ہے تو پھر بھی سلامتی کا راستہ ماں کی خدمت سے ہو کر جاتا ہے اگر کمزور وناتواں تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے تمہیں قوت وطاقت عطا کی ہے تو اس سے فرعون نہ بننا بلکہ ماں کی خدمت کرنا اس کے حسنِ سلوک سے پیش آنا کیونکہ جب ایک ضعیفہ کی خدمت کروگے اس کی دلجوئی اپنا شیوہ بناوگے تو تمہارے نفس کی انانیت خود بخود ختم ہوجائے گی اور تم اپنی قوت وطاقت کا غلط استعمال نہیں کروگے بلکہ اسے حق کی سربلندی کیلئے صرف کروگے۔ بلکہ ماں کی خدمت کو باپ کی

خدمت سے تین درجہ فائق قرار دیا۔

ہمارا دین کتنا سچا دین ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس درجہ شفیق ورحیم نبی ہیں کہ عالم ضعیفی میں گزرنے والے افراد کا خیال رکھتے ہیں بلکہ ان کی خدمت کیلئے انہیں کے جگر پاروں کو مقرر کرتے ہیں تا کہ جب ضعف کا غلبہ ہو اور لاعلاج بیماریاں اپنے پنجے گاڑ دیں تو اولاد کی خدمت سے کم از کم ان کے دل کو سکون واطمینان تو ملے ہاں دل کا سکون ساری کلفتوں کو بھول جایا کرتا ہے۔

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنَ عَمَّارٍ ثَنَااِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيّاش عن بُحَيْرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَان

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرَب اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِاُمَّهَاتِكُمْ (ثَلاثًا) اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِاٰبَائِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِالْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَبِ.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۶۶۱)	جلد۴	صفحہ۲۱۳
قال محمود محمد محمود:	اسنادہ صحیح، الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۹۶۹)	جلد۳	صفحہ۲۱۴
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۴۴)		صفحہ۵۲
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۱۶۶۶)	جلد۴	صفحہ۲۲۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۱۲۱)	جلد۱۳	صفحہ۲۹۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

خدمت سے تین درجہ فائق قرار دیا۔

ہمارا دین کتنا سچا دین ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس درجہ شفیق ورحیم نبی ہیں کہ عالم ضعیفی میں گزرنے والے افراد کا خیال رکھتے ہیں بلکہ ان کی خدمت کیلئے انہیں کے جگر پاروں کو مقرر کرتے ہیں تاکہ جب ضعف کا غلبہ ہو اور لاعلاج بیماریاں اپنے پنجے گاڑ دیں تو اولاد کی خدمت سے کم از کم ان کے دل کو سکون واطمینان تو ملے ہاں دل کا سکون ساری کلفتوں کو بھول جایا کرتا ہے۔

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنَ عَمَّارٍ ثَنَااِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيّاش عن بُحَيْرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَان

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرَب اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِاُمَّهَاتِكُمْ (ثَلاثًا) اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِاٰبَائِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِالْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَبِ.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۶۶۱)	جلد۴	صفحہ۲۱۳
قال محمود محمد محمود:	اسنادہ صحیح، الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۹۶۹)	جلد۳	صفحہ۲۱۴
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۴۴)		صفحہ۵۲
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۱۶۶۶)	جلد۴	صفحہ۲۲۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۱۳۱)	جلد۱۳	صفحہ۲۹۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت المقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ماؤوں سے حسنِ سلوک کی وصیت فرماتا ہے اور یہ تین مرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے اپنے والد سے حسن سلوک کی وصیت فرماتا ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی قریبی رشتہ دار پھر قریبی رشتہ دار سے حسن سلوک کی وصیت فرماتا ہے۔

-☆-

السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۷۷٦٦)	جلد۴	صفحہ۳۰۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۵٦۲)	جلد۸	صفحہ۵۰۸
المسند الجامع	رقم الحدیث (۱۱۸۲۱)	جلد۱۵	صفحہ۴۵۲
فتح الباری		جلد۱۰	صفحہ۴۰۲
المستدرک	رقم الحدیث (۷۳۲۸)	جلد۵	صفحہ۲۰۹
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۷٦۱۴)	جلد۴	صفحہ۵۵۵
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۳۴۰۵)	جلد۸	صفحہ۲۵۷
جامع الاصول	رقم الحدیث (۳٦٦۱)	جلد۱	صفحہ۳۸۷

قال المحقق: ھذا اسناد صحیح

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونَ الْمَكِّيِّ، ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالُوا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبَرّ قَالَ اُمَّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اُمَّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟قَالَ اَبَاکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟قَالَ الْاَدْنٰى فَالْاَدْنٰى

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۶۵۸)	جلد۴	صفحہ۲۱۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح: اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۶۵۸)	جلد۵	صفحہ۲۵۰
قال بشار عواد:	اسنادہ حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۹۶۶)	جلد۳	صفحہ۲۱۳
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۲۱۶۹)	جلد۷	صفحہ۲۳۲
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۳۸۳)	جلد۸	صفحہ۴۲۹
قال المحقق:	حسن		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۹۲۰)	جلد۱۰	صفحہ۴۴۹

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون زیادہ حقدار ہے کہ ہم اس سے نیکی کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری والدہ اس نے کہا ماں کے بعد پھر کون ہے تو حضور نے فرمایا تیری ماں اس نے عرض کی پھر اس کے بعد حسن سلوک کا کون زیادہ حقدار ہے فرمایا تیرا باپ فرمایا پھر قریبی رشتہ دار پھر قریبی رشتہ دار۔

والدین سے حسن سلوک
ہر حالت میں

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبی وَقَّاصٍ قَالَ:

نَزَلَتْ فِیَّ اَرْبَعُ آیَاتٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی

کَانَتْ اُمِّیْ حَلَفَتْ اَنْ لاتَاْکُلُ وَلاتَشْرَبُ حَتّٰی اُفَارِقَ مُحَمَّداً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَأنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ وَاِنْ جَاھَدَاکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ مَالَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْم'' فَلاَ تُطِعْھُمَا وَصَاحِبْھُمَا فِیْ الدُّنْیَا مَعْرُوْفاً(لقمان،۱۵)

(وَالثَّانِیَۃَ)اِنِّیْ کُنْتُ اَخَذْتُ سَیْفاً أعْجَبَنِیْ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! ھَبْ لِیْ ھٰذا فَنَزَلَتْ،''یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَال''

(والثالثۃ)اِنِّیْ مَرِضْتُ فَأتَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ أقسِمَ مَالِیْ أفَأوْصِیْ بِالنِّصْفِ؟ فَقَالَ''لا'' فَقُلْتُ:اَلثُّلُث فَسَکَتَ، فَکَانَ الثُّلُثُ بَعْدَہ' جَائِزاً.

(وَالرَّابِعَۃُ)اِنِّیْ شَرِبْتُ الْخَمْرَ مَعَ قَوْمٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَضَرَبَ رَجُل'' مِنھُمْ

أَنْفِیُ بِلَحْیَيْ جَمَلٍ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ تَحْرِيمَ الْخَمْرِ.

ترجمة الحديث:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قران کریم کی چار آیات میرے بارے میں نازل ہوئی ہیں

میری والدہ نے حلف اٹھالیا تھا کہ وہ نہ کھائے گی اور نہ پیئے گی یہاں تک کہ میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدائی اختیار کروں تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

اور اگر وہ دونوں (ماں، باپ) کوشش کریں کہ تو شرک کرے اس کے ساتھ جسکا تجھے علم نہیں تو اس بات میں ان دونوں کی اطاعت نہ کر لیکن دنیا میں اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ۔

دوسری آیت: میں نے ایک تلوار پکڑی جو مجھے پسند آ گئی تو میں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ مجھے عنایت فرمادیجئے تو آیت کریمہ نازل ہوئی

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ

تیسری آیت: میں بیمار ہوا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تیمارداری کیلئے تشریف لائے تو میں نے عرض کی یارسول اللہ! میں چاہتا ہوں کہ اپنا مال (فی سبیل اللہ) تقسیم کروں تو کیا حضور مجھے نصف مال خرچ کرنے کی اجازت ہے۔ تو حضور نے فرمایا نہیں

صحیح الادب المفرد رقم الحدیث (۲۴) صفحہ ۴۰

قال الالبانی: صحیح

میں نے پھر عرض کی کیا ایک تہائی مال خرچ کرنے کی اجازت دیتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکوت فرمایا تو اس کے بعد ثلث کو جائز قرار دیا گیا۔

چوتھی آیت: میں نے انصار کی ایک جماعت کے ساتھ خمر پی لی تو ان میں سے ایک آدمی نے میرے ناک پر اونٹ کے جبڑے کی ہڈی دے ماری تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کا حکم نازل فرمادیا۔

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ: اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ: اَخْبَرَتْنِيْ اَسْمَاءُ ابْنَةُ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ اَتَتْنِيْ اُمِّيْ رَاغِبَةً فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ آصِلُهَا! قَالَ "نَعَمْ" قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهَا لَايَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۷۸)	جلد۴	صفحہ۱۸۹۵
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۱۸۳۳۱)	جلد۹	صفحہ۲۱۸
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۴۳)	جلد۲	صفحہ۱۹۸
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۴۲۵)	جلد۱۳	صفحہ۱۳
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۰۳)	جلد۲	صفحہ۳۹۱
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۶۶۸)	جلد۱	صفحہ۵۲۳
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۶۶۸)	جلد۱	صفحہ۴۶۴
قال الالبانی:	صحیح		
المسند الحمیدی	رقم الحدیث (۳۱۸)	جلد۱	صفحہ۱۵۲

ترجمة الحديث:

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا

میری (کافرہ) ماں میرے پاس کچھ مانگتے ہوئے آئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں تو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کیا میں اس سے ملوں؟ اس سے صلہ رحمی کروں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً فرمایا ہاں صلہ رحمی کرو۔

ابن عیینہ نے فرمایا:

اللہ نے ان کے بارے میں نازل فرمایا:

لاَيَنۡهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيۡنَ لَمۡ يُقَاتِلُوۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ.

-☆-

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن ہیں۔ ان کی والدہ کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاھلیت میں طلاق دے دی تھی یہ زمانہ اسلام میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیوی نہیں تھیں اور یہ اپنے مشرکانہ عقائد پر قائم رہیں۔

صلح حدیبیہ کے بعد جب امن کا دور شروع ہوا اور مسلمان مکہ مکرمہ جانے لگے اور مشرکین مدینہ منورہ آنے لگے تو حضرت اسماء کی یہ مشرکہ والدہ مدینہ منورہ اپنی بیٹی کے پاس آئیں اس امید پر کہ بیٹی میری کچھ خدمت کرے اور میرے بڑھاپے کا خیال رکھے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہ نے ماں کی کچھ خدمت کرنے سے پہلے بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم میں حاضری دی اور حضور سے دریافت فرمایا کیا میں اپنی مشرکہ ماں کی مالی معاونت کروں کیا مجھے اس سے صلہ رحمی کی اجازت ہے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً فرمایا:

ہاں اپنی ماں سے صلہ رحمی کرو اگر چہ وہ مشرکہ ہی کیوں نہ ہو۔

قربان جائیں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جن کی رحمت نے کسی کو بھی محروم نہیں رکھا اپنا ہو یا بیگانہ، ماننے والا ہو یا منکر ہر ایک کو آپ نے اپنی رحمت سے نوازا ہے ہاں یہ الگ بات ہے کہ کوئی آپ کی بارانِ رحمت کے دوران اپنا برتن ہی الٹا کر دے یہ اسکی حرماں نصیبی ہے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت وعنایت کا کوئی قصور نہیں۔

ماں ماں ہے اس کا ہر حال میں خیال رکھنا ضروری ہے۔

تقديم بر الوالدين
على التطوع بالصلاة وغيرها

حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، أَخْبَرَنَا جَرِيْرُبْنُ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ ''لَمْ يَتَكَلَّمْ فِیْ الْمَهْدِ اِلاَّثَلاَثَةٌ''. عِيْسٰی بْنُ مَرْيَمَ وَصَاحِبُ جُرَيْجٍ وَكَانَ جُرَيْجٌ رَجُلاً عَابِداً، فَاتَّخَذَ صَوْمَعَةً فَكَانَ فِيْهَا، فَأَتَتْهُ أُمُّه‘ وَهُوَ يُصَلِّیْ فَقَالَتْ يَاجُرَيْجُ، فَقَالَ يَارَبِّ! أَمِّیْ وَصَلاَتِیْ فَاَقْبَلَ عَلٰی صَلاَتِهٖ،فَانْصَرَفَتْ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ اَتَتْهُ وَهُوَ يُصَلِّیْ فَقَالَتْ يَاجُرَيْجُ فَقَالَ يَارَبِّ اُمِّی وَصَلاَتِیْ فَاَقْبَلَ عَلٰی صَلاَتِهٖ فَانْصَرَفَتْ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِاَتَتْهُ وَهُوَ يُصَلِّیْ فَقَالَتْ يَاجُرَيْجُ قَالَ اَیْ رَبِّ اُمِّیْ وَصَلاَتِیْ فَاَقْبَلَ عَلٰی صَلاَتِهٖ فَقَالَتْ! اَللّٰهُمَّ لاَ تُمِتْهُ حَتّٰی يَنْظُرَ اِلٰی وُجُوْهِ الْمُوْمِسَاتِ فَتَذَاكَرَ بَنُواِسْرَائِيْلَ جُرَيْجاً وَعِبَادَتَه‘ وَكَانَتْ اِمْرَأَةٌ بَغِيٌّ يُتَمَثَّلُ بِحُسْنِهَا فَقَالَتْ اِنْ شِئْتُمْ لَاَفْتِنَنَّه‘ لَكُمْ، قَالَ فَتَعَرَّضَتْ لَه‘ فَلَمْ يَلْتَفِتْ اِلَيْهَا فَأَتَتْ

رَاعِیاً کَانَ یَأوِیْ اِلٰی صَوْمَعَتِہٖ فَأمْکَنَتْہُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَقَعَ عَلَیْهَا فَحَمَلَتْ فَلَمَّا وَلَدَتْ قَالَتْ هُوَ مِنْ جُرَیْجٍ. فَأتَوْهُ فَاسْتَنْزَلُوْهُ وَهَدَمُوا صَوْمَعَتَہٗ وَجَعَلُوْا یَضْرِبُوْنَہٗ فَقَالَ مَاشَأنُکُمْ؟ قَالُوْا زَنَیْتَ بِهٰذِهِ الْبَغِیِّ فَوَلَدَتْ مِنْکَ فَقَالَ اَیْنَ الصَّبِیُّ فَجَاءُوْا بِہٖ فَقَالَ دَعُوْنِیْ حَتّٰی اُصَلِّیَ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَتَی الصَّبِیَّ فَطَعَنَ فِیْ بَطْنِہٖ وَقَالَ یَاغُلَامُ مَنْ اَبُوْکَ؟ قَالَ فُلَانُ الرَّاعِیْ. قَالَ فَأقْبَلُوْا عَلٰی جُرَیْجٍ یُقَبِّلُوْنَہٗ وَیَتَمَسَّحُوْنَ بِہٖ وَقَالُوْا نَبْنِیْ لَکَ صَوْمَعَتَکَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ: لَا اَعِیْدُوْهَا مِنْ طِیْنٍ کَمَا کَانَتْ فَفَعَلُوْا

فَبَیْنَا صَبِیٌّ یَرْضَعُ اُمَّہٗ فَمَرَّ رَجُلٌ رَاکِبٌ عَلٰی دَابَّةٍ فَارِهَةٍ وَشَارَةٍ حَسَنَةٍ فَقَالَتْ اُمُّہٗ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اِبْنِیْ مِثْلَ هٰذَا. فَتَرَکَ الثَّدْیَ وَاَقْبَلَ اِلَیْہِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَاتَجْعَلْنِیْ مِثْلَہٗ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰی ثَدْیِہٖ فَجَعَلَ یَرْتَضِعُ

قَالَ: فَکَأنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَحْکِیْ اِرْتِضَاعَہٗ بِاِصْبَعِہِ السَّبَّابَةِ فِیْ فَمِہٖ فَجَعَلَ یَمُصُّهَا

قَالَ: وَمَرُّوا بِجَارِیَةٍ وَهُمْ یَضْرِبُوْنَهَا وَیَقُوْلُوْنَ زَنَیْتِ سَرَقْتِ وَهِیَ تَقُوْلُ: حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ فَقَالَتْ اُمُّہٗ اَللّٰهُمَّ لَاتَجْعَلْ اِبْنِیْ مِثْلَہٗ فَتَرَکَ الرِّضَاعَ وَنَظَرَ اِلَیْهَا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِثْلَهَا فَهُنَاکَ تَرَاجَعَا الْحَدِیْثَ فَقَالَتْ حَلْقٰی مَرَّ رَجُلٌ حَسَنُ الْهَیْئَةِ فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اِبْنِیْ مِثْلَهَا فَقُلْتَ اَللّٰهُمَّ لَایَجْعَلْنِیْ مِثْلَہٗ. وَمَرُّوْا بِهٰذِهِ الْاَمَةِ وَهُمْ یَضْرِبُوْنَهَا وَیَقُوْلُوْنَ زَنَیْتِ وَسَرَقْتِ فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ اِبْنِیْ مِثْلَهَا فَقُلْتَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِثْلَهَا.

قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ کَانَ جَبَّاراً فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ لاَیَجْعَلْنِیْ مِثْلَه‘ وَاِنَّ هٰذِهٖ یَقُوْلُوْنَ لَهَا زَنَیْتِ وَلَمْ تَزْنِ وَسَرِقْتِ وَلَمْ تَسْرَقْ فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِثْلَهَا.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: جھولے میں (دودھ پیتے بچوں میں) تین آدمیوں نے کلام کیا۔حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور صاحب جُریج نے۔

جُریج ایک عبادت گزار آدمی تھا اس نے ایک عبادت خانہ بنالیا تھا (جس میں وہ اللہ کی بندگی کیا کرتا تھا)۔وہ اس عبادت گاہ میں تھا کہ اس کی والدہ اس سے ملنے کیلئے آئی اور وہ

صحیح مسلم	رقم الحدیث(۲۵۵۰)	جلد۸	صفحہ۱۰
جامع الاصول	رقم الحدیث(۷۸۲۱)	جلد۸	صفحہ۲۴۶
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۳۴۳۶)	جلد۲	صفحہ۱۰۷۰
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۹۵۶۹)	جلد۹	صفحہ۲۵۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۶۴۸۹)	جلد۱۴	صفحہ۴۱۱
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۲۴۸۲)	جلد۲	صفحہ۷۴۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۹۵۶۹)	جلد۹	صفحہ۲۵۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۱۲۰۶)	جلد۱	صفحہ۳۶۰
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث(۳۳)		صفحہ۴۳

قال الالبانی صحیح

صلاۃ (نماز) ادا کر رہا تھا۔

اس کی ماں نے کہا اے جُریج! تو اس (جُریج) نے کہا اے میری رب! میری ماں میرے صلاۃ (نماز) ادا کرتے وقت آئی ہے (اب کیا کروں؟) تو اس نے اپنی صلاۃ جاری رکھی۔ تو اس کی ماں واپس چلی گئی۔

دوسرے دن اس کی ماں پھر آئی اس حال میں کہ وہ (جُریج) صلاۃ ادا کر رہا تھا۔ تو ماں نے آواز دی اے جُریج! تو اس نے کہا اے میرے رب میری ماں میرے صلاۃ ادا کرتے وقت آئی ہے (کیا کروں؟) تو اس نے اپنی صلاۃ جاری رکھی تو اس کی ماں پھر واپس چلی گئی۔ اگلے دن اس کی ماں پھر آئی کہ اس کا بیٹا جُریج صلاۃ ادا کر رہا تھا تو ماں نے آواز دی اے جُریج! اس نے کہا اے میرے رب میری ماں اس حال میں آئی ہے کہ میں صلاۃ ادا کر رہا ہوں (اب کیا کروں؟) اس نے اپنی صلاۃ (نماز) کو جاری رکھا۔

ماں کی زبان سے جاتے ہوئے نکلا

اے اللہ اسے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک یہ بدکار عورتوں کو نہ دیکھے۔

بنی اسرائیل جُریج اور اس کی (کثرت) عبادت کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت تھی جس کے حسن کی مثال دی جاتی تھی۔

اس نے کہا اگر تم چاہو تو میں اس جُریج کو فتنہ میں مبتلا کر دوں۔

اس بدکار عورت نے جُریج پر اپنا آپ پیش کیا لیکن اس نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ تو وہ عورت ایک چرواہے کے پاس گئی جو اس کی عبادت گاہ میں پناہ لیا کرتا تھا۔ تو اس عورت نے اپنے آپ کو اس چرواھے کے قابو میں دے دیا جس سے وہ حاملہ ہوگئی۔

جب اس عورت نے بچہ جنا تو اس نے کہا یہ جُریج کا ہے۔لوگ مشتعل ہو کر آئے، اسے اس کے عبادت خانہ سے نیچے اتارا اور اس کا عبادت خانہ منہدم کر دیا اور لوگوں نے اسے پیٹنا شروع کر دیا۔اس عبادت گزار (جُریج) نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ (مجھے کیوں مار رہے ہو؟) لوگوں نے جواباً کہا تو نے اس بدکار عورت سے بدکاری کی ہے تو اب اس نے تیرا بچہ جنا ہے۔

اس جُریج نے کہا بچہ کہاں ہے؟ لوگ اس بچہ کو لے کر آئے تو جُریج نے کہا مجھے صلاۃ ادا کرنے دو۔تو اس نے صلاۃ ادا کی جب صلاۃ سے فارغ ہوا تو بچے کے پاس آیا تو اس کے پیٹ پر اپنا ہاتھ لگایا اور کہا:

اے بیٹے! تیرا باپ کون ہے؟ تو اس بچے نے جواب دیا فلاں چرواہا۔(اتنا سننے کی دیر تھی کہ) لوگ (شرمسار ہو کر) جُریج کی طرف آئے اسے بوسے دینے لگے اور (عقیدت سے) اس پر ہاتھ پھیرنے لگے۔لوگوں نے کہا ہم آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنا دیتے ہیں تو اس نے کہا نہیں بلکہ جیسے مٹی کا بنا ہوا تھا ایسے ہی بنا دو۔تو انہوں نے اس کا عبادت کانہ دوبارہ تعمیر کر دیا۔

وہی بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا کہ سبک رفتار طاقتور سواری پر ایک خوش شکل شہسوار گزرا تو اس کی ماں نے کہا

اے اللہ میرا بیٹا اس جیسا کر دے تو اس بچے نے دودھ پینا چھوڑ دیا تو اس کی طرف متوجہ ہوا اور دیکھا تو کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ کرنا۔پھر اس نے دودھ پینا شروع کر دیا۔

پھر لوگ ایک خادمہ کو لے کر گزرے وہ اسے زدکوب کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے تو نے بدکاری کی ہے تو نے چوری کی ہے اور وہ کہتی جا رہی تھی

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

مجھے میرا اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔

تو اس بچے کی ماں نے کہا اے اللہ میرے بچے کو اس جیسا نہ کرنا تو بچے نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور اس کی طرف دیکھا تو کہا اے اللہ مجھے اس جیسا کردے۔

یہاں سے ماں بیٹا کے درمیان گفتگو شروع ہوئی

ماں نے کہا تیرے گلے کو بیماری لگے (کیسی باتیں گلے سے نکال رہا ہے)

ایک خوش شکل آدمی گزرا تو میں نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا کردے تو تو نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ کرنا اور لوگ اس باندی کو لیے جارہے تھے اور وہ اسے مارتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے تو نے بدکاری کی تو نے چوری کی تو میں نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ کرنا تو تو نے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا کردے۔

تو اس دودھ پیتے بچے نے جواب دیا

یہ آدمی بڑا جابر وظالم ہے اس لیئے میں نے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ کرنا اور یہ باندی لوگ اسے کہتے ہیں تو نے بدکاری کی حالانکہ اس کا دامن پاک ہے اس نے کوئی بدکاری نہیں کی اور لوگ کہتے ہیں تو نے چوری کی حالانکہ اس نے کوئی چوری نہیں کی تو اس وجہ سے میں نے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا کردے۔

-☆-

ماں ماں ہوا کرتی ہے اگر چہ وہ کسی عظیم المرتبت انسان کی ماں ہی کیوں نہ ہو اس کا ادب واحترام اولاد پر لازم ہوا کرتا ہے اور اسکی دل جوئی اسکی خواہشات کا احترام اسلامی نقطہ نظر

سے ضروری ہوا کرتا ہے۔

زیرنظر حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عبادت گزار کا تذکرہ کیا جو اپنی عبادت وریاضت میں انہماک کی حد تک مشغول رہا کرتا تھا۔ اسکی ماں نے دوران صلاۃ اسے بلایا تو وہ ذہنی کشمکش میں الجھ کر رہ گیا۔ ضعیفہ ماں کی بات کو جواب دیا جائے یا احکم الحاکمین کی عبادت جاری رکھی جائے۔ بہرحال عبادت وبندگی کو ترجیح دی اور ماں کی بات کا جواب نہ دیا۔

ماں کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات تقدیر الٰہی کا روپ دھار گئے اور وہ آزمائش میں گرفتار ہوا۔

اس حدیث پاک میں یہ درس بڑا واضح ہے ماں کی دعا اپنے بیٹے سے متعلق رد نہیں جاتی اس لیئے ایسا کوئی عمل نہیں کرنا چاہیئے جس سے ماں کا دل رنجیدہ ہوا اور اسکی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہ نکل جائے جو بعد میں پریشانی کا باعث بنے جب ایک ولی اللہ ماں کی دعا کے قہر کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکا تو اور کون ہوگا جو ماں کی دعا قہر وجلال کے اثرات سے محفوظ رہ سکے۔

حضرت جُریج رحمہ اللہ، اللہ کے صادق ولی تھے اور اسکے سچے عبادت گزار تھے اخلاص و للٰہیت سے اللہ کی بندگی کرنے والے آزمائش کی اس گھڑی میں سرخرو ہو کر نکلے یہ بھی کریم اللہ کی کرم نوازی ہے کہ وہ اپنے مقربین کو امتحان کے لمحات میں بھی بڑے عزت وقار سے نکال لیتا ہے بلکہ عوام الناس کو انکے مرتبہ ومقام کا اس وقت پتہ چلتا ہے جب وہ امتحان گاہ میں ہوتے ہیں اور اللہ اپنے مقربین کو بے یارومددگار نہیں چھوڑتا۔

صلاۃ کی اہمیت:

اس حدیث پاک میں صلاۃ کی اہمیت اوراجاگر ہوجاتی ہے۔حضرت جُریج جب اپنے اوپر الزام سنتے ہیں تو صلاۃ کی ادائیگی کا وقت مانگتے ہیں کیونکہ صلاۃ کی ادائیگی قرب الٰہی کا ذریعہ ہوتی ہے۔ماں کی دعاءقہر کے اثرات کے بعد اللہ تعالیٰ کا قرب درکار ہےاوراس ذات وحدہ لاشریک کا قرب صلاۃ ادا کرنے سے بطریق اولیٰ نصیب ہوتا ہے۔تو اھل ایمان کو جب بھی کوئی مشکل وقت آئے تو انہیں سب سے پہلے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونا چاہیئے اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ کی کبرائی کا اعلان واظہار کرنا چاہیئے تاکہ اس کی عزت وکرامت اپنے عاجز بندے کواپنی آغوش میں لے لے اور جسے اللہ کی رحمتیں اپنے دامن میں لے لیں وہ ہمیشہ بامراد ہوا کرتا ہے۔

کرامت کا صدور:

غیر نبی مقرب بارگاہ الٰہی سے خرق عادت کاظہور کرامت کہلاتا ہے۔آپ غور کیجئے

حضرت جُریج رحمۃ اللہ علیہ نے دودھ پیتے بچے کے جسم کومس کیا آپ کے چھونے کی برکت تھی کہ اسکا سینہ علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بن گیا پھر اسے ان علوم سے مالامال کردیا جوعلوم انسانی دسترس سے باہر ہوا کرتے ہیں۔دودھ پیتا بچہ تو بول نہیں سکتا لیکن ایک عبادت گزار کے ہاتھ کی برکت سے اس میں قوت گویائی پیدا ہوئی اور فصیح وبلیغ زبان میں باتیں کرنے لگا۔بات صرف تکلم تک نہ رہی بلکہ ایک ولی اللہ کی پاک دامنی کی گوائی دینے لگا اوران حقائق سے بھی پردہ اٹھانے لگا جوانسان کی پہنچ سے بلند ہوا کرتے ہیں۔دودھ پیتے بچے کو کیا خبر کہ اسکا باپ کون ہے

یہ ایک اللہ کے ولی کے ہاتھ کی کرامت تھی کہ بچہ فوراً بول کر اپنے باپ کا اعلان کر دیتا ہے۔

ایک ولی اللہ کے ہاتھ کا یہ کمال ہے کہ اس کے ہاتھ کے لمس سے دودھ پیتے بچے حقائق سے پردے اٹھا دیتے ہیں تو اس ولی اللہ کے خود کمالات کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ اور یہ ولی اللہ اس خیر الامم کے ولی اللہ نہ تھے بلکہ پہلی امتوں میں سے کسی امت کے ولی اللہ تھے تو اس امتِ محمدیہ علی صاحبھا الف التحیہ والصلاۃ کے ولی اللہ کے علم اور انکے کمالات کس کی رسائی میں آسکتے ہیں۔ اب اندازہ لگایئے جو ولی ہی نہیں بلکہ نبی ہے صرف نبی ہی نہیں سب سے افضل و اعلیٰ نبی نبیوں کے امام اور خاتم النبین ہیں انکے علم و فضل کا عالم کیا ہوگا۔ کیا یہ بدنصیبی کی انتہا نہ ہوگی کہ حضور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو کوئی جبہ و دستار میں ملبوس اپنے پیمانے سے تولنا چاہے یاد رہے ایسی حرکت بلکہ اسی سوچ ایمان سے محروم کرنے کیلئے کافی ہے۔

اس بچہ نے ایک بات کر کے حضرت جُریج رحمہ اللہ کی پاک دامنی بیان کر کے سلسلہ کلام ختم نہیں کیا بلکہ وہ مزید حقائق سے پردہ اٹھاتا رہا۔ اگر کوئی بدگزرا تو فقط ایک نظر سے اسکے ماضی کو جان لیا اور اگر کوئی نیک و پارسا عورت گزرتی ہے لیکن لوگ تہمتوں کے تیر برسا رہے ہیں اور مار پیٹ رہے ہیں لیکن یہ بچہ ایک نظر میں اسکے باطن کو پڑھ لیتا ہے اور اسکے نیک و پارسا ہونے کی گواہی دیتا ہے۔

اب اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی امتی جو ولایت کے منصب پر فائز ہو یا اس پر کسی ولی اللہ کی نظر کرم ہو جائے اور وہ کسی کے چہرے کو دیکھ کر اس کے حالات بتا دے اور اسکے باطن کو پڑھ کر اسکی ایمانی کیفیت بیان کر دے تو حیرانگی کی کونسی بات ہے اور نہ ماننے کی کونسی وجہ ہے۔

والدین سے حُسنِ سلوک
درازی عمر اور رزق میں اضافہ کا سبب

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یُمَدَّلَهٗ فِیْ عُمْرِهٖ وَیُزَادَ فِیْ رِزْقِهٖ فَلْیَبِرَّ وَالِدَیْهِ وَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ.

تہذیب الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۸۴۰)			صفحہ۴۲۵
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۸۶)	جلد۴	صفحہ۱۸۹۶
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۵۷)	جلد۵	صفحہ۱۴۲
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۱۲)	جلد۲	صفحہ۱۰۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۷۴۵)	جلد۱۱	صفحہ۲۷۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۳۳۹۰)	جلد۸	صفحہ۲۵۳
جامع الاصول	رقم الحدیث (۴۶۹۷)	جلد۵	صفحہ۶۰۱
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۶۹۳)	جلد۲	صفحہ۵۸
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۶۹۳)	جلد۱	صفحہ۴۶۹
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۰۶۷)	جلد۲	صفحہ۶۱۶
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۵۵۵)	جلد۱	صفحہ۳۹۶

ترجمة الحدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جسے اس بات سے مسرت وشادمانی ہو کہ اس کی عمر لمبی کردی جائے اور اسکے رزق میں اضافہ کردیا جائے تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے ماں باپ سے حسن سلوک کرے اور صلہ رحمی اختیار کرے۔

-☆-

ہر آدمی کی خواہش ہے کہ اسکا عمر میں اضافہ ہو، اس کا رزق بڑھا دیا جائے۔ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا ایک سھل نسخہ ارشاد فرمایا ہے اپنے والدین سے حسن سلوک کرو اور صلہ رحمی کو اپنا شعار بناؤ تمہاری عمر دراز کردی جائے گی اور تمہارے رزق میں اضافہ کردیا جائے گا۔

لمبی عمر اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ ہے اس میں انسان اپنی نیکیوں میں اضافہ کرسکتا ہے کثرت استغفار سے اپنے گناہوں کی سیاہی دھوسکتا ہے ذکر وفکر کر کے اللہ تعالیٰ کے قرب کی منزلیں طے کرسکتا ہے۔

لیکن موت کا ایک وقت مقرر ہے جس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ وقت مقرر پر ہر آدمی نے اس دنیا کو خیر باد کہنا ہے۔ انسان نیک ہو یا بد عابد ہو یا فاسق متقی ہو یا اللہ کا نافرمان ہر ایک نے اپنے مقررہ وقت پر اس دنیا سے چلے جانا ہے تو پھر اس حدیث پاک میں درازی عمر کا مفہوم کیا ہے؟

ہمارے ہاں زندگی سانس کے آنے جانے کا نام نبض کے حرکت کرنے کا نام ہے دل کے دھڑکنے کا نام ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے جسے چاہے زندگی کی دولت عطا فرماسکتا ہے چاہے اسکا سانس آئے یا نہ آئے اسکی نبض میں حرکت ہو یا نہ ہو۔ شہید بھی تو زندہ ہے اسکی زندگی کا کون مسلم انکار کرسکتا ہے اسی طرح ماں باپ کا فرمانبرداران سے حسن سلوک کرنے والا بھی زندہ رہتا ہے اللہ اسکی زندگی میں اضافہ فرمادیتا ہے کوئی مومن اسکا بھی انکار نہیں کرسکتا۔

دوسرا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ

انسان کی زندگی دراز ہوتو وہ عبادت وریاضت کرکے نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے اپنے درجات بلند کرتا ہے اور اللہ کے قرب سے سرفراز ہوتا ہے تو جو بندہ مومن والدین کا فرمانبردار ہو انکی خدمت کرنا اسکا شعار ہو اور ماں باپ کو خوش رکھ کر اسے قلبی سکون ملتا ہو تو ایسے خوش قسمت آدمی کیلئے خالق و مالک اسکی نیکیوں کا عرصہ دراز کرسکتا ہے اور اسکے نامہ اعمال میں اضافہ فرما سکتا ہے۔

مثلاً ماں باپ کا فرمانبردار روزانہ پانچوں وقت صلاۃ ادا کرتا ہے۔ تہجد کی صلاۃ کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ تلاوت قرآن کریم سے اپنی زبان کو تر وتازہ رکھتا ہے اور ذکر الٰہی کی مَے سے مست رہتا ہے۔ جب ایسا آدمی دنیا سے رخصت ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اسکی خدمت والدین کے صلہ میں ان سے حسن سلوک کے مطابق اس کا عرصہ دراز کردے اور اس عرصہ کو اس کی زندگی میں شمار کردے یعنی اللہ تعالیٰ ماں باپ کے خدمت گزار سے خوش ہو اور اس کے صلہ میں اس کی زندگی میں سو سال کا اضافہ فرمادیا تو اب وہ اگرچہ اپنی قبر میں ہے لیکن نیکیاں لکھنے

والے اسکی سوسال تک نیکیاں لکھتے رہیں گے یہ صلوٰت (نمازیں) یہ تہجد یہ ذکر واذکار موت پر ختم نہ ہوگا بلکہ فرشتے اسی طرح سوسال تک اسکی صلوٰت اسکی تہجد اور تلاوت قرآن کا ثواب لکھتے رہیں گے۔

واللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اعلم۔

ماں باپ کے خدمت گزار کے رزق میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔ اسکے بھی کئی مفہوم ہوسکتے ہیں۔

۱۔ اسے دنیاوی رزق میں برکت ہوجاتی ہے پہلے وہی رزق گھر کے افراد کیلئے ناکافی ہوتا ہے لیکن ماں باپ کے خدمت گزار کو جب اللہ تعالیٰ انعام دیتا ہے تو یہی رزق تمام افرادِ خانہ کو کفایت کرجاتا ہے بلکہ گھر کے افراد سے بڑھ بھی جاتا ہے۔

۲۔ رزق صرف کھانے پینے کی ان مادی چیزوں کا نام ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہر عطا کو رزق کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علم کی دولت سے سرفراز فرمائے یہ بھی رزق ہے تقویٰ کی سعادت بخش دے یہ بھی رزق ہے اپنی معرفت کے جام پلادے یہ بھی رزق ہے تو گویا والدین سے حسن سلوک کرنے والے کو امیدوار رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے خصوصی خزانوں سے رزق عطا فرمائے گا۔

۳۔ ماں باپ کا خدمت گزار جب اس دنیا سے کوچ کرجائے لوگ اسے منوں مٹی کے نیچے دفن کرآئیں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اسکی قبر کو جنت کا باغ بنا سکتا ہے اور اس باغِ جنت میں اسے وہ رزق عطا فرمائے جس تک اس دنیا کے باسیوں کی رسائی نہیں۔

وَمَاذَالِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔

والدین کی خدمت

گناہوں کا کفارہ

عَـنْ ابْـنِ عُـمَـرَ: اَنَّ رَجُلاً اَتَـى الـنَّبِـيّ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَـارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ ذَنْباً عَظِيْماً فَهَلْ لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ هَلْ لَکَ مِنْ اُمٍّ؟ قَالَ لاَ قَالَ هَلْ لَکَ مِنْ خَالَةٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبِرَّهَا.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! مجھ سے ایک عظیم گناہ سرزد ہو گیا ہے کیا میرے لیئے توبہ ہے؟

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۵۵۴)	جلد۲	صفحہ ۱۷۷
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۵۷۷)	جلد۶	صفحہ ۲۶۷
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۹۵۶۳)	جلد۱۳	صفحہ ۴۲۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۱۱)	جلد۳	صفحہ ۳۶۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث صحیح		

حضور نے فرمایا: کیا تیری والدہ ہے؟ اس نے کہا نہیں تو حضور نے فرمایا کیا تیری خالہ ہے؟ اس نے کہا ہاں تو حضور نے فرمایا: اپنی خالہ سے حسنِ سلوک کرو اس کی خدمت و تابعداری کرو (اللہ تیرے گناہ کو معاف فرمائے گا)۔

-☆-

اللہ تعالیٰ گناہ سے ناراض ہوتا ہے معصیت کرنا اسے پسند نہیں اس لیئے کہا گیا ہے کہ گناہ سرزد ہونے کے بعد نیکی کرنی چاہیئے کیونکہ اگر گناہ ناراضگی کا سبب ہے تو نیکی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ذریعہ ہے۔ پھر جتنی زیادہ نیکیاں ہوں گی کریم اللہ اتنا ہی زیادہ راضی ہوگا۔

وَرِضْوَانٌ مِنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ

اللہ کی رضا سب سے بڑی دولت ہے۔

جیسے گناہ گناہ میں فرق ہوتا ہے اس طرح نیکی نیکی میں فرق ہوتا ہے۔ جتنا بڑا گناہ ہوگا اس کی سیاہی اور ظلمت کو دھونے کیلیئے اتنی ہی بڑی نیکی درکار ہے۔ اگر گناہ عظیم ہو تو نیکی بھی عظیم ہونی چاہیئے۔ اب نیکیاں بھی ایک دوسری سے بڑھ کر درجہ رکھتی ہیں لیکن عظیم نیکیوں میں سے والدہ کی خدمت اور حسن سلوک ہے جو اپنی والدہ سے حسن سلوک سے پیش آتا ہے اور اسکی خدمت کر کے اسکا دل جیتتا ہے تو وہ درحقیقت ماں کا دل نہیں جیت رہا بلکہ اپنے خالق و مالک کو راضی کر رہا ہے۔

اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گناہ عظیم کے داغ کو دھونے کیلیئے ماں کی خدمت کا درس دیا کیونکہ ماں کی خدمت بڑے سے بڑے گناہ کے داغ کو مٹا دیتی ہے اور اگر والدہ زندہ نہ ہو تو والدہ کی بہن خالہ موجود ہو تو اسکی خدمت کرنی چاہیئے اس

سے صلہ رحمی کرنی چاہیئے اور حسن سلوک سے پیش آنا چاہیئے وہ اگرچہ ماں تو نہیں لیکن ماں کی جگہ تو ہے جو ماں کے قائم مقام ہے اس کو راضی کرنے سے بڑے گناہ مٹ جاتے ہیں تو اپنی حقیقی ماں کی خدمت کرنے سے گناہوں کے داغ کیوں نہ مٹیں گے۔

عَنِ الْبَرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ.

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۵۵۳)	جلد ۲	صفحہ ۱۷۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۱۱)	جلد ۳	صفحہ ۳۶۱
قال الترمذی:	ھذا حدیث صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۲۱۹۰)	جلد ۷	صفحہ ۲۴۵
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۶۹۹)	جلد ۲	صفحہ ۸۲۰
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۲۸۰)	جلد ۱	صفحہ ۶۹۴
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۲۸۰)	جلد ۲	صفحہ ۳۳
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۱۵۷۷۰)	جلد ۸	صفحہ ۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۳۱)	جلد ۲	صفحہ ۸
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۸۰۳)	جلد ۲	صفحہ ۳۸
جامع الاصول	رقم الحدیث (۱۹۵۰)	جلد ۳	صفحہ ۲۷۷
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۰۳)	جلد ۱	صفحہ ۳۹۸

ترجمة الحديث:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خالہ ماں کے قائم مقام ہے۔

-☆-

دلائل النبوۃ للبیہقی		جلد۴	صفحہ۳۳۸
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۳۴۲۴)	جلد۱۳	صفحہ۱۳
قال المحقق:	متفق علیہ		
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۳۹۳۷)	جلد۱۴	صفحہ۱۴۰
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح		
شرح مشکل الاثار	رقم الحدیث (۳۰۷۸)	جلد۸	صفحہ۹۰
قال الطحاوي:	اسنادہ حسن		
فتح الباری	رقم الحدیث (۲۶۹۹)	جلد۵	صفحہ۳۰۴
فتح الباری	رقم الحدیث (۴۲۵۱)	جلد۷	صفحہ۴۹۹

اولاد کا مال و دولت۔
والدین کا مال و دولت ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ: اَنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ لِی مَالاً وَوَلَداً! وَاِنَّ وَالِدِیْ مُحْتَاجٌ مَالِی! قَالَ اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ اِنَّ اَوْلَادَکُمْ مِنْ اَطْیَبِ کَسْبِکُمْ فَکُلُوْامِنْ کَسْبِ اَوْلَادِکُمْ.

صحیح ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۵۳۰)	جلد۲	صفحہ۳۸۰
قال الالبانی:	حسن صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۳۵۳۰)	جلد۲	صفحہ۱۰۰۲
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۶۹۰۲)	جلد۳	صفحہ۲۷۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۹۰۲)	جلد۶	صفحہ۳۸۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۶۷۸)	جلد۶	صفحہ۲۳۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۰۰۱)	جلد۶	صفحہ۴۴۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
شرح السنۃ البغوی	رقم الحدیث (۲۳۹۸)	جلد۹	صفحہ۳۳۰

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو عرض کی یارسول اللہ! میرے پاس مال ودولت بھی ہے اور میری اولاد بھی ہے اور میرے والد صاحب میرے مال کی احتیاج رکھتے ہیں (اب کیا کروں)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ بیشک ہماری اولاد تمہاری طیب وطاہر کمائی ہے تو اپنی اولاد کی کمائی سے کھاؤ۔

-☆-

سنن الکبریٰ للبیھقی رقم الحدیث (۱۵۷۵۰) جلد ۸ صفحہ ۷۸۹

تحفۃ الاشراف رقم الحدیث (۸۶۷۰) جلد ۶ صفحہ ۳۰۶

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّه' قَالَ:
وَلَدُ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهٖ مِنْ اَطْيَبِ كَسْبِهٖ فَكُلُوا مِنْ اَمْوَالِهِمْ.

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۵۲۹)	جلد ۳	صفحہ ۲۷۵
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۵۲۹)	جلد ۲	صفحہ ۳۸۰
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث ۲۱۳۷	جلد ۳	صفحہ ۳
قال محمود محمد محمود:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۲۱۳۷)	جلد ۳	صفحہ ۵۰۹
قال بشار عواد:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۷۵۱)	جلد ۲	صفحہ ۲۰۶
قال الالبانی:	صحیح		
مصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۲۷۳۸)	جلد ۷	صفحہ ۱۵۸
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۳۶۳)	جلد ۳	صفحہ ۷۶
قال الترمذی:	هذا حديث حسن صحيح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۳۵۸)	جلد ۲	صفحہ ۸۰
قال الالبانی:	صحیح		

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۲۵۹)	جلد۱۰	صفحہ۷۲
قال شعیب الارنووط:	حدیث صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۲۶۰)	جلد۱۰	صفحہ۷۳
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۲۶۱)	جلد۱۰	صفحہ۷۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرطہما		
سنن النسائی		جلد۷	صفحہ۲۴۱
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۴۶۱)	جلد۳	صفحہ۱۹۹
قال الالبانی:	صحیح		
موارد الظمان	رقم الحدیث (۱۰۹۱)		صفحہ۲۶۸
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۱۵۸۰)		صفحہ۲۲۱
المستدرک (للحاکم)	رقم الحدیث (۲۲۹۴)	جلد۳	صفحہ۸۶۶
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۵۹۶۱)	جلد۱۱	صفحہ۳۶۲
مسند الشھاب	رقم الحدیث (۱۰۱۲)	جلد۲	صفحہ۱۲۰
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۱۶۲۶)	جلد۶	صفحہ۶۵
قال الالبانی:	صحیح		
تلخیص بذیل مستدرک		جلد۳	صفحہ۸۶۶
قال الذھبی:	علی شرط البخاری و مسلم		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۱۷۶)	جلد۱۷	صفحہ۵۶۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کی اولاد اس کی کمائی ہے بلکہ اس پاکیزہ تر کمائی ہے تو اپنے اموال سے کھاؤ۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۹۱۴)	جلد ۱۷	صفحہ ۲۱۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۴۰۱۷)	جلد ۱۷	صفحہ ۲۳۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۵۲۷۲)	جلد ۱۷	صفحہ ۵۶۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۲۷۳۸)	جلد ۷	صفحہ ۱۵۸
مسند الدارمی	رقم الحدیث (۲۵۷۹)	جلد ۳	صفحہ ۱۶۵۱
قال حسین سلیم اسد:	الحدیث صحیح		
السنن الکبریٰ (للبیہقی) / رقم الحدیث (۱۵۷۴۷)		جلد ۷	صفحہ ۷۸۸
تاریخ الکبیر		جلد ۱	صفحہ ۱۳۰۱

والدین کی خدمت کے سبب۔
مستجاب الدعوات

حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحِنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ (قَالَ اِسْحٰقُ: اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَان حَدَّثَنَا) وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى. حَدَّثَنَا مَعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ اُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِذَا اَتٰى عَلَيْهِ اِمْدَادُ اَهْلِ الْيَمَنِ سَأَلَهُمْ أَفِيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ حَتّٰى اَتٰى عَلٰى اُوَيْسٍ. فَقَالَ: اَنْتَ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ: فَكَانَ بِكَ بَرَصٌ" فَبَرأتَ مِنْهَا اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ:هَلْ لَكَ وَالِدَةٌ"؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يَأْتِيْ عَلَيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرنٍ كَانَ بِهٖ بَرَصٌ" فَبَرِأَمِنْهُ اِلاّ مَوْضِعَ دِرْهَمٍ. لَهٗ وَالِدَةٌ" هُوَ بِهَابَرٌّ". لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَ بَرَّهٗ. فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَاْفْعَلْ فَاسْتَغْفِرْ لِيْ فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ.

قَالَ لَهٗ عُمَرُ اَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ اَلْكُوْفَة قَالَ:اَلا اَكْتُبُ لَكَ اِلٰى عَامِلِهَا؟قَالَ:اَكُوْنُ فِيْ غَبْرَاءِ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيَّ

قَالَ: فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُلٌ مِنْ اَشْرَافِهِم فَوَافَقَ عُمَرَ فَسَأَلَه، عَنْ اُوَيْسٍ قَالَ تَرَكْتُه، رَثَّ الْبَيْتِ قَلِيْلَ الْمَتَاعِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يَأتِيْ عَلَيْكُم اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مِنْ اَمْدَادِ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ كَانَ بِهٖ بَرْصٌ فَبَرِأَ مِنْهُ اِلاَّ مَوْضِعَ دِرْهَمٍ. لَه، وَالِدَةٌ هُوَ بِهَابَرٌّ. لَوْأَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَسْتَغْفِرَلَكَ فَافْعَلْ.

فَأَتٰى اُوَيْساً فَقَالَ: اِسْتَغْفِرْلِيْ قَالَ: اَنْتَ اَحْدَثُ عَهْداً بِسَفَرٍ صَالِحٍ. فَاسْتَغْفِرْلِى قَالَ: لَقِيْتَ عُمَرَ؟ قَالَ نَعَمْ فَاسْتَغْفَرَلَه، فَفَطِنَ لَه، النَّاسُ. فَانْطَلَقَ عَلٰى وَجْهِهٖ

قَالَ أسَيْرٌ: وَكَسَوْتُه، بُرْدَةً فَكَانَ كُلَّمَا رَاٰهُ اِنْسَانٌ قَالَ مِنْ اَيْنَ لِأُوَيْسٍ هٰذِهِ الْبُرْدَةَ؟

ترجمة الحديث:

حضرت اُسیر بن جابر نے بیان فرمایا

جب یمن والوں کی کمکی فوج آتی تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان سے دریافت کرتے کیا تم میں اویس بن عامر ہیں؟ یہاں تک کہ آپ حضرت اویس تک پہنچ گئے تو آپ نے فرمایا

کیا تم اویس بن عامر ہو؟

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۴۲)	جلد ۵	صفحہ ۱۲۴
جامع الاصول	رقم الحدیث (۶۸۲۶)	جلد ۷	صفحہ ۴۲۳

انہوں نے جواب دیا ہاں

پھر فرمایا مراد سے پھر قرن سے تو آپ نے فرمایا ہاں

حضرت عمر نے فرمایا تمہارے جسم پر برص کے نشان تھے آپ ان نشانات سے بری ہو گئے ہیں سوائے ایک درھم کی جگہ کے تو انہوں نے کہا ہاں کیا تمہاری والدہ ہے انہوں نے جواب دیا ہاں حضرت عمر نے فرمایا میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے

تمہارے پاس اویس بن عامر آئیں گے اھل یمن کی کمکی فوج کے ساتھ انکا تعلق مراد سے پھر قرن سے ہے ان کو برص تھی اس سے صحت یاب ہو گئے سوائے ایک درھم کی جگہ کے۔ ان کی والدہ ہے وہ اس کے خدمت گزار ہیں اگر وہ اللہ کی قسم کھا کر کوئی بات کہہ دیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا فرماتا ہے۔ اگر تم ان سے مغفرت کی دعا منگوا سکو تو ایسا کر لینا تو اب آپ میرے لئے استغفار کیجئے تو انہوں نے (حضرت اویس نے) ان کیلئے استغفار کیا۔

حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہاں کا ارادہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کوفہ کا ارادہ ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کیا میں کوفہ کے گورنر کو آپ کیلئے کوئی تحریری حکم نہ دوں تو انہوں نے فرمایا مجھے غبار آلودہ اور مفلس لوگوں میں رہنا زیادہ پسند ہے۔

آئندہ سال اشراف یمن سے ایک آدمی حج کیلئے آیا تو اس کی ملاقات حضرت عمر سے ہوگئی تو آپ نے اس سے حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے بارے میں استفسار کیا تو اس نے کہا میں اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ انکا گھر پرانا اور بوسیدہ ہے اور سامان بہت کم ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے۔

اھل یمن کی کمکی فوج کے ساتھ اویس بن عامر مراد سے پھر قرن سے تمہارے پاس

آ ئیں گے۔انکو برص تھی تو وہ اس بیماری سے صحت یاب ہو گئے سوائے ایک درھم کی جگہ کے۔ انکی والدہ ہے اور وہ اس کے خدمت گزار ہیں۔اگر وہ اللہ کی قسم کھا کر کوئی بات کر دیں تو اللہ ان کی بات کو ضرور پورا کرتا ہے۔اگر تم ان سے مغفرت کی دعا کر واسکو تو مغفرت کی دعا کر والینا۔

وہ آدمی حضرت اویس کے پاس آیا اور کہا میرے لئے استغفار کیجئے تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم ایک نیک وصالح سفر کے معاملہ میں مجھ سے حدیث العھد ہو تم میرے لئے استغفار کرو۔ حضرت اویس نے پوچھا کیا تمہاری ملاقات حضرت عمر سے ہوئی؟ اس نے کہا ہاں تو لوگوں کو ان کے مرتبہ کا علم ہو گیا تو آپ وہاں سے چل دیے۔اسیر کہتے ہیں میں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو ایک چادر پہنائی تو جب بھی انہیں کوئی دیکھتا تو کہتا اویس کو یہ چادر کہاں سے ملی؟

-☆-

خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کتنے خوش نصیب ہیں کہ ان کا تذکرہ خود حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں جس کا ذکر خیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زبان پر آجائے اس کی عزت وعظمت کا کیا کہنا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ضعیفہ تھیں وہ ہر وقت انکی خدمت میں مگن رہتے تھے۔انکی دیکھ بھال انکی خوشنودی اور انکو راحت پہنچانا آپ کا مطمع نظر رہا۔ وہ خدمتِ ماں میں اس درجہ مستغرق تھے کہ اس سبب سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حیات ظاہریہ میں دیدار تو نہ کر سکے مدینہ طیبہ حاضر ہو کر اپنی آنکھوں کو آپ کے جمال باکمال سے مزین تو نہ کر سکے لیکن ماں کی خدمت انہیں اس مقام تک پہنچا گئی جس مقام کے حصول کیلئے بڑے بڑے

مرتبہ و مقام والے ترستے رہے کہ ان کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت تو موجود تھی ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے عجیب انداز سے محبت ہوگئی وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر شفقت سے اس درجہ مالا مال ہوے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ان کی شان کی گواہی دی۔

لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ

اگر وہ اللہ کی قسم کھا کر کوئی بات کہہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کی بات کو ضرور پورا کرتا ہے۔

یہ مقام محبوبیت ہے۔ محبوب جو کہتا ہے محبّ اسکی بات کو ضرور پورا کیا کرتا ہے۔ اللہ صمد ہے کل کائنات اسکی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں لیکن اس کے باوجود وہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے اس درجہ رحم فرماتا ہے کہ اگر وہ اپنی زبان سے واللّٰہِ (اللہ کی قسم) کہہ کر کوئی بات کردیں تو بے نیاز خالق و مالک اس بات کو ضرور پورا فرماتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسا الوالعزم، باکمال اور خلیفہ راشد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک خود سن کر گواہی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے

اگر اس سے اپنے لیئے استغفار کروا سکو تو استغفار کروا لینا۔

سبحان اللہ! وہ زبان کس درجہ طیب وطاہر ہے جو استغفار کرے تو اللہ کی کرم نوازیاں بھی جھوم جھوم کر آتی ہیں اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ ان سے استغفار کرواتے ہیں تاکہ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات سے اپنے آپ کو مزید سعادت مند بناسکیں۔

اس حدیث پاک میں ایک بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ حضور نبی کریم رسول صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو اپنے امتیوں کی کس درجہ خبر ہے اپنے امتیوں کے حالات سے کس درجہ آگاہی ہے جو واقعات مستقبل میں پیش آنے والے ہیں ان کی من وعن خبر دیتے ہیں۔

قربان جائیں اس نبی عربی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ اقدس کی وسعت کے کہ مستقبل کے پردے میں وقوع ہونے والے واقعات وحوادث بھی عیاں وظاہر ہیں اور آنے والی چیزیں بھی آپ کے سینہ اطہر کی وسعت سے باہر نہ ہوسکیں۔

ہمارا اس بات پر دل وجان سے ایمان ہونا چاہیئے کہ ہماری کوئی حرکت ہمارا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں۔ اسی اللہ تعالیٰ کی عطا وکرم نوازی سے کوئی کام اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسیع نگاہ سے بھی مخفی نہیں۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ"

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشُوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ. فَمَالُوْا اِلٰى غَارٍ فِیْ الْجَبَلِ، فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ" مِنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوا أَعْمَالاً عَمِلْتُمُوهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَالَعَلَّهٗ يُفَرِّجُهَا

فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ لِیْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِیْ صِبْيَةٌ" صِغَارٌ" كُنْتُ اَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَاِذَارُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَیَّ اَسْقِيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِیْ وَاِنَّهٗ نَأٰی بِیَ الشَّجَرُ فَمَا اَتَيْتُ حَتّٰى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْنَامَافَجِئْتُ كَمَا كُنْتُ اَحْلُبُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُؤُوْسِهِمَا اَكْرَهُ اَنْ

اُوْقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا وَاَكْرَهُ اَنْ اَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغُونَ عِنْدَ قَدَمِيْ فَلَمْ يَزَلْ ذَالِكَ دَأْبِي وَدَأْبُهُمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَاخْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ لَهُمْ فُرْجَةً حَتّٰى يَرَوْنَ مِنها السَّمَاءَ

وَقَالَ الثَّانِيْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَتْ لِيْ اِبْنَةُ عَمٍّ اُحِبُّهَا كَاَشَدِّ مَايُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ مِنْهَا نَفْسَهَا فَاَبَتْ حَتّٰى اٰتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَسَعَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَلَقِيْتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَاعَبْدَاللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهٖ فَقُمْتُ عَنْهَا اَللّٰهُمَّ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ قَدْ فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً

وَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ كُنْتُ اسْتَاْجَرْتُ اَجِيْرًا بِفَرَقِ اَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهٗ قَالَ اَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهٗ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ اَزَلْ اَزْرَعُهٗ حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَاءَنِيْ فَقَالَ! اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِيْ وَاَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَقُلْتُ اذْهَبْ اِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِوَرَاعِيْهَا فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزَأْ بِيْ فَقُلْتُ اِنِّيْ لَآاَهْزَأُ بِكَ فَخُذْ تِلْكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا فَاَخَذَهَا فَانْطَلَقَ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَابَقِيَ فَفَرَجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

صحیح البخاری رقم الحدیث (۵۹۷۴) جلد۴ صفحہ۱۸۹۲
صحیح البخاری رقم الحدیث (۳۴۶۵)
صحیح مسلم رقم الحدیث (۲۷۴۳) جلد۵ صفحہ۲۷۵

السنن الکبریٰ (للبیہقی)/رقم الحدیث (۱۱۲۹۴)	جلد ۶	صفحہ ۱۹۴
قال المحقق: رواہ مسلم فی الصحیح		
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۵۹۷۳)	جلد ۵	صفحہ ۳۱۹
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۵۹۷۴)	جلد ۵	صفحہ ۳۲۱
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح		
الدر منثور	جلد ۴	صفحہ ۲۱۳
صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۹۷۱)	جلد ۳	صفحہ ۲۵۱
قال شعیب الارنووط: اسنادہ حسن		
الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۳۶۶۸)	جلد ۳	صفحہ ۲۸۹
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۲۴۹۷)	جلد ۲	صفحہ ۶۵۴
قال الالبانی: صحیح		
الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۳۶۶۹)	جلد ۳	صفحہ ۲۹۱
قال المحقق: حسن		
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۲۴۹۸)	جلد ۲	صفحہ ۶۵۵
قال الالبانی: حسن صحیح		
مجمع الزوائد رقم الحدیث (۱۳۴۱۱)	جلد ۸	صفحہ ۲۵۹
مسند ابی یعلی الموصلی رقم الحدیث (۲۹۳۷)	جلد ۵	صفحہ ۳۱۳
قال حسین سلیم اسد: اسنادہ صحیح		
المعجم الکبیر (للطبرانی) رقم الحدیث (۱۳۱۸۸)	جلد ۱۲	صفحہ ۲۳۵
المسند بزار		
فتح الباری		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تین آدمی دوران سفر چل رہے تھے کہ انہیں بارش نے آلیا تو وہ پہاڑ کی غار میں چلے گئے۔ پہاڑ سے ایک چٹان گر کر پہاڑ کے منہ (دہانے) پر آ گئی تو وہ چٹان غار کے دہانے پر پیوست ہوگئی اور انکے نکلنے راہ مسدود ہوگئی۔

تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا

اپنے اپنے اعمال کا جائزہ لو جو عمل تم نے صرف لوَجہِ اللہ کیا ہو اس کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا مانگو تا کہ وہ تمہیں اس قید سے رہائی عطا فرمائے۔

تو ان میں سے ایک نے کہا

اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے عمر رسیدہ تھے اور میرے چھوٹے بچے بھی تھے میں دن بھر بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب میں ان کے پاس آتا تو بکریوں کا دودھ دوھتا تو اپنے ماں باپ کو اپنے بچوں سے پہلے پلاتا تو ایک مرتبہ سبز درختوں کی طلب مجھے دور لے گئی تو میں اس وقت واپس گھر آیا جب رات چھا چکی تھی تو میں نے اپنے ماں باپ کو پایا کہ وہ دونوں سو چکے تھے۔ تو میں نے ایسے ہی دودھ دوہا جیسے میں پہلے دودھ دوہتا تھا تو میں دوھا ہوا دودھ لے کر آیا اور اپنے ماں باپ کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور یہ بات مجھے ناپسند تھی کہ میں ان دونوں کو بے آرام کروں اور مجھے یہ بات بھی ناپسند تھی کہ اپنے ماں باپ سے پہلے بچوں کو دودھ پلاؤں اور میرے بچے میرے قدموں کے پاس فریاد و واویلا کر رہے تھے میری اور انکی یہی حالت

وکیفیت رہی یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی۔

اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا کیلئے کیا تھا تو ہمیں اتنی کشادگی عطا کردے کہ ہم اس میں سے آسمان کو دیکھ سکیں تو اللہ تعالیٰ نے (چٹان کو ذرا سرکا کر) اتنی کشادگی کردی کہ جس سے وہ آسمان کو دیکھ سکیں۔

دوسرے نے (دعا شروع کی اور) کہا

اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی تو میں اس سے محبت کرتا تھا جتنے آدمی عورتوں سے محبت کرتے ہیں اس سے بھی شدید تر تو میں نے اس سے اسکا وجود حوالے کردینے کا کہا تو اس نے انکار کردیا یہاں تک کہ میں ایک سو دینار اسے پیش کروں۔

میں نے تگ ودو شروع کردی یہاں تک کہ ایک سو دینار جمع کرلیئے۔ میں یہ سو دینار لے کر اس سے ملا۔ تو جب میں اسکے قریب بیٹھ گیا تو اس نے کہا

اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈرو اور مہر کو اس کے حق کے بغیر نہ توڑو۔ تو میں اس سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اے اللہ تو جانتا ہے کہ اگر میں نے اس کے پاس سے اٹھ آنا تیری رضا کیلئے کیا ہے تو ھم کو اس قید سے نکال لے تو اللہ نے اس چٹان کو کچھ سرکا کر کچھ اور کشادگی کردی۔

تیسرے نے (دعا شروع کی اور) کہا

اے اللہ! میں نے ایک مزدور تین صاع چاول پر لیا جب اس نے اپنا کام ختم کرلیا تو کہا مجھے میرا حق دے دے۔

میں نے اس پر اسکا حق پیش کیا تو اس نے اس سے منہ پھیرا اور اسے چھوڑ کر چل دیا

میں ان چاولوں کو کاشت کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کی رقم سے کئی گائیں اور انکا چرواہا خرید لیا۔

تو وہ ایک دن آیا اور کہا اللہ سے ڈرو اور مجھ پر ظلم نہ کرو اور مجھے میرا حق دے دو۔ تو میں نے کہا ان گائیوں اور ان کے چرواھے کو لے جاؤ۔ ان نے کہا اللہ سے ڈرو اور مجھ سے مذاق نہ کرو۔ تو میں نے کہا میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا۔ ان گائیوں اور ان کے چرواھے کو لے جاؤ یہ تیرا حق ہے تو اس نے وہ سارا مال لیا اور چلا گیا۔

اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اگر میں تیری رضا کیلئے ایسا کیا ہے تو تو ہمیں اس قید سے رہائی عطا فرما تو اللہ تعالیٰ نے اس چٹان کو سرکا کر ان کو رہائی عطا فرما دی۔

-☆-

اھل ایمان جو کام بھی کریں اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی دولت ہے۔

زیر نظر حدیث پاک میں جن تین افراد کا ذکر ہے اور انہوں نے جن اعمال کا وسیلہ دیکر اللہ سے دعا مانگی ان کے وہ تینوں کام اخلاص وللہیت پر مبنی ہیں۔ انکے خلوص وجذبہ پر اللہ کی نظر رحمت ہوئی تو ہر ایک کی دعا سے اتنی بڑی چٹان تھوڑی تھوڑی سرکنا شروع ہوئی اور وہ تینوں صحیح وسلامت غار سے باہر آ گئے۔

اس حدیث پاک سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ دعا میں بڑی قوت وطاقت ہے۔ اخلاص وللّٰہیت سے مانگی گئی دعا ایک چٹان کو اپنی جگہ سے سرکا دیتی ہے جو کام بیسیوں آدمی نہ کر سکیں وہ ایک دعا کر جاتی ہے۔

یہ تذکرہ یہ واقعہ اس امت کا واقعہ نہیں بلکہ یہ پہلی امتوں میں سے کسی امت کا واقعہ ہے اب یہ امت محمد یہ علی صاحبھا الف الصلاۃ والتحیہ جو خیر الامم کہلاتی ہے اس کے کسی صالح و پارسا آدمی کے اخلاص وللّٰہیت کا عالم کیا ہوگا۔ پھر اس کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات کتنی حیرت انگیز طاقت کے مالک ہونگے۔

اگر اللہ تعالیٰ اخلاص پر مبنی پہلی امتوں کے کسی فرد کی دعاء رد نہیں کرتا تو اس خیر الامم کے کسی نیک وصالح آدمی کی دعا ضرور قبول فرمائے گا۔

یہ امت صدیوں سے اپنی مشکلات کے حل کیلئے اور اپنے مصائب سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے اس امت کے صلحا افراد کی بارگاہ میں حاضری دیتے آئے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اگر اس نیک وصالح آدمی نے خلوص سے ان کے حق میں دعا کردی تو اللہ تعالیٰ فوراً انکی دعا کو قبول کرے گا اور انکی مشکل حل ہوجائے گی اور ان سے مصائب وآلام کے بادل چھٹ جائیں گے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا عُمَرُبْنُ يُونُسَ الْيَمَامِيّ، حَدَّثَنَا عِكْرَمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ اَبِیْ كَثِيْرٍ، يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰن

حَدَّثَنِیْ اَبُوهُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ اَدْعُو اُمِّیْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَهِیَ مُشْرِكَةٌ" فَدَعَوْتُهَا يَوْماً فَاَسْمَعَتْنِیْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَاأَكْرَهُ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِیْ. قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّیْ كُنْتُ اَدْعُو اُمِّی اِلَی الْاِسْلَامِ فَتَأبٰی عَلَیَّ فَدَعَوْتُهَا الْيَوْمَ فَأَسْمَعَتْنِیْ مِنْكَ مَاأَكْرَهُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَهْدِیَ اُمَّ اَبِیْ هُرَيْرَةَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَخَرَجْتُ مُتَبَشِّراً بِدَعْوَةِ نَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جِئْتُ فَعُدْتُ اِلَی الْبَابِ فَاذَاهُوَ مُجَافٌ'' فَسَمِعَتْ اُمِّیْ خَشْفَ قَدَمَیَّ فَقَالَتْ! مَکَانَکَ! یَااَبَاهُرَیْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ قَالَ: فَاغْتَسَلَتْ وَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خُمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ یَا اَبَاهُرَیْرَةَ! اَشْهَدُاَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ: فَرَجَعْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَأَتَیْتُهٗ وَاَنَا اَبْکِیْ مِنَ الْفَرَحِ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِبْشِرْ قَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ دَعْوَتَکَ وَهَدیٰ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰی عَلَیْهِ وَقَالَ خَیْراً.

قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یُحَبِّبَنِیْ اَنَا وَاُمِّیْ اِلٰی عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَیُحَبِّبَهُمْ اِلَیْنَا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَیْدَکَ هٰذَا یَعْنِیْ اَبَاهُرَیْرَةَ وَاُمَّهٗ اِلٰی عِبَادِکَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَحَبِّبْ اِلَیْهِمُ الْمُؤْمِنِیْنَ فَمَا خَلاَ مُؤْمِنٌ'' یَسْمَعُ بِیْ وَلاَ یَرَانِیْ اِلاَّ اَحَبَّنِیْ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۴۹۱)	جلد۵	صفحہ۹۲
الادب المفرد	رقم الحدیث (۳۴)		صفحہ۲۰
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۳۴)		صفحہ۴۴
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۸۹۵)	جلد۳	صفحہ۱۶۵۳
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۴۶۱۰)	جلد۴	صفحہ۱۰۰
شرح السنۃ (للبغوی)	رقم الحدیث (۳۷۲۶)	جلد۱۳	صفحہ۳۰۶

قال البغوی: ھذا حدیث صحیح اخرجہ مسلم

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا

میں اپنی مشرکہ ماں کو اسلام کی طرف بلایا کرتا تھا تو ایک دن میں نے اسے اسلام لانے کی دعوت دی تو اس نے مجھے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ایسی باتیں کہہ دیں جنہیں میں ناپسند کرتا ہوں تو میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں روتا ہوا حاضر ہوا میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنی والدہ کو اسلام لانے کی دعوت دیا کرتا تھا تو وہ ہر مرتبہ انکار کر دیتی تھی آج میں نے اسے اسلام لانے کی دعوت دی تو اس نے آپ کے بارے میں ناپسندیدہ باتیں کر دی۔ اب اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ابوھریرہ کی ماں کو ہدایت کی دولت عطا فرمائے۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی

اے اللہ! ابوھریرہ کی ماں کو ہدایت کی دولت نصیب فرما

میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے خوشی خوشی گھر کی طرف نکلا جب میں گھر پہنچا دروازے کے پاس آیا تو دروازہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے جوتوں کی آواز سن کر کہا ابوہریرہ اپنی جگہ پر رہنا (اندر نہ آنا) میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا

میری ماں نے غسل کیا اور اپنی قمیص پہنی دوپٹہ (اوڑھنی) لیے بغیر جلدی سے دروازہ کھولا پھر کہا اے ابوہریرہ

اَشْهَدُاَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰه

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت ابوھریرہ نے فرمایا میں واپس حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں خوشی سے رو رہا تھا۔ میں نے عرض کی

یارسول اللہ! خوش ہو جایئے اللہ نے آپکی دعا کو شرف قبولیت بخش دیا اور ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما دی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کلمات خیر ادا فرمائے۔

حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی

یارسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کے دل میں میری اور میری ماں کی محبت ڈال دے اور اھل ایمان کو ہمارے ہاں محبوب بنا دے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی جناب میں عرض

اے اللہ! اپنے اس پیارے بندے ابو ہریرہ اور اسکی ماں کو اھل ایمان کے ہاں محبوب بنا دے اور اھل ایمان کو ان کے ہاں محبوب بنا دے۔

حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: اب جو مومن میرا نام سنے گا اگرچہ وہ مجھے نہ دیکھے مجھ سے ضرور محبت کرے گا۔

-☆-

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں اسلامی تعلیمات سے بخوبی آگاہ آپ کثیر الروایۃ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں نمایاں ہیں انکی

زندگی کا اوڑھنا بچھونا خدمت حدیث تھی انکی والدہ مومنہ نہ تھیں اور انہیں شدید خواہش تھی کہ ان کی ماں ایمان کی دولت سے سرفراز ہو جائے اپنی ماں کو روزانہ تبلیغ کرتے اور اسلام کی حقانیت سے آگاہ کرتے لیکن اسکا دل اسلام کی طرف مائل ہی نہ ہوتا آخر جب اپنی کوششوں سے مایوس ہوئے تو اس در اقدس پر عرض کی جس در پر عرض کرنے والا خائب وخاسر نہیں ہوا کرتا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضری دی جن کی خدمت مبارک میں حاضری کا شرف حاصل کرنے والا بامراد ہوا کرتا ہے۔

قاسم انعامات الٰہیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی عرض کو سن کر اپنے ہاتھ بلند کر دیے اللہ تعالیٰ نے فوراً دعا کو شرف قبولیت بخشا اور ان کی ماں اسلام کی آغوشِ عاطفت میں آ گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے نجات ابدی حاصل کر گئی۔

حضرت ابوھریرہ اپنی ماں کی ہدایت کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں کیوں حاضر ہوئے اس کی وجہ واضح ہے کہ ہدایت دیتا تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن دیتا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے۔ کفر وشرک کی دلدل سے نکالتا تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن نکالتا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے۔

ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

لِىْ خَمْسَةُ اَسْمَاءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِىُ الَّذِىْ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِىْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِىْ اَنَا الْعَاقِبُ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۵۳۲)	جلد۳	صفحہ۱۰۹۷
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۳۵۴)	جلد۴	صفحہ۵۰۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۸۴۹)	جلد۴	صفحہ۳۸۲
قال ابوعیسیٰ:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۸۴۰)	جلد۳	صفحہ۱۳۳
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۲۷۱۷)	جلد۳	صفحہ۱۸۲۶
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۶۸۰)	جلد۱۳	صفحہ۱۳۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۷۱۶)	جلد۱۳	صفحہ۱۴۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مختصر شمائل ترمذی	رقم الحدیث (۳۱۵)		صفحہ۱۹۰
قال الالبانی:	صحیح		
مصنف (ابن ابی شیبہ) / رقم الحدیث (۱۱۷۳۷)		جلد۱۱	صفحہ۳۵۷
مصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۱۹۶۵۷)	جلد۱۰	صفحہ۴۴۶

ترجمة الحديث:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ''الماحی'' ہوں جس کے ذریعے اللہ کفر کو مٹاتا ہے میں ''الحاشر'' ہوں کہ لوگ قیامت کو میرے قدموں پر اٹھیں گے اور میں ''العاقب'' سب سے آخری نبی ہوں۔

-☆-

اس حدیث پاک میں یہ لفظ قابل غور ہیں:

اَنَا ''الْمَاحِیُ'' یَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْكُفْرَ

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۶۳۱۳)	جلد۱۴	صفحہ۲۱۹
قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
دلائل النبوۃ (للبیہقی)	جلد۱	صفحہ۱۵۴
مسند حمیدی رقم الحدیث (۵۵۵)	جلد۱	صفحہ۲۵۳
شرح السنۃ (للبغوی) / رقم الحدیث (۳۶۲۹)	جلد۱۳	صفحہ۲۱۱
قال المحقق: ھذا حدیث متفق علیہ صحۃ		
المعجم الکبیر (للطبرانی) رقم الحدیث (۱۵۲۰)	جلد۲	صفحہ۱۲۰
المعجم الکبیر (للطبرانی) رقم الحدیث (۱۵۲۱)	جلد۲	صفحہ۱۲۰
المعجم الکبیر (للطبرانی) رقم الحدیث (۱۵۲۲)	جلد۲	صفحہ۱۲۱
اتحاف سادۃ المتقین	جلد۷	صفحہ۱۶۳

میں الماحی ہوں اللہ جس کے ذریعے کفر کو مٹاتا ہے۔

کفر مٹانے والا اللہ ہے لیکن وسیلہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں شرک وگمراہی کی دلدل سے نکالنے والا اللہ تعالیٰ ہے لیکن وہ نکالتا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ہے۔

آج دنیا میں جہاں بھی کوئی ہدایت سے سرفراز ہوتا ہے جس جگہ بھی اسلام پھیل رہا ہے وہاں کسی کا ذاتی کمال نہیں نہ کسی کی کوششوں کی وجہ سے ایسے ہو رہا ہے بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ہدایت اللہ کی طرف سے آتی ہے لیکن یہ ہدایت مدینہ طیبہ کے پرنور راستہ سے ہوکر آتی ہے۔

مسئلہ کی مزید وضاحت کیلئے ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ غُلَامٌ مِنَ الْيَهُوْدِ يَخْدِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ يَعُوْدُهٗ وَاَبُوْهُ عِنْدَرَأسِهٖ فَدَعَاهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَنْظُرُ اِلٰى اَبِيْهِ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْهُ اَطِعْ اَبَاالْقَاسِمِ. فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلَ اللّٰهِ. ثُمَّ هَلَكَ الْغُلَامُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِه وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَنْقَذَهٗ بِىْ مِنَ النَّارِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۳۵۶)	جلد۱	صفحہ۴۰۲
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۳۳۵۰)	جلد۶	صفحہ۹۳
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۳۰۸)	جلد۱۱	صفحہ۱۶۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

ایک یہودی لڑکا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے گھر اس کی تیمارداری کیلئے آئے اور اسکا باپ اپنے بیمار لڑکے کے پاس بیٹھا تھا۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لڑکے کو اسلام لانے کی دعوت دی تو لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔تو اس کے باپ نے کہا حضور

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (١٢٧٢٨)	جلد ١١	صفحہ ٨
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (١٣٩١٢)	جلد ١١	صفحہ ٣٢٠
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (١٣٩١٣)	جلد ١١	صفحہ ٣٢٠
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (٣٠٩٥)	جلد ٢	صفحہ ٢٠١
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (٣٠٩٥)	جلد ٢	صفحہ ٢٧٢
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (١٢٧٢)	جلد ٥	صفحہ ١١٣
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ (للبیہقی)	رقم الحدیث (٦٥٩٧)	جلد ٣	صفحہ ٥٣٧
الادب المفرد	رقم الحدیث (٥٢٤)		صفحہ ١٣٨
صحیح الادب المفرد			

ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کہتے ہیں اس کی اطاعت کرو تو لڑکے نے کہا

اَشْهَدُاَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه

یہ کلمہ مبارکہ پڑھنے کے بعد وہ لڑکا وفات پا گیا۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے گھر سے یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَنْقَذَه، بِىْ مِنَ النَّارِ

تمام تعریفیں اللہ کیلئے جس نے اس لڑکے کو میری وجہ سے آگ سے بچالیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ الفاظ مبارکہ بلند آواز سے فرما کر واضح کر دیا کہ ہدایت دیتا تو اللہ ہے لیکن دیتا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہے۔

آج دنیا میں کسی خطہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام لیا جائے تو وہاں موجود اھل ایمان کے دل میں ایک عجب فرحت پائی جاتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا پاک نام سن کر ایمان والوں کے چہرے دمک اٹھتے ہیں جس کی وجہ واضح ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی وجہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرم نوازی ہے کہ تمام اھل ایمان کے دل حضرت ابوھریرہ کی محبت سے بھرے ہوئے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ مُرَّۃَ مَوْلٰی اُمِّ ھَانِیْ بِنْتِ أبِیْ طَالِبٍ:

أنَّہُ رَکِبَ مَعَ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اِلٰی اَرْضِہٖ بَابَ "الْعَقِیْقِ" فَاِذَا دَخَلَ أرْضَہٗ صَاحَ بِأعْلٰی صَوْتِہٖ: عَلَیْکِ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یَاأُمَّتَاہ! تَقُوْلُ: وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یَقُوْلُ: رَحِمَکِ اللّٰہُ کَمَا رَبَّیْتِنِیْ صَغِیْراً فَتَقُوْلُ: یَابُنَیَّ! وَاَنْتَ فَجَزَاکَ اللّٰہُ خَیْراً وَرَضِیَ عَنْکَ کَمَابَرَرْتَنِیْ کَبِیْراً.

ترجمة الحديث:

حضرت ام ھانی بنت ابی طالب کے غلام ابومرہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی اراضی مقام العقیق پر گئے۔ جب حضرت ابوھریرہ اپنی اراضی میں داخل ہوئے تو بلند آواز سے چیخ کر کہا اے اماں جان! آپ پر سلام ہو اللہ کی رحمت ہو اور اسکی برکت ہو۔ تو آپ کی والدہ نے بھی جواباً کہا اے بیٹا تجھ پر بھی سلام ہو اللہ کی رحمت اور اسکی برکت ہو۔

الادب المفرد — رقم الحدیث (۱۴) — صفحہ ۱۴

صحیح الادب المفرد — رقم الحدیث (۱۴) — صفحہ ۳۷

قال الالبانی: حسن الاسناد

آپ نے اپنی والدہ سے کہا

اللہ آپ پر رحم فرمائے جیسے آپ نے میری پرورش کی جب میں بچہ تھا

توانہوں نے جواباً فرمایا:

اے میرے لاڈلے بیٹے! اور اللہ تعالیٰ تجھے بھی بہتر جزاء و بدلہ عنایت فرمائے اور تجھ سے راضی ہو جائے جیسے تو میرے بڑھاپے میں میری خبر گیری کر رہا ہے۔

والدین کی خدمت- جہاد سے افضل

حَدَّثَنَا مُسَدَّد'': حَدَّثَنَا يَحْيٰ، عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ قَالاَ حَدَّثَنَا حَبِيْب'' (ح) قَالَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبٍ، عَنْ اَبِى الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍ وقَالَ: قَالَ رَجُل'' لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وآلِهٖ وَسَلَّمَ أجَاهِدُ؟ قَالَ ''لَکَ اَبَوٰن؟'' قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۷۲)	جلد۴	صفحہ۱۸۹۲
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۹۷۲)	جلد۱۰	صفحہ۴۰۳
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۲۰)	جلد۲	صفحہ۱۶۴
قال شعیب الانووط:	اسنادہ صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۵۲۹)	جلد۲	صفحہ۲۱
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۵۲۹)	جلد۲	صفحہ۱۰۴
قال الالبانی	: صحیح		
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (۹۲۸۴)	جلد۵	صفحہ۱۷۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۶۳۴)	جلد۶	صفحہ۲۹۳
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۴۹)	جلد۵	صفحہ۱۳۴
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۰۰۴)	جلد۲	صفحہ۹۲۳
الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۳۶۴۹)	جلد۳	صفحہ۲۸۲
قال المحقق:	صحیح		

صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۲۴۸۰)	جلدا	صفحہ۶۴۷
قال الالبانی: صحیح		
السنن الکبریٰ (للبیہقی)/رقم الحدیث (۱۷۸۲۷)	جلد۹	صفحہ۴۴
قال البیہقی: رواہ البخاری فی الصحیح		
سنن النسائی	جلد۶	صفحہ۱۰
صحیح سنن النسائی رقم الحدیث (۳۱۰۳)	جلد۲	صفحہ۳۷۱
قال الالبانی: صحیح		
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۶۵۴۴)	جلد۶	صفحہ۱۱۵
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۶۷۶۵)	جلد۶	صفحہ۳۰۰
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۶۸۱۱)	جلد۶	صفحہ۳۲۰
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۶۸۵۸)	جلد۶	صفحہ۳۴۱
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۷۰۶۲)	جلد۶	صفحہ۴۷۸
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح		
مسند ابی داؤد الطیالسی رقم الحدیث (۲۲۵۴)		صفحہ۲۹۸
حلیۃ الاولیاء	جلد۵	صفحہ۶۶
حلیۃ الاولیاء	جلد۷	صفحہ۲۳۴

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا

ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کیا میں جہاد کرسکتا ہوں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟

اس نے کہا ہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان دونوں کی خدمت کر تجھے جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب مل جائے گا۔

-☆-

جہاد فی سبیل اللہ افضل ترین اعمال میں سے ہے دشمن اسلام کے مقابلہ کیلئے نکلنا معمولی بات نہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجاھد فی سبیل اللہ کی شان اپنی زبان حق سے متعدد مواقع پر فرمائی۔

لیکن ماں باپ کی موجودگی میں جہاد کی کیا حیثیت ہے ماں باپ بوڑھے ہوں اور اپنی اولاد کی طرف سے خدمت اور حسن سلوک کے متمنی ہوں تو اس وقت ماں باپ کی خدمت افضل عبادت ہے۔

حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ اَنَّ نَاعِماً مَولَى اُمِّ سَلْمَةَ حَدَّثَه' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: اَقْبَلَ رَجُل'' اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ و آلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ اَبْتَغِي الْاَجْرَ مِنَ اللّٰهِ قَالَ فَهَلْ مِنْ وَالِدَيْكَ

اَحَـد'' حَیّ''قَالَ نَعَم بَلْ کِلاھُمَا قَالَ فَتَبْتَغِی الْاَجْرَ مِنَ اللّٰہِ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَارْجِعْ اِلٰی وَالِدَیْکَ فَأحْسِنْ صُحْبَتَھُمَا.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی میں آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں ہجرت اور جہاد پر اور اسکے اجر کا اللہ کی بارگاہ سے طلبگار ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تیرے ماں باپ سے کوئی ایک زندہ ہے؟ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ! بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو اجر و ثواب اللہ سے چاہتا ہے اس نے کہا ہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اپنے ماں باپ کے پاس واپس چلا جا اور ان کی صحبت میں رہ کر ان کی خدمت و تابعداری کر (اللہ تجھے اجر و ثواب عطا فرمائے گا)۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۴۹)	جلد ۵	صفحہ ۱۳۴
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۶۴۹)	جلد ۳	صفحہ ۲۸۲
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۲۴۸۰)		جلد ۲	صفحہ ۶۴۷
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ (للبیہقی) / رقم الحدیث (۱۷۸۲۹)		جلد ۹	صفحہ ۴۴
قال البیہقی:	رواۃ المسلم فی الصحیح		

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍ وقَالَ

جَاءَ رَجُل'' اِلَى النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وآلِهٖ وَسَلَّمَ يُبَايِعُه' عَلَى الْهِجْرَةِ

وَتَرَكَ اَبَوَيْهِ يَبْكِيَان

فَقَالَ ارْجِعْ اِلَيْهِمَا وَاَضْحِكْهُمَا كَمَا اَبْكَيْتَهُمَا.

الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۳)		صفحہ۱۴
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۳)	جلد۳	صفحہ۳۶
قال الالبانی:	صحیح		
شرح مشکل الآثار	رقم الحدیث (۲۱۲۲)	جلد۵	صفحہ۳۶۶
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ حسن		
سنن النسائی		جلد۷	صفحہ۱۴۳
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۱۷۴)	جلد۳	صفحہ۱۲۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۵۲۸)	جلد۲	صفحہ۲۴
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۵۲۸)	جلد۲	صفحہ۱۰۴
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۱۹)	جلد۲	صفحہ۱۶۳
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح		

مصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۹۲۸۵)	جلد ۵	صفحہ ۱۷۵
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۱۷۸۳۰)	جلد ۹	صفحہ ۴۵
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۲۶۳۹)	جلد ۱۰	صفحہ ۳۷۸
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۶۴۰)	جلد ۶	صفحہ ۲۹۸
المسند الجامع	رقم الحدیث (۸۵۹۱)	جلد ۱۱	صفحہ ۲۰۰
المستدرک	رقم الحدیث (۷۲۵۵)	جلد ۷	صفحہ ۲۵۹۰
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح اسنادہ ولم یخرجاہ		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۴۹۰)	جلد ۶	صفحہ ۴۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
الدر المنثور		جلد ۴	صفحہ ۱۷۲
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۲۷۸۲)	جلد ۳	صفحہ ۳۵۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۲۷۸۲)	جلد ۴	صفحہ ۳۲۶
قال الدکتور بشار عواد:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۲۶۰)	جلد ۲	صفحہ ۳۸۷
قال الالبانی:	صحیح		
المسند الحمیدی	رقم الحدیث (۵۸۴)	جلد ۲	صفحہ ۲۶۷
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۱۱۹۹)	جلد ۵	صفحہ ۱۹
قال الالبانی:	صحیح الاسناد		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۸۶۹)	جلد ۶	صفحہ ۳۴۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور وہ ہجرت پر بیعت کرنا چاہتا تھا اور وہ اپنے ماں باپ کو روتا چھوڑ کر آیا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اپنے ماں باپ کے پاس واپس لوٹ جاؤ جیسے انہیں روتا چھوڑ کر آئے ہو ایسے ہی انہیں ہنساؤ۔

-☆-

ہجرت ایک عظیم نیکی ہے اللہ کی رضا کی خاطر اپنے گھر کو اپنے وطن کو اور اپنے اہل قبیلہ کو خیر باد کہہ کر دارِ اسلام میں آ جانا معمولی نیکی نہیں اس نیکی کے حصول کیلئے ایک آدمی حضور نبی

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۶۸۳۳) جلد۶ صفحہ۳۲۸
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ حسن
اتحاف السادۃ المتقین جلد۶ صفحہ۳۲۲
کنز العمال رقم الحدیث (۴۵۵۳۲)
الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۳۶۵۰) جلد۳ صفحہ۲۸۳
قال المحقق: حسن
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۲۴۸۱) جلد۲ صفحہ۶۴۶
قال الالبانی: صحیح

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کر رہا ہے اس کے ماں باپ زندہ ہیں اور انہیں روتا ہوا چھوڑ کر آیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ہجرت کی اجازت نہیں دی بلکہ اسے گھر واپس جانے کا حکم ارشاد فرمایا اور فرمایا

جیسے ماں باپ کو روتا چھوڑ کر آئے ہو اسی طرح واپس جا کر انہیں ہنساؤ۔ پہلے وہ اس کے آنے سے رنجیدہ ہوئے اب جب وہ واپس جائے گا تو اس کے جانے سے ماں باپ کو خوشی ومسرت ہوگی اور ان کے لبوں پر مسکراہٹ ہوگی۔ اولاد کی طرف سے ایسا عمل جس سے ماں باپ کے لبوں پر مسکراہٹ آجائے اولاد کیلئے باعث سعادت ونیک بختی ہے۔

ہمارے اسلاف ماں باپ کی خوشی کو کیا اہمیت دیتے تھے۔ عارف باللہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنیئے

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ ابو اسماعیل دباس کہتے ہیں کہ میں حج کی نیت سے گھر سے نکلا اور شیراز پہنچ گیا وہاں ایک مسجد میں گیا جہاں میں نے شیخ مومن کو دیکھا کہ کچھ سی رہے ہیں میں سلام کر کے بیٹھ گیا جب میری طرف متوجہ ہوئے تو مجھ سے دریافت کیا کہ کس نیت سے گھر سے نکلے ہو؟ کیا حج کا ارادہ ہی؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا: لوٹ جاؤ اور ماں کی خدمت کرو مجھے ان کی یہ بات ناگوار محسوس ہوئی تو فرمانے لگے دل میں کیا پیچ وتاب کھا رہے ہو میں نے پچاس (۵۰) حج کیئے ہیں میں ان تمام حجوں کا ثواب تم کو دیتا ہوں اس کے عوض تم اپنی والدہ کی وہ خوشی مجھے دے دو جو تمہاری خدمت سے ان کو ہوگی۔[1]

---

(۱) نفحات الانس صفحہ ۵۵۸

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ أتَی رَجُل" رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ و آلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ إنی اَشْتَھِی الْجِھَادَ وَلاَ اَقْدِرُ عَلَیْہِ قَالَ ھَلْ بَقِیَ مِنْ وَالِدَیْکَ اَحَد"؟ قَالَ اُمِّیْ قَالَ: قَابِلِ اللّٰہَ فِیْ بِرِّھَا فَإذَا فَعَلْتَ ذَالِکَ فَأنْتَ حَاجّ" وَمُعْتَمِر" وَمُجَاھِد" فَإذَا رَضِیَتْ عَنْکَ فَاتق وَبِرَّھا.

نضرۃ النعیم	رقم الحدیث	جلد۳	صفحہ۲۷۷
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد/ رقم الحدیث (۱۳۳۹۹)		جلد۸	صفحہ۲۵۵
قال الہیثمی:	رجالہ رجال الصحیح		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۲۷۶۰)	جلد۵	صفحہ۱۴۹
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۶۵۳)	جلد۳	صفحہ۲۸۴
قال المحقق:	حسن		
صحیح الترغیب والترھیب			
المطالب العالیۃ	رقم الحدیث (۲۵۱۹)	جلد۲	صفحہ۳۷۹
الدر المنثور		جلد۴	صفحہ۱۷۳
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۶	صفحہ۳۱۴

ترجمۃ الحدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک آدمی حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا عرض کی میں جہاد کرنا چاہتا ہوں لیکن اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے والدین سے کوئی زندہ ہے۔ اس نے کہا میری والدہ زندہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان سے حسن سلوک کر کے اللہ کی رضا کا طالب ہو۔

جب تم ایسا کرلو گے تو حاجی بھی ہو تم عمرہ ادا کرنے والا بھی ہو تم مجاھد بھی ہو بس جب تیری والدہ تجھ سے راضی ہو جائے تو تقویٰ اختیار کر اور اس سے مزید حسن سلوک سے پیش آیا کر اور اس کی خدمت کر۔

-☆-

حج اسلام کے بنیادی پانچ ارکان میں سے پانچواں ہے بعض عبادتیں بدنی ہیں اور بعض مالی لیکن حج عبادت مرکب ہے یعنی یہ عبادت قولی بھی ہے بدنی بھی ہے اور مالی بھی ہے۔ اس عبادت کیلئے دور دراز کا سفر طے کرنا پڑتا ہے اپنے اھل وعیال سے جدائی برداشت کرنا پڑتی ہے کثیر رقم صرف کرنی پڑتی ہے اور اس پر جسمانی مشقت مستزاد ہے۔ اسی لئے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وآلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ

مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رجَعَ مِنْ ذُنُوبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهٗ

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۵۲۱)	جلد ۱	صفحہ ۴۵۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۳۵۰)	جلد ۳	صفحہ ۱۵۷
سنن ابن ماجہ نمبر ۱	رقم الحدیث (۲۸۸۹)	جلد ۳	صفحہ ۴۰۹
قال محمود محمد محمود:	متفق علیہ		
سنن ابن ماجہ نمبر ۲	رقم الحدیث (۲۸۸۹)	جلد ۴	صفحہ ۳۹۷
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۳۵۴)	جلد ۳	صفحہ ۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۶۲۳)	جلد ۵	صفحہ ۱۱۷
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۶۲۶)	جلد ۲	صفحہ ۲۳۹
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۴۳۱)	جلد ۱۰	صفحہ ۹۰
مسند الدارمی	رقم الحدیث (۱۸۳۷)	جلد ۲	صفحہ ۱۱۳۰
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۳۷۵)	جلد ۷	صفحہ ۱۸۸
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند أبی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۲۵۱۹)		صفحہ ۳۲۹
مصنف عبد الرزاق	رقم الحدیث (۸۸۰۰)	جلد ۵	صفحہ ۴
مسند الحمیدی	رقم الحدیث (۱۰۰۴)	جلد ۲	صفحہ ۴۴۰
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۲۵۱۴)	جلد ۴	صفحہ ۱۳۱
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۶۱۹۸)	جلد ۱۱	صفحہ ۶۱
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے سنا حضور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے

جس نے حج کیا کوئی بے حیائی کی بات نہ کی اور نہ اللہ کی نافرمانی کی تو اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو کر پلٹے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

-☆-

حج ایسی عبادت ہے جس کے کرنے سے انسان گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۶۹۴)	جلد۹	صفحہ۷
قال الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۱۸۴۱)	جلد۷	صفحہ۴
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
المسند الجامع	رقم الحدیث (۱۳۳۶۶)	جلد۱۷	صفحہ۱۰۵
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۲۵۱۴)	جلد۴	صفحہ۱۳۱
السنن الکبریٰ (للبیہقی) / رقم الحدیث (۱۰۳۸۵)		جلد۵	صفحہ۴۲۹
قال البیہقی:	رواہ المسلم فی الصحیح		

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَیْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۷۷۳)	جلد ۱	صفحہ ۵۲۳
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۳۴۹)	جلد ۳	صفحہ ۱۵۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۹۳۴)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۴
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۹۳۳)	جلد ۱	صفحہ ۴۷۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۶۲۵)	جلد ۵	صفحہ ۱۱۹
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۶۲۸)	جلد ۲	صفحہ ۲۴۰
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۵۷۳)	جلد ۹	صفحہ ۳۹۰
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۶۹۵)	جلد ۹	صفحہ ۸
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۶۹۶)	جلد ۹	صفحہ ۹
قال الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۲۸۸۸)	جلد۳	صفحہ۴۰۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
سنن ابن ماجہ نمبر۲	رقم الحدیث (۲۸۸۸)	جلد۴	صفحہ۳۹۶
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۳۵۳)	جلد۳	صفحہ۶
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۳۴۸)	جلد۷	صفحہ۱۶۸
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۸۷۹۸)	جلد۵	صفحہ۳
مصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۸۷۹۹)	جلد۵	صفحہ۴
مسند الحمیدی	رقم الحدیث (۱۰۰۲)	جلد۲	صفحہ۴۳۹
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۲۵۱۳)	جلد۴	صفحہ۱۳۱
مسند ابی یعلیٰ الموصلی	رقم الحدیث (۶۶۵۷)	جلد۱۲	صفحہ۱۱
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۱۰۳۸۲)	جلد۵	صفحہ۴۲۹
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۱۸۴۳)	جلد۷	صفحہ۶
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علیٰ صحتہ		
المسند الجامع	رقم الحدیث (۱۳۳۶۸)	جلد۱۷	صفحہ۱۰۷
الموطا امام مالک		جلد۱	صفحہ۲۸۱

نے ارشاد فرمایا

ایک عمرہ دوسرے عمرہ درمیانی تمام گناہوں کا کفار ہے اور حج مبرور کی جزاء جنت ہی ہے۔

-☆-

واقعی حج ایسی عبادت ہے جو انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے اور اسے جنتی بنا دیتی ہے جس کا حج مقبول ہوا وہ دنیا میں چلتا پھرتا جنتی ہے۔ اب زیر نظر حدیث پاک میں غور فرمایئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

اللہ کی رضا کیلئے اپنے ماں باپ کی خدمت کرو جب تم نے ایسا کر لیا تو تم حج ادا کرنے والے عمرہ کرنے والے اور جہاد کرنے والے ہو۔

فقط ماں باپ کی خدمت سے انسان حج عمرہ اور جہاد کا ثواب پالیتا ہے۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السَّلْمِيِّ. رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ اَرَدْتُ الْجِهَادَ اَبْتَغِيْ بِذَالِكَ وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَ:

وَيْحَكَ أَحَيَّةٌ" اُمُّكَ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ارْجِعْ فَبِرَّهَاثُمَّ اَتَيْتُه' مِنَ الْجَانِبِ الْآخِرِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!اِنِّيْ كُنْتُ اَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ اَبْتَغِيْ بِذَالِكَ وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَ: وَيُحَكَ اَحَيَّةٌ" اُمُّكَ؟قُلْتُ نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ فَارْجِعْ اِلَيْهَا فَبِرَّهَا ثُمَّ اَتَيْتُه' مِنْ اَمَامِهٖ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ كُنْتُ اَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ اَبْتَغِيْ بِذَالِكَ وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَ وَيْحَكَ

أحَیَّہ" اُمُّکَ قُلْتُ نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَیْحَکَ اِلْزَمْ رِجْلَهَا فَثَمَّ الْجَنَّةُ.

ترجمة الحديث:

حضرت معاویہ بن جاھمہ السلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو عرض کی یارسول اللہ! میں آپ کے ساتھ جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں اور اس کے ذریعے اللہ کی رضا اور دارِ آخرت کا طلبگار ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کیا تیری والدہ زندہ ہے میں نے کہا ہاں تو حضور نے فرمایا ماں کے پاس واپس لوٹ جا اور اس کی خدمت کر۔

پھر میں دوسری جانب سے حاضر ہوا عرض کی یارسول اللہ! میں آپ کے ساتھ جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور دار آخرت کا طلبگار ہوں۔

نضرۃ النعیم		جلد۳	صفحہ۲۷۷
وقال المحقق وصححہ الالبانی			
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۷۸۱)	جلد۳	صفحہ۳۵۵
قال محمود محمد محمود حسین:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۲۵۹)	جلد۲	صفحہ۳۸۶
قال الالبانی:	حسن صحیح		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۸۱۶۲)	جلد۸	صفحہ۳۱۱
مصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۵۴۶۳)	جلد۸	صفحہ۳۵۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۳۷۵)	جلد۸	صفحہ۴۲۴

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کیا تیری والدہ زندہ ہے میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ! تو آپ نے فرمایا واپس اپنی والدہ کے پاس چلا جا اور اس کی خدمت میں مشغول ہو جا۔

پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سامنے سے حاضر ہوا میں نے عرض کی یارسول اللہ! میں آپ کے ساتھ جہاد کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اس سے اللہ کی رضا ور دارِ آخرت کا طلبگار رہوں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ! تو حضور نے فرمایا

اپنی ماں کے قدم تھام لے جنت وہیں ہے۔

والدین کی خدمت کا حق
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
کی نظر میں

عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ اَنَّهٗ شَهِدَ ابْنَ عُمَرَ وَرَجُل" یَمَانِیّ" یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ حَمَلَ اُمَّهٗ وَرَاءَ ظَهْرِهٖ یَقُوْلُ:

اِنِّیْ لَهَا بَعِیْرُهَا الْمُذَلَّل اِن اُذْعِرَتْ رِکَابُهَا لَمْ اُذْعَرُ

ثُمَّ قَالَ: یَا ابْنَ عُمَرَ! أَتَرَانِیْ جَزَیْتُهَا؟

قَالَ لاَ، وَلاَ بِزَفْرَةٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ طَافَ ابْنُ عُمَرَ فَأَتَی الْمَقَامَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ قَالَ: یَاابْنَ اَبِیْ مُوْسٰی! اِنَّ کُلَّ رَکْعَتَیْنِ تُکَفِّرَانِ مَااَمَامَهُمَا.

ترجمة الحديث:

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ایک یمنی آدمی طواف کعبہ کررہا تھا اور اپنی والدہ کو اپنی پشت پر اٹھائے ہوئے تھا۔

الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۱)	صفحہ ۱۳
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۱)	صفحہ ۳۶
قال الالبانی:	صحیح الاسناد	

کہتا جا رہا تھا

میں اپنی والدہ کا فرمانبردار اونٹ ہوں جس پر وہ سوار ہے۔ اگر اس کی سواریاں تھک جائیں میں تھکنے والا نہیں۔

پھر اس نے کہا اے ابن عمر! آپ کے خیال میں کیا میں نے اپنی والدہ کا بدلہ چکا دیا؟

تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تو ایک زفرہ کا بدلہ بھی نہیں چکایا پھر حضرت ابن عمر نے طواف فرمایا تو مقام ابراھیم پر آئے تو دو رکعتیں ادا فرمائیں پھر فرمایا

اے ابن ابی موسیٰ! بیشک مقام ابراھیم کی دو رکعتیں پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔

-☆-

کبھی کبھی انسان ایسا کام کر جاتا جس سے اس کے ذھن میں یہ خیال سما جاتا ہے کہ اس نے ماں باپ کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ انسان زندگی بھر ان کی خدمت کرتا رہے ان کے حسن سلوک کرتا رہے ان کی دلجوئی اپنا شیوہ بنا لے اور انکا خوش رکھنا اپنا مطمع نظر بنا لے اس کے باوجود یہ سمجھے کہ اس کے ان کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے تو یہ سراسر نادانی ہے۔ ہاں یہ بات واضح ہے کہ اس کی خدمت کے صلہ میں اس نے نامہ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ ماں باپ سے حسن سلوک کے سبب عالم ملکوت کے باسی اس کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ماں باپ کو راضی کر کے وہ نیک اور صالح افراد کی دعاؤں کا سزاوار ٹھہرتا ہے اور ان کو خوش کر کے خالق و مالک کی رضا حاصل کر لیتا ہے۔ ان سب سعادتوں کے باوجود وہ خدمت کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

زیر نظر روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک آدمی کو حالت طواف میں

دیکھتے ہیں اور وہ طواف اس شان سے کر رہا ہے کہ اپنی والدہ کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہے یہ حالت واقعی قابل رشک ہے انسان اللہ کے گھر کا طواف کر رہا ہو شدت گرمی سے اس کا پسینہ بہہ رہا ہو کنکریاں پاؤں کو تکلیف دے رہے ہوں اس پر اضافہ یہ کہ اپنی والدہ کو اٹھائے ہوئے ہو اور جبر سے نہیں بلکہ محبت کے جوش سے اللہ کو یاد کر رہا ہو۔

آ کر وہ آدمی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھ بیٹھا حضور! آپ نے میری کیفیت وحالت کا مشاہدہ کیا اب اس کعبۃ اللہ میں گواہی دے دیجئے کہ میں نے اپنی ماں کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے تو اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

ماں کا حق! ارے ناداں ماں کی ساری زندگی کی بات کرتا ہے تو نے تو ماں نے جو تیرے لیئے تکالیف اٹھائی ہیں تو نے تو ابھی ایک تکلیف کا حق بھی ادا نہیں کیا۔

فَاَتَی الْمَقَامَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ

بیت اللہ سارا شان والا اسکی عزت وعظمت کا کون بدبخت انکار کرسکتا ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے دو رکعت ادا کرنے کیلئے مقام ابراھیم کا انتخاب فرمایا آخر ایسا کیوں؟

مقام ابراھیم اس پتھر کو کہتے ہیں جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت اللہ کی تعمیر کیا کرتے تھے اس پتھر کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اس نے اللہ کے پیارے خلیل حضرت ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم چومے حضرت ابراھیم علیہ السلام کے مبارک قدموں کے نشان اس پتھر پر موجود ہوئے تو اللہ ذوالجلال والاکرام نے بھی اس پتھر کو مقدس قرار دیا اور فرمایا

فَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى

مقام ابراھیم کے نزدیک صلاۃ ادا کرو۔

حالانکہ سارا کعبۃ اللہ عظمت وشان سے لبریز ہے لیکن اس پورے حرم میں مقام ابراھیم کو منفرد مقام دیا گیا تو غور فرمایئے یہاں کسی اللہ والے کے قدم لگیں خالق و مالک وہاں صلاۃ ادا کرنے کا حکم فرماتا ہے تو جہاں کوئی اللہ والا محو استراحت ہو اسکا مزار پرانوار ہو تو اس کے قرب وجوار میں صلاۃ ادا کرنا کس درجہ اہمیت کا حامل ہوگا اور وہاں کی برکات کو کیسے احاطہ تحریر میں لایا جاسکتا ہے۔

رب تعالیٰ کی رضا
والد کی رضا میں

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ رِضَا الرَّبِّ فِی رِضَاالْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ.

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۰۷)	جلد۳	صفحہ۳۲۰
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۸۹۹)	جلد۲	صفحہ۳۴۰
قال الالبانی:	صحیح		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۲)	جلد	صفحہ۱۱
صحیح الادب المفرد			
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۲۹)	جلد۲	صفحہ۱۷۲
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۵۱۶)		جلد۲	صفحہ۲۹
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۹۲۷)	جلد۳	صفحہ۱۳۷۹
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۳۸۳۳)	جلد۳	صفحہ۳۵۴
شرح السنۃ (للبغوی)	رقم الحدیث (۳۴۲۳)	جلد۱۳	صفحہ۱۱
المستدرک (للحاکم)	رقم الحدیث (۷۲۴۹)	جلد۷	صفحہ۲۵۸۸
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسناد علی شرط مسلم ولم یخرجاہ		
تلخیص بذیل المستدرک		جلد۷	صفحہ۲۵۸۹
قال الذھبی:	علی شرط مسلم		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رب تعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب تعالیٰ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

-☆-

ہر مسلم، ہر کلمہ گو اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہے اسکی دلی تمنا یہ۔ ہے کہ اس کا خالق و مالک اور اس کا پروردگار اس سے راضی ہو تو اس حدیث پاک میں اس کا ایک واضح طریقہ ارشاد فرمایا گیا ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کو راضی اور خوش کرنا چاہتے ہو تو اپنے والد کو راضی کرو جس والد نے بچپن میں تمہاری خاطر مصیبتیں جھیلیں اور اپنی جملہ توانائیاں تمہاری بھلائی کی خاطر صرف کیں

حلیۃ الاولیاء		جلد۸	صفحہ۲۱۵
موارد الظمآن	رقم الحدیث (۲۰۲۶)		صفحہ۴۹۶
فیض القدیر	رقم الحدیث (۴۴۵۶)	جلد۴	صفحہ۳۳
الدر المنثور		جلد۴	صفحہ۱۷۲
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۶۷۲)	جلد۳	صفحہ۲۹۲
قال المحقق:	حسن		
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۲۵۰۱)		جلد۲	صفحہ۶۵۷
قال الالبانی:	حسن لغیرہ		

اب بڑھاپے میں اسکی خدمت کا وقت آیا ہے تو اس کی خدمت کرو جب تم اس کی خدمت کرو گے اس سے حسن سلوک سے پیش آ ؤ گے عمدہ برتاؤ کا اظہار کرو گے تو یقیناً تمہارا والد تم سے راضی ہوگا اور جب تمہارا والد تم سے راضی ہوگا تو یقین کرو کہ تمہارا خالق و مالک بھی تم سے راضی ہو گیا ہے کیونکہ

رِضَاالرَّبِّ فِی رِضَاالْوَالِدِ

رب تعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں ہے۔

اور سن لو! اگر تم نے نافرمانیاں کر کے اپنے والد کو دل کو دکھی کیا اس کی خدمت نہ کی اور نہ اسکی عزت وتکریم کا پاس کیا اگر تمہارے ان کرتوتوں کے سبب تمہارا والد تم سے ناراض ہو گیا تو سن لو تمہارا رب بھی تم سے ناراض ہو گیا۔ اب غور کیجئے جس کا رب اس سے ناراض ہو جائے اسے خیر کہاں سے نصیب ہوگی اس کی آخرت تباہ و برباد ہوگی اس سے اس کی عزت چھن جائے گی اور وہ عذاب الٰہی کا سزاوار ہوگا۔

اس حدیث پاک میں والد کا لفظ آیا ہے تو دیگر احادیث مقدسہ سے بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اگر والد کو راضی کرنے سے رب تعالیٰ راضی ہوتا ہے تو والدہ کو راضی کرنے سے وہ بطریق اولیٰ راضی ہوگا اور اسکے کرم کا جوبن نرالا ہوگا اور اگر والد کو ناراض کرنے رب تعالیٰ ناراض ہوتا ہے تو والدہ کو ناراض کرنے سے رب تعالیٰ کی ناراضگی بھی بڑھ جاتی ہے اور جب اسکی ناراضگی بڑھ جاتی ہے تو والدہ کو ناراض کرنے والا اھل جہاں کیلئے باعث عبرت بن جایا کرتا ہی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَاحِ، ثنا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ اَبِی عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ سَمِعَ النَّبِیَّ رَسُوْلَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَأَضِعْ ذَالِکَ الْبَابَ اَوِاحْفَظْهُ.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۶۶۳)	جلد۴	صفحہ۲۱۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۳۶۶۳)	جلد۵	صفحہ۲۵۲
قال بشار عواد معروف:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۹۸۰)	جلد۳	صفحہ۲۱۴
قال الالبانی:	صحیح		
کنز العمال	رقم الحدیث (۴۵۴۸۹)	جلد۱۶	صفحہ۴۶۸
الجامع الصحیح	رقم الحدیث (۱۹۰۰)	جلد۴	صفحہ۳۱۱
قال الترمذی:	ھذا حدیث صحیح		
الادب المفرد بالفاظ مختلفہ			صفحہ۱۴
صحیح الادب المفرد			صفحہ۳۴
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۹۲۸)	جلد۳	صفحہ۱۳۷۹
المستدرک	رقم الحدیث (۷۳۴۴)	جلد۵	صفحہ۲۱۱
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح		
مصنف ابن ابی شیبہ		جلد۸	صفحہ۳۵۲
سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ/ رقم الحدیث (۹۱۴)		جلد۲	صفحہ۶۱۷
الدر المنثور		جلد۴	صفحہ۱۷۳
کشف الخفاء	رقم الحدیث (۲۹۱۳)	جلد۲	صفحہ۳۳۹
مشکل الاثار		جلد۲	صفحہ۱۵۸
مسند حمیدی	رقم الحدیث (۳۹۵)	جلد۱	صفحہ۱۹۴

ترجمة الحديث:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے

والد جنت کا درمیانہ دروازہ ہے (اب تیری مرضی) تو اس دروازے کو ضائع کر یا اس کی حفاظت کر۔

-☆-

فقال له ابو الدرداء! أوف نذرك وبر والديك إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الوالد أوسط باب الجنة، فحافظ على الوالد أو اترك.

ترجمة الحديث:

باپ کو جنت کا مین گیٹ قرار دیا گیا ہے یعنی باپ کی خدمت اور اس کی اطاعت ایک

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۶۱۴)	جلد ۱۶	صفحہ ۷۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۲۰۸۹)	جلد ۳	صفحہ ۵۴۳
قال محمود محمد محمود حسین:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۲۰۸۹)	جلد ۳	صفحہ ۴۷۵
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۷۱۲)	جلد ۲	صفحہ ۱۹۳
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۹۴۸)	جلد ۸	صفحہ ۲۲۶

بیٹے کیلئے جنت کے درمیانے دروازے کی حیثیت رکھتا ہے۔ باپ کی خدمت کر کے اس کا دل جیت کر دروازے کی حفاظت کی جاسکتی ہے اور باپ کو ناراض کر کے اور اس کے دل کو دکھا کر اس دروازے کو ضائع کیا جاسکتا ہے۔

جب کوئی بیٹا اپنے باپ کی صحیح خدمت کرتا ہے اس کی فرمانبرداری اپنا شعار بناتا ہے تو گویا قیامت کے دن اسے جنت کے درمیانے دروازے سے گزارا جائے گا باپ کے اطاعت گزار کیلئے جنت کا مین دروازہ منتظر ہوگا اور جو آدمی باپ کا نافرمان ہوگا گویا اس نے اس دروازے کو ضائع کردیا جب درمیانہ دروازہ ضائع کردیا جائے تو عمارت میں کیسے داخل ہوا جاسکتا ہے اسی طرح باپ کے نافرمان کیلئے جنت کی راہیں مسدود ہوں گی۔

قرآن وحدیث میں ایسے کلمات آتے ہیں جنکا معنی ومفہوم مراد لینا دشوار ہوتا ہے اس کے معنی ومفہوم کو اس کی مراد کو اللہ کی طرف لوٹا کر اپنے عجز کا اعتراف کیا جاتا ہے یا ایسا مفہوم ذکر کیا جاتا ہے جو قوانین شریعت اور بدیہی حقائق سے متصادم نہ ہو۔

زیرنظر حدیث میں باپ کو جنت کا درمیانہ دروازہ کہا گیا ہے اس کا ظاہری مفہوم مراد لینا مشکل ہے کیونکہ جنت بہت پہلے کی بنی ہوئی ہے اور اسکے دروازے بھی بنے ہوئے ہیں ہر آدمی باپ رکھتا ہے اور وہ بھی تو کسی کا باپ ہوسکتا ہے پھر جنت کے درمیانی دروازے اربوں کی تعداد سے متجاوز ہونگے تو اس حدیث پاک کا واضح مفہوم یہ ہے کہ باپ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے والی اولاد کو جنت نصیب ہوگی کیونکہ باپ کی اطاعت جنت کے درمیانی دروازے کی حیثیت رکھتی ہے تو جب درمیانی دروازہ ہی اسکا رہنا ہے تو جنت بھی اسی کی ہے۔

موجودہ دور میں بعض افراد قرآن کریم میں اور احادیث مقدسہ میں وارد ایسے کلمات

جنکا ظاہری مفہوم لینا مشکل ہوا کرتا ہے ان پر اپنے علمی کمالات دکھانے کی سعی ناتمام کرتے ہیں۔خصوصاً اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسے کلمات کا ظاہری معنی لینے میں ذرہ جھجک محسوس نہیں کرتے حالانکہ ایسی آیات متشابھات کے زمرہ میں آتی ہیں اور متشابھات کا علم اللہ کے علاوہ کون ہے جو ذاتی طور پر جانتا ہو۔

حدیث قدسی ہے بخاری شریف کے الفاظ ملاحظہ ہوں

لَایَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُبِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَاوَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا.

ترجمة الحديث:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

بندہ نوافل ادا کرتے کرتے میرے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۴۷)	جلد۲	صفحہ۵۸
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۵۰۲)	جلد۴	صفحہ۲۰۳۹
حلیۃ الاولیاء		جلد۱	صفحہ۴
شرح السنۃ (للبغوی)	رقم الحدیث (۱۲۴۸)	جلد۵	صفحہ۱۹
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
السنن الکبریٰ (للبیہقی) / رقم الحدیث (۶۳۹۵)		جلد۳	صفحہ۴۸۲
قال البیہقی.	رواہ البخاری فی الصحیح		
السنن الکبریٰ (للبیہقی) / رقم الحدیث (۲۰۹۸۰)		جلد۱۰	صفحہ۳۷۰
قال البیہقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
جامع العلوم والحکم		جلد۲	صفحہ۳۳۰
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۱	صفحہ۴۰۳
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۹	صفحہ۶۱۰

جن سے وہ پکڑتا ہے میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

-☆-

ایک مومن وصالح بندے پر وقت آتا ہے کہ جب اللہ اس کے محبت کرتا ہے تو اللہ اس کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتا ہے اللہ اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے اللہ اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جن سے وہ پکڑتا ہے اللہ اس کے پاؤوں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتا ہے۔

کیا ایک صالح ومتقی جو اس درجہ پر فائز ہو اس کے ہاتھ پاؤوں اللہ ہوا کرتا ہے اس کے کان آنکھیں اللہ ہوا کرتا ہے۔

تَعَالَى اللّٰه عَنْ ذَالِکَ عُلُواً کَبِیرا.

تو ماننا پڑے گا کہ اس حدیث پاک مفہوم کچھ اور ہے۔

اَقْرَبُ الاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہ' اَتَاہُ رَجُل'' فَقَالَ:
اِنِّیْ خَطَبْتُ اِمْرَأۃً فَأَبَتْ اَنْ تَنْکِحَنِیْ وَخَطَبَھَا غَیْرِیْ فَأَحَبَّتْ اَنْ تَنْکِحَہ' فَغِرْتُ عَلَیْھَا فَقَتَلْتُھا. فَھَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَۃٍ؟ قَالَ: اُمُّکَ حَیَّۃ'' ؟ قَالَ: لاَ. قَالَ تُبْ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ تَقَرَّبْ اِلَیْہِ مَااسْتَطَعْتَ(قَالَ عَطَاءُ بْنُ یَسَارٍ)فَذَھَبْتُ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ: لِمَ سَأَلْتَہ' عَنْ حَیَاۃِ اُمِّہٖ فَقَالَ اِنِّیْ لاَ اَعْلَمُ عَمَلاً اَقْرَبَ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ بِرِّالْوَالِدَۃِ

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
ان کے پاس ایک آدمی آیا اس نے کہا میں نے ایک عورت کو پیغام نکاح بھیجا تو اس نے مجھ سے نکاح کرنے سے انکار کردیا تو میرے علاوہ کسی اور نے اسے پیغام نکاح بھیجا تو اس عورت کو یہ بات پسند آئی کہ اس آدمی سے نکاح کرے تو مجھے اس پر غیرت آئی تو میں نے اس

الادب المفرد — رقم الحدیث (۴) — صفحہ ۱۲
صحیح الادب المفرد — رقم الحدیث (۴) — صفحہ ۳۴
قال الالبانی: صحیح

عورت کو قتل کر دیا۔ کیا اب میرے لیئے توبہ ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا

کیا تیری والدہ زندہ ہے۔ اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا

اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو اور عبادت و بندگی کر کے جتنا اللہ کے قریب ہو سکتے ہو جاؤ۔

حضرت عطاء بن یسار نے فرمایا میں گیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے پوچھا؟ آپ نے اس سوال کرنے والے سے یہ کیوں پوچھا کہ کیا تیری ماں زندہ ہے تو آپ نے فرمایا

میں نہیں جانتا کہ ماں سے حسن سلوک سے بڑھ کوئی عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کا تقرب عطا کر دے۔

اَحَبُّ الاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ

حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ: الْوَلِیْدُ بْنُ عَیْزَارَ أَخْبَرَنِیْ قَالَ سَمِعْتُ اَبَاعَمْرٍو الشَّیْبَانِیَّ یَقُوْلُ

اَخْبَرَنَا صَاحِبُ ھٰذِہِ الدَّارِ وَاَوْمَأَبِیَدِہٖ اِلٰی دَارِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلِہٖ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ اَلصَّلاۃُ عَلٰی وَقْتِھَا قَالَ ثُمَّ اَیّ" ؟ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ. قَالَ ثُمَّ اَیّ" ؟ قَالَ اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بِھِنَّ وَلَوِاسْتَزَدْتُہٗ لَزَادَنِی.

صحیح البخاری	رقم الحدیث(۵۹۷۰)	جلد۴	صفحہ۱۸۹۱
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۲۷۸۲)	جلد۲	صفحہ۸۶۱
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۵۶۲)	جلد۱	صفحہ۳۳۰
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث(۳۹۷)		جلد۱	صفحہ۲۸۵
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۸۵)	جلد۱	صفحہ۱۲۵
سنن الترمذی	رقم الحدیث(۱۹۰۵)	جلد۳	صفحہ۳۵۹
قال الترمذی:	حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث(۱۸۹۸)	جلد۱	صفحہ۳۳۹
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابو عمرو الشیبانی فرماتے ہیں

ہمیں اس گھر کے مالک نے حدیث بیان کی اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا

کونسا عمل اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

سلسلة الاحاديث الصحيحة / رقم الحديث (۱۴۸۹)	جلد۳	صفحہ۴۷۵
سنن النسائی	جلد۱	صفحہ۲۹۲
صحيح سنن النسائی رقم الحديث (۶۰۹)	جلد۱	صفحہ۲۰۲
قال الالبانی: صحیح		
تحفة الاشراف رقم الحديث (۹۲۳۲)	جلد۷	صفحہ۳۰
مسند الامام احمد (مختصراً) / رقم الحديث (۴۲۲۳)	جلد۴	صفحہ۱۸۲
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد رقم الحديث (۴۱۸۶)	جلد۴	صفحہ۱۷۲
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد رقم الحديث (۳۹۹۸)	جلد۴	صفحہ۱۱۲
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد رقم الحديث (۳۸۹۰)	جلد۴	صفحہ۷۳
قال احمد محمد شاکر اسنادہ صحیح		

صلاۃ (نماز) اپنے وقت پر ادا کرنا۔

انہوں نے پھر پوچھا اس کے بعد کونسا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ محبوب ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

والدین سے حسن سلوک کرنا اور ان کی خدمت کرنا۔

پھر عرض کی اس کے بعد کونسا عمل اللہ کے ہاں زیادہ محبوب ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

جهاد فى سبيل الله

آپ نے فرمایا یہ چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بیان فرمائیں اگر میں اس سے زیادہ پوچھتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ جواب مرحمت فرماتے۔

حَـدَّثَـنَـا اَبُـوْبَـكْـرِ بْـنُ اَبِـىْ شَيْبَةَ، ثَنَا جَرِيْر'' عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَن اَبِىْ هُـرَيْـرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ لَايَجْزِىْ وَلَد'' وَالِداً اِلاّ اَنْ يَجِدَه' مَمْلُوْكاً فَيَشْتَرِيَه' فَيُعْتِقَه'.

سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۳۶۵۹)	جلد ۴	صفحہ ۲۱۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۳۶۵۹)	جلد ۵	صفحہ ۲۵۰
قال بشار عواد:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۷۲۶)	جلد ۳	صفحہ ۲۱۳
قال الالبانی:	صحیح		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰)	جلد	صفحہ ۱۷

صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰)		صفحہ ۳۶
الارواء الغلیل	رقم الحدیث (۱۷۴۷)	جلد ۶	صفحہ ۱۷۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۱۴۳)	جلد ۶	صفحہ ۵۵۸
قال احمد محمد شاکر، حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح			
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۵۶۰)	جلد ۷	صفحہ ۳۳۱
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۸۷۹)	جلد ۹	صفحہ ۳۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۷۰۶)	جلد ۹	صفحہ ۲۹۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المسند الجامع	رقم الحدیث (۱۴۰۲۳)	جلد ۱۷	صفحہ ۵۰۸
مسند ابی داؤد الطیاسی	رقم الحدیث (۲۴۰۵)		صفحہ ۷۹
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۳۷)	جلد ۲	صفحہ ۷۵۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۳۷)	جلد ۳	صفحہ ۲۶۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۱۳)	جلد ۳	صفحہ ۳۶۳
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۰۶)	جلد ۳	صفحہ ۳۴۴
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۵۱۰)	جلد ۳	صفحہ ۳۲۷
شرح مشکل الاثار	رقم الحدیث (۵۳۹۵)	جلد ۱۳	صفحہ ۴۳۹
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		

شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۲۴۲۵)	جلد۹	صفحہ۳۶۳
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۲۴)	جلد۲	صفحہ۱۶۷
قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح			
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۱۴۱۴)	جلد۱۰	صفحہ۴۸۷
قال المحقق:	رواہ البخاری فی الصحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۵۹۵)	جلد۹	صفحہ۳۹۶
قال المحقق:	حسن صحیح		
~~شعب الایمان (للبیہقی) / رقم الحدیث~~ (۷۸۴۶)		جلد۶	صفحہ۱۸۲
جامع الاصول	رقم الحدیث (۱۹۳)	جلد۱	صفحہ۳۹۱
زاد المعاد		جلد۵	صفحہ۱۵۰
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۳۳۹۱)	جلد۲	صفحہ۱۰۱۴
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۲۵۳۶)	جلد۲	صفحہ۴۸۶
حلیۃ الاولیاء		جلد۶	صفحہ۳۴۵
منصف (ابن ابی شیبہ) / رقم الحدیث (۵۴۵۰)		جلد۸	صفحہ۳۵۱
تاریخ بغداد		جلد۱۴	صفحہ۳۰۶
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۶۴۸)	جلد۳	صفحہ۲۸۲
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۲۴۷۹)		جلد۲	صفحہ۶۴۷
قال الالبانی:	صحیح		
الدر المنثور		جلد۴	صفحہ۱۷۲

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کوئی بیٹا باپ کو بدلہ نہیں دے سکتا مگر یہ کہ بیٹا اپنے باپ کو مملوک (غلام) پائے تو اسے خرید کر آزاد کردے۔

-☆-

والدین سے حسن سلوک
انکی وفات کے بعد بھی

عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ قَالَ فِیْمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِذْجَاءَہٗ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ سَلْمَۃَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! ھَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّالْوَالِدَیْنِ شَیْءٌ اَبَرُّھُمَابِہٖ بَعْدَ مَوْتِھِمَا؟قَالَ نَعَمْ اَلصَّلاۃُ عَلَیْھِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَھُمَا وَاِنْفَاذُعَھْدِھِمَا مِنْ بَعْدِھِمَا وَصِلَۃُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَاتُوْصَلُ اِلَّابِھِمَا وَاِکْرَامُ صَدِیْقِھِمَا.

نضرۃ النعیم		جلد۳	صفحہ۲۷۷
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۴۲)	جلد۲	صفحہ۷۵۸
صحیح سنن ابی داؤد			
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۰۰۴)	جلد۱۲	صفحہ۴۳۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۱۹۷)	جلد۸	صفحہ۳۴۴
الادب المفرد	رقم الحدیث (۳۵)		صفحہ۲۷
صحیح الادب المفرد			
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۱۸)	جلد۲	صفحہ۱۶۲

ترجمة الحديث:

حضرت ابواسید الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا

ہم حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بنی سلمہ کا ایک آدمی آیا اس نے عرض کی

یارسول اللہ! کیا والدین سے حسن سلوک میں سے ان کی موت کے بعد کچھ باقی رہ جاتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں

ان کی صلاۃ الجنازہ ادا کرنا

ان کیلئے استغفار کرنا

ان کے بعد ان کے عہد و پیمان کو پورا کرنا

صلہ رحمی کرنا جس کا وجود انہیں سے وابستہ ہو

ان کے دوست کی عزت وتکریم کرنا

المستدرک (للحاکم)/ جلد۴ صفحہ۱۵۴

قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه

تلخیص بذیل مستدرک جلد۴ صفحہ۱۵۴

قال الذهبی: صحیح

المسند الجامع رقم الحدیث (۱۱۳۱۰) جلد۱۵ صفحہ۳۵

جامع الاصول رقم الحدیث (۲۰۴) جلد۱ صفحہ۳۹۹

اولاد پر لازم ہے کہ وہ والدین سے حسن سلوک کرے انکی خیر خواہی انکی خبر گیری اور ان کو راحت و آرام پہنچائے نیز انکی خدمت کرے اولاد پر لازم وضروری ہے۔

یہ نیکی اور خدمت کا سلسلہ صرف اس جہاں تک نہیں کہ جبتک ان کے سانس آتے جاتے رہیں انکی نبض حیات میں حرکت رہے اولاد انکی خدمت میں کمر بستہ رہے بلکہ یہ سلسلہ انکی وفات کے بعد بھی جاری رکھنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی کتنا معنی خیز ہے کہ آپ نے والدین کی وفات کے بعد بھی اس سلسلہ کو جاری وساری رکھا۔

اَلصَّلاۃُ عَلَیْھِمَا

ماں باپ کی صلاۃ الجنازہ کا اہتمام کرنا یہ اولاد پر لازم ہے۔ جب بیٹا اس یہاں میں آیا تھا تو ماں باپ نے اس کی حسب توفیق تربیت کی اب ماں باپ اس جہاں سے رخصت ہوکر ایک اور جہاں کو جا رہے ہیں تو اولاد پر لازم ہے کہ انکے غسل وکفن ودفن کا اہتمام کرے صلاۃ الجنازہ ادا کرے پھر علیم وخبیر اور ستار وغفار اللہ کے سپرد کردے۔

اَلْاِسْتِغْفَارُ لَھُمَا

ماں باپ کا صرف جنازہ ہی ادا نہیں کرنا بلکہ انکے لیئے استغفار بھی کرنا اولاد کے استغفار سے ماں باپ کو فائدہ پہنچتا ہے اور جب ماں باپ کو اولاد کی طرف سے قبر میں فائدہ پہنچے گا تو وہ یقیناً قبر میں اپنی اولاد سے خوش ہونگے اور ماں باپ کا خوش ہونا اگرچہ عالم برزخ میں ہی کیوں نہ ہو اولاد کیلیئے سعادت مندی کی بین دلیل ہے۔

مومن والدین کیلیئے استغفار انبیاء کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کی سنت مطہرہ ہے۔ قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی دعا ان الفاظ سے موجود ہے

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِناً وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ.

اے ہمارے رب مغفرت فرما دے میرے لیئے اور میرے والدین کیلئے اور ہر اس آدمی کیلئے جو میرے گھر میں داخل ہوا مومن بن کر اور تمام مومنین اور تمام مومنات کیلئے۔

حضرت ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام کی دعاء واستغفار کے الفاظ یہ ہیں

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَاب.

اے ہمارے رب مغفرت فرما میرے لیئے اور میرے والدین کیلئے اور تمام مومنین کیلئے اس دن جس دن حساب قائم ہوگا۔

حضرت ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام کی اس دعاء سے یہ بھی عیاں ہوتا ہے کہ آپ کے والدین کریمین مومن تھے کیونکہ موت کے بعد مومنین کیلئے دعائے مغفرت کی اجازت ہے غیر مومن کیلئے استغفار کی قطعاً اجازت نہیں۔

اِنْفَاذُ عَهْدِهِمَامِنْ بَعْدِهِمَا

عہد کی پاسداری ایمان کی نشانی ہےاور عہد کو توڑنا نفاق کی علامت ہے اگر ماں باپ نے کسی سے عہد پیمان باندھا اور انکی موت نے اس عہد کو پورا کرنے کی مہلت نہیں دی تو اولاد پر لازم ہے کہ ان کے عہد و پیمان کو پورا کرے تاکہ وہ عالم برزخ میں اللہ کی گرفت سے محفوظ رہ سکیں۔

صِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَاتُوْصَلُ اِلَّابِهِمَا

سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلہ رحمی کا بڑا درس دیا ہے اور اپنی امت کو صلہ رحمی کی افادیت سے آگاہ فرمایا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں صلہ رحمی مومن کا وصف جمیل ہے خصوصاً اس تعلق کا خیال رکھنا جو تعلق والدین کی وساطت سے ہو اس

سے والدین کی ارواح کو خوشی نصیب ہوگی اور ایک مومن کیلئے یہی چیز وجہ سعادت وافتخار ہے۔

اِكْرَامَ صَدِيْقِهِمَا

والدین سے تعلق رکھنے والوں کو عزت وقدر کی نظر سے دیکھنا والدین سے محبت کی دلیل ہے خصوصاً جب والدین دنیا سے پردہ کر چکے ہوں ان کی وفات کے بعد انکے دوست واحباب کو قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھنا انکی عزت وتکریم بجالانا علامت سعادت ونجابت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نور بھری تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّاَنْ يَصِلَ الرَّجُلُ اَهْلَ وُدِّاَبِيْهِ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۵۲)	جلد ۵	صفحہ ۱۳۸
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۱۰)	جلد ۳	صفحہ ۳۶۱
قال الترمذی:	ھذا اسنادہ صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۰۳)	جلد ۲	صفحہ ۳۴۶
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۷۲۱)	جلد ۵	صفحہ ۲۱۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۳۰)	جلد ۲	صفحہ ۱۷۳
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۴۱)		صفحہ ۲۱
صحیح الادب المفرد			

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا
میں نے سنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے
نیکیوں میں عمدہ نیکی یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے باپ کے اھل محبت سے صلہ رحمی کرے۔

-☆-

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِحْفَظْ وُدَّ اَبِیْکَ وَلَاتَقْطَعْهُ فَیُطْفِیَٔ اللّٰهُ نُوْرَکَ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے والد کی اھل محبت کی حفاظت کرو ان سے قطع تعلق نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تیرے نور کو بجھا دے۔

-☆-

مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۳۴۲۷)	جلد ۸	صفحہ ۲۶۹
قال الھیثمی:	رواہ الطبرانی فی الاوسط: اسنادہ حسن		
شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۷۸۹۸)	جلد ۶	صفحہ ۲۰۰
الادب المفرد	رقم الحدیث (۴۰)		صفحہ ۲۱
صحیح الادب المفرد			

حَدَّثَنِی اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نُوحٍ. اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ اَیُّوْبَ. عَنْ الْوَلِیْدِ بْنِ اَبِی الْوَلِیْدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: اَنَّ رَجُلاً مِنَ الْاَعْرَابِ لَقِیَهٗ بِطَرِیْقِ مَكَّةَ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَحَمَلَهٗ عَلٰی حِمَارٍ كَانَ یَرْكَبُهٗ وَاَعْطَاهُ عِمَامَةً كَانَتْ عَلٰی رَاْسِهٖ فَقَالَ ابْنُ دِیْنَارٍ فَقُلْنَا لَهٗ. اَصْلَحَکَ اللّٰهُ! اِنَّهُمُ الْاَعْرَابُ وَاِنَّهُمْ یَرْضَوْنَ مَایُیَسَّرُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّ اَبَاهٰذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ اَهْلَ وُدِّ اَبِیْهِ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۵۲)	جلد ۵	صفحہ ۱۳۸
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۷۲۱)	جلد ۵	صفحہ ۲۱۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۱۰)	جلد ۳	صفحہ ۳۶۱
قال الترمذی:	ھذا اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۶۱۲)	جلد ۵	صفحہ ۱۴۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن دینا فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک اعرابی مکہ مکرمہ کی راہ میں ملا تو حضرت عبداللہ نے اسے سلام فرمایا اور اسے اپنی سواری پر سوار کر دیا اور اسے اپنی پگڑی عطا کر دی جوان کے سر انور پر تھی تو عبداللہ بن دینار نے فرمایا:

ہم نے عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہانوں میں شادر کھے یہ اعرابی لوگ تو تھوڑی سی چیز پر راضی ہو جاتے ہیں (آپ نے اس پر اس درجہ سخاوت کس وجہ سے کی؟) تو حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیشک اس کا باپ میرے ابا حضرت عمر بن الخطاب سے محبت کیا کرتا ہے اور میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمار ہے تھے

نیکیوں میں اعلیٰ نیکی یہ ہے کہ انسان اپنے باپ کے اھل محبت سے صلہ رحمی کرے۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۶۵۳)	جلد۵	صفحہ۱۶۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۳۰)	جلد۲	صفحہ۱۷۳
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۴۳)	جلد۴	صفحہ۳۷۴
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۴۳)	جلد۳	صفحہ۲۶۳
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۷۲۵۹)	جلد۵	صفحہ۴۶۶
قال المحقق:	صحیح		

والدین کے درجات کا بلند ہونا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُه فِي الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ: اَنّٰى هٰذا؟ فَيَقَالُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ.

سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۳۶۶۰)	جلد۴	صفحہ۲۱۳
قال محمود محمد محمود:	اسنادہ صحیح ورجالہ ثقات		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۳۶۶۰)	جلد۵	صفحہ۲۵۰
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۹۶۸)	جلد۳	صفحہ۲۱۴
قال الالبانی:	حسن		
مصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۹۷۸۹)	جلد۱۰	صفحہ۳۹۶
المسند الجامع	رقم الحدیث (۱۴۰۲۹)	جلد۱۷	صفحہ۵۱۲
الادب المفرد	رقم الحدیث (۳۶)		صفحہ۲۸
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۲۷)		صفحہ۴۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۵۵۹)	جلد۹	صفحہ۵۱۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ / رقم الحدیث (۱۵۹۸)		جلد۴	صفحہ۱۲۹
قال الالبانی:	اسنادہ صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایابیشک آدمی کا جنت میں درجہ بلند ہوتا ہےتو وہ کہتا ہے کہ یہ کیسے بلند ہوگیا تو اسے جواباً کہاجاتا ہے: تیرے لیئے تیرے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے۔

-☆-

نیک اولاد ماں باپ کیلیئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی عطیہ ہے جنکی اولاد نیک وصالح ہووہ دونوں جہاں میں راحت وآرام سے رہتے ہیں۔ان کے لیئے جہانِ دنیا بھی جنت بن جاتا ہے کیونکہ نیک وصالح اولاد ان کا ہرطرح سے خیال رکھتی ہے ان کے آرام کی خاطر اپنا آرام قربان کردیتی ہے ماں باپ کو ذرہ سی تکلیف پہنچ جائے وہ علاج ومعالجہ میں کوتاہی نہیں برتتی۔اپنی جوانی اپنی دولت اپناراحت وآرام اپنے ماں باپ پرقربان کردیتی ہے۔

یہی اولاد ماں باپ کے رخصت ہونے کے بعدانہیں بھول نہیں جاتی بلکہ دعاءواستغفار سے انہیں یادرکھتی ہےاس کا فائدہ یہ پہنچتا ہے کہ قبرمیں ان کے درجات بلند ہوجاتے ہیں جوقبر

رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

کاروپ دھارلیتی ہےاس میں بڑے راحت وآرام سے بیٹھے ہوتے ہیں کہ اچانک انکے درجات میں بلندی واقع ہونا شروع ہوجاتی ہے وہ اللہ ذوالجلال والاکرام کی بارگاہِ اقدس میں عرض کرتے ہیں

الٰہی یہ درجات کیسے بلند ہوگئے؟

قبرتو عالم برزخ ہے دارالعمل نہیں اس میں درجات کا بلند ہوجانا باعث حیرت

واستجاب ہے اس لیے وہ عرض گزار ہوتے ہیں

جواباً وحدہ لاشریک فرماتا ہے

بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ

تیری اولاد کے تیرے لیے استغفار کی وجہ سے درجات بلند ہو رہے ہیں۔ اللہ اکبر! ایک مومن کو یہ عزت وکرامت کہ اسکا بیٹا یا بیٹی اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرماتا جاتا ہے اس لیے نیک وصالح اولاد اپنے والدین کو موت کے بعد بھی نہیں بھولتی بلکہ ان کی بھلائی اور رفع درجات کیلئے ہمیشہ دست بہ دعا رہتی ہے۔

پھر نیک نیک میں فرق ہے عام آدمی کی نیکی کی اور نوعیت ہے انبیاء کرام علیھم الصلاۃ والسلام کی نیکی اور نوعیت کی ہے بلکہ تمام لوگوں کی نیکیاں کسی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی ایک نیکی کے مقام تک نہیں سکتیں۔

قربان جائیں انبیاء کرام علیہ الصلاۃ والسلام کے والدین پر جن کے درجات جب بلند ہوئے ہونگے تو کس درجہ کے بلند ہوئے ہوں گے اور بڑی بڑی شانوں والے انکے درجات کو رشک بھری نظروں سے دیکھتے ہونگے۔

سبحان اللہ! حضرت ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام کے والدین کے درجات کو کون پہنچ سکتا ہے جب انکی زبان پاک سے نکلا ہوگا

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَاب

تو اس وقت انکے والدین کریمین کے درجات کس درجہ بلند وبالا ہوئے ہونگے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

جنت

حَدَّثَنَا اَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ ثَنَا يَحْيَ بْنُ نَصْرِ الْخَولَانِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبِ اَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ عَنْ زبان بن فائد عَنْ سَهْلِ بْنِ مَعَاذٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ طُوْبٰى لَهٗ زَادَ اللّٰهُ فِي عُمْرِهٖ.

ترجمة الحديث:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے والدین سے حسن سلوک کیا اس کیلئے ''طوبیٰ'' ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں زیادتی فرمائی گا۔

المستدرک علی الصحیحین (۱) جلد۴ صفحہ۱۵۴
قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الاسناد
التلخیص بذیل المستدرک جلد۴ صفحہ۱۵۴
قال الذھبی: صحیح
المستدرک (۲) رقم الحدیث (۷۳۳۹) جلد۵ صفحہ۲۱۳
قال المحقق: قلت لکن للحدیث شواھد

جنت اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے جنت دائمی انعامات کی جگہ قیامت کو جب سب انسانیت دوبارہ زندہ ہوکر علیم وخبیر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگی تو اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو جس جگہ انعامات سے سرفراز فرمائے گا وہ جگہ جنت ہے۔ وہ جہاں ہمیشہ رہے گا اس جہاں کو فنا نہیں وہاں کسی فرد کو موت نہیں آئے گی کوئی پریشانی اور دکھ نہیں ہوگا۔ ابدی وسرمدی راحتیں نصیب ہونگی بہتے چشمے بل کھاتی نہریں عالیشان اور عدیم النظیر محلات سب مومن کیلئے چشم براہ ہونگے۔ کس ایمان والے کا اس جہاں کی ابدی نعمتیں حاصل کرنے کو جی نہیں چاہتا ہر ایک کی خواہش ہے کہ اللہ اسے عذاب سے محفوظ فرما کر اپنی رضا وخوشی کی جگہ جنت میں جگہ عطا فرمائے تو اس ابدی انعامات کے حصول کیلئے ایمان کے بعد کئی ذریعے ہیں ان میں ایک ذریعہ والدین کی خدمت ہے جو والدین سے حسن سلوک سے پیش آتا ہے اور ان کی خدمت کر کے قلبی فرحت پاتا ہے تو اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے نوید سنا رہے کہ اس کیلئے جنت ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ خوش وخرم رہے گا۔

جنت میں قراءة:

اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُوْصَلِيُّ، ثَنَاعَلِيُّ بْنُ حَرْبٍ، ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيْهَا قِرَاءَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَذَالِكُمُ الْبِرّ كَذَالِكُمُ الْبِرّ (كَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِاُمِّهٖ).

المستدرک للحاکم		جلد۴	صفحہ۱۵۱
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ		
التلخیص بذیل المستدرک		جلد۴	صفحہ۱۵۱
قال الذھبی:	علی شرط البخاری ومسلم		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۵۰۶۰)	جلد۱۷	صفحہ۵۳۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۹۶۲)	جلد۱۷	صفحہ۲۲۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (۲۰۱۱۹)	جلد۱۱	صفحہ۱۳۲
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۴۴۲۵)	جلد۷	صفحہ۳۹۹
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں قرآن کریم کی تلاوت کی آواز سنی تو میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو جواب دیا یہ حارثہ بن نعمان ہے تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نیکی کا اجر ایسے ہی ہوا کرتا ہے نیکی کا اجر ایسے ہی ہوا کرتا ہے۔ وہ اور لوگوں کی نسبت اپنی ماں کا زیادہ خدمت گزار تھا۔

-☆-

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۷۰۱۵) جلد ۱۵ صفحہ ۴۷۹

قال شعیب الارنؤوط: حدیث صحیح

شرح السنۃ للبغوی رقم الحدیث (۳۴۱۹) جلد ۱۳ صفحہ ۷

نیکی ایمان والے کو جنت لے جاتی ہے پھر نیکی نیکی میں فرق ہے بعض نیکیوں پر ان کے عوض انعامات ملتے ہیں لیکن بعض نیکیاں ایسی ہیں جن پر جب انعام ملتے ہیں تو ان کو احاطہ تحریر نہیں میں لایا جا سکتا۔

ماں سے نیکی کرنا اسے خوش رکھنا اور اسکی فرمانبرداری کر کے اسکا دل جیتنا ایسی نیکی ہے جس کا انعام کون بیان کر سکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حارثہ بن نعمان کو جنت میں دیکھا یہ ایک مومن کیلئے تھوڑا اشرف نہیں کہ اس کے جنتی ہونے کی گواہی اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے دیں لیکن اس پر مستزاد یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے جس حالت میں دیکھا اور اسکی جو کیفیت مشاہدہ کی وہ قابل صد رشک ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قرآن کی تلاوت کرتے دیکھا۔

سبحان اللہ! کیا مرتبہ ہے اس مومن کا جسے جنت میں قران کریم کی تلاوت نصیب ہو اور تلاوت کلام الٰہی کے مزے جنت کی بہاروں میں بھی لے رہا ہو۔ یہ سب کچھ ماں کی خدمت کا صلہ ہے اور ماں کی خدمت کے صلہ کو زمینی پیمانوں میں تولا نہیں جا سکتا۔

والدین کی نافرمانی حرام ہے

حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ وَرَادٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَمَنْعاً وَهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۷۵)	جلد۴	صفحہ۱۸۹۳
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۴۰۸)	جلد۲	صفحہ۷۱۸
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۱۳۴۰)	جلد۶	صفحہ۱۰۳
رواہ البخاری فی الصحیح			
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۴۲۶)	جلد۱۳	صفحہ۱۶
قال للبغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
فتح الباری	رقم الحدیث (۲۴۰۸)	جلد۵	صفحہ۶۸
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۹۷۵)	جلد۱۰	صفحہ۴۰۵
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۹۱۵)	جلد۳	صفحہ۱۳۷۷
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۳۸۲۱)	جلد۳	صفحہ۳۴۹
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۶۷۷)	جلد۳	صفحہ۲۹۵
قال المحقق:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کر دیا ہے کہ تم اپنی ماؤوں کی نافرمانی کرو۔ غیر کا حق روکنے سے اور جس چیز کا حقدار نہ ہو اس کے مانگنے سے اور بچیوں کو زندہ دفن کرنے سے اور ناپسند کیا ہے یوں کہا گیا اور اس نے یوں کہا کہ (یعنی فضول باتیں کرنے کو) اور کثرت سوال کو ناپسند کیا ہے اور اپنا مال ضائع کرنے کو ناپسند کیا ہے۔

-☆-

اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار چیزوں کو حرام اور تین چیزوں کو ناپسند فرمایا ہے۔

حرام قرار دی گئی چیزیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ حقوق الامھات

ماں اللہ تعالیٰ کی رحمت وشفقت کا مظہر ہے۔ ماں کا اپنی اولاد سے پیار اور شفقت دیکھ

صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۲۵۰۷)		جلد ۲	صفحہ ۶۶۰
قال الالبانی:	صحیح		
تفسیر القرطبی		جلد ۶	صفحہ ۳۳۱
جامع الاصول	رقم الحدیث (۹۳۹۴)	جلد ۹	صفحہ ۶۰۲

کر بے ساختہ زبان سے سبحان اللہ نکلتا ہے۔ ماں اس قابل ہے کہ اس کا احترام کیا جائے اور اس کے دل کو خوش کیا جائے ماں کی خدمات اس درجہ ہیں کہ اولاد پر فرض ہے کہ اس پاکیزہ رشتہ کا حد درجہ خیال رکھے اور اسکا دل رنجیدہ نہ کرے۔

ماں بڑھاپے میں ہو اور اپنے بیٹے سے بڑی امیدیں وابستہ کر کے بیٹھی ہو رات اگر وہ دیر سے آئے تو جب تک وہ گھر سے باہر ہو ماں کو نیند نہ آئے بلکہ ہر لمحہ اپنے بیٹے کی سلامی کیلئے اللہ ذوالجلال واکرام کی بارگاہ میں دست دعا دراز کرتی رہے اس کا بیٹا ان خدمات کا صلہ یوں دے کہ ماں کا خیال تک نہ رکھے بلکہ اس کو رنجیدہ رکھے طعن و تشنیع سے اس کا دل زخمی کرنے کی کوشش کرے اس کا استہزا اور مذاق اڑانا اپنا شیوہ بنالے حد یہ کہ گالی سے نوازے اور اسکی نافرمانی اپنا مشغلہ بنالے ایسے بیٹے سے اگر اللہ اور اسکا رسول اپنی رضا کی دولت چھین لیں اور اسے سزا کا سزاوار قرار دیں اور اسکے اس عمل کو حرام اور کبیرہ گناہ قرار دیں تو یہ عین عدل ہے اور عدل کہیں بھی غیر محمود نہیں ہوا کرتا۔

۲۔منعاً۔

حقدار کو اس کا حق وصول کرنے سے روکنا بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ وارثین کا مال وراثت میں حق ہے اور انکا حصہ من جانب اللہ مقرر ہے کسی حیلہ و بہانہ سے ان کو ان کے حق سے محروم کرنا جائز وارث کو مال وراثت نہ دینا شریعت اسلامیہ میں کسی طور جائز و حلال نہیں ہے۔

مزدور کا برقت اپنی مزدوری لینا اسکا حق ہے مزدور کو کسی حیلہ سے یا جبر سے اس کی مزدوری سے محروم کرنا حرام قرار دیا گیا ہے۔

ایک باپ پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کی دیکھ بھال کرے انکی صحیح تربیت کرے انکے بچپن

اور عنفوان شباب کی نگرانی کرے انکو تحصیل علم کی جانب راغب کرے ایسے افراد کے نزدیک نہ جانے دے جو انکی زندگی پر اثرات بد مرتب کریں یہ اولاد کا حق ہے اگر باپ غفلت کا مرتکب ہو یا فضول امور میں خود بخود الجھ کر ان کی طرف عمداً نہ دیکھے اور دیکھ بھال نہ کرے تو اسکا جرم ہے یہ جرم بہت بڑا جرم ہے شریعت نے ایسی غفلت کو حرام قرار دیا ہے۔

تحصیل علم کیلئے کسی استاد کے پاس شاگرد آتے ہیں اور طالبان علم کا اژدھام ہو جاتا ہے۔ اب ان دور دراز سے آئے ہوئے مشاقین علم و دانش کے دامن کو علم حکمت کے موتیوں سے بھرنا ایک معلم پر لازم ہے فقط علم بانٹنا ہی نہیں بلکہ انکی صحیح تربیت کرنا بھی ضروری ہے تا کہ کل وہ ملتِ اسلامیہ کے باوقار افراد کی صورت میں رزم گاہِ حیات میں اپنا کردار ادا کر سکیں اور ملت کے ہچکولے کھاتی ہوئی کشتی کے ناخدا بن سکیں۔ اگر ایک استاد ایک معلم کوتاہی کا مرتکب ہوتا ہے اور عمداً ان شاہین صفت طلبا کی تربیت نہیں کرتا تو وہ انکو انکے حق سے محروم کر رہا ہے وہ معلم و استاد فقط انکا مجرم ہی نہیں بلکہ ملت کا مجرم ہے اور ایسے مجرم کو شریعت اسلامیہ کھلی چھٹی دینے کیلئے تیار نہیں یہ غفلت اور یہ کوتاہی اسکے لیے حرام ہے اور حرام کا مرتکب غضب الٰہی سے نہیں بچ سکتا۔

الغرض زندگی کے مختلف شعبوں میں حقداروں کا انکا حق دینا لازم ہے اور انکو انکے حق سے محروم کرنا ناقابل معافی جرم ہے۔ اسکا مرتکب حرام کا مرتکب ہو کر غضب الٰہی کا سزاوار ہے۔

۳۔ ھاتِ

ایک چیز کا حق نہیں بنتا اور اسکا مطالبہ کرنا اور اسکے وصول کیلئے ہر حربہ استعمال کرنا شریعت اسلامیہ میں ہرگز جائز نہیں بلکہ یہ بھی حرام کے زمرہ میں آتا ہے۔

شریعت نے جس آدمی کو کسی کا وارث نہیں بنایا اسکا سینہ زوری سے اسکا وارث ثابت کرنا تا کہ اسکی جائداد سے حصہ لیا جا سکے ہرگز جائز نہیں۔ یہ حرام کے زمرہ میں آتا ہے اور ارتکابِ حرام کسی طور پر بھی فعل محمود نہیں۔

دفتری امور میں کسی جائز کام کو نہ کرنا بلکہ اس سے متعلقہ افراد کو تنگ کرنا تا کہ وہ کچھ رقم تھما دے یہ بھی فعل حرام ہے۔ اس طریقہ سے مال حاصل کرنا ایک وبا کی صورت اختیار کر چکا ہے اور اس وبا میں بڑے بڑے ذہین وفطین مبتلا ہیں علم و دانش کے مدعی اس عادت قبیحہ میں گرفتار ہیں اور جبہ و دستار میں ملبوس بڑے بڑے صاحبان علم وفضل اسکے عادی ہیں۔ ان سب کو سوچنا چاہیئے کہ فعل حرام ہے اور حرام کا ارتکاب اللہ کو ناراض کرنے کیلئے کافی ہے اگر خالق و مالک ناراض ہو گیا تو پھر ٹھکانہ کہاں ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ احۡفَظۡنَا مِنۡ بَلاءِ الدُّنۡیَاءِ وَعَذَابِ الآخِرَۃِ.

۴. وَأدَالبَنَاتِ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس دور میں مبعوث ہوئے اس وقت سرزمین عرب پر شقی القلب افراد کی کمی نہ تھی وہ سنگدل معاشرہ اپنی بچیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتا تھا۔ ان بچیوں کو اپنے لیئے باعث ننگ و عار سمجھتے تھے۔

قرآن کریم نے قیامت کی ہولناکی کا ذکر کرتے ہوئے زندہ دفن کی گئی بچی کا تذکرہ جس طرح فرمایا ہے اس سے اس امر کی شدت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

إذَاالشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ وَإذَاالنُّجُوۡمُ انۡکَدَرَتۡ وَإذَا الۡجِبَالُ سُیِّرَتۡ وَإذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ وَإذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ وَإذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ وَإذَاالنُّفُوۡسُ

زُوِّجَتْ وَاِذَاالمَوْءُ وُدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ؟

جب سورج لپیٹ دیا جائے گا جب تارے بکھر جائیں گے جب پہاڑ چلا دیے جائیں گے جب دس ماں کی گابھن اونٹنیاں محض پھریں گی اور جب وحشی جانور اکٹھے کر دیے جائیں گے جب سمندر آگ کی نذر کر دیے جائیں گے اور جب جسموں کو روحوں سے جوڑ دیا جائے گا اور جب زندہ دفن کی گئی بچی سے پوچھا جائے گا تجھے کس جرم میں قتل کیا گیا۔

جب اس بچی سے پوچھا جائے گا تجھے تیرے باپ نے اپنے ہاتھوں زندہ دفن کر دیا تھا بتا تیرا جرم کیا تھا کس غلطی کی پاداش میں تجھے اتنی بڑی سزا دی گئی۔ اس وقت اسکا باپ بھرے مجمع میں کھڑا ہو گا وہ کیا جواب دے سکے گا اسکی زبان گنگ ہو گی اس پر رعشہ کی کیفیت طاری ہو گی پھر اس کے بعد عذاب الٰہی اپنی گرفت میں یوں لے گا کہ الامان الحفیظ

موجودہ معاشرہ میں تو شاید زندہ دفن کرنا ممکن نہ ہو لیکن بچیوں کی صحیح تربیت نہ کرنا انہیں علم کی دولت سے مالا مال نہ کرنا اور حکمت و دانش کے زیورات سے آراستہ نہ کرنا یہ بھی معنوی دفن ہے یہ بھی فعل حرام ہے وسائل ہوتے ہوئے حالات کی موافقت کے باوجود اپنی بچیوں کو نظر انداز کر دینا کہاں کی دانش مندی ہے اور اس غفلت و کوتاہی کو کبھی بھی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جائے گا۔

اپنی بچیوں کو بغیر سوچے سمجھے انسان نما بھیڑیوں کے سپرد کر دینا فقط اپنی ناک کی خاطر انکا مستقبل تباہ و برباد کر دینا یقیناً اللہ کے ہاں جرم عظیم ہے۔ اللہ اہل ایمان کو ایسے جرم کے ارتکاب سے محفوظ و مامون فرمائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان امور کو ناپسند کیا ہے ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ جن باتوں کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناپسند کریں وہ کسی طور پر بھی مومن کو پسند نہیں

ا۔ قیل وقال

یوں کہا گیا فلاں نے ایسا کہا فضول ہے اور بے معنی باتوں میں اپنا وقت ضائع کرنا کون دانا و بینا پسند کرتا ہے؟ کیا ارشاد خداوندی قرآن کریم میں محفوظ نہیں

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثاً وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَاتُرْجَعُوْنَ

کیا تم نے یہ گمان کیا ہے کہ ہم نے تمہیں فضول و بے مقصد پیدا کیا ہے اور تم نے ہماری طرف لوٹ کر نہیں آنا۔

سب سے قیمتی چیز وقت ہے یہ متاع گراں بہا فضول باتوں میں ضائع نہیں کرنی چاہیئے ایک مومن کا ہر لمحہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا میں بسر ہونا چاہیئے اور زبان سے ایسے کلمات نکالنے چاہیں کہ جن سے اپنا بھلا ہو یا کسی مسلمان کا بھلا ہو۔ ہاں کسی کا بھلا کرنے والا اللہ کی رحمتوں سے محروم نہیں ہوا کرتا۔

۲۔ کثرتِ سوال

سوالات کی کثرت بھی محمود نہیں ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے اس حد سے پھلانگنا اچھا نہیں ہوا کرتا۔ بے تکے اور مہمل سوالات کرنا اللہ کے حبیب کو پسند نہیں۔

۳۔ اضاعۃ المال

مال اللہ کا عطیہ ہے اس کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے جو مال کو ضائع کرتا ہے وہ اللہ کی گرفت سے نہیں بچ سکتا یہ اللہ کا انعام ہے اس انعام کی قدر کرنی چاہیئے۔ یہ ارشاد گرامی کتنا واضح ہے

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ

پھر تم سے قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

والدین کی نافرمانی۔کبیرہ گناہ

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَکْبَرِ الْکَبَائِرِ اَنْ یَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَیْهِ. قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَکَیْفَ یَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَیْهِ؟ قَالَ: یَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَاالرَّجُلِ فَیَسُبُّ اَبَاهُ وَیَسُبَّ اُمَّهُ فَیَسُبُّ اُمَّهُ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کبیرہ گناہوں میں بھی بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔عرض کی گئی

صحیح البخاری رقم الحدیث (۵۹۷۳) جلد۴ صفحہ۱۸۹۲
الترغیب والترهیب رقم الحدیث (۴۰۹۸) جلد۳ صفحہ۴۶۱
صحیح الترغیب والترهیب/ رقم الحدیث (۲۷۸۳) جلد۳ صفحہ۵۹
قال الالبانی: صحیح

یارسول اللہ! آدمی اپنے والدین کو کیسے گالی دے سکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

آدمی کسی دوسرے کے باپ کو گالی دے تو وہ جواباً اس کے باپ کو گالی دے آدمی کسی دوسرے کی ماں کو گالی دے تو وہ جواباً اس کی ماں کو گالی دے۔

-☆-

ماں باپ کیلئے غیر شائستہ الفاظ استعمال کرنا ان کو غیر مہذب کلمات سے یاد کرنا انکو گالی گلوچ دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کون بدنصیب ہے جو اپنے والدین کو گالیاں دے اپنے ماں باپ کو سب وشتم کرے اسکی ایک صورت یہ بھی ہے کہ

انسان کسی کے ماں باپ کو گالیاں دے وہ جواباً اس کے ماں باپ کو گالیاں دے انسان کسی کے ماں باپ پر سب وشتم کرے وہ جواباً اس کے ماں باپ کو سب شتم کرے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنی عمومی برائی کی طرف نشان دہی فرمائی ہے اور کس عمل کو فعل شنیع ہونے کو اجاگر کیا ہے اور اسے کبیرہ گناہ قرار دیا ہے۔ عام طور پر اسے گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا کہ کسی کے ماں باپ پر لعنت کی جائے اسے گالی دی جائے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے امتیوں کو اپنے ماننے والوں کو اس فعل کے اثرات بد سے محفوظ رکھنے کیلئے اسے کبیرہ قرار دیا ہے تا کہ کلمہ پڑھنے والے کسی کے ماں باپ کو گالیاں نہ دیں کیونکہ آخر وہ بھی انسان ہے وہ بھی گوشت پوست کا بنا ہوا ہے اور وہ بھی اس معاشرہ میں رہتا ہے وہ جواباً گالی دینے والے کے ماں باپ کو گالیاں دے گا انہیں سب وشتم کرے گا اور ان پر طرح طرح سے اتہام بازی کرے گا۔ وہ آخر ایسا کیوں کرے گا؟ اس کا جواب واضح ہے کہ پہلے نے اس کے ماں باپ کو

گالی دی وہ مشتعل ہوکر اس کے ماں باپ کو گالیاں دینے لگا۔ تو دراصل قصوروار اور مجرم پہلا شخص ہے جس نے اپنے ماں باپ کو گالیاں دلوائی اور ان پر سب وشتم کیے جانے کا سبب بنا۔

کیا ماں باپ کی خدمت کا یہی صلہ ہے کہ انہیں گالیاں دلوائی جائیں کیا اس ماں باپ نے اپنی جوانی کے لحات ایک بیٹے کی تعلیم وتربیت پر صرف کیے اسے ایک اچھا انسان بنانے کیلئے اپنے خون پسینے کی کمائی نچھاور کی اپنے آپ کو بے آرام کر کے بیٹے کو آرام پہنچایا کیا ان کا اجر یہی ہے کہ کسی کی زبان کو ان پر دراز ہونے کا موقع فراہم کیا جائے اور کوئی غیر ان پر اتہام بازی کرتا پھرے واقعی یہ جرم چھوٹا نہیں بلکہ بڑا جرم ہے اور ناقابل معافی جرم ہے۔ اس لیے اسے کبائر میں شمار کیا گیا ہے۔

حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِیْدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ

سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْکَبَائِرَ اَوْسُئِلَ عَنِ الْکَبَائِرِ فَقَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ فَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ، قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ اَوْشَهَادَةُ الزُّوْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَاَکْثَرُ ظَنِّیْ اَنَّهٗ قَالَ: شَهَادَةُ الزُّوْرِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۷۷)	جلد۴	صفحہ۱۸۹۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۲۷۶)	جلد۱۰	صفحہ۴۲۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۸۸)	جلد۱	صفحہ۱۲۷

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کا ذکر فرمایا یا حضور سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ کے ساتھ شرک کرنا

کسی کو قتل کرنا

والدین کی نافرمانی کرنا

پھر حضور نے فرمایا کیا میں تمہیں اکبر الکبائر (کبیرہ گناہوں میں سے بھی بڑا گناہ) کی خبر نہ دوں فرمایا جھوٹی بات یا جھوٹی گوائی

حضرت شعبہ روای حدیث نے فرمایا میرا ظن غالب ہے کہ حضور نے جھوٹی گواہی فرمایا ہے۔

حَدَّثَنِی اِسْحٰقُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْوَاسِطِیُّ، عَنِ الْجَرِیْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرَۃَ

عَنْ اَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلَاُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ قُلْنَا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ ثَلَاثًا اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ، وَکَانَ مُتَّکِاً فَجَلَسَ فَقَالَ اَلَاوَقَوْلُ الزُّوْرِ اَوْشَهَادَۃُ الزُّوْرِ اَلَاوَقَوْلُ الزُّوْرِ شَهَادَۃُ الزُّوْرِ فَمَازَالَ یَقُوْلُهَا حَتّٰی قُلْتُ لَایَسْکُتُ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اکبرالکبائر کی خبر نہ دوں؟ ہم نے عرض کی یارسول اللہ! ضرور خبر دیجئے

شرح السنۃ (للبغوی)	رقم الحدیث (۴۳)	جلد ۱	صفحہ ۸۳
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۰۸)	جلد ۳	صفحہ ۳۶۰
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۰۱)	جلد ۲	صفحہ ۳۴۱
قال الالبانی:	صحیح		

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا

والدین کی نافرمانی کرنا

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے تھے تو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے تو فرمایا خبردار اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی خبردار جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی حضور لگاتار یہ فرماتے یہاں تک کہ میں نے کہا کہ حضور اب سکوت نہیں فرمائیں گے۔

-☆-

اس حدیث پاک میں حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین گناہان کبیرہ کا ذکر فرمایا۔ انہیں کبائر نہیں بلکہ اکبرالکبائیر قرار دیا۔

اَلاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ:

سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔ مشرک کیلئے بخشش نہیں ہے باقی کبائر تو کبائر ہیں کفر نہیں ان سے انسان ایمان سے خارج نہیں ہوتا لیکن شرک ایسا کبیرہ ہے جس کے سب انسان کافر قرار پایا ہے بلکہ کفر کی بدترین صورت شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ (1)

بیشک اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور معاف فرما دیتا ہے اس سے کم جسے چاہے۔

کسی کو الہ ماننا شرک ہے یعنی جیسے اللہ تعالیٰ مستقل بالذات واجب الوجود اور غیر محتاج ہے اسی طرح کسی غیر کو مستقل بالذات واجب الوجود اور غیر محتاج ماننا شرک کہلاتا ہے۔

---

(۱) النساء ۴/ ۴۸

الحمد للہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر رحمت سے ہر کلمہ پڑھنے والا صوم وصلاۃ کا پابند شرک کے داغ سے داغدار نہیں کیونکہ اہل ایمان کسی غیر خدا کو یہ مرتبہ دینے کیلئے تیار نہیں کیونکہ مستقل بالذات اللہ تعالیٰ ہے اس کے علاوہ جو بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے ہے ہر مخلوق کا وجود اللہ تعالیٰ کے پیدا فرمانے سے تھے اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے اور اہل ایمان شرک کی آلودگی سے پاک ہیں کیونکہ انکا ایمان ہے کہ جب کچھ نہ تھا اللہ تعالیٰ تھا۔ اللہ کے پیدا کرنے سے باقی مخلوق کا وجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں باقی ہر ایک اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے جس کو جو ملا جتنا ملا سب اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے۔

اہل ایمان مخلوق میں سب سے زیادہ محبت اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرتے ہیں لیکن اس محبت میں بھی عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح غلو نہیں کرتے نہ ابن اللہ کہتے ہیں اور اللہ کا کوئی حصہ کہتے ہیں بلکہ ہر سال اللہ کے پیارے حبیب کا یوم میلاد بڑی دھوم دھام سے منا کر یہ اعلان کرتے ہیں جو آمنہ طیبہ وطاہرہ کے گھر پیدا ہوا اور جو حضرت عبداللہ کا نور نظر ہو وہ اور تو سب کچھ ہوسکتا ہے الٰہ نہیں ہوسکتا۔

کوئی بھی مسلمان شرک جیسے قبیح وصف سے متصف نہیں ہوسکتا اس سلسلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ملاحظہ ہو۔ یاد رہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات جھٹلانے والا اور اس کی صداقت پر ایمان نہ لانے والا شاید اور تو سب کچھ ہو سکے مومن اور مسلمان نہیں ہوسکتا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِیْ يَزِيْدُ بْنُ اَبِیْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِی الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْماً فَصَلّٰی عَلٰی اَهْلِ اُحُدٍ صَلَاتَه' عَلَی الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّیْ فَرَطٌ'' لَكُمْ وَاَنَاشَهِيْدٌ'' عَلَيْكُمْ وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِیْ الْاٰنَ وَاِنِّیْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْمَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ وَاللّٰهِ مَااَخَافُ عَلَيْكُم اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِیْ وَلٰكِنْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَن تَنَافَسُوْافِيْهَا.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۳۴۴)	جلد۱	صفحہ۳۹۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۵۹۶)	جلد۳	صفحہ۱۱۱۰
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۰۸۵)	جلد۳	صفحہ۱۲۴۵
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۵۹۰)	جلد۴	صفحہ۲۰۵۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۲۷۷)	جلد۱۳	صفحہ۳۴۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
شرح السنۃ (للبغوی)	رقم الحدیث (۳۸۲۳)	جلد۱۴	صفحہ۴۰
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۹۶)	جلد۴	صفحہ۳۷ ۱۷
فتح الباری	رقم الحدیث (۴۰۸۵)	جلد۷	صفحہ۳۷۷
فتح الباری	رقم الحدیث (۶۵۹۰)	جلد۱۱	صفحہ۴۶۵

ترجمة الحديث:

حضرت عقبہ بن عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن نکلے اور شہداء احد کی صلاۃ الجنازہ ادا فرمائی پھر حضور منبر پر تشریف لائے تو حضور نے فرمایا: میں تمہارے لیے فرط (پیش رو) ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور اللہ کی قسم! میں اب اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئیں یا زمین کی چابیاں عطا کر دی گئیں اللہ کی قسم! مجھے تم پر اس بات کا خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن میں تم پر ڈرتا ہوں کہ دنیا کے حصول میں ایک دوسرے سے بڑھ جاؤ گے۔

-☆-

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حدیث پاک میں اللہ کی قسم کھا کر یہاں بیان فرما رہے ہیں کہ میری امت شرک نہیں کرے گی۔

الحمد للہ رب العالمین! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی اور آپ پر ایمان لانے والے کا دامن شرک کے داغ سے داغدار نہیں بلکہ عقیدہ توحید پر اس درجہ پختہ ہے کہ کوئی بھی کلمہ گو شرک نہیں کر سکتا۔

المعجم الکبیر (للطبرانی) رقم الحدیث (۷۶۷) جلد ۱۷ صفحہ ۲۷۸

دلائل النبوۃ جلد ۳ صفحہ ۳۰۷

جامع الاصول رقم الحدیث (۸۴۶۹) جلد ۹ صفحہ ۴

عَقُوقُ الْوَالِدَیْنِ.

اھل لغت عقوق کا معنی ان الفاظ سے کرتے ہیں

اَلْعَقُوقُ: هُوَ الْعِصْيَانُ وَالْاِسَاءَةُ وَالْاِيْذَاءُ. [1]

عقوق نافرمانی کرنا، برائی کرنا اور ایذا پہنچانا کہلاتا ہے۔

والدین کی نافرمانی اور انکے شریعت اسلامیہ کے دائرے کے اندر احکامات کو نہ ماننا ان سے برائی سے پیش آنا ہر ایسا کام کرنا یا ان سے دوران گفتگو ایسا لہجہ اختیار کرنا جس سے سننے والے کو احساس ہو کہ یہ بات ماں باپ کے حق میں نامناسب اور غیر موزوں اور برائی کے زمرے میں آتی ہے یہ سب کچھ کبیرہ گناہ ہے۔

اسی طرح ان کو اذیت دینا انہیں تکلیف پہنچانا اور انہیں دکھ دینا سب کچھ گناہ کبیرہ ہے۔ تکلیف دینے سے مراد جسمانی تکلیف ہی نہیں بلکہ زبان سے تکلیف دینا بھی ہے ان سے ایسی بات کرنا جس سے ان کا دل رنجیدہ ہو انہیں دکھ پہنچے یا کسی مجلس میں ان کے عزت و مرتبہ کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے ان سے برتاؤ کرنا سب کا سب گناہ کبیرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلم کو اس بدترین گناہ کے ارتکاب سے محفوظ رکھے۔

اَلَاوَقَوْلَ الزُّوْرِ

خبردار غافل نہ رہنا کبیرہ گناہوں میں سے قولِ زور (جھوٹی بات) بھی ہے آج جھوٹ کو معمولی سمجھا جاتا ہے اور بات بات پر غلط بیانی سے کام لیا جاتا ہے وہ مسلم جس کی زبان کبھی ذکر الٰہی سے تر و تازہ رہا کرتی تھی اس کے جسم سے ذکر الٰہی کے سوتے پھوٹا کرتے تھے

(۱) تعلیق التھذیب ۴۲۷

زبانِ قلب وقالب ذکرالٰہی کی مے سے سرشار رہا کرتی تھی آج وہی مسلم اللہ کے ذکر سے غافل ہے اسے شعور ہی نہیں کہ اللہ کے ذکر کا کیف کیا ہے۔ اسے احساس ہی نہیں کہ وحدہ لاشریک کی یاد کا مزہ کیا ہے؟ اب وہ ہر وقت ایسے کلمات زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا ذریعہ بنتے ہیں اور اسے شعور ہی نہیں کہ یہ باتیں اسے جہنم کی طرف لے جارہی ہیں اور اسے احساس تک نہیں کہ وہ لحظہ بہ لحظہ رحمان جل جلالہ سے دور ہو کر شیطان کے قریب ہوتا جارہا ہے۔

جھوٹی بات کرنا غضب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ جھوٹی گفتگو کرنا رب رحمان کو ناراض کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دل انور رنجیدہ کرنا ہے۔ زیر نظر حدیث پاک کے جملے بڑے اہم ہیں۔

كَانَ مُتَّكِأً فَجَلَسَ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے کہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ دیگر کبائر کا ذکر کیا تو ٹیک لگائے تکیہ پر تشریف فرما تھے لیکن جب جھوٹ کا ذکر کرنے لگے بالکل سیدھے ہو گئے آپ کا حالت بدلنا اس فعل قبیح پر مرتب ہونے والی سزا کے ہولناک ہونے کا اظہار ہے۔

حدیث پاک ملاحظہ ہو

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ وَاِنَّه' مَعَ الْبِرِّ وَهُمَا فِى الْجَنَّةِ وَاِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَاِنَّه' مَعَ الْفُجُوْرِ وَهُمَا فِى النَّارِ.

سنن ابن ماجہ (۱) رقم الحدیث (۳۸۴۹) جلد۴ صفحہ۳۱۲
قال محمود محمد محمود: الحدیث صحیح
سنن ابن ماجہ (۲) رقم الحدیث (۳۸۴۹) جلد۵ صفحہ۳۶۷
قال بشار عواد معروف: اسنادہ صحیح

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۱۷)	جلد۳	صفحہ۲۵۷
قال الالبانی:	صحیح		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۷۲۴)		صفحہ۱۸۷
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۷۲۴)		صفحہ۲۶۸
المسند الحمیدی	رقم الحدیث (۷)	جلد۱	صفحہ۵
المسند ابی الیعلی الموصلی/رقم الحدیث (۱۲۲)		جلد۱	صفحہ۱۱۲
قال حسین سلیم اسد:	إسنادہ صحیح		
المسند ابی الیعلی الموصلی/رقم الحدیث (۱۲۳)		جلد۱	صفحہ۱۱۳
قال حسین سلیم اسد:	إسنادہ صحیح		
مسند ابی داؤد الطیالسی			صفحہ۳
عمل الیوم واللیلۃ	رقم الحدیث (۸۸۳)		صفحہ۵۰۲
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۷۳۴)	جلد۱	صفحہ۴۳
قال شعیب الارنؤط:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۹۵۲)	جلد۳	صفحہ۲۳۲
قال شعیب الارنؤط:	اسنادہ قوی		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵)	جلد۱	صفحہ۱۶۸
قال احمد محمد شاکر:	إسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۳۴)	جلد۱	صفحہ۱۸۲
قال احمد شاکر:	إسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷)	جلد۱	صفحہ۱۷۵
قال احمد محمد شاکر:	إسنادہ صحیح		
المسند الجامع	رقم الحدیث (۷۱۲۵)	جلد۹	صفحہ۶۳۶

ترجمة الحديث:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

صدق کولازم پکڑو یہ البر (نیکی وبھلائی) کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جنت میں ہیں اور جھوٹ سے بچو کیونکہ یہ فجور (اللہ کی نافرمانی ومعصیت) کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جہنم میں ہیں۔

صدق کا یارانہ بر کے ساتھ ہے دوست دوست کے ساتھ ہوا کرتا ہے یعنی سچا وصادق نیکی کے ساتھ ہے وہ گویا ہر وقت نیکیاں کر رہا ہے اور اسکے اعمال نامہ میں مسلسل نیکیوں کا اضافہ ہورہا ہے نیکی وصدق دونوں جنت کے راہی ہیں بلکہ جنت کے باسی ہیں اور سچا آدمی بھی جنتی ہے اس کے برخلاف جھوٹ اور فجور کا یارانہ ہے انکی آشنائی ہم جنس کی آشنائی ہے یہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے گویا جھوٹ بولنے والا نافرمانیاں کرتا جاتا ہے اور اسکے نامہ اعمال میں مسلسل گناہوں کا اضافہ ہوتا جاتا ہے اور جھوٹ اور گناہ دونوں کا وطن جہنم ہے اس لیے لامحالہ جھوٹ بولنے والا بھی جہنمی ہے۔

العیاذ باللہ من ذالک۔

-☆-

عَنْ طَيْسَلَةَ بْنِ مَيَّاسٍ قَالَ

كُنْتُ مَعَ النَّجْدَاتِ فَأَصَبْتُ ذُنُوباً لاآرَاهَا اِلاّمِنَ الْكَبَائِرِ. فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِاِبْنِ عُمَرَ قَالَ: مَاهِيَ؟ قُلْتُ كَذَاوَكَذَا قَالَ لَيْسَتْ هٰذِهٖ مِنَ الْكَبَائِرِ هُنَّ تِسْعٌ":

اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ، وَقَتْلُ نَسْمَةٍ، وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ وَاَکْلُ الرِّبَا وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَاِلْحَاد'' فِی الْمَسْجِدِ وَالَّذِیْ یَسْتَسْخِرُ وَبُکَاءُ الْوَالِدَیْنِ مِنَ الْعُقُوْقِ قَالَ لِی ابْنُ عُمَرَ اَتفْرَقُ مِنَ النَّارِ وَتُحِبُّ اَنْ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ؟ قُلْتَ اَیْ وَاللّٰہِ! قَالَ: اَحَیّ'' وَالِداکَ قُلْتُ عِنْدِیْ اُمِّیْ قَالَ فَوَاللّٰہِ لَوْأَلَنْتَ لَھَا الْکَلَامَ اَطْعَمْتَھا الطَّعَامَ لَتَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مَا اجْتَنَبْتَ الْکَبَائِرَ.

ترجمة الحديث:

طیلسة بن مَیّاس فرماتے ہیں

میں نجدات کے ساتھ میں چند گناہوں میں مبتلا ہوا جن کے بارے میں میری رائے یہ تھی کہ یہ کبائر میں سے ہیں۔تو میں نے اسکا ذکر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کر دیا تو آپ نے فرمایا وہ کون سے گناہ ہیں میں نے عرض وہ ایسے ایسے گناہ ہیں آپ نے فرمایا یہ گناہ کبائر سے نہیں ہیں۔

کبائر نو ہیں

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا

جان کا قتل کرنا

الادب المفرد	رقم الحدیث (۸)		صفحہ ۱۲
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۸)		صفحہ ۳۵
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۶۷۲۴)	جلد ۳	صفحہ ۵۷۳

جہاد سے بھاگ جانا

پاک دامن عورت پر تہمت لگانا

ربا (سود) کھانا

یتیم کا مال کھانا

مسجد میں بے دینی کرنا

جو کسی کا تمسخر اڑاتا ہے

نافرمانی کے سبب والدین کو رلانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم آگ کے عذاب سے ڈرتے ہو اور چاہتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے عرض کی ہاں اللہ کی قسم! تو آپ نے فرمایا کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں تو میں نے کہا میرے پاس میری ماں ہے تو آپ نے فرمایا

اگر تو اپنی ماں سے نرمی سے بات کرے اور اسے کھانا کھلائے تو ضرور جنت میں داخل ہوگا تاوقتیکہ تو کبائر سے اجتناب کرتا رہے۔

-☆-

حصرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نو کبائر ذکر فرمائے ہیں:

۱. **الاشراک باللہ**

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جس خالق و مالک نے پیدا فرمایا جس نے روح کو اس کے جسم سے جوڑا جو رحم مادر میں تھا تو اس وقت بھی اسے زندہ رکھا بچپن میں جب ہزار آفات منہ کھولے نگلنے کیلئے تیار ہوں جس نے اس وقت بھی اس کی حفاظت

کی اب جب انسان بڑا ہوا اسے عقل وشعور کی دولت عطا ہوئی تو اپنے ہی خالق و مالک کا کسی کو شریک ٹھہرادیا۔ اس جیسا کسی کو بنالیا بتوں کی پرستش شروع کردی جو خود بے جان لکڑی یا پتھر ہے جو کسی سنگ تراش کا مرھون منت ہے اسے اللہ کے مقابل لاکھڑا کرنا یقیناً اکبرالکبائر ہے ایسے احسان فراموش کیلئے نجات کے دورزے بند کردیئے جاتے ہیں اور مشرک کی بخشش کسی صورت بھی نہیں ہوسکتی۔

۲. قتل نسمة

کسی جان کو قتل کرنا

کسی کو جان سے مار دینا بہت بڑا جرم ہے۔ اس فعل شنیع کے اثرات بہت دیر تک رہتے ہیں اور بسا اوقات کسی ایک کے ارتکاب سے کئی کئی خاندان نیست و نابود ہو جاتے ہیں قتل اور جواب قتل کا سلسلہ یوں دراز ہوتا ہے کہ مسلسل کئی سال جنگ وجدال کی نذر ہو جاتے ہیں انسان کو ناحق قتل کرنے کی کبھی بھی اجازت نہیں ملی اور ایسا قاتل صرف ایک خاندان ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کا مجرم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَنْ قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْفَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعاًوَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَاالنَّاسَ جَمِيْعاً.

جس نے کسی ایک جان کو بغیر بدلہ جان قتل کیا یا فساد کی نیت سے قتل کیا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو بچایا گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی بخشی۔

گویا ایک انسان قتل پوری انسانیت کا قتل ہے اور یہ قاتل ایک انسان کا ہی نہیں بلکہ

پوری انسانیت کا مجرم ہے۔

۳. اَلْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ

میدان جنگ سے بھاگ جانا

اِعلاءِ کلمۃ اللہ کی خاطر جہاد جاری ہو اھل اسلام پوری قوت کے ساتھ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے برسر پیکار ہوں تو اس وقت جہاد سے بھاگ جانا بڑا گھناونا جرم ہے کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی کے بھاگنے سے دوسرے بھی دیکھا دیکھی بھاگنا شروع کر دیتے ہیں جس سے فوج میں بددلی پھیلتی ہے اور اسکا بے جگری سے لڑنا موقوف ہو جاتا ہے اس لیے اسے کبائر میں شمار کیا گیا ہے۔

ویسے بھی زندگی و موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ موت کا ایک وقت مقرر ہے وہ وقت چاہے میدان جنگ میں پورا ہو یا بستر پر موت وقت مقرر پر آ جاتی ہے تو وہ کتنا خوش قسمت ہے جسکا وقت اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے میدان جہاد میں پورا ہو۔

اللہ ہم سب کو دین کی تفہیم کی توفیق عطا فرمائے۔

۴. قَذْفُ الْمُحْصَنَۃِ

پاک دامن عورت پر تہمت لگانا۔

اللہ تعالیٰ اور اسکے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس معاشرہ میں جو عورت کو عزت و تکریم دی ہے وہ کہیں اور نظر نہیں آتی۔ جو عورت حیا کی پیکر ہو اس کا دامن کسی بھی قسم کی الائش سے پاک ہو اور وہ عفت و عصمت کی خوبی سے مالا مال ہو ایسی کریم النفس عورت پر تہمت لگانا کہاں کا انصاف ہے ایسے تہمت لگانے والے کو شریعت اسلامیہ میں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا

جاتا یہ دین حق عورت کی عزت کا محافظ ہے اور کوئی اٹھ کر اس صنف نازک کی عزت کو داغدار کرنا چاہے تو شریعت ایسے آدمی کو معاف نہیں کرتی بلکہ اسے کبیرہ کا مرتکب گردانتی ہے اور اس پر حد جاری کرنے کا حکم دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جلال بھرا ارشاد ملاحظہ ہو

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُوْمِنٰتِ لُعِنُوافِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ وَلَھُمْ عَذَاب" عَظِیْم".[۱]

بے شک جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاکدامن انجان اور مومن عورتوں پر ان پر لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور ان کیلئے عذاب عظیم ہے۔

۵. اکل الربا

سود کھانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلاّ کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذَالِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰووَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا وَمَنْ جَاءَ ہ‘ مَوْعِظَۃ" مِنْ رَبِّہٖ فَانْتَھٰی فَلَہ‘ مَاسَلَفَ وَاَمْرُہ‘ اِلَی اللّٰہِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰئِکَ اَصْحَابُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خَالِدُوْنَ.[۲]

وہ لوگ جو ربوا (سود) کھاتے ہیں وہ کھڑے نہیں ہوسکیں گے مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے وہ جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو یہ اس وجہ سے ہوگا کہ وہ کہا کرتے تھے ربیع

(۱) سورۃ نور: ۲۳/۲۴

(۲) البقرہ ۲/۲۷۵

(خرید وفروخت) بھی سود کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع (خرید وفروخت) کو حلال قرار دیا ہے اور ربوا (سود) کو حرام قرار دیا ہے پس جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آئی وہ (ربوا سے) رک گیا تو جائز ہے اس کیلئے جو گزر چکا اور اسکا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اور جو ربوا (سود) کی طرف دوبارہ لوٹ آیا یہ وہ بدنصیب ہیں جو آگ والے ہیں اور اس آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔

٦. اکل مال الیتیم

یتیم کا مال کھانا

یتیم کا مال کھانے والے افراد کو قرآن کریم میں یوں یاد کیا گیا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْماً اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَاراً وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْراً (1)

بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں تو وہ اپنے اپنے پیٹ میں آگ کھا رہے ہیں اور عنقریب انہیں بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

یتیم کا مال کھانے والا یہ سمجھے کہ مجھے کوئی دیکھ نہیں رہا ہے اور یہ بچے کمزور ہیں ان کا سرپرست کوئی نہیں میں جو من مانی چاہوں کروں مجھے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں یہ اسکی خام خیالی ہے۔ اللہ جو سب سے بڑا اور زبردست حاکم ہے وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور اسکی پکڑ بڑی سخت ہے وہ ایسا کرنے والے کو جہنم کے دہکتے ہوئے انگاروں کے سپرد کرے گا۔

(۱) النساء: ۴/۱۰

۷. اِلْحَاد" فِی الْمَسْجِد:

مساجد کو بیوت اللہ، اللہ کے گھر کہا جاتا ہے۔ ان کو پاک وصاف رکھنا اھل ایمان پر فرض ہے۔ یہ مسجدیں اس لیے ہیں کہ ان میں صلاۃ با جماعت ادا کیجائے۔ ذکر کی مجلسیں منعقد کی جائیں قرآن کریم کے درس وتدریس کا انتظام کیا جائے تلاوت قرآن کریم سے اسکی رونق کو دوبالا کیا جائے اس کی آبادکاری ایمان کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ

بیشک مساجد کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخر (قیامت) پر ایمان لاتے ہیں۔ مسجدیں اس لیے ہیں کہ انسان جب بازار کی رونقوں میں کھو کر اپنے اللہ کو بھول جاتا ہے تو وہ مسجد کا رخ کرے تاکہ اس کا اللہ سے ٹوٹا ہوا رشتہ دوبارہ بحال ہو جائے۔ مسجد سے باہر کی دنیا میں انسان فسق وفجور میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کا باطن ظلمات میں گھر جاتا ہے وہ دوبارہ مسجد کا رخ کرے تاکہ اس کے باطن سے فسق وفجور کی تاریکیاں چھٹ جائیں اور نہاں خانۂ دل عبادت کے انوار سے چمک اٹھے۔

جو آدمی مسجد کی آبادکاری کے خلاف اس کی بے آبادی کی تگ ودو کرے اور اس مین بے دینی کو فروغ دینے کی کوشش کرے وہ یقیناً کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے ایسے آدمی کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیئے ابھی در توبہ کھلا ہے فوراً اللہ ذوالجلال کی بارگاہ میں رجوع کرنا چاہیئے اپنے کیے پر ندامت کرنی چاہیئے تاکہ اس کی رحمتیں واپس آ کر اسے اپنے آغوش میں لیں اگر وہ توبہ نہ کرے بلکہ اپنے عمل پر اترانا شروع کرے تو اسکے ایمان کے رخصت ہونے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی۔

یَامُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِکَ.

۸۔ الذی یَسْتَسْخِرُ:

ٹھٹھا اور مذاق کرنے والا کسی بھی معاشرے میں محمود نہیں ہوا کرتا۔ استہزاء ایک انسان کیلئے بدنما داغ ہے یہ وہ قبیح وصف ہے جو انسان کیلئے کسی طور بھی مناسب نہیں کسی عزت دار کا استہزا کسی صاحب علم سے مذاق کسی پابند صوم صلاۃ سے ٹھٹھا شریعت اسلامیہ میں گناہ کبیرہ کے زمرہ میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فعل بد سے ہر ایک کو محفوظ فرمائے۔

۹۔ نافرمانی کے سبب والدین کو رلانا

حَدَّثَنَا شَیْبَانُ بْنُ فَرُّوْخ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْه عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ واٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ

رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ قِيْلَ مَنْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟

قَالَ

مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ عِنْدَ الكِبَرِ اَحَدُهُمَا اَوْكِلَيْهِمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اس آدمی کا ناک خاک آلود ہو اس آدمی کا ناک خاک آلود ہو اس آدمی کا ناک خاک آلود ہو (یعنی وہ آدمی ذلیل ورسوا ہو) عرض کی گئی کون؟ یارسول اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پایا ان میں سے ایک کو یا دونوں کو تو ان سے حسن سلوک کے سبب اور انکی خدمت کر کے جنت داخل ہوا۔

-☆-

صحیح مسلم　　رقم الحدیث (۲۵۵۱)　　جلد　　صفحہ ۱۳۸

وہ مسلم بڑا خوش بخت ہے جس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہوں اس فضائے نیلگوں نے ایسے کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا کہ جن سے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ خوش ہوئے اور پھر خوشی کے عالم میں انہیں دعاؤں سے نوازا۔

دوسری طرف وہ آدمی کتنا بد بخت ہے کہ جس سے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوں ناراض ہی نہیں بلکہ اس کیلئے دعائے قہر وجلال فرمائیں ان افراد میں سے جن پر اللہ کے محبوب ناراض ہیں ایک وہ آدمی ہے جس نے اپنے والدین کو دونوں کو یا ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا تو ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکا کیونکہ ماں باپ کی خدمت سے اور انکی دلجوئی سے اللہ رب العالمین راضی ہوتا ہے اور ماں باپ اپنی اولاد سے خوش ہی رہا کرتے ہیں ہاں اس کے نصیب کس درجہ پست ہیں جس کے ماں باپ اس سے راضی نہیں اور جس سے اس کے ماں باپ راضی نہیں اس سے اس کا خالق و مالک بھی راضی نہیں اور جس سے اللہ ناراض ہو اس آدمی کے ذلیل ورسوا ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے۔

دعاءالوالدین

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ واٰلِهٖ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ دَعَواتٍ مُسْتَجَابَاتٍ لَاشَکَّ فِیْهِنَّ؟ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ دَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِهٖ.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۸۶۲)	جلد۴	صفحہ۳۲۰
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۳۱)	جلد۳	صفحہ۲۶۲
قال الالبانی:	حسن		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۵۹۶)		جلد۲	صفحہ۱۴۵
الادب المفرد	رقم الحدیث (۳۲)		صفحہ۱۹
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۳۲)		صفحہ۴۳
قال الالبانی:	حسن		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۴۸۱)		صفحہ۱۲۷
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۴۸۱)		صفحہ۱۸۱
قال الالبانی:	صحیح		
ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۲۵۱۷)		صفحہ۳۲۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۵۰۱)	جلد۷	صفحہ۲۹۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۵۶۴)	جلد ۸	صفحہ ۳۵۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۱۴۹)	جلد ۹	صفحہ ۴۱۴
قال حمزہ احمد الزین:	إسنادہ حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۶۵۶)	جلد ۹	صفحہ ۵۴۵
قال حمزہ احمد الزین:	إسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۷۱۷)	جلد ۹	صفحہ ۵۶۲
قال حمزہ احمد الزین:	إسنادہ صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۵۳۶)	جلد ۱	صفحہ ۴۸۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۵۳۶)	جلد ۱	صفحہ ۴۲۰
قال الالبانی:	حسن		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۱۲)	جلد ۳	صفحہ ۳۶۲
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۰۵)	جلد ۲	صفحہ ۳۴۴
قال الالبانی:	حسن		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۶۹۹)	جلد ۶	صفحہ ۴۱۶
قال شعیب الارنؤوط:	حدیث حسن		
شعب الایمان	رقم الحدیث (۷۲۶۲)	جلد ۶	صفحہ ۴۸
السنن الکبری للبیہقی	رقم الحدیث (۶۳۹۲)	جلد ۳	صفحہ ۴۸۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۸۷۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۳۲
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۳۹۴)	جلد ۵	صفحہ ۱۹۵

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا

تین دعائیں مستجاب ہیں ان کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں

۱۔ مظلوم کی دعا

۲۔ مسافر کی دعا

۳۔ باپ کی دعا اپنے بیٹے پر

درج بالا حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے تین افراد کی دعائیں قبول ہیں وہ رد نہیں جاتیں اللہ تعالیٰ ویسے تو ہر ایک دعا سنتا ہے اور اس کی شانِ رحیمی ان دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتی ہے لیکن ان تین افراد کی دعا بلا شک وشبہ قبول ومنظور ہے۔

دعوۃ المظلوم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دھرتی کو ظلم اور ناانصافی سے بچانے کیلئے مختلف مواقع پر واضح تعلیمات سے نوازا۔ مظلوم کی مدد واعانت کا درس دیا اور ظالم کو اس کے ظلم سے باز رکھنے کیلئے طاقت کے استعمال کی بھی تلقین فرمائی۔ مظلوم پر ظلم کسی طور بھی درست نہیں مظلوم کی آہ میں بڑا اثر ہوتا ہے کہتے ہیں کہ مظلوم کی آہ جب اوپر جاتی ہے تو درمیان کے تمام پردے ختم ہوجاتے ہیں اس کی دعائے قہر سے بچنا چاہیئے۔ مظلوم کی زبان سے نکلے ہوئے دعا کے کلمات صرف دعا کے کلمات ہی نہیں ہوتے بلکہ تقدیر الٰہی کے تیر ہوا کرتے ہیں اور انکی زد میں آیا ہوا کوئی بھی محفوظ نہیں رہتا۔

دعوۃ المسافر

مسافر اپنے اہل وعیال اور اقارب سے حالت سفر میں دور ہوتا ہے۔ سفر کی کلفتیں اس کے نفس کے غرور کو خاک میں ملاتی ہیں دورانِ سفر اسکے نفس کی انانیت کافی حد تک کم ہو چکی ہوتی ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ جب ایک مومن حالتِ سفر میں ہو اپنے اہل وعیال کے دور ہو اور کوئی عزیز ورشتہ دار بھی نزدیک نہ ہو اس دوران اگر کوئی تنگی یا تکلیف آ جائے تو وہ دل کی گہرائیوں سے اپنے خالق و مالک کو یاد کرتا ہے اور ٹوٹے ہوئے دل سے جو اللہ کو یاد کرتا ہے تو وہ اللہ کے لطف وکرم کو اپنے نزدیک پاتا ہے اور یہی چیز اس کی دعا کی قبولیت کا سبب بنتی ہے۔ حالت سفر میں اگر کوئی اسے تنگ کرے تو مدد واعانت کیلئے اس کے پاس اس کے رشتہ دار اولاد اور بھائی وغیرہ نہیں ہیں اور جب وہ اس ذات کو یاد کرتا ہے جو رگِ جاں سے زیادہ نزدیک ہے تو اس کی دعا فوراً قبول کر لی جاتی ہے۔

دَعْوَۃُ الْوَالِدِعَلَی الْوَلَد

باپ کے اپنے بیٹے پر احسانات ہوا کرتے ہیں اور بڑی تنگی وعسرت کے وقت بھی اس کی پرورش کرتا ہے وہ اپنے اولاد کی بہتری کیلئے دن رات ایک کر دیا کرتا ہے اپنے آرام اور صحت تک کی پرواہ نہیں کرتا اور سب کچھ اولاد کو سنوارنے اسکا مستقبل بنانے کیلئے کرتا ہے جب زمانہ کروٹ لے باپ اولاد کی خدمت کا محتاج ہو اور اسے اس کی محنت کے ثمر ملنے کا موقع ہو بڑھاپے آ چکا ہو جس کیلئے ساری جوانی سلگا دی اب وہی اولاد باپ کی نافرمان ہو جائے اسے سخت سست کہنے لگے اسکے احکامات کو ماننے سے انکار کر دے بلکہ اس کا دل رنجیدہ کرنے لگے وہ باپ جو سراپا شفقت ہے۔

اپنی اولاد کیلئے ایک نرم دل رکھتا ہے اسے اتنا دکھی کر دیا جائے کہ وہ دل کی زبان سے ایسی ناخلف اولاد کیلئے دعائے قہر وجلال کر دے تو سن لیجئے اس کی دعا فوراً قبول ہوتی ہے۔

مظلوم کی دعا قبول ہونے میں شک نہیں تو اس باپ سے بڑھ کر کون مظلوم ہوگا جس کی اولاد اس پر ظلم ڈھائے جب باپ سے کی عزت کے محافظ ہی اس کی قبائے عزت وکرامت کو تار تار کرنے کے درپے ہو تو پھر اس سے بڑھ کر مظلوم کون ہوگا۔

مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے کیونکہ وہ وطن اور اعزہ واقارب سے دور ہوتا ہے۔تو اس باپ کی کیفیت کیا ہوگی وطن میں ہوتے ہوئے اپنی اولاد کے ہاتھوں بے وطن ہو جائے بڑھاپے میں اولاد ہی سہارا ہوا کرتی ہے اگر اولاد دشمن بن جائے تو باپ کے سارے ارمان ختم ہو جاتے ہیں تو پھر وہ بھی اللہ ذوالجلال والاکرام کے قریب بہت قریب ہوا کرتا ہے۔اس وقت باپ کی دعائے قہر وجلال سے بچنا چاہیئے کیونکہ دعا ہر پردہ کو چیر کر حریم قدس تک رسائی حاصل کرتی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ تَحْتِيْ إِمْرَاةٌ وَكُنْتُ أُحِبُّهَا وَكَانَ يَكْرَهُهَا! فَقَالَ لِيْ: طَلِّقْهَا فَاَبَيْتُ فَاَتٰى عَمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَالِكَ لَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ "طَلِّقْهَا".

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۳۸)	جلد۲	صفحہ۷۵۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۳۸)	جلد۳	صفحہ۲۶۲
قال الالبانی:	صحیح		
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۱۸۲۲)		صفحہ۲۵۰
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۶۵۸)	جلد۳	صفحہ۲۸۶
قال المحقق:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

میرے تحت ایک عورت تھی اور میں سے محبت کرتا تھا اور (میرے والد گرامی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ناپسند کرتے تھے تو آپ نے مجھ سے فرمایا اسے طلاق دے دو! تو میں نے طلاق دینے سے انکار کر دیا۔

حضرت عمر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اس بات کا تذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر دیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا ''اسے طلاق دے دو''

صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۲۴۸۷)	جلد۲	صفحہ۶۵۱
قال الالبانی: صحیح		
صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۴۲۷)	جلد۲	صفحہ۱۷۰
قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح		
السنۃ الکبریٰ رقم الحدیث (۱۴۸۹۳)	جلد۷	صفحہ۵۲۷
المستدرک (للحاکم)	جلد۲	صفحہ۱۹۷
قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط الشیخین ولم یخرجاہ		
تلخیص بذیل المستدرک	جلد۲	صفحہ۱۹۷
قال الذھبی: علیٰ شرط مسلم وبخاری		
تحفۃ الاشراف رقم الحدیث (۶۷۰۱)	جلد۵	صفحہ۳۳۹
شعب الایمان (للبیہقی)/رقم الحدیث (۷۸۴۹)	جلد۶	صفحہ۱۸۳

انسان جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کے عیوب نظر نہیں آتے بلکہ اس کے عیب بھی خوبی دکھائی دیتے ہیں یہ ایک عمومی قاعدہ ہے انسان جب کسی عورت سے نکاح کرتا ہے تو کبھی اس کی محبت میں اس درجہ ہو جاتی ہے کہ اس کے عیوب بھی دکھائی نہیں دیتے لیکن اس کا یہ مفہوم نہیں کہ وہ عیوب گھر کے بزرگوں سے بھی مخفی رہ جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا اور ظاہر ہے نکاح سے محبت پروان چڑھتی ہے اس محبت میں اس کی شاید کوئی خامی آپ کو دکھائی نہ دی، یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہو تھی آپ اس کی حرکات وسکنات سے واقف تھے تو آپ نے اسے اپنے گھر ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور اپنے بیٹے سے فرمادیا بیٹا! اسے طلاق دے دو۔

شاید آپ نے پردہ پوشی کرتے ہوئے اس کے عیوب سے مطلع نہیں فرمایا اس کیلئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اسے طلاق دینے سے ہچکچاتے رہے یہاں تک کہ معاملہ حضور سیدالعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دے دیا کہ اسے طلاق دے دے اس سے یہ بھی درس دینا تھا کہ ایک بیٹے کو اپنا باپ کو مطیع وفرمانبردار ہونا خصوصاً اس باپ کا جس کا تقویٰ وطہارت مسلم ہو اور اسکی پارسائی اور بے نفسی عیاں ہو اور وہ ذاتی عداوت کی بنا پر ایسا نہ کر رہا ہو۔

صبر

بسم الله الرحمن الرحيم

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ ، نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَاَشْهَدُاَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ .

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ .

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْراً وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَاءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْباً .

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْداً ، يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيْماً .

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰى حَبِيْبِکَ الْاَجْمَلِ وَنَبِيِّکَ الْاَكْرَمِ الْمَبْعُوْثِ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَحَامِلِ لِوَاءِ الْحَمْدِ وَصَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ بُدُوْرِ الدُّجٰى وَاَصْحَابِهٖ نُجُوْمِ

الْهُدٰى وَمَنْ تَبِعَهُمْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ـ

حضرت امام محی الدین ابوزکریا یحیی بن شرف النووی الدمشقی المتوفی ۶۷۶ھ کی ذات محتاج تعارف نہیں آپ کی شہرہ آفاق کتاب ریاض الصالحین ہر طبقہ کے علماء میں مقبول ہے۔ یہ احادیث مبارکہ کا ایک نہایت پیارا مجموعہ ہے جس کے '' باب الصبر '' کا ترجمہ وتوضیح پیش خدمت ہے۔

یہ ترجمہ وتوضیح حضور فقیہ عصر حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے افادات کا مجموعہ ہے۔ اس میں جو کمال وخوبی ہے وہ حضور فقیہ عصر زید مجدہ کی وجہ ہے اور اس میں جو کمی وکجی ونقص ہے وہ میری تحریر میں اور میری کم علمی کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے صدقے حسنات کو قبول فرمائے اور سیئات سے درگزر فرمائے۔

آمین یارب العالمین۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَشَرِّفْنَا بِخِدْمَةِ الدِّيْنِ الْحَنِيْفِ وَامْلَاْصُدُوْرَنَا بِالْمَعَارِفِ الرَّبَّانِيَّةِ وَنَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِذِكْرِكَ الْجَمِيْلِ ـ

محمد کریم سلطانی

باب الصبر

قال اللّٰہ تعالٰی :یاَایُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اصْبِرُ وْاوَصَابِرُوْا۔[۱]

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: وَلَنبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْاَمْوالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَراتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ ۔[۲]

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اِنَّما یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۔[۳]

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَاِنَّ ذَالِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۔[۴]

وَقَالَ تَعَالٰی : اِسْتَعِیْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْن ۔[۴]

وَقَالَ تَعَالٰی :وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ حَتّٰی نَعْلَمَ الْمُجَاھِدِیْنَ مِنْکُمْ وَالصَّابِرِیْن[۵]

وَالْاٰیاتُ فِی الْاَمْرِ بِالصَّبْرِ وَبَیَانِ فَضْلِہ کَثِیْرۃ" مَعْرُوْفَۃ"

(۱) سورۃ آل عمران-الآیۃ ۲۰۰

(۲) البقرۃ-الآیۃ ۱۵۵

(۳) سورۃ الزمر-الآیۃ ۱۰

(۳) سورۃ الشوری-الآیۃ ۴۳

(۴) سورۃ البقرہ-الآیۃ ۱۵۳

(۵) سورۃ محمد-الآیۃ ۳۱

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ حَمْدَ الشَّاکِرِیْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلَاۃِ وَاَکْمَلُ التَّسْلِیْمِ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

صبر کا معنی ہے روکنا۔

نفس انسانی کو ہر اس کام سے روکنا جو شریعت اسلامیہ کے خلاف ہو۔ صبر کہلاتا ہے۔

شریعت اسلامیہ نے ایک مومن وموحد پر لازم قرار دیا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کرے اور ان کی فرمانبرداری کو حرز جاں بنائے یہ اطاعت، یہ فرمانبرداری نفس پر شاق گزرتی ہے۔ اس لئے نفس چاہتا ہے کہ میں آزاد انہ رہوں مجھ پر کوئی پابندی نہ ہو نہ میں کسی کی اطاعت کروں اور نہ کسی کی فرمانبرداری میں آؤں۔

صبر نفس کے منہ زور گھوڑے کو لگام ڈالنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن امور کا حکم دیا ہے انہیں بجالانا ہے۔ پانچوں وقت اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا نفس پر بڑا بھاری ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی آزاد طبع کو روک کر اطاعت خداوندی کرنا اور بارگاہ ایزدی میں سربسجود ہونا صبر کی اعلیٰ قسم ہے۔

نفس یہ چاہتا ہے کہ میں ہر وقت حیوانوں کی طرح چرتا رہوں۔ اسے روزے کی پابندی

گوارا نہیں۔اہل ایمان پر لازم ہے کہ وہ ماہِ صیام میں نفس کی اس خواہش کو پورا نہ ہونے دیں۔ بلکہ اسے روکیں کہ صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے وغیرہ سے احتراز کرے۔

نفس کو مال بڑا محبوب ہے وہ اپنا مال سنبھال کر رکھتا ہے۔اور کسی کو دینا اس پر نا گوار گزرتا ہے۔شریعت اسلامیہ نے زکوٰۃ فرض قرار دی ہے۔اب نفس کو قابو میں رکھ کر زکاۃ ادا کرنا صبر ہے۔پھر غرباء ومساکین کو مال دینا بہت بڑا اجر وثواب ہے نفس اس سلسلہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔اس نفس کو روک کر غرباء ومساکین کی خدمت کرنا صبر کہلاتا ہے۔

گھر سے نکلنا،سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا ان سلے کپڑے پہننا یہ تمام امور نفس کے لئے بڑے مشکل ہیں نفس اس کی ادائیگی کی جانب کم مائل ہوتا ہے اس لئے اللہ کا حکم بجالاتے ہوئے نفس کی خواہش کو پس پشت ڈالنا صبر ہے۔

کبھی خوشی کا موقع آئے نفس خوشی کا اظہار کرنا چاہتا ہے اور وہ خوشی میں حدودِ شرعیہ کو پامال کرنے ہر زور لگاتا ہے اس وقت نفس کو حدودِ شرعیہ کا پابند کرنا صبر کہلاتا ہے۔

غمی کا موقع آتا ہے نفس اس غم کو برداشت نہیں کرسکتا وہ چاہتا ہے کہ میں واویلا کر کے سر پر آسمان اٹھالوں میں آن وبکار کروں میں اپنا گریبان چاک کردوں اس صورت میں نفس کر قابو میں رکھنا اور اسے شرعی حدود سے تجاوز نہ ہونے دینا صبر کہلاتا ہے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی آدمی طیش دلاتا ہے انسان کو گالی دیتا ہے اب نفس جب تک اسے دو چار گالیاں نہ دے لے اسے چین نہیں آتا اس وقت نفس کو روکنا اور اسے حد سے تجاوز نہ ہونے دینا صبر کہلاتا ہے۔

کبھی کوئی آدمی ایسی بات کر جاتا ہے کہ نفس مشتعل ہو جاتا ہے اور اس سے انتقام لینا

چاہتا ہے اس وقت اکثر نفس خونخوار بن جاتا ہے ایسے وقت نفس کو قابو میں رکھنا اس کے طیش کو ختم کرنا اسے آپے سے باہر نہ ہونے دینا صبر کہلاتا ہے۔

الغرض کوئی بھی موقع ہو نفس کو حدودِ شرعیہ کا پابند کرنا اور اسے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں تجاوز نہ کرنے دینا صبر کہلاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم کی صدقے ہم سب کو صحیح صبر کی توفیق عطا فرمائے ار جادہ حق پر چلتے رہنے کی سعادت ارزانی فرمائے۔

صبر-نشان بندگی

قال اللّٰہ تعالیٰ :یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اصْبِرُ وْاوَصَابِرُوْا[1]

یہ آیت کریمہ سورۃ ال عمران کی آیت نمبر ۲۰۰ ہےاوراس سورۃ مبارکہ کی آخری آیت ہے پوری آیت مع ترجمہ ملاحظہ ہو:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوااللّٰہَ لَعَلَّکم تُفلِحُوْنَ۔

اے ایمان والو! صبر کرواور دشمن اسلام کے مقابلہ میں ثابت قدم رہواور خدمتِ دین کیلئے کمربستہ رہواوراللہ سے ڈرتے رہوتا کہ تم مکمل کامیابی حاصل کرلو۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کیلئے چار چیزوں پر مکمل کامیابی کورکھا ہے گویا فلاح وکامرانی ایک عمارت ہےاوراس آیت کریمہ میں چارستونوں پراستادہ کیا ہے۔

ا۔صبر:

نفس کے منہ زور گھوڑے کولگام ڈالنا صبر کہلاتا ہے۔نفس کی سرکشی اوراس کے بدی کی طرف میلان کوختم کرنا ہے۔یہ نفس جب بے لگام ہوجائے توانسان ودنیوی واخروی ہلاکت کے گھڑے میں گرادیتا ہےاس کے زوراور باطل کی طرف میلان کوختم کرنااعلی درج کا صبر ہے۔

---

(۱) سورۃ آل عمران-الآیۃ ۲۰۰

اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو نفس کی سرکشی سے محفوظ فرمائے اور اس کے نفس کو معئنہ کے وصف سے متصف فرمائے۔

۲. مصابرہ یعنی مصابرۃ الاعداء :

دشمنان اسلام کے مقابلہ میں ڈٹ جانا اور ان کے عزائم کے سامنے سد سکندری بن جانا مصابرہ کہلاتا ہے۔ دشمن اسلام ہر لمحہ اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ دین رحمت سے اس کے ماننے والوں کو برگشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ میدان جہاد میں اہل اسلام پر تابڑ توڑ حملے کر کے انہیں پسپا کرنا چاہتے ہیں لیکن دین حق کے پیروکار اور اس کے میدان جنگ میں کبھی پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگتے وہ فولادی دیوار بن کر دشمن کے سامنے ڈٹ جاتے ہیں اور ان کی تمام چالوں کو بے مراد کر دیتے ہیں اور ان کے مقدر میں شکست و ھزیت لکھ دیتے ہیں۔

اے اہل اسلام! یاد رہے دشمن اسلام جب میدانِ جنگ میں شکست کھاتا ہے تو اپنی ھزیت مٹانے کے لئے علمی میدان میں کود پڑتا ہے لیکن اسے یہ یاد نہیں کہ مسلمانوں پر پہلی وحی کا پہلا نقطہ ہی اقـــراء (پڑھیے) ہے جس قوم کے پاس قرآن کریم علم و حکمت کا ناپیدا کنار سمندر جیسی کتاب ہو اور جس کے پاس معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمی جواہر پارے، احادیث مبارکہ کی صورت میں موجود ہوں وہ علمی میدان میں کبھی شکست نہیں کھا سکتے۔

جس دین حق کی سنہری تاریخ میں کہیں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور کہیں امیر المؤمنین الحدیث حضرت امام بخاری ہوں کہیں حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہوں تو کہیں محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہوں ایسے دین کو کوئی علمی میدان میں پسپا نہیں کر سکتا۔

اے اہل اسلام! ہوشیار! یہ ابلیسی قوتیں جب عملی میدان میں شکست سے دوچار ہوتی ہیں تت پھر دین حق کے ماننے والوں سے انکی حیا چھیننا چاہتے ہیں اس عزم فاسد کے لئے وہ اپنی دولت اپنا سرمایہ بلکہ اپنی ہر چیز صرف کر دیتے ہیں تاکہ محمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلم کے غلام بے حیائی کی دلدل میں یوں دھنستے جائیں کہ پھر ہم انہیں ہر میدان میں شکست دیتے چلے جائیں۔

اے محمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں! اے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے فدائیو! کہیں ان کے اس دام نہ پھنس جانا تمہارا دین قطرہ شبنم سے پاکیزہ تر ہے تمہارے اسلاف کا دامن ان معاصی کے داغوں سے بالکل مبرا ہے ان کی اجلی صورتیں اور ان کی روشن سیرتیں تمہارے لئے مشکل راہ ہیں اپنے آباو کے نقش قدم پر چلنا یقیناً یہ راستہ سلامتی کا راستہ ہے۔اس راہ کی زینت شرم دیا ہے اور یہ جادہ حق عفت وعصمت کی جادہ ہے۔اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کی جوان نسل کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور ان کے ایمان ایقان کی حفاظت فرمائے۔

۳۔رباط:

حضور ضیاء الامۃ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الرِّبَاطُ حَمۡلُ النَّفۡسِ عَلَى النِّيَّةِ الۡحَسَنَةِ وَالۡجِسۡمِ عَلٰى فِعۡلِ الطَّاعَةِ وَمِنۡ اَعۡظَمِهٖ ارۡتِبَاطُ الۡخَيۡلِ فِیۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَارۡتِبَاطُ النَّفۡسِ عَلَى الصَّلَاةِ [1]

---

(۱) ضیاء القرآن ۱/۳۰۹

رباط کا معنی ہے نفس کو نیت حسنہ پر آمادہ رکھنا اور جسم کو عبادت پر کار بند رکھنا اس کا اعلیٰ مقام یہ ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے کمت بستہ رہے اور گھوڑا تیار رکھے اور نفس کو نماز کا خوگر بنائے۔

وہ انسان بڑا سعید ہے جسے نیت حسنہ کی توفیق مل جائے جو اپنے ہر کام میں پہلے اپنی نیت کو درست رکھے۔اور اس کے ساتھ ساتھ اگر اس کا جسم عبادات پر کار بند ہے اطاعت خدا و رسول صلّی اللہ علیہ وسلم پر قائم دائم رہے تو یہ بات نور علی نور ہے اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو نیت حسنہ کے ساتھ عبادت کا ذوق وشوق اور سر بندگی جھکانے کی سعادت نصیب فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلم۔

صابرین کو بشارت

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ.[1]

یہ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۵۵ ہے یہ آیت کریمہ اور اس کے بعد والی دو آیات مبارکہ ملاحظہ ہوں:

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِنْ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْھُمْ مُصِیْبَۃٌ قَالُوْا اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اُولٰئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ۔

اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں کسی چیز کیساتھ یعنی خوف، بھوک، اموال میں کمی، جانوں میں کمی اور پھلوں میں کمی سے اور بشارت دیجئے صبر کرنے والوں کو جنہیں جب پہنچتی ہے کوئی مصیبت تو وہ کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (ہم اللہ کیلئے ہیں اور یقیناً ہم اس کی طرف لوٹنے والے ہیں) یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان کے رب کی طرف سے نوازشات ہیں اور رحمت ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔

(۱) البقرۃ - الآیۃ ۱۵۵

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو جس طرح نعمتیں دیکر آزماتا ہے اس طرح کبھی کبھی نعمتیں لیکر آزماتا ہے جب کوئی اہل ایمان سے چھن جائے یہ واویلا تو نہیں کرتا یہ آپے سے باہر تو نہیں ہوتا کیا یہ صبر اختیار کرتا یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش کے مختلف رنگ ہیں۔

کبھی اہل ایمان کو خوف میں مبتلا کر دیا جاتا ہیاس سے یہ دیکھنا مقصود ہے کہ کیا ایمان والا حالت خوف سے دامن شریعت چھوڑ تو نہیں دیتا کیا اس حالت میں وہ رسول عربی صلّی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو پس پشت تو نہیں ڈالتا ہاں ہاں سچے مومن اس حالت میں بھی صبر کا دامن تھامے رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ کبھی بھوک میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اہل ایمان پر کئی کئی دن فاقے آتے ہیں کیا ایسی حالت میں وہ ناجائز ذرائع سے بھوک مٹانے کی کوشش تو نہیں کرتے ہاں سچا مومن فاقے پہ فاقے برداشت کر لیتا ہے لیکن غلط طریقے سے روزی کے حصول کا سوچتا بھی نہیں ہے۔

کبھی مال کی کمی میں مبتلا کر دیا جاتا ہے پہلے مال کی فراوانی ہوتی ہے دلجمعی سے اہل ایمان عبادت کرتے ہیں خالق و مالک کے حضور سر بندگی جھکاتے ہیں اور اپنے من کی دنیا آباد کرتے ہیں لیکن اچانک ان پر مال کی کمی ہو جاتی ہے کاروبار مندے کا شکار ہو جاتا ہے یا کوئی آفت آتی ہے جس سے ان کے مال میں وہ پہلے والی فراوانی نہیں رہتی اس حالت میں مبتلا کر کے مقصود یہ دیکھنا ہے کہ کیا ایمان والا صبر کا دامن تو نہیں چھوڑ دیتا ہاں حقیقی مومن ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے در سے لو لگائے رکھتا ہے۔ وہ خوشحالی میں ہو یا تنگی میں وامارت میں ہو یا عسرت میں کسی بھی حالت میں اس کے ذوق بندگی میں فرق نہیں آیا کرتا اور وہ پہلے ہی کی طرح عبادت کا مزہ لیا کرتا ہے۔

کبھی جانوں میں کمی میں مبتلا کیا جاتا ہے ہنستا بستا گھر ہوتا ہے اچانک اہل ایمان کا نور نظر اللہ کو پیارا ہو جاتا ہے اس عالم میں بھی ایمان والے اللہ کا در ترک نہیں کرتے اللہ ذوالجلال والاکرام کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔

کبھی پھلوں میں کمی آ جاتی ہے اس سے بھی ایمان والے کی حلاوت ایمان میں فرق نہیں آیا کرتا۔ بلکہ اسکا ذوق بندگی پہلے کی طرح برقرار رہتا ہے۔ اس کی مناجاتوں کا کیف اور اس کے طویل سجدوں کی لذت حسب سابق برقرار رہتی ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ مال دیتا ہے اللہ جو چاہے وہ کرتا ہے بندہ کا کام صرف بندگی ہے اور بس اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو مصیبت کے وقت صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

بَشِّرِ الصَّابِرِیْن :

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے کہ اہل ایمان جو صبر کے وصف سے متصف ہیں یعنی صابرین کو بشارت دیجئے انہیں خوشی کی خبر سنائے۔ خوشی کی خبر ویسے بھی پہنچ جائے وہ انسان کو خوش کر دیتی ہے۔ لیکن صبر کرنے والوں کے بختوں کو سلام کرنے کو جی چاہتا ہے کہ ان کو خوشی کی خبر من جانب اللہ آ رہی ہے اور خبر دینے والے خود حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیا صبر کے صلہ میں یہی ایک انعام کافی نہیں۔ حضور سید العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم کا صرف ایک مرتبہ خوش ہو جانا ہزار سالہ زندگی کی عبادت کے صلہ میں پھر بھی یہ سودا مہنگا نہیں بلکہ سستا ہے اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلم کی خوشی سے بڑھ کر ایک مومن کیلئے اور کوئی چیز اہم نہیں ہے۔

اہل ایمان کو جب کوئی مصیبت و تکلیف آئے کوئی پریشانی یا دکھ آئے تو ان کی زبانوں

پر ایک جملہ جاری ہوتا ہے:

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

بیشک ہم اللہ کے لئے ہیں اور اس کی طرف ہم لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اس جملہ میں وہ حقیقت ابدی کارفرما ہے جو اہل ایمان کے یقین کامل کا پتہ بتاتی ہے۔

صبر کرنے والے اللہ تعالیٰ کے جمیع فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم کرنے والے اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے وہ خوش نصیب ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار نوازشات ہیں اور ان پر اللہ کی رحمت کی بارش برستی ہے اور وہ سدا اللہ کے کرم سے سرفراز رہتے ہیں۔ اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ یہی لوگ راہ جنت کے راہی ہیں اور یہی لوگ ہیں جن کے مقدر میں ابدی نجات ہے۔

صابرین کو بے حساب اجر

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ[1]

اللہ تعالیٰ کے دینے اور نوازنے کے مختلف انداز ہیں کبھی تو وہ ایک نیکی پر دس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اس پر گواہ ہے۔

اور کبھی اللہ تعالیٰ ایک نیکی کے بدلے سات سو نیکیاں عطا فرماتا ہے اور کسی کو ان سے بھی دگنی عطا فرماتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ۔

مثال ان لوگوں کی جو فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں دانے کی مثال ہے جس نے سات خوشے اگائے اور ہر خوشہ میں سو دانہ ہے اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے دوگنا کر دیتا ہے۔

لیکن صبر و رضا کا پیکر بننے والوں کی شان میں نرالی ہے جو افراد مصائب و آلام کے آتے وقت صبر کا دامن تھامے رکھتے ہیں خود آپے سے باہر نہیں ہوتے بلکہ حدود شرعیہ میں رہتے

---

(۱) سورۃ الزمر۔ الآیۃ ۱۰

ہیں اپنے افراد کو اللہ دیتا ہے ایسے خوش قسمت لوگوں کو اللہ تعالیٰ نوازتا ہے لیکن ان کا صبر وثواب بے حساب ہے یعنی گنتی وشمار سے وراء ہے۔

اے اللہ! اے ذوالجلال والاکرام! اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں اپنی رضا کی دولت ارزانی فرما اور وصف صبر سے ہم سب کو متصف فرما۔

آمین یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

صبر-عزم الامور سے

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَاِنَّ ذَالِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (1)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اور جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا بیشک یہ عزم الامور سے ہے۔

صبر ایک مومن کا وصف جمیل ہے اور قدرت کے باوجود معاف کر دینا بہت بڑی سعادت ہے جس کے بازوں میں قوت وطاقت ہو اور وہ کسی غلطی کرنے والے کی سزا بھی سے سکتا ہے اور یہ سزا اپنا اس معاشرہ یں مزموم بھی نہ ہے اس کے باوجود معاف کر دینا بہت بڑی بات ہے اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مرد مومن کو اللہ تعالیٰ نے وسیع کرم نوازیوں سے مالا مال کیا ہوا ہے۔

عزم الامور کسے کہتے ہیں اس سلسلہ میں حضور ضیاء الامۃ کی عبارت ملاحظہ ہو:

لفظ عزم کی تحقیق کرتے ہوئے علماء لغت نے لکھا ہے:

قال الليث ما لمقد عليه قلبک من امر انک فاعله ۔ایسے کام پر جس کو تو کرنے والا ہے تیرے دل کا پختہ ارادہ کرنا عزم کہلاتا ہے۔(لسان الدب)

---

(۱) سورۃ الشوری-الآیہ ۴۳

علامہ جوھری لکھتے ہیں:

عَزَمْتُ عَلٰی کَذَا اِذَا اَرَدْتَ فِعْلَهٗ وَقَطَعْتَ عَلَيْهِ۔ جب تو کسی کام کا قطعی ارادہ کرلے تو عرب کہتے ہیں عزمت علی کذا۔ (الصحاح)

علامہ راغب لکھتے ہیں:

اَلْعَزْمُ وَالْعَزِيْمَةُ عَقْدُ الْقَلْبِ عَلٰی اِمْضَاءِ الْاَمْرِ ۔ کسی حکم کی تعمیل پر دل کا پختہ ارادہ کرنا عزم اور عزیمت کہلاتا ہے۔

آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

صبر اور مغفرت ان امور میں سے ہیں جنہیں بندہ کو اپنے نفس پر واجب کرنا چاہے کیونکہ یہ امور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محمود و پسندیدہ ہیں۔ ای من معزومات الامور الی مما یجب العزم علیه منالامور یابجاب العبد علی نفسه مکونه من الامور المحمودة عند الله تعالٰی۔ (روح البیان) [1]

---

(۱) ضیاء القرآن ۴/۳۸۸

مصائب میں صبر سے استعانت

وَقَالَ تَعَالٰی : اسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ (1)

یہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۵۳ ہے مکمل آیت یوں ہے:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ ۔

اے ایمان والو! صبر اور صلاۃ (نماز) کے ذریعے مدد طلب کیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزۃ اہل ایمان سے مخاطب ہے اور انہیں کامیابی وکامرانی کے راز سے آگاہ فرما رہا ہے۔ اے اہل ایمان! جب تم پر مصائب وآلام آجائیں تم کسی پریشانی میں گھیر جاؤ کسی بلا میں گرفتار ہو جاؤ تو ان تمام امور میں سرخرو ہونے کا ایک ہی طریقہ ہے اسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوة صبر وصلاۃ سے مدد چاہو۔ یعنی ان مصائب وآلام اور مشکلات پر صبر کا دامن نہ چھوڑو اور اللہ کے حضور سر بندگی جھکا دو جو مرد مومن صبر کا پیکر ہے اور صلاۃ پر مداومت اختیار کرتا ہو وہ کبھی فائب وخاسر نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ وہ کامیاب وکامران ہوتا ہے۔

(۱) سورۃ البقرہ۔ الآیۃ ۱۵۳

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا گیا:

اِسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلَاةِ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ [1]

صبر اور صلاۃ سے مدد چاہو اور بے شک یہ بھاری ہے مگر خاشعین پر نہیں۔

اس آیت کریمہ میں بھی صبر و صلاۃ کا حکم دیا گیا ہے۔

پریشانی کے وقت اسوہ مبارکہ

حدثنا اسماعیل بن عمر و خلف بن الولید قالا حدثنا یحیی بن زکر – یعنی ابن زائدة – عن عکرمة بن عمار عن محمد بن عبد اللّٰہ الدؤلی قال عبد العزیز اخو حذیفة قَالَ حُذَیْفَةُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا حَزَبَهٗ اَمْرٌ "صَلّٰى۔

حضرت حذیفہ – رضی اللہ عنہ – نے ارشاد فرمایا: حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی پریشانی والا معاملہ آتا تو صلاۃ ادا فرما دیتے۔ کیونکہ اللہ ذوالجلال کا حکم ہے کہ صبر و صلاۃ سے استعانت کرو تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کوئی ایسا معاملہ پیش آتا جس سے پریشانی لاحق ہو سکتی ہو تو فوراً صلاۃ ادا فرماتے اس لئے بھی کہ صلاۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک بھی ہے اور اس سے مصائب و آلام کے بادل بھی چھٹ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہم سب کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ مبارکہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں شریعت مطہرہ پر کاربند رہنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۲۳۱۹۲) جلد ۱۶ صفحہ ۵۸۳

(۱) البقرۃ ۲/۴۵

صابرین نکھرے لوگ

وَقَالَ تَعَالٰی :وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰی نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِيْنَ.[1]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں تاکہ ہم نکھار دیں تم میں سے مجاہدین کو اور صابرین کو۔

اہل ایمان کی ساری زندگی جہاد سے عبارت ہوتی ہے وہ ظاہری دشمن کے خلاف بھی جہاد کرتا ہے اور خواہشات نفس کے خلاف بھی جہاد میں مصروف رہتا ہے۔ وہ ظاہری دشمن کے وار سے بھی بچتا ہے اور باطنی دشمن کے کید و مکر سے اپنا دامن بچالیتا ہے۔

یہی بندہ مومن ساری زندگی شکر و صبر کا پیکر کا رہتا ہے اگر انعام ہے تو شکر کرنا اور اگر آزمائش آجائے تو صبر کا دامن تھام لیتا ہے اگر خوشحالی ہو تو شکر بجالاتا ہے اور اگر تنگدستی آجائے تو صبر کا پیکر بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام اہل ایمان کو شکر و صبر کا پیکر بنائے اور جادۂ حق پر چلتے رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

-◈-

---

(۱) سورۃ محمد۔ الآیۃ ۳۱

صبر ضیاء ہے

عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الاَشْعَرِیِّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الاِیْمَان وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِلْءُ الْمِیْزَانِ وَالتَّسْبِیْحُ وَالتَّکْبِیْرُ مِلْءُ السَّمٰوَاتِ وَالاَرْضِ وَالصَّلاۃُ نُوْر" والزَّکَاۃُ بُرْھَان" وَالصَّبْرُ ضِیَاء" وَالْقُرْآنُ حُجَّۃ"لَکَ اَوْعَلَیْکَ کُلُّ النَّاسِ یَغْدُو فَبَائِع" نَفْسَہُ فَمُعْتِقُھَا اَوْمُوْبِقُھَا۔

الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۳۰۱)	جلد۱	صفحہ۲۱۷
قال المحقق:	صحیح		
الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۵۴۷)	جلد۱	صفحہ۳۲۳
الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۲۳۰۰)	جلد۲	صفحہ۴۱۱
قال المحقق:	صحیح		
الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۴۹۷۱)	جلد۴	صفحہ۱۶۹
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۳)	جلد۱	صفحہ۲۵۹
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۳۰۴)	جلد۷	صفحہ۶۹۱
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۴۳۳)	جلد۵	صفحہ۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۴۳۶)	جلد۲	صفحہ۱۷۴

ترجمۃ الحدیث:

حضور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وضو ایمان کا حصہ ہے، الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے، سبحان اللہ اور الحمد للہ یہ دونوں زمین وآسمان کے مابین کو بھر دیتے ہیں۔ صلاۃ (نماز) نور ہے، صدقہ برھان ہے، صبر روشنی ہے، قرآن کریم (اگر تو اس پر عمل کرتو) تیرے حق میں حجت ہے یا (اگر تو اس کی مخالف کرے تو) تیرے خلاف حجت ہے۔

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۸۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۲۹)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۱۷)	جلد ۵	صفحہ ۵۳۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۷۹۱)	جلد ۳	صفحہ ۱۷۰
قال الالبانی:	صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۸)	جلد ۱	صفحہ ۳۱۹
قال البغوی:	الحدیث صحیح		

الـطهـور کا معنی یہاں وضو ہے کیونکہ ایک اورروایت میں صراحۃً الـوضـو کا لفظ آیا ہے۔

حـدثـنـا اسـحاق بن منصور : حدثنا حبان بن هلال : حدثنا ابان – هو ابن يزيد العطار –: حدثنايحيٰى ،ان زيد بن سلام حدثه، ان ابا سلام حدثه ،

عَـنْ اَبِـىْ مَـالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ ،قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ :

اَلْـوُضُـوْءُ شَـطْـرُ الْإِيْـمَانِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ ، وَسُبْحَانَ اللّٰهُ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَانِ . اَوْ – تَمْلَأُ– مَابَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ . وَا لصَّلَاةُ نُوْرٌ"، وَ ا لـصَّـدَقَةُ ، بُـرْهَـانٌ" وَالـصَّبْـرُ ضِيَـاءٌ" وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ" لَکَ اَوْعَلَيْکَ ،كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْفَبَائِعٌ" نَفْسَهٗ ؛ فَمُعْتِقُهَا اَوْمُوْبِقُهَا .

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وضو شطر الایمان ہے۔الحمد للہ میزان تو بھر دیتا ہے۔سبحان اللہ اور الحمد للہ آسمانوں اور زمین کے درمیان بھر دیتا ہے۔صلاۃ نور ہے۔صدقہ برھان ہے۔صبر ضیاء ہے قرآن (اگر تو اس پر عمل کرے تو) تیرے حق میں حجت ہے (اور اگر تو اس کے خلاف چلے) تیرے خلاف حجت ہے ہر آدمی صبح کو اپنے نفس کا سودا کرتا ہے۔

سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۵۱۷)	جلد ۵	صفحہ ۴۹۲
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۵۱۷)	جلد ۳	صفحہ ۴۴۶
قال الالبانی:	صحیح		

کچھ ایمان بچا کر اسے جہنم سے آزاد کرا لیتے ہیں اور کچھ اپنا ایمان ضائع کر کے اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔

ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو جس سے اسباغ الوضوء کے الفاظ ہیں۔

عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِیْزَانَ وَالتَّسْبِیْحُ وَالتَّکْبِیْرُ یَمْلَأُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ" ، وَالزَّکَاةُ بُرْهَانٌ" ، وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ" وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ" لَکَ اَوْعَلَیْکَ۔

حضرت ابو مالک موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خوشدلی سے وضو کرنا نصف ایمان ہے۔ الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے۔ تسبیح و تکبیر تمام ساوات اور ارض کو بھر دیتے ہیں۔ صلاۃ نور ہے۔ زکاۃ برھان ہے۔ صبر ضیاء ہے اور قرآن تیرے حق میں حجت ہے (اگر تو اس پر عمل کرے) یا تیرے خلاف حجت ہے (اگر تو اس پر عمل نہ کرے)۔

شطر کا معنی:

علامہ زمخشری شطر کا معنی نصف کرتے ہیں، ملاحظہ ہو ان کی تالیف الفائق فی غریب الحدیث: اَلشَّطْرُ : اَلنِّصْفُ

سنن النسائی جلد۵ صفحہ۵

صحیح سنن النسائی رقم الحدیث (۴۴۳۶) جلد۲ صفحہ۱۷۴

علامہ ابن الاثیر نے النھایۃ میں بھی یہی لکھا ہے۔

اَلشَطرُ : اَلنِّصفُ

''المحیط فی اللغۃ'' میں بھی اس کا معنی نصف ہی لکھا ہے۔

شَطرُ کُلِّ شَیءٍ نِصفُہٗ۔

لیکن المعجم الوسیط میں مرقوم ہے:

الشَّطرُ : نِصفُ الشَّیءِ وَیُستَعمَلُ فِی الجُزءِ مِنہُ۔

شطر کسی چیز کے نصف کو کہتے ہیں اور شطر کسی چیز کے جزو کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

''الطہور شطر الایمان'' میں اگر شطر کا معنی جزو کریں تو مفہوم بالکل واضح ہے کہ وضع ایمان کا جزو ہے لیکن اگر اس کا معنی نصف کریں تو پھر سوال یہ ہے کہ وضو کو نصف ایمان کس وجہ سے کہا گیا۔

یہاں شطر کا معنی نصف ہی ہے:

یہ بات واضح رہے کہ ایک اور حدیثِ پاک نے شطر کا معنی نصف مُعَیَّن کر دیا ہے کیونکہ احادیث مقدسہ ایک دوسری کی مُفَسِّر ہوتی ہیں ملاحظہ ہو:

حدثنا معاذ بن معاذ : انا شعبه انا ابو اسحق الهمدانی عن جری النهدی

عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ قَالَ : عَقَدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ یَدِہٖ اَوْفِیْ یَدِیْ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ نِصْفُ الْمِیْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَأُ

الْمِیْزَانَ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ تَمْلَأُ مَابَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَالطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَان وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ ۔

بنی سلیم کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں یا میرے ہاتھ میں گرہ لگائی پھر ارشاد فرمایا:

سبحان اللہ نصف المیز ان ہے اور الحمد للہ میزان بھر دیتا ہے۔

اللہ اکبر سماء وارض (زمین وآسمان) کی درمیان بھر دیتا ہے۔

طھور نصف الایمان ہے۔ اور صوم نصف الصبر ہے۔

پہلی حدیث پاک میں **الطھور شطر الایمان** کہا گیا اور اس حدیث پاک میں **الطھور نصف الایمان** کہا گیا۔ تو اس حدیث پاک نے اُس حدیث پاک کے معنی کو مُعیّن کر دیا کہ وہاں شطر کا معنی نصف ہی ہے۔ وضو کو نصف الایمان کس اعتبار سے کہا گیا ہے ملاحظ ہو:

ا

ایمان کا انحصار صلاۃ پر ہے۔ ''اَلصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّیْنِ'' صلاۃ دین کا ستون ہے۔ اس پر واضح دلالت کرتا ہے۔

اب دو چیزیں نظر آتی ہیں:

ا۔ صلاۃ - اصل مقصد

ب۔ وضو - اس کے بغیر صلاۃ نہیں

اس وجہ سے وضو کو شطر الایمان نصف ایمان کہا گیا ہے۔

مسند الاحمد رقم الحدیث (۱۸۲۰۳) جلد ۱۴ صفحہ ۱۲۶

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

۲

ایمان کامل اس شخص کا ایمان ہے جو ہر قسم کی معصیت و نافرمانی سے محفوظ ہو۔ معصیت (گناہ) کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ معصیت صغیرہ

ب۔ معصیت کبیرہ

وضو کرنے سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس لئے وضو کو نصف ایمان قرار دیا گیا۔

۳

کامل الایمان وہ بھی ہے جو گناہوں سے پاک ہو اور وہ نیکیوں سے آراستہ ہو وضو گناہوں سے پاک کرتا ہے اور صلاۃ نیکیوں سے آراستہ کرتی ہے اس لئے وضو کو شطر الایمان (نصف ایمان) کہا گیا ہے۔

۴

اللہ تعالیٰ جب اجر و ثواب سے نوازتا ہے تو اس کی عطا کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ عطاء عام

ب۔ عطاء خاص

اللہ کی وہ عطا جو ہر ایک کو بلا تخصیص ملے اسے عطاء عام کہتے ہیں۔ لیکن اللہ کا وہ کرم جو اللہ تعالیٰ خاص بندوں کو ان کے اخلاص وللّٰہیت کی بنا پر دیتا ہے اسے عطاء خاص کہتے ہیں۔

اللہ ہر وضو کرنیوالے کو بھی اجز دیا ہے۔ یہ اس کا کرم بلا تخصیص ہے لیکن کچھ ایسے افراد

بھی ہیں جو اس خلوص وللّٰہیت سے وضو کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا اجر وثواب اس درجہ بڑھا دیتا ہے کہ اس اجر وثواب کو دیکھ کر بجا طور پر عام آدمی کا نصف ایمان کہا جا سکتا ہے۔ یہ اللہ کا کرم ہے اور اس کے کرم کو کوئی روک نہیں سکتا جیسے اللہ تعالیٰ کسی کو ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں اور کسی کو ایک کے بدلے ستر اور کسی کو ایک کے بدلے سات سو دیتا ہے اور اپنے خاص بندوں کے بارے میں فرمایا: **وَاللّٰه يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ ۔**

اللہ جس کے لئے چاہتا ہے اجر وثواب سات سو گنا سے بھی دگنا کر دیتا ہے اور اس کی کوئی حد مقرر نہیں۔

۵

ایمان لانے سے پہلے کے گناہ ایمان لانے سے مٹ جاتے ہیں اس طرح وضو سے ~~پہلے کے گناہ وضو کرنے سے مٹ~~ جاتے ہیں لیکن ایمان کے بغیر وضو نہیں ہوتا اس لئے فرمایا گیا:

اَلطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِيْمَان ۔

وضو نصف ایمان ہے۔

۶

اس ایمان سے مراد صلاۃ (نماز) ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ تمہاری نمازوں کو ضائع کرے چونکہ صحت نماز کے لئے وضو شرط ہے اس لئے اسے نصف ایمان کہا گیا ہے۔

الصلاۃ نور :

صلاۃ نور ہے جو فرزند آدم صلاۃ سے محبت رکھتا ہے اس پر محافظت کرتا ہے اس کے

ظاہری اور باطنی حقوق کا خیال رکھتا ہے تو یہ نور اس کی روح میں سرایت کر جاتا ہے پھر اس کے قلب سے انوار کے سوتے اٹھتے ہیں۔

نور خود روشن ہوتا ہے اور جس پر پڑے اسے بھی روشن کر دیتا ہے۔ صلاۃ کا نور بڑا بابرکت نور ہے۔ جسے یہ نصیب ہو جائے یہ جہاں تو یہ جہاں رہا اس کی قبر بھی منور ہو جاتی ہے۔ قبر تو قبر رہی یہ نور میدانِ حشر میں بھی اس کے کام آ رہا ہو گا۔

الصلاۃ نور :

صلاۃ (نماز) نور ہے۔

۱۔ صلاۃ ادا کرنے والے کا چہرہ بارونق ہوتا ہے دو آدمی ایک جیسے حسن والے ہوں ان میں سے ایک رات صلاۃ ادا کرنے میں گزار دے اور دوسرا خرافات میں مگن رہے تو صبح کو صلاۃ ادا کرنے والے کا چہرہ زیادہ بارونق اور نورانی نظر آئے گا۔

۲۔ صلاۃ ادا کرنے والے کا چہرہ قیامت کو نور والا ہو گا۔

۳۔ صلاۃ بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے گناہوں سے متنفر کر دیتی ہے۔

حسنات سے رغبت دلاتی ہے نیکیوں کی طرف مائل کرتی ہے اس وجہ سے یہ نور ہے کیونکہ نور روشنی پھیلاتا ہے اور تاریکی دور کرتا ہے اس طرح نماز نیکیوں کو پھیلاتی ہے اور برائیوں کو مٹاتی ہے۔

اَلصَّدَقَةُ بُرْهَان'' :

۱۔ برھان روشن دلیل کو کہتے ہیں۔ جو آدمی صدقہ و خیرات کا عادی ہو اور رضائے الٰہی کے لئے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتا ہے تو اس کا یہ عمل اس کے ایمان کی قوی دلیل ہے اور یہ عمل اس

کے مومن ہونے کی تصدیق کرتا ہے۔

۲۔ قیامت کے دن جب انسان سے سوال کیا جائے گا کہ اس نے یہ اللہ کا دیا ہوا مال کہاں خرچ کیا ہے تو یہی صدقات اس کے لئے اس دن برھان ودلیل بن جائیں گے گویا اسے بولنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی بلکہ یہ صدقہ و خیرات اس کے اس عمل صالح کی واضح دلیل ہوں گے۔

اَلصَّبْرُ ضِیَاءٌ" :

ضیاء اس روشنی کو کہتے ہیں جس میں تپش ہو۔ضیاء اس نور کو کہا جاتا ہے جس میں حرارت ہو۔چونکہ صبر میں حرارت ہے اس لئے اس کے صلہ میں جو نور ملتا ہے اس میں بھی حرارت ہے۔

پھر جتنا زیادہ صبر ہوگا اتنا زیادہ نور ہوگا اور پھر جس مقدار کا صبر ہوگا اس مقدار کا نور عطا کیا جائے گا۔نور باعث خیر و برکت ہوتا ہے نور سے ظلمات دور ہو جاتی ہیں۔نور کے سبب اجالا ہی اجالا ہوتا ہے لیکن صبر کے صلہ میں مرحمت فرمایا گیا نور وہ ہے جس میں حرارت بھی ہے۔ حرارت جب بڑھتی ہے تو جلا دیتی ہے اس نور صبر میں جب اضافہ ہوتا ہے تو یہ بھی گناہوں کو جلا دیتا ہے۔معصیتوں کے داغ جلا کر خاکستر کر دیتا ہے۔

جب گناہ جل جائیں گے۔جب معصیتوں نے نشانات معدوم ہو جائیں گے تو اس صاحبِ صبر کے ہاں صرف نیکیاں ہی نیکیاں ہوں گی اور حسنات کی فراوانی ہو گی جس خوش نصیب کے پاس حسنات ہوں،جس کا دامن نیکیوں سے بھرا ہوا ہو اسے مزید نیکیوں کی طرف خود بخود رغبت ہوتی ہے حسنات سے محبت ہوتی ہے پھر وہ اپنے امور سرانجام دیتے ہوئے بھی حسنات کو مدنظر رکھتا ہے اور نیکیوں سے اپنا دامن مزید معمور کرتا جاتا ہے۔

آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ جو آدمی صبر کرتا ہے وہ رقیق القلب ہوتا ہے اور رقیق القلب خود بخود نیکیوں کی طرف مائل ہوتا ہے پھر اس کے قدم ارادی و غیر ارادی طور پر حصول رضائے الٰہی کے لئے اٹھتے رہتے ہیں۔ یہ دراصل اس نور کی برکت ہے جو صبر کے صلہ میں میسر آتا ہے۔

یہ نور صبر دنیا تو سنوارتا ہی ہے قبر میں بھی سامان راحت پہنچاتا ہے۔ صبر کرنیوالے کی قبر بقعہ انوار بن جاتی ہے گویا صبر کے صلہ میں اللہ ذوالجلال نے اس کا قبر والا جہاں بھی رحمات و برکات سے معمور کر دیا ہے پھر یہ رحمات ونوازشات صرف قبر تک نہیں رہتی بلکہ یہ دار آخرت میں کام آئیں گی۔ انشاءاللہ صبر کا دامن تھامنے والا قیامت کے دن نجات ابدی کا پروانہ حاصل کر رہا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں سے شادکام ہو رہا ہوگا۔

صبر اختیار کرنے والے کو توفیق صبر مل جاتی ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِکِ بْنِ سَنَان الْخُدْرِیّ – رَضِیَ اللّٰهُ عنهما – اَنَّ نَاساً مِنَ اَلْاَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ – صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ – فَاَعْطَا هُمْ ، ثُمَّ سَأَلُوْهُ فَأَعْطَا هُمْ حَتّٰی نَفِدَمَاعِنْدَهٗ فَقَالَ لَهُمْ حِیْنَ اَنْفَقَ کُلَّ شَیْیءٍ بِیَدِهٖ مَایَکُنْ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهٗ عَنْکُمْ وَمَنْ یَسْتَعْفِفْ یُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ یَسْتَغْنِ یُغْنِهِ اللّٰهُوَمَنْ یَتَصَبَّرْ یُصَبِّرْهُ اللّٰهُ ، وَمَا اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطاءً خَیْراً وَاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ ۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۴۶۹)	جلد ۱	صفحہ ۴۳۹
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۵۳)	جلد ۷	صفحہ ۱۲۹
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۶۴۴)	جلد ۱	صفحہ ۵۱۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۶۴۴)	جلد ۱	صفحہ ۴۵۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۳۱)	جلد ۳	صفحہ ۴۱۲
قال ابوعیسیٰ:	ہذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۲۴)	جلد ۲	صفحہ ۳۸۷
السنن الکبریٰ (للبیہقی)	رقم الحدیث (۷۸۶۶)	جلد ۴	صفحہ ۳۲۷
قال البیہقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
سنن الدارمی		جلد ۱	صفحہ ۳۸۷

ترجمة الحديث:

حضرت ابوسعید سعد بن سنان بن مالک خُدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:
کچھ انصاری لوگوں نے حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے مانگا۔ تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمادیا۔ انہوں نے پھر مانگا حضور نے پھر عنایت فرمادیا یہ سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا ختم ہوگیا۔

جب ہر چیز جو آپ کے ہاتھ مبارک تھی آپ نے (اللہ کی راہ میں) خرچ کر دی تو آپ نے ان سے فرمایا میرے پاس جو بھی مال ہوتا ہے وہ میں تم سے ہرگز بچا کر نہیں رکھتا۔

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۴۰۰)	جلد ۸	صفحہ ۱۹۳
قال شعیب الارنوط:	اسنادہ صحیح علی شرطہما		
شرح السنۃ (للبغوی)	رقم الحدیث (۱۶۱۳)	جلد ۶	صفحہ ۱۱۰
قال البغوی:	ہذا حدیث متفق علیہ صحتہ		
الموطا امام مالک		جلد ۲	صفحہ ۷۶۲
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۴۷۰)	جلد ۴	صفحہ ۲۰۳۰
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۱۳۵۲)	جلد ۲	صفحہ ۵۰۵
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
سنن النسائی		جلد ۵	صفحہ ۹۵-۹۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۵۸۷)	جلد ۲	صفحہ ۲۲۴
قال الالبانی: صحیح			

اور جو شخص سوال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سوال کرنے سے بچالیتا ہے اور جو بے نیازی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو صبر اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرما دیتا ہے اور کسی شخص کو ایسا عطیہ نہیں دیا گیا جو صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع تر ہو۔

مصنف عبدالرزاق کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

اخبرنا عبد الرزاق ، عن لعمر ، عن الزهری ، عن عطاء ابن یزید اللیشی

عَنْ اَبِی سَعِیْد الْخُدْرِیّ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – قَالَ : جَاءَ نَاس" مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَأَلُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ فَأَعْطَا هُمْ قَالَ : فَجَعَلَ لَا یَسْأَلُ اَحَد" مِنْهُمْ اِلَّا اَعْطَاهُ حَتّٰی نَفِدَمَا عِنْدَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ حِیْنَ اَنْفَقَ کُلَّ شَیْیءٍ عِنْدَهُ : مَایَکُنْ عِنْدَنَامِنْ خَیْرٍ فَلَنْ فَدَّخِرَهُ عَنْکُمْ ، وَاِنَّهُ مَنْ یَسْتَعْفِفْ یُعِفَّهُ اللّٰهُ ، وَمَنْ یَسْتَغْنِ یُغْنِهِ اللّٰهُ ، وَمَنْ یَتَصَبَّرْ یُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَلَنْ تُعْطَوْا عَطَاءً خَیْراً وَاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ۔

حضرت ابوسعید الخدری – رضی اللہ عنہ – نے ارشاد فرمایا:

انصار کے چند آدمی آئے تو انہوں نے حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مال مانگا تو حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں عطا فرمایا۔

المصنف لعبد الرزاق رقم الحدیث (۲۰۰۱۴) جلد ۱۱ صفحہ ۹۲

راوی کا بیان ہے۔

ان میں سے جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگتا جاتا آپ اسے عطا فرماتے جاتے حتی کہ جو مال آپ کے پاس تھا ختم ہو گیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں دے دیا ہر وہ مال جو آپ کے پاس تھا تو ارشاد فرمایا ہمارے پاس جو بھی مال ہے وہ ہم تم سے بچا کر ذخیرہ کر کے نہیں رکھتے (سن لیجئے) جو سوال کرنے سے بچنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بچالیتا ہے اور جو لوگوں سے بے نیازی اختیار کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو بتکلف صبر اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے حقیقی صبر کی توفیق عطا فرما دیتا ہے اور تمہیں کسی عطیہ سے نہیں نوازا گیا جو صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع تر ہو۔

تو اللہ تعالیٰ اس صابر کیلئے جنت میں ایک مکان بنانے کا حکم ارشاد فرماتا ہے۔ یہ فرشتے، یہ نوری مخلوق اس آدمی کیلئے جنت میں ایک حکم الٰہی سے محل بناتے ہیں اور اس کا نام بیت الحمد رکھا جاتا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس صابر کو انعام ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے بشارت ہے کہ اس کا خالق و مالک اس سے ناراض نہیں بلکہ اللہ الکریم اس سے خوش ہے۔ یاد رکھے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بہت بڑی دولت ہے۔

ومن یتصبر یصبرہ اللّٰہ :

۱۔ جو بتکلف صبر کرتا ہے اللہ اسے حقیقی صبر کی توفیق دے دیتا ہے۔

۲۔ جو صبر کرتا ہے اللہ اسے صبر کا اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لطف و کرم والا ہے اس کی عنایات لامتناہی ہیں وہ صبر کرنے والے کو نوازتا ہے تو خوب نوازتا ہے اس کے نوازنے کا

ایک انداز درج ذیل ہے حدیثِ پاک میں ملاحظہ ہو:

وَعَنْ اَبِیْ مُوسَی –رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ– قَالَ : قَالَ رَسُوْلَ اللّٰه – صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ– : اِذا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ ماكانَ يَعْمَلُ مُقِيماً صَحِيحاً.

المستدرک للحاکم		جلد ۱	صفحہ ۳۴۱
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط البخاری ولم یخرجاہ		
السنن الکبریٰ	رقم الحدیث (۶۵۴۷)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۵
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۲۹)	جلد ۷	صفحہ ۱۹۳
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ حسن		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۰۹۱)	جلد ۲	صفحہ ۲۰۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۰۹۱)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۱
قال الالبانی:	حسن		
ارواالغلیل	رقم الحدیث (۵۶۰)	جلد ۲	صفحہ ۳۴۵
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۰۱۳)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۴
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۴۲۰)	جلد ۳	صفحہ ۳۳۶
قال الالبانی:	لغیرہٖ		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۱۴۴)	جلد	صفحہ
المسند احمد	رقم الحدیث (۱۹۵۶۷)	جلد ۱۴	صفحہ ۵۴۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۹۹۶)	جلد ۲	صفحہ ۹۲۱
کنز العمال	رقم الحدیث (۶۶۶۳)	جلد ۳	صفحہ ۳۰۳
فتح الباری	رقم الحدیث (۲۹۹۶)	جلد ۷	صفحہ ۱۶۸

ترجمة الحديث :

حضرت ابو موسیٰ الشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عبدِ مومن جب بیمار ہوتا ہے یا سفر پر روانہ ہوتا ہے تو اس کیلئے اتنے ہی اعمال صالحہ کا اجر وثواب رکھا جاتا ہے جو وہ مقیم وصحت مند ہونے پر کیا کرتا تھا۔

-۞-

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اس امت پر اللہ ذوالجلال والکرام کا کتنا فضل وکرم ہے بندہ مومن حالت صحت میں روانہ فرائض کے علاوہ کثرت سے نوافل ادا کرتا ہے۔ ذکرالٰہی سے اپنی روح کو تر وتازہ کرتا ہے مشاغلِ دنیا سے رخ موڑ کر مساجد کا رُخ کرتا ہے وہاں بیٹھ کر اللہ کی یاد کے مزے لوٹتا ہے تلاوت قرآن کریم کرتا ہے تسبیح وتقدیس سے اپنے من کو اجلا کرتا ہے الغرض ہر وقت وہ کسی فعل خیر میں مگن رہتا ہے اسے اگر بیماری آجائے یا اسے کسی سفر پر جانا پڑ جائے تو حالت بیماری میں صبر کا دامن تھامنے والا مصائب سفر کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے والا نسبت غلامی رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل کسی درجہ فیروز بخت ہے کہ جو امور وہ حالت صحت میں اور اپنے وطن میں کرتا تھا اگر بیماری کی وجہ سے یا سفر کی وجہ سے وہ نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر وثواب فرشتوں سے لکھواتا رہتا ہے کیونکہ بیماری کا یہ عارضہ اللہ کی طرف سے ہے اگر وہ صحیح وصحت مند ہوتا تو یقیناً یہ امور بجالاتا چونکہ اب وہ بیمار ہے اور بیماری من جانب اللہ ہے اللہ تعالیٰ اس حالت بیماری میں اس کی تلاوتِ قرآن اس کی تسبیحات، اس کے نوافل وجمیع فصلِ خیرات کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھوتا رہتا ہے یہ ایک صابر پر نسبتِ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم کو انسانی پیمانوں پر نہیں تولا جا سکتا۔

مومن ہر حالت میں بہتر ہے

عَنْ اَبِیْ یَحْیٰی ، صُهَیْبِ بْنِ سَنَانٍ –رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ– قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ– صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ–عَجَباً لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ'' ، وَلَيْسَ ذَالِكَ لِاَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ : إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْراً لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْراً لَهُ.

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۲۹۷)	جلد ۳	صفحہ ۱۳۲
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۴۰۹۰)	جلد ۳	صفحہ ۴۴۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۹۹۹)	جلد ۱۱	صفحہ ۲۲۷۸
اتحاف السادۃ المتقین		جلد ۸	صفحہ ۱۴۰
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۹۷۸)	جلد ۴	صفحہ ۱۷۱
قال المحقق: صحیح			
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۸۹۶)	جلد ۷	صفحہ ۱۵۵
قال شعب الارنوؤط: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم			
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۶۵۵۴)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۶
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۷۳۱۶)	جلد ۸	صفحہ ۴۷
مسند احمد	رقم الحدیث (۱۸۸۳۶)	جلد ۱۴	صفحہ ۳۲۳
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح			
کنز العمال	رقم الحدیث (۷۱۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۴۵

ترجمة الحديث :

حضرت ابو یحییٰ صہیب بن سنان - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ - صلّی اللہ علیہ وسلم - نے ارشاد فرمایا:

مومن کے تمام معاملات عجیب ہیں اس کے ہر کام میں اس کے لئے بہتری ہے اور یہ چیز مومن کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں ۔ اگر اسے خوشی حالی نصیب ہو، تو اس پر وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اگر اسے تنگی پہنچے اور وہ اس پر صبر کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔

یہی حدیث پاک صحیح ابن حبان میں ملاحظہ ہو:

اخبرنا ابو یعلیٰ ، قال حدثنا شیبانُ بن فَرُّوخ ، قال حدثنا سلیما ن بن المغیرة ، عن ثابت عن عبدالرحمٰن بن ابی یعلیٰ

عَنْ صُهَيْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْر'' ، اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَوَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ وَكَانَ خَيْراً لَهُ وَلَيْسَ ذَالِكَ لِاَحَدٍ اِلَّالِلْمُؤْمِنِ ۔

حضرت صہیب - رضی اللہ عنہ - سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صحیح ابن حبان — رقم الحدیث (۲۸۹۶) — جلد ۷ — صفحہ ۱۵۵

قال الارنو وط: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم

مومن کا معاملہ حیران کن ہے اس کے تمام امور سراپا خیر ہیں اگر اسے خوشحالی ہو تو شکر کرتا ہے اور اگر اسے تنگدستی آئے تو صبر کرتا ہے یہ (اس کا شکر و صبر کرنا) اس کیلئے خیر و بھلائی ہے یہ سعادت صرف مومن کیلئے ہی ہے۔

مسند امام احمد بن حنبل کے کلمات ملاحظہ ہوں:

حدثنا بهز و حجاج قالا حدثنا سليما ن بن المغيرة عن ثابت عن عبد الرحمٰن بن ابی یعلٰی عن صهیب . قال قال رسول الله صلّی الله علیه وسلّم

عَجِبْتُ مِنْ اَمْرِ الْمُوْمِنِ اِنَّ اَمْرَ الْمُوْمِنِ كُلَّهُ لَهُ خَيْر" وَلَيْسَ ذَالِكَ لِاَحَدٍ اِلَّالِلْمُوْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ كَانَ ذَالِكَ لَهُ خَيْراً وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ فَصَبَرَ كَانَ ذَالِكَ لَهُ خَيْراً ۔

حضرت صہیب - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے دین کے معاملات سے تعجب ہوا کہ اس کے تمام معاملات اس کیلئے بھلائی ہی بھلائی ہیں اور یہ سعادت سوائے مومن کے کسی اور کیلئے نہیں ہے۔

اگر اسے خوشحالی پہنچے تو شکر کرتا ہے یہ شکر کرنا اس کیلئے بہتر ہے اور اگر اسے تنگدستی پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے اسکا صبر کرنا اس کے لئے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول عربی صلّی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ایک مومن و مسلم پر کس درجہ کرم فرمایا ہے اس کے تمام معاملات خیر کی خیرات سے لبریز کردیے وہ کسی بھی عالم میں اور

مسند الامام احمد　رقم الحدیث (۱۸۸۳۶)　جلد ۱۴　صفحہ ۳۲۳

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

کسی بھی حالت میں خیر و بھلائی سے دور نہیں بلکہ اللہ ذوالجلال کی رحمتیں ہر وقت اس پر سایہ فگن رہتی ہیں۔

خوشحالی و فارغ بالی میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا شیوۂ مسلمانی ہے۔ایک مسلم وموحد پر جب اللہ تعالیٰ کی عنایات کی برسات ہوتی ہے تو اس کی زبان قلب وقالب ہر لحہ شکر سے تروتازہ رہتی ہے۔کبھی صلاۃ ادا کر کے،کبھی روزہ رکھ کر،کبھی صدقہ خیرات کر کے،کبھی امر بالمعروف سے اور کبھی نہی عن المنکر سے اور کبھی تسبیح ومناجات سے اور کبھی رات کے استغفار اور دعاء سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اس کا شکر ادا کرنا بھی اس کی کرم نوازی سے ہے اللہ تعالیٰ کے شکر کی توفیق بھی منجانب اللہ ہے۔

مومن کو اگر تنگی کے دن دیکھنے پڑیں، پریشانیاں اور مصیبتں اسے گھیر لیں تو وہ جزع وفزع نہیں کرتا جس سے اس کا خالق و مالک ناراض ہو بلکہ وہ صبر کا پیکر بن کر ان حالات کی تنگی سے سرخرو ہو کر نکلتا ہے اس کا یہ صبر کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا محبوب ہے اور یہ صبر خیر و برکت سے لبریز ہے اس میں بھلائی اور بہتری ہے۔ بندہ بندہ ہے اسے مالک و خالق کی رضا پر راضی رہنا ہی زیب دیتا ہے۔اور یہی اس کے سعید ہونے کی علامت ہے۔

اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ له خَيْر“:

مومن ہر حالت میں بہتر ہے اگر وہ بیمار ہے اور حالت بیماری میں بھی اللہ کی حمد کرتا ہے تو اس کیلئے اللہ تعالیٰ کا کتنا کرم ہے ملاحظہ ہو:

عَنْ عَطَا ابْنِ بَسَارٍ – رَضی اللّٰه عنه – اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ –صَلَّى اللّٰه عليه و آلـهٖ وسـلّم – قَالَ :اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ بَعَثَ اِلَيهِ مَلَكَيْنِ فَقَالَ : اُنْظُرُوا مَاذَا يَقُوْلُ

لِعُوّادِهٖ فَاِنْ هُوَاِذْ جَاؤُوْهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ رَفَعَا ذَالِكَ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَا عَلَمُ فَيَقُوْلَ اِنّ لِعَبْدِىْ عَلَّى اِنْ تَوَ فَّيْتُهٗ اِنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَاِنْ شَفَيْتُهٗ اَنْ اُبَدِّلَهٗ لَحْماً خَيْرا مِنْ لَحْمِهٖ،وَدَماً خَيْراً مِنْ دَمِهٖ وَاَنْ اُكَفِّرَ عَنْهُ سَيِّئَا تِهٖ .

ترجمة الحديث :

حضرت عطا بن بسار -رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ -صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- نے ارشاد فرمایا: جب بندہ مومن بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس دو فرشتے بھیجتا ہے تو ان سے فرماتا ہے دیکھو میرا یہ بندہ تیمارداری کرنے والوں سے کیا کہتا ہے۔ پس اگر وہ تیمارداری کرنے والے اس کے پاس آئیں تو وہ بیمار اللہ کی حمد کرے اور اس کی ثناء کرے تو یہ دونوں فرشتے اللہ کی بارگاہ میں اس کو لیکر بلند ہوتے ہیں حالانکہ وہ ان سے بہتر جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس میرے بندے کیلئے میرے ذمہ کرم پر ہے کہ اگر میں اسے اس بیماری میں وفات دوں تو اسے جنت داخل کروں گا اور اگر اسے شفاء عطا کروں تو میں اس کے لحم (گوشت) کے بدلے بہتر لحم (گوشت) عطا فرماوں گا اور اس کے دم خون کے بدلے بہتر دم خون عطا فرماوں گا اور میں اس بیماری کے ذریعے اس کے گناہ معاف کردونگا۔

الموطا امام مالک		جلد۲	صفحہ۹۴۰
کنز العمال	رقم الحدیث (۶۷۰۴)	جلد۳	صفحہ۳۱۰
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۹	صفحہ۵۲۵
جامع الاصول	رقم الحدیث (۴۶۳۰)	جلد۵	صفحہ۵۵۹

سبحان اللہ! مومن ہر حال میں خیر و بھلائی سے لبریز ہے۔ اگر وہ بیمار بھی ہو جائے پھر بھی اس کیلئے گھاٹے کا سودا نہیں ہے۔ حالتِ بیماری میں پہلا کرم تو یہ ہوتا ہے کہ حالت صحت مین وہ جو جو اعمال صالحہ سرانجام دیتا تھا اس کا مسلسل اجر و ثواب ملتا ہے اور اس میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوتی۔ کیا مومن کے لئے اللہ جل جلالہ کی طرف سے یہی انعام کافی نہیں لیکن اللہ الکریم کا کرم جوبن پر ہے اس نے مزید یہ انعام دیا کہ اگر اس کی زندگی کی سانسیں پوری ہو چکی ہیں تو اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ دائمی وابدی راحتوں میں پہنچا تا جائے گا اور اگر اس کی زندگی باقی ہے اور اسے دوبارہ صحت مند ہونا ہے تو اللہ الکریم اس کے گوشت کے بدلے بہتر گوشت اور اس کے خون کے بدلے بہتر خون عطا فرمائے گا اب جب بہتر گوشت و خون والا ہو گا تو پھر اس کی بقیہ زندگی مزید عبادت و ریاضت میں بسر ہوگی اور تقوی و خوفِ خدا کی مزید سعادت سے ہمکنا ہو گا۔

اور اس مردمومن کیلئے تیسرا کرم یہ ہو گا کہ اس کی سیئات کو مٹا دیا جائے گا اس کے گناہ ختم کر دے جائیں گے اور اسکا باطن معصیتو ن کے داغوں سے مبرا ہو گا۔

فلک الحمد یا اللہ مل السموات والارض۔

وَعَنْ أَنَسِ ابْنِ مالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلّى اللّٰه عليه و آله وسلم : ((إِذا ابْتَلَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ بِبَلاءٍ فِي جَسَدِهِ ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْمَلَكِ : اكْتُبْ لَهُ صالِحَ عَمَلِهِ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ ، وإِنْ شَفاهُ غَسَلَهُ وَطَهَّرَهُ ، وَإِنْ قَبَضَهُ غَفَرَلَهُ وَرَحِمَهُ)).

الترغيب والترهيب	رقم الحديث (۵۰۱۵)	جلد۴	صفحہ ۱۸۵
صحيح الترغيب والترهيب	رقم الحديث (۳۴۲۲)	جلد۳	صفحہ ۳۳۶
قال الالبانی:	هذا حديث حسن صحيح		

ترجمة الحديث :

حضرت انس بن مالک - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ - صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم - نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی کو جسمانی تکلیف میں مبتلا کرتا ہے تو عزت و جلال والا اللہ فرشتے سے فرماتا ہے۔ اس مریض کے وہ تمام نیک اعمال لکھتے جاؤ (جو وہ حالت صحت میں کیا کرتا تھا) گر اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے شفاء عطا کرے تو اسے دھو دیتا ہے۔ اور اسے طیب و طاہر کر دیتا ہے اور اگر اس بیماری میں اس کی جان لے لے تو اس کی مغفرت فرماتا ہے اور اس پر رحم فرماتا ہے۔

مسند ابی الیعلی الموصلی	رقم الحدیث (۴۲۳۳)	جلد ۷	صفحہ ۲۳۲
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ حسن		
مسند ابی الیعلی الموصلی	رقم الحدیث (۴۲۳۵)	جلد ۷	صفحہ ۲۳۳
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۳۸۱۲)	جلد ۳	صفحہ ۳۳
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۶۰)	جلد ۱	صفحہ ۴۹۱
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۱۴۳۰)	جلد ۵	صفحہ ۲۴۱
قال البغوی:	ھذا حدیث حسن		
المسند احمد	رقم الحدیث (۱۲۴۴۲)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۷۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
المسند احمد	رقم الحدیث (۱۳۶۴۷)	جلد ۱۱	صفحہ ۲۴۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		

ایک عبد مسلم کو اس عالمِ ناپائیدار کے گزرنے والے لمحات کی قدر کرنی چاہیے اسے حالتِ صحت وعافیت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیے اس کے حضور سر بندگی جھکا کر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کا کیف لینا چاہیے حسن خلق کا پیکر ہو چاہیے اور سخاوت کو شعار بنانا چاہیے۔

اللہ کبھی صحت سے نوازتا ہے تو کبھی بیماری بھی لاحق کر دیتا ہے وہ دونوں حالتوں میں بندہ مومن کو آزماتا ہے اگر حالت صحت میں وہ شکر کرے اور اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہے اور خیر میں دلچسپی لی اور بھلائے کے کام بڑھ چڑھ کر کیے تو جب اس کو بیماری لاحق ہو تو یہ اللہ کی آزمائش کا ایک اور طریقہ ہے اس میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اور جتنا ہو سکے اسے یاد کرے۔ ظاہر بات ہے کہ بیماری کی حالت میں معمولات میں فرق آجاتا ہے لیکن اللہ کے عبد مطیع کو زیادہ فکر مند نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہر لحہ اسے ہی یاد کرنا چاہیے اس کا فائدہ یہ ہوگا بیماری کی حالت میں صبر کرنے والا اسے ان تمام معمولات کا مسلسل اجر وثواب ملتا رہے گا۔ جو وہ حالت صحت میں خوشی سے کیا کرتا تھا۔

تو گویا یہ بیماری حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اھل ایمان کیلئے نعمت کا درجہ رکھتی ہے اور نعمت میں نیکیوں سے مالا مال کر جاتی ہے۔

حالت بیماری میں گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ صبر کا دامن تھامے رکھنا چاہیے جب عبد مسلم بیماری سے شفاء یاب ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو دھو دے گا اور اسے طاہر کر دے گا۔ غور کیجئے انسان اپنے باطن کو کتنا بھی دھونا چاہیے یا پاک کرنا چاہیے پھر بھی وہ کما حقہ پاک نہیں کر سکتا کچھ نہ کچھ میل باقی رہ جائے گی لیکن اگر پاک وصاف کرنے والا اور دھونے والا خود ربّ العالمین ہو تو پھر لوحِ دل ہر قسم کی میل وظلمت سے پاک ہوگی۔

اور اگر اللہ کا فیصلہ ہے کہ اس بیماری کے بعد عبد مسلم کو دنیا سے لے جانا ہے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، اس کا وعدہ ہے کہ اس کی مغفرت ہوگی اور اس پر رحم ہوگا۔ مغفرت کے سبب عذابِ قبر سے محفوظ ہوگا، نارِ جہنم سے بچ جائے گا اور رحمت کے سبب جنت میں داخل ہوگا اور ابدی ودائمی انعامات سے مالا مال ہوگا۔

وَعَنْ ابِیْ هُرَیْرَةَ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللّٰه – صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :إنَّ الرَّجُلَ لَیَکُوْنُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ الْمَنْزِلَةُ فَما یَبْلُغُها بِعَمَلٍ : فَما یَزالُ اللّٰهُ یَبْتَلِیه بِما یَکْرَهُ حَتّٰی یُبَلِّغَهُ إیَّا ها.

المستدرک للحاکم		جلد۱	صفحہ۳۴۴
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسنادہ ولم یخرجاہ		
تلخیص بذیل المستدرک		جلد۱	صفحہ۳۴۴
قال الذھبی:	صحیح الاسنادہ		
صحیح الجامع للالبانی	رقم الحدیث (۱۶۲۵)	جلد۱	صفحہ۳۳۵
قال الالبانی:	حسن		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۲۵۹۹)	جلد۶	صفحہ۱۸۹
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۹۹۲)	جلد۴	صفحہ۱۷۷
قال المحقق:	حسن		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۶۰۹۵)	جلد۱۰	صفحہ۴۸۳
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۰۸)	جلد۷	صفحہ۱۶۹
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ حسن		

ترجمة الحديث :

بندہ مومن کا درجہ اللہ کے ہاں وہ ہوتا ہے کہ وہ اس درجہ تک عمل سے نہیں پہنچ سکتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو کسی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے تو وہ اس ذریعہ سے اسے اس درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔

المطالب العالیۃ	رقم الحدیث (۲۴۲۰)	جلد۲	صفحہ۳۳۹
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۰۹۰)	جلد۲	صفحہ۲۰۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۰۹۰)	جلد۲	صفحہ۲۷۱
قال الالبانی:	صحیح		
موارد الظمآن	رقم الحدیث (۶۹۳)		صفحہ۱۷۹

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال مبارک پر

حضرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا کی کیفیت

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: وَاكَرْبَ أَبَتَاهُ ! فَقَالَ : ((لَيْسَ عَلَى أَبِيكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ))فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ : يا أَبَتَاهُ ! أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ، يَا أَبَتَاهُ ! جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ ، يَا أَبَتَاهُ ! إِلَى جِبْرِيلَ نَنْعَاهُ ؛ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ ؟.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۶۱۳)	جلد ۱۴	صفحہ ۵۸۲
صحیح البخاری مع الفتح	رقم الحدیث (۴۴۶۲)	جلد ۸	صفحہ ۱۴۹
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۶۲۹)	جلد ۲	صفحہ ۳۰۰
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۳۳۰)	جلد ۲	صفحہ ۵۳
قال الالبانی:	حسن صحیح		
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح (بالفاظ مختلفہ)		
مشکاۃ مع المرقاۃ	رقم الحدیث (۵۹۶۱)	جلد ۱۱	صفحہ ۱۰۷
مسند احمد	رقم الحدیث (۱۲۳۷۴) جلد ۱۰	صفحہ ۴۵۶	
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جب حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم زیادہ بیمار ہو گئے تو آپ پر کرب و اضطراب چھانے لگا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پکار اٹھیں ہائے ابا جان کی تکلیف! حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے بعد تمہارے ابا پر کرب و تکلیف نہیں ہوگی، جب حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے ابا جان! رب تعالیٰ نے انہیں بلایا تو انہوں نے رب کے بلانے پر لبیک کہا ہائے ابا جان! جنت الفردوس ان کا ٹھکانا ہے ہائے ابا جان! جبریل امین کو ہم آپ کے وصال کی خبر دیتے ہیں۔

جب حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر دیا گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

کیا تمہارے نفسوں نے گوارا کیا ہے کہ تم حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر پر مٹی ڈالو۔

صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۸۴۳)	جلد۲	صفحہ۱۳
قال الالبانی:	صحیح		
دلائل النبوۃ (الفاظ مختلفہ)		جلد۷	صفحہ۲۱۲
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۴۱۷)	جلد۲۲	صفحہ۱۰۲۹
مسند دارمی	رقم الحدیث (۸۸)	جلد۱	صفحہ۲۲۳
السنن الکبری البیہقی	رقم الحدیث (۷۱۶۲)	جلد۴	صفحہ۱۱۸

سنن ابن ماجہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

حدثنا نصر بن علی ، ثنا عبد اللّٰہ بن الزبیر ابو الزبیر :ثنا ثابت البنائی عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – قَالَ

لَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَرْبِ الْمَوْتِ مَاوَجَدَ قَالَتْ فَاطِمَةُ :

وَاكَرْبَ اَبَتَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا كَرْبَ عَلٰى اَبِيْكِ بَعْدَ الْيَوْمِ اِنَّهُ قَدْ حَضَرَ مِنْ اَبِيْكِ مَالَيْسَ بِتَارِكٍ مِنْهُ اَحَداً اَلْمُوَا فَاةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے وقت وصال جتنا کرب پانا تھا پایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا (یہ دیکھ کر بولیں) ہائے ابا جان کا کرب واضطراب! تو حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

تیرے ابا پر آج کے بعد کوئی کرب نہیں تیرے ابا کے پاس وہ آیا ہے جو کسی کو بھی چھوڑنے والا نہیں۔اب ملاقات قیامت کو ہوگئی۔

سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۱۶۲۹) جلد۲ صفحہ ۳۰۰

حدثنا علی بن محمد ، ثنا ابو اسامة ، حدثنی حماد بن زید ، حدثنی ثابت

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ – رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ – قَالَ :

قَالَتْ لِيْ فَاطِمَةُ – رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا – يَا اَنَسُ كَيْفَ سَخَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوا التُّرَابَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ – صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – ؟

حضرت انس بن مالک – رضی اللہ عنہ – نے فرمایا:

حضرت فاطمۃ الزہراء – رضی اللہ عنہا – نے مجھ سے فرمایا:

اے انس! تمہاری جانوں نے کیسا گوارا کیا کہ تم حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر پر مٹی ڈالو۔

-۞-

یہ جہان دار فانی ہے یہ جہاں قیام گاہ نہیں بلکہ گزرگاہ ہے اس جہاں میں جو بھی آیا اسے ایک دن جانا ہی ہے بڑے بڑے باجبروت حکمران آئے بڑے کروفر والے بادشاہ آئے اس جہاں میں اپنے پاؤں جمانے کی کوشش کی لیکن آج تک کسی کے پاؤں نہ جم سکے۔

جس ذات اقدس واطہر صلّی اللہ علیہ وسلم کے لئے سارا جہاں پیدا کیا گیا جن کے سر انور پر رحمۃ للعالمینی کا تاج پوری آب وتاب کے ساتھ چمکا جن کا سحابِ کرم جب برسا تو خوب برسا جن کی نگاہ کرم جب اس عالم رنگ وبو پر پڑی تو یہ عالم نغمہ توحید سے گونج اٹھا لیکن جب ان

سنن ابن ماجہ — رقم الحدیث (۱۶۳۰) — جلد۲ — صفحہ۳۰۱

قال محمود محمد نصار: الحدیث صحیح

کے جانے کا وقت آیا وہ بھی اس جہاں کو خیر باد کہہ گئے جب حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم اس جہاں سے چلے گئے تو آپ کے بعد کسی کی کیا حیثیت ہے یہاں جو آیا اسے ایک دن جانا ہے۔

حضور سیّد الرسل صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً اَلْاَنْبِیَاءُ ۔

لوگوں میں سب سے زیادہ تکالیف انبیاء کرام پر نازل ہوئیں جس کا جتنا بڑا مرتبہ ہے اتنی ہی زیادہ اسے تکلیفیں پہنچیں چونکہ اس بھری کائنات میں سب سے افضل واعلیٰ اور سب سے برتر ذات، ذات خیر الوری صلّی اللہ علیہ وسلم ہے اس لئے سب سے زیادہ تکالیف بھی آپ کے حصے میں آئیں۔

زیر نظر حدیث پاک میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے کوچ کا وقت ہے اس وقت آپ کی تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے یہ تکلیف میں شدت اس لئے کہ یہ آپ کے علو درجہ پر دلالت کرے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کل اگر کسی کو تکلیف ہو، جان کنی کے وقت اضطراب میں اضافہ ہو تو اس کے بارے میں کسی بدگمانی میں مبتلا نہ ہوا جائے بلکہ یہ اضطراب و بے چینی بسا اوقات مرتبہ کے بلند ہونے پر دلالت کرتی ہے اور جو خوش نصیب سنتِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کا فدائی ہے اور ذاتِ حبیب کبریا میں فانی ہے جب اس کا آخری وقت آتا ہے تو کرب و اضطراب ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔

حضرت فاطمہ الزہراء جگر گوشہ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم اس کیفیت کو دیکھ کر خود مضطرب ہو جاتی ہیں۔ اور بے ساختہ ان کی زبان سے نکلتا ہے:

وَاكَرْبَ اَبَتَاه۔

ہائے میرے ابا کا کرب واضطراب۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر بھی صبر کی تلقین کرتے ہیں اور اپنی جگر پارہ کو بایں الفاظ وضاحت کرتے ہیں کہ:

لَیسَ عَلٰی اَبِیکِ کَرُب'' بَعُدَ الیُوم۔

آج کے بعد تیرے ابا پر کرب واضطراب نہیں۔

یعنی آج کا دن جانکنی کا دن ہے اس دن کرب واضطراب ان لوگوں کی تسلی وتشفی کے لئے ہے جو اس عالم سے رخصت ہوتے کرب میں مبتلا ہوتے ہیں ورنہ یہاں کرب کا کیا کام۔

اللہ کے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم تو اپنے مزار پرانوار کے اندر، اپنے روضہ مقدسہ میں محواستراحت ہیں کیونکہ انہیں ان کے حیی وقیوم اللہ نے حیاتِ جاودانی عطا فرمائی ہے۔

اَلاَنبِیَاءُ اَحیَاء'' فِی قُبُورِھِم یُصَلُّونَ۔

انبیاء کرام اپنے اپنے مزارات میں زندہ ہیں اور صلوٰت (نمازیں) بھی ادا فرماتے ہیں۔اس حدیث پاک کی صحت کے بارے میں سرزمین عرب کے مشہور نقاد علامہ ناصر الدین البانی لکھتے ہیں:

وَقَدُ کُنتُ بُرھَةً مِنَ الدَّھرِ أَرَیٰ اَنَّ ھَذَا الُحَدِیثَ ضَعِیف'' لِظَنِّیَ اَنَّهُ مِمَّا تَفَرَّدَبِهِ ابُنُ قُتَیبَةَ –کَمَا قَالَ البَیھَقِیُّ–وَلَمُ اَکُنُ قَدُوَقَفُتُ عَلَیهِ فِی (مُسُنَدِ اَبِی یَعلٰی وَاَخبَارِ اصبھَان)فَلَمَّا وَقَفُتُ عَلٰی اِسُنَادِهٖ فِیھِمَا تَبَیَّنَ لِی اَنَّهُ اِسُنَاد'' قَوِیّ'' وَاَنَّ التَّفَرَّدَ المَذُکُورَ غَیرُ صَحِیح وَلِذَالِکَ بَادَرتُ اِلٰی اِخُرَاجِهٖ فِی ھَذَا الُکِتَابِ تَبرِئَةً لِلذِّمَّةِ وَاَدَاءً لِلأَمَانَةِ العِلمِیَّةِ ، وَلَوَاَنَّ ذَالِکَ قَدُ یَفتَحُ الطَّرِیقَ

لِجَاهِلٍ اَوْحَاقِدٍ اِلَی الطَّعْنِ وَالْغَمْزِ وَاللَّمْزِ فَلَسْتُ اُبَالِیْ بِذَالِکَ مَادُمْتُ اَنِّیْ اَقُوْمُ بِوَاجِبِ دِیْنِیْ اَرْجُوْ ثَوَابَهٗ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَحْدَهٗ - فَاِذَارَاَیْتَ اَیُّهَا الْقَارِئُ الْکَرِیْمُ فِیْ شَیْئٍ مِنْ تَالِیْفِی خِلَافَ هَذا التَّحْقِیْقِ فَاضْرِبْ عَلَیْهِ وَاعْتَمِدْ هٰذَا وَعُضَّ عَلَیْهِ بِالنَّوَاجِذِ - فَاِنِّی لَااَظُنُّ اَنَّهٗ یَتَیَسَّرُلَکَ الْوُقُوْفُ عَلٰی مِثْلِهٖ وَاللّٰهُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ (1)

عرصہ دراز تک میں اس حدیث کو ضعیف کہتا رہا کیونکہ میرا گمان تھا کہ اس حدیث کی روایت میں ابن قتیبہ متفرد ہے۔ جیسے امام بیہقی نے فرمایا ہے میں مسند ابی یعلی موصلی اور اخبار اصفہاں میں روایت شدہ اس حدیث پاک سے مطلع نہ تھا۔ جب میں نے ان دونوں کتابوں میں اس کی سند کو ملاحظہ کیا تو یہ بات بالکل عیاں ہوگئی کہ اس کی سند قوی ہے اور صرف ابن قتیبہ کا تفرد درست نہیں اس لئے میں نے اس کتاب سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ میں اس کی بسرعت تخریج کر دی ہے تا کہ ذمہ داری سے براءت حاصل کروں اور علمی امانت کو ادا کروں اگر چہ یہ بات جاہل اور کینہ پرور شخص کو طعن و تشنیع اور اتہام کا موقع فراہم کرے گی لیکن مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں جب تک میں اپنے دینی فرائض سرانجام دیتا رہوں گا اور اللہ وحدہ لاشریک سے اجر و ثواب کا امیدوار رہوں گا۔

محترم قارئین کرام !اگر آپ میری تالیفات میں اس تحقیق کے خلاف کوئی بات دیکھیں تو اسے پرے پھینک دیجئے اور اس پر اعتماد کیجئے اور اس تحقیق کو مضبوطی سے تھام لیجئے۔ میرے گمان میں ایسی تحقیق آپ کو کہیں اور نہیں ملے گی۔

وَاللّٰهُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ۔

(۱) سلسلۃ الاحدیث الصحیحہ از البانی ۲/۱۹۰

نواسے کے وصال کے وقت حضور ﷺ کی
آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے

وَعَنْ اَبِیْ زَیْدٍ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلٰی رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَحِبِّهِ وَابْنِ حِبِّهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : اَرْسَلَتْ بِنْتُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّ ابْنِیْ قَدِ احْتُضِرَ فَاشْهَدْنَا ، فَاَرْسَلَ یُقْرِیءُ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ : ((اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ ، وَلَهُ مَا اَعْطٰی ، وَكُلُّ شَیءٍ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُسَمًّی ، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ)) فَاَرْسَلَتْ اِلَیْهِ تُقْسِمُ عَلَیْهِ لَیَأْتِیَنَّهَا . فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْن عُبَادَةَ ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ، وَاُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ ، وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ ، وَرِجَالٌ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَ – فَرُفِعَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِیُّ ، فَاَقْعَدَهُ فِیْ حِجْرِهِ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ ، فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ ، فَقَالَ سَعْدُ : یا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَا هٰذَا ؟ فَقَالَ : ((هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی فی قُلُوبِ عِبَادِهِ))وَفِیْ رِوَایَةٍ :((فِیْ قُلُوْبِ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ وَاِنَّمَا یَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ)).مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

وَمَعْنَی ((تَقَعْقَعُ)):تَتَحَرَّكُ وَتَضْطَرِبُ ـ

صحیح مسلم رقم الحدیث (۹۲۳) جلد۲ صفحہ۴۶

صحیح البخاری رقم الحدیث (۷۴۴۸) جلد۴ صفحہ۲۳۲۶

ترجمة الحديث :

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے پیغام بھیجا میرے بیٹے کا آخری وقت ہے آپ ہمارے ہاں تشریف لایئے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے جواباً پیغام بھیجا کہ آپ سلام

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۲۸۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۸۳
ریاض الصالحین	رقم الحدیث (۲۹۱)		صفحہ ۷۰
مسند الاحمد	رقم الحدیث (۲۱۶۷۳)	جلد ۱۶	صفحہ ۹۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۱۲۵)	جلد ۲	صفحہ ۲۱۰
قال الالبانی:	صحیح		
فتح الباری	رقم الحدیث (۱۲۸۳)	جلد ۳	صفحہ ۱۵۱
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۵۸۸)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۵
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۵۸۸)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۵
السنن الکبری للبیہقی	رقم الحدیث (۷۱۳۹)	جلد ۴	صفحہ ۱۱۴
قال البیہقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		
سنن النسائی		جلد ۴	صفحہ ۲۲
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۸۶۷)	جلد ۲	صفحہ ۲۰
قال الالبانی:	صحیح		
مصنف عبد الرزاق	رقم الحدیث (۶۶۷۰)	جلد ۳	صفحہ ۵۵۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۸)	جلد ۱	صفحہ ۴۸

فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں:

جو اللہ تعالیٰ لے وہ اسی کا ہے اور جو دے وہ بھی اسی کا اور ہر چیز اس کے ہاں ایک مقررہ وقت تک ہے اس لئے انہیں (میری صاحبزادی کو) صبر کرنا چاہیے اور اللہ سے ثواب کی امید رکھنی چاہیے۔

آپ کی صاحبزادی صاحبہ نے دوبارہ آپ کی طرف پیغام بھیجا اور قسم دیتے ہوئے عرض کی کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ چنانچہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت سعد بن عبادہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور چند دیگر افراد اٹھے (حضور صلّی اللہ علیہ وسلم ان صحابہ کی معیت میں ان کے گھر تشریف لے گئے) بچہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا تو اسے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گود مبارک میں بٹھا لیا جبکہ اس بچے کی جان بے چین و مضطرب تھی تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضرت سعد نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
یہ رحمت و شفقت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ودیعت فرماتا ہے
اور ایک روایت میں ہے:

یہ رحمت و شفقت ہے جسے اللہ تعالیٰ جن بندوں کے دلوں میں چاہتا ہے رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے انہیں پر رحم فرماتا ہے جو خود رحم کے وصف سے متصف ہوتے ہیں۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تَقَعْقَعُ کا معنی ہے متحرک ومضطرب ہونا۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے یعنی حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کا آخری وقت آ گیا تو انہوں نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے بیٹے پر جان کنی کا وقت ہے میرے ہاں تشریف لائیے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف پیغام لے جانے والے سے فرمایا پہلے میرا سلام کہنا پھر کہنا:

''اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْئٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ''۔

بیشک اللہ ہی کے لئے ہے جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز اس کے ہاں ایک مقررہ مدت تک ہے پس میری لخت جگر کو چاہیے کہ وہ صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھے۔

اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ لَہٗ مَا اَعْطٰی :

کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور وہ کائنات کے ہر ذرے کا حقیقی مالک ومختار ہے۔ مالک مالک ہوتا ہے وہ اپنی مملوکہ چیز جس کو چاہے جتنے وقت کے لئے دے دے اور جب چاہے اس سے لے لے جب مالک اپنی چیز کو واپس لے تو جزع وفزع نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جس کی چیز تھی اس نے لے لی۔

انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے اس کی اپنی جان اس کی اولاد اس کی دولت اس کی جائیداد، غرضیکہ ہر چھوٹی چیز یا بڑی چیز سب کا حقیقی مالک اللہ جل جلالہٗ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَاٰتُوْ هُمْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِیْ اٰتٰکُمْ [1]

اور انہیں اللہ کے اس مال سے دو جو اس نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔

یہ مال و دولت یہ اولاد و اطفال یہ علم و ہنر یہ جسم و جاں سب کچھ اللہ تعالیٰ کا عطا فرمودہ ہے۔ وہ جب چاہے لے لے یہ اس کی مرضی بندہ کو دائرہ بندگی میں رہتے ہوئے اس کے لے جانے پر واویلا نہیں کرنا چاہے۔ اور آپے سے باہر نہیں ہونا چاہے۔ بلکہ اس وقت ایسے کلمات زبان سے ادا کرنے چاہیں جن سے اس خالق و مالک کے حقیقی مالک و ربّ ہونے کا اظہار واعلان ہوتا ہو۔

وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُصِیْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

اور بشارت دیجئے ان صابرین کو کہ جب ان تک کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ کیلئے ہیں اور ہم نے اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

کُلُّ شَیْئٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُسَمًّی:

یہ دنیا عرضی ہے دائمی نہیں یہ دنیا زوال پذیر ہے ابدی نہیں یہاں کی ہر چیز فنا کے داغ سے داغدار ہے یہاں کسی چیز کو دوام نہیں ہے۔ بقا و دوام صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے اس دنیا

---

(۱) سورۃ النور ۲۴/۳۳

میں جو آیا اسے ایک دن یہاں سے جانا ہے ہر تعمیر ہونے والی عمارت ایک دن گرنے والی ہے ہر بننے والا مکان تباہ ہونے والا ہے۔اور ہر بستا شہر اجڑنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن کریم میں ان الفاظ مبارک میں بھی ذکر فرمایا:

وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ ۔[1]

ہر چیز اللہ کے ہاں ایک مقدار تک ہے۔

پھر ہر قوم ایک معین مدت تک ہے ہر قوم کا ایک وقت مقرر ہے۔

لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَل '' اِذَاجَاءَ اَجَلُهُمْ فلايَسْتَاْ خِرُوْنَ سَاعَةً وَلَايَسْتَقْدِمُوْنَ ۔[2]

ہر قوم کی ایک مدت مقرر ہے جب ان کی مقررہ مدت آئے گی تو وہ نہ ایک لمحہ پیچھے ہو سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔

اب زیرنظر حدیث پاک میں غور کیجئے۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کا ایک نواسہ اگلے جہاں کی تیاری میں ہے اس پر وقت نزع آچکا ہے۔آپ کی صاحبزادی اور اس بچے کی ماں آپ کو بلا رہی ہے آپ جواباً پہلے پیغام بھیجتے ہیں کہ ہر چیز اللہ کی ہے وہ خالق و مالک جب اپنی چیز واپس لے لے تو اس پر صبر ہی کیا کرتے ہیں اور بس، پھر ایک قانون کی وضاحت فرمائی کہ ہر چیز اس جہاں میں ایک مقررہ وقت تک ہے جب وہ وقت آجائے گا تو اسے یہاں سے کوچ کر جانا ہوگا۔

---

(۱) سورۃ الرعد/۸

(۲) سورۃ یونس/۴۹

یہ وہ تعلیمات نبویہ ہیں جو ہر ایک کے لئے یکساں ہیں یہ نہیں کہ اوروں کو تو صبر کا درس دیا جائے لیکن جب اپنی باری آئے تو صبر کا دامن تارتار کر دیا جائے اوروں کو تو جزع وفزع اور واویلا سے منع کیا جائے لیکن جب اپنے خاندان کی باری آئے تو تمام حدود و قیود کو توڑ دیا جائے۔ ایسا انداز کسی اور کا تو ہوسکتا ہے سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلم کا نہیں۔ جہاں سب آپ کی نگاہ پاک میں یکساں ہیں اور ہر ایک کو اسلام کی سچی تعلیمات سے آگاہ کیا جارہا ہے۔

فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَأْتِيَنَّهَا :

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی صاحبہ دوبارہ پیغام بھیجتی ہیں اور آپ کو قسم دیتی ہیں کہ میری ہاں ضرور تشریف لائیں۔ وہ سراپا رحم وکرم نبی صلّی اللہ علیہ وسلم اپنی جگر گوشہ کی اس التجا کو شرف قبولیت سے نوازتے ہیں اور اپنے چند اصحاب کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔ بچہ کی حالت نازک ہے اس پر جانکنی کی حالت ہے اس عالم میں بچہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی گود مبارک میں دے دیا جاتا ہے اب بچہ مضطرب ہے اس کا سانس اکھڑ رہا ہے یہ کیفیت دیکھ امت کے والی صلّی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو آجاتے ہیں۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے ان کے ذہن میں یہ تھا کہ ایسے موقع پر شاہد آنسو بہانا بھی جائز نہیں عرض کی یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آپ بھی رو رہے ہیں؟

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

هٰذِهٖ رَحْمَةٌ" جَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ۔

یہ رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ودیعت فرمایا ہے۔

آنسوؤں کا نکلنا اندرونی جذبات کا آئینہ دار ہے۔ آنسو کا آجانا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے دل میں محبت والفت کے جذبات ہیں اور یہ محبت والفت اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہے جو وہ اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی قریبی کا انتقال ہو جائے کوئی عزیز اس دنیا سے رخصت ہو جائے تو اس پر آنسو بہانا شریعت میں منع نہیں ہے بلکہ آنسوؤں کا نکل آنا اندرونی رحمت کا آئینہ دار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شریعت مطہرہ پر عمل کی سعادت نصیب فرمائے۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم سے نسبت غلامی رکھنے والے کس درجہ فیروز بخت ہیں کہ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو حضور رحمت العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم خود ان کی تیمارداری کرتے ہیں وہ انسان کتنا سعید ہے جس کی تیمارداری خود نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم فرمائیں اور اس مرض و بیماری پر ہزار صحت قربان کر دی جائے جس کے نتیجے میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلم عیادت فرمائیں۔

حضور رحمت العالمین صرف اس دور کے افراد کے نبی نہ تھے بلکہ قیامت تک آنے والے مسلم کے نبی ہیں اور حضور فداہ ابی وامی صلّی اللہ علیہ وسلم کا لطف وکرم صرف خیر القرون میں بسنے والوں پر نہ تھا بلکہ یہ محشر تک آنے والے ہر امتی پر ہے۔ اگر حضور صلّی اللہ علیہ وسلم اس دور میں بیماروں کی عیادت کرتے تھے تو اے مومن! مایوس نہ ہو وہ کرم والے نبی ہیں تو ذرا دِل کے ہاتھوں سے ان کے در رحمت پر دستک دے تو سہی ہو سکتا ہے تیری دستک سے پہلے دستگیری ہو جائے وہاں ظاہری سج دھج نہیں دیکھی جاتی وہاں ظاہر وجسم پر نظر نہیں وہاں تو دِل دیکھا جاتا ہے

دِل میں ایمان کی بہاروں کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ وہ آج بھی کرم فرماتے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک لطف وکرم فرماتے رہیں گے۔

حضور رحمۃ العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم آج بھی اپنی امت کی خبر گیری فرماتے ہیں اور اپنے احباب کو ان کی حالت بیماری میں شرف عیادت سے مشرف فرماتے ہیں۔

ملاحظہ ہو:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ایک بار مجھے بخار نے آلیا اور بیماری نے طول پکڑا یہاں تک کہ زندگی سے ناامید ہو گیا اس دوران مجھ پر غنودگی طاری ہوئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ عبدالعزیز سامنے موجود ہیں اور فرماتے ہیں:

بیٹے! حضرت پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلم تیری بیمار پرسی کو تشریف لا رہے ہیں اور شاید تیری پائنتی کی طرف سے تشریف لائیں۔ اس لئے چار پائی کو اس طرح رکھنا چاہیے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی طرف تمہارے پاؤں نہ ہوں۔ یہ سن کر مجھے کچھ افاقہ ہوا قوت گویائی نہ تھی حاضرین نے میرے اشارے پر چار پائی کا روخ پھیر دیا۔ اسی وقت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کَیْفَ حَالُکَ یَا بُنَیَّ ؟ (اے میرے پیارے بیٹے کیسے ہو؟)

اس کلام کی لذت اس قدر غالب ہوئی کہ مجھ پر آہ وبکا اور وجد واضطراب کی عجیب و غریب کیفیت طاری ہو گئی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس انداز سے اپنی بغل میں لیا کہ آپ کی داڑھی مبارک میرے سر پر تھی اور آپ کا سینہ میری آنکھوں سے تر ہو گیا پھر آہستہ آہستہ یہ وجد واضطراب کی کیفیت حالت سکون میں بدل گئی۔ اس وقت میرے دِل میں خیال

آیا کہ ایک مدت سے موئے مبارک کے حصول آرزو رکھتا ہوں کیا ہی کرم ہو کہ اس وقت تبرک عنایت فرمادیں میرے اس خیال سے آپ مطلع ہوئے اور داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیر کر دو مقدس بال میرے ہاتھ میں تھما دے پھر میرے دِل میں خیال آیا کہ یہ دونوں مقدس بال عالم بیداری میں بھی میرے پاس ہیں گے یا نہیں اس کھٹکے پر مطلع ہو کر آپ نے فرمایا یہ دونوں بال عالم بیداری میں بھی باقی رہے گے۔ اس کے بعد آپ نے صحت کل اور طویل عمر کی خوشخبری سنائی اس وقت مرض سے افاقہ ہو گیا۔

سبحان اللہ! یہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا لطف وکرم ہے اور اللہ کی حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم کے لطف وکرم کو کسی زبان ومکان کی حدد تیں مقید نہیں کیا جاسکتا۔ آج بھی جو اس سعادت عظمٰی سے بہرہ ور ہوتا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنی نسبتِ غلامی استوار کرے انشاءاللہ کسی دن کرم والے نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کرم فرمادیں گے۔

بچے کی وفات:

حضور سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم کی گود مبارک میں آپ کا نواسہ اللہ کو پیارا ہو جاتا ہے اس موقع پر خود حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے صبر فرمایا اور آپ کی صاحبزادی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے بھی خصوصی صبر کا مظاہرہ کیا۔ کوئی واویلا نہیں مچایا آہ وفغاں سے اجتناب کیا اور اللہ کی رضا پر راضی وشاکر رہیں۔

ایک حدیثِ پاک ملاحظہ ہو جس میں بچہ کی وفات پر بندہ مومن کیلئے انعام کا ذکر ہے اور صبر کرنے والے کیلئے اللہ تعالٰی کی خوشنودی کا واضح ذکر ہے۔

عن ابی موسٰی الاشعری – رضی اللّٰه عنه – قال : قال رسول اللّٰه –

صلّی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّم – :

اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ . قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ ، فَيَقُوْلُ ، قَبَضْتُمْ ثَمْرَةَ فُؤَادِهٖ ؟ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ. فَيَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِیْ ؟ فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَکَ وَاسْتَرْجَعَ ، فَيَقُوْلُ : ابْنُوْا لِعَبْدِیْ بَيْتاً فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ.

ترجمة الحديث :

حضرت ابوموسیٰ اشعری -رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ -صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۱۴۰۸)	جلد۳	صفحہ۳۹۸
مسند احمد	رقم الحدیث (۱۹۶۱۳)	جلد۱۵	صفحہ۱۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۰۲۱)	جلد۱	صفحہ۵۱۹
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۰۲۱)	جلد۱	صفحہ۵۱۹
قال الالبانی:	حسن		
موارد الظمآن	رقم الحدیث (۷۲۶)		صفحہ۱۸۵
عمل الیوم واللیلۃ	رقم الحدیث (۵۸۱)		صفحہ۵۳۳
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۵۴۹)	جلد۵	صفحہ۴۵۶
قال البغوی:	ھذا حدیث حسن غریب		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۰۰۵)	جلد۶	صفحہ۴۲۰

جب بندہ مومن کا بیٹا انتقال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ (فرشتوں) سے فرماتا ہے۔ تم نے میرے عبد کا بیٹا لے لیا؟ وہ کہتے ہیں ہاں یا اللہ! پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم نے میرے عبد کے دل کا ٹکڑا لے لیا؟ وہ کہتے ہیں ہاں یا اللہ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب تم نے بیٹا لیا تو میرا بندہ کیا کہتا تھا فرشتے عرض کرتے ہیں (یا اللہ) اس نے تیری حمد کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے میرے اس بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو تو وہ فرشتے اس تعمیر شدہ گھر کا نام بیت الحمد رکھتے ہیں۔

جس شخص کو پریشانیاں گھیر لیں۔ مصائب و آلام جس پر نازل ہوں اسے ہی ان کی شدت کا احساس ہوتا ہے پھر جتنا گہرا تعلق ہوتا ہے اتنا ہی رنج والم زیادہ ہوا کرتا ہے۔

انسان کا بعض چیزوں سے تعلق و رشتہ بڑا گہرا ہوا کرتا ہے ان میں سے اگر کوئی چیز کھو جائے تو اتنا ہی زیادہ دکھ اور اتنی ہی زیادہ تکلیف ہوا کرتی ہے۔ باب اور بیٹے کا رشتہ، ماں اور بیٹے کا رشتہ بڑا گہرا اور پیارا ہوا کرتا ہے۔ بیٹے کو انسان کے جگر کا ٹکڑا اور آنکھوں کی ٹھنڈک کہا جاتا ہے بیٹا دل کا چین اور آنکھوں کا نور ہوا کرتا ہے۔ جب کسی کا بیٹا فوت ہو جائے وہ جگر کا ٹکڑا اس جہاں فانی کو خیر باد کہہ جائے تو اس کا دکھ اس کے والدین کو بات زیادہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات بعض لوگ بیٹے کی وفات پر اپنا توازن کھو جاتے ہیں۔

اھل ایمان کو یہ مصیبت اور رنج پر صبر کا حکم ہے بیٹے کے انتقال پر بھی صبر کا دامن نہ چھوڑنے کا حکم دیا گیا ہے اور جو خوش نصیب اللہ کا حکم جان کر بیٹے کے انتقال پر رونے سے واویلا کرنے سے گریز کرتا ہے صبر و ثبات کا بے مثال مظاہرہ کرتا ہے صرف زبان پر یہ کلمات

لاتا ہے:

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

تو اللہ الکریم کا کرم ملاحظہ ہو کہ اس کیلئے جنت میں ایک گر بنایا جاتا ہے اور اس گھر کا نام بیت الحمد رکھا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے والدین کیلئے کتنی بڑی نوید ہے کہ ادھر ان کا جگر پارہ ان سے جدا ہوا ادھر انہیں جنتی بنا دیا گیا۔ اور یہ وہ چلتے پھرتے جنتی ہیں کہ ان کا محل جنت میں تعمیر ہو چکا ہے۔

پہلی امتوں کا صاحبِ کرامات بچہ

وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((كَانَ مَلِكٌ '' فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ، وَكَانَ لَهُ سَاحِرٌ '' ، فَلَمَّا كَبِرَ قَالَ لِلْمَلِكِ : اِنِّیْ قَدْ كَبِرْتُ فَابْعَثْ اِلَیَّ غُلامًا اُعَلِّمُهُ السِّحْرَ ؛ فَبَعَثَ اِلَيْهِ غُلامًا يُعَلِّمُهُ ، وَكَانَ فِیْ طَرِيْقِهِ اِذَا سَلَكَ ، رَاهِبٌ ، فَقَعَدَ اِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلامَهُ فَاَعْجَبَهُ ، وَكَانَ اِذَا اَتَى السَّاحِرَ مَرَّ بِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ اِلَيْهِ ، فَاِذَا اَتَى السَّاحِرَ مَرَّبِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ اِلَيْهِ ، فَاِذَا اَتَى السَّاحِرَضَرَبَهُ ، فَشَكَا ذٰلِكَ اِلَى الرَّاهِبِ فَقَالَ : اِذَا خَشِيْتَ السَّاحِرَ فَقُلْ : حَبَسَنِیْ اَهْلِیْ ، وَاِذَا خَشِيْتَ اَهْلَكَ فَقُلْ : حَبَسَنِی السَّاحِرُ. فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ اَتَى عَلٰى دَابَّةٍ عَظِيْمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ فَقَالَ : اَلْيَوْمَ اَعْلَمُ السَّاحِرُ اَفْضَلُ اَمِ الرَّاهِبُ اَفْضَلُ ؟ فَاَخَذَ حَجَرًا فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَمْرُ الرَّاهِبِ اَحَبَّ اِلَيْكَ مِنْ اَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هٰذِهِ الدَّابَّةَ حَتّٰى يَمْضِیَ النَّاسُ ، فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا وَمَضَى النَّاسُ ، فَاَتَى الرَّاهِبَ فَاَخْبَرَهُ . فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ : اَیْ بُنَیَّ اَنْتَ الْيَوْمَ اَفْضَلُ مِنِّیْ ، قَدْ بَلَغَ مِنْ اَمْرِكَ مَا اَرَى ، وَاِنَّكَ سَتُبْتَلَى ، فَاِنِ ابْتُلِيْتَ فَلا تَدُلَّ عَلَیَّ ؛ وَكَانَ الْغُلامُ يُبْرِیءُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ ، وَيُدَاوِیْ النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْاَدْوَاءِ. فَسَمِعَ جَلِيْسُ الْمَلِكِ كَانَ قَدْ عَمِیَ ، فَاَتَاهُ بِهَدَايَا كَثِيْرَةٍ فَقَالَ :

مَاهَا هُنَا لَکَ اَجْمَعُ اِنْ اَنْتَ شَفَيْتَنِي ، فَقَالَ : اِنِّي لا اَشْفِي اَحَدًا ، اِنَّمَا يَشْفِي اللّٰهُ تَعَالٰی، فَاِنْ آمَنْتَ بِاللّٰه تَعَالٰی دَعَوْتُ اللّٰهَ فَشَفَاکَ ، فَآمَنَ بِاللّٰه تَعَالٰی فَشَفَاهُ اللّٰه تَعَالٰی ، فَاَتَی الْمَلِکَ فَجَلَسَ اِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجْلِسُ فَقَالَ لَهُ الْمَلِکُ: مَنْ رَدَّ عَلَيْکَ بَصَرَکَ ؟ قَالَ : رَبِّی ،قَالَ : اَوَ لَکَ رَبٌّ غَيْرِی ؟! قَالَ : رَبِّی وَرَبُّکَ اللّٰهُ ، فَاَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتّٰی دَلَّ عَلَی الْغُلَامِ ، فَجِیءَ بِالْغُلام فَقَالَ لَهُ الْمَلِکُ:اَیْ بُنَیَّ قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِکَ مَا تُبْرِیءُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَتَفْعَلُ وَتَفْعَلُ ؟! فَقَالَ : اِنِّي لا اَشْفِي اَحَدًا، اِنَّمَا يَشْفِي اللّٰهُ تَعَالٰی ، فَاَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتّٰی دَلَّ عَلَی الرَّاهِبِ ؛ فَجِیءَ بِالرَّاهِبِ فَقِيلَ لَهُ : ارْجِعْ عَنْ دِينِکَ ، فَاَبَی، فَدَعَا بِالْمِنْشَارِ فَوُضِعَ الْمِنْشَارُ فِي مَفْرِقِ رَاْسِهِ ، فَشَقَّهُ حَتّٰی وَقَعَ شِقَّاهُ ثُمَّ جِیءَ بِجَلِيسِ الْمَلِکِ فقيلَ لَهُ : ارْجِعْ عَنْ دِينِکَ فَاَبَی ، فَوُضِعَ الْمِنْشَارُ فِي مَفْرِقِ رَاْسِهِ ، فَشَقَّهُ بِهِ حَتّٰی وَقَعَ شِقَّاهُ ، ثُمَّ جِیءَ بِالْغُلَامِ فَقِيلَ لَهُ : ارْجِعْ عَنْ دِينِکَ فَاَبَیٰ ، فَدَفَعَهُ اِلَی نَفَرٍ مِنْ اَصْحَابِهِ فَقَالَ : اذْهَبُوا بِهِ اِلَی جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَاصْعَدُوا بِهِ الْجَبَلَ ،فَاِذَا بَلَغْتُمْ ذِرْوَتَهُ فَاِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ وَاِلَّا فَاطْرَحُوهُ ، فَذَهَبُوا بِهِ فَصَعِدُوا بِهِ الْجَبَلَ فَقَالَ : اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ ، فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَسَقَطُوا ، وَجَاءَ يَمْشِي اِلَی الْمَلِکِ ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِکُ : مَا فَعَلَ اَصْحَابُکَ ؟ فَقَالَ : كَفَانِيهِمُ اللّٰهُ تَعَالٰی ، فَدَفَعَهُ اِلَی نَفَرٍ مِنْ اَصْحَابِهِ فَقَالَ: اذْهَبُوا بِهِ فَاحْمِلُوهُ فِي قُرْقُورٍ وَتَوَسَّطُوا بِهِ الْبَحْرَ ، فَاِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ وَاِلَّا فَاقْذِفُوهُ ، فَذَهَبُوا بِهِ فَقَالَ : اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ ، فَانْكَفَاَتْ بِهِمُ السَّفِينَةُ

فَغَرِقُوا، وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ . فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ : مَا فَعَلَ اَصْحَابُكَ ؟ فَقَالَ : كَفَانِيهِمُ اللّٰه تَعَالٰى . فَقَالَ لِلْمَلِكِ : اِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِي حَتّٰى تَفْعَلَ مَا آمُرُكَ بِهِ . قَالَ : مَا هُوَ ؟ قَالَ : تَجْمَعُ النَّاسَ فِى صَعِيدٍ وَاحِدٍ ، وَتَصلُبُنِى عَلَى جِذْعٍ ، ثُمَّ خُذْ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِىْ ، ثُمَّ ضَعِ السَّهْمَ فِى كَبِدِ الْقَوْسِ ثُمَّ قُلْ : بِسْمِ اللّٰه رَبِّ الْغُلامِ ثُمَّ ارْمِ ، فَاِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَتَلْتَنِى . فَجَمَعَ النَّاسَ فِى صَعِيدٍ وَاحِدٍ ، وَصَلَبَهُ عَلَى جِذْعٍ ، ثُمَّ اَخَذَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ ، ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ فِى كَبِدِ الْقَوْسِ، ثُمَ قَالَ : بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلامِ ، ثُمَّ رَمَاهُ فَوَقَعَ السَّهْمُ فِى صُدْغِهِ ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي صُدْغِهِ فَمَاتَ . فَقَالَ النَّاسُ : آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلام ، فَاُتِيَ الْمَلِكُ فَقِيلَ لَهُ : اَرَاَيْتَ مَا كُنْتَ تَحْذَرُ قَدْ وَاللّٰهِ ! نَزَلَ بِكَ حَذَرُكَ قَدْ آمَنَ النَّاسُ. فَاَمَرَ بِالأُخْدُودِ بِاَفْوَاهِ السِّكَكِ فَخُدَّتْ وَاُضرِمَ فِيهَا النِّيرَانُ وَقَالَ : مَنْ لَمْ يَرْجِعْ عَنْ دِينِهِ فَاَقْحِمُوهُ فِيهَا اَوْقِيلَ لَهُ: اقْتَحِمْ ، فَفَعَلُوا حَتّٰى جَاءَ تِ امْرَأَةٌ وَ مَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا ، فَتَقَاعَسَتْ اَنْ تَقَعَ فِيهَا ، فَقَالَ لَهَا الْغُلامُ : يَا اُمَّاهُ ! اصْبِرِى فَاِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ)).

رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

((ذِرْوَةُ الْجَبَلِ)) اَعْلاهُ ، وَهِيَ بِكَسْرِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَضَمِّهَا وَ((الْقُرْقُورُ))بِضَمِّ الْقَافَيْنِ : نَوْعٌ مِنَ السُّفُنِ وَ((الصَّعِيْدُ))هُنَا : الْأَرْضُ الْبَارِزَةُ وُ((الْأَخْدُودُ)): الشُّقُوقُ فِي الْأَرْضِ كَالنَّهْرِ الصَّغِيرِ وَ((اُضْرِمَ)) اُوقِدَ ((وَانْكَفَاتْ))أي: انْقَلَبَتْ وَ ((تَقَاعَسَتْ)): تَوَقَّفَتْ وَجَبُنَتْ۔

ترجمة الحديث :

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم سے پہلی امتوں میں ایک بادشاہ تھا اس کا ایک جادوگر تھا (جو اس کو مشورے دیتا تھا) جب وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا بیشک میں بوڑھا ہو چکا ہوں پس اب میری طرف ایک بچہ بھیجو تاکہ میں اسے (جادو) سکھاؤں۔

بادشاہ نے اس جادوگر کے پاس ایک بچہ بھیجا جس کو اس نے جادو سکھانا شروع کر دیا۔ اس بچہ کے راستہ میں جس راستہ پر وہ چل کر جادوگر کے پاس جاتا تھا ایک راہب تھا۔ تو وہ لڑکا اس راہب کے پاس بیٹھتا اور اس کے کلام کو سنتا تو اس لڑکے کو اس راہب کی باتیں بھلی معلوم ہوتیں جب وہ جادوگر کے پاس جاتا تو (دیر ہونے کی وجہ سے) اسے جادوگر مارتا۔

اس نے اس بات کی شکایت راہب سے کر دی تو راہب نے اسے کہا جب تو جادوگر سے ڈرے (کہ وہ دیر ہونے کی وجہ سے تجھے مارے گا) تو اسے کہہ دینا مجھے میرے گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب تو گھر والوں سے ڈرے (کہ وہ دیر ہونے کی وجہ سے ماریں گے) تو انہیں کہہ دینا کہ مجھے جادوگر نے روک لیا تھا۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۳۰۰۵)	جلد ۶	صفحہ ۴۱۰
مسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۲۳۸۱۵)	جلد ۱۷	صفحہ ۱۷۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

چنانچہ اس کی اس عادت پر دن گزرتے گئے کہ ایک دن لڑکے نے اپنے راستہ میں ایک بہت بڑا جانور دیکھا جس نے لوگوں کو (گزرنے سے) روک رکھا تھا۔ تو بچے نے کہا آج میں جان لوں گا کہ جادوگر افضل ہے یا راہب تو اس بچے نے ایک پتھر پکڑا اور اللہ سے عرض کی! اے اللہ! اگر راہب کا معاملہ تجھے زیادہ محبوب ہے جادوگر کے معاملہ سے تو اس جانور کو (اس پتھر سے) ہلاک کر دے تاکہ (راستہ کھل جائے اور) لوگ گزر جائیں۔

تو اس بچے نے وہ پتھر مارا جس نے اس جانور کو ہلاک کر دیا پس وہ راہب کے پاس آیا اور اسے ساری بات بتا دی۔ راہب نے اس سے کہا۔ اے میرے پیارے بیٹے! آج تم مجھ سے افضل و برتر ہو۔ تیرا معاملہ بہت دور پہنچ چکا ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب تم آزمائش میں ڈالے جاؤ گے۔ جب تم پر آزمائش آئے تو میرے متعلق لوگوں کو نہ بتانا۔

وہ بچہ مادرزاد اندھے اور کوڑھ والے کو تندرست کر دیتا تھا (باذن اللہ) اور دیگر تمام بیماریوں میں بھی لوگوں کا علاج کرتا تھا۔

بادشاہ کے ایک جلیس و درباری نے (اس بچے کے بارے میں) سنا خود اندھا ہو چکا تھا وہ بہت سے تحائف لے کر بچے کے پاس آیا اس نے کہا:

اگر تم مجھے شفاء دے دو تو یہ سارے کے سارے تحفے تمہارے لئے اس بچے نے کہا میں کسی کو شفاء نہیں دیتا شفاء اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ تو اللہ سے تمہارے لئے دعا کروں گا وہ اللہ تمہیں شفاء عطا فرمائے گا۔ پس وہ (بادشاہ کا درباری) اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا اللہ تعالیٰ نے اسے شفاء عطا فرما دی۔

وہ (درباری) بادشاہ کے پاس آیا تو اس کے دربار میں ایسے بیٹھا جیسے وہ (پہلے) بیٹھا

کرتا تھا۔ بادشاہ نے اس سے کہا:

تیری آنکھیں کس نے ٹھیک کی ہیں؟ تو اس نے کہا۔ میرے ربّ نے بادشاہ نے کہا کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی ربّ ہے؟

اس نے کہا میرا ربّ اور تیرا ربّ اللہ ہے۔

بادشاہ نے اسے گرفتار کرلیا اور اسے مسلسل سزا دیتا رہا حتی کہ اس نے بچے کا پتہ بتا دیا۔ بچے کو بادشاہ کے پاس حاضر کیا گیا تو بادشاہ نے اس سے کہا اے میرے پیارے بیٹے! تیرے جادو کا کمال اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ تو مادرزاد اندھوں اور کوڑھ والوں کو تندرست کرتا ہے اور تو ایسا ایسا کرتا ہے۔ بچے نے کہا میں کسی کو شفاء نہیں دیتا شفاء تو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

بادشاہ نے اسے بھی گرفتار کرلیا اسے بھی مسلسل سزا دینی شروع کر دی حتی کہ اس نے راھب کا پتہ بتا دیا راھب کو بادشاہ کے دربار میں حاضر کیا گیا اسے حکم دیا گیا اپنے دین سے پھر جاؤ اس نے اپنا دین ترک کرنے سے انکار کر دیا بادشاہ نے آرہ منگوایا اور اس آرہ کو اس کے سر کے درمیان مانگ والے مقام پر رکھ دیا گیا تو اس آرہ کے ذریعے اس راھب کے چیر دیا گیا یہانتک کہ اس کے دو حصّے ہو گئے۔

پھر بادشاہ کے جلیس و درباری کو لایا گیا اسے حکم دیا گیا کہ اپنے دین سے پھر جاؤ اس نے انکار کر دیا تو اس کے سر کے عین وسط میں مانگ والی جگہ آرہ رکھ کر اسے چیز دیا گیا حتی کہ اس کے بھی دو حصّے ہو گئے۔ پھر بچے کو حاضر کیا گیا اسے حکم دیا گیا کہ اپنے دین سے پھر جاؤ۔ اس نے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے اسے اپنے چند خاص اصحاب کے سپرد کر دیا اور کہا اس بچے کو فلاں فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور اس پہاڑ پر اسے چڑھاؤ۔ پس جب تم اس کی چوٹی پر پہنچ جاؤ (تو اسے

کے دین کے بارے میں سوائی کرو) اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے وہاں سے نیچے پھینک دو۔

وہ (بادشاہ کے آدمی) اس بچے کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے تو بچے نے دعا کی اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْھِمْ بِمَا شِئْتَ۔ اے اللہ! تو ان کے مقابلہ میں جیسے چاہے مجھے کافی ہو جا۔

تو پہاڑ ان کے ساتھ تھرتھرایا تو وہ سب نیچے گر گئے (اور مر گئے) لڑکا (پھر) چل کر بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا تجھے لیکر جانیوالے آدمیوں کے ساتھ کیا ہوا؟ بچے نے جواب دیا اللہ تعالیٰ ان کے مقابلہ میں مجھے کافی ہو گیا (ان کے مقابلہ میں میری مدد و اعانت کی اور اللہ نے انہیں مار دیا) پھر اس (بادشاہ) نے اپنے چند (اور) اصحاب کے سپرد کیا اور کہا اس بچے کو لے جاؤ اور کشتی میں سوار کر دو اور اسے سمندر کے درمیان لے جاؤ (پھر اس کے اس دین کے بارے میں استفسار کرو) اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے تو بہت بہتر ورنہ اسے سمندر کے وسط میں پھینک دو (تاکہ یہ ڈوب کر مر جائے) پس وہ اسے لیکر (سمندر کے وسط میں) چلے گئے تو اس بچے نے دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْھِمْ بِمَا شِئْتَ۔

اے اللہ! ان کے مقابلہ میں تو جیسے چاہے مجھے کافی ہو جا۔

تو کشتی ان (بادشاہ کے) آدمیوں سمیت الٹ گئی تو وہ سب غرق ہو گئے۔ وہ بچہ پھر چلتا ہوا بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے استفسار کیا تجھے لیکر جانے والے آدمیوں کے ساتھ کیا ہوا؟ تو بچے نے جواب دیا ان کے مقابلہ میں مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہو گیا (یعنی میری مدد فرمائی اور انہیں غرق کر دیا)۔

پھراس بچے نے بادشاہ سے کہا:

تو مجھے اس وقت تک قتل نہیں کرسکتا جب تک تو وہ نہ کرے جو میں تجھے بتاؤں۔ بادشاہ نے کہا وہ طریقہ کیا ہے! اس بچے نے کہا:

تو لوگوں کو ایک کھلے میدان میں جمع کرلے اور سولی دینے کے لئے مجھے ایک تنے پر چڑھا پھر میری ترکش سے ایک تیر لے لے پھر اس تیر کو کمان کے وسط میں رکھ پھر کہہ

بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ۔

اللہ کے نام سے تیر چلاتا ہوں جو اس بچے کا ربّ ہے۔

پھر مجھ پر تیر چلا۔ اگر تو ایسا کرے گا تو تو مجھے قتل کر سکے گا (ورنہ نہیں) بادشاہ نے لوگوں کو ایک کھلے میدان میں جمع کیا اور اسے سولی دینے کے لئے تنے پر چڑھایا پھر اس بچے کے ترکش سے ایک تیر لیا پھر تیر کو کمان کے وسط میں رکھا پھر کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ۔

اللہ کے نام سے تیر چلاتا ہوں جو بچے کا ربّ ہے۔

پھر اس نے تیر بچے کی طرف پھینکا تو تیر اس کی کنپٹی پر لگا تو اس نے اپنا ہاتھ کنپٹی پر رکھا اور شہید ہو گیا۔

(لوگوں نے یہ منظر دیکھا) تو کہا ہم بچے کے ربّ پر ایمان لاتے ہیں۔ بادشاہ کے خاص آدمیوں کو بادشاہ کے دربار حاضر کیا گیا تو اس سے کہا گیا۔

اے بادشاہ! آپ جس چیز سے ڈرتے تھے وہی ہوا اللہ کی قسم! آپ کا اندیشہ درست ثابت ہوا۔ لوگ اللہ پر ایمان لے آئے ہیں۔

پس بادشاہ نے حکم دیا گلیوں کے کناروں میں خندقیں کھودی جائیں خندقیں کھوددی گئیں اوران میں آگ مشتعل کردی گئی اوراس نے حکم دیا جواپنے پہلے دین کی طرف نہ لوٹے اسےاس آگ میں جھونک دویااس سے کہا جائے اس آگ میں داخل ہوجاؤ۔توانہوں نے ایسا ہی کیا حتی کہ ایک عورت آئی اوراس کے ساتھ اس کا بچہ تھا تو وہ عورت آگ میں داخل ہونے کے لئے ہچکچائی تو اس کے بچے نے اس سے کہا اے ماں! (راہ حق میں آنے والی مصیبت پر) صبر کرو (آگ میں داخل ہوجاؤ) بیشک تو حق پر ہے۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

ذِرْوَةُ الْجَبَل :ذال معجمہ کے کسرہ اورضمہ کے ساتھ، پہاڑ کا بلند حصہ یعنی چوٹی۔

اَلقُرْقُوْر :دونوں قاف کے ضمہ کے ساتھ، کشتی کی ایک قسم۔

اَلصَّعِیْد:اس جگہ اس کا معنی کھلی زمین۔

اَلْاُخْدُوْد:زمین میں کھائیاں جیسے چھوٹی نہر۔

اُضْرِم :جلایا گیا۔

اِنْکَفَأَتْ:الٹ گئی۔

تَقَاعَسَتْ :توقف کیااور بزدلی دکھائی۔

-◈-

اس حدیث پاک کوحضرت امام نوری رحمۃ اللہ نے باب صبر میں ذکر کیا ہےاور یہ پہلی امتوں کےایک عجیب تذکرہ پرمشتمل ہے۔

ایک بادشاہ اپنی بادشاہت کواستحکام بخشنے کے لئے اوراپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے

لئے ایک جادوگر کا سہارا لیتا ہے۔ ظالم حکمران جتنے اوپر سے مضبوط دکھائی دیتے ہیں اندر سے اتنے ہی کھوکھلے ہوتے ہیں۔ یہ اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کے لئے کچھ اس قسم کے افراد کی مدد کے محتاج ہوتے ہیں۔ اور یہ لوگ اپنے شعبدوں سے اپنے ہاتھ کی صفائی سے رعایا کو مرعوب کرنے کی سعی میں لگے رہتے ہیں۔ جس سے بادشاہ کو مزید ظلم وزیادتی کا موقع مل جاتا ہے ظالم وجابر حکمران مخلوق خدا کو اپنا عبد (غلام) بنانے والے حکمران قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں جواب دہ ہوں گے تو وہاں ان کے ساتھ ان افراد کو جو خفیہ طور پر ان کے معاون ہوتے ہیں بھی جواب دہ ہونا پڑے گا۔ اور ظالمین کی سزا میں یہ بھی برابر کے شریک ہوں گے۔

یہ جادوگر ایک سن رسیدہ اور جہاں دیدہ آدمی تھا جس کی ساری زندگی تجربات میں گزری تھی اور اب ایک مستند تجربہ کار روپ میں نظر آ رہا تھا۔ پھر اسے معلوم تھا کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری موت کا وقت قریب ہے مجھے اپنا علم اپنے تجربات کسی ذہین وفطین آدمی کے سپرد کرنے چاہیں تا کہ میرے بعد بھی وہ ان تجربات کی روشنی میں بادشاہ کے کام آتا رہے۔ اس نے اس کام کے لئے بادشاہ سے مطالبہ کیا مجھے ایک ذہین وفطین بچہ دیا جائے تا کہ میں بچپن ہی سے اسے علم سے آشنا کروں۔

ظاہر ہے بچپن کے علم میں اور بڑھاپے کے علم میں بڑا فرق ہوا کرتا ہے۔ بچپن میں سیکھا گیا علم ساری عمر نہیں بھولتا بڑھاپے میں حاصل کردہ علم اکثر نسیان کا شکار ہو جاتا ہے اور پھر پڑھا نہ پڑھا برابر ہو جاتے ہیں۔

بچپن میں انسان کو مشاغل کم ہوتے ہیں بلکہ دیگر مشاغل نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں اس لئے ساری توجہ حصول علم پر صرف ہوتی ہے۔ لیکن بڑھاپے میں ڈھیروں مشاغل انسان کو

سکون نہیں لینے دیتے۔ یہ مصروفیات، یہ پریشانیاں انسان کے یکسو ہونے میں رکاوٹ بن جاتی ہیں علم میں جب یکسوئی نہ ہوتو وہ کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے اسی لئے تو کہتے ہیں۔

اِنَّ الْعِلْمَ فِی الصِّغَرِ کَالنَّقْشِ فِی الْحَجَرِ ۔

بچپن میں علم حاصل کرنا ایسے ہے جیسے پتھر میں نقش۔

پتھر کا نقش نقش ہوتا اس پہ پڑا ہوا نشان صدیوں تک برقرار رہتا ہے اس طرح بچپن کا علم ماند نہیں پڑتا بلکہ زندگی کے آخری سانس تک رہتا ہے۔

ہمیں بھی چاہے کہ ہم اپنی اولاد کو بچپن ہی سے علم کی طرف راغب کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری ذرا سی غفلت کے باعث عمر کا یہ قیمتی حصہ ضائع ہو جائے بعد میں کفِ افسوس ملنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

جن احباب نے بچپن میں علم کی طرف توجہ دی یا جن والدین نے اپنی اولاد بچپن میں ہی علم کے موتی حاصل کرنے پر لگا دیا تاریخ گواہ ہے کہ ایسے افراد اس دنیا میں یگانہ روزگار ٹھہرے اور ان کے علم کا ماہتاب یوں چمکا کہ ایک جہاں کو اپنی لطافتوں سے مستفیض کر گیا۔ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی ذہن نشین رہنا چاہے۔

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَھْدِ اِلَی اللَّحْدِ۔

جھولے سے لیکر لحد تک علم کے موتی چنتے رہو۔

کہ جیسے جیسے تمہاری عمر بڑھتی جائے تمہارے پاس علم کا ذخیرہ بڑھتا چلا جانا چاہیے۔ قومیں ترقی مال و دولت سے نہیں کرتیں بلکہ قوموں کی ترقی کا راز علم میں ہے۔ اسلام کے ماننے والے جب تک علم کے دلدادہ رہے عالم پر حکمرانی کرتے رہے جب تک مسلمانوں کی درسگاہیں

علم کا نور بکھیرتی رہیں کائنات کی سیاءت مسلمانوں کے ہاتھوں میں رہی جب مسلمان علم کے کنارہ کش ہو گے اور انہوں نے علم کو چھوڑ کر دنیاوی عیش وعشرت کو حاصل زندگی سمجھ لیا تو اس کا حشر سب کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہم سب کو علم سے محبت کی توفیق دے اور ہماری درسگاہوں کو گہوارہ علم وادب بنائے اور ہمارے مراکز تعلیم کو علم کے نور سے مالا مال کرے۔

اپنے مشن سے وفاداری:

اس بوڑھے جادوگر کے عمل میں ہمارے لئے بھی سامان نصیحت ہے۔ یہ جادوگر اگرچہ باطل پر ہے اس کا یہ عمل جادو حق سے دور بہت دور ہے لیکن اس کے باوجود یہ اپنے مشن میں مخلص ہے اس نے جب محسوس کیا کہ اب میرا دنیا سے کوچ کا وقت قریب ہے تو اس نے اس علم کو منتقل کرنے کے بارے میں سوچا اور پھر اس پر عمل بھی کیا۔

اسلام کے ماننے والے اہل علم حضرات کو اس کے اس طرز عمل پر غور کرنا چاہے کہ اگر باطل کا پرستار اپنے باطل کی اشاعت کے لئے اپنا نائب تیار کرتا ہے تو حق کے ماننے والے اور نور حق پھیلانے والے ایسے افراد کیوں نہ تیار کریں جو نور حق سے آراستہ ہو کر باطل کے ظلمت کدوں میں حق کا اجالا کر دیں۔

تاریخ شاہد ہے ہمارے اسلاف نے نور حق کو منتقل کرنے کے لئے ہر مناسب طریقہ استعمال فرمایا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے زندگی کے آخری ایام تک درس وتدریس ترک نہ کیا۔ بلکہ اس نور اسلام کو پھیلاتے رہے اور اس شمع حق کی لو سے ایسی مزید کئی شمعیں فروزاں کر گئے جو ان کے وصال کے بعد بھی اسلام کے نور سے عالم کو نور کرتی تھیں۔

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد رشید حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے نور حق پھیلانے کے لئے اور اپنے ان انوار کو منتقل کرنے کے لئے بے شمار تصانیف یادگار چھوڑیں جو آج تک اسلام کی روشنی سے عالم کو بقعۂ انوار بنائے ہوئے ہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ کا سینہ علم وحکمت کا گنجینہ تھا اور آپ کا دل انور نور اسلام سے تابندہ و درخشندہ تھا آپ نے اس نور کو اس جہاں میں بطور یادگار پھیلایا اور وقیع تصانیف کی صورت میں اس شمع کو یوں فروزاں کیا کہ انشاء اللہ رہتی دنیا تک نور غزالی باطل کی ظلمات سے ٹکراتا رہے گا اور ہر میدان میں اسے عبرتناک شکست دیتا رہے گا۔

محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے وہ بے نظیر نور عطا فرمایا جس کی مثال پیش کرنے سے یہ عالم قاصر ہے اس نور نے یوں اجالا کیا کہ ہر طرف اسلام، دین حق کے صحیح خدوخال نظر آنے لگے۔ صدیوں سے محیط اسلام کے چہرہ نور افزاء پر سے داغ ودھبے دور کیے اور پھر اسے نئی توانائی ارزانی فرمادی۔ یہ مرد حق آگاہ اور مرد خود آگاہ اس عالم آب وگل میں آرام کرنے نہیں آیا تھا بلکہ ایسی انتھک کوشش کی کہ جب آپ کا وصال ہوا تو ہزاروں دلوں میں یہ نور منتقل ہو چکا تھا۔ پھر آپ نے اپنے مکتوبات مقدسہ کی صورت میں وہ آفاق گیر نور بکھیرا یہ نور انشاء اللہ قیام قیامت تک اہل ایمان کو راہ حق بتاتا رہے گا۔ اس اللہ کے سپاہی نے اس پر اکتفانہ کیا بلکہ اپنی اولاد قدسی صفات اور اپنے خلفاء ذوی الاحتشام کی صورت میں ایک بہت بڑی مردانِ حق کی فوج چھوڑ گیا کو جو رزم گاہ حیات میں باطل سے ٹکراتی رہی اور اسلام کی ضیا باریوں سے عالم کو جگمگاتی رہی پھر یہ نور مبین آج بھی ہزاروں دلوں میں پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہے اور اسلام کی صداقت کا اعلان کر رہا ہے۔

جادو:

شریعت اسلامیہ میں جادو سیکھنے، جادو سیکھانے اور جادو کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ بلکہ اس جادو کو کبائر (بڑے گناہوں) میں شمار کیا ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :

اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَاهُنَّ؟ قَالَ:
اَلشِّرْکُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ ، وَقَتْلُ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَاَکْلُ الرِّبَاء وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُوْمِنَاتِ۔

حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سات ہلاک کر دینے والے کبیرہ گناہوں سے بچو۔

عرض کی یارسول اللہ! وہ سات کبیرہ گناہ کون کون سے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔
۲۔ سحر (جادو)
۳۔ اس نفس کو قتل کرنا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ۔
۴۔ یتیم کا مال کھانا۔

صحیح البخاری رقم الحدیث (۵۷۶۴)
مسلم رقم الحدیث (۸۹)

۵۔ ربوا (سود) کھانا۔

۶۔ جہاد کے دن میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا۔

۷۔ پاک دامن فاسقین کے شر سے غافل مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔

-۞-

یہ جادو کبائر سے ہے۔ اس جادو کا دلدادہ اور جادو پر عمل کرنے والا اپنے ایمان سے ہاتھ دو بیٹھتا ہے۔ اس لئے اہل اسلام کو اس کے شر سے بچنے کیلئے پر خصوصی توجہ دینی چاہے اور اپنے ایمان وایمان کی حفاظت کرنی چاہیے۔

جادوگر کے پاس جانے کی قباحت اس فرمان سے عیاں ہے ملاحظہ ہو:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – قَالَ:

مَنْ اَتٰی عَرَّافًا اَوْ سَاحِراً اَوْ كَاهِناً يُؤْمِنُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰه عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

جو کسی عراف، کسی جادوگر یا کسی کاہن کے پاس آیا اور جو وہ کہتا ہے اس پر یقین کر گیا تو اس نے حضور محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم پر جو نازل کیا گیا اس کا کفر کیا۔ **العیاذ باللہ من ذالک ۔**

اہل اسلام نہ کسی جادوگر کے پاس جاتے ہیں اور نہ کسی کاہن سے راہ روسم رکھتے ہی۔

ان کی سب سے قیمتی متاع ان کا ایمان ہے اور جہاں جانے سے ایمان خطرے میں ہو اہل

سنن ابی داوٗد رقم الحدیث (۳۸۶۸)

اسلام اس راہ پہ نہیں چلا کرتے ۔اللہ ذوالجلال اپنا رحمت خاصہ کا صدقہ ہم سب کو اسلام کی سچی بہاروں سے آشنا فرمائے اور ہر اس آدمی سے قطع تعلقات کی توفیق دے جس کے پاس جانے سے ایمان کی بربادی کا ڈر ہو۔

خلافِ واقعہ بات کہنا:

بچہ ساحر کے پاس جاتا ہے اور ساحر (جادوگر) اسے جادو سکھانے کی کوشش کرتا لیکن یہ بچے کی خوش قسمتی تھی کہ راستہ میں ایک راھب سے ملاقات ہوگئی ۔اور راھب کی باتیں اسے پسند آنے لگیں وہ کچھ وقت راھب کے پاس بھی بیٹھ جاتا اور اس کا دل نشیں کلام سنتا جب وہ ساحر کے پاس تاخیر سے پہنچتا تو ساحر اسے مارتا اس معاملہ کی شکایت بچے نے راھب سے کردی۔

راھب نے اسے کہا

جب تو ساحر کے پاس دیر سے پہنچے اور وہ تجھ سے پوچھے کہ لیٹ کیوں آئے تو اسے کہہ دینا کہ گھر والوں نے روک لیا تھا اس طرح گھر والے پوچھیں تو انہیں کہہ دینا ساحر نے دیر سے چھوڑا تھا۔

سوال یہ ہے راھب نے اسے ایسا کرنے کی تعلیم کیوں دی۔

اسکا سادہ سا جواب ہے کہ راھب نے اسے جس بھی مصلحت کے لئے تعلیم دی ہو بہر حال وہ ہماری اس امت محمدیہ علی صاحبھا الف الصلوۃ والتحیہ کا فرد نہ تھا اس کے کسی عمل کو ہمارے سامنے بطور حجت پیش نہیں کیا جا سکتا۔

اسلام کا شعار اور علماء اسلام کی پہچان صدق سے وابستہ ہے۔یہی سچ ہمارے دین کا

نور ہے۔

ہوسکتا ہے کہ راہب نے سوچا ہو کہ بچہ آہستہ آہستہ آغوش اسلام میں آ رہا ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب اسلام کا نور اس کے باطن کو مکمل طور پر منور کر دے گا۔ اور اگر اب یہ میرے پاس آنے سے رک گیا تو ہوسکتا ہے یہ نعمت ایمان سے محروم رہ جائے اس بچہ کے ایمان کیساتھ پوری قوم کا ایمان وابستہ ہے اس لئے ایسا راستہ تلاش کیا جس سے اس بچہ کی اس کے ہاں آمدورفت متاثر نہ ہو۔ اس راہب نے ایک عظیم فائدہ کے لئے ایسی اجازت دی ہے۔

ہوسکتا ہے اس نے سوچا ہو کہ بچہ تو ابھی مسلمان ہی نہیں ہے۔ اور یہ احکام اسلام کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جب اسلام میں آ جائے گا تو اس سچ کا خود بخود پابند ہو جائے گا۔

طلب ھدایت:

ایک دن بچہ جا رہا تھا کہ اسے معلوم ہوا کہ ایک بہت بڑا جانور راستہ میں حائل ہے جس نے لوگوں کو گزرنے سے روک رکھا ہے یعنی کوئی درندہ راہ میں ہے۔ اگر کوئی اس کے پاس گیا تو وہ درندہ اسے چیر پھاڑ کھائے گا۔ حدیث پاک میں اس جانور، اس درندہ کا نام مذکور نہیں ہے۔ بہرحال بچے نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا آج میں جاننا چاہوں گا کہ ساحر افضل ہے یا راہب ساحر حق پر ہے یا راہب اس نے وہ اٹھایا ہوا پتھر اس جانور پر مارا اور مارتے ہوئے کہا اے اللہ اگر راہب تیرے ہاں ساحر سے زیادہ محبوب ہے تو اس پتھر سے اس جانور کو ہلاک کر دے۔ وہ پتھر اس جانور کو لگا اور وہ جانور اس پتھر کے سبب ہلاک ہو گیا۔ اس جانور کی ہلاکت سے بچے کو علم ہو گیا اور یقین کامل ہو گیا کہ راہب حق پر ہے۔ اور اس کی تعلیمات سچ پر مبنی ہیں۔

بچہ کے سامنے دو معاملہ تھے بچہ بذات خود فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہ تھا کہ ان دو

میں سے حق کس کے ساتھ ہے اس نے اللہ سے دعا مانگی اور اپنے طور ایک طریقہ اختیار کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے صدقِ دل کی لاج رکھی اور اس پتھر سے اس جانور کو ہلاک کر دیا۔

آج ہمارے سامنے بھی کئی مرتبہ ایسے معاملات آ جاتے ہیں جس کے بارے میں ہم بذاتِ خود فیصلہ نہیں کر پاتے کہ ان میں ہمارے حق میں کونسا معاملہ بہتر اور مفید ہے۔ اس سلسلہ میں زیرِ نظر حدیث پاک راہنمائی کرتی ہے کہ ایسی صورت میں احکم الحاکمین جل جلالہ کے حضور دعا مانگی جائے اور اس ذات سے خیر و بھلائی طلب کی جائے انشاء اللہ وہ کسی مانگنے والے کو محروم نہیں کرتا ۔اس بچہ نے اپنی طرح سے یہ ایک طریقہ اختیار کیا تھا اللہ نے اس کے اس طریقہ کے ذریعے اسے مقصد میں کامیاب کیا۔ اور نور ھدایت سے اس کا باطن فروزاں کر دیا لیکن ہمارے لئے تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں واضح ہدایت موجود ہے اور کتب احادیث میں اس دعا کو محفوظ رکھا گیا ہے۔ اور جو آج بھی دعاء استخارہ کے نام سے مشہور ہے اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

حدثنا قتيبة قال حدثنا عبد الرحمٰن بن ابی الموالی عن محمد بن المنكدر

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ :

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّها كَما يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ:

اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ لَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ

كُنتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ "لِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْقَالَ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ "لِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْقَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ .

قَالَ وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضور رسول اللہ۔صلّی اللہ علیہ وسلم۔ہمیں تمام امور میں استخارہ کی یوں تعلیم دیا کرتے تھے جیسے وہ ہمیں قرآن کریم کی سورت کی تعلیم دیا کرتے تھے حضور فرماتے ہیں:

جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے فرض صلاۃ (نماز) کے علاوہ دو رکعت ادا کرے پھر اللہ کی بارگاہ میں یوں دعا مانگے۔

اللھم انی استخیرک بقدرتک ....ثم ارضنی

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعہ خیر و بھلائی طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت و طاقت کے ذریعے تجھ سے طاقت کا طلبگار ہوں اور تجھ سے تیرے فضلِ عظیم کا سوالی ہوں بیشک تو قدرت و طاقت رکھتا ہے۔اور میں (تیری عطا کردہ طاقت کے بغیر) طاقت سے محروم ہوں تو ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔اور میں (تیرے عطا کردہ علم کے علاوہ) کچھ نہیں جانتا اور تو ہی تمام غیوب کو خوب جاننے والا ہے۔

اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے حق میں بہتر ہے، میرے دین، میری معاش

صحیح البخاری مع العمرۃ رقم الحدیث (۱۱۶۲) جلد ۷ صفحہ ۳۲۲

اور میرے انجام کے اعتبار سے بہتر ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (عاقبة امری کی بجائے) فرمایا "میرے کام کے جلدی یا دیر ہونے کے اعتبار سے بہتر ہے"۔ تو اس کام کو میرے مقدر میں کر دے اور اس کو میرے لئے سھل و آسان بنا دے۔ پھر میرے لئے اس کام میں برکت فرما دے۔

اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے حق میں برا ہے میرے دین، میری معاش اور میرے انجام کے اعتبار سے برا ہے۔ یا (عاقبة امری کی بجائے) فرمایا "میرے کام کے جلدی یا دیر ہونے کے اعتبار سے برا ہے" تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور خیر و بھلائی جہاں بھی ہو اسے میرے مقدر میں کر دے پھر مجھے اس کام پر راضی کر دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر (اتنی دعا مانگنے کے بعد) اپنی حاجت کا نام لے۔

کرامات کا صدور:

بچہ نے پتھر مارا اور پتھر سے وہ بڑا جانور ہلاک ہو گیا اس سے بچہ کے لئے بات بالکل واضح ہو گئی کہ حق اور سچ راہب کے ساتھ ہے۔ اور ساحر باطل کا پرستار ہے۔ اس بچہ کے دل میں ایمان اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہوا اور ایمان کا نور اس کے جملہ اعضاء سے ظاہر ہونے لگا۔

اس واقعہ کے بعد لوگ اپنے مریضوں کو اس بچہ کے پاس لاتے بچہ اس کے لئے دعا کرتا اللہ تعالیٰ ان مریضوں کو شفا عطا فرما دیتا۔ مادر زاد نابینا لائے جاتے وہ دعا کرتا اللہ تعالیٰ ان کی بینائی بحال کر دیتا کوڑھ جیسی کریہ المنظر بیماری میں مبتلا لائے جاتے وہ دعا کرتا اللہ تعالیٰ انہیں شفا سے نوازتا اب اس بچہ سے کرامات کا صدور ہونے لگا۔

مقرب بارگاہ الٰہی غیر نبی سے خرق عادت کا ظہور کرامت کہلاتا ہے۔

راھب کی تعلیمات پر عمل کرنے والے بچے کو اللہ تعالیٰ یہ مقام ومرتبہ عطا فرماتا ہے کہ اس کے ہاتھ سے خرق عادت کا ظہور ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ سے کرامات کا صدور ہوتا ہے۔

جب گزشتہ امتوں میں سے کسی راھب کے پاس بیٹھنے والا بچہ اور راھب کے فیض سے معمور لڑکا مقرب بارگاہ ایزدی بن جاتا ہے اور کرامات اس سے صادر ہوتی ہیں تو وہ خوش نصیب جو اس خیر الامم کے کسی مرد حق آ گاہ کی بارگاہ میں بیٹھ کر اس کی تعلیمات سے بہرہ ور ہو اور اس کے فیوض و برکات سے اپنے سینے کو معمور کرے تو اس سے کرامات کا صدور کیونکر نہ ہوگا۔ یہ امت بحمدہ تعالیٰ تمام امتوں سے افضل واعلیٰ ہے اس طرح اس امت کے اولیاء بھی شرف وفضل میں دیگر امتوں سے ممتاز ہیں۔

قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کے تذکرہ کے ضمن میں ایک اللہ والے کا تذکرہ ملتا ہے جس سے خرق عادت کا ظہور ہوا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ امتوں میں بھی ایسے اولیاء کرام موجود تھے جو صاحب کرامات تھے اور اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات سے مالا مال تھے۔ ملاحظہ ہو۔

ملکہ سبا بلقیس حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ السلام کی بارگاہ میں حاضری کے لئے اپنے وطن سے چل پڑی ہے اور ادھر حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ السلام نے اپنے دربار میں ارشاد فرمایا :اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْ شِهَا کون ہے جو اسکا تخت لائے گا؟قَالَ عِفْرِیْت'' مِنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِکَ وَاِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیّ'' حَفِیْظ :ایک طاقت ور جن نے کہا میں اس تخت کو آپ کی بارگاہ میں لے آؤں گا آپ کی مجلس برخواست ہونے سے پہلے

اور بے شک میں اس پر قوی و حفیظ ہوں۔

اس کے بعد قرانی کلمات طیبات سنیے۔

وَقَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتَابِ اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْکُرُ اَمْ اَکْفُرُ۔

اور جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے عرض کی۔ میں اس تخت کو آپ کے پاس لے آؤں گا آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے جب آپ نے اس تخت کو اپنے ہاں دیکھا تو فرمایا یہ میرے ربّ تعالیٰ کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ کیا میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں یا ناشکری۔

غور کیجئے حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ السلام کی بارگاہ میں بیٹھنے والا آپ کا ایک امتی کس قدر کرم الٰہی سے سرفراز ہے جو کام ایک طاقت ور جن کئی گھنٹے صرف کر کے کرتا ہے وہ اللہ والا ایک سیکنڈ میں کر کے دکھاتا ہے یہ اس کی کرامت ہے۔ حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ السلام کا امتی جس کے پاس آپ کی کتاب کا علم ہے اسے یہ طاقت ہے کہ وہ تخت بلقیس کو چشم زدن میں سیکڑوں میل دور سے اٹھا کر لے آتا ہے تو جس مرد حق آگاہ کے پاس بھی کتاب کا علم ہو پھر وہ کتاب حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ السلام پر نازل شدہ نہیں ہیں بلکہ حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ السلام کے بھی نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ ہے پھر وہ کتاب قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔ ایسا عالمِ قرآن کن کن قوتوں کا مالک ہوگا اور اس کے ہاتھوں کون کونسی کرامات کا صدور ہوگا اللہ اکبر! پھر ایسا صاحب کرامات خیر الامم کا فرد خیر الانام صلّی اللہ علیہ وسلم کا امتی اگر اس سے بھی بڑے بڑے کام کر دکھائے تو جائے تعجب نہیں یہ اللہ کا فضل و کرم ہے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عنایات کریمانہ سے سرفراز فرما دیا کرتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے بڑی مہربانیوں سے سرفراز فرمایا تھا وہ نبی نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو مقام نبوت پر سرفراز نہیں فرمایا ابھی وہ حضرت مریم بچی ہیں حضرت زکریا علیہ الصلاۃ السلام ان کے کفیل ہیں وہ انہیں محراب -عبادت خانہ مین بٹھا کر باہر سے تالا لگا کر چلے جاتے جب وہ واپس آتے تو دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ مریم کے پاس بے موسم پھل ہے حالانکہ اس عبادت خانہ کی کوئی کھڑکی اور کوئی روشن دان نہ تھا پھر بے موسم پھل کا آجانا باعث تعجب ہے آپ نے حضرت مریم سے پوچھا یہ پھل کہاں سے آیا تو آپ نے فرمایا:

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۔

یہ اللہ کی طرف سے ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق فرماتا ہے۔

یہ کرامت حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عفیفہ پر بڑی مہربانی فرمائی اگر اس خاتون پر لطف وکرم ہوسکتا ہے تو ان کی جلالت شان کے معترف اس خیر الامم کے کسی ولی پر بھی ہوسکتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ السلام کی ولادت باسعادت کا ذکر قرآن کریم میں ہے جب آپ کی ولادت ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم سے فرمایا:

وَهُزِّیْ اِلَيْكِ بِجِزْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا۔

اور حرکت دو رکھجور کے تنے کو تم پر پکی ہوئی تازہ کھجوریں گرنے لگیں گی۔

یہ دست مریم کی برکت تھی کہ خشک کھجور کے درخت کو ہاتھ لگایا وہ فوراً ہوہرا بھرا ہو گیا پھر اس درخت سے تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرنے لگیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور فضل الٰہی کو کسی زمان و مکان میں مقید نہیں کیا جا سکتا۔

مراد رسول امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سرزمین نہاوند میں جہاد جاری ہے اہل اسلام کی جمعیت حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت دشمنانِ اسلام سے منبر آزما ہے۔ حضرت ساریہ پہاڑ کو اوٹ میں لیکر دشمن سے لڑ رہے ہیں دشمن نے موقع غنیمت سمجھا اور پچھلی جانب ہو کر پہاڑ پر چڑھنے لگے اگر وہ پہاڑ پر چڑھ جاتے تو پورا لشکر اسلام ان کے تیروں کی زد میں تھا۔ حضرت ساریہ کی توجہ اس جانب نہ تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں منبر نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم پر جلوہ افروز خطبہ جمعہ دے رہے تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ ہی ارشاد فرمایا دیا:

يَا سَارِيَةُ الجَبَلَ ، يَاسَارِيَةُ الجَبَلَ ۔

اے ساریہ! پہاڑ کا خیال رکھو، اے ساریہ! پہاڑ کا خیال رکھو۔

یہ آواز سینکڑوں میل کی مسافت طے کر کے حضرت ساریہ کے کانوں سے ٹکراتی ہے اور وہ دشمن کی اس چال سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور لشکر اسلام کو فتح و نصرت ملتی ہے۔

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت تھی۔

اس روایت پر بحث کرتے ہوئے علامہ محمد ناصر الدین الالبانی لکھتے ہیں:

فَالْقِصَّةُ ثَابِتَة" صَحِيحَة" وَهِيَ كَرَامَة" اَكْرَمَ اللّٰهُ بِهَا عُمَرَ حَيْثُ انْتَزَبِهِ جَيْشَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنَ الاسْرِ اَوِ الْفَتْكِ بِهٖ ۔

پس یہ قصہ ثابت ہے اور صحیح ہے یہ کرامت ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حضرت

سلسلۃ الا حادیث الصحیحہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۴

عمر کو عزت بخشی ایسے کہ ان کے ذریعے مسلمین کے لشکر کو قید یا قتل ہونے سے بچا لیا۔

جلیس الملک کا تندرست ہونا:

بادشاہ کا ایک درباری ایک ہم مجلس بیمار ہوا اس بیماری سے اس کی بینائی جاتی رہی۔ اور وہ نابینا ہو گیا۔ اب اس کی زندگی بے مزہ ہو گئی کہتے ہیں آنکھ ہے تو جہاں ہے۔ یعنی جہاں کے نظارے آنکھ سے وابستہ ہیں آنکھ سلامت ہے تو اس عالم رنگ و نور کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اب اس جلیس الملک بادشاہ کے درباری کی آنکھیں جاتی رہیں وہ مغموم رہنے لگا۔ اس کو کسی نے بچہ کے بارے میں اطلاع دی کہ اس کے پاس جو بھی مریض جاتا ہے شفا پا جاتا ہے۔

یہ درباری بہت سے ہدیے اور تحفے لیکر اس بچے کے پاس پہنچا تو اس سے کہا اگر تو مجھے شفا دے دے تو یہ سارے تحفے تیرے ہیں یہ سب قیمتی اشیاء تیرے لئے ہیں۔

بچے نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اس کے تحفوں سے اعراض برتا اس کا فائدہ یہ ہوا کہ بادشاہ کے درباری کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اس بچے کو قطعاً کسی چیز کی لالچ نہیں اور یہ اس دور میں ایک بہت بڑی بات تھی جبکہ تخت حکومت پر بیٹھنے والا بادشاہ بھی وصف لالچ سے بری نہ تھا۔ اور یہ بچہ جادوگر بھی نہیں کیونکہ جادوگر دولت کے رسیا ہوتے ہیں اور وہ دولت کے حصول کیلئے ہر جائز ناجائز ذریعہ استعمال کرتے ہیں۔ یہ بچہ اس درباری کے سامنے ایک عظیم انسان کی صورت میں ظاہر ہوا۔

بچہ نے ایک اور ضرب لگائی اور کہا میں کسی کو شفا نہیں دیتا شفا تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے اگر تجھے شفا چاہیے تو وحدہ لاشریک پر ایمان لے آ ؤ۔ جب وہ درباری اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لا چکا تو بچہ نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے اسے شفا سے نوازا۔ اس کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں اور یہ چمکتا

ہوا جہاں اسے نظر آنے لگا۔

امتحان میں سُرخروئی:

اس ازم گاہ حیات میں اہل حق پر ابتلاء وآزمائش کا وقت آتا رہتا ہے۔ جادہ حق پر چلنے والوں کو مختلف قسم کے امتحانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جو مرد حق آ گا عزم و ہمت سے جانب منزل رواں دواں ہوا سے بڑی سے بڑی آزمائش بھی صراطِ مستقیم سے پھسلا نہیں سکتی۔ اس نیلے آسمان نے بڑے بڑے مناظر دیکھے ہیں کہ باجبروت حکمران اپنی پوری قوت وطاقت سے ایک اللہ والے کا ایمان سلب کرنا چاہتے ہیں لیکن اپنے پورے جبر وستم کے باوجود اس کا ایمان سلب نہ کر سکے سونے چاندی اور ہیرے جواہیرات کے انبار لئے بڑے بڑے بادشاہ کا اللہ کے شیدائیوں اور اس کے دین کے فدائیوں کا ایمان خریدنا چاہے لیکن اتنے سیم وزر کے باوجود ان کا ایمان نہ خرید سکے۔

زیر نظر حدیث پاک میں راھب کو دھمکایا جاتا ہے کہ اپنا دین وایمان کو رخصت کر دو لیکن وہ راھب ایسا کرنے پر تیار نہ ہوا آرہ منگوا کر اس کے سر پر رکھ کر اس کے دین کا امتحان لیا جاتا ہے۔ وہ اف تک نہیں کرتا اور اپنے دین وایمان کی حفاظت کرتا ہے حتی کہ آرہ سے اس کا جسم دو حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اس کے سر کے دو ٹکڑے کر دے جاتے ہیں اس کے جسم و جاں کے رشتہ کو الگ کر دیا جاتا ہے لیکن زبان پر شکوہ کا لفظ تک نہیں آتا اور وہ پیکر تسلیم ورضا بن کر اپنی جان جان آفریں کے حوالے کر دیا ہے۔

یہ راھب تو برس یا برس سے دین اسلام کا پیرہ کار تھا اس کے رگ وریشہ میں دین کا نور سرایت کئے ہوا تھا۔ اور عرصہ سے دین کے کیف سے مکیف ہو رہا تھا۔ لیکن اس جلیس الملک کو کیا

ہوا اس بادشاہ کے درباری کو کیا ہوا جو ابھی ابھی مسلمان ہوا ہے جو تازہ تازہ اسلام کی آغوش میں آیا ہے۔ ابھی تو اس نے طویل سجدوں کا کیف نہیں لیا ابھی تو وہ طویل مناجاتوں سے لطف اندوز نہ ہوا لیکن ثابت قدمی میں وہ بھی کسی سے پیچھے نہیں وجہ واضح ہے کہ یہ دین یہ اسلام کسی کا ذاتی کمال نہیں ہوتا یہ تو رحیم وکریم اللہ کا کرم ہوتا ہے اور وہ اپنے لطف کی بارش جس دل پر بھی ڈال دے پھر اسے ہزار دھمکایا جائے وہ حق کی لذت سے بیگانہ نہیں ہوتا جب حق کا نور اس کے ظلمت خانہ دل کو بقعہ نور بنا دیتا ہے پھر چاہے اس کی جان بھی لے لی جائے وہ اس نور اسلام سے منہ نہیں موڑا کرتا۔

یہ اسلام کی لذت ہے ہی ایسی کہ جسے نصیب ہو جائے پھر وہ عمر بھر اسی لذت کے کیف سے مست رہا کرتا ہے۔

تاریخ کے صفحات ہمیں بتاتے ہیں کہ حضرت یاسر وحضرت سُمَیّہ رضی اللہ عنہما غلام ہیں اور غلامی میں زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن جب آفتاب نبوت کی نوری کرنیں ان کے دلوں پر پڑیں تو ان کے دلوں کو رشک صد ماہتاب بنا دیا پھر وہ اس نور کے گرویدہ ہو گئے اور عمر بھر اسی مستی سے مست رہے۔

مکہ کے باجبروت کفار مکہ سے زور آور مشرکین اور عرب کے کینہ صفت اخلاقی اقدار سے بے گانہ ظالمین وفاجریں اپنی پوری قوت صرف کرتے ہیں کہ ان غلاموں سے ان کی نعمت ایمان کو چھینا جائے لیکن وہ اپنے مشن میں بری طرح ناکام ہوئے پھر اپنی حفت ورسوائی کو مٹانے کیلئے انہوں نے ان دونوں کو قتل کر دیا یہ ظلم وزیادتی یہ قتل وغارت ان اہل ایمان سے ان کے ایمان کو چھین نہ سکے۔ یہ وہ اللہ والے تھے جن کی نگاہیں جمالِ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم

سے لبریز تھیں اور ان کے دل کی ڈھرکنیں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ڈھرک رہیں تھیں۔ انہوں نے اس جلوہ حق نما اور اپنے عشق حق آ گاہ کی لاج رکھ لی اور اپنی جانوں کا نذارنہ پیش کر کے قرب الٰہی کی لذتوں سے سیراب ہو گئے۔

صبر، صدمہ کے شروع میں

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَۃٍ تَبْکِی عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ : ((اِتَّقِی اللّٰہَ وَاصْبِرِیْ)) فَقَالَتْ : اِلَیْکَ عَنِّی ، فَاِنَّکَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِیْبَتِیْ ، وَلَمْ تَعْرِفْہُ ، فَقِیلَ لَھَا : اِنَّہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، فَاَتَتْ بَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَہُ بَوَّابِیْنَ ، فَقَالَتْ : لَمْ اَعْرِفْکَ ، فَقَالَ : ((اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلٰی)) . متفق علیہ۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۹۲۶)	جلد۲	صفحہ۴۷
ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۱۲۴)	جلد۲	صفحہ۲۱۰
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۹۸۷)	جلد۱	صفحہ۵۰۴
قال الالبانی:	صحیح		
فتح الباری	رقم الحدیث (۱۲۸۳)	جلد۱	صفحہ۱۳۸
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۸۶۸)	جلد۲	صفحہ۲۰
مرقاۃ المفاتیح	رقم الحدیث (۱۵۹۶)	جلد۴	صفحہ۱۸۴
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۵۹۶)	جلد۲	صفحہ۲۸۰
قال محمود محمد محمود:	متفق علیہ		
المسند احمد بن حنبل (مختصر)	رقم الحدیث (۱۲۴۵۷)	جلد۱۰	صفحہ۴۲۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ سے ڈرو اور صبر اختیار کرو۔

اس عورت نے کہا:

مجھ سے دور ہو جاؤ تمہیں وہ مصیبت نہیں پہنچی جو مجھے پہنچی ہے اس عورت نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں تھا (اس لئے ایسے کلمات کہہ دے) بعد میں اس عورت سے کہا گیا کہ یہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم تھے۔

پس وہ عورت حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر حاضر ہوئی وہاں اس نے دربانوں کو نہ پایا

اس عورت نے کہا:

(یارسول اللہ!) میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے پھر اسے (نصیحت فرماتے ہوئے) فرمایا:

صبر تو یہی ہے کہ صدمے کے آغاز میں کیا جائے (بعد میں تو صبر آ ہی جاتا ہے)

اور امام مسلم ک روایت میں ہے وہ عورت اپنے بچے کی قبر پر رو رہی تھی۔

حضور سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم امین امت پر کس قدر شفیق و رحیم ہے آپ کا دل

انور اپنی امت کی بھلائی کے لئے ہر وقت سراپا شفقت ہے۔ زیر نظر حدیث پاک میں ایک عورت اپنے کسی فوت شدہ عزیز کی قبر پر پہنچی ہے اور مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عزیز اس کا اپنا جگر پارہ ہے۔ ماں کی ممتا بے قرار ہو جاتی ہے قبر پر پہنچ کر روتی ہے اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریب سے گزرتے ہیں آپ اسے فرماتے ہیں:

اِتَّقِی اللّٰہَ وَاصْبِرِیْ۔

اللہ سے ڈرو اور صبر اختیار کرو۔

یہ الفاظ مبارک بتاتے ہیں شاید وہ عورت رونے میں حدودِ شرعیہ سے تجاوز کر گئی تھی۔ چیخ و پکار کر رہی تھی اپنے جگر پارے کے غم میں بے حال ہو رہی تھی۔ والی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں تقوی اختیار کرو۔ اور صبر کا دامن نہ چھوڑو۔

اللہ سے ڈرتی رہو جب اللہ تعالیٰ سے ڈرو گی تو پھر حدودِ شرعیہ سے تجاوز نہ کو گی۔ اس کے احکامات کو دل و جان سے قبل کرو گی۔ اس کیا احکامات پر عمل کی برکات تمہارے شامل حال ہوں گی۔ جس کے لئے اللہ کی برکات وخیرات ہوں اس کیلئے نازل ہونیوالی مصیبتیں مصیبتیں نہیں رہتیں بلکے وہ بھی اخروی فلاح کی ضامن ٹھہرتی ہیں اور صبر کا دامن نہ چھوڑو۔ جس انسان کو صبر نصیب ہو جائے وہ انسان اللہ تعالیٰ کی عنایات کریمانہ کا مستحق ہوا کرتا ہے۔ اور جو مرد مسلم صبر کا پیکر ہوتا ہے خداء بزوگ و برتر اس پر اپنی کرم کی برسات نازل کرتا ہے۔

وہ عورت اس وقت شدت غم سے بے حال تھی اسے خبر ہی نہ ہوسکی کہ ماں باپ سے بڑھ پر اتنی پیاری نصیحتیں کرنیوالا کون ہے یہ شفقتوں سے لبریز کلمات کسی کی زبان سے نکل رہے ہیں یہ پیکر خلوص و وفا کون ہے یہ کونسی ہستی ہے جو دکھی دلوں کو سکون کی دولت دیتی ہے۔ اور یہ

کونسی ذات ہے جس کا سراپا خیرات و برکات سے لبریز ہے۔

اس عورت نے بے خبری میں سخت جملہ نکال دیا۔ پیکر خلق عظیم صلّی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بھی نہ فرمایا اور اپنے کاشانہ اقدس تشریف لے آئے۔

بعد میں اس عورت کو کسی نے بتایا کہ جس کو تم نے سخت لفظ کہے وہ تو اللہ کے محبوب سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم تھے یہ تو وہ ہستی تھے جس کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار ہے وہ عورت مسلم تھی وہ عورت منافق نہ تھی اگر منافق ہوتی تو وہ کبھی بھی بارگاہِ خیرالوری صلّی اللہ علیہ وسلم میں نہ آتی۔

وَاِذَاقِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَأَیْتَ الْمُنَافِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْداً۔

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کی طرف جو اللہ نے نازل کیا اور آؤ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو آپ دیکھیں کہ یہ منافق آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے اعراض برتتے ہیں۔

وہ عورت بحمد اللہ کلمہ گو بھی اور نعمت ایمان سے مالا مال تھی فوراً بارگاہ خیرالوری صلّی اللہ علیہ وسلم حاضری دیتی ہے۔ اور اپنے جرم کی معافی کی خواہشگار ہے۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم اس کی بات، کو اس کے اعتذار کو سنا اَن سنا کر دیتے ہیں کیوں یہ اس لئے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے لئے انتقام لیتے ہی نہیں حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا ظرف بہت بڑا ہے۔ بڑے بڑے مشرکین و کافرین کی باتیں برداشت کیں انہیں کبھی اس کا احساس تک نہ ہونے دیا یہ تو پھر بھی ایک مسلم تھی خدائے وحدہ لاشریک کی بندی تھی اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی تھی۔

اس نے تو بے خبری میں کلمات کہہ دے تھے پھر وہ نادم و شرمسار ہو کر آئی تھی۔ یہ رحیم اللہ کے رحیم نبی ہیں ان کی بارگاہ میں جو ندامت لے کر آتا ہے اسے مزید شرمسار نہیں کیا کرتے۔

سنا ہے شرم والوں کو وہ شرمایا نہیں کرتے۔

اس موقع پر بھی آپ نے وعظ و نصیحت سے اسے عورت کو سرفراز فرمایا اور اس کے دل کی اجڑی بستی کو پھر سے باغ و بہار کر دیا۔

فرمایا: صبر تو صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔

یعنی جو ہونا تھا وہ ہو گیا آئندہ سے بھی خیال رکھنا اگر کہیں کوئی مصیبت آ جائے واویلا نہ کرنا، کوئی تکلیف آئے تو آپے سے باہر نہ ہونا شروع ہی سے صبر کرنا کیونکہ حقیقی صبر وہی ہے جو مصیبت کی ابتداء میں کیا جائے بعد میں تو صبر آ ہی جاتا ہے۔

جزع و فزع سے شریعت نے منع فرمایا ہے ویسے بھی واویلا کرنے سے میت کو کوئی نفع نہیں ہے۔ میت کو نفع تو تب ہوگا جب اسے دعا و استغفار میں یاد رکھا جائے جس میت کے لئے دعا و استغفار کی جائے اسے قبر میں اس کا نفع ہوتا ہے وہ میت خوش قسمت ہے جس کے بعد اسکے اعزہ و اقارب اس کیلئے دعا کا اہتمام کریں اور صدقہ و خیرات کر کے اس کا ثواب اسے پہنچائیں۔

ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

حدثنا هشام بن عمار، ثنا اسماعيل بن عباس، ثنا ثابت بن عجلان عن القاسم،

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ – رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ – عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ : یَقُوْلُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ : ابْنَ آدَمَ اِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلٰی لَمْ اَرْضَ لَکَ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّۃِ۔

حضرت ابوامامہ الباھلی - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ سبحانہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اے آدم کے بیٹے ! اگر تو صدمہ و تکلیف کے شروع ہی میں صبر کرے اور ثواب کی تمنا کرے تو میں تیرے لئے جنت سے کم ثواب پر راضی ہی نہ ہوں گا۔

اس حدیث پاک میں کریم اللہ کے کرم کا جوبن ملاحظہ ہو براہِ راست فرزند آدم سے مخاطب ہے کیا یہی ایک شرف کافی نہیں ہے اس خطاب کی عظمت و بزرگی پر کائنات فدا کردی جائے تو حق ادا نہیں ہوا۔

انسان پر مصائب و آلام آتے رہتے ہیں یہ دنیا دار السرور نہیں ہے پریشانیاں اس جہاں کا خاصہ ہیں۔ اہل ایمان ان تکالیف سے گھبراتے نہیں ہیں وہ صبر کرتے ہیں۔ پھر صبر صبر میں فرق ہے۔ کسی نے تکلیف کی ابتداء میں صبر کیا۔ حقیقی صبر یہی ہے اس پر وعدہ جنت ہے ورنہ جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے صبر آتا جاتا ہے۔

صدمہ آتے ہی صبر کا دامن نہ چھوڑا اللہ کی رضا، اس کی خوشنودی اور اس کے حق بندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے صبر کیا جائے تو خالق و مالک کا وعدہ ہے جنت سے کم ثواب پر راضی نہ ہوں گا۔

سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۱۵۹۷) جلد۲ صفحہ ۲۸۰

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ صرف یہی فرما دینا میں اسے جنت دوں گا یہ بھی بہت بڑی نوید تھی لیکن وہ رحیم وکریم یوں فرماتا ہے کہ جنت سے کم ثواب پر راضی نہ ہوں گا، ان کلمات طیبات کا مزا وہی جانتا ہے جو رَمز آشنا محبت ہے ان کلمات کی حلاوت اسے ہی نصیب ہے جس نے باری تعالیٰ کی محبت و چاہت کے جام پیے ہیں۔

اللہ ذوالجلال ہم سب کو اپنی لازوال محبت نصیب فرمائے اور اپنی رضا پر زندگی گزارنے کے سعادت ارزانی فرمائے۔

صابر کیلئے جنت

وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰی : مَا لِعَبْدِی الْمُؤْمِنِ عِنْدِی جَزَاء'' اِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ اِلَّا الْجَنَّة)) . رواه البخاری ۔

ترجمة الحديث :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مسند امام احمد	رقم الحدیث (۹۳۶۱)	جلد ۹	صفحہ ۱۹۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۰۰۴) جلد ۹	صفحہ ۴۸۳	
صحیح البخاری مع الفتح	رقم الحدیث (۶۴۲۴)	جلد ۱۱	صفحہ ۲۴۱
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۵۴۷)	جلد ۴	صفحہ ۲۰۱۸
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
شعب الایمان للبیھقی	رقم الحدیث (۹۸۶۲)	جلد ۷	صفحہ ۱۶۶
مواد الظمآن (بالفاظ مختلف)	رقم الحدیث (۷۰۷)		صفحہ ۱۸۲

میرا وہ مومن بندہ کہ جس کے اہل دنیا میں سے محبوب ترین فرد کو میں لے لوں پھر وہ اس پر ثواب کی نیت (سے صبر) کرے تو میرے ہاں اس (صبر کرنے والے) کے لئے سوائے جنت کے کوئی بدلہ نہیں۔

یہ حدیث پاک حدیث قدسی کہلاتی ہے جس حدیثِ پاک میں حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسے حدیثِ پاک کو حدیثِ قدسی کہتے ہیں۔

ہر چیز کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور اس کی مخلوق ہیں اس نے ہمیں پیدا فرمایا ہے تو ہم پیدا ہوئے ہیں اگر وہ پیدا نہ فرماتا تو کون پیدا ہوتا۔ تمام کائنات کا، کائنات کے ہر فرد کا وجود اللہ تعالیٰ کے پیدا فرمانے اور اس کے لطف و کرم سے ہے۔ وہ جب چاہے کسی کو دے اور جب چاہے کسی سے لے لے یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے۔ لیکن حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ کی امت پر کتنا مہربان ہے سبحان اللہ! اگر کسی کو دیتا ہے اور پھر اس کا پیارا اس سے لے لیتا ہے وہ آدمی اس لینے پر صبر کرے، ثواب کی امید رکھے تو رحیم و کریم اللہ اس صبر و رضا کے عوض اسے عذاب جہنم سے نجات عطا فرمائے گا۔ دائمی آرام و سکون دے گا اور جنت عطا فرمائے گا۔

صَفَا کا معنی صاف ہونا ہے اور صَفِیّ "خالص چہیتے کو کہتے ہیں۔

بیٹے سے اور اپنے جگر پارے سے انسان کوٹ کوٹ کر محبت کرتا ہے اس کی محبت خالص ہوا کرتی ہے اگر کسی کا بیٹا اللہ تعالیٰ لے لے اور اس پر وہ صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا فرماتا ہے۔

اسی طرح کسی کو اپنے بھائی سے بہت محبت ہوتی ہے یہ محبت خلوص پر مبنی ہوتی ہے۔وہ آدمی اپنے بھائی کے بغیر رہ نہیں سکتا اچانک اللہ تعالیٰ اس کے بھائی کو اٹھالیتا ہے اس پر اگر وہ صبر کرے اللہ کی رضا پر راضی رہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اسے میں جنت عطا کروں گا۔

بعض احباب کو اپنے والدین سے انس ہوتا ہے اور یہ انس اپنی آخری حدوں کو چھو رہا ہوتا ہے جب تک وہ اپنے والدین کی زیارت نہ کرلیں انہیں سکون نہیں ملتا وہ ہر وقت والدین کی خدمت میں لگے رہتے ہیں یہ خدمت وہ بوجھ سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ دل وجان سے کرتے ہیں ان کے والدین جب دار فانی کو چھوڑ جائیں اور اس پر وہ صبر کا دامن تھامے رکھیں جزع وفزع سے اعراض کریں تو اللہ الکریم کا وعدہ ہے کہ انہیں جنت دائمی انعامات کی جگہ سے نوازے گ۔

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ صرف خونی رشتوں تک ہی نہیں بلکہ ہر اس تعلق تک ہے جو خلوص پر مبنی ہے جس میں کسی لالچ کسی مفاد کا شائبہ تک نہ ہو۔

کبھی کبھی کسی مسلم بھائی سے دوستی ہو جاتی ہے وہ دوستی بڑھتے بڑھتے بھائی چارہ تک پہنچ جاتی ہے پھر وہ بھائیوں کی طرح رہتے ہیں دکھ درد میں برابر شریک ہوتے ہیں۔جب تعلقات کی نوعیت غرض سے وراء ہو تو وہاں عجب سماں ہوتا ہے تکلیف ایک کو دکھ دوسرے کو مصیبت ایک پر نازل ہوتی کرب دوسرے کو جب ایسے دوست کی جدائی کا وقت آئے وہ اپنے ہی گہرے اور مخلص دوست کے ہاتھوں میں اپنی جان جان آفریں کے حوالہ کردے اور وہ دوست اس پر صبر کا دامن تھامے رکھے تو یقیناً ایسے دوست کے لئے ہی وعدہ الٰہی جنت کا ہے۔

کبھی انسان اپنے استاد سے محبت کرتا ہے یہ محبت محبت ہوا کرتی ہے اس میں کوئی لالچ پنہاں نہیں ہوتی جب یہ محبت نقطہ کمال تک پہنچتی ہے تو پھر اس استاد کے بغیر چین نہیں آتا اگر وہ

دنیا سے چلا جائے، اس کا انتقال ہو جائے تو اس کا یہ شاگرد یہ سمجھتا ہے کہ میرا سب کچھ لٹ گیا اب میں اپنی علمی پیاس کس کے پاس جا کر بجھایا کروں گا اور کون سے جو میرے سر پر دست شفقت رکھے گا کون ہے جو محبت بھرے انداز میں مجھے راہ حق بتائے گا اس کا اندر اس کے غم میں چھلنی ہے لیکن وہ ظاہری طور پر اطمینان وسکون کا پہاڑ نظر آتا ہے۔ وہ ایسا صرف اور صرف حکم خداوندی سے کرتا ہے تو ایسے ہونہار شاگرد کے لئے در جنت کشادہ ہے وعدہ الٰہی ہے۔ اور اِنَّ اللّٰہَ لَایُخْلِفُ الْمِیْعَاد۔

طاعون میں صبر کرنے والے کیلئے شہید کا اجر

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُون ، فَاَخْبَرَهَا ((اَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مَنْ يَشاءُ ، فَجَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ، فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ فى الطَّاعُون فَيَمْكُثُ فِى بَلَدِهِ صَابِراً مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ اَنَّهُ لا يُصِيبُهُ اِلَّا مَاكَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِ الشَّهِيدِ)).رواه البخارى۔

ترجمة الحديث :

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں استفسار کیا۔ حضور نے حضرت عائشہ کو خبر دی کہ یہ (طاعون) عذاب تھا جس فرد (یا قوم) پر اللہ چاہتا اسے نازل فرماتا پس اللہ تعالیٰ نے اسے (اب) مومنین کے لئے رحمت بنادیا ہے۔ پس جو آدمی طاعون میں مبتلا ہو جائے پھر

فتح الباری	رقم الحدیث (۵۷۳۴) جلد۱۰		صفحہ۱۹۲
المسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۲۴۲۳۹) جلد۱۷		صفحہ۳۵۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح مسلم (بالفاظ مختلف)	رقم الحدیث (۲۲۱۸)	جلد۳	صفحہ۴۶۳
فتح الباری	رقم الحدیث (۳۴۷۳) جلد۶		صفحہ۵۱۳

وہ اپنے ہی شہر میں ٹھہرا رہے صبر کرتے ہوئے اور ثواب کی نیت رکھتے ہوئے (اور) وہ جانتا ہو (اسے یقین ہو) کہ اسے وہی کچھ پہنچے گا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے لکھ دیا ہے (اگر وہ اس طاعون میں وفات پا جائے) تو اس کے لئے شہید کی مثل اجر وثواب ہے۔

اسے روایت کیا ہے بخاری نے۔

طاعون ایک بیماری ہے جسے اللہ تعالیٰ پہلی امتوں پر بطور عذاب نازل کرتا تھا یعنی پہلی امتوں میں سے اگر کوئی امت اللہ کی نافرمائی کرتی اللہ کے احکامات کا مذاق اڑاتی انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے ناروا سلوک کرتی تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو مٹانے کا ارادہ فرما دیتا اس قوم کو نیست ونابود کرنے کے لئے کبھی پتھروں کی بارش ہوتی تو کبھی کڑک وگرج ان کا کام تمام کر دیتی کبھی اسی بستی کو غرق کر دیا جاتا تو کبھی اس نافران بستی کو تہہ وبالا کر دیا جاتا۔

یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مختلف صورتیں تھیں انہیں صورتوں میں ایک یہ بھی تھی کہ جب کوئی قوم نافرمانی کرتی اور نافرمانی میں حد سے بڑھ جاتی احکامات خدواندی کو پسِ پشت ڈالتی، شرک وکفر جیسی قبیح عادات کی مرتکب ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ اسے نیست ونابود کرنے کیلئے طاعون کا عذاب نازل کرتا جب یہ بیماری عذاب کی صورت میں آتی تو پورے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی جس سے کوئی بھی کافر ومشرک بچ نہ سکتا بلکہ تمام کفار ومشرکین کو نیستِ ونابود کر دیا جاتا۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم پر کس درجہ مہربان ہے اور آپ کے صدقے آپ کی امت پر کس درجہ لطف وکرم فرماتا ہے جو چیز پہلی اُمتوں پر عذاب تھی اس نبی رحمت صلّی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے وہ اس اُمت کے لئے رحمت بن گئی۔

اب اگر کسی جگہ کسی بستی وشہر میں طاعون کی بیماری حملہ کر دے تو وہاں موجود اہل اسلام صبر کا دامن نہ چھوڑیں اور نہ جزع وفزع کریں بلکہ نہایت اطمینان سے اس بستی میں رہیں اور یہ یقین وایمان رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کچھ نہ ہوگا حکم خداوندی پر عمل کرتے ہوئے وہ اپنے علاقہ میں فروکش رہیں اگر انہیں بیماری آئے تو صبر کریں اور ثواب کی امید رکھیں۔ اللہ ذوالجلال والاکرام کا وعدہ ہے ایسے صابر ومحتسب کو شہید کا اجر وثواب ملے گا۔

غور کیجئے کہاں مرتبہ شہادت کہ دشمن خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نبرآزما ہونا اس کی للکار پر میدان میں نکلنا اور اپنی جان کو راہ حق میں قربان کر دینا کس دل گردے کا کام ہے یہ وہی کر سکتا جس کا باطن نور ایمان سے منور ہے اور جس کا سینہ مہبط انوار وبانیہ ہو شہید کے لئے جنت ہے بلکہ شہید اپنی تربت میں زندہ وجاوید ہے اور اللہ کا رزق کھاتا ہے اس طرح جو صابر ومحتسب طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو کر اس دار فانی کو خیر باد کہہ گیا وہ بھی شہید کا اجر پاتا ہے۔ گویا کریم اللہ اسے بھی اپنے لطف وکرم سے حیات جاودانی عطا فرماتا ہے۔ اور وہ بھی اپنی قبر میں رزق الٰہی سے مسرور ہوتا ہے اور ان مزید انعامات اور کرم نوازیوں سے سرفراز ہورتا ہے جو انسان سوچ وفکر سے وراء ہیں کریم جب دیتا ہے تو بے حساب دیتا ہے۔

طاعون سے متعلق نبوی ہدایت:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ عُمَرَ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ فَلَمَّا كَانَ بِسَرْغَ بَلَغَهُ اَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاَخْبَرَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ:

اِذَا سَمِعْتُمْ بِاَرْضٍ فَلا تَقْدِمُوا عَلَيْهِ ، وَاِذَاوَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا

تَخرُجُوا فِرَاراً مِنهُ۔

ترجمہ الحدیث:

عبداللہ بن عامر کا بیان ہے کہ:

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے جب آپ مقام سَرغ پہنچے تو آپ کو اطلاع ملی کہ شام میں وبا پھیلی ہوئی ہے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ کو بتایا کہ میں نے سنا حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے:

جب تم سنو کہ کسی علاقہ میں طاعون پھیل گئی ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر کسی ایسے علاقے میں وبا پھیل گئی ہے کہ تم اس علاقہ میں موجود ہو تو اب اس طاعون سے بھاگتے ہوئے اس علاقہ سے باہر نہ نکلو۔

یہ کتنی واضح نبوی تعلیم ہے کہ جہاں طاعون کی وبا پھیلی ہو اس علاقہ میں ہرگز داخل نہ ہو اور جہاں تم رہ رہے ہو اگر وہاں طاعون پھیل گئی ہے تو اب اس علاقہ سے باہر نہ نکلو۔

یہ ایک بندہ مومن کو تعلیم ہے کہ سب کچھ دست قدرت میں ہے اگر کسی علاقہ وبستی میں تم موجود ہو اور وہاں طاعون پھوٹ پڑی ہے تو اس علاقہ سے باہر نہ نکلو یہ تمہارا یقین کامل اور ایمان کامل ہونا چاہے کہ زندگی وموت اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے۔ اگر اس نے موت لکھ دی ہے تو وہاں سے بھاگنے کا فائدہ نہیں اگر ابھی موت کا وقت نہیں آیا تو ہزار طاعون آتی رہے تمہارا کچھ بھی نہ بگڑے گا۔

صحیح بخاری مع الفتح رقم الحدیث (۵۷۳۰) جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۹

آنکھیں جانے پر صبر کے عوض جنت

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ : اِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِی بِحَبِيبَتَيهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الجَنَّةَ))يُرِيدُ عَيْنَيْه رواه البخاری۔

ترجمة الحديث :

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سنا حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں (آنکھوں) کے ذریعے آزماؤں پس وہ اس پر صبر کرے تو میں ان دونوں آنکھوں کے بدلے اسے جنت عطا فرمادوں گا۔

جبیبتیه سے مراد اس کی دو آنکھیں ہیں۔

اسے بخاری نے روایت فرمایا۔

صحیح البخاری مع الفتح	رقم الحدیث (۵۶۵۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۱۶
مشکوۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۴۹۴)	جلد ۲	صفحہ ۱۶۲
سنن الکبری	رقم الحدیث (۶۵۵۲)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۶
اتحاد السادۃ المتقین		جلد ۹	صفحہ ۲۸
فتح الباری		جلد ۱۰	صفحہ ۱۱۶
اتحاد السادۃ المتقین	رقم الحدیث (۲۵۵۲)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۵

یہ عالم دنیا یہ جہاں رنگ و بونور میں دھلا ہوا ہے ہر طرف اللہ تعالیٰ کی صنعت دکھائی دیتی ہے۔ کہیں نور برساتا سورج طلوع ہو رہا ہے تو کہیں تاروں بھری رات دعوت نظارہ دیتی ہے۔ کہیں چودہویں کا چاند اپنی جانب راغب کرتا تو کہیں سپیدہ سحر انسان کو مسحور بناتا ہے کہیں رنگ برنگے پھول ہیں تو کہیں لہلہاتے کھیت، کہیں دریاؤں کی روانی ہے تو کہیں سمندر کی اُٹھتی موجیں کہیں گرتی آبشاریں ہیں تو کہیں اُبلتے چشمے فلک بوس پہاڑ ہوں یا برف سے ڈھکی چوٹیاں سب اللہ جل جلالہٗ کی قدرت اور اس کی ربوبیت کا برملا اظہار کر رہی ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ سب نظارے آنکھ سے ہیں آنکھ ہے تو جہاں ہے اور آنکھ کا نور نہیں تو جہاں بھی بےنور معلوم ہوتا ہے۔

آنکھ اللہ تعالیٰ کا وہ عطیہ ہے جس سے انسان اپنے ماں باپ کے چہروں کی زیارت کرتا ہے۔ غمگین انسان جب اپنے پھول جیسے بیٹے کے چہرے کو دیکھتا ہے تو اس کو سارے غم بھول جاتے ہیں۔

یہ آنکھ اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو آزمانے کے لئے کبھی اس کی آنکھیں لے لیتا ہے جو ان آنکھوں کے جانے سے آپے سے باہر نہ ہو بلکہ صبر کا دامن تھامے رکھے اللہ القادر کی رضا پر راضی رہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں ان آنکھوں کے بدلے اسے جنت دوں گا۔

یہ عارضی نور چلا گیا لیکن صبر کرنے والا دائمی نور لے گیا یہ مخلوق کو دیکھنے والا نور نہ رہا تو صبر و رضا کا پیکر ابدالآباد تک خالق کے نور کے جلوے اپنے مقدر میں کر گیا۔ یہ سودا مہنگا نہیں بلکہ بڑا سستا سودا ہے پوچھے عشاق سے پوچھے اللہ تعالیٰ کے دیوانوں سے اگر انکا سب کچھ چھین

جائے اور اس کے بدلے انہیں جلوہ الٰہی نصیب ہو تو یہ جلوہ ان کے سب دکھوں کا مداوا بلکہ تمام کدوکاوش کا حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو صبر کی دولت نصیب فرمائے۔

حضور سیّد الانبیاء والرسل صلّی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھی لوگ آنکھوں کا مسئلہ لے کر آتے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں راہ جنت بتاتے تھے لیکن بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کرم مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم سے جنت بھی لے لیتے اور آنکھیں بھی لے لیتے۔

سنن ابن ماجہ کی روایت ملاحظہ ہو:

حدثنا احمد بن منصور بن سيار ، ثنا عثمان بن عمر ، ثنا شعبة ، عن ابى جعفر المدنى ، عن عمارة بن خزيمة بن ثابت :

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّ رَجُلاً ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ : اُدْعُ اللّٰهَ لِيْ اَنْ يُعَافِيَنِيْ، فَقَالَ اِنْ شِئْتَ اَخَّرْتُ لَکَ وَهُوَ خَيْرٌ" وَاِنْ شِئْتَ دَعَوْتَ فَقَالَ اُدْعُهُ، فَاَمَرَهُ اَنْ يَتَوَضَّا فَيُحْسِنَ وُضُوْءَهُ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَيَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ .

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ ـ

سیّدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سنن ابی ماجہ رقم الحدیث (۱۳۸۵) جلد ۲ صفحہ ۱۷۲

قال ابو اسحاق: ھذا حدیث صحیح

کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو عرض کی (یارسول اللہ!) میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت عطا فرمائے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے موخر کر دیتا ہوں یہ تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دعا کروں تو اس آدمی نے عرض کی دعا کر دیجئے!

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وضو کرے اور احسن طریقے سے وضو کرے اور دو رکعت صلاۃ (نماز) ادا کرے پھر یہ دعا مانگے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی اَللّٰھُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں رحمت والے نبی (حضرت) محمد (مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے یا محمد! (اے سراپا حمد و خوبی) میں آپ کے وسیلہ جلیلہ سے اپنے کریم کی طرف متوجہ ہوا ہوں اپنی اس حاجت میں تاکہ میری اس حاجت کو پورا کیا جائے۔ اے اللہ! میرے حق میں اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول فرما۔

جنتی عورت

وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِی رَبَاحٍ قَالَ : قَالَ لِی ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اَلا اُرِیکَ امْرَاَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ؟ فَقُلْتُ : بَلٰی ، قَالَ : هٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ : اِنِّی اُصْرَعُ ، وَاِنِّی اَتَکَشَّفُ ، فَادْعُ اللّٰه تَعَالٰی لِی قَالَ : ((اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَکِ الْجَنَّةُ ، وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰه تَعَالٰی اَنْ یُعَافِیَکِ))فَقَالَتْ : اَصْبِرُ ، فَقَالَتْ : اِنِّی اَتَکَشَّفُ ، فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ لا اَتَکَشَّفَ فَدَعَا لَهَا . متفق علیہ۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۷۶)	جلد۴	صفحہ۱۸۲
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۶۵۲)	جلد۴	صفحہ۱۸۰۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۵۹۵۲)	جلد۵	صفحہ۹۷
سنن الکبری للنسائی	رقم الحدیث (۷۴۴۷)	جلد۷	صفحہ۴۹
شرح سنن للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۲۳)	جلد۵	صفحہ۲۳۵
قال المحقق :	ھذا حدیث متفق علیہ صحتہ		
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۶۵۶)	جلد۱۰	صفحہ۱۱۴
مسند الاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۳۲۴۰)	جلد۳	صفحہ۳۸۴
قال احمد محمد شاکر :	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عطاء ابن ابی رباح فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس -رضی اللہ عنہما- نے فرمایا:

کیا میں تجھے اہل جنت سے ایک عورت نہ دکھادوں؟ میں نے عرض کی ضرور دکھایئے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

یہ سیاہ رنگ والی عورت حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی تو عرض کی:

میں صبر کرتی ہوں (تاہم) میں اس مرگی کے دوران بے لباس ہو جاتی ہوں میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے کہ میرا استر نہ کھلا کرے پس حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمادی۔

اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

حضور سیّد العالمین محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا سحابِ جود وکرم جب برستا ہے تو کھل کر برستا ہے۔ نبی رحمت صلّی اللہ علیہ وسلم کے جود وسخا کا سمندر موجزن ہے اور قیامت تک موجزن رہے گا رحمت کائنات صلّی اللہ علیہ وسلم کا دربارِ اقدس ہر کس وناکس کے لئے کھلا ہے اس درِ اقدس پر جو بھی آیا اپنا دامن مراد بھر کر واپس گیا۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات اقدس میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو کوئی پریشانی کوئی دکھ آتا تو فوراً بارگاہِ خیر الوری صلّی اللہ علیہ وسلم کا رخ کرتے حضور صلّی

اللہ علیہ وسلم کی ایک نگاہِ کریمانہ سے ان کے بخت سنور جاتے اور من کی مراد پاتے۔

زیرِ نظر حدیث پاک میں

ایک بیمار عورت بارگاہِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم کا رخ کرتی ہے حالانکہ بیمار کسی معالج یا طبیب کا رخ کرتے ہیں کسی ماہر ڈاکٹر کی طرف رجوع کرتے ہیں لیکن نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا وطیرہ ہی نرالا ہے انہیں کوئی تکلیف کوئی پریشانی کوئی مرض لاحق ہو تو فوراً نبی عربی صلّی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ میں حاضری دیتے ہیں۔

بارگاہِ خیر الوری میں حاضری کا دوہرا فائدہ ہے ایک حاضر ہونے کا اجر وثواب ملتا ہے دوسرا وہ تکلیف وہ بیماری آپ کی توجہ و برکت سے رفع ہو جاتی ہے۔

یہ حاضر ہونے والی عورت شدید بیماری میں مبتلا ہے اسے مرگی کا دورہ پڑتا ہے۔ جب یہ دورہ پڑتا ہے تو اس کے ہوش وحواس سلامت نہیں رہتے اس کا ستر کھل جاتا ہے ایک بیماری بڑی شدید ہے اور دوسرا ستر کا کھل جانا یہ دونوں چیزیں صنف نازک کے لئے ناقابل برداشت ہیں یہ عورت عرض کرتی یا رسول اللہ میرے لئے دعا کر دیجئے اللہ ربّ العزۃ مجھے شفاء عطا فرمائے۔

قاسم انعامات الٰہیہ صلّی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر تم صبر کرو تو تمہارے لئے جنت ہے اور اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کر دیتا ہوں۔ اس عورت نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے ان جملوں پر غور کیا اس کے دل نے گواہی دی کہ یہ چندروزہ زندگی تو گزر جائے گی اگر آج اللہ کے پیارے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم جنت دے رہے ہیں تو یہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے فوراً جنت کی ہاں کر دینی چاہیے۔ یہ سوچ کر وہ عورت بولی

یارسول اللہ! میں اپنی اس بیماری، اس تکلیف پر صبر کرلوں گی ہاں میرے لئے دعا کر دیجئے کہ میرا ستر نہ کھلا کرے۔ اللہ کے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمادی۔

یہ عورت ہو کر مردوں سے زیادہ عقل والی ثابت ہوئی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے اپنے آپ کو جنتی کہلوا گئی بلکہ یوں سمجھئے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم سے جنت بانٹنے پر آئے تھے یہ عورت چپکے سے اپنے لئے جنت لے گئی۔

اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اعتقاد ملاحظہ ہو جس عورت کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دے دی اس کی زیارت باعثِ سعادت سمجھتے تھے اور ایک دوسرے کو اس کی زیارت کی ترغیب دیتے تھے۔

واقعی جس کو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم جنتی قرار دے دیں اس کے جنتی ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے۔

مفسر قرآن حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہما کس قدر دولت ایقان وایمان سے لبریز تھے آپ اپنے تعلق رکھنے والوں کو اس عورت کے جنتی ہونے کی خبر دیتے تھے خبر ہی نہ دیتے بلکہ اس کی زیارت کے لئے بھی کہتے تھے۔ یہ الفاظ کس قدر اہم ہیں:

اَلا اُرِیْکَ اِمْرَاۃً مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔

کیا میں تمہیں اہل جنت کی ایک عورت نہ دکھاؤں۔

سبحان اللہ! فیضانِ سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلم سے لبریز صحابہ کرام تعلیمات نبویہ سے کس قدر آگاہ تھے تعلیمات نبویہ پر عمل ہی ان کا طرہ امتیاز تھا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، قَالَ : جاءَ تِ امْرَأَة'' بِها لَمَم'' إِلَى

رَسُولِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقالَتْ : یارَسُولَ اللّٰہِ ، ادْعُ اللّٰہَ لِی . فَقَالَ : إِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰہَ فَشَفاکِ ، وَإِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلا حِسابَ عَلَیْکِ ؟ قَالَتْ: بَلْ أَصْبِرُوَلا حِسابَ عَلَیَّ .

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۰۱۰)	جلد۴	صفحہ۱۸۳
صحیح الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۴۱۹)	جلد۳	صفحہ۳۳۵
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۰۹)	جلد۷	صفحہ۱۷۰
قال شعیب الارنوؤط:	اسنادہ حسن		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۲۴)	جلد۵	صفحہ۲۳۶
قال البغوی:	اسنادہ قوی		
المستدرک للحاکم		جلد۴	صفحہ۲۱۸
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط مسلم ولم یخرجاہ		
تلخیص بذیل المستدرک		جلد۴	صفحہ۲۱۸
موارد الظمآن	رقم الحدیث (۷۰۸)		صفحہ۱۸۲
الادب المفرد	رقم الحدیث (۵۰۵)		صفحہ۱۳۳
صحیح المسلم	رقم الحدیث (۲۵۷۶)	جلد۵	صفحہ۱۵۴
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۳۸۳۴)	جلد۳	صفحہ۴۰
المسند امام احمد	رقم الحدیث (۹۶۵۰)	جلد۹	صفحہ۲۸۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مختصر زوائد مسند بزار	رقم الحدیث (۵۳۴)	جلد۱	صفحہ۳۳۶

ترجمة الحديث :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ایک عورت آئی جسے جنون کا کچھ عارضہ لاحق تھا اس نے عرض کی یارسول اللہ! میرے لئے دعا کر دیجئے حضور۔صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے ارشاد فرمایا اگر تو چاہے تو تیرے لئے دعا کر دوں تو اللہ تعالیٰ تجھے اس بیماری سے شفاء عطا کر دے اور اگر تو چاہے تو صبر کر لے تجھ پر کوئی حساب نہ ہوگا۔ اس نے عرض (یارسول اللہ) بلکہ میں صبر کرلوں گی کہ مجھ پر کوئی حساب نہ ہو۔

-❁-

علامہ الھروی اللمم کے بارے میں لکھتے ہیں:

قال هو طرف من الجنون يلم الا نسان [1]

لمم ،جنوں کے کچھ عارضہ کو کہتے ہیں جو انسان کو لاحق ہوتا ہے۔

جنوں کے عارضہ میں مبتلا ایک عورت بارگاہ خیر الوری صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتی ہے۔ یہ خیر القرون میں بسنے والے خوش نصیب افراد، صحابہ کرام، میں سے ایک ہے انہیں تکلیف آئی تو حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور دعا کی درخواست کی۔ یہی ہمارے اسلاف کا معمول ہے کہ جب کوئی تکلیف آئے تو کسی افضل واعلیٰ شخصیت کی بارگاہ میں دعا کیلئے حاضری دی جاتی ہے اور اللہ والوں کی بارگاہ پر حاضری دینے والا محروم نہیں رہا کرتا بلکہ اسے منہ مانگی مراد ملا کرتی ہے۔

---

(۱) الغریبین فی القرآن الحدیث ۵/۱۷۰۶

ادھر حضور سیّد العالمین فداہ ابی وامی -صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کی شانِ سخاوت کا جوبن ملاحظہ ہو:

؎ میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہادیئے ہیں دُرّ بے بہا دیئے ہیں

مانگنے والا عارضی نعمت کا سوالی ہے لیکن حبیب خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے باقی انعامات سے نواز رہے ہیں مانگنے والا اپنے ظرف کے مطابق مانگتا ہے دینے والا اپنے کشادہ ہاتھوں سے دیتا ہے۔

وہ عورت بیماری سے شفاء مانگ رہی ہے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں شفاء بھی مل جائے گی لیکن اگر بے حساب جنت جانا چاہتی ہو تو بولو، سبحان اللہ! اس سخاوت پر کائنات قربان کردی جائے تو حق ادا نہیں ہوتا۔

اس عورت کو بھی کیسا جنون ہے؟ جس جنون پر ہزار فرزانگی قربان کردی جائے تو حق ادا نہیں ہوتا اس نے موقع کو غنیمت جانا اور فانی کا مطالبہ ترک کر کے باقی کو حاصل کرلیا اور حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا چونکہ بے حساب اسے جنت لے جانے میں تھی اس لئے اس نے بھی اس پر مہر ثبت کردی کہ دنیا کے چند دن تو صبر کرلوں گی ابدالآباد کی بہاروں کو ہاتھ سے کیوں جانے دوں۔

پیکرِ صبر ورضا نبی علیہ الصلاۃ والسلام

وَعَنْ اَبِی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : کَاَنِّی اَنْظُرُ اِلَی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْکِی نَبِیًّا مِنَ الْأَنْبِیَاءِ ، صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہُ عَلَیْہِمْ ، ضَرَبَہُ قَوْمُہُ فَاَدْمَوْہُ وَھُوَ یَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْھِہٖ یَقُولُ : ((اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِی فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُونَ)). متفق علیہ ۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۴۷۷) جلد۲		صفحہ۱۰۸۱
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۷۹۲)	جلد۳	صفحہ۲۱۵
المسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۴۱۵۷)	جلد۴	صفحہ۱۴۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
المسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۴۲۰۳)	جلد۴	صفحہ۱۷۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۵۷۶)	جلد۱۴	صفحہ۵۳۸
قال شعیب الارنوؤط:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۰۲۵)	جلد۶	صفحہ۴۱۲
قال محمود محمد محمود:	ھذا حدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۲۶۷) جلد۳		صفحہ۳۱۸
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحدیث:

حضرت ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم انبیاء کرام صلوات اللہ وسلام علیہم میں سے کسی نبی کی حکایت بیان فرمارہے ہیں جن کو ان کی قوم نے مار کر لہولہان کردیا وہ (نبی علیہ الصلوۃ والسلام) اپنے چہرہ انور سے خون صاف کرتے جارہے تھے اور عرض کرتے جارہے تھے:

اے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما کیونکہ یہ نہیں جانتے (کہ میں کون ہوں)۔

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ یہ مقدس ہستیاں اپنی اپنی امت کو ہدایت دینے کے لئے اپنے جملہ توانائیاں صرف کردیتیں۔ اللہ کے نبی صلّی اللہ علیہ وسلم جگہ جگہ پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا درس دیتے اپنی رسالت کا اعلان کرتے اور یوم آخرت سے ہر ایک کو خبردار کرتے۔ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی قومیں ان کی دشمن بن جاتیں۔

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۲۶۵)	جلد۷	صفحہ۴۳
المسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۴۳۶۶)	جلد۴	صفحہ۱۳۰
المسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۴۰۵۷)	جلد۴	صفحہ۱۳۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

انہیں اچھے الفاظ کی بجائے دیگر نامناسب الفاظ سے یاد کرتیں بات کلام سے بڑھ کر ان کو جسمانی اذیت تک پہنچ جاتی۔

اس حدیث پاک میں جس اللہ کے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر ہے ان کی قوم نے انہیں بڑی اذیت دیتی یہانتک کہ وہ قوم ان پر پل پڑی اور انہیں مارنا شروع کر دیا۔ جس سے وہ زخمی ہو گئے۔ اس عالم میں بھی ان کے دل سے جذبات خیر نکلتے ہیں اور اپنے اللہ کے حضور عرض کرتے ہیں:

اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے دے کہ نہیں جانتے کہ میں کون ہوں۔

سب سے زیادہ تکلیفیں حضراتِ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے حصّہ میں آتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا جتنا زیادہ مقرب ہوتا ہے اتنی ہی اسے تکالیف پہنچتی ہیں۔ لیکن اللہ کے مقرب بندے صبر و رضا کے پیکر ہوتے ہیں وہ مصائب و آلام برداشت کرتے ہیں اور زبان پر شکوہ تک نہیں لاتے۔

اس حدیث پاک میں جس نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر ہے قوم نے انہیں مارا ان کا چہرہ تک زخمی کر دیا وہ اپنے چہرے سے خون صاف کرتے جاتے اور اپنی امت کی ہدایت کی دعا مانگتے جاتے تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کے رویہ کی شکایت نہیں کی اور نہ ان کے لئے دعاء قہر وجلال کی۔

كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم :

حدیث پاک میں درج یہ جملہ بڑا قابل غور ہے۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی ذاتِ اقدس میں یوں فدا تھے کہ آپ کی اداؤں کا نقش

ان کے باطن میں پیوست تھا۔ وہ حدیث پاک بیان کرتے ہوئے اپنے باطن کی کیفیت کا اظہار کر رہے ہیں۔

كَأَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔

گویا میں حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔

یہی وہ نادر کیفیت ہے جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم سے صحابہ کو نصیب ہوئی اور اس کیفیت کے وہ ثمرات ہیں جنہیں احاطہ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ علم تصوف میں اس کیفیت کو تصورِ شیخ کہتے ہیں۔ جسے یہ نصیب ہو جائے اس کی منزل آسان ہو جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ – رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ – قَالَ : قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَيُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً ؟ قَالَ :

اَلْاَ نْبِيَاءُ ثُمَّ الصَّالِحُوْنَ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ . يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلٰى حَسْبِ دِيْنِهٖ فَاِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهٖ صَلَابَةً" زِيْدَ فِيْ بَلَا ئِهٖ وَاِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهٖ رِقَّةً" خُفِّفَ عَنْهُ وَمَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَمْشِيَ عَلَى الْاَرْضِ وَلَيْسَ عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ"

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۰۶)	جلد۴	صفحہ۱۷۹
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۹۸)	جلد۲	صفحہ۵۶۵
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث :

حضرت سعد بن ابی وقاص - رضی اللہ عنہ - فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! لوگوں میں سے سب سے زیادہ مصائب کس پر ہوتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۰۲۳)	جلد۴	صفحہ۴۱۱
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۲۶۵)	جلد۳	صفحہ۳۱۷
قال الالبانی:	حسن صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۶۲)	جلد۱	صفحہ۴۹۲
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۱۴۳)	جلد۱	صفحہ۲۲۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۳۹۳۴)	جلد۳	صفحہ۳۱۸
حلیۃ الاولیاء		جلد۱	صفحہ۳۶۸
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۳۴)	جلد۵	صفحہ۲۴۴
قال المحقق:	اسنادہ حسن		
المستدرک للحاکم		جلد۱	صفحہ۴۱
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۸۳۰)	جلد۲	صفحہ۱۴۳
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۰۱)	جلد۷	صفحہ۱۶۱
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ حسن		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۶۵۴۴)	جلد۳	صفحہ۵۲۲
موارد الظمآن	رقم الحدیث (۶۹۸)		صفحہ۱۸۰

نے ارشاد فرمایا:

انبیاء کرام پر پھر صالحین پر پھر جوان کے مرتبہ میں قریب ہے۔ پھر جوان کے مرتبہ میں قریب ہے.

آدمی کو اس کے دین کے موافق آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اگر اس کے دین میں صلابت (پختگی) ہو تو اس کی آزمائش میں اضافہ کر دیا جاتا ہے اور اگر اس کے دین میں خفت (پختگی نہ ہو) ہے تو اس سے آزمائش کم کر دی جاتی ہے۔

بندہ مومن آزمائش میں مبتلا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

کفارۂ گناہ

وَعَنْ اَبِی سَعِیدٍ وَاَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((مَا یُصِیبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا اَذًی وَلَا غَمٍّ ، حَتَّی الشَّوْکَةِ یُشَاکُهَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ)).متفق علیه .

وَ((الْوَصَبُ)): الْمَرَضُ ـ

صحیح بخاری	رقم الحدیث (۵۶۴۱-۴۲)	جلد۴	صفحہ۱۸۰۷
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۳۷)	جلد۴	صفحہ۱۵
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۲۱)	جلد۵	صفحہ۲۳۳
قال المحقق:	هذا حدیث متفق علیہ صحتہ		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۹۶۶)	جلد۱	صفحہ۴۹۵
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ	رقم الحدیث (۲۵۵۳)	جلد۱/۶	صفحہ۱۷
مسند الاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۱۱۱۳۱)	جلد۱۰	صفحہ۷۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۲۳۰)	جلد۱۰	صفحہ۲۷۷
مرقاۃ المفاتیح	رقم الحدیث (۱۵۳۷)	جلد۴	صفحہ۱۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۷۳)	جلد۴	صفحہ۱۸۱
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۶۴۱)	جلد۶	صفحہ۶۳

ترجمة الحديث :

حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہما - سے روایت ہے کہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مسلم کو جو بھی تکلیف، بیماری، حزن و رنج اور اذیت اور غم پہنچتا ہے حتی کہ کانٹا بھی چھبتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

الوصب کا معنی مرض ہے۔

-۞-

اے اسلام قبول کرنیوالے! اے ایمان کی دولت سے مالا مال! اے مرد مسلم! تیرے بخت تو اوجِ ثریا سے بھی بلند ہیں رحیم و کرم اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے ناطے تجھ پر بڑا مہربان ہے۔

تجھے کوئی بیماری آ جائے تو پریشان ہو جاتا ہے۔ اے مرد مومن پریشان کیوں ہوتا ہے۔ کریم و رحیم اللہ کا وعدہ ہے کہ تجھے کوئی بیماری آئے تو اللہ ذوالجلال اس کے بدلے تیرے گناہ معاف فرما دے گا۔

انسان پریشانیوں سے گھبراتا ہے، مصیبتوں سے خوف زدہ ہوتا ہے۔ واقعی پریشانیاں اور مصیبتیں اچھی چیز تو نہیں ہیں لیکن ایک کلمہ گو موحد اور ایک مرد مومن کے لئے یہ مصائب و آلام، یہ دکھ و درد سب کے سب رحمت ہیں ۔ ان تکلیفوں سے گناہ مٹ جاتے ہیں ان پریشانیوں سے رحیم و کریم اللہ خطائیں معاف فرما دیتا ہے اور دکھ درد سے معصیتیں دور

فرماتا ہے۔

پھر جتنا غم بڑا ہوگا اتنا ہی بڑا گناہ معاف ہوگا۔ جس کثرت سے تکلیفیں ہوں گی اس کثرت سے خطائیں معاف ہوں گی۔ پھر جتنے مصائب آئیں گے اتنے ہی جرم معاف ہوں گے۔

کانٹا چبھ جانا ایک معمول بات ہے لحہ بھر کے لئے ذراسی تکلیف ہوتی ہے پھر وہی آرام وسکون رحیم وکریم اللہ اس کانٹے کے چبھنے کو بھی ضائع نہیں جانے دیتا۔ اس کے سبب بھی گناہ معاف کر دیتا ہے گویا جو مسلم کسی پریشانی میں ہے اور وہ پریشانی اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی ہے تو وہ مسلم کو یقین رکھے کہ اس کے گناہ آہستہ آہستہ کم ہو رہے ہیں۔ اور اس کی خطاؤں سے رفتہ رفتہ درگزر کیا جا رہا ہے۔ اور اس کے جرم کی سیاہی آہستہ آہستہ اس نامہ اعمال سے مٹائی جا رہی ہے۔

عن عائشة – رَضِيَ اللّٰهُ عنها – عن النبی – صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ – قَالَ : لا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ شَوْكَةٍ فَما فَوْقَها إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِها دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِها خَطِيئَةً .

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۷۲)	جلد۵	صفحہ۱۵۲
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۹۶۷)	جلد۲	صفحہ۲۸۸
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۹۶۵)	جلد۱	صفحہ۴۹۵
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحدیث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مومن کو کوئی کانٹا چبھے یا اس سے بھی معمولی چیز کی تکلیف پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے درجہ بلند فرماتا ہے اور اس کے گناہ معاف فرماتا ہے۔

شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۹۸۲۶)	جلد ۷	صفحہ ۱۵۶
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۰۰۰)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۰
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۴۱۳)	جلد ۳	صفحہ ۳۳۳
قال الالبانی:	صحیح		
الدر المنثور		جلد ۲	صفحہ ۲۲۸
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۱۷۳۶۲)	جلد ۱۲	صفحہ ۲۳۱
مجمع الزوئد	رقم الحدیث (۳۸۱۵)	جلد ۳	صفحہ ۳۴
قال الهيثمی:	ھوفی ایضے باختصار		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۰۶)	جلد ۷	صفحہ ۱۶۷
قال شعب الارنوؤط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۶۵۴۱)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۳
موارد الظمان	رقم الحدیث (۷۰۲)		صفحہ ۱۸۰

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث پاک بھی ملاحظہ ہو:

اخبرنا الحسین بن محمد بن ابی معشر بحران ، قال : حدثنا محمد بن وهب بن ابی کریمة قال حدثنا محمد بن مسلمة عن ابی عبد الرحیم عن زید بن ابی انیسة عن ابی الزبیر

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبدِ اللّٰه – رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ – عَنِ النَّبِیِّ – صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ –قَالَ:

مَایَمْرِضُ مُوْمِنٌ" وَلَا مُوْمِنَةٌ" وَلَامُسْلِمٌ" وَلَامُسْلِمَةٌ اِلَّاحَطَّ اللّٰهُ بِذَالِکَ خَطَایَاهُ کَمَا تَنحَطُّ الْوَرَقَةُ عَنِ الشَّجَرَةِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ – رضی اللہ عنہ – سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کوئی مومن مرد یا عورت بیمار ہو یا کوئی مسلم مرد یا مسلم عورت بیمار ہو تو اللہ تعالیٰ اس بیماری کے ذریعے اس کے گناہ یوں مٹا دیتا ہے جیسے درخت سے پتے گر جاتے ہیں۔

بیماری نیک و بد کو آتی ہے، امراض مسلم و کافر کو لاحق ہوتی ہیں لیکن حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اللہ الکریم اس امت پر کتنا مہربان ہے کہ جس مسلم بھائی یا مسلم بہن کو بیماری لاحق ہوئی اللہ تعالیٰ اس بیماری کے بدلے اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اس کے جرموں سے درگزر فرماتا ہے اس کی معصیتوں کو نظر انداز فرماتا ہے جس طرح موسم خزاں میں درخت کے

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۲۹۲۷) جلد ۷ صفحہ ۱۹۰

قال المحقق: الحدیث صحیح

پتے گر جاتے ہیں اس طرح بندہ مومن کے تمام گناہ ختم ہو جاتے ہیں وہ مرد مومن بیماری کے بعد گناہوں سے یوں پاک ہوتا ہے جیسے وہ آج ہی اس دنیا میں آیا ہو۔ اے اہل ایمان آیئے اس نبی عربی صلّی اللہ علیہ وسلم پر سو جان سے قربان ہوں جن کے صدقے اللہ تعالیٰ کرم فرماتا ہے۔ اس رسول عربی صلّی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کو سلام عقیدت پیش کریں جن کی نسبت غلامی کے طفیل خدائے بزرگ و برتر گناہوں کو معاف کرتا ہے اس رحمۃ للعالمین صلّی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کی کوشش کریں جن کی وجہ سے اللہ ذوالجلال ولاکرام بے حد بے حساب نوازشات سے نوازتا ہے۔

گناہوں کا یوں گرنا جیسے درخت سے پتے گرتے ہیں

وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَکُ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰه ! اِنَّکَ تُوعَکُ وَعْکًا شَدِيدًا قَالَ : ((اَجَلْ اِنِّی اُوْعَکُ کَمَا يُوعَکُ رَجُلانِ مِنْکُمْ))قُلْتُ : ذٰلِکَ اَنَّ لَکَ اَجْرَيْنِ ؟ قَالَ : ((اَجَلْ ذٰلِکَ کَذٰلِکَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ اَذًى ؛ شَوْکَةٌ" فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ ، وَحُطَّتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ کَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا)).متفق عليه .

وَ((الْوَعْکُ)): مَغْثُ الْحُمَّى ، وَقِيلَ – الْحُمَّى۔

فتح الباری	رقم الحدیث(۵۶۴۸)	جلد۱۰	صفحہ۱۱۱
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۲۵۷۱)	جلد۴	صفحہ۱۸۰
صحیح بخاری	رقم الحدیث(۵۶۴۸)	جلد۴	صفحہ۱۸۰۸
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۵۶۴۸)	جلد	صفحہ
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۵۰۲۹)	جلد۴	صفحہ۱۹۰
صحیح الترغیب والترھیب رقم الحدیث(۳۴۳۲)		جلد۳	صفحہ۳۴۰
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مسعود-رضی اللہ عنہ- نے بیان فرمایا:
میں حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جبکہ آپ کو بخار تھا
میں نے عرض کی:

یارسول اللہ! آپ کوشدید بخار ہے
حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۳۱)	جلد۵	صفحہ۲۴۲
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علیہ اخرجہ محمد بن قیتبہ		
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۶۶۰)	جلد۱۰	صفحہ۱۲۰
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۶۶۷)	جلد۱۰	صفحہ۱۲۰
سنن الدارمی		جلد۲	صفحہ۳۱۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۳۷)	جلد۷	صفحہ۱۹۹
قال شعب الارنوؤط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۶۵۳۱)	جلد۳	صفحہ۴۸۷
مصنف ابن ابی شیبہ		جلد۳	صفحہ۲۲۹
موارد الظمان	رقم الحدیث (۷۰۱)		صفحہ۱۸۰
مسند الاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۳۶۱۸)	جلد۳	صفحہ۵۱۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۳۸)	جلد۴	صفحہ۱۶

ہاں! مجھے اتنا ہی بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے میں نے عرض کی:

کیا یہ اس وجہ سے کہ آپ کے لئے اجر بھی دگنا ہے؟

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں یہ ایسا ہی ہے۔ جس بھی مسلم کو کوئی اذیت پہنچے کانٹا چھبے یا اس سے بھی معمولی چیز تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی سیئات مٹا دیتا ہے س کے گناہ یوں گرا دے جاتے ہیں جیسے (خشک) درخت اپنے پتے گراتا ہے۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

الوعک کا معنی ہے: بخار سے معدے اور آنتوں میں ہونے والی تکلیف اور بعض نے کہا صرف بخار۔

یہ بخار انسان کو گناہوں سے پاک وصاف کر دیتا ہے اور انسان کا باطن پاک وہوکر چمکنا شروع کر دیتا ہے اور جو فرد بشر پہلے ہی گناہوں سے پاک ہو یہ بخار اس کے درجات کی بلندی کا باعث بنتا ہے۔ غور کیجئے حضور سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم **معصوم عن الخطا** ہیں آپ سے گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتا جس سے گناہ سرزد ہوں وہ اور تو بہت کچھ ہوسکتا ہے اور اللہ کا نبی نہیں ہوسکتا کیونکہ نبی ہر لمحہ ہر حالت حالت میں گناہوں سے پاک ہوتا ہے اس کی زندگی کا ہر لمحہ اس کی حیات مستعار کی سب ساعتیں مخلوق خدا کے لئے باعث ہدایت ہوتی ہیں اور وہ مخلوق کی رہنمائی کیلئے نمونہ ہوتی ہیں۔ جس کی ذات دوسروں کیلئے باعث نمونہ ہو جس کی ذات دوسرو ں کیلئے مقتدا ور اہنما ہو اس سے گناہ کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ نبی کا ہر کام واجب الاتباع ہوتا ہے اس لئے اللہ ذوالجلال نے نبی کی ذات کو گناہوں سے ہمیشہ کیلئے پاک وصاف کیا ہوتا ہے۔

حضور رحمۃ للعالمین صلّی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بخار ان کے درجات کی بلندی پر دلالت کرتا ہے اور اس لئے بھی کہ جس امتی کو بخار آئے وہ زیادہ پریشان نہ ہو بلکہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس دیکھ کر اسے حوصلہ ہو جائے اللہ تعالیٰ ہم سب کو مزاجِ شریعت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اپنے ایمان کو تازہ کرنے کیلئے ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

اخبرنا احمد بن علی بن المثنی قال حدثنا ابو خیثمة ، قال حدثنا یحیی بن سعید عن سعد بن اسحاق بن کعب قال حدثنی زینب

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَجُلاًمِنَ الْمُسْلِمِیْنَ قَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ !اَرَاَیْتَ هٰذِهِ الْاَمْرَاضَ الَّتِیْ تُصِیْبُنَا مَاذَالَنَا مِنْهَا؟ فَقَالَ "کَفَّارَاتٌ "فَقَالَ اَیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنْ قَلَّتْ قَالَ: وَاِنْ شَوْکَةً فَمَا فَوْقَهَا قَالَ فَدَعَا عَلٰی نَفْسِهٖ اَنْ لَایُفَارِقُهُ الْوَعْکُ حَتّٰی یَمُوْتَ وَاَنْ لَایَشْغِلُهُ عَنْ حَجّ وَلَا عُمْرَةٍ وَلَاجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَاصَلَاةٍ مَکْتُوْبَةٍ فِیْ جَمَاعَةٍ قَالَ، ضَمَامَسَّ اِنْسَان" جَسَدَهُ اِلَّاوَجَدَحَرَّهَا حَتّٰی مَاتَ ۔

حضرت ابو سعید خدری-رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ:

مسلمین میں ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ! آپ کے خیال میں یہ بیماریاں جو ہمیں لاحق ہیں ان بیماریوں سے ہمیں کیا اجر ملتا ہے۔

صحیح ابن حبان — رقم الحدیث (۲۹۲۸) — جلد۷ — صفحہ۱۹۰

قال المحقق: اسنادہ صحیح

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ گناہوں کا کفارہ ہیں اس نے عرض کی یارسول اللہ! اگر چہ یہ بیماریاں تھوڑی ہی ہوں؟ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چہ کانٹا پا اس سے بھی معمولی چیز چبھ جائے، راوی بیان فرماتے ہیں اس آدمی نے اپنے اوپر دعا مانگی کہ اس سے مرتے دم تک بخار نہ جائے اور یہ بخار اسے حج، عمرہ جہاد فی سبیل اللہ اور باجماعت فرض نماز ادا کرنے سے نہ روکے راوی بیان کرتے ہیں اس دعا کے بعد مرتے دم تک جو بھی آدمی ان کے جسم کو چھوتا حرارت محسوس کرتا تھا۔

امام ابی حاتم نے بیان فرمایا کہ جس آدمی نے اپنے اوپر دعا مانگی تھی وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے یہ بڑے لوگ اور عظیم المرتبت انسان تھے یہ اپنے خلاف دعا مانگ کر اسے نبھا بھی گئے لیکن ہمیں اب ایسا نہیں کرنا چاہے بلکہ اہل اسلام کو عافیت کی دعا مانگنی چاہے اللہ تعالیٰ ہر مومن کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور اس کی آخرت محمود فرمائے۔

سراپا خیر

وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ))رواه البخاری . وَضَبَطُوا ((يُصَبْ)): بِفَتْحِ الصَّادِ وَكَسْرِهَا۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۶۴۵)	جلد۴	صفحہ۱۸۰۸
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۰۱۵)	جلد۴	صفحہ۱۸۵
صحیح الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۴۲۲)	جلد۳	صفحہ۳۳۶
قال الالبانی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
مسند ابی الیعلی الموصلی	رقم الحدیث (۴۲۳۳) جلد۷		صفحہ۲۳۲
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ حسن		
مسند ابی الیعلی الموصلی	رقم الحدیث (۴۲۳۵)	جلد۷	صفحہ۲۳۳
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۳۸۱۲)	جلد۳	صفحہ۳۳
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۶۰)	جلد۱	صفحہ۴۹۱
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۱۴۳۰)	جلد۵	صفحہ۲۴۱
قال البغوی:	ھذا حدیث حسن		
مشکوٰۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۳۶)	جلد۴	صفحہ۱۵
المسند احمد	رقم الحدیث (۷۲۳۴) جلد۷		صفحہ۴۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحدیث:

حضرت ابو ہریرہ-رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ تکلیفوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

بخاری نے اسے روایت فرمایا۔

شارحین یُصب کوص کے فتح اور کسرہ کے ساتھ دونوں طرح ضبط کیا ہے۔

المسند احمد	رقم الحدیث (۱۲۴۴۲)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۷۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
المسند احمد	رقم الحدیث (۱۳۶۴۷) جلد ۱۱	صفحہ ۲۴۵	
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۳۵۳) جلد ۹	صفحہ ۵۳۹	
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۳۸۳)	جلد ۹	صفحہ ۷۷
السنن الکبری للنسائی	رقم الحدیث (۷۴۳۶) جلد ۷	صفحہ ۴۵	
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۵۷)	جلد ۷	صفحہ ۱۶۸
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
شرح السنن للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۲۰)	جلد ۵	صفحہ ۲۳۲
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح		
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۶۴۵)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۰۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۳۸۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۷۷

اکثر ایسے ہوتا ہے کہ انسان خوشحالی و فارغ البالی میں اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ جس خوشحالی کے آنے سے انسان اللہ کو بھول جائے وہ خوشحالی نہیں بلکہ خوشحالی کے روپ میں بدحالی ہے۔ اکثر ایسے ہوتا ہے کہ جب مال و دولت کی فراوانی ہو انسان اتراتا ہے، تکبر اختیار کرتا ہے دوسروں کو حقیر و ذلیل سمجھتا ہے ایسی سوچ ایسی فکر اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ اگر یہ مال و دولت کی آمد کا سلسلہ بڑھتا ہی چلا جائے اور اس دوران کوئی پریشانی لاحق نہ ہو تو یہی چیز نعمت ایمان کے ضیاع کا باعث بنتی ہے۔

اَلعِیَاذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ۔

اس انسان جیسا بدنصیب کون ہوگا کہ پروردگار عالم اس کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دے۔ ہاں اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی و خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دنیاوی مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس کا بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ مشکلات میں گھرا ہوا انسان خدائے وحدہ لاشریک کو یاد کرتا اس کی بارگاہ میں التجائیں کرتا ہے راتوں کی تاریکیوں میں اٹھ اٹھ کر اس مَالِکُ الْمُلْک کی بارگاہ میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتا ہے۔ یہ ساری چیزیں انسان کی عاقبت سنوارنے میں ممدو معاون ثابت ہوتی ہیں۔ آنکھوں سے آنسو نکلنا اس کے باطن کو پاک و صاف کرنے کے لئے کافی ہے اور اہل اسلام کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ خوفِ خدا میں نکلنے والا آنسو قیامت کے دن میزان کو بھر دیگا تو جس خوش نصیب کا روزِ قیامت نیکیوں والا پلڑا بھرا ہوا ہو اس کیلئے اللہ کے دائمی انعامات منتظر و مشتاق ہیں۔

یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک آدمی کے پاس دولت ہے اس دولت نے اسے فرعون صفت بنا دیا اور غرور و تکبر کا پیکر بن کر اپنے جائز و ناجائز معاملات طے کرنے کی کوشش کرتا ہے

اور یہ چیز اسے اللہ تعالیٰ سے دور بہت دور لے گئی ہے۔

اچانک رحمت خداوندی کو جوش آتا ہے اللہ کا کرم اس انسان پر بھلائی وخیر کا ارادہ فرماتا ہے تو خالق و مالک اس سے کچھ مال چھین لیتا ہے جس سے اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے بالآخر وہ بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ پھر سجدے کا کیف اسے دنیا کی ہر نعمت سے منہ موڑنے پر مجبور کر دیتا ہے پھر اللہ کا سچا بندہ بن کر اپنا وقت گزارتا ہے۔

کبھی انسان دنیا میں یوں مگن ہوتا ہے کہ دنیا پیدا کرنے والے اللہ کی بارگاہِ میں پانچ وقت سجدہ ریز ہونا اسے گراں معلوم ہوتا ہے۔ اللہ الحکیم اس آدمی کے لئے خیر کا ارادہ فرماتا ہے پھر اس کی رحمت اسے کچھ وقت کیلئے کسی مرض میں مبتلا کر دیتی ہے۔

اس مرض، اس بیماری کے خاتمہ کے لئے وہ اپنے جملہ وسائل بروئے کار لاتا ہے لیکن کچھ افاقہ نہیں ہوتا ایسی صورت میں اسے احکم الحاکمین کا در یاد آتا ہے۔ پھر یہ یاد گہری سے گہری ہوتی چلی جاتی ہے نتیجۃً اللہ ذوالجلال والاکرام اپنی بندگی کا کیف عطا فرما دیتا ہے۔ یہ کیف پھر اس کے جسم وروح اور قلب وقالب میں سرایت کر جاتا ہے اور یہی عبادت کا ذوق اس کے لئے نجات کا ضامن بنتا ہے۔

ایک عبد مسلم کو اس دنیا ناپائیدار میں گزرنے والے لمحات کی قدر کرنی چاہیے اسے حالتِ صحت وعافیت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیے اس کے حضور سر بندگی جھکا کر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کا کیف لینا چاہیے حسن خلق کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور سخاوت کو وصف بنانا چاہیے۔

اللہ کبھی صحت سے نوازتا ہے تو کبھی بیماری بھی لاحق کر دیتا ہے وہ دونوں حالتوں میں بندہ کو آزماتا ہے اگر حالت صحت میں وہ شکر کرے اور اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہے اور خیر میں

دلچسپی لی اور بھلائی و خیر کے کام بڑھ چڑھ کر کئے تو جب اس کو بیماری لاحق ہو تو یہ اللہ کی آزمائش کا ایک اور طریقہ ہے اس میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اور جتنا ہو سکے اسے یاد کرے۔ ظاہر بات ہے کہ بیماری کی حالت میں معمولات میں فرق آجاتا ہے لیکن اللہ کے عبد مطیع کو زیادہ فکر مند نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہر لمحہ اسے ہی یاد کرنا چاہیے اس کا فائدہ یہ ہوگا بیماری کی حالت میں صبر کرنے والا اسے ان تمام معمولات کا مسلسل اجر و ثواب ملتا رہے گا۔ جو وہ حالت صحت میں خوشی سے کیا کرتا تھا۔

تو گویا یہ بیماری حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اھل ایمان کیلئے نعمت کا درجہ رکھتی ہے اور نعمت میں نیکیوں سے مالا مال کر جاتی ہے۔

حالت بیماری میں گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ صبر کا دامن تھامے رکھنا چاہیے جب عبد مسلم بیماری سے شفاء یاب ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو دھو دے گا اور اسے طاہر کر دے گا۔ غور کیجئے انسان اپنے باطن کو کتنا بھی دھونا چاہیے یا پاک کرنا چاہیے پھر بھی وہ کماحقّہٗ پاک نہیں کر سکتا کچھ نہ کچھ میل باقی رہ جائے گی لیکن اگر پاک و صاف کرنے والا اور دھونے والا خود ربّ العالمین ہو تو پھر اس کے قلب و روح سے ہر قسم کے داغ مٹ جائیں گے۔

اور اگر اللہ کا فیصلہ ہے کہ اس بیماری کے بعد عبد مسلم کو دنیا سے لے جانا ہے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کا لطف ہے اس کا وعدہ ہے کہ اس کی مغفرت ہوگی اور اس پر رحم ہوگا۔ مغفرت کے سبب عذابِ قبر سے محفوظ ہوگا، نار جہنم سے بچ جائے گا اور رحمت کے سبب جنت میں داخل ہوگا اور ابدی و دائمی انعامات سے مالا مال ہوگا۔

موت کی تمنا کی اجازت نہیں

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ:((لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ اَصَابَهُ ، فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ فَاعِلاً فَلْیَقُل : اللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاةُ خَیْرًا لِی وَتَوَفَّنِی اِذَا کَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِی)).متفق علیه۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۶۷۱)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۱۶
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۸۰)	جلد ۴	صفحہ ۲۳۴
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۶۰۰)	جلد ۲	صفحہ ۵۹
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۶۷۱)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۲۷
السنن الکبری	رقم الحدیث (۶۵۶۵)	جلد ۳	صفحہ ۱۲۷
قال البیہقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۱۴۴۴)	جلد ۵	صفحہ ۲۵۷
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
المسند امام احمد	رقم الحدیث (۱۳۵۱۳) جلد ۱۱	صفحہ ۲۲۱	
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۲۶۵)	جلد ۴	صفحہ ۵۴۲
مرقاۃ المفاتیح (حدیث المختصر)	رقم الحدیث (۱۶۰۰)	جلد ۴	صفحہ ۵۹
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۱۰۹)	جلد ۲	صفحہ ۲۰۵
شرح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۱۰۹)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۶
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث :

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم میں سے کوئی آدمی کسی تکلیف کی وجہ سے جو اسے پہنچی ہے موت کی تمنا نہ کرے اگر وہ لازمی طور پر موت کی آرزو کرنے والا ہی ہو تو اسے چاہیے کہ یوں کہے:

اے اللہ ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے اور اس وقت مجھے وفات دے دے جب وفات میرے لئے بہتر ہے۔

-۞-

زندگی اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے اس کا ایک ایک سانس بڑا قیمتی ہے اس حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ ابدی زندگی کے انعامات کے حصول کے لئے بڑی دولت ہے اسے ضائع کرنا یا اس کے ختم ہونے کی تمنا کرنا کسی طور پر بھی مناسب نہیں۔ کل کیا ہونے والا ہے اسکا حقیقی علم تو علام

صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۱۰۸)	جلد۲	صفحہ ۲۷۶
قال الالبانی:	صحیح باالفاظ مختصر		
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۱۰۹)	جلد۲	صفحہ ۲۷۶
قال الالبانی:	صحیح باالفاظ مختصر		
صحیح سنن ترمذی	رقم الحدیث (۹۷۰)	جلد۱	صفحہ ۴۹۸
قال الالبانی:	صحیح		

الغیوب جل جلالہ کو ہے۔ اگر آج مصیبت ہے تو کل مصائب کے بادل چھٹ بھی سکتے ہیں۔ اگر آج مشکلات ہیں تو کل مشکلات سے چھٹکارا ممکن ہے۔ پھر یہ مشکلات یہ مصائب اہل ایمان کے لئے کریم اللہ کی طرف سے تحفہ ہیں۔ ان مصائب و تکالیف میں صبر کا مظاہر بے حساب اجر و ثواب سے نواز دیتا ہے۔

ان پریشانیوں سے ایک مومن کو رقت قلبی نصیب ہوتی ہے۔ عاجزی جیسا عظیم وصف میسر آ جاتا ہے۔ ان آفات سے گھبرا کر موت کی دعا مانگنا کسی طور مناسب نہیں بلکہ جتنے سانس باقی ہیں ان کو یاد خدا میں بسر کر کے اپنی آخرت کو مزید سنوارنا چاہیے۔

ہوسکتا ہے علیم وخبیر اللہ نے زندگی کے بقیہ ایام خیر و برکات سے معمور لکھے ہوں۔ زندگی کے آخری دن ہی زندگی کا حاصل ہوتے ہیں جس کے آخری ایام عبادت و ریاضت میں بسر ہوئے توبہ واستغفار میں صرف ہوتے صدقہ و خیرات کرتے گزرے اس جیسا سعید کون ہوگا۔

آیئے آج کے بعد اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگنا اپنا معمول بنائیں اللہ الکریم کا کرم بڑا وسیع ہے۔ اس کے دربار میں کسی چیز کی کمی نہیں اس کے اس کے فضل وکرم کے طلبگار رہیں۔

شہادت کی آرزو کرنا مستحسن:

ہاں ہاں شہادت کی آرزو کرنا اور شہادت کی دعا کرنا بڑا محمود ہے۔ یہ زندگی اگر اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان ہو جائے اِعْلَاءِ كَلِمَةِ اللّٰه کی خاطر تمام ہو جائے تو زہے نصیب۔ ہمارے اسلاف اس موتِ شہادت کی تمنا کرتے رہے اور اللہ الکریم نے ان میں سے بہت سے احباب کی اس تمنا و دعا کو شرفِ قبولیت سے نوازا۔

مقدس جگہ میں موت کی تمنا محمود ہے:

مقدس جگہ موت کی تمنا کرنا بھی محمود ہے کسی قریہ صالحہ میں موت کی دعا مانگنا نہایت عمدہ فعل ہے اس سے انسان کے اندرونی جذبات کا پتہ چلتا ہے کہ یہ انسان اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کے نام لیواؤں کو کس نگاہ سے دیکھتا ہے۔

مرادِ رسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِکَ وَموتاً فِیْ بَلَدِ رَسُولِکَ۔

اے اللہ مجھے اپنے راہ میں شہادت نصیب فرمایا اور رسول صلّی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ شہر میں موت مرحمت فرما۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا و تمنا پوری کی اور آپ کو مدینہ منورہ میں شہادت نصیب فرمائی۔

زیر نظر حدیث پاک سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ

اگر کوئی اپنی زندگی سے زیادہ ہی تنگ آچکا ہے اسے پھر بھی موت کی دعا نہیں مانگی چاہیے بلکہ یوں عرض کرے:

اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاةُ خَیْراً لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْراً لِّیْ۔

اے اللہ تو مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے اور اس وقت مجھے فوت کردے جب وفات میرے لئے بہتر ہے۔

حق کے پیروکاروں پر ظلم وستم اور ان کا صبر

وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہ خَبَّابِ بْنِ الْأَرتِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: شَکَوْنَا اِلٰی رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُتَوَسِّد" بُرْدَۃً لَہُ فی ظِلِّ الْکَعْبَۃِ فَقُلْنَا: اَلا تَسْتَنْصِرُ لَنَا اَلا تَدْعُو لَنَا ؟ فَقَالَ :قَدْ کَانَ مَنْ قَبْلَکُمْ یُؤخَذُ الرَّجُلُ فَیُحْفَرُ لَہُ فِی الْأَرْضِ فَیُجْعَلُ فِیھَا ، ثُمَّ یُؤتَی بِالْمِنْشَارِ فَیُوضَعُ عَلَی رَاْسِہِ فَیُجْعَلُ نِصْفَیْنِ ، وَیُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِیدِ مَا دُونَ لَحْمِہِ وَعَظْمِہِ ، مَا یَصُدُّہُ ذٰلِکَ عَنْ دِینِہِ ، وَاللّٰہِ لَیُتِمَّنَّ اللّٰہُ ھٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰی یَسِیْرَ الرَّاکِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰی حَضْرَ مُوْتَ لا یَخَافُ اِلَّا اللّٰہَ وَالذِّئْبَ عَلَی غَنَمِہِ ، وَلٰکِنَّکُمْ تَسْتَعْجِلُونَ . رواہ البخاری.

وَفِی رِوَایَۃٍ : وَھُوَ مُتَوَسِّدُ بُرْدَۃً وَقَدْ لَقِینَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ شِدَّۃً۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۶۱۲)	جلد۳	صفحہ۱۱۱۴
فتح الباری	رقم الحدیث (۳۶۱۲)	جلد۶	صفحہ۶۱۹
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۶۴۹)	جلد۲	صفحہ۵۲
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۶۴۹)	جلد۲	صفحہ۱۳۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی (بالفاظ مختصرا)	رقم الحدیث (۵۳۳۵)	جلد ۸	صفحہ۵۹۴
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۳۳۵)	جلد۳	صفحہ۴۱۴
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۳۵۱۹)	جلد۳	صفحہ۱۱۷

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوعبداللہ خباب بن الارت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہم نے حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی جب کہ حضور کعبہ شریف کے سایہ میں ایک چادر کا تکیہ بنائے استراحت فرماتھے۔ ہم نے عرض کی:

کیا آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں مانگے گے کیا آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کریں گے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم سے پہلے جو قومیں گزری ہیں ان میں سے آدمی کو پکڑا جاتا اس کے لئے زمین میں گھڑا کھود کر اس میں اسے کھڑا کر دیا جاتا۔ پھر آرہ لایا جاتا اور اسے اس کے سر پر چلا کر اس کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے اور اس پر لوہے کی کنگھیاں پھیری جاتیں جو اس کے گوشت کو ہڈیوں سے جدا کر دیتیں (سن لیجئے) اس قدر ظلم وستم بھی انہیں دین سے نہ پھیر سکتا۔

اللہ ذوالجلال کی قسم! اللہ تعالیٰ اس امر (دین) کو ضرور پورا فرمائیگا۔ یہانتک کہ سوار صنعا سے حضرموت تک سفر کریگا۔ اسے اللہ کے علاوہ کسی کا خوف نہ ہوگا۔ اور اس طرح اپنے ریوڑ پر سوائے بھیڑیے کے کسی (چور یا ڈاکو) کا خوف نہ ہوگا۔ لیکن تم جلدی چاہتے ہو۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور چادر کا تکیہ بنائے آرام فرمایا تھے اور ہم مشرکین کی طرف سے ظلم وستم میں مبتلا تھے۔

صحیح ابن حبان کی روایت ملاحظہ ہو:

اخبرنا الفضل بن الحباب ، حدثنا البراهیم بن بشار ، حدثنا سفیان عن بیان بن بشر ، عن قیس بن ابی حازم

عَنِ الْخَبَّابِ بْنِ الارَتِّ ، قَالَ اَتَیْنَا النَّبِیّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّد" بُرْدَةً فِی ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ یَقِیْنَامِنَ الْمُشْرِكِیْنَ شِدَّةً فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰه ! اَلاتَدْعُوْ اللّٰه لَنَا ، فَجَلَس مُغْضَباً مُحْمَرّاً وَجْهُهٗ فَقَالَ :

اِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ لَیُسْأَلُ الْكَلِمَةَ فَمَا یُعْطِیْهَا ، فَیُوْضَعُ عَلَیْهِ الْمِنْشَارُ فَیُشَقُّ بِاثْنَیْنِ مَا یَصْرِفُهٗ ذَاکَ عَنْ دِیْنِهٖ، وَاِنْ كَانَ اَحَدُ هُمْ لَیُمْشَطُ مَادُوْنَ عِظَامِهٖ مِنْ لَحْمٍ اَوْعَصَبٍ بِأَمْشَاطِ الحَدِیْدِ وَمَا یَصْرِفُهٗ ذَاکَ عَنْ دِیْنِهٖ ، وَلٰكِنَّكُمْ تَعْجَلُوْنَ وَلَیَتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰی یَسِیْرُ وامَّرَاكِبَ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰی حَضْرَمُوْتَ لَایَخَافُ اِلا اللّٰهَ وَالذِّئْبَ عَلٰی غَنَمِهٖ۔

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ السابقوں الاولوں سے ہیں اور یہ ان اصحاب میں سے ہیں جنہیں راہ حق میں بہت زیادہ تکلیفیں دی گئیں۔ کتب سیر میں آج بھی ان کی تکالیف کا حال پڑھنے سے رونگھٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

انہوں نے ایک دن بارگاہِ خیرالوری صلّی اللہ علیہ وسلم میں عرض کر ہی دی کہ یارسول اللہ! آپ ہمارے لئے دعا کیوں نہیں کرتے آپ ہمارے ئے اللہ تعالیٰ سے مدد کیوں نہیں مانگتے۔

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۲۸۹۷) جلد ۷ صفحہ ۱۵۷

قال المحقق: اسنادہ صحیح ابراہیم بن بشار ھوالرمادی حافظ حدیثہ عن الثقات مستقیم وہومن اہل الصدق ومن فوقہ رجال الشیخ

یہ صحابہ کرام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتب کے پہلے طلبِ علم تھے۔ یہ رمز آشنائے اسلام تھے۔ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ سے قرب کا بھی علم تھا اور انہیں یہاں تک یقین تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں کو اللہ کی بارگاہ میں اٹھائیں گے تو انہیں ضرور شرف باریابی نصیب ہوگا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے مستقبل کو دیکھ رہے تھے۔ آپ کو علم تھا کہ یہ مصائب و آلام عارضی ہیں۔ پریشانیوں اور تکلیفوں کے بادل بہت جلد چھٹ جائیں گے اس لئے آپ نے وہ انداز اختیار فرمایا جس سے اہل اسلام کو صبر کی اہمیت واضح ہو اور وہ صبر ورضا کر اپنا شیوہ بنائیں۔

یہ مصائب یہ تکلیفیں یہ پریشانی یہ مشکلات کسی ایک دور کیساتھ خاص نہیں بلکہ جہاں بھی اہل حق نے حق کی آواز کو بلند کیا باطل پوری قوت سے اس آواز کو دبانے کے لئے میدان میں نکل آیا پھر اس نے اہل حق پر ظلم وستم کے پہاڑ گرا دیے۔

پہلی امتوں میں کسی اہل حق کو پکڑ جاتا اسے گھڑا کھود کر اس میں کھڑا کر کے مٹی ڈالی جاتی پھر آرہ منگوا کر اس کے سر پر رکھ دیا جاتا اور اسے اللہ والے کو چیر کر دو حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا۔ لیکن وہ مرد حق آگاہ پیکر تسلیم و رضا بن کر یہ ظلم برداشت کرتا اور اپنی جان اللہ کے حوالے کر دیتا۔

یہ بڑے دل گردے کا کام ہے یہ کوئی کوئی کر سکتا ہے اور یہ اسے ہی نصیب ہوتا ہے جو اللہ کی رضا میں فانی ہے۔

ایسا بھی ہوتا کہ ایک مسلم و موحد کو پکڑا جاتا ہے لوہے کا کنگھا منگوا کر اس کے جسم پر پھیرا

جاتا ہے جس سے اسکا گوشت اور ہڈیاں متاثر ہوتیں اس کا گوشت اس کی ہڈیاں سے جدا ہو جاتا اتنا ظلم وستم کر کے وہ لوگ اس بندہ حق کی جان تو لے لیتے لیکن اس کی نعمتِ ایمان کو نہ چھین سکتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خباب کو یہ بیان اس لئے فرمایا تاکہ انہیں صبر آجائے اور صبر سے ان کے درجات میں بے پناہ اضافہ ہو جائے پھر مستقبل کے پردے چیرتے ہوئے فرمایا اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو خوشخبری دی کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ جب صَنعاء سے حضر موت تک سوار سفر کرے گا اس دوران اسے کسی ڈاکو کسی چور کسی راہ لوٹنے والے کا خوف و ڈر نہ ہوگا بلکہ اسے خوف ہوگا کہ صرف اللہ ذوالجلال کا ہوگا یعنی وہ تقوی کی دولت سے آراستہ و پیراستہ سفر کر رہا ہوگا۔ اسے راستہ میں کوئی پریشانی نہ آئے گی اور اسی طرح بکریاں کا ریوڑ ہوگا اس پر سوائے بھیڑے کے کسی کا خوف نہ ہوگا۔ یعنی اسلام جس کے لئے تم قربانیاں دے رہے ہو دین حق جس کے لئے تم مصائب جھیل رہے ہو وہ دین حق پوری آب و تاب سے اس سرزمین عرب پر اپنی کرنیں بکھیرے گا وہ دور امن وسکون کا دور ہوگا وہاں کسی کی بکری اٹھانے کے لئے کوئی چور کوئی ڈاکو نہیں آئے گا۔ لوگوں کا جان و مال اللہ کے کرم سے محفوظ ہوگا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا صبر

وَعَنْ ابنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ رَسولُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا فی الْقِسْمَةِ، فَاَعْطَی الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مَائَةً مِنَ الابِلِ ، وَاَعْطَی عُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ مِثْلَ ذٰلِکَ ، وَاَعْطَی نَاسًا مِنْ اَشْرَافِ الْعَرَبِ وَآثَرَ هُمْ يَوْمَئِذٍ فی الْقِسْمَةِ . فَقَالَ رَجُل" : وَاللّٰهِ ! اِنَّ هٰذِهِ قِسْمَة" مَا عُدِلَ فِيهَا، وَمَا اُرِيدَ فِيهَا وَجْهُ اللّٰه ، فَقُلْتُ : وَاللّٰهِ ! لَأُخْبِرَنَّ رَسُولَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَاَتَيْتُهُ فَاَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ : فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ حَتّٰی كَانَ كَالصِّرْفِ . ثُمَّ قَالَ : ((فَمَنْ يَعْدِلُ اِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ ؟ ثُمَّ قَالَ : يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوسَی قَدْ اُوذِی بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ)). فَقُلْتُ : لا جَرَمَ لا اَرْفَعُ اِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيْثاً. متفق عَلَيهِ.

وَقَوْلُهُ : ((كَالصِّرْفِ))هُوَ بِكَسْرِ الصَّادِ الْمُهْمَلَةِ : وَهُوَ صِبْغ" اَحْمَرُ۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۶۲)	جلد۲	صفحہ۱۳۱
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۱۵۰)	جلد۲	صفحہ۹۸۰
فتح الباری	رقم الحدیث (۳۱۵۰)	جلد۶	صفحہ۲۵۱
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۸۲۹)	جلد۱۱	صفحہ۱۲۰
قال شعیب الارنؤوط :	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۶۲)	جلد۱	صفحہ۳۰۸

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن مسعود-رضی اللہ عنہ- نے بیان فرمایا:

جب حنین کا دن تھا (یعنی جنگ حنین میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو فتح سے نوازا) حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کی تقسیم میں کچھ لوگوں کو (تالیف قلب کی خاطر) ترجیح دی۔

اقرع بن حابس کو ایک سو اونٹ عنایت فرمایا۔

عینیہ بن حصن اتنا ہی عنایت فرمایا۔

بعض اشراف عرب کو آپ نے خصوصی عطیات سے نوازا اور انہیں مال کی تقسیم میں (تالیفِ قلب کی خاطر) ترجیح دی ایک آدمی بول اٹھا۔

اس تقسیم میں عدل کے تقاضے پورے نہیں کئے گئے اور اس تقسیم میں اللہ کی رضا پیش نظر نہیں رکھی گئی۔

میں نے (اس آدمی سے) کہا:

اللہ کی قسم! (جو تو نے کہا ہے) اس کی خبر حضور کو ضرور دوں گا۔

فتح الباری	رقم الحدیث (۳۱۵۰)	جلد ۶	صفحہ ۲۵۱
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۳۶۷۱)	جلد ۱۳	صفحہ ۲۳۹
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علیہ صحتہ (بالاختصر)		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۳۰۰)	جلد ۷	صفحہ ۵۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۲۶۴)	جلد ۷	صفحہ ۴۴

پس میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جو کہا تھا آپ کو بتا دیا۔ پس حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا چہرا انور متغیر ہو گیا حتی کہ وہ ایسے ہو گیا جیسے سرخ رنگ ہے۔ پھر آپ نے فرمایا:

اگر اللہ اور اس کا رسول عدل نہ کرے گا تو اور کون عدل کرگا پھر آپ نے ارشاد فرمایا:
اللہ تعالیٰ موسٰی علیہ السلام کو مزید رحمتوں سے نوازے انہیں اس سے زیادہ ستایا گیا لیکن انہوں نے صبر کیا۔

میں نے (اپنے دل میں) کہا یقیناً میں آئندہ آپ تک (ایسی) کوئی بات نہیں پہنچاؤں گا۔

بخاری و مسلم نے روایت کی۔
قول مبارک ''کا لصرف '' وہ صاد مھملہ کے کسرہ کے ساتھ: سرخ رنگ۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے تمام امور پر از حکمت ہوا کرتے تھے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم بلا مقصد کوئی کام نہیں کیا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد غزوہ حنین پیش آیا جسے غزوہ طائف بھی کہتے ہیں۔ اس جہاد میں اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت سے نوازا۔ اہل اسلام کو کثیر تعداد میں مال غنیمت نصیب ہوا۔ حضور سیّد العرب والعجم صلّی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے تو آپ نے چند احباب کو تالیف قلب کے لئے زیادہ مال غنیمت دیا۔ بلکہ بعض لوگوں کو سو سو اونٹ عطا فرمائے حالانکہ یہ اس دور کی بہت بڑی دولت ہے۔

ایک منافق یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اس کے اندر کی خباثت نہ رہ سکی اور فوراً بول اٹھا اس تقسیم

میں عدل کے تقاضے پورے نہیں کیے گے اور اس تقسیم میں اللہ کی رضا پیش نظر نہیں۔ اَلْعَیَاذُ بِاللّٰهِ۔

یہ کلمہ کلمہ کفر ہے حضور سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم ہر کام اللہ کی رضا کے لئے کرتے اور آپ کے جملہ امور خالق کو راضی کرنے کے لئے ہوتے تھے۔

اس کلمہ سے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو کتنا دکھ ہوا ہو گا کہ جس ذات تبارک وتعالیٰ کے لئے آپ نے ساری کائنات کی طرف توجہ نہ کی کوئی یہ طعنہ دے اسے راضی کرنے کے لئے ایسا نہیں کیا گیا تو یہ طعنہ برداشت سے باہر ہے اس نامناسب جملہ کا اثر رخ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوا آپ کا چہرہ انور سونے کی طرف سرخ محسوس ہو رہا تھا۔

اس حدیث پاک میں علماء اسلام کے لئے ایک درس ہے۔

جب لوگوں نے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو معاف نہ کیا تو تم کس گنتی و شمار میں ہو۔

علماء پرچم اسلام بلند کرنے والے ہیں علما ہی وہ طبقہ ہے جو دین کی آبیاری کے لئے ہر وقت اور ہمہ تن متوجہ رہتے ہیں وہ تو اپنی تحریر وتقریر کے ذریعے نور اسلام پھیلا رہے ہیں یہ اسلام کے مزاج سے واقف ہیں اس لئے عوام الناس کو چاہے کہ ان کے تبلیغ دین کے امور میں اعتراض نہ کیا کریں اور ان کی کاوشوں پر عیب جوئی نہ کیا کریں۔

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ۔

علماء ہی انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے وارث ہیں۔

ان وارثان نبوی کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہے اور ان کی اشاعت دین کی کوششوں میں

ان کا ساتھ دینا چاہیے۔

یہ یاد رہے کہ علماء حق کی کاوشوں کو سراہنا چاہے اور ان کے ارشادات پر اعتماد کرنا چاہے بصورت دیگر یہ اپنے ہی دین و ایمان کو نقصان پہنچانے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہر اہل ایمان کا ایمان محفوظ فرمائے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کو سن کر صرف اتنا فرمایا اگر اللہ کا رسول عدل نہیں کرے گا تو کون کریگا؟

پھر آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کر دیا تا کہ اہل ایمان کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے جتنے برگزیدہ بندے ہیں انہیں اذیتوں اور لوگوں کے طعن و تشنیع کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہ الزام تراشیاں اہل حق کو جادہ حق سے پھسلا نہیں سکتیں۔ بلکہ حصول رضائے الٰہی کے جذبہ سے لیس ہو کر وہ مزید تیزی سے اپنے فرائض سرانجام دیا کرتے ہیں۔

صبر کرنے والا محبوبِ الٰہی

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:((اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدِہٖ خَیْرًا عَجَّلَ لَہُ الْعُقُوبَۃَ فِی الدُّنْیَا ، وَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدِہِ الشَّرَّ اَمْسَکَ عَنْہُ بِذَنْبِہٖ حَتّٰی یُوَافِیَ بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ)).

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :((اِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلاءِ ، وَاِنَّ اللّٰہ تَعَالٰی اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلاھُمْ ، فَمَنْ رَضِیَ فَلَہُ الرِّضَی ، وَمَنْ سَخِطَ فَلَہُ السُّخْطُ)).رواہ الترمذی وقال حدیث حسن ۔

مشکوٰۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۶۵)	جلد۴	صفحہ ۳۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۹۶)	جلد۴	صفحہ ۲۰۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۹۶)	جلد۲	صفحہ ۵۶۴
قال البانی:	حسن صحیح		
مرقاۃ المفاتیح	رقم الحدیث (۱۵۶۵)	جلد۴	صفحہ ۳۶
سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ	رقم الحدیث (۱۲۲۰)	جلد۳	صفحہ ۲۲۰
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۳۵)	جلد۵	صفحہ ۲۴۵
قال البغوی	ھذا حدیث حسن غریب		
المسند احمد	رقم الحدیث (۱۶۷۵۰) جلد۱۳		صفحہ ۱۶۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت انس- رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے (اس کے گناہوں کی) سزا دنیا میں دے دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ بندے سے خیر نہ فرمانے کا ارادہ کرے تو اس سے اس کے گناہ کی سزا روک لیتا ہے یہاںتک کہ قیامت کے دن اسے پوری سزا دے گا۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک جزا وثواب کا زیادہ ہونا آزمائش کے زیادہ ہونے سے ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزمائش سے دوچار کر دیتا ہے۔ پس جو (اس آزمائش پر) اس سے راضی ہے تو اس کے لئے (اللہ کی جانب سے) رضا ہے اور جو (اللہ کے اس فیصلے پر) ناراض ہے تو اس کے لئے اللہ کی طرف سے ناراضگی ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے یہ حدیث حسن ہے۔

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۴۹)	جلد۱	صفحہ۴۱۵
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۰۳۱)	جلد۴	صفحہ۴۱۵
محمود محمد محمود:	الحدیث حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۲۷۲)	جلد۳	صفحہ۳۲۰
قال الالبانی:	حسن		

اس حدیث پاک میں جتنا غور وخوض کیا جائے اتنا ہی اطمینان وسکون ملتا ہے۔ اہل ایمان کو کوئی بیماری کوئی تکلیف کوئی پریشانی آئے تو اب حدیث پاک کی پیش نظر وہ بے چین نہیں ہونگے اور نہ ہی بے صبری کا مظاہرہ کریں گے کیونکہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خیر و بھلائی کا ارادہ کیا ہے اس آدمی کے بختوں پر نثار ہونے کو جی چاہتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ خیر وکرم کا ارادہ فرمائے۔

ماں اپنے بچے کو پکڑتی ہے اور زبردستی اسے کڑوی دوائی کھلاتی ہے وہ دوا چاہے کڑوی ہو لیکن اس وقت ماں اس سے بھلائی و خیر کا رادہ کرتی ہے تاکہ اس دوائی سے اس کی بیماری ختم ہو جائے۔ بلاتشبیہ اللہ ذوالجلال والاکرام بندہ مومن سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے کوئی بیماری لاحق ہوجاتی ہے۔ جس سے اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں راہ چلتے پاؤں میں کانٹا چبھ جاتا ہے اس سے اس کی خطائیں معاف ہوجاتی ہیں اچانک اسے کوئی مالی تکلیف پہنچتی ہے اس سے بھی اس کی غلطیاں معاف ہوجاتی ہیں۔

ہم اللہ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ جو بھی کرے وہ روا ہے وہ حق ہے۔ لیکن وہ رحیم و کریم ہے وہ ہمیں بیماری میں مبتلا کر کے ہمارے باطن کو گناہوں کی آلودگیوں سے پاک کردیتا ہے وہ بیماری سے لوح دل کو معصیتوں کے داغوں سے مُبرّا کردیتا ہے۔ یہ اس کا کرم ہے اور اس کے کرم کا کوئی کنارہ نہیں۔

اس حدیث پاک میں غور کرتے ہوئے اہل ایمان کو چاہے کہ

اگر ان سے کوئی جرم کوئی خطا سرزد ہو اور انہیں کوئی ظاہری تکلیف نہ آئے تو انہیں اللہ کی بارگاہ میں رونا چاہے اور عرض کرنی چاہے اے خالق و مالک ہم تیرے عاجز و ناتواں بندے

ہیں جرم وخطا ہم سے سرزد ہو جاتے ہیں تو ہم سے ناراض نہ ہو جانا۔ اے اللہ! اپنی ناراضگی سے ہمیں بچائے رکھنا کیونکہ تیری ناراضگی دونوں جہاں کی بربادی ہے اور تیری رضا دونوں جہاں میں سرفرازی ہے۔

اس بات کو مزید ذہن نشین کرنے کیلئے ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

اخبرنا احمد بن علی بن المثنی قال ، حدثنا محمد بن المثنی قال: حدثنا عفان ، قال : حدثنا حماد بن سلمة قال حدثنا یونس بن عبید ، من الحسن

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ اَنَّ رَجُلاً لَقِیَ امْرَاَةً کَانَتْ بَغْیًا فِی الْجَاهِلِیَّةِ ، فَجَعَلَ یُلَاعِبُهَا حَتّٰی بَسَطَ یَدَهُ اِلَیْهَا ، فَقَالَتْ مَهْ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْاَذْهَبَ الشِّرْکَ وَجَاءَ بِالْاِسْلَامِ فَتَرَکَهَا وَوَلّٰی ، فَجَعَلَ یَلْتَفِتُ خَلْفَهُ وَیَنْظُرُ اِلَیْهَا حَتّٰی اَصَابَ وَجْهُهُ حَائِطاً ، ثُمَّ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالدَّمُ یَسِیْلُ عَلٰی وَجْهِهٖ فَاَخْبَرَهُ بِالْاَمْرِ فَقَالَ : اَنْتَ عَبْدٌ'' اَرَادَاللّٰهُ بِهٖ خَیْراً ثُمَّ قَالَ اِذَا اَرَادَ بِعَبْدٍ خَیْراً عَجَّلَ عَقُوْبَةَ ذَنْبِهٖ وَاِذَا اَرَادَ بِعَبْدٍ شَرّاً اَمْسَکَ عَلَیْهِ ذَنْبَهُ حَتّٰی یُوَافِیَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ کَاَنَّهُ عَائِرٌ'' ۔

حضرت عبداللہ بن المغفل کا بیان ہے کہ ایک آدمی کی ایک عورت سے ملاقات ہوئی جو زمانہ جاہلیت میں طائفہ تھی اس نے اس سے کھیلنا شروع کر دیا حتیٰ کہ اپنا ہاتھ اس عورت کی

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۲۹۱۱) جلد ۷ صفحہ ۱۷۳
قال المحقق: اسنادہ صحیح لولا عنعنة الحسن وللحدیث شاھد یتقوی بہ

طرف بڑھایا اس عورت نے کہارک جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے شرک کو ختم کر دیا ہے اور اسلام لایا ہے اس آدمی نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور چلا گیا لیکن جاتے ہوئے پیچھے متوجہ تھا اور اس عورت کو دیکھ رہا تھا حتی کہ اسکا چہرہ دیوار سے ٹکرا گیا پھر وہ حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس حالت میں آیا کہ اس کے چہرہ پر خون بہہ رہا تھا تو اس نے ساری بات حضور صلّی اللہ علیہ وسلم سے کردی حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو وہ عبد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے گناہ کی سزا اسے دنیا میں دے دیتا ہے ار جب اللہ کسی بندہ سے خیر نہ فرمانے کا ارادہ کرے تو اس کے گناہ کی سزا اس سے روک لیتا ہے حتی کہ قیامت کے دن اس کے گناہ کی سزا پوری پوری دے جائے گی گویا کہ وہ گناہ عائر (عیر) پہاڑ جتنا ہے۔

انّ عِظَمَ الْجزاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلاء :

جتنی آزمائش زیادہ اتنا اجر زیادہ، جتنی مصیبتیں زیادہ اتنا ثواب زیادہ، جتنے دکھ اور پریشانیاں زیادہ اتنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے لطف وکرم زیادہ سب سے زیادہ آزمائش حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ السلام پر آئیں کیونکہ عنداللہ ان کے درجات بھی سب سے بلند و بالا ہیں ان کے انعامات بہت زیادہ اور ان پر کرم کی بارش موسلا دھار۔

ایک حدیثِ پاک ملاحظ ہو:

حدثنا عبد اللّٰہ بن عبد الرحمٰن ، قال : حدثنا روح بن اسلم ابو حاتم البصرتی قال حدثنا حماد بن سملة ، قال حدثنا ثابت :

عَنْ اَنَسٍ ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :

لَقَدْ اُخِفْتُ فِی اللّٰهِ مَا یُخَافُ اَحَدٌ'' وَلَقَدْ اُوْذِیْتُ فِی اللّٰهِ وَمَا یُؤْذیٰ اَحَدٌ'' وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَیَّ ثَلاثُوْنَ مِنْ بَیْنِ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ وَمَالِیْ وَلِبَلالٍ طَعَامٌ'' یَأْکُلُهٗ ذُوْکَبِدٍ اِلَّاشَیْءٌ'' یُوَارِیْ اِبِطُ بَلالٍ حدیث حسن صحیح۔

حضرت انس- رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

میں اللہ کی راہ میں اس قدر ڈرایا گیا کہ کسی کوبھی اتنا نہ ڈرا گیا اوراللہ کی راہ میں مجھے اس قدر اذیتیں دی گئیں کہ کسی اورکواتنی اذیتیں نہ دی گئیں۔ مجھ پرتیس دن اوررات لگاتار ایسے گزرے کہ میرے اور بلال کے پاس اتنا کھانے کونہ تھا کہ کوئی جگر والا کھا سکتا ہاں بس اتنی مقدار جو بلال کی بغل کے نیچے دب سکتی تھی۔

-۞-

اے اہل اسلام! غورکیجئے یہ اس ذات اقدس واطہر صلّی اللہ علیہ وسلم کی حالت مبارک ہے جن کے لئے کائنات کووجود بخشا گیا اور جوکل جہاں کے لئے سراپا رحم وکرم بن کرتشریف لائے آپ نے ان مصائب وآلام پرصبر کیا کیوں اس لئے کہ آپ ہی کاارشادگرامی ہے:

جتنی آزمائش زیادہ ہوگی اتنا اجر زیادہ ہوگا۔

سنن الترمذی واللفظ لہ رقم الحدیث (۲۴۷۲) جلد۴ صفحہ۲۵۵

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ، ثنا : ابو البنخری عبد اللہ بن محمد بن شاکر ثنا الحسین بن علی الجعفی ثنا زائدہ عن عاصم عن زر

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اَوَّلُ مَنْ اَظْھَرَ اِسْلَامَہٗ سَبْعَۃٌ" رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَہُ اللّٰہُ بِعَمِّہٖ اَبِیْ طَالِبٍ وَاَمَّا اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَمَنَعَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِقَوْمِہٖ وَاَمَّا سَائِرُھُمْ فَاَخَذَھُمُ الْمُشْرِکُوْنَ فَاَلْبَسُوْ ھُمْ اَدْرَاعَ الْحَدِیْدِ وَاَوْقَفُوْ ھُمْ فِی الشَّمْسِ وَمَامِنْ اَحَدٍ اِلَّا قَدْ آتَاھُمْ کُلَّ مَااَرَادُوْ اغَیْرَ بِلَالٍ فَاِنَّہٗ ھَانَتْ عَلَیْہِ نَفْسُہٗ فِی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَھَانَ عَلٰی قَوْمِہٖ فَاَعْطُوْہُ الْوِلْدَانَ فَجَعَلُوْا یَطُوْفُوْنَ بِہٖ فِیْ شِعَابِ مَکَّۃَ جَعَلَ یَقُوْلُ اَحَد اَحَد ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سب سے پہلے جن لوگوں نے اسلام ظاہر کیا وہ سات ہیں ۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان کے چچا حضرت ابو طالب کے ذریعے حفاظت فرمائی ۔ بہر حال ابوبکر رضی اللہ عنہ تو اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت ان کی قوم کے ذریعے کی باقی افراد کو مشرکیں پکڑا اور انہیں لوہے کی زرہین پہنائیں اور انہیں دھوپ میں کھڑا کر دیا ان افراد نے جو مشرکیں نے ان سے کہا بظاہر ان کی بات مان لی سوائے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ۔ حضرت بلال کو اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے نفس کی کوئی پرواہ نہ رہی اور آپ کی قوم نے بھی آپ کو بہت بے قدر جانا ۔ لوگوں نے انہیں پکڑ کر لڑکوں کے حوالے کر دیا لڑکے انہیں مکہ کی گھائیوں میں چکر دیتے تھے اور وہ کہتے جاتے تھے احد احد (اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے)

المستدرک للحاکم　　جلد ۳　　صفحہ ۲۸۳

قال الحاکم: صحیح الاسناد

قال الذھبی: صحیح

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بے مثال صبر

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ ابْن" لِّاَ بِی طَلْحَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَشْتَكِی ، فَخَرَجَ اَبُو طَلْحَةَ ، فَقُبِضَ الصَّبِیُّ ، فَلَمَّا رَجَعَ اَبُو طَلْحَةَ قَالَ : مَا فَعَلَ ابْنِی ؟ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْم – وَهِیَ اُمُّ الصَّبِیِّ –: هُوَ اَسْكَنُ مَا كَانَ ، فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ الْعَشَاءَ فَتَعَشّٰی ، ثُمَّ اَصَابَ مِنْهَا ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ : وَارُوا الصَّبِیَّ ، فَلَمَّا اَصْبَحَ اَبُو طَلْحَةَ اَتَی رسولَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ ، فَقَالَ : ((اَعَرَّسْتُمُ اللَّيْلَةَ))قَالَ : نَعَمْ ، قَالَ : ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا ؛ فَوَلَدَتْ غُلامًا ، فَقَالَ لِی اَبُو طَلْحَةَ : احْمِلْهُ حَتّٰی يَاْتِیَ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَبَعَثَ مَعَهُ تَمَرَاتٍ ، فَقَالَ : ((اَمَعَهُ شَیْءٌ ؟)) قَالَ : نَعَمْ ، تَمَرَات" ، فَاَخَذَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَغَهَا ، ثُمَّ اَخَذَهَا مِنْ فِيهِ فَجَعَلَهَا فِی فِی الصَّبِیِّ ، ثُمَّ حَنَّكَهُ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰه .متفق عليه)).

وفِی رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِیِّ : قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ : فَرَأَيْتُ تِسْعَةَ أَوْلادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَؤُوا الْقُرْآنَ ، يَعْنِی مِنْ أَوْلادِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَوْلُودِ .

وَفِی روايَةٍ لِمسلِمٍ : مَاتَ ابْن" لِّأَبِی طَلْحَةَ مِنْ أُمِّ سُلَيمٍ،فَقَالَتْ لِأَهْلِهَا : لا تُحَدِّثُوا أَبَا طَلْحَةَ بِابنِهِ حَتّٰی أَكُونَ أَنَا أُحَدِّثُهُ ، فَجَاءَ فَقَرَّبَتْ اِلَيه عَشَاءً فَأَكَلَ

وَ شَرِبَ ، ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهُ أَحْسَنَ مَا كَانَتْ تَصَنَّعُ قَبْلَ ذٰلِكَ ، فَوَقَعَ بِهَا ، فَلَمَّا أَنْ رَأَتْ أَنَّهُ قَدْ شَبِعَ وَأَصَابَ مِنْهَا قَالَتْ : يَا أَبَاطَلْحَةَ ! أَرَأَيْتَ لَوْ اَنَّ قَوْمًا اَعَارُوا عَارِيَتَهُمْ اَهْلَ بَيْتٍ فَطَلَبُوا عَارِيَتَهُمْ، اَلَهُمْ اَنْ يَمْنَعُوهُمْ ؟ قَالَ : لا، فَقَالَتْ : فَاحْتَسِبِ ابْنَكَ . قَالَ: فَغَضِبَ ، ثُمَّ قَالَ : تَرَكْتِنِيْ حَتَّى اِذَا تَلَطَّخْتُ ثُمَّ اَخْبَرْتِنِي بِابْنِي ؟! فَانْطَلَقَ حَتَّى اَتَى رسولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ ، فَقَالَ رَسُول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ لَيْلَتِكُمَا))قَالَ : فَحَمَلَتْ ، قَالَ : وَكَانَ رَسُوْل اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فى سَفَرٍ وَهِىَ مَعَهُ، وَكَانَ رسولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَى الْمَدِينَةَ مِنْ سَفَرٍ لا يَطْرُقُهَا طُرُوقًا فَدَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ ، فَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ، فَاحْتَبَسَ عَلَيْهَا اَبُو طَلْحَةَ ، وَانْطَلَقَ رسولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .قَالَ : يَقُوْلُ اَبُو طَلْحَةَ : اِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ ! اَنَّهُ يُعْجِبُنِي اَنْ اَخْرُجَ مَعَ رَسُولِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ ، وَاَدْخُلَ مَعَهُ اِذَا دَخَلَ ، وَقَدِ احْتَبَسْتُ بِمَا تَرَى ، تَقُولُ اُمُّ سُلَيْمٍ : يَا اَبَا طَلْحَةَ ! مَااَجِدُ الَّذِىْ كُنْتُ اَجِدُ ، انْطَلِقْ ، فانْطَلَقْنَا ، وَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ حِينَ قَدِمَا فَوَلَدَتْ غُلامًا . فَقَالَتْ لِى اُمِّي : يَا اَنَسُ ! لا يُرْضِعُهُ اَحَدٌ حَتَّى تَغْدُوَ بِهِ عَلَى رَسُولِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَلَمَّا اَصْبَحَ احْتَمَلْتُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهِ اِلَى رَسولِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيثِ . متفق عليه ۔

صحیح البخاری رقم الحدیث (۵۴۷۰) جلد۲ صفحہ۱۷۵۷

صحیح مسلم رقم الحدیث (۲۳-۲۱۴۴) جلد۳ صفحہ۳۶۷

ترجمة الحديث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

حضرت طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا۔

ابوطلحہ (کام کے سلسلہ میں) گھر سے باہر نکل گئے تو بچہ فوت ہو گیا جب حضرت ابوطلحہ گھر واپس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا:

میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟

حضرت ام سلیم جو اس بچے کی ماں تھیں نے فرمایا:

وہ پہلے سے کہیں زیادہ سکون میں ہے تو اس خاتون نے اپنے شوہر کے سامنے کھانا رکھ دیا جو انہوں نے تناول فرمایا پھر اپنے حقوق زوجیت ادا کیے۔ جب وہ فارغ ہوئے تو بچے کی ماں نے کہا (بچہ فوت ہو گیا ہے) اب اسے دفنا دو۔

ابوطلحہ صبح کو حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ کو رات والے سارے معاملہ کی خبر دے دی۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۳۳)	جلد ا	صفحہ ۹۵
جامع الاصول	رقم الحدیث (۱۵۷)	جلد ا	صفحہ ۲۷۶
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۴۷۰)	جلد ۹	صفحہ ۵۸۷

کیاتم نے رات حقوقِ زوجیت ادا کیے

توانہوں نے عرض کی ہاں (یارسول اللہ!)

آپ نے دعا فرمائی:

اے اللہ! ان دونوں کو برکت سے نواز دے چنانچہ (اس دعا کے نتیجے میں مدت مقررہ کے بعد) اس عورت (ام سلیم) نے بچہ جنا۔

حضرت انس نے فرمایا:

مجھ سے حضرت ابوطلحہ نے فرمایا اس نومولود کو اٹھا کر حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لے جاؤ۔ اور کچھ کھجوریں بھی ساتھ دے دیں۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا اس کے ساتھ کوئی چیز ہے۔

انہوں نے عرض کی ہاں چند کھجوریں ہیں حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجوریں لے لیں ان (میں سے ایک کھجور) کو منہ میں چبایا پھر اپنے منہ سے لیکر بچہ کے منہ میں ڈالا اور اس کو گھٹی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

بخاری مسلم نے روایت کیا۔

بخاری کی ایک روایت میں ہے:

حضرت ابن عینیہ نے فرمایا کہ انصار کے ایک آدمی نے انہیں بتایا میں نے اس بچے (عبداللہ) کی اولاد سے نولڑکے دیکھے ہیں سب کے سب نے قرآن کی قرأت کی (سب کے سب قرآن کے قاری تھے)۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا جو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھا فوت ہو گیا۔

حضرت ام سلیم نے اپنے گھر والوں سے کہا ابوطلحہ کو اس کے بیٹے کی وفات کی خبر نہ دینا حتیٰ کہ میں خود ہی اسے بتا دوں گی۔

پس حضرت ابوطلحہ آئے تو ام سلیم نے ان کے سامنے رات کا کھانا رکھ دیا پس انہوں نے وہ کھانا تناول فرمایا اور پانی بھی نوش فرمایا پھر ام سلیم پہلے سے زیادہ بن سنور کر ان کے پاس آئیں تو انہوں نے ان سے ہمبستری کی۔

جب انہوں نے دیکھا وہ سیر ہو گئے ہیں اور ان سے اپنی خواہش پوری کر لی ہے تو وہ بولیں:

اے ابوطلحہ! بتایئے اگر کوئی قوم کسی گھر والوں کو کوئی چیز عاریۃً (ادھار) دے دے پھر وہ عاریۃً دی ہوئی چیز واپس مانگ لیں تو کیا ان گھر والوں کے لئے روا ہے کہ وہ دینے سے انکار کر دیں۔ حضرت ابوطلحہ نے جواب دیا نہیں۔ تو حضرت ام سلیم نے فرمایا (اللہ نے تمہیں بیٹا دیا تھا وہ واپس لے لیا ہے) پس اب اپنے بیٹے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھیں۔

راوی بیان فرماتے ہیں:

حضرت ابوطلحہ (یہ سن کر) غضب ناک ہوئے پھر فرمایا میں جب گھر آیا تو نے مجھے کچھ بتلائے بغیر چھوڑے رکھا حتیٰ کہ میں تجھ سے ہمبستری کر کے آلودہ ہوا پھر تو نے مجھے بیٹے کی وفات کی خبر دی۔ پس وہ (ابوطلحہ) حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے

رات جو وقوع ہوا اس کی آپ کو خبر دی۔ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے (ان الفاظ سے انہیں) دعا دی:

اللہ تعالیٰ تم دونوں کی رات میں برکت دے۔

راوی کا بیان ہے:

وہ (ام سلیم اسی رات) حاملہ ہو گئیں۔

حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور یہ ام سلیم (اپنے خاوند) ابوطلحہ کے ہمراہ آپ کے ساتھ تھیں۔ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب سفر سے واپس مدینہ طیبہ آتے تو رات کو مدینہ منورہ داخل نہ ہوتے پس وہ (قافلہ والے) مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو ام سلیم کو دردِ زہ شروع ہو گیا۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہ ان کی دیکھ بھال کے لئے رک گئے اور حضور رسول صلّی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے۔

راوی کا بیان ہے۔ ابوطلحہ کہتے تھے:

اے میرے رب! تو جانتا ہے کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ جب حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے باہر جائیں تو میں بھی جاؤں۔ اور جب آپ مدینہ منورہ داخل ہوں تو میں بھی آپ کی معیت میں داخل ہو جاؤں۔ (اے میرے رب!) تو دیکھ رہا ہے کہ میں رک گیا ہوں حضرت ام سلیم نے کہا۔ اے ابوطلحہ! جو مجھے درد ہو رہا تھا وہ مجھے اب نہیں ہو رہا۔ اس لئے اب چلو پس ہم چل دے۔ پس جب وہ دونوں مدینہ منورہ پہنچ گئے تو انہیں پھر دردِ زہ شروع ہوا پس ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔

(حضرت انس کا بیان ہے) مجھ سے میری ماں نے کہا:

اس نومولود کو اس وقت تک کوئی دودھ نہ پلائے جبتک تم صبح اسے حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش نہ کردو۔

جب صبح ہوئی میں نے اسے اٹھایا اور اسے حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لیکر حاضر ہو گیا۔

اور (آگے) مکمل حدیث کو بیان فرمایا۔

بخاری ومسلم نے روایت کیا۔

-۞-

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہما نے کس درجہ صبر کا مظاہر کیا۔ آج اس قسم کے صبر کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ یہ نفوس قدسیہ بارگاہِ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ تھے۔ آپ کی نگاہِ کرم سے فیض یافتہ تھے اور حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت نے ان کے باطن کو اتنا اجلا اور مصفا کر دیا تھا کہ انہیں سب سے افضل اور سب سے برتر اسلامی تعلیمات نظر آتی تھیں اور حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وفرامین پر عمل ان کی زندگی کا مقصد رہ گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس صبر پر جو اجر وثواب عطا فرمایا کہ

انہیں ایک فرزند عطا فرمایا پھر اس فرزند کی قسمت میں پہلی غذاء حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک ہے یہ لعاب مبارک کس درجہ برکات وخیرات سے لبریز ہے کہ اگر کسی کھاری کنویں میں ڈالا جائے تو وہ کنواں سب سے میٹھا ہو جائے اور اگر یہی لعاب کسی دکھتی آنکھ میں ڈالا وہ آنکھ تندوست ہو جائے یہ لعاب بیماریوں سے شفا ہے اس نیک بخت وصالح بچے کے دھن میں جب پہلی غذا یہی لعاب جاتا ہے تو اس لعاب نے اس کے باطن کو کس درجہ طیب وطاہر

کردیا ہوگا۔اوراس کے من میں کتنا نور بکھیرا ہوگا اوراس کے بختوں کو کہاں تک بلند کیا ہوگا۔

اللہ ربّ العزت کے لطف وکرم پر قربان جائیں کہ اس نومولود کو پھر اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے سرفراز فرمایا راوی بیان کرتے ہیں کہ میں اس کی اولاد میں سے 9 لڑکے حافظِ قرآن دیکھے۔

سبحانہ اللہ! جس کا سینہ انوار قرآن سے مزین ہو اس کی عظمتوں کا اندازہ کون لگا سکتا ہے اوراس باپ کے بختوں کو سلام کرنے کو جی چاہتا ہے جس کے نو بیٹے ہوں اور نو کے نو حافظِ قرآن ہوں۔پھر ساری زندگی قرآن پڑھتے پڑھاتے گزاردیں۔

فَلَکَ الحَمْدُ یَا اللّٰہُ مِلْ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ۔

صبر کرنے والا طاقت ور

وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ ، اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِی يَمْلِکُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)) .متفق عليه .

((وَالصُّرَعَةُ))بِضَمِّ الصَّادِ وَفَتْحِ الرَّاءِ ، وَاَصْلُهُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ يَصْرَعُ النَّاسَ كثيرًا ۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۱۱۴)	جلد۴	صفحہ۱۹۲۸
فتح الباری	رقم الحدیث (۶۱۱۳)	جلد۱۰	صفحہ۵۱۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۰۹)	جلد۴	صفحہ۱۹۶
السنن الکبری	رقم الحدیث (۲۱۰۸۵)	جلد۱۰	صفحہ۳۹۷
قال البیہقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۱۰۵)	جلد۹	صفحہ۲۹۲
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۲۸۵)	جلد۹	صفحہ۳۳۲
المسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۱۰۶۵۱)	جلد۹	صفحہ۵۴۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
المسند احمد	رقم الحدیث (۷۲۱۸)	جلد۷	صفحہ۶۱
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمۃ الحدیث :

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مسند امام احمد	رقم الحدیث(۱۰۶۵۰) جلد۹		صفحہ۶۲۳۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث(۲۰۲۸۷) جلد۱۱		صفحہ۱۸۸
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث(۳۵۸۱)	جلد۱۳	صفحہ۱۵۹
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث(۳۹۶۸۳)	جلد۳	صفحہ۴۰۱
قال المحقق:	متفق علیہ		
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۴	صفحہ۱۶۸
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۳۹۶۶)	جلد۳	صفحہ۴۰۶
قال المحقق:	صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۴۰۵۲)	جلد۳	صفحہ۴۴۱
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۷۱۷)	جلد۲	صفحہ۴۹۳
قال شعیب الارنوؤط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
الادب المفرد	رقم الحدیث(۱۳۱۷)		صفحہ۴۴۶
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث(۹۸۹)		صفحہ۵۰۰
قال الالبانی:	صحیح		
فتح الباری	رقم الحدیث(۶۱۱۴)	جلد۱۳	صفحہ۶۳۵

طاقت ور وہ نہیں جو (مدمقابل کو) پچھاڑنے والا ہو بلکہ طاقت ور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کا مالک ہو۔

بخاری ومسلم نے روایت کیا۔

الصُرَعة صاد کے ضمہ اور راء کے فتحہ کیساتھ اور اس کا اصل عرب کے نزدیک جو لوگوں کو زیادہ پچھاڑ دے۔

-۞-

حضور سیّد العالمین محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم معلم انسانیت بن کر تشریف لائے آپ کی تعلیمات ہمہ گیر ہیں آپ ہی وہ ذات ہیں جنہوں نے اللہ کے اذن سے انسانیت کو پستی سے نکال کر رفعت و بلندی پر پہنچایا۔ فرزند آدم کو سوچ وفکر کی ذلت و گہرائی سے نکال فکر ونظر کی بلند چوٹی پر بٹھایا۔

ایک موقع پر حضور صلّی اللہ علیہ وسلم دانا و بینا کی عجب رنگ میں تشریح فرماتے ہیں۔ حالانکہ اس دنیا میں دانا و بینا اسے کہا جاتا ہے کہ جو معاملات دنیا باحسن وخوبی سرانجام دے جو جس مجلس میں بیٹھے لوگ اس کی باتوں کو ہمہ تن گوش ہو کر سنیں۔ جو کسی جھگڑے میں چلا جائے تو جھگڑنے والے اسے دیکھ کر اس کی ہدایات پر عمل کر کے جھگڑے سے باز آجائیں۔

لیکن حضور نبی رحمت صلّی اللہ علیہ وسلم نے اس سوچ کے دھارے کو بھی بدل دیا آپ کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو فرمایا:

اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ ۔

دانا و بینا وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور موت کے بعد شروع ہونے والی زندگی

کے لئے کچھ کرتا ہے۔

سبحان اللہ! اس ارشاد گرامی کی گہرائی میں جتنا چلے جایئے اتنا ہی کیف وسرور نصیب ہو گا اور نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کی فکر کی بلندی آشکار ہوگی۔ رحمت دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلم ہر موقع و ہر جگہ اپنی امت کی بھلائی و خیر خواہی سوچی ہے۔ عارضی راحت و آرام کی طرف توجہ نہیں دلائی بلکہ ابدی وسرمدی انعامات کی طرف متوجہ کیا ہے۔

زیر نظر حدیث پاک میں حقیقت بین نظروں سے دیکھیئے قوی وہ نہیں جو مدمقابل کو پچھاڑ دے طاقت وہ نہیں جو اپنے حریف کے سینے پر بیٹھ جائے زور آور وہ نہیں جو دشمن کو شکست فاش دے دے۔ بلکہ طاقت وہ ہے جو حالت غضب میں اپنے نفس کو قابو میں رکھے جو غصہ کی حالت میں آپے سے باہر نہ ہو جائے، کیونکہ حالت غضب میں انسان کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے انسان کا حسن اس کے عقل وخرد ہے جس آدمی کا دماغ ہی کام نہ کرے اسے آدمی کون کہے گا۔ انسانیت کا شرف اس کی عقل کی وجہ سے ہے رحمت عالم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ہر حال میں اپنے ماننے والوں کو انسانیت سے مشرف رکھا ہے اور انسانیت سے فروتر ہونے سے باز رکھا ہے۔

انسان کے ہاں قوت جسمانی قوت کا نام ہے۔ جس کے جسم میں قوت ہے وہ قوی کہلاتا ہے جو طاقت سے بھر پور ہے وہ شدید کہلاتا ہے۔ لیکن حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مسلم کے سوچ کے دھارے کو بدل دیا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک قوی وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے، طاقت وہ نہیں جو مدمقابل کو گرا کر اس کے سینے پر بیٹھ جائے بلکہ آپ کے ہاں طاقت ور وہ ہے جو غصّہ کی حالت میں اپنے نفس پر قابو رکھے، شدید وہ ہے جو حالت غضب

میں آپے سے باہر نہ ہو جائے۔

مخالف للکار رہا ہے اور اسے گرانے کی قوت و طاقت بھی ہو نفس اس کی طرف مائل بھی دکھائی دیتا ہو اس صورت میں اس مخالف کو مخالف کے روپ میں نہ دیکھنا بلکہ ایک مسلم بھائی کے روپ میں دیکھنا اور اس کی اس للکار کو نظر انداز کر کے آپے سے باہر نہ ہونا ہے اپنے آپ کو اپنے نفس کے حوالہ نہ کرنا حقیقی بہادری ہے یہی قوت و طاقت ہے۔ جو نفس کے ہاتھوں مجبور ہے اسے اگر کوئی گالی دے تو وہ فوراً طیش میں آ جاتا ہے اور جب تک اسے دو چار سنا نہ دے اسے سکون نہیں آتا ایسے نفس کے ہاتھوں مجبور آدمی کو بہادر کون کہتا ہے یہ تو کمزور اور بزدل ہے جو نفس کے ہاتھوں کھلونا بنا ہوا ہے۔

غصّہ دور کرنے والا کلمہ

وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَرَجُلَانِ يَسْتَبَّان ، وَاَحَدُهُمَا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ ، وَانْتَفَخَتْ اَوْدَاجُهُ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :((اِنِّي لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ ، لَوقَالَ : اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ذَهَبَ مِنْهُ مَايَجِدُ)). فَقَالُوا لَهُ : اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)). متفقعلیہ۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۱۱۵)	جلد۴	صفحہ۱۹۲۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۱۰)	جلد۴	صفحہ۱۹۷
فتح الباری	رقم الحدیث (۶۱۱۵)	جلد۱۰	صفحہ۵۱۸
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۴۵۶۶)	جلد۴	صفحہ۵۷
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۷۸۰)	جلد۴	صفحہ۹۱
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۷۸۱)	جلد۵	صفحہ۹۲
جامع الاصول	رقم الحدیث (۶۲۰۳)	جلد۸	صفحہ۳۲۲
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۵۲)	جلد۳	صفحہ۴۲۳
قال الالبانی:	ھذا حدیث صحیح (باالفاظ مختلف)		

ترجمة الحديث:

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

میں حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں بیٹھا تھا اور دو آدمی ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے تھے ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کی رگیں پھول گئیں تو حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک میں ایک کلمہ جانتا ہوں اگر یہ اسے پڑھے لے تو اس کا غصہ جاتا رہے اگر یہ آدمی پڑھے

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

میں اللہ کی پناہ و حفاظت میں آتا ہوں مردود شیطان کے شر سے۔

تو اس کا غضب و غصہ دور ہو جائے گا۔

لوگوں نے اس آدمی سے کہا حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ کی پناہ و حفاظت طلب کرو شیطان مردود کے شر سے۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

-۞-

حالت غضب میں انسان کی رگیں پھول جاتی ہیں اور اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اس عمل سے بخارات دماغ کی طرف اٹھتے ہیں اور یہ بخارات انسانی سوچ کے مسام بند کر دیتے ہیں۔ انسانی غور و فکر کے سارے راستہ بند ہو جاتے ہیں۔ جب سوچ و فکر کے تمام راستے بند ہو جائیں تو وہ انسان شیطان کے ہاتھوں کھلونا بن جاتا ہے اور شیطان اپنی مرضی سے اسے جس

طرح چاہے استعمال کرتا ہے۔ جو انسان ہو کر شیطان کے ہاتھوں کھلونا بن جائے جو فرزند آدم ہو کر اپنے ازلی دشمن کے ہاتھوں کھیل جائے اسے انسان کون کہے۔

زیر نظر حدیث پاک میں حضور سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم دو آدمیوں کو جھگڑنے کی حالت میں دیکھتے ہیں ایک کو غصہ آتا ہے تو اس کی رگیں پھول جاتی ہیں اور اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔ رحمت دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلم اس منظر کو دیکھ کر فرماتے ہیں:

میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ پڑھ لے تو اس کی یہ کیفیت جاتی ہے۔

وہ کلمہ یہ:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

میں اللہ کی پناہ وحفاظت میں آتا ہوں شیطان رجیم کے شر وفساد سے۔

جب سوچ کے دھارے بند ہو چکے ہوں فکر ونظر کے تمام راہ مسدود ہو چکے ہوں اس وقت شیطان حملہ کرتا ہے۔ تو جو آدمی اس عالم میں ربّ رحمان کی پناہ وحفاظت میں آجائے شیطان اس کے نزدیک تک نہیں جاتا اس لئے اس کلمہ کے پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ کیونکہ اس کلمہ کی موجودگی شیطان کو بھگا دیتی ہے اور جب شیطان بھاگ جائے تو وہ بندہ ایسا کوئی کام نہیں کرے گا جو انسانیت کے ماتھے پر داغ بنے۔

حالت غصہ میں وضو کرنا:

انسان حالت غضب میں ہو اور شیطان اس کو اپنے قابو میں کر رہا ہو تو اس عالم میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا محمود ہے اور اگر اس کے ساتھ وضو بھی کر لیا جائے تو یہ وضو غضب کی آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ جب غصہ والا آدمی ٹھنڈا ہو جائے گا تو فوراً اس کی عقل وشعور بیدا ہوگا۔ اور وہ

آپے سے باہر نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم کی صدقے ہم اہل ایمان کو تعلیمات نبویہ پر عمل کی سعادت عطا فرمائے۔

عَنْ عَطِيَّةَ (وهو ابن سعد القرظيّ) رضى الله عنه - اَنَّهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

اِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَاِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَاِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّاْ۔

حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک غضب (غصہ) شیطان سے ہے اور بیشک شیطان آگ سے پیدا کیا گیا اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی غصہ میں آئے تو اسے چاہے کہ وہ وضو کرلے۔

یہ رحمت دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد ہے کہ جب غصہ آئے تو وضو کرلیا جائے جس مرد مومن نے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کیا وہ دونوں جہاں میں سرفراز ہوا اور اللہ تعالیٰ کے الطاف کریمانہ سے سرفراز ہوا۔

سنن ابی داؤد   رقم الحدیث (۴۷۸۴)

جامع الاصول   جلد ۸   صفحہ ۴۳۹

قال محقق: حسن

مسند الاحمد   جلد ۴   صفحہ ۲۲۶

حالت غضب میں کھڑا آدمی بیٹھ جائے:

اسی سلسلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور ہدایت بھی ہے وہ بھی ملاحظہ ہو:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- اَنَّهٗ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَاغَضِبَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ'' فَلْيَجْلِسْ فَاِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَاِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب تم میں سے کوئی غصہ میں آئے اس حال میں کہ وہ کھڑا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ بیٹھ جائے پس اگر اس سے غصہ چلا جائے فبھا ورنہ وہ لیٹ جائے۔

انسان جب غضب میں کھڑا ہو اور غصہ میں آپے سے باہر ہو رہا ہو تو اسے چاہے کہ وہ بیٹھ جائے بیٹھنے سے اس کی حالت میں یقیناً تبدیلی آئے گی اور اس کے غصہ کی شدت میں کمی آئے گی اگر تو غصہ بالکل جاتا رہے تو فبھا ورنہ وہ لیٹ جائے۔ لیٹنے سے اس کا بقیہ غصہ بھی چلا جائے گا۔

غصہ چونکہ شیطان سے ہے اور شیطان اہل ایمان کو اپنے جال میں پھنسانا چاہتا ہے اور وہ کوئی بھی موقع جانے نہیں دیتا۔ اس لئے اس شیطان کو بھگانے کا ایک ہی طریقہ ہے۔

سنن ابی داؤد رقم الحدیث (۴۷۸۲)

مسند الاحمد جلد۵ صفحہ۱۵۲

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر عمل کیا جائے ۔ جو فرد بشر حضور نبی عربی صلّی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر عمل کرتا ہے وہ عنداللہ بھی محمود ہے۔ اور شیطان کی دست برد سے بھی محفوظ و ماموں ہے۔

حالت غضب میں خاموشی اختیار کی جائے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - اَنَّهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

عَلِّمُوْا وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَاِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ ۔[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تعلیم دو اور آسانیاں پیدا کرو اور مشکلات پیدا نہ کرو اور جب تم میں سے کوئی غصہ میں آ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ خاموش ہو جائے۔

یہ الفاظ اس طرح بھی ہیں:

عَلِّمُوْا وَيَسِّرُوْا وَلَاتُعَسِّرُوْا فَاِذَاغَضِبْتَ فَاسْكُتْ وَاِذَا غَضِبْتَ فَاسْكُتْ وَاِذَا غَضِبْتَ فَاسْكُتْ ۔[2]

تعلیم دو اور آسانیاں پیدا کرو اور مشکلات پیدا نہ کرو پس جب تم غصہ میں آ جاؤ تو خاموش ہو جاؤ اور جب تم غصہ میں آ جاؤ تو خاموشی اختیار کرو اور جب تم غصہ میں آ جاؤ تو سکوت اختیار کرو۔

---

(۱) مسند احمد رقم الحدیث ( ) جلد ۱ صفحہ ۲۳۹

مسند احمد رقم الحدیث (۲۱۳۶) (۲۵۵۶)

(۲) مسند احمد رقم الحدیث (۲۵۵۶)

قیامت کے دن سب کے سامنے انعام

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :
((مَنْ كَظَمَ غَيْظًا ، وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى اَنْ يُنْفِذَهُ، دَعَاهُ اللّٰه سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ مَاشَاءَ)). رواه ابو داود، وَالتِّرْمِذِيُّ وقال : حَدِيثٌ حَسَنٌ ۔

سنن ابی داوٗد	رقم الحدیث (۴۷۷۷) جلد۲		صفحہ۶۶۲
صحیح سنن ابی داوٗد	رقم الحدیث (۴۷۷۷) جلد۳		صفحہ۱۷۴
قال الالبانی:	حدیث حسن		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۲۱)	جلد۳	صفحہ۵۴۷
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۹۳)	جلد۴	صفحہ۲۶۹
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۲۱)	جلد۲	صفحہ۳۹۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۱۸۶)	جلد۴	صفحہ۵۰۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۳۹۴) جلد۳		صفحہ۳۶۷
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحدیث:

حضرت معاذ بن انس - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو آدمی غصہ کو پی جائے جب کہ وہ غصہ کو نافذ کرنے پر قدرت رکھتا ہو تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے تمام مخلوقات کے سامنے قیامت کے دن بلائے گا حتی کہ اسے اختیار ہو گا کہ حورعین میں جسے چاہے اپنے لئے پسند کر لے۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

-۞-

انعام چھوٹا ہو یا بڑا انعام انعام ہوتا ہے کسی کی حسن کارکردگی کی بنا پر دیا جاتا ہے۔ کبھی ایسے ہوتا ہے ایک والد، ایک سربراہ خاندان اپنے لختِ جگر سے خوش ہوتا ہے اس کی تابعداری پر مسرور ہوتا ہے اسے تمام اہل خانہ کے سامنے انعام سے نوازا جاتا ہے۔

کبھی استاد اپنی کسی شاگرد سے خوش ہوتا ہے اس کا حصول علم میں انہماک، اس کا استاد

تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۲۹۸)	جلد ۸	صفحہ ۳۹۴
سنن الکبری للبیہقی	رقم الحدیث (۱۶۶۴۵) جلد ۸	صفحہ ۲۷۹	
المسند لاحمد	رقم الحدیث (۱۵۵۷۴)	جلد ۱۲	صفحہ ۲۵۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۶۲۰۶)	جلد ۸	صفحہ ۳۲۴

کے ارشادات کو ضبط کرنا، اس کا کتاب کی گہرائی تک پہنچنا ایک استاد کو متاثر کرتا ہے۔ پھر امتحان میں اس کی کامیابی پر اسے تمام طلباء کے سامنے انعام سے نوازا جاتا ہے۔ یہ طالب علم کیلئے ایک اعزاز ہوتا ہے۔

اسی طرح ایک حاکمِ وقت، ایک بادشاہ، کسی افسر سے خوش ہوتا ہے اس کا اپنے محکمہ میں حسن انتظام قابل قدر ہوتا ہے اس کی معاملہ فہمی، اس کا اپنے کام سے لگاؤ، پھر اپنے محکمہ میں اچھے نتائج یہ سب کچھ اسے حاکم وقت، بادشاہ کی نظر میں قابل قدر بناتے ہیں پھر بادشاہ وقت اسے وزراء کے سامنے بلا کر انعام سے نوازا کرتا ہے۔

اب قیامت کا منظر نگاہوں کے سامنے لایئے اولین و آخرین اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر بارگاہِ ذوالجلال والاکرام میں پیش ہوں گے۔ اللہ وحدہ لاشریک جلال میں ہوں گے۔ اس دُنیا میں بڑائی حاصل کرنے والے تھر تھر کانپ رہے ہوں گے۔ اپنے اپنے پسینوں میں شرابور ہوں گے۔ آواز آئے گی:

لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ ۔

اے دنیا میں حکمرانیاں کرنے والو! بتاؤ آج کسی کی بادشاہت ہے۔

کوئی جواب نہ دے سکے گا پھر اللہ وحدہ لاشریک خود ہی فرمائے گا۔

لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ ۔

آج بادشاہت اللہ کے لئے ہے جو واحد وقھار ہے۔

پھر کئی مراحل گزریں گے جلال الٰہی جمال کا روپ دھارے گا اہل محشر اپنی آنکھوں کے سامنے اہل ایمان کو جنت کی سندیں حاصل کرتے دیکھیں گے۔ اسی دوران اللہ وحدہ لا

شریک ایک آدمی کو بلائے گا جسے سب اہل محشر کے سامنے انعام سے نوازا جائے گا یہ کون خوش قسمت ہے جسے سب کے سامنے احکم الحاکمین انعام واکرام سے سرفراز فرمائے گا یہ وہ بختوں اور نصیبوں والا ہے جسے دنیا میں کسی کی حماقت پر غصہ آیا اور وہ غصہ کو اس پر نافذ کرنے کی قدرت بھی رکھتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے وہ غصہ کو پی جاتا ہے۔

غصہ کی حالت میں شیطان انسان کو اپنے قابو میں کر لیتا ہے لیکن وہ صاحب عزم و ہمت جو اس حالت میں بھی شیطان کو نزدیک نہ آنے دے بلکہ خدائے رحمٰن ورحیم کی کرم نوازی سے اپنے غصہ کو پی جائے وہ اس قابل ہے کہ اسے میدان حشر میں سب کے سامنے انعام سے نوازا جائے۔

پھر دنیا میں انعام دینے والے استاد ہوں یا حاکم وقت کوئی بھی ہو ہوسکتا ہے وہ انعام دیتے وقت اپنی کسی لالچ کو مدنظر رکھ رہا ہو، ہوسکتا ہے وہ انعام کے پردے میں اسے کچھ اور کرنا چاہتا ہو۔ پھر یہ دنیا کے انعام عارضی ہیں، ناپائیدار اور ختم ہونیوالے۔ لیکن جو انعام واکرام اللہ وحدہ لاشریک قیامت کو عطا فرمائے گا وہ انعام ابدی ہوگا۔ وہ انعام خالق و مالک کے راضی ہونے کی علامت ہوگا اور میدان حشر میں انعام کا دیا جانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی سے ہمیشہ ہمیشہ راضی رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی دولت ہے۔

مسند ابی یعلی الموصلی میں یہ حدیث پاک مروی اس میں علی رؤس الخلائق کی جگہ علی رؤس الاشھاد کے لفظ ہیں ملاحظہ ہو:

حدثنا ابو عبد اللّٰہ احمد بن ابراھیم، حدثنا ابو عبد الرحمٰن، حدثنا سعید، حدثنی ابو مرحوم عن سھل بن معاذ بن انس

عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَنْ كَظَمَ غَيْظاً وَهُوَ قَادِر" عَلٰى اَنْ يُنْفِذَهُ ، دَعَاهُ اللّٰهُ عَلٰى رُؤُوْسِ الْاَشْهَادِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُخَيِّرُهُ فِيْ اَيِّ الْحُوْرِ شَاءَ۔

ترجمة الحديث:

حضرت معاذ بن انس -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشافرمایا:

جو آدمی غصے کو پی جائے حالانکہ وہ غصہ کو نافذ کرنے پر قدرت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن تمام حاضرین کے سامنے بلائے گا پھر اللہ تعالیٰ اسے اختیار دیگا کہ جس بھی حور کو چاہے اپنے لئے پسند کرلے۔

مسند ابی یعلی الموصلی رقم الحدیث (۱۴۶۷) جلد ۳ صفحہ ۲۶

قال حسین سلیم اسد الدارانی: اسنادہ حسن

حضور ﷺ کی وصیت مبارک غصہ نہ کرو

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : اَوْصِنِی ، قَالَ : ((لا تَغْضَبْ))فَرَدَّدَ مِرارًا ، قَالَ : ((لا تَغْضَبْ)). رواه البخاری ۔

ترجمة الحدیث :

حضرت ابو ہریرة - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ:

صحیح البخاری	رقم الحدیث (٦١١٦)	جلد٤	صفحہ١٩٢٨
سنن الترمذی	رقم الحدیث (٢٠٢٠)	جلد٣	صفحہ٥٤٦
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (٢٠٢٠)	جلد٢	صفحہ٣٨٦
قال الالبانی:	صحیح		
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (١٢٨٤٦) جلد٩		صفحہ٤٣٧
السنن الکبری للبیھقی	رقم الحدیث (٢٠٢٧٩)	جلد١٠	صفحہ١٨٥
قال البیھقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
شرح السنة للبغوی	رقم الحدیث (٣٥٨٥)	جلد١٣	صفحہ١٥٩
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
المسند احمد	رقم الحدیث (٨٧٢٩)	جلد٨	صفحہ٤٥٦
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ایک آدمی نے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی

(یارسول اللہ!) مجھے وصیت فرمایئے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔

اس نے کئی مرتبہ اپنی درخواست دہرائی تو حضور نے ہر مرتبہ فرمایا:

غصہ نہ کیا کرو۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

ایک آدمی حضور معلم انسانیت صلّی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں آتا ہے اور عرض کرتا ہے یارسول اللہ مجھے کوئی وصیت فرمایئے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم اسے فرماتے ہیں غصہ نہ کیا کرو۔ یہ ارشاد گرامی بتاتا ہے کہ غصہ اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اچھی چیز نہیں ہے۔ وہ آدمی بار بار کہتا ہے کہ مجھے کوئی وصیت کیجئے تو ہر بار حضور صلّی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں غصہ نہ کیا کرو۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا بار بار اسے فرمانا کہ غصہ نہ کیا کرو غصہ کے قبیح ہونے پر دال ہے۔ چونکہ غصہ شیطان سے ہے اور شیطان کا ہر عمل اولاد آدم کے لئے نقصان دہ ہے اور اس کے دین وایمان کے لئے خطرناک ہے اس لئے غصہ نہ کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

جس عمل سے انسان شیطان کے ہاتھوں کھلونا بن جائے یقیناً وہ عمل خیر سے دور ہے بلکہ بہت دور ہے اور اس عمل کا قبیح ہونا بھی ہر ایک پر عیاں ہے۔

ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيّ – صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قَالَ : قَالَ رَجُلٌ" يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَوْصِنِيْ قَالَ : لَاتَغْضَبْ قَالَ الرَّجُلُ فَفَكَّرْتُ حِيْنَ قَالَ

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ فَاِذَا الْغَضَبُ یَجْمَعُ الشَّرَّ کُلَّہ۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی۔ رضی اللہ عنہ۔ نے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے وصیت فرمایئے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔

اس آدمی نے کہا جس وقت حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد جو ارشاد فرمایا میں نے غور وفکر کیا (اور اس نتیجہ پر پہنچا) کہ غضب تمام شرّ کا جامع ہے۔

-۞-

اس آدمی کو جب حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے غصہ نہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے اس پر غور و فکر شروع کر دیا اور اس فرمان ذیشان پر تفکر و تدبر کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذہن کے دریچے کھول دیے تو اس پر یہ حقیقت عیاں ہوئی کہ غصہ تمام شر کا جامع ہے کہ غصہ سے شر ہی شر پھوٹتا ہے۔ کیونکہ شر کا مرکز ومحور ابلیس ہے اور غصہ ابلیس کی جانب سے ہے اور جو آدمی رحمان جل جلالہٗ کی جانب سے خیرات لینے کی بجائے شیطان کے دامن میں آ جائے وہ ہر بھلائی سے دور اور ہر شر کے نزدیک ہے۔ بلکہ اگر وہ اس شیطان کے پسندیدہ عمل پر عمل پیرا رہا تو وہ خود مجسمہ شر بن جائے گا پھر اس کا وجود شر کا منبع قرار پائے گا۔

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ مَکْرِ الشَّیْطَانِ وَ کَیْدِہٖ بِحُرْمَۃِ مَنْ بَعَثْتَہٗ رَحْمَۃً لِلْعَالَمِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

مسند احمد
جلد ۵ صفحہ ۳۷۳

گناہوں سے پاک

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : ((مَا یَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِی نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰه تَعَالٰی وَمَا عَلَیْهِ خَطِیْئَةٌ))۔ رواه التِّرْمِذیُّ وقالَ : حدیثٌ حَسَنٌ صَحِیحٌ ۔

صحیح سنن ترمذی	رقم الحدیث(۲۳۹۹)	جلد۲	صفحہ۵۶۵
الجامع الکبیر	رقم الحدیث(۲۳۹۹)	جلد۴	صفحہ۲۰۴
قال الترمذی:	ھذا الحدیث حسن صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث(۲۲۸۰)	جلد۵	صفحہ۳۴۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۱۵۱۱۴)	جلد۱۱	صفحہ۲۰
المسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث(۷۸۴۶) جلد۷	صفحہ۵۰۹	
المسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث(۹۷۷۳) جلد۹	صفحہ۳۱۸	
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۲۹۱۳)	جلد۷	صفحہ۱۷۶
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح		
المستدرک	رقم الحدیث(۱۲۸۱)	جلد۲	صفحہ۴۹۷
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح باالفاظ مختلف		
المستدرک	رقم الحدیث(۷۸۷۹) جلد۸	صفحہ۲۸۰۸	
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح باالفاظ مختلف		

ترجمۃ الحدیث :

حضرت ابوہریرہ-رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ:

حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن مرد اور مومن عورت پر اس کی جان، اس کی اولاد اس کے مال میں آزمائش آتی رہتی ہیں۔ (جن سے اس کے گناہ مٹتے رہتے ہیں) حتی کہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

روایت کیا ہے اسے ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

-۞-

اس رزم گاہ حیات میں انسان گناہوں کی آلودگی سے داغدار ہوتا رہتا ہے۔ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے وہ انسان کے دین وایمان کو نقصان پہنچانے کا کوئی بھی موقع جانے نہیں دیتا پھر اس شیطان کی چالیں بڑی گہری اور باریک ہوتی ہیں وہ ہر روپ میں آکر اسے معصیت کی طرف راغب کرتا رہتا ہے۔

حلاوت ایمان سے مالا مال افراد ابلیسی چالوں میں نہیں آتے ان کا دامن محض فضل الٰہی سے گناہوں کی سیاہی سے پاک رہتا ہے ان کے زھد وورع کا نور ہمیشہ غالب رہتا ہے ان کا اخلاص وللّٰہیت، ان کا رب تعالیٰ سے لگاؤ ان کے دین وایمان کا محافظ رہتا ہے اور ایسے افراد تک شیطان کی رسائی بڑی مشکل ہوتی ہے۔

شرح السنۃ رقم الحدیث (۱۴۳۶) جلد ۵ صفحہ ۲۴۶

قال البغوی: ھذا حدیث حسن صحیح

یہ دنیا دار المصائب ہے۔ یہاں مصائب و آلام آتے رہتے ہیں ایک مومن اور غیر مومن میں یہی فرق ہے کہ مؤمن ان جملہ مصائب و آفات کو اللہ کی رضا کی آنکھ سے دیکھتا ہے وہ ان تکالیف پر آپے سے باہر نہیں ہوتا اور نہ جزع و فزع کو عادت بناتا ہے بلکہ وہ صبر کا دامن تھامے رکھتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ صبر کرنے سے خالق و مالک راضی ہوتا ہے اور صبر کرنے سے اجر و ثواب بھی ملتا ہے۔

یہ مصائب چند طرح کے ہیں:

۱۔ مصائب انسان ذات پر آتے رہتے ہیں کبھی بیماری حملہ کرتی ہے کہ اس کے تمام معاملات متاثر ہو جاتے ہیں جسم کے کسی حصّہ میں مرض پورے جسم کی تکلیف کا باعث بنتا ہے۔ جس سے اس کے روزمرہ کے معمولات میں فرق آ جاتا ہے اگر اس مرض پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔

یعنی تہجد گزار آدمی مرض میں مبتلا ہوا اس کا بخار شدت اختیار کر گیا جس سے اس کے لئے اٹھنا بھی محال ہو گیا اس کی پوری کوشش اور خواہش ہے کہ وہ رب کے آگے وقت سحر سجدہ ریز ہو جائے لیکن بیماری کے باعث وہ ایسا نہ کر سکا تو اللہ الکریم اسے اپنے خزانہ خاص سے تہجد کا ثواب عطا فرمائے گا یہ اس کا کرم ہے اور اس کے کرم پر کوئی قدغن نہیں ہے۔

۲۔ کبھی انسان کو فقر و تنگدستی گھیر لیتے ہیں۔ پہلے مال و دولت کی فروانی ہے جس سے معاملات دنیا باحسن وخوبی طے ہو رہے ہیں اچانک تنگدستی حملہ آور ہو جاتی ہے کہاں وہ وقت کہ ہر طرف مال و دولت فراوانی اور کہاں کھانے کے لئے دو نوالے بھی میسر نہیں ایک مومن اس عالم میں بھی شکوہ و شکایت زبان پر نہیں لاتا بلکہ صبر کا پیکر بن جاتا ہے وہ اپنے نفس کو روکتا ہے کہ کسی پر

زیادتی نہ ہو وہ کسی کا ناحق مال نہیں چھینتا وہ صبر کرتا ہے ناجائز ذرائع سے روزی لینے کا تصور بھی نہیں کرتا۔

۳۔ کبھی کبھی انسان اپنے اہل وعیال میں خوش وخرم ہوتا ہے اپنے بیوی بچوں میں آرام کے دن گزار رہا ہوتا ہے اچانک اسے سفر پیش آجاتا ہے حالات کے ہاتھوں مجبور وہ سفر پر روانہ ہو جاتا ہے سفر وسیلہ ظفر تو ہے لیکن ایک نوع کا عذاب بھی ہے غریب الوطنی لوگوں سے ناآشنائی جیب میں رقم کی کمی پھر وہاں کئی قسم کی پریشانیاں ان سب حالات میں ایک بندہ مومن اپنی نفس کو بے قابو نہیں ہونے دیتا وہ نفس کے منہ زور گھوڑے کو لگام میں ڈالتا ہے۔ وہاں ایسے مواقع آجائیں جہاں کوئی دیکھنے والا اور کوئی پوچھنے والا نہ ہو پھر وہ ناجائز طریقے سے دولت اکٹھی نہیں کرتا۔

بسا اوقات دوران سفر ایسے مواقع آجاتے ہیں جن میں انسان بڑی آسانی سے برائی کا ارتکاب کر سکتا ہے لیکن ایک مومن خواہ وہ، سفر میں ہو یا حضر میں، دوستوں میں ہو یا دشمنوں میں اسے کوئی دیکھ رہا ہو یا نہ دیکھ رہا ہو وہ کسی بھی عالم میں اور کسی بھی لمحے اپنی نعمت ایمان کو ضائع نہیں کرتا اور ایسی کوئی گھٹیا حرکت نہیں کرتا جو انسانیت کے چہرہ پر بدنما داغ ہو۔

۴۔ اولاد کی نعمت اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہے نیک اولاد سونے پر سہاگہ ہے اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ جب اولاد عطا فرماتا ہے تو وہ شکر بجالاتے ہیں کیونکہ شکر بجالانے سے خالق و مالک راضی ہو جاتا ہے۔ اللہ بے نیاز ہے ساری کائنات اس کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں وہ کبھی کبھی اولاد کے ذریعے آزماتا ہے کہ میرا بندہ صبر کے وصف سے متصف ہے یا نہیں۔ اگر اس کی اولاد کو کوئی تکلیف آئے تو کیا یہ دامن صبر چھوڑ تو نہیں دیتا۔

ہستے بستے گھر میں اچانک کوئی بچہ بیمار ہو جاتا ہے جس سے اسکے والدین کی کیفیت بدل جاتی ہے جب تک اسے آرام نہ آئے ماں کا قرار وسکون لٹ جاتا ہے باپ اپنی جگہ مضطرب رہتا ہے بچے کی بیماری کا عرصہ مختصر بھی ہوسکتا ہے اور طویل بھی ان صورتوں میں اللہ کا بندہ پیکر صبر و رضا بن کر رہتا ہے۔ شریعت مطہرہ کے مطابق اس کا علاج و معالجہ کرتا ہے اس کے آرام وسکون کا خیال رکھتا ہے کبھی کبھی بیماری شدت اختیار کر جائے تو انسان کے اندرونی کرب میں اضافہ ہو جاتا ہے لیکن اس سارے عالم میں وہ آپے سے باہر نہیں ہوتا وہ زبان پر شکوہ وشکایت نہیں لاتا۔ وہ واویلا نہیں کرتا بلکہ صبر وسکون سے رہتا ہے اسے علم ہے میرے بے صبر ہونے سے اس کی بیماری رفع نہیں ہوگی۔ لیکن میرے بے صبر ہونے سے میرا خالق و مالک ناراض ہوگا ایک مومن اور تو سب کچھ برداشت کرسکتا ہے اپنے رب کی ناراضگی برداشت نہیں کرسکتا۔

۵۔ اولاد کی بیماری بڑھتے بڑھتے اس کی موت تک پہنچ جاتی ہے۔ ایک آدمی کے سامنے اس کی اولاد موت سے ہمکنار ہو جائے یہ صدمہ خود جان لیوا ثابت ہوسکتا ہے لیکن ایک مرد مومن صبر و رضا کا پیکر بن کر اس صدمے کو بھی برداشت کر جاتا ہے اور اس مصیبت کے آنے سے وہ آپے سے باہر نہیں ہوتا کیونکہ اسے معلوم ہے تمام امور خالق و مالک کے دستِ قدرت میں ہیں وہ جس طرح چاہے اور جو چاہے کرتا ہے میں اس کا بندہ ہوں عاجز بندہ ہوں اس کا حکم اسکا فیصلہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - عن النبی - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ : لايَزالُ الْبَلاءُ بِالْمؤمِنِ اَوِالْمُؤْمِنَةِ فِیْ جَسَدِهٖ وَفِیْ مَا لِهٖ وَفِیْ وَلَدِهٖ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَ ما عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ" .

شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۹۸۳۷)	جلد۷	صفحہ۱۵۹
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۲۲۸۰)	جلد۵	صفحہ۳۴۹
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۰۷)	جلد۴	صفحہ۱۷۹
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۹۹)	جلد۲	صفحہ۵۶۵
قال الالبانی:	حسن صحیح		
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۳۶)	جلد۵	صفحہ۲۴۶
قال البغوی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۳۱)	جلد۷	صفحہ۱۷۶
قال شعیب الارنوؤط:	اسنادہ حسن		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۲۴)	جلد۷	صفحہ۱۸۷
السنن الکبری للبیہقی	رقم الحدیث (۶۵۴۳)	جلد۳	صفحہ۵۲۴
الموطا امام مالک		جلد۱	صفحہ۲۰۴
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۷۸۷۹)	جلد۸	صفحہ۲۸۰۸
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ		
موارد الظمآن	رقم الحدیث (۶۹۷)		صفحہ۱۸۰

ترجمة الحديث :

حضرت بوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن مرد یا مومن عورت کو اس کے جسم میں اس کے مال میں اس کی اولاد میں ازمائش رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

وَعَنْ أُمِّ الْعَلاءِ .وَهِيَ عَمَّةُ حَكِيمِ بْنِ حِزامٍ ، وَكَانَتْ مِنَ الْمبا يِعاتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا .قَالَتْ : عَادِنِي رَسُوْ لُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأنا مَرِيضَة'' فَقَالَ : يا أُمَّ الْعَلاءِ أَبْشِرِى ، فَإِنَّ مَرَضَ الْمسْلِمِ يُذْهِبُ اللّٰهُ بِهِ خَطايا هُ كَما تُذْهِبُ النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيدِ والْفِضَّةِ .

ترجمة الحديث :

حضرت اُمُّ العلا رضی اللہ عنہا جو حکیم بن حزام کی پھوپھی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

صحیح الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۴۲۷)	جلد۳	صفحہ۳۳۸
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح الترغیب الترھیب	رقم الحدیث (۳۴۳۸)	جلد۳	صفحہ۳۴۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داوٗد	رقم الحدیث (۳۰۹۲)	جلد۲	صفحہ۲۰۰
صحیح سنن ابی داوٗد	رقم الحدیث (۳۰۹۲)	جلد۲	صفحہ۲۷۲
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۷۱۴)	جلد۲	صفحہ۳۳۹
المعجم الکبیر للطبرانی (بالفاظ مختلفہ)	رقم الحدیث (۳۴۰)	جلد۲۵	صفحہ۱۴۱

سے مشرف بیعت حاصل کرنے والی ہیں نے فرمایا:

جب میں بیمار تھی تو حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت فرمائی تو ارشاد فرمایا اے اُمّ العلا! مبارک ہو! مسلم کی مرض و بیماری کے سبب اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے جیسا آگ لوہے اور چاندی کے خُبث (کھوٹ) کو ختم کر دیتی ہے۔

وَعَنْ ابِیْ هُرَیْرَةَ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – قَالَ : قَالَ رَسُوْلَ اللّٰه – صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ –:

إِنَّ الرَّجُلَ لَیَکُوْنُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ الْمَنزِلَةُ فَما یَبْلُغُها بِعَمَلٍ : فَما یَزالُ اللّٰهُ یَبْتَلِیه بِما یَکْرَهُ حَتّٰی یُبَلِّغَهُ إِیَّا ها.

المستدرک للحاکم		جلد۱	صفحہ۳۴۴
قال الحاکم:	هذا حدیث صحیح الاسناده ولم یخرجاه		
تلخیص بذیل المستدرک		جلد۱	صفحہ۳۴۴
قال الذهبی:	صحیح الاسناده		
صحیح الجامع للالبانی	رقم الحدیث (۱۶۲۵)	جلد۱	صفحہ۳۳۵
قال الالبانی:	حسن		
سلسلة الاحادیث الصحیحه	رقم الحدیث (۲۵۹۹)	جلد۶	صفحہ۱۸۹
الترغیب والترهیب	رقم الحدیث (۴۹۹۲)	جلد۴	صفحہ۱۷۷
قال المحقق:	حسن		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۶۰۹۵)	جلد۱۰	صفحہ۴۸۳
قال حسین سلیم اسد:	اسناده صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۰۸)	جلد۷	صفحہ۱۶۹
قال شعیب الارنووط:	اسناده حسن		

ترجمة الحديث:

بندۂ مومن کا درجہ اللہ کے ہاں اتنا بلند ہوتا ہے کہ وہ اس درجہ تک عمل سے نہیں پہنچ سکتا یہاںتک کہ اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو کسی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے تو وہ اس ذریعہ سے اسے اس درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔

المطالب العالية	رقم الحديث (۲۴۲۰)	جلد۲	صفحہ۳۳۹
سنن ابی داؤد	رقم الحديث (۳۰۹۰)	جلد۲	صفحہ۲۰۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحديث (۳۰۹۰)	جلد۲	صفحہ۲۷۱
قال الالبانی:	صحیح		
موارد الظمآن	رقم الحديث (۶۹۳)		صفحہ۱۷۹

عن عائشہ –رضی اللّٰہ عنہا– عن النبی – صلّی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم–
اِذَا اشْتَکَی الْمُؤمِنُ اَخْلَصَهُ ذَالِکَ مِنَ الذُّنُوْبِ کَمَا یُخْلِصُ الْکِیْرُ الْخُبْثَ مِنَ الْحَدِیْدِ .

ترجمة الحدیث :

حضرت عائشہ صدیقہ-رضی اللہ عنہا- سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم-صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۱۲۵۷)	جلد۳	صفحہ۲۵۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۳۶)	جلد۷	صفحہ۱۹۸
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۳۸۰۴)	جلد۳	صفحہ۳۱
الادب المفرد	رقم الحدیث (۴۹۷)		صفحہ۱۳۱
المعجم الاوسط للطبرانی	رقم الحدیث (۳۱۲۳)	جلد۳	صفحہ۱۴۲
المعجم الاوسط للطبرانی	رقم الحدیث (۵۳۵۱)	جلد۴	صفحہ۱۰۱
قال محمد حسن اسماعیل:	اسنادہ حسن		
موارد الظمان	رقم الحدیث (۶۹۵)		صفحہ۱۷۹

جب مومن کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ تکلیف اسے گناہوں سے یوں پاک کر دیتی ہے
جیسے کیر لوہے سے خُبث کو پاک کر دیتا ہے۔

امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا صبر

وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ : قَدِمَ عُیَیْنَۃُ بْنُ حِصْنٍ فَنَزَلَ عَلٰی ابْنِ اَخِیہِ الْحُرِّ بْنِ قَیْسٍ – وَکَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِینَ یُدْنِیھِمْ عُمَرُ رضی اللّٰہ عَنْہُ ، وَکَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَمُشَاوَرَتِہِ کُھُولًا کَانُوا اَوْشُبَّانًا– فَقَالَ عُیَیْنَۃُ لابْنِ اَخِیہِ : یَا ابْنَ اَخِی ! لَکَ وَجہ'' عِنْدَ ھٰذَا الْأَمِیرِ فَاسْتَأْذِنْ لِی عَلَیْہِ، فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لَہٗ عُمَرُ . فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ : ھِی یَا ابْنَ الْخَطَّابِ! فَوَاللّٰہِ ! مَا تُعْطِینَا الْجَزْلَ وَلاتَحْکُمُ فِینَا بِالْعَدْلِ، فَغَضِبَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ حَتّٰی ھَمَّ اَنْ یُوقِعَ بِہٖ ، فَقَالَ لَہُ الْحُرُّ : یَا اَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ !اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:(خُذِالْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ)(الأعراف: ۱۹۹)وَاِنَّ ھٰذَا مِنَ الْجَاھِلِینَ ، وَاللّٰہِ مَا جَاوَزَھَا عُمَرُ حِینَ تَلاَ ھَا، وَکَانَ وَقَّافًا عِنْدَ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی . رواہ البخاری۔

ترجمۃ الحدیث :

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۶۴۲)	جلد۳	صفحہ۱۴۲۰
فتح الباری	رقم الحدیث (۴۶۴۲)	جلد۸	صفحہ۳۰۴

عیینہ بن حصن آئے اور اپنے بھتیجے حُر بن قیس کے ہاں قیام کیا یہ حُر ان لوگوں میں سے تھے جنہیں حضرت عمر نے اپنے قرب سے نوازا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اصحاب مجلس اور اصحاب شاورت قُرّاء (اہل علم) ہوتے تھے چاہے وہ عمر رسیدہ ہوں یا جوان۔

عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا اے میرے بھائی کے فرزند! اس خلیفہ کے ہاں تمہیں خاص مرتبہ حاصل ہے اس لئے میرے لئے ان سے ملاقات کی اجازت لے دو۔ حُر نے اجازت مانگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مرحمت فرمادی۔

جب عیینہ اندر آئے تو حضرت عمر سے کہنے لگے:

اے ابن الخطاب! آپ ہمیں نہ زیادہ عطیات دیتے ہیں اور نہ ہمارے درمیان عدل سے فیصلہ فرماتے ہیں (یہ سن کر) حضرت عمر کو غصہ آگیا حتی کہ انہوں نے اسے سزا دینے کا ارادہ فرمالیا۔

حُر نے عرض کی:

اے امیر المومنین! بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا:

خُذِالْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِض عَنِ الجَاهِلِيْنَ ۔

عفو و درگزر کو اختیار کیجئے نیکی کا حکم دیجئے اور جاہلین سے اعراض کیجئے اور یہ (میرا چچا جس نے گستاخی کی ہے) جاہلین سے ہے۔

اللہ کی قسم! جب حُر نے اس آیت کی تلاوت کی حضرت عمر نے ذرا بھی آگے نہ بڑھے یعنی اس کو کچھ نہ کہا۔ حضرت عمر کتاب اللہ پر بہت زیادہ عمل کرنے والے تھے۔

اسے بخاری نے روایت کیا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتب کے پہلے شاگردوں میں سے تھے۔ آپ السابقون الاولوں کے

زمرہ میں شامل تھے۔ آپ نے اپنے سینے اقدس کو فیضانِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز کیا تو خوب لبریز کیا اور آپ سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ آپ خود صاحب علم ہے اور اصحاب علم کی قدر کرتے تھے انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی خوب یاد تھا کہ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ۔ علماء انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے وارث ہیں۔

اس لئے آپ علماء کی دل و جان سے قدر کرنے والے تھے۔ بلکہ علماء آپ کے اصحاب مجلس اور اصحاب مشاورت تھے۔ علماء کی مجلس میں علم کی باتیں ہوں گی اور علماء سے مشورہ کرنے سے وہ علم کی روشنی میں یعنی قرآن وسنت کی روشنی میں مشورہ دیں گے۔ کیونکہ جس کا سینہ علم کے انوار سے منور ہے اس سینہ اقدس سے دین کے نوری چشمے ہی ابلا کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ عمر رسیدہ اور جوان میں کوئی فرق نہیں کیا کرتے تھے آپ کے اصحاب مجلس علماء تھے وہ علماء بزرگ بھی ہوتے اور جوان بھی بزرگی عمر رسیدہ ہونے میں نہیں بلکہ بزرگی علم وعمل میں ہے البتہ جو علم وعمل کے ساتھ عمر میں بھی بڑا ہو وہ نور علی نور ہے۔

زیر نظر روایت میں:

عیینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے نامناسب بات کہہ دیتے ہیں جو بہر حال انہیں زیب نہ دیتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی بات سن کر جلال میں آ گئے لیکن اسی لمحہ حُر نے

قرآن کی آیت کی تلاوت کردی

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ۔

عفوودرگزرکواختیار کیجئے نیکی کا حکم دیجئے اور جاہلین سے اعراض کیجئے۔

امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ عامل بالکتاب تھے قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل پیرا تھے اس لئے اس آیت کریمہ کوسن کران کا جلال فوراً جمال میں بدل گیا اور اس نامناسب بات کہنے والے سے کچھ بھی نہ فرمایا۔

معاف وہی کرتا ہے جسے اپنے نفس پر قابو ہوتا ہے اور وہ اسے آپے سے باہر نہیں ہونے دیتا۔ کسی کی زیادتی کو معاف کرنے والا وہ صابر ہے جس کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے عزتیں لکھی ہیں۔حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ملاحظہ ہو:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَانَقَصَتْ صَدَقَةٌ" مِنْ مَالٍ وَمَازَا دَاللّٰهُ عَبْداً بِعَفْوٍاِلَّاعِزّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ" لِلّٰهِ اِلَّارَفَعَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدقہ مال کو کم نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ بندے کے معاف کرنے کی وجہ سے اس کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے۔ اور جس نے بھی اللہ کے لئے تواضع وانکساری کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے رفعت وبلندی سے سرفراز فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عیینہ کے اس رویئے اور غیر معقول بات پر اسے معاف کر

صحیح مسلم رقم الحدیث (۲۵۶۸)

دیا تو اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کی عزت وتکرم میں اضافہ کردیا۔اس اللہ تعالیٰ نے کتنا اضافہ فرمایا یہ ماوشما کو کیا خبر یہ اس کریم کا کرم ہے اور اللہ الکریم کے کرم کو کسی پیمانہ میں تولانہیں جا سکتا۔

صحابہ کرام کو حضور ﷺ کی وصیت

میرے بعد صبر کرنا

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((اِنَّهَا سَتَكُونُ بَعْدِى اَثَرَةٌ" وَاُمُور" تُنْكِرُونَهَا ! قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰه ! فَمَا تَأْمُرُنَا ؟ قَالَ : تُؤَدُّونَ الْحَقَّ الَّذِى عَلَيْكُمْ ، وَتَسْأَلُونَ اللّٰهَ الَّذِىْ لَكُمْ)). متفق عليه.

و((الْأَثَرَةُ)): الانْفِرَادُ بالشَّیْءِ عَمَّنْ لَهُ فِيهِ حَقّ" ـ

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۰۵۲)	جلد ۴	صفحہ ۲۲۱۰
فتح الباری	رقم الحدیث (۷۰۵۲)	جلد ۱۳	صفحہ ۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۸۴۳)	جلد ۳	صفحہ ۲۵۷
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۱۹۰)	جلد ۲	صفحہ ۴۷۱
قال الالبانی:	ھذا حدیث صحیح (بالفاظ مختلفۃ)		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۱۹۰)	جلد ۴	صفحہ ۵۷
قال ترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح (بالفاظ مختلفۃ)		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۵۸۷)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۴۷
قال شعیب الارنؤوط:	ھذا حدیث صحیح		
المسند لاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۳۶۴۱)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۵
قال احمد محمد شاکر:	ھذا الحدیث اسنادہ صحیح (بالفاظ مختلفۃ)		

ترجمة الحديث :

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بعد ترجیح ہوگی اور ایسے امور ہوں گے جو تمہیں بھلے معلوم نہ ہوں گے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! پھر آپ ہمیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا جو حق تمہارے ذمہ ہے اسے تم ادا کرو اور جو تمہارے حق دوسروں کے ذمہ ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

اَلْاَثَرَۃُ اس چیز کا اکیلے حقدار بن جانا جس میں دوسرے کا بھی حق ہو۔

-۞-

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے مستقبل کی خبر دی اور اپنی امت کو آگاہ کیا کہ تم پر اجتماعی طور پر بھی مصائب آنیوالے ہیں ان مصائب و آفات میں بھی تم نے صبر کا دامن نہیں چھوڑنا۔

المسند لاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۳۶۶۳)	جلد۳	صفحہ۵۳۵
قال احمد محمد شاکر:	ھذا حدیث اسنادہ صحیح (بالفاظ مختلفۃ)		
المسند لاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۴۰۶۶)	جلد۴	صفحہ۱۳۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
المسند لاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۴۱۲۷)	جلد۴	صفحہ۱۵۱
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۰۴۵)	جلد۴	صفحہ۵۰

سلطنت وحکومت میں جب ایسے حکمران قابض ہو جائیں جو عدل وانصاف سے عاری ہوں تو اس کا اثر پوری قوم، پورے معاشرے پر پڑتا ہے۔

ایک ہمہ گیر بے چینی اور اضطراب جنم لیتا ہے۔اس عالم میں بھی اہل اسلام کے لئے درس ہے کہ وہ فتنہ وفساد کا سبب نہ بنیں بلکہ ایسی زیادتیوں کو صبر وتحمل سے برداشت کریں اللہ الکریم ایسی راہ بنادے گا کہ یہ مصائب وآلام ختم ہو جائیں گی اور اس ناانصافی کا دور ختم ہو جائے گا۔

تاریخ نے وہ بھی دور دیکھا جب حکمران اپنے اعزہ اقارب کو نواز رہے تھے اور بیت المال کو اپنے ذاتی مصرف میں لا رہے تھے۔ جب اعزہ اقارب کو نوازا جائے ان کی خواہشات کو پورا کیا جائے اور انہیں اعلیٰ سے اعلیٰ نوازشات سے نوازا جائے تو ایسا عوام کے حقوق غصب کر کے ہوگا اور عوام کے حقوق غصب کرنیوالا بہت بڑا مجرم ہے۔

اور یہ بات بھی عیاں ہے کہ جب عوام کے حقوق غصب ہو رہے ہوں ان کے لئے انصاف کا دروازہ بند کر دیا جائے تو یہ چیز ان کے برداشت سے باہر ہو جاتی ہے۔حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے اس عالم میں بھی اللہ کے در کو مضبوطی سے پکڑنے کا درس دیا ہے کہ ظاہری طور پر حکومت کی مخالفت کی بجائے دعا کا ہتھیار استعمال کرو۔مومن دعا کے ذریعے وہ کام کر جاتا ہے جو بڑے بڑے زور آور نہیں کر سکتے۔

ہاں وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے بے شمار کمالات سے نوازا ہو اس کے اندر بے پناہ خوبیاں ہوں وہ امور سلطنت باحسن طریقہ سے چلا سکتا ہو عوام الناس بھی اسے دل وجان سے اپنا مقتداء ورہنما ماننے کے لئے تیار ہوں اسے یہ یقینِ کامل ہو کہ اگر میں اس ظالم حکومت کے

خلاف اٹھا، اگر میں نے اس فاسق و فاجر حکمران کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو پانسہ پلٹ دوں گا اور یہ نالائق، اسلام کے ماتھے پر بدنما داغ حکمران خس و خاشاک کی طرح بہہ جائیں گے تو ایسی شخصیت کے لئے لازم ہے کہ وہ وقتی مصلحتوں کو پس پشت ڈال کر میدان میں کود جائے اپنی جملہ توانائیاں امت کی ہچکولے کھاتی ہوئی ناؤ کو بچانے کے لئے صرف کر دے اور نتائج اللہ تعالیٰ کی ذات پر چھوڑ دے پھر اگرچہ وہ ظاہری طور پر کامیاب نہ بھی ہو سکا اس کے اثرات خیر عرصہ دراز تک محسوس ہوں گے اور اس کی جلائی ہوئی شمع بالآخر اہل اسلام کو اسلام کی حقیقی بہاروں سے آشنا کر دے گی اور وہ امن و سکون کی زندگی بسر کر سکیں گے اور انصاف کے پرچم تلے چین کی نیند سو سکیں گے۔

زندگی کے آخری سانس تک صبر کرو

وَعَنْ اَبِی یَحْیٰی اُسَیْدِ بْنِ حُضَیْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰه ! أَلا تَسْتَعْمِلُنِی کَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلانًا فَقَالَ : ((اِنَّکُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِی أَثَرَةً،فاصْبِرُوا حَتّٰی تَلْقَوْنِی عَلَی الْحَوْضِ)).متفق علیه .

وَ((أُسَیْدُ)) بِضَمِّ الْهَمْزَةِ . ((وَحُضَیْرُ)): بِحَاءٍ مُهْمَلَةٍ مَضْمُومَةٍ وَضَادٍ مُعْجَمَةٍ مَفْتُوحَةٍ ، وَاللّٰه أَعْلَمُ۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث(۳۷۹۳) جلد۳	صفحہ۱۱۶۱	
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۱۸۴۵)	جلد۳	صفحہ۲۵۸
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۷۲۷۶)	جلد۱۶	صفحہ۲۶۵
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۷۲۷۵)	جلد۱۶	صفحہ۲۶۴
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث(۱۶۴۹۱)	جلد۹	صفحہ۵۷۰
قال محمد عبدالقادر:	ھذا حدیث فی الصحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث(۶۷۲۶)	جلد۹	صفحہ۱۳۵
المسند احمد	رقم الحدیث(۱۸۹۹۳) جلد۱۴	صفحہ۳۸۱	
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابو یحیٰی اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

انصار کے ایک آدمی نے عرض کی:

یارسول اللہ! کیا آپ مجھے عامل مقرر نہیں کریں گے جس طرح آپ نے فلاں کو عامل مقرر فرمایا ہے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میرے بعد ترجیح کا عمل پاو گے تو (اس وقت) صبر کرنا یہانتک کہ تم مجھے حوض پر ملو۔ بخاری ومسلم

اُسَید ہمزہ کے ضمہ سے اور حُضَیر حا رمعجمہ مضمومہ اور ضاد معجمہ مفتوحہ سے۔ واللہ اعلم

سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۳۹۸)	جلد ۸	صفحہ ۶۱۵
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۳۹۸)	جلد ۳	صفحہ ۴۳۲
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۸)	جلد ۱	صفحہ ۷۱
الجامع الکبیر	رقم الحدیث (۲۱۸۹)	جلد ۴	صفحہ ۵۷
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۱۸۹)	جلد ۲	صفحہ ۴۷۱
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان (بالفاظ مفصلاً)	رقم الحدیث (۷۲۷۹)	جلد ۱۶	صفحہ ۲۶۸
فتح الباری	رقم الحدیث (۳۸۹۳)	جلد ۷	صفحہ ۱۱۷

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ پاک مستقبل کے پردوں کو چیر کر بھی دیکھ لیا کرتی ہے۔

یہاں بھی حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی مستقبل میں ہونے والے واقعات کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات حرف بحرف پورے ہوئے۔

عہدہ و منصب کے طلبگار کو عہدہ نہیں دینا چاہیے بلکہ اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے اسلام کے یہ مناسب جلیلہ ہیں اور انہیں اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے استعمال کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ ہاں حالات مخدوش ہوں اور اس منصب کا کوئی اہل نظر نہ آتا ہو اور انسان اپنے اندر یہ صلاحیت محسوس کرتا ہو کہ وہ ان امور کو بطریق احسن سرانجام دے لے گا۔ اور اگر اس نے اس وقت اپنے آپ کو پیش نہ کیا تو یہ ملت کا بہت بڑا نقصان ہوگا ایسی نادر صورت میں اسے اپنا نام پیش کرنے کی اجازت ہے۔

حضرت سیّدنا یوسف علیہ الصلاۃ السلام نے حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے فرمایا تھا:

اِجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَائِنِ الۡاَرۡضِ ۔

مجھے زمین کے خزانوں کا منتظم مقرر کردیجئے۔

اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے علماءِ حق نے اس آدمی کے لئے جو منصب کا اہل ہو اور اسے اور کوئی دوسرا نظر نہ آتا ہو اور اس کے اپنے نام پیش نہ کرنے سے ملت کا نقصان عظیم ہوتا ہو تو اس وقت اسے اپنا نام پیش کرنے کی اجازت ہے۔

حدثنا سفیان ، عن یحیی قیل سفیان یعنی سَمِعَ مِنۡ اَنَسٍ – یَقُوۡلُ

دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارَ لِيَقْطَعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ فَقَالُوا : لَا حَتّٰى تَقْطَعَ لِاَخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِثْلَنَا فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ ۔

حضرت انس بن مالک-رضی اللہ عنہ-فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے انصار-مدینہ منورہ کے باشندوں-کو بلایا تا کہ ان کے نام بَحْرَیْن کی زمین کر دیں تو انہوں نے عرض کی

(یارسول اللہ!) صرف ہمارے لئے؟ نہیں یہاںتک کہ آپ ہمارے مہاجر بھائیوں کے لئے بھی اتنی زمین کر دیں تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک تم میرے بعد پاؤ گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جارہی ہے تو تم اس وقت صبر کرنا حتی کہ تم مجھ سے ملو۔

مسند الامام احمد   رقم الحدیث (۱۲۰۴۲)   جلد ۱۰   صفحہ ۳۵۴

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

میدان جہاد میں بھی صبر

وَعَنْ اَبِیْ اِبْرَاهِیمَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اَنَّ رَسولَ اللّٰـه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَیَّامِهِ الَّتِی لَقِیَ فِیهَا الْعَدُوَّ ، اِنْتَظَرَ حَتّٰی اِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ قَامَ فِیهِمْ فَقَالَ : ((یَا اَیُّهَا النَّاسُ ! لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ ، وَاسْاَلُوا اللّٰـهَ الْعَافِیَةَ ، فَاِذَا لَقِیتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا ، وَاعْلَمُوا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوفِ)). ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰـهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : ((اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ ، وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ ، اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْهِمْ)). متفقٌ علیه۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۶-۲۹۶۵)	جلد ۳	صفحہ ۱۷۳
فتح الباری	رقم الحدیث (۲۹۶۵)	جلد ۶	صفحہ ۱۲۰
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۷۴۲)	جلد ۳	صفحہ ۱۷۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۵۱۶۱)	جلد ۴	صفحہ ۲۸۱
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۲۴۱۳)	جلد ۳	صفحہ ۹۰۸
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح		
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۲۶۸۹)	جلد ۱۱	صفحہ ۳۸
قال البغوی:	ھذا الحدیث متفق علیہ الصحۃ		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۳۹۳۰)	جلد ۷	صفحہ ۴۳۸

ترجمة الحديث:

حضرت ابوابراہیم عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم جن دنوں دشمن سے جہاد فرما رہے تھے ایک دن انتظار فرمایا یہاںتک کہ سورج ڈھل گیا تو آپ اپنے اصحاب میں کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا:

اے لوگو! دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔ پس جب تم (ناچار) دشمن سے لڑو تو صبر اختیار کرو۔ اور جان لو! جنت تلواروں کے سایوں تلے ہے۔

پھر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے اللہ! اے کتاب کو نازل فرمانے والے! اے بادلوں کو چلانے والے اور اے دشمنوں کو شکست دینے والے!

ان (دشمنوں) کو شکست فاش دے دے اور اس کے مقابلہ میں ہماری مدد و نصرت فرما۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

اسلام امن وسکون کا دین ہے جنگ وجدال کا نہیں۔ اسلام پیار ومحبت کا مذھب ہے لڑائی جھگڑے کا نہیں۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو اخوف ومحبت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے یہ دین کل انسانیت کے لئے رحمت کا پیام لایا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اپنے دشمن کی سرگرمیوں سے کنارہ کشی کر لو اس کی اسلام کے خلاف تیاریوں کو نظر انداز کرو۔ نہیں بلکہ یہ دین حق خود بھی مکمل تیاری کا حکم دیتا ہے اور کسی بھی مقام پر بزدلی کا درس نہیں دیتا۔ ارشاد باری

تعالیٰ ہے:

وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَااسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّاللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَاتَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ [1]

اور تیار رکھوان کے لئے جتنی استطاعت رکھتے ہوقوت و طاقت ۔اور بندھے ہوئے گھوڑے ۔خوف زدہ کروا پنی تیاریوں سے اللہ کے دشمنوں کواور اپنے دشمنوں کواوران کو(بھی) جوان کھلے دشمنوں کے علاوہ ہیں تم انہیں نہیں جانتے اللہ تعالیٰ انہیں جانتا ہے۔اور جو چیز اللہ کی راہ میں خرچ کروگے تو تمہیں اس کا پورا پورا اجر دیا جائے گا اور تم پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا۔

اس ارشاد خداوندی میں اہل اسلام کو دشمن کے مقابلہ میں پوری تیاری کا حکم دیا گیا ہے۔اور کسی بھی موقع پر سستی دکھانے سے منع کیا گیا ہے۔اسلام کے ظاہری دشمن بھی ہیں اور مارآستین بھی ہیں۔جنگی تیاری سے ان دونوں دشمنوں کو مرعوب کرنا ہے تا کہ یہ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہوکر اسلام کو نقصان نہ پہنچائیں۔

اس ساری تیاری کے باوجود اسلام لڑائی کا خواہش مند نہیں وہ فطری طور پر جنگ وجدال نہیں چاہتا ملاحظہ ہو زیر نظر حدیث پاک:

اہل اسلام اور دشمنانِ اسلام آمنے سامنے ہیں اور ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہیں۔دونوں طرف سے پوری تیاری ہے۔طَبلِ جنگ بجنے کی دیر ہے فوجیں آپس میں الجھ پڑیں گی اس عالم میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشادفرماتے ہیں:

---

(۱)الانفال ۸/۶۰

دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو یعنی دشمن سامنے تلواریں لیے کھڑا ہے اس صورت میں بھی اللہ ذوالجلال سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس جنگ کو ٹال دے۔ کیونکہ دین حق فطرۃً امن پسند دین ہے۔ لیکن اگر ناچار لڑائی سے واسطہ پڑ ہی جائے تو پھر صبر کا دامن نہ چھوڑو ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کرو اور سن لو جنت ان تلواروں کے سایہ تلے ہے۔ یعنی پھر اس زندگی کی پرواہ نہ کرو اپنی پوری قوت سے دشمن کا مقابلہ کرو اگر تم بچ گئے تو غازی اسلام بنو گے اور اگر شہادت مقدر میں ہے تو سن لو جنت تمہارا استقبال کرنے کے لئے تیار ہے۔

حضور سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم اس جنگ کے عالم میں بھی دعا کا سہارا لیتے ہیں۔ اے کتاب قرآن کریم نازل کرنے والے! اے بادلوں کو چلانے والے اے دشمنوں کو شکست دینے والے ان دشمنوں کو شکست دے اور ہمیں فتح و نصرت سے نواز دے۔

یہ دل سے نکلنے والے دعا تقدیر بدل دیتی ہے۔ زبان رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے والے کلماتِ حق تقدیرِ الٰہی کا روپ دھار لیتے ہیں پھر اہل اسلام فتح و نصرت سے ہمکنار ہوتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدَ اَکْثِیْراً وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ بَعَثْتَهٗ مُبَشِّراً وَنَذِیْراً .

رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحاً تَرْضَاهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیِّ فِی الدُّنْیا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِماً

وَاَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ مَاضٍ حُکْمُکَ عَدْلٌ" فِیَّ قَضَائُکَ اَسْاَلُکَ بِکُلِّ اسْمٍ ھُوَ لَکَ سَمَّیْتَ بِہٖ نَفْسَکَ اَوْاَنْزَلْتَہٗ فِیْ کِتَابِکَ اَوْعَلَّمْتَہٗ اَحَداً مِنْ خَلْقِکَ اَوِاسْتَاْثَرْتَ بِہٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ صَدْرِیْ وَجِلاءَ حُزْنِیْ وَذِھَابَ ھَمِّیْ

اَللّٰھُمَّ شَرِّفْنِیْ بِاتِّبَاعِ نَبِیِّکَ الْمُصْطَفٰی وَرَسُوْلِکَ الْمُرْتَضٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ۔

اَللّٰھُمَّ کُنْ لِیْ وَلِیًّا مُرْشِداً فِیْ جَمِیْعِ اَحْوَالِیْ وَاجْعَلْ سِرِّیْ اَحْسَنَ وَاَزْکٰی وَطَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ الْحِقْدِ وَالْحَسَدِ وَعَمَلِیْ مِنَ الرِّیَاءِ وَالنِّفَاقِ وَلِسَانِیْ مِنَ الْکَذِبِ وَعَیْنِیْ مِنَ الْخِیَانَۃِ اِنَّکَ تَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ ۔

اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ صَدْرِیْ بِالْعُلُوْمِ اللَّدُنِّیَّۃِ وَامْلَاءْ قَلْبِیْ بِالْمَعَارِفِ الرَّبَّانِیَّۃِ وَاَسْعِدْنِیْ بِخِدْمَۃِ دِیْنِکَ الْحَنِیْفِ

آمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ بِبَرْکَۃِ اَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی وَبِبَرْکَۃِ نَبِیِّکَ الْمُرْتَضٰی

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْجَمِیْلِ وَالطَّرْفِ الْکَحِیْلِ وَالْحَدِّ الْاَسِیْلِ وَعَلٰی آلِہٖ بُدُوْرِ الدُّجٰی وَاَصْحَابِہٖ نُجُوْمِ الْھُدٰی وَمَنْ تَبِعَھُمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ ۔

ذکرِ الٰہی

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّاٰلِہٖ وَسَلَّم.

منزل تک پہنچنے کے لیے کسی مرشدوراہنما کی ضرورت ہے بغیر راہبر کے منزل کی طرف گامزن ہونے والا ہمیشہ سفر میں رہتا ہے اور منزل اس سے لحہ بہ لحہ دور ہوتی چلی جاتی ہے۔

دنیا کا کوئی کام راہنما کے بغیر پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتا تو دین کے کام کے لیے بھی کسی منزل آشنا مرشد کی ضرورت ہے۔

زیرنظر کتاب ''ذکرالٰہی'' کے مطالعہ سے پہلے یہ چیز ذہن نشین رہے کہ وہی ذکر فوائد وبرکات کا حامل ہے جو کسی مربی کی ہدایات کے مطابق کیا جائے۔ بیمار کو اپنا علاج کسی ماہر معالج سے کروانا اس کی بیماری کو ختم کرنے کے لیے بنیادی چیز ہے اور اسی معالج کی ہدایات کے موافق ادویہ کا استعمال سودمند ہے۔

انسانی جسم کی طرح اس کی روح بھی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ حسد، کینہ، بغض، تکبر اور ریاکاری وغیرہ اسی روح کی بیماریاں ہیں، ان کا علاج بھی کسی مربی کامل کے بغیر اور اسکے تجویز کردہ نسخہ ''ذکرالٰہی'' سے انحراف کے بغیر ناممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی لطف وکرم سے ہمیں فہم سلیم عطا فرمائے اور اس حقیقت کو دل وجان سے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس کتاب کے مطالعہ سے پہلے اس اقتباس کو انتہائی غور وفکر سے پڑھیے۔

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ مَنْ یَّشَاءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ.

آپ کی آگاہی کے لیے اتنا بتا دینا ضروری ہے کہ عارف باللہ خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا اندازِ تربیت سلف صالحین کی تربیت میں شریعت کا عنصر غالب تھا۔ جبکہ تصوف شریعت کے تابع تھا۔ کیونکہ اصل شریعت ہے جبکہ تصوف اس کی فرع ہے۔ مولانا روم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شریعت شمع ہے جو راہ دکھاتی ہے۔ شریعت پر گامزن ہونا طریقت ہے اور منزل مراد پر رسائی حقیقت ہے۔

آپ کی تربیت میں جامعیت تھی طالب علموں کی علمی اور ذہنی تربیت کے ساتھ ساتھ باطنی تربیت بھی کرتے تھے۔ باطنی تربیت کا طریق القائی اور انعکاسی ہے۔ اس کا تعلق نگاہ سے ہے اور اس کا ہدف طالب کا قلب اور نفس ہیں۔ نگاہ کی کیمیا گری سے طالب کا تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس کیا جاتا ہے۔ جبکہ زبان و بیان کے ذریعے عقائد کی درستی اور تشریعی احکام کی تعلیم دی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی طالبوں کی ذہنی اور روحانی تربیت کے لیے وہی انداز اپنایا۔ علمی اور ذہنی تربیت تو علمائے ظواہر کے ہاں موجود ہے مگر باطنی تربیت کا نظام ان کے ہاں مفقود ہے۔ اس کے لیے کسی شیخ کامل کی صحبت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ظاہری کمالات کے باوجود امام غزالی، امام رازی اور مولانا روم رحمہم اللہ جیسے یکتائے روزگار علماء فضلاء اور حکماء کو حضرت بوعلی فارمدی، حضرت نجم الدین کبریٰ اور شمس الدین تبریزی رحمہم اللہ کی خدمت میں زانوئے ادب طے کرنے پڑے۔ باطنی تربیت کا عمل القائی اور انعکاسی ہے جو شیخ کامل کے سینے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام کی تکذیب زمانۂ جاہلیت سے بھی زیادہ میرے سینے میں واقع ہوگئی، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے مجھے دیکھا تو میرے سینے پر ہاتھ مارا اور میں پسینہ پسینہ

ہوگیا، حالت یہ ہوگئی کہ گویا میں اپنے رب کو دیکھ رہا ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ سالہا سال کی مجاہدات اور ریاضات سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا جو کسی مرد کامل کی تھوڑی سے توجہ سے حاصل ہوجاتا ہے کیونکہ تصوف القائی عمل ہے اور اس تربیت کا دائرہ عمل قلب سے شروع ہوتا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اِنّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَةً اِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ وَ اِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ اَلا وَهِیَ الْقَلْبُ.

انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے وہ ٹھیک ہو جائے تو سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے، سنو! وہ دل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "المنقد من الضلال" میں لکھا ہے کہ بیٹے قلب کو چمکانے کا فن سیکھو مگر یاد رکھو اس کے مدعی بہت ہیں مگر جاننے والے خال خال ہوں گے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ

لِکُلِّ شَیئٍ صَقَالَة" وَصَقَالَةُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰه.

ہر چیز کی صیقل (پالش) ہوتی ہے اور دل کی صیقل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صبح و شام اپنے رب کا ذکر کرو۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے انسان کو سکون ملتا ہے۔ ذکر کی تعریف میں رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مجھے صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل کے چار غلاموں کو آزاد کردوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا:

میں ان کے ساتھ بیٹھوں جو عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں، مجھے اس سے زیادہ عزیز ہے کہ میں چار غلام آزاد کردوں۔

چنانچہ ان احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں جب قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے عمل کو دیکھتے ہیں تو ان کے عین مطابق پاتے ہیں۔

محض ایک واقعہ ثبوت کے لیے کافی ہے۔

قاضی نادر علی جو پوٹھ بنگش کے رہنے والے تھے، ظاہری علوم کے عالم ہونے کے علاوہ کسی آستانہ عالیہ سے باطنی نسبت بھی رکھتے تھے اور یہ نسبت کافی قوی تھی مگر کسی واقعہ سے تعلقات میں گرہ پڑ گئی اور آنا جانا متروک ہوگیا۔ آپ رحمہ اللہ کو اس محرومی کا سخت رنج تھا۔ نتیجۃً آپ کھوئے کھوئے رہنے لگے اور آپ کے لیل ونہار اسی دوری مہجوری میں گزرنے لگے۔ ارادہ ازلی نے کروٹ لی، ایک رات کچھ غیبی اشارے پائے، بیدار ہوتے ہی کاغذ پر نقشہ بنالیا اور صبح چھچیاں شریف پہنچے۔ حضرت مسجد میں تھے مگر قاضی صاحب نے پہلے نقشہ کی روشنی میں ماحول کا جائزہ لیا۔ جب یقین ہوگیا کہ یہی محلِ وقوع ہے جس کا غیبی اشارہ پایا۔ عارف باللہ خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انشراح قلب کے لیے راہنمائی چاہی، آپ نے انہیں یہی نسخہ کیمیا بتایا اور فرمایا کہ مسجد کے کواڑ کو کُنڈی لگوالو۔ نماز فجر کے بعد اشراق تک اور نماز عصر کے بعد مغرب تک دروازہ بند کرکے ذکر میں مصروف رہو۔ چنانچہ انہوں نے اس پر مواظبت کی اور خاطر خواہ روحانی ارتقاء پایا۔ عوام علاقہ اس کے گواہ ہیں۔ اگرچہ مسجد اب دوبارہ تعمیر ہوچکی ہے مگر وہ کواڑ اور کُنڈی اب بھی موجود ہیں اور اکثر سنگی اس کی زیارت کرتے ہیں۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص بابا فقیر محمد پوٹھیہ کے نانا جان تھے۔ یہ وہی بابا فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ ہیں جن کا مزار چچیاں شریف میں قبلہ عالم کے پائنتی تھا۔

یہ جان لینے کے بعد کہ عارف باللہ خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی رحمہ اللہ کے نزدیک ذکر کو کیا اہمیت حاصل ہے نمونے کے ایک دو واقعات آپ کی خدمت میں پیش کیے جائیں گے۔

قبلہ عالم رحمہ اللہ کی ذات میں شریعت اور طریقت کا حسین امتزاج پایا جاتا تھا اور ان کے تربیت یافتگان بھی بقدرِ استعداد ان ہی صفات سے متصف تھے۔ شریعت کے اوامر و نواہی پر سختی سے عمل کرتے اور شیخ کامل کی تعلیم، تربیت اور توجہ سے تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس میں مصروف رہتے۔ شیخ کامل کی توجہ اور اسم ذات کی برکت سے ان کا قلب مصفا اور لطائف بیدار تھے۔

یوں تو ہر عبادت ذکر ہے مگر تصوف کی اصطلاح میں ذکر سے مراد اسم ذات ''اللہ'' لی جاتی ہے۔ اس کے ذکر سے شیشۂ دل میں جلاء پیدا ہوتی ہے، اس کی کدورت اور کثافت دور ہوتی ہے اور وہ صیقل ہو کر انوار اور تجلیات الٰہیہ کا مہبط ٹھہرتا ہے اور اس میں ایسی انقلاب آفریں قوت پیدا ہوتی ہے کہ اس کی ایک ضرب سے قلعے مسمار اور پہاڑ لرزہ براندام ہو جاتے ہیں مگر یہ قوت شیخ کامل کی توجہ اور سلسلہ کی برکت و تاثیر کی مرہون منت ہے۔ قبلہ عالم رحمہ اللہ کے تربیت یافتگان میاں فتح محمد اور خواجہ محمد اکبر علی رحمہما اللہ علیہ کے واقعات جو محض بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں قبلہ عالم رحمہ اللہ کے مقام کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

حضرت میاں فتح محمد حضرت خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی رحمہ اللہ کے خلیفۂ مجاز تھے۔ قبلہ عالم رحمہ اللہ سے محبت اور شیفتگی کا یہ عالم تھا کہ آپ کو بجا طور پر فنافی الشیخ کہا جاتا تھا۔ آپ

ایک رات کو جندروٹ تحصیل نکیال ایک مکان کے اندر حلقۂ احباب میں بیٹھے انہیں توجہ دے رہے تھے اس مکان کے دوسرے کونے میں گھوڑی بندھی تھی۔

توجہ کے دوران آپ نے ''اللہ ھو'' کی ضرب لگائی، سب سنگی وجد میں آ کر لوٹ پوٹ ہو گئے مگر حیرت انگیز بات یہ تھی کہ دوسرے کونے میں بندھی ہوئی گھوڑی بھی وجد میں آ گئی، اپنے اگلے دونوں پاؤں بار بار اُٹھا کر ایک خاص ترنم کے ساتھ زمین پر مارتی اور عجیب کیف و مستی کا اظہار کرتی۔

خواجہ محمد اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ بمقام اڑی ہرنی مقبوضہ کشمیر ایک مسجد کے اندر حلقۂ احباب میں بیٹھے تھے۔

آپ نے سنگیوں کو توجہ دی اور ''اللہ ھو'' کی ضرب لگائی، سنگی تو مرغ بسمل کی طرح تڑپتے ہی تھے مسجد بھی لرز اٹھی۔

ان واقعات کے عینی شاہد حاجی محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ اور حاجی بقا محمد رحمۃ اللہ علیہ تھے۔'' (عرس مبارک ۹ مئی)

اے اللہ! اے ارحم الراحمین! ہمیں اپنے ذکر کی دولت سے مالا مال فرما۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق ارزانی فرما۔ آمین

بِجَاهِ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ.

محمد کریم سلطانی

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ.

اللہ رب العزت نے محض اپنی شانِ کریمی سے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا اور اس کے دشمن ابلیس کو مردودِ بارگاہ بنادیا۔فرشتوں کو حکم دیا کہ اس (انسان) کے سامنے اپنا سر خم کردیں اور اس کی عظمت کا عملی اظہار کریں۔

اس بھری کائنات میں جس عظمت اور شان سے اللہ رب العزت نے انسان کو پیدا فرمایا ایسی منزلت کسی اور مخلوق کو نہ مل سکی۔کرم در کرم یہ کہ اس بے نیاز اللہ نے انسانوں کو یہ نوید بھی سنائی:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَم

ہم نے اولادِ آدم کے سر پر عزت وکرامت کا تاج سجادیا۔

اب اس نائبِ الٰہی اور خلیفۃ اللہ پر لازم ہے کہ وہ ہر گھڑی اپنے خالق و مالک کو یاد کرے جس اللہ نے بن مانگے اتنی کرم نوازیوں سے سرفراز فرمایا اسے یاد نہ کرنا کتنی بڑی احسان فراموشی ہے۔

اللہ اولادآدم کو اپنی یاد پر جوانعام واکرام عطافرماتا ہے اس کی وسعت کا اندازہ کون لگا

سکتا ہے۔صرف ایک مرتبہ دل کی گہرائی سے یادِ الٰہی کا جو اجر ایک انسان کو ملتا ہے اگر اس اجر وثواب کے ملنے پر بطور شکرانہ قیامت تک سربسجود ہوا جائے تو پھر بھی حق ادا نہیں ہو سکتا۔

ذکر الٰہی کے بارے میں قرآن کریم اور احادیث مقدسہ میں جو ترغیب وتحریص اور انعام واکرام کا ذکر ہے اس میں سے کچھ چیزیں ذکر کی جاتی ہیں۔اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

بِجَاہِ سَیّدالاَنْبِیَآءِ والمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم.

ذکر کی کئی قسمیں ہیں:

ذکر لسانی

انسانی زبان ہر وقت ذکر الٰہی سے تروتازہ رہے۔زبان ہر لمحہ اس وحدۂ لاشریک کی حمد وثنا میں مصروف رہے، کبھی کلمہ طیبہ کا ورد ہو رہا ہو، کبھی تسبیح وتحمید سے زبان معطر ہو رہی ہو، کبھی عرش الٰہی کے خزانہ کو حاصل کرنے کے لیے لاَحَوْلَ وَلاَقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ کا پاکیزہ کلمہ ادا کر رہی ہو۔

الغرض اس زبان سے اللہ رب العزت کی حمد وثنا، تقدیس وتسبیح کو کوئی لفظ بھی ادا کیا جائے تو وہ ذکر الٰہی کی فہرست میں شمار ہوگا۔

ایک مقبول بارگاہِ خداوندی نے اپنے ایک ارادتمند کو چند کلمات طیبات کا سبق دیا اور فرمایا اپنی زبان سے ہر وقت انہیں کلمات کو ادا کرتے رہو۔وہ ارادتمند اپنے اس مقتداء کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہو گیا، کبھی کلمہ طیبہ کا ورد کرتا تو کبھی تلاوتِ قرآن کریم سے سعادت مند

ہوتا، کبھی اللہ کی تحمید و تمجید کے کلمات ادا کرتا تو کبھی اس کی ثنا گستری میں مصروف رہتا۔ اپنے مقتداء کے حکم کی تعمیل میں اس پر ایک عرصہ گزر گیا۔ ایک روز وہ ان سے گویا ہوا، حضرت! عرصہ دراز ہو گیا میں ہر وقت اللہ کی حمد و ثناء میں مصروف رہتا ہوں لیکن ابھی تک کچھ نظر نہیں آیا۔ انہوں نے اسکی اس بات کو سن کر ارشاد فرمایا: تم شکر کرو کہ اللہ رب العزت نے تمہارے جسم کے ایک عضو ہو اپنی حمد و ثناء کیلئے چن لیا ہے۔ جس فرزند آدم کے کسی عضو کو اللہ تعالیٰ اپنی یاد میں مصروف کر دے وہ یقیناً بڑا خوش نصیب ہے۔

آج وظائف اس نظریہ سے کیے جاتے ہیں کہ کچھ نظر آئے۔ اے کاش! یہ نظریہ بدل جائے۔ بندے کا کام صرف وظیفہ بندگی ادا کرنا ہے اس سے آگے طمع اس کے لیے روا نہیں۔ یہ مالک کی مرضی ہے کہ کچھ عطا کرے یا نہ کرے۔ مالک کا کچھ عطا کرنا بندے کے لیے حقیقی وجہ افتخار نہیں بلکہ مالک کا راضی ہونا بندے کے لیے سب سے بڑا اعزاز ہے اور یقیناً اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو تر و تازہ رکھنے والا وہ خوش نصیب ہے جس سے اللہ راضی ہوتا ہے۔

ذکر قلبی

دل بیدار ہونا اور ہر وقت اللہ رب العزت کا خیال رہنا ذکر قلبی کہلاتا ہے۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اَصْلُ الذِّکْرِ التَّنَبُّهُ بِالْقَلْبِ لِلْمَذْکُورِ وَالتَّیَقُّظُ لَهٗ وَسُمِّیَ الذِّکْرُ بِاللِّسَانِ ذِکْراً لِاَنَّهٗ دَلَالَةٌ عَلَی الذِّکْرِ الْقَلْبِیِّ غَیْرَ اَنَّهٗ لَمَّا کَثُرَ اِطْلَاقُ الذِّکْرِ عَلَی الْقَوْلِ اللِّسَانِیِّ صَارَ هُوَ السَّابِقُ لِلْفَهْمِ۔[1]

(۱) الجامع لاحکام القرآن للقرطبی صفحہ ۱۷۱ جلد ۲

اصل ذکر تو دل سے مذکور کو واقف جاننا، سمجھنا اور اس کے لیے غفلت کا دور کرنا ہے۔ ذکر لسانی کو بھی ذکر کہہ دیتے ہیں کیونکہ یہ ذکر قلبی پر دلالت کرتا ہے۔ الا یہ کہ جب قول لسانی پر ذکر کا اطلاق بکثرت ہونے لگا تو اب وہی سابق لِلْفَهْمِ ٹھہرا۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلـذِّكْرُ ذِكْرَان ذِكْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِاللِّسَانِ حَسَنٌ'' وَاَفْضَلُ مِنْهُ اَنْ يَذْكُرَ اللّٰهَ عِنْدَمَايُشْرِفُ عَلَيْهِ مَعَاصِيْهِ.

ذکر کی دو قسمیں ہیں، اللہ عزوجل کا ذکر زبان سے یہ حَسَن ہے اور اس سے افضل یہ ہے کہ جب اس سے کوئی معصیت سرزد ہونے لگے تو اسے اللہ یاد آ جائے۔

جس انسان کا دل بیدار ہوگا اس سے گناہ نہیں ہوگا کیونکہ گناہ کرنے سے پہلے اسے اللہ یاد آ جائے گا اور اللہ کی یاد گناہوں سے روکتی ہے۔

جس انسان کو اللہ یاد آ جائے جیسے یاد آنے کا حق ہے تو وہ اس آدمی سے افضل و برتر ہے جو غفلت سے خدا کو یاد کرتا ہے۔

حضور سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

بصرہ کا ایک رئیس اپنے باغ میں ٹہل رہا تھا اچانک اس کی نظر اپنے باغبان کی بیوی پر پڑی، اس کے حسن و جمال نے اسے فتنہ میں مبتلا کر دیا۔ اس نے اپنے باغبان کو کسی کام کی غرض سے شہر سے باہر بھیج دیا اور اس باغبان کی بیوی کے پاس آیا اور برے ارادے کا اظہار کیا اور ساتھ ہی کہا اس مکان کے سب دروازے بند کر دو۔

---

(۱) الحدائق فی علم الحدیث والزہدیات لابن الجوزی صفحہ ۳۰۸ جلد ۳

وہ عورت واپس آ کر کہنے لگی: میں نے اس مکان کے سب دروازے بند کر دیے ہیں سوائے ایک دروازے کے وہ مجھ سے بند نہیں ہوتا۔

اس رئیس نے اٹھتے ہوئے پوچھا:

وہ کونسا دروازہ ہے جو تجھ سے بند نہیں ہوتا؟ میں خود جا کر بند کرتا ہوں۔

اس عورت نے جواب دیا: وہ دروازہ جو ہمارے اور اللہ کے درمیان ہے وہ مجھ سے بند نہیں ہوتا۔

اتنا سننے کی دیر تھی کہ رئیس کو خدا یاد آ گیا اور شرمساری سے اپنے سر کو جھکا لیا۔ اس وقت خدا یاد آنے پر اس قادر و قیوم نے اسے سچی توبہ کی توفیق عطا فرمادی۔[1]

جسے گناہ کرنے سے قبل اللہ یاد آ جائے، چاہے جیسے بھی آئے اس کی قسمت بدل جاتی ہے۔ پھر ساری زندگی بتوفیق الٰہی وہ گناہ کے نزدیک نہیں جاتا۔

لیکن عرفاء فرماتے ہیں کہ ذکر قلبی سے مراد فقط یاد آنا ہی نہیں بلکہ جس طرح زبان اللہ اللہ کرتی ہے اسی طرح دل بھی اللہ اللہ کرتا ہے۔ اس ذکر قلبی پر یقین وہی رکھتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کسی مردِ درویش حق آگاہ کی برکت سے اس نعمت سے بہرہ ور فرمادیا ہو۔ ایسا شخص دنیاوی امور بھی سرانجام دیتا رہتا ہے اور اس کے ساتھ اس کے دل کی ہر تار اللہ کا نغمہ چھیڑتی ہے۔ وہ بازار میں ہو یا گھر میں دوستوں کی محفل میں ہو یا عزیزوں میں گھرا ہوا ہو، ہر حالت میں اللہ کو یاد کر رہا ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاؤ الدین بخاری شاہ نقشبند رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ سے

(۱) کشف المحجوب للعارف الہجویری صفحہ ۷

بادشاہِ وقت نے پوچھا: کیا آپ کی درویشی موروثی ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: نہیں

جَذْبَة" مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِ تُوَارِیُ عَمَلَ الثَّقَلَيْنِ.

جذبات حق میں سے ایک جذبہ جن وانس کے عمل کے برابر ہے۔

اللہ کی جانب سے ایک جذبہ پہنچا اور میں اس سعادت سے مشرف ہو گیا۔

پھر اس نے پوچھا: آپ کا طریقہ کیا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمہ اللہ کے خاندان کا قول ہے کہ خلوت درانجمن چاہیئے۔

اس نے پھر پوچھا: خلوت درانجمن کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ظاہر خلق کے ساتھ اور باطن حق کے ساتھ ہونا۔

بادشاہ کے اس سوال پر کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ اپنی کتابِ حکیم میں فرماتا ہے:

رِجَال" لاَ تُلْهِيهِمْ تِجَارَة" وَلاَ بَيْع" عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ.

اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ تجارت اور خرید وفروخت انہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرسکتی ہے[1]

---

(۱) تذکرہ مشائخ نقشبندیہ از نور بخش توکلی صفحہ ۱۱۹

عارف پانی پت رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وَالْمُرَادُ لا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ" وَلا بَيْعٌ" عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ مَنْ لَمْ يَتْرُكِ الْمُعَامَلاتِ وَهُوَ مَعَ اشْتِغَالِهِ بِالتِّجَارَاتِ لايَشْتَغِلُ التِّجَارَةُ قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَهُوَ فِي النَّاسِ كَائِنٌ" بَائِنٌ" ظَاهِرُهُ مَعَ الْخَلْقِ وَبَاطِنُهُ مَعَ اللّٰهِ غَافِلٌ" مَاسِوَاهُ۔[1]

لاَ تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ" وَلاَ بَيْعٌ" عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ...... سے مراد وہ آدمی بھی ہے جو معاملات ترک نہیں کرتا، اس کے تجارت میں مشغول ہونے کے باوجود تجارت اس کے دل کو ذکر الٰہی سے ہٹا کر کسی اور طرف مشغول نہیں کر سکتی۔ پس وہ لوگوں میں کائن بائن ہے، اس کا ظاہر مخلوق کے ساتھ ہے اور باطن اللہ کے ساتھ ہے اور اس کے باطن کو ماسوا اللہ کوئی خبر نہیں۔

ذکر قالبی

ذکرِ قالبی کو ذکر بالجوارح بھی کہتے ہیں۔ تمام اعضاء کا اطاعتِ خداوندی میں مصروف ہونا ذکر قالبی کہلاتا ہے۔

عبدالملک نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے چند مسائل دریافت کیے ان میں سے اس کا ایک سوال ذکر کے بارے میں تھا، اس کے جواب میں آپ نے فرمایا: تَسْأَلُ عَنِ الذِّكْرِ فَالذِّكْرُ طَاعَةُ اللّٰهِ فَمَنْ اَطَاعَ فَقَدْ ذَكَرَ اللّٰهَ وَمَنْ لَمْ يُطِعْهُ فَلَيْسَ بِذَاكِرٍ۔[2]

تو نے ذکر کے بارے میں پوچھا ہے، سن لے ذکر اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کا نام

---

(۱) التفسیر المظہری للقاضی پانی پتی صفحہ ۵۱۴ جلد ۶

(۲) الفتوحات الربانیہ صفحہ ۱۵ جلد ۱

ہے، جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی تو اس نے یقیناً اللہ کا ذکر کیا ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کی تو وہ ذاکر نہیں ہے۔

صاحبِ فتوحاتِ ربانیہ اس قول کی تائید وحمایت میں ایک فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نقل فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ فَقَدْ ذَكَرَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَى اللّٰهَ فَقَدْ نَسِيَ اللّٰهَ۔ (1)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا۔

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ذکر الٰہی کے زمرہ میں شامل ہے۔

وضو کرنا۔ مسجد کی طرف قدم اٹھانا۔

سفر حج اور جہاد پر روانہ ہونا۔ صدقہ وخیرات کرنا۔

غرباء ومساکین کی اعانت کے لیے گھر سے نکلنا۔

الغرض جملہ لِوَجْهِ اللّٰه (اللہ کی رضاء کیلئے) حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ذکر الٰہی میں شامل ہے۔

اسی اطاعت وفرمانبرداری کے ثمرات کے طور پر کسی شیخ کامل کی نگاہِ لطف وکرم پڑ جائے تو پھر انسانی وجود کا ہر بال اور ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرتا ہے اور وہ خوش نصیب اسے محسوس بھی کرتا ہے۔ بزرگانِ دین کی اصطلاح میں اس ذکر کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

---

(1) الفتوحات الربانیہ صفحہ ۱۵ جلد ۱

اِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ[1]

اگر کائنات کا ہر ذرہ اور ہر قطرہ ذکر الٰہی میں محو ہے تو کوئی مقبول بارگاہ خداوندی اپنے ہر بال اور ہر ذرے سے ذکر الٰہی سن لے تو حیرانی کی کونسی وجہ ہے۔

(۱) سورۃ بنی اسرائیل آیت ۴۴

نشانِ بندگی

یَاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوا اذْکُرُو اللّٰہَ ذِکْراً کَثِیْراً وَسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَاَصِیْلاً۔ ۱

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح و شام اسکی تسبیح بیان کرو۔

بندے کا کام یہی ہے کہ وہ اپنے آقا و مولیٰ کے احکامات کی پیروی کرے اور اپنے مالک کے حکم وارشاد کو بجا لانا ہی بندہ کے لیے لازم وضروری ہے۔ جو شخص اپنے آقا کے ارشادات کو دل و جان سے تسلیم کرتا ہے اور اس کی فرمانبرداری میں کسی کوتاہی کا روادار نہیں وہی حقیقی بندہ ہے اور جو غلام اپنے آقا کے احکامات پر عمل نہ کرے وہ سزا کا مستحق ہے اور عتاب اس کا مقدر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارا خالق و مالک ہے، ہم اس کے بندے ہیں اور بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس کے ارشادات پر صمیم قلب سے عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم اس کے احکامات کو حرز جاں بنائیں گے تو ہماری پیشانیوں پر نشانِ بندگی نمایاں ہوگا اور یہی نشانِ بندگی ہماری سب سے بڑی پہچان ہوگی۔ وہی خالق و مالک اور پروردگار ہم سے فرماتا ہے:

یَاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوا اذْکُرُو اللّٰہَ ذِکْراً کَثِیْراً وَسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَاَصِیْلاً۔ ۲

اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرو۔

---

(۱)(۲) الاحزاب/۴۱، ۴۲

ہمارا اللہ تو ہمیں فرما رہا ہے کہ مجھے کثرت سے یاد کرو اور ہم اس کے بندے ہو کر خوابِ خرگوش کا مزہ لیں اسے بندگی کی علامت نہیں تصور کیا جا سکتا۔

ہر عبادت کا ایک وقت مقرر ہے اور اس کا ایک ٹائم مخصوص ہے اس وقت کی حدود سے باہر وہ عبادت نہیں ہوتی لیکن ذکر الٰہی ایسی عبادت ہے جس کا کوئی وقت مقرر نہیں اور اسے کسی ٹائم کے ساتھ محدود نہیں کیا گیا۔

علامہ ابن کثیر اُذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْراً کَثِیْراً کے تحت لکھتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمْ یَفْرِضْ عَلٰی عِبَادِهٖ فَرِیْضَةً اِلَّا جَعَلَ لَهَا حَدّاً مَعْلُوْماً ثُمَّ عَذَرَ اَهْلَهَا فِی حَالِ الْعُذْرِ غَیْرَ الذِّکْرِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ یَجْعَلْ لَهٗ حَدّاً یَنْتَهِیْ اِلَیْهِ وَلَمْ یَعْذِرْ اَحَداً فِیْ تَرْکِهٖ اِلَّا مَغْلُوْباً عَلٰی تَرْکِهٖ۔(1)

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی بھی عبادت فرض نہیں کی مگر اس کی ایک معین حد مقرر کی ہے پھر حالتِ عذر میں ان کے عذر کو بھی قبول کیا ہے۔ سوائے ذکر کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ایسی کوئی حد مقرر نہیں کی کہ جس حد پر ذکر ختم ہو اور نہ ہی اس کے ترک پر کسی کا عذر قبول کیا ہے مگر جو اسکے ترک پر مغلوب ہو۔

اللہ تعالیٰ نے کثرت سے ذکر کا حکم دیا ہے۔

۱۔ کثرت کا مفہوم یہ ہے کہ ذکر الٰہی تعداد میں زیادہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کثیر تعداد میں اپنے اللہ کو یاد کیا ہے کہ کوئی فرد بشر تو کیا کوئی نوری مخلوق بھی اس کا اندازہ نہیں لگا سکتی۔

---

(۱) ابن کثیر جلد سوم صفحہ ۸۱۷

جب سے اللہ رب العزت نے آپ کے نور مسعود کو تخلیق فرمایا اس وقت سے حقیقتِ محمد یہ ذکر الٰہی میں مشغول ہے جس کی مدت کا اندازہ ماوشما تو کیا نوریوں کے سردار جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی نہیں۔

وہ خوش قسمت افراد جنہوں نے فیضان محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے وافر حصہ پایا اور جن کے باطن میں رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انوار کے جلوے چمکتے رہے انہوں نے بھی اس کثرت سے اپنے معبود حقیقی کو یاد کیا کہ عام آدمی تو اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ زبان تو زبان رہی دل کے مضراب سے بھی اس وحدہٗ لاشریک کی یاد کے نغمے چھڑتے رہے، دل تو دل رہاان کے جسم اطہر کا ہر بال بلکہ ہر ذرہ اللہ کی یاد کے مزے لیتا رہا۔

۲۔ کثرتِ ذکر کا ایک اور مفہوم ہے جسے علامہ قرطبی مفسر قران رحمہ اللہ کی زبانی سنیئے۔

اَلذِّکْرُ الْکَثِیْرُ مَاجَرٰی عَلَی الْاِخْلَاصِ مِنَ الْقَلْبِ وَالْقَلِیْلُ مَایَقَعُ عَلٰی حُکْمِ النِّفَاقِ کَالذِّکْرِ بِاللِّسَانِ۔[۱]

ذکر کثیر اس قلبی ذکر کو کہتے ہیں جو اخلاص وللّٰہیت سے جاری ہو اور ذکر قلیل اس ذکر کو کہتے ہیں جو زبان سے ہو اور نفاق سے آلودہ ہو۔

انسان اپنے دل سے اپنے اللہ کو یاد کرے اور خلوص وللّٰہیت کی مہک سے معطر ہو اور اس نہاں خانہ دل میں معبود حقیقی جل جلالہٗ کے علاوہ کسی کے جلوے نہ ہوں بلکہ دل کی زبان ذکر الٰہی سے سرشار ہو اور اس پر انوار الٰہیہ کی موسلا دھار بارش ہو، یہی حقیقی ذکر ہے۔

اور وہ ذکر جو فقط زبانی ہو اور دل میں غیر خدا کی محبت ہو اگر چہ اس ذکر کی ظاہری تعداد

(۱) تفسیر قرطبی صفحہ ۱۱۷ جلد ۲

کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوا سکے ظاہر و باطن کے فرق سے اس ذکر کو منافقانہ ذکر کہیں گے اور اسے کثیر کے زمرہ میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ منافقین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

لَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا۔

وہ منافق اللہ تعالیٰ کا بہت کم ذکر کرتے ہیں۔ چونکہ انکا دل محبت الٰہی سے خالی ہے ان کے دل کی دنیا میں منافقت کا بسیرا ہے۔ وہ ابلیس کو اپنا راہنما اور ہادی تسلیم کرتے ہیں۔ اللہ اور اللہ کے محبوب پر ان کا ایمان نہیں اس لیے اگرچہ وہ کثرت سے زبان کو حرکت دیتے رہیں لیکن بارگاہِ علیم وخبیر میں ان کا ذکر کثرت کے وصف سے متصف نہیں ہوگا بلکہ قلت کے عیب سے داغدار ہوگا۔

اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کو ذکر کثیر کا حکم دے رہا ہے۔ یعنی اس کے بندوں کو چاہیئے کہ دل و جان سے اسے اس طریقے سے یاد کریں کہ ہر یاد ہر ذکر اس سے وارفتگی کا پتہ دیتا ہو اور دل میں اسی کے خلوص کا چراغ روشن ہو۔

سبقت لے جانے والا

آج ہم اس آدمی کو جو معاملہ فہم ہو، دنیاوی معاملات کی اونچ نیچ سے واقف ہو، کہتے ہیں کہ وہ سب سے آگے ہے۔

جو کاروبار میں ترقی کرتا جائے، اس کے پاس پیسے کی ریل پیل ہو، اسے کہا جاتا ہے کہ وہ سب سے سبقت لے گیا ہے۔

جو شخص معاملات حکومت میں دخیل ہو اور بالآ کر وہ اعلیٰ عہدہ پر فائز ہو گیا ہو، اس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ سب سے بڑھ گیا ہے۔

الغرض ہر آدمی کی اپنی سوچ اور فکر ہے اور ہر شخص اپنے معیار پر ہر ایک کو پرکھتا ہے۔ امت کے والی اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر اعتبار سے ہر فرد بشر بلکہ جملہ مخلوقات سے فائق ہیں، کل جہاں کی سیادت آپ کے پاس ہے، کاروانِ نبوت ورسالت کی قیادت آپ کے پاس ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوچ اور فکر تک کسی کی رسائی نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کا حسن و جمال ہر خوبی سے برتر ہے۔

ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَسِیْرُ فِیْ طَرِیْقِ مَکَّةَ فَمَرَّ عَلٰی جَبَلٍ یُقَالُ لَهٗ جُمْدَانُ فَقَالَ سِیْرُوْا هٰذَا

جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْراً وَالذَّاكِرَاتِ.(1)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک سفر میں مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میں ایک پہاڑ سے گزر ہوا جس کا نام جمدان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ جمدان پہاڑ ہے، مفردون سبقت لے گئے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! مفردون کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے بندے اور بہت زیادہ ذکر کرنے والی بندیاں۔

-☆-

جمدان ایک پہاڑ کا نام ہے جو مدنیہ منورہ سے ایک دن کی مسافت پر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم دورانِ سفر اس پہاڑ کے قریب سے گزرتے ہوئے اس پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور پھر ذکر کرنے والوں کی فضیلت بیان فرماتے ہیں۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اس پہاڑ کی طرف اشارہ کرنا اس بات کی طرف لطیف اشارہ ہے کہ قدرت الٰہیہ سے جمادات بھی بعض چیزوں کا شعور رکھتی ہیں، جیسے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُحد پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِاُحُدٍ لَمَّا بَدَالَهُ! هٰذَا جَبَلٌ "يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ.(2)

(۱) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۷۹ جلد ۱

(۲) وفاء الوفاء صفحہ ۲۹۵ جلد ۳ / وقال اخرج البخاری

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اُحد کے بارے میں ارشاد فرمایا جب وہ آپ کیلئے نمایاں ہوا، یہ پہاڑ ہے ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

-☆-

اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ سے اُحد پہاڑ میں ایسا شعور پیدا کر دیا، جس سے وہ رمز محبت سے آشنا ہوا اور اس نے محبت بھی اس ذات سے کی جس کی محبت سعادت دارین کی سند ہے۔

اسی طرح جمدان پہاڑ کی طرف جب اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے توجہ فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اسی توجہ کی برکت سے اس پہاڑ میں شعور کا مادہ پیدا فرما دیا۔

اور حضور فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا اس پہاڑ کی طرف اشارہ کرنا حکمت سے خالی نہیں اور اس میں یہ حکمت ہو سکتی ہے کہ

رسول عربی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ذکر کرنے والوں کی فضیلت پر اسے بطور گواہ پیش کر رہے ہوں اور واضح فرما رہے ہوں کہ ایمان بالغیب مومن کا وصفِ جمیل ہے اور فرما رہے ہوں کہ جب میں نے فرما دیا ہے کہ مفردون سبقت لے گئے تو اپنے اپنے معیار پر سبقت ختم کر کے میرے ارشاد کی حقانیت پر ایمان لے آؤ اور چشم دل سے دیکھو کہ یہ پہاڑ بھی میری اس بات کی صداقت کی گواہی دے رہا ہے۔

ذکر الٰہی کرنے والے اس اعتبار سے بڑے سعادت مند ہیں کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم عام گزرگاہوں میں بھی ان کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے سابق ہونے پر مہر ثبت

فرماتے ہیں۔

کیا ذکر الٰہی کرنے والوں کے لیے اتنا ہی اعزاز کافی نہیں کہ اللہ کے وہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم جن کی زبان اقدس سے نکلنے والا ہر جملہ وحی الٰہی ہوتا ہے، ان کا ذکر خیر فرماتے ہیں۔

اس حدیث پاک میں مُفَرِّدُوْنَ کا ذکر ہے جس کا واحد مُفَرِّدْ ہے۔ مفرد کا معنی ہے اپنے آپ کو الگ اور اکیلا کر لینے والا۔

ذکر الٰہی کرنے والا وہ عظیم انسان ہوتا ہے جو ذکر کی بدولت اپنے باطن کو اتنا اجلا اور مصفا کر لیتا ہے کہ دل کی نگاہ رکھنے والا اسے دور سے پہچان جاتا ہے اور وہ لوگوں میں ہوتے ہوئے بھی الگ اور تنہا نظر آتا ہے۔

محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے ذکر الٰہی سے سرشار حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

''سورج کی طرف تو نظر بھر کے دیکھا جا سکتا ہے لیکن شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ کے دل کی جانب نہیں دیکھا جا سکتا۔''

وہ مرد حق آگاہ جس کا دل ذکر الٰہی کے انوار سے یوں چمک رہا ہو جیسے آفتاب ضوفشاں ہو تو ایسا فرد لوگوں میں پھرتے ہوئے بھی ان سے بالکل تنہا اور الگ ہوتا ہے اور وہ فرید بن کر مفردون کے زمرہ میں شامل ہوتا ہے۔

انہیں فرید لوگوں کے بارے میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ان الفاظ سے مروی ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ – قُلْتُ: مَاالْمُفَرِّدُوْنَ؟ قَالَ: اَلَّذِيْنَ يُهْتَرُوْنَ فِىْ ذِكْرِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.[1]

راوی حدیث حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مُفَرِّدُوْن سبقت لے گئے۔ میں نے عرض کی مُفَرِّدُوْن کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ جل جلالہٗ کے ذکر میں اس درجہ حریص ہیں کہ ان پر دیوانگی کا شبہ پڑتا ہے۔

ہاں ہاں وہ فرید جو ذکر الٰہی کی شراب طہور سے بے خود ہو جائے اسے لوگ دیوانہ ہی کہیں گے کیونکہ دنیا اور متاع دنیا سے اس کو کوئی دلچسپی نہیں اور اس کی زندگی کا محور معبود حقیقی کو پالینا ہے۔ لیکن سید المرسلین امام الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایسے شخص کے بارے میں فرماتے ہیں، سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ، فرید بازی جیت گئے، لوگوں سے بہت دور تنہا آگے نکل گئے۔

صحابی رسول حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کچھ اضافہ سے بھی مروی ہے:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: سِيْرُوْا سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنِ الْمُفَرِّدُوْنَ؟ قَالَ: اَلْمُسْتَهْتِرُوْنَ لِذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ اَثْقَالَهُمْ فَيَاْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِفَافاً.[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جلدی چلو، مُفَرِّد سب سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ مُفَرِّد کون ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو

---

(۱) شعب الایمان صفحہ ۲۹۰ جلد ۱

(۲) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۰ جلد ۱/ الجامع للترمذی

اللہ کے ذکر میں اس درجہ حریص ہیں کہ ان پر دیوانگی کا شبہ ہوتا ہے۔ذکر الٰہی نے ان سے تمام بوجھ اتار دیے ہیں پس وہ میدانِ حشر میں ہلکے پھلکے ہو کر پہنچیں گے۔

ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن رجب حنبلی بغدادی لکھتے ہیں:

مِنْ هٰذَا السِّيَاقِ يَظْهَرُ وَجْهُ السَّابِقِيْنَ فِي هٰذَاالْحَدِيْثِ فَاِنَّهٗ لَمَّا سَبَقَ الرَّكْبُ وَتَخَلَّفَ بَعْضُهُمْ نَبَّهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنَّ السَّابِقِيْنَ عَلَى الْحَقِيْقَةِ هُمُ الَّذِيْنَ يُدْمِنُوْنَ ذِكْرَ اللّٰهِ وَيُوْلَعُوْنَ بِهٖ فَاِنَّ الْاِسْتِهْتَارَ بِالشَّيْءِ هُوَ الْوَلُوْعُ بِهٖ وَالشَّغْفُ حَتّٰى لَايَكَادُ يُفَارِقُ ذِكْرَهٗ. [1]

اس سیاق وسباق سے اس حدیث پاک میں سابقین کی وجہ ظاہر ہے، جب قافلہ آگے بڑھا اور کچھ لوگ پیچھے رہ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے متنبہ فرمایا کہ حقیقت میں سبقت لے جانے والے وہ افراد ہیں جو ہمیشہ ذکر الٰہی میں مصروف رہے ہیں اور ذکر الٰہی کے حریص ہیں کیونکہ **اَلْاِسْتِهْتَارَ بِالشَّيْءِ** کا معنی ہے کہ اس چیز کے ساتھ اس درجہ حرص اور مشغولیت کہ اس کے ذکر کو چھوڑ ہی نہ سکے۔

بحرالعلوم حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری المفردون کی وضاحت اپنے ذوق کے مطابق اس طرح فرماتے ہیں: **(سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ) اَيِ الْمُفَرِّدُوْنَ اَنْفُسَهُمْ عَنْ اَقْرَانِهِمْ اَلْمُمَيِّزُوْنَ اَحْوَالَهُمْ عَنْ اَخْوَانِهِمْ بِنَيْلِ الزُّلْفٰى وَالْعُرُوْجِ اِلَى الدَّرَجٰتِ الْعُلٰى لِاَنَّهُمْ اَفْرَادٌ" بِذِكْرِ اللّٰهِ عَمَّنْ لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ اَوْجَعَلُوْا رَبَّهُمْ فَرْداً بِالذِّكْرِ وَتَرَكُوْا ذِكْرَ مَاسِوَاهُ.** [2]

---

(۱) جامع العلوم والحکم لابن رجب الحنبلی صفحہ ۴۱۵

(۲) المرقاۃ لعلی القاری صفحہ ۵۰ جلد ۵

مفردون سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے ہمسروں سے اپنے آپ کو جدا کرنے والے اور اپنے ماحول کو اپنے بھائیوں سے الگ کرنے والے ہیں، مراتب کے پانے اور درجات علیٰ کی طرف عروج کرنے سے، اور وہی لوگ اللہ کے ذکر کے سبب منفرد ہو گئے ان لوگوں سے جو اللہ کا ذکر نہیں کرتے یا مفردون سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ذکر کے لیے رب کو یکتا جانا اور اسکے ماسواء کا ذکر ترک کر دیا۔

زیر نظر حدیث پاک میں مفردون کی وضاحت زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اَلذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْراً وَالذَّاکِرَاتِ (اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والے مرد اور عورتیں) کے الفاظ سے ہوئی۔

اس ضمن میں علامہ موصوف کی وضاحت قابل توجہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

اَلذِّکْرُوالْکَثِیْرُ هُوَ اَنْ لا یَنْسَی الرَّبَّ تَعَالٰی عَلٰی کُلِّ حَالٍ لا الذِّکْرُ بِکَثْرَةِ اللُّغَاتِ وَالْمُرَادُ وَالْمُرَادُبِهِمْ : اَلْمُسْتَخْلِصُوْنَ لِعِبَادَةِ اللّٰهِ اَلْمُسْتَغْنُوْنَ بِذِکْرِهٖ اَلْمُوْلِعُوْنَ بِفِکْرِهٖ اَلْقَائِمُوْنَ بِوَظِیْفَةِ شُکْرِهٖ اَلْمُعْتَزِلُوْنَ عَنْ غَیْرِهٖ هَجَرُوْا اُخْلَّانَ وَتَرَکُوا الْاَوْطَانَ وَقَطَعُواالْاَسْبَابَ وَلازَمُوا الْبَابَ وَانْفَصَلُوْا عَنِ الشَّهَوَاتِ وَانْقَطَعُوْا عَنِ اللَّذَّاتِ لا لَذَّةَ لَهُمْ اِلاَّ بِذِکْرِهٖ وَلانِعْمَةَ لَهُمْ اِلَّا بِشُکْرِهٖ.[1]

ذکر کثیر سے مراد یہ ہے کہ ہر حالت میں اللہ رب العزت یاد رہے۔ ذکر کثیر سے مراد کثرت لغات سے ذکر نہیں ہے، ذکر کثیر کی نعمت سے سرفراز مفردین سے مراد وہ ہیں جو اخلاص وللّٰہیت سے اس کی عبادت کرنے والے اس کے ذکر کے سبب کائنات سے استغناء برتتے

(۱) المرقاۃ لعلی القاری صفحہ ۵۰ جلد ۱

والے اسی ذات یکتا کی یاد کے حریص اور اسی کے شکر کے وظیفہ سے قائم اور اس وحدۂ لاشریک کے غیر سے کنارہ کشی کرنے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین کی راہ میں رکاوٹ بننے والے دوستوں کو چھوڑ دیا، اپنے وطن کو خیرباد کہہ دیا، شہوات سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور لذتوں سے منہ موڑ لیا۔ اب ان کے ہاں ذکر الٰہی کے بغیر کوئی لذت نہیں اور اس کے شکر کے علاوہ کوئی نعمت نہیں۔

جو مردِ خود آگاہ درج بالا خوبیوں سے آراستہ ہو تو اس کی رفتار کو کون پہنچ سکتا ہے۔ وہ قرب الٰہی کی منزلیں طے کرنے میں سب سے سبقت لے جاتا ہے، جو بندہ عشق الٰہی کے گھوڑے پر بیٹھ کر ذکر و فکر کی مہمیز لگاتا ہے تو پھر آتش شوق اس کے ذہن سے وطن اور اہل وطن کا تصور ختم کر دیتی ہے پھر وہ محبوب حقیقی کے جلووں کی طلب میں رفتار تیز سے تیز کرتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا لَذَّةَ الْحُبِّ وَالرِّضَاءِ وَنِعْمَةَ الشُّكْرِ وَالثَّنَاءِ بِجَاهِ نَبِيِّكَ الْمُرْتَضٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ.

چمکتے دل والا

جب کسی بھی مجلّٰی و مصفّٰی چیز کی دیکھ بھال نہ کی جائے تو اس کی جلا ماند پڑ جاتی ہے، اس کی صفائی میں نقص آ جاتا ہے، حسن بھی خدمت مانگتا ہے، جب حسن کی خدمت سے لاپروائی برتی جائے تو حسن گہنا جاتا ہے، جمال کی رعنائی ختم ہو جاتی ہے۔ بیشمار دولت صرف کر کے محل تعمیر کیا جائے اس پر استعمال ہونے والا سامان دنیا کے کونہ کونہ سے حاصل کیا جائے۔ جب وہ قصر رفیع تیار ہو جائے تو دنیا اس کے حسن و جمال اور نفاست کو دیکھنے کے لیے دور دور سے آتی ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی دیکھ بھال سے کوتاہی روا رکھی جائے تو ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ اس کے جمال کا تذکرہ تک بھی نہ رہے گا۔ اگر کوئی دانا و بینا اس محل کی طرف خصوصی توجہ دیتا رہے، اسکے رنگ و روغن اور صفائی کا اہتمام تسلسل سے جاری رکھے تو پھر اس محل کا حسن ماند نہیں پڑتا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں مزید دلکشی اور نفاست پیدا ہو گی اور اس کی چمک دمک میں روز افزوں ترقی ہو گی اور اس کے جمال و وقار کو چار چاند لگیں گے۔

دل وہ خدائی محل ہے جو اس ذات کبریاء نے ہمیں مرحمت فرمایا اور اس نے باقی ساری نعمتیں ہمارے استعمال کے لیے دے دیں لیکن دل اپنے لیے اور صرف اپنے لیے رکھا۔ جس چیز کو اس نے اپنے لیے رکھا ہے اس کی طرف وہ دیکھتا رہتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا اِلٰى اَجْسَامِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ. (مسلم)

اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتیں دیکھتا ہے اور نہ تمہارے جسم دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دل دیکھتا ہے۔

اور اسی نے فرمایا: اپنے دل پاک وصاف رکھو۔

اس لیے کہ وہ مالک ہے اگر دل صاف وشفاف ہوا تو ہوسکتا ہے کسی دن اس کے جلوے دل میں بسیرا کرلیں اور ہوسکتا ہے وہ ذات کسی دن اس پاک دل والے کے لیے اپنے جمال سے نقاب سرکا دے اور پھر وہ اسی کا ہوکر رہ جائے۔

دل کے محل کو پاک صاف رکھنے کے لیے اسی ذات حق نے ایک نسخہ بتایا ہے اور وہ نسخہ ہے ذکر الٰہی، ذکر الٰہی سے دل روشن اور منور ہوتا ہے، ذکر الٰہی سے دل ہر قسم کے خس وخاشاک سے پاک ہوجاتا ہے۔

معلم کائنات صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ جِلَاءً وَاِنْ جِلَاءَ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ[1]

ہر چیز کی ایک جلا اور رونق ہے، دل کی جلا اور چمک دمک ذکر الٰہی ہے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ان الفاظ سے بھی مروی ہے: **لِکُلِّ شَیْءٍ صَقَالَۃ'' وَصَقَالَۃُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہ**[2]

---

(۱) شعب الایمان صفحہ ۳۹۶ جلد ۱/ الوابل الصیب صفحہ ۵۲

(۲) شعب الایمان للبیہقی

خیر الاعمال

اعمال کی دو قسمیں ہیں

۱۔ خیر الاعمال

۲۔ شر الاعمال

خیر الاعمال میں ہر وہ عمل شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بنے جن اعمال کے صدور سے انسان قربِ الٰہی کی منزلیں طے کر سکے اور سعادتِ ابدیہ کا تاج اس کے سر کی زینت بنے۔

شر الاعمال میں ہر وہ عمل شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنے جس کے صدور سے انسان غضبِ الٰہی کا سزاوار ٹھہرے اور سعادت مندوں کی فہرست سے اس کا نام خارج ہو کر بدنصیبوں کے زمرے میں شامل ہو جائے۔

وہ اعمال جو خیر کے وصف سے متصف ہیں ان کے پھر کئی درجات ہیں۔

دشمن اسلامی سلطنت پر حملہ آور ہو اور وہ اپنا لشکر جرار لے کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے تو اس وقت تمام اعمال سے افضل جہاد ہوگا۔

غربت وافلاس کے وقت جب انسانیت بھوکی پیاسی مر رہی ہو اس وقت صدقہ خیرات بہترین عبادت ہے۔ غلہ واناج مہیا کر کے لوگوں کی بھوک کا مداوا کرنا سب سے بہتر

عمل ہوگا۔

یہی اعمال اپنی اپنی جگہ بہتر لیکن اگر ان کے ساتھ ذکر الٰہی کی نعمت بھی میسر ہو تو پھر ان کی فضیلت دو چند ہو جاتی ہے۔

ایک شخص دشمن اسلام سے برسر پیکار بھی ہے اور وہ ان نازک لمحات میں زبان و دل سے ذکر الٰہی کے مزے بھی لے رہا ہے یہی وہ شخص ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی نظر کرم ہے اور وہ اللہ کے عبد خاص کے شرف سے متصف ہے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی کتنا ایمان افروز ہے:

عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَلا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَرْضَاھَالَکُمْ عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِھَا فِی دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٌ لَکُمْ مِنْ اِعْطَاءِ الذَّھَبِ وَالْوَرِقِ وَمِنْ اَنْ تَلْقُوا عُدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْنَ اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْنَ اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ (1)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں ایسے عمل کی خبر نہ دوں جو خیر الاعمال کے وصف سے متصف ہو اور تمہارے خالق و مالک کے ہاں تمہارے لیے رضا کا ذریعہ ہو اور تمہارے درجات کی بلندی میں ارفع ہو اور تمہارے لیے سونا چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہو اور تمہارے لیے بہتر ہو، تمہارے اس عمل سے کہ تم اپنے دشمن اسلام سے جہاد کرو، پس تم انکی گردنیں قطع کرو اور وہ تمہاری قطع کریں۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! ہاں ضرور خبر دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ عمل اللہ کا ذکر ہے۔

(1) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۴ جلد ۱/ شرح السنہ للبغوی صفحہ ۱۶ جلد ۵/ مسند الامام احمد صفحہ ۴۴۷ جلد ۶/ الجامع الصحیح للترمذی صفحہ ۳۲۷

راہ خدا میں اپنا مال و دولت خرچ کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ اسی طرح دشمن اسلام سے اس بے جگری سے جہاد کرنا کہ نوبت جانیں قربان کرنے تک آ جائے کوئی کم شرف نہیں لیکن اس مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ میں وہ آدمی ان سے بھی افضل ہے جو ذکر الٰہی سے اپنی روح کو ہر وقت معطر رکھتا ہے اور جو کسی بھی لمحہ اس کی یاد سے غافل نہیں ہوتا۔

وہ سخی جو اپنا مال و دولت اللہ کی رضا کے لیے اسی کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور اپنی حلال کمائی کو اللہ کی مخلوق پر نچھاور کرتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کا کوئی لمحہ یاد خدا کے بغیر نہیں گزرتا یقیناً وہ آدمی اللہ کے ہاں بڑا مقبول ہے۔

اور اسی طرح وہ مجاھد اسلام جو اسلام کی سربلندی اور عظمت کے لیے اپنے سر دھڑ کی بازی لگا دیتا ہے، اپنے نرم و نازک جسم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دشمن کی توپوں سے ٹکرا جاتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا دل ذکر الٰہی کے انوار سے چمک رہا ہوتا ہے وہ یقینی طور پر اللہ کے ہاں بڑا مقبول ہے۔

اس حدیث پاک میں ایمان والوں کو ذکر الٰہی کی عظمت و بزرگی سے آگاہ کیا گیا ہے اور انہیں اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ اگر حالتِ جہاد بھی ہو تو ذکر الٰہی سے غافل نہ ہو جاؤ، بلکہ حقیقت میں ذکر الٰہی کا صحیح لطف و لذت تو تلواروں کے چھاؤں میں آتا ہے جبکہ بندہ مومن ذکر الٰہی کی مے پی کر اپنے معبود سے وصال کی خواہش لے کر دشمن سے نبرد آزما ہو جاتا ہے۔

یہ حدیث پاک درج ذیل الفاظ سے بھی مروی ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ : اَلَااُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَاَرْقَاهَا وَاَرْفَعُهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِمَّنْ اَعْطَى الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَخَيْرٌ مِنْ اَنْ لَوْغَدَوْتُمْ اِلٰى عَدُوِّكُمْ فَضَرَبْتُمْ رِقَابَهُمْ وَضَرَبُوْا رِقَابَكُمْ قَالُوا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰه! قَالَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْراً.[۱]

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل کی اور تمہارے درجات میں سب سے زیادہ ترقی اور رفعتیں دینے والا ہو اور تمہارے لیے بہتر ہو اس آدمی کے عمل سے جو سونا اور چاندی راہِ حق میں دیتا ہے اور تمہارے اس عمل سے بھی بہتر ہو کہ تم دشمن اسلام پر ٹوٹ پڑو تم انہیں تہ تیغ کرو وہ تمہیں شہید کریں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کی یارسول اللہ ضروری خبر دیجیے پس حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اللہ کا کثرت سے ذکر کیا کرو۔

-☆-

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور حدیث پاک روایت کرتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَذِكْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اَفْضَلُ مِنْ حَطْمِ السُّيُوْفِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمِنْ اِعْطَاءِ الْمَالِ سَحّاً.[۲]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبح وشام اللہ عزوجل کا ذکر کرنا اس جہاد

(۱) الجامع للترمذی صفحہ ۱۷۷/۲، السنن لابن ماجہ صفحہ ۳۷۹۰/ شعیب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۴ جلد ۱

(۲) احیاء العلوم الدین للغزالی صفحہ ۲۹۵ جلد ۱

فی سبیل اللہ سے افضل ہے جس میں مجاہد اس بے جگری سے لڑیں کہ اپنی تلواریں تک توڑ ڈالیں اور اس سخاوت سے بہتر ہے جس میں راہ خدا میں بے دریغ مال خرچ کیا جائے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

اَلذِّکْرُ خَیرٌ مِنَ الصَّدَقَةِ.(1)

ذکر صدقہ سے بہتر ہے۔

یہ ارشاد گرامی بھی ملاحظہ ہو:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ؟ وَاَرْفَعُ دَرَجَةً یَوْمَ الْقِیَامَةِ ؟ قَالَ اَلذَّاکِرُوْنَ اللّٰهَ کَثِیْراً. قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَمِنَ الْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؟ قَالَ لَوْضَرَبَ بِسَیْفِهٖ وِی الْکُفَّارِ وَالْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یَکْسِرَیَخْتَضِبَ دَماً لَکَانَ الذَّاکِرُلِلّٰهِ تَعَالٰی اَفْضَلُ مِنْهُ دَرَجَةً.(2)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ بندوں میں افضل کون ہے؟ اور قیامت کے دن ارفع الدرجات کون ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: وہ خوش قسمت افراد جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں۔ عرض کی گئی یارسول اللہ! کیا وہ مجاہد فی سبیل اللہ سے بھی افضل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مجاہد اسلام نے اپنی تلوار سے کفار و مشرکین پر حملے کیے یہاں تک کہ تلوار ٹوٹ گئی اور خون سے رنگین ہوگئی تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا اس مجاہد سے درجے کے اعتبار سے افضل و برتر ہے۔

---

(۱) کنز الاعمال صفحہ ۴۴۲ جلد ۱، وقال اخرجہ للطبرانی فی الاوسط

(۲) الوابل الصیب لابن قیم الجوزیہ صفحہ ۵۰/ المسند لاحمد بن حنبل صفحہ ۷۵ جلد ۳

جہاد فی سبیل اللہ ان اعمال صالحہ میں سے ہے جس کی توفیق کسی کسی کو ملا کرتی ہے۔ یہ سعادتیں اللہ تعالیٰ ان بندوں کو عنایت فرمایا کرتا ہے جن پر اس کی خصوصی نظر کرم ہو، لیکن ذکر الٰہی کی شان جداگانہ ہے۔ ذکر الٰہی سے انسان اللہ تعالیٰ کی ایسی خوشنودی حاصل کر لیتا ہے کہ وہ مجاہد اور سخی سے بھی درجے میں بڑھ جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ رَجُلاً فِیْ حَجْرِهٖ دَرَاهِمُ یَقْسِمُهَا وَآخَرُ یَذْکُرُ اللّٰهَ لَکَانَ الذَّاکِرُ لِلّٰهِ اَفْضَلَ. [1]

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کسی آدمی کی جھولی میں دراہم ہوں اور وہ انہیں راہِ خدا میں بانٹنا شروع کرے اور دوسرا آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا یقیناً اس سے افضل ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی سُنیے :

لَوْاَنَّ رَجُلَیْنِ اَقْبَلَ اَحَدُهُمَا مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْآخَرُ مِنَ الْمَغْرِبِ مَعَ اَحَدِهِمَا ذَهَبٌ لَایَضَعُ مِنْهُ شَیْئاً اِلاَّ فِیْ حَقٍّ وَالآخَرُ یَذْکُرُ اللّٰهَ حَتّٰی یَلْتَقِیَا فِیْ طَرِیْقٍ کَانَ الَّذِیْ یَذْکُرُ اللّٰهَ اَفْضَلَهُمَا. [2]

دو آدمی ایک مشرق سے روانہ ہوا اور دوسرا مغرب سے ان میں سے ایک کے پاس سونا ہے وہ سونے کو سارا راستہ صحیح مقام پر خرچ کرتا رہتا ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مگن رہتا

(۱) المرقاۃ للقاری/مجمع الزوائد للہیثمی صفحہ ۷۷ جلد ۱۰، وقال اخرجہ الطبرانی فی بسند صحیح

(۲) الحاوی للفتاوی للحافظ السیوطی رحمہ اللہ صفحہ ۳۸۹ جلد ۱

ہے۔ یہاں تک کہ وہ دونوں افراد ایک مقام پر آ کر اکٹھے ہو جاتے ہیں تو ان میں سے ذکر الٰہی کرنے والا سونا خرچ کرنے والے سے افضل و برتر ہے۔

راہِ خدا میں اپنا مال و دولت خرچ کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ کہنے کو تو شاید ہر شخص کہہ دے کہ میں بھی راہِ خدا میں مال و دولت خرچ کروں گا لیکن ایسا کرنا بہت مشکل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق و اعانت سے ہی مشروط ہے۔ پھر حالتِ سفر میں ہر مقام پر غرباء و مساکین میں دولت بانٹنا بہت بڑی نیکی ہے۔ لیکن مرادِ رسول امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نورِ نظر حضرت عبداللہ کی نگاہ میں وہ آدمی اس شخص سے برتر و بالا ہے جس کی زبان قلب و قالب ذکر الٰہی سے تر و تازہ رہتی ہے۔

صحابی رسول حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَاَنْ اُسَبِّحَ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِمِائَةِ دِيْنَارٍ عَلَى الْمَسَاكِيْنَ. (۱)

مساکین پر سو دینار صدقہ کرنے سے مجھے یہ محبوب ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی سو مرتبہ تسبیح بیان کروں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **لَاَنْ اُسَبِّحَ تَسْبِيحَاتٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُنْفِقَ بِعَدَدِهِنَّ دَنَانِيْرَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.** (۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امت کے والی حبیب خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۱) الحاوی للفتاوی للحافظ السیوطی صفحہ ۳۸۸ جلد ۱

(۲) الحاوی للفتاوی للحافظ السیوطی صفحہ ۳۸۸ جلد ۱ / وقال اخرجہ ابن ابی شعیبہ فی المصنف

لَاَنْ اَقْعُدَمَعَ قَوْمٍ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ مُنْذُ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَۃً مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِیْلَ۔[1]

میں لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مصروف رہوں، نماز فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک یہ عمل مجھے محبوب ہے اس سے کہ میں چار غلام نسلِ اسمٰعیل سے آزاد کروں۔

سبحان اللہ! ذکر الٰہی کی یہ فضیلتیں!

اے پروردگار اپنے خصوصی لطف وکرم سے ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! اپنے محبوب حجازی کی دعاہائے نیم شبی کے صدقے ہمیں بھی اپنے ذکر کی مے سے مخمور فرما۔

اے اللہ! ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیام قیامت تک جو تیرے مقبول بندے تجھے یاد کرتے رہے یا یاد کرتے رہیں گے ان کے ذکر وفکر کا صدقہ ہمارے دل بھی اپنے ذکر کے انوار سے معمور فرما۔ آمین

بِجَاہِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ.

(۱) الحاوی للفتاوٰی للسیوطی صفحہ ۳۸۸ جلد ۱/ وقال اخرجہ للبیہقی فی شعب الایمان

احب الاعمال

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَكْثِرُوا ذِكْرَ اللّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ فَلَيْسَ عَمَلٌ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ وَلَا اَنْجٰى لِعَبْدِهٖ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.(1)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر حالت میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی عمل اللہ کو پیارا نہیں اور نہ ہی اس ذکر سے بڑھ کر کوئی عمل بندے کو دنیا و آخرت میں نجات دلانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ہر نیک عمل پسند ہے اور ہر وہ عمل جس کے ذریعے اس کی رضا کو طلب کیا جائے وہ اسے بڑا محبوب ہے لیکن ان جملہ اعمال میں سے سب سے پسندیدہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا ذکر ہے۔

یہ ذکر اللہ تعالیٰ کے ہاں احب الاعمال اس وقت ہوگا جب اسے دلجمعی سے کیا جائے اور غفلت نام کی کوئی چیز نہ ہو اور یہ صرف زبان سے ذکر کر دینا ہی کافی نہ ہوگا بلکہ دل سے بھی ذکر الٰہی کے سوتے پھوٹنے چاہییں۔

علامہ بیہقی اس حدیث پاک کے ضمن میں لکھتے ہیں:

(1) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۵ جلد ۱

قَالَ الْحَلِيْمِي رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَفِي هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ الْمُرَادَ بِالذِّكْرِ لَيْسَ هُوَ الذِّكْرُ بِاللِّسَانِ وَحْدَهُ وَلٰكِنَّهُ جَامِعُ اللِّسَانِ وَالْقَلْبِ وَالذِّكْرُ بِالْقَلْبِ اَفْضَلُ لِاَنَّ الذِّكْرَ بِاللِّسَانِ لَايَرْدَعُ عَنْ شَيْءٍ وَالذِّكْرُ بِالْقَلْبِ يَرْدَعُ عَنِ التَّقْصِيْرِ فِي الطَّاعَاتِ وَالتَّهَافُتِ فِي الْمَعَاصِيْ وَالسَّيِّئَاتِ۔ ١

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس حدیث پاک میں ذکر سے مراد وہ ذکر نہیں جو صرف زبان سے ہو بلکہ وہ ذکر مراد ہے جو زبان ودل دونوں سے ہو، ذکر بالقلب ذکر باللسان سے افضل ہے کیونکہ وہ ذکر جو صرف زبان سے ہو وہ کسی برائی سے نہیں روکتا اور وہ ذکر جو دل کی گہرائی سے کیا جائے وہ طاعات میں تقصیر سے روکتا ہے اور معاصی وسیئات میں گرنے سے منع کرتا ہے۔

وہ ذکر جو غفلت سے کیا جائے ان فوائد کا حامل نہیں ہوگا جو فوائد ایسے ذکر سے وابستہ ہیں جو غفلت سے دور کوسوں دور رہ کر کیا جائے۔ واقعی دل غافل سے ذکر برائی سے کس طرح روک سکتا ہے؟ کیونکہ دل خود غفلت کے داغ سے داغدار ہے۔ حقیقی ذکر وہی ہے جس میں غفلت ونسیان نہ ہو، یہی ذکر بے ریا انسان کو گناہوں کی دلدل سے نکال دیتا ہے اور نافرمانی ومعصیت کی آلودگی سے اسے پاک وصاف کر دیتا ہے۔ یہی ذکر اللہ کے ہاں بڑا محبوب ہے۔

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَئَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ وَلِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ ٢

---

(١) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ٣٩٥ جلد ١

(٢) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ٣٩٥ جلد ١/ موارد الظمآن صفحہ ٥٧٦

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کونسا عمل اللہ عزوجل کو سب سے محبوب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تو دنیا کو اسی حالت میں خیر باد کہے کہ تیری زبان ذکر الٰہی سے تروتازہ ہو۔

فرشتوں کے جھرمٹ میں

اللہ رب العزت بے نیاز ہے، ساری کائنات اس کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں۔ مخلوقات کا جملہ نظام اسی کی مرضی اور مشیت سے چل رہا ہے، ارض وسما کا وسیع وعریض سلسلہ اس کے ارادہ اور منشا سے رواں دواں ہے۔ اس ذات یکتا کو کسی واسطہ اور وسیلہ کا احتیاج نہیں لیکن اس نے اپنی حکمت کاملہ سے یہ نظام ایک لطیف مخلوق کے ذریعے چلایا ہے اور اس مخلوق کی تخلیق نور سے ہے اور انہیں ملائکہ، فرشتے کہا جاتا ہے۔

فرشتے وسیع وعریض کائنات میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی ڈیوٹی مختلف ہے۔ اسی نوری مخلوق میں سے کچھ فرشتے صرف اسی غرض سے دنیا میں گھومتے رہتے ہیں کہ جہاں سے ذکر الٰہی کے انوار اٹھ رہے ہوں وہاں وہ بھی شریک محفل ہو جائیں۔

كُلُّ مَجْلَسٍ يُذْكَرُ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهِ تَحُفُّ بِهِ الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى اَنَّ الْمَلَائِكَةَ يَقُوْلُوْنَ زِيْدُوْا زَادَكُمُ اللّٰهُ وَالذِّكْرُ يَصْعُدُ بَيْنَهُمْ وَهُمْ نَاشِرُوْا اَجْنِحَتَهُمْ[1]

ہر وہ مجلس جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے فرشتے اس مجلس کو اپنے نورانی وجود سے گھیر لیتے ہیں یہاں تک کہ فرشتے ان ذاکرین سے کہتے ہیں ذکر الٰہی مزید کثرت سے کرو اللہ تمہیں اپنی کرم نوازیوں سے مزید سرفراز فرمائے گا۔ ذکر ان فرشتوں کے درمیان بارگاہِ

---

1 (کنز العمال للمتقی صفحہ ۴۳۴ جلد ۱)

خداوندی میں حاضری کے لیے بلند ہوتا رہتا ہے اور وہ اپنے پروں کو پھیلائے رکھتے ہیں۔

فرشتوں کا وجود نور سے ہے اور ذکر الٰہی بھی نور ہے جب نور نور کو دیکھتا ہے تو اس میں خوشی کی لہر دوڑتی ہے تو اظہار مسرت کے طور پر فرشتے اپنے پروں کو پھیلا دیتے ہیں یا پھر وہ اپنے پروں کو پھیلا کر بارگاہِ خداوندی میں یہ کہہ رہے ہوتے ہیں الٰہی اپنی نظر رحمت سے دیکھ لے ہم تیرے ذاکرین کی محفل میں حاضر ہیں اور ہماری اس حاضری کو شرف قبولیت عطا فرما۔

محفل ذکر میں فرشتے کے نزول سے متعلق بخاری و مسلم کی روایت اختلافِ الفاظ کے ساتھ ملاحظہ ہو: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً یَلْتَمِسُوْنَ اَھْلَ الذِّکْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْماً یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ تَنَادُوْا ھَلُمُّوا اِلٰی حَاجَتِکُمْ قَالَ فَیَحُفُّوْنَ بِاَجْنِحَتِھِمْ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو اہل ذکر کو تلاش کرتے رہتے ہیں اور جب وہ کسی قوم کو ذکر الٰہی میں مصروف پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو ندا دیتے ہیں اور کہتے ہیں آجاؤ اپنے مقصود کی طرف اور وہ ان ذاکرین کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں آسمان دنیا تک۔

روایت مسلم کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

اِنَ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً سَیَّارَۃً فُضلاً یَبْتَغُوْنَ مَجَالِسَ الذِّکْرِ فَاِذجا وَجَدُوْا مَجْلِساً فِیْہِ ذِکْر'' قَعَدُوْا مَعَھُمْ وَحَفَّ بَعْضُھُمْ بَعْضاً بِاَجْنِحَتِھِمْ حَتّٰی لَمْلَؤُ مَابَیْنَھُمْ وَبَیْنَ السَّمَاءِ فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرجُوْا وَصَعِدُوا اِلَی السَّمَاءِ۔[2]

(۱) الصحیح للبخاری
(۲) الصحیح لمسلم

اللہ تعالیٰ کے کچھ فضیلت والے فرشتے ہیں جو محافل ذکر کو تلاش کرتے رہتے ہیں پس جب وہ کوئی ایسی محفل دیکھیں جس میں ذکر الٰہی ہو تو وہ اس محفل میں بیٹھ جاتے ہیں اور ان میں سے بعض بعض کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں یہاں تک کہ فرشتے ذکر کرنیوالوں سے لیکر آسمان تک سب جگہ کو بھر دیتے ہیں اور جب اہل ذکر ذکر سے فارغ ہو کر منتشر ہو جاتے ہیں تو فرشتے پرواز کرتے ہیں اور آسمان پر پہنچ جاتے ہیں۔

ذکر الٰہی کرنے والے کتنے عظیم لوگ ہیں کہ وہ رفیع الشان فرشتوں کا مقصود ہیں۔ فرشتے ان کی محفل میں حاضری کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اگر دنیا اور اہل دنیا ان کی محافل کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تو کوئی بات نہیں احکم الحاکمین جل شانہ کے فرشتے تو ان کی دربانی کے لیے بے قرار رہتے ہیں۔

یَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّکْرِ اَیْ یَطْلُبُوْنَهُمْ لِیَزُوْرُوْهُمْ وَیَسْتَمِعُوْا ذِکْرَهُمْ [1]

فرشتے اہل ذکر کو تلاش کرتے ہیں کہ وہ ان کی زیارت سے شاد کام ہوں اور ان کے ذکر الٰہی کو توجہ سے سنیں۔

اپنی زبان کو ذکر الٰہی سے تروتازہ رکھنے والے خوش نصیب!

دیکھ فرشتے تیری زیارت کے لیے دور دراز سے آتے ہیں تو جلوہ گاہ قدسیاں ہے تجھے دنیاداروں سے کیا غرض۔ تو اپنی آتش شوق کو ذکر الٰہی کی ہوا سے اور بھڑکا دے دیکھنا پھر نوریوں کی نہ ختم ہونے والی قطاریں تیرے در پر موجود رہیں گی۔

بخاری و مسلم کی دونوں روایتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ

(مرقاۃ المفاتیح لعلی القاری صفحہ ۵۶ جلد ۵)

فرشتے اہل ذکرکواپنے پھیلے ہوئے پروں سے گھیر لیتے ہیں اور وہ ایک دوسرے پر کھڑے آسمانوں تک پہنچ جاتے ہیں۔

سبحان اللہ! خاک کے پتلے کی یہ شان! نوری مخلوق اس کی جلالت شان کے سامنے خدام کی حیثیت رکھتی ہے۔

خاک کا پتلا جب ذکر الٰہی کرتا ہےتو اس کی روح مبارک طاقت ور ہو جاتی ہے پھر وہ ظاہری طور پر ایک عام سا وجود نظر آتا ہےلیکن حقیقت میں اس کے جسم کی کثافت ختم ہو چکی ہوتی ہے پھر وہ جسم اس کی روح کے تابع ٹھہرتا ہے۔

روایت مسلم میں ہے:اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰئِکَۃً سَیَّارَۃً..................الخ

اللہ رب العزت کے سریع السیر فرشتے محافل ذکر میں حاضر ہوتے ہیں تو غور کیجیے جس کی محفل میں اتنی شان والے فرشتے حاضری دیتے ہوں وہ محفل اور جس کے دم قدم سے وہ محفل برپا ہے یقیناً ان سے افضل و برتر ہے۔ اگر خادم سریع السیر ہےتو مخدوم کی سرعت سیر کا اندازہ کون کرسکتا ہے اور جب کوئی مخدوم ومقصود ملائکہ اپنی سرعتِ سیر کا ذکر کردے تو اس کی بات کوتسلیم نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا وہ بندہ جس کا ہر کام رضائے الٰہی کے لیے ہواوراس نے اپنی حیاۃ مستعار کے چندروز اسی کی یاد کے لیے وقف کردیے ہوں اور اللہ رب العزت محض اپنی کرم نوازیوں سے اسے یہ توفیق ارزانی فرمائے کہ اس کے جسم کا ہر بال ذکر الٰہی کے نشہ سے سرشار ہو۔ اس کے وجود کے ہرذرہ کی زبان ذکر پروردگار سے تروتازہ ہوتو اس کی تنہا ذات پوری محفل ذکر کا روپ دھار لیتی ہے وہ جہاں اکیلا بیٹھا ہوا ہو وہیں اللہ کے فرشتے حاضر ہو جاتے ہیں اوراس

کے اردگرد اپنے پروں کو پھیلا کر اپنے خادم ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ ذکر الٰہی کی مستی سے مست جسم جہاں جہاں سے گزرتا جائے فرشتے بھی ساتھ ساتھ روانہ ہوتے ہیں۔

عارف باللہ منبع ولایت حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ مسجد شریف میں بیٹھے ارادتمندوں کے ظروف کو معرفت الٰہیہ کی شراب طہور سے بھر رہے ہوتے۔ نظروں نظروں سے ہی انہیں عشق الٰہی کی نعمت سے بہرہ ور فرما رہے ہوتے کہ دوران محفل اچانک فرما دیتے:

جگہ کشادہ کرو حضرت ثناء اللہ پانی پتی تشریف لا رہے ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت قاضی صاحب اپنے شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے۔

ایک دن ارادتمندوں میں سے ایک نے ہمت کر کے سوال کر ہی لیا:

حضور! قاضی صاحب ابھی مسجد سے باہر ہوتے ہیں، آپ کو ان کی آمد کی اطلاع کیسے ہو جاتی ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

میں جب دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے قطار اندر قطار کھڑے ہو چکے ہیں تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت قاضی صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ (حالات مشائخ نقشبندیہ)

کنز العمال میں روایت شدہ حدیث پاک میں فرشتوں کا آسمانوں تک بلند ہونے کی بجائے عرش الٰہی تک بلند ہونا مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو:

اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً فُضُلاً يَبْتَغُوْنَ الذِّكْرَ يَجْتَمِعُوْنَ عِنْدَ الذِّكْرِ فَاِذَا مَرُّوا بِمَجْلِسٍ عَلاَبَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ حَتّٰى يَبْلُغُوا الْعَرْشَ [1]

(۱) کنز الاعمال للمتقی صفحہ ۴۳۵ جلد ۱/ وقال رواہ ابن شاہین، ھذا الحدیث من احسن حدیث فی الذکر واصحہ سندا

اللہ تعالیٰ کے کچھ مکرم فرشتے ہیں جو ذکر کی تلاش میں رہتے ہیں اور جہاں ذکر الٰہی ہو رہا ہو وہاں جمع ہو جاتے ہیں جب کسی ایسی مجلس میں پہنچیں تو ان میں سے بعض بعض پر بلند ہوتے ہیں یہاں تک کہ عرش الٰہی تک پہنچ جاتے ہیں۔

ذکر الٰہی کرنے والا کتنا خوش نصیب ہے کہ فرشتے اسے اپنے نور بھرے پروں سے گھیر لیتے ہیں اور پھر بلند تر ہوتے جاتے ہیں اور وہ فرشتے اس کثرت سے اس محفل میں شریک ہوتے ہیں کہ ان کی قطار کا پہلا فرشتہ ذاکر کے پاس ہوتا ہے اور آخری بروایت شیخین آسمان دنیا تک اور بروایت کنز العمال عرشِ اعظم تک ہوتا ہے۔

وہ پروردگار جو اس کثیر تعداد میں اپنی نوری مخلوق کو ذکر کرنے والوں کے پاس بھیجتا ہے اس کی نگاہ لطف وعطا میں خود ذکر کرنے والوں کا کیا مقام ہوگا۔

ذکر الٰہی کی محفل میں شریک ہونے والے یہ فرشتے کراماً کاتبین کے علاوہ ہوتے ہیں۔

رشکِ قدسیاں

اللہ کی ایک عظیم مخلوق جسے فرشتے کہا جاتا ہے ان کی تخلیق نور سے ہے اور ان کے اندر معصیت کا مادہ ہی نہیں ہے۔

لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَاۤ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ. (القرآن)

اللہ تعالیٰ جس چیز کا انہیں حکم دے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ وہی کچھ کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

انسان جب ذکر الٰہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بناتا ہے تو یہی خاک کا پتلا اس نوری مخلوق سے مرتبہ میں بڑھ جاتا ہے۔ یہ مخلوق اپنے کمالات کے باوجود اس انسان کی گردِ راہ کو نہیں پا سکتی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

چند صحابہ حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے اچانک اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں تشریف لے آئے اور بیٹھتے ہی ارشاد فرمایا:

تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟

ان پروردگانِ بارگاہِ نبوی علیہ من الصلوٰۃ اطیبہا ومن التسلیمات ازکھا نے عرض کی:

یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم یہاں بیٹھے اپنے معبود حقیقی اللہ جل شانہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس اللہ نے ہمارے دلوں میں جو شمع ایمان جلا کر احسان عظیم فرمایا اس پر اس

ذات کبریا کا شکر ادا کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان سے دوبارہ سوال کیا: کیا تم اللہ کی قسم کے ساتھ اس طرح بیٹھنے کا اقرار کر سکتے ہو؟

اس پر انہوں نے عرض کی:

یارسول اللہ! اللہ کی قسم! ہم وہی کچھ کر رہے تھے جس کا ذکر آپ سے کر دیا ہے۔

اس پر زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان الفاظ مبارکہ کے ساتھ وا ہوئی:

اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُھْمَۃً لَّکُمْ لٰکِنَّہٗ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَنِیْ اِنَّ اللّٰہَ یُبَاھِیْ بِکُمُ الْمَلٰٓئِکَۃَ.

سن لیجئے! میں نے تم سے قسم اس لیے نہیں لی کہ میں تم پر جھوٹا ہونے کی تہمت لگا رہا تھا بلکہ قسم اس لیے لی کہ ابھی جبریل امین علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے فرشتوں سے فخر و مباہات فرما رہا ہے۔

اے فرزند آدم! تیرے ان بختوں پر ہزار نعمتیں قربان کر دی جائیں تو فقط اس دنیا میں بیٹھ کر زبان کو حرکت دیتا ہے اُدھر خالق ارض و سما فرشتوں کی مجلس سجا کر تیرا ذکر فخر و مباہات سے فرماتا ہے۔

بے حد و بے حساب سلام ہو اس در یتیم (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر جس نے اغیار کے دروں سے ہٹا کر ایک خدا کے در پر جھکا دیا۔ جھوٹی یادوں کے چراغ بجھا کر اللہ کی سچی یاد کا چراغ فروزاں کر دیا۔

خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی عادت کریمہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ میں سے جسے ملتے اسے کہتے آؤ کچھ وقت اپنے پروردگار پر ایمان کو جلا بخشیں۔ (پھر اس آدمی کو لے کر ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے) اپنی اس عادت مبارکہ کے پیش نظر ایک دن آپ نے ایک آدمی سے مل بیٹھنے کی درخواست کردی وہ آدمی آپ کی زبان مبارک سے ان کلمات کو سن کر غضب ناک ہو گیا اور سیدھا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کیا آپ مشاہدہ نہیں فرماتے کہ عبداللہ ابن رواحہ آپ کے ایمان سے اعراض کر کے کچھ وقت کے ایمان کی ترغیب دیتا ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَرْحَمُ اللّٰهُ ابْنَ رَوَّاحَةَ اِنَّهُ يُحِبُّ الْمَجَالِسَ الَّتِىْ تُتَبَاهٰى بِهَا الْمَلٰئِكَةَ۔[1]

اللہ تعالیٰ عبداللہ ابن رواحہ کو اپنی مزید رحمتوں سے سرفراز فرمائے وہ ایسی مجلسوں کو پسند کرتا ہے کہ اللہ جن کا ذکر فرشتوں سے بطور فخر ومباہات فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ صمد ہے، نہ وہ کسی کا محتاج ہے اور نہ اسے کسی کی ضرورت ہے بلکہ تمام مخلوق اس کی محتاج ہے، کوئی اس کی تعریف کرے یا نہ کرے اسے اس چیز کی کوئی ضرورت نہیں لیکن اس بے نیاز اللہ کو اپنے حبیب سید العلمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت سے کتنا پیار ہے کہ جب بھی اس کے رسول اعظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا امتی ذکر الٰہی میں اپنے قلب وقالب کی زبان کھولتا ہے تو اللہ رب العزت اس کا اپنے مقدس فرشتوں سے بطور فخر ومباہات تذکرہ فرماتا ہے۔

ہاں ہاں خدا تعالیٰ رحمٰن ہے اس کی رحمت جب برستی ہے تو اسی کی یاد سے سرشار رہنے

---

[1] (مجمع الزوائد صفحہ ۷۹ جلد ۱۰/ مسند امام احمد)

والے اپنے دامن طلب کو بھر بھر کر پلٹتے ہیں۔

ہاں ہاں اللہ تعالیٰ کریم ہے اس کے لطف وکرم کا کوئی کنارہ نہیں۔انسان،خاک کا پتلا جب اسے یاد کرتا ہے تو وہ فرشتوں میں محفل سجا کر ان قدسیوں سے اس کا ذکر مباہات کے طور پر فرماتا ہے۔

آیئے ایک اور روح ارجمند کا تذکرہ ملاحظہ فرمائیں جسے رشک صد قدسیاں کہیں تو مبالغہ نہ ہوگا۔

مکہ مکرمہ کے متمول گھرانے میں آنکھ کھولنے والا عبداللہ اپنی زندگی کی منزلیں طے کرتا جارہا ہے۔باپ داغ مفارقت دے گیا چچا نے باپ سے بڑھ کر دیکھ بھال کی۔آفتاب نبوت صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب بطحا کی سرزمین سے طلوع ہوا تو اس کی فیض بھری کرنیں اس عبداللہ کے دل پر پڑیں تو یہ دل رشک ماہتاب بن گیا۔محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات بخش تعلیمات نے اس کے دل سے کفر وشرک کی آلودگیاں ختم کر دیں اور اسے اللہ کی وحدانیت کے انوار سے مزین کر دیا لیکن اس عبداللہ نے اپنے چچا کے خوف سے اپنی باطنی کیفیت کا اظہار نہ کیا۔

وقت نے کروٹ کی اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم سے مکہ مکرمہ سے کوچ کر گئے اور مدینہ منورہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔ادھر یہی عبداللہ مکہ میں اپنے آپ کو تنہا محسوس کرنے لگا۔اب اسے مکہ کے درودیوار سے وحشت محسوس ہونے لگی۔وہ ذات اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم جن کی برکت سے مکہ مکرمہ میں بہاریں تھیں ان کے جانے سے جملہ بہاریں بھی ساتھ ہی روانہ ہوگئیں۔رفتہ رفتہ عبداللہ کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔

ایک دن اپنے چچا کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا:

اے میرے چچا! میں عرصہ دراز سے اس امید پر تھا کہ تم ایک دن اس کفر کی دلدل سے نکل کر اسلام کے گلستان میں آ جاؤ گے، شرک کا طوق گلے سے اتار کر ایمان کا گل زیبا زینت دستار کرو گے لیکن مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ سعادت تیرے مقدر میں نہیں ہے لیکن میں اس کفر و ضلالت کی تاریکی میں زیادہ دیر نہیں رہ سکتا، میں آفتاب نبوت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدموں میں پہنچ کر فیروز بختی کی خیرات لینا چاہتا ہوں، یہ میرا عزم مصمم ہے۔ اب میں راہ حق سے پھرنے والا نہیں ہوں۔

چچا کی نگاہوں میں خون اتر آیا اور اس نے غضب ناک لہجے میں کہا میں نے جو کچھ تمہیں دیا ہے واپس کر دو حتیٰ کہ تن کے کپڑے بھی اُتار دو، اس اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے عاشق صادق نے ایک لمحہ سے پہلے اپنے کپڑے اتار کر دے دیے صرف ایک لنگوٹ رہ گیا۔

اسی عالم برہنگی میں عبداللہ اپنی ماں سے اوٹ میں ہو کر ملا، ماں یہ منظر دیکھ کر بے تاب ہو گئی اور ایک چادر اپنے بیٹے کی طرف پھینکی، بیٹے نے اس چادر کے دو حصے کیے، ایک بطور تہبند استعمال کی اور دوسری اپنے کندھوں پر ڈال لی۔

یہ مسافر راہِ حق عالم وارفتگی میں عازم مدینہ منورہ ہوا۔ دنیا نے یہ منظر بھی دیکھا کہ ناز و نعم میں پلا ہوا اور عیش و عشرت کی زندگی گزارنے والا جوان برہنہ پا دو چادروں میں ملبوس رحمۃ للعٰلمین کی بارگاہ میں حاضر ہے۔

اس قاسم انعامات الٰہیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس عبداللہ کو کلمہ پڑھا کر اپنے قرب

میں رکھ کر از لی سعادت مندوں کی فہرست میں شامل فرمالیا۔ اب اس کے روز وشب اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر میں گزرنے لگے۔ ذکرِ الٰہی اس کے رگ و پے میں سرایت کر گیا اور اس کے انگ انگ سے اللہ کی یاد کے سوتے پھوٹتے تھے۔ کبھی قرآن پاک کی تلاوت کرتا اور کبھی تسبیح وتقدیس کا لطف اٹھاتا گویا اللہ کی حمد وثنا اس کی غذا بن گئی اسے قرار آتا تو خدا کی یاد میں اور چین نصیب ہوتا تو اسی کے ذکر میں، وہ ذکر بھی کرتا اور ذکر کا سبق دینے والے مربی (صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم) کا دیدار بھی کرتا، وہ خدا کو یاد بھی کرتا اور خدا کے محبوب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے جمال کے مشاہدہ سے شادکام بھی ہوتا۔

اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ۹ ہجری میں مقامِ تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ یہی عبداللہ آپ کے ہمرکاب تھا۔ عشق الٰہی کی آگ میں جلا ہوا وجود حضور سید العٰلمین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے عرض کرنے لگا یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم) جہاد کی غرض سے ہم مدینہ منورہ سے نکلے ہیں میری تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت سے سرفراز فرمائے۔

حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ایک درخت کی چھال منگوا کر اس عبداللہ کے بازو پر باندھ دی اور فرمایا:

میں عبداللہ کا خون کافروں پر حرام کرتا ہوں۔

عبداللہ اتنا سن کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے اور عرض گزار ہوئے یارسول اللہ! میں تو شہادت کا طلبگار ہوں میری دلی تمنا تو یہ ہے کہ میرے جسم کا خون راہِ حق میں بہہ جائے اور آپ میرا خون کافروں پر حرام کر رہے ہیں۔

اس پر رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ایک نظر شفقت اس عبداللہ پر ڈالی اور

محبت بھرے انداز سے فرمایا:

جب تم جہاد کی نیت سے نکل آئے اگر تمہیں معرکہ سے پہلے بخار آ جائے اور تم راہی ملک بقا ہو جاؤ تو پھر بھی تم شہید ہو۔

لشکرِ اسلام جب تبوک پہنچا اسی ذکر الٰہی سے سرشار عبداللہ کو بخار آیا اور اسی حالت بخار میں وہ واصل باللہ ہو گئے۔ رات کے وقت آپ کو دفن کرنے کا مرحلہ آیا، کائنات نے عجب منظر دیکھا۔

مؤذن رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں میں مشعل لیے ہوئے اس کی قبر پر روشنی کر رہے ہیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما اس کی قبر کھود رہے ہیں۔ کبھی کبھی چشم فلک یہ نظارہ بھی دیکھتی کہ نبیوں کے امام مقصود کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے ہاتھوں میں کدال لے کر اس کی قبر کھودنے میں خود شریک ہو جاتے۔

جب قبر میں رکھنے کا مرحلہ آیا تو شیخین کریمین رضی اللہ عنہما نے آپ نے جسد خاکی کو اٹھایا، ادھر جسم اٹھا ادھر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اے ابوبکر و عمر! اپنے بھائی کا ادب ملحوظ رکھو۔

پھر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خود اسے لحد میں اتار دیا۔ جب قبر پر مٹی ڈال دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعا فرمائی:

اے میرے اللہ! میں آج شام تک اس سے راضی تھا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔

اے قدسیو! تمہارا مرتبہ بہت بلند ہے لیکن اس عبداللہ کو دیکھ کر یقیناً تمہیں رشک آیا ہوگا۔

اے ملائکہ! ہمیں تسلیم ہے کہ تم نور سے پیدا ہو لیکن ابوالبشر علیہ السلام کے اس فرزند عبداللہ کے جسم کو جس خاک سے بنایا گیا وہ بلاشبہ تمہارے نور سے ارفع واعلیٰ ہے۔

ارے فرشتو! وہ فرزند آدم جس کی قبر پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ چراغ روشن کریں، رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی معیت میں اس کی قبر کھودیں اور اپنے ہاتھوں سے اسے قبر میں اتاریں اور اس سے راضی ہونے کی تصدیق اپنی زبان حق ترجمان سے فرمادیں، بھلا تم اس کی پرواز تک کہاں پہنچ سکتے ہو۔

اے اللہ! تیرے اس عاشق صادق کے عشق ومستی کا صدقہ ہمیں بھی اپنی محبت کا ایک چھینٹا نصیب فرما۔

اے پروردگار! تیرے اس ذاکر کے ذکر وفکر اور تسبیح ومناجات کا صدقہ ہمیں بھی اپنی یاد کا ذوق وشوق نصیب فرما۔ ہمیں حیاتِ ناپائیدار کے چند بقیہ لمحے اپنی یاد میں بسر کرنے کی سعادت ارزانی فرما۔ آمین

محبّ الٰہی

تَعْصِی الْاِلٰہَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ
هٰذَا لَعُمْرِیْ فِی الْقِیَاسِ بَدِیْعٌ
لَوْ کَانَ حُبُّکَ صَادِقًا لَاَطَعْتَهٗ
اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٌ

تو اللہ تعالیٰ سے اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے اور اس کے ساتھ تو اس کی نافرمانی بھی کرتا ہے۔ مجھے اپنی حیات مستعار کی قسم! یہ ایک انوکھا قیاس ہے۔

اگر تو اپنی محبت میں صادق ہوتا تو اس ذات یکتا کی اطاعت کرتا، کیوں کہ محبّ اپنے محبوب کی اطاعت وفرمانبرداری کیا کرتا ہے۔

اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو حکم دیا مجھے یاد کرو، مجھے یاد کرو۔ اب بندہ اگر اللہ سے محبت کرتا ہے اور اپنی محبت میں سچا ہے تو پھر وہ ضرور اللہ کو یاد کریگا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد گرامی پیش نظر ہے:

قال اخبرنی اهل الکتب ان هٰذا الامة تحب الذکر کماتحب الحمامة وکرها وهم اسرع الی ذکر اللّٰه من الابل الی وردها یوم ظمئها۔[1]

---

[1] (جامع العلوم والحکم لابن رجب حنبلی صفحہ ۴۱۹)

آپ نے فرمایا مجھے اہل کتاب نے خبر دی ہے یہ امت امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) ذکر سے اس طرح محبت کرے گی جس طرح کبوتری اپنے گھونسلے سے محبت کرتی ہے اور ذکر الٰہی کی جانب سے اشتیاق اور تیزی سے جائے گا جیسے اونٹ پیاس کے روز اپنے گھاٹ کی طرف جاتا ہے۔

پرندے جنگلات میں دانہ چننے میں مصروف ہوتے ہیں اور ان کی توجہ ہر وقت اپنے گھر کی طرف ہوتی ہے جب بھی وہ فارغ ہوتے ہیں سیدھے اپنے گھر پلٹتے ہیں، اسی طرح وہ آدمی جس کے رگ وریشہ میں ذکر الٰہی کا کیف سما جائے وہ اور جتنے بھی کام کرتا رہے اس کی توجہ اپنے خالق و مالک کی طرف ہوتی ہے اور وہ ان لمحات میں بھی معبودِ حقیقی کے ذکر کو فراموش نہیں کرتا اور وہ

''ہتھ کار ول، دل یار ول''

کا صحیح مصداق بنتا ہے۔

اور پھر جیسے ہی وہ ان کاموں سے فارغ ہوتا ہے اپنی زبان کو بھی ذکر الٰہی سے تروتازہ کر لیتا ہے، بلکہ اس کام کے سرانجام دیتے ہوئے اسے جو لمحہ دو لمحے ملتے ہیں ان میں بھی وہ ذکر لسانی کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا حالانکہ دورانِ کام اس کا دل ایک لمحہ کے لیے بھی یادِ حق سے غافل نہیں ہوتا۔

تنہائی کی گھڑیاں جہاں دلجمعی سے اللہ کو یاد کیا جاتا ہے، ان گھڑیوں کی یاد اس طرح دل میں سما جاتی ہے جس طرح پیاسے کے دل میں پانی کی یاد سما تی ہے۔ پیاسے جانور کو پانی کے بغیر چین نہیں، اسی طرح اس اللہ کے بندے کو ذکر حق کے بغیر سکون نہیں۔

قَالَ الرَّبِیْعُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِہٖ عَلَامَۃُ حُبِّ اللّٰہِ کَثْرَۃُ ذِکْرِہٖ فَاِنَّکَ لَنْ تُحِبَّ شَیْئاً اِلاَّ أَکْثَرْتَ ذِکْرَہٗ۔[1]

ربیع بن انس بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت اس کا کثرت سے ذکر کرنا ہے کیونکہ تو جس بھی چیز سے محبت کرے گا اس کا کثرت سے ذکر کریگا۔

(۱) جامع العلوم والحکم لابن رجب حنبلی صفحہ ۳۱۷

محبوب الٰہی

کامیاب انسان وہی ہے جو اللہ کی محبت کو جیت لیتا ہے۔ واقعی وہ فرزند آدم سعادتوں کا امین ہے جس سے اس کا پروردگار محبت کرے۔ یہ سعادت فارغ بیٹھے ہی نہیں مل جاتی اس کے حصول کے لیے محنت چاہیئے وہ جذبہ درکار ہے جو اللہ کی رضا کے حصول کے بغیر چین سے نہ بیٹھے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ اَکْثَرَ ذِکْرَ اللّٰہِ اَحَبَّہُ اللّٰہُ۔[1]

جو شخص اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔

کثرت سے ذکر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔

قرآن کریم میں کثرت سے ذکر کرنے والوں کا تذکرہ بڑی محبت سے کیا گیا ہے۔

وَالذّٰاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْراً وَالذّٰاکِرَاتِ۔[2]

(۱) کنز العمال للمتقی صفحہ ۳۲۵ جلد ۱

(۲) قرآن کریم سورہ احزاب آیت ۳۵

ذکرِ الٰہی

جوشخص اللہ کو یاد کرتا ہے اللہ اسے بھی یاد کرتا ہے۔ انسان کی مجبوری ہے کہ وہ اسے یاد کرے۔ انسان اللہ کا بندہ ہے۔ بندے کا کام اپنے آقا کو یاد کرنا ہے لیکن اس آقا کی کرم نوازیاں معلوم ہوں کہ وہ صمد (بے نیاز) ہوکر اپنے بندوں کو یاد کرتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

فَاذْكُرُوْنِی اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْلِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ.

پس تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا اور تم میرا شکرادا کرو اور میری نافرمانی نہ کرو۔

میں نے اپنے بندے کو وہ چیز عنایت کی ہے اگر جبریل ومیکائیل (علیہما السلام) کو بھی عطا کرتا تو ایک بڑی نعمت ان پر تمام کردیتا وہ یہ ہے:

فَاذْكُرُوْنِی اَذْكُرْكُمْ

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

اللہ رب العزت نے محض اپنے لطف وکرم سے فرزند آدمی کو یہ سعادت عطا فرمائی کہ وہ خالق ومالک ہوکر اپنے بندے کو یاد کرتا ہے، جب بندہ اس کے ذکر میں رطب اللسان ہوتا ہے اور یہ سعادت اس نے کسی اور مخلوق کے مقدر میں نہیں فرمائی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ اَنَا مَعَهٗ حِیْنَ یَذْكُرُنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ

نَفۡسِہٖ ذَکَرۡتُہٗ فِیۡ نَفۡسِیۡ وَاِنۡ ذَکَرَنِیۡ فِیۡ مَلَاءٍ ذَکَرۡتُہٗ فِیۡ مَلَاءٍ خَیۡرٍ مِنۡہُ وَاِنۡ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبۡراً تَقَرَّبۡتُ اِلَیۡہِ ذِرَاعاً وَاِنۡ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعاً تَقَرَّبۡتُ اِلَیۡہِ بَاعاً وَاِنۡ اَتَانِیۡ یَمۡشِیۡ اَتَیۡتُہٗ ھَرۡوَلَۃً(۱)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں جیسا وہ میرے بارے میں کرے اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرے اور اگر وہ مجھے اپنے نفس میں یاد کرے تو میں اسے اپنے نفس میں یاد کروں گا اور اگر وہ مجھے کسی مجمع میں یاد کرے تو میں اسے اس سے بہتر مجمع میں یاد کروں گا اور اگر وہ میری طرف ایک بالشت آئے تو میں اس کے ایک گز نزدیک آؤں گا اور اگر وہ میری طرف ایک گز آئے تو میں اس کی طرف چار گز آؤں گا اور اگر وہ میری طرف چلتا ہوا آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آؤں گا۔

بندہ جیسا اللہ کے بارے میں گمان کرے گا اللہ تعالیٰ کا ویسے ہی پائے گا۔ اگر بندے کا اللہ کے بارے میں یہ گمان ہے کہ وہ بڑا رحیم وکریم ہے تو انشاءاللہ اس کی رحمتوں اور کرم نوازیوں کی برسات ہوگی۔ اگر بندے کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے تو وہ اس ذات کبریا کی طرف سے مغفرت وبخشش کی نوید سنے گا۔ اگر بندے کا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ستار وغفار ہے تو پروردگار عالم اپنی نظر رحمت سے اس کے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا۔ اگر یہ ایمان پختہ ہوا تو روز قیامت اس کے گناہوں اور معصیتوں کی خبر کراماً کاتبین بلکہ اس کے جوارح کو بھی نہ ہوگی۔

---

(۱) صحیح مسلم صفحہ ۲۰۶۸-۲۰۶۱ جلد ۴
شعب الایمان للبیھقی صفحہ ۴۰۶ جلد ۱/ مشکوٰۃ وقال متفق علیہ

بندہ جب اللہ وحدہٗ لاشریک کو یاد کرتا ہے تو یہ یقین رکھے کہ اس کا اللہ بھی اسے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ اپنے پروردگار کو خلوتوں میں یاد کرے گا تو اللہ رب العزت بھی اسے اس شان سے یاد کرے گا کہ کسی اور کو اس کی خبر تک نہ ہوگی۔

خلوت کا یہ ذکر ذکر قلبی سے عبارت ہے کیونکہ جو تنہائی میں بیٹھ کر زبان سے ذکر کیا جائے اس سے تو فرشتے واقف ہو جاتے ہیں۔ وہ ذکر خلوت نہ ہوگا بلکہ ذکر جلوت کہلائے گا۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِیْ رَزِیْنٍ یَا اَبجارَزِیْنٍ اِذْخَلَوْتَ فَاَکْثِرْ ذِکْرَ اللّٰہِ۔[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابورزین سے ارشاد فرمایا اے ابورزین جب تم خلوت میں ہو تو اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔

امام بیہقی اس حدیث کی روایت کے بعد فرماتے ہیں:

اَلْاَغْلَبُ اِنَّ الْمُرَادَبِہٖ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ ذِکْرُ الْقَلْبِ لِئَلایَکُوْنَ مِنْہُ فِی الْخَلْوَۃِ ذَنْب'' لا یُسْتَطَاعُ فِی الْمَلَاِ۔[2]

اغلباً اس حدیث پاک میں اس ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے تاکہ اس سے خلوت میں بھی وہ گناہ سرزد نہ ہو جو مجمع میں نہیں کیا جا سکتا۔

وہ ذکر الٰہی جس سے اللہ کے علاوہ اور کوئی واقف نہ ہو وہ بہت بہتر ذکر ہے۔

---

(۱) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۴۰۵ جلد ۱

(۲) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۴۰۵ جلد ۱

عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ الذِّکْرِ الْخَفِیُّ وَخَیْرُ الرِّزْقِ مَایَکْفِیْ۔[1]

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا بہتر ذکر ذکرخفی ہے اور بہتر رزق وہ ہے جو کفایت کرے۔

انسان کے لیے یہ ذکر اس لیے بھی بہتر ہے کہ اس میں ریاکاری کا شائبہ تک نہیں۔ یہ ذکر صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اس کا اجر اس ذات وحدہٗ لاشریک سے اس طرح ہے کہ وہ بھی اسے ایسے یاد فرماتا ہی کہ کسی اور کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی۔

میان طالب ومطلوب رمزیست
کراماً کاتبین راھم خبر نیست

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرْتَنِیْ خَالِیاً ذَکَرْتُکَ خَالِیاً وَاِنْ ذَکَرْتَنِیْ فِیْ مَلَأٍ ذَکَرْتُکَ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِنْھُمْ وَاَکْثَر۔[2]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے اے میرے بندے جب تو میرا خلوت میں ذکر کرے گا تو میں تجھے خلوت میں یاد کروں گا اور اگر تو مجھے کسی مجمع میں یاد کرے گا تو میں تجھے اس سے بہتر اور زیادہ مجمع میں یاد کرونگا۔

(۱) موارد الظمان لزوائد ابن حبان صفحہ ۵۷۷
مسند الامام احمد صفحہ ۱۸۰-۱۸۷ جلد ۱/ شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۴۰۶ جلد ۱
(۲) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۴۰۶ جلد ۱

وہ ذکر جو خلوت میں ہو اس میں ریا کاری کا شائبہ تک نہیں ہوتا اور جو ذکر صرف پروردگار کے لیے ہو اس میں غفلت کا دخل کہاں۔

بیہقی وقت عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَاعْلَمْ اَيُّهَا الْاَخُ السَّعِيْدُ اَنَّ الذِّكْرَ عِبَارَةٌ عَنْ طَرْدِ الْغَفْلَةِ وَالْغَفْلَةُ هِيَ الْمُوْجِبَةُ لِلْقَسَاوَةِ فَكُلُّ اَمْرٍ مَشْرُوْعٍ مِنْ قَوْلٍ اَوْفِعْلٍ اَوْ تَفَكُّرٍ اُرِيْدَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ تَعَالٰى بِالْاِخْلَاصِ وَالْحَضُوْرِ فَهُوَ ذِكْرٌ وَمَا كَانَ بِلَا اِخْلَاصٍ فَهُوَ شِرْكٌ وَمَا كَانَ بِغَفْلَةٍ فَغَيْرُ مُعْتَدٍّ بِهٖ.(1)

اے میرے سعادت سے بہرہ ور بھائی اس بات کو خوب ذہن نشین کر لے کہ ذکر غفلت دور کرنے کا نام ہے اور غفلت قساوتِ قلبی کا موجب ہے۔ پس ہر کام جس کی شریعت مطہرہ میں اجازت ہے وہ قول ہو، فعل ہو یا تفکر اگر اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا کا اخلاص وحضور کیساتھ ارادہ کیا جائے تو وہ ذکر ہے اور جو قول وفعل یا تفکر بغیر اخلاص کے ہو وہ شرک ہے اور جو غفلت سے ہو وہ کسی گنتی وشمار میں نہیں۔

جو کام بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کیا جائے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں وہ بھی بڑا مقبول ہے۔ اگر عام لوگ مجمع لگا کر یاوہ گوئی اور قصہ خوانی میں مصروف ہو سکتے ہیں۔ غیبت اور طعنہ زنی کے ذریعے اپنی نیکیاں ضائع کر سکتے ہیں تو ایک مرد مومن لوگوں کے اجتماع میں ذکر الٰہی کیوں نہیں کر سکتا؟ ہو سکتا ہے اس ذکر کی بدولت اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے لوگوں کی تقدیریں بدل دے۔ کیونکہ اگر برائی اپنے اثرات بد رکھتی ہے تو نیکی بھی اثرات خیر سے مالا مال ہے۔

---

(1) تفسیر مظہری للقاضی پانی پتی صفحہ ۱۵۱ جلد ۱

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَاعَمِلَ رَجُل" عَمَلاً اِلا اَلْبَسَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى رِدَاوَهُ اِنْ خَيْراً فَخَيْر" وَاِنْ شَرّاً فَشَرّ"۔[1]

آدمی جو بھی عمل کرے اللہ رب العزت اس کے بدلے اسے ایک چادر پہنا دیتے ہیں اگر عمل اچھا کیا تو خیر کی چادر اور اگر عمل برا کیا تو شر کی چادر پہنائی جاتی ہے۔

مجمع عام میں اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ ذکر الٰہی کرنے والے کو ہوسکتا ہے اللہ رب العزت وہ خیر بھری چادر پہنا دے جس کے اثرات تمام مجمع پر مرتب ہوں اور وہ امور فانیہ سے روگرداں ہو کر امور یقینیہ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

اللہ رب العزت اپنے وعدہ کے مطابق ایسے شخص کا ذکر اس سے بہتر اور بڑے مجمع میں فرماتا ہے۔ وہ انسان بڑا خوش قسمت ہے جسے خود خالق کائنات قدسیوں کے مجمع میں یاد فرمائے۔

ذکر الٰہی سے بندہ قرب الٰہی کی منزلیں طے کرتا ہے۔ اس حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ نے کس محبت بھرے انداز سے فرمایا میرا بندہ میرے ایک بالشت قریب ہوگا تو میں اس کے ایک گز قریب ہوں گا۔

اللہ رب العزت چلنے پھرنے اور دوڑنے سے پاک ہے جو چلے پھرے یا دوڑے وہ اور تو سب کچھ ہوسکتا ہے الٰہ نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کے بندے کی طرف متوجہ ہونے کو کس انداز سے بیان فرمایا یہ اس کی بندے سے کمال محبت کی دلیل ہے۔

---

(۱) الوابل الصیب لابن قیم صفحہ ۴۰

صاحب مشکوٰۃ رحمۃ اللہ علیہ نے باب "ذِكْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالتَّقَرُّبُ اِلَيْهِ" میں درج بالا حدیث پاک سے متصل ایک اور حدیث پاک ذکر کی ہے اسے بھی ملاحظہ فرمایئے:

وَمَايَزَالُ عَبْدِىْ يَتَقَرَّبُ اِلَىَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِىْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِىْ يُبْصِرُبِهٖ وَيَدَهُ الَّتِىْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِىْ يَمْشِىْ بِهَاوَاِنْ سَاَلَنِىْ لَاُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِىْ لَاُعِيْذَنَّهٗ۔(1)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ پس جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں س کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے رجل ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ کسی وقت میری بارگاہ میں دستِ سوال دراز کرے تو میں اسے ضرور عطا فرماتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ وحفاظت میں آنا چاہے تو میں ضرور اسے اپنی پناہ وحفاظت میں لیتا ہوں۔

صاحب مشکوٰۃ کا اس حدیث پاک کو باب الذکر میں تحریر فرمانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نوافل کی فہرست میں ذکر الٰہی بھی شامل ہے۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ نوافل کی فہرست میں ذکر الٰہی سرفہرست ہے تو بات بالکل حقیقت کے مطابق نظر آتی ہے۔ کیونکہ تمام عبادات کا حسن ذکر الٰہی سے وابستہ ہے بلکہ تمام عبادات الٰہیہ کی روح رواں ذکر الٰہی ہے۔

(1) المشکوٰۃ المصابیح وقال اخرجہ البخاری

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ رَجُلاً سَاَلَہٗ فَقَالَ اَیُّ الْجِھَادِ اَعْظَمُ اَجْراً قَالَ: اَکْثَرُھُمْ لِلّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ذِکْراً قَالَ : فَاَیُّ الصّٰلِحِیْنَ اَعْظَمُ اَجْراً قَالَ اَکْثَرُھُمْ لِلّٰہِ تَعَالٰی ذِکْراً ثُمَّ ذَکَرَ الصَّلٰوۃَ وَالزَّکٰوۃَ وَالْحَجَّ وَالصَّدَقَۃَ کُلُّ ذٰلِکَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَکْثَرُھُمْ لِلّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ذِکْراً فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ لِعُمَرَ یَااَبَاحَفْصٍ! ذَھَبَ الذَّاکِرُوْنَ بِکُلِّ خَیْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَجَلْ۔(۱)

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک آدمی نے سوال کیا یا رسول اللہ! کونسا جہاد اجر عظیم والا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا جائے۔ پھر اس نے پوچھا صالحین میں اعظم اجر والا کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان میں سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنے والا، پھر اس نے نماز زکوٰۃ حج اور صدقہ ہر ایک کے بارے میں سوال کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک سوال پر یہی فرمایا ان میں سے اعظم اجر والا وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر سے فرمایا اے ابوحفص! اے عمر! ذکر الٰہی کرنے والوں نے ہر خیر کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (اے ابوبکر وعمر) ایسا ہی ہے۔

اس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات عیاں ہوئی کہ تمام عبادات کا حسن اور نکھار ذکر الٰہی میں ہے۔ اگر دیگر نوافل قرب الٰہی کی سعادت سے بہرور کرتے ہیں تو ذکر الٰہی

---

(۱) مجمع الزوائد صفحہ ۷۷ جلد ۱۰

بطریق اولیٰ قرب الٰہی کی سعادت سے سرفراز کرتا ہے۔

ذکر الٰہی سے محبت الٰہی کو حاصل کیا جاتا ہے اور اللہ رب العزت جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کا فرمان ہے میں اس کے کان بنتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے میں اس کی آنکھیں بنتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔

اللہ رب العزت جسے اس سعادت سے لبریز فرماتا ہے وہ اپنے کانوں سے اسی وحدہٗ لاشریک کا کلام سنتا ہے اور اپنی آنکھوں سے اسی کے جمال وجلال کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اس مردِ حق آگاہ کے قریب بیٹھنے والا آدمی تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ مجھے دیکھ رہا ہے اور میری بات سن رہا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ وہ اس آدمی کے پردے میں کلام الٰہی کی ساعت سے مسحور ہو رہا ہے اور اسی کے پردے میں جمال الٰہی سے شادکام ہو رہا ہے۔ اس شخص کا چلنا پھرنا، کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، کلام کرنا اور بات سننا غیر حق کے لیے نہیں بلکہ غیر حق کا تو وہاں گزر تک نہیں، اس کا تو سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اس عنایت خداوندی سے سرشار بندہ مومن لوگوں میں ہوتے ہوئے بھی ان میں سے نہیں ہے۔ اس کے وجود کے ہر ذرے سے انوار الٰہیہ کی لہریں نکلتی ہیں اور وہ آیت الٰہی ٹھہرتا ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ کی آیتیں تقدیریں بدل دیتی ہیں۔

قرب الٰہی کی سعادتوں سے مالا مال، جمال الٰہی کے مشاہدہ میں مستغرق عارف باللہ سلطان الاولیاء حضرت قاضی محمد سلطان عالم صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ ورضی عنہ چچیاں شریف کی مسجد میں تشریف فرما تھے، آپ کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی اور قریب ہی بیٹھے ہوئے ایک ارادتمند سے فرما رہے تھے اسے دیکھو اور اسے قریب ہونے کا اشارہ بھی فرما رہے تھے۔ وہ آپ کے قریب ہوتا گیا اتنا قریب ہوا کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ اپ کے جسم سے مس کر گیا۔

اس نور بھری محفل نے یہ منظر دیکھا اور سنا کہ اس کے جسم کا وہ حصہ ہو حضور قبلہ عالم سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے جسم اطہر سے مس کر گیا تھا اس سے اللہ اللہ کی آواز آنا شروع ہوگئی۔

سُبْحَانَ مَنْ شَرَّفَ بِهٰذِهِ السَّعَادَةِ عِبَادَهُ الصّٰلِحِيْنَ الْمُقَرَّبِيْنَ.

امام فخر الدین رازی اسی حدیث پاک کی توضیح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَهٰذَا الْخَبَرُ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهُ لَمْ يَبْقَ فِيْ سَمْعِهِمْ نَصِيْبٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ لَا فِيْ بَصَرِهِمْ وَلَا فِيْ سَائِرِ اَعْضَائِهِمْ اِذْ لَوْ بَقِيَ هُنَاكَ نَصِيْبٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ لَمَا قَالَ أَنَا سَمْعُهُ وَبَصَرُهُ.(1)

یہ حدیث پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مقربین بارگاہِ الٰہی کی سمع میں غیر اللہ کا کوئی حصہ نہیں رہتا اور نہ ہی ان آنکھوں میں غیر خدا کا کوئی حصہ رہتا ہے اور نہ ہی ان کے تمام اعضاء میں۔

اگر ان کے اعضاء میں غیر خدا کا کچھ بھی دخل رہتا تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ میں ان کے کان اور آنکھیں ہوں۔

ذکر الٰہی وہ مے ہے کہ جو اس کے نشہ سے مخمور ہوتا ہے اسے دنیا اور اصحاب دنیا سے کوئی سروکار نہیں رہتا وہ تجلیات الٰہیہ کے مشاہدہ میں اس درجہ مستغرق ہوتا ہے کہ اسے دنیا و مافیہا کی فکر نہیں رہتی۔

اس کا اپنا وجود فنا ہو جاتا ہے اور وہ اللہ الباقی کے انوار سے بقا حاصل کر لیتا ہے۔

(1) التفسیر الکبیر للامام الرازی صفحہ ۱۰ جلد ۲۱

یہی امام موصوف رقمطراز ہیں:

وَكَذَالِكَ الْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَى الطَّاعَاتِ بَلَغَ اِلَى الْمَقَامِ الَّذِىْ يَقُوْلُ اللّٰهُ كُنْتُ لَهٗ سَمْعاً وَبَصَراً فَاِذَا صَارَنُوْرُ جَلَالِ اللّٰهِ سَمْعاً لَهٗ سَمِعَ الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ وَاِذَا صَارَذَلِكَ النُّوْرُ بَصَراً لَهٗ رَأَى الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ وَاِذَا صَارَذٰلِكَ النُّوْرَ يَداً لَهٗ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِى الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِيْدِ وَالْقَرِيْبِ[1]

اور ایسے ہی بندہ خدا جب اطاعات الٰہیہ پر مواظبت اختیار کرتا ہے تو وہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ جس کے بارے میں اللہ فرماتا ہے میں اس کے کان اور آنکھیں بن جاتا ہوں۔

پس جب اللہ کے جلال کا نور اس کے کانوں میں سرایت کرتا ہے تو وہ قریب وبعید کو سنتا ہے اور جب یہی نور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے تو وہ ہر قریب وبعید کو دیکھتا ہے اور جب یہی نور اس کے ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ صعب وسہل اور قریب وبعید ہر چیز میں تصرف پر قادر ہو جاتا ہے۔

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ شاید اسی مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود[2]

ذکر الٰہی سے قرب الٰہی کی منزلیں طے ہوتی ہیں اور قرب الٰہی کے ثمرات سے ہے کہ جلال وجمال الٰہی کا نور اس کے اعضاء وجود میں سرایت کر جاتا ہے پھر اس کا حکم خدائی حکم کہلاتا ہے۔

(۱) التفسیر الکبیر للفخر الرازی صفحہ ۹۱ جلد ۲۱

(۲) مثنوی مولوی معنوی از عارف باللہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب وکار آفریں کارکشا کارساز

(بال جبریل صفحہ ۹۶ از ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ کا یہ ازلی وعدہ ہے:

فَاذْكُرُوْنِي اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْلِيْ وَلَاتَكْفُرُوْنَ.

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر ادا کرو اور میری نافرمانی نہ کرو۔

انسان اللہ رب العزت کو یاد کرتا ہے تو اللہ بھی اسے یاد کرتا ہے۔ انسان کے یاد کرنے کے طریقے مختلف ہیں تو اللہ تعالیٰ کے یاد کے طریقے بھی مختلف ہیں۔ وہ جس رنگ میں اللہ کو یاد کرے اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر رنگ میں یاد فرماتا ہے۔

فخر العلماء الوارثین امام فخر الدین رازی، مفسر قرآن امام نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری اور علامہ ابوحیان محمد بن یوسف اندلسی غرناطی رحمہم اللہ تعالیٰ رحمہ واسعہ "فَاذْكُرُوْنِي اَذْكُرْكُمْ" کے ضمن میں جو کچھ تحریر فرماتے ہیں اہل ذوق کے لیے یہاں ذکر کرتا ہوں:

اُذْكُرُوْنِيْ بِطَاعَتِيْ	اَذْكُرْكُمْ بِرَحْمَتِيْ
اُذْكُرُوْنِيْ بِالدُّعَاءِ	اَذْكُرْكُمْ بِالْإِجَابَةِ وَالْإِحْسَانِ
اُذْكُرُوْنِيْ بِالثَّنَاءِ وَالطَّاعَةِ	اَذْكُرْكُمْ بِالثَّنَاءِ وَالنِّعْمَةِ
اُذْكُرُوْنِيْ فِي الدُّنْيَا	اَذْكُرْكُمْ فِي الْآخِرَةِ
اُذْكُرُوْنِيْ فِي الْخَلَوٰتِ	اَذْكُرْكُمْ فِي الْفَلَوٰتِ
اُذْكُرُوْنِيْ فِي الرِّخَاءِ	اَذْكُرْكُمْ فِي الْبَلَاءِ

اُذْكُرُوْنِیْ بِمُجَاهَدَتِیْ اَذْكُرْكُمْ بِهِدَايَتِیْ

اُذْكُرُوْنِیْ بِالصِّدْقِ وَالْاِخْلَاصِ اَذْكُرْكُمْ بِالْخَلَاصِ وَمَزِيْدِ الْاِخْتِصَاصِ

اُذْكُرُوْنِیْ بِالرَّبُوْبِيَّةِ فِی الْفَاتِحَةِ اَذْكُرْكُمْ بِالرَّحْمَةِ وَالْعَبُوْدِيَّةِ فِی الْخَاتِمَةِ ۱

اطاعت خداوندی میں صبح وشام بسر کرنے والے خوش نصیب کواللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں سے یاد کرتا ہے۔ اطاعت خداوندی میں جتنی گہرائی آتی جائے گی رحمت خداوندی بھی اتنی ہی جوبن پر آئے گی، وہ جہاں جہاں سے گزرے گا اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اسے اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہوں گی۔ وہ جہاں بیٹھے گا تو اس پر اللہ کی کرم نوازیوں کی بارشیں مسلسل برستی رہیں گی جس سے وہ خود ہی نہیں بلکہ وہ افراد بھی جواس کے پاس بیٹھے ہوں گے بلکہ زمین کا وہ خطہ بھی سیراب ہوگا۔ خشک اور پتھر دل اس کی برکت سے تروتازہ اور نرم دل بن جائیں گے، مردہ دل اس کی برکت سے حیاتِ نو پائیں گے۔

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَفَوْزاً عَظِيْماً.

اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو وہ یقیناً عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوا ہے۔

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقِه فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ. ۲

---

(۱) التفسیر الکبیر لفخر الدین الرازی صفحہ ۱۶۲ جلد ۴

البحر المحیط لابی حیان اندلسی صفحہ ۴۴۶ جلد ۱ (کچھ حصہ)

غرائب القرآن لنظام الدین صفحہ ۴۹ جلد ۲

(۱) سورہ النور آیت ۵۲

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اس سے تقویٰ اختیار کرتا ہے پس یہی وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو کامیاب و کامران ہیں۔

اطاعت خداوندی سے اللہ کو یاد کرنے والا کتنے بختوں والا ہے ملاحظہ ہو:

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰئِكَ رَفِيْقًا.(1)

اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں تو یہ خوش نصیب ان لوگوں کیساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء صدیقین شہدا اور صالحین اور کتنے اچھے ساتھی ہیں۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ.(2)

اور جو آدمی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے تو اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہونگی ہمیشہ رہیں گے ان جنتوں میں اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

بندہ دعا کے ذریعے اپنے خالق و مالک کو یاد کرے تو وہ رحمٰن و رحیم جل جلالہٗ قبولیت کی صورت میں اسے یاد کرتا ہے۔ دعا کو صرف قبول ہی نہیں کرتا بلکہ اس پر احسان بھی فرماتا ہے۔ وہ ذات کریم ہے اس کے در اقدس پر جو بھی اپنے ہاتھوں کو پھیلاتا ہے محروم نہیں رہتا۔

---

(۱) سورہ النسآء آیت ۶۹

(۲) سورہ النسآء آیت ۱۲

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ " كَرِيْمٌ " يَسْتَحْيِ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ اَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا۔[1]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقیناً تمہارے رب میں بدرجہ اتم حیاوکرم کا وصف ہے۔ جب بندہ اس کی بارگاہ میں مانگنے کے لیے اپنے ہاتھ بلند کرتا ہےتو اس کوشرم آتی ہے کہ انہیں خالی لوٹائے۔

بندہ جھولی پھیلا کر اسے یاد کرتا ہےتو وہ کریم جھولی بھر کر اسے یاد کرتا ہے۔ بندہ اپنے ظرف کے مطابق مانگ کر اسے یاد کرتا ہےتو وہ اس کے تخیل سے بڑھ کر اسےنواز کر یاد کرتا ہے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ " اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔[2]

جب پوچھیں آپ سے (اے میرے حبیب) میرے بندے میرے متعلق تو (انہیں بتاؤ) میں ان کے بالکل نزدیک ہوں،قبول کرتا ہوں دعا،دعا کرنے والے کی جب وہ دعا مانگتا ہے مجھ سے۔

کشت ایمان کی تازگی کیلئے مفسر قرآن حضور ضیاء الامۃ دامت برکاتہم وفیوضاتہم کی تحریر فرمودہ تشریح ملاحظہ ہو:

کتنی پیاری آیت ہے، ہجوم بلا میں،طوفانِ مصائب میں، گردابِ ہلاکت میں گھرے ہوئے شکستہ دل اور پریشاں حال انسان کے لیے ان چند لفظوں میں اطمینان وسکون کا کیا روح پرور پیغام ہے۔

---

(۱) الجامع الترمذی۔السنن لابی داود

(۲) سورہ البقرہ آیت ۱۸۶

آپ غور فرمایئے! اِنِّیْ قَرِیْب کے دولفظوں میں راحت واطمینان کی ایک دنیا سمیٹ کررکھ دی گئی ہے، کسی فصل بہار کی نسیم سحر میں کسی ابر نیساں کے حیات بخش قطروں میں وہ اثر کہاں جواثر ان دولفظوں میں ہے۔ دکھ درد کا مارا جب یہ سنتا ہے میرا مالک! میرا خالق مجھ سے الگ تھلگ کہیں دور نہیں کہ اسے میرے حال کا علم نہ ہو، رنج والم کی خبر نہ وہ بلکہ وہ قریب ہے، بالکل قریب رگِ جاں سے بھی زیادہ نزدیک تو اسے کتنا قرار آ جاتا ہے۔

تمہاری زبان پر آئی ہو بات تو کیا تمہارے دل میں منہ چھپائے ہوئے اسرار جو قوت گویائی کو اپنا چہرہ دکھانے سے شرماتے ہیں افکار اور اندیشوں کے وہ نازک ولطیف آبگینے جو ہوائی صوتی لہروں کو بھی برداشت نہیں کر سکتے، ان سب کو وہ جانتا ہے۔ وہ قادر بھی ہے رحمٰن ورحیم بھی، تم دست سوال دراز تو کرو، تم دامن طلب پھیلا کر تو دیکھو، تم دل کے ہاتھوں سے اس کے درِرحمت پر دستک تو دو وہ سنے گا، تمہاری فریاد وہ قبول کرے گا تمہاری دعا وہ بدل دے گا تمہاری بگڑی ہوئی قسمت۔[1]

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا انسان پر فرض ہے۔ جس اللہ نے ہر قسم کی نعمتیں انسان کے لیے پیدا کیں اس ذات کبریا کی تعریف وتوصیف کرنا ہر فرد بشر پر لازم ہے۔ بندہ حمد وثناء کے کلمات ادا کر کے اس کی تعریف کرسکتا ہے۔

اس کے پاک کلام کی تلاوت اسی کی تعریف کے زمرہ میں آتی ہے۔

اس کے محبوب حجازی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاکیزہ کلام کو حرز جاں بنایا بھی درحقیقت اسی اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔

---

(۱) ضیاء القرآن لضیاء الامۃ صفحہ ۱۲۶ جلد ۱

اس کی تخلیقات میں غور وفکر کر کے اس کی ربوبیت کا اقرار اس کی عمدہ تعریف ہے۔ صبح وشام اسی کی تسبیح وتقدیس کے ترانے گانا اور اسی کی تحمید وتمجید کا ورد کرنا اسی کی تعریف ہے۔

الغرض کسی رنگ میں بھی اس کی ثنا گستری کی جائے اسی کی حمد وثنا کے زمرے میں آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں مصروف رہنے والے کو اللہ بھی اچھے ناموں سے یاد فرماتا ہے اور فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ کا وعدہ پورا فرماتا ہے۔

اللہ رب العزت کبھی اپنے وعدہ کو پورا کرنے کے لیے مخلوق کی زبان استعمال فرماتا ہے۔ یعنی جو سعید روح ہر وقت ذکر الٰہی میں مگن رہتی ہے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اس کی غذا بن جاتی ہے، رب کی تعریف وتوصیف کے بغیر اسے چین وسکون نہیں آتا تو مخلوقِ خدا بحکم خداوندی اس کی تعریف وتوصیف میں مگن ہو جاتی ہے۔

حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف وتوصیف کے جو ترانے چار دانگ عالم میں بج رہے ہیں اور آپ کے ذکر پاک کا پھریرا عرش اعلیٰ پر لہرا دیا ہے قدسیوں کی زبانیں اور اشرف المخلوقات کے دل آپ کے ذکر کی مہک سے معطر ہیں یہ خدائی وعدہ اَذْکُرْکُمْ (میں تمہیں یاد کروں گا) کی ایک جھلک ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع اور نیابت میں ذکر الٰہی میں اپنی زندگیاں وقف کرنے والے

غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی

عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری

حضرت قدوۃ الاولیاء قاضی محمد فتح اللہ صدیقی

حضرت عارف باللہ خواجہ محمد سلطان عالم

فرید ملت حضرت فرید الدین مسعود شکر گنج وغیرھم اکابر اولیاء اکرام رحمہم اللہ رحمۃ واسعۃ کی تعریف وتوصیف میں آج مخلوق خدا رطب اللسان ہے یہ خدائی وعدہ کی تکمیل ہے۔ ان نفوس قدسیہ نے اپنی حیات مستعار کے تمام لمحات میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اب اللہ تعالیٰ انہیں وہ عزتیں اور رفعتیں عطا فرما رہا ہے کہ جن کا اس دنیا میں رہ کر تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

صحیح مسلم کی روایت کردہ درج ذیل حدیث پاک کے ذریعے بھی اس وعدہ الٰہی کو سمجھیئے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْداً دَعَا جِبْرِیْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلاناً فَاَحِبَّهُ. قَالَ فَیُحِبُّهُ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلاناً فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقُبُوْلُ فِی الْاَرْضِ۔[1]

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبریل امین کو بلاتا ہے اور اسے فرماتا ہے میں اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ پس جبریل آسمان میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تو بھی اس سے محبت

(۱) الصحیح لمسلم

کرو۔ پس آسمان کی ساری مخلوق اس سے محبت کرتی ہے پھر زمین میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے اور لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔

آسمان وزمین والوں کے دل بحکم الٰہی اس بندہ خدا کی محبت سے لبریز ہو جاتے ہیں جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء میں مصروف رہتا ہے اور اس کے ذکر سے اپنی مشام جاں کو معطر رکھتا ہے۔ پھر آسمان وزمین والے اس کے تذکرے اپنی اپنی محفلوں میں کرتے ہیں۔

مَنْ اَحَبَّ شَيْئاً اَكْثَرَ ذِكْرَهُ.

جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے تو اس کا ذکر بھی کثرت سے کرتا ہے۔

اُذْكُرُوْنِيْ بِالثَّنَاءِ وَالطَّاعَةِ-اَذْكُرْكُمْ بِالثَّنَاءِ وَالنِّعْمَةِ.

تم مجھے حمد وثناء اور اطاعت سے یاد کرو میں تمہیں ذکر خیر اور انعام واکرام سے یاد کروں گا۔

ذکر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کن کن نعمتوں سے بہرہ ور فرماتا ہے اس کی حقیقت تو دینے والا جانے یا لینے والا۔ اس دنیا میں ہمیں ظاہری آنکھوں سے جو کچھ نظر آتا ہے ان فقیرانہ لباس میں ملبوس مسکین صورت شاہوں کے درباروں میں اس کی دائی جھلک دیکھی جاسکتی ہے:

يَاْكُلُ عَلٰى مَائِدَةِ السَّيِّدِ آدَمَ الْبِنُّوْرِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ كُلَّ يَوْمٍ اَلْفُ رَجُلٍ وَيَمْشِيْ فِيْ رِكَابِهٖ اُلُوْفُ الرِّجَالِ وَمِئَات" مِنَ الْعُلَمَاءِ.(1)

حضرت عارف باللہ سید آدم بنوری رحمۃ اللہ کے دسترخوان پر روزانہ ایک ہزار آدمی کھانا کھاتا تھا اور آپ کے رکاب میں ہزاروں آدمی اور سینکڑوں علماء چلتے تھے۔

---

(1) ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین لابی الحسن الندوی صفحہ ۲۳۶

جب یہی مردِ حق آ گاہ اور خود آ گاہ لاہور میں وارد ہوا تو اس منظر کا چشم تصور سے مشاہدہ کیجئے:

وَلَمَّا دَخَلَ السَّيِّدُ فِیْ لَاهُوْرَ عَامَ ۱۰۵۳ھ كَانَ فِیْ مَعِيَّتِهٖ عَشْرَةُ آلافٍ مِنَ الْاَشْرَافِ وَالْمَشَائِخِ وَغَيْرِهِمْ.[1]

جب سید آدم بنوری رحمۃ اللہ ۱۰۵۳ھ میں لاہور میں وارد ہوئے تو آپ کے ہمراہ دس ہزار اشراف ومشائخ عظام وغیرہ تھے۔

یہ ذکر الٰہی کی برکت تھی جب اللہ تعالیٰ نے انہیں جواباً یاد کیا تو اطرافِ عالم میں ان کا شہرہ ہوا اور لوگ ان کے گرویدہ ہوتے چلے گئے۔

خانوادہ مجددی جنہوں نے ذکر وفکر کے مے خانے کھول دیے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جن انعامات واکرامات سے سرفراز فرمایا اس کی ادنیٰ سی جھلک پیش خدمت ہے:

وَهٰذَا الشَّيْخُ مُحَمَّدٌ مَعْصُوْمُ ابْنُ الشَّيْخِ الْكَبِيْرِ اَحْمَدَ الْسَرْ هَنْدِیّ قَدْ بَايَعَهٗ وَتَابَ عَلٰى يَدِهٖ تِسْعُمِائَةِ اَلْفٍ مِنَ الرِّجَالِ وَاسْتَخْلَفَ فِیْ دَعَاءِ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ وَاِرْشَادِ النَّاسِ وَتَرْبِيَتِهِمُ الدِّيْنِيَّةَ سَبْعَةَ آلافٍ مِنَ الرِّجَالِ وَهٰذا اِبْنُهُ الشَّيْخُ سَيْفُ الدِّيْنِ السَّرْهَنْدِیُّ كَانَ يَاْكُلُ عَلٰى مَائِدَتِهٖ اَلْفٌ وَاَرْبَعُمِائَةُ رَجُلٍ وَيَقْتَرِحُوْنَ الْاَطْعِمَةَ وَيَتَخَيَّرُوْنَها.[2]

---

(۱) ماذا خسر العالم لابی الحسن الندوۃ صفحہ ۲۳۶ (التذکرۃ الآدمیہ

(۲) نزہۃ الخواطر للشیخ عبدالحی الحسنی المجلد الخامس

اوران جلیل القدر شیخ حضرت خواجہ محمد معصوم بن شیخ الکبیر حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے دست مبارک پر ۹ لاکھ آدمیوں نے توبہ کی اور بیعت کا شرف حاصل کیا اور آپ نے مخلوق کو اللہ کی طرف دعوت دینے، لوگوں کو راہ حق دکھانے اور ان کی دینی تربیت کے لیے نو ہزار افراد کو خلافت سے سرفراز کیا۔[1]

اور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی کے دستر خوان پر چودہ سو افراد کھانا کھاتے تھے اور کھانے اس کثرت سے ہوتے تھے کہ انہیں کھانے کی پسند کا اختیار حاصل تھا۔

اِزْدَهَمَ النَّاسُ عَلَى الشَّيْخِ خَالِدِالْكُرْدِيِّ فِيْ بَغْدَادَ يَتُوْبُوْنَ عَلٰى يَدَيْهِ وَيَسْتَفِيْدُوْنَ مِنْهُ وَاَخْبَرَ شَيْخَهُ فِيْ رِسَالَةٍ كَتَبَهَا اِلَيْهِ اَنَّ مِائَةً مِنَ الْعُلَمَاءِ الْفُحُوْلِ قَدْ تَخَرَّجُوْا عَلَيْهِ وَاَنَّ خَمْسَمِائَةٍ مِنْ كِبَارِ الْعُلَمَاءِ قَدْدَخَلُوْفِيْ بَيْعَتِهِ وَاَمَّاالْعَوَامُ وَالْخَوَاصُ فَلَايَاتِيْ عَلَيْهِمِ الْحَصْرُ.[2]

سرزمین بغداد میں حضرت خواجہ شیخ خالد کردی رحمۃ اللہ کی خدمت اقدس میں لوگوں کا اژدھام کثیر ہو گیا وہ آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتے تھے اور آپ سے استفادہ کرتے تھے اور آپ نے اپنے شیخ مکرم حضرت خواجہ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط لکھ کر ذکر فرمایا کہ ایک سو جید علماء منازل سلوک کی تکمیل کر چکے ہیں اور پانچ سو علماء عظام آپ کی بیعت اختیار کر چکے ہیں لیکن عوام و خواص انکی تعداد گنتی سے وراء ہے۔

---

(۱) ماذا خسر العالم لابی الحسن الندوی صفحہ ۲۳۶

(۲) ماذا خسر العالم لابی الحسن الندوی صفحہ ۲۳۷

چشم فلک نے ایسے نظارے کئی مرتبہ دیکھے کہ بادشاہوں کے درباروں سے بڑھ کر مقربین بارگاہِ الٰہی کے آستانوں میں رونق ہے، وجہ واضح ہے کہ ان بوریانشیں مردان باخدا نے اللہ کا ذکر عمدہ شان سے کیا اور اللہ رب العزت نے جواباً جب ان کا ذکر کیا تو مخلوق خدا ان کی قدم بوسی کے لیے دیوانہ وار دوڑتی چلی آئی۔

سر سید احمد خاں بیان کرتے ہیں:

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ شیخ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ کے دست مبارک پر روم، شام، بغداد اور حبشہ کے بے شمار لوگوں نے بیعت کی اور قرب و جوار مثلاً ہندوستان اور افغانستان کے لوگ تو آپ کی بارگاہ میں ایسے آتے تھے جیسے ٹڈی دل ہو اور آپ کے آستانہ مبارک پر پانچ سو (۵۰۰) آدمی مقیم تھے جن کے نان ونفقہ آستانہ عالیہ کے ذمہ تھا۔[1]

اُذْكُرُوْنِيْ بِالثَّنَاءِ وَالطَّاعَةِ اَذْكُرْكُمْ بِالثَّنَاءِ وَالنِّعْمَةِ

-☆-

اُذْكُرُوْنِيْ فِي الدُّنْيَا اَذْكُرْكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

تم مجھے دنیا میں یاد کرو میں تمہیں آخرت میں یاد کروں گا۔

فانی دے کر باقی لینے والا بڑا دانا و بینا انسان ہے۔ دنیا فانی ہے ختم ہونے والی ہے۔ آخرت باقی ہے ہمیشہ رہنے والی ہے۔ جو دنیا کے چند سانس ذکر الٰہی میں بسر کرتا ہے اللہ رب العزت اسے باقی رہنے والی آخرت میں یاد فرمائے گا اور آخرت میں جسے اس کا پروردگار یاد رکھے اسے کسی فکر و تردد کی ضرورت نہیں۔

---

(۱) ماذا خسر العالم، آثار الصنادید

حدیث پاک میں ہے:

قیامت کے دن ایک مفلس و بدکار آدمی جو اپنے اعمال کے سبب مایوس ہو چکا ہوگا اس آدمی سے اللہ فرمائے گا کیا تو فلاں محلّہ میں فلاں عارف کو پہچانتا تھا؟ وہ جواب دے گا ہاں (میرے مولا میں اسے پہچانتا تھا) اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھے اس کے طفیل بخش دیا۔

(نفحات الانس للعارف الجامی صفحہ ۱۷۵-تذکرہ مشائخ نقشبندیہ للتوکلی صفحہ۲)

بندے نے دنیا میں اللہ کو یاد کیا اللہ رب العزت آخرت میں اسے اس طرح یاد فرمائے گا کہ بدکرداروں اور ناداروں کو محض اس کی شناخت کے طفیل بخش دے گا۔

-☆-

اُذْكُرُوْنِىْ فِى الْخَلَوٰتِ   اَذْكُرْكُمْ فِى الْفَلَوٰتِ

تم مجھے خلوت کدوں میں یاد کرو میں تمہیں وسیع بیابانوں میں یاد کروں گا۔

گوشۂ تنہائی میں ذکر الٰہی کو اپنا مونس و غمخوار بناؤ، خلوت کدوں کو اللہ کے ذکر سے منور کردو۔ تنہائی کے لمحات میں ذکر الٰہی کے مے کا مزہ لو۔ دنیا کی رونقوں سے دور جب الگ تھلک بیٹھو تو ذات کبریا کو اپنا جلیس و ہمنشیں بناؤ۔ پھر وہ جواباً بیابانوں میں تمہارا ذکر کرے گا۔ صحراؤں کی وسعتوں میں جہاں ہو کا عالم ہوگا وہاں تمہاری یاد کے چرچے ہوں گے۔ اگر تم کسی وقت کسی جنگل میں بھٹک جاؤ تو اللہ کی یاد تمہیں بھٹکنے نہیں دیگی وہ تمہارا مونس و غمخوار ہوگا۔

رب العزت کا ذکر الٰہی کرنے والے کو بیابانوں میں یاد کرنا اس کا مفہوم یہ ہوسکتا ہے:

۱۔ وہ خلوت میں اللہ کو یاد کر رہا ہو پروردگار عالم صحراؤں، بیابانوں اور جنگلوں کی جملہ مخلوقات کو حکم دے کہ تم اس ذاکر کو یاد کرو، اس کیلئے استغفار کرو اور جب تک بندہ خدا ذکر الٰہی

کرتا رہے مخلوق خدا اس کے لیے بارگاہِ خداوندی میں دست بدعا رہے جیسے لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والے کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا:

اِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ وَمَلَائِکَتَہٗ وَاَھْلُ سَمٰوٰتِہٖ وَاَرْضِہٖ حَتَّی النَّمْلَۃِ فِیْ حَجْرِھَا حَتَّی الْحُوْتِ فِیْ بَحْرِھَا لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ۔(1)

یقیناً اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے فرشتے آسمانوں اور زمین میں بسنے والی مخلوق حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی اپنے سمندر میں لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والے کیلئے دعائیں کرتی رہتی ہیں۔

اگر مُعَلِّمُ النَّاسِ الْخَیْرَ کو یہ رتبہ مل رہا ہے تو ذکر الٰہی سے سرشار اور توحید الٰہی کے نسہ سے مست فرزند آدم کو یہ سعادت بھی مل سکتی ہے کہ بیابانوں کے جانور اور ریت کے ذرے اس کے لیے دعا مغفرت اور دعا رفع الدراجات کرتے ہیں۔

۲۔ خلوتوں میں یاد الٰہی کی قندیل فروزاں کرنے والا اگر کسی جنگل میں کسی مصیبت میں پھنس جائے تو اللہ کی یاد کا مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اسے اس مصیبت سے رہائی کے اسباب پیدا فرمائے گا۔

ایک عجمی جوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کے ارادہ سے مدینہ منورہ آیا۔ اسے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی جنگل میں سو رہے ہیں۔ تھوڑی سی تلاش کے بعد دیکھا کہ وہ خاک پر کوڑا زیر سر رکھے سو رہے ہیں۔ اس (کفر ونفرت سے بھرے ہوئے) جوان نے آپکو اس عالم میں قتل کرنے کا پختہ ارادہ کیا اور تلوار میان سے باہر نکالی، اچانک دو شیر نمودار ہوئے اور

---

(۱) احیاء العلوم الدین لامام الغزالی صفحہ ۱۰ جلد ۱

اس کی جانب لپکے اس کی چیخیں نکل گئیں۔ حضرت عمر بیدار ہوئے۔ اس عجمی جوان نے سارا واقعہ عرض کیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔[1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیز جس کا نام زایدہ تھا ایک دن لکڑیاں چننے کی غرض سے جنگل روانہ ہوئی اور لکڑیاں اکٹھی کرنا شروع کر دیں، اس نے اچانک ایک سوار کو آسمان سے زمین پر اترتے دیکھا اور اس نے کہا:

اے زایدہ! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں خازنِ جنت رضوان کا سلام عرض کرنا اور کہنا:

آپ کی امت کے تین گروہ ہوں گے۔

ایک گروہ بلا حساب جنت میں جائے گا۔

دوسرے گروہ کا حساب آسان کر دیا جائے گا۔

تیسرا گروہ آپ کی شفاعت سے بخش دیا جائے گا۔

یہ کہہ کر پھر وہ آسمان کی طرف بلند ہوا اور دیکھا کہ زایدہ لکڑیاں اُٹھانے سے قاصر ہے۔ اس سوار (جنت کے منتظم فرشتے رضوان) نے کہا:

زایدہ! لکڑیوں کا یہ گٹھا اس پتھر پر رکھ دے۔

پھر پتھر سے کہا:

یہ گٹھا زایدہ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچا دے۔ پتھر خود بخود لکڑیاں لیے ہوئے حضرت عمر کے گھر تک آ گیا۔

---

(۱) کشف المحجوب للعارف الہجویری رحمہ اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس کی خبر ہوئی تو صحابہ کرام کی معیت میں اُٹھے اور حضرت عمر کے دروازے تک پتھر کے آنے کے نشانات دیکھے۔

-☆-

اُذْكُرُوْنِیْ فِی الرَّخَاءِ اَذْكُرْكُمْ فِی الْبَلَاءِ

تم مجھے خوشحالی میں یاد کرو جب تم پر مصیبت آئے گی اس وقت میں تمہیں یاد کروں گا۔

خوشحالی اور فارغ البالی کے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم پر موقوف ہے ورنہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ مال ودولت اور اقتدار کی فراوانی انسان کو فرعون بنادیتی ہے۔ اسے نہ خدا یاد رہتا ہے اور نہ خدا کا رسول۔ وہ حقوق اللہ کو پس پشت ڈال دیتا ہے اور حقوق العباد کو بھی پامال کرتا ہے۔ لیکن جو فرد بشر خوشحالی کے وقت اپنے پروردگار کو یاد رکھے۔ جب مال ودولت کی فراوانی ہو اس کا سر نیاز اللہ کے دربار میں اور جھک جائے تو وہ عظیم انسان ہے۔

جو آدمی خوشحالی میں اللہ رب العزت کو یاد رکھے۔ اس کی جبین نیاز اسی ذات کبریا کی بارگاہ میں جھکے تو جب اس پر تنگدستی کا وقت آئے یا مصیبت وپریشانی کا وقت آئے تو اللہ رب العزت اپنے وعدہ کے مطابق اسے ان لمحات میں ضرور یاد فرماتا ہے۔

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العزت نے بے حساب مال ودولت عطا فرمایا تھا اور وہ بھی راہِ خدا میں بے دریغ لٹاتے تھے کوئی بھی سائل ان کے دربار سے محروم نہ جاتا تھا۔ ان کی ان خصوصیات کے پیش نظر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر جو کرم کیا اس کا مشاہدہ کیجئے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو دیکھا اوّل رات سے لے کر طلوع فجر تک کہتے رہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ رَضِیْتُ عَنْ عُثْمَانَ عَنْهُ فَارْضَ (1)

جب ان پر پریشانی کا وقت آیا بلوائیوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کرلیا آپ کا پانی بند کردیا اور آپ کو شہید کرنے کے درپے ہوئے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق انہیں یاد کیا۔ اس خدائی یاد کا انوکھا انداز ملاحظہ ہو:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب دشمنوں نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو محصور کردیا تو میں آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لیے حاضر ہوا۔

آپ نے فرمایا: بھائی! بہت اچھا کیا آ گئے ہو۔

میں نے اس کھڑکی میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ آپ نے فرمایا:

عثمان! تمہیں ان لوگوں نے محصور کر رکھا ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں! یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

اس پر آپ نے ایک ڈول پانی کا لٹکایا جس سے میں نے پانی پیا اس پانی کی ٹھنڈک اب تک میرے دونوں شانوں اور چھاتیوں کے درمیان محسوس ہو رہی ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا:

---

(1) تکریم المومنین از نواب صدیق حسن خان بھوپالی صفحہ ۸۵

اگر تم چاہو تو ان کے مقابلہ میں مدد کی جائے اور اگر تمہارا دل چاہے تو یہاں ہمارے پاس آ کر افطار کرو۔

میں نے عرض کی:

یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) میں آپ کی خدمت میں حاضری چاہتا ہوں۔

اسی دن آپ کو تلاوت قرآن کرتے ہوئے شہید کر دیا گیا۔[1]

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی خوشحالی کے دور میں اپنے پروردگار کو یاد کیا تو اللہ رب العزت نے اپنے وعدہ کے مطابق مصیبت میں انہیں یاد کیا اور خدائی یاد مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حالت بیداری میں دیدار کا روپ دھار گئی اور شہادت کی موت مقدر کر گئی۔

-☆-

اُذْکُرُوْنِیْ بِمُجَاهَدَتِیْ اَذْکُرُکُمْ بِهِدجایَتِیْ

تم مجھے جہاد و مجاہدہ سے یاد کرو میں تمہیں اپنی ھدایت سے یاد کروں گا۔

کفار و مشرکین مسلمانوں کے ظاہری دشمن ہیں اور نفس و شیطان اس کے باطنی دشمن ہیں۔ظاہری و باطنی اعداء کے خلاف جہاد کا حکم ہے اور جو سعید روح ان کے خلاف علم بغاوت بلند کرتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے حریم ناز تک رسائی کے راستوں پر گامزن کر دیتا ہے اور اپنی تجلیات سے بہرہ ور فرماتا ہے۔

اَلْجِهَادُ وَالْمُجَاهَدَةُ : اِسْتِفْرَاغُ الْوَسْعِ فِیْ مُدَافَعَةِ الْعَدُوِّ

---

(۱) زیارت نبی بحالت بیداری از محمد عبدالمجید صدیقی صفحہ ۸۵

دشمن کے مقابلہ میں اپنی ساری قوت وطاقت کا استعمال کرنے کا نام جہاد اور مجاھدہ ہے۔

شہر انطاکیہ میں لوگوں کی ہدایت کے لیے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دو حواری روانہ فرمائے۔ لوگوں نے ان دونوں کو جھٹلا دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں کی اعانت کے لیے ایک تیسرے حواری کو روانہ کیا لیکن وہ بدقسمت لوگ نہ مانے اور وہ انہیں اپنے لیے فالِ بد سمجھنے لگے اور یہاں تک دھمکی دی کہ اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جائے گا اور تمہیں دردناک اذیتیں برداشت کرنا پڑیں گی۔ شہر انطاکیہ کے پرلے کنارے سے ایک مومن حالات کی نزاکت کو سمجھتا ہوا ان کے پاس آیا:

قال یقوم اتبعوا المرسلین اتبعوا من لایسئلکم اجراً وھم تھتدون [1]

اس مومن نے کہا اے میری قوم پیروی کرو رسولوں کی اور اتباع کرو ان مقدس افراد کی جو تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

اس مرد مجاہد نے یہاں تک بس نہ کی بلکہ مزید کہا:

میں اس پروردگار کی عبادت کرتا ہوں جس نے مجھے پیدا فرمایا اور ہم سب نے اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ پھر اس نے ان کے بتوں کی مذمت شروع کر دی۔

لوگ تو پہلے ہی مشتعل تھے ادھر ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا ادھر اس مرد حق آگاہ نے کہا:

اِنِّیْ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْنَ. [2]

کان کھول کر سن لو میں اس پروردگار پر ایمان لا چکا ہوں جس نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے۔

---

(۱) سورہ یٰسین آیت ۲۰-۲۱

(۲) سورہ یٰسین آیت ۲۵

بپھرے ہوئے لوگوں نے ہاتھوں میں پتھر اٹھائے اور اس مرد مجاہد پر پتھروں کی بارش شروع کر دی اور وہ مرد مجاہد کلمہ حق بلند کرتے کرتے جان جانِ آفریں کے حوالے کر گیا۔

اس شخص نے جس کے اندر ایمان کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا جہاد سے دشمن سے ٹکر لے کر اس وحدہٗ لاشریک کا ذکر کیا۔

اب اللہ نے اپنے وعدہ کے مطابق اسے کس طرح یاد کیا ملاحظہ ہو:

خون کے پیاسے طیش میں آئے ہوئے لوگ اس پر سنگ باری کر رہے ہیں اور وہ اس شہید راہِ حق کو دلنواز آواز آ رہی ہے۔

اے میری بندے! آ جا میری جنت میں اور اس کی بہاریں تیری منتظر ہیں۔

میرے جلوے تیری بیتاب نگاہوں کو جام وصال پلانے کے لیے اپنے حسن سے نقاب الٹنے والے ہیں۔

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ.[۱]

بیہقی وقت حضرت قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

قَالَ الْحَسَنُ فَاَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَهُوَ حَيّ" يُرْزَقُ.[۲]

اللہ نے اس مرد مجاہد کو اپنے دیدار کی جگہ جنت میں داخل فرما دیا اور وہ زندہ ہے اور اللہ کی نعمتوں سے شاد کام ہو رہا ہے۔

-☆-

(۱) سورہ یٰسین آیت ۲۶

(۲) التفسیر المظہری للقاضی پانی پتی صفحہ ۷۹ جلد ۸

فَاذْکُرُوْنِیْ بِمُجَاھَدَتِیْ اَذْکُرُکُمْ بِھِدَایَتِیْ

تم مجھے جہاد و مجاہدہ میں یاد کرو میں تمہیں تمہارے مطلوب تک پہنچا کر یاد کرونگا۔

علامہ قزوینی لکھتے ہیں:

جب اہل انطاکیہ نے انہیں شہید کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان بدنصیبوں کو ہلاک کر دیا۔ انطاکیہ میں مومن اور کافر دونوں آباد تھے۔ وہ خوفناک کڑک جس نے کفار کو موت کے گھاٹ اتار دیا، اہل ایمان کو اس سے محفوظ رکھا گیا۔ یہاں تک کہ جو اہل ایمان محو خواب تھے وہ بدستور سوتے رہے ان کی آنکھ بھی نہ کھلی۔

انطاکیہ کے بازار میں ایک مسجد ہے جس کو مسجد حبیب کہا جاتا ہے اس کے صحن میں ان کا مزار پرانوار ہے لوگ اس کی زیارت کے لیے آتے ہیں۔

علامہ شہاب الدین یاقوت حموی لکھتے ہیں:

وَبِاَنْطَاکِیَةَ قَبْرُ حَبِیْبِ النَّجَّارِ یُقْصَدُ مِنَ الْمَوَاضِعِ الْبَعِیْدَةِ وَقَبْرُهٗ یُزَارُ[1]

شہر انطاکیہ میں حبیب نجار کا مزار پرانوار ہے، دور دور سے لوگ مزار پرانوار پر حاضری کی نیت سے آتے ہیں اور مزار کی زیارت سے سعادت مند ہوتے ہیں۔

-☆-

اُذْکُرُوْنِیْ بِالصِّدْقِ وَالْاِخْلَاصِ اَذْکُرُکُمْ بِالْخَلَاصِ وَمَزِیْدِ الْاِخْتِصَاصِ

تم مجھے صدق و اخلاص سے یاد کرو میں تمہیں مصائب سے چھٹکارا دلا کر اور اپنا مزید مقرب بنا کر یاد کروں گا۔

(۱) معجم البلدان لیاقوت صفحہ ۲۶۹ جلد ا

جو عمل بھی صدق اخلاص سے کیا جائے اور جس فعل میں خلوص وللہیت کی مہک ہو وہ عمل اللہ کی بارگاہ میں قبول ہے اور ایسا عمل ذکر الٰہی کے ذمرے میں آتا ہے۔ اس وحدۂ لاشریک کی بارگاہ میں کثرت مطلوب نہیں بلکہ وہاں کیفیت مطلوب ہے۔

لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَائُهَا وَلٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ

تمہاری ان قربانیوں کا اللہ کو نہ گوشت پہنچتا ہے نہ خون لیکن اس کی بارگاہ بیکس پناہ میں تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

جو ذکر وفکر اور عبادت ریاکاری اور دکھلاوے کے داغ سے داغدار نہ ہو بلکہ خلوص وللہیت کی چمک سے منور ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو پریشانیوں اور مصائب سے نجات عطا فرماتا ہے اور اسے مزید اپنے لطف وکرم سے سرفراز فرماتا ہے۔

اذا كان يوم القيامة جاء اقوام والناس فی الحساب قدانبت الله لهم اجنحة خضرا فساقطوا علٰی حيطان الجنة فتعول لهم خزنة الجنة من انتم؟ فيقولون نحن من ولد آدم فيقولون هل شهدتم الحساب قالو الاقالوا أعبرتم الصراط قالوا لا قالوا لهم فيم نلتم هذه المنزلة قالوا كنا نعبدالله سرا وادخلنا الجنة سراً (۱)

قیامت کے دن لوگ حساب دینے میں مشغول ہونگے کچھ خوش نصیب لوگوں کو اللہ سبز رنگ کے پر عنایت فرمائے گا وہ اڑیں گے اور جنت کی دیواروں کے اوپر سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

---

(۱) مسند الفردوس الدیلمی صفحہ ۲۵۵ جلد ۱

جنت کے منتظم فرشتے ان سے پوچھیں گے تم کون ہو؟ وہ جواب دیں گے ہم انسان ہیں۔ پھر وہ پوچھیں گے کیا تم حساب و کتاب سے فارغ ہو چکے ہو۔ وہ کہیں گے نہیں ہم سے تو کسی نے حساب لیا ہی نہیں۔ پھر وہ پوچھیں گے کیا تم نے پل صراط عبور کیا۔ وہ جواب دیں گے نہیں۔ وہ فرشتے سوال کریں گے تم نے یہ مرتبہ کیسے پایا؟ وہ جواب دیں گے ہم اللہ تعالیٰ کی بندگی ریاکاری سے بچتے ہوئے چھپ چھپ کر کرتی تھے۔ اللہ نے ہمیں بھی خفیہ طریقہ سے جنت میں داخل فرمادیا۔

تم مجھے صدق و اخلاص سے یاد کرو میں تمہیں مصائب سے چھٹکارا دلا کر اور مزید کرم نوازیوں سے سرفراز کر کے یاد کروں گا۔

-☆-

اُذْكُرُوْنِیْ بِالرَّبُوْبِيَّةِ فِی الْفَاتِحَهِ اَذْكُرْكُمْ بِالرَّحْمَةِ وَالْعُبُوْدِيَّةِ فِی الْخَاتِمَةِ

ہر کام شروع کرتے وقت تم میری ربوبیت کا اقرار کر کے مجھے یاد کرو تو کام کے اختتام پر میں تمہیں اپنی رحمت اور عبودیت کا مزہ دیکر یاد کروں گا۔

روزہ دار روزہ کی ابتداء اللہ کی ربوبیت کے اقرار سے کرتا ہے۔ جب اس کے روزہ کی انتہا کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت اور عبودیت کا کیف عطا فرماتا ہے۔

لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَة'' عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَة'' عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ.

روزہ دار کے مقدر میں دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی تو اسے روزہ افطار کرتے وقت نصیب ہوتی ہے اور دوسری خوشی اسے اس وقت ملے گی جب وہ اپنے اللہ سے ملاقات کرے گا۔

روزہ دار پر اللہ کا کرم صرف روزہ کی انتہا پر ہی نہیں ہوگا بلکہ جب ہر فانی چیز اپنی انتہا کو پہنچ کر فنا ہو چکی ہوگی تو اس وقت اللہ اس پر اپنی ملاقات کے روپ میں کرم فرمائے گا۔ وہ مردانِ خود آگاہ جو ہر کام شروع کرتے وقت اللہ کو یاد کرتی رہے ہر چھوٹا بڑا کام نام خدا سے شروع کرتے رہے جب انکی اپنی زندگی کا آخری وقت آیا تو اللہ رب العزت نے انہیں اس شان سے یاد کیا کہ وہ اسی کا نام جپتے جپتے عالم بالا کو سدھار گئے۔ تم مجھے ہر کام کے آغاز میں یاد کرو میں تمہیں ہر کام کے اختتام پر یاد کروں گا۔

معیت الٰہی میں

وہ فرزند آدم واقعی خلیفۃ اللہ ہے جسے معیت الٰہی نصیب ہو، اللہ رب العزت کی ہمنشینی وہ سرمایہ ہے جس کی نظیر نہیں۔

آج کسی سرمایہ دار یا اعلیٰ افسر کا ہمنشین اتراتا پھرتا ہے اور اپنے آپ کو دوسرے لوگوں کی نظروں میں بلند ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ہر شخص پر یہ بات واضح کرتا ہے کہ میں تنہا نہیں، بے آسرا نہیں۔ اگر کسی نے میری طرف غلط نظروں سے دیکھا تو اسے اپنے کیے کی خود سزا بھگتنا پڑے گی۔

لیکن وہ روح ارجمند جسے معیت الٰہی نصیب ہے اس کی سوچ کا انداز ہ یکسر مختلف ہوتا ہے۔ اترانا اور تکبر کرنا اس کی لغت سے خارج ہوتا ہے وہ ہر ایک فرد سے بڑی خندہ پیشانی سے ملتا ہے اس کی ملاقات میں اخوت ومحبت کی مہک ہوتی ہے کیونکہ وہ اللہ کی ہمنشینی کے آداب سے واقف ہے اسے معلوم ہے کہ ساری کائنات میرے مالک کی تخلیق ہے اور وہ اس حوالہ اور مناسبت سے ان سے محبت والفت سے پیش آتا ہے۔

وہ سعادت کا امیں سراپا عجز وانکساری بن جاتا ہے، وہ خودنمائی سے کوسوں دور بھاگتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ یہ عجز وانکساری اس کے معبود کو محبوب ہے اور بندہ وہی کام سرانجام دیتا ہے جس سے اپنے آقا ومولیٰ کی محبت کو خریدا جاسکے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ذکر الٰہی کرنے والوں کو اسی سعادت سے متصف قرار دیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ اَبَالْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ اَنَامَعَ عَبْدِیْ مَاذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاهُ۔(۱)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے انعامات الٰہیہ کے قاسم حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب تک وہ مجھے یاد کرتا رہے اور میری وجہ سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے رہیں۔

-☆-

اللہ کا ذکر کرنے والا انعامات واحسانات الٰہیہ کی وہ دولت اپنے دامن میں سمیٹ لیتا ہے جس کی مثال اس عالم آب وگل میں نہیں وہ اس ناپائیدار دنیا میں ہوتے ہوئے حی وقیوم کی ہمنشینی کے مزے لیتا ہے۔

وہ زبان کتنی پاکیزہ ہے جس سے ذکر الٰہی کا چشمہ پھوٹ رہا ہو۔اسی ایک زبان کے عمل سے اللہ تعالیٰ کل وجودِ انسانی پر کرم کرتا ہے اور انسان کا سارا وجود اس ذات حق کے قرب کے فیض سے مستفیض ہوتا ہے۔

اب بندے پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کو یاد کرے اگر قالب کی زبان کسی وقت رک

(۱) مسند الامام احمد صفحہ ۵۴۰ جلد ۱/ شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۱ جلد ۱
شرح السنۃ للبغوی صفحہ ۱۳ جلد ۵/ الصحیح للبخاری صفحہ ۴۱۷

جائے یعنی کھاتے پیتے یا سوتے وقت تو قلب کی زبان کو ذکر پروردگار کا خوگر بنائے بلکہ ہر مو کی زبان سے ذکر الٰہی کرے کیونکہ ایک وقت آئے گا جب منہ کی زبان بند ہو جائے گی اور لوگ اسے مردوں کی فہرست میں شمار کریں گے لیکن اگر قلب کی زبان اس زندگی میں جاری ہوگئی تو قبر کی دیواروں میں بھی وہ جاری رہے گی اور منکر نکیر قبر میں سوال کرنے والے فرشتے اس کا امتحان نہیں لیں گے بلکہ اس کی توقیر و تعظیم کریں گے۔

وَتَحَرَّكَتْ بِيْ شَفَتَاهُ.

ہونٹوں کا ذکر الٰہی سے حرکت کرتے رہنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ رب العزت ایسے شخص سے راضی ہے اور وہ اس کی خصوصی کرم نوازیوں کا مستحق ہے لیکن اس حدیث پاک میں تَحَرَّكَتْ بِذِكْرِيْ شَفَتَاهُ. تحرکت بذکری شفتاء کی بجائے وَتَحَرَّكَتْ بِيْ شَفَتَاهُ کے الفاظ ہیں جس کا معنی و مفہوم ہے میری وجہ سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ جب بندۂ خدا ہر کام میں رضائے الٰہی کا طلب گار ہو اور اس کی ہر حرکت حصول رضائے الٰہی کیلئے ہو تو یقیناً اس کا بولنا، کسی کو وعظ و نصیحت کرنا، کسی اجنبی کی دلجوئی کے لیے اس سے گفتگو کرنا یہ سب کچھ اللہ کے لیے ہوگا اور اس کے ذکر کے زمرہ میں شامل ہوگا اور ایسے شخص کو بھی اس نے اسی سعادت سے بہرہ ور فرمایا جو اس نے اپنے ذکر کرنے والے کو عطا فرمائی ہے یعنی جب تک میرے بندے کو میری وجہ سے ہونٹ حرکت کرتے رہیں گے اس وقت تک میں اس کے ساتھ ہوں گا۔

بحر العلوم ملا علی قاری رحمہ الباری مرقات شرح مشکوۃ میں تحریر فرماتے ہیں:

وَنَاهِيْكَ عَنْ فَضِيْلَةِ الذِّكْرِ قَوْلُهُ تَعَالٰى فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ وَاَنَا جَلِيْسُ

مَنْ ذَکَرَنِیْ وَاَنَا مَعَهُ اِذَا ذَکَرَنِیْ الحدیث وغیر ذلک وَلِذَاقَالَ الْغَزَالِیُّ –رَحِمَهُ اللّٰهُ– بَعْدَ مَادَخَلَ فِی مَقَامِ الذِّکْرِ ضَیَّعْتُ قِطْعَةً مِنَ الْعُمْرِ فِی الْوَجِیْزِ وَالْوَسِیْطِ وَالْبَسِیْطِ بَلْ یَعُدُّ الْعَارِفُوْنَ الْغَفْلَةَ مِنْ اَنْوَاعِ الرِّدَّةِ وَلَوْ خَطَرَ عَلٰی سَبِیْلِ الْمُبَالَغَةِ کَمَا قِیْلَ وَلَوْ خَطَرَتْ فِی سِوَاکَ اِرَادَةٌ" عَلٰی خَاطِرِیْ سَهْواً حَکَمْتُ بِرِدَّتِیْ.[1]

فضیلت ذکر سے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہی کافی ہے ''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا'' اور میں اس آدمی کا ہمنشیں ہوں جس نے مجھے یاد کیا اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرے۔ یہ حدیث اور اس کے علاوہ بھی بے شمار حدیثیں اس عظمت ذکر کو واضح کرتی ہیں۔اسی وجہ سے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے مقام ذکر میں داخل ہونے کے بعد فرمایا میں نے اپنی عمر کا ایک حصہ الوجیز، الوسیط اور البسیط (کی تحریر) میں ضائع کر دیا بلکہ عرفا تو غفلت کو علی سبیل المبالغہ ارتداد کی ایک قسم شمار کرتے ہیں اگر چہ لمحہ بھر کے لیے ہو، جیسے کسی کا قول ہے (اے اللہ) اگر میری دل میں تیرے علاوہ کسی اور کا ارادہ بھول کر بھی آ جائے تو میں اپنی ذات پر ارتداد کا حکم لگا دوں گا۔

حضرت محمد بن النضر خلوت پسند تھے اور ہمیشہ تنہائی میں رہتے تھے۔عبادت الٰہی سے لطف ولذت لیتے تھے اور ذکر الٰہی کے انوار ان میں چمکتے تھے۔

قِیْلَ لِمُحَمَّدِبْنِ النَّضْرِ اَمَاتَسْتَوْحِشُ وَحْدَکَ قَالَ کَیْفَ اَسْتَوْحِشُ وَهُوَ یَقُوْلُ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ.[2]

---

(۱) المرقاۃ للعلی القاری صفحہ ۶۳ جلد ۵

(۲) جامع العلوم والحکم صفحہ ۴۱۹

ایک دن محمد بن النضر سے کہا گیا، کیا تنہائی میں بیٹھے ہوئے آپ کو وحشت محسوس نہیں ہوتی تو انہوں نے جواباً کہا مجھے کیسے وحشت محسوس ہو حالانکہ اس اللہ نے کہا ہے جو مجھے یاد کرے میں اس کا ہمنشیں ہوں۔

وحشت تو اسے محسوس ہو جو سب سے الگ تھلگ ہو اور اس کا کوئی مونس و غمخوار نہ ہو لیکن جو شخص قرب خداوندی کی دولت سے مالا مال ہو اسے وحشت کہاں؟

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اللہ رب العزت سے بغیر کسی واسطہ کے کلام کیا کرتے تھے، اس رسول معظم کلیم اللہ نے ایک دن اللہ تعالیٰ سے عرض کی:

اَقَرِیْب'' اَنْتَ فَأُنَاجِیْکَ اَمْ بَعِیْد'' فَأُنَادِیْکَ فَاِنِّیْ اُحِسُّ حِسَّ صَوْتِکَ وَلَا اَرَاکَ فَاَیْنَ اَنْتَ فَقَالَ اللّٰہُ اَنَا خَلْفَکَ وَاَمَامَکَ وَعَنْ یَمِیْنِکَ وَعَنْ شِمَالِکَ یَامُوْسٰی اَنَاجَلِیْسُ عَبْدِیْ حِیْنَ یَذْکُرُنِیْ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا دَعَانِیْ۔[1]

اے میرے پروردگار! کیا تو قریب ہے کہ میں تجھ سے مناجات کروں یا تو دور ہے کہ میں تجھے ندا دوں یقیناً میں تیری آواز کو محسوس کرتا ہوں اور میری نظریں تجھے دیکھ نہیں رہیں۔ اے میرے اللہ! تو کہاں ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں تیرے آگے پیچھے ہوں اور تیرے دائیں بائیں ہوں۔ اے موسیٰ! میں تو اپنے بندی کا ہمنشین ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

---

(۱) کنز العمال للمتقی صفحہ ۴۳۳ جلد ۱ و قال اخرجہ الدیلمی فی مسند الفردوس

حفاظت الٰہی میں

انسان کے دشمن بے شمار ہیں اور وہ ہر وقت اس کوشش میں کہ کوئی ایسا موقع آئے انسان کو نقصان پہنچایا جائے۔ دشمن کا کام دشمنی کرنا ہے اس سے خیر کی توقع عبث ہے۔ دشمن ہر وہ عمل کرے گا جو پریشانی اور مصیبت کا سبب بنے۔ دانا و بینا انسان وہ ہے جو ہر وقت اپنے دشمن سے ہوشیار رہے اسے ایسا کوئی موقع فراہم نہ کرے جس سے وہ فائدہ اٹھا کر اس کا اطمینان چھین لے اور اسے کرب ناک کیفیت میں مبتلا کر دے۔

شیطان انسان کا ازلی و ابدی دشمن ہے اس کی یہ خواہش اور کوشش ہے کہ اس سے اس کی اصلی دولت ایمان چھین لی جائے وہ فرزند آدم کو نعمت ایمان سے محروم کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کرتا ہے۔ کبھی دشمنی کے لباس میں آتا ہے تو کبھی دوستی کے روپ میں ظاہر ہوتا ہے، کبھی مونس و ہمدرد بن جاتا ہے اور یار و مددگار کا لبادہ اوڑھ کر آتا ہے وہ ہر طریقہ آزما کر انسان کو صراطِ مستقیم سے پھسلانا چاہتا ہے۔

اگر انسان اس کے فریب میں آ جائے اور اس سے دھوکہ کھا جائے تو اسے اپنا انجام نگاہوں کے سامنے رکھنا چاہیے سوائے ہلاکت و بربادی اور دین و ایمان میں فساد کے کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا۔

اس ازلی دشمن سے بچاؤ کا طریقہ سوچنا ہر سلیم الفطرت پر لازم ہے۔ اللہ اور اس کے

رسول اور مقربین بارگاہِ الٰہی نے اس سے حفاظت کا ایک سہل اور آسان طریقہ بتایا ہے اور وہ ہے ذکر الٰہی۔

حضرت یحیٰ بن زکریا علیہما الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کو وعظ و نصیحت میں مصروف تھے دورانِ وعظ آپ نے انہیں فرمایا:

آمُرُکُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ کَثِیْراً وَمَثَلُ ذٰلِکَ کَمَثَلِ رَجُلٍ طَلَبَہُ الْعَدُوّ سِرَاعاً فِی اَثَرِہٖ حَتّٰی اَتٰی حِصْناً حَصِیْناً فَأَحْرَزَ نَفْسَہٗ فِیْہِ وَکَذٰلِکَ الْعَبْدُ لَایَنْجُو مِنَ الشَّیْطٰنِ اِلَّا بِذِکْرِہٖ۔(۱)

میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔ اسکی مثال ایسے ہے جیسے ایک آدمی کو پکڑنے کیلئے اس کے دشمن تیزی سے اس کے پیچھے لپکے وہ آدمی ایک مضبوط قلعہ میں آ گیا اور اس نے اپنے آپ کو قلعہ میں محفوظ کر لیا اور ایسے ہی بندہ خدا شیطان کی دشمنی سے نہیں بچ سکتا سوائے ذکر الٰہی کے قلعہ میں پناہ لے کر۔

دشمن اگر مسلح ہو کر انسان پر حملہ آور ہو اور وہ ایک مضبوط و مستحکم قلعہ میں آ کر پناہ گزیں ہو جائے تو دشمن کے تابڑ توڑ حملے بھی اسے گزند نہیں پہنچا سکتے تاوقتیکہ قلعہ کی دیواروں میں شگاف پڑ جائے۔ اسی طرح انسان پر جب اس کا سب سے بڑا دشمن شیطان حملہ آور ہو اور وہ انسان ذکر الٰہی کے قلعہ میں پناہ گزیں ہو جائے تو ابلیس کے حملے اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے اور ذکر الٰہی وہ مضبوط قلعہ ہے ایک نہیں ہزاروں شیطان بھی اس میں شگاف نہیں ڈال سکتے۔ ہاں اگر انسان خود ہی ذکر الٰہی کے قلعہ سے باہر نکل آئے تو اس کی بدنصیبی ورنہ ذکر الٰہی کی موجودگی میں اس

(۱) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۴۰۲ جلد ۱

ابلیس کی ہزار ہا شرارتیں اسے ذرا نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔

ابوالخلاد مصری کہتے ہیں: مَنْ دَخَلَ فِی الْاِسْلَامِ دَخَلَ فِی حَصْنٍ وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَدْ دَخَلَ حَصْنَیْنِ وَمَنْ جَلَسَ فِیْ حَلْقَةٍ یُذْکَرُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فِیْھَا فَقَدْ دَخَلَ فِیْ بَیْتِہٖ ثَلَاثَ حُصُوْنٍ۔[۱]

جو شخص اسلام میں داخل ہوا وہ ایک حفاظتی قلعہ میں داخل ہو گیا اور جو شخص مسجد میں داخل ہوا وہ دو قلعوں میں داخل ہو گیا اور جو ایسے حلقے میں داخل ہوا جس میں ذکر الٰہی کیا جارہا تھا وہ یقیناً اپنے گھر میں ہوتے ہوئے تین قلعوں میں داخل ہو گیا۔

اسلام اور مسجد میں دخول سے جو انسان دو قلعوں میں داخل ہوتا ہے ان دونوں قلعوں کی حفاظت بھی ذکر الٰہی سے ہے۔ اگر انسان ذکر نہ کرے تو ہوسکتا ہے شیطان مسلسل کوشش اور محنت سے ان قلعوں میں شگاف ڈال کر انہیں بے کار کر دے۔ دین و ایمان کی حفاظت کے لیے ذکر الٰہی بہت بڑی دولت ہے۔ اگر ذکر الٰہی کا قلعہ نہ ہو تو شیطان کے لیے ایمان کی دولت چرانا اتنا مشکل نہیں۔

شیطان انسان کو اپنے دامن میں پھنسانے کے لیے جو سب سے پہلے حملہ کرتا ہے وہ وسوسہ کا حملہ ہے۔ وساوس اگر کثرت سے ہوں تو وہ انسان کو صراط مستقیم سے دور کر دیتے ہیں۔ ان وساوس سے بچنے کیلئے بھی ذکر الٰہی ضروری ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ وَاضِعٌ خَطْمَہٗ فِی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذَکَرَ خَنَسَ وَاِذَا نَسِیَ الْتَقَمَ قَلْبَہٗ۔[۲]

---

(۱) الوابل الصیب لابن قیم الجوزیہ صفحہ ۱۱۱

(۲) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۴۴ جلد ۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقیناً شیطان اپنی چونچ فرزند آدم کے دل میں رکھے ہوئے ہے جب انسان ذکر الٰہی کرتا ہے تو یہ شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب انسان ذکر الٰہی بھول جاتا ہے تو شیطان اس کے دل سے اثرات خیر نگلنا شروع کر دیتا ہے۔

غافل انسان کا دل شیطان کا دسترخوان ہوتا ہے۔ جب تک اس دل میں اثرات خیر رہیں گے شیطان نگلتا رہے گا اور جب جملہ خیر کو وہ نگل جائے گا تو اس وقت ایمان کہاں رہے گا۔ اس لیے ایمان کی حفاظت کے لیے بھی ذکر الٰہی ضروری ہے تاکہ شیطان انسان سے دور رہے اور اس کے ایمان کی دولت سلامت رہے۔

بحر العلوم علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ ایک عارف کی زبانی وسوسہ شیطان کا منظر پیش کرتے ہیں:

عَنْ بَعْضِ الْعَارِفِیْنَ اَنَّهٗ سَأَلَ اللّٰهَ اَنْ یَّكْشِفَ لَهٗ عَنْ كَیْفِیَّةِ وَسْوَسَةِ الشَّیْطٰنِ لِلْقَلْبِ فَرَاٰهُ جَاثِماً تَحْتَ غُضْرُوْفِ الْكَتِفِ الْاَیْسَرِ كَالْبَعُوْضِ لَهٗ خُرْطُوْمٌ'' طَوِیْلٌ '' یَدُسُّهٗ ثُمَّ اِلٰی اَنْ یَصِلَ الْقَلْبَ فَاِنْ رَاٰهُ ذَاكِراً خَنَسَ وَكَفَّ عَنْهُ اَوْ غَافِلاً مَدَّ خُرْطُوْمَهٗ اِلَیْهِ وَاَلْقٰی فِیْهِ مِنْ جِنَایَتِهٖ.[1]

کسی عارف نے اللہ رب العزت سے عرض کی شیطان کے دل میں وسوسہ ڈالنے کی کیفیت منکشف فرمادے۔ چنانچہ اس نے دیکھا کہ بائیں کندھے کی ہڈی کے نیچے گھٹنے ٹیکے ہوئے مچھر کی طرح بیٹھا ہے اور اس کی لمبی سونڈ ہے جسے وہ دبا کر دل تک پہنچاتا ہے۔

---

۱ (المرقاۃ لعلی القاری صفحہ ۷ جلد ۵)

جب انسان کو ذاکر پاتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اور وسوسہ ڈالنے سے رک جاتا ہے اور جب اسے غافل پاتا ہے تو اپنی سونڈ اس کے دل کی طرف بڑھاتا ہے اور گناہ و معصیت کی باتیں اس میں ڈالتا ہے۔

شیطان کے وساوس اور اسکی دخل اندازیوں سے بچنے کا بہتر نسخہ ذکر الٰہی ہے۔ انسان جب اپنے گھر سے باہر نکلتا ہے تو مختلف حالات و واقعات کے پیش نظر اس کا شیطان کے قابو میں آنا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ اس سے بچاؤ کے لیے بھی ذکر الٰہی لازم ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ يَعْنِىْ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ يُقَالُ لَهٗ كُفِيْتَ وَهُدِيْتَ وَوُقِيْتَ تَنَحّٰى عَنْهُ الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ لِشَيْطَانٍ اٰخَرَ كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْهُدِىَ وَكُفِىَ وَوُقِىَ۔(1)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ کہے ''اللہ کا نام لے کر نکل رہا ہوں اور اسی پر میرا بھروسہ ہے کسی شر سے بچنے اور کسی خیر کے حاصل کرنے میں کامیابی اللہ ہی کی توفیق سے ہے'' تو فرشتے اس آدمی سے کہتے ہیں اے اللہ کے بندے! تیرا یہ عرض کرنا تیرے لیے کافی ہے اور تجھے ہدایت نصیب ہے اور تیری حفاظت و نگرانی کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ اس وقت شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے پھر وہ دوسرے شیطان سے کہتا ہے اب تو اس آدمی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اسے تو ہدایت مل چکی ہے اور اسے کفایت کی نوید سنائی جا چکی ہے اور اسکی حفاظت و نگرانی کا وعدہ ہو چکا ہے۔

(1) الوابل الصیب لابن قیم صفحہ ۱۱۰ وقال اخرجہ ابوداود، نسائی، ترمذی وقال حدیث حسن

اس حدیث پاک کو دوبارہ پڑھیے اور اندازہ لگایئے کہ گھر سے نکلتے وقت ذکر الٰہی کرنے والے کی کس طرح حفاظت کی جاتی ہے۔

سُبُحَانَ مَنُ شَرَّفَ الْاِنُسَانَ بِهٰذِهِ السَّعَادَاتِ الْمُبَارَكَةِ.

حضرت عبداللہ بن ضمرہ حضرت کعب رضی اللہ عنہما سے بعینہٖ یہی چیز اس طرح روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

جب آدمی اپنے گھر کی دہلیز سے باہر قدم رکھتے ہی بسم اللہ کہتا ہے تو اللہ کا فرشتہ اس سے مخاطب ہو کر کہتا ہے:

هُدِيْتَ - اللہ کی جانب سے ہدایت مبارک ہو!

اور جب وہ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ کہتا ہے

تو وہی فرشتہ اسے پھر مخاطب ہو کر گویا ہوتا ہے

اے فرزندِ آدم! اگر تو نے اپنے جملہ امور اللہ کی مرضی پر سونپ دیے ہیں اور اسی کی ذات یکتا پر بھروسہ کر کے نکل رہا ہے تو سن لے وہ پروردگار تجھے کافی ہے۔

اور جب وہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہتا ہے

تو وہی فرشتہ پھر بولتا ہے

اے فرزندِ آدم! اب بے فکر ہو کر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو جا، کیوں کہ تیری حفاظت و نگرانی خود احکم الحاکمین نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔

انسان کے دشمن شیاطین سراسیمہ ہو کر ایک دوسرے سے کہتے ہیں پلٹ جاؤ اس آدمی پر اب تمہارا کوئی زور نہیں چلے گا۔ اسے ہم کیسے قابو میں کر سکتے ہیں جسے اللہ کی طرف کفایت

وہدایت مل گئی اور رب العلمین نے اس کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی۔[1]

رات کو انسان جب بستر پر دراز ہونے لگتا ہے اس وقت شیطان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ اسے اپنے قابو میں کیا جائے کیونکہ نیند ایک طرح کی غفلت ہے اور غفلت شیطان کو محبوب ہے لیکن اگر بندہ مومن سوتے وقت اللہ رب العزت کو یاد کرلے تو پھر اس کا سونا غفلت نہیں رہتا بلکہ وہ بھی ذکر کے زمرہ میں شامل ہو جاتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا آوَى الْاِنْسَانُ اِلٰى فِرَاشِهٖ ابْتَدَرَهُ مَلَكٌ" وَشَيْطٰنٌ" فَيَقُوْلُ الْمَلَكُ اخْتِمْ بِخَيْرٍ وَيَقُوْلُ الشَّيْطٰنُ اخْتِمْ بِشَرٍّ فَاِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى حَتّٰى يَغْلِبَهٗ يَعْنِي النَّوْمَ طَرَدَ الْمَلَكُ الشَّيْطٰنَ وَبَاتَ يَكْلَؤُهٗ۔[2]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب انسان سونے کے لیے اپنے بستر پر دراز ہونے لگتا ہے تو فرشتہ اور شیطان جلدی جلدی اس کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ فرشتہ اس سونے والے سے کہتا ہے بیداری کی گھڑیوں کو خیر و نیکی سے اختتام تک پہنچا اور شیطان اس سے کہتا ہے بیداری کی گھڑیوں کو شر اور گناہ سے ختم کر پس جب وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مگن ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ نیند کی آغوش میں چلا جاتا ہے تو اللہ کا فرشتہ شیطان کو وہاں سے بھگا دیتا ہے اور ساری رات اس ذاکر کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔

---

(۱) الوابل الصیب لابن قیم الجوزیہ صفحہ ۱۱۱

(۲) الوابل الصیب لابن قیم الجوزیہ صفحہ ۱۱۲

ذکر الٰہی سے اپنی زبان کو تروتازہ رکھنے والے خوش نصیب کو اللہ تعالیٰ کس شان سے حفاظت میں رکھتا ہے ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَضَعَ الْعَبْدُ جَنْبَهٗ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَقَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ اٰمِنَ مِنْ شَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب اللہ کا بندہ بستر پر سونے لگے تو اللہ کا نام لے کر سوئے اور فاتحۃ الکتاب پڑھے تو وہ جنات، انسانوں اور ہر چیز کے شر سے محفوظ رہے گا۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صدقہ فطر کی حفاظت کے لیے مامور فرما دیا، تو رات کے وقت شیطان آیا اور اس نے چلو بھر بھر کر اپنی جھولی بھرنی شروع کر دی میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کروں گا۔

اس نے کہا: مجھے چھوڑ دے میں محتاج ہوں اور میرے ذمہ میرے اہل وعیال کا نفقہ ہے اور مجھے حاجت شدیدہ لاحق ہے۔

حضرت ابو ھریرہ فرماتے ہیں میں نے اس کی اس بات کو سنا اور چھوڑ دیا۔ صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اے ابو ہریرہ! گذشتہ رات کے اسیر نے تیرے ساتھ کیا کیا؟

---

(۱) الوابل الصیب لابن قیم صفحہ ۱۱۱

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے رات کا سارا ماجرا عرض کر دیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے وہ دوبارہ آئے گا۔

دوسرے دن پھر وہ آیا، حضرت ابوھریرہ نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے پھر منت سماجت شروع کی۔ آپ نے پھر اسے چھوڑ دیا۔

صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ نے حضرت ابوھریرہ سے پھر رات والے اسیر کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے ساری سرگذشت عرض کر دی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا ہے وہ پھر آئے گا۔

تیسری رات وہ پھر اسی طرح مالِ صدقہ چرا رہا تھا کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا اور فرمایا اب میں تجھے ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ اس نے کہا:

دَعْنِیْ اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُکَ اللّٰہُ بِھَا قُلْتَ مَاھُوَ قَالَ اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ فَاقْرَأْ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ فَاِنَّکَ لَنْ یَزَالَ عَلَیْکَ مِنَ اللّٰہِ حَافِظٌ'' وَلَا یَقْرُبُکَ شَیْطٰنٌ'' حَتّٰی تُصْبِحَ.

مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات بتاتا ہوں کہ جن کے ذریعے اللہ تجھے نفع عطا فرمائے گا۔ میں نے کہا وہ کیا ہیں اس نے جواب دیا جب تو سونے لگے تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو۔ ایسا کرنے سے صبح تک اللہ کی طرف سے تجھ پر ایک محافظ مقرر ہوگا اور شیطان تیرے نزدیک نہیں آسکے گا۔

صبح آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سب کچھ عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

اَمَا اِنَّهُ قَدْ صَدَقَکَ وَهُوَ کَذُوْب'' ۔[۱]

ہاں اس نے تم سے سچی بات کہہ دی ہے حالانکہ وہ خود جھوٹا ہے۔

اس حدیث پاک سے بھی یہ بات عیاں ہوئی کہ ذکرالٰہی کرکے سونے والا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے اور ابلیس اس کے نزدیک تک نہیں جا سکتا۔

عَنْ عِکْرِمَةَ قَالَ بَیْنَا رَجُل'' مُسَافِر'' اِذْمَرَّ بِرَجُلٍ نَائِمٍ وَرَاٰی عِنْدَهُ شَیْطَانَیْنِ فَسَمِعَ الْمُسَافِرُ اَحَدَ الشَّیْطَانَیْنِ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ اِذْهَبْ فَافْسِدْ عَلٰی هٰذَا النَّائِمِ قَلْبَهٗ فَلَمَّادَ نَامِنْهُ رَجَعَ اِلٰی صَاحِبِهٖ فَقَالَ لَقَدْنَامَ عَلٰی آیَةٍ مَالَنَا اِلَیْهِ سَبِیْل'' فَذَهَبَ اِلَی النَّائِمِ فَلَمَّا دَنَامِنْه رَجَعَ فَقَالَ صَدَقْتَ ۔[۲]

حضرت عکرمہ بیان فرماتے ہیں ایک مسافر حالت سفر میں ایک سوئے ہوئے آدمی کے پاس سے گزرا اور اس کے قریب دو شیطان دیکھے۔ اس مسافر نے سنا کہ ایک شیطان دوسرے شیطان سے کہہ رہا تھا جاؤ اور اس سوئے ہوئے آدمی پر اس کا دل فاسد کر دو۔ جب وہ اس کے قریب گیا تو واپس آ گیا اور اپنے ساتھی سے کہا کہ وہ قرآن کریم کی ایک آیت پڑھ کر سویا ہے اس لیے ہمارا اس پر کوئی زور نہیں چل سکتا۔ وہ دوسرا شیطان اس سوئے ہوئے آدمی کے پاس گیا اور واپس پلٹ کر اپنے ساتھی سے کہنے لگا تو نے سچ کہا واقعی وہ آیت پڑھ کر سویا ہے۔

ذکرالٰہی کسی بھی رنگ میں کیا جائے اس کی برکت سے انسان شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ اللہ اس آدمی پر اپنے فرشتے مقرر کر دیتا ہے جو اس کے دین و ایمان کی حفاظت کرتے ہیں۔

---

(۱) الصحیح للبخاری صفحہ ۳۱۰ جلد ۱

(۲) الوابل الصیب لابن قیم صفحہ ۱۱۴

بشر بن منصور، وھیب بن الورد سے بیان کرتے ہیں کہ:

ایک آدم کو صحرا میں رات گزارنے کا اتفاق ہوا۔ رات کا کچھ حصہ گزرا کہ اس نے ایک شور سنا اور دیکھا کہ ایک تخت لایا جارہا ہے۔ جب تخت بچھا دیا گیا تو ایک چیز اس پر بیٹھ گئی (اور وہ شیطان تھا) اس نے مجمع سے مخاطب ہو کر کہا،

کون ہے جو عروہ بن زبیر کی خبر لے؟ اسے صراط مستقیم سے پھسلا دے! اس کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا۔ آخر کافی شور وغل کے بعد ان میں سے ایک اٹھا اور کہا میں جا کر اس کی خبر لیتا ہوں اور اسے راہِ حق سے منحرف کرتا ہوں۔ پھر وہ مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد پلٹ آیا اور نہایت حسرت سے کہنے لگا ہم اس پر قابو نہیں پا سکتے کیونکہ وہ چند کلمات ادا کر کے بستر پر دراز ہوا ہے۔[1]

(الوابل الصیب صفحہ ۱۱۳)

دافع عذابِ الٰہی

حق و باطل، خیر و شر اور نور و ظلمت کی لڑائی ہمیشہ سے ہے اور قیامت تک رہے گی۔ جہاں حق ہو وہاں باطل نہیں ہوتا، جہاں خیر بسیرا کر لے وہاں سے شر کو بھاگنا پڑتا ہے اور جہاں نور کے اجالے ہو جائیں وہاں ظلمت کا نام و نشان تک نہیں رہتا۔

ذکر الٰہی خود سراپا نور ہے یہ جالب خیر اور حق کا داعی ہے، جہاں خیر و حق جلوہ فگن ہوں وہاں باطل اور شر کا کیا کام، باطل اور شر عذاب الٰہی کو دعوت دیتے ہیں اور جہاں باطل اور شر کا نام ونشان نہ ہو وہاں عذاب الٰہی کیسے آ سکتا ہے۔ حق اور خیر پر ہمیشہ اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور جہاں رحمتِ خداوندی ہو وہاں زحمت کیسے ہو سکتی ہے۔ عذاب الٰہی کو دفع کرنے کے لیے ذکر الٰہی اکسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا نام صبح و شام لیا جائے وہ جگہ خیرات و برکات سے بھرپور ہوتی ہے۔

کائنات کا سب سے بڑا ہنگامہ، ہنگامہ قیامت کہلاتا ہے۔ قیامت وہ گھڑی ہے جب کائنات نیست و نابود ہو جائے گی، زمین فنا ہو جائے گی، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑ رہے ہوں گے، ستارے بکھر جائیں گے، چاند و سورج بے نور ہو جائیں گے۔

اتنا بڑا ہنگامہ، قیامت، ذکر الٰہی کی وجہ سے موقوف ہے جب تک اس زمین میں اللہ کے نام کا ورد ہو گا اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی۔

مخبر صادق رسول معظم۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰی اَحَدٍ یَقُوْلُ اَللّٰهَ اَللّٰهَ۔[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تک ایک آدمی بھی اللہ اللہ کہتا رہے گا قیامت قائم نہیں ہوگی۔

ہمارے اعمال اور دنیا کے حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں، زمین پھٹ جائے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے، چاند وسورج اپنا نور ختم کر کے فضائے بسیط میں فنا ہو جائیں لیکن ابھی تک ایسا نہیں ہوا وجہ واضح ہے کہ ابھی اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ ذکر الٰہی ان کی غذا ہے اور ان کے رگ وریشہ سے اسم ذات کے ترانے بلند ہو رہے ہیں۔

۲۔ قبر وہ جگہ ہے جہاں انسان تنہا جائے گا اس کا کوئی مونس وغمخوار اس کے ساتھ نہیں جائے گا سب اسے چھوڑ جائیں گے، اس وحشت ناک جگہ میں عذاب الٰہی سے بچانے والوں میں ذکر الٰہی بھی ہے۔

کسی اللہ والے سے کسی نے پوچھا تھا کہ سب سے مشکل گھڑی کونسی ہے؟ اس نے جواباً ارشاد فرمایا:

قبر کی پہلی رات

اگر اس رات کرم نوازی ہوگی تو پھر قیامت کو بھی کرم نوازیاں میسر ہوں گی اور اگر اس دن عذاب میں گرفتار ہونا پڑا تو............

(۱) شعب الایمان للبیھقی صفحہ ۳۹۶ جلد ا

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النِّيْرَان

ذکر الٰہی کرنے والا عذاب قبر سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : مَاعَمِلَ ادَمِيٌّ عَمَلاً اَنْجٰى لَهٗ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰه.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کے ذکر سے بڑھ کر عذاب قبر سے نجات دلانے والا انسان کا کوئی عمل نہیں۔[1]

۳۔ قیامت میں عذاب الٰہی سے نجات دلانے میں ذکر الٰہی مؤثر ہے۔

اللہ کے محبوب امت کے والی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو: مَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يُصِيْبَ الْاَرْضَ مِنْ دُمُوْعِهٖ لَمْ يُعَذِّبْهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.[2]

جس نے اللہ کا ذکر کیا، پس خشیت الٰہی سے اس کی آنکھوں کا ظرف چھلک پڑا اور اس کے کچھ آنسو زمین پر گر گئے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز عذاب نہیں دے گا۔

دانا و بینا وہ شخص ہے جو مصیبت آنے سے پہلے اس کا مداوا کر لیتا ہے۔ قیامت میں بارگاہ خداوندی میں پیش ہونے سے پہلے آج ہی اپنی زبان کو ذکر الٰہی کی لذت سے مالا مال کرنا چاہیئے اور دل کو ذکر الٰہی کا خوگر بنانا چاہیئے کیونکہ ذکر الٰہی کی نعمت سے سرفراز فرزند آدم قیامت کے دن اللہ کی ناراضگی اور عذاب سے محفوظ رہے گا۔

---

(۱) مسند الامام احمد

(۲) کنز العمال للمتقی صفحہ ۴۲۵ جلد ۱ وقال اخرجہ الحاکم فی المستدرک

یہ الفاظ بھی ملاحظہ ہوں: عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَاعَمِلَ آدَمِیّ'' عَمَلاً اَنْجٰی لَہٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی کے لیے کوئی عمل ذکر الٰہی سے بڑھ کر عذاب الٰہی سے نجات دلانے والا نہیں۔

اس آدمی پر واقعی اللہ تعالیٰ کی نگاہِ لطف وکرم ہے جسے نہ قبر میں عذاب ہو اور نہ ہی حشر میں وہ قبر وحشر کی گھبراہٹ سے محفوظ رہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَیْسَ عَلٰی اَھْلِ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْشَۃ'' فِیْ قُبُوْرِھِمْ وَلَا فِیْ نُشُوْرِھِمْ وَکَاَنِّیْ بِاَھْلِ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَنْفُضُوْنَ عَنْ رُؤُوْسِھِمْ یَقُوْلُوْنَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنَّا الْحزَن.

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا لآ الٰہ الا اللہ کہنے والوں پر کوئی وحشت نہ ہوں نہ انکی قبروں میں اور نہ میدان محشر میں اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ لآ الٰہ الا اللہ کہنے والے اپنے سروں کو جھاڑتے ہوئے اپنی قبروں سے اُٹھ رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ اس نے ہمیں جملہ پریشانیوں اور گھبراہٹوں سے نجات عطا فرمادی۔

تعمیر جنت

کوئی بھی فطین آدمی بے گھر رہنا پسند نہیں کرتا۔ گھر انسان کی ضروریات میں شامل ہے۔ گھر نہ ہوتو اس کا زندگی گزارنا دشوار ہو جاتا ہے۔

ہمارا اصلی وطن عالم آخرت ہے دنیا صرف گزرگاہ ہے اس لیے اس عالم میں اطمینان وسکون سے رہنے کے لیے گھر بنانا نہایت ضروری ہے۔

گھر کے لیے پہلے جگہ خریدی جاتی ہے پھر اس کے بعد اس پر عمارت کھڑی کی جاتی ہے۔ اس عالم میں جنت میں رہنے کے لیے ہم نے قطعہ اراضی تو ایمان سے خرید لیا اب اس پر عمارت خود بخود ہی تعمیر نہیں ہوگی بلکہ اس کے لیے بھی کچھ تگ ودو کرنی پڑے گی۔

امام ترمذی کی روایت کردہ حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَقِيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَامُحَمَّدُ اِقْرَأْ اُمَّتَکَ السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةَ التُّرْبَةِ عَذْبَةَ الْمَاءِ وَاِنَّهَا قِيْعَان وَاِنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ [1]

---

(۱) الوابل الصیب لابن قیم صفحہ ۵۷ وقال اخرجہ الترمذی وقال حدیث حسن غریب

ریاض الجنہ

جنت ایمان والے کا آخری مقام ہے جہاں پہنچ کر وہ ابدالآباد تک رہے گا وہاں ہر قسم کی نعمتیں ہوں گی اور سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ یہ دیدار اس دنیا میں سر کی آنکھوں سے نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ آنکھیں فانی ہیں اور اللہ کی ذات باقی ہے جب اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور کرم نوازیوں سے آنکھوں کو بقا کے وصف سے متصف فرما دے گا تو پھر اس معبود حقیقی کا دیدار بھی ممکن ہوگا۔

اگر اس دنیا میں رہتے ہوئے جنت کے مزے لینے ہوں اور جنت کی بہاروں سے شادکام ہونا ہو تو اس کے لیے ذکر الٰہی کی محفل ہی سب سے بہتر جگہ ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت کے باغات سے گزرو تو اس کی نعمتوں سے شادکام ہوا کرو۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! جنت کے باغات کہاں ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذکر الٰہی کی محفلیں جنت کے باغات ہیں۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی سَرَایَامِنَ الْمَلٰئِکَۃِ تَحِلُّ وَتَقِفُ عَلٰی مَجَالِسِ الذِّکْرِ فِی الْاَرْضِ فَارْتَعُوا فِی رِیَاضِ الْجَنَّۃِ قَالُوْا فَأَیْنَ رِیَاضُ الْجَنَّۃِ؟ قَالَ مَجَالِسُ الذِّکْرِ فَاغْدُوْا وَرُوْحُوا فِی ذِکْرِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوْہُ بِاَنْفُسِکُمْ وَمَنْ کَانَ یُحِبُّ اَنْ یَعْلَمَ مَنْزِلَتَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ فَلْیَنْظُرْ کَیْفَ مَنْزِلَۃُ اللّٰہِ عِنْدَہٗ فَاِنَّ اللّٰہَ یُنْزِلُ الْعَبْدَ مِنْہُ حَیْثُ اَنْزَلَہٗ مِنْ نَفْسِہٖ (1)

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے کچھ مخصوص گروہ پیدا فرمائے ہیں جو زمین میں منعقد مجالس ذکر میں اترتے ہیں اور وہاں ٹھہر جاتے ہیں۔ پس تم جنت کے باغات کے میوہ جات سے شادکام ہوا کرو۔

صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! جنت کے باغات کے میوہ جات کہاں ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت کے باغات ذکر الٰہی کی محفلیں ہیں۔ صبح وشام ذکر الٰہی میں شریک ہوا کرو اور اسے اپنی جانوں سے یاد کیا کرو اور جو آدمی یہ خواہش رکھتا ہے کہ اسے معلوم ہو کہ اس کا اللہ کے ہاں کیا مقام ہے اسے چاہیئے کہ وہ دیکھے کہ اللہ کا اس کے ہاں کیا مقام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے کو وہی مقام عطا کرتا ہے جو اس کے ہاں اللہ کا ہے۔

اس دنیا میں رہتے ہوئے اگرچہ دیدار خداوندی ان ظاہری آنکھوں سے نہیں ہوسکتا لیکن یہ تو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کرم نوازیوں سے محفل ذکر کی برکت سے دل کی آنکھوں سے اپنا جمال دکھادے یا اپنی مناجات کا لطف ولذت نصیب فرمادے۔

(1) کنز العمال للمتقی صفحہ ۴۳۳ جلد ۱ وقال اخرجہ الحاکم فی المستدرک

اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے جسے وہ جنت میں داخل کرے گا اسے دخول کے بعد عذاب نہیں دے گا۔ اس ذات حق نے جب محفل ذکر کو جنت کا باغ قرار دیا ہے تو یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ اب تم جنت میں داخل ہو چکے ہو، تمہیں خوش خبری ہو کہ تمہیں اب عذاب نہیں ملے گا۔

یہ سعادت تو اس کے لیے رہے گی جو مرتے دم تک ذکر الٰہی سے اپنی روح کو پاکیزہ کرتا رہے گا اور جو خود ہی جنت سے نکل جائے اس کے لیے وعدۂ الٰہی نہیں ہو گا۔ اس حدیث پاک کا آخری حصہ قابل توجہ ہے۔

آج ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہو کہ اللہ کے ہاں ہمارا کیا مقام و مرتبہ ہے۔ اس ذاتِ حق کے ہاں ہماری کیا قدر و منزلت ہے۔ اس کے لیے پہلے ہمیں اپنے نفس میں جھانکنا ہو گا کہ اللہ کا ہمارے ہاں کیا مقام ہے۔

آج ہم اپنے کسی بھائی اور عزیز کے سامنے گناہ کا ارتکاب نہیں کرتے کیوں کہ اس کے سامنے ہمیں شرمساری ہو گی اور وہ کیا رائے قائم کرے گا۔ اللہ رب العزت تو ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہے پھر ہم گناہوں کا ارتکاب کیوں کرتے ہیں، اس کا جواب واضح ہے۔

جتنا ایک بھائی اور عزیز کی موجودگی پر ایمان ہے اتنا اللہ تعالیٰ کی موجودگی پر ایمان نہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْهُ وَارْزُقْنَا اِیْمَاناً دَائِماً کَامِلاً یُوْصِلُنَا اِلٰی رِضْوَانِکَ اَللّٰھُمَّ وَرِضْوَانُکَ اَکْبَرُ.

پہلے ہم اپنا ایمان مستحکم کریں پھر یہ تمنا کریں کہ بارگاہِ خداوندی میں ہماری کیا قدر و منزلت ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا. اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ بَلاءِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْآخِرَۃِ بِجَاہِ حَبِیْبِکَ الْمُرتَضٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ.

زندہ وجاوید

اللہ رب العزت کے اسماء مبارکہ خیرات و برکات کے منابع ہیں اور ہر اسم مقدس معرفت کا ناپیدا کنار سمندر ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا کوئی اسم مبارک کسی انسان پر توجہ فرماتا ہے تو اسے ان خصوصیات سے بہرہ ور فرمادیا جاتا ہے جو اس اسم مبارک سے وابستہ ہیں۔

اللہ رب العزت کے اسماء میں سے علیم وخبیر دو اسم ہیں جب یہ اسما مبارکہ کسی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو اس آدمی کا سینہ علم وحکمت سے مالا مال ہوتا چلا جاتا ہے۔ ان اسماء مبارکہ کی توجہ جیسے جیسے گہری ہوتی جائے گی اسی مناسبت سے اس آدمی کا سینہ علوم ومعارف کا ذخیرہ بنتا چلا جائے گا۔

اسی طرح اللہ رب العزت کے اسماء مبارکہ میں حی وقیوم جس آدمی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اسے پائیدار زندگی سے نواز دیا جاتا ہے۔ ان خوش قسمت افراد میں سے ایک وہ آدمی ہے جو ذکر الٰہی سے اپنی روح کو تسکین فراہم کرتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَایَذْکُرُ رَبَّہٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ۔(1)

(1) صحیح البخاری صفحہ ۱۷۵ جلد ۱۱۔ صحیح مسلم صفحہ ۷۷۹/ شرح السنۃ للبغوی صفحہ ۱۴ جلد ۵

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا انکی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

یعنی ذکر الٰہی کرنے والا حیات ابدیہ پا جاتا ہے اور یاد نہ کرنے والا اس حیات سے محروم رہ جاتا ہے۔

اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَیُمْکِنُ اَنْ یُقَالَ فِی الْحَدِیْثِ اِیْمَاء'' اِلٰی اَنَّ مُدَاوَمَةَ ذِکْرِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ تُوْرِثُ الْحَیَاةَ الْحَقِیْقِیَّةَ الَّتِیْ لَا فَنَاءَ لَهَا کَمَا قِیْلَ اَوْلِیَاءُ اللّٰهِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ۔[1]

یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ حدیث پاک میں اس طرف اشارہ ہے کہ حی وقیوم اللہ جسے موت نہیں کے ذکر پر مداومت ایسی حایت حقیقیہ سے بہرہ ور کرتی ہے جس حیات کو فنا نہیں جیسے کہا جاتا ہے اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوتے ہیں۔

ہاں ہاں حیی وقیوم کا ذکر جس کے رگ وریشہ میں سرایت کر جائے وہ مردوں کی فہرست میں کیسے شامل ہو سکتا ہے۔ جس کا دل ذکر الٰہی کے انوار سے زندہ وتابندہ ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حیات پا گیا۔

عَنْ اَبِیْ مُوسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْبَیْتِ الَّذِیْ یُذْکَرُ اللّٰهُ فِیْهِ وَالْبَیْتِ الَّذِیْ لَایُذْکَرُ فِیْهِ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ.

---

(۱) مرقاۃ المفاتیح علی القاری صفحہ ۵ جلد ۵

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ گھر جس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہو اور وہ گھر جس میں اللہ کا ذکر نہ ہوتا ہو ان کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔

جس گھر میں ذکر الٰہی کے جلووں کا بسیرا ہو وہ گھر زندہ و جاوید ہے۔

قبرستان تو وہ گھر ہے جس میں ذکر نہ ہوتا ہو، یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرنے والے لوگ مردہ ہیں اگرچہ چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔

اس گھر سے مراد دل بھی لیا گیا ہے۔

بحر العلوم ملا علی قاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

اَلْمُرَادُ بِالْبَیْتِ الْقَلْبُ فَاِنَّهٗ بَیْتُ الرَّبِّ فَطُوْبٰی لِمَنْ اَحْیَاهُ وَعَمَرَهٗ وَیَاحَسْرَتٰی عَلٰی مَنْ اَخْرَبَهٗ وَمَا عَمَرَهٗ۔[1]

بیت اللہ سے مراد دل ہے کیونکہ یہ رب تعالیٰ کا بیت ہے۔ پس سزاوار جنت ہے وہ آدمی جس نے اس دل کو زندہ کیا اور اسے آباد کیا اور پس حسرت ہے اس آدمی پر جس نے اس دل کو بے آباد اور مردہ کر دیا۔

دل اللہ کا گھر ہے اس کی حیات اور رونق ذکر الٰہی سے وابستہ ہے گویا دل اور ذکر کی نسبت وہی ہے جو بدن اور روح کی ہے، روح ہے تو بدن زندہ ہے روح نکل گئی تو بدن مردہ ہو گیا اسی طرح دل میں اگر یاد خدا ہے تو دل زندہ ہے اور اگر اس میں یاد خدا نہیں تو یہ مردہ ہے۔

---

(۱) المرقاۃ لعلی القاری صفحہ ۱۵ جلد ۵

عرشِ الٰہی کے سایہ میں

روزِ قیامت وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے سب کو حیات نو عطا فرمائے گا۔ اس دن سب انسان اسی علیم وحکیم اللہ کے حضور حاضر ہوں گے اور وہ علیم وخبیر ہر آدمی سے اس کے اعمال کے بارے میں باز پرس فرمائے گا۔

اس دن جلال خداوندی جوبن پر ہوگا سورج آگ برسا رہا ہوگا۔ زمین دہکتے ہوئے تنور کا نقشہ پیش کر رہی ہوگی، نفسانفسی کا عالم ہوگا، ماں، باپ، بہن، بھائی یار ومددگار اور عزیز واقارب سب ایک دوسرے سے ناآشنا بنے ہوں گے اور ایک دوسرے سے بھاگ رہے ہوں گے۔

ان ہولناک لمحات میں کچھ خوش نصیب ایسے بھی ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سایہ فگن ہوگی، قیامت کی گرمی اور تپش کا انہیں احساس تک نہیں ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَبْعَۃٌ'' یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ'' عَادِلٌ''وَشَابٌّ'' نَشَأَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَرَجُلٌ'' قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ'' بِالْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلٰی ذٰلِکَ وَتَفَرَّقَا وَرَجُلٌ'' ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیاً فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ وَرَجُلٌ'' دَعَتْهُ اِمْرَأَۃٌ'' ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ'' تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ

اَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمُ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُهُ يَمِيْنُهُ [1]

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سات کوش نصیبوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دیگا اس دن جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

۱۔ عدل وانصاف کرنے والا حکمران

۲۔ جوان جس نے اللہ وعز وجل کی عبادت میں پرورش پائی

۳۔ وہ آدمی جس کا دل مساجد کے ساتھ معلق ہے۔

۴۔ وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ کے لیے آپس میں محبت کی اللہ کے لیے وہ اکٹھے ہوئے اور اسی کے لیے وہ جدا ہوئے۔

۵۔ وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا پس اس کی دونوں آنکھیں موتی برسانے لگیں۔

۶۔ وہ آدمی جس کو حسب و جمال والی عورت نے روسیاہی کی دعوت دی، پس اس نے جواباً کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں

۷۔ وہ آدمی جس نے خفیہ طریقے سے اللہ کے راستہ میں مال خرچ کیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو نہ معلوم ہو سکا کہ اس کا دایاں کیا خرچ کر رہا ہے۔

روز قیامت عرش الٰہی کا سایہ ملنا ازلی سعادت کا نشان ہے۔ ان خوش قسمت افراد میں

---

(۱) البخاری صفحہ ۱۳۸ جلد ۲/ مسلم صفحہ ۷۱۵ جلد ۲/ شعب الایمان صفحہ ۴۰۵ جلد ۱

سے جن کے مقدر میں اللہ کے عرش کا سایہ ہے ذکرالٰہی کرنے والا بھی ہے۔

ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا۔

اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ خلوت میں اللہ کو یاد کیا ایسی جگہ جہاں کوئی دوسرا موجود نہ ہو وہاں ذکرالٰہی ریا اور سمعہ سے پاک ہوتا ہے۔تنہائی میں ذکرالٰہی کا کیف ہی نرالا ہے اس کا لطف ولذت تو انہیں سے پوچھیے جو دنیا و مافیہا سے الگ تھلگ ذکرالٰہی کے مزے لے رہے ہیں۔

اوقات ہماں بود کہ بایار بسر شد
باقی ہمہ بے حاصلی و بے خردی بود؟

اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ:

انسان اللہ کو ہر قسم کے تفکرات سے خالی ہو کر یاد کرے اور ہر قسم کے طمع سے بے نیاز ہو کر اس کا ذکر کرے۔ جب وہ ذکر کر رہا ہو تو اس کے دل میں سوائے مذکور کے اور کوئی نہ ہو، نہ اسے کسی گرفت کا ڈر ہو اور نہ کسی اجر کا لالچ ہو۔

اللہ کے عذاب سے ڈر کر اس کا ذکر کرنا یا اس کے انعامات کی طمع میں اسے یاد کرنا فائدے سے خالی نہیں اس یاد کا اجر بھی بے حد و بے حساب ہے لیکن ان چیزوں سے بے نیاز ہو کر محض اسی کے لیے اسے یاد کرنا اور بات ہے۔

فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ۔

ذکرالٰہی کرنے والے کا دل جب آئینہ کی طرح صاف و شفاف ہو جاتا ہے تو کائنات ارضی و سماوی کے نقوش اس کے دل پر مرتسم ہو جاتے ہیں، اسے اپنے ہی آئینہ میں اللہ کے مظاہر

جلال اور کبھی مظاہر جمال نظر آتے ہیں۔ مظاہر جلال کو دیکھ کر بھی ذاکر کی آنکھیں بے قابو ہو جاتی ہیں اور مظاہر جمال کو دیکھ کر اشتیاق میں وہی آنکھیں آنسو برساتی ہیں۔

کبھی کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ ذاکر کے سامنے ساری کائنات عیاں ہوتی ہے، عذاب وثواب ہر دو صورتوں کو وہ دل کی آنکھوں سے دیکھتا ہے لیکن وہ ان دونوں کیطرف توجہ نہیں کرتا بلکہ اللہ کے حضور التجائیں کرتا ہے۔

الٰہی میں تیرا طالب ہوں، تیرے جمال کا شیدا ہوں، میری آنکھیں تیرے جلوے دیکھنے کے لیے بے تاب ہیں۔

اس کی اس وارفتگی اور شیفتگی کو دیکھ کر اللہ رب العزت اس پر رحم وکرم فرماتا ہے اور اپنے جمال سے نقاب سرکا دیتا ہے تو ذاکر دل کی آنکھوں سے اپنے معبود حقیقی کے جمال کا مشاہدہ کرتا ہے اور جذبات سے بے قابو ہو کر آنکھوں کے چند قطرے اس ذات حق کے حضور بطور نذرانہ پیش کرتا ہے۔ **فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ**

ذکر الٰہی کرنے والوں پر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نوازشات فرمائے گا اس کی ایک جھلک درج ذیل حدیث پاک میں بھی ملاحظہ فرمائیں: **عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ اَقْوَاماً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِی وُجُوْهِهِمُ النُّوْرُ عَلٰى مَنَابِرَ اللُّؤْلُؤِ يَغْبِطُهُمُ النَّاسُ لَيْسُوا بِاَنْبِيَاءَ وَلَاشُهَدَاءَ فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ " حُلْهُمْ لَنَا نَعْرِفُهُمْ فَقَالَ هُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰهِ مِنْ قَبَائِلَ شَتّٰى يَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ يَذْكُرُوْنَهُ**[1]

(۱) مجمع الزوائد صفحہ ۸۰ جلد ۱۔ وقال اخرجہ للطبرانی باسناد حسن

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کچھ اقوام کو دوبارہ اٹھائے گا تو ان کے چہروں پر نور ہوگا۔ انہیں موتی کے بنے ہوئے منبروں پر بٹھائے گا لوگ انہیں دیکھ کر رشک کریں گے وہ نہ گروہ انبیاء سے ہونگے اور نہ وہ شہید ہونگے، ایک اعرابی نے عرض کی یارسول اللہ! ان کے اوصاف بیان فرمادیجئے تاکہ ہم انہیں پہچان لیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ مختلف قبائل کے وہ خوش نصیب ہیں جو اللہ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور اللہ کے ذکر پر اکٹھے ہوتے ہیں اور اسے یاد کرتے ہیں۔

قیامت کا عمومی منظر بڑا ہولناک ہوگا۔ ہر آدمی اپنے اپنے اعمال پر نظر کر کے شرمسار کھڑا ہوگا۔ جلالِ الٰہی سے جاں بلب مریض کا منظر پیش کر رہا ہوگا، اسی روز جزاء میں کچھ آدمی موتیوں کے بنے ہوئے منبروں پر جلوہ افروز ہوں اور ان کے چہرے نور برسا رہے ہوں پریشانی اور گھبراہٹ نام کی کوئی چیز نہ ہو، اطمینان وسکون انکا رفیق ہو تو ان سے بڑھ کر خوش قسمت کون ہوگا۔

اے اللہ اے ارحم الراحمین! اس حیات ناپائیدار میں ہمیں اپنی یاد کا لطف ولذت عطا فرما ہمیں یہ سعادت عظمیٰ نصیب فرما کہ ہمارا ہر سانس تیری یاد میں بسر ہو اور ہماری لوح دل پر تیرے علاوہ کسی اور کا گزر تک نہ ہو۔

اے اللہ! تیرا عرش وہ ہے جس پر تیری تجلیات کا ورود کثرت سے ہوتا ہے کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا کہ تیرے عرش پر تیری تجلیات کی موسلا دھار بارش نہ ہوتی ہو۔ تیرے انوار کا نزول اس شان سے عرش پر ہوتا ہے کہ انسان اس کا کیا اندازہ لگا سکتا ہے۔

اے ارحم الراحمین! تیرے حبیب سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ امتی بڑا

سعید ہے جسے تو اپنے عرش کے انوار و تجلیات میں جگہ عطا فرمائے۔ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان اقدس جہاں تیرے لطف و کرم کو عیاں کرتا ہے وہاں ذکر الٰہی سے مخمور محمدی المشرب کی ازلی سعادت و فیروز بختی کا بھی اظہار کرتا ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ بِرَجُلٍ لَقِیْتُ فِیْ نُوْرِ الْعَرْشِ فَقُلْتُ مَنْ ھٰذا؟ اَمَلَکٌ"؟ قِیْلَ لا قُلْتُ اَنَبِیّ"؟ قِیْلَ لاقُلْتَ مَنْ ھُوَ؟ قَالَ ھٰذا رَجُلٌ" کَانَ لِسَانُہٗ رَطْباً مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَقَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ" بِالْمَسَاجِدِ وَلَمْ یَسْتَسِبَّ وَالِدَیْہِ قَطُّ۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرا شب معراج ایسے آدمی سے گزر ہوا جو عرش الٰہی کے نور میں غرق تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کیا یہ فرشتہ ہے؟ جواب دیا گیا نہیں۔ میں نے پوچھا کیا یہ نبی ہے؟ بتایا گیا نہیں۔ میں کہا کون ہے؟ کہنے والے نے کہا یہ وہ آدمی ہے جسکی زبان ذکر الٰہی سے تر و تازہ رہتی تھی۔ اس کا دل مسجدوں سے معلق رہتا تھا اور اس نے اپنے والدین کو کبھی گالی نہیں دلوائی۔

جو فرزند آدم ذکر الٰہی کرتا کرتا اپنے آپ سے بے خبر ہو جائے ذکر الٰہی کا خمار اسے اپنی گرفت میں لے لے تو اللہ وحدہٗ لاشریک اسے اپنے عرش میں ایسی جگہ نصیب فرماتا ہے جہاں انوار الٰہیہ کا نزول اس کثرت سے ہوتا ہے کہ وہ ان انوار و تجلیات میں گم ہو جاتا ہے اور ان انوار مقدسہ کی بارش اس شان سے اس پر نازل ہوتی کہ انوار میں اور اس کے جسم کے ذرات میں دوئی باقی نہیں رہتی۔

---

(۱) جامع العلوم والحکم صفحہ ۱۴۷

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیمات نبویہ

ترتیب:

محمد کریم سلطانی

الجزء الخامس

ناشر:

مکتبہ صبحِ نور

جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعلیماتِ نبویہ ﷺ

الجزء الخامس

ترتیب:

محمد کریم سلطانی

ناشر:

مکتبہ صبح نور

جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء، پیپلز کالونی فیصل آباد فون: 041-8730834 فیکس: 041-8739797

تعلیمات نبویہ

(الجزءالخامس)

تالیف

محمد کریم سلطانی

ناشر
مکتبہ صبح نور
جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء فیصل آباد
فون:041-8730833-34

نام کتاب	تعلیمات نبویہ (الجزء الخامس)
تالیف	محمد کریم سلطانی
اشاعت	اوّل ۲۰۰۶ء
کمپوزنگ	صبح نور کمپیوٹرز
ناشر	مکتبہ صبح نور
تعداد	
قیمت	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مریض کی عیادت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی اِمَامِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ:۔

عیادت مریض کے سلسلہ میں چند احادیث مبارکہ مع ترجمہ پیش خدمت ہیں اور اس سلسلہ میں مریض کے اجر وثواب کے بارے میں بھی چند احادیث مبارکہ ذکر کی گئی ہیں۔

یہ ترجمہ، وتوضیح سیدی وابی حضور فقیہ عصر مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم کے افادات کا مجموعہ ہیں اس میں جو خوبی وکمال ہے وہ حضور سیدی وابی زید مجدہ کا ہے اور اس میں جو نقص، کمی اور کجی ہے وہ میری کوتاہی اور بے علمی کا نتیجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے حسنات کو قبول فرمائے اور سیئات سے درگزر فرمائے اور زندگی کے جتنے سانس باقی ہیں اپنی رضا میں بسر کرنے کی سعادت ارزانی فرمائے۔

محمد کریم سلطانی

معمولی سے معمولی تکلیف،
گناہوں کا کفارہ ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَامِنْ مُصِیْبَةٍ تُصِیْبُ الْمُسْلِمَ؛ اِلَّا کَفَّرَاللّٰہُ عَنْهُ بِهَا حَتَّی الشَّوْکَةِ یُشَاکُهَا.

(صحیح البخاری - صحیح المسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرد مسلم کو کوئی بھی مصیبت پہنچتی ہے حتی کہ اگر اس کو کانٹا بھی لگتا ہے تو اللہ تعالی اس کے ذریعے اسکے گناہ مٹا دیتا ہے۔

-☆-

یہ دنیا دارالمصائب ہے عالمِ رنگ وبو پریشانیوں اور دکھوں سے بھرپور ہے۔ اس جہاں میں راہ چلتے مصیبت آ جاتی ہے انسان کتنا ہی دامن کیوں نہ بچائے پھر بھی اسے کوئی نہ کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے کبھی چلتے چلتے کوئی نوکیلا پتھر پاؤں کو زخمی کر دیتا ہے کبھی کسی خار دار جھاڑی میں دامن الجھ جاتا ہے اپنے دامن کو چھڑاتے ہوئے ہاتھ زخمی ہو جاتا ہے کبھی اپنے ہی گھر میں انسان چہل قدمی کر رہا ہوتا ہے کوئی کانٹا یا اس جیسی کوئی چیز پاؤں میں چبھ جاتا ہے جس سے تکلیف ہوتی ہے۔

اے اسلام کا قلادہ اوڑھنے والے

اے بندہ مومن

اے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام

دیکھ اس قادر وقیوم نے تیرے لئے کتنے انوکھے انعامات مقرر کیے ہیں تجھے کوئی مصیبت پہنچے رب تعالی اسے تیرے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔معمولی سا کنکر تیرے پاؤں میں الجھ جائے اللہ تعالی اس کے سبب تیری خطا کو معاف کر دیتا ہے اگر کوئی کانٹا تیرے ہاتھ یا پاؤں کو زخمی کر جائے خالق و مالک جل جلالہ اس کے ذریعے تیرے جرم کو معاف کر دیتا ہے۔

یہ اللہ تعالی کی طرف سے معمولی انعام نہیں ہے یہ بہت بڑا انعام ہے وہ خدائے بزرگ و برتر ہمیں نوازنا چاہتا ہے وہ ہمیں کرم سے مالا مال کرنا چاہتا ہے ادھر ہم ہیں کہ اس کی طرف دھیان ہی نہیں دیتے۔ہم دن رات گناہوں کی دکانداری کرتے ہیں وہ معمولی معمولی بات سے ہمیں پاک فرماتا جاتا ہے ہم صبح سے رات گئے تک اور پھر رات میں خرافات کا وہ اودھم مچاتے ہیں کہ الامان الحفیظ لیکن رحیم وکریم اللہ ہمیں فوراً عذاب دینے کی بجائے ہمیں مہلت دیتا ہے کہ اگر کوئی تکلیف آجائے تو وہ اس کے ذریعے لغزشوں کو معاف کر دیتا ہے وہ کوتاہیوں سے درگزر کر جاتا ہے کیا اب ہم پر فرض نہیں کہ اس کے حضور سچی توبہ کریں اس سے عہد کریں کہ خالق و مالق تو اتنا کریم ہے کہ ہمارے تصورات سے بھی وراء تیرا کرم ہے۔اب ہم تیرے حضور سر جھکا کر وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ گناہ نہیں کریں گے بلکہ نیکی کر کے تجھے راضی رکھنا اپنی عادت بنائیں گے۔اب ہمارے حالِ زار پر رحم فرما اور ہمیں خلوص دل سے اپنی جناب میں جھکنے کی سعادت عطا فرما اور کسی بھی لمحے اپنے کرم سے محروم نہ فرما۔

بیمار آدمی کو حالت بیماری میں اپنی عبادات واوراد کا پورا ثواب ملتا ہے

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَامَرِضَ الْعَبْدُ اَوْسَافَرَ؛ کُتِبَ لَهٗ مِثْلُ مَاکَانَ یَعْمَلُ مُقِیْمًا صَحِیْحًا. (صحیح البخاری)

حضرت موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مومن بیمار ہوتا ہے یا سفر پر روانہ ہوتا ہے تو اس کے لئے ان اعمال صالحہ کا اجر وثواب لکھا جاتا ہے جو اعمال صالحہ وہ حالت اقامت اور حالت صحت میں سرانجام دیا کرتا تھا۔

-☆-

اگر ایک بندہ مومن پر اللہ تعالی توفیق واعانت کے دروازے کھول دے اسے عبادت کی سعادت سے یوں سرفراز کیا کہ وہ سحری کو اٹھتا ہے اور صلاۃ تہجد ادا کرتا ہے اور رحمت کے لمحات میں استغفار کی کثرت کرتا ہے اور سی طرح بارگاہ لم یزل میں آنسوؤں کا نزرانہ پیش کرتا ہے۔ بات صرف وقت تہجد تک نہ رہی بلکہ وہ صبح سے لیکر شام تک ذکرِ الٰھی کے مزے لیتا ہے شام سے لیکر صبح تک یادالٰھی کی مے نوش کرتا ہے اس کی زندگی کی صبحیں اور اسکی زندگی کی شامیں اسی طرح گزرتی جاتی ہیں نامہ اعمال لکھنے والے کراماً کاتبین اسکے نیکیوں کے دفتر بھرتے

جاتے ہیں اور مسلسل نیکیاں لکھتے جاتے ہیں۔

اچانک وہ بندہ مومن بیمار ہوجاتا ہے اسے بخار یا اسی جیسا کوئی اور عارضہ آجاتا ہے جس سے اس کے اعضاء مضمحل ہوجاتے ہیں اس کے جسم میں وہ توانائی باقی نہیں رہتی وقت تہجد اٹھنا تو چاہتا ہے لیکن جسم کی نقاہت وکمزوری اسے اٹھنے نہیں دیتی ایسے خدا ترس آدمی پر اس کمزوری و بیماری کے عالم میں انعامات الہیہ ملاحظہ ہوں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ بیمار ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ بیماری انسان سے اسکے گناہ مٹا دیتی ہے اس کی معصیتوں کے داغ ختم کردیتی ہے اسکے نامہ اعمال سے سیاہی کے دھبے دور کردیتی ہے۔ اگر وہ بندہ پہلے ہی نیک ہے اس کا اعمال نامہ گناہوں کی آلودگیوں سے پاک وصاف ہے معصیتوں کے داغوں سے معراء ہے تو اللہ وحدہ اسکے درجات بلند کردیتا ہے اسے رفعتوں سے سرفراز فرماتا ہے۔ اسے علیین میں اعلیٰ مقام عطا فرماتا ہے اور اسکے لئے رضا کا پروانہ تیار ہوجاتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ

وہ حالت بیماری میں اٹھ نہ سکا، بخار کی شدت سے تہجد کی صلاۃ ادا نہ کرسکا اپنے اوراد وظائف پورے نہ کرسکا تو اللہ جل شانہ کا فرشتوں کو حکم آجاتا ہے اے فرشتو اے میرے ملائکہ یہ میرا بندہ حالت صحت میں جو اوراد و وظائف ادا کرتا تھا اور جو سجدہ ہائے بندگی کیا کرتا تھا اتنا ثواب اس حالت میں بھی لکھتے جاؤ کیونکہ اگر یہ صحیح وتندرست ہوتا تو ضرور ان اوراد اور وظائف صلوات کو پورا کرتا اسکی نیت تو اعمال صالحہ بجالانے کی تھی لیکن اس کی صحت نے اسکا ساتھ نہ دیا تو اب اس کے اجر وثواب سے اسے محروم نہ رکھو بلکہ اسے ان صلوات ان نوافل

اوران اوراد کا پورا پورا ثواب لکھ دو۔

اے خالق و مالک

اے احکم الحاکمین

اے رحیم و کریم اللہ

تو کتنا سخی ہے تیرا کرم کتنا زیادہ ہے تیرا بندہ تجھے یاد کرنے والا تیرے ذکر سے اپنی زبان وقالب کو معطر کرنے والا اگر کسی عارضہ میں مبتلا ہو جائے تو اسے محروم نہیں رکھتا کیونکہ وہ تیرا ہے اور فقط تیرا ہے اسکا اٹھنا بیٹھنا اسکا چلنا پھرنا، اسکا سونا جاگنا صرف اور صرف تیری رضا کیلئے ہے۔ اگر اب وہ پہلے والے معمولات ادا نہ کرسکا تو غنی ہے تو سخی ہے تیرے دریائے کرم کی موجیں تو اسی طرح اٹھتی ہیں تیرا سحاب جودوکرم تو اسی طرح برستا ہے تو کیسے محروم رکھ سکتا ہے بلکہ تو عطا فرماتا ہے تو بے حد و بے حساب عطا فرماتا ہے ہاں ہمارا اس پر مکمل ایمان ویقین ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُرزُقُ مَنْ یَشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ.

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ابْتَلَی اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ بِبَلَاءٍ فِیْ جَسَدِہٖ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لِلْمَلَکِ: اُکْتُبْ لَہٗ صَالِحَ عَمَلِہِ الَّذِیْ کَانَ یَعْمَلُ وَاِنْ شَفَاہُ غَسَلَہٗ وَطَھَّرَہٗ وَاِنْ قَبَضَہٗ غَفَرَلَہٗ وَرَحِمَہٗ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی مرد مسلم کو اس کی جسمانی بیماری میں مبتلا کرتا ہے تو اللہ عزوجل

نیکی لکھنے والے فرشتے سے فرماتا ہے: اس کے نامہ اعمال میں روزانہ کے وہ سارے نیک اعمال لکھتے جا جو وہ حالت صحت میں کیا کرتا تھا۔

اگر اللہ تعالی اس بندہ مسلم کو بیماری سے شفا دے تو اس کو تمام گناہوں سے دھو دیتا ہے اور طیب و طاہر کر دیتا ہے اور اگر اس کی جان قبض کرے تو اس کی مغفرت فرماتا ہے اور اس پر رحم و کرم فرماتا ہے۔

بیماری گناہوں کو یوں کھا جاتی ہے
جیسے آگ سونے اور چاندی کی خبث کو

عَنْ اُمِّ الْعَلَاءِ وَهِیَ عَمَّةُ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُبَايِعَاتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: عَادَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَرِيْضَةٌ فَقَالَ: اَبْشِرِیْ يَا اُمَّ الْعُلَاءِ فَاِنَّ مَرَضَ الْمُسْلِمِ يُذْهِبُ اللّٰهُ بِهٖ خَطَايَاهُ كَمَا تُذْهِبُ النَّارُ خُبْثَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ. (سنن ابی داؤد)

حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا یہ حضرت حکیم بن حزام کی پھوپھی ہیں اور مبایعات میں سے ہیں نے فرمایا: میں مریضہ تھی کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت کی تو دوران عیادت فرمایا: اے ام العلاء تیرے لئے خوشخبری ہے سنو بیشک بندہ مسلم کا مرض (بیماری) اس سے اس کے تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے جیسے آگ سونے اور چاندی کے خبث کو ختم کر دیتی ہے۔

بیمار سے گناہوں یوں جھڑ جاتے ہیں جیسے خزاں زدہ درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں

عَنْ اَسَدِ بْنِ كُرْزٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَلْمَرِيْضُ تَحَاتُّ خَطَايَاهُ كَمَا يَتَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرَةِ. (الترہیب والترہیب)

حضرت اسد بن کرز رضی اللہ عنہ نے سنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے مریض کے گناہ ایسے جھڑ جاتے جیسے خزاں زدہ درخت کے پتے گر جاتے ہیں۔

-☆-

تغیر وتبدل اس دنیا کا لازمہ ہے اس دنیا کو اس دنیا کی اشیاء کو ثبات نہیں یہاں ہم اپنی آنکھوں سے آئے روز تبدیلی مشاہدہ کرتے ہیں۔اس دنیا میں کبھی دن ہے تو کبھی رات کبھی گرمی ہے تو کبھی ٹھنڈک یہاں کبھی موسم بہار ہے تو کبھی خزاں۔

جب موسم خزاں آتا ہے تو ہرے بھرے درخت اس خزاں کے اثرات سے محفوظ نہیں رہتے۔درختوں کے پتے سوکھ جاتے ہیں اور پھر ایک ایک کر کے گر جاتے ہیں۔اس موسم خزاں میں جتنی زیادہ شدت ہوگی درختوں اور باغوں پر اتنا ہی زیادہ اس کا اثر ہوگا بلکہ یہاں تک دکھائی دیتا ہے کہ اس موسم میں بعض درختوں پر ایک بھی پتہ نظر نہیں آتا۔وہ شخص جس نے بڑی محنت سے درختوں کو پانی دیا بڑی مشقت سے باغ کی رکھوالی کی لیکن موسم خزاں میں وہ بے بس نظر

آتا ہے۔اسی طرح شیطان ایک بندہ مومن کو گناہوں کی طرف آمادہ کرتا ہے اسے معصیتوں پر مجبور کرتا ہے۔اس کے دل میں یوں وسوسے ڈالتا ہے کہ الامان الحفیظ۔شیطان اس بندہ کو اپنے شکنجہ میں لے لیتا ہے اس کو اپنے اثرات سے زنجیروں میں جکڑ لیتا ہے۔

اچانک رحمتِ خداوندی جوش میں آتی ہے اس بندہ پر کرم الٰھی متوجہ ہوتا ہے کہ وہ بیمار ہوجاتا ہے۔اس بیماری کے سبب اس بندہ پر موسم خزاں شروع ہوجاتا ہے اس کے سبب شیطان کا شکنجہ ڈھیلا ہونا شروع ہوجاتا ہے۔شیطانی اثرات آہستہ آہستہ ختم ہونے شروع ہوجاتے ہیں وہ شیطان جس نے بڑی محنت سے اس کے دل میں وسوسے ڈالے تھے اس کے خیالات تک کو جکڑ لیا تھا اس حالت بیماری میں اس شیطان کی گرفت کمزور ہوجاتی ہے اس کے اثرات ایک بندہ مومن کی لوحِ دل سے یوں گرنا شروع ہوجاتے ہیں جیسے خزاں رسیدہ درخت سے پتے گرتے ہیں پھر جتنا موسم خزاں شدید ہوگا اتنا ہی اسکا اثر شدید ہوگا۔اسی طرح جتنی بیماری شدید ہوگی اتنی ہی شدت سے شیطانی اثرات ختم ہونگے۔پھر ایک وقت وہ آئے گا کہ انسانی روح پر شیطان کا کوئی اثر باقی نہیں رہے گا۔اس بیماری اس لاغری کی وجہ سے اللہ تعالی اس کی روح کو طیب وطاہر کردیتا ہے۔اسے گناہوں کی گندگی سے پاک کردیتا ہے اس کی روح اسکا باطن پھر اجلا اور مصفا ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے والا
گناہوں سے پاک وصاف ہوکر

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَایَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِیْ نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَاعَلَيْهِ مِنْ خَطِيْئَةٍ. (سنن الترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بعض مومن مرد یا مومن عورت پر مصائب و آلام آتے رہتے ہیں کبھی اس کی جان پر کبھی اس کی اولاد پر کبھی اس کے مال پر (ان مصائب وآلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ مٹاتا رہتا ہے) یہاں تک کہ وہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس پر ایک گناہ نہیں ہوتا۔

-☆-

اس دنیا کے مصائب وآلام جیسے کفار پر آتے ہیں ویسے ہی مسلم وموحد پر بھی آتے ہیں ایک اللہ کے منکر پر اس دنیا میں تکلیفیں آتی ہیں تو اللہ کے ماننے والے پر بھی آتی ہیں۔ایک ملحد وبے دین اگر مبتلائے رنج ومحن ہوتا ہے تو ایک مومن ودیندار اس دنیا کے رنج وآلام سے محفوظ نہیں رہتا۔

یہ دنیا کی مصیبتیں تکلیفیں اگر چہ انکی صورت ایک جیسی ہے لیکن حقیقت میں کافر و مسلم پر ان کی نوعیت میں بڑا فرق ہے یہ پریشانیاں اور دکھ و درد اگر چہ ایک طرح کے محسوس ہوتے ہیں لیکن حقیقتن میں ایک طرح نہیں بلکہ ان میں اتنا اختلاف ہے کہ جو شخص ان کی حقیقت کو جانتا ہے وہ ان کو ایک نام سے ذکر کرتے ہوئے بھی ہچکچاتا ہے۔

مثلاً کافر بے دین کیلئے اس کی بیماری اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناراضگی کی ایک صورت ہے لیکن مومن وایماندار کے لئے یہی بیماری اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام واکرام ہوجاتا ہے۔ایک ملحد و بے ایمان اگر بیمار ہوجاتا ہے تو سمجھ لیجئیے کہ اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہے اور رب تعالیٰ اس سے ناراض ہے لیکن اگر نعمتِ ایمان سے سرشار آدمی اگر مبتلائے مصائب ہوتا ہے تو سمجھ لیجئیے کہ رب تعالیٰ کی رحمت اور اسکا لطف وکرم اس کی طرف متوجہ ہے۔ زیرِ نظر حدیث پاک میں غور وتدبر کیجئیے :کبھی آزمائش مومن کی جان پر آتی ہے۔یعنی وہ بیمار ہوجاتا ہے اس کے جسم کے کسی حصہ میں تکلیف ہوتی ہے اسکا کوئی عضو درد محسوس کرتا ہے۔کبھی بندہ مومن کو مختلف لوگ تنگ کرتے ہیں اسے اس کی عزت خطرے میں محسوس ہوتی ہے کبھی اس سے متعلق حاکم وقت کے سامنے جھوٹی باتیں بیان کی جاتی ہیں اور حاکم کو اس سے برگشتہ کردیا جاتا ہے جس کے سبب حاکم اسے قید خانہ میں ڈال دیتا ہے۔

کبھی آزمائش بندہ مومن کی اولاد میں آتی ہے۔اسکا جگر پارہ اس کی نگاہوں کے سامنے بیمار ہوجاتا ہے اسے تکلیف میں دیکھ کر ایمان والے کا اپنا چین چھن جاتا ہے۔کبھی بچہ گھر سے اطلاع دیے بغیر کہیں چلا جاتا ہے جس سے مومن کا قلب مضطرب ہوجاتا ہے اس کا قلبی سکون غارت ہوجاتا ہے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بندہ مومن اپنی اولاد کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنا چاہتا ہے اور اسکے لئے اپنی پوری توانائیاں صرف کر دیتا ہے لیکن اسکا جگر پارہ دولت علم سے محروم رہ جاتا ہے۔ اب ایسی صورت میں ایک شفیق باپ اور کے سامنے اور ایک سراپا محبت ماں کے سامنے ایک چلتا پھرتا مردہ بن جاتا ہے جس کے کام نادرست جس کا انداز نامناسب جس کے خیالات ناموافق او جسکا کردار نا قابلِ رشک۔

اس طرح کبھی بندہ مومن کی حلال وطیب کمائی بغیر کسی ظاہری سبب کے ضائع ہو جاتی ہے۔ اسکا پھل دار باغ اجڑ جاتا ہے اس کی دوکان رات کی تاریکی میں لوٹ لی جاتی ہے کبھی کوئی بااعتماد دوست رقم ادھار لے گیا لیکن واپسی کے وقت وہ سرے سے ہی رقم کا منکر ہو گیا۔

ظاہر ہے ان ساری صورتوں میں کہ مصیبت اس کی جان پر آئے یا اس کی اولاد پر یا آزمائش اس کے سرمایہ میں آئے وہ رنجیدہ ہو جاتا ہے اسے دکھ اور پریشانی لاحق ہوتی ہے اب رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنئیے آپ کے ارشادات کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ یہ مصائب وآلام اسکے گناہوں کو مٹانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ اسکے گناہ مٹتے جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہیں رہتا اس کی لوحِ دل ہر قسم کی نافرمانیوں کی آلائشوں سے پاک کر دی جاتی ہے پھر جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے جب اسکی میت کو لحد میں اتارتے ہیں اسے قبر کے سپرد کر دیتے ہیں تو اس کی روح ہر قسم کے گناہوں کے دھبوں سے پاک وصاف ہوتی ہے جس خوش نصیب کا قبر میں داخلہ اس انداز سے ہو کہ اس پر کوئی گناہ اور کسی معصیت کا داغ نہ ہو اس کی لوح دل آئینہ کی طرح چمک رہی ہے اور قطرہ شبنم کی طرح طیب وطاہر ہے اس قبر میں اللہ کے لطف وکرم کا عالم کیا ہوگا۔ لوگ تو سمجھیں گے کہ ہم

اسے منوں مٹی میں دفن کر آئے ہیں اب یہ اپنے اعمال کی سزا بھگت رہا ہوگا لیکن کسے کیا خبر کہ وہ تو اللہ کی رضا کا پروانہ حاصل کر چکا ہے اور اس معبود برحق کی خوشنودی کے اعزاز سے معزز ہو چکا ہے اور اسکی قبر اب ایک گھڑا نہیں بلکہ رحمت الٰھی سے وہ جنت کا باغ ہے اور جنت کی بہاریں اس کی قبر کی زینت ہیں۔ جسے آج قبر میں سکھ اور چین مل گیا جس کی قبر آج رحمتِ الٰہیہ سے معمور ہوگئی وہ انشاء اللہ روزِ حشر ظلِّ الٰھی کے مزے لے رہا ہوگا اور جنت کی سرمدی نعمتوں سے سرشار ہوگا۔

ہر گناہ سے پاک

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ يَبْتَلِىْ عَبْدَهُ بِالسَّقَمِ حَتّٰى يُكَفِّرَ ذَالِكَ كُلَّ ذَنْبٍ.

(المستدرک)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے:

بیشک اللہ تعالیٰ اپنے عبد (بندہ) کو بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے حتی کہ وہ بیماری اس سے ہر گناہ مٹا دیتی ہے۔

-☆-

اللہ کی طرف سے بھلائی وخیر

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِاللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ. (صحیح البخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالی جس آدمی سے بھلائی وخیر کا ارادہ فرماتا ہے تو کچھ مصائب اس پر نازل ہو جاتے ہیں۔

-☆-

اہلِ ایمان کیلئے یہ مصائب یہ تکالیف اللہ کی طرف سے خیر و بھلائی کی علامت ہیں جب کوئی بیماری، جسمانی تکلیف یا ذہنی پریشانی ہو تو اس وقت گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ ہر حالت میں اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

جو اللہ کی رضا پر راضی
اللہ اس سے راضی

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِذَااَحَبَّ قَوْمًاابْتَلَاهُمْ،فَمَنْ رَضِیَ فَلَهُ الرِّضٰی،وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ. (سنن الترمذی اسنادہ حسن)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جتنی بڑی مصیبت آئے گی اتنا زیادہ ثواب ملے گا بیشک اللہ عزوجل جب کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو انہیں (مصائب میں) مبتلا کر دیتا ہے پھر جو آدمی اللہ کے فیصلے پر راضی ہو تو اللہ تعالی کی طرف سے بھی اس کیلئے رضا اور جو اللہ تعالی کے فیصلے پر ناراض ہو تو اللہ تعالی کی طرف سے بھی اس کیلئے ناراضگی۔

-☆-

قیامت کو درجہ کی بلندی

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: صُدَاعُ الْمُومِنِ، اَوْشَوْکَۃٌ یُشَاکُھَا اَوْشَیْءٌ یُوْذِیْہِ، یَرْفَعُہُ اللّٰہُ بِھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ دَرَجَۃً وَیُکَفِّرُ عَنْہُ بِھَا ذُنُوْبَہٗ. (ابن ابی الدنیا ورواتہ ثقات)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مومن کا سر درد یا کانٹا جو اسے لگتا ہے یا کوئی چیز جو اسے اذیت دیتی ہے اللہ اس کے ذریعے قیامت کے دن اس کا درجہ بلند کرے گا اور اس کے گناہ مٹا دے گا۔

اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان پر کس درجہ مہربان ہے اس کے رحم وکرم کو کسی ترازو میں نہیں تولا جا سکتا اسکی ایک رحمت ہی اتنی بڑی ہے کہ اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے تو اسکی انگنت رحمتوں کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ اسکے رحم وکرم اسکے لطف وعنایت اسکے فضل واحسان کو اگر تمام مخلوقات لکھنا شروع کردے اور اس کے لئے تمام سمندر روشنائی بن جائیں تو یہ روشنائیاں ختم ہو جائیں گی لیکن کریم اللہ کا کرم ختم نہ ہوگا۔

اب اللہ کا لطف وکرم ملاحظہ ہو

ایک مرد مومن کو دنیا میں سر درد ہوتا ہے یا اس کو کانٹا چبھ جائے ظاہری بات ہے سر درد اور کانٹا سے معمولی تکلیف ہوگی اگر انسان کو لاحق ہونے والی دیگر تکالیف سے ان کا موازنہ کیا

جائے تو یہ بالکل ہی معمولی نظر آتی ہیں۔لیکن کریم اللہ اس آدمی کو جسے معمولی سر درد ہوا یا جسے کانٹا سے جسم میں معمولی تکلیف ہوئی ،اسکا قیامت کے بھرے مجمع میں درجہ بلند فرمائیگا۔

قیامت میں لوگ مارے مارے پھر رہے ہونگے کسی کا پسینہ اس کے گلے تک اور کوئی اپنے ہی پسینہ میں غوطے لگا رہا ہوگالیکن وہ مومن جسے اس دنیامیں معمولی سا بھی سر درد ہوایا کانٹالگا اللہ اس کا درجہ بلند کردے گا۔میدانِ حشر میں جس کا درجہ بلند ہوگا۔یقیناً وہ حشر کی گرمی حشر کے عذاب سے محفوظ رہے گا بلکہ اس کے لئے ظلِّ الٰھی میں جگہ ہوگی وہ حوضِ کوثر کے جام پی رہا ہوگا۔

لَکَ الْحَمْدُ یَااَللّٰہُ مِلْءَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ وَلَکَ الشُّکْرُ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ.

اھلِ بلاء کے اجروثواب کو دیکھ کر
اھلِ عافیت کی تمنا

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوَدُّ اَھْلُ الْعَافِیَۃِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ، حِیْنَ یُعْطٰی اَھْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ؛ لَوْاَنَّ جُلُوْدُھُمْ کَانَتْ قُرِضَتْ بِالْمَقَارِیْضِ. (سنن الترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن ان بندوں کو جو دنیا میں مصائب وآلام میں مبتلا رہے، اجروثواب عنایت کیا جائے گا تو وہ لوگ جو دنیا میں عافیت وآرام سے رہے تمنا کریں گے کہ کاش ان کے جسم کی کھالیں قینچیوں سے کاٹی جاتیں۔

-☆-

اے اللہ

اے وھاب ومعطی

اے منعم ومکرم

تیرے عطیات انگنت ہیں، تیرے خزانے لامتناہی، آج تک کوئی ایسا پیمانہ ایجاد نہ

ہوسکا جو تیرے خزانوں کو ماپ سکے، آج تک ایسا کوئی ضابطہ معرضِ وجود میں نہ آسکا جو تیرے عطیات کا حساب لگا سکے۔

تو اھلِ بلاء کو ایسے لوگوں کو جنہیں دنیا میں مبتلائے مصائب رکھا تکالیف اور پریشانیاں جنہیں گھیرے رکھیں روز قیامت کتنے کرم سے نوازے گا ان پر تیری نوازشات کی کتنی سہانی برسات ہوگی۔ انہیں دیکھ کر پورا میدانِ حشر عجب رنگ دکھار ہا ہوگا حتی کہ اہل عافیت یعنی وہ لوگ جو اس دارِفانی میں چین و آرام سے رہے پریشانیاں جن سے دور رہیں وہ تمنا کریں گے کہ کاش اس دنیا میں ان کے جسم قینچیوں سے کاٹے جاتے انکے اجسام کی کھال کاٹ کاٹ کر الگ کردی جاتی کیونکہ جب ایک کانٹے کا اجر گناہ مٹا رہا ہے اور معمولی سا سر درد ڈھیروں اجر سمیٹ رہا ہوگا تو پھر کیوں نہ تمنا پیدا ہو۔ یہ دنیا یہ دنیا کے مصائب عارضی ہیں یہ تکلیفیں ایک دن ختم ہو جائیں گی لیکن ان کے صلے میں اجر دائمی ہوگا ان کے ثمر کے طور پر جو انعام ملے گا وہ سرمدی ھو گا.

اے خالق و مالک اے پاک پروردگار

ان سارے انعامات کے باوجود ہم تیری جناب میں عرض کرتے ہیں کہ تو ہمیں عافیت وکرم سے نواز ہمیں دکھوں اور پریشانیوں سے نجات عطا کر اگر تو چاہے تو بلا سبب بھی ہمیں نوازشات سے سرفراز فرما سکتا ہے بلکہ فرماتا ہے اگر تیرا کرم جوبن پر ہو تو پھر اسے کون روک سکتا ہے۔ تو محض اپنے لطف و کرم سے اپنی رحمت بے پایاں کے طفیل ہمیں اخروی انعامات سے مالا مال کردے اس بھرے مجمع میں اپنی نوزشات کریمانہ سے ہمیں سرفراز فرمادے۔

بیمار کی عیادت

اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِالْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُوْدُاالْمَرِیْضِ، وَاتَّبِعُوْاالْجَنَائِزِ تُذَکِّرُکُمُ الْاٰخِرَۃَ. (مسند احمد 48/3)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مریض (بیمار) کی عیادت کرو، جنازوں میں شرکت کرو، یہ چیز تمہیں آخرت یاد دلاتی رہے گی۔

-☆-

رب العزۃ کا ارشاد گرامی ہے:

مَااٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَانَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

جس چیز کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دیں اس پر عمل کرو اور جس چیز سے تمہیں روکیں رک جاؤ۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی پر عمل پیرا ہونے والا بڑا خوش نصیب ہے۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں شب و روز گزارنے والا سعادتوں

سے لبریز ہے۔رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات مبارکہ کو حرزِ جاں بنانے والا ابدی راحتوں کا سزوار ہے۔

درج بالا حدیث پاک میں اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ مریض کی بیمار پرسی کرنے والا آدمی کے پاس جا کر اسے تسلی دینے والا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اطاعت گزار ہے اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے والا اللہ کی رحمتوں سے لبریز ہوا کرتا ہے۔اگر تیمارداری پر اور کوئی بھی اجر وثواب نہ ملے پھر بھی حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کا ثواب کیا کچھ کم ہے۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والا اللہ تعالی کا محبوب ہوا کرتا ہے۔محبتِ الٰھی کو جیتنے والا بلا شبہ سعادت ابدیہ کا امین ہوا کرتا ہے۔

تذکر کم الآخرۃ:

آج گناہ اور معصیتیں اسی لئے عام ہیں کہ انسان آخرت کو بھولا ہوا ہے۔انسان کو یہ یاد ہی نہیں رہا کہ اسے ایک دن علیم وخبیر اللہ کی بارگاہ میں حاضری دینا ہے۔جب اللہ کی بارگاہ میں حاضری ہی ذہن سے محو ہو جائے،العیاذ باللہ من ذالک،تو انسان بے دھڑک ہو کر گناہ کرتا ہے اور اپنی روسیاہی کا سامان کرتا ہے۔

مریض کی عیادت و بیمار پرسی ایسی چیز ہے جس سے انسان کو آخرت یاد آتی ہے۔اس کے ذھن میں یہ بات جاگزیں ہو جاتی ہے کہ ایک دن ہم نے اپنی اپنی قبروں سے اٹھنا ہے اس دن ہماری ساری زندگی،زندگی کی صبحیں اور اس کی شامیں،ہماری خلوتیں اور ہماری جلوتیں سب اس کے سامنے بیان ہونگی۔اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پیشی ہوگی،زندگی کی سانسوں

کا اسکے لمحات کا حساب لیا جائے گا۔ میزان پر ہمارے تمام نیک و بد اعمال تو لے جائیں گے۔

قیامت کی ہولنا کیوں اور اسکی تباہ کاریوں کا جب تصور ذہن میں آتا ہے انسان گناہوں سے بچنا شروع کر دیگا جیسے جیسے یہ تصور پختہ ہوتا جائے گا اسی طرح گناہوں سے کنارہ کشی عمل میں آتی جائے گی۔ جب اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے فکر آخرت لاحق ہوگی تو اللہ تعالی کی معصیت و نافرمانی کا تصور تک ذہن سے نکل جائے گا پھر وہ مرد مومن ہر لمحہ ہر گھڑی اسی فکر میں ہوگا کہ اس عظیم دن کے عذاب سے کیسے بچا جائے اور کیسے سرمدی انعامات حاصل کئے جائیں ہر ہر اس کام کی طرف توجہ ہوگی جس کے باعث اللہ ذوالجلال ناراض ہو۔ یہی تصور یہی یاد انسان کو ابدی سعادتوں سے بہرہ ور کرنے کیلئے مہمیز کا کام دیتی ہے۔

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ

جسے آگ سے دور کر دیا جائے گا اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا وہی حقیقی کامیاب و کامران ہوگا۔

آیئے اس فانی دنیا پر فریفتہ نہ ہوں بلکہ باقی کے طلبگار بنیں۔ اس کے لئے غفلت و سستی کو خیر باد کہنا ہوگا اور رضائے الٰھی کو اپنا شیوہ بنانا ہوگا۔

فَاِنْ كُنْتَ فِيْ هٰذِى الْاَئِمَةِ رَاغِبًا

فَوَطِّنْ عَلٰى اَنْ تَنْتَحِيْكَ الْوَقَائِع

اگر تو اپنے اندر اپنے اسلاف اور بزرگوں کی سیرت و کردار کا آرزومند ہے تو اپنے نفس کو خوگر بنالے کہ مصائب و آلام زمانہ تجھ پر آیا ہی چاہتے ہیں۔

بِنَفْسٍ وَقُوْرٍ عِنْدَ کُلِّ مُلِمَّۃٍ

وَقَلْبٍ صَبُوْرٍ وَھُوَ فِیْ الصَّدْرِ مَانِعٌ

جب بھی کوئی مصیبت نازل ہوتو اس کو برداشت کرو باوقار نفس اور صابر دل کے ساتھ جو دل سینے میں غیر خدا کے ہر تصور کا مانع ہے۔

لِسَانُکَ مَخْزُوْنٌ وَطَرْفُکَ مُلْجَمٌ

وَسِرُّکَ مَکْتُوْمٌ لَدَیْ الرَّبِّ ذَائِعٌ

تیری زبان منہ میں بند رہنی چاہیے اور تیری آنکھوں میں شریعت کی لگام ہونی چاہیے اور تیرا باطن لوگوں سے مستور ہونا چاہیے اور رب تعالی کے سامنے عیاں ظاہر۔

وَذِکْرُکَ مَخْمُوْرٌ وَبَابُکَ مُغْلَقٌ

وَثَغْرُکَ بَسَّامٌ وَبَطْنُکَ جَائِعٌ

تیرا کوئی ذکر نہیں چاہیے (بلکہ ذکر اللہ کا) اور تیری خواہشات کا دروازہ بند چاہیے (اپنے دینی بھائیوں کیلئے تو) تیرے ہونٹ مسکراتے ہونے چاہییں اور تیرا پیٹ بھوکا ہونا چاہیے۔

وَقَلْبُکَ مَجْرُوْحٌ وَسُوْقُکَ کَاسِدٌ

وَفَضْلُکَ مَدْفُوْنٌ وَطَعْنُکَ شَائِعٌ

اور تیرا دل عشق الٰہی کے تیروں سے مجروح ہو تیرا بازار دنیا (جو اللہ سے غافل کر دے) خسارے والا چاہیے اور تیرے کمالات مدفون اور تجھ پر طعن عام ہونا چاہیے۔

وَفِیْ کُلِّ یَوْمٍ اَنْتَ جَارِعٌ غُصَّۃً

مِنَ الدَّھْرِ وَالْاِخْوَانِ وَالْقَلْبُ طَائِعٌ

اور تجھے روزانہ زمانہ اور اہل زمانہ کی طرف سے ملنے والے غم واندوہ کے گھونٹ پینے چاہییں اور تیرا دل اللہ اور اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطیع چاہیے۔

نَهَارُکَ شُغْلُ النَّاسِ مِنْ غَيْرِ مَنَّةٍ

وَلَيْلُکَ شَوْقٌ غَابَ عَنْهُ طَلَائِع،

تیرا دن احسان جتلائے بغیر عوام الناس کے بھلائی کے کام کرتے کرتے گزر جانا چاہیے اور تیری رات لقاہائے الٰھی کے شوق میں گزرنی چاہیے کہ اس ذوق وشوق کا کسی غیر کو پتہ نہ چلے.

ضمانت الٰہیہ میں

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مَنْ فَعَلَ وَاحِدَةً مِنْهُنَّ کَانَ ضَامِنًا عَلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: مَنْ عَادَ مَرِیْضًا اَوْخَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ اَوْخَرَجَ غَازِیًا اَوْدَخَلَ عَلٰی اِمَامٍ یُرِیْدُ تَعْزِیْرَه' وَتَوْقِیْرَهُ اَوْقَعَدَ فِیْ بَیْتِهٖ فَسَلِمَ النَّاسُ مِنْهُ وَسَلَّمَ مِنَ النَّاسِ. (مسند احمد)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جس نے ان میں سے ایک بھی چیز ادا کی تو اللہ عزوجل اسکا ضامن ہوگا۔

جس نے کسی بیمار کی تیمارداری کی

جو کسی جنازہ میں شریک ہوا

جو جہاد کرنے کے لئے نکلا

جو کسی امام کے پاس آیا کہ اس کی تعظیم وتوقیر کرے

جو اپنے گھر میں بیٹھا رہا کہ لوگ اس سے محفوظ رہیں اور وہ لوگوں سے محفوظ رہے۔

-☆-

اللہ تعالیٰ کی ضمانت سب سے بڑی ضمانت ہے

بیمار کی تیمارداری کرنے والا کتنا خوش نصیب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکا ضامن ہے جب تک وہ تیمارداری میں مصروف ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رکھے گا کیونکہ اللہ نے اس کو اپنی ضمانت میں لے لیا ہے۔

تیمارداری کرنے والے کو اپنے بختوں پر ناز کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اسکے جسم و جاں اس کے مال و دولت اور اس کے دین و ایمان کا ضامن ہے۔

شیطان ہر وقت تاک میں رہتا ہے اور بندہ مومن کے ایمان کو نقصان پہنچانے کیلئے بیٹھا رہتا ہے۔عیادت کرنے والا مومن بے فکر ہو کر عیادت کرے کیونکہ خالق و مالک اب اس کے ایمان و دین کا ضامن ہے۔شیطان ایسے آدمی سے کوسوں دور بھاگتا ہے۔جس سے شیطان بھاگے اس کا دین و ایمان محفوظ ہے۔

رحمتِ الٰہی میں غوطے لگانے والا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَاقَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًالَمْ يَزَلْ يَخُوْضُ فِيْ الرَّحْمَةِ حَتّٰى يَجْلِسَ فَإِذَاجَلَسَ اغْتَمَسَ فِيْهَا. (مسند احمد)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس مرد مسلم نے کسی مریض کی عیادت تیمارداری کی تو مریض کے پاس بیٹھنے تک وہ رحمت میں گھستا ہے اور جب اس کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو وہ اس رحمت میں غوطے لگاتا ہے۔

-☆-

مریض کی تیمارداری کرنے والا تیمارداری کی نیت سے اپنے گھر سے نکلتا ہے تو وہ اللہ کی رحمت میں گھس جاتا ہے۔ رحمت اسے چاروں طرف سے گھیر لیتی ہے اور اپنے دائیں آگے اوپر نیچے رحمت ہی رحمت دیکھتا ہے۔ وہ آدمی کیا خوب حالت میں ہے جو چاروں طرف رحمت میں گھرا ہوا ہے اور جس کے ہر طرف رحمت ہی ہو وہ زحمت سے کوسوں دور ہے ایسا آدمی یقیناً اللہ کی عنایات کریمہ سے بہرہ ور ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں:

رحمت پہنچنے تک دین وایمان میں گھرا رہتا ہے اس کی تمام حرکات وسکنات عند اللہ

ثواب کا ذریعہ بنتی ہیں۔ جب تیماردار مریض کے پاس جا کر بیٹھ جاتا ہے اس کی خیرت دریافت کرتا ہے یا اسے تسلی دیتا ہے اسے بہتر مشورہ سے نوازتا ہے تو اس وقت وہ تیماردار رحمت الٰھی میں غوطے لگاتا ہے وہ سر سے پاؤں تک رحمت میں غرق ہو جاتا ہے۔ غوطے لگانے والا اگر نکلنا بھی چاہے تو بڑا مشکل ہوتا ہے اسی طرح تیماردار کے پاس بیٹھنے والا رحمت میں یوں غوطے لگاتا ہے کہ اگر وہ خود نکلنا چاہے تو نہیں نکل سکتا۔ یہ محض اللہ الکریم کا کرم ہے اور اللہ بہت بڑے فضل وکرم والا ہے۔

ثواب کا ذریعہ بنتی ہیں۔ جب تیماردار مریض کے پاس جا کر بیٹھ جاتا ہے اس کی خیرت دریافت کرتا ہے یا اسے تسلی دیتا ہے اسے بہتر مشورہ سے نوازتا ہے تو اس وقت وہ تیماردار رحمت الٰھی میں غوطے لگاتا ہے وہ سر سے پاؤں تک رحمت میں غرق ہو جاتا ہے۔ غوطے لگانے والا اگر نکلنا بھی چاہے تو بڑا مشکل ہوتا ہے اسی طرح تیماردار کے پاس بیٹھنے والا رحمت میں یوں غوطے لگاتا ہے کہ اگر وہ خود نکلنا چاہے تو نہیں نکل سکتا۔ یہ محض اللہ الکریم کا کرم ہے اور اللہ بہت بڑے فضل وکرم والا ہے۔

ستر ہزار فرشتوں کی دعائیں

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَامِنْ مُسْلِمٍ یَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَۃً؟ اِلَّا صَلَّی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ حَتّٰی یُمْسِیَ وَاِنْ عَادَ عَشِیَّۃً؟ اِلَّا صَلَّی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ حَتّٰی یُصْبِحَ وَکَانَ لَہٗ خَرِیْفٌ فِی الْجَنَّۃِ. (سنن الترمذی)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے:

جو مرد مسلم اپنے مسلم بھائی کی دن کو عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اسکے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ مرد مسلم اپنے مسلم بھائی کی رات کو عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے صبح تک اس عیادت کرنے والے کیلئے دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں پھلوں سے لدا ہوا باغ ہے۔

-☆-

اے خالق و مالک تو نے تمام اہل ایمان کو بھائی بھائی بنادیا ہے تیرا ہی ارشاد ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ

بیشک مومن بھائی بھائی ہیں۔

تیرے نبی رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اہل ایمان کو ایک جسم کی مانند قرار دیا ہے۔

عَنْ النُّعْمَان بُنِ بَشِيْرِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُوْمِنِيْنَ فِىْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَوَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ اِذَااشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعىٰ لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهْرِ وَالْحُمىٰ. (صحیح مسلم186/44584)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

مومنین کی مثال آپس میں دوستی کرنے اور ایک دوسرے سے رحم کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ شفقت کرنے ایک جسم کی طرح ہے جب اس کا کوئی عضو بیمار ہوتا ہے تو بے خوابی اور بخار میں اس کا سارا جسم شریک ہوتا ہے۔

یہ روایت بھی ملاحظہ ہو۔

عَنِ النُّعْمَان بُنِ بَشِيْرِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُوْنَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهُ اِشْتَكٰى كُلُّهٗ وَاِنِ اشْتَكٰى رَأْسُهٗ اشْتَكٰى كُلُّهٗ. (صحیح مسلم186/46589)

حضرت نعمان بن بشیر رَضِی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

مسلمین (ایک دوسرے سے محبت میں)ایک آدمی کی طرح ہیں اگراس کی آنکھ کو تکلیف ہوتو اس کے سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے اور اگر اس کے سر کو تکلیف ہوتو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔

-☆-

اللہ رب العزت اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تمام اہل ایمان کو ایک جسم قرار دیا اگر کسی ایک کو تکلیف ہوتو باقی بھی اس تکلیف کو محسوس کرتے ہیں اگر کوئی ایک دکھ درد میں مبتلا ہوتو تمام مومن اس کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔

اللہ رب العزت ذوالجلال والا اکرام کا لطف ملاحظہ ہو جو بندہ مومن اس اخوت ومحبت کا پیکر بن جاتا ہے اپنے ایمانی بھائیوں سے پیار کرتا ہے ان کے دکھ درد میں شریک ہوتا ہے اگر کوئی ان میں بیماری ہوجائے تو اس کی تیمارداری کیلئے روانہ ہوجاتی ہے اس کا تیمارداری کے لئے روانہ ہونا رائیگاں نہیں جاتا بلکہ اسے اتنا اجر وثواب ملتا ہے کہ فکر انسانی اس اجر کی تہہ تک پہنچ نہیں سکتی ہے۔

جب بندہ مومن تیمارداری کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو اللہ کے فرشتے کتنے فرشتے؟ ستر ہزار اس کیلئے دعا کرتے ہیں اور یہ دعا شام تک اس کے لئے جاری رہتی ہے۔ یہ نوری مخلوق جب بحکم الٰھی اس کے لئے دعائیں کرتی ہوگی تو پھر اس کی نیکیوں میں کس قدر اضافہ ہوتا ہوگا اسے تو سوائے علیم وخبیر جل جلالہ کے کون جانتا ہے اور فرشتوں کے استغفار سے اس کے گناہ معاف ہوتے ہونگے بات کتنے گناہوں کی نہیں ہے بلکہ اللہ کریم کا کرم اسکے تمام گناہ مٹادیتا ہے۔

اے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چل آج ان کی سنّتِ مطہرہ کا شیدائی بن جا ان شاء اللہ قیامت کے دن تیرے انوار قابلِ دید ہونگے اور تو گناہوں سے پاک وصاف ہوگا جنت کی راہ چل رہا ہوگا۔

سنن ابی داؤد کی روایت ملاحظہ ہو:

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَامِنْ رَجُلٍ یَعُوْدُ مَرِیْضًا من مسیا؛الا خرج معه سبعون الف ملک،یستغفرون له،حتی یصبح و کانله خریف فی الجنة و من اتاه مصبحا،خرج معه سبعون الف ملک یستغفرون له،حتی یمسی،و کان له خریف فی الجنة. (سنن ابی داؤد 3098 اسناد صحیح صحیح سنن ابی داؤد 273/23089)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا:

جو بندہ مومن کسی مریض کی بوقت شام عیادت کرتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نکلتے ہیں جو صبح تک اس تیمار دار کیلئے استغفار کرتے ہیں اور اس کیلئے جنت میں پھلوں کی مہمانی ہوگی اور جو کسی مریض کی عیادت کیلئے صبح آیا تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے آتے ہیں جو شام تک اس کیلئے استغفار کرتے ہیں اور اس کیلئے جنت میں چنے ہوئے پھلوں سے مہمان نوازی ہوگی۔

جب کوئی مسلم مرد کسی کی تیمارداری کیلئے گھر سے نکلتا ہے وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ اکیلا نکل رہا ہے بلکہ اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نکلتے ہیں جو اس تیمار دار کیلئے مصروف استغفار رہتے ہیں اور یہ فرشتے مسلسل کئی گھنٹے اس کیلئے استغفار کرتے رہتے ہیں یعنی صبح تیمارداری کرنے والے کیلئے شام تک اور شام کو کرنے والے کے لئے صبح تک۔

آج چند آدمی اکٹھے کسی گلی سے گزر جائیں تو لوگ نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھتے ہیں اور ان کا یہ مل کر جانا لوگوں کی نظروں میں محفوظ ہو جاتا ہے۔

جب ستر ہزار فرشتے اکٹھے گزرتے ہوں گے تو دنیا والے نہ سہی عالم بالا والے ضرور انہیں دیکھتے ہوں گے اور یہ منظر ان کی نظروں میں بھی محفوظ ہو جاتا ہوگا۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا۔

یہ ستر ہزار فرشتے اور انہیں دیکھنے والے فرشتے سب کے سب قیامت کو اس تیماردار کے حق میں گواہی دیں گے اور جس کے حق میں فرشتے گواہی دیں گے وہ یقیناً عذاب سے محفوظ ہوگا اور سزاوارِ جہنم ہوگا۔

تیمارداری کرنے والا اہل جنت سے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مَنْ عَمِلَھُنَّ فِیْ یَوْمٍ کَتَبَہُ اللّٰہُ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ: مَنْ عَادَ مَرِیْضًا، وَشَھِدَ جَنَازَۃً وَصَامَ یَوْمًا، وَرَاحَ اِلَی الْجُمُعَۃِ وَاَعْتَقَ رَقَبَۃً. (صحیح ابن حبان)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سنا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:
پانچ چیزیں ایسی ہیں جس خوش نصیب نے کسی دن ان پر عمل کر لیا تو اللہ تعالی اس آدمی کو اہل جنت سے لکھ دے گا۔

جس نے بیمار کی عیادت کی
جنازہ میں شرکت کی
دن کا روزہ رکھا
جمعۃ المبارک کی ادائیگی کیلئے روانہ ہوا
اور غلام آزاد کر دیا۔

-☆-

درج بالا حدیث پاک میں ان اوصاف کا ذکر کیا گیا ہے جن سے متصف سزاوار جنت ہے اور ابدی راحتیں اس کی منتظر ہیں.

ان اوصاف میں پہلا وصف عیادت، تیمارداری کو قرار دیا گیا ہے۔ جو مرد مومن اپنی کسی

مومن بھائی کی تیمارداری کرتا ہے اللہ تعالی اس کے لئے اپنی رحمتوں کے درکھول دیتا ہے اور دائمی انعامات کی راہ اس کے لئے کشادہ کردی جاتی ہے۔

كَتَبَهُ اللّٰهُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ.

اللہ تعالی ایسے آدمی کو اہل جنت سے لکھ دیتا ہے۔

کے الفاظ قابل غور ہیں اللہ تعالی کا کسی کو جنت دینا اسکا لطف ومہربانی ہے وکسی رنگ میں بھی جنت دے یہ اسکا کرم ہے لیکن اس حدیث پاک میں ایسے آدمی کیلئے جنت لکھ دی جاتی ہے اور اسے اصحاب جنت تحریر کردیا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِیْضًا؛ نَادَاهُ مُنَادٍ مِنَ السَّمَآءِ: طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاکَ وَتَبَوَّاْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا. (سنن الترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی مریض کی عیادت کی تو آسمان سے ندا دینے والا ندا دیتا ہے (اے مریض کی عیادت کرنے والے) تمہیں مبارک ہو تمہاری تیمارداری کیلئے چلنا تمہیں مبارک ہو تم نے (اس عمل سے) جنت میں گھر بنالیا ہے۔

مریض کی عیادت تیمارداری کرنے والے پر اللہ ذوالجلال کا کرم ملاحظہ ہو، آسمان سے ندا دینے والا ندا دیتا ہے۔ یہ ندا اللہ کے حکم وارشاد سے ہے تو ندا دینے والا نوری ہے نوری وجود سے نکلنے والی یہ نوری ندا کیسی پر کیف ہوگی۔ وہ تیمارداری کرنے والا ہوسکتا ہے دنیا کی کثافتوں کی وجہ سے اس ندا کو نہ سن سکے لیکن جو عرفان الٰھی کی دولت سے مالا مال ہیں وہ تو اس ندا کو سنتے

ہونگے پھر ان پر عجیب کیف طاری ہوگا۔

اے بیمار کی بیمار پرسی کے لئے جانے والے تم تمام الائشوں سے پاک ہوتم طیب وطاہر ہو۔

یہ اللہ کی طرف سے کس درجہ خیرات و برکات سے بھرپور انعام ہے اللہ تعالی تیمارداری کرنے والے کے جسم و جان کو طیب وطاہر کر دیتا ہے۔ اسے ہر قسم کی آلائشوں سے پاک وصاف کر دیتا ہے جس کا جسم پاک ہوگا وہ سراپا خیر و برکت ہوگا۔ وہ نیکی و بھلائی کا پیکر بن جائے گا۔

حدیث پاک کے کلمات میں دو احتمال ہیں۔

یہ دعائیہ کلمات ھیں.

اللہ کے فرشتے دعا دے رہے ہوں کہ اے مریض کی عیادت کرنے والے اللہ تجھے مبارک کرے، تجھے سراپا خیر و برکت بنائے تجھے بھلائی و عمدگی سے آراستہ کرے۔

اللہ تعالی تیرے اس چلنے کو مبارک کرے، تیری یہ روانگی بارگاہ خداوندی میں مقبول ہو اور اللہ تعالی اسے خیر و برکت سے آراستہ کرے۔

تو جنت میں اپنا ٹھکانہ بنائے، خدائے ذوالجلال جنت دائمی انعامات کی جگہ تیرے مقدر میں کر دے اور ابدی سعادتوں سے بہرہ ور ہو۔

یہ دعائیں ایک نوری مخلوق کی زبان سے نکل رہی ہیں اور فرشتہ حکم الھی کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا گویا اس عیادت کرنے والے کیلئے اگر کوئی انسان دعائیں نہ بھیجے تو کوئی بات نہیں اللہ کے فرشتے دست بدعا ہیں اور اور بحکم الھی دعا کر رہے ہیں تو جس آدمی کے بارے میں اللہ کا حکم ہو کہ اس کے لئے دعا کرو بھلا اس کے مقدر کی سربلندی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

یہ خبر یہ کلمات ہوں

اللہ تعالیٰ کی جانب سے اسے یہ خبر سنائی جا رہی ہے۔

کہ تو اے عیادت کرنے والے تو بڑا خوش نصیب ہے کہ کریم اللہ نے تیرے جسم کو تیری جان کو سراپا خیر و برکت بنا دیا ہے تجھے طیب و طاہر قرار دے دیا ہے اسے پاکیزہ بنا دے اسے اور کیا چاہیے اب اسے خیال رکھنا چاہیے کہ کریم اللہ نے اسے محض اپنے لطف و کرم سے پاک وصاف کر دیا ہے اب وہ دوبارہ گناہوں کی آلائشوں میں ملوث نہ ہوا اپنے جسم و جاں کو گناہوں کی ظلمتوں سے محفوظ رکھے اور اس شفاف جسم کو کسی قسم کے داغ سے داغدار نہ ہونے دے۔

اے مریض کی عیادت کرنے والے تیری جان بھی پاکیزہ و طاہر ہو چکی ہے تیرا چلنا، تیرا آنا جانا پاک وصاف ہے اس میں شیطانی اثرات کا کوئی دخل نہیں رحمان اللہ نے اپنے کرم کے حصار میں تجھے لے لیا ہے اب اس بندہ مومن پر لازم ہے کہ اللہ کی اس عنایت کا خیال رکھے رب تعالیٰ کے عطا فرمودہ حفاظتی قلعہ کی حفاظت کرے اپنے کسی عمل اور کسی کردار سے شیطان کو یہ موقع نہ دے کہ وہ اس حصار میں شگاف ڈال سکے اور اس حصار میں داخل ہو کر ایمان والے کی چادر ایمان کو داغدار کر سکے۔

اے بیمار کی بیمار پرسی کرنے والے تیرا خالق و مالک تجھ سے راضی ہو چکا اس نے تیرے لئے جنت ٹھکانہ بنا دیا ہے۔ تیرا دائمی گھر تجھے عطا کر دیا انعامات سرمدیہ تیرے انتظار میں ہیں اور تو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ چکا ہے۔

یہ کلمات طیبات بتاتے ہیں کہ

اخلاص وللّٰہیت سے مومن کی تیمارداری کرنے والا ان شاء اللہ نعمتِ ایمان سے مالا مال ہوگا اور وہ دنیا سے باایمان رخصت ہوگا۔

جنتی میووں میں

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَاعَادَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ لَمْ یَزَلْ فِیْ خُرْفَۃِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یَرْجِعَ قِیْلَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَاخُرْفَۃُ الْجَنَّۃِ؟قَالَ جَنَاھَا. (مسند احمد)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ مسلم جب اپنے مسلم بھائی کی عیادت، تیمارداری کرتا ہے تو واپس لوٹنے تک وہ ''خرفۃ الجنۃ'' میں رہتا ہے۔عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''خرفۃ الجنۃ'' کیا چیز ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت کے چنے ہوئے پھل۔

-☆-

آج کی مادیت زدہ نظریں عالم الغیب کے حقائق کیا جانیں۔ان بے نور نظروں کو کیا خبر کہ اس جہاں کے پرے ایک اور جہاں ہے جس کی نعمتیں اس دنیا کی نعمتوں سے لاکھوں درجہ بہتر جس کی نفاست اس مادی جہاں کی نفاست سے کروڑوں درجہ اعلیٰ۔ان مادی نظروں میں وہ طاقت ہی نہیں کہ اس ارفع واعلی جہاں کا مشاہدہ کرسکیں۔

ہاں وہ قدسی صفات جنہیں بارگاہ خیرالوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمہ وقت رحمت کی خیرات ملتی ہے جن کا دامن حضور نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نگاہ عنایت سے لبریز کرتے ہیں اور جنکے سینے رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس کی تجلیات سے منور ہیں وہ یہاں بیٹھ

کر اس جہاں کا ادراک کر سکتے ہیں۔

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے بیمار کی عیادت کرنے والے خوش بخت کے بارے میں فرمایا وہ جتنی دیر عیادت کرتا ہے جنتی میووں میں رہتا ہے۔

اے ایمان والے

اے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لاڈلے امتی

اے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع وفرمانبردار

کبھی انجانے میں بھی عیادت کرنے والے کیلئے اس نعمت کا انکار نہ کر دینا۔ عقل کے پیچھے چل کر یا عقل کے پجاریوں کی بات سن کر کبھی بے خبری میں بھی اس بات کو ماننے سے انکار کر دینا کیونکہ یہ بات تیری یا میری زبان سے نہیں نکلی بلکہ اس ذاتِ اقدس واطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلی ہے جس کے بارے میں اللہ وحدہ لاشریک فرماتا ہے۔

وَمَايَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى.

وہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں بلکہ وہ تو وحی ہوتی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے یاد رہے سورج مشرق کی بجائے مغرب سے نکل سکتا ہے لیکن محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلی ہوئی بات غلط نہیں ہو سکتی۔

بلکہ وہ خوش بخت بننے کی سعی کیجئیے جو اس دنیا میں رہتے ہوئے جنت میووں میں وقت گزارتا ہے کسی ایمان والے کی عیادت کیجئیے پھر رحمت خداوندی کا نظارہ کیجئیے۔

ہاں جسے آج اللہ ذوالجلال جنتی انعامات سے نوازتا ہے کل قیامت کو اسے جنت سے کیسے محروم رکھے گا بلکہ اس خوش بخت کیلئے درِ جنت وا ہوگا اور جنتی انعامات اس کے انتظار میں ہونگے۔

جنت میں داخل ہونے والا

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اُصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟

فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: اَنَافَقَالَ

مَنْ اَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِيْناً؟فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا فَقَالَ

مَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: اَنَاقَالَ

مَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا؟قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَافَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَااجْتَمَعَتْ هٰذِهِ الْخِصَالُ قَطُّ فِیْ رَجُلٍ(فِیْ يَوْمٍ)اِلَّادَخَلَ الْجَنَّةَ.

(صحیح ابن خزیمہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آج تم میں سے کون روزے سے ہے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں نے

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آج تم میں سے کون جنازہ میں شریک ہوا؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے جنازہ میں نے شرکت کی ہے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

آج تم میں سے کس نے مریض کی عیادت کی ہے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کسی بھی آدمی میں ایک ہی دن میں یہ خصائل جمع ہو جائیں وہ جنت وہ داخل ہوگا۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو

اس حدیث پاک میں چار خصال حمیدہ کا ذکر ہے

روزہ رکھنا

مسکین کو کھانا کھلانا

جنازہ میں شرکت کرنا

مریض کی عیادت کرنا

یہ چار اوصاف جس خوش نصیب میں جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو جنت میں داخل ہو گیا وہ کامیاب و کامران ہو گیا۔ جنتی آدمی کے فوز و فلاح سے متصف ہونے میں کیسے شک رہ سکتا ہے۔

لیکن قربان جائیں غلام مصطفیٰ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کہ جنہوں نے تعلیمات

نبویہ کو حرزِ جاں بنایا اور لمحہ بھر بھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وارشادات سے انحراف نہ کیا۔

احادیث مبارکہ کی بڑی بڑی کتب کی ورق گردانی کیجئے آپ کو ہر جگہ صدیقِ اکبر نمایاں شان سے نظر آئیں گے۔ان کو قسام ازل نے جس فراوانی سے خیرات وبرکات کا منبع بنایا ہے وہ کسی اور کے مقدر میں کہاں۔اللہ رب العزت ان کے اخلاص وللّٰہیت اور استقامت علی الدین کے طفیل ہمیں بھی صراطِ مستقیم پر چلنا نصیب فرمائے اور ہماری آنکھیں قرآن وسنت کے نور سے منور فرمائے۔

کمالِ محبت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ: یَاابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ قَالَ: یَارَبِّ کَیْفَ اَعُوْدُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ؟ قَالَ: اَمَاعَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًامَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ؟ اَمَاعَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْعُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِیْ عِنْدَهُ.

یَاابْنَ آدَمَ اِسْتَطْعَمْتُکَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ قَالَ: یَارَبِّ وَکَیْفَ اُطْعِمُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ؟ قَالَ: اَمَاعَلِمْتَ اَنَّهُ اسْتَطْعَمْتُکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ اَمَاعَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْاَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَالِکَ عِنْدِیْ.

یَاابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَیْتُکَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ. قَالَ: یَارَبِّ وَکَیْفَ اَسْقِیْکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ؟ قَالَ اسْتَسْقَاکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ اَمَااِنَّکَ لَوْسَقَیْتَهُ وَجَدْتَ ذَالِکَ عِنْدِیْ. (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ عز وجل قیامت کے دن فرمائے گا:

اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو نے تیمارداری کیوں نہ کی۔ وہ عرض کرے گا اے میرے رب میں تیری کیسے تیمارداری کر سکتا ہوں تو تو رب العالمین ہے۔ تو اللہ تعالی ارشاد فرمائے گا: کیا تجھے علم نہیں اگر تو اس کی تیمارداری کرتا تو مجھے بھی اس کے ہاں پاتا۔

اے فرزندِ آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ وہ عرض کرے گا اے میرے رب میں تجھے کیسے کھانا کھلا سکتا ہوں تو تو رب العالمین ہے۔ اللہ ارشاد فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں عبد نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا کیا تجھے علم نہیں اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو مجھ کو اس کے ہاں پاتا۔

اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ وہ عرض کرے گا اے میرے رب میں تجھے پانی کیسے پلا سکتا ہوں کہ تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے فلاں عبد نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو نے اسے پانی نہیں پلایا اگر تو اسے پانی پلاتا تو اس کو میرے ہاں پاتا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
بنفسِ نفیس تیمارداری فرمانا

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ غُلَامًامِنَ الْیَھُوْدِ کَانَ مَرِضَ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِہِ فَقَالَ لَہُ: اَسْلِمْ فَنَظَرَ اِلٰی اَبِیْہِ،وَھُوَ عِنْدَرَأْسِہِ،فَقَالَ لَہُ اَبُوْہُ: اَطِعْ اَبَاالْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہُ بِیْ مِنَ النَّارِ.

(سنن ابی داؤد 3095 اسناد صحیح - صحیح سنن ابن داؤد 3095272/2)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود کا ایک جوان بیمار ہوا تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تیمارداری کیلئے آئے حضور اس کے سر کی جانب بیٹھ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسلام لے آؤ

اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے سر کے پاس تھا۔

تو اس کے باپ نے اس سے کہا:

ابوالقاسم (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) جو فرماتے ہیں اسے مان لو۔

تو اس جوان نے اسلام قبول کرلیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ کیلئے شکر یہ اللہ کا جس نے اس جوان کو میری وجہ سے آگ سے بچالیا۔

صحیح البخاری میں یہ الفاظ ہیں:

كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وہ جوان حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔

سبحان اللہ وہ جوان کتنے نصیبوں والا ہے کہ اس کی تیمارداری کیلئے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائیں یہ اس لجپال آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ ہے کہ وہ کسی کو محروم نہیں رکھتے۔ ایک غیر مسلم اور پھر وہ بھی یہودی اگر وہ خدمت کرتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے دامنِ کرم میں لے لیتے ہیں تو جو کلمہ گو مسلم ہے جو آپ کا امتی ہے آپ کی خدمت کرتا ہے اس پر کیوں نہ کرم ہوگا۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درِ رحمت صرف اس وقت کے لوگوں کے لئے ہی نہیں کھلا تھا بلکہ یہ ابدالآباد تک کھلا رہے گا کوئی صدقِ دل سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کی کوشش تو کرے وہ کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ضرور کرم فرمائیں گے۔

وہ یہودی جوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا اے مرے مسلم بھائی تو بھی خدمت سرانجام دے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر بھی کرم فرمائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی امتی کی دستگیری کرنا، اس کے مشکل وقت میں کام آنا، اس کو کسی مصیبت سے چھڑانا، وہ بیمار ہے تو اس کی تیمارداری کرنا، وہ مقروض ہے تو اس کو بارِ قرض سے نجات دلانا وہ قیدی ہے تو اسے قید سے چھڑانا یہ ساری باتیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کر دیتی ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے تو تیرے بگڑے مقدر

سنور جائیں گے پھر اگر تو کسی وقت بیمار ہوا اور کوئی تیری بیمار پرسی کرے یا نہ کرے لیکن نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم تیری بیمار پرسی ضرور فرمائیں گے۔

اَنْقَذَهُ بِیْ مِنَ النَّارِ.

اللہ نے اسے میری وجہ سے آگ سے بچالیا۔

وہ یہودی جوان اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ مبارکہ سے آپ کے واسطہ اور ذریعہ سے آگ سے بچ سکتا ہے تو تو کیوں نہیں آپ کے وسیلہ سے بچ سکتا آج یقین کی دولت سے مالا مال ہو جا تیرے سارے بگڑے بخت سنور جائیں گے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو ان کی تیمارداری کیلئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

حضرت والد فرماتے ہیں ایک دفعہ مجھے بخار آ گیا اور اس بیماری نے طول پکڑا اور زندگی سے ناامید ہو گیا۔ مجھے اونگھ آ گئی، اس غنودگی میں حضرت شیخ عبدالعزیز ظاہر ہوئے فرماتے تھے، بیٹا حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری عیادت کے لئے تشریف لا رہے ہیں اور ممکن ہے آپ اس طرف سے تشریف لائیں اور تمہارے پاؤں اس طرف ہیں تیری چارپائی کو اس طرح رکھنا چاہیے کہ تیرے پاؤں اس طرف نہ ہوں۔ مجھے افاقہ ہوا بات کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں تھی۔ میں نے حاضرین کو اشارہ کیا کہ انہوں نے میری چارپائی اس طرف پھیر دی۔ اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: کَیْفَ حَالُکَ یَا بُنَیَّ ؟ بیٹا تیرا کیا حال ہے؟ ان کے الفاظ کی حلاوت مجھ پر غالب آ گئی عجیب وجد اور آہ و بکا کا مجھ سے ظہور ہوا حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح گود میں لے لیا کہ آپ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی آپ کی قمیص مبارک آنسو سے تر ہوگئی۔

آہستہ آہستہ اس وجد کو سکون آ گیا۔ پھر میرے دل میں خیال گزرا کہ ایک عرصہ سے مجھے موئے مبارک کی آرزو ہے کس قدر عظیم کرم ہوا گر اس قسم کی کوئی چیز عنایت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس خیال سے واقف ہو گئے۔ ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور بال میرے ہاتھ میں پکڑا دیئے۔ میرے دل میں گزرا یہ دنوں بال بیداری میں میرے پاس رہیں گے؟ آپ اس خیال سے بھی واقف ہو گئے فرمایا یہ دنوں بال اس عالم میں باقی رہیں گے۔ پھر آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صحت کلی اور طویل زندگی کی بشارت دی پھر مجھے افاقہ ہو گیا۔ میں نے چراغ طلب کیا وہ دونوں بال میرے ہاتھ میں نہیں تھے۔ میں غمگین ہو گیا اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں توجہ کی مجھ پر غنودگی طاری ہوگئی اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم متمثل ہوئے فرمایا میرے بیٹے تجھے آگاہ ہونا چاہیئے کہ میں نے وہ دونوں بال احتیاط کے طور پر تمہارے تکیہ کے نیچے محفوظ کر دیئے ہیں وہاں سے تو انہیں حاصل کرے گا جب مجھے افاقہ ہوا تو میں نے انہیں وہاں سے لے کر عزت و احترام سے ایک جگہ بحفاظت رکھ لیا۔ اس کے بعد بخار بالکل جاتا رہا اور مجھ میں بات کرنے کی طاقت لوٹ آئی اور مجھے صحت کلی حاصل ہوگئی۔ ان کلمات کے ضمن میں فرماتے تھے کہ ان موئے مبارک کے خواص میں سے ایک یہ تھی کہ وہ پہلے آپس میں گھتے ہوئے ہوتے تھے جب درود شریف پڑھا جاتا تو الگ الگ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ دوسرے یہ کہ ایک مرتبہ منکرین میں سے تین اشخاص نے امتحان کرنا چاہا۔ میں اس بے ادبی کی اجازت نہیں دیتا تھا جب مناظرہ نے طول کھینچا تو موئے مبارک دھوپ میں لے گئے

اسی وقت بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا حالانکہ دھوپ بڑی تیز تھی اور بادل کا موسم بھی قطعاً نہیں تھا۔ان میں سے ایک شخص نے توبہ کی،دوسرے نے کہا یہ اتفاقیہ قصہ ہے۔دوسری مرتبہ پھر دھوپ میں نکالا دوبارہ بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوااور دوسرے نے بھی توبہ کرلی تیسرے نے کہا یہ بھی اتفاقیہ بات ہے۔تیسری مرتبہ پھر دھوپ میں لے گئے تیسری مرتبہ بھی بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا۔تیسرے نے بھی توبہ کرلی۔ایک خصوصیت یہ تھی کہ ایک مرتبہ زیارت کے لئے باہر لایا گیا بہت بڑا مجمع تھا ہر چند قفل میں چابی لگاتا تھا مگر وہ نہیں کھلتا تھا۔کوشش کرتا مگر کامیاب نہ ہوتا تھا۔میں اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا معلوم ہوا کہ فلاں جنبی ہے اسکی جنابت کی نحوست سے کامیاب نہیں ہورہے۔میں نے عیب پوشی کرتے ہوئے تمام کو غسل کرنے کیلئے کہا۔جنبی اس مجمع سے نکل گیا اس کے بعد آسانی سے کھل گیا تو ہم نے زیارت کی۔

حضرت والد آخری عمر میں تبرکات تقسیم فرماتے تھے ان دو بالوں میں ایک مجھے عنایت فرمایا۔(انفاس العارفین 84)

والحمد لله رب العالمين.

محمد کریم سلطانی

حافظِ قرآن

امام الانبیاء کی نظر میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ والسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الانْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دین پاک ہمیشہ رہنے والا ہے اس لئے اللہ جل جلالہ نے آپ پر نازل شدہ کتاب قران کریم کو بھی محفوظ فرمالیا اور اس کی حفاظت اپنے ذمہ لی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّالَهُ لَحَافِظُوْنَ.

بے شک ہم ہی نے قرآن کریم کو نازل فرمایا اور اس کی حفاظت بھی ہم ہی کریں گے۔

اس وعدۂ حفاظت کو پورا کرتے ہوئے اللہ جل جلالہ نے بنی نوعِ انسان میں سے محض اپنے لطف وکرم اور نظرِ رحمت سے کچھ افراد کو منتخب کرلیا اور ان کے سینوں کو اپنے پاک کلام سے سرفراز فرمادیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ثُمَّ اَوْرَثْنَاالْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا.

پھر ہم نے کتاب، قرآن کریم کا اپنے ان بندوں کو وارث بنایا جنہیں ہم نے منتخب فرمالیا۔

وہ خوش قسمت افراد جن کے سینوں میں قرآن کریم محفوظ ہوگیا وہ سعادت مند انسان جنہیں اللہ نے اپنے پاک کلام کی حفاظت کے لئے چن لیا ''حافظ قرآن'' کہلاتے ہیں۔

قرآن پاک اپنے دروازے جس پر کھول دے وہی علم وحکمت والا ہے۔

ارشاد ربانی ہے: بَلْ هُوَ آيات'' بَيِّنَات'' فِىْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ.

بلکہ وہ واضح آیات ہیں اہل علم کے سینوں میں۔

وہ فرزند آدم بڑا معزز ومکرم ہے جسے اللہ وحدہ لاشریک کی نظرِ رحمت اپنے کلام کیلئے مخصوص فرمالیتی ہے۔

آیئے اس ناپائیدار زندگی میں پائیدار چیز کو حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اس حیات مستعار کے چند دنوں میں جن کا بھروسہ بھی نہیں اس ابدی سعادت کو حاصل کرنے کیلئے تگ ودو کریں ہوسکتا ہے اس ذاتِ رحمٰن ورحیم کی بے پناہ رحمتوں کا ایک چھینٹا ادھر آجائے اور ازلی سعادت مندوں میں اپنا نام بھی لکھا جائے۔

اگر اپنے لئے حفظ قرآن اب ممکن نہ ہوتو آیئے اپنی اولاد کو اس جانب لگائیں تاکہ ان کے حفظ قرآن کی برکت سے قیامت کے روز آپ کے سروں کو عزت وسرفرازی کے تاج سے مزین کردیا جائے۔

اگر اولاد کے لئے بھی ممکن نہ رہا ہو تو اولاد کی اولاد یا کسی عزیز ورشتہ دار یا اپنے کسی دوست کی اولاد کو اس سعادت عظمٰی کے حصول کی ترغیب دیجئے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلدَّالُّ عَلٰی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ.

نیکی کی ترغیب دینے والے کو اتنا ہی اجر ملتا ہے جتنا نیکی کرنے والے کو ملتا ہے۔

آئندہ صفحات میں حفظ قرآن کی فضیلت احادیثِ مقدسہ کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

مقرب بارگاہِ الٰہی

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ لِلّٰہِ اَھْلِیْنَ مِنَ النَّاسِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! مَنْ ھُمْ قَالَ اَھْلُ الْقُرْاٰنِ اَھْلُ اللّٰہِ وَخَاصَّتُہٗ.(۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بنی نوع انسان میں کچھ اللہ والے ہیں۔عرض کی یارسول اللہ !وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ اہل قرآن ہیں۔اہل قرآن ہی اہل اللہ اور اس کے خاص آدمی ہیں۔

انسان کی ملکیت میں ایک محل ہو جو کئی کمروں پر مشتمل ہو ان میں سے ایک کمرہ اس نے اپنے آرام کیلئے مخصوص کیا ہو تو اس انسان کو اپنے اس کمرہ سے ایک خاص انس ہوگا۔حالانکہ مالک وہ سب کمروں کا ہے۔

مخلوق تو سب اللہ کی ہے اور وہ ہر ایک کا خالق و مالک ہے لیکن جسکے سینے میں اس کا اپنا کلام ہوگا اور جو زبان اس کے قرآن سے تر و تازہ رہتی ہو اللہ جل جلالہ کو ایسا آدمی بہت محبوب ہے۔

اور وہ اس کے مقربین سے ہے۔

ہر سلیم الطبع انسان کی یہ خواہش ہے کہ وہ اللہ والا بن جائے۔آیئے اس خواہش کی تکمیل کیلئے قرآن کریم سے محبت کریں اور اسے حفظ کرنے کی کوشش کریں۔

(۱) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۱۵

قابلِ رشک

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا عَلٰی اِثْنَیْنِ رَجُل" اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَرَجُل" اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالاً يُنْفِقُ مِنْهُ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رشک دو آدمیوں پر ہونا چاہیئے ایک وہ آدمی جسے اللہ نے قرآن کی دولت سے سرفراز فرمایا پس وہ دن اور رات کی طویل گھڑیوں میں اس کی تلاوت میں مصروف رہتا ہے اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے مال عطا کیا اور وہ رات دن اسے فی سبیل اللہ خرچ کرتا رہتا ہے۔

حسد مذموم ہے اور رشک محمود ہے۔ یہ خواہش اور تمنا کرنا کہ فلاں آدمی کے پاس جو نعمت ہے وہ اس سے چھن جائے اور مجھے مل جائے بڑی ناشائستہ بات ہے اور اگر کسی کی نعمت کو دیکھ کر بارگاہ ذوالجلال میں عرض کی جائے کہ اے اللہ وہ انعام واکرام جو تو نے فلاں شخص کو عطا فرمایا ہے اس شخص کو اس انعام سے محروم کئے بغیر مجھے بھی عنایت فرمادے۔ یہ بڑی عمدہ بات ہے۔

جس آدمی کو یہ سعادت ملے کہ قرآن کریم اسے یاد ہو اور وہ دن رات کی طویل گھڑیوں میں اس کی تلاوت کرتا رہے یقیناً وہ فرزند آدمی قابلِ رشک ہے۔ اللہ یہ دولت ہر ایک مسلمان کو نصیب فرمائے۔

---

(۱) مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۸۴ وقال متفق علیہ

ملا علی قاری رحمہ اللہ اس بات کو یوں بیان فرماتے ہیں:

اَلْحَسَدُ قِسْمَان حَقِیْقِیّ" وَمَجَازِیّ" فَالْحَقِیْقِیّ" تَمَنِّیْ زَوَالِ النِّعْمَةِ عَنْ صَاحِبِهَا وَهُوَ حَرَام" بِاجْمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ وَأَمَّا الْمَجَازِیّ" فَهُوَ الْغِبْطَةُ وَهِیَ تَمَنِّیْ مِثْلِ النِّعْمَةِ الَّتِیْ عَلَى الْغَیْرِ مِنْ غَیْرِ تَمَنِّیْ زَوَالِ عَنْ صَاحِبِهَا۔[1]

حسد کی دو قسمیں ہیں ایک حقیقی اور دوسری مجازی۔ حقیقی حسد یہ ہے کہ صاحبِ نعمت سے نعمت کے زوال کی تمنا کی جائے اور یہ باجماع المسلمین حرام ہے لیکن مجازی حسد وہ دوسرے لفظوں میں رشک ہے اور رشک کسی کے ہاں نعمت دیکھ کر اس کی آرزو کرنا ہے۔

بغیر اس کے کہ صاحب نعمت سے زوال نعمت کی تمنا کی جائے۔

اس حدیثِ پاک میں حسد بمعنی مجازی ہے جسے رشک کہا جاتا ہے۔ وحدہ لاشریک کا ارشاد گرامی ہے:

فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ. (القران)

نیکیوں کے حصول میں ایک دوسرے سے بڑھ جاؤ۔

---

(۱) المرقاۃ جلد۴ صفحہ ۳۴۷

نورِ الٰہی سے معمور

حَمَلَةُ الْقُرآنِ هُمُ الْمُعَلِّمُونَ كَلامَ اللّٰهِ وَالْمُتَلَبِّسُونَ بِنُورِ اللّٰهِ مَنْ وَالاهُمْ فَقَدْ وَالَى اللّٰهَ وَمَنْ عَاداهُمْ فَقَدْ عَادَى اللّٰهَ۔(۱)

قرآن کے حافظ ہی کلامِ الٰہی کی تعلیم دینے والے ہیں اور اللہ کے نور سے معمور ہیں جس نے ان سے دوستی کی اس نے یقیناً اللہ سے دوستی کی اور جس نے ان سے عداوت کی اس نے یقیناً اللہ سے عداوت کی۔

حَمَلَةُ الْقُرْانِ هُمُ الْمُتَلَبِّسُونَ نُورَ اللّٰهِ الْمُتَعَلِّمُونَ كَلامَ اللّٰهِ مَنْ وَالاهُمْ فَقَدْ وَالَى اللّٰهَ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَاحَمَلَةَ كِتَابِ اللّٰهِ اِسْتَجِيبُوا اللّٰهَ بِتَوْفِيرِ كِتَابِهٖ يَزِدْكُمْ حُبّاً وَيُحَبِّبْكُمْ اِلَى خَلْقِهٖ۔(۲)

قرآن کے حافظ ہی اللہ کی رحمت میں لپٹے ہوئے ہیں، اللہ کا نور زیبِ تن کئے ہوئے، اللہ کے کلام کا علم رکھنے والے ہیں۔

جس نے ان سے دشمنی کی تو یقیناً اس نے اللہ سے دشمنی کو مول لیا اور جس نے ان سے دوستی کی اس نے اللہ سے دوستی کی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

---

(۱) کنز العمال اوّل صفحہ ۵۲۳/ الفردوس بماثور الخطاب جلد ۲ حدیث ۲۶۹۲

(۲) کنز العمال ۱/ ۵۲۷

اے اللہ کی کتاب کے حافظو! اللہ کے احکامات مانو اس کی کتاب کی عزت کے سبب تو وہ تم سے اور محبت کرے گا اور تمہیں مخلوق میں محبوب بنادے گا۔

حافظ قرآن کیلئے یہ کتنا بڑا اعزاز اور شرف ہے کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبانِ اقدس اسے معلم کتاب اللہ قرار دے رہی ہے۔ رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک دن طلب علم کے لئے آنے والے ایک صحابی کو دیکھ کر ان الفاظ مبارکہ سے اپنی خوشی کا اظہار فرمایا:

مَرْحباً بِطَالِبِ الْعِلْمِ إِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ تَحُفُّهُ الْمَلائِکَةُ بِاَجْنِحَتِهَا۔[1]

طالب علم کے لئے مرحبا اور خوش آمدید ہو طالب علم کے لئے فرشتے اپنے بازوؤں سے اس پر سائبان تان دیتے ہیں۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

اَلْعَالِمُ وَالْمُتَعَلِّمُ شَرِیکَان فِیْ الاَجْرِ.[2]

عالم اور متعلم اجر میں دونوں شریک ہیں۔

اگر قران کریم کی تعلیم حاصل کرنے والے پر فرشتے اپنے بازوؤں سے سایہ کر دیتے ہیں تو قرآن کے معلم پر یقیناً وہ سایہ کرتے ہوں گے۔

اَلْمُتَلَبِّسُوْنَ بِنُوْرِ اللّٰهِ.

حفاظ کرام کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ نورِ الٰہی ان کا لباس ہوتا ہے۔

---

(۱) الترغیب والترہیب ۱/ ۵۹

(۲) ابن ماجہ حدیث ۲۲۸ وقال اخرجہ احمد۔ الطبرانی باسناد جید والحاکم وقال صحیح الاسناد

ان کا تمام جسم اللہ جل جلالہ کے انوار میں ڈوبا ہوتا ہے۔ ان کے ہاتھوں میں ان کی زبان میں ان کے کانوں اور آنکھوں میں انوار الٰہی چمک رہے ہوتے ہیں۔

جس کے تمام اعضاء انوار الٰہی سے بھرے ہوئے ہوں اس سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا وہ فرشتوں کی طرح پاک وصاف ہوتا ہے اس کے ہاتھ پاؤں اس کی زبان وکان ہمیشہ اطاعتِ خداوندی کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

اے وہ سعید روح جسے حفظ قرآن کی دولت سے نوازا گیا ایسی کوئی حرکت ومعصیت نہ کرنا جس سے انوار الٰہیہ تجھ سے دور ہو جائیں بلکہ ہمیشہ اطاعت وفرمانبرداری کی چادر کے سایہ تلے رہنا تاکہ قرآن کریم کے بے پناہ انوار سے تجھے مزید نوازا جائے۔

انوار قرآن کریم کی برکت یہاں تک ہوتی ہے کہ اس حافظ کی دوستی اللہ کی دوستی قرار پاتی ہے اور اس سے دشمنی براہِ راست اللہ سے دشمنی کے مترادف ہے۔

ایک اور حدیثِ پاک ملاحظہ فرمایئے!

حَمَلَةُ الْقُرْاٰن اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ فَمَنْ عَادَاهُمْ فَقَدْ عَادَى اللّٰهَ وَمَنْ وَالَاهُمْ فَقَدْ وَالَى اللّٰه۔(1)

بس جس نے ان سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی اور جس نے ان سے دوستی کی اس نے اللہ سے دوستی کی۔

اللہ وحدہ لاشریک کس محبت سے حفاظ کرام سے مخاطب ہے اور فرماتا ہے اے اللہ کی کتاب کو سینوں میں محفوظ کرنے والو! اللہ کے احکامات پر عمل پیرا ہو جاؤ اس نے تمہیں یہ عزت

(۱) مسند فردوس الدیلمی/کنز العمال جلد اول صفحہ ۵۱۵

بخشی کہ اپنے کلام سے تمہیں سرفراز کردیا اب تم پر لازم ہے کہ صراطِ مستقیم پر گامزن رہو کیونکہ کتاب اللہ کی عزت وحرمت یہی تقاضا کرتی ہے۔

نیکی کے راستہ پر چلنے سے اللہ تعالیٰ اپنی محبت بطور انعام عطا فرماتا ہے۔ جس سے اس کا خالق و مالک محبت کرے اس جیسا نیک بخت بھری کائنات میں کوئی نہیں۔ دوسرا انعام یہ ہے اللہ کی مخلوق بھی اس سے محبت وچاہت سے پیش آئے گی۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

یَاحَمَلَةَ الْقُرْاٰنِ! اِنَّ اَهْلَ السَّمٰوٰتِ تَذْكُرُوْنَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ فَتَحَبَّبُوْا اِلَى اللّٰهِ بِتَوْقِيْرِ كِتَابِهٖ يَزْدَادُكُمْ حُبًّا وَّ يُحَبِّبُكُمْ اِلٰى عِبَادِهٖ۔[1]

اے قرآن کریم کے حافظو! یقیناً آسمانوں والے اللہ کے پاس تمہارا ذکر کررہے ہیں۔ پھر اس کی کتاب کی عزت وحرمت کے سبب اللہ کے احکامات مانو تاکہ تمہیں مزید محبت والا بنا دے، اپنے بندوں میں تمہیں محبوب کردے۔

اے قرآن کریم کو اپنے سینوں میں جگہ دینے والے! تیرا ذکر خیر قدسی زبانوں سے اللہ کی بارگاہ میں ہوتا رہتا ہے۔ یہ تیری شان قرآن کریم کے سبب سے ہے اس لئے اسی حرمت وعزت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اللہ کے احکامات واوامر پر عمل پیرا رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تجھے اسی دنیاوی زیب وزینت کا دھوکہ دے کر راہِ حق سے بُھلا دے۔

---

(۱) کنز العمال صفحہ ۵۴۷

مستجاب الدعوات

مَنْ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ فَاِنَّ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ اِنْ شَاءَ عَجَّلَهَالَهُ فِي الدُّنْيَا وَاِنْ شَاءَ اَدَّخَرَ هَالَهُ فِي الآخِرَةِ.[1]

جس نے قرآن کریم حفظ کیا اللہ کے ہاں اس کی دعا مقبول ہے۔ اگر اللہ چاہے تو دنیا میں جلد ہی اس کا ثمر اسے عطا کر دے اور اگر چاہے تو آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ رکھ لے۔

کلامِ الٰہی کا یہ فیضان ہے کہ اسے حفظ کرنے والے خوش نصیب کی زبان میں یہ تاثیر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو رد نہیں کرتا بھلا وہ زبان جو کلام اللہ سے تر و تازہ رہے وہی زبان اگر اپنے پروردگار سے کچھ مانگے تو اللہ وحدہ لاشریک ضرور اس کی سنتا ہے اور عطا بھی فرماتا ہے۔

مسند فردوس میں یہ حدیث ان الفاظ سے بھی مروی ہے:

لِحَامِلِ الْقُرْآنِ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ.[2]

حافظ قرآن کی دعا مقبول ہے۔

بعض اوقات حافظ قرآن سوچتا ہے کہ دعا مانگتے مانگتے عرصہ گزر رہا ہے لیکن قبولیت کے آثار نظر نہیں آرہے تو یاد رہے کہ درج بالا حدیث سے قبولیت کا یہ مفہوم ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو دنیا میں اس کی دعا کا ثمر عطا فرمادے اور اگر چاہے تو اسے آخرت میں اس کے اجر سے سرفراز فرمادے۔

(۱) کنز العمال ۱/ ۵۴۸ عن جابر رضی اللہ عنہ

(۲) مسند الفردوس الدیلمی/ کنز العمال ۱/ ۵۱۷

رحمت کے سائبان تلے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَااجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰهِ وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ بَیْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِکَةُ وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ۔(۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو بھی قوم کتاب اللہ کی تلاوت کرنے اور اس کتاب کی درس وتدریس کے لئے اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو جائے تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور ان کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں جھرمٹ میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر خیر کرتا ہے ان قدسیوں میں جو اس کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔جن مدارس یا مساجد میں حفظ قرآن کی تدریس کا انتظام ہے ان کے لئے اور اساتذہ وطلباء کے لئے اس حدیث پاک میں عظیم نوید ہے۔

اے کتاب الٰہی کی تلاوت اور اس کی درس وتدریس سے اللہ کے گھروں کو رونق بخشنے والو!

تم بڑے خوش نصیب ہو کہ رحمت حق تمہاری طرف جھوم جھوم کر آتی ہے۔سکینت تم پر سایہ فگن ہوتی ہے اور اللہ کی نوری مخلوق تم پر اپنے پروں کو پھیلا دیتی ہے اور سب سے بڑی

(۱) مسلم/ابوداؤد باسناد صحیح

سعادت یہ ہے اللہ وحدہ لاشریک جو صمد بھی ہے اور غنی بھی وہ فرشتوں کی محفل میں تمہارا ذکر فرماتا ہے اور فَاذْکُرُوْنِی اَذْکُرْکُمْ کا وعدہ پورا فرماتا ہے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سکینت سے مراد وہ غیر مرئی مخلوق ہے جس کے نزول سے اطمینان وسکون نصیب ہوتا ہے اور ان کے ساتھ فرشتے بھی ہوتے ہیں۔

قَالَ النَّوَوِیُّ اَلْمُخْتَارُ اَنَّھَا مِنَ الْمَخْلُوْقَاتِ فِیْہِ طَمَانِیْنَۃٌ" وَرَحْمَۃٌ" وَمَعَہٗ الْمَلآئِکَۃُ ۔[۱]

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ کَانَ رَجُلٌ" یَقْرَأُ سُوْرَۃَ الْکَھْفِ وَاِلٰی جَانِبِہٖ حِصَانٌ" مَرْبُوْطٌ" بِشَطَنَیْنِ فَتَغَشَّتْہُ سَحَابَۃٌ" فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ وَتَدْنُوْ وَجَعَلَ الْفَرَسُ یَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَذَکَرَ ذَالِکَ السَّکِیْنَۃُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآن ۔[۲]

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک آدمی سورۃ کہف پڑھ رہا تھا اس کے قریب ہی ایک گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ اتنے میں ایک بادل نے اس پر سایہ کر دیا اور وہ بادل قریب تر ہوتا گیا اور گھوڑے نے اُچھلنا شروع کر دیا۔ بوقت صبح وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس سارے واقعہ کا ذکر کر دیا اس پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی تھی۔

یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی شانِ کریمی ہے کہ وہ تلاوت قرآن کریم کے وقت رحمت سے بھرپور سکینت کو نازل فرماتا ہے اور بعض نظر والوں کو بادل کی صورت میں دکھا بھی دیتا ہے۔ ایسے مناظر دیکھ کر قرآن کے قاری ایمان کی وہ دولت سینے میں سمیٹ لیتے ہیں کہ بڑی سے بڑی

---

(۱)(۲) مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۴ وقال متفق علیہ

تحریص بھی ان کو متزلزل نہیں کرسکتی۔کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ جب رحمت الٰہی جوبن پر آتی ہے اللہ کی نوری مخلوق فرشتے بنفس نفیس مرئی صورت میں قرآن سننے کیلئے تشریف لے آتے ہیں۔

اس سلسلہ میں صحیحین کی ایک روایت ملاحظہ ہو:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت اُسید بن حضیر نے اپنے بارے میں یوں بیان فرمایا کہ وہ رات کے وقت سورۃ بقرہ کی تلاوت کررہے تھے اوران کا گھوڑا ان کے قریب بندھا ہوا تھا۔اچانک گھوڑے نے گھومنا شروع کردیا۔انہوں نے یہ دیکھ کر قرأت کو موقوف کردیا تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا انہوں نے دوبارہ پڑھا گھوڑا پھر گھومنے لگا پھر وہ نماز سے فارغ ہوگئے۔ان کا لڑکا یحیٰی گھوڑے کے قریب ﴿سویا ہوا﴾ تھا۔انہیں اندیشہ ہوا کہ گھوڑا اسے تکلیف نہ پہنچادے۔جب انہوں نے اپنے لڑکے کو گھوڑے سے دور کیا اپنا چہرہ آسمان کی طرف کیا تو دیکھا کہ ایک سائبان میں قندیلیں روشن ہیں۔

صبح کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ تمام ماجرا عرض کردیا۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے حضیر کے بیٹے! تم نے قرآن پڑھتے رہنا تھا۔اے حضیر کے بیٹے! تم نے قرآن کی تلاوت جاری رکھنی تھی۔انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرا بیٹا گھوڑے کے قریب تھا میں ڈر گیا کہ کہیں گھوڑا میرے بیٹے کو روند نہ ڈالے..........

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تِلْکَ الْمَلآئِکَۃُ دَنَتْ لِصَوْتِکَ وَلَوْ قَرَأتَ لَاَصْبَحَتْ یَنْظُرُ النَّاسُ اِلَیْھَا۔[1]

(۱) مشکوۃ بخاری ومسلم

اے اُسید !وہ اللہ کی نوری مخلوق فرشتے تھے جو تیری تلاوت قرآن کی آواز سننے کے لئے آتے تھے اگر تو تلاوتِ قرآن کو جاری رکھتا تو لوگ اپنی آنکھوں سے فرشتوں کا دیدار کر لیتے۔

عشقِ الٰہی سے سرشار مومن جب اللہ سے مناجات کا تصور کر کے قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو نوری مخلوق میں ایک ہلچل پیدا ہو جاتی ہے اور وہ فرشتے بحکمِ الٰہی اس قرآن کو سننے اور قاری کے دیدار کے لئے زمین کی طرف کوچ کر لیتے ہیں۔ حافظ قرآن جب قران کی تلاوت دلِ دردمند اور چشم پرنم سے کرتا ہے تو اللہ کی رحمتیں اس کی طرف جوق در جوق لپکتی ہیں کبھی وہ سکینت کی صورت اختیار کرتی ہیں اور کبھی فرشتوں کے روپ میں ظاہر ہوتی ہیں۔

قدسیوں کا ساتھی

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَاهِرُ بِالْقُرآن مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرآن وَیَتَتَعْتَعُ فِیْهِ وَهُوَ عَلَیْهِ شَاقٌ'' لَهٗ اَجْرَان۔(1)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ماہر حافظ قرآن عزت والے اور نیک فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور وہ آدمی جو قرآن پڑھے اور اس میں اٹک جائے اس کے لئے دوگنا اجر ہے۔

یہ حدیثِ پاک ان الفاظ سے بھی مروی ہے:

اَلَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مَاهِر'' بِهٖ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِی یَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ عَلَیْهِ شَدِیْد'' لَهُ اَجْرَان۔(2)

وہ فرزند آدم جو قرآن کی تلاوت کرے اور وہ حافظ ہو تو وہ معزز اور نیک فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور وہ تلاوت کرے اور تلاوت اس پر شدید ہو تو اسے دو چند اجر ملے گا۔

ماہر کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں:

---

(۱) مشکوٰۃ وقال متفق علیہ

(۲) شرح السنۃ البغوی جلد ۴ صفحہ ۴۳۰

هُوَ الْكَامِلُ الْحِفْظِ الَّذِىْ لَايَتَوَقَّفُ فِى الْقِرَاءَةِ وَلَا يَشُقُّ عَلَيْهِ.[1]

ماہر اس کامل حافظ کو کہتے ہیں جو اس روانی سے تلاوت کرتا ہو کہ دورانِ تلاوت نہ رکتا ہو اور نہ ہی اس پر دشوار ہو۔

یہی علامہ موصوف رحمہ اللہ السفرۃ کے ضمن میں لکھتے ہیں:

اَلْمُرَادُ بِهَا الْمَلآئِكَةُ الَّذِيْنَ هُمْ حَمَلَةُ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ.[2]

سفرۃ سے مراد فرشتے ہیں جو لوح محفوظ کے حافظ ہیں۔

علامہ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلسَّفَرَةُ: هُمُ الْمَلآئِكَةُ لِاَنَّهُمْ يَنْزِلُوْنَ بِوَحْيِ اللّٰهِ وَمَايَقَعُ بِهِ الصَّلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ كَالسَّفِيْرِ يَصْلِحُ بَيْنَ الْقَوْمِ.[3]

سفرہ سے مراد فرشتے ہیں کیونکہ یہ اللہ کی وحی اور وہ احکام جس سے لوگوں میں اصلاح ہو لے کر آتے ہیں جیسے سفیر قوم میں صلح کرواتا ہے۔

یہ بات واضح ہوئی کہ حافظ قرآن فرشتوں کے ساتھ ہے وہ جہاں بھی جائے اللہ کے معزز فرشتے اس کے رفیق ہیں اور کسی بھی خطرے کے موقع پر اس کے ایمان وایقان کی حفاظت کرتے ہیں۔

---

(۱) المرقاۃ شرح المشکوۃ صفحہ ۶۳۳ جلد۴

(۲) المرقاۃ صفحہ ۶۳۳ جلد۴

(۳) شرح السنۃ للبغوی صفحہ ۴۳۰ جلد۴

ایک اور نظریہ ملاحظہ ہو۔

قَالَ الْقَاضِیْ عَیَاضٌ یَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُرَادُ بِکَوْنِهٖ مَعَ الْمَلَائِکَةِ اَنْ یَکُوْنَ لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مَنَازِلُ یَکُوْنُ فِیْهَا رَفِیْقاً لِلْمَلآئِکَةِ۔[1]

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ فرشتوں کی معیت سے مراد حافظ قرآن کے لئے آخرت میں ایسی منازل ہوں جہاں وہ ملائکہ کا رفیق وصدیق ہوگا۔

فرشتے گناہوں سے پاک ہیں اور فرشتوں کا ہمنشین بھی وہی ہوگا جو گناہوں سے پاک ہوگا تو اس بات سے یہ واضح اشارہ ہے کہ حافظ قرآن کریم کی برکت سے دنیا سے رخصت ہوتے وقت گناہوں سے اس طرح پاک ہوگا جس طرح اللہ کی نوری مخلوق گناہوں سے پاک ہے۔

زیرِ نظر حدیثِ پاک میں اٹک کر پڑھنے والوں کے لئے دوگنا اجر کا ذکر ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لئے تسلی کا سامان ہے جو روانی سے نہیں پڑھ سکتے پروردگارِ عالم جل جلالہ نے انہیں اپنی رحمت سے محروم نہیں فرمایا بلکہ دوگنے اجر کی نوید سنائی ہے۔ اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ جو روانی سے پڑھتا ہے اس کا اجر اٹک کر پڑھنے والے سے کم ہے بلکہ روانی سے پڑھنے والا اجر میں اس سے کہیں زیادہ ہے۔

---

(۱) المرقاۃ صفحہ ۶۳۳ جلد ۴

حضرت ملا علی قاری حنفی نقشبندی رحمہ اللہ یوں فرماتے ہیں:

لَيْسَ مَعْنَاهُ الَّذِىْ يَتَتَعْتَعُ فِيْهِ لَهُ مِنَ الاَجْرِ اَكْثَرُ مِنَ الْمَاهِرِ بَلِ الْمَاهِرُ اَفْضَلُ وَاَكْثَرُ اَجْراً مَعَ السَّفَرَةِ وَلَهُ اُجُوْر" كَثِيْرَة" حَيْثُ اُنْدُرِجَ فِىْ سِلْكِ الْمَلاَئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ۔[1]

اس کا یہ مفہوم نہیں کہ جو اٹک کر پڑھتا ہے اس کا اجر ماہر سے زیادہ بلکہ ماہر قرآن افضل ہے اور اجر میں بھی زیادہ ہے۔ اسے تو قدسیوں کی معیت نصیب ہے اور وہ بہت زیادہ اجروں کا مستحق ہے۔ اس طرح کہ وہ تو ملائکہ مقربین کی مقدس لڑی میں منسلک ہو گیا ہے۔

انسان کو قرآن کریم سے محبت کرنی چاہیئے قطع نظر اس کے کہ وہ ماہر ہے یا اٹک کر پڑھنے والا ہے۔ وہ ہر صورت میں اجر کا مستحق ہے اور اللہ کی رضا و خوشنودی کا سزاوار ہے۔

(۱) المرقاۃ شرح مشکوۃ صفحہ ۳۳۹

اسلام کا علمبردار

حَامِلُ الْقُرآن حَامِلُ وَأيَةِ الاِسْلامِ وَمَنْ اَکْرَمَه' فَقَدْ اَکْرَمَ اللّٰهَ وَمَنْ اَهَانَه' عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ.١

حافظ قرآن اسلام کے جھنڈے کو اُٹھانے والا ہے جس نے اس کی عزت کی تو یقیناً اس نے اللہ کی عزت کی اور جس نے اس کی اہانت کی تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

جھنڈا ہر آدمی کے ہاتھ میں نہیں دیا جاتا بلکہ جھنڈا سپہ سالار اور قائد کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ قائد ہی پوری قوم کی جان اور روح ہوتا ہے۔ اللہ وحدہ لاشریک نے حافظ قرآن کو اسلام کا جھنڈا بلند کرنے والا بنادیا۔

اے حافظ قرآن! اللہ نے اسلام کا جھنڈا تیرے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ اسلام کے دشمنوں کی نظر تجھ پر ہے اب اسلام کی عزت و ناموس کا واسطہ کوئی ایسی حرکت نہ کر دینا جس سے دشمنِ اسلام اسلام پر انگشت نمائی کر سکیں بلکہ سیرت و کردار کا ایسا اعلیٰ نمونہ پیش کرنا کہ جو بھی تجھے دیکھتا جائے اسلام کا گرویدہ ہوتا جائے۔

یہ عزت و شرف کسی کسی کو ملتا ہے کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حافظ قرآن کی عزت کو اللہ کی عزت قرار دے دیا اور حافظ قرآن کی طرف نظر اہانت سے دیکھنے والا غضب و پھٹکار کا مستحق قرار دیا گیا۔

(۱) کنز العمال صفحہ ۵۱۵ جلد اوّل

رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یوں بھی ارشاد فرمایا:

اَکْرِمُوْا حَمَلَةَ الْقُرْآن فَمَنْ اَکْرَمَهُمْ فَقَدْ اَکْرَمَنِیْ. (۱)

اے میرے امتیو! قرآن کے حافظ کی عزت کرو جس نے ان کی عزت کی اس نے یقیناً میری عزت کی۔

حافظ قرآن کی عزت اللہ کی عزت ہے اور حافظ قرآن کی تکریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی توقیر و تعظیم ہے۔

اب حافظ قرآن پر لازم ہے کہ اس عزت وشرف کا احساس کرے اور اپنے ظاہر و باطن کو قرآن کریم کے انوار سے ہمیشہ مزین رکھے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں:

حَامِل" الْقُرْآن حَامِلُ رَأیَةِ الاِسْلَامِ لاَیَنْبَغِیْ اَنْ یَّلْهُوَمَعَ مَنْ یَّلْهُوْ وَلاَیَسْهُوَمَعَ مَنْ یَّسْهُوْ وَلاَ یَلْغُوَ مَعَ مَنْ یَّلْغُوْ تَعْظِیماً لِحَقِ الْقُرْآن.۲

قرآن کا حافظ اسلام کا علمبردار ہے۔حقِ قرآن کی تعظیم کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے لئے مناسب نہیں کہ کسی لہو ولعب میں مشغول آدمی کے ساتھ مل کر لہو ولعب میں یا غافل کے ساتھ مل کر غفلت میں یا لغو باتیں کرنے والے کے ساتھ مل کر لغویات میں مشغول ہو جائے۔

امام حاکم نیساپوری کی روایت کردہ اس حدیث پاک کو بھی ملاحظہ فرمایئے:

---

(۱) کنز العمال ۱/۵۱۲-الفردوس بماثور الخطاب للدیلمی حدیث نمبر ۲۶۹۰/اتحاف الساتھ ۴/ ۴۶۷

(۲) التبیان النوری ۲۹

لَایَنْبَغِیْ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اَنْ یَجِدَ مَعَ مَنْ جَدَّ وَلَا یَجْهَلَ مَعَ مَنْ جَهِلَ وَفِیْ جَوْفِهٖ کَلَامٌ"۔(۱)

حافظ قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کسی اُلجھنے والے سے اُلجھے اور نہ کسی نادان کے ساتھ نادانی کرے کیونکہ اس کے پیٹ میں اللہ کا کلام ہے۔

(۱) المستدرک جلد اوّل صفحہ ۵۵۲

اَغْنَی النَّاس

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَغْنَی النَّاسِ حَمَلَةُ الْقُرْآن مَنْ جَعَلَهُ اللّٰهُ فِیْ جَوْفِهٖ.[1]

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ غنی حافظ قرآن ہیں جن کے سینے کو اللہ نے قرآن سے مزین وآراستہ فرمادیا۔

ایک دن رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا بتاؤ لوگوں میں غنی اور صاحب ثروت کون ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے چند مالدار صحابہ کا نام لے دیا۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سوچ کے دھارے بدلتے ہوئے فرمایا میری امت میں مالدار اور صاحب ثروت وہ ہے جو قرآن کا حافظ ہے، جس کے سینے میں قرآن محفوظ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک اور ارشاد ملاحظہ ہو:

اَلْقُرْآنُ غِنیً'' لاَفَقْرَ بَعْدَہٗ وَلاَ غِنیٰ دُوْنَہٗ.[2]

قرآن وہ دولت ہے کہ اس کے بعد فقر نہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی تونگری نہیں۔
غنی وہ ہے جو قران کا حافظ ہے۔ صاحب ثروت وہ ہے جس کے سینے میں قرآن محفوظ ہے۔

---

(۱) کنز العمال جلد اوّل صفحہ ۵۱۰ بروایت ابن عساکر

(۲) مسند ابو یعلی موصلی

غنی اور صاحب ثروت کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کیا کرتے جو غنی ہو کر کسی سے کچھ مانگے اس پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔

عَنْ عِمْرَان بْنِ حَصِيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ مَرَّ عَلٰى قَارِئٍ يَقْرأُ ثُمَّ سَأَلَ فَاسْتَرْجَعَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ایک قاری کے پاس سے گزرے جو قرآن کی تلاوت کر رہا تھا۔ تلاوت کے بعد اس نے مانگنا شروع کر دیا۔

آپ نے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔

ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ بِهٖ فَاِنَّهُ سَيَجِيْئُ اَقْوَام'' يَقْرَؤُوْنَ يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ بِهٖ.

پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سنا آپ فرما رہے تھے جو قرآن پڑھے اسے چاہیئے کہ وہ اللہ سے مانگے۔ عنقریب ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے اور اس کے ذریعے لوگوں سے مانگیں گے۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد گرامی بھی اس بات کو مزید واضح کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: يَامَعْشَرَ الْقُرَّاءِ اِرْفَعُوْا رُؤُوْسَكُمْ فَقَدْ وَضَحَ لَكُمْ الطَّرِيْقُ فَاسْتَبِقُوْا الْخَيْرَاتِ لَايَكُوْنُوْا عَيَالاً عَلَى النَّاسِ[1]

اے قرآن کے قاریو! اپنے سروں کو بلند رکھو تمہارے سامنے راستہ بالکل واضح ہے۔ پس نیکیاں کرنے میں مسابقت اختیار کرو اور لوگوں پر بوجھ نہ بن جاؤ۔

(۱) التبیان النوری صفحہ ۲۹

سوال وہ کرتا ہے جس کے پاس مال و دولت کی کمی ہو۔ حافظ قرآن کو اللہ نے وہ دولت عطا فرمائی ہے جس کی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ ثُمَّ رَأىٰ اَنَّ اَحداً اُوْتِیَ اَفْضَلَ مِمَّا اُوْتِیَ فَقَدْ اِسْتَصْغَرَ مَاعَظَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔[1]

جس نے قرآن پڑھا پھر وہ یہ سمجھا کہ کسی اور کو اس سے افضل چیز دی گئی ہے تو اس نے یقیناً اسے حقیر سمجھا جسے اللہ تعالیٰ نے عظمتوں والا قرار دیا۔

سب سے افضل و اعلیٰ دولت قرآن کریم ہے۔ وہ آدمی بڑا نا سمجھ ہے جو قرآن کے ہوتے ہوئے کسی اور کے بارے میں افضل و برتری کا تصور قائم کرے۔

ادھر اسلام نے حافظِ قرآن کی جلالتِ شان کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پر لازم قرار دیا کہ وہ بیت المال سے حفاظ کی کفالت کا انتظام کرے۔

حَامِلُ کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی لَهُ فِیْ بَیْتِ مَالِ الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ کُلِّ سَنَةٍ مِائَتَا دِیْنَارٍ۔[2]

اللہ تعالیٰ کی کتاب ''قرآن کریم'' کے حافظ کے لئے مسلمانوں کے بیت المال سے ہر سال دو سو دینار ہیں۔

---

(۱) احیاء العلوم الدین الغزالی

(۲) الفردوس بماثور الخطاب جلد دوم حدیث نمبر ۲۶۹۱

علامہ عبدالرؤوف مناوی رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

............اِلَّا وَزِيْدَ اَوْنُقِصَ بِقَدْرِ الْحَاجَةِ وَالْمَصْلَحَةِ كَمَادَلَّ عَلَيْهِ نُصُوْص" اُخْرىٰ[1]

حافظ قرآن کے لئے دوسو دینار سالانہ ہوں گے بشرطیکہ ان سے اس کی ضروریات پوری ہو جائیں ورنہ حاجت و مصلحت کے پیشِ نظر اس میں زیادتی یا کمی کی جا سکتی ہے۔ جیسے دیگر نصوص اس پر دلالت کرتی ہیں۔

ایک دوسری روایت میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر قاری کے لئے مسلمانوں کے بیت المال میں دوسو دینار یا دو ہزار درہم مقرر ہیں۔ اگر حکومت اس کو عطا کرے تو فبہا ورنہ آخرت میں دیئے جائیں گے۔ اور فتاویٰ کامل میں مرقوم ہے کہ ہر عالم و حافظ کا بیت المال سے حق ہے سالانہ دوسو دینار یا دو ہزار درہم۔ اگر گورنر ان کو نہ دے گا تو آخرت میں اس کی نیکیوں سے دلایا جائے گا اور اگر وہ گورنر نیکیاں نہ رکھتا ہو ان کے گناہوں کا بار اس پر ڈالا جائے گا۔[2]

(۱) فیض القدیر شرح الجامع الصغیر المناوی ۳۶۷ جلد سوم

(۲) تنویر اللمعان، لمعہ پنجم

مشتاق رسول

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَیَّ الْقُرْآنَ قَالَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ آقْرَهٗ عَلَيْکَ وَعَلَيْکَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّیْ اَشْتَهِیْ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِیْ فَقَرَأْتُ النِّسَآءَ حَتّٰی اِذَا بَلَغْتُ فَكَيْفَ اِذَاجِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰؤُلَآءِ شَهِيْداً فَرَفَعْتُ رَأْسِیْ فَرَأَيْتُ دُمُوْعَهٗ تَسِيْلُ.(1)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ تو انھوں نے عرض کی یارسول اللہ! کیا میں آپ کو قرآن سناؤں حالانکہ قرآن آپ پر نازل ہوا۔اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری یہ خواہش ہے کہ میں کسی اور سے قرآن سنوں تو میں نے سورۃ النساء پڑھنی شروع کردی اور جب میں

كَيْفَ اِذَاجِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰؤُلَآءِ شَهِيْداً

پر پہنچا تو میں نے اپنا سر اٹھایا ﴿میری نگاہ رُخ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر گئی﴾ تو دیکھا کہ آپ کی آنکھیں ساون برسا رہی ہیں۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

قَالَ حَسْبُکَ الْآنَ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَاِذَاعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

(۱) مسلم صفحہ ۲۷۰ جلد اوّل

﴿جب میں اس آیت تک پہنچا تو﴾ آپ نے فرمایا اب قرأت موقوف کیجئے تو میں نے دیکھا کہ آپ کی چشمانِ مبارک موتی لٹا رہی ہیں۔[1]

علامہ بدرالدین عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں ایک اور حدیث پاک ذکر کرتے ہیں: اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُمْ فِیْ بَنِیْ ظَفْرٍ وَمَعَه' اِبْنُ مَسْعُوْدٍ وَنَاس'' مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَأَمَرَ قَارِئاً فَقَرَاَهُ فَأَتٰی هٰذِهِ الآیَةَ فَکَیْفَ اِذَاجِئْنَامِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ فَبَکٰی حَتّٰی ضَرَبَ لِحْیَاهُ وَوَجْنَتَاهُ فَقَالَ یَارَبِّ هٰذَاشَهِدْتُّ عَلٰی مَنْ اَنَابَیْنَ ظَهْرَیْهِ فَکَیْفَ عَلٰی مَنْ لَمْ أرَہ'.[2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس قبیلہ بنی ظفر میں تشریف لائے اور آپ کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور چند صحابہ تھے پس آپ نے ایک قاری کو پڑھنے کا حکم دیا جب وہ اس آیت

فکیف اذاجئنا من کل اُمة بشهید

پر پہنچا تو آپ رو دیئے یہاں تک کہ آپ کی داڑھی مبارک اور رخسار آنسوؤں سے تر ہو گئے پس آپ نے عرض کی اے میرے پروردگار میں تو جن کے درمیان ہوں ان کا تو گواہ ہوں جن کو میں نے نہیں دیکھا ان پر کیسے گواہی دوں گا۔

اس اشکال کو علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ درج ذیل حدیث پاک ذکر کر کے دور کرتے ہیں۔

---

(۱) بخاری

(۲) عمدۃ القاری شرح بخاری للعینی جلد۲۰ صفحہ۶۰

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ لَیْسَ مِنْ یَوْمٍ اِلَّا وَیُعْرَضُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمَّتُہٗ غُدْوَۃً وَّعَشِیَّۃً فَیَعْرِفُھُمْ بِسِیْمَاھُمْ وَاَعْمَالِھِمْ فَلِذَالِکَ یَشْھَدُ عَلَیْھِمْ۔(1)

حضرت سعید بن مسیّب فرماتے ہیں کہ ہر روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی امت صبح وشام پیش کی جاتی ہے پس آپ اپنی امت کو ان کے چہروں اور اعمال سے پہچانتے ہیں اس وجہ سے آپ ان کی گواہی دیں گے۔

حیات ابدیہ سے متصف نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اے اُمتی تیری گواہی دے گا وہ تجھے تیرے اعمال اور تیری اشکال وصورت سے پہچانتا ہے اس لئے تو بھی امتی ہونے کی لاج رکھتے ہوئے آپ کی شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش کر۔ یہ سعادت ہر آدمی کو نہیں ملتی بلکہ اس حافظ قرآن کو نصیب ہوتی ہے جو قرآن کریم کے ظاہری و باطنی حقوق کے ساتھ تلاوت کرتا ہو۔ اس کے دن اور رات آنسوؤں کی آمیزش سے قرآن کی تلاوت کرتے گزرتے ہوں اس کا ہر قدم شریعت مطہرہ کے مطابق ہو اللہ کے اوامر پر سختی سے کار بند ہو اور نواہی سے پوری شدت سے اجتناب برتا ہو۔

آیئے مدینۃ الاولیاء سرہند شریف چلتے ہیں جہاں سید الاولیاء اکاملین آیۃ من آیات اللہ محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اور اپ کے قدسی صفات اولاد امجاد رحمہ اللہ محو استراحت ہے۔

---

(1) عمدۃ القاری شرح بخاری للعینی جلد ۲۰ صفحہ ۶۰

محبت میں یوں بھی ہوتا ہے کہ محبوب کے ساتھ محبوب کے شہر کی گلی کوچے سے پیار ہوتا ہے بلکہ اس شہر محبوب کے باسی بھی محبت وعنایت کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے شہر کے دو حفاظ کرام پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت کا مشاہدہ کیجئے۔ سرہند شریف میں سید عبداللہ اوران کے ساتھ رحمہ اللہ قرآن کریم کی تلاوت میں مگن ہیں ایک دوسرے کو قرآن سنا رہے ہیں۔ دنیا و مافیھا سے بے خبر کلام الٰہی کی حلاوت میں گم ہیں اچانک چند عرب سوار آئے اور قریب ہی کھڑے ہو کر قرآن سننا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ان میں سے جوان کا سردار تھا گویا ہوا۔

اے قرآن کے قاریو! تم نے قرآن کا حق ادا کر دیا۔ اتنا کہہ کر وہ قافلہ رخصت ہو گیا۔ یہ دونوں بزرگ بعد میں باتیں کرنے لگے کہ یار یہ کون لوگ تھے ان کے چہرے بڑے پُر رونق تھے خصوصاً ان کے رئیس کا چہرہ پر انوار کا ایسا جامہ تھا کہ نظر جما کر دیکھنا ممکن نہ تھا۔ میں تو دیکھ کر اپنے آپ کو قابو نہ رکھ سکا اوران کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔

اسی دوران اسی عرب وضع قطع کا ایک اور سوار آیا اور ان حفاظ کرام سے مخاطب ہوا، اے قرآن کے قاریو! کیا رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے تھے اگر تشریف لائے تھے تو اب کہاں تشریف لے جا چکے ہیں۔ ان حفاظ کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور ایک دوسرے کا منہ تکتے رہ گئے۔ ہائے اللہ کے محبوب تشریف لائے تھے ہم ان کی قدم بوسی نہ کر سکے۔ جس ذاتِ اقدس کا کلمہ پڑھتے ہیں اس نے کرم فرمایا ہم ان کا جی بھر کر دیدار بھی نہ کر سکے۔[1]

---

(۱) انفاس العارفین از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

بعض علماء فرماتے ہیں وہ نو وارد عربی سواران حفاظ کی کیفیت کو بچشم سر ملاحظہ کر رہا تھا کہ وہ دونوں حفاظ اس طرف متوجہ ہوئے اس کی سواری کی رکاب پکڑ کر کہتے ہیں کہ بتاؤ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا جس کا پوچھنا تھا اس تذکرہ کو علماء کرام کے مواعظ حسنہ میں جیسا سنا تھا ویسا ہی نقل کر دیا ہے لیکن جب اصل مرجع ''انفاس العارفین'' دیکھنے کا اتفاق ہوا تو وہاں جگہ کا نام ''کھیڑی'' لکھا ہے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

اس کا پوچھا نہیں میرا پوچھتے ہو؟ انہوں نے جواباً کہا تم بھی کوئی معمولی آدمی معلوم نہیں ہوتے۔ اس نو وارد عربی سوار نے کہا! مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ابو ہریرہ کہتے ہیں ﴿رضی اللہ عنہ﴾

رات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے روضہ شریف میں فرمایا تھا کہ صبح سرہند کے قاریوں کا قرآن سننے چلیں گے تم بھی ساتھ چلنا اور پھر صبح مجھے کسی اور کام بھیج دیا میں اس کام سے فارغ ہو کر آیا تو آپ روانہ ہو چکے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اپنے والد گرامی قدر حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اس صحراء میں کئی دن تک بھینی بھینی خوشبو مہکتی رہی۔ [1]

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

اے قرآن کریم کو اپنے سینے میں محفوظ کرنے والے!

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ پر چلنا اپنی زندگی کا شعار بنالے، احکام شریعہ

---

(۱) انفاس العارفین

کے مطابق حیات مستعار کے چند روز گزارنے کی سعی کر، عشقِ الٰہی سے سرشار ہوکر قرآن کی تلاوت کو حرزِ جاں بنالے ہوسکتا ہے لطف وکرم والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم تجھ پر بھی ہوجائے اور تیرے بخت بھی آسمان سعادت پر ماہتاب بن کر چمکنا شروع کردیں۔

اشراف الامت

اَشْرَافُ أُمَّتِیْ حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ.[1]

اشرف الامت حفاظ قرآن اور اصحاب اللیل ہیں۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے امت میں اشرف واکرم حفاظ کرام کو قرار دیا۔ یہ شرف اور یہ بزرگیاں قرآن کریم کو سینے میں محفوظ کرنے کی وجہ سے ہیں۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات مبارکہ سے حفاظ کرام کی شرافت وعظمت کو واضح فرمایا:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ الْبَدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ.[2]

حضرت ابن مسعود انصاری بدری سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قوم کی امامت وہ شخص کرائے جو قرآن کا زیادہ قاری ہو۔

مصلیٰ امامت پر کھڑا ہونا بہت بڑا منصب ہے۔ ایسی جگہ جہاں کوئی امام مقرر نہ ہو وہاں جب افراد جماعت کے لئے کھڑے ہوں گے تو ان کی امامت وہی کروائے گا جو قرآن کا زیادہ حافظ ہوگا۔

---

(۱) کنز العمال ۱/۵۰۱ جلد اوّل

(۲) مسلم

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں ان افراد کو مشاورت کے لئے منتخب فرمایا کرتے تھے جو قرآن کے حافظ زیادہ ہوتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابُ مَجْلِسِ عُمَرَ وَمَشَاوَرَتِهٖ كُهُوْلاً وَّشَبَاباً۔(1)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اصحاب مجلس اور اصحاب مشاورت حفاظ کرام عمر رسیدہ ہوں یا جوان دونوں ہوتے تھے۔

بارگاہِ خداوندی میں سر بندگی جھکانے کے لئے فرائض امامت ہوں یا ملکی معاملات کے لئے مشاورت ہو ہر جگہ حفاظ قرآن کو ترجیح دی جاتی ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مکہ مکرمہ کا گورنر نافع بن حارث کو بنادیا پھر ایک مرتبہ آپ کی گورنر مکہ سے ملاقات عسفان پر ہوئی آپ نے ان سے پوچھا؟ مَنْ اِسْتَخْلَفْتَ عَلٰى اَهْلِ الْوَادِيْ؟

اہل وادی پر اپنا نائب کسے بنا کر آئے ہو؟

اس پر نافع بن حارث نے جواب دیا!

اِسْتَخْلَفْتُ عَلَيْهِمْ اِبْنَ اَبْزٰى

میں نے ابن ابزی کو جانشین مقرر کیا ہے۔

اس پر آپ نے استفسار کیا کہ ابن ابزی کون ہے؟ تو نافع بن حارث نے جواب دیا ہمارا آزاد کردہ غلام۔ آپ نے پھر از راہِ تعجب استفسار کیا:

---

(1) البخاری

اپنی عدم موجودگی میں اہل مکہ پر ایک غلام کو اپنا نائب بنا کر آئے ہو!
انہوں نے جواباً عرض کی کہ ابن ابزی قرآن کا قاری اور فرائض کا عالم اور بہترین فیصل ہے۔

حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا:
تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَاماً وَيَضَعُ بِهٖ آخَرِيْنَ۔[1]

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بعض اقوام کو عزت و رفعت عطا فرماتا ہے اور اسی کے ذریعے بعض کو پستیوں میں دھکیل دیتا ہے۔

نافع نے ابن ابزیٰ کے استخلاف کے جواز کے لئے اس کے تین وصف گنوائے لیکن حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی نظر میں حفظ و قراءتِ قرآن ہی ایک ایسا وصف ہے جس کے ذریعے ایک غلام کو مکہ مکرمہ کا عامل بنایا جا سکتا ہے۔ یقیناً اس قرآن کے ذریعے ہی اللہ اقوام کو عزت عطا فرماتا ہے۔

شیخ نصر بن محمد سمرقندی المتوفی ۳۷۳ھ کی نقل کردہ اس روایت میں صرف ابن ابی ابزی کا ایک ہی وصف مذکور ہے۔

---

(۱) ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۱۸

قَالَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ تَستَعمِلُ رَجُلاً مِنَ المَوَالِي عَلٰى قُرَيشٍ قَالَ يَاامِيرَ المُؤمِنِينَ إِنِّي لَم اَدَع خَلفِي اَحداً أقرأ لِلقُرآنِ مِنه' . قَالَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ نَعَم اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى رَفَعَ بِالقُرآنِ رِجَالاً وَوَضَعَ رِجَالاً وَاِنَّ عَبدَ الرَّحمٰنِ بنِ اَبِي أبزَىٰ مِمَّن رَّفَعَهُ اللّٰهُ بِالقُرآنِ.[1]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا آپ نے ایک غلام کو سردارانِ قریش پر حاکم مقرر کردیا ہے تو انہوں نے عرض کی اے امیر المومنین میں نے اپنے بعد اس سے بڑھ کر کسی کو قرآن کا قاری نہ پایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہتر یقیناً اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعہ بہت سے افراد کو رفعت عطا فرماتا ہے اور بہت سوں کو پستی میں لے جاتا ہے اور یقیناً عبدالرحمٰن بن ابی ابزی ان افراد سے ہے جنہیں اللہ نے قرآن کی وجہ سے عزت ورفعت عطا فرمائی۔

حافظ قرآن کے لئے شرف بزرگی عارضی نہیں بلکہ دائمی ہے۔

عَن جَابِرِبنِ عَبدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجمَعُ بَينَ الرَّجُلَينِ مِن قَتلٰى اُحُدٍ ثُمَّ يَقُولُ اَيُّهُمَا اَكثَرُ اَخذاً لِلقُرآنِ اِن اُشِيرَ اِلٰى اَحَدِهِمَا قَدَّمَه' فِي اللَّحدِ.[2]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد میں سے دو دو آدمیوں کو ایک قبر میں جمع فرمارہے

(۱) تنبیہ الغافلین للسمرقندی صفحہ ۳۲۸

(۲) البخاری

تھے پھر آپ استفسار فرماتے کہ ان میں سے کسے قرآن زیادہ یاد ہے اگر ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا ﴿ کہ اسے قرآن دوسرے کی نسبت زیادہ یاد ہے ﴾ تو آپ اسے لحد میں پہلے اتارتے۔

سنن ابن ماجہ میں یوں مذکور ہے:

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ مِنْ قَتْلٰی اُحُدفِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍثُمَّ يَقُوْلُ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ اَخْذاً لِلْقُرْاٰنِ، فَاِذَااُشِيْرَ اِلٰی اَحَدِهِمْ قَدَّمَه فِی اللَّحدِ وَقَالَ اَنَا شَهِيْد'' عَلٰی هٰؤُلَآءِ(1)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد میں دو یا تین افراد کو قبر میں جمع فرماتے پھر آپ حاضرین سے پوچھتے ان میں سے کسے زیادہ قرآن کریم یاد تھا جب کسی ایک کی طرف اشارہ کر دیا جاتا تو لحد میں آپ اسے پہلے اتارتے اور فرماتے میں ان پر گواہ ہوں۔

حافظ قرآن کی کتنی عظمت ہے کہ شہداء احد میں بھی اسے امتیاز حاصل ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حفظ قرآن کی وجہ سے اسے قبر میں پہلے اتارتے ہیں وہ انسان کتنا خوش نصیب ہے جسے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں پر خود ترجیح دیں اور اسے سب سے پہلے اپنے ہاتھوں میں لے کر اس کی عظمت و رفعت شان کا عملی اظہار فرما دیں۔

---

(1) ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۱۴ باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی للاھد

حیاتِ جاوداں

اِذَامَاتَ حَامِلُ الْقُرْآن اَوْحَی اللّٰہُ اِلَی الاَرْضِ اَنْ لَّایَأْکُلِیْ لَحْمَہٗ قَالَتْ: اِلٰھِیْ کَیْفَ آکُلُ لَحْمَحٗ وَکَلَامُکَ فِیْ جَوْفِہٖ[1]

جب حافظ قرآن دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین کو حکم فرماتا ہے کہ اس کے گوشت کو مت کھانا وہ عرض کرتی ہے الٰہی میں اس کے گوشت کو کیسے کھا سکتی ہوں جب کہ تیرا کلام اس کے سینے میں ہے۔

کلامِ الٰہی کا حافظ حیاتِ جاوداں سے متصف ہو جاتا ہے۔ موت آنے سے بھی وہ مرتا نہیں بلکہ اپنی قبر میں تر و تازہ رہتا ہے۔ وہ قادر قیوم اللہ جو شہید کو زندگی عطا فرما سکتا ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ اپنے کلام کے حافظ کو قبر میں بھی زندگی سے سرفراز فرما دے۔

دانائے شیراز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خوشبودار مٹی سے میں نے پوچھا تیرا نام عنبر ہے یا کستوری؟ اس نے جواباً کہا میں حقیری خاک ہوں لیکن گلاب کی پتیاں مجھ پر گرتی رہیں جن کی وجہ سے مجھ میں بھی خوشبو پیدا ہوگئی۔

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

(۱) الفردوس بماثور الخطاب جلد اول حدیث نمبر ۱۱۱۲ روایت من جابر وعزاہ السیوطی بیہقی و ترمذی و ابن ماجہ/ کنز العمال ۵۵۵ جلد اول

انسان تو فانی ہے لیکن حیی وقیوم اللہ کا کلام جب اس کے سینے میں گھر کر لیتا ہے تو اس کلامِ الٰہی کا یہ اثر ہوتا ہے کہ فانی بھی باقی بن جاتا ہے پھر موت بھی اسے فنا کے سمندر میں نہیں پھینک سکتی۔

۱۹۸۲ء میں ظاہر ہونے والی قدرت الٰہیہ ملاحظہ ہو۔

مظفر گڑھ ۴ نومبر ﴿نمائندہ جنگ﴾ نواحی گاؤں مونڈ کا میں ایک قبر کی کُھدائی کے دوران سر پر کسی لگنے سے ایک پرانی میت کے سر سے خون بہنے لگا۔

یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب قریبی بستی شاہ والی کے قبرستان میں ایک قبر کی کھدائی کے دوران کسی کی ضرب ایک پرانی قبر میں دفن میت کے سر میں لگی جس پر اس سے خون بہنا شروع ہوگیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر گورکن خوفزدہ ہو کر بھاگ اُٹھے تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ یہ میت ایک حافظ قرآن کی تھی۔[1]

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے وقتاً فوقتاً ایسی چیزوں کا اظہار فرماتا رہتا ہے جس سے اس کی اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی حقانیت ہر انسان پر اس طرح واضح ہو جاتی ہے کہ یارائے انکار نہیں رہتا۔

کیا اس واقعہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حافظ قرآن کی حیات کے بارے میں جو درج بالا ارشاد فرمایا کیا اس کی صداقت اظہر من الشّمس نہیں ہوگی۔

فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ

---

(۱) روزنامہ جنگ لاہور جمعہ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ/ ۵ نومبر ۱۹۸۲ء ۲۰ کا تک ۲۰۳۹ ب/ مخزونہ لائبریری جامعہ ریاض العلوم پیپلز کالونی فیصل آباد۔

اسی سلسلہ میں اللہ جل شانہ کی حافظ قرآن پر مزید کرم نوازیاں ملاحظہ ہوں۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا کہ

عبداللہ بن محمد بن منصور نے فرمایا کہ ابراہیم حفار قبر کھودنے میں مصروف تھے کہ ساتھ والی قبر کی اینٹیں کھل گئیں اور وہاں سے کستوری کی خوشبو آنے لگی میں نے دیکھا کہ ایک سفید ریش بزرگ قرآن کریم کی تلاوت فرمارہے ہیں۔[1]

حافظ قرآن جب صبح وشام اللہ کے کلام کی تلاوت میں مصروف رہتا ہے اسے تلاوت قرآن کے بغیر چین نہیں آتا تو پروردگار عالم جل جلالہ اس کی قرآن سے محبت کی لاج رکھتے ہوئے اسے قبر میں بھی قرآن کریم پڑھنے کی توفیق عطا فرمادیتا ہے۔

کیا قبر میں ایسے اعمال کا صدور ممکن ہے؟

اس سلسلہ میں حدیث شریف پیش کی جاتی ہے۔

اَلاَنْبِیَآءُ اَحْیَآء'' یُصَلُّوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ.[2]

انبیاء کرام زندہ ہیں اور اپنے اپنے مزارات میں نماز ادا فرماتے ہیں۔

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ المعراج حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے مزار پرانوار میں نماز پڑھتے دیکھا۔

اگر انبیاء کرام کو اللہ وحدہ لاشریک یہ سعادت عطا فرماتا ہے کہ وہ اپنے مزارات میں عبادت خداوندی کا لطف ولذت اٹھائیں تو انبیاء کرام سے فیض لینے والے اور ان کی سنتوں پر

---

(۱) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تنویر اللعان لمعہ پنجم

(۲) مسند ابی یعلی موصلی۔ سلسلہ الاحادیث الصحیح الالبانی وقال حدیث صحیح۔

ساری زندگی کاربند رہنے والے امتیوں کو بھی اللہ ان کے طفیل قبر میں عبادات کی توفیق وسعادت عطا فرما سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ضَرَبَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خِبَآءَه، عَلٰی قَبْرٍ وَهُوَ لَا یَحْسِبُ اَنَّه، قَبْر'' فَاِذَا فِیْهِ اِنْسَان'' یَقْرَأُ سُوْرَةَ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْکُ حَتّٰی خَتَمَهَا فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَه، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هِیَ الْمَانِعَةُ هِیَ الْمُنْجِیَةُ تُنْجِیْهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ۔(۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے اپنا خیمہ ایک قبر پر لگا دیا انہیں اس چیز کا خیال ہی نہ آیا کہ یہ قبر ہے اچانک اس میں ایک انسان ﴿صاحب قبر﴾ کی سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھنے کی آواز آئی اور اس نے سورۃ کو آخر تک پڑھا۔ پس وہ صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا عرض کر دیا اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ سورۃ عذاب کو روکنے والی ہے یہ نجات دینے والی ہے اپنے پڑھنے والے کو اللہ کے عذاب سے بچاتی ہے۔

ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر سے تلاوت قرآن کو سننا اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر مہر تصدیق ثبت کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ حافظ قرآن جو قرآن کے تمام حقوق کی رعایت رکھیں مرتے نہیں بلکہ اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور ان میں سے

---

(۱) مشکوۃ المصابیح ۱۸۸

بعض خوش نصیبوں کو یہ سعادت ملتی ہے کہ وہ اپنی قبروں میں قرآن کریم کی تلاوت بھی کرتے ہیں۔

فَلَکَ الْحَمْدُ یَااَللّٰہُ!اِنکَ اَنْتَ رَزَقْتَھُمْ ھٰذِہِ السَّعَادَۃَ الْعُظْمٰی

نجات یافتہ

ثَلاثَۃٌ تَحْتَ الْعَرْشِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ. اَلْقُرْآنُ یُحَاجُّ الْعِبَادَ لَہُ ظَھْرٌ وَبَطْنٌ وَالاَمَانَۃُ وَالرَّحِمُ۔[1]

تین عرش کے نیچے ہوں گے قیامت کے دن:

۱۔ قرآن بندوں کے بارے میں جھگڑا کرے گا۔ اس کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔

۲۔ امانت

۳۔ صلہ رحمی

قرآن کریم قیامت کے روز اللہ سے عرض کرے گا اے میرے اللہ! یہ وہ شخص ہے جس نے دنیا میں مجھ سے محبت کی مجھے یاد کیا اب قیامت کے روز تو اس کی مغفرت فرما دے۔ اللہ اپنے فضل وکرم سے قران کی اس درخواست کو قبول فرمائے گا اور قرآن والے کی مغفرت کا پروانہ جاری فرمادے گا۔

(۱) مشکوٰۃ/شرح السنہ للبغوی

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نِعْمَ الشَّفِیْعُ الْقُرْآنُ لِصَاحِبِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَقُوْلُ یَارَبِّ اَکْرِمْہُ فَیُلْبَسُ تَاجَ الْکَرَامَۃِ ثُمَّ یَقُوْلُ یَارَبِّ زِدْہُ فَیُکْسٰی کِسْوَۃَ الْکَرَامَۃِ ثُمَّ یَقُوْلُ یَارَبِّ زِدْہُ اِرْضَ عَنْہُ فَلَیْسَ بَعْدَ رِضَی اللّٰہِ شَیٌ"۔[1]

قیامت کے دن قرآن کتنا بہترین شفاعت کرنے والا ہے۔ صاحب قرآن کیلئے عرض کرے گا اے پروردگار اس حافظ قرآن کو عزت سے سرفراز فرما پس اسے کرامت کا تاج پہنایا جائے گا پھر عرض کرے گا اے پروردگار! مزید اضافہ فرما پس اس صاحبِ قرآن کو کرامت کا لباس پہنایا جائے گا۔ پھر عرض کرے گا اے پروردگار مزید اضافہ فرما اس سے راضی ہو جا پس اللہ کی رضا سے بڑھ کر تو کوئی انعام نہیں۔

قیامت کے ہولناک دن جب لوگ اپنے اپنے اعمال کی وجہ سے ندامت و رسوائی کا سامنا کریں گے اس وقت حافظ قرآن کیلئے خود قرآن شفاعت کرے گا اور اسے عزت و سرفرازی کی خلعت اور تاج دلوائے گا اور آخر میں پروردگار کی رضا کا انعام بھی اسے دلوادے گا۔

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ

اللہ کی رضا سب سے بڑی دولت ہے۔

---

(۱) کنز العمال جلد اوّل صفحہ ۵۴۰

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ يَقُوْمُ بِهِ آنَآءَ اللَّيْلِ وَآنَآءَ النَّهَارِ يَحِلُّ حَلَالَه' وَيُحَرِّمُ حَرَامَه' حَرَّمَ اللّٰهُ لَحْمَه' وَدَمَه' عَلَى النَّارِ وَجَعَلَه' رَفِيْقَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كَانَ الْقُرْآنُ حُجَّةً لَه'.[1]

جس نے قرآن پڑھا رات اور دن طویل ساعتوں میں اس کے ساتھ قیام کرتا رہا اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جانتا رہا اللہ تعالیٰ اس کے گوشت اور خون کو آگ پر حرام کر دے گا اور اسے معزز نیک فرشتوں کا رفیق بنائے گا۔ یہاں تک کہ جب قیامت کا دن ہوگا قرآن اس کی سفارش کرے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح روایت کرتے ہیں:
يَجِيْئُ صَاحِبُ الْقُرْاٰنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ يَارَبِّ حَلِّهِ فَيُلْبَسُ تَاجَ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ يَارَبِّ زِدْه' فَيُلْبَسُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ يَارَبِّ اَرْضَ عَنْه' فَيَرْضٰى عَنْه' فَيُقَالُ لَه' اِقْرَأْ وَارْقَ وَيَزْدَادُ بِكُلِّ آيَةٍ حَسَنَةً.[2]

صاحب قرآن کو قیامت کے دن بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا جائے گا۔ قرآن کہے گا اے پروردگار! اسے لباس رحمت عطا فرما پس اسے کرامت کا تاج پہنایا جائے گا پھر عرض کرے گا اے پروردگار! اس سے راضی ہو جا پس اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا پھر اسے کہا جائے گا قرآن پڑھو اور ترقی کرتے چلے جاؤ اور اسے ہر آیت کے بدلے ایک نیکی کا اضافہ کر دیا جائے گا۔

(۱) کنز العمال اول ۵۳۵/طبرانی فی الاوسط عن ابن عباس
(۲) المستدرک للحاکم ۱۱۵/۲/ الترغیب والترہیب

صاحب قرآن اس یوم جزاء میں عذاب وسختی سے محفوظ رہے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِحفَظُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَایُعَذِّبُ بِالنَّارِ قَلْباً وَعَی الْقُرْاٰنَ.[1]

قرآن حفظ کرو بے شک اللہ تعالیٰ آگ کا عذاب اس دل کو نہیں دے گا جس نے قرآن کریم یاد کیا۔

یہ حدیث ان الفاظ سے بھی ہے:

اِقْرَؤُوْ الْقُرْآنَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَایُعَذِّبُ قَلْباً وَعَی الْقُرْاٰنَ.[2]

قران پڑھو اللہ تعالیٰ ایسے دل کو عذاب نہیں دے گا جس نے قرآن کو محفوظ کرلیا۔

مسند الفردوس میں قلب کی جگہ عبد کا لفظ مذکور ہے۔

لَایُعَذِّبُ اللّٰهُ عَبْداً اَوْعَی الْقُرْآنَ.[3]

اللہ ایسے بندے کو عذاب نہیں دے گا جس نے قرآن کریم حفظ کرلیا۔

اس بات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بھی ذکر فرمایا ہے:

لَوْجُعِلَ الْقُرْاٰنُ فِیْ اِهَابٍ ثُمَّ اُلْقِیَ فِی النَّارِ مَااحْتَرَقَ.

اگر قرآن کو کسی چمڑے میں رکھا جائے پھر اسے آگ میں پھینک دیا جائے تو وہ نہیں جلے گا۔

---

(۱) شرح السنہ للبغوی

(۲) کنز العمال اوّل ۵۱۲

(۳) مسند الفردوس بماثور الخطاب

اس کا ایک مفہوم تو واضح ہے کہ آگ قرآن کریم کو نہیں جلاتی کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ مکان پورا جل گیا لیکن اس کے طاق میں رکھا ہوا قرآن محفوظ رہا۔

یہ بھی ہوا کہ جہاز آگ کی لپیٹ میں آ گیا اور جل کر خاکستر ہو گیا بلکہ جلتے وقت اس کی اتنی تپش تھی کہ قریبی تمام فصلیں اور درخت جل گئے لیکن اللہ کی شان کہ اسی جہاز میں موجود قرآن کریم کا نسخہ آگ کی دست برد سے محفوظ رہا۔

محدثین کرام رحمہم اللہ اس کا ایک دوسرا مفہوم بیان فرماتے ہیں کہ جس انسان کے سینے میں قرآن ہو اسے جہنم کی آگ نہیں جلا سکتی۔

واقعی جس کا سینہ قرآن کے انوار سے معمور ہو اسے جہنم کی آگ کیسے جلا سکتی ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب حقیر کھال کو قرآن کی ادنیٰ مجارات اور ہمسائیگی کی بناء پر یہ مرتبہ حاصل ہوا کہ اسے آگ نہیں جلاتی تو حافظ قرآن کے دل اور عامل قرآن کے بدن کا کیا پوچھنا جس میں قرآن سالہا سال اور مدت دراز تک رہا اس کو تو آتشِ دوزخ اور بعد حجاب کی آگ سے بطریق اولیٰ نجات ملے گی۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كَانَ الْقُرْآنُ فِي إِهَابٍ مَامَسَّتْهُ النَّارُ۔(1)

اگر قرآن کسی کھال میں ہو تو آگ اس کھال کو نہ چھوئے گی۔

---

(1) احیاء العلوم الدین للغزالی

آ گ کا حافظ قرآن کو جلانا تو درکنارا سے چھو بھی نہیں سکتی کیونکہ علم وحکمت کے دریا اس کے سینے سے ضوفشاں ہیں بھلا آ گ ان نوار کو کیسے جلا سکتی ہے بلکہ انوار کلامِ الٰہی آ گ کو سرد کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے جب مومن پل صراط سے گذر رہا ہوگا جہنم پکار کر کہے گی:

جُزْیَامُؤْمِنُ اِنَّ نُوْرَکَ اَطْفَأَلَھَبِیْ۔[۱]

اے مومن جلدی گذر جا تیرا نور میری آ گ کے شعلوں کو سرد کر رہا ہے۔

یقیناً جب حافظ کلام الٰہی جہنم کے اوپر سے گذرے گا تو جہنم کچھ زیادہ ہی واویلا کرتے ہوئے اس سے جلدی گذر جانے کی درخواست کرے گی کیونکہ اس کے دل میں ایمان کے ساتھ نور کلام الٰہی بھی ہوگا۔

(۱) تفسیر کبیر للرازی

عرش الٰہی کے سایہ میں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلاثَۃٌ" لاَ یَھُوْلُھُمُ الْفَزَعُ الاَکْبَرُ وَلاَ یَنالُھُمُ الْحِسَابُ وَھُمْ عَلٰی کَثِیْبٍ مِنْ مِسْکٍ حَتّٰی یُفْرَغَ مِنْ حِسَابِ الْخَلاَئِقِ رَجُل" قَرَأَ الْقُرْآنَ اِبْتِغَآءَ وَجْہِ اللّٰہِ وَاَمَّ بِہٖ قَوْماً وَھُمْ رَاضُوْنَ وَدَاعٍ یَدْعُوْاِلَی الصَّلَوَاتِ اِبْتِغَآءَ وَجْہِ اللّٰہِ وَعَبْد" اَحْسَنَ فِیْمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ رَبِّہٖ وَفِیْمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ(1)

تین ایسے خوش نصیب ہوں گے کہ انہیں قیامت کی ہولناکیاں بھی پریشان نہ کرسکیں گی اور نہ ہی ان سے حساب لیا جائے گا اور وہ کستوری کے ٹیلے پر ہوں گے یہاں تک کہ مخلوق کے حساب سے فراغت ہو جائے۔ ایک وہ آدمی جس نے اللہ کی رضا کے لئے قرآن پڑھا اور پھر اس سے قوم کی امامت کرائی اور وہ قوم اس سے راضی رہی اور دوسرا وہ داعی جس نے نماز کے لئے بلایا اللہ کی رضا کی خاطر اور تیسرا وہ غلام جس نے اپنے اور اپنے مالک نیز اپنے اور اپنے اللہ کے درمیان معاملات کو نہایت عمدگی سے نبھایا۔

یہ سرفرازیاں اور یہ کرم نوازیاں اس فرزند آدم کے لئے ہیں جس نے اپنے سینے کو

---

(1) الطبرانی فی المعجم الاوسط

قرآن کے لئے کشادہ کردیا پھر قرآن کریم نے لمحہ لمحہ اس پر اپنی برکتیں ظاہر کیں محشر کے بھرے میدان میں اس کی سفارش کی اسے تاج کرامت پہنایا اسے اللہ کی بارگاہ سے عزت وحرمت کا جوڑا دلوایا۔ رضائے الٰہی کا پروانہ اس کے ہاتھ میں دلوایا اور پھر عرش الٰہی کے سایہ میں نہایت شان وشوکت سے کستوری کے ٹیلہ پر بٹھایا۔

اے اللہ! قرآن کی سعادتیں ہر آدمی کو نصیب فرما، ہر ظلمت کدہ دل کو اپنے کلام کے انوار سے منور فرما اور ہر گھر کو اس چشمہ علم وحکمت سے سیراب فرما۔ آمین

بِجَاهِ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

والدین کے لئے رحمت

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشادفرمایا:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَافِيْهِ اَلْبَسَ اللّٰهُ وَالِدَيْهِ تَاجاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهُ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنيا فَمَاظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا.[1]

جس نے قرآن کریم پڑھا اوراس کے احکامات پر عمل کیا اللہ اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنائے گا جس کی روشنی زیادہ حسین ہوگی سورج کی روشنی سے تمہارے گھروں میں۔اس آدمی کے مرتبہ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس نے اس پر عمل کیا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا بے پناہ لطف وکرم ہے کہ بیٹے کی وجہ سے اس کے باپ کو سرفراز فرماتا ہے۔

شرح السنہ للبغوی کی روایت ملاحظہ ہو:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَأَحْكَمَه، وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ أَلْبِسَ وَالِدَه، تَاجاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ.[2]

جس نے قرآن پڑھا پھر اسے اچھی طرح یادرکھا اوراس کے احکامات پر عمل کیا اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا۔

والدین کو تاج کے علاوہ اللہ قیامت کے دن عزت وکرامت کا جوڑا بھی عطا فرمائے گا۔

---

(۱) ابوداؤد/مسند احمد/المستدرک/الترغیب والترہیب

(۲) شرح السنہ للبغوی جلد۴ صفحہ ۴۳۶

مَنْ قَرَأَالْقُرْآنَ وَتَعَلَّمَه، وَعَمِلَ بِهٖ أُلْبِسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَاجاً مِنْ نُوْرٍ ضَوْؤُه، مِثْلُ ضَوْءِ الْقَمَرِ وَيُكْسٰى وَالِدَاه، حُلَّتَيْنِ لَايُقَوَّمُ لَهُمَا الدُّنْيَا فَيَقُوْلَانِ بِمَ اُكْسِيْنَا هٰذَا فَيُقَالُ بِاَخْذِ وَلَدِ كُمَا الْقُرْآنَ.[1]

جس نے قرآن پڑھا اور اسے سیکھا اور اس پر عمل کیا اسے ﴿حافظ قرآن کو﴾ قیامت کے دن نور کا تاج پہنایا جائے گا۔ اس کی روشنی چاند کی روشنی کی طرح ہوگی اور اس کے والدین کو دو جوڑے پہنائے جائیں گے جن کا معاوضہ پوری دنیا نہیں ہو سکتا وہ دونوں عرض کریں گے کس عمل کی وجہ سے ہمیں یہ پہنائے گئے تو انہیں کہا جائے گا تمہارے بیٹے کے حفظ قرآن کی وجہ سے۔

حافظ قرآن کے والدین پر اس شرف و کرامت کا تذکرہ ایک اور حدیث میں ان الفاظ سے ہے۔

يُنَادِىْ مُفَادٍ اَيْنَ الَّذِيْنَ كَانُوْا لَاتُلْهِيْهِمْ رَعْيَةُ الْاَنْعَامِ عَنْ تِلَاوَةِ كِتَابِىْ فَيَقُوْمُوْنَ فَيُلْبَسُ اَحَدُهُمْ تَاجَ الْكَرَامَةِ وَيُعْطَى النُّوْرَ بِيَمِيْنِهٖ وَالخلا بِشِمَالِهٖ فَاِنْ كَانَ اَبَوَاه، مُسْلِمَيْنِ كُسِيَا حُلَّةً خَيْراً مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا فَيَقُوْلَانِ أَنّٰى هٰذَا لَنَا فَيُقَالُ بِمَا كَانَ وَلَدُكُمَا يَقْرَءُ الْقُرْآنَ.[2]

ایک ندا دینے والا ندا دے گا وہ لوگ کہاں ہے جنہیں انعامات کی رعایت نے میری کتاب کی تلاوت سے غافل نہ کیا پس وہ کھڑے ہو جائیں گے پھر انہیں کرامت کا تاج پہنایا

---

(۱) کنز العمال اوّل صفحہ ۳۴۷ وقال اخرجہ الحاکم

(۲) کنز العمال اوّل ۵۳۹

جائے گا نور دائیں ہاتھ میں اور خلا بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے پس اگر اس کے والدین مسلمان ہوئے تو ان دونوں کو ایسا لباس پہنایا جائے گا جو دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہوگا وہ عرض کریں گے یہ لباس ہمیں کیوں پہنایا گیا؟

انہیں کہا جائے گا تیرے بیٹے کی وجہ سے جو قرآن پڑھا کرتا تھا۔

ان احادیث میں جہاں حافظ کے والدین کو لباس کرامت دیئے جانے کا ذکر ہے وہاں حفاظ کی بھی عجب شان واضح ہے اللہ اس فانی زندگی میں ہمیں باقی نعمتوں کے حصول کے لئے تگ ودو کرنے کی سعادت ارزانی فرمائے۔

اھل خانہ پر رحمت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَظْهَرَه، فَأَحَلَّ حَلاَلَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَه، فِيْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُمُ النَّارُ۔[1]

جس نے قرآن پڑھا پس اسے زبانی یاد کیا اس کے حلال کو حلال سمجھا اور اس کے حرام کو حرام جانا اللہ اس کے سبب سے اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کے ان دس اہل خانہ میں اس کی سفارش قبول فرمائے گا جن پر عذاب نار واجب ہو چکا ہوگا۔

یہ حدیث ان الفاظ سے بھی ہے:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَحَفِظَه، اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَه، فِيْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ كُلُّهُمْ قَدِ اسْتَوْجَبَ النَّارَ۔[2]

جس نے قرآن پڑھا اور اسے حفظ کیا اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کی شفاعت اس کے ان دس اہل خانہ کے بارے میں قبول فرمائے گا جن پر عذاب نار واجب ہو چکا ہوگا۔

---

(۱) مشکوۃ ۱۸۷/ابن ماجہ/ترمذی

(۲) ابن ماجہ صفحہ ۱۹ باب من تعلم القرآن وعلمہ

اب عالم تصور میں قیامت کے مناظر دیکھیں، لوگ اپنے اپنے اعمال کے سبب سختی وعذاب میں گرفتار ہیں لیکن حافظ قرآن سر پر تاج سجائے خلعتِ کرامت پہنے اللہ کی رضا کا پروانہ ہاتھ میں لئے عرشِ الٰہی کے سایہ میں کستوری کے ٹیلے پر بیٹھا ہے اور اس کے والدین کو بھی نور کا تاج اور کرامت کے جوڑے پہنا دیئے گئے۔ پھر وہ اسی تاج وخلعت کی چمک دمک سمیت اٹھتا ہے اور میدان حشر میں اپنے ان دس عزیزوں اور رشتہ داروں کو بازو سے پکڑ کر جنت کی دہلیز تک پہنچاتا ہے جن کے اپنے اعمال انہیں دوزخ کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

سبحان اللہ! یہ کتنی بڑی عزت ہے واقعی خالق ومالک کے کلام کے طفیل ایسی ہی عزت افزائی چاہیئے تھی۔

سلام ہو اس آمنہ طیبہ طاہرہ کے نورنظر سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر جس نے یہ ساری عزت افزائیاں ہمارے سامنے بیان فرمادیں تاکہ ہمیں بھی اس نعمت عظمٰی کے حصول کا شوق دامن گیر ہو اور اس سعادت ابدیہ کے حاصل کرنے کے لئے محنت کریں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْداً کَثِیْراً طَیِّباً مُبَارَکاً فِیْہِ

جنت میں

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اِقْرَأْ وَارْقَ ورَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُهَا[1]

صاحبِ قرآن سے کہا جائے گا قرآن کی تلاوت شروع کرو اور اُوپر چڑھنا شروع کرو اور قرآن ترتیل سے پڑھو جیسا تم دنیا میں ترتیل سے پڑھا کرتے تھے یقیناً تمہاری منزل آخری آیت کے پاس ہے جو تم پڑھو گے۔

جنت میں داخل ہو کر حافظ قرآن سے قرآن پڑھنے کیلئے کہا جائے گا۔ حافظ قرآن جس محبت وشوق اور خلوص للہیت سے دنیا میں تلاوت قرآن کیا کرتا تھا اسی کے مطابق وہ جنت میں منازل ومدارج طے کرتا چلا جائے گا۔

جنت ایک غیر متناہی جہاں ہے اور اس کے درجات ومنازل بھی غیر متناہی ہیں۔ حافظ قرآن کو اس سے کتنا حصہ ملے گا یہ اس کی قرأت پر موقوف ہے۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دنیا میں جتنی مرتبہ اس نے قرآن کریم پڑھا اسے اس کے پڑھے

(۱) الترغیب والترھیب/ ترمذی/ ابوداؤد/ ابن ماجہ/ المستدرک للحاکم

ہوئے قرآن کی آیات کے مطابق درجات سے نوازا جائے۔

دنیا میں قاری قرآن کی تلاوت کرتا ہے قرآن کریم مکمل کر کے اس کا پھر جی چاہتا ہے کہ اسے دوبارہ پڑھوں وہ جیسے جیسے پڑھتا جاتا ہے ویسے ہی اس کے ذوقِ قرآن میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حافظ قرآن کا ذوق اسے مزید پڑھنے پر مجبور کرے اور وہ پھر پڑھنا شروع کر دے تو جیسے جیسے وہ پڑھتا جائے اس کے درجات میں مزید اضافہ ہوتا جائے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْر"

جس طرح ہر عالم ہر عابد اور ہر مجاہد کے اجر وثواب میں فرق ہے وہ حافظ قرآن جو ہر وقت ذکرِ الٰہی کی لذت سے شادکام ہو اور جو عشق الٰہی کی دولت سے مسرور و شادکام ہو جس کا کوئی فعل خلاف سنت نہ ہو بلکہ اس کی گفتار و کردار سے اتباع سنت مصطفیٰ کی خوشبو مہکتی ہو اس سعادت کے امیں حافظ قرآن کا اجر وثواب یقیناً بہت زیادہ ہوگا جس تک عام حافظ کی رسائی نہ ہوگی۔

آیئے اب ایک ایسے حافظ قرآن کا تذکرہ کرتا ہوں جس کی نظیر بہت کم ملے گی جس نے حفظ قرآن کی روایت میں انوکھے باب کا اضافہ کیا۔

قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ قاضی محمد فتح اللہ صدیقی رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ کی اولاد امجاد عارف باللہ حضرت خواجہ قاضی اکبر علی صدیقی رحمہ اللہ کا نام گرامی عجب شان سے چمک رہا ہے۔ اللہ وحدہ لاشریک نے انہیں حفظ قرآن کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا تھا اور وہ قرآن کریم کی تلاوت اس محبت والفت سے کرتے تھے کہ اس کی مثال تاریخ عالم میں بہت کم ملے گی۔

یہ پیکر صدق وصفا صبح اپنے معمولات سے فارغ ہو کر کھیتوں کی طرف روانہ ہو جاتے

بیلوں کی جوڑی کے پیچھے ہل پر ہاتھ رکھتے اور قرآن کریم کی تلاوت شروع کردیتے جونہی تلاوت قرآن کے لئے بسم اللہ کرتے بیل خود بخود حرکت میں آجاتے پھر نہ اللہ والے کی زبان تھمتی اور نہ ہی بیل رکتے۔ یہ سلسلہ دو پہر تک جاری رہتا اور جب آپ قرآن کی آخری سورت کے آخری لفظ والناس تک پہنچتے بیل خود بخود ٹھہر جاتے۔

عشقِ الٰہی کی آگ میں جلا ہوا یہ وجود جب کلام الٰہی کی تلاوت شروع کرتا تو ہر طرف سناٹا چھا جاتا جس کی آنکھوں میں جمالِ الٰہی کا خمار ہو اور زبان وقلب میں انوارالٰہیہ کی چاشنی ہو اس کی تلاوت کا انداز جداگانہ ہوتا ہے۔

جیسے ہی چشمہ تسلیم ورضا سے دھلی ہوئی یہ زبان کھلتی کھیت کے چاروں طرف لوگ دیوانہ وار کھڑے ہو جاتے اور وہ کھڑے کھڑے پورا قرآن کریم سن لیتے کھڑے کھڑے نہ کسی کو اکتاہٹ محسوس ہوتی اور نہ تھکاوٹ انہیں اس بات کا شعور ہی نہ رہتا کہ ہم کھڑے ہیں یا بیٹھے۔

تلاوتِ قرآن کریم کے تین مدارج ہیں:

۱۔ عالم ملک وملکوت کی ہر چیز عیاں ہو جاتی ہے۔ وہ تلاوت کرتا ہے اور عالم ملک وملکوت کے سربستہ رازوں کا مشاہدہ کرتا جاتا ہے۔

۲۔ قاری ذاتِ خدا میں اس درجہ فنا ہوتا ہے کہ زبان تو قاری کی ہوتی ہے لیکن کلام متکلم کا۔ جیسے شجر موسیٰ علیہ السلام سے متکلم کلام کرتا ہے اسی طرح.......... قاری سے متکلم کلام فرما رہا ہوتا ہے۔

زنانِ مصر نے چہرہ یوسف میں تجلیاتِ الٰہیہ کا مشاہدہ کیا انہیں اپنے اپنے وجود کا

احساس تک نہ رہا انہوں نے چھریوں سے پھلوں کی بجائے اپنے اپنے ہاتھ زخمی کر لئے۔ ان کے ہاتھوں سے خون رس رہا ہے لیکن ان کی نگاہیں جمالِ یوسفی پر مرکوز ہیں۔

یوں ہی عمدۃ الاذکیاء عارف باللہ حضرت خواجہ قاضی اکبر علی صدیقی رحمہ اللہ کی زبان مبارک سے لوگ اللہ کے کلام کو سنتے انہیں ہوش ہی نہ رہتا کہ وہ کھڑے ہیں انہیں اپنا کئی گھنٹے کھڑا رہنا بھول جاتا اور وہ کلام الٰہی کی حلاوت میں ہی مست ہوتے رہتے۔ حالانکہ کھڑا ہونا تو درکنار انسانی فطرت میں کئی گھنٹے جم کر بیٹھنا بھی مشکل ہوتا ہے۔

گلستانِ صدیقی کے گل سرسبد حضرت خواجہ قاضی اکبر علی صدیقی رحمہ اللہ کی ذاتِ خدا میں اس درجہ فنائیت ہی کا ثمر ہے کہ اللہ نے آپ کی اولادِ امجاد میں حضرت قبلہ عالم سلطان الاولیاء خواجہ قاضی محمد سلطان عالم صدیقی چچھوی رحمہ اللہ کو پیدا کیا جن کے اخلاص وللّٰہیت اور قدسی صفات اولاد امجاد کی خوشبو وادی جنت نظیر کشمیر کے ہزاروں گھروں میں محسوس کی جا سکتی ہے اور اس خوشبو کی مہک کشمیر و پاکستان کی سرحدوں سے تجاوز کر کے دیارِ غیر میں بھی بے شمار لوگوں کے ایمانوں کو تازگی و فرحت بخش رہی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ حَمْداً کَثِیْراً.

آپ کے بارے میں یہ بات بھی پایہ ثبوت تک ہے کہ تلاوت قرآن کے دوران اگر قضائے حاجت کی ضرورت پیش آتی تو اپنی زبان بڑی مضبوطی سے دانتوں میں دبا لیتے ورنہ ان کی زبان قابو سے باہر ہوتی اور تلاوت میں مگن رہتی۔

حفاظ کرام سے چند گذارشات

کلامِ الٰہی کو سینے میں محفوظ رکھنے کی سعادت حاصل کنندگان حفاظ کرام کی خدمتِ اقدس میں چند گذارشات پیش کی جاتی ہیں اللہ وحدہ لاشریک اپنے پاک وطیب کلام کے طفیل ہم سب مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللّٰہ علیہ وسلم

ا

جس شخص کے پاس قیمتی خزانہ ہو وہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ جو اپنے اثاثہ کی حفاظت نہ کرے اسے اس کا اہل شمار نہیں کیا جاتا۔

اللہ جل جلالہ نے محض اپنے فضل وکرم سے آپ کو سب سے قیمتی اثاثہ عطا فرمایا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ذراسی غفلت محروی کا باعث بن جائے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے بے شمار سامانِ سعادت وفیروزبختی پیدا کئے انہیں بھی حاصل کیجئے لیکن جو سعادت عظمیٰ نصیب ہو چکی ہے اسے ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَعَاهَدُوا هٰذَاالْقُرآنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیاً مِّنَ الاِبِلِ فِیْ

عُقُلِهَا.[1]

اس قران کی حفاظت کرو۔اس ذاتِ اقدس کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے یقیناً قرآن کریم پیروں میں بندھن لگے ہوئے اُونٹوں سے بھاگ نکلنے میں زیادہ تیز ہے۔

یہ حدیث پاک ان الفاظ سے بھی ہے:

عَنْ عَبدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ اِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ.[2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حافظِ قرآن کی مثال بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے اگر اس کی دیکھ بھال کی تو اسے اپنے ہاں روکے رکھا اور اگر اسے آزاد چھوڑا تو بھاگ گیا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایت اس طرح ہے:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

تَعَاهَدُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَلُّتاً مِنَ الاِبِلِ فِيْ عُقُلِهَا.[3]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس قرآن کی حفاظت کرو۔قسم ہے اس ذات حق کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے بندھن لگے اُونٹ کے کود کر نکل جانے

(۱) بخاری ۲/۷۵۳ مسلم ۱/۲۶۷ مشکوٰۃ ۱۹۰

(۲)(۳) صحیحین

سے یہ نکل جانے میں زیادہ تیز ہے۔

اس نعمت کبریٰ کی حفاظت ہر صاحب نعمت پر فرض ہے۔ اس کا طریقہ یہی ہے کہ روزانہ کچھ حصہ معین کر کے تلاوت کی جائے۔ روزانہ تلاوت کرنے والا یقیناً اس عظیم نعمت سے ہاتھ نہیں دھوئے گا۔

اس حدیث پاک کے الفاظ مدنظر رکھیئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عُرِضَتْ عَلَیَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِیْ فَلَمْ اَرَذَنْباً اَعْظَمُ مِنْ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْآنِ اَوْ آیَةٍ اُوْتِیهَا رَجُل" ثُمَّ نَسِیَهَا۔ [1]

میرے سامنے میری امت کے گناہ پیش کیئے گئے تو میں نے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہ دیکھا کسی آدمی کو قرآن کی کوئی سورت یا کوئی آیت یاد تھی پھر اُسے وہ بھول گیا۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ ان الفاظ سے روایت کرتے ہیں:

عُرِضَتْ عَلَیَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِیْ فَلَمْ اَرَاَعْظَمُ ذَنْباً مِّنْ رَّجُلٍ اُوْتِیَ آیَةً فَنَسِیَهَا۔ [2]

میرے سامنے میری امت کے گناہ پیش کیئے گئے تو میں نے اس آدمی کے گناہ سے بڑھ کر کوئی گناہ نہ دیکھا جسے قرآن کی کوئی آیت زبانی یاد تھی پھر وہ بھول گیا۔

---

(۱) ترمذی ۲/ ۱۱۱۵ الترغیب والترہیب

(۲) مرقاۃ شرح مشکاۃ

اللہ رب العزت جس پر لطف وکرم فرماتے ہوئے اپنے کلام کے حفظ کی سعادت سے بہرہ ورفرمائے وہ ناقدری کرتے ہوئے اسے بھلادے تو اس کا گناہ اگر اعظم گناہ قرار دیا گیا تو جائے تعجب نہیں۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عظیم گناہ سے خبردار کرتے ہوئے اور قرآن کی اہمیت کومزید واضح کرتے ہوئے اس طرح فرمایا:

مَامِنْ إمْرَءٍ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ يَنسَاهُ اِلاَّ لَقِيَ اللّٰهَ أجزَمُ.[1]

جو آدمی قرآن پڑھے پھر اسے بھول جائے وہ قیامت کے دن اللہ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اس کے جسم پر جزام کے اثرات واضح ہوں گے۔

کتنا بڑا فرق ہے اس حافظ قران میں جو حقوق کی رعایت کرتے ہوئے اس قرآن کو یادرکھتا ہے اور دوسرا وہ جو قرآن بھول جاتا ہے۔ اوّل الذکر تاج کرامت سر پر سجائے عزت کی خلعت زیبا پہنے تاج شرف سے مزین اپنے والدین کے ہمراہ عرشِ الٰہی کے سایہ کے مزے لوٹ رہا ہو اور مؤخر الذکر فقط تھوڑی سی غفلت کے سبب جزام جیسی کریہ المنظر بیماریوں میں مبتلا ہو۔

اَللّٰهُمَّ احْفِظْنَا مِنْ بَلآءِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الآخِرَةِ

(۱) سنن ابوداؤد/ الترغیب والترہیب/ مشکوٰۃ

۲

گناہوں نافرمانیوں اور مصیبتوں سے دور رہیئے۔نور وظلمت اور حق و باطل کی جنگ روز اول سے جاری ہے آپ کے پاس سراپا نور کلام ربانی ہے اگر آپ گناہوں سے شغف رکھیں گے تو ہوسکتا ہے کہ گناہوں کی ظلمت اس نور کو مکدر کردے کہیں گناہوں کی بہتات اس شمع حق کو گل نہ کردے۔رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَایَقُلْ اَحَدُکُمْ نَسِیْتُ اٰیَۃَ کَذَابَلْ ھُوَ نُسِّیَ۔[1]

تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میں فلاں آیت بھول گیا بلکہ وہ ﴿اس کے کسی گناہ کے سبب﴾ اسے بھلادی گئی ہے۔

گناہ غضب الٰہی کو دعوت دیتا ہے اسکے اثرات اس طرح ظاہر ہوتے ہیں کہ آہستہ آہستہ انسان کے تعلق باللہ میں فتور آجاتا ہے اور قرآن کی آیات کا بھول جانا یقیناً تعلق باللہ میں کمی کے سبب ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بِئْسَمَا لِاَحَدٍ یَقُوْلُ نَسِیْتُ آیَۃَ کَیْتَ وَکَیْتَ بَلْ ھُوَ نُسِّیَ اِسْتَذْکِرُوا الْقُرْاٰنَ۔[2]

یہ کتنی بڑی بات ہے تم میں سے کوئی یہ کہتا پھرے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ اسے وہ آیات بھلادی گئیں۔قرآن کو خوب اچھی طرح یاد رکھو۔

اللہ ہر مرد مومن کو اس کے احسانات وانعامات کی قدر کی توفیق عطا فرمائے۔

---

(۱) بخاری/مسلم

(۲) بخاری ۱/۲۶۷-الترغیب والترہیب ۳/۱۷۹

۳

تقویٰ وطہارت کو شعار بنایئے اپنی آنکھوں کو موتیوں سے سجایئے اور رات کی طویل گھڑیوں میں اپنے پروردگار سے مناجات کا لطف اٹھایئے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یَا حَامِلَ الْقُرْاٰن تزَیَّنْ بِالْقُرْاٰن یُزَیِّنُکَ اللّٰہُ–وَیَنْبَغِیْ لِحَامِلِ الْقُرآن اَنْ یَکُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ لَیْلاً اِذَا کَانَ النَّاسُ نَامُوْا وَاَنْ یَکُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ حُزْناً اِذَا النَّاسُ فَرِحُوا(۱)

اے حافظِ قرآن! قرآنی احکامات سے اپنی ذات کو مزین کر اللہ تجھے ہر خوبی اور سعادت سے آراستہ فرمائے۔ حافظ قرآن کیلئے یہ مناسب ہے کہ جب رات کو لوگ سوئے ہوئے ہوں تو اس کی طویل گھڑیوں میں بیدار رہے اور جب لوگ حالت خوشی میں غافل ہوں تو وہ اپنی آخرت کی فکر میں طویل غم وحزن کو جگہ دے۔

یہ ارشاد گرامی کتنا واضح ہے کہ حافظ قرآن کے شب وروز عام لوگوں سے مختلف ہونے چاہییں لوگ غفلت کے باعث اور فکر آخرت سے بے نیاز ہو کر اس ناپئید ار زندگی کو خوشی کی لہروں کے سپرد کریں لیکن حافظ قرآن، قرآن کی عزت وحرمت کو مدنظر رکھتے ہوئے تقویٰ اور خوف خدا جیسی عظیم سعادت سے سعادت مندر ہے اس کی چال ڈھال اور گفتار وکردار یہ بات واضح کرر ہا ہو کہ یہ آدمی اس دنیا کا باسی نہیں بلکہ یہ مسافر ہے جو چند روز گزار کر اپنے اصلی وطن روانہ ہوگا۔ اسے اپنے وطن کی فکر ہے اور اپنے خالق ومالک سے ملاقات کا اشتیاق ہے۔

---

(۱) کنز العمال ۱/۶۲۲ الفردوس بماثور الخطاب للدیلمی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یَنۡبَغِیۡ لِحَامِلِ الۡقُرآن اَنۡ یَعۡرِفَ بِلَیۡلِہٖ اِذَا النَّاسُ نَائِمُوۡنَ وجِبَنَهَارِہٖ اِذَا النَّاسُ نَائِمُوۡنَ وَبِنَهَارِہٖ اِذَا النَّاسُ مُفۡطِرُوۡنَ وَبِحُزۡنِہٖ اِذَا النَّاسُ یَفۡرَحُوۡنَ وَبِبُکَائِہٖ اِذَا النَّاسُ یَخۡتَالُوۡنَ۔(۱)

حافظ قرآن کو چاہیئے کہ وہ اپنی رات کی قدر کرے۔ جب لوگ سوئے ہوئے ہوں اور دن کی قدر کرے جب لوگ بے روزہ ہوں اور اپنے حزن کی نگہداشت کرے جب لوگ فکر آخرت سے بے نیاز ہوکر خوش گپیوں میں مصروف ہوں اور وہ آنسو بہانا موقوف نہ کرے جب لوگ غرور وتکبر کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہوں۔

حقیقی دانا وبینا وہی ہے جو اپنے اوقات کی قدر کرتا ہے۔ انسانی زندگی کی ہر ساعت بڑی قیمتی ہے۔ زندگی کے لمحات اور انسانی سانس وہ عطیہ ربانی ہے جس کا کوئی بدل نہیں۔ صاحب قرآن کو احادیث میں ترغیب دی جارہی ہے کہ فانی لمحات کی قدر کرکے حیات جاودانی حاصل کی جاسکتی ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ هٰذَا الۡقُرۡآنَ نَزَلَ بِحُزۡنٍ فَاِذَا قَرَأۡتُمُوۡہُ فَابۡكُوۡا فَاِنۡ لَّمۡ تَبۡكُوۡا فَتَبَاكُوۡا۔(۲)

یہ قرآن سامان حزن کے ساتھ نازل ہوا ہے پس جب تم اس کی تلاوت کرو تو پلکوں پر

---

(۱) التبیان للنووی ۴۹

(۲) ابن ماجہ ۱۹۶ الترغیب والترہیب ۳/ ۱۱۸

آنسو سجاؤ اور اگر ایسا نہ کر سکو تو رونے والی صورت ہی بنالو۔

فکر آخرت کی ترغیب اپنوں کو دی جارہی ہے۔ قاری و حافظ حضرات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خصوصی افراد میں شمار کر رہے ہیں۔

اسی خصوصی نسبت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمادیا:

قِيَامُ اللَّيْلِ فَرِيضَة" عَلٰى حَامِلِ الْقُرْاٰن وَلَوْرَكْعَتَيْنِ.[1]

تہجد کی نماز ادا کرنا حافظ قرآن پر فرض ہے۔ اگر چہ دو رکعت ہی ادا کرے۔

حافظ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی نسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے تقویٰ وطہارت اور خوف وخشیت سے آراستہ ہونا چاہیئے اور قیام اللیل کو اپنا شعار بنانا چاہیئے۔

۴

قرآن کریم کی تلاوت خوش آوازی سے کریں۔ حسین آواز سے تلاوت قرآن کریم کرنے والا اللہ کو محبوب ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا مبارک ہے کہ میری امت کلام الٰہی کو خوش آوازی سے پڑھے اور اللہ تعالیٰ بھی خوش آواز افراد کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ قرآن کو بڑی

محبت سے سنتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَااَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَااَذِنَ لِنَبِيِّ اَنْ يَّتَغَنّٰى بِالْقُرْآن.[2]

---

(۱) مسند الفردوس (۴۶۳۲)

(۲) الترغیب الترہیب ۳/۱۷۹ بخاری ۲/۱۵۷

اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس محبت سے نہیں سنتا جس محبت سے ایک نبی کے خوش آوازی سے قرآن کی تلاوت کو سنتا ہے۔

اس ارشادگرامی کے الفاظ اس طرح بھی ہیں:

مَااَذِنَ اللّٰهُ لِشَیْءٍ مَااَذِنَ لِنَبِيّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآن۔[1]

اللہ تعالیٰ کسی آواز کو اس محبت سے نہیں سنتا جس محبت سے وہ حسنِ صوت سے آراستہ نبی کی خوش آوازی سے تلاوتِ قرآن کو سنتا ہے۔

اللہ رب العزت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک کو جب وہ قرآن کی شیرینی سے شیریں ہو بڑی محبت اور چاہت سے سنتا ہے۔ اس زبان سے اللہ قرآن کو محبت سے کیوں نہ سنے جو ہمیشہ پاک ہے بلکہ اس بابرکت زبان سے نکلے ہوئے کلمات دلوں کی بستیوں کو پاک وصاف کر دیتے ہیں۔

اللہ نے اپنے قرآن کریم میں اس رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا ہے جو آپ کی اطاعت واتباع میں خوش الحانی سے قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ اللہ اس کی آواز کو بھی بڑی محبت سے سنتا ہے۔

مَااَذِنَ اللّٰهُ لِشَیْءٍ مَا اَذِنَ لِرَجُلٍ حَسَنِ التَّرَنُّمِ بِالْقُرْاٰن.

اللہ اس محبت سے کسی آواز کو نہیں سنتا جس محبت سے وہ اپنے نبی کے امتی کی زبان سے قرآن کو سنتا ہے جو حسن ترنم سے تلاوت کر رہی ہو۔

جس کے قرآن کو پروردگار عالم محبت سے سن لے وہ سب سے بڑا سعید و نیک بخت ہے۔

---

(۱) ابوداؤد/ بخاری ۲۔ ۱۵۷ مسلم ۱/ ۲۶۸

جب اللہ محبت سے تلاوت قرآن کو سنے گا تو اپنی جملہ عنایات ونوازشات کا رُخ اسی طرف کردے گا کیونکہ اس کی محبت کا تقاضا ہی یہی ہے۔خوش الحانی کی ترغیب دیتے ہوئے یوں بھی ارشادفرمایا:

لِکُلِّ شَیْءٍ حُلْیَۃٌ" وَحُلْیَۃُ الْقُرْآنِ الصَّوْتُ الْحَسَنُ۔[1]

ہر چیز کا ایک زیور ہےاورقرأت قرآن کازیورخوش الحانی ہے۔

خوش الحانی کے بارے میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں:

زَیِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِکُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ یَزِیْدُ الْقُرْآنَ حُسْناً۔[2]

قرأت قرآن کوخوش آوازی سے زینت بخشو کیونکہ خوش الحانی قرأت قرآن کے حسن میں اورنکھار پیدا کرتی ہے۔

اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش آوازی سے تلاوت قرآن کو پسند فرماتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ خوش آوازی سے تلاوت نہ کی جائے بلکہ عشاق تو محبوب کی ایک پسند پراپنی زندگیاں قربان کردیا کرتے ہیں۔

۵

حفاظ کرام کوعزت ووقار سے رہنا چاہیئے بلکہ اس شان سے رہیں کہ جوبھی ان سے ملاقات کرےان کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکےوہ اپنے باطن کے ساتھ اپنے ظاہر کو بھی آراستہ رکھیں کیونکہ کلام الٰہی جس ظرف میں ہواس کا باہر سے بھی عمدہ ہونا اشد ضروری ہے

---

(۱)اخرجہ عبدالرزاق

(۲)ابوداؤد/نسائی/ابن ماجہ/احمد یہ

اورقرآن جس جسم میں ہواس کے چہرے اورلباس میں حسن عمدگی اورنفاست ہونی چاہیئے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے حافظ قرآن کی شخصیت کے وقار کو مدنظر رکھتے ہوئے یہاں تک فرمایا:

نَظِّفُوْا اَفْوَاهَكُمْ فَاِنَّهَا طُرُقُ الْقُرْآن.[1]

اے حفاظ! اپنے منہ پاکیزہ اور صاف رکھو کیوں کہ یہ تلاوت قرآن کے راستے ہیں۔

امت کے والی اور معلم ومحسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بھی ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَفْوَاهَكُمْ طُرُقُ الْقُرْاٰنِ فَطَيِّبُوْهَا بِالسِّوَاكِ.

اے حفاظ کرام! تمہارے منہ تلاوتِ قرآن کی گزرگاہ ہیں اس لیئے انہیں مسواک سے پاکیزہ وطاہر رکھو۔

اسلامی تعلیمات کتنی ہمہ گیر اور جامع ہیں۔زندگی کا کوئی گوشہ چھوٹا ہو یا بڑا ایسا نہیں جس کے بارے میں اس پیارے دین کی ہدایات موجود نہ ہوں۔

آیئے ہم سب مسلمان اس نور بھرے دین میں پورے طور پر داخل ہوجائیں اور فلاح دارین سے سرفراز ہوجائیں۔

حفظ قرآن کے بارے میں یہ چند کلمات تحریر کئے ہیں اللہ انہیں اپنی بارگاہ بے کس پناہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور میرے لئے باعث نجات بنائے۔آمین

---

(۱) کنزالعمال ۱/۶۰۳

حسن خلق

عن انس – رضی اللّٰہ عنہ –قال : مامسست دیباجا ولاحریرا الین من کف رسول اللّٰہ –صلّی اللّٰہ علیہ وسلم ولاشممت رائحۃ قط اطیب من رائحۃ رسول اللّٰہ : صلّی اللّٰہ علیہ وسلم –ولقد خدمت رسول اللّٰہ – صلّی اللّٰہ علیہ وسلم –عشر سنین فما قال لی قط : اف ولاقال لِشَیٔ فعلتہ لم فعلتہ ولالِشَیء لم افعلہ . الا فعلت کذا۔

ترجمۃ الحدیث:

حضرت انس بن مالک-رضی اللہ عنہ- نے فرمایا: میں نے حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہ دیباج (موٹا ریشم) اور نہ کوئی حریر (باریک ریشم) چھوا اور حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس سے پھوٹنے والی خوشبو سے پاکیزہ کوئی خوشبو سونگھی۔

میں نے حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی۔آپ نے (ان دس سالوں میں) کبھی بھی مجھے اف نہیں کہا۔اور جو کام میں نے کیا اس کی بابت یہ نہیں کہا کہ یہ کام کیوں کیا اور جو کام میں نے نہ کیا اس کی بابت یہ نہیں فرمایا کہ اس طرح کام کیوں نہ کیا۔

صحیح بخاری رقم الحدیث(۳۵۶۱) جلد صفحہ
مسلم رقم الحدیث(۲۳۳۰) جلد صفحہ

وعن ابی الدراء رضی اللّٰہ عنه ان النبی صلّی اللّٰہ علیه وسلم قال : ماشیء اثقل فی میزان المومن یوم القیامة من خلق حسن وان اللّٰہ یُبْغضُ الفاحش البذی ء۔

ترجمة الحديث :

حضرت ابوالدرداء- رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مومن کے میزان میں قیامت کے دن کوئی چیز حُسن خلق سے زیادہ وزنی نہ ہوگی اور بیشک اللہ تعالیٰ بدزبان اور بے ہودہ گو کو ناپسند کرتا ہے۔

صحیح رواہ الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۰۲)	جلد	صفحہ
ابن حبان	رقم الحدیث (۵۶۶۴)	جلد	صفحہ
ابوداؤد	رقم الحدیث (۴۷۹۹)	جلد	صفحہ
الترغیب الترھیب	رقم الحدیث (۳۸۵)	جلد	صفحہ

وعن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال : سُئِل رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم عن اکثر مایدخل الناس الجنۃ ؟ قال تقوی اللّٰہ تعالٰی و حسن الخلق وسُئِل عن اکثر مایدخل الناس النار ؟ فقال الفم و الفرج۔

ترجمۃ الحدیث :

حضرت ابو ہریرہ۔رضی اللہ عنہ۔ نے فرمایا: حضور رسول اللہ۔صلّی اللہ علیہ وسلم۔ سے سوال کیا گیا کون سے عمل انسانوں کے جنت داخل کرنے کا سبب بنیں گے تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کا تقویٰ اور حسن خلق اور سوال کیا گیا کونسے عمل انسانوں کے آگ میں داخل کرنے کا سبب بنیں گے تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الفم (منہ) الفرج (ستر)

رواہ الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۰۴)		
وابن حبان	رقم الحدیث (۴۷۶)		
البخاری فی الادب المفرد	رقم الحدیث (۲۸۹-۲۹۴)	جلد	صفحہ
وابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۲۴۶)	جلد	صفحہ
المسند احمد	رقم الحدیث ( )	جلد۲	صفحہ۳۹۲
والحاکم	رقم الحدیث ( )	جلد۴	صفحہ۳۲۴
	وابن ابی الدنیا فی الصحت (رقم ۴)		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث ( )	جلد	صفحہ۳۸۵
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۲۴)	جلد	صفحہ

عن ابی ھریرۃ، عن رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم قال : اکمل المومنین ایمانا ، احسنھم خلقا : وخیارکم خیارکم نسائکم ۔

اخرجہ الطبرانی فی الکبیر	رقم الحدیث (۴۷۰)	جلد	صفحہ
الطیالسی	رقم الحدیث (۱۲۳۳)	جلد	صفحہ
المسند احمد	رقم الحدیث ( )	جلد۴	صفحہ۲۷۸
والطبرانی	رقم الحدیث (۴۸۰)	جلد	صفحہ
والطبرانی	رقم الحدیث (۴۷۹)	جلد	صفحہ
والطبرانی	رقم الحدیث (۴۷۵)	جلد	صفحہ
والطبرانی	رقم الحدیث (۴۶۹)	جلد	صفحہ
والطبرانی	رقم الحدیث (۴۶۶)	جلد	صفحہ
والطبرانی	رقم الحدیث (۴۶۴)	جلد	صفحہ
والطبرانی	رقم الحدیث (۴۶۳)	جلد	صفحہ
والطبرانی	رقم الحدیث (۴۸۲)	جلد	صفحہ
والطبرانی	رقم الحدیث (۴۸۱)	جلد	صفحہ
قال الھیثمی فی المجمع	رقم الحدیث ( )	جلد۸	صفحہ۲۴
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۲۷)	جلد۲	صفحہ
الترمذی	رقم الحدیث ( )	جلد	صفحہ

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مومنین میں زیادہ کامل الایمان وہ ہے جو ان میں سب سے حسن اخلاق والا ہے اور تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں بہتر ہیں۔

عن عائشة– رضی اللّٰہ عنہا ، قالت سمعت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم ویقول : ان المومن لیدرک بِحسن الخلق درجة القائم الصائم ۔

ترجمة الحدیث :

حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے سنا حضور رسول اللہ صلّی علیہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے:

بیشک مومن حسن خلق کے سبب قائم اللیل (رات بھر اللہ کی عبادت کرنے والا ہے) اور صائم النہار (دن کو روزہ رکھنے والا ہے) کا درجہ پالیتا ہے۔

رواہ احمد	رقم الحدیث ( )	جلد۶	صفحہ۹۴
ابوداؤد	رقم الحدیث (۴۷۹۸)	جلد	صفحہ
وابن حبان	رقم الحدیث (۴۸۰)	جلد	صفحہ
والحاکم	رقم الحدیث ( )	جلد۱	صفحہ۶۰
الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۳۸۶)	جلد	صفحہ

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عَمرو رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : اَلا اُخبِرُكُمْ بِاَحَبِّكُمْ اِلَىَّ ، وَاَقْرَبِكُمْ مِنِّى مَجْلِسًا يَومَ الْقِيَامَةِ ؟ فَاَعَادَهَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلاثًا. قَالُوا نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اَحْسَنُكُمْ خُلُقًا ۔

ترجمة الحديث :

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے سنا حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے : کیا میں تمہیں خبر نہ دوں جو مجھے زیادہ محبوب ہے اور قیامت کے دن مجلساً میرے زیادہ قریب ہوگا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے اسے دو یا تین مرتبہ دھرایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ہاں یارسول اللہ! حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں اخلاق کے اعتبار سے جو زیادہ اچھا ہے۔

حسن رواہ احمد	رقم الحدیث ( )	جلد۲	صفحہ ۲۱۸،۱۸
ابن حبان	رقم الحدیث (۴۸۵)	جلد	صفحہ
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۹۱)	جلد	صفحہ
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۳۵)	جلد	صفحہ
قال المحقق:	اسنادہ حسن		

عن اسامة بن شريک ، قال : قالوا : يا رسول اللّٰه : ما افضل ما اعطى المرء المسلم ؟ : قال : حسن الخلق ۔

ترجمة الحديث :

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی
یارسول اللہ! مرد مسلم کو سب سے افضل خصلت کون سی دی جاتی ہے۔
حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
حسن خلق۔

واحمد	رقم الحدیث ( )	جلد۲	صفحہ۱۶۱،۱۹۳
مسلم	رقم الحدیث (۲۳۲۱)	جلد	صفحہ
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۲۶)	جلد۲	صفحہ
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		

عن ابی الدرداء ، عن النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم ، قال: اثقل شیء فی المیزان الخلق الحسن ۔

ترجمة الحديث:

حضرت ابوالدرداء- رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (قیامت کے دن) میزان میں سب سے بھاری عمل حسن خلق ہے۔

اخرجہ ابوداؤد	رقم الحدیث (۴۷۹۹)	جلد	صفحہ
واحمد	رقم الحدیث ()	جلد ۶	صفحہ ۴۸،۴۴۶
الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۰۳)	جلد	صفحہ
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۳۰)	جلد ۲	صفحہ
قال المحقق:	اسنادہ محمد بن کثیر صحیح		

وَعَنْ انَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَقِیَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اَبَاذَرٍّ فَقَالَ یَااَبَاذَرٍّ اَلا اَدُلُّکَ عَلٰی خَصْلَتَیْنِ ھُمَا اَخَفُّ عَلَی الظَّھْرِ وَاَثْقَلُ عَلَی الْمِیْزَانِ مِنْ غَیْرِ ھِمَا ؟ قَالَ بَلٰی یَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ : عَلَیْکَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ وَطُوْلِ الصَّمتِ فوالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ مَا عَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِھِمَا۔

ترجمة الحديث :

حضرت انس بن مالک-رضی اللہ عنہ-نے فرمایا:

حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ذر-رضی اللہ عنہ- سے ملے تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ابو ذر! کیا میں تمہیں ایسی دو خصلتیں نہ بتاؤں جو جسم انسانی پر بڑی خفیف اور میزان پر باقی نیکیوں سے بڑی بھاری ہیں۔

حسن قال الہیثمی فی مجمع الذوائد	رقم الحدیث ( )	جلد۸	صفحہ۲۲
وابن ابی الدنیا فی الصمت رقم	رقم الحدیث (۵۵۸)	جلد	صفحہ
وانظر مسند ابی یعلی	رقم الحدیث (۳۲۹۸)	جلد	صفحہ
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۹۱)	جلد	صفحہ

انہوں نے (حضرت ابوذر نے!) عرض کی ہاں یا رسول اللہ! (کرم نوازی فرمایئے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حسن خلق کو لازم پکڑو اور طول صحت کو اختیار کرو قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جملہ مخلوقات نے ان جیسا نیک عمل نہ کیا۔

وَعَنْ اُسَامَةَ بنِ شَرِيكٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنهُ : قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّمَا عَلٰى رُؤُوسِنَا الطَّيرُ ، مايتكلم منا متكلم. اِذ جاءَ هُ اُنَاس'' فَقَالُو . مَنْ اَحَبَّ عِبادِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰه تَعَالَى ؟ قَالَ اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔

ترجمة الحديث:

حضرت اسامہ بن شریک -رضی اللہ عنہ- نے فرمایا:

ہم حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے (ہماری حالت یہ تھی کہ) گویا ہمارے سروں پر پرندہ ہے۔ ہم میں کوئی بات کرنے والا بات نہ کررہا تھا کہ چند آدمی آئے تو انہوں نے عرض کی: اللہ کے بندوں میں اللہ کو سب سے محبوب کون ہیں؟ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان میں حسن اخلاق والے۔

مجمع الزوائد	رقم الحدیث ( )	جلد۸	صفحہ۲۴
قال الھیثمی:	حسن		
والحاکم	رقم الحدیث ( )	جلدا	صفحہ۱۲۱
والبیھقی فی الآداب	رقم الحدیث (۱۴۱،۸۵۸)	جلد	صفحہ
والطیالسی فی سندہ	رقم الحدیث ( )	جلد	صفحہ۱۷۱
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۹۳)	جلد	صفحہ

جمعۃ المبارک

عن ابی لبابة بن عبد المنذر ، قال : قال النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم :
ان یوم الجمعة سید الایام ، واعظمها عند اللّٰہ ، وھو اعظم عند اللّٰہ من یوم الاضحٰی ویوم الفطر فیہ خمس خصال ، خلق اللّٰہ – فیہ آدم واھبط اللّٰہ فیہ آدم الی الارض ، وفیہ توفی اللّٰہ آدم ، وفیہ ساعة لا یسال اللّٰہ فیھا العبد شیئا الا اعطاہ مالم یسال حراما ، وفیہ تقُوم الساعة ، مامن ملک مقرب ولاسماء ولا ارض ولاریاح ولا جبال ولا بحر الا وھبن من یوم الجمعة ۔

ترجمة الحدیث :

حضرت ابو مامہ بن عبدالمنذر ر۔رضی اللہ عنہ۔ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: بیشک یوم الجمعۃ سیّدالایام ہےاور اللہ کے ہاں اعظم الایام ہےاور یہ اللہ کے ہاں یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر سے بھی زیادہ عظمت والا ہے۔

صحیح ابن ماجہ	رقم الحدیث ( )	جلد۱	صفحہ۳۲۱
قال المحقق:	حسن		
المشکاۃ	رقم الحدیث (۱۳۶۳)	جلد	صفحہ

اس میں پانچ

۱۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ اصلاۃ والسلام کو پیدا فرمایا۔

۲۔ اور اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو زمین پر اتارا۔

۳۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو وفات دی۔

۴۔ اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ بندہ اس گھڑی اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگے اللہ تعالیٰ اسے وہ عنایت فرماتا ہے جبتک کہ وہ حرام کا سوال نہ کرے۔

۵۔ اسی دن قیامت قائم ہوگی۔

ہر مقرب فرشتہ، آسمان وزمین، ہوائیں اور پہاڑ اور سمندر یوم الجمعۃ سے ڈرتے ہیں۔

عن شد ادبن اوس ، قال : قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم :

ان من افضل ایامکم یوم الجمعة ، فیه خلق آدم ، وفیه النفخة ، وفیه الصعقة ، فاکثر واعلی من الصلاة فیه ، فان صلاتکم معروضة علی فقال : رجل: یا رسول اللّٰہ ! کیف تعرض صلا تنا علیک وقد ارمت ؟ یعنی : بلیت– فقال : ان اللّٰہ عزوجل : قدحرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

ترجمة الحدیث :

حضرت شداد بن اوس– رضی اللہ عنہ– سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صحیح سنن ماجہ	رقم الحدیث( )	جلد۱	صفحہ۳۲۱
قال المحقق:	صحیح		
المشکاۃ	رقم الحدیث(۱۳۶۱)	جلد	صفحہ
التعلیق الترغیب	رقم الحدیث( )	جلد۱	صفحہ۲۴۹
التعلیق علی ابن خزیمۃ	رقم الحدیث(۱۷۵۸)	جلد	صفحہ
تخریج فضل الصلاۃ	رقم الحدیث(۲۲)	جلد	صفحہ
صحیح ابی داؤد	رقم الحدیث(۹۶۲)	جلد	صفحہ

تمہارے دنوں میں افضل یوم الجمعۃ ہے۔

اس دن آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا کیا گیا۔

اسی دن صور پھونکا جائیگا۔

اسی دن صعقہ ہے۔

پس تم اس دن مجھ پر کثرت سے درود شریف بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود شریف مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ! کیا ہمارا درود شریف اس وقت بھی آپ پر پیش کیا جائے گا جب آپ بوسیدہ ہو چکے ہونگے۔

تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام قرار دے دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے اجساد طاہرہ کو کھائے۔ یعنی اللہ کے انبیاء اپنے اپنے مزارات مبارکہ میں زندہ وجاوید ہیں۔

عن ابی هريرة ، ان رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلم قال:
الجمعة الى الجمعة كفارة مابينهما مالم تغش الكبائر۔

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہر جمعہ دوسرے جمعہ تک درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے جبکہ کبائر (کبیرہ گناہ) کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

صحیح ابن ماجہ — رقم الحدیث () — جلد۱ — صفحہ۳۲۲
قال المحقق: صحیح
صحیح الترغیب والترھیب — رقم الحدیث (۶۸۴) — جلد — صفحہ

عن اوس بن اوس الثقفی قال :سمعت النبی صلّی اللّٰه علیه وسلم یقول : من غسل یوم الجمعة واغتسل وبکر وابتکر، ومشی ولم یرکب ودنا من الامام ، فاستمع ولم یلغ ، کان له بکل خطوة عمل منه اجر صیا مها وقیامها۔

ترجمة الحديث :

حضرت اوس بن اوس الثقفی -رضی اللہ عنہ- نے فرمایا میں نے سنا حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے:

جس نے جمعۃ المبارک کے دن غسل کیا اور خوب اچھی طرح غسل کیا صبح اٹھا اور جلدی اٹھا اور پیدل چل کر جمعۃ المبارک کو گیا سوار نہ ہوا اور امام کے نزدیک بیٹھ گیا پس امام کے خطبہ کو غور سے سنا اور کوئی لغو بات نہ کی تو اس کے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزوں اور سال بھر کی شب بیداریوں کا ثواب ہے۔

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث ( )	جلد۱	صفحہ۳۲۲
قال المحقق:	صحیح		
المشکاۃ	رقم الحدیث (۱۳۸۸)	جلد	صفحہ
صحیح ابی داؤد	رقم الحدیث ( )	جلد۱	صفحہ۲۴۷

عن ابن عمر ، قال : سمعت النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم یقول علی المنبر .من اتی الجمعۃ فلیغتسل ۔

ترجمۃ الحدیث :

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے سنا حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم منبر پر (جلوہ افروز تھے اور) ارشاد فرما رہے تھے:

جو جمعۃ المبارک میں شریک ہو اسے چاہیے کہ وہ غسل کر کے آئے ۔

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث ( )	جلد ۱	صفحہ ۳۲۳
قال المحقق:	صحیح		
الروض	رقم الحدیث (۵۶۰،۴۹۳،۴۹۲)	جلد	صفحہ
التعلیق علی ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۷۵۱،۱۷۴۹)	جلد	صفحہ

عن ابى سعيد الخدرى ، ان رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلم قال :
غسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم۔

ترجمة الحديث :

حضرت ابوسعید خدری - رضی اللہ عنہ - سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ آدمی پر واجب ہے۔

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث ( )	جلدا	صفحہ۳۲۳
قال المحقق :	صحیح		
الروض			
صحیح ابی داؤد	رقم الحدیث (۹۸۵،۴۰۸)	جلد	صفحہ
	رقم الحدیث (۳۷۱،۳۶۸)	جلد	صفحہ

عن ابی هریرة ، قال : قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلم :

من توضا فاحسن الوضوء ، ثم اتی الجمعة ، فدنا وانصت واستمع ، غفرله مابینه وبین الجمعة الاخری ، وزیادة ثلاثة ایام ومن مس الحصی فقدلغا۔

ترجمة الحدیث :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے وضو کیا پس احسن طریقہ سے وضو کیا پھر جمعہ کی ادائیگی کیلئے آیا تو امام کے قریب بیٹھا اور خاموش رہا اور غور سے خطبہ کو سنا تو اس کے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ اور تین زیادہ کے گناہ معاف کر دیے جائیں۔

جس نے کنکروں کو مَس کیا (کنکریوں سے کھیلا) پس اس نے اپنا حصہ ضائع کیا۔

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث ( )	جلد	ا صفحہ ۳۲۴
قال المحقق:	صحیح		
صحیح ابی داؤد	رقم الحدیث (۹۶۴)	جلد	صفحہ

عن انس بن مالک ، عن النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم قال :
من توضا یوم الجمعة فبِهَاوَ نعمت ، یخری ء عنه الفریضة ، ومن اغسل فالغسل افضل۔

ترجمة الحدیث :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے جمعہ کے دن وضو کیا تو یہ وضو اس کیلئے کافی ہے اور عمدہ ہے اور اس سے فرض جمعہ ادا ہو جائے گا اور جس نے غسل کیا تو (سن لیجئے) غسل افضل واعلیٰ ہے۔

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث ( )	جلد ا	صفحہ ۳۲۴
قال المحقق:	صحیح		
صحیح ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۸۰)	جلد	صفحہ
المشکاۃ	رقم الحدیث (۵۴۰)	جلد	صفحہ
التعلیق علی ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۷۵۷)	جلد	صفحہ

عن سمرة بن جندب :

ان رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلم ضرب مثل الجمعة ثم التبکیر کناحر البدنة ، کناحر البقرة ،کناحر الشاه حتی ذکر الدجاجة ۔

ترجمة الحدیث :

حضرت سمرہ بن جندب -رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ

حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے جمعۃ المبارک پھر جمعہ میں جلدی آنے کی مثال بیان فرمائی جیسے

بدنہ (اونٹ وغیرہ) کی قربانی کرنے والا ہے (پھر اس کے بعد آنے والا) جیسے گائے کی قربانی کرنے والا ہے (پھر) بکری کی قربانی کرنے والا حتی کہ آپ نے مرغی کا ذکر فرمایا۔

صحیح سنن ابن ماجہ — رقم الحدیث ( ) — جلد ۱ — صفحہ ۳۲۵

قال المحقق : حسن صحیح

التعلیق ایضا — رقم الحدیث ( ) — جلد ۱ — صفحہ ۲۵۳

عن ابی هريرة، ان رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلم قال:

اذا كان يوم الجمعة، كان على كل باب من ابواب المسجد ملائكة يكتبون الناس على قدر منازلهم الاول فالاول، فاذا خرج الامام طووا الصحف ،واستمعوا الخطبة ، فالمهجم الى الصلاة كالمهدى بذبة ، ثم الذى يليه كمهدى بقرة ، ثم الذى يليه كمهد ى كبش: حتى ذكرالدجاجة والبيغة.

ترجمة الحديث :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب جمعۃ المبارک کا دن آتا ہے مساجد کے دروازوں میں سے ہر دروازے پر ملائکہ (فرشتے) متعین ہوتے ہیں جو لوگوں کے نام ان کے منازل و مراتب کے مطابق رکھتے

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث ( )	جلد۱	صفحہ۲۵۴،۲۵
قال المحقق:	صحیح		
التعلیق الرغیب	رقم الحدیث ( )	جلد۱	صفحہ۲۵۵
صحیح الترغیب	رقم الحدیث (۷۱۳)	جلد	صفحہ
صحیح ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۷۷)	جلد	صفحہ

پہلے آنے والا کا پھر اس کے بعد آنے والے کا جب امام نکل کر منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو وہ صحائف لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ غور سے سنتے ہیں پس پہلی گھڑی میں آنے والا کا اجر وثواب یوں ہے جیسے اللہ کی راہ میں اونٹ قربان کیا پھر دوسری گھڑی میں آنے والے کا ثواب جتنا گائے کو اللہ کی راہ میں قربان کیا پھر اس کے متصل تیسری گھڑی میں آنے والے کا ثواب اللہ کی راہ میں مینڈھے قربان کیا حتی کہ آپ نے مرغی اور انڈے کا ذکر فرمایا۔

عن ابی ذر ، عن النبی صلّی اللّٰہ علیه وسلم قال :

من اغسل یوم الجمعة فاحسن غسله ، وتطهر فاحسن طهوره ، ولبس من احسن ثیابه ، ومس ماکتب اللّٰہ له من طیب اهله ، ثم اتی الجمعة ولم یلغ ، ولم یفرق بین اثنین غفرله مه بینه وبین الجمعة الاخری ۔

ترجمة الحدیث :

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے جمعۃ المبارک کے دن غسل کیا پس احسن طریقے سے غسل کیا اور اس نے طہارت کی تو احسن طریقے سے طہارت کی اور اپنے اچھے کپڑے پہنے اور اللہ تعالیٰ نے جو عنایت فرمائی اس سے اپنے گھر کی خوشبو لگائی پھر مسجد میں آیا اور کوئی لغو بات نہ کی اور دو مسلمانوں کے درمیان تفریق نہ کی۔ تو اس کے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان گنا معاف کر دیے جائیں گے۔

صحیح سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ( ) جلدا صفحہ ۳۲۶

قال المحقق : حسن صحیح

التعلیق ایضاً رقم الحدیث (۶۴، ۶۳، ۱۷۱۲، ۱۸۱۲) جلد صفحہ

التعلیق الترغیب رقم الحدیث ( ) جلدا صفحہ ۲۵۸

عن ابن عباس ،قال : قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلم:
ان هـذا یوم عید جعله اللّٰه للمسلمین ، فمن جاء الی الجمعة فلیغسل، وان کان طیب فلیمس منه ، وعلیکم بالسواک ۔

ترجمة الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک یہ (جمعہ کا دن) یوم عید ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمین کیلئے نور فرمایا ہے پس جو آدمی صلاۃ الجمعہ کی ادائیگی کیلئے آئے تو اسے چاہیے کہ وہ غسل کرے اگر اسے خوشبو میسر ہو اس خوشبو کو اپنے جسم پر لگائے اور تم پر مسواک کرنا لازم ہے۔

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث ()	جلد ۱	صفحہ ۳۲۶
قال المحقق:	صحیح		
المشکاۃ	رقم الحدیث (۱۳۸۹،۹۹)	جلد	صفحہ
الترغیب	رقم الحدیث (۴۰۸)	جلد	صفحہ
التعلیق الرغیب	رقم الحدیث ()	جلد ۱	صفحہ ۲۵۳

توبہ

التوبہ

تاب- توبة :رجع

تاب- توبةً کا معنی ہے لوٹنا

شریعت اسلامیہ میں توبہ کا معنی ہے۔

اَلرَّجُوْعُ مِنْ مَعْصِیَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی اِلٰی طَاعَتِهٖ ۔

اللہ تعالیٰ کی معصیت ونافرمانی سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرمانبرداری کی طرف لوٹنا۔

توبہ کے تین درجے ہیں

ا۔ کفر سے ایمان کی طرف توبہ کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے قُلْ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوا اِنْ یَنْتَهُوا یُغْفَرْ لَهُمْ مَاقَدْسَلَفَ۔[1]

اے حبیب! آپ فرمادیجئے کہ ان لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا اگر وہ باز آجائیں (کفر سے) تو ان کے پچھلے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک اور ارشاد گرامی ملاحظہ ہو: وَالَّذِیْنَ لَایَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَلَایَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَایَزْنُوْنَ وَمَنْ یَفْعَلْ ذَالِکَ یَلْقَ اَثَامًا. یُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَحِیْمًا ۔[2]

(۱) الانفال ۳۸

(۲) الفرقان ۲۵ ۶۸ تا ۷۰

اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور اِلٰـہِ (معبود) باطل کی عبادت نہیں کرتے اور قتل نہیں کرتے اس نفس کو جس کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ بدکاری کرتے ہیں اور جو یہ کام کرے گا تو اس کا گناہ پائے گا۔ اس کیلئے قیامت کے دن عذاب کو دگنا کر دیا جائے گا اور اس عذاب میں ذلیل وخوار ہو کر ہمیشہ رہے گا۔

مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور عمل صالح بجالایا تو یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں مین بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے۔

امام نوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قال العلماء : التَّوْبَةُ وَاجِبَةٌ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ ، فَإِنْ كَانَتِ الْمَعْصِيَةُ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالَى لا تَتَعَلَّقُ بِحَقِّ آدَمِيٍّ ؛ فَلَهَا ثَلاثَةُ شُرُوطٍ:

أَحَدُهَا : أَنْ يُقْلِعَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ .

وَالثَّانِي : أَنْ يَنْدَمَ عَلَى فِعْلِهَا .

وَالثَّالِثُ : أَنْ يَعْزِمَ أَنْ لا يَعُودَ إِلَيْهَا أَبَدًا ، فَإِنْ فُقِدَ أَحَدُ الثَّلاثَةِ لَمْ تَصِحَّ تَوْبَتُهُ .

وَإِنْ كَانَتِ الْمَعْصِيَةُ تَتَعَلَّقُ بِآدَمِيٍّ فَشُرُوطُهَا أَرْبَعَةٌ : هٰذِهِ الثَّلاثَةُ ، وَأَنْ يَبْرَأَ مِنْ حَقِّ صَاحِبِهَا ؛ فَإِنْ كَانَتْ مَالًا أَوْ نَحْوَهُ رَدَّهُ إِلَيْهِ ، وَإِنْ كَانَتْ حَدَّ قَذْفٍ وَنَحْوَهُ مَكَّنَهُ مِنْهُ أَوْ طَلَبَ عَفْوَهُ ، وَإِنْ كَانَتْ غِيبَةً اسْتَحَلَّهُ مِنْهَا . وَيَجِبُ أَنْ يَتُوبَ مِنْ جَمِيعِ الذُّنُوبِ ، فَإِنْ تَابَ مِنْ بَعْضِهَا صَحَّتْ تَوْبَتُهُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَقِّ مِنْ ذٰلِكَ الذَّنْبِ ، وَبَقِيَ عَلَيْهِ الْبَاقِي . وَقَدْ تَظَاهَرَتْ دَلائِلُ الْكِتَابِ ، وَالسُّنَّةِ، وَإِجْمَاعِ الْأُمَّةِ عَلَى وُجُوبِ التَّوْبَةِ :

علماء کرام نے ارشاد فرمایا

ہر گناہ سے توبہ واجب ہے

اگر گناہ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے اور اس گناہ کا کسی آدمی کے حق سے کوئی تعلق نہیں تو ایسے گناہ کو توبہ کیلئے تین شرطیں ہیں:

ایک یہ کہ اس گناہ کو بالکل چھوڑ دے

دوسری شرط: اس گناہ کے کرنے پر شرم سار ہے

تیسری شرط: وہ پختہ عزم کرے کہ اس گناہ کی طرف کبھی بھی رجوع نہیں کرے گا۔

اگر ان تین شرطوں میں سے ایک بھی مفقود ہوگئی تو اس کی توبہ صحیح نہیں نہ ہوگی۔

اگر اس کی معصیت کسی آدمی سے متعلق ہے تو اس معصیت کی توبہ کیلئے چار شرطیں ہیں: تین یہی مذکورہ اور چوتھی شرط یہ ہے کہ صاحب حق کا حق ادا کرے۔ اگر کسی کا مال یا اس قسم کی کوئی چیز ناجائز طریقے سے لی ہو تو اس چیز کو اسے واپس کر دے اور اگر کسی پر تہمت لگائی ہو جس سے اس پر حد قذف جاری ہوتی ہو یا اس سے مثل تو اسی کی حد اپنے آپ پر لگوائے یا اس سے معافی طلب کرے اور اگر کسی کی غیبت کی ہو تو اس کو (بھی) اس سے معاف کروائے۔ اور اس پر لازم ہے کہ تمام گناہوں سے توبہ کرے اگر اس نے بعض گناہوں سے توبہ کی تو اہل حق - اہل سنت کے نزدیک اس کی توبہ اس گناہ سے درست ہے۔ (لیکن) باقی گناہوں اس کے باقی رہیں گے (جب تک درج بالا شرائط سے ان کی توبہ نہیں کرتا) توبہ کے وجوب پر کتاب وسنت کے بکثرت دلائل ہیں اور اجماع امت بھی ہے۔

قَالَ ابْنِ الْمُبَارَكِ

حَقِيْقَةُ التَّوْبَةِ لَهَاسِتُّ عَلَامَاتٍ

اَلنَّدُمُ عَلٰى مَامَضٰى

وَالْعَزْمُ عَلٰی اَنْ لَایَعُوْدَ

وَیُؤَدِّیْ کُلَّ فَرْضٍ ضَیَّعَهُ

وَیُؤَدِّیْ اِلٰی کُلِّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهُ مِنَ الْمَظَالِمِ

وَیُذِیْبُ الْبَدَنَ الَّذِیْ زَیَّنَهُ بِالسُّحْتِ وَالْحَرَامِ بِالْهُمُوْمِ وَالْاَحْزَانِ حَتّٰی یَلْصِقَ الْجِلْدُ بِالْعَظْمِ ثُمَّ یُنْشَأُ بَیْنَهُما لَحْماً طَیِّبًا اِنْ هُوَ نَشَأَ.

وَیُذِیْقُ الْبَدَنَ اَلَمَ الطَّاعَةِ کَمَا اَذَاقَهُ لَذَّهَ الْمَعْصِیَةِ۔ (1)

حضرت ابن المبارک رحمۃ اللہ نے فرمایا

سچی توبہ کی چھ (۶) علامتیں ہیں۔

۱۔ گزشتہ گناہوں پر ندامت۔

۲۔ آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم۔

۳۔ ہر ضائع کیا ہوا فرض ادا کرنا۔

۴۔ ہر ذی حق پر جو مظالم کیے ہیں ان کی تلافی کر کے حق ادا کرنا۔

۵۔ سحت وحرام سے جس بدن کو زینت بخشی اب اسے ہموم واحزان سے پگلانا یہاں تک کہ جلد ہڈیوں سے چمٹ جائے پھر ہڈیوں اور جلد کے درمیان اگر ممکن ہو تو طیب وطاہر گوشت کی پرورش کرے۔

۶۔ بدن کو اطاعت وفرمانبرداری کے الم سے روشناس کرانا جیسے اسے معصیت کی لذت سے روشناس کردیا تھا۔

---

(۱) عمدۃ القاری ۲۲: ۴۴۴

قال اللّٰہ تعالٰی :(وَتُوبُوٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیعًا اَیُّہَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُونَ)[1]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اے اہل ایمان ! سب کے سب توبہ کرو اللہ کی طرف تا کہ تم دونوں جہاں میں فلاح پا جاؤ۔

اللہ وحدہ لاشریک اس آیت کریمہ میں اہل ایمان سے مخاطب ہے اور انہیں بتا رہا ہے کہ اللہ کا در توبہ کھلا ہوا ہے۔ اہل ایمان سے کمی کوتاہی ہوتی رہتی ہے اس لئے انہیں اللہ کی بارگاہ میں رجوع کرنا چاہیے اس سے معافیاں مانگنی چاہیے تا کہ وہ نظرِ کرم فرمائے اور ان کی معصیتوں کے تمام داغ دھو دے۔

توبہ کے نتیجے میں اللہ ذوالجلال نے فلاح وکامیابی کا وعدہ فرمایا ہے۔

یہ فلاح وکامیابی اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلم کے احکامات ماننے میں ہے ان کی غیر مشروط اطاعت وفرمانبرداری میں ہے:

فَاِنَّ الْفَلَاحَ کُلَّ الْفَلَاحِ فِی فِعْلِ مَااَمَرَ اللّٰہُ بِہٖ وَرَسُوْلُہٗ وَتَرْکِ مَانَھَیَا عَنْہُ وَاللّٰہ تَعَالٰی ھو المستعان ۔[2]

بیشک فلاح وکامرانی، ہر قسم کی فلاح وکامیابی اللہ اور اسکے رسول نے جو حکم دیا ہے اس کے بجالانے میں اور جن چیزوں سے انہوں نے منع فرمایا ان سے رک جانے میں ہے۔

---

(۱) النور/۳۱

(۲) ضیاء القرآن ۳/۳۲۰

وَقَالَ تَعَالٰی :(اَسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا اِلَيْهِ)۱

تُوْبَةً نَصُوْحًا

(يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوْحًا)۲

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے ایمان والو! اللہ کی طرف توبہ کرو خالص توبہ۔

امام بخاری رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

قَال قَتَادَةُ: تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوْحًا: اَلصَّادِقَةُ النَّاصِحَةُ ۔۳

حضرت قتادہ نے فرمایا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوْحًا میں تَوْبَةً نَصُوْحًا سے مراد سچی اور ہر قسم کی آلائشوں سے پاک توبہ ہے۔

ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

نَصَحَ الشَّيْئُ خَلَصَ وَالنَّاصِحُ : اَلْخَالِصُ مِنَ الْعَسَلِ وَغَيْرِهٖ وَكُلُّ شَيْئٍ خَلَصَ فَقَدْ نَصَحَ۔ (لسان العرب)

نَصَحَ الشَّيْئُ کا معنی ہے چیز کا خالص ہونا وَالنَّاصِحُ اَلْخَالِص شہد وغیرہ کو کہتے ہیں اور ہر چیز جو خالص ہو یعنی ملاوٹ سے پاک ہو اس کیلئے قد نصح بولا جاتا ہے۔

(۱) ہود/۳

(۲) التحریم/۸

(۳) صحیح البخاری مع العمدۃ ۲۲/۴۳۵

الجووی لکھتے ہیں:

اِنْتَصَحَ فُلَان'' ، اَیْ قَبِلَ النَّصِیْحَةَ وَرَجُل'' نَاصِحُ الْجَیْبِ، نقِیُّ الصَّدْر ، نَاصِحُ الْقَلْبِ لَاغِشَّ فِیْهِ کَقَوْلِهِمْ طَاهِرُ الثَّوْبِ۔[1]

اِنْتَصَحَ فُلَان'' کا معنی ہے فلان نے نصیحت کو قبول کرلیا رَجُل'' نَاصِحُ الْجَیْب اس آدمی کو کہا جاتا ہے۔ جو پاک سینے والا ہو۔ نَاصِحُ الْقَلْب اس کو کہا جاتا ہے جس کے دل میں کوئی کھوٹ نہ ہو۔ جیسے اہل عرب طاہر القلب بولتے ہیں۔

النَّصْحُ : مَصْدَرُ قَوْلِکَ نَصَحْتُ الثَّوْبَ اِذَا خِطْتَهٗ۔

النَّصْحُ یہ نَصَحْتُ الثَّوْبَ سے مصدر ہے نَصَحْتُ الثَّوْبَ اس وقت بولا جاتا ہے جب تو کپڑے کو سی لے۔

وَمِنْهُ التَّوْبَةُ النَّصُوْحُ .وَنَصَحَ الثَّوْبَ وَالْقَمِیْصَ یَنْصَحُهٗ نَصْحًا وَفَصْحَةً خَاطَهٗ۔[2]

اور اسی سے التَّوْبَةُ النَّصُوْحُ ہے نَصَحَ الثَّوْبَ وَالْقَمِیْصَ نصحاً نَصْی اس کا معنی سینا ہے۔

النَّصُوح کے تین معنی ہوئے۔

۱۔ خالص شہد جو ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہو۔

۲۔ کپڑا سینا۔

۳۔ نصیحت۔

---

(۱)(۲) الصحاح للجوہری

حضور ضیاء الامۃ رحمۃ اللہ لکھتے ہیں۔

ا۔ وہ شہد جس کو موم اور دیگر آلائشوں سے پاک کر دیا گیا ہو اسے عسل'' ناصح (شہد خالص) کہتے ہیں۔ اگر نصوحا اس سے ماخوذ ہو تو مقصد یہ ہوگا کہ تمہاری توبہ نفاق، ریا اور کاہلی کی آلائشوں سے پاک ہونی چاہئے۔

۲۔ پھٹے ہوئے کپڑے کو مرمت کرنا، چاکوں کو رفو کرنا، نصاحۃ الصوب کہلاتا ہے۔ اگر نصوحا کا یہ ماخذ ہو تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ جس طرح گناہوں سے تم نے اپنے ایمان کا لباس تار تار کر دیا ہے اور اپنے تقویٰ کے پیرہن میں چاک ڈال دیے ہیں، اب ایسی توبہ کرو کہ وہ چاک رفو ہو جائیں اور ان کا کوئی نشان بھی باقی نہ رہے۔

۳۔ نصوحا کی اصل نصیحت ہے۔ اس وقت اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ایسی توبہ کرو کہ اس کے آثار تم میں نمایاں ہو جائیں۔ تم میں نمودار ہونے والی خوش آئند تبدیلی کو دیکھ کر دوسرے گناہ گار بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں اور وہ بھی اپنی غفلت و عصیاں سے آلودہ زندگی کو ترک کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

وعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللّٰه عنه قَالَ : سَمِعْتُ رسولَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ : ((واللّٰه ! اِنِّی لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوبُ اِلَیْهِ فی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِینَ مَرَّةً)).رواه البخاری .

ترجمة الحديث :

حضورابوہریرہ-رضی اللہ عنہ- نے فرمایا:

میں نے سنا حضوررسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے

اللہ کی قسم ! بیشک میں ایک دن میں ستر (70) مرتبہ سے زیادہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں اوراس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

وَعَنِ الأَغَرِّ بْن يَسَارِ الْمُزَنِيِّ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ : قَالَ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ((یا اَیُّھَا النَّاس ! تُوبُوا اِلی اللّٰہ واسْتَغْفِرُوہُ فَاِنّی اَتُوبُ فی الْیَوْمِ اِلَیْہِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ))۔ رواہ مسلم ۔

ریاض الصالحین	رقم الحدیث (۱۴)		صفحہ ۴۲
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۱۶۶۴)	جلد ۲	صفحہ ۱۶۴
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۷۰۲)	جلد ۵	صفحہ ۲۴۸
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۳۲۵)	جلد ۲	صفحہ ۱۹ے
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۷۷۳)	جلد ۱۳	صفحہ ۵۲۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۷۷۶)	جلد ۱۳	صفحہ ۵۲۵
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۸۸۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۰۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۲۰۹)	جلد ۱۴	صفحہ ۱۲۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۸۲۱۰)	جلد ۱۴	صفحہ ۱۲۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمۃ الحدیث :

حضرت الاغر بن یسار المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! اللہ کی طرف توبہ کیا کرو اور اس سے استغفار کیا کرو میں ایک دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

الاستغفار:

طَلَبُ الْمَغْفِرَةِ وَهِيَ الصَّفحُ عَنِ الذَّنْبِ وَاَصْلُ الغَفْرِ السَّتْرُ ۔

استغفار مغفرت طلب کرنا ہے اور یہ گناہ سے درگزر کرنا ہے غفر کا اصل معنی ستر یعنی ڈھانپنا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو یعنی دعا مانگو کہ وہ تمہارے گناہوں سے درگزر فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے علاوہ اور کونسی بارگاہ ہے جس میں ایک انسان مغفرت طلب کرے استغفار کے لئے اپنے ہاتھوں کو پھیلائے ساری مخلوق محتاج ہے اور محتاج سے استغفار چہ معنی دارد؟ استغفار تو اس ذات سے ہوتی ہے جو ہر ایک کا خالق و مالک ہو اور کل کائنات اس کی محتاج ہو۔

مغفرت کا اصل معنی ڈھانپنا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے التجا کرنی چاہئے کہ اے خالق و مالک اے ارحم الراحمین ہمارے گناہوں اور ہماری معصیتوں کو اپنے کرم کی چادر میں ڈھانپ لے اور عفو کے پردہ میں چھپالے۔

معالم التزیل میں یہ حدیث پاک مروی ہے ملاحظہ ہو:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ – رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ – اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ :

یَا اَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ فَاِنِّیْ اَتُوْبُ اِلٰی رَبِّیْ کُلَّ یَوْمٍ مَائَۃَ مَرَّۃٍ۔

ترجمۃ الحدیث :

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سنا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے:

اے لوگو! اللہ کی طرف توبہ کرو بیشک میں اپنے رب کی طرف توبہ کرتا ہوں روزانہ سو مرتبہ۔

معالم تنزیل للبغوی رقم الحدیث (۱۵۲۰) جلد ۳ صفحہ ۴۰۵
قال المحقق: اسنادہ صحیح

انہی حضرت عبداللہ بن عمر کی گواہی ملاحظہ ہو:

اِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ الْمَجْلِسِ يَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ مَائَةَ مَرَّةٍ ۔

معالم التنزیل	رقم الحدیث (۱۵۲۱)	جلد۳	صفحہ۴۰۶
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علی شرط البخاری ومسلم		
نظرۃ النعیم			صفحہ۱۲۹۲
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۳۴)	جلد۴	صفحہ۳۳۱
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح غریب		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۵۱۶)	جلد۲	صفحہ۱۲۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۳۴۲)	جلد۱	صفحہ۲۸۳
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۸۱۴)	جلد۴	صفحہ۲۹۱
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۰۹۰)	جلد۳	صفحہ۲۴۸
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۵۵۶)	جلد۲	صفحہ۹۶
عمل الیوم واللیلۃ ابن سنی	رقم الحدیث (۳۷۰)		صفحہ۳۲۷
مسند احمد	رقم الحدیث (۴۷۲۶)	جلد۴	صفحہ۳۷۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۴۲۲)	جلد۶	صفحہ۲۲۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۹۲۷)	جلد۳	صفحہ۲۰۶
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		

ترجمة الحديث :

حضرت عبداللہ بن عمر-رضی اللہ عنہما-کا بیان ہے

ہم حضور رسول اللہ-صلّی اللہ علیہ وسلم-کا شمار کیا کرتے تھے کہ حضور ایک ہی مجلس میں اٹھنے سے پہلے سو مرتبہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کرتے تھے:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۔

مصنف ابن ابی شیبہ		جلد۱۰	صفحہ۲۹۷
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۱۲۸۹)	جلد۵	صفحہ۷۱
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۶۱۸)		صفحہ۲۱۷
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۴۸۱)		صفحہ۲۳۰
قال الالبانی:	صحیح		
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۳	صفحہ۲۹۱

وَعَنْ اَبِی حَمْزَةَ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ الأَنْصَارِیِّ خَادِمِ رسول اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ، رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسول اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : ((لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ اَحَدِکُمْ سَقَطَ عَلَی بَعِیرِهِ وقد اَضَلَّهُ فی اَرْضٍ فَلاةٍ)).متفق علیه .

وفی روایة لِمُسْلِمٍ : ((لَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ حِینَ یَتُوبُ اِلَیْهِ مِنْ اَحَدِکُمْ کَانَ عَلَی رَاحِلَتِهِ بِاَرْضِ فَلاةٍ ، فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَیْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَاَیِسَ مِنْهَا ، فَاَتَی شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فی ظِلِّهَا ، وقد اَیِسَ مِنْ رَاحِلَتِهِ ، فَبَیْنَمَا هُوَ کَذٰلِکَ اِذَا هُوَ بِهَا، قَائِمَةً عِنْدَهُ ، فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الفَرَحِ : اَللّٰهُمَّ ! اَنْتَ عَبْدِی وَاَنَا رَبُّکَ ، اَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الفَرَحِ))۔

ترجمة الحديث :

حضرت ابوحمزہ انس بن مالک الانصاری خادم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم - رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مسند احمد — رقم الحدیث (۱۳۱۶۰) — جلد ۱۱ — صفحہ ۱۲۱

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ حسن

اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے خوش ہوتا ہے تم میں سے آدمی سے بھی زیادہ جو اپنے اونٹ کو کسی بیابان جنگل میں اونٹ گم کر کے پھر اسے پالے۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور مسلم کی روایت میں ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے جب وہ اس کی طرف توبہ کرتا ہے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی بیابان زمین میں اپنی سواری پر سوار ہو اور اسی پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو کہ وہ سواری اس سے چھوٹ جائے (سواری تلاش کرنے کے بعد) اس سے مایوس ہو گیا پس ایک درخت کے پاس آیا تو اس کے سایہ میں لیٹ گیا اور وہ یقیناً اپنی سواری سے مایوس چکا تھا وہ اس حالت مایوسی میں تھا کہ اس نے دیکھا کہ اس کی سواری اس کے سامنے کھڑی ہے تو اس نے اس لگام کو پکڑ لیا پھر اس نے انتہائی خوشی سے کہا اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں وہ انتہائی خوشی کے عالم میں (اپنے اوسان قابو نہ رکھ سکا اور) خطا کھا گیا۔

مسند احمد کے کی روایت ملاحظہ ہوں:

حدثنا یزید انا فضیل بن مرزوق عن عطیة

عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیّ عَنِ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ

لَلّٰہُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِہٖ مِنْ رَجُلٍ اَضَلَّ رَاحِلَتَہٗ لِفَلاةٍ مِنَ الْاَرْضِ فَطَلَبَهَا فَلَمْ یَقْدِرْ عَلَیْهَا فَسَبّٰحی لِلْمَوْتِ فَبَیْنَا هُوَ کَذَالِکَ اِذْ یَسْمَعُ وَجْبَةَ الرَّاحِلَةِ حِیْنَ بَرَکَتْ فَکَشَفَ عَنْ وَجْهِہٖ فَاِذَا هُوَ بِرَاحِلَتِہٖ۔

مسند الامام احمد — رقم الحدیث (۱۱۷۳۰) — جلد ۱۰ — صفحہ ۲۶۳

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ حسن لاجل عطیہ العوفی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے خوش ہوتا ہے اس آدمی سے بھی زیادہ جس نے اپنی سواری بیابان زمین میں کھودی پس اسے تلاش کیا لیکن اس پر قدرت نہ پاسکا تو وہ کپڑا لیکر موت کے انتظار میں لیٹ گیا۔ وہ اس حالت میں تھا کہ اس نے سواری کی آواز سنی جب وہ بیٹھ رہی تھی تو اس نے اپنے چہرے سے کپڑا اہٹایا تو وہ اپنی سواری کے پاس تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ملاحظہ ہو:

حدثنا يزيد انا محمد عن موسى بن يسار

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ – رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ – قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ بِضَالَّتِهٖ فِیْ فُلَاةٍ مِنَ الْاَرْضِ عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ ۔

حضرت ابو ہریرہ۔ رضی اللہ عنہ۔ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اپنے بندے کی توبہ سے تم میں سے اس آدمی سے بھی زیادہ جس نے ارض فلاۃ میں اپنی اس گم شدہ سواری کو پایا جس پر اس کا کھانا اور پانی تھا۔

مسند احمد — رقم الحدیث (۱۰۴۴۶) — جلد ۹ — صفحہ ۴۸۹

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

مَعَهُ رَاحِلَتُهُ ، عَلَيْهَا زَادُهُ وَطَعَامُهُ وَشَرَابُهُ وَمَا يُصْلِحُهُ فَأَضَلَّهَا ، فَخَرَجَ فِيْ طَلَبِهَا ، حَتّٰى اِذَا اَدْرَكَهُ الْمَوْتُ قَالَ: اَرْجِعُ اِلٰى مَكَانِيَ الَّذِيْ اَضْلَلْتُهَا فِيْهِ فَاَمُوْتَ فِيْهِ قَالَ: فَرَجَعَ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ فَاسْتَيْقَظَ فَاِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَ رَأْسِهٖ ، عَلَيْهَا زَادُهُ وَطَعَامُهُ وَشَرَابُهُ وَمَا يُصْلِحُهُ ـ

مسند احمد — رقم الحدیث (۳۶۲۷) — جلد ۳ — صفحہ ۵۱۹
اسنادہ صحیح

مسند الامام احمد — رقم الحدیث (۳۶۲۹) — جلد ۳ — صفحہ ۵۲۰
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

دن اور رات کو اللہ تعالیٰ اپنا دست کرم پھیلاتا ہے تاکہ گنہگار توبہ کریں

وَعَنْ اَبی مُوسی عَبْدِ اللّٰہ بنِ قَیسِ الاشْعَرِیّ رَضِیَ اللّٰہُ عِنْہُ عَن النَّبیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((اِنَّ اللّٰہ تعالی یَبْسُطُ یَدَہُ باللَّیْلِ لِیَتُوبَ مُسِیءُ النَّھارِ ، وَیَبْسُطُ یَدَہُ بالنَّھَارِ لِیَتُوبَ مُسِیءُ اللَّیلِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِھا)) رواہ مسلم .

ترجمة الحديث :

حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس الاشعری - رضی اللہ عنہ - سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے کہ دن کو گناہ کرنے والا توبہ کرلے اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے کہ تاکہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کرلے (یہ سلسلہ جاری رہے گا) حتیٰ کہ سورج (قیامت کے قریب) اپنے مغرب سے طلوع ہو۔

رواہ مسلم	رقم الحدیث (۲۷۵۹)		
مسند احمد	رقم الحدیث (۱۹۴۲۱)	جلد ۱۴	صفحہ ۵۰۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند احمد	رقم الحدیث (۱۹۵۰۹)	جلد ۱۴	صفحہ ۵۳۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبری للبیہقی	رقم الحدیث (۱۶۵۰۴)	جلد ۸	صفحہ ۲۳۵

سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے تائب کی توبہ قبول

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسول اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :((مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللّٰه عَلَیْه)). رواه مسلم .

ترجمة الحديث :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۳۳۱)	جلد۲	صفحہ۲۱۷
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۵۸۸)	جلد۴	صفحہ۵
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۱۳۶)	جلد۳	صفحہ۲۱۵
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۷۰۳)	جلد۵	صفحہ۲۴۹
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۱۲۹۹)	جلد۵	صفحہ۸۳
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۲۹)	جلد۲	صفحہ۳۹۶
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		

جس نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

-☆-

سنن ابن ماجہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة ،ثنا عبید اللّٰه بن موسی ، عن اسرائیل ، عن عاصل ، عن زرٍّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ – صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔

اِنَّ مِنْ قِبَلِ مَغْرِبِ الشَّمْسِ بَابًا مَفْتُوْحاً عَرْضُهٗ سَبْعُوْنَ سَنَةً فَلَایَزَالُ ذَالِکَ الْبَابُ مَفْتُوْحًا لِلتَّوْبَةِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ نَحْوِهٖ فَاِذَا طَلَعَتْ مِنْ نَحْوِهٖ لَمْ یَنْفَعْ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْراً۔

لغۃ الحدیث:

تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ :قَبِلَ اللّٰهُ تَوْبَتَهٗ

تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کریگا۔

قبولیت توبہ کے بارے میں امام غزالی حجۃ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِنَّکَ اِذَا فَهِمْتَ مَعْنَی الْقَبُوْلِ لَمْ تَشُکَّ فِیْ اَنَّ کُلَّ تَوْبَةٍ صَحِیْحَةٍ هِیَ مَقْبُوْلَةٌ" اِذِ الْقَلْبُ خُلِقَ سَلِیْماً فِی الْاَصْلِ ،اِذْ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ

سنن ابن ماجہ — رقم الحدیث (۴۰۶۰) — جلد۴ — صفحہ۴۳۸
قال المحقق: الحدیث حسن

وَاِنَّمَا تَفُوْتُهُ السَّلَامَةُ بِكُدْرَةٍ تَرْهَقُهُ مِنْ غَبْرَةِ الذُّنُوْبِ وَاِنَّ نُوْرَ النَّدَمِ يَمْحُوْ عَنِ الْقَلْبِ تِلْكَ الظُّلْمَةَ كَمَا يَمْحُو الْمَاءُ وَالصَّابُوْنُ عَنِ الثَّوْبِ الْوَسْخَ. فَمَنْ تَوَهَّمَ اَنَّ التَّوْبَةَ تَصِحُّ وَلَا تُقْبَلُ كَمَنْ تَوَهَّمَ اَنَّ الشَّمْسَ تَطْلَعُ وَالظَّلَامُ لَايَزُوْلُ اَوْاَنَّ الثَّوْبَ يُغْسَلُ وَالْوَسْخُ لَايَزُوْلُ نَعَمْ قَدْ يَقُوْلُ التَّائِبُ بِاللِّسَانِ تُبْتُ وَلَايُقْلِعُ فَذَالِكَ كَقَوْلِ الْقَصَّارِ بِاللِّسَانِ غَسَلْتُ الثَّوْبَ وَهُوَ لَمْ يَغْسِلْهُ فَذَالِكَ لَايُنَظِّفُ الثَّوْبَ [1]

جب تو قبول کا معنی سمجھ گیا تو تجھے شک نہیں ہونا چاہیے کہ صحیح توبہ قبول ہے۔ کیونکہ قلب کو اصل میں سلیم پیدا کیا گیا ہے جبکہ ہر مولود فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے قلب کی سلامت کو وہ گدلاہٹ ختم کرتی ہے جو گناہوں کے گردوغبار ہے بیشک ندامت کا نور اس ظلمت کو قلب سے مٹا دیتا ہے جیسے پانی اور صابون کپڑے سے میل کو ختم کر دیتے ہیں۔ پس جس نے یہ گمان کیا کہ توبہ تو صحیح ہے لیکن قبول نہیں یہ اس آدمی کی طرح ہے جس نے گمان کیا کہ سورج تو طلوع ہوتا ہے تاریکی دور نہیں ہوتی اور کپڑا تو دھویا جاتا ہے لیکن میل دور نہیں ہوتی۔

ہاں ہاں کبھی کبھی تائب صرف زبان سے کہتا ہے میں نے توبہ کی اور وہ گناہ چھوڑتا نہیں یہ ایسے ہی ہے جیسے دھوبی صرف زبان سے کہے میں نے کپڑا دھو دیا حالانکہ اس نے کپڑا دھویا نہیں اس کا ایسے کہہ دینا کپڑے کو صاف نہیں کرتا۔

---

(۱) التحریر والتنویر لابن عاشور ۴/ ۲۵

وَعَنْ اَبِی عَبْدِ الرَّحْمن عَبْدِ اللّٰہ بن عُمَرَ بن الخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((اِنَّ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ یَقْبَلُ تَوْبَۃَ العَبْدِ مَالَمْ یُغَرْغِرْ ۔(رواہ الترمذی وقال : حدیث حسن)

ترجمۃ الحدیث :

حضرت ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

بیشک اللہ عزوجل بندے کی توبہ اس وقت قبول فرماتا جب تک اس پر حالت نزع طاری نہ ہو۔

غَرْغَرَ – غَرْغَرَۃً : جَعْلُ الشّرابِ فِی الْفَمِ ثُمَّ تَرْدِیْدُہٗ اِلٰی اَصْلِ حَلْقُوْمِہٖ فَلَایَبْتَلِعُہٗ وَالْمُرادُ الاِحتِضَارُ وَوَصُوْلُ الرُّوْحِ اِلَی الْحُلْقُوْمِ ۔

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۳۷)	جلد۵	صفحہ۵۰۷
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
صحیح ان حبان	رقم الحدیث (۶۲۸)	جلد۲	صفحہ۳۹۴
قال المحقق:	اسنادہ حسن		

غرغر – غرغرۃً کا معنی ہے مشروب کو منہ میں ڈالنا پھر اسے اصلِ حلقوم تک بار بار لے جانا لیکن اسے نگلنا نہیں یعنی غرارہ کرنا اس سے مراد وقت نزع ہے اور روح کا حلقوم تک پہنچنا ہے۔

قَال ابن الاثیر، اَیْ مَالَمْ تَبْلُغْ رُوْحُهٗ حُلْقُوْمَهٗ ۔

ابن الاثیر نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ جب تک اس کی روح اس کے حلقوم تک نہ پہنچی ہو۔

-۞-

سنن ابن ماجہ میں یہی روایت لام تاکید سے روی ہے ملاحظہ ہو۔

حدثنا راشد بن سعید الرملی انبانا الولید بن مسلم، عن ابن ثوبان، عن ابیه عن مکحول، عن جُبَیْرِبْنِ نَغَیْرٍ

عن عبد اللّٰه بن عمر – رضی اللّٰه عنهما– عن النَّبیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَیَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْد مَالَمْ یُغَرْغِر ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

بیشک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ کو ضرور قبول فرماتا ہے جبتک کہ وہ حالت نزع میں نہ آئے

سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۴۲۴۵) جلد۴ صفحہ ۵۳۶

قال المحقق: الحدیث حسن

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کتنا کریم ہے بندہ گناہ کر کے جب بھی توبہ کرے وہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اس کا در توبہ ہر وقت اور ہر لحہ کھلا ہوا ہے بندہ جتنا بڑا بھی گناہ کرے اگر وہ شرمسار ہو کر اس کی بارگاہ میں آ جائے ندامت سے شرابور ہو کر اس کے در اقدس پر مغفرت طلب کرے تو وہ رحیم اللہ اس کے اس گناہ کو معاف فرما دے گا اس کی اس معصیت پر قلم عفو پھیر دے گا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ سلسلہ کرم جاری رہتا ہے تاوقتیکہ بندہ پر نزع کی کیفیت طاری ہو جائے جان نکلنے سے پہلے پہلے توبہ قبول ہے روح کے گلے تک پہنچنے سے پہلے کی گئی توبہ قابل قبول ہے لیکن جب جان نکلنے لگے روح گلے تک آ جائے اس وقت کی توبہ قبول نہیں کیونکہ حالت نزع میں اسے ملائکہ نظر آ جاتے ہیں جو جان لینے کیلئے آئے ہوئے ہوتے ہیں فرشتوں کے نظر آنے سے پہلے توبہ کر لینا حقیقی توبہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّئَاتِ حَتّٰى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْاٰنَ[1]

اور نہیں ہے توبہ (جس کے قبول کرنے والا کا وعدہ ہے) ان لوگوں کیلئے جو گناہ کرتے رہتے ہیں (ساری عمر) حتی کہ جب ان میں سے کسی کو موت آ جائے (تو اس وقت) کہے بیشک میں (ان گناہوں سے) توبہ کرتا ہوں اب

(۱) سورۃ النساء۴/ ۱۸

سورۃ غافر میں ارشاد فرمایا

فَلَمَّا رَأَوا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِيْنَ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِى قَدْ خَلَتْ فِى عِبَادِهِ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُوْنَ (۱)

پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو کہنے لگے کہ ہم اللہ وحدہ پر ایمان لاتے ہیں اور ہم ان معبودوں کا انکار کرتے ہیں جنہیں ہم اس کا شرک ٹھہرایا کرتے تھے۔ پس انہیں ان کے ایمان نے کوئی فائدہ نہیں دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا یہی اللہ کا قانون ہے جو اس کے بندوں میں جاری ہے اور سراسر خسارہ میں ہیں اس وقت حق کا انکار کرنے والے۔

---

(۱) غافر/۸۴،۸۵

وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ : اَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَسْاَلُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ : مَا جَاءَ بِكَ يَا زِرُّ ؟ فَقُلْتُ : ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ ، فَقَالَ : اِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضىً بِمَا يَطْلُبُ ، فَقُلْتُ : اِنَّهُ قَدْ حَكَّ فِى صَدْرِى الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ ، وَكُنْتَ امْرَءًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَجِئْتُ اَسْاَلُكَ : هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِى ذٰلِكَ شَيْئًا . قَالَ : نَعَمْ ، كَانَ يَاْمُرُنَا اِذَا كُنَّا سَفْرًا – اَوْ مُسَافِرِيْنَ – اَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ ، لٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ فَقُلْتُ : هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِى الْهَوَى شَيْئًا ؟ قَالَ : نَعَمْ كُنَّا مَعَ رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى سَفَرٍ ، فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ اِذْ نَادَاهُ اَعْرَابِىٌّ بِصَوْتٍ لَهُ جَهْوَرِيٍّ : يَا مُحَمَّدُ! فَاَجَابَهُ رسولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِنْ صَوْتِهِ :((هَاؤُمُ)) فَقُلْتُ لَهُ : وَيْحَكَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ فَاِنَّكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَقَدْ نُهِيتَ عَنْ هذا ! فَقَالَ : وَاللّٰهِ ! لَا اَغْضُضُ . قَالَ الْاَعْرَابِىُّ : الْمَرْءُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَمَا زَالَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى ذَكَرَ بَابًا مِنَ الْمَغْرِبِ مَسِيرَةُ عَرْضِهِ

اَوْ يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي عَرْضِهِ اَرْبَعِينَ اَوْ سَبْعِينَ عَامًا . قَالَ سُفْيَانُ اَحَدُ الرُّوَةِ : قِبَلَ الشَّامِ خَلَقَهُ اللّٰهِ تَعَالٰى يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالاَرْضَ مَفْتُوحًا لِلتَّوْبَةِ لا يُغْلَقُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ .رواه الترمذی وغیرہ وقال : حدیث حسن صحیح ۔

ترجمة الحديث :

حضرت زر بن حبیش نے فرمایا:

میں حضرت صفوان بن عسال - رضی اللہ عنہ - کے پاس آیا تا کہ میں ان سے خفین (موزوں) پر مسح کا مسئلہ پوچھوں تو آپ نے فرمایا:

اے زر کیسے آنا ہوا۔

میں نے عرض کی!

طَلَبِ علم کیلئے

تو آپ نے ارشاد فرمایا

بیشک ملائکہ (فرشتے) طالبِ علم کیلئے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں جو وہ طلب کرتا ہے (یعنی علم) سے خوش ہوکر

میں نے عرض کی میری سینے میں اشتباہ پیدا ہوا ہے پیشاب و پاخانہ کے بعد خفین (موزوں) پر مسح کرنے سے متعلق ۔ آپ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے ہیں اس لئے میں آپ سے (یہ مسئلہ) پوچھنے کیلئے حاضر ہوا ہوں ۔ کیا آپ نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کو سنا اس کے بارے میں کچھ ذکر فرماتے ہوں۔

انہوں نے فرمایا

ہاں آپ ہمیں حکم دیتے جب ہم سفر میں ہوتے، یا جب ہم مسافر ہوتے کہ ہم اپنے موزے نہ اتاریں تین دن اور تین رات تک مگر جنابت ہے (یعنی حالت جنابت میں اتار کر غسل کریں)۔لیکن پاخانہ، پیشاب اور سے (ان حالتوں میں موزے اتارنے کی ضرورت نہیں بلکہ وضو کرتے وقت پاؤں دھونے کی بجائے ان موزوں پر مسح کرلیا جائے)۔

میں نے عرض کی کیا آپ نے سنا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھَوٰی (محبت) کے بارے میں ذکر فرماتے ہوں۔انہوں نے فرمایا ہاں

ہم حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے ایک بار ہم حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک اعرابی نے آپ کو اپنے بلند آواز سے ندادی اور کہا یا محمد! حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی بلند آواز میں فرمایا میں یہاں ہوں۔

میں نے اس اعرابی سے کہا افسوس ہے تم پر اپنی آواز پست کرو بیشک تم حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہو۔اور اس طرح اونچی آواز سے بولنا تیرے لئے ممنوع ہے۔

اس نے کہا اللہ کی قسم! میں آواز پست نہیں کرونگا۔

اعرابی نے (حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں) عرض کی

آدمیقوم سے محبت کرتا ہے حالانکہ وہ ابھی تک ان سے نہیں ملا (اس کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟)

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مزید ارشادات سے نوازتے رہے حتی کہ آپ نے مغرب کی جانب ایک دروازے کا ذکر کیا کہ اس کی چوڑائی چالیس یا ستر سال ہے یا یوں فرمایا وہ دروازہ اتنا بڑا ہے کہ اس کی چوڑائی میں سوار چالیس یا ستر سال چلتا رہے۔

حضرت سفیان جو حدیث راویوں میں سے ایک ہیں نے ارشاد فرمایا

یہ دروازہ شام کی جانب ہے اللہ تعالیٰ نے اس دروازے کو اس دن پیدا فرمایا جس نے اس نے سماوات وارض (آسمانوں وزمین) کو پیدا فرمایا یہ دروازہ توبہ کیلئے کھلا ہے یہ اس وقت تک بند نہ ہوگا جبتک کہ سورج اپنے ڈوبنے کی جگہ سے طلوع نہ ہوگا۔

وَعَنْ اَبِى سَعِيدٍ سَعْدِ بْنِ مالكِ بْنِ سِنَانِ الْخُدْرِىّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ نَبِىَّ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتل تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا ، فَسَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الاَرْضِ فَدُلَّ عَلَى رَاهِبٍ ، فَاَتَاهُ فقال : اِنَّهُ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا ، فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ ؟ فقالَ : لا ، فَقَتَلَهُ فَكَمَّلَ بِهِ مِائَةً ، ثُمَّ سَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الاَرْضِ ، فَدُلَّ عَلَى رَجُلٍ عَالِمٍ فَقَالَ : اِنَّهُ قَتَلَ مَائَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ ؟ فقالَ : نَعَمْ وَمَنْ يَحُوْلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ التَّوْبَة ؟ انْطَلِقْ اِلَى اَرْضِ كَذَا وكَذَا ، فَاِنَّ بِهَا اَنَاسًا يَعْبُدُونَ اللّٰه تَعَالَى فَاعْبُدِ اللّٰه مَعَهُمْ ، وَلا تَرْجِعْ اِلَى اَرْضِكَ فَاِنَّهَا اَرْضُ سُوءٍ، فانْطَلَقَ حَتَّى اِذَا نَصَفَ الطَّرِيقَ اَتَاهُ الْمَوْتُ ، فاخْتَصَمَتْ فيهِ مَلا ئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلا ئِكَةُ الْعَذَاب .فَقَالَتْ مَلا ئكَةُ الرَّحْمَةِ: جَاءَ تَائِبًا مُقْبِلًا اِلَى اللّٰه تعالى ، وقالَتْ مَلا ئكَةُ الْعَذَابِ: اِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ ، فَاَتَاهُمْ مَلَكٌ فِى صُورَةِ آدَمِيّ فَجَعَلُوهُ بَيْنَهُمْ - اَىْ حَكَمًا: فقالَ : قِيسُوا ما بَيْنَ الاَرْضَيْنِ فَاِلَى اَيَّتِهِمَا كَانَ اَدْنَى فَهُوَ لَهُ ، فَقَاسُوا فَوَجَدُوهُ اَدْنَى اِلَى الاَرْضِ الَّتِى اَرَادَ، فَقَبَضَتْهُ مَلا ئِكَةُ الرَّحْمَةِ)).متفق عليه .

وفى رواية فى الصحيح :((فَكَانَ اِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ اَقْرَب بِشِبْرٍ ،

فَجُعِلَ مِنْ اَهْلِهَا)) وفی رِوایةٍ فی الصَّحِيح:((فَاَوْحٰى اللّٰه تَعَالٰی اِلٰی هٰذِهٖ اَنْ تَبَاعَدِی ، وَاِلٰی هٰذِهٖ اَنْ تَقَرَّبِی ، وَقَالَ : قِيسُوا مَا بَيْنَهُمَا ، فَوَجَدُوهُ اِلٰی هٰذِهٖ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهُ)). وَفِی رِوایة : ((فَنَاَی بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا))۔

حضرت ابو سعید سعد بن مالک بن سنان الخدری - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم سے پہلی امتوں میں سے ایک آدمی نے ننانوے آدمی قتل کر دیے اس نے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا تو اسے ایک راہب کی طرف راہنمائی کی گئی۔ پس وہ اس راہب کے پاس آیا اس نے کہا کہ اس نے ننانوے آدمی قتل کیے ہیں کیا اس کی توبہ ہے؟

اس (راھب) نے جواب دیا نہیں تو اس نے اسے قتل کر دیا اور اس کے قتل پر اس نے سو کو مکمل کر دیا (یعنی ۱۰۰ آدمی کا قتل مکمل کر دیا) پھر اس نے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں استفسار کیا تو اسے ایک عالم آدمی کا پتا بتایا گیا تو اس نے کہا اس نے سو (۱۰۰) آدمی قتل کیا ہے کیا اس کی توبہ ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں۔ کون ہے جو اس کے اور اس کی توبہ کے درمیان حائل ہو۔ فلاں فلاں علاقہ میں چلے جاؤ وہاں کچھ آدمی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں تم بھی ان کی معیت میں اللہ کی عبادت کرو پس اپنے اس علاقہ کی طرف واپس نہ آنا کیونکہ یہ برا علاقہ ہے۔ پس وہ روانہ ہوا جب اس نے نصف راستہ طے کر لیا تو اسے موت آ گئی پس اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے۔

رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ (نیکوں کی بستی کی طرف) توبہ کرتے ہوئے آیا ہے اللہ

تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے اور عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے کوئی بھی نیکی نہیں کی ہے پس ان کے پاس ایک فرشتہ انسانی صورت میں آیا تو ان فرشتوں نے اسے اپنے درمیان حکم (فیصل) تسلیم کرلیا تو اس نے فیصلہ سنایا کہ دونوں زمینوں کے درمیان پیمائش کرو پس جس زمین کے قریب ہو تو یہ اسی کیلئے ہے پس انہوں نے پیمائش کی تو جس زمین کا ارادہ کر کے جارہا تھا اس کے قریب نکلا پس اسے رحمت والے فرشتوں نے لے لیا۔

اور صحیح کی ایک روایت میں ہے۔

وہ قریہ صالحہ کی طرف ایک بالشت نزدیک تھا پس اسے قریہ صالحہ کے اہل سے کردیا گیا

اور صحیح کی ایک اور روایت میں ہے

پس اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو حکم دیا کہ دور ہو جا اور اس زمین کو حکم دیا کہ قریب ہو جا اور اسی فیصلہ کرنے والے فرشتہ نے کہا ان دونوں زمینوں کی پیمائش کرو تو اسے اس (قریہ صالحہ) کے ایک بالشت قریب پایا تو اس کی مغفرت کردی گئی۔

ایک روایت میں ہے

پس وہ جانکنی کے عالم میں اپنے سینے کے بل قریہ صالحہ کی طرف کھسیٹا۔

حضرت کعب بن مالک کی توبہ

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہ بنِ کَعْبِ بنِ مَالکٍ ، وَکَانَ قَائِدَ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مِن بَنِیہِ حِینَ عَمِیَ قَالَ : سَمِعْتُ کَعْبَ بنَ مَالکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُحَدِّثُ بِحَدِیثِہٖ حِینَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فی غَزْوَۃِ تبُوکَ .

قَالَ کَعْبُ : لَمْ اَتخَلَّف عَنْ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، فِی غَزْوَۃٍ غَزَاھَا قَطُّ اِلَّا فِی غَزْوَۃِ تَبُوکَ ، غیرَ اَنِّی قَدْ تَخَلَّفْتُ فِی غَزْوَۃِ بَدْرٍ ، وَلَمْ یُعَاتِبْ اَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْہُ، اِنَّمَا خَرَجَ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ والمُسْلِمُونَ یُرِیدُونَ عِیرَ قُرَیْشٍ حَتّٰی جَمَعَ اللّٰہُ تَعَالٰی بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ عَدُوِّھِمْ عَلٰی غَیْرِ مِیعَادٍ ، وَلَقَدْ شَھِدْتُ مَعَ رسولِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لیلَۃَ العَقَبَۃِ حِینَ تَوَثَّقْنَا عَلَی الاسْلامِ ، وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِی بِھَا مَشْھَدَ بَدْرٍ ، وَاِنْ کَانَتْ بَدْرُ اَذْکَرَ فی النَّاسِ مِنْھَا۔

حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب حضرت کعب نابینا ہو گئے تھے تو یہ ان کے بیٹوں میں ان کے راہبر تھے۔

وہ فرماتے ہیں

میں نے سنا حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے تھے اپنا وہ واقعہ جب یہ غزوہ تبوک میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے۔

حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے جتنے بھی غزوات کئے تھے میں ان میں سے کسی سے بھی پیچھے نہ رہا سوائے غزوہ تبوک کے البتہ غزوہ بدر میں بھی میں پیچھے رہ گیا تھا۔ غزوہ بدر میں جو پیچھے رہ گئے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک پر بھی عتاب نہیں فرمایا کیونکہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم اور مسلمین قریش کے قافلہ کے تعاقب میں نکلے تھے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اور ان کے دشمن کو بغیر اعلان قتال کے (ایک دوسرے کے مقابل) جمع فرمادیا اور میں لیلۃ العقبہ میں حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا جب ہم نے اسلام پر عہد و میثاق باندھا تھا۔ مجھے بدر کی حاضری سے اس رات کی حاضری زیادہ محبوب ہے اگر چہ غزوہ بدر کا لوگوں کے درمیان لیلۃ العقبہ سے زیادہ چرچا ہے۔

وَكَانَ مِنْ خَبَرِى حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْ رسولِ اللّٰه ،صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فِى غَزْوَةِ تَبُوكَ اَنِّى لَمْ اَكُنْ قَطُّ اَقْوَى وَلا اَيْسَرَ مِنِّى حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ، وَاللّٰهِ ! مَا جَمَعْتُ قَبْلَهَا رَاحِلَتَيْنِ قَطُّ حَتَّى جَمَعْتُهُمَا فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ ، وَلَمْ يَكُنْ رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يُرِيدُ غَزْوَةً،اِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا حَتَّى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ ، فَغَزَاهَا رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ ، وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا وَمَفَازًا ، وَاسْتَقْبَلَ عَدُوًّا كَثِيرًا ، فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِينَ اَمْرَهُمْ لِيَتَاَهَّبُوا اُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِمُ الَّذِي يُرِيدُ ، وَالْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسولِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرٌ وَلا يَجْمَعُهُمْ كِتَابُ حَافِظٍ -((يُرِيدُ بِذٰلِكَ الدِّيوَانَ))۔

میں غزوہ تبوک میں حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ اس

طرح ہے کہ میں اتنا زیادہ طاقت وہ اور اتنا زیادہ خوشحال کبھی نہ تھا جتنا اس وقت تھا جب میں اس غزوہ (تبوک) میں آپ سے پیچھے رہ گیا۔ اللہ کی قسم! میں نے کبھی بھی دو سواریاں اس سے پہلے جمع نہ کی تھیں حتیٰ کہ میں نے اس غزوہ میں دو سواریاں جمع کر لی تھیں۔ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی کسی غزوہ کا ارادہ فرمایا تو اس کے غیر کے ساتھ توریہ فرمایا حتیٰ کہ یہ غزوہ ہوا۔ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے سخت گرمی میں یہ غزوہ فرمایا۔ آپ کو سفر اور جنگلات کا سامنا ہوا۔ اس لئے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پیش آنے والے تمام معاملات کو کھول کر بیان کر دیا۔ تا کہ وہ اس کے مطابق بھرپور تیاری کر لیں۔ پس جس سمت کا آپ نے ارادہ فرمایا تھا اس سے بھی مسلمین کو باخبر کر دیا اور مسلمین بھی حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کثیر تعداد میں تھے اور کوئی یادداشت کی کتاب ایسی نہ تھی جس میں ان کے قافلوں کا اندراج ہوتا اس سے مراد ان کے رجسٹر تھا۔

قالَ كَعْبُ : فَقَلَّ رَجُلٌ يُرِيدُ اَنْ يَتَغَيَّبَ اِلَّا ظَنَّ اَنَّ ذٰلِکَ سَيَخْفَى له مَالَمْ يَنْزِل فيهِ وَحْىٌ مِنَ اللّٰه تَعَالَى ، وَغَزَا رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْکَ الْغَزْوَةَ حِينَ طَابَتِ الثِّمَارُ و الظِّلَالُ فَاَنَا اِلَيْهَا اَصْعَرُ فَتَجَهَّزَ رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ ، وَطَفِقْتُ اَغْدُو لِکَى اَتَجَهَّزَ مَعَهُ، فَارْجِعُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا ، وَاَقُولُ فِى نَفْسِى:اَنَا قَادِرٌ عَلَى ذٰلِکَ اِذَا اَرَدْتُ ، فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادَى بِى حَتَّى اسْتَمَرَّ بالنَّاسِ الْجِدُّ۔

حضرت کعب نے فرمایا:

بہت کم آدمی تھے جو چاہتے تھے کہ اس غزوہ سے غائب رہیں مگر ان کا گمان تھا ان کا

غائب رہنا مخفی رہے گا تاوقتیکہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل نہ ہو۔ اور حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے یہ غزوہ اس وقت فرمایا جب پھل پک چکے تھے اور ان کا سایہ عمدہ اور خوشگوار تھا اور میں انہیں پھلوں اور ٹھنڈے سایوں کی طرف میلان رکھتا ہوں۔ پس حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مسلمین نے تیاری کر لی اور میں صبح کو آتا تا کہ آپ کی معیت میں تیاری کر لوں لیکن کسی فیصلہ کے بغیر واپس لوٹ جاتا اور اپنے جی میں کہتا میں اس (سفر) پر قادر ہوں جب بھی ارادہ کروں۔ میری یہی کیفیت و حالت رہی حتی کہ لوگ مسلسل تیاری میں رہے۔

فَاَصْبَحَ رسول اللّٰہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَادِيًا وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ، وَلَمْ اَقْضِ مِنْ جِهَازِی شَيْئًا ، ثُمَّ غَدَوْتُ فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا ، فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِکَ يَتَمَادٰى بِى حَتّٰى اَسْرَعُوا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ . فَهَمَمْتُ اَنْ اَرْتَحِلَ فَاُدْرِكَهُمْ ، فَيَا لَيْتَنِى فَعَلْتُ ، ثُمَّ لَمْ يُقَدَّرْ ذٰلِکَ لِى ، فَكُنْتُ اِذَا خَرَجْتُ فِى النَّاسِ بَعْدَ خُرُوجِ رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْزُنُنِى اَنِّى لَا اَرٰى لِى اُسْوَةً ، اِلَّا رَجُلًا مَغْمُوصًا عَلَيْهِ فِى النِّفَاقِ ، اَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الضُّعَفَاءِ، وَلَمْ يَذْكُرْنِى رسولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ تَبُوكَ ، فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِى الْقَوْمِ بِتَبُوكَ : ((مَا فَعَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ؟)). فقالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِى سَلِمَةَ : يَارسول اللّٰه ! حَبَسَهُ بُرْدَاهُ ، وَالنَّظَرُ فِى عِطْفَيْهِ. فقالَ لَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ : بِئْسَ مَا قُلْتَ ! وَاللّٰه ! يا رسولَ اللّٰه ! مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا ، فَسَكَتَ رسولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ایک صبح حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم مسلمین کو لے کر روانہ ہو گئے ۔ میں نے ابھی تیاری نہ کی تھی میں صبح کو پھر گیا اور لوٹ آیا اور میں کوئی فیصلہ نہ کر سکا میں یونہی سوچ و بچار کرتا رہا حتی کہ مجاہدین آگے بڑھ گئے اور جنگ شروع ہو گی ۔ پس میں نے ارادہ کیا کہ سوچ کر جاؤں اور مجاہدین سے جاملوں کاش میں ایسا کر لیتا ۔ لیکن ہر چیز میرے مقدر میں نہ تھی ۔ پس حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے خروج کے بعد جب میں لوگوں میں نکلتا مجھے یہ بات غمگین کرتی کہ میں کوئی اسوہ ونمونہ نہ پاتا سوائے ایسے شخص کے جو نفاق کے داغ سے داغدار ہے یا ضعیف لوگوں میں سے اسے پاتا جن کو اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا ہے۔

حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے دوران سفر میرا ذکر تک نہ کیا حتیکہ آپ تبوک پہنچ گئے جب آپ تبوک میں مسلمان قوم کے درمیان بیٹھے تھے فرمایا:

کعب بن مالک کو کیا ہوا؟

نبی مسلمہ کے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ اس کو اس کی دو چادروں اور اپنے دونوں پہلوؤں کو دیکھنے سے روک دیا ہے ۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے فرمایا ۔ تم نے بڑی بات کہی ہے ۔ اللہ کی قسم ! یا رسول اللہ ! ہم اس کے متعلق خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتے پس حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے ۔

وَعَنْ اَبِی نُجَیْد – بِضَمِّ النُّون وَفَتْح الجِیم –عِمْرَانَ بْنِ الحُصَیْنِ الخُزَاعِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عنهما : اَنَّ امْرَاَةً مِنْ جُهَیْنَةَ اَتَتْ رسولَ اللّٰه صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهِیَ حُبْلَی مِنَ الزِّنَی ، فَقَالَتْ: یَا رسول اللّٰه !اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَیَّ ، فَدَعَا نَبِیُّ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلِیَّهَا فقالَ : ((اَحْسِنْ اِلَیْهَا ، فاِذا وَضَعَتْ فَاْتِنِی)) فَفَعَلَ فَامَرَ بِهَا نَبِیُّ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ، فَشُدَّتْ عَلَیْهَا ثِیَابُهَا ، ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ ، ثُمَّ صَلَّی عَلَیْهَا . فَقَالَ لَهُ عُمَرُ : تُصَلِّی عَلَیْهَا یَا رسولَ اللّٰه ! وَقَدْزَنَتْ ؟ قالَ:((لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَیْنَ سَبْعِینَ مِنْ اَهْلِ المَدِینَةِ لَوَسِعَتْهُمْ ، وَهَلْ وَجَدْتَ اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰہ عَزَّوجل ؟!))رواه مسلم ـ

کنز العمال	رقم الحدیث (۱۳۵۵۰)	جلد۵	صفحہ۴۴۰
المسند احمد	رقم الحدیث (۱۹۷۴۷)	جلد۱۵	صفحہ۵۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۴۴۰)	جلد۴	صفحہ۳۸۱
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۴۳۵)	جلد۲	صفحہ۴۰۰
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۴۳۵)	جلد۲	صفحہ۱۲۶
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابو نجید (بضم النون و فتح الجیم) عمران بن الحصین الخزاعی -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ جھینہ قبیلہ کی ایک عورت حضور رسول اللہ -صلّی اللہ علیہ وسلم- کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ وہ ارتکاب جرم کے سبب حاملہ تھی۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھ سے جرم سرزد ہو گیا ہے جو حد کا تقاضا کرتا ہے اس لئے مجھ پر حد قائم کیجئے۔ حضور نبی کریم -صلّی اللہ علیہ وسلم- نے اس کے ولی کو بلایا؟ اس کے ساتھ حسن سلوک سے برتاو کرو جب بچہ جنے تو میرے پاس لے آنا۔ تو اس ولی نے ایسا ہی کیا تو حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس کے کپڑے اس پر مضبوطی سے باندھ دیے گی، پھر آپ نے حکم فرمایا تو اسے رجم کر دیا گیا پھر حضور نے اس پر صلاۃ جنازہ ادا فرمائی تو حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ اس نے اتنا بڑا جرم کیا پھر بھی آپ اس کی صلاۃ جنازہ ادا کرتے ہیں۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمر! اس عورت نے ایسی خالص توبہ کی ہے کہ اگر شہر کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دیا جائے تو انہیں کافی ہوگی۔ کیا اس سے بھی بہتر کوئی بات ہے کہ اس نے اللہ کو راضی کرنے کیلئے اپنی جان پیش کر دی۔

سنن ابن ماجہ (مختصر)	رقم الحدیث (۲۵۵۵)	جلد۴	صفحہ۱۶۹
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۰۸۵)	جلد۲	صفحہ۳۲۱
قال الالبانی:	صحیح		
ارواالغلیل	رقم الحدیث (۲۳۳۳)	جلد۷	صفحہ۳۶۶
المسند احمد	رقم الحدیث (۱۹۷۸۹)	جلد۱۵	صفحہ۲۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّ رسولَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :((لَوْ اَنَّ لِاِبْنِ آدَمَ وَادِیًا مِنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اَنْ یَکُونَ لَهُ وَادِیَان ، وَلَنْ یَمْلَأَ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ ، وَیَتُوبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ تَابَ)). متفق علیه ۔

ترجمة الحديث :

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت انس بن مالک - رضی اللہ عنہم - سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر فرزند آدم کی سونے کی ایک وادی ہو تو وہ خواہش کرے گا کہ اس کی سونے کی دو وادیاں ہوں اس کے منہ کو چیز نہیں بھرے گی مگر (قبر کی) مٹی اور جو اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رسولَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((یَضْحَکُ اللّٰه سُبْحَانَهُ وَتَعَالَی اِلَی رَجُلَیْنِ یَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الآخَرَ یَدْخُلان الْجَنَّةَ ، یُقَاتِلُ هٰذا فِی سَبِیلِ اللّٰه فَیُقْتَلُ ، ثُمَّ یَتُوبُ اللّٰهُ عَلَی الْقَاتِلِ فَیُسْلِمُ فَیُسْتَشْهَدُ)). متفق علیه ۔

ترجمة الحدیث:

حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ مسکراتا ہے ان دو آدمیوں کے بارے میں کہ ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے پھر وہ دونوں جنت میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ فی سبیل اللہ جہاد کرتا ہے تو شہید ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ قاتل کی توبہ قبول فرماتا ہے وہ اسلام لاتا ہے پھر وہ شہید ہو جاتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :

لَوْ اَخْطَأْتُمْ حَتّٰی تَبْلُغَ السَّمَاءَ ثُمَّ تُبْتُمْ ؛ لَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ۔

ترجمة الحديث :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا

اگرتم گناہ کروحتی کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں پھرتم توبہ کروتو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائے گا۔

صحیح الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۳۱۳۸) جلد۳ صفحہ۲۱۶
قال المحقق: حسن صحیح

عَنْ اَنَسٍ –رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ –اَنَّ اِلنَّبِیَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ :
کُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَیْرُ الخَطَّا ئِینَ التَّوابُوْنَ۔

ترجمة الحديث:

حضرت انس- رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

ہرفرزندآدم خطا کار ہےاورخطا کاروں میں سب سے بہترتوبہ کرنے والے ہیں۔

صحیح الترغیب والترہیب رقم الحدیث(۳۱۳۹) جلد۳ صفحہ۲۱۶
قال المحقق: حسن

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ – رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ – اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

اِنَّ عَبْداً اَصَابَ ذَنْباً فَقَالَ : یَا رَبِّ اِنِّیْ اَذْنَبْتُ ذَنْباً فَاغْفِرْلِیْ فَقَالَ لَہٗ رَبُّہٗ عَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُبِہٖ، فَغَفَرلَہٗ ، ثُمَّ مَکَثَ مَاشَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ اَصَابَ ذَنْباً آخَرَ ، وَرُبَّمَا قَالَ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا آخَرَ ، فَقَالَ یَا رَبِّ ! اِنِّیْ اَذْنَبْتُ ذَنْباً فَاغْفِرْلِیْ ، قَالَ لَہٗ رَبُّہٗ : عَلِمَ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُبِہٖ فَغَفَرَلَہٗ ثُمَّ مَکَثَ مَاشَاءَ اللّٰہُ ، ثُمَّ اَصَابَ ذَنْبًا آخَرَ وُرَبَّمَا قَالَ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا آخَرَ فَقَالَ یَا رَبِّ ! اِنِّیْ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْلِیْ . فَقَالَ رَبُّہٗ:عَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُبِہٖ فَقَالَ لَہٗ رَبُّہٗ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ، فَلْیَعْمَلْ مَاشَاءَ ۔

ترجمۃ الحدیث :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سنا حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرما رہے تھے:

صحیح الترغیب والترھیب　رقم الحدیث (۳۱۴۰)　جلد ۳　صفحہ ۲۱۷
قال المحقق: صحیح

بیشک ایک بندے نے گناہ کا ارتکاب کیا تو اس نے کہا

اے میرے ربّ! میں نے گناہ کرلیا ہے پس تو میری مغفرت فرمادے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے متعلق ارشاد فرمایا:

میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو معاف بھی فرماتا ہے اور مواخذہ بھی فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی پھر وہ جتنا اللہ نے چاہا ارتکاب گناہ سے رکا رہا پھر اس نے ایک اور گناہ کرلیا تو اس نے (پھر) عرض کی

اے میرے ربّ! میں ایک اور گناہ کا ارتکاب کر چکا ہوں مغفرت فرمادے

تو رب تعالیٰ نے فرمایا

میرے بندے کو علم ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے (چاہے تو) وہ سزا دیتا ہے اور (چاہے تو) وہ معاف فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرمادیا۔

پھر وہ ارتکاب گناہ سے رکا رہا جتنا اللہ نے چاہا پھر اس نے ایک اور گناہ کرلیا تو اس نے عرض کی

اے میرے ربّ! میں ایک اور گناہ کا مرتکب ہو چکا ہوں مجھے معاف فرمادے تو اس کے ربّ کے ارشاد فرمایا

میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ربّ جو معاف بھی فرماتا ہے اور سزا بھی دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

میں نے اپنے بندے کو معاف کردیا اب اس کا جو جی چاہے کرے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :

اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ ذَنْبًا كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِیْ قَلْبِهٖ، فَاِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ مِنْهَا وَاِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰی یُغَلِّفَ قَلْبَهٗ فَذٰلِكَ الرَّانُ الَّذِیْ ذَكَرَ اللّٰهُ فِیْ كِتَابِهٖ "كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ ۔

ترجمة الحديث :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا

بیشک مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ آ جاتا ہے پس اگر وہ توبہ کرے گناہ کو ترک کردے اور استغفار کرے تو اس نکتہ کو اس کے دل سے صاف کردیا جاتا ہے اگر وہ گناہ میں زیادتی کرے تو یہ نکتہ بھی بڑھا دیا جاتا ہے یہانتک کہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے یہی وہ "الران" ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے "كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ" ۔

صحیح الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۳۱۴۱) جلد۳ صفحہ ۲۱۷

ایک اور روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

اِن العبد اذا اخطأ خطیئة ینکت فی قلبه نکتة فان هو نزع واستغفر وتاب صقلت فان عادزجو فیها حتی تعلو قلبه۔

بیشک بندہ جب کسی خطا کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے دل میں نکتہ لگا دیا جاتا ہے پس اگر وہ اس گناہ کو چھوڑ دے اور استغفار کرے اور توبہ کرے تو وہ نکتہ اس کے دل سے صاف کر دیا جاتا ہے اگر وہ دوبارہ گناہ کا ارتکاب کرے تو نکتہ بڑھا دیا جاتا ہے (یہ نکتے ارتکاب گناہ سے بڑھتے جاتے ہیں) حتی کہ اس کے دل پر چھا جاتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ – رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ – قَالَ :
قَالَتْ قُرَیْشٌ'' لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُدْعُ لَنَا رَبَّکَ یَجْعَلْ لَنَا الصَّفَاذَھَبًا فَاِنْ اَصْبَحَ ذَھَبًا اتَّبَعْنَاکَ ، فَدَعَا رَبَّہٗ فَاَتَاہُ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یُقْرِئُکَ السَّلَامُ وَیَقُوْلُ لَکَ : اِنْ شِئْتَ اَصْبَحَ لَھُمُ الصَّفَا ذَھَبًا فَمَنْ کَفَرَ مِنْھُمْ عَذَّبْتُہٗ عَذَابًا لَا اُعَذِّبُہٗ مِنَ الْعَالَمِیْنَ وَاِنْ شَئْتَ فَتَحْتُ لَھُمْ بَابَ التَّوْبَۃِ الرَّحْمَۃِ۔قَالَ بَلْ بَابُ التَّوْبَۃِ وَالرَّحْمَۃِ۔

صحیح الترغیب والترھیب — رقم الحدیث (۳۱۴۲) جلد۳ صفحہ۲۱۸
قال المحقق: صحیح
نظرۃ النعیم — صفحہ۱۲۹۲
المستدرک للحاکم — رقم الحدیث (۳۲۷۸) جلد۳ صفحہ۴۰
قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ
مسند احمد — رقم الحدیث (۳۲۲۳) جلد۳ صفحہ۳۸۰
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح
مسند احمد — رقم الحدیث (۲۱۶۶) جلد۲ صفحہ۵۵۱
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح
المعجم الکبیر للطبرانی — رقم الحدیث (۱۲۷۳۶) جلد۱۲ صفحہ۱۵۲

ترجمة الحديث :

حضرت عبداللہ بن عباس-رضی اللہ عنہ- نے فرمایا

قریش نے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ صفا پہاڑی کو ہمارے لئے سونا دے اگر پہاڑی سونا بن جائے گی تو ہم آپ کی اتباع کرلیں گے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی تو جبریل امین علیہ السلام آپ کے پاس آئے تو عرض کی

بیشک آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے اور یہ فرماتا ہے

اگر آپ چاہتے ہیں تو ان کیلئے صفا پہاڑی سونا بن جاتی ہے پھر ان میں سے جس کفر کیا تو میں اسے ایسا عذاب دونگا کہ کائنات میں ایسے عذاب کسی کو نہ دونگا اور اگر آپ چاہتے ہیں تو ان کیلئے بَابُ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ (رحمت وتوبہ کا دروازہ) کھول دیتا ہے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی

بلکہ رحمت وتوبہ کا دروازہ کھول دے۔

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ – رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ – قَالَ:
قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ! اَوْصِنِی قَالَ:
عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ مَا اسْتَطَعْتَ ، وَاذْکُرِ اللّٰہَ عِنْدَ کُلِّ حَجَرٍ وَشَجَرٍ وَمَا عَمِلْتَ مِنْ سُوْءٍ فَأَحْدِثْ لَہٗ تَوْبَۃً ، وَالسِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃُ بِالْعَلَانِیَۃِ۔

ترجمۃ الحدیث:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا
میں نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے کوئی وصیت فرمائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
جتنی تم استطاعت رکھتے ہو اللہ کے تقوی کو لازم پکڑو اور یہ حجر و شجر کے پاس اللہ کو یاد کرو اور جو تم کوئی غلطی کرلو تو اس کی توبہ کرو پوشیدہ کی پوشیدہ اور علانیہ کی علانیہ۔

صحیح الترغیب والترھیب　　رقم الحدیث (۳۱۴۴)　　جلد ۳　　صفحہ ۲۱۹
قال المحقق: حسن لغیرہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – عَنِ النَّبِیِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَاذَنْبَ لَهُ۔

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مسعود-رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

الترغیب والترہیب رقم الحدیث (۳۱۴۵) جلد۳ صفحہ۲۱۹

عَنْ حُمَیْدِ الطَّوِیْلِ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِکٍ - رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ -وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :

اَلنَّدْمُ تَوْبَۃ'' ؟ قَالَ نَعَمْ ۔

ترجمة الحديث :

جناب حمید الطّویل فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عرض کی

کیا حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے
اَلنَّدْمُ تَوْبَۃ'' شرمساری توبہ ہے
تو آپ نے فرمایاہاں۔

صحیح الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۳۱۴۶) جلد۳ صفحہ۲۱۹

مجلس میں اٹھنے سے پہلے استغفار سے گناہ معاف

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ فَکَثُرَ فِیْهِ لَغَطُهٗ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ یَقُوْمَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِکَ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ اِلَّا غُفِرَلَهٗ مَا کَانَ فِیْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِکَ۔

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۴۴)	جلد۵	صفحہ۴۷۳
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۴۳۳)	جلد۳	صفحہ۴۴۴
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۴۳۳)	جلد۲	صفحہ۷۵۲
قال الالبانی:	اسنادہ صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۸۵۹)	جلد۲	صفحہ۶۸۱
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۸۵۹)	جلد۲	صفحہ۱۹۳
قال الالبانی:	حسن صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۹۴)	جلد۲	صفحہ۳۵۴
قال شعیب الارنووط:	رجالہ ثقات		
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۱۳۴۰)	جلد۵	صفحہ۱۳۵
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۴۴۴۵)	جلد۴	صفحہ۲۸۷

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابو ہریرۃ- رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو آدمی کسی مجلس میں بیٹھا اور اس میں بکثرت لغو باتیں سرزد ہوئیں تو اس آدمی نے اس مجلس کے اٹھنے سے پہلے یہ کہا

سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ تو اس مجلس میں جو بھی لغو باتیں ہوئیں انہیں معاف کر دیا جائے گا۔

المعجم الاوسط للطبرانی	رقم الحدیث (۷۷)	جلد ۱	صفحہ ۳۵
المعجم الاوسط للطبرانی	رقم الحدیث (۶۵۸۴)	جلد ۵	صفحہ ۶۲
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۱۹۶۹)	جلد ۲	صفحہ ۷۴۹
قال الحاکم:	ھذا الاسناد صحیح علی شرط مسلم		
اتحاف سادۃ المتقین		جلد ۶	صفحہ ۲۴۸
الاذکار	رقم الحدیث (۷۵۸)		صفحہ ۴۶۸
صحیح اذکار	رقم الحدیث (۳۶۵)		صفحہ ۳۲۳
زاد المعاد		جلد ۲	صفحہ ۴۶۷
عمل الیوم اللیلۃ النسائی	رقم الحدیث (۳۹۷)		صفحہ ۳۰۸

زہد

زاھد اللہ کا محبوب ہے

عَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ : جَاءَ رَجُل'' اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

اِزْهَدْفِی الدُّنْیَا یُحِبُّکَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِیْمَا عِنْدَ النَّاسِ یُحِبُّکَ النَّاسُ۔

ترجمة الحديث :

حضرت ابوالعباس سھل بعد سعد الساعدی - رضی اللہ عنہ - نے فرمایا:

ایک آدمی حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دنیا میں زھد اختیار کرو اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے زھد اختیار کرو لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔

سنن ابن ماجہ

قال المحقق: حدیث حسن

صحیح الجامع الصغیر رقم الحدیث (۹۲۲) جلد صفحہ

الاحادیث الصحیحہ رقم الحدیث (۹۴۴) جلد صفحہ

زھد سے اللہ تعالیٰ کی محبت کو جیتا جاتا ہے۔ اللہ وحدہ لاشریک زاھد سے محبت کرتا ہے جو فرد بشر اس دنیا میں رہتے ہوئے متاعِ دنیا سے محبت نہ کرے اور نہ اسے جمع کرنے کی سعی کرے بلکہ وہ ایسا بے رغبت ہو کہ جو بھی اس کے پاس آئے اور وہ اس کی ضرورت وحاجت سے زائد ہو اسے اللہ کی راہ میں اللہ کی رضا کیلئے خرچ کردے ایسا آدمی اس قابل ہے کہ خالق ومالک اس پر کرم فرمائے کیونکہ یہ دنیا ہے ہی ایسی چیز کہ دل خود بخود اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے اسے جمع کرنے کی تڑپ پیدا ہوتی ہے اور اسے متاع سمجھ کر اکٹھا کیا جاتا ہے۔

یاد رہے یہ دنیا فانی ہے اہل ایمان اس سے بے رغبتی برتا کرتے ہیں اور اس بے رغبتی کے باعث وہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرلیا کرتے ہیں اور جو شخص زھد اختیار کر کے اللہ وحدہ لا شریک کا محبوب بن جائے اسے اور کیا چاہیے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ -رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ ، مَاسَقٰى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ۔

ترجمة الحديث :

حضرت سھل بن سعد الساعدی - رضی اللہ عنہ - سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت رکھتی تو اللہ تعالیٰ اس دنیا سے کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔

مچھر ایک معمولی سا اڑتا ہوا جانور ہے۔ جو اکثر غلاظت پر بیٹھتا ہے اور اس کی پیدائش اور نشو ونما اسی غلاظت پر ہوتی ہے۔ یہ انسانی جسم کو کاٹتا ہے اس کے کاٹنے سے انسان درد محسوس کرتا ہے یہ انسانی خون چوستا ہے اس کے خون چوسنے سے تکلیف ہوتی ہے انسان بے آرام

سنن الترمذی رقم الحدیث (۱۸۸۹) جلد صفحہ

ہوتا ہے اور سویا ہوا اس کے حملہ سے بیدار ہو جاتا ہے۔ پھر اسے تکلیف کی وجہ سے نیند نہیں آتی۔ انسان اس کے حملہ سے بچاؤ کیلئے مختلف طریقے اختیار کرتا ہے اور اسے ناپسند کرتا ہے۔ ظاہری طور پر اس جانور میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔

جب یہ مچھر ایسا ہے کہ انسان اس سے بچاؤ کی تدبیر کرتا ہے تو انسان کے ہاں اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں پھر اس مچھر کا پر جو بالکل بے قیمت ہے معلوم ہوتا ہے اور اسے حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اللہ وحدہ لاشریک کے ہاں یہ دنیا اور متاعِ دنیا کی اتنی بھی قدر و منزلت نہیں جتنی ایک مچھر کے پر کی ہوتی ہے۔

اللہ کے ہاں اس دنیا کی وہ قیمت بھی نہیں جو ایک مچھر کے پر کی قیمت ہوا کرتی ہے۔ جب اللہ ذوالجلال والاکرام کے نزدیک دنیا اتنی بے قیمت اور حقیر چیز ہے تو ایک مومن کو اس دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھنا چاہیے۔ بلکہ اپنا دامن اس دنیا کی آلائشوں سے بچا کر رکھنا چاہیے کیونکہ حقیر چیز سے رغبت مومن کے شایاں شان نہیں بلکہ وہ ہر گھڑی اور ہر لمحہ خالق و مالک کی رضا چاہتا ہے اور اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے ہر وقت مستعد رہتا ہے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ:

اگر یہ دنیا مچھر کے پر کے برابر اللہ کی ہاں قدر و منزلت والی ہوتی تو اللہ ذوالجلال اس دنیا سے کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیتا۔

اہل ایمان بسا اوقات کفار کے پاس مال و دولت دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں دولت کی ریل پیل دیکھ کر اور اپنی حالت دیکھ کر افسردہ ہو جاتے ہیں۔

اے بندہ مومن! حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ذہن میں رہے کہ یہ

دنیا جب اس کی اللہ کے ہاں کوئی قدر و منزلت نہیں تو پھر اس کے حصول میں اتنی تگ و دو مناسب نہیں ہے جب ہمارے خالق و مالک کو اس سے محبت نہیں تو ہمیں بھی اس سے محبت نہیں ہونی چاہیے۔

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ - رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :

قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ ،فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلها الْمَسَاكِيْنُ وَاصحابُ الجدِّ مُحْبُوسُوْنَ وَغَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْاُمِرَبِهِمْ اِلَى النَّارِ۔

ترجمة الحديث :

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس جنت میں عام داخل ہونے والے مساکین تھے اور اصحاب ثروت محبوس تھے اور سوائے اس کے کہ اہل نار کو نار کی طرف سے جانے کا حکم دیا جاچکا تھا۔

صحیح البخاری رقم الحدیث (۵۱۹۶) جلد صفحہ
صحیح البخاری رقم الحدیث (۶۵۴۷) جلد صفحہ

اللہ رب العزت نے حضور سیّد العالمین رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو اپنا محبوب بنایا ہے اور اپنے محبوب صلّی اللہ علیہ وسلم کو وہ کچھ عطا فرمایا ہے جو مخلوق کے تصور وخیال سے بھی وراء ہے اس حدیث پاک میں ملاحظہ کیجئے:

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم جنت کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ اور جنتیوں کو جنت جاتے دیکھ رہے ہیں۔ سبحان اللہ! جنت میں داخلہ قیامت کے بعد ہے لیکن نگاہِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز ملاحظہ ہو کہ آپ چودہ صدیاں پہلے وہ نظارہ کر گئے ہیں۔ جو نگاہ پاک قیامت کے بعد والے منظر کو دیکھ لے اس نگاہ سے ہمارے اعمال کیسے مخفی رہ سکتے ہیں۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بھی دیکھا کہ

مساکین سب سے پہلے جنت جارہے ہیں۔ جن احباب کے کے پاس متاعِ دنیا نہ تھا بلکہ وہ اس متاع سے بے رغبت تھے اللہ ذوالجلال انہیں جنت میں بھی پہلے پہنچائے گا۔ جنت میں پہلے پہنچنا بھی ایک سعادت ہے اور یہ انہیں ہی نصیب ہے جن کا دامن دنیا کی الائشوں سے منزہ رہا اور جب وہ اس جہاں سے رخصت ہوئے تو ان کے پاس وسیع جائیداد نہ تھی نہ دولت کے انبار تھے بلکہ ان کے ہاں اللہ کی یاد کا سامان تھا اور ذکر الٰہی کی لذت سے شادکام ہو کر رخصت ہوئے۔

عن عبد اللّٰہ بن سعود – رضی اللّٰہ عنہ – قال :

نام رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم علی حَصِیْرٍ فقام وقد اثر فی جنبہ

قلنا یا رسول اللّٰہ ! لو اتخذ نالک وطاء! فقال :

مالی وللدنیا ؟ ما انا فی الدنیا الاکراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکھا۔

ترجمۃ الحدیث :

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سو گئے پھر آپ اٹھے تو (سخت) چٹائی نے آپ کے پہلو میں اپنے نشانات چھوڑے تھے

ہم نے عرض کی یارسول اللہ ! کاش کہ ہم اپنے کیلئے نرم گدّا کا انتظام کر دیتے تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرا اس دنیا سے کیا سروکار؟ میں دنیا میں ایسے ہوں جیسے ایک سوار نے ایک درخت کے سایہ میں کچھ دیر آرام کیا پھر اسے چھوڑ کر چلا گیا۔

صحیح سنن الترمذی رقم الحدیث (۱۹۳۶) جلد صفحہ

باعثِ تخلیق آدم و نبی آدم حضور سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی کا انداز ملاحظہ ہو بڑی سادگی سے دن گزارتے تھے آپ کے ظاہری سج دھج ظاہری نام ونمود نام کی کوئی چیز نہ تھی بلکہ آپ کو ہر قول و ہر فعل امت کی بھلائی کیلئے تھا آپ کے جملہ اقوال وفرامین آپ کے تمام اعمال امت کیلئے نمونہ تھے۔

زیرِنظر حدیث پاک پر نظر ڈالئے

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سوتے ہیں چٹائی کھجور کے سخت پتوں کی بنی ہوئی وہ اپنا اثر جسم پر چھوڑ جاتی ہے۔ان نشانات کو دیکھ کر حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بےقرار ہو جاتے اوران سے اضطراب عیاں ہو جاتا سیّد آدم و بنی وآدم صلّی اللہ علیہ وسلم کا یہ انداز زندگی اللہ اکبر! یہ وہ ذاتِ اقدس واطہر ہے کہ اگر آپ چاہیں تو پہاڑ سونا بن کر ساتھ چلیں ، اگر آپ اشارہ فرمائیں تو چاند شق ہو جائے ، پتھر کلمہ پڑھیں درخت سلامی کیلئے بےقرار ہوں لیکن ادھر اتنی سادگی کہ اس نرم ونازک جسم پر نشانات پڑ جائیں۔دنیا کے بادشاہ تو ریشم وکمخواب کے نرم وگداز بستروں پر آرام فرمائیں اور اللہ کے حبیب سخت چٹائی پر۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم اس صحابی کے جواب میں فرماتے ہیں:

میرا اس دنیا سے کیا سروکار؟ میری مثال تو ایسے ہے جیسے کوئی مسافر آیا کسی درخت کے نیچے چند گھڑی آرام کیا پھر اپنے سفر کی طرف رواں دواں ہو گیا۔

جو مسافر ہے وہ آرام دہ اور نرم وگداز بستروں پر آرام نہیں کرتا اور نہ عالی شان بنگلوں میں رہتا ہے وہ تو چند گھڑی رکا ہے پھر کوچ کر جائے گا۔جس ذاتِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلم کے لئے کائنات کو وجود بخشا گیا ان کی یہ حالت ہے تو باقی افراد کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔اس

حدیثِ پاک میں ہمارے لئے سامان نصیحت ہے ہمیں اپنے اعمال درست کرنے چاہیں اور طرز زندگی سادگی سے اپنانا چاہیے لمبے چوڑے تکلفات کو چھوڑ کر اللہ کی رضا کیلئے طرز معاشرت اختیار کرنا چاہیے۔

عن كعب بن مالك – رضى الله عنه – قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وسلم

ماذئبان جائعان ارسلافى غنم – بافسد لها من حرص المرء على المال والشرف لِدِيْنِهٖ.

ترجمة الحديث :

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

دو بھوکے بھیڑے جو بکریوں کے ریوڑ پر چھوڑے جائیں اتنا فساد نہیں پھیلاتے جتنا مال وجاہ کی حرص آدمی کا دین برباد کرتی ہے۔

بھیڑیا خونخوار درندہ ہے اس کی سرشت میں خونخواری ہے یہ سادہ بھیڑوں پر حملہ کرتا ہے اور جو بھی اس کے قابو میں آئے اسے چیر پھاڑ جاتا ہے یہ بکریوں پر اچانک حملہ آور ہوتا ہے اور

صحیح سنن الترمذی رقم الحدیث (۱۹۳۹) جلد صفحہ

مسند احمد رقم الحدیث ( ) جلد۳ صفحہ۴۵۶

جہاں اس کا بس چلے اس بکری کو دبوچ لیتا ہے اپنے نوکیلے دانت اس کے گلے میں پیوست کر کے اس کا خون پی جاتا ہے۔

بھیڑے ہوں اور ہوں بھی بھوکے انہیں اگر کسی بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑا جائے تو وہ کتنا فساد پھیلائیں گے ان کے سامنے جو بھی بکری آئے گی وہ محفوظ نہیں رہے گی یہ کسی کو زخمی کریں گے تو کسی بکری کو چیر پھاڑ کر ختم کر دیں گے۔ یہ ایک ریوڑ کو آفت زدہ کریں گے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کتنا فکر انگیز ہے مال کی لالچ اور مرتبہ و جاہ کی حرص انسان کے دین کو ان بھیڑیوں سے بھی زیادہ نقصان پہنچاتی ہے ایک مومن و مسلم حرص و لالچ سے کوسوں دور ہوتا ہے وہ حرص جیسی قبیح بیماری میں مبتلا نہیں ہوتا کیونکہ اسے معلوم ہے یہ اسکا دین وایمان برباد کر دے گی اور جو چیز مومن کے دین وایمان کو برباد کرنے والی ہو مومن اس کے نزدیک نہیں جاتا ہے۔ سب سے قیمتی چیز مومن کا ایمان ہے اور جو چیز ایمان کے لئے خطرہ ہو مومن اس سے ہر وقت ہوشیار رہتا ہے۔

آیئے متاعِ دنیا سے محبت چھوڑ دیں اس کی حرص کو خیر باد کہہ کر اپنے ایمان و یقین کی دولت کو محفوظ کر لیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ حرص و لالچ ایمان کی نعمت کو برباد کرے۔ **العیاذ باللہ من ذالک ۔**

رمضان المبارک

رمضان المبارک میں ہر روز رحمتِ الٰہی

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ، اِنَّ لِلّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عُتَقَاءَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ - یَعْنِیْ فِیْ رَمَضَانَ - وَاِنَّ لِکُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ دَعْوَۃً مُسْتَجَابَۃً.

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۴۷۳)	جلد۲	صفحہ۳۳
صحیح الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۰۰۲)	جلد۱	صفحہ۵۸۶
قال الالبانی:	صحیح لغیرہ		
مجمع الزوائد منبع الفوائد	رقم الحدیث (۴۷۹۳)	جلد۳	صفحہ۳۴۶
مسند البزار (عن جابر)	رقم الحدیث (۲۱۴۱)	جلد۲	صفحہ۴۲۶
مجمع الزوائد منبع الفوائد	رقم الحدیث (۱۷۲۱۴)	جلد۱۰	صفحہ۲۲۵
مجمع الزوائد منبع الفوائد	رقم الحدیث (۱۷۶۳۳)	جلد۱۰	صفحہ۳۶۴
قال الھیثمی:	رواہ احمد رجالہ رجال الصحیح		
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۴۴۳)	جلد۷	صفحہ۲۵۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱) مختصر	رقم الحدیث (۱۶۴۳)	جلد۲	صفحہ۳۰۸
قال المحقق:	حسن صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۱۶۴۳)	جلد۳	صفحہ۱۴۷
قال المحقق:	ھذا اسنادہ حسن		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوسعید خدری -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے ہر دن اور ہر رات اپنے بندے جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور ہر مسلم کی ہر روز اور ہر رات دعا قبول ہوتی ہے۔

تشریح:

عُتَقَاءَ :

رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا انداز ملاحظہ ہو اس کی کرم نوازیاں، اس کی عنایات موسلا دھار بارش کی طرح نازل ہوتی ہیں۔ یہ عنایات خسرانہ جب مائل کرم ہوتی ہیں تو ہوتی چلی جاتی ہیں۔ جو بھی دل وجان سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا اسے مالا مال کر دیا جاتا ہے۔ اسے اتنا دیا جاتا ہے کہ اسے آتش دوزخ سے رہائی مل جاتی ہے۔ جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلے اس کے لئے سردہ ہو جاتے ہیں۔

فمن زحرج عن النار وادخل الجنة فقد نار.

جسے آگ سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو حقیقی کامیاب وہی ہے۔

یہ نارِ جہنم سے رہائی دن یا دو دن کی بات نہیں بلکہ رحیم وکریم اللہ رمضان المبارک کے ہر دن اور رات میں آزادی عطا فرماتا ہے۔

صحیح ابن ماجہ   رقم الحدیث (١٦٦٦)   جلد٢   صفحہ٥٨

قال الالبانی: صحیح

اے اھل ایمان آیئے ! اللہ کریم کی اس عنایات کریمانہ سے اپنے آپ کو سرفراز کریں۔اس کا دریائے کرم موجیں مارتا ہے اس سے اپنے دل کی کھیتی کو سیراب کریں۔

کوئی گھڑی اور کوئی لمحہ تو ایسا نکالیں اور پھر گوشہ تنہائی میں اس رحیم وکریم اللہ کی بارگاہ میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کریں۔یادر ہے خوف خدا سے نکلنے والا آنسو الٰہی بارگاہ میں بڑا قیمتی ہے۔اوراس آنسو کے طفیل وہ سب گناہ معاف فرمادیتا ہے۔جب اس نے تمام گناہ معاف کر دیے تو اس کی رحمت یوں لپک کر آتی ہے کہ اسے آزادی، مکمل آزادی اور ابدی آزادی مل جاتی ہے۔

دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ:

جب انسان کو پریشانیاں اور مصیبتیں گھیر لیتی ہیں تو اسکا جینا دوبھر ہو جاتا ہے۔مصائب وآلام انسان کا قرار وسکون چھین لیتے ہیں۔دکھ ودرد سے انسانی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ مصائب کی ہولناک آندھیاں جب چلتی ہیں تو بڑوں بڑوں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔اس عالم میں ان آلام سے چھٹکارے کی کوشش کرتا ہے لیکن یہ کوششیں رائیگاں جاتی ہیں۔

وجہ واضح ہے انسان مصائب وآلام سے چھٹکارے کے لئے کوشش تو کرتا ہے لیکن اس کوشش کی سمت غلط ہوتی ہے۔اگر سمت درست کر لی جائے تو مصائب وآلام کے بادل چھٹ جاتی ہیں۔کیا کبھی ایسا ہوا کہ عرب والا آدمی، جاپان جانے والی سواری پر بیٹھ جائے اور تمنا کرے کہ میں عرب پہنچ جاؤں گا۔

دکھ اور پریشانی سے نجات دینے والی ذات ایک ہی ہے وہ ذات وحدہ لاشریک ہے اس کا در ہر دردمند کے لئے کشادہ ہے وہ فرماتا ہے:

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ.

تم مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

یہ اسکا عمومی اعلان ہے اس میں وقت وجگہ کی کوئی قید نہیں ہے جب بھی کوئی درد کا مارا دستِ سوال دراز کرے گا وہ سن لے گا۔ لیکن رمضان المبارک میں اس کی قبولیت کا انداز نرلا ہوتا ہے۔ بندہ جب صدقِ دل سے اس کریم کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو وہ اللہ کریم اس بندہ کی اس حاضری کی لاج رکھتا ہے اور پھر بندہ جب اس کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ بلند کرتا ہے تو جیسے ہی اس کے ہاتھ بارگاہ الٰہی میں بلند ہوتے ہیں اللہ ذوالجلال والاکرام اس کی دعا کو شرف قبولیت بخشتا ہے۔

اس کا فرمان:

اِنَّ لِکُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ دَعْوَۃً مُسْتَجَابَۃً.

ہر مسلم کے لئے ہر دن اور رات میں ایک دعا قبول ہونے والی ہے۔

ہمیں بیدار کرنے کے لئے کافی ہے۔

اے بندۂ مسلم! اٹھیے رمضان المبارک کے لمحات میں بارگاہ ذوالجلال میں دعائیں کیجئے اس کا وعدہ ہے ہر دن اور رات میں ہر مسلم کی دعا قبول ہے تو اپنے مصائب وآلام سے چھٹکارے کے لئے، اپنے درد کے مداوا کے لئے اپنی ہر پریشانیوں کے حل کے لئے اللہ الکریم کی بارگاہ میں دعا کیجئے۔ انسان خلیفۃ اللہ ہے اسے چاہیے کہ وہ کریم اللہ سے مانگے جس کی بارگاہ سے مانگنا عزت وسرفرازی ہے جس کے حضور دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا سعادت ونجابت ہے اور جس کی بارگاہ میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرنا انسانیت کی معراج ہے۔

اللھم وقفنا لما تحب وترفی ببر کۃ سید الاصفیاء علیہ من الصلوات اطیبھا ومن التسلیمات از کھا وعلی الہ ھم بدور الدجی واصحابہ ھم نجوم الھدی.

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ -ثَلاَ ثَۃ" لا تُرَدُّدَعْوَتُھُمْ . اَلصَّا ئِمُ حَتّٰی یُفْطِرَ، وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ ، وَدَعْوَۃُ الْمُظْلُوْمِ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ فَوْقَ الْغَمَامِ . وَیُفْتَحُ لَھَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَیَقُوْلُ الرَّبُّ : وَعِزَّتِیْ ، لَاَنْصُرَنَّکَ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین آدمیوں کی دعائیں رد نہیں کی جاتی۔

صائم (روزہ دار) کی دعا یہانتک کہ وہ روزہ افطار کر لے۔

امام عادل کی دعا۔

مظلوم کی دعا اللہ تعالیٰ اسے بادلوں کے اوپر بلند فرماتا ہے اور اس کے لئے سماء کے دروازے کھول دیتا ہے اور ربّ (تبارک تعالیٰ) فرماتا ہے:

مجھے اپنی عزت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ تھوڑی دیر کے بعد۔

اس حدیثِ پاک میں ان تین افراد کا ذکر ہے جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں وہ انسان کتنا خوش نصیب ہوتا ہے جس کی دعائیں بارگاہ ذوالجلال میں قبول ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا دعا

سنن الترمذی رقم الحدیث (۳۵۹۸) جلد۴ صفحہ ۴۱۵

شرح السنۃ جلد۶ صفحہ ۳۵۴

قبول کر لینا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دعا کرنے والے سے محبت فرماتا ہے اور جس سے خالق و مالک محبت فرمائے اس کے بختوں کو کون پہنچ سکتا ہے۔

اَلصَّائِمُ :

روزہ دار اللہ تعالیٰ کی محبت کو جیت لیتا ہے اس کا یہ عمل اللہ تعالیٰ لے لئے ہوتا ہے۔ جس کا عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی کرم نوازیوں سے مالا مال ہے۔ روزہ دار کتنا سعید ہے کہ جس وقت وہ روزہ رکھتا ہے اس وقت سے لے کر روزہ افطار کرنے تک اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ وجہ واضح یدع طعامہ وشرابہ لمرضاۃ اللّٰہ وہ اپنا کھانا پینا اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کیلئے ترک کر دیتا ہے۔ جس کا عمل اخلاص پر مبنی ہوگا وہ عمل قبول ہوتا ہے اور باعث ہزار برکات ہوتا ہے۔ روزہ دار کا یہ عمل از اول تا آخر اخلاص پر مبنی ہے۔ مخلص آدمی کی دعا ہر وقت اور ہر گھڑی قبول ہوتی ہے۔

اے اھلِ ایمان آیئے روزہ کی عادت اپنائیں اس روزہ سے نفس کی قوت اور اسکی سرکشی پر ضربِ کاری لگتی ہے جو عمل اس قدر اہمیت کا حامل ہو اسے لوجہ اللّٰہ اپنانا چاہے اور اس سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ دعائیں شرفِ قبولیت سے نوازی جائیں گی جس کی دعائیں قبول ہیں اس کے بارے میں اذعان ہونا چاہے کہ اسکا باطن پاک ہے کیونکہ پاک باطن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جس کا باطن غلاظتوں سی بھرا ہوا ہے اس کی دعائیں کیسے قبول ہونگی۔

اے بندمومن! آیئے اس آدمی سے، اس خوش بخت سے محبت کریں جو لوجہ اللّٰہ روزہ رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ عمل اس کے پاک دامن ہونے کی نشانی ہے پاک دل و پاک باطن سے محبت رویئگاں نہیں جاتی۔ اگر محبت پروان چڑھ گئی تو پھر یہ پاک باطن تمہاری بہتری کے لئے

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دستِ سوال دراز کرے گا۔

اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ :

حکومت کا نشہ اقتدار کی مستی انسان کو فرعون بنا دیتی ہے۔ پھر وہ ہر زیردست، پر ظلم وعدوان کا بازار گرم کرتا ہے۔ ناحق مال چھیننا اس کا کھیل بن جاتا ہے، عزت وعصمت سے کھیلنا اس کا مشغلہ بن جاتا ہے خدا فراموشی انتہا کو پہنچ جاتی ہے کیونکہ اقتدار اسے بے خوف کر دیتا ہے شیطان اس کا ہم نوالہ اور ہم پیالہ بن جاتا ہے۔

اگر کوئی مردِ مومن اقتدار کی کرسی پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کو نہ بھلائے بلکہ ہمہ وقت خالق اور مالک کے حضور حاضری اس کی نگاہوں میں رہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جوابدہی سے ڈرے وہ عدل وانصاف کا دامن نہ چھوڑے بلکہ اگر اس کا اپنا جگر پارہ بھی کوئی جرم کرے تو اسے سزا دینے سے نہ ہچکچائے تو ایسے سعید آدمی کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات کو اگر اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے تو جائے تعجب نہیں جو شخص جملہ اسباب کے ہوتے ہوئے رحمان کا عاجز بندہ بن کر رہا۔ اس کے اوامر کو بجالایا اسکے ذکر سے اپنے باطن کو آباد رکھا۔ جو ذمہ داری اس کے کندھوں پر ڈالی گئی اسے پورے طور پر نبھایا تو ایسا آدمی یقیناً مستجاب الدعوات ہے۔ اس کا وجود خلق خدا کے لئے سراپا رحمت ہے اس کی زبان میں بڑا اثر ہے۔

دَعْوَةُ الْمُظْلُوْمِ:

ظلم اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ ظالم اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے دور بہت دور ہوتا ہے۔

الا لعنة الله على الظالمين: ظالم پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔

مظلوم جس پر ناحق ظلم کیا گیا جسے بیٹھے بیٹھائے ستایا گیا اگر اس کی فریاد سننے والا کوئی

نہیں تو اسے بےفکر ہونا چاہیے کہ اس کی فریاد سننے والا اللہ ہے۔ اگر اس دنیا میں اس کے عدل وانصاف کے دروازے بند کردیے گئے ہیں تو اس کے لئے **مالک یوم الدین** کا دروازہ کھلا ہے وہ اس کی دعا کو قبول کرتا ہے اور اس کی مدد واعانت بھی فرماتا ہے۔

جنت میں بابِ الرّیّان سے داخلہ

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ- رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ- قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ :

اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ بَاباً یُقَالُ لَہُ الرَّیَّانُ ، یَدْخُلُ مِنْہُ الصّٰائِمُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ، لَایَدْخُلُ مَعَھُمْ اَحَد" غَیْرُھُمْ ، یُقَالُ : اَیْنَ الصّٰایِمُوْنَ؟ فَیَدْخُلُوْنَ مِنْہُ ، فَاِذَ ادخَلَ اٰخِرُھُمْ اُغْلِقَ ، فَلَمْ یَدْخُلْ مِنْہُ اَحَد" .

شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۷۰۸)	جلد۶	صفحہ۲۱۹
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۱۵۲)	جلد۸	صفحہ۲۷
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۸۹۶)	جلد۲	صفحہ۵۶۴
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۲۵۷)	جلد۲	صفحہ۱۰۰۴
السنن الکبریٰ (للبیہقی)	رقم الحدیث (۸۵۱۲)	جلد۴	صفحہ۵۰۲
قال البیہقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
السنن الکبریٰ (للبیہقی)	رقم الحدیث (۸۵۱۱)	جلد۴	صفحہ۵۰۲
قال البیہقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۴۲۰)	جلد۸	صفحہ۲۰۸
قال المحقق:	اسنادہ علی شرط البخاری		
مصنف ابن ابی شیبہ		جلد۳	صفحہ۶-۵

ترجمۃ الحدیث:

حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ''الرّیّان'' کہا جاتا ہے۔اس دروازہ سے قیامت کے دن روزہ دار گزریں گے۔ان کے ساتھ کوئی غیر روزہ دار نہ گزرے گا۔کہا جائے گا۔روزہ دار کہاں ہیں؟ پس وہ اس دروازہ سے داخل ہوں گے۔جب ان روزہ داروں کا آخری آدمی گزر جائے گا تو اس دروازہ کو بند کر دیا جائے گا پھر اس سے کوئی اور داخل نہ ہوگا۔

-☆-

رضائے الٰہی کا سودا جس دماغ میں سما جاتا ہے وہ دیوانہ سب فرزانوں سے آگے نکل جاتا ہے۔رضا الٰہی کا جذبہ جس مردِ مومن کے سینے میں آجاتا ہے اس کا سینہ انوارِ ربانیہ کا گنجینہ بن جاتا ہے پھر وہ زمین پر رہتے ہوئے زمین کے باسیوں سے نہیں ہوتا بلکہ وہ افلاکی ہوتا ہے اس کا طائر روحانیت جب پر کشا ہوتا ہے۔تو مادیت سے پرے بہت بلند پرواز کرتا ہے۔
روزہ دار کس درجہ فیروز بخت ہے کہ طلوع فجر سے لیکر غروب آفتاب تک رضائے الٰہی کی آغوش میں رہتا ہے۔اس نفس پیاس سے بیتاب ہوتا ہے وہ اسکی بیتابی کی پرواہ کیے بغیر اپنا وقت گزارتا ہے۔اسے بھوک ستاتی ہے وہ عالم تنہائی میں بند کمرہ میں ہوتا ہے اگر کھانا سامنے بھی ہوتو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا کیونکہ اس کا ایمان کامل ہے کہ اس کا خالق ومالک دیکھ رہا ہے۔
وہ خالق ومالک بھی اپنے بندے کی قدر کرتا ہے اور فرماتا ہے:

الصوم لی وانا اجزی به

روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا و ثواب بھی میں دوں گا۔

پھر روزِ محشر جو اعزاز اسے نصیب ہو گا اللہ! اللہ! ایسے خوش نصیب کو جنت کے اس دروازے سے داخل کیا جائے گا کس کا نام بابِ الرّیّان ہے اس نام کے معنی ہیں سیرابی ہے۔ یعنی جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے عبادت کی نیت سے حالتِ روزہ میں پیاسا رہا اسے جنت میں داخل کیا جائے گا تو ایسے دروازے سے جس میں سیرابی ہی سیرابی ہے جو یہاں سے گزر گیا ابد آلاباد تک اسے پیاس نہ لگے گی۔ جب آخری روزہ دار گزر جائے گا اس دروازہ کو بند کر دیا جائے گا۔اس دروازہ سے کوئی غیر روزہ دار نہ گزر سکے گا۔

یہ اللہ کریم کی طرف سے اعزاز ہے جسے اعزاز بخشنے والا اللہ تعالیٰ ہو اس کے مقدر تک کون پہنچ سکتا ہے۔ جسے رفعتیں اور عزتیں دینے والا خالق کائنات ہو اس جیسا اور کون ہو سکتا ہے۔

اے اھلِ ایمان آئے فکر آخرت کریں اس دنیا میں آخرت کے لئے کچھ کریں دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔آج جتنے سانس گزر رہے ہیں یہ ایک دن ختم ہو جائیں گے لیکن ہم انہیں ابدی کیسے بنا سکتے ہیں۔وہ اس طرح کہ ہر سانس رضائے الٰہی میں گزارا جائے۔اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اور اس کے پیارے حبیب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنتوں پر کار بند رہتے ہوئے جو سانس بھی گزرے گا اس کے ثمرات ابدی و باقی ہونگے۔آیئے روزہ رکھنے کی عادت ڈالیں۔رضائے الٰہی کے لئے عبادت کے نیت سے روزہ رکھیں انشاءاللہ طلوع فجر سے لیکر غروب آفتاب تک کے معمولات جب پیش ہوں گے ان اوقات میں لئے گئے سانس ابدیت کا روپ دھارلیں گے۔خلاق و مالک کی رضا سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔

روزہ میرے لئے ہے
اور
اس کی جزا میں دوں گا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّیَامُ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ:

اَلصِّیَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ یَوْمَ صَوْمِ اَحَدِكُم فَلَا یَرْفُثُ وَلَا یَصْخَبْ . فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ اِمْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ. لِصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُهُمَا ، اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهٖ وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ.

شرح السنۃ (للبغوی) رقم الحدیث (۱۷۱۱) جلد ۶ صفحہ ۲۲۳

قال البغوی: ھذا حدیث متفق علی صحۃ اجرجہ مسلم

صحیح مسلم رقم الحدیث (۱۱۵۱) جلد ۸ صفحہ ۲۴

المصنف (عبدالرزاق) رقم الحدیث (۷۸۹۱) جلد ۴ صفحہ ۳۰۶

صحیح البخاری رقم الحدیث (۵۹۲۷) جلد ۴ صفحہ ۱۸۸۰

ترجمة الحديث :

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فرزندِ آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے سوائے روزہ کے کیونکہ روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا (بھی) میں دوں گا۔

روزہ ڈھال ہے جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو تو نہ وہ بے حیائی کی بات کرے اور نہ جھگڑے اگر کوئی اس روزہ دار کو گالی دے یا اس سے لڑے تو اس روزہ دار کو چاہیے کہ (اس گالی یا لڑائی کے جواب میں) کہے میں روزہ دار ہوں۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۹۰۴)	جلد۲	صفحہ۵۶۶
السنن الکبریٰ (للبیھقی)	رقم الحدیث (۸۵۰۷)	جلد۴	صفحہ۵۰۱
قال البیھقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۴۲۲)	جلد۸	صفحہ۲۱۰
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۲۱۴)	جلد۴	صفحہ۱۶۷
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۲۱۷)	جلد۲	صفحہ۱۲۱
قال الالبانی:	صحیح الاسناد		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۳۴۵)	جلد۱۰	صفحہ۶۸

قسم ہے اس ذات کی جس نے کے ہاتھ میں محمد (مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے پاکیزہ ہے۔ روزہ دار کو دو (۲) خوشیاں ہیں جن سے وہ خوش ہوگا۔ جب وہ افطاری کرتا ہے تو اپنی افطاری سے خوش ہوتا ہے اور جب وہ اپنے ربّ سے ملے گا تو اپنے روزہ کی وجہ سے خوش ہوگا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ :

اِنَّ رَبَّكُمْ يَقُوْلُ: كُلُّ حَسَنَةٍ لِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِئَةِ ضِعْفٍ . وَالصَّوْمُ لِىْ وَاَنَا اَجْزِىْ بِهٖ

وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ وَلَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَاِنْ جَهِلَ عَلٰى اَحَدِكُمْ جَاهِلٌ" وَهُوَ صَائِمٌ" ، فَلْيَقُلْ اِنِّىْ صَائِمٌ" اِنِّىْ صَائِمٌ" .

ترجمة الحديث :

حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک تمہارا ربّ تعالیٰ فرماتا ہے:

ہر نیکی کی جزا دس نیکیوں سے لیکر سات سو نیکیوں تک ہے روزہ میرے لئے ہے اور اس جزا میں دوں گا۔

روزہ آگ سے ڈھال ہے اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے پاکیزہ و بہتر ہے اگر تم میں سے کوئی روزہ دار ہو اور اس سے کوئی جاہل جہالت پر اتر آئے تو وہ کہہ دے میں روزہ دار ہوں، میں روزہ دار ہوں۔

فرزند آدم کا ہر نیکی کا عمل دس گنا سے لیکر سو گنا ہے۔ ایک آدمی ایک نیکی کرتا ہے اللہ

تعالیٰ اپنی کرم نوازی سے اسے دس گنا اجر عطا فرماتا ہے۔ یہ اس کا فضل و کرم ہے اور اس کے فضل و کرم کی کوئی حد بندی نہیں کر سکتا۔

ایک صالح و متقی نیکی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی پارسائی کی وجہ سے اسے ایک نیکی کا ثواب ستر نیکیوں کی صورت میں عطا فرماتا ہے یہ بھی اللہ ذوالجلال کا احسان ہے اور احسان الٰہی کی جب برکھا ہو تو کوئی بھی اسے روک نہیں سکتا۔

ایک اور آدمی جو تقویٰ کے مقام سے بھی آگے بہت آگے مقام صدیقیت پر فائز ہے اللہ ذوالجلال اس سراپا صدق و صفا کو ایک نیکی کے بدلے سات سو نیکیاں عطا فرماتا ہے یہ اس کا لطف و کرم ہے۔ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔

بارگاہِ خیر الوریٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ایک آدمی حاضر ہوا اور اس نے فی سبیل اللہ ایک مخطومہ اونٹنی پیش کی حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فوراً ارشاد فرمایا:

تیرے لئے سات سو اونٹنیاں جنت میں ہیں۔

یہ اللہ ذوالجلال کا احسان عظیم ہے جو اپنے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے اس امت پر فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب دینے پر آئے بلکہ اس کا محبوب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب اللہ کی خزانے تقسیم کرنے پر آئے تو جتنا چاہئیں عنایت فرما دیں یہ محبوب و محبّ کا معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تقسیم پر راضی ہے۔

لخلوف الصائم اطیب عند اللّٰہ مِنْ ریح المسک.

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

محبت محبت میں فرق ہوتا ہے۔ محبت جب پروان چڑھتی ہے تو اس کی ضابطے سب سے جدا ہوا

کرتے ہیں محبوب سے کیا محبت ہوتی ہے کہ محبوب کی ہر چیز سے انس ہو جاتا ہے۔

أَمُرُّ عَلَى الدِّيَارِ دِيجارِ سَلْمى
أُقَبِّلُ ذَاالْجِدَارَ وَذَاالْجِدَارَ
وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَلْنَ قَلْبِىْ
وَلٰكِنْ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَا

میں اپنے محبوب کے شہر سے گزرتا ہوں تو عالم وارفتگی میں شہر محبوب کی کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو بوسے دیتا ہوں۔ حقیقت میں اس شہر کے گلی کوچوں کی محبت میرے دل میں نہیں بلکہ اس شہر محبوب کے باسی میرے دلبر کی محبت نے دل میں بسیرا کیا ہوا ہے۔

محبوب کی ہر ادا سے محبت ہوتی ہے اس کی ہر خوبی سے پیار ہوتا ہے اگر چہ وہ ظاہری طور پر کسی کو عیب بھی نظر آتا ہے لیکن محبّ کی نگاہ میں وہ عیب نہیں خوبی بن جاتا ہے۔

بلا تشبیہ اللہ ذوالجلال والالرام کو روزہ دار سے یوں محبت ہوتی ہے کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے، بھوک کے سبب اس کے منہ سے نکلنے والی ہر بو بھی اللہ تعالیٰ کو یوں پیاری ہوتی ہے کہ وہ کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہوتی ہے۔

سبحان اللہ!

خالق و مالک کو جو بے نیاز ہے صمد ہے اپنے روزہ دار بندے سے کس درجہ محبت ہوتی ہے کہ اس کے منہ سے نکلنے والی بو بھی محبوب ہو جاتی ہے ۔تو جس کی بو خالق وارض وسماء کو پیاری لگے اس کی تسبیح ومناجات، اس کا ذکر وفکر، اس کی عبادت وریاضت کس درجہ محبوب ہوگی۔

اے اہل ایمان حالت روزہ میں تمہاری بو بھی اللہ کریم کو پیاری لگتی ہے تو تمہاری خوشبو

کتنی پیاری ہوگی۔تلاوت قرآن کریم کی خوشبو لا مثال خوشبو ہے رمضان المبارک کی طویل گھڑیوں میں تلاوتِ قرآن یوں کیجیئے کہ خالق و مالک یوں راضی ہو جائے کہ پھر بقیہ زندگی اس کی عبادت کا کیف لیتے گزرے۔

کلمہ طیبہ کا ذکر عام حالت میں اللہ ذوالجلال کو بہت پیارا لگتا ہے تو روزہ کی حالت میں رمضان المبارک کی نور بھری گھڑیوں میں خالق و مالک کو کلمہ طیبہ کا ورد کتنا عمدہ لگتا ہوگا۔آیئے اپنی زبان کو کلمہ طیبہ کے ورد سے معطر رکھیں۔

اے بندہ مومن! رمضان المبارک کی رحمت بھری ساعات میں اللہ ذوالجلال کا کرم جوبن پر ہوتا ہے۔آیئے اس کی ساعات میں طویل سجدوں کا کیف لیجئے۔تہجد کو اپنی ذات پر لازم کیجیئے ہوسکتا ہے کریم اللہ یوں کرم کرے کہ پھر بقیہ زندگی گناہوں سے بچ جائے اور جس کی زندگی گناہوں سے پاک ہے وہ یقیناً رحمان کی رحمتوں سے لبریز ہے۔

اگر ماں باپ زندہ ہیں ان کے خدمت کیجیئے۔ماں باپ کی ایک خوشی انسانی مقدر سنوارنے کے لئے کافی ہوتی ہے اور اگر وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں تو انہیں اپنی دعاوں میں یاد کیجیئے ان کے لئے استغفار کیجیئے۔ماں باپ کو بعد از وفات یاد رکھنے والا محروم نہیں رہا کرتا۔

لخلوف الصائم اطیب عنداللّٰہ من ریح المسک.

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب لوگ روزِ حشر و قیامت کے دن اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے تو روزہ دار کے منہ سے کستوری سے بھی زیادہ خوشبو نکل رہی ہوگی وہ جہاں جہاں سے گزرتا جائے گا اس جگہ کو معطر کرتا جائے گا۔

بناءِ اسلام

عَنِ ابْنِ عُمَرَ - رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا - قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ- یَقُوْلُ :بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ : شَہَادَۃِ اَنْ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلَاۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکوٰۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمْضَانَ .

صحیح البخاری	رقم الحدیث(۸)	جلد۱	صفحہ۲۸
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۱۵۸)	جلد۱	صفحہ۳۷۴
قال شعیب الارنوؤط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط الشیخین		
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۱۶)	جلد۱	صفحہ۲۷
السنن الکبریٰ	رقم الحدیث(۱۶۷۵)	جلد۱	صفحہ۵۲۶
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث(۶)	جلد۱	صفحہ۱۷
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح علیٰ صحتہ		
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث(۳۰۸)	جلد۱	صفحہ۱۵۹
المسند الحمیدی	رقم الحدیث(۷۰۳)	جلد۲	صفحہ۳۰۸
سنن الترمذی	رقم الحدیث(۲۶۰۹)	جلد۵	صفحہ۵
المعجم الکبیر	رقم الحدیث(۱۳۲۰۳)	جلد۱۲	صفحہ۳۰۹
المعجم الکبیر	رقم الحدیث(۱۳۵۱۸)	جلد۱۲	صفحہ۴۱۲
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث(۲)	جلد۱	صفحہ۱۱۳
قال المحقق:	متفق علیہ		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے:

۱۔ گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ صلاۃ قائم کرنا۔

۳۔ زکاۃ ادا کرنا۔

۴۔ حج کرنا۔

۵۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

-☆-

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴)	جلد ۱	صفحہ ۱۰
قال الالبانی:	متفق علیہ		
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۳۰۱)	جلد ۵	صفحہ ۴۹۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۱۱)	جلد ۸	صفحہ ۱۱۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۷۳۴۴)	جلد ۶	صفحہ ۱۴
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۰۹۲)	جلد ۱	صفحہ ۳۰۶

صلاۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ یہ ان ارکان میں سے ہے جن پر اسلام کی عظیم الشان عمارت قائم ہے۔

عمارت چاہے جس شان وشوکت کی ہو اس کا انحصار اس کی بنیاد پر ہے اگر بنیاد کمزور ہو جائے تو عمارت کا قائم ودائم رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسلام کا قصرِ رفیع جن ستونوں پر ایستادہ ہے ان میں ایک صلاۃ ہے تو جس نے صلاۃ کو ضائع کر دیا گویا اس نے اسلام کو ضائع کر دیا اور جس نے اس صلاۃ کو قائم رکھا اس نے اپنے دین وایمان کو قائم رکھا۔

قرآن پاک اور احادیثِ مقدسہ میں صلاۃ کے ساتھ اقامۃ کا لفظ آیا ہے تو آیئے اس لفظ پر غور کریں۔

علامہ سمین حلبی لکھتے ہیں:

يُقِيمونَ الصَّلاةَ اَى يُدَاوِمُونَ علٰى فِعلِهَا وَيُحافِظُونَ عَلَيها وَقِيلَ معناهُ يُؤَدُّونَهَا مُقَوَّمَةَ الاركَان وَالسُنَنِ غيرَ مُخلِّين بِشَيءٍ مِّنهَا مِن اَقَامَ الْاَمْرَ اِذا اَتَى بِهِ عَلٰى اكمَلِ هَيئَاتِهِ[1]

يُقِيمونَ الصَّلاةَ کا معنی ہے وہ صلاۃ کی ادائیگی پر مداومت اور اس پر محافظت کرتے ہیں۔

يُقِيمونَ الصَّلاةَ کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا صلاۃ کے ارکان اور اس کی سنتوں میں کسی قسم کی کوتاہی کیے بغیر انتہائی درست طریقے سے ادا کرتے ہیں اور یہ " اَقَامَ الْاَمْرَ " سے ماخوذ ہے یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی کام مکمل ہیئت سے کرے۔

---

(۱) عمدۃ الحفاظ ۳/۱۳۔۱۴ عالم الکتب، بیروت ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳ء

گناہوں کا کفارہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ ، وَالْجُمُعَةِ اِلٰی الْجُمُعَةِ، وَرَمْضَانُ اِلٰی رَمْضَانَ مُکَفِّرَاتٌ'' مَابَیْنَهُنَّ اِذَا اجْتَنَبْتَ الْکَبَائِرَ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۷۳۳)	جلد۵	صفحہ۲۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط مسلم		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۳۳)	جلد۱	صفحہ۲۶۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۱۴)	جلد۱	صفحہ۴۱۸
قال الترمذی:	حدیث حسن صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۴۴۴۹)	جلد۲	صفحہ۶۵۶
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۰۷۵۸)	جلد۱۰	صفحہ۳۱۵
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۳۱۴)	جلد۱	صفحہ۱۶۲
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۱۸۱۴)	جلد۳	صفحہ۱۵۸
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۴۵)	جلد۲	صفحہ۱۷۷
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح		
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۲۴۷۰)		صفحہ۳۲۴
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۰۸۶)	جلد۲	صفحہ۱۸
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صلوات خمس (پانچ نمازیں) اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک ان کے درمیان گناہوں کا کفارہ ہین جب تک وہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے۔

-☆-

صلوٰۃ اس درجہ نور و برکت والی ہے کہ کبائر کے علاوہ جتنے گناہ سرزد ہوں اس صلاۃ کے ادائیگی سے وہ معاف ہوجاتے ہیں۔

نیکی اور بدی کی جنگ جاری ہے اور انسان ان کے اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ شیطان اپنا پورا زور صرف کرتا ہے کہ انسان بدی کی دلدل میں پھنستا چلا جائے لیکن رحمان کے رحمت کا تقاضا ہے کہ انسان نیکی کی خوشبو سے ہمیشہ معطر رہے۔ بندہ جب بھی صلاۃ ادا کرتا ہے۔ ربّ تعالیٰ کی بارگاہِ کریمانہ میں سجدہ ریز ہوجاتا ہے تو رحمان کی رحمت اسے فوراً شیطانی دلدل

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۸۹۷)	جلد ۱	صفحہ ۳۲۲
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۰۳۸)	جلد ۱۰	صفحہ ۲۳۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۲۳۴)	جلد ۹	صفحہ ۴۳۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

سے نکال کر پاک وصاف کر دیتی ہے ار جو فرزند آدم عبادت کا خوگر ہوا سے یہ یقین رکھنا چاہیئے کہ رحمان کے رحمت اسے اپنے حصار میں لیئے ہوئے ہے اور یہی رحمتیں قبر کی دیواروں تک اس کے ایمان کی نگران ہوں گی۔

صوم نصفِ صبر

عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ قَالَ : عَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ یَدِیْ اَوْفِیْ یَدِهٖ

اَلتَّسْبِیْحُ نِصْفُ الْمِیْزَانِ ، وَالْحَمْدُ یَمْلَأُهٗ وَالتَّكْبِیْرُ یَمْلَأُ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ، وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ وَالطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ.

ترجمة الحديث:

بنی سُلیم کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ہاتھ میں یا اپنے ہاتھ میں شمار فرمایا:

تسبیح نصف میزان ہے۔ الحمد میزان کو بھرتا ہے اور تکبیر بھر دیتی ہے سماء وارض کے درمیان جو کچھ ہے اور روزہ نصفِ صبر ہے اور طہور نصف ایمان ہے۔

-☆-

الطهور نصف الايمان

وضو نصف ایمان ہے۔

ایمان کا انحصار صلاۃ پر ہے۔

"اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّیْنِ"

صلاۃ دین کا ستون ہے ا۔اس پر واضح دلالت کرتا ہے۔

اب دو چیزیں نظر آتی ہیں:

ا۔ صلاۃ -اصل مقصد

ب۔ وضو -اس کے بغیر صلاۃ نہیں اس وجہ سے وضو کو شطر ایمان کہا گیا ہے۔

۲۔ ایمان کامل اس شخص کا ایمان ہے جو ہر قسم کی معصیت و نافرمانی سے محدوظ ہو۔

ا۔ معصیت صغیرہ

ب۔ معصیت کبیرہ

وضو کرنے سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس لئے وضو کو نصف ایمان قرار دیا گیا

۔

۳۔ کامل الایمان وہ ہے جو گناہوں سے پاک ہو اور وہ نیکیوں سے آراستہ ہو وضو گناہوں سے پاک کرتا ہے اور صلاۃ نیکیوں سے آراستہ کرتی ہے اس لئے وضو کو شطر الایمان (نصف ایمان) کہا گیا ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ جب اجز و ثواب سے نوازتا ہے تو اس کی عطا کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ عطاء عام

ب۔ عطاء خاص

اللہ تعالیٰ کی وہ عطا جو ہر ایک کو بلا تخصیص ملے اسے عطاء عام کہتے ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ

کا وہ کرم جو خاص بندوں کو ان کے اخلاص وللٰہیت کی بنا پر دیتا ہے اسے عطاء خاص کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر وضو کرنے والے کو بھی اجر دیتا ہے۔ یہ اس کا کرم بلا تخصیص ہے لیکن کچھ ایسے افراد بھی ہیں جو اس اخلاص للٰہیت سے وضو کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا اجر وثواب اس ودرجہ بڑھا دیتا ہے اور اس کے کرم کو کوئی روک نہیں سکتا جیسے اللہ تعالیٰ کسی کو ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں اور جسی کو ایک کے بدلے ستر اور کسی کو ایک کے بدلے سات سو دیتا ہے اور اپنے چاص بندوں کے بارے میں فرماتا:

وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَشَاءُ

اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے اجز وثواب سات سو گنا سے بڑھا دیتا ہے اور اس کی کو ئی حد مقرر نہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یَمْلَؤُہٗ:

اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنا ایک مومن کا امتیاز ہے اس کا شکر کرنا ایمان کی حلاوت ہے تو یہ الحمد للہ بظاہر تو ایک مختصر جملہ ہے لیکن کریم اللہ جب اس پر اجز وثواب عطا فرماتا ہے تو اس سے اعمال تو لنے والا میزان بھر جاتا ہے جس کا اعمال نامہ نیکیوں سے بھرپور ہو وہ بڑا سعید ہے اس لئے اہل ایمان کی زبانیں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء میں مگن رہتی ہیں اور جب تک وہ اس خالق ومالک کی تعریف وتوصیف نہ کرلیں انہیں چین نصیب نہیں ہوتا وجہ واضح ہے کہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مِلْءُ الْمِیْزَان.

اَلتَّکْبِیْرَ یَمْلَأُ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ :

سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنا آسمانوں اور زمین کو بھر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات وحدہ لاشریک ہر کجی سے منزہ ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی کنی نہیں جب مومن سبحان اللہ کہتا ہے تو دل و جان سے خدائے بزرگ و برتر کو ہر قسم کے عیوب و نقائص سے مُبّرا سمجھتا ہے یہ سمجھنا ہی انسان کو شرک جیسے قبیح وصف سے بچائے رکھتا ہے اور

اللہ اکبر، اللہ کی عظمت و کبریائی کا اظہار ہے دنیا میں بڑے بڑے صاحبان اقتدار علم و عقل ہوئے لیکن وہ سب اللہ کی عطاو کرم سے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اس کی عظمت و کبریائی کے سامنے کُل جہاں سرنگوں ہیں بندۂ مومن جب اللہ تعالیٰ کو اکبر تسلیم کرتا یہ اور اس کا بر ملا اظہار کرتا ہے تو اس کی اپنی ذات ریا کاری و دکھلاوے کے عیوب سے پاک ہو جاتی ہے اس لئے یہ دو کلمات اتنے خیرات و برکات سے معمور ہیں کہ ان کے ادا کرنے والے کے لئے اتنا اجر و ثواب ہوتا ہے جس سے آسمان و زمین بھر جاتے ہیں۔

دخول جنت

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیُّ - رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ - قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ - صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فِیْ حَجَّۃِ الْوِدَاعِ فَقَالَ:

اِتَّقُوْا اللّٰہَ وَصَلُّوا خَمْسَکُمْ ، وَصُوْمُوْا شَھْرَکُمْ ، وَاَدُّوْا زَکَاۃَ اَمْوَالِکُمْ وَاَطِیْعُوْا اِذَا اَمَرَکُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّۃَ رَبِّکُمْ .

ترجمة الحديث:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۰۶۱) جلد ۱۶	صفحہ ۲۲۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح	
المعجم الکبیر الطبرانی	رقم الحدیث (۷۶۶۴) جلد ۸	صفحہ ۱۸۱
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۱۴۷۶) جلد ۲	صفحہ ۷
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط مسلم ویخرجاہ	
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۶۱۶) جلد ۲	صفحہ ۵۱۶
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح	
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۵۶۳) جلد ۱۰	صفحہ ۴۲۶
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ قوی علیٰ شرط مسلم	

کوسنا آپ (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے ارشادفرمایا:

اپنے ربّ کے عبادت کرو۔ پانچ وقت کی صلاۃ جوتم پر فرض ہے ادا کرو، اپنے ماہ (رمضان) کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکاۃ ادا کرواور اپنے حاکم کی اطاعت کروتو اپنے ربّ کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

-☆-

جنت اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے دائمی انعامات کی جگہ ہے۔ یہ وہ عزت والا مقام ہے جہاں تمام روئے زمین کے اولین وآخرین نیک لوگ جمع ہوں گے اور اندالا باد تک وہیں قیام کریں گے۔

اس ارفع واعلیٰ مقام کواللہ تعالیٰ کے احکامات پرعمل کر کے حاصل کیا جا سکتا ہےتو جن اعمال سے اللہ تعالیٰ راضی ہو کر یہ نور بھری سعادت عطا کرتا ہے ان اعمال میں سرفہرست صلاۃ (نماز) ہے۔

اللہ تعالیٰ ہراہل ایمان کوصلاۃ کی بروقت ادائیگی کی توفیق عطافرمائے۔آمین

بجاہ سیّد المرسلین صلّی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم .

اطیعوا اذا امرکم کی جگہ بعض کتب میں اطیعو اذا امرکم کےلفظ ہیں تواسو وقت مفہوم ہوگا اپنے حکمران کے اس حکم کی اطاعت کروجوقرآن وسنت کے مطابق ہو۔

زمرہ صدیقین وشہداء میں

عَنْ عَمْرِ و بْنِ مُرَّةَ الْجُهَنِيِّ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:
جَاءَ رَجُل'' اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَرَاَيْتَ اِنْ شَهِدْتُ اَنْ لَااِلٰـهَ اِلَّااللّٰـهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلَ اللّٰـهِ وَصَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَاَدَّيْتُ الزَّكَاةَ وَصُمْتُ رَمْضَانَ وَقُمْتُهٗ، فَمِمَّنْ اَنَا ؟ قَالَ مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ.

ترجمة الحديث :

حضرت عمرو بن مرہ الجھنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
ایک آدمی حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا عرض کی
یارسول اللہ!

الترغیب والترھیب — رقم الحدیث (۵۲۲) جلد ۱ صفحہ ۳۱۱
قال المحقق: صحیح
مجمع الزوائد — جلد ۱ صفحہ ۵۱
قال الھیثمی: رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح
خلا شیخی البزار وأرجو إسنادہ انہ إسناد حسن أو صحیح
صحیح ابن خزیمہ — رقم الحدیث (۲۲۱۲) جلد ۳ صفحہ ۳۴۰
قال الدکتور محمد مصطفیٰ الاعظمی / اسنادہ صحیح

اگر میں گواہی دوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں صلواتِ خمس (پانچ نمازیں) ادا کروں، رمضان کے روزے رکھوں اور رمضان المبارک کی راتوں کو قیام کروں تو یا رسول اللہ!

آپ (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خیال میں میں کن لوگوں میں ہوں۔ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صدیقین اور شہداء میں سے۔

-☆-

مقام صدیقیت ایک بلند و برتر مقام ہے اور یہ مقام فیضان نبوت سے لبریز ہے اس مقام پر ازلی سعادت مند ہی فائز ہوا کرتے ہیں۔ اس مقام سے انہیں افراد کو حصہ ملا کرتا ہے جو شریعت مطہرہ پر دل و جان سے کاربند ہوکرتے ہیں بلکہ اوامر شریعت پر عمل ان کی طبیعتِ ثانیہ بن جایا کرتی ہے۔ عام آدمی کی زندگی سانس کے بغیر نہیں سانس رک گیا تو ہو موت کی وادی میں چلا جاتا ہے گویا حیات سانس کے آنے جانے کا نام ہے لیکن صدیقین کے لئے شریعت مطہرہ کی پابندی صلاۃ وصوم کی پاسداری بمنزلہ سانس بن جاتی وہ ہر حالت میں عبادت الٰہی کے مقام سمجھتے ہیں اور انہیں ظاہری سانس کے بند ہونے کا فکر نہیں ہوتا بلکہ انہیں فکر ہے تو فکر بندگی ہے وہ ہمہ وقت عبادت الٰہی کے نشہ میں مخمور رہتے ہیں اور کسی لمحہ بھی عابد و معبود کے رشتہ کو ٹوٹنے نہیں دیتے۔

وہ مرد حق آگاہ جو صوم و صلاۃ کی پابندی کرے اور ہر وقت اس کا دھیان خالق و مالک کی طرف ہو اور صلاۃ کے کیف سے یوں مست ہو کہ جیسے ہی اذان کی آواز اس کے کانوں سے

ٹکرائے دنیا کی ہر چیز سے بے خبر ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے کے لئے بے تاب ہو جائے تو ایسے خوش بخت افراد کو اگر اللہ تعالیٰ مراتب رفیعہ پر فائز فرمادے تو یہ اس خالق و مالک کا کرم و عطا ہے۔

نارِ جہنم سے ڈھال

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ سَلَّمَ یَقُوْلُ : اَلصِّیَامُ جُنَّة''، وَحِصْن'' حَصِیْن'' مِنَ النَّارِ

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے سنا حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمار ہے تھے:

روزہ ڈھال ہے اور مضبوط قلعہ ہے آگ سے۔

مسند الامام احمد ۲/۴۰۲

شعیب الایمان ۷/۱۷۲

عَنْ جَابِرٍ-رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- عَنْ نَبِيِّ اللّٰهِ- صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ" يَسْتَجِنُّ بِهَا الْعَبْدُ مِنَ النَّارِ.

ترجمة الحديث:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

روزہ ڈھال ہے جس سے بندہ آگ سے محفوظ رہتا ہے۔

صحیح الترغیب (۹۸۱) ۱/۵۷۸

قال الالبانی: حسن لغیرہ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِیْ لُعَاصِ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ - صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

اَلصِّیَامُ جُنَّة" مِنَ النَّارِ کَجُنَّةِ اَحَدِکُمْ مِنَ الْقِتَالِ قَالَ ، وَصِیَام" حَسَن" صِیَامُ ثَلاثَةِ اَیَّامٍ مِنْ کُلِّ شَهْرٍ.

ترجمة الحديث:

- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے:

روزہ آگ سے ڈھال ہے جیسے تم میں سے کسی کی ڈھال ہو جنگ میں فرمایا: صیام حَسن، ہر ماہ تین دن کے روزہ رکھنا ہے۔

-☆-

انسان جب اپنے دشمن سے نبرد آزما ہو تو اس وقت اسے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ایک ایسا اسلحہ جس سے دشمن پر بھرپور وار کر سکے وہ اسلحہ حالات کے مطابق ہوا کرتا ہے وہ اسلحہ کارآمد بھی ہو اور انسان کو اس اسلحہ کے استعمال کا طریقہ بھی بخوبی علم ہو۔ اگر وہ اسلحہ استعمال

ابن خزیمہ ۱۸۹۱/۳

کے طریقوں سے ناواقف ہے تو دشمن کو شکست نہیں دے سکتا۔

میدان جنگ میں دوسری اہم چیز دفاعی نظام ہے اگر انسان کا دفاعی نظام کمزور ہو تو اس کا دشمن کسی وقت بھی اسے نقصان پہنچا سکتا ہے اگر بچاؤ کا سامان موجود نہیں تو انسانی زندگی خطرے میں ہے اور کسی وقت بھی اس کی حیات کا چراغ گل ہو سکتا ہے.

اہل ایمان کی شیطان سے ازلی دشمنی ہے وہ ہر وقت مردِ مومن کو نقصان پہنچانے کے درپے ہے اس کی چالیں بڑی باریک اس کا وار بڑا پرپیچ اس کا وار اتنا اچانک اور تیز ہوتا ہے کہ سنبھلنے کا موقع بہت کم ملتا ہے۔جس مومن کے پاس اسلحہ ہو اور اس کا دفاعی نظام مضبوط ہو تو اس پر شیطان کا حملہ بے اثر ہوتا ہے بلکہ ایسے آدمی سے شیطان کوسوں دور بھاگتا ہے۔

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی اس حقیقت کو کتنے عمدہ پیرائے میں واضح کرتا ہے۔

یَا عُمَرُ مَاسَلَکْتَ فَجّاً اِلَّا سَلَکَ الشَّیْطٰنُ فَجّاً غَیْرَکَ.

اے عمر تم جس راستہ سے گزرتے ہو شیطان وہ راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ سے گزرتا ہے۔

ایک بندہ مومن کا اسلحہ ذکر الٰہی ہے زبان قلب وقالب سے ذکر الٰہی کرنے والا خالی ہاتھ نہیں ہوتا بلکہ تائید الٰہی اس کے شاملِ حال ہوتی ہے۔ذکر الٰہی کے ساتھ حضور سیّد الرسل صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یاد بھی بہترین اسلحہ ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ.

اے اللہ! میرے ثنا خواں حسان بن ثابت کا مددگار جبریل امین کو بنا دے تو جس کی مدد کرنے والا نوریوں کا سردار جبریل امین علیہ السلام ہو اس پر حملہ کے جرأت کون کرسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا اس کے اوامر بجا لانا بھی اس کی یاد ہے اسی طرح حضور سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنا اور آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کو حرزِ جاں بنانا آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد ہے تو اللہ تعالیٰ کے اوامر بجالانے والا اور اس کے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر عمل پیرا ہونے والا دشمن کی چالوں اور اس کے حملوں سے محفوظ رہا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ تائیدِ الٰہی سے اس درجہ آراستہ ہے کہ اس کے ازلی دشمن شیطان کو اس پر حملہ کی جرأت نہیں ہوتی۔ ابلیس اور اس کی ذریت ذکر الٰہی میں مستغرق اور سنت نبویہ سے آراستہ مردِ مومن سے دور بہت دور بھاگتی ہے۔

اللّٰھُمَّ احفظنا من مکر ابلیس و کید ذریته ببرکة اسمائک الحسنٰی.

یہ تو مردِ مومن کا اسلحہ تھا اب رہ گیا اس کا دفاعی نظام تو سنیے۔

اوامر الٰہی میں سے صوم، روزہ بندے کا پورا پورا دفاع کرتا ہے۔ یہ روزہ شیطان کے حملہ سے بچاتا ہے بلکہ یہ روزہ قیامت کے دن آتش جہنم کے سامنے بھی ڈھال کا کام دیگا۔ بندہ اور عذاب الٰہی کے درمیان دیوار بن کر حائل ہوگا۔ جو مردِ مومن جس اخلاص سے روزہ رکھے گا۔ قیامت کے دن اسی کے مطابق اس کی ڈھال مضبوط و مستحکم ہوگی۔ جہنم ہزار شعلے برساتا رہے لاکھ بار چنگھاڑتا رہے روزہ دار تک اس کی رسائی نہیں کیونکہ یہی روزہ ڈھال بن چکا ہے جہنم کو روزہ دار کے نزدیک نہیں آنے دیگا۔

اے اہل ایمان! یہ روزہ بڑی مضبوط ڈھال ہے یہ کسی باطل قوت والے سے نہیں ٹوٹ سکتی اسے جہنم کے شعلے بھی نہیں توڑ سکتے۔ یہ روزہ اتنا طاقت ور دفاعی نظام ہے کہ کسی غیر کے لئے ناممکن ہے کہ اسے توڑ کر روزہ دار تک پہنچ جائے یہ خداداد دفاعی نظام ہے یہ پروردگار کا عطیہ ہے اسے کوئی بھی دشمن نہیں توڑ سکتا۔

اے روزہ رکھنے والے مرد مومن! یہ ڈھال کسی اور سے تو نہیں ٹوٹ سکتی لیکن یہ خیال رکھنا کہ اسے کہیں خود اپنے ہاتھوں سے نہ توڑ دینا۔ جو انسان اپنا نقصان خود کرے اس کا بھلا کون کرے۔ جو آدمی اپنا دفاعی نظام اپنے ہاتھوں سے تباہ کرے پھر اس کو کون بچائے۔

روزہ لا مِثْلَ لَہٗ

عن ابی امامة الباھلی - رضی اللّٰہ عنہ - أنہ سأل رسول اللّٰہ - صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم - ای العمل افضل ؟ قال
علیک با لصوم فا نہ لا عِدْلَ لہ.

ترجمة الحدیث:

حضرت ابوامامہ الباھلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کیا:

کونسا عمل افضل ہے؟ تو حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جواب فرمایا:

روزہ کو لازم پکڑو کیونکہ اس کے مثل کوئی بھی نہیں۔

-☆-

ہر عبادت میں کچھ ایسی خصوصیات ہیں جن کی بنا پر وہ دوسری عبادات سے ممتاز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر بندگی اس کے قرب کا ذریعہ بنتی ہے۔ عبادت سے شادکام رہنے والا اللہ تعالیٰ کی عنایات کا مستحق ہوا کرتا ہے۔

النسائی ۴/۱۶۵

ابن خزیمۃ ۳/ ۱۸۹۳

الصحیحۃ /۱۹۳۷

روزہ وہ عبادت ہے جس سے نفس کے سرکش گھوڑے کے منہ میں لگامیں ڈالی جاتی ہیں۔جس سے اس کی سرکشی مانند پڑتی ہے اس کی قوت میں کمی آتی ہے۔اللہ تعالیٰ کی بندگی کی نیت سے صبح سے لیکر شام تک بھوکا رہنا یہ نفس پر بڑا اشتاق گزرتا ہے۔جس سے نفس کی طغیانی کے سامنے بند باندھا جاتا ہے اور اسی عبادت سے روح میں قوت وتوانائی پیدا ہوتی ہے۔روح اور نفس ایک دوسرے کی ضد ہیں۔روح میں اگر قوت وطاقت ہو تو انسان قرب الٰہی کی دولت سے سرفراز ہوتا ہے اور اگر نفس میں قوت وطاقت آجائے تو انسان اللہ تعالیٰ سے مزید درو ہوجاتا ہے جس کا نتیجہ شیطان کے قرب کی صورت میں ہوتا ہے اور شیطان کا قرب انسان کو انسانیت کے مرتبے سے گرا کر بہت پستی میں لے جاتا ہے۔رضائے الٰہی کے لئے مسلسل روزہ رکھنے سے نفس کی قوت سلب ہوجاتی ہے اور روح قوتِ ربانی کا منبع بن جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے انوار وتجلیات سے لبریز ہوجاتی ہے۔

جب روح میں قوت وطاقت ہوگی تو وہ مرد مومن اللہ تعالیٰ کی ہر بندگی وعبادت سے محبت کرے گا۔صلوات (نمازوں) کا گرویدہ ہوگا جب تک وہ سر بندگی نہ جھکا لے اسے چین نہیں ملے گا۔صدقہ وخیرات کی طرف مائل ہوگا کیونکہ اس کا نفس اس کے تابع ہے اس کے اندر کی بدی کی قوت مسلوب ہے اور نیکی کی قوت میں مزید توانائی ہے اس لئے اللہ کی راہ میں دولت تقسیم کرتے اسے کسی قسم کی پریشانی نہ ہوگی بلکہ یک گونہ فرحت ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے مال کو قربان کرنے سے چین نصیب ہوگا۔

روزہ رکھنے والا مرد سعید روح کی لطافت سے یوں بہرہ ور ہوتا ہے کہ اللہ ذوالجلال کی محبت اس کے دم میں بسیرا کرلیتی ہے۔جب اس کا دل محبتِ الٰہی سے لبریز ہوجاتا ہے تو پھر

اسے یہ عارضی جہاں اور اسکی رنگینیاں اپنی طرف مائل نہیں کر سکتیں بلکہ اللہ کی محبت کے سبب اس کے کلام، قرآن کریم سے یوں پیار کرتا ہے کہ صبح وشام اس کی تلاوت کرتا ہے۔ نماز کی رکعتوں میں اس کی تلاوت کے مزے لیتا ہے وہ اللہ الکریم سے ہمکلام ہوتا ہے اور کلامِ الٰہی کی حلاوت اس کے رگ وریشہ میں سرایت کر جاتی ہے۔

الغرض رضائے الٰہی کے جذبہ سے سرشار ہو کر روزہ رکھنے سے نفس کی قوت مَسلوب ہو جاتی ہے، بدی سے نفرت ہوتی ہے۔ اللہ ذوالجلال کی نافرمانی کے تصور سے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور روح میں قوت وتوانائی آتی ہے۔ اللہ کی فرمانبرداری طبیعت کا جزو بن جاتی ہے۔ نیکی سے رغبت یوں ہو جاتی ہے کہ جب تک نیکی کر نہ لی جائے اطمینان نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی یاد اس روزہ دار کو دیگر افراد سے ممتاز کر دیتی ہے۔

اے ارحم الراحمین! اے ربّ العالمین! ہم عاجز وناتواں تیری بارگارہ میں التجاء کرتے ہیں کہ ہمیں اپنی بندگی کا کیف عطا فرما، اپنے ذکر کی قوت نصیب فرما، اپنی یاد میں مگن رہنے کی توفیق عطا فرما، اپنے پاکِ کلام قرآن کریم سے محبت عطا فرما۔ اے مالک ارض وسماء یہ صرف تیری اعانت ودستگیری سے ہوگا۔

انک علیٰ کل شیئی قدیر.

بدعت

عن حسان قال :

مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِيْ دِيْنِهِمْ اِلاَّ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا ثُمَّ لاَ يُعِيْدُ هَا اِلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

حضرت حسان (ابن عطیہ) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جن قوم نے اپنے دین میں بدعت اختیار کی تو اللہ تعالیٰ ان کی سنت اس کے مثل اٹھالیتا ہے پھر اس سنت کو ان میں قیامت تک نہیں لوٹاتا۔

......☆......

حق و باطل اور نور و ظلمت کا اجتماع محال ہے جہاں حق کا اجالا ہو وہاں سے باطل کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں جہاں حق کا سویرا ہو وہاں باطل کی ظلمات کا کیا کام اس طرح سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور وہ نور ہے جو قلوب کو جلا بخشتا ہے اس سے انسانیت کے تن

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۸۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۰
المسند الدارمی	رقم الحدیث (۹۹)	جلد ۱	صفحہ ۲۳۱
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
شرح اعتقاد	رقم الحدیث (۱۲۹)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۴
حلیۃ الاولیاء	رقم الحدیث (۷۸۴۱)	جلد ۶	صفحہ ۷۴

مردہ میں جان آتی ہے سنت مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں بدعت کا کیا کام بدعت سنت کے مزاحم ہوا کرتی ہے۔ یہ اضداد میں سے ہیں جہاں سنت ہو وہاں بدعت نہیں ٹھہرتی اور جہاں بدعت آ جائے وہاں سے سنت بھی کوچ کر جاتی۔ حضرت حسان بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو قوم سنتِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لگاؤ چھوڑ دے، سنت پر عمل کو ترک کر دے بلکہ بدعت کی دلدادہ بن جائے کہ اسے اختیار کر کے ہی دم لے تو اللہ القادر اس قوم سے اس کی مثل سنت کو رخصت کر دیتا ہے سنت نور وضیاء کا نام ہے جب لوگ نور وضیاء کی بجائے ظلمت وتاریکی سے محبت کریں اور اسے نور پر ترجیح دیں تو خالق و مالک جل جلالہ اس قوم سے نور سنت کو لے جاتا ہے پھر وہ نور قیامت تک اس قوم میں واپس نہیں آتا۔

بدعت سنت سے متصادم ہے بدعت ہوتی ہی وہ ہے جو رافع سنت ہو اس ارشاد گرامی سے بھی واضح ہوا کہ بدعت آنے سے سنت اٹھائی جاتی ہے تو بدعت وہی عمل واعتقاد ہے جس کے آنے سے سنت ختم ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ہر اھل ایمان کو سنت مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چلنے کی سعادت عطا فرمائے:

بدعت سے نفرت اور روگردانی، بدعت سے کنارہ کش ہونے کی توفیق ارزانی عطا فرمائے۔

بدعة : ای مزاحمة لسنة

(مرقاة..........)

بعض شجر سایہ دار کو جب اس کی جگہ سے اکھیڑ دیا جائے تو پھر ہزار کوشش کر لیجئے وہ تناور درخت وہاں دوبارہ پیوست نہیں ہوتا اگر اسے وہاں کھڑا کریں گے بھی تو اس میں وہ توانائی و جاذبیت نظر نہیں آئے گی۔

سنت اللہ تعالی کا خصوصی عطیہ ہے یہ جب کسی قوم میں درخت سایہ دار بنتا ہے تو اس کی چھاؤں میں پوری قوم کو اپنی برکات سے معمور رکھتا ہے۔ اگر وہ قوم اس درخت کی قدر نہ کرے بلکہ اسے جڑ سے اکھیڑ دے اور اس کی جگہ بدعت کو ترجیح دے تو جب یہ درخت اس قوم کے لئے سایہ دار نہ رہیگا۔ یہ تو اپنی جڑ سے اکھڑ گیا اس کے تن سے جان نکل گئی اور اس کی جگہ کسی بے ہنگم چیز کو نصب کر دیا جو اس کے وجود کو برداشت نہ کرے تو اب وہ درخت دوبارہ وہاں کیسے آ سکتا ہے۔ بدعت اختیار کرنے والی قوم جان لے کہ اس نے بہت سے شجر سنت کو اس کی جڑ سی اکھیڑ دیا ہے۔ کیونکہ بدعت کہتے ہی اسے ہیں جو سنت کو مٹا دے۔ سنت سے متصادم ہو جز سنت کی جگہ خود لے لے اب وہاں سنت کیسے آئے گی بلکہ اللہ ذوالجلال قیامت تک اس قوم کو سنت سے محروم رکھے گا۔

علامہ ابن الاثیر الجزری فرماتے ہیں:

البدعة : ما خالف اصول الشريعة ولم يوافق السنة [1]

بدعت وہ ہے جو اصول شریعت کے مخالف ہو اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موافق نہ ہو۔

ابو عثمان الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

---

(۱) النھایہ ۱/ ۶۷

من امر السنة على نفسه قولا وفعلاً نطق با لحكمه و من امر الهوىٰ على نفسه نطق بالبدعة .

جس نے سنتِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی جان پر حکمران بنایا قول وفعل میں تو وہ حکمت سے بولا اور جس نے اپنے نفس پر خواہشات کو حکمران بنایا تو وہ بدعت سے بولا۔

چمکتے موتی

عَنْ اِبِی رُقَیَّۃَ تَمِیْمِ بِنْ اَوْسِ الدَّارِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ قُلْنَا: لِمَنْ قَالَ: لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَلَاَ ئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۸۸۴)	جلد۱۳	صفحہ۲۰۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۴۱۲)	جلد۳	صفحہ۱۸۱
قال المحقق:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۰۵۳)	جلد۲	صفحہ۱۱۶
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۵۵)	جلد۱	صفحہ۱۰۶
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۲۹۰)	جلد۱	صفحہ۲۶۳
جامع الاصول	رقم الحدیث (۹۱۶۷)	جلد۱۱	صفحہ۵۵۷
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۵۷۴)	جلد۱۰	صفحہ۴۳۵
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۲۶۱-۱۲۶۰)	جلد۲	صفحہ۵۲
مسند الحمیدی	رقم الحدیث (۸۳۷)	جلد۲	صفحہ۳۶۹
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۹۴۴)	جلد۴	صفحہ۳۱۱

ترجمة الحديث:

حضرت ابورقیہ تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: دین خلوص کا نام ہے۔ہم نے عرض کی کس کیلئے؟

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: عزت وجلال والے اللہ کیلئے ،اس کی کتاب کیلئے ،اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے اور مسلمین کے اماموں کیلئے اور مسلمین کی عوام کیلئے۔

-☆-

اَلنَّصِيُحةُ نَصَحَ سے مشتق ہے نَصَحَ کامعنی ملاحظہ ہو:

نَصَحَ - نُصُحاً اَلشَّيُءُ خَلُصَ : صَفَا (المنجد)

نَصَحَ - نُصُحاً کامعنی ہے کسی چیز کا خالص ہونا-صاف ہونا

صحیح سنن ابی داوٗد	رقم الحدیث (۴۹۴۴)	جلد۳	صفحہ۲۱۳
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۲۰۳)	جلد۷	صفحہ۱۶۵
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۲۰۸)	جلد۳	صفحہ۱۳۲
قال الالبانی:	صحیح		
الارواءالغلیل	رقم الحدیث (۲۶)	جلد۱	صفحہ۶۲
قال الالبانی:	صحیح		

اَلدِّیْنُ اَلنَّصِیْحَةُ- دین اخلاص کا نام ہے یعنی دل کو ہر قسم کی آلائشوں سے پاک وصاف کرنے کا نام ہے۔

عرض کی گئی یارسول اللہ کس کیلئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِهِمْ.

لِلّٰہِ :

دین اللہ تعالیٰ کیلئے دل کے پاک وصاف کرنے کا نام ہے۔ بندہ کا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان کامل ہو اس میں کسی قسم کا تردد وشبہ نہ ہو یہ ایمان ہر قسم کی کجی وکمی سے پاک ہو شیطان کی وسوسہ اندازی اس ایمان کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد" اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُوًا اَحَد".

کی جب تلاوت کی تو پھر دل وجان سے اس وحدہ لاشریک کی وحدانیت کا اقرار کیا اس کے صمد ہونے کا اعلان کیا اور دل کی گہرائیوں سے تسلیم کیا کہ ساری کائنات اللہ الواحد کی محتاج ہے اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور اس بھری کائنات میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں بلکہ تمام اس کے عبد ہیں۔

اللہ کی عبادت کرتے وقت نیت بھی پاک وصاف ہو اس نیت میں کسی قسم کا دکھلاوا نہ ہو ریاکاری کی آمیزش سے بندہ مومن کے سجدے پاک وصاف ہوں وہ ذکر الٰہی بھی کرے تو وہ خالص اللہ وحدہ لاشریک کیلئے کرے۔

لِکِتَابِہٖ:

دل بغیر کسی آمیزش کے قرآن کریم کو وحی الٰہی تسلیم کرے یہ ایمان یہ ایقان رسمی نہ

ہو بلکہ حقیقی ایمان ہو قرآن کریم کے منزل من اللہ ہونے میں کسی قسم کا تردد وشبہ نہ ہو۔

قرآن کریم کی تلاوت یوں کی جائے کہ دل جو پہلے پاک صاف ہے انوار ربانیہ کا مھبط بن جائے کلام الٰہی کی تاثیر دل سے گزر کر تمام جسم میں سرایت کر جائے ایسی تلاوت کہ سبحان اللہ! قدسی بھی سلامی کیلئے حاضر ہوں۔

قرآن کریم میں جو کچھ ہے اس پر عمل کیا جائے اس کے کسی حکم کو نظر انداز نہ کیا جائے۔

قرآن کریم جو رشد و ہدایت کی آخری نازل شدہ کتاب ہے پر پورے اعتماد سے عمل کی سعی کی جائے اور اس میں کسی قسم کی کمی و کوتاہی روا نہ رکھی جائے۔

لِرَسُوْلِهٖ :

بندہ مومن حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا سچا رسول مانے دل و جان سے آپکی نبوت کا اقرار کرے اس اقرار نبوت میں کسی قسم کا شائبہ نہ ہو۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کیا جائے اس بات پر دل و جان سے ایمان ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں اور آپ کے بعد نبوت رسالت کا سلسلہ بند ہے اور آپ کے بعد ہر مدعی نبوت کاذب اور سزاوار جہنم ہے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سید الخلق تسلیم کیا جائے کائنات ارضی وسماوی میں کوئی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم پلہ نہیں بلکہ جملہ کمالات اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہیں اور یہ خدا کے عطا فرمودہ ہیں جس کو جو بھی کمال وخوبی ملتی ہے وہ بارگاہ خیر الورائ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتی ہے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات پر عمل کیا جائے سنت مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوں گرویدہ ہوا جائے کہ سنت کے نور کے بغیر کچھ نظر ہی نہ آئے صبح سے لیکر شام تک بلکہ رات تک بستر پر دراز ہوتے تک ہر لمحہ ہر گھڑی سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شریعت مطہرہ کے حسین احکامات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

لِأَ ئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ :

حکومت کرنا آسان کام نہیں۔اس راہ میں بڑی بڑی رکاوٹیں ہوتی ہیں تمام رعایا کا خیال رکھنا یہ دل گردے کا کام ہے۔جو شخص مسند اقتدار پر بیٹھ گیا اب اھل اسلام کا فرض ہے کہ اس کے لیئے مشکلات پیدا نہ کریں بلکہ اس کی خیر خواہی کریں کوئی ایسا عمل یا تحریک نہ ہو جو فتنہ وفساد کا موجب بنے۔اپنے گھر کو فساد کی آگ کی نذر کر دینا کہاں کی دانشمندی ہے۔اگر حکمران ایسے کام کرنے لگے جو اسلامی مزاج سے مطابقت نہ رکھتے ہوں تو ایسے حکمران کو احسن طریقے سے سمجھایا جائے اور اسے حکمت سے راہ راست بتایا جائے اگر وہ حکمران بالکل ہی غلط سمت چلنا شروع کر دے تو اس کیلئے بھی ہمارے ہاں فرمان رسول موجود ہے:

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَراً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذَالِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَان.

اگر حکمران صحیح سمت جا رہا ہو تو اس کی حکومت کی بھلائی اور بہتری کیلئے اللہ الکریم کی بارگاہ میں دعا کرنی چاہیئے۔

عَامَّتِهِمْ:

عام مسلمین کیلئے اپنے دل کو پاک وصاف رکھے۔مسلمین کی بھلائی کیلئے اللہ کے حضور

دست بدعا رہے اپنے دل کو ان کیلئے ہر قسم کی آلائشوں سے محفوظ رکھے بڑوں کا ادب کرے اور چھوٹوں سے شفقت و پیار سے پیش آئے۔

مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا.

جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے کی عزت و توقیر نہ کرے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

راہ چلتے آدمی کو السلام علیکم کہے اور اگر کوئی مسلمان السلام علیکم کہنے میں پہل کر گیا تو جواباً وعلیکم السلام کہے اس سے باہمی محبت و الفت میں اضافہ ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰی تَحَابُّوا اَوَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ "اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۹۳)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۶
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۵۱۹۳)	جلد ۲	صفحہ ۷۷۱
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابی داود	رقم الحدیث (۵۱۹۳)	جلد ۳	صفحہ ۲۷۴
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۶۸)	جلد ۱	صفحہ ۶۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۶۸)	جلد ۱	صفحہ ۹۱
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوهریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۵۷)	جلد ۱	صفحہ ۴۰
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۷۷۷)	جلد ۳	صفحہ ۲۳۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۸۸)	جلد ۵	صفحہ ۵۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۳۶)	جلد ۱	صفحہ ۴۷۱
قال الارنووط:	اسنادہ قوی		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۳۰۰)	جلد ۱۲	صفحہ ۲۵۸
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۴۶۹)	جلد ۹	صفحہ ۳۶۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۵۱۳)	جلد ۹	صفحہ ۳۷۸
المسند الجامع	رقم الحدیث (۱۴۲۸۵)	جلد ۱۷	صفحہ ۶۵۷
الادب المفرد	رقم الحدیث (۹۸۰)		صفحہ ۳۴۰
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۹۸۰)		صفحہ ۳۷۷
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۰۶۱)	جلد ۹	صفحہ ۹۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم ایمان نہ لے آ ؤ اور اس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہیں جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتا دوں کہ جب تم اسے کرو تو تم میں باہمی محبت پروان چڑھے؟

آپس میں السلام علیکم کی خوب اشاعت کرو۔

سنن ابن ماجہ میں یہی حدیث پاک قسم سے شروع ہوئی ہے۔

الفاظ مبارکہ ملاحظہ ہوں:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ ! لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوا وَ لَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوا اَوَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ "اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ"۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قسم ہے اس ذات یکتا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم ایمان نہ لاؤ اور اس وقت تک تم کامل الایمان نہیں ہو سکتے جب تک تم آپس میں محبت نہ کرو۔

کیا میں تمہیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟

آپس میں السلام علیکم کا خوب تبادلہ کرو۔

-☆-

بسا اوقات معمولی سی چیز کا نتیجہ بہت بڑا نکلتا ہے زبان سے نکلا ہوا کوئی کلمہ ظاہراً

معمولی ہوتا ہے لیکن اپنے اثرات کے اعتبار سے بہت دور تک چلا جاتا ہے اسی طرح السلام علیکم کے بارے میں غور کیجئے اس کے اثرات وثمرات کہاں تک جاتے ہیں۔

السلام علیکم کہنے سے باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے ایک دوسرے سے محبت کا ایسا بیج دل میں پیوست ہو جاتا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ تناور درخت کا روپ دھار لیتا ہے اور یہی محبت کمال ایمان کی نشانی ہے۔ اھل اسلام سے جس قدر انس ہوگا اس قدر ایمان میں قوت وتوانائی ہوگی اور یہی ایمان دخول جنت کا ذریعہ ہے اور جنت اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت درحقیقت اللہ تعالی سے محبت ہے اللہ کی مخلوق سے محبت کرنے والا کبھی خائب وخاسر نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ کامیابی وکامرانی سے ہمکنار رہتا ہے۔ یہی وہ اسلام کی روح ہے جس سے اکثر احباب غافل ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ -رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا- اَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ -قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۵۲۵)	جلد ۸	صفحہ ۳۴۴
جامع الاصول	رقم الحدیث (۳۵)	جلد ۱	صفحہ ۲۴۵
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۵)	جلد ۱	صفحہ ۱۷
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲)	جلد ۱	صفحہ ۸۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۷۴۲۲)	جلد ۶	صفحہ ۳۹
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۶۵۰۱)	جلد ۳	صفحہ ۵۱۱
قال المحقق:	رواہ البخاری فی الصحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۷۵)	جلد ۱	صفحہ ۴۰۱
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۱۹)	جلد ۱	صفحہ ۴۵۳
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۳)	جلد ۱	صفحہ ۶۷
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر -رضی اللہ عنہما- سے روایت ہے کہ نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

مجھے (اللہ کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ (لائق بندگی) نہیں اور (حضرت) محمد -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اللہ کے رسول ہیں۔ وہ صلاۃ (نماز) قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کیں۔ تو جب وہ یہ کام کرلیں گے تو مجھ سے اپنی جانیں اور اپنے اموال بچالیں گے۔ سوائے اسلام کے حق کے لیئے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

-☆-

اللہ رب العزت نے انسانیت کی بھلائی کیلیئے دین اسلام کو پسند فرمایا:

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ

بیشک دین تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اسلام ہے۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْناً فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ.

جو آدمی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرے گا تو اس سے یہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دین حق کی اشاعت وترویج کیلیئے انتھک کوشش کی یہاں تک کہ حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی نازل ہوا

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ

الاِسۡلامَ دِیۡناً۔

آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں ہیں اور تمہارے لیئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ہے۔

یہ دین اسلام امن و عافیت کا دین ہے یہ سراپا خیر و برکت دین ہے اس کے ماننے والے اخوت و محبت کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں جو جسد واحد کا روپ دھار لیتے ہیں۔ تمام انسانیت کو چاہیئے ہر ملک و خطہ کے باسیوں کو چاہیئے کہ وہ دین حق قبول کریں اتنا صاف و شفاف دین اتنا خیرات و برکات سے لبریز دین اور کونسا ہے؟ اس لیئے جملہ افراد کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ اس دین کو قبول کریں اور اپنی آخرت سنواریں۔

یہ دین حق جبر کا دین نہیں یہ کسی پر مسلط نہیں ہوتا بلکہ یہ پیار و محبت کا دین ہے رحمت و شفقت کا دین ہے لیکن اس کی رحمت و الفت کو بزدلی نہ سمجھا جائے اس دین سے اگر کوئی مطابقت نہیں رکھتا تو وہ اپنی راہ لے اس دین کے ماننے والوں کو کچھ نہ کہے لیکن اگر وہ باز نہ آئے اور اھل ایمان کو تنگ کرے اور مسلسل تنگ کرتا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ نے جو اس دین کا محافظ ہے اجازت دی ہے کہ پھر اے اھل ایمان تم بھی میدان میں نکل آ و اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو فتح و نصرت تمہاری ہوگی۔

اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقَاتَلُوۡنَ بِاَنَّهُمۡ ظُلِمُوۡا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصۡرِهِمۡ لَقَدِیۡر‘‘.

اذن دیا گیا ہے ان (مسلمین) کو جن سے جنگ کی جاتی ہے اس بنا پر کہ ان پر ظلم کیا گیا اور بیشک اللہ تعالیٰ انکی نصرت پر پوری طرح قادر ہے۔

ہاں جو اسلام قبول کرے گا اسکا جان و مال محفوظ ہے یعنی اسلامی ریاست اپنے باسیوں

کی جان و مال کی حفاظت کی ذمہ دار ہے۔

اِلّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ:

ہر مومن و مسلم کا اسلامی ریاست میں جان و مال محفوظ ہے۔حکومت اسکی حفاظت کی ذمہ داری لیتی ہے لیکن اس کا یہ مفہوم نہیں کہ مسلمان سمجھے کہ اب اسکی جان بھی محفوظ اسکا مال بھی محفوظ اس لیئے اسے اب دوسروں کا مال ہضم کرنا چاہیئے اور اسے شیر مادر سمجھ کر کھا جانا چاہیئے ۔یاد رہے اگر کوئی مسلم اسلامی ریاست میں کسی کا مال غصب کرتا ہے تو حکومت وقت اس سے مال لیکر اصل مالک کو لوٹائے گی اس طرح اگر کوئی آدمی اسلامی ریاست میں کسی دوسرے کو جان سے مار دیتا ہے تو پھر اس قاتل کی جان بھی محفوظ نہیں۔حکومت وقت اس کو قصاصاً قتل کرے گی۔الا یہ کہ مقتول کے وارث اسے معاف کر دیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ صَخْرٍ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ - صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ - یَقُوْلُ مَا نَهَیْتُکُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوْهُ وَمَا اَمَرْتُکُمْ بِهٖ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنَّمَا اَهْلَکَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ کَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلٰی اَنْبِیَائِهِمْ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۸)	جلد۱	صفحہ۱۹۸
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح رجالہ رجال الشیخین		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۳۳۷)	جلد۴	صفحہ۵۰۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۴۹۲)	جلد۷	صفحہ۲۹۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن خزیمة	رقم الحدیث (۲۵۰۸)	جلد۴	صفحہ۱۲۹
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۸۶۱۵)	جلد۴	صفحہ۵۳۴
قال المحقق:	رواہ مسلم فی الصحیح		
المصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۲۰۳۷۲)	جلد۱۱	صفحہ۲۲۰
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۲۸۸)	جلد۶	صفحہ۲۲۷۵
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۳۵۵)	جلد۱۰	صفحہ۷۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۳۶۱)	جلد۷	صفحہ۱۸۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ عبدالرحمٰن بن صخر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا

جس چیز سے میں تمہیں روکوں اس سے رک جاؤ اور جس کے کرنے کا حکم دوں جہاں تک تمہاری استطاعت ہو بجالاؤ۔ پس ہلاک کیا ان قوموں کو جو تم سے پہلے تھیں ان کے سوالات کی کثرت نے اور انبیاء کرام صلوات اللہ وسلامہ علیھم سے ان کے اختلاف نے۔

-☆-

سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۲)	جلد ۱	صفحہ ۲۶
قال المحقق:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۲)	جلد ۱	صفحہ ۴۲
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲)	جلد ۱	صفحہ ۱۸
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۸۵۰)		جلد ۱	صفحہ ۵۳۰
المسند الحمیدی	رقم الحدیث (۱۱۲۵)	جلد ۲	صفحہ ۴۷۷
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۸۸)	جلد ۴	صفحہ ۳۱۰
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۷۹)	جلد ۲	صفحہ ۷۰
قال الالبانی:	صحیح		
فتح الباری		جلد ۱۳	صفحہ ۲۶۱

اس حدیث پاک میں اھل ایمان کو درس دیا جا رہا ہے کہ جو حضور رسول اللہ فرمادیں یعنی جس کا حکم دے دیں وہ کام کر گزرو اور جس کام کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روک دیں تم رک جاؤ زیادہ سوالات نہ کیا کرو۔

بعض آدمیوں کو باتیں کرنے کی عادت ہوتی ہے وہ کسی بھی طور خاموش نہیں رہتے بلکہ بات سے بات نکالتے ہیں۔ اس حدیث پاک میں امت کو درس دیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ سوالات مت کیا کرو اس سے بسا اوقات تمہارے لیے ہی الجھن پیدا ہوگی اور تمہیں ہی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

عَنْ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ أَنَّہُ قَالَ: إِنَّ اَعْظَمَ الْمُسْلِمِیْنَ جُرْماً مَنْ سَأَلَ عَنْ شَیْئٍ لَمْ یُحَرَّمْ فَحُرِّمَ مِنْ اَجْلِ مَسْئَلَتِہٖ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۲۸۹)	جلد۴	صفحہ۲۲۷۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۳۵۸)	جلد۱۵	صفحہ۹۰
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۶۱۰)	جلد۲	صفحہ۶۱۲
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (		
قال الالبانی:			
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۶۶۲۸)	جلد۶	صفحہ۲۳۶۹
شرح مشکل الآثار		جلد۲	صفحہ۲۱۲
فتح الباری		جلد۱۳	صفحہ۲۶۴
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۹۱۶۵)	جلد۵	صفحہ۴۱۴
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۱۰۵)	جلد۱۷	صفحہ۴۹

ترجمة الحديث:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمین میں وہ مسلم بڑے جرم والا ہے جس نے ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا جو حرام نہ تھی تو اس کے پوچھنے کے سبب وہ حرام ہوگئی۔

-☆-

اب غور کیجئے ایک کام حرام نہیں تھا مسلمین اگر وہ کام کرتے تو حرام کے مرتکب نہ ہوتے لیکن کسی اس طرح پوچھا کہ اس کے پوچھنے کے سبب وہ چیز حرام کردی گئی۔ اب اس ایک آدمی کی وجہ سے سب مسلمین مشقت میں مبتلا ہوگئے۔

اس وجہ سے کثرت سوال کی ممانعت کی دی گئی۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةِ السُّوَالِ وَاِضَاعَةِ الْمَالِ.

صحیح البخاری رقم الحدیث (۱۴۷۷) جلد۱ صفحہ۴۴۱

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۸۰۶۵) جلد۱۴ صفحہ۸۶

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

موارد الظمان (للہیثمی) / رقم الحدیث (۹۳) صفحہ۵۲

صحیح مسلم رقم الحدیث (۵۹۳۷) جلد۱۲ صفحہ۱۲

الترغیب والترہیب رقم الحدیث (۴۲۴۵) جلد۳ صفحہ۵۲۱

قال المحقق: صحیح

صحیح الترغیب والترہیب / رقم الحدیث (۲۸۷۹) جلد۳ صفحہ۹۶

قال الالبانی: صحیح

ترجمة الحديث:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیل وقال کثرت سوال اور مال ضائع کرنے سے منع کیا کرتے تھے۔

-☆-

صحیح ابن حبان　رقم الحدیث (۵۷۲۰)　جلد ۱۳　صفحہ ۲۸
قال المحقق: حدیث صحیح، اسنادہ صحیح علی شرط مسلم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ -رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ- قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ -اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی طَیِّب" لا یَقْبَلُ اِلاَّ طَیِّباً وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِہٖ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ تَعَالٰی یَااَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحاً وَقَالَ تَعَالٰی یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَارَزَقْنٰکُمْ ثُمَّ ذَکَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْہِ اِلَی السَّمَاءِ یَارَبِّ یَارَبِّ وَمَطْعَمُہٗ حَرَام" وَمَشْرَبُہٗ حَرَام" وَمَلْبَسُہٗ حَرَام" وَغُذِّیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذالِکَ۔

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۵۶۱)	جلد۲	صفحہ۵۳۲
قال المحقق:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۱۵)	جلد۲	صفحہ۳۹۸
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۰۰۰)	جلد۴	صفحہ۴۶۴
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۹۸۹)	جلد۳	صفحہ۲۰۰
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۶۳۹۴)	جلد۳	صفحہ۴۸۲
قال المحقق:	رواہ المسلم فی الصحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۸۱۳۱)	جلد۱۰	صفحہ۵۶۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۴۱۳)	جلد۱۰	صفحہ۸۶

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ صرف پاکیزہ چیزوں کو قبول کرتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا ہے اس چیز کا جس کا اس نے رسولوں کو حکم دیا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اے گروہ مرسلین! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اے ایمان والو! کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں کو جو ہم نے تمہیں عطا فرمائی ہیں۔

پھر آپ نے ذکر کیا اس شخص کا جو لمبا سفر طے کر کے آیا پراگندہ بالوں والا اور گرد آلود کپڑوں والا اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلاتا ہے (اور کہتا ہے)

اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام کا، اس کا پینا حرام کا، اس کا لباس حرام کا اور اس کی حرام روزی پر پرورش کی گئی۔ تو اس (حرام) کھانے اور پینے والے کی دعا کیسے قبول ہوگی۔

-☆-

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی طَیِّب" لاَ یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّباً :

اللہ تعالیٰ طیب وطاہر ہے اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے عیوب ونقائص سے پاک ہے اسکی ذات عجز وکمزوری سے پاک ہے وہ ذات اقدس مستقل بالذات اور غیر محتاج ہے۔ اللہ ذوالجلال ولاکرام اسی مال کو پسند کرتا ہے جو طیب ہو۔

اللہ تعالیٰ ان اعمال کو قبول فرماتا ہے جو طیب ہوں وہ ان عیوب سے منزہ ہوں جو اعمال سے حسن کو ختم کر دیتے ہیں بلکہ انہیں اعمال سیئہ کی فہرست میں شامل کر دیتے ہیں۔ ریا کاری ودکھلاوے کے داغوں سے پاک ہوں ان اعمال کے صدور میں صرف اور صرف رضائے الٰہی کارفرما ہو۔

اموال میں اللہ ذوالجلال ان اموال کو قبول کرتا ہے جو طیب وطاہر ہوں۔ جو مال خرچ کرنے والے کی اپنی ملکیت ہو۔ ان اموال کو کسی سے غصب نہ کیا گیا ہو۔ وہ دھوکہ دہی سے فریب سے حاصل نہ کیے گئے ہوں اور راہ حق میں خرچ کرتے ہوئے بھی نیت پاک وصاف ہو ریا کاری ودکھلاوا کے داغوں سے منزہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحَ یَرْفَعُہٗ.

اسی کی طرف طیب کلمات چڑھتے ہیں اور عمل صالح اسی کی طرف بلند ہوتا ہے۔

جو کلمات طیبات وطاہر ہوں وہی بارگاہ خداوندی میں قبول ومنظور ہوتے ہیں۔ اللہ ذوالجلال ولاکرام ان ہی کلمات کو پسند کرتا ہے جو فی نفسہٖ پاک ہوں اور ادا کرنے والے کی زبان بھی پاک ہو اسکی نیت بھی ریا کاری کے داغوں سے پاک ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی کتنا واضح ہے جس میں اس نے کلمات طیبات کی اہمیت کو اجاگر کر دیا ہے:

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِت'' وَفَرْعُھَا فِی السَّمَاءِ تُؤتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلْنَاسِ لَعَلَّھُمْ تَتَذَکَّرُوْنَ.

اللہ تعالیٰ مثال بیان فرماتا ہے کلمہ طیبہ کی کہ وہ شجرہ طیبہ کی طرح ہے اسکی اصل وثابت قائم ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں وہ اپنا پھل اپنے رب کے اذن سے ہر لمحہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مثالیں لوگوں کیلئے بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث پاک میں طیب وطاہر کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے ایک آدمی کا ذکر فرمایا جس کی چند خصوصیات ذکر ہیں۔

۱۔ یُطِیْلُ السَّفَرَ.

طویل سفر کرتا ہے حالت سفر میں بندہ مومن کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا جاتا ہے۔ مسافر اپنے گھر سے دور ہوتا ہے وطن سے بعد اس کی طبیعت میں عجز وانکساری پیدا کر دیتا ہے اپنے دوست واحباب سے دور یہ حالت طبیعت میں کبر کا مادہ ختم کر دیتی ہے حالت سفر میں پیسے محدود تعداد میں ہوتے ہیں اس سے بھی غرور کا سر نیچا ہوتا ہے۔ یہ وہ وصف عاجزی ہے جو قبولیت دعا میں بنیادی عنصر ہوا کرتا ہے۔ سفر بہر حال سفر ہے پھر اس کا طویل ہونا سفر کا لمبا ہونا اس وصف عاجزی میں مزید نکھار پیدا کرتا ہے ایسی حالت میں رحیم وکریم اللہ دعا کو ضرور قبول فرماتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ-رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- عَنِ النَّبِیِّ-صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ-قَالَ : ثَلاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ" لاشَکَّ فِیْهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ (اَوْعَلٰی وَلَدِهٖ).

سنن ابن ماجہ   رقم الحدیث (۳۸۶۲)   جلد۴   صفحہ ۳۲۰

قال محمود محمد محمود: الحدیث حسن

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۳۱)	جلد۳	صفحہ۲۶۲
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۵۹۶)		جلد۲	صفحہ۱۴۵
الادب المفرد	رقم الحدیث (۳۲)		صفحہ۱۹
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۳۲)		صفحہ۴۳
الادب المفرد	رقم الحدیث (۴۸۱)		صفحہ۱۲۷
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۴۸۱)		صفحہ۱۸۱
قال الالبانی:	صحیح		
ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۲۵۷۱)		صفحہ۳۲۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۵۰۱)	جلد۷	صفحہ۲۹۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۵۶۴)	جلد۸	صفحہ۳۵۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۱۴۹)	جلد۹	صفحہ۴۱۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۶۵۶)	جلد۹	صفحہ۵۴۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۷۱۷)	جلد۹	صفحہ۵۶۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۵۳۶)	جلد۱	صفحہ۴۸۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۵۳۶)	جلد۱	صفحہ۴۲۰
قال الالبانی:	حسن		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: تین دعائیں قبول ہیں انکی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور والد کی اپنے بیٹے کیلئے دعا۔

-☆-

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۱۲)	جلد۳	صفحہ۳۶۲
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۰۵)	جلد۲	صفحہ۳۴۴
قال الالبانی:	حسن		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۶۹۹)	جلد۶	صفحہ۴۱۶
قال شعیب الارنووط:	حدیث حسن		
شعب الایمان	رقم الحدیث (۷۴۶۲)	جلد۶	صفحہ۴۸
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۶۳۹۲)	جلد۳	صفحہ۴۸۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۸۷۳)	جلد۱۰	صفحہ۴۳۲
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۳۹۴)	جلد۵	صفحہ۱۹۵

۲۔ بال پراگندہ-لباس غبار آلود:

بال بکھرے ہوئے ہوں اور لباس پر گردوغبار ہو تو یہ کیفیت بھی قبولیت دعا میں مؤثر ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ: رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِیْ طِمْرَیْنِ، مَدْفُوْعٍ عَنِ الْاَبْوَابِ ، لَوْاَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ.

ترجمة الحديث:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کتنے ایسے پراگندہ بال غبار آلود، دو بوسیدہ چاروں میں ملبوس دروازوں سے دھکے دیے ہوئے اگر وہ اللہ پر قسم کھا کر کوئی کہہ دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو ضرور پوری فرماتا ہے۔

-☆-

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۲۲)	جلد ۵	صفحہ ۱۸۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۴۸۳)	جلد ۱۴	صفحہ ۴۰۳
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۴۰۶۹)	جلد ۱۴	صفحہ ۲۶۹
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۷۹۳۲)	جلد ۸	صفحہ ۲۸۲۵
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسناد		
وقال الذھبی:	صحیح		
فیض القدیر	رقم الحدیث (۴۴۰۲)	جلد ۴	صفحہ ۱۵

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث پاک بھی اس چیز کو واضح کرتی ہے:

فَقَالَ : خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مُتَبَذِّلاً ، مُتَمَسِّكِناً مُتَضَرِّعاً مُتَوَاضِعاً وَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهٖ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّى فِى الْعِيْدِ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۸۶۲)	جلد ۷	صفحہ ۱۱۲
قال المحقق:	اسنادہ حسن		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۶۳۸۶)	جلد ۳	صفحہ ۴۸۰
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۱۶۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۷۴
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۱۶۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۱۹
قال الالبانی:	حسن		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۵۵۸)	جلد ۱	صفحہ ۸۰
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۵۵۸)	جلد ۱	صفحہ ۳۰۹
قال الالبانی:	حسن		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۱۲۶۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۱۲
قال المحقق:	حسن		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۱۲۶۶)	جلد ۱	صفحہ ۴۲۴
قال المحقق:	اسنادہ حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۲۸۱)	جلد ۱	صفحہ ۳۸۰
قال الالبانی:	حسن		
مصنف ابن ابی شیبہ		جلد ۲	صفحہ ۴۷۳

ترجمة الحديث:

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلاۃ الاستسقاء کی ادائیگی کیلئے نکلے سادہ کپڑے پہنے ہوتے، حالت مسکینی میں محتاجی کو ظاہر کرتے ہوئے عاجزی کرتے ہوئے گڑگڑاتے ہوئے اور تواضع کا پیکر بنے ہوئے۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۰۳۹)	جلد ۲	صفحہ ۴۹۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۳۳۳۱)	جلد ۳	صفحہ ۴۱۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۱۲۱۹)	جلد ۲	صفحہ ۴۷۱
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۶۶۵)	جلد ۳	صفحہ ۱۳۳
قال الالبانی:	حسن		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۶۶۹)	جلد ۳	صفحہ ۱۳۶
قال الالبانی:	حسن		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۰۵)	جلد ۱	صفحہ ۴۷۶
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۱۰۶۹)	جلد ۱	صفحہ ۵۰۶
سنن النسائی		جلد ۳	صفحہ ۱۶۳
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۵۲۰)	جلد ۱	صفحہ ۴۹۱
قال الالبانی:	حسن		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۵۳۵۹)	جلد ۴	صفحہ ۳۶۳
المسند الجامع	رقم الحدیث (۶۰۹۸)	جلد ۸	صفحہ ۴۷۷

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے اس خطبہ کی طرح خطبہ نہ دیا بلکہ دو رکعتیں ادا کیں جیسے عید کی دو رکعتیں ادا کی جاتی ہیں۔

-☆-

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس حالت میں صلاۃ الاستسقاء کیلئے نکال یہ بات عیاں کرتا ہے کہ یہ حالت اللہ کو محبوب ہے اور یہ حالت دعا کی قبولیت میں مؤثر ہے۔

۳۔ دعاء میں ہاتھوں کا بلند کرنا:

عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَيِيٌّ " كَرِيْمٌ " يَسْتَحْيِ اِذَارَفَعَ الرَّجُلُ اِلَيْهِ يَدَيْهِمَا اَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْراً خَائِبَتَيْنِ.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۶۰۴)	جلد ۱۷	صفحہ ۸۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۴۸۸)	جلد ا	صفحہ ۴۶۸
صحیح سنن ابی داؤد			
سنن الترمذی:	رقم الحدیث (۳۵۶۷)	جلد ۵	صفحہ ۳۲۶
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی:	رقم الحدیث (۳۵۵۶)	جلد ۳	صفحہ ۴۶۳
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۸۶۵)	جلد ۴	صفحہ ۳۲۲
قال المحقق:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۳۴)	جلد ۳	صفحہ ۲۶۳
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ حیا والا اور کریم ہے اسے حیا آتی ہے کہ آدمی اس کی طرف ہاتھوں کو بلند کرے تو وہ انہیں خالی نامراد لوٹا دے۔

یہ بھی قبولیت دعا میں بڑا اہم ہے۔

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۸۷۶)	جلد۳	صفحہ۱۶۰
قال المحقق:	حدیث قوی		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۸۸۰)	جلد۳	صفحہ۱۶۳
قال المحقق:	اسنادہ جید		
المستدرک (للحاکم)	رقم الحدیث (۱۸۳۰)	جلد۲	صفحہ۶۹۹
قال الحاکم:	ھذا اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
وقال الذھبی:	علی شرط (خ-م)		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۱۸۳۱)	جلد۲	صفحہ۶۹۹
قال الحاکم:	ولم شاہد باسناد صحیح		
شرح السنہ (للبغوی)	رقم الحدیث (۱۳۸۵)	جلد۵	صفحہ۱۸۵
قال البغوی:	ھذا حدیث حسن غریب		
شرح السنہ (للبغوی)	رقم الحدیث (۱۳۸۶)	جلد۵	صفحہ۱۸۶
المعجم الکبیر (للطبرانی)	رقم الحدیث (۶۱۳۰)	جلد۶	صفحہ۲۵۲
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۴۴۹۴)	جلد۴	صفحہ۲۹
المسند الجامع	رقم الحدیث (۴۸۶۰)	جلد۷	صفحہ۶۷

اتنی ساری خصوصیات کے باوجود ایسے آدمی کی دعا کو شرف قبولیت سے نہیں نوازا جاتا وجہ واضح ہے کہ اسکا کھانا اسکا پینا اور اسکا لباس حلال کی کمائی سے نہ تھا بلکہ وہ حرام کی کمائی سے تھا اور حرام خور کی دعا کیسے قبول ہو۔

عَنْ اَبِیْ مُحَمَّدِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ -رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا- سِبْطِ رَسُوْلِ اللّٰہِ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ- وَرَیْحَانَتِہٖ قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ- دَعْ مَا یَرِیْبُکَ اِلٰی مَالَا یَرِیْبُکَ.

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۵۹۱)	جلد۲	صفحہ۵۴۵
قال المحقق:	حسن		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵۲۶)	جلد۴	صفحہ۲۳۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵۱۸)	جلد۲	صفحہ۶۱۰
قال الالبانی:	صحیح		
الارواء الغلیل	رقم الحدیث (۱۲)	جلد۱	صفحہ۴۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۷۲۲)	جلد۸	صفحہ۳۴۴
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۷۲۷)	جلد۳	صفحہ۵۲۵
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۳۴۰۵)	جلد۳	صفحہ۶۳
المصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۴۹۸۴)	جلد۳	صفحہ۱۱۷

ترجمة الحديث:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جگر گوشہ اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسہ اور حضور کے پھول حضرت ابو محمد امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر اس حدیث پاک کو یاد کیا:

جو چیز تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ دو اور اسے اختیار کرو جو شک میں نہ ڈالے۔

-☆-

اطمینان قلب مومن کی متاع بے بہا ہے یہی اطمینان اس کا قیمتی سرمایہ ہے یہی وہ

المسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۱۱۷۸)		صفحہ ۱۶۳
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۲۰۳۲)	جلد ۸	صفحہ ۱۶
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۲۷۱۱)	جلد ۳	صفحہ ۷۶
مسند الامام احمد (مفصلاً) / رقم الحدیث (۱۷۲۷)		جلد ۲	صفحہ ۳۴۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۷۲۲)	جلد ۲	صفحہ ۴۹۸
قال شعیب الارنووط:	حدیث صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۷۱۲۸)	جلد ۵	صفحہ ۱۳۳
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۰۸۱۹)	جلد ۵	صفحہ ۵۴۶
جامع الاصول	رقم الحدیث (۴۶۴۲)	جلد ۶	صفحہ ۴۴۳

سعادت ہے جس کے حصول کیلئے اھل ایمان اپنی جملہ توانائیاں صرف کرتے ہیں۔ حضور رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درج بالا ارشاد کتنا اہم ہے

دَعْ مَا یَرِیبُکَ اِلٰی مَالَا یَرِیبُکَ.

ان چیزوں کو چھوڑ دے جو شک وریب میں مبتلا کردیں اور ان چیزوں کو اختیار کرو جو اطمینان کا باعث بنیں۔

اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کو بجالانے سے اھل ایمان کو اطمینان ملتا ہے اللہ اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواھی سے اجتناب سے روح کو قرار ملتا ہے اس لیئے اھل ایمان احکامات خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بجالاتے ہیں اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منع کیئے ہوئے امور سے اجتناب برتتے ہیں کیونکہ یہی سعادت عظمٰی ہے اور اسی میں سکون وطمینان ہے۔

بعض ایسے امور ہیں جو شبھات کے زمرے میں آتے ہیں عام آدمی کیلئے انکا حلال وحرام ہونا واضح نہیں ہوتا اس لیئے انہیں ایسے امور سے مجتنب ہونا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد گرامی ہے:

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ.

سن لیجئے! اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔

بندہ مومن ذکر الٰہی سے شادکام ہوتا ہے اس کی زندگی کی صبحیں اسکی زندگی کی شامیں اس کے جملہ اوقات ذکر الٰہی میں بسر ہوتے ہیں وہ غفلت سے دور بہت دور ہوتا ہے اور ایسے امور کے نزدیک بھی نہیں جاتا جو ذکر الٰہی میں رکاوٹ بن رہے ہوں کیونکہ اس کی نگاہ میں یہ

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ رہتا ہے:

دَعْ مَا یَرِیْبُکَ اِلٰی مَالاَ یَرِیْبُکَ.

سچ میں اطمینان ہے جھوٹ میں قلق واضطراب ہے۔

ایک بندہ مومن اس حدیث پاک پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ سچ بولتا ہے سچ کا دلدادہ رہتا ہے اس کی زبان صدق وصفا کی شکر سے شیریں رہتی ہے۔

فَاِنَّ الصِّدْقَ طَمَانِیْنَۃٌ وَاِنَّ الْکَذِبَ رِیْبَۃٌ.

بیشک صدق سراپا اطمینان ہے اور بیشک جھوٹ سرتاپا قلق واضطراب ہے۔

سچا آدمی جہاں بھی جاتا ہے اس کا دل مطمئن ہوتا ہے اسے کسی قسم کا خدشہ نہیں ہوتا سچ ہمیشہ اس کی نگرانی نگہبانی کرتا ہے اس کے برعکس جھوٹ بولنے والا ہر وقت مضطرب رہتا ہے اسے ہر لمحہ کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کہیں اسکا جھوٹ پکڑا نہ جائے اس لیئے وہ قلق واضطراب میں رہتا ہے اس حدیث پاک میں اہل ایمان کو تعلیم دی گئی ہے کہ ہمیشہ سچ بولو کہ اس سے اطمینان وسکون ہے اور جھوٹ سے دور بہت دور رہو کیونکہ یہ قلب اضطراب پیدا کرتا ہے۔

دَعْ مَا یَرِیْبُکَ اِلٰی مَالاَ یَرِیْبُکَ.

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَالَا یَعْنِیْهِ.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۳۷)	جلد ۲	صفحہ ۳۵۲
قال احمد محمد شاکر	رقم الحدیث (اسنادہ صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۲۴۷)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۱
قال المحقق:	حسن		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۲۴)	جلد ۴	صفحہ ۱۴۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۱۷)	جلد ۲	صفحہ ۵۳۰
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۷۶)	جلد ۴	صفحہ ۳۸۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۲۲۶)	جلد ۳	صفحہ ۳۰۲
قال الالبانی:	صحیح		
الموطا امام مالک	رقم الحدیث (..........)	جلد ۲	صفحہ ۶۸۹
قال المحقق:	والحدیث حسن، بل صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۵۲۳۴)	جلد ۱۱	صفحہ ۴۱

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی چیزوں کوچھوڑ دے۔

-☆-

یہ دنیا قیام گاہ نہیں گزرگاہ ہے اس خطۂ زمین پر ابدی قیام کسی کے مقدر میں نہیں یہاں جو آیا اسے ایک دن یہاں سے کوچ کر جانا ہے یہ وہ اٹل حقیقت ہے جس سے انکار ناممکن ہے۔ بڑے بڑے زورآور بڑے باجبروت حکمران بڑے سیم وزر والے صاحبان ثروت اس قطعہ ارضی پر آئے انہوں نے یہاں اپنی پاؤوں جمانے کی کوشش کی لیکن تاریخ شاہد ہے کہ آج تک اس جہاں میں کسی کے پاؤوں نہ جم سکے۔

جو آیا بالآخر اسے جانا ہے یہ زندگی عارضی زندگی ہے یہ زندگی ناپائیدار زندگی ہے اصل اور حقیقی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔

وَاِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَان.

اَلدُّنْيَامَزْرَعُ الْآخِرَةِ. دنیا آخرت کی کھیتی ہے یہاں جوبھی بویا جائے گا کل آخرت میں اس کی کاشت ہوگی ایک بندہ مومن جو اس حقیقت سے کماحقہٗ آشنا ہے وہ اس جہانِ رنگ وبو کی قدر کرتا ہے اس سے لمحات کوضائع نہیں کرتا لایعنی اور فضول کاموں میں اپنا قیمتی اثاثہ تباہ نہیں کرتا۔

جامع الاصول	رقم الحدیث (۹۴۰۸)	جلد ۱۱	صفحہ ۷۲۹
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۲۶۳۶)	جلد ۸	صفحہ ۴۰

پھر مومن مومن میں فرق ہے وہ بندہ مومن جسکا ایمان واسلام حسین سے حسین تر ہو جائے جو ایمان وایقان کی بہاروں سے آشنا ہو جس کی حلاوت ایمان سب سے نرالی اور جدا ہو ایسا مومن کامل الایمان اپنی اس زندگی کے لمحات کو ضائع نہیں کرتا وہ ایسے امور سے روگرداں رہتا ہے جو اس کی آخرت میں ناکامی کا باعث بنیں وہ ہمہ وقت اور ہمیشہ یاد الٰہی میں مگن رہتا ہے اس کی حیاۃ مستعار کے تمام لمحات اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا جوئی میں بسر ہوتے ہیں۔ اسے معلوم ہے کہ اللہ کے فرشتے اس کی تمام حرکات وسکنات کو نوٹ کر رہے ہیں اس کی زندگی کی فائل تیار ہو رہی ہے جسے روز جزا کھولا جائے گا۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ.[1]

اور یقیناً ہم نے انسان کو پیدا فرمایا ہے اور ہم جانتے ہیں جو باتیں اس کے جی میں آتی ہیں اور ہم اس کی رگ جاں سے بھی زیادہ نزدیک ہیں جب لیتے ہیں دو لینے والے ایک اس کے دائیں اور ایک اس کے بائیں بیٹھا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے اس کا کوئی عمل وفعل بلکہ اس کا کوئی خیال بھی پوشیدہ نہیں۔

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ.[2]

---

(۱) ق ۱۶تا۱۸ (۲) یونس/۶۱

عَنۡ اَبِیۡ حَمۡزَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ عَنۡ اَنَسِ بۡنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ خَادِمِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُؤۡمِنُ اَحَدُکُمۡ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیۡهِ مَایُحِبُّ لِنَفۡسِهٖ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۳)	جلد۱	صفحہ۱۴
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۴۵)	جلد۱	صفحہ۹۸
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۶)	جلد	صفحہ۶۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۵۵)	جلد۱	صفحہ۴۰
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلة الاحادیث الصحیحة / رقم الحدیث (۷۳)		جلد۱	صفحہ۱۱۳
قال الالبانی:	حدیث صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵۲۳)	جلد۴	صفحہ۲۳۱
قال الترمذی:	هذا حدیث صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵۱۵)	جلد۲	صفحہ۶۰۹
قال الالبانی:	صحیح		
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۲۰۰۴)		صفحہ۲۶۸

ترجمة الحديث:

جناب ابوحمزہ خادم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کیلئے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیئے پسند کرتا ہے۔

-☆-

مومن اخوت کی لڑی میں پروئے ہوتے ہیں انکا بھائی چارہ عارضی نہیں ہوتا بلکہ یہ اخوت کے مضبوط رشتہ میں منسلک ہوتے ہیں۔

ان المومنون اخوہ. مومن بھائی بھائی ہیں۔

سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۵۹)	جلد ۸	صفحہ ۱۲۹
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۵۴)	جلد ۳	صفحہ ۳۵۶
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۳۹)	جلد ۱	صفحہ ۳۲۲
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۷۳۷)	جلد ۱۱	صفحہ ۱۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۳۴)	جلد ۱	صفحہ ۴۷۰
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۳۴۷۴)	جلد ۱۳	صفحہ ۵۹
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
مسند ابی عوانہ	رقم الحدیث (۹۱)	جلد ۱	صفحہ ۴۱

بھائی بھائی کا خیال رکھتا ہے ایک بھائی اپنے بھائی کی خوشی وغمی میں برابر شریک ہوتا ہے۔ مومن اپنے بھائی کوتکلیف میں مبتلا کرنا تو در کنار بلکہ اس کی تکلیف کواپنی تکلیف سمجھتا ہے اگر وہ غم میں مبتلا ہے تو یہ بھی غم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ اِذَاشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ" تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهْرِ وَالْحُمّٰى.

السنن الکبری للبیہقی رقم الحدیث (۶۴۳۰) جلد۳ صفحہ۴۹۲
قال البیہقی: اخرجاہ فی الصحیح من حدیث زکریا۔
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۸۲۸۷) جلد۱۴ صفحہ۱۵۴
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح
مسند الامام احمد (مختصراً) / رقم الحدیث (۱۸۲۷۱) جلد۱۴ صفحہ۱۴۸
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۱۰۸۳) جلد۳ صفحہ۷۱
مسند ابوداؤد الطیالسی رقم الحدیث (۷۹۰) صفحہ۱۰۷
صحیح مسلم رقم الحدیث (۲۵۸۶) جلد۵ صفحہ۱۶۰
شرح السنہ للبغوی رقم الحدیث (۳۴۶۹) جلد۱۳ صفحہ۴۶
قال البغوی: ھذا حدیث متفق علیہ علی صحتہ
صحیح البخاری رقم الحدیث (۶۰۱۱) جلد۴ صفحہ۱۹۰۱
اتحاف السادۃ المتقین جلد۶ صفحہ۲۵۳

ترجمة الحديث:

حضرت نعمان بن بشیر-رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: مومنین کی مثال آپس میں محبت ومودت کرنے میں ایک دوسرے پر رحم کرنے میں اور ایک دوسرے پر لطف ومہربانی کرنے مین جسم کی مثال ہے جب اس کے کسی عضو کو کوئی تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار کے سبب بے آرام ہوتا ہے۔

-☆-

مومن ومسلم اپنے مسلم بھائی کیلئے وہی پسند کرتا ہے جو وہ اپنی ذات کیلئے پسند کرتا ہے۔

ایک اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ ہو:

عَنْ يَزِيْدِ بْنِ اَسَدٍ الْقَسْرِيِّ قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ أَتُحِبُّ الْجَنَّةَ ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَأَحِبَّ لِاَخِيْكَ مَاتُحِبُّ لِنَفْسِكَ.

المستدرک للحاکم — رقم الحدیث (۷۳۱۳) — جلد ۷ — صفحہ ۲۶۱

قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه

قال الذهبی: صحیح

فیض القدیر — رقم الحدیث (۲۲۲) — جلد ۱ — صفحہ ۱۷۶

مسند الامام احمد — رقم الحدیث (۱۶۶۰۶) — جلد ۱۳ — صفحہ ۱۰۸

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ حسن

مسند الامام احمد — رقم الحدیث (۱۶۶۰۹) — جلد ۱۳ — صفحہ ۱۰۹

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ حسن

ترجمة الحديث:

یزید بن اسد القسری فرماتے ہیں کہ مجھے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم جنت سے محبت کرتے ہو؟ جنت جانا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی کیلئے وہی پسند کرو جو اپنے لیئے پسند کرتے ہو۔

-☆-

مومن یہ نہیں چاہتا کہ اسکا نقصان ہو اس طرح وہ اپنے کسی مومن بھائی کیلئے یہ پسند نہیں کرتا کہ اسکا بھی کوئی نقصان ہو۔ مومن یہ پسند نہیں کرتا کہ اس پر کوئی ظلم کرے اسی طرح وہ یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ اس کے مسلم بھائی پر کوئی ظلم کرے اس لیئے وہ سب سے پہلے خود اس پر زیادتی کرنے سے باز آجاتا ہے۔

مومن یہ پسند نہیں کرتا کہ اس سے کوئی وعدہ خلافی کرے اسی طرح وہ یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ اس کے کسی مسلم بھائی سے کوئی وعدہ خلافی کرے تو لامحالہ اسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ خود بھی اس سے وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

مومن یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کے سامنے کوئی جھوٹ بولے اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ بھی کسی کے سامنے جھوٹ نہیں بولتا۔ مومن یہ پسند نہیں کرتا کہ اسکا کوئی ناحق مال چھین لے اسی طرح یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ اس کے کسی کلمہ گو بھائی کا کوئی مال چھین لے اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اپنے کسی مسلم بھائی کا مال و دولت نہیں چھینتا۔

الغرض یہ وہ حدیث پاک ہے کہ اگر اس پر عمل کرلیا جائے تو دنگا وفساد دھوکہ دہی اور فریب جھوٹ وغیبت وغیرہ اکثر بیماریوں سے اسلامی معاشرہ نجات پاجائے گا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ دَمُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلَاثٍ الثَّیِّبُ الزَّانِیْ وَ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِکُ لِدِیْنِہِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَۃِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۴۸۴)	جلد۶	صفحہ۲۵۲۱
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۶۷۶)	جلد۳	صفحہ۵۰۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۹۷۷)	جلد۱۳	صفحہ۳۱۶
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۷۳۰)	جلد۸	صفحہ۱۳
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۷۳۵)	جلد۳	صفحہ۲۷۶
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۴۲۹)	جلد۴	صفحہ۲۵۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۵۶۷)	جلد۷	صفحہ۱۴۳
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۷۲۹)	جلد۱۰	صفحہ۲۱۳
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۶۸۱۸)	جلد۸	صفحہ۳۳۷
قال المحقق:	اخرجہ البخاری ومسلم فی الصحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مسلمان آدمی کا خون حلال نہیں مگر ان تینوں میں سے ایک بات کے ساتھ

۱۔ شادی شدہ زانی

۲۔ جان کے بدلے جان

۳۔ (مرتد ہوکر) دین ترک کرنے والا اور مسلمانوں کی جمعیت سے کٹ جانے والا۔

-☆-

ایک آدمی جب اسلام میں داخل ہوتا ہے اسلام کی آغوش رحمت میں آتا ہے تو اسکا سب کچھ محفوظ ہو جاتا ہے گویا وہ ایک مضبوط قلعہ میں آ گیا ہے اس کی جان اسکا مال اس کی عزت وآبرو سب کچھ محفوظ و مامون ہوتا ہے اگر کوئی فرد اس کی جان و مال کے در پے ہو اس کی عزت وآبرو ضائع کرنا چاہے تو اسلام ایسا نہیں ہونے دیتا بلکہ اسے مکمل تحفظ فراہم کیا جاتا ہے اور اسے سکون واطمینان کی زندگی گزارنے کی گارنٹی وضمانت دی جاتی ہے۔

لیکن اگر یہی مسلم کسی مسلم کی جان سے کھیلنے لگے اسکی عزت وآبرو پر ہاتھ ڈالنے لگے تو اسے بھی قطعی اجازت نہیں دی جاتی بلکہ اگر یہ کسی جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو اسے سخت سے سخت سزا دی جاتی ہے۔ مسلمانوں کی جان و مال اور عزت وآبرو سے کھیلنے والے ایسے شخص سخت سے سخت سزا ملتی ہے اور بعض اوقات جرم کی سنگینی کی صورت میں اسے اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے

پڑتے ہیں اسکی اس حدیث پاک میں یہ صورتیں ہیں

الشیخ الزانی:

وہ شادی شدہ جو شادی شدہ ہونے کے باوجود بدکاری کرے عفت مآب خواتین کی عزت وآبرو سے کھیلے تو شریعت اسلامیہ میں اسکی معافی کی کوئی صورت نہیں بلکہ ایسے بدباطن کو سرعام پتھر مار مار کو ختم کر دیا جائے گا۔

النفس بالنفس:

اگر کوئی آدمی ملت اسلامیہ میں کسی کو ناحق قتل کر دے تو اسے بھی جواباً قتل کر دیا جائے گا اسے شریعت اصطلاح میں قصاص کہتے ہیں اس صورت میں صرف سنی سنائی بات پر یقین نہ کرنا ہوگا بلکہ حکومت وقت کو مکمل ثبوت مل جائیں اور مقتول کے ورثا صلح پر راضی نہ ہو تو ایسے قاتل کو قتل کر دیا جائے گا۔

یاد رہے یہ سزائیں صرف اور صرف حکومت دے سکتی ہے کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ورنہ وہ ابتری پھیلے گی کہ الامان الحفیظ

اَلتَّارِکُ لِدِیْنِہٖ:

سلطنت اسلامیہ نظریاتی سلطنت ہوتی ہے اس کے نظریات سے انحراف غداری ہے اور دنیا کے کسی خطہ میں غدار کی سزا موت سے کم نہیں۔ غدار غدار ہے اسے قتل کرنا حکومت کا فرض ہوتا ہے تو جو بدبخت اسلام قبول کر کے اس سے منحرف ہو جائے مرتد ہو جائے وہ واجب القتل ہے اس کا قتل کرنا حکومت پر لازم ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ :

لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلاثٍ! رَجُلٌ'' كَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ اَوْ زَنٰى بَعْدَ اِحْصَانِهٖ اَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ.

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۱۶۵)	جلد۴	صفحہ۶۴
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۱۵۸)	جلد۲	صفحہ۴۵۳
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۲۵۳۳)	جلد۳	صفحہ۲۲۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۲۵۳۳)	جلد۴	صفحہ۱۵۳
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۵۸۱)	جلد۲	صفحہ۳۱۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۵۰۲)	جلد۲	صفحہ۵۷۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۵۰۲)	جلد۳	صفحہ۸۸
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۳۷)	جلد۱	صفحہ۳۵۱
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۶۸)	جلد۱	صفحہ۳۶۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۰۹)	جلد۱	صفحہ۳۸۱
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کسی مرد مسلم کا خون بہانا حلال نہیں مگر ان تین صورتوں میں سے ایک میں:

۱۔ مسلمان ہونے کے بعد آدمی کفر اختیار کرے۔

۲۔ شادی شدہ ہونے کے بعد بدکاری کرے۔

۳۔ کسی نفس کو ناحق قتل کردے۔

-☆-

المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۸۰۲۸)	جلد۸	صفحہ۲۸۵۵
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح اسنادہ ولم یخرجاہ		
وقال الذھبی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۱۵۸۴۳)	جلد۸	صفحہ۳۴
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۲۵۱۸)	جلد۱۰	صفحہ۱۴۸
سنن النسائی		جلد۷	صفحہ۱۰۳
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۰۶۸)	جلد۳	صفحہ۹۰
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل		جلد۷	صفحہ۲۵۴
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۷۲)		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۷۸۲)	جلد۷	صفحہ۲۴۵
المسند الجامع	رقم الحدیث (۹۷۰۹)	جلد۱۲	صفحہ۴۶۵

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۴۷۵)	جلد۴	صفحہ۲۰۳۲
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۴۷)	جلد۱	صفحہ۹۹
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۱۶)	جلد۲	صفحہ۲۷۳
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۲۳۴۷)		صفحہ۳۰۸
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۵۴)	جلد۴	صفحہ۳۷۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۵۴)	جلد۳	صفحہ۲۶۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵۰۸)	جلد۴	صفحہ۲۲۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵۰۰)	جلد۲	صفحہ۶۰۴
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے اسے چاہیئے کہ سراپا خیر بات کرے یا خاموش رہے۔

جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کی تکریم کرے اور جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی تکریم کرے۔

-☆-

شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۴۱۲۱)	جلد ۱۴	صفحہ ۳۱۲
قال المحقق:	اخرجہ البخاری فی الصحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۲۵۲۵)	جلد ۸	صفحہ ۱۶۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۰۶۰)	جلد ۹	صفحہ ۴۹۸
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۵۱۳۱)	جلد ۱۱	صفحہ ۲۳
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۶۱۵)	جلد ۷	صفحہ ۳۶۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

فَلْيَقُلْ خَيْراً اَوْ لِيَصْمُتْ:

سعید لوگ ہی اپنی زبان کی حفاظت کیا کرتے ہیں وہ زبان سے ایسا کوئی کلمہ نہیں نکالتے جو بعد میں پشیمانی کا سبب ہو ان کی زبان صدق کی دلدادہ ہوا کرتی ہے اور انکی زبان ہمیشہ حق و سچ بولا کرتی ہے۔

اللہ رب العزۃ نے انسان پر فرشتے مقرر کیے ہیں جو اسکی حسنات و سیئات لکھتے رہتے ہیں:

اِذْيَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْد مَايَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْب'' عَتِيْد (۱)

عَنْ مَعَاذِبْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّکَ لَنْ تَزَالَ سَالِماً مَاسَکَتَّ ، فَاِذَا تَکَلَّمْتَ ، کُتِبَ لَکَ اَوْعَلَيْکَ.

ترجمة الحديث:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اے معاذ!) جب تک تو خاموش رہے گا سالم رہے گا پس جب تو کلام کرے گا تو (اگر وہ کلام اچھا ہے) تیرے حق میں لکھا جائے گا (اگر وہ کلام برا ہے) تو تیرے خلاف لکھا جائے گا۔

فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۳۰۹

مجمع الزوائد جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۳

قال الھیثمی: رواہ الطبرانی باسنادین ورجال احدھما ثقات

(۱) ق/۱۷،۱۸

اسلاف میں سے کسی طرف یہ بات منسوب ہے کہ

بولنا اگر چاندی ہے تو خاموش رہنا سونا ہے۔

یعنی اچھی بات کرنا چاندی ہے لیکن کسی کی غیبت نہ کرنا چغلی نہ کرنا جھوٹ نہ بولنا معاصی سے بچنا سونا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَمَتَ نَجَا.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۴۸۱)	جلد ۶	صفحہ ۳۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۶۵۴)	جلد ۶	صفحہ ۲۱۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
شرح السنہ البغوی	رقم الحدیث (۴۱۲۹)	جلد ۱۴	صفحہ ۳۱۸
قال البغوی:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵۰۹)	جلد ۴	صفحہ ۲۲۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵۰۱)	جلد	صفحہ ۶۰۴
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۵۳۶)		جلد ۲	صفحہ ۶۲
جامع الاصول	رقم الحدیث (۹۴۰۷)	جلد ۹	صفحہ ۶۰۷
المعجم الکبیر (للطبرانی) / رقم الحدیث (۱۹۳۳)		جلد ۱	صفحہ ۵۲۴

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو خاموش رہا نجات پا گیا۔

-☆-

انسان کسی ایسی جگہ جا پہنچا جہاں لوگ ایک دوسرے پر اتہام بازی کر رہے تھے غیبت سے اپنی نیکیاں برباد کر رہے تھے جھوٹ سے اپنی آخرت تباہ کر رہے تھے اگر وہ بندہ مومن اس محفل سے اٹھ کر چلا جائے تو یہ اس کے لیے سراپا خیر و برکت ہوگا اور اسکے سعید ہونے کی علامت ہوگا۔ اگر کسی مجبوری کے تحت ایک یا دو منٹ بیٹھنا پڑ جائے تو انکی کسی گفتگو کی طرف توجہ نہ دے بلکہ سنی ان سنی کر دے اپنے دامن کو ان خصال شر سے مامون و محفوظ رکھے تو ایسا آدمی یقیناً اللہ الکریم کے لطف و کرم کے طفیل نجات پا جائے گا۔

وہ مرد مومن جو کسی مجلس میں بیٹھ کر بھی اھل مجلس کی گفتگو میں شریک نہیں ہوتا بلکہ ان کی لایعنی باتوں سے اعراض کرتا ہے تو وہ ایسا خوفِ خدا کی بنا پر کر رہا ہے اور اس وقت وہ اپنے دل

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۴۲۳۴) جلد۳ صفحہ ۵۱۷
قال المحقق: حسن بشواھد
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۲۸۷۴) جلد۳ صفحہ ۹۴
قال الالبانی: صحیح

سے پروردگار عالم جل جلالہٗ کو یاد کر رہا ہے کیونکہ اگر وہ یادحق سے غافل ہوتا تو یقیناً وہ بھی چغلی وغیبت میں اپنے ہم مجلسوں کے شریک ہو جاتا۔ تو ایسے نیک وصالح آدمی کا ان کے کذب وافتراء میں شریک نہ ہونا اس کے یادخدا کی دلیل ہے۔ پھر اگر وہ اس کے ساتھ ساتھ زبان قلب وقالب سے اپنے پروردگار کا ذکر بھی کرتا ہے تو وہ سعیدوں کا سعید ہے اور اسکی سعادت ونیک بختی پر رشک کرنا چاہیئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَامِنْ قَوْمٍ یَقُوْمُوْنَ مَنْ مَجْلِسٍ لایَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ خیر، اِلَّا قَامُوْا مِنْ مِثْلِ جِیْفَةِ حِمَارٍ وَکَانَ لَهُمْ حَسْرَةً".

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۷۷)		جلد۱	صفحہ۱۵۸
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۲۴۲)	جلد۲	صفحہ۳۸۵
قال المحقق:	حسن		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۱۵۱۴)		جلد۲	صفحہ۲۱۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۸۵۵)	جلد۴	صفحہ۲۸۵
صحیح ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۸۵۵)	جلد۳	صفحہ۱۹۲
قال الالبانی:	صحیح		
الاذکار	رقم الحدیث (۷۶۲)		صفحہ۳۳۳
المستدرک	رقم الحدیث (۱۸۵۱)	جلد۲	صفحہ۱۶۰
شرح السنۃ البغوی	رقم الحدیث (۱۲۵۴)	جلد۵	صفحہ۲۷
قال البغوی:	ھذا حدیث حسن		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بھی قوم مجلس برخاست کر کے اٹھی کہ اس مجلس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا یہ تو ایسے ہی ہے جیسے وہ مردہ گدھے سے اٹھے ہوں اور یہ مجلس ان پر حسرت ہوگی۔

-☆-

جو قوم ایک جگہ بیٹھی اس میں طرح طرح کی باتیں ہوتی رہیں اپنے معاملات طے کرتے رہے اپنے مقاصد کے حصول میں مگن رہے مگر وہ اس پوری مجلس میں اللہ کو یاد نہ کر سکے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے مردہ گدھے سے کچھ تناول کر کے اٹھے ہوں۔ العیاذ باللہ من ذالک.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۹۰)	جلد۲	صفحہ۳۵۱
قال المحقق:	حدیث صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۸۵۳)	جلد۳	صفحہ۱۳۳
قال المحقق:	حدیث صحیح		
السنن الکبریٰ	رقم الحدیث (۵۷۷۲)	جلد۳	صفحہ۲۹۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۷۶۹)	جلد۹	صفحہ۵۷۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۶۲۸)	جلد۹	صفحہ۵۳۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
فیض القدیر	رقم الحدیث (۷۷۸۰)	جلد۵	صفحہ۴۱۰

گدھا پھر مردہ گدھا اس کے نزدیک جانا کوئی بھی سلیم الفطرت پسند نہیں کرتا تو کسی جگہ بیٹھ کر عقل وخرد کی گھتیاں سلجھانا لیکن اللہ کو یاد نہ کرنا یہ مردار گدھے سے ہی اٹھنا ہے اور یہ مجلس محفل ان کیلئے وبال ہوگی اور اس محفل میں شرکت پر کف افسوس ملیں گے لیکن اس وقت افسوس کرنا ان کے کسی کام نہ آئے گا۔

اکرام الجار:

پڑوسی کی عزت وتکریم کرنا۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ دین رحمت اس کائنات کو عطا کیا جس میں ہر قسم کی خیر وبھلائی ہے اور اس دین کی برکات سے کوئی بھی محروم نہیں رہا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دین کی برکات وخیرات کو پڑوسیوں کو بھی خوب نوازا ہے۔

عَنْ اَبِیْ شُرَیْح عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰہِ لا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لایُؤْمِنُ قِیلَ وَمَنْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ مَنْ لا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ.

المستدرک	رقم الحدیث (۲۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۵۷
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط الشیخین ولم یخرجاہ		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۷۳۷۹)	جلد ۵	صفحہ ۲۲۹
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط الشیخین ولم یخرجاہ		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۶۷۰)	جلد ۵	صفحہ ۲۲۴۰
فتح الباری	رقم الحدیث (۶۰۱۶)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۴۳
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۳۵۶۳)	جلد ۸	صفحہ ۳۰۸
قال الھیثمی:	رواہ احمد رجالہ رجال الصحیح		

ترجمة الحديث:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں۔ عرض کی گئی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کون مومن نہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ آدمی مومن نہیں جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔

-☆-

سبحان اللہ! پڑوسیوں کا کس درجہ خیال رکھا جارہا ہے۔ جو پڑوسیوں کو ایذا دے انہیں تنگ کرے ان کے سکون کو غارت کرنے کی کوشش کرے ایسا آدمی اس بات کا سزاوار ہے کہ

کنز العمال	رقم الحدیث (۲۴۸۸۵)	جلد۹	صفحہ۵۰
کنز العمال	رقم الحدیث (۲۴۹۲۲)	جلد۹	صفحہ۵۶
کنز العمال	رقم الحدیث (۲۴۹۲۳)	جلد۹	صفحہ۵۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۸۶۵)	جلد۷	صفحہ۵۲۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۳۲۴)	جلد۱۲	صفحہ۵۳۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۷۰۴۰)	جلد۱۸	صفحہ۴۵۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

اس سے نعمت ایمان چھین لی جائے۔ العیاذ باللہ جو بدنصیب پڑوسیوں کی دل آزاری کا باعث بنتا ہے اسے اس سخت وعید کا سامنا کرنا ہے تو جو خوش نصیب اپنے پڑوسیوں کی دلجوئی کا باعث بنتا ہے ان کے دلی سکون کا ذریعہ بنتا ہے اس کے وجود سے پڑوسیوں کو قلبی مسرت ہوتی ہے تو یقیناً وہ آدمی باایمان ہے اور اللہ رب العزت ایسے آدمی کو ایمان کی بہاروں سے آشنا فرمائے گا اور اپنے خصوصی کرم سے مالا مال کرے گا۔

اکرام الجار میں یہ بات بھی واضح ہے کہ پڑوسی کا خیال رکھا جائے اس پر احسان کیا جائے بھائی چارہ کی فضا قائم کی جائے اگر اس کے پاس کھانا ہے تو پڑوسی کو محروم نہ رکھا جائے اور پڑوسی کا ہر طرح سے خیال رکھا جائے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُهٗ جَائِعٌ''.

المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۲۷۴۱)	جلد ۱۲	صفحہ ۱۵۴
کنز العمال	رقم الحدیث (۲۴۹۰۴)	جلد ۹	صفحہ ۵۳
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۱۴۹)		جلد ۱	صفحہ ۲۷۸
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۷۷۳)	جلد ۳	صفحہ ۳۴۴
قال المحقق:	حسن		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۲۵۶۲)		جلد ۲	صفحہ ۶۸۳
قال الالبانی:	صحیح لغیرہ		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۲۶۹۹)	جلد ۵	صفحہ ۹۲
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ حسن		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۱۲)		صفحہ ۵۲

ترجمة الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ آدمی مومن نہیں جو خود تو سیر ہو اور اسکا پڑوسی بھوکا ہو۔

-☆-

صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۱۲)		صفحہ ۶۷
قال الالبانی:	صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۷۳۰۷)	جلد ۷	صفحہ ۲۶۰۹
قال الحاکم:	هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه		
قال الذهبی:	صحیح		
تاریخ بغداد		جلد ۱۰	صفحہ ۳۹۲

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ : یَااَبَاذَرٍّ ! اِذَا اَطْبَخْتَ مَرَقَۃً، فَاَکْثِرْ مَاءَ ھَاوَتَعَاھَدْ جِیْرَانَکَ.

الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۱۴)		صفحہ ۳۹
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۱۴)		صفحہ ۶۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۲۵)	جلد ۵	صفحہ ۱۸۷
مجمع الزوائد منبع الفوائد / رقم الحدیث (۷۸۸۱)		جلد ۵	صفحہ ۱۲
قال البیھقی:	رجالہ رجال الصحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۱۳۶۸)		جلد ۳	صفحہ ۳۵۵
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۱۳)	جلد ۲	صفحہ ۲۶۸
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
المسند الحمیدی	رقم الحدیث (۱۳۹)	جلد ۱	صفحہ ۶۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۲۲۳)	جلد ۱۵	صفحہ ۳۹۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۲۷۷)	جلد ۱۵	صفحہ ۵۰۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۳۳۶۲)	جلد ۵	صفحہ ۶۰
قال محمود محمد محمود:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! جب تم شوربا پکانے لگو تو اس میں پانی زیادہ ڈال لیا کرو پھر اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو۔

-☆-

اس حدیث پاک میں پڑوسیوں کا کس درجہ خیال رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا گیا ہے یعنی اگر سالن پکانے لگو تو پانی زیادہ ڈال لو تاکہ شوربا زیادہ ہوجائے پھر اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو ہوسکتا ہے کوئی ایسا گھر ہو جس کے چولہے میں آگ نہ جلی ہو تو ایسے گھر میں شوربا پہنچاؤ تاکہ وہ بھی کھانا تناول کرسکیں۔

سنن ابن ماجہ (۲) رقم الحدیث (۳۳۶۲) جلد۵ صفحہ۶۹
صحیح الترغیب والترھیب/ رقم الحدیث (۳۴۲۵) جلد۳ صفحہ۱۳۹
قال الالبانی: صحیح
تحفۃ الاشراف رقم الحدیث (۱۱۹۵۱) جلد۹ صفحہ۱۷۴
المسند الجامع رقم الحدیث (۱۲۳۱۷) جلد۱۶ صفحہ۱۵۱
شرح سنۃ للبغوی رقم الحدیث (۱۶۸۹) جلد۶ صفحہ۱۹۷
قال البغوی: ھذا حدیث صحیح

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی کس قدر پڑوسیوں کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے ملاحظہ ہو:

سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَازَالَ جِبْرِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَیُوَرِّثُهٗ.

الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰۵)		صفحہ ۳۷
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰۵)		صفحہ ۶۶
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰۴)		صفحہ ۳۷
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰۴)		صفحہ ۶۵
مسند البزار	رقم الحدیث (۱۸۰۷)	جلد ۲	صفحہ ۲۵۲
قال البزار:	ھذا اسناد حسن		
الکامل لابن عدی	رقم الحدیث (۱۴۳۲)	جلد ۶	صفحہ ۵۱۱
شرح مشکل الآثار	رقم الحدیث (۲۷۸۵)	جلد ۷	صفحہ ۲۱۷
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۵۱)	جلد ۲	صفحہ ۷۰۶
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۵۲)	جلد ۳	صفحہ ۲۶۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۳۶۷۳)	جلد ۴	صفحہ ۲۱۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۳۶۷۳)	جلد ۵	صفحہ ۲۵۸
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۷۴۱)	جلد ۳	صفحہ ۲۱۶
قال الالبانی:	صحیح		

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۴۹)	جلد۳	صفحہ۳۷۸
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۴۲)	جلد۳	صفحہ۳۵۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۵۰)	جلد۳	صفحہ۳۷۹
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۴۳)	جلد۲	صفحہ۳۵۷
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۱۲)	جلد۲	صفحہ۲۶۷
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ حسن وھو حدیث صحیح		
شرح السنہ البغوی	رقم الحدیث (۳۴۸۸)	جلد۱۳	صفحہ۱۷
شرح السنہ البغوی	رقم الحدیث (۳۴۸۷)	جلد۱۳	صفحہ۱۷
قال المحقق:	هذا حدیث متفق علیہ صحتہ		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۲۶۰۹)	جلد۶	صفحہ۴۵۰
قال البیہقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۳۲۲۴)	جلد۷	صفحہ۴۴
قال البیہقی:	اخرجہ البخاری ومسلم فی الصحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۳۲۲۵)	جلد۷	صفحہ۴۴
قال البیہقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۱۱)	جلد۲	صفحہ۲۶۵
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۰۱۴)	جلد۴	صفحہ۱۹۰۲
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۰۱۵)	جلد۴	صفحہ۱۹۰۲
مسند البزار	رقم الحدیث (۱۸۹۷)		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۳۵۴۱)	جلد۸	صفحہ۳۰۲
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۴۵۹۰)	جلد۸	صفحہ۶۵
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۴۴۸۱)	جلد۱۷	صفحہ۳۷۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۴۸۲۳)	جلد۱۷	صفحہ۴۶۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۵۴۱۶)	جلد۱۷	صفحہ۶۲۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
شعب الایمان للبیھقی	رقم الحدیث (۹۵۲۷)	جلد۸	صفحہ۷۳
شعب الایمان للبیھقی	رقم الحدیث (۹۵۲۹)	جلد۸	صفحہ۷۴
قال البیھقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
شعب الایمان للبیھقی	رقم الحدیث (۹۵۶۲)	جلد۸	صفحہ۸۴
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۷۸۱)	جلد۳	صفحہ۳۳۷
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب/ رقم الحدیث (۲۵۷۰)		جلد۲	صفحہ۶۵۶
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۲۴)	جلد۱۶	صفحہ۱۴۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۲۵)	جلد۱۶	صفحہ۱۴۵

ترجمۃ الحدیث:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جبریل امین مجھے پڑوسی کے بارے میں مسلسل وصیت کرتے رہے کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ اللہ تعالیٰ پڑوسی کو پڑوسی کا وارث بنا دے گا۔

اُعْبُدُوا اللّٰہَ وَلا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئاً وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَاناً وَبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنَ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اِنَّ اللّٰہَ لا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالاً فَخُوْراً[1]

اکرام الضیف:

عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: اَبْصَرَتْ عَیْنَایَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَسَمِعَتْہُ اُذُنَایَ حِیْنَ تَکَلَّمَ بِہٖ قَالَ: مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الآخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ جَائِزَتَہٗ قَالُوْا: وَمَاجَائِزَتُہ؟ قَالَ: یَوْمٌ وَلَیْلَۃٌ" قَالَ وَالضِّیَافَۃُ ثَلاثَۃُ اَیَّامٍ وَمَابَعْدَ ذَالِکَ فَھُوَ صَدَقَۃٌ"۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۰۱۹)	جلد۴	صفحہ۱۹۰۳
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۴۸)	جلد۱	صفحہ۱۸
مسند الامام احمد		جلد۶	صفحہ۳۸۵
مسند الامام مالک		جلد۲	صفحہ۲۲-۹۲۹
شعب الایمان للبیھقی			

(۱) النساء/۳۶

ترجمة الحديث:

حضرت ابوشُرَیح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری دونوں آنکھوں نے حضور رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-کو دیکھا اور میرے دونوں کانوں نے سنا جب حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-گفتگو فرما رہے تھے آپ نے ارشاد فرمایا:

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۳۸۱۲) جلد۳ صفحہ۳۴۹ (عن ابوسعید خدری)
قال المحقق: حسن
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۲۵۹۴) جلد۲ صفحہ۶۹۲
قال الالبانی: صحیح لغیرہ
الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۳۸۰۶) جلد۲ صفحہ۳۴۷
قال المحقق: صحیح
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۲۵۸۹) جلد۲ صفحہ۶۹۳
قال الالبانی: صحیح
سنن ابن ماجہ (۱) رقم الحدیث (۳۶۷۵) جلد۴ صفحہ۲۲۰
قال محمود محمد محمود: الحدیث متفق علیہ
سنن ابن ماجہ (۲)
صحیح سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۳۸۴۲) جلد۳ صفحہ۲۱۶
قال الالبانی: صحیح
السنن الکبریٰ للبیھقی رقم الحدیث (۱۸۶۸۹) جلد۹ صفحہ۳۳۰
قال البیھقی: رواہ البخاری فی الصحیح

جو اللہ اور یوم آخر (قیامت) پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا اس کے جائزہ تک اکرام کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کی یا رسول اللہ! اسکا جائزہ کیا ہے؟ حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسکا جائزہ ایک دن اور ایک رات ہے۔

فرمایا: ضیافت تین دن ہے اور اسکے بعد (تین دن کے بعد) وہ صدقہ ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اَلضِّيَافَةُ ثَلاثَةُ اَيَّامٍ وَجَائِزَتُهُ يَوْم" وَلَيْلَة" وَمَا اَنْفَقَ عَلَيْهِ بَعْدَ ذَالِكَ فَهُوَ صَدَقَة" وَلا يَحِلُّ لَهُ اَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتّٰى يُؤْثِمَهُ قَالُوْا : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ يُؤْثِمُهُ ؟ قَالَ: يُقِيمُ عِنْدَهُ وَلا شَيْءَ لَهُ يُقْرِيهِ بِهِ.

ترجمة الحديث:

حضور نبی کریم ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے ارشاد فرمایا:

ضیافت تین دن ہے

اور اسکا جائزہ ایک دن اور ایک رات ہے

اور اسکے بعد جو اس میزبان نے مہمان پر خرچ کیا وہ صدقہ ہے

مہمان کیلئے روانہیں کہ وہ اپنے میزبان کے پاس اتنا ٹھہرے کہ اسے گنہگار کردے۔

صحابہ نے عرض کی

ارواء الغلیل رقم الحدیث (۲۵۲۳) جلد ۸ صفحہ ۱۶۲

قال الالبانی: صحیح

مہمان اپنے میزبان کو کیسے گنہگار کرے گا۔تو حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے ارشاد فرمایا اس کے پاس اتنا قیام کرے کہ اس کے پاس کوئی چیز نہ ہو جس سے اسکی ضیافت کرے۔

-☆-

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَوْصِنِی قَالَ لاَ تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَاراً قَالَ لاَتَغْضَبْ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۷۶۵)	جلد۵	صفحہ۲۲۶۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۷۲۹)	جلد۸	صفحہ۴۰۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۰۴۶)	جلد۳	صفحہ۴۳۹
قال المحقق:	صحیح		
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۰۲۷۹)	جلد۱۰	صفحہ۱۸۰
قال المحقق:	رواہ البخاری فی صحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۶۲۰۵)	جلد۸	صفحہ۴۴۲
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۲۷)	جلد۳	صفحہ۴۱۱
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۲۰)	جلد۲	صفحہ۳۸۶
قال الالبانی:	صحیح		
شعیب الایمان	رقم الحدیث (۸۲۷۷)	جلد۶	صفحہ۳۰۷

ترجمة الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کی
(یارسول اللہ!) مجھے نصیحت کیجئے۔
آپ نے فرمایا: غصہ مت کیا کرو۔
تو اس نے اپنا سوال کئی مرتبہ دھرایا۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہر بار یہی فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔

-☆-

غضب کتنی قبیح چیز ہے انسان کو جب غصہ آتا ہے وہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے اس کی عقل وحواس اس کے قابو میں نہیں رہتے۔انسان دیگر لوازمات سے جن خصوصیات کی بناء پر ممتاز ہے ان میں ایک اہم خصوصیت عقل ہے۔عقل ہی کے بل بوتے پر تمام امور سرانجام دیتا ہے۔ اگر انسان میں عقل نہ رہے غور وفکر کی قوت سلب ہو جائے تو اس میں اور ایک حیوان میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔

جو چیز انسان سے اسکا حسن، عقل چھین لے انسان سے اسکی قیمتی متاع غصب کر لے اس جیسی قبیح چیز اور کیا ہو سکتی ہے۔اس لیئے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں جب ایک آدمی وصیت ونصیحت کی درخواست کرتا ہے تو آپ اسے یہی فرماتے ہیں لَاتَغْضَبْ غصہ نہ کرو۔وہ بار بار اپنا سوال دھراتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر بار اسے یہی جواب مرحمت فرماتا ہے کہ لَاتَغْضَبْ غصہ مت کر۔

شر کا جامع:

عَنْ حَمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ- قَالَ : قُلتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِيْ قَالَ : لا تَغْضَبْ قَالَ الرَّجُلُ تَفَكَّرْتُ حِيْنَ قَالَ النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ-مَاقَالَ فَاِذَا الْغَضَبُ يَجْمَعُ الشَّرَّ كُلَّهُ.

ترجمة الحديث:

حمید بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ایک آدمی نے بیان فرمایا میں نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے وصیت فرمایئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا **لاتَغْضَبْ** غضب سے دور رہو۔

اس صحابی کا بیان ہے میں نے غوروفکر کیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا (تو بات بالکل واضح ہوئی) کہ غضب تمام شر کا جامع ہے۔

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۴۰۴۷) جلد۳ صفحہ۴۳۹
قال المحقق: حسن
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۲۷۴۶) جلد۳ صفحہ۴۵
قال الالبانی: صحیح
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۲۳۰۶۴) جلد۱۶ صفحہ۵۴۵
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح
السنن الکبریٰ للبیھقی رقم الحدیث (۲۰۲۷۸) جلد۱۰ صفحہ۱۸۰

''شر'' ایک سلیم الفطرت انسان سے اس کا سکون چھین لیتی ہے۔ شر کے ہوتے ہوئے بندگی کے کیف میں فتور آ جاتا ہے بندہ مومن سے اس کا ذوق وسکون رخصت ہو جاتا ہے تو غور کیجئے جو ایک شر نہیں بلکہ جامع الشر ہے کہ وہ مجسم شر ہے جس کے اندر تمام شر جمع ہو جاتے ہیں اس کے ہوتے ہوئے انسان کا کتنا نقصان ہوتا ہوگا۔

اس مجسم شر کی موجودگی میں اس کے ذوق وسکون اور حلاوت عبادت پر کتنی ضربیں لگتی ہونگی۔ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مجسم شر کی نشان دہی فرما کر اپنی امت کو بے پناہ نقصانات سے بچانے کی کوشش فرمائی ہے۔ اب اگر کوئی سعید و نیک بخت اس حدیث پاک پر عمل کر کے اپنی بقیہ زندگی غضب سے کنارہ کش ہو کر گزارتا ہے تو یقین رکھے وہ آدمی اپنے دامن میں بے پناہ سعادات کو سمیٹے ہوئے ہے اور اس کا وجود خیرات برکات سے معمور ہے۔

حالتِ غضب میں نبوی ھدایت:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ –رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ– عَنِ النَّبِیِّ –صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ– قَالَ : اِذَا غَضِبَ اَحَدُکُمْ وَھُوَ قَائِمٌ" فَلْیَجْلِسْ، فَاِنْ ذَھَبَ عَنْہُ الْغَضَبُ وَاِلَّا فَلْیَضْطَجِعْ.

سنن ابی داوٗد	رقم الحدیث (۴۷۸۲)	جلد۲	صفحہ ۶۶۴
صحیح سنن ابی داوٗد	رقم الحدیث (۴۷۸۲)	جلد۳	صفحہ ۱۷۵
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۱۱۴)	جلد۳	صفحہ ۱۴۱۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۲۴۵)	جلد۱۵	صفحہ ۴۹۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوذر -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی غصہ میں آجائے اس حال میں کہ وہ کھڑا ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ بیٹھ جائے اگر بیٹھنے سے اسکا غصہ جاتا رہے (توفبھا) ورنہ لیٹ جائے۔

-☆-

شعب الایمان رقم الحدیث (۸۲۸۴) جلد۶ صفحہ۳۰۹

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۴۰۶۰) جلد۳ صفحہ۴۴۴

قال المحقق: حسن

صحیح الترغیب والترھیب

قال الالبانی:

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۵۶۸۸) جلد۱۲ صفحہ۵۰۱

قال شعیب الارنووط: حدیث صحیح

شرح السنۃ البغوی رقم الحدیث (۳۵۸۴) جلد۱۳ صفحہ۱۶۲

مجمع الزوائد رقم الحدیث (۱۲۹۹۵) جلد۸ صفحہ۱۳۶

قال الھیثمی: رجالہ رجال الصحیح

عَنْ اَبِیْ یَعْلٰی شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوْا الْقِتْلَۃَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَۃَ وَلْیُحِدَّ اَحَدُکُمْ شَفْرَتَہٗ وَلْیُرِحْ ذَبِیْحَتَہٗ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۸۸۳)	جلد۱۳	صفحہ۱۹۹
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط البخاری		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۹۵۵)	جلد۴	صفحہ۲۰۱
مسند ابی داؤد الطالسی	رقم الحدیث (۱۱۱۹)		صفحہ۱۵۲
المصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۸۶۰۴)	جلد۴	صفحہ۴۹۲
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۷۱۵)	جلد۳	صفحہ۱۳
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۸۱۵)	جلد۲	صفحہ۱۸۹
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۰۴۹)	جلد۱۳	صفحہ۲۶۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۴۱۴)	جلد۳	صفحہ۱۰۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابویعلی شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو عمدہ طریقے سے برتاو کا حکم دیا ہے۔

پس جب تم (جہاد میں اعلاءِ کلمۃ الحق کی خاطر) کسی کو قتل کرو تو اس عمل قتل کو بھی عمدگی سے نبھاؤ (یعنی اس کی شکل وصورت مت بگاڑو وغیرہ)

اور جب تم کوئی جانور ذبح کرنے لگو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو تم میں سے (ذبح

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۴۰۹)	جلد۲	صفحہ۱۰۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۴۲۰)	جلد۷	صفحہ۲۴۳
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۴۲۴)	جلد۳	صفحہ۱۸۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۷۰)	جلد۳	صفحہ۵۵۵
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۵۸۵)	جلد۳	صفحہ۹۴
قال الالبانی:	صحیح		
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۴۸۱۷)	جلد۴	صفحہ۱۴۰
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۲۲۳۱)	جلد۷	صفحہ۲۹۳
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۱۹۷۰)	جلد۲	صفحہ۱۱۲

کرنے والا) کوئی بھی آدمی ہو اسے چاہیئے کہ اپنی چھری تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو راحت دے۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات مبارکہ کس درجہ نکھری اور صاف ہیں ان تعلیمات میں انسانیت کا حسن دوبالا ہوتا ہے یہ دین حق ہر حال میں حسن وخوبی کا مرقع ہے یہ اپنے ماننے والوں کو تھذیب وشائستگی کا درس دیتا ہے۔

اس تعلیمات میں کس قدر اہم تعلیم ہے کہ اگر کسی کو جان سے بھی مارنا ہے یعنی اس نے ایسا جرم کیا ہے کہ اب شریعت اس کی جان لینے کی اجازت دیتی ہے تو اس حالت میں بھی شائستگی اور عمدگی کو نہ چھوڑو۔

میدان جہاد میں جب مسلم اعلاء کلمۃ اللہ کے خاطر اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر دشمن سے نبرد آزما ہوتا ہے اگر اس وقت اس کے مقابل کوئی کافر ومشرک آئے گا تو وہ مسلم اس پر حملہ کرے گا اور اس ناسور کو ختم کرنے کی سعی کرے گا لیکن اس کیلئے بھی واضح ہدایات موجود ہیں کہ اس کا مثلہ نہ کیا جائے یعنی اس کی شکل نہ بگاڑی جائے اس کے کان ناک کاٹنے کی اجازت نہیں اس کی آنکھیں نکالنے کی اجازت نہیں۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً تَغْزُوفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ لَهُمْ لَاتُمَثِّلُوا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْداً.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۷۳۱)	جلد۱۲	صفحہ۳۳
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۲۸۵۸)	جلد۳	صفحہ۳۹۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن صحیح اسنادہ حسن		

سنن ابنماجہ(۲) رقم الحدیث(۲۸۵۸)	جلد۴	صفحہ۳۷۴
قال بشارعوادمعروف: اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ رقم الحدیث(۲۹۰۸)	جلد۲	صفحہ۴۰۸
قال الالبانی: حسن صحیح		
مسندالامام احمد رقم الحدیث(۲۲۹۲۶)	جلد۱۶	صفحہ۵۰۳
قال حمزہ احمدالزین: اسنادہ صحیح		
مسندالامام احمد رقم الحدیث(۱۸۰۱۵)	جلد۱۴	صفحہ۷۰
قال حمزہ احمدالزین: اسنادہ صحیح		
مسندالامام احمد رقم الحدیث(۱۸۰۱۲)	جلد۱۴	صفحہ۶۹
قال حمزہ احمدالزین: اسنادہ صحیح		
سنن ابی داؤد رقم الحدیث(۲۶۱۳)	جلد۲	صفحہ۴۴
صحیح سنن ابی داؤد		
قال الالبانی:		
سنن الدارمی رقم الحدیث(۲۴۳۹)	جلد۲	صفحہ۲۸۴
مسندابی یعلی الموصلی رقم الحدیث(۱۴۱۳)	جلد۳	صفحہ۶
المسند الجامع رقم الحدیث(۵۳۹۵)	جلد۷	صفحہ۵۰۲
صحیح ابن حبان رقم الحدیث(۴۷۳۹)	جلد۱۱	صفحہ۴۲
قال المحقق: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
شرح السنہ(للبغوی) رقم الحدیث(۲۶۶۹)	جلد۱۱	صفحہ۱۱
قال البغوی: ھذا حدیث صحیح اکرجہ مسلم		
السنن الکبریٰ(للبیہقی)/رقم الحدیث(۱۷۹۴۹)	جلد۹	صفحہ۸۴
قال البیہقی: رواہ مسلم فی الصحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کوئی لشکر فی سبیل اللہ جہاد کیلئے روانہ کرتے تو انہیں حکم ارشاد فرماتے کہ کسی کا مثلہ نہ بنایا اور کسی ولید کو قتل نہ کرنا۔

یہ کتنی پیاری تعلیم ہے اور شرف انسانیت کا کیسا اعلیٰ نمونہ ہے۔ جنگ وجدل میں دشمن ہر طرح کا نقصان پہنچاتا ہے بلکہ جب انسان دشمن کو قابو میں لیتا ہے تو جذبہ انتقام میں آپے سے باہر ہو جاتا ہے پھر بسا اوقات اس سے وہ حرکات سرزد ہوتی ہیں جو انسانیت کے ماتھے پر بدنما داغ بن جاتی ہیں لیکن محسن انسانیت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کے موقع پر آپے سے باہر ہونے پر کاری ضرب لگائی ہے۔ جذبہ جہاد اپنی انا کی تسکین کیلئے نہیں بلکہ یہ جہاد صرف اور صرف اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے ہے اور جب اللہ کی رضا کیلئے کام ہوگا تو پھر اس کی شریعت اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر بھی عمل ہوگا۔ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ کے مجاہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دوران جہاد بھی شرف انسانیت کا خیال رکھا اور انسانی عزت وتکریم کو ہر جگہ مقدم جانا۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُمَا کُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۲۵۱)	جلد ۱۵	صفحہ ۵۰۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۹۴)	جلد ۳	صفحہ ۳۹۷
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۸۷)	جلد ۲	صفحہ ۳۷۳
قال الالبانی:	حسن		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۰۸۳)	جلد ۳	صفحہ ۱۴۰۹
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۲۷۹۱)	جلد ۲	صفحہ ۴۱۵
المعجم الاوسط	رقم الحدیث (۳۷۷۹)	جلد ۳	صفحہ ۳۱
حلیۃ الاولیاء		جلد ۴	صفحہ ۳۷۶
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۶۲۴)	جلد ۴	صفحہ ۲۰
قال المحقق:	حسن		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۹۳۳۳)	جلد ۱۱	صفحہ ۶۹۴
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۳۶۶)	جلد ۸	صفحہ ۴۱۷

ترجمة الحديث:

حضرت ابوذر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبدالرحمٰن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرو اور (اگر خدانخواستہ برائی ہو جائے تو فوراً) برائی کے بعد نیکی کرو یہ نیکی اس برائی (کے اثراتِ بد) کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ حسنِ خلق سے برتاؤ کرو۔

-☆-

اتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ:

تقویٰ کی تعریف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زبانی سنیئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ:
اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ قَالَ اَنْ يُطَاعَ فَلَا يُعْصٰى وَيُذْكَرَ فَلَا يُنْسٰى.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ کی تفسیر میں فرماتے ہیں

المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۳۲۱۳)	جلد ۳	صفحہ ۱۲
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۰۸۹۳)	جلد ۷	صفحہ ۴۸
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۸۵۰۱)	جلد ۹	صفحہ ۹۳
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۸۵۰۲)	جلد ۹	صفحہ ۹۳
الدرمنثور		جلد ۲	صفحہ ۱۰۵

کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس طرح کی جائے کہ اس کی نافرمانی نہ ہو اور اس کو یاد کیا رکھا جائے کہ اس کوئی یاد کو فراموش نہ کیا جائے۔

جو انسان جو بندہ مومن ہر وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں لگا رہے اس کی نافرمانی کا تصور بھی نہ آنے پائے اور وہ اللہ تعالیٰ کو یوں یاد کرے کہ نسیان کا گزر تک نہ ہو وہ حقیقی تقویٰ کی دولت سے آراستہ ہے اور وہی شرعی اصطلاح میں متقی ہے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی کتنا اہم ہے

اِتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُمَا کُنْتَ.

جہاں بھی اللہ ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو یعنی اس کی فرمانبرداری کرو اطاعت کو لازم پکڑو اور اس کی یاد کے دیپ روشن کرو۔

بندہ مومن اگر مسجد میں ہے تو تقویٰ سے آراستہ ہو کیونکہ وہ مسجد میں بھی اس کی اطاعت کیلئے آیا ہے سر بندگی جھکانے کیلئے آیا ہے اسکا رکوع وسجود اسکی مناجاتیں یہ سب کچھ اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری ہے اس کی عبادت میں ریاکاری کا دخل نہیں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ریاکاری اور دکھلاوے سے علیم وخبیر اللہ نے منع فرمایا ہے۔

وہ بازار ہے پھر بھی تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہے وہ سامان بیچتے یا خریدتے کسی کو داؤ نہیں لگاتا کسی سے دغا وفریب نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے سارے امور یوں سرانجام دیتا ہے کہ اللہ ذوالجلال اسے دیکھ رہا ہے وہ اس کی اطاعت وفرمانبرداری کے جذبہ سے سرشار ہو کر تجارت کرتا ہے پھر وہ ہر لمحہ ہر گھڑی ذکر الٰہی کے مزے لیتا ہے اسکے ذکر کی تار کسی لمحہ بھی ٹوٹنے نہیں پاتی۔

عارف باللہ حضرت خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ارادتمند

کو ان الفاظ سے وصیت فرمائی:

ہتھ کار ول دل یار ول

ہاتھ تو کام کریں لیکن دل یاد مولیٰ سے سرشار رہنا چاہیئے۔یہی وہ عظیم لوگ ہیں جو تقوی سے آراستہ ہیں بلکہ ان کی زندگی کا حاصل رضائے پروردگار ہے اور انکے شب و روز اللہ الواحد کی اطاعت و اسکی یاد میں بسر ہوتے ہیں۔بندہ اعزہ و اقارب کی محفل میں ہو یا دوست و احباب کی محفل میں اپنے بچوں میں بیٹھا ہو یا اپنے اھل خانہ کے پاس کسی بھی حالت میں وہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے باہر نہیں نکلتا بلکہ وہ ہر لمحہ یاد خدا میں مگن رہتا ہے اور اسکے دل سے یاد الٰہی کے انوار پھوٹتے ہیں۔

اَتبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفاً مِنَ اللَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ وَذَالِکَ ذِکْرٰی لِلذَّاکِرِیْنَ.

صلاۃ قائم کرو دن کے اطراف میں اور رات کے حصوں میں بیشک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت حاصل کرنے والوں کیلئے۔

گناہ تاریکی اور ظلمت ہے نیکی نور اور روشنی ہے۔گناہ کرنے سے خالق و مالک ناراض ہوتا ہے اور نیکی کرنے سے اعمال صالحہ کے بجالانے سے اللہ الکریم راضی ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِی بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وسلّم قَالَ : مامِنْ رَجُلٍ یُذْنِبُ ذَنْباً ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَتَطَھَّر وَثُمَّ یُصَلِّیْ ثُمَّ یَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ

اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الاٰيَةَ: اَلَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ.

سنن ابن ماجه	رقم الحديث (۱۳۹۵)	جلد۲	صفحہ۱۷۸
قال المحقق:	حسن		
صحیح سنن ابن ماجه	رقم الحديث (۱۴۱۵)	جلدا	صفحہ۴۱۶
قال الالبانی:	حسن		
سنن ابی داود	رقم الحديث (۱۵۲۱)	جلد۲	صفحہ۳۶۱
صحیح سنن ابی داود	رقم الحديث (۱۵۲۱)	جلدا	صفحہ۴۱۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحديث (۴۰۶)	جلدا	صفحہ۳۰۲
قال الترمذی:	حدیث علی حدیث حسن		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحديث (۴۰۶)	جلدا	صفحہ۲۳۴
قال الالبانی:	حسن		
عمل اليوم والليلة	رقم الحديث (۳۶۱)		صفحہ۳۲۰
شرح السنة للبغوی	رقم الحديث (۱۰۱۵)	جلد۴	صفحہ۱۵۱
قال البغوی:	هذا حدیث حسن		
مشكاة المصابيح	رقم الحديث (۱۳۲۴)	جلدا	صفحہ۳۸۰
موارد الظمآن	رقم الحديث (۲۴۵۴)	جلد۸	صفحہ۱۰۳
تحفة الاشراف	رقم الحديث (۶۶۱۰)	جلد۵	صفحہ۳۰۰
صحیح ابن حبان	رقم الحديث (۶۲۳)	جلد۲	صفحہ۳۹۰
قال المحقق:	حسن		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحديث (۱۱)	جلدا	صفحہ۲۳
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو آدمی گناہ کرے پھر وضو کرے پھر صلاۃ ادا کرے پھر اللہ سے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کی مغفرت فرمادے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اَلَّذِيۡنَ اِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَةً اَوۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسۡتَغۡفَرُوۡا لِذُنُوۡبِهِمۡ.

مسند ابی یعلیٰ الموصلی	رقم الحدیث (۱)	جلد۱	صفحہ۱۱
کنز العمال	رقم الحدیث (۱۰۱۶۸)	جلد۴	صفحہ۲۰۶
المسند حمیدی	رقم الحدیث (۴)	جلد۱	صفحہ۴
المنصف ابن ابی شیبہ		جلد۲	صفحہ۳۸۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲)	جلد۱	صفحہ۱۶۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۸)	جلد۱	صفحہ۱۸۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۶)	جلد۱	صفحہ۱۸۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
المسند الجامع	رقم الحدیث (۷۱۳۳)	جلد۹	صفحہ۶۴۳

وہ لوگ جو کسی فاحشہ کا ارتکاب کرلیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو اللہ کو یاد کریں پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔

نیکی گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ نیکی کا نور گناہوں کی ظلمت کو ختم کر دیتا ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ: رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِیْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِیْ هٰذَا ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ لَا یُحَدِّثُ فِیْهِمَا نَفْسَهٗ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

ترجمة الحديث:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وضو فرمایا پھر فرمایا:

میں نے دیکھا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے اس وضو کی طرح (وضو فرمایا) پھر فرمایا جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر دو رکعتیں ادا کیں کہ ان دو رکعتوں میں اپنے نفس سے باتیں نہ کیں تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

-☆-

سبحان اللہ وضو کرنے کے بعد دو رکعت نفل ادا کرنے سے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں یہ وضو یہ دو رکعت نیکی ہے جس نے گناہ کو مٹا دیا ہے۔ نیکی کا نور گناہ کی ظلمت پر غالب آ جاتا ہے۔ بہرحال اللہ کی رضا سب سے بڑی دولت ہے۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۷)	جلد۲	صفحہ۱۱۳۸
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۶۲)	جلد۱	صفحہ۲۷
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۶)	جلد۱	صفحہ۱۱۴

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث پاک بھی ملاحظہ ہو

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ :مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ.

ترجمة الحديث:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے وضو کیا اور اچھے طریقے سے وضو کیا تو اس کے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۴۵)	جلد۱	صفحہ۲۱۴
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۵۲)	جلد۱	صفحہ۳۲۴
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
شعب الایمان للبیھقی	رقم الحدیث (۲۷۳۱)	جلد۳	صفحہ۱۲
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۰۱۹)		صفحہ۳۳۸
قال المحقق:	صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۹۲)	جلد۱	صفحہ۲۱۰
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۱۸۲)		جلد۱	صفحہ۱۸۹
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۷۶)	جلد۱	صفحہ۳۶۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ:اَلا اُخْبِرُكُمْ بِمَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ اِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَالِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذَالِكُمُ الرِّبَاطُ ،فَذَالِكُمُ الرِّبَاط.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۰۳۸)	جلد۳	صفحہ۳۱۳
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
الموطا امام مالک	رقم الحدیث (۵۵)	جلد۱	صفحہ۱۴۹
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۱)	جلد۱	صفحہ۲۸۷
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۵)	جلد۱	صفحہ۶
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۹)	جلد۱	صفحہ۳۲۰
قال المحقق:	ھذا الحدیث صحیح اخرجہ مسلم		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۳)	جلد۱	صفحہ۱۱۲
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۴۳)	جلد۱	صفحہ۵۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۵۱،۵۲)	جلد۱	صفحہ۱۱۸
قال الترمذی:	حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۵۱)	جلد۱	صفحہ۵۱
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۰۰۸)	جلد۸	صفحہ۱۲۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۲۸)	جلد۱	صفحہ۲۳۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اسی کے ذریعے درجات کو بلند فرماتا ہے؟

وہ ہے

جو لمحات نفس پر شاق گزریں ان میں مکمل اور خوشدلی سے وضو کرنا

مساجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا

صلاۃ کے بعد دوسری صلاۃ کا انتظار کرنا

سن لیجیئے! یہی رباط ہے، یہی رباط ہے، یہی رباط ہے۔

اِسۡبَاغُ الۡوُضُوءِ عَلَى الۡمَكَارِہِ :

نفس انسانی آرام طلب ہے۔ کوئی بھی نیک کام کیا جائے تو نفس اس کے لئے آسانی سے مائل نہیں ہوتا۔ لیکن بعض امور ایسے بھی ہیں جن کا کرنا اس پر بہت شاق گزرتا ہے۔

ا۔ موسم سرما میں گرم بستر چھوڑ کر عبادت الٰہی کے لئے اٹھنا نفس کے لئے بہت تکلیف دہ ہے۔

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۴۷)	جلد ۱	صفحہ ۱۴۳
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۳۸۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۳۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۰۸۷)	جلد ۱۱	صفحہ ۲۳۷

اگر ان اوقات میں انسان بستر سے اٹھے ٹھنڈے پانی سے وضو کرے تو یقیناً یہ پانی جہنم کے شعلوں کو سرد کر دے گا اور یہی وضو جنت میں بلند درجات کا زینہ بنے گا۔

۲۔ کسی بندہ مومن کو جسمانی تکلیف ہے اور یہ تکلیف اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وضو نہ کیا جائے لیکن مومن کے ایمان کی حلاوت اسے مجبور کرتی ہے کہ وضو کیا جائے اور اللہ کے حضور سر بندگی جھکایا جائے۔

۳۔ بندۂ مومن کسی کاروباری مصروفیات میں ہے یا کہیں معاملات سلجھا رہا ہے یا تکرار علم کی بنا پر فرصت نہیں، نفس کو ان لمحات میں بڑا گراں گزرتا ہے کہ وضو کیا جائے اور صلاۃ ادا کی جائے بلکہ اس کی خواہش ہوتی ہے کہ ایسے امور میں وقت صرف کر کے اپنا نقصان نہ کیا جائے لیکن جذبہ ایمانی ان سب چیزوں کو نظر انداز کرتا ہے جس اللہ نے لاکھوں انعامات و اکرامات سے نوازا اس کی بارگاہ میں باوضو ہو کر سجدہ ریز نہ ہونا انتہائی ناشکری ہے۔ یہی جذبہ ان مصروفیات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اللہ کی رضا کی طلب میں وضو کرنے پر مجبور کر کے علیم وخبیر جل جلالہ کی بارگاہ اقدس میں کھڑا کر دیتا ہے۔

اگر

ایسے افراد کے گناہ اللہ تعالیٰ مٹا دے اور ان کے درجات کو بلند سے بلند تر کر دے تو اس میں حیرانگی کی کونسی بات ہے۔

اس حدیث پاک کے آخر میں

فَذَالِکُمُ الرِّبَاطُ، فَذَالِکُمُ الرِّبَاطُ ،فَذَالِکُمُ الرِّبَاط.

آیا ہے اس کے دو مفہوم ذکر کیے گئے ہیں۔

۱۔ رباط جہاد کے لئے مستعد رہنے اور اسی غرض سے گھوڑے باندھنے کو کہتے ہیں۔ ان امور کو رباط قرار دے کر گویا یہ فرمایا گیا کہ ان امور کو سرانجام دینا جہاد کا ثواب پانا ہے۔

۲۔ رباط اس کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کو باندھا جائے۔

ان معنی کو مدنظر رکھیں تو مفہوم ہوگا

یہی امور ہیں جو انسان کو باندھے رکھتے ہیں تا کہ وہ گناہوں کی طرف نہ جائے اور اللہ کی نافرمانی سے باز رہے۔

جو بندۂ مومن ان احکامات الٰہیہ پر عمل پیرا ہو تو کوئی بعید نہیں کہ رحیم و کریم اللہ انہیں جہاد کا ثواب بھی عطا فرمائے اور انہیں گناہوں سے بھی محفوظ رکھے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَاناً وَاحْتِسَاباً ، غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ، وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ ، اِیْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

صحیح البخاری رقم الحدیث (۱۹۰۱) جلد۲ صفحہ۵۶۶

صحیح مسلم رقم الحدیث (۷۶۰) جلد۲ صفحہ۱۹۱

صحیح ابن حبان (مختصراً)/رقم الحدیث (۳۴۳۲) جلد۸ صفحہ۲۱۸

قال المحقق: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۰۴۸۵) جلد۹ صفحہ۴۹۸

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۰۰۷۳) جلد۹ صفحہ۳۹۶

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۲۵۹)	جلد ۹	صفحہ ۱۶۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الدارمی	رقم الحدیث (۱۸۱۷)	جلد ۲	صفحہ ۱۱۴
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبریٰ للبیهقی (مختصراً)/رقم الحدیث (۸۵۰۶)		جلد ۴	صفحہ ۵۰۱
قال البیهقی:	راوہ البخاری فی الصحیح		
الترغیب والترهیب	رقم الحدیث (۱۴۵۱)	جلد ۲	صفحہ ۱۸
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترهیب/رقم الحدیث (۹۹۲)		جلد ۱	صفحہ ۵۸۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی		جلد ۴	صفحہ ۱۵۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۲۰۱)	جلد ۲	صفحہ ۱۱۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۳۷۲)	جلد ۱	صفحہ ۴۳۲
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۱۳۷۲)	جلد ۱	صفحہ ۳۷۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۶۸۳)	جلد ۲	صفحہ ۱۵۵
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۶۸۳)	جلد ۱	صفحہ ۳۶۹
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ایمان واحتساب سے رمضان کے روزے رکھے اس کے گزشتہ سارے گناہ معاف کردیے جائیں گے اور جس نے ایمان واحتساب سے رمضان کی راتوں میں قیام کیا اس کے گزشتہ سارے گناہ معاف کردیے جائیں گے اور جس نے ایمان واحتساب سے لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے گزشتہ سارے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔

سنن ابن ماجہ (۱) (مختصراً) / رقم الحدیث (۱۶۹۱)		جلد۲	صفحہ ۳۰۷
قال المحقق:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۱۶۴۱)	جلد۳	صفحہ ۱۴۶
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۶۶۴)	جلد۲	صفحہ ۵۸
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل (مختصراً)	رقم الحدیث (۹۰۶)	جلد۴	صفحہ ۱۴
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۹۵۸)	جلد۱	صفحہ ۶۱۰
قال المحقق:	متفق علیہ		

عَنْ حِبْرِ الْاُمَّةِ اَبِی الْعَبَّاسِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: کُنْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَاغُلَامُ اِنِّیْ اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ: اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْکَ اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ اِذَا سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِاجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَنْفَعُوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لَکَ وَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَضُرُّوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ.

رَوَاہُ التِّرْمَذِیُّ وَقَالَ حَسَنٌ" صَحِیْحٌ"-وَفِیْ رِوَایَۃِ غَیْرِ التِرمَذِیِّ اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ اَمَامَکَ تَعَرَّفْ اِلَی اللّٰہِ فِی الرَّخَاءِ یَعْرِفُکَ فِی الشِّدَّۃِ وَاعْلَمْ اَنَّ مَااَخْطَاکَ لَمْ یَکُنْ لِیُصِیْبَکَ وَمَا اَصَابَکَ لَمْ یَکُنْ لِیُخْطِئَکَ وَاعْلَمْ اَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ وَاَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْکَرْبِ وَاَنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْراً.

المعجم الاوسط	رقم الحدیث (۵۴۱۷)	جلد۴	صفحہ۱۱۹
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵۲۴)	جلد۴	صفحہ۲۳۱
قال الترمذی:	حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵۱۶)	جلد۲	صفحہ۶۰۹
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حِبرُ الاُمّت ابوالعباس حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں:

میں حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ والہ وسلم- کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا تو آپ نے فرمایا اے لڑکے! میں تجھے چند باتوں کی تعلیم دیتا ہوں (انہیں یاد رکھنا): اللہ کا دھیان رکھ وہ تیری حفاظت کرے گا۔ اللہ کا دھیان رکھ تو اسے اپنے سامنے پائے گا اور جب تو کچھ مانگنا چاہے تو اللہ سے مانگ اور جب تجھے مدد کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ۔

اس بات کو پیش نظر رکھ اگر ساری قوم اس مقصد کیلئے اکٹھی ہو جائے کہ تجھے کچھ نفع پہنچائیں تو جو اللہ نے تیرے لیئے لکھ دیا اس کے سوا نفع نہیں پہنچا سکتے۔

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۳۰۲)	جلد۳	صفحہ۱۴۵۹
قال الالبانی:	حدیث صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۶۳۵۷)	جلد۴	صفحہ۶۹۸
تاریخ بغداد	رقم الحدیث (۸۴۵۷)	جلد۱۴	صفحہ۱۲۵
حلیۃ الاولیاء		جلد۱	صفحہ۳۱۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۶۶۹)	جلد۳	صفحہ۱۹۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۵۴۱۵)	جلد۴	صفحہ۳۸۲
شعیب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۱۹۵)	جلد۱	صفحہ۲۱۶

اگر ساری قوم اس مقصد کیلئے اکٹھی ہو جائے کہ تجھے کچھ (جانی یا مالی) نقصان پہنچائیں تو اس کے سوا تجھے کچھ ضرور نہیں پہنچا سکتے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیئے لکھ دیا ہے۔

(فیصلہ کرنے والے) قلم اٹھا لیئے گئے اور صحیفوں کی سیاہی خشک ہو چکی ہے۔

اور غیر ترمذی کی روایت میں ہے: اللہ کی طرف دھیان کر تو اسے اپنے آگے پائے گا۔ خوشحالی کے زمانہ میں اللہ کی طرف میلان رکھ وہ تنگدستی میں تیری طرف (خصوصی) توجہ فرمائے گا۔

اور اس بات کو بھی پیش نظر رکھ جو مصیبت تجھ سے ٹل گئی وہ تجھے پہنچنے والی نہ تھی اور جو مصیبت تجھ پر آ کر رہی وہ تجھ سے ٹلنے والی نہ تھی۔

یہ بھی جان لے (اللہ کی طرف سے) مدد صبر کے ساتھ اور کشائش تنگی کے ساتھ ہے اور یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

-☆-

اِحفَظِ اللّٰهَ یَحفَظکَ:

اللہ کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا۔

اللہ کی حفاظت کرو یعنی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی حفاظت کرو۔ اس کے اوامر کو بجا لاو، اس کے نواھی سے مجتنب رہو۔ بندہ جب اوائل عمری میں اللہ کے اوامر کو بجا لاتا ہے اس کے نواھی سے اجتناب برتتا ہے تو قادر و قیوم اللہ اس پر یہ کرم کرتا ہے کہ جب اسکی عمر ڈھلنے لگتی ہے اللہ اسے اپنی یاد کی مزید توفیق عطا فرماتا ہے اور جیسے جیسے عمر ناپائیدار اختتام کی طرف بڑھتی ہے اسکا ذوقِ عبادت ترقی کرتا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ عالم

جوانی میں پیکر شرم وحیا تھے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی ترجیحات وخواہشات قربان کرتے تھے جب کریم اللہ نے جواباً ان پر کرم کیا تو وہ روزانہ ایک قرآن کریم تلاوت کرلیا کرتے تھے۔

عارف باللہ قدوۃ الاولیاء حضرت قاضی فتح اللہ صدیقی شطاری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد میں حضرت خواجہ محمد اکبر علی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے اوامر کی پاسداری کی، اسکے نواھی سے مجتنب رہے تو اللہ تعالیٰ نے یوں کرم کیا کہ روزانہ قرآن کریم ختم کرلیا کرتے تھے۔ انکے تلاوت قرآن کا بیان بڑا انوکھا ہے۔ ملاحظہ ہو:

یہ پیکر صدق وصفا صبح اپنے معمولات سے فارغ ہو کر کھیتوں کی طرف روانہ ہو جاتے بیلوں کی جوڑی کے پیچھے ہل پر ہاتھ رکھتے اور قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دیتے جونہی تلاوت قرآن کے لئے بسم اللہ کرتے بیل خود بخود حرکت میں آ جاتے پھر نہ اللہ والے کی زبان تھمتی اور نہ ہی بیل رکتے۔ یہ سلسلہ دوپہر تک جاری رہتا اور جب آپ قرآن کی آخری سورت کے آخری لفظ والناس تک پہنچتے بیل خود بخود ٹھہر جاتے۔

عشقِ الٰہی کی آگ میں جلا ہوا یہ وجود جب کلام الٰہی کی تلاوت شروع کرتا تو ہر طرف سناٹا چھا جاتا جس کی آنکھوں میں جمالِ الٰہی کا خمار ہو اور زبان وقلب میں انوار الٰہیہ کی چاشنی ہو اس کی تلاوت کا انداز جداگانہ ہوتا ہے۔

جیسے ہی چشمہ تسلیم ورضا سے دھلی ہوئی یہ زبان کھلتی کھیت کے چاروں طرف لوگ دیوانہ وار کھڑے ہو جاتے اور وہ کھڑے کھڑے پورا قرآن کریم سن لیتے کھڑے کھڑے نہ کسی کو اکتاہٹ محسوس ہوتی اور نہ تھکاوٹ انہیں اس بات کا شعور ہی نہ رہتا کہ ہم کھڑے ہیں یا بیٹھے۔

تلاوتِ قرآن کریم کے تین مدارج ہیں:

ا۔ عالم ملک وملکوت کی ہر چیز عیاں ہو جاتی ہے۔ وہ تلاوت کرتا ہے اور عالم ملک وملکوت کے سربستہ رازوں کا مشاہدہ کرتا جاتا ہے۔

۲۔ قاری ذاتِ خدا میں اس درجہ فنا ہوتا ہے کہ زبان تو قاری کی ہوتی ہے لیکن کلام متکلم کا۔ جیسے شجر موسیٰ علیہ السلام سے متکلم کلام کرتا ہے اسی طرح قاری کی زبان سے متکلم کلام فرما رہا ہوتا ہے۔

زنانِ مصر نے چہرہ یوسف میں تجلیاتِ الٰہیہ کا مشاہدہ کیا انہیں اپنے اپنے وجود کا احساس تک نہ رہا انہوں نے چھریوں سے پھلوں کی بجائے اپنے اپنے ہاتھ زخمی کر لئے۔ ان کے ہاتھوں سے خون رس رہا ہے لیکن ان کی نگاہیں جمالِ یوسفی پر مرکوز ہیں۔

یوں ہی عمدۃ الاذکیاء عارف باللہ حضرت خواجہ قاضی اکبر علی صدیقی رحمہ اللہ کی زبان مبارک سے لوگ اللہ کے کلام کو سنتے انہیں ہوش ہی نہ رہتا کہ وہ کھڑے ہیں انہیں اپنا کئی گھنٹے کھڑا رہنا بھول جاتا اور وہ کلام الٰہی کی حلاوت میں ہی مست ہوتے رہتے۔ حالانکہ کھڑا ہونا تو درکنار انسانی فطرت میں کئی گھنٹے جم کر بیٹھنا بھی مشکل ہوتا ہے۔

گلستانِ صدیقی کے گل سرسبد حضرت خواجہ قاضی اکبر علی صدیقی رحمہ اللہ کی ذاتِ خدا میں اس درجہ فنائیت ہی کا ثمر ہے کہ اللہ نے آپ کی اولادِ امجاد میں حضرت قبلہ عالم سلطان الاولیاء خواجہ قاضی محمد سلطان عالم صدیقی چچوی رحمہ اللہ کو پیدا کیا جن کے اخلاص وللّٰہیت اور قدسی صفات اولاد امجاد کی خوشبو وادی جنت نظیر کشمیر کے ہزاروں گھروں میں محسوس کی جا سکتی ہے اور اس خوشبو کی مہک کشمیر و پاکستان کی سرحدوں سے تجاوز کر کے دیارِ غیر میں بھی بے شمار لوگوں

کے ایمانوں کو تازگی و فرحت بخش رہی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ حَمْداً کَثِیْراً.

آپ کے بارے میں یہ بات بھی پایہ ثبوت تک ہے کہ تلاوت قرآن کے دوران اگر قضائے حاجت کی ضرورت پیش آتی تو اپنی زبان بڑی مضبوطی سے دانتوں میں دبا لیتے ورنہ ان کی زبان قابو سے باہر ہوتی اور تلاوت میں مگن رہتی۔

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَہ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِیْ الْبَدْرِیّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّۃِ الْاُوْلٰی اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۲۹۶)	جلد۳	صفحہ۱۲۸۴
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۰۷۸۷)	جلد۱۰	صفحہ۳۲۴
قال المحقق:	رواہ البخاری فی الصحیح		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۲۷۱۳)	جلد۸	صفحہ۵۹
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۰۷)	جلد۲	صفحہ۳۷۱
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط الشیخین		
المعجم الکبریٰ للطبرانی	رقم الحدیث (۶۵۱)	جلد۱۷	صفحہ۲۳۵
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۵۹۷)	جلد۱۳	صفحہ۱۷۳
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
المصنف لعبدالرزاق	رقم الحدیث (۲۰۱۴۹)	جلد۱۱	صفحہ۱۴۳
حلیۃ الاولیاء		جلد۸	صفحہ۱۲۴
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۱۸۳)	جلد۴	صفحہ۵۰۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پہلے انبیاء کرام کے کلام سے جو لوگوں نے ابھی تک محفوظ رکھا یہ بات (بھی) ہے جب تجھ میں حیا نہ رہے تو جو چاہے کیے جا۔

-☆-

حیاء کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

اَلْحَیَاءُ خُلُق'' یَبْعَثُ عَلٰی تَرْکِ الْقَبِیْح وَیَمْنَعُ مِنَ التَّقْصِیْرِ فِی حَقِّ ذِی الْحَقِ. (جامع العلوم والحکم)

حیاء اس عادت کو کہتے ہیں جو انسان کو قبیح اور فحش کام کرنے سے روکتی ہے اور حقدار کے

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۳۹۱)	جلد ۳	صفحہ ۳۶۶
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ / رقم الحدیث (۶۸۴)		جلد ۲	صفحہ ۲۹۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۷۹۷)	جلد ۴	صفحہ ۲۷۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۷۹۷)	جلد ۳	صفحہ ۱۷۸
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۹۷۲)	جلد ۷	صفحہ ۳۲۸
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۳۱۶)		صفحہ ۴۴۵
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۶۲۱)		صفحہ ۸۶

حق میں کوتاہی سے منع کرتی ہے۔

حیاء ہی وہ اعلیٰ صفت ہے جو انسان کو انسانیت کے دائرے میں رکھتی ہے اگر یہ صفتِ حیا نہ رہے تو ایک انسان اور حیوان میں کیا فرق رہ جاتا ہے اگر کوئی بے حیائی پر اتر آئے تو وہ سب کچھ کر گزرتا ہے کیونکہ اس کا ضمیر ہی مردہ ہو چکا ہوتا ہے اور اس سے وصفِ انسانیت ناپید ہو چکا ہوتا ہے۔

اِذَا لَمْ تَستَحْيِ فَاصْنَعْ مَاشِئتَ.

جب تجھ میں حیاء نہ رہے تو جو چاہے کرتا جا۔

فارسی زبان میں اسکا ترجمہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے

بے حیاباش و ہر چہ می خواہی کن

بے حیا ہو جا اور جو جی چاہے کرتا جا۔

یہی وہ حیاء ہے جسے ایمان کا شعبہ قرار دیا گیا ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ "وَسَبْعُوْنَ اَوْبِضْعٌ" وَسِتُّوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ" مِنَ الْاِیْمَان.

صحیح مسلم رقم الحدیث (۳۵) جلد۱ صفحہ۵۹۳

سنن ابن ماجہ (۱) رقم الحدیث (۵۷) جلد۱ صفحہ۵۶

قال محمود محمد محمود: متفق علیہ

سنن ابن ماجہ (۲) رقم الحدیث (۵۷) جلد۱ صفحہ۸۲

قال بشار عوار معروف: اسنادہ صحیح

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۵۷)	جلد۳	صفحہ۳۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۶۷۶)	جلد۵	صفحہ۳۹
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۶۷۶)	جلد۳	صفحہ۱۳۹
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۹)	جلد۱	صفحہ۱۲
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۱۴)	جلد۳	صفحہ۴۴۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۵۹۸)		صفحہ۱۵۶
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۵۹۸)		صفحہ۲۲۳
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۹۰)	جلد۱	صفحہ۴۱۹
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علی شرط البخاری		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱٦۷)	جلد۱	صفحہ۳۸٦
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
سنن النسائی		جلد۸	صفحہ۱۱۰
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۱۹)	جلد۳	صفحہ۳۴۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی		جلد۸	صفحہ۱۱۰
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۲۰)	جلد۳	صفحہ۳۴٦
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کی ستر اور کچھ یا ساٹھ اور کچھ شاخیں ہیں ان میں افضل لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے ادنی اذیت دینے والی چیز کو راستہ سے ہٹا دینا ہے اور حیاء ایمان کا شعبہ ہے۔

-☆-

اس حدیث پاک میں الگ ذکر کیا گیا ہے کہ حیاء ایمان کا شعبہ ہے یہ اس کی اہمیت کے پیش نظر ذکر کیا گیا ہے تا کہ اھل ایمان اسے نظر انداز نہ کریں جس میں حیاء ہے۔ گویا اس میں کچھ نہ کچھ ایمان ہے لیکن درج ذیل حدیث پاک میں غور کیجئے تو حیاء کی قدر و منزلت مزید نکھر کر سامنے آتی ہے۔

تحفۃ الاشراف رقم الحدیث (۱۲۸۱۶) جلد۹ صفحہ۴۲۹

المسند الجامع جلد۱۶ صفحہ۴۷۸

مشکاۃ المصابیح رقم الحدیث (۵) جلد۱ صفحہ۱۰

قال الخطیب التبریزی: متفق علیہ

مصابیح السنۃ رقم الحدیث (۳) جلد۱ صفحہ۱۱۳

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : اِنَّ الْحَيَاءَ وَالْاِيْمَانَ قُرِنَا جَمِيْعاً فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ.

ترجمة الحديث:

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا حیاء اور ایمان دونوں جڑواں ہیں اگران میں سے ایک اٹھ جائے ختم ہو جائے تو دوسرا خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

-☆-

حیاء میں وہ وصف جمیل ہے جس سے ایک بندہ انسان کہلاتا ہے اور اس کی موجودگی

شعب الایمان للبیہقی رقم الحدیث (۷۷۲۷) جلد ۶ صفحہ ۱۴۰
قال البیہقی: اسنادہ حسن
المستدرک للحاکم رقم الحدیث (۵۸) جلد ۱ صفحہ ۳۰
قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح علی شرطھما
تلخیص بذیل مستدرک رقم الحدیث (۵۸) جلد ۱ صفحہ ۳۰
قال الذھبی: علی شرطھما
کنز العمال رقم الحدیث (۵۷۵۶)
مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث (۵۰۹۳) جلد ۳ صفحہ ۱۴۱۰

ایمان کی موجودگی پر دلالت کرتی ہے۔

حیاء کی اہمیت کو سمجھنے کیلئے ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: اَلَاتَسْتَحْیُوْنَ؟ قَالُوْا: اِنَّا لَنَسْتَحْیِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ لَیْسَ ذَالِکَ، مَنِ اسْتَحْیٰی مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَیَاءِ، فَلْیَحْفَظِ الرَّأْسَ وَمَاوَعٰی وَالْبَطْنَ وَمَاحَوٰی وَلْیَذْکُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰی وَمَنْ اَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَکَ زِیْنَةَ الْحَیَاةِ الدُّنْیَا فَمَنْ فَعَلَ ذَالِکَ فَقَدِ اسْتَحْیٰی مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَیَاءِ

ترجمة الحديث:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم حیاء نہیں کرتے ہو تو صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! یقیناً ہم شرم وحیاء کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ایسا نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتا ہے جیسے حیاء کرنے کا حق ہے تو اسے چاہیئے

المستدرک للحاکم		جلد۴	صفحہ۳۲۳
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ		
تلخیص بذیل مستدرک		جلد۴	صفحہ۳۲۳
قال الذھبی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۶۶)	جلد۴	صفحہ۲۰۷
قال الترمذی:	ھذا حدیث غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۵۸)	جلد۲	صفحہ۵۹۰
قال الالبانی:	حسن		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۶۰۷)	جلد۱	صفحہ۵۰۴
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۱۱۴۲)	جلد۱	صفحہ۵۳۳

کہ وہ سر اور جو چیزیں سر میں موجود ہیں ان کی حفاظت کرے۔ پیٹ اور جس چیز کو پیٹ شامل ہے اس کی حفاظت کرے اور اسے چاہے کہ وہ موت کو یاد رکھے اور مرنے کے بعد جسم کی بوسیدگی کو یاد کرے اور جو آخرت کا ارادہ رکھتا ہے وہ دنیاوی زندگی کی زینت کو ترک کرتا ہے پس جس نے ایسا کیا تو اس نے اللہ سے ایسی حیاء کی جیسے حیاء کرنے کا حق ہے۔

غور کیجئے! ایک صفت حیاء میں کتنی چیزیں آ جاتی ہیں۔ جو آدمی اللہ تعالیٰ سے شرم وحیاء کرتا ہے وہ اپنے پورے جسم کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے کسی عضو کو نافرمانی کی جانب نہیں لے جاتا کیونکہ اسے شرم آتی ہے کہ اس کا خالق و مالک اسے دیکھ رہا ہو اور پھر وہ اس کی نافرمانی کرے۔

فَلْيَحْفَظِ الرَّأْسَ وَمَاوَعٰى:

سر اور سر کے مشتملات کی حفاظت کرے

سر میں آنکھیں آتی ہیں ایک شرم وحیا کا پیکر اپنی آنکھوں کی حفاظت کیا کرتا ہے اپنے کانوں کی حفاظت کرتا ہے اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے بلکہ اپنی سوچ وفکر کی حفاظت کرتا ہے پیکر شرم وحیاء کی آنکھیں ناجائز جگہ نہیں اٹھتیں نہ اسکے کان بے ہودہ اور فحش کلام سنتے ہیں اور نہ اسکی زبان سے تہذیب سے گری ہوئی باتیں نکلتی ہیں بلکہ اس کی سوچ اور اسکی فکر بھی طیب وطاہر ہوتی ہے ایسا پاکیزہ انسان اس قابل ہے کہ قدسی بھی اسے سلامی کریں اس کی نگاہوں کے سامنے یہ ارشاد ربانی رہتا ہے۔

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلاً.

بیشک سمع وبصر اور دل ہر ایک کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

فَلْيَحْفَظِ الْبَطْنَ وَمَا حَوَى:

ایک حیادار انسان اپنے پیٹ اور اسکے مشتملات ستر وغیرہ کی حفاظت کرتا ہے اس میں ایسا لقمہ نہیں جانے دیتا جو مشتبہ ہو کیونکہ وہ وحدہٗ لاشریک سے حیاء کرتا ہے اگر کسی ایسی جگہ ہو جہاں اسے کوئی نہ دیکھ رہا ہو پھر بھی وہ کوئی ایسا کام نہیں کرتا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ میرا خالق ومالک اور میرا رازق مجھے ہر آن اور ہر لحہ دیکھ رہا ہے۔ حیاءدار آدمی کا ستر کبھی بھی غیر کیلئے نہیں کھلتا وہ ایمان کی دولت سے لبریز ہوتا ہے تو ایمان عطا کرنے والا اللہ اور ایمان تقسیم فرمانے ولا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے راضی ہوتے ہیں اور اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

وَلْيَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى:

حیادار آدمی کی نگاہوں کے سامنے ہر وقت موت رقص کرتی ہے وہ موت کی یاد سے کبھی غافل نہیں ہوتا وہ ہر لحہ دار آخرت کی تیاری میں رہتا ہے دنیا اور اسکے فریب میں نہیں آتا بلکہ علیم وخبیر اللہ کی حاضری کیلئے بے قرار و بے چین رہتا ہے اور اس کی تیاری میں مگن اپنے اوقات کو معمور رکھتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو (وَقِیْلَ اَبِیْ عَمْرَۃَ) سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قُلْ لِیْ فِی الْاِسْلَامِ قَوْلاً لَا اَسْئَلُ عَنْہُ اَحَداً غَیْرَکَ قَالَ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۹۴۲)	جلد۳	صفحہ۲۲۱
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۳۸)	جلد۱	صفحہ۹۵
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۱۸)	جلد۴	صفحہ۱۸۴
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۱۰)	جلد۲	صفحہ۵۶۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۷۲)	جلد۴	صفحہ۳۸۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۲۲۳)	جلد۳	صفحہ۳۸۲
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۴۴۷۸)	جلد۴	صفحہ۲۰
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۱۲۳۱)		صفحہ۱۷۱

ترجمة الحديث:

حضرت ابوعمرو یا ابوعمرۃ سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سے عرض کی یارسول اللہ! مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتادیجئے کہ اس بارے میں آپ کے سوا کسی سے سوال نہ کروں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (دل وجان سے) کہہ دیجئے میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر ثابت قدم رہیے۔

-☆-

علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اَلْاِسْتِقَامَةُ : هِيَ سُلُوْكُ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ وَهُوَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ مِنْ غَيْرِ تَعْرِيْجٍ عَنْهُ يُمْنَةً وَيُسْرَةً وَيَشْمِلُ ذَالِكَ فِعْلَ الطَّاعَاتِ كُلِّهَا ، الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ وَتَرْكَ الْمَنْهِيَّاتِ كُلِّهَا كَذَالِكَ.[1]

المعجم الكبير للطبرانی	رقم الحدیث (۶۳۹۷-۶۳۹۶)	جلد ۷	صفحہ ۶۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۵۳۵۴)	جلد ۱۲	صفحہ ۱۲۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۲۷۱۱)	جلد ۲	صفحہ ۳۸۶

(۱) جامع العلوم والحکم ۱/۵۱۰

استقامت:

یہ صراطِ مستقیم پر چلنا ہے اور وہ دین قیم ہے جس میں دائیں بائیں جھکاؤ نہیں اور یہ شامل ہے تمام فعل طاعات پر ظاہراً و باطناً اور شامل ہے تمام ظاہری و باطنی منھیات کے ترک پر۔

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ایک آدمی عرض کرتا ہے:
یارسول اللہ! مجھے اسلام کے بارے میں ایک ایسی بات کی وصیت فرما دیجئے جو حرفِ آخر ہو اور اس کے بعد میں کسی سے اس سلسلہ میں استفسار نہ کروں۔
حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی جملہ ارشاد فرمایا جو تمام تعلیمات اسلام کا نچوڑ ہے اور اس میں سب کچھ سمو کر رکھ دیا گیا ہے۔

قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ:

کہہ دیجئے میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا پھر اس کے بعد اس پر ثابت قدم رہو۔
علامہ لکھتے ہیں: گویا استقامت صراط مستقیم پر چلنے کا نام ہے اور یہ وہ دین حق ہے جس میں کسی قسم کی کوئی کجی و کمی نہیں اس دین پر کاربند افراد دائیں بائیں جھکا نہیں کرتے بلکہ ہمیشہ سیدھی راہ پر چلا کرتے ہیں۔

استقامت صرف زبان سے اللہ پر ایمان لا کر اس پر قائم و دائم رہنا نہیں بلکہ اس میں تمام اوامر ظاہریہ و باطنیہ آ جاتے ہیں جن پر کاربند رہا جاتا ہے اور یہ تمام منھیات ظاہریہ و باطنیہ کو بھی شامل ہے جن سے اجتناب کیا جاتا ہے۔

یہی وہ استقامت ہے جسے فوق الکرامت کہا گیا ہے یعنی جس آدمی میں استقامت علی الدین موجود ہے اگرچہ ظاہری طور پر اس سے کسی کرامت کا صدور نہ بھی ہو پھر وہ کرامتوں والے سے بلند بہت بلند ہے۔

مسند الامام احمد کی روایت میں بھی اس طرح موجود ہے:

اِنَّ رَجُلاً قَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! مُرْنِیْ فِی الْاِسْلَامِ لَا اَسْاَلُ عَنْهُ اَحداً بَعْدَکَ قَالَ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ قُلْتَ : فَمَا اَتَّقِیْ ؟ فَأَوْمَأَ اِلٰی لِسَانِهٖ.

ایک آدمی بارگاہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! اسلام میں مجھے ایسی چیز کا حکم دیجئے کہ میں اس سلسلہ میں آپ کے بعد کسی سے استفسار نہ کروں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہہ دیجئے میں اللہ پر ایمان لایا اور اس پر استقامت اختیار کیجئے۔ راوی کہتا ہے:

میں نے عرض کی مجھے کس چیز سے بچنا چاہیئے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔

یہاں بھی اس سوال کے جواب میں استقامت کا حکم ارشاد فرمایا استقامت وہ عظیم دولت ہے جس کی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی۔ ہزار آندھیاں آئیں لیکن صاحب استقامت کے پاؤں میں لغزش نہیں آیا کرتی۔ مصائب وآلام کے طوفان اٹھیں بندہ مومن کے وصفِ استقامت میں فرق نہیں آیا کرتا۔ اگر کسی بندہ مومن صاحب استقامت کو ہزار لالچ بھی دی جائے دولت کے انبار اس کے قدموں میں رکھ دیے جائیں وہ انہیں پائے حقارت سے بھی نہیں ٹھکراتا۔ اس مرد حق آگاہ صاحبِ استقامت کو نہ ڈرا کر دھمکا کر مرعوب کیا جاسکتا ہے اور نہ لالچ

سے اس کے نعمت ایمان کو داغدار کیا جا سکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الملائکۃُ اَنْ لاتَخافُوْا وَلا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ.

بے شک وہ لوگ جو کہہ دیتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں تو ان پر فرشتے نازل ہوا کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں تم خوف نہ کھانا تم غمگین نہ ہونا اور تمہیں مبارک ہو اس جنت کی جس جنت کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

صاحب استقامت جہاں بھی بیٹھا ہوا سے تنہا نہ سمجھا جائے اگر وہ کہیں نکل جائے تو بھی اسے اکیلا تصور نہ کیا جائے اس کے بارے میں کبھی بھی یہ ذھن میں نہ آئے کہ وہ بے یار و مددگار ہے بلکہ اللہ کا فرمان" تتنزل علیم الملائکۃ" ان خوش قسمت افراد پر ملائکہ نازل ہوتے ہیں تو جس مرد مومن پر فرشتے نازل ہوں وہ خداداد قوتوں کا مالک ہوا کرتا ہے جس کی چاکری کیلئے نوری مخلوق ہو وہ عام انسانوں میں ہوتے ہوئے بھی عام انسان نہیں ہوا کرتا۔

یہ فرشتے اللہ کی طرف سے حکم پہنچاتے ہیں۔

اے سراپا استقامت! اے کلمہ طیبہ پڑھ کر اس پر ڈٹ جانے والے! اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا قلادہ گلے میں ڈال کر اس کی حفاظت کرنے والے! تمہیں اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرنا اللہ تیرا مدد و معاون ہے تم کسی بات سے غمگین نہ ہونا قادر و قیوم اللہ تجھ سے راضی ہے پھر وہی فرشتے جنت کی بشارتیں دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ، اُوْلٰئِکَ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِیْنَ فِیْهَا جَزَاءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ.[1]

بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہہ دیا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر استقامت اختیار کی تو انہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں یہی وہ اصحاب جنت ہیں جو اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ جزاء ان کے ان اعمال کی جو وہ کیا کرتے تھے۔

---

(۱) الاحقاف ۱۳

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَأَیْتَ اِذَا صَلَّیْتُ الْمَكْتُوْبَاتِ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ اَزِدْ عَلٰی ذٰلِکَ شَیْئاً اَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ نَعَمْ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوعبداللہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا آپ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں:

جب میں صلوات مکتوبات (فرض نمازیں) ادا کروں، رمضان کے روزے رکھوں، حلال کو حلال جانوں اور حرام کو حرام جانوں اور ان امور پر کچھ بھی اضافہ نہ کروں کیا میں جنت میں جاؤں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں (تو جنت میں ضرور جائے گا)۔

-☆-

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۵)	جلد۱	صفحہ۲۷
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۲۸۷)	جلد۹	صفحہ۵۴۴
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۹۵۰)	جلد۲	صفحہ۳۴۶

مکتب سید الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طلباء اور بارگاہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروردہ کس درجہ پاک باطن تھے ان کی سوچ وفکر کس درجہ طیب وطاہر تھی انہیں اس دنیا کا فکر نہیں نہ یہاں کی دولت جمع کرنے کی لگن ہے ان کے ذہنوں میں فکر ہے تو فکر آخرت اور ان کی سوچ کا محور آخرت کی نجات ہے۔

زیر نظر حدیث میں ملاحظہ کیجئے حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے والا کس اعلیٰ ذوق کا ہے اور وہ اپنی نجات کے بارے میں سول کرتا ہے۔

اِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوْبَاتِ وَصُمْتُ رَمَضَانَ

جب میں فرض نمازیں ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں۔

یہاں صرف دو چیزوں کا ذکر ہے حالانکہ اسلام کا قصر رفیع جن ستونوں پر استادہ ہے ان کی تعداد پانچ ہے۔ جنہیں ارکان اسلام بھی کہا جاتا ہے۔

پہلا رکن تو اقرار الشہادتین ہے یعنی اللہ الواحد کی الوہیت کی گواہی دینا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی گواہی دینا یعنی اَشْهَدُاَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ. کہنا یہ وہ بنیادی رکن ہے جس کے بغیر کوئی مسلم ہو ہی نہیں سکتا۔ صحابی نے جب یہ استفسار کیا تو اس وقت وہ کلمہ پڑھ چکے تھے۔ باقی دو ارکان کا انہوں نے ذکر نہیں کیا۔

اس کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہوگی یعنی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ سوال کیا اس وقت صرف صلاۃ اور رمضان کے روزے فرض ہونگے اور باقی زکاۃ اور حج کی فرضیت کا حکم نازل نہ ہوا ہوگا۔

دوسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ

صلاۃ اور صوم یہ عبادت بدنیہ کہلاتے ہیں لیکن زکوۃ عبادت خالص مالیہ ہے اور حج بھی بغیر استطاعت کے فرض نہیں تو ہوسکتا ہے وہ صحابی مالی حیثیت نہ رکھتے ہوں ان پر یہ دو رکن فرض نہ ہوں جب فرض ہی نہیں تو انہوں نے ان کے بارے میں استفسار بھی نہ کیا۔

اَحْلَلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ :

حلال کو حلال جانوں اور حرام کو حرام جانوں یعنی جو امور شریعت مطہرہ میں حلال ہیں میں انہیں صدق دل سے حلال سمجھوں اور جو امور شریعت اسلامیہ میں حرام ہیں میں انہیں حرام جانوں ۔ جو آدمی اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھتا ہے اور حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام جانتا ہے تو یہ اس کے مومن ہونے کی علامت ہے جو آدمی اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں میں سے کسی ایک کی حلت کا انکار کردے یا اس کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے کسی ایک کی حرمت کا انکار کردے تو وہ آدمی مومن نہیں رہ سکتا۔

عَنْ اَبِی مَالِکِ الْحَارِثِ بْنِ عَاصِمِ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَان وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَاُ الْمِیْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَاٰنِ (اَوْ تَمْلَاُ) مَابَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلَاۃُ نُوْر" وَالصَّدَقَۃُ بُرْھَان" وَالصَّبْرُ ضِیَاء" وَالْقُرْاٰنُ حَجَّۃ" لَکَ اَوْ حُجَّۃ" عَلَیْکَ کُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْ فَبَائِع" نَفْسَہٗ فَمُعْتِقُھَا اَوْ مُوْبِقُھَا اَخْرَجَہٗ مُسْلِم".

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۸۰۰)	جلد ۱۶	صفحہ ۴۶۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۳)	جلد ۱	صفحہ ۲۵۹
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۲۸)	جلد ۵	صفحہ ۳۰۷
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۱۷)	جلد ۳	صفحہ ۴۴۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۸۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۶۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۲۹)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۶
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابو مالک حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

طہارت نصف ایمان ہے۔

الحمدللہ کہنا (عمل کے) ترازو کو بھرتا ہے۔

سبحان اللہ اور الحمدللہ کہنا بھر دیتے ہیں آسمانوں اور زمین کے درمیان ساری جگہ کو۔

نماز نور ہے۔صدقہ برھان ہے۔صبر روشنی ہے۔

قرآن حجت ہے تیرے حق میں یا تیرے خلاف

سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۴۳۳)	جلد۵	صفحہ۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۴۳۶)	جلد۲	صفحہ۱۷۴
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۱۶۳)	جلد۹	صفحہ۲۸۲
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۶۵۳)	جلد۱	صفحہ۱۷۴
مسند ابی عوانہ	رقم الحدیث (۶۰۰)	جلد۱	صفحہ۱۸۹
السنن الکبری للبیہقی	رقم الحدیث (۱۸۵)	جلد۱	صفحہ۶۹
قال المحقق:	اخرجہ مسلم فی الصحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۸)	جلد۱	صفحہ۳۱۷
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح اخرجہ مسلم		
مصنف ابن ابی شیبہ		جلد۱	صفحہ۶

جو شخص صبح کو (گھر سے) نکلتا ہے پس کوئی تو اپنے نفس کا سودا کر کے اپنے نفس کو جہنم سے آزاد کروالیتا ہے اور کوئی اسے شیطان کے ہاتھوں بیچ کر (جہنم کا سزاوار قرار دیکر) ہلاک کر دیتا ہے۔

-☆-

اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الاِیْمَان:

علامہ زمحشری شطر کا معنی نصف کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ان کی تالیف الفائق فی غریب الحدیث:

اَلشَطرُ : اَلنِصُفُ [1]

علامہ ابن الاثیر نے بھی یہی لکھا ہے:

اَلشَطرُ : اَلنِصُفُ [2]

المحیط فی اللغة میں بھی اسکا معنی نصف ہی لکھا ہے:

شَطْرُ کُلِّ شَیْءٍ نِصفُه' (١٢) [3]

لیکن المعجم الوسیط میں مرقوم ہے:

اَلشَّطْرُ : نِصْفُ الشَّیْءِ وَیُسْتَعْمَلُ فِی الْجُزْءِ مِنْهُ . [4]

شطر کسی چیز کے نصف کو کہتے ہیں اور شطر کی چیز کے جز کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

---

(١) الفائق فی غریب الحدیث ٢/٢٠١

(٢) النھایہ لابن الاثیر ٢/٤٧٣

(٣) المحیط فی اللغتہ ٧/٢٩٠

(٤) المعجم الوسیط ١/٤٨٢

"الطهور شطر الایمان" میں اگر شطر کا معنی جزو کریں تو مفہوم بالکل واضح ہے کہ وضو ایمان کا جزء ہے لیکن اگر اسکا معنی نصف کریں تو پھر سوال یہ ہے کہ وضو کو نصف ایمان کس وجہ سے کہا گیا۔

۱۔ ایمان کا انحصار صلاۃ پر ہے۔

"اَلصَّلاۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ"

صلاۃ دین کا ستون ہے۔ اس پر واضح دلالت کرتا ہے۔

اب دو چیزیں نظر آتی ہیں:

ا۔ صلاۃ - اصل مقصد

ب۔ وضو - اسکے بغیر صلاۃ نہیں

اس وجہ سے وضو کو شطر ایمان نصف ایمان کہا گیا ہے۔

۲۔ ایمان کامل اس شخص کا ایمان ہے جو ہر قسم کی معصیت و نافرمانی سے محفوظ ہو۔

ا۔ معصیت صغیرہ

ب۔ معصیت کبیرہ

وضو کرنے سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس لئے وضو کو نصف ایمان قرار دیا گیا۔

۳۔ کامل الایمان وہ ہے جو گناہوں سے پاک ہو اور وہ نیکیوں سے آراستہ ہو وضو گناہوں سے پاک کرتا ہے اور صلاۃ نیکیوں سے آراستہ کرتی ہے اس لئے وضو کو شطر الایمان ﴿نصف ایمان﴾ کہا گیا ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ جب اجر وثواب سے نوازتا ہے تو اس کی عطا کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ عطاء عام

ب۔ عطاء خاص

اللہ کی وہ عطا جو ہر ایک کو بلا تخصیص ملے اسے عطاء عام کہتے ہیں۔ لیکن اللہ کا وہ کرم جو خاص بندوں کو ان کے اخلاص وللّٰہیت کی بنا پر دیتا ہے اسے عطاء خاص کہتے ہیں۔

اللہ ہر وضو کرنے والے کو بھی اجر دیتا ہے۔ یہ اس کا کرم بلا تخصیص ہے لیکن کچھ ایسے افراد بھی ہیں جو اس خلوص وللّٰہیت سے وضو کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا اجر وثواب اس درجہ بڑھا دیتا ہے کہ اس اجر وثواب کو دیکھ کر بجا طور پر عام آدمی کا نصف ایمان کہا جا سکتا ہے۔ یہ اللہ کا کرم ہے اور اس کے کرم کو کوئی روک نہیں سکتا جیسے اللہ تعالیٰ

کسی کو ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں اور

کسی کو ایک کے بدلے ستر اور

کسی کو ایک کے بدلے سات سو دیتا ہے اور اپنے خاص بندوں کے بارے میں فرمایا:

وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ

اللہ جس کے لئے چاہتا ہے اجر وثواب سات سو گنا سے بڑھا دیتا ہے اور اسکی کوئی حد مقرر نہیں۔

تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ :

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا ایک مومن کا امتیاز ہے اس کا شکر کرنا ایمان کی حلاوت ہے تو یہ الحمد للہ بظاہر تو ایک مختصر جملہ ہے لیکن کریم اللہ جب اس پر اجر وثواب عطا فرماتا ہے تو اس سے

اعمال تولنے والا میزان بھر جاتا ہے جس کا اعمال نامہ نیکیوں سے بھرپور ہو وہ بڑا سعید ہے اس لیئے اھل ایمان کی زبانیں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں مگن رہتی ہیں اور جب تک وہ اس خالق و مالک کی تعریف وتوصیف نہ کرلیں انہیں چین نصیب نہیں ہوتا وجہ واضح ہے کہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلاَءُ الْمِیْزَان .

اَلتَّسْبِیْحُ وَالتَّکْبِیْرُ تَمْلاٰنِ مابَیْنَ السَّمٰوَاتِ وَالاَرْضِ :

سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنا آسمانوں اور زمین کو بھر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات وحدہ لاشریک ہر کجی سے منزہ ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں جب ایک مومن سبحان اللہ کہتا ہے تو دل وجان سے خدائے بزرگ و برتر کو ہر قسم کے عیوب ونقائص سے مبرا سمجھتا ہے یہ سمجھنا ہی انسان کو شرک جیسے قبیح وصف سے بچائے رکھتا ہے اور

اللہ اکبر، اللہ کی عظمت و کبریائی کا اظہار ہے دنیا میں بڑے بڑے صاحبان اقتدار ہوئے اور بڑے بڑے صاحبان علم وعقل ہوئے لیکن وہ سب اللہ کی عطا و کرم سے ہوئے۔ اللہ سب سے بڑا ہے اس کی عظمت و کبریائی کے سامنے کل جہاں سرنگوں ہیں بندۂ مومن جب اللہ تعالیٰ کو اکبر تسلیم کرتا ہے اور اس کا برملا اظہار کرتا ہے تو اس کی اپنی ذات ریا کاری و دکھلاوے کے عیوب سے پاک ہو جاتی ہے اس لیئے یہ دو کلمات اتنے خیرات و برکات سے معمور ہیں کہ ان کے ادا کرنے والے کیلیئے اتنا اجر وثواب ہوتا ہے جس سے آسمان و زمین بھر جاتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ الغِفَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم فِیْمَا یَرْوِیْهِ عَنْ رَبِّهٖ اَنَّهٗ قَالَ یَاعِبَادِیْ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وَجَعَلْتُهٗ بَیْنَکُمْ مُحَرَّماً فَلَا تَظَالَمُوْا یَاعِبَادِیْ کُلُّکُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَیْتُهٗ فَاسْتَهْدُوْنِیْ اَهْدِکُمْ یَاعِبَادِیْ کُلُّکُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِیْ اُطْعِمْکُمْ یَاعِبَادِیْ کُلُّکُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ کَسَوْتُهٗ فَاسْتَکْسُوْنِیْ اَکْسُکُمْ یَاعِبَادِیْ اِنَّکُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَاَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعاً فَاسْتَغْفِرُوْنِیْ اَغْفِرْ لَکُمْ یَاعِبَادِیْ اِنَّکُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضُرِّیْ فَتَضُرُّوْنِیْ وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِیْ فَتَنْفَعُوْنِیْ یَاعِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَاٰخِرَکُمْ وَاِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ کَانُوْا عَلٰی اَتْقٰی قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْکُمْ مَازَادَ ذَالِکَ فِیْ مُلْکِیْ شَیْئاً یَاعِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَاٰخِرَکُمْ وَاِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ کَانُوْا عَلٰی اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْکُمْ مَانَقَصَ ذَالِکَ مِنْ مُلْکِیْ شَیْئاً یَاعِبَادِیْ لَوْ اَوَّلَکُمْ وَاٰخِرَکُمْ وَاِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ قَامُوْا فِیْ صَعِیْدٍ وَاحِدٍ فَسَاَلُوْنِیْ فَاَعْطَیْتُ کُلَّ وَاحِدٍ مَسْئَلَتَهٗ مَانَقَصَ ذَالِکَ مِمَّا عِنْدِیْ اِلَّا کَمَا یَنْقُصُ الْمِخْیَطُ دَخَلَ الْبَحْرَ یَاعِبَادِیْ اِنَّمَا هِیَ اَعْمَالُکُمْ اُحْصِیْهَا لَکُمْ ثُمَّ اُوَفِّیْکُمْ اِیَّاهَا فَمَنْ

وَجَدَ خَیراً فَلْیَحْمَدِ اللّٰہَ وَمَنْ وَجَدَ غَیْرَ ذَالِکَ فَلاَ یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَہٗ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کلام کی

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۱۹)	جلد۲	صفحہ۳۸۵
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط مسلم		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۷۷)	جلد۵	صفحہ۱۵۵
حلیۃ الاولیاء		جلد۵	صفحہ۱۲۶-۱۲۵
الادب المفرد	رقم الحدیث (۴۹۰)		صفحہ۱۷۲
المستدرک	رقم الحدیث (۷۶۸۰)	جلد۵	صفحہ۳۴۳
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط الشیخین		
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۴۶۳)		صفحہ۶۲
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۵۰۳)	جلد۴	صفحہ۲۲۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن		
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (۲۰۲۷۲)	جلد۱۱	صفحہ۱۸۲
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۲۶۴)	جلد۱۵	صفحہ۵۰۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۱۵۰۳)	جلد۶	صفحہ۱۵۴
قال المحقق:	رواہ مسلم فی الصحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۸۴۶۶)	جلد۱۱	صفحہ۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۹۳۶)	جلد۹	صفحہ۱۲۹

روایت کرتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب سے روایت کرتے ہیں کہ یہ اللہ جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا:

میں نے اپنی ذات پر ظلم کرنا حرام ٹھہرایا ہے اور میں اس ظلم کو تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

اے میرے بندو! تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے سوائے اس کے جسے میں نے ہدایت سے نوازا۔ پس مجھسے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت سے سرفراز کر دوں گا۔

اے میرے بندو! تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے سوائے اسکے جسے میں کھانا کھلاؤں تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا۔

اے میرے بندو! تم تمام عریاں (بے لباس) ہو مگر جسے میں لباس پہنادوں تم مجھ سے لباس کا سوال کرو میں تمہیں پہننے کیلئے لباس عطا کروں گا۔

اے میرے بندو! تم دن اور رات خطائیں کرتے ہو اور میں سب گناہ بخشنے والا ہوں تم مجھ سے گناہوں کی بخشش مانگوں میں تمہیں بخش دونگا۔

اے میرے بندو! تم مجھے تکلیف پہنچانے پر قدرت نہیں رکھتے کہ مجھے تکلیف پہنچا سکو اور تم مجھے نفع پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے کہ مجھے فائدہ پہنچا سکو۔

اے میرے بندو! اگر تمہارے اولین وآخرین تمہارے انسان اور جن سب ایسے ہوں جیسے تم میں سے متقی ترین دل والا آدمی ہے (یہ بات) میری سلطنت میں کچھ بھی اضافہ نہ کر سکے گی۔

اے میرے بندو! اگر تم میں سے اول وآخر اور انسان وجن سب ایسے ہوں جیسے تم میں سے کوئی فاجر ترین دل والا ہے تو یہ بات میری سلطنت سے کچھ بھی نہ کم کر سکے گی۔

اے میرے بندو! اگر تم میں سے اول وآخر اور انسان و جن سب ایک کھلے میدان میں اکٹھے ہو جائیں پس وہ مجھ سے مانگیں (جو وہ چاہیں) اور میں ہر ایک کو جو اس نے مانگا ہے عطا کردوں (تو یہ عطا کرنا) جو کچھ میرے پاس ہے اس سے کچھ بھی کم نہ کر سکے گا سوائے ایسے جیسے سوئی سمندر میں داخل ہو کر اس کا پانی کم کر دیتی ہے۔

اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جنہیں میں تمہارے لیئے سنبھال کر رکھتا ہوں پھر میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا۔ پس جو خیر بات پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو اس کے سوا کچھ اور پائے اسے چاہیئے کہ وہ اپنے ہی نفس کو ملامت کرے۔

-☆-

یَاعِبَادِیْ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِی.

اے میرے بندو! میں نے اپنی ذات پر ظلم کو حرام کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی متعدد جگہ اپنی ذات کو ظلم وستم سے بری قرار دیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا [۱]

بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ. [۲]

بیشک اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔

وَمَآاَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ. [۳]

---

(۱) یونس-۴۴

(۲) النساء-۴۰

(۳) ق-۲۹

اور میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔

وَمَااللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْماً لِلْعِبَاد. ۱؎

اور اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کا ارادہ نہیں رکھتا۔

وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْماً لِلْعَالَمِیْنَ. ۲؎

اور اللہ تعالیٰ عالمین پر ظلم کا ارادہ نہیں رکھتا۔

وَمَنْ یَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلاَ یَخَافُ ظُلْماً وَلَا هَضْمَا. ۳؎

اور جو آدمی نیکیاں کرے اس حال میں کہ وہ مومن ہو تو اسے نہیں ڈرنا چاہیئے کہ اس پر ظلم ہوگا اور اس کی نیکیوں کی اسے جزا کم ملے گی۔

ظلم کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

اَلظُّلْمُ : وَضْعُ الشَّیِٔ فِیْ غَیْرِ مَوْضِعِهِ

کسی چیز کو اس کی غیر جگہ میں رکھنا ظلم کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کو یہ نہیں کرے گا کہ گناہ کوئی کرے اور اس کی سزا کسی اور کو دی جائے

وَلاتَزِرُوَازِرَةٌ وِزْرَاُخْرٰی.

کوئی کسی دوسرے کا بوجھ اٹھانے والا نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات ظلم وزیادتی سے پاک ہے وہ خالق و مالک کسی پر ظلم نہیں فرماتا۔

---

(۱) غافر-۳۱

(۲) آل عمران-۱۰۸

(۳) طٰحٰہ-۱۱۲

انسان کوتاہ ہے یہ اللہ تعالیٰ کے احسانات میں پھنسا ہوا ہے اگر ساری زندگی سر سجدہ میں رکھ کر اس کے احسانات کا شکر ادا کرنا چاہے تو پھر بھی حق ادا نہیں کر سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ قیامت کو بنی نوع انسان کو عذاب میں مبتلا کر دے تو پھر بھی اس کی طرف سے ظلم نہ ہوگا۔

عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ يَقُوْلُ :

لَوْ اِنَّ اللّٰهَ عَذَّبَ اَهْلَ سَمَاوَاتِهٖ وَاَهْلَ اَرْضِهٖ لَعَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ وَلَوْرَحِمَهُمْ لَكَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَهُمْ مِنْ اَعْمَالِهِمْ.

وَاَنَّهُ اَتَى ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ اَتَى زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَحَدَّثَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذَالِكَ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اگر اللہ تعالیٰ تمام اھل سماوات کو اور تمام اھل ارض کو عذاب دے تو اللہ تعالیٰ کا انہیں عذاب دینا ان پر ظلم نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ اگر ان پر رحم کرے تو اللہ کی رحمت ان کے اعمال سے بہتر ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ نَاساً مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ذَھَبَ اَھْلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ یُصَلُّوْنَ کَمَا نُصَلِّیْ وَیَصُوْمُوْنَ کَمَا نَصُوْمُ وَیَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ اَمْوَالِھِمْ قَالَ اَوَلَیْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمْ مَاتَصَدَّقُوْنَ بِہٖ اِنَّ بِکُلِّ تَسْبِیْحَۃٍ صَدَقَۃً وَکُلِّ تَکْبِیْرَۃٍ صَدَقَۃً وَکُلِّ تَحْمِیْدَۃٍ صَدَقَۃً وَکُلِّ تَھْلِیْلَۃٍ صَدَقَۃً وَاَمْرٍ م بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَۃً وَنَھْيٍ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃً وَفِیْ بُضْعِ اَحَدِ کُمْ صَدَقَۃً قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیَاْتِیْ اَحَدُنَا شَھْوَتَہٗ وَیَکُوْنُ لَہٗ فِیْھَا اَجْر'' قَالَ اَرَأَیْتُمْ لَوْ وَضَعَھَا فِیْ حَرَامٍ اَکَانَ عَلَیْہِ وِزْر'' فَکَذَالِکَ اِذا وَضَعَھَا فِی الْحَلَالِ کَانَ لَہٗ اَجْر''.

السنن الکبریٰ للبیہقی — رقم الحدیث (۷۸۲۳) — جلد۴ — صفحہ۳۱۶

قال المحقق: رواہ مسلم فی الصحیح

مسند الامام احمد — رقم الحدیث (۷۲۴۲) — جلد۷ — صفحہ۸۲

قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

تحفۃ الاشراف — رقم الحدیث (۱۱۹۳۲) — جلد۹ — صفحہ۱۶۸

صحیح مسلم — رقم الحدیث (۱۰۰۶) — جلد۲ — صفحہ۳۹۳

ترجمة الحديث:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ! اہل ثروت بہت زیادہ اجر لے گئے وہ نمازیں پڑھتے ہیں جیسے ہم نمازیں پڑھتے ہیں وہ روزے رکھتے ہیں جیسے ہم روزے رکھتے ہیں اس کے علاوہ اپنے فاضل (اضافی) مال سے صدقہ کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیئے وہ چیزیں نہیں بنائیں جس سے تم صدقہ کرتے ہو یقیناً

ہر بار سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے۔ ہر بار اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے۔

ہر بار الحمد للہ کہنا صدقہ ہے۔ ہر بار لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے۔

نیکی کی ہدایت کرنا صدقہ ہے۔ برائی سے روکنا صدقہ ہے۔

اور اپنی اہلیہ کے پاس جانا صدقہ ہے۔

انہوں نے عرض کی یارسول اللہ!

ہم سے کوئی اپنی طلب پوری کرے کیا اس کیلئے اس میں اجر ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تمہاری کیا رائے ہے؟ اگر کوئی بدکاری کرے اسے گناہ نہیں؟ ایسے ہی اگر کوئی حلال میں طلب پوری کرے تو اس کیلئے اجر ہے۔

-☆-

سبحان اللہ! حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نیکیاں جمع کرنے میں کس درجہ حریص تھے

اور انکی خواہش وکوشش ہوتی کہ کسی طرح زیادہ سے زیادہ نیکیاں اکٹھی کی جائیں کیونکہ انہیں علم تھا کہ نیکی سے خالق و مالک راضی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی دولت ہے پھر جو نیکی وہ نہ کرسکیں جو نیکی ان کے بس میں نہ ہو اس کے فوت ہوجانے اس نیکی کے رہ جانے کا انہیں بڑا غم ہوا کرتا تھا۔ اس غم کے مداوا کیلئے وہ بارگاہ خیرالوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوکر اپنی عرض داشت پیش کرتے ہیں:

ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ.

اہل ثروت اجروثواب لے گئے۔ وہ صلوات (نمازیں) ادا کرتے ہیں جیسے ہم ادا کرتے ہیں وہ روزے بھی رکھتے ہیں جیسے ہم روزے رکھتے ہیں لیکن وہ اپنے اضافی مال سے صدقہ کرتے ہیں۔ ہمارے پاس وہ مال ودولت نہیں اس پر امت کے والی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو سب کے خیرخواہ ہیں اور آپ کے دامن سے کوئی بھی محروم نہیں رہتا آپ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھی ایسی نعمت مرحمت فرمائی ہے کہ تم بھی صدقہ کرسکتے ہو۔

ہر تکبیر صدقہ ہر تسبیح صدقہ ہر تحمید صدقہ ہر تھلیل صدقہ امر بالمعروف صدقہ اور نہی عن المنکر صدقہ ہے۔

اگر اغنیاء مال ودولت صرف کرکے نیکیاں حاصل کرسکتے ہیں تو فقراء کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ الکریم نے اپنے کریم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ان پر بھی کرم کیا کہ وہ زبان سے سبحان اللہ کہیں صدقہ کا اجروثواب الحمدللہ کہیں صدقہ کا اجروثواب اللہ اکبر کہیں صدقہ کا اجروثواب لا الہ الا اللہ کا ورد کریں صدقہ کا اجروثواب کسی کو نیکی کی راہ بتائیں صدقہ کا اجروثواب کسی کو بدی سے روکنے کی کوشش کریں اس سے بھی صدقہ کا اجروثواب۔ سبحان اللہ! اس امت

مصطفویہ پر اللہ جل جلالہٗ کا کتنا احسان عظیم ہے اور اسکے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کتنا لطف وکرم ہے۔

عَنْ اَبِیْ صَالِح عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِیْنَ اَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا: ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی وَالنَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ فَقَالَ مَاذَالِکَ؟ قَالُوْا یُصَلُّوْنَ کَمَا نُصَلِّیْ وَیَصُوْمُوْنَ کَمَا نَصُوْمُ وَیَتَصَدَّقُوْنَ وَلَانَتَصَدَّقُ وَیُعتِقُوْنَ وَلَا نُعْتِقُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَفَلَا اُعَلِّمُکُمْ شَیْئاً تُدْرِکُوْنَ بِهٖ مَنْ قَدْ سَبَقَکُمْ، وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَکُمْ، وَلَایَکُوْنُ اَحَد'' اَفْضَلَ مِنْکُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَاصَنَعْتُمْ ؟ قَالُوْا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ تُسَبِّحُوْنَ وَتُکَبِّرُوْنَ وَتَحْمِدُوْنَ دُبُرَ کُلِّ صَلاةٍ ثَلاثاً وَّثَلاثِیْنَ مَرَّةً قَالَ اَبُوْصَالِح فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِیْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا : سَمِعَ اَخْوَانُنَا اَهْلُ الدُّثُوْرِ عَمَلَنَا فَفَعَلُوْا مِثْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَشَاءُ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث(۵۹۵)	جلد۳	صفحہ۱۹۲۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۸۴۳)	جلد۱	صفحہ۲۵۴
صحیح البخاری (مختصر)	رقم الحدیث(۶۳۲۹)	جلد۴	صفحہ۱۹۹۱
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث(۳۰۲۴)	جلد۲	صفحہ۲۶۵
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث(۹۶۵)	جلد۱	صفحہ۳۰۴
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث(۶۸۶)	جلد۱	صفحہ۳۶۰
قال المحقق:	متفق علیہ		

ترجمة الحديث:

جناب ابوصالح روایت کرتے ہیں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فقراء المھاجرین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کی مالدار اصحاب ثروت بلند و بالا درجات اور دائمی انعامات لے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ کیسے؟ تو انہون نے عرض کی وہ صلوات (نمازیں) ادا کرتے ہیں جیسے ہم ادا کرتے ہیں وہ روزے رکھتے ہیں جیسے ہم روزے رکھتے ہیں وہ مال راہ حق میں صدقہ کرتے ہیں اور ہم صدقہ نہیں کر سکتے وہ اللہ کی رضا کیلئے غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم غلام آزاد نہیں کرتے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں

فتح الباری		جلد۲	صفحہ۳۲۷
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۳۶۹)	جلد۲	صفحہ۴۴۳
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۱۵۹۲)		جلد۲	صفحہ۲۵۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۵۰۴)	جلد۱	صفحہ۴۲۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۵۰۴)	جلد۱	صفحہ۴۱۲
قال الالبانی:	صحیح		

کہ جس کے ذریعہ تم ان تک پہنچ جاؤ جو تم سے سبقت لے جا چکے ہیں اور جو تمہارے پیچھے رہ جانے والے ہیں ان سے تم سبقت لے جاؤ اور کوئی بھی تم سے افضل و برتر نہ ہوگا مگر وہی جو تم کرتے ہو وہ کرے۔

ان صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ضرور خبر دیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ہر نماز کے بعد سبحان اللہ کہو، اللہ اکبر کہو، الحمد للہ کہو تینتیس تینتیس (۳۳،۳۳) مرتبہ

جناب ابو صالح بیان فرماتے ہیں کہ فقراء المھاجرین دوبارہ بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی (یارسول اللہ!) ہمارے اھل ثروت بھائیوں نے سن لیا جو ہم کرتے ہیں تو انہوں نے بھی ایسا کرنا شروع کر دیا تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَشَاءُ.

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

-☆-

غور کیجئے! ان کلمات طیبات کا کتنا اجر و ثواب ہے یہ تسبیحات جو آدمی ادا کرتا ہے اسے صدقہ سے زیادہ اجر ملتا ہے۔ عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ صدقہ صرف راہِ حق میں مال خرچ کرنے کا نام ہے لیکن احادیث مبارکہ میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ہر قسم کی نیکی بھی صدقہ ہے لوجہ اللہ کوئی کام کیا جائے وہ بھی صدقہ ہے۔

امر بالمعروف صدقہ ہے نہی عن المنکر صدقہ ہے اھل اسلام کو اللہ کی اطاعت و بندگی

کی طرف بلانا صدقہ ہے انہیں اللہ کی نافرمانی سے روکنا بھی صدقہ ہے۔قرآن کریم کی تعلیم دینا صدقہ ہے احادیث مقدسہ کا درس دینا صدقہ ہے۔جملہ علوم اسلامیہ کی تعلیم وترویج صدقہ ہے غرضیکہ اھل اسلام کیلئے دعا کرنا اور انکے لیے استغفار کرنا بھی صدقہ ہے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ''.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۰۵)	جلد۷	صفحہ۷۹
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۹۴۷)	جلد۲	صفحہ۷۰۵
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۹۴۷)	جلد۳	صفحہ۲۱۴
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۷۸۲۵)	جلد۴	صفحہ۳۱۶
قال البیھقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		
السنن الکبریٰ للبیھقی (جابر)/رقم الحدیث (۲۱۱۳۲)		جلد۱۰	صفحہ۴۰۹
مجمع الزوائد (عن عبداللہ بن یزید)/رقم الحدیث (۴۷۴۹)		جلد۳	صفحہ۳۳۰
مجمع الزوائد (عن نبط بن شریط)/رقم الحدیث (۴۷۵۳)		جلد۳	صفحہ۳۳۱
مجمع الزوائد (عن ابی مسعود)/رقم الحدیث (۴۷۵۵)		جلد۳	صفحہ۳۳۱
التمھید		جلد۳	صفحہ۹۳
فتح الباری (جابر بن عبداللہ)/رقم الحدیث (۶۰۲۱)		جلد۱۰	صفحہ۴۴۷
شرح السنۃ البغوی	رقم الحدیث (۱۶۴۲)	جلد۶	صفحہ۱۴۲
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
مصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۵۴۸۳)	جلد۸	صفحہ۳۶۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۲۷۲)	جلد۱۶	صفحہ۶۰۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۱۴۵)	جلد۱۶	صفحہ۵۶۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۲۶۳)	جلد۱۶	صفحہ۶۰۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المعجم الکبیر للطبرانی (عن عثمان بن عفان)/رقم الحدیث (۱۱۲۶) جلد۱			صفحہ۳۶۶
المعجم الکبیر للطبرانی (عن عبداللہ)/رقم الحدیث (۱۰۴۱۲)		جلد۱۰	صفحہ۱۸۸
المعجم الکبیر للطبرانی (عن ابیہ)/رقم الحدیث (۸۲۰۰)		جلد۸	صفحہ۳۲۰
المعجم الکبیر للطبرانی (عن ابیہ جدہ)/رقم الحدیث (۹۶۴)		جلد۲۲	صفحہ۳۸۷
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۶	صفحہ۴۱۳
الادب المفرد	رقم الحدیث (۲۲۴)		صفحہ۶۶
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۲۲۴)		صفحہ۱۰۱
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۰۲۱)	جلد۴	صفحہ۱۹۰۴
تاریخ بغداد	رقم الحدیث (۱۴۷)	جلد۱	صفحہ۲۹۱
تاریخ بغداد	رقم الحدیث (۴۱۳۸)	جلد۸	صفحہ۶۲
تاریخ بغداد	رقم الحدیث (۷۲۰۶)	جلد۱۳	صفحہ۲۴۵
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۳۷۸)	جلد۸	صفحہ۱۷۲
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علی شرط الصحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۳۷۹)	جلد۸	صفحہ۱۷۲
قال المحقق:	اسنادہ صحیح ورجالہ ثقات		
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۱۳۳۷)	جلد۲	صفحہ۴۵
قال المحقق:	متفق علیہ		

ترجمة الحديث:

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے۔

-☆-

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ: تَبَسُّمُکَ فِیْ وَجْہِ اَخِیْکَ صَدَقَۃٌ" -اَمْرُکَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھْیُکَ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃٌ" وَاِرْشَادُکَ الرَّجُلَ فِیْ اَرْضِ الضَّلَالِ لَکَ صَدَقَۃٌ" وَاِمَاطَتُکَ الْحَجَرَ وَالشَّوْکَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِیْقِ لَکَ صَدَقَۃٌ" وَاِفْرَاغُکَ مِنْ دَلْوِکَ فِیْ دَلْوِ اَخِیْکَ لَکَ صَدَقَۃٌ".

سنن الترمذی — رقم الحدیث (۱۹۶۳) — جلد۳ — صفحہ۳۸۴
قال الترمذی: ھذا حدیث حسن غریب
صحیح سنن الترمذی — رقم الحدیث (۱۹۵۶) — جلد۲ — صفحہ۳۶۲
قال الالبانی: صحیح
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۵۷۲) — جلد۲ — صفحہ۱۱۲
الادب المفرد — رقم الحدیث (۸۹۱) — صفحہ۲۲۹
صحیح الادب المفرد — رقم الحدیث (۸۹۱) — صفحہ۳۳۱
قال الالبانی: صحیح
صحیح ابن حبان (المختصر) / رقم الحدیث (۴۷۴) — جلد۲ — صفحہ۲۲۱
صحیح ابن حبان — رقم الحدیث (۵۲۹) — جلد۲ — صفحہ۲۸۶
قال المحقق: الحدیث صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تیرا اپنے بھائی کے روبرو مسکرادیان صدقہ ہے تیرا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صدقہ ہے کسی آدمی کو گمشدہ جگہ میں صحیح راستہ بتادینا تیرے لیئے صدقہ ہے راستہ میں پتھر، کانٹا یا ہڈی کا دور کردینا تیرے لیے صدقہ ہے اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا تیرے لیے صدقہ ہے۔

-☆-

الحمدللہ! اھل ایمان کیلیئے کتنی بڑی نوید ہے اس کا کوئی کام بھی بے کار نہیں اس کا کوئی عمل بھی رائیگاں نہیں جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلیئے کیا گیا ہر کام اگرچہ وہ بادی النظر میں معمولی ہی کیوں نہ ہو اس کیلیئے صدقہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ایک مومن کس درجہ نصیبوں والا ہے کہ اس کا ہر عمل بلکہ اسکا جو قدم بھی دائرہ شریعت میں ہے اس کیلیئے صدقہ ہے۔

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۹۱۱)	جلد۱	صفحہ۵۹۶
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۱۳۵۵)	جلد۲	صفحہ۵۰
موارد الظمان	رقم الحدیث (۸۶۴)		صفحہ۲۲۰
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۹۷۰)	جلد۳	صفحہ۴۰۸
قال المحقق:	حسن		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۲۳۲۱)		جلد۲	صفحہ۵۸۱
قال الالبانی:	الحدیث حسن		

اے اللہ! اے ارحم الراحمین! تیرا کس کس زبان سے شکر ادا کیا جائے۔ ہم پر تیری رحمت بے پایاں ہے تیرے لطف و کرم کا کوئی حساب نہیں تو کریم تو رحیم ہمیں لذت شکر سے مالا مال فرما۔

یارسول اللہ! یا حبیب اللہ! آپ کی عنایات کریمانہ ہم جیسے تہی دامنوں پر ان گنت ہیں آپ کے سحاب لطف و کرم کی موسلا دھار بارش ہر لمحہ برس رہی ہے اور آپکی شفقتیں اور آپ کی رحمتیں ان روسیاہوں پر بے حساب ہیں۔

یا نبی اللہ! آپ کا یہ فرمان مبارک ہر امتی کیلئے باعث اطمینان وسکون ہے اور اسکے اعمال نامہ میں نیکیوں کے انبار لگاتا ہے:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ ؟ قَالَ اَلْاِیْمَانُ وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِهٖ قُلْتُ : فَاَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ قَالَ اَغْلَاهَا ثَمَنًا وَّ اَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا قُلْتُ فَاِنْ لَمْ اَفْعَلْ قَالَ تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ" تَصَدَّقُ بِهَا عَلٰی نَفْسِکَ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۵۱۸)	جلد۲	صفحہ۷۵۹
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۸۴)	جلد۱	صفحہ۷۰۷
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۵۹۶)	جلد۱۰	صفحہ۴۵۶
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
سنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۱۲۵۹۵)	جلد۶	صفحہ۴۴۶
قال البیھقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
سنن الکبریٰ البیھقی	رقم الحدیث (۱۹۰۸۱)	جلد۹	صفحہ۴۵۶
قال البیھقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوذر غفاری -رضی اللہ عنہ- نے فرمایا: میں نے عرض کی:

یارسول اللہ! سب سے افضل عمل کونسا ہے تو حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ۔

میں نے عرض کی کونسا غلام آزاد کرنا سب سے افضل ہے۔؟

حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

قیمت کے اعتبار سے سب سے مہنگا اور اپنے مالکوں کے ہاں سے سب سے نفیس۔ میں نے عرض کی اگر میں ایسا نہ کرسکوں تو؟

حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھ کیونکہ یہ وہ صدقہ ہے جو تو اپنے نفس پر صدقہ کرتا ہے۔

سنن الکبریٰ البیھقی رقم الحدیث (۲۱۳۱۴) جلد۱۰ صفحہ۴۶۱
قال البیھقی: رواہ البخاری فی الصحیح
سنن ابن ماجہ (مختصراً) رقم الحدیث (۲۵۲۳) جلد۳ صفحہ۲۱۵
قال محمود محمد محمود: متفق علیہ
صحیح سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۲۵۶۸) جلد۲ صفحہ۵۱۲
قال الالبانی: صحیح

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كُلُّ سُلامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ" كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ تَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ" وَتُعِيْنُ الرَّجُلَ فِیْ دَابَّتِهٖ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا اَوْ تَرفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ" وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ" وَبِكُلِّ خُطْوَةٍ تَمْشِيْهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ" وَتُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ".

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۸۲۷)	جلد۳	صفحہ۱۰۹۰
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۰۹)	جلد۲	صفحہ۳۹۴
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۶۵)	جلد۱	صفحہ۲۸۷
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۳۰)	جلد۱	صفحہ۳۲۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۱۶۸)	جلد۸	صفحہ۲۲۵
قال احمد محمد شاکر:	وھذا حدیث صحیح		
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۷۸۲۰)	جلد۴	صفحہ۳۱۵
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۳۸۱)	جلد۸	صفحہ۱۷۴
قال شعیب الارنووط:	صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۶۴۵)	جلد۶	صفحہ۱۴۵
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۱۱۰۸۷)	جلد۷	صفحہ۴۸۸

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہے۔

ہر روز جس میں سورج طلوع ہوتا ہے تو دو آدمیوں کے درمیان عدل وانصاف کرے (تیرا یہ عدل کرنا) صدقہ ہے۔

تو مسافر آدمی کو اس کی سواری میں مدد کرے اور تو اسے اس پر سوار کردے یا اسے سامان اٹھا کر دے دے (تیرا یہ عمل) صدقہ ہے۔

کلمہ طیبہ صدقہ ہے۔

اور ہر قدم جس سے تو نماز کی طرف چلتا ہے (تیرا ہر قدم چلنا) صدقہ ہے۔ اور تو اذیت دینے والی چیز راستہ سے ہٹا دے (یہ بھی) صدقہ ہے۔

-☆-

انسان اللہ تعالیٰ کے احسانات میں از سر تا بقدم غرق ہے۔ رحیم وکریم اللہ نے انسان کو کس احسن صورت میں تخلیق فرمایا۔ اس کے اعضاء نہایت مناسب اور ان میں آپس میں مکمل ہم آہنگی ہے۔ یہ رحیم وکریم اللہ کا احسان عظیم ہے اب انسان پر لازم ہے کہ اس خالق ومالک کا شکر ادا کرے اپنے ہر ہر عضو کیلئے بارگاہ الٰہی میں صدقہ پیش کرے۔ اس کا یہ صدقہ پیش کرنا خود اس کی اپنی بھلائی کیلئے اور جو فرزند آدم صدقہ کرنے کا خوگر ہوتا ہے وہ ہر منزل پر کامیاب ہوا کرتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- عَنِ النَّبِیِّ -صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ- قَالَ: اَلاِنْسَانُ ثَلاثُ مِئَةٍ وَسِتُّوْنَ عَظْماً اَوْسِتَّةٌ وَثَلاثُوْنَ سُلامٰی، عَلَیْهِ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ صَدَقَةٌ قَالُوْا فَمَنْ لَمْ یَجِدْ؟ قَالَ: یَرْفَعُ عَظْماً من الطَّرِیْقِ قَالُوْا: فَمَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ قَالَ: فَلْیُعِنْ ضَعِیْفاً قَالُوْا فَمَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ ذَالِکَ؟قَالَ: فَلْیَدَعْ النَّاسَ من شَرِّهٖ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسان تین سوساٹھ ہڈیوں کا مجموعہ ہے۔ اس پر ہرروز صدقہ کرنا لازم ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی جوصدقہ نہ کرپائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ انہوں نے عرض کی جواس کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ راستہ سے ہڈی کو اٹھادے۔ انہوں نے عرض کی جواس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ کسی ضعیف کی مدد

مسند ابراز (۹۲۸)

جامع العلوم والحکم جلد۲ صفحہ۷۱

قال المحقق: رجال اسنادہ ثقات رجال الشیخین۔

کرے انہوں نے عرض کی وہ اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔

انسان پر روزانہ صدقہ کرنا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم کو مختلف انواع کے جوڑوں سے بنایا ہے۔ انسان بڑی آسانی سے اٹھ بیٹھ سکتا ہے، چلتا پھرتا ہے اور دیگر امور سرانجام دیتا ہے۔ اب اس پر لازم ہے کہ روزانہ صدقہ وخیرات کرے کیونکہ یہ صدقہ اس کی طرف سے شکرانہ ہوگا اور باری تعالیٰ جل جلالہٗ کا فرمان ہے وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں مزید عطا کروں گا۔ انسان جب شکر کرتا ہے تو رحیم وکریم اللہ اس کے اعضاء کو مزید قوت بخشتا ہے ان اعضاء کو نیک کاموں کی طرف لگا دیتا ہے۔ انسانی اعضاء کا نیکی کی طرف مائل ہونا اور نیکیاں کرتے جانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید احسان وکرم کی دلیل ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ-رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا-عَنِ النَّبِيِّ-صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ-قَالَ: خُلِقَ ابْنُ آدَمَ عَلٰى سِتِّيْنَ وَثَلاثِ مِئَةِ مَفْصَلٍ، فَمَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ، وَحَمِدَاللّٰهَ، وَهَلَّلَ اللّٰه وَسَبَّحَ اللّٰه وَعَزَلَ حَجْراً عَنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ، اَوْعَزَلَ شَوْكَةً اَوْعَزَلَ عَظْماً اَوْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْنَهٰى عَنْ مُنْكَرٍ عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّيْنَ وَالثَّلاثِ مِئَةِ السَّلامٰى اَمْسٰى مِنْ يَوْمِهٖ وَقَدْزَحْزَحَ نَفْسَهٗ عَنِ النَّارِ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۰۷)	جلد۲	صفحہ۳۹۴
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۳۸۰)	جلد۸	صفحہ۱۷۳
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۷۸۲۲)	جلد۴	صفحہ۳۱۵
قال البیہقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ-رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابن آدم (انسان) کو تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑوں پر پیدا کیا گیا ہے۔ لیکن جب نے اللہ کا ذکر کیا، اللہ کی حمد کی، تھلیل کی اور اللہ کی تسبیح کی (الحمد للہ کہا، لا الہ الا اللہ کہا، سبحان اللہ کہا) مسلمین کی راہ سے پتھر کو ہٹا دیا یا مسلمین کی راہ سے کانٹے کو ہٹا دیا یا مسلمین کی راہ سے ہڈی کو دور کر دیا یا نیکی کا حکم دیا، برائی سے روکا ان تین سو ساٹھ جوڑوں کی تعداد میں تو اس نے اس دن اپنے نفس کو آگ سے دور کر دیا۔

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۲۳۰۴) جلد۲ صفحہ ۴۱۳
قال المحقق: صحیح
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۱۵۶۰) جلد۲ صفحہ ۲۳۶
قال الالبانی: صحیح
الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۲۹۷۵) جلد۳ صفحہ ۱۴۰
قال الالبانی: صحیح
عمل الیوم اللیلۃ (للنسائی) / رقم الحدیث (۸۳۷) صفحہ ۴۸۳

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ-رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ-عَنِ النَّبِیِّ-صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ-قَالَ: یُصْبِحُ عَلٰی کُلِّ سُلامٰی مِنْ اَحَدِکُمْ صَدَقَۃٌ. فَکُلُّ تَسْبِیْحَۃٍ صَدَقَۃٌ" وَکُلُّ تَحْمِیْدَۃٍ صَدَقَۃٌ" وَکُلُّ تَھْلِیْلَۃٍ صَدَقَۃٌ" وَکُلُّ فَکْبِیْرَۃٍ صَدَقَۃٌ" وَاَمْرٌ" بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَۃٌ" وَنَھْیٌ" عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃٌ" وَیَجْزِیْ عَنْ ذَالِکَ رَکْعَتَانِ یَرْکَعُھُمَا مِنَ الضُّحٰی.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۷۲۰)	جلد۲	صفحہ۱۶۲
السنن الکبریٰ (للبیہقی)/رقم الحدیث (۴۸۹۸)		جلد۳	صفحہ۶۷
قال البیہقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۲۸۵۰)	جلد۲	صفحہ۴۲
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۲۸۵)	جلد۱	صفحہ۳۵۲
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ/رقم الحدیث (۵۷۷)		جلد۲	صفحہ۱۲۰
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۳۷۴)	جلد۱۵	صفحہ۵۴۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۳۶۵)	جلد۱۵	صفحہ۵۳۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوذر-رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے ہر جوڑ پر روزانہ صبح کو صدقہ واجب ہوتا ہے پس ہر تسبیح (سبحان اللہ کہنا) صدقہ ہے ہر تحمید (الحمد للہ کہنا) صدقہ ہے ہر تھلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) صدقہ ہے۔ ہر تکبیر (اللہ اکبر کہنا) صدقہ ہے امر بالمعروف صدقہ ہے اور نہی عن المنکر صدقہ ہے ان سے دو رکعتیں کافی ہونگی جو انہیں ادا کرتا ہے صلاۃ الضحٰی (چاشت کی صلاۃ) کی صورت میں۔

کنز العمال رقم الحدیث (۱۶۳۱۲) جلد۶ صفحہ۴۱۲

کنز العمال رقم الحدیث (۱۶۳۱۳) جلد۶ صفحہ۴۱۲

الدر المنثور جلد۱ صفحہ۴۸۸

الدر المنثور جلد۱ صفحہ۶۲۹

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۹۸۴) جلد۱ صفحہ۵۲۰

قال المحقق: صحیح

صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۶۶۵) جلد۱ صفحہ۴۲۰

قال الالبانی: صحیح

جامع العلوم والحکم صفحہ۳۲۴

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی -رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ- عَنِ النَّبِیِّ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ- قَالَ:

عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَۃٌ" قَالُوْا فَاِنْ لَمْ یَجِدْ؟ قَالَ فَیَعْمَلُ بِیَدِہٖ فَیَنْفَعُ نَفْسَہٗ وَیَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ، اَوْلَمْ یَفْعَلْ؟ قَالَ فَیُعِیْنُ ذَاالْحَاجَۃِ الْمَلْھُوْفِ قَالُوْا فَاِنْ لَمْ یَفْعَلْ؟ قَالَ فَلْیَاْمُرْ بِالْخَیْرِ اَوْقَالَ: بِالْمَعْرُوْفِ قَالُوْا فَاِنْ لَمْ یَفْعَلْ؟قَالَ فَلْیُمْسِکْ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّہٗ لَہٗ صَدَقَۃٌ"

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۰۸)	جلد۲	صفحہ۳۹۴
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۴۴۵)	جلد۱	صفحہ۴۳۰
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۰۲۲)	جلد۴	صفحہ۱۹۰۴
السنن الکبری (للبیہقی) / رقم الحدیث (۷۸۲۱)		جلد۴	صفحہ۳۱۵
قال البیہقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۹۴۲۳)	جلد۱۴	صفحہ۵۰۴
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ / رقم الحدیث (۵۷۳)		جلد۲	صفحہ۱۱۷
الادب المفرد	رقم الحدیث (۲۲۵)		صفحہ۸۸

ترجمة الحديث:

حضرت ابوموسیٰ اشعری -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: ہر مسلم پر صدقہ لازم ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کی اگر وہ نہ دے پائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا پس وہ اپنے ہاتھ سے کمائی کرے تو اپنے نفس کو ہی فائدہ دے اور صدقہ کردے۔ انہوں نے عرض کی اگر وہ اس کی طاقت نہ رکھے

صحیح الادب المفرد رقم الحدیث (۱۶۶) صفحہ ۱۰۱
قال الالبانی: صحیح
الادب المفرد رقم الحدیث (۳۰۶) صفحہ ۱۱۴
الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۳۸۷۳) جلد ۳ صفحہ ۳۷۴
قال المحقق: صحیح
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۲۶۲۰) جلد ۲ صفحہ ۷۰۸
قال الالبانی: صحیح
فتح الباری رقم الحدیث (۱۴۴۵) جلد ۴ صفحہ ۳۹۲
فتح الباری رقم الحدیث (۶۰۲۲) جلد ۱۳ صفحہ ۵۴۹
کنزل العمال رقم الحدیث (۱۶۳۰۷) جلد ۶ صفحہ ۴۱۱
جامع العلوم والحکم صفحہ ۳۲۵
شرح السنة للبغوی رقم الحدیث (۱۶۴۳) جلد ۶ صفحہ ۱۴۳
قال البغوی: ھذا حدیث متفق علیٰ صحتہ
المصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث (۶۷۰۰) جلد ۹ صفحہ ۱۰۸

یا اگر وہ ایسا نہ کرے تو؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مفلوک الحال ضرورت مند کی مدد کرے۔ انہوں نے عرض کی اگر وہ ایسا نہ کرے تو؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا پس وہ بھلائی کا حکم دے۔ انہوں نے عرض کی اگر وہ یہ نہ کرے تو؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شر سے رک جائے۔ اسکا شر سے رک جانا اس کیلئے صدقہ ہے۔

عَنْ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَاحَاکَ فِیْ النَّفْسِ وَکَرِھْتَ اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْہِ النَّاسُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ''.

عَنْ وَابِصَۃَ بْنِ مَعْبَدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ جِئْتَ تَسْأَلُ عَنِ الْبِرِّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ اَلْبِرُّ مَا اطْمَأَنَّتْ اِلَیْہِ النَّفْسُ وَاطْمَأَنَّ اِلَیْہِ الْقَلْبُ وَالْاِثْمُ مَاحَاکَ فِی النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِی الصَّدْرِ وَاِنْ اَفْتَاکَ النَّاسُ وَاَفْتُوْکَ حَدِیْثٌ'' صَحِیْحٌ'' رَوَیْنَاہُ فِیْ مُسْنَدَی الْاِمَامَیْنِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَالدَّارِمِیِّ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ.

صحیح مسلم — رقم الحدیث (۲۵۵۳) — جلد۵ — صفحہ۱۳۹

صحیح ابن حبان — رقم الحدیث (۳۹۷) — جلد۲ — صفحہ۱۲۳

قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح علیٰ شرط الصحیح

مسند الامام احمد — رقم الحدیث (۱۷۵۶۳) — جلد۱۳ — صفحہ۴۴۴

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

سنن الترمذی — رقم الحدیث (۲۳۹۶) — جلد۴ — صفحہ۱۷۳

قال الترمذی: ھذا حدیث حسن صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نیکی حُسنِ خُلق ہے

اور گناہ وہ ہے جو (تیرے) نفس میں کھٹکے اور لوگوں کا اس پر مطلع ہونا تجھے ناگوار گزرے۔

حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے (میرے دل کی بات بتاتے ہوئے) فرمایا:

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۸۹)	جلد۲	صفحہ۵٦۰
قال الالبانی:	صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۴۹۴)	جلد۱۳	صفحہ٧٦
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح اخرجہ مسلم		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۰٧۸۵)	جلد۱۰	صفحہ۳۲۳
قال البیہقی:	اخرجہ مسلم فی الصحیح		
حلیۃ الاولیاء		جلد۲	صفحہ۳۰
الادب المفرد	رقم الحدیث (۲۹۵)		صفحہ۱۱۰
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱٧۹۲۹)	جلد۱۴	صفحہ۳۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲٧٧۱)	جلد۹	صفحہ٦۰

تو نیکی کے بارے میں سوال کرنے آیا ہے۔

میں عرض کی ہاں (یارسول اللہ!)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

اپنے دل سے پوچھ! نیکی وہ ہے جس کے کرنے سے نفس مطمئن ہواور دل کوقرار ہواور گناہ وہ ہے جونفس میں کھٹکے اور سینے میں تردد پیدا کرے۔

اگرچہ لوگوں نے تجھے (اس کے خلاف) بتایا ہواور (باربار) بتایا ہو (لیکن حقیقت وہی ہے جو میں نے بیان کردی ہے)

حُسْنُ الخُلُق:

ایک مومن اخلاق حسنہ کا پیکر ہوا کرتا ہے اور وہ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات عالیہ کے مطابق اپنے باطن کی اصلاح کرلیتا ہے پھر وہ شریعت مطہرہ کے مطابق عمل کرتا ہے وہ کسی مقام پر بھی قبیح اخلاق کا مظاہرہ نہیں کیا کرتا۔ ملاحظہ ہو:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ-رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ-قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ: اِتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُمَا کُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا وَ خَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ.

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۹۴)	جلد۳	صفحہ۳۹۷
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۸۷)	جلد۲	صفحہ۳۷۳
قال الالبانی:	حسن		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوذر-رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جہاں کہیں بھی ہو تقویٰ اللہ اختیار کرو، بدی کے بعد نیکی کرو۔ یہ نیکی اس برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے خلق حسن سے برتاؤ کرو۔

اھل ایمان اخلاق کریمانہ سے متصف ہوتے ہیں وہ لوگوں کی ترشی وتنگی کا خندہ پیشانی سے جواب دیتے ہیں۔ کسی کی گالی وگلوچ پر وہ زیادہ دل برداشتہ نہیں ہوا کرتے کسی کے تنگ کرنے پر وہ آپے سے باہر نہیں ہوجاتے بلکہ وہ گالی کا جواب دعا سے دیا کرتے ہیں پتھر برسانے والے کو پھول پیش کیا کرتے ہیں وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اس لئے کہ یہ ان کے نبی

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۰۸۳)	جلد۳	صفحہ۸۸
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۲۵۱)	جلد۱۵	صفحہ۵۰۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۲۹۷)	جلد۱۵	صفحہ۵۱۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۱۷۸)	جلد۱	صفحہ۷۹
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ		
وقال الذھبی:	علی شرطھما		
کنز العمال	رقم الحدیث (۵۶۲۹)	جلد۳	صفحہ۸۹
کنز العمال	رقم الحدیث (۴۲۲۹۶)	جلد۱۵	صفحہ۸۲۹

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان مبارک پر عمل مومن کی سب سے بڑی سعادت ہوا کرتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ذیشان بھی ہم جیسوں کو غفلت سے بیدار کرنے کیلئے کاری ہے۔

صِلْ مَنْ قَطَعَکَ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَکَ وَاَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ اِلَیْکَ.

جو تم سے قطع تعلق کرے اس سے صلہ رحمی کرو اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کرو اور جو تمہارے ساتھ برے طریقے سے پیش آئے اس پر احسان کرو۔

یہ دین حق درگزر اور عفو کا درس دیتا ہے اس دین میں اپنے مسلم بھائی کی کوتاہیوں سے چشم پوشی کا سبق ہے۔ آج جو دوسروں کے عیب چھپاتا ہے تو یقینی بات ہے وہ حسن خلاق کے وصف سے متصف ہے اور حسن خلق کے وصف سے متصف اللہ کے ہاں بڑا محبوب ہوا کرتا ہے۔ اس کے صلہ میں رحیم وکریم اللہ قیامت کو اس کے عیبوں پر پردہ ڈال دے گا۔

مَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

جو کسی مسلم کی ستر پوشی کرتا ہے اللہ اس کی ستر پوشی فرمائے گا قیامت کے دن۔

عَنْ عَائِشَةَ-رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا-قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ-صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ-یَقُوْلُ: اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَیُدْرِکُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ.

صحیح ابن حبان　رقم الحدیث (۴۸۰)　جلد۲　صفحہ۲۲۸
قال المحقق: حدیث صحیح
المسند الامام احمد　رقم الحدیث (۲۴۴۷۶)　جلد۱۷　صفحہ۳۷۸
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

ترجمة الحديث:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ -رضی اللہ عنہا- نے فرمایا میں نے سنا حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- ارشاد فرمار ہے تھے: بے شک مومن اپنے حسن خلق کے سبب صائم

المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۴۳۳۶)	جلد ۱۷	صفحہ ۳۰۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۷۹۸)	جلد ۵	صفحہ ۹۷
الادب المفرد	رقم الحدیث (۲۸۴)		صفحہ ۱۰۷
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۲۱۷)		صفحہ ۱۲۲
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۷۹۵)		جلد ۲	صفحہ ۴۲۱
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۱۹۹)	جلد ۱	صفحہ ۸۷
قال الحاکم:	ھذا حدیث علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ		
وقال الذھبی:	علی شرطھما		
المطالب العالیہ	رقم الحدیث (۲۷۴۵)	جلد ۳	صفحہ ۱۳
الدر المنثور		جلد ۲	صفحہ ۱۴۳
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۹۰۴)	جلد ۳	صفحہ ۳۸۶
قال المحقق:	حسن		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۲۶۴۳)		جلد ۳	صفحہ ۸
قال الالبانی:	صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۵۰۱)	جلد ۱۳	صفحہ ۸۲

وقائم کے درجہ کو پالیتا ہے۔

دن کو روزہ رکھنا بہت بڑی نیکی ہے۔روزہ رکھنے سے پروردگار راضی ہوتا ہے اور وہ بے حساب اجروثواب عطا فرماتا ہے بلکہ وہ یہاں تک فرماتا ہے کہ

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

روزہ میرے لیے ہےاوراسکی جزاء بھی میں دوں گا۔

یعنی دیگر عبادات کا اجروثواب گنتی وشمار میں ہےلیکن روزہ کا اجروثواب گنتی سے وراء ہے جس کواللہ الکریم اپنے خصوصی کرم سے عطا فرمائے اسے کون شمار کرسکتا ہے۔اب اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حسن خلق کا پیکر مسلم روزہ داراور شب زندہ دار کے مرتبہ ومقام کو پالیتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ نَجِیْحِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ السلمی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَوْعِظَةً وَجِلَتْ مِنْھَا الْقُلُوْبُ وَذَرَفَتْ مِنْھَا الْعُیُوْنُ قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہ کَاَنَّھَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّع فَاَوْصِنَا قَالَ اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی. اللّٰہِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ تَاَمَّرَ عَلَیْکُمْ عَبْد" وَاِنَّہٗ مَنْ یَعِشْ مِنْکُمْ فَسَیَرَی اِخْتِلَافاً کَثِیْراً فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِی وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ عَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِدِ وَاِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَة" رَوَاہ اَبُوْدَاؤد وَترمَذِیُّ وَقَالَ حَدِیْث" حَسَن".

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵)	جلد ۱	صفحہ ۱۷۸
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۸۵)	جلد ۴	صفحہ ۳۰۸
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۷۶)	جلد ۲	صفحہ ۶۹
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۲)	جلد ۱	صفحہ ۴۷
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابونجیح عرباض سارہ سُلَمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ہمیں وعظ فرمایا کہ اس سے دل دہل گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ہم نے عرض کی یارسول اللہ! (ہمیں یوں محسوس ہورہا ہے کہ) گویا یہ (دنیا کو) الوداع کہنے والے کا وعظ ہے۔ ہمیں کچھ نصیحت فرمائیے۔
آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کا تقویٰ

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۰)	جلد۱	صفحہ۳۱
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۶۵)	جلد۱	صفحہ۵۸
قال الالبانی:	سندہٗ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۸۹۱)	جلد۷	صفحہ۲۸۹
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۰۲)	جلد۱	صفحہ۲۰۵
قال البغوی:	ھذا حدیث حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۰۷۹)	جلد۱۳	صفحہ۲۷۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۸)	جلد۱	صفحہ۹۴
قال المحقق:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۶۰۷)	جلد۴	صفحہ۲۰۵
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۶۰۷)	جلد۳	صفحہ۱۱۸
قال الالبانی:	صحیح		

اختیار کرو اور (امیر کا حکم) سنو اور اطاعت کرو اگر چہ کوئی غلام تم پر امیر مقرر کر دیا جائے بے شک تم میں سے جو آدمی میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا تو (اس وقت) تم پر لازم ہے کہ میری سنت اور میرے خلفائے راشدین مھدیین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تم بچو (خلاف شرع) نئی باتوں سے یقیناً ہر بدعت گمراہی ہے۔

-☆-

تقوی اللہ:

تقوی کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَایَرَاکَ حَیْثُ نَھَاکَ وَلَا یَفْقِدُکَ حَیْثُ اَمَرَکَ۔[1]

اللہ تعالیٰ تجھے وہاں نہ دیکھے جہاں جانے سے اس نے منع فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ تجھے وہاں غیر حاضر نہ پائے جہاں جانے کا اس نے حکم دیا ہے۔

یہ تقوی کی تعریف ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اوامر کو بجالانا اور اس کے نواہی سے اجتناب کرنا حقیقی تقویٰ ہے۔ صلاۃ وصیام کا حکم دیا، زکوۃ وحج کو فرض قرار دیا، صدقہ وخیرات سخاوت ودریادلی شجاعت وبہادری، عفت وعصمت، نرمی وخندہ پیشانی وغیرہ یہ سب کچھ بجا لانا تقویٰ ہے۔ چوری وبدکاری، قتل وجادو، طعنہ زنی وعیب جوئی، چغلی وغیبت، جھوٹ اور اتہام بازی وغیرہ ان سب سے بچ جانا تقویٰ ہے تو گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی جملہ ارشاد فرما کر بہت کچھ ارشاد فرما دیا۔

---

[1] (ضیاء القرآن جلد اول)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ متقی کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں:

اَلْمُتَّقِي : مَنْ سَلَکَ سَبِيْلَ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَنَبَذَ الدُّنْيَاوَرَاءَ الْقَفَاوَ كَلَّفَ النَّفْسَ الْإِخْلَاصَ وَالْوَفَا وَاجْتَنَبَ الْحَرَامَ وَالْجَفَا۔ (۱)

متقی وہ ہے جو حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ مرضیہ پر چلے دنیا کو پس پشت پھینکے اور نفس کو اخلاص ووفا کا خوگر بنائے اور حرام و جفا سے اجتناب کرے۔

وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ''.

اور بچو تم (خلاف شرع) باتوں سے یقیناً ہر بدعت گمراہی ہے۔

بدعت: ہر اس نئی بات کو کہیں گے جو رافع سنت ہو۔ یعنی جس کے کرنے سے سنت اٹھ جائے وہ بدعت ہے ایسی بدعت گمراہی ہے اور جو عمل سنت کو ختم کرنے والا ہو اس کی گمراہی میں کسی کو شک وشبہ نہیں۔

علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اَلْمُرَادُ بِالْبِدْعَةِ : مَاحَدَثَ مِمَّالَا اَصْلَ لَهٗ فِي الشَّرِيْعَةِ يَدُلُّ عَلَيْهِ فَاَمَّا مَاكَانَ لَهٗ اَصْلٌ'' مِنَ الشَّرْعِ يَدُلُّ عَلَيْهِ فَلَيْسَ بِبِدْعَةٍ شَرْعاً۔ (۲)

بدعت سے مراد وہ کام ہے جو نیا پیدا شدہ ہو جس کی شریعت مطہرہ میں کوئی اصل نہ ہو جو اس پر دال ہو۔ بہر حال وہ امر جس کی شریعت میں اصل ہو تو اس نئے کام کو شرعاً بدعت ہرگز نہ کہیں گے۔

---

(۱) تفسیر کبیر للرازی

(۲) جامع العلوم والحکم ۲/ ۱۲۷

فَكُلُّ مَنْ اَحْدَثَ شَيْئاً وَنَسَبَهٗ اِلَى الدِّيْنِ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ اَصْل" مِنَ الدِّيْنَ يَرْجِعُ اِلَيْهِ فَهُوَ ضَلالَة" وَالدِّيْنُ بَرِى" مِنْهُ۔[1]

پس جس نے بھی کوئی ایسی نئی بات نکالی اوراسکی نسبت دین کی طرف کردی حالانکہ اس کی دین سے کوئی اصل نہ ہوجس کی طرح اس کا رجوع کیا جا سکے تو وہ نئی بات گمراہی اور دین اس سے بری ہے۔

حرملۃ بن یحیی قال سمعت الشافعی رحمۃ اللہ علیہ یقول:

اَلْبِدْعَةُ بِدْعَتَان بِدْعَة" مَحْمُوْدَة" وَبِدْعَة" مَزْمُوْمَة" فَمَا وَافَقَ السُّنَّةَ فَهُوَ مَحْمُوْد" وَمَا خَالَفَ السُّنَّةَ فَهُوَ مَذْمُوْم".[2]

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: بدعت کی دو قسمیں ہیں بدعۃ محمودہ بدعۃ مذمومہ پس جو نیا کام سنت کے موافق ہو وہ محمود ہے اور جو سنت کے مخالف ہو وہ مذموم ہے۔

(۱) جامع العلوم والحکم ۲/ ۱۲۸

(۲) جامع العلوم والحکم ۲/ ۱۳۱- قال الارنووط: وھو صحیح عن الامام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّةَ وَیُبَاعِدُنِیْ عَنِ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ عَظِیْمٍ وَاِنَّهُ لَیَسِیْرٌ'' عَلٰی مَنْ سَهَّلَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ تَعْبُدُاللّٰهَ لَاتُشْرِکُ بِهٖ شَیْئاً وَتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِی الزَّکٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَیْتَ ثُمَّ قَالَ لَهُ اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی اَبْوَابِ الْخَیْرِ الصَّوْمُ جُنَّةٌ'' وَالصَّدَقَةُ تُطْفِیءُ الْخَطِیْئَةَ کَمَا یُطْفِیءُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ ثُمَّ تَلَا تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتّٰی بَلَغَ یَعْمَلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکَ بِرَأْسِ الْاَمْرِ وَعَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قُلْتُ بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَأْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکَ بِمَلَاکِ ذَالِکَ کُلِّهٖ قُلْتُ بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ ثُمَّ قَالَ کُفَّ عَلَیْکَ هٰذَا قُلْتُ یَانَبِیَّ اللّٰهِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَکَلَّمُ بِهٖ فَقَالَ ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ وَهَلْ یَکُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اَوْ قَالَ عَلٰی مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَسَنٌ'' صَحِیْحٌ''.

الترغیب والترھیب — رقم الحدیث (۱۰۹۶) — جلد۱ — صفحہ ۵۸۰

قال المحقق: صحیح

سنن الترمذی — رقم الحدیث (۲۶۲۵) — جلد۴ — صفحہ ۲۸۰

قال الترمذی: ھذا حدیث حسن صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے اور مجھے آگ سے دور کردے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو نے بہت بڑے عمل کے بارے میں سوال کیا ہے اور یقیناً وہ (عمل) آسان ہے اس آدمی پر جس پر اللہ تعالیٰ آسان کردے۔

تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے

اور تو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۱۶)	جلد۳	صفحہ۴۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۷۳)	جلد۴	صفحہ۳۸۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۲۲۴)	جلد۳	صفحہ۳۰۱
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۴۱۳)	جلد۲	صفحہ۱۳۸
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۳۱۱)	جلد۸	صفحہ۳۹۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۹۱۵)	جلد۱۶	صفحہ۱۶۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

اور رمضان کے روزے رکھے

اور بیت اللہ کا حج کرے۔

پھر آپ نے ان (حضرت معاذ بن جبل) سے فرمایا:

کیا میں تمہیں بھلائی کے دروازوں کی طرف راہنمائی نہ کروں؟

روزہ (گناہوں سے) ڈھال ہے۔

اور صدقہ گناہ (کی آگ) کو اس طرح بُجھاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بُجھاتا ہے۔

اور آدمی کا نماز پڑھنا رات کے وسط میں (یعنی نماز تہجد ادا کرنا)

پھر اپ نے قرآن کی تلاوت

تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ سے شروع کی اور یَعْلَمُوْنَ تک پہنچے پھر ارشاد فرمایا

کیا میں تمہیں رأس الامر اور اس (دین) کے ستون اور اسکی کہان کی چوٹی کی خبر نہ دوں؟

میں نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ! (ضرور خبر دیجئے)

آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رأس الامر اسلام ہے

اور اس کا ستون نماز ہے

اور اسکے کہان کی چوٹی جہاد ہے

پھر ارشاد فرمایا

کیا میں تمہیں اس سب کے مجموعے کی خبر نہ دوں؟

میں نے عرض کی کیوں نہیں یارسول اللہ! (ضرور خبر دیجئے)

پس آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑی پھر فرمایا اس کو اپنے تک روکے رکھو۔

میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی! کیا ہم پکڑے جائیں گے ان باتوں سے جو ہم بولتے ہیں؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

تیری ماں تجھے کھوئے

لوگوں کو (قیامت کے دن) آگ میں ان کے چہروں کے بل یا نتھنوں کے بل نہیں گرائے گی مگر ان کی زبانوں کی کاشت

-☆-

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بارگاہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری دیتے ہیں اور اپنا مدعا عرض کرتے ہیں یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کردے اور آگ سے دور کردے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام جنت نصیب ہو پروردگار عالم جل جلالہ اپنی رضا وخوشنودی کی سند عطا فرمادے اور جو مقام غضب الٰہی ہے جہنم سے چھٹکارا مل جائے اللہ تعالیٰ کی غضب وناراضگی سے نجات مل جائے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے معاذ تم نے ایک بہت بڑی بات کے بارے میں استفسار کیا ہے واقعی بات بہت بڑی ہے جس عمل سے نجات ابدی مل جائے عذاب الٰہی سے چھٹکارا مل جائے اللہ کی خوشنودی نصیب ہو اور پروردگار کی ناراضگی سے

بچ جائے یقیناً وہ عمل بہت اہم ہے لیکن جس خوش نصیب کیلئے اللہ الکریم یہ آسان کردے اس کیلئے واقعی یہ آسان ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق یاوری کرے تو کوئی کام صعب ومشکل نہیں۔ پروردگار عالم جل جالہٗ کی رحمت شامل حال ہوتو بڑی سے بڑی مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ انہونے کام ہو جاتے ہیں بظاہر جس کے وقوع سے ناامیدی ہو وہ بھی ہو جایا کرتا ہے۔

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند امور کا ذکر کیا ان میں سے کچھ فرائض ہیں کچھ نوافل اور ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اَنْ تَعْبُدُاللّٰهَ وَلَا تُشْرِكْ بِهٖ شَيْئاً :

عبادت:

عبادت کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عبادت کیلئے پیدا فرمایا اور بنی نوع انسان کو اپنی عبادت کا حکم دیا۔اب سوال یہ ہے کہ عبادت کسے کہتے ہیں۔

علامہ محمد طاہر عبادت کا معنی لکھتے ہیں

العبادة : الطاعة او المعرفة۔[1]

عبادت اطاعت یا معرفت کو کہتے ہیں۔

کیا ہر اطاعت یا معرفت کو عبادت کہیں گے؟

ہمیں امیر کی اطاعت کا حکم ہے۔

(۱) مجمع بحار الانوار ۳/۵۱۲

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کا حکم ہے۔

اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ.

اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو۔

بدیہی بات ہے کہ اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عبادت نہیں کہہ سکتے۔

ابواسحاق الزجاج لکھتے ہیں

مَعۡنَی الۡعِبَادَةِ فِی اللُّغَةِ الطَّاعَةِ مَعَ الۡخُضُوۡعِ.[1]

لغت میں عبادت کا معنی ایسی اطاعت ہے جس میں عاجزی ہو۔

علامہ بیضاوی اور علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں

اَلۡعِبَادَةُ : اَقۡصٰی غَایَةِ الۡخُضُوۡعِ وَالتَّذَلُّلُ.[2]

عبادت انتہا درجہ کی عجز وانکساری کو کہتے ہیں۔

انتہا درجہ کی عجز وانکساری کیا ہے؟

فرمانبردار بیٹا اپنے باپ سے انکساری سے پیش آتا ہے۔ ایک لائق شاگرد اپنے استاد کے سامنے عاجزی سے بیٹھتا ہے۔ تو کیا اسے عبادت کہیں گے؟ ہرگز نہیں۔

ایک مخلوق دوسری مخلوق سے انکساری تو کرسکتی ہے لیکن حد درجہ کی انکساری نہیں ہوسکتی کیونکہ شعور میں یہ بات موجود ہے کہ یہ بھی تو مخلوق ہی ہے۔ اسکا وجود بھی کسی ذات کا محتاج ہے۔ ہاں وہ ذات جو غیر محتاج ہو واجب الوجود ہو اسکی بارگاہ میں انکساری عبادت کہلائے گی

---

(۱) معانی القران واعرابہ ۱/۴۸ دارالحدیث القاہرہ ۱۹۹۴ء

(۲) تفسیر البیضاوی ۱/۹ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۸ء تفسیر المظہری ۱/۹ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ پاکستان

بلکہ اسکی اطاعت، اسکی تعظیم اور اسکی حمد بھی عبادت کہلاتی ہے۔ وہ بد بخت آدمی جو کسی محتاج کو غیر محتاج سمجھ لے اور کسی ممکن الوجود کو واجب الوجود جانے تو اس بد بخت کا اس نظریہ سے انکساری کرنا یا اطاعت کرنا عبادت کہلائے گا۔ مفسر قران علامہ ابن جریر طبری اسی مفہوم کو واضح کرنے کیلئے لکھتے ہیں:

وَتَاوِيلُ قَوْلِهِ إِيَاكَ نَعْبُدُ : لَكَ اللّٰهُمَ نَخْشَعُ وَنَذِلُّ وَنَسْتَكِنُ إِقْرَاراً لَكَ يَارَبَّنَا بِالرَّبُوبِيَةِ لاَ لِغَيْرِكَ.(1)

إِيَاكَ نعبد کا معنی ہے: اے اللہ! آپ کیلئے ہم عجز کا اظہار کرتے ہیں اور آپ کیلئے ہی فروتنی اور انکساری کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب! یہ سب کچھ آپ کیلئے ربوبیت کا اقرار کرتے ہوئے کرتے ہیں آپ کے غیر کیلئے نہیں۔

ان ساری باتوں کا ماحاصل یہ ہے کہ

کسی ذات کو واجب الوجود، مستقل بالذات اور غیر محتاج مان کا اسکی اطاعت کرنا یا اسکی تعریف و تعظیم کرنا عبادت کہلاتا ہے۔

نعمتِ ایمان سے معمور شخص جب بھی اللہ کا حکم مانتا ہے تو اسے واجب الوجود جان کر مانتا ہے۔ جب بھی اسکی حمد بیان کرتا ہے تو مستقل بالذات مان کر اور جب بھی اسکی تعظیم کرتا ہے تو غیر محتاج یقین رکھ کر۔ اس مرد مومن کا یہ سب کچھ کرنا عبادت کہلاتا ہے۔

---

(1) جامع البیان ۱/۱۰۳ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء

شرک:

اللہ وحدہٗ لاشریک کے علاوہ کسی کو واجب الوجود، مستقل بالذات، غیر محتاج جان کر اسکی تعظیم کرنا اسکا حکم ماننا شرک کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مشرک کی مغفرت نہیں فرمائے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ لا يَغفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِكَ لِمَنْ يَشَاءُ.

بیشک اللہ تعالیٰ مغفرت نہیں فرمائے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے علاوہ جسکی چاہے مغفرت فرمادے۔

اس جگہ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلاتُشْرِكَ بِهٖ شَيئاً سے مراد اقرار الشہادتین ہے یعنی زبان قلب وقالب کہے

اَشْهَدُاَنْ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

کلمہ طیبہ جب تک زبان سے ادانہ کیا جائے کسی کو مسلم نہیں کہہ سکتے کسی کے مسلم ومومن ہونے کیلئے شرط ہے کہ وہ دل سے اللہ کی واحدنیت کا قائل ہو حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان ہو اور زبان سے بھی اس کا اقرار کرے۔

ایک مرتبہ تو اس کلمہ طیبہ پڑھنا فرض ہے بلکہ ایمان کی شرط ہے پھر اس کے بعد زندگی بھر اس کا تکرار ہوتا رہے تاکہ تجدید ایمان ہوتی رہے اور اس کلمہ طیبہ کے ثمرات سے بہرہ ور ہوتے رہیں۔

تُقِيمُ الصَّلاةَ:

صلاۃ (نماز) مومن کی پہچان ہے۔ صلاۃ کے بغیر مومن کو سکون وقرار نہیں جب تک یہ

بارگاہ ذوالجلال میں سجدہ ریز نہ ہوجائے اس وقت تک اسکی روح کوسکون نہیں ملتا۔ پس صلاۃ قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

عَن جَابِرِ بنِ عَبدِ اللّٰهِ انَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ یَا کَعبَ بنَ عُجرَۃَ أُعِیذُکَ بِاللّٰهِ مِنْ إِمَارَۃِ السُّفَهَاءِ اِنَّهَا سَتَکُونُ أُمَرَاءُ مَن دَخَلَ عَلَیهِم فَاَعَانَهُم عَلٰی ظُلْمِهِم وَصَدَّقَهُم بِکَذِبِهِم فَلَیسَ مِنِّی وَلَستُ مِنهُ وَلَنْ یَرِدَ عَلَیَّ الحَوضَ وَمَنْ لَمْ یَدخُلْ عَلَیهِم وَلَم یُعِنهُم عَلٰی ظُلْمِهِم وَ لَم یُصَدِّقْهُم بِکَذِبِهِم فَهُوَ مِنِّی وَاَنَامِنهُ وَسَیَرِدُ عَلَیَّ الحَوضَ.

یَا کَعبَ بنَ عُجرَۃَ الصَّلاۃُ قُربَان" وَالصَّومُ جُنَّۃ" وَالصَّدَقَۃُ تُطفِیُٔ الخَطِیئَۃَ کَمَایُطفِیُٔ الماءُ النَّارَ وَالنَّاسُ غَادِیَان فَمُبتَاع" نَفسَهُ فَمُعتِق" رَقَبَتَهُ وَمُوبِقُهَا.

یَا کَعبَ بنَ عُجرَۃَ اِنَّهُ لایَدخُلُ الجَنَّۃَ لَحم" نَبَتَ مِن سُحتٍ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۷۲۳)	جلد۵	صفحہ۹
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط مسلم		
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (۲۰۸۱۹)	جلد۱۱	صفحہ۳۴۵
المستدرک	رقم الحدیث (۲۰۸۴)	جلد۴	صفحہ۲۰۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۴۳۷۸)	جلد۱۱	صفحہ۴۴۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۵۲۲۱)	جلد۱۲	صفحہ۱۱۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے کعب بن عجرۃ!

میں تجھے سفہاء کی حکومت کے شر سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ ہاں عنقریب سفیہ حکمران ہوں گے جس شخص نے ان سے راہ ورسم رکھا ان کے ظلم وعدوان پر ان کی اعانت کی اور ان کے جھوٹ کو سچ کہا تو وہ مجھ سے نہیں اور نہ میرا اس سے کوئی تعلق ہے اور وہ قیامت کے دن حوض کوثر پر میری بارگاہ میں حاضر نہیں ہو سکے گا اور جس شخص نے نہ ان ظالم وسفیہ حکمرانوں سے راہ ورسم رکھا اور نہ ان کے ظلم پر ان کی مدد واعانت اور نہ ان کے جھوٹ کو سچ کہا وہ خوش قسمت مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور حوض کوثر پر میری خدمت میں حاضر ہوگا۔

مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۹۲۶۳)	جلد۵	صفحہ۴۴۵
قال المحقق:	رواهما رجال الصحیح		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۱۹۹۹)	جلد۳	صفحہ۴۷۶
قال المحقق:	اسنادہ قوی		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۱۲۶۸)	جلد۱	صفحہ۶۶۲
قال المنذری:	رواہ ابویعلی باسنادہ صحیح		
وقال المحقق:	صحیح		
شرح مشکل الاثار	رقم الحدیث (۱۳۴۵)	جلد۳	صفحہ۳۷۵
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		

اے کعب بن عُجرہ!

صلاۃ قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو یوں مٹاتا ہے جیسے پانی آگ بجھا دیتا ہے۔دو طرح کے لوگ صبح اپنے نفسوں کا سودا کرتے ہیں۔ایک اطاعت الٰہی کرکے اپنے آپ کو جہنم سے آزاد کرالیتا ہے دوسرا اللہ کی نافرمانی کرکے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

اے کعب بن عُجرہ!

جو گوشت حرام سے پرورش شدہ ہے وہ جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔

-☆-

اس حدیث پاک میں صلاۃ کو قرب الٰہی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔اس فرزند آدم کے بخت قابل رشک ہیں جو ہر روز قرب الٰہی کی منزلیں طے کرتا جاتا ہے۔ادھر وہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں اللہ اکبر کہتا ہے اور ادھر اللہ کی شان رحیمی اسے قرب کی مزید منزلوں سے سرفراز کرتی جاتی ہے اور جو صلاۃ کی لذت سے مالا مال ہے وہ یقیناً قرب الٰہی کی چاشنی سے بہرور ہے۔

تُؤتِی الزَّکَاۃَ:

زکاۃ بنائے اسلام ہے۔اسلام کی حسین جمیل عمارت جن ستونوں پر استادہ ہے ان میں ایک زکاۃ ہے زکاۃ ادا کرنے والا اپنے دین وایمان کا محافظ ہوا کرتا ہے اور زکاۃ کا انکار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ : بُنِیَ الاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسَۃٍ عَلٰی اَنْ یُوَحَّدَ اللّٰہُ وَاِقَامِ الصَّلَاۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکَاۃِ

وَصِيَامِ رَمُضَانَ وَالْحَجِّ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۸)	جلد۱	صفحہ۲۸
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۵۸)	جلد۱	صفحہ۳۷۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط الشیخین		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۱۸)	جلد۴	صفحہ۲۷۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۰۹)	جلد۳	صفحہ۳۷
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۷۸۱)	جلد۳	صفحہ۲۴۸
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۶)	جلد۱	صفحہ۴۷
سنن النسائی		جلد۸	صفحہ۱۰۸
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۱۶)	جلد۳	صفحہ۳۴۴
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۶۷۵)	جلد۱	صفحہ۵۲۶
شرح سنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۶)	جلد۱	صفحہ۱۷
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح متفق علیٰ صحتہ		
مسند الحمیدی	رقم الحدیث (۷۰۳)	جلد۲	صفحہ۳۰۸
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۳۲۰۳)	جلد۱۲	صفحہ۲۳۸
شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۲۰)	جلد۱	صفحہ۵۴
شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۳۵۶۷)	جلد۳	صفحہ۲۸۸
شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۳۹۷۲)	جلد۳	صفحہ۴۲۸

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر

اللہ کی واحدنیت، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا، صلاۃ قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا ہے۔

زکاۃ کی اہمیت کو واضح کرنے کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی قابل

حلیۃ الاولیاء		جلد۳	صفحہ۶۲
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۶۸۲)	جلد۵	صفحہ۳۳۰
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۷۰۴۷)	جلد۵	صفحہ۴۲۰
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۷۴۲۹)	جلد۶	صفحہ۴۱
الکامل (لابن عدی)		جلد۳	صفحہ۱۷
الکامل (لابن عدی)		جلد۵	صفحہ۱۵۹
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۳۰۸)	جلد۱	صفحہ۱۵۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۷۹۸)	جلد۴	صفحہ۴۰۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ منقطع		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۰۱۵)	جلد۱	صفحہ۳۴۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۳۰۱)	جلد۱	صفحہ۴۹۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

غور ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَدَّیْتَ زَکَاةَ مَالِکَ فَقَدْ قَضَیْتَ مَا عَلَیْکَ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تو اپنے مال کی زکاۃ ادا کردے تو تو نے جو تجھ پر لازم تھا اس کو پورا کر دیا۔

زکاۃ اپنے مال سے سال کے بعد ۴۰واں حصہ نکالنا ہے سال کے بعد یہ معمولی چیز ہے لیکن اس کیلئے جس کیلئے اللہ تعالیٰ آسان کردے اللہ تعالیٰ کی توفیق واعانت کے بغیر زکاۃ بھی مشکل نکلتی ہے ہاں جو مرد مومن خوشدلی سے زکاۃ ادا کرتا ہے گویا اس پر جو حقوق مالیہ تھے وہ ان کی ادائیگی سے فارغ ہو چکا ہے۔ اللہ رب العزت ہر مسلم کو دین حق کی تفہیم کی توفیق عطا فرمائے۔

السنن الکبریٰ للبیہقی رقم الحدیث (۷۲۴۰) جلد۴ صفحہ۱۴۱

المستدرک للحاکم رقم الحدیث (۱۴۴۰) جلد۲ صفحہ۵۵۴

وقال الذھبی: صحیح

الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۲۵۷۳) جلد۲ صفحہ۵۳۷

قال المحقق: حسن

صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۱۷۱۹) جلد۲ صفحہ۳۱۸

قال الالبانی: حسن

التمہید جلد۲ صفحہ۲۱۲

اتحاف السادۃ المتقین جلد۴ صفحہ۱۰۵

وَتَصُوْمَ رَمُضَانَ:

اھل ایمان بڑی خوشدلی سے رمضان المبارک کے روزے رکھتے ہیں وہ پورا سال اس سعادتوں سے لبریز ماہ کا انتظار کرتے ہیں اھل ایمان کی سحری وافطاری کا اہتمام ان کی اندورنی خوشی وجذبہ ایمانی کو اجاگر کرتا ہے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی روزہ کی اہمیت کو کیسے بیان کرتا ہے ملاحظہ ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ -صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ- قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فَرَضَ صِیَامَ رَمَضَانَ عَلَیْکُمْ وَسَنَنْتُ لَکُمْ قِیَامَهٗ فَمَنْ صَامَهٗ وَقَامَهٗ اِحْتِسَاباً خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض ہے اور میں نے تم پر اس کی راتوں کا قیام سنت قرار دیا پس جس نے رمضان المبارک میں دن کو روزہ رکھا اور رات کو قیام کیا حصول ثواب کیلئے تو وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک وصاف ہوگا جس دن وہ اپنی ماں سے پیٹ سے باہر آیا تھا۔

المسند الامام احمد — رقم الحديث (۱٦٦۰) — جلد۲ — صفحہ۳۰٦
قال احمد محمد شاکر: — اسنادہ صحیح
سنن النسائی — رقم الحديث (۲٦۰٦) — جلد۴ — صفحہ۱٦۲

سبحان اللہ! حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس امت پر کس درجہ مہربانی ہے یہ آپ ہی کی نظر کرم کا فیض ہے کہ بندہ رمضان کے روزے رکھے اور اسکی راتوں کو قیام کرے تو وہ گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ انسان خود سوچے وہ روزانہ کتنے گناہ کرتا ہے اس سے کس قدر معصیتیں سرزد ہوتی ہیں اور وہ نافرمانیوں پر نافرمانیاں کیے جاتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اس درجہ شفقت فرمائی کہ اگر وہ رمضان کے روزے رکھ لے اور حصول ثواب کیلئے اس کی راتوں کو صلاۃ التراویح ادا کرے تو وہ گناہوں سے اپنی پیدائش کے دن کی طرح پاک وصاف ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ –رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ– قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ –صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ– قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ اِلا الصِّیَامَ فَاِنَّهُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ وَالصِّیَامُ جُنَّة'' وَاِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلا یَرْفُثْ وَلا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهُ اَحَد'' اَوْ قَاتَلَهُ فَلْیَقُلْ اِنِّی امْرُء'' وصَائِم'' وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُهُمَا اِذَااَفْطَر فَرِحَ بِفِطْرِهٖ وَاِذَالَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۹۰۴)	جلد۲	صفحہ۵۶۶
السنن الکبری (للبیہقی)	رقم الحدیث (۸۳۱۰)	جلد۴	صفحہ۴۴۸
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۱۳۴)	جلد۷	صفحہ۲۰۱
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۳۸۲۳)	جلد۴	صفحہ۲۹۶
قال محمود محمد محمود:	متفق علیہ		

سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۳۸۲۳)	جلد۵	صفحہ۳۵۰
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۰۹۶)	جلد۳	صفحہ۲۵۰
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۱۰۳۸)	جلد۲	صفحہ۳۰۵
قال محمود محمد محمود:	متفق علیہ		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۱۶۳۶)	جلد۳	صفحہ۱۴۳
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
المسند الجامع	رقم الحدیث (۱۴۴۰۲)	جلد۱۷	صفحہ۱۲۹
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۵۹۶)	جلد۷	صفحہ۳۵۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۶۷۹)	جلد۷	صفحہ۴۱۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۸۹۶)	جلد۳	صفحہ۱۹۶
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۱۸۹۷)	جلد۳	صفحہ۱۹۷
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبریٰ (للبیہقی) / رقم الحدیث (۸۵۰۷)		جلد۴	صفحہ۵۰۱
قال البیہقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۴۲۴)	جلد۸	صفحہ۲۱۱
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علیٰ شرطھما		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۱۵۱)	جلد۲	صفحہ۵۰۷

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایااللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

فرزندآدم کاہرعمل اس کیلئے ہے سوائے روزے کے یہ روزہ میرے لیے ہے اوراسکی جزاء میں دونگا۔روزہ ڈھال ہے جب تم میں سے کسی کے روزے کادن ہوتووہ بے ہودہ بات نہ کرے اور نہ کسی کودرشت طریقے سے پیش آئے اگراسے کوئی گالی دے یااس سے لڑناچاہے تو اسے چاہے کہ وہ کہہ دے میں روزہ دارہوں۔

قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بواللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔روزاہ دارکیلئے دوخوشیاں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے ایک جب وہ روزہ افطارکرتا ہے تو روزہ کی افطاری سے خوش ہوتا ہے اوردوسرا جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گاتواپنے روزہ کی وجہ سے اس ملاقات سے خوش ہوگا۔

سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۲۱۲)	جلد۴	صفحہ۱۶۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۲۱۲)	جلد۲	صفحہ۱۲۰
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۲۱۵)	جلد۴	صفحہ۱۶۸
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۲۱۵)	جلد۲	صفحہ۱۲۰
قال الالبانی:	صحیح الاسناد		

سبحان اللہ! ایک روزہ دار کیلئے کتنی بڑی بڑی نویدیں ہیں اللہ الکریم اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اس امت کو جس انداز سے نوازتا ہے اگر یہ امت ساری زندگی اس کے شکرانے میں سربسجود ہو کر گزار دے تو حق شکرادا نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا روزہ میرے لیئے ہے اور اسکی جزا میں دوں گا کتنا پر کیف ارشاد ہے جو روزہ رکھتا ہے اس ارشاد کو سن کر اس کی اندرونی کیفیت کا عالم کیا ہوگا جس سے اس کا خالق و مالک راضی ہو جائے اور پھر یوں راضی ہو کہ فرمائے اس کے اس عمل کی جزاء میں دونگا اب اس روزہ دار کو کس چیز کی ضرورت رہ جاتی ہے۔ ویسے ہر عمل کی جزا اللہ ہی عطا فرماتا ہے لیکن روزہ کے بارے میں یہ فرمانا کہ اس کی جزا میں دونگا بہت بڑی نوید ہے یعنی روزہ دار پر جب روزہ کی وجہ سے کرم ہوگا تو درمیان میں کوئی فرشتہ واسطہ نہیں ہوگا دینے والا اللہ ہوگا اور اپنے دست کرم سے دیگا۔

روزہ ڈھال ہے۔ ڈھال سے انسان دشمن کے وار سے بچ جاتا ہے جنگ کے دوران ڈھال انسان کو بچاتی ہے تو اللہ الواحد روزہ کو اھل ایمان کی ڈھال قرار دیا کہ تمہارے دشمن بے شمار ہیں دیکھے بھی اور ان دیکھے بھی ان سب سے بچاؤ کیلئے ان کے حملوں اور ان کے مکر وفریب سے بچنے کیلئے روزہ ڈھال ہے روزہ کی موجودگی میں ان کا کوئی وار کارگر ثابت نہ ہوگا بلکہ یہ اپنا سا منہ لیکر ناکام و نامراد واپس پلٹیں گے۔

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے یہ اھل ایمان پر روزانہ مختلف انوع حملے کیا کرتا ہے اس کے حملے بڑے اچانک اور اتنے گہرے ہوا کرتے ہیں کہ اگر اسکا حملہ ہو جائے تو بندہ کیلئے سنبھلنا مشکل ہوتا ہے لیکن اللہ الکریم نے روزہ دار پر کرم کیا کہ روزہ کو اس کی ڈھال بنادیا جس کے

ہوتے ہوئے اس ازلی دشمن کے حملے ناکام جاتے ہیں وہ پورا زور لگا کر بھی آئے لیکن اخلاص وللّٰہیت سے روزہ رکھنے والے پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ یہ دنیا کی ڈھال یہ انسان کی بنائی ہوئی ڈھال یہ بندے کا بنا ہوا مدافعتی نظام خراب ہوسکتا ہے ناکارہ ہوسکتا ہے لیکن اللہ القادر کا دفاعی نظام اس کی عطا کردہ ڈھال کو کوئی نہیں توڑ سکتا روزہ کو پروردگار عالم جل جلالہٗ نے ڈھال بنایا ہے آیئے روزے رکھ کر اپنے آپ کو حفاظتی قلعہ میں لے آئیں اور جو اللہ کی حفاظت میں آ جاتا ہے پھر وہ محفوظ ہی رہا کرتا ہے۔

قیامت کے دن جب پل صراط سے گزر ہوگا آتش جہنم خوب جوش میں ہوگی اس وقت اللہ الکریم کا کرم ہی بچائے تو بچا جاسکتا ہے ورنہ اس جہنم سے کون بچنے والا ہے۔ روزہ دار کو یہ نوید ہے کہ تیرے پاس ڈھال ہے اور جب تو پل صراط سے گزرے گا جہنم ہزار جوش میں آئے تیرے پاس اللہ کا حفاظتی نظام ہے تجھے جہنم کچھ نہیں کہہ سکتی بلکہ تو جہنم سے خیر و عافیت سے گزر جائے گا۔

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قول اور آپ کا ہر فرمان سچا ہے بلکہ صداقت در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیرات لیتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں سادا انداز میں روزہ دار کے شرف کو ذکر نہیں کیا بلکہ قسم سے ذکر کیا ہے پھر قسم کا انداز بھی جداگانہ ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میں محمد کی جان ہے اس سے بڑھ کر اس کی اور کیا اہمیت ہوسکتی ہے اس قسم کے بعد جو بات بیان کی اس پر فدا ہونے کو جی چاہتا ہے بلکہ اگر زمین و آسمان اس

پر قربان کردیے جائیں تو حق ادا نہیں ہوتا۔

لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ.

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

بو سے انسان کو نفرت ہے کسی کے منہ سے بو نکلے اور دوسرا اس کو محسوس کرے تو اسے ناگواری ہوتی ہے لیکن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی پر اللہ الکریم کا کتنا کرم ہے اور اللہ کو اس سے کتنا پیار ہے کہ اس کے منہ سے روزہ کی حالت میں نکلنے والی بو اللہ الطیب کو کستوری کی خوشبو سے زیادہ محبوب ہے۔

لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ:

روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں۔ایک خوشی روزہ افطار کرتے وقت۔اھل ایمان جانتے ہیں کہ روزہ دار پورا دن افطاری کے وقت کا انتظار کرتا ہے وہ لحہ لحہ گنا کرتا ہے تلخ دنوں میں تو افطاری کا انتظار بڑی شدت سے ہوتا ہے پھر افطاری کے وقت حسب استطاعت اہتمام اھل ایمان کی اندرونی خوشی کا اظہار کرتا ہے یہ خوشی یہ مسرت ایمان کی نشانی ہے اس خوشی سے ہر اھل ایمان واقف ہے۔

دوسری خوشی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت۔جب تک بندہ مومن اس دنیا میں ہے اللہ تعالیٰ سے ملاقات نہیں ہے جب وہ اس دنیا سے کوچ کر جائے گا پھر اس کی ملاقات وحدہٗ لاشریک سے ہوگی جیسے روزہ دار افطاری کا انتظار کرتا ہے اسی طرح وہ دنیا سے رخصتی کے دن کا بھی انتظار کرتا ہے اسے اس دن جو مسرت وشادمانی نصیب ہوگی اس کو اس ناپائیدار دنیا کے ناپائیدار الفاظ میں کیسے بیان کیا جاسکتا ہے۔حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ.

جواللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے۔ یہ محبت طرفین سے ہے اے روزہ رکھنے والے سعید و فیروز بخت! اپنے مقدر پر ناز کر کہ اگر تجھے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی چاہت ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ سے بھی ملاقات کا مشتاق ہے۔ اس ملاقات پر جو خوشی ہوگی اسکا اندازہ وہی کر سکتے ہیں جو ملاقات سے بہرور ہو چکے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ شَرِّفْنَا بِهٰذِهِ السَّعَادَةِ الْعُظْمٰى اللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَالِقَائَکَ وارحمنا وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ.

تَحُجَّ الْبَيْتَ:

بیت اللہ کا حج کرنا اسلام کا پانچواں رکن ہے یہ جامع عبادت ہے اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو حج بیت اللہ نصیب فرمائے۔ حج بیت اللہ کی فضیلت وشرف کو سمجھنے کیلئے درج ذیل فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش نظر رہے۔

عَنْ مَاعِزِ التَّمِيْمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ سُئِلَ اَيُّ الاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: اِيْمَان" بِاللّٰهِ وَحْدَهُ ثُمَّ حَجَّة" مَبْرُوْرَة" تَفْضُلُ سَائِرَ الاَعْمَالِ كَمَا بَيْنَ مَطْلَعِ الشَّمْسِ اِلٰى مَغْرِبِهَا.(1)

حضرت ماعز تمیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کونسا عمل افضل ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ وحدہ لاشریک

(۱) مسند الامام احمد ۲/ ۳۴۲- المتجر الرابع صفحہ ۲۱۸ اسنادہ جید

پر ایمان لانا پھر مقبول حج یہ حج باقی اعمال پر اتنی فضیلت رکھتا ہے جتنی مطلع الشمس (مشرق) کو اس کے مغرب پر ہے۔

حج بیت اللہ میں جو کہ تمام اعمال کا جامع ہے اس میں مال خرچ کرنا ہے حالت سفر ہے پھر ان سلے کپڑے (مردوں کا لباس) پہن کر زبان حال سے عرض کی جاتی ہے جسے مردہ کی کوئی خواہش نہیں ایسے ہی میری بھی کوئی خواہش نہیں اے اللہ! آج کے بعد اپنی رضا پر چلنے کی سعادت بخش دے مجھ سے اپنے نفس کی اتباع کرنے کی قوت چھین لے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نصیحتیں فرمائیں ان میں یہ پانچ فرائض تھے ان کے بعد مزید ارشاد فرمایا:

اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی اَبْوَابِ الْخَیْرِ:

کیا میں تمہیں خیر کے دروازوں کی خبر نہ دوں؟ دروازے چیزوں کو داخل وخارج کیا جاتا ہے جس کے پاس دروزاہ آجائے وہ سہولت اندر جاسکتا ہے اور اندر کے انعامات سے شادکام ہوسکتا ہے۔ جس خوش نصیب کو خیر و بھلائی کے دروزوں کی خبر ہو جائے وہ جب چاہے خیر و برکت سے اپنا دامن بھر سکتا ہے۔

اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ:

روزہ ڈھال ہے۔ یہ وہ مضبوط ڈھال ہے جسے شیطان قوتیں توڑ نہیں سکتیں جس کے پاس روزہ کی ڈھال ہے یعنی جو روزے رکھنے کا عادی ہے اس پر اللہ کا لطف وکرم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر رحمت ہے جس کے سبب وہ روزے رکھتا ہے ایسا خوش نصیب

اس رزم گاہ حیاۃ میں اپنی نعمت ایمان سلامت لے جاتا ہے اور شیطان کے دست برد کے محفوظ رہ کر تیاری آخرت میں وقت گزارتا ہے۔

اَلصَّدَقَةُ تُطْفِیءُ الْخَطِیْئَةَ:

صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ گناہ کرنے سے اللہ الواحد ناراض ہوتا ہے جس سے اس گناہ کرنے والے کے حصہ کی آگ بھڑکائی جاتی ہے گناہ جیسے جیسے بڑھتے جائیں گے اس کے حصہ کی آگ میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ صدقہ کرنے سے اللہ الکریم راضی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا غضب کو ٹھنڈا کرتی ہے اللہ کی خوشنودی نار جہنم کو بجھا دیتی ہے جیسے آگ کے الاؤ پر پانی ڈال دیا جائے تو آگ بجھ جاتی ہے بشرطیکہ پانی آگ سے زائد مقدار میں ہو اسی طرح صدقہ گناہ سے زائد مقدار میں ہو تو وہ آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اخلاص وللّٰہیت سے کیا گیا کوئی بھی عمل رائگاں نہیں جاتا اس عمل کی بدولت اللہ الکریم اس کے حصہ کی آگ کو سرد کر دیتا ہے۔ جب آگ بالکل سرد ہو جائے تو پھر اس کے لیے تعمیر جنت شروع ہو جاتی ہے جیسے جیسے نیکیاں کرتا جائے گا جنت کی تعمیر بڑھتی جائے گی۔

صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ :

نرم و گرم بستر چھوڑ کر اللہ القدیر کی بارگاہ میں صلاۃ التہجد کیلئے اٹھنا بہت بڑی سعادت ہے یہ سعادت توفیق الٰہی کے بغیر ناممکن ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہوتا ہے وہ رات کو اٹھ اٹھ کر اس کی بارگاہ میں سجدے کیا کرتا ہے اسے کبھی قیام میں لطف آتا ہے تو کبھی رکوع میں کبھی سجدہ سے پر بہار ہوتا ہے تو کبھی استغفار سے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّداً وَقِيَاماً.

وہ بڑے خوش نصیب ہیں جو رات اپنے رب کی بارگاہ میں سجدے کرتے اور قیام کرتے گزارتے ہیں انہیں رات کی گھڑیوں میں سجدوں کا یوں کیف آتا ہے کہ دنیا کی ساری نعمتیں اس کیف کے سامنے ہیچ ہوتی ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ – صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ – قَالَ: يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ اِلٰی سَمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰی ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرِ فَيَقُوْلُ: مَنْ يَدْعُوْنِیْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهٗ؟ وَمَنْ يَسْأَلُنِیْ فَاُعْطِيَهٗ وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَهٗ.

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۰۹)	جلد۵	صفحہ۲۹۹
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
السنن الکبری للبیہقی	رقم الحدیث (۴۶۵۲)	جلد۳	صفحہ۳
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۳۶۶)	جلد۲	صفحہ۱۶۱
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۱۴۷۸)	جلد۱	صفحہ۴۱۲
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۹۲۰)	جلد۳	صفحہ۱۹۹
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علیٰ شرط الشیخین		
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۹۰)	جلد۱۰	صفحہ۱۶۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۰۴۱)	جلد۲۵	صفحہ۱۸۸ (کتاب التوحید)
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۰۹۷)	جلد۵	صفحہ۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۵۱۲۹)	جلد۱۱	صفحہ۲۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۴۶۳)	جلد۱۰	صفحہ۹۸
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۳۱۵)	جلد۱	صفحہ۴۲۰

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرۃ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ والہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: ہمارا رب تعالیٰ ہر رات جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہتا ہے آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے یعنی اس کی رحمت خاصہ نزول فرماتی ہے تو ارشاد فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے میں اس کی دعا کو قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اسے عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت کا سوالی ہو میں اس کی مغفرت فرمادوں؟

-☆-

اس حدیث پاک میں رات کے آخری تیسرے حصہ کا ذکر ہے۔ رات کا نصف برکات الٰہیہ سے معمور ہے لیکن رات کے آخری تیسرے حصہ میں اللہ کی عنایات کا جوبن نرالا ہوا کرتا ہے اور اس گھڑی بارگاہ ذوالجلال میں دست سوال دراز کرنے والا محروم نہیں رہا کرتا۔

صحیح سنن ابی داوٗد	رقم الحدیث (۱۳۱۵)	جلد۱	صفحہ۳۶۰
قال الالبانی:	صحیح		
الموطا لامام مالک		جلد۱	صفحہ۱۸۷
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۱۳۲)	جلد۱	صفحہ۴۰۷
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۷۵۸)	جلد۲	صفحہ۱۸۸

یہ وہ مبارک لمحات ہیں جن میں اللہ والے سر بندگی جھکا کر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کا کیف لیا کرتے ہیں۔ استغفار سے اپنی زبانیں معطر کیا کرتے ہیں، دستِ سوال دراز کر کے اپنی ارواح کو مزید قرب الٰہی کی دولت سے سرفراز کرتے ہیں۔ باری تعالیٰ کی بارگاہ میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کر کے اس کی رضا حاصل کرتے ہیں۔ یہ وہ مبارک لمحات ہیں جو خالق و مالک کو بڑے پیارے ہیں ان لمحات کی قدر کرنے والا اللہ کی عنایات سے محروم نہیں رہا کرتا۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی۔ رضی اللہ عنہ۔ کے وصال کے بعد کسی سے ملے تو اس نے سوال کیا حضور! قبر کے احوال سنائیے اور سنائیے کیسی بیتی؟

آپ نے ارشاد فرمایا ہم جو دنیا میں بڑے بڑے القابات سے مشہور تھے ان القابات نے کوئی فائدہ نہ دیا ہاں سحری کے وقت جو چند رکعات پڑھتا تھا ان کے ذریعے سرمدی انعامات سے نوازا گیا۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب یہ بیان فرمایا تو قرآن کریم یہ آیت تلاوت فرمائی: تَتَجَافٰی جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفاً وَطَمَعاً وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ فَلا تَعْلَمُ نَفْس " مَاُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. (1)

ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں وہ اپنے رب کو (اسکے عذاب کے) خوف سے اور (اسکے انعامات کی) امید سے پکارتے رہتے ہیں اور ہم نے جو کچھ انہیں دیا ہے اس سے وہ اس کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ جو نعمتیں ان کیلئے چھپا کر رکھی گئی ہیں جس سے آنکھیں ٹھنڈی ہونگی یہ جزا وصلہ ہے ان اعمال کا جو وہ کیا کرتے تھے۔

---

(۱) السجدہ ۳۲/۱۶-۱۷

عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ جُرْثُوْمِ بْنِ نَاشِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَیِّعُوْهَا وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَحَرَّمَ اَشْیَاءَ فَلَا تَنْتَهِکُوْهَا وَسَکَتَ عَنْ اَشْیَاءَ رَحْمَةً لَّکُمْ غَیْرَ نِسْیَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا. حَدِیْثٌ "حَسَنٌ" رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَغَیْرُهٗ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوثعلبہ خشنی جرثوم بن ناشر رضی اللہ عنہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے (اولاد آدم پر) کچھ فرائض فرض کیے ہیں پس تم انہیں ضائع مت کرو اور اس نے کچھ حدود مقرر کی ہیں پس ان سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں کو (تم پر) حرام قرار دیا ہے پس تم ان کی حرمت کو نہ توڑو۔

مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۷۹۲)	جلد۱	صفحہ۴۱۷
قال الھیثمی:	رجالہ رجال الصحیح		
سنن الدارقطنی	رقم الحدیث (۴۳۵۰)	جلد۴	صفحہ۱۰۹
قال مجدی بن منصور:	اسنادہ حسن		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۵۸۹)	جلد۲۲	صفحہ۲۲۱
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۹۷۲۵)	جلد۱۰	صفحہ۲۱

اور کچھ چیزوں کے بارے میں سکوت فرمایا ہے تم پر رحمت کرتے ہوئے نہ کہ بھول کر تم ان کومت کریدو۔

-☆-

عَنْ اَبِیْ الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ" اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهُ اَحَبَّنِیَ اللّٰهُ وَاَحَبَّنِیَ النَّاسُ فَقَالَ ازْهَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبَّکَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِیْمَا عِنْدَ النَّاسِ یُحِبَّکَ النَّاسُ حَدِیْثٌ" حَسَنٌ" رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَغَیْرُهٗ بِاَسَانِیْدَ حَسَنَةٍ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوالعباس سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی

المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۵۹۷۲)	جلد۶	صفحہ۱۹۳
حلیۃ الاولیاء		جلد۷	صفحہ۱۳۶
حلیۃ الاوالیاء		جلد۳	صفحہ۲۵۳-۲۵۲
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۹۴۴)		جلد۲	صفحہ۶۲۴
قال الالبانی:	صحیح الاسناد		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۳۲۶)	جلد۳	صفحہ۳۴۴
قال الالبانی:	صحیح		
شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۱۰۵۲۳)	جلد۷	صفحہ۳۴۴
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۷۹۴۳)	جلد۵	صفحہ۴۴۵
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ		

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! میری راہنمائی ایسے عمل کی طرف کیجئے کہ جب میں اس پر عمل کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرے اور لوگ (بھی) مجھ سے محبت کریں۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو دنیا میں زھد اختیار کر (یعنی دنیا میں بے رغبت ہو جا) اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرے گا۔

اور بے رغبت ہو جا اس (مال و مرتبہ) میں جو لوگوں کے پاس ہے تو لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔

-☆-

حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار اقدس میں مختلف قسم کے لوگ آتے اور اپنے اپنے ذوق کے مطابق مسائل پوچھتے زیرنظر حدیث پاک میں ایک آدمی آیا اس کی یہ خواہش تھی کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ بھی محبت کرے اور مخلوق خدا بھی محبت کرے اس چیز کے حصول کیلئے وہ بارگاہ خیر الوریٰ میں عرض کناں ہوا۔

حضور سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ عِنْدَ النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ.

المستدرک للحاکم رقم الحدیث (۷۸۷۳) جلد ۸ صفحہ ۲۸۰۶

قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ

وقال الذھبی: خالد بن عمرو القرشی وضاع

فیض القدیر رقم الحدیث (۹۶۰) جلد ۱ صفحہ ۴۸۱

ترجمۃ الحدیث:

دنیا میں زھد اختیار کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے زھد اختیار کرو تو لوگ تم سے محبت کریں گے۔

-☆-

زَهَدَ فِيهِ وَعَنهُ - زُهداً: اَعرَضَ عَنهُ وَتَرَكَهُ لاحتِقَارِهِ - زَهَدَ فِي الدُّنيَا تَرَكَ حَلالَهَا مَخَافَةَ حِسَابِهِ تَرَكَ حَرَامَهَا فَخَافَةُ عذابهُ. - تقدیم علی الزھد لا بن الوکیع ۔[1]

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۹۴۴)		جلد۲	صفحہ ۶۶۱
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۸	صفحہ ۳۰۹
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۹	صفحہ ۳۲۶
التمہید (عبدالبر)		جلد۹	صفحہ ۲۰۱
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۱۸۷)	جلد۳	صفحہ ۱۴۳۳
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۴۰۲۹)	جلد۳	صفحہ ۴۲۴
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۵۹۷۲)	جلد۶	صفحہ ۱۹۳
مسند الشہاب	رقم الحدیث (۶۴۳)	جلد۱	صفحہ ۳۷۳
جامع العلوم والحکم		جلد۲	صفحہ ۱۷۴

(۱) صفحہ ۱۲۳ جلد ۱

زَهَدَفِيْهِ وَعَنْهُ زُهْداً کا معنی ہے کسی چیز سے اعراض کرنا اور اسکو حقیر سمجھ کر اس کو ترک کرنا زھد فی الدنیا اسکے لیئے بولا جاتا ہے جو دنیا کے حلال کو ترک کرے اس کے حساب سے ڈرتے ہوئے اور اسکے حرام کو ترک کردے اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے۔

جو کچھ دنیا میں اس سے بے رغبتی اختیار کرو اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت فرمائے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبتی اختیار کرو لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔

متاع دنیا دنیا کا ساز و سامان اس قابل نہیں کہ ایک بندہ مومن اس سے رغبت کرے بندہ مومن باقی کا طلبگار رہا کرتا ہے متاع دنیا تو فانی ہے وہ فانی پر فریفتہ نہیں ہوتا اور نہ اس کے حصول میں اپنی قیمتی عمر ضائع کرتا ہے۔

اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَة" وَمَلْعُوْن" مَافِيْهَا اِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ اَوْعَالِماً اَوْ مُتَعَلِّماً.

سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۴۱۱۲)	جلد۴	صفحہ۴۶۹
قال المحقق:	حسن		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۴۱۱۲)	جلد۵	صفحہ۵۵۸
قال المحقق:	اسنادہ حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۱۸۷)	جلد۳	صفحہ۵۴۸
قال الالبانی:	حسن		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۲۹)	جلد۴	صفحہ۱۴۴
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۲۲)	جلد۲	صفحہ۵۳۳
قال الالبانی:	حسن		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۵۷۲)	جلد۱۰	صفحہ۱۳۷

ترجمة الحديث:

دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وماوالاہ یاعالم اوو متعلم۔

اس سے بڑھ کر دنیا کی مذمت کیا ہوگی کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا کو ملعون قرار دے رہے ہیں جس چیز پر لعنت برس رہی ہو ایک مومن صادق الایمان اس کا خواہشمند اور اس کے محبت کرنے والا کیسے ہو سکتا ہے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذمت دنیا کو یوں بھی واضح فرمایا:

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ-رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ-عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ-قَالَ:مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ فَرَّقَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اَمْرَهُ وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَلَمْ يَاْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ وَمَنْ كَانَتِ الآخِرَةُ نِيَّتَهُ جَمَعَ اللّٰهُ لَهُ اَمْرَهُ وَجَعَلَ غِنَاهُ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ".

سنن ابن ماجہ (۱) رقم الحدیث (۴۱۰۵) جلد۵ صفحہ۴۶۵
قال المحقق: الحدیث صحیح، اسنادہ صحیح رجالہ ثقات
سنن ابن ماجہ (۲) رقم الحدیث (۴۱۰۵) جلد۵ صفحہ۵۵۴
قال المحقق: اسنادہ صحیح
صحیح سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۴۱۸۰) جلد۳ صفحہ۳۴۶
قال الالبانی: صحیح
سلسلة الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۹۵۰) جلد۲ صفحہ۶۷۱
قال الالبانی: وھذا اسناد صحیح رجالہ ثقات کما قال فی (الزوائد)

ترجمة الحديث:

حضرت زید بن ثابت -رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

تمام امور میں جس کی نیت حصول دنیا ہوگی اللہ اس کے اموراس پر منتشر کردے گا اور اسکے فقر کو اس کی آنکھوں کے سامنے کردے گا اور اسے اتنی ہی دنیا ملے گی جو اس کیلئے لکھ دی گئی ہے اور

جس (خوش نصیب) کے تمام امور میں آخرت نیت ہوگی اللہ اسکے تمام اموراس پر جمع کردے گا اور اسکی غنا کو اسکی آنکھوں کے سامنے کردے گا اور دنیا اسکے پاس آئے گی اس حال میں کہ وہ اس کی مطیع وفرمانبردار ہوگی۔

-☆-

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۷۳)	جلد۴	صفحہ۲۱۱
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۶۵)	جلد۲	صفحہ۵۹۳
قال الالبانی:	صحیح		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۴۸۹۱)	جلد۵	صفحہ۱۴۳
موارد الظمآن للبیھقی	رقم الحدیث (۷۲)		صفحہ۴۷
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۳۶۹۵)	جلد۳	صفحہ۲۰۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۸۰)	جلد۲	صفحہ۴۵۴
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		

ایک مومن صادق الایمان کو فکر ہے تو فکر آخرت ہے وہ دنیا نہیں سنوارتا بلکہ اس دنیا ~~میں رہ کر وہ آخرت سنوارتا ہے~~ وہ متاع دنیا کی طرف توجہ نہیں کرتا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ دنیا کے ساز و سامان سے بے رغبتی اللہ تعالیٰ کی محبت کو جیت لیتی ہے اور خالق و مالک ایسے آدمی سے محبت کرتا ہے جو دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے محبت نہیں کرتا وہ دنیا کو جمع نہیں کرتا بلکہ وہ اسے بے دریغ راہ حق میں لٹا دیتا ہے۔

صحیح مسلم کے یہ الفاظ ہر مومن کے دل میں اترے ہوئے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۹۵۶)	جلد ۵	صفحہ ۴۷۱
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۴۱۱۳)	جلد ۴	صفحہ ۴۷۰
قال المحقق:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۴۱۱۳)	جلد ۵	صفحہ ۵۵۹
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۱۸۸)	جلد ۳	صفحہ ۳۴۷
قال الالبانی:	صحیح		
جامع العلوم والحکم		جلد ۲	صفحہ ۱۹۰
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۲۷۲)	جلد ۸	صفحہ ۲۶۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۰۳۲)	جلد ۹	صفحہ ۹۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۲۳۸)	جلد ۹	صفحہ ۴۳۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔

-☆-

دنیا مومن کا سجن وقید خانہ ہے۔قید خانہ سے کوئی بھی دل نہیں لگایا کرتا جو آدمی جیل میں

سنن الترمذی رقم الحدیث (۲۳۳۱) جلد۴ صفحہ۱۴۵
قال الترمذی: ھذا حدیث حسن صحیح
صحیح سنن الترمذی رقم الحدیث (۳۵۲۴) جلد۲ صفحہ۵۳۴
قال الالبانی: صحیح
مسند ابی یعلی الموصلی رقم الحدیث (۶۴۶۵) جلد۱۱ صفحہ۳۵۱
صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۶۸۷) جلد۲ صفحہ۴۶۲
قال المحقق: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم
حلیۃ الاولیاء جلد۶ صفحہ۳۵۰
شرح السنۃ للبغوی رقم الحدیث (۴۱۰۵) جلد۱۴ صفحہ۲۹۶
ھذا حدیث صحیح اخرجہ مسلم
المستدرک للحاکم رقم الحدیث (۶۵۴۵) جلد۶ صفحہ۲۳۲۷
قال الحاکم: ھذا حدیث غریب صحیح الاسناد ولم یخرجاہ
وقال الذھبی: الوراق شرکۃ الدارقطنی
المعجم الکبیر رقم الحدیث (۶۱۸۳) جلد۶ صفحہ۲۶۹
مجمع الزوائد رقم الحدیث (۱۸۰۸۱) جلد۱۰ صفحہ۵۱۶
قال الہیثمی: رواہ الطبرانی، وفیہ

دل لگالے اور وہاں سے رہائی کے بارے نہ سوچے تو سمجھیئے اس سے عقل رخصت ہو چکی ہے۔ یہ دنیا اھل ایمان کے لیے قید خانہ ہے یہاں کی اشیاء میں اگر چمک دمک ہے تو وہ سراسر فریب ہے جو اس فریب میں مبتلا ہوگا وہ اپنا بہت بڑا نقصان کر گیا۔

اللہ تعالیٰ خود ایسے اسباب پیدا فرماتا ہے جس سے ایک مومن صادق الایمان دنیا سے بے رغبت ہو جاتا ہے وہ فانی کو باقی پر ترجیح نہیں دیتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا و محبت کو حاصل کیا کرتا ہے۔

ارشاد گرامی ملاحظہ ہو:

اِنَّ اللّٰہَ لَیَحْمِیْ عَبْدَہُ الدُّنْیَا وَھُوَ یُحِبُّہٗ کَمَا تَحْمُوْنَ مَرْضَاکُمُ الطَّعَامَ والشَّرَابَ تَخَافُوْنَ عَلَیْہِ.

شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۴۰۶۵)	جلد۱۴	صفحہ۲۶۶
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۵۱۳)	جلد۱۷	صفحہ۵۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۵۱۸)	جلد۱۷	صفحہ۵۸
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۸	صفحہ۴۳۷
المستدرک للحاکم (الفاظ مختلف) / رقم الحدیث (۷۸۵۷)		جلد۸	صفحہ۲۸۰۱
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ		
وقال الذھبی:	علی شرط البخاری ومسلم		
موارد الظمآن (الفاظ مختلف) / رقم الحدیث (۲۴۷۴)			صفحہ۶۱۲

ترجمۃ الحدیث:

بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو دنیا سے بچاتا ہے حالانکہ وہ اس سے محبت کرتا ہے جیسے تم اپنے مریض کو کھانے اور پینے سے بچاتے ہو تم اس پر ڈرتے ہو کہ کہیں مرض بڑھ نہ جائے۔

-☆-

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کو دنیا سے بچاتا ہے اور اس کیلئے ایسے اسباب پیدا فرما دیتا ہے ہے جس سے بندہ دنیا اور تمام دنیا سے بے رغبت ہو جاتا ہے اس سے بے رغبتی میں بندہ کا

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۴۴)	جلد۴	صفحہ۴
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۳۶)	جلد۲	صفحہ۳۹۵
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۲۵۰)	جلد۳	صفحہ۱۴۴۵
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۴۰۶۰)	جلد۳	صفحہ۴۳۵
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۶۴۸)	جلد۴	صفحہ۳۳
قال المحقق:	حسن		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۳۱۷۹)		جلد۳	صفحہ۲۳۸
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۶۹)	جلد۲	صفحہ۴۴۳
اسنادہ صحیح علیٰ شرط مسلم			
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۸۰۵۳)	جلد۱۰	صفحہ۵۰۸
قال الھیثمی:	رواہ الطبرانی واسنادہ حسن		

فائدہ ہے اور اس کیلئے بھلائی ہے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس خود ایسی کہ سب کچھ ہونے کے باوجود متاع دنیا سے بے رغبت رہے آپ کے پاس ظاہری مال و دولت کی ریل پیل نہیں بلکہ حالانکہ خود ارشاد فرمایا:

یَاعَائِشَۃُ لَوْشِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّھَبِ.

اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔

لیکن فوراً ہی ارشاد فرمایا:

مَالِیْ وَلِلدُّنْیَا، اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ الدُّنْیَا کَرَاکِبٍ قَالَ فِی ظِلِّ شَجَرَۃٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَھَا.

المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۷۸۵۸)	جلد ۸	صفحہ ۲۸۰۲
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط البخاری، ولم یخرجاہ		
وقال الذھبی:	علی شرط البخاری ومسلم		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۷۸۵۹)	جلد ۸	صفحہ ۲۸۰۲
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۴۳۸)		جلد ۱	صفحہ ۷۲۳
قال الالبانی:	حدیث حسن صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۳۷۰۹)	جلد ۳	صفحہ ۵۵۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۲۷۷)		صفحہ ۳۶
حلیۃ الاولیاء		جلد ۲	صفحہ ۱۰۲
حلیۃ الاولیاء		جلد ۲	صفحہ ۲۳۴

ترجمة الحدیث:

میرا دنیا سے کیا سروکار میری اور دنیا کی مثال تو ایسے ہے جیسے کسی سوار نے کسی درخت کے نیچے دو پہر کو آرام کیا پھر چلا گیا اور اس درخت کے سایہ کو چھوڑ آیا۔

-☆-

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۸۴)	جلد۴	صفحہ۱۶۷
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۷۷)	جلد۲	صفحہ۵۵۴
قال الالبانی:	صحیح		

عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِکِ بْنِ سَنَانِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ" رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهَ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَغَیْرُهُمَا مُسْنَداً وَرَوَاهُ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّا مُرْسَلاً عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَسْقَطَ اَبَا سَعِیْدٍ وَلَهٗ طُرُقٌ" یُقَوِّی بَعْضُهَا بِبَعْضٍ.

سنن الدارقطنی	رقم الحدیث (۳۰۶۰)	جلد۳	صفحہ۶۴
قال مجدی بن منصور:	اسنادہ حسن		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۲۳۹۲)	جلد۲	صفحہ۳۶۹
قال الحاکم:	حدیث صحیح الاسناد علیٰ شرط مسلم ولم یخرجاہ		
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۰۴۴۴)	جلد۱۰	صفحہ۲۲۵
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۶۵۳۷)	جلد۴	صفحہ۱۹۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۶۰۱۶)	جلد۵	صفحہ۱۱۹
جامع الاصول	رقم الحدیث (۴۹۲۹)	جلد۶	صفحہ۶۴۴
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۳۴۱)	جلد۳	صفحہ۱۱۷
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح بما قبلہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۹۱۰)	جلد۲	صفحہ۲۵۸
قال الالبانی:	صحیح بما قبلہ		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوسعید سعد بن مالک بن سنان الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہ (پہل کر کے) ضرر دینا (روا) ہے اور نہ (جواباً) ضرر دینا (جائز) ہے۔

-☆-

اسلام دین رحمت ہے اسکا دامن رحمتوں سے لبریز ہے ایسا کیوں نہ ہو جبکہ بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرانور پر رحمۃ للعالمین کا تاج سجا ہوا ہے۔ حضور سراپا رحمت وشفقت ہیں آپ کے دین میں ہر جگہ اور ہر مقام پر شفقت ورأفت نظر آتی ہے۔

زیرنظر حدیث پاک میں فرمایا اسلام میں ضرر وتکلیف کی گنجائش نہیں کوئی کسی کو تکلیف نہ پہنچائے بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ امن وسکون سے رہیں اس دین کا طرۂ امتیاز ہے کہ اس کے رنگ ونسل کے امتیاز کو مٹا دیا اور تمام ماننے والوں کو بھائی چارہ کی لڑی میں پرو دیا سب کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ یہ دین اسلام بھائیوں کا دین ہے اس میں کسی کو گزند پہنچانا تکلیف دینا روا نہیں بلکہ یہ دین اس درجہ اخوت کا دین ہے کہ اس نے تمام مسلمین کو جسد واحد قرار دیا ہے۔

مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ كَمَثَلِ جَسَدٍ اِذَا اشْتَكٰى عُضْو" اِشْتَكٰى سَائِرُ جَسَدِهٖ بِالْحُمّٰى وَالسَّهَرِ.

مسلمانوں کے آپس میں مروت ومحبت کی مثال ایسے ہے جیسے یہ ایک جسم ہو اگر جسم کے کسی حصہ میں تکلیف ہو تو باقی جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

جسم میں کہیں درد کسی جگہ تکلیف ہو سارا جسم بے آرام ہو جاتا ہے اسی طرح مسلمان کہیں بھی بستے ہوں ان کا مسکن کہیں بھی ہو اگر انہیں کوئی تکلیف آتی ہے تو سب مسلمان بے قرار و بے چین ہو جاتے ہیں یہ انکی باہمی محبت و الفت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اھل اسلام کو عطا فرمائی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعٰى رِجَالٌ'' اَمْوَالَ قَوْمٍ وَدِمَاءَ هُمْ لٰكِنَّ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنَ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ حَدِيْثٌ'' حَسَنٌ'' رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهٗ هٰكَذَا وَبَعْضُهٗ فِي الصَّحِيْحَيْنِ.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۰۸۳)	جلد۱۱	صفحہ۴۷۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۳۱۸۸)	جلد۳	صفحہ۳۷۱
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۷۱۱)	جلد۳	صفحہ۵۴۷
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۶۱۹)	جلد۳	صفحہ۳۰۵
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۶۱۹)	جلد۲	صفحہ۴۰۱
قال الالبانی:	صحیح		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۲۵۹۵)	جلد۴	صفحہ۴۶۴
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۱۲۲۳)	جلد۱۱	صفحہ۱۱۶
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۱۱۹۷)	جلد۱۰	صفحہ۴۲۶
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۶۸۰)	جلد۱۰	صفحہ۱۸۳

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو (محض) دعویٰ پر (جو وہ چاہیں) دیا جائے تو کچھ اشخاص لوگوں کے اموال اور ان کے خون کا دعویٰ کریں لیکن گواہی مدعی پر لازم ہے اور قسم اس پر جو انکار کرے۔

-☆-

عَنْ اَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَأَی مِنْکُمْ مُنْکَراً فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذَالِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَان رَوَاہُ مُسْلِم''۔

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۲۷۵)	جلد۲	صفحہ۱۱۸
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۰۶۰)	جلد۱	صفحہ۳۸۳
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۴۹)	جلد۱	صفحہ۱۰۰
سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۱۹)	جلد۸	صفحہ۱۱۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۰۲۴)	جلد۳	صفحہ۳۴۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۱۴۰)	جلد۱	صفحہ۴۲۴
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۱۴۰)	جلد۱	صفحہ۳۱۲
قال الالبانی:	صحیح		
حلیۃ الاولیاء		جلد۷	صفحہ۲۵۹-۲۵۸
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۴۵۴۸)	جلد۷	صفحہ۴۳۳
قال البیہقی:	اخرجہ مسلم فی الصحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سنا آپ فرمار ہے تھے:

تم میں سے جو بھی کوئی برائی دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے زائل کردے پس اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنی زبان سے زائل کردے اور اگر وہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو وہ اپنے دل سے زائل کردے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

-☆-

یہ امت خیر الامم ہے یہ امت نیکیوں سے محبت کرتی ہے اعمال صالحہ کیلئے کوشاں رہتی ہے اسے ہر اس کام سے رغبت ہے جس کے کرنے کا اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا ہے۔ یہ امت برائی سے نفرت کرتی ہے یہ ہر اس کام کو ناپسند کرتی ہے جو معصیت کے داغ سے داغدار ہے اور اس امر سے کراہت محسوس کرتی ہے جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۴۰۸۵)	جلد ۳	صفحہ ۳۶۸
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۳۹۷)	جلد ۳	صفحہ ۱۷۶
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۱۳۹۸)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۵۴

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

بات یہیں تک نہیں بلکہ یہ امت نیکی کی اشاعت وترویج میں کوشاں رہتی ہے اور برائی کو پھلنے پھولنے سے روکتی ہے اس امت کے صلحاء امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وصف سے متصف ہوتے ہیں۔

زیرنظر حدیث پاک میں برائی کو روکنے کے بارے میں حکم ارشاد فرمایا ہے: بندہ مومن جب برائی دیکھتا ہے تو اس کو روکنے کی سعی بھی کرتا ہے اگر اس کے بازو میں قوت وطاقت ہے تو وہ برائی کو قوت بازو سے روکتا ہے اور اگر اس کے پاس زبان کی قوت ہے اس کے کلام میں اثر ہے تو وہ برائی کو زبان سے روکنے کی کوشش کرتا ہے اور اگر اس کے پاس دل کی قوت ہے تو وہ برائی کو دل سے روکنے کی سعی کرتا ہے۔

افضل واعلیٰ وصف بدی کو بزور بازو روکنا ہے۔ پھر بدی کو زبان سے روکنا ہے اور سب سے کم درجہ دل سے برائی کو ختم کرنا ہے اور دل سے بدی کو ختم کرنا اضعف الایمان ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَاتَحَاسَدُوْا وَلَاتَنَاجَشُوْا وَلَاتَبَاغَضُوْا وَلَاتَدَابَرُوْا وَلَا یَبِعْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ وَکُوْنُوْا عِبَادَاللّٰهِ اِخْوَانًا اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهٗ وَلَا یَخْذُلُهٗ وَلَا یَکْذِبُهٗ وَلَا یَحْقِرُهٗ اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا وَیُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِیءٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ یَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ" دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ".

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۷۷۷)	جلد ۷	صفحہ ۴۴۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۹۴۱)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۵۶
جامع الاصول	رقم الحدیث (۴۷۳۱)	جلد ۶	صفحہ ۵۲۳
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۶۳)	جلد ۵	صفحہ ۱۴۵
الموطا امام مالک	رقم الحدیث (۱۵)	جلد ۲	صفحہ ۶۹۲
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۱۴۹۶)	جلد ۶	صفحہ ۱۵۳
قال البیہقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرواور محض قیمت بڑھانے کیلئے بولی نہ دو، ایک دوسرے سے بغض نہ کرو، ایک دوسرے سے منہ نہ موڑواور تم میں سے کوئی کسی کے سودے پر سودا نہ کرے اوراے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پرظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یارومددگار چھوڑتا ہے اور نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اسے حقیر جانتا ہے۔اور سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: تقویٰ یہاں ہے۔

انسان کے براہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کوحقیر جانے۔

مسلمان کا سب کچھ (دوسرے) مسلمان پرحرام ہے اس کا خون بہانا حرام ہے اوراس کا مال چھیننا حرام ہے اوراس کی عزت وآبرو سے کھیلنا حرام ہے۔

حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس درجہ شفیق ورحیم ہیں آپ کے سرانور پر رحمة للعالمین کا تاج ضیا بار ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن کرم ہرایک کیلئے کشادہ ہےاور آپ ہرایک کواپنی عنایات کریمانہ سے سرفراز فرماتے ہیں۔

زیرنظر حدیث پاک میں غور کیجئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کوکتنی پیاری پیاری نصیحتیں فرمارہے ہیں جن کودیکھ کرقربان ہونے کوجی چاہتا ہے۔

اے آسمان! سنا ہے تیری عمر بڑی لمبی ہے ذرا یہ تو بتا کیا تو نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کربھی کسی رحیم وشفیق کودیکھا؟

اے روزانہ طلوع ہونے والے سورج! تو روئے زمین کے ہر گوشے کو منور کرتا ہے کیا تو نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر امت کا خیر خواہ دیکھا جو اتنی پیاری نصیحتیں فرماتا ہو جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں یہ شفیق و رحیم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس محبت بھرے انداز میں تعلیم دیتے ہیں سبحان اللہ!

لاتحاسدوا:

اے میری امت! ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی عنایات کریمانہ سے سرفراز فرماتا ہے یہ اس کی عطا و بخشش ہے اس میں کسی کے ذاتی کمال کو کوئی دخل نہیں جب وہ کسی کو کوئی انعام دے تو اسے دیکھ کر خوامخواہ نہ جلا کرو یہ اندر ہی اندر سے کڑھنا انسانیت کے حسن کو داغدار کر دیتا ہے۔

حسد وہ آگ ہے انسان اسے خود جلاتا ہے اور خود ہی اس میں جلتا ہے۔

حضور سیدی وابی زید مجدہ نے ایک دن فرمایا:

حسد محسود کی دنیا برباد کر دیتا ہے اور حاسد کی آخرت تباہ کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا کیا حکیمانہ انداز تعلیم ہے

قُلْ اَعُوْذُبِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِی الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَاحَسَدَ.

اے حبیب! عرض کیجئے میں رب الفلق کی پناہ و حفاظت میں آتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جس کو اس نے پیدا فرمایا خصوصاً رات کی ظلمت کے شر سے جب وہ چھا جائے اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے اور میں پناہ و حفاظت میں آتا ہوں حاسد کے شر سے جو وہ

حسد کرے۔

حاسد کا شر وہ ہے جس سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مومن جو کہ احکام الٰہیہ کا پابند ہوتا ہے اس لیئے اس کا سینہ بے کینہ ہوتا ہے حسد جیسی کریہہ بیماریوں سے وہ محفوظ ہوتا ہے۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خصوصی طور پر امت کو یاددھانی کرائی کہ کبھی بھی حسد جیسی بیماری میں مبتلا نہ ہو جانا۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَبَاغَضُوْا ، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ إِخْوَانًا.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۵۹)	جلد۱۰	صفحہ۲۵۶۴
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۹۱۰)	جلد۴	صفحہ۳۰۱
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۹۱۰)	جلد۳	صفحہ۲۰۳
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۷۱۸)	جلد۵	صفحہ۲۲۵۳
صحیح البخاری (عن ابی ھریرہ) / رقم الحدیث (۵۷۱۹)		جلد۵	صفحہ۲۲۵۳
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۲۱۰۶۱)	جلد۱۰	صفحہ۳۹۲
قال الھیثمی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۳۹۸)		صفحہ۱۴۴
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۳۹۸)		
قال الالبانی:	صحیح		
الادب المفرد (عن ابی ھریرہ) / رقم الحدیث (۴۰۸)			صفحہ۱۴۷
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۴۰۸)		
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک دوسرے سے بغض نہ کرا اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو اور نہ ایک دوسرے پیٹھ پھیر جاؤ اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔

-☆-

شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۳۵۲۲)	جلد۱۳	صفحہ۱۰۰
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
المسند الحمیدی	رقم الحدیث (۱۱۸۳)	جلد۲	صفحہ۵۰۰
التمہید		جلد۶	صفحہ۱۱۵
التمہید		جلد۶	صفحہ۱۱۶
فتح الباری	رقم الحدیث (۶۰۶۵)	جلد۱۰	صفحہ۴۸۱
فتح الباری	رقم الحدیث (۶۰۷۶)	جلد۱۰	صفحہ۴۹۲
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷)	جلد۱	صفحہ۱۷۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۸۷۰)	جلد۱۱	صفحہ۳۱۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۱۷۰)	جلد۹	صفحہ۴۲۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

لاتَنَاجَشُوا:

نَجش کہتے ہیں خریدار کو دھوکہ دینے کیلئے مال کی تعریف کرنا۔ خریدار کو دھوکہ دینے کیلئے کسی کے مال کی مذمت کرنا خریدار کو دھوکہ دینے کیلئے مال کی قیمت بڑھانا۔

اب مفہوم واضح ہوا کہ اے میرے امتیو! خریدار کو دھوکہ دینے کیلئے ایک دوسرے کے مال کی نہ تعریف کرو اور نہ مذمت اور نہ ہی خریدار کو دھوکہ دینے کیلئے قیمت بڑھاؤ۔

رزق اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے وہ جسے چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ کسی کو کم دیتا ہے تو کسی کو زیادہ اور اللہ کے فیصلہ کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔

خریدار مال خریدنے کیلئے آیا دوکاندر مال بیچنا چاہتا ہے لیکن اس دوکاندار نے ایک ایسا آدمی مقرر کیا ہوا ہے جو اس کے مال کی زیادہ قیمت بتاتا ہے یعنی وہ کہتا ہے کہ مال مجھے اتنے کا دے دو حالانکہ اس کے لینے کی نیت نہیں صرف خریدار کو دھوکہ دینا ہے کہ وہ یہ سمجھے واقعی یہ مال مہنگا ہے۔ شریعت اسلامیہ دھوکہ دہی کے تمام ذرائع بند کر دینا چاہتی ہے اس لیئے اس نے ایسی خرید وفروخت بھی ممنوع قرار دے دی ہے اور اب کرنے والا گنہگار قرار دیا ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ کُرْبَةً مِنْ کُرَبِ الدُّنْیَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ کُرْبَةً مِنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَمَنْ یَسَّرَ عَلٰی مُعْسِرٍ یَسَّرَ اللّٰهُ عَلَیْهِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَاکَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ وَمَنْ سَلَکَ طَرِیْقاً یَلْتَمِسُ فِیْهِ عِلْماً سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِیْقاً اِلَی الْجَنَّةِ وَمَااجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ تَعَالٰی یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰهِ وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ بَیْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِکَةُ وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْمَنْ عِنْدَهٗ وَمَنْ بَطَّأَبِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ یُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ".

المعجم الاوسط	رقم الحدیث (۱۳۳۲)	جلد۱	صفحہ۳۶۵
جامع الاصول	رقم الحدیث (۴۷۹۳)	جلد۶	صفحہ۵۶۲
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۹۹)	جلد۵	صفحہ۲۴۶
الترغیب والترهیب	رقم الحدیث (۱۰۵)	جلد۱	صفحہ۱۱۹
قال المحقق:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۹۴۶)	جلد۴	صفحہ۳۱۲
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۹۴۶)	جلد۳	صفحہ۲۱۳
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: جس نے ایمان والے سے دنیا کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت دور کی تو اللہ تعالیٰ (اس کے بدلے) قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت دور کردے گا اور جس نے کسی تنگدست پر آسانی کی تو اللہ تعالیٰ (اس کے بدلے) دنیا اور آخرت میں اس پر آسانیاں کرے گا۔

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۳۰)	جلد۲	صفحہ۳۵۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۳۷)	جلد۲	صفحہ۳۷۳
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۲۵)	جلد۱	صفحہ۱۳۷
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۸۵)	جلد۱	صفحہ۹۲
قال الالبانی:	صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۵۴۹)	جلد۱۳	صفحہ۱۳۰
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۴۲۱)	جلد۷	صفحہ۲۲۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۵۱۰)	جلد۹	صفحہ۳۷۸

اور جس نے کسی مسلمان کے عیبوں پر پردہ ڈالا اللہ تعالیٰ (اس کے بدلے) دنیا وآخرت میں اس کے عیبوں پر پردہ ڈالے گا۔

اللہ تعالیٰ بندے کی مدد کرتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد واعانت میں لگا رہتا ہے۔

جس نے علم کی تلاش میں سفر شروع کیا اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان کردے گا۔

جب بھی لوگ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اکٹھے ہوکر کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو درس دیتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان (نفوس قدسیہ میں کرتا ہے) جو اس کی بارگاہ میں ہیں۔

جس کا عمل اسے بلند مرتبہ میں پہنچانے میں دیر لگائے اس کا نسب اسے جلدی نہیں پہنچائے گا۔

-☆-

حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث پاک میں چند نیکیوں کا ذکر فرمایا اور ان پر مرتب ہونے والے اجر وثواب کا ذکر بھی فرمایا۔ جب عطا فرمانے والا اللہ الکریم ہو اور وہ عطا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو فرما رہا ہو تو پھر عطا وکرم کا جوبن نرالا ہوتا ہے۔

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ

يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

جو کسی مومن سے دنیاوی پریشانیوں میں سے کسی پریشان کو دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دور فرمائے گا۔

اس دنیا میں انسان کو دکھ، تکالیف اور پریشانیاں لاحق ہوتی رہتی ہیں اگر کوئی بندہ مومن اپنے مومن بھائی کی کوئی پریشانی دور کرنے کی سعی کرتا ہے اس سے تکلیف کو رفع کرنے کی تگ ودو کرتا ہے اسے ان نازل ہونے والے مصائب میں سے کسی مصیبت سے چھٹکارا دلاتا ہے تو ایسا کرنے والا ایسے درد دِل والا مسلم بھی اللہ کی رحمتوں سے محروم نہیں رہے گا بلکہ اللہ الکریم اس مومن کو قیامت کی پریشانیوں میں سے کسی پریشانی سے نجات دلائے گا۔ قیامت کے دکھوں میں سے کسی دکھ سے چھٹکارا دے گا۔

مَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِيْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

جو کسی تنگ دست کی تنگی دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس تنگی دور کرنے والے پر دنیا وآخرت کی تنگی دور فرمائے گا۔

اگر آج کوئی مسلم بھائی اپنے اس بھائی کی یہ تنگی دور کر دیتا ہے تو وہ اللہ الکریم کی نظر کرم میں آجاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی دنیا وآخرت کی مشکل دور کر دے گا۔

مَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ.

جو کسی مسلم کی ستر پوشی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا وآخرت میں ستر پوشی کرے گا۔

ایک مسلم بھائی کو اپنے بھائی کی کسی خامی کا پتہ چل جاتا ہے وہ اس کے کسی عیب پر مطلع ہو جاتا ہے تو وہ مسلم بھائی اس کے عیب پر اسکی خامی پر پردہ ڈال دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے بدلے

اس ستر پوشی کرنے والے کی ستر پوشی کرے گا۔ اس کے عیبوں پر پردے ڈال دے گا اسے رسوا ہونے سے محفوظ فرمائے گا۔ اور یہ عیبوں پر پردے صرف اس دنیا ہی میں نہ ہونگے بلکہ دنیا وآخرت میں عیبوں پر کریم اللہ پردے ڈال دے گا۔

وَاللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ.

اللہ تعالیٰ بندے کی مدد کرتا ہے جب تک بندہ اپنے مسلم بھائی کی مدد واعانت کرتا ہے۔

جو مسلم اپنے مسلم بھائی کی مدد کرتا ہے بوقت ضرورت اس کی مشکل کی کشود کی وشش کرتا ہے وہ یہ مت سمجھے کہ میری یہ تگ ودو ضائع گئی اور میری اس کوشش کا مجھے کوئی اجر وثمر نہیں ملے گا۔ اللہ الکریم کا وعدہ ہے کہ جب تک وہ مسلم بھائی کی مدد کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد واعانت فرمائے گا۔

ایک اور حدیث پاک ملاحظہ فرمایئے

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهٗ وَلَا یُسْلِمُهٗ وَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَةِ اَخِیْهِ کَانَ اللّٰهُ فِیْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ کُرْبَةً مِنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۸۰)	جلد ۱۰	صفحہ ۲۵۹۴
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۴۲۶)	جلد ۲	صفحہ ۳۹۳
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح غریب		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلم مسلم کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یارو مددگار چھوڑتا ہے جو اپنے مسلم بھائی کی حاجت برآری میں ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے جو کسی مسلم سے تنگی دور کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی تنگیوں میں سے کوئی تنگی دور کردے گا اور جو کسی مسلم کے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیبوں پر پردہ ڈالے گا۔

ایک مسلم بھائی جب اپنے دوسرے مسلم بھائی کی مدد کرتا ہے تو لامحالہ یہ بات ہے کہ اس بھائی کے دل میں جذبہ رحم ہے اسکا دل رحم وکرم سے لبریز ہے ہاں جو اللہ کی مخلوق پر رحم فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی رحم فرماتا ہے۔

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۴۲۶)	جلد۲	صفحہ۱۱۸
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۵۰۴)		جلد۲	صفحہ۳۱
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۸۹۳)	جلد۵	صفحہ۱۲۹
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۸۹۳)	جلد۳	صفحہ۱۹۹
قال الالبانی:	صحیح		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۳۱۳۷)	جلد۱۲	صفحہ۲۸۷
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۷۶۰۴)	جلد۸	صفحہ۵۷۳
قال البیہقی:	راوہ البخاری فی الصحیح		

اِنَّمَا یَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ.

ترجمة الحديث:

بیشک اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں پر رحم کرتا ہے جو خود رحم کرنے والے ہوتے ہیں۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۹۲۳)	جلد۴	صفحہ۲۵۷۹
سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۸۶۴)	جلد۴	صفحہ۲۳
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۸۶۷)	جلد۲	صفحہ۲۰
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد		جلد۵	صفحہ۲۰۴،۲۰۷
فتح الباری		جلد۱۱	صفحہ۵۴۱
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۱۵۸۸)	جلد۲	صفحہ۲۷۵
قال المحقق:	متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۶۱۱)	جلد۲	صفحہ۴۱
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۲۲۴)	جلد۱	صفحہ۴۳۱
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۳۳۱)	جلد۵	صفحہ۲۱۴۱
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۲۷۹)	جلد۶	صفحہ۲۴۵۲
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۹۴۲)	جلد۶	صفحہ۲۶۸۶
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۰۱۰)	جلد۶	صفحہ۲۷۱۱
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۷۱۲۹)	جلد۴	صفحہ۱۰۸
قال البیہقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۷۱۴۹)	جلد۴	صفحہ۱۱۴
قال البیہقی:	رواہ مسلم فی صحیح		

جو بندہ مومن وصف رحمت سے آراستہ ہو اس پر رحیم وکریم اللہ بھی کرم کرتا ہے۔اے اھل اسلام آیئے ہم بھی اپنے دلوں میں وصف رحمت پیدا کرنے کی سعی کریں جس دل میں رحمت ہوگی تو اللہ الکریم بھی اس پر رحمت فرمائے گا۔اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتو بندہ اس دنیا کی زندگی میں امن وسکون سے سانس لیتا ہے اس کے لمحات بڑے اچھے گزرتے ہیں۔کریم اللہ کی رحمت ہوتو پھر اس پر توفیق عبادت کے دروازے کھل جاتے ہیں جس کے سبب وہ بندگی کا کیف لیا کرتا ہے اور دار آخرت میں اللہ الکریم کی ایک رحمت نجات ابدی عطا کر دیتی ہے۔رحمٰن کی رحمت عذاب جہنم سے چھٹکارا دلا دیتی ہے اور عرصہ قیامت میں اس کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیّ اَرَاہُ قَدْرَفَعَهُ اِلَی النَّبِیّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَیُّمَا مُؤْمِنٍ سَقٰی مُؤْمِناً عَلٰی ظَمَاٍ سَقَاہُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنَ الرَّحِیْقِ الْمَخْتُوْمِ وَاَیُّمَامُؤْمِنٍ عَلٰی جُوْعٍ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ وَاَیُّمَامُؤْمِنٍ کَسَامُؤْمِناً ثَوْباً عَلٰی عُرىً کَسَاہُ اللّٰهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ.

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۱۰۴۳)	جلد۱۰	صفحہ۴۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۶۸۲)	جلد۱	صفحہ۵۲۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۵۷)	جلد۴	صفحہ۲۰۴
قال الترمذی:	ھذا حدیث غریب		

ترجمة الحديث:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مومن کسی مومن بھائی کو پیاس کی حالت میں پانی پلائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن رحیق مختوم پلائے گا اور جس مومن بھائی نے اپنے کسی مومن بھائی کو حالت بھوک میں کھانا کھلایا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جس نے کسی مومن بھائی کو لباس نہ ہونے کی صورت میں لباس پہنا دیا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کا سبز لباس پہنائے گا۔

-☆-

اسلام اپنے ماننے والوں کو درس رحمت دیتا ہے اسلام یہ کہتا ہے کہ مصیبت کے وقت کسی کے کام آؤ۔ جو مومن کسی مومن کی مصیبت میں اس کے کام آتا ہے تو اللہ الکریم اسے اس کی اس نیکی سے بہتر جزا دیتا ہے۔

آج پیاسے بھائی کو پانی پلانے والا مایوس نہ ہو بلکہ اسے مبارک ہو کہ قیامت کے دن جب لوگوں کی پیاس سے زبانیں باہر ہونگی اس وقت رحیم وکریم اللہ رحیق مختوم (سربند شراب) پلائے گا۔ جس کا ذائقہ ابدالاباد تک رہے گا۔

جو کسی بھوکے بھائی کو کھانا کھلائے گا اللہ الکریم اسے جنت کے پھلوں سے شاد کام فرمائے گا۔ دنیا کے پھل دنیا ہیں ان کی لذت فانی لیکن جنت کے پھل سبحان اللہ! اپنے ذائقہ اور مٹھاس میں اپنا ثانی نہیں رکھتے پھر یہ ضیافت اللہ الکریم کی جانب سے ہوگی تو اسکا کیف ہی نرالا ہوگا۔

بزرگان دین کے آستانوں پر آج بھی کھانا کھلایا جاتا ہے اور بلا تفریق کھلایا جاتا ہے

جب اللہ الکریم قیامت کو ان آستانوں والوں کو جواباً ثمار جنت کھلائے گا تو اس کا کیف ہی نرالا ہوگا۔

آج کسی ایسے مومن کو جس کے پاس کپڑا نہیں اسے کپڑا پہنانے والا جب قیامت کے دن اللہ الکریم کے کرم سے مالا مال ہوگا وہ منظر بھی قابل دید ہوگا۔ یہ دنیا کے کپڑے پھٹ جانے والے انکے رنگ ماند پڑ جانے والے یہ خود بوسیدہ ہونے والے لیکن جنت کا لباس ان سب عیبوں سے پاک پھر لطف یہ کہ ایسے آدمی کو سبز لباس پہنایا جائے گا جس کی شان ہی نرالی ہوگی۔

آج مومن بھائی کی کسی مصیبت کو دور کر دیجئے انشاء اللہ قیامت کے دن خالق و مالک قیامت کی مصیبتیں دور فرمائے گا۔ قیامت کو کیا کوئی ایک مصیبت ہوگی؟ الامان الحفیظ۔

عَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: تَدْنُو الشَّمْسُ مِنَ الْعِبَادِ حَتّٰى يَكُوْنَ قَدْرَ مِيْلٍ اَوْمِيْلَيْنِ فَتَصْهَرُهُمُ الشَّمْسُ فَيَكُوْنُوْنَ فِي الْعَرَقِ كَقَدْرِ اَعْمَالِهِمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَاْخُذُهٗ اِلٰى عَقِبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَاْخُذُهٗ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَاْخُذُهٗ اِلٰى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْجَاماً.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۸۶۴)	جلد۵	صفحہ۳۸۸
جمع الجوامع	رقم الحدیث (۱۰۲۷۰)	جلد۴	صفحہ۶۷
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۸۳۳۷)	جلد۱۰	صفحہ۶۰۷
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۴۲۹۲)	جلد۳	صفحہ۵۲۸
شعب الایمان	رقم الحدیث (۲۵۸)	جلد۱	صفحہ۲۴۳
قال البیہقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۵۴۰)	جلد۳	صفحہ۱۵۳۵

ترجمة الحديث:

حضرت المقداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سورج بندوں کے قریب ہوگا، ایک میل یا دو میل کی تعداد۔ سورج ان کو اذیت دیگا۔ پس لوگ پسینوں میں ہونگے اپنے اپنے اعمال کے موافق پس ان میں کچھ اپنے ٹخنوں تک پسینوں میں ہونگے، کچھ اپنے گھٹنوں تک اور کچھ اپنے ازار باندھنے کی جگہ تک پسینوں میں ہونگے اور کچھ کو پسینہ منہ تک ہوگا۔

-☆-

کسی مسلم بھائی کی آج مصیبت دور کر دیجئے اگر اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ صرف ایک مصیبت سے نجات دلا دے تو کتنی بڑی رحمت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلم بھائیوں کو دنیا وآخرت کی ہر مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔

الترغيب والترهيب	رقم الحديث (٥٢٥٦)	جلد۴	صفحہ۲۹۱
صحيح الترغيب والترهيب/رقم الحديث (٥٣٨٧)		جلد۳	صفحہ۴۱۶
قال الالبانی:	صحيح		
المعجم الكبير للطبرانی	رقم الحديث (٦٠٢)	جلد۲۰	صفحہ۲۵۵
مسند الامام احمد	رقم الحديث (٢٣٧٠٣)	جلد۱۷	صفحہ۱۳۷ (اللفظ لہ)
قال حمزہ احمد الزين:	اسنادہ صحيح		
مسند الامام احمد	رقم الحديث (١٧٣٧٠)	جلد۱۳	صفحہ۳۷۲
قال حمزہ احمد الزين:	اسنادہ حسن		

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ تَاجِر" یُدَایِنُ النَّاسَ فَاِذَا رَأَی مُعْسِراً قَالَ لِفِتْیَانِهٖ : تَجَاوَزُوْا عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یَتَجَاوَزَ عَنَّا فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۰۷۸)	جلد۲	صفحہ۶۱۸
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۰۴۶)	جلد۱۱	صفحہ۴۲۶
قال المحقق:	إسناده صحیح علی شرط مسلم		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۰۴۲)	جلد۱۱	صفحہ۴۲۱
قال المحقق:	حدیث صحیح		
مسند الامام احمد		جلد۲	صفحہ۲۳۹
ابوداود الطیالسی	رقم الحدیث (۲۵۱۴)		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۵۶۲)	جلد۷	صفحہ۴۲۰۰
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۲۱۳۹)	جلد۸	صفحہ۱۹۶
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی الصحیۃ		
سنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۱۰۹۷۳)	جلد۵	صفحہ۵۸۳
قال البیھقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۵۴۰)	جلد۳	صفحہ۶۸۳

ترجمة الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک تاجر لوگوں سے ادھار کاروبار کیا کرتا تھا۔ جب وہ کسی تنگ دست کو دیکھتا تو اپنے کارندوں سے کہتا اس سے درگزر کرو شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمایا۔

-☆-

جب کوئی آدمی کسی آدمی پر احسان کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بھی اس احسان کرنے والے کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں۔ درج بالا ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھیئے ایک کاروباری آدمی کاروبار میں سختی نہیں کرتا بلکہ تنگ دست پر نرمی کرتا ہے تو اللہ الکریم نے اسے بھی محروم نہیں رکھا بلکہ اس سے بھی درگزر فرمایا تو جس سے اللہ تعالیٰ درگزر فرمائے وہ سب جہانوں میں کامیاب وکامران ہوا کرتا ہے۔

صحیح مسلم کی روایت ملاحظہ ہو

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ حُوْسِبَ رَجُل" مِمَّنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَلَمْ یُوْجَدْلَهٗ عَنِ الْخَیْرِ شَیْیء" اِلَّا اَنَّهٗ کَانَ یُخَالِطُ النَّاسَ وَ کَانَ مُوْسِراً. فَکَانَ یَاْمُرُ غِلْمَانَهٗ اَنْ یَتَجَاوَزُوْا عَنِ الْعُسْرِ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: نَحْنُ اَحَقُّ بِذَالِکَ عَنْهُ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۵۶۱)	جلد ۷	صفحہ ۴۲۵۹
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۳۰۷)	جلد ۲	صفحہ ۳۱۷
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے پہلی امتوں میں ایک آدمی کا حساب لیا گیا تو اس کے اعمال نامہ میں کوئی خیر و بھلائی نہ پائی گئی مگر یہ کہ وہ لوگوں سے کاروبار کرتا تھا وہ خود مالدار تھا تو وہ اپنے غلمان کو حکم دیا

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۳۰۷)	جلد۲	صفحہ۵۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الکبریٰ للبیهقی	رقم الحدیث (۱۰۹۷۲)	جلد۵	صفحہ۵۸۳
قال البیهقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		
مسند الامام احمد		جلد۴	صفحہ۱۲۰
المستدرک علی الصحیحین / رقم الحدیث (۲۲۲۶)		جلد۲	صفحہ۳۴
قال المحقق:	هذا اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ		
وقال الذهبی:	علی شرط البخاری ومسلم		
الترغیب والترهیب	رقم الحدیث (۱۳۲۸)	جلد۱	صفحہ۶۸۹
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترهیب / رقم الحدیث (۹۰۶)		جلد۱	صفحہ۵۴۱
قال الالبانی:	صحیح		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۵۳۷)	جلد۱۷	صفحہ۲۰۱
کنز العمال	رقم الحدیث (۱۵۳۹۶)	جلد۶	صفحہ۲۱۵
اتحاف السادة المتقین		جلد۹	صفحہ۱۷۰
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۵۴۲)	جلد۳	صفحہ۶۸۶

کرتا تھا کہ تنگ دست سے درگزر کیا کرو تو اللہ تعالیٰ (بوقت حساب) ارشاد فرمایا ہم اس بات کے زیادہ حقدار ہیں (اے فرشتو!) اس سے بھی درگزر کرو۔

یہ پہلی امتوں میں سے کسی امت کے ایک مالدار کا واقعہ ہے جس کا اعمال نامہ نیکیوں سے خالی ہے لیکن وہ تنگ دست افراد سے درگزر کرنے کا عادی ہے تو رحیم وکریم اللہ نے اس سے بھی درگزر فرمایا اور فرمایا درگزر کرنے کے ہم زیادہ حقدار ہیں۔

اے اھل ایمان! غور کیجئے! اگر کسی پہلی امت کے فرد پر اللہ تعالیٰ کا یہ کرم ہے تو یہ تو اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے اس پر تو پہلے ہی بڑا رحیم وشفیق ہے اس کی رحمت کا جوبن اس امت پر نرالا ہے تو آج جو اس امت کا فرد تنگ دستوں سے درگزر کرے گا تو یقیناً اللہ الکریم اس سے بہت زیادہ ہی درگزر کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا درگزر کر دینا بندہ کیلئے باعثِ نجات، باعثِ صد افتخار ہے۔

مَنْ سَلَکَ طَرِیْقاً یَلْتَمِسُ بِہٖ عِلْماً سَھَّلَ اللّٰہُ لَہٗ طَرِیْقاً اِلَی الْجَنَّۃِ.

جس نے علم کی تلاش میں سفر کیا اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کی راہ آسان کر دے گا۔

یہ دنیا قیام گاہ نہیں گزرگاہ ہے۔ ہمارا وطن دار آخرت ہے اور جو خوش نصیب اپنا ایمان سلامت لے گیا اور ساتھ عمل صالح بھی لے گیا تو اس کا گھر جنت، دائمی جنت اللہ کی رضا کا مقام ہوگا۔ اصل مقصود حصول جنت ہے اللہ کی رضا ہے اور دائمی عذاب سے چھٹکارا ہے۔ یہ تب نصیب ہوگا جب ہم ایمان کی دولت سے مالا مال ہونگے اعمال صالحہ ہمارا وطیرہ ہوگا اور عارضی جہاں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کریں گے۔

یہ ساری باتیں اسے ہی نصیب ہوسکتی ہیں جو علم رکھتا ہو جس کے پاس علم ہی نہ ہو اسے

کیا خبر کہ ایمان کسے کہتے ہیں اور کن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔علم کے بغیر اعمال صالحہ کا صدور ناممکن ہے۔

علم ہوگا تو صلاۃ ادا کی جائے گی، روزہ رکھا جائے گا، زکاۃ دی جائے گی، حج بیت اللہ کیا جائے گا، علم ہوگا تو صدقہ وخیرات ہوگا، غرباء ویتامیٰ پر رحم ہوگا، علم ہوگا تو ناحق مال کھانے سے بچا جاسکتا ہے، ظلم وعدوان سے ہاتھ روکا جاسکتا ہے۔ الغرض ایمان و اعمال صالحہ جنت لے جاتے ہیں تو جب علم نہ ہوگا تو جنت جانا دشوار و ناممکن ہے اور علم ایسا نور ہے جس سے یہ راہ جنت روشن ہو جاتی ہے۔ علم کے بغیر مبادات کا بجالانا ناممکن ہوتا ہے علم ہی درحقیقت راہ جنت آسان کردیتا ہے۔ اس چیز کو حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِيْقاً اِلَى الْجَنَّةِ.

اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت جانے کا راستہ آسان کردیتا ہے۔

اس دین حق دین اسلام میں علم کو بڑی اہمیت ہے اللہ وحدہ لاشریک کا ارشاد گرامی ہے:

هَلْ يَسْتَوِى الَّذِينَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَايَعْلَمُوْنَ.

کیا علم والے اور وہ جو علم نہیں رکھتے برابر ہیں یا نہیں ہرگز نہیں۔

پھر فرمایا:

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ.

اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔

بے علم کو تو پتہ ہی نہیں کہ کن چیزوں سے بچ کر اللہ کی ناراضگی سے بچا جاسکتا ہے کون کون سی چیزیں ہیں جو غضب الٰہی کو ٹھنڈا کردیتی ہیں اور کون کون سے اعمال ہیں جن کے صدور

سے خالق و مالک راضی ہوتا ہے۔

یہ کتاب ھدایت پر از حکمت کتاب قرآن کریم اس کے پہلی وحی کا پہلا کلمہ ملاحظہ ہو

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ.

اپنے اس رب کے نام سے پڑھیے جس نے پیدا فرمایا

یہاں اقـــرا (پڑھیے) وحی کا پہلا کلمہ ہے یہ بھی علم کی اہمیت کو واضح کرنے کیلئے کافی ہے۔

حضور سید العالمین معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس انوکھے انداز سے علم کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ-رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ-قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ-طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ" عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ.

المعجم الکبیر (للطبرانی)	رقم الحدیث (۱۰۴۳۹)	جلد ۱۰	صفحہ ۲۴۰
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۲۴)	جلد ۱	صفحہ ۱۳۶
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۸۴)	جلد ۱	صفحہ ۹۲
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۱۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۸
مجمع الزوائد (عبداللہ بن مسعود)/رقم الحدیث (۴۷۲)		جلد ۱	صفحہ ۳۲۳
مجمع الزوائد (عن ابی سعید خدری)/رقم الحدیث (۴۷۳)		جلد ۱	صفحہ ۳۲۳
قال البیھقی:	رواہ الطبرانی فی الاوسط		
مجمع الزوائد (عن ابن عباس)/رقم الحدیث (۴۷۴)		جلد ۱	صفحہ ۳۲۳
قال البیھقی:	رواہ الطبرانی فی الاوسط		

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علم کا طلب کرنا ہر مسلم پر فرض ہے۔

ہر کلمہ گو جس کی زبان لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّد'' رَسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم- سے سرشار ہے اس پر علم حاصل کرنا فرض ہے یہ اللہ اور اسکے رسول کا حکم ہے اور اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو ماننا ہر مومن کے ایمان کا تقاضا ہے۔

المطالب العالیہ (عن عبداللہ)/رقم الحدیث (۳۰۶۵)		جلد۳	صفحہ۱۳۰
کنز العمال	رقم الحدیث (۲۸۶۵۳)	جلد۱۰	صفحہ۱۳۱
کنز العمال	رقم الحدیث (۲۸۶۵۲)	جلد۱۰	صفحہ۱۳۱

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ- اِذَامَاتَ الاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ بَعْدَهٗ اَوْوَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ.

سنن ابن داؤد	رقم الحدیث (۲۸۸۰)	جلد۳	صفحہ۲۰۱
صحیح سنن ابن داؤد	رقم الحدیث (۲۸۸۰)	جلد۲	صفحہ۲۱۱
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۶۳۱)	جلد۳	صفحہ۴۵۳
السنن الکبریٰ (للبیہقی) / رقم الحدیث (۱۲۶۳۵)		جلد۶	صفحہ۴۵۵
کنز العمال	رقم الحدیث (۴۳۶۵۵)	جلد۱۵	صفحہ۹۵۲
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۸۳۰)	جلد۹	صفحہ۲۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۳۸۱)	جلد۳	صفحہ۸۸
قال الترمذی:	ہذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۳۷۶)	جلد۲	صفحہ۹۳
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۶۵۳)	جلد۳	صفحہ۵۵۷
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۰۳)	جلد۱	صفحہ۱۰۴

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے تمام اعمال منقطع ہوجاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے۔صدقہ جاریہ،علم اس کے بعد اس کے فائدہ اٹھایا جائے،صالح بیٹا جو اس کیلئے دعا کرے۔

-☆-

اس حدیث پاک میں واضح کیا گیا مرنے سے انسان کے تمام اعمال منقطع ہوجاتے ہیں سوائے تین اعمال کے ان میں سے ایک ایسا علم ہے جس سے انسان مرنے کے بعد فائدہ اٹھایا جائے۔

عالم آدمی دنیا سے جاتا ہے بطور یادگار علم چھوڑ جاتا ہے تو اس کے مرنے کے بعد جو حضرات اس علم سے فائدہ اٹھائیں گے اس کا برابر ثواب اس عالم کو بھی ملتا رہے گا۔بعد والوں کے فائدہ حاصل کرنے کی وجہ سے اس کے جنت میں درجات بلند ہوتے رہیں گے۔

دین متین کا خادم عالم دین ساری زندگی دین حق کا پرچار کرتا رہا اس نے شاگردوں کی ایک کثیر تعداد چھوڑی اب اس کے مرنے کے بعد اس کے شاگرد استاد کی علم کی شمع کو بجھنے نہیں دے رہے تو جب تک اس کے شاگرد اس علم سے فائدہ اٹھاے رہیں گے اور جب تک دوسروں کو اس کا فائدہ منتقل کرتے رہیں گے اس عالم دین کی قبر کو مزید راحتوں سے لبریز کیا جاتا رہے گا اور برکات وعنایات الٰہیہ کی پھوار مسلسل ہوتی رہے گی۔

عالم دین نے اللہ کی رضا کیلئے چند کتابیں لکھیں وہ عالم دین اپنے سانس پورے کرکے

اس دنیا فانی سے چلا گیا لیکن جب تک اس کی کتابوں کا مطالعہ کر کے لوگ راہ ہدایت پاتے رہیں گے اپنی کشت ایمان کو سیراب کرتے رہیں گے اس وقت تک اس عالم دین کے قبر میں درجات بلند سے بلندتر ہوتے رہیں گے۔

کیا علم کے صلہ میں یہ عنایات کم ہیں! اے اللہ اے ارحم الراحمین! ہمیں بھی علم سے محبت عطا فرما ہمارے سینے علوم دینیہ سے معمور فرمایا اور ہمارے قلوب کو علوم لدنیہ کی دولت سے مالا مال فرما محض اپنے لطف و کرم سے اور نظر رحمت سے ہمارے دنیا سے جانے کے بعد بھی اس علم کی شمع کو فروزاں فرما تا کہ اس سے روشنی حاصل کرنے والے حاصل کرتے رہیں اور ہمارے قبور میں درجات بلند ہوتے رہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر".

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مَامِنْ عَمَلٍ اَفْضَلُ مِنْ طَلَبِ الْعِلْمِ اِذَا صَحَّتْ نِیَّتُهٗ.[1]

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

طلب علم سے بڑھ کر کوئی بھی عمل نہیں جبکہ طالب کی نیت درست ہو۔

وَمَا اجْتَمَعَ قَوْم" فِیْ بَیْتٍ مِنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ تَعَالٰی یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ بَیْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ.

تلاوت قرآن کریم مومن کی روح کی غذاء ہے جیسے بدن کیلئے غذا ضروری ہے اسی طرح روح کیلئے بھی غذا ضروری ہے جس روح کو غذا ملتی رہے وہ روح توانا ہوتی ہے اس میں

(۱) جامع بیان العلم (۴۹) =/۴۰

ملکوتی صفات کی جلوہ نمائی ہوتی ہے۔

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلاوت قرآن کریم کی ترغیب دی تا کہ خیر الامم کے افراد کلام الٰہی کی برکات سے مستفیض رہیں۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ- قَالَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۰۲۷)	جلد۳	صفحہ۱۶۲۱
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۹۱۶)	جلد۴	صفحہ۴۱۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۹۰۷)	جلد۳	صفحہ۱۶۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۲۱۱)	جلد۱	صفحہ۱۲۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۲۱۱)	جلد۱	صفحہ۲۰۴
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۷۶)	جلد۱	صفحہ۸۹
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۹۱۷)	جلد۴	صفحہ۴۱۶
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۹۰۸)	جلد۳	صفحہ۱۶۲
قال الالبانی:	صحیح		
کنز العمال	رقم الحدیث (۲۳۵۱)	جلد۱	صفحہ۵۲۵

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عثمان بن عفان امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کنز العمال	رقم الحدیث (۲۳۵۲)	جلد۱	صفحہ۵۲۵
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۱۰۹)	جلد۱	صفحہ۵۸۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۱۲)	جلد۱	صفحہ۳۳۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۱۳)	جلد۱	صفحہ۳۴۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیحان		
مجمع الزوائد (عن انس) / رقم الحدیث (۱۱۶۷۳)		جلد۷	صفحہ۳۴۴
قال الہیثمی:	رواہ الطبرانی فی الصغیر		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۱۱۷۳)		جلد۳	صفحہ۱۶۷
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۰۹۶)	جلد۳	صفحہ۳۱۷
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۱۴۱۶)		جلد۲	صفحہ۱۶۱
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن داؤد	رقم الحدیث (۱۴۵۲)	جلد۲	صفحہ۹۹
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۴۵۲)	جلد۱	صفحہ۴۰۰
قال الالبانی:	صحیح		
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۱۱۷۲)	جلد۴	صفحہ۴۲۷
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
حلیۃ الاولیاء		جلد۴	صفحہ۱۹۴

تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن کی تعلیم حاصل کرے اور دوسروں کو تعلیم دے۔

-☆-

آج کے دور میں ہم اسے بہتر جانتے ہیں جس کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہو جو جس مجلس میں بیٹھے میر مجلس بن جائے جب وہ بات کرے تو لوگ اس کے کلام کو بڑی توجہ وانہماک سے سنیں لیکن مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت میں بہتر وہ ہے جو قرآن کریم سیکھتا ہے اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔

یہ کتاب مقدس قرآن کریم اس درجہ خیرات و برکات سے لبریز ہے کہ اس کا ہر حرف پڑھنے والے کو تلاوت کرنے والے کو نیکیوں سے معمور کر دیتا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ–رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ–قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ –صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ– مَنْ قَرَأَ حَرْفاً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ" وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ "الٓمٓ" حَرْفٌ" وَلٰكِنْ اَلِفٌ" وَلَامٌ" حَرْفٌ" وَمِيْمٌ" حَرْفٌ".

کنز العمال	رقم الحدیث (۲۳۲۲)	جلد ۱	صفحہ ۵۱۹
الترغیب والترهیب	رقم الحدیث (۲۰۹۷)	جلد ۲	صفحہ ۳۱۷
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترهیب / رقم الحدیث (۱۴۱۶)		جلد ۲	صفحہ ۱۶۱
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۹۱۹)	جلد ۴	صفحہ ۴۱۷
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن صحیح غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۹۱۰)	جلد ۳	صفحہ ۱۶۴
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مسعود -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا جس نے کتاب اللہ کے ایک حرف کی تلاوت کی اسے اس کے بدلے ایک نیکی ملے گی اور نیکی دس نیکیوں کے برابر۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ''الم'' ایک حرف ہے بلکہ الف حرف ہے، لام حرف ہے اور میم حرف ہے۔

-☆-

سبحان اللہ! جو مرد مومن قرآن کریم کی ایک آیت کی تلاوت کرتا ہے اسے اس آیت میں موجود ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ مثلاً ایک آیت میں اگر ۲۰ حروف ہیں تو پڑھنے والے کو ۲۰۰ نیکیاں ملیں گی۔ اس خیر الامم میں کتنے افراد ایسے ہیں جو روزانہ قرآن کریم

مشکاۃ المصابیح — رقم الحدیث (۲۱۳۷) — جلد ۱ — صفحہ ۵۸۸

سنن الدارمی — رقم الحدیث (۳۳۵۱) — جلد ۴ — صفحہ ۲۰۸۴

قال حسین سلیم اسد: اسنادہ صحیح

المعجم الکبیر (للطبرانی) — رقم الحدیث (۸۶۴۸) — جلد ۹ — صفحہ ۱۴۰

المعجم الکبیر (للطبرانی) — رقم الحدیث (۸۶۴۹) — جلد ۹ — صفحہ ۱۴۰

المستدرک للحاکم — رقم الحدیث (۲۰۴۰) — جلد ۱ — صفحہ ۷۷۴

قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ (صالح بن عمر)

وقال الذہبی: صالح ثقة

حلیة الاولیاء — جلد ۶ — صفحہ ۲۶۳

کا ایک حصہ تلاوت کرلیا کرتے تھے۔ عارف باللہ حضرت خواجہ محمد سلطان عالم رضی اللہ عنہ کے بعض نیازمند آج بھی روزانہ سوا پارہ تلاوت قرآن کریم کرتے ہیں تو ایسے سعید افراد کی نیکیاں ہی نیکیاں ہیں اور وہ یقیناً رحمات الٰہیہ میں وقت گزار رہے ہیں۔ ہمارے اسلاف میں بعض ایسے افراد بھی ہوئے جو روزانہ پورے قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ مکمل قرآن کریم کی تلاوت وہ کیسے کرلیتے تھے یہ سوال ان سے متعلق نہیں بلکہ یہ فضل الٰہی سے متعلق ہے یہ سب کچھ محض اللہ کے فضل وکرم سے سرانجام پاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ-رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ-قَالَ : قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اَوْصِنِیْ قَالَ : اَوْصِیْکَ بِتَقْوَیٰ اللّٰہِ،فَاِنَّہٗ رَأْسُ الاَمْرِ کُلِّہٖ. قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! زِدْنِیْ قَالَ : عَلَیْکَ بِتِلاوَۃِ الْقُرْاٰنِ، فَاِنَّہٗ نُوْرٌ" لَکَ فِی الاَرْضِ وَذُخْرٌ" لَکَ فِی السَّمَاءِ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے وصیت فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تجھ تقوی اللہ لازم ہے یہ تمام امور کی اصل ہے۔

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۶۱)	جلد۲	صفحہ۷۸
المعجم الکبیر (للطبرانی)	رقم الحدیث (۱۶۵۱)	جلد۲	صفحہ۱۵۷
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۷۱۱۳)	جلد۴	صفحہ۳۹۲
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۱۷۱۳)	جلد۱۰	صفحہ۲۵۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
موارد الظمان	رقم الحدیث (۹۴)	جلد۱	صفحہ۱۹۵

میں نے عرض کی یارسول اللہ! کچھ اور اضافہ فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تجھ پر تلاوت قرآن لازم ہے کیونکہ یہ تیرے لیئے نور ہے زمین میں اور ذخیرہ ہے سماء میں۔

-☆-

تارک لذات دنیا حضرت ابوذر غفاری -رضی اللہ عنہ- کس قدر عمدہ سوچ رکھتے ہیں وہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وصیت طلب کرتے ہیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ذیشان کو عمر بھر مشعل راہ بناتے رہیں۔ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے انہیں تقویٰ کی تعلیم دیتے ہیں اور اسے تمام امور کی اصل قرار دیتے ہیں کیونکہ جس کا سینہ خشیت الٰہی سے لبریز ہو اور جس کا دل خوف خدا سے کانپتا رہتا ہو وہ ہمہ وقت خیرات جمع کرنے میں لگا رہتا ہے اور وہ ان امور سے روگرداں دکھائی دیتا ہے جو امور راہ جنت میں رکاوٹ بنتے ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوذر غفاری -رضی اللہ عنہ- کو تقویٰ کے بعد تلاوت قرآن کریم کی وصیت فرماتے ہیں کیونکہ جو خوش نصیب تلاوت قرآن کریم کا کیف لیا کرتا ہے وہ انسانوں میں ہوتے ہوئے بھی انسانوں سے وراء بہت وراء ہوا کرتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّهٖ تَبَارَکَ وَتَعَالٰى قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذَالِکَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً وَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَاِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً وَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَ لَهٗ سَيِّئَةً وَاحِدَةً .رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ" فِی صَحِيْحَيْهِمَا بِهٰذِهِ الْحُرُوْفِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۱۲۶)	جلد۵	صفحہ۲۳۸۰
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۳۱)	جلد۱	صفحہ۱۶۲
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۸۲۸)	جلد۳	صفحہ۲۵۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۳۴۰۲)	جلد۳	صفحہ۴۳۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۶۳۱۸)	جلد۵	صفحہ۱۹۳

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں الگ الگ لکھ دی ہیں پھر اس نے اس بات کو واضح کر دیا ہے۔ پس جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اسے کر نہ سکا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس ایک کامل نیکی لکھ دے گا۔ اگر اس آدمی نے نیکی کا ارادہ کیا پھر اس پر عمل (بھی) کر لیا تو اللہ تعالیٰ اپنے ہاں اس نیکی کو دس نیکیوں سے لیکر سات سو نیکیوں تک بلکہ کئی گنا زیادہ تک لکھے گا۔

اگر اس آدمی نے برائی کا ارادہ کیا اور اسے نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ اس اپنے ہاں پوری نیکی لکھ دے گا۔ اور اگر اس آدمی نے برائی کا ارادہ کیا پھر اسے کر لیا اللہ تعالیٰ اسے اپنے ہاں ایک گناہ لکھے گا۔

-☆-

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اس امت پر کس درجہ رحیم وشفیق ہے اس کی ایک رحمت کے شکرانہ کے طور پر زندگی بھر سجدہ میں گزار دیں تو بھی حقِ شکر ادا نہیں ہو سکتا۔

مذکورہ بالا حدیث پاک میں غور کیجئے کتنا کیف نصیب ہوتا ہے۔

فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً.

جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اسے کر نہ سکا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے اپنے ہاں ایک کامل نیکی لکھ دیتا ہے۔

نیکی کی نہیں بلکہ نیکی کا ارادہ کیا کریم اللہ پھر بھی پوری نیکی کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ ایسا عمل جس سے پروردگار راضی ہوا سے نیکی کہتے ہیں تو انسان ایسے عمل کا ارادہ ونیت کرتا ہے جس سے پروردگار عالم جل جلالہ راضی ہو لیکن کسی عارضہ کی وجہ سے وہ نیکی نہ کرسکا تو خالقِ ارض وسما اپنے ہاں اسے ایک کامل نیکی کی صورت میں لکھ لیتا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ -رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ- عَنِ النَّبِیِّ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ- قَالَ:

مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ، فَلَمْ يَعْمَلْهَا، كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا، كُتِبَتْ لَهُ عَشْراً وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ يُكْتَبْ عَلَيْهِ شَيْءٌ فَإِنْ عَمِلَهَا، كُتِبَتْ عَلَيْهِ سَيِّئَةٌ وَاحِدَةً.

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۶۲)	جلد ا	صفحہ ۹۲۶
موارد الظمان	رقم الحدیث (۳۱)		صفحہ ۳۸
مسند ابی یعلیٰ الموصلی	رقم الحدیث (۳۴۵۱)	جلد ۶	صفحہ ۱۷۰
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
مسند ابی یعلیٰ الموصلی	رقم الحدیث (۳۴۹۹)	جلد ۶	صفحہ ۲۱۹
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		

جس نے نیکی کا ارادہ کیا اسے کر نہ سکا تو اس کیلئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے پس اگر وہ اس نیکی کو کر گیا تو اس کیلئے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور جس نے برائی کا ارادہ کیا لیکن اسے کر نہ سکا تو اس پر کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو اس پر ایک گناہ لکھا جاتا ہے۔

انسان نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو یہ اسکا ارادہ و نیت رائیگاں نہیں جاتی اگر چہ وہ نیکی نہ کر سکے کیونکہ نیکی کا ارادہ بھی من جانب اللہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہو تو نیکی کی طرف دل کا میلان ہوتا ہے۔ جس کے لطف و کرم سے آج نیکی کی طرف رغبت ہے انشاء اللہ اس کی کرم نوازی سے نیکی کا عملی ظہور بھی ہوگا اور نیکی کا عملی ظہور انسان کو سعید و نجات یافتہ بنانے کیلئے کافی ہے۔

عَنْ خریم بن فَاتِک -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- عَنِ النَّبِي - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ- قَالَ:

مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ ، فَلَمْ يَعْمَلْهَا ، فَعَلِمَ اللّٰهُ اَنَّهُ قَدْ اَشْعَرَهَا قَلْبُهُ وَحَرَصَ عَمَلَهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً" وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ لَمْ تُكْتَبْ عَلَيْهِ. وَمَنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ وَاحِدَةً" وَلَمْ تُضَاعَفْ عَلَيْهِ وَمَنْ عَمِلَ حَسَنَةً كَانَتْ لَهُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا. وَمَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، كَانَتْ لَهُ بِسَبْعِ مِئَةِ ضِعْفٍ.

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۶۱۷۱) جلد ۱۴ صفحہ ۴۸
قال المحقق: اسنادہ صحیح ، رجالہ ثقات رجال الصحیح
المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث (۴۱۵۲) جلد ۴ صفحہ ۲۰۶
المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث (۴۱۵۳) جلد ۴ صفحہ ۲۰۶

ترجمة الحديث:

حضرت خریم بن فاتک -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

جس نے نیکی کا ارادہ کیا لیکن اسے نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ اس کے دل نے اس نیکی کا شعور ابھارا ہے اور اس کے کرنے پر حریص بنایا ہے تو اس کیلئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور جس نے برائی کا ارادہ کیا تو اس پر کوئی گناہ نہ لکھا جاتا ہے اور جس نے اس برائی پر عمل کیا تو اس کیلئے ایک برائی لکھی جاتی ہے اس پر برائی کو دگنا نہیں کیا جاتا اور جس نے نیکی پر عمل کی اتو اس کیلئے وہ نیکی دس گنا تک ہوگی اور جس نے فی سبیل اللہ کوئی چیز خرچ کی تو اس کیلئے اجر سات سو گنا تک ہوگا۔

غور کیجئے! انسان نیکی کا ارادہ کرتا ہے ایسے عمل کا ارادہ کرتا ہے جس سے خالق و مالک کی رضا و خوشنودی ملے لیکن وہ عمل کر نہ سکا تو یہ ارادہ و نیت بھی اللہ کے ہاں محمود ہے کیونکہ نیکی کا

المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث (۴۱۵۵) جلد۴ صفحہ۲۰۷
سنن الترمذی (مختصراً) رقم الحدیث (۱۶۲۵) جلد۲ صفحہ۵۲۳
قال الترمذی: ھذا حدیث حسن
صحیح سنن الترمذی رقم الحدیث (۱۶۲۵) جلد۲ صفحہ۲۲۴
قال الالبانی: صحیح
موارد الظمان رقم الحدیث (۳۱) صفحہ۳۸

ارادہ بھی من جانب اللہ ہوتا ہے جس کے قلب میں اللہ تعالیٰ نیکی کا خیال ڈالتا ہے اور نیکی کرنے کا جذبہ جس کے باطن میں انگڑائی لیتا ہے خالق و مالک جل جلالہ اسے کامل و مکمل نیکی کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

قَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ-

مَنْ اَتٰی فِرَاشَهٗ وَهُوَ یَنْوِیْ اَنْ یُّصَلِّیَ مِنَ اللَّیْلِ فَغَلَبَتْهُ عَیْنَاهُ حَتّٰی یُصْبِحَ کُتِبَ لَهٗ مَانَوٰی.

المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۱۱۷۰)	جلد۲	صفحہ۴۵۱
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین، ولم یخرجاہ		
وقال الذھبی:	علی شرطھما		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۱۳۴۴)	جلد۲	صفحہ۱۴۹
قال المحقق:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۱۳۴۴)	جلد۲	صفحہ۴۷۵
قال المحقق:	رجالہ ثقات		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۳۶۱)	جلد۱	صفحہ۴۰۰
قال الالبانی:	صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۲۵)	جلد۱	صفحہ۶۹
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب/ رقم الحدیث (۲۱)		جلد۱	صفحہ۱۱۳
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۵۸۸)	جلد۶	صفحہ۳۲۳
قال شعیب الارنوؤط:	اسنادہ جید		

ترجمة الحديث:

حضرت ابودرداء-رضی اللہ عنہ- نے ارشاد فرمایا:

جو آدمی اپنے بستر پر آیا اور اسکی نیت ہے کہ وہ صلاۃ التہجد ادا کرے گا لیکن نیند کے غلبہ کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا یہاں تک کہ صبح ہوگئی تو اس کیلئے لکھ دیا جائے گا جو اس نے نیت کی۔

سبحان اللہ! جو مرد مومن رات سوتے وقت نیت کرتا ہے کہ میں سحری کو اٹھ کر صلاۃ التہجد (نماز تہجد) ادا کرونگا یہ نیت محمودہ لے کر وہ نیند کی آغوش میں چلا جاتا ہے اس کی آنکھ اس وقت کھلتی ہے جب سپیدہ سحر طلوع ہو چکا ہوتا ہے تو اسے صلاۃ التہجد کی ادائیگی کا اجر وثواب ملے گا۔

صحیح سنن النسائی   رقم الحدیث (۱۷۸۶)   جلد ۱   صفحہ ۵۶۷

قال الالبانی: صحیح

ارواء الغلیل   رقم الحدیث (۴۵۴)   جلد ۲   صفحہ ۲۰۵

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهٗ عَلَیْهِ وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَلَئِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ .رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۵۰۲)	جلد۴	صفحہ۲۰۳۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۱۳۷)	جلد۵	صفحہ۲۳۸۵
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۴۷)	جلد۲	صفحہ۵۸
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۲۲۲)	جلد۱۰	صفحہ۴۷
فتح الباری	رقم الحدیث (۶۵۰۲)	جلد۱۱	صفحہ۳۴۰

جس نے میرے کسی ولی سے عداوت کی تو میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں اور میری پسندیدہ چیزوں میں سے کسی بھی چیز کے ذریعے میرا بندہ مجھ سے اتنا قریب نہیں ہوتا جتنا ان چیزوں کی ادائیگی کے ذریعے قریب ہوتا ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہیں۔

اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کے کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی انکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اسکا ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں جس سے وہ چلتا ہے۔

اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو اسے ضرور عطا کروں گا اور اگر وہ میری پناہ مانگے تو ضرور میں اسے اپنی پناہ وحفاظت میں لے لونگا۔

-☆-

مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ:

جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی تو میری اس سے جنگ ہے۔

جنگ ولڑائی دوستوں کے درمیان نہیں ہوتی بلکہ دشمنوں کے درمیان ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کسی ولی سے دشمنی رکھنے والا اللہ تعالیٰ کا دشمن بن جاتا ہے اللہ کا دشمن خائب وخاسر ہوا کرتا ہے۔

دشمن لڑائی میں ایک دوسرے کی قیمتی چیزوں کو نشانہ بنایا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب کسی سے لڑائی کرتا ہے تو وہ اس کی قیمتی چیز کو نشانہ بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نشانے خطا نہیں جایا کرتے۔

انسان کی سب سے قیمتی چیز اس کا ایمان ہے تو جو اولیاء اللہ سے عداوت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اس کا ایمان سلب کر لیتا ہے (العیاذ باللہ) جس سے اسکا ایمان سلب ہو جائے اس جیسا بدنصیب کون ہوگا۔

مولانا داود غزنوی کے زمانہ میں ایک مولوی نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں نامناسب بات کہہ دی کہ امام صاحب کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اس کی اس خرافات کو سن کر مولانا داود غزنوی نے کہا یہ آدمی مرتد ہو جائے گا۔

کچھ ہی دنوں میں وہ آدمی قادیانی ہو گیا کسی نے مولانا سے پوچھا آپ کو یہ کیسے علم ہوا تھا کہ یہ مرتد ہو جائے گا تو انہوں نے کہا جب میں نے سنا یہ مولوی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں نازیبا کلمات کہتا ہے اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اللہ ولی ہیں تو مجھے یہ حدیث یاد آ گئی:

مَنْ عَادَی لِیْ وَلِیّاً فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ

جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔

تو جنگ میں دشمن کی قیمتی چیز کو تباہ کیا جاتا ہے نقصان پہنچایا جاتا ہے انسان کی سب سے قیمتی چیز چونکہ ایمان ہے تو مجھے یہ یقین ہو گیا کہ اس مولوی کا ایمان ختم ہو جائے گا۔ اَلْعَیَاذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ.

کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ :

بندہ فرائض پر مداومت کے ساتھ نوافل کی طرف توجہ دیتا ہے پھر یہ نوافل اس کی طبیعت ثانیہ بن جاتے ہیں ان نوافل سے اس درجہ شغف ہو جاتا ہے کہ جب تک انہیں ادا نہ

کرلیا جائے طبیعت کوسکون نہیں ملتا رات رات بھرنوافل میں وقت گزرتا ہے یہ نوافل یہ سجدے انسان کوقرب الٰہی کی دولت سے لبریز کرتے ہیں یہ قرب الٰہی محبت الٰہی کو جیت لیتا ہے کہ خود خالق کائنات اس کی محبت کرتا ہے جب اللہ وحدہ لاشریک ایک بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کی طرف انعام یہ ہے کہ کُنتُ سَمعَهُ الَّذِی یَسْمَعُ بِهٖ میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کان بننے کے مفہوم امام المفسرین حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان کرتے ہیں: وَکَذالِکَ الْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَی الطَّاعَاتِ بَلَغَ اِلَی الْمَقَامِ الَّذِیْ یَقُوْلُ اللّٰہُ کُنتُ لَهٗ سَمْعاً وَبَصراً فَاِذَا صَارَنُوْرُ جَلالِ اللّٰہِ لَهٗ سَمِعَ الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَ ذَالِکَ النُّوْرُ نُوْرُ جَلالِ اللّٰہِ لَهٗ بَصراً اراٰی الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَذَالِکَ النُّوْرُ نُوْرُ جَلالِ اللّٰہِ یَداً لَهٗ قَدرَ عَلَی التَّصَرُّفِ فِی الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْقَرِیْبِ وَالْبَعِیْدِ.[1]

ایسے ہی جب اللہ کا بندہ طاعات پر مواظبت اختیار کرتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اس کے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں۔ میں جب اللہ تعالیٰ کا نور جلال اس بندہ کے کان بن جاتا ہے تو وہ قریب وبعید کوسنتا ہے پس جب وہ نور، اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کی آنکھ بن جاتا ہے تو وہ قریب وبعید کودیکھتا ہے اور جب وہ نور اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کے ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ مشکل اور آسان کاموں پر قریب وبعید میں تصرف پر قادر ہو جاتا ہے۔

---

(۱) التفسیر الکبیر جلد ۵ صفحہ ۴۶۷

یہ امت محمدیہ علی صاحبہا افضل التحیات واکمل التسلیمات کس قدر غنی امت ہے اس امت کے اولیاء تمام امت کے اولیاء سے تعداد میں زیادہ بہت زیادہ ہیں اور مراتب ودرجات میں بلند بہت بلند ہیں۔ ان اولیاء کرام کو کمالات سے نوازنے والا خود وحدہ لاشریک ہے جس ولی کے بارے میں وہ خود فرمائے میں اسکے کان بن جاتا ہوں اگر وہ ولی اللہ دورونزدیک کی باتیں سن لے یا دل میں آنے والے خیالات کے واقف ہو جائے تو حیرانگی کی کونسی بات ہے اللہ القادر فرماتا ہے میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے تو امت کا ولی مشرق میں بیٹھے مغرب کو دیکھ لے یا زمین پر بیٹھے عالم بالا کا مشاہدہ کرے تو یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عطاوکرم سے ہے۔

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں اب ایسا خوش قسمت ولی اللہ اگر سینکڑوں میل دور سے کسی کی فریاد رسی کر دے یا کسی مصیبت زدہ کو مصیبت سے رہائی دے دے یا کسی غریق کو غرق ہونے سے بچالے تو یہ حقیقی کمال اس ولی اللہ کا نہیں بلکہ حقیقی کمال اللہ وحدہ لاشریک کا ہے جس نے اپنے اس بندے کو قوت وطاقت اور تصرف کی قوت عطا فرمائی ہے۔

فَلَکَ الْحَمْدُ يَااَللّٰهُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ وَلَکَ الشُّکْرُ يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

ارشاد ربانی ملاحظہ ہو

حَتّٰى اِذَا اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ" يَااَيُّهَاالنَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُم

لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ(۱)

یہاں تک کہ وہ گزرے چیونٹیوں کی ایک وادی سے تو ایک چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیو! داخل ہو جاؤ اپنی اپنی بلوں میں کہیں کچل نہ دے تمہیں (حضرت) سلیمان اور ان کا لشکر اس حال میں کہ انہیں (تمہارا) شعور ہی نہ ہو تو حضرت سلیمان نے تبسم فرمایا ہنستے ہوئے اس کی اس بات سے اور آپ نے (اللہ کی جناب میں) عرض کی: اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں شکر ادا کروں تیری اس نعمت کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام فرمائی اور (مجھے توفیق دے کہ) میں عمل صالح کروں جس سے تو راضی ہو جائے اور مجھے اپنی رحمت کے سبب اپنے صالح بندوں میں داخل کر دے۔

ان قرآنی آیات میں غور وفکر کیجئے۔ حضرت سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے لشکر جرار سمیت گزر رہے ہیں اور چیونٹیوں کی وادی سے گزرنے والے ہیں لیکن ابھی اس وادی سے میلوں دور ہیں ایک چیونٹی دوسری چیونٹیوں کو آگاہ کرتی ہے کہ ایک لشکر جرار آ رہا ہے اپنے اپنے مساکن میں داخل ہو جاؤ۔ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی اس بات کو سن لیتے ہیں اور مسکراتے ہوئے تبسم فرماتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی بات کو اتنی دور سے کیسے سن لیا چیونٹی کی آواز تو قریب سے سنائی نہیں دیتی یہ دور موجودہ دور علمی ترقی اور ایجادات کا دور ہے بڑی بڑی مشینیں ایجاد ہو چکی ہیں جو ستاروں کی حرکات کا مشاہدہ کر لیتی

(۱) النمل ۲۷/۱۹،۱۸

ہیں لیکن ابھی تک ایسا کوئی آلہ ایجاد نہ ہوسکا جو چیونٹیوں کی باتیں سن سکے اور انکے کلام کو سمجھ سکے۔ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی آواز کو کیسے سنا اور کیسے سمجھا تو جواب بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِىْ يَسْمَعُ بِهٖ:

میں بندے کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔

جس کے کانوں میں الٰہی قوت وطاقت اور انوار ہوں اس کے سامنے ایسی چیزوں کی کیا اہمیت ہے؟ یہ مقام ایک ولی کو ملتا ہے، مقرب بارگاہ الٰہی کو ملتا ہے کہ اللہ اسکے کان اور آنکھیں بن جاتا ہے تو جو ذات مقام نبوت پر فائز ہو اس پر کرم الٰہی کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

اس امت میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے فیض لینے والے ان افراد کی کمی نہیں جن کے سمع وبصر میں انوار الٰہیہ سرایت کر چکے ہوں پھر وہ قرب وبعد کی ہر چیز کی آواز باذن اللہ سن لیتے ہیں۔

ہمارے اسلاف میں حضرت صالح مُرّی رضی اللہ عنہ گزرے ہیں علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا ان کے بارے میں تبصرہ ملاحظہ ہو

وَكَانَ يَسْمَعُ كَلامَ الْمَوْتٰى، وَيُخَاطِبُوْنَهٗ وَيَعِظُوْنَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ لَهٗ : قَدْ وَجَدْنَا كَذَا حَقًّا وَكَذَا وَكَذَا.

حضرت صالح مُرّی رحمۃ اللہ علیہ اموات کے کلام کو سنا کرتے تھے وہ ان کے مخاطب ہوتے اور انہیں نصیحت فرمایا کرتے تھے اور ان سے کہتے تھے ہم ایسے سچ پایا ایسے ایسے پایا۔

یہ اموات کے کلام کو کیسے سن لیتے جواب واضح ہے وعدہ الٰہی ہے کُنتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ ہے۔ میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم ہوا اور ان کی سماعت میں جلال الٰہی کا نور سرایت کر گیا تو پھر ان کی باتیں بھی سن لیتے جو اس دار فانی سے کوچ کر چکے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس برصغیر کے نامور صاحب نسبت عالم دین ہیں علم حدیث کے سلسلہ میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں لطف یہ کہ خطہ پاک وھند کے تمام مسالک کے نزدیک یہ حجت ہیں۔ اب آیئے ان کے قلم سے نکلے ہوئے چند کلمات ملاحظہ ہوں:

نیز یہ فقیر اپنی ماں کے پیٹ میں جنین کی صورت میں تھا۔ حضرت والا نے ایک بھکارن کو فی سبیل اللہ نصف روٹی دی۔ پھر اسے دوبارہ بلا کر نصف دوسری بھی دی اور کہا یہ بچہ جو ابھی جنین ہے کہتا ہے کہ خدا کی راہ میں پوری روٹی دینی چاہیئے۔ (انفاس العارفین =/۱۰۶)

سبحان اللہ! حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی قوت سماعت پر قربان جائیں کہ ماں کے پیٹ میں بچہ کے کلام کو سن لیتے ہیں۔ انہوں نے سنا وجہ واضح ہے کہ فرمان خداوندی ہے کُنتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ ہے میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ اللہ کی عطا وکرم نوازی سے ان کے کانوں میں وہ قوت پیدا ہوئی کہ جنین کی آواز سن لیتے ہیں اور سمجھ بھی لیتے ہیں۔ اور اس جنین (حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ) پر بھی لطف الٰہی ملاحظہ ہو کہ ابھی اس دار فانی میں آئے نہیں بلکہ ماں کے پیٹ میں ہیں اور حالت جنین میں ہیں پھر بھی آداب شریعت کے واقف ہیں۔

ذَالِکَ فَضُلُ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَنُ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الُفَضُلِ الُعَظِيُم.

كُنُتُ سَمُعَهُ الَّذِىُ يَسُمَعُ بِهٖ:

مرادرسول امیرالمومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سرزمین نہاوند میں جہاد جاری ہے اھل اسلام کی جمعیت حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت دشمنانِ اسلام سے نبرآزما ہے۔ حضرت ساریہ پہاڑ کواوٹ میں لیکر دشمن سے لڑ رہے ہیں دشمن نے موقع غنیمت سمجھا اور پچھلی جانب ہوکر پہاڑ پر چڑھنے لگے اگر وہ پہاڑ پر چڑھا جاتے تو پورا لشکر اسلام ان کے تیروں کی زد میں تھا۔ حضرت ساریہ کی توجہ اس جانب نہ تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں منبر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جلوہ افروز خطبہ جمعہ دے رہے تھے چ (میں اسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے) کا اظہار یوں ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ ہی ارشاد فرمادیا: يَاسَارِيَةُ الجَبَلَ، يَاسَارِيَةُ الجَبَلَ

اے ساریہ! پہاڑ کا خیال رکھو، اے ساریہ! پہاڑ کا خیال رکھو۔

یہ آواز سینکڑوں میل کی مسافت طے کر کے حضرت ساریہ کے کانوں سے ٹکراتی ہے اور وہ دشمن کی اس چال سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور لشکر اسلام فتح ونصرت ملتی ہے۔

اس روایت پر بحث کرتے ہوئے علامہ محمد ناصر الدین الالبانی لکھتے ہیں: فَالُقِصَّةُ ثَابِتَة" صَحِيُحَة" وَهِىَ كَرَامَة" اَكُرَمَ اللّٰهُ بِهَا عُمَرَ حَيُثُ انُتَزَبِهٖ جَيُشَ الُمُسُلِمِيُنَ مَنَ الاَسُرِاَوِالُفَتُكِ بِهٖ.(1)

---

(1) سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ ۱۰۴/۳

پس یہ قصہ ثابت ہے اور صحیح ہے یہ کرامت ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کو عزت بخشی ایسے کہ ان کے ذریعے مسلمین کے لشکر کو قید یا قتل ہونے سے بچالیا۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت ملاحظہ ہو۔

ابن علوان کہتے ہیں

میں رحبہ میں کسی غرض سے گیا تو میں نے وہاں ایک جنازہ دیکھا میں اس کے ساتھ ہولیا کہ صلاۃ الجنازہ ادا کروں میری نظر ایک عورت پر پڑ گئی جو پردہ سے نہ تھی تو میں نے نظریں چرا کر اس کی طرف دیکھا پھر میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور اللہ سے استغفار کیا۔

پھر میرے دل میں آیا کہ اپنے پیرومرشد حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دینی چاہیئے تو میں بغداد اتر گیا اور آپ کی منزل پر حاضر ہوا میں دروازہ پر دستک دی تو حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اُدْخل اَبَاعُمَرَ! تَذْنِبُ بِالرَّحْبَةِ وَانَسْتَغْفِرُلَکَ بِبَغْدَادَ.

اے ابوعمر! اندر آ جاؤ تم سوق الرّحبہ میں گناہ کرتے ہو اور ہم بغداد میں تیرے لئے استغفار کرتے ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو کیسے نظر آیا کہ ان کا مرید سوق الرّحبہ میں ارتکاب گناہ کر رہا ہے اور وہ وہیں بغداد میں اس کے لیے بارگاہ لم یزل میں استغفار کرتے ہیں۔ یہ حدیث پاک اس مسئلہ کو بالکل واضح کر دیتی ہے کہ

کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ يَسْمَعُ بِهٖ اللہ فرماتا ہے میں اسکی آنکھیں بن جاتا ہوں جن

سے وہ دیکھتا ہے۔ اگر نور جلال الٰہی حضرت عمر کی نگاہ میں آتا ہے تو مدینہ طیبہ بیٹھ کر نہاوند کے معرکہ کا مشاہدہ کرتے ہیں اور یہی نور بطفیل عمر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ میں آتا ہے تو وہ بغداد میں بیٹھ کر سوق الرَّحْبہ میں گناہ میں مرتکب اپنے مرید کا مشاہدہ کر لیتے ہیں۔ یہ کمال حقیقت میں نور الٰہی کا ہے جس کے کرم سے نگاہ حجابات کو چیر جاتی ہے۔

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد گرامی بھی اس حدیث پاک کی عملی تشریح ہے:

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعاً
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

میں نے اللہ کی بلاد کو دیکھا جیسے ہاتھ کی ہتھیلی پر رائی کا دانہ ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ لِیْ عَنْ اُمَّتِیَ الْخَطَأَ وَالنِّسْیَانَ وَمَا اسْتُکْرِہُوْا عَلَیْہِ. حَدِیْثٌ حَسَنٌ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَالْبَیْہَقِیُّ وَغَیْرُہُمَا.

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا

بے شک اللہ تعالیٰ میری خاطر میری امت سے درگزر کیا ہے بھول چوک کو اور ان امور سے بھی جو مجبوراً ان سے کروائے جائیں۔

سنن الکبریٰ للبیہقی رقم الحدیث (۱۵۰۹۴) جلد ۷ صفحہ ۵۸۴
صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۷۲۱۹) جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۲
قال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح علیٰ شرط البخاری
سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۲۰۴۵) جلد ۲ صفحہ ۵۱۸
قال محمود محمد محمود: الحدیث صحیح
صحیح سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۱۶۷۵) جلد ۲ صفحہ ۱۷۸
قال الالبانی: صحیح

اللہ تعالیٰ نے خطا و نسیان کو اس امت پر معاف کر دیا ہے یعنی جو کام غلطی سے ہو جائے یا بھول کر ہو جائے پروردگار عالم اس کو معاف فرما دیتا ہے۔

اَلْخَطَاءُ : هُوَاَنْ يَقْصِدَ بِفَعْلِهٖ شَيْئاً فَيُصَادِفُ فِعْلُهٗ غَيْرَ مَاقَصَدَ بِهٖ.

اپنے فعل کے ساتھ کسی چیز کا قصد کیا ہو لیکن اس فاعل کا فعل غیر مقصود سے مل گیا یہ خطا کہلاتا ہے یعنی ایک کام کرنے کا ارادہ ہے لیکن وہ کام نہ ہو سکا بلکہ غلطی سے دوسرا کام ہو گیا۔

اَلنِّسْيَانُ : اَنْ يَكُوْنَ ذَاكِراً لِشَيْئٍ فَيَنْسَاهُ عِنْدَ الْفِعْلِ.

ایک آدمی کو کوئی چیز یاد ہے لیکن عندالفعل اسے بھول گیا اسے نسیان کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَا اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَاقَصَدَتْ قُلُوْبُكُمْ.

تم پر کوئی حرج نہیں جو کام تم نے غلطی سے کر لیا لیکن جس کام کو تم نے عمداً کیا (اس پر مؤخذہ ہوگا)

سورۃ البقرہ کے آخر میں دعا کے یہ کلمات بھی ہیں

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا.

اے ہمارے رب ہم سے مواخذہ نہ فرمانا جو ہم بھول گئے یا جو ہم غلطی سے کر گئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا قَالَ اللّٰهُ : قَدْ فَعَلْتُ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۲۶)	جلد۱	صفحہ۸۲۴
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۹۹۲)	جلد۴	صفحہ۷۰
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ قول نازل ہوا رَبَّنَا لا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں نے ایسا کرلیا ہے۔

-☆-

اللہ! اللہ! اس امت پر خالق و مالک کی یہ مہربانی۔ اللہ ذوالجلال کا یہ لطف و کرم کس وجہ سے یہ عنایت کس سبب سے؟ حدیث پاک کے الفاظ مبارکہ خود وضاحت کررہے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِیْ عَنْ اُمَّتِیْ الْخَطَأَ وَالنِّسْیَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَیْهِ.

اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے میری امت سے تجاوز فرمایا............

صحیح سنن الترمذی رقم الحدیث (۲۹۹۲) جلد۳ صفحہ۲۰۱

قال الالبانی: صحیح

تحفۃ الاشراف رقم الحدیث (۵۲۳۴) جلد۴ صفحہ۳۹۱

المستدرک للحاکم رقم الحدیث (۳۱۳۲) جلد۲ صفحہ۳۱۴

قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ

التلخیص بذیل المستدرک جلد۲ صفحہ۳۱۴

قال الذھبی: صحیح

السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث (۱۱۰۵۹) جلد۶ صفحہ۳۰۷

مسند الامام احمد جلد۱ صفحہ۲۳۳

المستدرک للحاکم جلد۲ صفحہ۲۸۶

یہ مہربانی یہ لطف وکرم حضور-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے صدقے ہے۔ اے نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے لاڈلے امتی! دیکھ اللہ تعالیٰ نبی کریم-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے صدقے کتنا مہربان ہے جس نبی-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے صدقے مہربان ہے تو بھی اس نبی اطہر-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- پر دل وجان سے فدا ہو جا۔ آپ کے ارشادات کو حرز جاں بنالے، دونوں جہاں کے مقدر تیری جھولی میں ہونگے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا- قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ -بِمَنْكِبَيَّ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ" اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا- يَقُوْلُ: اِذَا اَمْسَيْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۴۱۶)	جلد۴	صفحہ۲۰۱۶
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۷۳۸۶)	جلد۶	صفحہ۲۸
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۱۱۵۷)		جلد۳	صفحہ۱۴۷
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۶۰۴)	جلد۱	صفحہ۴۵۱
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۱۱۳۶)	جلد۱	صفحہ۵۳۲
ریاض الصالحین	رقم الحدیث (۴۷۵)		صفحہ۲۲۶
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۸۹۹)	جلد۴	صفحہ۱۳۹
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۳۳۴۱)		جلد۳	صفحہ۳۰۵
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۳۳)	جلد۳	صفحہ۲۹۹
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۳۳)	جلد۲	صفحہ۵۳۸
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے کندھوں کو پکڑا پھر ارشاد فرمایا: دنیا میں ایسے ہو جاؤ گویا کہ تم مسافر ہو یا راستہ عبور کرنے والے ہو۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار نہ کرو اور جب تم صبح کرو تو شام کا انتظار نہ کرو اور اپنے زمانہ صحت میں اپنی بیماری کے لئے اور اپنی حیات میں اپنی موت کے لئے (نیک اعمال کا ذخیرہ) کرو۔

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۱۱۴)	جلد۴	صفحہ۴۷۰
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۳۳۸)	جلد۳	صفحہ۳۴۸
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۶۵۱۲)	جلد۳	صفحہ۵۱۶
قال البیہقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۷۶۴)	جلد۴	صفحہ۳۸۹
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۰۰۲)	جلد۴	صفحہ۴۷۸
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۹۸)	جلد۲	صفحہ۴۷۱
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۱۳۴۷۰)	جلد۱۲	صفحہ۳۰۴
المسند الجامع	رقم الحدیث (۸۲۵۳/۱۰۹۴)	جلد۱۰	صفحہ۸۰۷

اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ :

ایک بندہ مومن دنیا میں مسافر سے بھی ایک ہاتھ آگے بے رغبت ہوتا ہے کہ اس کی حیثیت ایک راہ گزرنے والے کی سی ہوتی ہے۔ جب انسان راہ گزر رہا ہوتو وہ راستہ میں نہ جائیداد بناتا ہے نہ کوئی کام کرتا ہے بلکہ گزرنے والا پیچھے مڑکر بھی نہیں دیکھتا اھل ایمان اس دارفانی میں ایمان کی نوری قندیل پاس رکھتے ہیں اور ظلمت خانہ دنیا میں تیزی سے گزرتے ہوئے توبہ استغفار سے راستہ کی رکاوٹوں کو دور کرتے ہیں وہ پیچھے مڑکر بھی نہیں دیکھتے بلکہ وہ رضائے الٰہی کی ضیاء بار مشعل کی معیت میں منزل کی جانب رواں دواں رہتے ہیں اپنی پونجی اپنا اثاثہ دشمن کی دست برد سے محفوظ رکھتے ہیں انکی زبان وقلب وقالب حرکت میں رہتی ہے یہ اس وقت تک متحرک رہتی ہے جب تک دنیا سے جانے کا بلاوا نہیں آجاتا ان کا ایمان وعمل محفوظ ہوتا ہے اس لیے ان کی دنیا سے رخصی قابل دید ہوا کرتی ہے۔ انکی دنیا سے رخصتی کے منظر کو دیکھ کر کئی بیگانے اپنے بن جایا کرتے ہیں۔

کوئی عقل مند مسافر خانہ میں دل نہیں لگایا کرتا اور گزرگاہ کو اپنا وطن نہیں سمجھتا۔ مسافر خانہ میں جو آیا ہے اس نے وہاں سے کوچ کر جانا ہے گزرگاہ میں کسی کو قیام کی اجازت نہیں ہوا کرتی۔ مسافر خانہ کو اپنا وطن سمجھ کر سنگریزے اکٹھے کرنے والا انتہائی احمق ہوا کرتا ہے۔ حالت سفر میں انسان ہلکا پھلکا اچھا لگتا ہے اتنا بے فائدہ سامان اکٹھا کر لینا کہ اسے اٹھانا ہی مشکل ہو یہ کہاں کی دانشمندی ہے۔

حضور سید العالمین رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا کو ایک مسافر خانہ قرار دیا حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسافر خانہ قرار دینے سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ اصل وطن اور

گھر کوئی اور ہے اصل وطن وہی ہے جس کی جانب ہم کوچ کرتے جارہے ہیں ۔اس مسافر خانہ- دنیا میں دل نہیں لگانا چاہیے بلکہ اپنے اصلی گھر کو کوچ کی فکر کرنی چاہیے۔ یہاں اپنے لئے سنگریزے اکٹھے کرلیں کہ انہیں اٹھایا ہی نہ جاسکے اور اپنے سر پر کوڑا کرکٹ کا بوجھ اٹھا کر اپنے گھر چلتے جانا کسی عقل مند کا شیوہ نہیں۔

ہمارا اصلی وطن دار آخرت ہے اس وطن کو جاتے ہوئے متاع دنیا کو اکٹھا کرنا، متاع دنیا آخرت میں کوڑا کرکٹ سے زیادہ بدبودار ہے، انسان کے لئے اپنے اصلی وطن میں باعثِ شرمندگی ورسوائی ہے۔

انسان اپنے گھر اپنے اھل خانہ کے لئے دولت لے کر جایا کرتا ہے آخرت میں جانے کے لئے دولت ایمان ہے اس دنیا میں رہتے ہوئے جو ایمان بچا کر چلا گیا وہ اپنا اصل زر بچا کر نکل گیا اور جس نے اپنے ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی کئے وہ اپنی تجارت میں خوب نفع کما کر گیا ہے۔

اے ارحم الراحمین! اپنے حبیب کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے ہمیں حقیقت سمجھنے کی سعادت عطا فرما اور ہمیں فکر آخرت کی وہ دولت نصیب فرما جس سے ہمارا ایمان محفوظ رہے اور اعمال صالحہ سے معمور ہو کر اس دار فانی سے کوچ کریں۔

شیخ الاسلام امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقالوا فی شرح هذا الحدیث معناه :

لاتركن الی الدنیا ولا تنخذها وطنا ولا تحدث نفسک بطول البقاء فیها ولا بالا عتنا بها ، ولا تتعلق منها الابما یتعلق به الغریب فی غیر وطنه ولا

تشتغل فیھا بما لا یشتغل بہ الغریب الذر یرید الذھاب الی اھلہ و باللّٰہ التوفیق.(۱)

علماء کرام اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے اس کا مفہوم ومعنی یہ بیان کرتے ہیں:
تم دنیا کی طرف زیادہ مائل نہ ہو جاؤ اور نہ ہی اسے اپنا وطن قرار دو اور اس دار فانی میں لمبا عرصہ رہنے اور اس پر زیادہ توجہ دینے کا پروگرام نہ بناؤ۔ اور تم اس دنیا میں اتنا ہی تعلق رکھو جتنا ایک مسافر پردیس میں تعلق رکھتا ہے اور اس دار فانی میں زیادہ مشغول نہ ہو جاؤ اس طرح جس طرح ایک مسافر جو اپنے اھل خانہ کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہے غیر وطن میں وابستگی نہیں رکھتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضور سید المرسلین صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑھایا ہوا یہ سبق خوب یاد رکھا آپ نے زندگی بھر ایک مسافر کی طرح وقت گزارا اس دنیا کو قیام گاہ نہیں بلکہ گزرگاہ تصور کیا پھر یہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

اذا امسیت فلا تنتظر الصباح و اذا اصحبت فلا تنتظر المساء و خذمن صحتک لمرضک و من حیاتک لموتک .

اے اللہ کے بندے! اے حضور سید المرسلین صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی! جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار نہ کرو، اور جب صبح کرو تو شام کا انتظار نہ کرو یعنی ہر صبح کو اپنی آخری صبح تصور کرو اور ہر شام کو اپنی زندگی کی آخری شام خیال کرو۔ جو آدمی اپنی زندگی کی صبحیں اور شامیں اس تصور میں گزارتا ہے وہ یقیناً گناہ اور نافرمانی سے کوسوں دور ہے کیونکہ جسے معلوم ہے کہ آج میں نے بارگاہ علیم وخبیر میں حاضر ہونا ہے تو وہ اپنے تمام اعمال کا حساب لیگا اپنے جرم و

(۱) ریاض الصالحین

عصیاں پر نادم ہوگا اور بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوگا اور عرض کرے گا اے علیم وبشیر اے رحیم وکریم میرے گناہ معاف فرمادے میری لغزشیں معاف کردے میرے اعمال سے درگزر فرما۔ پھر وہ مرد مومن یہاں تک بس نہ کرے گا بلکہ وہ اس بات کا خیال رکھے گا کہ اس کی زندگی کا کوئی سانس یادالٰہی کے بغیر نہ گزرے اس کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کی رضا میں بسر ہو یقیناً ایسا آدمی سزاوار رحمت الٰہی ہے۔

دنیا-دارِفانی:

یہ زمین اور اس کی وسعت، یہ پہاڑ اور ان کی بلندی وصلابت یہ دریا اور ان کی روانی یہ سمندر اور ان کی اٹھتی موجیں یہ درخت یہ سبزہ یہ جانور یہ چرند یہ پرند سب فانی اور ختم ہونے والے ہیں۔ یہ آگ برساتا ہوا سورج اور اس کی شعائیں یہ چمکتا چاند اور اس کی کرنیں یہ نیلگوں آسمان اور اس کے جگمگاتے تارے سب فنا کے داغ سے داغدار ہیں ان میں سے کسی کو بھی دوام نہیں یہ سب کچھ مٹ جانے والا ہے۔

انسان اشرف المخلوقات کا تاج سر پر سجائے اس عالم رنگ وبو میں وارد ہوا یہ عزت و کرامت کی خلعت زیبا سے مزین ہو کر اس کرہ ارض پر جلوہ گر ہوا یہ اس جہان دنیا میں ایک وقت مقررہ تک رہنے کے لئے آیا ہے پھر اس نے اس عالم سے کوچ کر جانا ہے اگر وہ اس حقیقت کو سمجھ گیا اور اس نے عالم بقا کے لئے کچھ زادِراہ تیار کرلیا اور اپنا ایمان سلامت لے گیا تو وہ واقعی اشرف المخلوقات ٹھہرا اور اگر وہ اس دنیا کی رنگینیوں میں کھو گیا اس کے فریب میں آ کر اپنا ایمان ضائع کر گیا تو پھر وہ تمام مخلوقات سے نیچے چلا گیا اور اس کی اللہ کے ہاں کوئی قدر و منزلت نہ ٹھہری۔

اے فرزندان اسلام! آیئے اس عالم میں اپنا دِل نہ لگائیں یہ فانی ہے اس کی اشیاء فانی یہ ختم ہونے والا اس کی لذات تباہ ہونے والی اس لئے اس تباہی کے گھر کو اپنا گھر نہ سمجھیں بلکہ یہاں سے کوچ کی تیاری کریں اور اپنے اصلی وطن جانے کیلئے سامان باندھ لیں کسی وقت بھی بلاوا آسکتا ہے۔ جب بھی بلاوا آئے اپنا ایمان ساتھ لے جائیں اگر ایمان سلامت گیا تو زہے نصیب! سمجھیے زندگی کی بازی جیت گئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس حقیقت سے آگاہی بخشے اور دار باقی کی جانب روانگی کے لئے مُستعد رہنے کی سعادت ارزانی فرمائے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، كِلَا هُمَا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ يَحْيَى : اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ : سَمِعْتُ

اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ – صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ –:

يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ، فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى وَاحِدٌ، يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَ مَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ .

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۹۶۰/۷۲۹۰)	جلد ۱۱	صفحہ ۲۳۱
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۵۱۴)	جلد ۴	صفحہ ۲۰۴۲
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۷۹)	جلد ۳	صفحہ ۳۲۱
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۷۹)	جلد ۲	صفحہ ۵۵۵
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک - رضی اللہ عنہ - فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - نے ارشاد فرمایا:

تین چیزیں میت کے پیچھے لگتی ہیں اس کے اھل خانہ، اس کا مال اور اس کا عمل۔ پس ان میں سے دو لوٹ آتی ہیں اور ایک میت کے ساتھ رہتی ہے۔ اس کے اھل خانہ اور اس کا مال

سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۹۳۶)	جلد۴	صفحہ۳۵۴
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۹۳۶)	جلد۲	صفحہ۳۹
قال الالبانی:	صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۱۶۷)	جلد۳	صفحہ۱۰۷
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۴۰۰۹)	جلد۳	صفحہ۴۱۸
قال المحقق:	متفق علیہ		
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۰۱۹)	جلد۱۰	صفحہ۳۵۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۷۲۷)	جلد۴	صفحہ۶۸
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۲۳۰)	جلد۳	صفحہ۲۶۰
قال الالبانی:	صحیح		
ریاض الصالحین	رقم الحدیث (۴۶۵)		صفحہ۲۲۳
کنز العمال	رقم الحدیث (۴۲۶۸۷)	جلد۱۶	صفحہ۶۷۵
کنز العمال	رقم الحدیث (۴۲۷۶۱)	جلد۱۶	صفحہ۶۹۰

واپس لوٹ آتے ہیں اور اس کا عمل میت کے ساتھ رہتا ہے۔

-☆-

اس حدیث پاک میں انسان کو ایک بہت بڑی حقیقت سے آشنا کیا گیا ہے۔آج انسان دنیا کی رنگینیوں میں یوں مست ہے کہ آخرت کو بھول چکا ہے وہ اپنے مال و دولت سے محبت کرتا ہے ہر وقت اسے بڑھانے کی فکر میں رہتا ہے جائز و ناجائز کی تمیز اٹھ چکی ہے مال اکٹھا کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کیا جاتا ہے۔صبح و شام اسی فکر میں بسر ہوتے ہیں حالانکہ یہی مال جب انسان پر موت آئے گی اس کا ساتھ چھوڑ جائے گا یہ مال ورثاء کا ہو جائے گا، اس چیز کے لئے اپنی زندگی کی قیمتی بہاریں صرف کرنا جو وفا سے خالی ہے کہاں کی دانشمندی ہے۔

انسان اپنے اھل وعیال اور اپنی اولاد سے محبت کرتا ہے اور بسا اوقات ان کی محبت میں یوں اندھا ہوتا ہے کہ الامان الحفیظ ۔ان کو خوش رکھنے کے لئے دن رات محنت کرتا ہے ان کو آرام پہنچانے کے لئے اپنا راحت و آرام قربان کرتا ہے ان کی خواہشات کی تکمیل کے لئے اکثر حدود شریعہ کو بھی پھلانگ جاتا ہے لیکن اسے خبر نہیں کہ یہ اھل وعیال، یہ اولاد و اطفال وقت آنے پر اس سے بچھڑ جائیں گے اسے قبر تک پہنچا کر واپس آ جائیں گے پھر جیسے جیسے وقت گزرتا جائیگا وہ اسے فراموش کرتے جائیں گے۔ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔اولاد و عیال کے لئے حد سے تجاوز سراسر گھاٹے کا سودا ہے اور باعث پشیمانی ہے۔

اعمال انسان کے رفیق ہیں یہ وفاداری کریں گے انسان کے ساتھ اس کی قبر میں بھی جائیں گے ایسے رفیق اور وفادار کے لئے کچھ کرنا چاہیے زندگی کے ان لمحات میں اعمال صالحہ بجا لانے چاہئیں تاکہ ان کا حسن و جمال انسان کو قبر میں راحت پہنچائے اگر انہی اعمال کا خیال

نہ رکھا گیا بلکہ اعمال بد سے رغبت ہوگئی تو یاد رہے یہ رفیق قبر ہیں اور قبر میں اگر برے اعمال ساتھ گئے تو وہاں چین کیسے ملے گا۔ اس لئے دانا و بینا انسان اس حیاتِ مستعار کے لمحات کو ضائع نہیں کرتا بلکہ تمام لمحات رضائے الٰہی میں بسر کرتا ہے اسے معلوم ہے کہ یہ اعمال اس کی قبر میں اس کے ساتھ داخل ہوں گے اور اعمال صالحہ قبر والے کے راحت و آرام کا ذریعہ بنیں گے۔

محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت نور منور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کس محبت بھرے انداز سے اعمال صالحہ کے بجالانے کی ترغیب دیتے ہیں۔

مخدوم و مکرم شفقت آثار! کام کا وقت نکلا جا رہا ہے اور ہر لمحہ جو گزر جاتا ہے عمر کو کم کر جاتا ہے اور وقت مقررہ کو قریب کرتا ہے۔ آج اگر آگاہ نہ ہوئے تو کل سوائے حسرت و ندامت کے اور کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ اہتمام کرنا چاہیے کہ ان چند دنوں میں روشن شریعت کے مطابق زندگی گزر جائے تاکہ نجات متصور ہو۔ یہ وقت عمل کا وقت ہے۔ عیش و آرام کا وقت آگے ہے جو کہ اس عمل کا پھل ہے کام کے وقت عیش کرنا اپنی کھیتی کو برباد کرنا ہے اور اس کے پھل سے محروم رہنا ہے۔ (مکتوبات امام ربانی مکتوب ۸۹ دفتر دوم)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ – وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّىٰ – قَالَا : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جعفرٍ : حَدَّثَنَا شُعبة'' عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ – رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ – عَنِ النَّبِيِّ – صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وآلہٖ وسلّم – أَنَّهُ قَالَ :

اللّٰهُمَّ ! لا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الآخِرَةِ

فَاغْفِرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَة.

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے اللہ کی بارگاہ میں (یوں) عرض کی

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۴۵۹۲/۱۸۰۵)	جلد۸	صفحہ۵۰۲۱
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۷۹۵)	جلد۳	صفحہ۱۱۶۱
السنن الکبریٰ (للنسائی) / رقم الحدیث (۸۲۵۷)		جلد۷	صفحہ۳۷۶۱
سنن الترمذی عن سہل بن سعد / رقم الحدیث (۳۸۵۶)		جلد۴	صفحہ۵۳۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۸۵۶)	جلد۳	صفحہ۵۶۶
قال الالبانی:	صحیح		
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۱۱۷)	جلد۱۰	صفحہ۳۷۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۷۴۲)	جلد۱	صفحہ۴۰۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۷۴۲)	جلد۲	صفحہ۶۲
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۶۱۱)	جلد۱	صفحہ۲۳۰
قال الالبانی:	صحیح		
ریاض الصالحین	رقم الحدیث (۴۶۴)		صفحہ۲۲۳
قال النووی:	متفق علیہ		

اے اللہ! نہیں ہے زندگی مگر آخرت کی زندگی
پس انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔

-☆-

کچھ مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ شیطان اھل ایمان کو راہِ حق سے پھسلانے میں اپنی سعی صرف کرتا ہے اور اکثر ایسے مواقع سے شیطان فائدہ اٹھا جاتا ہے ان میں سے ایک تنگ دستی کا وقت ہے جب انسان افلاس زدہ ہو غربت نے اس کے گھر ڈیرے جمائے ہوں فاقہ سے اس کے اھل خانہ کی حالت غیر ہو ایسے موقع پر شیطان وسوسہ اندازی کی پوری کوشش کرتا ہے اور اھل ایمان سے ان کا ایمان چھین لینے کی تگ و دو کرتا ہے۔

دوسرا موقع جب مال و دولت کی فراوانی ہے۔عیش و عشرت کا بسیرا ہے کسی قسم کی تکلیف و پریشانی نہ ہو ایسے موقع پر شیطان اپنا کام کر جاتا ہے۔جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان اللہ سے غافل ہو جاتا ہے یہ غفلت کے پردے گہرے ہی ہوتے چلے جاتے ہیں جن کے سبب اس کا شمعِ ایمان گل ہو جاتا ہے اور اس میں نور نام کی کوئی چیز نہیں رہتی۔

معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے یہ الفاظ

اللھم لاعیش الاعیش الآخرۃ

دو موقعوں پر ادا فرمائے

ایک غزوہ خندق کے موقع پر جب پورا کفر یلغار کرنے کے لئے مدینہ طیبہ کا رخ کر رہا ہے اس وقت بظاہر حالات بڑے مخدوش نظر آرہے ہیں۔بچاؤ بڑا مشکل نظر آرہا ہے حالات سنگین سے سنگین تر ہوتے جارہے ہیں اھل اسلام کو ایک جگہ اکٹھا کر کے خندق کھودی جارہی

ہے اس عالم میں صبر اور حوصلے کی تلقین کی جارہی ہے اور اسلام کے ماننے والوں کو یہ باور کرایا جارہا ہے کہ یہ دنیا کی زندگی ناپائیدار ہے آخر ایک دن یہاں سے کوچ کر جانا ہے اس لئے اس زندگی کی اتنی فکر نہیں کرنی چاہے اس عالم آب و گل میں ایک وقت مقررہ تک رہنا ہے پھر چلے جانا ہے اگر مصائب و آلام کے بادل آتے ہیں تو گھبرانا نہیں اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے وہ زندگی حقیقی زندگی ہے اِنَّ دَارَ الْاٰخِـرَةِ لَهِیَ الْحَیَوَان ہمیں ہر کام اُس جہاں کو بہتر بنانے کے لئے کرنا چاہیے یہ حیات مستعار گزر جائے گی اپنی اس زندگی کا ہر لمحہ اخروی زندگی کو سنوارنے کے لئے صرف کرنا چاہیے۔اس لئے زبان رسالتِ ماب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاری تھا:

اللھم لاعیش الاعیش الآخرة

فاغفر الانصارو المهاجر ة .

دوسرا موقع جہاں یہ مبارک کلمات ارشاد فرمائے وہ حجۃ الوداع کا موقع ہے ۔ حجۃ الوادع کے موقع پر مسلمانوں کا جم غفیر موجود ہے ان کے چہرے اجلے اور مصفا ہیں ان کی ظاہری صورت ان کے باطن کی خوشی کا پتہ دے رہی ہے کہاں وہ وقت تھا جب مٹھی بھر مسلمان تھے چھپتے چھپاتے مکہ سے کوچ کررہے تھے آج وہ موقع ہے کہ سوا لاکھ کے قریب مسلمان عرفات کے میدان میں خطبہ مبارک سن رہے ہیں ۔آج اللہ نے انہیں مال و دولت کی فراوانی سے بھی نوازا ہے ظاہری شان وشوکت بھی نصیب ہے مکہ مکرمہ حرم مقدس سلطنت اسلامیہ کا حصہ بن چکا ہے اس عالم میں یہ فرمایا:

اللھم لا عیش الاعیش الآخرة

سننے والوں کو یہ درس دیا جارہا تھا کہ اس ظاہری شان وشوکت سے نہیں اپنے اصلی گھر دارآخرت کو نہ بھول جانا یہ دنیا چندروزہ ہے یہ گزر جائے گی حقیقی وابدی زندگی دارآخرت کی زندگی ہے۔ جہاں ابدالآباد تک رہنا ہے وہ نہ ختم ہونے والا جہاں ہے اس لئے یہاں جو بھی عمل کرو اُس جہان کو سنوارنے کے لئے کرو یہاں نیکی اور پارسائی کو شعار بناؤ ایسی کوئی حرکت نہ کرنا جس سے کفِ افسوس ملنا پڑے شیطان ازلی وابدی دشمن ہے وہ ہر لمحہ مومن کا ایمان چھیننے کے درپے رہتا ہے پس ایسا نہ ہو کہ دولت کی فراوانی یادِ خدا کو فراموش کردے بلکہ اس حیات ناپائیدار کا ہر لمحہ یادِ الٰہی میں بسر ہونا چاہیے تاکہ حقیقی عزت وتکریم سے سرفراز کیا جائے۔

حضور سیدالعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشادگرامی کس قدر فکرانگیز ہے:

مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا اِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رَاكِبٍ قَالَ فِيْ ظِلِّ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا.

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۸۴)	جلد۴	صفحہ۱۶۷
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۷۷)	جلد۲	صفحہ۵۵۴
قال الالبانی:	صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۷۸۵۸)	جلد۸	صفحہ۲۸۰۲
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط البخاری ولم یخرجاہ		
وقال الذہبی:	علی شرط البخاری ومسلم		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۷۸۵۹)	جلد۸	صفحہ۲۸۰۲
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۴۳۸)		جلد۱	صفحہ۷۲۳
قال الالبانی:	حدیث حسن صحیح		

ترجمة الحديث:

میرا اس دنیا سے کیا کام؟ میری مثال اور دنیا کی مثال ایسے ہے جیسے ایک سوار نے کسی درخت کے نیچے دوپہر کو آرام کیا پھر وہ چلا گیا اور اسے چھوڑ گیا۔

یہ اس ذات اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے جو مقصود کائنات ہے باقی کسی کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ آیئے کوشش کریں کہ اس دار فانی میں دل نہ لگے دل ہر وقت دار آخرت کی طرف متوجہ رہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش وسعی کریں۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو

كَانَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ : اِنَّ الدُّنْيَا قَدِارْتَحَلَتْ مُدْبِرَةً وَاِنَّ الْآخِرَةَ قَدِارْتَحَلَتْ مُقْبِلَةً وَلِكُلٍّ مِنْهُمَا بَنُوْنَ،تَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْآخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الدُّنْيَا. فَاِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ" وَلَا حِسَابَ وَغَداً حِسَابٌ" وَلَا عَمَلَ[1]

دنیا پیٹھ پھیرے کوچ کرنے کی تیاری میں ہے اور آخرت متوجہ ہو کر آنے کی تیاری میں ہے ان دونوں جہاں کے چاہنے والے ہیں اے اللہ کے بندو! ابناء الآخرہ، آخرت کے طلبگار بن جاؤ اور دنیا کے طلبگار نہ بنو آج (دنیا میں) عمل ہے حساب نہیں کل (قیامت کو) حساب ہے عمل نہیں۔

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۳۷۰۹) جلد ۳ صفحہ ۵۵۶

قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح

(۱) جامع العلوم والحکم ۲/ ۳۷۸

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عمرٍو – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا –، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ – صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهُ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ :–

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ : مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ ۔

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۶)	جلد ۱	صفحہ ۴۴
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۴)	جلد ۱	صفحہ ۱۱۴
قال المحقق: متفق علیہ			
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۰)	جلد ۱	صفحہ ۲۹
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۶۵/۴۱)	جلد ۱	صفحہ ۶۰۳
سنن الترمذی (مختصراً)	رقم الحدیث (۲۶۲۷)	جلد ۳	صفحہ ۴۴۸
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۲۷)	جلد ۳	صفحہ ۴۶
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۵۴۹)	جلد ۲	صفحہ ۸۹

(۱) الموسوعۃ للفقیہ ۸/۳۹

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

مسلم وہ ہے : کہ مسلمین اس کی زبان اور ہاتھ سے سلامت رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ہجرت کر جائے ان امور سے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔

☆

ایمان جب کسی کے دل میں بسیرا کرتا ہے تو ایمان کی تمام برکات کی جانب اس کا دل مائل ہوتا ہے۔ جب کوئی خوش قسمت اسلام کو زیب گلو کرتا ہے تو پھر اس کی جملہ خصوصیات پر بھی وہ دل و جان سے فریفتہ ہوتا ہے۔ ایک مرد نیک بخت جب کلمہ طیبہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو جاتا ہے تو پھر حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جملہ احکامات کو حرز جاں بنایا کرتا ہے آپ کے

المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۸۴۰)	جلد ۱۷	صفحہ ۱۸۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۸۴۹)	جلد ۱۷	صفحہ ۱۸۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۳۱)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۳
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۳۳)	جلد ۱	صفحہ ۵۲
حلیۃ الاولیاء	رقم الحدیث (۴۲۰۳)	جلد ۳	صفحہ ۲۶
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۴۸۱)	جلد ۲	صفحہ ۳۳۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۴۸۱)	جلد ۲	صفحہ ۹۰
قال الالبانی:	صحیح		

ارشادات پر عمل وہ دلیل سعادت سمجھتا ہے اپنی اعمال خیر میں سے ایک یہ ہے کہ اھل ایمان اپنی زبان اور ہاتھ کو تابع شریعت کریں۔ان سے ایسا کوئی عمل سرزد نہ ہو جس سے شریعت کی مخالفت کی بو آتی ہو اور ان کا صحیح مصرف یہ ہے کہ ان سے افعال خیر و عافیت سے سرزد ہوں وہ امور بجا لائیں جس سے تمام اھل اسلام راضی و خوش ہوں زبان کی مٹھاس انسان کو گرویدہ بنا دیتی ہے۔ سچ کی سعادت اسے اللہ کے ہاں محبوب کر دیتی ہے۔مرد مومن اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے کہ یہ مرکز خیر تو رہتی ہے اس سے شر کا گزر نہیں ہوتا جھوٹ ،غیبت ،چغلی ،گالی گلوچ سے یہ بچی رہتی ہے۔اھل اسلام کے لئے اچھے کلمات استعمال کرتی ہے۔ان کی عزت و آبرو سے نہیں کھیلتی اس طرح مرد مومن کا ہاتھ بھی کسی کو اذیت نہیں دیتا دست درازی نہیں ہوتی کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا کسی کا سامان نہیں اٹھایا جاتا کسی کو کوئی تکلیف نہیں دی جاتی ہے تو ایسا آدمی پوری طرح اللہ کے کرم سے آراستہ ہے اور حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی چاشنی سے بہرہ ور ہے۔تو گویا یہ کامل الاسلام ہے اس کے اس کمال اسلام کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے :

سَلِمَ المسلم من لسانهِ وَیدهِ ۔

عن ابی هریرة - رضی اللّٰه عنه - عن رسول اللّٰه - صلّی اللّٰه علیه وسلم- قال :

لو کان لی مثل ادرذهباً ، لسترنی ان لا لمر علی ثلاث ایال و عندی منه بشئی الا یشئی ارصده لدین [1]

---

(۱) ریاض الصالحین (۴۶۶) متفق علیہ

حضرت ابو ہریرہ۔ رضی اللہ عنہ۔ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتو مجھے اس بات سے خوشی ہوگی کو میری تین راتین اس میں نہ گزریں کہ اس (سونا میں) سے میرے پاس کچھ بھی (میں سب کچھ راہ حق میں تقسیم کردوں) سوائے اتنے حصّے کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لئے سنبھال کر رکھ لوں۔

......☆......

حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم زاھد اعظم ہیں۔ دنیا اور متاع دنیا سے کوئی رغبت نہیں آپ کی نگاہِ پاک کے سامنے کل جہاں عیاں ہیں آپ عالم ملک وملکوت کا مشاہدہ فرماتے ہیں آپ کی نگاہ میں عالم دنیا کے علاوہ بالا بھی ہے دائی وابدی جہاں بھی اس کی اس کی ہمیشہ رہنے والی نعمتیں بھی تو جس ذات اقدس واطہر صلّی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عالم عقبی عیاں ہو اس کی ذات کی نگاہ میں اس عالم ودنیا کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔

احد پہاڑ جتنا ہونا اللہ اکبر! یہ نہ کہیں ہے اور نہ کسی نگاہ نے دیکھا ہے اگر کل دنیا کا سونا اکٹھا کی اجائے شاید پھر بھی اتنا سونا نہ بن سکے اس کے بارے میں ارشاد گرامی ہے کہ تین دن کے اندر اندر راہ حق میں خیرات کردوں کیوں اس .... کہ اپ اس جہاں میں رہنے کے لئے نہیں آئے بلکہ یہ تو ایک گزرگاہ ہے گزرگاہ کے مال سے دل نہیں لگایا جاتا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس ناپائیدار کا مال اگر اللہ کی راہ میں خرچ کردیا جائے تو یہ پائیدار ہوجاتا ہے اس سے فنا کی صفت فنا ہوجاتی ہے۔ اور یہ اللہ الکریم کے کرم سے باقی بن جاتا ہے اس کا اجر وثواب عالم آخرت میں ملے گا اور عالم آخرت کا اجر باقی رہنے والا ہے۔

حضور رحمۃ للعالمین صلّی اللہ علیہ وسلم جو.......... انسانیت میں آپ نے اپنی امت کو

ترغیب دی کہ اے میری امت! دیکھ اگر میرے پاس اس قدر دولت ہوتو میں جتنی جلدی ممکن ہو اللہ کی راہ میں خیرات کردوں تم بھی تو میرا کلمہ پڑھتے ہو میری سنت پر فدا ہو جاؤ میرے طریقے اپنالو ساری کائنات کا خالق و مالک راضی ہو جائے گا۔۔ یہ جہاں عارضی ہے اس کی نعمتیں بھی عارضی ان عارضی اشیاء سے دل نہیں لگاتے بلکہ ایسا طریقہ استعمال کرتے ہیں جس سے یہ عارضی نعمتیں باقی نعمتوں کا روپ دھارلیں اس لئے ان نعمتوں کو راہ مولیٰ میں خرچ کردو یہ بھی باقی اور ابدی ہو جائیں گی۔

الا يشئى ارصده لدين :

یہ ارشاد گرامی قرض کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے ہے۔قرض قرض ہے جب تک ادا نہ کیا جائے چھٹکارا نہیں۔حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے یہ آخری جملہ ارشاد فرما کہ اپنی امت کو درس دیا کہ راہ حق میں جتنا مال بھی خرچ کرو محمود ہے اس پر ابر وثواب ملے گا۔لیکن دیکھنا جس کا قرض دینا ہے اس کا پہلے انتظام کرو قرض کی ادائیگی کی رقم الگ کرلو باقی راہ حق میں خیرات کرو۔ کیونکہ یہ خیرات مستجب کے زمرہ میں آتی ہے۔لیکن قرض کی ادائیگی تم پر فرض ہے اور فرض ادا کرنا سب سے اہم ہوا کرتا ہے۔

عن عبد اللّٰه بن عمرو ، حديثه عن النبی – صلّی اللّٰه عليه وسلم – قال : الدنيا سجن المومن و سنتة و فاذ افارق الدنيا فارق السجن و السنة ۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمرو الواص نے بیان فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) مسند امام احمد (۶۸۵۵) ۶/ ۳۳۸

دنیا مومن کا قید خانہ اور قحط ہے پس جب وہ دنیا سے جدائی اختیار کرے گا تو قید خانہ اور قحط سے جدائی اختیار کرے گا۔

☆

جیل جیل ہوتی ہے اسے آزادی پر ترجیح نہیں دی جاسکتی۔ جیل میں انسان قید ہوتا ہے وہاں اسے آزادی نصیب نہیں اگر چہ جیل میں قید افراد کو کھانے پینے کی وافر اشیاء دے دی جائیں پھر بھی وہ جیل کو پسند نہیں کرتا بلکہ آزادی کے لئے تڑپتا ہے۔

دنیا اھل ایمان کے لئے ایک جیل ہے اس جیل میں اگر چہ کسی مومن کو وافر نعمتیں بھی ملیں پھر بھی مومن کا دل اس جیل خانہ میں نہیں لگتا وہ اس جیل پر آزادی کو ترجیح دیتا ہے۔ وہ قید ہونا پسند نہیں کرتا آزاد فضا میں سانس لینے کے لئے بے قرار رہتا ہے۔

دار آخرت میں اھل ایمان کو اتنا وسیع و اعریض جنت ملے گا کہ آج اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وسارعو .... مغفرۃ من ربکم و جنت عرضھا الموات والارض ۔

اور جلدی کرو اپنے ربّ کی جانب سے مغفرت کی طرف اور جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین جتنی ہے۔

اور اھل ایمان کو مقابلہ میں یہ دنیا قید خانہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ دنیا ہے کتنی ہو پھر اھل ایمان کا اس کے کتنے حصہ پر تصرف ہے دار آخرت کے مقابلہ میں یہ دنیا ایک جیل ایک قید خانہ معلوم ہوتی ہے۔ اور جنت کی نعمتیں ابدی و سرمدی نعمتیں ان کے مقابلہ میں یہ انعام قحط سالی کی سے کیفیت معلوم ہوتے ہیں۔

اھل ایمان ہر لمحہ اس قید سے آزادی چاہتے ہیں اور اس دینا کے لئے اس جیل کے لئے کچھ نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے اھل وطن اپنی آزاد جگہ کے لئے توشہ کرتے ہیں۔انہیں یقین کامل ہے کہ ایک دن اس دینا سے اس قید خانہ سے رہائی ملنے والی ہے اور ایک دن جیل سے آزادی ملے گی۔اس لئے وہ اس جیل خانہ میں دل نہیں لگایہ کرتے اور ہمیشہ تیاری کی حالت میں رہتے ہیں۔

فاذا فارق الدنیا فارق السجن و اسنة :

جب مومن دنیا سے مفارقت اختیار کرے گا تو وہ جیل اور قحط سالی سے چھٹکارا حاصل کرے گا۔ان الفاظ مبارکہ میں غور کیجئے بلکہ فکر وغور کیجئے۔جب دنیا سے مومن جائے گا تو جیل خانہ سے نکل جائے گا اور حقیقت میں ایک مومن کی قبر اتنی کشادہ ہوتی ہے کہ یہ دنیا اس قبر کے مقابلہ میں جیل معلوم ہوتی ہے اور قبر میں ایک مومن کو اتنے انعامات ملیں گے کہ اتنا وافر......دیا جائے گا کو انیا کی نعمتیں اور دنیا کی غذائیں اس مقدار ولذت کے مقابلہ میں قحط سالی کی سی کیفیت معلوم ہونگی۔

اللہ تعالیٰ ہر اھل ایمان کا ایمان محفوظ ماموں فرمائے اور اسے تیاری آخرت کی ارزانی فرمائے۔

عن سهل بن سعد – رضى الله عنه – قال قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم – انا و كا فل اليتيم فى الجنة هكذا واشار بالسبابة والوسطىٰ و فترج بيهما۔

حضرت سہل بن سعد – رضی اللہ عنہ – سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ – صلّی اللہ علیہ وسلم – نے ارشاد فرمایا:

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ایسے ہونگے اور آپ نے اپنی انگشت شھادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا اور ان کے درمیان کشادگی فرمائی۔

......☆......

جیسے جنت مل جائے وہ کامیاب وکامران ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

و من زحزح من النار وادخل الجنة فقد نار ۔

جیسے نار جہنم سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہوگیا۔ حقیقی کامیابی یہی ہے کہ انسان اللہ کے غضب سے بچ کر اس کی رضاوخوشنودی کی جگہ جنت میں پہنچ

ریاض الصالحین (۲۶۲)

صحیح البخاری (۶۰۰۵)

جائے۔ پھر جنت جنت میں فرق ہے وہ بڑا ہی سعید ہے جسے جنت کے بلند مدارج نصیب ہیں لیکن اس کی قسمت کا اندازہ کون لگائے جسے جنت بھی ملے تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا قرب و رفاقت ملے سبحان اللہ! ایسے خوش افراد جنہیں جنت میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا قرب و رفاقت بھی نصیب ہو گی ان میں ایک یتیم کی کفالت کرنے والا ہے۔

وہ بچہ جس کے سر سے اس کے باپ کا سایہ اٹھ جائے وہ یتیم کہلاتا ہے۔ ایسے بچے کے لئے ہماری اس دنیا میں بے شمار مصائب و آلام ہیں اس کا نوعمری میں قرار و سکون چھن جاتا ہے اس کے مستقبل کے بارے میں طرح طرح کے شکوک و شبہات جنم لیتے ہیں۔ کیونکہ یہ دنیا ہے یہاں کسی کو پھلتا پھولتا دیکھنے والے کم ہیں اور کسی کو رنج و الم میں مبتلا دیکھ کر بغلیں بجانے والے زیادہ ہیں۔ اس خود غرضی کے گھر میں جو مومن کسی یتیم کا خیال رکھے اس کی دیکھ بال کرے اسے اپنے بچوں کی طرح عزیز رکھے۔ وہ یہ مت سمجھے کہ اس کا یہ عمل بے کار ہے اور اسے اس عمل پر شاباش دینے والا اور انعام دینے والا کوئی نہیں۔

سن لیجئے حضور۔ صلّی اللہ علیہ وسلم۔ نے ارشاد فرمایا یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں میں محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو گا اور پھر آپ انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کھول کر واضح کر دیا کو دیکھ لو جیسے ان دو انگلیوں کے درمیان کوئی اور نہیں اس طرح یتیم کی کفالت کرنے والا قیامت کے دن جنت میں میرے ساتھ یوں ہو گا کہ میرے اور اس ے درمیان کوئی اور نہیں ہو گا۔

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ – صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم – یَقُوْلُ :ذَاقَ طَعْمَ الْاِ یْمَان مَنْ رَضِیَ لِلّٰهِ رَبّاً وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْناً وَ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً ۔

حضرت عباس بن عبد المطلب – رضی اللہ عنہ – سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور رسول اللہ–صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم– سے سنا۔آپ ارشاد فرما رہے تھے:
ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو راضی ہوا اللہ سے ربّ مان کو اور اسلام سے دین مال کر اور (حضرت) محمد (مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رسول مان کر۔

......☆......

ہمارا اس دنیا میں مشاہد ہے کہ اللہ ہر نعمت کا ذائقہ اور لذت ہے اگر انسان سلیم الطبع ہو تو اس نعمت کے ذائقہ سے لذت گیر ہوتا ہے۔بعض ذائقے عمدہ ہوتے ہیں کہ انسان انہیں عرصہ دراز تک یاد رکھتا ہے۔اگر کوئی آدمی وہ نعمت انسان کے منہ میں ڈال دے تو اسے پرانی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور فوراً بول اٹھتا ہے کہ یہ وہی نعمت ہے۔

---

(۱) صحیح مسلم (۳۴)

اللہ ربّ العزۃ نے ایمان کو ذائقہ دار نعمت بنایا ہے۔ اگر ایک مسلم سلیم الطبع ہو تو وہ ایمان کی لذت سے آشنا ہوا کرتا ہے اسے معلوم ہے کہ ایمان کی لذت ہر لذت سے بالا ہے یہ ایک بے مثال لذیز نعمت ہے اور اھل ایمان اس نعمت کا ذائقہ زندگی کے آخری سانس تک محسوس کرتے ہیں۔

حضور سید للعالمین اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین چیزیں ذکر فرمائیں جس خوش نصیب مسلم میں یہ تین چیزیں ہوں گی اسے ایمان کی لذت محسوس ہو گی اور ان تین فضائل سے آراستہ مومن سلیم الطبع مومن ہے جس کی حسن زوق سلامت ہے۔

(۱) من رضی با للّٰہ رباً :

جو اللہ کو ربّ مان کر راضی ہوا۔

''رضا'' بہت بڑی دولت ہے جسے یہ نصیب ہو جائے اس کے امور بڑے سہل انداز سے انجام پاتے ہیں۔ جس مومنم وموحد کا اللہ تعالیٰ کی ابدیعت پر کامل ایمان ہے اور پھر ایمان رضا کی حدود کو چھورہا ہے تو وہ اللہ کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرے گا۔

رضا کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ رضائے عام

۲۔ رضائے خاص

۱۔ رضائے عام:

یہ ہر مسلم وموحدک ونصیب ہے اس کے بغیر ایمان واسلام مکمل ہی نہیں۔ اس کا مطلب بڑا سادہ ہے کہ

اللہ کو ربّ مان کر راضی ہوا اور غیر اللہ کو رب ماننے کیلئے راضی ہی نہیں وہ دل و جان سے اللہ وحدہ ولاشریک کی ابدیت و ربوبیت کا اقرار کرتا ہے۔

وہ اسلام کو دین مان کر راضی ہے اسلام کے علاوہ کسی کو سچا دین نہیں مانتا اس نے اپنے گلے میں اسلام کی اتباع کا ہارڈالا ہوا ہے وہ کسی اور ملت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

حضور سید للعالمین رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر راضی ہے اور آپ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کاذب یقین رکھتا ہے اس کے نزدیک حضور صلّی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے بعد کسی نئے نبی کی گنجائش نہیں۔

رضائے عام والا مسلم بھی ایمان کی لذت کو سمجھتا ہے لیکن اپنی ذوق کے مطابق۔

۲۔رضائے خاص:

یہ دولت اسے نصیب ہوتی ہے جو کامل الایمان ہوا کرتا ہے۔ وہ اللہ کو رب مان کر کیا راضی ہوا کہ اسے احکام الٰہیہ سرانجام دیکر ہی راحت ملتی ہے۔ جب تک کہ وہ عبادت و بندگی کر نہ لے اسے سکون ہی نہیں ملتا۔ یہ رضائے الٰہی اس کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا ہو جاتا ہے۔ جو امور عام مسلمین سرانجام دیتے ہیں رضائے الٰہی کی دولت سے معمور ہو مرد مومن ان امور کو رضا و رغبت سرانجام دیتا ہے۔

اسلام کو دین مان راضی کیا ہوا کہ اس کے احکامات قلبی لگاؤ ہو گیا۔ دین کی ہر بات اسے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ وہ اسلام کا ایک چلتا ہوتا موقع بن جاتا ہے کو جس کی بھی نظر پڑے وہ اس کے دین پر فریفتگی کا گڑھ ہو جاتا ہے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر کی اراضی ہوا کہ آپ کی محبت و چاہت میں ہر چیز

سے تجاوز کر گیا۔ وہ سوتا ہے تو حضور کی اتباع میں سوتا ہے وہ جاگتا ہو کو خیر الوری صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں جاگتا ہے اس کا کھنا اس کا پینا اس کا چلنا اس کا پھرنا سب کچھ الامت رسول صلّی اللہ علیہ وسلم میں ڈوب کر ہوتا ہے پھر وہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم سے یوں محبت کرتا ہے کہ جب بھی آپ کا ذکر خیر آجائے اس کی بلائیں بھیگ جاتی ہیں اس کی زبان ہر لمحہ درود پاک سے تروتازہ رہتی ہے۔اس کے دل میں ہر لمحہ محبت رسول کے موتے پھوٹتے رہتے ہیں۔

ایسا خوش ذوق ایمان کی حقیقی لذت پالیتا ہے اسے ہر چیز سے پان ایمان زیادہ عزیز ہوا کرتا ہے وہ ایمان کی مٹھاس میں یوں مست ہوتا ہے کہ اس کے رنگ رنگ سے ایمان کی مہک محسوس کیجا سکتی ہے ایسے خوش نصیب مسلم ومومن کی قبائے ایمان کو کون تار تار نہیں کر سکتا اور نہ ہی ایسے مسلم ومومن کے ایمان کو خریدا جا سکتا ہے حقیقت میں ہیں وہ الوالعزم افراد میں جن کے بارے میں کہا گیا ہے۔

ذوق للعم الا یمان ۔

النفقة علی العیال

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة وزهیرین حرب وابو کریب ، واللفظ لابی کریب . قالوا حدثنا وکیع عن سفیان ، عن مزاحم بن زفر ، عن مجاهد عن ابی هریرة – رضی اللّٰه عنه – قال : قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم: انفقته فی سبیل اللّٰه ، ودینار انفقته فی رقبة ، و دینار تصدقت به علی مسکین و دینار انفقته علٰی اهلک ، اعظمها اجرا الذی انفقته علی اهلک ۔

ترجمة الحدیث :

حضرت ابو ہریرۃ – رضی اللہ عنہ – سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ – صلّی اللہ علیہ وسلم – نے ارشاد فرمایا:

صحیح مسلم رقم الحدیث (۹۹۵/۲۲۷۴) جلد۴/صفحہ۲۷۶۷

السنن الکبریٰ (للنسائی) رقم الحدیث (۹۱۳۹) جلد۸ صفحہ۲۷۰

الادب المفرد رقم الحدیث (۷۵۱) صفحہ۲۶۳

صحیح الادب المفرد رقم الحدیث (۷۵۱/۵۷۸) صفحہ۲۸۱

قال الالبانی: صحیح

مشکاۃ المصابیح رقم الحدیث (۱۹۳۱) جلد۱ صفحہ۵۳۲

المسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۰۰۷۵) جلد۹ صفحہ۳۹۶

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

ایک دینار وہ ہے جسے تم فی سبیل اللہ خرچ کرو ایک دینار وہ ہے جسے تم کسی غلام کے آزاد کرنے میں خرچ کرو: ایک دینار وہ ہے جو تم کسی مسکین پر صدقہ کرو اور ایک دینار وہ ہے جسے تم اھل وعیال پر خرچ کرو۔ اس میں سے سب سے زیادہ اجر وثواب والا وہ دینار ہے جسے تم اپنے اھل وعیال پر خرچ کرو۔

کنز العمال رقم الحدیث (۴۴۴۴۴) جلد ۱۶ صفحہ ۲۷۷
الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۲۹۱۴) جلد ۲ صفحہ ۶۸۴
قال المنذری: صحیح
صحیح الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۱۹۵۱) جلد ۲ صفحہ ۴۲۱
قال الالبانی: صحیح

حدثنا حجاج بن منهال قال : حدثنا شعبة قال : اخبرنی عدی بن ثابت قال :سمعت عبد اللّٰہ بن یزید :

عن ابی سعود – رضی اللّٰہ عنہ – عن النبی – صلّی اللّٰہ علیہ وسلم – قال : اذا انفق الرجل علی اهله یحتسبها فهو له صدقة .

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۵)	جلد۱	صفحہ۴۲
جمع الجوامع رقم الحدیث (۱۱۱۵)		جلد۱	صفحہ۱۶۷
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۵۴۱)	جلد۵	صفحہ۷۰
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۵۴۴)	جلد۲	صفحہ۲۰۹
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ رقم الحدیث (۷۲۹)		جلد۲	صفحہ۳۵۹
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۶۱۵)	جلد۱۷	صفحہ۱۹۶
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۵۲۲)	جلد۱۷	صفحہ۱۹۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۲۳۹)	جلد۱۰	صفحہ۵۰

قال شعیب الارنؤوط: اسنادہ صحیح

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابو سعود- رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور اکرم- صلّی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: جب آدمی اپنے اھلِ خانہ پر خرچ کرے اجر وثواب کی نیت سے تو یہ اس کے لئے صدقہ ہے۔

السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۷۷۵۶) جلد۴		صفحہ۲۹۸
قال البیھقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۸۵/۱۰۰۲)	جلد۴ /	صفحہ۲۷۷
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۶۵)	جلد۳	صفحہ۹۴
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۶۵)	جلد۲	صفحہ۳۶۵
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۹۸۲)	جلد۲	صفحہ۶۷۶
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۲۴۷) جلد۱۶		صفحہ۲۸۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۰۱۹)	جلد۱۸	صفحہ۲۶۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۷۴۹)		صفحہ۲۶۳
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۷۴۹/۵۷۶)		صفحہ۲۸۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۹۹۶)	جلد۷	صفحہ۳۳۴

فہرست